

۳۰ ۹۹۴

# طاسم ہوش ربا

جلد ہفتم

خدا بخش اور نیل پبلک لائبریری پٹنہ







जति  
12/5/91

तिलस्म होश रुबा खण्ड - ७

लेखक - सैयद मुहम्मद हुसैन

प्रकाशक - सुधा बक्स ओरेन्टल पब्लिक लाइब्रेरी

पटना

कीमत - १००/-







# طلسم ہوشربا

جلد ہفتم

جلد پنجم اور کل پینچ لاکھ لائبریری پینٹ



تقسیم کار :

مکتبہ جامعہ ملیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

صدر دفتر :

مکتبہ جامعہ ملیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

شاخیں :

مکتبہ جامعہ ملیٹڈ، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی 110006

مکتبہ جامعہ ملیٹڈ، پرس بدنگ، بمبئی 110003

مکتبہ جامعہ ملیٹڈ، یونیورسٹی مارکٹ، علیگڑھ 202001

اشاعت : ۱۹۸۸ء

قیمت : ستورپے



## پیشگفتار

داستان امیر حمزہ صاحبقران  
جس کے آٹھ دفتر ہیں۔ دفتر پنجم  
طلسم ہوشربا  
جو کل داستان امیر حمزہ کی جان ہے  
اور جس کی سات جلدیں ہیں  
اس کی ازل چار جلدوں کا ترجمہ منشی محمد حسین جیہ مرحوم نے  
اور آخری تین جلدوں کا ترجمہ منشی احمد حسین قمر نے فرمایا  
\_\_\_\_\_ طلسم ہوشربا (الطبع سوم)، ۱/۵، افتخار الطبع اربعہ جلدیں ۳۳۲

آٹھ دفتروں کی چھالیس جلدوں پر مشتمل تقریباً پچاس ہزار صفحات پر پھیلی داستان امیر حمزہ کا یہ پانچواں دفتر 'طلسم ہوشربا' جو  
قریب دس ہزار صفحات پر پھیلا ہوا اردو زبان کا طویل ترین نثری شاہکار ہے جسے اردو کی اپنی پیر اور خالص تصنیف ہونے کے باوجود  
اس کے لکھنے والے (کبھی کبھی بہک جانے کی بات ادب ہے!) خاکساری اور انکساری سے ترجمہ ہی کہتے رہے!! اور جو ۱۹ ویں صدی  
میں اس طویل داستان کی سلسلہ کی شائع ہو کر منظر عام پر آنے والی پہلی کتاب ہے، پیش خدمت ہے۔

طلسم ہوشربا جس کا مخفی نام ہی نہیں بلکہ ایک علمی دنیا میں لے جاتاہے، اس مخفی میں اردو نثر کا شاہکار ہے کہ اردو  
میں اتنے وسیع اور متنوع پیمانہ پر نثر کا استعمال کسی دوسری جگہ نہیں ملتا۔ اور نہ اتنے بڑے پیمانے پر رزم (= حمزہ وغیرہ)  
بزم (= عاشقی وغیرہ) اور عیاریاں (= عمرو وغیرہ) کہیں اور مل سکیں گی۔

آٹھ دفتر داستان امیر حمزہ کے اس پانچویں دفتر یعنی 'طلسم ہوشربا' کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ داستان کے تقریباً سات دفتروں  
کا تو بخوبی بہت 'فارسی بنیادیں مل جاتی ہیں۔ لیکن دفتر پنجم یعنی 'طلسم ہوشربا' خالص ہندوستانی تخلیق ٹھہرتی ہے اور اس لحاظ  
سے ہندوستان کو اردو زبان کا ایک نادر تحفہ جس کا پہلا ڈھانچہ سن ستاون سے قبل رام پوری میں رحیم اللہ نے کھڑا کیا اور جسے ان کے  
بعد اگلی پیر مٹی کے انبا پر شاہ (شاگرد میر احمد علی) نے لاس سماعی روایت کو اور مضبوط کیا اور پھر ان کے بیٹے غلام رضی نے 'سمع' کو  
'بصر' میں ڈھال کے سنی جانے والی داستان کو پڑھی جانے والی کتاب میں ڈھال دیا جو چودہ جلدوں میں 'غیر مطبوعہ' رضا لائبریری  
رام پور میں موجود ہے۔

طلسم ہوشربا اصلاً سات بلکہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے (کہ جلد ۵ کے ۲ حصے ہیں) اور ۲ جلدیں مزید بقیہ 'طلسم ہوشربا'



کی آئیں، اس طرح اس کی کل دس جلدیں ہوتی ہیں۔ گویا پوری ۲۶ جلدی داستان حمزہ کے دس نئی ایک چوتھائی سے کچھ بھی کم حصے پر ہوشیار  
 حاوی ہے۔ یہ دو داستان گوین کا کارنامہ ہے: محمد حسین جاہ نے اولیں چار جلدیں لکھیں احمد حسین قرنی بقیہ ساری جلدیں تمام کیں۔  
 یہ داستانیں لکھی بد میں گئیں، سنائی پہلے اس لیے لکھتے ہیں آنے سے قبل ہی مشہور ہو جائیں، اور کچھ جائے بعد بھی سنا جانے میں  
 زیادہ فرق نہیں آیا۔ داستان امیر حمزہ، اور اس داستان سلسلے کی اہم ترین کڑی طلسم ہوشیار کو، اردو میں جتنا پڑھا گیا، اور جتنا سنا گیا، اردو کی  
 کوئی ادیب محفل تخلیق، اس اعتبار سے، اس کے نصف فائدہ کو بھی نہیں پہنچتی۔ عوام الناس سے لیکر نوابوں اور بادشاہوں تک، غریب سے امیر  
 تک، شعرا و ادیبانک (مرزا غالب بھی!) سب اس کی زلف کے اسیر تھے! پہلی جنگ اور پھر دوسری جنگ عظیم تک یہ محیط اس کی روایت  
 کسی نہ کسی طور جاری رہی اگرچہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے درمیانی عرصے میں گھٹیا درجہ پرندیم مہمانی کی فیروز پوری، ادنیٰ درجہ پر  
 ظفر عمر (پہلا کی گرفتاری، نیلی جھتری وغیرہ) اور خالص ترجمہ کے درجہ پر تر تھرام فیروز پوری خاموشی سے طلسم کی جگہ لیتے چلے گئے!  
 فرصت اور مہلت کے اوقات سکر لے رہے تھے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سننے سننے سے زیادہ اب پڑھنے کا دور حاوی آچکا تھا۔  
 تاہم وہ کثرت زاریاں اور سحر طرازیان، وہ خیال کی آنا دلائل، وہ نیکی اور بدی سے ملی حلی زندگی کا تنوع اور اس میں ہر کی حیرت ناک  
 غیر معمولی بہا درمی اور ذہانت اور ان کے بل پر اعلیٰ ترین کامرانی۔ اس سب کو دیکھنے کی خواہش تھی، وہ داستان امیر حمزہ نہ سہی  
 تیرتھ لام فیروز پوری کے اسرار دریا لندن اور گردش آفاق کا ترجمہ سلسلہ ہی! بہرام کے کارنامے ہی سہی! دقت سکر لے رہا تھا اس کے ساتھ حجم  
 بھی سکر لے رہا۔ یہاں تک کہ آنا دی کے کندہ میل میکان، 'جاسوسی دنیا' اور 'طلسمی دنیا' جیسی جوے کم آب میں محسوس آیا۔ 'طلسمی دنیا'  
 مقبول ہو سکا کہ وقت جو بدل چکا تھا اس کا اندازہ اس کے سچا لکوں کو ہو سکا۔ 'جاسوسی دنیا' البتہ اتنا ہی مقبول رہا جیسا  
 اپنے زمانے میں طلسم ہوشیار تھا، اور یہ مقبولیت اس درجہ پر رہی کہ ابن صفی کے انتقال کو کئی سال گزر گئے لیکن پھر بھی 'جاسوسی دنیا'  
 ابھی ایک دو سال قبل تک اسی پابندی کے ساتھ ماہنامہ کی شکل میں پرانے شماروں کو کھپاتا اور دھوم دھما سے فروخت ہوتا رہا ہے۔  
 اور سرحد پاؤں مقبول ڈائجسٹ 'جاسوسی دنیا' کی پوری پوری کہانیاں اپنے یہاں تمام دکان یا قسط دار دیتے رہتے ہیں۔ کسی نہ کسی طور  
 تھیرائی اور اس میں انسانی دلچسپی اسی طرح نئے نئے نقش بناتی رہی ہے!

ہندیرانی کچھ بھی باقیات۔ بیسویں صدی کے اوائل تک جتنی اور جن حد تک محفوظ رہ گئی تھیں، ہوشیار میں اس کچھ کے  
 تقریباً ہر پہلو کی تعبیر کیا مل جاتی ہیں۔ یہ کچھ جو ہندو آریائی تہذیب کے دو دھاروں ملن تھا۔ عیسائی سے گیارہ بارہ سو سال  
 پہلے کا دھارا اور عیسائی سے گیارہ بارہ سو سال بعد کا دھارا: جس میں دونوں نے اپنی اپنی حسین ترین رطوبت کو ہم آمیز کر کے دنیا کے ایک  
 تشکیل ترین تہذیبی آمیزہ کو جنم دیا ہوشیار میں عالمی تاریخ و تہذیب کی اس خوبصورت یادگار کو بڑی تفصیل سے دیکھا جاسکتا ہے۔  
 اس قدر کی تہذیب، سماج، اور ذہان ان تینوں کے مطالعہ کے لیے ہوشیار ایک قیمتی خزانہ ہے۔





طہم ہوشیار کا رشتہ اردو داستان کے رشتہ سے فارسی داستان امیر حمزہ صاحب قرآن (قطرہ امیر حمزہ = حمزہ نامہ = رموز حمزہ = اسماء الحمزہ) سے جوڑا جاتا ہے جو روایت تو فیضی کی طرف منسوب کی جاتی رہی ہے لیکن جو واقعہ فیضی سے قبل ہایوں ۱۰۹۳ھ کے عہد میں بھی موجود تھی اور اس دھوم دھام سے موجود تھی کہ ہایوں نے اس عہد کے بہترین ایرانی فنکاروں کو اسے مصور کرنے پر مقرر کیا، اور پھر کبیر کے عہد میں یہ کام انجام کو پہنچا (اس مصور حمزہ نامہ کے منتشر اوراق چند سال قبل آسٹریا سے طبع ہو چکے ہیں۔ یہ اشاعت صرف تھوڑے پتے پر مشتمل ہے اور متن سے جاری ہے،) مصوری پر جو مواد سامنے آیا ہے اس میں آسانی سے یہ تذکرہ مل جاتا ہے۔ اگر کے عہد میں منظر مصوری اپنے عروج کو پہنچی ہوئی تھی ہندوستانی اور ایرانی مصور کی کثرت مصوری نے جوشاہ کا تخلیق کر کے تھے ان میں حمزہ نامہ بھی شامل ہے۔ اور ان میں خدا بخش لائبریری کا تاریخ خانہ کی تصویر یہ کام مصور نسخہ بھی شامل ہے جو مصوری کا دنیا کا تاج محل کہلاتا ہے۔ فیضی قادیان کے زمانے کے حمزہ نامہ کو اگر کے عہد میں بس مصور کیا گیا! اور یہ جو فیضی کا نام بار بار اس کے مصنف کی حیثیت سے آتا رہا ہے تو عین ممکن ہے کہ جس طرح تاریخ خانہ کی تصویر یہ میں قدیم تاریخوں سے مدد سیکر تاریخ میں بھی شامل رکھا گیا اسی طرح حمزہ نامہ کو دوبارہ کھنگالنا ہوا اور لکھنے میں فیضی شامل رہے ہوں بلکہ اسی اہمیت جس داستان کو عہد ہایوں میں حاصل ہو جائے، تو وہ جو ایک دوسری روایت کے مطابق اسے عہد تین کی چیز کہا گیا ہے، اور ایک تیسری روایت کے مطابق عہد غزنوی کی چیز۔ تو کوئی عجب نہیں کہ یہ سچ سچ اتنی ہی قدیم رہی ہو۔ فی الحال تو بس اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ خدا بخش لائبریری میں ایک داستان فارسی میں زبیدۃ السموذ کے نام سے موجود ہے جس کے مولف حاجی تھوڑا خواں ہمدانی نے ۱۰۱۲ھ میں ۱۶۱۳ء میں حیدر آباد پہنچ کر اسے عبداللہ قطب شاہ کے لیے لکھا۔ لکھے وقت ہمدانی کے پاس داستان حمزہ کے کئی نسخے تھے جن میں ابوالوعلی نیشاپوری، جلال غنی، اور سلطان حسین ہشتابی کے فارسی ورژن قابل ذکر ہیں۔ یعنی داستان کے متعدد نسخے ۱۶۱۳ء سے قبل بھی موجود تھے۔

داستان امیر حمزہ فارسی میں جو بھی تھی ہے ایک جلد میں یا چھوٹی چھوٹی دو جلدوں میں دستیاب ہے۔ اردو میں بھی یہ داستان فورٹ ولیم کالج کے توسط سے، خلیل علی خاں آنک کے قلم سے (۱۸۰۱ء)، ایک ہی حصہ میں آگئی۔ نصف صدی بعد ان علی خاں غالب لکھنؤ نے (۱۸۵۵ء میں) اپنا ورژن اردو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس آخر الذکر کو یاد دہانوں و ورژنوں کو سامنے رکھ کر مطبع نو لکھنؤ نے عبداللہ بلگرامی کے قلم سے تیسرا ورژن (۱۸۷۱ء) پیش کیا جو مولوی ترسیوں کے ساتھ پہلے سید تصدق حسین

۱۔ رموز حمزہ بہتران سے بھی شائع ہوئی اور نو لکھنؤ سے بھی۔ حال ہی میں بہتران سے 'نغمہ حمزہ یا حمزہ نامہ' بھی امرتسر جعفر شہار، مولیٰ نعمت کی دو جلدوں میں شائع ہوا ہے، جو ایک قول کے مطابق بہتران سے ۱۲۷۴ھ میں سات جلدوں میں چھپا اور خدا بخش لکھاگ (۱۸۱/۸) خدا بخش لکھاگ کو غلام بھی ہوئی۔ سات جلدیں تیس سات حصے تھے جو دو جلدوں میں سما گئے ہیں۔



رضوی ایڈیشن (۱۸۸۷ء) کی شکل میں، اور پھر آخری بار عبدالباری آسی (م ۱۹۴۵ء)، ایڈیشن کی صورت میں سامنے آیا۔

پنج تتر/کلیں و دمنہ/انوار سہیلی اور الف سہیلی کے نمونے سامنے تھے ہی؛ کہانی میں کہانی سننے کے لیے داستان طرازی کا مزاج کافی تھا۔ محلوں کے تھکے ہائے مکینوں کو اپنی آنکھیں تھکانے اور اپنا ذہن خرچنے کی کیا ضرورت، جب وہ کسی دوسرے کی زبان اور ذہن کچھ دیر کے لیے خرید کے ایک داستان سن کے خواب خرگوش میں چلے جاتے تھے۔ محلوں سے ہوتی یہ داستانیں شدہ شدہ گلیوں اور گھروں تک پہنچتی گئیں اور داستان گو اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں طبقوں کے مذاق کا خیال رکھتا ہوا کی بھینڈنے لگتا تھا گلیاں تاہم یہ کہنے اور سننے کی حد تک محدود داستان سننے سناتے میں ایک عہد یا ایک شہر نام کی محدود درستی؛ بطبع والوں نے اندازہ لگایا کہ انھیں چھاپ دیا جائے تو اس میں دلچسپی لینے والوں کا جو وسیع تر متوقع حلقہ موجود ہے اُسے اس کی من چاہی چیز ملے گی تو وہ اس کا بہتر بدل دے گا جس پر دنیا چل رہی ہے نئی مالی منفعت!۔ چنانچہ داستان گوؤں کو داستان نویسوں میں تبدیل کر دیا گیا اور داستان امیر حمزہ کی مختصر سی ایک جلد ۴۶ ضخیم جلدوں میں ڈھلتی چلی گئی۔ داستان گو (جواب داستان نویس تھے)، اُسے ترجمہ بھی کہتے ہیں (کرشتہ ماضی سے رکھنا اس ہمد کا شیوہ تھا)، تصنیف بھی (کر داقتہ تو یہ تصنیف ہی تھی!)۔



طلمس ہوشربا تصنیف ہے ترجمہ ضمیمہ طلمس ہوشربا، داستان امیر حمزہ کا ایک حصہ بنایا جاتا ہے۔ اور خود داستان — ایک قدیم تر فارسی قصہ داستان امیر حمزہ سے ماخوذ بتائی جاتی رہی جبکہ — کوئی ایسی قدیم فارسی داستان امیر حمزہ دستیاب نہیں ہو جو یہ ضخیم داستان امیر حمزہ اردو میں کاترجمہ قرار دی جا سکے — اور کوئی فارسی یا اردو داستان امیر حمزہ ایسی موجود نہیں کہ طلمس ہوشربا جس کاترجمہ کہی جا سکے بجز اس کے کہ داستان امیر حمزہ اردو اس نام کی قدیم فارسی داستان کا چرہ ہے با اسے اپنا سرچشمہ بنایا ہے — اور طلمس ہوشربا قدیم داستان یا اردو داستان سے مستفاد ہے تو محض اس حد تک کہ انوں میں خاصا اشتراک ہے اور کارناموں میں بھی جا بجا اشتراک ہے۔

دراصل اردو والوں نے عظیم تراویات فارسی سے ناتا جوڑنے کی کوشش میں یہ کہنے میں غر محسوس کیا کہ وہ طلمس خود تصنیف نہیں کر رہے، بلکہ داستان کے ایک اسی نام کے حصے کاترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ تاہم چونکہ یہ امر خلاف واقع تھا اس لیے ایک ہی سانس میں اسے ترجمہ کے ساتھ تصنیف بھی قرار دیتے ہیں۔ اس میں ان طلمس کاروں کے ساتھ مطبع کے کارپردازوں اور مالکوں کو بھی برابر کا کچھ زیادہ ہی دخل رہا جنھوں نے اسے بھی اپنی بزنس یا تجارتی گمراہ حصہ جانا کہ فارسی والوں سے رشتہ ظاہر کیا جاتا رہے مگر انیسویں صدی کے اواخر تک ہمارے اردو میں وہ غفلت نہیں تھی جو فارسی کے نام سے وابستگی میں پیدا ہو جاتی تھی۔ در نہ یہ سب کیا تھا کہ تسلسل



## پایع

کے ساتھ، بلکہ فقہی اصطلاح میں تو اتر کے ساتھ یہ روایت لکھو اور دہلی دونوں میں عام ہے کہ بڑے داستان گو کہتے نہیں تھے سنا تے تھے۔ لکھنے والے 'کاتب' اسے سن کے لکھتے جلتے تھے۔ اور پھر، جب یہی کچھ چھپ کر آتا تھا تو مصنف پوری خاکسار سے اور طابع پوری تاجرانہ دانشوری کے ساتھ اس کا رزلے کو تصنیف کے ساتھ ساتھ 'ترجمہ' بھی لکھ دیتا تھا۔

تصنیف کو ترجمہ کہہ کر پچھلوں سے رشتہ جوڑنے کی کوشش دراصل اس وقت کی ایک اہم قدر کا شریفا نامہ تھا تھی کہ کسی سے کچھ لو تو احسان کا تقاضا ہے اس سے زیادہ بتاؤ جتنا اس کا حق ہے۔ اگر پچھلوں نے کوئی طلسم ہوشربا لکھی تھی تو وہ انگوں کے لیے انیسویں صدی کے لیے تھی۔ اس کے کردار لیے، اس کے عیار لیے، اور کچھ باتیں آئے میں نمک کے طور سے لیں۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ اصل ۲۵ صفحے کی داستان ترجمہ میں نو دس ہزار صفحوں پر پھیل گئی۔ اگر خیال اصلاً پیشزدکا ہے تو اس پر چاہے ایک پوری عمارت کی تعمیر ہو جائے، عمارت کا نام اس خیال آفتاب کے نام پر ہی رہے: ایسی قدیں، اب اس عہد میں، جب پیشزدوں کے پورے پورے انکار پس رو اپنے ناموں میں ٹانگ پڑتے ہیں، سمجھ میں آجھی تو نہیں سکتیں!

جنی پیشزد داستان نویسوں کے نام طلسم ہوشربا کے 'مترجم مصنفوں' نے لکھے ہیں وہ پرانے زمانے کے فیضی اور نئے عہد کے انیسویں صدی کے غلام رضا اور میر احمد علی ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ میر احمد علی اور انیسویں صدی کی روایت سے انیسویں صدی کے غلام رضا کی تصنیف کردہ طلسم ہوشربا پڑچودہ جلدوں میں طلسم باطن ہوشربا اور طلسم ہوشربا سے باطن کے نام سے رام پور میں مخطوطہ کی صورت میں محفوظ ہے۔ یعنی اردو میں یہ داستان ایسی ہی فصاحت کے ساتھ قبلاً وجود میں آچکی تھی۔ لیکن جس طرح ان لوگوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا سرچشمہ بنایا تھا، مخطوطہ طلسم ہوشربا کے مصنفوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا مأخذ قرار دیا، یہ اور بات ہے کہ دونوں کا سرچشمہ یا مأخذ محض ایک خیالی وجود ہے یا تالیف کا ایک فرضی نقطہ جو زیادہ سے زیادہ پھیل سکا تو نیشنل لائبریری کے بومالیکیشن کے 'قصر فیلسوف تک' جسے فہرست نگار (عبدالمتندر) نے ہوشربا والا نقشہ ٹھہرایا، جو صحیح بات نہیں! داستان ایر حمزہ، رموز حمزہ، قصہ امیر حمزہ، اسمار الحمزہ، حمزہ نامہ، زبدۃ الرموز کہیں بھی طلسم ہوشربا کا نشان نہیں ملتا۔ دراصل یہ فارسی میں تھی ہی نہیں۔ اسے تو میر احمد علی اور میر قاسم علی اور ان کے شاگردوں نے اردو میں لکھا۔ یہ اس کا پہلا نقشہ تھا اور رام پور میں یہ داستانیں ۱۸۴۰ء-۱۸۶۵ء کے درمیان لکھی گئیں جو لوگ شعور سے قبل کی بات ہے۔ خود احمد حسین قمر نے اس کا اعتراف کیا ہے (ہوشربا ۲: ۵/۶۲۷) کہ مصنف اول احمد علی ہیں۔



وہ شعور وہی حکایت آپ تک بھی پہنچی ہوگی جس میں ہم جو جب ساری نثریں سر کر کے اس چٹان تک پہنچ جاتے ہیں جہاں



ج

اب وہ سہولت اپنا نام لکھ کر لے لے گا۔ دوام کی ضمانت حاصل کر سکتا ہے تو اُسے وہاں یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ ناموں کے لیے مخصوص ساری جگہ بھر چکی ہے، اب مزید گنجائش نہیں۔ لکھنا چاہو تو ٹینک لکھ سکتے ہو لیکن بس آخری نام کھرچ کے! اس ہدایت نامہ میں یہ بات مخدوف تھی کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہے کہ اگر تمہارے لیے نیا والا بالکل اسی طرح تمہارا نام کھرچ کے اپنا نام لکھتا جائے گا اور اس کے بعد اس کا نام کوئی اور کھرچے گا اور اس کے بعد ... -

ہماری اقدار ایک ایک کر کے ریزہ ریزہ بکھر رہی ہیں۔ ایک اعلیٰ قدر رکھی یہ بھی رہی تھی کہ گزرے ہوؤں کے نیک نام کو ضائع نہ کرو، نام نیک رفتگان ضائع نہیں! شکر کے دوسرے حصہ میں ایک لالچ بھی دیا گیا ہے (کاش نہ دیا گیا ہوتا!) کہ جانے والوں کا نام قائم رکھو گے تو اُنے دے تمہارا نام بھی بچا لیں گے! تاہم نام نیک برقرار رکھنا تو ام متحدہ کے سربراہ اور عظیم صوفی ہیمیشیلڈ کی وہ دلدرو پیچھے آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے کہ آخر نام میں کیا رکھا ہے! آخر ہم سب کی یہ کوشش کیا ہے؟ کہ جب ہم دنیا سے گزر جائیں تو زندوں کے خیالات بار بار ہمارے نام کے گرد گھومتے رہیں! ہمارا نام ایسے نام ابدیت سے تو ہم بچ بھی نہیں سکتے۔ ہماری زندگی اور ہمارے اعمال کے نتائج کچھ بچے تو نہیں جاسکتے! نہ انہیں امتیاز یا نشانات ملنے سے روکا جاسکتا ہے!! وہ عزت کا باعث ہوں یا شرمندگی کا!!!

کسی گزرے ہوئے کا نام ضائع مت کرو، کوئی پیچھا نہ نام کھرچو مت، مت کھرچو، کہ تمہارا نام وہاں آجیلے! بالآخر تو تم بھی کھرچ دیے جاؤ گے!!

کتنے ہی معاملوں میں ہمارے پیشرو ہم سے بہت بڑے تھے، زیادہ خوش نصیب تھے، (مثلاً یہی کہ ان کے پاس وقت بہت تھا) طلسم پوش ہر با کا خصوصاً اور داستان امیر خرمابہرستان خیال وغیرہ کا عموماً جیسا افسیسی مطالعہ ان لوگوں نے کیا اور اپنے مطالعہ کے جو نتائج قلمبند کیے وہ آج بھی اہمیت رکھتے ہیں۔

ان داستانوں کا دور بظاہر گزر چکا۔ ہمارے ہمعصروں میں بس شاید دس پندرہ لکھنے والوں نے یہ داستانیں لف سے یہ تک پڑھی ہوں! اتنا ہی بہت ہے ہمارے لیے کہ کسی نے بھی، ادب دوستی میں، اتنی فرصت تو نہ کالی! اور، شکر گزار ہونا چاہیے ہیں ان محسنوں کا، جنھوں نے ہم پر روشنی کی کہ چالیس پچاس ہزار صفحات پر پھیلے ہوئے ان 'خاکساران جہاں' فنکاروں کو حقارت سے نہ دیکھیں، کون جانے کب اس گرد میں سے کسی سوار کی شہسوار کا چہرہ چمک اٹھے!

قبلاً، کوئی کسی موضوع پر اچھا کام کر چکا ہو تو اس سے بہتر خراج تحسین اور کوئی ہے بھی نہیں جس کی طرح ہم نے ڈالی ہے؛ اس طرز پر کہ پیشرو نے فن داستان کوئی پر داستان امیر خرمابہرستان اور خصوصاً طلسم پوش ہر با پر جو کچھ لکھا ہے اس کا متعلقہ حصہ طلسم پوش ہر با کا اس خدا بخش ایڈیشن کے ساتھ اقتباساً لکھا کر دیا جائے: پہلے تنقیدی اور تحسینی تحریریں ہوں جس سے



## سات

قاری موضوع سے قریب ہوتا جلا جائے؛ درمیان میں 'برزخی' تحریریں ہوں، جن میں تحسین کے ساتھ تحقیق بھی جڑی ہوئی ہے اور آخر میں خالص تحقیقی تحریریں!

سو، یہ تحسینی، تنقیدی اور تحقیقی تحریریں مصنفوں کیلئے سرگزاری کے ساتھ مقدمہ طلسم ہوشربا کے طور سے پیش کی جا رہی ہیں۔



تہذیب سماج اور زبان — تینوں کے مطالعہ کے لیے طلسم ہوشربا ایک اہم ماخذ ہے۔ تہذیب اور سماج کو کچھ آپ خود تلاش کر لیں، کچھ ہم مدد کرتے ہیں!

زبان ایک سماجی عمل بھی ہے، تہذیبی وسیلہ اظہار بھی۔ اس کے پیش نظر لفظیات کی شکل میں بازیافت کی ایک کوشش کی گئی ہے۔ یہ فرہنگ نہیں؛ یہ فرہنگ کا بدل بھی نہیں ہے۔ یہ صرف جلتے ہوئے زلے کو لفظوں کے واسطے سے اسیر کرنے کی ایک آرزو ہے جسے صفحہ صفحہ اور سطر سطر تلاش کر کے یکجا کر دیا گیا ہے کہ ان لفظوں، محاوروں، اصطلاحوں اور استعاروں کے آئینہ میں بیسویں صدی کے ادائل تک کار و راج عام اور اس کے توسط سے، ممکن حد تک، وہ تہذیب اور سماج سامنے آجائے جسے تاریخ سے زیادہ متبر اور بے پل صورت میں ادب سے محفوظ رکھنا جانتا ہے! لفظیات طلسم ہوشربا کو مقدمہ طلسم ہوشربا کی مانند مستقل بالذات الگ جلد کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے اس امید کے ساتھ کہ یہ دونوں ساتھی جلدیں اپنی حقیر جسامت کے باوجود ہستی کا دیو قامت جلدوں کے مطالعہ کی راہیں روشن کرنے میں معاون ہوں گی۔







ببین من چو بین میقان و مکا و کانا و ماشاک

افسانہ دلیپ زیروقتہ بظہیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش رُباے جادو تقریر  
نوع و س کلام زیبا و لوطہ زحلہ فقہ تقریر صبح و تحریر حیرت افزا غنی

طالع‌بین

دانش

بیرحمزه صاحب قلم

تصنیف ناظم و شاعران و داستان گو **بابر** شیرین بیاسن سنج مصائب خان  
پسندیده محاسن میرزا یسار سلطان بل فرن شک بل بن جناب شی احمد حسین بل سن قمر

مطعم می نشینی کسوف و کسوف طبع می نشینی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدیہ خالق زمین و زمان کو مناد ہے جو سب کا مالک و مختار ہے بیک کلمہ کن تمام عالم کو پیدا کیا ہے بے نیاز

خالق کار ساز نظم مصنف

کئی ذرہ را آفتاب از نظر

دو جہان محمود بر حق خالق مطلق خالق کل مخلوقات لا شریک برحق فرد

لیکن آئینہ از رنگ ہو س پاک

نعت سرور کائنات اشرف موجودات حبیب رب دو جہان باعث بنائے

زمین و زمان جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظم

محمد باعث احب د عالم

محمد حامی دین معظم

حبیب رب اکرم محترم و مختشم حامی اویان باطلہ رافع لایات کشوری

دافع ظلم و بدعت ایامی محمد پیغمبر لائق تکریم کیہ تازہ عرصہ گاہ سبحان الذی اسرہا شاہباز بلند پرواز دل

قدے شہنشاہ اورنگ نشین مکان نکان قاب قوسین اودانی راز دار رموز



بہترین فاوہی الی عبدہ ما اوحی طوطی شکر خاوا و ما یطق عن انہوی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 پہر کج ریح زبان حبیب رب دو جہان کی کیا صفت لکھ سکتا ہے دست و قلم کو سکتا ہے  
 منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار کرار غیر فرار شہرہ پیشہ پروردگار  
 امام اول حاکم جزو کل - قصیدہ مصنف

|                                   |                                     |                                     |
|-----------------------------------|-------------------------------------|-------------------------------------|
| بچپن ہوں خانہ باغ جناب میر کا     | شاخ نہال خلد ہے شجرہ فقیر کا        | بس ہے انا مدینہ علم انکے بابین      |
| گھر بادشاہ کا ہے تو در ہے وزیر کا | زرب بساط شرع نبی پر صی کی           | مسند ہے بادشاہ کی تکیہ فقیر کا      |
| بجز نبی ہر کلمے میں نام امام دین  | کیا خوبا کیساتھ ہے شاہ و وزیر کا    | کھائی غذا خدا کی طہ فسی نبی کے ساتھ |
| روزی رساں ہے ہاتھ مر و تکیہ کا    | تیرے گرد کے ملین میں بحر دلا کے جوش | کو تر میں تیرا ہی میالہ فقیر کا     |
| روشن کر دھرم کی لحد یا ابو تراب   | پہنچا ہے وقت آمد منکر نکیر کا       | انما شکر من ناظرین و شاکرین جلد     |

ششم اس مقام پر ختم کی کہ شہنشاہ لاچین و مہر چین برآمدہ سحر پر و مخمور و دہا قلوہ حلا دین مقید ہیں  
 ایک صحرائے پر فضا میں لشکر مہر رخ و قلعہ نیل کوہ پر لشکر اسد نامہ اروما ہیان زمر و پوش نے ہفت در بند تیار  
 کیے ہیں کو کبے قصد قتل ما ہیان زمر و پوش کیا ہے خواجہ عمر و ان کے تواقب میں افراسیاب دو  
 باغ سیب میں بیٹھا ہوا نگہداشت حال ہفت در بند ساختہ ما ہیان زمر و پوش میں مصروف ہو  
 ہر داستان کا ذکر وقت و مقام پر موقوف ہے اول اول منظور رہ کہ داستان رنگین فصاحت آئین ہفت  
 در بند ساختہ ما ہیان تحریر ہو ناظرین اس داستان کے ملاحظہ سے بہت لطف اٹھائیں گے  
 دو کلمہ داستان حیرت بیان ہفت در بند ساختہ ما ہیان زمر و پوش ہر مقام پر  
 بشوکت سحر یہ ہو چنا کو کب کا و عیار یان لطرز نو خواجہ عمر و کی تابہ باغ  
 طلعات عجب داستان سحر عنوان ہے - ساتی نامہ مصنف

|                               |                             |                           |
|-------------------------------|-----------------------------|---------------------------|
| ساتی می بخودی کا ہر دور       | میخانہ دہر کا ہے کیا طور    | ہے دختر زر کمال بیباک     |
| مجھ زند سے جنگ کی ہر کیون تاک | جام مہر جنگ کا ہون طالب     | ہو پیر مغان یہ زند غالب   |
| بخود جو یہ زند مست ہوگا       | میخانے میں بند و بست ہوگا   | دیکر بضمن ساتی نامہ       |
| چلے اضمحلت کلک گردن نبرد      | طراون سے ہوگی صبا گرد و برد | فن جنگ کے آج جھڑے گرین    |
| زمین سرخرو ساحرون سے لڑن      | ہو پہلو میں اپنے عروس ظفر   | پڑے کھیت ہر ایک در بند پر |



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                       |                                                                                                                                                                                                                                                                                                               |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        |
|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| عمرو کی ہون تحریر عیار یان<br>فن مکر یا پوش کی گرد ہے<br>دوندہ جہان گرد مقبول رب<br>طلسمات کا لکھ نشیب و فراز<br>نئے طور کی جنگ کا ذکر ہے<br>جلالت نگاران شمشیر زن<br>یہ ہے داستان جلالت نشان<br>مرا کلک ہے رستم صف شکن<br>اٹھے سحر کے ابر آتش نشان<br>لڑائی میں زند و نکلی بھی لے خبر<br>لڑائی کے ہونے لگے بند و بست | نہ عیار یان صاف مکاریان<br>کتابوں میں اس مکر کا ذکر ہے<br>تراشندہ ریش ساحر لقب<br>کھلے حال کچھ ہفت در بند کا<br>رہ ہفت در بند کرنا ہے طے<br>بہ تصدیق تاریخ حیرت بیان<br>نئے طرز سے ہونگی عیار یان<br>صف جنگ کا حال تحریر ہو<br>کھلے ہیں علمائے زرین نشان<br>چلے جام بہار جنگ و جدل<br>ہوئی دختر ز کو آخر شکست | عمرو تیز رو عاقل و فرد ہے<br>مٹا دین عدد کو یہی فکر ہے<br>چلے تو سن کلک جادو و طرار<br>سمند قلم نے طرارہ بھرا<br>تہور شکار ان شیرین سخن<br>رقم کرتے ہیں سحر کی داستان<br>قمر قلم زم فکر ہے جوش زن<br>ہر اک لفظ جاو کی تقریر ہو<br>مرو ساقی جنگ جو بے خبر<br>نہ زند و نکلی حرات میں آنے خلل<br>سیرہ طے کنندگان جادو سحر |
|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

ساحری و در بند ہے سحر ساختہ ماہیان زمر پوش کو بجزات و شوق یون طے کرتے ہیں شجر سخن سیخ و  
غواص دریا فکر + چین ہی نگار دیا فکر + کوکب فکر ماہیان میں چلا کہ اسکے سحر سے مشتری قتل  
ہوئیں کوکب نے قسم کھائی ہے کہ بدون قتل ماہیان نہ ہنہ ہاتھ سے کھانا نہ کھاؤنگا کوکب مرکب پر  
سوار ہو کر صحرائے کرتا ہوا جاتا ہے عمر و کوکب وعدہ کر کے جو چلے تھے بصورت فقیر ایک صحرا میں آکر  
ٹھہرے راستہ تاک لیا ہے کہ کوکب اسی راہ سے آئیگا خواجہ نے دیکھا کہ سامنے ایک دریا جاری ہے کنارے  
دریا کے شوالے بنے ہیں نہرا لہ ساحران شوالوں پر پوجا کر رہے ہیں اے سامری جمشید بلند ہے تو عقل سے عمر نے دریافت  
کیا کہ اس مقام کو کسی ساحر نے روکا ہو ناگاہ آسمان پر ایک آفتاب چرخ مارتا ہوا پیدا ہوا اول وہ آفتاب سحر بر دریا  
چمکا ساحر و نچ جانا آج نیز اعظم مہربان ہو پوجا کرنے لگے جب وہ آفتاب قریب دریا پہنچا اسقدر حدت ہوئی کہ ساحر  
جو فروکش تھے وہ جلنے لگے صحرانہ نار بن گیا آفتاب کی حدت سے مدائے سامری یا جمشید دیکھے چاہتے ہیں کہ بھاگن  
لیکن بھاگ نہیں سکتے کسی کا سر کٹ کر کوئی جنگلیا جو مکان کنارے دریا کے تھے وہ گرنے لگے دریا کا پانی  
کھلا دھواں دریا سے نکلا پھیلیاں گرمی سے بٹیاب ہو کر بلند ہوئیں چاہتی ہیں کہ آفتاب سے پلٹ جائیں جاوئی  
ہوئیں شمشیر شعاع گرمی سر کٹے گرے دریا نام خون آلودہ ہو اکنار دریا کو غمی روانی کشتی حیات ماہیان فانی خواجہ



بشکل مبدل دیکھ رہے ہیں وہ آفتاب عالم تاب اسقدر نیچا بیو کہ دریا خشک ہونے لگا لاشہ مارے ماہیان دریا  
 ریتی میں پڑے ہوئے ٹپ رہے ہیں ملاطم امواج نے اسقدر سمکھینچا پانی بھی چاہتا ہے آفتاب کو گھیر  
 آفتاب کی وہ حلت ہے کہ قطرات آب جنگاریاں بن گئے پانی میں انتہائی کھولن مردمان آبی بدحواس جب  
 عرصہ دراز اسی حال میں گزرا اور وہ آفتاب دریا پر آکر سایہ فگن ہوا اندیا میں نظر آقا ہوا ایک سنگ لٹاں بعد  
 جوش و خروش اس دریای قمار سے نکلا تر پیکر بلند ہوا نیر اعظم کے قریب پہونچا شعاعیں گرین ہنگ پر تاثیر  
 نہونی جاب مجھ سے چھوڑتا ہوا قریب آفتاب پہونچ گیا صاف ظاہر ہو کہ یہ ہنگ خون آشام بھی آتش مزج  
 شعلہ جوالہ نے آفتاب پر مجھ سے جاب چھوڑا نیر اعظم تر پیا سچ سے شق ہو خواجہ عمر دیکھ رہے ہیں جب  
 آفتاب کے دو ٹکڑے ہوئے ہنگ گرد چرخ مار رہا ہے جب آفتاب کو تلاطم ہوا اندر سے آفتاب عالم تاب طسم  
 نور افشان ماہ آسمان شوکت و شان صاحب جرات و توقیر شہنشاہ کو کب رو شنفیر ظاہر ہوا دونوں ٹکڑے  
 آفتاب کے دریا میں گرے تیز کو کب کے ہاتھ میں تھا ہنگ کی جانب متوجہ ہوا تلوار جو چمکانی ہنگ کی  
 صورت تبدیل ہونی عمر نے دیکھا ایک ساحر زبردست بادہ گردنخت سے مستنہ کھینچے ہوئے گردن نشین  
 پر سوار کو کب کے مقابلے میں سحر کر رہا ہے کو کب نے اشارہ کیا وہ ساحر زمین پر گر کر کو کب نے دستک  
 دی مرکب پرند مشکین پیدا ہوا زیر ران آیا کو کب سوار ہو کر زمین پر اتر اس ساحر نے نذرہ کیا منہ  
 ہنگ دریا نشین اے کو کب تھے میرے ساتھ والو نکو مارا میں اس دریا کا طرف سے ماہیان کے حاکم  
 ہوں آگے نہ بڑھنے دون کا ہتیر یہ ہو کہ واپس جاؤ اگر دس پا پنجرہ قتل ہو غلامان ملکہ ماہیان زمرہ پوش  
 بھی اپنے مالک پر نثار ہو گئے بیان سے قدم نہ بڑھا سکو گے راہ میں بڑے بڑے سامان ہیں بین خیر خواہی  
 کرتا ہوں پلٹ جاؤ اپنی جان بچاؤ تا بایغ ظلمات سات ساحران زبردست تعلیم کردہ ملکہ ماہیان قائم  
 ہو چکے سب نے اپنے اپنے سحر قائم کر لیے قدم بڑھانا دشوار ہو گا کو کب نے نذرہ کیا اویسیا کیون  
 شامت آئی ہے بدون قتل ماہیان واپس نہ ہونگا یہ تو دریا ہے اب تھا اگر دریا سے آتش ہوتا میں  
 نہ رکتا کیون اپنی جان دیتا ہے ہاتھ باندھ کر قدمی کی کیون قضا آتی ہے ماہیان کا وقت مرگ  
 قریب آگیا وہ بیجا بندگان خدا کو قتل کراتی ہر خود مقابلے میں نہیں آتی ہنگ نے جواب دیا اے  
 کو کب یہ رکن طسم ہوش رہا ہے تا بایغ ظلمات پہونچنا ناممکن کیون اپنے کو آفت میں ڈالنے ہو عمر دیکھ  
 رہا ہے کہ ہنگ دریا نشین کو کب پر ہر س پڑا اسقدر سحر کیے کو کب پر شعلہ آتش گرے پانی برا بھلا بیان



ہزاروں دریا سے ٹھکڑے گرین کو کب آگ پر باران سحر و سایا پانی کو آتش سحر سے جلایا پھیلو نکو اشارہ ابرو  
 سے قتل کیا تیغ برق تاب بصد تر و عتاب نیام انتقام سے کھینچا نرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرائی نہنگ  
 دریائین نے فوراً تیغ لیکر وار جوہر دار کر سے کھینچا کئی ہاتھ کو کب پر مارے کو کب بھی وار اسکے روک  
 رہا ہے جب سب وار روک چکا آواز دی اور نہنگ دریائین ایک وار مردان عالم کا قبول کر  
 سب طرح سے سحر و جادو کوئی کمال باقی نہیں رہا یہ لکھ تیغ کو جنبش دی مگر کوتاہی سے ہاتھ مارا تیغ  
 برق مثال گرا اسے سیر سحر کو پیر کی پناہ کیا سپر کو ڈکیر ہو کر نہنگ نے چاہا سایہ سے تلوار کے کھل جان  
 کی طرح جان بچاؤن لیکن برق شمشیر تڑپ کر گری پلک جھپکا نادشوار ہوا یا تو برق شمشیر قبہ سپر پر  
 چمکی تھی یا زیر نہنگ پونجی مع گیند نہنگ کے دو ٹکڑے ہوئے دیکھا ادھر تو نہنگ دریائین  
 مار گیا ادھر آسمان سے آگ برسنے لگی عرصہ دراز تک صحرائین تاریکی رہی دریا خشک ہوا آواز آئی کشتی مرنا نام  
 من نہنگ دریائین بود اب کو کب نے دیکھا ایک پھاٹک عظیم الشان ظاہر ہوا اس لڑائی میں  
 کو کب نے دو چار زخم بھی کھائے دریا سے خون میں نہایا ہوا مگر کچھ خیال نہ کیا انتہا کمال چہرہ غصے سے  
 لالہ عمر و تو گیم اور اھلک چھوے کو کب کے چلا کو کب مرکب پر سوار ہو کر طرف اس پھاٹک کے متوجہ ہوا  
 گریز کو ہاتھ میں لیا پھاٹک پر آکر گریز کو مارا ضرب اول ہی میں پھاٹک ٹوٹا اس طرف دروازے کے  
 مقام جادو غلام مایان زمر و پوش تین لاکھ فوج سے فوج کش تھا جیسے ہی در کفر و نفاق ٹوٹا مقام  
 جادو اپنی بارگاہ سے نکل آیا دیکھا کو کب یکہ ویتنا مرکب بادفتار پر سوال تیغ خون آلود ہاتھ میں  
 آبرؤن پر بل غم میں اپنے بزرگ کے جی سیکل فوج مقام پر نرہ کیا اونا مرد و بیٹ جاؤ منہ شمشاہ  
 کو کب روشن ضمیر یہ ہمارے روکنے کو فوجین تھری مین یہ حقیر شیر بیشہ نور افشان تم بزدلوں سے  
 مریگا خود اس فاحشہ کو بلاؤ مقام نے نرہ کیا کیفیت تلاطم تو سن ہی رہا تھا پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ  
 نہنگ دریائین پر کوئی آفت آئی اب دیکھا دریا خشک ہو کر اس مقام پر آ پڑا اسے لاشہ نہنگ دریا  
 نشین ایک جانب ساتھ وانے اس کے سب پارے گئے اس قدر گھیر کر کو کب نے مارا  
 کہ ایک بھی بھاگ کر نہ نکل سکا تین لاکھ فوج مقام کی تیار ہوئی حربہ ہاے سحر کو کب پر  
 چلے یکہ ویتنا اس دریا سے فوج پر جا پڑا تنہائی پر کو کب کی عمر و بے قرار ہر مرتبہ قصد کرتا ہی  
 کہ جاکر شراکت کر دن لیکن تین لاکھ ساحر دن کا سحر چل رہا ہی غیر ساحر کا وہاں ٹھہرنا دشوار



ہے عمر و بھال کر ایک درہ کوہ میں آیا بصورت ساحر تماشے جنگ کو کب کر لہا ہر آج عمر و بھال  
 سحر و جادو کو کب کھلا کہ تین لاکھ میں یوں لڑ لہا ہر جیسے شیر رے گوسفندان پر جا پڑے پہلے دست  
 خاک اُٹھ کر کو کب نے آزادی دس بارہ ہزار جادو گردن کے دلیر غبار الم چھایا بڑھکر ان سبھوں نے آواز  
 دی منہ غلام شہنشاہ کو کب اے شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے کو کب نے اشارہ کیا ان سبکو مار لو وہ  
 بارہ ہزار تین لاکھ پر جا پڑے بھائی کو بھائی نے مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا بیابا پر جا پڑا آپ ہی  
 قتل کرتے ہیں پھر ٹھنڈی سانپیں بھرتے ہیں محبوب ہوتے ہیں حینین مار کر روتے ہیں کوئی پکارتا کہ  
 میں نے اپنے بھائی کو مارا قوت بازو کو مٹایا کوئی نام فرزند لے کر روتا ہے لیکن تاثیر سحر کو کب یہ ہے  
 کہ اسی طرح آمادہ جنگ و جدال فوج مقام پر جا پڑے لڑائی میں وہی کوشش کو کب دمدم سحر کو  
 زور ہے رہا ہے بارہ ہزار نے چالیس پچاس ہزار ساحر اے آخر خود بھی قتل ہوئے مقام کا کلیجہ  
 پھٹ گیا کہ ایک ہی شجرے میں کو کب نے فوج کا فیصلہ کر دیا لاشہ ہاے ساحران سے میدان  
 کا رازا بھردیا لڑتا بھڑتا طرف مقام کے جاتا ہے مقام غل مچا رہا ہے کہ یارو تم تین لاکھ ہوتا  
 کو کب کو نہیں مار سکتے چار جانب سے گھیر کر گرفتار کرو پاس ملکہ ماہیان زمر و پوش  
 کے لے چلو انعام و اکرام ملین گے مقام افسوس ہے ایک کو گرفتار نہیں کر سکتے اُسکی ترغیب سے  
 ساحر بلوہ کر کے کو کب پر جاتے ہیں جب کو کب نے گولا مارا دودھ سے کے سر پھٹ گئے اس  
 شوکت سے جنگ کر رہا ہے نقیب و کڑکیت آوازیں لگا ہے ہیں صدا دیتے ہیں اے مردان عالم  
 وقت جان بازی و سفر فرشتی ہے نام بزرگوں کا روشن کرد کو کب کو گھیر کر مارو غلام جانے پیائے ملکہ  
 ماہیان زمر و پوش کا حکم محکم ہے کہ کو کب کو گرفتار کر کے جولائے گا دولت دنیا سے بے نیاز ہو جائیگا  
 سالما سال تک سرکاری کھایا اب وقت جان بازی آیا کمی نکر و جلد گرفتار کو کب پر نیچہ کسی کا قابض  
 نہیں ہوتا رہا ہے کہ جھوم لہا ہر عمر و حیران ہر شوکت و جرات و جلالت کو کب نامدار دیکھ کر  
 عش عش کر رہا ہے تین لاکھ جوانوں میں یکہ و تنہا لڑا زخم بھی جسم پر ضرور کھائے خیال بھی نہیں کہ  
 کون زخمی ہوا ہمہ تن چشم بنا ہوا تمام جسم تیز و تیر ہے چھنا ہوا خانہ ہاے زہ خون سے سمورا اس  
 فوج میں خندان و مسرور جنگ کر لہا ہر صاف ظلم ہر نوکہ میدان رزم ہے کو کب کے نزدیک صحبت  
 بزم ہے بھی گولا جھولی سے لیکر ان بیجاؤں کو جلادیا کبھی ماش کے دانے پھینک مارے کبھی تیغہ برقی شمال



کو جنبش دی گئی ہنکر برق چمکانی کیسے لطف سے لڑ رہا ہر طرف ہر شے پکار اُٹھتا ہے شمشاہہ با شوکت  
وے نامدار بالیاقبت سبحان اللہ کو کب حیران ہوتا ہے کہ یہ آواز صفت و ثنا کہاں سے آتی ہر گھر و کاغذ  
بھی نہیں رہا دل میں سوچا اس مقام پر عمر و کمان آسکتا ہے غیر ساحر کا ٹھہرنا دشوار ہر گھر و بیچارہ کیاں سکتا  
ہر وہ دریائے سحر تھا یہ مجمع فوج ساحران ہر لیکن اس صلابت حیران ہر کو کب روشن ضمیر ٹھہرتا بھڑتا قریب مقام  
پہنچا آواز دی اونا مردان تین روپے کے پیادوں کو کیون قتل کرا تا ہر تو ہمارے قتل کا بیڑا اٹھا کے آیا ہر  
میدان میں آکر سرخرو ہوا سیاہ رو بد خو ہمارے رطانی گھیل سمجھا تھا در بند بنا کر بیٹھا ہر مجمع ساحران میں چھپتا  
پھرتا ہر مقام جادو نے غل چایا یاد اس ظالم کو لینا کمند سے سحر میں گرفتار کر لو ایک شخص بمقتدا اقبضہ نہیں  
ہوتا جھلا کر ساحر دے آواز دی آپ تین لاکھ کے افسر ہیں سب سے بہتر ہیں پانچزار روپے تنخواہ کے پاتے  
ہیں مقابلے میں دشمن کے نہیں جاتے میں برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے شیر پر بلوہ کیا کرین سحر ہمارا  
جواب دیتا ہی ہمارے دار چلنے میں وہ رستم صولت صاحب ہمت پر بھی منہ پر نہیں لیتا افسر ایسے ہوتے  
ہیں آپ ہمارے بھروسے چلے تھے ملکہ ماہیان نے جو حکم دیا جاگیر و منصب ملیگا قتل کا بیڑا اٹھایا اب کیون  
نہیں مقابلہ کرتے شرا کر مقام جاڑا کہا اونا مرد و دین تمھارے بھروسے پر نہیں آیا ہوں دیکھو کو کب  
کو مارتا ہوں بڑھکر سحر کرتے لگا گولا مارا کو کب ہاتھ مار دیا گولا پٹ کر اسیکی فوج پر پڑا کی سے سرھٹ  
گئے غرور بلند ہوا غلغلہ ہوا مقام کیا کہنا تمھارے سحر سے تمھاری فوج تباہ ہوئی ہر ہاتھنی والی  
مثل تیر بوری ہوئی اب تو مقام سر تا پا شعلہ مزاج گویا تلوار کھینچ کر جاڑا خوب سحر چلے کو کب نے  
سحر سب دفع کیے اس بیجیانے اپنے کو قوی جو پایا قصد ہوا لپٹ پڑوں قد و قامت مختصر ہے نشی میں بلوں  
یہ سوچ کر ٹوکتا ہوا بڑھ کر کو کب ہاتھ تلوار کا مارا اس بیجیانے کمزور جان کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا  
کو کب کو انتہا کا ناگوار ہوا اگر بیان تمام کر ایک مکہ مارا گیند مقام کا گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا لپٹے  
ہوئے دونوں زمین پر آئے مقام کو اپنے قد و قامت پر ناز لپٹنے لگا کو کب نے ایک طمانچہ  
مارا کہ کال سیاہ رو کا سرخ ہو گیا چرخ آیا آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھایا ضبط کر کے کو کب  
کی گردن پر ہاتھ رکھا لپٹ کر کو کب نے گولے پر لا داز میں پر مارا لٹھے کا لٹھا زمین پر دھم  
سے بگاڑا کو کب جہمت کر کے چھاتی پر سوار ہوا قاعدہ اسد نامدار کا یاد آیا کہ ہدایت کرنا  
ضرور ہے فرمایا اس مقام شناخت میں پروردگار کی کیا کہنا ہے اگر دین اسلام



کی اطاعت کرے جان بخشی کروں تم مقام نے جواب دیا اے کو کب سر میدان سامنے کل فوج کے جھکودلیل کیا  
اب چاہتا ہے پونے دو سے خداؤں کو چھوڑوں لاکھ جان نام سامری پر تیار ہو مقام نے جو یہ جواب دیا  
کو کب غصے میں اٹھا تم مقام کو مثل کر پاس کنہ چیر کر پھینک دیا لاشہ مقام تڑپا سا جگر لے کر بھڑکے  
آواز آئی کشتی مرا نام من مقام جادو بودا بالیان فوج نے چاہا بھاگ کر نکل جائیں کو کب نے سبکو گھیرا  
کبھی برق چمکانی سو سو کے سر اوڑ گئے کبھی سنگرزے اٹھا کے پھینک مارے پتھر سے سنگدلوں کے  
سر پٹھے دوہر جنگ رشتہ نہ کر کے تین لاکھ ساحر و کو مارا زخم بہت کھائے جب ان سب کا کام تمام ہوا کو کب  
بسبب زخم داری ایک درہ کوہ میں آکر ٹھہرا خواجہ نے کو کب کا سامنا نہیں کیا گلیں اوڑھے ہوئے  
ایک گوشے میں کھڑے رہے کو کب نے بیٹھ کر اپنے ہاتھ سے اپنی زخم دوزی کی شب اُسی درہ کوہ  
میں بسر ہوئی ستارہ سحری آسمان پر چمکا نیر اعظم لصد شوکت و حشم میدان چرخ نیلی پر آیا شوکت  
اپنی ظاہر کی فوج ظلمات کو شکست دی تمام دنیا میں روشنی ہوئی نظم + روز دیگر کین جہان پر غرور  
یافت از سر چشمہ غور شید نور + ترک روز آخر باین زرین سپہر + ہند کی شب را بہ تیغ افگندہ سر  
کو کب نامور اپنے مقام سے چلا خواجہ عمر و شب بھر اُسی درہ کوہ میں رہے حال کو کب دیکھ لے  
یہ تو دل کو تسکین ہے کہ کو کب نہ مانے گاتا بہ باغ ظلمات جا کر باہیان زمر و پوش سے مقابلہ کر گیا اور  
ایسے مقامات سخت ہیں کہ خدا اس صف شکن کی جان بچائے حقیقت میں کس کو فر جاہ و عظم سے  
یہ جرات و شوکت دونوں در بند فتح کیے نہنگ مقام کوڑے لطف سے مارا بجکر کسی ساحر کو جانے نہ دیا  
لیکن کو کب روخنے میں یکدہ تنہا تیز برق مثال قبضے میں سپر پشت پر جہان حسین خوب صورت  
نیک سیرت صاحب شوکت و جلالت درہ کوہ سے بل کرتا ہوا بھلا صحراے سبزہ زار کو  
طے کرتا ہوا جاتا ہے صبح کا وقت ہے باغبان ازل نے صنعت اپنی دکھائی ہے ہر ایک نخل خود رو  
اپنی بہار دکھلا رہا ہر کوڑ یا لاکھلا ہوا ہر بھینی بھینی بو آتی ہر باد صبا انگھیلیان دکھاتی ہے نخل ہر  
بھرے نہروں پر باز بظا قرقرے طائران زمرہ سبز بان بیزبانی ترفیع چمن پر آزل میں مصروف نظم

|                                   |                                      |
|-----------------------------------|--------------------------------------|
| این سبزہ داین صحرایوی ز جہان دارد | دیوانگی و مستی امروز شکون دارد دیوید |
| وحدہ لاشہ ریک لہ گوید             | برگ درختان سبز در نظر ہوید           |

کو کب سبک کو پا مال کرتا ہوا صنعت باغبان قضا و قدر کو ملاحظہ کر رہا ہے ہواے سرد عیسٰی نفس



مسیح دم چل رہی ہے اگر بیمار ہفت صد سالہ لے یہاں کی ہوا کھائے فوراً صحت پائے قمریان یا دالتی میں  
 کو کو کر رہی ہیں جابجا طاؤس قصاص تدر و خوش رفتا رخا مان کبک دری کے تھقے بلبلوں کے چھچھے کو  
 کو کبے بند تھا کھول دے جی میں کتا ہے کیا صحراے سبزہ زار سے ہر پھول پر نئے طور کی بہار ہی ایسا سحر  
 کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا صحرائے کوٹے کیا تھا ہوا سے بھی اس سبزہ زار کی فرحت تازہ سورجے اندازہ حاصل  
 ہوا گلون کی بوئے مست کیا کو کب جھومتا ہوا جاتا ہوا سایہ نخلستان سے نکلا دیکھا سامنے ایک باغ  
 بہشت آئین چار دیواری سنگ مرمر سفید کی اسپر گلکاری جوش باد بہاری در باغ پر ایک کرسی مرصع  
 کار اسپر ایک نازنین چارہ سالہ آفت جان آنکھیں رشک دیدہ غزال عارض ماہ آسمان کمال  
 جی بھر میں تر جی نگاہ زلفونکو پہنچ دتا ب سینے پر ابھارا بحر حسن و خوبی کے دو جاب گلا صراحی دارینا  
 سے حسن دیکھ کر کو کبے نے اختیار یہ ایشیا ٹہرے نظر۔

|                                                                                                                                                                                                                                                                                             |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                    |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                       |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| یہ تیغ یا رسو کتا ہوں کر کے خم گردن<br>شراب سرخ کی ہر ساقیا ظلم گردن<br>کھال لوگ پس قتل حسرت پا بوس<br>ستم ہر ہو وہ تر خنجر ستم گردن<br>اٹھائی کہیں جو محبت میں سختیاں دل نے<br>کیسے سامنے جھلکتی ہو اپنی کم گردن<br>ہم انکو وصل میں شرمندہ کر کے خون چھل<br>بہت اٹھائے نہ یہ بانی ستم گردن | ایمان ازل ہی تسلیم کی ہر خم گردن<br>گلے سے پھوٹ جو نکلا ہر پیرے پان رنگ<br>کچھ آج ہمتی ہو دنیا کی دمدم گردن<br>قریب جس رگ گردن آپ ہر قاتل<br>بیان جھکا کے اٹھا تو نہیں ختم گردن<br>اٹھا ہر سر جو بہت پاک یا ربر ہر<br>کہ نامہ بر ہی کی ہو جائیگی قلم گردن<br>ابھار ہر ترے سینے کا استفادہ سرش<br>ملک کو دیکھ ہے میں اٹھائے ہر گردن | وہ نیچے تیغ جھکا کر جو ہیں ہم گردن<br>ازلے جھکو سر یار کی قسم گردن<br>فراق یار میں مانے ہر میکشی سر مجھے<br>کبھی پھوٹے گی کٹ کر ترے قدم گردن<br>حریم کو چھ جانان ہر سجدہ گاہ میدان<br>کبھی اٹھائیں سکتی وہ کوہ عمر گردن<br>لکھا تھا خط اسے تھی سر نوشت کی خبر<br>جھکی ہیں اسطرح آنکھیں ہر خم گردن<br>حضور غیہ طبع میں ہر جھکا کے جلال |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

ماز مثل طاؤس طائر کرسی جو انہر نگار پر جلوہ فرما ہونی کو کب کی آنکھ میں عرش و کرسی تہ و بالا بنگاہ محبت اس  
 معشوق پر پیرہ کو دیکھا وہ رہ جہیں ساتھ والیوں سے یہی باتیں کر رہی ہر صا جو تم لوگ میرے خیر خواہ  
 دولت ہو ملکہ ماہیان زمرہ پوش نے جو جھکو اس مقام پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ کو کب راجہ شمسیر  
 کو نہ آنے دینا میں ایک کینز ناچیز وہ بادشاہ جلیل رسیں میری مجال ہے کہ میں اسپر دست اندازی کروں  
 بڑا غضب تو یہ ہوا تا جرنے اگر تصویر شہنشاہ جھکو دی اُس تصویر کو دیکھ کر دیوانی ہو گئی افسوس



صدافسوس ہاے ہاے کہ راتین تڑپ تڑپ کر گزرتی ہیں کئی مرتبہ تم لوگوں سے کہا ایک نامہ ہمارا  
 لیکر جاؤ جواب باصواب لاؤ تم میں سے کسی صاحب نے ہماری بات کا خیال نہ کیا دل بہت بے قرار  
 ہے اب تو یہ نوبت پہنچی ہے دیکھ لو اشکوں کی جھڑی لگی ہے بقول نسیم

|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                            |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                  |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| دوستی رکھتے ہیں کس درجہ برا بھلا<br>جاتے ہیں بال سڑھی صدر نشتر آنسو<br>جھک کر لوح جبین مشق رقم ہوتی ہے<br>دامن ابر سے چھتے ہیں برا بھلا<br>اشک سہی ہو زیادہ نہ وفا دار ملا<br>بنگے جسم کے مری آنکھ میں تھرا آنسو<br>انشراح اشک کے کام آتے ہیں یا نہیں<br>رکھتا ہوں دامن ہر برگ گل تر آنسو<br>شوق نظارہ جانان میں فلک قتلے میں<br>ایک بھی ہوتا ہوں دامن جو برا بھلا<br>یاد و زمان پر رو میں جوڑ دے میں نسیم | ساتھ آتا ہوں ہر آنسو کھرا ہر آنسو<br>قطرہ خون ہے خجریہ نہیں آقا تل<br>شب کو دھو ڈالتے ہیں حرف مقدس<br>گریہ یاد آلی نہ سمجھنا بے کار<br>نکل آئے دم مر دل تہ خنجر آنسو<br>گریہ گرم نے خنجر کو نپایا آتش<br>کہ اوڑھا دیتی ہیں اکثر مجھے جادو آنسو<br>مادہ بے یار پیوں شرط و فاسد ہے بعد<br>دامن چرخ یہ ہیں دائرہ آخر آنسو<br>گریہ بے چشم بھی ہوتا ہے عجیب اسکا<br>گوشہ چشم میں بنجائے ہیں گوہر آنسو | لوگ شرکان سے شبک ہر دل لہ لہ نظر<br>دیکھ بھلائی ہیں یہ دیدہ جو ہر آنسو<br>اے فلک گریہ نہان ہوں کسکے خم میں<br>ایک دن بخشینگے سیرانی کو تر آنسو<br>سر دھری تھانے جو رلا یا ہر دم<br>تھے مگر ہم اثر پارہ اگلے آنسو<br>غم سے مشوق بھی خالی نہیں شہر گواہ<br>جانتا ہوں قطرات سے احمر آنسو<br>دھوڑھتی رہتی ہیں کیا کیا مری میں<br>کہ بہا کرتے ہیں زخموں سے بھی اکثر آنسو<br>وہ نازنین یہ اشعار آبدار پڑھ کر |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

بے اختیار رونے لگی ساتھ وایوں نے کہا حضور بقیہ را بیکیا رہے ہیں آنکھوں دیکھا ہوں نہنگ دریا نشین  
 مارا گیا قہقام بھی قتل ہوا شب کو نہیں معلوم کہ شہنشاہ نے کہاں بسر کی یہی راستہ ہونے کا ضرور تشریف  
 لائیں گے جب آپ نہ لڑے گا کیا زبردستی لڑیں گے بڑھ کر اپنا حال دل بیان کیجئے فرمائیے میرے در بند سے  
 اکل جائیے لیکن آگے مقامات سخت و مشکل ہیں اس لطائف کو فتح کرائیے جس پر دل آیا ہو اہی  
 اس مشکل کے وقت میں ساتھ دیجیے رہبری کر کے تا بباغ ظلمات پہنچائیے خدائے نادیدہ اپنا  
 اپنا فضل کرے ماہیان جب قتل ہوگی ان کو بھی دل و جان سے خیال ہوگا کہ ملکہ ناہید  
 کا کل کشانے اس وقت میں ہمارا ساتھ دیا جان سے زیادہ عزیز رکھیں گے بڑا خیال آپ کو  
 یہ ہر کہ صفو قلب پر ان کے رنگ عشق خدائے گلگون پوش جاہے وہ کیا کر سکیں گے  
 حضور مثل مشہور ہے جا کو پی چاہے وہی سہاگن آپ کے سامنے کوئی زبان کھول سکے گا



وہ بادشاہ غالباً جوہر شناس رعیت پر ورعالت گستر شیر بیشہ جرات ننگ دریا محبت  
آپ کی بڑی قدر دانی فرمائینگے تاہید کا کل کشائے جواب دیا صاحبو مجھ کو سب طرح مشکل ہو چوب  
منظوم رابعی قمر رابعی جی چاہتا ہے اس سے کہوں حالت دل + شاید کہ رحم درد سکر غافل +  
پیر خون ہے ننگے اور مغرور نہو گویم مشکل و گر گویم مشکل + دیگر ہے داد کے دن بھی طبع تیری مائل +  
ظلم و ستم اس کے پوچھتا ہے عادل + ایذا اسے پہنچے یہ بھی منظور نہیں + گویم مشکل و گر گویم مشکل +  
یہ کلمات حسرت و یاس محبت آمیز زبان سے اس معشوق طناز کے کو کب نے سنے بے قرار  
ہو گیا پہلی بہوتی تو وہ تھی کہ صحراے سبزہ زار کی ہوا کھائی پھولوں کی بو سونگھی بیان  
ایسی گلزار معشوق ماہ رخسار عشق و محبت کی باتیں کر رہی ہے جی چاہا کہ جا کر تصدق و منشار  
ہوں اے کو کب خیم نخت ہمارا اوج پر ہے کہ یہ ماہ رخسار ہمیر مائل ہوئی یہ سوچ کر کو کب  
سایہ سے غلستان کے تنے نکلے یہ جو دل کو یقین ہوا کہ ہمارا چاہنے والا سامنے بیٹھا ہے  
حاج کو کج کرتے ہوئے بڑھے جیسے ہی تاہید کا کل کشائے کو کب کو آتے ہوئے دیکھا اپنے  
مقام سے اٹھی کینزوں نے کہا بی بی مبارک ہو شنشاہ آتے ہیں چلکر شریک ہو جائے تاہید  
شراتی ہوئی بے اختیار اٹھی کہا اے شنشاہ عالی جاہ آئیے فرد رواق منظر چشم من  
آشیانہ نشست + کرم نادر و دوا کہ خانہ خاوندت + کینز عرصہ دراز سے مشتاق تھی آج روز سعید  
بلکہ بہتر از عید تھا کہ زیارت نصیب ہوئی ہر چند کہ مجھ کو مایہ میان زہر و پوش نے مقرر کیا  
ہے کہ کو کب کو جا کر رو کو میری کیا مجال ہے کہ آپ کو رو کون وہ آنکھیں پھوٹیں جو آپ کو نگاہ  
دشمنی سے دیکھیں وہ ہاتھ قطع ہوں جو بد دشمنی آپ پر اٹھیں مجھے آپ دشمنی منظور نہیں ہے  
جو کیفیت اصلی ہے وہ نہیں کہہ سکتی آپ سمجھیں گے کہ مجھ کو دھوکا دیتی ہر فقط دیدار کی مشتاق تھی  
تقدیر نے رسائی کی کینزوں نے کہا اے شنشاہ یہ معشوقہ طناز حسدیان جہان میں سرفراز عرصہ دراز سے  
حضور پر مائل ہے آپ کے آنے سے پیشتر بھی یہی ذکر تھا کہ میں نے جان دیکر شنشاہ کی تصویر پر راز  
ہجر کی تڑپ تڑپ کر گئی ہیں بہ سبب حجاب کہ نہیں کو کب نے جواب دیا اسے ملکہ عالم محترم و مختص  
میں دل و جان سے تمہارا خوشگوار ہوں ناز و داد دیکھ کر عاشق زار ہوں خود چاہتا ہوں کہ میرا  
تمہارا مقابلہ نہ ہوا اگر میرا کوئی سحر چل گیا دشمنوں کا مو حے جم میلا ہوا کلیجہ فگار ہو گا دل



بقیہ اس ہو گا تم بس اللہ طلسم نور افشان میں چلو تیسے کوئی رشک نہ کریگا ہمارے بیان یہ طریقہ نہیں  
 ہے ملکہ حنائے گلگون پوش کو کیا مجاز ہے کہ تیسے کلام کر سکیں یہ سنتے ہی ناہید نے اپنے  
 رومال ہاتھ سے باندھے یہ کہتی ہوئی بڑھی پہلے خطا تو معاف کیجیے ہاتھ میرے کھولے مجھ کو یقین آئے  
 نہایت خوف ہے دو در بند آپ نے ویران کیے وہ بیجا تاج آپ سے لڑے اپنے دل میں نہ سمجھے  
 کہ ایسے شہنشاہ عالیجاہ سے ہم نبرد ہو سکیں گے آخر ملا زمان ماہیان زمر و پوش تھے ذلت سے  
 واصل جہنم ہوئے بموجب مضمون مصرع فکر ہر کس بقدر ہمت دوست + رومال سے ہاتھ باندھ کر  
 اس ناز سے ناہید کا کل کشا یہ کلمات خوشنہ آیات کہتی ہوئی آتی ہے ہر قدم پر کوکب کا دل  
 پا مال ہو رہا ہے ہاتھو میں مہندی لگی ہوئی رومال سے انکو باندھا ہے چہرے پر ہوا بیان اُڑتی  
 ہوئی کوکب کی تعریف ماہیان کی دست ہر کلام سے عشق ظاہر ہے کوکب ہر مرتبہ جواب دیتا ہے  
 اے ناہید کا کل کشا مردان عالم نے جو زبان سے کہا وہ کیا اگر تم کو ہوسے محبت ہے تو ہمیں بھی دل  
 آفت ہے تمہارے آگے کس در بند ہے یہ شکر ناہید مسکرائی کہا ای شہنشاہ در بند کیسا  
 آپ میری خطا معاف کریں ہاتھوں کو یہ شفقت کھولیں باغ میں چکر تشریف رکھیں ماہیان کو  
 ہمیں بلوا بھیجوں گی آپ کے انکے مقابلہ ہو جائیگا یہ کینز بھی سحر میں کسی سے کم نہیں آپ دیکھیں باقون  
 ہی میں کلام کمال کے گا دشمن دام کمین ہنس جائیگا میری شراکت سے آپ کو زیادہ تکلیف نہو گی اسکے ساتھ  
 پانچ کینز ان سامری میں ہر وقت خبر آئندہ و گذشتہ دریافت کرتی رہتی ہے کوکب کسا خدا مالک  
 اے ناہید میں نے تو عہد کیا ہے بدون قتل ماہیان نہ پلٹوں او اگر قضا لیکر آئی ہو تو مردان  
 یہی کام ہر لحاظ پر کرنے میں نام ہے اب ناہید قریب پہنچی ہاتھ بڑھا کے عرض کی کینز کی شکستہ  
 کیجیے کوکب رشتہ منیر نے ہاتھ بڑھایا چالیس پچاس کینز میں بھی عذر کر رہی ہیں چار جانب سے کوکب  
 کو گھیرے ہو یہی کہتی ہیں حضور کینز کی دستگیری کیجیے ہاتھ انکے کھولے ہینوں آپ کا اشتیاق تھا کہ  
 کوکب نے ہاتھ بڑھا کر رومال کھینچا جیسے ہی رومال الگ ہونا ناہید کی بھی میں ایک جانور تھا منہ پر  
 کوکب یا سامری کہہ چھوڑا طائر نے گرد سر کوکب چسبہ مارا آہ کی جھکراک ہو اوہ خاک جسم کوکب پر  
 گری خاک نے تمام و کمال خاک میں ملایا غبار غم و الم دلیر چھا یا طائر نے چرخ جو مارا طائر ہوش و  
 حواس اُڑ گیا کوکب مثل تصویر یا بگل حیران و متفعل آئینہ و احیران بصورت زلف



پریشان خاموش کھڑے نہ رہ کر قس نہ راہ ماند ان سزین نے چار قدم پیچھے ہٹ کر آواز دی منہ مٹکا نہ سید  
 کامل کشا او کو کب سلسلہ زنجیر زلف مسلسل میں باندھ کر تھکوا سامنے اپنے مالک کے لئے جاؤنگی مجھ کو بھی ہنسنگ  
 وریائشیں و مقام جادو سمجھا سحر تو یاد کرو حقیقت میں کو کب کے ہونٹہ بند دل درد مند ایک  
 کتنی ہے ہتھکڑیاں پہناؤ ایک کتنی ہے بڑیاں لاؤ ایک کتنی ہے زنجیر سحر سے مشکین باندھو ناہید کا کلن  
 نے سبکو جھڑکا کہا اے اب تمھاری کیا احتیاج ہر مین نے سب کام کر لیا ایک طفل شیر خوار چاہے تو مشکین باندھ  
 میں زنجیر تار زلف سے مشکین باندھو نگ کشان کشان لیجاؤ مگی یہ لکڑا کل پر ہاتھ ڈالا کیسو سے مشکین سے  
 ایک تار توڑا سپر دم کیا زنجیر طلائی بنکر تیار ہوئی اس زنجیر کو ظالم جنبش دیتی ہوئی بڑھی کینز میں بھی  
 چاؤن چاؤن کر رہی ہیں گرد سب کا جماؤ ہے ناہید وہ زنجیر طلائی لیکر بڑھی کتنی ہوئی کیوں شہنشاہ  
 عشق ہو چکا کہبان تو چاک کر دمنہ پر خاک ملو کوہ و دشت و بیابان کی سیر ہو عاشقان صادق ایسے  
 نہیں ہوتے مجھ کو نہ پہچانا مدت تک مصاحبت ماہریان کی میں نے کی دعویٰ کر کے آئی تھی کہ تار زلف ملل  
 میں باندھ کر لاؤں گی بڑے بڑے خیال تھے کہ اتنا بڑا شخص دام مکرم میں کیوں نہ پھنسے گا لیکن دام حسن  
 میں گرفتار ہوئے خوب مجبور و ناچار ہوئے اس وقت کو کب کی پریشانی آئینہ رخسار پر و فوجیرانی  
 سحر فراموش یا توں زمین نے تھام لیے زبان میں لکنت آئینہ عارض پر حیرت آنکھوں میں کم بصارت  
 روح کو عدم راحت ہر چند قصہ کرتا ہے کوئی سحر یاد کروں کچھ نہیں یاد آتا تصور میں فرق ہے دریا  
 حیرت میں غرق ناہید لاف و گزان کرتی ہوئی کو کب کا پس پونچی زنجیر طلائی کو جنبش دی ہاتھ بڑھایا  
 کہ کو کب کی مشکین باندھو کینز میں جو گرد جمع ہیں ان میں سے ایک کینز سترن شوخ  
 چشم نامے یہ کتنی ہوئی بڑھی والی ٹھہر جائیے طائر زیرک دام سے نکل جائے گا پھر ہاتھ نہ آئے گا  
 میں نے یہ طوق آہن بنایا ہر گلے میں پہنایا جائے زبان میں سوزن دیجیے ایسا نو ہوشیار ہو جائے  
 ناہید کا کل کشا نے پلٹ کر دیکھا سترن شوخ چشم لوہے کا طوق ہاتھ میں لیے ہو اسم سحر کا  
 پڑھتی ہوئی آتی ہے مسکراتی ہوئی کتنی ہے کہ داری مکتب غلہ میں جب آپ تشریف رکھتی تھیں  
 جو سحر ماہریان نے آپ کو بتلایا ہر مین نے بھی یاد کر لیا یہی وقت ہے کہ اس عجائبان کو زیور سحر سے آراستہ  
 کیجیے پہلے یہ طوق پہنائیے عرصہ ہوتا ہے اسکے مددگار بہت ہیں ایسا نو وہ بڑھا اسکا استاد نور افشاں  
 جادو آجائے تو کیسی خرابی ہو بار و باغبان بھی اسکی مدد کے واسطے آئینگے لوگ اسار بان زادہ بھی اسکے



چلا تھا طائر سحر نے آپ کو خبر دی تھی سب طرح ہوشیار رہیے یہ کہنے لستہ شروع چشم طر کر رہی ہوئی قریباً  
 کاکل کشا پہنچی اس نے جس ہاتھ سے چاہا تھا کہ زنجیر سحر گلے میں کو کب کے ڈال دوں ہاتھ وہی مقام لیا کسا  
 دیکھو بی بی بڑی خرابی ہو جائیگی دیکھیے آسمان سے ابر سیاہ اٹھا ہے نور افشان آپہنچا ہے اُسکا  
 روکناہ شوار ہو گا دم بھر میں سب سحر بیکار ہو گا لستہ نے جو یہ بکھرا کر کسا ناہید نے منہ پھیر کر طوف  
 طلمہ نور افشان کے دیکھانے عرصہ میں بجلی چمکی لستہ آواز دی اوناہید کاکل کشا بڑا دام سحر  
 پھیلایا میں آپہنچا نعرہ ہوا منہ ہتر ہتر ان عیار زلزلہ قاف ثانی سلیمان ع و ان شاہ عیار ان عیار  
 نعرہ کر کے قریب تو پہنچ چکا تھا منظر ہران کو کھ پر مارا وہ خنجر تحفہ ہاتھ سے تھا کو کھ پر بڑا دوسرے ہلو کو توڑ کر  
 پار گزارا ناہید کاکل کشا بڑھ کر گری شکم چاک قصبہ پاک ہوا آگ بسنے لگی کینہ میں دورین عمر تو کلیم  
 اوڑھ کر غائب ہوا اولادی ہان لے شہنشاہ بینا کو کب کو ہوش آیا تلوار کھینچ کر کینہ میں پر جا پڑا  
 جس کے ہاتھ مارا اُس کے دو ٹکڑے ہوئے چند کس تھیں دو چار سحر میں کو کب نے اُنکو مارا کینہ میں  
 بڑے بڑے سحر کیے کو کب تو دام مکر میں پھنس گیا تھا اپنی حماقت پر بہت منفعیل ہوا سحر کی ایک  
 تختی بنا کر کو کب نے گلے میں ڈالی ہے وہ بھی نقش حفاظت ہر جہر جھپکا دی اُسکی ایک جھپکی اوپر سے  
 ہاتھ داکسی کو جلا دیا اپنی حرکت پر بہت منفعیل عمر نے نوٹنا شروع کیا جو کینہ قتل ہو کر گری لباس  
 انداز کو کب پلٹ کر دیکھتا ہے جادوگر نیون کے لاشے برہنہ پڑے ہیں کبھی خواجہ اپنے کو ظاہر کرتے ہیں  
 کبھی کلیم اوڑھ کر چھپ جاتے ہیں کبھی نیچے کھینچے ہوئے سلتے کو کب کے آتے ہیں کو کب و عمر و  
 لڑتے ہوئے تا بذریعہ باغ پہنچے اندر باغ کے دو چار سے جادو گر تھے غصے میں کو کب نے اُن کو  
 بھی مارا دو دو کی گردن پکڑ کے لڑا دی کسی کو تلوار سے قتل کیا کسی ساحر زبردست کو پکڑ کر جبر و طاقت  
 کسی باغی کو باغ سے نکلنے نہ دیا باغ کو لالہ زار بنا یا کچھ طائر بنے ہوئے باغ میں تھے وہ زمزمہ سرائی کر کے  
 گرے اپنے اپنے سحر سمجھنے کے لیے کو کب نے جینہاے طولانی پامال کیے طائر ان سحر چلائے جو سحر کے بلند  
 ہوا اس خیال سے کہ نکل جاؤں کو کب نے اٹھا کر سنگریزہ مارا وہ ساحر جگر زمین پر گر الجھتا ہوا  
 گوشہ باغ سے آواز آئی کشتجہ مرا نام من ناہید کاکل کشا بود اب باغ روشن ہوا یا تو باغ کی غنائی  
 دیباچی تھی یا دیکھا خاک اڑ رہی ہے ایک باغ ویران مقام سنان چشمہ ہائے آب روان مثل چشم  
 کوڑھٹک پڑے ہیں نخل ٹوٹے ہوئے قعر گرے ہوئے اب خواجہ اپنے کو ظاہر کیا کو کب خواجہ



سے پٹ گیا کہا ای برادر جان برابر ہمارے تو جان بخش ہو بہ خدا میں اپنے ہوش میں نہ تھا خواجہ یہ طائر  
 ساختہ ماسیان زمرہ پوش تھا اُس نے تعلیم کیا ہو گا کہ سامنے کو کب کے اس طائر کو چھوڑا دنیا اس کی کیا  
 مجال تھی کہ ایسا سحر کرتی مگر خواجہ تم بڑے وقت پر پہنچے عمر و نے کہا اے برادر میرے دل کو کب آرام  
 تھا کہ تم بڑے مقابلہ ماسیان جاؤ میں بیٹھ رہوں اے شہنشاہ ان مرحلہ جات پر برائے خدا ہو شیار  
 رہنا کو کب نے کہا خواجہ میں نے دریافت کیا ہے کہ درند چارم کی ملکہ فیروزہ گوہر پوش حاکم ہر اول  
 پنجم پر ملکہ رضوان جادو ہمیشہ افراسیاب بہت عرصے کے بعد انشا اللہ رضوان سے ملاقات  
 ہوگی جب افراسیاب سے میل تھا قصر نور افشانی پر میلا ہوا رضوان جادو بھی آئی وہ مجھ پر عاشق  
 ہوئی میں اُس پر مائل ہوا اکثر نامہ و پیام رہے جب سے آپ کی غزالت کی نامہ و پیام کا موقع نہ ملا وہ  
 میرے ساتھ دشمنی نہ کرے گی دل و جان سے عاشق صادق ہے اور درند ششم کی خبر مجھ کو نور افشان  
 دی تھی کہ مہراں جادو بڑی ساحرہ زبردست ہے اُس نے قلم طلسمی بڑے مختلف سے تیار کیا  
 لگو خواجہ آگاہ کرتا ہوں کہ اُس پر معرکہ عظیم پڑے گا نور افشان نے یہ کلمہ کہا تھا کہ اے  
 غرزدل بند مہراں یہ بڑی قیامت کا مقام ہے جب کوئی شعبدہ سحر دکھاوے اُس پر قبضہ پاوے گا  
 ورنہ مقام تردد و انتشار ہے اُس کے آگے باغ ظلمات ہے طائر سحر نے خبر دی ہے کہ سترہ لاکھ فوج ہاں  
 جمع ہو شاید درمیان میں بھی کچھ فساد ہوا پنا تو اعتقاد یہ ہے کہ حافظ حقیقی پچائیکا حقیقت میں  
 اس ارادے کو میرے پروردگار پورا کرے ناہید کا کل کشا کے سحر نے دل بے چین کر دیا شب بھر  
 کو کب خواجہ سے اُس باغ میں باتیں رہیں جبکہ ساحر زرین پوش آفتاب عالم تاب ہوم خانہ  
 مشرق سے بعد کروفر برآمد ہوا اور تخت فلک چارم پر جلوہ افروز ہو کر معروف سیاحی ہوا منازل  
 فلکی کو طے کرنے لگا خواجہ نے اٹھ کر ناز سحر سے فراغت حاصل کی کو کب نے اسباب سحر سے اپنے کو درست کیا  
 تخی کے میں الی خوب پڑا کہ راستہ و پیرا ستہ کیا کہا خواجہ خدا حافظ ہے اب انشا اللہ ہر کسی مقام پر آپ سے ملاقات  
 ہوگی فلک نے وہ نیرنگ دکھایا خود زبانے کنا پڑا کہ خواجہ ہمارا خیال رکھیے گا دل کو یقین کامل ہو کر شکر میں  
 بعد پروردگار آپ ہی کام آئیں گے یہ دند بھی لگی حیرت سے فتح ہو اور نہ ہمارا تو خاتمہ ہو چکا تھا آپ نے  
 اگر دام کمر ناہید سے پچایا آپ میں ایسی باتیں ہو کر کو کب روشنغیر بعد جاہ و توقیر پشت  
 مرکب بادفتار پر سوار ہوا ہجرات طرف درجہ چارم کے چلا خواجہ بھی عقب میں



## کوکب کے چلے وقت پر حال تحریر ہوگا

وہ کلمہ و داستان حیرت بیان در بند چارم کہ جسکی حاکم ملکہ فیروزہ گوہر پوش ہے اپنے دام مارمین کوکب کو پھنسانا اور آمد رضوان جادو و ہمشیرہ افسر سیاب و عشق کوکب و رضوان اور خیر ہونا افسر سیاب کو و عیار می خواجہ و متقا بلکہ کوکب و افسر سیاب و قتل رضوان و فیروزہ عجب داستان سحر بیان ہے ساقی نامہ مصنف

|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                   |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                      |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| کمان ہر ساقی حبشید شوکت<br>لگے کانٹا تو یاد آئے گابی<br>سخن جام شراب ز رنگانی<br>جہان نقش نگین جادو نہ<br>و دیگر اشعار عبرت از مصنف<br>مرا غنچہ دل شگفتہ ہوا<br>نہ فرحت ہوئی بلکہ حیرت ہوئی<br>بہار گلستان کے ہیں زور دشور<br>عدو باغ کے آج گل خوار ہیں<br>جوانی پہ ہے جوش فصل بہار<br>ہر اک شاخ پر میوہ جلنے لگی<br>خزان نے دکھائی جو شکل میب | کمان ہے بادہ غور شید طلعت<br>پلائے وہ شباب پرتنگالی<br>سخن آب حیات جاودانی<br>سخندان ایسی فرمایں عنایات<br>قمر مثل آئینہ حیران ہوں میں<br>پے سیر گلشن میں اک دن چلا<br>جو دیکھا تو بلب لہذا رزو<br>چمکتی ہے بلبیل تو قصان ہیں ہر<br>ہر اک سرور شک قدم لقا<br>یکایک فلک کو ہوا ناگوار<br>گلونے کلبے ہوئے غم سے چاک<br>صدادیتی تھی رو کے بلبیل غریب | جہان کے درمیں جو ہیں شہرانی<br>کہ پیدا دلسے ہو مضمون عالی<br>سخن مرغان جنت کا ترانہ<br>کہ رہجائے زلمے میں مری بات<br>کبھی شکل گیسو پر لیشان ہوں میں<br>قلم باغ میں رکھ کے فرحت ہوئی<br>شنا خواں گل عاشق رنگ دبو<br>کسی جا پہ پھولوں کے انبار ہیں<br>عروسان گلشن کے ماز و ادا<br>ہوا گرم گلشن میں چلنے لگی<br>اڑتی تھی ہاد صبا سر پہ خاک<br>منہ دل بیوہ دیر نا پائدار |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

اشہب تیز گام زبان کو میدان مدعا میں یوں جولان کرتے ہیں شہنشاہ  
کوکب و روضہ فیروزہ در بند فتح کر کے طرف در بند چارم کے چلا در بند چارم پر نواسی ماہیان کی فیروزہ  
گوہر پوش برائے انتظام آئی ہے ساحر مکارہ نے ایک قصہ تیار کر کے بارگاہ عمدہ استاد کرائی  
مسند پر بیٹھی ہوئی اپنے حق پر نازان بھی ذکر کر رہی ہے کہ صاحبو آمد کوکب کا خیال لکھو مجھ کو مبدع  
خبر ہو چکی و ایسا نہ ہو غفلت میں وہ ظالم آجائے لطف افسری یہ ہو کہ ایک قطرہ خون کا زمین پر نہ گرے  
موتے جسم کسی کا میلا نہوئے پائے حریف گرفتار ہو جائے یقین ہے کہ ماہیان بھی بہت قدر روانی



فرمایا میں گی سپہن زر و جواہر سے بھر دین گی اگر کوئی افتادہ مہیمان پر پڑی ہماری تھاری کون قدر کرے گا  
ملکہ مہیمان کے دم سے بڑی آسائش ہے کینہیں برے خبر جاتی ہیں عرض کر رہی ہیں حضور کو کہ بنے  
شب باغ ویران میں بسر کی کوکب تنہا نہیں ہے ایک رفیق ساتھ ہے شب کوہنے باغ ویران  
میں باتیں کرتے سناوت سحر وہ رفیق اور طرف گیا کوکب نے ادھر رخ کیا ہے تین پہر و انھیں  
بحر و میں گذرا پہر و پھیلنا باقی ہے فیروزہ تخت یا قوت احمدی گرد تامل جادو گر نیان خبر مفصل ہو  
جانی مشاطہ کو اشارہ ہوا مشاطہ نے اکر اس شعلہ و جوالہ کو زینت دی پوشاک عمدہ پنکر چند کینہوں کو  
ساتھ لیا ٹہلتی ہوئی قریب دربار گاہ آئی سیر صحرا میں مصروف ہے دیدہ انتظار شاہزادہ مدعا پر کہ صحرے سے  
گرد آئی فیروزہ گوہر پوش نے دیکھا کوکب تامل لپٹت مرکب باد رفتار پر سوار اسی جانب آتا ہو لیکن  
ہوشیار چاق و چوبند قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا فیروزہ نے دیکھتے ہی ساتھ والیوں سے کہا صاحب کوکب  
آپہو بچا نا ہسید کے مقام پر دھوکا کھا چکا ہے بڑی ہوشیاری سے آتا ہے ایسے گرگ باران دیدہ ہر دست انداز  
دشواہ ہے یہ لکڑاں نکارہ نے تاج سر سے اتارا سر برہنہ کیا چند کینہوں کو ساتھ لیکر دوڑی قریب کوکب  
اگر برے تسلیم خم ہوئی کوکب نے جواب دیا اور آواز دی لے فیروزہ ہوشیار ہو جاؤ میں سحر کرتا  
ہوں فیروزہ دوڑ کر کاب سے لپٹ گئی کہا لے شہنشاہ عالیجاہ لونڈی کی بھی یہ محال ہے کہ  
آپ سے لڑے میرے بزرگ سب سرکار کے نکلنے والا ہے بسبب ملازمت افراسیاب کے میں  
پابند ہو کر رہی خدمت میں نہ پہنچی آج تک ہاں سے خاندان میں آپ ہی کا ذکر ہوتا ہے بزرگوں نے  
سرکار سے ایسا پیدا کیا اسی میں بسر کرتے ہیں سرکار افراسیاب کسکو آبرو ملی آپ کی سرکار میں جو چندے  
رہا امیر ہو گیا لونڈی کو حضور نے نہیں پہچانا باپ میرا سردارید گوہر پوش کی خدمت میں رہا  
چچا میرا درویشانہ جادو جوان خوشرو خدمت میں شہنشاہ برجمیں زرین علم کے اب بھی ہے جب  
یہ عمدہ مجھ کو غلام دار نے مجھ کو نامہ لکھا کہ فیروزہ خبردار ہم سرکار کے نمک خوار ہیں جہان تک ہو سکے  
خیر خواہی کرنا شہنشاہ کو تا بہ مہیمان زمرہ پوش پہنچا دینا ہر چند کہ کوکب بڑا دھوکا کھا چکا ہے  
و کو یقین نہیں آتا فیروزہ نے جیسے نامہ اپنے چچا کا نکال کر دیا اور کہا حضور اسکو ملاحظہ فرمائیں سب در بند  
کینہ کے قبضے میں ہیں سب مقامات خالی کرادوں گی حضور کو تا بہ باغ ظلمات پہنچاؤں گی اگر میرا زور چلی گیا  
تو مہیمان کو گرفتار کرادوں گی میرے اسکے وعدہ ہو چکا ہے کہ لے فیروزہ جو وقت تو بلائیگی میں فوراً آؤں گی اگر یہ دام



پڑ گیا تو سرکار کو زیادہ مشقت نہوگی کو کبھی نہ دیکھا حقیقت میں چچا اسکا ملازم شہنشاہ برجیس نے یہ علم  
 ہوا اس میں یہی سب مضمون مرقوم ہے اب کو کب پشت مرکب اترالین ہو تیار خیال کر رہا ہے کہ  
 اگر یہ زبان بھی ملائے تو میں سحر کروں ایسا نہو پھر دھوکا ہوا ہے کو کب بڑی شرم کی بات ہے لیکن  
 اس خط میں تاکیدا کید ہے ہر مقام پر یہی لکھا ہے اور فیروزہ اگر تھے ہمک حلالی نہ کی اور شہنشاہ کو تا بہ  
 مایمان نہ پہنچایا ہم سے ملاقات پھر نہ ہوگی شادی وغنی کی شرکت ناممکن ہو جائیگی جان تک ہو سکے  
 خیر خواہی کرنا اگر تیری مدد سے مایمان قتل ہوئی شہنشاہ نے فتح پائی ہو حکومت چاہیگی فیروزہ انھیں  
 مفاہین کو پڑھ پڑھ کر سنار ہی ہے کو کب کو استقبال کر کے لے چلی ہو کو کب کے دل میں یہ خیال  
 ہو کہ اے کو کب ہوشیار رہو اگر دوستی کرے سبحان اللہ اور اگر دشمنی پر کمر باندھے سمجھا جائے کائنات  
 نکر و شراب و کباب اپنے کو بچاؤ اور یہ کیا کر سکے گی خط تو حقیقت میں اسکے چپانے لکھا ہے ہر علمدار  
 ملازم بھی ہر ضرور اسنے تاکید کی ہوگی اسکو کب گوارا ہوگا کہ ہمیں رنج و ملال پہنچے یہ سوچ کر کو کب  
 مطمئن ہوا فیروزہ گو ہر پوش کے ساتھ قصر میں آیا اشارہ کیا کو کب تخت پر آکر بیٹھا فیروزہ  
 گو ہر پوش خدمتگداری میں معروض ہوئی یہ تعجیل گاہوں کو طلب کیا کلام بیان شراب کی کشتیاں  
 کباب کی پیش کین ساتی بچے اگر حاضر ہوئے ناچ شروع ہوا فیروزہ نے بڑھ کر جام شراب بھرا اپنے  
 ہاتھ پر رکھ سامنے کو کب کے آئی عرض کی حضور نوش فرمائیں کو کب ہاتھ رکھ رکھا کما اے فیروزہ  
 یہ وقت شراب و کباب نہیں ہے تمھاری خاطر کی شریک صحبت ہوے فیروزہ نے جو خیال کیا  
 تو کو کب کھوت ہو تیار پایا نہ گانے پر توجہ ہو شراب کباب کا بالکل انکار کیا اب جبران ہے کہ میں  
 کیا تدبیر کروں شراب میرے ہاتھ سے پتیا سحر فراموش ہوتا تو میں گرفتار کرتی لیکن کو کب ہم تن  
 چشم بنا ہوا بیٹھا ہے شہر ہے کہ جھوم لہا ہر قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا ایک ایک کو بہ نگاہ تہر دیکھ رہا ہے  
 اگر کوئی کینز قریب آتی ہے کو کب منع کرتے کہ تیسے دور بیٹھو فیروزہ گو ہر پوش سے یہ کہہ  
 کہ اے فیروزہ برانہ ماننا چونکہ تم ہمارے رفیق کی بھتیجی ہو سفارش نامہ بھی تمنے دکھایا ہمیں کیس قدر  
 یقین آیا لیکن یہ مقام ایسا نہیں ہے کہ ہم اپنے کو فراموش کریں شراب و کباب پر توجہ فرمائیں  
 تمنے جو کہا تھا کہ ہم مایمان کو بلا دین گے دام مکرمین پھنسا دیں گے اگر تمھارا اختیار ہے تو نامہ لکھو  
 تم ہماری حریف ہو ہم اٹھتے ہی سحر کریں گے مکانات کو سحر کر کے مٹا دیں گے اب



فیروزہ گھبرائی، کبھی کہ میری کوشش سے کچھ نہ ہوگا، ملکہ رضوان جادو جو حاکم در بندہ پنجم ہے ساحرہ  
 لا جواب حسن و جمال میں بھی انتخاب اُسکو بیان بلاؤں میں اکیلی کیا کرونگی باتوں میں رات گزر جائے گی  
 تاہم یہ کاکل کشانے مکر کر کے ہوشیار کر دیا اب دام کلام میں نہ بھینسے گا طائر زیر کھل جائیگا یہ سوچکر  
 فیروزہ اُٹھی گوتے میں اگر ایک نامہ برے رضوان جادو لکھا مضمون یہ تھا اے ملکہ عالم لے سہر پرست  
 ساحران لے افسر کینز ان میں کو کب کو لگا کر اپنے قصر میں لانی ہوں لیکن بہت ہوشیار  
 ہے بڑا ساحر نامہ اسے میں تنہا گرفتار نہیں کر سکتی آپ بھی تشریف لائیے ہم اور آپ ملکر سو کریں شاید  
 گرفتار ہو جائے بنامہ طولانی لکھ کر کینز کو دیا کمازبانی بھی حال کہنا کہ کو کب ہم نے نہ جھٹم بنا ہوا ہر کسکو دھوکا  
 دوں کس پر سو کریں ادھر سے تو کینز نامہ لیکر در بندہ پنجم پر چلی فیروزہ اُسی طرح خدمت میں معروض بھی  
 کو کب کی بات میں دھوکا نہیں کھاتا مثل شیر غضبناک چست و چالاک قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا ذرا بھی کسی  
 کینز نے اشارہ کیا کو کب تلوار ٹیک کر اٹھنے لگا فیروزہ نے کما شہنشاہ خیر تو ہے یہ سب کینز ان حضور  
 یمن اسمیں کسی کو اپنا دشمن بنانے کو کب جواب دیا اے فیروزہ کینزوں سے کمو دمبدم کی  
 آمد و رفت موقوف کریں مجھے شک ہوتا ہے ایک مقام پر بیٹھیں تم ماہ بیان کو بلو اور اگر اسکے  
 خلاف ہوگا تو لے فیروزہ خون کے دریا بہاؤں گا تمام در بندہ کو خاک میں ملاؤں گا اتنا خیال  
 ضرور ہر تینے خطا جو اپنے چچا کا دکھلایا سوچہ سے میں بیان تک آیا ورنہ بقول ہمارے مہربان محسن جان  
 بخش خواجہ عمر کے دشمن کے مکان پر جانا کب روا ہے میں نے سر اسر بزرگوں کے قول کے خلاف کیا تمہاری کلام مطیع  
 ہوا اب تین پہرات اور باقی ہے وہ جو کما ہے وہ آنکھوں سے دکھلاؤ ماہ بیان کو بلاؤ تمکو کہیں جانے نہ دے گا  
 فیروزہ اور زیادہ گھبرائی مگر عرض کی اے شہنشاہ میں نے ابھی کینز کو روانہ کیا ہے نامہ لے کر گئی ہے  
 یقین ہے دیکھتے ہی ماہ بیان آوے شاید کینز ان سامری نے اُسکو بھڑکایا ہو شاید آنے میں تاہل  
 کرے تو میں اپنے مقام کے عجائب و غرائب مٹاؤنگی یہ در بندہ بدون مشقت فتح ہوگا کو کب اسکی  
 باتوں پر کھٹک رہا ہے دل مثل ماہی ہے اب پھٹک رہا ہے لیکن دو کلمہ داستان اس حریق میں شہنشاہ  
 غریب لہ فراق اسیرہ کیسو ذریعہ خزاں و ملکہ رضوان جادو کے گذارش ہوتے ہیں کہ ملکہ  
 رضوان خوشی خوشی در بندہ پنجم پر آئی آتے ہی انتظام کیا کینز ان ہر از مصاحبان مساز جو اس حال سے  
 بخونی آگاہ ہیں انکو ساتھ لے کر آئی ہے آمد کو کب کی مشتاقی دل میں وصل کا اشتیاق کینز بن بھی کچھ



کہ رہی ہیں حضور آج مدت کے بچھڑے ہوئے ملیں گے دفتر حکایت و شکایت گھلیں گے رضوان جادو نے  
 ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو انکا خدا انکو بچائے راہ میں در بند سخت ہیں ناہید کا کل کشا ساہرہ لیکن  
 فیروزہ گوہر پوش مکمل درجہ ساز دہباز نہیں معلوم کیا تدبیر کرے جب چار در بند فتح ہوں تب اس شیر کا  
 مقام پر بحال دیدہ آفت کشیدہ کے گزر ہوا یہی تو یہ کیفیت ہے نظم

خیمہ خودی ہر یہ قاصد یار راہ میں ہے  
 ادھر چین چلی ہی بار راہ میں ہے  
 زیادہ ابر سے ہی دھوپ کوڑا لغت کی  
 ہمیشہ ساتھ مرسایہ دار راہ میں ہے  
 قدم اٹھئے نہ اٹھئے چلنے دے چلنے دے

ادھر جنوں کو مر انتظار راہ میں ہے  
 کسی کا شاید اسے انتظار راہ میں ہے  
 تر ہے غریب نوازی ہر خیال وطن  
 صبا ہو نیکی و شفت غبار راہ میں ہے

اپنے گھر میں دل بتیغ راہ میں ہے  
 مٹھ گیا ہر جہازہ جو چلے عاشق کا  
 رفیق سایہ پروردگار راہ میں ہے  
 نہ ساتھ روح کا منزل ملنے سے سکا کوئی  
 جلال ضعف کا کیا اعتبار راہ میں ہے

انیسین جلسیں عرض کر رہی ہیں حضور ناہید وغیرہ کی انکے سامنے کیا حقیقت  
 ہے بادشاہ با شوکت شاگرد رشید نور افشان سات سو ملک حکم علاقہ ساحران کا ناظم ایسے ایسے ساحر  
 کے روکنے سے وہ رکین گئے آج کی شب ضرور حضور سے ملاقات ہوگی رضوان تے کا فیروزہ گوہر پوش  
 میری مطیع ہے اگر وہاں لڑائی پڑی ضرور جھکے خبر دے گی یہ ذکر تھا کہ کینز فیروزہ نامہ ایسے ہو گھبرانی  
 ہوئی اگر سپہنوی ملک رضوان نے بکھر کر پوچھا اسے خیر تو ہو گیا شہنشاہ لڑتے بھڑتے دہان پہونچ  
 گئے کینز نے نامہ دیار بانی بھی تمام کیفیت عرض کی کہ حضور تیسرے در بند پر شہنشاہ نے صدر  
 عظیم اٹھایا ناہید نے کوئی کمر کیا لیکن اسی کی کینزون میں سے ایک کینز نکل آئی اس نے ناہید  
 کو مارا اب کو کب استقدر ہوتا رہے بات کرنا اس کے سامنے دشوار ہے صاف صاف وہ فرماتے  
 ہیں کہ دشمن سے اطمینان کیا مگر حضور نے فیروزہ گوہر پوش نے کیا کمال کیا ایسے آہوے وحشی  
 بلکہ شیر غرہ کو رام کر کے اپنے قصر میں لائیں دام کلام میں بھنسا یا ہی لیکن وہ بادشاہ عالیجاہ  
 شراب کباب قبول نہیں کرتا پھر کیا کریں سحر تو قاعدے سے ہوتا ہی اسی وجہ سے ملک فیروزہ نے  
 حضور کو بلایا ہر کہ دونوں ملکر سحر کریں کو کب کو گرفتار کریں اکیلے سے کچھ نہ ہو سکیگا بہت مجبور ہے  
 اس وقت کو کب نے غصہ میں فرمایا کہ فیروزہ گوہر پوش اگر صبح تک تمہارے کلام کا ظہور نہ ہوا تو ہم بری  
 طرح پیش آئیں گے اب چلے کو کب کو گرفتار کیجئے اپنے مصاحب خاص کو نیچے سے اس شیر کے پچائے ورنہ  
 فوراً قتل کر ڈالیں گے بہت بگڑا ہوا بیٹھا ہے رضوان جادو یہ سنکر نہال ہو گئی سہسکر جواب دیا



اس میری کنیز کی کیا مجال ہو کہ اس شہنشاہ عالیجاہ پر دست انداز ہو وہ بادشاہ عالیشان وہ مکارہ  
 بے ایمان شہنشاہ نے دھوکا کھایا ایسی بیسوا کے ساتھ کیون چلے آئے ہیں چکر فیروزہ کو سمجھا تو نگہ  
 مدت سے میری ملازم ہو ہماری خوشی کی خواہاں ہوگی خلاف کر سکتی ہو یہ کہہ کر ملکہ رضوان جادو اٹھ  
 چالیس کنیز ہیں جو ہمد و ہماز ہیں اشارہ کیا ہمارا لباس زیور نکالو کنیز میں پوشاک فخرہ لائیں رضوان  
 خوشی خوشی زیب جسم کی صندوقہ زیور کا کھلا آئینہ سامنے رکھ لیا زیور ہیں ہی ہر مشاطہ پشت پر  
 حاضر چوٹی گوندھی دو مار سیاہ آپس میں گتھ گتھ بقول شیخ نسخ مطلع چوٹی ٹہنیں ہر پشت پہ اس  
 نونہال کے ہر دو سانپ گتھ گتھ ہیں زبانیں نکال کے ہر طوق منہ کے گلے میں زیور کو غور نہایت ہوئی  
 سبز آئینہ جو کھیتی کو سن کی سرسبز کرتے ہیں عارض الزور یہ لہر ہے میں چھپکا یا قوت احمر کا جسکو دیکھ کر  
 عاشق کا خون ہو دریا سے زیور میں غوطہ مارتا ہر مشاطہ بھی اترائی ہوئی ہر عطر سوہاگ مل دیا شعلہ  
 جو الہ بن کر بھولی باولے کی اس میں اسباب سحر اپنے مصاحبان ہمزاد کنیزان و مساز کو ساتھ لیا طاؤس  
 زرین بال پر سوار ہو کر طرن در بند فیروزہ کے چلی لمحو طوطا خاطر ناظرین ہے کہ اب ملکہ رضوان جادو جوش  
 محبت میں جاتی ہیں منسوبات سحر جو راہ میں بنائے تھے انکو مٹاتی ہیں اس خیال سے کہ اگر کوئی معین  
 مددگار کو کب کا ساحر یا غیر ساحر انیکا قصد کرے تو اسکو راستہ میں کنیزوں کے کتے ہوئی آتی ہے  
 کیون صاحب نہا سید کا کل کشا کو کسے مارا ظاہر میں تو کوئی ساتھ نہیں ہر طائر ان سحر نے جھک خوری  
 کہ وہ شیر بیشہ جرات اپنے قصر سے یکہ و تنہا چلا نہنگ دریائیں کو بھی بڑے جوش و غروش  
 میں مارا نگوڑا چھپکے بیٹھا تھا جھکو طائر نے خبر دی اس شہنشاہ آتش خونے وہ سحر کیا پانی دریا کا  
 لکھو لئے لگا پھلیان بتیا ب ہو کے نکل آئیں نہنگ کو بھی چین نہ پڑا آخر کل آیا اکیلے نے ہزاروں نکو مارا  
 تمام جادو کے ساتھ تین لاکھ فوج تھی سنتی ہوں ان میں ایک زندہ نہیں چا لیکن ناہید نے کیا کمال کیا  
 کو کب جری ہے بہادر ہی سیدھا پانی ہے بی فیروزہ نے ناز کرشمے دکھائے صورت کو اسکی دیکھا سیرت  
 کو دریافت نہ کیا چلے آئے اب میں تاپہ درہم تو قبضہ کرادو نگہ اگر میرا کنا مین کے تابہ باغ ظلمات بھی  
 رسائی ہو جائیگی لیکن بیان بندیر بن نہیں از شہنشاہ کو کب روضہ خیمہ تخت پر جلوہ فرما ہن زلف لیلایا  
 کر سے گذر چکی ہے فیروزہ اب بدحواس ہے کو کب فرما ہے میں کیوں ملکہ تمھاری کلام کا مہر  
 نہوا مہیاں کو نہ بلا سکو گی یہ گھر کے عرض کرتی ہو میرا کیا اختیار ہو وہ اپنے نعل کی منار میں تشریف



نہ لایک تو میں کیا کروں نامہ میں نے ضرور زوانہ کیا کو کب نے کہا اچھا اب ہم تلو گرفتار کر کے طرف قصر  
جمشیدی کے روانہ کرتے ہیں تمھارے چچا کو نامہ لکھیں گے کہ تمھاری بھتیجی نے ہم پر احسان عظیم کیا سنرا  
اور عدم سنرا کا انھیں کو اختیار ہو وہ تو تمھارا عم نامہ ہو بھتیجی پر بدعت نہیں کرے گا لیکن ہمارا  
دل کو یقین ہو کہ اسے ہمارا نک کھایا ہو اگر تلو خلاف پائیکا بشیک قتل کر ڈالے گا ہمارا کوئی نکلے اور  
ہمارا دشمن نہیں ہو اب فیروزہ گھبرا رہی ہو کہ دیکھوں اب کیا ہوتا ہے ہاتھ باندھ کر عرض کی کینز نے  
ورنہ کا ایک قبضہ کر دیا بے رطے بھڑے آپ نکل جائیے میں ماہیان کو اطلاع نہرونگی اگر حکم ہو ہمارا  
چلون چکر ماہیان سے لڑوں کو کب نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ہے یہ نہیں کر رہی ہے کہ شہنشاہ  
ماہیان کے آنے نہ آنے میں میری کیا خطا کہ آسمان پر برق چکی کو کب دیکھنے لگا بعد مدت مدید  
وہمید بعد اپنے یار جانی محبوب جادوانی مجوبہ خوشخو رضوان جادو کو دیکھا طاؤس زرین  
بال پر پڑی جمی ہوئی ہو خوشی خوشی آتی ہے نگاہ جو کو کب کی پڑی آفتاب جمال رضوان نام حور  
خصال زلفین عارفہ انور پہ حلب دھنن ایک جگہ پر مل گئے بڑی بڑی انکھڑیاں ابڑے خمار لیے ہو  
سرو باغ خوبی و مین عینچہ نو میدہ حریفہ مجوبی سولیا میں جادوگری عشوہ و کرمہ ناز دست بستہ مثل  
کینزان ہمارا ہمراہ ہیں صاف ثابت ہو کہ بیچ میں ماہتا بان گرد ہجوم کینزان زرین پوش مثل سیارگان طاؤس اگر  
اتر فیروزہ تو سنبھلی کہ اب رضوان سحر کر گئی اپنے مقام سے گولا سنبھال کر اٹھی کو کب دیکھتے ہی آواز دی  
فرد بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم + بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم کیوں اے شہنشاہ خوبی اپنے عاشق  
جاننا کہ خوب فراموش کیا آج کون سی ساعت سعید ہے یا روز عید ہے کہ حال بیتیال کی زیارت  
نصیب ہوئی ملکہ رضوان جادوئے مسکرا کر جواب دیا اے شہنشاہ طلمس نور افشان ہو جب مضمون  
مقام ہذا اشعار آبدار نظم

|                                     |                                                                                |                                   |
|-------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------|
| غنیہ لعل لببت گراز تنافل بشکفد      | بشکفم چون بلبلے کردید گل بشکفد                                                 | اگر صبادار و شمیم پیر ہن سو چین   |
| غنیہ را در دل درون نی چون گل بشکفد  | بر داغم سنور دا ز بیامنی دوی گل                                                | خاطر آشفہ ام از نشہ امل بشکفد     |
| خنیچہ طلمس نمی خند بہ شورستان ہند   | ہمت یاران کہ از گلزار کامل بشکفد                                               | یا بڑا مالی محبت کش کہ مخفی عاقبت |
| ور بیا بان لالہ را دل از تحمل بشکفد | اب تو فیروزہ حیران ہوگی تخت سے کو کب کو دے ادھر رضوان                          |                                   |
|                                     | طرصی ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا کو کب نے جو شکایت عدم ملاقات کی رضوان نے آنکھوں میں |                                   |



آنسو بھر کے جواب دیا کہ ای شہنشاہ اس زمانے میں آپ سے اور بھائی صاحب میل تقاسم ایک طرح سے چلے آتے تھے گھڑی دو گھڑی کو ملاقات ہوتی تھی آپ کے آنے فساد عظیم ہوا جس زمانے میں وہ جاگیر کو لائے اور آپ کا طہر ہوش و برہم ہونے لگا ہمارے کلبے پر چھریان پڑتی تھیں لیکن مجبوراً چار گوشہ نشین دعائیں مانگتی تھی یہ بھی سنا کہ اپنے مذہب تبدیل کیا یہ مکہ دعا مانگتی تھی کہ اے خداے مایہ دیدہ اگر تو برحق ہو شہنشاہ کو ہاتھ سے اس ظالم کے بچائے لیکن شکر ہے کہ ہماری دعا قبول ہوئی جس دن ہمتے خبر پائی کہ شاہزادہ جاگیر فرزند صاحب قرآن ٹھہرا کنیزوں کو چھوہنے لگا کیا روشنی کی بلکہ شہنشاہ نے پوچھا بھی کہ ہمیشہ آج خوشی کا باعث کیا ہوا جواب دیا کہ بھائی صاحب صاحب قرآن زمانہ والی قاف و دنیا محترم و محترم صاحب اسم اعظم اس مظلومہ بین شریک تھے سامری جمشید نے تلکوجا یا سنا تھا کہ اُس پر سحر تاثیر نہیں کرتا اگر کہیں اُسے مقابلہ پڑ جائے تو سحر تاثیر نہیں کرتا ایسے شخص کا کوئی کیا کر سکے فوجین قتل ہوئیں ملک نکل گئے پھر ان پر قبضہ ہو جائیگا اگر دشمنوں کی جان پر بخانی تو ہم کدھر کے ہوتے ایسی بائین مکہ افراسیاب کو راضی کر دیا جب یہ خبر سنی کہ آپ کا قصداً تاباغ ظلمات آنے کا ہی ملکہ ماہیان زمر دی پوش سے حکم کر در بند کا انتظام کیا چارم در بند پرانی مصفا خاص بی فیروزہ کو مقرر کیا کہ وہ در بند تو بے لٹے بھڑے آپ کے قبضے میں آجائیں آئندہ خدا مالک ہے یہ مکہ کنیزوں کو اشارہ کیا اُسے صحبت بے نک کیوں ہے فیروزہ شراب و کباب کا سامان کیوں نہیں کیا فیروزہ نے کہا اے ملکہ عالم میں نے پہلے ہی تقریب شراب کی کی شہنشاہ کو کچھ اور خیال ہوا شراب واپس دی میرے ہاتھ سے نہ پی اب تک شہنشاہ کو یہی خیال ہے کہ کچھ مکر نہ کرے رضوان نے اپنے ہاتھ سے جام شراب بھرا سامنے کو کپ کے پیش کیا اگر کپ بے اندیشہ انجام شراب نوش فرمائی اور یہ اشعار ابدار پڑھے نظم

|                                      |                                    |                                      |
|--------------------------------------|------------------------------------|--------------------------------------|
| ترب و تربی جو عاشق تمام ہوتا ہے      | تمھاری نیم نگاہی کا نام ہوتا ہے    | ترب اپنے دو مجھے یا امتحان صبری لو   |
| کہ ایک شخص سے بس ایک کام ہوتا ہے     | میں جان دینے لگا یا پر تو دل بولا  | ٹھہرے پہلے لصدق غلام ہوتا ہے         |
| گذر ہو صبح کو غمی نہ تک سے کیونکر    | بلاؤ نگا شیب ہجر از دو حام ہوتا ہے | مٹا دی قرب کیوں داغ دلو کیسوا        |
| غروب مہر بھی نزدیک شام ہوتا ہے       | جمال یار کا نظارہ کرے خستہ من آنکھ | وہ منہ چھپانے کو ہیں دن تمام ہوتا ہے |
| خود آپ میں نہیں آسکتے ہم بلا کے نہیں | یہ شوق تخلیہ کا انتظام ہوتا ہے     | نہ سرد ہوئیں بازار فتنہ فردا         |



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                           |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>کچھ آبدیدہ بھی ہنس سکتے جام ہوتا ہے<br/>         قدم قدم ترے گم کردہ رد کی مہربان<br/>         مر کلام میں بھی کچھ کلام ہوتا ہے<br/>         بہ مشکل آتی ہر لب تک بھی جان ناز انگلی<br/>         جگر تو اب کوئی دم میں تمام ہوتا ہے<br/>         نکالنے جو لگین دکلی حسرتیں وہ حلال</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                | <p>فراق میں مجھے ساقی کے دیکھ کر روتے<br/>         ہمیشہ نلکہ رسیان ہی کا نام ہوتا ہے<br/>         وہ چپ چپ میں شاعرین سمجھتا ہے<br/>         ادا اٹھیں کچھ انکا پیام ہوتا ہے<br/>         زبے نصیب کھا جا جان بھی غم دست<br/>         زبان دینے کا پہلے پیام ہوتا ہے</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                      | <p>وہ آج ناز سے گرم خرام ہوتا ہے<br/>         گر اسے راہ میں خط کو لکھا مقدر کا<br/>         درود و خضر علیہ السلام ہوتا ہے<br/>         نگاہ ناز سے دکلی نہیں کہی جاتی<br/>         اجل سرجب کوئی ایسا ہی کام ہوتا ہے<br/>         سمجھ کے پوچھیں وہ عاشق سے وجہ موتی<br/>         ابھی تو صول میں بلائے عام ہوتا ہے</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                      |
| <p>کہ یہ میری شرک کرین گی دونوں لکے کو کب کو پکڑ لیں گے یہاں تو کچھ اور ہی صورت ہے دفتر حکایت و حکایت<br/>         کھل ہے ہین اب فیروزہ اس نکر میں ہوں کہ کو کب کے گلے میں جو تختی پڑی ہے اس میں بھی کچھ کمال ہے<br/>         یہ کسی طرح لون اور اس خرابی کی خبر جا کر افراسیاب سے کہوں کہ شہنشاہ چکر انہی ہمیشہ کو سنبھالیے<br/>         کیا دنیا میں آگ لگی ہے عشق و عاشقی میں بھائی کا گھر دیران کرتی ہین رضوان نے اُسیدت سامنے<br/>         فیروزہ کے منوبات مٹانا شروع کیے جو جو عجائبات سحر بنائے تھے انکو مٹایا راستہ کھولا اب کو کب<br/>         ملکہ رضوان سے باتوں میں مصروف ہین تھپتھپا رکھول کے رکھ دیے تختی بھی گلے سے اتار کر رکھی فیروزہ سمجھی<br/>         اگر میں کچھ بھی خلاف مزاج ملکہ عالم کر دگی اُسکے ہاتھ سے جان نہ بچے گی جنکو اپنا سر پرست سمجھی تھی وہی<br/>         آمادہ قتل ہو گئیں افسوس بوجیب مضمون مصرع چوکھراز کعبہ برغز و کجا ماند مسلمان + مارا ستین<br/>         اگر گ بفل یہ سوچ کر خدمت میں مصروف ہوئی گلا بیان اٹھا کے لابی کشتیان شہاب کی پیش کر<br/>         رہی ہے بدل و جان خدمت گزار ہی میں مصروف ہوئی بہ چستی و چالاکی و بیاری اُس ملعونہ نے نگاہ<br/>         کو کب و رضوان بچا کر وہ تختی یا قوتی اپنے قبضے میں کی اب سچھے ہٹی خیال میں اُکھل کر افراسیاب<br/>         کو لاؤں ان دونوں کو نہ لے مقول دلاؤں فیروزہ گوہر پوش تو طن افراسیاب کے چلی<br/>         ایک کینز کو اشائے سے بلایا بیرون قصر آئی کہا بواگل اندام تنے یہ اندھیر دیکھا ملکہ ماہیان<br/>         از مرد پوش نے عزیز قریب جانکر بڑی حفاظت مقرر کیا وہ مٹانے کے درپے ہین بوا ایک کام کر<br/>         کہ میں تو بیرون قصر ٹھہرتی ہوں میرا جانا مناسب ہین ہیران دشمنوں کی حفاظت کروں تم جا کر یہ نامہ<br/>         ہاتھ میں افراسیاب کے دینا اور کہنا کہ لے شہنشاہ چکر ہین کو سنبھالیے شادی نہ کرنے کا</p> | <p>اتو فیروزہ اور زیادہ گھرائی دل سے کتنی ہے میں نے تو اس واسطے بلوایا تھا<br/>         کہ یہ میری شرک کرین گی دونوں لکے کو کب کو پکڑ لیں گے یہاں تو کچھ اور ہی صورت ہے دفتر حکایت و حکایت<br/>         کھل ہے ہین اب فیروزہ اس نکر میں ہوں کہ کو کب کے گلے میں جو تختی پڑی ہے اس میں بھی کچھ کمال ہے<br/>         یہ کسی طرح لون اور اس خرابی کی خبر جا کر افراسیاب سے کہوں کہ شہنشاہ چکر انہی ہمیشہ کو سنبھالیے<br/>         کیا دنیا میں آگ لگی ہے عشق و عاشقی میں بھائی کا گھر دیران کرتی ہین رضوان نے اُسیدت سامنے<br/>         فیروزہ کے منوبات مٹانا شروع کیے جو جو عجائبات سحر بنائے تھے انکو مٹایا راستہ کھولا اب کو کب<br/>         ملکہ رضوان سے باتوں میں مصروف ہین تھپتھپا رکھول کے رکھ دیے تختی بھی گلے سے اتار کر رکھی فیروزہ سمجھی<br/>         اگر میں کچھ بھی خلاف مزاج ملکہ عالم کر دگی اُسکے ہاتھ سے جان نہ بچے گی جنکو اپنا سر پرست سمجھی تھی وہی<br/>         آمادہ قتل ہو گئیں افسوس بوجیب مضمون مصرع چوکھراز کعبہ برغز و کجا ماند مسلمان + مارا ستین<br/>         اگر گ بفل یہ سوچ کر خدمت میں مصروف ہوئی گلا بیان اٹھا کے لابی کشتیان شہاب کی پیش کر<br/>         رہی ہے بدل و جان خدمت گزار ہی میں مصروف ہوئی بہ چستی و چالاکی و بیاری اُس ملعونہ نے نگاہ<br/>         کو کب و رضوان بچا کر وہ تختی یا قوتی اپنے قبضے میں کی اب سچھے ہٹی خیال میں اُکھل کر افراسیاب<br/>         کو لاؤں ان دونوں کو نہ لے مقول دلاؤں فیروزہ گوہر پوش تو طن افراسیاب کے چلی<br/>         ایک کینز کو اشائے سے بلایا بیرون قصر آئی کہا بواگل اندام تنے یہ اندھیر دیکھا ملکہ ماہیان<br/>         از مرد پوش نے عزیز قریب جانکر بڑی حفاظت مقرر کیا وہ مٹانے کے درپے ہین بوا ایک کام کر<br/>         کہ میں تو بیرون قصر ٹھہرتی ہوں میرا جانا مناسب ہین ہیران دشمنوں کی حفاظت کروں تم جا کر یہ نامہ<br/>         ہاتھ میں افراسیاب کے دینا اور کہنا کہ لے شہنشاہ چکر ہین کو سنبھالیے شادی نہ کرنے کا</p> | <p>اتو فیروزہ اور زیادہ گھرائی دل سے کتنی ہے میں نے تو اس واسطے بلوایا تھا<br/>         کہ یہ میری شرک کرین گی دونوں لکے کو کب کو پکڑ لیں گے یہاں تو کچھ اور ہی صورت ہے دفتر حکایت و حکایت<br/>         کھل ہے ہین اب فیروزہ اس نکر میں ہوں کہ کو کب کے گلے میں جو تختی پڑی ہے اس میں بھی کچھ کمال ہے<br/>         یہ کسی طرح لون اور اس خرابی کی خبر جا کر افراسیاب سے کہوں کہ شہنشاہ چکر انہی ہمیشہ کو سنبھالیے<br/>         کیا دنیا میں آگ لگی ہے عشق و عاشقی میں بھائی کا گھر دیران کرتی ہین رضوان نے اُسیدت سامنے<br/>         فیروزہ کے منوبات مٹانا شروع کیے جو جو عجائبات سحر بنائے تھے انکو مٹایا راستہ کھولا اب کو کب<br/>         ملکہ رضوان سے باتوں میں مصروف ہین تھپتھپا رکھول کے رکھ دیے تختی بھی گلے سے اتار کر رکھی فیروزہ سمجھی<br/>         اگر میں کچھ بھی خلاف مزاج ملکہ عالم کر دگی اُسکے ہاتھ سے جان نہ بچے گی جنکو اپنا سر پرست سمجھی تھی وہی<br/>         آمادہ قتل ہو گئیں افسوس بوجیب مضمون مصرع چوکھراز کعبہ برغز و کجا ماند مسلمان + مارا ستین<br/>         اگر گ بفل یہ سوچ کر خدمت میں مصروف ہوئی گلا بیان اٹھا کے لابی کشتیان شہاب کی پیش کر<br/>         رہی ہے بدل و جان خدمت گزار ہی میں مصروف ہوئی بہ چستی و چالاکی و بیاری اُس ملعونہ نے نگاہ<br/>         کو کب و رضوان بچا کر وہ تختی یا قوتی اپنے قبضے میں کی اب سچھے ہٹی خیال میں اُکھل کر افراسیاب<br/>         کو لاؤں ان دونوں کو نہ لے مقول دلاؤں فیروزہ گوہر پوش تو طن افراسیاب کے چلی<br/>         ایک کینز کو اشائے سے بلایا بیرون قصر آئی کہا بواگل اندام تنے یہ اندھیر دیکھا ملکہ ماہیان<br/>         از مرد پوش نے عزیز قریب جانکر بڑی حفاظت مقرر کیا وہ مٹانے کے درپے ہین بوا ایک کام کر<br/>         کہ میں تو بیرون قصر ٹھہرتی ہوں میرا جانا مناسب ہین ہیران دشمنوں کی حفاظت کروں تم جا کر یہ نامہ<br/>         ہاتھ میں افراسیاب کے دینا اور کہنا کہ لے شہنشاہ چکر ہین کو سنبھالیے شادی نہ کرنے کا</p> |







اگر تم بھونکی خوشی ہو تو چھپر کھٹ وغیرہ آراستہ کر دہنشاہ منز لوں کے تھکے ماندے ایک شب تو تمھاری وجہ سے آرام پائیں دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہے کو کبے تو کئی مرتبہ کہا ملکہ فیروزہ کہاں گئی کینزوں نے کہا کسی کام میں ہوگی سامنے ایک کمرہ سجا ہوا ہے کینزوں نے چھپر کھٹ آراستہ کیا دونوں عاشق و معشوق خراب پی رہے ہیں گزوک درمیان سے اٹھ گئی گزوک لبان شیرین کی چلی رہی ہے دونوں کو جوش محبت جب کو کب دست انداز ہوتے ہیں رضوان کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں کہتی ہے اے شہنشاہ آج کی شب تو ہم آپ ایک مقام پر ہیں دیکھیں کل فلک کیا دکھائے شب فراق میں وہی ترپین وہی بھڑکن اس محبت کو تمھاری یاد کرینگے ترپ ترپ کر فریاد کریں گے کیون صاحب کل ہماری کون دل وہی ریگا ہمیں دل کھول کے رو لینے دو خانہ دل میں فوج غم و الم کا ہجوم ہے فلک نیزنگ تفرقہ پر وازی دکھلائے گا بخونی معلوم ہے کو کبے جوش محبت میں گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا ای ملکہ بس زیادہ بقیہ انکرو کیا میں مجبور و ناچار ہوں میں بڑی قتل ماہیان ضرور جاؤنگا تم میرا سفارش نامہ لیکر قصر جمشیدی میں جاؤ بران جمشید اور سردار میرے آنکھیں بچھائیں گے رضوان نے کہا اے شہنشاہ افراسیاب بڑا ساحر زبردست ہے ضرور سیرا تعاقب کریگا جہان جا کر رہو نگی و میں پہونچے گا وہ بے حیا مجھ کو چین نہ لینے دیگا بس یہی خواہش ہے کہ اس رات کو غنیمت جانو پھر اُسی شب ہائے فراق کا سامنا ہر رات قلیل باقی تھی رات کس قدر جلد کٹ رہی ہے جب گھڑیاں کی صدا آتی ہے رضوان گھبرا جاتی ہے یہ مطلع کسی شاعر کامل زبان نکلیا تا ہے مطلع شب وصل غریبان ہے مری ہمدرد کسی ڈھبے اگر یہ بیان سحر کو ٹانگ رکھنا دامن شب سے ابھی ہاتھ اٹھاتی ہو پکارا اُٹتی ہو اے حاکم نور و ظلمات آج کی شب کو بڑھائے روز فراق نہ دیکھوں کو کبے دامن سے آنسو بوجھے دیکھا سامنے کمرہ مثل عروس شب اول آراستہ ہے کینزوں نے سلیقے سے گلہ تے جن دیے اوٹوں پر پھولوں کے ہار پڑے ہیں چو گھرے چلیگر دان عطر دان پانوان سب مٹیا ہیں کو کبے رضوان کا ہاتھ تھا کہا ملکہ چلکر چھپر کھٹ پر بیٹھو رضوان کہتی ہے صاحب میں کیا آنکھوں دل بیٹھا جاتا ہے دیکھوں فلک کیا دکھاتا ہے یہ دونوں عاشق و معشوق نشہ بادہ محبت میں چور خمار شراب نشہ شباب دونوں میں اشتیاق بھرے ہوئے ہیں طرف کمرے کے لیے جاتے ہیں افراسیاب خانہ خراب باغ سید میں بیٹھا ہے خیال میں



ماہیان زرد پوش کے راتوں کا سوتا موقوف کیا حیرت سے بابتن کر رہا ہے حیرت جادو کتی ہے  
 لے شہنشاہ کو کپت ہفت در بند پر تھاپہ پڑ گیا ہوگا افراسیاب نے جواب دیا بڑے بڑے ساحر نامی  
 نامی امان نے مقرر کیے ہیں اُن میں ہر ایک کامل واکمل ہے کوکب کو بڑھتے نہ دین گے بلوہ کر کے  
 گرفتار کر لیں گے ہنگام دریا نشین و مقام جادو فوجین لے کر گئے ہیں کوکب کس کس کو قتل کریگا  
 از روئے بلوہ کے دست انداز ہونگے دیکھو خبر پہونچا چاہتی ہے ہر کارے میں نے مقرر کر دیے  
 میں یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک کینز کو دیکھا کہ کراہی افراسیاب کے ہاتھ میں نامہ دیا  
 کما شہنشاہ جلد اٹھے فیروزہ گو ہر پوش خیر خواہ دولت ہے کوکب کو پھینسا یا تھا آپ کی ہمیشہ  
 صاحبہ نے آکر سب سامان سحر در بند چارم و پنجم مٹا دیا آپ کے دشمن کو پہلو میں لیے بیٹھی ہیں مدت  
 کا دفتر شکایت کھل رہے وعدے وفا ہوئے ہم میں کسی مجال تھی کہ منع کریں اُنکے ساتھ مصافحین  
 جادو گر میان زبردست راز و حال قدیم سے آگاہ تھیں لیکن کسی نے آپ کو اطلاع نہ کی ایسا آسان  
 کر دیا کہ کوکب کو کچھ مشکل نہ پڑے گی زبرد چارم و پنجم پر تو گویا قبضہ ہو گیا اتنے ہی سب منسوبات مٹا دیے  
 فیروزہ گو ہر پوش نے یہ خیر خواہی کی کہ سختی گلے سے کوکب کے لے لی اُس قصر سے نکل آئی وہ  
 حفاظت کر رہی ہے صحرائین ٹہل رہی ہے مجھ کو بیان بھیجا یہ منکر افراسیاب کا اپنے لگا قبضہ پر  
 ہاتھ ڈالا حیرت نے چاہا منع کروں افراسیاب نے غصے میں جھڑک دیا کہا یہ ممکن ہے کہ میں تامل  
 کروں وہ نالائق کوکب کو لیکر پہلو میں بیٹھی ہے ابھی جا کر دونوں کو مارتا ہوں ساری عاشقی و عشوق  
 بھول جائیں افراسیاب یکہ و تنہا طرف قصر فیروزہ گو ہر پوش کے بہ قہر و غضب تمام چلا کلیجے میں آگ  
 جھڑک رہی ہے میں سے تلوار کھینچی ہے سحر بھی قریب ہے اول حال فیروزہ گو ہر پوش سینے پر بیرون  
 قصر سایہ نخل میں کھڑی ہوئی سر دھن رہی ہے گانے کی آواز جاتی ہے چلی جاتی ہے دل سے کتنی ہے  
 کیا غضب ہوا بی رضوان و کوکب ہم صحبت ہوئے خوب مدت کے پیچھے ہوئے ملے صبح ہو چکی  
 ہے یہ بھی خیال ہے کہ افراسیاب بڑا بے غیرت ہے کینز میری پیام لیکر پہونچی ہوگی اگر افراسیاب گیا ہوتا قصر  
 میں ہنگامہ سحر برپا ہوتا کوکب بھی کم نہیں ہے لڑائی خوب پڑے گی عدائے فیروزہ افراسیاب کی  
 مشتاق ہے کہ صحرے گرد اڑی فیروزہ گو ہر پوش دیکھنے لگی دیکھا ملک صحرے شمشیر زن ایک جانب سے  
 آتی ہے معلوم ہوتا ہے کسی کا ضروری کو جاتی ہے فیروزہ نے خود آواز دی بوا صر صر کہان سے



آتی ہو صر نے پٹ کر دیکھا کہا بوا میں بیٹے کو نہیں پہچانا فیروزہ گوہر پوش نے کہا بوا صر ایسا فراموش  
کرتی ہو میں ہوں ملکہ فیروزہ گوہر پوش مصاحب ہمیشہ شہنشاہ صر نے کہا میں نے پہچانا مجھے ٹھہرنے  
کی فرصت نہیں ہے، فیروزہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بی بی صر دو باتیں تو سن لو یہ معاملہ سننے کے لائق ہے یقین ہے  
کہ نکو بھی ناگوار ہو شاہزادیوں کا اب یہ حال ہے مردوں پر گری پڑتی ہیں عزت و آبرو کو ڈبو یا  
صر نے کہا کسکا ذکر ہے بوا میں کیا کام ہے جو جیسا کر گیا ویسا پائے گا فیروزہ نے کہا سن تو بوی  
رضوان جادو کو کب روشنفیر پزیر فریفتہ ہوئیں مجھے دو بند چارم پر ملکہ ماہیان نے مقرر کیا میں نے  
دام کلام میں کو کب کو ہنسایا خواہش مدد میں بی رضوان کو بلایا وہ جو آئیں تو آپس میں زور نیازی باتیں  
ہونے لگیں گلے عشق کے ذکر ہوئے میں تو چالاک کو کب کی غنمی نے آئی شہنشاہ کو نامہ لکھ کر بھیجا ہے اب انکو  
اختیار ہے خواہ انتظام کریں یا خاموش ہو کر بیٹھیں میں لائق مقابلہ کو کب نہیں ہوں در نہ بی رضوان  
کو مزہ چکھاتی صر نے کہا فیروزہ تنے بڑا کمال کیا اس تختی میں کیا ہو کیا کچھ جادو سحر لکھا ہے کو کب  
کیا سحر نہیں جانا فیروزہ نے کہا بوا صر یہ مقدمہ سحر و ساحری ہے ایک تحفہ ہمیشہ کے لیے بنا لیا  
ہر وقت کام آتا ہے وقت پر سحر کا تیار ہونا مشکل ہو جاتا ہو زور افشان نے اس سحر میں  
شرکت کی ہوگی مہینوں کی فکر میں یختی بنی ہوگی صر نے کہا میں تو دیکھوں بیس تختیاں میرے  
پاس ہیں کچھ بھی مطلب حاصل نہیں ہوتا فیروزہ نے جھپٹا کر جھولی سے تختی نکالی کہا اری بیوقوف  
دیکھ اسی میں بڑے بڑے سحر لکھے ہیں جیسے گلے میں ہوا سپر سحر تاثیر نہ کرے کو کب خاص اپنے  
نام کیلئے اسکو تیار کر لیا ہو گا صر نے فیروزہ کے ہاتھ سے تختی لے لی کہا حضور اس میں کوئی کمال  
نہیں ہے قیمتی چیز ہے رئیس نے زبور جان کر گلے میں پہنا فیروزہ نے کہا لاؤ پھیر دو بوا صر تم کیا  
جانو یہ جان کو کب روشنفیر ہے اسکی حفاظت کی تدبیر ہے صر نے کہا بوا غصہ نہ کرو تختی اپنی لو دیکھو  
شہنشاہ بھی آتے ہیں وہ ابرہقت رنگ چمکا فوج بھی ساتھ ہے حیرت بھی آتی ہیں فیروزہ اس طرف  
بیٹھی صر نقلی نے حلقے کند کے گلے میں ڈال دیے نوزہ کیا نوزہ عمر و عمر کہ کلمہ از منہ فیصر بہ برم + رنگاز  
رخ بختک بد اختر بہ برم + مجلس خسر دان چو گردم ساقی + تیغ و سپر و سب و ساغر بہ برم + سپر و شمشیر  
تو برا بکھڑے ہی ہوئے تھے جا ب مار کر بیہوش کیا فیروزہ کو عمر دے اٹھا کر زمیل میں رکھا اب  
چلا کہ جا کر کو کب کو اطلاع کر دوں کہ میں شہنشاہ سبحان اللہ چلے تو برائے جنگ ماہیان زمر پوش



کہ جو رکن طلمس ہوش رہا ہے اور غفلتیں چلے عیش و راحت اور یہ مجتہدین عمر و باغین پہنچا ہے گانے کی صدا کان  
 میں آرہی ہے وہاں وہ وقت ہے کہ رضوان کو کب لٹن قمر خلیہ کے جاتی ہیں کینزین دست بستہ ساتھ  
 میں عمر و نے باغ میں قدم رکھا ہے کہ لڑہ افراسیاب کی صدا آئی خواجہ ایک گوشے میں چھپ گئے دل کا پینے  
 لگا افسوس یہ ہے کہ کو کب تک نہ پہنچا ایسا نہو کسی غفلت میں ہوں بیان افراسیاب نے لڑہ کیا او  
 رضوان کیسویریدہ ننگ خاندان دشمن کے ساتھ یہ راز و نیاز دونوں در بند دشمن کے قبضے میں کر دیئے  
 رضوان نے جو آتے ہوئے افراسیاب کو بچھا لیا تو شہنشاہ غضب ہوا افراسیاب اس پہنچا کو کب  
 تینہ کھینچا بڑھا افراسیاب زمین پر آیا اس باغ پر بار میں سحر چلنے لگے نخل تر و تازہ جلنے لگے  
 افراسیاب مرتبہ قہر کرنا ہی کو کب سے منہ پھرون رضوان پر جا پڑوں کو کب رو شہنشاہ سینه  
 سپر کر کے سامنے ہوتا ہے بلکہ اشارہ ہو کہ رضوان نکلیا رضوان کا دل نہیں قبول کرتا کہ اس بلا میں  
 کو کب کا ساتھ چھوڑوں ایسے وقت میں محبت سے منہ موڑوں چاہتی ہو میں قتل ہو جاؤں مگر کو کب  
 بچ جائے کی مرتبہ کہا اے شہنشاہ آپ اس ظالم کا سامنا نہ کیجیے یہ صرف میرے سر کا طالب کہ نہ تار ہو جا  
 آپ کو پروردگار اس ظالم کے پیچھے بدعت سے بچائے اشاروں میں عاشق و مشوق کی باتیں کو کب چاہتا  
 ہو اسکو بچاؤں رضوان چاہتی ہے میں اپنی جان نثار کروں افراسیاب نے پہلے ہی گولا ایسا مارا کینز ان  
 ہر ای رضوان جل کر خاک ہو میں کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سر پھٹا لائے زمین پر پڑے تڑپ رہے ہیں  
 رضوان نے کئی سحر افراسیاب پر کیے افراسیاب نے ہاتھ ہلا کر دفع کر دیئے تینہ کھینچ کر کو کب پر جا پڑا  
 سامان عیش دیکھ کر کلیجہ خون ہو گیا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا طریقے سے ظاہر ہے کہ سامان وصل طالب و  
 مطلوب تھا قصر آراستہ جا بجا ایشائے تلوارہ رکھے ہوئے ہیں عطر دان وغیرہ جو دیکھے بہت جھلایا  
 آواز دی اور رضوان تھخے زندہ پھوڑو ننگا کو کب نے کہا تیری کیا مجال اگر نگاہ کج کر کے دیکھے تیری آنکھیں کون  
 عورت پر کیا غصہ کرتا ہر مردوں سے اسکھ جا کر اپنے بہنوئی پر دار کر کون افراسیاب غصہ کا ہے کامین  
 کیا خطا کی کیا نان نفقہ نہیں پہنچا سا اگر ہم کو قتل کر بیگا جو ان بیوہ کو گھر میں بٹھائے گا ظاہر میں تو  
 کوئی خطا نہیں ہے باطن کا حال میں نہیں جانتا باطن کو بھی دریافت کر لیتیں ہے خطا ظاہر نہوا افراسیاب  
 اور زیادہ جھلایا باغ کے تمام نخل جل رہے ہیں دونوں فن سحر و ساحری میں مشاق شادان  
 طلمس زمین تھرا گئی لکھ باے ابرہہ اگر گرا رہے ہیں کبھی کو کب ابر سحر میں چھپ گیا



سحر کر کے مثل آفتاب چمکا بھی افراسیاب پر چادر غنی گری مخفی ہوا مثل شعلہ جوالہ چادر غنی کو توڑا کبھی آفتاب  
 بنے مگر بن چلین شعلے بھڑک کر گرے باغ تمام پامال پھول جلے ہوئے نخل کٹے ہوئے طائر کباب ہو کر  
 گرے نہر میں خشک ہو گئیں قصر گرے خاک اڑ رہی ہے نرگس شہلانے آنکھیں بند کر لیں کیا مالی  
 جبین نہ دیکھوں سنبل نے بال کھول دیے سوسن خاموش عروسان چین کو رقت کا جوش نخل اکڑنا  
 بھول گئے باغ میں نئے گل بیھولے سر و گلشن پر آسے غم کے چل رہے ہیں دل سے عندلیبان خوشنوا کے  
 شعلے نکل رہے ہیں عجب طرح کا باغ میں ہنگامہ ہے ہر پھول کا رنگ و گرگون گل لالہ کا کلیں غن افراسیاب  
 و کوکب کی مرتبہ سامنا پڑا جب افراسیاب نے وار کیا کوکب نے دفع کر دیا تلوار دن سے چنگا ریان  
 نکل رہی ہیں دونوں شعلہ جوالہ رضوان جادو ایک نخل کے سائے میں کھڑی ہوئی افراسیاب  
 پر سحر کر رہی ہے افراسیاب طرف کوکب کے متوجہ ہوا یعنی ہاتھ تلوار کا مارا کلائی پر افراسیاب کی  
 گولا پڑا اسے کہہ کے پیچھے ہٹا کلائی پر آبلہ پڑ گیا بہ قہر و غضب طرف رضوان کے دیکھا معلوم ہوا اسے  
 گولا مار کر کوکب کو میرے ہاتھ سے بچا لیا ورنہ یہ وار خالی نہ جاتا غصے میں تلوار ٹیک کر حسرت کی  
 برابر رضوان کے پہونچ گیا کوکب نے پلٹ کر دیکھا رضوان جادو افراسیاب سے  
 نیچے چلنے لگا رضوان برس پڑی جرات کر کے کئی نیچے مارے افراسیاب نے سب وار  
 خالی دیئے روکتے روکتے ایک مقام پر کمر بنا کے سر پر ہاتھ مارا رضوان نے سپر سحر کو اٹھا دیا  
 تیغ برق تاب افراسیاب ابر سپر سے کبڑکتا ہے سپر کے دو ٹکڑے ہو چکے رضوان نے اپنے کو  
 بچایا افراسیاب کا دار خالی نہ گیا اس ماہ پیکر کے دو ٹکڑے ہو تیار سجی لہر اوزمین پر گرایا شمشع  
 انجن نکل ہوئی کوکب رو سنتھیر قہر و غضب میں افراسیاب پر جا پڑا کہا اونا مرد یہ کیا کیا بھکو حجاب  
 نہ آیا بڑا بے شرم ہے یہ ککر اس زور شور سے ہاتھ مارا کہ سپر سحر افراسیاب کٹی نشانہ نشانہ ہوا زخم  
 کھا کر افراسیاب نے ایک دستک ڈی طائر پیدا ہوا کہا لے طائر دشمن نہ جانے پائے طائر ہوش اسکا اڑانے  
 یہ بھی واضح ہے کہ مرنے سے رضوان کے باغ میں اندھیرا ہوا صدائیں مہیب آرہی ہیں ہیر غل بجاتے  
 میں کچھ تدبیر نہیں بن پڑتی آواز آتی کشتی مرا نام میں رضوان جادو کوکب نے ہاتھ جان جہان  
 ککر چھاتی پر ہاتھ مارا اتنی جھوک کوکب کی ہلک جھپکی وہ طائر آنکھوں کے سامنے مثل برق چمکا ارے  
 ککر کوکب نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اس حال میں افراسیاب نے ہاتھ مارا سر کوکب نامو



بھونکی زخمی ہوا طائر نے جو جمع ماری غش سا آنے لگا دل گھریا کلیجہ منہ کو آیا ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سحر بھی  
 فراموش ہوا افراسیاب نے اس حال میں سایہ میں تلوار کے لیا کو کب پیچھے ہٹا سینہ پر ہاتھ دالا  
 تختی یاد آئی وہ نقش حفاظت سینے پر نہ پایا اب کو کب کو یقین مرگ ہوا سوچا کہ دشمنوں نے اپنا کام  
 کیا مجھے تختی نے ہی جرات سے پیچھے ہٹنا چلا آتا ہے افراسیاب ہر مقام پر چاہتا ہے ہاتھ تلوار کا ماروں  
 کو کب آنکھوں سے اشارے کرتے کچھ شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہیں افراسیاب کو روکتے ہیں ضو سے  
 شعلہ ہائے آتش کے افراسیاب کی آنکھ جھپک جاتی ہے اسوجہ سے رکتا ہے جب کئی مرتبہ دیکھا کہ آگ کے  
 انکار میری آنکھوں کے سامنے ہیں صاف صاف ظاہر ہے کہ کو کب کو بچاتے ہیں افراسیاب نے  
 منہ سے جاب سحر چھوڑا اس جاب سحر نے شعلہ آتش کو ٹھنڈا کیا اب بہ اطمینان افراسیاب بڑھا کو کب نے  
 اختیار پکار اٹھائے خالق لیل و نہار سے مرے پر درگاہ سحر بعت سے افراسیاب کے بجائے فرو  
 شاہاتو کریمی و رحیمی و غفور و دست مگیر کہ در ماندہ و بے بال و پریم ہتر چکے جو کو کب نے دعا کی  
 و رگاہ بے نیاز میں قبول ہوئی پہلو سے ایک کینز نے افراسیاب کو آواز دی اے شہنشاہ میں ابھی اسکو  
 قتل کرتی ہوں اب ہاتھ نہ اٹھائیے ہمیشہ بزرگان دین منع کرتے ہیں کہ شہنشاہ اپنے ہاتھ سے دشمن  
 کو نہ قتل کریں خون گھٹتا ہے یہ مکہ وہ کینز نیم کھینچ کر قریب کو کب کے بھونکی آواز دی او کو کب ہتھیار  
 ہو کو کب سے سڑاٹھا کر نازنین کو قریب پایا اسنے کو کب کے گلے میں تختی ڈال دی نعرہ کیا منہ خواجہ عمر و اور  
 افراسیاب کو پلٹ کر حلقہ ہائے کندہار کر جواب مار دیا افراسیاب اسے کہہ کر گرا کو کب ہوشیار ہوا  
 کہا خواجہ نے جان بخشی کی عمر نے کہا دشمن کا سر کاٹ لے پھر تو یقین کر لینا کو کب تنہا کھینچ کر طرف  
 افراسیاب کے چلا زمین شق ہوئی دو پتلے فولادی پیدا ہوئے افراسیاب کو گود میں لیکر بھاگے کو کب نے  
 پلٹ کر باغ میں سناٹا پایا لاشہ رضوان کا دیکھ کر کلیجہ چھٹ گیا خواجہ بھی ظاہر ہوئے کو کب نے  
 اپنے کو لاشہ رضوان پر گرا دیا بہت رویا عمر و نے کہا لے برادر صبر کرو کو کب نے کہا خواجہ  
 یہ مطیع اسلام ہو چکی تھی لاشہ بھی اس کا پڑا رہنا بے دفن و بے کفن مناسب نہیں ہے بڑا  
 باعث برنامی ہے جو وقت سے ملاقات ہوئی کلمات سے اس کے نہایت حسرت طپکتی نفی صاف ظاہر تھا  
 کہ موت قریب ہے خواجہ میں نے بہت بچایا اسکے بچانے میں زخم کھائے لیکن یعنی افراسیاب ملعون  
 در پے قتل تھا جا پڑا بڑی جرات رضوان نے دکھائی سحر کے نیم کھینچا ملک الموت کا سامنا کیا کر کے



لاشہ رضوان اس باغ سے اٹھایا کو کب نے سحر سے پہلے بنائے لاشہ لیکر وٹے پتے قریب قہور افشان پہنچے  
 آفتاب گوہر دندان و لہلہ گوہر دندان اس حال پر ملال میں کو کب کو دیکھ کر دور ٹپہ بین بہدایت خواجہ قہر کنہ  
 ہوئی اس ماہ آسمان حسن جمال کو ابرو میں چھپا دیا کو کب نے اٹھنا تھا خواجہ عمر و نے سمجھا کر اٹھایا فرمایا  
 اے کو کب بران و جمشید پر رحم کر دھرم کرنا واجب و لازم ہے ابھی تھو منزل ہائے سخت و صعب در پیش  
 میں بڑے بڑے پس و پیش میں کو کب روزنا ہوا اٹھانور افشان سے رخصت ہوا نور افشان  
 کے سامنے بھی خواجہ نے کہا آپ انکو روکیے چندے توقف کریں بین انشا اللہ معاوضہ دین  
 مستری میں ماہیان کو مار دینگا کو کب نے نہ مانا مرکب مشکین پرندہ پر سوار ہو کر طرف  
 در بند ششم کے چلا طائران سحر بھی واسطے خبر کے بھیجے بعد چائے کو کب کے خواجہ بھی انہما سے  
 عیاری سے آراستہ ہو کر عقیب میں کو کب کے چلے

دو کلمہ داستان حیرت و مصیبت عنوان در بند ششم تھا باغ ظلمات ساختہ ماہیان  
 زمر و پوش کہ حاکم جسکی ملکہ مہراں شجہہ باز مصاحب خاص ماہیان زمر و پوش ہوا بعد  
 جو شہر و خروش ہو چکا کو کب کا برقمہ مہرانیہ علامت وہاں کی دیکھ کر لڑنا غیبت میں اپنی  
 ہم شبیہ کو قتل کرنا و عیاری خواجہ عمر و بشکل خاتم گلگون پوش معشوقہ کو کب آنا  
 ماہیان کا اس صلحہ پر خیر قتل کو کب سنکر اوز ظاہر ہونا کو کب کا لبثت تمام و مقابلہ ماہیان  
 و کو کب قتل ہونا دو کتبہ ان سامری کا ذکمل جانا ماہیان کا دیگر کیفیت متعلق داستان  
 ہذا عجب داستان بر مضامین ختم

|                                       |                                       |
|---------------------------------------|---------------------------------------|
| لنگالی منہ سے زمین نے کبھی صدا صیاد   | لگی چمن کی نہ گل کی مجھے ہوا صیاد     |
| میں پوچھتا ہوں ہوا مجھے کیوں خفا صیاد | کیا جو قید قفس سے مجھے رہا صیاد       |
| تباہ کون سی مجھے ہوئی خطا صیاد        |                                       |
| مرے حضور نہ طوطی ہند ہو گیا           | نہیں ہے بلبل شیراز کا بھی کچھ رتبا    |
| مقرر ہے طائر سدرہ بھی میری طاقت کا    | وہ غنڈ لیب ہوں بلرغ جہانیں شہرا       |
| چمن میں پوچھے جاکر مرا پتا صیاد       |                                       |
| قفس میں کیوں ہوں تیر غم بناتا ہے      | اٹھ کا خوف بھی تجھ کو نہیں کچھ آتا ہے |



|                                        |                                          |
|----------------------------------------|------------------------------------------|
| ستم ہی جان حزمین پر جو تجھ کو بھاتا ہے | دکھا کے سیر گلستان عبث ستا ہے            |
| انفس ہی مین مری تجو پز کر سزا صیاد     |                                          |
| رہائی دیکھے دیکھے و فاما زلیست         | رہون کا شکر عنایت میں تبتا زلیست         |
| کیا کرو نگاہراک جاتری ثنا تازلیست      | رہائی دے تو میں ممنون ہوں ترا تازلیست    |
| چمن کی کھاؤن کوئی روز پھر ہوا صیاد     |                                          |
| چمن کے دید کی نمت عبث لگتا ہے          | انفس پہ کاٹ کے پردام پر بچپتا ہے         |
| بے پرونیہ تجھے جو رکیوں خوش آتا ہے     | انفس میں قید جو کر کے مجھے ستا ہے        |
| مجھے بھی جو رکی دے گا خدا سزا صیاد     |                                          |
| میں ایک تازہ گرفتار ہوں چمن جدا        | انفس کو دیکھ کے کیوں مگر گھٹے نہ دم میرا |
| کیسا ڈالے نہ بیرحم سے خدا پالا         | پھینسا جو دام میں آکر کبھی ہوا نہ رہا    |
| سنا کے مجھ کو یہ کتا ہے بر ملا صیاد    |                                          |
| دہ بقیہ از ہے رعنا کی طرح اب غم سے     | روان ہیں شوق میں اشک اسکی چشم پر جو ہے   |
| نجات ایک گھڑی بھی نہیں ہو ماتم سے      | ملا یہ گاجو تو اس گل کو آج عالم سے       |
| اسے کی حشر میں اس کی تجھے سزا صیاد     |                                          |

چہرہ عریس بیسان شوکت عنوان کو لباس و زیور نظم و نثر سے بڑے نظارہ مشتاقان عالمی قاریوں  
 آراستہ کرتے ہیں شعر سخن سنج و عواص دریائے ہوش و چین ریخت گوہر بدمان گوش + شہنشاہ  
 اوج عیارمی و قطب فلک خنجر گزاری اشتیاق جنگ کو کب میں نشان تو زبانی نور افشان  
 مل چکا ہے ساحر کی شکل بنے ہوئے آتے ہیں کنواں گر طھا کھائیں خندق سب اس دوندہ بے نظیر  
 کے سامنے برابر ہے فرد چنان ہی دود از نشیب و فراز کہ گردش نمی دید شاہین و باز + مقامات دور  
 کوٹے کرتے ہوئے مقام فیروزہ وغیرہ سے گزرے عمر و نے دور سے دیکھا ایک قلعہ سر فلک کشیدہ  
 برج بارہ کنگرہ ہاے بلند بڑے شان و شوکت کا قلعہ ہے برج فلک سے ہمیں کر رہا قلعہ پر ایک  
 ابرسیاہ چھایا ہوا اس ابر سے رعد کی گرج برق کی چمک بجائے قطرات آب شمشیر ہاے برہنہ بریں ہی  
 ہیں ابرسیاہ اپنے جوہر دکھاتا ہے تڑپ تڑپ کے تلوار میں برساتا ہے اگر کوئی طائر آفت کا مارا اس طرف



آٹھ چمک کے تلوار گری دس ٹکڑے طائر کم ہو کر توج ہو ابھی کتنی ہو ہو ابھی کتنی راستہ قلعہ کا ترک کیا اگر  
 چلی تو دامن ہو ٹکڑے ہوا عمر و حیران ہو کر یہ تماشا دیکھنے لگا بخوبی یاد آیا کہ رضوان جادو نے جو کو کب  
 روشن ضمیر کو نشان قلعہ ہرانیہ تہلایا تھا وہ یہی مقام ہے شاید اسی قلعہ کا قلعہ ہرانیہ نام ہو دروازہ قلعہ کا بند  
 آئندہ درندہ کا نشان نہیں گرد قلعہ کے سناٹا بارہ کوس کے گردے میں نخل کا نام نہیں اگر کوئی نخل واقع  
 ہو شاخیں لمبے تھے جگہ ہوے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرے مقام ہیست ناک نصیبت خیز برش تلوار و مکی نہایت  
 تیز سئلے میں ڈورا بندھا ہوا ہے ابر سے چمک کر آتی ہیں برش اپنی دکھاتی ہیں عمرو کے ہوشش  
 اڑ گئے سکھنے کا عالم دم پر بنی ہے کسی شجرہ باز نے یہ کمال کیا حقیقت میں آئندہ درندہ کا سید باب  
 کر دیا اب خیال میں آیا کہ پلٹوں اگر راہ میں کو کب کو پا جاؤں اطلاع کر دوں کہ اے کو کب قلعہ  
 ہرانیہ اس لائق نہیں ہے کہ کوئی گزر سکے برائے خدا اپنی جان بچاؤ پلٹ جاؤ اس خیال میں عمرو  
 کا قصد تھا کہ واپس ہوں کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا شہنشاہ کو کب روشن ضمیر بعد جاہ و توقیر دیا  
 سحر میں غوطہ مارے ہوئے مرکب مشکین پرند پر سوار دست زبردست میں تیغ ابدار کھنچا ہوا پر فلاد کی  
 بائیں ہاتھ میں مرکب کو کب ہوا پر آئے بگدھریاں کر کے لگا عرصہ دراز تک اس موکرے بارش شمشیر کو  
 دیکھا یہ تو کو کب کو لقیں ہے کہ عمرو ضرور کسی مقام پر موجود ہو گا دور سے دیکھا بھی ایک ساحر سا بین  
 نخل کے کھڑے ہاتھوں سے کو کب کو آٹا سے کر رہا ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جھکوتا ہے  
 کو کب کو غیرت آئی کہ اب پلٹوں عمرو نے دیکھ لیا دل میں کہے گا تلوار میں دیکھ کر ڈر گیا جوش  
 غیرت میں قبضہ پر ہاتھ ڈالا مرکب پرند پر کھڑا یا کھڑا بد لگائی کرتا تھا صاف ظاہر ہے کہ تلوار و نگو  
 دیکھ کر ڈرتا تھا کو کب نے کوڑا مارا ترپ کر کھڑا جا پڑا بالائے ہوا یوں جاتا ہے جیسے زمین صاف پر  
 مرکب صبادم رہ روی کرے جیسے ہی کو کب سایہ میں ابر کے پہونچا اپنے کو تو کو کب نے زیر گلہائے  
 سیر مثل بوے گل چھپا پایا ہے تلوار میں جو ترپ کر گرین مرکب کا اڑ گیا چاروں پاؤں بھی قلم ہوے  
 صد ہا ٹکڑے ہو کر مرکب زمین پر گر کر معلوم نہ ہوا مرکب کدھر گیا اب کو کب ہوا پر ہزار ہا ہے  
 جو تلوار ترپ کر مگری او جھڑ سیر کی لگادی تلوار دن سے بچنا دشوار ابر سے بارش شمشیر ابدار کھنچ  
 چمک کر بلند ہوا سچ میں تلوار دن کے کھڑا ہوا ہے ابر کو مذمدم جنبش شمشیر ابدار کو قتل  
 کو کب کی کوشش زورہ کی کر مایاں کٹنے لکین سیر کے پرزے اڑ گئے تلوار میں دندا نے



پڑے تلوار بھی عاری ہوئی اس قدر تلوارین گرین خود کے پُر زے پُر زے ہو گئے اب جسم پر  
تلوارین پڑے تھیں جب کسی زخم کو کپٹ کھائے بکھر کر الگ ہوا ہنر یا دستک دی کچھ سحر کیا طرف سے طلسم  
نور افشان کے چند سہرے تیلے ظاہر ہوئے مگر شہنشاہ کو کپ پر چلے ان تیلوں کے ہاتھ میں بھی  
تلوارین سپرین خفین کو کپٹے انکو اشارہ کیا وہ تیلے گر دو کپٹ آگئے سینے اپنے سپر کر دیے کو کپ کے  
ساتھ ان تلواروں میں گھس پڑے ہار شمشیر آبدار و مبدم ترقی پر وہ تیلے کو کپ کو بچاتے ہیں  
بچا تھا ہے تلوار و نکو توڑ کر اتر تک پہنچوں ابر کو مٹا دوں بجرات و شوکت قلینک جاؤں پھاٹک توڑوں  
گر ز بھی ہاتھ میں لیتا ہے کبھی سپر کی او جھڑ دیتا ہے عمر و یہ سحر عظیم دیکھ رہا ہے جب کو کپ پر تلوار  
برقی ہے بغیر ابر ہو کر عمر و کتنا ہے لے پروردگار اس مرد جارا کو بچائے افسوس کس بلا میں گھرا ہے  
کس جوش و خروش میں جنگ کر رہا ہے وہ بارہ تیلے جو مرد کو کپ کو آئے تھے انکی کیفیت یہ کہ انھوں نے  
حد ہا تلوارین توڑیں جب تلوار کو کپ پر آتی ہے تیلے اپنے سر کو سامنے تلوار کے کر دیتا ہے کو کپت جرح  
مار رہے ہیں جس طرح شمع کے گر دیروانے پھرتے ہیں کمانتک اپنے کو بچائیں آخر ان تیلوں کے  
بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر خندق میں گرے بارہوں تیلے مارے گئے اور کو کپ نے بھی زخمائے کاری  
کھائے سحر کو تاب نہ باقی رہی کئی مرتبہ آواز دی اسے بہادر بس اپنی جان بچاؤ تلواروں کے برج میں  
بچاؤ تلوار کا کام قلم کرنا ہے دریائے کہن سے جنگ کر رہے ہو خوب دریائے شمشیر میں شنآوری  
کی صدائے عمر و سنکر کو کپ کو اور زیادہ غیرت آئی جسم سے سڑائے خون کے بہ رہے ہیں سر زخمی  
شانہ زخمی گلہائے زخم نخل جسم پر کھلے ہوئے برہیان پڑی ہو میں صاف ظاہر ہے کہ جہان دینے  
پر آمادہ ہے کو کپ دل سے اپنے باتیں کرتا ہے کہ اے کو کپ کاشکے عمر و مجھ کو اس حال زار  
میں نہ دیکھتا عمر و بیٹھے والا دربار صاحبقران ہو جہنم و اس بارگاہ آسمان جاہ میں جا کر  
سٹھے گا اُس دربار میں جو انان صف شکن تیغزن جلوہ فرما ہیں فرزند صاحبقران صاحب  
شوکت و شان جس امر کا ارادہ کرتے ہیں بدون فتح قدم نہیں ہٹاتے اسلہ نامدار نے کیا کیا  
جفا اٹھائی سات برس گنبد نور میں قید رہا چاہیے عرصہ لیست ہو تاکہ ملک ساحران  
میں ہمارا قدم نہ جے گا افراسیاب ہمارے قتل کیے نہ قتل ہو سکے گا وصلے میں کی مزاج میں  
بہر سخی ہوتی ہوشیار با کو چھوڑ کر چلے جاتے جفا کھانے سے اور حوصلہ بڑھا ارج تک کھیت سے



پانوں نہیں ہٹایا اور کو کب ان سب کی نگاہوں گرجاؤ گے سمجھ جائینگے کہ صرف جادو گر ہے ہنر جرات سے نابلد ہے اپنے مقام پر نہیں گے مردان عالم طعن کریں گے یہ تو غیر ممکن ہے کہ اتنا بڑا امر کہ عظیم مشہور و معروف نہو پس کو کب واپس ہونا و گردانی اس مقدمہ سے سرسبز مادی ہے عمر و نے دیکھا جب پتلے مائے جاچکے اور کو کب زخمون میں چور ہو چکا شمشیر زنی کی بھی طاقت نہ رہی بیچ میں سے تلوار دن کے ٹکڑا لگ کھڑا ہوا سائے سے ابر کے ہٹ آیا عرصہ دراز تک سوچا کیا کیا ایک سحر کر کے کو کب قباب ہوا برق بنکر آسمان میں ڈوب گیا کو کب روشنفیر نام ہے مثل ستارہ سحری گویا اپنے برج میں جا کر غائب ہوا عمر و حیران ہے کہ یہ کیا سحر کہ گنڈا کو کب کے جی چھوٹ گئے در بند فتح منہوا حقیقت میں انتہائی جرات پتلون میں تھی وہ بھی آخر اس کے معلوم ہوا کہ سحر بھی اسکے جواب دینا ناچار ہو کے چلا گیا اے عمر و بزرگ تو کہتا ہے کہ سخن شنیدن سب ذلت کو کب کے اسکے خلاف کیا ہمنے کہا تھا کہ تامل کرو ہم عیار دے کے ماہیان کو ماریں گے اُس وقت جو شجرات میں ہمارا کھانا مانا آخر بچو ہو کے پلٹ گیا صاحب غیرت ہے ایسا نہو اپنی جان دے اب کہاں جا کے تلاش کروں اس سوچ میں عمر و کھڑا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کو کب روشنفیر سلاح جنگ سے آراستہ تاج سر پر تیغ برق مثال ہاتھ میں کھینچا ہوا کوئی زخم جسم پر نہیں ہے جسم تمام صاف و شفاف معلوم ہوتا ہے کہ زخموں کا علاج کرنے گیا تھا بڑے زور مشور سے آیا ہوتا ہے بل پڑے ہوئے تلوار قبضے میں کہ تاک کر زیر ابر جا پڑا تلواروں کے لڑنے لگا سودو سودو تلوارین توڑیں ابر سے تار بندھا ہوا ہے اگر دس لوٹیں سو پیدا ہو میں کیا ایک عمر و نے دیکھا صدرا تلوارین چمک کر گرین اس وقت جس ہاتھ میں کو کب کے سپر تھی وہ ہاتھ کٹ کر گرا دلہنے ہاتھ سے کو کب جنگ کرنے لگا اب سودو سودو تلوارین پڑیں وہ بھی ہاتھ کٹ کر اسی دست دیا ہوا اب کون دستگیری کرے پھر کئی تلوارین پڑیں کہ جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کے سر بھی کٹ کر گرا اس سر سے کون آگاہ ہے افسر تھا غیرت میں سر کٹا دیا لاشہ کو کب ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا برسے قہقہے کی آواز آئی کسی نے صدا دی وہ بار بار یہ قلمہ مہرانیہ ہے کون بیان سے گذر سکتا ہے بڑے صاحب شوکت و لیاقت کو مارا ابر سے تو صدائیں آنے لگیں مگر کو کب کا مارا جانا لاشہ جو زمین پر گرا صلیب گیر و دار بلند ہوئی آندھی سیاہ اٹھی تمام صحرائے ایک ہو گیا نخل تھرائے پہاڑ پتھر دن سے سر ٹکرانے لگے یہ ایک آواز آئی کشتی مرا نام من شہنشاہ کو کب روشن ضمیر بود عمر و



اکا کلیجا چھٹ گیا قبضہ پر ہاتھ ڈالا کر اپنا گلا کاٹ لیا ہاں مقام انوس ہے اسے عمر و تمھاری غیرت میں  
 کوکب نے اس وقت جان دی یہ جاننا تو سامنا نہ کرتا دو مرتبہ آگے ٹرا غیرت اس کے چہرے سے ظاہر  
 تھی تیسری مرتبہ آخر جان دی عمر و کھڑا ہوا رو رہا ہے ہاتھ پاؤں میں رعشہ دل بیقرار اشکبار کھول  
 کے سامنے نقد و جرات کوکب پھر رہی ہے دل میں یہ خیال کہ اسے عمر و طلمسہ نور افشان بر باد ہوا  
 کفتاب طلمسہ نور افشان غروب ہو گیا اس قلعہ پر آکر سب جان دینگے بران اپنے باپ کے نام پر  
 جان دیتی ہے جمشید مطیع حکم کو کسب ہے بلور چہار دست وغیرہ یہ سب نمک حلال ہیں ایسے صاحب  
 جادو و جلال کے مرنے کی جو خبر ہوگی ایک ایک اگر اپنی جان دیکھائے عمر و تمام دنیا یہ کہے گی کہ عمر و نے بھائی  
 چارہ کیا کچھ نہ ہو سکا اتنا بڑا عیار مشہور ہے بھائی کو اپنے قتل کران یا یہ تو ضرور ہے کہ میاوضہ خون  
 کو کسب میں زمین طلمسہ ہوشیار با جلد و گناہین معلوم اس قلعہ کا کون حاکم ہے آخر یہ بھی حال کھلے گا اس سے مرع  
 میں عمر و کھڑا ہوا رو رہا ہے کتلمہ کا چھٹا ٹک کھلا ابر شق ہوا ابر سے جادو گروں کا تار بندھا ہے کئی سے  
 ساحر زبردست دریای خون میں نہانے ہوئے ہاتھوں میں اسباب سحر پسینے پسینے صاف ظاہر ہے کہ لڑ بھڑ  
 کے نکلے ہیں سحر ایسے کیسے ہیں کہ انگلیوں سے ان سبھوں کے قطرات خون ٹپک رہے ہیں جھو لیسان  
 اٹھائے سحر سے سمور ابر سے نکلا کھڑا خوشی خوشی تلمسہ میں داخل ہوئے جب پھاٹک کھلا ایک جادو  
 گروں جیون جیل تاج سحر پر کئی ہزار گیزان زری پوش پشت پر زینت نکالے بچے ہوئے صدار  
 مبارک کا بلند وہ جو ساحرہ ناجار آگے ہے سکو نذرین دیکر یہ کہتی ہوئی کسب چلی آتی ہیں کہ مکہ مہر ان  
 ظلماتی نے کیا کمال کیا جادو گروں میں تھے وہ فخر کر رہے ہیں ایک کہتا ہے حضور میں تلوار میں  
 کیسی برسا میں ایک کہتا ہے ہاتھ کوکب کے میں نے کانٹے ایک کہتا ہے سر پر میری تلوار میں پیر میں ایک  
 کہتا ہے پاؤں میں نے قلم کیسے ایک کہتا ہے خون جسم کا میں نے بایا ایک کہتا ہے طاقت میں نے  
 کم کی مہر ان جادو بریں قلعہ آئی تخت یا قوت اجڑ بچھا اس سب پر کہ درخت بیٹھی گروہر ادون جاو گریا  
 گیسے ہوئے استفادہ نذرین گذرین اشرفیوں کے انبار ہو گئے قلعہ کے اندر سے ساحر چلے ہی آتے  
 ہیں بارہ چودہ ہزار ساحر جمع ہو گئے گیزان مہر ان کہ سہی میں حضور نے پردہ ظلمات کا نام  
 رکھ لیا مہر ان نے حکم دیکر ایک چار پائی منگوائی لاشہ کوکب اٹھوا کر اس چار پائی پر رکھا  
 صلاح ہے کہ خدمت میں ماہیان کے لاشہ اس باغی کانے چلین مہر ان ظلماتی



کہتی ہے یہ تکلیف ہوگوارا نہیں ہے ملک عالم کے نام عری لکھو خود تشریف لائیں دشمن کی لاش دیکھیں  
 خافت والعام و جاگیر رحمت فرمائیں منصب کی ترقی کریں صاحبو میں نے اپنی جان صرف کی ایسا طلمس بنا یا  
 کہ کوکب فتح کر سکا شہنشاہ بھی تو اکثر کوکب سے لڑے قتل نہ کر سکے سامری و مجتبیٰ نے یہ مرتبہ ہوگو  
 رحمت فرمایا کہ چراغ نور افشان گل کیا لاشہ کوکب سامنے رکھا ہے مہراں تخت پر بیٹھی ہے گرد  
 تمام جاوہر گریان کوئی بلایں لیتی ہے کوئی مبارک لکھ نذر دیتی ہے عید سے بہتر وہ دن ہے مہراں  
 کہتی ہے ایک ایک کینز کو شہنشاہ سے لکھ سلطنت دواؤں گی اب کل ہوش رہا میں ہمارا انتظام  
 ہوگا مہرخ وغیرہ اسی کے بھروسے پر لڑتی تھیں جب کوئی موکرہ عظیم پڑا کوکب نے جا کر سب سے  
 کیا ایسی وجہ سے لڑائی کو طول ہوا ورنہ لونڈیاں غلام کیا لڑ سکتے تھے اب پیغام اصلاح ہون گے  
 میراے تو یہ ہے کہ اب شہنشاہ اصلاح نہ قبول کریں مجھ کو حکم دین یہی ابرو سبز کا کل لشکر مہرخ پر برس  
 پڑوئے ختم رزن میں خون کے دریا بہیں گے جن تلواروں پر کوکب قبضہ کر سکا ہار و باغبان کیا  
 بچیں گے دم شمشیر پر خود گئے رکھ دیئے اب شمشیر سے میرا ہونگے مین نے کئی مہینے مشقت کی  
 اب دوا نہ ترک کیا جب یہ طلمس تیار ہوا ہر کس و نا کس اس سحر کور وک نہیں سکتا میرے سب ہرزگ  
 خدمت سامری میں ہے یہ سحر خاص ساختہ سامری تھا اسکو کون دفع کر سکتا یہ ذکر تھا کہ صحر سے  
 رونے کی آواز آئی مہراں نے پلٹ کر دیکھا ملک حنا کی گلگون پوش مشوقہ کوکب سر بہ نہ پاسبانہ  
 سوئے مشکین کھلے ہوئے گریبان چاک چہرے پر خاک پکارتی ہوئی اے میرے وارث کو کس نے  
 مارا عین شباب میں مجھ کو بیوہ کیا ہائے اگر یہ خبر پہلے سے ہوتی میں اپنے وارث کے ساتھ اپنی جان  
 دیتی کیا چکے چکے اپنی جان دی لونڈی کو خبر نہ کی اب میں بیوہ ہو کر کیونکر بسر کروں گی جس محبت  
 میں جاؤں گی وہ کہیں کا بیوہ کے سائے سے بچو کوکب ایسے جوان کو یہ کھا گئی میں بد بخت  
 کیا جواب دوں گی جس نے خاک گلگون پوش کو اس حال پر ملال سے دیکھا دشمنوں کا بھی کلمہ  
 پھٹ گیا رنگ حنا متغیر چہرے پر رنڈا پا چھایا ہوا بال کھلے ہوئے گل سے عارض مرجھائے  
 ہوئے باغ حن پر خزان حیران و پریشان قریب لاش کوکب بیونچی خون بیکر چہرے  
 پر ملا پکارتی ہوئی کہ اے صاحبو جس نے میرے وارث کو قتل کیا مجھ کو بھی قتل کر بیٹے میں  
 اپنے وارث کے پاس پونچ جاؤں سر لے کر کوکب کا گود میں رکھا پکارتی ہے



اے صاحب آنکھیں کھولو کینر کو اپنی جواب دو کیون صاحب کس کو چے مین ڈھونڈھنے جاؤں  
وہ صورت زیبا کیونکر دیکھوں ہماری محبت کو فراموش کیا ملک عدم میں بھی ہمکو ساتھ لے چلو اگر  
صاحبو تکو میرے حال پر ترس نہیں آتا دس من لکڑیاں منگا دو مین اپنے وارث کے ساتھ سستی ہو جاؤں  
ہلکے رونے پر تم سب صاحب ہنستے ہو مجھ بد بخت پر آوازے کستے ہو مجھ بد نصیب کی تو

|                                    |                                         |                                      |
|------------------------------------|-----------------------------------------|--------------------------------------|
| یہ کیفیت ہے نظم                    | جو دل ہو گا نہو مجھ کو اسکا غم بھی نہیں | سنا رہی ہے تری از رو کہ ہم بھی نہیں  |
| ترپا ہا ہر طرح وصل میں بھی جگر     | اگر زیادہ نہیں دل تو کم بھی نہیں        | تھکے وعدہ کا کچھ اعتبار آتا تھا      |
| غصبت آج وہ چھوٹی کوئی قسم بھی نہیں | جو مہربان نہیں ہوتے وہ اپنے ملک سے      | ستم تو یہ ہر کہ ہم قابل ستم بھی نہیں |
| نشان عشق دہائیں سننے کی چھوٹی جلال | یہ جانتی ہیں مردین غم بھی نہیں          | اے مہراں جادو واسطہ اپنے             |

دین و مذہب کا مجھکو دیش من لکڑیاں منگا لے اپنے وارث کے ساتھ جل جاؤں مشہور ہو کہ خنائے  
گلگون پوشش عاشق صادق کو کب بھی جگر مرگئی یہ بھی سنتی ہوں جو اپنے شوہر کے ساتھ جل  
جائے عدم میں عاشق و معشوق کا ساتھ ہوتا ہے مین چاہتی ہوں عدم میں بھی ساتھ نہ چھوٹے جتنے اہل  
دل مین سب روئے ہیں مہراں جادو ہر چہ کہ دشمن ہے کتنی ہے ہا جو اسکے رونے سے کلیم بھیا  
جاتا ہے یہ وہ شاہزادی ہے کو کب خود اسکو بیاہنے گئے دیہہ اصلی سے ملنا چھوڑ دیا ریسکو  
زوجہ خاص بنایا کل طلمس نور افشان پر اسکی حکومت ہے برتر ان جمشید مادر مہربان کتنے ہیں حقیقت  
مین کو کب کی عاشق صادق ہے خائے گلگون پوش ایک ایک کے قدموں پر گرتی پھرتی ہر صاحبو  
میرے عشق کا امتحان کرو لکڑیاں منگا کے آگ روشن کرو اگر مین سوزش آتش دیکھ کر جاؤں  
نام دفتر عاشقان صادق سے نکال ڈالنا جو تجویز ہو سزا دینا اگر تم سب صاحبوں کو ناگوار  
ہے کہ یہ ہمارے سامنے سستی نہو میرے وارث کا لاشہ مجھے دیدار مین بیجاؤں سامنے قصر  
ہمشیدی کے تمام اہالیان طلمس نور افشان کو جمع کر دوں مجمع عام مین جل جاؤں کوئی اہل دل  
ہڈیاں لیکر قبر مین دفن کرے گا قبر پر میلے ہونگے زینو و مشہور ہوگا کہ سوختہ آتش دوری افروختہ شعلہ  
مہجوری کی قبر ہے اپنے وارث کے ساتھ جل گئی عاشقان صادق قبر پر آئین گے مرادین پوری  
ہونگی قبر سے دھواں نکلتے گا قبر پر ہماری یہ مطاع لکھ دیا جائے مطاع روشن شد از بہا تو شہانہ نارما  
میت قیامت سنت پیرا غمزار ما یقین ہے روح مجنون و فریاد اگر قبر کا طواف کرے مہراں



ظلماتی نے جواب دیا، خاتیرے آتش کلام نے کیچہ جلا دیا بس اب زبان کو بند کر ہم دونوں باتوں میں  
 مجبور ہیں نہ ہم لاش دے سکتے ہیں نہ ہمیں یہ اختیار ہے کہ لکڑیاں منگا کر روشن کریں، تمہیں جلنے کا حکم  
 دین ایک امر ہے ممکن ہے لکہ ماہیان زمرہ پوش کو ہم نامہ لکھتے ہیں تمہارا بھی حال مخربہ کر دیں گے  
 ملکہ عالم تشریف لائیں گی اگر انکے نزدیک مناسب ہوگا لاش تمہیں حوالہ کر دیں گے یہاں اپنے سامنے سستی  
 ہونے دین کی ہم اس مقدمہ میں بالکل بے اختیار ہیں تیری مصیبت ہم سے دیکھی نہیں جاتی واسے  
 بر حال تمہارے کو کب نے تمہاری قدر کی بادشاہ طلسم نور افشان کیا اپنی دختر دفر زہ کو تمہارے  
 واسطے حکم ہوا کہ جو انکے تناخت مرتبہ میں تساہل کریگا وہ ہمارا دشمن ہے سپہ سالاران لشکر  
 مصاحبان نامور خراج گزاران خود سر سب حکومت تمہاری قبول کی جسکا ایسا چاہنے والا مرے  
 حقیقت میں اُسکو کیونکر صبر آوے کو کب نے بڑی حماقت کی یہ لاشہ کنہار ماہیان زمرہ پوش ہو ایسا  
 ہو کہ اس میں بھی عتاب ہو کو کب نے بڑی بجاوت کی مذہب سامری کو مٹایا دشمنوں کے شریک ہو  
 آج سرکشی کا یہ انجام ہوا بیکس بے بس ہو کر مارے گئے یہ نہ سمجھے کہ بادشاہ طلسم ہوشربا سے سرکشی  
 کی یہ ہفت در بند ساختہ مصاحبان ماہیان ہے سمجھے تھے جیسا ننگ دریا نشین و قہ مقام کو ارا اسطرح  
 یہ قلعہ بھی فتح ہو جائیگا اگر سامری جمشید زندہ ہوتے اس سحر کو نہ مٹا سکتے انکی کیا حقیقت تھی خادو کر  
 قدموں سے مہران کے لپٹ گئی کہا حضور میں نے اکثر تنہائی میں انکو سمجھا یا کہ بادشاہ ہوشربا سے مجاہد گور  
 ساربان زادے نے ایسا بہکایا کہ میرا سمجھنا بالکل بیکار تھا جب اس ہفت در بند پر چلے مجھے  
 رخصت ہو چہرے پر مژدنی چھائی تھی میں اسوقت بھی قدموں سے لپٹی ہوئی روتی تھی اور یہی کہا کہ بڑے  
 خدا طرف باغ ظلمات کے نہ جائیے میرا کناہ ناما مہران نے کہا ہم نامہ روانہ کرتے ہیں ملکہ ابھی  
 تشریف لائیں گی جو مناسب وقت ہوگا وہ فرمائیں گی لکہ مہران ظلماتی نے عرضی لکھی تمام کیفیت تحریر  
 کی بجز لکھا کینز نے اپنی کو کب روشن ضمیر کو بیکس بے بس کر کے مارا محشوقہ اسکی خوار و قنطاری  
 آئی ہے لاش اپنے وارث کی مانگتی ہے کتنی ہے سستی ہو جاؤ گی حضور تشریف لائیں دشمن کی  
 لاش بھی ملاحظہ کریں اس خود سر کا سر کنگرہ قلعہ پر رکھیں لاش شہیر کر این مقدمہ حنا جیسا حکم صادر  
 ہو تشریف لانا ضرور ہے کینز کو نامہ و یاز بانی بھی تاکید کی کہ عرض کرنا کہ لونڈی کی آبرو بڑھائیے برا سمجھنا  
 ساعت تشریف لائیے میں نے وہ کام کیا کہ جو کسی ساکن ہوشربا سے نیوسکا فی رضوان جاد و ہمیشہ



شہنشاہ عاشق ہو کر دو در بند و نکو ٹٹا گئیں نوٹری نے یہ کار نمایان کیا آپ کے تشریف لانے سے عزت افزائی ہوگی کینز نامہ لیکر گئی باغ ظلمات میں ماہیان زمرہ پوش بیٹھی ہے پانچ پتلیاں سنہری کینز ان سامری گرد بیٹھی ہیں کئی سے ساحران زبردست سترہ لاکھ کا لشکر گرد باغ ظلمات فروکش ہے ماہیان بھی یہی ذکر کر رہی کہ رضوان جادو نے بڑا غضب کیا اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ ہو گئی کوکب ملی دو در بند ٹٹاے فیروزہ گوہر پوش نے بڑی خیر خواہی کی نہیں معلوم فیروزہ پر کیا گزری ایک پتلی بول اٹھی حضور بی فیروزہ عمر کی زمیل کی سیر کر رہی ہیں بیچارہ ٹوٹ کر دیوہوتی ہوگی سامری و جمشید کسی ساحر کو عمر کی زمیل میں نہ لیجائیں ساحر کے لیے وہاں بڑی ذلت ہے ماہیان نے زانو پر ہاتھ مارا کہا کیوں شاہزادیوں کو کیونکر رہا کریں اس آفت سے بچائیں پتلیاں نہیں کما لکھ عالم زندا ن خانہ زمیل عمر سے رہائی غیر ممکن ہے کوئی ایسا ہو عمر کو گرفتار کر کے ذرا دھمکائے اگر اسکے مزاج میں آجائے گا رہا کر دیگا ورنہ کوئی تدبیر رہائی کی نہیں ہے ماہیان نے کہا دیکھو اب مہران ظلماتی کیا کرتی ہے اس قلعہ کو ایسے طور سے آراستہ کیا ہو کہ بیان کوکب کی سرکشی نہ چلی گی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی کینز مہران نے اگر عرضی دی نذر پیش کی کہا حضور مبارک ہو دشمن مارا گیا مہران ظلماتی نے بڑا کام کیا ماہیان یہ خبر فرحت اثر شکر خوش ہو گئی کہا میں تو جانتی تھی کہ مہران کے عجائب غرائب پر کوئی دست انداز نہ ہو سکے گا ایسی خبر فرحت اثر کو سکو ملتی ہے میں ابھی چلتی ہوں یہ لکھتے پر سوار ہوئی پانچون پتلیوں کو برابر بٹھالیا اگر تخت دوہزار جا دو گریبان پشت پر بارہ ہزار ساحران زبردست نوبت نفا سے بچتے ہوئے اس دھوم سے طرف قلعہ مہرانہ کے چلی جو راہ میں ملا کینز ان ماہیان نے پکار کر کہا صاحبو اپنے اپنے گھروں میں اطمینان سے بیٹھو چراغ طلسم نور افشان گل ہوا کوکب ہاتھ سے ملکہ مہران ظلماتی کے مارا گیا اب کل طلسم ہوش رہا کا انتظام ملکہ مہران سے لیا جائے گا افراسیاب وزیر اعظم بنائے گا راہ میں بھی صدائے مبارکباد بلند ہے ماہیان زمرہ پوش اس کینز سے چھٹی ہیں کوکب خوب لڑا اس کینز نے کہا حضور دو مرتبہ آیا لڑا نکل گیا تیسری مرتبہ جو آیا نہ نکل سکا افرامار گیا اب ملکہ مہران نے ابرو وغیرہ مٹایا ابرو کو دفع کیا بیرون قلعہ تشریف رکھتی ہیں جو ساحر ابر میں تھے وہ بھی آئے جس جس نے جانفشانی کی امید و ارادہ رانی میں لیکن ایک مقدمہ میں صبح بھٹتا ہے معشوقہ کوکب خای گلگون پوش اس جوش و خروش سے روتی بیٹتی آئی ہے کہ دیکھیں



دیکھنے والوں کے کیلجے پھٹتے ہیں اُسکے دو سوال ہیں کتنی ہریا تو لکڑیاں جمع کروا کر روشن کراؤ میں  
 سستی ہو جاؤں یا میرے وارث کی لاش بھٹک دو لاش کو اپنے وارث کی لیجاؤں جا کر قریب قسرحمشید سی  
 سستی ہوں مہران نے بدون حکم حضور کوئی امر قبول نہیں کیا یہی جواب دیا کہ ہم لاش نہیں دے سکتے حضور  
 آپ بھی اسپر رحم فرمائیے لاش پھینک دیا جائے گا اُسکو دیدیجیے گا خواہ لاش کے ساتھ سستی ہو خواہ یہیجا کر  
 دفن کرے لاش سے کیا مطلب مزاج میں آئے سرہ دیدیجیے تمام ہوشربا میں تشہیر کیا جاے یہ نکر ماہیان نے  
 پوش نے طرف کینزان سامری کے دیکھا ایک انہیں سے سنہی ایک نے سر جھکا یا تیسری شوخ و شنگ  
 چست و چالاک باتوں میں بیباک بول اٹھی کہ صاحبو رنگ حنا جملگیا دورنگی حنا کی مشور ہے ظاہر  
 میں زرد پوش باطن میں خونی زری کا جوش حقیقت میں انقلاب ہے مہران ظلماتی کی عقل پر  
 پتھر پڑے کچھ بھی نہ سمجھی قلو سے نکل آئی منسوبات بھی مٹا دیے دیکھیے انجام بخیر ہوا مہیان نے جو یہ  
 کلمات حسرت آیات زبان سے کینزان سامری کے سنے گھر کر کہا امرار داران سامری اے خاصہ  
 خلاصہ فسونگری کیا میں نہ جاؤں کو کب نہیں مار گیا مشوقہ اُسکی نہیں آئی کیا مہران بھی مشکل  
 رضوان کے ملگئی بھٹک دو دیکر بلا یا ہے کسی کینز نے کچھ جواب نہ دیا تیلیان منہ پھلائے بیٹھی ہیں  
 ماہیان نے جب بہت کہا دوچار جام شراب کے پلائے تو ایک نے جھجکا کر جواب دیا کہ ہم خاک  
 بولیں پتھر جواب دین طلم ہوشربا میں تو غدر ہے مشور تھا کہ طلم ہوشربا مقام صدارے عقل پر سہون  
 کے پتھر پڑے ہم نہیں جانتے کہ وہاں کیا سحر ہے خیر خداوند پر تم لوگوں کا عمل نہیں اپنے اپنے غرور  
 میں سب مست ہیں جو کچھ ہونا ہے وہ ظاہر ہو جائیگا یہ خوب ہمارے ذہن میں آیا کہ سب ہماری بیجا  
 تقریر ہے وہی ہو گا جو نوشتہ تقدیر ہے ماہیان چاہتی ہے میں اصل مراد پوچھوں یہ کینزان سامری تکلفاً  
 سے ہر امر کو بیان کر رہی ہیں دو تیلیان تو بہت ہی مکر ہیں آپس میں اشارے کر رہی ہیں کہ بوا اب  
 خدمت سامری میں چلیں قفس آہنی دنیا سے چھوٹیں آزاد ہوں کمان تک قید رہیں ایسے ظالم تھے  
 جنہوں نے ہمارے بلا میں پھنسا یا آخر وہ دعویٰ خدائی کے کرنے والے کیا ہوئے نام مشہور ہے  
 نشان نہیں ملتا چندوں کے لیے بارندامت اپنے سر پر اٹھایا خدائی کر کے کیا ہاتھ آیا ماہیان  
 نمر پوش پر زوال آئے کو ہے ان مطلبوں کو نہیں سمجھتی ساتھ دایوں سے کتنی ہے سامری وحشید  
 کیا کریں طور بُرا ہے شاہزادیوں کے مزاج بہم ہیں دلیر ہجوم غم و الم ہیں آج صبح سے شراب



وکیاب کی بھی آنکو خواہش نہیں میری جان کی حفاظت انھیں کے دم سے ہے وہ خفا میں کس سے  
 پوچھوں میں اپنے ستاروں کی گردش کو دیکھتی ہوں آسمان ستاروں سے آنکھیں نکالتا ہر زمین پر اگر نگاہ  
 ڈالتی ہوں ہر ایک غار بصورت اثر در ہر طرف سے فوج غم و الم کی چڑھائی ہر افسر سیاب عیش پسند کو  
 باغ سیب سے مطلب ہر آج تک آنکو یہ خیال ہوا کہ ہمارے بزرگ پر وقت پڑا ہے کچھ فوج بھیجیں یا  
 ناظمان ہو شرباؤ بلائیں بڑا کمال کیا رضوان جادو کو مار کر پلٹ گئے ہکو نامہ بھی نہ لکھا باغ ظلمات میں آنا  
 کیسا بے فتنے فتنے سے پڑے ظلمات کو چھوڑا باغ ظلمات میں سکونت اختیار کی اس غفلت شکار کے کان پر چون  
 بھی نہ رہی بیان مہر ان ظلماتی خانے گلگون پوش کو سمجھا رہی ہے حاکمتی ہے صاحب وقت دشمنی تو گذر گیا  
 تھے کو کب کو قتل کیا اب لاش سے کیا مطلب ہمارے حال پر رحم کرو ہم لاش لیکر جائیں موافق نہ رہے کجاں جام ہو  
 یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکھ ابر سیاہ نمایاں ہوا مہر ان ظلماتی نے کہا لو بی حجاب تمہاری مشکل آسان ہو جائیگی  
 ہم سب ملکر ملکہ سے سفارش کریں گے کہ لاش کو کب آنکو لیجانے دیجیے لاش کو کوئی نہ روکے گا لاش بھینچیں  
 لمبا لنگی حجاب بائیں کرتے کرتے قریب مہر ان کے آکر بیٹھی بائیں بنا رہی ہے خوش مزاج خوش و شرو سب باتوں میں  
 حنا کے معروف ہیں اتنے عرصے میں حنائے اپنا رنگ جالیا بڑے بڑے جو ساحر ملا زمان مہر ان میں وہ اشارے  
 کر رہے ہیں کہ اے حنا اپنی جان نہ دو تمہارا حسن و جمال ایسا ہر شخص اپنی جان نثار کر گیا کیا کیا ہمایاں آکر  
 اتری مقہور جادو وزیر مہر ان یہ حنائے بہت لگاؤ کر رہی رنگ حنا دیکھ کر لپسا جاتا ہر قریب آ بیٹھا چپکے  
 چپکے کہہ رہا ہے ملکہ عالم تمام ملک مہر ان پر میرا قبضہ ہے میری معرفت خراج و باج آتا ہر گھر بیٹھ جاؤ  
 کینزین بولے خدمت حاضر درنگا قہر ہائے عالی باغنائے پڑ بہا رعنائیت سے سامری کے موجود ہیں ان میں ہو  
 چین کر دینی جان نہ دو کو کب سے زیادہ خدمت گزار کر دینا جیسے ہی تخت مہر ان زمین پر آیا مہر ان کتنی  
 ہوتی ڈوڑی حضور میں نے کو کب کو مارا وہ دیکھیے لاش پڑا ہے موشوڑا اسکی لاش نہ مانگتی ہے یہ کہہ کے آواز دی  
 اویا و حجاب جو تجھ کو منظور ہو سامنے ملکہ کے بیان کر لاش کو لیجا ناحق اپنی جان دیتی ہے مہر ان نے نگاہ  
 اٹھا کر حنا کو دیکھا لاش کو کب دیکھ کر پکار اٹھی طرف کینز ان سامری کے متوجہ ہو کر کتا م تو کتنی ٹھیں یہ  
 حنا دو گرنی رکن طلمسہ ہوش ربا سحر و ساحری میں یکتا سب کمال حاصل کیے ہو  
 موت جو قریب آئی آنکھوں پر پردہ غفلت پڑ گئے حنا کیسی ساربان  
 زادہ بیٹھا ہے حنا بکر رنگ جمایا یہ جو پتیلی نے کہا یا تو عمر مقہور سے گھل مل



کے بائیں کر رہا تھا لڑوہ کر کے اٹھا منہ مہتر مہتران عیار زلزلہ تاف ثانی سلیمانی قاتل ساحران مقہور  
اے مکہ پلٹا عمر نے لیٹ کر خنجر مارا دوسری پٹلی بول اٹھی لو خانہ مقہور کا خون بہا یا اور یہ لاشہ  
کو کب بھی نہیں ہے سر سر خیال خام تصور نا تمام ہے یہ کوئی غلام ہے ماہیان گھبرا کر بے مقام سے اٹھی  
عمر و اسید واسطے خانہ بکرایا تھا کہ کو کب نے توجان دی ماہیان کو مارون اپنے بھائی کے خون کا بدلہ لون  
مقہور کو مار کر لشکر ماہیان پر جا پڑا چاہتا ہے مہران ظلماتی کو مارون جو سامنے آیا کیسکو خنجر مارا کر ہی خنجر  
آتش بازی کا داغ دیا صدمہ مٹھ مٹھ سے حقہ روغن نفث پھینک مارا جیسے قطرہ پڑا جلنے لگا کسی پر جاب  
بیہوشی مار دیا کیسکو کمند مار کے گرا دیا جوش جرات میں سو ساحر عمر و نے مارے اسقدر کو کب کا غم ہوا اگر  
قصہ کرتا اندھیرے میں نکلیا تا ساحرون کے مرنے کی علامت بلند ہے تیلیان یا پون سنس ہی بین  
ماہیان جرات عمر و کو دیکھ کر دنگ کہ عمر و کسی مقام پر رے کے تو گرفتار کر دن بجلی ہو کہ چمک رہی ہے ایسی  
جلدی سو ساحر مارے کسی کی زبان نہ کھلنے پانی جسے منہ کھولا سر کو سے عمر و نے کچھے میں رکھ کر ترماد اعلق کو  
توڑ کر بارگزار ساحر لڑ کھڑا کر گرا عمر و ایک مقام پر نیچے کھینچ کر طرف مہران ظلماتی کے چلا مہران تھے تو  
ہوش اڑے ہوئے ہیں جنگ عمر و دیکھ کر حیران و پریشان کتنی ہے صاحبو یہ تو ساحرون سے زیادہ ہے کیا  
صوت بنا کر آیا ہمارے بکے ہوش اڑا دیے ساحرون کو قتل کر رہا ہے عمر و پلوین اگر چمکا آواز دی او  
مہران تو اب زندہ نہ بچے گی میرے بھائی کو کب کو بیس کر کے مارا یہ مکہ عمر و نے نیچے مارا مثل برق کے  
ترتیب کر عمر و قریب مہران کے آیا اس جلدی میں نیچے مارا مہران ساحر زبردست بازہ کبر و غرور سے  
مست بیٹلا سر پر پڑا اوچھا سا زخم آیا چاہا دوسرا ہاتھ مارون مہران کے منہ سے صدمہ بیکر کل  
گئی زمین سے پالون تمام لیے عمر و لڑ کھڑا کر گرا ہٹ ہوا عمر و پکڑا گیا مہران تیغ کھینچ کر چلی کہ عمر و کا  
سر کاٹ لون اس نے غضب کیا مقہور جادو میرے وزیر اعظم کو مارا سو ملازم قتل کیے  
عمر و نے پکار کر آواز دی نانی امان مجھے بچاؤ یہ حرامزادی مجھ کو قتل کرتی ہے میں نے اسکا کیا لیا  
ذرا قدر دانی فرمائیے کس طرح آپ کے زیارت کو آیا کیا کمال کیا انعام ملنا چاہیے ماہیان نے  
آواز دی مہران جلد اسکا سر کاٹ لے لگوڑا بائیں بناتا ہے ہم اس حبلاد کو انعام دین گے  
سر کاٹ کر پاس افسر سیاب کے بھیج دیں گے مہران تیغ کھینچ کر چلی عمر و فریاد  
کرنے لگا دیکھو نانی امان تمہارے سامنے تمہارا لڑا سا قتل ہوتا ہے مجھے بچاؤ



در نہ یہ سمجھ لو آجکی رات تیر نہ گز رہے گی میرا شاگرد بھویر یا قوت بازو کا لیا آکر تمھارا سر کاٹ لے جائیگا  
 زندہ نہ چھوڑے گا بہتر ہے تمھیں بچا لو اس بیگیا کو منع کرو ماہیان نے جب کچھ جواب نہ دیا عمر گالیان  
 دینا شروع کیں وہ گالیان دین کہ جا دو گر کاٹون پر ہاتھ رکھتے تھے بعض کہتے تھے کیا زبان دراز ہے  
 اپنی جرات سے باز نہیں آتا بعض کہتے ہیں اب وہ کیا اپنی زبان روکے موت اسکے سر پر ہے  
 مثل مشہور ہے بقول سعدی ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید اپنے عیار و نکات پتا دیتا  
 ہے سر اسر خلاف ہے ملکہ ماہیان سے کون آنکھ ملا سکتا ہر جلد اس ظلم کو قتل کر دو کوئی کہتا ہے میرا  
 نو جوان بھائی مارا گیا کوئی کہتا ہے بڑا قہ کیا مقصود ایسے وزیر کو مارا ایک جھکتے قیامت برپا کی بجلی  
 چمکتی ہے کون اس ظالم کا وار دے یا تو وہ صورت زیبا بنکر آیا یا یہ ہیبت دیکھو ٹھیکھا دیو ہر یا بدلتا  
 جل مانس خواجہ یہ آواز سنکر جواب دیتے ہیں بھائیو پھتیاں نہ کو میں تو شریف لیتق بھلا مانس ہوں میری  
 سفارش کرو اس ظالم کے نیچے سے بچا لو میں اک غریب اگر قتل ہو جاؤنگا کیا ہاتھ آئیگا میرے خون  
 کے بہت سے دعویدار ہیں اس قلم کو بہ باوقفا اور اذین گے میں تم بھون پر رحم کرتا ہوں ماہیان  
 پھر مہراں کو لٹکا راری او مہراں ظلماتی اس سکار کی باتیں سنتی ہے سر کاٹ لے مہلت نہ دے  
 حقیقت میں اسکے ہزاروں دوست ہیں ہم سب کو دیکھ لینگے مہراں چاہتی ہے کہ ہاتھ ماروں کو پہلو سے  
 عمرو کے زمین شق ہوئی کلتی تاج کی چمکی دیکھا سب نے سارے نظیر کو کب نہ شفیقہ تیرے برق تاب ہاتھ  
 میں تڑپ کے زمین سے نکلا نیمہ مہراں رہا کر چکی تھی کو کب نکلتے ہی اوجھڑ سیر کی ماری نیمہ مہراں کو  
 عمرو کی جانب اشارہ کیا باران بحر بر سایا چند قطرات آب جسم پر عمرو کے پڑے سحر اتر گیا عمرو بھی اپنے  
 مقام سے نزع کر کے اٹھا مہراں نے کو کب پر گولا مارا کو کب نے وہی گولا ہاتھ میں روک لیا چرخ دیکر  
 مہراں پر مالا مہراں کے پڑا جو تحریر پیشانی تھی پیش آئی مہراں کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے تو نکلیں  
 اوڑھ کر غائب ہوا کو کب کو دیکھ کر باغ باغ ہو گیا دلین تو یقین کر رہا ہے کہ اے عمرو کو کب نے کیا  
 کارناما کیا یہ ہماری محبت کی تاثیر ہے کہ کو کب نے عیاری کر کے منوبات کو انھیں کے ہاتھ سے مٹوایا  
 اب کو کب ننکا نہ پلنگا نہ طرف ماہیان زمر دپوش کے چلا ماہیان بدحواس ہو گئی گوے کو کب پر  
 لے کو کب ان گولوں کو روکتا ہوا جت کر کے قریب تخت ماہیان پہنچا چاہا ہاتھ پڑھا کر چٹیا پکڑ لیا  
 ماہیان نے گھبرا کر سٹھری پتلی کی جانب اشارہ کیا بی بی لینا اسکو یہ جانے نہ پائے



وہ سنہری پتیلی نیچے لیکر اٹھی گوکب پر وار کیا گوکب کے مارنے غصے کے کھٹ منہ سے جاری تھا اتنا تو جواب دیا کہ اونو ٹڈی تجھ کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ بادشاہوں سے مقابلہ کرے یہ کیلے کلائی پیر ہاتھ دالدا پتیلی لپٹ گئی گوکب نے اٹھا کر دیے مارا ماسیان نے جوتنی فرصت پائی ساتھ والوں کو تو آواز دی لینا گوکب کو مار لو آپ تخت اڑا کر بھاگی گوکب نے اس پتیلی کو چیر کر بھینک دیا پر پرواز پیدا کر کے قفسد ہوا کہ ماسیان پر جا پڑوں ماسیان نے دوسری پتیلی کو لٹکارا اری لینا یہ نگوڑا نہیں مانتا اپنی بہن کے خون کا بدل لے دوسری پتیلی کر ٹک کر گوکب پر جا پڑی کئی نیچے مارے گوکب روک رہا ہے چاہتا ہے جھٹ پٹ اسکو قتل کروں ماسیان پر جا پڑوں پتلی نہیں جانے دیتی سدا راہ ہوئی برس پڑی کئی وار کیسے گوکب نے روکے اُلجھائے سے ہاتھ نکالا آواز دی او اجل رسیدہ ہٹ کیوں قضا آئی ہے تو تو کیز سامری ہے اگر سامری جمشید بھی آئیں تو یہ عبد ذلیل رب حلیل نہ کر کے گا تو تو راز دار طلمسہ ہے ستارہ شناسی میں دخل رکھتی ہے دیکھا ہوگا کہ گوکب میرا قاتل ہے پھر مقابلہ کرتی ہے بڑی جاہل ہے اس پتیلی نے چنچ مار کر آواز دی اسی شہنشاہ طلمسہ نور افشان خوب جانتی ہوں قاتل و مقتول کو بھی پہچانتی ہوں تو جرات میں کامل ہے لے شہنشاہ تو تو ماسیان زمر پوش کا قاتل ہے لیکن لے شہنشاہ مجبور ہو کر ہمراہ اس ملعونہ کے آئی اتنی بڑی رمز شناس نے دھوکا کھایا اب بھی مغرور ہے کہ موت قریب نہیں ہے ہم آگاہ کرتے ہیں کہ سننے والے سن میں ہمارا خون سر پر افراسیاب کے چڑھے گا یہ سال خیر و عافیت سے نہ گزریگا گوکب نے پیتراہ بدل کے ہاتھ مارا پتلی ایسی گھرائی ہوئی تھی سپر کو بھی نہ اٹھایا سر اس خود سر نے سپر کر دیا تیغ برق مثال تڑپ کر گرا اس پتلی کے بھی دو ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ اٹھی ماسیان زمر پوش تو اس ہنگامے میں نکل گئی گوکب کو فوج قلعہ مہرانیہ نے گھیر لیا دو چار سو گوکب نے ایسے کیسے کئی ہزار ساحر مر آخر چادر ملنے لگی آواز الامان بلند ہوئی گوکب نے تلوار روکی ردسا امراد دست بستہ حاضر ہوئے مطیع اسلام ہوئے گوکب بصرہ کرد و فراداخل قلعہ مہرانیہ ہوا گز و سکنا نام پر بادشاہ اسلام کے جاری کرایا خواجہ عمر و ظاہر ہوئے گوکب نے بڑا شکریہ ادا کیا کہا خواجہ آج مجھ پر تمہاری محبت باطنی کا حال ظاہر ہوا عمر و نے کہا بھائی جب میں نے تمہارا لشکر دیکھا بخدا کلیجہ پھٹ گیا گوکب نے کہا اے دوست صادق اصل یہ ہے کہ یہ تمہاری صحبت کی تاثیر ہے جب میں جنگ سے عاجز ہوا تمکو بشکل ساحر



دیکھ چکا تھا کئی مرتبہ قصد ہوا نکل جاؤں غیرت نے دامن پکڑا کہ خواجہ جاکر مجمع مردان عالم میں ذکر  
 کریں گے بہادر میری عدم جرأت پر ہنسن گے کہ قصد کر کے بھاگ گیا کچھ نہ ہو سکا غیرت میں میں رٹ بٹ کر  
 نکلا آخر اپنے ہم شبیہ کو لایا بڑا قوت بازو مارا گیا اگر میں کسی بلا میں مبتلا ہوتا وہ اپنی جان دیتا اور  
 مجھ کو بچاتا لیکن یہاں یہی مناسب تھا اگر مردان کو یقین نہ ہوتا کہ کوکب قتل ہو گیا قلم سے نہ نکلتی اگر  
 شکست نہ کرتی یہ سحر اسکے بزرگوں کے وقت سے آراستہ تھے مینا ان عجائبات کا ایسی دات پر  
 موقوف تھا کیونکر ممکن تھا کہ وہ خود مٹائے آپ کے نیاز مند نے یہ کار نمایاں کیا آخر بغایت  
 پروردگار اسکو مارا اب خواجہ آگے در بند ہفتم ہے اسکا احوال مجھ کو نہیں معلوم کہ وہاں کون جاکر ہے  
 ملکہ رضوان غبت آرام نے بھی نشان نہیں دیا اب ہم رخصت ہوتے ہیں آپ قصد نہ کیجئے گا خواجہ  
 نے کہا اے شمشاد یہ تو ناممکن ہے کہ ایسے وقت میں ساتھ نہ دون اب تو کب ناچار ہوا نیست  
 مرکب باد فتار پر سوا ہوا بطور تارہ شناسی خیال کر کے ایک جانب جستجوے در بند ہفتم میں روانہ  
 ہوا خواجہ عقب میں گلیم اوڑھ کر چلے ان دونوں کا ذکر وقت پر کرتا رہے گا۔  
 دو کلمہ داستان مصیبت عنوان در بند ہفتم کہ جہاں انتظام ملکہ احترام زک مزاج و ملکہ  
 صباے آہو چشم عیاز چہ طرف سے ماہیان زمرہ پوش کے منتظم ہیں پہونچنا کوکب کا  
 و عیازی صباے آہو چشم گرفتار ہونا کوکب کا و عیازی خواجہ تابہ باغ ظلمات پہونچنا  
 کوکب کا و قتل ماہیان زمرہ پوش عجب داستان حیرت عنوان ہے خمسہ

|                                          |                                      |
|------------------------------------------|--------------------------------------|
| اراز مخفی خود بخود کھل جائے جانان تو سہی | آپ کمد جسے اب منکر ہو مان بان تو سہی |
| ہاتھ اس غم سے طویر دن مرتجان تو سہی      | سندی بنکر رنگ لائے عشق نہان تو سہی   |
| پانوں پڑ کر سر چڑھے خون شہیدان تو سہی    |                                      |
| منہ کی کھاؤ گے نہ اترا یا کرو دیکھو بہت  | ہوش میں آؤ نہ سمجھو بانگیں کی لو بہت |
| اپنی سفاکی پہ صاحبنا رہے تلو بہت         | اوچھی تلو این لگا کر خوش تو ہوتے بہت |
| منہ چڑھا لے لہر دہان زخم خندان تو سہی    |                                      |
| کوئی لحظہ کام سے اپنے نہ رہنا بے خبر     | اک ذرا آغاز سے انجام پر رکھنا نظر    |
| ابو میں سیدھی طرح کتا ہوں اپنا جانکر     | رخت عربانی نہ چھڑا جوش و شہت نے اگر  |



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                   |                                      |                                           |                                       |
|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------|-------------------------------------------|---------------------------------------|
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                   |                                      | کھال کھنچو دن تریاے جسم عریان تو سہی      |                                       |
| تو برس کے بعد موقع ہو تو میں اپنی کروں                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                            | بوسے لیکر انتقام اپنے اور دے گا لون  | مجھے جو جیسی کروں لیا جواب اسکو میں دون   | منتظر ہوں وقت کے آنیکا میں سچی کہوں   |
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                   |                                      | لال کر دوں تنکو ہارے لہاے جانان تو سہی    |                                       |
| جھپٹ جائے اس ندامت سے تو ای غنچہ دہن                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                              | شوق آرائش سرانے ظلم کی ای گلبدن      | شب بختیں اتنا کہ بھولیں اپنا سارا بائیں   | ہلکی ہلکی بڑھو کے سب نشان ہوں جان من  |
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                   |                                      | پٹھیر پرتیری پڑیں کرتی کی جھیر پان تو سہی |                                       |
| سب سمجھتا ہوں یقین جھلسا زنی تری                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                  | اُس میجا سہی سزا دلوادون صنف عشق کی  | ہر گھڑی غش میں پے رہنا کیسی بخودی         | خوب سوچھی ہے چلو تدریس کی مجھکو بھی   |
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                   |                                      | زندہ گر وادون مجھے اے حیرت گر پان تو سہی  |                                       |
| کوئی نقشا ہو مگر اپنا وہی نقشا ہے                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                 | جوش وشت میں بھی سڑتے تعلق کا ہے      | کوئی عالم ہو مگر عالم وہی پیدا ہے         | دم میں جب تک دم رہی ہر دم وہی سودا ہے |
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                   |                                      | ادورے ڈالے پیر پر و بار دامان تو سہی      |                                       |
| ہو یہ اُکھن دکھ گھرانے لگے سینے میں جی                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                            | دیکھ لین صورت اگر اُس طفل باز کوش کی | بھول جائے اپنی خود بینی یہ چھلے بخودی     | روبر و آلو کیا چوری چھپے سے بھی کبھی  |
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                   |                                      | جان کیسی پھیلین اپنے سپر پریان تو سہی     |                                       |
| اپنی گمراہی خود اکر دن راہر ہولے میر                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                              | نہست بد راہ رو کے سوطرح گوا میر      | عزم دل سے چاہے یہ بات سن لوئے میر         | عاشق شیر ہو ثابت ہے ہمکوئے میر        |
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                   |                                      | چلے ہم دیکھیں در شاہ شہیدان تو سہی        |                                       |
| <p>شیاجان عرصہ حرف و حکایات ذرہ لور دان بادیہ داستان ندن بیان اشہب نیز گام زہان کو میدان<br/>مدعائیں یون جزلان کرتے ہیں کہ شہنشاہ کو کب و شہنشاہ نے جب دیکھا کہ راستہ بھکھو نہیں ملتا اسکر کے ایک تیلہ بنایا وہ سہی<br/>کہتا ہوا چلا اُن مقام پر کو کب ٹھہرے صحران جنگل ویران انسان حیوان کا نشان نہیں تیرا عظم غربت و چکاہر اسقدر اندھیرا<br/>کہ کچھ حال جنگل کا دریافت نہیں ہو تا کو کب نے اُس تپاسی پوچھا یوں ابراوریان اندھیرا ہونے لگیا سب اسنے دست بستہ</p> |                                      |                                           |                                       |



عرض کی شب کو بیان روشنی ہوتی ہے حضور تشریف رکھیں حال کھلیا نیک کو کب سے ایک نیلہ بنایا  
 اُس میں کرسی بچھا کر بیٹھا طرف صحر کے دیکھ رہا ہے اول ماہ تابان بلند ہوا سارا جنگل روشن ہو گیا  
 سات ستارے آسمان پر ظاہر ہو اپنی چمک کھاتے ہوئے زمین پر گرے چاند لیباں خوشنواز مضر مہرانی  
 کرتی ہوئی درختوں سے اترتے غلطکین ہوا کر انسان بنیں حسین مجاہدین کا رگز ال ایک ایک ماہ خسار  
 آنھوں نے تعجیل ایک بار گاہ معقول آراستہ کی آپ دست بستہ قاعدے سے کھڑی ہو رہیں وہ ساتون  
 ستارے جو زمین پر گرے تھے انہیں تڑا قاہوا سب کینزین دورین شاد و نگو گھیر لیا اب جو کو کب دیکھنا  
 ہوا یہ ہوتا ہے نہیں ہیں آگے اک ماہ تابان حسین مجاہدین صنوبر قدر عنائی زیبائی میں کد پھول سے  
 عارض بوڑھے سا قدر خرامان خرامان زلفون کو آراستہ کرتی ہوئی پہلو میں ایک عیار بچی طرافرا بانہا  
 عیاری سے آراستہ اپنے سارے بھی بچتی ہوئی نیمہ ہاتھ میں پانچ کینزین مصاحبان خاص مثل ستارہ  
 اسیری حسن میں بے مثال ابرو و خمدار رشک ہلال اُنکے کلام کرنے سے ثابت ہوتا ہے کسی افسر ملکہ اختر کا کج مزاج  
 سر حینان عالم کی تاج عیار بچی کا نام صبا آہو چشم کو کب اپنے کالون سے سنا کہ صبا اپنی ہوا  
 باندھتی ہوئی اختر سے کتنی ہوئی چلی آتی ہے کہ ایک ملک عالم دشمن کا فرو خیال ہے اپنے دعویٰ کیا ہے  
 کینز کو ساتھ لیا اب دشمن نہ بچے اختر نازک مزاج کتنی ہے اے صبا آہو چشم بڑے شخص سے سامنا ہے  
 صبا نے جواب یا لڑکی کی ہوا باندھی ہوئی ہے دام بچھا و صید خود دوڑا ہوا آئینہ گالنے کی خواہش سے دام میں  
 پھنسے گا کو کب یکلان بھی سنے سمجھ گیا کہ اختر نازک مزاج ان سمجھ کی افسر ہے صبا آہو چشم اپنی عیار بچی  
 کو ساتھ لائی ہے یہ دام تزدیر پھیلائے گی میں نے صحبت خواجہ عمر دیکھی ہے مجھ کیا کوئی عیاری کر سکے گا  
 بڑا کام عیاری سے بچنے کا یہ ہو کہ غیر کے ہاتھ سے کچھ نہ کھائے بے تعلندی اپنے کو بجائے اختر نازک مزاج مع  
 کینزلن مرصع پوش اس بار گاہ زلفی میں جا کر داخل ہوگی کئی مرتبہ کو کب ارادہ کیا تلوار کھینچ کر جا پڑوں لیکن  
 دل دھڑکا خیال میں آیا یہ عیار بچی تلاش کرنے کو نکلے گی اسوقت سمجھ لیں گے کو کب اس خیال میں بیٹھا ہے  
 وہاں اندر بار گاہ کے جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوا صبا آہو چشم نہایت خوش آواز ہر ساز درست ہو  
 جام مکر ادغوانی گردش میں آیا ساز صبا نے اپنی ہوا باندھی صید خوش آوازی یہ غزل گائی غزل

|                                 |                                   |                                     |
|---------------------------------|-----------------------------------|-------------------------------------|
| خود کی جیتی ہو اس رشک ترک تصویر | کہ نہیں ہے یہ کس طرح بشر کی تصویر | کھوڑی جلتے ہیں مصدوجو یہ ہم کسے ہیں |
| مجھ کوئی حسینوں کی مرکی تصویر   | دل پر داغ سلامت ہو ہر پیش نظر     | انجمن کا تری نقشہ ترے گھر کی تصویر  |



دیکھ لے کر کمریاری کی مشتاق ہو آنکھ  
 دیکھے آئینہ میں ہے مود کر کی تصویر  
 یا جانی میں انیس آٹھ پہر کی تصویر  
 یہ صدائے دلفریب جو کان میں کو کب روشن فریاد کے آئی نوجوان عاشق مزاج کو  
 آواز کے سوز و گداز نے بیچین کر دیا خیال میں آیا کہ آؤ کو کب یہ تو سمجھ چکے کہ اختر ہماری فکر میں ہے عیار  
 بیچی بھی ساتھ ہے صحبت میں چلکر گانا سنیں شراب و کباب کا قصد نہ کو میں ہمارا کوئی کیا کر سکیگا یہ سوچ کر  
 کو کب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اپنے بنگلے سے جھومتا ہوا چلا جب قریب بارگاہ پہنچا کئی سے کینزین کچھ ساحر  
 جو دروازے پر حاضر تھے انھوں نے جھپٹ کر ملکہ اختر کو خبر دی شہنشاہ کو کب بعد قمر و غضب تشریف لائے  
 ہیں اختر برا کر ٹیپٹھی کان میں بھی کو کب کے آواز آئی کہ حیا زبچی نے کہا لو ملکہ شہنشاہ آئے اپنے نام سے  
 ہوشیار ہو کو کب نے چند اثباتے سحر اپنے ہاتھ میں لیے کہ اگر قصد سحر کا کریگی میں خود پہلے سحر کرونگا اس  
 مہ جبین کی کیا حقیقت ہے عیار زبچی کی کیا لیاقت ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرے یہ خیال تھا کہ پردہ اٹھا اختر  
 نے جھجک کر سلام کیا عرض کی اس شہنشاہ اس وقت بیان کیونکر گذر ہوا کو کب نے کہا تھا ہی مقابلے کا  
 آئے ہیں تم نے ہمارا راستہ روک لے بسم اللہ سحر کرو ہم جواب دین صبا سے آنکھ ملا کر کہا کچھ حلقہ ہا سے  
 کند بچھائے شراب میں بیہوشی ملائے صبا نے دست بستہ عرض کی حضور آپ کو کیا خیال ہے یہ صحرا  
 ہمارا ملکہ عالم کے عیش کا مقام ہے ہمیشہ شب کو اگر اسی مقام پر پھرتی ہیں اختر نے بھی مسکرا کر کہا حضور  
 ہمارا مجال ہے کہ ہم آپ کو روکین اگر حضور باغ ظلمات کی طرف جاتے ہیں تو آپ نے راستہ فراموش  
 کیا یہ درجہ نہیں ہے ہم اس حال سے آگاہ بھی نہیں ہر چند کہ ملازم افزایا ب میں لیکن اس مقام پر  
 نگہبان نہیں ہیں ماہیان زمر و پوش سے ہمیں کیا کام ہے اپنی عادت قدیم کے موافق اس مقام پر  
 آئے ہیں آپ نے سرفراز کیا تشریف لائے ہمارے کئی بزرگ آپ کی سرکار میں ملازم ہیں کو کب نے کہا اس کم  
 سے کیا فائدہ اس اختر میرا نام کو کب روشن فریاد ہے ساحر تو تھا ہے ساتھ بہت ہیں سودو سے کینزین  
 بھی جادو گر نبیان معلوم ہوتی ہیں اس راہ کو طے کر کے جاؤنگا تم رد کو سحر کرو اختر نے شرما کر مجھ کا لیا  
 عرض کی کینز و نکا بادشاہوں پر دست انداز ہونا بالکل ناممکن ہے حضور کے سامنے کیا سحر کر دنگی  
 تشریف لائے یا جانیکا قصد کجیے اگر ہمسے کوئی بے ادبی ہو منرا دیجیے میں تو مدت سے زیارت  
 کی مشتاق تھی یہ لیکے جو اختر نے ناز و داد سے انگلی دانت کے نیچے دبائی شرما کر مسکرائی گوہر دزدان  
 ظاہر ہو برق چمکی خرمن ہوش و داس کو جلادیا سراپا بھی غول بعدت مرغوب شورش و فتنہ شمشیر



ابرو آمادہ جنگ پلکین ہلین تودہ دیر مثل تیر پیرین کو کب کو رحم آگیا دل نے وصل کی خواہش کی اختر سراسر  
 عذر کر رہی ہے صبا بھی عرض کرتی ہے کہ اندر تو آتش لپ لپ لایے آپ کی صحبت میں ہمیشہ خواجہ عمر رہتے ہیں میں  
 بیچاری آپ پر کیا عیاری کر دنگی جو صورت عیاری کی ہے وہ آپ کے دل میں ہے بیان صفائی آب و گل  
 میں ہے کند آپ کے لیے نہیں بچھا سکتی شراب میں بیہوشی نہیں بلا سکتی پھر آپ کا بن کیا کر سکون کی سحر  
 میں آپ بیکانہ آفاق حرات میں طاق بھلا حضور کسی مجال ہے رہ آپ سے آنکھ ملانے کو کب خیال میں آیا  
 سچ کہتی ہے اگر لیاوت ظاہر ہوگی کچھ جاکھیا اختر نے بڑھکر پردہ بارگاہ کا اٹھایا کو کب نے دیکھا بارگاہ  
 مثل عروس شب اول آراستہ و پیراستہ ہے تمام اسباب عیش و نشاط میلہ جو گھڑے چمکیر معقول عطردان  
 پاندان گلہ منتہا گل قاعدے سے چنے ہیں بجائے شمع و چراغ گوہرے بہار کھے ہیں وہ مثل شمع ضوے  
 ہے ہیں اختر نے عرض کی اس کینز نے ناز و نعم سے پرورش پائی دود شمع و چراغ کی مزاج کو برداشت  
 نہیں ہے شمع کو دیکھ کر سر میں درد ہوتا ہے اس واسطے گوہر شب چراغ مہیا کیے کو کب نفاست بارگاہ  
 دیکھ کر تیباب ہو گیا اندر بارگاہ کے قدم رکھا اٹیلے سحر سے ہو شیار قبضے میں تینہ جو ہر دار جیسے ہی اندر  
 بارگاہ کے آئے صباے آہو چشم بڑھی گہراے شب چراغ قریب مسند کے رکھ دیے کو کب جیسے ہی مسند پر  
 بیٹھے صبا نے ایک موتی پر ہاتھ مارا وہ موتی ٹوٹا سب موتی تڑپا تڑپا شکست ہوئے ان موتیوں  
 سے دود بیہوشی اڑا دماغ پر کو کب کے پہنچا کو کب لڑکھڑاکے گرا آواز دی منم صباے آہو چشم  
 یہ عیاری عمر کے فرشتوں کو بھی معلوم نہ ہوگی شراب میں بیہوشی پلانا نادانوں کا کام ہے ہماری  
 صحبت میں قدم رکھنے کا یہ انجام ہے اختر نازک مزاج نے بڑھکر بہ تجلیل کو کب کی زبان میں سوز  
 لگایا کیفل جاو کو آواز دی کیفل برای کفالت قفس آہنی لیکر آیا اختر نے اشارہ کیا کو کب کو قفس  
 آہنی میں بند کیا کیفل نے اپنا سحر قائم کر دیا براہ نگہبانی قفس کر بیٹھا اختر نے اس وقت نامہ لکھا  
 کہ اے ملکہ ماہیان زمر دیوش صباے آہو چشم نے کو کب کو بیہوش کیا قفس آہنی میں قید کیا  
 یہ ہمارا حوصلہ نہیں کہ ہم قتل کر سکیں اگر موقع ہوگا تو آپ کے نکل جائیگا نیاز نامہ دیکھتے ہی تشریف  
 لائے اپنے ہاتھ سے کو کب کو قتل کیجیے ماہیان زمر دیوش باغ ظلمات میں بیٹھی ہے مصاحبوں سے  
 کہہ رہی ہے کہ یہ ہفتہ اگر خیر و عافیت سے گزر گیا تو پھر سامری و جمشید بھی جھکوں نہیں مار سکتے اختر طالع  
 گردش میں ہے فلک مٹانے کی کوشش میں ہے فوج کے افسر جمع ہیں وہ عرض کرتے ہیں



حضور اگر طسم نورافشان کا لشکر لیکر کوکب آئے تو باغ ظلمات میں فتح پائے وہ وہ ساحر ہیں  
 کوکب کو دم نہ لینے دیں گے چار جانب سے بلوہ کر کے ٹوٹ پڑیں گے میان کوکب کس کس کو جواب  
 دینگے ہائے سحر زمین کو ہلا دینگے ماہیان سر ہلا رہی ہے کہ اگر کینز اختر نے نامہ دیا ماہیان نامہ  
 پڑھ کر خوش ہوئی کہا وصا جو ستارہ اختر کوکب ایسے ماہ انور آسمان سحر پر غالب آیا صبا کے  
 آہو چشم نے عیاری کی یہ مکمر سوچنے لگی لپٹت پر نامے کے جواب کھائے اختر تو نے بڑا کام کیا  
 کوکب کو گرفتار کر لیا عمرو اسکے ساتھ ہے اسی صحرا میں آیا ہے صبا کے آہو چشم سے  
 کہو تلاش کر کے عمرو کو بھی گرفتار کرے میں بھی چند جادوگر نیاں ہری تلاش عمرو روانہ کرتی ہوں  
 جواب نامہ کینز کو دیا کینز نے دربار اختر میں نامہ دیا اختر نے پکار کر پڑھا جواب از طرف ماہیان  
 مرقوم ہے اے اختر تم ہماری قوت بازو و زینت پہلو ہو گواور صبا کے آہو چشم کو دولت دنیا سے  
 نہال کر دینگے دامن دعا گو ہر ماہے ابدار سے بھر دینگے منے نکو پردہ ظلمات کا حاکم کیا چند کینز میں  
 سننے برای جستجوئے عمرو روانہ کین صبا عیاریچی ہے اسکے ساتھ جادوگر کر کے اسی صحرا میں روانہ  
 کر و پہچان کر گرفتار کرے مجھ کو اطلاع دو میں اگر دو لون کو قتل کروں یہ نامہ پکار کر پڑھا گیا صبا  
 آہو چشم کندین لے کر اٹھی کہا میں جا کر عمرو کو تلاش کرتی ہوں یکایک دروازے پر ہلڑ ہو کینز دن  
 پڑھ کر آوازی ملکہ ہوائے جادو کینز ملکہ ماہیان زمرہ پوش سر عمر و کا کاٹ لائی  
 خوشی خوشی آتی ہے صبا کے آہو چشم بحال ہو گئی اختر نہال ہو گئی دیکھنا ہوا جادو  
 رومال میں سر عمر و کا باندھے ہوئے دربار میں آئی سر سامنے ڈال دیا کہا یہ اُس  
 ساربان زائے کاسر ہے یہی مسلمانوں کا افسر ہے لوگ کہتے تھے عیاری سحر نہیں جانتے ٹکڑے  
 نے وہ سحر کیے جسم پر آبلے پڑ گئے یہ کہہ کے ہاتھ پاؤں دکھائے اختر نازک مزاج نے دیکھا حقیقت  
 میں ہوا جادو کے جسم پر آبلے پڑے ہوئے ہیں چہرہ زرد ہاتھ پاؤں میں رعنہ اختر نے  
 سوتیوں کا لالکے سے اتار کر ہوائے جادو کے گلے میں ڈال دیا کہا پنچ کو یہ کمان ملا اسکی تو بڑی بڑی  
 تعریف سنتے تھے ہوائے کما داری ہوا بنکے ٹکڑے کا چھپا کیا اور چکا ہوں سے چھپکے اندھی  
 بنگی صحر کو تاریک کیا ہوائے گرفتاری عمر و تھی یہ بھی ٹکڑا اپنی عیاری کی ہوا میں تھا  
 میرے ہاتھ سے برباد گیا لیکن خوب لڑا اگر میں نگاہوں کے سامنے ظاہر ہوتی



گرفتاری اسکی دشوار ہوتی موح ہوانے دریا کا کام کیا صحر کا عاشق تھا سراسر گری کرنا اگر کیا  
 سر کاٹ ڈالا صبا کے آہو حشتم سر عمر و دیکھ کر گھبرا گئی کہاے ہوائے جادو میں نے کتابوں میں دیکھا  
 اس ظالم نے چاہ مارا نام الجبال و کشمیر و شہر عظمیٰ آباد و زبرجد نگار و فرعونیہ طلمس ہوشد  
 و طلمس حیران سلیمانی وغیرہ مقامات ساحران اس ظالم نے برباد کیے تھے اے دام میں کیونکر  
 بھیس گیا دوندہ بنیظیر پھرنے میں آفتاب منیر جہان گرد عیاری میں فرد کتابین اسکے حال سے  
 پھری ہوئی ہیں تنہے فوراً اسکو مار ڈالا بڑا غضب کیا لاشہ اسکا کیا ہوا ہوائے جادو نے کہا یہ صبا  
 مرتبہ گرفتار ہوا رہا ہو گیا مگر کر کے قید کرنے والوں کو مارا ایسا شخص قبضہ میں آئے اور تباہی کرے  
 عقلمندوں کا کام نہیں ہے جب میں نے گرفتار کر لیا ایک ہاتھ مار دیا لاشہ جنگل میں پڑا ہے چلو لاشہ  
 بھی اٹھا لائیں لچھ کی لاش کو کیوں ہاتھ لگائیں ایک رسی لچھوٹا لنگسٹین بانڈھ کر کھینچ لائیں اختر تو خوشان  
 کرنے لگی صبا کے آہو حشتم عیا زچی ہے ہوش اُٹگئے و مبدم کتی ہے عمر و کا یہ سر ہے ہوانے کیا  
 نہیں بوا تھا اسرے تمھیں اس میں کلام کیا ہے اختر نازک مزاج نے کہا بوا صبا کے آہو حشتم  
 دشت کی باتیں کرتی ہو تم تو باتوں میں چو کر طیان بھرتی ہو تھالے ہوش کھو گئے غیر ساحر  
 کی ساحر کے سلنے کیا حقیقت ہے شاید اسنے دوچار سحر سیکھے بھی ہونگے یہ تعلیم یافتہ خدمت ملکہ  
 عالم ہے بی بار ہوتین تو یہ اُنکے ہوش اُڑاتی بی مہرخ کوتیزی دکھاتی ہوا سب پر غالب جاتی  
 ہے آگ بجھائے آگ لگائے بچپن سے خدمت میں ملکہ ما بیان زمر و پوش کے رہی ہے بوا جب  
 وقت موت آگیا مضمون مصرع صادق آتا ہر ع چون قضا آید طبیب ابلہ شود جب جیونٹی کی  
 آتی ہو یہ پیدا کرتی ہے اُڑ کر مرقی ہو بڑے بڑے ساحر دمار جادو ساحر شمش کئے کی موت مانے گئے  
 کتابوں میں دیکھو پیدا کرنے والا فرما تا ہو جب اجل آتی ہے ایک ساعت کی تاخیر نہیں ہوتی بڑے بڑے  
 حکیم ندیم فیم عقل دانا ہوتا موت سے عاجز ہے شہباز اجل کے ہندے سے کوئی نہ بچا طار دمع  
 شکار ہوا علم و فضل سب بیکار ہوا دولت بھی نہیں کام آتی اگر کوئی حاکم قلوب آہن میں چھبے ملک الموت  
 وہاں بھی پہنچتا ہے جادو گنی تھی عمر و سامنے لگیا انکا سحر چل گیا اسکا تعجب کیا ابھی تیر کو کب  
 ایسے شخص کو گرفتار کیا مثل کو کب اسکا بھی ستارہ گردش میں آیا ہے ساری عیاری طراری بھولا  
 اپنے کمال کے زور میں ہوائے جادو سے لڑا آخر ہوا بگڑی موت نے دامن چھوڑا ایسے وقت میں



عیاری مکاری نے منہ مڑا دیا۔ بیجاری کشتی میں جاؤ لاش کو تلاش کر دیکھیں چاہے آج صبا آج ہو چشم  
نے کہا میں حضور آپ کے ساتھ ضرور جاؤنگی لاش نگوڑے جل مانس کی کھینچتی ہوئی لاؤنگی ہوائے  
جادو صبا کو ساتھ لیکر چلی جنگل میں آکر ایک مقام پر ہوائے جادو نے صبا سے کہا دیکھو وہ لاش  
پڑا ہے صبا پٹی پہلے جادو کی ہوا بندھی حلقہ ہلے کدے گلے میں ڈال دیئے نرہ کیا نعرہ عسرو

|                         |                         |                          |
|-------------------------|-------------------------|--------------------------|
| کران استاد عیاران عالم  | سربادانش و عقل مجسم     | بباغ دین زمرش آب یاری    |
| جہان سرننگ درخشاں گداری | بہر کشور بلائے جان کفار | عمر و آن شاہ عیاران عیار |

نزدق سے جاب مارا صبا آج ہو چشم ہوش ہوئی عمر و نے اٹھا کر زینیل میں رکھا کہا دادا جان  
اسکو اچھی طرح رکھنا عیارہ منقول ہے گلشن طراری کی پھول ہے اپنے کسی فرزند کے ساتھ شادی  
کر دوں گلا لڑکے بڑے مکار غدار پیدا ہونگے اس حسب و نسب کا کیا پوچھنا ان عیارہ بابکا فرزند  
طرار و فرار یہ بانین رتے ہوئے آپ صبا آج ہو چشم کی شکل بنکر چلے راہ میں ایک گنوار کو مارا  
سرکٹ کے اُسکا پھینک دیا لاشہ عمر و کی صورت بنائی رستی باندھ کر کھینچتے ہوئے لے چلے غل مچاتے ہوئے  
آتے ہیں اے صاحبو دوڑو بی ہوائے جادو پہلوئیں عمر و کے بیز تیر میں تھے بی ہوا کو لیکے میں لو  
لاش لیکر بھاگی خوب بیرونکے ہاتھ سے پیچی کینز ان اختر دوڑ پڑیں دیکھا صبا آج ہو چشم پسینے پسینے لاش  
عمر و کی کھینچتی ہوئی لاتی ہے کینز دن نے گھیر لیا اختر نازک مزاج ہلڑ سنکر دوڑی باہر نکل آئی پوچھا  
اے صبا کیا ہوا صبا نے کہا حضور ایک مرد کالا کالا ایک عورت بڑی قد دار عمر و کی لاش کے  
پاس بیٹھی رو رہی تھی پہنچتے ہی ہولے لپٹ گئی عورت نے کہا منم و مامہ جادو مردو کے  
کہا منم ساحر شمش عمر و نے ان دونوں کو مارا تھا بھوک دیکر اپنے قبضے میں کیا اپنے مالک کے  
قاتل کو پکڑے گئے میں نے ہاتھ جوڑے منت کی تب ان دونوں نے کہا بروز منگل ہمارے  
نام پر ایک بوتل شراب کی دیا کہ ناہم تیری جان بخشی کرتے ہیں حضور میں نے زور کیا اب وہ دونوں  
میرے قبضے میں رہیں گے اختر نازک مزاج نے کہا بوا سامری جمشید نے بڑی حیر کی تمھاری جان  
بیچ گئی مگر خبردار یہ بھوک دینا نہ موقوف کرنا صبا نے نقلی نے کہا حضور میں جو کچھ التام میں پاؤنگی لیک  
دن شراب خرید کر رکھ چھوڑونگی آٹھ دن میں دو مرتبہ دونگی ایسے بیکس ملتے ہیں اپنے مالک کے  
خیر خواہ شاہان عالیجاہ یہ لوگ ادھر کی اقلیم میں خداوند ساحران کہلاتے تھے صاحبقران عمر و



کے آقا صاحب اسم اعظم میں اسوجہ سے یہ لوگ مائے عمر و نئے بھی بڑی عیار بیان کین کتاب میں اپنی  
 ہمنے دیکھا زبردست نگارین جب لشکر کشی ہوئی بارہ لاکھ ساحر حمزہ کے طرفدار تھے مکمل خان جادو و شفا  
 طلم گوہر بارشمنشاہ و شہر یار شاہان طلم نیز اسب ملکہ محروق جادو و بھانجی شمامہ کی طاؤس  
 جادو و بادشاہ ام الجبال یہ سب مطیع اسلام حمزہ عالی مقام کے ساتھ تھے دامانے ایک سحر میں ان  
 اسکو کر دنگ کیا برقی جادو و بھانجی دامہ کی عمر و کے کانے پر عاشق تھی عین وقت پر لا کر اُسے شیشہ اسم اعظم  
 نوڑا حمزہ کو اسم یاد آ گیا دامہ کا سحر اٹا ہوا اندھی ہو کر ماری گئی تب حمزہ کی غلطی زبردست نگار و چاہ  
 الماس میں ہوئی اُسی کو قبضے میں اپنے عمر و نے کر لیا اسطرح شمش کو بھی اسے دریائے قزم میں جا کر گرفتار  
 کیا وہ بھی اسی ظالم کے مکر سے مارا گیا ساحر جمع تھے اُنکی مدد سے قبضے میں کر لیا ہوگا افسوس بڑی  
 بیاری کینز ملکہ کی امی گئی اختر نازک فرج نے کہا اب مل سکیگی کیون صباہم چلبین چکر سحر کرین صباہ نے  
 کہا حضور وہ بہر تھے چیر پھا کر ہوا کو کھا گئے اب ہوا کے نام خاک نہیں ہے اب ملک عالم کو بواہیے  
 کو کب کو قتل کیجیے لاش دہین ڈال دیجیے سر اندر بارگاہ کے رکھا ہے اب اسوقت صبا کی پھیل بل دیکھی پوچھا  
 حضور کو کب کو کہاں قید کیا اختر نے کہا پشت کے خیمے میں قفس آہنی میں کو کب قید ہے کیصل جان دو گمانی  
 کر رہا ہے صبا نے کہا آپ نے غضب کیا کیصل کی جا کر میں کفالت کروں وہ شرابی ایسا نہو سو جائے یہ کہتا ہو عمر و  
 اُس خیمے میں آیا کیصل بیٹھا ادنگھ رہا تھا صبا کی نقلی نے آکر ایک دو ہتر مارا کہا کیون اوگد ہے اسی طرح  
 حفاظت کرتے ہیں تجھکو کچھ خبر بھی ہے عمر و مارا گیا ملکہ اختر نے کینز و نکو بھیجا ملکہ ایمان زمر دوش تشریف لایا جاتی  
 ہیں میں جانتی ہوں تو شراب کا بڑا عادی ہے لے اک جام می کیصل خوش ہو گیا کہا صبا تو نے بڑا احسان کیا  
 نشہ اتر چکا تھا ایک جام میں انجام بخیر ہو گیا فوراً شراب پی گیا پینے ہی بیہوش ہو گیا تڑپ سے گرا کو کب  
 روشن قفس آہنی میں بند دل درد مند آنکھیں کھلی ہوئیں بکرت چار جانب دیکھتا تھا زبان میں سوزن مارا  
 سیاہ ہاتھ پاؤں میں لپٹے ہوئے جب کیصل بیہوش ہوا عمر و نے کہا کیون لے شمنشاہ پر اے گھر میں آکر یہ غفلت  
 اب میں کیا تدبیر کروں کو کب نے جھولی کی جانب اشارہ کیا کہ ایک پتلی سونکی میری جھولی میں ہے اُسکو  
 نکالو وہ میرا علاج کر دے عمر و نے پتلی نکالی اپنی آنکلی سے قطر خون کا بہ اشارہ کو کب اُسکے منہ میں  
 پٹکا یا پتلی کو چھنیک آئی کو کب کو جھک کر سلام کیا کو کب نے اشارہ کیا پتلی نے زبان سے کو کب کی  
 سوزن نکالا مارا لایا سیاہ کو نوچ کوچ کے جسم سے کو کب کے پھنیک یا اب کو کب کے ہوش درست ہو



اقس آہنی سے مکلا خواجہ کو گلے سے لگایا عمر و نے کفیل کو بصورت کو کب بنایا کو کب نے اپنا ستم قائم کیا  
 کفیل کو قفس میں بند کیا اب کفیل کی بخوبی کفالت ہوئی نگہبانی میں یہ قیامت ہوئی کو کب نے کسا  
 خواجہ اب میں سحر سے اپنے کو مخفی کرتا ہوں تم شکل کفیل بنکر بیٹھو ماسیان کو آنے دو انشاء اللہ آج  
 بدو قتل واپس نہ ہو مگنا اپنی جان دو مگنا لیکن خواجہ تمہیں خدا سلامت رکھے ان در بندوں کے بھی  
 تمہیں تلاح ہو عجبائے غائب منازل سحر ماسیان کے تم ہی سیاح ہو ہم اپنے نزدیک قتل ہو چکے تھے جان  
 بخشی کی عمر و نے کہا بھائی اسکا ذکر کیا جو تم سے ہو سکا تم نے کیا جو تم سے ہو سکا ہم گدے دشمن کو مٹاؤ بھر فرور  
 کو کب تو سحر کر کے مخفی ہوا خواجہ بشکل کفیل پاس قفس کے بیٹھے ہیں تیغہ چمکا رہے ہیں کبھی آواز دیتے  
 ہیں صبا ی آہو چشم جاؤ جنگل کی سیر کرو پھر تھوڑی دیر میں چلی آنا کبھی آواز دیتے ہیں اے ملکہ  
 اختر نازک مزاج جلد ملکہ عالم کو بلاؤ اب کو کب زندہ رہنا مناسب نہیں ہو اختر نازک مزاج  
 اپنی مصاحبوں کو حکم دیا جلد جاؤ جو کچھ آنکھوں سے دیکھا ہو جا کر بیان کرو عرض کرنا حضور با اقبال  
 ہیں دو لون دشمن بست ہوئے عمر و مارا گیا کو کب قید ہو گیا صرف حضور کے آنے کی اب دیر ہے  
 جلاؤ بھی موجود ہے میدان خونی کی تیاری ہو چکی یہ رات بڑے انتظام میں کئی مصاحبین چلین ماسیان  
 ماسیان خوشی کر رہی ہے کہ کو کب قید ہو اٹا یہ قدرت سامری و جمشید عمر و بھی گرفتار ہو  
 دن بھی سختی کے دفع ہو چکے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی مصاحبان اختر نازک مزاج  
 اگر پہنچیں ملکہ ماسیان زمرہ پوش نے پوچھا کیوں صابو کیا گزری مصاحبوں نے عرض کی  
 وہ خبر لائے ہیں کہ دہن کینزوں کے موتیوں سے بھر دیجیے ایک ایک کونہاں کیجیے قاتل ساحران  
 جہان ساربان زادہ مارا گیا سردار بار میں ملکہ اختر کے رکھا ہوا لاشہ باہر پڑا ہو کو کب قید ہے اب  
 حضور کے چلنے کی دیر ہے میدان خونی تیار ہو چکا ملکہ اختر نے عرض کی ہو کہ ایسے بادشاہ جلیل کا  
 قتل حضور کے حکم پر موقوف ہو ہر کس و ناکس انتظام میں مصروف ہو نام قتل عمر و سنکر چہرہ  
 ماسیان کا سرخ ہو گیا کہا صابو تم نے سر عمر و آنکھوں سے دیکھا ہو عرض کی حضور پانچ ہزار کینزان اختر پانچ  
 ہزار ساحران نامور اسی مقام پر موجود ہیں ہولے ایجاد و آپ کی کینز سکاٹ کر لانی کھائے آہو  
 چشم عیار پچی کو بھی انتشار تھا لاش بھی تلاش کر کے مگنا کی حضور ملاحظہ کریں ماسیان خوشی  
 خوشی تخت پر سوار ہوئی بہت سی کینزان سامری بھی جست کے تخت پر بیٹھیں



لیکن چہرے زر و ہونٹھ خشک آہ کر رہی ہیں ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہیں ماہیان نے گھر کر پوچھا  
کیوں بی بیو مزاج کیسا ہے تر و دکایا باعث ہو ایک نے آہ کر کے کہا ملکہ عالم فارسی کے شہر پر میان  
قصر صاحب مصنف طلسم ہوش ربانے کیا خوب مصرع لگائے ہیں اسکو سماعت فرمائیے چاؤن جاؤن  
کر کے ہمارا سر نہ پھرایے مسدس

|                                         |                                 |                                      |
|-----------------------------------------|---------------------------------|--------------------------------------|
| کیا کہیں حال جان بے ثبات دے مار         | آج تو تخت طلا پر کس قدر کا کنار | تھا کہاں جمشید کس جلتا فریڈون باوقار |
| قصر وایوان تو کہاں ہیں مٹی میں اگلے مار | ہر کجا افتادہ بینی خشت دروینہ   | ہست فرد و فر احوال صاحب خانہ         |

ناانی آمان دنیا عجب مقام ہے نہ آغاز ہے نہ انجام ہر کس قدر غفلت ہو اصلی مقام کو کوئی نہیں یاد کرتا دار دنیا  
میں سب بھینسے ہیں نادان ہو گئے دانے کی فکر میں آئے جال میں پھنسے نکل نہیں سکتے تڑپا رہے  
ہیں اپنی حقیقت بھولے گلشن دنیا کو دیکھ کر ایسا پھوٹے ماہیان نے کہا یہ سب صاف صاف  
اچھے بات کو میں یہ پہیلیاں نہیں سمجھتی ایک کینز نے کہا اب آپ سمجھ جائیگی نہ گھرایے وقت سمجھتی  
کا آگیا سمجھانے والا سمجھا دیکھا ہر چند ماہیان استفسار حال کرتی ہو وہ تینوں تیلیاں ایسی اٹھری  
اٹھری باتیں کر رہی ہیں کیسی سمجھ میں نہیں آتیں آخر ماہیان نے جھلا کے منہ پھیر لیا مصاحبوں سے  
کہا یہ کینز ان سامری بڑی مغرور ہیں اپنے نزدیک بہت دور ہیں میں انکی پروا نہیں رکھتی میں نے کہنے سے  
افر ایسا ب کے یہ انتظام کیا کہ ہفت در بند راستہ کیا اور نہ میں بطور میدان داری کو کب سے مقابلہ  
کرتی وہ چھو کر امیر کیا کر سکتا ہے میری کینزوں نے گرفتار کر لیا ہو یہ کو کب کی حقیقت ہے ان  
صاحبوں کی یہ کیفیت یہ یہاں ملکہ اختر نازک مزاج فرسماں قتل کو کب مہیا کیا یکا یک جلا دمہ تابان  
خجر شعلہ ماتھا میں لیکر تو سن فلک پر سوار ہو کر وار میدان کا زرار ہو اکیفل نقلی پیجرہ کو کب کا یہ ہو  
سامنے ملکہ اختر نازک مزاج کے حاضر ہے و مبدم ہیں تاکید ہے کہ ملکہ عالم ملازمان افر ایسا ب  
میں تساہل غضب کا ایسے دشمن کے قتل میں اتنا عرصہ ملکہ عالم شرابخواری میں مصروف ہو رہی  
انکو کیا فکر ہے جانتی ہیں کہ ہمارے ملازم جانبا ز و سرفروش انتظام کر لیں گے آپ قتل کا حکم  
دیجیے کشان کشان کینز ان اختر نے کو کب نقلی کو پیجرہ سے نکلا دہن پر قفل مار آتشین ہے  
زبان میں سوزن رسن ماراں سیاہ سے مشکین بندھی ہوئی بان بند دل دردمند ہوشیار ہوا ایک ایک  
کی جانب دیکھ کر غین غین کرتا ہوا اشاروں سے یہ مراد ہے کہ صاحبو مجھے کیوں فید کیا کیفل کی کفایت



اگر کفیل نقلی ایک تہمتہ پادیتے ہیں فرماتے ہیں او نالائق ملکہ ماہیان کے قتل کرنکو چلا کچھ لطف  
 اٹھایا دیکھو وہ سامنے دار استادہ ہر جلا د موبود ہیں اب تھا را مطلب حاصل ہوگا ملکہ اختر  
 ملاک مزاج منع کرتی ہیں کہ اگر کفیل خیر خواہ یہ بادشاہ علیجاہ ہر بدعت ظاہری نکر و دم بھر میں اس  
 بیچاے کا خاتمہ ہر بران و ہمیشہ رٹ نیکو کینگے مصاحب اسکے نک حلال بی بی بیار اسکے صاحب شوکت  
 و جلال جو اس پر بدعت کریگا وہ اس سے بدلائین کے عمر و بڑا شخص مارا گیا سر عمر و لگن میں رکھا ہر لاشہ  
 ایک جانب پڑا ہر یکا یک نوبت نقاسے کی آواز کان میں آئی دیکھا سب کا ماہیان زمرہ پوش  
 کینز ان سامری کو جھڑکتی ہوئی بارہ ہزار ساحر لہشت پر کی سے کینز ان ظلماتی نیلے لباس کالی  
 کالی صورتیں تخت ماہیان کو گھیرے ہوئے تخت آکر اتر قفس میں کوکب کو دیکھا اختر نے بڑھکر  
 نماز کیا ملکہ عالم کینز نے بڑا کام کیا رات بڑی مشکل میں کئی خوف تھا کہ کوکب قفس سے نہ نکل جائے  
 یا اسکا کوئی معین مددگار آئے بڑا معین تو عمر و مارا گیا وہ زغہ رہتا تو ضرور اگر عیاری کرتا ماہیان نے  
 کنٹھا یا قوت احمر کا قیمت میں کی لا کھ رو پیکہ اختر کو بطور انعام دیا لکھا اختر اب میں تھو منتظم قلوب جات  
 پر وہ ظلمات کرونگی تنے بڑا کام کیا ہفت در بند میں کسی سے کچھ نہوسکا اصل تو یہ ہر کرتے اہا لیا ان  
 طلسم ہوش ربا کی جان بچائی کفیل نقلی نے کہ ملکہ عالم انعام و اکرام کا میں مستحق ہوں رات بھر  
 کوکب رت و قدح ہوئی بڑے بڑے اسکے مددگار آئے سنہری پتلی آئی تھی قصد کرتی تھی کہ قفل  
 دہن کو شکست کردون کوکب کوئے اُردن غلام نے کئی سے پتلی ماری رات بھر تڑپ تڑپ کے سحر کی  
 ماہیان نے کہا اگر کفیل خفیقت میں بڑا کام کیا یہ جوان طلسم بند ہے جلا د نہ قتل کر سکیں گے گولا  
 سحر کا تیار کروں اس سے یہ قتل ہوگا چھونک دونگی آتش سحر سے جلا د ونگی جیسے ہی ماہیان نے یہ  
 کہا ایک کینز ہنسی ایک رونے لگی ایک نے آہ کی ایک نے واہ کی پھر انھیں میں سے ایک نے کہا کہ یوں  
 ہو کیا انقلاب ہر ساربان زادہ بڑا دلیر ہے بیشہ جرات کا شیر ہے کفیل جلا د و بنا ہوا کیا باتیں رہا  
 ہے کفیل بیچارہ قفس میں بند ہے خوب کفالت ہوئی حفاظت کر کے بڑی ذلت ہوئی ملکہ عالم کی  
 آنکھوں میں کیا پردے پڑے ہیں سب کو تو مغرور بتاتی ہیں اب بھی ہوش میں نہیں آتی ہیں  
 ایک آخر پکار کر بولی بی ماہیان صاحب ہم صاف صاف کہتے ہیں آپ نہیں سمجھتیں انہی ملازم کفیل  
 گولا سحر کا نہ ماریے ساربان زادہ شلنگین لگا رہا ہوا سکو لکارے آپکا وقت قریب آگیا ملک الموت



اپنے مقام سے چل چکا یہ سنتے ہی ماہیان نے ایک چنچ ماری کہاے اختر سنتی ہو کینز ان سامری  
کیا کتی ہیں لینا عمر و جانے نپلے میرے رفیق کو پیچھے میں قید کیا کینز ان سامری ٹھڈی  
سانین بھرتی تھیں ایک نے جادو کر کے جھپٹ کر چاہا کہ عمر و کو پکڑے عمر و نے کہا بھائی دیکھو ملکہ کیا  
کتی ہیں تو کفیل جادو و ملکہ اختر کا زینت پہلو بھجھو ہاتھ نہ لگا نا وہ جادو گر پٹا عمر و نے  
نفرہ کر کے خنجر مارا اس ساحر کا رگڑا تھا کہ جادو گروں نے عمر و پر بلوہ کیا عمر و نے حقہ مارے  
آتش بازی کھینچ مارے حقہ پھٹا شعلے بھڑکے کئی سے جادو گر جھلس کر گرے ماہیان لینا لینا  
کر رہی ہے گولا اٹھایا کہ عمر و پر سحر کروں زمین شق ہوئی نفرہ ہوا نفرہ کو کب

|                           |                          |                           |
|---------------------------|--------------------------|---------------------------|
| منم مالک ملک افسو نگر می  | منم راج سکے ساحری        | منم صاحب کو کب و غر و جاہ |
| خلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ | منم گوہر بحر جاہ و جلال  | منم آفتاب سپہر کمال       |
| جلالت شمار و فرید مل شرم  | قوی دست باز و اور تم شیم | شہنشاہ کو کب شہ بے نظیر   |

تینہ برقی تاب کھینچی اختر نازک مراج قریب تھی پہلے اسی  
ہاتھ مارا اختر کا ستارہ گردش میں آیا ہاتھ سے کو کب کے واصل جنم ہوئی اب تو کو کب شیرانہ  
لڑنے لگا اتنے عرصے میں مخفی رہا کائنات کے سحر تیار کر کے لایا چار تیلے سنہرے سپاہی وضع دار  
آرمی ٹپیان بانڈھے ہوئے سنہری لباس جرات اس اس تمچے کھینچے ہوئے چلے ہاتھ مارا اسکے دو  
سپر کے کیے ماہیان نے تیلوں کو اشارہ کیا ایک نے جھپٹ کر سنہرے تیلے پر کو کب کے ہاتھ مارا  
اُس سنہرے کہا جان جان یہ انقلاب فلکی ہمارے تمھارے مقابلہ شب کو ہونا چاہیے تم تو کینز ان  
سامری ہو ہم غلام کو کب رو شمنیز و عدہ کر لو شب کو اگر لڑنا اُس پتلی نے جھلا کر نیچے مارا یہ مرد  
سپاہی پہنکیت نکیت ہنستا جاتا ہے اسکے نیچے کو سپر پر کانٹھا افسوس کر کے ہاتھ مارا پتلی کے دو ٹکڑے  
ہوئے اب سب نے دیکھا چار تیلوں نے قیامت برپا کر دی کو کب پر سینیہ سپر کیے ہوئے جیسے چار  
کیکو او جھڑ سپر کی لگا دی بھی نیچے ہلائی چمکا یا دونوں تیلیاں باقیانہ تخت سے کودیں کہا  
مانی آمان جان بچاؤ بھاگ جاؤ ہم بھی جاتے ہیں ایک انہیں سے تڑپ کر بلند ہوئی پتلی پر کو کب کے  
سایہ ڈالا ہنسا کر سحر کیا وہ پتلہ چلنے لگا دوسرے نے اچک کر ٹانگ لی کہا اُو بے حیا  
کہاں جاتی ہے غضب کیا میرے بھائی کو مارا یہ کہکے دونوں ٹانگیں پکڑ کے اُس پتلی کو



چیر ڈالا تیسری بھی کچھ لڑی ایک پتلے کے ہاتھ سے زخمی ہوئی پر پرواز پیدا کر کے بھاگی ماہسیان نے  
کمانی بی کمان جاتی ہوئے آواز دی ہم تیری رفاقت سے باز آئے کسی ویلے میں لہر کرینگے آبادی پسند  
نہیں گوشتہ عاقبت میں مزا ہی چارہ نہیں ہماری قتل ہوئیں انکا خون تیری گردن پر سوار ہو جا کر تیرے  
دھکڑے افراسیاب کو خبر دیوین ایسی باتیں کرتی ہوئی وہ پتلی حبت کر کے بلند ہوئی آسمان میں  
ڈوبی کو کب کما اے یہ کمان جاتی ہو ایک پتلے سے نگاہ ملا کر کہا اے سہیل صفت شکن بیجانو نیچے  
انہ کو یہ فساد برپا کرے گی سہیل صفت شکن نے دس لبتہ عرض کی ابھی غلام خود دوسر کا سر لاتا ہوں  
ایکے نقاب میں جاتا ہوں یکے تر پانچ نقاب میں پتلی کے چلا آگے آگے وہ پتلی جاتی ہو عقب میں یہ نعرہ  
کرتا ہوا جاتا ہوں تم سہیل صفت شکن نکھو ار کو کب تیغ زن پہلا تو پتلی کے نقاب میں جا جا ہوں اسکا ذکر  
تو میرے کرونگا یہاں دو پتلے کو کب کے ساتھ باقی رہ گئے دونوں نے تھکے والد یا جہد کو کب کے اشارہ کیا صفت  
پر جا پڑے تاک کر افسر کو مالا ملا زمان ماہسیان بھاگتے پھرتے ہیں سحر ہیبت سے نرہ کو کب کے منہ کے بھل زمین  
اگر تے میں کو کب شیرازہ پیشہ کارزار میں لڑا رہا ہے دریائے خون میں نہایا ہوا زمین مقرر نزل و متحرک  
جب ماہسیان نے دیکھا کہ فوج پامال ہوئی کو کب نہیں رکناخت سے گھر کر کو دی کیہ و نہا طرف باغ ظلمات  
اے بھاگی خواجہ مصروف جنگ ہیں دریائے عیساری کے سنگ چن کو کب نے پلٹ کر کہا خواجہ میرا کرنا  
مناسب نہیں ہے نقاب میں ماہسیان کے جاتا ہوں باغ ظلمات پر بڑے جماد و ہن طائر سحر نے  
مجھ کو خبر دی تھی اب تم خواجہ میرے نقاب میں نہ آنا وہاں لاکھوں ساحر ہیں عمرو نے کہا بھائی  
ہمراہ بھی کہیں ساتھ چھوڑتا ہوں بسم اللہ پڑھو حقیقت میں فوج و لہن بہت ہو زبانی اختر کی سنا تھا  
چار سوا افسران فوج سترہ لاکھ کا لشکر بڑے بڑے ساحران خود سرگرد باغ کے فرد کش ہیں بعد  
اسکے کو کب نے کہا خواجہ تم نے اکثر فرمایا ہے دل کو اسی قول پر تقویت ہو میرے دشمن اگر تو بیست نگہبان  
قوی تر ست ہا اس شعر پر دلکھ اطمینان ہو تمہارا سر اسرار حسان ہو شعر مشکلی نیست کہ آسان نشود  
مرد باید کہ لہر ان نشود یہ لکھ کو کب نے دونوں پاؤں زمین پر مائے نقاب ماہسیان زمرہ پوش  
میں چلا دونوں پتلے بھی غرق زمین ہوئے ماہسیان باغ ظلمات میں آکر پہنچی چار سوا افسر جمع  
ہیں کہا صاحبو جلد فوج تیار کرو فوج میں قرنا ہو کو کب میرے نقاب میں آتا ہو کینز ان ساری  
نے وقت پر دغا دی غلامان کو کب نے بڑے بڑے کمال کیے بارہ ہزار ساحر انھیں کی تلوار سے مارے گئے



ایہ کلمہ منہ سے نکلا تھا ساحرون نے نفیر سحر مجائی سترہ لاکھ فوج تیار ہوئی حربہ ہائے سحر ملکہ بین لیکر باغ  
 ظلمات کو پشت پر لیا پرے جم گئے نعرہ کر رہے ہیں کیا مجال کہ کوکب اب بیان آسکے اگر آئینکا بڑی  
 ولت اٹھائے گا ماہ بیان رخ باغ میں ٹہل رہی ہے کہ دروازے پر بنگامہ ہوا ماہ بیان جھپٹ کر دروازے  
 پر آئی کوکب بعد جوش و خروش آٹھ اہمہ تن چٹم بنا ہوا تیر و شمشیر تمام جسم چھنا ہوا کچھ پروا نہیں اسی  
 شوکت سے جنگ کر رہا ہر صفوں کو دہم دہم کرتا ہوا جلا ساحران غدار روک رہے ہیں کوکب نے دونوں  
 پہلوں کی جانب دیکھا ایک سے کہا اب میں پیدل نہیں لڑ سکتا مرکب حاضر کر تیلہ بہت خوب لکڑی چھپے ہاں کشتان  
 صحرا میں غائب ہوا چٹم زون میں دیکھا وہی تیلہ بطور سائبے ایک مرکب نفیس کی باگ دور تھا مہر ہوئی سازو  
 عراق سے مرکب آراستہ مثل ماہ نو کندھا کیے ہوئے کوہ سرزین کوہ کفل چاروں سمت مثل کردہ ہر پہر تھنی  
 بشکل غریب گل و دونوں کنوئیاں پیکان تیر سرعت میں مہر نیر نظم مصنف در صفت مرکب

|                            |                                |                            |
|----------------------------|--------------------------------|----------------------------|
| مقام ہے عجب رنگ مشکین اسے  | کہ خدیوہ خامہ کا پالنگ ہا      | مقام ہے عجب رنگ مشکین اسے  |
| صبا نام رکھوں تو یہ ننگ ہے | نر تیلہ میدان میں سیما دار     | صبا نام رکھوں تو یہ ننگ ہے |
| قدم کی روانی کو دریا لکھوں | قدم با قدم مائل جنگ ہے         | قدم کی روانی کو دریا لکھوں |
| کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے | نہ کا دے کا تلج ہو کس طرح      | کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے |
| سائبے رخش تقویر نے آوازی   | ہی باگ لکشتان کی دمانہ ہلال کا | سائبے رخش تقویر نے آوازی   |

لے تہنشاہ مرکب حاضر ہے کوکب جست کر کے پشت مرکب پر سوار ہوا گھوڑا طراے بھر نیلکا فوج  
 کو مثل سبزہ پامال کرنے لگا پتلے نے زین پوش تھام لیا نیم کھینچ کر اڑنے لگا کوکب مرکب کو ہمیز کر رہا ہے جس  
 صف پر جا پڑا اور ہم دہم کردیا دونوں تیلے بعد شد و عداپے آقا کی مدد کر رہے ہیں جو قریب آیا جھپٹ  
 کے ہاتھ مار دیا کیسکو چیر کر پھینک دیا سر و سینہ زخمی کچھ پروا نہیں شرارے خون کے اڑ رہے ہیں دونوں لیر  
 منہ جنگ سے نہیں پھرتے کبھی دو قدم گھوڑے سے آگے بڑھ جاتے ہیں کبھی مثل شیر پشت پر آکر پشتانی  
 کہتے ہیں کبھی خم ہو کر کمان بن گئے کبھی مثل تیر دل دوز اڑ کر فوج پر جا پڑے ہزاروں بیجا مالے افسردن کا  
 ستھرا کر دیا میدان باغ لاشوں سے بھر دیا ماہ بیان نے ایسے ایسے سحر کیے ہر مرتبہ مرکب کوکب کا  
 بد لگامیاں کرتا ہے زمین تپ رہی ہے مگر آتشو شعلہ مزاج کسی مقام پر نہیں رکتا دو کلمہ حال فرمایا  
 خانہ خراب تھڑ بڑھوتے ہیں جسوقت سحر خوان جادو کو قتل کر کے آیا حیرت سے تمام کیفیت بیان کی



باغ سبب میں بیٹھا بلبل رہا ہر کو کپ میرا تھ سے بچ گیا اور ملکہ حیرت ساربان زادہ اسکے ساتھ ہوا  
 ایسی قطع بنا کر آتا ہوا خواہ طبعیت کو دھوکا ہوتا ہر کچھ پر وہ ظلمات کی خبر نہیں معلوم ہوئی ورنہ  
 ششم و ہفتم پر بڑے ساحران زبردست مقرر ہیں کو کب کو قدم نہ بڑھانے دینگے مگر فنا کر کے لیں گے  
 حیرت جادو کہہ رہی ہر ایشہ شاہ کل نجومی نے حکم لگایا ہر کوئی رکن طلسم اعظم گر چاہتا ہو میں نے کہا رکن کا نام  
 بتاؤ اس نے کہا عرض کرونگا افراسیاب نے کہا نجومی سر اسر جھوٹے ہیں رکن اعظم طلسم مابودت میں کسی  
 لیاقت ہر کہ مابودت پر دست انداز ہو جستی کرتے کرتے ہر اسیان اسرار جائینگے لوح کا نشان پناہینگے  
 سب لڑائیوں بیکار ہیں اگر میرا جی چاہے نہ لڑاؤں ایسے ایسے مقام ہیں کہ وہاں جا کر بیٹھ رہوں کو کب  
 ولور افشان ولاچین قصد کریں تو وہاں نہ پہنچ سکیں بدون لوح کوئی کیا کر سکتا ہوا شہنشاہ  
 تو سن سمجھی دل سے مطلع ہوا ہوگا اور اُسکے ہاتھ سے طلسم کشا مارا جائیگا وہ کیونکر گوارا کرے گا کہ لاچین کی  
 بنیاد کروں محکوم فکر رہوں جسدن پلو یا رنگا صان نکل آئے گا یہ بھی خوب دلو یقین ہر کہ وہ جسدن  
 لاچین سے نکلیگا ایسا کوئی کاربزرگ سر نہ ہوگا کہ لاچین وغیرہ سر نہ اٹھا سکیں گے دفع کرنے میں  
 اسکے مکر کے زبان نہ ہلا سکیں گے حیرت نے کہا شہنشاہ ہفتہ عشرہ گذرا آپ کیسے بڑے خبر ملکہ ماسیان  
 نہیں بھیجا فرمائیں گی ایسے وقت میں چشم پوشی کی ہماری خبر نہ لی افراسیاب نے پلٹ کر ایک ساحر کو حکم دیا کہ  
 جلد بلوغ ظلمات میں جاؤ ملکہ عالم کی محفل خبر لاؤ عرض کرنا شہنشاہ نے فرمایا ہر اگر حکم ہو میں بھی آپ کے پاس  
 آؤں اب کو کب بس در بند پر مصروف جنگ ہر سب خبر مفصل لانا سارا اٹھا چاہتا ہر کہ جانے کہ آسمان پر  
 برق چمکی آواز آئی شہنشاہ طلسم ہوش رہا کی دُمانی ہر میری مدد کیجیے سامری حمشید نے انقلاب کیا ہم لوگوں  
 پر یہ مصیبت ہوش رہا ایسے طلسم میں یہ آفت سب نے سراٹھا کر دیکھا ایک سنہری پتلی دریا خون میں نہانی  
 ہوئی سر زخدار مضطرب بقرا چینی پتلی ہوئی اگر صحن باغ میں گری افراسیاب نے کیا کیوں بی بی خیر تو  
 ہر سب ملازمان افراسیاب کھڑے ہو گئے صرف اتنا لفظ زبان سے پتلی کے نکلا کہ کو کب آ گیا خبر قتل  
 ہوئی میں خبر نہی آئی ہوں یہ لکھ کر طرف افراسیاب کے چھٹی کہ دوسری برق آسمان سے چمکی سب نے دیکھا  
 ایک پتلہ شہر لباس پہنے ہوئے سپاہی وضع خون کی چھینٹیں جسم پر پڑی ہوئیں سچے ہلالی علم خود  
 تیز دم جھم سے کودا قریب پتلی کے پہونچا پتلی نے کہا شہنشاہ بجائیے پتلہ تو برق جندہ بنا کر گرا  
 تھا مثل ملک الموت پتلی کے سر پر آیا پتلی نے پلٹ کر نیمہ مارا پتلی نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا افراسیاب



ہاں ہاں کرتا ہر لوگ حیران ہیں کہ کیا معرکہ ہے لیکن تپہ مثل بلا کے پتلی سے لپٹ گیا سامنے افراسیاب کے  
بوسہ لیا ہاتھ رکھ دیا اُس نے چرخ ماری عم واسے بڑا دگر تارسی مابہ اسی شہنشاہ میری آبرو جاتی ہر جھک چکے  
افراسیاب جب تک اپنی مقام سواٹھے اٹھے ہاں ہاں کی وہ کب ماننا ہو دونوں پاؤں پتلی کے تھام کر  
جبراً اٹا مارا چکر پھینک دیا تو کہ کیا منہ سہیل صف شکن غلام شہنشاہ کو کب شش ضمیر یہ حرامزادی  
خیرینے آئی تھی میدان کا رزار سے جان بچا کر بھاگی حکم تھا شہنشاہ کا یہ بچنے پانے افراسیاب نیزہ کھینچ کر  
دوڑا پٹیلے نے تڑپ کر دونوں پاؤں زمین پر مائے غرق زمین ہوا افراسیاب نے کہا ہاے میں معلوم  
نہاں آمان پر کیا گزری میں راہ میں جا کر خبر لیتا ہوں خبر بھی نہ سننے پایا تیرے کھینچ کر دونوں پاؤں زمین میں مائے  
افراسیاب بھی برابر غرق زمین ہوا اگے اگے تپلا بھاگا جاتا ہی پیچھے پیچھے افراسیاب بصدقہ و عتاب  
بیان حیرت نے دیکھا لاش پتلی کی جلی اس خاک سطر سطر رنگ پیدا ہوا زفیل بجا کر آواز دی افسوس  
صد ہزار افسوس عمر طلسم ہوش رہا تمام ہوئی نانی آمان پر قیامت برپا ہو یہ مکھڑا یہ بھی جھک کر خاک ہوا  
ہاں لیان باغ سیب تھرا گئے کہا ملکہ عالم اپنے سنا اس طائر نے ہوش اڑا یہ حیرت نے کہا ایسے  
ایسے شعبہ ہوش رہا میں بہت ہیں بیجا جھوٹے جو چاہا ہاں ک دیا یہ ککے حیرت بھی طاؤس پر سوار ہوئی  
بارہ ہزار کینز وں کو ساتھ لیکر سمت باغ ظلمات چلی بیان کو کب لڑتا ہوا قریب در باغ ظلمات پہونچا  
جادو گروں نے خوف کو کب بھاٹک بند کر لیا اپنی نزدیک بند و بست کیا کو کب نے گزر گراں سنگ آسمان  
رنگ ہفت پہو بست زبردست میں بیجا چھٹ کر پھاٹک پر مارا پھاٹک گرا کئی ہزار جادو گر دبے یکایک صحرا سے  
غل شورش کی آواز آئی پلٹ کے کو کب نے دیکھا میرا تپلہ سہیل صف شکن نیچے ہاتھ میں بھاگا ہوا  
آتا ہر وہین سے میکا رہا ہوا اسی شہنشاہ ہوشیار ہو جائے افراسیاب آتا ہر پتلی کو میں نے باغ  
سیب میں جا کر مارا کو کب کو پک جھپکانے کی مہلت نہیں شعلہ ہاے آتش میں چھپا ہوا بارش باران سحر  
ہو رہی ہو کو کب اس دریا سے سحر کو جھیل رہا ہر آتش تو دیکھا کہ تپلہ آواز دیکر چاہتا ہر صف ساحران پر گرے  
کہ پشت سے لہڑا افراسیاب بلند ہوا تپلہ پلٹ پڑا افراسیاب پر وار کرنے لگا خوب جھک چک کر نیچے  
لے افراسیاب سب دار خانی دیے آخر بار بھاگے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تپلہ بلا تکلف افراسیاب سے  
لپٹ پڑا زندہ نوح ڈالی ایک چکت ماری بوٹی افراسیاب کی کاٹ کر پھینک دی افراسیاب کے  
منہ سے آہ نکل گئی شانے سے خون جاری ہوا افراسیاب اس گھراہٹ میں خون اپنا چلو میں



لیکھ کر پتیلے کے ڈال دیا مثل ہیمنہ خشک چلنے لگاتے مرنے آواز دی شکر ہی پروردگار کا کہ نہک  
 شمشاہی سے ادا ہوا اپنے مالک پر فدا ہوا افراسیاب پتیلے کو مار کر دریا میں نہا یا ہوشانے سے  
 خون بہ رہا ہے خاک زمین سے اٹھا کر سحر پڑھا خاک کو شانے پر بل دیا زخم نے اند مال پایا تیز کھینچ کر  
 کوکب کے چلاب تو ماہیان بھی گرائی افراسیاب نے جھپٹ کر گولا مارا کوکب کا مرکب مارا گیا تیلے کی شانہ تھا مگر ہنجالا  
 ایک نپلہ بھی ہر جہان بازی حاضر ہوا افراسیاب نے دوسرے گولا اٹھایا کلسان پر لکھ کر سفید چمکا دیکھا سب کے ملک  
 حیرت مع بارہ ہزار جادوگر بن گئے اگر بیوی جیسے ہی تخت لہرایا حیرت نے نوہ کیا اور ملکہ عالم نگہر ناگزیر بھی بیوی شمشاہ  
 بھی آگئے اب گھر کو کوکب کو مارو یہ مکہ سحر کرتی ہوئی چلی چاہتی ہو کہ تخت سے کوہوں کے سامنے ماہ تابان چرخ مارتا  
 ہوا نمایاں ہوا ظاہر ہونے سے اسے قاتلانہ کے تمام دشت و درو روشن ہو گئے وہ ماہ کامل قریب سر کوکب کے چرخ  
 مارنے لگا اسکی خو جہ پڑی کئی ہزار جادوگر چلے حیرت نے جو اسچاند کو دیکھا اچھوٹی سر نکال کر گولا مارا جھٹلے کی آواز  
 ہوئی سب نے دیکھا ایک نابہ اپنی تھا ٹوٹ کر کئی ہزار جادوگر چلے پہلو سے فرہ ہوا منہ صفر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن نوہ بران  
 منہ و خضر کوکب ذی وقار | انہم صف شکن ذی حشم نامدار | مثال جو انہم دشت شکن  
 نقب گشت بران شمشیر زن | نہیں پر سوار حیرت کے لشکر پر جا پری آخر مہر وادید جوڑے سے نکالا  
 بلوے کو ساحر و نئے رو کا آخر چلے لگا چیر کھینچ مارا سینے کو توڑ کر اسے پار گزرا آخر جیسے پڑا اسکا ستار  
 اگر دیش میں آیا ماہ کامل آسمان خوبی نیز تابان فلک محبوبی بران شمشیر زن مثل برق تڑپنے لگی گولا  
 مارا حیرت کا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا یہ تخت سے جدا ہوئی بران نے جھپٹ کر دام جیش مارا حیرت جال میں  
 پھنسی مثل ماہی بڑا آب نہر پی افراسیاب نے دیکھا کہ حیرت کو بران اپنی جال میں گرفتار کیا چاہتی ہو لیکر  
 نکل جاؤں حیرت تیرا پکر کڑیاں توڑ رہی ہر جال سے نکل نہیں سکتی افراسیاب جھپٹا زوجہ کی حسرت دیکھ کر  
 متحیر ہو گیا مثل شعلہ جو الہ کر کا برق چمکا فی دام سحر یہ جا کر برق گری دام کے ٹکڑے ہو گئے حیرت چھوٹ کر  
 گری اوپر سے بران نے ہلال زرین ڈال کر حیرت کا زخمی ہوا تیرا پکر زمین پر گری افراسیاب نے جا بھپٹ کر بران کو  
 مارا کوکب نے نوہ کیا او نامرودھر کہاں جاتا ہو یہ شکر افراسیاب پلٹ پڑا کوکب افراسیاب گولا چلنے لگا  
 ایک سمت سے ماہیان نے گولا مارا افراسیاب نے ترخ سحر بھیجا وہ تیلہ سنہرا جو ایک باقی ہوا سب دیکھا میرے آقا پر  
 بڑی بلاناہل ہی بیچ میں ان گولوں کے جا کھڑا ہوا پشت پر گولا ماہیان کا لیا سر پر ترخ افراسیاب کا  
 رو کا مس جاننا زکامہ پھٹ گیا مرنے آواز دی قربان شمشاہ کوکب رو شمن ضمیر حق ملک سے ادا



ہر خاک اس تیلے کی جگہ اڑی کئی ہزار جادو گر بنا ہونے لگے افراسیاب حیران ہو کر کیا غضب کے  
 جانا باز لایا تھا جنھوں نے مرتے مرتے یہ آفت برپائی خود جب افراسیاب نے کئی سحر کیے تب اس رکی  
 سائیر سے نجات ملی اب ماہیان افراسیاب نہ توں ملے کو کب پر سحر کرنے لگے کو کب نہ توں کو جواب دیا ہر دو دن کا  
 واکل وہ رکھ طلمس ہوش رہا یہ سحر دیکھتا ہر کو کب زخم کھلے ماہیان آواز دی افراسیاب میں کو کب سحر  
 روکتی ہوں تو سحر سحر کاٹ کر یہ لکڑی ایک ترخ مارا کو کب وہ ترخ کا مارتہ ترخ سے دھواں نکلا دھوین کو کب  
 گھیر لیا ماہیان تو سحر کی بوجھار کر دی افراسیاب تخیہ کھینچا طرف کو کب کے چلا اس وقت کو کب کی بیگسی اور  
 بے بسی دیکھ کر ہران کو تاب نہ باقی رہی جھپٹ کر سینہ سپر کیا کئی گونے افراسیاب پر مارے اتنی جہالت کو  
 نے پائی عجائبات سحر ماہیان سحر چمک کر نکلا آفتاب نکر کر کا افراسیاب نے جو دیکھا کہ ضوئے آفتاب کی  
 قیامت برپا کی حدت سے ہزاروں ساحر جل کر شامیں گر رہی ہیں ایک زرخیز طمانی ہر چہر ٹپری اسکو جلا دیا  
 کبھی ظاہر ہوتا ہر تلوار میں چمکین افراسیاب سمجھا کہ یہ سحر کو کب ہے آفتاب نکر کر کا ہر افراسیاب جست کر کے  
 نکلے ہوا ہران وحیرت و ماہیان دیکھ رہے ہیں کہ آفتاب کر کا رہا تھا کہ ایک طرف سے ایک عقرب سیاہ  
 ڈنک ہلاتا ہوا ظاہر ہوا مثل شہور شعریش عقرب نہ اڑی کہیں استیہ مقتضائے طبیعتش نیست بدوہ کھو  
 رہن مثل غار بلا کھوے ہو قریب آفتاب پیوچا گوشہ آفتاب کو دہن میں لیا ڈنک کو جنبش دیکر آفتاب پر ہوا جھنسا  
 کی آواز ہوئی چارم آفتاب سیاہ ہو گیا گویا آفتاب برج عقرب میں آیا کہیں کی کیفیت ہے دوسرے ڈنک مارا نصف  
 آفتاب سیاہ ہوا تیسرے ڈنک بن جھٹاٹا ہونے ہی بالکل سیاہ ہو گیا جھٹاٹا دیکر ٹوٹا ٹکڑے نیر اعظم کے زمین میں  
 گرے وہی تابہ انہی تھا بارہ ہزار جادو گر جلے کو کب بھی گوشہ سحر ظاہر ہوا نفرہ کرتا ہوا پسینے پسینے چہر کیا رنگ  
 متغیر سر پر زخم زخم سے خون بہتا ہوا چہرہ کلنا رتینہ برق آب قبضہ میں وہ عقرب بھی غائب ہوا  
 پہلوئے باغ سے شاٹا ہوا آواز آئی منم افراسیاب جادو کو کب افراسیاب کے سحر و نیر عجب و غرائب پیدا ہوئے  
 ہیں کو کبے قصر بنایا افراسیاب نے گولے مار کر ٹھایا افراسیاب نے دریا جاری کیا کو کب ننگ نکر اس دریا میں  
 گرے اور یا کو خشک کیا افراسیاب نے سحر سے شیر بیدار کیے کو کب نے گولے مار کر سیکے سر بھاڑے کو کب نے سحر  
 نثار دیا بنایا آذر و تاب قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا چا ہا دم میں کھینچ لوں افراسیاب بل  
 کرتا ہوا بڑھا آواز دی او کو کب یہ کیا زہر کلا ایسے ایسے سحر میرے غلام کرتے ہیں میں ان سے کب ڈرتا ہوں  
 لکے افراسیاب نے کلونین ہاتھ ڈال کر ڈال کر کو چیر ڈالا اندھیرا چھا گیا باغ تمام آتش بار ہوا ہر گرس شہلا بصد



حسرت نگران سوسن صد زبان مہوت لب پر مہر سکوت سر و چین پا بگل ہنگامہ گریہ وزاری عنادل  
 قمر یونکی حق سرہ موقوف فاختہ قلندر مشرب صدائے کو کوئینے میں مصروف پستے کف افسوس مل رہے  
 ہیں نخل چین شاخون سے سر پیٹتے ہیں عروسان لہزہ زن جوانان گلزار مضطر و بیقرار زرگس کی  
 ہر کھین تپھر اگیں آئینہ امی نہر پر حیرانی چشم جا بے ظاہر پریشانی موج کا خنجر چل رہا ہر تمام باغ  
 ظلمات برباد ہوا ساحرون کے سحر سے پامال ہو گیا موج ہوا فریوان چمن گلے کاٹے ساکنان گلستان  
 پر ہجوم لشکر رنج و الم ہر نخل نخل ماتم افراسیاب کو کب کے سحر نے تو زمین ہلا دی دونوں شاہان طلسم  
 عجائب و غرائب ظاہر ہوئے ہیں حیرت افراسیاب ماہیان تین طرف سے کو کب پر حرب ہائے سحر  
 پڑے ہیں کو کب کے حربے روکتا ہر بران شمشیر زن باپ کو واسطے بیقرار ہر تہہ سینہ سپر کر رہی ہے  
 حیرت کے دار اپنے سر پر بیتی ہر اختر چمکتی پھرتی ہر جہر اختر مار دیا سر پھٹ گیا کبھی شعلے بلند  
 کیے ملا زمان ماہیان کو جلایا استادان ستمو راہ اس داستان شوکت بیان کو بعد جابازی تجربہ  
 سحر سازی یوں صفحات قرطاس پر تحریر فرماتے ہیں تین پر کامل باغ ظلمات میں یہ ہنگامہ سحر و ساحری  
 بلند رہا پھرون پھیلا باقی ہر طائر سر پیٹتے ہیں آفتاب بزرگ زرد لہر زان و ترسان خون سحر افراسیاب  
 کو کو کب کا شاد مغرب میں مخفی ہوا چاہتا ہر افراسیاب جب سب طرح سحر کر کے عاجز ہوا دیکھا آج کو کب  
 درجہ کمال طلسمیت دکھلا رہا ہر پتیلے تو مائے گئے بران نے انتہا کی جرأت کی خوب شوکت دکھائی  
 افراسیاب نے کچھ ماہیان کو کما ماہیان نے سر ہلایا دونوں نے بلکہ سحر کیے حیرت نے بھی  
 اپنے خون میں گولا تر کر کے مارا تین ساحران زبردست نے تین طرف سے لاکھا را حیرت کا  
 گولا پشیمانی پر پڑا وہ تو پھٹ کر گرا کو کب نے اُف کر دی گولا جل کر خاک ہو گیا بلکہ اُنی نیزان حیرت  
 جلیں افراسیاب نے جو ترنج کھینچ مارا وہ ٹوٹا ایک برج خاکی پیدا ہوا کو کب برج خاکی میں پھپھا  
 خاموش ہو کر کھڑا ہوا افراسیاب تیغ پکڑ کے دوڑا ماہیان نے کہا اے افراسیاب میں نے  
 کو کب کو مہوت کر دیا بڑی رسوائی ہے جو اب بھی قتل نہ کر سکے گا ایسے مقام پر کو کب لڑ رہا ہے  
 زخموں میں بھی چور ہو چکا ہر اب مہلت دے افراسیاب چلا نلحو فاخاطر ہے افراسیاب تیغ بکف  
 جاتا ہر ماہیان ماش کے دانے پھینک رہی ہے سچا جو فروش گندم نانہ خود بازار منتی ہر نہ افراسیاب کو  
 روکتی ہر ترکیب قتل کو کب کر رہی ہو دانہ زدنو اسے سے مار چاہتی ہے اب کو کب چلان دپریشان بران برج



خاکی مین نہ جاسکی دور سے اختر چمکا رہی ہے قضاے کار کو کب بدحواسی مین منہ طرف آسمان کے  
 اٹھایا یکار اٹھا اے خالق یل دھاراے میرے پروردگار دشمنوں کے ہاتھ سے بچائے قطع  
 شاہان کرم بر من درویش نگر | بر حال من خستہ دولریش نگر | ہر چیز نیم لائق بخشایش تو  
 بر من منکر بر کرم غلیش نگر | فوراً تیر دعا ہر مراد پر پہونچا آسمان پر سنا ٹا ہوا افراسیاب  
 و ماہیان نے دیکھا ملکہ آفات چہار دست بدست تخت اڑائے ہوئے آتی ہو آواز دی اودست  
 کو کب کو حلوہ سمجھ لیا اس تلوار سے نہ مارا جائیگا بڑا دھوکا کھائیگا چالیس برس فکر کر کے یہ گولائیاری  
 کیا ہے اسکو یہ کلمے آفات نے دور ہی سے گولا پھینکا سب دیکھا ایک گولا فولادی اسپر سیندور کے ٹپکے  
 افراسیاب نے حسرت کر کے گولا روکا آفات نے آواز دی وہ مارا ہاں کو کب لینا منہ ہر بدشت عیاری منگ  
 بحر طاری آفتاب عالم تاب آسمان خنجر گزاری رفیق قدیم نہ لڑے قاف ثانی سلیمان تخت زبرد می  
 پرورد حقہ کلیم اودھکر غائب ہوئے گولا جیسے ہی افراسیاب نے ہاتھ مین لیا پھٹا دھواں اُس مین سے نکلا  
 افراسیاب لے لکڑیا کھڑا یا گر کر بیہوش ہوا ماہیان ہاں میرا بچہ لکڑی کو کب نے برج خاکی کو توڑا  
 چمک کے نکلا افراسیاب پر جا باتینہ ماروں حیرت سر پہنے لگی لے لو گودوڑو مجھکو بیوہ کرنا ہر میر شوہر  
 بیوہ جزا ہر ماہیان کو تاب نہ آئی ہر خنجر کہ زمین شق ہوئی دو پتلے فولادی نکلا افراسیاب کو گود مین  
 غرق زمین ہوئے ماہیان قریب آگئی کو کب کو بیچہ مارا کو کب نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا اُلجھا دے سے  
 ہاتھ نکالا مٹھی سے ایک طائر چھوڑا اس طائر نے ماہیان کے ہوش اڑائے یا بجلی مضمحل رنگ رو  
 متیز و متیز اے کرتی ہے اپنے مقام سے ہٹ نہیں سکتی تیز برق تاب کو کب نام اڑا تڑپ کر سر پہ  
 ماہیان کے گرا اس حال مین بھی کئی سپرین لوہے کی سر پہ ماہیان کے لہر مین کئی طائر کرکٹ کے گرے  
 طایرون کے گلے کئے ابر مے سپر کے ٹکڑے اڑ گئے تیز سر پہ ماہیان کے پڑا سر پہ بڑے کو کاٹا زمین مین  
 اکر تلوار نے بوسہ دیا کو کب نے آواز دی وہ مارا ہیلو سے آواز آئی بے برادر کیا کتنا قطع  
 تیغ وہ تیغ جیسے دیکھنے حاسد کٹیا مین | وار چلنے کی تو نوبت بھی نہوا بردار | ہر ش تیغ کی تریف نہیں ہو سکتی  
 ہر کئی سپر دشمن پر اگر یہ ایک بار | واہ سے کاٹ کہ چورنگ غلام کو کیا | ایک ایک جز کے بلبر سے ہو حصے چار  
 کو کب نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمر و نامدار شادان و فرحان کھڑے ہوئے جرات کو کب کی تریف  
 کر ہے مین حیرت نہ مرتے ہی ماہیان نہ مرد پوش کے بھاگی یہ بھی اسنے دیکھا کہ افراسیاب



کو دو پستلے فولادی لے گئے طرن باغ سیب کے روتے پیٹے نکل گئے ملکہ بران شمشیر زن  
 انتہائی زخمی شدت زخم سے زمین پر گر کر بیہوش ہو گئی یہ لٹوٹا خاطر ناظرین والا مقام ہے یہ مقام  
 سرحد پر وہ ظلمات ہو پر وہ ظلمات کی داستانیں عرض کرونگا ماہیران اپنی سحر کے زور میں اس  
 باغ میں آگے بسی اجل قریب آچکی تھی ورنہ پر وہ ظلمات کا راستہ بند ہو کوئی وہاں جا نہیں سکتا  
 انشا اللہ وقت پر قریہ کر دونگا نہایت مقام سخت و صعبت ہر نوع ابالیاں باغ بدعواسی کے آندھی  
 سیاہ آٹھی ہزار ہا طایر سر پٹیتا ہوا اڑا ہاے ملکہ عالم کی صدائیں بلند ہوئیں ہزار ہا طایر اوڑے جل کر گرے  
 صد ہا طرف پر وہ ظلمات کے گئے بہت سے لاش پر ماسیان کی پروں سے سر پیٹتے ہیں صدمہ میات  
 بلند آندھی چل رہی ہے دیوارین باغ کی گریڈ بن صد ہا ہیر چلا ہے ہیں لب عرصہ ہزار آواز  
 آتی نکشی ملامن ملکہ ماہیران زہر و پوش رکن طلمس ہوشہرہ با بود افسوس مرید و جان دادیم و طلب  
 خود نرسیدیم ایک طاؤس محنت رنگ پیدا ہوا وہ صدائے میات و افسوس دیتا ہوا سمت باغ سیب  
 چلا بیان جو قتل سے جادو گر بچے تھے وہ اگر کو کب کے قدموں پر گرے مطیع اسلام ہوے کو کب نے ہاتھ  
 روکا بران کو اٹھا کر ہوا دار پر سوار کیا خواجہ عمر و کو کب کے ساتھ تخت پر سوار ہوے  
 ابالیاں باغ ستر ہزار ساحران غدار مطیعان تازہ نوبت نقلے بجتے ہوے ساتھ بیان خورشید  
 روشن راے وغیرہ وزیران و شیران کو کب نے طیاری کی تھی کہ حکمران اپنے شہنشاہ کے ساتھ  
 شریک ہوں کہ طایران سحر نے اگر خبر دی مبارک ہو شہنشاہ نفتح و فیروزی تشریف لاتے ہیں  
 راہ میں اگر وزیرا امرا ملے کو کب نے اگر قصر جمشیدی میں داخلہ کیا کو کب کی زخم دوزی ہوئی ملکہ  
 بران شمشیر زن کا عجیب حال تھا کو کب اور خواجہ نے بیٹھ کر ٹانگے دیے اس فتح کی بڑی خوشی  
 ہوئی کو کب نے روشنی کا حکم دیا طلمس نور افشان میں ہر فرد و کلان مصروف عیش و نشاط  
 خواجہ عمر و نے خورشید روشن راے کے پوچھا کچھ ہمارے لشکر کی بھی خبر دریافت ہوئی کہ لشکر  
 مصرخ والا چین ایک جا ہوا یا نہیں خورشید روشن راے نے عرض کی کہ غلام نے خبر پائی تھی دونوں  
 لشکروں پر افتاد پڑی لشکر مصرخ سے ملکہ مہ جبین الماس پوش و مخمور و ہیرا غائب  
 ہوئے نشان نہیں ملتا اور لشکر اسد میں یہ آفت برپا ہوئی شہنشاہ لا چین کو کوئی گرفتار  
 کر کے لیکیا ہے پھر مفصل احوال نہیں معلوم ہوا یہ منکر خواجہ گہرے کہا میں جاکر پہلے لشکر



مہرخ کی خبروں یہ سب ایک مقام پر ہو جائیں تو پھر دلوں کو تسکین ہو کو کب نے خواجہ کو بہت  
 بھاری خلعت دیا تحفہ جات طلسمی نور افشان نے پیش کیے خواجہ خوشی خوشی طرف لشکر  
 مہرخ کے چلے کو کب مہرون عیش و نشاط میں لکے ذکر وقت پیر خسریر ہون گے  
 دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ و ام ملک جہاندار شاہ بادشاہ  
 بیابان گلریز کہ جبکا سردار معمار قدرت عرصہ دراز سے شریک لشکر مہرخ ہو چکا  
 ہر چار جلد میں داستان ہای معمار موجود ہیں مقابلہ لشکر مہرخ سے و تباہی لشکر  
 مہرخ و عیار می خواجہ عمر و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مضمت

|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        |                                                                                                                                                                                                                                                                                                         |                                                                                                                                                                                                                                                                                               |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| ای ساقی سیمبر پری دش<br>ساغر سے نگاہ بھی لڑی ہے<br>کیونکہ میر ہے ساقی قدح نوش<br>رند و نکاہے جنگ کا الادہ<br>اس جنگ میں بندوبست ہو جائے<br>بسکہ مرے نام پر پڑے گا<br>نقارہ جنگ بج رہے ہیں<br>دشمن کی ہے فوج پر تباہی<br>عبرت کی جگہ ہے دہر فانی<br>اس نخل میں پھول پے نہ پھل ہے<br>بے برگ حیات کا شجر ہے<br>گردش سے ہیں مہرواہ بھی ننگ | نہ جلم کہ آتے ہیں مجھے غش<br>مستان الست کی دعا لے<br>کرنے ہی جنگ سے ہم آغوش<br>کیا زند کو خون محتسب کا<br>ڈر ہے نہ کہیں شکست ہو جلا<br>ہر دم ہی ہواے جنگ سر میں<br>بادل گویا گرج رہے ہیں<br>کڑا کیت یہ کہہ رہے ہیں کڑا کے<br>رستم کی ہے جنگ اب کہانی<br>جشید کا جام اب کہہ رہے<br>مرنا اس نخل کا ثمر ہے | اک جام کی جستجو پڑی ہے<br>ساقی می جنگ سے چھکا لے<br>کھینچ جاے صام موج بادہ<br>مستونکی ہے جنگ بھی تماشائے<br>حفظ اختیار کا گر طے گا<br>میدان بزد ہے نظر میں<br>آمدہ رزم میں سپاہی<br>ہاں نام کرو جان میں لڑا کے<br>ہشیار کہ آمد اجل ہے<br>باقی نہ غور ہے نہ سر ہے<br>روشن ہیں قمر جان کے نیزنگ |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

چہرہ سرفروشان منکرہ تحریر و تقریر وصف کنان عساکر بطریق دلیذیر  
 منازل جنگ جلال کو بہ سرفروشی طے کرتے ہیں شعر رستم تیغ زبان معرکہ آرائی ہے۔ جنگ  
 سرہونیکہ تدبیر نکل آئی ہے ملکہ مہرخ نامور مع لشکر صولے سبزہ زار میں فروکش ہیں برے  
 مہ جبین وہاں و مخمور نہایت مضطرب ہیں عیار بھی آجکل لشکر میں نہیں ہیں چالاک نشان نہیں  
 ملتا خواجہ کی خبر سنیے کہ پاس کو کب روئے نصیر کے ہیں حیران و پریشان ہیں کہ چرند و پرند دوڑے



ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی اے ملکہ عالم بڑا غضب ہوا ملک چاندرا شاہ بادشاہ بیابان  
 گلر نر افسر معمار قدرت بصورت و شوکت بارہ لاکھ فوج لیکر آتا ہے یہ لشکر معمار قدرت  
 گھبرا گیا کہا ملکہ بڑا غضب ہوا ملک چاندرا شاہ بڑا بدست ہر بین میدان جنگ بین برج بنا  
 سکتا ہوں وہ تھوڑے عرصے میں خاص میدان کارزار ہی میں قلعہ تیار کرتا ہے جب قلعہ سے  
 تو بین چلیں کس کا دل گروہ ہے کہ توپوں کے دار کور کے لشکر حریف کو چشم زون میں تباہ و برباد کرتا  
 ہر ملکہ مہرخ نے فرمایا صورت زوال تو ظاہر ہے ملکہ مہر جبین کو صرصر جہلے گی خبر نہیں کہ کسان  
 قید کیا محمور بہار کائنات نہیں ملتا ہمارے افسر عالیوقار اسد نامہ سے منزوں دور بین میں  
 بد نصیب انتظام کرنے کو رہ گئی خواجہ عمر نے بھی ہماری خبر نہ لی معمار و باغبان نے عرض کی غلامان  
 جانا بڑا حاضر ہیں انشاء اللہ اس سے مقابلہ کرینگے اب تو وہ بیابان گلر نر سے نکل آیا  
 ہوا سکے ملک میں جانا مشکل تھا یوں کہ ہر کہ نو بت نقارے کی آواز آتی زمین تھرائی ملکہ  
 مہرخ وغیرہ باہر آئیں دیکھا بڑے کروفر سے چاندرا شاہ تخت پر سوار نشست پر بارہ لاکھ ساحران  
 غدار ہر خرد و کلان انیسیر تا جوان دریائے سحر میں غوطہ لائے ہوئے چاندرا شاہ نے جو دور معمار  
 کو پہلے مہرخ میں دیکھا جل گیا سڑاؤں سے کہتا ہے یارو اس معمار نے بناے قصر بغض و  
 صداوت ڈالی وزیر میرے قتل ہوئے پہلے اسی کو قتل کروں گا میرا ملازم ہو کر شریک مہرخ ہوا  
 غفہ کرتا ہوا تخت پر آکر بیٹھا شرب خواہی کر رہا ہے جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا حکم دیا  
 پبل جنگی بجے اسی وقت پبل جنگی پر چوب پڑی ہر کالے خبر میں لیکر حاضر خدمت مہرخ ہوئے  
 دعا جان و رازی دی شعر دولت قرین حضرت صدر زمانہ بادشاہ اقبال را مقام ہرانی تانہ  
 حضور چاندرا شاہ نے پبل جنگی بجوایا ایک میدان میں خشت ہارے گلی تیار کر کے  
 رکھی ہیں انیسر سحر کر رہا ہے معمار نے کہا غضب ہوا قلعہ بناتا ہے ملکہ مہرخ نے حکم دیا  
 جو کچھ حکم ہوگا سمجھا جائیگا پروردگار دشمن کے ہاتھ سے بجا بیگا بہ تائید رب اکبر ہمارے لشکر  
 میں پبل جنگی بجے بیان بھی نقارہ لڑی گر گڑا یا سب سے زیادہ معمار کو ترو دے یہ بھی بارگاہ سحر نکلا  
 برج سحر تیار کیا تو بین اس میں لگا بین گولہ انداز درست کیے رات بھر اسی تدبیر میں رہا  
 باغبان مہرخ مود وغیرہ ہوم خاؤن میں داخل ہیں دونوں لشکروں میں رات بھر تیار بیان



زمین بوقت سحر مہراؤر لشکر شجاع و ضیا کو ہمراہ لیکر کاٹنا مشرق سے برآمد ہوا شہنشاہ ماما با  
 ہریمت خوردہ قلعہ مغرب میں گیا فوج ثابت و تیار گان کو شکست ہوئی فوج ظلمات پست ہوئی  
 ضیا مہراؤر نے تمام عالم کو روشن کیا معمار و باغبان وغیرہ کل سردار مضطر و بیکار در دولت  
 مصرخ نامدار پر حاضر ہوئے ملکہ مصرخ لباس شہنشاہی سے آراستہ ہو کر باہر تشریف لائیں دیکھا سب  
 سردار جلد خانے میں حاضر ہوئے مہراؤر نے بڑھکر پایہ تخت پر دم تھک رکھا ایک جانب باغبان قدرت  
 اس جاہ و چشم سے مع لشکر ظفر اثر میدان کارزار میں تشریف لائیں اب جو عکاسہ اٹھا کر دیکھا میدان  
 کارزار میں ایک قلعہ سر فلک کشیدہ اسپر توپیں لگی ہوئیں گولہ انداز برقی انداز سنگ انداز در دیان  
 اپنے ہوئے ٹل ہے ہیں ماما متوالا تیل کے گڑھا و کرمک کے پونے قلعہ پر سب سامان موجود ہیں  
 نشان کھلے ہوئے ہوئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ اژدر ہا منہ پھیلانے ہوئے ہے خندق  
 میں بجائے آب شعلہ لگے آتش بھڑک رہے ہیں جہاندار شاہ تخت پر سوار پشت پر فوج  
 ساحران غدار بڑے کروفر سے آتا ہر ایک عجائب و غرائب یہ دیکھا کہ قلعہ کو بھی جنبش ہے قصر  
 کو بھی دہروی کی کوشش ہے اپنے پہلوئے شکر جہاندار شاہ پر جس قدر فوج بڑھتی ہے  
 اس قدر قلعہ بھی بڑھتا ہے ایک ایک گولہ انداز سرکشی دکھاتا ہے معمار نے کہا کہ ملکہ غضب  
 ہوا شب بھر کی مشقت میں اُسے یہ قلعہ بنایا ہے خدا شکر کو اس آشباری سے بچائے اسی  
 قلعہ سے جہاندار شاہ کام لیتا ہر لشکر پر دشمن کے آگ برسا دیتا ہر ملکہ مصرخ نے فرمایا مصرع  
 ہر چہ رود بر سرم اپنے پسندی رواست جو مرضی مجھ کی ہماری تقدیر میں یہ نہ تھا کہ شکست  
 اپنے آقائے نامدار کے ملنے تا بہ دریاے نیل پہنچتے لوح طلمس کشا کو حاصل ہوتی تسکین دل ہوتی  
 یہ سحر بہت ہو کر نامبارک ہوا بہار مخمور بھی جا کر کسی بلا میں پھنسیں دولون جانبا ز سرفروش عرض  
 کرتے ہیں انشاء اللہ قائلے حضور ملاحظہ فرمائیں گی جہاندار شاہ کے جی چھڑا دینگے معمار قدرت  
 بھی جھوٹا ہوا اپنے برج کو ساتھ لیے ہوئے بڑی شان و شوکت سے جہاندار شاہ سے نگاہ  
 ملا رہا ہے جب صفین آراستہ ہو چکیں نقیبوں نے نقابت کی بہادر جھوٹے لگے قلعہ و شمشیر چومنے  
 لگے آنکھوں میں شہ بادہ ہرات ایک ایک صاحب شوکت ملک جہاندار شاہ خود سخت سے کودا  
 سرواڑوں سے کہلایا رو میں معمار کے واسطے خود جاتا ہوں اس مزدور نے مجھ کو بہت پریشان



کیا ہے خوب آگاہ ہوں کہ سوامیرے کوئی معمار سے مقابلہ نہیں کر سکتا میں نے قلعہ بنایا اس نے بھی برج  
 آراستہ کیا ایک ضرب میں برج اڑ جائے گا اور کوئی اگر اس کے مقابلے میں جائیگا شکست فاش کھائیگا  
 پس مابہ دولت کا تکلیف کرنا ضرور ہو یہ لکھ میدان کارزار میں آیا لاف و گزاف کرنے لگا پکار کر آواز دی  
 اومعمار قدرت مابدولت سے اگر مقابلہ کر یہ جو صلہ کیا ہمارے مقابلے میں برج بنا کر لایا ایک ضرب توپ  
 میں سب کا خاتمہ کرونگا معمار قدرت نے جو آواز جہاندار شاہ کی سنی مرکب کو پھیر کر سامنے ملکہ مہر خ کے آیا  
 اجازت طلب کی ملکہ مہر خ نے فرمایا اومعمار مناسب تو یہ تھا کہ کوئی اور حاکم مقابلہ کرتا تھا راجا نامناسب نہیں  
 تم اس کے ملازم ہے شاید حجاب دامگیر ہو معمار نے دست لہنے عرض کی حضور ہم مطیع اسلام ہو چکے ہیں  
 باغ بہشت کے متعلق ہیں ہمارے نزدیک یہ سب تفریق ہیں باطل پرستوں نے حجاب کیسا حضور ملاحظہ  
 فرمائیں گی آگ برساؤنگا ایاں لشکر کو اس کے پانی کو ترسا دے گا یہ لکھ معمار قدرت بعد شوکت خضت ہوا  
 مہر خ نے ہاتھ اٹھا کر دعائی کی پروردگار معمار قدرت کو اس کی بات سے بچانا معمار سبک رخصت ہو کر  
 مرکب باد رفتا کو بڑھاکے میدان کارزار میں آیا جہاندار شاہ نے لکھارا اومعمار تجھ کو شرم نہ آئی اپنے  
 ساتھ سبکی جان لی اس قلعہ کو دیکھ لے کون اسکو فتح کر سکتا ہے میرے قلعہ سحر کے سامنے قصر فلک کو سکتا ہے  
 دم بھر میں میدان کارزار دھواں دھار کر دوں گا میرے بھائی افراسیاب پر یہ لشکر کشی لونڈی غلاموں کی  
 سرکشی معمار نے کہا اے جہاندار شاہ بس لاف و گزاف موقوف کر کچھ فنون سپہ گری دکھلا  
 غرور نہ کر پیدا کر نیوالے کو اختیار ہے ایک مورے ضعیف کو مرتبہ سلیمانی عطا کرے خدا کی قدرت دیکھا افراسیاب  
 سالہا سال سر لڑے ہیں وہ حافظ حقیقی سر پرست ہے بے سبب بادہ کبر و غرور سے مست ہے جس سر میں  
 غرور ہے وہی نہ ہے گارہروں کی ٹھوکرین کھائیگا ذلیل و رسوا ہو کر مارا جائیگا جہاندار شاہ فن سپاہ گری  
 میں طاق ہے معمار بھی شہرہ آفاق ہے نیزہ چلنے لگا سب دیکھ ہے میں بہتستہ دونیزہ دوبارہ دو مرد ویرہ  
 تو کوئی کہ بود و نذر شیر و دو گھڑی کامل نیزہ چلانے بیکار ہوے قبضوں پر ہاتھ پڑے جہاندار شاہ  
 ہاتھ مارا معمار نے وارنور کا تلوار سے ہزار ہا شعلے آتش بھڑکے چند آجے جسم پر معمار کے  
 پڑ گئے جیداری کر کے جواب دیا جہاندار شاہ نے کچھ اسم پڑھکے وار تلوار کا روکا معمار کے  
 بھی سحر نے جہاندار شاہ پر آگ بر سائی جہاندار شاہ نے ہاتھ ہلایا وہ شعلے جا کر فوج معمار پر  
 گرے تھمہ مار کر آواز دی کیوں او مزدورے ابھی تجھ کو برسوں سکھاؤنگا ہمارے سحر ہمارے اوپر مرن



کرتا ہر دو چار ہاتھ تلوار کے چلے کچھ ملا زمان معمار چند ہر بیان جہاندار چلے برق شمشیر چمکا رہی ہے  
 دو گھڑی کامل تلوار چلی معمار قدرت بڑا صاحب شوکت و لیاقت نہایت زبردست ہر مرد سپاہی  
 تیز و دست ہادہ سرفروشی سے مست ایک مقام پر معمار نے کر کو تبا کر دست زبردست کو گروشی دی کچھ سحر بھی  
 کیا بیان جہاندار شاہ نے سپر کو جھکایا معمار نے کن دیکر ہاتھ مارا جہاندار شاہ نے جلدی میں سپر کو  
 اٹھایا سپر کی تاج کے دو ٹکڑے ہو کر سپر جہاندار شاہ کے زخم کاری آیا دوسرا ہاتھ مار کر معمار نے گھوڑے  
 جہاندار شاہ کو سرفلم کیا جہاندار شاہ مرکب گرا معمار نے جہاندار شاہ کو سایہ میں تلوار کے لیا  
 جہاندار نے بیٹھ کر پالٹ کا ہاتھ مارا معمار کا بھی گھوڑا قتل ہو معمار جست کر کے چلا کر ایک ہاتھ اور لگاؤں اس  
 سرکشی کو خاک میں ملاؤں جہاندار شاہ نے سحر کیا ایک غبار اڑا معمار قدرت اس غبار کو دیکھ کر ٹھہر گیا سحر  
 کر کے دفع کرنے لگا لیکن جہاندار شاہ جو بھاگا فوج میں ہلکا ہوا سب سمجھے جہاندار نے قرار پر قرار کیا  
 معمار قدرت نے دیکھا جہاندار شاہ قریب قلمہ ہو پنا خندق کو پہنچا گیا پھاٹک پر جا کر جست کی  
 جیسے ہی سرفلمہ پر پوچھا گولہ انداز تو پین سیدھی کرنے لگے معمار بھاگ کر قریب ملکہ مرخ آیا الامان  
 الامان کتنا ہوا مثل برگ بید کا سینے لگا ملکہ مرخ نے کہا کہ لے معمار قدرت اے یک تاز میدان جلان  
 ملک جہاندار شاہ کو زخمی کر کے خوب میدان کارزار سے بھاگیا تھا اس کے سحر پر غالب آیا جرات  
 میں کیتا ہو وریاے سرفروشی کے گوہر بے بہا ہو معمار نے کہا حضور کسکو بھاگیا کون بھاگا اگر میں  
 زخمی کیا تو کیا کمال کیا اب پروردگار کل لشکر کی جان بچائے انجام بخیر ہو وہ بے حیا بھاگ کر بالائے  
 قلمہ پوچھا بڑے خدا بھاگیے سرداروں کو مٹائیے توپ کے منہ پر دے جائیے دیکھیے انتظام ہو رہا ہے گولہ  
 اندازوں نے توپیں اس طرف پھیریں یہ سب توپیں ایک مرتبہ فیر ہو گئی یہ آتشخوار آگ برسائے گا  
 باغبان قدرت و سرخ صوفی کا کل کشا و ملکہ ہلال سحر افکن وغیرہ ان سرداروں کو دیکھا کہ قلمہ اپنے  
 نظام سے بڑھا گولا اندازوں نے توپوں کو سیدھا کیا باغبان نے کوڑی دی پیشقدمی کر دیا یہ گولے مارو کہ  
 توپیں اٹل جائیں ہر بیان جہاندار شاہ کے قلمہ بھٹ جائیں معمار قدرت نے جست کی دوڑ کے  
 اپنے برج سحر میں آیا آئے بھی گولہ اندازوں سے اشارہ کیا وہ برج مختصر میں توپیں لگی ہوئیں  
 تھیں گولہ انداز معمار کے ہاتھ میں موٹا پیر ان لینے ہوئی ادھر جہاندار شاہ نے ایک توپ  
 اپنے ہاتھ سے فیر کی سب گولہ اندازوں نے نہیں معلوم توپوں کے کان میں کیا پڑھ کر بھونکا



کر پکین گرچین آگ اُگلنے لگیں دُھوین کا آسمان رنجک کی بجلی مثل اویون کے برستے لگے دُشمن باہر نرا  
 جوان لشکر مرخ کے اڑنے کے معاً بھی توپ داغی دہانے چالیس ہزار توپ چلین برج موار سے بین پون  
 وناٹا ہو اگوے جاکر لشکر جہاندار شاہ پر پھٹے آگ برسی کی ہزار نامرد جے لشکر جہاندار شاہ میں بھی فریاد  
 والیناٹ کی صدا بلند ہوئی لشکر مرخ میں بھی زمین متزلزل و متحرک ہوئی فوج کے پیر اُسے  
 یا عثمان وغیرہ سینہ سپر کیے کھڑے ہیں چو گولہ قلعہ سے جہاندار کے آیا گولے کو گولے پر دے کا سردار تو بچا  
 گولہ پھٹ کر اہلیان فوج پر گر گئی سو جوان پا مال ہو موار نے بھی برج کو بڑھایا جہاندار نے بلا تو قلعہ سے  
 یہ معاملہ دیکھا موار کو لٹکا را او مزدورے کیا کرتا ہر خبر دار توپ کو فرنگہ نکر تاور توپ دون کا موار نے  
 جواب بھی دیا تین گولہ انداز پیرا بدلی بدل کے گولے مار رہے ہیں فوج جہاندار شاہ میں تلاطم سرور دن  
 ہوش گم لیکن جہاندار شاہ نے جو دیکھا کہ فوج تباہ ہوئی جاتی ہے برج موار بڑھا ہوا چلا آتا ہے گولہ  
 انداز چاک دست چٹکی پرتوپ کو فرنگہ ہیں قلعہ سے جہاندار کے ایک توپ چلی بیان سے دو مرتبہ  
 فر ہوے جہاندار شاہ غصے میں آکر قلعہ سے چچا موار کو کئی مرتبہ لٹکا موار نے جواب نہ دیا برج سحر  
 کو بعد صولت بڑھایا جہاندار شاہ نے ایک توپ میں اپنے ہاتھ سے گولہ دیا یا رو کی تھیلی دیکر رنجک  
 رکھی برج موار کی سید باندھی دن سے گولہ مارا برج موار پر پڑا برج ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تو میں لگیں  
 موار کو دیکھا گا ایک برق سر پر گری سر موار زخمی ہوا برج گرا تو پین ٹوٹیں گولہ انداز جتنے تھے اتنے سر  
 پھٹ گئی کئی ہزار جوان اُس برج میں دے موار بھاگ کر لشکر میں آیا سردار بھاگنے لگے ملک جہاندار شاہ  
 نے گولہ اندازوں کو اشارہ کیا گولوں کی پوچھا فوج کا بیوہ چار جانب سے ترخ نارج بھی لشکر  
 اسلام پر پڑنے لگا تو جہاندار شاہ آپڑا غضب سے ہو قلعہ بھی بڑھنا ہوا چلا آتا ہے حسب قدر اہل اسلام  
 بھاگتے ہیں اسقدر قلعہ بڑھا آتا ہر مکان چلا آتا ہر قصور نہیں کرتا اہل اسلام بے گھر بے درگھر جائیں  
 آفت ارضی و سماوی اُپسے گولہ ادھر سے بلوہ ساحران بارہ لاکھ فوج جہاندار شاہ کے ساتھ بیابان  
 گلریر سے آئی ہے یہ بھی ایک اقلیم ہے اکثر جا بجا تحریر کیا ہوا چار حد کے ہر جہاں حاکمان کلان ہیں سرحد  
 اول افراسیاب بادشاہ ظلم ہوشیار با سرحد دیگر ظلم نور افشان حکومت کو کب شنفیہ سرحد  
 سوم بیابان گلریر منتظر جہاندار شاہ سرحد چارم کوہ ہفت زلازل ملک دہان کا ترزلزل  
 ہوا زلال جادو جسکو سامری جمشید نے یہ شرف دیا ہے کل بادشاہوں اور سب



سرداروں کی تصویریں تیز نزل بن ازلال کے پاس موجود ہیں جو فعل تصویر کے ساتھ کر گیا صاحب  
تصویر کو تکلیف پہنچے گی اسکا ذکر بھی وقت پر ہو گا ظفر افرا سیاب ہر اکثر اُنسے افرا سیاب کی نام  
لکھا کہ میں سبکو قتل کروں افرا سیاب نے قسامل کیا مراد یہ ہو کہ جہاندار شاہ حاکم اعلیم سوم ہے جو میں  
طاق شہرہ آفاق ادنیٰ شعبہ مسکا یہ ہو کہ قلعہ بناتا ہے کہ خود قلعہ لڑتا ہوا آتا ہے بقرہ و غضب تمام  
توپ پڑ رہی ہو لشکر مہرخ کے سردار ایسے ہی جا بنا زور فروش ہیں بڑھ بڑھ کر نیرالون گوے  
قلعہ پر بالے قلعہ پر گوے تا شیر زمین کرتا ورنہ باغبان قلعہ پر آگ برسا دے فوج جہاندار شاہ سے  
بند نہیں ہو گوں کی بو چھپانے پاؤں اٹھا دیئے مردان عالم کے دل ہا دیسے ہر خیز نقیب کر کیت  
آوازیں لگاتے ہیں سردار سمجھاتے ہیں بیچاروں کا پاؤں نہیں ٹھٹھا فوج کا سنہرا ہو گیا زمین پر  
لاشوں کے انبار نہر ہا لاشہ تر پ رہا ہو دریاے خون جاری ہو فرار کے کوئی صورت مفر نہیں  
کو سن تک گوے آتا ہے اس خرابی پر مہرخ نامدار دوپہر تک مل لڑی جب دیکھا باغبان و محارو  
سرخ مود ہلال درعدو برق لامح وغیرہ زخمی ہوئے جمع ہو کر مہرخ کے پاس آئے کہا اے  
ملکہ عالم سوتے جواب دیا قدم نہیں جتنا فوج کیا ٹھہرے ایک ایک گوے سے دو دو نہرا چار چار نہرا سیار  
گلشن جناب ہو کیسے کیسے سرداران شیر دل آنکھوں سے نہان ہو دل داغدار و شتم داغ داغ ہے جہاندار  
شاہ کو سحر نے قیامت کی محار نے بھی کہا ملکہ آپ بھجائیے اہلیان لشکر کی جان یا جیسے کسی صحرا میں چلے  
آخرین کے زخموں کا علاج کر کے پھر مقابلہ کریں گے جان دین کے گھیت نہ چھوڑیں گے اب سوت نہ ممکن  
ہو کہ میدان میں سر سبز ہوں کی لاکھ آدمی کا کلام تمام ہو انوپ گوے کی لڑائی میں یہ انجام ہوا لکھا ہو کہ  
برق لامع درعدو برق و باغبان قدرت و مہرخ مویا رہ سردار نامی و نام اور لشکر مہرخ  
کے افسر زخمی ہو کر گرے جہاندار نے قلعہ بھی بڑھ آیا کارگر الان شہنشاہی نے بمشکل تمام کچھ بارگاہیں  
اٹھائیں دامن صحرا کو مثل دامن مادر جا کر فرار پر قرار کیا پاؤں کو سن تک جہاندار شاہ نقب  
میں آیا مہرخ نے بھی پلٹ پلٹ کر وہ گوے مائے اہلیان بیابان گلہ بڑے جی چھوڑا دیئے یہ کسکر  
ہتم گئے شہنشاہ بھاگے کا پیچھا نہیں کرتے سب اہل اسلام مرنے پر آمادہ ہیں ان سب نے  
بڑی بڑی کڑی اٹھائی ہے افرا سیاب کے ہاتھ سے اکثر شکست کھائی مثل مشہور ہو دیے پر  
چیونٹی بھی کاٹنی ہے اس وقت شکست کھائے ہوئے جاتے ہیں گیارہ سرداران نامی آپ نے



اگر قتل بھی کیے اب یہ کسی مقام پر جا کر ٹھہرین گے صلاح کی صلاح کریں گے سنتے ہیں اور سیاب کو بھی  
یہی منظور ہو کہ یہ سردار میرے قتل نہون پھر آ کے اطاعت کریں سب را کیسی طلمس ہوشیار با سحران  
کینا جن کہنے سے اپنے سرداروں کے جہاندار شاہ رک گیا مال و خزانہ اہل اسلام کا خوب لٹا ملا زمان  
جہاندار شاہ غنی ہو گئے چند بار گاہیں ٹوٹی پھوٹی ملکہ مہرخ ساتھ لیکر ایک صحرائے ہول خیز میں  
آ کر فروکش ہوئیں ملازموں نے بارگاہ میں استاد کین غلہ نہ پہنچ سکا اس شہب کا فاقہ صحرائے  
ہول خیز ساتھ والے چھوٹے اتنی بڑی شکست فاش کھا فی جنگل سستان مقام ویران ملکہ مہرخ کو اپنے  
سرداروں کا غم قلب پر ہجوم غم و الم سرداران باقی ماندہ کو ساتھ لیکر اتریں جہاندار شاہ بفتح و غفر  
لصد کرو و فر واپس ہوا لیکن شمار جو کیا تین لاکھ آدمی اسکی فوج کے بھی مارے گئے اہالیان فوج  
جہاندار شاہ الامان الامان کرتے ہوئے پلٹے کتے چن یا درو ملازمان مہرخ سے سامری جموشید سامنہ  
نہ کراہیں اگر قلعہ کی آفت نہ رہا ہوتی ہزار برس ہمارے سامنے سے نہ ٹپتے بھاگتے بھاگتے یہ جرات  
دکھائی پرے کے پرے میٹا گئے مہرخ بڑھ بڑھ کے لوطی میدان کارزار سے نہ ٹپتے تھی جہاندار شاہ  
کما ایسے ہوتے تو افراسیاب کیونکر مقابلہ کرتے سنتا ہوں افراسیاب نے بڑی بڑی شکستیں دین  
ان سرداروں نے وہ بار اٹھائے پھر جمع ہوئے شکست کھا کھا کے لڑے ہر کاروں کو حکم دو کہ  
جا کر دیکھو یہ لوگ کہاں جا کر اترے ہیں میں اُنکو دم نہ دیتے دوں گا سحر کے جز لیکر آئے تمام کیفیت  
عرض کی حضور بارہ کوس پر جا کر ملکہ مہرخ اُتری ہیں زخم و فیان ہوا ہی ان سب کا یہ ارادہ ہی  
کہ ایک ہفتے میں سب کا علاج کریں جو اسکے اکر مقابلے میں اتریں یہ سنکر جہاندار شاہ نے ایک عرضی  
بنام افراسیاب لکھی مضمون یہ تھا علامہ آپ کے باغیوں کو سرداری اہالیان لشکر کو قتل کیا گیا رہ سردار  
گرفتار ہیں لشکر میر بھی بہت پامال ہوا میں نے قلعہ بنا کر انتقام لیا اب وہ فلاں صحرائے میں اترے  
ہیں مابودت جا کر سبکو گرفتار کر کے اسی ہفتے میں روانہ کریں گے نامہ برادھر روانہ ہو کر چلا  
جہاندار نے حکم دیا پیر رات سے لشکر تیار ہو ہم کو چ کرینگے لشکر ملکہ مہرخ کو دم نہ دینگے  
سردار تیار کرنے لگے ملکہ مہرخ اُس حال زار میں پریشان و مضطرب بھی تھیں کہ لشکر میں ملہڑ ہوا  
خواجہ عمر و تشریف لائے ملکہ مہرخ دوڑیں خواجہ عمر و نے جو لشکر کا یہ حال دیکھا قلب اُلٹ  
گیا مہرخ زخمی و معذور ہوا بارگاہ میں ٹوٹی ہوئیں آب و دانہ مدد مہرخ سے لپٹ کر



مکر و زونے لگا پوچھا یہ کیا سحر کہ ہوا ملکہ مہرخ نے تمام کیفیت جہاندار شاہ بیان کی کہا آپ کے  
 جانے کے بعد ایک نوجو چسپن نہیں پایا ملکہ مہ جبین کو صرصر چرائے گئی بہار و محمور کا نشان نہیں ملتا  
 وہ بھی کسی بلا میں پھنسیں جانباڑو سرفروش رکنے والی نہ تھیں اے شہنشاہ اوج عیاری ہم  
 جہاندار شاہ سے مقابلہ نہیں کر سکتے وہ بادشاہ اقلیم ساحری ہر اگر افراسیاب ہوتا اسکے قلعہ کا بار  
 نہ اٹھا سکتا آپ کے ملازم جان تیار سرفروش دن بھر قلعہ سے بھی لڑے جب خمی ہو کر ہمارے سردار  
 گرفتار ہو گئے مہار نے بھی یہی صلاح دی کہ کل جلیوت کھیت چھوٹا عمر و لے کیا میں ابھی جاتا ہوں  
 جہاندار کی مشکین باندھے لاتا ہوں مہار نے کہا خواجہ وہ بڑا ساحر نہ بردست ہی بکا یک اسپر  
 دست انداز نہوتا سمجھ کے عیاری کرنا خدا نخواستہ اگر تم اُسکے قبضے میں آئے گی مشکل ہو گی  
 ہمارے جان دینے سے کیا ہو گا عمر و لے کہا انشاء اللہ بہ حل و قوت آتی تم سب اسی مقام پر  
 ٹھہرو میں صبح ہوتے آتا ہوں اُس سرکش کی مشکین باندھ کر لاتا ہوں یہ ککر عمر و لے بانٹائے  
 عیاری ذات پر آراستہ کیے بیان جہاندار تخت پر بیٹھا ہر حکم نے چکا کہ پیرات رہے سے لشکر تیار ہو  
 مہرخ شکست خوردہ کو جا کر گھیر و سردار ان قیدی اُسی بارگاہ میں سرنگون بیٹھے ہن زبانوں میں  
 سب کی سوزن نگاہ حسرت سر اُس محفل کو دیکھ رہے ہیں جہاندار بقباب خطاب کرتا ہر کہ ای باغبان  
 رفیعہ افراسیاب کی اطاعت کرو ورنہ سب کے سر کاٹ کر روانہ کروں گا اب مہرخ کا بھروسہ نہ کرو صبح کو  
 آنگو بھی گرفتار کرونگا بدون فتح نہ پلٹوں گا یکا یک لشکر میں ملے ہو اسب نے بڑھ کر عرض کی  
 شہنشاہ عظیم ہوش رہا افراسیاب تشریف لاتے ہیں جہاندار کھڑا ہو گیا تخت افراسیاب  
 انکے آتر جہاندار نے سلام کیا افراسیاب نے جہاندار کو گلے سے لگایا کہا بھائی تنے بڑا کام کیا  
 کون کون سردار گرفتار ہوا جہاندار نے اشارہ کیا افراسیاب کوڑا پکڑ کر باغبان کیطون دوڑا  
 کہا کیون نکو ام بد انجام ہماری اطاعت سے منہ پھیرا ہمارے قوت بازو کے سحر کو دیکھا یہ سب ہمارے  
 بھائی بند ہیں ہماری تباہی پر درد مند ہیں بہتر یہ ہر کہ محبت مسلمانان سے ہاتھ اٹھاؤ لاچین  
 بھی گرفتار ہو گئے اسد کی فکر ہو رہی ہے صبح کھ مہرخ کا خاتمہ ہو جائیگا جہاندار نے دیکھا افراسیاب  
 نے جو کھڑکا باغبان در عدد وغیرہ قدموں پر گر پڑے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ خطا معاف  
 کیجیے ہم سامری و جمشید کو سجدہ کرینگے افراسیاب نے سبکی زبانوں سے سوزن نکالا سب کو گلے سے لگایا



جہا ندر نے خوش ہو کر اپنے سرداروں سے کہا دیکھو صاحبو یہ وہی سردار ہیں جو ہم کو جواب سخت  
 تھے اپنے مالک کو دیکھ کر راضی ہو گئے سب کو کریاں ملیں جہا ندر دنگل پر بیٹھا افراسیاب کے لیے  
 تخت خالی کر دیا جہا ندر نے سب لڑائی کا ذکر کیا کہا حضور میرا معمار قدرت زخمی ہو کر مہرخ  
 کے ساتھ بھاگ گیا میں نے قلعہ بنا کر قیامت برپا کر دی اس وقت حضور کیو مکر شریف لائے افراسیاب  
 کہا بیٹے ادراق میں سب معاملہ دیکھا خوش محبت میں تمہاری چلا آیا کتاب سامری میں دیکھا  
 کہ تمہارے لشکر بیکل صبح کو ایک بلانے عظیم نازل ہو گئی تم گرفتار ہو جاؤ گے جان بچنا مشکل ہوگی  
 میں خدمت میں ملکہ آفات کی گیا وہاں سے انقاب سامری لایا کہ اسکی یہ صفت ہے کہ اُسکو  
 پھر ہر شراب پر دم کرے پینے والے پر کوئی بلانہ آئے تنویر سکی عمر بڑھ جائے یہ سنکر جہا ندر قدموں  
 لپٹ گیا کہا شہنشاہ میں نے بھی تو آپ کے واسطے اپنا گھر بار چھوڑا اکل جان بازی کر کے لڑا اپنا خون  
 خشک کر دیا جب مہرخ وغیرہ نے شکست کھائی معمار کے ہاتھ سے زخمی ہوا برابر کامیری وہ ساحر  
 ہے میرے کمالات سے بخوبی باہر ہو یہ لکے حکم دیا جلد شراب لاؤ مٹکے شراب کے لا کر رکھ گئے  
 یا عبان وغیرہ دنگلون پر بیٹھے ہیں بحسرت افراسیاب کو دیکھ رہے ہیں کہ میں نے اشیائے میں کہ خدا  
 انجام بخیر کرے ہمارے پیرو مرشد کا کیا کلیجہ ہے اتنے بڑے بادشاہ اتنی تعلیم پر کس تیرہ سے  
 آئے ہیں برق لامع بھی آمادہ بیٹھی ہے باعبان نے اشیائے سحر ہاتھ میں لیے ہیں سرخمو  
 کا کل کھول چکی ہے جب مٹکا شراب کا لا کر رکھا گیا سب کیدان رسالہ دار حصار دوڑے ہوئے  
 اندر آئے کوئی اپنے بڑھے باپ کا ہاتھ تھامے ہوئے عرض کرتا ہوں شہنشاہ اپنے باپ کی زندگی  
 سے بھگوا بڑا آرام ہے پہلے اُسکو جام پلائیے افراسیاب سب کو جھڑک رہا ہر کتا ہر مین پہلے اپنے  
 بھائی کو پلاؤں گا جسکی وجہ سے میں نے فتح پائی جہا ندر نہال غنچہ خاں شگفتہ افراسیاب کے سامنے  
 قرش ہوا جاتا ہر سرداروں سے تعریف کر رہا ہر بے بھائی صاحب کو میرا بڑا خیال ہے سب کو کیا  
 میں عشقت کی وہ نعمت میرے واسطے ملے کہ کیسویہ نصیب نہوئی افراسیاب نے جام پیر کیا جہا ندر کو  
 دیا کہنا لو بھائی بیو جام تو ہاتھ میں جہا ندر کر گیا خود مٹکے لگا جہا ندر نے جیسے ہی جام لبون سے  
 لگایا باعبان وغیرہ بھی ادھر دیکھ رہے ہیں جیسے ہی جہا ندر نے چاہا کہ لبون سے لگاؤں  
 شعلہ آتش بھڑک کر گرا شراب شعلہ بکڑا لگی جام مٹکے مٹکے ہوا شعلے سے آواز آئی اے



جہاندار لبنا جیسے ہی شراب اڑی افراسیاب نقلی یعنی خواجہ عمر وٹل ہے تھے ایک ساحر برابر  
 بیٹھا تھا لیٹ کر اسکو خنجر مارا نذر کیا منہ مہر سپہر عیاری اسی سردار و بھاگو باغبان وغیرہ کو باہن  
 کچھ کاتل دکھا چکے تھے کیا رہوں سردار اپنی مقام سے اٹھے اس ساحر کے مرنے سے اندھیرا  
 ہوا ان سب کے آگ برسانی جہاندار گھبرا گیا عمر و تو گھبرا کر اڑھک رہا گایہ سردار بھی لڑتے بھڑتے چلے  
 لشکر میں بیک ایک لہڑا ہوا باغبان نے کئی ہزار کو مارا برق لامع کہ اک کرائی گئی ہزار کے سر کاٹ کر چمکی  
 رعد نے چیخ ماری برق نے کئی سے کے سر کاٹے سرخ ہونے کا کل کھولدی اندھیرا ہو گیا اپنے اپنے سحر  
 سب کے جہاندار دوڑا بیرون بارگاہ اگر دیکھا سردار لڑتے ہوئے جاتے ہیں عمر و کا تو نشان بھی نہ  
 تو گھبرا کر اڑھک کے اپنا تخت زیر جہدی لیکر نکل گیا جہاندار نے باغبان کو ٹوکا یا پنج سردار تو لڑھکے  
 نکل گئے باغبان و رعد و برق لامع و سرخ مود ہلال سحر افکن غور نشید زرتین سحر  
 پنج فوج میں گھرے ہوئے تھے جہاندار پہونچ گیا لاکار باغبان پٹ پڑا جہاندار نے جلدی میں  
 و بیاض خاک قبر جمشید کی کھول کر اڑا دی جھوٹا سردار بیہوش ہو کر گرے جہاندار نے ان سب  
 کی زبانون میں سوزن دیا شمار جو کیا بارہ ہزار ساحر لشکر کے مرے غصے میں بوٹیاں کاٹتا ہر کتا ہر  
 بار و سار بان زادہ بلا کا عیار ہے ساحرون کو بھی مات کیا تخت کو ہوا ایرا اڑتا ہوا آیا لوگوں نے کہا اس کے  
 پاس تخت زیر جہدی ساختہ حکمایان اشرافین موجود ہر اسی کو اڑتا ہوا آتا ہر شخص دھوکا کھاتا  
 و ویر سے شب بجا وز کر چکی تھی جہاندار اسی وقت سوار ہوا کہا ابھی جا کر مہرخ کو ماروں گا کل لشکر کو  
 لیکر چلا سردار ان مقید کو اڑا لے پڑا لیا وہ پانچ سردار لشکر مہرخ میں جا کر ہوئے مہرخ ہے  
 سب حال کیا کہ خواجہ نے لشکر افراسیاب عیاری کی ہم تو لڑکر نکل آئے چھ سردار جنس گئے ہر کار و جان  
 یہ بھی خبر دی کہ جہاندار مع لشکر چل چکا مسمار نے کہا آتا ہر تو آنے دو دو پر لشکر جہاندار چلا صبح ہو  
 ایک صحرا میں ٹھہرا ایک کان میں آواز گھنٹ و نافوس کی آئی جہاندار نے پوچھا یہ باجا کہاں  
 آج رہا ہے ساحر گئے خبر لیکر آئے عرض کی حضور اس صحرا میں ایک تالاب کہتے ہیں پانی برسات کا  
 اس میں نہرا رہتا ہے صبح کو گنوار جو اپنے گاؤں سے آئے تالاب کو دیکھا کہ تالاب کے صد ہا  
 گل سونے چاندی کے گلستہ لے لطف سیڑھیوں پر چپے ہوئے ہیں درخت میوہ دار تالاب کا  
 پانی جوش مار رہا ہے ایک نننگ تڑپ کر ظاہر ہوتا ہے آواز دیتا ہے منم خداوند نننگ



جو گنوار قریب تالاب گیا خداوند نے آواز دی خداوند تنگنے خروج کیا تمام اہالیان دنیا کی  
آبرو ہوگی خلقت آباد رعایا دشا مسلمانوں نے اس ملک میں قدم رکھا سامری پرست و مجسمید  
پرست برباد ہو رہے ہیں پس خداوند تنگ کو منظور ہے کہ مسلمانوں کو برباد کر میں لات پرستوں کو  
آباد کر میں جو گنوار جس مراد کی واسطے گیا مراد پوری ہو گی بیارون نے صحت پانی بہت سے  
گنواروں کو روپیے لے خداوند تنگ نے فرمایا تم محتاج ہو **خداوند کو تھرا غی و کشی**  
ناگوار ہونی زیر نخل فلان جا کر کھو دو پچاس روپے ملین گے جسے جا کر کھو دو موافق حکم کے روپیہ بھی  
پایا تمام اہالیان قریہ جمع ہیں باجے بجا رہے ہیں بھول ہمارا سقد چڑھے گرد تالاب کے انبار ہے  
وہ درخت سونے چاندی کے جو رکھے ہیں اگر انکو کوئی ہاتھ لگا تا ہے تو سرکٹ کر گر پڑتا ہے آواز  
آتی ہے نخل قدرت کو ہاتھ نہ لگاؤ رعنائی و زیبائی کو نہ مٹاؤ فیض خداوند جاری ہے خداوند تنگ  
لاڈلے ہیں آپکی آمد کی خبر سے چکے ہیں فرمایا ہے ہمارا بندہ خاص الخاص آتا ہے تمام دنیا کا  
اُسی کو بادشاہ کر میں، افراسیاب بالائن ہے بہت غوطے کھائیگا مثل ماہی بے آب تڑپ  
تڑپ کے مرے گا یہ سنکر اہالیان شکر جہاندار دورے جہاندار بھی بڑھا قریب تالاب آکر دیکھا ہزار ہا گنوار جمع  
ہیں ڈھولک وغیرہ بج رہی ہے گرد تالاب ہزار ہا نخل سونے چاندی کا رکھا ہر گلدستہ ہارے بیخیز  
بھون کی چمک رشک ماہ میرا ایسے گلدستے کبھی نگاہ سے نہیں گزے گنوار و جہین بیٹھے جھوم رہے  
ہیں کوئی کتنا ہر جھکو سو روپیے لے کوئی کتنا ہر میں نے پچاس ہی پائے عورت مرد قریات سے چلے  
آتے ہیں کہ جہاندار نے دیکھا تالاب میں غرش ہوئی ایک تنگ گلان تڑپ کر بلند ہوا اس طرح کی  
آواز دی کہ زمین تھرا گئی آواز دی او جہاندار باعبان وغیرہ چہرہ سراسر ترسے پاس قید ہیں جلد لاکر  
حاضر کر قدرن انکو جہنم میں پھکوا دیں انکا زندہ رہنا اچھا نہیں ہے چھوٹے قیدیوں کو لاکر سیڑھی پر  
کھڑا کر دو شنگان عذاب اٹھا لیجا میں گے خاص جہنم میں پھینک دیں گے جہاندار نے تھرا کر ایک  
جادوگر کو حکم دیا چھوٹے سرداروں کو کشتان کشتان لیجاؤ حکم خداوند تنگ بجا لاؤ باعبان  
وغیرہ کو جو بیکر چلے برق لامع تڑپ کی باعبان نینیں کرتا ہے ہمیں یہاں قتل کرو ہاں لیجاؤ  
بڑی قدرت نامی تویہ ظاہر ہوئی اہالیان قریات نے ہزار ہا روپیے پائے بیارون کی  
چار پائیہاں رکھی ہوئی ہیں مراد مند ہوتے ہیں خداوند تنگ دل کی بات بتاتے ہیں کئی



اندھوں نے صحت پانی سیرھی پر جا کر بیٹھے دھن تنگ سے ایک ہاتھ نکلا سلائی آنکھ میں پھری  
ٹینٹ و بھلی بگئی جو نابینا تھا اسکی آنکھیں روشن ہوئیں انکے اعتقاد بڑھے ہوئے ہیں خدا و تبار  
تنگ کو پکار رہے ہیں خداوند تنگ تالاب بھر میں شنوری کرتے پھرتے ہیں باغبان رعد و برق  
و برق لامع وغیرہ کو ایک جادو کرنے لاکر آخر کی سیرھی پر پہنچا یا خداوند تنگ شنوری کرتے  
ہوئے قریب پہنچے وہ ساحر تو انکو چھوڑ کر بھاگا تنگ کے دھن سے دو ہاتھ پیدا ہوئے ایک حال چین  
چھن کر ان سرداروں پر گر چھوڑوں سردار اس میں لیٹ کر غائب ہوئے بیظاہر ہوا کہ تنگ نکل  
گیا جہاندار کے ہوش پر اگندہ ہوئے آواز آئی جلد حاضر ہو او جہاندار قد مبسوی حاصل کر تجھکو تمام اقلیم کا  
بادشاہ کیا مابدولت بھیر بہت مہربان میں جا کر مصرخ وغیرہ کو بھی گرفتار کر لیا اور عیال کی سلفت  
بہ بھی قصبہ کرنا بخوشی تجھکو خراج دیگا جہاندار ہاتھ جوڑے ہوئے سیرھی نکوٹے کرتا ہوا کبھی  
گلدستوں کو دیکھتا ہوا درختاے طلانی و لقرنی کبھی ایسے درخت نگاہ سے نگذرتے تھے وجد کر رہے  
کنتا ہر خدائی خداوند تنگ کی برحق ہے آواز آئی ابھی تو نے کیا دیکھا قدرت تجھکو بڑے بڑے تاشخ  
دکھائیں گے بہشت کی سیر کو این گے جہاندار درست و سست کرتا ہوا آخر کی سیرھی پر آیا سجدہ کرنے کو  
جھکا تنگ نے قریب آکر وہی جال مالا جہاندار کو بھی منھ کھول کر تنگ نکل گیا ابالیان فوج گھر  
پکارتے تھے با خداوند تنگ ہمارے افسر کو ہمیں دیجیے اب تو تنگ لاڈلے ہیں آواز آئی وہ بہشت  
کی سیر کر رہے ایک ایک جہاندار تالاب کا پیو عمر بڑھ جائیگی تو کبھی سیر بہشت نظر آئی گی اب تو ابالیان  
لشکر دوڑے کوئی چلو سے پتیا ہے کوئی کٹورالیکر دوڑا کوئی لوٹ لیکر آیا آٹھ لاکھ آدمی ہمارا جہاندار  
جوش میں آکر پانی پر گرے جسے پانی پیاد و جہاندار نے لگا کوئی لڑکھڑایا کوئی گرا کوئی اچھٹیا  
ہوا بھاگا کوئی پکارتا ہی مجھے خداوند تنگ بلاتے ہیں کوئی کنتا ہر بھائی ہم تو جاتے ہیں کوئی  
کنتا ہر تالاب کا دریا بن گیا کوئی کنتا ہے پانی پینے سے کلیجہ چھین گیا کوئی کنتا ہے پانی پیکر آبر و پانی  
کوئی کنتا ہر سیر بہشت نظر آئی آٹھ لاکھ ساحرون میں ہر شے مہر پر پانی کی پیر تنگ تالاب کی چاٹ گئے  
برسے گائے ہیں گنوار غل مچا ہے ہیں آٹھ لاکھ پانی پیکر بیو ش ہوئے تالاب سے آواز آئی  
باشیرائے کفار ان بیچیا وائے نابکاران پر دغا منم آفتاب عالم تاب آسمان عیاری و قطب  
فلک خنجر گذاری مہتر مہتر ان دہنتر ان سر تنگ سر تنگان بساط بلا و بنی آدم مولانا نے معظم



جامح الفضل والکرم دوندہ بید رنگ قلعہ گیر بے جنگ ہر سپہ عیاری خواجہ عمر و بن امیہ مری  
 سچ میں سے نہنگ کھلا اندر سے خواجہ پیدا ہوئے چھوٹے سردار باغبان وغیرہ دست بستہ  
 ساتھ جہاندار کی زبان میں سوزن دیا ہوا مشکین بندھی ہوئے باغبان حیران ہو کر کتاہر کو خواجہ  
 تباہرا نہنگ کہاں سے آیا عمر و نے کہا اے باغبان قدرت جب ساحر شمش دریاے قلم میں جا کر چھپا تھا  
 حمزہ نے کرور ہار و پیہ صرف کر دیا ترکید سے میں نے یہ نہنگ بنایا اسی میں بیٹھ کر جا کر ساحر شمش کو  
 پکڑا تھا یہ درخت طلائی و نقرئی باغ زمر و شاہ باختری کے ہیں کہ نقلے باختر میں باغ بہشت  
 بنوایا تھا اسمین سب طرح کے درخت جو اہرات تک کے راستہ کرے تھے جب تو بیچانے دعویٰ خدائی  
 کیا وہ باغ میں نے لوٹا تھا اے باغبان قدرت یہ درختاے بہشت زمر و شاہ باختری ہیں  
 عمر بھروسے نے کدو کاوش کر کے وہ باغ بنایا جب صاحبقران نے مجھے فرمایا کہ قلعہ باختر فتح  
 کرو تب ہمیں عبدلیا کہ باغ جنت الماویٰ زمر و شاہ باختری مجھ کو بخش دیجیے جب قلعہ فتح ہوا باغ  
 پر میں نے قبضہ کیا وہی سب درخت زنبیل کے اندر رکھ لیے تھے نہنگ میں خود بیٹھا درخت گردا گرد  
 چن دیے روپیے جا بجا دفن کرایا تھا گنوارون کو تباہیئے آنکھوں کا نسخہ یہ سرمہ سلیمانی تھا کل  
 عارضے آنکھوں کے وہ سرمہ دفع کرتا ہر نابینا کو اچھا کیا بیٹ پھلیان بہادین جہاندار کہ جال میں کھینچ  
 لیا لشکر وادوں کو عالم نشی میں گرفتار کر دیا ابھی چکران سب سے سمجھتا ہوں اگر اطاعت کی فہاورد نہ سرکا تو  
 پھینک دوں گا لیکن یقین ہر ملک جہاندار شاہ اطاعت کرے پیشانی اسکی روشن ہے باغبان  
 و رعد و برق و برق لامع و سرخ نمونے سب سردارون کی زبان میں سوزن دیا لاکھوں کی  
 لشکین باندھیں عمر و نے اگر بارگاہ میں جہاندار کو ایک ستون میں باندھ دیا سب سردارون کی  
 مشکین بندھی ہوئی آٹھ لاکھ ساحر زنجیر میں گرفتار اب عمر و جہاندار کے تخت پر بیٹھا خزانہ  
 اٹھا کر نذر زنبیل کر لیا باغبان وغیرہ اگر دنگوں پر بیٹھے جہاندار کو فینڈہ رنغ بیہوشی دیا  
 چھینک آتے ہی آواز دی یا خداوند نہنگ تیرے حوتے عمر و نے آواز دی او جہاندار حشیم خود را دکن  
 و حال خود را تا شاکن منم ہر سپہ عیاری نہنگ و مچھلی کیسی میں مجھ کو دام عیاری میں گرفتار کر لایا  
 کل سردارون پر تیرے قبضہ کر لیا دیکھ سب بندھے کھڑے ہیں ہدایت کرنا ہمارا کام ہے  
 دیکھ سرکشی کا یہ انجام ہے انشاء اللہ اسد نامہ ہوشیار با فتح کر یگان چارون اقلیمون



میں کوئی سامری پرست باقی نہ رہیگا اپنی عقیقہ درست کر کر اعتقاد چسپت کر چمد در دگار وحہ لاشریک  
 ہے صاحبان انہم و فراست کا یہ اعتقاد ٹھیکہ ہو اگر کچھ کو بیہوشی میں قتل کر ڈالتا کون میرا ہاتھ  
 پکڑنیوالا تھا مگر میرے آقاے نامدار کا حکم ہے کسی بادشاہ عالیجاہ کو بیہوشی میں قتل نہ کرنا اسوجہ سے  
 ہدایت کی میں تیرے قتل سے عاجز نہیں ہوں مقام افسوس ہے کہ مجھ ایسا بادشاہ عالیجاہ یون مارا  
 جائے افراسیاب سے چلکر مقابلہ کرو سامری پرستوں کی کتابوں میں صاف صاف لکھا ہے کہ  
 اسد نامدار افراسیاب کا قاتل ہوا انشاء اللہ وقت قریب آیا بیان تو خواجہ جہاندار کو سمجھا رہا  
 ہیں چند وید ہرند نے یہ خبر فرحت اثر جا کر ملکہ مهرخ کو ہونچانی کہ خواجہ عمر و نے خداوند ہنگ نگر جہاندار  
 کو مع آٹھ لاکھ چاکروں کے گرفتار کر لیا ملکہ مهرخ خوشی خوشی تخت پر سوار ہوئے اس وقت آکر  
 ہوئے پوچھیں کہ خواجہ جہاندار کو سمجھا رہے ہیں آٹھ لاکھ جادوگر بندھے کھڑے ہیں مهرخ نے آتے ہی  
 پائے تخت خواجہ عمر و کو بوسہ دیا ہاتھ آنکھوں سے لگا لیے کہا خواجہ عتیار یان کرنا تمھارا ہی کام ہو کیا  
 مجال کوئی جواب دے سکے تمھاری ذات سے طلمس ہوش ربا فتح ہو گا مگر ابھی بڑی بڑی مشکلیں  
 باقی ہیں یہ کہ مکر مهرخ وغیرہ نے بھی جہاندار کو سمجھا یا چند کلمات و حرانیت پروردگار میں و چند کلمے  
 غمست ہر میں اس فصاحت و بلاغت سے بیان کیے کہ زنگ کفر آئینہ دے جہاندار کے دور ہوا  
 قلب کو سرد ہوا اشارہ کیا کہ خواجہ میں مطیع ہوتا ہوں باغبان وغیرہ نے تردد بھی کیا کہ خواجہ کچھ  
 اسکی زبان سے سوزن نکال اگر بگڑ جائے گا تو پھر ہاتھ نہ آئیں گے عمر و نے کہا نہیں یہ دل سے مطیع ہوا مرتبہ  
 اسکا رنج ہوا پیشانی روشن ہو یہ کہ عمر و نے سوزن زبان جہاندار کے نکالا جہاندار شاہ قدروں سے  
 خواجہ کے لپٹ گیا کہا خواجہ میں تو اسی دن سے تمھارا تابع دار ہوا عبدن سے تھے بیابان گلہ ریز  
 میں بلا تکلف داخل کیا اور معمار کو رہا کیا دل و جان سے مطیع اسلام ہوا شکر ہے کہ نیک انجام ہوا  
 میں بڑے جان بازی خدمت میں حاضر ہوں انشاء اللہ مقابلہ افراسیاب میں چلکر قلعہ بناؤں گا سب  
 سامری پرستوں کو توپ دم کرد ونگا مهرخ کے پایہ تخت کو بھی بوسہ دیا اپنے سرداروں کو بھی  
 لہا کیا پکار کر آواز دی صاحبو میں نے دل و جان سے خواجہ کی اطاعت کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو  
 لحدق دل اطاعت کرے ورنہ میرے لشکر سے کھلیاے سب نے عرض کی حضور ہم آپ کے تابع  
 ہیں آپ سے زیادہ سمجھ دار نہیں ہیں جو آپ نے مناسب جانا وہ ہم نے بھی بدل و جان قبول کیا چند سارا



سے قلب تو نکل گئے باقی سب بصدق دل اطاعت کی اصلاح یہ ہوئی کہ چلکر اسد نامہ مار سے ملین  
 طسّم کشا کو لیکر طرف دریا پہنچل کے چلین راہ میں صراطِ سہفت رنگ سے مقابلہ پڑ گیا وہ بڑے  
 زور شور سے لڑے گا لیکن استادانِ سخن نے خبر بر کیا ہو کہ خبر شکست لشکرِ مرخ و فتح لشکرِ جہاندار  
 کی جلا و جادو کو ہوئی جسکے قلعہ میں بہار و مخمور قید ہیں اُس نے اپنے سرداروں سے صلاح کر کے  
 ایک نامہ بنام ملک جہاندار شاہ لکھا تھا کہ اے شہنشاہِ بیا بان گلرِ بہار و مخمور میرے پاس  
 قید ہیں میں نے سنا تھے مرخ کو شکست دی چند سردار بھی تھے اے پاس قید ہیں لہذا براہِ مہربانی  
 مخمور و بہار کو بھی ہمارے پاس سے لینے جاؤ غارتِ افراسیاب میں انکو پہنچاؤ وہ اپنی عاشق  
 سے خواہ سمجھائے خواہ قتل کرے ہم اگر قتل کریں گے تو دامنگیر ہو گا یہ نامہ شتر سوار لیکر اسوقت آیا  
 ہاتھ میں نامہ جہاندار کے دیا جہاندار نامہ پڑھ کر شگفتہ ہو گیا کہ او خواجہ مبارک ہو غنیمتِ آرزو  
 کھلا ملکہ بہار گلشنِ اکا اب نشانِ ملا مخمور بھی قلعہ جلا و میں قید ہے آپ لوگ مع لشکرِ انسی مقام پر  
 ٹھہریں میں دس ہزار فوج لیکر جاتا ہوں مائے توپوں کے قلعہ جلا و کو اڑا دوں گا نامہ دوسرے کی  
 سرداروں کا ہر چند مرخ و یاغبان نے کہا ہم بھی چلین جہاندار نے کہا تکلیف کی کیا ضرورت  
 ہے اسی وقت جہاندار دس ہزار فوج لیکر قلعہ جلا و چلا معمار بھی ہمراہ ہو لیا مرخ سے کہ  
 اب میرا ملک آپ کے شریک ہوا مجھے اسی کے ساتھ رہنا مناسب ہو ملک مرخ نے کہا بسم اللہ بیان  
 جلا و اپنے قلعہ میں ہے کہ ہر کاروں نے اگر خبر دی حضور جہاندار مسلمان ہو گیا دس ہزار فوج  
 برے رہائی بہار و مخمور آتا ہے یہ خبر سنکر جلا و نے کہا جہاندار کی شامت آئی ہے میرے ہاتھ  
 اُس کی قضا ہے یہ سرحدِ طسّم ہو ش رہا ہے یہ لکھنؤ سحر بجائی تین لاکھ فوج جمع کر کے بیرون  
 قلعہ آکر فروکش ہوا کہ صحرے گرد اڑی معمارِ قدرت اٹالا بارگاہ جہاندار کا لیکر پہنچا جہاندار تخت پر  
 سوار ہمراہ دس ہزار سوارانِ جبرّ الہی آکر فروکش ہوئے جلا و نے اپنے سر کے زور میں شب کو طبلِ جنگی بجوایا  
 جہاندار کو خبر ہوئی اُس نے بھی حکم دیا بھول توئی ائی ہمارے لشکر میں بھی طبلِ جنگی بجے رات بھر دونوں  
 لشکروں میں تیاریاں ہوئیں بوقتِ سحر دونوں لشکر میدانِ کارزار میں آئے صفِ قتالِ جہاں  
 آراستہ ہوئے نقیبوں نے نقابت کی جلا و جھومتا ہوا میدانِ کارزار میں آیا پکار کر آواز دی جسکو  
 تنہا رنگ کی ہو نکلے جہاندار نے قصد کیا معمارِ قدون سے پیٹ گیا کہ علام کے سامنے



حضور نہ تکلیف فرمایا مہار میں آیا جلاؤ سے سحر چلنے لگا معمار بابے روزگار ڈر گیا  
 افراسیاب کی جھیلے ہوئے تیغ برق تاب کھینچ کر جاڑا جلاؤ کو تیغ سحر سے زخمی کیا تین لاکھ فوج  
 جلاؤ نے معمار پر بلوہ کیا جہاندار نے جو دیکھا کہ میرا رفیق فوج جلاؤ میں گھر گیا تخت سے کود کر صحرائین  
 آریاز میں پردو منتظر ملا ایک برج کلان بنکرتیا رہا تو میں اُس میں لگی ہوئی مین گولہ انداز ٹل رہے  
 مین جہاندار حسرت کر کے برج پر آیا ہوائی ہاتھ میں لیکر توپ فیر کی گولہ جا کر فوج جلاؤ پر پڑا فوج  
 میں قیامت برپا ہوئی کئی ہزار کے سر پٹھے اب تو جہاندار نے دم لینا مشکل کر دیا چٹکی پر توپ چلنے لگی  
 آگ برساتی اندھیرے میں معمار اڑتا ہوا قریب جلاؤ پہنچا جلاؤ نے تلوار کا وار کیا معمار نے  
 روک کر ہاتھ مارا جلاؤ کے دو ٹکڑے ہوئے سنگباری برف باری کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام  
 جلاؤ جادو بود جہاندار نے دو لاکھ کو توپ کے منہ اڑا دیا اب برج کو بڑھا کر قلعہ کے پاس چلا  
 معمار سے اشارہ کیا تم اندر قلعہ کے اپنے کمر پہنچاؤ قید خانے سے بہار و مخمور کو چھوڑاؤ انیر کوئی زوال  
 نہ آنے پائے معمار سحر کرتا ہوا اندر قلعہ کے پہنچا قید خانے پر جا کر لڑا ساحران کو بھگا یا مخمور و  
 بہار کو رہا کیا زبانون سے انکی سوزن نکالے یہ بھی دو نون شاہزادیاں لڑتی ہوئی نکلیں فوج  
 جلاؤ میں چادر ہلنے لگی الامان الامان کی صدا بلند ہوئی جہاندار نے ہاتھ روک لیا جو توپ  
 گولے سے بچے وہ مطیع الاسلام ہوئے قلعہ جلاؤ میں آکر قبضہ کیا مخمور و بہار کی رہائی سے  
 جہاندار کو بڑی خوشی ہوئی قلعہ میں گزرسکے نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا جہاندار کو ملکہ  
 مخمور نے تخت پر سوار کیا کوچ کر کے طرف لشکر مہرخ کے چلے قضاے کار ملکہ مخمور نے جہاندار سے  
 ذکر کیا کہ مہنے قید خانے میں سنا تھا کہ صرصر نے ملکہ مہ جبین ولا چین کو عیاری کر کے پکڑ لیا  
 برآمدہ سحر پر قید کیا راہ میں وہ قسرے گا چل کر اپنے بادشاہ کو چھڑا میں جہاندار راضی ہوا طرف  
 برآمدہ سحر کے یہ لشکر چلا جب اُس صحرائین پہنچے مخمور نے سر اٹھا کر دیکھا ایک قفس آہنی میں  
 ملکہ مہ جبین ایک میں شہنشاہ لا چین سے منزے پردو نون پنجرے لٹکے مین مخمور یہ دیکھ کر  
 بنقرا ہو گئی ملکہ بہار سے پکار کر آؤ ر دی اے ملکہ عالم اور قیامت دیکھیے ہماری بادشاہ عالم  
 بناہ ملکہ مہ جبین عرش جاہ قفس میں مقید مین یہ کیا ستم ہوا ملکہ بہار نے دیکھتے ہی سر پیٹ لیا  
 کہ بہار و مخمور حیران مین کہ یہ بزدل کون شخص ہے ان لوگوں کے زمانے میں شہنشاہ لا چین کی سلطنت



نہ تھی ملک جہاندار شاہ بھی ہٹ کر آیا کہا ہے بہار تم ان مقدس کوئین پچائیتن شہنشاہ لاچین  
خوش آئیں ہی بزرگ ہیں مہ جبین نے جو ملک بہار گلخار کو دیکھا آواز دی خالہ امان صرصر ہکو قید کر کے  
لائی کئی ہفتے ہو چکے کہ متلائے بلا ہیں کسی نے ہماری خبر نہ لی نہیں معلوم ہماری خبر شہزادہ والا  
قدر کو بھی پہونچی یا نہیں اگر ہمارے وارث کو خبر ہوتی ضرور ملتی گو آتے چھوٹے نانا جان نے بھی ہم کو  
فراموش کیا شہنشاہ سابق کو بھی لا کر صرصر قید کر گئی بہار کا کلیجہ منہ کو آ گیا شہنشاہ لاچین اشارہ  
منع کرتے ہیں کہ خبردار اس قصر پر آنے کا ارادہ نہ کرنا بہار کب مانتی ہے طاؤس زرین  
بال کو اڑایا گلہ ستہ اٹھا کر قصر پر مارا گلہ ستہ پٹا دیوار پر پڑا دیوار میں ایک روزن ہوا خشت  
نکلے سر طاؤس بہار پر پڑی طاؤس کا سر پٹ گیا انیٹون کا مینہ بہار پر برسے لگا چو نہ اڑ کر دھوان  
بنا انیٹین مثل شعلے کے بہار پر گر رہی ہیں لاکھ بہار اپنے کو بچاتی ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہزار  
آدمی بچھرا انیٹین مار رہے ہیں بہار ایسی ساحرہ زبردست ان انیٹون کو توڑ کر اپنے کو بچاتی ہوئی  
اس قصر پر جا کر چکی سر جھکا کر گری جیسے ہی سائے میں قصر کے پہونچی قصر نے قصور نہ کیا دھوان نکلا  
بہار بیہوش ہو کر گری بیکار ہو گئی یہ معلوم ہوا گوشہ ہائے قصر سے کوئی نکلا بہار گلخار عند لب چمن  
حسن و خوبی کو نفس آہنی میں بند کر کے لٹکا دیا لٹکانے والا غائب ہو گیا مخمور کو کتاب نہ آئی  
شہنشاہ لاچین کی زبان میں سوزن ہے ہاتھ سے منع کرتا ہر بیان نہ آو اپنے کو گرفتار بلانہ کر  
مخمور اب کب مانتی ہے پکار کر آواز دی کہ لے شہنشاہ لاچین نام آپکا سنتے تھے صورت زیبائی  
مقام پر دیکھی قید میں زیارت ہوئی وہ ہمارے بادشاہ منظور نظر طلسم کشا آپ بادشاہ سابق  
طلسم بہار دوست و فادار اب تو واجب ہوا کہ آپ لوگوں کو چھوڑا آئیں یا ہم بھی مثل طاؤس وحشی  
نفس آہنی میں بند ہوں یہ کہہ کھنٹھا یا قوت احمد کا گلوے نازک سے اتارا اس قصر پر کھینچ مارا  
اور خود بلند ہو کر چلی کھنٹھا جو پڑا مکان میں کئی روزن ہو گئے مخمور پر بھی اسی طرح انیٹین برسے  
لکین آخر مخمور بھی اسی طرح جا کر قصر پر گری گر کر بیہوش ہوئی نفس میں کسی نے بند کر کے نفس  
لٹکا دیا جہاندار غصے میں کانپا پکار کر آواز دی اور آمدہ سحر مجھے نہیں پچانتا لطف یہ ہے کہ مکان  
مکان لٹے خشتہائے گلی سے فولا دکا گولہ لڑے کسی شہیدہ باز نے مکان بنایا ہے یہ لکے تخت سے  
اُتر اساعنے اس قصر کے قلعہ کھینچا زمین پر لکیر بنائیں مگر طے ہو کر سحر کرنا شروع کیا کھنٹھوڑے



ہی عرصے میں قلعہ سر نفلک کشیدہ باندی میں مقابل برآمدہ سحر بنکریا رہو گولہ اندازوں نے تو بین  
نگائیں بارہزار فوج جہاندار شاہ کی اسی قلعہ میں آگئی اب جہاندار کسی پر بیٹھا تو چونکی زیر کا حکم دیا  
تو بین چلنے لگیں جو گولہ چلا مکان کو برہا کر نکل گیا ادھر سے گولے ادھر سے انیس میں چل رہی ہیں گولہ  
جا کر بروج قہر کو ہلا دیتا ہے ان خشتہاے گلی میں یہ قوت ہر کہ بروج قلعہ جہاندار شاہ کرنے لگے  
ہزار ہا بندگان خدا اس میں پامال ہوئے گو کوئی قلعہ کے برآمدہ سحر کو جھانچ کر دیا کوئی مقام نہیں ہے کہ جہاں  
گولے نہ پڑے ہوں مکان گرتا نہیں جو روزن ہوئے خشتہاے گلی چلنے لگی استفلا انیس میں برسین کہ  
قلعہ جہاندار شاہ کا گرد و انیس میں جہاندار شاہ پر گردن زخم سر میں آیا جسم میں گولے پڑ گئے آخر مجبور  
ہو کر قلعہ سے کودا بارگاہ میں خیمے سب اسی مقام پر پڑے ہے جہاندار شاہ اہلیان شکر نے فریاد کی اے شہر یار  
بندگان خدا کی مفت میں جان جاتی ہے سحر تیر نہیں کرتا مجبور زخمی ہو کر جہاندار شاہ فوج کو لیکر پیچھے ہٹا  
دو کوس تک لشکر پر انیس میں پڑیں دو کوس پر اگر صحرائیں لشکر جہاندار شاہ شکستہ و خستہ زخم دار و مبتلار  
خروکش ہو بدحواسی میں بارگاہ میں وغیرہ اسی مقام پر چھوٹ گئیں جان نثاران لشکر بمشکل نام ایک  
یادو بارگاہ میں کھینچ کر لائے جہاندار کتنا ہے یار و مقام غیرت ہے میں نے اگر جلا دکو مارا قلعہ فتح کیا  
محمور و بہار کو رہا کر لیا ہے میری آنکھوں کے سامنے قید ہیں اور مجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا فراسیاب اس مکان  
میں بیٹھا ہونا جا پڑتا اپنی حقیقت کے موافق رہتا غالب و مغلوب پروردگار کو اختیار ہے انسان ضعیف البیان  
ہر کام میں مجبور و ناچار ہے جوش جرات میں محار اٹھا کماے شہنشاہ ملکہ مہ جبین کو قید میں دیکھ کر کلیجہ  
پھٹتا ہے غلام بھی جا کر اپنا وصلہ کالے یا تو میں بھی انکے ساتھ قید ہو جاؤں یا مہ جبین کو  
قفس سے نکال لاؤں اسد نامہ کو کیا روی سیاہ دکھاؤنگا جہاندار شاہ نے کماے محار میں نے  
کوئی بات اٹھا نہیں رکھی ہزار ہا بندگان خدا میرے لشکر کے مائے گئے کیسی ذلت کی بات ہو محار  
نمانا پر پرواز پیا کر کے اڑا آسمان پر جا کر اس خیال میں چمکا کہ اسی مکان میں اتروں مہ جبین کا  
قفس لے آؤں جہاندار نے دور سے دیکھا محار سر جھکا کر بڑے زور و شور سے چھت پر اس مکان  
کی گرا کر طیان توڑیں جب زمین پر پہونچا ایک دھوان نکلا محار بھی زخمی ہو کر گر کسی نے قفس میں  
بند کر کے لٹکا دیا چند لوگ جو بدحواس ہو کر بہان سے بھاگے لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم میں پہونچے تمام  
کیفین بیان کی یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے لشکر تیار کیا طرف برآمدہ سحر کے چلین جہاندار شاہ نو دو



کو سہا ہوا فروکش ہے برائے محار و غیرہ بقرار اشکبار ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ میں بھی جا بیرون  
اور اپنے کو گرفتار کرادوں جہاں دار شاہل میں کتا ہر بڑی بڑا جی ہے ایق بھی قید ہوا مخور و بہار جا کر بھینسی  
میں اسر، مکر کو کیونکر آنکھوں سے دیکھوں ساتھ والوں نے دامن نہ چھوڑا ہر نوع جہاں دار شاہ ایک  
گوشہ صحرا میں حیران و پریشان فروکش ہے ملکہ مرخ لشکر لیکر آتی ہیں یہ بھی واضح ہو کہ ملکہ بران  
شمنشیر زن نے باغ نگارین میں بیٹھے بیٹھے گھر اگر مجلس سے کہا کچھ احوال لشکر مرخ نہ معلوم ہوا یہ  
خبر ملی تھی کہ ملکہ سے جب میں کو کوئی گرفتار کر لے گیا پھر کچھ کیفیت نہ ظاہر ہوئی کہ مرخ وغیرہ نے  
کیا کیا مجلس نے آنکھیں بند کیں انگلیوں پر کچھ شمار کیا بعد عرصہ دراز گھر آکر آنکھیں کھولیں کہا  
مادر مہربان غضب ہوا برآمدہ سحر میں مہ جب میں قید میں اب تو کئی مرد اور کئی عورتیں معلوم  
ہوتی ہیں میں جا کر چھڑاتی ہوں یہ کہہ کر مجلس چلی ملکہ بران ہاں ہاں کتنی ہوتی سنس پر سوار  
ہو میں پکار کر فرماتی ہیں اری او چھو کری مجھے تو سمجھاؤے مرد کیسے عورتیں کون کس قدر نگہبان  
گرد ہیں ویسا سامان کر کے چلیں مجلس نے کچھ جواب نہ دیا عقب میں ملکہ بران بھی یکدہن چلیں مجلس تو ڈوب  
گئی ہے آسمان میں مٹی کے کھلونے ہاتھ میں ملکہ بران اخر مروا یہ ہاتھ میں لیے ہوئے سنس پر سوار  
مجلس کو دیکھتی ہوئی چلی آتی ہیں لشکر مرخ راہ میں ہے ان سب کا ذکر وقت پر بیان کیا جائے گا

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر طفر اثر شہسوار عرصہ بیکہ تازی اسد بن کرب غازی  
مکر کرنا تو سن کا جس فکر میں ہمیشہ سے تھا اسد و بدیع کو لگا کر لیجا ناطر برآمدہ سحر  
اور گرفتار کرنا اسد و بدیع و مراد شاہ کو و جھگڑا کر ناضر غام کا و عیاری مہتر قران و  
ذکر قتل تو سن و افلاک اوج سحر و ہانی مہ جب میں وغیرہ و دیگر حالات متعلق داستان ہزار سنہ

زندگی کا فور ہے مریم سے چل پائینگے کیا

عیسیٰ مریم بیان اعجاز دکھلائیں گے کیا

دوست غمخواری میں میری سہی فرمائیں گے کیا

رشتہ جان ہی نہیں پھر زخم سلوائیں گے کیا

آرخم کے بھرنے ملک ناخن نہ بڑھ جائیں گے کیا

شہر کے حاکم نے بھی پیرے میں بھائیوں سہی

فیضانت کو عس نے ہمسے مانا یوں سہی

گو کیا ناصح نے ہم کو قید اچھائیوں سہی

خیر قاضی نے جو لکھوایا بچلکائیوں سہی

یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا



دین و ایمان ترک ہو پرتک الفت ہو نہ آہ  
عشق کی تدریس رہتی ہے بیان شام و گاہ  
مین چاندیدہ ہوں کچھ نادان نہیں دل پر گواہ  
حضرت ناصح جو آوین دیدہ و دل فرش راہ

کوئی مجھ کو یہ تو سمجھاوے کہ سمجھائیں گے کیا

خون دل حسرت مین جا نبازی کی اب کھاتا ہوں مین  
دم الجھتا ہے مرے سیتہ مین گھراتا ہوں مین  
سرکھن تکیہ خوان عقل اپنی دوڑاتا ہوں مین  
آج دان تیغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہوں مین

عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لائیں گے کیا

دہر کے غمے نہیں فارغ ہے گوہر نیک و بد  
پر غم خوبان مین اب کچھ بھی نہیں ہے جد و کد  
ہے غم عشق اس قدر عفا کہ اس قدر الصمد  
ہو اب اس معمورہ مین قحط غم الفت اسد

سمجھئے یہ ماہانہ دلی مین رہیں کھائیں گے کیا

جو ہر مان غنائیں گوہر لہر سخن کو زینت نس سمان دیہوتش ترین کہ جس روز سے شہنشاہ لاجپن کو صصر چہرا  
لیکی تو سن اسی فکر مین ہے کہ طلمس کشا کو مٹاؤن نامید و بادبان و ضرغام باتون مین ٹال دیتے  
ہیں تو سن کارنگ نہیں جیتا ایک دن اس نے بیقرار ہو کر کہا اے تو سن جاو و کسے آج تک کوئی  
مطلب نہ نکالا اتنا ہمو دریافت ہو جائے کہ شہنشاہ لاجپن دریاے آتش مین قید ہیں ہم اپنے کو آگ کے  
دریا مین گرد ہیں یا انکو چھوڑائیں یا اپنی جان دین حسرت پر لاجپن کی کلیجہ جھنٹا ہے بائیس برس کے  
بڑے قید سے رہائی پائی ایسا نہو افراسیاب اسکو قتل کر ڈالے نجومی یہ بھی کہتے ہیں کہ بدون  
اعانت شہنشاہ لاجپن فتح طلمس ہوش رہا غیر ممکن ہے تو سن نے دست بستہ عرض کی ایک مقام تو  
غلام کے خیال مین ہے اس مقام کو مقام مستجاب الدعوات کہتے ہیں جو وہاں جا کر دعا کرے  
شخص غائب کا حال دریافت ہوتا ہے حضور چلکر وہاں عبادت کریں یا تو خواب مین بشارت ہوگی یا  
راہ مین وہ مقام ملے گا یہ غیر ممکن ہے کہ حضور لاجپن کو نہ دیکھیں غلام کو شش کر کے رہا کر دیگا  
اسد نامدار رضامند ہوئے تو سن نے تو کہا تھا کہ یکہ و تنہا چلیے بدیع الزمان نے کہا مین تنہا  
نجانے دوں گا تو سن نے کہا کسی ساحر کا وہاں کام نہیں ہے ضرغام نے کہا بدیع الزمان انکے  
لامون جان چیں یہ غلام انکا بھی ضرور چلے گا تو سن نے کہا کیا مضائقہ دن بھر یہی صلاح رہی  
پہر دن ہے اسد بدیع و مراد شاہ نے کہا مین امن و ملت چھوڑا گئیں بھی تو غیر ساحر ہوں نامید و بادبان



بہت تر پین اسد نے کہا صاحبو اس میں کیا نقصان ہے خواہ از روے بشارت خواہ بد دیگر صورت مقام  
 قید لاچین دریافت ہو گا تم سبکو ساتھ لیکر لشکر کشی کرینگے تو سن ایسی خوشامد سے پیش آیا  
 ناسید و بادیاں ناچار ہو گئیں تو سن اسد و بدیع و مراد شاہ و ضرغام کو ساتھ لیکر چلا  
 پیرات گئے ایک صحرائین لاکر پہنچا یا صحرائے سبز زار تھا دامن کوہ میں زیرِ بخل کہا یہی مقام  
 عبادت ہے حضور بٹھکر دعا کریں ضرور بشارت ہوگی اسد سجادہ پکھا کر بیٹھے بدیع و مراد شاہ  
 و ضرغام تلواریں کھینچ کر گرد آگئے تو سن حیران ہے یہ تین ظالم جاگسے ہیں پلکا نہیں جھپکاتے  
 ہیں طلمس کشا پر کیونکر ہاتھ ڈالوں کہ بھی لعل سخندان کا اسد کے بازو پر ہے سحر تاثر نہ کرے گا اسد نے  
 رات بھر عبادت کی تو سن کا بیخہ قابض نہوا ستارہ سحری چمکا صبح ہوئی اسد نے کہا اے تو سن  
 میں کچھ خواب غیرہ نہیں دیکھا عرض کی حضور یہ عبادت خالی بجائیگی ضرور مقام قید لاچین کا پتہ ملے گا  
 اب صبح کو اسد و بدیع و مراد شاہ و ضرغام شیر دل کو تو سن لگا کر سمت برآمدہ سحرے چلا  
 اسکو معلوم ہے کہ لاچین وہیں قید ہے ایک درہ کوہ میں سے ہو کر نکلا رسم و راہ سے یہاں کی یہ  
 گمراہ بخوبی آگاہ ہے پتہ کر آداری اے شہنشاہ دیکھیے دعا قبول ہوئی وہ سامنے قصر شہنشاہ  
 لاچین و ملکہ مہجین و بہار و مخمور و محار قدرت قید ہیں غلام نے جو عرض کیا  
 تھا اسکا ظہور ہوا شکر ہے کہ بندگان عالی کو سرور ہوا اسد نے جو دیکھا حقیقت میں تین منزل  
 پر ایک مکان عالیشان ہے استقدرا میں گولے پڑے ہیں کہ ہزار ہا روزن ہیں مشکل  
 عزبال کے مشک ہے اسکے درجہ آخر میں بلکہ مہجین الماس پوش و شہنشاہ لاچین و بہار  
 قدرت و مخمور و بہار نفس آہنی میں سرنگون مفید ہیں اسد نے جھپک کر کہا اے تو سن اب کیا  
 کیا جائے مکان انتہا کا بلند و مرتفع ہے دہانک کیونکہ پہنچیں تو سن نے کہا آج غلام کی کارگزاری  
 دیکھیے تو سن میرا نام ہے آج بگدھریان کر دن کا طرارے بھر دنگا سبز فلک کو پامال کر دے گا  
 خاص نقان پر جا کر ٹھہرون گا حضور میری پشت پر سوار ہوں میں سحر کر کے اڑوں حضور یہ برآمدہ  
 سحر و قید لگی ہوئی ہے کہ طلمس کشا اپنے ہاتھ سے نصیبے مقیدان اتارے غلام اس سے زیادہ  
 بلند ہو سکتا ہو نفس تک میرا ہاتھ نہ پہنچے گا آپ طلمس کشا صاحب شوکت میں آپکی ذات سے  
 معلوم رہتا ہو گا اسد ملکہ مہجین کو دیکھ کر بے قرار ہو گیا مہجین نے جو بجگاہ کو دیاں دیکھا



آنکھوں سے اشک حسرت و دون کے جاری ہوئے مہ جبین نے پکار کر آواز دی۔  
اے حضور نے ہمسکو بالکل فراموش کیا خبر ہماری نہ لی نظر

|                                |                                   |                                |
|--------------------------------|-----------------------------------|--------------------------------|
| وقت برباد اگر خدمت دیرینہ ما   | چند در سینہ توان داشت گزینہ       | دود آہ دل ما تیرہ کند چشم فلک  |
| داغ بر شعلہ کشد آتش غم سینہ ما | لیکہ بے بہرہ ز آسائش نیم برم      | نشہ امسال دہر بادہ دیرینہ ما   |
| درد بتان الم کی نفس آزادی نیست | روز شبینہ بود اندر شب آدینہ ما    | تیرہ نختیم بنوئے کہ صیقیل ہرگز |
| زنگ ظلمت نرود از رخ آئینہ ما   | با چنین مفلسی از کوئی ہمت ما      | سرمہ ست ہنوز این در گنجینہ ما  |
| پر کشادہ ہمت کہ بصدر مخفی      | بہ بود ز اطللس نشہ غرقہ لیشینہ ما | بقیہ ہر کس بہ اشعار جو مہ جبین |

|                                                                                           |                                                     |                                       |
|-------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------|---------------------------------------|
| الماں پوشش نے پڑھے اسد نے بقیرا ہو کر جواب دیا کہ شہنشاہ خوبی و غنیمت گلزار محبوبی ہم آٹھ | اگر دون مثال شعلہ جو الہ ہو گیا                     | ما و بچا فراق میں جو کبھی نالہ ہو گیا |
| بہر متھائے واسطے تڑپتے ہیں قلب پر ہجوم غم و ملال ہے تمھاری جدائی میں یہ حال ہے لطم        | ہینا بڑا بھی ہو تو وہ چھپا ہر وقت پر                | جام شراب ہو نہ کاتنجالہ ہو گیا        |
| اچھالے زبان کے قطرہ مے ہجر میں ہے                                                         | مکلا جو نہ سے کوئی سخن نالہ ہو گیا                  | طاہر ہی بات بات عاشق کی سوز دل        |
| بہر دل ضعیف عصا نالہ ہو گیا                                                               | لشیر کو سوز جسم سے چھو نکاشت ذوق                    | ہر گرد باد شعلہ جو الہ ہو گیا         |
| صحرا میں میری گرم رسی کا اثر ہے یہ                                                        | ایسا گھلا کہ مردہ صد سالہ ہو گیا                    | بہیجانتے نہیں مجھے احباب ہجر میں      |
| نکیہ پر دنکا آگ کا پیر کالہ ہو گیا                                                        | عاشق و معشوق نے اشاروں میں رازوں کے دونوں کی آنکھوں | سوز الم سے آگ کا پیر کالہ ہو گیا      |
| شعلہ بنا ہوا ہے سراپا جلال زار                                                            |                                                     |                                       |

اسنو جاری ترقی پر بقیرا اسد نے کہا کہ تو سن مجھے جلد پہلو تو سن نے کہا کہ شہر یار آپ کے ہا زور  
مکہ لعل شہد ان کا کہ ہے اسکے عکس سے سحر بھول جاؤ نگا گر ٹیرون گلیرے اور آپ کے دودن کے  
اعضا شکست ہو گئے یہ اگر اپنے مامون جان بدیع الزمان کو دیدیجئے اسد بقیرا تھے ہر غام  
اشا کے کرتا ہے تفس ہائے آہنی سے لاچین بھی منع کرتا ہے اسد انتہا کے مہوت ہو گئے  
معشوق و فادار کو قید میں دیکھا کہ بازو سے تھوکر بدیع کو دیا ہر خید ضرغام اشاروں میں  
منع کرتا ہے کہ حضور سرا سر دام فریب ہے غلام کا دل ناشکیب ہے آپ بجائیے اسد نے جواب  
بھی نہ دیا تو سن پر سواری کا تھی اس نے خوشی خوشی اپنے ادھر اسد کو سوار کیا بدیع الزمان  
دیگر دیکھ لے ہیں کہ ان مکانات میں تو سن جا کر غائب ہو انہیں معلوم اسد کو



کمان چھپا دیا تو گھبراہٹ ہو کر چند ساعت کے آگے کمان شہر بار اسد نامدار اپنے مامون جان کو بلاتے ہیں قید ہے کہ طلمس کشا کے عزیز بھی ساتھ ہوں تب قفس اتر بن بدیع الزمان نے طرف ضرغام کے دیکھا ضرغام نے کہا جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا بسم اللہ آپ بھی تشریف لیجیے یہ تو کھلا ہوا مکر ہے تو سن لے کمان ضرغام نکوناح کا خیال ہے میں جان بازی کر رہا ہوں میرا نام ہو میری بی بی اور دختر تو خیر خواہ کھلاتی ہیں انکو چھوڑ کر کمان جاؤں گا خود اسد نے فرمایا ہے کہ مامون جان کو لاؤ کہ مراد شاہ کے سپرد کیجیے میں کیا کروں گا میں کہ تو نہیں مانگتا بدیع الزمان بھی جوش محبت اسد سے دیوانے ہو گئے سیدھے سیاہی ضرغام کو جھڑک دیا کہ بازو پر سے کھو لکر مراد شاہ کے حوالے کیا تو سن نے بدیع الزمان کو بھی لپٹن پر سوار کیا سمجھ کر تاہوا خوشی خوشی لیگیا انھیں مکانوں میں جا کر غائب ہوا انہیں معلوم بدیع الزمان کو کمان جا کر چھپایا ابکی بہت ہی گھبراہٹ ہو آگیا کمان مراد شاہ تم بھی چلو ضرورت ہے کہ ایک رفیق بھی ہونا واجب و لازم ہے تم ایسا رفیق کون ہے اسد و بدیع نے فرمایا ہر مراد شاہ کو بلاؤ تمھارے ہاتھ سے ہتھکڑیاں بڑیاں کٹینگی اگر برے چند ساعت ضرغام کو دید و مراد شاہ نے اگر خوشی خوشی اپنے بازو سے کھولا ضرغام کو دیا مراد شاہ اس بات پر سنال ہیں کہ رفیق طلمس کشا قرار پا یا میرے ہاتھ سے معشوقہ شہر کی رہائی ہو سب میں نیک نام ہو جاؤں گا مراد شاہ کو بھی تو سن نے لیا ضرغام نے کہ ایسی کمر بین رکھا کف افسوس ملتا ہے جی میں کہتا ہے اے ضرغام کھلی ہوئی عیاری ہے گویا سفر شہر غلام شان در پیش ہے انتہا کا پس و پیش ہے جسکو نیچیا لیگیا واپس نہ لایا نیا فقرہ بنا کے لایا اب دیکھو کیا ہوتا ہے سب قید ہوئے دسے یہ بایں کر رہا ہے کہ تو سن گھبراہٹ ہو آگیا ضرغام چلو تمھیں بھی آقا بلانی ہیں تم تو خیر و اعظم ہو فرزند خواجہ محترم ہو تمھارے ہاتھ سے سب رہائی پائیں گے اسد بدیع و مراد شاہ انتظار کر رہے ہیں تمھارے پہنچتے ہی سب رہا ہونگے صرف تمھارے پہنچنے کی دیر سے ضرغام تو بخیر سوچ چکا ہے کہ یہ راسر مکر ہے دو قدم پیچھے ہٹا کمان تو سن تجھ ایسے ٹوٹے کے کمر میں وہی لوگ پھنستے میں ایسے فقر و نکو کب مانتا ہوں خیر شکر ہے کہ تو میرے پاس موجود ہی ہے ہرگز تجھے نہ دوں گا اب تو تو سن نے تمھارا کمان ضرغام میں اسد و بدیع مراد شاہ کو قید کر لیا اب تو میرے ہاتھ سے کمان جائیگا یہ کہے ضرغام پر سحر کیا ضرغام نے کہ چمکا یا



سحر باطل ہو گیا بہت سے توسن نے ایسے سحر کیے جب ضرغام کہ چمکا دیتا ہے سحر اسکا باطل ہو جاتا ہے  
 توسن جیران ہے کہ کیا کردن ضرغام کے سامنے ساری طراری بھرنا بھولا سمجھ زور بیان جلیں  
 توسن ایسا ساحر شب کو رکھنے لنگ اپنی زندگی سے تنگ جیران ہے کہ کیوں کر کہ کو ضرغام  
 سے لے نوں ضرغام اس فکر میں ہے کہ میں انکی گردن ناپوں اس بیچانے میرے آقا کو  
 پھنسا یا قیلہ کعبہ فرمائیں گے کیوں ضرغام اسد کو گرفتار کر دیا تم سے کچھ نہ ہو سکا یہ کیوں کر  
 سمجھاؤں گا کہ میری بات نہ مانی ہر چند سمجھایا آخر تقدیر کا لکھا پیش آیا لڑنے لڑنے توسن جب سحر سے عاجز  
 ہوا تلوار کھینچ کر جھپٹا ضرغام پر اور کیا ضرغام نے پیترہ بدل کر تلوار خالی دی جھپٹ کر چھاب بیہوشی  
 مارا توسن کے منہ پر پڑا توسن گر کر بیہوش ہوا ضرغام نے چاہا سر کاٹ لوں افلاک  
 اوج سحر حاکم برآمدہ سحر اپنے قصر میں رہتا ہے مگر بیان کی خبر و مبدلہ ملتی ہے یکا یک اسکو خبر  
 ملی بیرون نے آکر عرض کی تین کس برآمدہ پر قید ہوئے ہیں دو شخص صحرا میں لڑ رہے ہیں  
 افلاک گھرایا اٹھا چند خدمتگار ہمراہ لیے اسوقت بیہوش کا کہ ضرغام توسن کو بیہوش  
 کر چکا تھا چاہتا تھا کہ سر کاٹے افلاک نے توسن کو پہچانا عیار کو آداری خبردار یہ کیا کرتا ہے  
 ضرغام کا افلاک مع خدمتگاروں کے دوڑ پڑا چھار سمت سے گھر کر ضرغام کو پکڑ لیا  
 توسن کو ہوشیار کیا توسن تو آگاہ تھا اس نے اٹھتے ہی کر سے ضرغام کی آواز لے لیا  
 ضرغام کو تو سحر کے بالائے قصر پہنچایا اب افلاک اوج سحر نے حال پوچھا توسن نے تمام کیفیت  
 بیان کی کہ میں نے طلسم کشا وید ہج الزمان و مراد شاہ کو پھنسا یا اس عیار پر بسبب کہ کے  
 سحر تاثیر نہ کرتا تھا بے مثل تھے ہے افلاک مشتاق ہوا کہا اے توسن کہ تجھے دو توسن جلدی  
 گھوڑے پر سوار ہوا کہا اے افلاک یہ تھے نایاب میں نہ دون گامین اس کے واسطے لشکر میں طلسم کش  
 کے مطیع ہو کر رہا اتنا بڑا کام کیا طلسم کشا کو لا کر پھنسا یا اب تم اس کی نگہبانی کرو میں جا کے  
 افراسیاب کو خبر کرتا ہوں اسی کی وجہ سے طلسم کشا پر سحر تاثیر نہ کرتا تھا شانہرادی ہجرہ  
 پنجم نے عاشق ہو کر یہ کہ اسد کو دیا تھا یہ قصہ توسن نے بیان کیا اور گھوڑے کو برہایا  
 کہ نکل جاؤں افلاک اوج سحر بھی گھوڑے پر سوار ہوا کہا اے توسن ہرگز جانے نہ دون گا  
 اب ملحوظ خاطر ناظرین والا تمکین ہے کہ آگے آگے توسن بھاگا ہوا جا تا ہر نقاب میں افلاک اوج سحر



لکار تا ہوا کہ اویسیا کہ مجھے دیدے تو سن نے پلٹ کر جواب دیا کیوں قضا آئی ہے ایسا تحفہ نایاب  
مجھے دستیاب ہوا میں ہرگز تجھ کو نہ دوں گا یہ دونوں آپس میں لڑتے بھڑتے دہانے نکل گئے جب  
افلاک سحر کرتا ہے تو سن کہ دکھا کے باطل کر دیتا ہے افلاک کا بیچہ نہیں قابض ہوتا لیکن چند  
ساحر جو بھاگ کر خدمت میں ملکہ مصرخ کے پہنچے تھے انھوں نے حال بربادی لشکر جہاندار شاہ  
بیان کیا قید مرہ جبین کا نشان دیا ملکہ مصرخ فوراً سوار ہو بیٹھ ہر ایک کا یہی قصد ہے کہ جا کر اپنے  
مالک کو رہا کریں سرداران نامی مثل باغبان قدرت و سر محمود ہلال و خورشید و شکیل وغیرہ  
چالیس سرداران زبردست طاووسان ندرین بال پر سوار ہوئے سحر کر کے بلند ہوئے یہ تو خیر یا چلک  
سہ منزے پر قید ہیں ہر ایک ساحر یہی چاہتا ہے کہ ہم جا کر برآمدے کو پا مال کریں اپنے مالک کو  
چھوڑا یں اول ملکہ ہلال سحر افکن برآمدے پر آکر چمکی دیکھا اسد نامدار مرہ جبین  
عالی وقار ہدیہ الزمان گرد لشکر لاچین تیغزن وغیرہ سب نفس ہائے آہنی میں بند  
مثل ماہی بے آب پھڑک رہے ہیں ہلال سحر کر کے گری برآمدے میں آکر پھنسی اسکو بھی کسی نے  
نفس میں بند کر کے پھنسا دی طریقے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ لوگ بھی مخفی اس برآمدے میں موجود ہیں  
جو جا کر بیہوش ہوا اسکو نفس میں بند کیا چھت میں لٹکا دیا ملک جہاندار شاہ بھی ساری  
فوج لیکر سامنے برآمدے کے آکر ٹھہرا ہے ہلال آکر گری قید ہوئی جہاندار شاہ بھی قصد کر رہا  
ہے کہ میں بھی اپنے سحر کا امتحان کروں گوئے مارون قصر کو گردون اس جرات میں قصور  
نہ کروں ناگاہ صرا سے گرد آڑی جہاندار نے دیکھا ملکہ مصرخ مع فوج ہتھیار آکر پہنچی جہاندار  
نے بڑھکر استقبال کیا مصرخ سے سب حال بیان کیا کہ میرے قلعے کو اس قصر نے توڑا ہمارا  
محمور و محار پھنے ہیں زخمی ہو کر ہٹ گیا تھا اب لشکر مصرخ و جہاندار جا ہوا کھڑا ہے کہ  
مصرخ موئی کا کل کشا کر کر ٹکی جہاندار نے آواز دی اے مصرخ موکیا کرتی ہو ابھی ہلال سحر  
افکن انگشت ناہو چکی ہے مصرخ مونے لاکھوں ساحر کھڑے دیکھے جوش محبت طلسم کشا  
میں قصر پر آکر لرائی جیسے ہی قصر پر گری بیہوش ہو گئی گوشے سے چند رنگی نکلے نفس آہنی  
لیے ہوئے مصرخ موکو گرفتار کر کے بند کیا مصرخ و جہاندار حیران حیران دیکھ رہے ہیں  
کہ باغبان قدرت آسمان پر چمکا اسد کو نفس میں دیکھ کر بدو اس ہو گیا کی گنید سحر کر کے



مائے مکان کے روزوں سے باغبان پرانیٹیں برسیں جھلا کے تیغہ کھینچا قصر پر گرا کرتے ہی  
 بے ہوش ہو گیا زنگیوں نے انکی بھی گردن لی مہرخ دیکھ رہی ہیں کہ آسمان پر تانتا بندھا ہے  
 باغبان کڑک کر گرا خورشید زرین سحر کر چکا قصر پر گرا اور نعرہ ہوا منم شکیل سجد مل منم ملکہ  
 ماراں زمین کن منم ملکہ اسرار جادو مہرخ پیٹ رہی ہر ایک یار و میرے پاس آؤ صلاح کرے  
 کام کرو دیکھو کتنے سردار پھنس گئے مہرخ کو کوئی جواب بھی نہیں دیتا اسد مہر جبین کو دیکھا  
 اور جا پڑے ان ساحران مذکور نے بڑے بڑے سحر کیے ساٹھ ستر ہزار سردار اسی بلا زد کو رہن  
 پھنسے تانتا موقوف نہیں ہوتا قضاے کار مجلس و بران جو چلی تھیں سنس پر سوار آگے  
 مجلس نامدار مجلس نے جو اگر یہ قیامت دیکھی کہ برآمدہ سحر میں سو سردار قید ہیں جان لشکر روح رواں  
 لشکر باغبان و بہار و معمار و غیرہ یہ لوگ سب قید ہیں مجلس کا کلیجہ منہ کو آیا بران تو منع  
 کرتی ہوئی آتی ہیں کہ او مجلس ٹھہر جا بڑے بڑے ساحر پھنس چکے ہیں ہم سمجھ کے سحر کریں گے  
 کیا تو بہار و باغبان و مخمور سے زیادہ ہی مجلس نے پلٹ کر جواب دیا مادر مہربان ٹھہریے میں  
 ابھی سبکو چھڑائے لیتی ہوں مکان نگوڑا کیا رو کے گایہ لکے قصر پر چمکی سر جھبکا کر اس نور سے  
 گری دیوار و نگوڑا مکروں سے توڑتی ہوئی جس کمرے میں سب قید تھے اسکی چھت پر آکر ٹکرماری  
 چھت شق ہوئی مجلس کل نصف جسم چھت کے باہر نصف چھت کے اندر پھنس کر رہ گئی ٹانگیں نھرنے  
 لیکن مصیبت میں آواز ہی مادر مہربان میری ڈیان ٹوٹی جاتی ہیں بران نے جو مجلس کا  
 یہ حال پر ملال دیکھا کلیجہ پھٹ گیا یقین ہوا مجلس کل پھٹک کے دم نکلیے گا اختر مردارید جوڑے  
 سے نکلا خوب سحر اختر پر پڑھے سنس کو بڑھایا بران تو برآمدے پر جاتی ہیں اب حال اس مال  
 تو سن جادو کا سینے تو سن آگے بھاگا ہوا جاتا ہے افلاک اوج سحر تقاب میں جب افلاک سحر  
 کرتا تو سن اکہ چمکا کے سحر مٹا دیتا ہے افلاک انتا کا زبردست ہے گھوڑے سے کو در ہاتھ تلوار کا  
 مارا تو سن کا گھوڑا مارا گیا تو سن پیدل ہوا افلاک نے جیسے ہی ہاتھ مارا تو سن نے اٹھ چمکا دیا  
 افلاک کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا سحر بھولا ادھر سے تو سن نے خبردار ککے ہاتھ مارا  
 افلاک کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر بران نے جھپٹ کر لبدر کرد فر اختر مردارید یو مارا یہ برآمدہ سحر تو  
 افلاک کے متعلق تھا افلاک مرا قصر گرا ہلا ہوا بران نے اختر مارا تو دراب تقفس ہائے آہنی



سردار نامی کے چھوٹے چرخ مارتے ہوئے طرف زمین کے چلے مجلس نے بھی رہائی پائی مجلس  
 نے گرتے گرتے مہم جین کو رد کا قفس بھی شکست ہو گئے تھے ادھر سے مہرخ جس انداز  
 سحر کر کے بلند ہوئے ہزار دن لاکھوں ساحر دوڑ پڑے کسی نے باغبان کو رد کا کسی نے اسد کو گود میں  
 لیا کہ گچین جادو نے اپنے شوہر باغبان کو رد کا مگر جیسے ہی قفس پٹا پھلوے قفس سے ایک زنگی  
 مع ساتھ ہزار جادو گردن کے جھپٹ کر نکلا چاہا سردار دن کو مچھین لے نرہ کیا نم  
 قصور جادو وہ کئے سحر کیا اب سردار دن نے رہائی پائی باغبان دہہلا کے سحر چلے مہم جین  
 کو مجلس نے تخت پر پہنچا دی اول آرام وزیر زادی کے سپرد کیا آپ کو کنگ کر نگر زنگیان  
 آدم خواہم پڑا پڑی میمان کی بڑی تعریف ہو رہی ہے جہاندار کہہ رہا ہے بران کا سحر سب سے زیادہ ہے  
 بڑی کامل داکل ہے کس لطف سے اگر ہتھ مارا بیٹے بڑی بڑی سحر کئے قلعہ مسید اتباہ ہوا اس قصد میں  
 یہ بلائی بھری تھیں کس لطف سے نزع کیا اے بران کیا کنا اے نور نگاہ کو کب روشن ضمیمہ  
 دے آسمان سحر کی ماہ میر ہم تو تیرے قائل ہوئے بران بکو جھک جھک کے سلام کرتی ہے  
 بہار نے بڑھ کر قصور جادو پر گدستہ مارا قصور جادو کا بھائی خشت انداز بہار چلا پڑا بہار نے سحر کیا  
 بدھی نکال کر پھینک دی خشت انداز پھر دن سے سحر کوانے لگا خوش میں اپنا لگا کاٹ کے مر گیا  
 قصور جادو پر جہاندار شاہ جا پڑا جہاندار شاہ کو بڑی عزت ہے کہ ایک لڑکی نے برآمدہ گرایا  
 ہے کچھ نہ ہو کا قصور کو بڑھ کر ایک ملا پنجہ مارا سر اسکا اڑ گیا ساتھ والوں کو جھلا دیا  
 آوازیں آئیں کشی مرانام من خشت انداز جادو و قصور جادو بود بعد چند عرصہ کے میدان  
 صاف ہوا بران کو بیچ میں لے ہوئے تعریفیں ہو رہی ہیں لذت فہارے بجاتے ہوئے پلو آدھ تو سن  
 جادو افلاک اوج سحر کو مار کر بت خوش ہوا اتھارے کا اتفاق روز گامستر قرآن عالیوتار جستجو  
 شہنشاہ لاچین میں اسد سے وعدہ کر کے نکلے تھے پھرتے پھرتے ایک درہ کوہ میں اگر ٹھہرے  
 بڑے سور ہے نئے افلاک اوج سحر جو مرا لیمو پکڑیو کی جو صد بلند ہوئی سنگ باری برف باری  
 بھی ہوئی آواز آئی کشتی مرانام من افلاک اوج سحر بود مستر قرآن گھر کر آئے کہ کس نے کس کو مارا  
 جادو گر کی شکل بنکر دوڑے دیکھا ایک جوان تاجدار مرا ہوا بڑا ہے تو سن جادو تلوار کا  
 خون پاک کر رہا ہے مستر قرآن نے وہیں لکارا اونا ہنجا بد کردار تو کون ہے جو بہاری سرحد میں آکر



خونریزی کی یہ مقام گزرگاہ سامری و جمشید ہے خداوند میمان آتے ہیں یہ کہتے ہوئے قریب  
 تو سن آئے ہاتھ پکڑ لیا اس زور سے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا تو سن سمجھا کلائی ٹوٹ جائیگی کہا بھائی حال تو  
 سنو مہتر قرآن نے کہا تو تو تراق ہو اس کے پاس کیا مال تھا کس وجہ سے تو نے مارا یا کسی رنڈی کا  
 جھگڑا تھا یا سچ کہہ ورنہ مشکین باندھ کر سامنے افراسیاب کے لیچلو لگا تو سن گھبرا گیا گر گر کر کہا بھائی حال  
 تو سنو میں شہنشاہ تو سن قوت بازو افراسیاب ہوں تا حد درتو سن حصار بانیس  
 برس میں شہنشاہ لاچین کی حفاظت کی لاچین کا گھر بگاڑا افراسیاب کو بادشاہ کیا جب کہ  
 قید خانے سے شہنشاہ لاچین چھوٹا طلسم کشا نے رہا کیا میں لشکر کشی کر کے آیا مقابلاً پڑا و خرد زور  
 نے بغاوت کی آخرین بھی گرفتار ہوا ایسا مجبور و لاچار ہوا کہ اسد کی اطاعت کی لیکن فکر میں تھا کہ  
 کس تدبیر سے طلسم کشا کو ماروں لگا کے برآمدہ پھر پر لیگیا اسد کو بے یل و علیہ و مراد شاہ قید  
 کر آیا ضرغام فرزند عمر و جلازمکار نے فساد کیا یہ افلاک اوج سحر دلد و عہد برآمدہ ہو  
 تھا میں ضرغام کی کمر سے اگلیا کہ جیسے سحر تاثیر نہیں کرتا اسی سبب سے افلاک اوج سحر پر غالب آیا میں نے بیجا  
 کو بلو اب میں خدمت افراسیاب میں جاتا ہوں اسد کو پھنسا دیا جا کے افراسیاب کو لاوا  
 وہ سب کو قتل کرے لڑائی فتح ہو جب مہتر قرآن سب حال سن چکے کہا اے تو سن بڑا کام کیا لیکن  
 دیکھ ملازمان طلسم کشا آتے ہیں تو سن جادو نے منہ پیرا مہتر قرآن نے بغدہ مارا تو سن  
 کاسر اور گیا نعرہ ہوا وہ مارا نعرہ مہتر قرآن

|                        |                                                         |                         |
|------------------------|---------------------------------------------------------|-------------------------|
| سیرج السیرجون بادبھاری | جان سرہنگ درخیز گزاری                                   | بمیدان دزد در آتش فشانم |
| منم مہتر قرآن شیرازی   | تو سن جادو مرگرا صدائیں بلند ہو میں مہتر قرآن نے کمر سے |                         |

اسکی گلیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کستی مرا نام من تو سن جادو بود میمان ملک مصرخ و غیرہ پٹ سکر  
 بارگاہ میں آئی ہیں کہ محل سے ہلاکت مہیب آئین ملک مصرخ نے فرمایا دیکھو تو یہ کیسی آوازیں آتی ہیں  
 بران کا تو آج بڑا نام ہو رہا ہے چرند و پرند چلے تھے کہ مہتر قرآن اگر ہو بچے سو تو سن  
 دوسرا افلاک اوج سحر سامنے مصرخ کے ڈال دیا جہاندار شاہ کو بڑی جستجو تھی کہ ہمارا قلعہ سحر برآمدہ سحر  
 سے پامال ہوا بران کے اختر نے قلعہ کو توڑا اب جہاندار شاہ نے مہتر قرآن سے وقت قتل  
 افلاک اوج سحر پوچھا مہتر قرآن نے بیان کیا کہ تو سن نے افلاک کو مارا بسبب لکے کے غالب آیا



میں نے تو سن کو جا کر لاکھ بار واپس کے باندھ جائے تاہم و بادبان کو لٹکین ہوئی خواجہ عمر و  
 بھی تشریف لائے اب ملک جہاندار شاہ بھی تشریف لائے دربار آراستہ کیا گیا ملک معجبین سریر  
 جانانی پر سب نے راس پر عمر و کی آفرین کی خواجہ ہمیشہ سے کہتے تھے کہ تو سن مکار ہے  
 صدق دل سے مطیع نہیں ہوا اس سے کہا کر کے اُس نے کیا پھل پایا کس حسرت سے واصل جہنم ہوا  
 اسی میدان برآمدہ سحر میں لشکر فزوش ہے اروہ ہے کہ سمت کو ہفت رنگ کچ کریر  
 لڑتے بھڑتے تابہ دریائے نیل پہنچیں کہ شہنشاہ لاپین تے کہا اے لکڑہرخ میں بائیں  
 برس قید رہا سب تختہ جات قبضہ سے نکل گئے بہت سے سحر ایسے ہیں جو نازک تھے وہ بھی قبضہ  
 میں نہ رہے دو ہفتہ کی محکومت ملے جب تک ہم نہ آئیں لشکر اسی مقام پر رہے کوہ ہفت رنگ  
 پر معرکہ عظیم طرک کا خوب سمجھ کے چلنا چاہئے سب نے کہا مناسب ہے اس نے بھی قبول  
 کیا مشیروں نے صلاح دی جب تک شہنشاہ لاپین واپس آئیں حضور مصروف شکار ہوں  
 اسد نامہ اسٹار امیر زادوں و بارہ ہزار قزاقوں کے و صندلان صندلی پوش بلیع الزمان  
 گرد لشکر شکن برائے شکار جاتے ہیں شہنشاہ لاپین کی و تہاد اسطے تیار کرنے سحر کے سمت  
 باغ نیزنگ روانہ ہو گئے ایک یہ بھی مراد ہے کہ برآمدہ سحر فتح ہوا طلوع جلاد قبضے میں آیا یہاں بھی  
 پتہ ملک بلقیس ثانی کا نہ لگایا بھی شہنشاہ لاپین کی مراد ہے کہ جا بجا ملک کی تلاش کروں بہر نوع دو  
 ہفتے کی محکومت لے کر شہنشاہ لاپین سمت باغ نیزنگ گئے اسد غازی برائے شکار  
 روانہ ہوئے حال انکے وقت پر تحریر ہونگے

دو کلمہ داستان شوکت بیان افراسیاب جادو آمد حیرت بمقابلہ مہرخ نامدار و آمد حیات جادو  
 پدر حیرت عجائب و غرائب حیرت کا سحر کرنا و پر کل لشکر کے و عیاری عمر و بارگاہ  
 افراسیاب میں و حیران ہونا حیات کا عجب داستان و عیاری نئے طور پر واقع  
 ہوگی ناظرین بہت پسند فرمائیں گے تا با اختتام حیات عجب داستان خیرت  
 بیان ہے ساتی نامہ مصنف

|                         |                          |                            |
|-------------------------|--------------------------|----------------------------|
| ساتی نے عیش سے پھکادی   | گمراہ ہوں راستہ بتا دے   | کچھ ذکر حیات کا ہو محترمہ  |
| اضحیٰ نیزنگ کے ہو تقریر | مہرخ پر بھی دقت تنگ ہوگا | خواجہ سے بھی مقصد جنگ ہوگا |



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                      |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                           |
|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>             لکھنا ہے عمر کی کار سازی<br/>             دشمن پر ہون نشے میں غالب<br/>             حیرت کے پردے جنگ ہوگی<br/>             جھنڈا مرے نام کا گرے گا<br/>             ساقی احسان بھی رہے گا<br/>             خواجہ کاکال بھی عیان ہو غزل<br/>             ترے جل کو بے پردہ جس سے دیکھیں<br/>             وہ کچھ سوال کرے تو جواب دیتا جا<br/>             بتا جانی عاشق کدھر گئی اس عشق<br/>             کچھ اور دل ہوں اگر دستیاب دیتا جا<br/>             ٹھکانے قہر سے کتنی ہے اسکی چین چین<br/>             اسے بھی آنکھ کے ساتھ انقلاب دیتا جا<br/>             شب فریق یہ کہتا ہوں جو شاکہ غنیمت<br/>             عدد سے ملے ہیں بچ و تاب دیتا جا<br/>             معاف داغ تنہا سے رکھ عوف دیکھ<br/>             نشان اپنا کچھ اے آفتاب دیتا جا<br/>             زہر وچ تو سبب گریز کج کر قاتل<br/>             تھا کچھ اچھا الٹ کر نقاب دیتا جا<br/>             بٹھکے سامنے بدلا رکھا لیکن کون<br/>             جلال شیخ کو انکا ثواب دیتا جا           </p> | <p>             کچھ کر ہے کچھ زبان درازی<br/>             لکھنا ہے یہ داستان نیزنگ<br/>             فوج مہر خ بتنگ ہوگی<br/>             ظاہر ہے قہر کی خوش بیانی<br/>             دریا کین نون کا بے گا<br/>             کب آئیگا کوئی مجھ تک جواب دیتا جا<br/>             وہ آنکھ تو نہیں او بے حجاب دیتا جا<br/>             پکار کیکے مرے جان شار چلتے ہیں<br/>             مٹے ہوؤ کو نشان مشاب دیتا جا<br/>             نعل میں رہ کے جو ہے تجھ سے بچر ایدل<br/>             ملا ہو لطف تو داد عتاب دیتا جا<br/>             لئے ہیں کتنے دل ایک ایک پر تو<br/>             صد تو چونک کے اوست خود دیتا جا<br/>             نگر عزیز تو برباد بھی نکراے یہ خرچ<br/>             یہ روگ لیکے دکوئی عذاب دیتا جا<br/>             رقیب بوسہ لب لیچکے ادھر بھی کوئی<br/>             لگی بھامری خجھر کو آب دیتا جا<br/>             مرا ہو حیر کے جب شکوئے نہ کا وصل<br/>             بنائیتوئے فرے اے عتاب دیتا جا           </p> | <p>             ساقی می جنگ کا ہوں طالب<br/>             عیاری و کمر لطف کی جنگ<br/>             پھر فوج میں تھکے پڑے گا<br/>             لکھنا ہوں یہ لطف کی کہانی<br/>             اک سحر کی داستان بیان ہو<br/>             تسلیاں بھی تو اے اضطراب دیتا جا<br/>             رہے جو یار کی تصویر سامنے اے دل<br/>             کوئی تو ہکو نمودی خطاب دیتا جا<br/>             پکار میں اسکی ادائیں میں دل جو دیکھ چلا<br/>             ٹھو کے اسکو دم اضطراب دیتا جا<br/>             پھر یہ نگاہ تری مجھے دل مرا مجھے<br/>             نعل میں بیٹھ کے انکا حساب دیتا جا<br/>             یو میں یہ رشتہ الفت خدا کر رکھ جا<br/>             مجھی کو تو مری مٹی خراب دیتا جا<br/>             امان لیکے شب تار پھر گم ہو کر<br/>             بچی کچی میں ساقی شراب دیتا جا<br/>             جوت ہر کعبہ میں رو پوش تو وہی میں<br/>             بگڑ گڑ کے جو تو بھی جواب دیتا جا<br/>             کے ہیں تو نے جو عشق تباہی نیکل<br/>             محران جادو تقریر کا تہان افسون دلہن پر اس داستان شکوت           </p> |
|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

بیان حیات جادو کو ہند شد و مد ہوں تحریر فرماتے ہیں شعر نگارندہ داستان عجیب  
 رقم کرتے ہیں یہ بیان غریب : افراسیاب جادو معرکہ ماہیان زمر و پوش سے جو داپس ہو کر  
 باغ سیب میں آیا حیرت بھی زخمی ہو پئی آفتاب چار دست بقرار ہو کر قہر ز جلدی سے آئی افراسیاب



نے تمام کیفیت قتل باہیان زمرہ پوش بیان کی کہا آج رکن طلم ہوش راگ گیا اس تردد میں عجیب  
 آفات سمجھا رہی ہے کہ تیری اسے افراسیاب میں حفاظت کر دنگی طلم کتا کو فوج دستیاب ہوگی  
 سب ٹرپ ٹرپ کے مرنگے تقابدار سیاہ پوش کو بلو امین بھی اس کے ساتھ لڑو دنگی مسلمانوں کو  
 قتل کر دنگی تقابدار سیاہ پوش وہ شخص ہے کہ جس کے ساتھ چالیںس تپے روئیں تن ہین جن پر حربہ  
 محروغہ تاثیر نہیں کرتا میں بھی میدانیں لڑو دنگی کس قدر افراسیاب کو تسکین ہوئی کہ طائران سحر  
 اگر بچنے فرج قلعہ جلا د جادو و فتح برآوردہ سحر و شراکت ملک جہاندار شاہ بیان کی عرض کی  
 اس سب کا قصد ہے کہ طرف کو ہفت رنگ کے جائیں از تو سن حصار تیار آمدہ سحر  
 شکر طلم کتا فروکش ہے بارہ میل تک لشکر ہی لشکر ہے اب گاؤں میں بارہین سنبھال سکتی  
 تو سن نے بڑی خبر خواہی کی قضا نے دامن دچھوڑا یہ سنتے ہی افراسیاب گھبرا یا اور شیران  
 سلطنت و وزیران بہت و کاہنان طلم کو خبر ہوئی افراسیاب نے کہا یار کوئی حکم لگاؤ  
 چالیس بھومیوں نے بطور ستارہ شناسی حکم لگایا کہ اسے شہنشاہ قریب قصر حمیدی  
 ایک قلعہ سیاہ ہے اسکے دامن میں ساٹھ ہزار ساحروں سے ایک ساحر فروکش ہے خندق میں  
 لگ روشتی ہے اگر شہنشاہ بذات خود اس قلعہ کو فتح کر نیے ایسا کوئی تحفہ نایاب نکلیگا کہ طلم  
 نور افشان کی تباہی و سامان قتل کو کب ضرور ہوگا مسلمانوں پر بھی بڑی بڑی بلائیں نازل ہونگی یہ  
 شکر افراسیاب نے کہا جب میں اس قلعہ کا قصد کروں گا تو کب پہنچے دنگے گاؤں سردار اسے مدد  
 کو کب پہنچے گیو نہ کر فتح کر سکو لگا عرصہ دراز تک اس مقدمہ میں صلاح رہی افراسیاب  
 جادو نے کچھ کان میں آفات کے کہا آفات چار دست نے افراسیاب جادو کو  
 گلے سے لگایا کہا اے نور نظر تو برائے سلطنت طلم ہوش رہا ہے و ہوش رہا تیری حکومت  
 کے واسطے تو نے کیا بات تجریز کی ہے حقیقت میں اس طور سے قلعہ ضرور فتح ہوگا افراسیاب  
 جادو نے قصد مصمم کیا کہ میں طرف طلم نور افشان کے ضرور جاؤں گا ملک حیرت کو حکم ہوا کہ  
 تم جا کر مقابلہ مسلمان میں اترو آتش بار بیا بان نشین جادو کو چودہ لاکھ فوج سے برائے  
 مقابلہ شہنشاہ لاچین و اسد طرف دریاے ہفت رنگ کے روانہ کیا اور  
 حیرت جادو با فوج گران مقابلہ لاچین و غیرہ میں فروکش ہوئی بڑے کدو فر سے



لشکر حیرت کا اتر ملک مہرخ وغیرہ نے آپس میں صلاح کی کہ اب حیرت جادو طرف دریائے  
 ہفت رنگ کے جانے نہ دیگی باغبان قدرت نے کہا اقبال طلمس کشا سے لڑتے بھڑتے  
 جاتے ہیں آپ غلام کو حکم دین میں اٹالا بارگاہ کالیکر بڑھوں جو رو کے گا اُس کو جو اب  
 دو نکال ملک مہرخ نے قصد کیا کہ باغبان کو روانہ کرین یہاں حیرت تخت پر بیٹھی تھی کہ  
 ہر کاروں نے خبر دی آپ کے والد نامہ ارحیات جادو پہلوشین سامری مع چار  
 لاکھ فوج کے حالات انقلاب ہوشربا سنکر شریف لاتے ہیں کل بیان پہونچ جائیں گے  
 یہ سنکر حیرت تے تیاری استقبال کی کی فوراً نامہ افراسیاب کو لکھا افراسیاب نے  
 جواب تحریر کیا کہ اے حیرت اپنے باپ کو مقابلہ کرنے دینا مبدولت کسی کا احسان نہیں جانتے  
 حیرت کو بہت ناگوار ہو، وزیر زادیوں کو ساتھ لے کر براے استقبال چلی رات ہی حکم دیا تھا  
 کہ بازارین ہمارے لشکر سے تابہ لشکر والد نامہ ارحیات آراستہ بہمن فوجیں آراستہ بہمن  
 حیرت جادو جا کر خدمت میں حیات کی پوہنچ حیات بارگاہ میں بیٹھا تھا بیٹی کی خبر سنکر  
 نکل آیا حیرت نے سلام کیا حیات نے گلے لگایا تمام حالات طلمس ہوشربا حیرت  
 نے بیان کئے یہ بھی ذکر کیا کہ بواہر ہمارے دشمن ہو گئیں لیکن اب باباجان آپ اس  
 مقدمے میں دخل نہ دیجئے افراسیاب معزور ہے اس کے عذر نے تمام ممالک ہا  
 کرا لے طلمس کشا کا زور بڑھتا جاتا ہے شہنشاہ کی آنکھ نہیں کھلتی آپ کو کیا مطلب ہے حضور  
 چلکر ایک شب یا دو شب دعوت نوش فرمائیں طرف طلمس حیات کے پلٹ جائیں حیات جادو  
 کو بہت غصہ آیا کہا اے نور نظر میں تیری خاطر سے آیا ورنہ مجھے کیا عنرصن بھی کہ میں اپنے  
 کو آفت میں ڈالوں لونڈی غلاموں کی کیا حقیقت ہے ایک سحر میں سب کو دیوانہ کر کے  
 ماروں انکی کیا لیاقت ہے کہ جو مجھ سے مقابلہ کر سکیں خاص اسی واسطے آیا تھا کہ عملداری تیری  
 قائم کروں حیرت نے کہا آپ کچھ دخل نہ دیجئے یہ کئے حیات کو تخت پر سوار کیا باغرا  
 واکرام لے کر چلی قضاے کاریہ خبر ہر کاروں نے ملک مہرخ کو پوہنچائی قریب لشکر مہرخ  
 ایک ور یا ہے خواجہ نے ارشاد فرمایا ہمارے واسطے سائبان زر بفتی آراستہ بہمن ہوت  
 آمد لشکر حیات شکار ماہی میں مصروف بہمن کل سہرا آراستہ و پیراستہ ہو کر ہمارے قریب ہوں



رات کو یہ سب سامان ہو گیا سا جان زرقعتی کئی سو گز کا کچھ گیا سایہ میں اس کے تحت بچھا  
اس تحت پر خواجہ تاج پنکر جلوه فرما ہوئے گرد تمام افسران نامی و ساحران گرامی  
دست بستہ حاضرین خواجہ نے ڈور پھینکی ہے پھیلون کا شکار ہو رہا ہے کہ آمد آمد لشکر حیات  
جادو شروع ہوئی اس دریا کا پل نہایت وسیع ہے اس پر سے ملازمان حیات گزرے حیات  
جادو تحت زمین پر سوار پہلو میں حیرت گلقدار گرد صد ہا تاجدار حیات نے سر اٹھا کر دیکھا  
ایک شخص دہلا پتلانا بیتا تاج یا قوت نگار سر پر بیکر و نخوت بیٹھا ہوا شکار ماہی میں مصروف ہے  
حیات نے گہرا کر پوچھا کیوں حیرت یہ کون شخص ہے مابدولت کے سامنے تلج پہنے بیٹھا  
ہے براے استقبال بنین اٹھنا کیا نام سے مابدولت کے آگاہ بنین ہے حیرت نے کہا  
حضور ان مقدسات میں دخل نہ دین یہ وہ شخص ہے جس نے تمام طلم ہوشربا کو برباد کیا سرزمین  
جادوگران و ویش تراشندہ کافران اپنا نام رکھا ہے حقیقت میں ایسا ہی ہے حیات جادو  
نے کہا بیٹا نام تو بتاؤ دیا میں ہمارا کون ہمسر ہے سوائے افراسیاب کے ہمارے سامنے  
کون تلج پہن سکتا ہے وہ بھی میرا پاس کرتا ہے ہمیشہ کلاہ زرین پنکر سامنے آیا سامری  
نے حکم دیا کہ حیات ہمارا مصاحب قدیم ہے اسکو تاجدار کل اقلیم کیا یہ بڑی ہی بے ادبی ہے  
حیرت نے گہرا کر کہا حضور یہ عمر و عیار ہے آپ کی آمد شکر شوکت دکھائے ہاں کل ساحر ملازم  
ہمارے خدمت میں موجود ہیں وہ دیکھئے سامنے بی بہار موجود ہیں کس رانی کر رہی ہیں اسکی  
ملازمت اپنا شرف جانتی ہیں کام اس نے ایسے ہی ایسے کئے ہیں جس انداز شاہ کو ابھی ابھی  
پکڑ لیا وہ بادشاہ اقلیم بھی مثل چاکران کمترین حاضر ہے ایک اس شخص کا مقابل نہوا ملک مہرخ  
وغیرہ کچھ نہ کر سکیں ہم سب سے آکر لمبا میں حیات نے کہا بیٹا یہ کتنی بڑی بات ہے میں  
اس کو قتل کرتا ہوں میرے مرتبے میں فرق آتا ہے کہ بیجا تاج پنکر سامنے بیٹھا ہے سرزمین  
حضور ہے حیرت جادو ہاں ہاں کرتی ہے حیات نے کچھ جواب نہ دیا اسکے دوہرے ملار  
ہیں نہنگ شعلہ تن پلنگ صفت شکر بلنگ تو انتظام میں لشکر کے ہے نہنگ نے پاے تخت  
پر ہاتھ رکھا ہے دریائے سحر میں غوطہ مارے ہوئے اگر مٹا ہوا چلا آتا ہے حیات  
جادو نے کہا اے نہنگ شعلہ تن وہ سامنے کنارے دریا کے چو تاج پہنے بیٹھا ہے



اسکو اٹھالا لیکن اتنا خیال رکھنا کہ ہزار دن جادوگر موجود ہیں تم پر سحر کرین گے اپنے کو بچانا  
 یہ کیفیت اٹھالانا یہ سننے ہی نہنگ شعلہ تن آتشو گرم مزاج مصاحب حیات بھرک کے  
 بلند ہوا برق بکر چمکا اس زور سے اگر گرا کہ سب کی یلکین جھپکین عمرو کی کرین بنجہ دیا تجھیل  
 لے اڑا عرصہ دراز تک محفل میں اندھیرا رہا جب روشنی ہوئی تب دیکھا خواجہ کو کوئی اٹھا لیگ  
 سردار دن نے قصد کیا کہ جاڑین کہ برق و تران و ڈرے کہا ہم ابھی خبر لاتے ہیں آپ  
 لوگ قصد نہ کریں ورنہ بڑا کشت و خون ہوگا نہنگ شعلہ تن خواجہ کو اسی طرح لے ہوئے  
 سامنے حیات کے آیا کیا حضور یہ مکار حاضر ہے عمرو و بیوش ہو گیا حیات جادو نے کہا  
 اے نہنگ اپنے بھائی پلنگ کو بلاؤ اسکو جنگل میں لیجا کر قتل کر ڈالے یہ ذکر تھا کہ ہٹو ہٹو کی صداب بلند  
 ہوئی سب نے دیکھا پلنگ صف شکن جادوگر دن کو ہٹاتا ہوا قریب تخت حیات آیا کہ  
 حضور اس ساربان زادے کو مجھے دیجئے چیر بھاڑ کر کھا جاؤں پلنگ میرا نام ہر صف  
 شکنی میرا کام ہے یہ مکر نہنگ کے ہاتھ سے عمرو کو لیا مشکین باز حکمر کا ندھے پر  
 ڈالا ایک پرچہ جیب سے نکال کر حیات کو دیا کہ حضور نئی فوج جو نوکر رکھی ہے ان سب کے نام  
 یہیں تحریر ہیں پڑھ کر تم خواہ لکھ دیجئے گاہ کہ پرچہ ہاتھ میں حیات کے دیا پلنگ اسی طرح  
 جست و خیز کرتا ہوا چلا گیا حیات نے کہا لو حیرت اب خوش ہوئیں یہی بڑا مکار و عیار  
 تھا پلنگ صف شکن آدم خوار ہے چیر بھاڑ کر کھا جائیگا بقول تمہارے اب تمہارے  
 نوٹدی غلام سب چلے آئیے لڑائی موقوف ہو جائیگی حیرت کچھ جواب نہیں دیتی خاموش  
 ہے دل سے کہتی ہے یہ کیا معرکہ ہوا عمرو قتل ہو گیا پلنگ کھا جائیگا موت اسکی آگئی تھی عقل  
 میں فتور آیا بابا جان کے سامنے تاج پہنکر بیٹھا آخر مارا گیا حیات جادو باتیں کرتا ہوا اس بار  
 کے بارگاہ میں اتر ابرق بھی جادوگر بنا ہوا آیا ہے کہ دیکھو استاد پر کیا گزری جب حیات  
 تخت پر بیٹھا تو حیرت نے کہا حضور وہ کاغذ تو پڑھئے کہ جو پلنگ دے گیا تھا حیات  
 نے جو اس پرچے کو پڑھا اس میں لکھا ہے منم صاحب بقدرہ گران نظر کردہ بزرگان اد حیات  
 تیری موت آئی ہے استاد کو گرفتار کیا تیری آنکھوں میں خاک ڈال کے لے گئے تمہارے  
 سردار پلنگ کو بیوش کر کے ظان چاہ میں دکھادیا ہے اس کو بلو اے ورنہ جانیگا خبردار



صبح ہوتے یہاں سے چلے جانا دل میں آیا تھا کہ ایک بفسہ بھی مازوں کے سر تھا لگو کھاتا پھرے  
 لیکن حیرت کا پاس کیا کہ شیم ہو جائیگی روئی کڑا دنیا پر کیا حیات جادو مل گیا کہا حیرت  
 تم نے سنا مہتر قرآن تھا پلنگ بجے عمر کو لیکیا اور مابدولت پر تاکید کرتا ہے کہ چلے جاؤ  
 اب میں سب کو قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا حیرت خوشامدین کر رہی ہے کہ ابا جان یہ  
 عیار بڑے بلا کے ہیں شہنشاہ پر عیاری کرتے ہیں اور مرشد زادے کو دیوانہ کر دیا اب اذکا  
 چہ بھی نہیں ملتا ہے کہ کس قریہ میں تشریف رکھتے ہیں وہاں کے ساحرون نے بڑا اعزاز  
 دیا کہ ام کیا پھر انکو تخت پر سوار کر لیا اب فوج لیکر آنے کو میں حیات جادو نے کہا اے  
 نور نظر کیا میں عمر و سے ڈر گیا کل صبح کو تماشا دیکھنا سب سردار اگر اگر فریاد نکرین اور عمر و  
 قدموں پر گر کر خطانہ معاف کرائے تو مابدولت کو مصاحب سامری نہ کہنا یہ تمہارے ساحرون  
 کو حکم دیا کہ فلاں چاہہ پر جاؤ پلنگ وہاں لٹکا ہوا ہے اٹھالو برق نے جو یہ حال سنا تڑپ کر  
 بھاگا پہلے اس چاہہ پر آیا دیکھا ٹانگ میں رسی بندھی ہوئی پلنگ لٹکا ہوا اسکو تو خوب ہیوشش  
 کر کے درہ کوہ میں ڈال دیا آپ اسکی شکل بنکر تیار ہوا پائون میں اپنے رسی باندھ کر چاہہ میں لٹک  
 رہا ساحران حیات اگر پہونچے اپنا افسر جان کر نکالا میان پیختے ہوئے بیدار ہوئے کہا  
 صاحبو میں نے کیا کیا جو میری ٹانگ میں رسی باندھ کر کنوئیں میں لٹکا دیا ساحرون نے کہا  
 اے افسر نامدار عیاران اسلام مہتر قرآن عالی مقام تم کو لٹکا گیا کہ برق بہت پلنگ دتا بیٹا ہوا بارگاہ  
 حیات میں آیا حیرت تو اپنی بارگاہ میں چلی آئی حیات جادو بیٹھے ہیں کہ پلنگ  
 اگر پہونچا دوڑ کر قدموں سے حیات کے پٹ گیا کہا اے شاہنشاہ غضب کی بات ہے  
 عیار مجھکو لٹکا کے چلا گیا بڑی خیر ہوئی کوئی شیر بھڑایا کھا جاتا اے شاہنشاہ مقام  
 خوف ہے انتظام کرنا واجب و لازم ہے غلام اپنی غفلت پر نادوم ہے اب میں کیو بارگاہ  
 میں نہیں آنے دوں گا شراب وغیرہ میرے ہاتھ سے بیچے خاصے کا بھی انتظام میں ہی کرونگا  
 اب سرکار مطمئن رہیں کیا مجال عیاری کہ عیاری کر کے یا غیر کوئی حضور کی بارگاہ میں آئے  
 یہ نیکے میان برق میںخانے میں گئے شراب کو خراب کیا کہ روشن چوکی کی صدکان  
 میں آئی برق نے پوچھا یہ روشن چوکی کیسی بجتی ہے ملازمن نے عرض کیا حیرت نے خوان



کھانے کے بھیجے ہیں برق مچانے سے تڑپ کے نکل آیا چوہدار سے کہا خوان ٹھہراؤ ہم اپنے آقا کے  
 دربار میں اس طرح نہ جانے دینگے ابھی ہم بلا میں بھینس چکے ہیں ہماری ٹھہر سے کھانا جائے ہمارے شہنشاہ  
 پر کوئی زوال نہ آئے چوہدار نے خوان کھانے کے رکھا وہ یہ برق نے سب کھانے کھول  
 کھول کے دیکھے سب میں بیہوشی ملائی خوانوں پر اپنی مہر کی ساتھ لیکر دربار حیات میں آیا  
 عرض کی اسے شاہنشاہ خاصہ نوش فرمائیے غلام نے انتظام کر لیا حیات نے دیکھا  
 پلنگ صف شکن مثل خدمت گاروں کے کام کر رہا ہے حیات جادو نے کہا اے پلنگ  
 تم آفسہ اعلیٰ ہو یہ کام خدمت گاروں کا ہے خدمت گاروں کو بلاو پلنگ نقلی نے دست بستہ  
 عرض کی حضور ہم وزیر مصاحب جان کی حفاظت کے طالب ہیں یہ وہ مقام ہے مثل خدمت گاروں  
 کے جو تے لئے آپ کی پشت پر کھڑے رہیں یہ وقت مصاحبت نہیں ہے حضور دخل نہ  
 دیں خاصہ نوش فرمائیں حیات جادو پلنگ کی تعریفیں کر رہا ہے پلنگ کھڑے  
 ہوئے مثل رہے ہیں مصاحب جلدی میں کھانا کھائے لگے حیات جادو بلائے روزگار  
 ہے جیسے ہی اس نے قاب میں ہاتھ ڈالا تڑا تھا ہوا قاب ٹوٹ گئی بازو پر سے پتلے نے  
 آواز دی اس میں بیہوشی تھی حیات جادو نے ہاتھ کھینچ کر کہا اے پلنگ یہ کیا ہوا بیہوشی  
 کئے ملائی تنگ برابر کھڑا ہوا تھا برق نے خبر مارا تنگ لڑکھڑاسے گریڑا برق نے نعرہ کیا  
 کہ حیات ہم نے بیہوشی ملائی منہ مہتر برق فزنگی شاگرد مست مستان تو نے  
 اب بھڑکے چھٹے کو چھیڑ دیا عیاروں سے بھڑپڑائیش زنی کی اب کیا تم کو زندہ جانے دینگے  
 اے حیات جادو بھگوتیری موت لیکر آئی ہے حیات جادو غصے میں اٹھا برق  
 تنگ کو مار کر نعرے کرتا ہوا اندھیرے میں نکل گیا حیرت دوری گئی اُس نے دیکھا لاشہ تنگ  
 پڑا ہوا ہے چلتے چلتے برق کئی جادو گردن کو مار گیا حیات جھلارہا ہے حیرت قدموں سے  
 پیٹ گئی کہ بابا جان واسطہ سامری کا آپ چلے جائیے دیکھئے عیاروں نے تار باندھ دیا حیات جادو  
 نے کہا اب خانو تنگ جمع ہو چکی ہے وہاں پلنگ جو درہ کوہ میں پڑا تھا اس کو گسیاروں  
 نے ہوشیار کیا روٹا پٹیاں شکر میں چلا حیات جادو تو بارگاہ میں گہڑا رہا ہے ساحروں نے  
 دور سے دیکھا کہ پلنگ آیا ہے آپس میں اشارے ہوئے کہ دیکھو عیاروں کو



کیا کیجے ہے ابھی تنگ کو مار گیا اور پھر اسے شہر ہو جاوے کو تو ال لشکر ہے سب  
 میں بڑا افسر ہے سب سے کہا چپ رہو اب ہم دھوکا نہ کھائیں گے خوب سمجھ چکے خوب جوتیان اینٹ  
 ایک نے کہا سر کاٹ لینے ایک نے کہا ہمارا افسر تنگ مار گیا ہم ناک کاٹ لین گے کان  
 ہون پاجی کو پھر کبھی ایسی حرکت نہ کر سکے ایک نے کہا دیکھو بچا کیسے اکڑے ہوئے چلے  
 آتے ہیں ایک نے کہا ہکو بالکل گدھا بنایا ہے دن دہارے عیاری کرنے آیا ہے کو تو ال  
 صاحب نے کہا دیکھو اب کیا کتا ہے باتیں تو اسکی سنو پلنگ نے جو اپنے ساتھ والون کو  
 دیکھا پکار کر آواز دی واہ بھائیو خوب ہماری خبر لی بیچارے گھسیارون نے گرفتاری سے  
 رہا کیا کندون میں بندھے پڑے تھے بڑی شکل سے لشکر میں پہنچے سامری نے  
 ہماری جان بچائی کو تو ال نے کہا آئیے شریف لائیے آؤ تو ہم دھونڈتے تھے پلنگ  
 دوڑا کہ کو تو ال صاحب سے بغلیہ ہوں جیسے ہی پلنگ قریب آیا کو تو ال صاحب نے پٹے  
 کپڑے کے ایک ٹاپچہ مارا مثل چوٹیوں کے سب سا حرجٹ کے کوئی کتا ہے کہ مرو ہے  
 کیوں بے ساربان زادے تو نے کھل مقرر کیا ہے ہکو اندھا بنایا ایک کتا ہے وہی برق  
 فرنگی ہے ایک نے کہا میں پہچان گیا مہتر قران ہے لات جوتی پڑنے لگی پلنگ ڈھائی تپا  
 ہے اڑے یارو عیادون کے ہاتھ سے بچا تو تم مارے ڈالتے ہو پھر جو ہوا حیات دربار  
 سے نکل آیا دیکھا پلنگ کو مار پڑتی ہے اس نے جو حیات کو دیکھا پکارا شنشاہ بنے  
 بجائیے حیات جادو نے کہا مارو جوتیان میرے افسر کو مار کر چا گیا یارو بڑا کام کیا جو ایسے  
 عیاد کو گرفتار کر لیا عرض کی حضور اب پھر آیا ہے اب نیا فقرہ بنا کے لایا ہے ہم سب شکایت  
 کرتا ہے کہ ہماری خبر نہ لی حیرت بھی منع کرتی ہے بھڑ جاوے ذرا گرم پانی لا کر منعم  
 موصلا حال کھل جائیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک لکڑی برہمت رنگ نمایان ہوا افراسیاب جادو  
 خبر آمد حیات سنکر آیا ہے دیکھا تو لشکر میں ہنگامہ ہے ایک بڑا افسر پڑ رہا ہے  
 افراسیاب جادو نے پکار کر کہا یہ کیا معرکہ ہے کو تو ال نے پکار کر آواز دی حضور  
 یہ برق فرنگی عیاد ہے ہمارے افسر کو مار گیا بڑا مکار ہے اب ہم کو مارنے آیا ہے  
 ہم کیا نادان تھے گرفتار کر لیا اب اسکو مار ڈالیں گے افراسیاب نے اگر سب کو ڈھایا



پلنگ حضور مکر قد مون سے لپٹ گیا جین مار کر رونے لگا جب تو افراسیاب  
 جادو نے سب کو بٹایا پلنگ کے منہ پر ہاتھ پیرا کہا یاد تھا ارا افر ہے تاح اس کو  
 مارا یہ معرکہ کیا ہوا کو تو ال نے سب کیفیت جان کی کما حضور شب بھر میں قیامت برپا ہو گئی  
 عیار دن نے تار باندھ دیا افراسیاب بہت ہنساحیات جادو کو اگر سلام کیا  
 کہا بابا جان آپ کیوں ان کانٹوں میں او لچھے ہیں آپ اپنے ملک کو تشریف لیجائیے  
 سواے میرے کوئی نہیں اٹھا سکتا حیات جادو نے کہا تو ہی نے ان عیاروں کو  
 منہ لگایا میان بی بی دونوں ڈرتے ہیں عیاروں کی بڑی تعریف کرتے ہیں میسر ہی ٹی  
 کو برابر صدے پہنچ رہے ہیں اب ملک کو صحت کر کے جاؤں گا افراسیاب نے  
 لاکر حیات جادو کو تخت پر بٹھایا بہ منت کہا آپ مہربانی فرمائیے میں تدبیر قتل مسلمانان  
 کر چکا ہوں آپ کی خبر شکریہ بڑے قد مبوسی حاضر ہوا ورنہ اب تک جا کر طلسم نور افشان فتح  
 کر چکا ہوتا حیات جادو نے کہا میں انکا خاتمہ کر لوں طلسم نور افشان بھی فتح کر لوں گا  
 کو کب بیچارہ کیا ہے میرے سامنے چھو کر ہے افراسیاب نے ہر چند کہا مگر حیات جادو  
 نے وہ غزور کی باتیں کیں کہ افراسیاب جادو کو ناگوار ہو کہا آپ کو اختیار ہے حیرت  
 خاموش رہو حیات نام ہے مکات لقب ہو جائیگا قضا ہی دامنگیر ہے ہم مجبور ہیں حیرت  
 رونے لگی شہنشاہ آپ ہی میرے باپ کو اتنی بڑی بات کہتے ہیں افراسیاب نے  
 کہا میں بہت سمجھا چکا اب تماشا دیکھو لگا لیا کرتے ہیں حیات نے کہا ابھی دیکھ لو مابودلت  
 کے سحر کو کوئی کیا جانے ابھی سب کو بلواتا ہوں ساربان زادے کی مارے کڑوں  
 کے کھال گرا دوں گا قد مون پر گرے ناک رگڑے عندرنہ قبول کروں یکمکرتک  
 دی اور آواز دی اسے نیزنگ شعبدہ باز جلد حاضر ہو سب نے دیکھا گوشہ بارگاہ سے  
 ایک بارہ برس کا لڑکا نہایت شائستہ سپر و شمشیر لگائے ہوئے حیات جادو کو اگر سلام کیا  
 حیات نے کہا اسے نیزنگ بارگاہ مسلمانان میں جادو عمرو کو اپنے ساتھ لاؤ  
 کہنا شہنشاہ برائے مناظرہ طلب فرماتے ہیں اصلاح کرا کے فیصلہ کرا دین اگر آنے میں  
 ہذر کرے سردار دخل دین تو وہی تدبیر کرنا طفل نے دست بستہ عرض کی بہت خوب



یہ لکھکر مہرخ میں آیا دربار گاہ پر پہونکر ایک جست کی قنات کو پھانڈ کر بیچ بارگاہ مہرخ  
میں آکر اترا بکار کر آؤ اودی ستم نیرنگ شہدہ باز فرستادہ شہنشاہ حیات جادو  
خواجہ بھی کرسی پر بیٹھے میں اس طفل نے کہا خواجہ اٹھو تمکو شہنشاہ حیات نے بلایا ہے  
فیصلہ کر ادنیٰ عمر و نے طرف مہرخ کے دیکھا مہرخ و باغبان نے اشارہ کیا ہرگز جانیگا ارادہ نہ  
کے بجلیگا وہ بڑا ساحر زبردست ہے عمر و نے آنکھ ملا کر کہا میں تو جاؤنگا یہ کیکے اپنے مقام سے  
جنش کی چاہا نیچے ٹیک کر نکل جاؤں نیرنگ نے ہاتھ بلایا ایک برق چکی سب سرداروں کی  
آنکھیں جمپک گئیں عمر و نے دیکھا کرسی نے جھکو پڑ لیا اپنے مقام سے ہل نہیں سکتا  
نیرنگ نے کہا کیوں دھاربان زادے مہنے چاہا با آبر و جھکو لچلین اب کٹان کٹان بھاگے  
سرداروں نے جو خیال کیا وہ برق چمکتے ہی سحر فراموش ہو گیا چہرے پر سب کے  
ہوا سیان اڑنے لگیں ایک نے ایک سے اشارہ کیا سحر بھول گئے تب ملکہ مہرخ نے  
عمر و سے اشارہ کیا عمر و نے کہا اے شاہزادہ نیرنگ ہم حیات کو ایسا بجانے تھے آج تو  
معاف کیجئے کل ہم اگر کلام کرینگے تمہارے ساتھ چینگے نیرنگ نے کہا خواجہ یہ کسی بچہ کو  
سمجھاؤ تم عیار ہو اگر بھاگ جاؤ تو میں کسان ڈھونڈھوں اگر یہ سب سردار مل کر  
تمہاری ضمانت کریں تو رات بھر کو چھوڑے جاتا ہوں اگر چلے جاؤ گے تو میں اگر ان سب کو  
مار ڈالوں گا سب سردار عمر و کے نام پر جان دیتے ہیں سب نے بخوشی کہا ہم خواجہ کی ضمانت کرتے  
میں صبح کو حاضر کر دینگے نیرنگ نے ایک اقرار نامہ لکھوایا سب سرداروں کی مہر کرائی  
عمر و کا ہاتھ ہاتھ میں مہرخ کے دیا کھانکل صبح کو آپ سب ہاجیوں سے عمر و کو کون گاسب نے عہد  
داشت کیا نیرنگ نے اشارہ کیا پھر برق چکی سب کو سحر یاد آئے جس طرح آتا تھا وہی طرح پیٹ  
کیا بعد اس کے جانے کے ہنگامہ برپا ہوا مہرخ و بہار قہمون سے خواجہ کے پیٹ میں  
کہا خواجہ براے خدا آپ طرف کوہ حقیق کے چلے جائیے دربار میں اپنے بلا کر نہیں معلوم  
کیا بدعت کریگا ایک سحر اودنے سامنے بیجا ہم سے کسی سے دفع نہوسکا یہاں اُس نوڈس  
نے وہ کاغذ لاکر حیات جادو کو دیا کہا حضور مہرخ و بہار سب کو دیکھ لیا غلام نے  
آپ کے ہلکا سا شعبہ دیکھا کوئی زبان بھی نہ ہلا سکا میں نے ہی مناسب جانا کہ اگر یوگ عمر و کو بگا دینگے



بی مہر و بہار وغیرہ کی گردن تو گنا ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گلا حیات موچھون پر  
 تاو دینے ڈاڑھی پٹکار نے لگا کما لو بیٹا خیرت سنان لونڈی غلاموں کی یہ حقیقت  
 ہے جنہیں تم سے لڑتے برسوں گزر گئے ایک ہی دن میں سب کا امتحان کر لیا یہ انکی بیات  
 ہے افراسیاب کو یہ باتیں ناگوار گذرین حیات بیکار ہا ہے کتا ہے کل صبح عمر کو بلا  
 کے سوال سامری پرستی کرو گا ذرا بھی نہیں کی اور انکی موت آئی یہ اب مجال نہیں کہ نہ  
 حاضر ہوں نیز نگ میرا فرزند ہے یہ طفل خود پسند ہے کہ جاتے ہی سب کے سحر سلب کر لے  
 بی بہار نے گدستہ مار برق لامع نہ بھلین اگر دراز بان ہلاتین وہ نوڈا سب کے سر کاٹ  
 یتا نیز نگ تو غائب ہو گیا افراسیاب خاموش بیٹھا ہے چار پہرات حیات جادو بیکار کیا  
 بوقت سحر ہر چند مہر و بہار نے خواجہ سے کہا کہ تم چلے جاؤ جو ہم پر گزرے گی پھیلین گے آپ  
 بچکے تو ہمیں امید ہے اگر آپ پر کوئی زوال آیا تو کسی کے کئے کچھ نہ ہو سکیگا آپ کی جان  
 کی حفاظت ضرور ہے عمر و تلے نہ مانا کما صا جو کلام کرنے میں کیا ڈر ہے جان ڈر ہو وہاں  
 ہمارا گھر ہے جسا کر اس سے کلام کرے جیسا سوال کرے گا ویسا جواب دے گئے اگر اسکو قتل  
 کرنا منظور ہے بھاگ کر کہاں جائیں اپنے ضامن کو پھنسا میں صا جان لیاقت کا یہ طریقت  
 نہیں ہے بیان صبح کو دربار افراسیاب آراستہ ہوا افراسیاب کو شوکت نامی حمایت  
 کی ناگوار ہے حیات نے اٹھتے ہی نیز نگ کو آواز دی وہی دوازہ سالہ لڑکا اگر حاضر  
 ہو اکھا اے نیز نگ جاؤ عہد کرنے والوں کو لاؤ مہر و بہار و باغبان سے کہنا کہ تم بھی  
 چلو کلام کا جواب دوز بردستی نہ ہوگی مصالحو کرادین گے بہت خوب کہو وہ طفل جلا بیان  
 رات بھر سب دربار میں جا گئے ہیں ہر اک خورد و کلان خواجہ سے یہی کہا کہ پلے جائیے  
 عمر و تلے کہا میں تو نہ جاؤنگا حیات سے باتیں کرونگا یہ ذکر تھا کہ نیز نگ اگر پہونچا عمر و  
 کے ہوش اڑ گئے مہر و غیرہ سب گہرا گئے نیز نگ نے عمر و کا ہاتھ پکڑ لیا کما حضور اٹھتے  
 تشریف لیجئے شاہنشاہ یاد فرماتے ہیں عمر و خاموش سر جھکا لے ہو گئے اٹھا پیچھے مہر و  
 و بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع و غیرہ چالیس سرداران نامی روتے ہوئے  
 عمر و کے ساتھ ہوئے برق و جالسوز و ظفر غام نے بھی اپنے کو طسہ ہر کر دیا لیکن افسر



تبھی میں اگیا کیا کہن وہ عمر کو کشتان کشتان لیے جاتا ہے اگر سرداروں نے قصد کیا کہ حسرت  
 کریں تو عمر و اشارے سے منع کرتا ہے کہ آپ لوگ میرے مقدمے میں دخل نہ دین  
 میں سمجھ لو نگا تھامے کار شہنشاہ کو کب روشن ضمیر و بران شمشیر زن قصر جمشیدی  
 میں موجود ہیں شب کو برکارے نے خبر بدعت حیات سنائی کو کب نے کہا اسکی کیا مجال  
 کہ خواجہ کو دربار سے لیجائے وہ صاف کہلوا بھیجیں کہ میرے لئے تاج و تخت بھیجو استقبال  
 کرو تو میں آؤں زبردستی نہ جائیں میں وقت پر پہنچو پتھر لگا دو ملعون نیزنگ کون ہے ہم سمجھ  
 لینے رات کو تو کو کب نے یہ کہا صبح کو قصر مرآت واقعہ میں آکر بیٹھا اب جو آئینہ دیکھتا م  
 حال آئینہ ہوا کہ عجب ذلت سے نیزنگ عمر کو لئے جاتا ہے ہاتھ پکڑے ہوئے کلاہ  
 سر بزار دیں کو کب نے کہا اے بران ہم سے اور عمر و سے رشتہ محبت قطع ہوا بران  
 نے گھر آکر کما شہنشاہ کیون کو کب نے کہا جب ہمارے ملک میں آیا تھا تو عمر و نے کیا کیا  
 جھگڑا لپھیلا یا تھا کتا تھا میرا استقبال کریں میرے لئے تاج و تخت بھیجیں میں نے ناز اٹھائے  
 انہوں نے خوب پائون پھیلائے اب آج چپکے جاتے ہیں یہ نہیں جواب شکلا کہ ہم یہ  
 جائینگے یہ ڈر ہے کہ وہ مشکین باندھ کر لجا لینگے ہم چھوڑالائے اگر خود جاتے لیکن ہمیں کیا غرض  
 مفت میں ہم نے اپنی اوقات کو ضایع کیا ایک ذلیل کے شریک ہوئے قوم کا  
 ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ خوب ثابت ہوا جو اس کے ناز اٹھاتا ہے اس پر خوب  
 ہی فرمائشیں ہوتی ہیں دشمن سے کیا ڈر اگر وہ بدعت کرتا ہم اپنے سر پر لیتے حسرت  
 حیات کا جواب دیتے جب وہ خود ہی چلے جاتے ہیں تو ہم کیون دخل دینا بران نے کہا  
 یا جان انصاف فرمائیے عمر و غیر ساحر ہے نیزنگ پتلہ سحر حیات کا بکے ساتھ وہ کیا کرے کو کب  
 نے کہا عمر و بھاگ کے ہمارے ملک میں کیوں نہ چلا آیا بارگاہ میں کیوں سینہ سپر کے بیٹھا رہا  
 جب حیات اسے تلاش کر کے گرفتار کرتا ہم اپنی جان مٹاتے حیات سے مقابلہ کرتے  
 مٹا تم کیا جانو بس آج سے عمر و کا ہم منہ نہ دیکھیں گے بدین استقبال کرائے حیات سے  
 اگر یہ اندر بارگاہ کے چلا گیا ہمارا اسکا رشتہ قطع ہوا مفت میں ہمنے اپنے کو برباد کیا  
 ایک حقیر کیواسے افراسیاب سے فساد مول لیا کو کب مرآت واقعہ کو دیکھ رہا ہے اور



دعیم بران سے ہی کہتا ہے لو عمر واپنے لشکر سے مل آیا اب بھی سنن چلتا میں دیکھ رہا ہوں  
کہ بہار و باغبان کو منع کر رہا ہے بڑی ذلت سے وہ لیے جاتا ہے بران خاموش  
باپ کی بات کا کیا جواب دے کو کب آئینہ میں حال دیکھ دیکھ کے ایسے ہی کلمات  
کہہ رہا ہے لو عمر و لشکر میں پہنچ گیا حیات کا جلو خانہ شہنشاہی قریب رہ گیا سو قدم تک عمر و کا  
دوست جبوقت سامنے حیات کے اسی حال سے پہنچ جائیگا پھر میں عمر و کا دشمن ہوں  
جواب صاف کہلا بیٹھو نگاہ زبردستی افراسیاب مجھے لڑیگا تو جواب دو لگایہ کہہ دو لگا میں عمر و کا ساتہ  
نہیں دیتا کوئی کلمہ ظالم نہیں کہتا چپکا چلا جاتا ہے لیکن خواجہ عمر و جب اسی حال سے لشکر  
حیات میں پہنچے ساحر ہنس رہے ہیں کہ دیکھئے والد نامدار نے حیرت کے کیا جال کیا جھاگ  
بھی نہ سکا خواجہ عمر و نے جب دیکھا جلو خانہ قریب رہا تو کہا اسے شہنشاہ نیرنگ میں کچھ  
عرض کرو لگا اس طرح کر ڈگڑا کے کہا کہ نیرنگ کو رحم آگیا نیرنگ نے کہا خواجہ زنگہ او ہم تمہاری فضائی  
کرانیکے اپنے مالک سے سفارش کرینگے جہاں تک ہو سکیگا گزارش کرینگے دو کام کرنا ایک تو  
جاتے ہی قدمو نہر گر پڑنا اسکو رحم آجائیگا دوسرے سامری پرستی سے انکار نہ کرنا عمر و  
نے کہا اے شہزادے ایسا نہ وہ دیکھتے ہی قتل کر ڈالے اگر مجھکو غلامی میں قبول کریں  
سب سردار میرے قبضے میں ہیں سبکو لا کر قدموں پر گرا دو لگا اسد شکار گاہ میں ہے اسکا سر  
لا کر حاضر کرو لگا دیکھو بھائی اپنی جان ہے تو جہاں سے میان اسد مجھکو زندہ کرینگے اپنی اپنی گور  
اپنے اپنے اعمال قبر میں کوئی ساق نہ جائیگا میں قدمو نہرانے کیا تمہارے گردن بیان سے تاکوہ عقیق  
فتح کرو لگا جو میں قتل ہو گیا میرے ننھے ننھے بچے تباہ ہو جائینگے بیباں بہت ہیں بھیک مانگتی پھرینگے  
میری پشت قبر سے نہ لگی نیرنگ نے کہا خواجہ زنگہ او ہم تمہاری جان پالینگے عمر و نے جب  
سے نکلا لکڑی بھٹی آلاس کی نیرنگ کو نذر دی کہا حضور میرے پاس مال بہت ہے جسوقت  
آپ مجھکو قدموں پر حیات کے گرد لٹکے اسقدر جواہر و لگا کہ دولت دنیا سے بے نیاز ہو جاؤ گے  
مجھ اسد سے محبت نہیں ہر اپنی جان عزیز ہے اس طرح خواجہ عمر و نے نیرنگ نے غما میں دل سے  
سفارش کرو لگا کئی گوبر بے بہا خواجہ نے نیرنگ کو دیے نیرنگ نے خوشی خوشی لیے عمر و  
کو تسکین دی اس طرح کی باتیں آسمین ہو میں نیرنگ نے لگو سے لگایا کہا خواجہ زنگہ ہم تمہیں نوکر بھی رکھو دینگے



دینگے جان بھی بچا لینگے عمر و نے کہا جانی میں بڑے کام کا آدمی ہوں بہت اقلیم میں عملداری کر دوں گا  
 میرا پیسٹ بھر دین چھوٹا جاو و بادشاہی کریں تم عہدہ سپہ سالاری پر رہنا میں  
 بھی کوئی عہدہ سوچا جس روپیہ کے محاصل کا چلے اسد کا سر کا مکرو دین چکر حمزہ کو تسخیر کریں  
 تو فراغت ہوگی تمام دنیا میں عملداری ہوئی حمزہ تو مجھ کو اپنا دوست جانتا ہے میں جاتے ہی  
 سب کو سنکھیا دوں گا ایک ہی دن میں خاتمہ ہے اسطر حلی باتیں کرتے ہوئے جلو حسانہ میں  
 پہونچے عمر و وہاں ٹکڑیاں کہا بھائی نیرنگ مجھ کو بیکار کیا سامنے نہ لیا و بادشاہوں کے مزاج کا یہ طریقہ  
 گا ہے بسلامی برنجند دگا ہے بدشنامی خلعت و بند شاید غصے میں بیٹھے ہوں مجھ کو دیکھتے ہی کہیں کہ  
 سر کاٹ لو تم سفارش کرو تمہارے بھی خفا ہوں بادشاہوں کے مزاج کا پتا نہیں ملتا میں یہاں کھڑا ہوں  
 تم اندر جا کر عرض کرو عمر و حاضر ہے سامری و جمشید کو سجدہ کر لیا آپ کی نوکرنا کا امیدوار  
 ہے مزاج انکا جب ٹھنڈا ہو تب مجھ کو لیا تو میں جاتے ہی قدموں پر گر وں آج ہی فتح  
 کرادوں نیرنگ نے کہا خواجہ بھاگ نہ جاتا عمر و نے کہا میں بھگوان میں ہوں مردوں نے جو کہا وہ  
 کیا اب میرے تمہارے معاملہ ہو گیا تم ایسا سرست ملا سفت اقلیم کی سلطنت کرینگے کہ کہیں بھاگنا کینگے  
 جب ہزار ملک دوانینگے ایک شہر کی سلطنت تو لینگے نیرنگ نے کہا نہیں خواجہ میں چارم طو کر دوں گا  
 عمر و نے کہا بس جائے اب معاملہ ہو گیا نیرنگ نے خواجہ کا ہاتھ چھوڑا فراسیاب صحرے  
 کہہ رہا ہے آج کیا ہے کہ عمر و سیدھا آتا ہے سامری و جمشید کچھ تقدیر کریں عمر و فیل  
 لائے ان بڑے میان کی گردن و بائے ایک سحر کر کے بہت بلبلار با ہے صحرے کتنی ہی مجھے بھی  
 تعجب ہے حیات لاف و گزاف کر رہا ہے کہ نیرنگ سامنے آیا جھک کر سلام کیا حیات نے  
 کہا اے نیرنگ عمر و کو کیا کیا نیرنگ نے دست بستہ عرض کی حضور عمر و مرد معقول ہے آج ہی  
 آپ کی بہت اقلیم میں عملداری کرادیا گا بڑا عقیل و فہیم و دانائے آج ہزاروں دکانیں دیتا ہے ایسا  
 رفیق کسکو ملتا ہے میں نے سب معاملے کر لیا ہے بہت اقلیم میں آپ کی عملداری ہوگی حیات ہاں ہاں  
 کر رہا ہے وہاں جلو خانے میں ہزار ہا جادو گز جمع تھے جیسے ہی نیرنگ عمر و کو چھوڑ کر اندر گیا مہر  
 و بہار و باغبان قدرت وغیرہ چالیں سردار ساتھ ہیں قرآن و برق جانسوز و صغام بھی  
 حاضر ہیں عمر و نے فوراً زینیل سے اپنی بارگاہ دانیالی نکالی سا حردن نے دیکھا عمر و نے ایک جھڑکی کی



نکائی عمر و نے معجزہ طلب کیا کیا اسے بارگاہ نبرگوں کی ایک چھوٹا سا جہمہ استاد ہو جائے بارگاہ دست  
 ہو گئی عمر و نے چالیسوں سرداروں پر عیار اندر کے فوراً تخت نکال کر کھچا یا تاج سر پر رکھا قباے ظلم کار  
 حبیب جم کی زبیل سے کیزین نکالیں عمر و نے پیر بھاد نے وہ کیزین بیٹھ کر پائون دبانے لگیں ساحل  
 حیات جو کھڑے تھے انھوں نے پکار کر کہا او عمر و یہ کیا کیا عمر و نے گالیان دینا شروع کیں جادوگر  
 روڑے کا ٹانگ پکڑے عمر و کو کھینچ لیں جس جادوگر نے طناب پر ہاتھ رکھا وہ الٹا ٹنگ گیا عمر و نے  
 قبیل سے دو چار گر گئے نکالے وہ گر گئے سوئے ہاتھ میں لے ہوئے استاد استاد کہتے  
 ہوئے نکالے عمر و نے کہا یہ سب غل مجھاتے ہیں مارو انکو ہماری نیند میں فرق آتا ہے گر گئے سوئے لیکھچھے  
 جس کے سوٹا مارا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا منہ ٹوٹا ہزاروں جادوگر بھر کر رہے ہیں آگ برس  
 رہی ہے بارگاہ پر تاثیر نہیں ہوتی شعلہ ہائے آتش اینہن ساحرون کو طار ہے ہیں ایک گر گئے نے  
 دست بستہ عرض کی استواب کار خانے میں مومیائی نہیں رہی تھوڑی بنا لون خواجہ نے اشارہ  
 کیا اچھا بنا لو بیٹا اس گر گئے نے ایک موٹے جادوگر کو ٹانگا لکھٹی آگ کی نکائی کر سے ایک بڑا سوا  
 نکالا جادوگر کے دماغ میں چھید کر دیا ایک طرف لکھٹی رکھی ایک طرف کاسہ چینی میں بھیجا ٹپک  
 ٹپک کے گرنے لگا آگ کی حدت بھیجا ٹپکنے کی شدت وہ جادوگر چیخا عمر و نے کہا اسکی زبان  
 کاٹ لے ہمارا نسخہ خراب ہوتا ہے وہ گر گئے تو ٹم کے پابند ہیں فوراً بڑھ کر زبان کاٹ لی دو بھائی بھری  
 ہیں ایک کا نام سام جادو دوسرے کا نام ہام جمپٹ کر بڑھایا کتا ہوا کہ اس ساربان زاوے کی ٹانگ  
 پکڑ کے کھینچ لون گرگوں کو مار دن جیسے ہی جمپٹ کر قریب آیا بارگاہ سے مس ہوا دم سے گرا اگر گئے  
 نے ٹانگ پکڑ کے کھینچ لیا چھاتی پر چڑھ بیٹھا سام منتیں کرنے لگا خواجہ خدا کی واسطے میرے بھائی کو  
 چھوڑ دے عمر و نے کہا میں تو سوداگر ہوں قیمت لگائیے اس نے کہا جو فرمایے عمر و نے کہا  
 دو ہزار روپیہ منگائیے وہ دوڑ کر دوڑ کر کھینچتا ہوا لایا عمر و نے ایک گر گئے سے کہا یہ دو توڑی لے  
 اس کے بھائی کو حوالے کر دو گر گئے سے اشارہ کیا زبان کاٹ لو کچھ تو نشانی رہی گر گئے نے زبان کاٹ کے  
 ہام کو باہر بھیج دیا سام نے دیکھا لپٹ گیا کہا بھائی کچھ منہ سے بولو میں نے تمکو دو ہزار روپیہ دیکر کھپا  
 اس نے منہ کھول دیا سام نے دیکھا ہام کی زبان کٹی ہوئی ہے اس نے پکار کر کہا خواجہ یہ کیا کیا عمر و نے کہا  
 زبان رکھی پھر لیا و چونہ وڑ سے جوڑ لو وہ لپٹے کو بڑھا کر گئے اسکی بھی گردن لی سوٹا مارو سام کو بھی



سرمام ہوا قیامت برپا ہے گیر مدار گیسر کی صدا میں بلند ساحر در و مند ہزاروں کے لائے ہوئے  
 رہے ہیں ہیکڑوں طناب میں لپٹے ہوئے ہیں حیات جادو نے جو یہ آوازیں سنیں کہا اسے نیرنگ  
 یہ کیا ہوا لام و سام تو میرے مصاحب تھے انکو کس نے مارا افراسیاب نے ہنسنے کہا شاید یہ بگڑ گیا  
 نہ کہا کیا بگڑ گیا جا کر جوتیان ماروں گا یہ کہنے تاج کج کرتا ہوا چلا یہاں نیرنگ بھی ساتھ ہیں جیا  
 سے کہہ رہے ہیں عمر کی جان نہ لیجئے گا افراسیاب تو بڑی رازدان ہیں ہنسنے ہنسنے کے فرماتے ہیں  
 پہلے اپنی جان تو بچاؤ نیرنگ کتا ہیں ابھی کروں لیتا ہوں پر وہ بارگاہ کا اٹھنا نیرنگ نے  
 دیکھا خواجہ پاؤں پھیلائے ہوئے تخت پر بیٹھے ہیں فرخ و بہار وغیرہ کو کرسیاں مکمل ہوا ہر دی ہیں  
 بالیناں سب بیٹھے ہیں ہر ترقران بندہ تھا جو ہوئے پشت پر ٹل رہے ہیں میان برق ٹپ رہے ہیں  
 جاشو و ہر و ضرغام بھی کار و بار میں مصروف ہیں ایک کیر خورشید و خواجہ کے پاؤں و بارہی  
 تھی عمر و نے ایک لالہ ماری کہ تخت کے نیچے گری اسنے ہاتھ باندھ کر کہا استاد میں نے کیا خطا  
 کی عمر و نے کہا ادھیامندی لگا کر ہمارے پاؤں دبانے آئی ہو رنگ حنا ہمارے پاؤں میں چھبتا ہے  
 وہ کینز روتی ہوئی تھی ہاتھوں کو گردنے لگی کھال تک ہاتھ کی اور گئی پھر آگے اپنے کام میں  
 مصروف ہوئی نیرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا پکار کر آدھندی کیھن کے ساربان راوی یہ کیا حرکت ناشائستہ  
 ہے شہنشاہ ہمارے کمرے میں تو پاؤں پھیلا کر بیٹھا ہے عمر و نے جھرمک کر کہا دور رہو اسقدر  
 جوتیان مارو یہی گا کچھ دنوں کو یاد کرو گے تمھاری مومیائی بنواؤں گا نسخہ میرا ناقص رہا جاتا ہے کس کی  
 مومیائی خوب بنتی ہو کارخانہ میں اب باقی نہیں رہی افراسیاب نے کہا اگر نیرنگ ناک پڑا تو کچھ نہیں  
 دورا مثل شعلہ جالہ جا پڑا جیسے ہی طناب سوس ہوا ادا لٹا لٹک گیا بوس ہوا اگر کا سونٹا لیکر سر پر  
 آیا عمر و نے کہا ہاں اس کو گلے سے کنٹھا اوتار لے بنے موتی دیے سمیائی کنٹھنا کے پہن لیا  
 گر گئے نے دو تین سوئے چوڑوں پر مار کر دھانی دینے لگا خواجہ میں تو غلام ہوں عمر و نے کہا  
 او بیجا ہمارا جوہرات کیا کیا کہا سب حاضر ہو کر گئے نے ہاتھ مڑوڑ کر سب جوہرات لے لیا خواجہ  
 نے شمار کیا ایک ٹیکہ نہ تھا کہا اوس کو بدے اسکی ناک کاٹ لو ایک گرگٹا ستر لے کر اٹھا حکم میں  
 خواجہ کو تاخیر نہیں ہوئی اسنے بڑھ کر فوراً ناک کاٹ لی دوسرے نے سونٹا مارا میان نیرنگ نے  
 عمر و نے اٹھ کر گر گئے کو دو کڑی مارے گر گئے نے کہا استاد میں نے کیا خطا کی کہا اسے احمق



تنگ خاندان کو برہنہ نکلیا لباس خون آلود ہو گیا یہ کس حساب میں لکھا جائیگا مختاری تنخواہ میں حرا  
 ہو گا گرگے سوئکے روز کی ادائی مقرر ہوئی افراسیاب تو کھڑی نہیں ہو میں بہت خوش ہیں میرا  
 سلطنت سے فرماتے ہیں خواجہ عمر و کی کیا کار نمایان کیا وہ عیار طرار صاحب قرآن عالی وقار ہے صرف  
 مجھ سے ڈرتا ہو میں اس کی قدر بھی کرتا ہوں لاکھوں کا اس نے نقصان کیا میں نے کچھ نہ کہا آج بڑی  
 میان کی خوب ٹانگ لی میرنگ کو قتل کر ڈالا اب وہ بارگاہ دانیالی میں بیٹھا ہے اوس کا کوئی کیا  
 کر سکتا ہے یہ بارگاہ بزرگوں کی ہے اس پر سحر نہیں تاثیر کرتا ہم سب حالات سے بخوبی آگاہ ہیں غصہ میں  
 حیات جادو آستین چڑھا کے چلا حیرت جادو در در گمر میں لپٹ گئی کہا بابا جان کہاں جاتے ہو  
 حیات جادو نے کہا بیٹا مجھے چھوڑ دو میرا زین مار گیا میں چھاتی پر چڑھ بیٹھوں گا حیرت نے کہا  
 بابا جان اس بارگاہ پر سحر نہیں تاثیر کرتا آپ کیا غضب کرتے ہیں افراسیاب جادو کہتا ہے جادو بھی وہ  
 اپنی بزرگوں کا سحر تو دیکھو انھیں بزرگوں سے تعلیم پاتے ہیں ملکہ حیرت سر پٹے لگی کہا آپ چاہتے ہیں  
 میری بابا جان کی موسیقی بنائی جائے یا وہ گوراز نیل کی سیر کرے اس بارگاہ پر کسی مرتبہ اپنے سحر کیے  
 کیا انجام ہوا حیات جادو نے جھل کر کہا حیرت ہٹ جا میں قریب جاؤنگا سحر کے پھوک دو لگا  
 دیکھو تو شاربان زادہ کیسے پیر پھیلائے بیٹھا ہے خواجہ عمر و پکار رہے ہیں اوجیات آتا نہیں یہ سکر  
 حیات جھپٹتا حیرت پٹ جاتی ہے حیات نے کھڑے ہو کر خوب خوب سحر کیے اک برسائی برف گرانی  
 برف کو چھاڑ بیٹے ہزار ہا ملا زمان افراسیاب ٹھنڈے ہوئے لشکر میں صدائے فریاد و العیاذ باللہ  
 ہوئی افراسیاب نے کہا میرا لشکر تباہ ہوا جاتا ہے اب حیات سحر کے عاجز ہو اسانے خواجہ عمر و کے کھڑک  
 ہو کر کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آخر تم کیا چاہتے ہو عمر و نے کہا کہ تو کیسا بادشاہ جلیل ہے کسی  
 رئیس شریف کو اسی طرح بلاتے ہیں اگر تو چاہتا ہے کہ ہمارے حیرے مشورہ ہو کلام اصلاح و غیر اصلاح  
 لیے جائیں ہم اپنے عیاروں کو بھیجتے ہیں ایک بارگاہ زلفی بہت قیمتی الگو دیکھو یہ موافق اپنے طریقہ  
 کو اعتاد کر لیتے ہم اوس طرف سے بارگاہ میں اگر داخلہ کریں تم اگر استقبال کرو ہمارے لیے تخت برائے  
 سرداران و محل کرسیان اطمینان سے بیٹھیں گے جیسا تم سوال کرو گے ویسا ہم جواب دیں گے یہ  
 کیا طریقہ ہے کہ ایک شہدے کو بھیج دیا کہلا بھیجا کہ آؤ ہم بھی وہاں سے چلے آئے یہاں اگر بگڑ گئے  
 تم سے جس طرح ہو سکے اس طرح ہم کو لیاؤ ہم تو با ابرو ہیں شاہنشاہ ہماری ابرو کو خوب



جانتے ہیں افراسیاب جواب دیتا ہے خواجہ سچ کہتے ہیں بابا جان نے قاعدے کے سراسر خلاف کیا حیات جل رہا ہے اب دل میں سوچا کہ جب یہ بارگاہ میں آئیگا کلام کرتے کرتے بات میں جھگڑا ڈالوں گا ساربان زادے کی گردن لون گا جو عمر و نے کہا حیات نے قبول کیا ایک بارگاہ نہایت کلان عمدہ منگو اگر حاضر کی ہمت قرآن و جانسوز و ضرغام و برق تھکے لاکر پہلوی بارگاہ افراسیاب میں سر اٹھے سے سرانچہ قنات سے ملا کر استاد کی اس طرف پھاٹک رکھا اس طرف نکلنے کا دروازہ حیات نے تخت بھی بچھو دیا کرسیاں بھی آراستہ کر دین کہا خواجہ اس طرف سے آئیے میں بارگاہ میں استقبال کروں گا خواجہ اٹھے بارگاہ دینیالی کو نذر زنبیل کیا سرخ و بہار وغیرہ چالیش سردار ساتھ تاج سر پر خلعت فاخرہ زیب جسم اور حلقہ ہاے کندہ صفائے باصفا بازو وں پر کلمہ عیاری کا ندھے پر پڑی ہوئی اس شان و شوکت سے چلے حیات یہاں اندر بارگاہ کی بڑی استقبال کھڑا ہے افراسیاب حیران دیکھتا ہے اب غم کیون آتا ہے یہاں آنکھ بڑا دھوکا کھائیگا گرفتار کیا جائیگا سراسے کہہ رہا ہے اس وقت عمر و ڈھنگ بہت خوش کیا خوب اس مغرور کی گردن کی حیات کھڑا ہے کہ اس پھاٹک پر جب خواجہ نے داخل کیا بسم اللہ بسم اللہ کی آواز آئی ہلکا ہوا شہنشاہ اوج عیاری آتے ہیں بارگاہ کے پھاٹک میں داخل ہوا حیات بارگاہ میں منتظر کھڑا ہے دیکھا خواجہ عمر و بعد کروفر لباس بادشاہی زیب جسم سرخ و بہار وغیرہ گرد عیار باہنام عیاری سے آراستہ عقب میں خواجہ کے قدم بقدم بسم اللہ بسم اللہ کہتے ہوئے آتے ہیں حیات ڈر بڑھ کر استقبال کیا ہاتھ ملایا کہا تشریف رکھو خواجہ تخت پر بیٹھے گرد سرداران تذکرہ عیار بلند کی بارگاہ میں چل گئے ابھی کلام مہین ہونے پایا حیات حیران حیران چہرے کو عمر و کو دیکھ رہا ہے لیکن کو کب قصر مرآت میں بیٹھا ہوا جھٹلا رہا تھا بران منتیں کر رہی ہے کہ بابا جان عمر و کی مدد کو چلی حیات ڈر گرفتار کرانگیا کو کب کتا ہے وہ ساربان زادہ کیون جاتا ہے استقبال کا نام مہین لیتا ہے کتا ہے اور نسنے کو دیکھتا ہے بران ڈر دیکھا بیکایک چہرہ کو کب سرخ ہوا وہ مارا لکڑاٹھ کھڑا ہوا بران ڈر چھایا بایا کیا ہوا کو کب دیکھا عمر و ڈر سیر اول خوش کیا و بارگاہ حیات پر جا کر بگڑ گیا حیات سے بارگاہ لی اپنے قاعدے سے استاد کرائی استقبال بھی کرایا ہزار دن جادوگری بھی لگی اپنے ملازموں کو آپ قتل کیا اب غضب ہوا بارگاہ حیات میں جا کر بیٹھا ہے مناظرے کو نام سوا دسے بلایا کچھ فتور کرے گا



اب میں برائے دو چلتا ہوں بیائے ان تم بھی چلو میں حیران تھا کہ عمر و یون سر جھکا کے ہو کر چلا آتا ہے  
 خوب فساد برپا کیا یہ کمر کو کب خوشی خوشی تخت پر سوار ہوا طرن بارگاہ افراسیاب کے چلا ہوا  
 خواجہ عمر و بیٹھے ہیں خوب ہنگامہ غور ناظرین اس مقام کو ملاحظہ فرمائیں کل طلمس ہو شراب میں ایسی  
 شان و شوکت کی عیاری نہیں ہوتی ایک عیاری تو حقیر نے ہمیشہ بے نظیر باغ زیو محل نشین میں تکریم  
 کی ہے کہ شاہنشاہ جنات بکر خواجہ عیاری کرتے ہیں اس کا مثل ہر مصنف سے نہو سکا ویسا ہی مقام  
 خوش انجام شوکت و لیاقت کی عیاری کا یہ بھی ہر اکھی خواجہ سے کلام نہیں ہونے پایا ہے  
 کہ ہر کارون نے افراسیاب کو خردی شہنشاہ کو کب و شغف میسر ہے ہن افراسیاب بلے  
 استقبال چلا آتا ہے کہ معین عمر و کو آپہنچے حیات نے کہا وہ چھو کر ہے من اس کو کیا سمجھتا ہوں افوا  
 نے کہا اپنے گھر آتا ہے استقبال ضرور ہے یہ کمر افراسیاب اوٹھا کو کب کو استقبال کر کے بارگاہ  
 میں لایا نکل مقول بیٹھے کو ملا کو کب بھی آکر جلوہ فرما ہوے اب حیات جاو و طرن خواجہ کے  
 متوجہ ہوا کہا یوں خواجہ تھے طلمس ہوشن یا میں بڑا فساد برپا کیا بہتر ہے کہ افراسیاب کو صلاح  
 کر دو عمر و نے تیر بہ لک جواب دیا افراسیاب خواجہ میں قبول کر رہا ہوں چلے جائیں حیات و کمال  
 بڑی قیامت برپا کروں گا کوئی سردار تھارا مجھے مقابلہ کر سیکے عمر و نے کہا اگر حیات تو کوس باغ  
 پر ناز ہے اپنا کمال ظاہر کر دو اب مقول دون کا حیات نے کہا میں ساحر زبردست مصاحب ہوں  
 کما میں بخوبی رمال صاحب شوکت و جلال عمر و نے کہا علم کمانت کو تم کیا جا لو میں تارہ شناس کامل  
 ہوں کوئی حکم لگائیے کہ میں کی خبر مجھے پوچھے ابھی کمال ظاہر ہو جائے گا حیات نے کہا میں دس  
 ہزار کوس کا حال یہیں بیٹھے بیٹھے بتا سکتا ہوں یہ سکر عمر و کو غصہ آیا چہرہ سرخ ہو گیا کہا ای حیات تو  
 ساحر ہو میں عامل ہوں جنات دیو زاد میرے قفسے میں ہیں ابھی حضرات کرتا ہوں تو خالی حکم لگائیے  
 میں انکھوں سے دکھا دوں گا لیکن کو کب دیکھ رہا ہے خواجہ تو تخت پر جلوہ فرما میں جوئی بارگاہ  
 استاد کرانی ہے اوس کو دروازے پر بیٹھے ہیں قرآن و برق وغیرہ اندر بارگاہ کو ہن کچھ کھڑکی  
 آواز اندر بارگاہ سواتی ہے جیسے گھوڑے دوڑتے ہیں یا اندر بارگاہ کے پلٹین رسالے جم رہے ہیں  
 کو کب حیران ہے کہ یہ کیا سکر ہے مرن چار عیار اندر بارگاہ کے گئے کڑا کے کی سم مرکب کی آواز  
 آتی ہے کبھی کچھ باجا بجتا ہے جب عمر و نے حیات سے یہ کہا کہ میں صورت دکھا سکتا ہوں حیات



نے کہا باتوں سے کیا فائدہ کچھ سوال کیجئے میں بزور کمانت جواب دوں عمرو نے کہا جلائے خروند  
 لقا اور صاحبقران کیا کر رہے ہیں حیات نے اونگھلیوں پر شمار کر کے جواب دیا کہ آذر دی ستارہ شناسی  
 صان ثابت ہوتا ہو کہ صاحبقران اپنی بارگاہ میں خداوند لقا اپنی بارگاہ میں ہیں کچھ جھگڑا فساد  
 نہیں ہے عمرو نے اونگھلیوں پر شمار کر کے کہا تم جھوٹے ہو سراسر یہ حکم غلط ہے صاحبقران سے اور  
 لشکر لقا سے مقابلہ ہو رہا ہے لقا نے شکست فاش کھائی بھاگا ہوا طرف طلسم ہوش ربا کر  
 آئے صاحبقران تعاقب میں ہیں لاکھوں پرستاران لقا مارے گئے حیات نے بھی خیال کیا  
 کہا خواجہ صاحب یہ بات تو نہیں ہو لڑائی کا ذکر بھی نہیں یہ سکر خواجہ کو عنقا یا زبردستی انگلیں  
 خوش و خروش میں آئیں کہا کیوں اونچلیت ہمارے حکم کو خلاف تو جانتا ہے انگھوں سے دکھاؤ  
 عمل حضرات پڑھوں حیات نے کہا خواجہ باتوں میں کیا ڈراتے ہو سراسر خلاف حکم لگا رہے ہو  
 عمرو اور زیادہ بگڑا ظلم اوٹھا کر سرج کا فخر پر ایک نقش کھینچا خانے ہند سون سے اسور کے کہا او جیسا  
 انگھوں سے دکھاؤں پردہ غفلت اٹھاؤں کو کب ڈوکیا حقیقت میں آج تو خواجہ عمرو کا اور کب  
 رنگ ہو نقش کھینچے ہی اور نقشہ ہوا چہرے سے رعب و دید جیسا کہ منہ سے اتنا نکلا کہ کوئی کمال  
 دکھائیے پس عمرو نے وہ نقش سرج ہاتھ کے نیچے دبایا اور پکار کر آواز دی یا جبار رویا تھا نعرے  
 سے عمرو کے زمین تھرائی تین نعرے عمرو نے ایسے کیے کہ حیات گہرا گیا نعرے کر کے عمرو اپنے  
 مقام سے اوٹھا آواز دی ارے کیوں دیر ہے کیوں اے شہنشاہ جنات اس مغرور کو سامان  
 آمد لقا نہ دکھائیگا بارہ برس کامیاب ریاض ضائع جائیگا یہ اہلکری پیر چیخ ماری یکایک اندر کی بارگاہ کے  
 جو خواجہ نے استاد کرائی ہے کڑا کے کی صدا بلند ہوئی پردہ اوٹھا سب ڈوکیا خداوند زمرہ شاہ  
 یا خرمی بڑے گینڈے پر سوار دریاے خون میں نہایا ہوا تاج یا قوتی سر پر پیچہ دو سون کا ہاتھ  
 میں کھینچا ہوا گینڈی کو بھگا کر اس بارگاہ عیاران سے نکلا وسط بارگاہ افراسیاب میں زمرہ شاہ  
 یا خرمی گینڈی کو اڑا کر پہنچا ہے کہ یکایک زمین تھرائی نعرہ صاحبقران کی آواز آئی اب  
 تو سب کھڑے ہو گئے خداوند خداوند کرنے لگے لقا گہرا ہوا ہو اتنا منہ سے نکلا کہ ارے  
 یہ کسکی بارگاہ ہے پردہ بارگاہ زربفتی کا اوٹھا سب دیکھا آفتاب آسمان عربستان زلزلہ قاف  
 ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان پشت مرکب اشقر دیوراد پر سوار مرکب



|                                                                                            |                          |                                      |
|--------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------|--------------------------------------|
| سہ شہزی زہران تیغہ عقرب سلیمانی کھینچا ہوا گرد و غبار میں اٹے ہوئے لٹھے خون کے زہر پر سہجے | سہم آخر تیغ عسرو جلال    | ہوئی نعرہ کر کے بارگاہ سیکھ نعرہ میر |
| سہم ہاتھ اب سپہر کمال                                                                      | ہم عفریت از تیغ عاری شدہ | سہم دن بہ سہم فراری شدہ              |
| ہم قات از کفر شد پاک صاف                                                                   | ہم شہر آباد اسلام شد     | سلیمان کو چک لقب شد بقا              |
| اکر صاحبقران در جہان نام                                                                   |                          |                                      |

اولقا کمان جاتا ہی میں آہو نچا سات دن سے تعاقب میں ہوں اب کیونکر چکا تمام اہالیان دربار کھڑے ہو گئے ہاتھ پائوں میں ہر ایک کے عرشہ صاحبقران مرکب بڑھا کر قریب لقا ہوئے لقا کا وہی طور وہی قد و قامت تیغہ باؤہ دار لنگر دار پٹ کے صاحبقران پر ہاتھ مارا صاحبقران نے گھوڑا بڑھا یا تیغہ عقرب سلیمانی پرتلوار کو لقا کی گانٹھا جیسے ہی لقا ہاتھ مار کر پٹا صاحبقران نے خبردار خبردار کمر ہاتھ تیغہ عقرب کا مارا تیغہ برق تاب چمک کر گرا لقا نے سپر نوادی اٹھائی سپر کے وڈ کڑی ہوئے لقا نے داستانہ مارا تیغہ جھنکا کر گینڈے کی گردن پر پڑا گینڈے کی گردن قلم ہوئی لقا گینڈے سے گرا صاحبقران بھی برابر کو پڑے لقا تلوار چھینک کر پٹ گیا صاحبقران نے گردن پر ہاتھ رکھ کر کہہ مارا کہ لقا کا سر زمین سے مل گیا دونوں گھٹنے لقا کے آشنا بر زمین ہو کر صد ہا دنگل ٹھوکروں میں گرے قالین کے ٹکڑے اوڑ گئے صاحبقران نے دست حق پرست بڑھا کر کمر زنجیر میں لقا کی ڈال دیا وہ نعرہ کیا کہ زمین تھرا گئی فردیہ نعرہ زور میر منزل مصاف مکہ تیسرغ لرزید رکھوہ قات پہلے زور میں تابہ گھٹنے دوسرے زور میں تابہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا لقا کو چرخ دیا لقا مثل طاووس تشبازی کے چرخ کھانے لگا تاج سر کہیں ہاتھ کے داستانے کہیں پائوں کو موزے کہیں چرخ دیتے ہوئے اب پٹے اشقر کھڑا ہوا ہر صبح بھر رہا ہے اب صاحبقران پٹے عمر و نے سلام کیا صاحبقران نے کہا خواجہ بیان کمان ڈھروئے کہا اتنا فریاد اس بٹھے نے جھکو بلایا ہے مجھ پر دباؤ ڈالتا ہے صاحبقران کے بائیں ہاتھ پر لقا چڑھنا ہوا ہو داسنے ہاتھ میں تیغہ عقرب سلیمانی قریب حیات کا اسم اعظم پڑھتے ہوئے تشریف لائے کہا کیوں اس سحر تو کون ہو جو میرے عیار پر دباؤ ڈالتا ہو اگر دعویٰ ساحری ہو تو سحر پڑھ تمھارا خداوند کو لیے جاتا ہوں اس رعب و دبدبے سے صاحبقران نے یکلمہ فرمایا ہے کہ حیات جادو تمھارے گھبرا کر کہا حضور میں نے تو براے مناظرہ عمر کو بلایا ہے میں دباؤ ڈالتا کلام مصالحو



چاہے نہ مانیں چاہے نہ مانیں صاحبقران نے گوکب پر تیور ڈالے کہ یہ کون ہے ہاتھ  
 ایک مار دوں کہ اسکے دو ٹکڑے ہو جائیں گوکب نے تھکر کر کہا مجھے حضور نے نہیں بچا نا میں گوکب  
 آپکا طرفدار ہوں حیرت کو امیر باتو قیر نے گھڑ کا کہ یہ عورت کون ہے حیرت دھم سے گہری سی کانپنے لگی  
 کہا حضور مجھے کیا مطلب امیر نقبر و غضب تمام طنز افرا سیاب نے خراج کے پلے کہا خواجہ یہ کون  
 ہے عمرو نے کہا حضور یہی افرا سیاب جادو ہے صاحبقران نے کہا کیوں ہے تو میرے عیار  
 سے سرکشی کرتا ہے سحر کر میں اسم اعظم پڑھوں تیر کمال دکھوں ایک ہاتھ ماروں کہ دو ٹکڑے ہوں  
 نہیں تو سلمان ہو کر پڑھو افرا سیاب نے تھکر کر کہا اسی شہر یار میں اپنے وزیروں سے پوچھ کے  
 جواب دو گنا میں تو عمر و سی نہیں پڑتا میں تو خواجہ کا قدر دان ہوں میان حیات صاحب تانے  
 ہیں امیر قہر طر حیات کے پلے بردے خمدار اہل رہے ہیں تیغ خون آلود ہاتھ میں جبرأت  
 بات بات میں اسم اعظم بھی آواز بلند پڑھ رہے ہیں فرمایا اوکسے جلد سلمان ہو دیکھ  
 لقا کو لیے جاتا ہوں تو روکتا نہیں کیسا لقا پرست ہے حیات نے کہا اے شہر یار میں یہاں کا  
 رہنے والا نہیں ہوں میں تو چاہتا ہوں کہ بڑائی منو صالحہ ہو جائے میں نے تو آپ کے عیار کو نہیں  
 ستایا صاحبقران نے فرمایا خواجہ یہ تو سب انکار کرتے ہیں چلو اپنے لشکر میں چلو جس کیسور و کنا ہوگا  
 روک لیگا عمرو نے پکار کر کہا میان حیات میں جاتا ہوں حیات نے پکار کر کہا خواجہ بسم اللہ  
 بسم اللہ ہمارے تمہارے فساد کا ہمیکا اپنے آقا کے ساتھ جائے آگے آگے صاحبقران  
 پشت اشقر بر لقا دست حق پرست پر پڑھا ہوا عقب میں عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے تمام  
 سردار صاحبقران کو گھیرے ہوئے اسی بارگاہ میں چلے گئے پردہ پڑ گیا بعد جانے صاحبقران  
 کے افرا سیاب کے ہوش درست ہوئے صرصر تو شوکت صاحبقران کو دیکھ کر بیہوش  
 پڑی ہے اب افرا سیاب نے کہا یارو یہ کیا غضب ہوا حمزہ سب کی ناک کاٹ لیگیا جاگتی جوت کے  
 خداوند کو ہمارے سامنے گرفتار کیا قدرت کا ٹر پنا پھر کنا حمزہ کے سامنے کچھ ہنسکا اے  
 سربراہ بریق دولاکھ فوج لیکر بھاٹک پر جاؤ قدرت کو ہاتھ سے حمزہ کے چھڑاؤ عمرو وغیرہ  
 کی مشکین باندھ لو یارو ایسا خوف غالب ہوا حمزہ اس عیب و بدبے سے آیا کہ جی چھوٹ گیا  
 سوائے اچھا اچھا کے کچھ جواب نہ دیکے سربراہ بریق دولاکھ فوج لیکر سامنے بھاٹک کے



کھڑے ہوئے عرصہ گزر گیا کوئی بارگاہ سے نہ نکلا تب افراسیاب نے ایک رسالدار سے کہا بارگاہ میں  
 گھس جاؤ رسالدار صاحب تیغ نہ تو لے ہوئے چلے پیسلے سے پر وہ اٹھ آیا دھم سے گر ٹپے پھیر بنا گے  
 افراسیاب نے کہا خیر تو ہے رسالدار نے کہا شیر شمشیر پھیلائے ہوئے بیٹھا ہے شہنشاہ بڑی خیر ہونی  
 چھکو دیکھ کر چلا تھا میں نے تلوار چمکی کی جب وہ رکا اب جو قریب بارگاہ کے جاتا ہو تو ہوتا ہوا پلٹ آتا  
 ہے کوئی کتا ہے اڑتا بیٹھا کوئی کتا ہے خیر دکان میں لے رہا ہے آخر افراسیاب بھر کرتا ہوا بڑھاپہ  
 اڑتا کو دیکھا فی حقیقت بیچ بارگاہ میں ایک شیر شمشیر پھیلائے ہوئے بیٹھا ہے ایک طرف ایک اڑتا  
 ہنہ سے تلا بہ آئین چھوڑ رہا ہے افراسیاب نے کھڑے ہو کر خوب بھڑکے اڑتے کو کیلا خیر کا  
 شہو بند کیا صرصر جو وہاں آکر پہنچی دور سے دیکھ کر دوسے کہا اے شاہنشاہ آپ کا منہ کیلئے  
 ہیں کیون بھر کر رہے ہیں یہ شیر اور اڑتا مقوی کا ہی یہ کھکر دوڑی شیر بڑھیل مارا حقیقت میں  
 کا غذا تھا چھٹ گیا اب تو سب اندر آئے دیکھا بارگاہ میں سناٹا پڑا ہے کاغذ کی بنی ہوئی بہت سی  
 تصویریں بڑی ہیں افراسیاب حیران ہو گیا صرصر سے کہا جا کر بارگاہ میں عمر کی خبر کو لا جا  
 آئے ہیں نذرین ہوئی اب حمزہ سے مقابلہ ہو گیا وہ اسم اعظم بڑھکر ٹپے گا سات دن میں حمزہ  
 طلسم ہو شراب میں پہنچ گیا قدرت شکست کھا کر آئے کسی واقعہ نگار نے پہرچہ بھی نہ لکھا صرصر  
 واسطے خبر کے جلی کوکب وبران بھی جاتے ہیں کوکب وبران سے کہہ باہو اشار اللہ صا جعفران  
 کیا صاحب طاقت ہیں اتنے بڑے دیو کو کس لطف سے اٹھایا گینڈے کو مارا اب صاحب قرآن  
 کا ساتھ دینے کے بڑے معرکے پڑ گئے یہ سوچتے ہوئے کوکب بارگاہ مرخ میں آئے دیکھا خواجہ  
 بیٹھے ہیں ہتر قرآن دریائے خون میں نہایا ہوا لباس بدل رہا ہو سبکو خلعت ملے صاحب قرآن  
 کا کہیں نشان بھی نہیں صرصر شکل کنیز دیکھ رہی ہے کوکبے کھڑکے پوچھا خواجہ صاحب قرآن  
 کہاں ہیں عمرو نے ہنس کر کہا ای کوکب صاحب قرآن کیسے یہ بھی ایک عیاری تھی میرا جان بخش  
 قوت بازو ہتر قرآن غوث صا جعفران بٹکرایا ایک بڑے جوان کو ہی کو دم دیکر تھکا بنایا کہیں ناگس  
 کا یہ کام دے تھا یہ مذکر وہ بزرگان ہو اس عیاری کو اسی نے پورا کیا میں جانتا تھا بعد میرے آئے  
 افراسیاب بارگاہ کو گھیر گا سبکو زبیل میں رکھ کر گیم اڑھلی چلا آیا جب قرآن نے ڈانٹا تم بھی  
 تو کانپ رہو تھے کوکب نے کہا خواجہ مجھے خون تھا کہ روح جسم سے نہ نکل جائے یہ دبدبہ وسطوت



یہ زور و جرات کیونکر ہوش پر آگندہ ہون دیکھے آخر افراسیاب و حیات نے کیا جواب دیا  
 کیسے ہوش درست نہ تھے مگر خواجہ کیا بات ہی عیاری نہیں کرات ہے یہ خبر صرصر لیکر بھاگی دوبار  
 میں حیات کی تمام کیفیت بیان کی کہا حضور دیکھیے کس لطف سے اپنے کو بچا لے گیا سبکو ذلت  
 دیکھا حیات نے جو یہ معاملہ سنا افراسیاب تو بہت ہنس رہا ہی کہتا ہی میں نے تو بچا نا تھا دل میں خیال  
 تھا کہ بابا جان مصاحب مری میں کچھ فرمائیں گے کہ تھو کہ عیار و ن کی کیا حقیقت ہو اب حقیقت  
 ظاہر ہوئی یہ مابذولت کا کلیجہ ہے کہ ان بلاؤں کو ٹالتے ہیں عمر و ایسے ظالم سے مقابلہ کیا کیا تھا میں  
 برپا کی ہیں حیات نے غصے میں جواب دیا تو میری ذلت چاہتا تھا نہیں نہیں کہہ کر افراسیاب  
 نے سر جھکا لیا مگر حیرت سے اشارے کر رہا ہی عمر و نے خوب بڑھے کی گمروں کی حیرت چھلا ہی  
 حیات نے کہا میدان کا زرارہ میں کوئی کیا کر سیکے گا ایک سحر میں سب کو پھونک دوں گا بی ہمارے  
 بڑے زور باندھے ہیں دیکھو تو انکا کیا حال کرتا ہوں یہ کہہ حیات نے طبل جنگی بجوایا ہر کارے  
 لشکر اسلام کے خبر میں لیکر بھاگے بارگاہ ملکہ منج سحر چشم میں اسے ہاتھ اڑھا کر عادی نظر

یارب سیراب جاہ و شمت باشی

سر سبز ریاض عیش و عشرت باشی

ای گلبن باغ آرزو بیدل

ہر جا باشی بہار قدرت باشی

شہر یار عالم عمر و زار ہو صرصر نے آپکی عیاری کی خبر ہو چائی

حیات نے طبل جنگی بجوایا کل میدان میں مقابلہ کرے گا بہت جلا ہوا ہو کوب تو بران کو انی وقت  
 لیکر چلے گئے یہ کہہ گئے کہ بروقت لشکر کشی حاضر ہوں گا ملکہ مہ جبین نے باشارہ خواجہ عمر و حکم دیا بیان  
 بھی طبل جنگی بجا چار پہر رات گزر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا دو نون لشکر طور قدیم میدان کا زرارہ میں  
 آئے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئے نقیب نقابت کر کے ہٹے حیات بفر و غنیمت میدان کا زرارہ  
 میں آیا بہار کو جو دیکھا کہ پھولوں میں لدی ہوئی کھڑی ہو کر دکنیزان سہی قد کلوذرا ماہ رخسار سیمین  
 غنیمت دہن گھیرے کھڑی ہیں بہار کا لشکر بھی بہار پر ہے پکار کر آواز دی اسے مرغی بہار کو ہمارے  
 مقابلے میں بھی اگر اپنی خیر چاہتی ہو تو ساربان زادے کی شکیں باندھ مکر ہمد و میں مزادوں کا  
 قتل نہ کروں گا یہ سنتے ہی غازیوں نے آواز دی ادھی کیا بکتا ہے تیری بارگاہ میں بیٹھے رہے  
 تو نے کیا کر لیا آخر کو ہاتھ باندھنے لگا پھر ان بزرگوں کا نام لیتا ہی حیات بہت جھجکایا  
 فوج بھی تو ساتھ لیکر آیا ہے سات لاکھ ساہرے جادو گم پرے جاتے ہوئے کھڑے ہیں



جواب جو لشکر اسلام سے ملا بہت کھپا بطور مغلوبہ لشکر ظفر آخر پر جا پڑا اور ہر ملکہ مہرخ و ہر سادو و حمار  
 و جہاندار و غیرہ نے قیامتیں برپا کیں ملاحظہ خاطر سامعین رہے کہ افراسیاب کو تو حیات  
 کا رطبانہ گوار تھا حیرت سو یہی کہہ کر چلا گیا کہ اپنے والد کو منع کرو ٹھٹھٹھ ٹھٹھٹھ اپنے کھڑے جاؤں بادولت  
 اب لشکر کشی کی طرف طلسم نور افشان کے جائینگے چالیس کا ہنسون نے حکم لگایا ہے میں جا کر قلعہ سیاہ  
 فتح کرونگا افراسیاب لشکر میں نہیں ہے حیرت بھی جا پڑی دونوں لشکر تل گئے سحر ہونے لگے  
 بہار نے ایسے ایسے کلدستے ماری بھوت ہو کر ہزار ہائے لکھ اپنی کاٹ ڈالے عمار و جہاندار نے  
 بر جہاے سحر بنائے خوب توپ چلی حیات اس سحر کو دفع کرتا ہی عمار کو زخمی کیا لیکن جی جھوٹے  
 برق لایع نے تڑپ تڑپ کے سحر اور دیا جبر سحر کیا اس کو زخمی کیا پشت و پہلو سے خوب ہوشیار  
 تڑپ رہی ہے سرخ موے کا کل کشام ہلال سحر افکن و خورشید زریں سحر و تشکیل وغیرہ یہ سب زخمی  
 ہوئی استادان مخمور نے تحریر فرمایا ہے کہ تین پہر حیات رطاب اسے دیکھا کہ اس رطابی کا  
 فتح ہونا دشوار ہے ایک ایک سردار بلا روزگار رہے جان باز و سر فروش ایک ایک کو حیرت کا جوش بھی  
 زخمی ہوا عین گرمی جنگ میں حیات مڑ رہا ہے ایک نخل کے سایے میں کھڑے ہو کر سحر کرنے لگا  
 بڑے بڑے لوگ اسکے ہاتھ سے مارے گئے قیامتیں برپا کر رہا ہو باغبان سحر کرتا ہوا آیا اسے باغبان  
 کو زخمی کیا تلوار بکڑے کے چلا کہ باغبان کا سر کاٹ لون پہلو سے آواز آئی شہنشاہ جانے نہ پائے  
 یہ سردار سر کردہ لشکر اسلام ہے حیات نے پلٹ کے دیکھا ملکہ یا قوت جادو حیرت کی وزیر زادی  
 پہلو میں کھڑی ہے تعریفیں کرتی ہے حیات نے کہا ای قوت یہ سب سردار رکن طلسم ہوش ربا  
 ہیں سحر و ساحری میں کیتا ہیں انکا قتل ہونا دشوار ہے یا قوت نے کہا دیکھ شہنشاہ بھی آگے  
 وہ لکھ ابرہفت رنگ نمایان ہوا حیات اسطون پلٹا یا قوت نقلی نے قطعہ ہائے کنہاری نعرہ  
 کیا ضم مہر سپہر عیاری حیات اسے کہہ کر پلٹا عمرو نے حباب مار حیات رط کھڑے عمر عمرو نے  
 چاہا گرفتار کر لون زمین سے ایک پتھر پیدا ہوا ہان ہان کرتا ہوا طرف عمر کے مچپٹا عمر و کنہا جھوڑ کر  
 بھاگا پتیلے نے حیات کو ہوشیار کیا اب حیات گھبرا گیا سحر کر کے کو کا تخت ملکہ مہ جبین قلب فوج  
 میں تھا کہ و ساحر گھیرے ہوئے اس غول میں جا کر دو چار گولے مارے ساحر ہٹے تیرا سنے ملکہ  
 مہ جبین کو اٹھا لیا ساحرون کے حوالے کیا سردار ورن نے بلوہ کیا کہ مہ جبین کو رہا کر لین حیات



نے جگر دو چار بھر کیے کہ زمین ہلا دی مہر خ و بہار و غیرہ سب زخمی ہوئیں کہ آسمان بہ برق چسکی  
سب نے دیکھا شہنشاہ لاجپن خوش آئین عقاب بلند پرواز پر سوار کچھ سر دار اپنے جا بجا رہے  
کیے ہوئے ان سب کو ساتھ لیے اس وقت آکر پہنچے حیات کی بدعت دیکھ کر عقاب بڑھایا فز  
کر کے لکارا فز شہنشاہ لاجپن شہنشاہ لاجپن فرخ میر منم سا حرامی امور حیات سے کھڑے  
کا حیرت حیات کو لاجپن دفع کر کے تینہ چھنکر چاڑھ حیات نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے لاجپن نے  
خالی دیکر ہاتھ مارا کہ حیات کا زخمی ہوا حیات سانسے لاجپن کے بھاگایا لاجپن کو خبر نہ  
تھی کہ ملکہ حبیبین گرفتار ہو چکی ہیں یہ اس کے لشکر پر چاڑھے حیرت کو زخمی کیا حیات نے جوتنی  
مہلت پالی حبیبین کو تخت پر ڈال لیا سارون کو آواز دی یار وطن مھراے نگارین کے  
چلو وہاں قلعہ ہفت رنگ تیار کرونگا جسکو ملکہ حبیبین کا پاس ہوگا وہ خود رہا کرنے آئے گا  
ناگمانی میں پھنسے گا وہاں جھکو کوئی قتل بھی نہ کرے گا حیرت سے ہلکا کر کہا جب میں تم کو نامہ لکھو  
بہت اہتمام سے آنا سب سرداروں کو آتے قتل کرنا ملکہ حبیبین کی محبت میں سب آئیں گے دام سحر  
نیرنگ میں پھنسے گا وہاں جھکو کوئی قتل نہ کرے گا میں اپنی جان کی بھی حفاظت کرونگا یہ کہتا ہوا حیات  
فوج با قماندہ کو لیکر طن مھراے کل گیا لاجپن نے اس خیال سے بچھا نکلیا کہ صل گرفتاری  
ملکہ حبیبین معلوم نہ تھا ملکہ حیرت نے قبل بازگشت بجوایا اپنی فوج کو نیکر پٹی ملکہ مہر خ جب اس نے  
دولارام وزیر زادی نے بڑھ کر خبر دی حضور بڑا غضب ہوا فتح کی شکست ہوئی حبیبین کی حیات لگیا  
اب تو بہار لاجپن وغیرہ کو بڑا قلق ہوا آخر ہر کارے وغیرہ روانہ کیے کہ حیات بجان ٹھہرے  
جھکو خبر دینا لشکر کشی کرینگے اسد بھی شکار گاہ سے واپس آئے حال گرفتاری ملکہ حبیبین سنکر بہت  
ہیچار ہوئے برق وغیرہ کو حکم دیا مقام قید ملکہ حبیبین تلاش کرو سردار برائے رہائی حبیبین جاؤں  
حیات کو جا کر تریب مھراے نگارین ایک قلعہ تیار کیا جو کچھ سامان کیے اسکا حال تحریر ہوگا ملکہ حبیبین  
کو اس قلعہ میں قید کیا ایک نامہ لکھ کر ایک امر کو دیا کہ نامہ بارگاہ میں مہر خ کی پھینک دو مضمون  
اسکا یہ تھا کہ مہر خ وغیرہ اگر دعویٰ سحر و سحر ہی ہے اس قلعہ پر آؤ تمھاری بادشاہ کو ہتھ قید کیا  
عمر کو بھجھو کہ اگر عیاری کرے یہ نامہ جو بارگاہ مہر خ میں پہنچاؤ گریہ و زاری بلند ہوا اسد نامہ دار  
تلوار ٹیک کر اٹھے کہ میں خود جاؤنگا بہار اٹھ کر قدموں سے ہٹ گئی عرض کی کینہر جا کر بھیا کو تھکے



چندوادیگی آپ کے اقبال سے مجھ میں کدو ہا کر کے لائیگی یہ کہہ کر بارہ نے قصہ کیا خواجہ و کہا اس ہم پر بھی تم دو  
انداز نمودین خبر مفصل منکولون تب فوجین روانہ ہوئی کوئی تو اسے نہ میرے قول کی ہو کہ جو یوں طلب  
کرتا ہو یہ کہہ کر خواجہ عمر نے چند ساغر و نکودا سے خبر کے روانہ کیا انکا ذکر وقت پر تحریر ہو گا  
وہ کلید داستان حیرت بیان افراسیاب جادو کا جاننا طرطلم نور افشان کے  
بہ ہدایت بخوبیاں بہ فکر فتح قلعہ سیاہ و حالات جنگ کو کب و افراسیاب عیار سی ہا  
عمر و امداد آتشبار بیابان نشین و شرکت مصور و عشق منقار آتش ریزہ از مخمور  
و گہ قناری مخمور و ذکر آمد چالاک کہ بصورت شہنشاہ نیلم مع لشکر آتا ہو و  
ذکر نور الدہر و کیفیت جنگ سیمون ابلیس پرست و روانگی نورالدہر مع مخمور  
سمت طلسم ہوش ربا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجباستان  
سحر عنوان ہے ساتی نامہ مصنف

|                                                                                                                                                                                                          |                                                                                                                                                                                                           |                                                                                                                                                                                                        |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| اوٹھا سا قیامہ رخ سے نقاب<br>قمر درہ غم سے فہست نین<br>مے ساتی حور و شہ نقاب<br>بہت دل زمانے سے اب تنگ ہو<br>ہوئی مہر و لفت تو اب کیمیا<br>کہ دنیا کا بڑھتا چلا انقلاب<br>گلستان دنیا کی کیا سیر ہو      | کہ طالع ہوا جام میں نقاب<br>گل رخ میں رنگ محبت نین<br>گوئی جام اپنی خوشی سے پلا<br>کہ بھائی کو بھائی سے الفت نین<br>زمانے کی بدعت نے کشتہ کیا<br>نہ عاشق کو معشوق کا پاس ہو<br>کہ آغاز و انجام میں خیر ہو | تقاضائے مہر و محبت نین<br>تھیں اپنے عاشق سے فرست نین<br>کہ باغ جہان خوب نیزنگ ہو<br>کسی دل میں رنگ محبت نین<br>نہ کیوں صورت و لہجہ ہو چہ و تا<br>کسے زندگی سے نین یا سن ہو<br>غزل موافق مضمون مقام ہذا |
| ہمیں چہ نامہ بر لا جواب ملتا ہو<br>چکر ہو سوخت تو لطف کباب ملتا ہو<br>گدا ہو شاہ سرفراز کیا نین کر تر<br>ہمیں تو صاف بھی تک جواب ملتا ہو<br>دو نہیں کسے بہم لطف اشنائی کا<br>عجیب کچھ مزہ اضطراب ملتا ہو | جسے وہاں سے ہم خطاب ملتا ہو<br>ایں لطف کدہ فن نہ کیوں ہو مشتاق<br>حضور و زو بھی آفتاب ملتا ہو<br>وہ اٹکی شکل سے نزار ہو جدائی میں<br>حباب سے بہ تکلف حباب ملتا ہو<br>اُس کا جلوہ ہو آنکھوں کو سات پر نین  | ہو ہو دل تو سرور شراب ملتا ہو<br>کہ قید ہو کو مکان خراب ملتا ہو<br>کہ ورت اُنکی ہو انکار و صل ظاہر<br>خیال یار سہمیوں کے خواب ملتا ہو<br>نک جھڑکے مرزخم پر تو ای قاتل<br>کہاں کہاں غم نہج اب ملتا ہو   |



|                                 |                                |                                 |
|---------------------------------|--------------------------------|---------------------------------|
| کچھ انتہا مہینہ نہ تاج کھانگی   | ہیشہ رزق یہاں بھیاں ملتا ہو    | خدا کبھی مہین عشق آدمی کو دے    |
| کہ روگ جان کو دلو عذاب ملتا ہو  | لے وہ غیرت یوسف کین تو چھین ہم | گیا ہوا بھی کسی کو شباب ملتا ہو |
| زمین تہی ہے رات جو بھر گئی کمال | یہ طیف دوتی تو تراب ملتا ہے    | چہرہ سر و شان بازار آستان       |

و خریدار ان جنس بے بہائے داستان حالات حالات آیات جنگ سحر سامی کو یوں تحریر فرماتے ہیں  
 شعر مہنت ترسم سہریان شیرین سخن، منو چنین کرد این سخن کو معاملات حیات سے پلٹ کر  
 افراسیاب باغ سیدب میں آیاتین لاکھ فوج ساتھ لیکر طرف طلمس نور افشان کے روانہ  
 ہوا اس ارادے سے کہ جا کر اس قہر سیاہ کو فتح کروں اور آتشبار سیا بان نشین کو با فوج قلعہ  
 برائے مقابلہ مرخ وغیرہ روانہ کیا تھا جب یہاں رہے جنس لشکر سے غائب ہو میں خواجہ عمر و تلاش  
 حیات میں نکلے ایک پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا لشکر بھیاں اتر رہا ہے فقیر بیکہ دریافت کیا معلوم  
 ہوا کہ آتشبار ہوائے مقابلہ مرخ جاتا ہو رنگ دروغن عیاری کا لگا کر بصورت صرصر شمشیر  
 لشکر میں آئے آتشبار کو خبر ہو چکی کہ ملکہ صرصر آئی ہیں خود دباہر نکل آیا دیکھا سامنے سر صرصر  
 صرصر اڑی ہوئی آتی ہے آتشبار نے دیکھا عیارہ جست و چالاک بیاک بقول شاعر شعر کہے یہ بخون  
 کے بھل یہ جاننا نہ کیونکہ کشتہ ہوں اس کا + سجا سجا یا بھیا یا بھیا تو دیکھو غضب خدا کا آتشبار  
 ترکیب صرصر دیکھ کر مقیر ہو گیا صرصر نے نامہ افراسیاب دیا سفنون یہ تھا کہ آتشبار جلد  
 اپنے کو مقابلہ مرخ میں پونچھا و ایسا نہ کہ وہ لوگ طرف دریائے نیل کے کوچ کر رہے تھے و کنا جب  
 لازم ہے جب آتشبار نامہ پڑھ چکا صرصر نے کہا او بیونا جاتے ہیں بیٹھے بیٹھے سودا سے محبت خرید  
 کے چلے آتشبار سمجھا مجھ پر مائل ہوئی کہا ملکہ آج کی شب ہماری بارگاہ میں تشریف رکھو ہم تم ساتھ  
 طرف لشکر مرخ کے چلتے صرصر نے جواب دیا ترے تیور مجھ کو بد معلوم ہوتے ہیں بادشاہوں کو محبت  
 کر نامہ اسر حاکم ہے آتشبار منتیں کر کے اپنی بارگاہ میں لیگیا مائل تو ہو ہی چکا تھا ساتی اپنے  
 موجود ہو و حواجہ نے فوراً اپنا فیض جاری کیا شراب میں بیوشی ملانی آتشبار کو جام دیا سردارین  
 کو پلوئی صبح ہوتے ہی سب بیوش ہوئے عمر و نعرہ کہے کے جلا کہ قتل کروں صرصر پھرتی ہوئی آئی  
 ہے اسے جو لشکر آتشبار میں ہنگامہ دیکھا کہ کوئی ادک رہا ہے کوئی منہ کے بھل گیا کوئی برہنہ  
 و ڈرتا پھرتا ہے بھی کہ عمر و بیان ہو چکا پر وہ اٹھا کے اندر آئی دیکھا عمر و میری صورت پر آتشبار



کو قتل کیا چاہتا ہے نعرہ کہہ کے جا پڑی عمرو نے کہا کیوں جان جہان تو میرا نقصان چاہتی ہے  
تھرب ہی واسطے ساری کد و کاوش ہے اسٹ جا میں اسکو قتل کروں سارے لشکر کو لوٹ لون  
مرصہ بچہ کھینچ کر جا پڑی عمرو منتیں کر رہا کہ بی بی غصہ نکرہ آپ میں کسی رنڈی کی بیان کبھی بجاؤنگا  
مرصہ گایان دیتی ہے جب مرصہ نے دیکھا کہ عمرو پر غالب آنا دشوار ہے پلٹ کر آشبار کے حباب  
دفع بیہوشی مار دیا عمرو تو جیت کر کے نکلیا آشبار کی جو آنکھ کھلی مرصہ کو اٹھ کر ایک  
طاخچہ مارا مرصہ لڑکھڑاکے گری آشبار نے چاہا قتل کر دن مرصہ نے کہا او کجنت میری صورت  
پر عمرو نے عیاری کی تھی میں نے تجھ کو آگے بچایا آشبار نے ورق جمید ہی میں دیکھا ثابت ہوا  
کہ یہ مرصہ عمر و نکل گیا مرصہ یہ سو سحر اتارا منتیں کرنے لگا مرصہ نے کہا سامری تجھ کو غارت کریں گے  
تو بیجا میرا گال سوچ گیا میں اب نہ عمرو ونگی آشبار نے کہا میں بھی ڈھونڈ کر عمرو کو لاتا ہوں مرصہ نے  
کہا تمھاری اجل قریب ہو عمرو کو کیا پاؤ گے اُسکے ہاتھ سے مار جاؤ گے مرصہ تو سمجھا کے چلی گئی  
آشبار کو انتہا کا غصہ تھا پر پرواز پیدا کر کے تلاش عمرو میں چلا لشکر اسکا عقب میں آشبار کے اڑا  
ہوا آتا ہے دیکھا ایک نخل کے سایہ میں مرصہ بیٹھی رو رہی ہو گ روشن کر کے گال سینک ہی ہو آشبار کو  
بڑا قلق ہوا کہ میرے ہاتھ سے ایسی معشوق کو صدمہ پہونچا ہوا ہے اُڑ آیا ہاتھ باندھ کر کہا ملکہ معاف  
کر دو مجھے بڑی خطا ہوئی لاؤ میں سینک دین مرصہ نے کہا اؤ ظالم دور ہو دیکھ مجھ کو کیسا صدمہ  
پہونچا عارض پر عارضہ ہو گیا باتیں کرتے کرتے کہا دیکھو تمھارا لشکر آتا ہو آشبار پاشا شہنشاہ اقلیم  
عیاری و قطب فلک خنجر گزاری نے نعرہ کہہ کے حلقے گند کے گلے میں ڈال دیے حباب بیہوشی مارا آشبار  
گر عمرو نے تاج آشبار لیا کیٹے اتارنے لگا قصہ ہے لباس اتار لون تو قتل کروں سابق میں فر کیا  
تمھاکہ مصو شہنشاہ لاچین کے ہاتھ سے شکست کھا کر فقیر بن کر چلا تھا راہ میں زمیندار وغیرہ  
دہانے تاجدار اگر مصو رکے شریک ہوں مصو کو تخت پر بٹھایا کہا مرشد زوے آگے کیا پرواہ آپ  
جہان رہنے آگے نانا واداکے بندے خاکیا تو تیاے چشم بنائینگے مصو کو تخت پر سوار کر کے لیجے  
اسوقت مصو راگر پہونچا مصو نے دیکھا عمرو ایک تاجدار کو قتل کیا چاہتا ہو وہیں سے نعرہ کیا او سابق  
زاوے خبردار عمرو تو مصو کو دیکھ کر ہچکچا گیا کہہ گیا کہ بھلا او مصو تیری قضا و انگیر ہے گوشہ نشین  
ہو کہ پھر خروچ کیا یہ کہہ کر گلیں او طرہ غائب ہوا مصو نے آکر آشبار کو ہوشیار کیا آشبار نے مرشد زاد



کہہ کر قدم کو بوسہ دیا لشکر بھی اگر پہونچا اسی صحرائین بارگاہین استاد ہو بین جب مصور و آشکار  
 اگر بارگاہ میں ٹھہرے جو مصور ملکہ صورت نگار بھی اگر پہونچی گرد کی سے کینرین روج میں صورت نگار  
 سینے پر او بھار گوری گوری صورت سہی قدمہ رخسار سراپا میں زرخانی زیبائی آتشبار دیکھ کر  
 عاشق ہوا کیلے بہا تھ رکھ لیا اوسوقت تو خاموش ہو رہا شب کو صورت نگار نے جا کر بارگاہ  
 آرام کیا شعلہ عشق کا سینے میں آتشبار کے پھڑکا بیتاب ہو کے اٹھا سھر کر کے غرق زمین ہوئی  
 میں صورت نگار کے پہونچا دیکھا یہ مست بادہ حسن و جمال غافل سو رہی ہو آتشبار بیٹھ کر پاؤں  
 دبانے لگا صورت نگار نے آنکھ کھولی گھبرا کے اٹھ بیٹھی آتشبار قدموں پر گر پڑا اگھا اود قدرت کی بھوسری  
 جان جاتی ہو تشنہ جام وصال ہوں صورت نگار تھا ہوئی کہ اوجھیا ابھی مصور کو خبر کروں قدرت کی  
 بھوسری کتا ہوا یہ خیال خام و تصور نا تمام آتشبار سمجھا منت سے مطلب نکلیگا خاک قبر جمشید لڑا کر بھوش  
 کیا سحر میں اپنے مبتلا کر کے بیرون بارگاہ آیا اپنے لشکر کو چلے چکے تیار کیا رات ہی طرف سحر اسے  
 روانہ ہو گیا صبح کو مصور کو معلوم ہوا کہ جو رو آتشبار نے گیا لشکر کو تیار کر کے تعاقب میں چلا یہاں  
 آتشبار ایک صحرائین اگر او تر بارگاہ استاد کر لی شراب و کباب میا کر کے صورت نگار  
 کو ہوشیار کیا زبان میں سوزن دے رکھا ہو صورت نگار کی جو آنکھ کھلی اپنے کو خیمہ آتشبار  
 میں تنہا پایا آتشبار گریبان کر رہا ہو صورت نگار نے اشارے سے کہا زبان سے سوزن نکال  
 سحر اوارہ جو تو کینکا قبول نہ رنگی آتشبار نے سحر اوارہ صورت نگار چاک اٹھی اواز دی اوجھیا  
 اونا مرد مجھ کو میرے شوہر سے جدا کیا یہاں بھاگ آیا یہ کہنے سحر کیا بارگاہ میں آگ لگ گئی صورت نگار  
 لڑتی ہوئی بیرون بارگاہ آئی ہزار دن کو سحر سے جدا دیا آتشبار غل مجاہد اوارے یار و میکو  
 گرفتار کر لو میری جان جاتی ہو عین گرمی جنگ میں سحر اسے گرد و اڑی مصور مع فوج اگر پہونچا زوبہ  
 دیکھا کہ زخماں بقیار کل ساحر و ن سے لڑ رہی ہے آتشبار چاہتا ہے گرفتار کر لوں پنجہ قابض نہیں  
 ہوتا جیسے ہی مصور کو صورت نگار نے دیکھا آواز دی واہ مرشد زادے کیا تمھارے نانا دادا کے  
 بندے ہیں کہ تمھاری جو رو پر نگاہ بد ڈالتے ہیں میں نے انہ کو بھٹک بچایا مصور غصے میں جا پڑا  
 تصویر میں نکالیں مقراض سے سر کاٹے دو دھڑا سا حرم مر کر گرنے لگے صورت نگار کو بیچ میں  
 لیا تخت پر سوار کیا مصور تو بلا سے روزگار ہو بار و غیرہ سے دتا ہوا ان سب پر شیرازہ چلا آتشبار



سحر ہونیکا آتشبار نے آگ بر سائی مصور نے بامان بھر بر سائے آگ کو بجھا دیا آپسین دونوں نے  
 سخت کلائی ہوئی جا بنین کے سودو سودو سا حمار لگے جا بجالا شوئے انبار دریاے خون گیا  
 مصور تیغہ کھینچ کر آتشبار پر جا پڑا دونوں میں خوب تلوار چلی آپسین سحر کرتے ہیں یہ تو دونوں ساحر زبردست  
 ہیں ساتھ والوں پر آفت مصور کے ساتھ والے قتل ہو رہے ہیں ملا زمان آتشبار لا کھون  
 جگمگے مصور نے تیغہ سحر سے آتشبار کو زخمی کیا آتشبار نے کار دھڑ سے شانہ مصور کا نشانہ کیا  
 دونوں دریاے خون میں نہائے ہوئے بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں کہ آسمان پر برقی چمکی آتشبار  
 و مصور نے دیکھا کہ افراسیاب بھد قہر و عتاب اور اق میں جلال دیکھ کر حلا اسوت آگے ہو چکا  
 دونوں کو لگا کر کہ اسے کبختو یہ کیا کرتے ہو کیا مذہب کی بربادی ہے آپس میں لڑے مرنے  
 ہو خبردار الگ ہو جاؤ دونوں لڑتے لڑتے مست ہو گئے ہیں ہر چند افراسیاب نے منع  
 کیا نہ مانا غصے میں زمین پر آیا بہ نگاہ کرم آتشبار بے شرم کو بیہوش کیا مصور کو غصے میں وجہ  
 سحر کی ماردی دونوں بیہوش ہوئے لشکر کو جدا کیا دیکھا گئی لاکھ کا کھیت ہوا غصے میں کا پتا  
 ہوا بارگاہ میں آیا پہلے آتشبار کو ہوشیار کیا چکے سے کان میں کہا میں تیری شادی ساتھ  
 صورت نکار کے کر دو گا شرط یہ ہے کہ لاچین کو قتل کر دے ملر سدا و آتشبار خوش ہو گیا اب  
 مصور کو بھی ہوشیار کیا ظاہر میں آتشبار کو مصور کے قدموں پر گرایا دونوں میں اصلاح  
 کر لی آتشبار خیال دھل صورت نکار کی گرمی میں ویسوقت لشکر لیکر طرٹ لاچین کے چلا افراسیاب  
 نے مصور سے کہا اب آپ سے وہ کسری نکر گیا جا کر اداسکی مدد کیجیو وہ لاچین کو ٹوک کر ارے گا  
 اس کو بھی لکھا ہے گایان لشکر لاچین فدکش ہے قصہ ہے کہ حیات کے قلمہ پر لشکر کشی کریں اپنے  
 قیدی چکر چڑائیں کہ آتشبار با فوج قاہرہ آکر مقابلے میں ہو چکا طبل جنگی بجوایا خواجہ بھی لشکر میں  
 تشریف لائے ہر کاروں نے آکر خمدی کہ آتشبار نے طبل جنگی بجوایا لاچین نے حکم دیا بتا سید  
 رب اکبر بیان بھی طبل جنگی بجے دونوں لشکر و ان میں لات بھرتیاری رہی وقت سحر و دونوں لشکر  
 آکر میدان کارزار میں جمو آتشبار کا قصہ ہو کہ میدان میں جاؤں لاچین کو لڑو نہ عشقہ کو صل  
 سو کامیاب ہوں کہ مھرا سے گرداڑی بیران بیشہ نشین بہلوان زبردست ساتھ ہزار فوج سے آکر پہنچا  
 آتشبار کا خراج گزار ہے آکر من کی اد شہنشاہ سحر سے آپ ٹھکڑو بجایا میں میدان میں جرات مقابلہ



کر کے طلسم کشا اور مامون کو اسد کے پکڑ لاؤ گا جب انکو قتل کیا اہالیان لشکر خود بھاگ جائیں گے  
 لاچین کا قدم نہ جیگا یہ حکم نہ خست لی بیران میدان میں آیا آواز دی اے فرقہ خدا پرستان  
 میں مدت مدید سو حالات حرات صاحبقران سنتا ہوں جسکو دعویٰ جبرأت ہوا کہ مقابلہ کرے  
 اسد نے چاہا جاؤں کہ شاہزادہ بدرج الزمان گرد لشکر شکن نے مرکب بادرتار بڑھایا بدرج الزمان  
 کو بڑا قلق ہو کہ میں اسد کے ساتھ رہا طلسم ہو شر با میں کچھ نام نہ کیا کسی حیلے سے ساتھ سے  
 نکلیاؤں جنگ کر کے اپنی شوکت بڑھاؤں پس اسد کو روکا فرمایا ای فرزند ہو شر با تم صاحبقران  
 زمان ہو لشکر کی تمھاری دم سو رونق ہی ہر کس و نا کس سو تمھارا مقابلہ مناسب نہیں ہے چہ اسد نے کہا  
 بدرج الزمان نے نہ مانا صحت سے رخصت لیکر مرکب اوڑا کہ میدان میں آئے بیران نے جو شریشہ صاحبقران  
 کو دیکھا گردا سپر کا لیکر جاڑا نگاہی باخ قدم گیند بیران ہٹا تین قدم مرکب بدرج الزمان پس میں  
 نیزہ چلنے لگا بدرج الزمان نے بندہ صاحبقرانی کر کے نیزہ بیران کا نکالا بیران نے قبضہ پر  
 ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ رہا تھا مارا بدرج الزمان تیغ چہر بھی پناہ کیا بارٹھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا  
 بیران پسٹ پڑا دونوں جوان لڑتے ہوئے زمین پر گر گشتی ہونے لگے اسد نے فرمایا مامون جان فن  
 گشتی میں طاق شہرہ آفاق ضرور اس بھیا کی مشکین باندھینگے بیران سو شام آگشتی برابر ہوئی بدرج الزمان  
 بڑی زور و شور سے لڑ رہے ہیں ایک مقام پر بیران بدرج الزمان کو ریل کر لیا سا تمھ قدم ہٹے تھے  
 وہاں پر رک گئے بیران نے جاہل کر بیٹھون بدرج الزمان سے کہہ مار کر دونوں پاؤں بڑھائے  
 اس خیال سے کہ اس نامرد کو لے دوڑوں وہاں پر ہوش خانہ تھا دونوں بدرج الزمان کو مشغول زمین  
 تک اتر گئے بیران نے کہہ مارا بدرج الزمان کا کولا اتر گیا تھا کہ ہوش ہو گئے اسی عالم بیوشی میں بیران  
 نے مشکین باندھیں لشکر میں بڑھ ہوا کہ عاجز کر کے حیدر زبون کو گرفتار کر لیکر اسد ناچار چلے ہر کاری  
 روانہ کیے کہ دبدم کی خبر ہو گئے یہاں آتشبار نے آتے ہی بدرج الزمان کو قید کیا اور نامہ افرسیاب  
 کو لکھا کہ فرزند حمزہ کے باری میں کیا حکم ہوتا ہے افرسیاب راہ طلسم نور افشان میں ہو کو کب کو  
 بھی خبر ملی کہ افرسیاب قہر جمید ہی پر ہما ہو کو کب کو بھی تیاری کی ہو قہر جمید ہی سے تین  
 کو اس آگے بڑھ کر فوکش ہیں بیران نے چاہا کہ مردولاچین کو نامہ لکھیں کو کب نے منظور کیا  
 کہا ای نور نظر انکے امورات جنگ جلد میں فرقہ لگا خدا انکو تابذریعہ نیل ہو بخائے ہم بیران



افراسیاب سمجھ لگے افراسیاب کو جو نامہ آتشبار پہنچا دے جو اب بن لکھد یا سپر حمزہ کا سر کاٹ کے  
ہمارے پاس روانہ کرو آتشبار نے صبح کو میدان خوانی کی تیاری کی سب فوجیں حیار ہوئیں جلا دے گئے  
تصد ہو کہ بدیع الزمان کو قتل کرین اسد نامہ بارگاہ میں منتشر پڑے ہیں کہ ہر کارون نے آکر فوجی  
آپ کے ماموں جان کو تیرتے بٹھایا ہے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی اسد غازی تلوار ٹیک کر اوٹھے لاچین  
ملاؤس زرین بال پر سوار ہو کر چلی مخمور سرخ چشم بھد تہر و ششم والے یا قوت احمد کے ہاتھ میں لکھد  
اسمان پر چکی اس خیال سے کہ اگر بدیع الزمان پر کوئی چشم زخم پہنچا میں نور الدہر کو کیا منہ دکھاؤنگی  
سے چشمہ مخمور ہی پہنچی جلا دینے چکے سر بدیع الزمان پر آیا تھا کہ مخمور کڑک کے گری جلاؤ کو  
قتل کیا کہ بدیع الزمان کے پڑا نہ اور پھرنے لگی سلام کر کے عرض کی قبلہ و کعبہ اوٹھے بدیع نے  
خانہ زور میں آکر قید توڑ ڈالی ایک سوار کو مار کر تلوار لی مرکب پر سوار ہوویران بھی تینہ کھینچ کر جلا  
آتشبار بھی بھر کرنے لگا کہ آسمان سے نعرہ شہنشاہ لاچین ہوا لاچین نے آتے ہی فوجوں کو  
دور ہم دہر ہم کیا صرخ کا گولا چلا سرداروں نے قیامتیں برپا کیں کہ زمین تھرائی نعرہ اسد کی آواز آئی  
سح اپنے اٹھارہ امیر زادوں کے اگر گئے لاچین نے دھڑکے بھڑکیاں آتشبار بھڑکے بدیع لڑتے  
بھڑتے قریب بیران بیشہ نشین پہنچے اوٹھے ہاتھ تلوار کا مارا بھر جو کوئی کرتا ہوا سپر تو مخمور جلا پڑتی  
ہے کسی ساحر کو قریب بدیع الزمان نہیں آنے دیتی بیران نے جب ہاتھ مارا بدیع الزمان نے بارٹھ  
بچا کر کھائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کر میں ہاتھ ڈال کر بقوت صاحب قرآن اوٹھایا  
گھوڑے سے کود کر مشکین باندھیں سرداران اسد نے اپنے قبضے میں لیا ملا زمان آتشبار بھڑکے قریب  
کہ شکست کھا کے بھاگیں کہ مصو جادو میں لاکھ فوج سے آکر پہنچا سمجھ کرنے لگا قضاے کا ایک سحر  
خراج گذار افراسیاب منتظر آتش ریز پچاس ہزار فوج سے برائے مدد افراسیاب جاتا تھا ہنگامہ گیر و دار  
دیکھ کر آئے مستعد جنگ ہوا دوسرے مخمور کو دیکھ کر بالکل ہوا ہنگامہ گیر و دار بلند ہے بھائی کو بھائی کی خبر  
نہیں ایک گوشے میں مخمور لڑ رہی تھی اس نامرد مکار نے خاک قبر جمشید اٹھا کر مخمور کو پکڑ لیا اور  
لڑتا بھڑتا مخمور کو لیکر نکل گیا کوئی نہ سمجھا کہ کون آیا لڑ بھڑکے نکل گیا آتشبار نے جب دیکھا شکست  
فاش ہوا ہریان لشکر کو بھاگنے کی تلاش ہو طبل باز گشت بجایا لاچین واسد خوشی خوشی بدیع الزمان  
کو لیکر پلٹے بنی بارگاہ میں آکر داخل ہوئے آتشبار مقابلے میں ٹھہرا افراسیاب کو نامہ لکھیں گے



اور ساحر اگر شرارت کرے تب طبل جنگی بجیگا یہاں بدریغ الزمان نے دوسرے دن بیران کو  
 بارگاہ میں بلوایا ہدایت کی وہ عاشق زور بدریغ الزمان ہو چکا تھا کلمہ پڑھکر بھدق مسلمان ہوا لیکن  
 منقار آتش ریزہ مخمور مجبور کو لیے ہوئے ایک صحرائیں آکر اتر بارگاہ میں سامان عیش و نشاط مہیا کیا  
 مخمور کو ہوشیار کیا زبان میں سوزن دیدیا ہو مخمور کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک بارگاہ میں پایا ایک سحر  
 جوڑے منتیں کر رہا ہے مخمور کا قلب تھو گیا خیال میں گذرا خوش آمد سے مطلب نکالو ورنہ عصمت میں  
 فرق جایگا اشارہ کیا کیا عاشق صادق ہے معشوق کی زبان میں سوزن دیدیا سنتے ہی بمقار جھپکنے لگا  
 سوزن زبان سے مخمور کے نکالا جیسے سوزن زبان سے مخمور نکلا سینھل کے بیٹھی کہا کیوں اذنا مرد کیا  
 کہتا ہے منقار نے کہا مڑا ہون مخمور نے کہا اوجھیا نہ مر گیا تو ہم قتل کر دیتے یہ کہنے اوتھی مخمور کا اٹھنا  
 فتنہ خواہیدہ بیدار ہوا اوتھا کے باش کے دانے مارے بارگاہ جلنے لگی برق بنکر آسان پر چکی منقار  
 نے آواز دی یار دلینا معشوقہ جاتی ہے سات ہزار ساحر و نیکے مخمور پر سحر کے مخمور کے حریفوں کو روک کر  
 ہے بیٹے بڑے ساحر و نیکے کو کوک رہی ہے پانچ چار سو ساحر مارے گئے لیکن گھری ہوئی ہو چار طرے سے  
 ساحر و نیکے بلوہ منقار ہر طرف بڑھتا ہے جب مخمور نے سحر کیا برق چکی آگ برسی سودو سودو جھلکے گرے برق  
 نے چمک کر کئی سو سحر اڑا دیے منقار الامان الامان کرتا ہوا بھاگتا ہو ساحر و نیکے کو ترغیب دے رہا ہو  
 مخمور اس حال پر مال میں مبتلا ہو قضا کا رہنمائی منتر چلا لاک بن عمر و کہ شہنشاہ عالم کو تہنید کر لیا  
 و سکی صورت نبوی ہو تخت پر سوار سات سو افسران نامدار بایس لاکھ ساحران غدار پشت پر نوبت  
 نقاری بجتے ہوئے صدائے ہاے ہوا جو کان میں آئی سحر اوتھا کر دیکھا مخمور کھڑی ہوئی ہو سات ہزار  
 ساحر و نیکے میں لڑ رہی ہے جالاک بیتاب ہوا ساحر و نیکے کو اشارہ کیا دونوں کو گرفتار کر لو بایس لاکھ ساحر  
 سات سو سحر داران زبردست جاکر جو کرے ہاتھوں ہاتھ منقار کی مشکین باندھ لیں ایک ایک ساحر پر دو  
 دو سے ٹوٹ پڑے دس سحر داران نے ملکر مخمور کو بھی گرفتار کر لیا کس کس پر سحر کرے گھبرائی جالاک  
 نے وہیں بارگاہ استاد کرائی پہلے منقار کو مع سات ہزاروں کو بلایا پوچھا کہ یہ کیا سحر ہے ہو مخمور تو  
 شریک مہر ہو گئی یہاں تک کیونکہ پہنچی منقار نے کہا حضور میں لشکر مہر میں جا کر لڑا ہجرات  
 اس سحر کش کو پکڑ لایا گھر میری اسپر جان جاتی ہے صحرائیں لاکھ تعداد کیا کہ اپنے قبضہ میں کروں اپنے  
 مجھ کو دم دیا سوزن میں نے نکالا پنجہ اسپر قابض نہوا آپ پہنچ گئے ہیں خیر جگہ حیرت ہون یہ سحر



چالاک نے کہا ادھر مہرام اپنے ولی نعمت کی معشوقہ پر نگاہ بد ڈالی یہ کہہ کر حکم دیا ان سب کو دھل جہنم  
 کر دے تیر انداز و نگو بلاؤ سات ہزار ساحر منقاد دم بھر میں قتل کئے گئے مخمور کا نپ رہی ہو کہ دیکھو نیکر  
 بے کیا ہوتا ہو ظالم نے دم بھر میں سات ہزار ساحر قتل کر ڈالے یہ تو قوت بازو سے افراسیاب ہے  
 کا سیکو زندہ چھوڑے گا چالاک نے حکم دیا بی مخمور کو سامنے لاؤ مخمور پسینے پسینے کا پتی ہوئی سامنے آئی  
 جاہ جلال کی بیکر ہوش کر گئے چالاک نے لکھا کر کہا کیوں بی مخمور تم نے شہنشاہ کا ساتھ چھوڑا ہے شرط  
 کہ آتش قہر و غضب میں جلا دوں مخمور نے خوف سے کچھ جواب نہ دیا چالاک نے کہا انکو غلے میں لپیٹو  
 تنہائی میں سمجھائیں گے اگر ہمارا کہنا نہ مانیں گی سرگاٹ کے خدمت میں افراسیاب کی بھیج دیں گے یہ کہہ  
 چالاک تخت سے کودا مخمور کا ہاتھ تھا مگر کشان کشان تنہائی کے خیمہ میں لایا پہلے تو خوب ڈرایا  
 و مہم کیا جب مخمور کو ثابت قدم کو محبت پایا کہلے مخمور تم نے مجھکو نہیں پہچانا میں اپنی جان سے  
 بیزار ہوں قبلہ و کعبہ کی تلاش میں برسرِ کوہِ نیلم ہو پنا نیلم کو تو میں نے بکڑ لیا وہ تو صندوق میں قید  
 اب میں پریشان ہوں کہ کیا کروں ایسے ایسے ساحر ساتھ ہیں کہ اگر آگاہ ہو جاؤ میں جلا کے خاک بھی  
 بہ باد فنا اڑا دیں لشکر کو لیے ہوئے جنگل جنگل پھرتا ہوں مخمور کے ہوش اڑ گئے کہا اے چالاک  
 غضب کیا ان ساحر و نین میں کیا کر سکتی ہوں چالاک نے کہا ظاہر میں میں ٹکویہ کہہ کر مار دوں گا کہ خدمت  
 افراسیاب میں جاؤ مگر قبلہ و کعبہ سے عرض کرنا کہ غلام بے کھجور عیاری کر بیٹھا خزانہ وغیرہ سب حاضر  
 ہے براے خدا جلد میری مدد کو آئے ان ساحر و نین سے میری جان بچائے اگر ایک ساحر بھی آگاہ  
 ہو جائے میری جان نہ بچے تو بکرتا ہوں کہ اب کبھی ایسی عیاری نہ کر دوں گا مخمور نے کہا میں جا کر خواجہ کو دم  
 کر دوں گی اب چالاک نے زبان سے مخمور کے سوزن نکالا بخوبی سمجھا دیا مخمور نے کہا میں جاتے ہی خواجہ کو  
 روانہ کر دوں گی اب چالاک مخمور کو ساتھ لیکر باہر نکلا سب نے دیکھا مخمور دست بستہ شہنشاہِ نیلم کے  
 ساتھ چلی آئی ہے دل سے مطیع و منقاد ہو سب نے کہا کلام بھی بادشاہ کا پرتا اثر ہے کیسی سرکشی کرتی  
 تھی اب دل و جان سے راضی ہو گئی چالاک نے اپنے ہاتھ سونا مہکھ کر مخمور کو دیا پکار کر کہا ہم نے  
 تمہاری سفارش کھدی شہنشاہ کچھ نہیں کہیں گے خطا معاف کر دیں گے وہی عمدہ ہاڑ جلیل لیلینے غصہ اُڑا  
 کہلینے مخمور سلام کر کے شہنشاہِ نیلم سے رخصت ہوئی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری سراوٹھا کر چار جانب  
 دیکھا خیال میں آیا طرن کوہِ عقیق کے چلین نور الدہر سے ملاقات کر کے پلٹ آئیں گے



یہ سوچ کر طنز کوہ عقیق کے چلی بقول شاعر بیان نور الدہر گھبراہٹ سے شمعزل را بدل رہیست بین  
گنبد سبھر از سو کینہ کینہ از سوے مہر مہر نور الدہر کو بیٹھے بیٹھے بارگاہ صاحبقران میں خیال  
ملکہ مخمور کا آیا بارگاہ میں سب طرح کے کلام ہو رہے تھے کیسے ذکر میں صاحبقران کے ہتھ سونکلا  
وہ بیٹا کیسا جو باپ کی خبر نہ لے نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا سمجھے کہ دادا جان مجھی کو کتے ہیں لہو  
کہا مقام انصاف ہو کہ ہمارے والد زادار جا کہ طلمس ہوش ربا میں قید ہو رہا تھا باریک طلمس کشائی گیا  
اسم آج تک یہاں پڑے تڑپ رہی ہیں جان دینے کے یا بڑے طلمس ہوش ربا میں پہونچا کینگے یہ سوچ کر  
بارگاہ سلیمانی سے نکلے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہی خیال ہے جطرح ہو سکے اپنے کو طلمس ہوش ربا  
میں پہونچا میں چند قدم چلے تھے کہ آسمان سے ایک پنجہ گر نور الدہر کو اٹھائے گیا لشکر میں صاحبقران  
کے غلغلہ ہوا صاحب قرآن گھبرا کر نکل آئے لوگوں نے کہا کہ نور الدہر کو کوئی ادمٹھا لے گیا  
صاحبقران کو انتہا کا قلق ہوا نور الدہر کی جوا نکھو کھلی اپنے باریک گاہ سکل خان جادو میں پایا  
مگر پریشان حیران اجرو سن حن بیٹا سکل خان کا دریا و خون میں نہایا ہوا بارگاہ ٹوٹی ہوئی  
رفیق صاحب زخماں گھبرا کر نور الدہر نے پوچھا اے سکل خان خیر تو ہے عرض کی اے شہزادہ وقت  
سببیت حضور کو بتلایا مگر یہ گزرا ایک جادوگر ہے کہ اوسکو سمیون ابلیس پرست کہتے ہیں شہزادہ  
اوس کا شانزادہ خسرو شیردل فنون حرب میں طاق زور میں شہرہ آفاق وہ میرے طلمس گو ہر باز  
چڑھ آیا میں نے قلعہ سے نکل کر مقابلہ کیا پھر میں اوس سے شکست کھائی اوس نے بیچا ایک  
اس صحران میں اگر مجھ کو گھیرا میرے خیال میں یہ آیا کہ میں آقا کو جا کر لاؤں اوس کا قول ہے جو  
کوئی میرے صاحب قرآن خسرو شیردل کو زیر کرے میں اوسکی اطاعت کر دوں خسرو شیردل  
نہایت صاحب سطوت و لیاقت ہے نور الدہر نے کہا انشا اللہ اس کو زیر کرینگے وہ بیجا نبدا  
بھی مارا جا گیا سکل خان نے کہا پھر میں سمیون بہت زبردست ہو نور الدہر نے کہا جب تلوار مردان  
عالم کی کھینچی سب سحر و شعبہ بیکار ہو جاتا ہے تمہارے طلمس کو ہم نے کیونکر فتح کیا تم کیسے ساحر  
زبردست تھے تا یہ بد پروردگا دجا ہے یہ کہہ کر دربار میں جلوہ فرما ہوئے وہاں سمیون کو خبر پہونچی  
کہ سکل خان نے نیرۂ صاحب قرآن کو طلب کیا تو نام پر خسرو شیردل کے بلبل جنگی بچوایا سکل خان  
کو ہر کاروں نے خبر دی یہاں نور الدہر نے بلبل جنگی کو حکم دیا دو فنون لشکر میدان کا راز



میں اگر جے نور الدہر نے بھی دیکھا کہ ایک شخص زور و کوہ گردن تنگ پیشانی اسباب سحر ذات  
 پر آراستہ تخت پر سوار پشت پر تین لاکھ سحران خدا یا ایک جوان خوشمرو و ریاض سلاح میں غوطہ کار  
 ہوئے پشت مرکب پر بعدہ سپہ سالاری لشکر کو آراستہ کر رہا ہو نور الدہر کو دیکھ کر اُس نے صفت سے گھوڑا  
 نکالا میدان میں آکر آواز دی نور الدہر نے مکمل خان سے اجازت لی مقابلہ خسرو میں ڈخرو کی جگہ  
 جمال جوان آرا نور الدہر پر پڑی بادب سلام کیا نور الدہر نے جواب سلام دیا نام پوچھا نور الدہر نے  
 فرمایا اظہر من الشمس خسرو ذرہ ہے ریگ بیابان بھی اٹھو جاتے ہیں فرزند صاحب قرآن  
 نورنگاہ بدیع الزمان بشر یہ ہو کہ اس شیطان پر لعنت کرو خسرو نے کہا میں تو صاحب قرآن بلین برستان  
 کہلاتا ہوں اب میری طاعت کیجیے ورنہ میرا قصد یہ ہے کہ جا کر آپ کے بزرگون سے مقابلہ کرونگا خوب سمجھا ہوں  
 جیتا آپ کے بزرگون کو نہ زیر کرونگا تب تک صاحب قرآن میری روشن منگی آپ کے بزرگ طبل بکٹائی بجاتے  
 ہیں نور الدہر نے کہا مجھے کتر لشکر میں صاحب قرآن کے کوئی نہیں ہے فرزند صاحب قرآن کے  
 بڑے بڑے مر جے ہیں اسد غازی طلمس ہوش ربا میں گیا لشکر سحران میں سنتے ہیں کہ شل  
 ہوشربا کے کہیں ساحر نہیں ہیں اوس ملک میں اسے کھلی ڈال دی لاکھوں جادوگر مارے نام سے  
 اسد کے ساحر بھاگتے ہیں خیر ہر وقت مقابلہ کیفیت کھل جائیگی خسرو نے کہا مجھے آپ کو دیکھ کر محبت  
 ہوئی اس واسطے سمجھتا ہوں کہ سر میدان ذلت منو میں چل کر اپنے افسر سے ملو ادون شہزادہ نور الدہر  
 نے کہا آپ کا افسر کیا شیطان ہے شیطان کی کوئی اطاعت کرتا ہے خسرو نے نیزہ مارا نور الدہر  
 نے نیزہ کو نیزے کی ستان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر نور الدہر نے گانٹھہ کتر تعمیر  
 مارا خسرو کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا خسرو کو غصہ آیا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ ہاتھ  
 تلوار کا مارا نور الدہر نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا خسرو پٹ پڑا گھوڑوں سے کودے  
 گشتی ہونے لگی دونوں لشکروں سے صدائے حسرت آفرین بلند نور الدہر نے خسرو کے  
 جی چھڑا دے مکمل خان خوشی خوشی کہہ رہا ہے میرے آقا سے نامدار سے کون بڑھ سکتا ہو شام  
 تک زیر کر لینے حقیقت میں خسرو بیت بگڑا ہے دن قلیل باقی تھا نور الدہر خسرو کو دے دوڑے  
 خسرو باج خبار قدم لشکر پاشا جا نور الدہر کو ریل کرے دوڑوں نور الدہر نے قدم مروی بڑھایا  
 وہاں پر ہوش خانہ تھا دوڑوں پاؤں نور الدہر کے ہوش خانے میں جا رہے خسرو



نے کہ مارا کولا شہزادی کا اتر گیا عالم غشی میں خسرو نے نور الدہر کو باندھ لیا مکمل خان نے  
 چاہا چار دن میمون فوج یہ کھڑے مکمل خان کا حوصلہ نہ پڑا نور الدہر کو گرفتار کر کے  
 خسرو نے کیا کوئے کا علاج کیا مسلسل کر کے قید خانہ میں بھیجا یا بوقت سحر بارہین آکر بیوی  
 نور الدہر کو بلوایا سیال ابلیس پرستی کیا نور الدہر نے لعنت کی میمون جھبلا یا حکم دیا ابھی قتل کرو جلا جلا  
 کا ہڑ ہوا جلا کرنے آکر نور الدہر کی گردن پر کوئے کا خط بکھینچا آواز دی بیت سلطنت سلطان کند  
 فریاد پر جلا جیست در مرغ رادانہ بلا تشہ طعنہ بر صیاد جیست در ایوان جو کچھ کھانا ہو کھائے جو ہوس  
 ہو نکال لے نور الدہر نے غصے میں جواب نہ دیا مکمل خان تخت پر بیٹھا ہوا کہ ملازم روتے ہوئے  
 آئے عرض کی کہ شہزادہ غضب ہوا آقاے نامدار کو میمون نے زیر تیغ بٹھایا ہو یہ سنکر مکمل خان اٹھا  
 حکم دیا فوج میں قرنا ہونی اگر بندی ہونے لگی اجروس سے صیغہ اخوت ہو اجروس کو بھائی کہتے ہیں  
 اس نے پکار کر آواز دی یا در جلد جلو آقاے نامدار قتل ہوا چاہتے ہیں مکمل خان بقدر غضب تمام  
 برائے بھائی نور الدہر روانہ ہوئے یہاں وہ وقت ہوا کہ جلا جلا شلنگین لگا رہا ہے خسرو و شیر دل  
 نے شفاعت کی بلکہ مقدمہ قتل نور الدہر رو رہا ہے میمون نہیں مانتا ہے کہتا ہے اے صبا جقران  
 من مذہب خاوند راس الشیاطین کیونکر رواج پائے گا ہمارے حکم میں فرق آئیگا ہمیں سچیر عالم منظور  
 ہو کام دنیا میں ایک دین کر دین خسرو خاموش ہو رہا مگر آنکھوں میں آنسو بھرے کھڑے قتل نور الدہر  
 ناگوار ہو کہ آسمان پر برق چمکی مکمل خان جادو بڑے قدر و غضب سے اگر گرا جلا کو مارا نور الدہر کو  
 چھڑا یا اب میمون اپنے مقام سے اٹھا سو کرنے لگا مکمل خان تو زخمی ہوا اجروس پر ایک  
 دو تھپڑ مارا اجروس بڑھ کھڑا کہ گرا نور الدہر گھوڑے پر سوار ہو کر رٹنے لگے تھے میمون مثل بندر کے  
 اچکتا پھرتا ہی چہرہ سحر کر دیا وہ بیہوش ہو گئے گر نور الدہر کو پکڑ لیا مکمل خان انتہا کا زخمی ہوا  
 میمون ابلیس پرست نے سحر کر کے مکمل خان کو بھی زخمی کیا دس ہزار جوان ساحر  
 وغیرہ ساحر سہرا بیان مکمل خان گرفتار ہوئے میمون نے سب کو مسلسل و مطلق کیا بارگاہین  
 خیمے لوٹ لیے آکر اپنے مقام پر اترا حکم دیا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو اگر یہ سب شیاطین کو  
 سجدہ نہ کریں گے کل کو قتل کروں گارات ہی سے میدان خونی کی تیاری ہونے لگی جب کہ مہر عالم  
 افروز شمشیر بران شجاع ہاتھ میں لیے ہوئے چرخ نیلی پر برآمد ہوا میمون اکرٹا ہوا اپنی بارگاہ



سے مکلا میدان خونی کی تیاری ہوئی جلاد خنجر ہاے برہنہ کھینچے ہوئے شلنگین لگا ہے تھے  
مکمل خان کو وار پر کھینچ دیا اجروس کو زنجیر یا نوں میں باندھ کر لٹکا یا نورالدہر کے سر پر نوار  
کھینچ کر جلاد آیا میمون نے حکم اول دیلے ہر چند وزیر امیر سمجھاتے ہیں یہ سب مطیع اسلام ساحران  
خوش انجام نام پر شیطان کے لعنت کر رہے ہیں میمون نے قصد کیا کہ حکم دوں نورالدہر نے  
چوپٹ کر مکمل خان و اجروس کو بالائے دار دیکھا اس سے زار کا دل بقیار ہو گیا دست دعا  
طرف آسمان کے اٹھائے دعا کی اے رب اکبر بندوں کو اپنے بچائے ناگمانی سے نجات دے تیر دعا  
ہر طرف مراد پر پہنچا ابر یا قوتی آسمان پر نمایاں ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم مشتاق شاہزادہ نورالدہر  
اول لشکر صاحبقران میں بصورت مبدل گئی اسی دن شاہزادے کو مکمل خان نے بلوایا  
تھا خبر سنی کہ لشکر سے غائب ہو کر بقیار اور اشکبار ڈھونڈھتی ہوئی مکمل اس وقت آکر پہنچی دیکھا  
شاہزادہ زیر تیغ بیٹھا ہے آنکھوں کے نیچے اندھیرا لگیا وہیں سے فرہ کیا منم ملکہ مخمور سرخ چشم  
تعلیم کردہ افراسیاب بعد قہر و عتاب جو آکر گری زمین ملا دی جلادوں کو قتل کیا گرتے گرتے  
سوزن مکمل خان کی زبان سے لیا گھوڑا واسطے نورالدہر کے حاضر کیا نورالدہر پشت  
کر کب پر سوار ہو کر مخمور نے سحر کرنا شروع کیا دو چار دانے یا قوت احمر کے جو اے دو چار ہزار  
ساحر مگر گرے اب میمون لاکھ سحر کرتا ہے مخمور دفع کرتی ہر ایک مقام پر چھپ کر میمون قریب  
مخمور پہنچا تینہ سحر مارا مخمور نے سپر سحر بیرو کا غصے میں نیچے ملائی کھینچا چمک کے ہاتھ مار دیا  
میمون ملوں کے دو ٹکڑے ہوئے نورالدہر ہڑتے رطے سامنے خسرو شیر دل کے پہنچے خسرو  
نے ہاتھ مارا نورالدہر نے باڑھ بچا کے کلانی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینک دی مگر زنجیر  
میں ہاتھ دیکر بقوت صاحبقرانی اٹھایا خسرو کو پہلے سے مذہب میمون سے نفرت تھی عاشق  
جمال شاہزادہ والا قدر ہو چکا تھا آواز دی الامان نورالدہر نے سوال اسلام کیا خسرو  
الصدق مسلمان ہوا اب لشکر دن میں آواز الامان ملند ہوئی نورالدہر نے ہاتھ روکا بارگاہین  
قبضے میں کین بہ فتح و ظفر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہو نورالدہر نے خسرو کا حسب و نسب پوچھا  
کہا بہارستان مغرب رہنے والا ہوں ہلال زرین تاج میرا باپ ہے فرامرزا مغربی میرا  
بڑا بھائی ہر مین پچیس سو آوارہ ہو کر نکل آیا اس ابلیس پرست نے پرواش کیا مذہب حقیقی سرگیا نہ ہو



نکر ہے کہ میرے باپ اور بھائی بیٹے دادا جان کے خدمتگذار ہیں میں رفاقت میں حضور کی پہنچا محمور  
 نے حال پوچھا اپنے آنے کی کیفیت بیان کی نور الدین ہرنے کلمہ محمور بڑی ذلت کی بات ہو کہ ہمارے  
 والد نامدار طسم ہو شریا میں قید ہوئے ہم پہنچے ہمیں اپنے ہمراہ لیوایسرج بھی اسی طرف گیا ہے  
 لہذا میں بھی پہنچا واجب و لازم ہر ملکہ محمور غوش ہو گئی جی میں تکتی ہے اے محمور چلکر انکو  
 لوح و دواؤں میرا جرات انکی مکمل خان ایسا ساحر بھی ساتھ ہے افراسیاب انکے ہاتھ سے قتل  
 ہو سب پرا حسان ہو گا ہو شریا میں جرات کا شانہزادے کی امتحان ہو گا اسی وقت لشکر آراستہ کر دیا  
 مکمل خان کو بادشاہ کیا خسرو شیر دل برائے ہتھام فوج سپہ سالار قرار پایا ملکہ محمور کل لشکر کی  
 منتظم ساحر و غیر ساحر کا لشکر ہمراہ نور الدین ہر بعدہ صاحبقرانی اس شوکت و شان سے طرف ہو شریا  
 کر چلے لشکر منزلیں طے کرتا ہوا جاتا ہر ایک دن ایک مقام پر لشکر نور الدین ہر کھڑے ٹہل رہے  
 ہیں کہ ایک پنجہ آسمان سے گر نور الدین ہر کو اٹھا لیگیا لشکر میں ہلڑ ہوا نور الدین ہر کو کوئی لے گیا  
 محمور نے مکمل خان سے کہا تم لشکر لیکر آؤ فلاں سمت راستہ ہر میں جا کر شانہزادے کو تلاش  
 کروں نہیں معلوم کون دشمن تھا جو لے گیا محمور یکہ و تنہا تلاش میں چلی مکمل خان مع خسرو  
 و حروس منزلیں طے کرتے ہوئے جاتے ہیں انکا ذکر ذقت پر تحریر ہو گا اب دو کلدستان افراسیاب  
 و کوکب کے ذکر ہوتے ہیں جب کوکب نے خبر پائی کہ افراسیاب بارادہ فاسد آتا ہر تین کو س  
 آگے بڑھ کر فروکش ہوئے افراسیاب نے اپنے ساحر و کونامے بھی لکھے دوسرے دن سترہ لاکھ فوج لیکر  
 پہنچا اترتے ہی طبل جنگی بجوا دیا ہر کارون نے کوکب کو خبر دی کوکب نے بھی طبل جنگی بجوا دیا ہر ان نے  
 ہر چند کہا قتلہ و کبہ ہم ہر مشکل میں شریک مہر رہو خواجہ عمر کو اطلاع کرنا ضرور ہے کوکب کلمہ  
 نور نظر وے بر حال اسد و عمرو بارہ برس اُنکو لڑتے ہوئے ہو چکے سنو ز روز اول ہر لوح تک  
 دستیاب نہیں ہوئی ہم افراسیاب کو جواب دینگے بلکہ اور زیادہ بہتر ہے کہ افراسیاب ہم سے  
 جنگ میں مصروف رہے وہ کوہ ہفت رنگ وغیرہ کو فتح کر لین خدا کرے تا بہ دریا نیل پہنچ  
 جابین دونوں لشکر دن میں تیار ہر ان ہونے لگیں بوقت سحر دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے  
 بعد نقابت نقیبوں کے طرف سے افراسیاب کے سیمائے ابر سوار ساحر غدار افراسیاب سے  
 اجازت لیکر میدان میں آیا پکار کر آوادی جسکو مننا مرگ کی ہو نکلے طرف سے کوکب شہنشاہ جیس



ساحر نامہ لشکر کو کب کا علمدار گھوڑے کو چپکا کر نکلا کو کب اجازت لی کو کب نے آنسو بہ کر کہا  
 تم کو خدا کے سپرد کیا افراسیاب بھی سامنے موجود ہے بسم اللہ سمجھ کے مقابلہ کرنا بر جیس بھر  
 شرکت و صولت سامنے سیما سے ابرو سوار کے آیا سیما نو دیکھتے ہی گولا دوا سے مارا بر جیس نے گولا  
 تو کاٹا اوندی او نامرد قریب آئے بھر کے تلوار چلے جو ہر جرات کھلے سیما نے نہ مانا کئی  
 ترنج و نالہ مارے بر جیس کا مرکب مارا گیا شیر نہ سیما پر جا پڑا اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا بر جیس نے  
 تلوار کا سپر پیر و کا مٹھی سے ایک طائر چھوڑا سیما کے ہوش اٹے پلک بھینکی اُس سے بر جیس نے ہاتھ  
 مارا سیما کے دو ٹکڑے ہوئے بر جیس نے تاج کچ کر کے ٹوڑ دیا وہ مارا افراسیاب کو نہایت ناگوار ہوا مرکب چپکا کر  
 بر جیس پر جا پڑا اس کے ہاتھ تلوار کا مارا بر جیس نے افراسیاب کا دار رو کا بہ جری دریا دل جلالت  
 شعور ساحر نامہ افراسیاب پر برس پڑا افراسیاب زخم نہیں کھاتا بر جیس انتہا کا زخمی ہوا افراسیاب  
 دوڑا کہ سر کاٹ لون کو کب کو کتاب نہ باقی رہی اپنے رفیق کے واسطے آ کے سینہ سپر کر دیا بر جیس تو  
 کثرت زخم سے بیہوش ہو گیا تھا کو کب و افراسیاب سے سحر چلنے لگا پہلے افراسیاب نے سحر  
 کیا کہ دن کی رات معلوم ہونے لگی کو کب آفتاب بن کر چپکا اندھیرا دفع کیا دونوں چاند بن کر لڑے  
 ابھی سورج بن کر تین چپین شام تک یہ دونوں جوان لڑے دو زخم کو کب نے ہاتھ سے افراسیاب  
 کے کھائے تینہ سحر سے افراسیاب کو بھی زخمی کیا برانے بلل بارگشت بجو ایدیا کو کب زخمی  
 بین پلے بر جیس تو بیکار ہو گیا سحر افراسیاب سے جسم میں آئے پڑ گئے انتہا کا زخمی ہو ا کو کب نے  
 اپنے زخموں کو بران سے چھپایا رہ جا رہ جسم سے نہ اتارا افراسیاب نے جاتے ہی پھر بلل  
 جنگی بجو ایدیا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے طرف سے افراسیاب کے بیران بلا نوش  
 نکلا پہلے کو کب میں ملکہ عنقائے کاکل دراز حاضر تھیں فوراً بیران پر جا پڑے جب سحر  
 ہوئے عنقائے کاکل دراز نے کاکل کھولی میدان میں اندھیرا ہوا بیران کا دم گھٹنے لگا  
 چاہا تار یکی سے سحر کر کے ہنگون عنقائے کاکل کو جنبش دی حلقہ آہن بن کر گلی میں بیران کے  
 پڑا جھٹکا دیا جیسے صابون کی جلی سے تار گزرتا بیران کا سر کھٹک کر اندھیرا آ گیا آواز آنی گشتی  
 مرا نام من بیران بلا نوش بود افراسیاب غصے میں جا پڑا عنقائے آواز دی او نامرد میں  
 یترے مقابلے کے لائق ہوں یہ لکھ کر بھیجے ہٹی کاکل کو جنبش دی افراسیاب کی آنکھوں کے سامنے



اندھیر آیا اس تاریکی میں عققانے تار کا کل ٹوڑ کر جھٹکا دیا زنجیر طلائی بنکر تیار ہوئی وہ زنجیر  
 پشت پر افراسیاب کے لٹائی کہ افراسیاب کانپ گیا چاہا عنقا کو گرفتار کر دے عنقا کو رک کر اپنے  
 لشکر میں پہنچی افراسیاب غصے میں طرف کو کب کے چلا کو کب کے انورہ کر کے افراسیاب کو روکا تلوار  
 چلنے لگی ان دونوں کی لڑائی میں ہزاروں ساحر جانبدار کے جلے آگ برسی برف گری پہاڑ سفید ہو گئے  
 ابھی ہوا سے گرم چلی مٹھ ساحروں کے پھٹنے کبھی سردی ہوئی دونوں ساحر و نگو سحر و دونوں شاہان جلیل القدر  
 و سرو عالم کی کیفیت ظاہر ہوئی دونوں لشکر مل گئے دو پہر کامل جنگ مغلوبہ رہی افراسیاب کوئی مقابل  
 نہیں کر سکتا جس پرے پر جا پڑا درہم و برہم کر دیا کو کب ہر مرتبہ جیاری کر کے افراسیاب پر جا پڑتا کر  
 بنیا شعبہ یہ ہر کافر افراسیاب جو زخم کھاتا ہے زخم اند مال پاتا ہر کو کب کے جو زخم کھائے وہ جسم بر مچو  
 اپن اس خیال سے زخم چھپاتے ہیں بران بدحواس ہو جائیگی آج کی جنگ میں لاکھ لاکھ جادوگر جانتیں  
 کے مارے گئے کو کب کے زیادہ مارے گئے سرداران نامی قوت بانو زمین پہلو سیار گلشن خان ہوئے آج  
 کو کب کے بھی کئی زخم کاری کھائے بران نے طبل باز گشت بجا یا شام کو لشکر خستہ و شکستہ پلٹے کو کب  
 انشہ ہجرات سے جھومتا ہوا زخموں کو اپنے چھپائے ہوئے داخل بارگاہ ہوا افراسیاب نے  
 اتے ہی ایک آواز دی گندن مرہم جمشیدی لیکر آئی پیلیان زخموں پر چڑھائیں اسی وقت زخم  
 اچھے ہو گئے مگر کو کب نے سبب غیرت کے زخم ظاہر نہ کیا افراسیاب نے جاتے ہی طبل جلی بجوا دیا  
 ہر کارون نے آکر دعای جان و رازی دی اشعار  
 اے خیمہ دوست گذشتہ زافلاک  
 چون دہن خیمہ دل بدخواہ تو چاک  
 دشمن چو طالب خیمہ بیجان چو تیغ  
 سر کو فتنہ و نیمہ فرو رفتہ خاک  
 شہر یار عالم کی عمر و راز ہوا افراسیاب نے پھر طبل جلی بجوا یا کتا ہر کل بدون قتل و کشتن شہنشاہ  
 واپس نہ ہونگا کو کب نے جوش جرات میں حکم دیا بفضل یزدی یہاں بھی طبل جلی بجے بران نے  
 رنگ روئے کو کب متغیر دیکھا مگر جوش جرات میں سب کو تسکین دے رہا ہر دل مایوس تیغ زبان  
 تیز ہی قول ہو کہ انشاء اللہ کل افراسیاب کے مار دنگا بران اٹھ کر نچلے میں آئی سرداروں سے صلاح  
 لی کہ میں خواجہ کو نامہ لکھوں ورنہ کل خرابی ہوگی سب کے کما ضرور تہر فرمایا شہنشاہ اس میں  
 کیا غصہ کریں گے حقیقت میں ہمارے شہنشاہ کا عجب حال ہو اسی حال سے کہ ہم لوگ پریشان ہوں  
 اطہار زخم نہیں کرتے بران نے اسی وقت نامے میں تمام حالات لکھے خواجہ کو لکھا ای یا ور غریبا



وای دادرس بیکسان آج پانچ دن گزھے کہ روز افراسیاب سے مقابلے ہوتے ہیں کئی سو  
 میر والے نامی و گرامی سیار گلشن جان ہوئے قبلہ و کعبہ انتہا کے زخمی ہیں کل موکر عظیم ہر سو  
 میں اپنے خیر خواہوں کی خبر لیجئے کینز کو نامہ دیا کینز پر پوز پیدا کر کے چلی دربار شہنشاہ لاچین میں آئی  
 دورہ سرداروں کا بندھا ہوا ہر لاچین تخت پر اسد نامہ لکھ فرما رہے ہیں آتشبار سیا بان نشین  
 و مصور ہائے مقابلے میں خروش ہیں انکے مقابلے میں مہلت پائین طرف دریائے تیل کے چلین  
 لاچین نے جواب دیا اس شہر یا راکی وہ طبل جنگی بجائے بدون فتح واپس نہوں گا وہ طبل جنگی تو بجائے  
 خواجہ عمر و بھی بیٹھے ہیں ہی صلاح ہو رہی ہے کہ کینز بران نے اگر نامہ خواجہ کو دیا عمر و نے باواز بلند  
 ٹپھا اسد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا میں خود برائے مدد کو کب جاؤں گا کو کب نے ہمارے ساتھ بڑی  
 جان بازی و سرفروشی کی لاچین نے رو کا کمالے شہر یا را پکا بیان سے قدم بٹھانا بہتر نہیں ہے یہ  
 آتشبار بڑا ساحر زبردست ہے غلام چکر اس نکھرام کو جواب دے گا قضا افراسیاب کو طرف  
 جمشید می کے لگے گئی ہر انشاء اللہ اگر گھر کر نہ مالا تو نام اپنا شہنشاہ لاچین بنایا اسی وقت  
 لاچین اٹھا صرف بہار کو ہمراہ لیا خواجہ بھی تخت پر سوار ہوئے ساتھ ستر ہزار ساحر ان زبردست  
 ہمراہ لیے سرداروں میں صرف بہار خواجہ نے چلتے چلتے جہاندار سے تاکید حفاظت اسد نامہ دار کی  
 جہاندار نے عرض کی غلام جان حال سے بخار ہو جب ہم کو کوئی قتل کرے گا تب انکے غلاموں پر دست  
 انداز ہو گا لگات ہی کو لاچین و بہار و خواجہ طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہو گئے بیان وہ وقت  
 ہر کہ افراسیاب میدان کارزار میں نکلا کو کب مجبوری مقابلے میں آیا آپس میں سحر ہونے  
 لگے بران و جمشید و اختر نے دیکھا کہ کو کب بہت سست لڑ رہا ہر گھما کر زخم نخل جسم پر پھلے  
 ہوئے سینہ سپر کر دیا افراسیاب سے آٹھ ملی ہوئی چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہیں جو افراسیاب نے  
 وار کیا کو کب نے برابر جواب دیا افراسیاب زیادتی کر رہا ہے بران کو تاب نہ آئی مع کل لشکر کے  
 جا پڑی اُدھر سے لشکر افراسیاب بھی آکر پہونچا دونوں لشکر آپس میں ملنے سحر چلنے لگے سارا  
 میدان دھواں دھار بیرون کی پکار تیروں کی بوچھاڑ ہزار ہا ساحر جانہن کے قتل ہوئے  
 افراسیاب جدھر جا پڑا پتھر پڑے ہزار ہا سپر لگے مر گئے کبھی بران پر جا پڑا کبھی جمشید کو زخمی کیا  
 کبھی اختر سے لڑا کو کب بکے واسطے سینہ سپر کر رہا تیرے خون آلود دست زبردست میں کھینچا ہوا جدھر



افراسیاب نے منہ پھیرا کو کب وچن جا پڑا لیکن فرج کے پانوں اٹھے جاتے ہیں سحر افراسیاب سے  
 قلب تھراتے ہیں صدائے ماہو بلند ملا زمان کو کب در و مندا افراسیاب خود پندر زمین ہلائے و تیا ہے  
 قریب ہے لشکر کو کب شکست کھائے دن قلیل باقی ہو کہ آسمان پر بر قبح کی لپٹیں بھولوں کی آئین  
 طائر زمزمہ سرئی کرنے لگے زرد پتے سبز ہو و طفلان غنیمت نے منہ کھولے درگس شہلا کی ٹانگی بندھی  
 سوسن بانین کرنے لگی سہل نے موئے شیکین درست کئے نخل مجبور تھے ایک پانوں اور ہوتا برے استقبال  
 بڑھتے ہوئے سرد چلی افراسیاب نے بند تبا کھول دے جھوم گئے اب سب نے سر اٹھا کر دیکھا آسمان کے  
 لکڑا برگلنار لہجہ جوش و خروش کی ہزار طائر زمزمہ سرئی کرتے ہوئے ابر کر شق ہو اسب نے  
 دیکھا شہنشاہ لاچین و ملکہ بہار و خواجہ عمر و نامدار لہجہ صولت و شوکت آکر پیونے لاچین نے  
 وہیں سے نذر کیا اورہ نکرام بد انجام طرف کو کب کے کمان جاتا ہر بہار نے گرتے گرتے ٹکڑے ٹکڑے مارا  
 پھول برسے کئی ہزار دیوانے ہو گئے جادو گروں نے گریبان بھاڑ ڈالے پہاڑوں سے ٹکرانے لگے کو کب  
 و افراسیاب سے مقابلہ تھا لاچین بفر و غضب اس بے ادب کے سامنے آیا کو کب کو ہٹا کے سینہ  
 سپر کر دیا لاچین نے نکرام کھڑا کر دیا افراسیاب نے منہ پھیر لیا سرداروں سے کہتا ہے  
 بڑھا سب کو نکرام ہی بتاتا ہے میں نے اٹھکانک کب کھا یا میں ہمیشہ بادشاہ عالیجاہ ہوں  
 اسی بد زبانی کے سبب سے میں نے اس بڑھے کو قید کر دیا تھا پھر اسکی شامت آئی ہے ابی ہتھ  
 قتل کرونگا لاچین نے بڑھکا آنکھ چار کی افراسیاب نے شرانکے ہاتھ مارا لاچین نے اشلہ  
 کیا ایک عقاب بلند پرواز اڑتا ہوا آیا اس نے گلا اپنا سر لاچین پر رکھ دیا جیسے ہی عقاب کا سر  
 قطرات خون اڑے منہ پر افراسیاب کے پڑے افراسیاب کو معلوم ہوا چنگاریاں آگ کی گرین  
 اٹ مٹ کر کے پیچھے ہٹا اب لاچین نے پتھر بدل کے ہاتھ مارا چمک کے برق شمشیر گری افراسیاب  
 کا تاج گرا بر زخمی ہوا ہزار ہا سردار بیچ میں آگئے لاچین نے جبکہ ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہو چالیس ہزار  
 لاچین نے کھڑے کھڑے اسی مقام پر مالے خون کے دریا بہا دیے بہار نے باغ لشکر افراسیاب  
 میں آگ لگا دی محبت کو کب میں خواجہ رطلے ہیں کبھی نذر کر کے غائب ہوئے کبھی حقہ ہانے  
 آتشازی کبھی جنگی بان کپے میں رکھ کر تیراڑے بڑے نامی جادو گر عمر و نے مارے لاچین نے  
 آگ بر سدی کو کب نے اتنی جو مہلت پائی لشکر افراسیاب کو پال کر نا شروع کیا قریب تھا



لشکر افراسیاب شکست کھا کر چلے کہ لکہ ابرسیاہ آسمان پر نمایاں ہوا اتنا بڑا ابرسیاہ ہے  
 کہ تمام صحرائیں محیط ہو گیا قریب لشکر افراسیاب آکر وہ ابر شق ہوا خراج گزار افراسیاب ناظم دربار  
 طہم ہوشربا سا مورعنا کے تیز پرچار لاکھ ساحروں سے بڑی مدد افراسیاب آکر ہو چکا  
 افراسیاب کا بازو قوی ہوا عنقا نے آتے ہی اول سر مبار کو مٹا دیا آگ برس کے پھولوں کو جلایا برقی  
 چمکانی سر مبار و بران زخمی ہوا ادھر لاجپن و افراسیاب بھی دونوں زخمی ہو چکے ہیں بصلح عنقا  
 بلبل باز گشت لشکر افراسیاب میں بجادو نون لشکر الگ ہو کر کوکب انتہا کا زخمی ہے لاجپن نے غدا  
 اتھا کا کہا ہے بہادر بڑے تعجب کی بات ہے تم نے ہلکا اپنا بٹا ناجب یہ پریشانیوں میں زخم آٹھائے  
 سرداران نامی قتل کر کے تب ہم کو نامہ لکھا تمہاری وجہ سے لڑائی کو طول ہوا ورنہ مسدخ  
 وغیرہ بیجاری کیا کر سکتی یقین افراسیاب حبدن قصد کرتا سب کو مٹا دیتا خواجہ نے بھی اپنے  
 کو لڑا ہوا کوکب کو بہت کچھ کہا کہ بھائی ہمیں تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم مجھے اتنا بڑا راز چھپاؤ گے  
 ہمیں بڑے مددہ بلاؤ گے شکر ہے کہ تم نے اب بھی اطلاع کی ہمیں تم سے بڑی شکایت ہر کوکب نے  
 کھا خواجہ میں چاہتا تھا کہ میں ادھر افراسیاب کو روکوں آپ رٹتے بھڑتے تابہ دریائے نیل پہنچ  
 جائیں حصول لوح ہو اسوجہ سے آپ کو اطلاع نہ کی خواجہ نے کہا وہاں بھی مقابلے پڑے ہیں  
 انتشار و مصور مقابلے میں اترے ہیں افراسیاب انتظام کر کے آیا ہے لڑائیوں پوری ہوئی ہیں  
 صلاحین کرتے کرتے جوے داخل بارگاہ ہوے افراسیاب بھی زخمی ہو کر پلٹا ہے عنقا نے  
 صلاح کی کہ دور و ز تامل فرمائیے ابکی جو طبل جنگی بجوائیں گے بدو ن قتل کوکب واپس نہو گے

دو کلمہ داستان حیرت بیان عیاری خواجہ عمر و افراسیاب پر بصلح شہنشاہ  
 لاجپن و پھنسنا افراسیاب کا شعبہ لاجپن میں ظاہر میں قتل ہونا افراسیاب کا  
 ذکر فتح قلعہ سیاہ و دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجیب داستان ہی ساقی نامہ

|                         |                          |                           |
|-------------------------|--------------------------|---------------------------|
| ساقی می جنگ سے چھکا ہے  | کچھ سحر کا شعبہ دکھا ہے  | لا جپن کی جنگ کا بیان ہے  |
| اے طبع یہ وقت امتحان ہے | اے تو سن طبع چست و چالاک | اے آہوے کلک ہو کے میاں    |
| میدان سخن میں بھر اے    | شہرے ہوں جہان میں ہاے    | ٹھوکر سے عدو کو پست کر دے |
| لاشوں زمین رزم بھر دے   | شہباز قلم ہوا وج میسر +  | تصویر خیال کا ہو نقشہ +   |



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                      |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                      |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                      |
|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>اے کوکب ملک ہاں چمک جھا<br/>گرگ اے یوسف عزیز کاروان ہو جائیگا<br/>ہو جاناں میں عیاں سوز نہاں ہو جائیگا<br/>رے گان تیرا یا غزل یا غزل ہو جائیگا<br/>جان دنیا عشق میں شکل نہیں کچھ موم<br/>صبر مضطر ہو کے بیرون مکان ہو جائیگا<br/>غیر کو پہلو میں سچھلا کے نہ تو جھک جلا<br/>یار کے آگے دھن بھی سبز باں ہو جائیگا<br/>وشت میں لیلی کا ناتھ آئیگا کھنچا ہوا<br/>شتری کا قحط زیر آسمان ہو جائیگا<br/>ساختہ تیسے جاو جاتی ہو جو میرے پاس سے<br/>پیر و اعظا کو جاناں میں جو ان ہو جائیگا<br/>آلبیہ ان یار پر جہدم نظر بیڑ جائیگی<br/>نیشہ آجائیگی غافل پاسان ہو جائیگا</p>                                                                                                                                                                                                                                                             | <p>اے مہر کلام ضو تو دکھلا دیگا<br/>ہم صغیران چین گلشن خزان ہو جائیگا<br/>شمع سوز ان جسم کا ہر ستخوان ہو جائیگا<br/>صاف کتنی ہیں اگر صاف آسمان ہو جائیگا<br/>دل تو آنے دو کسی پر امتحان ہو جائیگا<br/>ریخ بھی دل میں نہیں رہنے کا رشتہ کی<br/>آہ کھینچوں گا تو فصل میں معوان ہو جائیگا<br/>عید کے دن بسبب مٹنے نہیں آتا یار<br/>جذب عشق قیس مخنون سا رہاں ہو جائیگا<br/>قائم کے بارے ٹھوکر بھی دو گے جو تم<br/>چھوڑ جاؤ گے جو دل نوبت بجاں ہو جائیگا<br/>روتے روتے یاد میں چاہے زخاں کی تر<br/>دل میں ان خانہ بدوشوں کا مکان ہو جائیگا<br/>اے قمر اپنی وہ قسمت ہو کر قاتل کی حضور</p>                                                                                                                                                                                                                                                | <p>ریخ بھی دے گا تو ہر دل شادمان ہو جائیگا<br/>خانہ عیسا و اپنا آشیان ہو جائیگا<br/>چاروں کا موسم گل ہر خزان ہو جائیگا<br/>ماہر و ہمیر بھی کوئی مہربان ہو جائیگا<br/>خانہ دل میں ہو جب ہر جاناں کا دار<br/>چاروں اس گھر میں بھی میمان ہو جائیگا<br/>اے ہجائیگی حسرت دل میں عرض حال کی<br/>دل مرا لیکر روان لوح روان ہو جائیگا<br/>جان کا بیعنا مانگے گا جو سرہ رنگا ہ<br/>مرد عشاق کا نامی نشان ہو جائیگا<br/>خلد کی آب و ہوا رکھتا ہر آنکھ اگر<br/>دیدہ تر پھوٹے اندھا کنواں ہو جائیگا<br/>کوئی جاناں میں مجھے پہنچائیگا بیدار<br/>سرکھن جب جائیگی حکم امان ہو جائیگا</p>                                                                                                                                                                                                                                                           |
| <p>مقرران سحر بیان و جاکیان جب<br/>تیز پر ناظم در بند طلسم ہوش بہارے مدافریاب آیا اسے صلاح کی کہ حضور دور در زائل فرمائیے زخم حضور کے<br/>صحت پا جائیں ابکی میدان سے بدون سر کوکب یہے واپس نہوں گا افراسیاب نے قبول کیا<br/>جب شب ہوئی تو عقداے تیز پر نے کہا اگر شہنشاہ لاچین پر فتیاب ہونا مشکل ہے آج میں نے<br/>اسکے سحر کو دیکھا اب تو طاہران طلسمی اسکی مدد کو آنے لگے ورنہ حضور زخمی نہوتے ایک صلاح غلام<br/>نے بہت معقول تجویز کی ہے آج شب کو چل کر شیخون مارین اندھیرے میں گھبرا کر سب مائے جائیں گے<br/>میں وعدہ کرتا ہوں کہ کوکب کو تو میں گرفتار کروں گا لاچین کی حضور گردن لین بران و بہار کو بھی<br/>قتل کروں گا جمشید کا سامنے کوکب کی سرکاؤں گا بہتر یہ ہے کہ شیخون مارے یہ رے افراسیاب کو بھی<br/>پسند آئی عقدا کا عیار مسموم بہ عقاب تیز پر نہایت طرار و مکار ساحر ہر علم مکر و حیلہ سے تجویز ماہر ہر عقدا کرنا</p> | <p>مقرران سحر بیان و جاکیان جب<br/>تیز پر ناظم در بند طلسم ہوش بہارے مدافریاب آیا اسے صلاح کی کہ حضور دور در زائل فرمائیے زخم حضور کے<br/>صحت پا جائیں ابکی میدان سے بدون سر کوکب یہے واپس نہوں گا افراسیاب نے قبول کیا<br/>جب شب ہوئی تو عقداے تیز پر نے کہا اگر شہنشاہ لاچین پر فتیاب ہونا مشکل ہے آج میں نے<br/>اسکے سحر کو دیکھا اب تو طاہران طلسمی اسکی مدد کو آنے لگے ورنہ حضور زخمی نہوتے ایک صلاح غلام<br/>نے بہت معقول تجویز کی ہے آج شب کو چل کر شیخون مارین اندھیرے میں گھبرا کر سب مائے جائیں گے<br/>میں وعدہ کرتا ہوں کہ کوکب کو تو میں گرفتار کروں گا لاچین کی حضور گردن لین بران و بہار کو بھی<br/>قتل کروں گا جمشید کا سامنے کوکب کی سرکاؤں گا بہتر یہ ہے کہ شیخون مارے یہ رے افراسیاب کو بھی<br/>پسند آئی عقدا کا عیار مسموم بہ عقاب تیز پر نہایت طرار و مکار ساحر ہر علم مکر و حیلہ سے تجویز ماہر ہر عقدا کرنا</p> | <p>مقرران سحر بیان و جاکیان جب<br/>تیز پر ناظم در بند طلسم ہوش بہارے مدافریاب آیا اسے صلاح کی کہ حضور دور در زائل فرمائیے زخم حضور کے<br/>صحت پا جائیں ابکی میدان سے بدون سر کوکب یہے واپس نہوں گا افراسیاب نے قبول کیا<br/>جب شب ہوئی تو عقداے تیز پر نے کہا اگر شہنشاہ لاچین پر فتیاب ہونا مشکل ہے آج میں نے<br/>اسکے سحر کو دیکھا اب تو طاہران طلسمی اسکی مدد کو آنے لگے ورنہ حضور زخمی نہوتے ایک صلاح غلام<br/>نے بہت معقول تجویز کی ہے آج شب کو چل کر شیخون مارین اندھیرے میں گھبرا کر سب مائے جائیں گے<br/>میں وعدہ کرتا ہوں کہ کوکب کو تو میں گرفتار کروں گا لاچین کی حضور گردن لین بران و بہار کو بھی<br/>قتل کروں گا جمشید کا سامنے کوکب کی سرکاؤں گا بہتر یہ ہے کہ شیخون مارے یہ رے افراسیاب کو بھی<br/>پسند آئی عقدا کا عیار مسموم بہ عقاب تیز پر نہایت طرار و مکار ساحر ہر علم مکر و حیلہ سے تجویز ماہر ہر عقدا کرنا</p> |



ار عقاب تم چھیکر لشکر کو کب میں جاؤانی آنھونے دیکھ آؤ بارگاہ لاجپن کسٹن ہر کو کب و  
 بران و جمشید و بہار کسٹن میں سبک مقامات کا نقشہ لاؤ کہ رات کو قاعدے سے جا کر گرین آپس میں  
 حصے مقرر کر لیں اُسی کی بارگاہ جا کر پھونکیں اپنے اپنے حریف کو جا کر لٹکا کر لیں شب تیرہ  
 و تار کی غفلت میں مار لیں عقاب تیز بہت خوب کمر چلا بیان خواجہ عمر و دربار کو کب میں موجود  
 ہیں کو کب کا دل بہت بقیار ہوا اصل جنگی کا انتظار ہوا جب رات زیادہ آئی لاجپن نے کہا  
 ار شہنشاہ عیاران دے افسر اران افراسیاب نے طبل جنگی نہیں بجوایا زبانی کو کب کی معلوم  
 ہوا کہ دو ہفتے سے برابر جنگ ہو رہی ہے کوئی دن طبل جنگی سے ناع نہیں گیا کیا ہمارے آنے سے کچھ افراسیاب  
 دبا یا کسی معین و مددگار کی فکر میں ہے عمر و نے کہا میں ابھی جاتا ہوں مفضل خبر لے کر آتا ہوں یہ بھی  
 عمر و کو منظور ہے کچھ کچھ عیاری کروں کو کب کے واسطے کچھ بہتری ہو اس مقابلے کا انجام بخیر ہو خواجہ  
 عمر و یہ سوچ کر اپنے مقام سے اٹھے بصورت صر شمشیر زن طرف لشکر افراسیاب کو چلے جنگل میں آکر  
 پہونچے پرن کد رنگ کی آوارکان میں آئی عمر و نے دیکھا کہ ایک عیار بانہا عیاری سے آراستہ اسی طرف آتا  
 دھڑے عقاب کی نگاہ پڑی کہ ملکہ صر شریف لاتی ہیں حسن صر کا عابد کش و زائد فریب ہے  
 خواجہ نے ملاقات کی کہا بھیا ساحر کمان چلے ہمارے شہنشاہ کا لشکر کمان پر ہے عقاب نے کہا ملکہ تم نے  
 مجھ کو نہیں پہچانا میں عنقا ہے تیرے پر کا عیار ہوں عقاب میرا نام ہے عیاری منکاری کام ہے صر نے کہا  
 ہمیں تو ملکہ حیرت جادو نے بھیجا ہے واسطے خبر کے آئے شام کو راستہ بھول کر لشکر کو کب میں پہونچے وہاں  
 عمر و پھر رہا تھا اس سے مقابلہ پڑا پھر پھر نکل آئے تب خبر دریافت ہوئی کہ شہنشاہ کا لشکر بھی قریب ہے  
 یہ کہہ مسکرا ہاتھ پچھڑا لیا عقاب مر گیا شکار ہوا سمجھ گیا کہ صر مجھے چاہتی ہے پھر خواجہ عمر و نے مسکرا  
 گیا کیون صاحب اس اندھیری رات میں کمان چلے کوئی شیر بھڑیا نکل آئے تو کیسا باعث خرابی ہے  
 مجھ کجخت کے بیوجہ بتیابی ہے مجھ سے تم سے کیا کام دل کجخت کی بائیں میں بیوجہ کی گھاتیں میں اب  
 تو عقاب ذبح ہو گیا کہ ملکہ میں لشکر کو کب میں جاتا ہوں صلاح ہوئی ہے کہ رات کو افراسیاب  
 و عنقا اگر شبنون ارین اندھیرے میں سب کو پکڑ لیں یہی تدبیر معقول ہے صر نے کہا  
 میں تم کو اکیلا بنانے دوں گی وہاں نگوڑا عمر و موجود ہے چلو ہم عنقا کے ساتھ پلٹ آئیں گے  
 سب بارگاہوں کا نشان نکو نہا دیں گے عقاب پھر لگیا خوشی خوشی صر نقلی کے ساتھ ہوا ہوا دل میں بقیار



یہ سمجھا کہ وہ اگلے صبح صبر با تین کرتی ہوئی عقاب کے ساتھ جاتی ہر عقاب دم بدم ٹھنڈی  
 سانسین بھرتا ہر عاشق تو اپنا سمجھ ہی چکا ہر ایک مقام پر جا کر صحر ٹھہری کما دیکھو وہ بارگاہ لاچین  
 چیمہ کو کب کا ہے بران و بہار اس پہلو پر میں عقاب دیکھنے لگا خواجہ نے حلقے کند کے گلے میں ڈال لیے  
 حباب مار کر بیہوش کیا زبان میں سوزن دیکر عقاب کو تو نذر زنبیل کیا پلٹ کے بارگاہ کو کب میں آئے  
 لاچین وغیرہ سب بیدار میں کہ خواجہ اگر ہو چے لاچین سے سب کیفیت بیان کی لاچین خوش  
 ہو گیا اٹھ کھڑا ہو کما خواجہ تم بصورت عقاب تیز پر افراسیاب کو لگا کے لاؤ میں ایک طلمس کو سنا تا  
 ہوں جگم بانی بنائے لوح و قلم اس طلمس سے منکل نہ سکے گا میں گھر کے ماروں گا یہ ککر لاچین اٹھ کر  
 صحر میں آیا ایک مقام پر کھڑے ہو کر خوب سحر کیا لکیریں کھینچ کر سرحد بنائی کہا خواجہ ہم تو مخفی ہوتے  
 ہیں اس حصار کے اندر افراسیاب کو پہونچا کر نذر کر کے نکلیا نا عقاب عنقا کا خالی عیار نہیں ہے  
 عنقا کا مشیر خاص قوت بازو کہلاتا ہو اس کو بھی قتل کر ڈالنا عمر و نے کہا انشاء اللہ کو کب ولاچین  
 و بران و بہار و اختر وغیرہ جا بجا مخفی ہوئے خواجہ بصورت عقاب تیز پر بارگاہ افراسیاب  
 میں آئے افراسیاب نے تباری لشکر کا حکم دیا اسباب سحر ذات پر راستہ کر چکا کہ خواجہ نے بصورت  
 عقاب آکر کہا اے شہنشاہ بڑے صاحب اقبال ہو آپ نے بل جی جو نہ بجوایا لاچین وغیرہ  
 شراب خواری کر کے اپنی اپنی بارگاہ میں جا کر سو رہے لشکر میں انتہائی غفلت ہو اب وقت جرات ہے  
 میں لاچین کو گرفتار کر دوں گا کو کب کو بیدار ہونے دوں گا بلوہ ساحر ان کو آپ سنبھال لیجیے گا  
 افراسیاب نے کہا لاچین و کو کب نمونہ س کرو کو ایک سحر میں بیکار کروں عقاب نے کہا اٹھیے خواجہ  
 عمر و افراسیاب و عنقا کو ساتھ لیجیے افراسیاب و عنقا گھوڑے پر سوار لپٹن پر لشکر ساحر ان غدار  
 عمر و نے لاکر سامنے نخلستان کے پہونچا یا کہا شہنشاہ میرے قدم با قدم چلے آئیے افراسیاب گھوڑا دالے  
 ہو کر عقاب کی ترفیقین کرتا ہوا جیسے ہی اس سرحد میں آکر پہونچا عمر و نے نذر کیا منم مہر سپہر  
 عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمر و بن امیہ نامدار بہ کیکے عمر و جاکا عقاب  
 کو زنبیل سے نکال کر ایک خنجر مار دیا افراسیاب لینا لینا لکھ دوڑا افراسیاب و عنقا مع لشکر  
 سرحد حصار میں پہونچ چکے تھے مرنے سے عقاب کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرانا من عقاب  
 تیز پر دو افسوس مر دیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدم افراسیاب نے چاہا منکل جاؤں ایک غبار



بلند ہوا تمام لشکر افراسیاب نابینا ہونے لگا شاخین خلستان کی خنجر نگیس پتوں سے برقیں چمکیں  
 بیٹھماے نخل سے صدمہ رنگیان سیاہ رو پیدا ہوئے لشکر افراسیاب پر گرے شاخون سے جو خنجر جھکے  
 مرکب افراسیاب کا مارا گیا پیدل ان رنگیوں سے لڑنے لگا ہر جہاد چاہتا ہے تاریکی ہی نکلون راستہ  
 نہیں ملتا کہ پہلو سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ لاجپین و کوکب رو شغضمیر و بران شمشیر زن و بہار گلخارا  
 و جمبشتی نامدار و بلور چار و دست ان سب سرداروں نے چہار جانب سے فوج افراسیاب کو گھیر لیا  
 افراسیاب کے سر پر زخم آنے لگے جب لاجپین نے گولہ مارا زمین ہترائی دہنرا ساحر مرے ملکہ بران  
 کا اختر مر وارید چلا بہار نے گلہ شستے مار کر ہزاروں کو دیوانہ کر دیا بلور چار و دست نے لاشہائے  
 ساحر ان سے میدان کارزار ابھریا اب افراسیاب دیوانہ وار وحشی مثال بشکل صید خالف جدھر  
 پلٹا دن سے گولا پڑا کسی نے ترخ مارا بہار نے گلہ ستہ بھینکا پھول برسے دماغ میں غوشہ آبی مست  
 ہونے لگا جھوم کر ٹھہرا لیکن بادشاہ طسم ہوش رہا ساحر بمثل ویکٹا اپنے کو سب کے سحر سے بچاتا  
 ہے چاہتا ہے بران و بہار پر جا پڑوں اب خیال کر کے دیکھا گرد میرے لشکر کے ایک سنہری لکیر یا  
 طلانی زنجیر ہے اُسکے ہاں نہیں نکل سکتا یہ لوگ یہ ران حصار سے گولے ترخ مار رہے ہیں اسی  
 حال میں لڑتے بھڑتے نیب شمشیر لاجپین سے ران کٹی تارہ سحر آسمان پر چمکا آفتاب عالم تاب  
 فوج شعاع و ضیا ساتھ میں لیے ہوئے تیغہ مہربانہ میں سوسن توں چرخ نیلی پر ہوا ہو کر وار د میدان  
 کارزار ہوا اب افراسیاب دیکھا کہ یہ حصار سحر لاجپین میں بچیں گیا اب جانبی دشوار ہو جب  
 کوکب نے گولا مارا پشت و پہلو پر پڑا زخم کاری کھایا لاجپین تو شیرانہ لڑ رہا ہے عنقا سے تیز پر  
 نے جو اُس لکیر کو دیکھا جھپٹ کے چاہا نکل جاؤں اسی زنجیر طلانی سے ایک برق چمک کر گری کہ  
 اب عنقا ہوا امان دینا کو نہ ملے گا دو گڑے ہو کر گرا افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا کہ عنقا کیسیا ہوا  
 آواز آئی کشتی مرا نام من عنقا می تیز پر بود افراسیاب نے سر پیٹ لیا ظریفون نے کہا عنقا  
 تھا کشتہ ہو کر کیسیا ہو گیا اب افراسیاب بھی قتل کی تدبیر ہو کر لاجپین ہی اکیسے جب افراسیاب یہ حرکت  
 عظیم دیکھا دن ہو گیا تمام حال روشن ہوا عنقا ایسا ساحر یون مارا گیا لکیر پر جا کر فقیر ہوا اب گھبراہٹ  
 لاجپین کے سحر نے زمین ہلا دی دو پہر کے عرصے میں چھ لاکھ ساحر مارا گیا لاجپین کے سحر کی بلایا میں  
 حصار سے بھی بشکل رنگی نکل رہی ہیں شیر و گرگ بیٹھماے نخل سے نکل رہے ہیں ابھی افراسیاب دشمن افراسیاب



نے گھبرا کر ایک چنچ ماری اری کندر مرگئی آسمان پر سناٹا ہوا ایک پر بزد کشتی میں تاج طلسمی لیے  
 ہو حصار کے باہر آکر ٹھہری کہا شنشاہ میں وہاں نہیں آسکتی افراسیاب نے گالیان دین کہا اذنا لاق  
 تجھے کون روکتا ہے یہ کہے ایک دو ہتر زمین پر مارا زمین شق ہوئی ایک تیلہ فولادی پیدا ہوا  
 لیکن بدطاس سر پہنہ شنشاہ کتا ہوا افراسیاب کے سامنے آیا کہا حضور اس حصار کے اندر کیوں آئے  
 آپ کیسے بادشاہ طلسم ہوشہر یاہن افراسیاب نے غصے میں ایک ملاچہ مارا کہا جیسا اس وقت میں  
 مابہ دولت پر طعن کرتا ہر فولادی تیلہ جگہ خاک ہوا خاک سے آواز آئی اب طلسم ہوشہر با خبیجے گا  
 افراسیاب نے اس خاک کو اٹھا یا سحر بھی سب کے روکتا جاتا ہر ان پر خنجر مارا اس غن سے اس خاک  
 ترکیا چھوٹا سا تیلہ بنایا کمالے تیلہ طلسمی ترا اور میرا ایک خمیر ہے تاج طلسمی پہنے کی یہی تدبیر ہے وہ  
 تپاہ مثل برق کے اڑا تیلی سے تاج لیا جھپٹ کر قریب افراسیاب کے چلا جیسے ہی قریب زنجیر طائی  
 پہنچا برق چمک کر تیلہ پر گری تیلہ تو جلا اسکے ہاتھ سے تاج افراسیاب نے لیا سر پر رکھا پتلے کی تو  
 خاک بباد فنا اڑ گئی ایک آنڈھی سیاہ اٹھی ملا زمان کو کب گھرنے لگے کئی ہزار جل کر گرے برق تر پیکر  
 لاچین پر گری لاچین نے برق کو کاٹا اب لاچین نے آواز دی یا رو سمجھل کر پڑنا افراسیاب  
 تاج طلسمی منگا لیا وہ پر بزد سر پہنتی ہوئی گئی شنشاہ لاچین نے ایک دستک دی ایک پتلہ  
 فولادی خود پہنے ہوئے نیمچہ ہاتھ میں عقب لاچین آکر رٹنے لگا فوج افراسیاب کو بہت درہم و  
 برہم کیا آگے لاچین عقب میں وہ پتلہ چار پہرات لڑتے ہوئے گزری سارا دن تمام ہوا قلیل دن  
 باقی ہر آفتاب برنگ در دکا شانہ مغرب میں جایا چاہتا ہر اس وقت لاچین والا ملکین سنگا نہ شہزاد  
 اندر حصار کے آیا افراسیاب کو لکلا افراسیاب تاج کے بھروسے جا پڑا حقیقت میں جس وقت سے  
 تاج سر پر افراسیاب کو آیا کسی کا عربہ افراسیاب پر تاثیر نہیں کرتا لاچین کے بھی گولے کھائے  
 کو کب نے نارنج ترنج ماسے سب حربے باطل ہو جاتے ہیں جب تاج کا عکس پڑا گولا ٹھکڑا ٹٹا پلٹا  
 ہے صاحب سحر کو آزار پہنچاتا ہر فوج کو تو بالکل مٹایا کو کب نے دریاے خون بہا دیا اندر حصار کے  
 لاچین و افراسیاب سے تلوار چلنے لگی افراسیاب چاہتا ہر پڑ بھر کے حصار سے نکل جاؤں  
 رنگ رو منیر لباس پارہ پارہ زرہ کی کڑیاں اُلجھی ہوئیں بڑے وار روکتا ہوا لاچین کے  
 افراسیاب قریب اس زنجیر طائی کے پہنچا قدم بڑھایا کہ اس پار لکیر کے جاؤں تیلہ جو نشت پر



لاجپن کے تھا اس نے جھپکڑا فرسیاب پر اُدھڑسی کی لگائی مکان سے تاج افرسیاب زمین پر  
 گر آیا اس سے لاجپن نے پیترہ بدل کے ہاتھ مارا افرسیاب نے گھر کر سرپا سپر کیا اس سر سے کوئی  
 آگاہ نہ تھا تلج زمین پر گرا تیلہ لاجپن کا عکس اُسکے جلاتینہ ہر قصاب لاجپن سر افرسیاب پر  
 پڑا اس حال انتشار میں بھی کئی سپرین فولادی سر افرسیاب پر حائل ہوئیں تیغہ برق مثال نے ابر  
 سپر کے تو ٹکڑے اُڑا دیے سب دیکھا کہ افرسیاب کے دو ٹکڑے ہوئے لاجپن نے خوشی میں آواز  
 دی وہ مارا چار جانب سے نوبت نکالے بچنے لگے آمدھی سیاہ اُٹھی سنگباری برق باری بیرون کی  
 بغیر دی ہزار ہا طائر لہر کر جلے صدا ہاے مہیات و افسوس بلند ہمارا ہیان افرسیاب درد مند اس  
 اندھیرے میں صدا ملا زمان کو کب ٹکڑا ٹکڑا کر کے مرے جب کو کب و بران نے باران سحر برسیا  
 تب روشنی ہو کر آواز آئی کشتی مرا نام من افرسیاب جادو بادشاہ طلم ہوشربا بودا فوس  
 مردیم و جان دادیم و بطلب خود نریدم صدا مٹل جلے سرحد ہوشربا میں جا بجا مکان گرے کھو لکر  
 دریا خشک ہوئے چشمہ ہاے صحر اکور ہو گئے کنوؤں سے پانی اُبل سب علامتیں مرنے کی ظاہر ہوئیں  
 لشکر کو کب میں نوبت نکالے بچنے لگے خیر ملازم شکست خوردہ ملازمان عتقا و افرسیاب جیداری  
 کر کے لاشہ افرسیاب نے نکلے روئے پٹیتے طرف لشکر حیرت جلاو کے چلے حیرت بد جانے افرسیاب  
 کے دھس لاکھ ساحرون کی جمعیت سے صولے حیرت خیز میں فروکش ہے ملازم لاشہ لیے ہوئے جاتے  
 ہیں بیان بد جانے لاشہ افرسیاب کے صولے مبارکبا دلمبد ہوئی لاجپن نے خوشی خوشی کو کب سے  
 کہا اب پاس طلم کشا کر چلنا واجب و لازم ہے ہم جاتے ہیں تم آنا کو کب و بران شمشیر زن نے  
 کہا ہاے دل کو صبر نہ ہوگا اب دریاے ہفت رنگ و دریاے نیل پر جانے کی کیا ضرورت ہے شمشیر زن  
 لاجپن نے کہا ناظران در بند ہوشربا خود آئیں گے اب لشکر کشی کی کیا ضرورت ہے ہر کس بھی چاہتا  
 ہے کہ چلکر جشن لشکر طلم کشا دیکھیں ملکہ حیرت بھی اگر مسلمان ہوگی زمرہ میں بھی دریا سے نکل آئیگا  
 حصار ہفت رنگ بھی اُذر کرے یگا معشوقان پر پیچہ کے ساتھ طلم کشا کی شادیان ہو نگی شادی  
 تو ہمراہ ملکہ مہ جبین الماس پوش ہوگی و ہمراہ معشوقان دیگر عقد شرعی ہو جائے گا ہر چند  
 لاجپن روکتا ہے کہ یار و میرے ہمراہ نہ چلو ہر ایک کا یہی قول ہے کہ یہ جلسہ دیکھنے کے لائق ہے  
 سالہا سال اُٹھائیں محفل عیش بھی تو دیکھیں لکھا ہے کو کب و بران و



جمشید و بلور وغیرہ سب شہنشاہ لاجپن کے ہمراہ ہوئے بمشکل کوکب رو شمشیر نے عقابے  
کا کل دراز کو زخمی سات ہزار سارون سے قصر جمشیدی میں چھوڑا ملکہ بلان شمشیر زن نے  
بارغ نگار بن میں قفل لگانے کا حکم دیا چند باغبان رہ گئے دروغہ تک ہمراہ ہو لیا نوبت تقاے  
بجئے ہوئے طرف اسد نامدار کے چلے اخبار نویس نے پہلے ہی اسد کو پرچہ لکھا کہ مبارک ہو افراسیاب  
مارا گیا جہاں اسد غازی فروکش تھے وہاں بھی علامت ظاہر ہوئی چند مکانات و باغات سم  
افراسیاب اسی وقت پرچے باغبان قدرت نے یہ علامت دیکھ کر اسد سے کہا تھا کہ حضور ان  
باغات و مکانات کا جلنا علامت قتل افراسیاب ہے یہ ذکر تھا کہ خبر ہوئی شہنشاہ لاجپن خوش  
آئین و کوکب رو شمشیر بفتح و فیروزی آتے ہیں اسد نے سرداران کو برائے استقبال بھیجا لاجپن نے  
آتے ہی اسد نامدار کو نذر دی کہا ایشہ یار قتل افراسیاب مبارک اسد نے لاجپن  
کو خوشی خوشی تحت پر بٹھایا اب نذرین گزرنے لگین جب بدیع الزمان نے شہنشاہ لاجپن کو نذر  
دی لاجپن نے عرض کی آپ غلامو مکی عزت افزائی کرتے ہیں خواجہ بارگاہ میں آئے مبارک مبارک  
کہا کہ سرداروں سے کہنا شروع کیا یا رواج دن خوشی کا ہے سب جمع کر کے مجھ کو دیدین خانہ کعبہ  
میں واسطے مستحقون کے بھیج دوں یہ روپیہ حاجیوں کو ملیگا یہاں کے شہد و نئے دینے سے کیا فائدہ سب  
سرداروں سے لینا شروع کیا بہار نے گھر آکر ہر کاروں سے کہا جا کر لشکر حیرت کی خبر لاؤ شوہر کی لاش  
دیکھ کر جان دیدیگی دیکھیں اب اطاعت میں کیا کہتا ہے اسد نامدار نے فرمایا اے ملکہ بہار بجلال  
باغبان قضا و قدر ہر چند کہ سلطنت طلمس ہوشیار با حق شہنشاہ لاجپن ہے اگر حیرت مسلمان  
ہو تو میں نصف طلمس ہوشیار با کی حکومت حیرت کو دوں گا بہار نے دعائیں دین ہر کالے واسطے  
خبر کے اُسی وقت پہونچے کہ لافٹہ افراسیاب سامنے حیرت کے آیا حیرت نے اپنے کو تخت سے گر دیا شور  
قیامت برپا ہوا وزیر زادبان شہزادیان سبھا لیتی تھیں حیرت جادو جان دینے پر آمادہ تھی سب سمجھا کہ  
حیرت کو سبھا لا لاشہ افراسیاب اٹھو اگر لیگی بوجہ تاعدہ سامری پریشان لاشہ افراسیاب کو  
جلوایا ملکہ حیرت مر گھٹ سے نہ اٹھتی تھی کتنی تھی فیرنی بگر بیان بیٹھو نگلی مشیران سلطنت نے سمجھا یا  
بمشکل حیرت کو لیکر بارگاہ میں آئے ہر صردوتی ہوئی زبان سے بات نہ مکتبی تھی ضبط کر کے عرض کی حضور اسد نے  
سرداروں کو لیکر ملکہ حیرت آکر اطاعت کریں نصف طلمس ہوشیار با کی سلطنت دون شہنشاہ لاجپن بھی بدل جان



منظور کرتے ہیں آپکی ہمشیرہ ملکہ بہار نے بہن سفارش کی ملکہ حیرت نے آنسو پوچھا کہ کیا کیوں جس طرح  
 میں اپنے شوہر کے قانون کی اطاعت کروں بکرم سامری و جمشید ایک لڑائی ایسی لڑوون گی لشکر  
 مسلمانان کو بے چراغ کر کے مردنگی اسد کو زندہ نہیں جانے دوں گی تیسرے دن حیرت لباس فاخرہ  
 ہنر تخت پر بیٹھی کہا لشکر تیار ہو مقابلہ اسد میں چلو میں جا کر قیام میں برپا کرونگی ان لوگوں کو دم نہ  
 لینے دوں گی بایں لاف فوج کیکہ ملکہ حیرت نے سمت لشکر اسد کوچ کیا ہر کاروں نے یہ خبر آکر اسد غازی کو  
 دی اسد نے پریشان ہو کر طرف ملکہ بہار کے دیکھا کیا کیوں ای بہار اب ہم کیا کریں حیرت سیاہ  
 قلب ہو معلوم ہوتا ہے اسکی قصا لاتی ہے کہ کو کب نے کہا حضور میں حیرت سے مقابلہ کروں گا اسد  
 فرماتے ہیں مجھ کو حال حیرت پر رحم آتا ہے سب سے زیادہ بہار بمقام ہے کہ خبر ہو چکی حیرت لشکر لیکر  
 آہو چکی اسد وغیرہ باہر نکل آئے بڑے زور و شور سے لشکر حیرت آکر ہو چکی حیرت تخت پر سوا ہتی  
 لباس فاخرہ پہنے ہوئے گھر بنگاہ فرود غضب طرف لشکر اسد ولا چھین کے دیکھا لشکر اتارا ابل کرتی  
 ہوئی داخل بارگاہ ہوئی مصور و آتشبار نے پر سادیا حیرت نے کہا صاحبو رونے سے کیا فائدہ اپنے  
 شہنشاہ کے خون کا بدلہ لوں گی بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسا شہنشاہ عالیجاہ مارا جائے اور اسکے خون کا  
 معاوضہ نہ ہو بوا بہار مجھ کو ترغیب دیتی ہیں کہ میں اپنے شوہر کے قانون کی اطاعت کروں اس میدان  
 میں خون کے دریا بہیں گے چرند و پرند حاضر تھے اسد غازی تو یہ فرما چکے ہیں کہ اگر ملکہ حیرت  
 اطاعت کرے تو میں نصف طلسم ہو شہر باکی سلطنت دون اور ملکہ بہار سے خاص کر کے فرمایا کہ اے  
 ملکہ بہار تم کیوں رنجیدہ ہو خود ملکہ حیرت کے پاس جاؤ بخوبی سمجھاؤ کہ حقیقت میں تمہیں انتہا کا  
 قلق ہے ہمیں سرفراز کر و سلطنت طلسم ہو مشربا تمہارے سپرد کریں اہالیان درند اگر اطاعت کریں گے  
 اپنے سامنے ہم تم کو تخت سلطنت ہو مشربا پر جبکہ دین شوہر کا غم دے دفع کرو ہمیں بھی ملال ہے کہ  
 شہنشاہ نے جان دی ملکہ بہار کا قصد ہوا کہ دربار حیرت میں جائیں ہر کالے حاضر ہوئے عرض کی اے  
 شہریار والا قدر ملکہ حیرت کا لڑنے کا قصد ہے وہ ہرگز اطاعت نہ کروں گی مصور وغیرہ نے سمجھا یا تھا وہ  
 فرماتی ہیں کہ اپنے شوہر کے قاتل کی اطاعت نہ کروں گی لڑکر جان دوں گی اور اسد کو ضرور قتل کروں گی اصلاح  
 کیا چیز ہے یہ سنکر بہار بیٹھ گئی مجبور ہوئے اب اسد تو امیدوار ہیں کہ حیرت طبل جنگی بجوائے تو یوں  
 ہی اڑتے بھڑتے تابوہ ہفت رنگ و دریا کی نیل جانیں حیرت نے ابھی طبل جنگی نہیں بجوایا نہیں معلوم



کیا انتظار ہر اب دو کلمہ داستان افراسیاب سینے کہ افراسیاب نے یہ شعبہ کیا کہ اپنی ہم نشینہ کامل کو قتل  
کر آیا آپ الگ ہو رہا اُس ہم نشینہ کے مرنے سے ایسی علامتیں برپا ہوئیں کہ لاجپن نے دھوکا کھایا  
کسی کو یہ خیال نہ آیا افراسیاب کیونکر مارا گیا لوح دستیاب نہیں ہوئی قتل ہونا اُسکا ہاتھ سے  
طلمس کشاکش کے موقوف ہو لیکن افراسیاب نے نیا شعبہ کیا کہ سبکی آنکھوں پر پردہ اغفلت پڑے  
قصر جمشیدی کو خالی کر کے سب لشکر اسد میں چلے آئے صرف قصر جمشیدی میں بسبب زخماری  
عقبا کے کامل دلاڑ کو چھوڑ دیا افراسیاب درہ کوہ میں مخفی ہوا تھا کہ وہ تھا تاج طلسمی ہنر غرق  
زمین ہوا قریب قلعہ قولاد حصار آیا ستر ہزار رنگی جو برائے نگہانی فروکش میں آتے ہی اُسے  
لڑنے لگا اُن رنگیوں کی کیا لیاقت تھی آتش سحر سے ہزاروں کو چھونک دیا عقبا جو قصر جمشیدی میں  
موجود تھی اُس نے جو ہنگامہ دیکھا خبر ملی کہ افراسیاب رنگیوں کو قتل کر رہا ہے ساتھ دانوں کو لے کر  
جا پڑی افراسیاب نے عقبا کے آتے ہی سحر کیا کہ تلوار میں برسنے لگیں سب کے سر اڑ گئے ایک تینوہ برقی  
مثال تڑپ کر عقبا پر گرا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے عقبا کے مرنے کی علامت بلند ہوئی آندھی سیاہ اُٹھی  
صدائے ہیبت آئیں قضاے کار برہمن روئیں تن جبدن سے تاریک سے راکر قصر میں آیا نور افشان  
بہت کچھ علاج کیا اب اس لائق ہوا کہ صبح کو قصر سے نکل کر صحن میں بیٹھتا ہے ضعف و نقاہت طاری  
اُسی مقام پر تبرید وغیرہ نوش فرماتا ہے گرد حکما بیٹھتے ہیں کہ برہمن نے دیکھا کہ قصر سیاہ پر قیامت برپا  
ہے برہمن توانس قلعہ کا راز دار ہے افراسیاب کے مرنے کی خبر ہوئی تھی برہمن اپنا رفقہ سے کہہ رہا تھا کہ  
لاچپن نے بڑا دھوکا کھایا اس امر کا انجام بخیر ہوگا یکایک آواز آئی کشی مرانام من عقبا کا کامل راز  
بود برہمن گھر گیا ایک ساحر سے اشارہ کیا دیکھ تو کیا آفت ہے ساحر نے خبر دی کہ افراسیاب قلعہ  
سیاہ پر لڑ رہا ہے چاہتا ہے قلعہ میں گھس جائے عقبا نے جاکر روکا افراسیاب نے قتل کیا برہمن نے  
زانہ پر ہاتھ مارا چونکہ کوکب کا خیر خواہ ہے تاب نہ آئی اُٹھ کھڑا ہوا تینوہ پکڑ کے جا پڑا جا کے دیکھا  
افراسیاب نے ستر اکر دیا لاشہ عقبا دیکھ کر کلیہ پھٹ گیا لپک کر افراسیاب پر جا پڑا سحر رفتہ بخوبی قبضے  
میں نہیں آیا جوش جرات میں جا کر ہاتھ مارا افراسیاب نے روک کر ہاتھ مارا برہمن کو بھی دو ٹکڑے  
ہوئے ان سب کا افراسیاب مار کر طرف قلعہ سیاہ کے جاتا ہے جب قریب خندق ہو گیا شعلہ ہائے آتش  
بھڑکے خندق سے شیر و پلنگ و فیل نکلنے لگے ہر حیہ افراسیاب قتل کر تا ہے وہ کم نہیں ہوتے لکھا ہے



کہ افراسیاب پر بھر خندق پر اڑا نہارون شیر و گرگ قتل ہوئے گرم نہوے افراسیاب اُسے زخمی  
ہوا ناچار ہو کر شام کو پلٹا ورہ کوہین آ کر بیٹھا اپنے زخموں میں ٹٹانے دیے ایک پریم لکھکر آسمان پر  
اڑا دیا طائر نے آکر اسکو منقار میں لیا طائر غائب ہوا بعد تھوڑے عرصے کے آسمان پر برف چلی ایک  
حکیم وضع تخت پر سوار آ کے پوچھا افراسیاب نے کہا اے مفتاح الحکمت تم خوب آگاہ ہو کہ کوکب  
وغیرہ نے مذہب سامری پر باد کیا ہمارے تمھارے بزرگوں کا دین مٹتا ہے مجھکو دریافت ہوا کہ  
اس طلمس سیاہ کی لوح کوکب نے تمھارے پاس رکھی ہے مذہب کی عزت جاتی ہے وہ لوح ہمکو دے دھارا  
مرتبہ اعلیٰ کریں گے مفتاح الحکمت نے ایک تختی نکالکر افراسیاب کو دی کہا اسی کے حکم سے کار بند ہونا  
اگر اسے خلاف کرو گے بلا میں بھیج دو گے طلمس بڑے بڑے ساحرون نے بنایا ہے وہ تختی نیکر نگلے میں  
افراسیاب نے اپنی مفتاح الحکمت تو مسجد کو رخصت ہو گیا لیکن افراسیاب سے اتنا کدیا کہ اگر کسی مقام  
پر دھوکا ہو گا میں جان بازی کرنے آؤں گا یہ کہنے مفتاح گیا کبھی طلمس کی افراسیاب کو دے گیا بوقت  
سحر افراسیاب اُس تختی کو دیکھ کر قریب خندق آیا لکھا تھا کہ اے بادشاہ طلمس ہوش رُبا یہ مقام  
سخت ہے زبان کا خون لیکر خندق پر پھینک دے نام سامری لکھا ہے اس کو پڑھو تب خندق فتح ہو گا  
افراسیاب نے غصے میں زبان سے اپنی خون لیا خندق پر آ کر پھینک مارا ہزار ہا گرگ و پلنگ جل گئے  
آگ بھی لاسنہ صاف ہوا اب افراسیاب قریب پھاٹک کے آیا گر ز اٹھا کر پھاٹک پر مارا پھاٹک  
گرا افراسیاب نے چاہا اندر قلعہ کے جائے کہ ایک دیو لکھتا رہتا ہوا قلعہ سے نکلا دار کو چرخ دیا چاہا  
افراسیاب پر اے افراسیاب نے وہی تختی دکھادی دار دیو کے ہاتھ سے چھوٹ پڑی نابینا  
ہو گیا افراسیاب نے تلوار سے دیو کو قتل کیا اب اندر قلعہ کے آیا دیکھا دکان میں نہایت تکلف  
آراستہ کٹورہ کھنک رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے کسی نے افراسیاب سے کلام نہ کیا افراسیاب  
بوجہ حکم تختی کے کوچہ ہاے شہر کو طے کر کے ایک باغ میں آیا دیکھا باغ نہایت پر بہار ہر نخل پر  
ہزار ہا طائر ان زمزمہ سرا جیسے ہی افراسیاب کو دیکھا طائر اڑے گرد سر افراسیاب چرخ مارنے لگے  
اس طرح کی زمزمہ سرائی کی کہ افراسیاب کو محویت حاصل ہوئی ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا صدا ہاے دلفریب  
طائر ان سنکر سن ہو گیا قریب تھا عشق کھا کے گرے کہ آواز آئی اے شہنشاہ منزل اول پر دھوکا  
کھاتے ہو افراسیاب نے دیکھا مفتاح صدا دیکر غائب ہوا افراسیاب نے تختی دیکھی تھوڑے عرصے میں ان



طائرؤں کے ایک طائر سفید ہے نام سامری پڑھ کر اسکو تیر مارو افراسیاب نے کمان دوش سے اتاری تاک کر اس طائر کو تیر مارا سینے کو توڑ کر طائر کے گدرا بجائے خون شعلہ مارے آتش نکلے تمام طائر جل گئے آواز آئی کشتی مرانام من طائر جادو بود افراسیاب قریب بارہ دری کے آیا بارہ ہزار ساحر با تیغ و سر ہمت باری دری سے نکلے افراسیاب پر سحر کرنے لگے گوئے ترنج نارنج پڑنے لگے افراسیاب تلوار کھینچ کر جا پڑا جب تختی کو سامنے کر دیتا ہے وہ لوگ نابینا ہو کر گرتے ہیں مگر مجمع ساحران و مہدم بڑھتا جاتا ہے دو پہر کامل افراسیاب ان سب سے لڑا اپنے نزدیک لاکھوں جادو گر مائے لاشدیں بھی زمین پر نہ بٹھا اب افراسیاب گھبرا کر ایک زخم بھی کھلے بلوہ ساحران کم نہیں ہوتا افراسیاب چاہتا ہے کہ بڑھ کر نکل جاؤں اپنی تنہائی پر بگڑتا ہے دل سے کہتا ہوں کس مصیبت میں پھنسا ہوں فتاحی طلسم بہت دشوار ہے نہ روی رفتن نہ راہ ماندن چلا جاؤں تو فتاحی طلسم رہ جائے نہ جاؤں تو جان کا خون اسی نرود میں تھا کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ حیرت مع چالیس کینزوں کے آکر پہونچی افراسیاب نے جو حیرت کو دیکھا جان آگئی حیرت نے آتے ہی دو چار گوئے ایسے مائے ساحرون کے سر پھٹے افراسیاب کی مدد کی اب افراسیاب بھی سنبھلا فتوح ہی عرصے میں ساحرون کا خاتمہ ہوا حیرت نے افراسیاب کا شانہ بٹھا مارا افراسیاب زخمی تھا ملکہ حیرت نے کہا اے شہنشاہ بڑی تکلیف اٹھائی میرے دل کو چین نہ آیا آخر ان چالیس کینزوں کو لیکر حاضر ہوئی اے شہنشاہ ہر مقام پر ہوشیار رہیے فتاحی طلسم بہت دشوار ہے یہ کہتی ہوئی حیرت افراسیاب کو بارہ دری میں لائی کینزوں سے کہا آفتابے میں پانی لاؤ طشت حاضر کرو میں زخم اپنے وارث کے دھلا دوں افراسیاب تو اپنے دل میں بہت خوش ہے کہ حیرت سے تو مہر مادی کا فراملتا ہے دوپٹے سے زخموں کا خون پاک کیا پشت پر بہ شفقت ہاتھ پھرنا زک ہاتھوں زخموں میں ٹانگے دیے جب افراسیاب آکر پہونچا حیرت نے کہا تاج ادھر رکھیے تختی گلے سے اتاریے زرہ جسم دور کیجیے میں زخموں کو دھلاؤں اپنے شہنشاہ کے زخموں میں ٹانگے لگاؤں افراسیاب نے تلخ و تختی حیرت کے ہاتھ میں دی حیرت پیچھے ہی افراسیاب نے کہا ملکہ کمان جاتی ہو حیرت نے نعرہ کیا اویسیا منم ملکہ عجائب جادو نکلو اے شہنشاہ کو کب افسوس کو کب کی آنکھوں پر اسے پڑے پڑے یہ خیال نہوا کہ افراسیاب ایسا شخص مارا گیا اب تو چندے بیان بیٹھو افراسیاب



آئے سر اٹھا کر دیکھا حیرت جادو میں ہوا اور ایک شانہادی والا قدر تاج اور تختی لیکر بیرون بارہوی  
 انکلی افراسیاب نے چاہا دوڑ کر چھین لون عجائب جادو نے ایک دو تہڑ مارا زمین بھڑائی افراسیاب  
 غش کھاکے گر پڑا بعد بھڑائی دیر کے جو ہوش آیا دیکھا نہ وہ بارہوی ہو نہ وہ رعنائی نہ فرشتے  
 زیبائی ایک کوٹھری مختصر سی اکو ہر کی دھینون سے پٹی ہوئی لونی گر رہی ہر ایک چار پانی کا نش  
 کے بالون سے بنی ہوئی شکست یہ شہنشاہ کے آرام کا بندوبست جدھر شہنشاہ جاتے ہیں اُھرونی  
 چھپرہ کر گئی ہے افراسیاب کیڑو کو جھاڑتا ہو گھرا کر دیوار میں ٹکرماری دیولہ نہ ٹوٹی چوڑون  
 کے بھن کر اسمر بھی یاد نہیں آتا آخر جھاڑ پونچھکر اس چار پانی پر گرا دو اسن ہزار وشت زمین  
 اسے لگی ہوئی گویا غار میں گرا اٹھتا ہو دل بیٹھا جاتا ہر قلب بھڑاتا ہر افراسیاب چیتھیں مار رہا ہوا  
 یہاں ملکہ عجائب جادو افراسیاب کو قید کر کے دروازے پر اسی کوٹھری کے آئی بارہ سے  
 کینرین برے نگہبانی مقرر کیں کہا اب میں خدمت میں شہنشاہ کو کس کے جانتی ہوں ظالم طلسم  
 میں کیونکر آیا کو کب نے روکا سائے طلسم بھر کو قتل کر ڈالا تم لوگ برے نگہبانی بیٹھو میں نے تاج  
 تختی تو لے لی قتل نہیں کر سکتی شہنشاہ اگر قتل کریں گے بدون حصول تختی نکل نہ سکے گا لیکر  
 عجائب طاؤس پر سوار ہو کے چلی دیکھا سارا شہر ویران پڑا ہر جا بجا ساحرون کرلاشے در قلعہ ٹوٹا  
 ہوا عفریت طلسمی بھی مارا گیا خندق تباہ میدان میں ہزاروں لاشے پڑے پھڑک رہے ہیں ایک  
 سمت لاشہ غنقائے کا کل دلاز ایک جانب لاشہ برہمن صف شکن یہ حالات مصیبت آیات  
 دیکھ کر گھبرا گئی قصر جمشیدی میں آکر دیکھا ساٹھا پڑا ہوا ہے گویا کوئی لوٹ کے لیگیا وہاں سے باغ  
 نگارین میں آئی دیکھا درباغ میں قفل لگا ہوا چند باغبان ہیں فوج و لشکر ہزاروں باغیانوں سے بچھا  
 اے یارو ملکہ بران و کوکب وغیرہ کمان گئے سب نے کیفیت بیان کی کہ افراسیاب مارا گیا خوشی  
 میں سب طرف لشکر اسد کے گئے ہیں جشن عالی ترتیب ہوا نذرین گذر رہی ہیں عجائب نے  
 نرانو پر ہاتھ مارا طاؤس پر سوار ہو کر سمت لشکر اسد چلی دو کلمہ داستان آفات چہار دست کہ یہ  
 ملعونہ کوہ زبرجہوی پر بیٹھی ہر افراسیاب تو اس سے صلاح کہے گیا ہر ہی فقرہ کان میں آفات کے  
 افراسیاب نے کہا تھا کہ جدہ اپنے کو قتل کروں گا ایک ہم شبیہ کامل ملو مکاتب کو کب دھوکا کھا کے جا گیا  
 میں طلسم سیاہ فتح کروں گا اسی ذمہ انت پر آفات نے تعریف کی تھی آفات بیٹھے بیٹھے گھرائی طرف باغ سب چلی



باغ میں آکر دیکھا مصاحبان افراسیاب حاضر ہیں کینزدون سے بوجھا ابھی شہنشاہ واپس نہیں آئے کینزدون نے کہا مسلمانوں میں آجکل بڑی خوشی ہو رہی ہم سب کو شہنشاہ آگاہ کر گئے تھے کہ کوئی جز و حشت اثر نہ کرے مگر انا ہم انتظار میں ہیں آفات ٹپکتی ہوئی قریب کوٹھری کے آئی باغ سبب تو عجائب و غرائب سے مملو ہے ایک کوٹھری میں تین تیلیاں بیٹھی ہوئی چو سٹھیل ہی ہیں آفات دراز سے دیکھنے لگی ایک نے کہا بازی ہری ایک نے کہا دانوں نہ تھا ایک نے کہا تین کانے آئے ایک نے کہا بوا صاف کہہ دوسری نے کہا وقت انقلاب ہو دل کو پیچ و تاب ہے ایک مقدمہ مار کے ہنسی کہا بوا آج دو دن سے شہنشاہ بے آب و دانہ ہیں تبرعم کا نشانہ ہیں ایک نے کہا شہنشاہ قید ہو گئے یہ سنکر آفات گھبرا گئی مکان پر مفتاح کے پہنچی تمام کیفیت بیان کی مفتاح نے کہا آفات مرحلہ طیان تک تو میں پہنچا اس غافل کو ہوشیار کیا یقین ہے مقام عجائب پر یہ کیفیت گذری ہو یہ کہہ کر کتاب دیکھی کہا جہہ بڑا غضب ہوا شہنشاہ دام مکر عجائب میں پھنسے مگر تم نے جلدی خبر لی لوح اور تاج عجائب لیے ہوئے خدمت میں کو کب کے جاتی ہو تم یہیں ٹھہرو میں آتا ہوں سامری و جمشید نے بڑی خبر کی ایک پر بھرا کرتال ہوتا تو مشکل پڑتی ابھی عجائب راہ میں ہے یہ کہہ اپنے مقام سے اٹھا اٹھتے اٹھتے غائب ہوا آفات اسی مقام پر ٹھہری رہی لیکن عجائب تاج و تخت لیے ہوئے ہر مقام پر آئی مقامات نشست کو کب خالی دیکھے بران و جمشید کو بھی پنا یا سب جگہ ہی خبر ملی کہ لشکر اسد میں سبکا جاؤ ہو سیدھی اسی جانب کو چلی کسی قدر راستے کیا تھا کہ قریب کوہ آہن رہا پہنچی دیکھا پہاڑ پر شہنشاہ کو کب ہیں حنائے گلگون و بران و جمشید گرد حاضر ہیں مسند پر بیٹھا ہوا کچھ سحر تیار کر رہا ہے یہ دیکھتے ہی عجائب اتر پڑی کو کب کو سلام کیا کہا واہ شہنشاہ ایسی غفلت قصر جمشیدی بالکل خالی چھوڑ دیا یہ کیونکہ یقین آیا کہ افراسیاب ایسا شخص مارا گیا آپ ایسا بادشاہ عالی جاہ اور اتنا بڑا دھوکا یہ کسی کے منہ سے نہ نکلا کہ طلسم کشا کو لوح حاصل نہیں ہوئی مرحلہ جان شکست نہیں ہوئے اور افراسیاب قتل ہو گیا افراسیاب شجہہ کیا اپنے ہم شیعہ کو قتل کر لیا خود الگ ہو رہا جب مقام خالی پایا طلسم پر پہنچا دشمنوں نے اپنا کام کیا مفتاح نکالو ام نے لوح دیدی طیران تک کامر حملہ شکست ہوا کینزدون نے کد کاوش کی شہنشاہ کو اس کو ٹھہری میں بند کر آئی ہوں میں اس کے قتل کرنے کے لائق نہ تھی اب حضور چلین تدبیر کر کے افراسیاب



کو قتل کرین کو کب نے خلعت تھیں و آفرین دیا کہا ہے عجائب تنے طرا کام کیا حقیقت میں یہ  
اعراض کسی کے خیال میں نہ آیا افراسیاب نے بھی شعبدہ کامل کیا ہزار ہا مکان اُسکے سحر کے جلے دریا  
کھول کے خشک ہوئے میں تو دوسری اقلیم کا حاکم ہوں شہنشاہ لاچین کو خیال نہ آیا قصر مکان کو  
دیکھ کر ہی فرماتے تھے کہ یہ علامت قتل افراسیاب ہو یہ لکیر تاج و تختی عجائب سے کو کب نے لے لی کہا  
تم چلکے حفاظت کرو میں سحر تیار کر کے آتا ہوں عجائب تاج و تختی دیکر اسی مقام پر آئی جہاں افراسیاب  
قید ہو بطور نگہبانوں کے بیٹھی ناظرین پر واضح ہو یہ مفتاح الحکمت تھا کو کب کی شکل بنکر  
عجائب کو دھوکا دیا تاج و تختی لیکر پاس آفات کے آیا کہا لے آفات تو تاج و تختی لایا اب چلکے افراسیاب  
کو چھپرے آفات اور مفتاح ممت طلمس بیاہ چلے جب دروازے پر پہنچا دیکھا دروازہ بند ہو یہ تو  
دونوں کامل واکمل میں سحر کر کے غرق زمین ہوے دو چار جگہ آفات نے ٹھوکرین کھا میں مفتاح نے  
تختی چمکائی راہ کو صاف کیا بیان افراسیاب کو تیس دن سر ٹکراتے ہوے گذرا ہر چند چاہتا ہی نکلون مکن  
نہیں بھوکا پیاسا اسی کانٹے کے بانوں کی چار پائی پر ہوش پڑا ہے کہ مفتاح نے زمین سے سر  
نکالا آفات بھی نکلی آفات نے افراسیاب کو دیکھا نو بت بجان و کار دستخوان بیہوش مہوش  
پڑا ہو مفتاح نے تختی گلے میں ڈالی تاج سر پہنایا افراسیاب نے آنکھ کھولی آفات و مفتاح  
کو اپنے قریب پایا سحر بھی یاد آیا مفتاح نے کہا لے شہنشاہ غفلت کا مڑا اٹھایا ہم نے کیسا کیسا بھاریا  
تھا کہ بدون دیکھو تختی کے کوئی کام نہ کرنا اگر ہم وقت پر نہ پہنچتے قتل تو تمہیں کوئی نہ کر سکتا تھا  
قتل ہونا تو تھا لا دست زبرد دست طلمس کشا پر موقوف ہر لیکن بے آب و دار مرجاتے افراسیاب نے منہ  
پھر لیا کہا بیوہ نہ ہو مجھ کو سامری جمشید بھی قتل نہیں کر سکتے تاج پہنتے ہی مزاج بدل گیا اگر  
لگا مفتاح نے آفات سے کہا سامری و جمشید خیر کرین غور افراسیاب کا حد کو پہنچا ہے آفات نے  
کہا یہ مفتاح اصل یہی ہے کہ طلمس ہوش ربا ہوش رہا ہو کیا مجال کیسی کہ دست انداز ہو سکے افراسیاب  
نے تختی گلے میں ڈالی ہو ہو ٹھوکر لکیر پیچھے ہٹا عجائب بیچاری کینڑوں سے کہہ ہی ہو ابھی تک شہنشاہ  
کو کب نہیں آئے رہ رہ کے دل دھڑکتا ہو میں نے بیکار تاج و تختی شہنشاہ کو حوالے کر دی یہ ذکر  
تھا کہ اندر سے کوٹھری کے آواز ہیبت ناک آئی زمین صغرائی افراسیاب نے ایک ٹکڑی دیوار  
کوٹھری کی گری افراسیاب نیزہ بکھن مکتا تختی چمکانے لگا تاج کے عکس سے کینڑین جلنے لگیں



عجائب بیجاری نے بڑے سحر کیے افراسیاب پر تاثیر ہوئی افراسیاب نے پتھر برسا دیے تلوار  
کھینچ کر عجائب پر جا پڑا آخر عجائب بھی نیچے کھینچ کر جا پڑی افراسیاب پر دو چار ہاتھ مارے  
روک کر افراسیاب نے ہاتھ مارا عجائب کے دو ٹکڑے ہوئے مفتاح و آفات بھی اب لڑائی  
میں شریک ہیں عجائب کے مرنے کے ادھر صد آئی کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منہ ثابت آتشبار  
بادشاہ طلمہ سیاہ پچاس ہزار ساحران غدارا کر ہو پنا مفتاح نے بھی سحر کرنا شروع کیا آفات نے  
زمین ہلا دی تختی افراسیاب نے چمکانی آخر افراسیاب نے تختی میں دیکھا ثابت ہوا کہ ثابت آتشبار کو  
تیر سے مارنا چاہیے کمان کیانی افراسیاب نے دوش سے ہماری اس خطا کرنے اُس ثابت قدم پر  
تیر مارا سم کر چلایا گوشہ امان نہ ملا وہ تیز دلدوز سیٹھ پر پڑا کہ لپشت کو توڑ کر ثابت قدم کوے محبت  
کے پار گذرا آفات و مفتاح نے سب ملازموں کو گھر کر مارا کوئی ملازم نہ بچ سکا افراسیاب کو بڑی  
خوشی ہے کہ دیکھوں کیا تحفہ نکلتا ہے لوح بھی خبر دیتی ہے کہ شاہنشاہ کو بڑی بہبودی حاصل ہوئی  
مرنے سے ثابت آتشبار کے جب قصر قلعہ گر گئے چالیس کوٹھڑیاں رہ گئیں ریح میں ایک قصر کمان قتل گاہ  
ہوا افراسیاب نے بڑھ کر لوح کو قفل سے مس کیا قفل کنگر افراسیاب اندر آیا کہ جسے کہ آخذ آئی  
دیکھا ایک تخت کمنہ پر ایک بادشاہ عالیجاہ تاج ڈھکا ہوا مسلسل و مطوق قفل آئینہ دہن پر  
مشابہ بصورت کو کب افراسیاب نے لوح کو جسم سے مس کیا قید دور ہوئی مارا سیاہ چلے وہ بادشاہ  
اٹھک قدموں افراسیاب کے پیٹ گیا افراسیاب نے کہا ای شہنشاہ نگاہ تو آپ سے آتشاں ہو حال نظر  
میں دیکھا نام نہیں بتا سکتا نام نامی واسم گرامی سے آگاہ فرمائیے اُس بادشاہ نے آہ کر کے کہا مجھ کو  
آپ نے مجھ کو نہیں پہچانا میں کو کب کا بڑا بھائی ہوں بادشاہ طلمہ خورشید نگار موسوم بخورشید رویہ  
کو کب نے دم دیکر مجھ کو قید کیا آپ نے بندہ نوازی فرمائی اُس نے تو طلمہ باز رہا تھا نہیں معلوم میرے  
طلمہ میں کیا آفت ہوگی میر وزیر اعظم دستور معظم سیار روشن رائے طلمہ پر حاکم ہے اُس نے بہت تلاش  
کیا ہو گا مگر اس طلمہ سیاہ میں کون پہونچ سکتا ہو افراسیاب نے تمام کیفیت نواوت کو کب و شہر اکت  
مسلمانان اپنی شکر کشی و اپنے ہم شبیہ کو قتل کرنا بہدایت مفتاح و فتح طلمہ سیاہ کا احوال بیان  
کیا خور فید نے کمانے شہنشاہ اب بیٹھ کر عیش کیجیے سب کو میں قتل کروں گا کو کب کی تو بڑیاں کاٹوں گا  
طلمہ نور افشان میں خون کے دریا بہاؤں گا پہلے میرے قلعہ پر چلیے وہاں سے فوج ساتھ لوں چلتے ہی کو کب



کو قتل کرونگا طلم کشل سے بھی سمجھ لوں گا یہ لڑائی اب میرے سپرد رہی خورشید نے مضاح و آفات کو  
 رخصت کیا یہ رخصت ہو کر اپنے اپنے مکان پر گئے خورشید نے وہ چالیسوں مکان کھولے ساحر وغیرہ ساحر و ازان  
 خورشید ان مکانوں میں قید تھے انکے بھی سوا امارے افراسیاب نے خورشید کو تخت پر سوار کیا قریب قصر  
 جمشیدی کے آیا جلدیچم میں عرض کر چکا ہوں کہ سہیل رو شمنضمہ چھوٹا بھائی کو کب کا باغی ہو کر شریک ہوئے  
 چلا تھا کو کب نے اسکو قصر جمشیدی میں قید کیا ہر بہت سمجھایا اس نے نہ ماہاب خورشید نے اگر سہیل کو بھی  
 قصر سے رہا کیا سہیل نے بھی بیان کیا کہ جرم شرکت افراسیاب پر کو کب نے مجھ کو بھی قید کر لیا میں نے  
 سامری پرستی سے منہ نہیں موڑا خورشید نے اسکو بھی رہا کر کے ہمراہ لیا طرف طلم خورشید نگار کے  
 چلے بعد قطع منازل و طو مراحل قریب ایک قلعہ وسیع کے پہنچے افراسیاب نے دیکھا کہ شمشہ بھاٹک کا مثل  
 آفتاب عالم تاب کے چمک رہا ہے ایک طاؤس رابین بال سر برج کلاں پر بیٹھا ہو جیسے ہی خورشید سا  
 قلعہ کے پہنچا کچھ ٹرھکر آواز دی وہ طاؤس اڑا پکار کر آواز دی اے ساکنان طلم خورشید نگار  
 بھلا بادشاہ عالی وقار تشریف لایا ہے افراسیاب نے بھیانور و خود بھاٹک کھلا سارا روشن رکھا  
 اور بر اعظم پشت مرکب پر سواری تین لاکھ فوج پشت ماہی مراتب کو جلوہ دیتا ہوا پھر بر اعظم کا کھلا ہوا  
 وزیر اگر قدموں سے خورشید کے لپٹ گیا کہا اے شہنشاہ شکار کے چیلے سے حضور سکے کہاں تشریف  
 رکھی کیا افتاد پڑی خورشید نے وزیر سے تمام کیفیت لہنا و ت کو کب بیان کی کہ شہنشاہ کی  
 قدمبوسی کرو یہ میرے جان بخش ہیں اپنی ذات پر حقائق اٹھائیں طلم سیاہ کو کب کو فتح کر کے  
 مابدولت کو رہا کیا اب چلکر کو کب کو قتل کرو شہنشاہ کا ساتھ دو طلم کش کو بھی مٹاؤ ہوش رہا کہ  
 کانٹے صاف کرو گلشن مذہب سامری میں بہار آئے سیرانے اسی وقت بارگاہ کلاں زربقی استاد  
 کوئی بڑے دھوم سے افراسیاب کی دعوت ہوئی ہر فرد و کلاں افراسیاب کے قدموں کو بوسہ دیتا ہے  
 سرداران بھی قول دے کہ ہم سب اہالیان طلم خورشید نگار آپ کے آزاد کردہ ہیں آپ نے ہمارے بادشاہ کو ہم سے  
 ملایا اگر طلم سیاہ کے حال سے آگاہ ہوتے ہم جا کر طلم نورا فشان کو خاک میں ملا دیتے لیکن حیران تھے  
 کہ ہمارے شہنشاہ کیا ہوے دو دن بیان مقام کیا تیرے دن خورشید نے پھر عرض کی اے شہنشاہ  
 چلیے ایک ایک لمحہ مجھ شائق ہو دل قتل کو کب کا مشاق ہو تین لاکھ فوج بصد جاہ و حشم تیار ہوئی  
 افراسیاب کو تخت پر سوار کیا خورشید مرکب پر سوار ہو کر بطور سپہ سالار افراسیاب کو لیکر سمت



لشکر اسد چلے افراسیاب نے طرف محرا ایک پرچہ لکھکر ہوا پر اڑا دیا بیان ایک ہفتہ حیرت کو  
آئے ہوئے گذر لاجپن وغیرہ مشتاق ہیں کہ حیرت طبل جنگی بجوائے تو حیرت کو گرفتار کر کے سمت  
دریاے نیل چلین در بندوں پر قبضہ کریں حیرت سوگ کے کپڑے پہنے ہوئے تخت پر بیٹھی ہے مصور  
والتنباہ وغیرہ چار سو تاجدار شاہزادیاں وزیر زادیان گرد حیرت کے بیٹھی ہیں ناچ راگ رنگ کا  
ڈکرنین ایک طائر نے آئے حیرت کو پرچہ کاغذ کا دیا حیرت نے پڑھکر اُس پرچے کو ادا کلدان میں  
ڈال دیا وزیر زادیوں سے حکم ہوا اب ہم اپنے شہنشاہ کا سوگ اتارین گے صبح کو دشمنوں کو مارین گے لباس  
فاخرہ پنکر حکم دیا طبل جنگی بجے اسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہر کسے لشکر اسلام کے حاضر تھے خبرین لیکر  
نبھاگے بیان وہ وقت ہو بدھار میں اسد کے سات سو تاجداران جلیل تخت کلان پر شہنشاہ لاجپن ایک طرف  
اکو کب کرسی پر خواجہ عمر بیٹھے ہیں کہ ہر کسے اگر ہو چنے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لاتے نظم

گل ریاض جلالت ہمیشہ خندان باد | نیم لطف تو آرام در دمندان باد | ہزار سال بانی بفرود دولت و ناز  
لکام خاطر ماسفر از بندہ نواز | ای شہنشاہ کینتی تان حیرت نے آج لباس بھی تبدیل کیا طبل  
جنگی بجوایا کتنی ہے بدون قتل اسد و لاجپن واپس نہوں گی اسد نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی  
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے خواجہ عمر نے کہا بھگو برق نے خبر دی کہ حیرت کے پاس نامہ آیا اُس نے  
لباس بھی تبدیل کیا اور طبل جنگی بجوایا خدا خیر کرے دل دھڑکتا ہے کیوں شہنشاہ لاجپن افراسیاب  
قتل ہو گیا ہماری عقل بہن چیراں ہر کہ لوح وغیرہ بیکار رہی شہنشاہ لاجپن نے بھی ہجرت  
طرف خواجہ کے دیکھا کہا ای شہنشاہ عیاران قتل افراسیاب قاعدے کے سر اسر غلاف ہوا خدا  
انجام بخیر کرے حیرت اسقدر مطمئن ہے کوئی حاکم در بند بھی نہ آیا جسدن قلو تو سن حصار پر آئے  
نام تمھارا سکر ریسان تو سن حصار ہزار ہا سا حو غیر ساحر بے لڑے بھڑے اگر قدمبو س ہوئے مرنا  
افراسیاب کا ایسا بیکار ہوا اکو کب نے کہا سمجھا جائیگا دریاے نیل پر چلکر لوح لین گے سب اہلیان در بند  
ایک دن میں آجائیں گے اُنکی شرکت وغیرہ شرکت سب بیکار ہو آئیے فرانے سے دلو ہمارے بھی انتشار  
ہو ای خواجہ عمر وہم ایکے ساتھ بیان چلے آئے صرف غمگناہے کما کل دلاز کو دمان جھوڑا اسی  
حرف و حکایات میں وہ رات بسر ہوئی بوقت سحر شہنشاہ لاجپن تخت پر کو کب پشت مرکب عورتا  
سوار آج لشکر اس لطف سے جگر میدان کلار زمین آئے ایک سہ لشکر مصرخ ایک طرف لشکر



لاجپن ایک جانب لشکر کو کب شہنشاہ کو کب رخصتمیر و بران و اختر و جمشید و پلور لشکر کو آواز  
 کیے ہوئے نوبت نقائے تھے ہوئے اس شوکت و شان سے لشکر میدان کارزار میں پہنچے اور  
 آمد آمد لشکر حیرت بصد شوکت ہوئی حیرت تحت پر سوا مصور و انتشار و غیرہ تاجداران جلیل  
 تحت حیرت کو گھیرے ہوئے لشکر بشمار ادا لیا ان لشکر حیرت بھی میران ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے  
 افراسیاب کو مارا حیرت کس کس کو جواب دے گی حیرت یہی کہتی ہے آج ان مسلمانوں پر وہ  
 آفت برپا ہوگی سنتے ہوئے آتے ہیں روتے ہوئے جاؤں گے سرکشی کی بخوبی سزا پائیں گے  
 حصین حصین دو دریاے لشکر جوش مار رہے ہیں بوج نقابت و غیرہ حیرت خود تحت سے کودی پکار کر آواز  
 یار دو دیکھو تو آج کون کون سحر صرف کرتی ہوں آگ برساؤنگی جس طسم پر میرا شوہر مارا گیا ہے ان  
 سب کو مٹاؤنگی سب سے رخصت ہو کر میدان میں آئی لٹکار کر آواز دی جسکو تنہا مرگ کی ہو مکمل  
 مہران نامے ملازم شہنشاہ لاجپن ساحر زبردست صف سے نکلا مقابلے میں حیرت کے پیوچا حیرت نے  
 سحر کیا مہران چمک کے حیرت پر جا پڑا حیرت نے مثل برق چمک کر نیچے مارا کہ مہران کے دو ٹکڑے  
 ہوئے حیرت نے آواز دی وہ مارا اور کو کب سے نگاہ ملا کر آواز دی جن لوگوں کو دعوائے سحر بٹھری  
 ہو وہ میدان کارزار میں آئیں کہ مزا سحر کھٹے بران نے نقد کیا تھا کہ کو کب نے مرکب بادقنار کو  
 صف سے نکالا شہنشاہ لاجپن کے پایہ تخت کو بوسہ دیا بہار کے مٹھ پر ہوا یاں اڑنے لگیں کہ اب سحر  
 کو کب سے حیرت نہ بچگی کو کب نے لاجپن سے اعازت مانگی لاجپن نے کہا بادشاہ طسم نور افشان  
 تم عورت کے مقابلے میں کہاں جاؤ گے اور سردار موجود ہیں کو کب کماؤہ خاص محکو طلب کرتی ہے  
 بہار نے قریب آکر کہا شہنشاہ میں مقابلے میں جاؤں کو کب نے کہا اسوقت میں قانون گا اس نے آنکھ  
 ملا کر بھی کو طلب کیا سارے سر جھکا لیا کو کب بصد شوکت سانے حیرت کے پیوچا حیرت نے کو کب کو  
 دیکھتے ہی گولا مارا کو کب نے ہاتھ مارا گولا جا کر پٹھا لشکر حیرت کے دو سو جوان جل گئے جو سحر حیرت  
 کرتی ہے کو کب اشارہ کرتا ہے وہ سحر لٹا پٹ کر لشکر حیرت پر گرتا ہے سو دو سو جوان ضائع  
 ہو جاتے ہیں سردار حیرت کے بتیار ہو کے دوتے ہیں کو کب سحر حیرت کا دفع کرتا ہوا قریب پہنچا  
 نیچے سحر ملا حیرت کا طاؤس مارا گیا حصین سپر کے پھر پڑھی نیچے سحر کو کب پر ملا کو کب نے ملواری کو تلواری پر  
 کھنٹھا سحر کے ہاتھ ملا حیرت نے سحر کیا کسی سپر نے فولادی سر حیرت کے کھانے ہوئے کو کب کا نیچے چڑھا سپر



کیٹن سر حیرت پر زخم آیا اب کوکب نے حیرت کو سائے میں تلوار کے خیال سے ہاتھ  
 نہیں مارتا ہر مرتبہ یہی سوال ہر کسے حیرت چکر اسد کے قدموں کو بوسہ دے کیون اپنے کو مٹاتی ہے  
 ہتھو بہار کا پاس ہر دور نہ ہاتھ ماروں دو ٹکڑے ہوں اسی غرور میں افراسیاب مارا گیا سرکشی  
 تیری بھی جان لے گی حیرت پیچھے ہٹتی جاتی ہے اطاعت کے نام پر بہت جھلاتی ہے کوکب ہر تپہ  
 سلیے میں تلوار کے تپا ہے حیرت پیچھے ہٹا ہی ہے سحر کرتی جاتی ہر لشکروں میں غریب ہے حیرت  
 کوکب کے ہاتھ سے نہ بچگی کوکب بڑا پاس کر رہا ہے بہار کتنی ہے ہلے افسوس میں معلوم حیرت کیا  
 سمجھی ہے کوکب کو صرف ہمارا خیال ہر دور نہ انہی کا خاتمہ تھا میدان کارزار میں یہ رنگ ہر کہ صحرے  
 گردِ عظیم بلند ہوئی ایک ابر تیرہ ذرا آمد فوج کے نشان ابجد شوکت و شان ظاہر ہوئے سب اُسی  
 جانب دیکھنے لگے بنین علم زرنگا نشان تین لاکھ ساحران غدار کا نایان ہوا وہ علمدار سامنے سے  
 نکل گئے اُسکے بعد اسباب نوک ماہی مراتب کو سہمیہ فرق زنجیر نقیبان خوش آواز صدائیں جیتے  
 ہو بیت یلان جو انو بڑھے جایو + دو جانب سے باگیں لیے جایو + سب حیران ہیں یہ کس کا لشکر  
 ہے جب ماہی مراتب سامنے سے گزر گیا سب نے دیکھا افراسیاب تخت پر ایک بادشاہ عالیجاہ بعد  
 صولت و شوکت آفتاب عالمتاب سر پر سایہ فگن سحر سے آراستہ گھوڑے کو آگے بڑھائے صدمہ بڑے  
 بڑے سردار ساحران نامدار انتظام فوج کرتے ہوئے اس جاہ و حشم سے وہ بادشاہ اگر ہو پناہ و  
 نے در سے دیکھا جیسے ہی وہ بادشاہ جس کے سر پر آفتاب سایہ فگن ہے کوکب نے اُسکو  
 دیکھا چہرہ زرد ہو گیا رنگ رو متغیر ہاتھ پاؤں میں رعشہ بہ نگاہ حیرت دیکھنے لگا افراسیاب نے  
 جو میدان کارزار میں یہ قیامت دیکھی کہ حیرت پر کوکب بدعتین کر رہا ہر مشکل اپنے کو سحر کر کے  
 بچاتی ہر پکار کر آواز دی بھائی خورشید دیکھو یہ بدعتین تمام عالم ایک عورت پر لشکر کشی کر کے آیا ہر  
 خورشید نے کہا بھائی اجازت میدان دو افراسیاب نے کہا بھائی تم تھکے ماندے ہو میں میدان میں  
 جاتا ہوں خورشید نے کہا جکا میں متلاشی تھا وہ میدان کارزار میں موجود ہیں ابھی سر لاتا ہوں  
 عمر و نہایت حیران ہر کوکب کو آج کیا ہو گیا اس بادشاہ کو دیکھ کر ہوش و حواس پر آئندہ افراسیاب کو  
 دیکھ کر لاجپن وغیرہ شرمندہ غم ہو گا کہ افراسیاب نے بڑا مکر کیا عمر و یک ایک سے پوچھتا ہے کہ یہ بادشاہ  
 کون ہر سہیل کو بھی صف پر دیکھا مگر خورشید افراسیاب سے اجازت لیکر لکارتا ہوا مقابلے میں کوکب کے



ایسا پکار کر آواز دی او کو کب رومال سے ہاتھ باندھ لے میں تو عمر بھر تیری خطانہ معاف کروں گا اور ایسا  
 کہ قدموں پر گرادوں گا کو کب نے غصے میں آواز دی اور بیجا نامہ دیکھا بکتا ہے میدان کا رزار میں  
 جرات دیکھا خورشید جھپٹ کر جا پڑا وہی جو آفتاب سر پر تھا سر پر کو کب کے گرا اس زور شور سے  
 وہ آفتاب کو کب پر گر کر کو کب اُس میں بند ہو گیا بعد عرصہ سوراخ برق بن کر چکا اُس گنبد سرخ کو  
 توڑا عمر و نے دیکھا تاج کو کب کے سر سے گر گیا سر زخمی زہ پارہ پارہ لیکن بخش جرات خورشید پر  
 جا پڑا ایٹ کے ہاتھ مارا خورشید نے ہر چند رو کا تو ار کو کب کی نہ رکی سر پر اس کے زخم آیا دونوں میں  
 خوب تلوار چلی چار زخم کو کب نے کھائے دوزخ جسم پر خورشید کے آئے افراسیاب نے جنگ مغلوبہ کا  
 حکم نہ دیا حیرت سے کمر طبل باز گشت بویا خورشید کو میدان سے یہ لکڑ پھیرا کہ آپ آج تھکے ماندے  
 سفر کے تھے کل سمجھ لیجئے گا اس باغی کو شکست دیجئے گا خورشید نے کہا بھائی آج میں نے کوئی کائنات  
 سحر نہیں کیا بعد مدت مدید میدان میں لڑا آج شب کو سحر تیار کروں گا خورشید ہنستا ہوا ساتھ  
 افراسیاب کے پٹا سرداران عمر و نے کو کب کو بیچ میں لیا کو کب زخم دار آنکھوں میں آنسو بھر  
 ہو کر ایسا عمر و نے کبھی کو کب کو منتشر نہیں پایا خاموش حیران و پریشان کسی سے کلام نہیں کرتا  
 یہ تو سب پر نہایت ہو گیا کہ افراسیاب نے شعبدہ کیا اس حال سے سب پریشان ہیں کہ یہ بادشاہ کون ہے  
 کہ کو کب ایسے بادشاہ کو جس نے تنگ کر دیا سہیل چھوٹے بھائی کو تو سب پہانتے ہیں فوجوں میں  
 یہی چرچے ہیں لیکن عمر و جھپٹ کر قریب کو کب آیا ہاتھ تھام کے گھڑے سے اتار پوچھا کیوں  
 بھائی مزاج کیسا ہے یہ بادشاہ کون ہے سہیل تو قصر جمشیدی میں تھا کو کب نے آنکھوں میں آنسو  
 بھر کر کہا اس بادشاہ کا حال مجھ سے نہ دریافت فرمائیے مجھے قلق ہوتا ہو رہا ہے سہیل کا حال نہ پوچھیے  
 قصر جمشیدی کو تنہا چھوڑا اسکا یہ انجام ہوا کہ افراسیاب نے اہالیان قصر جمشیدی کو قتل کیا سہیل کو  
 چھڑا لیا اور مال کار میں آپ سے کیا تبادلات لائق بیان کرنے کے نہیں ہے یہ کمر کو کب ایک تنہائی کے  
 آگے میں جا بیٹھا حکم دیا کوئی ہمارے پاس نہ آئے بران و جمشید حسرت پر کو کب کی دوسری ہیں کہ یہ کیا  
 محرکہ ہو کچھ حال نہیں کھنٹا عمر و بران وغیرہ سے پوچھتا ہو ہر ایک کا دل پر ہاتھ رکھتا ہو کہ ہم نہیں سمجھتے  
 یہ بادشاہ کون ہے سہیل تو سب کے سامنے آکر لڑتا تھا سب پہانتے ہیں آخر خواجہ پردہ اٹھا کر اُس  
 میں آئے دیکھا تنہائی میں کو کب بیٹھا ہوا اور ہر عمر و نے اگر گلے میں ہاتھ ڈال دے کمالے برابر برائے خدا



اپنے غیر خواہ سے کچھ احوال بیان کر وی تو میں سمجھا کہ تمھارا دشمن ہے آخر تمھارے متغیر ہونے کا کیا سبب محبوب ہونے کا کیا باعث جب خواجہ نے دلہی کر کے پوچھا اسوقت کو کہنے آہ سرد دل پرورد سے کھینچی کہا خواجہ مجھ کو بیان کرتے شرم آتی ہری میرا بڑا بھائی خورشید روضہ شفیقہ بادشاہ طلسم خورشید نگار ہے اس بیچانے جب میری شادی ہمراہ ملکہ تاجہ سید مرصع پوش کے کی میں بیاہ کر لایا یہ بیچانہ مرد نامید پر مائل ہو اور پردہ اس صاحب عصمت و عفت سے پیغام کرنے لگا لیکن وہ پارسا پابند عفت صاحب لیا منت طالتی رہی کبھی جواب صاف دیا کبھی کچھ بہلایا اس بیچانے یہ قصد کیا کہ سحر سے گرفتار کر کے بیجاؤں تا ناہید نے شب کو مجھ سے کل کیفیت بیان کی اور کہا صاحب میری آبرو لینے بھائی کے ہاتھ سے بچاؤ جلد تدریر کر دو ورنہ پھٹتاؤ گے میں نے جیلے سے دعوت کی اس بیچا کو بلایا مگر سے گرفتار کر لیا وہ طلسم سیاہ بنایا اسکو وہاں قید کیا تم نے بھی ایک مرتبہ اس قلعہ کا حال پوچھا تھا میں نے منع کیا کہ اس حال کو مجھ سے دریافت کیجیے گا قتل افراسیاب سے ہلکواؤ کو غفلت ہوئی دشمن نے اپنا کام کیا اس بیچا کو رہا کر لیا اب یہ خاص میری جان کا گاہک ہو کر آیا ہے بادشاہ طلسم خورشید نگار ہے وہ طلسم بھی نہایت وسیع ہر جہاں تک ہوتا دشوار بدو ن فتح طلسم یہ قتل نہیں ہو سکتا عمر و نے کہا چلو ناحق حجاب سے مرے جاتے ہو دربار میں بیٹھو تم سے کیا بغیر قی سرزد ہوئی بیچا کو دم لینا مشکل کر دوں گا بے نایب رب اگر خود بھاگ کر چلا جائے گا کبھی ادھر منہ کر کے نہ سوتے گا بے کلمہ کو کب کو عمر و باہر لایا باگاہ میں لاکر بیٹھا یا اب سبکو مفصل احوال معلوم ہوا خواجہ نے اسی وقت برق کو بلا کر حکم دیا قرآن سے بھی کسا میں برے گرفتاری خورشید جاتا ہوں مگر بھائیو یہ دم نہ بیٹھو اپنے آپ کو اندھام ہو جائے بھائی کو کب کا دشمن ہو برق و قرآن نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا عمر و کو کب کو مطمئن کر کے نکلا کہ میں انکی مشکلیں باندھ کر لاتا ہوں عمر و تو ادھر سے چلا وہاں جب دربار آراستہ ہوا افراسیاب نے پانچون عیار بچیوں کو بلا کر کہا بھائی صاحب کئی خدمت میں حاضر ہو میں برے انتظام باغ سیب میں جاتا ہوں خورشید روضہ شفیقہ نے کہا آپ جا کر آرام کریں میں یہاں سے تا طلسم نورافشان خون کے دریا بہا دوں گا لیکن یہ نوٹیان میری کیا حفاظت کریں گی افراسیاب نے کہا انکو حیرتہ جانیے عیاروں کو سولے انکے کوئی نہیں پہچان سکتا خورشید نے کہا مہربانی آپکی عیار مجھ پر کیا عیاری کریں گے افراسیاب تو حیرت کو ساتھ لیکر چلا گیا پانچون عیار بچیان سامنے حاضر میں خورشید نے ہلکا کر کمانے کو جا کر باہر ٹھہرنا یہ تو



ہماری مددگار بنی ہیں مابعد و ملت قتل کو کب ولاچین پر کرنا ہرگز آئے ہیں عیار افراسیاب کے سامنے  
آئے ہیں میرے سامنے آئیں گے تو بہت ذلت اٹھائیں گے ضرور و صبار فتار ہنستی ہوئی باہر گئیں  
آپس میں اٹھائے کیے کہ یہ جوتیان کھاکر ہماری نقد کریں گے ایک حیمہ میں جا کر ان بیاخون نے آرام  
کیا خورشید تخت پر پہلو میں سیار روشن رہے اور وزیر امر بیٹھے ہیں خورشید کہہ رہا ہوں سامان منجائے  
کا آراستہ ہو میں سحر تیار کر کے کل کو کب کو تو قتل کروں دوسرے دن لاچین سے بھی سمجھ گاہی  
اثر اسباب نے جان بخشی کی کچھ تو میں بھی کام کروں یہ بایتن ہو رہی تھیں کہ ہر کاروں نے عرض کی آپ کے  
بھائی صاحب بیان کو کب لرزان و ترسان تخت پر سوار آتے ہیں بیار نے کہا حضور خطانہ معاف کیجیے گا  
خورشید نے کہا مجھے اس دشمنی کا ہے کی زوجہ اپنی حوائی کرے اپنے طسم میں جا کر بیٹھے لاچین وغیرہ  
سمجھ لوں گا یہ ذکر تھا کہ تخت کو کب کا نیا بان ہوا سب عجیب حال سے کو کب کو دیکھا رومال سے ہاتھ  
بندھے ہوئے سرخ پریشان و حیران تخت اڑاتا ہوا آکر پہنچا خورشید نے منہ پھیر لیا کو کب نے  
تخت کو گوشے میں اتارنا تخت تو غائب ہو گیا سب سمجھے سحر زبردست ہے تخت کو کہیں  
چھپا دیا کو کب نے آکر خورشید کو سلام کیا خورشید نے منہ پھیر لیا کو کب قدموں سے لیٹ کر  
روئے لگا کہا بھائی ادرودان مخطا و از بزرگان عطا میری خطا کا جیل نہ فرمائیے جو آپ کا مطلب ہے میں  
اس پر راضی ہوں مگر سرور بار اسکا نام نہ لیجیے میرے واسطے ذلت ہر تہائی میں چلیے میں اپنے  
دل کی کیفیت آپ سے بیان کروں خورشید خوش ہو گیا سمجھا کہ جب جان پر بنی تب زوجہ کے حیمے  
پر راضی ہوا سرور بار کو کب نے ہاتھ خورشید کا پکڑ لیا نچلے میں لیکر آیا اگر کسی سردار نے ساتھ آنے کا  
ارادہ کیا لیٹ کر کو کب نے منع کر دیا کہ یہاں کوئی صاحب تشریف نہ لائیں مصرع رموز مملکت غلبت  
خسروان دانید بھائیوں کی لڑائی کیا اب میل ہو گیا سب کام بن پڑا یہ کہتا ہوا کو کب نقلی  
خورشید کو لیکر نچلے میں آیا کہا بھائی میں جو روم سے عزیز نکروں گا میں تو نیراتاجدار ہوں برہمن  
وغیرہ نے بہکا کر یہ حرکت مجھ سے کرائی میں تو ہمیشہ تیری جدائی میں رہتا تھا میں نے وزیر کو روانہ کیا محافل ملک کا  
نیسے گیا ہر آپ اتنا احسان کیجیے محافل آئیں گا کسی پر حال ظاہر ہونے پائے آپ ملک کو لیکر چلے جائیے میں افراسیاب  
خانہ خراب سے سمجھ لوں گا خورشید روضہ شمع جوش عشق لکھنا ہمد مرصع پوش میں تھا پھول گیا  
کہا میں بھائی اس لڑائی میں ہرگز دخل نہ دوں گا احسان افراسیاب روپیہ دیکر اتار دوں گا خورشید



نے کہا بھائی کیا دیکھتے ہو کو کب نے کہا ایک جام شراب محبت میرے ہاتھ سے خوش فرمائیے مجھ کو  
یقین کامل ہو میری خطا محاف کی بران و جمشید کی جان بھی خورشید نے خود گلابی اٹھا کر کو کب کو دی  
کو کب نے جام لبر کیا نہک سرکاری ملایا کہا بھائی یہ جام محبت ہو خورشید خوشی خوشی پی گیا  
کلیجے سے دھوان اٹھنے لگا استخوان جلنے لگے گھر کے اٹھانے کھڑے گرانہ ہوا منم ہر سپہ عیاری  
دربان میں سوزن دیا پتھارہ باندھ کر ستر چہ چاک کر کے صحیح و سلامت نے نکلا یہاں بد عرصے کو سبار  
روشن رائے گھرایا کہا کھائیوں میں بڑی باتیں ہو میں پردہ اٹھا کے اندر آیا دیکھا شہنشاہ ندر دے  
اسباب بھی اس خیمے کا نہیں ہے فرش تک کوئی اٹھائے گیا سوار نے بیک پیچ ماری سب سردار دور  
ہوئے آئے سوار نے کہا یا روشہنشاہ کو کوئی لے گیا ہڑ سکر عیار پیمان بھی آئیں سوار نے ہلک کر  
کہاے صرصر بیان کو کوئی غیر نہیں آیا نقد کو کب آیا تھا صرصر نے کہا وہی عمر تھا سوار شکر تیار  
کرنے لگا صرصر کے آگے ہاتھ جوڑے صرصر نے کہا ہم دربار میں ہوتے تو عمر کی مجال تھی کہ ہر شکل کو کب  
آتا خیر میں بھی جاتی ہوں یہ کم کر صرصر لبورت مبدل بھاگی کو کب ولا چین وغیرہ رات ہر اشتیاق  
میں عمر کے جاگے اسد کہہ رہے ہیں ہمارے نانا جان خالی نہ آئیں گے صبح ہوتے خورشید کو لائیں گے  
رات کو آفتاب کمان پر وہ سوز میں نہن ہو گا اشارہ سحری چمکا سب سردار دربار میں آکر ہو چنے  
دیکھا خواجہ پتھارہ بدوش آپو نے پتھارہ لا کر خورشید کا ڈالیا کہا کو کب متھارا گنہگار موجود ہو  
تم ناحق شراتے تھے ہو جگہ لے تھے کو کب دودھ کو خواجہ کو گود میں اٹھالیا دربار میں عزت ہو خواجہ  
عمر و خورشید رو شنفصیر کو پکڑ لائے ساحر و غیر ساحر آکر جمع ہوئے کو کب نے جلا دیا کو آواز دی خورشید  
کی آنکھ کھلی اس دربار جلالت شہار کو دیکھا کس لطف سے آراستہ ہو عمر و کھڑا پکار رہا ہے اور خورشید  
تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا اب قدموں پر کو کب کے گر خورشید کے تیر پر بل پڑنے لگا غصہ کرنے لگا  
کو کب نے آواز دی اونا مرد دہنتر ہو قدموں کو طلمس کشا کے بوسے طاعت اسلام کر دیکھا میر بھائی  
صاحب تو دعویٰ کر کے گئے تھے تمھارے معین و مددگار اب کمان میں میری غفلت میں طلمس سیاہ لوطا  
در نہ زندگی میں تم نجات پاتے جلا دھا عز آیا خورشید نے آکھچے سے اشارہ کیا میں طاعت نہ کروں گا  
جلا دے ہاتھ پکڑ کے خورشید کو کھینچ کر بیرون بارگاہ بجا کریت کے چوتھے پرٹھایا اب اس وقت سب سردار  
جمع ہیں غریو پر خورشید قتل ہوتا ہو مگر جلا د جو کھینچ کر خورشید کو باہر لایا چپکے سے کان میں خورشید کے کہائے شہنشاہ



ہو شیار ہو جائے منم مکہ صرصر شمشیر زن زبان سے سوزن نکالتی ہوں لڑتے بھڑتے نکلے خورشید کا  
 خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا صرصر نے یہ تعجیل خورشید کی زبان سے سوزن نکالا زبان کا قابو میں  
 آنا تھا کہ خورشید بل کر کے اٹھا سنگریزے اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے ابر ترہ و تار پیدا ہوا لشکر اسلام  
 پر برسے لگا پتھر گر صدمہ کے سر پہ کوکب و لاچین اپنے مقام سے اٹھے کہ تیار روشن راے  
 با فوج قاہرہ اگر ہو چا خورشید روشن شفق کو بیچ میں لیا لڑتے بھڑتے لے نکلے لاچین وغیرہ بھی  
 اچھی طرح سمجھا نہ کیا ہزاروں جادو گروں کا تھکیت پڑا سیار خورشید کو لیکر لشکر میں آیا باخ خورشید  
 عیار بچو نکی بڑی قدر کی کما صرصر نے میری جان بچائی یہ ہمارے دروازے پر بٹھکے پہرہ دین  
 با بچوں خلعت ملے دن تو تڑپ تڑپ کے خورشید نے بس کیا رات کو ایک تنہائی کا جیمہ تجویز ہوا خورشید نے  
 کہا میں بٹھکے سرتیا کروں سہیل و سیار دربار میں رہیں اسی بارگاہ سے ملا ہو ایک خیمہ ہو اس میں اگر  
 خورشید اسباب سحر لیکر بیٹھا سحر تیار کر رہا ہے منتقل آتش روشن کچھ رات گزری ہر زمین شق ہوئی ایک  
 جادو گر سیہ نام نامہ ہاتھ میں تڑپ کے زمین سے نکلا آواز دی منم فرستادہ شمشاہ طلم ہوشربا لے  
 خورشید میں عیاروں کے ڈر سے زمین میں نقب دیکر آیا ہوں شمشاہ کو یہ حال معلوم ہوا یہ نامہ دیا ہر  
 سب کچھ محترم ہے صاف صاف تقریر ہے اسکو کھول کر پڑھیے مجھ کو جواب دیجیے خورشید خوش ہو گیا  
 نامہ ہاتھ سے ساحر کے لیا جیسے ہی اسکو کھولا لفافہ سے بیہوشی اڑی وہم سے گرا نرہ ہوا منم صاحب  
 لغدہ گران نذر کردہ بزرگان مہتر قران نادر لغدہ مہتر قران سریل السیر چون باد بباری  
 جان سرننگ درخضر گذاری + بمیدان آذر آتش فشانم + منم مہتر قران شیر ثریا نامہ لغدہ بکڑ کے چلا کہ  
 ماروں اسکا سرھٹ جائے دھاگے کی آواز سیار نے سنی گھر کے دوڑا پردہ اٹھا کے دکھا شمشاہ  
 بیہوش پڑے ہیں ایک ساحر سیہ نام قتل کیا چاہتا ہے سیار دوڑا مہتر قران نقب میں بھانڈ کر  
 بھاگے سہیل بھی دوڑا سیار نے خورشید کو بیدار کیا اب اس بارگاہ میں سب سردار جمع ہو گئے کوئی  
 پوچھتا ہے حضور عیار کیونکر آیا آپ بیہوش کیونکر ہوئے شراب آچے کیون پی ایک مرنہ تو پیکر بیہوش  
 ہو چکے تھے اب پینا کیا ضرورت تھی جھلا کر کتنا ہے شراب کیسی میں آج شام سے انتہائی احتیاط کر رہا  
 ہوں جب زمین پر عیار پیدا ہو کوئی کیا حفاظت کرے گمان غالب ہوا کہ ساحر فرستادہ افراسیاب آیا عیار کی  
 کا ہیکر کران ہو خداوندان ظالموں کے ہاتھ سے بچا میں بیان پر اسکے سب سکوت میں تھے کہ لفافہ



کھولا تھا نوشتہ تقدیر پیش آیا دیکھیے عیاروں سے کیونکر جان بچتی ہزار اب اس وقت ہزاروں جادوگر گولہ  
 بارگاہ کے آگے اپنے بیگانے کی روک ٹوک نہیں کیا صبار رفتار نے خورشید کو پلٹ کر دیکھ کر  
 صبار رفتار نے کہا کسی سے ذکر نہ کیجیے چپکے بارگاہ سے نکل چلیے مہتر قرآن جو یہاں سے بھاگ کر گیا  
 ایک مقام پر بیٹھا ہر چلیے میں گرفتار گردون عمرو بھی وہیں ہے استاد و شاگرد صلاح کر رہے ہیں  
 خورشید صبار رفتار کے پیچھے چلا آگے صبار رفتار پیچھے خورشید اگر کسی نے پوچھا حضور کہاں چلا  
 تو اشارے سے منع کیا میرے ساتھ نہ آؤ صبار رفتار خورشید کو لگا کے لے نکلی کہنا ہے پر لشکر کا  
 لائی کہا وہ دیکھیے دروغہ خلیستان میں عمرو و قرآن بیٹھے ہیں ایک گولا پھینکیے وہ سحر کیجیے کہ  
 زمین اٹکے پاؤں تھام لے دو لون جگر رہ جائیں خورشید نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے مار  
 مجھ کو معلوم نہیں ہوتا اس صبار رفتار قرآن و عمرو کہاں ہیں اس کا ایک نہ معلوم ہو گا آپ  
 گولہ اسم سحر کا پڑھ کر پھینکیے پھر میں تباہ دوں گی کام ہو جائے گا خورشید کے بڑھا صبار رفتار  
 پیچھے ہی خورشید نے گولا پھینکا صبار رفتار نے حلقے کند کے گلے میں ڈال دیے لڑہ کیا منہ  
 مہتر برق فرنگی اسے کہہ کر خورشید پلٹا برق نے جواب مار کر بیہوش کیا اشارہ دوش پر  
 لگا کر لے بھاگ گیا بیان سیار نے پلٹ کر صبار رفتار کو بارگاہ میں دیکھا کہ تمام شہنشاہ کو کہاں لے گئیں  
 صبار رفتار نے کہا میں تو ابھی اندر آئی ہوں شاید میری صورت پر بھوریہ لگا کر لے گیا سیار و سہیل  
 دوڑے عقب میں سب سردار سہیل رو شنفیہ بہ تعجل چھپ کر جنگل میں آئے دیکھا برق اشارہ  
 بدوش جاتا ہر لشکر اجداد او ناعیاں برق کے پلٹ کر سہیل کو دیکھا گھبرا گیا چاہتا ہوں کہ بھاگے  
 سہیل نے ایک دو تہڑ زمین پر مارا برق لڑھک کر اشارہ پشت سے الگ ہوا سہیل تیز پکڑ کر  
 دوڑا کہ جا کے سر کاٹ لون قضاے کار باغبان قدرت و بہار طلاء کا گشت دے رہے تھے لشکر کفار میں  
 جو لڑ سنا مجھے ہمارے عیار پونچے باغبان دوڑا اس وقت آکر پہونچا کہ سہیل برق کو قتل کیا چاہتا  
 ہوا باغبان نے گیند مارا سہیل پر پھول برسے لگے باغبان نے ایک دنگ دی سنہرا پنچہ پیدا  
 ہوا برق کو تو پنچہ اٹھائے گیا اب باغبان کو ساحرون نے گھیر لیا خورشید کو اگر سیار نے ہوشیار  
 کیا خورشید نے باغبان کو زخمی کیا باغبان مجرات لڑ رہا ہر قضاے کار ملکہ بہار جادو و دان پر  
 خفین گلہ منتہ لیکر دوڑیں اس وقت پہونچیں دیکھا باغبان مضطرب و بقیار خورشید قتل کرنے چلا



ایک طرف سہیل کھڑا رہا تھا بہار نے سہیل پر گدستہ مارا ہوا سے سرد آئی پھول برسے طایز مفری  
 کرنے لگے عند لیان خوشنوائے یہ مطلع پڑھا مطلع سیم صبح جا جا کر گلستان میں پکار آئی + مبارک  
 یلبو تم کو بہار آئی بہار آئی + سہیل جھوٹا گل رخسار بہار پر مائل ہوا متین کرتا ہوا قریب بہار کے  
 آیا بہار نے بدھی کلی سے اتار کر ہینادی طرہ کان میں لگایا کیا چاہتے ہو سہیل نے کہا غلام  
 ہوں بہار نے کہا اگر چاہتے ہو کہ میرے ساتھ شادی کرو ہمارے دشمن کا سر لاؤ سہیل نے کہا آپ کا  
 دشمن کون بیجا ہے بہار نے کہا خورشید روشن ضمیر وہ دیکھو رادرا ہر ہمیں کو قتل کرنے آیا ہے یہ سنتے ہی  
 سہیل کا ستارہ گردش میں آیا یہ وقت وہ ہر کہ باغبان انتہا کا زخمی ہو چکا ہے خورشید قتل کرنے  
 چلا ہے سہیل جھوٹا ہوا قریب آیا خورشید سمجھا میری مدد کو آیا ہے سہیل نے قریب آکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا  
 ہر چند کہ خورشید طلمس بند ہے برابر کے ساحر نے قریب سے ہاتھ مارا سر اسخ دسر کا زخمی ہوا آواز دی  
 اونا لاتی یہ کیا کیا سہیل شرعاً شقانہ پڑھ لکھ چاڑا خورشید سمجھا تاہر مہبوت عشق بہار کب مانتا ہے  
 جھوم جھوم کے ہاتھ مار رہا ہے گلے میں بدھی پڑی ہے پھولا ہوا جب بوداغ میں پہنچتی ہے جوش  
 پڑھتا ہے جب خورشید نے دیکھا دس پانچ سردار بھی سہیل نے مار ڈالے فوج پر بھی گونے مار رہا ہے  
 اتیار کو جھپٹ کر زخمی کیا جب تو خورشید غصے میں چاڑا سہیل نے ہاتھ مارا خورشید نے باڑھ بچا کے  
 اگلی پر ہاتھ ڈال دیا سحر کر کے طایچہ مارا سہیل گر کے بیہوش ہوا خورشید نے چھاتی پر چڑھ کے چا ہا سر  
 کھینچ لوں صرصر اٹھان کرتی ہوئی دڑی کہا لے شہنشاہ یہ ہوش میں نہیں ہے یہ رنگ سحر بہار کا گنڈالا  
 ہے طرہ کان سے نکالے سحر کر کے بدھی توڑیے ہر چند خورشید نے سحر کیے ظاہر میں رشتہ خام تھا  
 وہ رشتہ حیا کے ساتھ تھا نہ ٹوٹا جب تو خورشید نے مسلسل و مطوق کیا سہیل جو ہوشیار ہوا زبان  
 میں سوزن دریا آہیں میں غرق سر ٹکرانے لگا لاکھوں گالیان خورشید کو دیتا ہے خانہ ازخیرت میں  
 غل ہے صرصر نے کہا اب انکو قید کیجئے میں شہنشاہ کی خدمت میں جاتی ہوں وہ دفعیہ کریں گے حضور  
 اس رنگ میں ہزاروں مائے گئے اکثر افراسیاب جلدی میں سحر نہیں اترتا خورشید نے رنجیدہ ہو کر ایک  
 جیمے میں سہیل کو قید کیا بہار و باغبان نے اتنی مہلت پائی لڑتے بھڑتے پلٹ گئے خورشید  
 رنجیدہ واپس ہوا ستیا ر سے کتنا ہے میری جان کیونکر بچے گی حقیقت میں افراسیاب کا کلیہ ہے  
 کہ جو ان عیاروں کے بار اٹھاتا ہے لیکن ایک شب کی مہلت پاؤں ایسا سحر تیار کر دوں کہ انکے ہی



دن میں سب کا خاتمہ ہوا اسی سوچ میں آکر لہنی بارگاہ میں بیٹھا تیار سے صلاح کر رہا ہے کہ اے وزیر اعظم اگر تم میری حفاظت کرو تو میں شب بھر میں سحر تیار کروں تیار کرتا ہے میں اپنی جان تک صرف کروں گا یہ تو باتیں کر رہا ہوں جس غم میں سہیل قید ہے ضریر جادو بارہ سے ساحر و افسر بعدہ نگہبانی بیٹھا ہر سہیل غم میں زنجیر ملا رہا ہوا شکار اشتیاق بہار ٹپھڑا ہر کتا ہر ٹائون نے مجھ کو قید کیا میری مشق سے مجھ کو چھوڑا یا ہاے وہ دھن بنی بیٹھی ہوگی میں برات لے کر نہ پوچھا ضریر نے دیکھا سلسلے سے صرصر ہنستی ہوئی آتی ہر حسن اسکا عابد کش زاہد فریب ضریر نے آواز دی کہ وہی صرصر افراسیاب کے پاس ہوا میں صرصر نے مسکاکر کہا میں بیروت سے بات نہیں کرتی کون اچھی بھلی جان کو آفت میں ڈالے دوہنتے ہلکو گذرے اسی لشکروں میں رہتے ہیں جھانے شب فراق سنتے ہیں کبھی بیروت نے یہ نہ پوچھا کہ تمہارا مزاج کیسا ہے ضریر کھڑا ہو گیا مفتین کرنے لگا کہا کہ ملکہ دم بھر ٹھہر و صرصر آکے بیٹھی پیپہ شراب کا ان سب کے واسطے خورشید نے بھیجا ہر صرصر نے کہا اس میں کیا ہر ضریر نے کہا شہنشاہ نے شراب بھیجی ہر صرصر نے کہا ہم جہنم میں اگر ہم کو نشہ زیادہ ہو جائے تو ہاتھ نہ لگا ماضیہ رفتین کرنے لگا صرصر نے اپنے ہاتھ سے پیپے کا منہ کھولا بوتلوں میں بھر کے بارہ سے کو تقسیم کرئی ایک جام لہریہ کر کے ضریر کو دیا یہ بدست کیا جانے کہ اس جام کا انجام کیا ہے پی گیا بارہ سے نے وہ شراب پی آپس میں جوتی پیرا چلنے لگی اسپین لڑ بھر بھر ہوش ہونے لگے صرصر نے کہا تم کیسے سفلہ مزاج ہو تمہارے ساتھ والے بیوہ بکتے ہیں انکو سزا دے ضریر جھلا کر اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑ کھڑا کر گرا سب بیہوش ہوئے صرصر نقلی بینی خواجہ عمر و اسی صورت پر سلسلے سہیل کے آئے جھک کر سلام کیا کہا اس شہنشاہ ملکہ بہار دولہن بنی بیٹھی ہیں آپ کو یاد فرما رہی ہیں سہیل نے کہا اے صرصر مجبور و ناچار ہوں خورشید نے مجھ کو قید کر لیا زبان سے سوزن نکال خواجہ نے ضریر جادو کی سحر کی جھوٹی جس میں اسباب سحر بھر ہوا تھا وہ لاکر سہیل کو دی زبان سے سوزن نکالا کہا میں چلکر برات کی تیاری کروں آپ خورشید کا سر لیکر آئیے سہیل جھومتا ہوا نکلا خواجہ تو کناٹے ہو گئے سہیل لشکر خورشید میں گھس پڑا ساحر زبردست بادہ عشق سے مست دو دوسے کو لیک لیک دار میں وصل جنم کیا خورشید بارگاہ میں تیار سے باتیں کر رہا ہے کہ لشکر میں ہنگامہ ہوا ساحر وں کے مرنے کی آواز آئی گھبرا کے اٹھا باہر آکے دیکھا سہیل نے



لشکر کو درہم دہرہم کر دیا غصے میں چہرہ سُرخ جھولی سے گولے نکال نکال کے لشکر پر مارتا ہوا تھا  
 کو دیکھ کر اور حلال آیا نذرہ کیا او دشمن محسوق اب تک تو زندہ ہی ملکہ عالم نے سر ہانکا ہر سر جھکا کر  
 بیٹھ میں تیرا سر کاٹ کر لیجاؤں دو لھا بنکر ہمارا کو بیاہ لاؤں ہاے وہ دھن بنی بیٹھی ہر میں جا  
 نہیں سکتا یہ مکہ خورشید پر جا پڑا ایسے دو چار سحر کے خورشید ہڑ گیا صدا ہا سردار زبردست ماے  
 گئے دیکھا خورشید نے یہ سخن ناشنو نہانے گایتہ سحر سے کھینچی جھکا کی دیکر ہاتھ مالا سہیل کے دو ٹکڑے  
 ہوئے اندھیرا ہو گیا صدا آئی کشتی مرانام سہیل روشن ضمیر نور خورشید نعلش بھائی کی دیکھ کر چھین مار کر  
 رونے لگا کھر صر کر ہو پئی کہاے شہنشاہ یہ کیا غضب کیا یہ اپنے ہوش میں نہ تھا شہنشاہ نے  
 وعدہ کیا تھا کہ میں درخ سحر بھیجتا ہوں خورشید بہت رویا کہا ملکہ صر صر تم سب ملکہ ہماری حفاظت  
 کرو مجھے تو تم لینے کی فرصت نہیں ملتی کل کو کب کو ضرور ماروں گا یہ مکہ ایک نامہ لکھا جادوگر کو  
 دیا کہ جا کر کو کب روشن ضمیر کے ہاتھ میں دیدے کل اس دشمن کا تو خاتمہ کروں طسم کشتا کو بھی  
 مٹاؤں ساحر نے آکر کو کب کو نامہ دیا خواجہ نے آکر خبر قتل سہیل دی کو کب خواجہ کی توفیق  
 کر رہا ہے عمرو نے کہاے کو کب نہ گھراؤ میں اس بیچیا کو دم نہ لینے دوں گا کو کب نے نامہ پڑھا  
 لکھا تھا کہ کو کب کل میرے تیرے سر میدان مقابلہ ہو نہ لشکر افراسیاب دخل دے نہ لاجپن  
 شریک ہو کو کب نے اترا کیا جادوگر پلٹ گیا خورشید نے اسی عہد پر طبل جنگی بجوایا کو کب نے  
 خبر کے شرط پر طبل جنگی بجوایا خورشید نے ساری رات جاگ کے بسر کی گرد بار گاہ کے حصار سحر بھی کر لیا  
 ہر خید خواجہ نے چاہا جا کر عیاری کروں ممکن نہوا چار پہر رات گندی ستارہ سحری آسمان پر چمکا  
 آفتاب عالمتاب چرخ نیلی پر برآمد ہوا بیان خورشید کل فوج کو ہمراہ لیکر میدان میں آیا سرا  
 وابر بق برائے مدد خورشید بارہ لاکھ فوج سے موجود ہیں مصور و انتشار بیابان نشین سب کو  
 افراسیاب کا حکم ہے کہ میرے بھائی کا ساتھ دینا خورشید سب کو منع کر کے میدان کارزار میں لیا کو کب کو  
 لٹکا کر کو کب نے آکر شہنشاہ لاجپن سے اجازت مانگی یہ بھی عرض کی اس بیچیا کو بڑا غرور ہر آپ لوگ  
 قصد شراکت نہ کیجیے گا اقبال طسم کشتا ہمراہ ہے کو کب پشت مرکب پر سوار ہو کر سامنے خورشید  
 کے آیا خورشید نے دور سے گولا مارا کو کب نے گولا کا ٹاٹا آواز دی او نامرد تلوار چلے لطف جرات  
 حاصل ہو خورشید بھی نوجوان ہے تینہ کھینچ کر جا پڑا کو کب و خورشید سے تلوار چلنے لگی سحر بھی



ہو رہے ہیں لکھ بے ابر لہر لہر کرتے ہیں کبھی آگ برسی کبھی برقین چمکین کبھی ابر دھوان دھوا  
کبھی طایر و کئی پکار کبھی گرمی کبھی سردی دونوں شاہان عالی جاہ ہزار ہا ساحر جانیین کے گولے  
چل رہے ہیں ایک مقام پر خورشید نے مٹھی سے ایک جانور چھوڑا وہ مثل برق چمکا کوکب کی  
ایک جھپکی اُس حال میں خورشید نے ہاتھ مارا سر کوکب کا زخمی ہوا کوکب نے برابر جواب دیا منھ سے  
خصلہ آتش چھوڑا خورشید بھی رکا اویسے کوکب نے ہاتھ مارا خورشید کا بھی نشانہ نشانہ ہوا دودو  
زخم دونوں نے کھائے تیار روشن رائے کو تاب نہ باقی رہی خلاف شرط فوج لیکر کوکب پر آیترا ادھر لکھ  
نیران شمشیر زن و بلور چہار دست و مہر خ و ہبار و بدیع و اسد نادار لغزہ کر کے جا پڑے لشکر دونوں  
آپس میں مل گئے قیامت کے سحر ہونے لگے لاجپین نے زمین ملا دی خورشید گھبرا ہوا ایک گولہ ہاتھ میں لیکر اپنے خون میں  
رنگین کیا طرف طلم خورشید نگار کے پھینکا آواز دی خیر خواہان دولت مدد ہو وہ گولہ بھٹا کئی سے  
تپتے سفید جنگل سے پیدا ہوئے نیچے ہاتھ میں سپر بے فولادی لیے ہوئے سانسے خورشید کے آئے  
خورشید نے اشارہ کیا ان سب دشمنوں کو میرے مار لو وہ تیلے چمک کر جا پڑے کوکب نے جس تیلے پر ہاتھ مارا  
وہ ٹکڑے ہوئے دو ٹکڑے تیار ہوئے سو تیلے آئے تھے قتل ہوتے ہوتے اب کئی ہزار ہوئے اسد کے بازو پر  
اک لعل سخن دان کا بدیع الزمان کے گلے میں ہار دیا ہوا لاجپین کا بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ ان سفید  
پوشوں نے زمین خون سے لال کر دی لاشوں کے میدان بھر دیے تلوار کھینچ کر اپنی جا پڑے کوکب یہ دیکھا کہ اسد نے  
جس تیلے پر ہاتھ مارا وہ ٹکڑے ہوئے وہ پھر دو ہو کر ٹکڑے بدیع الزمان نے جو ان تیلوں میں جا کر شمشیر زن کی  
بے سبب ہار کے دس پانچ قتل کیے وہ دونے ہو گئے دس پانچ نے جست کر کے ہار توڑ ڈالا کئی تیلے جل بھی گئے  
جب ہار ٹوٹ کر گرا بارہ تیلے بدیع الزمان کو لپٹ گئے از روئے بلوے کے گرفتار کر لیا ملا زمان خورشید  
بدیع الزمان کو اپنے قبضے میں کر لیا ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا دیں اسد نے اگر ان تیلوں پر شمشیر زنی  
کی ان تیلوں نے چاہا کہ بلوہ کو کے اسد کو بھی گرفتار کر لیں دور سے لاجپین نے یہ مکر دیکھا بدحواس  
ہو کر گھوڑے سے کودا ایک دنگوسی پکار کر آواز دی سب نکلے ہو گئے یہ کیا حال ہو کوئی بھی نکل حلال  
ہے حاضر حاضر کی آواز آئی دیکھا دو جوان حسین جمیل ایک صندوق لیکر سامنے لاجپین کے آئے  
عرض کی غلام حاضر ہیں لاجپین نے فوراً وہ صندوق کھولا دو تیلے سہرے نیچے پکڑے ہوئے جست کر کے کھلے  
لاجپین کے قصدی ہوئے عرض کی کیا حکم ہوتا ہے لاجپین نے ان سفید پوشوں پر اشارہ کیا دونوں



نصف شکن آن سفید پوشون پر جا پڑے جس کے ہاتھ مارا اُس کے دو ٹکڑے کیے تمام صفو نکود رہم دہر ہم  
 گیا جس تیلے پر جا پڑے اُسکو چیر کر پھینک دیا خورشید نے چاہا کوکب کو قید کر کے لیجا ورن اس مقام  
 پر انتہا کی تلوار چلی لاکھوں ساحر لڑ بھڑکے مرے کوکب کی رہائی نہیں ہوئی بدیع الزمان کو تو خورشید  
 لشکر میں بھیج چکا چاہتا ہوں کہ کوکب کو بھی لے نکلون ہم خواران کوکب ولا چین اس زور و شور سے  
 لڑ رہے ہیں کہ تخت کو بڑھنے نہیں دیتے جب بران کا اختر مرد اللہ سیاہ ہونے لگا تو گھبرا کر آسمان کی طرف  
 ہاتھ بلند کیے بتیزار ہو کر دعا کی کہ آسمان پر شامٹا ہو دیکھا سب نے دو جوان صف شکن ستم خصال سہاب  
 حلال مرکب ہاے باد قمار پر سوار آتے ہیں دونوں نے تفرہ کیا ایک نے آواز دی منم شاہزادہ مصر الغرائب  
 جیسے ہی بُراں نے اُن دونوں شاہزادوں کو دیکھا غوشی سے چہرہ زرد سُرخ ہو گیا کوکب کو چاہا بند  
 قید دیکھا ایک بھائی سحر العجائب خورشید روشن فیر پر جا پڑا مصر الغرائب اُس غل میں آیا جہان  
 کوکب قید ہے سحر العجائب نے خورشید سے لڑا کو اپنے کو زخمی کر لیا مگر وہاں سے بڑھنے نہ دیا مصر الغرائب  
 نے تیش زنی کر کے سینہ سیر کر دیا ہارون کو اُس مقام پر قتل کیا نگہبانوں کو مارا کوکب کی زبان سنون  
 لیا انھوں میں چمچور ہو گیا اپنے آقا کو قید میں نہ سہنے دیا کوکب چھوڑتے ہی کڑ کا خورشید نے جو یہ  
 معرکہ دیکھا ارد ہو گیا طبل باز گشت بجوا دیا دونوں شاہزادے سحر العجائب مصر الغرائب کوکب کے  
 سر پر سروں کا سایہ کیے ہوئے انتہا کی شکایت کی کہ اے شہنشاہ یہ موکے پڑے غلاموں کو آج تک طلب  
 نہ کیا اتنا دُور افشان نے ہمکو خبر دی شکر ہے کہ وقت پر پہنچے کوکب نے دونوں کو آفرین کی  
 لشکر جہانین کے پلٹے حب اسد قریب بارگاہ پہنچے لاچین نے عرض کی اے شہر یار غضب ہوا آپ کے  
 لہو جان کو خورشید روشن فیر گرفتار کر کے لیگیا غلام نے بت کد کاوش کی کچھ نہ سکا اسد نے زانو  
 پر ہاتھ ملا فرمایا طر غضب ہوا کا شکے میں گرفتار ہو جاتا عمرو نے کہا انشاء اللہ میں رہا کروں گا سب  
 سردار دربار میں آئے بیان خورشید نے بدیع کو ایک خیمے میں قید کیا سیرا روشن لے وزیر کو برا  
 حفاظت مقرر کیا صبر و صبار قمار کو بلا کر کہا آج تم ہاے خیمے کے دروازے پر نگہبانی کرو شب  
 بھر میں وہ شے تیار کروں گا لاچین و کوکب ایک زندہ نبی سب کا خاتمہ کروں بدون فتح  
 جنگ واپس نہ ہوں گا افراسیاب میرا جان بخش ہے یہ کمر ہوم خانے میں داخل ہوا  
 عیار بچیان برائے حفاظت بھیجیں بیان دربار شہنشاہ لاچین میں سرداروں



کی زخم دوزی ہو رہی ہے خواجہ عمر بھی بیٹھے ہیں کہ آسمان پر برق چمکی ایک طائر کے کانڈھے  
 پر کوکب کو بیٹھا زمزمہ سرائی کر کے اڑ گیا کوئی اس مطلب کو نہ سمجھا عمر نے دیکھا رنگ روے  
 کوکب متغیر ہو گیا طائر ہوش اڑا گیا عمر نے کہا کیوں اے شہنشاہ غیر تو ہے کوکب نے کہا  
 خواجہ غضب ہوا خورشید آج کی شب ایک سحر تیار کر رہا ہے اگر وہ سحر تیار ہو گیا طلمس کشاکش پکڑ  
 بیچائے گا مجھے بھی جان بچا نا دشوار ہوگی تمام لشکر پر زوال آئے گا اُس نے انتہا کے سحر تیار کر رکھا  
 قصد کیا ہے بادشاہ طلمس خورشید نگار ہے اس سحر پر اسکو ہلاک ہے طائر طلمس نے جھکوا بھی خبر دی خیر  
 دولت تھا سمجھا گیا کہ اپنی حفاظت کیجیے صبح ہو جائیگی تو کوئی تدبیر بن نہ پڑے گی اس یاس سے  
 کوکب نے یہ کلمات حسرت آیات کہے عمر و گھبرا گیا اسی وقت اٹھا کچھ کان میں برق کے کہا برق بھی  
 تڑپا پہلے برق گیا بعد خواجہ عمر و ہانا عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر خورشید کے چلے  
 بیان خورشید و شنفیر اکیلا غیمے میں بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے یا چون عیاں بچیان دروازے پر ایک  
 خد متنگا شیا سحر خورشید کو ہو چکا ہے اور کسی کے آنے کا حکم نہیں خود شید نے اپنی ران سے خون لیا  
 تمام جسم سے چند قطرات ایک جام میں لیے ماش کا اٹھا جھولی سے نکالا خون سے گوندھ کر ایک تیل بنا یا  
 پانچ کڑھاؤ موہن بھوگ کے تیار رکھے ہیں تیلے پر سحر کرنا شروع کیا خون کے چھیتے دیے تیلے کا قد  
 بڑھنے لگا مثل دیو کے ہو گیا جسم میں حرکت پیدا ہوئی مثل انسان کے گویا ہوا ظاہر میں بسہولیت بولا  
 آواز سے اُسکی بارگاہ عترتی اب خورشید نے سحر کرنا شروع کیا کچھ سحر بڑھتا ہی موہن بھوگ کا لقمہ  
 اٹھلا تا جا تلے ذکر کر چکا ہوں کہ خواجہ اور برق صلاح کر کے چلے تھے کوکب نے بد وقت ملنے غصہ  
 کے کچھ کان میں بھی کھدیا تھا تیار حفاظت بدیع کر رہا ہے کہ دیکھا سامنے سے ایک فقیر آتا ہے ہاتھ ساغر  
 کہا اسکو پٹائیے ساحر نے بڑھکر کہا شاہ صاحب اسوقت ذایہ فقیر نے ساحر کو خبر دیا اور نذرہ کیا منہ برق  
 فرنگی سب طرف سے لوگ دوڑے کہ برق فرنگی بدیع الزمان کو رہا کرنے آیا صرصر و صبار فتار بھی  
 دوڑیں دیکھا کہ برق تڑپ تڑپ کر رہا ہے یا چون عیاں بچو چلے ہی حلقے گند کے اے برق کو  
 گرفتار کر لیا خواجہ نے سمجھا کہ برق کو اُدھر بھیجا تھا وہ خد متنگا خورشید کو اٹھلا سحر ہو چکا تھا کچھ دیکر باز نکلا  
 عمر نے بصورت صرصر سے اشارہ کیا وہ قریب عمر و آیا باتیں کرتے کرتے عمر و نے بیہوش کیا اُسکی شکل بشکر  
 اندر آیا دست بستہ عرض کی حضور یہ تیلہ کچھ سحر خورشید نے کہا یہ اب سب مسلمانوں کو کھا جائیگا ایک نذرہ



نیچے گا میں اب سحر کر کے تیار کر چکا جو کوئی موہن بھوگ اسکو کھلا بیگا اسکی اطاعت کرے گا بس  
 عمرو نے خورشید کو بیوش کیا تراق سے جاب مار دیا خورشید بیوش ہو کر گراتیلے ہاڈ کر کے منہ کھولا  
 عمرو نے لقمہ موہن بھوگ کا دیا کھانا شروع کیا وہاں صرصر نے جا کر برق کو گرفتار کر لیا آپ ادھر بیٹھیں  
 جاحوز کو خواجہ سمجھا آئے تھے وہ صرصر نکر سامنے سیتار کے آیا کہا حضور برق کو ہمیں دیکھیے ہم اس کو  
 بہ لطف قتل کریں گے سیتار نے کہا ویدو جاسنور نے کنا لے لاکر برق کو چھوڑ دیا صرصر و صبار قنار بہان  
 ساحرون کو ساتھ لے کر اندر آئیں دیکھا خورشید تو اوندھا پڑا ہے عمرو پتلے کو موہن بھوگ کھلا رہا ہر ساحرون  
 لکاڑا او عمر و خبردار کو کب عمرو کو نام اس تیلے کا تہلا چکا تھا عمرو نے کنا مہیب جادو یہ سب  
 میرے دشمن ہیں مہیب جادو نے ہاتھ بڑھا کر دو چار کی گردن توڑ ڈالی دو چار کو چیر کر پھینک دیا عمرو  
 نو کلیم اور مٹھکے بھاگا ساحرون نے بمشکل جان دیکر خورشید کو اٹھایا الگ لاکر ہوشیار کیا اس نے کنا  
 بارو غضب ہوا اب یہ مہیب سکو مار ڈالے گا یہ لکمر مہیب پر سحر کرنے لگا سحر اسپر تاثیر نہیں کرتا جب  
 وہ تیلار کھابے عمرو کلیم اوتار کر صورت دکھاتے ہیں فراتے ہیں اے یار وفادار احسان کو نہ فراموش کرنا  
 میں نے تمہارا پیٹ بھرا یہ سب میرے دشمن ہیں مہیب غصے میں فوج خورشید پر جا پڑے تاہر ہزاروں  
 گولے ترخی نارنج پڑے ہیں معلوم ہوتا ہے پہاڑ پر یہ سب اٹیا پڑے گولے پھٹ کے گر پڑے ہیں ترخی وغیرہ  
 بیکار مہیب ہاڈ کر کے جس صف پر جا پڑے تاہر گردین پکڑ کے لڑا دیتا ہے کسی کو چیر ڈالا کسی پر ہاتھ کی  
 تھپکی مار دی اسکا سر پھٹ گیا کبھی اس زور سے چیخ مار دی صدا کے کلیجے پھٹ گئے کبھی مثل بنو ہر ایک  
 پامال کیا ملازان خورشید کا یہ حال کیا سب دہائی فٹے ہے ہیں خورشید نے مہیب پر آگ برسانی برق کو مہیب  
 کسی شکر کو نہیں مانتا جب عمرو صورت دکھا دیتا ہر شعلہ جوالہ نکر مہیب دوڑتا ہر پکارتا ہر بین تو عمرو کا  
 تالہ ہزار ہوں لحد کی سے برس کے اسنے میرا پیٹ بھرا قتل ساحران سے سیر نہیں ہوا یہ کتا ہر اور پامال  
 کرتا ہر خورشید بھاگتا ہر سیتار روشن رائے سر پٹیتا ہوا قریب آیا کہا کنا شہنشاہ یہ کیا کیا خورشید نے کہا کیا  
 تباؤن تم سب بیکار رہے عمرو خد متکار بنا کر گھس آیا مجھ سے سب حال پوچھکے مجھکو بیوش کیا اٹھی  
 آنتین گلے میں ساری مشقت ضائع ہوئی برق نے جا کر یہ خبر کو کب دلا چین کو ستانی کو کب کہتا ہوا نشان  
 خواجہ عمرو کے سب سردار لشکر خورشید پر جا پڑے ہزاروں کو قتل کیا جب مہیب سمت فوج  
 اسد پلٹتا ہر عمرو آواز دیتے ہیں او مہیب یہ اب ہمارے دوست ہیں اپنے بیگانے کو پیچھتا ہے



رہو شرنا احسان کو فراموش نہیں کرتے مہیب ہاتھ باندھ کر کہتا ہی کیا مجال اپنے دشمنوں کو  
 تیلیے عھرو اشارہ کر دیتا ہی مہیب تڑپ کے جا پڑتا ہی دیو جھوٹا پھرتا ہی ایک ایک ساحر خون سے  
 منہ کے بھل کرتا ہی فوج افراسیاب بدحواس سرماو ابرق کو عالم یاس خورشید کو گالیان دے رہے ہیں کہتے  
 ہیں واہ بے سحرے خوب سحر بنایا اپنی فوج کو یا مال کیا کو کلب ولاچین نے سحر کر کے زمین ہلادی قصد ہی  
 کہ جا کر پہلے بدرلع الزمان کو رکھ کرین خورشید بھاگتا پھرتا ہی اپنا منہ پیٹ رہا ہی کہ آسمان پر برق چکی  
 نعرہ ہوا منم مفتاح الحکمت خورشید کے اگر کان پکڑ لیے کما سلطنت طلسم خورشید نگار کی حکمت پر سحر بنایا  
 دفع کو نہ آیا یہ لکھ کر جھوٹا ہوا بڑھا مہیب کو آواز دی اے برادر یخفہ حاضر ہے ایک پیالے میں خون بھرا  
 ہوا ہی جھکا کر مہیب کے منہ سے لگا دیا مہیب پیکر جھوٹا مفتاح الحکمت لشکر لاچین پر اشارہ کیا کسا  
 اے دشمن یہ ہیں مہیب تھمہ مار کے لپٹ پڑا مفتاح لپٹ پر مہیب نعرہ کرتا ہوا ترغیب دے رہا ہی  
 مہیب جو لپٹ کے گرا فوج لاچین اور کو کلب کے نہ اردن آدمی مار ڈالے پرے کے پرے درہم و ہریم کر دیئے  
 لاچین اور کو کلب کیسے کیسے سحر کر رہے ہیں مہیب پتلا شیر نہیں ہوتی فتح کی شکست ہوئی مسلمان  
 بھاگے چلے آتے ہیں خورشید نے اب بڑھ بڑھ کر وہ گولے مارے صدر سردار پا مال ہوئے خورشید  
 سے تو کو کلب بڑھ کر مقابلہ بھی کرتا ہے کبھی لاچین نے بڑھ کر سینہ سپر کر دیا جب مہیب نعرہ کر کے  
 جا پڑا مجبور ہو کر سب بھاگے جو بجرات کھڑ گیا سکی قضا آئی مہیب نے پکڑ کے چیر ڈالا اہل  
 اسلام ہتھے ہتھے قریب ایک کوہ کے پہنچے پڑا و تمام لٹنے لگا مفتاح نے جا بجا آگ لگادی زمین  
 ہلادی ایک نخل کے سایہ میں کھڑے ہو کر سحر کر کے لگا کوئی مفتاح کا بھی سامنا نہیں کر سکتا  
 اگر کسی ساحر نے مفتاح کے قریب جلنے کا ارادہ کیا اس مہیب کو آواز دی مہیب تو غول  
 میں گھسا ہوا ساحر دیگر ساحر کو قتل کر رہا ہی مفتاح نے دیکھا افراسیاب جادو درہ کوہ میں کھڑا  
 تعریفیں کر رہا ہی مفتاح نے جھک کر سلام کیا افراسیاب نے کہا استاد میرے پاس دھتھالے قدحوں کو  
 بوسہ دون اب تک خداوند طلسم بناؤں گا سب کے پہلے میں سجدہ کروں گا بعد ساعری و حمید تنے کرامت  
 دکھائی مفتاح ہنستا ہوا قریب آیا چاچا قدموں سے لپٹ جاؤں افراسیاب نے ہاتھ باندھ کر کہا استاد  
 تمھارے سحر کی کیا بات ہو حکمت نہیں کراتا ہی کیا لگا کیا اس مہیب جادو کو کوئی نہیں مار سکتا ان  
 سب کا خاتمہ کر کے کوہ عقیق پر چلو حمزہ کا بھی خاتمہ کرادو کیون استاد یہاں حمزہ اسم اعظم پڑھ کر اسکو مارے



خوشی میں مفتاح کے منہ سے نکل گیا یہ کسی کو نہ مانے گا جب مجھ کوئی قتل کرے تب یہ بلاٹے ورنہ  
 سامری و جمشید بھی آئین تو یہ نہ مانے یہ قیامت کی خبر ہے یہ سنکر افراسیاب نے کہا استاد کو کون قتل  
 کر سکتا ہو وہ دیکھو مہیب رگ گیا مفتاح پلٹا افراسیاب نقلی لے ہتھوڑا حضرت داؤد کا نکالا کہ  
 شاید خیر کام نہ کرے روین تن بنگیا ہو منہ پھیرتے ہی نوزہ کیا منم سپہ عیاری و قطب ملک خنجر گذاری  
 و حکیم چو کا یہ کمرہ ہتھوڑا سر پر مفتاح کے اس زور سے مارا کہ اگر کوہ آہن ہو تو اسے بھی ٹکڑے  
 اڑ جائیں مفتاح کے سر کے نر اڑ ٹکڑے ہوے بھی نکل آیا چرخ مار کر گرا ادھر تو مفتاح گر اُدھر ایک شعلہ  
 پھٹ کر مہیب پر گر اشل طاووس تشازی جلنے لگا خورشید کے کان میں آواز آئی کشتی مرا نام من مفتاح احکمت  
 بود مہیب جسکے خاک ہوا جلتے جلتے اس سحر کا دل کے کئی نر اڑ ملا زمان لاچین و کوکب جل گئے خورشید نے  
 جو یہ مکر دیکھا معلوم ہوا کہ عمر و نے مفتاح کا بھی علاج کیا ذوق ہو کر اسر سٹپنے لگا اب لاچین و کوکب نے  
 بڑھکر بلوہ کیا کہ بدیع الزمان کو چھوڑا میں خورشید کو گرفتار کریں خورشید روتا ہوا قریب سیار آیا  
 کہا اے وزیر اعظم میں نے بڑا دھوکا کھایا مدت مدید قید رہا سحر قبضے سے نکل گیا اپنے خداوند کی اچھی  
 طرح پرستش نہ کرنے پایا ایک دن کوہ نصویر پر بھی نہ گیا افراسیاب کی محبت میں جلدی چلا آیا اپنے طسم کو  
 تحفہ جات بھی ہمراہ نہ لایا اب مجھ سے کچھ نہ بن پڑے گا عیاروں کی بیان عملداری ہوا افراسیاب مجھے  
 قتل کرنے لایا ہوا اب طرف طسم کے چلو لیکن بدیع الزمان رہا نہ ہونے پائے اگر گھڑی دو گھڑی اور  
 اڑوں گا کوکب و لاچین کے ہاتھ سے مارا جاؤں گا میں اب نکلتا ہوں سیار نے کہا چلیں اب یہاں  
 بھڑنا مناسبت نہیں ہے یہ لکھ بڑھکر دو چار گولے مائے میدان میں اندھیرا چھایا سیار نے بھی سحر کیا کچھ  
 آگ لاچین و کوکب و جہاندار وغیرہ پر گری یہ تو روکنے میں سحر کے مصروف ہوئے خورشید نے جھپٹ کر  
 بدیع الزمان کو پنجے میں لیا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا عقب میں سیار نے بھی نوزہ کیا اڑ ملا زمان شہنشاہ کلاؤ  
 شہنشاہ طسم خورشید نگار کے جانے ہیں ہزاروں جادوگر مار عقاب بنکر عقب میں خورشید کے چلے چشم زدن  
 میں نظروں سے مخفی ہو گئے کوکب سحر کر کے اندھیرا دفع کیا دیکھا دن کو خورشید غائب ہو گیا بدیع الزمان  
 کو بھی پنا یا لشکر کو آنکر لوٹا اسد نے گریبان بھاڑ ڈالا کہا لو یا رو غضب ہو خورشید مامون جان کو  
 لیگیا میں عقب میں خورشید کے جاؤں گا عمر و نے اگر سمجھا یا کہ زور نظریہ فرزند صاحبقران میں  
 اکثر ایسی افتادیں پڑتی ہیں انشاء اللہ تم لشکر لیکر اترو میں بدیع الزمان کی تلاش میں



جاؤں گا اور جا کر میان خورشید کی گردن لوں گا تم نہ گھرو فتاحی ہوشربا میں مصروف ہو شربا  
 و ابریق و مصور نے بھی تسکست کھائی چلے گئے تھے میدان بالکل صاف ہوا اب یہ قصد ہوا کہ طرف  
 دریائے ہفت رنگ وغیرہ کے چلین باغبان نے اٹالالہ وایا صبح کو چ کا ارادہ ہر پردن  
 باقی تھا کہ صبح اسے گرد عظیم اٹھی سرما و ابریق و دیگر ساحران زبردست تین لاکھ فوج سے مقابلہ  
 لشکر اسد میں آکر فروکش ہوئے اسوجہ سے سفر اسد کا معطل رہا منتظر ہیں کہ سرما و ابریق طبل  
 جنگی بجائیں تو اسے مقابلہ ہو لڑتے بھڑتے طرف دریائے نیل وغیرہ کے چلین فراق بدیع میں ملکہ  
 تصویر اسد بیمار ہو گئے ان سکو اس حال میں چھوڑ دقت پر ذکر تحریر ہو گا۔

دو کلمہ داستان جبرت بیان نور الدین بن بدیع الزمان پہونچنا آنکا دربار خورشید  
 روشن ضمیر میں و ذکر رہائی بدیع و دیگر حالات متعلق داستان ہذا خمسہ

|                                          |                                          |
|------------------------------------------|------------------------------------------|
| آٹھا پھر دودھ میں تنور سے طوفان کا       | نظیر فلزم ہر ہر انسو چشم گریان کا        |
| قیامت ہو گیا آنا خیال روی جانان کا       | مرا سبب ہر مشرق آفتاب داغ ہجران کا       |
| طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا      |                                          |
| اسی خاص کو جو چمن رسم آئے بیدردی         | جہان عشق کی نیرنگیان دکھلائے بیدردی      |
| پڑین پتھر سمجھ بر خاک میں لجا بیدردی     | شفق سمجھ گا اسکا ایک عالم وادی بیدردی    |
| فلک کو گزر بگولا جا بیگا خاک شہیدان کا   |                                          |
| ہوا بھر دو برو سے خیال وصل ہجران میں     | بسم تیز تا پھر نہا ہر میری چشم گریان میں |
| بھرا ہر شمسیل ابر مرزاں گان میر دامن میں | چمکنا برق کا لازم پڑا ہے ابر باران میں   |
| تصور چاہے رونے میں اس کے روی خندان کا    |                                          |
| کیا کشتہ یکا یک نرگس فتان کے جادوئے      | لگا دکھانہ شمع تک خیال تیغ ابروئے        |
| بڑھایا دھوم سے شوق شہادت مرتبہ توئے      | دیامیرے خزانے کو جو کا ندھا اس پر پروئے  |
| گمان ہے تحتہ تابوت بر تخت سلیمان کا      |                                          |
| جنوں کس تند خو کو جذب دل نے آج کھینچا ہے | کلیجے سے لہو کو جذب دل نے آج کھینچا ہے   |
| شراب مشکو کو جذب دل نے آج کھینچا ہے      | کسی خورشید رو کو جذب دل نے آج کھینچا ہے  |



|                                              |                                           |
|----------------------------------------------|-------------------------------------------|
| کہ نور صبح صادق سے غبار اپنے سیلابان کا      |                                           |
| دوبالافوق پایادیدہ گریان نے جیو پیر          | فروع آہ سوزان خندہ زن ہزار افسوس پیر      |
| یہ وحشت نے بھینچا حاشیہ سودا بخون پر         | پس مردن چڑھوں خاک بنکر بام گردون پر       |
| بجائے زردبان تجھ کو بگولہ ہے سیلابان کا      |                                           |
| لہر رنگ غنیہ دل تازہ ہو باغ دہر میں کینو نکر | عمو سے سوکھ کر کاٹنا بنا ہون ہجر میں یکسر |
| کسکو دیکھ کر کیا خاک خوش ہوں شاد ہوا پتھر    | جو سرخی آئی ہر عکس شفق سے بھی سر منہ پر   |
| احد سے رنگ ہوتا ہر مبدل چرخ گردان کا         |                                           |
| ہوا کس حس سے بحر محبت میں فنا نا سخ          | مجھے بھی چاہیے ایسا ہی گریہ کچھ وفا نا سخ |
| کہ تاسد بیکھنے والے کین بون جا بجا نا سخ     | تہ شمشیر قاتل کس قدر رشا ش تھا نا سخ      |
| اے عالم ہر دہان زخم یہ ہے روئے خندان کا      |                                           |

چہرہ راقمان اخبار جلالت آثار صاحبان شوکت و لیاقت و کاتبان مضامین سطوت آئین شیر بدشیر  
 جرأت کلاک جو ہر سلک سے میدان تحریر میں اپنی سیف زبانی دکھانے ہیں شعور مصنف سخن گوئی  
 روشن دل و خوش بیان و چینین می نگارند این دانتان و شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان  
 کو جو بیخہ اٹھالے گیا تھا ملحوظ خاطر ناظرین ہے کہ محمور الگ تلاش میں چلی ہیں مکمل خان و خسرو  
 شیر دل مع لشکر جستجو میں قطع منازل کر رہے ہیں مگر شاہزادے کی جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار میں ایک  
 جادوگر کی کے پایا کہ صغیر جادو اسکا نام ہو عاشق ہو کر شاہزادے کو اٹھلائی طالب وصل ہوئی  
 نور الدہر نے قبول نہ کیا صغیر جھلار ہی ہے کہ میرا مذہب قبول کر شربت وصل سے سیراب  
 ہوں تیرے عشق میں بیتاب ہوں صغیر کا ایک پہلوان ہو موسوم بہ بہمان فیل زور وہ دربار  
 میں آیا جمال نور الدہر دیکھ کر عاشق ہوا کمالے ملکہ عالم یہ جوان جبری و بہادر ہے یہ لوگ جب  
 زیر ہوتے ہیں نب دل سے اطاعت کرتے ہیں حکم ہو تو میں اسے مقابلہ کروں زیر کر کے پایہ تخت کو  
 بوسہ دلاؤں جان و دل سے مطیع ہے گا پھر سرکشی نہ کرے گا نور الدہر نے بھی اس شرط کو قبول کیا  
 صغیر نے کہا ایوان اگر تو میرے پہلوان کو زیر کر گیا تجھ کو رہا کر دوں گی اگر مغلوب ہو تو اطاعت کرنا  
 نور الدہر نے قبول کیا اکھاڑا تیار ہوا سہمان تو جان و دل سے عاشق ہو چکا ہے ساسنہ



صفیر کے نور الدہر اور سہمان سے کشتی ہوئی نور الدہر نے دوپہر میں سہمان کو زیر کیا صفیر نے  
 سحر کر کے پھر نور الدہر کو پکڑ لیا سہمان نے بہت کہا کہ حضور شرط کے خلاف نہ کیجیے میں نے  
 بت کم و کاش کی لیکن زیر ہوا بموجب عہد رہا کر دیجیے صفیر نے کہا کبخت تیرے کئے سے اپنے  
 چلیجے پر پھری پھیروں معشوق آفتاب جمال کو رہا کر دوں یہ کہہ کر پھر ہتھکڑیاں بٹیریاں پہنا یکن  
 سحر اتار لیا ایک مکان میں نور الدہر کو قید کر لیا سہمان روتا ہوا اپنے مکان میں آیا دس  
 جوان اسکے شاگرد رشید تھے اسنے کہا یا رویہ جو ان کیسا بہادر ہے صفیر نے خلاف کیا اگر تم  
 سب میرا ساتھ دو تو یہاں سے لقب لگاؤں قید خانے سے اس جوان رعنا کو نکال لاؤں اسی کا  
 رفیق بنکر نکل چلوں دسوں جوانوں نے ساتھ دیا سہمان لقب لگا کے قید خانے میں آیا نور الدہر کو  
 لیکر اپنے مکان میں پہنچ کر ہونٹیاں کیا مرکب منگایا کہ حضور اسپر سوار ہو کر نکل چلیجے ساحر ہے  
 یوں جان نہ بچے گی میں بھی حضور کے ساتھ ہوں نور الدہر نے کہا میں صفیر کو قتل کر کے جاؤں گا  
 سہمان کو امنوس ہر اکہ یہ جوان پھر گرفتار ہو جائے گا آخر شراب پلا کر بیہوش کیا اپنے  
 دس جوانوں کو ساتھ لیا رات ہی کو طرف صحرائے نکل گیا بارہ کو س پر آ کر ایک درہ کوہ میں  
 پہنچا شاہزائے کو ہونٹیاں کیا نور الدہر نے کہا تم نے ہماری رائے کے سراسر خلاف کیا سہمان نے  
 کہا اب تو غلام سے خطا ہوئی صفیر وہاں صبح کو روپیٹ کر خاموش ہو رہی نور الدہر سہمان کو  
 ساتھ لیکر بڑے شکار چلے عقب میں ایک آہو کے مرکب ڈال دیا ایک مقام پر پہنچے دیکھا  
 ایک بارگاہ استاد ہے ایک بادشاہ نوجوان مع چند فقہا بیرون بارگاہ بیٹھا ہوا انتظار  
 طائران صحرائے یکا یک جنگل سے ایک شیر دھڑکا مار کر نکلا رفیق اس تاجدار کے شیر کو  
 دیکھ کر بھاگے وہ تاجدار چیخ مار کے کرسی پر سے اٹھا نور الدہر نے جو یہ انتشار دیکھا بے قرار ہو گیا  
 اس بادشاہ کے آگے سینہ سپر کر دیا آواز دی اے شہنشاہ نہ گھبرانا میں آپہنچا وہ شیر دھڑکا  
 مار کر قریب آیا دونوں بچے اٹھا کر نور الدہر پر مائے نور الدہر نے پیڑہ بدل کر کلاسیاں  
 پکڑ لیں شیر بیشہ صاحبقرانی نے ایک گھوڑا مارا شیر کا سرھٹ گیا شیر چرخ کھا کر گرا وہ  
 بادشاہ عالیجاہ آئے جان بخش کہہ کر نور الدہر سے پیٹ گیا بھائی صاحب کہہ گئے میں  
 ہاتھ ڈال دیا کہ نام نامی بتائیے نور الدہر نے کہا مرزا جہین حسین تینزن نام ہے



آوارہ ہو کر اس طرف نکل آیا جان بخشی کیسی یہ ہو سکتا ہے کہ آپ پر شیر حملہ کرے ہم کھڑے ہو کر دیکھیں اگر خدمت میں شاہان جلیل کے رہے ہیں ہمیشہ جان بازی و سرفروشی کی اس بادشاہ کا شہنشاہ زین پوش نام ہے نہایت قدردان بادشاہ خوش انجام نورالدہر کو بھائی گیا اب سب رفیق بھی دوڑ کر آئے کوئی کتنا ہر حضور ہم تلوار لینے گئے تھے کوئی کتنا ہر خنجر کو صاف کرتے تھے بادشاہ نے سبکی جانب سے منہ پھیر لیا کہا صاحبو حسین تیغزن نے میری جان بچائی میں اپنا تاج و تخت انھیں کے سپرد کروں گا جان بخشی کرنا اس سے بڑھکر کوئی احسان ہو یہ ذکر مختص کہ سہمان فیل زور بھی مح دسون جوانوں کے ڈھوڑھتا ہوا پوچھا دیکھا آقائے نامدار و نکل زین پر جلوہ فرما ہیں ایک بادشاہ عالیجاہ خاطرین کر رہا ہے سب وزرا مرا محسن کہتے ہیں جی میں کتنا بڑے لوگ کیا صاحب اقبال ہیں نورالدہر نے شہنشاہ زین پوش سے کہا یہ جوان ہمارے ساتھ آوارہ ہوا سہمان فیل زور نام ہیلوان خوش انجام ہمارا قوت بازو زین پوش جان نثار سرفروش ہے شہنشاہ زین پوش نے سہمان کو ہیلوے نورالدہر میں دنگل دیا خود تخت پر سوار ہوا مہر کہاے باور قارآن شیر و نکو دیے نوبت نقائے بجاتا ہوا نورالدہر کو لیکر شہر میں آیا شہر میں مشہور ہوا کہ حسین تیغزن ایک جوان شیر کش ہمارے بادشاہ کا جان بخشی آتا ہے تمام روسا امر بازار میں جمع ہوئے جس نے چال جہان آرا کو دیکھا و جد کرنے لگا شہنشاہ زین پوش نورالدہر کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں آیا سامان عیش و نشاط مہیا کیا اپنے بیان کی دس ہزار فوج کا نورالدہر کو سپہ سالار کیا صحبت گرم ہے ساقیان پر یخسار جام بادہ گلنار لیکر حاضر ہو رقاصان پری صورت رقص میں مصروف شہنشاہ زین پوش آنکھیں اپنی فرش کر رہا ہے کہ ایک شتر سوار نے اگر شہنشاہ کو ایک فرمان دیا بادشاہ نے اس فرمان کو پڑھکر نامہ دار کو خلعت دیا کہا عرض کرنا فوراً حاضر ہوتا ہوں بعد جانے شتر سوار کے شہنشاہ زین پوش نے کہا کہ محسن لشکر تیار کرو ہمارے بادشاہ کو جنگ درپیش ہے بڑے مدد طلب فرمایا نورالدہر نے پوچھا تھا کہ بادشاہ کا کیا نام ہے کس سے جنگ درپیش ہے شہنشاہ زین پوش نے کہا کہ شہر یار ہمارا بادشاہ خورشید روشن ضمیر بادشاہ طلم خورشید نگار عرصے سے کہیں قید تھا اب کسی وجہ سے رہا ہوا جس بادشاہ نے قید کیا تھا اسے لڑائی ہوگی فرمان میں تو صرف اتنا مرقوم تھا کہ ہمیں جنگ درپیش ہے اسباب جنگ سے



آراستہ ہو کر آؤ لشکر کشی کرینگے نورالدہر خوش ہو گئے شہنشاہ زرین پوش نے اتنا بھی کہا کہ پرچہ  
 ہمارے اخبار سے ثابت ہوا کہ بادشاہ طلم ہوشربا سے کوئی نو اسد صاحبقران کا ہوا اسد غازی نام  
 اس شیر نے طلم ہوشربا میں کھلبلی ڈال دی تمام سرداران طلم ہوشربا اس جوان کی جرأت دیکھ کر  
 شریک ہو گئے ہیں ہمارے بادشاہ بھی طرفدار افراساب ہیں حضور کو پیش کروں گا کہ میرے  
 شیر کو اسد سے لڑائیے نام اسد سکر قریب تھا کہ نورالدہر کو غش آجائے ضبط کر کے فرمایا جس سے  
 تم کو گئے اس سے مقابلہ کرینگے تمھارے اقبال سے ہر اہم فلک سے بھی نہ رکین گے شہنشاہ  
 زرین پوش مالا مال ہو گیا ہر دل میں خوشی ہے کہ میرے حسین تیغزن سے کوئی مقابلہ  
 نہ کر سکے گا عجب جوان خوش انجام ہے اس شیر اصلی کو مارا اسکا تو صرف اسد نام ہر اسی وقت  
 لشکر تیار ہوا نورالدہر لعبدہ سپہ سالاری کی دن جو بیان ہے اہلیان فوج بھی نام پر نورالدہر  
 کے جان دینے لگے ہمیشہ سے سپاہی دوست چین ایک ایک سپاہی سے بہ محبت ملے قطع منازل و طر  
 مراحل کرتے ہوئے چلے بیان خورشید روشن ضمیر شکست خوردہ بیرون ضمیر قلعہ فروکش ہے اپنے  
 خراج گزاروں کو نامہ لکھا ارادہ ہے کہ فوج کو جمع کر کے لشکر کشی کر کے جاؤں طلم کشاکش کو مٹاؤں  
 بدیع الزمان کو قید رکھا ہر ابھی اور کوئی خراج گزار نہیں آنے پایا کہ خبر گزاری شہنشاہ  
 زرین پوش ساٹھ ہزار فوج سے آپو بچا سردار برے استقبال گئے شہنشاہ مع نورالدہر و  
 سہمان و چند وزرا امرا کو ساتھ لیکر دربار میں شہنشاہ خورشید کے آیا نورالدہر نے جھک کر  
 سلام کیا خورشید کی جنگاہ آفتاب جمال نورالدہر پر پڑی زرین پوش سے پوچھا اے  
 برادر یہ کون جوان ہے شہنشاہ زرین پوش نے تمام کیفیت شیر مارنے کی بیان کی خورشید نے  
 کہا ایک جوان ہمارے بیان قید ہے طلم کشاکش کا مامون اسکی صورت سے یہ جوان بہت  
 مشابہ ہے لشکر طلم کشاکش کے زور کی بڑی دھوم ہے ساحر شریک کر لیے پہلوان بھی بڑے بڑے  
 اسلحہ زیر کیے اے زرین پوش تمھارے حسین تیغزن کو اسد غازی سے لڑو امین گے  
 زرین پوش نے کہا حضور یہ طلم کشاکش کی ٹانگیں چیر کر پھینک دیگا شیر کو مثل سگ صحرائی ٹوک کر  
 مارا حضور نے چلیں طلم کشاکش سے مقابلہ کرینگے خورشید روشن ضمیر نے زمرہ پہلوانان میں نورالدہر کو  
 جگہ دی کرسی چاہر نگار پر زمرہ شاہان میں شہنشاہ زرین پوش بیٹھا خورشید نے جس وقت



اے نور الدہر کو دیکھا ہے یہی چاہتا ہے اس سے بائین کیے جاؤں شاہزادے کی نصاحت و بلاغت  
 سر محو ہو گیا ہے پٹ کر گما اے حسین تیغزن ہم طلسم کشاکے مامون کو گرفتار کر کے لائے ہیں  
 بدیع الزمان نام فرزند صاحبقران عالی مقام بنایت کہا در ہے لیکن اطاعت نہیں کرتا  
 جان سے نہیں ڈرتا نور الدہر نے جو بعد بارہ برس کے باپ کا نام سنا کلیجہ منہ کو آگیا قریب  
 تھا کہ چیخیں مار کر روئے ضبط کر کے فرمایا حضور اس جوان کو بارگاہ میں بلو ایسے ہم سمجھا کے  
 آپ کا مطیع کرامین گے لڑے گا تو لڑا کے زیر کرین گے جتنے پہلوان ہوتے ہیں جب انکو کوئی زیر کرے  
 تن دل سے اطاعت کرتے ہیں نام پر جرات کے مرتے ہیں خورشید نے حکم دیا بدیع الزمان کو  
 بارگاہ میں لاؤ اسی وقت ملا زمان خورشید بدیع الزمان کو مسلسل و مطوق کیے ہوئے لائے  
 دیکھا بال ٹرہ گئے ہیں ناخن بڑھے ہوئے آنکھوں میں حلقے چہرے پر زردی اس حال پر طالع میں  
 مبتلا ہیں لیکن بل کرتے ہوئے خانہ زنجیر میں غل ہے آتے ہی بدیع الزمان نے بطور اہل اسلام  
 سلام کیا تمام ساحر بل کرنے لگے نور الدہر نے سبکو منع کیا کہا یاد اپنے اپنے مذہب کی سب تعریف  
 کرتے ہیں اُس میں برا مانا کیا ذرا میں اس جوان کو سمجھاؤں جرأت کی بائین سناؤں یہ  
 لکھ نور الدہر اپنے مقام سے اٹھے سامنے اگر بدیع الزمان کو جھک کر سلام کیا بدیع الزمان  
 سر زنجیر کو تھامے ہوئے بارطوق سے سر جھکا جاتا ہے سر اٹھا کر بعد مدت مدید و عمد بعد اپنے ذرا نظر  
 کو دیکھا قلب تھرا گیا کلیجہ منہ کو آگیا سمجھے ہمارا شیر ہماری ہی تلاش میں نکلا ہے نہیں معلوم  
 بیان کس طریقے سے پہنچا نور الدہر نے اشائے سے منع کیا اصلی نام میرا نہ بیجے گا جس طرح سمجھاؤں  
 وہ قبول کیجیے انشاء اللہ بادشاہ کو مارتے ہیں طلسم بد قبضہ کرین گے بھائی اسد سے  
 چکر ملین گے اُس شیر کو ڈھونڈھتے ہیں دیدار کو اُسکے ترس گئے باپ بیٹوں میں حسرت و  
 پاس کے اشاروں سے بائین محبت و الفت کی گھاتین ہوئیں یہ بھی نور الدہر نے اشائے سے  
 آگاہ کر دیا کہ میں اسکے خراج گزار کے ساتھ آیا ہوں ابھی میرا کوئی اختیار نہیں ہے بہتر یہ ہے  
 کہ ظاہر میں اطاعت کیجیے ہم آپ ملکر سکومارین چکر لپٹنے بھائی سے ملاقات کرین سب  
 انتظام بن پڑے گا بعد شاعر شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را پر آگندگی آرد ابنوہ را اس طرح  
 اشاروں میں نور الدہر نے بدیع الزمان کو سمجھایا خود بھی عقیل و فہیم ہیں خوشی بڑی



یہ ہر شب کو جب تخلیہ ہوگا اپنے پارہ جگر کو گلے سے لگا میں گے بدمدت کلیجہ ٹھنڈا ہوگا بقیہ دار  
ہو کر فریالے نور نظر جو مناسب وقت ہو وہ کرو پس نور الدہر نے بڑھ کر خورشید سے  
دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ سپر حمزہ اطاعت کو راضی ہو اپنی کل فوج کی سپہ سالاری  
مانگتا ہے ہم اور یہ ملکر کل سامان لڑائی کا انتظام کریں گے اسد کو چلتے ہی زیر کریں گے ہم دونوں  
جوان شہر دل صلاح کے ہفت اقلیم میں اپنی عمارت کی کرا دین گے خورشید نے کہا میں کل لشکر کی سپہ سالاری  
دیتا ہوں نور الدہر نے پلٹ کر کہا اے فرزند رشید صاحب حقیر ان یہ بادشاہ عالیجاہ کل فوج کی سپہ سالاری  
بلکہ کل انتظام طلسم کا آپ کے سپہ دہر ہے ایسے بادشاہان عالی کسے ملتے ہیں عادل  
فیاض قدردان اگر کچھ جرأت کا جوش ہو مجھ سے مقابلہ کیجیے میں طلسم کشا سے لڑنے جاتا ہوں  
ایک کی کیا حقیقت ہر اشاروں میں خوشامدین منتیں کہیں کہ قبلہ کو بس وقت کی گستاخی معاف  
فرمائیے گا بدیع الزمان کا بھی قلب تھرا رہا ہے چاہتے ہیں زنجیروں کو توڑ کر پھینک دوں اپنے نور نظر  
کو مثل جان کے آغوش میں لون بدیع الزمان نے سر جھکا کر جواب دیا ہمارے تمھارے امتحان  
کشتی میں ہو جائے اگر غالب آؤ اطاعت کریں ہم تم دونوں ملکر طلسم کشا سے لڑیں شہنشاہ  
نورین پوش کو تاب نہ آئی اٹھ کھڑا ہوا کہا او سپر حمزہ کیا باتیں بناتا ہے میرے شیر  
دلیر نے شیر صحرائی کو مارا مجھ پر احسان کیا جو میرے ساتھ ہیں شاہان ہفت اقلیم انکی قدر کریں گے  
ایک ہفتہ لشکر میں ہے سب سپاہی معجزہ کیدان رسالہ انکی محبت کا دم بھرتے ہیں ہر ایک کا  
یہی قول ہے کہ ہمارا افسر کے تو دریائے آتش میں پھاند پڑیں نور الدہر نے شہنشاہ زریں پوش  
کا ہاتھ نظام لیا منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا کہا کوئی کلمہ سخت فرمائیے گایہ شیر بیتہ جرأت بگڑ جائے گا  
اس فصاحت سے نور الدہر نے کلام کیا خورشید و شمس و جگر ہمارے کتنا ہے اے شہنشاہ زریں پوش  
تم بڑے صاحب اقبال ہو کیا سپہ سالار ملا اب نور الدہر بدیع الزمان کشتی پر راضی ہوئے  
اکھاڑے کی تیاری ہوئی خورشید نہایت خوش ہو سلطان زریں پوش تو کتا ہے اے  
شہنشاہ میرے شیر کش سے کوئی نہیں لڑ سکتا صاحب طاقت و قوت ہر جب بدیع و نور الدہر  
اکھاڑے میں اترے نور الدہر نے اشارے میں ہاتھ باندھے عرض کی میں تو ادنی غلام ہوں  
پیشینہ کی تو خوب ہوئی بے ادبی غلام سے ہوگی میری بات بنی ہوئی ہر کی طرح پران کا فروں کو



مارتا چاہیے ہم اور آپ روتے بھڑتے تاہم اسد ہونچیں بدلیع نے کہا جو تمھاری رائے ہو اب دونوں  
جو ان میں کشتی شروع ہوئی تلم الایان دربار ترفین کر رہے ہیں بلبلیں گتھی ہوئی ہیں دو  
شیر سر ٹکرا رہے ہیں تیج توڑ جوڑ بند رہے ہیں ایک سلسلہ بندھا ہوا ہے سلطان زرین پوش  
نور الدہر کی ترفین کر رہا ہے ہر مرتبہ خورشید سے کتا ہے طلمس کشا کا مامون بھی قیامت پر کالا  
ہے حسین تیغزن غالب آئے گا دیکھو منہ پر اسکے ہوا کیان اڑنے لگیں خورشید کتا ہے اسے  
سلطان انصاف کرو تمھارا جوان باطنیان تمھارے ساتھ آتا ہے یہ سمیٹوں سے قید آب و دانے کی بے لطفی  
و وہ پیرا بر کشتی ہوئی ایک مقام پر دیکھا دونوں پہلوان الگ ہوئے بدلیع نے کہا حقیقت میں یہ جوان  
بھیر غالب ہیں نے دل و جان سے اطاعت کی خورشید بھی کھڑا ہو گیا کہا اے حسین تیغزن بھگو بھی  
مڑنا طلمس کشا کے مامون کا ناگوار تھا سمیٹوں سے یہ قید رہا آب و دانہ بند عزیزوں کی جدائی میں درمند  
بعد ایک مہنے کے پھر امتحان ہوا جائیگا نور الدہر نے کہا وہ یوں ہی اطاعت کو موجود ہیں ہم دونوں کا  
امتحان طلمس کشا سے سامنے افراسیاب کے ہوگا بدلیع الزمان کو خورشید نے خلوت فاسخہ  
دیا اور سلطان نے نور الدہر کو مخلص کیا اب دونوں جوان مسلح ہو کر دنگلماے زرین پر جلوہ فرما  
ہوئے خورشید کو بڑی خوشی حاصل ہوئی ساتی بچے آکر حاضر ہوئے سلطان سے کہہ رہا ہے تمھاری  
وجہ سے بڑے لطف سے مقابلہ ہوگا طلمس کشا کے مامون سے تو ابھی انتشار ہے کہ شاید اپنے بھانجے  
کو دیکھ کر شریک ہوں حسین تیغزن پر اعتبار ہے یہ جوان جلالت شعار ہے خراج گزار آجائیں تو سالک  
الشکر کشتی ہو نور الدہر اور بدلیع میں آپس میں اشارے ہو رہے ہیں بدلیع ہر مرتبہ فرماتے ہیں  
خورشید پر جاڑوں مع تحت اٹھا کر مامون نور الدہر اشارے سے منع کرتے ہیں ابھی نامل فرمائیے  
جمع سامران بے ایمان ہر نکلتا مشکل ہوگا فلک ہر وقت در پی آزار ہر تدبیر و تقریر سب بیکار  
ہے یہ دونوں شیر مطمئن ہو کر بیٹھے ہیں کہ ہر کالے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ملک صغیر جادو تشریف  
لائیں نور الدہر کو نام بھی اس لمونہ کا یاد نہیں رہا سردار بڑے استقبال کے جس صغیر جادو کی  
قید سے نور الدہر نکل کر آئے ہیں وہ بھی خورشید کی خراج گزار ہے دربار میں جیسے ہی یہ آئی  
ذوق میں نور الدہر کے بیقرار تھی نور الدہر کو دنگل زرین پر بیٹھے ہوئے دیکھ خورشید سے باتیں  
کر رہے ہیں پس اس نے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ یہ باغی بیان کیونکر آیا یہ نہرہ صاحبقران ہے



سہمان قید سے چھڑا لایا صفیر جو یہ کہا خورشید طرف نور الدہر کے پٹا سہمان صفیر کو گھونسا  
 مارا نور الدہر نے بھی نوحہ کیا نوحہ نور الدہر نے نظیر خرو صاحبقران بختیہم و بقدرہ شہ تارہ چشم  
 شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان نے بھی نوحہ کیا نوحہ بدیع الزمان کہ در روز کین + تو انم  
 کستم آسمان بر زمین + ز تیغ بسی ملک اسلام شد + کہ سرفتنہ با ختر نام شد + نوحہ ان شیروں کے  
 زمین مقرانی صفیر کے مرنے سے اندھیر ہو گیا اس اندھیرے میں بدیع الزمان نے ستون بارگاہ پر  
 ہاتھ ڈالا کہ ماما بارگاہ لہر اگر گئی تھی سے ساحرون کے سر پٹے نور الدہر شیت مرکب پر سوار ہوئے  
 بدیع الزمان نے بھی ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا جس ساحر پر ہاتھ مار دیا اس کے دو ٹکڑے ہوئے  
 بدیع الزمان تو یہ لکڑی بڑھ کر اسے نور نظر پڑنے بھڑتے نکل چلو برق شمشیر چمکاتے ہوئے  
 بدیع الزمان تو مجمع ساحران سے نکل دو چار زخم کھائے گھوڑے کو چمکا کر یہ تو طرف صحران کے  
 نکل گئے نور الدہر نے قصد کیا میں خورشید کو ماروں جب تک ساحرون کے مرنے سے اندھیر  
 رہا تاریکی میں سہمان و نور الدہر نے کئی سو جا دو گرامے خورشید نے غصے میں دستک  
 دی آفتاب سحر خورشید چمکا اب اس نے دیکھا کہ نور الدہر ہنگامہ پلنگانہ لڑتے ہوئے آتے ہیں  
 قریب سہمان مثل فیل مست جھومتا ہوا جس کی گون پکڑی اس کو اصل جہنم کیا سمجھ کر خورشید  
 سحر کو دیا نور الدہر و سہمان پشت مرکب سے گرے ساحرون نے آواز دی بلوہ کر کے گرفتار  
 کر لیا ہتھکڑیاں بٹیریاں پہنا کر قید خانے میں بھیج دیا خورشید طرف سلطان کے متوجہ ہوا کہا تو نے  
 بڑا دام تیرا دیر پھلایا دشمن کو لیکر ہمارے دربار میں آیا سلطان نے عرض کی میں اس حال سے آگاہ  
 نہ تھا حسین تغیر نام ہو یہ کیا دریافت تھا کہ نبیرہ حمزہ عالمقام ہر خورشید نے سلطان  
 کی خطامعان کی بارگاہ پھر سے استاد ہوئی لاشے اٹھوائے گئے ہزار ہا ساحر مارا گیا خورشید کا  
 چہرہ زرد و کتا ہے یا رو اب میں سامان معقول کر کے جاؤں گا ان مسلمانوں پر غالب ہو نا نایت  
 دشوار ہے بہت سے ساحر روانہ کیے کہ بدیع کو تلاش کر دے شب نیرہ و تار میں صد اکوس کل گئے  
 تھے سلطان زرین پوش جو اپنی بارگاہ میں آیا انفران فوج کو جمع کر کے کہا یا و پڑی غیرت کی  
 بات ہو نبیرہ صاحبقران میرا جان بخش بیان اگر قید ہوا اگر تم میرا ساتھ دو تو نقب دیکر قید خانے  
 سے نکال لائیں رات ہی کو اس جوان کو لیکر نکل چلیں جو کچھ ہنگامہ ہو گا دیکھا جائے گا کیسا شیر دل ہے



مین نے تو اسکا مذہب بھی اختیار کیا سامری و جمشید پر لعنت کی سب سرداروں نے کہا اتر شہر پار  
ہم خود بمقرر ہیں ایسے افسر کسکو مقرر کیا تو ساتھ لیکر انکے دادا جان کے لشکر میں چلین گے خورشید ہمارا  
کیا کر سکے گا وہ ساحر کش مین بڑی بڑی لڑائیاں جادو گروں کی فتح کین انکے سایہ دامن دولت میں  
سبر کرینگے اس صلاح کو سب نے قبول کیا ساتھ ہزار ہزار مع سردار ایک دل ہو اسی بارگاہ سے نقب  
لگانا شروع کی پہر رات رہے سہرہ نقب تو زوال نور الدین نہانتے تھے آخر سلطان نے انکو ہوش کیا  
اسی شب تیرہ تار مین نور الدین اور سہمان کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہو گئے بدیع صحرا  
میں پہونچے صبح کو ایک مقام پر ٹھہر کر زخموں میں ٹانگے دیئے ایک طرف یکہ دینا چلے نور الدین ہر کو  
شہنشاہ نے ایک مقام پر ہوشیار کیا یہ بھی مع سلطان زرین پوش و سہمان فیصل زور  
ایک جانب چلے کہ ان دونوں باپ بیٹوں کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان حیات جادو روانہ ہونا ملک بہار وغیرہ کا و لڑائی غلوہ حیات  
پیر و سورش سحر حیات و ذکر عیاری مہتر قرآن و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

اک ماہ کی ہے تلاش مجھ کو  
بہوش ہوئے تو ہوش آیا  
بیاری عشق کا بیان ہو  
معشوق قمر کی مہ جبین ہے  
اے بحر کلام موج زن ہو  
ہے بلبل گلشن وفا صید  
میخانے میں آج جنگ ہوگی  
کرسے می سرخوشی سے مہوش  
لکھنا ہے قمر کو یہ فسانہ  
جنوں کو چاک جگر کی ہوا آرزو باقی  
ہوئے کوچہ گیسو ہر مو بجو باقی  
لڈھائے دینا ہر ساقی جو شام سر سب

لیکن ابکی زیادہ دینا  
رندوں کو نشے میں جوش آیا  
ساقی کرنا نہ آج محبوب  
اب تاب فراق کی نہیں ہر  
سیا ب کی طرح دل طیان ہر  
معشوقہ ماہر و سہونی قید  
کس لطف پہ رنگ داستان کو  
مینا ئے قلم ہے بر سر جوش  
ہو شرب شراب مثل شربت  
غزل مصنف

کوئی ہوس ہر نہ دین آرزو باقی  
نہ تو نہ تیغ نہ ہم بین نہ وہ گلو باقی

ساقی کوئی جام بادہ دینا  
لجائے تپا ہی کا شش مجھ کو  
ہے سر میں ہوائے کوے محبوب  
کچھ قصہ غم کی داستان ہو  
شہ گامہ شور و شرعیان ہے  
آرایش محفل سخن ہو  
اے کلک یہ سحر کا بیان ہے  
کیا دختر ز بشتنگ ہوگی  
اسی ساقی آفتاب طلعت  
پڑھتا ہوں غزل بھی عاشقانہ  
رکھانہ تار گر بیان پی رفو باقی  
جفا و جور کہ چہرچہ بین چار سو باقی



سحر کی واسطے رکھ ایک تو سہو باقی  
کہ جو باندھی ہو عالم کو قتل پر تو  
ہو کہ وصل کی اتک ہو جستجو باقی  
چلا نہ زور قیون لاکھ سرٹکا  
کہ رہ بجائے ٹپنے کی آرزو باقی  
قرہ ہو جہان کی تو نعمتوں کو زوال

یہ عطر گل کو کھاسو نکلے کر دل  
یہ قصد ہو کہ اکیلا رہے گا تو باقی  
دعا یہ کرتا ہو مینا صد کا قفل میں  
وہی ہیں ہم ہی صحبت ہی تو باقی  
ترچہ مگر کی بلبس ہوئی نہ گل کو خیر  
یہی ہو چاہ کہ رہی آسودہ باقی

شہید ناز کی جیسے ہر کہیں ہو باقی  
غبار نے بھی مر خاک چھائی عالم کی  
کہ تباہ حشر رہیں ساقی و سہو باقی  
چھری تو پھر چکی گردن پاب تو کھو لے پر  
رہی باغ جہان میں وفا کی ہو باقی  
حیرہ ساقیان خمیہ نہ سحر طرازی

و بادہ خواران میکہ شعبہ بازی می گز رنگ داستان کو مینای بیان میں بھر کر انجن قرطاس میں  
یون صحبت آراہین شعر جو ہیں راقمان جلالت نشان + وہ لکھتے ہیں اسطرح یہ داستان سابق  
میں تخریر ہو احیات جادو نے ایک قلم سحر بنایا اس میں لاکر مہ جبین کو قید کیا مہر خ کو لکھا جسکو دیکھو  
آکے مہ جبین کو رہا کرے ملکہ بہار جادو اٹھیں بارہ ہزار کینزدون کو لیکر روانہ ہو مین مہر خ کو تائب آئی  
آواز دی اور سردار بھی برے مدد بہار جابین باغبان قدرت و سر خموی کا کل کشادہ لالہ خرافکن  
وغیرہ برے مدد بہار چلے یہ سب سرداران نامی سامنے جا کر قلم حیات کے فروکش ہوئے حیات کو خبر ہوئی  
اس نے قلم تو خوب در دست کیا ہر حیات بھی فوج لیکر آیا غصے میں طبل جلی بجوایا صبح کو میدان کارزار  
میں لشکر جمے طرف سے حیات کے بعد جوش و خروش محیط جادو میدان میں آیا اس طرف سے  
ہلال سحر افکن نکلی آپس میں خوب خوب ہو محیط نے ایک پیچ مار سی منہ سے اس ناری کے  
شعلہ آتش مٹلا ہلال بیوش ہوئی محیط نے گرفتار کر کے لشکر میں بھیج دیا سرخ موٹلی اسی طرح  
گرفتار ہوئی آج کی سردار سحر لشکر اسلام کے گرفتار ہو پیر دن پھیل باقی ہو کہ محیط نے پھر لکھا  
باغبان دیکھا بہار جادو تخت سے کوی اجازت لیکر سیکو مطمئن کیا بدھین کو آراستہ کرتی ہوئی طرف محیط  
جادو کے چلی محیط کی جو حال ہر تنہا بہار پر نگاہ پڑی آنکھیں سحر آگین سراپا میں جادو کا شعبہ  
بھرا ہوا باغ حسن پر بہار بہار گلزار ہر خسار سوہی قد خیر بر و چشم جادو خال ہندو بیت ہر خذہ  
از لب برا نگینختی + نک بردل خستگان ریختی + بھینی بھینی جو کم لطیف سے آ رہی ہو نسیم سحری بہ حال دیکھ کر  
اگر کھڑا رہی ہر چلنا بھولی ایسے جوش میں آئی مست ہو کر کھڑائی مینا کے سحر سے سحر کرنے کی جھاڑو کرین  
لکھانے لگی محیط صورت زیبا دیکھ کر بفرار ہو گیا پکار کر آواز دی اگر کل باغ خوبی اور سرد و حد بقیہ محبوبی



اپنے باپ سے مقابلہ کرنے آئی ہو بہار نے کہا میں اس خار بیابان و عین کو خوب پہچانتی ہوں میں  
 اپنا بزرگ صاحبقران زمان کو جانتی ہوں تو سحر کران باتوں سے کیا کام ہے مجھے مقابلہ کرنے کا  
 بدلہ تمام ہر محیط نے دریا دلی دکھائی ابر سحر گرایا بہار نے ہاتھوں سے برقی چمکائی ابر سحر ٹکڑے ٹکڑے  
 ہو گیا محیط جوش میں بڑھا کہ اور شعبدہ دکھاؤں بہار نے اسم سحر بڑھ کر گلدستہ مارا پھول پرے ہوا  
 سر چلی طائر وں نے دمزمہ سرائی کی غنچے چٹکے کر گل ہوئے لائے کے چراغ گل ہوئے غنچہ لیان خوشنوا  
 میں مبارکباد کے غل ہوئے محیط خاموش دریاے حیرت کا جوش بہوت لب پر مہر سکوت ہر خیال چاہتا ہے  
 دفع سحر کر دن کوئی منتر جنت پر ہون بوی گل و غنچہ نے مست کر دیا گہماے سحر سے اسٹخ دامن بھر لیا  
 جون جون دلغ میں بوا آتی ہے سحر فراموش محبت بہار کا جوش آخر منتیں کرتا ہوا بڑھا بہار نے ایک  
 کینز کوہ شمارہ کیا اُس نے مار لا کر گلے میں ڈال دیا طرہ کان میں اب محیط کو کان ہو ہاتھ باندھ کر بوجھا  
 کیا حکم ہوتا ہے بہار نے کہا حیات جادو کا سلاؤ ہم تمھارے ساتھ شادی کریں گے محیط جھومکر بلیٹا  
 دریا کے عشق موجزن ہوا اس زور میں اگر حیات پر گرا سبکو یقین ہوا حیات کے دو ٹکڑے  
 ہوئے حیات نے اتنے عرصے میں بڑی بڑی تدبیریں کر لیں سحر محیط سے بجا تلواریں کھینچ کر جا پڑا سحر کر کے  
 ہاتھ مارا محیط کے دو ٹکڑے ہوئے غصے میں لشکر بہار و باغبان پر جا پڑا مٹھی سے ایک طائر چھوڑ  
 دیا اُس طائر نے ایک چیخ ماری منہ سے شعلہ نکلا چین مار سحر بہار جلے پھول برسا موقوف ہو اُسی  
 طائر نے سر پر بہار کے چرخ مارا بہار بیہوش ہو کر گری باغبان جا پڑا کہ بہار کو بچاؤں حیات نے  
 سحر کیا شعلہ آتش بھڑکایا بھی بیہوش ہو کر گرا حیات نے کل سرداروں کو گرفتار کر لیا اہالیان لشکر نے  
 شکست فاش کھائی طرہ لشکر مہرخ کے بھاگے مقابلے میں نہ ٹھہر سکے حیات سب سرداروں کو لیکر  
 قلعہ میں داخل ہو گیا اُسی وقت حیات نے ایک نامہ حیرت جادو کو اس معنوں کا لکھا کہ سب سردار  
 ہمنے گرفتار کر لیے اب آنکراں کو قتل کرو لیکن بہت انتظام سے آنا عیار چھپو گویا ساتھ لانا حیرت  
 نامہ پڑھتے ہی خوش ہوئی فقط چالیس کینزین یا بخون عیار پیمان اپنے ساتھ لیکر طرف قلعہ حیات  
 کے چلی منزل منزل جاتی ہے ہر منزل میں اُن سب کینزوں کا جائزہ لیا جاتا ہے عیار پیمان منزل  
 پر ہر دو ایک ایک کا منہ دھلاتی ہیں بخون عیار ان اس طرح سے منزلوں کو طرہ کر رہی ہیں بیان جیسا حیران  
 شکست خوردہ خدمت لاچین و اسد میں پہونچ لاچین نے کہا حیات نہایت زبردست ہے



اس قلعہ بنایا دنیا کے عجائب غرائب اس میں بھر لیے نجوم سے ثابت ہوتا ہے کہ قتل حیات ناممکن ہے  
 لیکن میں خود جانتا ہوں اُس وقت خواجہ عمر اپنے مقام سے اٹھے اسد بہت بیقرار تھا عمر و نے  
 مطمئن کیا کہا جنگ میں داپس نہ آؤں کوئی سردار جانے کا قصد نہ کرے خواجہ عمر و باہائے عیاری  
 آراستہ ہو کر اٹھے مہتر قرآن بھی ساتھ ہوئے عمر و نے کہا میرے ساتھ نہ چلو الگ جا کر کچھ تدبیر کرو  
 زبانی لاپچین کے ثابت ہو چکا کہ حیات پر عیاری ہونا مشکل ہے کچھ تو اُس نے سامان ایسا کیا  
 جو اتنا بڑا بادشاہ عالیجاہ کلمات عجز کہتا ہے مہتر قرآن الگ چلے خواجہ ایک جانب روانہ ہوئے  
 مہتر قرآن سامنے قلعے کے جا کر پہنچے چار جانب دیکھا فوج حیات بیرون قلعہ فروکش ہے  
 حیات گھڑی دو گھڑی کو بیرون قلعہ لے جاتا ہے وہ تو قلعہ میں جاسکتا ہے بدون  
 حکم حیات جنے پھاٹک میں قدم رکھا برق چمک کر گری اُسکے دو ٹکڑے ہو کر ان نادر ایہ حال  
 دیکھ کر گھرائے پشت و پہلو پر قلعہ کے جا کر دیکھا کسی جانب سے راستہ نہ پایا آخر مجبور ہو کر ایک درہ کوہ  
 میں بیکر بنکر بیٹھا حسرت و یاس میں اپنے لشکر کی دائرہ نکال کر گنا شروع کیا فقیر بنا ہوا گارہا ہے  
 طائر ان صحرا کو بھارہا ہے اس لطف سے مہتر قرآن نے صحرا میں جھنگلا گیا آہوان صحرا اگر کھڑے ہوئے طائر  
 آبیانوں سے گریہ میں بعض طائروں نے پر سے پر ملا کر سر قرآن پر سایہ کیا یہ سلیمان وقت بنا ہوا  
 دائرہ بجا رہا ہے کہ پہاڑ پر سے ایک برق چمکی قرآن نے دیکھا پہاڑ سے ایک ساحر مصیب بہ شکل عجیب اُترتا  
 چلا آتا ہے صدا پر گانے کی بقیقرا اشعار عاشقانہ سنکر اشکبار لیکن نہایت ہوشیار مہتر قرآن کو بے نگاہ  
 حیرت دیکھتا ہوا آتا ہے حیرت یہ ہے کہ یہ فقیر ایسا کامل و اکمل بیان کہانے آیا طائر تک اس کے  
 گانے پر مبہوت ہو رہے ہیں کیا گانے میں تاثیر ہے نہایت خوش تقریر ہے اگر سامنے کھڑا ہوا وہ گانا  
 سنتے سنتے بیٹھ گیا وجد میں جھوم رہا ہے قرآن جہان بیٹھے ہیں دھونی آگے لگی ہوئی آہستہ آہستہ اس  
 دھوان اُٹھ رہا ہے دائرہ ہاتھ میں کھپے ہوئے گالے ہیں یہ ساحر جھومتے جھومتے قریب دھونی کے  
 آیا ہر مرتبہ قصد ہوتا ہے کہ پوچھوں کہ شاہ صاحب یہاں تک کیونکر لے یا سحر کر کے گرفتار کروں اس  
 خیال سے سحر نہیں کرتا اور کلام بھی نہیں کرتا کہ گانے کے مزے میں فرق آئیگا مہتر قرآن اس کے  
 بتور کو دیکھ رہے ہیں جان بخش عمر و لقب ہے اسکو کی طرح گرفتار کر لین یہی مطلب ہے نگاہ اُسکی  
 بجائے ڈلی عود بیوشی دھونی میں پہنچائی کر ٹک کے تان لگائی وہ ساحر اور زیادہ



عود جلا دھوان نکلا دماغ پر اس ساحر کے پہونچا چھینک مار کر بیہوش ہوا قرآن اسکو گود میں لائے  
 زبان میں سوزن دیا مستکین مانڈھ کر صورت اصلی بنائی ساحر کو ہوشیار کیا کوڑا لیکر کھڑے ہوئے  
 جیسا سنئے آنکھ کھولی مہتر قرآن نے فرہ کیا کہ اس ساحر منہ مہتر قرآن نظر کردہ بزرگان شاگرد خاں  
 مہتر مہتر قرآن ہر شرط کہ بندہ مار دوں سڑ جائے سچ بتلا کہ تو کون ہو اس گوشہ تنہائی میں رہنے کا  
 کیا سبب یکھ ہماری شرافت غصے میں تھک مار ڈالنے کوں ہمارا ہاتھ تھامنے والا تھا بہتر یہ ہو کہ طاقت  
 کرور نہ قتل کروں گا اس طرح مہتر قرآن نے دھمکا یا ڈرایا کہ وہ ساحر کانپنے لگا فصاحت و بلاغت مہتر  
 قرآن پسند آئی بمقدمہ مذہب قائل ہوا اشارہ کیا کہ اب جو ان سوزن نکال میں اطاعت دین اسلام کی  
 قبول کرتا ہوں مہتر قرآن نے بیخوف زبان سے سوزن نکال لیا وہ قدموں سے مہتر قرآن کے پٹ گیا کہا  
 اے مہتر قرآن میں نے دل و جان سے تمہارے مذہب کی اطاعت کی لیکن یہ بتلاؤ کس فکر میں آئے ہیں  
 میں سمجھ گیا اسرار جادو میرا نام ہے حیات جادو کے کل امورات کا منتظم ہوں آئندہ و گذشتہ کی خبر  
 ہوں خواجہ عمر بھی فکر حیات میں نکلے ہیں لیکن کچھ نہوسکے گا میں نے تمہاری دل و جان سے  
 اطاعت کی خبر اسکو عمر کی نہ پہونچاؤں گا یہ خبر جو میری کمزیریں ہو اسی سے حیات قتل ہوگا لیکن  
 اے مہتر قرآن تباہ قلمہ حیات یہ پہونچتا بہت دشوار ہے جسکو وہ اپنے ساتھ لیجاتا ہے وہ تو قلمہ میں پہونچتا  
 ہو کوئی اور جان نہیں سکتا میری مدد کچھ کلام ایسی یہ خبر حاضر ہے چاہے اسکو تو ڈائیے خواہ اپنے پاس  
 رکھے جس طرح مکن ہو اپنے کو تباہ حیات پہونچائے اس شخص سے وہ قتل ہو جائیگا ہم یہ تدبیر نہیں  
 جانتے کہ کس طرح پہونچو نہ ہمارے قبضے میں ہے کہ وہاں تک کہ پہونچا میں اس واسطے حیات جادو نے  
 یہ خبر دیکر ہلکا اس پہاڑ پر ساکن کیا خبر آئندہ و گذشتہ کی پہونچاتا ہوں اب نہ پہونچاؤں گا مگر وہاں  
 لکھو وہاں پہونچاؤں اپنا نام اسلام پر بتاؤں میں مگر جیسا نہیں ہوں جو مقدمہ صاف صاف  
 تھا وہ میں نے بیان کر دیا ہے لکھو اسرار جادو نے وہ خبر مہتر قرآن کو دیا مہتر قرآن نے دیکھا اس کے کلام  
 بوی صداقت آتی ہو صدق طے سے طے اسلام ہوا حقیقت میں یہ بے اختیار ہے تباہ حیات نہیں  
 پہونچا سکتا خبر دیکر اسرار جادو مہتر قرآن سے رخصت ہوا مہتر قرآن تدبیر میں مصروف ہوئے  
 کہ اپنے کو تباہ حیات پہونچاؤں اسرار یہ بھی کہہ گیا کہ خواجہ کی عیاری بالکل بیکار ہوگی اگر  
 بن پڑے جا کے رو کو مہتر قرآن تلاش خواجہ میں تو نہ گئے تدبیر میں مصروف ہو ذکر ان کا وقت پھر بر



ہوگا حیرت سمت قلم حیات بڑی احتیاط سے جاتی ہو عیار بچیان ساتھ ہیں ایک روز ایک صحرا  
 سبزہ زار میں حیرت کا گذر ہوا خیمہ ستاد کیا سامنے ایک کوہ فلک شکوہ گلمائے خود رو سے آراستہ  
 شام ہو چکی اچھی طرح تاریکی نہیں ہونے پائی کہ دیکھا اندر سے درہ کوہ کے ایک خدمتگار قبول موت  
 نیک خصلت لباس فاخرہ پہنے ہوئے زمرہ کی لالیٹین ہاتھ میں لیے ہوئے نکلا وہ لالیٹین زمرہ دین  
 درہ کوہ میں لٹکا دی کہ جبکی ضو سے تمام صحرا روشن ہو گیا خدمتگار اندر چلا گیا حیرت نے صرصر  
 و صبا رفتار سے کہا اس درہ کوہ میں کوئی مقبول بارگاہ سامری رہتے ہیں یہ صحرا ہوں تاکہ  
 پیر از خس و خاشاک وہ لالیٹین خدمتگار نے لاکر لگائی کہ جبکہ جوڑ کی ہماری سلطنت میں نہیں صرصر  
 و صبا رفتار نے کہا بجا ارشاد ہوا بعد چند ساعت کے اسی درہ کوہ سے ایک چوہا اعصاب مرعع کا  
 ہاتھ میں لیے کسی لاکھ روپیہ کا جو اسرات زیبیم کیے چند ساعت کھڑا رہا پلٹ کچلا گیا اب صرصر و صبا رفتار  
 نے کہا حضور بیشک یہاں کچھ اسرار ہر اب سب اسی جانب دیکھ رہے ہیں بعد چند ساعت کے ایک  
 رسالدار وضع اندر سے نکلا کسی لاکھ روپیہ کا سیلا سر پر نیمچہ ہلالی زیب کمر سپر فولادی فراخ فامن پشت پر  
 مثل قرص فرجال موتیوں کا اسپر آراستہ چند ساعت کھڑا رہا صرصر کو دیکھ کر وہ بھی غائب ہوا قلیل رات  
 باقی بقی کہ ایک تاجدار جلیل تاج یا قوت احمد زیب سر کھٹے یا قوت احمد کے موتیوں کے مالے اکی نورین ذات  
 پیر آراستہ چند گوبر شجر اراغ تاج میں نصب چند ساعت وہ تاجدار بھی کھڑا رہا پلٹ کے درہ کوہ میں  
 گیا ستارہ سمری چمکا تھا کہ ایک درویش کم سن خوشرو اندر سے نکلا چہرہ آفتاب عالم تاب آنکھیں  
 رشک غزال صاحب حسن جمال شجر فی پر ہیں زیب جسم صاف ظاہر ہو کہ آفتاب عالم تاب پر درہ شفقت  
 میں پنہان ہو چھبھوت موتیوں کا چہرہ پہلے ہوئے رعب و داب صولت و جلالت ہمراہ رکاب چند  
 ساعت ٹھہر کر اندر چلا گیا جب صبح ہو گئی تو وہی خدمتگار کے لالیٹین اتار لے گیا جب حیرت جادو  
 یہ معاملہ دیکھا صرصر سے کہا چلو دیکھیں یہ رفیقہ جو آیتقا فرشتا ہاں عالم معلوم ہوتا ہے ایسی صورت زیبا بھی  
 نہیں دیکھی فراداد جو لوگ آئے وہ اسکے خدمتگار تھے چلکر دیکھیں مراد مانین اپنے مقدمہ میں عاکر ان  
 صرصر و صبا رفتار بھی مشتاق ہوئی تھیں یہ توجیرت کو اطمینان ہو سحر میں کوئی میرا سامنا نہیں  
 کر سکتا جل و فریب کی دیکھنے والی صرصر و صبا رفتار موجود ہیں بلا تکلف آگے حیرت اپنے ہیں  
 صرصر و صبا رفتار اندر درہ کوہ کے قدم رکھا خوشبو آئی کہ دماغ مجبور ہو گیا معلوم ہوا تھا ہر



مشک کے نانے کسی نے کھول دیے یا سامری لکڑی حیرت اندر آئی دیکھا ایک مقام صاف و شفاف  
 پر فرش قالین بچھا ہے وہی فقیر بجاہ و توقیر ایک گہوارہ لٹکا ہوا ہے اس میں لیٹا ہوا ہے  
 گہوارہ خود بخود جنباں حیرت جلال دیکھتے ہی بقیار ہو گئی صرصر و صبار قمار نے ٹھنڈی سائین  
 کھینچیں گوئے گوئے پانوں بلور کے ٹکڑے معلوم ہوتے ہیں جیسے ہی اُس نے حیرت و صرصر  
 و صبار قمار کو دیکھا سوتا لیکن اٹھا کہا اے تم کون ہو جو بلا تکلف ہمارے مقام پر چلی آئیں یہ مقام  
 گذرگاہ سامری و حمیشہ ہے برے مراد مند ان جائے امید ہو ہمارے یہاں خداوند تشریف رکھتے  
 ہیں بڑا بھید ہے ہر چند حیرت نے غور کیا فقیر نے نہ ٹھہرنے دیا یا یوس ہو کر مینون نکل آئیں فقیر اوجھل کر  
 گہوارے میں جا لیٹا اب حیرت چاہتی ہے کہ تنہائی میں جا کر مطلب دلی حاصل کروں صرصر و صبار قمار  
 کا قصد ہے کہ اس مقبول سامری کی ہم خدمت کریں وجد کرنی ہوئی اپنے خیمے میں آئیں حیرت نے کہا اے  
 صرصر آجکی شب اور یہاں کا تماشا دیکھ لیں بیشک گذرگاہ بزرگان دین ہے کیوں صرصر ایسی صورت  
 کبھی تیری نگاہ سے گذری ہے صرصر نے جواب دیا واری آپ جانتی ہیں میں جہاں گرد ہوں آپ کے  
 اٹھارہ سوتا جداروں کو دیکھا کبھی کسی شانہ ادا یاں شہنشاہ نے بسائی ہیں فرزند ان حمزہ کا بھی  
 حسن مشہور ہے اسد غازی کا چہرہ چراغ سر طور ہے لیکن انکے سامنے اگر آجائے تو ذرے کی آفتاب سے  
 مثال ہے حقیقت میں کیا حسن ہے کیا جمال ہے کینر کے ہوش درست نہیں ہیں آپ کے سبب لوندی پلٹ آئی  
 بیسوں کے ہاتھ کی مار کھا نا بھی مقام عز و شرف ہے یہ نذر کردہ بزرگان دین خوش آئیں میں کئی سو جوان  
 شب کو آئے جا کر دیکھا انکو تنہا پایا یہ بھی مکمل ہے وہ سب برے خدمتگزار آتے ہونگے تاجدار  
 چوہدار خدمتگار کیدان رسالہ دار سب ہی طرح کے لوگ شب کو آئے آج رات کو تماشا دیکھ لیں تو پھر کل  
 صبح کو جلیں گے صرصر و صبار قمار نے کہا حضور ہمارے دلیں یہ ہے کہ دو چار دن یہاں تشریف  
 رکھے اچھی طرح زیارت کریں غیر مانوس جان کر آج ٹھہرنے نہیں دیا کل بوجہ حسن قد موسیٰ بھی  
 ہو گی انھیں باتوں میں شام ہوئی پہلے مکان دار نے آکر وہ لالین روشن کی ابٹل شب اول چوہدار رسالہ  
 کیدان رسالہ از تاجداران جلیل کا تار بندھ گیا جو آیا دریا سے جواہر میں غوطہ مے ہے شب بھر حیرت  
 صرصر و صبار قمار تماشا دیکھ لیں بوقت سحر فقیر صاحب آئے چند ساعت ٹھہرے ہو کر چلے گئے حیرت  
 صرصر و صبار قمار کو لیکر پھر چلی اندر آئے اسی طرح شاہ صاحب کے گہوارے میں پایا مگر شمع نور جمال



سے تمام درہ کوہ منور ہو رہا ہو حیرت کے ہوش اڑ گئے صبر و صبار قمار کو محبت حیرت کو جو شحیرت  
شاہ صاحب پھر سونٹا لیکر اٹھے تین رات و دن اسی طرح حیرت نے میر کی اب ناچار ہو کے  
چوتھے دن جو گئیں ایک ایک سونٹا بھی کھایا قدموں سے پیٹ گئیں نام پوچھا فرمایا ہم خدمت گزار سامری  
و جمشید ہیں اس درے میں سب خداوند تشریف لاتے ہیں دو ہفتے یہاں آکر آرام کرتے ہیں  
اگر کل آؤ گی ہم کو خواب میں پاؤ گی حسرت دلی تمھاری پوری ہوئی اب طلسم صاف ہو جائے گا  
کوئی دشمن تمھارا باقی نہ رہے گا حیرت نے چاہا کچھ تحفہ جات پیش کرے کسی طرح قبول نہ فرمایا حیرت  
و صبر و صبار رفتار دہان سے پلٹیں حیرت شب کو یاد صورت زیبا میں تڑپی آخر سوچی کہ تیرا حسن  
زاہد کش عابد فریب ہے یقین ہے کہ اُنکو توجہ ہو یہ دو دراندر ساتھ ہوئی ہیں اسوجہ سے  
وہ شرتاتے ہیں جھکو دو وزن کو سوتے چھوڑا حیرت یکہ و تنہا خوب بناو کر کے درہ کوہ میں آئی دکھایا  
شاہ صاحب گوارے میں بیٹھے ہیں معلوم ہوتا ہے وقت آرام قریب ہے حیرت جا کر قدموں سے پیٹ گئی  
بلا میں لینے لگی جیسے ہی فرس پر قدم رکھا پاؤں میں کچھ الجھا حیرت لہرا کر گری شاہ صاحب نے  
گوارے سے کوہ کر ایک جاب بیہوشی مارا حیرت دھم سے گری بیہوش ہوئی خواجہ نے نعرہ کیا  
حیرت کو اسی فقیر کی شکل بنا کر گوارے میں لٹا دیا آپ شکل حیرت گوارہ جنبانی کر کے لگا دیا  
صبر و صبار رفتار بیدار ہو میں کینزوں سے پوچھا ملکہ کہاں گئیں سب کہا ہے زیارت شاہ صاحب  
نشریف لے گئیں یہ دونوں بقیہ رہ کر دڑیں آکے دیکھا شاہ صاحب آرام میں ہیں حیرت  
گوارہ جنبانی کر رہی ہے یہ بھی دونوں آکر نقد ہو میں کہا ملکہ عالم یہ گوہر بے ہا آپ کو دستیاب  
ہوا عالم خواب میں گوارہ سمیت لیجیں بعد دو ہفتے بیدار ہوں گے شاید ہماری خدمت پر رحم  
آجائے یہ تو زبان معجز بیان سے فرما چکے کہ اب طلسم صاف ہو جائیگا کوئی دشمن باقی نہ رہے گا طلسم کشا جھکے  
قتل سے گا حیرت نقلی نے کہا جو خوشی تمھاری اس گوہر بے ہا کو اس درہ کوہ میں چھوڑنا مناسب  
نہیں ہے یہ مکہ کینزوں کو بلا یا گوارہ اٹھا کر ایک تخت پر رکھا کینزوں نے تخت کو کا ندھا  
دیا صبر و صبار رفتار بٹیکر گس رانی کرنے لگیں اسی طرح با حنیاط قریب قلعہ حیات جسا پونچھیں  
حیات جادو کو ہر کاروں نے فردی آپکی صاحبزادی تشریف لاتی ہیں حیات قلعہ حیات تیرے  
نکل آیا ایک تخت پر حیرت بعد شوکت ایک تخت پر ایک گوارہ اسپر ایک جوان رشک آفتاب نام



جسم نو کے سانچے میں ڈھلا ہوا گہر کے پوچھائی بی کیوں بزرگ پن حیرت و صبر و صبار قمار  
 نے کہا صاحب کشف و کرامات مقبول بارگاہ سامری و جمشید باعث ترقی پونے دو سو خلا و ندوں  
 کے یہی ہیں وہ کر امتین دیکھیں کہ کبھی کتاب میں نہ پڑھی تھیں اب بعد دو ہفتے کے بیدار ہونگے  
 لڑائی تو انکے اشارے سے فتح ہو جائیگی دشمنوں کا نام نہ رہے گا ایک قصر مقبول میں انکے واسطے  
 چھپر کھٹ وغیرہ آراستہ کریں گے ہوش رہا بین بکت ہوگی اس لطف سے صبر و صبار قمار نے کر امتین انکی  
 بیان کین حیات کو کبھی استیاق ملاقات ہوا اپنے ساتھ لیکر قلمو میں آیا خواجہ نے اگر دیکھا اندر قلمو کے  
 حیات جاوے نہ ہند باورچی چنڈ متنگزار جسے ضرورت متعلق ہوا تو اندر قلمو کے رکھا ہر کل لشکر و  
 قلمو فروکش ہے ایسا یہ قلمو سحر بند ہے ملکہ بہار وغیرہ مسوت ایک کرے میں بیٹھی ہیں ایک طرف فقیر کا  
 گوارہ با حیات لٹکا دیا صبر و صبار قمار خد متنگزاری میں مصروف ہیں دوسرے کو قریب نہیں  
 آنے دیتیں قلمو سے سہارا ہی میں خواجہ عمر و بشکل حیرت آئے ہیں ہمارا وغیرہ کو جو کرے میں بیٹھے ہو  
 دیکھا نیچے کھینچی دوسرے آواز دی بابا جان میں ان سبھوں کو قتل کرونگی حیات ہاں ہاں کرتا ہوا  
 آیا عمر و نے ہا کر پیچھے گلے پر بہار کے رکھ دیا چکے سے کمانم ہر سپر عیاری کیوں اڑ بہار و باغبان  
 میں اپنی جان دیکر پوچھا اب کیا تدبیر ہے باغبان نے کہا خواجہ خدا تمھاری آبرور کھے اس شب  
 صبر میں اگر کچھ ہوا فہار نہ پھر کوئی اسکو نہ قتل کر سکے گا انتہا کا تارہ شناس ہر بڑے کمال سے  
 قلمو بنایا ہوا فریباب بھی اس را ز میں شریک ہر منتو بیکار ہو رہے ہیں اپنی تقدیر کو رو رہے ہیں آپ جو  
 کچھ کہیے گا اپنے پیش خود سمجھ لیجیے گا حیات نے آکے عمر و کا ہاتھ پکڑ لیا کہا بیٹا تم زوجہ بادشاہ  
 طہم ہو کل صبح کو ایک جلا د پیدا ہو گا وہ سب کو قتل کرے گا تم کیوں تکلیف کرتی ہو مانتھ پکڑ کے  
 خواجہ کو باہر لے آیا خواجہ نے کہا بابا جان اس سائل قتال میں کام خراب ہوا دشمن کو مہلت دینا  
 کیسا اسی وقت قتل کیجیے حیات نے کہا بی بی قاعدے کے خلاف ہی انکے قتل کرنے کے لیے جلا د  
 سحر سے بناؤں گا وہ بذلت ایک ایک کو قتل کر لیا خواشاہد کر کے حیرت کو تخت پر بٹھایا خواجہ نے  
 کہا بابا جان ہر منزل ہمارے واسطے منزل اول تھی ہر مقام پر عیاروں نے گھیرا صبر و صبار قمار نے خوب  
 انتظام کیا میں نے آپکی سلامتی کی نذر مانی تھی اسوقت پر پوچھا کرونگی موہن بھوک اپنے ہاتھ سے چکاؤنگی  
 حیات نے کہا بی بی باورچی موجود ہیں کل سامان ضرورت میں نے اندر قلمو کے مہیا کر لیے ہیں حیرت



نے کہا اس پوجے میں کسی کی شرکت نہیں ہوتی آپ کی سلامتی کی نذر مانی تھی باورچیوں نے لاکر منقل  
 آتین حاضر کی حیرت نے اپنے ہاتھ سے دیکھی چڑھائی رد ابھی اپنے ہاتھ سے بھونا موہن بھوگ تیار کیا  
 ایک ساری آب روان کی نصف باز دھنی نصف اوڑھی چو کے پرکھڑی ہو کے اس تکلف سے پوجا  
 کی حیات حیرت کی ان بان دیکھ کر تڑپ گیا دل میں کہتا ہے اب تو حیرت تنہائی میں آگئی کیا صورت  
 و نصیب ہو قلب ناشکیب ہے افسر سیاب کو حال بھی نہ دریافت ہو گا حیرت پوجا کر کے چو کے سے  
 آتری موہن بھوگ لیکر سامنے حیات کے آئی کماے مقبول بارگاہ سامری و جمشید ترک نوش زبائے  
 حیات نے جوش محبت میں ہاتھ بڑھا دیے موہن بھوگ کھا گیا اسکا انجام برا ہوا بہر جب منتر حلو  
 نمودن را روے بایر وہ قاتل بیوشی خواجہ نے ڈالی ہو جیسے ہی حیات نے کھایا موت کا مزہ حیات  
 کو ملا تخت پر بیٹھا تھا گھر کر اٹھ کھڑا ہوا ایک ایک لقمہ سکو پہنچا یا اس صفائی سے عمر و نے کام گب  
 صر صر و صبار فنا نے بھی کھایا یہ گوارے پر سر رکھ کر بیوش ہو میں حیات جو بدحواس ہو کر  
 اٹھنا اتنا تو منہ سے نکلا کہ اے حیرت اس میں کیا تھا کیجے میں آگ لگی ہوئی ہو عمر و نے کہا او بیجا سم  
 قاتل ہو یہ حلو تیرے ہی قابل ہو حیات اے کمر گراٹھو ظا خط ناظرین ہو کہ تمام جہم حیات کا تخت پر سرزمین  
 پر عمر و خنجر کھینچ کر دوڑا بارو باغبان نے آواز دی خواجہ کیا کرتے ہو یہ قتل نہو گا ایسی کوئی بلانا زل  
 ہو گی کہ ہمارے کھائے جائیں جائیگی افسر سیاب بھی نگاہ ہو گا عمر و نے اسکو جواب نہ دیا ایک خنجر مارا خنجر  
 مارنا قیامت تھی نشانے پر حیات کے خنجر پڑا اوچھا سا زخم آیا بجائے خون کو زخم سے دھوان نکلا اس  
 دھوئیں سے عمر و نابینا ہو گیا کل سردار اس دھوئیں کی تاثیر سے نابینا ہوے فریاد کرنے لگے خواجہ  
 تنے یہ کیا غضب کیا ہمارا کہنا تا ناب ہمارے جسموں سے چنگا ریان آگ کی نکل رہی میں ہڈیاں مثل  
 شمع و چراغ جل رہی ہیں عمر و کی بھی یہ نوبت ہوئی کہ لونے لگا سائے مکان میں دوڑا دوڑا پھرتا ہے  
 بسبب نابینا ہونے کے منہ کے بھل گزرتا ہے حیات نہیں معلوم ہوتا کہ کمان ہر شبہ سحر حیات عیان ہے  
 افسر سیاب و حیات سے یہ لازم قرار تھا کہ جب حیات پر کوئی وار کرے ایک موتی حیات نے بنا کر  
 افسر سیاب کو دیا تھا آبرو بڑھانے کو یہ ظاہر کر دیا کہ جب کوئی مجھ ضرب کرے گا یہ موتی ٹوٹ جائے گا وہی  
 ہوا یہاں تو عمر و نے خنجر مارا وہاں وہ موتی ٹوٹا افسر سیاب اے کمر اٹھا پر پردہ اڑا کر کے چلا سمجھ گیا  
 کہ حیات پر کسی نے حربہ کیا یہ چالیسوں سردار بارو باغبان وغیرہ نابینا ہوتے پھرتے ہیں عمر و



بدحواس زندگی سے یاس دیوار دور سے سر ٹکرا رہا ہے کہ افراسیاب اگر آسمان پر کڑکا دور سے دیکھا  
کہ چالیسوں سردار مضطرب و بیقرار پہنچ رہے ہیں عمر و دیوار سے سر ٹکراتا ہے کبھی غل چجاتا ہر افراسیابی  
وہن سے نزع کیا یہ بھی افراسیاب نے دیکھا کہ جو رو میری حیرت بصورت فقیر گوارے میں بیہوش  
پڑی ہے صرصر و صبار فتار گوارے پر سر رکھے ہوئے بیہوش افراسیابی آسمان سے آواز دے  
باغبان و بہار تنے بھی عمر کو نہ سمجھا یا حیات پر ضرب کرنے کا مزہ پایا بوٹیاں کھا جاؤں گے صرصر و  
صبار فتار لالائیوں نے عمر کو نہ پہچانا خواجہ بعدت تنے دھوکا کھلایا یہ کہتا ہوا کر ٹکتا ہوا آتا ہے  
اسوقت سرداروں اور عمر و کی بیقراری تڑپنا پھڑکنے پنا پھڑکنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہیں سب سردار  
عمر و کو کہتے ہیں کہ خواجہ تنے ہمارا کتنا ماننا خیر مار کے مڑا اٹھا یا خیر سکولام دم پر ہمارے تھکے بنی  
اب افراسیاب آج سکولام ڈالے گا حیات بھی جا کر شکر کو مٹائے گا عمر و جواب دیتا ہے یا رو میں یہ نہ سمجھتا  
پڑی محنت کر کے یہاں تک آیا حلو کھلا کے بیہوش کیا بیہوشی اسے کھلائی ہوش میرے اڑے یہ کہہ کر  
پنچا اٹھالے خالق کار سازے رب بے نیاز اس جلا کے ہاتھ سے بچالے تو نے کوہ سر اندیپ پر وعدہ  
کیا میں نے تو بڑی چیز کا نام بھی نہیں لیا تو صادق الودعہ ہی تیرا قول سچا ہے میری طاقت پر خیال نہ کر  
کل اہل اسلام قتل ہو جائیں گے تو رحم کر عمر و دعائیں مانگ رہا ہے لیکن مہتر قرآن صاحب لغدہ گران نے جب  
اسرار سے خیر یا یا اور تو کوئی تدبیر میں نہ پڑی قلمہ کوتاہ کر نقب کھودتے ہوئے چلے بہ قدرت پروردگار زیر  
تخت اگر دہنہ نقب کا توڑا دیکھا خواجہ نابینا بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں سب سردار سر بیٹ رہے ہیں  
پروردگار کو پکار رہے ہیں حیات اودھا تخت پر پڑا ہے پس مہتر قرآن نے نکلتے ہی گردن پکڑ کے حیات  
کو اندر نقب کے کھینچا چھاتی پر چڑھ کر قہر کیا نعرہ مہتر قرآن علیہ السلام باد باری + جان سر ہنگ درخبر  
گزارے + بمیدان اژدر آتش نشانی + منم قرآن من شیر ثیام + نعرہ مہتر قرآن کی صدا قصر میں گونجی  
افراسیاب سرحد میں آگیا ہے کہ مہتر قرآن نے خبر مارا حیات کا سر کٹا اسی خبر سے قضاقتی اودھر تو حیات مرا  
افراسیاب سرحد قلمہ میں آچکا تھا مکانات گرنے لگے بہار و باغبان وغیرہ بیٹا ہوئے عمر و کی  
آنکھیں کھلیں افراسیاب تو مکانات سے اپنے کو بچاتا ہوا غل چجاتا ہوا گولے پر حیرت کے گرا  
باغبان نے جھپٹ کر عمر و کی کمر میں پنخہ دیا چالیس سرداروں نے افراسیاب پر سحر کیے ایک تو  
جھگے قصر میں مبتلا تھا اگر دو غبار میں اٹھا ہوا لباس بھٹا ہوا تاج ٹکڑے ہو کر سر سے گرا



سیکڑوں انٹین لپٹ و پہلو پر پڑیں لیکن جو رو کی محبت میں گرا حیرت و صرصر و صبارفتار کو  
 پیچھے میں دیا یا نکلتے نکلتے افراسیاب کے قلمہ تو سب گر گیا سردار و درجا رکھ چکا افراسیاب نے  
 دیکھا انکا پیچھا نکر سکون کا عمر کو بیکر بھلے گئے ہیں حیرت کا بھی خون کاس نازک مزاج کا پھر ٹاک کے  
 و مرنہ نکل جانے کی دنگ بے آب و دانہ تیر غم کا نشاء باغ سیب کیجاں بھاگا بد جو اس عالم یا اس  
 انتان خیزان آکر باغ سیب میں پہونچا حیرت کو ہوشیار کیا حیرت سر پیٹنے لگی بال کھول دیے کینز  
 نے صرصر و صبارفتار کو ہوشیار کیا افراسیاب بہت خفا ہوا کہا اے خود عمر و کو تم قلمہ میں لے گئے تھین  
 ضرب کرتے ہی میں پہونچا قرآن نے نقب کھود کر حیات کی گردن اندر نقب کے لی اور باپ کا لاشہ  
 بھٹکے دیں پڑا ہوگا اسرار جادو نے بھی نک حرامی کی خبر قرآن کو دیا اور نہ حیات کو کوئی نہ مار سکنا  
 تھا کس ذلت سے موت آئی حیرت نے چند ساحرون کو حکم دیا اندر سے زمین کے لاشہ حیات کا  
 خاک میں اٹا ہوا اٹھا کر لائے حیرت نے جلویا افراسیاب نے کہا اب چل کر اسد کو مار تا ہوں حیرت  
 کو ساتھ لیکر بارگاہ سرا و ابریق میں آیا بیان یہ سب سردار مہ جبین و عمر و کو بیکر بارگاہ اسد میں  
 آئے نہایت خوشی حاصل ہوئی متہ قرآن کو بہت بھاری خلعت ملا قرآن نے دست بستر عرض کی پڑا  
 کام تو استاد نے کیا ماشاء اللہ کیا نے طور کی عیاری کی کہ حیرت خود آپ کو قلمہ حیات میں لگی اب اسد  
 کا قصد ہو کہ لاچین سے صلاح کروں کہ سرا و ابریق کو شکست دین اپنے کو تا بہ دریاے نیل پہونچا میں  
 کہ افراسیاب ہوئی بڑے زور و شور سے آتا ہوا سرا و غیرہ استقبال کو نکلے برق کو واسطے  
 خبر کے بھیجا برق بصورت مبدل بارگاہ افراسیاب میں آیا دیکھا افراسیاب بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے  
 سرا و ابریق مابدولت کے پاس نامہ آگیا اب سب مسلمان قتل ہو گئے جنگی طبل بجواؤں گا ادھر اسد  
 ادھر افراسیاب آمادہ ہیں کہ طبل جنگی بجوائیں ذکر افکار و وقت انشاء اللہ بوجہ حسن تحریر ہوگا  
 دو کلمہ داستان حیرت بیان ہفت کوہ زلازل جہان کا تر زلزل بن از لال حاکم  
 ہی لاچین وغیرہ کا مجبوری وہاں جانا عیار و ن کا بھی وہاں پہونچنا و  
 سامان میل ہفت کوہ زلازل پر و ذکر ان تصویروں کا کہ جو کرب و لاچین سے  
 متعلق ہیں لاچین وغیرہ کا مجبور ہونا و عیاری برق و خواجہ و قتل تر زلزل بن  
 از لال و دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب و داستان پر مضامین ہے خمسہ



|                                           |                                       |
|-------------------------------------------|---------------------------------------|
| جیکہ اللہ نے دی آپ کو بکتائی ہو           | وے ہر شخص نہ کس طور سے شیدائی ہو      |
| نکودیکھے جو لہجہ بھی تو سودائی ہو         | تم وہ یوسف ہو کہ اندھا بھی تاشائی ہو  |
| دیدہ حضرت یعقوب کی بیٹائی ہو              |                                       |
| تجھ کو ذرہ بھی اگر قصہ خود آئی ہو         | جلوہ طور ترے حسن کی زیبائی ہو         |
| خیرہ زرگس کی طرح آنکھ سے بیٹائی ہو        | بند جلوے سے ترے چشم تمنائی ہو         |
| غش کرے موسیٰ عمران جو تاشائی ہو           |                                       |
| مرگ کا خون نہیں عشق میں جب ہو کامل        | روزاک نازہ بلا ہوتی ہے سر پر نازل     |
| ہر بہت عاشق بنیاب کا جینا مشکل            | فترت کز لعل و رخ یار سے بچ جاوے دل    |
| قد بالائی بلا آفت بالائی ہو               |                                       |
| جب کو منظور ہو یہ قدرت باری دیکھے         | باتین اعجاز کی وہ آپ میں باری دیکھے   |
| آنکھ میں کھل جائیں جو ستے میں سوالی دیکھے | مردہ جی اٹھے اگر شکل تمھاری دیکھے     |
| کور کو گر دقدم سرمہ بیٹائی ہو             |                                       |
| میں نے جو وقت سے ہر آپ کو دیکھا صاحب      | دل کا آسوقت سے ہر اور ہی وقت صاحب     |
| ابکدم بھی نہیں اب ہنگو گوارا صاحب         | بے تمھارے کسے منظور ہے جینا صاحب      |
| جان دول تجھ کو اگر صد مہ تمنائی ہو        |                                       |
| حوصلہ باقی نہیں ہے مرا غم کھانے کا        | قصہ ہستی سے ہے اب ملک عدم جانیکا      |
| اسکے بے دیکھے یہ دل چین نہیں پانے کا      | وعدہ ہر میرے مسیحا سے بیان آنے کا     |
| ایکدم اور نہ آئے جو اہل آئی ہو            |                                       |
| ہم کہ دیتے ہیں تم کا لون سے اپنے سن لو    | اب نکل جائیں گے اس شہر سے ہونی ہو سکو |
| نگاہ طفل سے فرص نہیں دم بھر تجھ کو        | وحشت دل کے تقاضے ہیں کہ صحر دیکھو     |
| پائون کتنے ہیں کہ بان باد یہ بیٹائی ہو    |                                       |
| موج ہر شنگ سے ہر ماریہ پیش نظر            | زہر افنی نہیں ممکن کہ کرے مجھ پر اثر  |
| بحر شنگ سے رہتا ہے روان اٹھ پھر           | دم افنی نہیں زلفون کے تصور سے شہر     |



|                                                                                |                                         |
|--------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------|
| کچھ خطر اوس سے نہیں سانپ جو دریا کی ہو                                         |                                         |
| حشر کے دن جو ترے ظلم کے بارے میں تھیں                                          | شعلے آتش کے عروج غولسے پیارے تھیں       |
| مردے زندہ کی طرح قبروں سے سارے تھیں                                            | سارے نکلیں جو مرے دسے شرارے تھیں        |
| آہ کھینچوں تو دھوان گندہیں کی ہو                                               |                                         |
| اپنے بیمار کی آکر تو خبر لی ہوتی                                               | اپنے عاشق کی بھی خاطر تو کبھی کمی ہوتی  |
| اک گلوری تو بنا کر کبھی بھیجی ہوتی                                             | جھوٹے وعدوں سے نہیں دلو تسلی ہوتی       |
| صاف کمد کھینچے جو آپ نے ٹھہرائی ہو                                             |                                         |
| دوسرے بکویہ ٹیلی تری بھائیوں آنکھیں                                            | اوسکی نظر وہیں کیسی نہ سائیں آنکھیں     |
| دیکھ کر ساغر سے اشک بھائیوں آنکھیں                                             | ہجر ساقی پہ اگر رونے پہ آئیں آنکھیں     |
| بطرے اشکو سے مرغسائی دریا کی ہو                                                |                                         |
| گل خورشید بھی بہتر نہیں اون گالوں سے                                           | ہر سیاہی شب تاریکین کم نالوں سے         |
| مرگ آجے تو چھٹ جاؤ نہیں نیچا نالوں سے                                          | تو اگر یاس نہو حشر کروں نالوں سے        |
| شب بیدارے قیامت شب تنہائی ہو                                                   |                                         |
| حور و غلمان کو بھی نسبت نہ تری حسن دین                                         | دیکھنے آئیں جو بریاں تری شہرت سن لیں    |
| نور اسے غیرت خورشید کمان یہ مہین                                               | تو جو نکلے تو ملک جھکے ملک سے دیکھیں    |
| حورین غر فون سے گرین خلق تماشا کی ہو                                           |                                         |
| کس طرح جان بچے اسے بت کافر تجھ سے                                              | ایک سے ایک زیادہ ہیں لو کے پیاسے        |
| آکھ کنتی ہو کوئی سحر تو دیکھے ایسے                                             | ابرؤن کا یہ اٹھارہ ہے کہ تلوار چلے      |
| صف مرگان یہی کہتی ہے صف آرائی ہو                                               |                                         |
| فیس و فراہم بھی حق میں ہوں افزون                                               | ایک دن اوس سے جدا کی ہو تو حیدر میر جون |
| ہجر میں مقطع استاد پڑھا کرنا ہوں                                               | فرقت یار میں اسی برق اگر نالے کروں      |
| سبب صبح قیامت شب تنہائی ہو                                                     |                                         |
| چہرہ نقاشان نقوش سحر و ساحری و مصوران تصویر پذیر افونگری نقشہ داستان شوکت بیان |                                         |



|                                    |                           |                         |
|------------------------------------|---------------------------|-------------------------|
| صغیر قرطاس پر یون تحریر کر تو قطعہ | نغمہ سنجان گلشن حیرت      | گلخنداران باغ باشوکت    |
| زمزمہ جب قمر کا سنتے ہیں           | پھول باغِ سخن کے چنتے ہیں | شہنشاہ لاجپن وغیرہ صلاح |

کر کے چلے کہ جس طرح بنے افراسیاب سے زمین اپنے کوتاہ دریاے نیل پہونچائیں برق برائے  
 خبر دربار افراسیاب میں آیا ایک طاہر نے افراسیاب کی گود میں نامہ گرایا افراسیاب  
 نے نامہ پڑھ کر سرا داپریق سے کنا وہ مارا اب لاجپن و کوکب کیونکر جان بچائینگے میرے  
 دوست صادق محب وائق تزلزل بن ازل لال چادو مالک ہفت کوہ زلزل نے تاریخ  
 جشن میلہ قرار دی مابہ دولت جاتے ہیں تم بھی برائے تماشا اہما مصور سے کہا مرشد زادے تشریف  
 لایا گیا یہ کیفیت دیکھنے کی لاجپن و کوکب نے بران و بہار و باغبان وغیرہ مع جہاندار  
 سترہ سو تصویریں سب سرداروں کی اسکے پاس موجود ہیں جو بدعت تصویر و پیر کر گیا وہ صدمہ صاحب  
 تصویر کو پہونچ گیا سب سرکش قدم پوز گرینگے اسکو بھی اتنا کمال ہے سکو کچھ نہ لایا گیا کہ کمر اور سیوت  
 تخت پر سوار ہوا مع حیرت و مصور و بارہ ہزار نوج طن کوہ زلزل کے روانہ ہو گیا  
 برق نے یہ خبر کر لاجپن وغیرہ سے کہی سب سرداروں کے ٹھہر ہو ائیان اوڑنے لیکن ہر ایک کا یہی  
 قول تھا کہ وہاں کچھ زور نہ چلیگا سبکی تصویریں اسکے پاس ہیں یہ ذکر تھا کہ ایک شہر سوار نے آکر لاجپن  
 کو بھی نامہ دیا اوس میں مرقوم تھا سب صاحب میلے میں تشریف لائیں لاجپن و کوکب بران و  
 بہار صرح و مملکت جہاندار و معمار وغیرہ لرزان و ترسان چار سو سردار یا پچھتر اسحران نامدار سا  
 لیکر اوٹھے اسد سے کنا غلام رخصت ہوتے ہیں اب دیدار ہمارا آپکا قیامت پر گیا وہ بیجا برا سحر  
 پرستی کیگا ہم انکار کرینگے وہی باعث خرابی ہو خواجہ عمر و برق و قران کو لیکر اوٹھے کہا شہنشاہ  
 چلیے ہم بھی وقت پر آجائینگے سردار روانہ ہوئے لشکر اسد میں سناٹا ہو گیا بعد انکے خواجہ بھی مع  
 برق وغیرہ روانہ ہوئے یہاں تزلزل بن ازل لال نے گنبد سامری میں تصویریں سب سرداروں  
 کی لگائی ہیں سانسے وہ شجرے عین میدان میں کہ جیچون شجر پرست وزیر تزلزل اس شجر کی پرستش  
 کرتا ہے شاہان ہفت اقلیم جمع ہو رہے ہیں کہ تزلزل کو خبر پہونچی شہنشاہ طلمس ہو شہر با  
 آئے ہیں بڑے اعزاز و اکرام سے تزلزل نے لا کر اپنی بارگاہ میں پہونچایا افراسیاب  
 نے کیفیت بغاوت لاجپن و کوکب و بربادی طلمس ہو شہر با بیان کی تزلزل نے کہا میں سب



صاحبون سے بدلاؤنگا اس ذلت سے قتل کردن کہ تا قیامت یاد کریں یہ ذکر تھا کہ ہر کار و دن  
 نے خبر دی شہنشاہ لاجپین و کوکب وغیرہ بھی مع سرداروں کے آگے تتر لزل فی بارگاہ ہوش  
 دیکھا کہ لاجپین و کوکب و جہاندار تخت پر گرد چار سو سرداشت پر پانچ سو اسرار نامدار  
 بارگاہین اژدہوں پر لدی ہوئیں اس دھوم سے آکر پہنچے بکراہت تتر لزل نے استقبال کیا اس  
 وقت کچھ سوال و جواب نہیں ہوا تتر لزل نے اپنی بارگاہ میں دیکھا مشتاقان زیارت خدا و پنجر  
 لاکھوں آدمی چلے آتے ہیں جیون وزیر تتر لزل انتظام کرتا پھر تارو شام کو لاجپین وغیرہ دربارین  
 بیٹھے ہیں کہ سیرق وغیرہ آکر پہنچے لاجپین نے کہا اے عیاران نامی یہاں عیاری کر نیکانہ ادا وہ  
 کرنا غضب ہو جائیگا خواجہ نے سیرق سے کہا ابے سنتا ہی معاملہ خراب نہ کرنا جو عیاری خراب ہوئی  
 ماری کوڑوں کچھال گرا دونگا سیرق نے کہا استاد مجھے کیا مطلب ہے میں کیوں عیاری کروں لگا کیسے  
 یہاں چلا جاؤں عمر و نے کہا آپ براے حفاظت اسد جانیے سیلے کا حال سنا دوڑے آتے ہیں میں نے  
 دیکھا تو مڑھرا بنا ہوا ایسا مانگتا پھر تاقتا سیرق نے کھا استاد میں تو ابھی بارگاہ سے نہیں نکلا عمر و  
 نے کہا تو چوٹیا ہی سیلے میں جیب کتر لگا کھڑیاں چور لایکا پکڑا جائیگا تو میں دخل ندونگا سیرق منہ پھلکے  
 ہوئے باہر نکلا خیال میں گذرا ابھی چلکے تتر لزل کو مار ڈال یہ سوچ کر کنارے آیا رنگ روغن عیاری  
 کا لگا کر شہنشاہ لاجپین کی شکل نیکر تیار ہوا دربار گاہ تتر لزل پر آیا تتر لزل اپنی بارگاہ میں بیٹھا  
 چویدار نے خبر کی شہنشاہ لاجپین براے ملازمت حاضر ہیں تتر لزل پھول گیا کہا بلا لول لاجپین  
 فر اندر آکے تتر لزل کو سلام کیا باختر باندھ کر کہا ہماری خطامعات کیجیے تتر لزل نے کہا آپ  
 فی بڑا غضب کیا مذہب جدو آبا چھوڑا لاجپین نے کہا یہ سراسر خلاف ہوا فراسیاب نے ہکو قید  
 کیا اسد نے چھوڑا یا انکی خاطر سے حقیر نے نردان پرستی اختیار کی ایسے ہم کیا نادان ہیں پو نے  
 دو سے کو چھوڑے ایک کی پرستش کرتے تتر لزل نے خوش ہو کر اپنے پہلو میں بٹھالیا کہا میں  
 افراسیاب سے صفائی گرا دونگا لاجپین نے کہا ایک جام محبت میرے ہاتھ سے نوش فرمائے  
 کہ میرے دل کو یقین ہو تتر لزل نے جام پیا ہوش ہوا لغو ہوا انہم مہتر برق فرنگی تتر لزل  
 کو ایک صندوق میں بند کیا آپ اسکی صورت نیکر باہر نکلا منظور ہوا گنبد میں جا کر تصویرین نکال  
 لاؤں سکو جلاؤں خاتمہ ہو جائے قریب گنبد آیا دیکھ رات کو گنبد معلوم نہیں ہوتا وہ تاریکی میں



کہ نمونہ پردہ ظلمات سیاہی خال زندگی اویں اندھیر کے سلسلے بات بدحواس ہو کر پٹیا حیران ہی کہ اری  
 برق اب کیا کروں اتنی بڑی عیاری کی مگر کوئی مطلب نکلا بلکہ ہوا جاتا تھا راہ میں بارگاہ افراسیاب  
 ملی گھس پڑا افراسیاب نے تعظیم کی پہلو میں جگہ دی اب برق نے جام بھر کر ایک چیرت  
 کو دیا ایک افراسیاب کو پلایا یہ دونوں بھی گر کر ہوش ہو کر برق نے چاہا انکو قتل کروں جب  
 طرف افراسیاب کے چلا یہ بھی برق سوچا کہ افراسیاب بادشاہ ہوشربا سحر سحر ہی میں لیتا ہی  
 اسکا قتل ہونا دشوار ہی استاد سے بھی اکثر شک کہ جب افراسیاب ہوش رہتا ہی چونکہ طسم بند بادشاہ  
 خود پسند ہے نگہبان اسکے چہار جانب سے دوڑ پڑتے ہیں ہر طرح اپنے مالک کو بچاتے ہیں شعیبہ  
 سحر و سحر ہی دکھاتے ہیں مگر دلو مضبوط کر کے ان اعتراضات کو فراموش کیا جیسٹ کے بڑھا  
 جنم میں رعشہ کیا زمین کا پنی لڑکھڑا کے گرا وہاں جیون شجر پرست نے جا کر تر لزل کو ہوشیار کیا  
 وہ غصے میں وہاں سے چلا دربار افراسیاب میں آئے کہ نعرہ کیا برق نکلیا گا تر لزل نے  
 پیچھا کیا راہ میں ایک مقام پر برق زنا کا تر لزل نے سحر کیا برق کے پانوں زمین نے تمام یہ  
 تر لزل جھپٹا ہمارے پلائے پر تھی ہڑ سنکر اسوقت آئی کہ تر لزل برق کو قتل کیا جاتا ہی جیون  
 شجر پرست آگے بڑھا ہوا اٹھا تھا ہمارے گلستہ مارا جیون کا قلب اولٹ گیا ہمارے برق  
 کو تو بچا لیا جیون سے اشارہ کیا تر لزل کا سر کاٹ لے جیون جا پڑا تر لزل پر برس پڑا جیون  
 تر لزل سن کر تباہ ہے اور وزیر اعظم خیر تو ہے جیون جوش محبت بہا رہا میں اچھل پڑا یہی جستجو ہے کہ  
 تر لزل کا سر کاٹ لوں آبرو عشق کی رہے وہاں افراسیاب ہوشیار ہوا اسوقت پہونچا کہ  
 جیون جوش میں تر لزل سے لڑ رہا ہی تر لزل حربے روکتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا آتا ہی صرلے بڑھ کر  
 خبر دی اے شہنشاہ بڑا غضب ہو کہ جیون برسر چل گیا تر لزل سے لڑ رہا ہی افراسیاب  
 نے آگے جیون کا سحر دتا تر لزل کہتا ہوا پٹا اب ایک کو زندہ پھوڑ دگا صبح کو ہمارے  
 یہ خبریں شہنشاہ لاچین و کوکب سے کہیں لاچین نے مضمیٹ لیا کہا خواجہ کو بلاؤ بڑا غضب  
 ہوا شاید وہ کسی طرح عجز کو ہمارے ماتحت اب تو اسکو ذلت فاش ہوئی خواجہ کو ہر چند  
 ڈھونڈ مہانپایا ایک ساحر نے آکر نامہ دیا لاچین نے بڑھاپٹ سے خواجہ کے لکھے تھا میں  
 طرف خانہ کعبہ کے جاتا ہوں برق دہمارے مقدمہ بگاڑ دیا کوکب کا قلب تھرا گیا رنگ بہا رہا



وہ باغبان اڑا شیر بھدو برق ترپنے لگے کہ چونکہ اس نے آکر عرض کی شہنشاہ تزلزل گنبدین  
تشریف لے گئے ہیں آپ سب صاحبوں کو بلایا ہوا لاچین کو کب ہمارا باغبان و جہاندار و  
سماں لرزان و ترسان اوس دربار کفر و دین آئے دیکھا تزلزل غصے میں بیٹھا ہوا افراسیاب  
ایک جانب جیسے ہی لاچین وغیرہ آکر بیٹھے سترہ سو تصویریں گنبدین نصب ہیں کہ تزلزل نے  
کہا کیون اے لاچین کو کب میں سب صاحبوں کو بھٹا ہون کا آپ لوگوں نے مسلمانوں کا کیون ساتھ  
دیا دین قدیم کو مٹا یا خداوند کا خوف نہ آیا بس بہتر یہ ہے کہ آپ لوگ افراسیاب کے خطا معاف  
کرائیں ورنہ ابھی سیکو بھونک و دنگا بہت ذلیل کر دنگا کوئی اور جواب نہ دے سکا لاچین نے  
قبضے پر ہاتھ ڈالا جواب دیا ای تزلزل ہمارے ساتھ افراسیاب نے جو کچھ کیا تیر خوب ظاہر  
ہو لیکن افسوس ہے کہ تھے عدالت نہ کی ہماری سلطنت نہ دیواری تزلزل نے کہا آپ کی جانب  
سے کوئی مدد نہ تھا اس مقدمے میں افراسیاب و عویدار ہے سامری و جمشید کو قاضی حکم  
سامری لقب دیکھے ہیں جو خلاف شریعت کر گیا سزا سے معقول پانچا کو کب غیرہ کے رنگ  
اڑے ہوئے ہاتھ یا نونین ریشہ پڑا ہوا ملا زمان تزلزل ہر تصویر کے پاس کوٹے لے کر مرے  
ہیں ہر ایک کو یہ خیال ہو کہ اب یہ حکم دیکھا ہمیں کوڑے پڑینگے یا سرٹینگے مگر لاچین برابر جواب دے  
رہا ہے وقت امید و بیم ہے سب کو یہ یقین ہو کہ بذلت مارے جائینگے تحریر کر چکا ہوں گنبد سامری  
سے دو سو قدم آگے بڑھ کر ایک شجر واقع ہوا ہے کہ کل شجر پرست اس مقام پر جمع ہیں  
جیچون شجر پرست وزیر تزلزل وہاں کا منتظم ہے وقت پوچھا پاٹ کا وہی ہے نوبت  
نقارے بج رہے ہیں کل میلہ جمع ہے ہزار ہا زن و مرد سامنے دست بستہ شجر کے استاد  
ہیں زیر شجر گھٹٹ نواز بار پھول پھینک رہے ہیں یکایک ہاتھ ہوا لوگ دوڑے ہوئے سامنے  
تزلزل کے آئے خود جیچون کھیرایا ہوا حاضر ہوا کہا اے شہنشاہ دشمنوں کو بھیر سزا دیجیے گا  
ستور برس تک میں شجر کا پوچھا کیا آج پھل ملا شاخ شجر سے صورت سامری پیدا ہوئی ایسا  
ظہور کبھی نہ ہوا تھا صاف ظاہر ہے کہ خداوند شجر و سامری ایک ہیں ہمارے عقائد یک ہیں  
یہ سنتے ہی تزلزل و افراسیاب وغیرہ سب دوڑے جب سب باہر نکلے خاص وزیر و دشمن  
ہر تزلزل نے گنبدین قفل لگایا آئے تزلزل و افراسیاب نے دیکھا تمام عالم زیر شجر جمع شجر



نخل سے ایک چہرہ رشک آفتاب ظاہر ہوا آواز دے رہا ہے نعم خداوند ساہمی سب تو واسطہ  
 سجدے کے جھکے لیکن مصر نے کہا سب دیوانے ہوئے ہیں یہ ساربان زادے کا شعبہ ہے اس  
 تصویر سے نعرہ ہوا و بد اعتقاد میری شامت آئی ہر ہیکہ عمر و بتاتی ہر مصر تو چھٹی ہٹی سب سجدے  
 میں جھکے ہوئے خداوند خداوند کر رہے ہیں منہ طور تو یہی تھا کہ تھوڑی دیر کے لیے گنبد سے  
 سب کو نکالے کام کر نیوالا اپنا کام کر لے گا جب مصر مصر نے دور سے جا کر پھر بھی کہا ارے  
 یا ڈاس تصویر کو ہٹاؤ سحر کر دیکھی خداوند ساہمی کو آج تک نہ دیکھا سراسر عیاری  
 لگا رہی ہر چہ مصر نے کہا چند ساحرون نے سراوٹھایا یا تو صرف چہرہ نقاب جسم بھی ظاہر  
 ہوا شاخ نخل سے نعرہ کیا منم مہر پھر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار  
 خواجہ عمر و نامدار نعرہ کر کے جال مارا زہر شجر کا مال سجدہ کرنے والوں کے تاج لیکر گلیم اوڑھ کر  
 غائب ہوا اب جو سب اوٹھے سب نے اپنے سر پر پہنے پائے تزلزل نے کہا اب گنبد میں چل کر کے سر کا  
 ڈالونگا اسی جوش میں جا کر دروازہ کھولا دیکھا تصویر میں نثار و مہر نقب کا لگا ہوا ہر چیون  
 نے کہا ارے غضب ہوا کوئی تصویر میں نقب دیکر لگیگا اسکے پہلے چیون جوش میں نقب  
 میں پھاندا عقب میں تزلزل بن ازلزل افراسیاب وغیرہ سب آتے ہیں چیون  
 نے دیکھا مہتر قرآن صاحب بغدہ گران تصویر دکھا پتھارہ لیے ہوئے جاتے ہیں چیون  
 نے دریا وادی دکھائی سحر کیا مہتر قرآن کی پشت سے پتھارہ تصویر دکھا کر پڑا اور قرآن  
 کے پاؤں زمین نے تمام لیے چیون تیغہ کھینچ کر دوڑا کہ قرآن کو قتل کروں تصویر میں کو اوٹھا  
 کہ ایک ساحر دوڑا ہوا قریب چیون کے آیا کہا اے وزیر اعظم اپنے بڑا دھوکا کھایا خداوند شجر  
 کی خدائی میں شاخ پیدا ہوئی کیا پھل ملا غنیمت آرزو نہ کھلا صورت دیکھ کر پھول گئے عمر و نے سب  
 لوٹ لیا دیکھے وہ عمر و آتا ہے چیون پلٹا ساحر نے پست کر خنجر مارا نعرہ کیا منم عیار مہتر  
 برق فرنگی چیون کی آبرمٹی واصل جہنم ہوا قرآن خوف ساحران سے الگ ہوا پتھارہ تصویر دکھا  
 زمین پر پڑا ہوا سحر ہونے لگے لاچین و کوکب نے آکر زمین ہلا دی بہار گل عذار کا گلہ ستہ چلا برق  
 لامع تڑپی رہا عدل گر جائز میں تھقرا لی نعرہ مردان عالم کی صدا آئی مراد یہ ہو کہ وہ تصویر میں  
 ایک چادر میں بھڑھائی ہوئی وسط میدان میں پڑھی ہیں افراسیاب چاہتا ہے میں قبضے میں



کرون لاجپین و کوکب جان دینے پر آمادہ ہیں تتر لزل بن ازلال نے بڑے بڑے سحر کے  
 استادان سمجھنے کے تحریر فرمایا ہے کہ تین شبانہ روز سانسے گنبد کے تلوار چلی لڑائی سحر کی ہوئی  
 تصویروں کا گٹھا اسی طرح پڑا ہوا ہوا تیسرے دن تتر لزل نے پکار کر آواز دی اور ساحران  
 سامری پرست و اسے پہلوانان زبردست لاکھوں ساحر اس مقام پر جمع ہیں نصف سلطنت ہفت کوہ  
 ترلازل و دنگا جو کوئی پشترادان تصویر و نکا و ٹھایگا ایک ساحر پر سے نکلا کما حقہ ابھی لاماہوں  
 دور سے جا کر اس ساحر نے تصویروں پر جال مارا افراسیاب نے شاید صحر کے کہنے سے پہچانا سحر کیا  
 سحر و لڑکھڑکے گرا لاجپین نے جھپٹ کے سحر و تار سحر و نے حقہ آتش بازی کا تصویروں پر مار دیا  
 اور نعرہ کر کے بھاگا تتر لزل نے سر پیٹ لیا کہا اسے یار و میر اشرف شاطرت سحر کے دوڑا تیغہ  
 کھینچ کر کوکب سدرہ ہوا تصویریں جگر خاک ہوئیں کوکب تتر لزل سے تلوار چلی افراسیاب نے تتر لزل  
 کی شراکت کی لاجپین برائے مذکور کوکب پہنچا لٹکارا او نکھرام شرم نہیں آتی خدا کی قدرت کو دیکھ  
 جن تصویروں پر ناز تھا اون تصویروں کا کیا نقشہ ہوا افراسیاب نے شرم سے منہ پھیرا لاجپین نے بڑھکر  
 تتر لزل کو روکا لاجپین و تتر لزل سے گفتگو بھی ہوئی تھی تتر لزل نے غصے میں ہاتھ تلوار کا مارا  
 لاجپین نے نعرہ کوہ شکاف کیا زمین تھرائی ایک پری ناچتی ہوئی تتر لزل کے سامنے آئی خوشنوا  
 شیرین ادا تتر لزل ادا دھڑلٹا لاجپین نے پتیرہ بدل کے ہاتھ تلوار تتر لزل ایسا پر ناز کو دیکھ کر  
 مبہوت ہوا تھا سیر بھی نہ اٹھا لی بلکہ محبت میں اوس پر نرا دیکھی یہ اشعار پڑھے

|                                                |                                                        |
|------------------------------------------------|--------------------------------------------------------|
| نہ کیسی زلف سو کام تھا نہ کسی کا گیسو دوام تھا | مجھے تو فراغ دماں تھا مگر ابی بیچ میں آگئے             |
| کھڑے پوچھتے ہوئیں کہسے گھر ہی عاشق تو کہیں گھر | اوجھیں بستی والوں کے تھے جگر جو تھا ری داغ ادا تھا گئے |

پنک جھپٹے ہی تیغہ لاجپین پڑا تتر لزل کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا گنبد سامری گرا وہ  
 نخل جلا شجر پرستوں کو بھی پھل نہ ملا شاخ بدعت قلم نموی آواز میں مختلف آنے لگیں بعد عرصہ  
 دراز آواز آئی کشتی مرانام من تتر لزل بن ازلال بود حیرت نے افراسیاب کہا اب کہو گا  
 بیکار ہو نکل چلیے افراسیاب نے حیرت کو پنجے میں دبایا مع چند وزرا سحر کر کے بلند ہوا راہ میں جا کر  
 تخت تیار کیا اوسپر سوار ہو کے طرت باغ سیدی کے روانہ ہوا شہنشاہ لاجپین بفتح فیروزی آکر  
 داخل لشکر ظفر اثر ہو افراسیاب نے فوج گران مقابلہ اسدین بھیجی کہ یہ لوگ آگے بڑھنے نہ پائیں اسد



فراق میں اپنے مامون جان کے بیمار ہو گئے ہیں اس وجہ سے سفر معطل رہا ان سب کو  
اس حال میں چھوڑ دیے وقت پر انکا ذکر کرتے کیا جائیگا

دو کلاستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان گرو لشکر شکن کے کہ زخمی ہو کر بارگاہ  
خوشید سے نکل گئے ہیں ہوشیار اور نکادہ نہ طلسم خورشید ازید و اخلاص طلسم عجائب  
وغرائب میں دو دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجیب داستان پر مضامین کے ساتھ تصنیف

|                                                                                                                                                                                                                                          |                                                                                                                                                                                                                                                 |                                                                                                                                                                                                                                                  |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| ابر ہے آسمان پر چھایا<br>دل قمر کا بیان بہلتا ہے<br>رنگ فکر رسا بدلتی ہے<br>عندلیب چمن کو رشک آیا<br>کہہ رہے مرے ساتھی گلزار<br>کہ تحریر کرتا ہے حال بدیع<br>بدیع الزمان گرو لشکر شکن<br>مہ ہر ضیاء سیر کمال<br>قمر لوسن کلک کی باگ پھیر | ساتیا موسم بہار آیا<br>عندلیب قلم ہے نغمہ سرا<br>لوہو اسے بہار چلتی ہے<br>نہالان بگلزار میں سبز پوش<br>دکھا بھل کو باغ سخن کی بہار<br>قمر کو نہ بہلت ملی بات کی<br>گل گلشن حشرہ تیغ زن<br>وہ شیرازیان مائل نرم ہے<br>کہ سیر طلسمات میں ہونہ ویر | گلشن نظم و نثر کھلتا ہے<br>چیمہ زن ہے مرغ طبع رسا<br>باغ فکر قمر شگفتہ ہوا<br>ہر اک سحر کو بحر الفت کا جوش<br>ہر اتر تہ ہے نہایت رفیع<br>گردن سیر حلکے طلسمات کی<br>نہال گلستان جاہ و جلال<br>طلسمات کا غم بالجرم ہے<br>چہرہ رہروان منازل پر ہول |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

جادو کفر و قطع کنندگان مراحل سطر اشہب کلک جو اہر سلک کو ماہ عجائب و غرائب میں  
جولان کرتے ہیں شعر سخن سازیکہ معنی ساز کردہ سخن را انجمن آغاز کردہ و واضح رہے  
ناظرین والا مقام ہو کہ طلسم ہوش ربا مصنف صاحب اصلی نے بعد شد و مد تحریر فرمایا سقیر نے  
جو دیکھا بدیع الزمان گرو لشکر شکن ہوشربا میں قید ہو کر آئے اسد ہی کے ہمراہ رہے کوئی  
کار نمایان انکے ہاتھ سے سرزد نہ ہوا ملا فیضی صاحب وغیرہ نے جو ہفت دفاتر نوشیروان نامہ  
وغیرہ تحریر فرمائے بدیع الزمان گرو لشکر شکن کے بہت مرتبے بڑے کچک باختر بالا باختر  
میں بدیع الزمان وقاسم نے بڑی بڑی لڑائیاں فتح کیں سرفتنہ ملک سنجان لقب پایا حقیر کو  
حفظ مراتب کا خیال آیا کہ اسد بھلے میں بدیع الزمان فرزند صاحب قمر ان کے مامون  
اتنے بڑے طلسم ہوشربا میں کوئی لیاقت نہ پائیں پس حقیر نے داستانیں خورشید و شمسیر کی



تصنیف کین برائے بدیع طلسم خورشید نگار قرار دیا حال بغاوت بھی ناظرین پر کھل گیا کہ خورشید اہل اسلام کا دشمن ہے برے کو اکب رہن ہے اب اس طلسم کو ناظرین بانصاف ملاحظہ فرمائیں کہ حقیر نے کس شرح و بسط سے اس طلسم جادو و تقریر کو تحریر کیا بدیع الزمان گرد شکر شکن زخمی ہو کر بارگاہ خورشید سے نکلے شب تیرہ و تار میں کسینے تعاقب نہ کیا ایک اسرار گذارش کرنا پر ضرورت طلسم قاضی کی پیروی کرنا داستان سر کو واجب و لازم ہے ہمیشی بدیع وقاسم کی خوب خوب تحریر کی انشاء اللہ اس طلسم میں وجہ احسن داخلہ قاسم بھی ہو گا لطف پیمشی بیگنا ناظرین کا غنچہ آرزو کھلیگا بدیع نے اپنی زخم دوزی کی ایک جانب یکدہنا چلے روئی کی آواز کان میں آئی ظاہر ہوتا ہے کہ تمام مرد دروہ ہیں بدیع الزمان نے اگر دیکھا ایک چہار دیوار سی باغ کی ہر دروازہ باغ کا کسی جانب نہیں ہے صرف زیر دیوار سات سیڑھیاں ہیں چالیس لائے زیر دیوار پڑھیں ہر ایک کے سینہ پر زخم تیر کا معلوم ہوتا ہے ایک جوان تاجدار باشوکت مع بارہ ہزار جوانوں کے کھڑا ہوا ان لاشوں سے لیٹ لیٹ کر رہا ہے بدیع الزمان حیران قریب اس جوان باشوکت کے آئے محبت فرمایا اسے برادر کیا معرکہ سے ان شیر و نگو تھکے کسے قتل کیا تم بھی سپاہی وضع ہو سوجھ سے مجبور ہوئے وہ جوان نہایت متردد تھا مگر جمال باکمال بدیع الزمان دیکھ کر مثل آئینہ حیران ہو گیا حضور کا نام نامی کیا ہے بدیع نے اپنا نام مع حسب و نسب ظاہر کیا یہ سنتے ہی اس جوان خوشنوداد من دولت بدیع تمام لیا کہا حضور سے عرض کرنے میں لطف ملیکا آپ نے اور آپ کے بزرگوں نے ہندگان خدا کی تشکیل اکثر حل کیں اگر اس بارے کا حال مفصل بتلائے میں مع اپنی فوج دہلیاں شہر دائرہ اسلام میں آؤں اسے شہر یار نام اس حقیر کا مہران قومی بازو ہے یہاں سے باجے کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعہ خورشید یہ کہتے ہیں خورشید شاہ حیر کا باپ ہے میرا مزاج شکار دوست واقع ہوا اکثر جا بجا لڑے بڑے پہلوانوں سے معرکہ بڑا اکل اس صحرا میں شکار کو آیا لشکر میں پانی نہ ملے جستجو سے آب میں قریب اس باغ کے پہونچا پیاس کے ماتے میرا عجب حال تھا اس باغ میں خوش کاپتا پایا اس جانب اگر یہ سات سیڑھیاں دیکھیں رفیق میرے ایک ایک رستم خصال صاحب جلال مضمون نے کہا ہم جا کر اندر سے باغ کے پانی لائیں ایک جوان بیڑھو نکو طے کر کے سر دیوار پر پہونچا باغ سے کسی باغی نے تیر مارا سینے پر اس جوان کے پڑا سچان ہو کر زمین پر گرادوسرا جوان گیا اس پر بھی تیر پڑا اسی طرح چالیس



شیر دلہر جھپٹا تر سے مارے گئے اب کیسکا حوصلہ نہیں پڑنا کہ سردیوار پر جاے حضور بتلا لیکن کہ کون تیر  
 مارتا ہے بدیع الزمان نے کہا ہم ابھی جاتے ہیں تیر مار نیوالی کا سر لاتے ہیں یا پنی جائیگز مہران قوی بازو  
 نے کہا میں تو سیاہی دوست ہوں بے سبب اسکی جان لینا نہیں چاہتا جب کوئی مقدمہ عجائب و غرائب واقع  
 ہوتا ہے آپکے بزرگ کیا کرتے ہیں بے سمجھ آپ جائینگے اُس خطا کار کے ہاتھ سے سہلت نہ پائینگے سمجھا کر  
 بدیع الزمان کو اپنی بارگاہ میں لایا بدیع الزمان نے کہا میں صبح کو ضرور جاؤنگا مہران قوی بازو  
 جوش محبت میں کہتا ہے میں آپ کو سرگرنہ جانے دوں گا کوئی شرف حاصل کیجئے تو جائیے اس شب کو  
 مہران نے بڑے تکلف سے دعوت کی اس خیال میں بدیع الزمان سوئے کہ اس مقام پر اگر خواجہ عمر و  
 ہونے کوئی تدبیر ایسی بتاتے کہ میں زندہ داخل باغ ہو جا تا شرف اسلام میں فرق نہ آتا کیا ایک خواب  
 میں خواجہ کو دیکھا کہ سامنے کھڑے پوچھتے ہیں اے فرزند کیا تردد ہے بدیع نے تمام حال بیان کیا عمر و  
 نے کہا میرے خیال میں آتا ہے کہ بانی عجائب و غرائب کہنے ساتون سیرتھیان بطور ترتیب بنائی ہیں  
 ایک سیرتھی بر قدم رکھنا اور چھ کو بھاند کر سردیوار پر پہنچنا ترتیب ناممکن ہوگی خطا کا تر نثار سیکھا گوشت  
 سحر بدیع الزمان نامور خوشی خوشی اٹھے سلاخ ذات پر آراستہ کئے مہران سے کہا لو برادر خدا حافظ  
 اب ہم تمھاری شرط پر جاتے ہیں اگر حیات مستعار باقی ہے خبر لیکر آتے ہیں یا قضا دانگیر  
 ہوئی ہمارے قتل کی تدبیر ہوئی مہران بہت بقرار ہوا کہا حضور نے غلام کو تسکین ندی کہ آپ  
 تیر سے کیونکر بچینگے بدیع الزمان نے کہا خواجہ عمر و ہمارے عم نامور اسطوفت لقمان حکمت  
 تدبیر بتلا گئے انشاء اللہ بلغم میں زندہ پہنچ جائینگے مہران روتا رہ گیا دامن تحام کر کہا میں نہ  
 جائے دوں گا اپنے بزرگان دین سے طلب مدد کیجئے بدیع نے خیمے میں ایک سجادہ بچھایا رکھ رکھا  
 اسے بے نیاز مجھ کو معلوم ہو کہ باغ سے کون تیر مارتا ہے ایک بزرگ نے خواب میں اگر فرمایا پناہ و باغ میں  
 جو کہ ہے اسبر جا کر ٹھہرو دیوار میں باغ کی بلند ہو جائیگی یہ اسم ملکوتی بتلاتے ہیں اسل اسم کو پڑھنا  
 اسکی برکت سے دیوار میں پست ہوگی مہران ایک گنہگار کو بھیجے تم تیر مار نیوالے کو دیکھ لینا بدیع  
 نے چاہا کچھ اور پوچھے آکھ بدیع الزمان کی کھٹکنی بدیع نے تمام و کمال کیفیت خواب مہران  
 سے بیان کی کہا ہم اس پہاڑ پر جاتے ہیں تم ایک گنہگار کو بھیجنا ہم تیر کے مارنے والی کو دیکھ لینے  
 پھر جا کر علاج کریں گے بدیع برسر کوہ آئے اول دیوار میں بلند ہو گئیں کچھ ثابت نہوا جب اسم



طلسم ہوش را جلد بستم

۲۱۱

بڑا ہارکت سے اسم اعظم کے دیوارین باغ کی پست ہوئیں بدیع نے دیکھا ایک بلوغت پر ہوا ہے بچپن ایک  
چوڑے بلور کا اسپر ایک تصویر شکستہ بڑی ہے ایک کمان چند تیر ایک سمت پڑے ہیں بدیع الزمان نے  
اشارہ کیا گنہگار نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا بدیع الزمان نے دیکھا یا تو اعضا تصویر کے علی پڑے  
تھے یا پاؤں کھسک کر تصویر سے مل گئے دوسری سیڑھی پر سر لگیا تیسری سیڑھی پر ہاتھ مل گئے چوتھی سیڑھی  
پر وہ تصویر مجسم ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی پانچویں پر جب گنہگار نے قدم رکھا اس شخص  
نے تیر و کمان اٹھایا چھٹی پر جب گنہگار گیا اس شخص نے تیر بجر کمان میں بیست کیا سر  
دیوار پر آیا اس نے تیر مارا گنہگار کے سینے پر بڑا گنہگار زمین پر گر پڑا تمام ہوا تصویر بنی گری ہاتھ لگ پان  
الگ سر الگ تیر و کمان چھوٹ کر الگ گرا اب فرما ناخواجہ کا بدیع الزمان کے ذہن میں آیا کہ  
حقیقت میں اگر میں کل سیڑھیوں پر قدم نہ کھونگا یہ تصویر ساختہ حکما ہے مرتب نہوے بائیں زیکوہ  
آئے ہر چند مہران نے کہا نہ مانا مہران کلمہ بڑھ کر مسلمان ہوا بدیع الزمان نے بجز اُت پہلی سیڑھی پر  
قدم رکھا جست کر کے سر دیوار پر پہنچے دیکھا ایک تصویر کے پاؤں ملے ہیں سر اور ہاتھ الگ اب چھیل  
رہے ہیں جسم تصویر سے ملتی نہیں ہوتے بدیع الزمان بسم اللہ کہہ کر دوڑے تصویر میں آگ لگ گئی  
جل کر خاک ہوئی بدیع الزمان باغ میں آئے اب مہران توفیر ہو کر یاد بدیع الزمان میں مع  
ساتھ والوں کے بیٹھا ہے انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا بدیع الزمان کیفیت باغ دیکھتے ہوئے  
چند قدم بڑھے تھے ایک آہو جست کرتا ہوا سامنے آیا بدیع نے جا بکندار کر گرفتار کروں پلٹ کر  
مہران سے ملاقات ہوگی حال یہاں کا بیان کر دوں گا صرف ایک بلوغت ہے کسی مکار نے تصویر  
کاغذی بنادی تھی آہو سامنے بھاگا بدیع نے تیر مارا پیٹھے کوڑ کر بارگذا آہو بیچ کر بھاگا بدیع  
تعاقب میں دوڑے کہ گر کر کہیں مر جائیگا کیا ہاتھ آئیگا بکا یک رو نیکی کان میں آواز آئی گوشہ  
بلوغت میں جا کر دیکھا ایک زنگن سیادہ و ساموہ ایک لڑکے کو زانو پر لئے ہوئے رو رہی ہے پہلو پر  
اسکے زخم ہے روتے ہیں کہتی ہے کس ظالم نے بیخاٹھا تجھ کو تیر مارا اس ظالم کے مان باپ کے بھی سینے  
پر ایسا زخم ہے جیسے بدیع سامنے پہنچے اس طفل نے کہا اے ماہر اسی ظالم نے بیخاٹھا تیر مارا  
وہ زنگن چلا کر آؤ گی کیا کیوں ظالم میرے بچے نے کیا خطا کی تھی بدیع نے کہا خطا تماری ہے  
کہ انسان کو شکل حیوان بنایا اسکے ہاتھ میں ایک چوب تھی اس نے بدیع پر لگائی بدیع



نے خالی دیکر تلوار کھینچی زنگن نے ققمہ مارا دانہ ماش کا پھینکا تلوار ہاتھ سے بدیع کے گر پڑی پنجہ  
 کمر میں دیکر لے اوڑی بعد چند ساعت کے بدیع کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان میں ایک جوان  
 زنگی مع چند زنگیوں کے بعد وہ سالاری بیٹھا ہے وہ زنگن یہ کہہ فریاد کر رہی ہے کہ اے اظلم زنگی  
 اے کو تول حوالی طلسم اس جوان نے بیٹھا میرے بچے کو تیرا رہے تصویر بھی آج جلگئی یہ کوئی  
 بڑا مکار ہے یہ سکر اظلم اپنے مقام سے اٹھا بدیع الزمان کی کمر میں پنجہ دیکر لے اوڑا اتنا زبانی  
 کہا کہ اس ظالم کو زندہ خانہ میں لے جا کر حوالی طلسم میں قید کرونگا بدیع الزمان بیہوش ہو گئے بعد  
 چند ساعت آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان میں پایا کہ چار سمت دیواریں زیچ میں ایک قصر عالی  
 آسمین صحنیان بہت سی ہیں ایک ایک صحنی میں ایک ایک جوان ایک میں اپنے کو پایادہ سب  
 اٹھکر قریب بدیع کے آئے پوچھا آپ کو نوکر مقید ہوئے بدیع نے دیکھا کہ کسکے جسم میں ہتھکڑیاں  
 بڑیاں نہیں ہیں سب نے کہا یہاں کا قید خانہ قید حیات رہا ہی نہیں پاتا صرف شام کو دو نان خشک  
 ایک آنجورہ پانی کا ملتا ہے شام کو ایک زنگن آئی دو دو روٹیاں ایک ایک آنجورہ پانی کا  
 دیکھی سب نے خوشی کھا یا بدیع نے توجہ نہ کی تین دن غارتے سے گزرے تیسرے دن بروز پنجشنبہ  
 ایک کینز خوان شیرینی لیکر آئی سکو تسلیم کی بدیع الزمان کو یہ کہہ کر دی کہ اے قیدیو لو ملک  
 گلزار عسرن مو کو دعا دو ملک کے تصدق سے آٹھویں دن یہ شیرینی ملتی ہے سب نے خوشی خوشی  
 لی ملک کو دعائیں دین بدیع الزمان نے ہاتھ کھینچ لیا کہا ہم صدقہ نہیں لیتے جن ملک نے شیرینی  
 بھیجی ہے کیا اُنکے پاؤں میں مہندی لگی ہے کینز بڑراتی ہوئی پلٹ گئی ملک گلزار عسرن مو  
 نے یہ قاعدہ رکھا ہے کہ ان قیدیان زندان مصیبت کو شیرینی بھیجتی ہے جب کینز پلٹ کر آئیں ہر تب  
 ناصہ نوش کرتی ہے کینز بڑراتی ہوئی آئی کہا حضور ایک قیدی نہایت حسین و جمیل ہے وہ ہیں  
 اگر قید ہوا ہے کئی دن سے اُسے کھانا بھی نہیں کھایا تصدق کے نام سے اُسے شیرینی بھیجی  
 ملک نے جواب دیا ورنالاقی تصدق کے نام سے کوئی شریف کا ہو قبول کرے گا تیری ضد سے ہم آپ  
 قید خانے میں جائیں گے اپنے ہاتھ سے مٹھائی کھلائیں گے یہ کہہ کر ملک اٹھی چند کینز کو ہمراہ لے کر  
 طرہ قید خانے کے چلی یہاں بدیع کا بھوک سے عجب حال ہے وہ سب قیدی کہتے ہیں آئیے  
 شیرینی ناحق پھیری آٹھویں دن یہ شیرینی نصیب ہوتی ہے بدیع نے فرمایا ہمارا لڑاق ہکو رزق ہو چکا



کہ روشنی ظاہر ہوئی قیدی سب بھاگ کر اپنے مقام پر گئے کہتے ہیں لوگوں کی قتل کرنے آتا ہے  
 بدیع الزمان پنج قصر میں آپہونے دیکھا چند کینزین گرد پنج میں ایک ماہ تابان حسین مہ جبین  
 گلغذرا ہر خسار وہ کینز قریب ہے ملکہ سے عرض کی دیکھئے وہ قیدی سامنے بیٹھا ملکہ کی نگاہ جمال  
 جہان آرا بدیع پر پڑی دیکھا ایک جوان رشک یوسف مصری صاحب سطوت و شوکت جلال و  
 لیاقت چہرہ پر لوز سے ہویدا اتار سرداری ناصیہ سے آشکارا نگاہیں رشک دیدہ غزال عارض ماہ آسمان  
 کمال دیکھتے ہی مائل ہوئی بدیع الزمان بھی عاشق ہوئے وہ محبوب لغریب قریب بدیع الزمان  
 کے آئی کینزوں سے کھکرفرش بچوایا نسرتین وزیر زادی کی معرفت بدو چھا کیون صاحب اپنے  
 ہمارا تحفہ قبول کیوں کیا بدیع الزمان نے کہا فقیر کو ایسا تحفہ دیکھئے ہم اسکے لائق نہیں ہیں  
 ملکہ نے کھانا منگا کر دتر خوان جنوایا کہا کھانا نوش فرمائیے بدیع الزمان نے کمال شہنشاہ  
 خوبی یہ سب جوان صاحبان سلطنت و لیاقت یہاں قید ہیں انکو بھی کھانا پہونچے تو میں کھاؤں  
 ملکہ نے سبکو کھانا بچوایا کہا اب نوش فرمائیے بدیع الزمان نے کہا ہمارے تھا کہ مذہب کا فرق ہے  
 ملکہ نے کہا اس حوالی طلمس میں تصویر خداوند کی ہے سب اسکے معتقد ہیں بدیع الزمان نے  
 کہا کوئی ساحر یا شعبدہ باز ہو گا بلکہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئیں بدیع الزمان کے ساتھ خاصہ  
 نوش کیا ذرا عرصہ گذرا تھا کہ نسرتین وزیر زادی نے عرض کی بس حضور تشریف لے جائیے حضور  
 آگاہ ہیں اس حوالی میں جو سانحہ گذرتا ہے تصویر خداوند کو خبر ہو جاتی ہے ملکہ نے اٹھتی تھی دل  
 بیٹھا جاتا تھا نسرتین کے کہنے سے روتی ہوئی بدیع الزمان سے رخصت ہوئی باغین جا کر چھٹ  
 پر گری یہاں بدیع الزمان بقرار وہاں وہ نو گرفتار اشکبار حب شرب اسی بقراری میں گذری  
 امتحان جادو دایہ ملکہ کی جس پر درش کیا ہے اُسے اگر جو ملکہ کا یہ حال دیکھا کہ آنکھیں سوچ آئی  
 ہیں چہرہ اوداس عالم پاس امتحان نے حال بدو چھا نسرتین وزیر زادی نے سب کیفیت بیان کی  
 امتحان نے کہا بیٹا قید خانے سے اُس جوان کا لانا کچھ مشکل نہیں ہے لیکن اظلم زر قلی  
 کو تو ال جب تصویر سے کیگا وہ تبھر کی تصویر سب حال تبادلی غضب ہو جائیگا ہم کہاں جا کر  
 چھپیں گے بی بی میں یہاں کے حال سے بخوبی آگاہ ہوں ملکہ جان دینے پر آمادہ ہوئی امتحان  
 جوش محبت میں زندا سخا نے پہونچی دیکھا بدیع الزمان بھی یاد ملکہ میں رو رہے ہیں کہا اے



شہر بار چلے آپ کو ملکہ نے بلایا ہے بدیع الزمان نے کہا اے امتحان ان بندگان خدا کو بھی قید سے رہا کرو تو ہم چلیں یہ مروت دیکھ کر امتحان سمجھی کہ بیشک یہ ظلم کٹا ہے اسنے اسی وقت دروازہ کھول دیا قیدی نکل گئے بدیع الزمان کو امتحان جادو لیکر بلایا ملکہ میں آئی اور بدیع صحبت میں بیٹھے ہیں امتحان رازدار ظلم ہے اسکا حال تحریر کرونگا نسیرین وزیر زادی سے کہا اے نسیرین میں محبت میں ملکہ کی یہ حرکت کر گزری تو قریب کوہ تصویر جا کر ٹھہرا ظلم کو تو الگ حوالی حال زندان نجات تصویر سے کہیگا دکھ وہاں کیا غم ہوتا ہے اگر مجھے خبر کرنا نسیرین طرف کوہ تصویر کے چل جا کر ایک نخل پر بیٹھی کہ اظلم کو تو الگ رو تاپیتا آیا ہر سر کوہ ایک حجر ہے اُمین ایک تصویر بٹھ کر ہے اظلم نے آواز دی یا خداوند آج دروازہ قید خانیکا کھلا پڑا ہے قیدی سب نکل گئے تصویر سے آواز آئی اہووان جادو نظم باغ تصویر کو ساتھ لیکر باغ گلخوار پر جا امتحان فرزند حمزہ کو لیکلی پہلو سے گلخوار میں بیٹھا ہے جا کر بکے سر لاؤ سنتے ہی نسیرین بھاگی اظلم کو تو اہووان کے بلانے میں میر لگی نسیرین نے اگر امتحان سے کہا امتحان نے گلخوار کو بلایا کہا کو بی بی تصویر مصور نے سب حال بتا دیا اظلم و اہووان ہمارے قتل کو آتے ہیں اس بارہ کو س میں جس مقام پر جا بیٹھے تصویر مقام بتا دی اُمیر سے شوہر کا باغ یہاں سے میں کوس پر ہے وہاں کا حال اوسکو نہ معلوم ہوگا بدیع الزمان کو شراب پلا کر ہوش کر دیا ہی کو نکل چلیں بدیع کو شراب پلا کے ہوش کیا امتحان نسیرین نے باغ چار سو کینرو نکر بدیع کو ہوشی میں تخت پر ڈال لیا سحر کر کے روانہ ہوئیں یہاں اظلم نے اہووان کو بلایا باغ میں آ کے کھینچو نہ پایا اگر تصویر سے کہا تصویر سے آواز آئی ہم جانتے ہیں وہ لوگ جہان میں مگر نہ بتا بیٹھے جا کر تلاش کرو اہووان و اظلم قریہ قریہ تلاش کرنے لگے بتہ نہیں ملتا وہاں امتحان نے بدیع کو لا کر اپنے باغ میں پہنچایا وہ باغ مدت سے خالی تھا عمارتیں ویران درخت خشک ہو گئے ہیں صبح کو بدیع الزمان ہوشیار ہوئے دیکھا وہ باغ نہیں ہے ملکہ بھی حیران امتحان بھی پریشان کینزین جایا فروکش ہیں بدیع الزمان نے پوچھا یہ کیا مقام ہے امتحان نے کہا اے شیریشہ جرات بارہ کو کا حال اس تصویر کو معلوم ہو جاتا ہے یہ باغ غیر سے شوہر کا ہے خوف اُسکے لگو لیکر یہاں چلی آئی یہ سکر بدیع بے قرار ہوئے فرمایا اے امتحان تم نے مجھ کو بدنام کیا اگر یہ غیر لشکر صا حبقران میں ہو چکی میرا ہم چشم قاسم مجھ پر طعن کریگا کہ ایک کو تو الگ کے خون سے میں کوس پر جا کر چھپے میں ضرور جاؤنگا امتحان



منعین کرنے لگی جب بدیع نے نما تائب امتحان نے کہا اسے شہر یار میزا حال سماعت فرمائیے میرا  
شوہر کہ موسوم بہ حداد رازدار اس طلسم کا تھا مقدمہ مذہب میں اسکو ہمیشہ تردد رہا بادشاہ  
طلسم نے یہ سب تعبیر سے اُسی کے سامنے بنائے بروقت انتقال شوہر نے مجھے وصیت کی کہ صاحب کجگوئی  
بادی نہ ملاحتی و ناحق مذہب نہ کھلا لیکن یہ طلسم ہاتھ سے فرزند صاحبقران کے فتح ہو گا وہ نشانیاں  
آپ میں باقی جاتی ہیں اُسے مجھ کو ایک کاغذ دیا تھا اور کہا تھا کہ اُس شیر کا میرے اُس بلغم میں بھی  
گدڑ ہو گا میرا سلام کہنا اور عرض کرنا بڑے مغفرت حقیر کا کیجئے اس کاغذ سے نشان طلسم کشائی  
لیگا پس کوہ تصویر پر جانا یکا بہت تلاش میں لوح کی جائیے طلسم بہت وسیع ہے اگر کل حال  
عرض کروں دفتر تمام ہودہ پرچہ امتحان نے نکالا ہاتھ میں بدیع کے دیا بدیع نے پڑھ لیا  
سے حداد رازدار کے مرقوم تھا کہ اسے فرزند صاحبقران اجل نے مجھ کو مصلحت ندی دیرہ حضور کا  
ساتھ دینا مذہب حق سے نا بلند رہا اگر قصد ہو کہ طلسم خورشید نگار فتح کریں تو کوہ مراد کی سیر کیجئے کہ مراد  
دلی حاصل ہو بدیع نے کہا امتحان جاو و صوفیہ میں یہ لکھا ہے کہ مراد کہاں ہے امتحان جاو  
نے عرض کی میں نے بھی کوہ مراد کا نام بھی نہیں سنا بدیع الزمان نے کہا کہ سب کمال ہو مشرل مقصود  
پر ہو چنانچہ ایک عرضی جملہ حالات کی لکھی طلسم پوش رہا سے اپنا نکلتا جنگ باخو رشید سے زخمی ہو کر  
اس حوالی میں پہونچا روانہ ہونا بہ تلاش کوہ مراد تحریر کر کے نسیرین وزیر زادی کو وہ عرضی دی  
اور کہا اسے نسیرین جاو و وزیر تصویر بلغم ہمارا سردار مہران قوی باز و فردکش ہے بہ  
عرضی اُسکو دے کر ہدایت کرنا کہ یہ کاغذ ہمارے والد کی خدمت میں روانہ کر دے یہ فرما کر ملکہ سے  
رضعت ہوئے ملکہ کی بقیاری کینزوں کی آہ و زاری سبکو رو تا پیتا چھوڑ کر نیت مرکب پر سوار ہوئے  
بتلاش کوہ مراد روانہ ہوئے جس بارغ میں ملکہ ہیں اُس بارغ کا نام بارغ سروستان ہے  
بدیع الزمان صحرا دیا بان کو طے کرتے ہوئے اٹھویں دن جگہ منزل اٹھا کر ایک صحرا  
سبزہ زار میں پہونچے یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ امیہ عیار بدیع الزمان کا کوہ عقیق سے  
اپنے آقا کی تلاش میں نکلا ہے بدیع الزمان صحرا سے سبزہ زار میں بیٹھ کر اپنے حال پر ردے کے صدر انوہ  
نقاری کی کان میں آئی دیکھا تخت پر ایک یاد شاہ پیر پر تخت کے محافظ زمین گرد سوار چوہدار مع جلوس  
نشاہی سمت صحرا جاتے ہیں سامنے سے گدڑ گئے بعد دو گھڑی کے دیکھا وہی بادشاہ مع اپنے ملازمان



روتا بیٹا بیٹا محافے سے صدا تھی ہاے فرزند نوجوان بادشاہ بھی کہتا ہے ہاے نور نظر و ہاے  
 اے پارہ جگر بدیع الزمان حیران و پریشان دلے کہتا ہے اے بارالہایہ کیا معرکہ گٹا دو چار سے  
 پوچھتا ہے گرفت گریہ و بقراری سے کسی میں طاقت جواب دینے کی نہ تھی بدیع الزمان انگے  
 پیچھے چلے بعد پانچ کوس کے ایک شہر آباد دیکھا بادشاہ اپنے دارالامارت میں آیا بدیع الزمان  
 نے بادشاہ کو سلام کیا حال شادی و غم پوچھا شاہ نے پہلے نام و نسب بدیع الزمان کا پوچھا ایک  
 آہ سرد دل پروردے کہنچی کہا اے شہر یار اس شہر کا نام شہر لالانیہ نام میرا ملک لالان شاہ ہے  
 یہاں سے تیس کوس پر شہر جبار یہ ہے کہ وہ در بند اول طلسم ہے بھائی صاحب میرے بڑے جبار شاہ  
 وہاں کے حاکم میرا ایک بیٹا سیلان سرخ پوش نہایت زبردست ہے میں نے شادی اسکی اپنے وزیر  
 کی دختر سے قرار دی اور جس بلغم میں ہم گئے تھے اس باغ کا ہمیشہ جہار نام ہے اس میں محفل برات  
 قرار پائی جبار شاہ تو بسبب نخوت کے نہ آیا اسکی دختر ملکہ نو بہار سمبھرتیک محفل غنیمت ہوئی  
 بیٹا میرا اسپر دہ اسپر باہم مائل ہوئے سیلان نے سہرا وغیرہ نوچ ڈالا کہ میں شادی نہ کروں گا  
 محفل عیش بر ہم ہوئی نو بہار بھی شرم کر چلی گئی یہ خبر جبار کو ہوئی جستجو میں رہا آخر کار ایک دن  
 جوش محبت میں نو بہار اسی باغ میں پاس سیلان لائی یہ خبر جبار کو ملگئی اُسے شرارہ جلو  
 کو بھیج کر اپنی دختر کو الگ قید کیا اور سیلان کو سپرد شرارہ کر دیا اُسے اسے باغ میں قید کیا ہوا  
 خود شرارہ سیلان پر عاشق طالب وصل ہے وہ انکار کرتا ہے میں نے بہت عرضیاں جبار کو لکھیں  
 کہ میرے فرزند کو چھوڑ دے میں سلطنت سے باز آیا اس ظالم نے نہ مانا اب اتنا حکم دیا ہے بعد  
 ایک مہینے کے اسکو دیکھنے جاتے ہیں غم تازہ لیکر آتے ہیں بدیع الزمان نے کہا ہم اُسے جا کر  
 رہا کرینگے لالان نے کہا آپ میں نشانیاں طلسم کشائی کی ہیں میں تین نجومیوں سے پوچھ چکا ہوں  
 کہ وہ شخص سیلان کو رہا کرے گا کہ جو پہلے کوہ مراد تک جائے اور حکیم خدا پرست اس کے معین  
 ہوں تب صورت رہائی سیلان بخٹے بدیع الزمان نے کہا کوہ مراد کہاں ہے لالان نے کہا یہاں سے  
 پانچ کوس پر ہے بدیع الزمان نے کہا میں بتا دو لالان نے بہت منع کیا کہ بیٹا تو میرا ہاتھ سے  
 گیا تجھ ایسے شیر کو میں ضائع کروں جو کوہ مراد میں جاتا ہے پلٹ کے نہیں آتا بدیع الزمان نے  
 نہ مانا لالان کو ہمراہ لیکر سمت کوہ مراد روانہ ہوا دوسرے دن سامنے سے ایک کوہ فلک شہ کوہ دکھائی



دیا بدیع لالان سے رخصت ہو کر اندرون کوہ مروارہ ہوا و دکنستان نسرین جادو کہ بدیع  
 نے بروقت روانگی سمت مہران قوی بازو کے روانہ کیا تھا بیان ہوتے ہیں ضررین عرضی یہ جاتی ہے  
 اظلم و آہوان تلاش بدیع الزمان کی کرتے کرتے ایک صحرائین اسے اپنے عیار مساسان کو  
 روانہ کیا کہ جب پتہ ملے ہو خبر کرنا مساسان چلا آتا ہے کہ نسرین کو دور سے دیکھا کند خن پوش  
 کر کے نسرین کو گرفتار کیا سامنے اظلم کے لایا اسنے حال ملکہ مفصل نہ بتایا تلاش لی نامہ بہر بدیع لالان  
 نکلا نسرین جادو کو توقید کیا خود بھگت ایکزار سمت باغ تصویر بہ ارادہ قتل مہران قوی بازو  
 روانہ ہوا کہ پہلے چکر او کو قتل کرین تصویر باغ درست ہو بدیع الزمان کمان جا لگا بیان مہران  
 قوی بازو بیچارہ مصیبت کا مارا فلک کاستا یا فقیر بنا ہو پٹھا ہے کہ اسکا باپ خورشید شاہ بھی آیا  
 مہران قوی بازو نے صفت بیان کی خورشید بھی نادیدہ مطیع ہوا کہ لشکر اظلم اگر پہنچا بعد رسم  
 نامہ و پیام بطل جی بجا آہوان جادو میدان میں نکلا چند رفیقان مہران قوی بازو  
 نکلے گرفتار سحر ہوے دوسرے دن مہران قوی بھی گرفتار ہوا آہوان نے سن سحر میں بند  
 لیا سامنے اظلم کے لایا اظلم نے علم دیا آج کی شب یہاں خن کر و کل تصویر باغ تیار کر کے گزراہ  
 مسدود ہو جائے سمت باغ سروستان چلنے لگے اظلم و آہوان تخت پر بیٹھے کہ چوہ دار نے خبر دی  
 حال جشن سکر ایک گویا ایسے اظلم و آہوان نے بلوایا گویا خوب گایا شراب پلا کے سکو بہوش  
 کیا اور آہوان اظلم کو قتل کیا خورشید و مہران و نسرین نے ربائی پائی امیہ بن عمرو نے  
 صلاح کی کہ عرضی مندرجہ حوالہ محکو دو اور خود سمت باغ سروستان تلاش بدیع الزمان  
 چلو نسرین نے خورشید کو تخت پر بٹھا مہران قوی بازو کو ہرا دل کیا خود منتظم ہو کر سمت باغ  
 سروستان کے روانہ ہوئی امیہ سمت امیر چلا وہی عرضی جو بدیع الزمان نے سمت نسرین  
 روانہ کی تھی جو حال اب گزرے وہ بھی درج کرا لیے جو آنکھوں سے دیکھا وہ بھی عرض کر لگا اس  
 فکر میں جاتا ہے اسکا ذکر وقت پر تحریر ہو گا اور بدیع الزمان گرد لشکر شکن لالان شاہ سے  
 رخصت ہو کر درو کوہ میں داخل ہوے درہ نہایت تنگ تاریک تھا بڑی تکلیف اٹھائی بمشکل تمام  
 باہر نکلے دیکھا صحراے سبزه زار نورج دکنشا طائران زمزمہ سراجان ہوے کہ بیان تو کئی بلانین ہو  
 سواے راحت کے خرابان خرابان چلے تھوڑی دور چلے تھے ایک قلعہ دکھائی دیا زیر قلعہ دریا ہوا اندر سے



قلعہ کے صدر ہایار ڈولین میں سوار ہو کر کنارے دریا کے ٹھہر جاتے ہیں وہ بہارن دلفکار بنگاہیاس دریا کو  
 دیکھ رہے ہیں ایک طرف آکر بدیع الزمان بیٹھے مگر حیران کہ کنارے دریا کے ہمارے کسی فلک میں ہیں مقور طاعصر  
 نہ گذر تھا کہ ایک کشتی پر ایک حکیم وضع بہت معقول آکر پہونچا جسکی نہیں دیکھی جب سے نکلا کہ پڑیا دی اوستے  
 فوراً صحت پانی ڈولی میں چڑھ کر آیا تھا اپنے پاؤں سے حکیم کو دو عاکین دیتا ہوا چلا گیا اسی طرح  
 وہ حکیم سبکا علاج کرتا ہوا تا بہ بدیع الزمان آیا بدیع الزمان فوجان نے براہ غرافت ہاتھ اٹھا دیا  
 اوس طبیب نے نہیں دیکھی عرصہ دراز تک ہاتھ رکھے رہا ہاتھ چھوڑ کر کہا ایچان تو میری تو ضرور ہو رہی امی  
 پنجشنبہ کو آکر تشخیص کر دنگاہی شہر مراد یہ ہوا سین جا کر ہوا سچ ہی کے دن آنا ہم ضرور تمھارا علاج  
 کینگے بدیع الزمان کو حیرت کہ دیکھے یہ حکیم ہمارا کیا علاج کرے یہ سوچ کر شہر میں آئے سر این  
 فروکش ہوئے کہ یا قوت احمر کا بیج کر ایک مرکب خریدادو دن گذرے تھے کہ سر این بلرط ہوا سب مسافر  
 وغیرہ مسافر لباس بدل بدلکہ جاتے ہیں مترا نی بھی پٹاری کھوئے بیٹھی ہے آئینہ دیکھ کر اپنے  
 کاجل نگاہی ہے بدیع الزمان نے قویا کر بوجھانی مترا نی آج شہر میں کیا ہے یہ سب لوگ کہاں  
 جاتے ہیں اسنے کہا اب شہر یار ملک مراد شاہ کی ایک ختر بلند اختر ہے ملک حسن آراے شیرین کلام  
 بعد ہر مینے کے اپنے قصر پر جلوہ فرما ہوتی ہے عاشقان جال برات نظارہ گل خسار اوس ماہ مثال  
 کے آتے ہیں جو کوئی عاشق ہوتا ہے ایک نقارہ شرطی بادشاہ نے رکھوا دیا ہو خوشگوار عاشق زار  
 اسپر جو بنگا ہے کل خلقت جمع ہوتی ہے ایک نقادار سیاہ پوش حرم میں بادشاہ کے رہتا ہوا اس سے  
 مقابلہ کرنا پڑتا ہے حکم ہے جو اسکو زیر کرے ہمراہ ملکہ کے شادی ہو ورنہ نقادار زیر کر کے اس عاشق زار  
 کو قتل کر ڈالتا ہے حضور ہمارے سننے کسی کو وصل نہیں نصیب ہوا صد ہا شاہان ذی وقار  
 پہلوئان رستم خصال تاجران باکمال عاشق ہو کر آئے نقادار کے ہاتھ سے قتل ہوئے ایک مراد عاشقان  
 تیار ہو گیا ہے قبر میں کشنگان حسرت دیاس کی بنی ہوئی ہیں انکو دیکھ کر کلیم پھٹتا ہے یہ حال سنکر  
 بدیع الزمان گرد لشکر شکن پشت مرکب مبارق نقار پر سوار ہوئے شہر میں کھوڑا اوڑھتے  
 ہوئے داخل ہوئے دیکھا کہ شاتان جال باکمال سمت قصر ملکہ جاتے ہیں یہ بھی آکر زیر قصر  
 محقق نگار سپو بچے ہزار ہا طالبان دیدار کھڑے ہیں ناگاہ درجہ کھلا کر سی پر ایک آفتاب  
 شہر جلوہ گر ہوا بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی نگاہ پڑی دیکھا ایک قتالہ عالم چہرہ گل باغ



بارغ حسن و صفائی رخ ماہ پر ضیا جہین انور ستارہ درخشان آنکھیں زر گس شہلا زلفین غبرین  
 کو پیر و تاب نغیر ابر و برائے قتل عاشقان تیز سہی قد خورشید خد بلال ابر و غبرین مو چشم جادو  
 کس زبان سے صفت اسکے جال با کمال کی طرز بیان میں آئے یہ کیفیت تھی موافق ان شعار کے

|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                               |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                     |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                             |
|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر<br/>         سائب جطر سغیرے میں ہوئے<br/>         قاتل خلق کا نسر پر فن<br/>         جنکی مشتاق ہوئے خلق خدا<br/>         یہ بھی کہتے ہیں بعض نکتہ بین<br/>         یا خط کمکشان یہ ابر و بین<br/>         مہ کامل جو انے لڑ جائے<br/>         بے یقین وہ بھی اپنی منہ کی کھائے<br/>         دہن تنگ حق گھر<br/>         نیلی نیلی رگون کا جس سے اُجھار<br/>         ادبھری ادبھری چھاتیان اوپر<br/>         تو لگاے وہ اپنے سینے سے<br/>         وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا<br/>         آئینہ میں شکم کے بال آیا<br/>         پانچامہ میں یور میں جلوہ فکن<br/>         ہاتھ لٹا تھا اپنے وز و حنا<br/>         سر پہ آنجل پڑا دودھ ٹپے کا</p> | <p>ابر ہو جطر سے گرد و قمر<br/>         چشم ستارہ دار حد سے سوا<br/>         تھایہ ظاہر کہیں یہ دور ہزن<br/>         ایسے نغیر تھے ابروے کا فر<br/>         ہیں یہ دونوں ہلال چرخ برین<br/>         گوے گوے وہ عارض پر نور<br/>         صاف منہ پر طمانچہ پڑ جائے<br/>         پتیلے تلوے وہ ہونٹھ بان سے نل<br/>         یا او سے کیے غنچہ گل تر<br/>         لوح سپین وہ سینہ پر نور<br/>         قبہ نور جنکو سمجھے بشر<br/>         وصف ہو کر ہر حد سے فزون<br/>         تار خط شعاع مہر کما<br/>         ساق پامین تو نور کا ہے نلمور<br/>         شمع فالوس جیسے ہو روشن<br/>         قد کی تعریف میں ہر حیرانی<br/>         پیاری پیاری وہ باکی باکی آوا</p> | <p>موی خوش رنگ سج کھانے کو<br/>         لال ڈورے کھینچا کھینچا نقشا<br/>         طاق ابر و کا مرتبہ ہے سوا<br/>         زخم جنکے کبھی نہوں خطا ہر<br/>         کعبہ عاشقان یہ ابر و بین<br/>         رنگ گل جنکے آگے ہو کا فور<br/>         رنگ گل گر مقابلے کو آئے<br/>         زر دہو جائے جب کو دیکھے لعل<br/>         وہ گلا یار کا صراحی دار<br/>         صاف و شفاف مثل سینہ حور<br/>         ہاتھ آئین کہیں جو عاشق کے<br/>         در دسر ہو جو مو شگافی کروں<br/>         طبع نازک نے بھید یہ پایا<br/>         یا تراشی ہوئی ہے شاخ بلور<br/>         لال مندی سے دونوں چھو کف پا<br/>         کلک قدرت کہوں کہ ہر دوسری<br/>         بدیع الزمان گر دھڑک سکے</p> |
|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

کی نگاہ جو جال جہان آرا پر اس پر ہی پیکر کے بڑی سنان مرگان سینہ بے کینہ بین گری آہ  
 کر کے گریے بیہوش ہوئے وہ مغرور تو ادھڑک گئی ایک جلوہ حسن میں صد ہا کو دیوانہ کیا آہ واہ کرتے  
 ہوئے مشتاق پلے طبع عرصہ دراز بدیع الزمان کی آنکھ کھلی مست نے محبت لڑکھڑاتے ہوئے طرے ہر نقارے



چلے وہاں جو سپاہی گنبدان میں انھوں نے جال بالمال بدیع الزمان دیکھ کر آواز دی ایچو ان  
 خبردار اس کے قریب نہ جانا دیکھ صد ہا قبرین بنی ہیں بدیع الزمان نے جواب بھی ندیا چوب اٹھا کر نقاب پر  
 لگا کر نقاب کے دو ٹکڑے ہوئے تمام خلقت پلٹ پڑی جال بدیع الزمان دیکھ کر بازار یوسفی ہو گیا ہر  
 نعتین کرتا ہے کہ اسے شخص جھاگ جاہم سپاہیوں کو سمجھالینگے بدیع الزمان نے کیو جواب ندیا مرکب پر  
 سوار ہو کے پلٹا حسن آراے شیرین کلام قصر سے اتر کر محل میں آئی ہیں کہ نقارہ کی آواز کان  
 میں آئی کینزوں سے کہا دیکھو تو آج کوئی اجل گرفتہ اور آیا نقارہ بجایا کینز نے آکر جال بالمال بدیع الزمان  
 کو دیکھا حیران حال ہوا کہ ملکہ سے تعریفیں کیں ملکہ بیقرار ہو کر کوٹھے پر آئی جال بدیع الزمان  
 کو دیکھ کر خود بھی عاشق ہوئی کینزوں سے کہا میں اپنی جان دوں گی انھیں بچا رہ مسافر مفت  
 میں آ جا بیگا یہ ذکر تھا کہ نقارہ پر چوب پڑی ملک مرادشاہ اس شہر کا حاکم تخت پر سوار ہو کر  
 آیا جال بدیع الزمان دیکھ کر اسے بھی بہت سمجھا بالمال نقابدار اسلحہ آراستہ کر رہا ہوا چاہتا ہے  
 تم نکل جاؤ ہم سمجھالینگے بدیع الزمان نے کچھ جواب ندیا یہ ذکر تھا کہ نقابدار سیاہ پوش بعد جوش  
 و خروش میدان میں آکر لکارا کون ہے جو میری معشوقہ سے دھوکے عشق کرتا ہے بس بدیع الزمان  
 سامنے آئے قصر پر ملکہ روئے لگی بدیع الزمان گرد و شکر ٹٹن نقابدار سیاہ پوش سے نیزہ چلنے لگا  
 جب نیزہ نقابدار قریب سینہ بدیع الزمان آتا ہے ملکہ بیقرار ہو کر چاہتی ہے اپنے کو کوٹھے سے  
 گرا دوں خواصین روک لیتی ہیں جب بدیع الزمان بندھو لئے ہیں ملکہ سب رہ کر تی ہے یہاں تک  
 کہ بدیع الزمان نے نیزہ اسکا نکالا اسنے تھوڑا سا بدیع الزمان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اسنے  
 گریبان پر ہاتھ ڈالا کشتی ہوئے لگی بدیع الزمان کو یہ معلوم ہوا کہ جسم سے اس نقابدار کے شعلہ لے  
 آتش نکل رہے ہیں پہر بھر بمشکل لڑے نقابدار نے زیر کیا خنجر گلے پر رکھا مرادشاہ کو رحم آگیا سخت  
 سے کہو کہ زیر خنجر ہاتھ رکھ دیا کہا اسے نقابدار تو نے صدمہ کا قتل کیا میں نے کبھی دخل ندیا یہ مسافر  
 ہے بالکل نادانق ہے اسے شہر سے نکال دو ملازمان نقابدار بدیع الزمان کو ساتھ لیکر بیرون شہر  
 آئے ملکہ بیقرار جا کر چیخ کھٹ پر گری بدیع الزمان جب بیرون شہر آئے حجاب میں ارادہ ہوا  
 اپنی جاندیدوں خیال ہو ہناڑ پر چل کر اپنے کو دریا میں گرا دوں آبرو دگئی ڈوب کے مر میں پہاڑ  
 پر آیا اپنے کو دریا میں گرا دیا کئی سہزار گز کی بلندی سے گرے معلوم ہوا کسی نے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیا



نتیجہ ہوا سے آگے بند ہو گئی تھی اب جو آنکھ کھلی اسی مرد حکیم کو دیکھا کشتی پر سوار کچھ بچے لے جاتے تھے  
 کہا اس شہر یا مریچ آگے کو بہین پہچانا ایک ہفتہ اپنے شہر میں سیر کی میں چاہتا تھا کہ استاد سے کہا اؤ بھون نے  
 قرابا ہم اسی شیر کے مشتاق تھے ورنہ کفار کے علاج سے ہو گیا منافع اپنے نقش باطل صفحہ قلب پر جہا لیا  
 اب طلسم کشائی میں مشکل پڑ گئی بدیع الزمان نے جواب سے کچھ جواب نہ دیا اس حکیم وضع نے پارا کر  
 بدیع الزمان کو اوتار اپنے ساتھ لے کر ایک باغ میں آیا دیکھا ایک بزرگ عبادت گزار بیٹھ ہوا  
 عمل خوانی کر رہے ہیں بدیع الزمان کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے کہا اسے فرزند احمد صاحب قرآن  
 ہم مدت سے آپ کے مشتاق تھے یہ کمر گئے سے لگایا دنگل پر بیٹھا یا آب و طعام پیش کیا مگر یہی کلمہ کہا  
 نقش باطل دے مجھ کو کچھ ورنہ خرابی ہوگی استاد حکیم خدا پرست نے آپ کا پتا بتایا تھا میں آپ کا مشتاق  
 ہوا جب شاگرد نے آکر مجھ سے کہا میں سمجھ گیا کہ طلسم کشا آیا اپنے اپنے کو جاتے ہی بلا میں پھنسا یا اس  
 تعادار سے زیر ہونے میں کچھ شرم نہ کیجئے وہ ساحر ہے نام میرا ابراہیم سجادہ نشین اہو یہ طلسم بنایا  
 ہوا حکیم خدا پرست کا ہے وہ میرے استاد تھے ان مکھڑاموں نے قبضہ کیا نجاست میں میرے حکیم صاحب  
 مقید ہوئے ایک قفس میں بند کر کے ایک باغ میں رکھ لے جب مکھڑاموں نے چاہا کہ اصل طلسم پر قابض  
 ہوں حکیم صاحب نے بزرگ اساتے الہی در بند جائے ساحر دن کا قبضہ نہوا آخر جو میوں فی انکو صلاح  
 دے دی تو بہت خوب ہے جہاں ہر کردار بند عمل ہے آگے در بند سحر تیار کر و فتح نہ ہو سیکے گا اگر ساحر ارادہ  
 کرے گا تو در بند عمل پر عاجز رہے گا اگر مسلمان جائے گا بسبب عمل کے مجبور ہوگا یہی سامان کر کے مکھڑاموں  
 نے قبضہ کیا خدا فضل کرے بعد عمل خوانی آپ در بند سحر پر غالب ہوں اسوقت آپ کو حکیم صاحب  
 کے پاس پہنچو لگا کہ در بند عمل بدون آپ کی نمائش کے نفع ہوگا جب آپ قصد کریں کہ میرے  
 پاس تشریف لائیں اس تعویذ کو اپنے پاس رکھئے گا آگ دکھائیے گا مگر اس کے آپ کو میرے پاس  
 پہنچا دینگے یہ کلمہ فرما کہ ابھی تو آپ بیٹھ کر عمل نہ رہو پڑھیں یہ باتیں میری آخر میں کام آئیں گی  
 بدیع الزمان کو سامان عمل خوانی مہیا کر دیا بدیع الزمان مصروف عمل خوانی ہوئے امینہ  
 بن عمرو جو عرضی لے کر چلا تھا صحرا میں قاسم شکار کھیل رہے تھے امیہ کو دیکھ کر حال پوچھا امیہ  
 کھل رہا ہوا تھا اس خیال سے کہ میں خدمت میں اپنے آقا کی پہنچوں وہ کاغذ اسنے قاسم  
 کو دیا قاسم نے دیکھا وہ نامہ پڑھا بیتاب ہو گیا کہا لو اس کشتی گیر نے سامان شکست پیدا کیا ہوا ہوتا ہے



تو نکل بھاگا اب یہاں اگر قصد ہوا کہ طسم کو فتح کروں میں چلکر طسم کو تعجب فتح کروں انکی مشکین  
 باز ہکر خدمت میں دادا جان کی پہونچا دوں دنگل رستم پر قبضہ کروں کہ پھر کبھی نام شجاعت دے  
 یہ حکم مع قیامش بن وغیرہ جمیعت بارہ ہزار جو انان صفت شکر طرف باغ کے چلے شاہزادے کا  
 ارادہ تھا سمت باغ سرستان جاؤں قریب شہر لانیہ پہونچے لالان شاہ کو بطور فقیر دیکھا قاسم  
 نے کہا وہ کشتی گیر اپنی جان بچا کر بھاگ گیا میں تیرے بیٹے کو رہا کر دوں گا لالان نے بہت سمجھایا تا  
 نے نہ انا سیارہ کو اپنے ہمراہ لیکر اندرون باغ ہمیشہ بہا آئے سیارہ نے عرض کی پہلے حقیقت  
 یہاں کی دیکھ لیجئے پھر دست اندازی ہو قاسم چھپ کے بیٹھے دیکھا برابر چوتراہ بلور کے بہت بڑا  
 درخت سر ہوا زمین ایک صندوق آہنی لٹکا ہے دو پہر رات گئے ایک ساحرہ آئی صندوق اوتا کر اوتے  
 سیلان کو نکالا فحاش اپنے وصل کی کرنے لگی جب اوتے نہ انا شرارہ نے غصہ میں سیلان کو  
 تازیانہ مالا قاسم کو تاب نہ آئی شرارہ پر تلوار ماری شرارہ نے سحر کر کے قاسم کو بکریا یاہ اجرا  
 سیارہ نے دیکھا کہ شرارہ قاسم کو تخت پر بٹھا کر روانہ ہوئی قاسم کو دیکھ کر عاشق ہوئی لیکر اس کے  
 شہر شراریہ میں آئی اسکی دایہ نرگس جادو سے جب یہ حال سنا کہ ادا شرارہ تو نبیرہ حمزہ کو لائی  
 اس کے تعاقب میں عیار آئیئے ایسا ڈرایا اس نے قلعہ بند کیا سیارہ باغ سے نکلا قیامش خان وغیرہ  
 نے حال گرفتاری قاسم بیان کیا یہ تلاش قاسم چلا سیارہ پھرتے پھرتے برابر قلعہ شرارہ کے  
 کے پہونچا ہمہ کشوں سے معلوم ہوا یہی قلعہ شراریہ ہے مگر راہ بند ہے سیارہ زیر درخت بیٹھا  
 رد رہا تھا کہ اندر سے قلعہ کے ایک عقاب آکر چستے پر بیٹھا اوتے سے پتھر سے مارا جھولی اسکی بلی ایک  
 تادمہ طرف سے لیجان جادو کے پایا کہ تیمار نے اپنے خسر کو لکھا ہے کہ ان میری مرگئی زوجہ کو میری  
 ممانے میں سوار کر کے فلان صحرا میں رکھ دو میں آکے لیجاؤں گا آج کل قلعہ بند ہے سیارہ بشکل  
 عقاب مومع تیمار میں آیا اوتے خاطر کی اور گھر میں جا کر زوجہ سے کہا کہ داماد نے تمھاری بیٹی  
 کو طلب کیا سیارہ فرعون کو بیہوش کر کے چاہ میں ڈال دیا خود بہ شکل مرد میں ہا صبح کو تیمار سے مخاف  
 میں بٹھا کر وعدہ گاہ میں رکھ دیا لیجان جادو وقت پر آیا مخافہ لیکر شرمین آیا سیارہ نے شاہ اب  
 بلا کر لیجان کو قتل کیا اور زن جیلہ کی شکل بنکر مثل فریادیوں کے باغ میں شرارہ کے آیا اوتے  
 قاسم کو صحبت میں بلا یا سیارہ نے کہا اگر تم ہو تو میں اسے راضی کروں شرارہ قدموں پر گر پڑی



سیارہ نے قاسم پر اپنا حال ظاہر کر کے راضی کیا صحبت میں لاکھ قاسم کو بٹھایا خوب گایا شراب پلا کر  
 خوب بیہوش کیا جا ہاقتل کرنے نرگس جاوودا یہ شرارہ میں وقت پر آگئی سیارہ کو پکڑ لیا شرارہ  
 کو ہوشیار کر کے کہا اسی طرح سیکھو دن بلائیں آئینگی یہ جوان بھٹکے قبول نہ کریگاں دونوں کو خدمت  
 جبار شاہ پہنچا شرارہ مجبور ہو کر قاسم کو لیکر سمت جبار یہ چلی ہر کاروں نے خبر دی کہ لالان شاہ  
 بانی فساد اور کل لشکر اس نہرہ حمزہ کا قریب باغ ہمیشہ بہارا تھا ہے شرارہ نے کہا ان سب  
 کو بھی لیتی چلوں نرگس نے کہا ان فسادوں میں نہ پڑ شرارہ کو بوجہ محبت قاسم جیلہ لاجب کہ  
 سردار اسکے قید ہونگے دباؤ سے مجھے قبول کر لیا عرضی تو اسی مضمون کی خدمت جبار شاہ روانہ  
 اور آپ قریب باغ آئی قیماش خان لشکر کو لیکر مقابلے میں آیا شرارہ لشکر کو بیکرا تری  
 طبل جنگی بجوا یا صبح کو دونوں لشکر مقابل ہوئے شرارہ نے ایک سوار سحر کا میدان میں  
 بھیجا یا سوار سحر نے سردار ان قاسم پکڑ لیے دوسرے دن میدان میں سوار لشکر لالان  
 نے دعا کی آسمان سے بجلی چمکی اور سوار پر گری سوار کے دو ٹکڑے ہوئے سب نے دیکھا ملک  
 نسرين جادو آسمان سے ظاہر ہوئی بعد لمحہ کے مہران قوی بازو مع خورشید اگر پہونچے  
 شرارہ مقابلہ نسرين بن آئی نسرين نے شرارہ سے آکر مقابلہ کیا شرارہ زخمی ہوئی  
 نرگس نے نکل کر مقابلہ کیا نسرين نے نرگس کو سحر سے قتل کیا شرارہ شکست کھا کے بھاگی  
 تین منزل پر مقام کر کے عرضی مندرجہ جلد حالات خدمت جبار شاہ روانہ کی جبار شاہ  
 نے اغلال جادو کو ہرا دے شرارہ اور اجلال جادو کو سمت باغ سردستان برائے  
 گرفتار ہی ملکہ گلغدار روانہ کیا نسرين نے لشکر لاکر قریب باغ ہمیشہ بہارا دتا ایک  
 عرضی خدمت ملکہ استخوان و ملکہ گلغدار روانہ کی اب مع مہران قوی بازو و خورشید و  
 لالان و نسرين مشغول عیش ہوئی دو کلمہ بدیع کے سنئے بعد اکیس دن کے بڑی کوشش سے  
 عمل تمام کیا حکیم نے کہا آپ نے عمل تو تمام کیا نقوش باطل دل سے محو نہ کیے آج شب کو  
 ستارہ زہرہ بھلن نازنین آپ کے سامنے آئیں گے آرزوے فنا جی طلسم بیان کیے گا آرزوے صل  
 حسن آراے شیرین کلام نہ فرمائے گا در نہ بڑے بڑے دھوکے ہونے لگیں گے نازنین  
 سبز پوش سامنے بدیع الزمان کے عمل پڑھنے میں آئی ہو چھا اے شیر ہمیشہ صاحبقرانی



کیا از روئے بدیع تو محبت حسن آرا میں مہیوت ہیں بھی منجھ سے نکل گیا کہ از روئے پہل حسن آراے  
 شیرین کلام رکھتا ہوں نازنین نے مکتوب دیا تا حصول لوح و رہنم جبار یہ یہ مکتوب بجائے لوح ہے  
 بدیع الزمان بوقت سحر مکتوب لیکر خدمت میں حکیم صاحب کی آئے حکیم صاحب نے کہا اپنے نقوش باطل  
 دے مجھ کے ستارہ زہرہ سے آرزو وصل حسن آرا بیان کی بڑے بڑے دھوکے بڑے آپ کو  
 تکلیف ہوگی یہ وہ طلسم ہے کہ جبار یہ جب فتح ہوگا یہ لوح بیکار ہو جائیگی جس کی طلسم علیٰ مرحلہ جاتا  
 فتح ہو گئے بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہوگا ایک ایک حاکم شہر آپے فردا فردا لڑے گا بدیع الزمان حکیم صاحب  
 سے رخصت ہوئے ہو جب حکم مکتوب ایک صحرا میں آئے سرخ پوش جنی اسمت نام کا منتظر  
 تھا جب حکم مکتوب اسم پڑھ کر اوسکو مطلع کیا سرخ پوش نے بھی عرض کی کہ نقوش باطل دے  
 مجھ کیے میں بھی جا بجا مدد کر دوں گا بدیع الزمان کو ہمراہ لایا ایک تاجدار سے ملاقات کرانی اسنے  
 لوح و رہنم جبار یہ بدیع الزمان کو دی بدیع الزمان لوح لیکر بڑے تھے کہ ایک ساحر فیل پر  
 سوار آیا بہ حکم لوح تیرے ہسکو مارا سامنے سے ایک باغ دکھائی دیا اندر سے ایک خواص روتی ہوئی  
 آئی کہا اسے شہر یار ملکہ حسن آرا آپ کی محبت میں شہرادیہ سے بھاگ کر خوف نقابدار بیان آئی  
 ہیں بدیع الزمان اندر آئے شوق محبت میں لوح ندیکھی اس بھجبانے شراب پلا کر لوح لے لی  
 آواز دی منم گلگونہ جادو او ظالم تو نے میرے فرزند فیلان کو مارا یہ کہکر بدیع الزمان کو لیکر  
 بیرون باغ آئی خواصون سے کہا اب کہدھر چلون اگر سمت جبار یہ جاؤں تو دفن فرزند ملتوی ہے  
 اسی فکر میں تھی کہ ایک نقابدار پیدا ہوا کہا اس گلگونہ مر جا جبار شاہ نے کہلے کہ لوح اور قیدی  
 میرے پاس بھیج دے تجھکو چالیس دن کی مہلت برائے ماتم فیلان دی گئی گلگونہ نے نام  
 پوچھا کہا ہوشیار جادو عزیز جبار شاہ گلگونہ نے بصلاح خواصان لوح تو ندی بدیع الزمان  
 کو حوالے کیا لوح لیکر واسطے دفن فیلان کے چلی وہ جوان بدیع الزمان کو لیکر درمکھہ میں  
 آیا کہا آپ نے نقوش باطل دے مجھ کے آخر لوح کھوئی منم سرخ پوش جنی میں نے آپکو نکال لیا بیان  
 بیشک اسم پڑھے کہ آپ میں طاقت آئے میں نکر لوح میں جاتا ہوں سرخ پوش چلا  
 بدیع الزمان اسم تعلیم کردہ سرخ پوش پڑھنے میں مصروف ہوئے شرارہ جادو بقتل پہنچے  
 مگر کس کے ایک کوہ پر پٹھری تھی اغلال جادو فرستادہ جبار شاہ پاس شرارہ کے آپہنچا



شرارہ کو ساتھ لے کر سمت باغ ہمیشہ بہار روانہ ہوا جب اغلال یا شرارہ نے  
 حال قید قاسم بیان کیا اغلال نے کہا میں انتظام میار ان کر لون گا شرارہ کو ساتھ لے کر  
 مقابلہ قیامش خان وغیرہ میں آیا بطل جلی بکوا یا نسرین کو زخمی کیا عین وقت پر امتحان جادو  
 اگر پہونچی برق چمکانی اغلال کے دو ٹکڑے ہوئے قاسم وغیرہ کو چھوڑا لیا شرارہ بھال گئی  
 امتحان قاسم کو لے کر سمت باغ ہمیشہ بہار چلی اجلال و اغلال دونوں مجاہدوں کو جب ار  
 نے روانہ کیا تھا اغلال تو ہاتھ سے امتحان کے مارا گیا اجلال قریب باغ سروستان  
 پہونچا امتحان تو میان سے جا چکی تھی ملکہ گلندار کو مع کنیزوں کے سحر سے پکڑا لیا لیکر سمت جباریہ  
 چلا یہاں جب امتحان نے ہمراہ قاسم تین منزلیں طے کیں ایک شب کو خواب پریشان ہوا  
 ملکہ دیکھا قاسم سے بہت عرض کی آپ کی جی صاحب وہاں تنہا ہیں میں ادھر کو بھی لے آؤں  
 تو بوجہ حسن لشکر کشتی ہو امتحان تو سمت باغ سروستان روانہ ہوئی جبر قاسم شکر مہران  
 و خورشید بھی اگر داخل لشکر قاسم ہوئے شرارہ جادو عاشق قاسم بعد قتل اغلال شکست  
 خوردہ جاتی تھی کہ راہ میں اجلال جادو سے ملاقات ہوئی اب احلال نے جو حال قتل  
 اغلال سنا نصفہ شرارہ کو ہمراہ لے کر مع قید ملکہ مقابلہ لشکر قاسم میں آیا یہاں کوئی ہوا  
 نسرین کے جادوگر نہ تھا روز اول رات کو جا کر بزدل سحر نسرین کو پکڑا لیا بکوا لشکر قاسم پر  
 سحر کرنا شروع کیا اس قدر پتھر برسائے کہ قاسم و سیارہ و قیامش خان و لالان شاہ  
 وغیرہ سب پتھر کے ہو گئے شرارہ جادو کو میان نگہبان کیا آپ ملکہ گلندار کو لیکر سمت  
 جباریہ چلا لیکن سرخ پوش جنی بدیع الزمان کو جنے اسم پڑھوایا کہ جسم میں طاقت آئی یہاں  
 حاضر ہے شب کو بدیع الزمان نے ابرار سجادہ نشین کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں کہ صبح کو جو سانچ  
 دیکھنا اوس کے تعاقب میں جانا یہ صلاح سرخ پوش کام کرنے والی دستیاب ہوئی بدیع الزمان  
 نے صبح کو سرخ پوش سے حال خواب کہا درہ کو وہ میں بیٹھے ہیں کہ رونے کی آواز آئی دیکھا  
 گلگونہ جادو سر بہ نہ چار سو کنیزوں کے ساتھ صندوق میں لاش فیلان لیے جاتی ہو اسی کے  
 تعاقب میں بدیع الزمان و سرخ پوش چلے بعد پانچ گھنٹے کے دیکھا ایک گنبد بلورین ہے  
 اوس میں ایک شکاف ہے پشت گنبد پر قبرستان گلگونہ نے زیر گنبد بیٹھ کر بخورات روشن کیے



یا خداوند بلورین میرے فرزند کو زندہ کر دیکھے شیر بنی ادسی شکاف میں پھینک دی بعد دو گھڑی  
 کے گنبد سے آواز آئی کہ اے گلگونہ قبر میں فیضان کو مع صندوق رکھنے والی دشنہ کو زندہ کر دیکھے  
 گلگونہ لاش قبر میں رکھ کر پٹ گئی سرخ پوش نے بدیع الزمان سے کہا کہ آپ اس سم کو زندہ گنبد بیٹھ کر  
 پڑیے میں شکاف سے داخل گنبد ہوتا ہوں اس میں کوئی شیطان کی برکت اسم خدا سے جا کر یا رہا ہوں  
 بدیع تو اسم پڑھنے بیٹھے سرخ پوش بسم اللہ کھڑکے شکاف سے داخل گنبد ہوا بدیع الزمان نے دیکھا  
 سے شعلے نکل رہے ہیں گنبد میں ایک شیطان بیٹھا تھا سرخ پوش بوجہ برکت سم کے سکا لکڑی کلا  
 بدیع الزمان نے گلے سے لگایا اب بدیع سرخ پوش داخل گنبد ہو کر بر وز وعدہ گلگونہ آئی  
 سرخ پوش نے بغیظ آواز دی کیون اے گلگونہ ملسم کشا کو پکڑالو چھینی سہو نہ دکھائی  
 گلگونہ کو ایسا ڈرا یا کہ اس نے لوح لاکر شکاف میں پھینک دی سرخ پوش نے کتاب باکل ترس  
 فرزند کو زندہ کر دینگے گلگونہ ادھر گئی بدیع بہ بدو سرخ پوش لوح لے کر نکلیں پھر حضرت  
 کیا بہ حکم لوح اسم اعظم پڑھا ایک سرخ زردین آسمان سے پیدا ہوا اسپر سوار ہو سرخ پوش بدیع الزمان  
 کو باغ میں گلگونہ کے پہونچا یا گلگونہ نے بڑے بڑے سحر کیے بدیع الزمان پر سبب لوح کے  
 تاثیر نہ ہوئی اسم بڑھ کر تموار سے گلگونہ کو قتل کیا اب بدیع الزمان حکم لوح سمیت جباریہ چلو گئے  
 سامنے سے مرادشاہ کو دیکھا کہ پانچزار جوان سے گریان و نالان پیدا ہوا عرض کی اے شہزادہ  
 یہ سانحہ ہوا کہ حسن آراک شیرین کلام جو میری دختر پر عاشق ہوا سوال شادی کا کیا میں نے پانچ برس کی  
 مہلت لی انجو میون نے مجھے کہا تھا کہ یہ دختر فرزند صاحبقران کی تقدیر میں ہی اسنو اسلے  
 قصر عقیق بنوایا اور یہ رسم مقرر کی آپ بھی اوس سے زیر ہوے اب یہ خبر جبارشاہ کو ہوئی  
 اس نے کاؤس جادو کو بھیجا اس نے نفاہدار کو آکر پکڑ لیا شہر لٹنے لگا کاؤس تو ملکہ کو خانی  
 میں سوار کر کے لے گیا میں یہاں بہاگ کر آیا بدیع الزمان بغیظ و غضب تمام سمیت جباریہ چلے  
 گئے کہ راہ میں اسید بن عمرو نے آکر ٹھہر سانی کہ اجمال جادو ملکہ گلگونہ کو لے جاتا بدیع الزمان  
 رنجیدہ ہوئے اجمال گلگونہ کو لے اترتا تھا کہ بدیع الزمان لشکر اجمال پر آکر برکت لوح سے  
 سحر تو تاثیر نہ کرتا تھا کھسکا اجمال کو مارا ملکہ گلگونہ کو عمرہ لیا راہ میں خبر سنی کہ لالان و



قاسم وغیرہ تجھ کے بنے ہوئے قریب بارغ ہمیشہ بہار کے بتلاے مصیبت میں شرارہ جادو  
 وہاں کی نگہبان ہے نام قاسم سکر دل بیکار ہو گیا امیہ نے سب حال بیان کیا بدیع مع مراد شاہ  
 اگر نکلے شرارہ پر گرے لوح چمکانی شرارہ جلویضہ سے نکل پڑی بڑے بڑے سحر کے تاثیر بدیع  
 پر سنوئی شرارہ نے چا بات پک کر نکلیاؤں بدیع الزمان نے تیرا راسینے کو توڑ کر پار گذر آواز  
 آئی کشتی مرا نام من شرارہ جادو بود لوح کا پانی سب قیدیوں پر چھڑکا سب نے رہائی پائی قاسم  
 و سیارہ و سیاب بھی بدیع الزمان کو بڑا قلق ہوا قیاسش خان وغیرہ نے دیکھا کہ بہار  
 آقا تو یہاں نہیں ہے رات کو اپنی فوج ساتھ لیکر تلاش میں قاسم کی روانہ ہو گئے شرارہ کے  
 مرنے سے وہ صندوق آہنی ٹوٹا سیلان سرخ پوش نے رہائی پائی بعد مدت اپنے باپ لالان شاہ سے  
 ملا بدیع الزمان بہ فرزند و بی جہنم تمشیدی قریب بارغ ہمیشہ بہار فرزند میں قاسم کے  
 غائب ہو نیکا بڑا قلق ہے کہ نہیں معلوم میرے فرزند پر کیا گذری ہر چند وہ میرا ہم چشم ہے  
 مگر میرے بھائی رستم کا نور نظر پارہ جگر جوش جرات میں آیا بڑا سرخ و ملال اٹھایا ساحران خدا شکست  
 خورہ خدمت میں جبار شاہ کی پونے تمام کیفیت آمد قاسم کشا بیان کی غصے میں چڑھ ڈور کاؤں  
 جو ملکہ حسن آرا می شیریں کلام کو نے کرایا تھا اسکو بھی ہمراہ لیا ہر چند کہ نام سکر اہل معائنہ تھا  
 بعد قتل قاسم کشا معشوق سے شادی کرونگا اسوقت آکر پہونچا کہ بدیع الزمان نے سیلان کو لالان سرخ  
 پوش سے ملایا ہے یا قاسم میں پریشان ہیں کہ جبار شاہ تین لاکھ ساحروں سے آکر گرا سحر کر کے زمین  
 ہلا دی ہزار ہا بندگان خدا اسکے ہاتھ سے سیار گلشن جنان آئے بدیع الزمان لوح گلے میں  
 ڈالکر اسوقت نکلے کہ جبار نے کل فوج کا محاصرہ کر لیا سحر کرتا ہوا آتا ہے اس قصد کے اپنے  
 بھائی لالان شاہ کو قتل کروں سیلان اس کی ٹیٹی سمیر پائل بھی ہے یہی خیال آیا کہ بھائی نے  
 میرے قاسم کشا کو بلایا بدیع الزمان نعرہ کر کے جا پڑے تنوار چلنے لگی بدیع نے لوح چمکانی ہر لہو  
 ساتھ پینا ہو گئے حصار سحر بھی لوٹا جبار شاہ بدیع الزمان کو دیکھ کر جلیکا امتحان جادو وقت پر  
 آکر پہونچی ملکہ عذار کی حفاظت کرنے لگی مشہور ہے کہ ایسی ذات سے سارا فساد ہو ا جبار نے جب  
 دیکھا میرا سحر بدیع الزمان پر تاثیر نہیں کرتا پر دروازہ کھلے بلند ہوا چاٹا نکلیاؤں امتحان  
 نے کہا اے شہریار جبار اگر نکلیا میگا فساد برپا کر لگا بدیع نے لوح کو دیکھا حکم لوح تیر بہرہ کمان میں پہونچ



کیا تاک کر اراجبار شاہ سہما بہ حکم قضا و قدر تیر دلد و زینہ باکینہ پر سوز پر ناری کے پڑا سینہ کو توڑ کر  
 پار گزرا تمام زمانہ سیاہ ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من جبار شاہ حاکم در بند اول طلمس خورشید نگار  
 بود مرنے سے جبار کے ساحر بھاگے باقی ماندہ نے چادر ہلائی طبع ہوئے امتحان نے بر طھکر  
 کاؤس جادو کو ارا ملکہ حسن آرا کو بھی رہا کر دیا بفتح و فیروزی داخل در بند جبار یہ ہوئے اب جو  
 لوح کو دیکھا تو لکھا تھا و السلام والا کرام بدیع الزمان سے امتحان نے عرض کی اسے شہر پار  
 بعد فتح ہونے در بند کو ہاں کے لوح طلمس خورشید نگار دستیاب ہوئی صبح کو قصد ہوا کہ جاکر حسن آرا سے  
 ملاقات کروں محبت میں ادسکی بقرار ہین امیہ روتا ہوا آیا عرض کی ملکہ فرش خواب سے غائب ہو گئیں  
 بدیع الزمان نے گریبان بھاڑ ڈالا لالان وغیرہ نے عرض کی کہ جن حکیم کی مدد سے آپ نے یہ کام کیا  
 اسے ملاقات کیجئے بدیع الزمان نے تعویذ نکالا بخورات روشن کیے چار موکل بدیع الزمان کو اٹھا کر پاس  
 ابراہر سجادہ نشین کے لائے حکیم صاحب نے بہت سادلا سا دیا کہا آج شب کو حکیم خدا پرست کے پاس  
 چلے دو پہر رات گذری تھی ابراہر حجرے سے نکلے ایک چوکی سنگ مرمر کی نکلی چاندن پانون میں  
 چار نقش باندھے چار موکل حاضر ہوئے چوکی کو اٹھا کر نیچے ایک باغ ویران میں آگرا ترے ابراہر تو  
 ایک کنج میں ٹھہرے بدیع الزمان سے کہا سامنے نخل میں قفس آہنی لٹکے ہیں حکیم صاحب قید ہیں یہ پرچہ  
 جاکر دیجئے جواب لکھ دینے بدیع الزمان ہمراہ ابراہر باغ ویران میں آئے چند ہم بدیع کو تعلیم کیے کہا کوہ مراد  
 جا کر اس اسم کو پڑھیے موکل ڈرائینگے خوف نہ کیجئے گا بدیع نے آکر اسم پڑھا موکلان اسم نے بہت دھوکہ  
 دیے کسی مرتبہ ابراہر خود اُسے اسم ساتویں دن ختم ہوا تب ایک مرد مقدس نے آکر بدیع کو انیمہ لیا  
 اور ایک مکان ہفت رنگ میں لجا کر ایک حجرہ کھولا وہیں ایک صندوقچہ لاکر سامنے بدیع الزمان کے رکھا  
 اس میں جالینس لوحین تھیں مگر لوح در بند اول کہ نام ادسکا در بند و بابیہ ہو بدیع الزمان نے اٹھالی  
 اس مرد نے حجرے میں صندوقچہ بند کر دیا بدیع تنہا ہو جب حکم لوح سمت مشرق روانہ ہوئے کچھ دور چلے  
 تھے کہ ایک باغ پہ ہمار نظر آیا اس باغ میں داخلہ کیا دیکھا ایک بارہ درہی باغ میں بنی ہوئی ہر ایک اس  
 بارہ درہی میں درجہ بدرجہ چار سمت میز و نگن چھپے ہوئے ہر ایک میز و نگن پر سات تصویریں  
 سنگ مرمر کی بیسی ہیں ہر ایک کے ہاتھ میں گردش میں ہو جسطرح ذبیحات پڑھتا ہو اوسط طرح وہ بھی  
 عمل خوانی کر رہی ہیں اور بخورات طرح طرح کے ہر ایک مقام پر روشن ہیں اور وسط میں ایک چوکی سنگ مرمر



کی خالی ہے اوپر بدیع الزمان نے بیٹھ کر حکم لوح اسم یا وہاب پڑھنا شروع کیا جب تداوعل تمام ہوئی وہ تصویریں دست بستہ سامنے آئیں اور گویا ہوئیں کہ مبارک ہو اے طلسم کشا ہم موکلان اسم یا وہاب ہیں آپکے مطیع ہوے اور در بند وہاب یہ تمام ہوا اور خزانہ بعد فتح کل طلسم ملیگا یہ کہہ کر چلے موکل سمت آسمان روانہ ہوئے بدیع جو باغ سے نکلے تو سامنے اپنا لشکر دیکھا جسے آکر مل گیا اور بہت مسرت ہو گیا یہ کہ روانہ ہوئے یہاں آکر مصروف ہوئے اب یہاں سے دو کلمہ در بند دوم چا پلو سیہ بیان ہوتے ہیں بدیع الزمان دوبارہ بخیریت و برار سجادہ نشین گئے اور تمام کیفیت بیان کی ابراہ نے فرمایا کہ اب تم کو شہر چا پلو سیہ میں جانا چاہئے مگر جو کچھ کرنا سمجھ کرنا کیونکہ ابھی کوئی وہاں ہمارے امانت کار گھر نہوگی اور تنہا جانا عیار بھی آپکے ساتھ نہوگا بدیع الزمان نے آکر جبار یہ پر مشورہ کیا اور بیان کیا کہ میں تنہا جاؤں گا شاطر یک میر ہمارہ نہوگا اور لپٹا بھی قصد کیا

دو کلمہ داستان حیرت بیان در بند چا پلو سیہ کہ در بند دوم طلسم ہے ناظرین کو ایک تکلیف دی ہر چند کہ نمایاں داستان ہوش رہا میں بہت ایجا دیے اس طلسم میں بھی داستان بائے رنگین و فصاحت آئین تحریر ہوئی یہ دو در بند یہ لکرو شجہ اس رنگ میں ہفت و فاتر میں دوستان خیال میں بھی دو باتین تحریر نہیں ہوئیں ناظرین ملاحظہ فرمائیں ساقی نامہ مصنف

|                           |                           |                             |
|---------------------------|---------------------------|-----------------------------|
| ساقیا وقت بادہ خواری ہے   | منزل مکر و غدر ہوگی سٹے   | ایک ساغر تو لا پلا ساقی     |
| نر ہے دلمین یہ ہوس باقی   | جوش ہو دلمین باد خواری کا | آفتاب جہاں کو چمکا          |
| میکدے میں ابھی اندھیرا ہے | فوج رنج و الم نے گھیرا ہے | اپنے مشتاق کو جال دکھا      |
| عاشقوں سے عبت ہے یہ پردا  | ہم تو مدت سے جان دیتے ہیں | کبھی صورت بھی دیکھ لیتے ہیں |
| پھر شب ہجر نے ستایا ہے    | عشق نے رنگ پھر جمایا ہے   | تا کجا رنج و غم ادا ٹھاکے   |
| عشق سے ہم تو باز آئیے     | رحم لازم ہے جان جان پھر   | اب تو تیا ب ہے دل مضطر      |
| ہر گھڑی شغل آہ و زاری ہے  | چشم تر صرف اشکباری ہے     | شام سے صبح صبح سے تا شام    |
| گیسو دین کی یاد سے ہے کام | آہ سے در و دل میں ہوتا ہے | مجھے میرا عدد بھی روتا ہے   |
| موت بھی ہو گئی خفا مجھ سے | کیا ہوا جرم اے خدا مجھ سے | اے صبا یہ پیام پہونچانا     |



|                                                                                                                                                                                                               |                                                                                                                                                                  |                                                                                                                                                                   |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| اب تو مڑتا ہے تیرا دیوانا<br>غزل کیا کمون حال چاکرانا نکا<br>دو نگرا تھا یہ ابرمڑگان کا<br>کاغذ و خامہ دونوں جلنے لگے<br>ہر عصا اب تو دستاورد بانکا<br>نارپستان کی کیا لکھن لہف<br>پانوں جھلا جو دست جانان کا | اے صبا کنگے حال یہ سارا<br>تار باقی نہیں گریبان کا<br>نہ ترسہو ذرا دل مضطر<br>حال لکھا جو آہ سوزان کا<br>دیکھ پائے جو دست رنگین کو<br>یہ تو میوم ہو باغ رضوان کا | اس غزل کو ہماری پڑھ دینا<br>بھر گئے دو گھڑی میں سب جل<br>زخم اوٹھا پتھر مڑگان کا<br>خشک ہو کر مارتن لاغر<br>زر و ہر رنگ شاخ مرجان کا<br>اے قمر نقد جان عیوض بن دن |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

چہرہ رہروان منازل مکاری طے کنندگان جادو طراری راہ پیدار  
مکر کو یونٹے کرتے ہیں شہر سخن سنج و خواص و دیاس ہوش بچپن رخت گوہر بدمان گوش  
شاہزادہ بدیع الزمان یکہ و تنہا ہے یار و آشنا سمت در بند چالو سیہ دانہ ہوئے کاٹا فراق حسن ارسے  
شیرین کلام کا کیلجے میں کھٹک رہا ہی بعد ہر وی دودن کے سامنے سے شہر عظیم الشان نمایان ہوا  
در شہر بلند و مرتفع شہر پناہ پختہ در شہر پر ساٹھ ہزار جوان جنگی فروکش ہیں بدیع الزمان مع  
مرکب بسم اللہ لکھو نعل شہر ہوے کار و انسر اے دریافت کر کے در سرا پر جو آئے تو دروازہ مرا  
شہر سے بہتر پایا اندر آ کے دیکھا قصر ہائے عمدہ بنے ہوئے ہیں ہر طرف مثل شاہ و شہر یا معلوم  
ہوتا ہے مہر و بان کا فرش قالین پر بیٹھا ہے ایک مہترانی نے اوٹھ کر بدیع کو سلام کیا مضرکی  
تشریف لائے مرکب پلکے ایک مکان معقول میں باندھ دیا ایک قصر عمدہ میں لیجا کر بدیع الزمان  
کو بٹھا دیا مکان فرش عالی و جھاڑ کنول وغیرہ سے آراستہ تھا مہترانی بسند پر بٹھا کر چلی گئی شام کو ملی  
پر شش مزاج بدیع کی مرکب کو دانہ و کاه وغیرہ دیا ایک سائیس بھی مقرر کر دیا سامنے بدیع الزمان کے  
خاصہ شاہانہ مع شراب و کباب لاکر دسترخوان بچھا یا بدیع الزمان بہت خوش ہو سکے یہاں کے  
لوگ بہت سلیقہ دار ہیں بعد خاصہ کھانا نے کے عرض کی طائفہ بھی حاضر ہے کوئی لمحہ ناچ دیکھیے  
بدیع الزمان نے کہا بہتر طائفہ اگر ناچکر چلا گیا جب دو پہر رات گزری باغی شرفیاب بدیع الزمان  
نے خوراک وغیرہ کی لکھ اور پانچ طائفہ کے لیے دینے لگے اوس مہترانی نے کہا جلدی کیا ہو بعد ہفتے  
کے حساب ہو جائیگا سب اسباب راحت آپ ہی لوگوں کے واسطے ہے بدیع خاموش ہو رہی اسی  
سامان میں جملہ مسافران کو دیکھا بہت تعریف اہل سر کی کی اسی مہمانی کے سامان میں آٹھ دن



گذرے صبح کو مترانی نے فرد حساب پیش کی بدیع الزمان نے دیکھا جملہ حساب ہو اور میزان کل دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ ہو بدیع الزمان نے کہا اس قدر ایک آدمی کے صرف میں تو ہم نریکے مترانی چکی چکی گئی بعد لمحہ کے ایک چوہدار سلطانی آکر کھڑا ہوا کہا علیے آپ پر مترانی نے نالش کی ہو بدیع اس خیال میں اسکے ساتھ چلے کہ بادشاہ انصاف کرے گا کہ ایک شخص کے صرف میں اس قدر کیونکر اٹھا جو کچھ ہزار پانچ سو دلوایگا ویدینگے چوہدار کے ساتھ چلے دربار شاہی میں پہونچے نہایت بڑا دربار ہے ہزار دوزیر امیر متکمن میں تخت پر ایک بادشاہ پیر بارش سفید بیٹھا ہو بدیع نے سلام کیا اہل دربار اسی بات پر بخند ہوئے بادشاہ خفا ہوا کہ بمقدمہ مدعی و مدعا علیہ مذہب سے کیا کام یہ جو ان مسافر سے بدیع الزمان کو کرسی مرحمت ہوئی بادشاہ نے مقدمہ روپیہ کے پوچھا بدیع نے کہا اس قدر میں نہیں جانتا حساب آٹھ دن کا ہے شاہ نے مدعی و فرد حساب انگلی اوسنے پیش کی شاہ نے فرد کو کھنکھرا کر اس میں تو کوئی شے خلاف نہیں ہے جس شے کو بدیع ایک روپیہ سمجھے تھے اس کے ہزار روپیہ لکھے تھے فی کلا بی شراب ہزار روپیہ فی طائفہ دینار اس طرح ہر شے لکھی تھی بادشاہ نے حکم دیا اسکا روپیہ ادا کیجئے ورنہ سلاح وغیرہ نیلام کر کے ادا کر دینا جائینگے ایک سردار اوس میں سے اٹھا نہایت قوی ہیکل تھا ارادہ کیا کہ بدیع کی زرہ اوتارے بدیع نے ایک طمانچہ مارا وہ جوان تیمور اگر شاہ نے جملہ فوج کو اشارہ کیا دس ہزار فوج بدیع الزمان پر ٹوٹ پڑی تلوار چلنے لگی بدیع نے بہت لوگ قتل کیے بعد زوال آفتاب لڑتے لڑتے پائون ایک سر بردہ پر جا پڑا بدیع کو گرتے گرتے از روئے بلوے کے پکڑ لیا مسلسل کر کے چالیس شاہ نے حکم دیا کہ اس بے ادب کو زندا خانہ ویرگاہ میں قید کرو بادشاہ نے قید بدیع کی خود ہمراہ لی ایک مکان مقفل تھا کلید اپنے پاس سے نکالی بدیع کو داخل کیا بدیع نے دیکھا ایک مکان مالستان ہو مگر بالکل بیر و نسے بیٹا ہے خشک و چوب کا نام نہیں دوسرا قیدی بھی وہاں نہیں ہے بدیع تو چالیس روپیہ میں قید ہے یہاں اسدو جو ان فراق بدیع میں بیمار ہو گئے ایک خواب پریشان دیکھا جسکو خواجہ سے کل کیفیت بیان کی کہا حضور مامون خان کی فکر کریں ملکہ تقدیر نے کئی لاکھ روپیہ خواجہ کو دیے خواجہ نے طاع عیاری سے آراستہ ہو کر سمت طلسم نور شین لنگار روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طے مراحل پتا لگاتے ہوئے شہر جبارہ میں آئے لالان شاہ وغیرہ سے ملاقات ہوئی سب نے دامن خواجہ کا تھامنا کیا کہ قناریا



کے جانیکا حال بیان کیا کہ شہر چالو سیہ میں گئے ہیں وہ نہایت مکالمہ معلوم ہوتا ہے آقا دام مکرم  
پھنسنے خواجہ پتا پوچھکر داخل شہر چالو سیہ ہوئے نبوت ماجلیل سرین نے مہرانی نے خوب طر دیا  
کین حضور نے اشرفیان چورن کی دینے کا ارادہ کیا مہر نے کہا بعد ہفتے کے حساب ہو جائے گا  
پانچ دن میں خواجہ نے خوب نلج دیکھا شراب پی عمدہ خاصہ کھایا فرمایا ہمارے پاس جواہرات ہر فروخت  
کر کے دینے ایک توڑا اشرفیون کا بھی لاکر رکھ دو اکثر سائل آتے ہیں مابعد دولت شرماتے ہیں مہر نے  
اشرفیان حاضر کین شکو خواجہ نے تمام اسباب نذر نبیل کیا مکان سے نکلے غائب ہو گئے صبح کو مہر  
مہر بیٹے لگاکتا تھا اک سوداگر آیا ہکو لوٹ کر لے گیا شام کو خواجہ ایک رسالدار کی شکل بنکر تشریف لائے  
دیکھا کہ مہر دروہا ہے خواجہ سمجھے اوس میں کچھ فتور ہے کئی صورتیں تبدیل کر کے سب مہر و کولوٹا جب  
سرا کی صفائی کر چکے ایک طفل دو وزہ سالہ کی صورت بنکر بازار میں روتے ہوئے پھرنے لگے لوگ  
کو تو انکے لے گئے کہ کسیکار لڑکا ساتھ سے اپنے بزرگ کے چوٹ گیا رفتہ رفتہ بادشاہ تک پہنچا یا  
بادشاہ نے دیکھا لڑکا نہایت حسین ہے بہت پسند کیا پوچھا کیا ماجرا ہے تسلا کر باتیں کیں باپ کے ہمراہ  
جو کہ میں آیا تھا بغیر میں جوٹ گیا بادشاہ نے تشفی کی گو دین بٹھالیا کہا ہم مجاہد فرزند ہوش کینک  
خوشی خوشی محل میں لے گیا پانچ سات دن میں خوب مالوس ہوا گاڑی پر سوار کر کے بازار کی سیر کرنے لگا اگر  
محل میں نہ سہلا بارگاہ میں لیکر بیٹھتا ہے لڑکا رو کر جان دیتا ہے جب سوار کر کے بازار میں پھرتا ہے  
تو گفتہ رہتا ہے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ اور نئے مقام پر پہنچو آٹھ دن کے عرصے میں تین ہمت خواجہ کو پھر ایسا  
ایک دن جو تھی سمت کے لیے نچلے آخر ناچار ہو کر جد ہر زندان بدیع الزمان تھامے گیا جسے ہی نئی سر مکان  
نئی قطع کا دیکھا چمکے اشارہ یہ تھا کہ اندر چلو ہر چند سہلا یا نہ بے آخر ناچار جوڑے سے کچی نکلی قفل  
کھول کر اندر لے گیا خواجہ نے دیکھا کہ بدیع زار و نزار ہو گیا ہر ساری مکان کی سیر کر کے باہر آئے بادشاہ  
اسی طرح قفل لگا کر اپنے مکان میں آیا شکو خواجہ نے بروقت سوئے کچی چالوس شہر کے جوڑے سے  
نکلی تو جوڑے میں کوئی سخت چیز پائی ٹٹو لکر جو نکلا ہمراہ کچی کے بیضہ دندان فیل بھی نکلا کچی منع بیضہ  
لیکے عمر و باہر آیا قریب پہر رات رہے کے قفل کھولا بدیع الزمان سے آکر ملاقات کی صبح ہوتے  
ہوئے بیہوش کر کے بدیع کو عمر و نے نکلا شہر سے تین کو س پر لاکر صحرا میں ہوشیار کر کے سب حال  
بدیع نے کہا عرض کہ جب بیضہ کو کھولا ایک پرچہ کاغذ کا اس میں سے نکلا شاہزادے نے پڑھا اس میں



لکھا تھا کہ اگر کوئی طالب لوج در بند چالو سیہ ہو تو مناسب ہر کشتی سے پانچ کوس پر ایک کوءہ زیر کوءہ  
 کنارہ دریا پر بیٹھ کر اس اسم کو پڑھے تو وہیں محال لوج پیدا ہوگا اور رہتا کہ کشتی میں جب زیر ہوگا جب  
 مقام لوج پر نیچا کر لوج دیکھا بدیع نے فوج کو رخصت کیا مگر حال قاسم بھی خواجہ سے بیان کیا کہ اوسکی  
 تلاش پر ضرور ہے آپ در بند جباریہ پر تشریف رکھے گا یہ کہ کہ بدیع الزمان نے قریب دریا اگر  
 اسم پڑھا وہی تاجدار جسے لوج در بند جباریہ دی تھی پیدا ہو کشتی میں زیر ہو کر ہمراہ بدیع کو لیا کہ  
 وہی قصر وہی حجرہ کھول کر یہ تعجب صند و چہرہ و بروے بدیع رکھا شاہزادہ نے لوج در بند چالو سیہ لکھا  
 تاجدار رخصت ہوا بدیع نے لوج کو صحرائین اگر ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جس دریا پر سے تاجدار لایا اوسکے  
 کنارے بیٹھ کر اس اسم کو پڑھو شاہزادہ نے کنارے اگر اسم پڑھا کشتی پیدا ہوئی بدیع بموجب حکم  
 لوج کشتی پر سوار ہو کشتی خود بخود روانہ ہوئی سنانے سے ایک جہاز پیدا ہوا ایک بادشاہ نے  
 مع فوج جنگی جہاز پر سوار ہو کر شاہزادہ بدیع کو لکھا کہ اسے طلسم کشا ذرا تامل کر کشتی رکی اور جہاز پر  
 ایک پہلوان پھاندا دریا میں آواز دی کہ اے طلسم کشا اگر مقابلہ کر بدیع نے بموجب حکم لوج دریا  
 میں کود کر اس پہلوان کو مارا وہ بادشاہ مع فوج کے لینا لیتا تھا ہوا اس دریا میں پھاندا سب  
 فوج بدیع پر حملہ آور ہوئی دریا میں تلوار نیزہ چل رہا ہے لوج نے حکم دیا جس طرح بنے اس بادشاہ کو  
 گرفتار کر کے کنارے پر لیا اور جہان تمکو لیجائے ساتھ اسکے جانا جہان بٹھا دے بیٹھ کر تاشا دیکھنا  
 خبردار کسی مقدمین دخل مینا بدیع نے بعد تباہی بسیار شاہ کو پکڑا وہ شاہ بدیع کو لیکر ایک  
 باغ میں آیا کہ نہایت عمدہ باغ تھا وسط باغ میں ایک قصر برنگ زبرجدی منیرہ پر لا کر بدیع  
 کو بٹھا دیا دریا پر ہاے قصر کھول دے گلو ریان شراب و کباب رکھ کر چلا گیا بدیع مندر پر بیٹھی میں  
 اس قدر وہ قصر بلند ہے کہ منزلوں تک معلوم ہوتا ہے سامنے دو کوءہ ہیں بیچ میں مثل شکر کے صحرائے  
 سبزہ زار ہے یکا یک زیر کوءہ سامان میلہ جمع ہونے لگا دوکاندار و بیچ آکر دوکانین لگائیں چند عرصے  
 میں کل سامان مہیا ہو گیا وسط میلہ میں انبار ہیزم ہونے لگا جب خوب انتظام ہو چکا تو بت نقار  
 کی آواز آئی ایک شاہزادی نہایت حسین لباس عروسی پہنے ہوئے مثل سیٹون کے ایک لاش کو  
 گو دین لیے ہوئے اور جو کہ طریقہ سیٹون کا ہوتا ہے حکم لگا کر ہار بھول لٹا کر لاش اپنی شوہر کی  
 لیکر جلگہ اسی طرح چھ تخت آئے چھ شاہزادیاں سستی ہوئیں ساتواں تخت پھر پیدا ہوا بدیع نے



بہ نگاہ غور دیکھا ملک حسن آراک شیرین کلام ایک لاش کو دین لیے ہوئے آتی ہے ایک طرف  
 ایک بادشاہ مع چالیس ہزار فوج کے ہاتھ شیریں باغ پر پہنچے دوسری طرف مراد شاہ پر ملک حسن آراک  
 شیرین کلام کو سر پہنہ رہتا ہوا منع کرتا ہوا کہ میں تجھ کو ہرگز سستی نہ دے دوں گا کہ تجھ پر آقا بدیع ہاشمی  
 جب مراد شاہ یہ کہتا ہے تو وہ شاہ جسکے ساتھ فوج ہے اپنے ہمراہوں سے کہتا ہے قتل کرو حسن آراک  
 میرے فرزند کے ساتھ سستی ہوتی ہے جب لوگ قتل کرنے آتے ہیں تو ہمراہیان مراد شاہ یہ سچ میں  
 آپڑتے ہیں اپنی جان دیتے ہیں مراد شاہ کو بچا لیتے ہیں سامنے بدریغ کے چالیس کس ہر ہریان لاش  
 رہ گئے بدریغ کو تاب باقی نہ رہی وہیں سے نعرہ کیا بادشاہ کے کفار ان بھیما فقر سے نیچے اتر کر باغ  
 باہر آیا میلان تو دکھائی نہ دیا بدریغ سمجھے کہ میں دوسری جانب آیا ہوں اس طرف لوگ ہونگے  
 کہ سامنے سے مراد شاہ زخمی ہو بیقرار مع چند کس پیدا ہوا ضرر یاد کی کہ جلد آئے کہ حسن آرا کا خاتمہ  
 ہوا جا ہنایا بدریغ جھپٹا مارا شلہ نے کہا حضور مقابلہ غلیم ہے اور یہ سب غیر ساحرین لوح و راجھے  
 دیگے میرے کچے میں در دے برکت لوح سے در تھے غصے میں بدریغ نے لوح نہ دیکھی مراد شاہ کے  
 حوالے کی پس آئے ہٹ کر آواز دی باش او طلسم کشانم محیط اسرار وہاں یہ کہہ نعرہ کیا طلسم کشا  
 کو لینا دہی اہل میلان کے چار طرف سے بدریغ پر ٹوٹ پڑے بدریغ نے تلوار کھینچی لاکھ آدمی بدریغ کو  
 گھیرے ہیں دو پہر کامل تلوار چلی آخر آزار دے بوبے کے بدریغ کو پکڑ لیا کثرت زخم سے بدریغ بیہوش  
 ہو گئے لیٹا مارا وہاں بدریغ کو گرفتار کر چکا اپنے عیار سہیل مکار کو قید بدریغ سپرد کی چار سو  
 سوار ہمراہ کر کے کہا کہ تو سمیت چا پلو یہ قید طلسم کشا کے کہل میں سامان میلان لٹھو اگر آتا ہوں  
 عیار مع سوار ان بدریغ کو لے کر چلا جب پانچ گوس راستہ طے کیا ورہ کوہ سے باغ کو گوس پر  
 تھا بدار گلگون پوش پانچ سو سوار سے آکر گرامار کے سبکے ٹکڑے اوڑا دیئے ہر چھاسینہ سہیل پر  
 رکھ دیا کہ پستارہ رکھ دے سہیل نے خوف سے جان کے پستارہ رکھ دیا تھا بدار بدریغ کو لیکر اپنے باغ  
 میں آئے قہقہہ کی جب بدریغ کو ہوش آیا اپنے کو ایک بارہ دوری میں پایا اور ایک نازنین حور بیکہ  
 چہارہ سالہ کو اپنے سر ہانے دیکھا نہایت حسین نہ جبین شیرین گفتار سر و قد حور مثل عارض  
 بدر آسمان کمال لہو و شکال مثل طاووس طناز باکر شمع و ناز ممکن ہے شاہزادہ دیکھ کر مبتلا ہوا  
 بہ گفتگو معشوقانہ اس حور و ش نے ظاہر کیا کہ میں دختر ہوں ملک پلوں شاہ کی مودم



بنگال ندرت کی اور بیان کیا کہ جس روز آپ دسلے رو بکار می ہتر کے گئے تھے اس دن دیکھ کر  
 عاشق ہوئی تھی آج جو آپ کی گرفتاری کا حال سنا آپ نے آئی لڑی پشاور چھین لائی بعد فقے کے  
 بدلیج نے غسل صحت کیا مشغول عیش ہوئے ملکہ نے پوچھا کہ زندان ویر گاہ سے کیونکر رہائی پائی  
 لوح کیونکہ حاصل ہوئی بدلیج نے ذکر عیاری خواجہ عمر و کیا ملکہ نہایت مشتاق ہوئی جوان آدمی  
 لڑکا کیونکہ بنا یہ باتیں تھیں کہ مردنگ سامنے سے غائب ہوئی شمشاد وزیر زادی ملکہ کی نہایت  
 حسین جمیل پہلو میں ملکہ کے بیٹھی تھی جبکہ کرکان میں ملکہ کے کما حضور بڑا غضب ہوا امریکا کسی نے  
 میرے سینہ پر ہاتھ رکھا یا شاہزادے سے کیے کوئی دماغین پر طبعین باغ میں ہل رہا ہوا بدلیج نے ملکہ  
 سے کہہ کر رو منائی رکھوائی تب خواجہ نے اپنی صورت اصلی دکھائی شمشاد پر عاشق ہوئے بدلیج  
 نے کہہ خواجہ کو گویا اہل محفل کو دنگ کر دیا شمشاد بھی انکی سیرت پر مائل ہوئی بدلیج تو حام میں  
 گئے ہیں خواجہ صحبت میں بیٹھیں ملکہ سے بھی ذکر ہو رہا ہے کہ لوح کی تدبیر واجباً لازم ہو بدلیج الزمان  
 یوں بیٹھا نہ رہیگا کہ نوبت تقارے کی آواز کان میں آئی خواجہ نے ملکہ سے پوچھا یہ باجیسا بخت  
 ملکہ نے کہا شہر چالو سپہ میں ایک دیر ہے کہ اس میں تصویر خداوند کی رکھی ہے چوتھے دن مع کل بیسٹان  
 شہر کے چالو سپہ شاہ دیر میں جاتا ہے اور محیط اسرار دان کہ مفتی دیر ہے وعظ کرتا ہے یہ باجا  
 کسی امیر کے ساتھ جتا ہوا جاتا ہے عمرو نے ملکہ سے کہا ایک ہفتہ بدلیج کو عیش میں الجھائے  
 رکھنا اگر خدا جاتا ہے تو میں لوح لاتا ہوں یہ کہہ عمر و بیرون باغ آیا کہ سامنے امیر عیار  
 بدلیج والو الفتح و عمران کہ یہ بھلے عمر و کے ہیں تلاش کرتے ہوئے جبار یہ پر پہونچے امیر  
 کے ساتھ تلاش میں خواجہ کے نکلے تھے عمر و کو سلام کیا عمرو نے تینوں کو گلے سے لگایا کنا لاکر  
 کچھ کان میں سمجھا باکام تم دیر میں جا کر اندر سے بکر جب محیط وعظ اکبر ممبر سے اترے تو کہنا  
 ہم نابینا مقامے دور دراز سے فیض مذہب سکر آئے ہیں ہماری آنکھوں کے لیے دماغی  
 جب تین چار جلسوں میں مع بادشاہ تمکو جان جائینگے کہ یہ اندھے ہیں تب تم ایک شب کو دتے  
 ہوے اٹھنا کنا ہننے خواب دیکھا ہے کہ کل کے جلسے میں نائب خاوند ہمیں ہفت رنگ آنکھ اور ہماری  
 آنکھیں روشن کرینگے اس دن میں مہینہ نگر آؤنگا ان تینوں کو اٹھائے کی ہر تہی برابر کے عیار  
 اسی طرح دیر میں ٹٹوتے ہوئے پہونچے دیکھا ایک مکان عالیشان ہوا ایک تخت پر تصویر رکھی تھی



برابر اسکے ایک ممبر سونیکا ہے اہالیان شہر جمع ہیں بادشاہ بھی آیا ایک شخص بصورت متبرک ہولوار  
 پر سوار تاج مرصع پہنے ہوئے شاہ نے ہاتھ اسکے آنکھوں سے لگا کر سبے مصافحہ کیا وہ ممبر پر گیا و غط  
 کہا یہ تینوں اندرے فرداً فرداً آئے اپنا حال بیان کیا کیسے کہا ایران سے آئے ہیں کسی نے  
 کہا ترکستان سے کسی نے کہا شہر بلخ میں ہمارا مسکن ہے فیض مذہب سنکر آئے ہیں ہمارے لیے نما  
 کیجئے کہ آنکھیں مرحمت ہوں محیطہ سروان نے محافظان دیر کو حکم دیا کہ ان اندھوں کو رستے  
 کی جگہ دو انکی خدمت کرو جب ہم طلمس کشا کو بھی گرفتار کرینگے بخد مت خداوند انکو بھی لیجا لیجئے  
 یہ نابینا رہنے لگے دو تین جلسوں میں تمام اہالیان شہر آگاہ ہوئے کہ تین نابینا دور سے آئے ہیں  
 مفتی دیر ہر مرتبہ دعا کرتا ہوا اندھوں سے کون چشم پوشی کرے پچشمداشت بینا ہونی کو آئے ہیں  
 ایک شب کو تینوں روتے ہوئے اٹھے کہ ہم نے خواب دیکھا کہ صبح کو نائب خداوند ہمیں ہفت رنگ  
 دیر میں تشریف لائینگے ہمیں ہینا کرینگے تمام دیر میں ہلرہوا اندھے صبح کو در دیر پر بیٹھے جو آتا ہوا  
 اچکے قدم لیتے ہیں اندھ کہتے ہیں لعاب دہن ہمارے آنکھوں میں لگا کر اندر جائیے لوگ جمع ہیں حیرت  
 ہو کہ یہ کیا معرکہ ہے یکا یک خواجہ بشکل عجائب کہ دیو جامہ گلے میں رنگ بدلتا ہوا تاج عطیہ حضرت آدم  
 سر پر اسین گوہر شجر اراغ نصب ہیں چاہا کہ اندر قدم رکھیں اندھے قدموں سے لپٹے آئے فرمایا ہیں  
 و غط سننے آیا ہوں وہ کہتے ہیں لعاب دہن لگا دیجئے یہاں تک تکرار ہوئی کہ غل سنکر بادشاہ اور  
 محیط بھی آئے صورت دیکھ کر سب حیران ہوئے محیط نے بڑھکر عرض کی کہ انکا کیا کیجئے لعاب دہن قدس  
 لگا دیجئے شب کو انکو بشارت ہو چلی ہے پھر تو ایک غل منہ بھوری لعاب دہن لگایا تینوں اندھے  
 بنیا ہوئے سبکی صورتیں پہچاننے لگے ابوشاہ و محیطہ اسراروان وغیرہ قدموں سے لپٹ گئے کہا آج حضور  
 و غط فرمائیں بعد تکرار بسیار ممبر پر آئے زبان جنی میں و غط کہا اور سب حیران ہوئے اپنے فرمایا کہ یہاں  
 خداوند کی ہے اور یہ اندھے بھی مقبول بارگاہ خداوندی ہیں اے چاہوں شاہ ہمارا رہنا تو نامکن ہو کبھی  
 کبھی آئینگے انین سے ایک کو وزیر ایک کو توال ایک کو مفتی دیر قرار دے کہ جتنی یہ پریشانی بمقدور طلمس کشا  
 ہے موقوف ہو جائے چاہوں شاہ نے خوشی خوشی امیہ کو وزیر اعظم ابو القح و عمران کو کو توال و مفتی  
 قرار دیا نائب نے فرمایا ہم جلسہ آئندہ میں آئینگے طلمس کشا کو بھی گرفتار کر لائیں گے لوح لاکر ہو جائے کہ  
 خداوند نے فرمایا ہو کہ پر وہ دنیا میں لوح کار نہا مناسب نہیں ہر چاہوں شاہ نے خوشی خوشی لوح



دیکر کہا کہ آپ مالک ہیں جیسا مناسب جانیں ویسا کریں لوح لیکر خواجہ باہر نکلیں اور ڈھکڑا کر فاب ہوئے  
 اور زیادہ اعتقاد ہوا خواجہ نے لوح لاکر بدیع کو باغ میں دی بدیع نے خواجہ کی کہا آپ جیسا کہ  
 چاہیں اور خود ملکہ کو گریان چھوڑ کر بارادہ قنارجی مرحلہ جات اوسی باغ میں آئے دیکر کھول کر بالائی قصر  
 بیٹھے لوح کو دیکھ ملاحظہ کر رہے ہیں ایک طرف سے گڑا ٹھی ایک شاہ بوضع کفار پیدا ہوا دوسرا  
 بادشاہ بوضع اہل اسلام آپس میں تلوار چلی جو بادشاہ بوضع اسلام ہے وہاں دیتا ہے کہ اسے  
 طلمس کشا مجھے آکر بچالے بدیع حکم لوح اپنے مقام سے نہ اسے دونوں بادشاہ لڑ کر مرے جب کل  
 فوج کا خاتمہ ہوا تو دیکھا بدیع نے ایک شتر سوار پیدا ہوا اسنے آواز دی اے طلمس کشا مبارک ہو  
 محیطہ ہاروان مار گیا بدیع نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ مرحلہ محیطہ تمام ہوا قلعہ جا پلوس پہ  
 جانا چاہئے بدیع باغ سے باہر آئے دیکھا ہمارا لشکر فروکش ہے سب نے آکر ملاقات کی طرف جا پلوس پہ  
 کے کوچ کیا جا پلوس شاہ دیر تصویر سے لوح دیکر آیا عیاروں کو عہدے دیے سہیل مکار عیار جا پلوس  
 آیا اسنے عیاروں کو پہچانا اہل دربار نے بیان کیا کہ ناب خداوند آتھے اندھوں کو اچھا کر گئے لوح لنگے  
 سہیل نے لکارا کہ اے شاہ اول بھی عمر و فریب کر کے بدیع کو زندان سے لیکر آیا اب اسنے لوح کی  
 یہ عیار جانے نہ پائیں یہ تینوں عیار و بھارت تمام لڑ بھڑ کر نکلے جب یہ جا چکے تو لاشہ محیطہ ہاروان  
 آیا اب جا پلوس شاہ گجرات سہیل نے کہا اب سامان لشکر کشی کیجئے میں تو طلمس کشا کو گڑا لاؤنگا  
 جا پلوس شاہ افواج گران مقابلہ لشکر بدیع میں آیا سہیل دو بہرات لگے جا عیار لیکر چلا گیا  
 سب کو چھوڑ کر مسلسل تیسرے دن اسکا منتر ہے سکوا کے سپرد کیا اب تنہا لشکر میں آیا دیکھا خیمہ بدیع پر  
 چندان انتظام نہیں ہے سہیل پشت بارگاہ پر آیا سراپہ چاک کیا بدیع کو بیہوش کر کے لے بھاگا  
 صبح ہوتے ہوتے اپنی بارگاہ پہنچا بدیع کو ہوشیار کیا اپنی تعریفیں کرنے لگا کہ اے شاہ میں  
 لڑ بھڑ کر طلمس کشا کو لایا پشت پر بادشاہ کے ایک خدمت گار کھڑا تھا اسنے آواز دی کہ اے  
 سہیل کیوں دیوانہ ہوا ہے یہ تیرے لشکر کا سائیس ہے گو نگاہرہ طلمس کشا کو ہاتھ لگا سکتا ہے  
 منم خواجہ عمر وہی بکھر نیچے کھینچ کر جا پڑا سہیل سے تلوار چلنے لگی ہر کاروں نے خیر بدیع کو بوجھائی  
 یہ فوج غیر ساحران لیکر آ پڑے خوب تلوار چلی عمرو نے جھپٹ کر سہیل کو نیچے مارا سہیل کو دھڑکا  
 ہوئے جا پلوس شاہ زنجیر بدیع کو دیکھا گجرات گیا شکست کھا کے طرف طلمس کے بھاگا بدیع بعد



شان داخل شہر چالپوسہ ہوئے سر کو کھدا ڈالا شہر چالپوسہ میں عملداری ہوئی مصروف عیش ہوئے  
دو کلمہ داستان حیرت بیان در بند سوم طلسم خود شید نگار کہ نام اس بند کا  
ہو شیاریہ ہو ملک اسکا اظہار شعبہ باز ہے جانا بدیع کا در بند شعبہ ہر  
اور حالات شعبہ اظہار شعبہ باز و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

|                                                                                                                                                                                         |                                                                                                                                                                                             |                                                                                                                                                                              |
|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| ساقی نے شعبہ پلا دے<br>رندون میں بھی انتخاب ہوئیں<br>حیران جمال یار ہون میں<br>دن بھر کے رنج میں گزارے<br>بارش کی ہے فصل نے پلا دے<br>کیوں صورت آئینہ ہے حیران<br>مضمون یہ شعبہ کا کھون | نیرنگ جہان مجھے دکھا دے<br>ایک جام شراب بھر نکر ناز<br>اس غم سے تو بیکار ہو نہیں<br>اب وقت ہے میکشی کا آیا<br>ساقی دریا دلی دکھا دے<br>دل بھر میں اب ترپ رہا ہے<br>سامع کو نشان بے نشان دون | مشتاق شراباں ہون میں<br>کر دے در میکدہ بھی اب باز<br>اے ساقی ماہوش ہمارے<br>لو ابر بہار رنگ لایا<br>ہے جوش میں رندے پرستان<br>نیرنگ جہان کا سامنا ہے<br>یہ رنگ قرنہ طول ہوئے |
|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

سامع نہ کہیں ملول ہوئے  
نیرنگ سازی حال کیفیت مال در بند شعبہ یون تحریر فرماتے ہیں شعر واقعات کہ در سخن فردا بند  
شرح این داستان چنین کردند بشانہ را وہ بدیع نے در بند چالپوسہ پر جشن کیا میں صحبت میں چچ  
سے ذکر گنبد بلورین کیا کہ ہم بہت سامان وہاں چھوڑا ہے میں سرخ پوش خبی نے اس شیطان کو لرا  
وہ مضمون وہاں خدائی کرتا تھا اس ذریعہ سے ہکو لچ ملی یہ سکر خوجہ نے ہاتون میں بدیع سے  
نشان گنبد پوچھا شب کو بدون اطلاع بدیع روانہ ہوئے ارادہ ہے بدیع کا خدمت ابراہین جالو  
حال در بند شعبہ پوچھوں کہ چو بدار نے آکر عرض کی کہ ایلچی فرستادہ اظہار شعبہ باز دروازے پر  
حاضر ہے دو ہزار سوار جو اپنے ساتھ لایا ہے انھیں بیرون لشکر چھوڑا تھا حاضر شاہ راہ نے فرمایا  
بلا لودیکھا ایک پہلوان تلوار نمر میں سپر پشت پر ایک گلہ ستہ ہاتھ میں اس میں پھولی رنگ رنگ  
بدیع نے کرسی مرحمت کی وہ احمق کرسی پر تونہ بیٹھا کھڑے کھڑے کاغذ ہاتھ میں دبا کما میں نصبت  
ہو تا ہون آپا کے مضمون کو پڑھکر اگر دست برداری طلسم سے منظور ہو آج ہی یہ لکے چلے جائے  
اگر مقابلہ منظور ہو آج ہی طرف ہمارے شہر کے کوچ کیجئے ہر چند جاہک ٹھہرا لیں مگر وہ نہ ٹھہرا اور یہ بھی



ایٹلی نے کہا کہ اگر آپ ہمارے سامنے تیاری کریں ہمارا شاہ بھی لشکر لیکر شہر سے نکلے اگر آپ غفلت میں آئے  
یہ سپہ گری سے بید ہے ایسا بدیع کو گرہ لیا کہ اسی وقت شاہزادہ کل فوج لیکر روانہ ہوا آگے آگے تو  
ایٹلی جاتا ہے جیسے لشکر بدیع شب کو جہان لشکر بدیع اتوار کوں بھرا گئے بڑھکر ایٹلی بھی اتر پڑا بدیع نے  
شکوہ آرام کیا خدمت طلبا یہ سیلان سرخ پوش کو ملی سیلان کنار پر اپنے لشکر سے ہے کیا کیا بدیع شیر  
صحرائی پیدا ہوئے سمجھے جنگی شیر نکل آئے ہیں تیرا رنا شروع کیے اس قدر تیرا کہ تقریب آئے غریباں  
ہو گئے لیکن لشکر پر آکر بھاگنا نہیں جانتے جبکو پنجہ مارا بیہوش ہو گئے پڑا جب پہلوانوں نے  
دیکھا کہ ایک ایک برص ہاتھ مارین پڑیں گہر پنجہ جس کے جسم سے مس ہو گیا وہ بیہوش ہو بہادر ورنے  
بیہوش ہوتے ہوتے ناگین کھینچ کر ایٹلی جو دیکھا تو مقوس کے بنے ہوئے ہیں پنجون میں کوئی شہید  
ہے جیسے جسم سے پنجہ ہائے شیر مس ہوئے انکو صبح کو سامنے بدیع کے لائے بدیع نے جو دیکھا کچاس  
جوان بیہوش پڑے ہیں جب ہوشیار ہوئے دیکھا تمام جسم مثل آبلہ ہو گیا ترپ رہے ہیں کما حقہ  
تمام جسم نیک رہا ہے اگر حکیمان لشکر نے کچھ علاج کیا اور ترقی ہوئی بموجب مضمون مصرع  
مرض بڑھتا گیا جو جو دو کی زبان پیچا روں کو چار پانی پر ڈال دیا کراہ رہے ہیں پھر کچ کیا  
ایٹلی بھی آگے آگے جاتا ہے قریب شام قلعہ ہوشیار یہ نمایاں ہوا عجیب طرح کا قلعہ ہے اول یہ کہ  
گرد و حلقہ کے بجائے دیوار متانتیں گھری ہیں بسبب قنات کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا برنگ  
سرخ چار دیواری جا بجائے شکستہ ہے قناتوں کے آگے بانس کھڑے ہیں اسپر سفید پردے  
پڑے ہیں ہوا سے اوڑھ رہے ہیں ایٹلی انھیں پردوں کے اندر چلا گیا لشکر بدیع سامنے آتھا  
اندر سے کچھ لوگ نکلے پردوں پر پانی چھڑک کے چلے گئے دستور ہے ہر کارے برائے خبر جاتے  
ہیں شاگردان امیہ گئے جب قریب پردے کے پہونچے خوشبو دماغ میں آئی بیہوش ہو گئے  
گرے اندر سے لوگ آگے انکو گرفتار کر کے لینگے ہر کارے اندر جا کے ہوشیار ہوئے دیکھا  
شہر وسیع دو گاہن سب طرح کی آراستہ دارالامارہ شاہی میں لائے دیکھا ایک بادشاہ پیر گرد  
چند پہلوان شاہ نے حکم دیا انکو جلد قید کرو امیہ نے آکر بدیع سے عرض کی ہر کاروں  
پر یہ کیفیت گزری جب شاہزادے نے یہ کیفیت سنی بہ سبب تو نیک کے بخدمت ابرار  
سجادہ نشین گئے یہ سب حال کہا انہوں نے کما خدا تمہارا نیا فضل کرے یہ ملعون اہل ہمارے شہد مباد



بڑا شہدوں پر ناز کرتا ہے ہیں اس میں کچھ دخل نہیں ہے خواجہ عمر و سے رجوع کرو بدلیج  
 لشکر میں آئے شہر پہنچ کر بلا شیعہ کی نازل ہوئی ہر روز شیر برستے ہیں جسکے جسم سے انکا پنجہ جس ہوا ہوتی  
 ہو گیا تمام جسم آبدار بیقرار تر پڑ رہے ہیں تین راتیں گزریں پانچزار جوان بیکار ہوئے  
 جو تھے دن وہی اٹھی دربار میں آیا کہا ہمارے شاہ نے فرمایا ہے آج ضرور شہر کو بل  
 جنگی بھیجے گا یہ فرمائیے آپ کے لشکر سے کون پہلوان نکلے گا اسی کے لائق پہلوان میدان  
 میں آئے مہراں قوی بازو نے کہا ہم مقابلہ کرینگے اٹھی چلا گیا آواز طبل جنگی سنکر مہراں  
 بھی تھارہ رزمی گرد گرد پایا بوقت سحر بدلیج لشکر لیکر میدان میں آئے اودھر سے صرف ایک پہلوان  
 پردہ اٹھا کر آیا صدا دی جسکو تنہا مرگ کی ہونے لگے بدلیج نے کہا یہ کارخانہ کبھی نہیں دیکھا میں  
 خود مقابلہ میں جاؤں گا مہراں نے نہانا کر نکا وزن ہو امر کب برابر ہے مہراں نے نام پوچھا  
 اسے قمر طاس حریہ پوش کشتی گیر بتایا آخر نیزہ چلا مہراں نے ہوا کیا اسے تلوار ماری  
 مہراں نے قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا نوبت کشتی کی آئی تین پہر برابر کشتی ہوئی مہراں بکڑ لایا نیچے  
 آنا تھا کہ بدن سے کافر کے آٹھ ہاتھ پیدا ہوئے چار گردن میں چار کمر میں زیر کرنا کیا ہاتھوں پر  
 اوٹھا کہ مہراں کو اندر پردے کے لے گیا بدلیج رنجیدہ پلٹ آئے شام کو اٹھی پھر آیا کہا کہ شاہ نے  
 فرمایا ہے کہ تین دن کی پھر مہلت دی اب بھی سمجھ کر طلسم سے دست بردار ہو جو ہر کارہ خبر کو سٹے  
 قریب پردے کے گیا بوے خوش دماغ میں آئی بیہوش ہو کر گرا اندر سے لوگ آئے اٹھا لے گئے  
 شب کو شیر و گرگ پلنگ آتے ہیں سود و سودا دیون کا وہی حال ہوتا ہے تین دن میں کئی  
 ہزار اُسی حالت میں مبتلا ہوئے اس مملکت میں تین دن گزر گئے چوتھے دن پھر اٹھی آیا  
 کہا آج پھر طبل جنگی بجے گا کل کون میدان میں آئے گا سیلان سرخ پوش نے دعویٰ کیا  
 اٹھی چلا گیا رات کو طبل جنگی بجا صبح کو بطور سابق وہی ایک پہلوان اندر سے نکلا صرف نیزہ ہاتھ میں  
 تلوار وغیرہ نذر داد دھر سے سیلان نکلا بعد نکا وزنی نام اپنا نیزہ بازو پر لٹکایا سیلان  
 نیزہ بازو سے شروع ہوئی بعد چار گھڑی کے سیلان نے ایک مقام پر نیزہ اسکا گناٹھا کہ ہوائی  
 کرے کہ یکا یک وسط نیزہ سے آٹھ زنجیریں پیدا ہوئیں دو گردن میں دو دونوں ہاتھ میں دو  
 دونوں بیرون میں دو کمر میں لپٹ گئیں سیلان کا کچھ زور نہ چلا مر کب سے جدا



ہو کر اسی طرح ہندھا ہوا سیلان کو اٹھا لیا بدیع پریشان لشکر کے بلے شام کو بھر لیا  
 آیا کہا شاہ نے آپ کو سات دن کی ملت دی کہ سمجھ کر طلمس سے دست بردار ہو ورنہ آپ کی بے مانی  
 سب کا فیصلہ ہو گا یہ کھڑک چلا گیا دو کلمہ حال خواجہ عمر دینے جب بدیع پاس ابراہیم بادشاہ  
 کے گئے تھے اوتھوں نے کہا تھا کہ خواجہ عمر سے جو عرض کر دو خواجہ لشکر میں نہ تھے بدیع کو سات  
 دن کی ملت ملی فرمایا خواجہ کو تلاش کرو امیر ابو الفتح نے عرض کی کہ ہم خواجہ عمر کو ڈھونڈو  
 کر لائیں گے یہ دونوں تلاش خواجہ چلے خواجہ نے زبانی بدیع حال گنبد بلوری سنا تھا کہ  
 اوسین شیطان بچہ خدائی کرٹا تھا ہنسنے بہ مدد سرخ پوش اوسکو مار کر مال وہن چھوڑا خواجہ  
 پتہ کو چھکر قریب گنبد پہنچے سوراخ میں کندہ ماری اندر آ کے دیکھا مال سباب پنجابا بنا رکھے  
 ایک طرف منہ بھی ہے شراب وغیرہ رکھی تھی کھٹن چوکانہ ہے اپنے اول روپیہ شرفی جو اہل اٹھا کر  
 نذر زبیل کیا اب ادھر متوجہ ہوئے جدھر منہ ہے پہلے تو زہ نفی اٹھائی تدبیر کر رہے تھے سوراخ میں  
 سے ایک ساحر نکلا جتنا آپ کلیم اور حصین اوسنے سحر کیا پانوں عمر کے زمین نے ٹھٹھ اوس ساحر  
 نے آکر سر پٹیا کرے او ظالم تو کون ہے صد ہا من مال اٹھا کر کے دیدیا معلوم ہوتا ہے  
 کہ تو بدانس ہی تیرے ساتھ کے جنگل میں بہت ہونگے ہر چند اوس نے پوچھا عمر نے کچھ بتایا نام اوس  
 ساحر کا ضرر ہے جو اس گنبد کو جو اسنے مع مال خالی پایا اسی میں رہنا شروع کیا غصے میں کہا او  
 بدانس میں جھگڑا اپنے استاد مہیب جادو کے پاس لیچتا ہوں کہ تیری قوم بھی پچان لیگا میرا  
 بھی دلوا دیگا یہ کہہ کر پروانہ پیدا کر کے لیچا اقصائے کار مہیب جادو ایک قصر میں کہ اسی شہر مبارک  
 میں ہی بنایا ہوا اظہار شعبہ باز کا تھا چندے مہیب کو پسند آیا سکونت اختیار کی جو ملازم اظہار  
 یا عزیز کیا مارا گیا جسے اظہار نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اس میں کوئی اصرار ہو گیا جانا موقوف کر دیا بیان ضرر  
 عمر کو لیکر پہنچا عمر نے دیکھا باغ معقول ہو وسط میں ایک قصر ہے ضرر عمر کو لایا عمر نے دیکھا ایک ساحر  
 مہیب ضعیف بیٹھا ہوا ضرر نے سامنے مہیب جادو کے ڈال دیا اور حال بیان کیا مہیب کو ایک  
 حیرت ہوئی اتنا تو اپنی استادی سے کہا کہ یہ جن صحرائی سے ہے جب دیکھا  
 یہ قتل کرنے پر آمادہ ہے کہا آپ مرد بزرگ ہیں آپ کو میں بتلا دوں گا اسے سحر سے  
 چھوڑ کر الگ لیچے تمہیں دکھا دوں مہیب عمر کو الگ لے گیا زبیل کا منہ کھول کر کہا میں نے اوسے



جھک کر دیکھا تو ہزار ہا طرح کا اسباب ڈھیر ہے دریا صحر اقلعہ جات ہزار ہا تاج رگوں میں جت تماشے  
 میں مصروف ہوا غمروں کے زمین ہاتھ دیکر اندر ڈال دیا کما دیا جان اسکو اچھی طرح رکھنے گا اب آپ بصورت  
 میسب باہر آئے ضرور کہو بھی ہوش کر کے زنجیل میں رکھ لیا سارا اسباب مہمان کا بھی نظر زنجیل  
 کر لیا صورت ایک دہقان کی بنکر باغ سے باہر نکلے دیکھا ڈھنڈورا پٹ رہا ہے کہ جسکو مزدوری کرنا ہو وہ  
 آئے رات دن برابر مزدوری کرنا ہوگی پانچ روپے روز ملینگے آپ بھی مزدور بنکر اس کے ساتھ ہوئے  
 قریب دو ہزار مزدور لیکر وہ آیا غمروں کے مکان عالیشان بنا ہے اس میں ہانس اور کاغذ جمع ہے  
 ایک سب کا انسر ہے اسنے آکر سب سے کہا کہ یارو یہ مزدوری بھی ہو اور حفاظت جان و آبرو بھی ہے  
 کہ ظلم کشائے مقابلے کو یہ فوج تیار ہوگی دو مقابلہ ہو چکے ابکی مقابلہ عظیم ہے جب تو عمر کے کان کھڑے  
 ہوئے کام بنانے میں لوگوں سے سارا حال دریافت کر لیا شام کو شاہ خود آیا بہت سے خدمتگار ساتھ  
 تھے کاغذ کے جتنے تیار ہوئے تھے بادشاہ نے کلین سب میں اپنے ہاتھ سے لکھائیں عمر و نے خیال کیا  
 کہ اس کے خدمت گار کی شکل بنکر چلنا چاہیے برابر ان کے جو کار گیر بیٹھا ہے اس سے پوچھا اسنے کہا یہ سب  
 شعبہ کے ہیں پہچان یہ ہے کہ جو خود بخود باتیں کرتے ہیں یہ تو اصلی ہیں اور جو چپکے کھڑے ہیں یہ نقلی  
 ہیں نقلی بھی بولتے ہیں لیکن جب بادشاہ پوچھتا ہے تب یہ جواب دیتے ہیں عمرو یہ سکر چیلے سے پتہ  
 کے باہر آیا دیکھا دو سو خدمتگار باہر کھڑے ہیں مگر چپکے دس بارہ آپس میں باتیں کر رہے ہیں  
 ایک کو عمر و نے الگ بلا لیا کہا حضور ہم تو مکان کو جا نہیں سکتے رات دن مزدوری کرتے ہیں آپ  
 ہمارے روپے ہمارے گھر مہو بخا دین تو بڑی عنایت ہوگی اس فقرے میں اسے الگ لکھو ہوش  
 کر کے کنارے ڈال دیا اسی کی شکل بنکر ہمراہ خدمتگاروں کے ہوئے جب شاہ نکلا اسکے  
 ساتھ مکان پر آئے شاہ اپنے عیش خانہ میں آکر بیٹھا دکھا عمر و نے کہ میزوں پر جلیہ سان  
 عیش شراب وغیرہ رکھی ہے شاہ نے عمرو سے کہا میں پیاسا ہوں عمر و نے صراحی اٹھائی شاہ نے  
 کہا اسکو پکڑ لو یہ کوئی عیار ہے عمرو وہاں سے بھاگا دکھا عمر و نے کہ سب سمجھ چلے آتے ہیں شہر سے  
 عمر و نکل آیا کیونکہ بجائے پھاٹک کے دیوار ٹوٹی ہوئی تھی عمرو وہاں نکلا کہ تمام لوگ گداز جب دی  
 کے قریب آیا ہوش ہوئے کہ گر پڑا لوگ اٹھا کے سامنے شاہ کے لئے اسنے گرم پانی سے  
 منہ دھلوا یا رنگ دروغن اڑ گیا معلوم ہوا کہ عمرو ہے حکم ہوا کہ ہمارے مکان



کے پاس جو زندان ہے وہاں قید کر دیا جائے اور اس کو مسلسل دھوکا دے کہ وہاں قید کیا لیکن امیہ  
 ابو الفتح جو تلاش خواجہ عمر و نکلے تھے ایک صحرا میں پہنچے دیکھا ایک طرف ایک احاطہ غامض بنا ہوا  
 اور سامنے اسکے ایک مکان ہے آپس میں ان دونوں نے صلاح کی کہ اس احاطہ کو دیکھنا چاہیے  
 امیہ ریر دیوار کھڑا رہا ابو الفتح نے دیوار پر چڑھ کر دیکھا تمام احاطے میں کاغذ کے شیور گرگ پلنگ بنے  
 ہوئے بھرے ہیں ابو الفتح بہ عجلت پھانڈ پڑا امیہ نے کہا کہ اے برادر کیا دیکھا اس نے آواز دی  
 کہ بڑے مطلب کا مقام ملا ہے اتر کے دیکھا کہ کچا چون کے بندھے ہوئے سب شیر وغیرہ تھے  
 کوئی کاغذ سے منڈھا نہیں ہے قضاے کار ایک کونے میں ایک منڈھا ہوا بیٹھا تھا جیسے ہی بونے نسا  
 دماغ میں گئی ابو الفتح پر دوڑا جب تک ابو الفتح بھاگے بسبب بانس وغیرہ کے جست تو نہیں  
 کر سکتا جھپٹ کر شیر نے پنجہ مار دیا وہاں ابو الفتح نے ایک بیج ماری آبلہ دار ہو کر گرا ابو الفتح کی  
 آواز سن کر امیہ دیوار پر آیا دیکھا ابو الفتح پڑا ہے اور کچا چون کے شیر وغیرہ بھرے ہیں ایک جو  
 منڈھا ہوا ہی اس نے پئے مارا اور اب درڑتا ہوا امیہ کو دیوار پر دیکھ کر جاتا ہے کہ دیوار پر چڑھو اسے  
 دروازے میں احاطے کے فضل لگا ہے یہ دیکھ کر امیہ نیچے اترتا ہے کہ اب کیا کروں  
 ابو الفتح یہاں پھنسا خیال کیا یہ مکان جو سامنے احاطے کے ہے اسکو چل کر دیکھو امیہ مکان  
 سے کوٹھے پر آیا دیکھا ایک مرد اور ایک عورت مکان میں ہے مرد تو کپڑے پہن رہا ہے عورت نے  
 دوشیشی اور کاغذ بہت سالاکر ایک تخت پر رکھا جب مرد کپڑے پہن چکا عورت نے  
 کہا یہ دونوں شیشی تیار ہیں مگر دوا صحت آج بہت کم ہے مرد نے کہا آج تو زیادہ چاہیے  
 حکم آیا ہے کہ آج سے پچیس عدد شیر جایا کریں کہ سات دن کے عرصے میں نقطہ طلمس کشا اپنی فوج  
 میں اکیللا رہے اور کوئی باقی نہ رہے عورت اندر سے جا کر ایک شیشی اٹھالائی کہا اس میں روغن  
 آبلہ ہے دوسرے میں روغن صحت ہے مرد اونچیں لیکر باہر چلا امیہ نے شیشی کو بخوبی مہیاں کیا  
 پنجویں آیا یہ شخص سمت احاطہ چلا کہ اسکے کان میں روینکی آواز آئی دیکھا زبردست ایک نازنین شخص چادر  
 اور ٹٹے رو رہی ہے نہایت خوبصورت یہ شخص عاشق ہو گیا امیہ بکر بیٹھا تھا اُسی سے شراب لگائی  
 تمام حال پوچھا اس نے محبت میں بیان کیا کہ میں طرف سے اظہار شہیدہ باز کے یہاں کا ہستم ہوں  
 یہ دھانچے تو بندھے ہوئے وہیں سے آئے ہیں کاغذ میں چڑھا ہوا ہوں یہ روغن سا بیچوں میں



لگا دیتا ہوں جہاں دروازہ کھول کر انکو طرف لشکر اسلام روانہ کر دیتا ہوں پھر یہ نہیں پھرتے  
یہ دوسرا روغن اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہوں کہ اسکی بو سے مجھ حملہ نہیں کرتے اور یہ روغن آلبا تیر  
نہیں کرتا میرے خوب دریافت کر کے اسکو بیہوش کیا زندہ درگور کر کے دونوں شیشی لین روغن  
صحت ہاتھ میں لے کر احاطے میں آیا وہ روغن جسم ابو الفتح پر ملا آبلہ بھوٹ گیا دردموقوف ہوا یہ  
دونوں شیشی لیکر سمت لشکر روانہ ہوے جب خواجہ عمر و کو زندہ اٹھانے میں لگے دیکھا وہاں اور  
بھی قیدی ہیں کوئی باقی دار کوئی ناظم چکے دار ایک شخص قید ہو خواصورت نوجوان اس سے  
عمر و نے پوچھا اسنے بیان کیا کہ اظہار شعبہ باز کے وزیر کا بیٹا ہوں باپ میرا گیا مجھے کتا ہے  
کہ خزانہ مخفی بتائیں نہیں جانتا ہر روز بلا کر پوچھتا ہے عمر و نے رات کو بیہوش کیا آپ اسکی صورت  
اسکو اپنی صورت بنایا صبح کو معرفت داروغہ کھلا بھیجا کہ شاہ مجھے بلاتے تو میں خزانہ تبادون اسنے بلوایا  
عمر و نے تنہائی میں لیا کہ اظہار شعبہ باز کو بیہوش کیا اور زنبیل میں رکھا اوسکی صورت بنگر  
نعت پر بیٹھے جتنے لوگ بارگاہ کے تھے ان سبکو ایک مکان میں بند کر دیا فوج اور رعایا کو بلایا  
چالیس ہزار آدمی جمع ہوے مہران و سلطان ہر کارے لشکر اسلام کے جو قید تھے انکو خال  
چشم دکھایا انھوں نے اطاعت کی سبکو لیکر مقابلہ بدیع میں آئے چاندنی وغیرہ جو لگی ہوئی تھی  
سبکو جلا دیا اتھے سے بدیع کے سبکو قتل کر آیا بدیع سے مقابلہ کر کے زبر ہوے اب بدیع کو ساتھ لیکر  
داخل شہر ہوے شہر اسلام آباد ہو اس اثنا میں امیہ و ابو الفتح و شیشی لیکر آئے جو لوگ کہ  
بیاری آبلہ میں گرفتار تھے وہ روغن اڈنے لگایا سبکو صحت کامل حاصل ہوئی اب شہر اظہار یہ بین  
مشغول عیش ہوے بدیع بعد تخر شہر بہ اطمینان تمکن ہوے کمال اظہار شعبہ باز کو پہلے خواجہ نے  
مہیاوت ضریر کو نکالا یہ دونوں بہ فہمائش عمر و مطیع الاسلام ہوے اور وعدہ کیا کہ جب جنگ سے  
سے فراغت کریں گے تو ہم کلہ بھی پڑھینگے یہ کھکر دونوں شاہرا دیے رخصت ہو کر روانہ ہوئے  
خواجہ نے اظہار شعبہ باز کو زنبیل سے نکالا سامنے ستیوں سے ہاندھ دیا سوال اسلام کیا  
اظہار نے طرف بدیع کے دیکھا کمال و طلمس کشا کیا طلمس شکست ہوا جو مجھ سے سوال اسلام کرتا ہے یہ  
کہہ کر آواز دی کہ اے طہوران حریر پیکر تو بھی مر گیا یہ کتنا تھا کہ آندھی سیاہ چلی آسمان پر سے  
قریب دو ہزار جانوران سرخ رنگ برابر لعل کے پیدا ہوئے سب کاغذ کے معلوم ہوتے تھے آگے آگے ایک دوس



زرین بال ہو طاؤس نے تو منقارین الہمار کو اٹھا لیا باقی اور چاندی کے سر پر بیٹھا وہ تلمک کاغذ  
 کا بنکر بلیا عمر و گلیم اور طعکر غائب ہو گشتے سے دیکھ رہا ہو کہ بنام الہام مثل کاغذی تصویر کے  
 ہو گئے تو بعد کھڑی بھر کے وہی طاؤس جو الہمار کو لے گیا تھا پھر پیدا ہوا اور بدیع کو پنجین  
 دبا کے بھلا جب تو عمر و بقرار ہو کر گلیم اڑے ہوئے چلا وہ طاؤس تو بلند اوڑھ رہا ہو عمر و نجی نیچے جاتا ہو  
 بعد عرصے کے دیکھا ایک قلم ہے چار طرف سے آگ معلوم ہوتی ہے جب وہ طاؤس لے ہوئے بدیع کو  
 قریب قلم ہو نچا آواز دی کہ اے طویران طاؤس تین طلمس کشا کو لیکر آیا ہوں آگ شق ہوئی دروازہ  
 پیدا ہوا طاؤس لیکر بدیع کو اندر داخل ہو گیا عمر و بقرار بیرون قلم رہا بہر سبب آگ کے اندر  
 نہ جاسکے جب شام ہوئی تو عمر و مجبور ہو کر قلم میں تو نجاس کا خیال میں آیا اور کہیں جلیگر ٹھہر گیا جس  
 گئے تھے کہ گائیکی آواز آئی ایک باغ دیکھا عمر و گوشہ باغ میں جا کر ٹھہرا دیکھا ایک نازنین مسند پر بیٹھی  
 نہایت حسین و جمیل کہ نام اس کا ادنیٰ کنیز و نکے کہنے سے معلوم ہوا اپنے ملکہ مہر طلعت  
 آہو چشم ہر چند کہ گانا ہو رہا ہے وہ رنجیدہ بیٹھی ہو ایک ساحرہ آسان سے آئی اور یہ کہا اے ملکہ  
 مہر طلعت آپ بیان نہ بیٹھیے آپکا آج ذکر محفل بہزاد کش میں کہ بادشاہ طلمس نگارین ہی ہوتا تھا  
 اب چلیے سنکر وہ نازنین مٹی ہوئی تخت پر سوار ہو کر روانہ ہو گئی عمر و کو زیادہ حیرت ہوئی جب تخت اسکا جا چکا  
 عمر و اسی باغ میں لیٹ رہا آنکھ بند ہوئی ابراہیم سجادہ نشین خواہ میں آئے فرمایا کہ خواجہ اسی قلم  
 آتش کے سامنے جاؤ بدیع کو جہاں جاتے دیکھا ہو جو کچھ دیکھنا ویسا انتظام کرنا عمر و کی آنکھ کھلی  
 اڑھکر روانہ ہوا عمر و باغ سے نکل کر رو بروئے قلم ایک درخت پر آکر بیٹھا وضع زلے ناظرین ہو کر  
 جب خواجہ اوس باغ سے نکلے تو سیارہ بن عمر و عیار قاسم اپنے آقا کے فراق میں کہ یہ باغ  
 ہمیشہ بہار سے غائب ہوئے ہیں فقیر بنا بیٹھا تھا عمر و نے سیارہ کو اس نازنین کا پتہ بتلایا کہا اے  
 فرزند کیا تعجب ہو اس نازنین کی وجہ سے تیرے آقا کا پتہ ہے سیارہ طرف اوس رخ کے چلا عمر و سامنے  
 قلم آیا دیکھا خواجہ نے وہ آتش شق ہوئی دروازہ کھلا الہمار شعبہ باز مع چالیس آدیوں کے  
 سر برہنہ ہاتھوں میں برنجی تھالیان اوسین بخورات روشن پیدا ہوا جنگل کی سمت چلا عمر و بھی  
 گلیم اوڑھے پیچھے چلا بعد دو کوس کے دیکھا ایک بہاڑ ہے اوس پر چڑھا بہاڑ پر حجرہ بنا ہو الہمار نے قفل  
 کھولا اوس حجرے کے چار دروازے ہیں اندر ایک تصویر رنگ مرمر کی ہے الہمار نے



بخورات وغیرہ سامنے تصویر کے رکھ کر رونا شروع کیا کیا یا خداوند یہ کیسا طلسم میں خوب ہو ملک و  
مال چھوٹ گیا مر چلے برآ کر چھپا ہوں جب عمرو نے دیکھا اس تصویر سے کچھ دوا دہائی تب عمرو کو کلمہ اور ذکر  
اندر گیا پہلو سے تصویر کے آواز دی امی انہما جیسا تیرا اعتقاد ہو گیا ہو ویسی آفت آئی ابھی جا  
طلسم کشا کو لا کر اوس حجرے میں بند کر کے چلا جا ہم اوس کو دوزخ میں پھینک دینگے انہما یہ سن کر بہت  
خوش ہوا جا کر بدیع کو لایا حجرے میں بند کر کے چلا گیا عمرو نے بعد انکے جانیکے دروازہ ٹوٹا بدیع کو لیکر  
زیر کوہ کے پیر تیان کا ٹکڑا ہوشیا کیا ارادہ ہوا کہ چلین آواز آئی السلام علیک بدیع نے کسرخ پوش  
جنی حاضر ہوا حالات بدیع بوجھے کچھ تحفہ جات قاف سے لایا تھا پیش کئے عرض کی اس بند پر بڑے  
دھوکے اپنے اوٹھائے بدیع نے خواجہ سے ملاقات کر لی اور فرمایا کہ تمام بندگان خدا شہر ہوشیار یہ میں  
مثل کاغذی تصویر کے ہو گئے سرخ پوش نے عرض کی کہ میں اس عیو اطے حاضر ہوا اپنے کبھی غلام کو  
یاد بھی نکلیا اب خواجہ کو رخصت کیجیے بدیع نے خواجہ سے کہا آپ شہر جا پلوسیہ میں چلے خواجہ تو  
ادھر گئے سرخ پوش بدیع کو لیکر صحرائے سبزہ ناز میں آیا ایک اسم تعلیم کیا بدیع نے بیٹھ کر اسم کو پڑھا  
بدیع نے اسم تمام نہ کیا تھا کہ وہی تاجدار ہمیشہ تو تنہا آتا تھا آج جو آیا تو چائیش آدمی ساتھ میں جہا  
نے عرض کی کہ اسے شہر یار میں دو طرفہ کے حجرہ ادھڑا سکونگا ادھر آپکا جبرادھر ہوا لیا یا طلسم کا آخر  
جان دو تگاہ لکھ کر بدیع کو اپنے ہمراہ لایا اسی قصہ قدیم سے صندوقچہ نکال کر لایا لوح در بند ہوشیار یہ  
دیکر یہ کہا اب مجھے معاف فرمائیے گا بدیع لوح لیکر اسی سبزہ ناز میں آئے لوح کو ملاحظہ کیا کہ سمت  
شمال جانا چاہیے بدیع نے راستہ طے کر کے دیکھا ایک سر بفلک کشیدہ مثل کھار کے چاک کے چکر میں ہے  
ایک طاؤس کاغذ کا منڈھا ہوا بالائے قلعہ بیٹھا ہو کر دقلعہ آتش شعلہ زن ہو بدیع نے حکم لوح کے طاؤس  
ایک مار سیاہ کو نگل رہا ہے کفے پر تیرا رانچہ مار کاڑ گیا طاؤس نے پرواز کی آواز دی امی طیوران  
حرمیچہ سیکر طلسم کشا انکا ایک مقام سے آتش شق ہوئی آگے آگے وہی طاؤس پشت پر دس ہزار  
طاہر ان سرخ رنگ گرد سر بدیع چکر مارنے لگے بدیع نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا ای طلسم کشا اگر  
تیرہ چکر جالور کے تمام ہو جاوینے تو پتھر بنکر رہا وینے خیال کر دو کہ وسط میں ان کے جالور  
ہفت ز فیل مار رہا ہے وقت ز فیل دہن پر اس کے تیرا رانا چاہیے بدیع نے خدا کو یاد کیا تیرہ چکر کر لایا  
دہن پر اوس طاہر کے پڑا چند شعلہ آتش جسم سے نکلے تمام جالور بجلیکے وہ طاؤس زمین پر گرالوح نے



خبر دی شکم جاک کر کے جگر اسکا لینا چاہئے جلد ملازمین تمہارے شہر ہوشیار پور میں کا نڈ کے  
 بنگلے میں یہ جگہ جلا کر دھونی دنیا وہ شکل اصلی ہو جائیگا بدیع نے جگر طاؤس پر بارس کھا لیا ایک  
 قلعہ سے اٹھا رتبدہ باز باشوکت شاہی مع دو ہزار سواروں کے پیدا ہو کھتا تھا کہ یا خداوند یہ کیا  
 آفت ہو یہ کہہ کر غرہ کیا کہ طلسم کشا کو لینا سب بدیع پر آپڑے جب نصف جوان ہاتھو سی بدیع کے قتل ہوا  
 تو دیکھا بدیع نے کہ ایک آواز مثل صاعقہ کے ہوئی اور وہ قلعہ مع اٹھارہ ہزار کے برو سے ہوا اور  
 ہوا ایک آواز آئی کہ او طلسم کشا اب تیری قضا قریب ہو وہ قلعہ وغیرہ غائب ہوا بدیع پاٹ کر  
 شہر ہوشیار پور میں آئے سب ہمراہی کا نڈ کے بنے ہوئے اڑتے پھرتے تھے بگر طاؤس پر کھنکھان  
 کیا پھر بصورت اصلی ہوئے مسجدہ شکر یہ پروردگار بجا لائے شانزادہ بدیع الزمان مہراجہ  
 کو ہمراہ لیکر واسطے خکار کے چلے صحرا سے سبزہ زار میں آکر شکار کھیلنے لگے دن بھر شکار  
 کھیلا شام کو بارگاہ میں استادہ پوئین فروکش ہو رہے تھے کہ صحرا سے گرد اوڑی دیکھا ایک پہلو  
 زبر دست مع ساٹھ ہزار فوج اگر کے اور تر بدیع نے امیہ کو براے خبر بھیجا امیہ نے عرض کی بادشاہ  
 حوالی طلسم مناک قوی ترکیف اڈسکا بیٹا کیکاؤس قوی ترکیب کہ سابق میں ادسکی نسبت ہمراہ  
 لکھ گھنڈار عنبرین موہوئی تھی اُسے ہیں خبر سنئی کہ او نیر آیکا قبضہ ہوا اطرف ہوشیار پور کے جلتے تھے  
 آپ کی خبر سنکر اتر پڑے بدیع نے فرمایا کیا مضائقہ ہے کیکاؤس نے طبل جنگی بجوایا امیہ نے  
 خبر دی بدیع نے بھی طبل جنگی بجوایا رات کو ایک لشکر میں ہار ہوا امیہ نے اگر بدیع کو خبر دی کہ  
 مرکب خاص کیکاؤس کا موسوم بہ ابرش گل اندام دریا سے تھماں پر سے چھوٹ کر ہمارے لشکر میں  
 چلا آیا ہے اور لشکر یا مال کرنا پھرتا ہے اسے خہر یار بڑا زبردست ہے یا تو شہر دیو زاد صاحب قرآن  
 کو دیکھا یا بعد اشقر کے اگر دیکھا تو اسے دیکھا بدیع الزما نیخے سے نکلے مرکب کوہ سرین کوہ کفل یا مال  
 کرنا پھرتا ہے بدیع نے چکار کر آواز دی روی زیاے بدیع کو دیکھ کر مرکب سے رجھا لیا بدیع  
 آگے بڑھے مرکب نے تھوٹھنی اپنی سینے پر بدیع الزمان کے رکھ دی بدیع الزمان نے پشت پر ہاتھ پھیر  
 اور لاکر گھوڑے کو سخاں پر باندھا یہ خبر کیکاؤس کو ہوئی جلیا صبح کو بقرہ و غضب تمام میدان  
 کا زرارہ میں آیا بدیع ادسی مرکب پر سوار ہو کر بعد جاہ و حشم میدان میں آئے کیکاؤس غصہ میں گینڈا  
 بڑھا کر نکلا آواز دی پسر حمزہ کہاں ہو اگر مقابلہ کرے بدیع نے ابرش گل اندام کو بڑھا یا سرداروں سے



اپنے رخصت ہو کر مقابلہ کیا کٹاؤس میں پہنچے لگا دیر نہ ہوئے کیا کٹاؤس نے غصے میں نیزہ مار لیا  
چلنے لگا ایک مقام پر پہنچنے کے گانٹھ کر کھینچا مارا نیزہ کیا کٹاؤس کا ہوائی ہوا کیا کٹاؤس نے غصے  
میں قبضے پر ہاتھ ڈالا بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا صاف تلوار کو روکا قبضہ قبضہ طلسم  
طلمس پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار لکھنا تھا مارا کیا کٹاؤس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ نے  
سپر کو کاٹا سر کٹاؤس خود سر کا زخمی ہوتا نہ تڑپ کے گر گینٹے کی گردن قلم ہوئی اہالیان فوج دوڑ پڑے  
بدیع الزمان غرہ کر کے دریاے فوج میں غوطہ زن ہوئے صف و کھو درہم و برہم کیا ملازمان کیا کٹاؤس  
نے آکر کیا کٹاؤس کو ہوا دار پر ڈالا فرط زخاری سے یہ بیہوش ہو گیا لیکر طرف قلعہ کا وسیع کئے بھاگے  
ضحاک قوی ترکیب خبر سنکر بیرون قلعہ آیا بیٹے کی زخمدہی کی کیا کٹاؤس نے تمام کیفیت  
بیان کی کہ مرکب میرا طلسم کشا نے لیا میں زخمی ہوا کہ خبر گذری بانی فساد مہراں قوی بازو  
و خورشید شاہ بین انھوں نے طلسم کشا کو بلایا باغ میں تصویر کا نشان دیا ضحاک  
نے غصے میں افغان بلند قامت نامے پہلو ان کو حکم دیا جا کر قلعہ مہراں کو تباہ کر دیا ایک  
ویمحات کو زندہ نہ چھوڑنا افغان بلند قامت چلا بیان شاہزادہ بدیع نے مال اسباب کیا کٹاؤس  
کا قبضے میں کیا بفتح و فیروزی داخل شہر ہوشیار یہ ہوئے معلوم ہوا کہ جو تھا در بند طلسم جبل رنگین  
و گنبد آئینہ سے حاکم وہاں کا کوہان ہو بدیع نے فرمایا لشکر تیار کرو تین لاکھ غیر ساحر متحان و دینی  
لاکھ ساحر جمع کئے اس کو و فرسے قلعہ سے کہ سمت جبل رنگین کوچ کریں لیکن افغان بلند قامت  
جہاں مہراں کا بھائی انجم قوی نے قلعہ میں بیٹھا کہہ کارون نے خبر دی کہ ضحاک کٹر تباہی قلعہ  
فوج بھیجی ہے یہ مرد دیندار مطیع بدیع نامدار ساٹھ ہزار فوج لیکر قلعہ سے لگا افغان فی ظن منی  
بجوا یا انجم نے معج کو مقابلہ کیا سستی طلوع سے زخمی ہوا افغان نے قیامت برپا کر دی انجم بھاگ کر  
قلعہ بند ہوا افغان نے چار جانب سے محاصرہ کیا طبل یورش بجوایا صبح کو با فوج گراں گزرا تھیں  
لیکر قلعہ پر حملہ کیا انجم نے گولہ انداز و نکو اشارہ کیا تو پبل رہی ہو فوج افغان توڑ گئی یہ یو خضال  
گوٹوں کو رد کر کے قریب خندق پہنچا تو پبل بند ہو گئی افغان لٹکار رہا ہے انجم نے مایوس  
ہو کر دعا کی قضا کار شاہزادہ نور الدین بدیع الزمان کہ انکو سلطان زرین پوش قید خورشید  
روشن ضمیر سے نکال لایا تھا ایک صحرا میں فرد کش ہیں کہ توپ کی آواز آئی نور الدین ہرنے کہا



طلسم ہونے کا جلد بھٹکتا

کوئی قلعہ میں لڑ رہا ہے یہ فرما کر پشت مرکب پر سوار ہوئے سلطان زرین پوش ہمراہ ہے مع دس ہزار  
جوانوں کے نورالدین گھوڑے کو بڑھا کر اسوقت سامنے قلعہ کے آئے دیکھا ایک پہلوان دیو خصال  
خندق فرمایا چاہتا ہے قلعہ والے دعا کر رہے ہیں نورالدین سمجھے ابا لیان قلعہ مسلمان ہیں مرکب پھٹکا  
بڑھے نعرہ کوہ شکاف کیا کہا ادب کیا بگے نہ بڑھنا افغان نے پلٹ کر نورالدین کو دیکھا یہ  
کیسا دُوس کی لڑائی میں ساتھ تھا سمجھا کہ طلسم کشا آتا ہے خال و خطا میں سرسوزی نہیں گنبدے  
کو پھیلے گا اور طلسم کشا اسدن کی لڑائی میں دخل نہ دیا آج تیری قضایا لکرائی ہو جب نورالدین  
قریب پہنچے دیکھا طلسم کشا نہیں ہے صورت سے بہت مشابہ ہو خبردار کر کے جا بڑھا ہاتھ لگا مارا  
نورالدین نے تیغہ خارا شکاف سلیمانی کر کے کھینچا گویا ابر تیرہ سے برق چمک گئی تلوار کو تلوار پر گانٹھا الجھا دو  
ہاتھ نکال کر وار کیا تیغہ خارا شکاف سلیمانی کاٹے میں لانا می ہے ہر کے دو ٹکڑے کو جمع مرکب دراکب  
افغان کے چار ٹکڑے ہوئے انجسم بھی ٹکڑے قلعہ سے شریک ہو اور نورالدین فرج افغان پر چاہا لشکر کے دربار  
شکست کھا کے بھاگا انجسم نے مال و اسباب قبضہ میں کیا اور نورالدین کے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی کہ  
قبول کعبہ کا غلام ہوں نورالدین نے حال پوچھا انجسم نے تمام کیفیت ظاہر کی کہ میرا باپ درہانی ایک والد  
کے ہمراہ بن غلام پر ضحاک نے فوج بھیجی تھی اسی میں سے کوہ تصویر پر سید ہو گا نورالدین نے شوق  
ہوئے تیار بیان ہونے لگے کہ میلے میں ضرور چلینگے ان کو اسی حال میں چھوڑے ذکر اور کا وقت  
پر تحریر ہو گا بدیع الزمان شہر ہوشیار پور میں فروکش ہیں قصد ہے کہ لشکر کشی کریں اور نورالدین  
میلے میں جانے کو ہیں دونوں کو اسی حال میں چھوڑے ۔

دو کلمہ داستان لشکر زلزلیہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحب قرآن و شکر زمرہ شاہ  
باختری تحریر ہوئے ہیں خمسہ المصنف

|                                   |                                         |
|-----------------------------------|-----------------------------------------|
| زلف کا سامنا جو کرایے نگار سانپ   | کھا کی تمہاری چوٹی کے کوڑوں کی مار سانپ |
| گو دین پیچ و تاب کرے بار بار سانپ | بل کھا کے نہ صورت گسوے بار سانپ         |
| توڑے مڑے اپنے بدگو ہزار سانپ      |                                         |
| کیا انقلاب عالم ایجاد میں کہوں :  | دھلا رہا ہے رنگ عجب جمنے نیلگون         |
| بیمیری فلک کا بھلا کیا نشان دون   | موذی کو چاہتا ہو قوی آسمان دون          |



یوحا بنایا کرتا ہے یہ بدشعار سانپ

|                                   |                               |
|-----------------------------------|-------------------------------|
| لرزان فراق میں خطر حسن سے ہوئے    | بیار و ناتوان ضرر حسن سے ہوئے |
| کیا کیا فساد و شر خبر حسن سے ہوئے | موزی بھی تنفق اثر حسن سے ہوئے |

کرتے ہیں گنج یار کے اوپر تار سانپ

|                                    |                                      |
|------------------------------------|--------------------------------------|
| ہر خواب میں بھی کیسو شہرنگ کا خیال | کاہیدہ ہو گیا ہے بدن صوت ہلال        |
| کیونکر عشق زلف میں ہوندرنگ بال     | ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موزی سے بال بال |

اکا کل ہے ایک یار کی کالی ہزار سانپ

|                                   |                                      |
|-----------------------------------|--------------------------------------|
| کیونکر کند زلف کو کالی بلا کہوں ؟ | طبع رسا کے زور سے زلف رسا کہوں       |
| انیٹھے مری زبان اگر کچھ ذرا کہوں  | سودا زلف میں ہو کچھ کچھ حال کیا کہوں |

رہتا ہے رات دن میرے سر پر سوار سانپ

|                                     |                                |
|-------------------------------------|--------------------------------|
| جب رند نکلتے دان یہ بہکتے ہیں سیکرے | ایجاد کرتے ہیں یہ روروز ایک تے |
| اہل سخن نکالتے ہیں بات ہی میں پے    | آتش یہ ساحرون کا فقط اخترع ہے  |

دخشا رکنج ہے رتو کیسو سے یار سانپ

حمرہ راقمان اخبار سحر و ساحری و کاتبان حالات افسون گری اس داستان سحر بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں کہ سخن سازیکہ معنی ساز کردہ ہو سخن دان چنچین آغاز کردہ ہو لقا نے سابق میں افراسیاب کو نامہ لکھا تھا ہر چند افراسیاب مرد دین ہے لیکن اشقل جادو کو مع بارہ ہزار ساحر و نئے روانہ کیا بخوبی سمجھا دیا کہ اپنے کو عیاروں سے اور اسم اعظم حمزہ سے بچانا اشقل نے کہا میں جانتے ہی اسم اعظم حمزہ بند کر دو نگا پھر طبل جنگی بجواؤ گا ایک ہی آن میں خاتمہ ہوگا یہاں دربار میں لقب بیٹھا ہے کہ اشقل کر ہو نچالقا کو سجدہ کیا بختیارک سے کہا شہنشاہ طہسم ہوشیار نے مجھ کو سمجھا دیا ہے کہ اپنے عیاروں سے اور اسم اعظم حمزہ سے بچانا بختیارک نے کہا بہت بجا ارشاد فرمایا اشقل نے کہا میں پہلے اسم اعظم کی تدبیر کر لوں گا طبل جنگی بجواؤں اس بیچیمانے گرد اپنی بارگاہ کے آگ روشن کی تھا بیٹھ کر سحر تیار کیا ایک طائر کو اٹھایا آپ بھی غرق زمین ہو کر جلا صاحبقران نے دربار برد خاست کیا بیرون بارگاہ سلیمانی



آئے ہیں شب کا وقت ہے کہ ایک طائر نے زفیل دی مقبل نے کہا اسی شہر یا یہ طائر شب کو آیا  
 گرد سر اقدس چرخ مار کر چلا گیا اسم اعظم تو یاد کیجئے صاحبقران نے جو خیال کیا زبان میں لگنت  
 پائی اسم اعظم فراموش اشارے سے فرمایا اسم اعظم بند ہو گیا تمام سردار پریشان ڈیوڑھی تک  
 پہنچانے صاحبقران کو آئے صاحبقران نے سب کو رخصت کیا پردہ اٹھا کر اندر آئے  
 صرف ایک محلدار لالٹین لے ہوئے عقب صاحبقران نہایت مسترد کہ پہلو سے دیکھا  
 خواجہ عمر و آتے ہیں امیر یار وفادار کھمک لپٹ گئے کہا خواجہ کچھ حال ہو شرابا بیان کر دو تم کیون کر  
 آئے عمر و نے کہا اے شہریار میں بہار کے ساتھ آیا ہوں اشقل جادو پر انکار ہے اسی وجہ سے میں  
 بہار کو لیکر آیا اسوقت خبر مشہور ہوئی کہ اشقل نے اسم اعظم بند کیا حرز ہیکل بدل لی امیر فرمایا  
 اسم اعظم تو بیشک فراموش ہو احرز ہیکل موجود ہے عمر و نے کہا میں دیکھوں امیر نے حرز ہیکل اتار کے  
 عمر و کے ہاتھ میں دی عمر و نقلی نے پیچھے ہٹ کر نعرہ کیا منم اشقل جادو او حمزہ دیکھ حرز ہیکل بھی  
 لے لی یہ تو پروردانہ سیداکر کے روانہ ہوا صاحبقران بیہوش ہو گئے کہ تمام شاہرہ ہوا محل آئین دیکھا  
 صاحبقران لڑیان رگڑ رہے ہیں یہ خبر وحشت اثر سنکر بادشاہ شریف لائے صاحبقران  
 کو اٹھا کر بارگاہ سلیمانی میں بھیج کر کھڑک پر لٹایا سب سردار گرد بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں اشقل سامنی تختیار  
 کے آیا کہا اسی شیطان پیشہ اسم اعظم یہ حرز ہیکل موجود ہے اختیار کرنے کہا اسکو جلد چھپا دو ورنہ عیار اگر  
 خیامت بر بار کینگے اشقل کا بھائی حنظل جادو موجود تھا اشقل نے پیشے کی گردن میں حرز ہیکل لپیٹ  
 دی کہا اسی براہ حنظل تم اسکو لیکر خدمت میں منشاہ طلم ہوشربا کے چلے جاؤ میں صبح کو سب کا  
 حاضر کرونگا قدرت کیلک بالارے قی طول جاؤنگا حنظل نے پیشہ چھوٹے میں رکھا اشقل نے طبل  
 جلی بجوایا یہ خبر سنکر بادشاہ نے بھی حکم فوازش طبل جنگی دیا چار پہرات گذر کر بوقت سحر اشقل میدان  
 میں آیا سحر کرنے لگا سردار بیہوش ہو ہو گئے گئے اس جیجی نے تقاسے کہا بنوا لیمان فہن کو  
 حکم دیجئے سب سردار سحر سے بیکار ہیں وہ جا کر سبکی مشکین باندہ لیں یا قتل کرین لقانفرہ کر کے  
 جاؤ اس سردار ان امیر کو قتل کرنے لگا قریب ہے کہ لشکر اسلام شکست کھائے صاحبقران بیہوش ہو  
 بن اشقل سحر کر رہا ہے لقانفرہ و ظلم و بدعت لیکن حنظل جادو و سود و سوکوس کا راستہ طے  
 کر کے ایک پاڑ پر ٹھہرا اسودہ ہو کر قصد ہوا کہ طرف طلم ہوشربا جاؤن قضا کار ملکہ عمر و نے چشم چمکلا



میں نور الدہر کے نکلی تھیں بھرتے بھرتے اوس کوہ پر ٹھہرین حنظل کو دیکھ کر سامنے آئیں حنظل نے  
 غمور کو سلام کیا جانتا ہے کہ یہ صاحب فراسیاب ہو غمور نے پوچھا تیرا کیا نام ہے کہاں سے آتا ہے کہاں  
 جا بیگا اوس نے کہا شیشہ اسم اعظم صاحبقران و حرز میکل لیکر خدمت شہنشاہ طلسم ہو غمور بامین  
 جاتا ہوں بغاوت غمور سے حنظل آگاہ تھا سب حال صاف صاف کہدیا غمور نے بڑا کہ  
 جواب دیا او بھیا کینز و نکے سامنے آقا کا اسم اعظم لیجا لیگا حنظل نے سحر کیا غمور نے صوفیہ و خمدہ لاکھ  
 برق چمک کر گری حنظل کے دو ٹکڑے ہوئے مگر غمور نے شیشہ تو اسی وقت توڑ ڈالا وہاں لشکر صاحبقران  
 کو اشقل تیار کر رہا تھا شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران ہوش میں آئے تیغہ عقرب کھینچ کر  
 جا پڑے اشقل لڑ رہا تھا صاحبقران کو دیکھ کر حیران ہوا قریب جا کر ترسول مارا اسم اعظم نے اسم  
 اعظم پڑھنے ہاتھ مارا اشقل کے دو ٹکڑے ہوئے ساحر لاشہ اشقل لیکر بھاگے اس پر بفتح و  
 فیروز سی داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے لقاب بلغ مینا میں آیا ناہہ افراسیاب کو لکھا دیکھ کیے ہو بچے  
 وقت بڑ کر گیا جائیگا لیکن غمور بھور نے شیشہ توڑ ڈالا حرز میکل رومال میں لپیٹ کر چھو لی میں  
 رکھی کہ جب لشکر میں جاؤنگی خدمت صاحبقران میں حاضر کر دونگی اتو تلاش نور الدہر میں بقرار  
 ہے جستجوے معشوق میں چلی نور الدہر میں بیچ الزمان قلعہ انجم قوی بازو میں فروکش ہیں میلے  
 کا دن دریافت کر کے انجم و سلطان زرین پوش کو بھی ہمراہ لیکر فوج کو خزانہ سردار روانہ کیا  
 آپ لباس تاجران میں روانہ ہوئے قریب کوہ تصویر پہنچی دیکھا ہزار ہا حیم استادین و کانیں چار  
 جانب آراستہ ہیں تاجران جلیل جا بجا فروکش نازنینان منہ جبین جیمون میں جلوہ فرما ہیں محرمی ہوئی ہر تانین  
 پڑ رہی ہیں مشتاقان جمال محبوب جوانان خوش سلوب لباس کا خمرہ پہنکر ٹپکتے پھرتے ہیں ایجا نہ ہے سونگانیکی  
 دوکانین جوانوں کے دم پڑ رہی ہیں ایک جانب میخانوں میں لاؤ لاؤ کی صدا آرہی ہے اکطرف نور الدہر بھی  
 ٹھہرے رات بھر میلے والے آئیائے کوبت نقارے بجتے ہیں زیر کوہ تصویر ہزار ہا گھنٹ نواز  
 ناقوس نواز مجاؤ جمع ہیں سبکو نور الدہر دربار گاہ پر اپنی جلوہ فرما ہیں کہ گرد عظیم بلند ہوئی ایک شاہ  
 بڑے قد و قامت کا جوان تخت پر ایک پہلوان زبردست پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے  
 پشت پر تین لاکھ فوج بڑے زور سے آگے بڑھا انجم نے کہا اے شہر یار تخت پر صفا ک  
 قوی ترکیب اور یہ جو پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہے لیکر اوس کا بیٹا افغان کو انہیں لوگوں نے



بھیجا تھا نور الدہر نے کہا سچی باتیں کا صحاک و کیا کوس لوتہ میان کے بادشاہ ہیں جو بیکامی  
 ہاتھ میں لیکر مصروف اہام ہوئے انکے آئیے بڑے انتظام سے دو کابین قاعدیہ درست  
 ہوئیں تاجروں کے مال خریدے سیکو لتکین دی سو اہر دن چڑھے وہ دونوں باب بیٹھے  
 خداوند کریم کی ہوس میں چلے نور الدہر نے کہا ای انجم ہمیں بھی بالائے کوہ لیچلو تصویر کا باقین کرنا  
 سین انجم نے کہا حضور وہ تصویر پتھر کی ہر خور و کلان کو بچان لیتی ہے غیر مذہب اس میں  
 نہیں جاتا اگر جاتا ہے تو تصویر بتلا دیتی ہوسے گرفتار کر کے قتل کرتے ہیں نور الدہر نے کہا اگر یہ  
 تماشا نہ دیکھا تو آنا بیکار ہے پچھلے گئے تو کیا ہو گا انجم نے کہا حضور آج تک میان کا حال نہیں چلا  
 گرد و جڑے کے جتنے بیٹھے ہیں یہ سب ساحران زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست ہیں تصویر کے اندر  
 خود کوئی ساحر معقول ہے حال آئندہ و گذشتہ بتلا دے اس بارہ کوس کی کیفیت سب آئے رہتی  
 ہے جب تو سب اگر سجدہ کرتے ہیں نور الدہر نے مانا مع انجم و سلطان زین پوش و مکیان و رسالہ دار  
 کو ہمراہ لیکر بالائے کوہ تصویر آئے تمام شاہان جلیل جمع ہیں گھنٹ و ناقوس بج رہے ہیں نند  
 وینا زلے سب کھڑے ہیں سب کے آگے صفا کئی کیکاؤں یکایک دروازہ کھلا نور الدہر نے دیکھا  
 ایک تصویر شک مر مر سفید کی گرد اس کے ہاں بچوں کا انساہ صفاک و کیا کوس برائے سجدہ جھکے  
 تمام اہالیان میلہ واسطے سجدہ کے جھکے نور الدہر کھڑے رہے جیسے ہی صفاک نے سر اٹھایا تصویر  
 نے آواز دی او سچ اس حوالی کی سلطنت کرتا ہے یہ چند مسلمان سامنے کھڑے ہیں بیٹیا  
 طلسم کشا کا اگیا طلسم میں طلسم کشا داخل ہو گیا نہر ارون سجدے ہمارے قتل ہوئے ان  
 سیکو گرفتار کر کے صفاک و کیا کوس پہلے نور الدہر نے تلوار کھینچی لغوہ شیرانہ کیا لغوہ نور الدہر  
 نظر حمزہ صاحب قرآن انجم و لغوہ شیرانہ ستارہ چشم شاہزادہ نور الدہر نے انجم نے بھی تلوار کھینچی شہنشاہ  
 زین پوش نے فوج کو انصارہ کیا زیر کوہ بھی تلوار کھینچی لگی بالائے کوہ ہنگامہ گیر فو دار بلند ہوا  
 نور الدہر نے کئی پہلوؤں کو مارا بڑے ہوشے طرف تصویر کے جاتے ہیں تصویر سے آواز آئی ان وقت  
 گذاران ان باغیوں کو لینا جیسے ہی تصویر نے یہ آواز دی ساٹھ ستر ستر اسحران غدا انت جڑے  
 اسباب سحر ہاتھ میں لئے ہوئے ظاہر ہوئے انساہ نکاملال جادو لغوہ کر کے بڑھا شاہزادہ  
 نور الدہر پر سحر کیا نور الدہر مع انجم و سلطان زین پوش و سر داران سحر اہی مسحور ہوئے لڑنے



سے ہاتھ رکے زمین نے ہر ایک کے پالون تھلے صحنے کی گیسو کے برائے قتل نور الدہر بڑھے  
 جسکی نگاہ جمال بے مثال پر پڑتی ہے حیران جمال خود دیدار ہو کر انوس کرتا ہے سلطان نے ملک کے عالمی  
 انجم بھی پکار اٹھا ہے خالق بے نیاز وقت مدد و فضلے کا مکمل خان جادو و خسر و شیر دل و  
 اوپر دوسرے جہنمی و غیر قابل ہلاک ہونے کے سچے مکمل خان نے آسمان سے یہ معرکہ دیکھا آقا ایک  
 ہیاڑ پر خاموش کھڑے ہیں گرد ساحرون کا ہجوم ایک لہو و تیر کی غل غلا رہی ہے اپنے شعبہ کے  
 دکھا رہی ہے مکمل خان بیتاب ہو کر زمین پر آیا گرے گئے سحر کیا بادشاہ طاسم گور بار سلیمانی سحر و  
 جرات میں لاثانی گولا لکھ مارا لکھی سو ساحرون کے سر پھٹے اپنے آقا پر سے سحر اوتا رہا تمام ساحران  
 مکمل خان پر آ پڑے خسر و شیر دل بھی فوج لیکر پہنچا زیر کوہ معروف جنگاں اب مکمل خان  
 نے نور الدہر کو گھوڑے پر سوار کیا رکاب پر ہاتھ رکھ کر لڑنے لگا سحر سے مکمل خان کے زمین  
 کا بنی مسال کو بڑھ کر ایک ٹماچہ مارا سر کا اڑ گیا دو تین سحر الیہ کے تمام ساحر متفکر ہوئے نور الدہر  
 کیا کاہن و صفاک کو تاک کر چلے فوج اسکی شمشیر زنی کر رہی ہے جس پہلوان کو تاک گھسکر مارا  
 مکمل خان نے زمین ہادی مسال کے مرتے ہی وہ ساحر بھاگے زیر کوہ خسر و شیر دل نے خوب  
 شمشیر زنی کی تمام میلہ درہم و برہم دو کاین تباہ تاجر بھاگتے پھرتے ہیں لیکن اس تصویر نے پھر  
 بغیظ و غضب تمام آوازیں اے غلامان جانبا زو اے بندگان دمساز خبردار یہ جانے پنائیں  
 اندر سے جوے کے ایک جادو گر قوی تن قوی من کتا ہو اٹھا حاضر ہوا حاضر ہوا منہ اشکال جادو  
 بھٹکتے ہی اشکال نے ایسے سحر کے فوج مکمل خان پر برق چمکی ہزار ہا ملازمان مکمل خان  
 مارے گئے نور الدہر ڈٹے ہوئے سامنے جوے کے شمشیر زنی کر رہے ہیں جب لہو و رنگ لہرہ  
 کرتی ہے زمین ہل جاتی ہے اشکال لڑتا کھڑا سا منے مکمل خان کے پہنچا مکمل خان نے گولہ  
 مارا سونگہ سحر سے کاٹا لکھی سو ملازمان مکمل خان جلگئے منہ سے تصویر کے شعلہ نکلا سر  
 نور الدہر پر چمکا نور الدہر کے پالون پھر زمین نے تمام لے قریب حجرہ پہنچ چکے تھے کہ سحر سے  
 بیکار ہوئے چار جانب سے کفار نے بلوہ کیا تلوار نور الدہر پر پڑنے لگی اشکال چاہتا ہے کہ میں بھٹک  
 قتل کروں مکمل خان نے بڑھ کر سینہ سپر کیا سحر سے اشکال کے زخمی ہو ا قریب ہو کر اشکال بڑھ کر  
 نور الدہر کو قتل کرے کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ محسوس ہو سحر چشم لہجہ و قمر و شمس



صبح وقت پا کر سوئی سنان یہ ہنگامہ دیکھا مکمل خان زخون میں جو روجھوم رہا ہے نور الدہر  
 بھونچنی اشکال مقصد کرتا ہے نور الدہر کو قتل کرے مکمل خان بڑھ بڑھاکر اپنے آقا کو یہاں تا  
 ہے مخمور کے ہاتھ پاؤں میں رشتہ آگیا آنکھوں کے نیچے انہر احمران کہ یہ کون مقلہ ہر خانہ راہ لے اپنے کو  
 کس بلا میں بھنپا یا لکڑیا نہ آئی اور لے اور لے نعرہ کیا با شیداے کفار بھییا منم مخمور سرخ چشم  
 اور لے اور لے اشکال پر جا پڑی یاد آیا حزر بریکل میرے پاس ہے ساحرون پر لڑے سحر کیا پاٹ کے مکمل  
 گلے میں نور الدہر کے ڈال دی اب اللہ ہر کے ہاتھ پاؤں میں طاقت آئی روح کو راحت ہوئی لطافت  
 تمام تیغہ خارا اشکات سلیمانی کھچ کر جا پڑے مخمور نے بڑھاکر اشکال کو لوٹ کا تعلیم کردہ افراسیاب فن  
 سحر میں لاجواب ہے جیسے ہی اشکال نے سحر کیا نگاہ سحر آگین ڈال دی سحر باطل ہوا اشکال  
 نیچے کھچ کر جا پڑا مخمور نے بھی نیچے ہلالی کھینچا جیسے ہی اس نے ہاتھ مارا مخمور نے روک کر وار کیا اشکال  
 کی شکل حل ہوئی دو ٹکڑے ہوئے نور الدہر لڑتے ہوئے بڑھے سامنے حجرے کے آکر ٹھوڑے  
 گودے کی کاؤس نے قریب آکر ہاتھ مارا آواز دی او بے ادب حجرے قدرت میں جاتا ہے نور الدہر  
 نے روک کر ہاتھ مارا سر کاؤس زخمی ہو اٹھا ک دور سے دیکھ رہا ہے کہ تصویر کے منہ سے ہزار ہا  
 شعلہ نکل کر اس جوان حسین پر گرے کچھ تاثیر نہ ہوئی نور الدہر حجرے میں گھس گئے دیکھا تصویر نے ہاتھ  
 ہاتے ہزار ہا رفیق تلوار میں خنجر نور الدہر پر گرین پہلو سے مخمور سحر کرتی ہوئی آتی ہے نور الدہر نے  
 قریب تصویر پہنچا ایک قبضہ مارا تصویر کا سر پھٹ گیا خون جاری ہوا اگر گاہ پر ہاتھ مارا تصویر کے  
 دو ٹکڑے ہوئے حجرہ گر پڑا دریاے خون جاری ہوا آنکھیں سیاہ اٹھی مخمور سحر کرتی ہی ہزار ہا  
 جادوگر بھاگ کر قریب کھنک پہنچے بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من مصور شکل کشت  
 بود اب روشنی ہوئی سب کو معلوم ہوا اعداوند مارے گئے صحا ک دیکر کاؤس زخمی ہو کر بھاگے  
 نور الدہر و مخمور و مکمل خان و خسر و شیر دل و انجم قومی بازو و سلطان زرین پوش ان  
 سب کے تعاقب میں چلے صحا ک دیکر کاؤس زخمی و زخمی ہوا کہ تصویر کے ہزار ہا سا سحر بھی ان کے ساتھ  
 ہیں نور الدہر پر سحر تاثیر نہیں کرتا مخمور و مکمل خان آگ برساتے ہوئے چلے آئے ہیں دیکھئے  
 یہ کمان جا کر سوچیں ذکر ان کا وقت پر تحریر ہو گا ہر حنیف صحا ک نے چاہا میں اپنے قلعہ میں جاؤں  
 نور الدہر تعاقب نہیں چھوڑے اب اسے کہا یا راجہ رنکین و گنبد آئینہ پر جلوہ جان غیت آل



جبل زنگین و گند آئینہ سماعت فرمایا کہ تین درجہ طلسم کے فتح ہوئے گوہر بن کوہین سنگ انداز  
جادو و حاکم و بند حیرام اطہار شعبہ باز و ملک چالیوس شاہ ملازمان جب اسے شاہ بھاگ کر بیان آئے  
تو اس کی کیفیت شانزادہ بدیع الزمان بیان کی گوہر بن نے ایک عرضی خود شیدہ روشن ضمیر کو لکھی خوشید  
شونضمیر سامان لشکر کشی میں مصروف تھا کہ جا کر فراسیاب کی شرکت کروں کہ شتر سوار سے  
لا کر نامہ گوہر بن کا دیا سیارہ روشن راے وزیر اعظم نے باواز بلند نامہ پڑھا فتح باغ  
چشمہ بہار ہانی سیلان سرخ پوش و قتل جہاد شاہ و کربادی چالیوسہ دور بند شعبہ بازان  
کے کل کیفیت مرقوم تھی دربار میں خوشید کا چہرہ زرد ہو گیا یہ بھی ظاہر ہو کہ طلسم کشا کا مومن  
طلسم کشائی کرتا ہو آتا ہے اب شہر ہوشیار یہ بین انتہا کا جماؤ ہے ساحر و غیر ساحر سب ہر جہاں  
یہ ذکر تھا کہ خبر بر بادی کوہ لقا ہوئی خوشید غصہ میں آکر اٹھ کھڑا ہوا کہا صاحبو غضب ہو اذ تمہوں نے  
ہذا کام کر لیا امتحان جادو کے شریک ہو کر سب راز بتلائے اب بھی وہ ساتھ ہے لشکر تیار کر و بھی  
جا کر سب کا کام تمام کرتا ہوں نہ میرے طلسم کی لوح کوئی پانہیں سکتا یہ لوحین در بند کی تھیں اسوجہ  
سے خرابی دیش ہوئی میں خود جا کر انتظام کروں گا یہ کہہ کر تخت پر ہوا ہو جبل زنگین بن آیا  
گوہر بن کو بھی حکم دیا جلد لشکر تیار کرو ساٹھ لاکھ ساحر جمع ہوئے خوشید شکر کشی کر سطن ہندو شاہی چلا

دو کلمہ داستان حیرت بیان شانزادہ بدیع الزمان مقابلہ ہونا خور شیدہ سے  
کشی خوشید روشن ضمیر و تباہی لشکر بدیع عین وقت پر ابرار سجادہ نشین  
کا جا کر حکیم خدا پرست اپنے استاد کو ربا کرنا اور لوح لا کر دنیا بدیع کو عین گرمی جنگ  
میں ہو چکنا مخمور و لوز الدہر سے خوشید کا شکست کھا کے بھاگنا طرف ہوشیار کے  
و تعاقب بدیع و لوز الدہر تباہ دریائے نیل و دیگر حالات متعلق داستان  
ہذا عجب داستان خوش بیان ہے ساقی نامہ مصنف

|                          |                         |                           |
|--------------------------|-------------------------|---------------------------|
| سامی اب وقت مناشی ہے     | لکھنؤ کھٹا گھری ہوئی ہے | ہے ابرگر نشان کا بھی شور  |
| جنگھاڑتے ہیں کسی طرف مور | وہ جلوہ نمائے لال یادل  | سیرہ ہے برنگ سبز مخمل     |
| منجھو روئے خوب جھکے ہیں  | جام مے جنگینی رہی ہیں   | اے مہر کلام اسٹ دھلا      |
| اے نیر فکر تو چمک جا     | اس جنگ میں انتہام ہوئی  | جرات سے جہاں میں نام ہوئی |



|                                                                                                                                                                                     |                                                                                                                                                                                         |                                                                                                                                                                                    |
|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| ہر جنگ میں سرخرو ہوا ہے<br>موزونی طبع بھی عیان ہے<br>ہوں نثر کے صاف چیت فقرے<br>جوت بھی کلام سے عیان ہو<br>اے کلاک قمر صیاد کھادے<br>ثابت کن حال قصہ خوانی<br>بے بلبل طبع نغمہ سیرا | ہاں رستم وقت یہ قلم ہے<br>خورشید کی جنگ کا بیان ہے<br>مضمون لڑے نہ کسی سے<br>سہریت میں جنگ کا بیان ہو<br>سچہ پور شر باہن جاگو پوچھو<br>روشن کن مہر خوش بیانی<br>مضمون یہ غیر ستا بہن ہے | شمشیر سنخوری علم ہے<br>اب برق مسلم جھک رہا ہے<br>تحریر جو جنگ یہ خوشی سے<br>ہے لطف کہ ہوں درست فقرے<br>لڑ بھڑ کے طلسم جو نکلوں<br>سرفرے کو مہر کے ملا دے<br>اب ماہ سخن صیاد فغن ہے |
|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

رنگین مضمون اب لکھونگا : چہرہ شہسواران تو سن سنخوری و ہمیشہ کنندگان اس شہب  
افسوں گرمی شہزادہ کلک گو میدان برعاین یوں جولان کرے تین شعر مرصع خیال سخن آفرین  
سخن را بکرسی نشاند آئینین : شہزادہ انجم گروہ رستم لشکر شکوہ سہرقتہ ملک باختر ہیلوان قلم  
شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن شہر پوشا ریسہ پرفروکش ہین امتحان جادو و ملکہ شیرین نے  
عرض کی لشکر ساحران وغیرہ ساحران تیار ہے بدیع الزمان نے حکم دیا بارگاہ آسمان جاہ  
بیرون قلعہ استاد ہوئی قصد ہے کہ کوچ کرین کہ لکھ ہائے ابر سرخ و سفید آسمان پر نمایاں ہو  
قریب آکر لکھ ہائے ابر شقی ہوئے سب نے دیکھا خورشید رو شہنشاہ مع سرداران زبردست و سات  
لاکھ فوج ساحران بڑے کروڑے آکر لشکر بدیع الزمان میں کھل بلی پڑ گئی امتحان جادو نے  
کہا اے شہزادہ بڑا غضب ہوا جو طلسم خورشید نگار دستیاب نہ ہوئی خورشید لشکر کشی کر کے آگیا  
کوئی سحر کو جواب نہ دے سکیگا بدیع کے فرمایا خدا معین و مددگار ہے اس شہ کو بدیع الزمان  
نے بخورات روشن کے چار موکل پیدا کیے بدیع باغ ابرار میں آئے ابراہیم سجادہ نشین اٹھ کھڑا  
ہوئے بدیع کو گلے سے لگایا بدیع الزمان نے کیفیت آخورشید بیان کی ابراہیم نے کہا مقام لوح استاد  
جانتے ہیں انکی رہائی نہیں ہوئی تھیرل جادو ایک ساحر ہے اسکی قید میں ہیں وہ بیلاس باغ  
میں جہان حکم صاحب قید ہیں گاہے ماہے آتا ہے خورشید نے کہہ دیا ہے کہ تو اس باغ ویران میں  
نہ ہنا جہانک ہوتے جا کر جنگ کو ٹالنے میں فکر میں جاتا ہوں اگر لوح دستیاب ہوئی تو لوح لیکر  
آتا ہوں اتنا اطمینان ہے کہ استاد باقی طلسم ہیں بدیع کو لشکر میں روانہ کیا آپ اٹھ کر فکرا لاش



خیریل ملعون چلے کہ تو نیک لکھلا اپنے پاس رکھے برائے رہائی اور ستاد بدیع کو مطمئن کر کے روانہ ہوئے بدیع الزمان لشکر میں آئے خبر سنی کہ خورشید روشن شفیق نے طبل جنگی بجایا امتحان جادو گھبرا رہا ہے بدیع نے سب کو مطمئن کیا حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی افضل از دی طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارہ زرمی گرا گڑا ایامیہ سے بدیع نے حکم دیا عمر نامہ را جو جمعہ کو تلاش کرو چند دھونڈھا خواجہ کو نہ پایا خواجہ نے جس باغ میں ملکہ مہر طلعت آجوتیم کو پہلے دیکھا تھا اسی باغ میں پھر آئے گوشہ میں چھپکر ان صورتوں کے خواہاں بن کر وہ نازین کون بھی لڑا آسمان سے ایک دیو سیاہ بچرے ہوئے ظاہر ہوا عمر نے دیکھا عندلیب گلشن جن آفتاب آسمان عمر و جلال گل اہرام ملکہ حسن آرا شیرین کلام معشوق بدیع ہے زبان سے بدیع کے ذکر سنا تھا قفس میں بند نہایت دردمند ہے دل پر مغرور ہے اوس مہجور کو قفس سے نکال امنیتیں کرنی لگا کہ میں تیرا عاشق صادق ہوں ملکہ نے کھنڈ سی سانس بکھر کر کہا ارے بیجا بھوکھا جا کہ میں کشاکش سے مہلت پاؤں دیو باغ میں دوڑ رہا ہے سامنے اپنی معشوقہ کے کبھی ناخبا ہے خواجہ عمر نے ایک چن کے گنا کے کندہ آصف کو بچھا دیا دیو جب حلقہ ہائے کندہ میں آیا عمر نے معجزہ طلب کر کے جھٹکا مارا دیو منہ کے بھل گرا عمر نے دیو کو مارا آئے حسن آرا سے طاقات کی اپنا نام بتایا حسن آرا رونے لگی کہا اے عمر نامہ را یہی میرا کج فوٹش خواجہ اوٹھا لیگیا تھا ہڑے ہڑے آزار پہنچاے عمر نے قصہ کیا حسن آرا کو زنبیل میں رکھ لوں آفتاب جمال ملکہ سے باغ بدشمن ہو رہا ہے فضا کے کار خیریل جادو آسمان پر ڈاڑھو اجاتا ہے اسنے دیکھا ایک بدمانش ایک جوڑ مثال سے باتیں کر رہا ہے یہ بدمانش ماہ مثال کو کہیں سے اٹھا کے لے آیا ہے کھا جائیگا فوراً وہیں سے نگرہ کر کے گرا عمر و لو کو د کے الگ ہو اگلیں اڑھ فی سرخیل نے ملکہ کی کرین پیچہ دیا حیران تھا کہ یہ بدمانش کہاں گیا جہاں جاب دیکھنے لگا عمر نے سو پایا بیخ بیکھر گویچن میں دیکھو کہ کیا خیریل پٹیا پیشانی پر خیریل کے پتھر ٹرا سر بچھٹ گیا اندر ہوا آذانی کشتی مرانام من خیریل جادو دیو عمر نے ملکہ کو اٹھا کر نظر زنبیل کیا باغ سے نکلا طرف لشکر بدیع کے چلے جو وقت عمر نے خیریل کو مارا ابراہر سجادہ نشین باغ ویران میں ہوئے ہر چند عمل پڑھتے تھے کہ حکیم خدا پرست کو قفس سے نکال لوں قفل نہ کھلا گویا بار از بستہ تھا یکا یک قفل پوٹ کے گرا قفس شکستہ ہو حکیم خدا کے جسم میں طاقت کئی ابراہر سے کہا دیو نظر خیریل کو کسی نے



قتل کیا تب یہ نفس ٹوٹا میں قید مصیبت سے چھوٹا اب خدمت طلمس کشا میں چلنا چاہیے تم چلو انشا اللہ  
 میں لوح لیکر آتا ہوں ابراہیم سجادہ نشین ایک جانب حکیم خدا پرست ایک جانب روادہ ہوئے نیان لشکر  
 بدیع میں ہنگامہ ہے ہزاروں آدمی کجاگ گئے وہ شب مصیبت سے بسیر ہوئی خورشید رو ششخص تخت  
 پر سوار ہو کر میدان کارزار میں آیا بدیع الزمان مع ساحران نامی دوسو داران گرامی پشت ابرش گل انعام  
 پر سوار ہو کر صف آرا ہوئے یکا یک صحرا سے گرداڑی لکھائے ابرسیاہ نمایان ہوئے مہیب جادو و ضریر  
 جمیعت بارہ ہزار ساحروں کے گروہ ہوئی مہیب بڑھکر قدم اقدس بدیع کو بوسہ دیا عرض کی تمکرم  
 خاتمے وقت پر ہوئی یا بیان مہین جمحکین خورشید نے اشارہ کیا کوہان بن کوہین سنگ انداز جادو  
 مالک جبل رنگین میدان میں آیا سحر کے پھر برسانے لگا سنگدل کو رحم نہ آیا کئی ہزار کے سر پٹے  
 مہیب جادو یہ حال دیکھ کر قہر و غضب کام صف سے باہر نکلا آتے ہی اسنے سحر کیا کہ پھر برسا موقوف  
 ہوئے یہ دونوں سحر خواہ میں پھر وہ ہوئے مہیب جٹا اپنی کھولی ایک دھواں نکلا کوہان نابینا ہونے کے  
 ٹپٹنے لگا مہیب نے جا کر ایک ٹکڑا مارا اسکا بھٹ گیا آواز آنی گشتی مرا نام من کوہان بن کوہین  
 سنگ انداز جادو بوزخو رشید نے جھلکا کر اشارہ کیا ابراہیم جادو سامنے مہیب آیا ایک ہتھوڑ میں پر مارا پانی  
 برسے لگا ایک چشمہ پیدا ہوا اسین سے ایک ہنگ نکلا مہیب نے نکل گیا امتحان جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا برق  
 سبک ابراہیم پر گری اسکے دو ٹکڑے ہوئے بس خورشید غصے میں تخت سے کودا آواز دی ٹکڑوں نے  
 بہت سراٹھایا ہے ایک دو ہتھوڑ میں پر مارا دو برقیں گرین امتحان کا سر خمی ہوا مہیب جادو چپٹے سے  
 نکلا تھا قصہ تھا کھڑکے پلٹوں سحر خورشید سے برق گری مہیب کا بھی شانہ نشاندہ ہوا ان دونوں  
 ساحروں کو زخمی کر کے خورشید نے کل لشکر کو اشارہ کیا تمام ساحر لشکر بدیع پر جا پڑے بارہ  
 لاکھ ساحر ساتھ ساتھ بدیع کے مرکب کو بٹھایا سرین رکاب سے پٹی ہوئی عرض کرتی تیرا شہر پل  
 اپنے کو پائے بدیع نے بڑھکر کسی ساحر کے نیزہ مارا کسی پر تیر لگا کسی پر بڑھکر لٹکا لٹکا امتحان مہیب  
 و ضریر و نسرن وغیرہ گرد بدیع کے پھر رہے ہن سحر کو روکتے ہن ساحر کو قریب بدیع نہیں آتے دیتے  
 خورشید نے زمین میدان کارزار ہلا دی سحر کیا کہ ایک آفتاب وسط آسمان پر چمکا اسکی حدت سحر  
 کے بھیجے نکلے لگا استخوان ملنے لگے جدھر جا پڑا صفوں کو درہم درہم کر دیا کسی مرتبہ امتحان نے بڑھکر مقابلہ  
 کیا خورشید نے لٹکارا وضعیفہ تو ہی نے سارا فساد برپا کیا یہ کہلے سحر کر دیتا ہے امتحان



کے سر پر برق گرمی کبھی کوئی نیچہ گرا کبھی ہنر نہی ہوا کبھی شانہ بیکار نہ اعظم کی حدت نے قیامت برپا  
کی وہ دیو پڑی جانور بھلے بھالے پھر لے بہن گھوڑے سواروں کو ٹپک کر بھگے آگ برسے لگی  
زمین تب بھی ہر ذرے جھنگاریاں بنے مثل زندہ مردان عالم کے کلیجے جھین گئے ہر صدمہ دراز تک بلیع و مہیب  
کو امتحان لے بچایا اپنے گونڈی کرایا خورشید نے سحر کیا جھونکا ہوائے گرم کا چلا امتحان و نہیب  
حضر و سرسبزین مثل برگ کاہ اڑنے لگے دور جا کر گرے سروئے خون جاری سحر کرنا بھولے زمین پر  
ترپنے لگے خورشید نے سحر کیا بلیع زمین پر گرے اب خورشید تلوار کھینچ کر چلا کہ بلیع کا سر کاٹ لون کہ  
صحرائے ہابو کی صدا بلند ہوئی خورشید دیکھنے لگا دیکھا صفاک قوی ترکیب کی کا وس دو لہان  
باب بیٹے زخم از سقر ار اشکبار بھالے ہوئے جلے آتے بہن خورشید نے پکار کر آواز دی اے صفاک  
خیر تو ہے صفاک جا بھتا ہے جوابے کہ شیشے لغزے کی صدا آئی بلیع نے دیکھا گل گلزار خلیل الرحمن  
نور الدین والاشان نیلے برق مثال ہاتھین تھینچے ہوئے جز بہکل گئے مین لغزے کرتے تھوئے آتے بہن  
ایک سمت مکمل خان حادو ایک جانب ملکہ محمود سرخ چم ایک سمت چار سو سرداران زبردست  
مثل انجم قوی یار و سلطان زمین پیش و غیرہ باتیغ ہائے برہنہ لڑے ہوئے اگر ہوئے دور  
سے محمود نے دیکھا کہ میان لڑے خون کے دریا بہ رہے بہن بلیع الزمان زخمی خورشید قتل کرنے  
چلائے محمود لغزے کے جا پڑی دانیا قوت احمد کا خورشید پر مارا خورشید نے دانہ روک کر سر اعظم  
پر اشارہ کیا اس مین سے ایک برق چمک کر گرمی سر محمود زخمی ہوا مکمل خان لغزے کے مقابلہ  
خورشید مین پیونجا دو چار سحر رد و قدر ہوئے آخر مین خورشید نے مکمل خان کو کھینچی کیا  
ہلارے لغزے سیر کیا دلائی زمین سقرانی خورشید نے بلٹ کر دیکھا ایک جوان آفتاب مثال خورشید کمال  
تلوار کھینچے ہوئے صفوں کو درم درم کرتا ہوا آتا ہے سیار شبنم کے لئے کہا اے شہنشاہ آج کو دربار مین  
یہ جوان حسین تیغزن بنکر آیا تھا اب ثابت ہو اگر فرزند بلیع ہے کہ تصویر سے لڑتا ہوا آتا ہے  
صفاک کی کا وس کو اسی نے زخمی کیا خورشید نے کہا اسکی کیا حقیقت ہے یکے کے تلوار کھینچے ہوئے  
مرکب کو چمک کے نور الدین پر جا پڑا ہاتھ تیغ سحر کا مارا حزر بہکل حکمی نور الدین نے تلوار کو گناٹھا جو اب  
مین دار کیا خورشید نے کچھ اٹھایا تلوار نے نور الدین کی سپر کو کاٹا تاج بھی اسکا کٹا اچھا سا زخم  
سر پر آیا بقیہ رہے کچھ پٹا نور الدین نے پیچھا کیا صدمہ سا حزر سدا رہا ہوئے نور الدین سر کو روکتے تھے



نور الدہرے اس مقام پر خون کے دریا بہا دیے کئی سو سرد اور شید کے مارے خورشید پیچھے ہٹا  
آفتاب پر اشارہ کیا ایک زانغ سیاہ و چرخ مارتا ہوا سامنے خورشید کے آیا خورشید نے کہا اسے زانغ  
میاہ و کیا سبب ہے کہ نور الدہر پر سحر تاثیر نہیں کرتا اُس نے کہا اے شہنشاہ یہ جو ان غززدہ طلم کشا خورشید  
حمزہ کی گلے میں پہنے ہے اُس کے ہاتھ سے لقمہ خد او نہ شکست ہوئی کوہ لقمہ پر خون کے دریا بہے  
کوئی اس کے مقابلہ میں بجائے گا کہ مگر وہ ساحر سیاہ فام غائب ہو اور شیت پیچھے ہٹا آئینے تک سی زمین  
کا بچی نور الدہر جمع ساحران میں لڑ رہے ہیں کہ پہلو سے آواز آئی اے نور نظر اے نور نگاہ حمزہ نامور  
ماشا اللہ کیا خوب ہے ہو میری لوجہ نور الدہر نے ہلٹ کے خواجہ عمر کو دیکھا تمام جسم سے چنگاریاں  
نکل رہی ہیں فرماتے ہیں بیٹا خورشید نے مجھ پر سحر کیا صبر کر خاک ہو جاؤ نگاہ پر ہل ڈرا مجھے دو جسم سے  
مس کروں نور الدہر کے بقدر ہو کر ہرگز ہل گئے سے اتنا دی ہاتھ میں خواجہ کے دسی خواجہ پیچھے ہٹے لغز  
کیا منہ زانغ سیاہ وادہ نیمرہ حمزہ ہمارے شاہ کو زخمی کیا دیکھ لیون حزر ہر ہل تھیں لی نور الدہر  
اس ساحر پر چھپے دور سے مجبور نے دیکھا کہ زانغ سیاہ وادہ حمزہ ہر ہل لے جاتا ہے وہیں سے سحر کر کے  
اگر کالے کرے گزے زانغ پرداز یا قوت احمد کا مارا زانغ کا سر پٹ گیا حزر ہر ہل زمین پر گری خورشید  
لغزہ کر کے جا پڑا حمزہ و مکمل خان و ممیب و امتحان چاہتے ہیں حزر ہر ہل اُسٹالین خورشید  
قریب نہیں آنے دیتا بیچ میدان میں ہر ہل پڑی ہے خورشید اٹھا سکتا ہے نہ مکمل خان وغیرہ  
قریب پہنچتے ہیں اس مقام پر انہما کائنات دھون ہوا نور الدہر بھی گھوڑی سے گرے ایک طرف  
بیلع الزمان سحر میں خورشید کے متلازمین نمود و مکمل خان وغیرہ کو خورشید نے زخمی کیا فوج پر  
حدت آفتاب صدائے فریاد العیاش بلند ہو خورشید نے زمین ہلادی سر مرتبہ چاہتا ہے حزر ہر ہل  
اُسٹالون بیلع و نور الدہر کو قتل کروں ضرر نے مقابلہ کیا تبھی چھپ کر گیا کبھی امتحان لے  
سحر کیا کسی کا زور خورشید سے نہیں چلتا سب کو جواب دے رہا ہے ہزار دن کو بھونکے یا آسمان سے  
آگ برس رہی ہے بیلع نے جو یہ حال پر ملال دیکھا یہ بھی یقین ہو کہ بیٹا قتل ہوتا ہے  
بقدر ہو کے دعا کی اُسے خالق بے نیازاے رب کار ساز وقت مدد ہے نظم کو کوئی ہر آنکر  
کہ در درج کتاب پودعائے کند من گنم مستجاب ہو چو عاجز ہانزدہ دائم ترا پد درین عاصری  
چون نہ خواہم ترا پتیر دعا بد من مراد پر ہو سچا وہ وقت تھا کہ خورشید غالب آچکا تمام لشکر



کو بیکار کر دیا میدان کارزار لاشوں سے بھر دیا دریلے خون کی طغیانی کشتی حیات مسلمانان طاعانی  
 آندھیاں سیاہ اُٹھ رہی ہیں آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ب نے ابرار سجادہ نشین حکیم خدا پرست  
 بادہ عبادت رب اکبر سے مست آکر ہوئے خورشید کو للکارا اور حکم عام پر انجام قدرت پروردگار کو لٹے  
 دیکھا معین ہمارا کیونکر آیا خورشید نے جا ہا سحر کرون تحت حکیم کو رو کوں صدا ہا گوئے مارے نہ رُکے سحر  
 نے بھی تاثیر نہ کی تحت سے کو در قریب بیلع الزمان لوح طلم خورشید نگار مسکرا آئے تھے گلے میں  
 بیلع الزمان کے لوح والد کی ساری شیریں جرات بسم اللہ جیسے ہی لوح گلے میں بیلع الزمان کے آئی  
 روح کو راحت حاصل ہوئی تسکین ہوئی تیغ برق تاب کھینچ کر اُٹھے اب لوح حمیکانی صدا ہا سحر نابینا  
 ہوئے فریاد کرتے ہوئے بھاگے حر رہیں اُٹھا کر گلے میں نور الدہر کے پنہائی نور الدہر بھی نعرہ کر کے  
 بڑھے فوج ساحران پر جا پڑے ضحاک و کیا کاؤس کو تاکے ہوئے جاتے ہیں ضحاک و کیا کاؤس نے جوینہ نگام  
 دیکھا کہ رنشاہ خود بھاگے بھاگے پھرتے ہیں ساحر خوف طلم کشا سے مٹھ کے بھل کر رہے ہیں ضحاک  
 کیا کاؤس طرف صحرائے بھاگے نور الدہر نمودار مکمل خان و خسرو شہل سٹ کر اہم مقام پر ہوئے اہم  
 صلاح ہوئی قبلہ و کعبہ کی طرف تو خیر و دھاس لڑائی کو فتح کر لینگے ہیں انھیں دونوں ہجیاؤں  
 کا تعاقب واجب و لازم ہے یہ کہہ کر اپنے لشکر کو الگ کیا تعاقب میں ضحاک و کیا کاؤس سے  
 چلے نکلے بیلع الزمان لڑتے ہوئے قریب خورشید و شفقینہ کے پہنچے لوح کو دیکھا گھبرا یا بہت سحر  
 نے جب تاثیر نہ ہوئی گھبرا یا تلوار کاوار کیا بیلع الزمان نے لوح حمیکانی خورشید کی ملک جھینکی ہاتھ  
 بیلع الزمان نے مارا سحر خورشید کا زخمی ہوا پر پر واز پیدا کر کے بھاگا آواز دی یار و فکراؤ بیلع الزمان  
 نے امتحان وغیرہ سے کہا اس کا تعاقب واجب و لازم ہے تین لاکھ ساحر خورشید کے پیچھے بھاگ بیلع الزمان  
 نے اُس وقت لشکر کو درست کیا مگر امتحان جادو سے کہا تم یہاں کے ممالک کا انتظام کرو تم اسکے  
 تعاقب میں جاتے ہیں امتحان کے کہا میں ضرور ساتھ چلوں گی مع لشکر ساحران وغیرہ ساحران تعاقب میں  
 خورشید و شفقینہ کے بیلع الزمان بھی چلے ان سب کا حال کسی ایسے مقام پر تحریر کر دے گا کہ  
 ناظرین لطف داستان اُٹھائیں گے مصنف کو خلعت تحسین و آفرین عنایت کرتی

دو کلمہ داستان حیرت بیان طلم نگارین سبام شائرا دہ خا و در سیاہ  
 و دیگر حالات متعلق داستان ہذا - خمسہ موافق مصنفون مقام



|                                       |                                         |
|---------------------------------------|-----------------------------------------|
| عارف مہتاب نگ لوزے بیگانہ تھا         | دیدہ کوکب کو رشک و زن کا شانہ تھا       |
| ہرق خاطر سایہ بان پر پروانہ تھا       | رات بھر محک جہاں عارف جاناں تھا         |
| آفتاب روز خوشریان چیراغ خانہ تھا      |                                         |
| گلشن غم بیکہ میرا یہ دل دیوانہ تھا    | خاک جسم زار پر سر فرہ آتشخانہ تھا       |
| زندگی ہی میں فقط یہ داغ سینے کا تھا   | برسوں بعد برگ بھی سوز غم جاناں تھا      |
| شیخ تھا ہر استخوان میرا پروانہ تھا    |                                         |
| دست فرسودہ خزان حسنا سر گل کا بیان    | لطمہ صرصر نیم صبر دم کی جا ہے بیان      |
| آؤ جی ہبلادکن سے مصروف کیا ہے بیان    | اس جن سے مجھ کو صیاد و قضا لایا ہے بیان |
| جس جگہ یہ پسر خا خضر سینہ بیگانہ تھا  |                                         |
| مر گئے ہم دیکھتے ہی گردش چشم صنم      | ہو گیا یہ ساگین بادہ سکو جام سم         |
| ساقیا نیز نگ یہ کیا تھا بھرتے کی تم   | کھو گئے آخر شراب عشق کے پیٹے ہی ہم      |
| ساعز کا نشانہ اپنی عمر کا بیانہ تھا   |                                         |
| مبقراری نے کئے کیا کیا نہ بھنگامے بپا | اسکے باعث کیا نہ دل مورد و ہوا اندوہ کا |
| ناؤانی پھرنے پلنے پائین میرے دست و پا | سکے غل شب تار در زندان وہ اگر پھر کیا   |
| استخوان دینے خواب بخت کو افانہ تھا    |                                         |
| گر صبا کا کچھ دلف سیہ میں ہو گزار     | کا پتی ہے جھو کے بوسے عین کترے تار      |
| کب پر ایک ہاتھ ڈسکتا ہے شاخادیا       | اکل دھکتا تھا تری زلفون سے جوہ ہلاہ     |
| استخوان عاشق شید اکا شاید شانہ تھا    |                                         |
| معنی ہر لفظ تھا یہ ہر سخن کا مدعا     | منہ کا تھا گاہ مطلب گاہ مضمون نظم کا    |
| الفرغ سو سوطح سے بین الم کا مبتلا     | عمر بھر کھتا رہا بالیکن نہ وہ آخر ہوا   |
| آہ اسنے درد غم کا کیا دراز افانہ تھا  |                                         |
| جوش زن تھا شالہ نواب گل سوا انیس      | برق تھی مژگان یار شک متصل سوا انیس      |
| لب بھو آتلا آشتل سے اے انیس           | رات نیند آئی نہ محک سوز سوا انیس        |



|                                                                              |                                                                          |
|------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------|
| کوئی شاید باش پرین پر پروانہ تھا                                             |                                                                          |
| انہی قسمت کا پریشانی ہے عنوان سبیل<br>انہیں نکلا تھا کسی رلف میں مجھ کا دل   | ہے طلسم تنقہ کی کا اینو نقش آب گل<br>تیرہ بجی کے رہیں ساتھ بیان ہمت غل   |
| شانہ بین سے اکیڈن ہننے دکھایا شانہ تھا                                       |                                                                          |
| گر می گردش سے ساحری مراد تھا کیا<br>تھی ہائے خون کی سیاسی یار بن بزم ثراب    | تینوں ماتم تھا شور غمہ جیگہ رباب<br>موج سے تھی حلق پر اک خنجر بران کی آب |
| احتم شان اپنی نظر میں رات بھر پہچانہ تھا                                     |                                                                          |
| سبکہ کھو نہیں تصور عارض جاننا کا ہے<br>سبکہ ورد آٹھوں پہر نام اس تباہ کا ہے  | شوق کا دل واقف غمہ شہسواران کا ہے<br>رد کش جہا شغائی ہوئے مرثگان کا ہے   |
| نگہیا اختر مری شمع کا جو دانہ تھا                                            |                                                                          |
| نام غم شادی دہ رکھتا تھا یہی امان عیش<br>تھا اختر مرگ شب فرقت میں بانیان عیش | اوج پر آئے اسکا بخت سرگردان عیش<br>ہاں نگراب عیش کا آیا دیوانان عیش      |
| سینہ کو بی خلق کی شادی کا دہنت خانہ تھا                                      |                                                                          |

چہرہ سیا حان طلسمات حیرت آیات نگارین و فتاحان مرحلہ جات جلالت قرین لبنایت بانی نبیا  
لوح قلم اس داستان شوکت بیان کو لبہ دجاہ و چشم یون کمر تیرہ فرمائے تین نظم نگارندہ نقاش  
بہر ادست پیروس سخن را چنین نقش بست کہ خواجہ عمر و لے جو بارغ میں ملکہ مہر طلعت آہو چشم کو  
دیکھا تھا تیار ہن عمر و عیار قاسم سے سب حال کہما یہ تلاش میں اپنے آقا کی سرگردان و پریشان شیکو سی  
بارغ میں آیا شکو چھپکر گوشہ میں بیٹھا پہلے چند کینیز میں آئین اکھون نے فرش بچھایا بعد اسکے تخت  
ملکہ مہر طلعت اگر قائم ہو اسر جھکا کر بنجیدہ بھی کینیزوں نے کہا حضور آیکوئی ہفتہ اسی پریشانی  
میں گزرے آج لوگ نا سنیے گل اندام دومی آکے گائے لگی برائے دفعہ حاجت کو شرب بارغ میں گئی تیار  
نے اسکو بیوش کیا لبجل گل اندام جلسہ میں آیا دو پہر رات گئے ایک ساحلے اگر کہہ  
آپ مکان پر چلے آیا ہوشمند شاہ آزر دہ ہوں ملکہ آہو چشم تیارہ کو لبجل گل اندام ساتھ لیکر  
اپنے قصر میں آئی تیارہ نے دلہی کو کے حال پریشانی پوچھا ملکہ نے کھنڈی سانس کھینچی کہا گل اندام



کیا اپنا حال زار کہوں میں ایک بادشاہ عالیجاہ کی دختر بلند اختر بیون ہزار شکل کس طلسم نگارین کا  
 بادشاہ عاشق ہو کر محکوم اٹھا لایا اور قاسم بنیرہ صاحب قمر ان کو امین سے قید کر کے لایا بیون  
 نے کہا یہ جوان اس طلسم کو فتح کرے گا اس وجہ سے اس جوان کو قید کیا میری افسوس جان جاتی ہو میرے  
 مکان کے قریب قید خانہ ہر سین وہ شیر قید ہے روز جادو گر نی محکوم لینے آتی ہے اپنی جان بجاتی ہوں  
 ہوشیار جادو آئی ہوئی بھی ہے ہزار شکل کس نے باغ میں حلیہ آراستہ کیا ہے یہ سنکر سارہ نے ایک  
 ٹپریہ بیوشی کی ملکہ کو دسی کہا یہ شرب میں ملا کر ہوشیار کو برائے چند ساعت بیوشی میں جا کر  
 قاسم کو لاتی ہوں یہ بھی ظاہر کر دیا کہ سارہ میرا نام ہے اسی شہر پار کا عیار بیون بشکل گل اندام اپنے  
 ساتھ لایا بستہ کرے نشان اپنے آقا کا پایا گیا کہ سارہ نے خوان کھانے کے آغوشہ بد روئی بیوشی  
 تیار کئے قید خانے میں بشکل گل اندام لایا سکو کھانا کھلا کے بیوش کیا قاسم کو رہا کر کے سامنے ملکہ  
 کے لایا کہا کہ اب شاہزادے کو ساتھ لیکر ایک کمرے میں حلیہ آراستہ کیجئے میں آپکی شکل تنکریا پس  
 ہزار کے جاتا ہوں یا لوح لاؤ ٹھکانا یا اسکو قتل کرونگا یہ کہہ کر سارہ بصورت ملکہ تیار ہو الملکہ اور قاسم  
 ایک کمرے میں بیٹھے ہوشیار جادو کو ہوشیار کیا تیار لے کہا ابو اتم سو گین جلو ہو خدمت شہنشاہ  
 میں جلو ہوشیار خوشی خوشی ملکہ نقلی کو تخت پر سوار کر کے باغ میں لائی ہزار بہت خوش ہوا اب  
 تنکریہ میں تیار لے کہا اے شہر پار میں اسوجہ سے حاضر خدمت نہ ہوئی تھی میں نے سنا ہے کہ اپنے  
 طلسم کشا کو قید کیا ایسا نہ وہ طلسم فتح کرے میں بیوہ ہو کر کہہ جادو ہزار لے کہا اے جان جان  
 لوح میں نے اسی باغ میں زیر نخل دفن کر دی ہے سوائے میرے کوئی نہیں جانتا اب تیار لے  
 شراب پلا کر ہزار کو بیوش کیا سبعت تمام خنجر کمرے کھینچ کر اسی نخل کے نیچے آیا جہاں ہزار نے بیدہ  
 کو لوح کا پتہ بتایا تھا سارہ نے خنجر سے زمین کو کھود کر لوح نکالی لوح لے اسنے پاس رکھی اب خنجر  
 پکڑ کے جلا کر ہزار کو قتل کر دیں صبح ہو گئی دیلم جادو وزیر اسکا آسمان پر سے آیا دیکھا ایک عیار  
 شاہ کو قتل کیا جا رہا ہے اسنے غرہ کیا سب طرف سے ساحر دوڑے مگر بسبب لوح کے کسیکو سحرے تاخیر  
 نہ کی دس بیس ساحر سارہ لے مارے آخر ازاروے بلوے کے پکڑ لیا لوح و دیلم نے سارہ سے مل کر اب  
 ہزار کو مع جاہ ہزار ساحروں کے طرف باغ جلا کے باغ کو گھیرا قاسم چند جادو گر بیون کو ساتھ لیکر باغ  
 سے نکلے لڑائی ہوئے لگی قاسم نے کئی ساحر تیرے مارے قریب ہے کہ قاسم گرفتار ہو جائے کہ سارہ



کی ایک ساحر مسکن باندھے کھڑا تھا سیارہ نے اس سے کہا میری حکمران مال ہے تم لیلو اسنے لالچ میں  
 ہاتھ کھولا سیارہ نے اسکو خیر مارا وہ ساحر مر گیا رہا ہوا ایسی صورت بنے قریب و دلم آیا کہا اے  
 دلم دیکھو مدد کا قاسم کے کئے دلم اُدھر لٹا سیارہ نے خیر مارا دلم کا بھی شکم جاگ قصہ پاک  
 ہوا سیارہ نے لالچ قاسم کے گلے میں پہنائی قاسم نے کئی سو ساحر مارے ہزاروں کو بھی ختم کیا و شکست  
 کھا کے بھاگا اوسوقت قہاس خان وغیرہ سرداران قاسم بھی آکر پہنچے جب ہزاروں شکست  
 کھا کے قریب قلو طلسمی ہو چکا ایک سحر کیا اندھیرا ہو گیا کوئی آگے نہیں بڑھ سکتا اُدھر قاسم لٹ آئے  
 سب کے کہا حضور ابھی مرحلہ باقی ہیں بوجب لوح جا کر فتح کیجئے قاسم کا لشکر کے قریب باغ ملکہ اُترا  
 بیان ہزاروں قلعہ میں آگے صلاح کی کہ طلسم کشا صاحب لوح ہو اکیسا سحر اسپر تاثیر ہو گیا آخر  
 ایک پہلوان زبردست فولاد آہن لڑ کو بلایا وہ فوج لیکر مقابلہ قاسم میں آیا جانین سے طبل جنگی  
 بجے فولاد میدان میں آیا قہاس سے مقابلہ پڑا پھر دن رہے قہاس کا کولا اُتر گیا وہ باندھ کر لے گیا  
 قاسم رنجیدہ واپس ہوئے فولاد نے قہاس کو کولا درت کر کے رات ہی کو زیر تیغ ٹھجایا سیارہ  
 نے قاسم کو خردی قاسم مع لشکر آڑے رات بھر تلوار چلی صبح کو فولاد کو قاسم نے مارا  
 قہاس کو رہا کیا اوسکی بارگاہ پر قبضہ کیا اب قہاس نے قاسم سے کہا آپ فرما لوح مجھے دیکھئے رات کو  
 میں قید میں سنتا تھا لوح طلسم نہیں ہے قاسم نے لوح دیدی اس قہاس نے لغوہ کیا ختم شہاب  
 جادو مالک مرحلہ یہ کہنے قاسم کو گرفتار کر لیا اور ایک گولہ مارا اکل لشکر اسلام پر تارکی چھا گئی  
 سیارہ بھاگا باغ میں آیا ملکہ کو ہوش کر کے صندوق میں بند کر دیا اب ملکہ کی صورت بنے بیٹھ رہا  
 اب شہاب جادو دو سو ساحر ہمراہ لیکر آیا ملکہ کو بھی گرفتار کیا اپنے باغ میں لایا ملکہ پر مائل ہوا  
 تھا لاکے مستند پر بٹھایا طالب وصل ہوا سیارہ نے کہا پہلے میں قاسم کو قتل کروں تب تجھکو  
 قبول کروں اسنے لاکے قاسم کو سامنے بٹھلایا تب سیارہ نے کہا اذر لوح تو میں دیکھوں  
 اس میں کیا لکھا ہوتا ہے شہاب نے دیدی سیارہ نے شہاب کو قتل کیا لوح قاسم کے گلے میں لوی  
 اب قاسم لغوہ کر کے اُسٹھے اس باغ کے ساحر دن کو مارا شاہ نگارین بیان قید تھے رہا کیا سیارہ  
 کو برائے لشکر ملکہ روانہ کیا اب بوجب حکم لوح حوض میں بھانڈے قلعہ میں آکر بیکے ہزاروں فوج  
 لیکر آیا اُدھر سے لشکر قاسم ہو چکا میں پرتلوار چلی ہزاروں قہاس قاسم پر جا پڑا کئی ہاتھ



تلوار کے مارے قاسم نے روک کر ہاتھ مارا بہن کا نقشہ بگڑ گیا دو ٹکڑے ہوئے سب نے امان مانگی اب مال طلسمی نکلوا یا قید خانے سے مقید ان طلسم رہا ہوئے انہیں ایک نوجوان تاجدار کو دیکھا اس نے کہا میں بادشاہ اس طلسم کا ہون نگارین جادو میرا نام ہے اب نگارین کو قاسم نے تخت پر بٹھایا ملکہ کو داخل قصر کیا اب دربار میں صحبت آراستہ ہوئی کہ شتر سوار نے اگر نامہ یا آئین طرفے خورشید رو شافیر کے لکھا تھا کہ اے بہن اور ہمارے طلسم میں آؤ کہ بیان بیع نے طلسم دہم برہم کر دیا طلسم ہوشربا کو جاتے ہیں جو کچھ خیر خواہی ہو سکے آ کے شرکت کر دو قاسم نے طرف سے بہن کو ملنے کے جواب لکھ دیا کہ ہم آتے ہیں شتر سوار گیا اب قاسم نے کہا میں جیل کے ہوشربا کو بھی فتح کروں دو لاکھ فوج ساحر وغیرہ جمع کر کے مع مال طلسمی نگارین شاہ کو تخت پر جگہ دی برہم ہی نگارین شاہ طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوئے ہیں کہ حال انکا بھی وقت پر تحریر ہو گا حضور نے کھڑے کھڑے خواجہ سے ملاقات کی صرف اتنا بیان کیا کہ جالاک نے جا کر عیاری کی شہنشاہ سلیم کو گرفتار کر لیا جنگ مغلو بہ بین اور بات کر نیکا موقع نہ تھا خواجہ یہ سنکر خاموش ہو رہے ان کو گونا گونا گوارو کا جنگ کا ذکر کر چکا ہوں خواجہ کو اسی کا اشتیاق تھا اور یہ خبر سنکر اور زیادہ طبیعت کو انتشار ہوا ہر دی کو لشکر میں آئے اسد نامہ افریق میں بیع الزمان اور خواجہ کے بیمار ہو گئے ہیں خواجہ اگر ٹھہرے کہ معلوم ہوا ایک ساحر فرستادہ شہنشاہ سلیم یا ہمدرد کو لاکر نامہ دیدار دیکھا عمرو نے جالاک لکھا کہ طاہر میں تو بہت کچھ غصہ لکھا ہے ہند سون میں یہ مضمون ہے کہ قبیلہ و کعبہ میں عیاری کر گذر آہ اسکا انجام مجھے نا ممکن میری مدد کیجئے خواجہ نے اس طرح ہند سون میں جواب لکھا مضمون یہ تھا کہ ہم آلتباز بنکر آئیں گے تمہاری تکلیف دفع ہو جائیگی خبردار تنخواہ نہ باٹنا خزانہ اسکا حساب بھانا پڑیگا نامہ دار کو رخصت کیا خود چاروں عیاروں کو بلایا صورتیں تبدیل کیں سبقت لشکر شہنشاہ سلیم روانہ ہوئے خواجہ ایک نٹ کی صورت بنے ہوئے ڈھول بجاتا ہوا رینگنے کے کانڈھون پر پڑی ہوئیں چالاک بیچارہ تخت پر بٹھایا ہے اب دوا ترک ہو گیا ہے چار سوسا حران زبردست ہر وقت گرو رہتے ہیں خوف کے مددے دم نکلا جاتے کیلئے پھر اتا ہے کیون جالاک اگر یہ لوگ حیا ان میں تو کیا خرابی ہو جالاک خاک کر دیں اسی فکر میں بٹھا ہے افراسیاب صبار فتار کو نامہ دیکر روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اگر سلیم او صاحب شوکت و مستم اوقات باز دای خود بخود مقام افروز ہوجے مہینہ گزارا گذر امواج مارا گیا تھوڑے دن



کوہ نیل سے اترے صحرا میں مارے مارے کھرتے ہو جلد اگر شرکت کرو چالاک سے درگہ سالار نے عرض کی  
 صبا قمار دولت پر حاضر ہے چالاک تھک گیا لیکن قہقہہ مار کے ہنسنا سرداروں کے کماؤ مزاد کیسے کوئی  
 عیار صاحب نیکل صبا قمار تشریف لائے وہی غم و کاشا گرد بھو ریا ہو گا صحن میں اسکو اتار دو ہم وزن  
 بارگاہ سے دیکھ کر بچان لینے لیکن خبردار سپر کوئی حال ظاہر نہ ہونے پائے ورنہ فوراً بھاگ چلے گا ساحر  
 بیرون بارگاہ آئے صبا قمار کو باتو نہیں لگا یا شہنشاہ نے روزن سے دیکھ کر کہا وہی برقی فرنگی ہے  
 گرفتار کر لو مسلسل کر کے قید خانے میں لیجاؤ رنجوار میرے سامنے نہ لانا صبا قمار پر ساحر ٹوٹ پڑا  
 اسنے ہر چند غل جپایا ارے یاروں میں کیز شہنشاہوں ساحروں نے تلخ چین لیا چالاک نے ناراجا ک  
 کر ڈال صبا قمار قید خانہ میں قید ہوئی کہنک جادو اپنے ندیم کو حکم دیا تم در زندان پر موجود رہو دار لاکھ  
 جینے بیٹے اس مکار کے پاس نہ جانا صبا قید ہوئی بیڑیوں سے سرنگراتی ہے قید میں بند ہی کھراتی ہے  
 لیکن کیا چارہ دورویشان خشک شام کو ملتی ہیں اب چالاک بہت گھبراہٹا ہوا ہے ایک دن سخت پرٹھہا  
 کہ ڈھول کی آواز آنی چالاک نے کہا ان ٹٹوں کو بلاؤ مابدولت تماشا دکھینے کے کرسی بچھا کر بیرون بارگاہ  
 آئے ٹٹوں نے خوب تماشا کیا بالسن گاڑے سینک یا ٹٹو نہیں بانڈے رسن پر ڈڑی دوڑی بچھڑے جو انہیں سبکا  
 افسر ہے اسنے بڑھکے کہا اے شہنشاہ ہم اصل میں آفتاباز ہیں آگ لگا دیتے ہیں سرکار سے سامان ملے  
 آفتابازی بنا کر چھوڑیں چالاک اس افسر کو نکلیہ میں لیکر گیا اور قدموں پر گر پڑا کہا قید دیکھو مجھے یہاں سے  
 نکالے عروے کہا بیٹا تمہارا میں بہار و باغبان وغیرہ کو لایا ہوں آج شکو آفتابازی چھوٹے لشکر  
 والے امن بیہوش ہو گئے سرداران مذکور نکل کر سچ کرینگے تم اس ہنگامے میں نیلم کو قتل کر کے  
 نکلیا نا چالاک غم و مین بخوبی صلاح ہو گئی خواجہ باہر نکلے چالاک نے ان صاحبوں کی واسطی  
 خیمہ استاد کردیا ہزار مزدور آفتابازی تیار کر کے کیواسطی دیے فلعہ تیار ہوئے جب شام ہوئی  
 اور قلعہ جا بجا کرٹے صبا قمار نے فقرہ دیکر کہنک جادو کو اندر خیمہ کے بلا یا بالوہ منجربا ب مار کر  
 بیہوش کیا اپنی شکل بنا کر اسکو قید خانے میں چھوڑا اب آپ لشکر کہنک باہر نکلی دیکھا  
 آفتابازوں کی آفتابازی کا ہنگامہ ہے ساحر جمع ہو رہے ہیں صبا قمار پشت بارگاہ نیلم پر آکر  
 ٹھہری پھر رات گئے چالاک بنگل نیلم اس بارگاہ میں آیا ایک صندوق کھولا صبا قمار نے  
 دیکھا شہنشاہ نیلم کو اس صندوق سے چالاک نے نکالا زبان میں سوزن مانع پڑی بیہوشی کی اس حالت میں بتات



وغیرہ خلق میں ٹپکایا مطلب یہ تھا کہ تڑپ کے مرنے والے بھی صندوق بند کر کے آپ تو باہر آیا اہل فوج  
 کی کمر بند سی ہوئی رات کو قلعہ دھننے لگے اہالیان لشکر نسلیم شیا جانیں کہ آلتباز دن کا مہیا کیا ہے  
 آلتبازی میں بھی کچھ دغا ہے عمرو نے برق وغیرہ کو آلتبازی داغنے کا حکم دیا ہے آپ گوشے میں آکر  
 بیمار و باعنان سرخ مو وغیرہ کو زنبیل میں رکھ کر لائے تھے کہاں تھے ہی سحر و آلتبازی جھوٹ ہی  
 ہے اپنی اپنی ناک میں ردی رکھ لو کہ دھواں بہوشی کا دماغ میں نہ ہوئے بیان تو چالاک ردی دماغ  
 میں دے ہوئے شکل نسلیم بیٹھا ہے جب آلتبازی کو آگ دیکھی یہ چلا کر اس میں کلمہ میں خاک نسلیم کو قتل کر کے  
 محل جاؤں وہاں صبا انی سر اچھ جا کے کے اندر پہنچی قفل کاٹا شہنشاہ نسلیم کو نکالا موشیا لکھا کہا  
 اے نیلا چالاک تمہاری شکل بنا ہوا سیر وں بارگاہ بیٹھا ہے جاتے ہی اسکو مارو میں بھی اسی بیٹھے  
 قید تھی عمرو وغیرہ آلتباز نیکر آئے ہیں آلتبازی جھوٹ رہی ہے نسلیم غصہ میں اٹھا تیرے ٹھیکہ بارگاہ  
 سے نکلا بیان وہ وقت ہے کہ ساعران نسلیم دھما دھم کر رہے ہیں پھان دو کے لودہ کی صدا بلند ہو طران  
 نسلیم گہرائے ہوئے چالاک باطنیان بیٹھا ہے کہ پشت پر سے ہلا ہوا نسلیم آتا ہے چالاک نے پلٹ کر دیکھا  
 نسلیم تیغ کھینچے ہوئے آتا ہے سرداروں کے کما لو یا رہا غضب ہوا یہ طلیحہ تو دیکھو میری شکل  
 نیکر ہمت قرآن آتا ہے ٹکومت ہے سامری جیشہ کیا اسکو مکاری کی سزا دو چار سو ساعر مصاحبان  
 شہنشاہ نسلیم ایک ایک وحید صواب سحر لیکر نسلیم پر جا پڑ چالاک کو کو دکر بھاگا چار سو ساعر وں  
 کے جو سحر پڑے شہنشاہ نسلیم تو تنہا افراسیاب ہے سحر و سحر ہی میں انتخاب ہے تمام جمع مجلس  
 گیا زخمی ہوا کئی سو ساعر وں کو مارا گھر کے باہر نکلا دیکھا لاکھوں لائے پڑے لوٹ رہے ہیں عیار وں کے  
 حقہ ہائے آلتبازی پڑے ہیں آسمان سے آگ برس رہی ہے تمام میدان میں دھواں دھار  
 ہے ہر خورد و کلان بغیر انکھار و باعنان کے سحر نے زمین ہلا دی کئی مقام پر دھوین سے گرا  
 اسکے بیرون نے اسکو سبھا الاچار ہو کے بلند ہوا اہل و باغی آپر کچھ سحر کے گھبرایا ہوا تھو جات  
 قبضے میں نہیں اپنے ساتھ والوں کو آواز دی یار و میں چاہ نیلو فرین جاتا ہوں فلسفہ بے لوح کا شہنشاہ  
 ہوں سبکی جان کے اس ہنگامے سے نکل سکے اپنے کو خدمت مابودست میں اندر چاہ نیلو فر کے ہونچا ہے  
 دین سے بیٹھے بیٹھے مسلمانوں کا غامہ کر دو نکا میں سحر اسرا سحر نسلیم کے ساتھ ہوجیہ تو پر پردا زید کر کے  
 محل گیا بیان عمرو نے تمام لشکر کو لوٹ لیا بارگاہ میں جلا دین خزانے پر قبضہ کیا عیا ربھی الگ الگ



سردار بھی فردا فردا روانہ ہوئے بہار جاو آ کر ایک سپاڑ پر ٹھہری سر اٹھا کر دیکھ رہی ہے کہ  
 طرف عقیق کے جاؤن شہنشاہ کے قدموں پر گروں ایک بادشاہ ہائے سرخ پوش جادو طرف  
 افراسیاب کے جاتا تھا یہ ملو خطا خاطر ناظرین ہے کہ افراسیاب نے اٹھارہ سو ملک میں نئے روانہ کر  
 کہ جو بڑے بڑے پہلو اتان نامی بن مع فوج دریا معج اپنے کو قریب دریائے نیل پہنچائیں الیاہو  
 لاجپن وغیرہ اسد کو لڑ بھڑ کر تا بدریائے نیل پہنچائیں یا کے سرخ پوش برکے امرا افراسیاب  
 چلا کھا ہا کو جھاڑ پھیرا ہا کلدستہ لکیر جاڑی ہزار ہا کو دیوانہ کر دیا سیما جمال دیکھ کر مائل ہو جب  
 دیکھا بہار پر سپہ سالار بنیں ہوتا سامنے بہار کے آ کر قہر جیش کی خاک اڑا دی ہمارہ ہوش ہو کے گری  
 یہ بخوبی واقف ہے کہ یہ معقودہ بادشاہ ہے زبان میں سوزن دیکر وہ کوہ میں چھپا دیا اس خیال سے  
 کہ رات کو اس کو لیجاؤ نکھاسواں وصل کرونگاہ سوچ کر کوہ سے الگ اگر اتر ایک ساگر کو ان جادو پھرتا  
 ہوا درہ کو دین آیا ہمار کو دیکھ کر مائل ہوا رہا کیسا سوال مصل کیا بہار نے لگی ماسخ خوش لشکر میں اتر اٹھا  
 اسنے دیکھا قریب درہ کوہ شعلے بھڑکے سوار ہو کے آیا دیکھا کہ بہار ایک ساحر سے لڑ رہی ہے وہ  
 ساحر شمر عاتقہ نامہ پڑھ رہا ہے سیما کو بہت ناگوار ہوا کیوں ان پر جا پڑا ایک گولہ مارا کیوں ان  
 کا سر پھٹ گیا بہار کے سامنے پھر خاک قبر جمشید اڑا دی بہار بیہوش ہو گئی سیما  
 لیکر اپنی بارگاہ میں آیا زبان میں سوزن دیکر ملکہ کو ہوشیار کر کے منتیں کرنے لگا بہار نے  
 کہا کیا بیوہ دیکھتا ہے کہ ایک کلا دنت آیا سیما سے کہا حضور ہم اس عورت کو راضی کر دیں سیما  
 نے کہا اے کلا دنت دولت دنیا سے نہال کر دو نکا کہا حضور یہ ہم لوگوں کا کام ہے کیسا معنی فوق  
 سرکش ہو ایک اشارہ میں راضی کر دیں سیما خوش ہوا وہ بیہوش تھا قریب بہار کے آیا کہا ملکہ جائے  
 ولے کیسے کہتے ہیں الیا بادشاہ عالیجاہ بے چارہ دیتا ہے تم کیوں انکار کرتی ہو ہمار کا غصے سے چہرہ  
 سرخ ہو گیا بٹھے لے اشارہ کیا ارے ادھر دیکھو ہے آنکھ چار کر و کیوں بھولی جاتی ہو بہار  
 نے آنکھ ملائی خواجہ نے خال حشم دکھلایا بہار شکستہ ہوئی کہا استاد میری جان بچائے خواجہ  
 نے کہا تمہاری رجب سے ہم بھی دو چار کوڑی کار و زگار کر لیں بہار نے نشر ماکے سر جھکالیا  
 خواجہ نے زبان سے بہار کے سوزن نکالا سیما سے کہا حضور یہ خود راضی ہو طبعیہ شراب کیچڑ تھے  
 میں مطلب حاصل ہو گئی میخانہ کی مجھ محنت ہو جب میں ساقی ہوتا ہوں کسی کو باقی نہیں چھوڑتا



چھوڑا سیما کے خوشی میں سیمانہ بڑھے کے سپرد کیا لکہ بہار کر سی پر بیٹھی خواجہ عمر و لے ستر ایشیہ پیش  
 ملائی تمام لشکر و ہلون کو تقسیم کرنے لگے ایک جام آگ سیا کو دیا اسکے مصاحدن کو شراب بلالی سیما  
 بیکلا کر لے تین امٹھا دم سے اگر کر بیوٹ ہوا عام ہا لیا قریب ریح الالبان لکھ کر بیوٹ ہوئے  
 خواجہ عمر و لغزہ کے لٹنے لگے بہار نے نہر اردن کو سحر سے جلادیا افراسیاب باغ سیب  
 میں بیٹھا تھا ورق سامری میں جو چوہہ کر یہ دیکھا غصے میں سحر کر کے اٹھتا آتے ہی خواجہ عمر و  
 وہاں کو پکڑ لیا سیما کو ہوشیار کیا لہا طرف دریا کے جاؤسیما بہ جون افراسیاب کچھ نہ کہہ سکا  
 افراسیاب خواجہ عمر و وہاں کو ساتھ لیکر جلادیکھا ایک نخل کے سایہ میں چیرت کھڑی ہوئی  
 دوسری ہے کتنی ہے کیون شہنشاہ آپ کے دل سے محبت بہار نہیں جاتی یہ کہہ کر قریب اگر ایک  
 حباب مارا افراسیاب اسے لکھ کر بیوٹ ہو کر آگیا منہ مہتر برق فرنگی خواجہ عمر و وہاں دو لون  
 اٹھے سیما کے سرخ پوش نزدیک تھا اسنے اگر افراسیاب کو ہوشیار کیا خواجہ عمر و  
 بہار و برق بھاگے افراسیاب بہار پر سحر کرتا ہوا چلا ہر مرتبہ جانتا ہے پکڑ لون بہار  
 لگدستہ مار کر بھاگتی ہے لشکر نسلم سے بیٹے باغبان رخ مو وغیرہ آتے تھے یہ بھی اگر افراسیاب  
 پر گئے افراسیاب نے ان کو بھی چنگی کیا ایک سحر کیا باغبان وغیرہ گر افراسیاب بڑھا کہ  
 قتل کروں لغزہ ہوا منہ صر شمشیر زن اسے شہنشاہ یہ جانے نہ پائیں یہ کہتی ہوئی قریب آئی  
 افراسیاب بیٹا صر اٹھلی نے حباب مارا افراسیاب دم سے گر باغبان وغیرہ بڑھے عمر و نے  
 آواز دی اسے بھاگو کہ آسمان پر برق چمکی لغزہ ہوا منہ لکھ آفات چہار دست یہ سب تو بھاگے  
 آفات چہار دست شہنشاہ افراسیاب کو لیکر کوہ زبرجدی پر آئی خواجہ عمر و مع سواران  
 مذکور جب قریب لشکر آئے لاپرواہ غیر و لے آگلا استقلال کیا اب یہ صلاح ہوئی کہ طرف دریا سے  
 نیل کے کوچ کریں وہاں شہنشاہ افراسیاب کو آفات لیکر کوہ زبرجدی پر آئی ہوشیار کیا کہا  
 اسے افراسیاب کیے کیے دھوکے کھاتا ہے اپنی آبر و مٹاتا ہے افراسیاب آفات سے باتیں کر رہا  
 ہے آسمان سے نہر ہا شعلہ ہائے آتش بھر کے آفات نے دیکھا آلتبار جاودہ مالک مہر پردہ ظلمات اگر  
 پہونچا افراسیاب سے کہا اسے شہنشاہ اپنے ظلم کشاکش کو گنبد نور پر سات برس قید کیا ہوئے چھوڑا لیا اسد  
 کو قید کر کے پردہ ظلمات روانہ کر دیجئے ظلمات کا راستہ بند ہے کیا مجال کہ عیار یا سردار کوئی وہاں



آئیں یہ کہہ کر آتھا روانہ ہوا شہنشاہ افراسیاب کو زبردستی سے اٹھا لشکر سرمد اور یوں صوبہ  
شامان جلیل و ملازمان شہنشاہ افراسیاب مقابلہ اسد میں فروکش ہیں افراسیاب آگے  
ہو چنچا سب نے استقبال کیا افراسیاب نے صرصر کو تنہا ہی میں بلایا کہا اے صرصر حقیقت میں مجھے  
بڑی غلطی ہوئی پردہ ظلمات وہ مقام ہے کہ کوئی ساحر و غیر ساحر وہاں بدو نہ حکم مابدولت نہیں چلیکے  
کسی تدبیر سے اسد کو پکڑ لاؤ تو میں قید اسکی پردہ ظلمات میں رہا کروں حکامان ظلمات بگالی  
وہاں قتل کریں گے کوئی معین اسد وہاں نجاست کا صرصر دعویٰ کر کے چلی یہاں بارگاہ میں ملزاران  
اسد نے صلاح کی اب اڑتے بھڑتے چلیں لاچین نے کہا اے شہریار کتنے مجھے دیکھے ہیں اور اسکو سخت کوڑوگا  
اسد نے اگر لاچین کو دیا کہ ایک کینیز نے آگے عرض کی آپکی ممانی جال صاحبہ فریقہ طریع میں  
ہمار ہو گئی ہیں جو وقت سے خواجہ عمر و نے اگر بیان کیا کہ طریع الزمان نے جا کر خور شید نگار  
فتح کیا تعاقب خور شید میں ہیں یہ قلع انکو بھگایا باعث ابھی تک لشکر میں نہیں پہنچے خدا  
نخواستہ راہ میں کوئی افتاد پڑی آج بہت عیباب ہیں اسد نے کہا میں جا کر کعبہ ونگامیان صرصر  
گرتی پڑتی دربار گاہ ملکہ تصویر پر آئی ایک کینیز کو بیہوش کر کے اسکی شکل پرستی ہوئی اندر آئی ملکہ  
تصویر ایک خیمے میں بیٹھی رہ رہی ہیں کہ صرصر سامنے آئی کہا واری نہ رویے ابھی میں نے خبر  
پائی ہے کہ کل طریع الزمان با فوج گران لشکر اسد میں داخلہ کریں گے ملکہ تصویر خوش ہو گئیں صرصر نے  
باتون میں لگا یا شراب پلا کر بیہوش کیا تصویر کو الگ کٹھن میں ڈال دیا آپ شکل تصویر بھگے رونے لگی خبر ہوئی  
کہ اسد غازی آئے ہیں صرصر اپنے کو بھاگ کر برائے استقبال آئی اسد نے سلام کیا کہ ممانی صفا انشاء اللہ  
مامونجان بفتح و فیروز آیا چاہتے ہیں خواجہ فتح کر کے آئے ہیں آپ انشاء اللہ تعالیٰ پہنچا چاہتے ہیں بچوں  
وقت آئی مامونجان نے بڑا ظلم فتح کیا صرصر باتیں کرتی ہوئی اسد کو لیکر تخیلیہ میں آئی کہا اوہو نظر  
کیونکہ میرے دل کو صبر و فراق دیدہ ہجران کشیدہ راتیں مجھ پر تڑپ تڑپ کے گذرتی ہیں یہ سسر  
اسد ر دلی کہ بچکی لگ گئی اسد نے اشک امن سے پاک کئے بھلانے کو ایک جام شراب بھر کر  
دیا صرصر نے لیکر بیہوشی ملا دی جام اسد کو دیا اسد نے سلام کر کے پیاتے ہی بیہوش ہوئے  
صرصر نے اسد کا پتہ تارہ بانڈھا سوچی کہ گرد بارگاہ لاکھوں ساحر فرد گش میں نکلن سکونجی  
لقب کھودنی ہوئی چلی ایک نخل کے نیچے آکر رہنا توڑا اسد کو لے کر بھاگی اسنے افراسیاب



کے لائی افراسیاب نے فوراً ایک قفس میں بند کر کے اس وقت ایک ساحر کو نامہ دیا کہ یہ قید بردہ  
 ظلمات میں بہو پناؤے ساحر روانہ ہو گیا کسی کو نہ معلوم ہو کہ قیدی کو کمان بھیجی صرصر رازدار  
 ہے صبح کو غل ہوا لاجپن نے کہا غضب ہوا سب عیار دوڑے عمرو نے کہا حال تو دریافت کرو  
 برق چلا ملک صرصر ہزار میں بھر رہی ہیں آج بڑا بھاری خلعت ملا کر سامنے سے صبار قمار ہنستی  
 ہوئی آئی کہا اتانی آج تو بڑا کام یہاں طلسم کشا کو لائیں صرصر نے سنہک کر کہا اے وزیر ادا ہی حقیقت  
 میں اب لڑائی فتح ہو گئی خواجہ عمرو سرٹیک کے مرجائے گا نشان قید اسد نہ پائیگا صہارفت  
 نے کہا اتانی ہے تو بتاؤ افراسیاب نے کمان بھیجی یا نہ صرصر نے سنہک کر کہا ارے بڑا اندر ہے قید اسد  
 بردہ ظلمات میں گئی برق لغو کر کے بھاگا کہا اتانی آداب عرض ہے دیکھو لون دریافت کر لیتے  
 ہیں تم ایسے نکو دھوکا دیتے ہیں صرصر تو خاموش ہو رہی کہ اگر افراسیاب نے گا کھر صرصر نے حال  
 قید اسد بیان کیا بہت خفا ہو گا اسوجہ سے خاموش ہو رہی برق نے اگر خواجہ عمرو سے کہا  
 لاجپن نے کہا خواجہ عمرو بڑا غضب ہوا دبا نکار استہ بند ہے لیکن از روئے نجوم کے ثابت ہوتا  
 ہے اگر آپ کمر بہت بانہنھیں تو نشان قید اسد ملے خواجہ عمرو نے چھبارہ جیب کے نکالا قرآن سے  
 کہا لادش کیجئے قرآن نے کہا استاد مجھ سے کیا خطا ہوئی جہاں کیئے میں ساتھ چلوں خواجہ عمرو  
 نے کہا بیٹیا یہ سبک ہے لاچار ہو کے مہتر قرآن نے کہا یا بیہوش ہو خواجہ عمرو نے قرآن کو زنبیل  
 میں رکھا برق نے چاہا بھاگوں خواجہ عمرو نے حلقہ ہائے کند مارے کہا الے بھورے کمان جاتا ہوں  
 برق گرا خواجہ عمرو نے جہاب مار کر اسکو داخل زنبیل کیا لاجپن نے کہا خدا حافظ ہے ہم حضرت  
 ہوئے ہیں اس وقت لشکر میں ایک قیامت برپا تھی باغبان بہاؤ سرخ موویل و ماران زمین کن  
 اسرار جادوان پلے سوار دن نے کہا خواجہ عمرو ہم بھی فردا فردا آئے ہیں یہ سردار الگ چلے  
 شہنشاہ کو کب روشنی خبر یلغی کی سنکر آئے تھے یہ حال پر طال دیکھا خواجہ عمرو سے کہا یہ مقام  
 سخت و صعوبت انشاء اللہ تعالیٰ میں بھی وقت پڑے گا کو کب روشنی خبر یلغی کی براں کو اپنے ہمراہ لیا الگ  
 روانہ ہوئے خواجہ عمرو ناہار لاجپن وغیرہ سے حضرت ہوئے لاجپن نے کہا خواجہ عمرو انشاء اللہ  
 تعالیٰ بردہ ظلمات میں بھی اپنے کو بہو پناؤے نکا داخل ہونا ظلمات میں دشوار ہے آپ کو خدا کے  
 سپرد کیا خواجہ بانہائے عیاری سے آلاستہ ہو کر یکدم تنہا تلاش راہ بردہ ظلمات روانہ ہوئے



دو کلمہ استان حیرت بیان پر وہ ظلمات جبہ تجوی تمام پہونچنا خواجہ کا  
عیار بیان خواجہ تا بہ پر وہ ظلمات اور پہونچنا فردا فردا دربانان کلو دواخل  
پر وہ ظلمات میں رعیتاری عمرو و حالات تحریات پر وہ ظلمات عجیب داستان سخنوں

ہو لاکھ تیغ حفاتے فگار میرادل زبان سے ان نکسے ینا میرادل

قسم خدا کی وہ ہے بردبار میرادل ستم اٹھائیگا اسکے ہزار میرادل

نہ شاکہ ہو گا کبھی ایک بار میرادل

بڑے غضب کے قوی ہین یہ بڑے مکار جو بس ہوا نکالو گردن پہ پھیر دین تلوار  
تو ہی ہے ایک ملا دوست ایمرے غفار یہ سب ہین دشمن ایمان جان صبر قرار

بچا ناٹنے تو پروردگار میرادل

جو چینے نہ کبھی مست زد کرے اسکو عجیب حال بدل کیے پھیرتے ہو لو  
کسین طال نہ ہو جائے جان لین کیو رکھائی کر کے جو بوجہ پھیر دیتے ہو

لیا تھا آپ نے کیا مستعار میرادل

نہ راہبر سے علاقہ رکھانہ رهن سے برنگ خاطر نہ ادھجائی کے اس سے  
نہ شیخ سے نہ کدورت نہ کچھ برجن سے مثال آئینہ ہے صاف دوست دشمن سے

اگر خاک بھی نہیں رکھتا عبا میرادل

خبر نہیں ہے مڑ پتا ہوں یہاں میں کسے مثال برق ہے کیوں آج اضطراب مجھے  
ہو اے شفیقہ کس شوخ پر خدا جاسے مڑ پ رہا ہے جو سینے میں خود بخود گل ہے

کیسی یاد دین ہے بے قرار میرادل

ہے جان دل سے مجھے لفت رخ دلبر یہ حال ہے کبھی احت نہیں فرادم بھر  
خدا کو اہ ہے جیسے کہ چوٹی ہے نظر صنم کے خال لب کیوے حمیدہ پر

خدا ہے جان مری اور نہ شام میرادل

زمین یہ ہے تری دفن کیا کہی بھو خال یہ حال ہے ہوا جاتا ہے غیر اسنا مال  
خدا کے واسطے موقوف کر ستم کی چال ٹکڑے گل بازی کی طرح سے پامال



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                               |                                       |                                     |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------|-------------------------------------|
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                               | پلا ہے ناز کا اے گلندار میرادل        |                                     |
| سبھی جن کو کبھی سوئے دشت جاننا ہے                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                             | نفل میں دل نہیں گویا کہ تماشا ہے      | عجب طرح کا یہ الفت میں رنگ لانا ہے  |
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                               | جو سوگواری ہے لیل و نہار میرادل       |                                     |
| دہ بت ہے حسن میں بہترین عشق میں بہتر                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                          | خدا گواہ ہے کیونکر نہ جان و دل بہتر   | کہ باوقار سے ملتے ہیں باوقار اکثر   |
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                               | اے سبکہ رکھتا ہو عز و وقار میرادل     |                                     |
| ملاحی راہ میں وہ ترک لہو جان کی کو                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                            | دکھا کے جلوہ کیا برق سان طہان کی کو   | نہا کے عشق میں خود رفتہ دستان کی کو |
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                               | لگا کے لیکیا دھندل میرادل             |                                     |
| عجیب رنگیت ہے فوق دہ بت مونس                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                  | یہ حال ہے کہ کسید کا نہیں ہے کچھ مونس | قسم جو کھاتا ہوں کہتا رہ تو آب مونس |
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                               | تمہارا کرتا نہیں اعتبار میرادل        |                                     |
| <p>چہرہ بہرہ و ان منازل پر دہ ظلمات وہ روشن کنندگان چراغ شاہراہ آفات راہ اسخون گری کو بعد<br/>شد و مد کو شمشیر بیاپا اے آبلہ دایوں طے کرتے ہیں شعور مصنف جو میں زبہ زمرہ رستان<br/>وہ لکھتے ہیں اس طرح یہ داستان بہ شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خیمہ گزاری برق و قمر ان<br/>کو زمیں میں رکھ کے تماشہ پر دہ ظلمات رہ و رمی کرے ہوئے قریب ایک قلعہ کے پونچھ کاہ<br/>فروشن سے پوچھا اس قلعہ کا کون بادشاہ ہے اسخون نے کہا مینوش جاوید ہانکا حاکم ہے خواجہ<br/>عمر و بصورت صرصر قلعہ مینوش میں آئے می لوش کی خبر ہوئی ملکہ صرصر کو بلایا صرصر<br/>نے آئے ہی نامہ ہاتھ میں دیا مینوش نے پڑھا اس میں مرقوم ہے کہ مینوش بصیرت<br/>خروش فوج جنگی ساتھ لیکر قریب دریائے نیل جا کر ٹھہر وڑے بڑے سپہ سالار صف شکن دہان جمع<br/>ہیں مینوش نے کہا اے صرصر اسی مضمون کا نامہ پیشتر بھی آچکا ہے صرصر نے کہا کہ خلعے میں جلد<br/>اکیات رانگی عرفی کرنا ہے مینوش صرصر کے ساتھ ہو گیا جانتا تھا کہ ہوا زانی کی بگڑ گئی یہ تو</p> |                                       |                                     |



بخوبی آگاہ ہے کہ صرصر ہوا خواہ افراسیاب ہے تخلیہ میں لگا کر لائی خواہ عمر و نے مینوش کو  
 ہیوش کیا اٹھا کر زمین میں رکھا بہ شکل مینوش با سر آئے وذر کو جمع کیا ایک وزیر کی شکل بنا کر  
 قرآن کو پہلو میں بٹھایا وذر اسے کہا ہمیں منظور ہے کہ پردہ ظلمات میں جائیں وذر نے کہا یا اے  
 آگے بڑھ کر پانچ کوس پر آپکے بھائی کا قلعہ ہے سرشار جادو وہاں کے حکم ہیں و نکا وزیر اعظم راجا راجا  
 پردہ ظلمات کا راز دار ہے پہلے چلے آؤ اسے ملاقات کیجئے راز دار تا ظلمات پہونچا لینگا ہمیشہ وسیط رح پکا  
 اجانا ہوا ہے خواجہ نے کچھ کہا پارہ ہزار فوج ساتھ سرشار کو خبر ہوئی مینوش آئے تہن آکا استقبال  
 کیا اپنے قلعہ میں لایا خواجہ نے کنارے لاکر سرشار کو بھی ہیوش کر کے نذر زمین کیا برق فرنگی کو  
 بھا کر شکل سرشار بنا لیا کہا اے وزیر اعظم دستور معظم پردہ ظلمات تک بھگو جانا واجب و لازم ہے  
 ہمارے شہنشاہ نے اسد کو بھیجا ہے چلے قتل کریں وزیر راز دار نے عرض کی بہت خوبا زاد ہنری  
 کر کے لیچا خواجہ بنگل مینوش برق بہ شکل سرشار ایک وزیر کی صورت پر فسران راز دار کو  
 لئے ہوئے آئے تہن چوبیس ہزار فوج پشت پر قریب ایک درہ کو وہ کے تیسرے دن آکر پہونچے  
 کوہ پر ابر سوسنی سایہ فگن تمام صحرا رنگ گلشن راز دار نے کہا اب حضور فوج جا کر کھڑے ہوں ملک  
 گوہر پوش کو بلاتا ہوں وہ آکر حضور کو لیجا لینگے خواجہ عمر و برق و فسران آگے بڑھ کر کھڑے  
 ہوئے فوجوں نے پرے جمائے راز دار نے بڑھ کر درہ کوہ پر کچھ اسم پڑھ کر ہاتھ رکھا دنلے ٹکی صدا  
 ہوئی دروازہ ظاہر ہوا اندر سے درہ کوہ کے ایک شاہنشاہی حسین و جمیل دریاے گوہر میں غوطہ زن  
 پشت پر بارہ سو کینز ان زری پوش بچکا ریان رنگ کی سب کے ہاتھوں میں اس نازنین نے  
 چلنے ہی آواز دی ہم ملکہ گوہر پوش کینز دن کی طرف پلٹ کر آواز دی ہاں صاحب وقت  
 رنگ و رنگ ہے اتنا جو کہا سب کینز دن نے بڑھ کر رنگ کی بچکا ریان ایک مرتبہ لشکر پر لگائیں  
 قطرہ رنگ خواجہ و برق و فسران پر چوڑا رنگ نے اپنا رنگ جمایا دغنی عیاری کا اڑھیا  
 آواز دی اے یہ عیار کہاں سے آئے ایک ساحر کو قرآن نے مارا ایک کو خواجہ نے  
 ایک کو برق نے قتل کیا لغزہ کر کے نکل گئے اب اہالیان فوج سے گوہر پوش نے پوچھا  
 متاے شاہ کیا ہوئے سب نے عرض کی حضور تہن یہ احوال تہن معلوم گوہر پوش  
 رنجیدہ ہو کر باد گاہ استاد کرا کے بیٹھی کہ صرصر شمشیر زن آکر پہونچی کہا اے



ملکہ عالم شہنشاہ نے آپکی بڑی تعریف کی ہے کہ خوب عیاروں کو بچانا گوسر لویش نے کہا اے صرصر  
بیان کسی عیار کی خیال نہیں میری زندگی میں داخل پردہ نلمات ہو یہ ذکر تھا کہ صبر افشار بھی  
آئی گوسر لویش سے کہ شہنشاہ نے مجھے نشان تیار کر بھیجا کہ عمرو برق و قتل فلان فلان  
مقام پر بھیجے ہن ہمارے ساتھ چلے ہم گرفتار کر دین گوسر لویش دونوں کو ساتھ لیکر علی جب  
لشکر سے نکل آئی صرصر نے کہا ملکہ عالم وہ بتوں کی آڑ میں عمرو بیٹھا ہے گوسر نے دانہ بھینکا باہر  
سو سنی سے ایک برق چمک کر گری صرصر صبر افشار نقلی یعنی عمرو و برق کا رنگ رونق اڑ گیا جاہا کہ  
بھاگین گوسر نے سحر کر کے دونوں کو پکڑ لیا سو سن اپنی کینز کے سپرد کیا کہا انکو قید کرو صبر کو  
قتل کرو نگلی سوسن نے لا کر ایک خیمہ میں قید کیا دوپہر رات گئی دیکھا عمرو و برق میں لات گئی  
چلنے لگی برق کہتا ہے استاد میرا حصہ دیجے خواجہ عمر دکتے ہن اب حصہ کیا اس کینز کو تو میں نے  
اپنے قبضہ میں کیا کسی ار کو پکڑ بیٹھے تم نے لینا اس سال میں صرف پانچ سو عورتیں پکڑ کے بھیجیں  
کیا کمال کیا ایک کینز کے واسطے ہے لڑتا ہے برق کہتا ہے میں نہ مانو گا اپنے حساب نے کیا آپ کو کتنی  
عورتیں پکڑیں میں نے کتنی گرفتار کیں آپ صرف استاد کی کا حصہ لیتے ہن یہ سنکر سوسن اندر آئی  
دیکھا دونوں لڑ رہے ہن عمرو نے نگلی گھونٹنے برق کو مارے برق کے سر سے خون جاری ہے  
کہتا ہے دیکھئے استاد کی پاس نہ کرونگا چھائی پر چڑھ بیٹھونگا سو سن نے کہا کیوں عمرو  
یہ کیا معرکہ ہے عمرو نے کہا ملکہ یہ آپس کی بات ہے تم دخل نہ دو صاحب سندھ عیار ہر طرح اپنا بیٹ  
پالے تہن جا بجا سے شہزادیاں وزیر زادیاں زمینداروں کی لڑکیاں عیاری کر کے پکڑ لاسے ہن  
انکو فروخت کر کے آپس میں بات لیتے ہن ملکہ انصاف کرو میں اس باجی کا استاد ہوں ایک  
کینز جو میں نے لیلی خول صورت تھی محلو سپند آئی اس نام نصف کی وہ استانی ہوتی ہے اس کا  
حصہ مانگتا ہے اس جیما کو معقول تو کیجئے کہتا ہے مجھے دو استانی کو فروخت کروں گا سو سن  
نے کہا کیوں اے برق تجلوترم نہیں آئی استانی کو بھی گیا تم لوگ بڑے غضب کے ہو شرفا  
کی ہو بیٹیاں جو راتے ہو پردہ فروش ہو عمرو نے کہا صاحب ہمارا کام یہی ہے سو سن  
نے کہا کیوں اے عمرو کینز تم دیکھیں عمرو نے اشارہ کیا برق کو ذرا ہٹا دیجئے تو میں دکھا دن سو سن  
نے کہا اوجھو ریے اُدھر تھکھیر کے بیٹھ برق نے کہا آپ نے خوب کہی کیا اُدھر سے کچھ معاملہ ہو گیا



گوہر لویش سے فریاد روٹھا کر بی سوسن بڑی زبان زانوہن آپکے قیدی سے مل گئیں مین تو منہ بھر  
 کے نہ تھیں نگا سوسن نے کہا خواجہ تم نکالو یہ کیا کر سکتا ہے مومے کو جلا دو گئی خواجہ نے کہا میرے ہاتھ کی  
 ہتھکڑیاں نکال دو سوسن نے ہتھکڑیاں نکالیں خواجہ نے زنبیل سے ایک کنیز کو نکالا گوری گوری صورت  
 بڑی سی منہ ناک مین کہنے ہوئے چاند کا یوں صورت پر بھولا بن عارض رشک گل گلشن سوسن  
 بمقام ہو گئی پوچھا ہوتا رہا مکان کہاں ہے وہ کنیز روئے لگی کہا ہم ترکستان کے رہنے والے ہیں  
 اب تو خواجہ عمر کے قبضے میں ہیں روئی کپڑا بہت لطف سے دیتا ہے عمرو نے باتیں کر لے کر لے  
 سوسن پر حجاب مارا سوسن بیہوش ہوئی برق کو بھی رہا کیا دو کنیز بن غیر ساحرہ انہی اور برق  
 کی صورت قید خانے میں بٹھا دیں آپ بٹھک سوسن برق بصورت گل اندام باہر نکلے صبح کو  
 گوہر لویش نے میدان خونی کی تیاری کرائی دلدون کو قتل کیا سر کھمبت آتشبار روانہ کر دیے  
 رات کو جلسے میں خواجہ عمر و برق نے کابجا کے راضی کیا جب وقت شراب میں بیہوشی طالی ابر  
 سوسنی سے ایک برق چمک کر گری رنگ روغن عیاری کا اڑ گیا گوہر لویش نے  
 گرفتار کر لیا جبکو دربار میں تمام کنیز بن جمع ہیں عمرو و برق کو زیر تیغ بٹھایا جلا دے چاہا تیغ مارے  
 جلا دے سر پتھر پڑا سر کا پھٹ گیا دوسرا جلا دے اسکی کلائی پر پتھر پڑا اب کوئی جلا دقتل کرنے  
 نہیں جاتا لکھ گوہر لویش نے جھلکا کر آواز دی ارے ان دلدون کا سر کاٹ لو ایک جلا دو وضع پہلو  
 سے آیا کہا میں قتل کر دے گا تیغ بکڑ کے سر خواجہ عمر و پر آیا اشارہ کیا اوستاد منہ بھل کر بیٹھے منہ قرآن  
 یہ کہہ کر دلدون کی قید کالی تینوں عیار لغزہ کر کے بھاگے گوہر لویش نے ابر سوسنی پر اشارہ کیا  
 ایک برق گری تینوں کے پاؤں زمین نے تھام لیے گوہر لویش چلی کہ قتل کر دوں قرآن و عمرو  
 و برق سے بے نیاز ہو کر دعا کی کہ بیٹھ بھولوں کی آئین ملکہ ہمارا بادشاہ و اوس تدبیر ہال پر واکر پوچھی  
 بھول برائے عیار دیکھا سوا تار ایہ تو بھگا کر غنی ہوئے خواجہ دیکھ رہے ہیں بہانے کہی سو کنیزوں  
 کو مارا گوہر لویش نے ابر سوسنی کو جگاہ قہر و غضب دیکھا اوس میں سے ایک برق گری ہر چند ہمارے  
 چاہا اپنے کو یاد نہ کی سر زخمی ہوا قریب تھا ہمارا گرفتار ہوا کے کابعدان و سرخ مود وغیرہ اگر  
 پہونچے لشکر گوہر لویش سے خوب لڑے گوہر لویش کے حواری کو رد کیلئے ہیں لیکن ابر سوسنی  
 سے جو برق گری وہ نہر کی سب سردار اسی سے زخمی ہوئے قریب ہو کر قتل ہو جائیں ابر سوسنی سے



آگ برسنے لگی سامنے سے برق چلی شیشہ کو گوب رو شفیقہ کرب شکیں پڑ پڑ سو اڑ بڑے زور و شور سے آکر  
 پہونچا اول ابرو سنی بر جاڑا دو چار گولے مارے کہ ابر کے ٹکڑے اڑ گئے دیکھا ایک ساحر سیاہ فام  
 پردہ ابر سے نکل کر رہا ہے کو گوب نے جا کر اسے چیر کر پھینک دیا اور آئی کشتی مراہم من سوسن سیاہ ر  
 نو وہ کو گوب فوج کو ہر لوٹ پھرتی چہرہ کو ہر لوٹ پھرتی سا حزر بردست بے مگر یہ بادشاہ  
 ظلم صاحب جاہ و ختم پتہ کھینچ کر آگے بڑھ کر آئی کشتی کو اسکی تار تار کیا اب کو گوب کے  
 ہاتھ اسے گھر لوٹ سبائی ایک طرف فلستان میں آئی خواجہ نے ایک کینز کی شکل بنکر گھر لوٹ  
 کو پکڑ لیا نذر ذلیل کیا اسکی شکل بنکر کینزوں کو آواز دی اسے بھاگ آؤ درہ کوہ میں مکل چلو  
 وہاں سے جکر فوج روانہ کریں گے دو کینز ہیں اجب خواجہ فرزند درہ کے آئے درہ کوہ بند ہو گیا  
 عمرو لے کینزوں سے پوچھا کہ درہ کیوں بند ہوا اب نے کہا خدا نخواستہ جب کوئی آپ کو قتل  
 کر چکا تب یہ کوہ ٹوٹ جائیگا اب عمرو کو تسکین ہوئی گھایا اس آفتابان کے جلد تخت پر سو اڑ پڑ کے  
 مع کینزوں کے سمت آتبار چلے بیان کو گوب رو شفیقہ نے جب دیکھا کہ ہر لوٹ پھرتی سے  
 سے بھاگ گئی باغبان بہار وغیرہ انتہا کے زخم اڑتھے خود بھی زخم اڑ کوہ ظلمات سے بہت کردو  
 کوس پر اترے علاج میں ان بیکے مصروف ہوئے بیکے زخم کاری میں دوسرے دن برق قرآن  
 آئے کہا اے شہنشاہ استادن میں ملے کو گوب نے کہا جا کے تلاش کرو برق و قرآن گئے کو گوب  
 اسی مقام پر فروکش ہے کو گوب نے قتل کے ہاتھ نامہ روانہ کیا تھا چیران جبکہ زما پہلوان پران  
 شمشیر زن چند خیمے و نلکے وغیرہ لیکر بیان آئے کو گوب علاج میں مصروف ہوئے خود شمشیر و شفیقہ  
 ہاتھ سے بیلیج کے بھاگ کر شہر بہرینہ میں سبران فیل سیکر پہلوان زبردست خود شمشیر کے  
 ساتھ ہوا اینچ لاکھ ساحر و غیر ساحر ہمراہ لیکر چلا جہان کو گوب اترے تھے وہاں آیا کو گوب کو  
 دیکھ کر طبل جھنگی کوا یا صبح کو سبران میدان میں نکلا طرف سے کو گوب کی چیران جبکہ زما پہلوان  
 سے سبران کے زخمی ہو آئی سردار کو گوب کے مارے گئے کو گوب چاہتا ہے خود مکلون کا زپردہ  
 بیابان گردے پر خاست لوز الدہر بن بلع الزمان نامہ اربع مخور آ کے پہونچے اول  
 سالار بلند کو گوب طرف سے لوز الدہر کے مکل ہاتھ سے سبران کے زخمی ہوا تب لوز الدہر  
 نکلے خوب نیزہ چلا آخر لوبت بکشتی پہونچی ددلوں لشکر دیکھ رہے ہیں شام کو لوز الدہر نے سبران



گوزیر کیا جانین کے لشکر اوترے صبح کو نور الدہر نے بیران کو طلب کے سوال اسلام کیا بسر ان  
 نے غصہ میں قید توڑ ڈالی خسرو شیر دل کو زخمی کر کے بھاگا نور الدہر پشت مرکب پر سوار ہو کر چلے عین  
 بارگاہ خورشید روشن ضمیر میں پہونچ کر بیران کے دو پر کالے کئے خورشید نے قصد کیا کہ ان کو از روئے  
 بلوہ گرفتار کر لیں کہ تہ و غضب تمام مخمور اگر پہونچی سب خاموش ہو رہے نور الدہر کو پھر لاپین  
 خورشید نے غصہ میں طبل جنگی بجایا تینوں لشکر میدان میں آئے نور الدہر نے ٹھٹھک کر کسی ساحر خورشید  
 کے ماریے آخر جنگ مغلوبہ ہوئی رات تک تلوار چلی قریب صبح محمور نے دیکھا کہ  
 نور الدہر جمع مرکب غائب ہوئے لاشوں میں تلاش کرنے لگی خورشید ہاتھ سے گولب کے زخمی ہوا  
 آخر بھاگا گولب عقب میں کسی کوس نکل آیا بہار و بلبلان نے رد کا کاکاپ زخم دار میں اسی مقام پر  
 اوتر پڑے مخمور نے بیان بخمبون سے پوچھا انھوں نے کہا طرن مشرق کے چلے نور الدہر بھی  
 خبر سننے مخمور کی دہنا چلی کل خان سے کساتم لشکر لیکر آدینے لوگ تو اس طرح جاتے ہیں خواہ جبر و درہ بند  
 کر کے بصورت گولر پوش پاس آلتبار کے آئے اوسنے کساتم نے سر عمرو دبرق رواد کیا تھا  
 بڑا کلم ہوا اب ٹکوساٹھ لکیر خدمت خو کو از ظلمانی سچیلین کے تیارخ قتل اسد قرار پا چکی بیان قران  
 دبرق قریب کو حیران پھر رہے تھے کہ دیکھا تخت پر ایک ساحر آیا قران الگ ہوا مرق  
 نے شکل صر اس سے ملاقات کی اسنے کہا ہنر بر کر گردن سوار نام ہے نامہ افراسیاب کا پاس  
 آلتبار کے لیکر جاتا ہوں دبرق بصورت صر ہے کہا مجھے بھی لیلچو اوسنے تخت پر بٹھایا کہ قران  
 ایک ساحر مہیک کی شکل بنکر آئے مست سرشار نام اپنا بتایا کہا ہم بیان کے نگہبان ہیں ہم چکر اسد  
 کی بوٹیان کا لنگر کھائینگے ہنر بر نے اونکو بھی تخت پر سوار کر لیا ساحر نے قریب ایک محل چنار  
 کے تخت اوتارا سحر کیا محل اپنے مقام سے جدا ہوا راستہ ظاہر ہوا شہر میں آلتبار  
 کے آئے ہنر بر نے نامہ دیا صر و سرشار بھی بیان آکے پہونچے گولر پوش قلعی نے پہچا ناگ  
 میرا بھوریا اور کالیا بھی آگیا کہ آسمان سے ایک پیچہ لے آلتبار کو نامہ دیا مضمون یہ تھا طر فے  
 خو کو از ظلمانی کے کہ اے آلتبار ہم نے بیگم نیلی پوش کو دو لاکھ سارون سے جگم افراسیاب  
 بلوایا ہے اسے اپنے پاس بلوایا اور آکے سامان قتل اسد میں مصروف ہونا وقت  
 برشت مشاہد بھی آئے آلتبار نے کہا اے ہنر بر جس راہ سے تم آئے ہو اسی طرح



سے مع فوج اسے بھی لے آؤ ہنربر اٹھاگو ہوش یعنی عمرو نے کہا اے مست سرشار  
 یعنی قرآن نہ بھی ساتھ جاؤید و نہون چلے مگر کوکب سب زمینوں کو ساتھ لے ہوئے با فوج قلیسل  
 ایک صحرا میں زد و کش تھا کہ ہنگام نلی پوش آکے پہنچا کوکب کو دیکھ کر جاڑا فوج کو کب کم تھی  
 مثل ہوئی اب کوکب حیران تھا کہ اختر بن شہیلان یا پھر اس کی زندگیوں سے آگئی مگر گھر گئی کہ نصر العجائب  
 و سحر العجائب آئے تب ہنگام نے شکست کھائی یمن کو جس تک کوکب لڑھکوا آیا  
 ہنگام نلی پوش جب زخمی ہوا تب اسے بل باز گشت بویا ایا او تر پڑا ایک طرف کوکب او تر سے  
 ہنگام سا تر زبردست ہے رات کو اسنے سحر تیر کیا طبل جلی بنے صبح کو دونوں لشکر ملے قیامت کے  
 سحر ہو رہے ہیں وقت پر قرآن دہنربر آکے پہنچے ہنگام نلی پوش سے سرشار یعنی قرآن  
 نے کہا تم مٹو یمن کوکب کو گرفتار لے لیتا ہوں پس قریب کوکب آئے ایک گولہ مارا کوکب  
 نے تھکی ماری گولے سے دھواں نکلا کوکب گر کے بیہوش ہوا اسی طرح سب سردار دن کو کھٹ  
 لیا ہنگام دہنربر بہت خوش ہوئے نوبت لغار سے بچتے ہوئے پہلے کوکب وغیرہ کو قید کیا  
 اب محنت کسرشار کی بڑی خاطر ہے مست سرشار نے رات کو شراب کی تعریب کی سب کو بیہوش کیا  
 کوکب سے اگر قید خانہ میں حال کہا کوکب کو بصورت ہنگام نلی پوش و بصورت ہنربر باغبان  
 کو اسی طرح بارہ ساحر جو نامی تھے انکو زندہ درگور کیا اور ان سبکو آراستہ کر کے مع لشکر قریب نخل آئے  
 نخل پر کوکب لے سحر کیا اسی راستہ سے دربار انتشار میں پہنچے عمرو نے ان سبکو پہچانا انکو  
 میں انتشار کو بھی بیہوش کیا قرآن کو بصورت انتشار بنا کے روانہ ہوئے بارہ چودہ ساحران  
 نامی یمینون عیار سامنے قلو خونخوار انفلانی کے اترے دیکھا سامنے قلو سیاہ ہے گرد اس کے  
 شعلہ آتش بیرون قلو ایک طرف باغ سامری کہ حسین صمد ہادی رہے ہوئے ہیں گھنٹہ  
 نافوس کی صدا آتی ہے اور جا بجا چھوٹے چھوٹے قلو آراستہ ہیں بڑے بڑے ساحر تاجدار اترے  
 ہوئے ہیں یہ ہنگام کھیل جھکوا اسد غازی قتل کیا جا بے گارات بھر کوکب سے صلاح رہی کوکب  
 نے کہا یار جب بیرون قلو اسد کو لائیں اور زیر تیغ ٹھائیں اسد پر قبضہ کر کے جنگ غار کرد  
 آئندہ جو منظورید و دگارات بھر اسی صلاح میں گذری وقت سحر افرا سیاب بڑے کروفر سے  
 مع حیرت کے پہنچا آئے ہی اسنے صفین جابین یکایک دروازہ قلو ظلمات کا کھلا دیکھا سب نے



اسد قاری آرا بے پرسلسل و مطلق دس ہزار جوانان سپہ پوش چہا جانب سے گھرے ہوئے زبرد ارلاگر  
 پہنچا اب کوکب وغیرہ کا قصد ہے کہ جاڑین اسد کو مقبضے میں کریں کہ انہوں سے قلعہ ظلمات کے ذریعہ  
 قلعہ کی آواز آئی مگر خوشخوار ظالمی ایک تخت پر سوار چار اڑدے تخت پر کسے ہوئے سہرے تیلے  
 بازو پر بندھے ہوئے ساحرہ کہیں اپنے سحر و شعبدے پر مٹھیں افراسیاب نے خوشخوار کو سلام کیا  
 خوشخوار نے بلایین لین کہا کیون شہنشاہ مسلمان ہمارے قلعہ میں آئے افراسیاب نے کہا کسی  
 مجال ہے کہ سرحد ظلمات میں قدم رکھے خوشخوار نے کہا اے افراسیاب شکو مجھ کو اڑتی ہوئی خبر ملی  
 کہ غولگون نے سرحد ظلمات میں داخلہ کیا کچھ عیار بھی آگئے اے افراسیاب میں امتحان کرتی ہوں  
 یہ کہ خوشخوار نے سب تاجداروں پر نگاہ ڈالی ایک جانب دیکھا آفتاب جادو ہر بر جادو و  
 ہنگام نیلی پوش وغیرہ بارہ ساحران زبردست کو ساتھ لئے ہوئے پشت پر ایک لاکھ ساحرون کی  
 فوج آمادہ حرب و پیکار کھڑے ہیں خوشخوار نے کہا اے افراسیاب ان پر مجھے گمان ہوتا ہے  
 افراسیاب نے کہا سب آپ کے ملازم ہیں اب ملحوظ خاطر ناظرین و الامقام ہو کہ جہان اسد زبرد  
 بیٹھے ہیں وہاں بہت جادو گردن کا جماؤ ہے اس مقام پر ایک قصر العیشان میں تخت یاقوتی بنگار  
 پر ملک طاؤس پر کچھہ درخشاں خوشخوار جلوہ فرما ہے پشت پر ساٹھ ہزار گنیزان زری پوش تماشائی قتل  
 اسد میں مصروف ہیں لیکن خوشخوار کو جب شک ہوا تو اس نے جھولی میں ہاتھ ڈال کر روئی کا گالا نکالا  
 چند قطرات آب روئی پر ڈال کر اڑا دیا بعد چشم زدن لگا ابر بنکر سہرہ کو کب و غیرہ کے لہرایا کھڑکڑائے  
 برسا جھپٹہ پڑا اگر سحر صورت بدی تھی تو سحر نابود ہوا جو رنگ ردغن عیاری سے بنایا تھا  
 وہ ردغن اڑ گیا اب کوکب دیکھا کہ کوکب و ہنضیر و بران نمیش زن و ملکہ اختر و سحر العجائب  
 و مصر الغرائب نابھان قدرت و بہار عیار دن میں غمر و دبرق و قران قید اسد  
 کو تاک سے ہیں جیسے ہی ان سبھوں نے دیکھا کہ صورتیں ہماری اصلی ہو گئیں غم و لئے کہا لاہ کوکب  
 ہوشیار ہو جاؤ کوکب نے دن سے گولا مارا بہار کا گلہ ستہ چلا باغبان نے گیند پھینکا اختر نے  
 موتون کا لالہ مارا بران کا اختر سردارید چلا سحر العجائب مصر الغرائب تلوار میں کھینچ کر جاڑے  
 عیاروں کے حقہ ہائے آتش بازی مارے تمام میدان دھواں دھار سامری جمید کی پکار کوکب  
 نے زمین ہلادی بہار کے گلہ ستے نے ہزار و نکودیا نہایا مصر الغرائب و سحر العجائب



نے صد ہا کے سردار دیئے عیا حقمار کر جا بجا چھپے عمروے گلیم اور چلی کوکب اس غول پر جا کر اجنبان  
 اسد زیر تیغ بیٹھا ہے دو چار ملے تو ان ساحر دن نے ایسے کئے کہ چار لاکھ ساحر ان ظلمات مارے  
 گئے دھڑا دھڑا سر گرے ہن بارش آتش سحر کہیں پھول سے کہیں پیاسے ہو کر پانی کو تر سے  
 آتش سحر کی حدت سحر العیاس مصر الغراب کے سحر کی شدت اب جو کھوار ظلماتی وافر سیلاب  
 حیرت وغیرہ سننے فوج کو نشانہ کیا بائیں لاکھ فوج میں یہ چودہ آدمی شمشیر زنی کر رہے ہیں کوکب  
 سر مرتبہ مثل نیر اعظم چمک کر بلند ہوتا ہے جب کڑک کے گرجا ہزار کو جلا دیا جو کھوار بھی کڑکسی پھرتی  
 رہے دو ہر کا وقت آیا آنتال گری لون چل رہی ہے مقام پر وہ ظلمات پر ہنگارے برسے لگے ہنگامہ  
 گیر و دار بلند ہوا کھوٹا رہے بھی زمین ہلا دیا تلوارین برسا میں ادن تلواروں نے باغبان و  
 بران دیہار و اختر کو زخمی کیا اب کوکب کو یہ مشکل پڑی کہ کبھی افراسیاب کو جواب دیا کبھی  
 کھوٹا رہے لڑا سحر کو اسکے دفع کیا ان زخمیوں کو کبھی بجا رکھا ہے خوب جرات دکھا رہے افراسیاب  
 نے دو چار گولے ایسے مائے کاندھیرا ہو گیا کوکب نے شعلہ مائے سحر روشن کیا تاکہ کو دفع کیا  
 مگر زیادہ مصیبت کوکب پر پڑی کہ جس مقام پر اسد غازی زیر تیغ بیٹھے تھے اپنے کو زخمی کرا کے  
 لڑتا ہوا اس مقام پر پہنچا جلا دون کے سر کٹے ہوئے دیکھے دارین سرنگون اسد نادر کو دہان  
 نیا یا عمرو بھی ساحر بنا ہوا دہان تک پہنچا تھا کوکب نے منہ پیٹ لیا کہا لو یار دوسب شفقت  
 ضائع ہوئی اسد غازی کو کوئی لیگیا ہکھور سچ دیکھا یہ کیا ستم ہوا لاشوں میں دیکھنے لگے اسد  
 کا نشان پنا یا سردار ان نامی کا کلیجہ بھٹ گیا سب سردار سر پٹے لگے ~~سردار~~ وئے کہا یار واوس  
 شیر کو خدا کے سپرد کر دو اپنی جان بچا نیکی تدبیر کرو اتادان سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو  
 بعد جلال یوں مختصر فرمایا ہے کہ جب کوکب وغیرہ اسد نادر کو زیر دار پنا یا پوش و حواس  
 باختہ ہوئے تدبیر ہوئی کہ اب کمان نکل جائیں فوجین ظلمات کی جیسا ب تمام قلعہ جات کی رعایا  
 جمع ہے جانبازی میں مصروف نکل جانا غیور نکل سر طرے دھاوے ہیں کھوٹا رہے ظلماتی کمی نہیں کرتی  
 جب سحر کیا زمین ہلا دی کبھی کوکب پر جا پڑی زخمی کیا کوکب انتہا کا زخم دار ہے بڑی جرات سے  
 آج کوکب لڑ رہا ہے پشت و پہلو سے ہوشیار اپنے ساتھ والوں سے خبردار کبھی بران کو بجا یا کبھی  
 برائے باغبان دیہار سینہ سپر کیا کھوٹا رہے ظلماتی ہر چند چاہتی ہے کوکب کو گرفتار کریں کوکب



اوسکے دام سحرین نہیں آتا کبھی کڑ کا کبھی گرجا کبھی سحر کیا کہ صد ہا اہالیان ظلمات نے منہ ملازم کو کب  
 کسکے سر ٹکرائے سود و سو کو مار اپنی جان بھی دی آفتاب عالم تاب بازنگ و لرزان و ترسان خوف  
 سحر احراں کا شانہ مغرب میں جا کر مخفی ہوا شہنشاہ ماہتابان مالک قلم ظلمت لحد صولت و شکست  
 شہنشاہ زمین پوش کو شکست دیکر مع فتح ثابت و سیارگان میدان پہر نیلگون فلک سے صفت کا  
 ہوا اب کو کب گوز یادہ پریشانی ہوئی نکلیا ناپردہ ظلمات سے مکن نہیں فوجوں کے پسے جے  
 ہوئے لوہے کی دیواروں کا ٹوٹنا مکن یہ سرداران نامی زخم سردار عقب میں کو کب کے  
 لڑے ہیں نگاہ ادھاکر دیکھا سامنے ایک قلعہ مخمّر کر اسکے رہنے والے برائے مدد خوئی اور ظلماتی  
 کھل آئے ہیں قلعہ کا بھاٹک کھلا ہے سحر پیکر قلعہ مخمّر ہے مگر برج بار درست دیوار میں مضبوط کو کب  
 باغبان سے کہا ہے برادر اتو اس پہنگلے میں آ پھنسے عیار تو ہر مقام پر چھپ کر اپنی بسر کرنے ہیں  
 جس کو جو مقام ملیگا کسی کی شکل بیکر بڑ پر سیکھا ہم تم سب کدھر جائیں کیونکر جان بچائیں اب یہ صلاح  
 ہے ہمارے نزدیک اسی میں فلاح ہے کہ لڑتے بھڑتے یہ جو سامنے قلعہ ہے اس میں گھس جلیں شب  
 بیان بسر کریں بوقت سحر جو پردہ رگاز کے نزدیک بہتر ہو گا وہ تدبیر کریں گے لڑینگے مرنینگے نکل جانا  
 تو ممکن نہیں باغبان وغیرہ نے بھی اس رائے کو پسند کیا کہ حقیقت میں یہی بہتر ہے باغبان  
 وغیرہ کھڑے ہو کر سحر کرنے لگے کو کب نے اتنے عرصہ میں جھولی سے کچھ اشیائے سحر نکالے جالیس  
 سہرے تیلے بنائے اونے اشارہ کیا اسے غلامان نکلے اور اسے خیر خواہان اس قلعہ میں ہکو چلنا منظور  
 ہے آگے بڑھ کر شیر زنی کروا ستم صاف ہو لو اس قلعہ میں جلیں یہ سکر وہ جالیسوں تیلے مثل  
 سپاہیوں کے پیچھے کھینچ کر جا پڑے پرے دہم و برہم کر دیئے کو کب باغبان وغیرہ نے بھی بڑھکے  
 خوب خوب سحر کے قلعہ کے سامنے جو لوگ جمع ہوئے بھاگے رات سو اپہر آ چکی ہے افراسیاب و  
 خوئی اور بھی لڑتے لڑتے عاجز ہو چکے ہیں ان شیران گرسہ کو فوج ظلمات نے خود راستہ دیا فرما کرتے  
 ہوئے بھاگے اول کو کب قلعہ میں آیا سب ساحران زخمی کو اپنے ساتھ لایا سہرے و تیلے کو بیرون قلعہ  
 چھوڑا وہ نکلے اران جاننا زخم متکد اران سرفروش گرد قلعہ کے نیچے لیسکر پھرنے لگے اگر کوئی بڑھاپے نے  
 بڑھکر غیما سرا اسکا اڑ گیا خندق کو لاشوں سے اہالیان ظلمات کے پاٹ دیا الطور نگہبان کے حاضر  
 باش کی صدا ملنے کرتے من خیر خواہی یہ مرنے ہیں بھاٹک پر اوسکے کو کب آ کر بیٹھا کریاں کچھ گیند فیلڈ



دروازے پر سے کوکب سحر کر رہے بہار دباغبان دبران و اختر دغیرہ بھی گولے ماش کے دلتے  
 بیٹھے پھینک رہے ہیں تینوں میارون کو جہاں جگہ ملی پار چاکھڑا ہر ایک کا ذکر الگ الگ کرتے رہے  
 ہو گا صورتیں بدلے ہوئے پھرتے ہونگے افراسیاب و خوشنواز نے جو یہ معاملہ دیکھا دلوں میں اپنے خوش ہونے  
 کہا اپنے پانوں سے یہ لوگ اپنی قبریں گئے قلعہ میں جا کر چھپے ہیں اب جہا جہاں سے گھر لو سات لاکھ فوج  
 خوشنوار کی حکم خوشنوار بڑھی چار جانب سے قلعہ کو گھیرا زور سے شہر کے اپنے کو پکائے ہوئے ہیں کوکب  
 گولے مار رہے تیلے کسی کو قریب نہیں آنے دیتے خوشنوار افراسیاب کو ساتھ لیکر باغ سامری  
 میں آئی اس میں بڑے شوالے بنے ہوئے ہیں اب مفصل کیفیت دریافت ہوئی کہ کوکب و غیرہ  
 اسد کو نہیں لینگے سرکارون نے خبر دی جب یہ سردار ملے ہوئے دیر قلعہ پہنچے تو اسد  
 کا نام لیکر دوتے تھے کوئی کہتا تھا وہ شیر قتل ہو گیا کوئی کہتا تھا خوشنوار نے اٹھو الیا نہر نزع مقدمہ  
 ظلم کشا میں حیرت ہے کہ اسد کیا ہو خوشنوار نے کہا اسے شہنشاہ سرد قلعہ ظلمات سے  
 ظلم کشا کا کھلبانا نام لکھ اگر کسی حکم نام لے گا کسی کی حال کھلبانی کا یہ کہہ کر اپنی وزیر زادی  
 لشکر ظلماتی کو بلا کر حکم دیا کہ لاکھ ساحر راہ لیکر سب طرف اسد کو تلاش کرو و سریشیں امیر کے  
 مکان کی تلاشی بھی لو خبردار کسی کا پاس نہ گزرا کوکب دغیرہ سے تو اطمینان ہو واضح کو انکو قتل کرنا و مصنف  
 عرض کرتا ہے کہ لشکر ظلماتی فوج ساحران ساتھ لیکر باغ سے کھلی گھر گھر تلاشیان ہونے لگیں  
 بڑے بڑے بادشاہوں کے رکانین ساحر گئے ہر مقام پر اسد کو تلاش کرتے پھرتے ہیں لیکن  
 خوشنوار ظلماتی کی دختر بلند اختر ملکہ طاؤس پر یکچہرہ نہایت حسین سحر میں بھی زبردست لشکر شراحت کست  
 اپنے قصر میں جلوہ فرما تھی کہ اسکو خبر گزری کہ قید ظلم کشا کی پردہ ظلمات میں آئی ہے یہ اپنے قصر پر  
 اگر بٹھی تھی اسد کو اماں پر سو کر کے ملازمان آتجار قلعہ ظلمات میں لائے چوک میں آکر اسد نے لشکر  
 مارا راہ رکھا طاؤس پر یکچہرہ نگاہ آفتاباں امداد پر پڑی عاشق ہوئی راتیں تڑپ تڑپ کے کاٹیں  
 یکایک سیخہ سنی کہیں فر دا ظلم کشا کو سیر دن قلعہ ظلمات قتل کرینگے عرض کیا تھا کہ ایک قصر پر  
 آکر یہ بھی بٹھی وہ وقت آیا کہ اسد کو لاکر زیدار بٹھایا طاؤس پر یکچہرہ حیران تھی کہ میں اس شیر  
 کو کیونکر پانوں یکایک کسب و غیرہ پہنائے گئے جبکہ مغلوب ہوئی اسی جو مہلت طاؤس پر یکچہرہ  
 نے پانی کینوزوں کو شریک کر رکھی تھی سحر کر کے گری اسد کو اٹھالائی اپنے باغ میں لیکر آئی اسد



کو ہوشیار کیا اسد بھی اس بری پیکر کو دیکھ کر عاشق ہو سلاؤں نے کہا آپ کو اس واسطے اٹھا لائی کہ  
 آپ کے دو کارگو کب وغیرہ گھر گئے ہیں ان کے ساتھ سب ساحر ان زبردست ہیں لڑ بھڑ کر نکل جائیں گے  
 اسد نے کہا میں بھی جا کر انکا شریک ہونگا سرخ چشم نے ایک کینز ساتی بنی بیٹھی ہے اس نے  
 ملکہ سے کہا کہ ان سے نہ کہیے یہ بڑے جری ہیں مانع سے ٹکڑے لڑ جائیں گے گرفتار ہو جائیں گے سحر سے ہوش  
 کر کے لیچلے رات ہی کو بروہ ظلمات سے انکو نیکر نکل جائیں یہ ذکر تھا کہ ایک کینز نے اگر خبر دی حضور  
 جو کرنا ہو جلدی کیجئے مکانوں کی تلاشی ہو رہی ہے نشترن ظلماتی کو حکم ملا ہے دوستی کا پاس نہ کر گئی  
 یہ سنتے ہی طاؤس نے اسد کو بیوش کیا سخت بڑا کس طرح کینز قریب اسد آکر بیٹھی جمع کثیر  
 سے ملکہ بلوغ سے نکلی نشترن ظلماتی راہ میں تھی اسنے طاؤس پر بھیرہ کور و کا کہا تمام ظلمات بن غدر ہے  
 آپ شب کو کمان مانی ہیں طاؤس نے کہا کیا میں کسی کی تابعدار ہوں جا کر کوہ ظلمات پر ٹھہر دینگی  
 جو کوئی مسلمان بھاگ کر نکلیگا اسکو قتل کر دینگی نشترن کی ایک کینز سحر کے بلند ہوئی اس کی نگاہ  
 اسد پر پڑی بچار کر آواز دی اے ملکہ نشترن ظلم کشا اے ساتھ ہے تیرا وہ کینز لڑائی جاتا کہ  
 اسد کو اٹھائے سرخ چشم کینز نے پنہر مارا وہ ساحرہ مگر گری اب تلوار چلنے لگی اسد بھی ہوشیار ہو  
 لڑتے لڑتے صبح ہو گئی طاؤس پر بھیرہ نے ہزاروں جادو گر مارے ہر چند قتل کیا ظلم کشا کو لیکر  
 بھگتاؤں نشترن نے نہ جانے دیا یہ خیر جب خونخوار کو ہوئی طاؤس اسد کو لے جاتی ہے ہزاروں  
 ساحر اسنے مارے خونخوار چلی یہ کہہ کر ابھی جا کر قتل کرونگی خونخوار تو سیردن بلغ گئی افراسیاب  
 بھی آئیں ملتا ہوا اٹھا ایک برہمن نے کہا القویہ خداوند سے حکم دے مانگے افراسیاب دیر  
 میں آیا برہمن نے ایک لڑو اٹھا کر دیا کہ پرشاد کھا میے افراسیاب لڑو کہا کر بیوش ہوا برہمن نے  
 لغو کیا منہ خواجہ عمر و افراسیاب کو تو اسی مقام پر پڑا سنے دیا آپ شکل افراسیاب تیج سر پر ٹھکراشت  
 مرکب پر سوار ہوئے یہاں کو کب وغیرہ نے جو قلعہ سے دیکھا کہ اسد غازی کا نعرہ ہوا ساحر  
 نے گھیرا ہے یہ بھی قلعہ سے لڑتے بھڑتے بھلے بہار و باغبان لے برائے اسد نامدار سید پر کیا  
 خونخوار لے آئے یہی زمین ہلا دی کہ افراسیاب گھوڑا اور اتنا ہوا قریب آیا آواز دی اے خونخوار خرد  
 سحر کنز ناہین ایک سحر بن سکومار لونگا برا خونخوار کے آگے گھوڑا لے کر دے قلعہ کے کندہ مارے  
 خونخوار بیوش ہوتے ہی غرق زمین ہو گئی دھان برہمنوں نے افراسیاب کو بھی ہوشیار کیا یہ بھی ہار



نکل کر سحر کرنے لگا جو خوار بھی زمین سے نکلی اب کوکب دغیر پر وقت تنگ ہے بڑی قیامت کی  
 جنگ ہے افراسیاب نے خونخوار سحر کرتے ہوئے آتے ہیں کوکب کو خون ہے کہ اسد نہ گرفتار  
 ہو جائیں جھپٹ جھپٹ کے انکو پکاتا ہے یکا یک آسمان پر برق چکی سب نے دیکھا کہ شمشاد  
 لاجپن خوش آئین شیر پر سوار بڑے گرد و فرے آکر پہنچا افراسیاب کو لکارا اور ننگ حرام  
 بدر انجام ہٹ جاسنے سے یہ کہنے لگا جھولی سے نکال کر مارا افراسیاب نے گولا کاٹا اب برق  
 چمک کر گری کہ سر افراسیاب کا زخمی ہوا لاجپن افراسیاب کو زخمی کر کے خونخوار ظلماتی پر جا پڑا  
 سترن ظلماتی کی لاجپن نے کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا سترن کا سر اڑ گیا خونخوار پر سحر کیا آنگ  
 برستے لگی بڑی مشکل سے شعلہ مائے آتش سے نکلی کہا داد افراسیاب لاجپن نے  
 قیامت برپا کی اس سے مقابلہ کرنے میں عذاب ہے جب تکرام کسکر غرہ کرتا ہے قلب کا نپ  
 جاتلے ہے آنکھ چا کر نیکو دل نہیں جانتا وہی بادشاہ ہے جس نے سالہا سال ہم حکومت  
 کی ہے تو نے فوج سامی جو پردہ ظلمات میں ہے اس کو کس دن کے واسطے رکھا ہے  
 حلیہ طلب کر طلسم کشا کو یہ لوگ پائے ہیں اب لڑ بھر کر نکل جائیں گے حلیہ بیکر افراسیاب  
 پیچھے ہٹا کر تاتا ہوا پہلوئے قلعہ ظلمات میں آکر کھڑا ہوا سامی کسکر زمین پر دو ستر مارا آواز دی اے  
 سیر سالار قدرت اے جانتا رہا ان ہاشوکات حلیہ کسری مدد کرد و دشمنوں نے فوج کو گھیرا ہے جیسے ہی  
 افراسیاب نے یہ کسکر دہتھر مارا زمین شق ہوئی آگے آگے ایک جوان فیل پر سوار علم رکھی  
 ہاتھ میں جب تک کے ہاتھی باہر نکلا سر فیل کے ایک نقارہ چوبائوس علمدار کے ہاتھ میں اب طے سے  
 زمین کے سوار نکلنے لگے بارہ سوار سوار آکر جم گئے فیل سوار چوب لیکر آگے بڑھا جیسے ہی لاجپن  
 نے یہ معرکہ دیکھا مجمع ساحران سے کڑک کے نکلا بچے دیکھا لاجپن ستارہ نیکر آسمان میں ڈوب گیا  
 نفرد نے بکے مخفی ہوا افراسیاب نے آواز دی اوفیل سوار او علمدار لشکر سامی کسکا انتظار ہے  
 نقارے پر چوب لگا دے یہ آواز کسکر بہار دباغبان گھبرا کے کوکب سے کما اب غضب ہوا پھلی  
 چوب جبید لگا لگا ہم سب کو سحر فرماوش ہو گا دوسری میں بیہوش ہو گئے تیسری چوب میں بکے سر  
 کھپٹ جائیں گے یہ فوج سلمی ظاہر میں بارہ ہزار ہیں کردون پر غائب ہیں شمشاد کوکب نے  
 کہا مجبور میں ہوں منظور پر در دگار ہو گا وہی ظہور میں آویگا اب بھاگ کر کمان حلیہ میں ہتیر رہے



کہ بجز کرمین ناگاہ میں فیل سوار نے نقارے پر چوب لگائی کوکب وغیرہ لہرائے حوہ ہائے سحر  
 ہاتھ جوگرو افراسیاب نے آواز دی خبردار تامل نہ کر اسی لتاہل میں نقارہ لاوا مارا گیا فیل سوار  
 نے چوب اٹھائی چاہا نقارے پر چوب لگائے کہ آسمان سے لغو ہو کر اوجھیا کیا کرتا ہے سب نے  
 دیکھا لاچین تلج زرین پہنے ہوئے ایک جوان سیر فام خنجر برہنہ ہاتھ میں لاچین سے کتسا  
 ہوا آتا ہے میں غلام قدیم ہوں حق ٹھگ ادا کر دینا کلا کاٹ کے مڑو گا تباہی فوج سلمی  
 کی میرے ہاتھ ہے اس وقت لاچین ہو چکا کہ اس بیجا کا قصد تھا کہ چوب لگائے کہ اس جو انعام  
 لے لاچین کی طرف دیکھا لاچین نے کہا حق ٹھگ ادا کر پالیس برس تیری خدمت کی بہت خوب  
 کہہ کر اس جوان نے خنجر گلے پر رکھا دوسری چوب لگا چکی سوار کو مہلت نہ دی خنجر گلے پر پھیر کر لاش  
 اپنا اس فیل سوار پر گر آیا خون اسکا لاچین نے تمام فوج پر پھینک مارا تمام فوج جلنے لگی نقارہ بلند  
 سوار کے دو ٹکڑے ہوئے ایسا اندر سر ہچا یا سب گھبرا گئے اس تاریکی میں لاچین زمین پر آیا  
 خونخوار ظلماتی کو ڈانٹا ادسیاہ روتیرہ درون کہان جلتی ہے خونخوار نے پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا  
 لاچین نے تلوار پر رو کا پتیرہ بدل کے ہاتھ مارا خونخوار کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر نقارہ ٹوٹا ادھر  
 خونخوار تری قیامت برپا ہوئی صدا آئی کشتی مرا نام من خونخوار ظلماتی بود آج روح سامری  
 کو صد مہر پہنچا یا فوج خداوندی کا خاتمہ ہوا ایک طائر خاک سے فیل سوار کے پیدا ہوا اس نے  
 آسمان پر آکر آواز دی اس میں سے طلمس بدشتر با نہ بچیکا افراسیاب نے ایک سنگریزہ  
 اٹھا کر مارا کہا کیا بیہودہ بکتا ہے طائر جل گیا لاچین طرف افراسیاب کے چلائی انور افراسیاب نے  
 حبیب کریم حیرت میں پہنچ دیا طرف ہلنگ سیب کے بھاگا بیان جادو گر جلنے لگے صدالامان بلند  
 ہوئی سوا ان ظلمات قدموں پر ملکہ طاووس پر پھرہ کے گرے سٹاؤں نے سب کو امان دی ابالیاں پردہ  
 ظلمات مطیع اسد نامدار ہوئے لاچین کو اسد نے تخت پر بٹھایا برق دھمرو دوران طائر ہوئے  
 نوبت نقارے بجاتے ہوئے قلعہ ظلمات میں آئے کوکب وغیرہ کی زخم دوزیاں کین پٹیاں مرہم کی جڑیں  
 بعد صحت قصد ہو کر سفر کے طرف دریائے نیل کے جلیں واضح رہے کہ اسد نے تیاری کر لی  
 بنام باغبان قدرت حکم قضاے شیم شہنشاہ لاچین صادر ہوا کہ فوج اپنی آراستہ کر دے مارا لیکر  
 بدشتر با نہ بچیکا افراسیاب روکین گے یقین کامل ہے کہ جنگ عظیم واقع ہوئی انشا اللہ تعالیٰ



بھڑے چلین گے اسی جوش میں تاہم بیاہو گئے یا عجمان قدرت نے اُسی وقت ساٹھ ہزار جوانان  
صف نکلے وساحران پر فن لشکر میں سے چنے نکلے آکر بارگاہ آسمان جاہ بین عرض کی صبح کو غلام  
بدون اطلاع شہنشاہ عازم سفر ہو گا کل سردار صلاح کر چکے ہیں کہ اول کوہ سفید رنگ پر صراط  
سفید رنگ سے مقابلہ پڑیگا وہ نیزہ سامری ہے بڑے کروہ سے لڑیگا اسد غازی نے  
فرمایا یہ سب خیالات بیکار ہیں کل غازیان دیندار مہاراجاں تنویر شہار آما دہ حرب و بیکار ہیں  
باجنجان کو حکم ملیگا کہ صبح کو طرف دریائے نیل کے روانہ ہونا تمام لشکر میں تیاری ہوئے نگلی  
یہ خبر لشکر افراسیاب میں بھی پہونچی سرما و ایرلیق و مصطور ناظمان در بند ہوشربا آمادہ  
ہوئے کہ روکین گے سمت دریائے سفید رنگ نبھانے دینگے سرما و ایرلیق نے اُسی وقت اس  
مضمون کی ایک عرضی خدمت افراسیاب روانگی کہ حال اس کا وقت پر تحریر ہوگا۔۔۔

وہ کلمہ داستان شگفت بیان چاہ نیلو فرساختہ میں کہ اہل اسلام کے ہاتھ  
سے بعیاری چالاک بھاگا اور ایک مقام پر کہ جب کا نام چاہ نیلو فرس  
رکھا ہے وہاں پہونچ کر تیاری بر بادی مسلمانان میں مصروف ہوا دیگر حال  
متعلق داستان ہندوستانی نامہ مصنف

|                          |                             |                           |
|--------------------------|-----------------------------|---------------------------|
| ساقی مجھے جستجو بڑی ہے   | زندوں سے یہ خست رفتاری ہے   | لہنگا نہ شور و شرعیان ہے  |
| کس لطف پہ رنگ داستان ہے  | اک جام مے دلا پلا دے        | صورت مطلوب کی دکھا دے     |
| بچہ جام شرب دے دو بار    | اس راہ میں ساتھ دے ہمارا    | ساقی نکریئے جستجو... ہم   |
| در پیش ہے حبیب شاہ نیلیم | اس فکر میں دل تڑپ رہا ہے    | مکار سے سامنا ہوا ہے      |
| ہے بادہ مکر و غدر سے مست | ایسے خود سر کو بھی کرون پست | کھنچ جائے بلطف تیغ خامہ   |
| لکھون نیلیم کا جب نامہ   | ہے جوش بہ بحر طبع موزون     | اک چاہ کا حال صد لکھون    |
| اے بلبل کلک کچھ خبر ہے   | موسوم بہ چاہ نیلو فرس ہے    | جھنڈی مری فکر کے گڑے ہیں  |
| اس چاہ میں شہدِ بڑی ہیں  | میں لطف شتاوری کھاؤں        | اس چاہ میں دہ بنے نہ پاؤں |
| لکھتے ہیں غزل چاہ الفت   | افساد وصل در در وقت         | سامان سب طرح کے ہم ہوں    |
| مضمون خیال تب رقم ہوں    | اس راہ میں کون ہو گا ہیر    | اے شاطر کلک جستجو کر      |



|                                                                                                          |                                                    |                       |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------|-----------------------|
| اڑتے مر سندنہ نہ                                                                                         | ہے ہر عدد کند مضمون                                | الکھتا ہے قبر میاں    |
| اے ماہ سخن صبا دکھانا                                                                                    | چہرہ غریبان چاہ پرافت رنج و مصیبت و سیاہان منازل   |                       |
| خارستان صعوبت حالات چاہ نیلو فرزند کرد و فر کلک سحر طراز سے یون کسمیر فرماتے ہیں                         |                                                    |                       |
| لا قمان کلام درو آ مین                                                                                   | کاتبان کلام حیرت خیز                               | از کلام وضاحت و تمکین |
| می نگارند قصہ رنگین                                                                                      | شب کو باغبان قدرت لشکر طہر پیکرے چند قدم آگے بڑھکر |                       |
| فر و کش ہو اوقت سحر شہنشاہ لاجپن واسد دلا در بار گاہ آسان جاہ میں تشریف لائے جھوٹ                        |                                                    |                       |
| عیار بھی اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرماہیں ہی ذکر ہے ہر سردار کو یہی فکر ہے کہ باغبان آگے بڑھ گیا           |                                                    |                       |
| کل لشکر تیار ہو آج کی منزل سخت گزریگی سرا و غیرہ ضرور روکین گئے یہ ذکر تھا کہ چند ملازمان باغبان         |                                                    |                       |
| حیران و پریشان خدمت اسد نامہ میں حاضر ہوئے عرض کی فیکو دو پھر رات گئے رنگ ہم سب                          |                                                    |                       |
| خدمت باغبان میں حاضر رہے اب اس وقت جو جا کر دیکھا تو باغبان فرش خواب کے غائب ہو نقب و غیرہ               |                                                    |                       |
| کا نشان نہیں اسد نامہ ار نہایت پریشان ہوئے لاجپن وغیرہ اس بار گاہ میں آئے چہان سے                        |                                                    |                       |
| باغبان غائب ہو لاجپن لے آکر دیکھا کہ یہ تو کسی ساحر کا کام ہے ہر کارے لشکر کفارے آکر                     |                                                    |                       |
| کہا لشکر سرا و ابریقی میں تو باغبان کا نشان نہیں ہے بڑی حیرت و ہی کسی جن میں نشان باغبان                 |                                                    |                       |
| نہ ملا غیر آرزو سے اسد نامہ منقبض ہوا صبح کو اور خبر و خشت اٹھائی کہ گلشن بار گاہ سے ملکہ                |                                                    |                       |
| بہار بھی غائب ہوئی امتداد ان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک ہفتے میں چالیس سرداران نامی                 |                                                    |                       |
| وہ سحران گرامی بار گاہوں سے غائب ہوئے اسد نے رنجیدہ ہو کر خواجہ عمر کو بلایا جیسے ہی                     |                                                    |                       |
| خواجہ آئے دیکھا اسد نامہ ار غصے میں بیٹھا ہے قبضے پر ہاتھ تیر بریل زلفین خلیلی کو بچتا ہے آنکھیں         |                                                    |                       |
| اکلی تڑپتی عمر و گہر گیا اسد نے کہا نا نا جان اکو سوائے لوٹ ماسکے کچھ اور بھی فکر ہے اپنے سنا            |                                                    |                       |
| کہ لشکر میں کیا کیا قیامت برپا ہوئی باغبان و بہار و غیرہ چالیس سردار غائب ہوئے لشکر                      |                                                    |                       |
| افراسیاب میں انکا نشان نہیں ہے آخر کہاں گئے کون لگیا آپ افسر شاطران ہیں آپ انکا                          |                                                    |                       |
| حال بتائے میں اپنے سردار دن کو آپسے لونگیا مجھ کو بتلا دیجیے کہ میرے سردار قلعہ آہنی میں ہیں میں         |                                                    |                       |
| جا کر انہی جان و دن یا او کور ہا کر دن عمر و گہر اگر سچو میونگو بلایا ایک کیفیت اور ہوئی سچو کیا تو ڈانڈ |                                                    |                       |
| دریاے نیل کا کھلا چو اتھا ہر کار دن نے خبر دی ایک بہانہ و بخود حامل ہو گیا ہے یہ کسی امکار               |                                                    |                       |



شعبہ باز کا کام ہے بخوبی میں نے بعد ہمدراز بہ علم ستارہ شناسی عرض کی کہ اسد و خواجہ  
 غیر ساحر اس پہاڑ کے بائیں جانب جابین گور مراد دستیاب ہوگا اس وقت اسد نامدار و خواجہ فی  
 عیار و سرداران نامی مع صندوق و اہل سیم برائے جستجو چلے چو کہ اسد کے سردار بھی ساتھ ہیں  
 مختلفہ مزاج مروان عالم کے سر کے تلخ اسد شکار کھیلے ہوئے چلے اس شیریشہ جرات نے ایک  
 آہو کے لقاقت میں گھوڑا ڈالا دو کوس پر جا کے اس آہو کو شکار کیا گھوڑے سے کودے نقد تھا  
 آہو کو شکار سب سے باندھ کر پلٹیں ایک آہو تیر خور وہ سامنے آیا اسد نے اسکو بھی شکار کیا کہ سامنے سے  
 ایک تاجدار عالیشان وضع میں پہلوان گھوڑے کو اڑائے ہوئے قریب اسد آیا کہا اے جوان تیرے  
 میرے شکار کو کیوں شکار کیا یہ کہہ ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے باڑھ بچھا کر کھلائی پر ہاتھ ڈال دیا  
 اس بادشاہ سے کشتی ہوتے لگی بارہ ہزار جان اس بادشاہ کے ساتھ آئے وہ بھی آگئے اور ہر سے  
 شکار کھیلے ہوئے سرداران اسد ہوئے دو پہر ڈھلے ڈھلے اسد نامدار نے اس بادشاہ کو  
 زیر کیا وہ تصدیق مسلمان ہوا کہا نام غلام کا احتشام شاہ ہے اپنے تاجدار احتشامیہ میں اسد  
 و خواجہ کو لیکر آیا سامان دعوت مہیا کیا اسد کے تشریف لانی کا باعث ہو چھا اسد نے بیان کیا کہ ہمارے  
 چالیس سردار شکر سے غائب ہوئے یہ شکر احتشام شاہ نے کہا اے شہر یار شہنشاہ نسلم  
 نے چاہ نیلو فر بنایا ہے اور بارہ کون اس چاہ کا راستہ قرار دیا بیابان باد و اس دینے کا نگہبان ہو  
 یا وہ قتل ہو یا اطاعت کرے تب راستہ چاہ نیلو فر کا ملے نسلم نے بیابان کو حکم دیا کہ خبردار  
 اس طرف کوئی نہ آئے پاسے دربار میں یہ ذکر ہے کہ ایک ساحر آیا کہا مجھ کو بیابان جادو نے بھیجا ہے  
 اسد نے بلوایا نام پڑھنے لگے نامہ دار بیٹھا ہے جب اسد پڑھنے میں مصروف ہوئے اس  
 ساحر نے جھپٹ کر عمر و کی کمر میں پنجہ دیا غرہ کیا منم صبا کے جادو فرستاد بیابان جادو  
 بیان بارگاہ میں سب غیر ساحر تھے منھ دکھیکر گئے راہ میں صبا جادو اترا خواجہ نے کہا  
 براہ میں بیابان کی لوگری کرنے آیا تھا تم ناحق مجھ کو اٹھا لائے آج میں اسد کو گرفتار کرتا ہوں  
 لیکر حاضر ہو تا صبا بہت خوش ہوا کہا خواجہ بیابان جادو ملک دار شہنشاہ نسلم ہے اگر  
 آپ اسد کو پکڑا دیں گے بہت کچھ ملیگا خواجہ یہ باتیں کرتے ہوئے صبا کے ساتھ در  
 بار گاہ بیابان پر آئے جلو خانہ میں ٹھہر گئے کہا اے صبا اسد نے بیابان کے جا کر



ہوا باندھ کر ہمارا حال اطاعت کا عرض کر دیکھو کچھ بھی لیجا نا جو کچھ سکھو انعام ملے گا نصف تم کو  
 دینگے صبا نے سحر اوتار لیا آپس میں عہد واثق ہو گئے خواجہ جلو خانہ میں ٹھہرے صبا اندر گیا  
 جا کر بیابان سکھایا و نوکری کرنے پر راضی ہے بیابان نے کہا بلاؤ عمر و نے بیان جو اتنی مہلت پہلی  
 بار گاہ دانیال کی زمبیل کے نکال کلا ستاد کی قریب تخت پر بیٹھے اندر سے باد و گرج بیابان باہر  
 آئے دیکھا عمر و تخت پر بیٹھا ہوا نکالیاں دے رہا ہے بیابان جھپٹا کر عمر و کی ٹانگ پکڑ لیا لیکن  
 اس بار گاہ میں عجز ہے جیسے ہی طناب پر ہاتھ لکھا سترے ٹانگیں اوپر عمر و نے بیابان کو پکڑ کے  
 زبان میں سوزن دیا صبا جادو ڈر اکھاڑے اور ظالم کیا کرتا ہے جیسے ہی قریب طناب کے  
 آیا صبا کا بھی ہی حال ہوا یہ بھی اٹھے ٹٹک گئے عمر و نے اکھی بھی گردن لی فوج والے سحر کرنے لگے  
 وہ سحر لٹا پٹتا ہے سیکڑوں مارے گئے جسے سحر کیا عمر و تک گولاندہ پہونچا گرد بار گاہ کے آگ برس  
 رہی ہے خواجہ بیٹھے ہنس رہے ہیں صبا و بیابان قبضے میں آئے دو گر گئے زمبیل سے نکالے گردن  
 نے بیابان و صبا کی مشکین باندھیں انجے اجمہ نے وہی طریقہ کیا کہ تخت زبردستی پر سوار ہو  
 تخت اوڑا لے ہوئے چلے گرد ملا زمان بیابان دہائی دیتے ہوئے چلے آتے ہیں اب کوئی قوی  
 نہیں جاتا اگر گے سونٹے پکڑے کھڑے ہیں جو قریب آگیا سونٹا مارا اسکا سر پٹا گیر و دار کی  
 صد بلند ہوئی اسی طرح تخت اڑاتا ہوا عمر و بار گاہ اسد میں آیا احتشام شاہ نہال ہو گیا  
 عمر و نے بیابان و صبا کو باندھا کوڑا لیکر کھڑے ہوئے اسد نے نصیحت و بلاغت ان  
 دونوں کو سمجھایا یہ حالات دیکھ کر دونوں لصدق مطیع ہوئے ساتھ والوں کو پناہ ملی اسد نے  
 کہا اے بیابان جادو ہم چاہ نیلو فرین جانا چاہتے ہیں بیابان نے کہا شک نہ ماسکے گا آپ اور  
 خواجہ اور صد لان صندلی پوش و ابراہیم یہ چند سردار جاسکتے ہیں عمر و نے کہا بسم اللہ اب بیابان جادو  
 مع خواجہ و اسد کو لیکر اپنے بناع میں آیا بارہ درمی میں ایک تخت بچھا تھا کہا اے شہر پار یہ کام  
 آپکی ذات پر موقوف ہے کتب سامری میں مرقوم ہے کہ اس تخت کو سوائے اسد کے اور کوئی نہ اٹھا  
 سکیگا حضور لقوت صاحب قرانی اسکو اٹھائیں دہنہ لقب کا ظاہر ہوا یہی راستہ چاہ نیلو فر کا ہے  
 اسد نامدار نے لقوت صاحب قرانی تخت کو اٹھایا دہنہ لقب کا ظاہر ہوا سنگ دہنہ لقب اٹھا کر کئی فرنگ  
 پر پھینک دیا بسم اللہ کر کے اسد نامدار و خواجہ و بیابان و صد لان و ابراہیم سب پہنچ کس



داخل دہنہ ہوئے دیکھا ایک صحرائے سبزہ دار نواح و کشتا ہر نخل سرسبز و شاداب پراگٹھاگو  
 رنگا رنگ و شکوفہ ہائے بوقلمون نہرین سلبیل اساجاری وقت سحر مرغان خوشنوا مصروف  
 زمزمہ سرائی قمریان خوش ادب سر و لب جو محور عنائی و دریائی فاختر قلندر مشرب دلق خاکستری  
 زیب جہم مصروف حق سرہ قمری کی موقوف کو کو اسد نامدار نے جو اوس صحرائے پربہار کو دیکھا دیکھا  
 اپنی گلفزار میں جبین الماس پوش کی یاد آئی بروقت حضرت ملکہ حمہ حسین نے بہت کما تھا کہ  
 شہر پار کینہ کو بھی ساتھ لیچلے دل بھرا یا شام ہو چکی ہے اسد نامدار نے جو پیادہ و ہروی کی تھک  
 کر زرخیز ٹھہر گئے خواجہ کی جانب متوجہ ہوئے کہانا جان اپنے میری وجہ سے انتہائی تکلیف اٹھائی  
 صاحب جعفران نامدار کی عبدائی گورائی اس وقت تو کوئی تبریر ایسی کیجئے کہ اسی صحرائے پربہار میں  
 فروکش ہوں شب بیان بسر کریں بوقت سحر سفر کریں دیکھو وہ جاہ نیلوفر کسان کے تسلیم  
 مکار سے کیا مقابلہ پڑے خواجہ نے فرمایا اسے نور نظر بقول شاعر شعر منعم کبوتر و دشت و  
 بیابان غریب نیست با سر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت بیکہ لغتہی نکالے خیمہ مکن کریں  
 اسباب عیش و نشاط بھی مہیا کر دیں شب با عیش بسر کیجئے صاحب مال اپنی انیشا لیجا ایگا اسد  
 نے کہا حضور خوب واقف ہیں کریں بیان بیک بینی دو گوش آیا لشکر نک ساتھ نہیں عمر وے کہا  
 بیٹا معتبر ہو مسک لکھد و لشکر میں چلکر دنیا اسد سے خواجہ نے لاکھ روپیہ کا رقعہ لکھو ایسا اسد  
 کو مع سر و درون کے درہ کوہ میں ٹھہرایا اسی سبزہ دار میں اگر ایک خیمہ عمدہ زمبیل سے نکالا مزدور  
 کو حکم دیا وہ زمبیل سے نکلے خیمہ استاد کیا خواجہ نے فرش شاہانہ بچھا یا مسند لگا دی گلابیان شراب  
 کی کشتیاں کباب کی آماستہ کر دیں پکار کر آواز دی اے نور نظر آؤ اسد نے اگر دیکھا بارگاہ مقول  
 کل سباب عیش و نشاط مہیا مسند پر اگر بیٹھے ایک جانب صندیلان صندلی پوش ایک جانب  
 ابراسیم بن مالک ایک جانب بریلان جادو سامنے خواجہ اگر جلوہ فرما ہوئے اسد غازی نے پیر دہ خیمے  
 کے اٹھا دیسے دیکھا فرش ماہ نے فرش پانڈی تمام صحرائین سجھایا لکھاے خوف و کی مہک طائر وں کی  
 چمک ہو اے سر و عیسیٰ دم چلے ہی ہے کیفیت دیکھا اسد نے کہانا جان گستاخی معاف آج  
 لوٹنے بجائیے عمر وے کہاے نواز می بین بھی صرف ہوتا ہے لاکھ روپیہ کا رقعہ لکھئے یاں وڑاگو  
 اسد سے ایک اور رقعہ لکھو یا راضی کرنا اسد کو منظور ہے سامنے مسند کے اگر بیٹھے جوڑی



لے کی زربیل سے کلل سامنے اس کے گانا شروع کیا چونکہ جانتے ہیں کہ اسد فراق دیدہ حجاب کشیدہ منزل  
 عاشقانہ قمر کی شروع کی غزل

|                                   |                                  |
|-----------------------------------|----------------------------------|
| صداق یہ قول بڑا دل گواہ کا        | سیدھا ہے تیرا کی تر بھی نکاح کا  |
| کیونکہ غرق ہوں غرق الغال میں      | ہو مشورے یہ میرے علی میرے ماہ کا |
| دیکھو تو میں زیر ہوں کس بادشاہ کا | وہ اک نمونہ ہر مے رز سیاہ کا     |
| باز آفتاب کا کس دن ہوا گرم        | ایجان بھاری دلمین بنیں ہر یکو غل |
| نلے پہ اعتماد بھر دسہ نہ آہ کا    | نالش کا حوصلہ نہ ہا د خواہ کا    |
| تو بہ کا نام پاک لیا تھا بڑا نام  | دیوانہ سمجھ یا کوئی مجذوب ای قمر |

یہ غزل جو خواجہ نے گائی خواجہ کا گانا سنکر طائر آشیانوں سے بھر  
 چھر گر لے گئے آہو ان صحر اگر دھیمے کے پھر لے گئے دباغ گرم چار صاحب خوشو قریب بیٹھے ہیں  
 نے نوازی کا سامان بندھا ہوا ایک ایک آسمان پر برق چمکی سبکی پلک بھپک گئی دیکھا دربار گاہ سے  
 ایک نازنین چہارہ سالہ گل اندام سر و قد شیریں ادراک چہرہ دریائے جواسرین چرخ طزن ابرو  
 پر شکن ماہ جبین مہر تکین گلزار شعر بہر خندہ کز لب برا نکھینختے پتنگ بر دل خستگان رینختے پت  
 مسکرائی ہوئی اس محفل غلہ منزل میں آئی بایں ہاتھ پر باد لے کی جھولی اس میں اسباب طرک ایتھا  
 کی حسین اسد بتیغ را ہو گئے زانو بند لے گئے برائے تعظیم اوٹھے کہا اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال  
 دانے گاہ آسمان کمال تشریف لائیے اُس مجبین نے مسکرا کر جواب دیا ہمتو گانا سنکے چلے آئے لیکن  
 آپکی صحبت میں در انداز ہوئے ہمارے آئے ہی گانا موقوف ہو اگر ہمارا بیٹھا شاق نو تو ہم بھی جھیکر  
 گانا سن لین ہو بھی اس علم میں کس قدر سودا ہے صدائے نے نے دل میں سوراخ ڈال دیا تھا رار  
 رشتہ محبت یا ہر خیال میں پڑا کھینچ کر لے آیا ہے یہ کہ مگر قریب مسند بیٹھ گئی اسد نے خواجہ سے دست  
 عرض کی چندا شمار اور گائیے مہمان عزیز کو لبھائیے خواجہ نے گھبرا کر کہا بیٹا یہ تو خوب ظاہر ہے یہ ساحرہ  
 ہن اسنے خون کرنا چاہیئے الیا ہنو کاہر کا کو سیکو گرفتار کر کے لیجا میں جو فروغ گندم نا ایک ماٹکے  
 زائے میں ہمارا کام ہوتا ہے خون کیونکر دلسے مٹے وہ نازنین ہنسی کہا خواجہ یہ شیر بڑا  
 صاحب اقبال ہے یہ مقام چاہنیلو فرے نیمم بیان افسرے یہ خبر انکو ملی کہ چند کس نے چاہو لو فر  
 میں داخلہ کیا میں شہنشاہ کی دختر مواج قطرہ زن میرا نام کر گشت اس چاہ کی میرے سپرد والد ار



لے حکم دیا جا کر دریافت کرو ہمارے مقام پر کئی شخص آئے ہیں انکو گرفتار کر کے لاؤ اسی قلعہ میں آئی  
بیان اگر اس پر کسی کو شکستہ خبر ہو مولیٰ اب مجھ سے خوف نہ کیجئے جہاں تک ہو سکیگا اس کو چھپاؤنگی  
آپ لوگوں کو بچاؤنگی جہاں آپ کے سردار قید ہیں انکی بھی رہائی کی تدبیر کرنی آپ مجھ کو دشمن نہ بنائیے  
یہ سن کر خواجہ نے چند اشعار اور گائے اسد نے اپنے ہاتھ سے مولج کو جام شراب پلایا شب وصل  
نوتھوڑی ہوئی ہے باتیں بھی اچھی طرح ہونے پائی تھیں کہ نسیم سحری چلی رخ شمع پر  
نزدی آئی مولج یہ کہنا لگی کہ خواجہ آپ ایسا عیار ساتھ ہے اسی طرح بلا اعلان طلسم کشا  
کو آپ لیے ہوئے پھر لے ہیں صد ہا ساحر آپ کی تلاش میں نکلے ہیں میں تو اب رخصت ہوتی  
ہوں کسی مقام پر جا کر مخفی ہو جائیے نگاہ در اندازان سے اپنے کو بچائیے مولج اسد سے رخصت  
ہوئی روتی ہوئی گئی اسد وغیرہ اٹھتے عمر و نے وہ خیمہ وغیرہ نذر بنیل کیا چند قدم چلے تھے کہ  
آسمان سے چند بچے گرے ایک بچے نے عمر کو ایک لے بیابان کو ایک لے صندلان  
کو ایک لے ابراہیم کو اٹھالیا ایک ساحر کو ٹک کر اسد پر آیا بسبب آگے کے انپر سحرے تاثیر لگی  
اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا ساحر کا سر اڑ گیا اور ساحر سرداروں کا و غم و کو  
لیکر نکل گئے اسد نامدار اس صحرائے بول خیز میں یک وقت ہمارے گرد ان حیران دہریشان رہ گئے وہ  
سب ساحر خواجہ وغیرہ کو لئے ہوئے ایک مکان میں آکر ہوئے نہنگ تاجدار اس مقام کا حکم ہے  
نیلیم کا دربار بہت خوش ہوا ساحر جو ان سبکو لیکر آئے تھے انعام دیا پوچھا اسد کو کیا کیا کہا حضور  
اسد پر سنجہ قابض نہ ہوا جس ساحر نے انپر ہاتھ ڈالا اسد نے اس کو مارا اسی صحرائے حیران ہے  
نہنگ لے کہا میں تدبیر کر کے گرفتار کر لوں گا اور ساحرون کو روانہ کرتا ہوں مقدم دوسرا بیان  
زادہ ہے آج سب کو قید کر دیا گیا سب کو قتل کر دیا گیا سر کا ٹکڑا خدمت میں نیلیم کے لہجہ و نگاہ خواجہ بیابان  
و صندلان و ابراہیم مسلسل پیچھے میں شام ہوتی ہے نہنگ کے محفل عیش و نشاط آراستی گزرتی  
بھی حاضرین میں مسند پر بیٹھا ہوا کبھی اٹھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے جیسے کوئی کسی کے انتظار میں ہو خواجہ عمر و  
حیران کہ یہ کس کا مشتاق ہے دوپہر سے شب تباہ کر چکی تھی کہ آسمان سے ابر نارنجی پیدا ہوا عمر و نے  
دیکھا کہ ملکہ مولج قطرہ زن طاووس پر سوار نمایاں ہوئی نہنگ نہال ہو گیا برائے تعظیم اٹھانا کب  
فرشتہ استقبال کیا دت سے ملکہ چہان دیتا ہوا کثر چاہا کہ صلیب عیش قائم کر دے ملکہ کو تملیٰ میں بلاؤں



آج کے وحشی کارام ہونا مشکل تھا اس وقت اس نے نامہ لکھا کہ اسے ملکہ عالم میں نے رفیقان اسد  
 کو پکڑ لیا اس کے بھی نمبر ہو جائیگی شہنشاہ نیلم نے خود کمر مواج کو بھیجا مواج بیقرار ہو کر آئی خبر  
 گرفتاری خواجہ عمر و سنی ہنگ کو سبھا کہ یہ میری ملاقات کی خواہش میں تائی ہے مواج اگر کسی  
 پر جلوہ فرما ہوئی ہنگ کو فرس ہوا ہا تھا ہے بعد مدت مدید یہ دن نصیب ہوا مواج کو حکم دیا ساتی کی  
 حاضرین مواج خواجہ کو دیکھ رہی ہے حیران کیا تیر کر وں جب گانا شروع ہوا خواجہ نے گنگا  
 ایک تان ماری کیلی چپ گئی مواج نے طالع کو منع کیا اسے کسی آواز جو کہیں یہ سوز و گداز ہی  
 ہنگ بھی گھر گیا پھر گانا شروع ہوا عرو نے پھر تان لگائی اکیلی ہنگ نے دیکھ لیا کہ ساتی قیدی  
 تجھے گانا بھی آتا ہے عرو نے کہا بل بیان لون میں قوم کا گویا ہوں مجھ کو زبردستی بگڑا لے حضور گانا  
 سین ملکہ نے ہنگ سے کہہ کر تھکڑیاں پڑیاں کھینچیں لیکن ملکہ حیران کہ خواجہ آگے کیا کریں گے  
 بڑے ساحر جمع ہیں ہنگ نے جو کہا ملکہ اس کو نہ رہا کر مواج نے کہا مجمع ساحران سے یہ کہاں جاسکیگا میرا  
 سحر دس کوس تک تاخیر کرتا ہے اب عرو اگر محفل میں بیٹھا سا اندون سے اشارہ کیا آپ کو گئی اس ہی سار  
 عرو نے گنگا کہ یہ غل گانا شروع کی غل

|                                    |                                  |                                    |
|------------------------------------|----------------------------------|------------------------------------|
| دوست با اہل حیون دشمن فرزانہ ایم   | نارکے چوں مجھوں سودا کھول دایم   | شید شہ مالوہ پر باشد زخو خواسی ہتی |
| بسکہ دل آردہ ام از صحبت اہل حسان   | تا خرا بودہ خواہان ہی جانانہ ایم | روز و شب فکر ترک کیجی فرزانہ ایم   |
| روز و شب غمی جو طفلان گوش برافسانم | صرف سو و عشق عمر گرا نایہ ہنوز   |                                    |

عرو نے یہ اشعار گائے مواج کی آنکھوں سے اشکون کا دریا جاری ہوا محفل میں صد احسن آفرین  
 بلند ہوئی ہنگ بھوش ہو ملکہ کو جو اپنی جانب متوجہ پایا پھو گیا عرو نے عرض کی حضور یہ کمال دیکھا  
 میں ساتی گری خوب کرتا ہوں با آفرین سے ناچوں ہاتھ سے تباؤں منہ سے گاؤں سر سے شراب  
 پاؤں مواج نے کہا اسے ہنگ یہ کمال کبھی نہیں دیکھا کلید منجانہ عرو کے سپرد کر دیہ دُ بلا پستلا  
 تانیا کہ ان جاکے ہنگ بھی سحر کے زور میں سمجھا کہ حقیقت میں ایک عیار غیر ساحر ہمارے سامنے  
 سے کہاں جائیگا فوراً کلید منجانہ عرو نے کی خواجہ نے فوراً شراب کو تقسیم کرنا شروع کیا مال مفت دل پر جم  
 چو لوگ شراب نہ پیئے پیئے وہ بھی دوڑ پڑے عرو جلسہ میں شراب لایا پیشوا دینکر خوب ناچا سر پر جام بھگو  
 سامنے ہنگ کے آیا یہ کہتے جاتے ہیں ایسے قدر دان کہاں ملنے ہنگ نے ہنگ سے بھی وعدہ کیا کہ خواجہ میں  
 کو کوئی کام دلا دے گا ہمارا افسر تیرا قدر دان ہے نہال ہو جاؤ گے خواجہ نے ساتی گری میں سبکو شراب



پلائی تھنگ بھی بیوش ہوا سامنے موج کے عمرو نے سکو قتل کیلئے موج کے بیوش اڑ گئے کہ اکیلے نے  
 تمام لشکر کو صاف کر دیا اب سرداران اسد رہا ہوئے موج ان سب کو لیکر پاس اسد کے آئی اسد کو  
 بہت پریشان پایا ہمارا ہونے بھی اگر قد سبھی کی موج کے کہا اسے شہر یار آپ کے سزاوار نامی باغبان  
 بہار وغیرہ پاس خوش آنہنگ جادو کے قید ہیں میں اس تدبیر میں جاتی ہوں لیکن اسد کو چھپا ہے  
 اب مریشکی تھنگ کے خبر نیلیم کو بیو بیگی کیا عجب ہے کہ خود بھی تلاش میں ملے یہ لکھ موج روئے ہوئی  
 اسد ایک جانب پیشاب کر کے کو آکر بیٹھے کر سامنے سے دیکھا چالاک روتا ہوا آیا کہا آخر شہر یار  
 لاجپن وغیرہ کی مدد کو آتے ہیں مگر مشورے کر نیلیم نے کہ اسد کا چھین لیا بارود پر ہے یا نہیں اسد  
 نے کہا اسے چالاک ابھی تک موج دے یہ لکھ بارود پر اسے کھول چالاک نے کہا میں دیکھوں دور سے عمرو  
 دیر یا ابان نے دیکھا کہ اسد کسی سے باتیں کر رہے ہیں یہ بتو اسد کو دڑے اسنے عرصہ میں چالاک  
 نقلی نے دم دیکر کہ اسد کے ہاتھ سے لیا جیسے ہی کہ اس کے ہاتھ میں آیا پر بارود پیدا کر کے بلند ہوا  
 نعرہ کیا منہ شہر ارہ جادو ملازم خوش آنہنگ بریا ابان جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا بلند ہوئے تھوٹے  
 شہر ارہ کو کہ لا مارا شہر ارہ کا سر چٹا کر اس کے ہاتھ سے چھوٹا قریب تھا کہ زمین پر گرے آسمان پر  
 نعرہ ہوا منہ خوش آنہنگ جادو کہ کو راہ میں روکا نعرہ کر کے بھل گیا اب سب نہایت پریشان ہوئے  
 عمرو نے مشکل اسد کو لاکر ایک درہ کو دین میں مع سردار دن کے چھپا یا کہا یارو جب تک میں نادن  
 اسد کو اس درہ سے بھٹکنے نہ دینا میں تلاش خوش آنہنگ میں جاتا ہوں سردار بہشت اسد  
 کو درہ کو دین میں لائے عمرو و بانہائے عیاری آماستہ کر کے تلاش خوش آنہنگ میں چلا ایک صحرائے  
 سبہزار میں آکر دیکھا کہ آہوچر کر رہے ہیں جیسے ہی عمرو نے وہاں کے سبہر پر قدم رکھا نخل سے  
 ایک طائر نے آواز دی یارو عمرو آگیا آہو بھی چینی لگے ساربان زادہ آیا ہوشیار ہو جاؤ عمرو  
 بھی ٹیکم اوڑھ کر بھاگا ایک فارمین آکر چھپا دیکھا آہو چار جانب دوڑے پھرتے ہیں عمرو سوچا اس  
 صحرائے کیوں کر گذر دن یاد آیا کہ کھال آہو کی بنائی ہوئی برقی فرنگی کی میرے پاس موجود ہے  
 وہ پوست آہو عمرو نے نکال کر تیرم کھینچی نخل آہو تھلے ہوئی جمع آہوان میں آئے چند کہ عمرو نکل آہو  
 ہے مگر وہ آہوان صحران خون سے عمرو کو مارنے لگے لاچار ہو کر عمرو ایک جانب بھاگا اس صحران کو  
 طے کر کے قریب ایک بارغ کے پہرے کے سایہ میں بھڑکے اندر سے باغ کے دیکھا ایک کینز بھلے عمرو نے اسکو



بیہوش کیا اسکی شکل نیک اند باغ کے آئے ریحانہ جاو اس مقام کی حاکم ہے خواجہ دل میں کہتے ہیں تو  
جلدی کی جسکی صورت بنے ہو نہیں معلوم اس کا کیا نام تھا جب قریب بارہ دری پہنچے کنیزوں  
لے آواز دی بلانے لگی کہان لگی تھیں دیدہ بازی کا شوق نہیں جاتا تھا راویدہ ہوئی ہے ملکہ  
ریحانہ سو کر اٹھی بن چل کر ایک غزل گاؤ اب عمرو کی سمجھ میں آیا کہ میں گائین کی شکل پر ہوں صحن  
بانع میں جلسہ آراستہ ہوا ریحانہ مع کنیزوں کے آکر سٹیج خواجہ سامنے ریحانہ کے خوب گانے سنیں  
ریحانہ خوش ہوئی انعام و اکرام دیا خواجہ نے جام شراب کا بھر بیہوشی ملائی ریحانہ کو دی جیسے ہی  
ریحانہ نے جام شراب ہاتھ میں لیا شراب شعلہ نیکہ اڑ گئی ریحانہ لے آواز دی اسے تو کون ہے  
ایک دو ہتھ مارا عمرو کے پائوں زمین نے تھام لئے ریحانہ نے نیم کھینچ کر اٹھی عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا  
اے ملکہ عالم اس چاہ نیلو فر میں تمہارا نام ستکار آیا اسد غازی کا ساتھ چھوڑا اگر آپ مجھ کو ملازم  
کرین میں سبکو چل کر گرفتار کرادوں آپ کا نام ہو میرا بھی کام ہو جتنے ہمراہیان اسد میں  
ایک دن میں سب کا خاتمہ کرادوں ریحانہ نام اسد نیکہ ٹھہر گئی اب ملحوظ ہو سحر ریحانہ سے عمرو  
کے پائوں زمین تھامے ہے ریحانہ نے کہا اے عمرو میں نے سنا ہے کہ تو نے بڑے بڑے ساحر و  
کود مارا بڑا مکار ہے ایسا ہو دغا کرے عمرو نے کہا میں مکار کیسا تھہر مکار ہوں آپور میں جلیل پایا  
اپنے دل کا حال کہتا ہوں آپ کے ساتھ رہوں گا اگر میری شگرتی کیجئے نیلیم و افراسیاب کو مار کر آپ کو  
بادشاہ ہو شربا بناؤں لیکن قدر دانی کیجئے اب عمرو ریحانہ سے باتیں کرنے لگا ریحانہ بھی ہنس نہی  
کے کہہ رہی ہے خواجہ سچ کو ایسا ہو میرے ساتھ برائی کرو عمرو نے کہا خداوند لقا کے مجاہد و جلال کی  
قسم کھاتا ہوں آپ کے ساتھ بُرائی نہ کروں گا میرے پیٹ کا خیال رکھیے مہر خ وغیرہ نے میری  
کچھ قدر نہ کی فاقے کرتا ہوں اہل دعیال تباہ وہاں عورتیں مری ہیں حمزہ نے سبکو نکال دیا جہن  
سے یہ خبر پائی نہایت پریشان ہوں ریحانہ کہتی ہے خواجہ تمہارا آقا تبار نافذ رہے گویا لشکر حمزہ  
میں غدر ہے عمرو کہتا ہے ملکہ اطمینان سے بیٹھو گا تو سب اہل ایمان و گامین نے حمزہ کو بادشاہ علیجاہ  
بنایا انھوں نے یہ قدر دانی کی کہ ہماری عورتیں لڑکے بالے تباہ مارے مارے پھرے ہیں فغاؤ کار  
سفاک جاو ملازم نیلیم اڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا سنے دیکھا ریحانہ جادو عمرو سے ہنس نہی  
اگر باتیں کر رہی ہے وہیں سے لٹکارا اور ریحانہ تک حرام دشمن شہنشاہ کو اپنے گھر میں جکے دی عمرو



لے پکار کر کہا اوجی کون ہے ہمیں ملکہ سے وعدہ کیا ہے فیلم کو مار کر انکو بادشاہ بنائیں گے سفاک  
 غصے میں زمین پر آیا یہ جانہ ہاں ہاں کرتی ہے سفاک نے ایک گولہ مارا یہ جانہ کا سر پٹا اندر ہیرا ہوا  
 عمر و کے پائون زمین سے چھوٹے عمر و انگ ہوا اب جو روشنی ہوئی سفاک نے کہا عمر و کہاں گیا  
 کینز وں پر بعت کرنے لگا گوشہ باغ سے ایک کینز دوڑی ہوئی آئی کہا حضور آپ کیوں خفا ہوئے  
 ہیں عمر و تو ایک گوشہ میں چھپا ہے چلے میں تباہ دون سفاک خوشی خوشی کینز کے ساتھ چلا ایک مقام  
 پر آ کر کینز نے کہا وہ کچھ عمر و بیٹھا ہے جیسے ہی سفاک پلٹا پلٹ کے عمر و نے خنجر مارا شکم جاک فقہ  
 باگ اندھیرے میں تمام باغ کا مال لوٹ کر عمر و ایک جانب بھاگا اس باغ سے کوس بھر راستہ طے کیا  
 تھا ایک مقام پر ایک گنبد بلورین نہایت تکلف سے آراستہ امین ایک شہزادی بڑے تکلف  
 سے بیٹھی ہے اور سامنے گنبد کے چند نازنینان حور و ش آفتاب جمال ماہ مثال صاحبان غشودہ  
 ناز آنکھیں ہر ایک کی شعبہ باز رقص کر رہی ہیں خواجہ نے جو یہ رنگ دیکھا یحییٰ ہو گئے کتاب  
 اگر ٹھہرے ایک ناچنے والی کو حلیہ سے بہوش کیا اسکی شکل بنگر کھڑے ہو کر رقص شروع کیا  
 وہ وہ تانین ملین کر زمین ہلا دی سب نازنینان محبتیں روبرو تعریفیں کر رہی ہیں سب مجمع یحییٰ  
 کے قریب ہو گیا جب عمر و نے خوب تانین لگائیں ایک مطلع و دو شعر مصنف کے لکھے لکھ  
 آہ کہلے ہیں جواشک آنکھوں میں بھر گئے ہیں یہ لب یا ترے دیولے ہوا کھلے ہیں یہ خار تلوؤں کے  
 دھکا لینگے ہیں ہوش آیا یہ دے وحشت دل یا چھٹے جالے ہیں یہ صبر دقاوت بھی نہیں دشت میں لب  
 دیتے ساتھ یہ گم ہو اے دشت دل یا چھٹے جالے ہیں یہ ان اشعار نے دل سب کے بقرار کر دیے  
 وہ نازنین جو تخت پر بیٹھی ہے ان را باب نشاۃ کی افسرے تعریف کرتی ہوئی اونٹنی خواجہ کو تو یہ  
 خیال ہے کہ گنبد میں جا کر ان سبکو بہوش کر کے زیور وغیرہ لوٹ لوٹ کر کے نکلیں اُن اُس افسر  
 نے قریب آ کر آواز دی کیا خوب گت ناجی ہے گل اندام تو اب بیشل و بینی ہے تیرے گالے میں تاثیر ہے  
 لے یہ موتیوں کا مال ہے بطور انعام دیا خواجہ خوشی خوشی بڑے سر جھکا دیا اس افسرے موتیوں کا مال لگے  
 بیخوج اجہ کے ہنسا دیا یہ نہ مانتے تھے کہ یہ موتی آبرو لینگے یکا یک دانہ موتی کا کھڑکا آواز آئی اے ملکہ قاف  
 جادو ساربان زادہ گل اندام کی شکل بنگر جیسے میں گھس آیا ہے ساما مالو مالو یار گل ملہ ہو گیا  
 امین کے ایک ہتھوان بھلا رنگ میں خواجہ کا لڑ گیا بصورت اصلی ہو گئے پائون بھی ہیں تھام لئے اُس



افسر نے غرہ کیا منہ قاصد بادو ساریاں رامے لوتے ریحانہ و سفاک کو قتل کیا مچھو دیا ہی سمجھا تھا  
 وہ جلیبہ تمام درہم درہم ہونا چاہنے والیاں صورت عمرو دیکھ کر غل بچانے لگیں کوئی کہتی ہے اسے یہ  
 بد مانس کہانے آیا کوئی کہتی ہے جل مانس ہے کوئی کہتی ہے مچیا جہن ہے کسی نے کہا میٹھا دیو ہے کیا  
 غضب کیا گل اندام کی شکل بن کر گھس آیا کیوں ملکہ قاصد ہماری بواگل اندام کہاں ہر قاصد نے کہا  
 حبیب اس مگورے نے گل اندام کو بیہوش کیا بیردن نے میرے خبری میں تیر کر چکی تھی گل اندام  
 افلان نخل کی پشت پر پڑی ہے تم لوگ یہاں کا انتظام کرو میں اس نیکار ظالم قتال عالم کو خدمت شہنشاہ  
 تسلیم میں بیہوشی دون وہ فوراً قتل کرے یہ وہ ظالم ہے کہ اس کے بیٹے نے شہنشاہ کی شکل بن کر بائیس  
 لاکھ کا لشکر برپا کر لیا اگر یہ قتل ہوا مہرچ و بہار وغیرہ خبر سگر قدموں پڑا فریاد کیا کہیں گے اس  
 راستہ چاہ نیلو فر کو شہنشاہ نے کس قدر مخفی کیا تھا یہ متفنی کیونکر ہو پنا قاصد جادو نے غم و کی  
 مشکلیں باندھیں سخت پر ڈال کر طرف نیلیم کے روانہ ہوئی اب دو کلمہ داستان اس گرفتار الم و مصیبت  
 و قیدی زندان محبت کے بیان ہو رہے ہیں یعنی ملکہ مواج قطرہ زن کے کہ شہنشاہ نیلیم اپنے دربار  
 میں مع سرداروں کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہے خبریں گذری ہیں کہتا ہے اسے یار و ڈرے بڑے  
 ساحر میرے ساتھ ہیں کوئی اسکو گرفتار کر کے نہیں لاتا خوش آئیننگ جادو مصاحب خاص تیر پرین  
 کر رہی ہے بہار وغیرہ اوسکی قید میں ہیں مواج سربا ت میں دخل دیتی ہے کالے شہنشاہ یہ سب  
 خبریں غلط ہیں میں نے کل مقامات چاہ نیلو فر چھانا کہیں پتہ نہیں ملتا آج کینز جا بیگی ڈیو نڈھ گرفتار  
 کر گئی یہ ذکر تھا کہ لاشہ سفاک دریا نہ لیکر جادو کر آئے نیلیم حیران ہو گیا کہ اسے یہ لوگ کیونکر مارے  
 گئے ساحروں نے کہا عمر و صحرائے آہوان سے گذر گیا بازان میں ریحانہ و سفاک کو مارا مواج  
 قطرہ زن دل میں خوش ہوئی نیلیم نے کہا کیوں اسے نور نظر اس قدر چشم پوشی ملے ساریاں زادہ  
 نہیں ملتا خود برائے تلاش نکون مواج نے کہا کینز ابھی جا کر تلاش کرتی ہے یہ ذکر تھا کہ خوش آئیننگ  
 خوشی خوشی اگر ہو پچی کہ ہاتھ پر رکھ کر نذر دیا کہا اسے شہنشاہ میرے ساحر نے بڑی دہوم سے عیاری  
 کر کے کہ اسکا لیا بیابان نے اسکو مارا میں دقت پر ہو پچی اگر لیا خوشی میں اس پر دست انداز  
 نہ ہوئی اب اسد بیکار ہے ایک کینز جا کر کٹر لائے ایک ساحر حقیر گرفتار کر سکتا ہے نیلیم نے بڑا بھاری خلعت خوش آئیننگ  
 کو دیا کچا کر بہار وغیرہ کی حفاظت کر دو خوش آئیننگ کو لگی نیلیم تلوار ٹیک کر ادکھنے لگا مواج نے کہا



اے والد نادار! تکیف نکرین کینز ابھی جا کر عمر و واسد کو تلاش کر کے لاتی ہی قتل ہی جانہ و سفاک  
کی خبر سنکر تو خوش ہو گئی مٹی خوش آہنگ جب اگر لاتی رنگ متغیر جی میں تھی ہوا و موج غضب ہوا  
اس شیر پر سرکشی ناکس مست انداز ہو گا اسباب سحر جہم پر آراستہ کیا سلیم کے طاؤس زرین بال یہ  
بٹھیک اس خیال سے چلی کہ اسد کو کہیں چھپاؤں عمر کو خبر دون کو خواہم اگر پاس سلیم کی پٹکیا قید پر درکار موج  
بجوش و خروش ادھر سے ہائی ہو اور قاصد جاو و قید عمر و لئے ہوئے آتی ہو دوسرے مواقع سے دیکھا کہ خواجہ  
کی مشکینہ بدھی ہو یکن کت پر قاصد کے پڑے ہیں مہنتیں کر رہی ہیں کشتہاں ملکہ میرے گرفتار کر نیسے کیا  
فائدہ مجھے چھوڑ دیکھے میں چل کر اسد کو تباہوں سرکاٹ لیجے لشکر میں چلے لاچھیں و کو کب کو  
گرفتار کرادوں رقاہد کتنی ہو اور کار تو نے اس چاہ نیلو کو کیا سمجھا یہ وہ مقام ہے کہ شہناہ طلسم ہوشیار  
کو چھپے کبھی نہیں آئے تو نے غدر ڈال دیا کیسے کیسے ساحر مار لیئے اس گنبد تک رسائی و سوار تھی صحر اے  
آہوان سے کیونکر گزر خواہم کتنے ہیں اس خطا کو معلوم کیجئے مجھ کو پاس سلیم کے نہ لیا ایسے وہ میرا  
دشمن ہے قتل کر گیا تم زندہ نہ ہو گئی میری بیٹیا چالاک بن عمر و شاگردان رشید ٹکڑو ڈھونڈ کر قتل کر نیچے  
رقاصہ کتنی ہے اوساربان زادے ابھی میں چل کر کھجکھو قتل کرانی ہوں سلیم تیرے نام کا دشمن ہو حاج  
لے جو ہنگا کج عیاری کو قید میں دیکھا طاؤس اڑا کر قریب آئی رقاہد نے اوٹھ کر سلام کیا ملکہ نے کہا  
اے رقاہد عمر و کو کہاں پایا کہا حضور میں نے لاکھوں روپے خرچ کئے جانتی تھی کہ انی دام میں چھپ گیا  
صحر اے آہو ملکہ کیسا سخت مقام ہے یہ میں معلوم اس ظالم نے اسکو کیونکر لے کیا قریب گنبد ہو یا نہ ہو کہ  
سفاک قتل ہو میں باغ سب ویران پڑا میں نے اسکو بڑی تیر سے گرفتار کیا ملکہ نے کہا اے رقاہد  
عمر و کو مٹنے ناحق گرفتار کیا اسد کو تلاش کرو اگر یہ زندہ رہیگا تو کیا اسد سے العتبہ مراد اہالیان طلسم ہوشیار  
حاصل ہو گئی تہ اس میں میں نے اسکو چھوڑ دو رقاہد نے کہا حضور اسد یہی ہو اسنے ملک کے ملک باندھ کر  
جبر ہائے ہلاکے ساحر ایسی مرد سے مار گئی اگر یہ قتل ہو اخبار سنکر ہر شخص وغیرہ اطاعت کی گئی موج نے  
کہا اے رقاہد یہ خیال خام تصور نام دل سے نکال ڈال عیار کے قتل کر مے کیا نفع ہو گا یہ سنکر رقاہد  
اکڑھی کہا ملکہ تم تو ایسی باتیں کرتی ہو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شل میں حسین دلالان کے اسد پر مائل  
ہوئی ہو نگوڑے اسد کو پیچھے قتل کر دینی عمر و کی بوٹیاں کاٹ کر کھا جاؤ گی یہ سنکر ملکہ بکا گئی کہ اودشت  
تیری یہ لیاقت ہوئی کہ میری عمر و کی ہر حقیقت میں جبر میں دلالان کے بڑے مرتبہ ہیں میں بھی اس شہر یار کی گز



ہوں سامری جمشید پلنت کر چکی قاصم چھپے ہٹی کار و سحر ملکہ پر کھینچ ماری ملکہ کا شانہ نشانہ ہوا زخم  
لکا کر حبیبیہ خیر پھر تار ہر ملکہ نے نیچہ ہلائی کھینچا لٹکار کر جاڑی اسنے چا با جوین مواج نے قریب آکر اسکے سر  
دفع کے لغزہ کر کے نیچے مارا قاصم نے سپر سر پر روکا نیچہ ٹپ کر گر لیا سپر کو کاٹ کر قاصم کے دو ٹکڑے کئے  
آواز آئی گشتی ملتمس قاصم جادو بوجس دھن میں قاصم چلی تھی وہ خیال پورا نہوا سب بگڑ گیا  
اب مواج خواجہ کو لیکر درہ کوہ میں آئی کہا اے شہنشاہ اناج عیاری ہم نے کہا تھا کہ اسد  
نار کو کھنی ہونا چاہیئے انکے بارو سے آکر خوش آئینہ گئے چھین لیا وہ آکر پاس نیلم کے پہونچ گیا اب  
جیتک بہار وغیرہ نہا ہونگی بڑی مشکل ہی اسد کیسیکی نہا نیلگے دام تریب میں ساحر و نکو خنیکے نیلم  
آپکے اور اسد کے خون نکلا پاس دیکھتے ہی قل کر کیکا قیامتیں برپا ہو جائیں گی اب میں اہ دین اسلام میں  
اپنی جان نثار کرتی ہوں آیکو مکان خوش آئینہ گئے لئے حلیتی ہوں میری کینز ہر نرگس اسکی  
شکل نیکر چلیئے وہاں چلکر جو کچھ ہو سکے حسب طرح سے خوش آئینہ گئے کو قتل کیئے بہار و باغبان وغیرہ  
رہا ہوں وہ لوگ رازدار طلمس میں شاید کوئی تیز نکال میں مواج نے تصویر نرگس کی دی خواجہ نرگس  
کی شکل نیکر تیار ہوئے مواج نے تخت پر بٹھالیا قصور خوش آئینہ گئے میں آئی خوش آئینہ گئے اگر استقبال  
کیا لا کر تخت پر بٹھا دیا کہا حضور کہ تو میں نے اسد سے لیا آپکے والد کی خدمت میں پہونچا یا اب ان  
سردار کے قتل میں کیا دیر ہو مواج نے کہا میں اسی واسطے آئی ہوں رات بھر صحبت رہی صبح کو ان سبکے  
سر کا ہر خدمت میں شہنشاہ کے ایجاد کی خوش آئینہ گئے حلیہ راستہ کیا مواج نے کہا اس خوش آئینہ گئے  
مہتا را تو علم موسیقی میں نام ہے ذرا ہماری نرگس کا تو گانا سنو ٹپے کمال سننے حاصل کیوہن خواجہ  
بہ شکل نرگس محفل میں بٹھے ساز ملے اس زور و شور سے گانے خوش آئینہ گئے نثار ہوئے لگی نرگس  
تیرا دیدہ بڑا دلیر کیا کمال حاصل کیا نرگس نے کہا بوا تم آنکھیں پھر الو گئی ایک کمال در دیکھو میں  
ساتی گری خوب کرتی ہوں مواج بھی ہاں میں ہاں ملاتی ہی لیکن حیران کہ بارہ ہزار ساحر کیوں باری  
جائینگے خواجہ پھر و لئے کہا ملکہ خوش آئینہ گئے کلید میخانہ ہمو کو دیکھے ہمارے ساتی ہوئے میں کوئی باقی  
نہرہ کا خوش آئینہ گئے کلید میخانہ یہ دکی خواجہ عرو نے جا کر شرب کو خواب کیا بیہوشی ملائی صد ہا  
پالا لقمہ کر دیا چند گلابیان آراستہ کر کے محفل میں لائے مواج تو نفین کر رہی ہی مواج نے اپنے ہاتھ  
سے جام خوش آئینہ گئے کو دیا خوش آئینہ گئے نے سلام کر کے لیا خوش آئینہ گئے خوش خوش



پی لگی تمام اہالیان دربار کو چشم زدن بن عمرو نے شراب پہونجائی مواج پریشون بیٹھی تھی رات  
 قلیل باقی تھی خوش آہنگ اور خیال میں تھی نشے میں اٹھی گر کر ہوش ہوئی تمام اہالیان دربار لب  
 فرش اب جو نیم کیڑے عمر و گرامواج تھہر کانپ رہی ہو کتی ہے خواجہ ٹھہر جاؤ عمرو نے لباس  
 خوش آہنگ نکا اتار لیا برہنہ ہو کے ننگ سر قتل ہوئی اب مواج نے بھی سر کرنا شروع کیا صدا  
 گیر و دار بلند عمرو نے دربار کو مزید قصابان بنا دیا صبح ہوئے ہوئے سکو قتل کیا بوقت سحر  
 میدان صاف تھا بہار و باغبان کو رہا کیا اب شہنشاہ اوج عیاری سے مواج نے کہا ان دنوں  
 کو آپ ہمراہ لیکر طلسم کشا کو تلاش کیجئے میں جا کر تدبیر آگے کی کرتی ہوں یہ کہہ کر مواج یکے و تنہا طرف  
 نیلیم کے چلی خواجہ عمر و مع بہار و غیرہ تخت پر سوار ہو کے چلے قضاے کا شہنشاہ نیلیم  
 دربار میں بیٹھے بیٹھے گھبرا یا صبح کا وقت تھا اٹاؤس پر سوار ہو کر گشت کرتا ہوا چلا ادھر سے  
 یہ حریف آتش اشتیاق غریبی کچھ فراق اسیر طرہ کیسوی ذبح خنجر ابرو لوگ قتل مواج قطرہ زخم خوش آہنگ  
 کو قتل کر اگر رات بھر کی جاگی ہوئی سلے یہ کشت و خون ہوا پروردہ مہنداز و نعم گرفتار دام الم  
 اڑی ہوئی آتی ہو نیلیم کی نگاہ پڑی پکار کر آواز دی او نور نظر کہاں سے آتی ہو مواج نے جبکہ  
 سلام کیا گھر اہٹ میں منہ سے نکلا کہیں نہیں گئی تھی ہاتھ بالوں تھرانے لگے رنگ رو متغیر تر دو  
 متحر نیلیم نے جو یہ حال دیکھا بیباختہ منہ سے نکل گیا کہ تو تو طرف سے قصر خوش آہنگ کے  
 آتی ہے اسے ظالم کیا خوش آہنگ کو قتل کر آیا موجب مثل جو رسی ڈاڑھی میں تنکا مواج نے  
 کہا میں تو خوش آہنگ کے مکان پر نہیں گئی خوش آہنگ کو پہچانتی ہی نہیں نیلیم نے قہقہہ مار کے  
 کہا او ظالم مجھ کو یقین کامل ہے یہ سب در بند تو ہی نے فسخ کرائے یہ کلمہ سننے ہی مواج سوچی کہ  
 اب ابرو میں فرق آیا کانپنے لگی پھر یہی کلمہ کہا کہ بابا جان میں نے خوش آہنگ کو دیکھا بھی نہیں  
 اب تو نیلیم نے نشاء مواج کا تھا ماکشان کشان لیکر مقام خوش آہنگ کے آیا دیکھا قصر خوش آہنگ  
 مزید قصابان بنا سحر ہزار ہا لاشہ تر پڑ رہا ہر مکان میں فرش نثار دیں نیلیم نے سر پیٹ لیا  
 مواج کی مشکین جان و صہین ایک یاد و سا حزن زدہ تھے انھوں نے بھی گواہی دی کہ رات کو  
 ملکہ عالم زکریا لکھنے لکھنے کی ایک قیامت برپا ہوئی دیکھا ساربلن زادہ سکو قتل کر رہا  
 اپنے کو بیکار پایا سب بھائی بند مار گئے نیلیم نے کہا اوسفاک کھتے تو ملکہ کھنڈ کا پہلے ان کو جا کر



لون کہ اسد کا میرے پاس موجود ہے یہ کہہ کر کیا ایک تیل پیدا ہوا تیل سے کہا اسی شہید اس  
 گنہگار کو ہمارے دارالامارہ میں اپیل ہر چند مواج جینی بیٹیلیم نے کچھ نہ سنا تیل مواج کو لیکر فوراً سمت  
 قلعہ نیلوفر چلا آپ تلاش میں بہار وغیرہ کے حکلا بیان اسد و بیابان وغیرہ ایک صحرا کے  
 وحشت خیز میں پریشان بیٹھے ہیں کہ خواجہ مع بہار و باغبان اگر ہونچے عروئے اگر اسد کو گلے سے  
 لگا یا سب سردار ایک ہی مقام پر جمع ہیں اسد سے عروئے کہہ ہا ہر مواج نے بڑا کام کیا تاہم قتل ہنگ  
 ہو چکا یا یہ در بند بھی فتح ہوا یہ باتیں کر رہے تھے کہ آسمان پر برق چمکی سلیم بقدر غضب تمام اگر ہونچا  
 بہار و باغبان وغیرہ بڑے کشتنشاہ سلیم پر سحر کرین سلیم بلائے روزگار ہے عیاری میں  
 حیا انک کے چھنکر بر باد ہوا یہ اپنے کو مسہر افرا سیاب جانتا ہے خزانہ دار لاجپن تھاپے  
 بڑے سحر اسکے قلعے میں ہیں ایک دہ تھڑ زین پر یا سامری کہہ مارا بخار بلند ہوا بہار و  
 باغبان وغیرہ سحر کرنے پائے خواجہ عروئے و اللہ کلیم اور سحر کر نکل گئے سب سردار بیوش  
 ہو کر گئے مع اسد سلیم نے سکو گرفتار کیا ساحر و کجی زبان میں سوزن دیے اسد کو مسلسل کیا  
 اب سوچا کہ انکو کسی مقام پر چپکر قید کر دین خیال آیا کہ دریائے شہرنگ میں ہیں نے ایک گنبد  
 بنایا ہے گرد دریائے شہرنگ چچ میں گنبد آئینہ تعمیر ہے اسی مقام پر ان سکو لیجا کر قید کر دین یہ  
 سوچکر قریب گنبد آیا دروازہ کھول کر سکو گنبد میں بند کیا اگر گنبد سحر کر دیا کہ شعلہ ہائے آتش  
 بلند ہو گئے گنبد آگ میں خفی ہو اس طرح پر قید کر کے قلعہ میں آیا مواج کو سامنے بلایا کہا اؤ  
 جلا لے تو نے تو سب کچھ تدبیر کی ہیں نے راہ میں جا کر اسد و باغبان وغیرہ کو پکڑ لیا سب کے  
 سر کاٹ کر خدمت شہنشاہ میں روانہ کر کے ایک عروئے باقی ہر وہ سامنے سے غائب ہو گیا مواج  
 قدموں پر گر پڑی کہا با با جان میں بالکل دقت تین ہون میری سلطنت میری حکومت کیوں  
 مٹانیکا ارادہ کرتی تھی کہ حکم دیجے میں ساربان اسے کو تلاش کر کے لاؤں جس ساحر نے ایسا کہا کہ  
 ملکہ آئی یقین وہ بھیجا مجھ بنگاہ بدلتا تھا اسوجہ سے الیا کہہ کیا فدا مرا بھی دوڑ پڑی سب نے ہی کہا ہے  
 شہنشاہ جسدان سے طہم شہنشاہ نیلوفر میں آیا ملکہ عالم آٹھ پراسی جتوین ہتی پن کہ میں عسکر  
 کو گرفتار کروں طہم کشتل ہو میرے باپ کی سلطنت بچے آپکا خیال خام ہے اسطرح سے سجون  
 لے جو کہا تو شہنشاہ سلیم کو گرفتار اسے ہر مواج کے رحم آگیا نہایت ناز و نعم سے اسے پالا ہے



قریب دریا سے شیرنگ چکی دیکھا گردن بند کے شعلہ ہے آتش بھڑک رہے ہیں نگر ہے ابرو خرمیلم لکڑی رہے  
 ہیں بلاوین آکراتری دریا میں نہائی ایک ساری سفید نصف باندھی نصف ادھی گھڑی ہو کر کھڑی  
 موج قطرہ زن کی زلف عنبرین سے قطرات آب مثل گوہر نایاب تنک رہے تھے اس  
 نے قطرات کو طرف آگ کے پھیکا ایک ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا خوب برسا آگ کو بچا یا چکا اس مقام



دیا تھا جو کے سے کھل کر جوش محبت اسدین گند کا قفل کاٹا اس وقت خانہ جنگی ایک سہن وہ اوج صاحبقرانی  
 رہا تھا بہادری آنکھوں سے اشک حسرت جاری باغبان بھی دعائیں کر رہا تھا کہ دروازہ قید خانہ کا کھلا  
 دیکھا لکھ موج قطرہ زن بقرار اندر گنبد کے پہونچی بہار و خیر کی زبان سے سوزن نکلا اسد کے  
 ہاتھوں سے چمکریان پائون سے بیڑیان کاٹیں نشان پر تھکریوں کے آنکھیں ملنے لگی بقراری میں گریو  
 وزاری کرنے لگی قدموں پر اسد کے گر کے بوسہ دینے لگی یہ اشعار حقیقی کے پڑھنے لگی اشعار

|                                 |                                    |                                    |
|---------------------------------|------------------------------------|------------------------------------|
| میں سینہ فزونی اور دوستان حصار  | ناید نرفته ماند این راز آشکارا     | مار اچو موم بگداخت این آتش محبت    |
| تا چند باشد دل درین سنگ نثار    | مردم و گردش چرخ رحی نکور برا       | تا کے تو ان بہ دشمن صاحب دلاں حصار |
| مستی و نگدستی بدنام خلق سازد    | یا طرز شہ چہ نسبت درویش و پادشاہ   | کشتی عمر بکشت و در بحر ناامیدی     |
| مخمل کہ بازیم ویدار آشکارا      | حاصل نشد جو کہ کامی ز تیر تدبیر    | تدبیر را گذارم گردن ختم قضا را     |
| گذشت موسم گل شد ناله ہائے بلبل  | تا کے خبر ابستی یا ابہا اسکارا     | بر یاد رفت در غم یاران ذخیرہ عمر   |
| باشد گردش چرخ فرصت دہشدار       | خسرو زبانه بکشد و چشم بگمرا        | دور نامہ سکندر احوال ملک دارا      |
| یاران بہ زم مشرت مخفی نگوی محنت | یا عافیت چہ کار است درویش و پادشاہ | رور و کر اسد غازی کے جسم سے        |

قید و سکی بہار و غیرہ کے کہا اب سب صاحبو کو یک نکل چلیے میں جا کر کہی تدبیر کروں یہ نیکار ان سجون کو  
 اور حروانہ کیا آپ طاؤس پر سوار ہو کر پسینے پسینے طرف قلعے کے علی شہنشاہ فیلم بیٹھا ہوا تخت پر سوچ  
 رہا کہ کینز ان موج سامنے آئیں پوچھا موج پلٹی یا نہیں کینز دن لے عرض کی وہ غم و  
 کو گرفتار کرنے گئی ہیں لہیں گھر اگر جوش محبت میں موج کی اٹھا اس خیال میں کہ ایسا  
 نہو عمر و کو گرفتار کرنے جائے عمر و اسکو پکڑ لے تو بڑی خرابی ہو اس خیال میں محنت پر سوار  
 ہو کے چلا بیچ راہ میں پہونچا تھا کہ دیکھا موج قطرہ زن طرف سے دریائے شہرنگ کٹاتی  
 ہے فیلم نے غصے میں پوچھا کہاں گئی تھی موج گھر گئی گھما سنو کینز بھی نہیں گئی تھی عمر و کو میں  
 ڈھونڈ لیتی پھرتی ہوں فیلم کو گمان ہوا تھا کہ میں نے حال دریائے شہرنگ کہا تھا یہ وہیں سے  
 آتی ہے ایسا سنو ہا کر دیا ہو موج کا نام تو بڑا اکھا او ظالم تو میرے قتل کے درپے ہر کشتی کا  
 قریب دریائے شہرنگ کے آیا دیکھا گنبد شکست آتش سحر بھی ہوئی ٹاپو میں ایک چوکا دیا  
 ہوا صاف ظاہر ہے کہ ابھی کوئی سحر کر کے گیا ہے غصے میں پوچھا کہ اگر بد نصیب تو نے ان بکورا ہا کو



موانع نے کہا میں حضور میں یہاں آئی بھی نہیں نیلم نے کہا اچھو کری تو جھکو دیوانہ بناتی ہے دیکھا ہی  
 حال کھلایا گیا کہ نیلم نے چوکے سے خاک اٹھائی اسکا پتلا بنایا دودانے ماش کے نار کے کہا بتلا  
 تو کسکا سر ہے پتے نے صاف کھدیا موانع قطرہ زن نے یہاں کھڑے ہو کر سحر کیا سب کو  
 رہا کر دیا اب تو نیلم نے موانع کی شکین باز صین یہ کہتا ہوا بچلا کہ مارے کوڑون کے کھال  
 گرا دو نگار یاے شیرنگ سے دو کوس راستہ طے کیا تھا دیکھا ایک نخل کے سایہ میں  
 افراسیاب جاو کھڑا ہر نیلم تخت سے اتر آیا سلام کیا افراسیاب نے بوجھا ارے گدھے  
 اس امیر میں نے کیا کیا نیلم نے کہا حضور اس ظالم نے سب در بند فتح کرا دیے بہار وغیرہ کو  
 میں نے پکڑا تھا گنبد آئینہ میں ہے جا کر قید کیا تھا اور سو اسے اسکے میں نے کسی سے مفصل حال نہیں  
 کہا اسنے جا کر اسی سکور رہا کر دیا اب اسکو قتل کر ڈالو لگا افراسیاب نے کہا میں نے اور باقی  
 میں یہاں کا سب حال دیکھا اسی واسطے آیا کہ دشمن کو قتل کروں موانع تخت پر ہے نیلم  
 افراسیاب سے کھڑا باتیں کر رہا ہے باتیں کرتے کرتے افراسیاب نے کہا دشمن شاہ نیلم دیکھو  
 وہ ابر تیرہ وتار اٹھا شاید شہنشاہ لاپھیں وغیرہ آتے ہیں موانع تخت پر بڑی ہوئی زندگی سے  
 اس سوچ ہی ہے کہ اب ظالم مجھ کو بے جا کر قتل کر لگا ہاے دیدار سے اس کے محروم رہی دیکھو انجام  
 کیا ہو حضرت عشق نے کیا فرادہ کھایا اس بلامین پھنسا یا مگر نیلم کہنے سے افراسیاب کے پٹ  
 افراسیاب نے حلقہ ہاے کندہ گئے میں ڈال کر فرو کیا مگر بہر عیاری نیلم ارے کر کے پٹ  
 عمرو نے تھراق سے جباب بیہوشی افرو کیا سم مہر عیاری و شنگ بجز لاری و قطب فلک فخر  
 گزاری کرتے کرتے اور بیہوشی ماری نیلم کی زبان میں سوزن دیا موانع کی زبان سے  
 سوزن نکالا موانع قدموں سے خواجہ کے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری اب یہ مجھ کو زندہ  
 دھچکوڑتا میں نے اسد و بہار کو رہا کیا اب اسکو کیا کیجیے گا عمرو نے کہا میں ابی اسکو قتل کروں گا  
 موانع خزانے لگی کہا خواجہ یہ بلاے روزگار ہے اسکا قتل ہونا دشوار ہے یہ ذکر تھا کہ ملکہ بہار  
 باقبان و فیرامع اسد نامدار جو دریاے شیرنگ سے رہا ہو کر چلے تھے اس گنبد میں نال و  
 اسباب بہت تھا ایک بار گاہ روز بختی مکی بہار و باقبان نے اندسارے آتش فشان تیار کیے بارگاہ  
 اسپرادی اسوقت آکر پہنچے دیکھا کہ موانع قطرہ زن و خواجہ عمرو شہنشاہ نیلم کی شکین باز دوسرے



میں یہ سب سرداران نامدار عمروئے آکر ملے بارگاہ استاد کرانی اسد کو لاکر نکل شوکت پر بٹھایا سب سرداران  
 اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے نیلم کو ستون سے باندھ کر ہوشیار کیا نیلم نے دیکھا سوانح قطرہ زن پہلو اسد  
 صف شکن میں جلوہ نما ہے تمام سرداران نامدار بیٹھے ہیں عمروئے آواز دی اے نیلم قہر نے قدرت خدا کو  
 دیکھا کیونکر تجھ کو ہمارے قبضہ میں کرادیا ہمزہ ہے کہ سامری جہشید پر غت کر طلسم کشا سامنے  
 موجود ہے قدم کو بوسہ دے نیلم نے بہ قہر و غضب طرف اسد کے دیکھا سوانح پر نگاہ فر ڈالی اشارہ  
 کیا اگر زبان سے سوزن نکل جائے تو مال کون بکو قتل کر دے یہ شکر اسد نے کہا نا تا جان  
 اس سیاہ قلب کو قتل کیجیے یہ کبھی اعانت نہ کریگا قوت بازوی افراسیاب ہے یقین ہے اس کے  
 قتل ہونے سے افراسیاب کا کیجہ بھٹ جائے یہ کلمہ اشارہ کیا بیابان جادو تیغہ پیکر کے اٹھا  
 شانہ پیکر کے کھینچا بیرون بارگاہ لایا آواز دی اے شہر یار یہ حکم اول ہے کیا ارشاد ہوتا ہے یہ بڑا ساحر  
 جلیل افراسیاب کا قتل ہے اس کے قتل ہوتے ہی ہوشربا میں تھک بڑھ جائیگا بیابان نے گردن پر  
 اس سرکش کی کوئلے کا خط کھینچا اسد نے حکم تائی دیا بیابان تیغہ پیکر کر بڑھا قریب ہے کہ حکم ثالث  
 نے فضلے کا رنگہ گھزار جادو شیر نیلم اڑی آسمان پر جاتی تھی چار سو جادوگر ساتھ ہیں اسی فکر  
 میں یہ بھی نکل تھی دیکھ شہنشاہ زیر تیغ ہیں وہیں سے کوئلے کی گری بیابان کا سر زخمی ہوا  
 گھزار نے بہار دکھائی زبان سے نیلم کی سوزن یا بہار و باغبان بھی اسباب سحر پیکر اٹھے نیلم پر  
 چہار جانب سے سحر کیے اسد نامدار نعرہ کر کے چلے باغبان نے سینہ سپر کیا کہا حضور اپنے کو بچائیں  
 ایسا ہنودنمون پر کوئی زوال آئے پاس کوئی شے ایسی نہیں ہے کہ جس سے سحر ٹا شیر نوک اب نیلم  
 نے نین ہلا دی سپر سحر کر دیا وہ زخمی ہوا مہار نے کئی گدڑے مارے ہمارے گھزار کو جلا دیا باغبان  
 نعرہ کر کے گھزار پر جا پڑا گھزار نے نیچے سحر کھینچا باغبان سے تلوار چلنے لگی باغبان نے مکر کو بتا کہ  
 سر پہ ہاتھ مارا گھزار کے دو ٹکڑے ہوئے اب نیلم گھبرا یا ہر چند کہ ساحر زبردست ہے باوہ  
 کبر و مخوفت سے ست دیکھا سب کا قتل ہونا دشوار ہے ایک مقام پر اسے سحر کیا آندھی سیاہ  
 اٹھی بہار و باغبان اندھیرے میں ستر شکرانے لگے اس تاریکی میں یہ سیاہ رو کوئلے کے گرا  
 اسد غازی کی کرین نیچے دیا دل میں سوچا جیکر اسد کو قتل کر دے ان سب پر لشکر کشی کر دے نگاہ آخر  
 یہ سب کمان جائیگے بعد عرصہ دراز باغبان و بہار نے سحر کی تاریکی کو دفع کیا دیکھا نیلم اسد کو لینگا



سب سردار قبر و غضب تمام طرف قلعہ کے چلے عمر و بدو اس ہو کے بھاگا لیکن نیلم اس کو لیے ہوئے  
 جاتا ہے اثنائے راہ میں توبی کی آواز اسکے کان میں آئی کہ کس غضب کا لہر کوئی بجارہا ہے نیلم  
 بقیار ہو گیا زمین پر آ کے دیکھا ایک لڑکا نہایت حسین شہزادی پیرا بن پہنتے ہوئے گاتی بندھی ہوئی  
 ہاتھ میں لوہے کے کڑے ایک ماریاہ کا مقابلہ کر رہا ہے جب یہ توبی بجاتا ہے ماریاہ بلبلا کے بل میں  
 ہلکتا ہی دم کے بھل کھڑا ہو جاتا ہے کچھ مثل تابہ آہنی ہر مرتبہ اس لڑکے سے چوٹ چلتی ہے لڑکا رومال کے  
 کروتیا ہے جب اسکا بچپن پڑا رومال جلنے لگا لڑکا چھوٹ جاتا ہے نیلم ہنگامہ دیکھ کر گھبرا گیا کہا اے  
 لڑکے اس اٹھی سیاہ سے اپنے کو بچا یہ وہ اٹھی ہے جسکے سایہ سے آدمی پانی ہو کے بچ جاتا ہے لڑکے نے  
 کہا اے شہشاہ مرانی فرمائیے میرے باپ دادا سب اس کے ہاتھ سے مارے گئے ہمارے خاندان  
 میں طلاق مرقوم ہے کہ جو اسکو مارے یا گرفتار کرے تب سرگردہ قرار پائے معاوضہ خون بزرگان  
 بھی لینا ہے اگر آپ کو میرے حال پر رحم آیا ہے میرا جھولا اور پٹارہ رکھا ہے میں اس پر حملہ کرتا ہوں اگر  
 پنجہ قابض ہو تو میں نے اس ہودی کو بیا اگر جو کا لڑکھڑا کر گریہ احسان ہو گا ہماری پٹاری میں سرخ  
 ڈبیا ہے اس میں ایک بوٹی ہے اسی میں زہر مرہ بھی ہے فوراً وہ ڈبیا کھول کر بوٹی منگو میں  
 دیکھے زہر ہر مقام زخم پر لگا دینا وہ زہر چوس لیگا میں فوراً ہوشیار ہو جاؤں گا صرف  
 اتنا احسان کافی ہے اتنا کہ وہ لڑکا شل خلع جو الہر لجا تا ہوا ماریاہ کو لجاتا ہوا بڑھا قریب  
 پہونچ کر رومال دکھایا ماریاہ نے وار کیا ہاتھ پر کاٹا لونڈا لڑکھڑا کر گرا ماریاہ بھاگ کر غائب ہوا  
 نیلم بقیار ہو کر دوڑا دیکھا چاند کا ٹکڑا سیوش پڑا ہے پٹارہ کھول کر ڈبیا نکالی جیسے ہی اسکو کھولا  
 اس میں سے بیوشی اڑی اسے کھمکھ بیوش ہو اغرہ ہو اسمم ہر سپر عیاری ہمارا وغیرہ بھی اگر ہو چے  
 اسد کو قبضے میں کیا چاہا نیلم کو گرفتار کرین زمین شق ہوئی سنہرا تپلا پیدا ہوا نیلم کو اٹھائے گیا ملکہ  
 مواج قطرہ زن ہمراہ ہے اس عیاری سے یہ نفع ہوا کہ اسد غازی کو رہا گیا اب قصد ہوا کہ قلعہ  
 نیلو فر پر لشکر کشی کریں ملکہ مواج قطرہ زن کے ستر یک ہوئے سے بارہ ہزار ساحران نامی  
 مطہج اسلام ہوئے وہ بھی ہمراہ ہیں اب منظور ہوا کہ برسر قلعہ نیلو فر لشکر کشی کریں یکایک اندھنی  
 سیاہ اٹھی پردہ ظلمات کا نمونہ معلوم ہوتا تھا زمین تھرائی ہزار ہا تھل تھل کر گرے فبار زرد بلند ہو ملک بیا  
 وغیرہ اس فبار سے گھبراہٹ میں نفس و نفس مجیدہ سے صاف ظاہر تھا کہ نفس عیاری میں مبتلا ہیں ہر چیز چاہتے تھے



سحر کرین اس قبار سے بھلکین ممکن ہوا اس قبار کی تاثیر سے سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش سب سرد  
 خاموش اسی قبار میں حیران و پریشان بیدست و با بلائے آسانی میں مبتلا ٹھہرے ہیں کہ نعرہ ہونم ملکہ مہر  
 گلگون پوش یہ وزیر اعظم شہنشاہ نیلم ہے اس حیرانی پریشانی میں مع اسد سب کو گرفتار کر لیا عمر و  
 توالبتہ کلیم و طوحو کرکل گیا اور کوئی ساحر و غیر ساحر نہ مکمل سکا نہ ان گلگون پوش نے ان سب کو  
 تخت پر ڈالا لیکر اپنے باغ میں انکی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ موارج قطرہ زن دختر شہنشاہ  
 نیلم ساحر زبردست ہے جب اسے آند قبار دیکھی اتنا ہکا کر کے بھی کہا تھا کہ اے بہار و غیرہ بچو مہران  
 گلگون پوش ساحر زبردست آتی ہے یہ ملعونہ زمین ہلا دیگی بہار و غیرہ نہ سنبھل سکیں مبتلا سے بلا ہو میں موارج  
 قطرہ زن اسی جوش و خروش میں غرق زمین ہو گئی دور جا کر کھلی اک درہ کوہ میں جا کر ٹھہری بخوبی سمجھ  
 گئی ہے کہ مہران گلگون پوش انکی اسکا سختی نہیں جاتا سرداران نامی کونج اسد کے گرفتار کر کے لے گئی  
 یہ حوصلہ نہ رکھ سکے اب پر جا پڑے دل پر جب کیا فراق اسد میں سختی اٹھائی درہ کوہ میں آکھیں دیکھا  
 مہران گلگون پوش ان سب کو لیے ہوئے اپنے باغ میں آئی لکھ بہار و باغبان قدرت و  
 سخاوت کا کل کشا و بیابان جاو و غیرہ چالیس سرداران نامی سامنے مہران کے استاد  
 ہیں مہران نے سب کو سمجھایا اور یہ بھی خوف ہے کہ معشوق افراسیاب ساحران ہوش ربا میں انتخاب  
 ایسا ہوا اسکے قتل میں افراسیاب دانگ ہو میرے پھنسا نیکی تدبیر ہو ساری مشقت ضائع ہو پس  
 وہ بہار کو سمجھا رہی ہے کہ کتنی ہے اہل ملک عالم آپ منظور نظر شہنشاہ عاجزا ہیں آپا طاعت قبول کیجیے میں  
 آپ کو خدمت میں شہنشاہ کی روانہ کر دوں بہار و باغبانی ہے جو مجھے ہو سکے قصور نہ کر ہمارا اٹھا  
 کر تا غیر ممکن ہے یہاں تو یہ ذکر ہے کہ مہران نے بہار و غیرہ کو زیر تیغ بچھایا ہے باغ میں نیگل بچھو  
 چاہتا ہے نیلم کو ایک نامہ مہران نے لکھا کہ اے شہنشاہ میں نے سب سردار و کوکپور لیا اب سرکاٹے روانہ  
 کرتی ہوں نیلم نے گہرا کہنظر جادو کو مع بائیس ہزار فوج کے روانہ کیا اور دیکھا کہ اسے مظفر جہانک ہو  
 بہار کو بچا نامظفر بھی چلا۔ دو کلمہ داستان افراسیاب گزارش ہوتے ہیں کہ یہ باغ سیب میں بیٹھا  
 جو بادشاہ آیا اسکو موت دریا نے نیل روانہ کیا یقین کامل ہے کہ لاپھیں وغیرہ طرف دریا نیل کے قصد  
 کریں کوٹار ان سحر نے خبر سوچائی کہ بہار و غیرہ مع اسد داخل چاہے نیلو قریب درہ نہ چاہے نیلو قریب درہ نہ چاہے  
 یہی خبر ایک طرف لے گئی کہ آج مہران گلگون پوش نیلم کی دیر داری نے بہار و غیرہ کو بچھو لیا اسی باغ میں



قتل کیا چاہتی ہے افراسیاب اس سوچ میں بیٹھا ہے کہ آسمان سے لکہر گلتا پیدا ہوا نہایت زور شور سے  
 وہ ابرا کو سر باغ سیب لہرایا حیرت بھی برائے ملاقات افراسیاب آئی ہے حیرت ابرا کو دیکھ کر کھڑی  
 ہو گئی کہا اے شہنشاہ میرا فرزند شہنشاہ شوکت بیٹا نیرنگ غنا صورت کا آہو بچا بڑا ساحر زبردست  
 ہے یہ ذکر تھا کہ شوکت جادو مع ساحل ہزار ساحران زبردست کے لکہرے ظاہر ہوا افراسیاب کو اگر  
 سلام کیا حیرت نے لکھے گیا بہت رویا کی کہا میرے باپ اور چچا نیرنگ و گیزنگ باحق سے جن لوگوں نے  
 قتل ہوئے مجھے بتائیے میں ان کو قتل کروں سنا میں نے کہ دادا جان بھی قتل ہوئے ان کے  
 خون کا بدلہ لینا ہے حیرت نے کہا اے فرزند اب آئے ہو دو چار دن ٹھہر و جلدی نہ کرو برسر مسلمانان  
 لشکر کشی ہوگی تم بھی چلنا شوکت چہار جانب دیکھنے لگا گلشن محبت کو بہار سے خالی پایا گھبرا کر پوچھا  
 جھوٹی خلا امان کمان ہیں نام بہار شکر حیرت کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہا اے نور نظر ہیں کیا  
 ہماری دشمن ہوئیں اب آج کل اسد کو لیکر چاہ نیلو فرمین براے مقابلہ شہنشاہ نسیم گئی ہیں حمران  
 نے گرفتار کر لیا اپنے باغ میں قتل کیا چاہتی ہے یہ شکر شوکت گھبرا کر کہا خاوجان بڑے غضب کی بات  
 ہے آپکی ملداری میں ملکہ بیمار قتل ہو جائیں اور ہم زندہ رہیں مجھ کو تو انھوں نے گودیوں پالا ہے علم و  
 کمال سے آگاہ کیا آپ مجھ کو نشان دین میں انکو ابھی سمجھا کے لاتا ہوں حیرت نے کہا اے نور نظر وہ ہو  
 دشمن جاتی ہیں کبھی عتقار اکندہ انین کی شوکت نے کہا حضور وہ آپ کے دربار میں آکر رہیں اتنا  
 کی نازک مزاج ہیں آپ نے غرور سلطنت کیا ہوگا انکو ناگوار ہوا انھیں گین ہمیشہ سے بات پر جان قی ہیں  
 میں انکا پرورش کردہ ہوں میں مثل بھجو ٹوٹے جا کے سمجھاؤنگا مہر پر سی سے آگاہ نہیں فاصل انھوں نے  
 مجھ کو عزت و آبرو عطی کی سحر بھی انھیں کے رنگ کے کرتا ہوں آخر افراسیاب نے فرمان لکھ کے  
 شوکت کو دیا مضمون یہ تھا کہ اسے حمران گلگون پوش شوکت جادو ہمارا عزیز قریب حیرت و  
 بہار کا بھتیجا فرمان لیکر آتا ہے جس طرح چاہے بہار کو سمجھائے تم دخل نہ دینا شوکت جادو فرمان  
 لیکر چلا اس وقت پہنچا کہ بہار زیر تیغ بیٹھی ہیں گل سا چہرہ اوداس آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے شوکت  
 بڑے زور شور سے آکر پہنچا حمران کو فرمان دیا اپنی بارگاہ استادہ کرائی بہار کو جھک کر سلام کیا اور  
 کہا اے مادر صربان یہ حال کیا ہے میں سمجھ گیا بی حیرت صاحب غرور سلطنت کیا ہوگا میرے ساتھ طسم حیا یہ  
 میں چلیے اپنے قدیم ملک میں تشریف رکھیے افراسیاب آپ کو کیا کام اگر سلطنت کی خوشی ہے اپنے ملک میں



حکم رانی کیجئے کوئی آپکا ہمسرہ نہیں ہے بہار نے کچھ جواب نہ دیا شوکت نے کہا میری بارگاہ میں چلیے  
 مہران نے جو روکا شوکت نے کہا فرمانِ قہر ہے صاف صاف تقویٰ ہے اپنی مادر مہربان کو باطنیان  
 سمجھا نیگے مہران فرمان پڑھ کر خاموش ہوئی شوکت نے سوزنِ زمان سے بہار کی نکال لیا اور  
 بہ اعزاز و اکرام اپنی بارگاہ میں لایا مقامِ صدر پر بٹھایا یا بعد باندھ کر کھڑا ہوا یہ منت سمجھانے لگا  
 بہار حجاب سے کچھ جواب نہیں دیتی مگر مظفر جادو و فراتہ فیلم جو بائیس ہزار فوج سے چلا اسوقت  
 آگے ہو چکا ہوا کہ جو بارگاہ شوکت میں دیکھا ڈانٹا کہ اوجھو کرے تو نے یہ کیا غضب کیا جلد بہار کی  
 مشکین باندھ کر اٹھو دے شوکت خود دو جوان شعلہ جوالہ مظفر پر جا پڑا گولا مارا مظفر نے کاٹا  
 مظفر کے بہت سے سرداروں کو شوکت نے مارا بہار کھڑی دیکھ رہی ہے مظفر نے بڑھ کر  
 شوکت کو زخمی کیا شوکت جادو بڑھ کر اے زمین پر گرا تبے اختیار سمجھ سے نکل گیا اے مادر  
 مہربان جھکو بچا ہے بہار کو تاب نہ آئی جھپٹ کے گلدستہ مارا گلدستہ پھٹا بھول برتنے لگے ہوا سرد  
 چلنے لگی مغلان فینچہ نے سمجھ کھوئے درخت و ہدی میں آئے مظفر بھوت ہو بہار نے بڑھ کر بدھی لگی  
 میں ڈالی مظفر نے ہاتھ باندھ کر عرض کی اے ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہے جو ارشاد ہو بجا لاؤن میں مطیعِ فرمان  
 ہوں بہار نے کہا اے مظفر شہنشاہِ فیلم کا سر لاؤ یہ سنتے ہی بڑ پرواز پیدا کر کے بھاگا مہران نے  
 اور قیدیوں کا انتظام کر لیا اسد وغیرہ اسی کے قبضے میں رہے بہار نے شوکت کو اٹھایا ہوا اور  
 پد سوار کیا قریب باغِ مہران صحراے سبزہ زار میں آکر ٹھہری شوکت کا علاج کیا کہا اے  
 فرزندِ تجھے دیکھا افراسیاب و ہماہیمان افراسیاب یہ سب بڑے نامصفت ہیں افراسیاب  
 نے تمکو فرمان دیا فیلم نے مظفر ایسے نالائق کو روانہ کیا انے یہ فساد برپا کیا رتبہ نشانی کا ذکر نہیں  
 کیسی آبرو کی فکر نہیں اسد و عمر و فلک اساس رتبہ شناس دینِ حقیقی کی اسوجہ سے میں نے  
 اطاعت کی شوکت سمجھانے سے ملکہ بہار کا مطیع ہوا اگر بہ سببِ زخم کے لڑنے کے لائق نہیں ہو  
 کہا مادر مہربان آج شب کو تامل کیجیے زخمِ میرا صحت پائے کل چکر مہران کو مارین گے میانِ فیلم اپنے قلعہ  
 نیلو فرمیں بیٹھا ہے کہ لشکر میں لڑے ہو انیلیم گھبرا کے بارگاہ سے ٹکرا مظفر جادو نے تمام لشکر میں تھکوا دیا  
 بارپنے ہوئے بھولا جاتا ہے نامِ فیلم نیکو گایان دے رہا ہے جیسے ہی فیلم کو دیکھا تیغہ کھینچ کر جا پڑا کہا بیٹیا  
 میں تیرا ہی سر لینے آیا ہوں فیلم نے ہتھے میں گولا مار دیا مظفر کا سر چھٹ گیا ساعت والو ٹھکو



بھی اسکے قتل کیا مننگ جادو کو بلا کر کھ دیا مع حمران جادو قیدی کو لیکر ہمارے قلعہ میں آکر یہ سکر  
 مننگ روانہ ہوا دیکھا حمران جادو سب قیدیوں کو لیکر بیٹھی ہے ہمارے واسطے افسوس کر رہی ہے  
 مننگ حکم نیلم سے سب قیدیوں کو محنت پر ڈال کر مع حمران کے سمت قلعہ نیلو فر کے روانہ ہوئے  
 لیکن موانج قطرہ زن جو درہ کوہ میں پھپی تھی اسکی نگاہ پرٹی کہ اسد و باغبان کو مننگ  
 حمران یہے ہوئے جاتے ہیں اب نہ آئی سحر کر کے جا پڑی ایک کے ٹکڑے اڑا دیے کئی سوسا حرو کو مار ڈالا  
 قصد ہوا باغبان درعد و برق وغیرہ کو پھر ملاوٹ مننگ جادو پر تو گولا مارا کہ اسکا سر  
 پھٹ گیا حمران نے جب دیکھا کہ موانج میرے روکے سے نہ رکے گی تو اسنے خاک قبر  
 جمشیدی اڑائی موانج بیہوش ہوئی حمران نے موانج کی زبان میں سوزن دیا اب جو کچھ اسکے  
 ہزاروں ساحر مارے گئے خود بھی زخمی ہوئی ہے شام ہو چکی اسی مقام پر بارگاہ استادہ کو لائی قیدیوں کو  
 عسکری اپنے سرداروں کا علاج کرنے میں مصروف ہوئی ایک عرضی جملہ حالات کی خدمت شہنشاہ نیلم  
 میں روانہ کی کہ لونڈی اس مقام پر فروکش ہے آپ کی صاحبزادی کو بھی بکریا صبح کو لیکر حاضر ہو گئی  
 ساحر نامہ دار ادھر چلا قضاے کار میں سیر میاری اک درہ کوہ میں بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک ساحر جاتا  
 ہے تو دو تہا کا تختہ شکل صرصر آواز دی بیان جانے والے فلاٹھ جادوہ ساحر نامہ حاضر صرصر کو دیکھ کر  
 اڑ آیا عمر و نے حال پوچھا نامہ دار نے تمام کیفیت بیان کی کہ ملکہ حمران گلگون پوش کے سب  
 سرداروں کو بکریا موانج قطرہ زن بھی قید ہے میں نامہ لے کر بخدمت شہنشاہ نیلم جاتا  
 ہوں عمر و نے حجاب مار کے اسکو بیہوش کیا لباس اتار لیا درہ کوہ میں اسکو ڈال دیا اب  
 رنگ روغن میاری کا کھال کے جو صورت منظور ہوئی بنا کر سمت لشکر حمران روانہ ہوا میان  
 حمران کو بہار و شوکت کے محل جائیگا بڑا افسوس ہوا موانج قطرہ زن کو گرافار کر کے  
 بڑی آبرو پائی موانج سے کلام سخت کر رہی ہے کتنی ہے ای ملکہ ظلم آپ دخترت بارگاہ شہنشاہ  
 ہن آسمان جلالت کی ماہ ہیں آپنے مسلمانوں کا کیوں ساتھ دیا افسوس ہے کہ آپ کو قید کر کے  
 خدمت نیلم میں لے جاؤں کیا شہنشاہ کو قلعہ ہوگا آپ سرکشی موقوف کریں میں حضور کو رہا کر کے  
 بچوں موانج نے جواب دیا لکھ جان نام اہل اسلام پر تشار ہے تو غیر خواہی مکر ہمارا سکاٹ کے  
 روانہ کر دے یہ ذکر تھا کہ گنہ گین حمران کی روٹی ہوئی آئین عرض کی حضور مبارک ہو خاتون محل



غنشاہ ملکہ حیرت جادو و تہذیب لاتی ہیں۔ مہران بڑا استقبال ٹھی دیکھا حیرت جادو و تہذیب  
 تخت اڑنا ہوا آتا ہے مہران نے جھک کر سلام کیا تخت میں بارگاہ میں اگر آتا پوچھا کیوں مہران  
 ہماری ہمشیرہ کے ساتھ کیا کیا مہران نے تمام کیفیت آمد شوکت بیان کی اور کئی مظہر ظاہر  
 کی ملکہ حیرت نے کہا افسوس ہے اس وقت شہنشاہ نے اوراق دیکھے مجھ کو نقش جمشیدی دیکھو  
 کیا کہ یہ نقش جسکو دکھا دو گی اسکے دل پر نقش محبت جے گا اطاعت کرے گا مہران نے عرض کی حضور کو  
 اختیار ہے ان سرکشوں کا اطاعت کرنا دشوار ہے حیرت تخت سے اٹھی سامنے ملکہ مواج  
 قطرہ زن و رعد و برق و برق لامع موجود تھے انکو نقش جمشیدی دکھایا آکھین ہمارے  
 بالین تاکہ کابل بھی دکھایا اشارہ تھا کہ منہ شہنشاہ اوج عیاری فوراً اطاعت کرو میں تلواریں  
 آیا ہوں فوراً مواج و رعد و برق و برق لامع قدموں سے ملکہ حیرت کے پٹے لگے گماہم  
 ملک خواران قدیم ہیں خداے نادیدہ کے سجدہ کرنے سے قلب ہمارے سیاہ تھے اس وقت قلب  
 روشن ہو گئے عمرو نے ان چاروں کی زبان سے سوزن نکالا قصہ ہوا اسد وغیرہ کو بھی رہا  
 کروں وہاں شہنشاہ نیلم بیٹھے بیٹھے گھبرا یا اوراق جمشیدی دیکھ کر سر بیٹھ گیا مصاحبوں نے بھی  
 خیر تو ہے نیلم نے کہا غضب ہوا عمرو بھوت حیرت و مبار مہران گلگون پوش میں بیہوش گیا جسکو  
 قتل کیا جا رہا ہے یہ لکھ اٹھا اس وقت اگر ہو چکا کہ ساحران مذکور کی زبان سے سوزن نکل چکا  
 قصہ ہے کہ شراب پلا کر سب کو بیہوش کروں گلا بیان شراب کی آپکی ہیں کہ آسمان سے نعرہ ہوا  
 مہران ہوشیار ہوا یہ حیرت جادو و تہذیب ہے ساربان زادہ پر گزرتا کہ مہران بیٹھی تھی کہ  
 عمرو و گلیم اوڑھ کر نکل گیا مواج و رعد و برق لامع صدا سے نیلم سر غرق زمین ہو گئے نیلم  
 غصے میں کانپتا ہوا زمین پر آیا مہران سے کہا خیر تو ٹھہری یہ ہے کہ طسم کشا میں رہا ہوا جو باقی ہیں  
 انہیں کو غنیمت جانو میں قلعہ نیلو فر میں چل کر انکو قتل کروں عمرو کو خود تلاش کروں گا بغیر اپنی جستجو کے  
 حصول مطلب نہوگا اس وقت اسد و سرداران باقی ماندہ کو سخت پر ڈال کر قلعہ نیلو فر میں لایا  
 سرداران کو اسد ایک قید خانے میں مسلسل کر کے مقید کیا مہران گلگون پوش و گھمسان  
 کیا مطمئن ہو کر بیٹھا ہے وزیروں نے صلاح دی ان کی مقتلات کی شہنشاہ طسم ہوشربا کو اطلاع کرنا  
 و لازم ہے نیلم نے اس وقت عرضی لکھی نیزنگ اپنے مصاحب خاص کو دی کہ یہ عرضی لیکر حضرت شہنشاہ



کہنا حضور چاہے نیلو فریاد ہوتا ہے بہار و شوکت و مواج در عدد و برق لایع قید سے  
 نکل گئے عمر و میاریاں کرتا بھرتا ہے اب میں خود فکر میں نکلوں گا آپ بھی تشریف لائیے اپنے ماسنے  
 علم کشا کو قتل کیے نیزنگ جاو نامہ یک چلا شمشادہ انج میاری مواج و در عدد و برق و برق لایع کو لیکر  
 درہ کوہ میں آگئے عمر و نے دیکھا مواج بہت بیقرار ہے کتنی ہے خواہہ اپنے ہم کو نہ باکیا ہوتا علم کش  
 کی رہائی واجب و لازم تھی عمر و نے کہا آپ لوگ اسی درہ کوہ میں ٹھہریں میں سمت قلعہ نیلو فر  
 جاتا ہوں خدا افضل کرے تو اسکو چھڑاتا ہوں یہ نیکر خواہہ درہ کوہ سے نکلے بصورت سدا  
 ایک مہر امین پہونچے دیکھا اک ساحر اڑا ہوا چلا آتا ہے عمر و نے آواز دی بھائی ذرا ٹھہر جاؤ نیزنگ  
 ٹھہرا عمر و نے پوچھا بھائی کہاں جاتے ہو تمام سرحد چاہے نیلو فر میں غدر پڑا ہے تم اس طرح پر  
 پڑے پھرتے ہو ایسا نہو عمر و بلوائے جنگل میں جا کیا ساحرون کے لاشے پڑے ہیں ساربان  
 زادے نے جسکو جہان پایا مار ڈالا نیزنگ نے کہا میں شمشادہ نیلم کا نامہ لیکر بخیرت افریاب  
 جاتا ہوں شمشادہ کو منظور ہے کہ اسکو قتل کرے یہ شکر عمر و گھبرا یا اور نیزنگ پر اپنا رنگ جما یا  
 ہاتھیں کرتے ہوئے چلے ایک مقام پر فاض پا کے حلقہ ہائے کندارے جبابا کے بیوش کا نیزنگ  
 کو کنارے ڈال دیا نامہ لیا اسکی پشت پر طرف سے افریاب کے جواب بھی لکھا صرصر کی شکل  
 بکر قلعہ نیلو فر میں آئے نیلم کو سلام کیا جیوت وہ نامہ ہاتھ میں دیدیا نیلم نے وہ نامہ پڑھا طرف  
 افریاب کے مرقوم تھا کہ ابھی اسکو قتل نہ کرنا بدولت اگر سبکو گرفتار کر لیتے نیلم نامہ پڑھا  
 مننے لگا کہا اور ساربان زادے دھوکے کے وقت ہو چکے جب تو نے نیزنگ کو راہ میں بیوش  
 کیا میں نے تدبیر کر رکھی تھی بیرون نے مجھکو خبر دی تھی کہ نیزنگ پکڑا گیا عمر و بصورت صر  
 آتا ہے یہ سنتے ہی عمر و نے جست کی نیلم نے سحر کیے خواہہ گئے نیلم نے پکڑ لیا ہوا کہ عمر و  
 پکڑا گیا نیلم نے عمر و کو ہتھکڑیاں بیڑیاں نہ ہا میں مہراں لگائیں پوش کو ہاکر حکم دیا لو ملکہ اس  
 لنگار کو بھی قید خانے میں لے جاؤ بیوشار و نیلم عمر و کو لیکر قید خانے میں آئی عمر و قدموں پر  
 مہراں کے گڑبڑا کہا اے ملکہ عالم اب میں بہت مجبور ہو چکا نیلم ایسا بیدار مہر میں نہنیں  
 دیکھا میری صفائی کرو مجھے جل کے نیلم کے قدموں پر گرا دو میں اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کروں گا  
 صررخ و فیو کو بھی گرفتار کرادو گا میری قدر کریں تو ایک دن میں لڑائی فتح کرادوں شکر مہر خ کو شل



قتل قدم مٹا دوں تو کو سلطنت طسم ہوشربا دوادون تا طسم نور افشان عہداری ہو جائے  
 مہراں خوش ہوئی پاس عمرو کے بیٹھ گئی باتین کرنے لگی عمرو نے باتون میں لگا کر حساب مارا  
 مہراں ہوش ہوئی عمرو نے مہراں کو سوزن دیکر زمیں میں رکھا سوہن سے ہتھکریان  
 بیڑیان کاٹین مہراں کی شکل بتاے ہوئے پاس شہنشاہ نیلم کے آیا کہا شہنشاہ ذرا تھیل  
 میں چلیے اسوقت میں نے ایک خبر وحشت اثر پائی ہے نیلم گھبرا کے اٹھا خواجہ اسکو تھیل میں  
 لائے کہا حضور میں نے سنا ہے کہ صاحبقران لڑتے ہوئے اپنے نواسے کی جستجو میں آتے ہیں کہ  
 نور اچھے دیکھے میں جا کر دریا میں پھینک اؤں ایسا نہو یہ کہ اسسر کوٹے نیلم اور صاحبقران  
 منکر گھبرا گیا بھولی سے کہ نکلا کہ مہراں نقلی کو دیا عمرو نے جام بریز کیا کہا حضور نوش فرما میں  
 کنیز کہ کو بھینک کر حاضر ہوتی ہے نیلم شراب پیکر ہوش ہوا عمرو نے چاہا نیلم کا سر کاٹ لون  
 کہ زمین شق ہوئی ایک شیر زمین سے نکلا دھڑ دھڑا مار کر عمرو پر چلا عمرو تو گھبرا اڑو کر بھاگا  
 شیر نے نیلم کو ہوشیار کیا جب یہ اٹھا شیر نے کہا اے شہنشاہ آب کو ساربان زادہ قتل  
 کرنا تھا تو غائب ہو گیا آپ کو ہوشیار کیا نیلم غصے میں اٹھا کہا میں ابھی جا کر ساربان زادہ  
 کو تلاش کرتا ہوں یہ لکھ رہے کہ قمر و غصب تمام تلاش عمرو و مہراں چلا کوئی تین کو س قلعے  
 سے چلا عتارہ میں نیلم نے دیکھا کہ ملکہ مہراں گلگون پوش ایک قتل سے بندھی کھڑی ہو  
 نیلم گھبرا کر اتر آیا مہراں کو کھولا دیکھا مہراں گھرائی ہوئی ہے نیلم نے پوچھا کیوں قوت بازو  
 ساحرہ شہجو تکو بیان کئے لاکر باندھا مہراں رونے لگی کہا اے شہنشاہ ساربان زادہ نے  
 دم دیکر کھڑا کیا زمین میں بند کیا وہاں کا حال آپ سے کیا ظاہر کروں سامری جمشید کسی ایسے بند  
 کو عمرو کی زمیں میں نہ پہونچائیں یہ شعبہ کسی کو نہ دکھائیں ہزاروں نوڈیان عمرو کی کالی  
 صورت سخت زبان بدعت کرنیکی عادی ہر طرف سے جوتی پیزاں مادر پدر کا ہر جقدار زمین میں  
 لوگ رہتے ہیں اٹھ پر عمرو ہی عمرو کہتے ہیں سحر بھول گئی عمرو نے زمین سے نکلا کہ بیان خیرت  
 سے باندھ دیا کتا تھا امامت کرو نوڈی کب ماتی ہے سحر بھول گئی ایک حرفت بھی یاد نہیں ہے  
 نوڈی کسی کام کی نہ رہی نیلم نے کہا نگہراؤ میرے کھو سکھاؤ نگا خدمت میں افراسیاب کی  
 لے چلوں گا آب دیدہ سحر سے منلاؤنگا مہراں نے کہا میں تو کیر ہوں اب سرکار پرورش فواینگے



تو میری آبرو بھگی ٹیلم نے بہت تسکین دی تخت پر اپنے بٹھا لیا کہا میں تلاش میں ساریاں اس کے محل  
 تھا مہران نے کہا اچھی تو مجھ کو سمجھا رہا تھا آپ کی آمد دیکھ کر ہلکا گیا نیلم نے کہا اے مہران اچھی تلک  
 تو میں اپنی حفاظت میں مصروف تھا حفاظت تو بخوبی کر لی اب کوئی مجھ پر دست انداز نہیں ہو سکتا  
 اب وہ سحر کو لگا کہ جہاں عمر ہو گا دوڑا چلا آئے گا تو پاؤں پائے سب کو قتل کرونگا مہران  
 بھی نیلم سے بیٹھی بیٹھی باتیں کرتی ہوئی قلعہ نیلو فرمیں آئی نیلم نے دیکھا کہ مہران  
 خائف بہت ہے ساحرون کو دیکھ کر بہت ڈرتی ہے کبھی کہتی ہے اے شہنشاہ کالی کالی نوڈیا  
 مجھ کو مارنے آئی ہیں کبھی کہتی ہے بچے پر سوار ہو گئی نواڑہ کھیلو گی ٹیلم سمجھا رہا ہے دوہر میں مہران  
 نے قیامت برپا کر دی کبھی اٹھی کبھی بیٹھی کبھی روئی کبھی ہنسی کبھی کسی کا منہ جوڑا عادی کبھی کسی کو  
 طمانچہ مار دیا نیلم سبے کہتا ہے یار وسافت کو وہ زمین میں خواجہ کی قید رہی سحر بھول گئی  
 یہ باتیں بدہنسی میں کرتی ہے اب میں آج سیدہ سحر تیار کرونگا جیسے سے نلادونگا یہ سب باتیں  
 موقوف ہو جائیں گی انھیں باتوں میں عیار طرار تیرا عظم بعد گشت چہار داگ عالم کے کاشا نہ  
 مغرب میں پہنچا کہ شعلے بازو پر سے کھولی شہنشاہ ماہ تابان تخت فلک نیلو فرمی پر جلوہ  
 فرما ہو انیلم نے براے اعتباط اپنی بارگاہ میں ہلنگ مہران کے لیے بچھوایا نیلم شراب پر کھڑے  
 بد سوافتنہ خوابیدہ بیدار ہوا مہران نقلی یعنی خواجہ عمر و اس مورے قناریت لئے ہیں  
 کہ تو بے ہی چکے اب منظور ہوا نیلم کو بھی گرفتار کروں اس سیاہ قلب کو دو دن زمیں کی سیر  
 کروں یہ سوچ کر اپنے ہلنگ سے اٹھے لہجہ میں بیہوشی رکھ کر قریب نیلم پہنچے قصہ ہو کہ  
 بیہوشی دیکر اس کو بیہوش کروں جیسے ہی خواجہ کا سایہ چھ کھٹ پر پڑا چھپر کھٹ گر پڑا ایک پایہ فسخ ہوا  
 حوائی کی آواز آئی ایک سنہری پتلی چھپر کھٹ کے پائے سے نکلی ہان ہان کر کے عمر و کے  
 لپٹ گئی ہر چند خواجہ نے چاہا اپنے کو رہا کرین پتلی نے ہاتھ نہ چھووا شہنشاہ نیلم کو بیدار کر دیا  
 اب جو شہنشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا میرے سحر کی پتلی عمر و کو کھڑے کھڑی ہے اسی پتلی نے مخدوم خواجہ  
 ہاتھ پھیر دیا رنگ روغن بھی اڑ گیا نیلم غصے میں اٹھا پتلی کو آفرین کی عمر و کی شکین باندھیں ایٹام  
 قلعہ میں باڑ ہوا کہ عمر و بلا کا عیار ہے رات کو بشکل مہران آیا شہنشاہ بیچے عمر و گرفتار ہوا نیلم  
 عمر و کو کشتان کشتان بیکر بارگاہ میں آیا و زرا امرامع ہوئے سب نے کہا حضور جو سر گرہ



شکر بین سد و عمر وہ آپ کے قبضے میں آئے اب افراسیاب سے اطلاع نہ کیجیے ان سب کو دیر کھینچے  
 وائی کا خاتمہ ہو جائیگا انھیں دونوں کی ذات سے یہ آفتیں برپا ہوں اگر قید کر کے روانہ کیجیے آپ کی  
 صاحبزادی رعد و برق برقی لامع کو قید سے نکال لے گئیں بی بہار و شوکت بھی اک باغ میں  
 موجود ہیں وہیں بڑے بڑے لنگے اس شہنشاہ کو اطلاع بھی نہ کیجیے فوراً میدان خونی کی تیاری ہو یہ  
 اسے شہنشاہ نیلم کو پسند آئی حکم دیا میدان خونی کی تیاری کیجاے عمر کو بھی سلسل کیا  
 اسے نامہ الکومع ساحران قیدی کے بلوایا اس وقت بیرون قلعہ نیلو فرسیدان خونی آراستہ ہوا  
 جلداران خرس طینت ہیون خلعت خرس ہائے باد یہ ملاقات افسر شکر جہالت و آراکش و تسکے کش  
 و چشم کن کل سباب سیاست مہیا ہوا دارین واسطے ان سرداران کے استادہ ہوئیں شکر  
 کو کمر بندی کا حکم ہوا بارہ لاکھ ساحران عذار ملازمان شہنشاہ نیلم کمرین باندھ کر حاضر ہوئے  
 اجراع علم انہوہ خلاق ہر سمت یہی چرچا ہے طلمس کشا کو موت کھینچ کر لائی عمر و ایسا قتل ہونا  
 بعض نے کہا سد بان زادے نے بڑا غضب کیا عیار یونکا تار باندھ دیا صرصر بنکر عیاری  
 کی حمران کو لے بھاگا حمران کی صورت بنکر درخت میں ٹپکا اگر شہنشاہ اپنا انتظام نہ کرتے تو کوں  
 پہچان سکتا شہنشاہ نیلم ثانی افراسیاب سحر و ساحری میں لاجواب ہے ایسے شخص کو گرفتار کیا  
 جسے صد ہا ملک بتا دے شہنشاہ نیلم صاحب شوکت و چشم ہے سلطنت ہوش رہا کو بجا لیا  
 کیا یک ہنگامہ ہوا اسد غازی کو ارابے پر سوار کر کے لائے یہ شیر دلیر زیور آہن حیسم میں  
 رعب و دبدبہ میں رستم بن بیخوف و بیم درمیان میں ساحرون کے ارابے پر بیٹھا ہوا بھار جاب  
 اگر ان موئے مشکین زلف منہرین کبھی ہوئی گرد و غبار عارض المور پر بار و کھینچے ہوئی تلوار  
 کھینچیں رگس شہلا سانچے میں ڈھلا ہوا سراپا جمال بمثال اسد نامدار کو دیکھ کر ساحران فدار  
 نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیے ہر اک کا یہی قول ہے ماہ اوج صا حبقرانی عزوب ہوتا ہے اس  
 برش رہا میں کیا کیا رطاب بڑے پہلو اتان زبردست کو زیر کیا چاہ نیلو فر میں یہ یوسف ثانی ہے  
 یہ گرگ پیشہ دیکھیے اس شیر کے ساتھ کیا کرتے ہیں آفتاب عالم تاب شہر یاری گمن میں آیا عمر و  
 جو اسد کو دیکھا کہ ارابے پر ہے قلب تھر گیا کلیجہ سے کو آگیا جی میں کتا ہر کہ از عمر و افسوس صد ہا  
 افسوس میں نے کیا کیا کرد و کاوش کی ہو شرابا میں موت نیکر آئی تھی چاہ نیلو فر میں اگر ڈوبے



یہ سرگردانی کشتی حیات طوفانی ناخدا اے عالم بچا بیگا طوفان سے بیڑا پار لگائیگا بلک کر رو رہا ہے سردار  
 ہر ہی صندوق و ابراہیم و ملیان و سرخ سوداغبان و غیرہ زنجیروں سے سر لٹکا رہے  
 ہیں ہر ایک کا یہی توں ہے اے نیم حکو قتل کر شیر بیشہ صاحب قرانی کو رہا کر دے یہ غیر ساحر  
 ہیں تیرا کیا کر سکین گے اگر تو نے انکو قتل کیا سمجھو گے کہ قیامت برپا ہوگی انکو خنکے بہت عوام  
 ہیں نانا انکے صاحب قران عالی وقار ہیں انکے مامون جان بدیع الزمان گرد لشکر شکن طلسم  
 خورشید نگار کو فتح کر کے چل چکے ہیں وقائع میں تحریر ہے چند شیران وقت نبرد نے طلسم ہو شرابا  
 کا قصد کیا ہے ایرج و جوان نور الدہرین بدیع الزمان قاسم عالی شان یہ سب سردار نامی ممالک  
 ہو شرابا پڑتے بھڑتے آتے ہیں تیری سلطنت کو مٹا دیگے خاک چاہ نیلو فری اڑا دیں گے نالیم تخت پر بیٹھا ہے  
 کتا ہے کیا میں کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہوں صاحب قران سینگے انکو بھی یو تین قتل کر ڈالو گا اسم اعظم  
 بند کروں گا میں آپ مست کوہ عقیق جاؤں گا یہ لکھ جلا دون کو اشارہ کیا جلا دون نے عمرو اسد کو کیا  
 اولے سے اتار ازمیر تیغ لاکر بیٹھا یا باغبان و غیرہ پر چندان توہم نہیں سمجھ لیم کا قول ہی خاص قلع طلسم عمرو  
 سیار پر اسد بھی بیگا رہے ان دو کو قتل کیا خار ہو شرابا مٹ گیا جلا دون نے عمرو اسد کی گردن پھٹے  
 کا خطہ باشتگیں لگانے لگے آواز دی کیون اسد نامدار طلسم کشائی کر چکے اب وقت مرگ قریب آیا رشتہ  
 حیات منقطع ہوا ساغر عمر لمون ہو گیا چھلکا چاہتا ہے جو چھو ہو س ہو بیان کرو اسد نے جلا دو کو جھوٹن یا  
 کہا کیا بیوہ بکتا ہے مردان عالم کین مرنے سے ڈرتے ہیں نام جرات پر مرتے ہیں اگر ایک نام دیکھو گے  
 گرفتار کر کے قتل کیا کیا افسوس ہے ایک تردد رہا پڑ بھڑکھڑا کرین بزرگوں کا نام روشن کرین تقدیر نے نہجا ہا  
 یہ آرزو میچے کہ اس بارہ لاکھو میں برق شمشیر چمکتی لاکھوں کو قتل کرتے پڑ بھڑکے مرتے ہمارے نعش  
 کے گرد ہزار ہزار سردار دیکھا کھیت ہوتا دیکھنے والے کہتے کسی سور کا لاشہ پڑا ہے دشمنوں کے  
 دل میں ناصور پڑتا لیکن جو مرضی پروردگار کی بندہ مجبور و ناچار ہے یہ فاکر انکھوں میں آنسو بھرتے  
 طرف آسمان کے دیکھ کے بیکار لٹھے اور خاق بیل و نہارا ی بانی نور و قلمت یکہ و تنہا ہے وعدہ لا شریک ہی  
 بدیع السموات ہے رفیع الدرجات ہے مرتبہ ہلاکت سے بچائے ہاتھ سے ساحر و ن کے نجات لے  
 تیرے نزدیک سب آسان ہے بندوں پر ہم وقت تیرا احسان ہے یہ لکھ اسد رو دیا گرد ہزاروں جلاوگر  
 کھڑے ہیں غلغلہ ہے جلد قتل کروں گی جھوٹیوں میں پھر بھڑکھڑے ہیں کہتے ہیں حکم سامری



جمشید ہے جو ان لوگوں پر ایک وار کرے گا سامری اسکو ثواب عظیم دینگے اس خیال سے ہر کسی ہاتھ پر ایک ایک حربہ کر کے ہزاروں نکواریں علم نیزے اٹھائے ہوئے مشتاق ہیں کہ جلا دیا تو اسے سرکٹ کے گروہ ہم بھی بڑھکر حربے لگائیں ثواب حاصل ہو قتل سے طسم کشا کے تسکین دل ہوا سد و عمر و وغیرہ نہ ہو پھر اسہو کہ دعا کی باب اجابت دایا ہوا و عاقبول ہوئی سعادت حصول ہوئی زمین نحرانی رعد و برق و برق لامع و موج قطرہ بن سے نکلا رعنہ چیخ ماری برق کوک کر گری اور برق لامع نے زلف شطرنج کھولی موج قطرہ زن نے ہزاروں کو مار کر پہلے عمر و و اسد کو مارا کیا عمر و نے اٹھتے اٹھتے محل سمندان کا بازو ہراسد کے باندھ دیا اسد نے لغزہ کیا لغزہ اسد

|                         |                           |                           |
|-------------------------|---------------------------|---------------------------|
| اسد صفت شکن شاہ عاجیناب | سم بسکہ سرکوب افراسیاب    | یل پلتن نامور قاندار      |
| نقر کردہ شیر پروردگار   | اسد شمسوارم کہ در روز جنگ | بدرم دل شیر و چرم پلنگ    |
| شہنشاہ نام آورد کامران  | اسد شیر دل ابن صاحبقران   | اک سوار کہ مار کو رکب لیا |

نکواریں یک مجمع ساحران پر جا پڑے عمر و نے بھی اٹھتے اٹھتے لغزہ کوہ شکاف کیا لغزہ عمر و

|                             |                                                        |                             |
|-----------------------------|--------------------------------------------------------|-----------------------------|
| عمر و ہون میں عیار صاحبقران | مرے مکر سے کاہتا ہے جہان                               | تراشندہ ریش کفار ہون        |
| نایتیکا سکار عذار ہون       | مرا تیز رفتار ہو کر قدم                                | حباصٹو کرین کھائے ہر ہر قدم |
| اڑاؤن صبا کے بھی میں ہوش کو | پناے مری گرد با پوش کو                                 | دوندہ جہان گرد و طراہ ہون   |
| جہانگیر عالم کا عیار ہون    | حقۃ تشبازی مارا کئی سونار یونکو جلا یا برق لامع نے جھک |                             |

باغبان وغیرہ کو رہا کیا باغبان نے اٹھتے اٹھتے چند سرگرزے مارے پتھر رسنے لگے بہت سنگدل مرے قیامت پر پا ہوئی نیلم نے دیکھا چند عرصے میں ان ساحران نامی نے لاکھ ساحر مار کر ڈال دیے کوئی اسے مقابلہ نہیں کر سکتا موج قطرہ زن اسد نامدار کی رکاب پر ہاتھ رکھتے ہوئے رہی ہے نیلم یہ گستاخی دیکھ کر جلیگیا لٹکا راکہ اوگیسو بریدہ تنگ خاندان کیا میں اس بلوے سے ڈروں گا چشم زدن میں سب کو قتل کروں گا اب نیلم سنبھلا سحر کرتا ہوا بڑھا کبھی باغبان کے سحر کو مٹا یا کبھی تبار پر جا پڑا اصندان و ابراہیم غیر ساحر ہر مقام پر سحر میں ساحر و نیکے پھنس جاتے ہیں اسد اگر اپنے سردار و نکو بچاتے ہیں انکے اوپر ثواب سحر تاثیر نہیں کرتا کہ بازو پر بندھا ہو لٹکی گھٹن ہو رہی ہے میں گرمی جنگ ہے پھولوں کی خوشبو آئی ہو اٹھڑی جلی پھولوں نے آنکھیں



کھولیں غنچہ ہائے گل مسکرائے درخت و جہین آئے سب نسر اٹھا کر دیکھا ملکہ بہار جادو زلیورین  
 پھولوں کے لدی ہوئی شوکت جادو تخت پر سوار بطور سپہ سالار لشکر ملکہ بہار دور سے جہیہ ہنگام  
 دیکھا کہ اسد نامدار پر یورش ہے وہ شیر نہنگانہ و پلنگانہ رستمانہ جنگ کر رہا ہے تلخ لے سنبھل کر ایسے  
 دو چار سر کے گرد عدد برق و برق لامع زخمی ہو سہار گلدرستہ لیکر جاڑی شوکت لوجوان  
 تلو انکھنی کر خیم ساحران میں گھس پڑا اتنا صوف بہار نے کہا اے نور نظر مارے افسر طر رہے ہیں حرکت  
 کو دیکھو بارہ لاکھ پچھڑ کس شمشیر زنی کر رہے ہیں لیکن طلسم کشا کا کوئی کچھ نہیں کر سکتا ہمت تن چشم  
 بنے ہوئے ہیں اس لڑائی میں سب طرح کی فکر ہے اپنے سردار و مکی بھی فکر لیتے ہیں ساحر و نکو جواب بھی  
 دیتے ہیں ایسے رفیق پرورد صاحب لیاقت افسر کو مکن ہونے میں بیٹا انکو بڑھکڑ بچاؤ شوکت  
 مجمع عام میں گھس پڑا اگر لے کر لے گئی سے ساحر مارے شوکت کی فوج بھی آڑی لڑائی کا اسد  
 کے خاتمہ تھا آنے سے بہار کے پھر رنگ جمافصل کی کیفیت شوکت جادو کی شوکت اسد کی  
 حرکت بہار نے گلدرستہ مارے چمنہائے طولانی تیار ہوئی نزار و مکے قلب لٹ لکھ دیو اندوار سر کرانے تھے

سامنا ہر اکاٹھون ہر برسات میں  
 آبرور کھ لیجو اچھم تر برسات میں  
 مسکیرہ زہد و نکا یار بخر تنک قلم رہے  
 میری مٹیابی کی ہونچا دھڑ برسات میں  
 چارہ بوندین خاک میری بھی جاتین اگر  
 کھولدی بہر دعا اٹھون ہر برسات میں  
 تابش داغ جگر کیو نہ زہدی بڑھے  
 سبز بہرے ہو سو کھجھر برسات میں  
 رعد کی فیلہ اپنا نالہ دل ہو گیا  
 گرے عاشق کا ہر بسکی اتر برسات میں  
 بلاہ نوشی سادہ غیر و کردہ کرنا جمال  
 آبرور کھ لیجو اچھم تر برسات میں

خوش محبت بہار بیچ غل گالے تم غل  
 ہم فیرون کو نہیں ہر کا کھر برسات میں  
 زارہ مغرور کا ڈھبے جا کھر برسات میں  
 جام مے کا دوزلہ اچھل کتا ہے کب  
 اس میں تھا او ابر کیا تیر افر برسات میں  
 آہ نہ مین رافشان کیو وقت کی شب  
 دھوپ ہو جاتی ہے اکثر تر برسات میں  
 لاکھ کھ ہو اے کھچھو نین ابلے ہیں ہم  
 نگیا نکالی گھاؤد و دھکر برسات میں  
 سیر کر اس تک پہنچے ہو سمندر بھی اگر  
 پی رہے ہیں ہم بیان جن مگر برسات میں

عاشقان بہار و جہین جھو متھرتے ہیں مثل شرابہ کی گرتے ہیں ہا بہار  
 ہا بہار کے نالے ملید ایک ایک عاشق تن درد مند ہو اے سرد چل ہی ہا بہار اگر بعد برق برق لامع کوئی بھلا مواج



بھی انتہائی زخمی ہوئی تھی بہار نے اپنا دھڑ بڑ رنگین بچا لڑ کر سر میں مولا ج کے باندھا گویا کہ لڑائی پر بندھو  
 مولا ج کو بھی جوش آیا کہ کڑک کڑک کر گرنے لگی سیکڑ و نکو ڈوبو دیا اسکے سر سے کبھی پانی برسنا کبھی خشک  
 پیدا ہو کہیں نہ رہائی نہ ہاروں بے آبرو ڈوبے چاہ نیلو فرہین قیامت برپا ہے نئی بات ہے چاہ میں  
 دریا بہہ رہا ہے شہنشاہ سلیم نے قیامت برپا کر دی لشکر سے سحر کر تا ہوا نکلا جھوٹی میں ہاتھ ڈالا جو بردی  
 دکھائی روئی کا گالا بلند ہو اکابر سرخ لہر اکرا آسمان پر آیا دلہ بڑ کا گر جا خون برسے لگا جیہ قطرہ پڑا مینا  
 ہو گیا مولا ج نے آواز دی اے ملکہ بہار اپنے کو بچاؤ میری بیانی میں فرق آیا قلب تھرایا جھک کر کچھ  
 معلوم نہیں ہو تا بہار نے کئی گلدستہ ابر پر مارے گلدستے تیار ہر نہ پہنچے جگہ زمین پر گرے ان فطرات  
 خوف نے صد باخل پھولوں کے ساختہ بہار جلد ایسے شوکت بھی انتہا کا زخمی ہوا اس ابر نے سب کو  
 نابینا کیا سب قرار ہو کر چلا تھے اہالیان لشکر شوکت قتل ہونے لگے سب کو زندگی سے یاس ہوئی  
 بقیرار ہو کر اپنے پیدا کرنے والے کو پکارنے لگے اسد نامدار پر بلوہ ہونے لگا سلیم نے اشارہ  
 کیا اے نامردو ساحرون کو میں نے نابینا کر دیا اب تو ہوش میں آؤ آنکھیں کھولو بلوہ کر کے  
 اسد کو پکڑ لو اندھوں کو مارو لاکھوں ساحر وغیرہ ساحر اسد نامدار پر لوٹ پڑے یہ شیر دلہر چند کہانتا  
 کا زخمی ہو اسی صولت و شوکت سے لڑ رہا ہے کبھی مولا ج کو بچا یا کبھی بہار کے قریب آیا کبھی  
 باغیان کو سنبھالا اس آمد و رفت میں صد ہاتھ کھائے تمام جسم فوارہ تنگیا گورا گورا جسم ترن  
 سے چھن گیا القین تھکا لڑنے لڑنے تھوڑے گریو لگا ساحر بے لڑے گرفتار کر لینگے عالم پس میں  
 طرف آسمان کے دکھکھیکار کر اے خالق لیلو ہمارے پروردگار تو ہی اس بلا سے آسمانی بچا یا گیا

|                                 |                                 |                                |
|---------------------------------|---------------------------------|--------------------------------|
| تو کوئی نہ آئیں کہ در پنج و تاب | دعا کے کندہ من گم مستجاب        | چو عاجز رہا بندہ داغ و نام ترا |
| درین عاجزی چون بچا نام ترا      | دیگر کس کی کو نالہ و مارا تو بے | من پیش کہ ناام کہ مرانیت کسے   |

بقیرار ہو کر جو اسد نے دعا قبول ہوئی برق چمکی دیکھا سب ملکہ لعل سمندان عاشق  
 جمال اسد لہو جوان و ملکہ ماران زمین کن واسر اصف شبنم بڑے زور و شور سے آکر پہنچیں  
 ایک طرف سے لغو ہوا منہ شہنشاہ کو کبک

|                          |                         |                       |
|--------------------------|-------------------------|-----------------------|
| منم مالک ملک افنون گری   | منم راج سکہ ساحری       | منم صاحب شوکت و عوجاہ |
| دیرو قوی پنجہ انجسم سپاہ | منم گوہر کبر جاہ و جلال | منم آفتاب سپہر کمال   |



جلالت شعار فریدون شہ  
قوی دست و بازو و رستم شہ  
ملقب القاب رستم شہ  
لعل سخندان و ملکہ اسرار و ماران زمین گمن جو اگر گرن ابر کے  
حال سے آگاہ نہ تھیں اسی طرح ہوئی قریب اسد آئین اس ابر سے جو چند قطرات غمی گرے انکی بھی  
بینائی میں فرق آیا لیکن گوکب رستم شہ بادشاہ طلم ہوشہر افشان یہ پہلے ابر پر اگر گرا دو تین گولے  
ایسے مارے ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایک ساحر سیہ فام بد انجام موسوم بہ کوہان فیسلس پیکر  
ابر میں چھپا ہوا سحر کر رہے اسی کے سحر نے آفت بریا کی کوکب نے جو اس ساحر سیہ فام کو دیکھا  
وہ بھی مثل رعد گر جتا ہوا کوکب پر آ پڑا کوکب رستم شہ نے تلوار کو تلوار پر رو کا ہزار ہا شعلہ لے  
آتش ٹھہر کر کوکب پر گرے کوکب نے دریا دلی دکھائی پانی برساکر وہ شعلہ بجھائے تبغہ برق مثال  
کاوا کیا تیغ تڑپ کر اس کوہ پیکر پر گر اخر من حیات کو حلا دیا نامرد کے دو ٹکڑے ہوئے اس کے  
سے ہی منصوبات چا نیلو فرسب ٹٹنے لگے آندھی سیاہ اڑھی بہت سے مکان گرے کچھ باغ جلے  
دیوارین قلعہ نیلوفر کی بھرائیں بھاٹک قلعہ کا اگر خندق میں یا تو پانی جوش مار رہا تھا کھولکر  
خشک ہو گیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرانام من کوہان فیسلس پیکر بود اب نیلیم گھبرا  
کوکب نے باران سحر برسا کر ہم اسیان اسد کو مینا کیا اب جم کر تلوار چلی مرنے سے کوہان  
کے طریقے سے ظاہر ہوتا ہے کلاسی کوہان کے منصوبات چاہ نیلو فرسب ہوئے تھے مرنے ہی کو  
راستہ کھلے ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی نیلیم نے دیکھا شہنشاہ لاجپن مع ملک جہاندار شاہ  
وجہ سواران نامی مثل معمار و غیرہ عین گرمی جنگ میں آکر پہونچے لاجپن نے آتے ہی قیامت  
برپا کر دی زمین ہلادی جہاندار شاہ نے فوراً سحر کر کے برج بنایا وہ تو پین مارین تمام اہالیان  
چاہ نیلو فر کو لوپ دم کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا لاجپن نے نیلیم کو لٹا کر ادھمکام بد انجام میں لے گئے  
ساتھ کیا برائی کی بھی تو نے خزاں کاٹا افراسیاب حکمرام کو زور دیا اب سامنے آکر مقابلہ کر دیکھوں تو نے  
کیسا سحر حاصل کیا ہے لاجپن نے جو کسی مرتبہ لاکار ہر چند دل نیلیم کا اہل گیا جس مالک کی سون  
ملازمت کی عزت و آبرو پائی اسکے سامنے کیا جرات چلے کلیجہ پر پتھر پھلک سحر کرتا ہوا بڑھال لاجپن نے  
تیغہ کھینچا نیلیم برس پڑا بہت سحر کئے سر مرتبہ لاجپن خوش آئین گنبد آتش میں مخفی ہو گیا پھر برق  
شکر کلا گنبد آتش کو ہٹا یا سب سحر دفع کئے کوکب نے فوج پر گھیرا ڈال دیا لعل سخندان نے آگ



برسادی ماران واسر لے بڑھکر بڑے بڑے نامی ساحرون کو مارا لاجپن نے بے شکوت تلمس نیلم  
 بد انجام پر ہاتھ تبغہ برق تاب کا مارا اس رویا ہ نے سپر کر کو اٹھایا تلوار ٹپک کر گری سپر کے دو ٹکڑے  
 ہوئے نیلم کا سر زخمی ہوا لوٹ مار کر بھاگا شکست فاش ہوئی اس ظالم کی رستی دھانچے نہایت  
 شعبہ باد سپر پھر کی مقام پر اسکا ذکر کیا جائیگا زخمی ہو کر نکل گیا دو چار سو ساحرون نے نیلم کا ساتھ  
 دیا بے لطفی سے بھاگا جب نیلم بھاگ کر نکل گیا اہلیان قلعہ نیلوفر نے شہنشاہ لاجپن کو دیکھا رُسیان  
 شہر و وزیرانِ مملکت اگر قدم ہوس ہوئے چادر لٹنے لگی ساحران خود سہلے امان مانگی لاجپن نے بڑے  
 بڑے نامی ساحر اسد کے قدموں پر لا کر گرائے اسد نے تلوار کو نیام انتقام میں کیا الفتح و فیروزی  
 فروکش ہوئے ملکہ حمید علی الماس پوش بھی آکر سنجین قلعہ نیلوفر میں تخت طاؤسی بچھا دیا  
 دربار آراستہ ہوا لاجپن نے خواجہ کی بڑی تعریف کی کہا اے شہنشاہ اوج عیاری جہتیت  
 میں آپ فتح طلمس ہوشربا میں آپ جرات و عیاری میں کیتا میں کو کب بھی زخمی ہوا تھا یہ تو  
 وحدت ہو کر طرف طلمس نور افشان کے جلا لاجپن سے صلاح ہو گئی کہ انشاء اللہ اب سامان لشکر  
 کشتی طرف کو ہفت رنگ کے ہونا چاہیئے لاجپن نے کہا کہ اے کو کب میرا بھی یہی قصد ہے  
 لیکن ہر امر وقت پر موقوف ہے کھو بڑے بڑے تردد و انتشار ہیں کل خیر خواہان دولت  
 بقیار ہیں زبانی طائرانِ بحر کی خبر میں معلوم ہو میں کہ افراسیاب نے سترہ سو پہلوانان صفت  
 و تاجدارانِ پرفن اٹھا رہے سو ملک سے جھانٹ کر واسطے روکنے دریا کے نیل کے بھیجے ہیں  
 جمع عام ہے ہم دم وہاں بریکار ہو گئے لشکر میں جو غیر ساحرون کو خیال کرے مہین اٹھا رہا  
 امیر زادہ ہر ایمان طلمس کشادہ بارہ ہزار قزاق و صندلان صندلی پوش اگر سب غیر  
 ساحر جتنے جائیں ادلے اعلیٰ ازیر تاجوان حرد کلان لاکھ آدمی سے زیادہ نہ ہوں گے اسد  
 نامہ آریو نکرتا رہے دریا کے نیل پہنچنے لگے اسد نے کہا اے لاجپن و کو کب اسکا خیال نہ کرو  
 اس مصرع کے پابند رہو مصرع دشمن اگر قوسیت نگہبان قوی ترست : سب غلوش ہوئے  
 اس مصرع کے پڑھنے سے سب کے دل و نین قوت آگئی عرض کی اے شہر پار انشاء اللہ اسس  
 لڑائی کو بھی فتح کرینگے لاجپن نے عرض کی اب حضور دیاں ٹھہرنے کا قصد نہ کریں میں حملہ  
 سرداروں کو سخت پر سو اگر کہے مقام لشکر پر چلتا ہوں حضور بھی میں راہ میں نہ ٹھہریں



یا حضور بھی تخت سحر پر ہوا رہیں اسد نے کہا آپ لوگ چلے میں شکار کھیلتا ہوا آتا ہوں ساحرون کا میرے ساتھ کوئی کام نہیں ہے پر درگاہ عالم معین و مددگار ہو انشاء اللہ میں بہت جلد شکار سے خیر و خوبی واپس آتا ہوں صرف برق اور بیس ہزار غیر ساحرون کو ساتھ لیا شکار کھیلتے ہوئے چلے سابق میں خدمت ناظرین و آلہ کین میں گزارش کیا تھا کہ نور الدہسہوں بدیع الزمان گردشگر شکر شکر قریب کہ ظلمات خورشید رشتہ ضمیر کے لشکر سے لڑے تھے زخم داری میں انکو مرکب نکال لیا گیا اک سبزہ زار پر اگر گرایا اس حوالی کا حاکم قیلاب قوی ترکیب برائے سیر قلعہ سے نکلا ہوشی میں نور الدہسہ کو اٹھالایا پہلے تو صورت دیکھ کر بہت خوش ہوا تھا کہ شاید اس جوان کو مال کے واسطے قزاقوں نے زخمی کیا اسکا علاج کر ڈینگا ایسا ملازم بنا ڈینگا لشکر کا اپنے افسر کردن کا جب قلعے میں لایا اور ٹانگے لگائے دیکھا اُس نے ہاتھ میں اس جوان عالیشان کے ایک مہر کی انگلی تھی ہے اس کو چھاپا دریافت ہوا کہ یہ جوان فرزند بدیع الزمان گردشگر شکر شکر نبیرا میر حمزہ صاحب قرآن عزیز دار طسم کشا یعنی اسد نو جوان ہے اسکو قتل کرنا واجب و لازم ہے اس بچیا نے بیرون قلعہ میدان خونی کی تیاری کی نور الدہسہ کو لاکر زیر تیغ بٹھایا قصد ہے کہ حکم اول دون میدان خونی کی تیاری ہو چکی ہے ایک دو کلمہ داستان اسد نو جوان کے جیتنگ سن لیجئے کہ برق اور بیس ہزار فوج کو ساتھ لئے ہوئے شکار کھیلتے ہوئے آتے تھے ایک منزل پر آکر فروش مجھے بارگاہ وغیرہ استاد ہو رہی ہے اسد غازی کنارے اپنے لشکر کے ٹھل رہے ہیں برق شہزادے سے دست بستہ عرض کر رہا ہے کہ لے آقا ان مقامات پر زیادہ ٹھہرنے کا قصد نفرمایا گیا کیونکہ افسر اسباب نے نہیں معلوم لشکر میں کیا قیامت پر پا کر دی ہوگی اسد فرماتے ہیں اسے خیر خواہ دولت و اقبال دے ہی خواہ حشمت و جاہ و جلال مجھے زیادہ مقام کرنا منظور نہیں ہے یہی چاہتا ہوں جہاں تک ہو جلدی ہی ہو کہ تصویر ملکہ مہرخ و مہ جبین وغیرہ آنکھوں میں پھر ہی ہے دل میل بقیار ہے افسر اسباب ہمیشہ اسی کا خوشگوار ہو کہ مہ جبین کو آزار پہنچائے اہالیان لشکر کھانے وغیرہ سے فرصت پالیں تو کمر بندی کا حکم دید و رات ہی کو کوچ کریں و متزلزلہ متزلزلہ کہے پہنچیں برق نے بھی اس رائے کو پسند کیا افسران لشکر کو اس وقت حکم پہنچایا کہ رات ہی کو آقا کوچ کریں گے اہالیان لشکر جلدی کر رہے ہیں چار گھنٹی دن باقی ہو کہ صبح



گرداوی جان نورالدین بن بدیع الزمان گردشگر لشکر شکن قیدین اس مقام کے افسر کا بھائی  
 سہراب قوی ترکیب واسطے شکار کے نکلا تھا یہ خبر سن چکا ہے کہ بڑے بھائی صاحب نے کسی  
 مسلمان کو گرفتار کیا ساٹھ ہزار فوج و لشکر لئے ہوئے جاتا ہے اثنائے راہ میں فوج ظفر موج اسد  
 شیر دل کو دیکھ کر کا اپنے ساتھ والوں سے کہنے لگا یا رودریافت کو کہد کہ یہ کس کی فوج ہے ہر کاروں  
 نے خبر دی کہ یہ فوج طلمس کشا ہے جنگ نیلوفر کو فتح کر کے طرف اپنے لشکر کے جاتے ہیں سہراب  
 قوی ترکیب خوش ہو گیا باچھین کھل گئیں کہا آج کل اقبال ہمارا لایا ور ہے ہمارے بھائی صاحب  
 نے بھی اک مسلمان کو گرفتار کیا ہے ہم خاص طلمس کشا کو گرفتار کر کے خدمت میں افراسیاب کی  
 لے جائیں گے۔ افراسیاب بہت خوش ہو گیا یہ کہہ کے حکم دیا کہ بارگاہین استاد ہون کا بدولت  
 طلمس کشا سے جنگ کریں گے زندگی سے اس شیر بیشہ صاحب قریٰ کو تنگ کریں گے صبح ہوتے ہی حکم  
 دیا کہ طبل جنگی بجاؤ برقی نے اگر اسد کو خبر دی کہ سہراب قوی ترکیب نامی ایک پہلوان آپ  
 کے مقابلہ کو اترتا ہے طبل جنگی اسی نے بجا دیا ہے اسد نے کہا ہمارے یہاں بھی فضل ایزدی طبل  
 جنگی نئے فسوس یہ ہے کہ سرفر مطلق رہا لیکن انشاء اللہ سر میدان اس کو شکست دیکر چند ساعت  
 اس میدان میں نہ ٹھہرنیکے لڑتے ہوئے چلینگے لشکر ظفر انرا اسد نامدار میں بھی تیاری ہونے لگی  
 سرداران اسد نے بارگاہین وغیرہ لہ واین میدان کارزار میں آئے ادھر سے سہراب قوی  
 ترکیب مع فوج جنگی کے میدان کارزار میں آکر صف آرا ہوا اسد کو حقیر جان کر خود میدان  
 کارزار میں آیا پکار کر آواز دی کہ طلمس کشا کون ہے اور کمان ہے آئے میرے مقابلہ کو میں خاص طلمس کشا  
 سے جنگ کروں گا اسد نامدار نے مرکب صبار قتار کو بڑھایا مقابلہ میں سہراب قوی ترکیب  
 کے آئے سہراب قوی ترکیب دیو خصال اس آفتاب جال کو دیکھ کر خوش ہو گیا دل سے کہنے لگا  
 یہ تو میری تلوار کے بار کا بھی نہ منحل ہو سکیگا گردن پکڑ کے کھینچتا ہوا اس کو سامنے افراسیاب  
 جادو کے لیجاؤنگا دل میں شہنشاہ کے گھر کرونگا قوت بازو کمال ونگا خوب ظاہر ہوا کہ یہ جوان  
 اب تک مدد سحران سے لڑا ہوگا ورنہ یہ تو ایک معشوق و لفریب ہے اس سے سوال  
 سامری پستی کردن گا اگر سامری جمشید کو سجدہ کرے گا تو میں اس کے واسطے افراسیاب سے  
 سفارش کردن گا اس کو بچاؤن گا اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن گا دل ہی دل میں خوش



ہو رہا ہے بیک ایک اپنے زور کے بل میں مثل ماریاہ بل کرتا ہوا اسد صفت شکن پر جا پڑا نیزہ چلنے لگا  
 اسد نے تنگ کر دیا چند ساعت میں نیزہ اس کا ہوائی کیا اب تو سہراب قوی ترکیب گھبراہچرے  
 پر اس کے ہوائیان اڑنے لگیں غصے میں تیغہ کمر سے کھینچ لیا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا اسد نامدار  
 نے گھوڑا بڑھا کر تلوار کو تلوار پر گناٹھا خبردار کہہ کے ہاتھ مارا رسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا  
 تیغہ اسد ٹپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹا خود کاٹ کر سر پر پہنچا سہراب قوی ترکیب  
 نے داستانہ مارا تیغہ اسد کھلی گیا اسد نے دوسرا ہاتھ مارا سہراب کے گینڈے پر پڑا گینڈا  
 مارا گیا یہ بے حیا گینڈے سے گرا ہالیان فوج دوڑ پڑے اسد نامدار دریائے نرج میں  
 غوطہ زن ہوئے سہراب قوی ترکیب کو ہالیان فوج لے کر بھاگے وہ پاتھتے ہیں اپنے  
 افسر کو لے کر بھگے جائیں ہاتھ سے اس شیر بیشہ صاحبقرانی کے امان پائین ہماریاں  
 اسد نے جم کر شمشیر زنی کی پانوں ان کے نہ تھم سکے اسد نامدار نے بڑا لر علم فوج  
 بھی قلم کیا افسران فوج مارے گئے فوج سہراب قوی ترکیب کو شکست فاش ہوئی  
 طرف قلعہ قیلا ب کے بھاگے شاہزادہ اسد نے پیچا کیا شب کو تو حکم دے ہی چکے تھے  
 بارگاہین حمیہ ہمراہ کار گزاران لشکر نے سب سامان تیار کر لیا ہوشیاران دشت نبرد گویا شکار  
 کھیلتے ہوئے جاتے ہیں سہراب قوی ترکیب کبھی ٹھہرا کبھی بھاگا فوج شکست خوردہ تھم  
 نہیں سکتی زخم سر کو سہراب قوی ترکیب نے باندھا ہے چاہتا ہے کہ فوج کو روکون وہ شکست  
 فاش ہوئی ہزار کدو کاوش کرتا ہے فوج نہیں رکتی اسد نامدار نہنگانہ پلنگانہ لڑتے  
 ہوئے فوج سہراب کو بھگاتے چلے آتے ہیں ہزار دن کو قتل کیا مال و اسباب لوٹ لیا  
 نقد جان کو غنیمت جان کر ہمایان سہراب بصد پیچ و تاب بھاگے ہوئے چلے آتے ہیں  
 اب سہراب قوی ترکیب نے ساتھ والوں سے کہا مسلمانوں کے ہاتھ سے امان ملنا دشوار  
 ہے یہ طلسم کشا بلائے بے درمان آفت روزگار ہے یہاں سے بھاگے ہوئے سیدھے بھائی صاحب  
 کے قلعہ میں چلو وہ اس سرکش کو قتل کرینگے مابعد دولت تو زخمی ہو گئے اب ہالیان فوج اس خمدار کو لئے  
 ہوئے طرف قلعہ قیلا ب قوی ترکیب کے چلے یہاں وہ وقت ہے کہ قیلا ب قوی ترکیب  
 نور الدہر بن بدیع الزمان گرد لشکر شکن کو قتل کیا چاہتا تھا کہ اسد نامدار اگر پہنچے اسی مقام پر



سہراب قوی ترکیب کو ماراجب نورالدہر ہر نگاہ پڑی اسد تو عاشق جال نورالدہر ہن جن صاحبان نے دفاتر دیکھے ہوں گے حال اسد و نورالدہر ہن پر واضح ہوگا ایسے نامے میں بھی سب داستانیں موجود ہیں اسد صفت شکن نعرہ کر کے جاڑے نورالدہر نے جو اسد نامدار کو بے عرصہ کے دیکھا خانہ زور میں آکر قید توڑ ڈالی ایک سوار کو مار کر مرکب لیا اسپر سوار ہو کر لڑنے لگے اسد بیکار ہیں چاہتے ہیں لڑ بھڑ کر کسی طرح اپنے بھائی کے پاس پہنچ جاؤں یہ حقیر بھی تحریر کر چکا ہے کہ جنگ مغلوبہ میں زخمی ہو کر نورالدہر غائب ہوئے ملکہ مخمور سرخ چشم فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر برائے تلاش چلی تھیں مکمل خان و مہران قوی باز و وغیرہ کو حکم دیا کہ آپ لوگ شکر لے کر عقب میں آئیے اب یہاں کانٹوں میں نہ اُلجھئے میں تلاش میں شاہزادے کی جاتی ہوں ایسا خود ممنون پران کے کوئی اقتاد پڑے اس وقت مخمور آ کے آسمان پر چلی دیکھا نورالدہر لڑ رہے ہیں فوج قیلاب قوی ترکیب کا بلوہ ہو مخمور سرخ چشم کو تو اور ہی کچھ منظور ہے یہ خیال ہے کہ حرز ہیکل گلے میں شاہزادے کے موجود ہے اگر یہ لڑتے بھڑتے تابہ دریائے نیل پہنچیں اور نہ ہریرہ کو ماریں تو قلب کو قوت اور روح کو حیات سب میں مشہور ہو جائے کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان گرد شکر شکن نے طلسم فتح کیا سب میرے ممنون دشکور ہوں پس اسی وقت ملکہ نے ابر گلنار سحر سے حیار کیا اس طرح کوئلہ کر گری کہ سب کی آنکھیں جھپک گئیں نورالدہر کو مرکب اٹھالیا کوئی سمجھ نہ سکا کہ کیا ہو ہوا مخمور نورالدہر کو لے کر نکل گئی ان کا ذکر وقت جنگ دریائے نیل تحریر کروں گا اسد نامدار نے بڑھ کر فوج کو درہم و درہم کر دیا ہر چند کہ فراق نورالدہر میں بہت تڑپے لیکن نہ سمجھے کہ میرے بھائی کو کون لے گیا اسی غضب میں فوج قیلاب قوی ترکیب کو درہم و درہم کر دیا قیلاب زخمی ہو کر بھاگا قلعہ بند ہوا تو بین مارین چند ملازمان شاہزادہ اسد صفت شکن اڑ گئے برق نے اسد نامدار کو روکا کہ شہر یار شام ہو چکی ہے صبح کو قلعہ کا انتظام ہوگا رات کے پوریش کرنے میں سب بندگان خدا ناحق مارے جائیں گے شاہزادہ اسد شیردل سلسلے قلعہ کے آکر فروکش ہوئے قیلاب قوی ترکیب گھبرایا کہ اب بوقت سحر اس شیردل کو کون جواب دے گا اس بے حیا کی میمونہ جادو آتشا ہے رات ہی کو اسے نامہ لکھ کر



بلوایا میمونہ سے سب حال کہا کہ طلسم کشانی مجھ کو گھیرے میں چکات میں اسکا ہم نبردین ہوں  
 میمونہ نے کہا میں برفت برسا کر سبکو ٹھنڈا کر دوں صبح کو جل کر خامتہ کرنا یہ رائے اس نامزد کو پسند آئی  
 اسباب سحر درست کیے میمونہ ایک گوشہ میں آکر بیٹھی سحر کرنے لگی لکڑا برسیاہ آسمان پر آیا لشکر اسد پر ہون  
 برسنے لگی ہر اہیان اسد جا بجا بیہوش ہو کے گرے اسد کے بازو پر اکھ لعل سخندان کا بندھا ہوا ہینراس  
 سحر نے تاثیر نہ کی میمونہ قیلاب کو اس بھر دسہ ہر نکلی کہ اب سب بیہوش پڑے ہونگے حلقے مارو میمونہ  
 اس خیمے میں گھس آئی جہان اسد نامدا بیٹھے تھے شور و شر سکر سیدار ہوئے میں قبضے پر ہاتھ ڈالکر  
 اٹھے میمونہ نے کہا یہ جوان خاموش بیٹھا ہے میں گرفتار کر لوں جیسے ہی اسنے ہاتھ بڑھایا اسد نے  
 کھلائی تھام کر ایک تانچہ مارا میمونہ کا اڑ گیا ساتھ والو تو بیہوش آیا قیلاب نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤں  
 اسد نے بڑھکر اسکی بھی گردن لی مگر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا قیلاب ملعون مکر میں مسلمان ہوا کہا حصو غلام  
 کی دعوت قبول کرین مگر سے اسد کو قلعہ میں لایا یہ بیہوشی بلا کر بیہوش کیا آہن گردن کو پٹیا مسلسل  
 و مطلق کر کے ارا بے پرسو اور کر لیا اہالیان لشکر سے کہا اس جوان کو خدمت افریاب میں لپیلاں ارا بے پر  
 سوار کر کے لیلا ایک منزل پر اترا ہا مان جادو برائے مدد افریاب جاتا تھا اسنے خبر سنی کہ قیلاب  
 قوی ترکیب ہے طلسم کشا کو مکر سے گرفتار کیا ہے قید کر کے لے کر جانا ہے ساتھ والو سے کہا بڑھو جب کی  
 بات ہے غیر ساحر ہیوان اتنا بڑا نام پیدا کرے ہزاروں ساحر اسی فکر میں سرگرداں ہیں کہ طلسم کشا کو پائین  
 سامنے افریاب کے آبرو بڑھائیں میں اس جوان کا سر لیکر جادو نگاہ کتا ہوادر بار میں قیلاب کے  
 آیا برائے تعظیم قیلاب اٹھا ہا مان نے کہا اے قیلاب قید طلسم کشا ہمارے حوالے کر دو تم بھی جلو کو پھیلو انعام  
 دلو ادینے قیلاب نے کہا میری معذوقہ قتل ہوئی ہزاروں زندگان لات و منات مارے گئے شب  
 میں نے ایک جوان کو گرفتار کیا میں ہرگز اس جوان کو نہ دنگا کیا میں شہنشاہ کا خراج گزار نہیں ہوں ہا مان  
 تو جانتا ہے کہ قیلاب ساحر نہیں میرا کیا کر سکے گا سخت کلامی کر نیا گاہا مان نے غصے میں اسکی لے  
 مار دیا قیلاب کا سر چھٹ گیا سحر کر کے اسکی منہ کو بھی بھگا دیا اب سوچا کہ طلسم کشا کے مددگار بہت ہیں  
 ایسا نہ رواہ میں قید چین لین قتل کر کے سر لیاؤں یہ سوچا اسی مقام پر اتر میدان خوبی کی تیاری کی زمین  
 آلاستہ ہوئے اسد نامدا کو ارا بے سے اترا یہ غیر پیشہ جرات مسلسل و مطلق ہر دہری قید جم پر آلاستہ ہوا  
 ہا مان نے ارا بے سے اتار اکشان کشان اس سردار کو لیکر دیر دیر آئے اسکیا ہتھ پچا رہے برقی قہر ہوا



واسطے اسکے تڑپ رہا ہے اسد غازی سے عرض کی اسے شہر پر چاہے نیلوفر کے بھگت کی اسیدھی حافظہ حقیقی  
 نے بچایا تقدیر نے یہاں دام مکرمین بھنسا یا قریب تھا کہ ہامان جادو اسد کو داری پر تھنے قصا سے کار  
 عصفقر بن اسد نامہ اسی نہار ملازماں جو دو ملکہ قمر سپکر و ملکہ نسیم جالندی مع بارہ نہار ساحران نامی  
 تخت پر سوار دونوں معنوقین ہمراہ رہتی ہیں ظاہر حکما یون کہ قمر سپکر پر درش کردہ منہج عصفقر  
 پر عاشق ہوئی تھیں افراسیاب نے عصفقر کو قید کر کے در بند جالتدیر پر روانہ کیا نسیم نے عاشق  
 ہو کر رہا کیا جا بجا عصفقر لڑنے تھنے دافع سحر کے پاس موجود ہیں اول انگھتری مہر و ماہ و تیغ و دین  
 شنگاف واسپ باد پاشا عصفقر نے نہار ہا قریات ہو کر با لوٹ لئے زمینداروں میں جھاک چھپیں قریہ قریب  
 پہونچے کھلا بھیٹھا کر صاحب آج ہماری آپکے بیان دعوت ہے اگر اسے یہ کیفیت سامان حاضر کیا مہنا  
 ورنہ قزاقوں کو حکم ہوا انھوں نے گالوں لوٹ لیا زمیندار کو کھڑا لائے حکم ہوا درخت میں یا تھوڑے دوسٹر  
 سرجے کے لیگے ورنہ اسکی پشت پر پہونچے ہائے آہن سے سولہ گھنی بنا دوائے کانپ کر اسیدر درسیہ حاضر کیا  
 اسوجہ سے نہار ہا دیہات و قریات تباہ ہوئے جا بجا ساحر بھی ان کے ہاتھ سے مار دیئے ہمیشہ نسیم  
 سے فرمائش رہتی ہے کہ افراسیاب کا میرا سا نکرا دو میں اسکا سر لیکر باپ سے ملاقات کروں نسیم  
 انکو چھپاتی پھرتی ہوائی ہے کہ افراسیاب انکے ہاتھ سے قتل نہوگا ہر روز وعدہ کرتی ہے کہ لشکر افراسیاب میں  
 یہ لپٹنگی جا بجا جنگوں میں لئے لئے پھرتی ہے اسوقت برائے شکار نکلے تھے ملکہ نسیم نے دور سے  
 دیکھا ایک جوان آفتاب مثال زیر شمشیر بیٹھا ہے ساحر اسکو قتل کیا جاتے ہیں عصفقر اسے عرض کی  
 عصفقر جو باپ کو یہی ناکت منہ کو آگیا کیلئے تھے اگر کیا قبضہ تیغ و دین شنگاف پر ہاتھ ڈالا بوقین کیا کر  
 لشکر ہامان پر گرا قزاقوں نے زمین تلے اوپر کر دی جس میں مارے منہ کو کھولا کہ سحر کرے چھپت کر نیزہ مارا دبان  
 ساحر کی چھپیلی ایک لے قریب کہ ہاتھ ملدیا اسطرح قزاقوں لگھوڑے دوڑا اسکے متقی گرد و بلند ہر ہامان  
 ہامان فرزند قزاق اس تدبیر سے لڑتے ہیں کہ حریف ہٹکے جائے نہ باپ نسیم نے سحر کرنا شروع کیا  
 اسد غازی نے فرزند کو دیکھ کر قید لوڑی لغو کر کے اٹھے ساتھ والوں کو بھی رہا کیا برق فرمائی  
 سبھی چھوٹا اسد نے بیتابی میں آوازی اے نور نظر مدت سے تمھاری خبر میں سنتے ہیں اب لشکر میں ملو  
 لڑتے ہوئے قریب ہامان پہونچا اسد ہر ہامان نے ہاتھ ملوڑا کار اسد نے کمر میں ہاتھ ڈالا کہ ہامان  
 کو اٹھالیا جو رنگ ہوئی قلم کیا چاہا فرزند سے ملے عصفقر نے دیکھا الی فتح ہوئی بقیہ کی میں آوازی



اے قزاقان بد روید سب قزاق سمٹ کر سنبھلے غضب فوجی بہانے ہوئے نکل گئے حیدر اسد غازی  
 نے جامار کو دکن فرزند کو گلے سے لگا کون غضب فرزند نا بھڑتا نکلیا اسد لاچار لپٹ گئے ہر سیمان ہامان  
 کچھ بھاگے کچھ مار گئے اسد غازی بفتح و فیروزی مع ساتھ والوں کے جب قریب لشکر پہنچے لاکھین وغیرہ  
 قتل میں آچلے تھے طلم کشا کے نہ پہنچنے سے منتشر تھے اگر قدیم بوسی کی شوکت و نشان اگر داخل لشکر فرار  
 ہوئے شہنشاہ لاکھین و ملک اسد شاہ و جہاندار شاہ شہنشاہ کو کب و شہنشاہ وغیرہ سبتو  
 سو سردار ایک بار گاہ استاد لڑا کے بیٹھے صلاحین ہوئے لیکن لاکھین نے کہا ای باغبان اٹالا بار گاہ کا  
 لیکر اپنے کو قریب دریا سے ہفت رنگ پہنچا و صراط ہفت رنگ سے خائف رہنا اسکی فوج بڑے  
 غضب کی ہے اٹھا رہے قریہ عملداری میں کوہ ہفت رنگ کی ہے صراط ہفت رنگ کو اپنا خداوند  
 جانتے ہیں اٹھا رہے قریہ کی گمارائیگی زمین بھرائیگی ہم بھی فوج کو راستہ کہے فروزا آتے ہیں  
 شاید خدا فتح نصیب کرے قتل صراط ہفت رنگ بہت دشوار ہے اور جب تک صراط قتل نہ ہوگا اور  
 روز نامہ میگزین و دستیاب ہوگا دریا سے نیل پر اسی روز نامہ کی معرفت سیفیت استمان اقبال الملک کشا  
 ہوگی روز نامہ جبر و گیارہ صراط پر فتح پائیگی اسد نے کہا خدا مالک ہر ای لاکھین انجام کا حال درو  
 جانشاہ پہا شک پہنچنے کی کسکو امید تھی صلاحین معقول کر کے باغبان بارہ لاکھ ساحر و لسن اٹالا  
 بار گاہ اسد نامدار کا لیکر طرف دریا سے ہفت رنگ کے لیدر کو فروزا نہ ہوا اسد کے منہ سے نکلیا  
 باغبان کے ساتھ فوج کم ہے ملکہ مرغ و بہار و ملکہ لعل غنما و ملکہ ماران زمین کن اسد صفت سکن  
 حنا جابلہ سنگھال اپنے اپنے مقام سے یکسر اٹھیں کہ ہم برائے مدد باغبان جائینگے ملکہ لعل نے  
 کہا حقیقت میں صراط ہفت رنگ حاکم با اختیار ہے فوج اسکی بڑے قیامت کی ہر ماران و  
 اسرار نے کہا ہم بھی اپنی جان اڑا دیں گے سب سرداران مذکور برائے حفاظت باغبان قدرت ہنگام  
 اسد نامدار سے حکم شریک ہو کر نثارے بجائے ہوئے چلے بعد لشکر باغبان و معمار قدر و جہاندار شاہ  
 پانچ لاکھ فوج لیکر علیہ ان کے بعد شہنشاہ کو کب و شہنشاہ مع فوج روانہ ہوا ان کے بعد شہنشاہ لاکھین  
 نے ملکہ جہین کو تخت پر سوار کیا اسد نامدار لیدر جاہ و وقار نیت مرکب پر سوار ہوئے  
 ایک پہلو میں صندل ان صندلی پوش ایک جانب اٹھا رہا امیر زادے پشت پر بارہ ہزار تیز ااق  
 رفیقان قدیم شہنشاہ لاکھین ایک عقاب ہر پر سوار ہو کر لیدر کو فروزا کو راستہ کر کے چلے یہ سب لشکر



فرو آؤ اٹا ملک فتح کرتے ہوئے طرف کوہ ہفت رنگ کے جاتے ہیں کہ ذکر ان کا وقت پر تحریر ہو گا۔  
 دو کلمہ داستان حیرت بیان کوہ ہفت رنگ خبر ہو ناصر اطہر ہفت رنگ کو آنا فوج  
 قریات کا و آمد فوج مصور برائے مدد صراط و ہنگامہ عظیم برپا ہونا زریہ کوہ ہفت  
 رنگ و عیاری شہنشاہ اوج عیاری و گرفتار ہونا یا پکا سے صراط کے اور  
 قید کا جانا قصر ہفت رنگ میں و ملاحظہ سہن ادا ان و دیگر حالات متعلق داستان  
 ہذا عجیب داستان حیرت انگریز ہے ساقی نامہ مصنف

|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                             |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                 |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                          |
|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| عبت رندیکش سے قیل و قال<br>مراغیہ فکر کھلتا نہیں<br>عبت طبع بلبیل گرا سہا ہے<br>کہنے زلف سنبل کو بھی سچ و تاب<br>نیا رنگ ظہر ہوا باغ تین<br>تولا لے کلال غم سے خون ہو گیا<br>ہوا گرم چلتی ہے گلزار میں<br>یہ آنسو سبھانا سبانا ہوا<br>کہا سنبے صیا دلے بر ملا<br>ہوا باغبان کا اعلیٰ باغ میں<br>طو کندگان ممالک کوہ ہفت رنگ | کہ در پیش ہر کج رند و نکو جنگ<br>ترے دور میں چین ملتا نہیں<br>یہ ہیں بھول گلشن میں یاغیان<br>اڑا رنگ گلشن ہوا انقلاب<br>صبا لے مزخ گل پر ڈالی ہر گرد<br>جن میں جو رنگ جنون ہو گیا<br>جن آتش گل سے جلنے لگا<br>مخالف یکایک زمانہ ہوا<br>کہ ہر باغ میں بے سبب خوف و ترس<br>سراسر نگیون ہو غل باغ میں<br>نئی داستان کی مجھے فکر ہے | یلا ساقیا ساغر ہفت رنگ<br>صرای اٹھا جامے کو سبھال<br>کہ ہر صہیفہ ان گلزار میں<br>بہال جن صورت دار ہے<br>گل اشرفی کا ہے کیون رنگے رد<br>صبا لے کہا آ کے کیا باغ میں<br>ہر اک گل سے شعلہ بھلنے لگا<br>ہر اک برگ ہر بار استہار میں<br>صبا لے اڑا دی جن میں خبر<br>مخالف ہوئی اس چسپ کی ہوا<br>قمر بلبیل و گل کا کیون ذکر ہے |
|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

در ہر وان ارادہ پر حضرت سیدان جنگ داستان ہفت رنگ کو یون تحریر فرمائے ہیں شعر ہنگارندہ  
 داستان عجیب و وہ کہتے ہیں یون ماجرے غریب و صراط ہفت رنگ نہ سارہ جی شیدا ملک دریائے  
 ہفت رنگ و از دار دریائے نیل افراسیاب کا فیصلہ بر سر کوہ ہفت رنگ ایک جہہ بنا کر رہتہا  
 سات خدمتکار بر سر خدمت گزار سی و ہفت کنیز ان سامری ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے ہیں تخت یادو  
 ہنگار پر بیٹھا ہوا سرور اے ہفت رنگ کہ رہا ہر گز عظیم بلند ہوئی صراط لے لے کیا باغبان قدر نشتر کربا و گرفتار  
 پر سوار نشتر پر بارہ لاکھ سامران نامی و نامدار ایک پہلو میں ملکہ لعل خندان ایک سمت ملکہ ماران



حواس صرف شکنش پیر چار سو سرداران نامی رازداران طلمس ہوشربا ایک ایک فی سہری میں  
 پیش و کیا اٹلا بارگاہ زلفی کا اثر رہا آتش فشان پر لدا ہوا شعلہ ہائے آتش دہن کا اثر دیکھ  
 نکلے تھوڑے نکل ہائے صحر ا جلتے ہوئے اس کروفر سے باغبان دد کو سس ہٹ کر کوہ ہفت رنگ  
 سے ٹھہرا ابھی باغبان ٹھل رہا ہے کہ خدمتگار صراط کا سامنے آیا سلام کر کے عرض کی مرشد ارادے  
 ارشاد فرماتے ہیں کہ اے باغبان گلزار طلمس ہوشربا اے بانیان بنائے علم و جنابیلے لشکر ہٹا لیتا  
 کا حکم نہیں ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہاں سامری و جمشید تشریف لاتے ہیں اپنے بندگان خاص کو  
 جمال بیتال دکھاتے ہیں یہ کوہ ہفت رنگ مقام ولادت سامری ہے بزرگی یہاں کے سنگرزوں  
 میں بھری ہے باغبان نے خدمتگار کو چھڑک دیا کہا جا کر کہنا کہ اے صراط ہفت رنگ وقت جنگ  
 قریب آیا بہتر یہ ہے کہ ہمارا آقاے نامدار تشریف لاتا ہے منظور ہو کر اترتے بھرتے تاج و بیاض نیل مایہ  
 لوح طلمس ہوشربا حاصل کریں اگر لو اپنی جانبی چاہتا ہے اگر شرکت کر سکتی ہیں خراب ہوگا اپنے  
 عجائب و غرائب پر مغرور و نوعایت پروردگار سے پردہ ظلمات و جاہ نیلو فرخ کر کے آئے ہیں  
 خدمتگار یہ جواب سکر لپٹا اسرار و ماران نے کہا اے باغبان جواب تو تھوڑا خوب دیا لیکن ہوشیار  
 ہو جاؤ صراط ہفت رنگ کو یہ جواب بہت ناگوار ہو گا کہار قریات ہفت رنگ سے آیا چاہتی  
 ہے بیان بھی کر بندی ہوئے لگی صراط حجرے سے نکل آیا برسر کوہ ہفت رنگ ٹھہرا دیکھا فوج  
 باغبان سے تمام صحرا بھر گیا ہے نشان سہمے مرکب سے زمین زرد پوش دریائے لشکر کا جوش و خروش  
 خدمتگار نے لپٹ کر جواب دیا کہ حضور بارگاہ طلمس کشا لیکر باغبان آیا ہے صراط نے کہا میں اس  
 زمین پر نہ تھنے دوں گا باغبان کا قدم نہ چنے دوں گا یہ کہہ کر ایک آواز دی و نقارہ لوازاں صاحب  
 سامری شجرہ باز حاضر ہو دیکھا ایک نحیف و ضعیف نقارہ دوش پر چوب ہاتھ میں اگر ہو چا صراط  
 نے کہا نقارہ بجا دے اٹھارہ سو قریب میں خبر ہو پچا دے یہ باغی ٹھہرے بنائیں انہیں سے کوئی زندہ  
 نہ بچے ہر ایک سردار اپنی سرکشی کی سزا پائے نقارہ لوازاں وہی ساحر نحیف نقارہ کا دھڑیر رکھے ہوئے  
 چوب ہاتھ میں لیکر بلند ہو آواز دی اے عریایاں کوہ ہفت رنگ ہمیت وقت جنگ متنگ باہر  
 کر دینے کوشش نام و رنگ باید کرد باغبانوں نے سرکشی کی ہے یہ زندہ نہ بچنے پائیں یہ بکرتیں جو بین نقارہ  
 پر لگائیں ظاہر میں نقارہ چھٹا تھا آواز نے اسکی زمین کو ہلا دیا باغبان وغیرہ مسلح کھڑے ہیں کہ دیکھا



چار جانب سے گرد بند ہوئی بے حساب گنوار ٹوٹن پر سوار فرج پاسیوں کا قطار در قطار تیر کھٹے  
 ہاتھ میں کالی کالی صورتیں رنگ خاندان جم برہنہ مردائی اوتار کر گھڑیں باندھی لٹھ ہاتھ میں و تبرے  
 نیزے بھینان تلواریں ہر طرح کے حربے ہاتھ میں کئے ہوئے لبنا لینا کئے گئے ہیں اسرار و ماران  
 لے کہا اے باغبان غضب ہو اگمار آپو پچی خدا ان گنواروں کی بدعت سے بچاویہ کلمہ زبان سے  
 پورا نہو اتھا کر اٹھا رہ لاکھ دیہاتی حربہ ہائے سحر وغیرہ لیکر اگرے سیاحران نامی طائفا زور فروش سبکو  
 جرات کے جوش تلواریں کھینچ کر جاڑے گنواروں لے گئے ہی ایسے حربہ کئے کہ فرج باغبان اس  
 کے پاؤں اٹھنے لگے ماران زمین کرن اسرار جاوڑی ملکہ لعل خندان جملہ سرداران جرات نشا  
 اس لڑائی میں جان لڑا رہے ہیں ان گنواروں نے مقابلہ یہ سب جنگ یدہ صیڈ بناری لڑ رہی ہیں بالی ڈ  
 نیزہ سے سینے ملا دیئے خون کے دریا بہا دیئے نقیب پکارتے پھرتے ہیں اور مردان بکوشید تاجا نہ زن بکوشید  
 یہ میدان کا زار ہے اپنے اپنے بزرگوں کا نام روشن کرو دینا لاپائیدار ہی اسکا کیا اعتبار ہے حجاب دیا  
 سے مثال دیتے ہیں یار واسکو بھی وقفہ ہے آمد و شد نفس کا کیا بہرہ و شہیم زدن میں رشتہ جیٹا منقطع  
 ہوتا ہے بھائی کو بھائی روتا ہے باپ لے نوجوان فرزند کا سوگ کھام لے والے نے عین شباب میں موت کا  
 مزہ اچھا کر ہوا ان ملک عدم کا حال کھلا کمان جاتے ہیں کیا مقام و محبہ ہے کہ کوئی جا کر واپس نہ آیا  
 وہی راہ سبکو در پیش ہے تھوڑا سا پس پیش ہے نصیبوں نے جو یہ الفاظ عبرت آمیز کے مردان عالم کی  
 آنکھیں سرخ ہو گئیں جھوم جھوم کر دمنوں پر جاڑے لشتہ بادہ جرات میں خوب لڑے گنوار بھی مہین  
 لینے دیتے مدد چار جانب سے چلی آتی ہے ایک غول ہٹا لڑو دسر غول اڑا لڑو دو لاکھ کو جمع گنواروں  
 کے آگے لاکھوں مارے گئے لیکن چلے ہی آئے ہیں صراط کو ہفت رنگ سے پکار رہا ہے اے  
 رعایا کو ہفت رنگ اچکی جنگ یادگار ہے سامری جمشید تھاری قدر کر نیگے افراسیاب دامن دعا  
 گل آرزو سے بھر دیا ایک ایک کو نہال کر دیا گیا جانبا دی ضائع نہ ہو گی کبھی یہ آواز دیکھو دھبی کچھ اشیائے  
 سحر چھینکتا ہے اسکے سر سے زمین تھراتی ہے کھلی گ کا دریا بنا کبھی پانی برساقیامت کبریٰ برپا ہو شام تک  
 اسی طور سے تلوار چلی ہمارا ہیان باغبان انتہا کے زخمی ہوئے ہر چند کہ ان سرداروں کے پرے پرے  
 مٹائے پانی کے بہر روگے سحر صراط کے دفع کئے دسدم سحر کرتا ہے کبھی امن اپنا بھڑا کر آسمان پر  
 سچھینکا لکھائے ابرسیاہ ظاہر ہوئے وہ ابر زمین پر گر کر سر لویش ہو گئے قطرات آب چنگاریاں بگبو جنم



مردان عالم کے تیراے سحر سے چھن گئے لڑائی سے منہ نہیں پھرتے شام کو باغبان قدرت بنے  
 ملٹ کر دیکھا سب ساتھ کے ساحران زبردست زخمی ہوئے لیکن کھڑے چوم رہے ہیں بقصد ہاؤر تخیتر  
 چوم رہے ہیں کھیت میں قدم جمے ہوئے کتب جرات کو سرسبز کر رہے نام پر رہے ہیں باغبان  
 دیکھا یہ سب ثابت قدم کوئے محبت لڑے لڑے مر جائیگے قدم نہ ہٹائیں گے باغبان نے اس حال  
 پر ملاں میں سوار ہو کر گود میں اٹھایا ہوا دار پر ڈال لیا مجبور ہو کر یہ صلاح ہوئی کہ یہاں سے نکل جاؤ اب  
 قدم نہیں ہٹاتے نہایت مجبور و لاچار ہیں لڑنیوالے بالکل بیکار ہیں سحر بھولے قبضہ ہائے شمشیر ہاتھ میں  
 جم گئے تلواریں عاری سپرین روگردان سنا ہائے سبزہ گر گئیں خنجر بیدم علم ہائے فوج پرالم نام ٹکڑ کرک  
 پھر بے دامن پھیلا دیں زمین گھنار خون کا دریا بہ گیا اس دریا خون میں کشتی جیسا مردان عالم طفلان  
 موجب دریائے خون بلند ہنگام دریا سے جہات لہجہ شوکت شناسوری کر رہے ہیں جو جہان گرد اٹھ کر سکا  
 جب بالکل رات ہو گئی تب باغبان نے اٹھا بارگاہ کلاسی میدان میں چھوڑا سردار و نکولے کھاجا کو غنیمت  
 جانا فدا و جنس سب چھوٹ گیا ایک دامن صحر اکو مثل دامن مادر جاکر فرار پر قرار کیا باغبان اور میرا  
 ہے خستہ و شکستہ حیران پریشان بڑا انتشار ہے کہ بارگاہ بھی چھوٹی اے باغبان کو ہفت رنگ  
 کا فتح ہونا دشوار ہے کہ ملک جہاندار شاہ معاف و رجوع بعد باغبان چلے تھے اگر ہو کے جہا عمرار  
 نے جو باغبان کا یہ حال دیکھا سرداران صف شکن کو زخمی پایا اسکو لیکر اپنی بارگاہ میں آیا  
 زخم دوزی کی باغبان کے کماؤ شمشاہ بیلان گلر زیر صراط ہفت رنگ کا مارا جانا بہت مشکل ہے  
 میں چار پہر کامل لڑا سردار میرے ساتھ کے اس جانبازی سے سحر کر رہے تھے کہ زمین کانپتی تھی اٹھارہ  
 سو قریہ کی گھمراہی و صدمہ فوج تازہ کا سامنا گنواروں سے مقابلہ لوہے کی دیوار میں توڑیں تکبار  
 ہفت رنگ پہونچے اب حیاں ہو کر یہ سب سرداران نامی جنکو خواجہ نے اپنی جان دیکھو میطع کیا  
 یہ سب لڑ بھڑ کر جائیں گے بیہوش ہو ہوئے گر پڑے تھے جہاندار نے کہا ای باغبان میں رات بھر میں قلعہ  
 نہاتا ہوں کوہ ہفت رنگ کمیا صراط کیا چیز ہے زمین کوہ ہفت رنگ کی اڑاد و نکایہ کسمی جہاندار  
 نے حکم دیا اے مہاراج سب صاحبوں کا علاج کرو اور خود دو لاکھ فوج لیکر بڑھاتین کو کس کوہ ہفت رنگ  
 سے پیچھے ہٹ کر ایک بیٹھ میں یہ شیر اور تراسیان صراط نے جب دیکھا اہل سلام بھاگ گئے گوار بھی  
 لاکھوں قتل ہوئے باقی ماندہ سوائے اسکے اگر کچھ بچوں نے عرض کیا میرے خداوند سبکو ہٹا دیا مگر ہم میں



میں اب یہ طاقت نہیں کہ مال و اسباب جو انکار گیا اسکو قبضہ میں کرین ہم سبکو اپنی اپنی مقام پر جانا  
 دشوار ہے جو زندو کلان زخم اور جگر زخمی سلسلے کے صراط نے سالون تیلیوں سے اشارہ کیا نمونہ  
 خدمت سامری دکھاؤ ان سب کے زخم رات بھر میں صحت پابائیں سالون تیلیاں بلند ہوئیں آسمان پر  
 اگر باران سے بربایا جسکے سر پر قطرہ پڑا اسکا زخم صحت پا گیا اس طرح صراط نے نمونہ شعبہ بازی کھائے  
 ان سبکو خدمت کیا تیلیاں جو آسمان پر سے اتریں انھوں نے خیر دی ای غیسرہ خداوند در میں سے دیکھو  
 غمیں اگر اتری ہیں ملک جہاندار شاہ قلعہ بنار ہا ہی صراط نے حکم دیا خبردار رات بھر گرد کو ہفت رنگ  
 کے پھر کوئی آئے نہ پائے قلعہ نہ تیار ہو تیلیاں سالون اڑائیں رات ہو چکی تھی سالون خدمتگار صراط  
 نے پھر سے میں چھوڑے خود چھاڑے کو دابھا گا ہوا کئی سے کو س راستہ طے کر کے ضرور سر قرین ریائے  
 نیل ہو چکا دیکھا دریا جوش مار رہا ہے ابر سونی بر سر دریا و نیل سیل شکن ہزار ہا طائران غنیمت سراغ غنیمت زن مہم  
 ابر سونی جرج مار رہا ہے صدائیں مختلف آتی ہیں ترپنا ابر کا دیکھ کر صراط پریشان ہو اپردہ ہائی غفلت  
 آنکھوں میں پڑے ہیں اپنی شعبہ بازی کا غور کناری کھڑی ہو کر دیکھنے لگا سالون سر سبز اودن کو  
 پھر رخ مارے ہوئے ظاہر ہوئے صراط ہفت رنگ نے سرون کو دامن میں لیا وہاں سے بھاگ کر  
 قصر ہفت رنگ میں آیا سات منڈ ہے جو اسرات کے راستہ کے سالون سر منڈھو غیر رکھو لے  
 روز ناچا میرا لہجہ ہاتھ میں لے کر بیٹھا مشتاق ہے کہ بطور قدیم یہ سالون سر کلام کرین میں حال آئندہ خبر  
 کروں دیکھا سالون سر خاموش و صمد دراز تک صراط سر جھکائے بیٹھا رہا جب کسی سر نے کلام کیا  
 اس خود سر کو سر اس پر لٹائی ہوئی گھبرا کر پکارا اے رازداران طلسم ہوشربا شعبہ بازی ان بیٹیل دیکھا  
 کچھ کلام کرو ہم تمھاری تقریر دلپذیر کے مشتاق ہیں سر سبز و شمشاد لاجپن مقعدہ کے ہنساؤ وازی ادبے خبر  
 معرور کیا کلام کرین اب ہماری عملداری ہوگی ہمارا بادشاہ عالیجاہ مدتوں سیگناہ قید رہا کیا کیا ظلم  
 سب اب وقت فرحت و انبساط ہوا صراط وقت احتیاط پر چند باتیں کر کے سر لاجپن خاموش  
 ہو ان کلمات کو صراط نے درج روز ناچہ نکلیا پھر آواز دی صاحبو کچھ بات کرو میں تم سب کا خدمتگار  
 ہوں اہل اسلام نے لشکر کشی کی ہے اسکا انجام کیا ہو گا مقابلہ کروں یا ہٹ جاؤں کچھ ارشاد فرمائیے  
 میں تو احکام کا پابند ہوں آج خبر اودن ملک لاکھوں اہالیان قریات ہاتھ سے سرداران اسد کے قتل ہوئے  
 اتنا بڑا کھیت پڑا کہ لاشیں دامن کوہ ہفت رنگ سے اٹھ سکے سب بیچارے رولی پٹتے چلے گئے اس قدر مطیع و سب



سامری میں کسی نے دم نہیں مارا اپنے عزیزوں کے لاشے بھی نہ اٹھا سکے کیا لنگر اونکو سکین دون ملک  
 جاندار شاہ ہاشاہ بیابان گلہ قلعہ بنار ہا ہے کینزان سامری کو حکم دیا وہ رات بھر شقت کر نیکی  
 ہی قصد ہے کہ قلعہ تعمیر ہونے دون جب صراط ہفت رنگ بہت چنچا پٹا سراسر اسیاب فی بقہر  
 و غضب تمام جواب دیا و مفور وقت کلام کسیات کر نیکی اہلت ہے قریب وقت ذلت ہی چند اشعار  
 ابدار تصنیف کردہ نشی احمد عین صاحب قریب تھا ہوں اگر اسکے معنی سمجھ گا زوال سے بچیکا ورنہ زمانہ  
 کا انقلاب ہے دل تردد منزل کو بیچ و تاب ہے صراط ہفت رنگ گوش بر آواز ہوا سوسزا د  
 افراسیاب یہ اشعار عبرت آثار بڑھنے لگا نظم مصنف

بشہر خموشان گذر کر دے

یکے گفت این قبر کا دس کے

کجا ہست خفاک بدعت پسند

یو رفیم بر قبر نو شیروان

بلگفتم کہ افسوس سیار جند

بلکہ عدم یافتی تلخ و نخت

منہ دل برین دیر نایا کدار

جو دیدیم قبر شہ چین درے

وزیران لشکر نہ جاہ و شہم

روایت کند راوی خوش بیان

شدم بر مزارش بغم اشکار

بلگو اے شہنشاہ فیروزہ بخت

نہا آمد اے یار غمخوار من

بحال غریبان نظر کر دے

لحد تنگ و تاریک بالونج و غم

کہ جمشید رفت از جہان در و مند

جو آمد مرا یاد آن شہ یار

عدالت کند نام نیکت بلند

قمر طول چون کرد طور سخن

ز سعدی ہمین یک سخن یادگار

یہ اشعار بڑھکر سہزاد افراسیاب خاموش ہوا سہزاد مصنف کو

جوش خروش ہوا صدادی اے بھائی بہکو تیری بات نہ بھائی بخت دار گون نے انقلاب کیا غور نے

خواب کیا کیا بہکو تو فقیری پسند ہے جو بزرگون نے کہا ادسکی پیروی واجب و لازم ہے بادشاہ ملک کے بھی شاہ

کتے میں فقیر کا بھی لقب شاہ ہے بلکہ آسمان جلالت کا ماہ سبوا تو حال تباہ ہو کسی دیکر یہ میں جا بیٹھیں

چلکر دھونی را میں چہرے پر بھجھوت ملین ہاتھ فواشش دنیا سے اٹھالین بانوں بھیلالین ہزارا حاتمہ

بواہش تمام حاضر ہوئے جب ہماری بزرگی سے ماہر ہوں گے خاک پاٹو تیا سے چشم بنا سینگے گوشہ عات

میں پٹھکر کتبک دشمنوں سے جان بچا سینگے اسی برادر بچان برابر فنا آخر فنا سلطنت کر کے ذلت ٹھائی

خالی ہاتھ آئے خالی ہاتھ چلے افسوس انجام کی فکر نیکی باطل پرستی میں عمر بسر ہوئی جب بال سفید ہوے

زندگی سے ناامید ہوئے شب پیری کی سحر ہوئی آفتاب سر پہ آیا کچھ نہ خبر ہوئی او غافل ہوشیار ہو گیا

غفلت سے بیدار ہوئے سب کچھ سمجھا دیا آگے تجھ کو اختیار ہی حقیر مجبور و لاچار ہے یہ باتیں کر کے سہزاد



مصور خاموش ہوا اسی طرح کی باتیں عبرت آمیز حسرت انگیز شب بھر رہیں ایک فقہ بھی صراط نے  
 نہ لکھا صراط چاہتا تھا ان سروں کا دستور تھا ایک ایک سر ایک ایک دن کا حال بیان کرتا تھا ہفت  
 سال پورے بنتے کا کہ جاتے تھے ہم روز ناچہ امیر بھر بناتے تھے کسی سر نے یہ صاف صاف نہ کہا  
 کہ کل کیا ہو گا کیا ایک ستارہ سحری چمکا بیاض سحری کے ادراق کھلے ماہ تابان نے صفحہات نغمہ بیٹے دیوانہ  
 مغرب میں داخل ہوا صراط کا درق روز ناچہ امیر بھر تحریر سے معرار ہا گھبرا کر اٹھا کیا ایسا نہو نیز اعظم بلند ہو  
 قاعہ میں فرق آجائے دامن میں سرو کو لیکر بھاگا بانٹا کا پتہ منتشر بدحواس کنارے دریائے نیل کے  
 ہو بچا سروں کو دریا میں پھینکا طرف کو ہفت رنگ کے پٹا دل سے کہتا ہے اے صراط کیا رنگ ہوا  
 سو برس سے میں روز ناچہ لکھتا ہوں کبھی ورق مضمون سے خالی نہ رہا کسی سر فرسکی بات نہ کہی  
 سر اس معاملہ غلط رہا معلوم ہوتا ہے زندگی پر حرف آیا انشا غلط املا غلط شاید دفتر طلم پوش سر ہاکی برسی  
 وقت آیا میر بخشی قضا و قدر جائز الیگا پھرے نظری ہو دیوانہ عیش میں فرق آیا نقدیر کا لکھا اگلا آیا  
 کوئی نکتہ ہم نہ سمجھ سرون سے رات بھر سر مغربی رہی سر بھر گیا دیکھیں انجا خود سر کیا گیا ہوا اسی حال  
 میں بالائے کوہ ہفت رنگ آیا دیکھا ساتون پتلیاں پلنگر آئین گردین آئی ہوئی انگلیوں سے  
 قطرات خون ٹپکتے ہوئے صراط نے کہا میو خیر تو ہے آج ان ساتون پتلیوں نے کہا و نیز چشمہ آسمان  
 افسونگری کے خورشید ہم سے خوب مزدوری کرائی رات بھر ہکو مشقت کر ڈگدزی ہماندار شاہ  
 بادشاہ عالیجاہ قلعہ بنانے میں مصروف تھارات بھر اسکا سحر مٹایا یہ فوت ہوئی کہ زندگی سے بیزاریں  
 ہم دیکھ رہے ہیں کہ سامری و جمشید ہکو بلاتے ہیں شعلہ ماے آتش نظر آتے ہیں صراط نے کہا یہ بینات  
 بھر پریشان رہا سروں نے ہزاروں کے ایک دن کا بھی حال نہ بیان کیا عبرت کے کلام سنتے سنتے سر بھر  
 گیتا تھے بھی اسوقت عجب جملہ ستایا صاف صاف کہو کیا ہو گا اس لڑائی میں فتح ہو یا شکست ہو آخر  
 کیا بند و بست ہے پتلیوں نے کہا آپ نیرہ سامری و جمشید میں فتح و شکست کا حال آپ جانے  
 راز دار سامری حضور ہیں ہم سر اسر قصور ہیں صراط تو پتلیوں سے باتیں کر رہا ہو لیکن جہاندار  
 شب کو یہ دیکھا کہ میں نے دیوار دو قلعہ کے بنائے جھونکا ہو اکا چلا دیوار گڑبی شب بھر اسی مصیبت  
 میں رہا قلعہ نہ تیار ہوا صبح کو معمار نے پوچھا جہاندار پسینے پسینے دیوار میں گری پڑی ہیں ایک برج بھی  
 آراستہ ہوا معمار نے پوچھا اے شہنشاہ خیر تو ہے جہاندار نے شب کی کیفیت بیان کی کہا اے قوت



باز و اسے سردار خوشگھمی ایسا معرکہ نہیں گذرا رات بھر میں نے کدو کاوش کی دیوار نہ بنا سکا سن  
 باغبان وغیرہ کے میں نے دعویٰ کیا تھا کہ بوقت سحر قلعہ تیار کر کے کوہ ہفت رنگ کے اڑا دوں گا  
 صبح ہو گئی اب کیا کروں معمار قدرت نے سر جھکا لیا کہا حضور کیا جواب دوں نئی بات گذری  
 آپ کے سحر نے کسی مقام پر کمی نہیں کی یہ کہکے معمار نے چارائیں زمین پر کھین سحر پنا کیا تھوڑی دیر  
 میں برج نکرتیار ہوا ایک توپ برنجی لگی ہوئی دو گولہ انداز بارود وغیرہ حاضر معمار نے کہا حضور  
 برج پر جائیں میں فوج لے کر بلوہ کرتا ہوں یہی ایک توپ کافی ہو جب اس کے گولے پہاڑ پر ٹنگے شو  
 سوا آواز میں پہاڑ اڑ جائیگا جہاں دار شاہ کو بڑی حیرت ہوئی کہ معمار کا بیج تیار ہوا میرا قلعہ بنانا بالکل  
 بیکار ہوا باغبان وغیرہ بھی ساتھ ہیں نہایت محبوب و شرمسار ہیں عرصے میں بیج پر کرسی بچھا کر بیٹھا  
 فوج دریا میں اسکی معمار تیار کر کے لایا گولے ہاتھ میں لئے نعرے کر کے بڑھو جہاں دار نے حکم دیا گولہ  
 اندازوں نے رنجک رکھ کر توپ فیر کی صراط بر سر کوہ ہفت رنگ ٹل رہا ہے ساتوں پتلیان  
 اپنی مصیبت بیان کر رہی ہیں کہ دناٹے کی آواز ہوئی صراط نے دیکھا جہاں دار بیج پر بیٹھا ہوا تو بین  
 فیر کر رہا ہے پتلیوں سے کہا اے کنیزان سامری تم جلدی چلی آئیں وہاں بیج بنگیا یہ بڑا بزرگ مقام ہو  
 گولہ تو ہوا شک نہ آئیگا رعایا کوہ ہفت رنگ کس طرح اگر پڑے گی لاشوں کے میدان میں  
 اس قدر انبار ہیں قدم رکھنا دشوار ہے پتلیوں نے کہا اے مرشد زادے اس بیج کی کیا حقیقت ہو اور  
 فوج جہاں دار کی کیا لیاقت ہے ہم ابھی جاتے ہیں یہ کہکے ساتوں بڑھیں صراط نے بیکار کر آواز دی  
 اے رعایا کوہ ہفت رنگ وقت جنگ ہو ہاتھ میں ان سہ کشوں کے دل تنگ ہو زیادہ حفاظت  
 نام و تنگ ہو پتلیان پڑھو کر برج پر لہرائیں جہاں دار نے یہ بھی دیکھا کہ میں نے اتنے گولے مارے کوئی  
 گولہ کوہ ہفت رنگ پر نہ پڑا جب گولہ لاساتے میں پہاڑ کے پونچا پھٹ کر گر پڑا کنیزان سامری نے  
 جو آکر عکس اپنا بیج پر ڈالا ایک دن ٹاٹا ہوا توپ پھٹ گئی گولہ انداز جلنے لگے جہاں دار کو ذکر الگ ہوا  
 معمار فوج لے کر پڑھا چاہا کوہ ہفت رنگ پر جا پڑوں کہ چار جانب سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا معمار  
 نے لاکھوں گنوار آ کر پڑے سحر چلنے لگے اہالیان فوج تو اسے پڑے مگر معمار و جہاں دار تلواریں کھینچ کر گولے  
 مارتے ہوئے طرف کوہ ہفت رنگ کے چلے جہاں دار سحر کرتا قریب درجہ اول ہو پونچا جا با جھوم کر  
 جرأت دکھاؤں درجہ بر کوہ ہفت رنگ کے چڑھ جاؤں صراط نے ایک چیخ ماری پہلا درجہ کوہ



کا شکل ظم ہے وہ شق ہوا ایک برق کرک کے سر ہاندار پر گری سرخ ہوا جھولی جو بائیں ہاتھ پر بڑی  
تھی اس میں آگ لگی قہقہہ تھا کہ ہاندار پر کھڑا کر کے معمار نے بغلوں میں ہاتھ دیا ہاندار کو سنبھالا  
پتلیاں برس کو ہفت رنگ مستعد جنگ چاؤن چاؤن کر رہی ہیں جب چمک کر مثل ستارہ سحری  
بلند ہوئی ہیں جس پر سایہ ڈالا اسکا سر پھٹ گیا ہاندار دینا تھا معمار نے دیکھا یہ رسم خصال صاحبہ  
و جلال غیرت میں اپنی جان دیگا سحر بیان تاثیر نہیں کرتا درجہ اول سے برقیں چمک رہی ہیں معمار کا بھی  
شانہ نشانہ ہوا بھول گیا کئی سوافسران نامی اس مقام پر مارے گئے مرنے والوں نے قدم نہ ہٹا غیرت  
میں جانیں دین معمار نے ہاندار کو کا ندھ سے پر لاد ا بھاگ کر قلب لشکر میں آیا گنوار دن نے فوج کا  
ستھرا کر دیا تھا پتلیوں نے ہزاروں کو مارا تھا ملازمان ہاندار پہنچے ہٹے چلے آتے ہیں کہ صحر سے  
گرداڑی دیکھا سب نے شہنشاہ کو کب روضہ صمیم مع بلور چہار دست وغیرہ اگر پہونچا دیکھا ہاندار  
ومعمار زخمی گنوار دن کا بلوہ غول کے غول چلے آتے ہیں صراط بر سر کوہ ہفت رنگ گھڑا ہو سحر کر کے  
گوئے پھینک رہا ہو کو کب نعرہ کر کے اڑا ہاندار کی فوج کے آگے سینہ سپر کر دیا دوتین گوئے ایسے  
مارے دس بارہ ہزار گنوار مارے گئے بران نے بھی اختر مروارید پکا یاد بلور چہار دست تلوار کھینچ کر چار  
جمشید بن کو کب بڑھ کر لڑا ملک اختر بن سپہان فیروز شمشیر زن موتیوں کے مالے مارنے لگی فوج  
کو توبالا کیا صراط نے جو دو چار گوئے پھینکے سر کو کب لہجی ہوا اختر مروارید بران سیاہی قبول کرنے  
لگا اختر کا ستارہ گردش میں بلور جان دینے کی کوشش عین گرمی جنگ میں صحر اسگر عظیم بلند ہوئی  
سب نے دیکھا صورت نگار تخت پر سوار مصور جادو بقرہ و غضب تمام پشت مرکب باد فوار پر سوار  
پشت پر بارہ لاکھ فوج بڑے زور و شور سے اگر پہونچا آتے ہی مصور جھولی سے گٹھا تصویر کا نکالا  
مقراض سے سحر جو تصویروں کے کاٹے عجب نقشہ ہوا ملازمان کو کب ہاندار کے سر کرک کر گرنے  
لگے گھوڑوں نے سوار دن کو زمین پر ٹپکا جو مرکب بھاگا جا کر دریا سے ہفت رنگ میں گر ا مصور  
نے ایک تصویر کا غدی شکل پر یزاد جھولی سے نکال کر چھوڑی کہا اے شبیہ سامری سبکو دیوانہ  
کر دے لاتوں سے میدان کارزار بھروسہ وہ پر یزاد قص کرتی ہوئی جلی ایک غول کے سامنے آکر  
پہونچی سب اس پتلی کے پیچھے چلے وہ پتلی جا کر دریا سے ہفت رنگ میں پھانڈ پڑی ساٹھ ہزار جوان  
پر یزاد کی جستجو میں پویش محبت دریا میں پھانڈ پڑے جو گر ادہ پھر نہ ابھرا چاہ محبت کے ڈوبے ہوئے



کسب بھرتے ہیں عاشقان صادق و دُوب کرتے ہیں جب وہ پیر زادہ پاسی سرنگ لکڑاؤز دیتی ہے اسے  
عاشقان جانبا زین ڈو دیتی ہوں جھکو نکالو ہزار ہا ساحر جاڑتے ہیں دریائے ہفت رنگ کا غرنا جو گرا  
غرق دریا سے محبت ہوا پھر نہ ابھرنے ہا سر مثل حجاب پیر نے لگے ہر چند کو کب لکھتا ہو وہ بہوت نہیں  
رکتے اب کو کب کو انتشار بران بقر ایلور اشکبار جہاندار و معمار زخمدار مصور بڑھتا چلا آتا ہے  
کبھی مراض سحر سے رشتہ حیات منقطع کرتا ہے کبھی وہ پیر زادہ پکاری ہو دریا سے اپنی چاہنے والوں کو  
لکھارتی ہو لاکھوں پر نوبت ہو نچی قریب تھا حجاب سے کو کب اپنے کو دریائے ہفت رنگ  
میں گرا دے کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شمع از دامن نشت کوہ و رنگ پر گردے پر خاست  
تو تیار رنگ پر از دامن نشت آن غنائے رخسارہ نمود شہر یار سے سب نے دیکھا زیر سایہ علم شیر سیکر اسد  
ولاد تخت پر ملکہ حبیبین الماس پوش عقاب سحر بر اوج افسونگری شاہبار سست کار گاہ سحر و  
ساحری شہنشاہ لاجپن خوش آئین پشت ہر فوج بیشمار سرداران نامدار ملکہ باویان و ملکہ ناہید و  
موانج و ملکہ گانار کلنار پوش و ہلال سحر افکن و غیرہ شہنشاہ لاجپن نے آتے ہی یہ معرکہ دیکھا کہ  
باغبان و ملکہ بہار انتہائی زخمدار جہاندار و معمار بالکل بیکار کو کب کا سر زخمی بران پر بھی نئی زخم  
آپکے ہیں بلور زخون میں جھوم رہا ہے مصور نے آج قیامت برپا کر دی اس کے شعبہ فزین ہلا دی ہزاروں  
دریائے ہفت رنگ میں ڈوبے ہزاروں کے اسے سر کاٹے گھوڑا بڑھلے ہوئے چلا آتا ہے آج  
بڑا جاہ و جلال دکھاتا ہے صراط کو آواز دی بھائی صاحب نہ گھبرائے مبدولت اپو بچو گرا افسوس  
یہ وہ مقام ہے کہ نانا دادا ہمارے برائے یہ ترشہ نف لاتے تھے اس مقام پر خونریزی مسلمانوں کی  
تلوار کی تیزی نانا دادا رحم کرین ایسا نہ طبقہ زمین کا الٹ جائے باغیوں کا کلیجہ پھٹ جائے صراط  
نے پکار کر آواز دی اسے براؤ ہمارے خداوندوں کا یہ دستور نہیں بلکہ یہ دستور ہے کہ جو انکا اعتقاد کثرت  
میں وہی موت کا مزا چکھتے ہیں دشمنوں پر تقدیر نہیں کرتے بلکہ باغیوں سے ڈرتے ہیں اس خونریزی کا بدلا  
ضرور ہو گا یہ دونوں تو آپس میں یہ باتیں کر رہے ہیں پتلیان کرک کرک کر رہی ہیں جس پر سایہ  
ڈال دیا وہ جگیا گمار نے گنوار و کئی قیامت برپا کی ہے مدد چلی ہی آتی ہے شہنشاہ لاجپن نے  
جو یہ ہنگامہ دیکھا اسد کو نور واکر آپ آگے نہ بڑھیں یہ مقام شعبہ بازی افسون سازی ہو آپ  
لگس کو جواب دینے یہ لکھ لاجپن پیچھے ہٹاؤ شک دیکر آواز دی اسے کوئی نمک حلال حاضر ہو آسمان



آواز آئی حاضر حاضر خیر خواہان دولت برائے جانبازی مستعدین اسد نامدار نے دیکھا ایک صندوق مقفل دو جوان سر پر رکھے ہوئے سامنے لاجپن کے لائے لاجپن نے جوڑے سر پہنچی کالی قفل صندوق مثل راز سہستہ کھلا پتھر اٹھا کر آواز دی ارے نکلو وقت سیر و تکار ہے چالیس تیلیان صندوق ہنستی ہوئی نکلیں پرباند حکمران لاجپن کو سلام کیا لاجپن نے پانچ گج کو اشارہ کیا وہ پرزاد جو دریائے ہفت رنگ میں شناوری کر رہی ہے بندرگان خدا کو بلاتی ہے اسکے جھوڑے پکڑ کے لائے سترہ پانچوں مثل جو اس خستہ بلاشش و تیغ دوڑیں جا کر دریائے ہفت رنگ میں پھاند پڑیں اس کے پیراؤں کو کچھ بکڑے ایک نے اُسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہ بول نہ سکے اپنی زلفوں سے چند تار توڑی وہ تالیکون تھے زنجیرین طلائی تھیں ان سے جھپٹنے کی آواز آئی اسی زنجیروں سے پرزاد کی مشکیں باندھیں کشان کشان لاجپن کے لائیں لاجپن نے حکم دیا اسکو لیجا و قہر دریا میں قید کر دیا پنجون تیلیان اس پرزاد کو گود میں لے کر دریائے ہفت رنگ میں پھاند پڑیں ایسی ڈوبیں کہ پھر نہ او بھرن پانچ کو لاجپن نے حکم دیا جا کر فوج بھران کو خبر کرو کہنا شہنشاہ لاجپن یاد فرماتے ہیں پانچون جہم سے دریا میں پھاند میں تیس کو حکم دیا مصور و صورت نگار کو پکڑ لائے تیسون تیلیان مثل شعلہ جولاں جلین فوج کو دہم و برہم کرتی ہوئی جاتی ہیں جسے راہ میں روکا اسکو جھڑک دیا کہا ہٹو دور ہو شہنشاہ لاجپن کا حکم ہے مصور و صورت نگار کو ہم پکڑنے جاتے ہیں ہر چند ہر اہیان مصور نے سحر کیا نہ رکین ایک سالہ مصور کے پہنچی کہا کیوں اونالائق تھکو غیرت میں شہنشاہ کے سامنے سحر کرتے تھے لاقصویرین، ہمیں دے مصور نے کہا میں تو ندہ نگاہ تلی جیت کر کے ہاتھ میں مصور کے پٹ گئی تصویریں جھین لین ایک نے جا کو نیچہ مارا مرکب مصور کا قتل ہوا ایک نے جا کر سرے مصور کے تاج اتار لیا ایک نے محتاج کر دیا ایک نے جھولی توڑ ڈالی ان دس بارہ تیلیوں نے مصور کو اس طرح پھیرا کہ یہ ہر جنہ بن گیا پتھری پاری بارو مجھے بچاؤ اف کر کے سحر بھی کرنا ہوا دن بیلوں نے میان مصور کی کالی تھری کر لی اسباب سحر چھین کر پھینک دیا تصویریں لیکر جلا دیں تلج اتار کر اپنے سر پر پہن لیا گھوڑا قتل ہوا مصور بشکل اسے جان بچا کے جگا پانچ سات جا کر صورت نگار کے پٹ گئیں تخت سے اتار لیا چاہتی ہیں بشکل اسے باندھ لین صورت نگار نے ایک کو نیچہ سحر مارا ایک کو قبضے سے ہٹایا لیکن جان بچا ہوا شکل اس کی بیدل کینڑوں نے اس مقام پر بلوہ کیا بشکل نہا تیلیوں سے صورت نگار کو چھڑایا صورت نگار



بھاگ کر قریب مصور پہنچی ہاتھ اٹھا کے کوسنے لگی کہا اوس غیرت جھکو شرم نہ آئی وہ پرزاد ڈو دی گئی  
 کینران لاپچین نے جھکو بے آبرو کیا تخت سے اتار لیا بمشکل جان بچا کے آئی ہون بس خبردار اب  
 کبھی ہرگز سلطنت کا نام نہ لینا مصور نے جھڑک دیا کہا آج میں لاپچین کو قتل کرونگا اس پیر زمین گیر  
 کے خون سے ہاتھ بھر دونگا نیزہ سامری و شمشیر ہون سب طرح کے حال جانتا ہوں صاحبان شعبہ  
 کو پہنچا ہوں یہ کہ مصور دولا پہلوئے کوہ ہفت رنگ میں ایک نخل جیڑا تھا ان پر اب خنجر بار بار  
 پنج نخل پھینکا آواز دی اسے خنجر باران طلمس خوش با جلد آو مابد و نت کی مدد کرو یکا یک نخل گرا دیتے ہیں  
 ظاہر ہوا بارہ ہزار جوان خنجر ہاے برہنہ ہاتھ میں لئے ہوئے نکلے کہا مرشد زرا دے کیا حکم ہو بس مصور  
 نے اپنے خون سے ان سب پر چھینٹے دیے کہا کینران لاپچین فوج لاپچین کو مار لو وہ بارہ جوان ان  
 پتیلوں پر چاڑھے جس پر خنجر مارا مر کر وہ گری شعلے آگ کے پھٹنے لگے صد ہا لڑا مان مصور جانو لگے صد سالہ  
 و فریاد بلند ہوئی آواز دی کھون نے مرشد زرا دے الامان دیکھئے دس بتلیان قتل ہوئیں ہزار جوان  
 مارے گئے صراط نے بھی پہاڑ سے آواز دی اسے مصور کیا کرتا ہے انکو پھیرے اتنے ہاتھ سے کام نہ لے  
 مصور نے جواب بھی نہ دیا اور زیادہ انکو گرایا آواز دی نہ پلٹنا ورنہ مانا دلو اسے شکایت کرونگا بارہ  
 جوان خنجر بدست فوج لاپچین پر چاڑھے حقیقت میں انپر کسی سحر تاثیر نہیں کرتا بادبان ناہید  
 کیسی کیسی کرک کرک کر گریں خنجر باز نہ قتل ہوے جو انپر گرا خود زخمی ہو لاپچین جو یہ دکھا دریا کر کنارے  
 جا کر آواز دی اسے میران کیوں دیر لگائی ہو آواز آئی تیار رہے میں یکا یک پانچون بتلیان دریا سے  
 ٹھکلیں آواز دی اسے شہنشاہ فوج حاضر ہوتی ہے یہ ذکر تھا کہ دریا سے ہفت رنگ سے شعلہ کھلا بارہ ہزار جوان  
 ہاتھ سے ہاتھ بڑے ہوے حیرت پرندار دسانے لاپچین کے آگے کہا شہنشاہ کیا حکم ہو لاپچین نے  
 کہا خنجر بار بڑھنے نہ پائیں یہ سنتے ہی بارہ ہزار میرے پھلے خنجر باز و نکوڑ مکر روکا جسے خنجر بار اب میرے  
 نے ٹانگہ بکڑے کے پھیر کر پھینک دیا مقام گلے پریدہ سے شعلہ یا آتش نکل رہی میں جیسے شعلہ بڑا جل گیا  
 فوج مصور کو درہم بہم کر دیا میر و کی پناہ نہیں جب لاپچین نے دست دی میرے تالیان بجاتے رہیں  
 لازمان مصور کو جلایا ہے میں ہزار و نکو جیر کر پھینک دیا تھلکہ ڈال دیا ہر دن رہے تک میرے لڑے  
 فوج لاپچین بھی آج اتہا کی تباہ و برباد ہوئی ان خنجر بازوں نے مرتے مرتے ہزار و نکو مارا میر و پیر و ر  
 نہ چلا قریب شام میرے خنجر باز و نکو مار کر طرف دریا سے ہفت رنگ کے بھاگے جھم جھم دریا میں کچرے



غوطہ مار کر غائب ہوئے شہنشاہ لاجپن نے بڑھ کر ایسے سحر کر کے گنوار بھی الامان الامان کرتے ہوئے بھاگے  
 تیلیان ساتون لہرا ہی پین لاجپن نے دیکھا سب سردار ہمارے زخمی ہوئے اٹھارہ سو قریہ کی گمار تھی قتل  
 کرتے کرتے عاجز ہو گئے صراط نے شام کو خود لاچار ہو کر نقارہ نواز کو آسمان سے بلایا کہا طبل باز گشت  
 بجادے کیسی فتح شکست نہ ثابت ہوئی جانبین کے لاکھوں مارے گئے لاجپن کو بھی طبل باز گشت بجایا  
 غنیمت ہوا اپنے سردار ان جانباز کو میدان کارزار سے ہٹایا کوکب کا بھی ہاتھ آ کے تھام لیا کہا اے  
 بادشاہ طلسم نور افشان کو وہ ہفت رنگ کا فتح ہونا دشوار ہے اسٹو طبل باز گشت بجایا بڑھ کر اٹھا کا فضل ہوا  
 اب پلٹ چلو صلاح کر کے تدبیر کیا بیگی جب تک صراط ہفت رنگ ز قتل ہو گیا تک جیتو بیکار رہو یاں کو س  
 بٹا کر بارگاہین استاد کر ایکن شہنشاہ لاجپن خوش آئین سب سردار و نکو لیکر بارگاہ میں آئے سترہ سو سردار  
 زخمی ہوئے زخم دوزی دشوار اسد غازی بھی آج کے میدان میں خوب لڑے اتہا کے معر کے پڑے  
 یہ بھی زخمی ہو کر آئے ہیں ملکہ منہ جبین الماس پوش کو دلارام بجالائی اکثر گنواروں کو بلوہ کر کے قصد کیا  
 کہ ملکہ منہ جبین کو بکڑالیں اسی وجہ سے دلارام وزیر زادی کو لیکر بارگاہ میں چلی آئی لاجپن نے اگر انتظام  
 کیا زخم دوزبان ہونے لگیں لیکن شہنشاہ لاجپن خوش آئین کو اتہا کا انتشار کوکب و جہاندار بھی  
 زخمی ہو کر آئے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ صراط ہفت رنگ بڑا سحر زبردست ہے یہ کیونکر قبضے  
 میں آجیگا کہ وہ کے قریب جانا ہمارا ہو صحر اسقدر اچھا ہے جو جب اپنے نزدیک نہیں آتے دیتا مقابلہ کیونکر  
 کیا جائے ایسی یہ لڑائی پڑی کہ جانبین کے آٹھ لاکھ آدمی مارے گئے اسی وجہ سے بارگاہ میں ہٹا لاک  
 کہ لاشے صحر اسے اٹھانا دشوار ہے گنوار دیہاتی بھی اپنے عزیزوں کے لاشے چھوڑ کر چلے گئے بسبب  
 کثرت کے نہ اٹھا سکے بلکہ بھی ناممکن ہوا اس کشت خون پرودہ سنگدل نہیں گھبراتا گھار کا تاتا نہیں  
 نوٹا اٹھارہ سو قریہ کے رہنے والے اسکو خداوند جاتے ہیں جو آئے کہا وہی سب نے کیا اسقدر  
 مارے گئے لیکن بغیر اسکے حکم کے میدان سے نہ ٹلے اسکا لشکر اسی طرح پر ہو جو دی ہمارا لشکر برسوں میں  
 آسودہ ہو گا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمر وین امیہ ضمری مع ہتر قران و برق فرنگی مجالاک بن عمرو و  
 جانسوز و ضرغام بارگاہ میں آئے دیکھا اسد غازی چپ بیٹھے ہیں سب سردار و نکو زخم دوزی ہوا  
 رہی ہے خواجہ عمر و سب کو زخمی دیکھ کر گھبرا گئے اسد نامار نے کہا چھوٹے نانا جان زیر کوہ ہفت رنگ  
 لشکر کا ستھرا ڈھو گیا بڑے بڑے جانباز مارے گئے اسقدر لوگ قتل ہوئے کہ لاشے لٹنے نہ اٹھا سکے



تین کوں تک لاشون سے میدان معرکہ اب جو ملکہ کرنا فتاحی کوہ سفہت رنگ کا سہلہ مقدر ہوئی  
کی دیوارین بنی ہوئی ہیں فوجیں گنوار و مکی کس زور و شور سے آتی ہیں ہر چند پہچانیا دین نہ ہوئی ہیں  
لڑا چالیں فرسان نامی میرے ہاتھ سے قتل ہوئے جب طبل بان ادا دھڑ سے بجایا تب بنی اللہ کی قیامت  
سے کیفیت میں سرسبز ہارسائی کوہ سفہت رنگ تک پہنچا تو سکی ایک جہاں لڑا شاہ جوئی جرات دین اور  
کر جو نسیم کا ہے اتنا بڑا ساحر جاپڑا سپاڑ سے برقتیں مکین انتہا کا زخمی ہوا معمار اپنی آقا کو اٹھا کے  
لایا تمام کوہ سفہت رنگ عجائب و غرائب سے مملو ہے یہ کہہ کر اسد بے اختیار رو دیا کہ انا جان میرے  
واسطے ہنوز روز اول ہو مامون جان سے جدا ہو انہیں معلوم انہی طلم خورشید نگارین کیا گزری تکی  
زبان سے معلوم ہوا کہ طلم فتح ہو گیا لیکن بادشاہ نہیں قتل ہوا اسکو تعاقب میں نہیں حلوہ صرف  
کئے اپنی براہر جان براہر شہزادہ نور الدین بدیع الزمان کو قلعہ قیلاب پر بلا میں بیٹھ دیکھا اپنے  
اکو قید سے رہا کیا ایک لکھ ابر سید ہوا انکو اٹھا کر لے گیا انہیں معلوم دوست یا دشمن تھا یہ مضمون  
شکر ملکہ بہار نہیں کہا حضور مقدمہ نور الدین میں انتشار نہ کیجیو چھ مہینے سے بی محمود غائب ہیں وہ  
شہزادے نور الدین کو لیکر طلم ہو غمراہ میں آئی ہو مکی شہنشاہ کو کلب کی زبانی سنائیں معلوم ہو  
نے کیا شے بنا کر نور الدین کو پہنچائی ہے انہی سر نہیں تاثیر کرتا ایک مہلچان ہر دست کو در باخوہر شہر میں ملکر  
مارا خورشید کا قصد ہو ابوہر کے گرفتار لے بی محمود بڑے غصے میں ہو مکیں ہلکا کر لائیں اسی جنگ  
مخلوبہ میں وہ غائب ہوئے تھے پھر ہی اٹھا کر لے گئی ہوئی نور الدین کو طلم بند کرنے لائن کی ستاری مشقت  
کی انہیں پر صرف کنگی البتہ مقدمہ بدیع الزمان انتشار جا سے ہر اسد کے کہا خدا الیاسی کری کر بھائی  
صاحب اگر افراسیاب کو قتل کریں کی طرح یہ آفت دفع ہو بارہ برس گزری کس قیامت کا طلم  
ہے حقیقت میں اسم باسمی ہونتر ہاڑی لوح اتیک نہ بی یہ کہہ کر اسد جو اشکبار ہوا عمر و کا کلچہ اول  
آگیا اسد کو گود لویں میں پالا ہی عیاری سکھائی انہیں قیامت اسطے اپنے آقا کی جدائی گوارا کی چٹائی  
پر بوسہ دیکر کہا ای نور نظر مطمئن رہو انشا اللہ یا تو صراط کو مار دیکھایا اپنی جان دینا تھا ارا اشکبار دینا  
مٹھو گوارہ نہیں اگر خدا خواستہ کوئی افتاد ہوئی میں اپنی نور نظر کر ب ویدہ شیر گری کو کیا جو اب دینا کو  
روانگی فرمایا عمر ناما آب خوب آگاہ ہیں کہ اسد کے مزاج میں جہالت ہی آپ ضرور خیال رکھو کا محو قوت  
نصوہ کرکے بخیر و خوبی متکونیا کہ صاحبقران سے ملا دین کو تھارا روئی رہا دکھاؤں لاچین لڑا ہوا



کہا خواجہ اس صراط پر عیاری بھی ہونا مشکل ہے تیلیان اسکی جان کی محافظ ہیں جن تک میں جانے گا  
 وہ کہہ نیکی کو عمرو آیا تیرے نشان نیکی بہت سمجھ کر عیاری کو بھی گیا عمرو نے کہا اے لاچین اس وقت دہلے نے  
 اس کے دلو کو بقیار کر دیا میں اولاد حمزہ کا عاشق ہوں یہ زمانہ مجھے تڑپ تڑپ کر لگتا میں کی طرح جدائی  
 حمزہ کی نہیں چاہتا میرے معشوق مجھے چھوٹا لیکر خواجہ نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کرتی شب ماہ  
 ہے بارگاہ لاچین واسد سے نکلے دس قدم بڑھ کر دیکھا بہت بڑا رن پڑا یہی جا بجا ہزاروں لاشیں پڑی  
 پھر کتنے کتنے کی طرف سے صدا آتی ہر اسی جانبوں نے پانی پلا دے کسی طرف سے آواز آتی ہے میں  
 بھوکا مارا گیا کوئی پکارتا ہے میرا مال جو ملے کی پیچھے گڑا ہر اسی جانبوں کی میری جو روئے کسکرا رہا  
 خدا میں صفت کرا دے مجھ بیان میں نے عمرو سے طرف سے یہ صدا میں سن کر بھاگتا ہر جہت پر طبع  
 غالب ہر دل مال لینے کا طالب، مگر مجبور میں خوف سے مروں تو قریب نہیں جاؤں صفت وغیرہ کرتے  
 ہوئے راستہ طو کر رہی ہیں کبھی رحمت پر چڑھ گئے بسبب شوق کے قدم رکھنے کا نشان نہیں ملتا  
 مشکل عمرو نے اس میدان زر و زنگہ کو طے کیا سا منگوہ صفت رنگ کے پونچا دیکھا پہاڑ رستا ہر  
 نہیں معلوم صراط کہاں ہے پہاڑ پر انہر اڑا ہر زیر کوہ صفت رنگ گھاٹیوں میں پہاڑ کے صدر باز حنی پڑے  
 تڑپ رہی ہیں اگر کسی کا وارث آگیا تو اسنے اسکی چوٹی پلا دیانین تو پیاس میں کی صدا میں آتی ہیں ایک  
 گھاٹی پر دیکھا چار پانچ جوان زحمتی پڑے ہیں ایک پیاس میں ہے ان زمینوں کی بٹھی رو رہی ہے کہتی ہے  
 یا سامری دھرم پید آپ کے قدم نگاہ پر یہ خونریزی ہوئی ان لوگوں کو غارت کر چھوٹا اچکا ادب کیا  
 زمینوں کو کیونکر اٹھا کے لیجاؤں ان زمینوں میں سے ایک نے کراہ کر کہا دالی امان پیاس ہوں دوسرے  
 نے کہا متاری پیاس ہوں پیاس کو کم نکلتا ہے وہ بڑھیا روتی ہوئی گھاٹی سے اتری لٹا دور  
 لیس کر کنوین پر آئی اسنے لٹا کنوین میں ڈالی عمرو نے پشت پر سے آکر بڑھیا کنوین میں ڈھکیں یا اسکی  
 صورت نیکر بانی بھرا لیکر اس گھاٹی پر آئے ان زمینوں کو پانی پلا یا وہ مرنے لگے پانی سیکر ہوش  
 ہوئے خواجہ نے پڑے ان کے بھی تار لٹو بڑھیا کی شکل بنے ہوئے پہاڑ پر چڑھے سرٹھا کر دیکھا صراط پڑا  
 ہوا سو رہا ہے ساتوں تیلیان بیٹھی ہوئی نگہبانی کر رہی ہیں عمرو کا سایہ پڑا ایک نیلی نے کہا کون ایک  
 نے کہا بو ادھی ہوگا شیری نے کہا امی کون جو تھی نے کہا امی ساربان زادہ ہر ان میں ہونا ہمارے شاہ کو  
 بیہوش کئے اٹھو باچوین کہا شاہ کو جگاؤ چھٹی نے کہا یہ چینوں کی ساتوں بڑی شوق و شگفتہ صراط



کو جگا دیا کہا حضور اٹھیں عمرو بالائے کوہ ہفت رنگ گیا عمرو تو صدائیں عکراں زحیمون میں آکر  
 لیٹ رہا صراط ہفت رنگ کو تپلی نے جو اٹھایا صراط نے پوچھا کیا ہر تپلی نے کہا عمرو بڑھیا  
 منکر آیا ہے زحیمون میں لیٹ رہا ہے ہر سیا کی شکل پر خواجہ سمجھتے کہ میان کون آئیگا زحیمون میں بکل  
 ضعیف پڑے ہیں بکر پڑے ہوئے پر بھی مرد فکی کمر ٹول رہی ہیں کھڑاؤن کی آواز آئی عمرو نے بڑی بڑی دیکھا  
 اگے آگے صراط پشت پر ساتون پلکان چل لڑکوں کی باتیں کرتی ہوئی صراط نے عجب کر دیکھا تیلیو سے  
 پوچھا عمرو کہاں ہر ایک تپلی نے کہا وہ دیکھے ضعیف بنا ہو بیچ میں زحیمون کے پڑا ہے اس حال میں بھی ہون  
 کی کمر ٹولتا ہے صراط نے کہا کہ ما کے پکڑ لاؤ ایک تپلی بہت خوب کمر حلی خواجہ نے خیا با لوٹ مار کر اپنے  
 کو گھاٹی سے گرا دوں دیکھا جسم میں طاقت نہیں ہاتھ یا کون کی جنبش نہ کیا ہوئی اس تپلی نے آگے عمرو  
 کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اوسار بان زاد سچل یہ مقام کوہ ہفت رنگ یہاں مکاری عیاری نہیں جلتی  
 عمرو اٹھ کھڑا ہو آپسی کھینچی ہوئی سامنے صراط کے لائی عمرو نے دھائی دی میں لو آئی رعایا کا نوکی رہنے  
 والی ہون میرے کسی بیٹے زخمی ہوے انکو بانی پلانے آئی تھی صراط نے تپلی سے کہا اسی جھوٹی دیکھ یہ کیا  
 کہتی ہے تپلی نے عمرو کے ہاتھ پر ہاتھ پھر دیا رنگ روغن چھڑکایا گیلہ صراط نے عمرو کو بصورت اعلیٰ پایا ہاتھ ٹروڑا  
 مستکین باندھیں کہا اوسار بان زاد سے تو نے ہوشربا میں غدر ڈال دیا بڑے بڑے نامی گرامی ساحر و  
 تیری قضایمیرے ہاتھ سے تھی کہ بکتر تیلیوں کو حکم دیا اس ساربان اسی کو قہر ہفت رنگ میں لجا کر  
 قید کر دشب کو مزادوں سے پوچھ کر صبح کو قتل کر دینے خدمتگار کشان کشان عمرو کو لیکر پہاڑ سے اترے  
 صراط جا کر اسی تخت پر کھڑا ہوا وہ صراط کا ساٹا خدمتگار عمرو کو لئے ہوئے جاتے ہیں دو خدمتگار ساتھ  
 ہیں باج آگے ٹرھ گئے ایک ہاتھ پکڑے ہوئے ایک تلوار چھینے ہوئے عمرو نے غل مجایا بار دو روڑو  
 دوہاڑن اٹھائی گئے زبردستی محکمہ پکڑے لے جاتے ہیں مال میرا چھینتے ہیں قضای کا رہترو ان ایک  
 اسی میں غل کے چھپے ہوئے بھیجی اسناد کی جو آواز کان میں آئی یہ سوار ہو گئی کھل کے دیکھا دو شخص استاد  
 کو لئے جاتے ہیں استاد غل مجا رہی ہیں قرآن جھٹ پٹ روغن عیاری کا لٹکا کے زمیندار کی کل بنے  
 موٹا سا لٹھ کاغذ پر دھرا آواز دی اری کون مسافر کو ستا تا ہے دو لون خدمتگار روئے قرآن کو جو  
 پوچھا کہا مجاں زمیندار مسافر نہیں رہتے ذکر سنا ہوگا مکاری غدار عمرو عیاری پر دہ شخص پر کہ جھڑا  
 کو پکڑ لے آیا تھا انھوں نے گرفتار کر کے بھیجا ہے قہر ہفت رنگ میں لئے جاتے ہیں اس کے قتل ہوئے



سے سرحد طلمس ہوش ربا پاک ہو جائیگی قرآن نے ایک کو لٹھ مار دیا ایک کو گھونٹہ مار دیا دلوں کے سر پہ چھڑا  
استاد بھاگتے قرآن تو حبت کر کے نکل گئے ان خدمتگاروں کے مرنے سے اندھیرا ہوا صراط  
سو گیا تھا ایک تیلی نے یہ لیکر جگا دیا شہنشاہ آپ کے دو خدمتگار مارے گئے قرآن نے دلوں کو مارا عمرو  
جنگل میں بھاگا ہوا جاتا ہے صراط غصے بن چلا پروردگار کے اٹا خا اجمہ و تھو بھاگے ہوئے ایک صحرا  
میں پہونچے آسمان سے آواز آئی خبردار کہان جاتا ہے اسے سجدہ ہفتہ رنگ یہ ہمارا گونگار ہے عمرو  
نے بھاگتے کر دین زمین نے پناؤں تمام لیٹھ مارنے لگا کر باطنیان گرفتار کیا وہ پانچوں خدمتگار  
بلیٹ گرائے جہانوں کے لائے دیکھ کر بہت روئے صراط نے ان سب کو لشکریں دی کہا اس قیدی کو  
لیجاؤ انھوں نے کہا حضور ہم لیکر نہ جائیں گے دو بھائی ہمارے بخیطا مارے گئے ایسا نہ ہو لیکو بھی  
راہ میں قتل کر دے صراط سفید رنگ خود سہرا ہوا خواجہ کو لیکر چلا قریب قصر سفید رنگ آیا قفل  
کھولا اندر مکان کے آیا مسلسل کر کے وہیں ڈال دیا آپ نکل آیا رات کم باقی تھی بھاگا ہوا کوہ پر پہونچا  
تیلیوں سے کاعمر کو مین قید کر آیا قاعدے کے سراسر خلافت ہوا دور آئین گذرین روز ناچہ میں ایک  
حرف نہیں لکھا گیا آج شب کو مجھے بڑی مشقت پڑیگی بوقت سحر اسکو قتل کر دینا رات بھر سہرا دان سے  
کلام کرنا منظور ہے تیلیوں نے کہا سراسر خلافت ہوا کینزدن کو معلوم ہوتا ہے اور سامری جیندگی کہ کر  
تھے کہ جب تحریر ہو نا روز ناچہ کا ناغہ ہو گا سرشار دوسری صفحہ کا دن پھر اٹا نکو گالیان غی لگا لگا  
کیا یہود بکتی ہو آجکی شکو تین راتوں کا مضمون لکھو نگاہل روز ناچہ سیاہ کر دینا صبح ہوئے عرو کے خرم  
پاٹھ جو نگا تیلیوں نے کہا آج پانچوں جیندگی آپ کے بزرگوں کی زبانی سنا وہ عرض کر دیا آئندہ حضور  
کا اختیار ہے عرو کی کی طرح موت نہیں ہے صراط نے کہا یہودہ نہ بکو قصر سفید رنگ میں وہ قید  
ہے وہاں کوئی ساحر وغیرہ ساحر ہو بیخ نہیں سکتا پھر کون وجہ لے سکی جان کھینچی کی اگر لاپھن بھی قصہ کی  
اس مکان میں نہ جاسکی یہ کل شرف میری ذات پر موقوف ہیں لیکر صراط باطنیان تخت پوٹھا یہاں قبت  
سے شہنشاہ لاپھن نامور و امجد لاو روغہ بارگاہ میں لکھوہ فراہوس مہتر قرآن اگر ہو بیخ لاپھن سے  
کہا استاد شرف لائے ملکہ مہرخ وغیرہ نے کہا دونوں سے غائب ہیں مہتر قرآن نے کہا سبکو مین  
خدمتگار ان صراط کو مارا استاد لیکر چلے تھے کہ لشکر میں جاتا ہوں معلوم ہو کوئی افتاد پڑی ہو  
سردار بفرار ہو گیا ہوا باطنیان نے کہا ہم جابین ملکہ لعل سخندانی اٹھی کہا خواجہ سے لئی



میں جادوئی اگر اس کوئی زوال آیا سب قتل ہو جائیگا ہر ایک کے ہاتھ سے مارا جائیگا مارا زمین کے لئے  
 کہا میں زمین کے اندر کا حال دریافت کرونگی اس لئے کہا میں آسمان کا عہدہ بتاؤنگی لعل سخندان ایسوت  
 اٹھی ساتھ ہی اسکے مارا زمین کے دونوں بانوں زمین میں مار کر غرق زمین ہوئی اسرار ستارہ نیکر آسمان  
 میں ڈوبی لعل سخندان عقاب نیکر چلی اور ملکہ لعل سخندان واسرار بالائے کوہ سہت رنگ آگیتھے  
 سحر میں دیکھا کہ صراط سہت رنگ ساتون پتیلیوں سے باتیں کر رہا ہوتا ہوا کل طلب جنگی کجا کر  
 ان باغیوں کو سحر کوہ سہت رنگ سے کال رنگا پتیلیوں سے عوض کی کمیز میں براؤ خدمت حاضرین  
 حضور اچھی چلین صراط لے کر اکل دیکھا جالیگا فوج عباب و غرائب طلب کرونگا قصر سہت رنگ کے رہنے  
 والوں کو بلاؤنگا آجیک وہ ساحر کبھی نہیں ظاہر ہوئے دریائے سہت رنگ کا بھی انتظام  
 کرونگا فوج بے سران نہ نکلتے پائے سرشار اے بھائی مصویرہ بلا بھیجے لگا گئے اسکی بھی تدبیر  
 واجب و لازم سے بڑے بڑے انتظام کرنا میں عقاب و ستارہ بنی ہوئی اسرار و لعل سخندان  
 نے ان کلمات کو سالک کچھ عمر کا ذکر نہیں آیا یہ بھی ثابت ہو کر خواجہ بھی بیان نہیں میں زمین پر نہیں  
 مارا زمین کے زمین ڈھونڈھتی ہوئی بہ شکل ماریاہ جاتی ہے سب سے اول ملکہ لعل سخندان  
 جاکر آسمان پر چلی دیکھا قصر سہت رنگ میں خواجہ عمر و ستون سے تہذیب میں مکان میں بالکل سناٹا  
 حسرت خواجہ دیکھ کر لعل کا کلیہ الٹ گیا تاب آئی اتر پڑی اسرار نے بھی آسمان سے دیکھا کہ خواجہ ستون  
 سے بندھے ہیں یہ مثل ستارہ کے چمکتی ہوئی آئی مگر لعل سخندان قریب خواجہ کے آئی کہا اے  
 شہنشاہ اوج عیاری یہ کیا معرکہ ہو خواجہ نے تمام کیفیت بیان کی لعل نے زنجیر کالی ٹچا ہوا خواجہ کو  
 ربا کر کے مکوں کر وہ ستون شق ہوا ایک ساحر مہیب اسمین سے نکلا نکلتے ہی ایک چرخ ماری منہ سے  
 اسکے دیوان نکلا ملکہ لعل سخندان یہوش ہوئے کے گری اس ساحر نے لغو کیا منم دخان جادو  
 سہت رنگ لعل سخندان گری عمر کے بانوں زمین نے پھر تھام لئے اسرار جادو آسمان سے  
 دیکھ رہی تھی اس زور و شور سے دخان سہت رنگ پر گری دھوئیں اڑا دیے دخان کے  
 دو ٹکڑے ہوئے لعل نے اور خواجہ نے رہائی پائی مقصد کے قصر سے نکلیں کہ دوسرا ستون شق ہوا  
 ایک ساحر مہیب تر رسول ہاتھ میں اسمین ہار لپٹی ہوئی نکلتے ہی اسنے ترسول کو چپکایا شعلہ بھڑک کر اسرار و  
 لعل سخندان عمر و پیر گرائیوں کے تینوں یہوش ہو کر گرے اسنے لغو کیا اقصیٰ شعلہ خوار تیغ پکڑے



لڑکار کہ کیوں ظالمو تم سب نے ملکر دھان بہت رنگ کو مارا یہ مقام بزرگ کے بھی یہاں خیر نری  
 نہوئی تھی تم نے بڑی بادہی کی ایسی بزرگ کو مارا چاہتا ہوں کہ لعل اسرار کا سر کاٹے کر زمین بھرا  
 آواز آئی منہ مارا زمین کن نکلتے ہی اقصیٰ کو گولامارا اقصیٰ مقصود اور تھا سر پٹ گیا اقصیٰ مرگر اصرار  
 بہت رنگ اسوقت بیٹھا ہوا تیلیوں سے ہاتھ کر رہا ہے کہ دو تیلیاں رونے لگیں صراط  
 نے پوچھا خیر تو ہر دونوں نے کہا حضور طراغضب ہوا اسوقت خود بخود ہمارے جسم جل رہے ہیں  
 تیلیوں سے شعلے نکل رہے ہیں قصر بہت رنگ میں کوئی بلانا زل ہوئی آپ تو ایسے غافل  
 ہیں روز نامچہ میرے کمر دیکھیے کیزون کو ثابت ہو تا رہا دھان بہت رنگ و اقصیٰ جادو  
 مارے گئے صراط نے گہرا کر کہا ارے یہ لوگ قصر بہت رنگ میں کیوں کہ سوچے تیلیوں نے کہا  
 بڑے بڑے راز دار طلسم کشا کے ساتھ ہیں آپ کے نام بھی بتائیں لی لعل سخندان شانہادی  
 حجبہ نیم و ملکہ اسرار و انہیں کن قصر بہت رنگ میں پہنچ گئیں اقصیٰ و دھان کو مارا اب  
 ساربان زادے کو لیکر نکلا چاہتی ہیں یہ مضمون منکر صراط سن ہو گیا ساتون سے کہا شہزادو خبر دیا  
 شرف قصر بہت رنگ باقی رہے یہ باغی نکلتے نہ پائیں میں صبح کو سب کو قتل کروں گا ساتون تیلیاں  
 مثل برق چمکیں کہتی تھیں افسوس مرشد زادے متنے دین سامری میں خیر خواہا عیش پسندی  
 میں انتقام بھولے جنگو ہم گرفتار کر لے جاتے ہیں انکی کسی قضا نہیں صراط نے کچھ جواب نہ دیا یہاں  
 قصر میں مارا زمین کن اسراف صفت شکن و ملکہ لعل سخندان خواجہ عمرو کی قب کاٹ  
 چمکین قصد ہے کہ عمرو کی کمر بین پنجہ دیکر لے نکلیں گا سامان پر برق چمکی ساتون تیلیاں کرک کر  
 گرین ساتون کے منہ سے دھوین نکلتے یہ تینوں نابینا ہو گئیں ستون سے ایک سن نکلی اُسنے عمرو  
 کو باندھ لیا تیلیوں نے انکر ان تینوں کو گرفتار کیا اسطرح زمین پر ڈال دیا عمرو تو خود بخود دھو گئے ساتون  
 تیلیاں اپنا انتظام کر کے لاشہ اقصیٰ و دھان اٹھا کے پاس صراط کے آئیں صراط نے دیکھا دھان  
 کر دو کرٹے ہوئے ہیں اقصیٰ کا سر پٹھا ہوا اور ہو گیا یا رویہ فکھبان تھے جنہوں نے تو برس قصر بہت  
 رنگ کی حفاظت کی آج تک کبھی اندر کو نہ بہت رنگ میں خیر نری نہوئی نہ کہ لعل  
 قصر بہت رنگ مارے گئے بیشک وقت خرابی آگیا یہ سب کچھ غفلت سے افراسیاب  
 کی ہوساسی بربادی ہو رہی ہے مسلمان دیائے نیل پر جہاں جہاں رہتی ہیں افراسیاب کاں پر چون نہیں



مشتہقان پر پھر کو پہلو میں لے بیٹھا ہے اٹھ بہتر تراب پینے میں مصروف ہو شہر باحلیہ کی  
ذات ہوتی ہے کیونکہ اسکو بیدار کرین مگر میں نے اب خاتمہ کو یا یہ دن بھر اور شب در میان میں ہر  
شب بھر متنگزاری میں نانا داد کی مصروف ہو گا صبح ہوتے ہی ان چاروں کو قتل کرونگا یا چاروں  
البع عننا حرم لشکر طلسم کشا میں انکو قتل کیا گیا طلسم کشا کو مارا تیلیان یہ سنکر خوب  
ہنسین کہ امر شہزادے ان چاروں میں کسی کی قصا نہیں صراط لے کہا چپ رہو یہودہ  
نہ بکواب اس قصر میں کوئی نہیں جاسکتا یہ تینوں رازدار طلسم ہوشہر باحلیہ اسوجہ سے وہاں  
یہو یخ گئیں ورنہ قصر میں داخلہ دشوار ہی تیلیان خاموش ہو میں ایک نے کہا بوا کیوں جاؤں  
چلاؤں کرتی ہو دشمنیں گزریں سرون نے کوئی راز نہ کہا صفات روزنامہ معرا بد سے ہن  
مشتہزادہ ہوشہر باحلیہ لیس میں کیا دخل ہے مالک مختار ہیں ہم بھی انھیں کے ساتھ میں تاجہ جسد  
ساتھ نہ چھوڑے گئے بعد مرنے کے بھی رفاقت سے منہ نہ موڑے تھے صراط یہ سب باتیں سنایا انہو غور  
میں بیٹھا ہوا اسم سحر پڑھ رہا ہے بیان لشکر میں شہنشاہ لاچین وغیرہ کس قدر مطمئن ہوئے  
کہ مارا ان زمین کن و ملکہ اسرافت شکن و ملکہ لعل سخندان نامدار ایسی رازدار ان طلسم کشی  
میں یقین ہو کچھ کام کر سکی خالی نہ پھرنگی اگر وہ پلٹ کر آئیں تو ہم لوگ خود جابین اسد نامدار فرماؤں ہیں  
دیکھئے عم نامدار پر کیا گزری موج قطرہ ن کستی ہو میں جاؤں شہنشاہ لاچین نے کہا اے  
مواج تم لوگوں کی وجہ سے لشکر میں رونق ہے افراسیاب تم سب کے نام سے ملتا ہو خدا بخواسے  
اگر بابائے کو تیر زندہ نہ چھوڑے موج رنہ مانا چرون رہے تک اسرار و فاران وغیرہ کاراستہ  
دیکھا موج بیتاب ہو کر اٹھی کہا اے شہنشاہ مجھ کو جانے دیجئے ایسا نہو خدا بخواسے استاد کوئی اقلو  
پڑے اصل میں طلسم کشائی کر رہے ہیں بیان سے ہا کر خورشید نگار میں کلہاڑے نمایاں کئے پھر ہوشہر  
میں آگئے ماشا اللہ چھادہ ہیں مثل ان کے کون جانا بازی کر گیا جالاک و برق لے کہا ہم نے  
اکثر قصد کیا قریب فقر سہفت رنگ و کوہ سہفت رنگ ہنیں پہو یخ سکتے موج  
طاؤس پر صواہر ہو کر علی بلند ہو کر اسنہ دیکھا نام دامنہ کوہ سہفت رنگ لاشتون سے معمور ہو  
ایسیارن پڑا کسی مقام پر ایسی جنگ نہوئی تھی کہ اسنے کی آذاریں آتی ہیں صدائیں مختلف ہیں کوئی کتاؤ  
لینا لینا پڑنا جانے نہ پائے کہیں سے شعلے نکلتی ہی شعلے آسپہن اڑا کر زمین پر گرے ہیں جابجا



آگیا بیتال پھر تے ہین پنج ہائے نخل سے چنگاریاں نکل رہی ہوں اوج جوش سحرینا سبر کوہ ہفت رنگ  
 چمکی جیسے ہی عکس مواج کا درجہ زبردستی پر پڑا اک طاؤس سین سے نکلا اسنے پنج ماری مواج کو کھڑا کر  
 گری طاؤس نے قریب آکر سیر مارا ہوش ہو گئی طاؤس منقارین دبا کر ملکہ مواج کو سامنے صراط کے  
 لایا صراط نے کہا اے طاؤس رازدار خیر تو ہے کہا حضورین درجہ زبردستی کا نگبان ہوں کہا میں  
 یہ ساحرہ اڑتی ہوئی جاتی ہے جسم سے اسکی نوے دہائی فراسیاب آتی ہرین نے پکڑ لیا صراط  
 نے پہچانا کہا اے یہ تو دختر نسیم ہے معلوم ہوتا ہے چاہ نیلو فر بھی برباد ہو افور طاؤس کو حکم دیا کہا  
 اے طاؤس منقش نگبان درجہ زبردستی اسکو لیا کر قصر سفید رنگ میں پھینک دے طاؤس مواج  
 کو منقارین دبا کر اڑتا ہوا جاتا ہے فضا کے کار برق تڑپ کر نکلا تھا اک نخل کے سایہ میں کھڑا  
 تھا اسنے دیکھا اک طاؤس مواج کو منقارین دباے ہوئے لئے جاتا ہے اسنے تعجیل رنگ غن  
 عیاری کا نکالا فراسیاب کی صورت بنکر تیار ہوا تاج سر پر بھکراہ میں ٹھہرا جیسے ہی طاؤس منقش  
 اس مقام پر پہنچا پکار کر آواز دی اے دوست صادق اے محب والحق منم شہنشاہ طاسم پو شریا  
 ذرا اٹھ جا یہ سنتے ہی طاؤس زمین پر آیا برق نے دیکھا ایک ساحرہ تاج سر پر پہنے ہوئے  
 ظاہر ہوئی تھک کر فراسیاب کو سلام کیا منکر کامیاں برق صاحب مزاج تو اچھا ہے  
 کیا اچھی صورت ہے ہو مگر قد نہ بڑھا سکے اور نگوڑے سجیادہ بڑھاتیرا اوستا در گرفتار ہو چکا ہے  
 یہ منکر برق کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا برق نے ہاتھ باندھ کر کہا اے ملکہ عالم کیا کہنا ہم سو مرتبہ  
 فراسیاب کے سامنے صورتیں بدل کر گئے کبھی نہ پہچانا بن آج ہمکو فردان مل گیا آپ کی علامی  
 کریں گے اب ہمکو جوڑ دیجیے ہم جا کر اسد کو پکڑ لائیں ہین قدموں پر فراسیاب کے گرا دیجئے ہماری  
 خطا معاف کریں ہم ایک دن میں لڑائی فتح کر دیئے وہ نازنین ہنسی کہا میاں برق دل میں تو  
 اپنے کہتے ہو کہ اسکو قتل کروں ظاہر میں یہ باتیں بنائے ہو جہاں بی مواج کو میں لئے جاتی  
 ہوں وہیں لہجہ کر ٹکوں بھی قید کر دیتی ہر چہ برق تڑپا بھر کا اسنے نہ مانا برق د مواج کو پیچھے  
 میں دبا کر چاہتی ہے بلند ہو بیلا سے آواز آئی ملکہ کیا کہنا ہم بھی آپونچے دیکھا اک ساحرہ شکل زیب  
 عالی صورت منہ سے شعلے نکلتے ہوئے جھپٹ کے قریب پہنچا آئے ہی کہا دیکھو ملکہ مرشد زاد صراط  
 ہفت رنگ ابھی نہ برق کو پہچانا بتلا میں کون ہوں اس نازنین نے گہرا کے منہ پھیرا ساحرہ آمادہ



ہو کر آیا ہے ایک جھپکتے ہی بغدہ مارا کہا اب تو یہی ناطا اوس کے ہزار ٹکڑے ہوئے قرآن و سرق با  
 مواج چاہتی ہے کہ بند ہو کہ آسمان سے نعرہ ہوا شتم تمیز ان سامری معرکہ گذرا کہ صراط بھیٹا تھا کہ وہ  
 آگہ بر جو چھٹ گیا صراط کما کی نین ان سلمیٰ لینا نگہبان رجز بر جدی پر کوئی افتاد پڑی یہ ساتون  
 تیلان کر دک کر گریں مواج کو ہاتھوں ہاتھ پکڑ لیا ایک نے لاشہ سا حرہ کا اوٹھا یا لاشہ لا کر صراط کو  
 دکھا یا صراط اس سحرہ کے لیے بہت رو یا تیلون نے لاکھ مواج کو بھی گرداب دیات قصہ صفت و گ  
 میں ڈال دیا مگر وہ بھوج مواج کو دیکھا بقیار ہو گیا اعل وغیرہ پڑی ہیں یقین کا ل ہوا  
 موت قریب ہو مواج نے اشاروں میں عیاری برقی و قرآن کا حال بیان کیا عمر و نے کہا ملک  
 سب تدبیر کی تقدیر سے سب لاچار ہیں مواج نے اشارہ کیا اہالیان شکر ظفر ہزار کیے وسط  
 تڑپے ہیں اس قصر کا یہ شرف ہے کہ ہم ایسے کامل و کامل جو کر نمون کی زبانیں سوزن میں دیا  
 اسکو یقین کامل ہے کہ یہاں سے کوئی نکل نہیں سکتا صراط ہفت رنگ آمادہ جنگن بھر ترو دریا  
 کہ شاید لاپسین وغیرہ ملے کرین کشت و خون اس قدر ہو چکا ہے یہ حوصلہ نہ پڑا کہ خود فوج کو ہفت رنگ  
 کو بلاے چار ہر دن گذرا شام ہوئی جوش و خروش میں اپنے مقام سے اوٹھا یہاں خواہ کو تڑپے ہو  
 وہ دن گذرا شام کو اس قدر وہاں اندھیرا ہے معلوم ہوتا ہے کہ پردہ طلبات ہے بخت سیاہ کا سامنا  
 تاریکی پردہ ظلمات بھی مات ہے یہ چار دن ہزار دیاں پروردہ مہدناز و نعم انہر یہ عجم عالم بحر فراموش  
 مکان میں تنہائی نہ مونس نہ مددگار وہی تاریکی غمخوار صراط ہفت رنگ غریب یا کے نیل ہو چکا  
 دیکھا دریا کا جوش و خروش بڑھا ہوا ابر سوخی میں تڑپ زیادہ تر طائران زمزمہ سراجان و پریشان  
 آن نغمہ سنجی بھولے صراط نے پکار کر آواز دی اس طائران طلسمی تکو خاموش و کھکھریا ہوا ہوا ہے  
 ہیں کچھ حال انجام سنا واک طائر ہفت رنگ ابر سوخی سے تڑپ کر نکلا آواز دی کیا جو انہیں بولو  
 تقدیر ہے وہ پیش آنی ہر ناحق کی پریشانی ہے آئینہ سامری جمشید ہیں دریافت کیے خاموش  
 رہنے میں کیا بچید ہیں کسکو حال دل سنا میں نفس ابر سوخی سے کیونکر نکلیں طائران روح حق جس  
 خالی میں تڑپتا ہے شکستہ بر محبوب و مضطرب پر سب حال ظاہر ہے دو بشین گذرین اوراق روز ناخ  
 میسر مھر بالکل مورا ہیں آگنی آنکھیں نہ کھلیں اس دکتہ پر خیال نکلیا کسی درنگی پر حرف بالاسرار  
 کو مھر زفر یا صراط اور زیادہ گہرا باجین کتا ہر چہا جانبے کلمات عبرت امیز کی بوجھا ہوا ملک



بمحرور و لاچار ہر یہ دل سے باتیں کرتا تھا کہ مجھ کو دریا بند ہوا عبا بون نے آنکھیں کھولیں موجدین تلواریں  
ہنیں گرداب خنجر آبدار اہیان دریا بمقدار صراط اس اہیت سے آگاہ نہوا کہا ہی حال معلوم ہو سکا سراے  
ہمزادان لصد جوش و خروش ظاہر ہو صراط ہفت رنگ نے دامن پھیلا یا سرون کو دامن  
مین لیا کریبان کی خبر نہیں جانتا ہے ہمارا انکا چولی دامن کا ساتھ ہے یہ نہیں سمجھا کہ میرا کریبان اور  
اجل کا ہاتھ ہو دورا قصر ہفت رنگ مین آیا دیکھا چارون شاہزادیاں بیکار پڑیں مین خواجہ ستون  
بندے ہو پابند مصیبت گرفتار دام آفت جیسے ہی صراط آیا خواجہ نے کہا اے شہنشاہ آداب  
عرض کرتا ہوں صراط نے کہا اوسار بان زادے تیری وجہ سے اراکین قصر ہفت رنگ قتل ہوئے  
تسلیم پڑ گیا اب صبح کو تجھ کو قتل کروں گا ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا عمر و نئے کہا چارون کو قتل ہو حقیقت  
مین برٹے گنگار مین مین نے کیا خطلی مین ہلا کہ وہ ہفت رنگ حضور کی زیارت کو آیا تھا  
پتلیوں نے دراندازی کی مجھ کو ناحق بھنسا یا اب رہا کر دیجیے آپ طلسم کشائے خواہان مین بانی فساد لاجپن  
ان سب کو مجھے لیجیے ایک ایک کی مشکین باندھ کر لاؤں گا صراط نے کچھ جواب نہ دیا ساتون موندھے  
جواہرات کے نکالے نہ رہے ہمزادان موندھوں پر رکھے روز ناچنے میز مکر ہاتھ مین لیا اور پکار کر  
آواز دی اسی رازداران طلسم ہوش ربا کچھ باتیں کیجیے آج دو دن سے صفات روز ناچنے میز مکر بالکل  
معراہ مین ہم تحریر سے مبرا مین صراط نے یہ جو پکار کر کہا سرفراسیاب لصد جوش و خروش یہ  
اشعار عبرت اثار زیب النسا مخفی پڑنے لگا کہا صراط ہفت رنگ بہ گوش ہوش ساعت کر اور

|                                                                                                   |                                 |                                 |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------|---------------------------------|
| غور و باغ سے نکال او غافل نظم                                                                     | کار مشوقان مکت زخم نہال رختن    | کار عاشق خون خود را بجان رختن   |
| نسبت آسان پنجہ بزل ف پر دیان کن                                                                   | خون دل سیبا یاد زید ظہان رختن   | گولہ دم دل عشق برج موند و دار   |
| باغبان رامیر سد گل در گریبان رختن                                                                 | صحبت بگاد زان ارم بتوے آشنا     | کا برد و شوا ربا زین غیبتا رختن |
| ویدہ خود بر کشا مخفی دگر تاکے تو ان                                                               | نقد عمر خویش اہر سو پریشان رختن | یہ اشعار سنگ صراط ہفت رنگ       |
| گھر آیا کہا اے شہنشاہ سمجھا کہ باتیں کیجیے یہ اشعار میری سمجھ مین نہیں آئے سر مصور لصد جوش و خروش |                                 |                                 |
| آواز دینے لگا اے برادر بچان برابر نظم                                                             | بیا اے دل دے باو وطن کن         | جو مری نالہ بر سر وچن کن        |
| خدا را بردہ از رحمت ر بردار                                                                       | ز سمع حسن روشن سخن کن           | بچوں اے عندلیب دیدن گل          |
| نہر ان چاک در جیب بدن کن                                                                          | گر فتنہ جون زخمش کاٹ نہیں       | وعدا بردوان کوہ کن کن           |



جو کم شد یوسف عمر تو خفی وطن در گوشہ بیت الحزن کن صراط اور زیادہ گھبرا یا کہا تم تو  
 ہمارے برادر بچان برابر ہو صاف صاف بات کر و ظلم کو ترک کرو ترین باتیں کرو میری سمجھ میں  
 نہیں آتا سر شہنشاہ لاچین بعد جوش و خروش بولار باغی من زد کشتک دل من نکست  
 محبت باچو شیشہ و سنگست تحفیا کے رسی بہنزل دست راہ تار یک مرکم لنگست  
 ویکہ بلبل از گل پذیرد و از چمن بند مرا بت پرستی کے کند کہیں بند مرا اور سخن بہتیاں شہد مانند بڑے برگل  
 کہہ کر دین میں دل اور دین میں بند مرا صراط ہفت رنگ کے ہاتھ میں قلم ہے چاہتا ہے جس طرح یہ سر لیزہ  
 کی خبر دیتے تھے اسی طرح پر خبر سنائیں یہ غیر ممکن جس طرح وہ کلام کرتے ہیں صراط گھبرا یا بھری پوچھا  
 کہ کل صبح کو کیا ہو گا طلسم ہوش رہا ہاتھ سے اسد کے نیچے گایا نہ نیچے گا اس بات کا کوئی سر  
 جواب نہیں دیتا سرا فرا سیاب نے بہ غیظ و غضب یہ فقرہ کہا ہے صراط ہفت رنگ  
 سحر کو صبح ہو جائیگی ہوشیار رہنا اب تم سے کلام نہ کرو آج سے روزانچہ میرے کھر میں حرف نہ لکھا جائیگا  
 جس قدر معمور ہوا وہ دشمنوں کے کام آئیگا بانی معارف میں خطا سے برابر یا ہر چند صراط مفتک  
 چنچا بیٹا پوجا پاٹ بھی کیا یہ صاف صاف کسی سر نے نہ کہا کہ صبح کو کیا ہو گا کیا یک گریبان سحر  
 چاک ہوا ماہ تابان نے انجمن ثابت و سیارگان سے کنارہ کر کے قصر مغرب میں داخلہ کیا  
 مہر عالم افروز چرخ نیلی بربر آمد ہوا غصے سے چہرہ سرخ تیغ مہر حائل نیزہ خطوط شعاع ہاتھ میں  
 تو سن فلک پر سوار ہو کر سرگرم سیاحی ہو صراط ہفت رنگ ادس قصر میں یکہ و تنہا  
 چار شہزادیاں سحر میں مبتلا پڑی ہیں اٹھ کر عمرو کو ستون کو کھولا انجھ پھینکا چھائی پر عمرو کی  
 چڑھ بیٹھا عمرو نے پکار کر آواز دی یا سامری ہمیشہ تھار صد تو بیکٹھ نظر آیا باغ بہشت لکھیا حورین  
 بلاتی ہیں صراط حیران ہو عمرو کیا کتاب عمرو نے کہا مرشد زادے میں تو اس امر کا متمنی تھا کہ  
 اس ساعت پر قتل ہو جاؤں اک ذرا اٹھ جائے صراط ٹھہر عمرو نے جیب میں ہاتھ ڈالا ایک شیشی  
 اوس میں گلاب چند قطرہ دو ورق کاغذ کے پر علم سنکرت لکھے ہوئے عمرو نے شیشی ہاتھ میں  
 لی ورق چھانے لگا صراط ہفت رنگ نے ہاتھ مڑوڑ کے ورق چھین لیے کہا ارے دیکھو  
 اس میں کیا لکھا ہے عمرو پٹنے لگا کہا تو محکم قتل کر جس وقت خنجر گلے پر لکھیا غایت سے سامری و  
 ہمیشہ کی موت کا مزا چکے کا مقتول کو زندگی جاوید حاصل ہوگی فانی فوراً جہنم وصل ہو گا یہ کلمہ



عبرت سکھ صراط ان اور ارق کو بڑھنے لگا طرف سے سامری وہ چشمہ کے قریب ہے کہ اگر بوقت سحر برودہ  
 بہ ساعت مشتری کوئی کسی کو قتل کرنے کا قصد کرے ہمارا بندہ مقبول دو قطر شراب حیات بی بی خیر  
 اچٹ کر قاتل پر پڑے مقبول ہزار برس زندہ رہے سلطنت ہفت اقلیم ملے لیکن توڑا سکایا ہو کہ  
 اول قاتل شراب حیات فی مقبول کو نہ پینے دے تو قاتل ہزار برس زندہ رہے لیکن مقبول کا خاتمہ  
 ہو جائیگا اب صراط سوچنے لگا ایسی شے نایاب عمرو کو نہ پینے دون میں بیکر قتل کروں ایسی نعمت  
 ملتی ہے ایسا نہ تو خیر اچٹ کر مجھ پر پڑے ناماداد کے حکم میں فرق نہ آیا گیا سدا بان زادہ ہزار سال زندہ رہے گا  
 میں شراب بیکہ اسکو قتل کروں عمرو کے ہاتھ سے شراب چھین لے لگا عمرو نے دہائی دی کہا اد ظالم  
 میں قتل ہوتا ہوں بزرگان دین نے یہ تحفہ عطا فرمایا تو کن جو چھینتا ہو مجھ کو اپنے ناماداد کی قسم  
 مجھ کو قتل کر سامری چشمہ لکھ برحق ہیں انکا حکم بھی ٹھیک ہو مجھ کو تو بکا اعتقاد ہو مجھ کو یہ فقرہ  
 بخوبی یاد ہوا کہ کو ایک گار خواب میں آئے یہ تحفہ عطا کر گئے اب تو کیوں نہیں قتل کرتا میں شراب حیات  
 نہیں ہے سودا الماس سم قاتل زہر مارے مجھ کو اسکے پینے میں کوں اصرار ہے کیجئے تک کٹ کے گر جائیگا  
 صراط نے کہا ہم اپنے بزرگوں کے سختی میں شراب حیات نہ پینے دیتے ان دونوں میں تو تکرار  
 ہو رہی ہے چاروں شہزادیاں بہ نگاہ حسرت نگاہ میں لیکن شہنشاہ لاپچھن سدا ناماداد فرق خواجہ  
 عمرو میں شب بھر تڑپے بوقت سحر لاپچھن نے کہا اس شہزاد میں نے شب بھر مقدمہ عمرو خواہا ہائے  
 پریشان دیکھے خدا خیر کرے کوہ ہفت رنگ پر صراط ہفت رنگ نہیں ہوئے غم نکل آیا شاید  
 چاروں شہزادیاں بھی کسی بلا میں پھنسیں عمرو بھی کہیں مبتلا ہو بلا صرف ساتوں بتلیاں برس کو ٹپک رہی  
 یہ لکھ چھین چرخ مار کر بلند ہوا آسمان پر سے یہ معرکہ دیکھا کہ خواجہ عمرو و صراط سے دھینگا مٹتی  
 ہو رہی ہے ایک شیشی شراب کی عمرو کے ہاتھ میں صراط نے کہا میں پیوں عمرو کہتا ہوں میں تو لگا  
 صراط جو ان زبردست ہے ہاتھ مڑوڑ کے شیشی چھینی عمرو نے پینے لگا اسے او ظالم کیا کرتا ہے اس  
 سم قاتل کو نہ پینا پانی ہو کر بہ جائیگا صراط نہ مانا جسے ہی شیشی کو جا ہا منھ سے لگائے ساتوں  
 بتلیاں تڑپ کر زمین سے نکلیں ایک نے صراط کے ہاتھ پر تھیلی ماری ایک نے عمرو کی گردن لی  
 ایک نے کہا واہ مرشد زادے رات بھر سہزادے بائیں کین خاک نہ سمجھے یہ شراب حیات نہیں  
 جام بادہ مات ہے پیتے ہی تمھارا کیجئے کٹ جاتا یہ سکھ صراط نے خیر بہ عمرو کے گلے پر رکھا اب عمرو



ہو کر دھارنے لگا وہ شیشی جو ہاتھ سے چھوٹ کر صراط کے گری زمین سے دھوان نکلنے لگا ہر ایک شکرینہ  
 جلنے لگا کھارے ظالم یہ کیا بلا تھی جسے زمین کو سیاہ کر دیا اب عمرو خاموش کیا کہہ سکتے تیلیوں کو دیکھ کر  
 حیران ہو گیا وہ جاؤں جاؤں کر رہی ہیں یہ بھی کہے جاتی ہیں اسے سیرہ سامری جلدی کیجیے اسکی  
 قضا نہیں ہو سامری مائے من صاف صاف لکھا ہے ساری عبارت ہمواد ہوت و داد فرما دے تو اب  
 لاجپن نے آسمان سے دیکھا کہ عمرو بقرار ہے جان دیکر گولا جھولی سے نکالا اسم حرم کیا پیشانی پر نشتر  
 مارے خون سے اپنے رنگ خیال کیا یوں جا پڑوں کہ یہ ہلک نہ جھپکائے ہائے لاجپن کو دک کر گھر انرا  
 کیا ادھیچا کیا کرتا ہے یہ کنکر بڑے زور و شور سے گولا مارا سر پر صراط کے پڑا نگاہ بھی نہ اٹھا سکا فوہ  
 کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے تیلیوں نے چاہا لاجپن پر جا پڑیں لاجپن نے خون اپنا تیلیوں پر پھینک  
 مارا ساتون جلنے لگیں ادھر تو صراط کا سر پھٹا لاشہ زمین پر گر ادا دھر تیلیاں جلیں لاجپن نے فرمایا کہ  
 اے لعل سخندان وغیرہ جلد قصر سے نکلو یہ قصر ہفت رنگ ہو ساٹھ ہزار اساحر نگہبان اسیدن رہتا ہے  
 لاجپن کے منہ سے نکلا تھا کہ دیوارین تھرا میں ہر ایک دیوار قصر سے ساحر نکلنے لگے لاجپن پر  
 جا پڑے ایک طرف سے لعل سخندان کو دک کر گری مولج عمرو کو بچے میں دبائے اڑی ہر اڑے  
 دوا لہن میں کن سحر کرنے لگیں جو ساحر نکلا سنبھلنے نہ دیا کسی پر گولا مارا کسی پر نیچہ مارا کسی آتش سحر  
 جلایا مارا زمین کن لوٹ مار کر گری اڑو رہے سیکڑوں کو گنگھائی ہزار و نمود دیوانہ کر دیا  
 کوکب و جہاندار وغیرہ اپنے لشکر میں موجود ہیں کہ بکا یک آسمان برابر سیاہ اٹھا لگا ہفت  
 پیدا ہوا ہر درجہ میں لگے لگے جادوگر نکلے ہائے شہنشاہ کتے ہوئے  
 لشکر اسلام پر گرے کوکب نے دور سے دیکھا قصر ہفت رنگ سے نعرہ لاجپن کی  
 صدا آتی ہے ملکہ لعل سخندان و اسرار صفت شکن و ملکہ امدان زمین کن ساحر قصر  
 اڑ رہی ہیں ایک ایک پر آگ برس رہی ہے جہاندار نے دیکھا یہ بلوہ نہ رکے گا گوشہ صحرا پر اگر  
 پتیلیں تمام چار اینٹیں چار طرف رکھیں نقشہ قلعہ کا کھینچ کر سحر کیا قلعہ بنکر طیار ہوا ہر درجہ میں دو  
 گولہ انداز برنجی توپ دور سے معمار نے دیکھا کہ آقائے نامدار نے قلعہ تیار کر لیا معمار جھپٹا ہلک  
 درجہ پر آیا ادھر سے منہ رخ و بہار و باغبان وغیرہ بدحواس ہو کر چلے ہر اک کو ہی خیال ہو  
 بلوہ کیونکر کے گا بکا یک آسمان سے ابر سفید پیدا ہوا سب نے دیکھا ملکہ موانج قطرہ زن



بصد جوش و خروش خواجہ کو پنجے میں دبائے ہوئے گرد و غبار میں لٹی ہوئی پکاری ہوئی اس شمشاد کو کب  
 روشن شمشاد لاچین کی خبر کو قصر ہفت رنگ میں مصروف جنگ میں ملک جہاندار شاہ نے  
 فوراً قلعہ بنایا معمار بھی شریک ہو گا ولا قلعے سے چلنے لگا جو گولا جا کر بڑا کوہ ہفت رنگ کے ٹکڑے  
 اڑا دیئے اس زور و شور سے گولے چلے کوہ ہفت رنگ متزلزل و متحرک ہوا درجہ ہائے عظیم و کھراج  
 و یاقوت و الماس یوں اڑتے تھے صاف ظاہر تھا کہ برسات میں جگنو اڑ رہے ہیں تمام صحرا دھواں  
 و عمارتیں و زمین بھانکنے کی پکار ہر سمت ہنگامے برپا ہیں درجہ ہائے کوہ ہفت رنگ سے  
 ساٹھ لاکھ ساحر جمع ہو کر نکلے جہاندار شاہ نے مارے گولوں کے ستھرے اور دیامواج کے کمنے سے  
 شمشاد کو کب روشن شمشاد فوج قاہرہ ہمراہ لے لیکر قریب قصر ہفت رنگ پہنچا دیکھا شمشاد  
 لاچین و ملکہ لعل سخندان و ملکہ اسرار صفت شکن و ملکہ ماران زمین رکن جمع ساحران  
 میں کھڑی ہوئی ہیں مکان تو گر گیا ہر قصر و عمارت سے ساحران سیہ رو و تیرہ ورون حربہ ہائے  
 سحریہ ہوئے ہاتھ میں نکلتے ہیں ہر ایک کی زبان سے صدا ہائے ہیبت و افسوس بلند لاشہ ہائے  
 ساحران خود پسند بڑے ہوئے لوٹ رہے ہیں لاچین رستمانہ جنگ میں مصروف ہے جبے لا مارا  
 و دودو سو کے سر پہنچے آخر یہ سب ساحر شکست کھا کر اہالیان قصر ہفت رنگ اس خیال سے  
 بھاگے کہ جا کر درجہ کوہ ہفت رنگ میں پناہ لیں جب قریب کوہ آئے دیکھا گولوں نے تمام بہار  
 اڑا دیا درجہ ہائے کوہ ہفت رنگ کو خاک میں ملا دیا آسمان سے آگ برس رہی ہے فوج جہاندار  
 و فوج کو کب و خود اسد نادر بہ نفس نفیس مع سرداران جلیس مصروف جنگ ہیں ساحران  
 کوہ ہفت رنگ و قصر ہفت رنگ بدو اس ہو کر طرف صحرا کے بھاگے اور  
 لاچین وغیرہ نے دور تک بچھا کیا وہ جان بچا کر طاہرین بن کے اڑے طرف تلخ غیب  
 کے روئے پٹیتے چلے قریب شام فتح عظیم حاصل ہوئی جہاندار شاہ قلعہ سے اُترا کو کب  
 لاچین آج خوب لڑے بھاگنے والے لاشہ صراط اٹھا لے گئے اسد نادر نے بھی تلوار و کی  
 گئی سے خون ٹپکتا ہوا خانہ بائے زرہ خون سے معمور سرداران صف شکن بہت تعداد بجا رہے  
 لاچین سب کے آگے خواجہ نے بھی اپنے کو ظاہر کیا اب لاچین نے خواجہ جمعہ سے حال  
 قصر ہفت رنگ پوچھا خواجہ نے تمام کیفیت بیان کی کہ صراط سیاح و درویشین دیکھا و زنا چہ



میر نظر تو خواجہ نے زبیل میں رکھ لیا بیٹھ و فیروزی اگر فروکش ہو ب سب سردار خوشیاں کر رہے ہیں  
 ملکہ منہ جبین اگر تخت پر بیٹھیں ملکہ مہرخ نے لعل سخن دان و نار ان زمین کن اسرار و مواج  
 کو بڑا بھاری خلعت و پافر مایا اپنے بڑا کام کیا سب خوش خوش بیٹھے ہیں اسد نے ہٹ کر دیکھا  
 لاچین بے قرار انتہا کا شکار شدت گریہ سے کلام کرنا بھی دشوار ہے اسد نے ماننے والوں کو  
 منع کیا کہ در تامل کرو جب ذرا ہنگامہ موقوف ہو اسد و عمرو نے لاچین سے پوچھا کیوں شہنشاہ  
 باعث بے قرار ہو گیا ہوا آج تو بڑی فتح نصیب ہوئی اب تک یہ امیر رنجی کہ دریاے نیل تک جاسکتا  
 رہا یا ہے کوہ ہفت رنگ سدا رہ ہوگی ندانے اپنی عنایت سے اس لڑائی کو بے آسانی  
 فتح کر لیا لاکھوں جانہا ز ساحران ممتاز سیار گلشن جنان ہوئے لڑائی میں بڑے  
 کھیت بڑے شکم ہے کہ انجام بخیر ہوا اب دریاے نیل پر جانے کی فکر واجب و لازم ہے  
 تمہاری شدت گریہ کا کیا سبب ہے لاچین نے کہا اس شہنشاہ عیاران آج تک مجھ کو خیال نکال  
 ملکہ بلقیس ثانی حوالی کوہ ہفت رنگ میں قید ہوں گی اسکے فتح ہونے پر اسے ملاقات  
 نصیب ہوگی میں خود قصر ہفت رنگ میں اسی عرض سو گیا کہ اسکے فتح ہونے پر اسے ملاقات  
 لگی جہاندار نے بڑا کام کیا ورنہ ساری فوج کا خاتمہ ہو جاتا میں نے سب مقامات چھانے  
 کہیں اس کو ہر بے بہا کاپتہ نہ ملادریاے نیل میں آج تک کوئی قید نہیں کیا گیا اب ملاقات  
 ہو نیکی کیا امید رکھوں اسوجہ سے قلب بے قرار ہے جنوں سر پر ہوا ہو خواجہ نے بڑے تسکین  
 شہنشاہ لاچین کا ہنسان لشکر کو جمع کیا اُسے مقدمہ ملکہ بلقیس ثانی کہا کہ حکم لگاؤ اسے متفق نہ لگایا  
 کہ خانہ حیات باقی ہے انشاء اللہ بخیر و عافیت بعد سطوت و حولت آپ ملکہ عالم کو دیکھیں اُسے  
 نجومیوں کے کہنے سے لاچین کو تسکین ہوئی یہاں افراسیاب جادو باغ سیب میں مصروف  
 عیش ہے کہ نگہبان کوہ ہفت رنگ و قصر ہفت رنگ لاشہ صراط لئے حاضر ہوئے  
 بربادی کوہ ہفت رنگ کی کیفیت بیان کی کہما حضور راج تو جہاندار ایسا لڑا کہ ہم لوگوں کے  
 قدم نہ چم سکے تمام میدان و صوان و ہار تھا افراسیاب نے حیرت کو تسکین دی کمال حیرت  
 کیوں گھبراتی ہے دریاے نیل تک پہنچتے پہنچتے جن کے دریا بہاؤ نگاہ سرا و ابرق حاضر ہوئے  
 انھوں نے عرض کی حضور کوہ ہفت رنگ سے شکست کھا کر چھوٹے مرشد زانی مصور جادو مع



صورت نگار زوجہ اپنی کے غائب ہن کین نشان نہیں ملتا افراسیاب نے حکم دیا کہ وزیران بیدار  
 فوج لیکر جلد روانہ ہوا اٹھارہ سو ملک ہن نامے لکھو جس قدر پہلوانان باشوکت غیر سا جہیں سب  
 حاکم دامنہ دریائے نیل میں فروکش ہوں صف بندیان کریں اس کے ساتھ غیر سادہ بہت  
 کم ہن ہماری فوج والے لکیر کرار لینگے ساحر و نکاوہان زور نہ چلے گا اویس وقت اٹھارہ سو نامے  
 روانہ ہوئے مصلو کی تلاش میں چند ساجڑ بھیجے سرما و ابرق مع ملکہ حیرت و چالیس تاجداران  
 جلیں ہمراہ لیکر برائے مقابلہ لشکر اسد چلے افراسیاب نے کماؤت پرین بھی آؤنگا اسے  
 اب میں اور بھی اک تدبیر کر چکا ہوں اسکا بھی اظہار ہو گا یہ تو سب فوج لیکر طے صصر کو بیان  
 افراسیاب نے بہ نگاہ قمر دیکھا کما صصر تجھے کچھ نہیں ہو سکتا خبردار تھک جو بس مقام پر باد  
 مار ڈالو صصر بھی جھلا کر علی شب کو آکر لشکر اسد میں پہونچی لشکر کی جمیت دیکھ کر صصر نے  
 ہوش اڑے از قلعہ تو سن حصار تا برآمدہ سحر دو آمنہ کوہ ہفت رنگ فوج اسد سے معہ  
 قلب لشکر میں بارگاہ آسمان جاہ ملکہ مہ جہین گرد اور شاہزادیوں کی بارگاہ ہن بہت زیادہ  
 اسد نامدار ملکہ تصویر کی خاطر کرنے ہن کہ فراق میں بدیع الزمان کے بیمار ہو گئیں ہن صصر  
 پھر کی سردار ہر طرف پھر رہے ہن رات کو اسنے دیکھا دربار برخواست ہوا اسد نامدار کو سب  
 سرداروں نے بارگاہ مہ جہین میں پہونچا یا بارگاہ میں معشوقان اسد کی ملی ہوئیں بوڑھو پیر  
 جہاؤ ملکہ مہرخ ظن اپنی بارگاہ کے جاتی تھیں ماہ جادو کنیز مہرخ کسی کام کو ٹھہری صصر نے  
 بہت فکر اسے بیوش کیا بہ شکل ماہ ہمراہ مہرخ انکی بارگاہ میں آنی خاصہ کھا کر مہرخ نے اکر کیا  
 صصر اٹھی پر وہان ہائے بیوشی پھینک کر کنیزان خدمت گذار کو بیوش کیا قریب مہرخ آنی  
 بیوش کر کے لے بھاگی رات قلیل تھی بوقت سحر برق فرنی پھر تاہو آیا کنیز ونسے پوچھا ملکہ اہل  
 نہیں ہوئیں کنیزین اندر گئیں دیکھا مہرخ نہیں ہن ملکہ ہوا مہرخ کو کوئی چرا لیکھا برق نے تیرہ  
 صصر کا پہونچا نا بقرار ہو کے دوڑا لشکر میں بھی پکارا کہ لکھا یار و مہرخ کو صصر لنگی تلافی نہ  
 جاتا ہوں طرف جنگی کے دوڑا دور سے دیکھا صصر جاتی ہو برق نے آواز دی اوستانی صاحب  
 ٹھہر و آبکا شاگرد رشید آپہونچا صصر نے کہا کیوں میرا پوچھا کہ تا بہر شتارے میں کنیز فرسا  
 ہے خطائی تھی حیرت کے پاس بے جاتی ہوں برق نے کہا ستانی یہ باتیں تمھاری ہلے سکتے



نہ چلین گی پتارہ رکھ دو اور چلی جاؤ صرصر نے پتارہ تھنہ سنگ پر رکھ یا کما گھوڑے مجھے قضا لائی ہو برق  
 نہ چمکھنیکر جا پڑا صرصر برق بر برس پڑی برق چوٹیں روکتا جاتا ہے کتابا ہستیانی اپنے لڑکوں کے منہ  
 نہ چڑھواک ہاتھ مارو دنگا ناک اڑ جائیگی تب تمھارے کان ہونگے صرصر برق لڑ رہے ہیں کہ  
 خواجہ خبر سنگ لے دیکھا برق صرصر سے لڑ رہا ہے پکار کر آواز دی کیوں او بھورے تو نے ہماری  
 معشوقہ کو کیوں روکا مان کے وار روکتا ہے ایسی بے ادبی کرتا ہے ملکہ تم اسکی ناک کاٹ لو میں  
 بھی آیا مہر خ کو لجاؤ اسد کو بھی گر فیا کر دوں تمھارے دل نازک پر صدمہ نہ پہونچے یہ کہتے ہو کہ  
 قریب پہونچے صرصر عمر کو دیکھ کر گھبرا گئی کہ سامنے سے صبار قرار کند انداز و شمیمہ نقب زن  
 شرارہ سنگ انداز و غیرہ چارون عیار بچیان براب بالادوی نکلی تھیں پہونچیں دیکھتا ہستیانی برق  
 عمر و سے لڑ رہی ہیں عمر و تو ہاتھ جوڑے کھڑا ہے برق پر خفا ہو رہا ہے خواجہ عمر صرصر سے تیسرے  
 جان جہان غصے کو تھوک دو کھر چلو جس بات پر تمکو غصہ ہو دینے میں شکو نہیں آیا نو کری سے فرست  
 نہیں ملی مجبور رہا نو کری ہمیشہ کیا کروں اس غصے پر گھر سے نکلی جاتی ہوا ہے بے غیرت انصاف کر  
 تیرے ہی واسطے نو کری کرتا ہوں ورنہ مجھکو کیا ضرورت ہو صرصر گالیان دے ہی ہو گھوڑے تیری  
 شامت آئی ہے چارون عیار بچوں نے جو یہ معرکہ دیکھا کندین لیکر آئیں عمر و برق پر پہونچے پڑنے لگے  
 خواجہ ان چارون سے کہتے ہیں ارے ماللقوا بنے خسرے لڑنی ہو شمیمہ سے کہتے ہیں ارے  
 شوہر کا بڑا مرتبہ ہے برق تجھکو طلاق دیدیگا دیکھ کیا کرتی ہو صبار قرار سے کہا بیٹا تم الگ ہو جاؤ  
 تم منظور نظر مہتران ہو تمھاری شرافت مشہور ہے نہیں تو وہ تمھاری بیڈیان تو لڑا ایگاہ گوارا  
 اسکو ہنو کا کہ تو مجھے بد زبانی کرے بدنام ہو جائیگی یہ دونوں عیار بچوں کے دار روک رہے ہیں  
 عمر و کا برق سے اشارہ ہے اشارہ اوٹھالے ہر مرتبہ برق تر پتا ہے صرصر قریب پتارہ مہر خ  
 نہیں آنے دیتی یہ ہنگامہ تھا کہ صحرا سے گرد اڑی حداد و جادو میں لاکھ فوج سے براے مدد شہنشاہ  
 افراسیاب جاتا تھا صرصر نے آواز دی اسے شہر یا راں عیارون سے آکر مجھکو یا ہو حداد و  
 فوج ساحران لے کر جلا عمر و نے حقہ آتش بازی داغ کر شکر حداد پر بھینکا سیکڑوں نکلے سے ساحر  
 جگمگے بھاگنے لگے عمر و صرصر پر جا پڑا صرصر ذرا پیچھے ہٹی عمر و نے جھپٹکر مہر خ کی زبان سے  
 سوزن نکال لیا مہر خ کی آنکھ کھلی دیکھا عمر و برق بہ نملکہ بھاگے ملکہ ہوشیار ہو جاؤ فوج ساحران



آپہونچی مہر خیز پکار اٹھی فوج خدا دے گھیر لیا برق نے جا کر شکر اسلام میں خبر کی ملا یہ پرکلا مہراج پٹل  
 رہی تھیں برق نے آواز دی اسے مول ج میں خ کو ساحران انرا سیاب نے مہرا میں گھیرا ہے جلد اپنے  
 افسر کی خبر لو دسنا وجا دو گر نیان مول ج کے ساتھ تھیں انکو لیکر دوڑ پڑی اسوقت پہونچی کہ  
 مہر خیز کہ وہنا لشکر خدا سے جنگ کر رہی ہے مہراج نے بھی آکر دریا سے لشکر ساحران میں  
 غوطہ مارا صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی سراواو برق وحیرت ہو فوج لیکر چلے گئے اسوقت آکر  
 پہنچے آتے ہی شریک جنگ ہوئے مہراج کے آئے کے بعد سہارو باغبان نے خبر سنی یہ بھی پڑ پڑ  
 جلدی میں جو ساحر چلا فوج کو تو تیار نہ کیا خود آپڑا لشکر خدا دے سراواو ابریق نے  
 گھیر لیا سرداران نامی پر وقت تنگ ہے لاچھن وغیرہ کو معلوم ہوتا ہے خبر نہیں ہوئی عیار  
 بچیان بھی ایک گوشے سے یہ ماجرا دیکھ رہی ہیں حیرت کتنی ہو ان سرداروں کو بلوہ کر کے پکڑ لو  
 کہ مہراج سے گرداڑی اس گرد سے صور اسرافیل کی آواز آئی کہ گوش گردون کو ہلانے لگا وہ قیامت  
 کی آواز آئی گھوڑوں نے سواروں کو ٹپکا طون جنگل کے بھاگے ساحر سحر بھول گئے حیرت  
 گھبراہٹ کی یہ کیا بلا نازل ہوئی گھبرا کے دیکھنے لگی دیکھا ایک جوان باہر خسار مشابہ بہ صورت ہند  
 نامدار دور کلبے مرکب پر سوار بہشت پر اسی ہزار قزاق ڈگے ڈگے گھوڑوں پر سوار ہڈے  
 موٹھے سے نکلے ہوئے اس جوان کے ہاتھ میں سونیکا بوق ہے دھن پر رکھ کر بجایا اوس سے صدا  
 نکلی اسے قزاقان بیریہ وہ بہ بندید اب جو قزاقون نے گھوڑے دوڑائے ساحرون کبھی چھوٹ گئے  
 صدمہ ہی سے زمین کانپتی تھی قزاقان غصہ کی لڑائی ایک قزاق نے ٹوکا دوسرے نے کوکھ پر  
 نیزہ مارا تیروں کی بو جھار کی لڑنے بھڑتے نکل گئے دس دس کی ٹولی باندھ کر پھرا کرے طبقے زمین  
 کے ہلادیے اول تو گھوڑوں کے دوڑنے سے تنق گرد بلند ہوئی خاک ساحر و کنوین سوچتا اوس  
 اندھیرے میں قزاقون کی بدعت غصہ کی شوکت ساحر بھاگنے لگے قزاق لڑ رہے تھے کہ لکھ ابر  
 گلزار پیدا ہوا تخت پر ملکہ تمہیکو طاؤس زرین بال پر سوار ملکہ نسیم جالندری مع ساٹھ ہزار  
 ساحران غدار کے آگے گری قزاقون نے بھی حملہ کیا پہلے ہی حملہ میں اسی ہزار لڑے نسیم کے  
 سحر کی ہوا بندھی اب حیرت نے پہچاننا کہ طلسم کشا کا بیٹا ہے غصہ فرین ہند کی نسیم عاشق ہو کر  
 ساتھ ہو گئی ہیں نعرہ کیا اسکو مار لو نیشل طلسم کشا ہے اگر اسکو قتل کیا طلسم کشا نیک پیکر مجاں کا



گذاش کر چکا ہوں ہاتھ میں غنڈھفر کے انگشتر سرواہ تغیر دین شکان قبضہ میں ہے بادیا پر سوار  
یہ اشیاء طلسم بندین سحر اپر تاثیر نہیں کرتا جو قریب آیا وہ مار گیا قزاقوں کی شوخی جست و چالاک  
لڑائی میں بیباک ساحر نے منہ کھولا کہ میں سحر کون بیان سے تیرے طالع توڑ کر پار گذرا اور بعض  
نے نیزے بڑھا کر شالون سے جھولیاں اتار لیں دوڑ بھینک دین ساحر گھبراتے ہیں قزاق  
گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہیں گرد اسقدر اڑی ہے کہ روئے آفتاب مخفی ہو گیا دوپہر کا علی  
نوار حلی سرا و ابریق بڑا لشکر لیکر آئے تھے سب اس مقام پر تباہ ہوا اب یہ خبر مفصل اسد  
نامہ ارگولی کہ صحرائین چند سردار ہمارے گھر قریب تھا کہ قتل ہوں غنڈھفر نے اگر لڑائی کو  
سنبھالا چہاں طرف سے اس شیر پر بلوہ جو بیقرار ہو کر سوار ہوئے انکے سوار ہوتے ہی  
شمشاہ لاپچین و ملک جہاندار شاہ و کوکب روشن ضمیر و جلد سردار آراستہ ہو کر  
ادوموت آکر پہنچے کہ غنڈھفر نے صفوں کو درہم و برہم کر دیا گھوڑے کو اڑاتا ہوا قریب حد  
پہنچا جوش جرات میں گھوڑے پر سے کود پڑے پیدل لڑتے ہوئے سانسے حداد کے چلے اسد  
بھی نعرہ کر کے آکر نسیم و محمد پیکر نے اسد کو سلام کیا اسد نے نسیم سے شکایت کی کہ اے نسیم  
تو نے غضب کیا ہمارے فرزند کو صحرا بھریا لے پھرتی ہو ایسا شوخون پر کوئی افتاد پڑے  
بیان لشکر میں سب طرح کا سامان موجود ہے غایت سے پروردگار کی کوہ ہفت آگ کی  
لڑائی اس شد و مد سے سر ہوئی اگر اسقدر جاؤ تو بعد قتل ہونے صراط کے ایک رتہ نہ بچتا  
مگر ایسے ایسے دلیر موجود تھے کہ جنھوں نے اس بلوے کو روکا اٹھارہ سو قریہ کی گمار سے  
لڑے نسیم نے دست بستہ عرض کی اپنے فرزند کے مزاج سے تو آپ بخوبی آگاہ ہونگے فلت میں  
باپ سے کیونکر ملاقات کروں حجاب آنا ہے سرفرازیاب براے نذر باؤں نو قد موسیٰ کردن  
اسد کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہا اے نسیم آٹھ پہر اسکی یاد میں آج دانہ حرام ہو گیا اب  
تو براے خدا چلکر میرے لشکر میں شریک ہو نسیم نے کہا حضور سب انھیں کے مطیع ہیں اگر بعد  
لڑائی کے وہ ٹھہرے ہم سب حاضر رہینگے اگر انھوں نے تشرف نہ رکھی ایسا فوج کو راضی  
رکھا ہے اگر آپ ان سب کی سپرین زرد و جاہر سے بھر دین تو یہ لوگ نہ بین سپاہی ہیں بھی  
سخی کرتے ہیں سب سے دس قدم آگے رہتے ہیں اپنے رفیق کے واسطے جھانیں سہتے ہیں وہاں



غضنفر گھوڑے سے کود پڑا خدا نے جو دیکھا ایک طفل کم سن بھورت بھورت ہال خود سے اڑے ہوئے  
 بڑی بڑی آنکھیں چہرہ آفتاب آسمان حسن جاہ و جلال ابروے خدا ریشک ہلال صفو کو درہم برہم  
 کرتا ہوا تاہے کئی گولے سحر کے مارے اوس سے کچھ نہوا تلوار لیکر چھپٹا خیال میں یہ کہ لڑکا ہو کیا لڑکی  
 ہاتھ پکڑے تلوار چین لونگا لڑکے کو قتل کرونگا سٹو سٹو کتا ہوا سانسے غضنفر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا  
 غضنفر اور جادو گر لڑائی میں مصروف تھا اس امر نے پشت پر سے ہاتھ مارا غضنفر کا  
 زخمی ہوا ہلٹ گئے دیکھا اس ساحر نے زخمی کیا پھر گیا سر سے خون جاری کچھ زخم کا خیال نہ کیا کئی  
 ساحروں کو قتل کر کے سامنے بیوی لٹکا رکھا اور مار دیا کتا جاتا ہے خدا نے دیکھا اب تو  
 یہ نیم بسل ہو چکا اب اسکا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہے چھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے  
 پیترہ بدل کر خالی دیا خدا دمنہ کے بھل جھکا اوپر سے غضنفر نے ہاتھ مارا خدا نے سپر فلا دیو  
 ابھارا دیا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر گری زمین پر آکر بوسہ دیا خدا کے دو ٹکڑے ہوئے غضنفر  
 نے اُسکو مارا چونکہ سر زخمی ہو چکا تھا تنکان جو پھی چھپٹ چھپٹ کے لڑا آنکھوں کے نیچے اندھیرا  
 آگیا خدا کو مار کے لڑکھڑاکے لڑا غش آگیا اس مقام پر صرصر موجود تھی اسنے جنید ساحروں  
 کو اشارہ کیا غضنفر کو گرفتار کر لیا سورا بریق کے پاس بیوی یا ان دونوں نے بہ تعجل نفس  
 میں بند کیا ایک ساحر کو دیکر یہ کہا کہ انھیں کے پاس لیجاؤ وہ ساحر غائب ہو گیا لیسکو حال  
 نہ معلوم ہوا بعد گرفتاری غضنفر لالچین نے طبقے زمین کے ملا دیے لاکھوں جادو گر قتل  
 ہو گئے حیرت جادو گھرائی سراو اکبر بریق نے جا کر یہ بھی کہا حضور اگر حکم دین طبل امان  
 بچے غضنفر کو پہننے وہیں بیجھد یا ایسے بیٹے کے غم میں طلسم کشا تر پڑے جان دیگا اس داغ  
 کو نہ اٹھا سکیگا حیرت نے حکم دیا بہتر طبل المان پوجب پڑی اسد وغیرہ پلے طلسم جالندری  
 و ملکہ تم پیکر و فولاد دیوانہ سردار قراقان یہ سب روتے ہوئے خدمت میں اسد کی آئے  
 کہا اے شہر بار پہنے اپنے آقا کا مرکب کوئل یا بالاشون میں بھی تلاش کر چکے یہ نہیں ملانے ہمارے  
 سامنے گرفتار ہوئے اسد بقرار ہو گئے ان سہوں کو تو اسد نے بہ لطف آواز قراقان نہ ملنے تھے  
 کہتے تھے ابھی جا کر جانینگے حیرت و سراو ابریق کو پکڑ لائینگے اپنے آقا کا پتہ لگانے  
 اسد نے مشکل انکوائار کہا بھائیوں تامل کرو میں تدبیر کرتا ہوں خدا خواجہ عمو کو سلامت رکھے



وہ فوراً فکر کرینگے قزاقوں نے عرض کی آقاے نامدار افسر بڑی چیز ہے یہی جب حیرت کو پکڑ لائے اور  
 کرینگے کہ زوجہ شہنشاہ قتل ہوتی ہیں فوراً آقاے نامدار کو خود افراسیاب ڈھونڈھینگا اسد نے کہا  
 بھائیوں تم ایسے بھائی ہیں حیرت کا گرفتار کرنا کیا اسان ہے قزاقوں نے کہا حضور حکم تو دید مجھے دیکھیں بھی  
 چٹیا پکڑ کے لاتے ہیں آپ کے کہنے سے اسوقت ہم رک گئے بدون آقاے نامدار آپ دانہ بھر حرام ہے  
 جب تک اپنے آقا کی صورت نہ دیکھینگے کھانا نہ کھائینگے لاجپن وغیرہ سنگرو جد کرتے ہیں کہتے ہیں  
 دیکھو صاحبو شاہزادے نے کیا خلق و مردت اپنے ساتھ والوں کے ساتھ لکھتے ہیں کہ نام ہم پر اپنے  
 مالک کے جان دیتے ہیں اسد نے بہت سب کو اتارا بہ مشکل کھانا کھلوا یا اور یہ عدہ کیا کہ اگر آج  
 شب تک غضنفر کا پتہ نہ ملے گا تو تمہا بیون کو اپنے آقا کے مقدمے میں اختیار ہو فوراً دے کہا  
 حضور ہمارے آقا کو کوئی نہیں رکھ سکتا باغ غیب میں گھس جائیں یہاں افراسیاب کو  
 پکڑ لائیں سچے گرم کر کے پشت پر سولہ بجی بنا دین بڑے بڑے زمیندار کہ اپنے بادشاہ کو روپہ نہیں دے  
 تھے کھڑے کھڑے لے لیا کر اٹھا ہوا اکھیر لائے سب قزاق ایک سے ہیں اسد نے ایک ایک کو  
 لگے سے لگایا اپنی قزاقی کا زمانہ یاد آیا اپنے اٹھارہ امیر زادوں کو بلا کر حکم دیا ابراہیم بن مالک  
 وند عبادہ بن اسد صحر و علقہ بن جمبور و قیل بن مقبل دعا دان بن عادی ملا زمان  
 غضنفر کی خدمت گذاری اور دلہی میں مصروف ہوئے مگر سب بیقرار و بچن شراب کا بہت ہون  
 نسیم فرم پکیر بارگاہ میں لائیں دونوں شاہزادیاں رو رہی ہیں بہار نے اگر ان دونوں کو  
 سمجھا یا تمخ تشریف لائیں اپنے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھلایا نسکین دی خواجہ بارگاہ میں  
 تشریف لائے دیکھا اسد بہت ہی قرار میں خواجہ نے حال پوچھا اسد نے رورور کر سب کیفیت  
 غضنفر کی بیان کی ہر کارون نے بھی عرض کی کہ حضور ہم نے خود دیکھا سہرا و ابرلق نے  
 سیوقت قفس میں بند کر کے کہیں روانہ کر دیا لشکر میں قیدی ہیں بے برقی وغیرہ بھی فکر میں  
 گئے تھے پلٹ کے آئے عرض کی ہم نے سارے لشکر میں ڈھونڈھا کہیں پتہ نہیں ملتا یہ شکے  
 خواجہ گھڑے کہ جانسوز نے عرض کی ابھی افراسیاب بارگاہ حیرت میں آیا تھا انتظار کرنا  
 ہو و خبریں اسوقت دریافت کیں ایک تو یہ کہ کوئی نقابدار سیاہ پوش ہے اسکو نامہ لکھ کر  
 بھیجا ہے وہ ہمراہ آفات چارست آئیگا اور ابرلق سے یہ کلمہ کہنا کہ صبح کو ایک ساحرہ



لرغمنفر لیکر آئے گی خان میں رکھکر پاس اسد کے بھیج دینا یہ خبر وحشت اثر نہ کر سکو مگر کھرا کیا  
 فوراً رنگ روغن عیارتی نکال کے شکل تاجر لشکر حیرت میں آیا دیکھا لشکر بے حد بے حساب ہی  
 فوجیں چار جانب سے چلی آتی ہیں سرا و ابرق نظم میں جو بادشاہ لشکر لیکر آیا ساحرون کو بیان  
 اتار لیا غیر ساحرو پہلوانوں کو جھانٹ کر حکم دیا جا کر قریب دریائے نیل فروکش ہو کر بڑے  
 بڑے شاہان جلیل و پہلوانان زبردست مسلح و مکمل سلاح جنگ سے آراستہ طرف دریائے نیل کے  
 چلے جاتے ہیں عمرو یہ تماشہ دیکھکر بہت گھبرا دل میں کہتا ہے کہ اس عمرو اس قدر فوجیں کٹا کر  
 دریائے نیل کے صہج ہو رہی ہیں اسد کمان یک لڑ لگا وہ جوشل مشہور ہے اس مقام پر سر  
 صادق آئینی کہ مارتے مارتے بھاگ گئے قتل کرتے کرتے اسد کھوڑے سے گر پڑ لگا کس کس لڑو  
 اس جنگ میں ہمراہ اسد فرزندان صاحبقران ہوتے کہ جولاکھوں میں اکیل لڑ چکے ہیں ملک  
 سنجان میں گنجاب نے ہفت صفت آراستہ کی تھی بدیع وقاسم لڑے صفین توڑیں اول تو  
 صاحبقران خود سامنے موجود تھے علاوہ ازیں وہ ہفت صفت تھی یہ چیل صفت ہی لشکر گنجاب کی  
 کیا حقیقت مثل مور و مخ فوجیں چلی جاتی ہیں اور نہیں معلوم کتنے زمانے سے انتظام ہو رہا ہی  
 اسی جہاؤ پر فراسیاب مغرور ہے کہ دریائے نیل پر جا کر سب مارے جائینگے یہ باتیں دل سے  
 کرتے ہوئے شکل تاجر پھر رہے ہیں ایک ایک سے حال قید غضنفر دریافت کر رہا ہے کس کا  
 یہی قول ہے ہمیں نہیں معلوم دیکھا بھی نہیں کہ غضنفر کب قید ہوئے یہ بھی انہی دریافت نہیں  
 کہ باغ سیب میں قید روانہ کر دی یہ باتیں دل سے سوچتے ہوئے اس بازار میں آئے  
 سب جوہری دوکانیں آراستہ کیے بیج و شہر پر تلے ہوئے بازار کھلے ہوئے دلال موجود خرید و  
 فروخت ہو رہی ہے خواجہ کے منہ میں پانی بھرا آیا حبیب دو مروارید بے بہا نکالے ایک  
 جوہری کو دیکھائے اسنے کہا خواجہ بازرگان آئے خواجہ نے کہا ہمارا کاروان سمجھے رہ گیا ہم  
 آگے بڑھ آئے سرزمین پہنچے فقیروں نے گھیرا یہ دو دانہ مروارید حبیب میں پڑے تھے پہر دو پہر  
 کے صرف کو ان کی قیمت کافی ہوگی جوہری نے استقبال کیا سوداگر جان کر دوکان میں بیٹھا ہوا  
 موتی لیکر دیکھے رنگ ٹوہنگ سنگ میں بے نظیر سڈول انمول جوہری بقیہ رہ گیا سوچا کہ  
 کسی بادشاہ کے ہاتھ فروخت کر دنگا کہا خواجہ بازرگان کچھ قیمت بتائیے خواجہ نے کہا بیٹھی صاحب



قیمت تو گمانستہ جانتا ہے بچک کی کتاب بھی موجود نہیں ہے جو تمہارا سہرا جین اس قیمت کو جوہر  
 نے ڈرتے ڈرتے دس ہزار کے خواجہ نے کہا جوہری صاحب اگر آپ کے پاس اس کے ساتھ کی جوہری  
 ہو تو دونی قیمت پر میرے ہاتھ فروخت کیجئے ہر چند کہ کام سب گمانستہ کرتے ہیں ہمیں قیمت  
 نہیں معلوم آتا یا وہ دریاے بحرین پر چھ مہینے رہے چار صندوق موتی نکالے یہ گمانستہ نے  
 خبر دی تھی کہ حضور نے چار لاکھ روپے غوطے خور دن کو دیے چالیس جوہر یاں عمدہ مکمل ہیں  
 انھیں میں سے ایک جوہری یہ بھی ہے مناسب جانکر فرمائیے جوہری نے بیس ہزار فرمائے  
 خواجہ نے ہنسکر کہا خوشی تمہاری کچھ اشرفیاں دید و کچھ اسکے بدلے کا جواہرات جوہری نے  
 تجیل دتین سو اشرفیاں ایک سو پٹلی جواہرات کی دی اور موتی لیکر ڈبہ میں رکھ دیے خواجہ نے  
 وہ مال جیب میں رکھا دوکان سے پٹے گئے لبد جائے سوداگر کے جوہری نے ڈبہ کھولی  
 موتیوں کو جو دیکھا اتنے ہی عرصہ میں قد و قامت میں فرق آگیا موتیوں سے لکھیاں تمام  
 لپٹی جاتی ہیں جوہری نے گھر آکر موتی ہاتھ میں لے جو جو ہو اگلتی ہے چھوٹے ہوتے جاتے ہیں  
 ہاتھ پر جو رکھے ہاتھ میں کچھ بھر گیا اسمیں جو زبان لگا لی شیرینی کا مڑا تھا کٹوٹے  
 میں پانی رکھا تھا جوہری نے موتی اوس میں ڈال دے پانی میں ڈالتے ہی موتی گھل گئے دیکھا  
 ایک گھونٹ شربت کا ہے پیٹنے لگا سب جوہری دوڑے سیٹھ جی کیا ہوا کیا لیا واک سو وہ اگر  
 مجھے لوٹ لیکھا اور بھی غضب منے سنا موتی مصر کے بنے ہوئے تھے پانی میں ڈالتے ہی  
 گھل گئے لوگ سنتے ہیں کہ دیوانہ ہو گیا ہے کہین مصر کے بھی موتی بنتے ہیں یہ ہلڑ تھا کہ صرصر  
 آئے پہونچی دیکھا اک مہاجن رور ہا ہے صرصر نے پوچھا میان کیا ہوا کہا اک سوداگر مصر کے  
 موتی میرے ہاتھ بیچ گیا دیکھو کٹوٹے میں یہ شربت رکھا ہے صرصر ہنسی جوہریوں نے پوچھا  
 آپ تو ہماری کوتوال ہیں یہ سوداگر کون تھا صرصر نے کہا تم کیا رنگے یہ عمر و عیار کا کام ہے  
 وہی نگوڑا ایسے ایسے فریب کرتا ہے مہاجن تو روپیٹ کے بیٹھ رہا صرصر نے صبار رفتار  
 سے کہا عمر و بازار میں آیا ہوا ہے دونوں تلاش میں چلین خواجہ صورت تبدیل کر کے اک  
 صراف کے یہاں اشرفیاں بھنار ہے ہیں پیتل کی دیتے ہیں سونے کی لیتے ہیں ان دونوں نے  
 دور سے پہچان کر عمر و دست برد کر رہا ہے دونوں نے آپس میں اشار کیے خواجہ غافل بیٹھے ہوئے



روپے گن رہے ہیں کہ دونوں نے قریب آکر حلقہ ہات کند مارے خواجہ اس کے کمر پر طعن کر دیا  
 کمر میں پڑ چکے تھے دونوں نے جھٹکا مارا خواجہ بندھ کر گریہ مہاجن صرصر سے لڑنے لگا کہ ہاں  
 گنگ کو کیوں پکڑا یہ بڑا بھولا آدمی ہے صرصر نے کہا سب اشرفیاں پیتل کی تلوئی ہیں اب جو  
 مہاجن نے بنگاہ غور دیکھا پینے لگا صرصر و صبار فتار عمرو کو گرفتار کر کے سارے  
 سراواہر بلی کے لائین حیرت نے کہا صرصر وہیں لیجا آبشار سے ہمارا سلام کہنا  
 اور زبانی بھی کہہ دینا کہ صبح کو دونوں سر روانہ کرنا صرصر آبشارہ عمرو کا لیکر چلی جب لشکر سے نکلی  
 خواجہ نے کہا بی بی مجھ کو کہاں لیجا یگی میں اسی جنگل میں تجھ سے موجود ہوں کسی درہ کوہ میں چلو  
 فرش بچھا کر ہم تم بیٹھیں تمہارا دل خوش کریں صرصر نے کہا اب بخوبی دل خوش ہو جائے گا ایسے  
 مقام پر لیجوں کہ فوراً تمکو قتل کرے عمرو نے کہا صرصر یہ تیرا خیال خام ہو نہ سادھو کا  
 کام ہے جس کسی کی موت آئی ہے اسی کے پاس تو مجھ کو لیکر چل صرصر نے جھڑک دیا عمرو نے دیکھا  
 صحرائین اک تالاب ہو اس میں صرصر آبشارہ لیکر کود پڑی عمرو کی آنکھ بند ہو گئی اب جو آنکھ  
 کھلی دیکھا اک باغ ویران ایسی پٹریاں شکست ہزاروں جادوگر نیاں پھر رہی ہیں انھوں نے  
 پکار کر آواز دی صرصر کسے لائین یہ کیا کوئی بد مانس ہے صرصر نے کہا یہ عمر و عیار ہے  
 جس نے تمام ہوش ربا کو درہم و برہم کیا عمرو نے کہا بارو یہ جھوٹ کہتی ہے عمرو کہیں اور ہوگا  
 میں آشنا ہوں آج اور ایک عورت کے پاس چلا گیا اسپر اس نے میرا یہ حال کیا صرصر ان  
 باتوں پر گالیاں دیتی ہے جادوگریوں نے چہار جانب سے گھیر لیا بارہ دری میں آکر پہنچی  
 دیکھا ایک ساحرہ سیہ فام کہ ایسی بدھنیت ساحرہ عمرو نے طلسم ہوش ربا میں نہیں دیکھی  
 مسند پر بیٹھی شراب پی رہی ہے گردن ہار جادوگر نیاں ایک گوشہ میں غضنفر بن اسدہ بیٹھ کر  
 بیڑیاں پہنے ہوئے بیٹھا ہو خواجہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے غربت غضنفر کی کلیجہ پھٹ گیا  
 صرصر نے کہا ملکہ آبشار جادو عمرو عیار کو ملکہ حیرت نے تمہاری خدمت میں بھیجا ہو اور  
 زبانی ارشاد فرمایا ہے صبح کو غضنفر و عمرو کا سر کاٹ کے روانہ کرنا آبشار نے قید عمرو نے لی  
 صرصر کو خلعت دیا یہ تو چلی گئی آبشار نے جادوگریوں سے کہا گوشہ باغ میں جو مثل چنار ہے  
 اس میں جا کر اسکو باندھ دو خبردار کوئی رات کو اس کے پاس نہ جائے ورنہ یہ لنگھایا گیا میں نے باغ



کو بھی سحر بند کر دیا صبح کو ان دونوں کا سر کاٹ کر روانہ کروں گی کینیز بن عمر کو کسان کسان کو غلہ  
 باغ میں لیکر آئیں ایک درخت سے باندھ دیا خواصین چلی گئیں اب عمر واس تنہا میں گھبرا یا  
 درخت سے سر ٹکرانے لگا حیران تھا کہ اب عمر کو کیا کروں صبح کو یہ ملعونہ قتل کر گئی جو جرات گذرتی ہے  
 خون عمر کا گھٹنا جاتا ہے کوئی سامنے نہیں سکھو پکارے دوپہر سے شب تجاوز کر چکی تھی بکھا اک جھٹل پڑا  
 ہاتھ میں پیسے ہوئے آتی ہر عمرو نے پکارنا شروع کیا بی بنفشہ ڈرامیر پاس آؤ جب عمر وہت چھا تب  
 کینیز نے پلٹ کر آواز دی ارے بیحا قیدی کیا مطلب ہر یہاں کے قیدی کو کھا اپنا نہیں ملتا عمرو  
 نے کہا بوا ڈرامیر پاس آؤ میں اک بات پوچھوں لگائیں تو بندھا ہوا ہوں اگر میرے ہاتھ بالوں کی  
 کل ہی نوکری چوڑ دو گی یہ کتنے خسی ہو قوف کر دھڑک رہی ہیں سے بسر کر دجشن نے کہا آخر مطلب کیا ہو  
 عمرو نے کہا جب آبشار کو قتل کر کے ہمیں جو کچھ لباس یا نقد و جنس یہ کون لگا جیشن  
 کہا مہی جلاد مہتر جو کچھ تھا اس پاس نکلی گائے لگا سنتی تھی عمر بڑا عیار ہے نگوڑ بیان تیرا  
 کچھ زور نہ چلا عمرو نے کہا بوا مجبور ہوں اب مجھ کو یقین مرگ ہوا جو کچھ دو چار کوڑیاں میرے پاس ہیں  
 وہ تمہیں لے لو نذر و نیاز میری کر دینا جیشن نے کہا کیا ہو عمرو نے کہا میرا ایک ہاتھ گھول دین  
 سب تلوید و ن جیسے ہی ملے ہاتھ گھولا عمرو نے ایک پوٹلی روپیہ کی نکالی کہا بوا اس میں میرا ہاتھ  
 کر دینا نصف تم لینا جیشن نے کہا میں کیا کروں تیری نذر و نیاز میں لگا دوں گی کیا اور بھی کچھ کروں  
 چند اشرفیاں نکالیں کہا بوا میرا دوسرا ہاتھ گھول دو کینیز سوچی میں ساحر ہوں مجھے ہلک کر لیاں چلا گیا  
 ہاتھ وہ بھی گھول دیا اب تو خواجہ نے روپیہ اشرفیاں نکال کر ڈھیر کرنا شروع کر دیا کینیز اٹھا رہی ہو کتنی بھی  
 جاتی ہو میان قیدی نہ گھبراؤ ہم تمہیں قید سے بھی رہا کر دیتے خواجہ کہتے ہیں بی بی تمہاری مہربانی  
 نقدی دیتے دیتے اک ڈبیہ نکالی کہا بوا اسکو کھولنا نہیں جہاں ہم دفن ہوں ہماری قبر میں  
 رکھ دینا کینیز نے کہا اس میں کیا ہے خواجہ نے کہا تمہیں اس سے کیا کام ہماری امانت ہے کینیز نے کہا  
 میں تو تمہاری راز دار ہوں دیکھو نوا میں کیا ہے عمرو نے کہا دیکھو لینا نہیں کینیز نے ڈبیا  
 کھولی اس ڈبیا میں سے بیہوشی اڑی خواص بیہوش ہو گئے نری خواجہ اپنے کو کھول چکے تھے حال ہاتھ  
 نذر نہیں کیا رنگ و روغن عیاری کا لٹاکے اٹھ خواص کی شکل بنے جاتے تھے اس کینیز کو نذر نہیں کروں  
 یکایک زمین شقی ہوئی لغو ہوا منم آبشار جادو و ساربان زادے میں جانتی تھی کہ اسکو تو اندھیر چا گیا



ہوا بڑے نادان تھے وہ لوگ جنھوں نے تیری فکر نہ کی میں نے خود شہنشاہ سے ہوش کی تھی کہ اب جو  
 عمر قید ہو میرے پاس بھیج دیجئے گا دیکھوں کہ جو کچھ چاہے بے سبب مشہور کر دیا کہ مسلمانوں کی قصائیں ہم  
 غفلت آپ کرین سامری و جمشید و خداوند لقا بدنام ہیں جید اگر نوالوں کے یہ کام ہیں عمر و  
 کے ہوش اڑ گئے آبشار نے اپنی کنیز کو ہوشیار کیا عمر و کی بھر شکنیں باندھیں اسطرح درخت سے  
 باندھ دیا اب عمر و کو یقین کمال ہوا کہ موت میری قریب ہے رات بہت قلیل تھی جب یہ عیاری کی  
 جب صبح قریب رہی تھی خواص میں برائے کار و بار ضروری اٹھیں جو ادھر سے نکلی عمر و نے کہا ابو امیری  
 بات سنتی جاؤ اب کوئی جواب بھی نہیں دیتی باغ میں ہل رہے وہ کنیز ایک ایک سے کہتی پھرتی ہے  
 بوارات کو ہنکو ہمارے مالک نے بجا اس نگوڑے بدماش نے مجھ کو بڑا دھوکا دیا یہ ذکر تھا کہ  
 گریبان سحر غم میں خواجہ عمر و غصنفہر چاک ہوا ستارہ بخت رسانہ چمکا نجم تقدیر نے گردن کھائی  
 مرغ سحر کی آواز آئی جلاد مردہ نشان خنجر ضیا ابران بالٹھ میں لیکر فلک نیلی پر نمایاں ہوا  
 آبشار جادو بیدار ہوئی سات ہزار جادوگر و جادوگر نیاں جمع ہوئیں یہ مغرور اگر تخت پر بیٹھی  
 کہا دو لون قیدیوں کو لاؤ رات کو خواجہ نے غضب کیا تھا لیکن اگر یہاں بھی ہوتا میں باغ سحر بند  
 کر چکی تھی یہ وہ باغ ویران ہی ہو چکی اسکی باہر نہیں جاتی السوجہ سے باغ کو آراستہ نہیں کیا میں  
 شہنشاہ کو تحسیر کر چکی کہ جسکو قید کیجئے بیان روانہ فرماؤ کنیزین جا کر عمر و غصنفہر کو کشان کشان  
 سامنے آبشار کے لائیں عمر و نے جو غصنفہر کو سلسل و مطوق دیکھا دلی بیقرار ہو گیا کہا اے  
 نور نظر تمھارے فراق میں اسد نہ زندہ ہیگا تمکو ہوش رہا بین سالہا سال گذرے اگر باپ سے  
 ملاقات نہ کی غصنفہر نے شرما کے سر جھکا لیا کہا مانا جان میں تو یہ عمر کر کے جلا تھا کہ جاتے ہی  
 افسر اسباب کو قتل کر دینگا بزرگوں کے واسطے کچھ نذر بھی لجاؤں اور جا بجا مقابلے پڑے  
 صد ہا قریے لوٹ لیے موت وراثت گیر تھی یہ لڑائی ہمارے قتل کی تیر تھی جو منظور پروردگار ہر  
 قتل ہونے سے کیا نقصان خدا آپ کو قید سے رہا کرانے میں سب خبر میں سنا تھا حضور نے آج تک  
 بڑے بڑے ساحر مارے آپ ہی کی ذات سے تمام مقامات طے ہوئے عمر و نے کہا آج تو کوئی صورت  
 ربانی کی نہیں معلوم ہوتی ایک امر کا بڑا خیال ہے وہ صادق الودیعہ مجھ سے وعدہ کر چکا ہے کہ جب تک  
 اس بڑی چیز کو تین مرتبہ نہ بکاروں گا جب تک اسکی بوند سونگھوں گا مجھے زندگی ملی ہی ہوگی



اس ہزار برس تک نام نہیں لوں گا آئندہ جیسا زمانہ ہوا اس لمحہ نے اس باغ کا تالاب سے راستہ رکھا ہے  
 کوں یہاں تک آئیگا وہ مسبب الاسباب بچائیگا البشار نے جلادوں کو بلایا دارین اسدا ہونین عہد  
 و غضنفر کو زیر تیغ بٹھا یا جلادوں کو کھینچ کر سر پر یا صدائین دیے لکاک ملکہ البشار جاو و فرزند طلسم  
 و خواجہ کا قتل ہے سمجھو کے حکم دیئے گا انکے خون کے بہت و عویدار ہیں انکے طرفدار سترہ سہر دار نامدار  
 ہیں ایک ایک خواجہ کے نام پر جان دیتا ہے البشار نے جواب دیا کیا بیہودہ بچتا ہے یہاں پر نہ پر  
 نہیں مار سکتا و نہ کسی کی بلیاقت ہے یہاں تو البشار حکم دے رہی ہے دو کلمہ استان شاہزادہ  
 قباد و شہر یا فرزند صاحبقران نامدار حوالی تلمس صندل بن اسر اور قباد سے ملاقات  
 ہونی تھی ذکر کر چکا ہوں کہ ملکہ عجائب جادو عاشق جمال قباد و شہر یا رہو جسروز انکو ٹھی اسد کو  
 برائے قتل صندل جادو و دی گئی ہے تو اسی دن ذکر کر چکا ہوں شہر عجائبستان خالی کر دیا قباد  
 کو لیکر نکل گئیں یہ بھی تحریر کر چکا ہوں کہ جب اسد پلٹ کر آئے تھے تو خواجہ بہت تنگ ہوئے کہ او دیکھ  
 توئے ماموں کا دامن کیوں چھوڑا کچھ پتہ چھوٹا اسد نے کما نشان تہلا گئے بارہ کوس پہ شہر  
 عجائب نگار وہاں کی ملکہ عجائب جادو و قباد ارہین صبح کو خواجہ عہد و اسد وہاں آئے تھے طلسم  
 خالی پایا ایک کا لہزدہ دروازہ پر لگا تھا اسین یہ بھنوں تھا کہ عہد و نامدار کھجکوسا تھ عجائب ست  
 گدڑی یہ دل و جان سے خدمت کرتی ہے اب ہمارا شک میں چلنا مناسب نہیں ہے شکر ہے کہ ہمارا فرزند  
 سعد بن قباد بادشاہ اسلام ہے انشا اللہ جب خدا چاہیگا ہم بھی آکر لین گے ہمارے یلچہ وہی  
 رہنے سے شاید کوئی مطلب حاصل ہو خواجہ روئے پیئے پلٹ آئے تھے اسد سے ملکہ عجائب جادو  
 مع سات ہزار جادو گروں کے قباد کو لیکر ایک رشت سبزہ زار میں فروکش ہیں آج قباد و شہر یا رہ  
 سر پر جہان بینی پر جلوہ فرما ہیں اراکین سلطنت حاکمین ملکہ عجائب جادو کہ کسی جہان نگار  
 پر ذکر اسد و ہوش ہے بادشاہ نے فرمایا ہے کہ عجائب بھی ہم اسد تلمس الحسن میں ذکر  
 نہیں ہوایہ خبر تو گھنے دی تھی کہ کوہ ہفت نگ فتح ہو اس دریاے نیل کی جانب کیوں نہیں کوہ دیا  
 شاید کوئی افتادہ بڑی درخبر تو لاؤ ہم بھی لشکر تیار کر کے چاہیں تیسرے شہر صاحبقرانی کی زیارت سے  
 مشرف ہوں وہ نظر کر دہ بزرگان دین سے یہاں بیٹے قبول بارگاہ پر دروگہ نظر کر دہ بزرگان  
 نامدار ہیں شب سے طبیعت گھبرا رہی ہے عجائب نے کما حقہ صندل جادو و میری وجہ سے قتل ہوئی



افراسیاب نے ضرورت تلاش گرایا ہو گا حضور کا اس صحرا سے نکلنا بہترین ہے میں ابھی جا کر خلیق ہوں  
حضور تکلیف نہ فرمائیں یہ کمکر ملکہ عجائب طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی مشاہیر سحری آسمان میں  
ڈوبی تمام طلسم زیر نگاہ اول لشکر اسد بر نگاہ ہڑی دیکھا دریاے لشکر موج دار رہا ہر بیان دات کو  
جو عہد و پست کے آیات نے اسد سے خبر کی کہ معلوم ہوتا ہے اسد تلاش غنضفر میں گئے تھے  
کچھ افتاد ہڑی رات بھر سب سردار انتظار عہد و بین تڑپے صبح کو شہنشاہ پائین و کوکب معارف قدرت  
و جہاندار و فتح و بہار وغیرہ بارگاہوں میں سے نکل کر لشکر اسد میں شل رہی ہیں برقرار  
تا کہ یہ کہ فصل خبر لائیں بلکہ برق کئی مرتبہ لشکر سر میں گیا چرند پرند نے بھی خبر دی اس لشکر میں  
استادین ہن لاجپن نے کہا شاید قید کر کے باغ سیب میں بھیج دیا میں وہیں جاتا ہوں منہ  
و بہار وغیرہ نے عرض کی برلے خواجہ ہم سب ساتھ چلیں گے اس شہنشاہ باغ سیب ایسا مقام آئیں  
ہے کہ جہان اسطرح جانا ہو قیامت کی لڑائی پڑے گی مقام عیش گاہ افراسیاب ہے وہ مقام  
اس طلسم ہوش ربا میں انتخاب ہے کل سردار اسی فکر میں آراستہ ہو کر شل رہے ہیں ہی جستجو کر کے نکلے  
خواجہ ہن جہاں جسطرح بن پڑے رہا کریں یہ سب سردار وسطا لشکر میں آراستہ و ہر آستہ کھڑے ہیں  
عجائب جادو کی نگاہ ہڑی دیکھا سردار و کئی بیچ میں اسر نامدار گردن تاب و سیارگان بیچ میں دو  
جوان مثل ماہ تابان بہار باغ لشکر اسلام دیکھ کر ملکہ عجائب جادو مثل گل تکلف ہو گئی لشکر  
پروردگار کیا کہ آفتاب اقبال لشکر اسلام کا اوج پر ہے کیا سردار ہن کیا فتح ہو شکلی عذاب  
اک نخل پر بیٹھیں حیران تعین کہ باعث انتشار لشکر کیا ہے صدائیں سنیں کہ خواجہ عہد و فرزند نامور  
اسد دلاور کہیں قید ہو گئے ہیں انھیں کی جستجو ہے دریاے لشکر میں تلاطم ہوا ب ملک عجائب جادو  
نے پھر پروردگار کے دل سے بانیں کرتی ہوئی کہ میں اپنی شہر یار سے وعدہ کر کے آئی ہوں  
خبر خوشی کی لیکر آؤں نہ کہ خدا خواستہ خبر وحشت اثرناؤں آسان میں ڈوبی ہوئی ہیں بہا  
عہد و غنضفر زیر تیغ بیٹھے ہیں آبشار جادو حکم دے رہی ہے کہ ملبہ قتل کر دو عجائب نے  
جو یہ معرکہ دیکھا کچھ منہ کو آگیا قلب تھرا گیا گولا سحر کا آراستہ کیا اسم سحر پڑھتی ہوئی قریب  
آبشار پہنچیں عہد و سمجھ گیا کہ ہماری مددگار بہن دعا کی کہ پروردگار اسکو غالب کر لے گی اب  
سحر کر کے گولا مارا جب گولا رہا ہو چکا تب جھوم کر آواز دی مٹم ملک عجائب جادو کثیر و قلیل



قباد شہر یار گولاسر پر اس خود سر کے پڑا آبشار کو پناہ پانی و شوار ہوئی آبر و نسی سر کے ہزار ٹکڑے  
 ہوئے غضنفر نے رانی پانی اسی کے حرمین بتلاتے باغ تمام ساحروں سے بھڑکتا تھا ہی آبشار  
 کے بنالینا لکھ دوڑ پڑے یہ مفعوبات سحر آبشار کے تھے یہ معرکہ قریب لشکر اسلام ہو جیسے ہی  
 آبشار مری وہ تالاب خشک ہوا دیوارین باغ کی گرین لاجپن وغیرہ نے دیکھا صحرا میں صدا  
 گیر و بلند ہوئی آوازانی کشتی مرانام من آبشار جادو بود ایک نازنین ماہ پیکر حور منظر لاکھوں لاجپن  
 گھمری ہوئی لڑ رہی ہے غضنفر نے اپنا تیغ روئین شکات اٹھا لیا قزاقان غضنفر  
 نے جو اپنے آفاک ٹکڑے ہوئے دیکھا بوق بجا بوق میں یہ صدا تھی اس قزاقان تیار شوید پہلی  
 صدائیں اٹھے گھوڑے صحرائین چر رہے تھے صدائے بوق کے عادی بہن اپنے سواروں کے  
 نزدیک اکھڑے ہوئے دوسری آواز میں قزاق تیار ہوئے تیسری آواز میں صفین اندھکے لشکر  
 آبشار پر جا پڑے مرکب باد پلڑ بھڑکے اس غضنفر کے ہو چکا تھا غضنفر سوار ہوئے اکثر ہزاروں  
 تیغ کھینچ لڑنے لگا گونے گیم اوڑھ لی لیکن شاہ لاجپن نے لکھ عجا سب کو کچا جا حیرت جادو  
 لشکر گرانے ہوئے اتری ہے صرصر نے بڑھکے خبر دی حلقو آبشار قتل ہوئی نوح لاجپن کا  
 لشکر آبشار پر بلوہ ہے لاشہ آبشار تڑپ رہا ہو غور و غضنفر چھوٹے حیرت نے بھی لشکر کو حکم دیا  
 سرا و ابرق بھی جا پڑے خوب جگہ تلوار چلی اسد نے بھی غور کیا لڑتے بھڑتے قریب دوازد  
 سو ہوئے غضنفر نے سلام کیا اسد نے سر پٹنے سے لکھ لیا آنکھوں میں آنسوں جھڑک رہا اب فرزند  
 جانیکا ارادہ نکرنا حکم فرمایا نیل ویش ہے اتنا کاپس ویش ہے غضنفر نے سر جھکا لیا  
 عرض کی غلام حاضر رہیگا اسد و غضنفر نے لگے دوپہر کال تلوار چلی سرا و ابرق نے حیرت سے  
 عرض کی حضور جس واسطے یہ کوشش ہے وہ بیکار ہوئی آبشار قتل ہوئی اب جنگ بیکار کیا  
 فائدہ حیرت تلوار گشت جو لکھ لٹی کو کوئی لاجپن نے لاکھوں کو مارا عجا سب کو دئے جب  
 دیکھا کہ برا کے مدد غضنفر سد وغیرہ اٹھے یہ برفی بنکر چکی سر آبشار کاٹ کر واد میں اٹھنا  
 لڑتی بھڑتی ٹکلی یہ دامن ہے سرا و ابرق و صرصر و حیرت نے عجا سب جادو کو لڑتے  
 ہوئے دیکھ لیا پہچانا صرصر نے یہ بھی کہا لکھ عجا سب جادوئے آبشار کو مارا یہ کس وجہ سے  
 مددگار لشکر اسلام ہے حیرت نے کہا حال کھل جائیگا یہ لکھ لٹی لانا جو الیدیان غضنفر کو ساتھ لکھ



عمر و واسد ملے اگر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے حیرت نے ان کل حالات کی عرضی فرمایا  
 کو روانہ کی افراسیاب کج کل دن بھر پھرتا ہے در بند ہائے طلسم باطن پر حکم پہنچا تاہو کہ عجائب  
 و غرائب تیار رکھو پہلوانان کو چھانٹ چھانٹ کر طرف دریائے نیل کے روانہ کرتا ہے افسر  
 تاجدار پہلوانان زبردست لکھم در لکھم مثل مور و بلخ طرف دریائے نیل کے چلے جاتے ہیں صف بندی  
 کے سانہن افراسیاب جادو و باغ سیدب میں نہ تھا یہ نامہ حیرت کا یہ مقدمہ قتل آشکار  
 از دست عجائب جادو و افراسیاب جادو نے نہیں پایا وقت پر ذکر ہو گا۔  
 دو کاہ داستان جلالت بیان اسد کا تاہ دریائے نیل پہنچنا حال مصور  
 و صورت نگار کشت کست کجا کہ قرار پر قرار کیا عیاری خواجہ عمر و بن  
 امیہ نامدار ایک کبھی کی شکل بنکر پھر کا یا پلٹ ہو نامصور کی کرامات کا  
 مشہور ہونا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان پر مضامین ہے  
 ساتی نامہ مصنف

|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                     |                                                                                                                                                                                                                                                                                                         |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                       |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| ساتی مدبرہ بڑی ہے<br>کامل ہو ہر ایک اپنے فن میں<br>بے بدل گاتی ہے بہ ترانہ<br>الفن کی شکایتیں سنی ہیں<br>بیل نہ گل پہ بنلا ہے<br>ہے نکمت گل ہو میں برباد<br>نرگس کو ہے انتظار کس کا<br>چہروں پہ جھی جگر و کلفت<br>چشمے کو بھی جاہ ہو بس کی<br>ہے چال کہ ابرو کشیدہ<br>بانی بناے باغ عالم<br>قدرت ہر رنگ میں عیان ہے | کیا فکر ساکین لڑی ہے<br>ہر سرو چمن اکثر رہا ہے<br>سے کا سنا میں فسانہ<br>آوارہ دشت قیس بنون<br>آخر الفتن کارنگ کیا ہے<br>سنبیل زلفین سنوارتی ہے<br>دل رہتا ہے بیقرار کس کا<br>لڑتی ہیں حباب کی نگاہیں<br>حسرت کی نگاہ ہے یہ کس کی<br>ناترت سے قمر یہ ظالفت<br>صناع قدیم رب اکرم<br>ہم عاشق صنوت خدا ہیں | آند ہے بہار کی چمن میں<br>طاگوس سے کبکٹ رہا ہے<br>شیرین کی حکایتیں سنی ہیں<br>فرہاد کا ہو گیا جگر خون<br>قمری سے نثار سرو و شمشاد<br>سوسن کس کو پکارتی ہے<br>نہروں کو ہے جوش بحر الفت<br>ہے موج کہ گھنچ رہی ہیں آہیں<br>ہے باد صبا فراق دیدہ<br>روشن نہ ہوا آل الفت<br>خلاق زمین و آسمان ہے<br>صد شکر کہ عاشق خدا ہیں |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                               |                                           |                          |
|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------|--------------------------|
| کیا باغ و بہار کی حقیقت                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                       | ہر رنگ میں ہر اسی کی صفت                  | چہرہ مصوران تصویر خیال و |
| نقاشان نقوش صیرت مان تصویر لیدر داستان جلال کو یوں صفحہ قرطاس پر کھینچتے ہیں شکار                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                             |                                           |                          |
| نقاش نقوش خوش بیانی                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                           | تصویر کشان تھہ خوانی                      | لکھتے ہیں یہ داستان نگین |
| تحریر ہوا بیان نگین                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                           | سابق میں تحریر ہوا ہر کہ مصور و صورت نگار |                          |
| <p>ہاتھ سے شہنشاہ لاچین کے شکست ناش کھا کر مجبور و ناچار ہوئے کہ دہنا سحر کی جانب<br/> بھاگے مصور نے کہا اے خاتون محل سمنے بڑی بڑی کوشش کی ہر مقام پر لطف لیکن مراد دل پہل<br/> نہوئی وقت زوال طلم ہوش ربا آگیا ہننے اپنے بزرگوں کے خلاف کیا ہمارے بزرگ سامری<br/> و جمشید آسمان افسونگری کے خوشید تھے کبھی دعویٰ تاجدار ی نہیں کیا ہمیشہ فقیر و نکہ برن<br/> میں رہے اسی سے کرامتیں ظاہر ہوئیں تمام عالم مطلع ہوا یہاں تک شوکت بڑھی کہ موسے<br/> خدا کی کیا ہننے اسکے خلاف کیا کہ تاجدار بنکر بیٹھے افراسیاب بد اقبال سے تک حرامی کا یہ آل ہر ہننے<br/> سامری نامہ میں صاف لکھا دیکھا کہ اسی سال میں طلم فتح ہو جائیگا اے ملکہ عالم جو کہ کے کپڑ<br/> پنہویم اپنے بزرگوں کے قاعدے پر قائم ہوں تمام عالم ہو جائیگا نا ہے جس فریق میں جا کر بیٹھ جائیگا<br/> زمیندار بھلوار سی لگا دینگے شوالہ بنوا دینگے مٹھ کے علو ابوری زمین سے کھائینگے مرنے اڑا دینگے<br/> افراسیاب کی جانب کبھی منھ کر کے نہ سوئینگے طلم ہوش ربا فتح بھی ہو جائیگا مسلمان بھی فقیر ہو<br/> جاتے ہیں جاگیر بن مقرر کر دینگے صورت نگار بھی عاجز ہو چکی ہے مصور نے جٹا میں خاکسری<br/> آراستہ کین شیخرفی پیراں پہنا بھیجوت منھ پر لا اکتارہ ہاتھ میں لیا بھجن گاتے ہوئے غلے قریب<br/> ایک گائوں کے پہونچے زمیندار جیرون قصبہ آیا تھا اسنے مصور کو پچا نا دور کر قد موسیٰ کی کہا کہ<br/> گروہی ہمارے عملداری میں استخاں کیجیے قریب در کوہ ہرا نا سوال ہے اسی میں موزین رکھئے<br/> بھوجن ہم ہو نچا لینگے گائوں والے برائے خدمت آئینگے مصور قریب در کوہ صورت<br/> کو لیکر بیٹھ گیا اکتارہ بجا کہ بھجن گاتے لگا گائوں والے جمع ہوئے پوچا پاٹ ہوئے لگا گائوں<br/> مٹھائی پوریاں کچوریاں آنے لگیں اب تو بہت چڑھا وہ چڑھنے لگا مصور جو نقدی آتی ہر وہ درہ<br/> کوہ میں جمع کرتا ہے کھانے کے جاشیا ملتی ہیں اُنکو کھاتا ہے نقدی جمع کرتا ہے در میں بن میں تمام<br/> دیہات و قریات میں خبر ہو گئی کہ ایک بابا جی بڑے صاحب کمال عزیز دار سلمیٰ جمشید فلان مقام پر</p> |                                           |                          |



آکر بیٹھے ہیں روز صبح دشام جلا رہتا ہے گانجہ اڑا کر تا ہے شراب خورٹ مالتی ہر رات یہ صورت نکار  
 اپنے ہاتھ سے پکاتی ہے جنس غلے حساب جلا آتا ہے مصور راتوں کو بی بی سے پٹ پٹ کے  
 سوتا ہے چند دن میں بہت کچھ مال و سباب جمع ہو گیا پھولوں کے درخت بنائے اک بنیہ بنگلی گنوار  
 ہر وقت موجود رہتے ہیں ایک کہاری کو بھی رکھ لیا وہ جو کا باسن کرتی ہے اب تو مصور در کوہ  
 سے نکل کر منہ بچھا کر بیٹھے ہیں صورت نکار جو کہ خوبصورت ہو بھجوت لے بیٹھی رہتی ہو  
 ہزار ہا جوان اس کے دیکھنے کے چلے میں آتے ہیں ہر وقت میلانکار ہوتا ہے مرشد زادے بچن گایا کرتے  
 ہیں مزے اڑاتے ہیں ہر روز کہتے ہیں کیوں صورت نکار ہر روز کی آفت سے چھوٹے  
 ساربان زادہ ہر روز فکر میں رہتا تھا روز کا لڑائی جھگڑا جان کی آفت اگر کبھی ساربان زادہ  
 نکل آئیگا گرفتار کر لیں گے کسی دن اگر بن بڑا رات کو جا کر سحر کرے طلسم کشا کو پکڑ لائے گا  
 یہی کنارے قتل کرینگے یہاں سے بیٹھے بیٹھے بھی سحر کیا کریں گے مسلمانوں نے بڑے صدمے پہنچائے ہیں  
 نام ہوئے انھیں سب زمینداروں کو ساتھ لیکر لیگر کریں گے اب تو سب ہمارے معتقد ہوتے  
 جاتے ہیں یہی ہماری فوج ہے اسی فقیری میں اون صوبے سے اس سلطنت سے یہ فقیری بہتر  
 ہے مصور یہی صلاحین کرتا ہے کہ رات کو جا کر سحر کر دن سرداروں کو پکڑ لائے جب سوچا اس  
 جمع ہو لینے اب افسر سیاب کو اطلاع کروں صورت نکار منع کرتی ہے کہ اے مصور بڑے  
 بظرف سے اوقات بسر نہ ہوتی ہو اپنے کو کانٹوں میں نہ پھنسا یا تو جفائیں اٹھانی تھیں اب  
 پیٹ بھر کے کھانا کھاتے ہیں ہزار ہا زمیندار ہمارے خدمتگاری آتے ہیں لیکن مصور نے جو  
 بلوربان بچوں پر پیٹ بھر کے کھائیں شراب میں دن بھر کا جلا ڈالتا ہو جو زمیندار آیا کلی گانے  
 کی لاکھ نقد کی مصور نے کہا بلاؤ اسے لکھ تیار کیا ہے مصور نے دم نکھایا بھوم کر اواز دی جسے  
 بی بی گانجے کی کلی اُس بیٹے سے بیٹھی بھلی یکا یک اسکو خبر ہوئی راہ گیر نے ذکر کیا کہ صراط  
 ہفت رنگ مارا گیا بجائی کے واسطے بہت روپا اندھیری رات میں سباب حرزات پر راستہ  
 کر کے اٹھا ہر چند صورت نکار نے منع کیا ارے کیوں قضا آئی ہے مصور نے کہا بجائی کے ٹونکا  
 بد لالوں کا جبہ تو میں فوج لیے ہوئے اٹرا ہوا تھا عیار بدلے روز کا رخصتیں بد لکے تھی  
 بیان کوئی نشان بھی نہ پایا گیا یہ کہہ کر سپرہ دراز پیدا کیا کہ سہ میں آیا بارگاہ کو دیکھا کہ بارگاہ



چمن ہاے طولانی جبے یاد رات آئی کنار پر آیا اور کنارے سے سحر کیا ہوا علی نگہبان سو گئے پردہ اٹھا کے اندر آیا سحر سے بہار کو بہوش کیا مگر میں نیچہ دیکرے اڑا لاکر اسی درہ کوہ میں قید کیا بہار بودن کو بہوشیار ہوئی حیران کہ اس کوہ تیرہ و تار یک میں مچھلو کون لایا صورت نگار کو دیکھا چوکا دے رہی ہے مصور منت بنے بیٹھے ہیں در کوہ پر زمین داروں کا جاوگر و جی گر و جی کنگر تحفے لیکر چلے آئے ہیں مصور پھولا ہوا بیٹھا ہے بہار حیران کہ یہ کیا معرکہ سے یہاں صبح کو لشکر میں ہلڑ ہوا قریب تھا کہ لشکر حیرت پر یلغز کین یہ خبر آئی کہ بہار غالب ہو گئی عیار لشکر سرا و ابرق میں آئے پتہ نہ ملا طلاء پر نہ آئید ہوئی لاچین اسد حیران دوسرے دن رات کو مصور آکر پہونچا اس شب کو اسد نادر محل میں نعل سخندان کے تختہ میں جبین مسند پر چھکاے ہوئے بیٹھی ہے گردنیزین شمع ہائے مومی و کاغذی روشن مصور بلیا جی میں کہا اسی کی ذات سے سارا فتور ہوا یہ سوچکر باغبان کو نیچے میں دبائے تھا سحر کرنے لگا جھونکا ہوا کا چلا مہ جبین نے مسند پر سر رکھ کر کنیزین بھی سو گئیں مصور نے مہ جبین کو بھی اٹھالیا درہ کوہ میں لاکر دونوں کو پہونچا با صورت نگار بیٹھے لگی کہا اے مصور تو نے غضب کیا اب ساربان زاوۃ ملاش میں کھینکا پتہ لگا لیکارے واسطہ سامری حمید کامہ جبین کو پہونچا دے مصور نے نہ مانا کہا اے اسبطح میں سب کو چور لادو نگہبان کوئی نہ آئیگا لشکر اسلام میں صبح کو قیامت برپا ہوئی کنیزان مہ جبین روئی بیٹتی سامنے شہنشاہ لاچین اسد کے آئین لاچین محل میں آئے یہ بھی سن چکے ہیں کہ باغبان بہار غالب ہوئے مہ جبین کا غائب ہونا بڑا ستم ہے لاچین نے بارگاہ مہ جبین میں آکر دیکھا چند دانے ماش کے پڑے ہیں لاچین نے اُن دانوں کو اٹھایا سحر کر کے پوچھا اون دانوں سے آواز آئی ہم مصور جادو کے سحر میں لاچین نے زانو پر ہاتھ مارا کہا خواجہ تم نے سنا ماش کے دانوں سے کیا آواز آئی وہ جو فروش گندم ناچھپ کر آیا سرداروں کو گئے کیا عمر و نے حیران ہو کر کہا مصور کا کئی بیٹے سے پتہ نہیں ہے تمہارے ہاتھ سے شکست کہا کر بھاگا چپ سے اوسکو ہمنو نہیں دیکھا عیاروں لشکر حیرت کو چھان ڈالا دوسرے دن خبر ملی ہلال سحر افکن کو بھی کوئی نہ گیا آج اسد نے بقرہ و غضب تمام طرف خواجہ کے دیکھا کہا نا جان آپ جہنم پوئی کرتے ہیں میں کہ کھول کر بازو



چینک دنگیکہ دتھا لشکر حیرت پر جا پڑون گاہ داغ اٹھانے کی میرے دل میں طاقت  
 نہیں ہو کینز آپ کی مجھ میں بادشاہ لشکر غائب ہوئی اب تو تانا بندھو گیا روز ایک سردار  
 غائب ہوتا ہے آپ فکر کریں ورنہ مجھ کو زندہ نیا بین گے اب میں اپنی زندگی سے بیزار ہوں  
 روز کے صدمے اٹھانے کی دل میں طاقت باقی نہیں رہی ہے سالہا سال مجھ کو گذرے فراق  
 والدین جدائی لشکر اسلام آج تک لمحہ بھی دستیاب نہ ہوئی شاید یہ ظلم میرے ہاتھ سے فتح  
 منو موت لیکر آئی ہے میں پیسے ہا قبائل کا مرا جانا ہی بھرتے اب میں آپ سے براے کو شش  
 عرض نکرونگاہ کمر اسد یاد میں مسرت حسین کی جو ہلک ہلک کے رو با خواجہ تو عاشق نام  
 سدا مادہ برقیار ہو گیا اسد کو گئے سے لگایا اسو دامن سے پونچھے کہا اسے نور نظر میں  
 ابھی جاتا ہوں لیکن حیران ہوں کہ مصور کو کمان تلاش کردن برق سے بھی فرما کہ تو نے  
 کین لشکر مصور دیکھا برق نے کہا دسا دین نے پانچ پانچ کو س تلاش کیا مصور کا  
 کین نقش قدم بھی معلوم نہیں ہوتا سب عیاروں نے یہی جواب دیا عمرو بانہا عیار ہی کا  
 آراستہ ہوا تلاش مصور میں چلا بھرتے بھرتے حیران ہو گیا کسی لشکر فوج کا پتہ نیا یا پردن  
 پچھلا باقی ہے اب خواجہ پریشان ہوئے پٹے قریب اک گالوں کے ہوئے دیکھا گنوار گردی  
 کی تعریفیں کر رہے ہیں مصور سب کو شعبہ سحر کے دکھاتا ہے اسکا اعتقاد سب پر خوب  
 جما ہوا ہے عمرو نے اک گنوار سے پوچھا گردی کہاں ہیں گنوار نے بتلایا سامنے دیکھو میل  
 جما ہوا ہے قریب درہ کوہ منت صاحب تشریف رکھتے ہیں عمرو اسی جانب چلا اور سے  
 آگے دیکھا اب تو مصور پہچانا نہیں جاتا خوب تو نہ نکلی سے امتحان لگا ہوا سند پر بیٹھے ہیں دعویٰ  
 لگی ہے مقتدرین چلے آتے ہیں قریب دعویٰ کے ایسی ایسی چلیں گاہے کی رکھی ہیں عمرو نے  
 اول نہ پہچانا صورت نگار درہ کوہ سے نکلی تہبیری دعویٰ باندھے ہوئے بھیموت  
 منہ پر لٹا ہوا سب گنوار ہمارائی کمر لٹھ کھڑے ہوئے اب خواجہ نے پہچانا جی میں کہتا ہے  
 مصور نے خوب نقشہ جاکو گنواروں پر خوب رنگ دکھایا ڈھونڈتے بھرتے اس ظالم کو  
 کہاں پاتے خوب اگر گوشہ عافیت میں بیٹھا فوراً کنارے سے آئے رنگ روغن عیاری کا لگا  
 ایک ضعیفہ کی شکل بنکر تیار ہوئے گوری صورت طلس کا پانچا مہمودی کا چادرہ قلیل نور اگر



مصور کے قدموں کو بوسہ دیا کرتے چھوڑے آتا ہر کھڑے کناگر دبی فریاد ہی سامری ہمیشہ  
 کی گنگارہوں اپنے بھی میرا نام سنا ہو گا لذت بخش کسی ایک دن مجھ کے بلیٹی ریشاب لگا  
 شوالے کے قریب اپنے بزرگوں کی عورتیں رکھی تھیں بولا کر بیٹھ گئی اور بیوقت بیہوش ہوئی  
 اب جو دیکھا جو انی غائب دانت بھی گر گئے بال سفید چہرے پر جھربان ناٹک نے بھی یہ حال  
 دیکھ کر گھر سے نکال دیا وہ عاشق صادق جو دروازے پر آ کر جبہ سالی کرتے تھے جسکے گھر پر  
 بکارا دمہ لاکھی لیکر نکلا کسی کے گھر سے آواز آئی او بڑھیا جا خان صاحب نہیں ہیں کوئی  
 صاحب اگر نے اور میں نے اپنا نام بتایا انکے عشق و عاشقی کا نشان بتایا بڑے رحمت تھے  
 دو آنے پیسے دیدے کہ بڑی بی بی جاؤ اب نہ کبھی آتا آپ کا نام سن کر آئی ہوں میرا شباب  
 مرحمت فرمائیے ضیفی کو دفع نیچے آپ کے حالات کرا مات سن چکی ہوں سب مراد مند آئے ہیں  
 آپ کی قدمبوسی کر کے مراد ملی پاتے ہیں میں قدم نہ چھوڑوں گی رات دن میں بڑی بیوی  
 عاشقوں نے منہ کو موڑا گھر والوں نے نکال دیا سوائے حضور کے کہاں جاؤں اب مصور  
 گھر آیا میلے حوالے کرنے لگا اور کسی وقت آتا بڑھیا نے کہا میں قدم نہ چھوڑوں گی یہ کہہ  
 بڑھیا صورت نگار کے قدموں سے لپٹ گئی کہا ہمارا فی منت جی سے میری سفارش کرو  
 فقط زبان بلا دین خداوندوں سے عرض کریں مصور نے ناچار ہو کر کہا میں شوالے میں تو  
 پڑ رہا شب کو ہر وقت راز و نیاز کے ناتا دادا سے کہیں گے بڑھیا شوالے کے قریب تھو  
 جوڑ کے نیچے رکھ کر پڑ رہی شام کو سب گنوار چلے گئے مصور و صورت نگار نے درہ کوہ  
 سے آواز دی اسے بڑھیا پڑی ہے ضیفہ نے آواز دی مرشد زادے اپنا ہاتھ میری  
 پشت پر رکھے اتنا زبان سے فرمایا کہ ہمنے تیری خطا معاف کی ابھی میں نے آواز سنی  
 اگر ہمارا فرزند خطا معاف کرے تیرا شباب بچھو عطا کریں ابھی تو میں تصویر سے باتیں کر رہی  
 تھی آپ کے آتے ہی خداوند چپ ہو گئے مصور نے چھون برتاؤ پھیرنے لگا پشت پر بڑھیا کی ہاتھ  
 رکھ کر آواز دی اسے ناتا دادا اسکی خطا معاف کر دہم لذت بخش سے راضی ہوں آپ خلود  
 روے زمین ہیں اپنے غلام کی دعا کا پاس کیجئے میں بھی فتحا ہوں جا کر ہسد کو لاؤں اسی  
 طرح کوہ میں قتل کروں جان ہسد تو میرے فیض میں ہر بنے مجھ میں الماس پوش چند



سرداران نامی کو بھی آپ کے تصدق سے لایا فقیری کر کے سلطنت کا مزہ پایا مصوٰر نے جو یہ  
چلا کے کہا بڑھیا نے چادر سے منہ ڈھانکا ٹرپنے لگی مصوٰر نے دیکھا اسقدر بیقرار ہے کہ اسکا  
دم نہ نکل جائے ہاتھ پکڑ کر آواز دی اری کیوں تڑپتی ہے ہنسنے خطا سماعت کی جو ان ہو جائیگی  
رفتہ رفتہ یہ شرف حاصل ہوگا بڑھیا نے چادر سے منہ کھولا ظاہر ہوا کہ پردہ ابر سے ماہ تابان  
لکھل آ یا ایک مہر جبین نو جوان و وارزہ سالہ ماہ پیکر حور منظر جمجھولی جمجھولی صورت آنکھیں زکس شہلا  
موزون سرا پا زلف عنبرین سے بوسے مشک آتی ہے اتنی زمین روشن ہو گئی عطسہ  
سہاگ جسم میں ملا ہوا عروس شب اول معلوم ہوتی ہے مصوٰر دیکھ کر بیتاب ہو گیا کسا  
کیون لذت بخش شرف مابدات کا دیکھا مابدولت کو سب طرح کا اختیار ہی مگر ہم زبان  
نہیں ملاتے اگر ابھی کہدین کل مسلمان غارت ہو جائیں صورت نگار دوڑی ہوئی  
آئی لذت بخش کے حسن و جمال کو دیکھ کر حیران ہو گئی اس وقت تو صورت نگار بھی  
مصوٰر کے ہاتھ چومنے لگی کہا مرشد زادے اپنی کرامات چھپاتے ہو آج مجھے معلوم ہوا کہ  
تم خداوند زادے ہو لیکن بڑے حرام زادے ہو مسلمانوں کے ہاتھ سے ہو جو تیان کھلو لہین  
شکستین اٹھائیں آج تک زبان نہ ہلائی ثابت ہوا کہ اب تک کو بھی غیرت آئی ارے میرا بھی بارہ  
برس کا سن کر دے دامن اندھا گل شباب سے بھڑے ہلڑو ہوا ستارہ سحری چمک چکا تھا تمام  
زمیندار مراد مند دوڑے جسے لذت بخش کو دیکھا عاشق ہو گیا قدموں کے مصوٰر کے  
بو سے بیتاب تھا کس کا یہی قول ہے یہ خداوند زادے ہیں آج دریاے رحمت چوٹ میں آیا  
لذت بخش کو آبرو دی کوئی لذت بخش کے ہانوں چوٹا ہے کوئی گرد بھرتا ہو کوئی کتا ہے  
بی لذت بخش ہم چار گالوں کے مالک ہیں ہمارے گھڑین بیٹھ جاؤ کوئی کتا ہی میں آنکھوں  
سے خدمت کر دینگا معاجن کہتے ہیں کوٹھی اپنی اکھدین بی لذت بخش ہمارے ساتھ چلو  
لذت بخش جواب نہیں دیتی جب لوگوں نے بہت حیران کیا کہا صاحبو اب میں کب  
ترک کیا میں چیری بلکہ خدمت میں مرشد زادے کی رہو گئی قدرت کی بہو کو تکلیف ہوتی ہے  
چو کے باسن کا کام کروں گی پور بان پکا کے کھلا باگردن گی اب تو پوری بڑے کی تمام قربات  
میں ہلڑو ہوا مرشد زادے نے اپنے باپ دادا سے کہے بڑھیا کو جوان کر دیا آج تو لاکھوں پیسے



چڑھائے گئے جو کوئی نذر دیتا ہے لذت بخش دامن پھیلانے لیتی درہ کوہ میں جا کر رکھتی ہے  
 جو کا دینے لگی برتن و صوٹے جا روپ کشی کر رہی ہے اندر درہ کوہ کے یہ بھی جا کر دیکھا کہ جیسے بہار  
 و باغبان وغیرہ قید ہیں لذت بخش نے کہا مرشد زادے یہ کون گنگا ہیں مصور نے کہا یہ سرداران  
 اسد ہیں انکو جہنم میں جھٹکو اور نگا خدمت کرنے سے لذت بخش سے بہت خوش ہیں یہ محبت  
 کلام کرتے ہیں فراتے ہیں صورت نگار جا روپ کشی کرے گی تو میرے مقام پر آکر بیٹھ رہے  
 صورت نگار گھبرا رہی ہے کہ اب ایسی نازنین کو چھوڑ کر مجھ پر کاہیکو تو جہ کر لگا کھسانی ہو رہی ہے  
 جھاڑو اسکے ہاتھ سے چھین لی کہانی لذت بخش تم جا کر سند پڑھو مرشد زادے کو تمھاری تکلیف  
 ناگوار ہے لذت بخش نے کہا اس قدرت کی ہونم مجھ سے آزدہ نہو میں مرشد زادے کو اپنا باپ  
 جانتی ہوں تیور انکے بخوبی پہچانتی ہوں صورت نگار کو کس قدر تسکین ہوئی اگر مصوٹے کا برہم ہو  
 شب کا مشاق رئیسوں کے پیغام چلے آتے ہیں مصور سب کو جھڑک دیتا ہے کتا ہے صاحبو  
 یہ میری بیٹی ہے جب مسلمانوں کا خاتمہ کرونگا تب بطور نذر افراسیاب کو دوں گا وہ اسکو  
 بادشاہ طلسم ہوش رہا بنائے گا لذت بخش کہتی ہو میں قدموں کو آپ کے نہ چھوڑوں گی میری  
 آنکھوں سے پردے اٹھ گئے جب دن تمام ہوا مصور اندر درہ کوہ کے آکر بیٹھا کہا لذت بخش  
 تم کھانا کھا کے آرام کرو میں فکر طلسم کشا میں جاتا ہوں لذت بخش نے اشارہ کیا مرشد زادے کو  
 آج تو کمین نہ جاؤ تم تم بیٹھ کر شراب پیو اک غزل کلین میری آنکھوں سے پردے اٹھ گئے ہیں  
 خداوند کو دیکھ رہی ہوں سب مجھ کو بلاتے ہیں باغ بہشت کا تماشہ دکھاتے ہیں میں نے  
 جواب صاف دیا میں خدمت میں مرشد زادے کی رہوں گی ابھی بہشت میں نہ آؤنگی مصور  
 خوش ہو گیا سمجھا اسکو میرے وصل کی خواہش ہے درہ کوہ میں گلابیاں شراب کی چنی ہیں مصور  
 خود اٹھا کے لایا کھانا مقبول بارگاہ خداوند خوشی تیری آج شب کو کمین نمایاں گئے اب تو  
 لذت بخش نے پہلو سے چنگ مرصعی نکالا کہا مرشد زادے دیکھیے یہ چنگ مجھ کو ابھی سامری  
 دے گئے ہیں فراتے ہیں ہمارے فرزند کو راضی کرو عالم موسیقی کا ہنر مجھ کو بادشاہ کیا شہنشاہ کوئی  
 نہ کاسکے گا یہ کمر چنگ بجانے لگی چنگ بجاتے بجاتے مصنف صاحب کی یہ غزل شروع کی غزل  
 مرشد دبدہ زبے اثر ہے کیا کیسے یتیم لعل تو یہ بلکہ ہو کیا کیسے وہاں تنگ کی صورت میان جاناں کی



|                                                                                                                                                                                                                                                                                 |                                                                                                                                                                                                                                                                                        |                                                                                                                                                                                                                                                                                         |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>تو کہتے ہیں یہ شجر ہے ٹھہر گیا کہیں<br/>         محال جان کا بچنا ہو تیغ ابرو سے<br/>         سمجھ چکے ہیں وہ بیداگر ہو گیا کہیں<br/>         پیام گل کا صبا عنذلیب کو کیا کہیں<br/>         کمر کی یاد میں موی مگر ہے کیا کہیں<br/>         اس سوز و گداز سے یہ غزل گئی</p> | <p>کوئی جو مجھے کبھی پوچھتا ہوں عشق کا راز<br/>         تمہارا حال بہت مختصر ہو کیا کہیں<br/>         گلہ بھی کر نہیں سکتی ہوں ظلم کا اٹکے<br/>         ہمارا ضعف بڑے زور پر ہو کیا کہیں<br/>         پنہو چھپے بدن زار کا ہمارے حل<br/>         فحش یہ نوبت شام و سحر ہے کیا کہیں</p> | <p>ہم میں بھی نہیں مٹی ٹھہر گیا کہیں<br/>         خیال میں نہیں آتی مثالیں سکھیں<br/>         تمہارے قبضے میں فتح و ظفر ہو گیا کہیں<br/>         رہن کو بھی اجازت نہیں ہو گیا کہیں<br/>         سمجھ چکی ہو کہ یہ جانور ہو گیا کہیں<br/>         کیسی یادیں درخ و زلف میں تھلا گئیں</p> |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

مصور و جد میں ہا کر بول اٹھا منم نیرہ خداوند صورت نگار خاموش بیٹھی ہے دل پر چھڑیاں  
 چل رہی ہیں دل سے یہی کہتی ہے یہ نازنین صورت میں انتخاب گانے میں لاجواب میں کیونکر  
 مصور کی صحبت میں رہو گی اب لذت بخش نے دور جام شراب شرف کیا مصور و صورت نگار  
 نہ ایک ایک جام پیا اسوقت کے مزے کیا تحریر ہوں مصور کا بلبلا نا صورت نگار کا شرمنا  
 لذت بخش کا گانہ لذت بخش ہر مرتبہ دوڑ کر سہارو باغبان پر جاتی ہیں کہ ان نگاروں کو  
 قتل کروں مصور اٹھ تو سکتے نہیں اشارے سے منع کرتے ہیں پیاری انکو نہ قتل کرو یہ فراسیاب  
 کے گندگا رہیں لذت بخش نے جا کر قریب باغبان نہ ہمار کو بائیں آنکھ کا تل دکھایا یعنی آگاہ  
 کیا منم مہر سپر عیاری نہ گھبرانا میں آہو بخا آج دونوں کو جہنم واصل کرتا ہوں مڑکھوہ میں  
 یہ جلسہ ہے مرشد زادے جھوم رہے ہیں لذت بخش نے ان سب کی زبان سے سوزن نکال دیے  
 ہیں اپنے اپنے سحر تیار کیے بیٹھے ہیں اس شب کو افراسیاب جادو حیرت جادو کی  
 بارگاہ میں آیا ہے کہ رہا ہے اے حیرت نہ گھبرانا میں نے نقابدار سیاہ پوش کو نامہ لکھا تھا  
 جس پر تیر تلواریں سحر کجہ تاثیر نہیں کرتا جالیں پتے روئین تن جالیں غلامان رنگی تیغ زن  
 اسے سہرا ہیں اسی کے ساتھ جدہ بھی آئیں گی دادی جان سے بہت محبت کرتا ہوں نام پر اونکے  
 مڑتا ہے اگر طلمس کشا کے پاس لوح بھی ہو گی اسکا کچھ نہ کر سکے گا میں دریاے نیل پر جو  
 سامان کیے ہیں کہ پیکر ہم و خیال کا گذر ہو نا دشوار ہے مقہور سن تمہارے فیصل اور کوئل دریا  
 افسر کیا ہے ایک ایک صفہ دس دس پہلوانان زبردست ہو گئے فوجیں ہتھیار کیا جمال اگر لشکر  
 دارا و کیتباد بھی اسد کے ساتھ ہو صاحبقران بھی آجائیں سب اونکے پہلوان بھی ہمارے ہوں



ایک صف پر نہ لڑ سکیں نام پہلو انون کے تم کو معلوم ہوں گے اٹھارہ سو ملک کے پہلو ان جمع ہو گئے  
افغان بلند رکاب عاوان منارہ گردن و قیصال شتر پیکر وزیران کر گردن سوار  
عقیدوں کوہ تن وغیرہ چار سو پہلو انان زبردست جمع ہو چکے ہیں اور مقہورین قہار  
فیل زور و دیو ہے اس کی بوٹیان کاٹ کر کھا جائیگا میں نے برائے مقابلہ جھڑے اسکو دکھاتھا  
لیکن اب اس معرکہ پر روانہ کر دیا وہ دعوے کر کے گیا ہے کہ میں طلمس کشا کو قدم نہ بڑھانے دوں گا  
وہ ایسا ہی ہے اٹھارہ سو ملک میں اسکا کوئی مثل و نظیر نہیں ہے اس بیان پر فراسیاب کے  
تاجدار دن کو قوت ہوئی سب کہہ رہے ہیں کہ بیشک حضور سید کچھ کر کے گا جن لوگوں نے  
مقہور کو دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے اسے اکثر باجی کو چیر بھاڑ کر پھینک دیا گیا تھا  
ضرر سمیشیر زانہشتی ہوئی آئی فراسیاب نے بوجھا کیا خوشخبری لائی ضرر نے کہا مبارک ہو  
احوال نہیں کھلتا کہنے یہ کام کیا شاید حضور آگاہ ہوں دو ہفتے سے لشکر طلمس کشا میں یہ  
قیامت ہے کہ ہر روز شب کو اک سردار غائب ہوتا ہے بارہ سرداروں ملکہ مہ جیمین تاجدار  
لشکر سے غائب ہوئے نہیں معلوم کہنے یہ کام کیا لاجپن و ہد بہت بقتلار سے ہوا  
نے کہا ہے بن خود تلاش کر دو نکال سے عمرو غائب ہے حضور دریافت تو فرمائیں کہ یکے غیر غوی  
کی لشکر دشمن کی تباہی کی افراسیاب ہنسنا مسکرا کر کہا ہمارے مرشد زادے مصور  
بدعت عیاران سے فقیر بنکر فلان درہ کوہ میں بیٹھے وہ بنیرہ سامری ہیں تمام اہالیان  
قریات کرامات کے معتقد ہوئے میرے پاس نامہ آیا تھا خوب تدبیر کی اس حال میں انکو  
کوئی نہ بچانے کا سب سردار دن کو دہی لے گئے ہیں جواب لکھا کہ سبکو قتل کیجیے فقط ہمارے  
وہ جیمین کو میرے پاس روانہ کیجیے کل سب قتل ہو جائیں گے سرکشی کی سزا پائیں گے حیرت  
نے کہا اور اق سامری تو ملاحظہ فرمائیے کہ مرشد زادے کیا کرتے ہیں عمرو نکوڑا فکر میں  
نکلا ہے ایسا نہ ہو پونج گیا ہوا فراسیاب نے ورق اٹھا کر دیکھا ضرر کے دیکھا رنگ  
روے شہنشاہ شغیر ریش کو جسے لگے تاج دے مارا حیرت نے کہا خیر تو فراسیاب نے  
کہا عمرو بیٹھا شراب پلا رہا ہے غزلیں گارہا ہے یہ کھڑک پٹاڑے بڑے ساحر بیٹھے ہیں  
طوفان سے کہاں طوفان لینا جاتے ہی عمرو کو ڈبو دے مرشد زادے کو بچا یا نیست ہی طوفان چلا



بعد جوش و خروش اڑا یہاں خواجہ نے سوزن تو اپنے ساحر و نکی زبان سے نکال فی باد کو ملا وطن  
مصور سے کہا مرشد زادے جلو ہم تم جنگل کی سیر کرین مصور خوش ہو گیا صورت گانے گریبان  
مین ہاتھ ڈال دیا کہا کیوں سلفہ مزاج میرے سامنے یہ باتین کرتا ہوا نام پر لذت بخش کے مرتبے یہ  
کہہ کر ڈاڑھی پر ہاتھ ڈال دیا مصور نے صورت نگار کو اک ظما چہ مارا چوٹی پکڑ کے کہا دور ہو  
ہیں نے تجھ کو طلاق دی صورت نگار نے کہا اوجھیا نام و مین نے جو انی اپنی تیرے ساتھ  
بر باد کی تجھے کیا ہو سکتا ہے آج بیلار ہا ہے زن و شوہر لڑتے بھڑتے اٹھے بیوشی و تابش  
دونوں گر کر بیوش ہوئے عمر و نعرہ کر کے اٹھا خنجر برہنہ کھینچ کر جا پڑا ایک خنجر مارا مصلو کا  
سرکٹ کر الگ ہو ا صورت نگار کا شکم چاک کیا لباس دونوں کے آثار لیے مال پر درہ کوہ کے  
جال الباسی بار آواز دی اے جال خجال ہو کر بیو بننا ایک حبیبی نہ جھوٹا مصور کامرنا  
درہ کوہ کا چھٹا ہزار و ن طائر پیدا ہوئے صد آئے لگی کشتی مرانام من مصور و صورت نگار ہو  
طوفان اس وقت پہنچا کہ یہ صدائیں بلند ہو چکیں بیرغل چار ہے مین تمام محراب دھوان  
ہو رہا ہے طوفان کوک گرگر آواز دی اوسار بان زادے غضب کیا نبیرہ سامری  
و جمشید کو مارا طوفان سمجھا تھا خالی عمرو ہے باغبان طوفان کو آنے دیکھا تو سرخ رو  
مہ جبین کو گود مین اٹھا لیا باغبان نے خنجر بہار نے کار و سحر طوفان پر چھینچ  
مارے ٹکڑے ہو کر طوفان کے گرے سردار نکلمر بھاگے عمرو نے کلیم اڑھولی آواز آئی  
کشتی مرانام من طوفان جادو بود افراسیاب کے سامنے گلہ ستہ سحر خان رکھا تھادہ  
جلالیں افراسیاب اٹھ کھڑا ہوا کیا مار و غضب ہوا آج برکت ہوش ربا اٹھ گئی کوئی نسل  
سامری سے باقی نہ رہا کوہ نہمت رنگ ویران ہوا افراسیاب جو غیظ و غضب مین  
اٹھا چار سوتا جدار بارہ سوا حران غدار حیرت جادو بیکر اٹھی سر باو ابرق نے کمندی کا  
حکم دیا سترہ سو تقارے پر چوب پڑی بائیس لاکھ کا لشکر تیار ہوا یاشا ہنشاہ لاچین  
کو کھنڈ جہاندار و غیرہ بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ زمین بھرائی تقارہ رزمی کی آواز آئی  
لاچین نے سر اٹھا کر فرمایا ارے خبر تو لو یہ کیا قیامت ہے چرند و پرند نے خبر دی ابھی خبر آئی کہ  
کہ مصور و صورت نگار کو خواجہ نے مارا بہار و باغبان وغیرہ جھوٹے افراسیاب



انہی تعاقب میں گیا ہو حیرت بائیں لاکھ لشکر لیکر جاتی ہو یہ سنکر لاجپن اٹھے سب سے پیشتر  
 کوکب روضہ نصیب و ملک جہاندار شاہ پر پروردار پیدا کر کے اڑے ہندو لاجپن نے  
 بدگاہ سے نکل کر دیکھا فوج افراسیاب مثل سورج نکلنے جاتی جو صدائے نقاروں کی زمین  
 تھراتی ہو ایک ایک ساحر سامری و جہشید عدد و سحر میں طاق شہرہ آفاق لکھ ہائے ابر  
 تیار کر کے چلے ہیں سر راواہر لیتی نے اپنے اپنے سحر آراستہ کیے فوج کو ترغیب دیتے  
 ہوئے جاتے ہیں بیان خواجہ تو بعد قتل مصور و صورت نگار گلیم اوڑھ کر غائب ہوئے  
 باغبان و بہار وغیرہ سے کہا بھاگو قیامت ہوا چاہتی ہو مہ جین کو ساتھ لے کر یہ سپردہ  
 سردار درہ کوہ سے سحر کرتے ہوئے نکلے مصور کے مرنے سے اہالیان قریہ آپڑے  
 باغبان و بہار نے نکل کر سحر کیا گنوار تو دہائی دہائی کرتے ہوئے بھاگے کچھ دیوانے ہوئے  
 برقیں جین رعد و برق نے اپنا کمال دکھایا برق لامع کڑک کر گری کئی سو کے  
 لہڑا دیے افراسیاب آکر پہونچا دیکھا بہار تو جل گیا لاشہ مصور و صورت نگار  
 پڑا ہو طوفان دریائے خاک و خون میں غلطان آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا لاشہ مصور  
 دیکھ کر موت کا نقشہ آنکھوں کے نیچے پھر گیا سرداران مذکور کو لٹکا راوا باغبان خبردار  
 کہان جاتا ہو افراسیاب کڑک کر زمین پر گر اگرتے گرتے سحر کیا سرداروں کو شعلہ ہائے  
 آتش نے گھیرا بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے باغ سحر کے گل کھلے باران سحر بھی برسا  
 شعلہ ہائے آتش سحر افراسیاب سے سردار نکلے افراسیاب نے بیچھا کیا ان سرداروں  
 نے سحر کی بوجھار کی کہ لشکر حیرت سے ابر سیاہ اوٹھا قارن اثر و رسوا ساحر زبردست  
 تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا بہار و باغبان گھبرائے دوسری جانب سے مضمار  
 آتش رنیر جا دو سات لاکھ ساحروں سے پہونچا اور گرداڑی مقام خنجر بار چھ لاکھ  
 ساحروں سے آکر پہونچا یہ پندرہ سردار بوجہ ہمراہ ہونے مہ جین کے سبقت لے گئے  
 سحر خموئے کامل کشا لکھ کو جاتی ہو قریب ہو کہ ساحر گرفتار ہو جائیں مہ جین کو دیکھ کر  
 افراسیاب جا دوئے اور زیادہ حکم دیا کہ ان سب کو جلد گیر تو بہار و باغبان  
 سحر کرتے ہوئے ہٹے بیکار تھے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شنشاہ کوکب و شہنشاہ کوکب



قوت قارن پر گرا پہلو میں بلور چہار دست فوج دریا موج کو لیکر آیا دوسری طرف سے گرد عظیم اٹھی  
 ملک جہاندار شاہ عالیجاہ مع معمار قدرت و ساحلر با شوکت آکر قوت مضمار آتش ریز  
 پر گرا کوکب لڑتا بھڑتا قریب قارن پہنچا قارن کو اپنے سحر پر طرناز تھا ملو کھینچ کر کوکب  
 سے خوب تلو اٹھائی بران شمشیر زن کا اختر مر درید چلنے لگا بلور چہار دست نے  
 ٹٹھیان کھولیں فوج افراسیاب بجیاب ہو کوکب بھی سحر میں اپنے انتخاب ہو بلور کے  
 تیلون نے معرکے کو سنبھالا ایک ایک نے دس دس کو مارا سیاہی صدف شکن اپنے مالک کے خیر خواہ  
 گرد کوکب کے بھر سہے ہین بران و کوکب کی حفاظت بھی کرتے ہین بلور سے کوچھی روک رہے  
 ہین اپنے سحر کے گھنڈ میں قارن نے کوکب پر ہاتھ مارا کوکب نے مٹھی سے ایک طائر  
 چھوڑا قارن کے ہوش اڑے ڈرا لیک جھپکی تھی کہ کوکب نے تیر ابدل کے ہاتھ مارا  
 قارن کے دو ٹکڑے ہوئے جہاندار شاہ نے کئی مرتبہ برج نہا یا مضمار آتش ریز نے  
 آگ برسا کے سرج کو مٹا یا جب جہاندار شاہ کے کئی سو جوان مارے گئے مضمار معمار جھوم کر  
 جا پڑا اُسے شبہ بھڑکا یا معمار کی آنکھوں میں اندھیرا آیا اسی گرمی میں مضمار نے ہاتھ مارا  
 معمار کا سر زخمی ہوا جہاندار شاہ نے جو اپنے قوت بازو کو زخمی دیکھا تاب باقی نہ رہی تیغ  
 برق مثال کھینچ کر سرج میں آیا معمار کو ہٹا یا اپنا سینیہ سپر کیا مضمار نے جہاندار شاہ پر بھی ہاتھ  
 مارا جہاندار شاہ بادشاہ بیابان گلریمہ کوکب کو نہیں کر کے جا پڑا تلوار کو خالی یا مضمار  
 جھکا اوپر سے جہاندار نے ہاتھ مارا مضمار کے دو ٹکڑے ہوئے مقام خنجر یا خنجر برساتا  
 ہوا آتا ہی اب بہار و باغبان نے اپنے کو سنبھالا انقارے پر چوب پڑی ولا رام  
 وزیر زادی تخت طاووسی لے کر ہوئی مہ جبین کو تخت پر سوار کر لیا ساگر د آگئے مقام خنجر  
 نے بڑھ کر گولال اس قدر خنجر برسے کہ کئی سو ساخر زخمی ہوئے گولے سے کئی سو سے سر پھٹے  
 کہ آسان پر برق چمکی نعرہ ہوا ہم ملکہ مہر سحر چشم صاحب قہر و خشم آگے دیکھا بہ حسین  
 پر بلور ہو نہرا ہلا شے جان نثاروں کے سامنے تخت مہ جبین کے پھر ک رہے ہین مہر  
 نے بڑھ کر سینیہ سپر کر دیا مقام خنجر بار سے مقابلہ کیا خوب گولے چلے عین گرمی خنجر ہو  
 افراسیاب بھی کوکب رہا جس غول پر جا پڑا درہم و برہم کر دیا کیا ایک زمین تھرائی



شیر کے نرے کی آواز آئی دیکھا سب نے علم زنگار کا پھر سیرا کھلا ہوا شاہزادہ چند لان  
صندلی پوش چھڑ علم کی بغل میں دباے ہوئے ساٹھ ہزار جوہن صندلی پوش آئے  
سب کے اسد نامدار بصورت و وقار آتے ہی نرہ کیا نرہ کوہ شکاف تھا نرہ اسد

|                         |                         |                            |
|-------------------------|-------------------------|----------------------------|
| اسد شیر دل شاہ عالیجناب | امن آئیم سرکوب افراسیاب | لی سلین نامور نامدار       |
| نظر کردہ شیر سپہ وردگار | اسد شمسوار مکہ دروز جنگ | بورم دل شیر و جیم لینگ     |
| شہنشاہ نام آور و کامران | اسد شیر دل ابن صاحبقران | پہلو سے سب نے دیکھا کہ دمر |

شیر صولت سہراب ہیت حسین و خوبصورت کس پشت مرکب پر سوار اسی ہزار از قراقان  
عالی و قاربوق ترکی بھکاری زمین کا پنی ساحرون کی جان پر بنی زمین ہٹنے لگی اسد نوجوان  
نے جو مقام خنجر بار کو دیکھا کہ اسے خنجر برسا کر ہزاروں کو ٹھنڈا کیا لکھ ابرسیاہ اسے سر پہ  
اچھی سے خنجر برس رہے ہیں جیسے خنجر بڑا سر اڑ گیا اسد نرہ کر کے جاہی پڑا مقام خوش ہوا  
مشہور ہو کہ طلسم کشا سحر بنین جانتا تلوار کو بڑا کر جا پڑا ابر سے خنجر برساے وہ خنجر قریب  
اسد نامور آئے ایک اسی کی فوج پر گرے ہزاروں فوج ہو گئے اسد نے تلوار کو تلوار پر  
گاتھا جھنڈے کی صدا ہوئی ابھار دے سے ہاتھ نکال اس باد فلک جرات نے غیج پالی مارا  
مقام کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر غصنف نے زمین ہلا دی قزاقوں نے لاکھوں جاوگراہے  
ساحرون کے سحر بھلا دیے افراسیاب جادو سب کے سحر دفع کر رہا ہر اس فکر میں ہو  
کہ اسد غصنف کو گرفتار کروں لعل ستمدان نے آج آگ برساتی اسرا جادو کے  
سحر میں بڑا بھید ہو مارا زمین کن نے اثر در بنا ہے ہلال سحر افگن کے سحر سے خنجر گرے  
سہرے کے گولے چلے باغبان نے پھولوں کے گنبد چھینکے شکیل شمشیر زنی کردا ہوا مزہ یہ ہو کہ  
شکیل کا سحر بھی خوبصورت ہو فرزند مہر خ صاحب شرکت ہو افراسیاب طرغ غصنف  
کے چلا سرا و ابریق سے کہا فرزند طلسم کشا کے پاس تحفہ جات ہیں جا کر انگوٹھی چھینتا ہوں  
ستورہ دشمن شکاف قبضے سے نکال دنگا گھوڑے پر سحر کون ڈیران سے نکل جائے کہتا ہوا  
قریب غصنف آیا غصنف چپ و چالاک دیوانہ و بیباک ایک کتاب ہو خور دین شکاف چھینکر  
قریب افراسیاب جا پڑا جب تک افراسیاب سحر سے غصنف نے بوق ترکی بجا کر ایک ہاتھ



نتیجہ روئین شکاف کا مارا افراسیاب نے سپر سحر کو پناہ کیا یہ تیغ روئین شکاف سائنس ہر کردہ  
 بھی خداوند ساحران عالم تھا خداے فرعون کا ناظم قلم سحر و ساحری کا حاکم سپر کے دو کمرے ہوئے  
 مانج افراسیاب کا گستاخ بنی ہوا افراسیاب نے اپنے کو زمین پر گرا دیا پیچھے ہٹ کر اک آہ کی  
 آواز دی ارے کوئی حاضر ہو اک زنگی سیاہ روئیرہ درون سامنے افراسیاب کے آیا کہا حضور  
 کیا ارشاد ہو تا ہر افراسیاب نے کہا اس جوان کو گھوڑے سے اتار لے تیغ پر قبضہ کر انگلی سے  
 انگلی اتار لا وہ جوان خم مارتا ہوا چلنا نام لیکر غضب کا لٹکارا غضب شیر بیشہ جرات پلٹ بڑا  
 زنگی چاہتا ہر غضب پر جا پڑون دور سے شمشاد لا چین نے دیکھا زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ ارے  
 غضب ہوا غضب کے قبضے سے تیغ جایا چاہتا ہر افراسیاب نے سحر کیا اسد غازی گھبرا گیا  
 کہا ارے لا چین فکر لا چین نے اسد سے کہا اسد بھی بڑھے دور سے نسیم جالندری  
 نے دیکھا جا پڑی سینہ سپر کیا زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا سر نیزخمی ہوا کئی قراق جا پڑے  
 زنگی سیاہ روئے کئی قراقون کو جیر کر پھینک دیا دھڑکا مارتا ہوا طرف غضب کے جاتا چاہتا ہر  
 ترپ کر گردن افراسیاب دستک دے رہا ہر جب افراسیاب دستک دیتا ہر زنگی کی طاقت  
 بڑھ جاتی ہر ظاہر معلوم ہوتا ہر یہ قصد ہر کہ مع مرکب غضب کو اٹھا لون قراقون کو جو  
 مارا ہر انگلیوں سے قطرے خون کے پیتے ہوئے بدکردار خونخوار یہ شمشاد لا چین پھٹ کر آئے  
 زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا لا چین نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھایا  
 انگلیں پکڑ کے چیر بھاڑ کر پھینک دیا اس زنگی کے مرنے سے اندھیرا ہو گیا افراسیاب بھی غصے  
 میں لا چین پر جا پڑا اس زور و شور سے ہاتھ مارا کہ لا چین کی آنکھوں میں اندھیرا  
 چھا گیا شعلے پھڑکے سب سردار نگران مثل آئینہ حیران کہ یا ر خدا لا چین کو بجائے باغبان  
 اسے راند دے کہ اب لا چین نہ بچے گا افراسیاب نے مار لیا ہزار ہا تو شعلہ جھڑکا  
 بریقین چمکیں کئی خیمہ مڑاتے ہوئے ساتھ تیغ افراسیاب کے آتے ہیں لا چین کے منہ سے  
 اتنا ٹھٹھکا کہ اس حد طلسم موش ربا میں کوئی سکھال نہ نکلا سب نکمرا م ہو گئے یہ جو لا چین نے  
 مینے مار کر کما زمین تھرائی آواز آئی ام شمشاد عادل غلام حاضر ہر دیکھا اک تیلو فلا دی زمین سے  
 نکلا سر پہ لا چین کے تھرا یا تیغ افراسیاب اپنے سر پہ دیا پنجر جسم پر پڑے کمرے کمرے ہو کر زمین



رگر جسم سے اُس پتے کے فوارہ خون کا ٹکڑا وہ خون جسم پر افراسیاب کے پڑا دیاے خون میں نہا گیا  
 سنگوت میں کھڑا ہوا دیر سے لاچپن نے ہاتھ مارا سرفراسیاب کا زخمی ہوا کئی پتے زمین سے پھیل  
 ہوئے لاچپن کے لپٹنے لگے لاچپن نے ایک کو قبضہ مارا ایک پر تھپڑ مارا لیکن اُن پتلون نے  
 افراسیاب کو بچا لیا کئی ملازم لاچپن کے ماتے افراسیاب جھومتا ہوا پیچھے ہٹا سر سے خون  
 بہتا ہوا غصے میں چہرہ سرخ کوکب رو شغف میر نے خواہ افراسیاب خانہ خراب کو اس حال میں دیکھا  
 تیغ کھینچ کر جا پڑا دیر بے لفظ کہا کہ یار و ملکہ افراسیاب کو مار لو لیکن سر ماوا برہنہ سے  
 افراسیاب نے پکار کر کہا اسد و غضنفر پر سحر نہ کرو بلوہ کر کے قتل کر لو اب تو رسول نیزے و تیر  
 تفنگ اسد و غضنفر پر پڑے لگے اٹھا رہا اسد زار اسد نلدار کے ابراہیم دھندلا لایا جھنڈلی  
 پوش وغیرہ لڑائی میں اپنی اپنی جانبیں لڑا رہے ہیں قزاقان غضنفر نے سینے سپر کر دے لاشہ ہائے  
 ساحران سے جنگل بھڑے کوکب رو شغف میر و افراسیاب جادو سے تلوار چل رہی ہے۔  
 کوکب رو شغف میر نے ہاتھ مارا اب نے دیکھا افراسیاب کے دو ٹکڑے ہوئے کوکب نے جھوم  
 کما وہ مارا پہلو سے آواز آئی ارے کسے مارا تم شہنشاہ طلمس پوش راجہ ہند سے کوکب رو شغف میر کے  
 افراسیاب پیدا ہوا اگر گاہ پر کوکب کے ہاتھ مارا کوکب کے دو ٹکڑے ہوئے افراسیاب بھی خوش  
 ہو گیا آواز دی چراغ طلمس نور افشان گل کر دیا آواز آئی تیری عقل کے چراغ گل ہوئے  
 تم کوکب رو شغف میر لڑاتے ہوئے دونوں لمبے ہوئے عقاب و طاووس بنکر منقار و پیچے چلنے لگے  
 کبھی دونوں شیر بن گئے ایک بہ شکل فیل ست ایک بصورت شیر بہر و حشر و کون سے اُنکے زمین ہلتی تھی۔  
 کبھی غلطک مار کر سیدھے ہوئے بصورت اصلی تھے تلوار چل رہی ہے زمین کا تھرا نا لکھ ہائے ابر  
 کا لہرا نا جانہیں سے پتلہ ہائے سحر کی شورش اپنے اپنے آقا کے بچانے کی کوشش آخر ایک مقام پر  
 افراسیاب جادو نے کوکب رو شغف میر کو تلوار کے نیچے لیا کوکب رو شغف میر اپنا سحر کر کے  
 سر مرتبہ اپنے کو بچاتا ہے افراسیاب تعاقب نہیں چھوڑتا پہلو نہیں پاتا کہ ہاتھ مارے کوکب سب  
 خشکی کے تلوار ہلاتا ہوا پیچھے ہٹا اک غل کے سایہ میں پہنچا افراسیاب نے چاہا ہاتھ تلوار کا  
 ماروں کہ پہلو سے آواز آئی اسے شہنشاہ نم نہر صحران شنیں اگر تو حکم دے تو بسکو چھپا کر ڈانڈن  
 افراسیاب نے دیکھا اک ساحر مہیب بہ شکل عجیب نہہ سے آگ چھوڑتا ہوا پہلو سے غل سے نکلا تو



افراسیاب جادو بھگا کوئی میرا خیر خواہ ہے وہ جان قرب پہونچا کوکب رشتہ نصیر پر نگرہ کیا کہ کسٹ جا  
تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ شہنشاہ ہوش ربا سے مقابلہ کرے میں چیر بھاڑ کر کھا جاؤنگا کوکب چھ  
سمجھ کر پیچھے ہٹا اُس جان نے افراسیاب جادو سے کہا اے شہنشاہ کیا غفلت ہے اپنی پشت کی خبر  
دہاندار شاہ ہاتھ مارا چاہتا ہے وہی ٹکڑے ہو گئے افراسیاب نے منہ پھیرا ملک بھگنا  
اور بجلی کا پھلکا آواز آئی او افراسیاب منم ہر سپر عیاری و قلب فلک خنجر گذاری شاہ  
عیاران عیار خواجہ عمر و نامدار برابر تو پہونچ ہی چکے تھے چودہ حلقے کند کے مارے گردن  
وکر افراسیاب میں پڑے استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے تیسرا دن ہے ٹڑتے ہوئے جب  
عمر و نے حلقہ ہائے کند مارے ارے کمر افراسیاب جادو گر عمر و نے جاب مارا چند پتے  
زمین سے پیدا ہوئے گود میں لیکر افراسیاب جادو کو بھاگے اک پتے نے آواز دی اے خاتون  
محل شہنشاہ اپنے کو بجائے دشمنوں کا بلوہ ہے افراسیاب جادو مجمع سے نکلا کہ لاجپن کوکب  
رشتہ نصیر و ملک جہاندار شاہ وغیرہ تنوار میں کھینچ کر جاڑے نعمان خوک پیکر ساحر زبردست  
سات لاکھ ساحر وں سے آیا ہے افراسیاب جادو کے نکل جانے پر یہ لڑائی روک رہا ہے دیر  
تحت حیرت سینہ سپر کئے کھڑا ہے کہ لاجپن نے جھپٹ کر گولامارا نعمان کا سر پھٹا کوکب کا  
گو لاڈرا حیرت کا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پڑا دیوں نے اس کو سنبھالا برق بنکر چکی اس کا ٹکنا  
تھا کہ تمام ساحر باز و عقاب بنکر اڑنے لگے فوج نعمان خوک پیکر لڑ رہی ہے لاجپن  
نے آگ بر سادی کوکب نے دریائے سحر تیار کیے لاکھ ساحر آگ سے جھلکے لاکھ پانی میں گر کر غرق  
ہوئے وہ قیامت کی جنگ مغلوب ہوئی کہ ساحر وں افراسیاب جادو سوراخ مور و مار میں چھپے  
تھے جس قریہ میں بھاگ کر پہونچے قزاقان غضنفر قناب میں پہونچے فریات میں آگ  
لگادی تمام حوالی کوہ ہفت رنگ آتش بہار لینا لینا کی پیکار چار بنزل کے گرد میں یہ دن  
پڑا لاشوں سے میدان بھر گئے اسی طرح شہنشاہ لاجپن و کوکب رشتہ نصیر و جہاندار  
و جملہ سردار دریائے خون میں نہائے ہوئے آگے سب کے اسد نامدار زخون میں چور چور تیغ  
خونفشان ہاتھ میں غازی گھیرے ہوئے ردار دی کرتے ہوئے دامنہ صحرا کے دریائے نیل  
میں پہونچے مقہور بن قمار فیل زور سب پہلوانوں کا افسر بارگاہ میں بیٹھا تھا چار سو پہلوانان



نامی دزد دست گرد آسکے بٹھے تھے نوبت نقارے کی آواز جو آئی بارگاہ سے مع پہلوانوں کے نکل آیا  
 چالیس لاکھ فوج کا افسر ہے دیکھا اُس نے آگے آگے اسد نادر بشت پر تمام سردار باغبان و  
 معمار اٹائے بارگاہ کے لئے ہوئے اسی مقام پر آکر پہنچے اسد نے نیزہ گاڑ دیا گھوڑے سے  
 اتر احمد لان نے ساتھ ہزار صندلی پوشون کو اترنے کا حکم دیا ابراہیم وغیرہ سرخ رو گرد اسد خوشن  
 ایک پہلو میں غصہ نضر بن اسد بعد شد و د بارگاہ میں داخل ہوئے مقہور نے نصف بندی کرادی آگے بڑھ کر  
 فوج کے بیٹے نکالا چین وغیرہ کو پکار کر آواز دی اے ساحران نامور دے شعبہ بازان انسوگر دامن  
 دریائے نیل ہے یہاں مشکل پڑے گی۔ تم سب کے سحر بیکار ہو گئے طلسم کشا کو نیجاؤ میں چالیس لاکھ فوج کا  
 افسر ہوں تلوار سے میری خون کے دریا بہیں گے یہ چار سو پہلوان سرفروش نیزہ و تیرو و تھک سے  
 جنگ کر گئے کوہ عقیق سے مدد منگو او میں مشتاق مقابلہ صاحبقرآن زمان ہوں اسد کو پشہ  
 جانتا ہوں بڑے بڑے پہلوانوں نے نام مابدولت سکر حلقہ اطاعت کان میں ڈال دیا ہے خوف سے  
 سیرے دیو بھاگتے ہیں شیر سیرے بیٹے میں نہیں آتے ہیں فیل سیرے سائے پشے سے گھبریں سیکڑوں  
 دیوزادوں کو مارا طبقات زمین ہلا دیتا ہوں صندلان و ابراہیم نے بڑھ کر آواز دی اد  
 خود سر کیا بیہودہ کہتا ہے انشاء اللہ میدان میں حال کلیکا ٹکڑا کر ان اسد ایک ایک شیر  
 لاکھوں رو باہوں سے روکا مقہور بہ سن کر اپنی بارگاہ میں چلا گیا صندلان وغیرہ پٹ کر  
 خدمت اسد میں آئے مگر رنگ رو سب کے متغیر ہی جاؤ دیکھا ہے قلب ہر ایک کا کانپ رہا ہے  
 اشاروں میں کہا اے شہنشاہ لاجپن خوش آئین یہ نہ سمجھنا کہ ہکو ہراس ہے آقا سے نامدار کی  
 جان کا پاس ہے انشاء اللہ اس میلے کو درہم برہم کر دینگے لاشوں سے نامردوں کے تمام  
 میدان بھر دینگے شہنشاہ لاجپن نے خواجہ عمر کو کنارے بلایا کہا اے شہنشاہ اقلیم عیالی  
 جس بات کا ہکو خوف تھا وہی دن آگے آیا آپ نے جماؤ دریائے نیل کے دیکھے افراسیاب  
 کو کیا گھمنڈ بیجا ہے بیک و ہم و خیال تک نہیں پہنچ سکتا ہے تمام دامن صحراے دریائے نیل  
 فوجوں سے معمور آپ کی فوج میں غیر ساحر بہت کم ہیں وہ پہلوان چھانٹ چھانٹ کر افراسیاب  
 جاؤ و نے یہاں بھیجے ہیں کہ ایک ایک جوان ہزاروں سے جنگ کر سکتا ہے دیکھئے صبح کو کیا ہوا ہے  
 عمر و نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ شاہزادہ بدر بیچ الزمان بھی اگر اس جنگ میں ہو پشہ



اسد غازی قوسی رہتی ہے وہ خبر لاکھوں میں اکیلا ڈاکٹر سنجان میں گنجاب نے بہت صف آرا سے  
کریائی تھیں، شیر اس بہت صف کو توڑ قریب گنجاب پہونچا کر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر اٹھالیا جائے تھا کہ اس  
لڑائی میں دو چار شیر دل اس صعب کے ہونے تب یہ لڑائی سر ہوئی میں جان دیے کو اسد کے  
ساتھ ہوں لیکن حقیقت میں افراسیاب نے بڑا انتظام کیا خود اس لڑائی میں نہیں آیا بڑے  
اطمینان سے باغ صیب میں بیٹھا ہے آخر مجبور ہو کر بارگاہ میں بیٹھے اسد غازی اس جنگ  
ساحران میں بھی زخمی ہوئے ہیں زخم دوزیاں ہوئیں پٹیاں مرہم کی چڑھیں غصنضر بیٹھا ہو اکہ ہوا  
ہے نانا جان آپ نہ گھبراہیں یہ اسی ہزار قزاق صف ہائے کافران کو درہم و برہم کر دیں گے  
خل ہاے بدعت نامردان قلم کر دینگے اس شب کو عمرو کے ہوش درست نہیں ہیں اوس طرف  
ہنگامہ فوج بدعت موج مقہور اپنی فوج میں بیٹھا ہوا کبلار رہا ہے جب باغ اسکا بادہ ناب سے  
گرم ہوا جوش جرات میں حکم دیا طبل جنگی بجے دیکھوں تو کل طلمس کشا اس میدان رزم میں کیونکر  
قدم دھرتا ہے یہ جو اسے حکم دیا سترہ سے تقارے پر چوب بڑی جملہ فوجوں کے افسر اپنے اپنے  
مقام سے اٹھے صف بندیان کرنے لگے چرند و پرند ہر کار سے جو لشکر اسلام کے بارگاہ مقہور  
میں موجود تھے خبر میں لیکر بھاگے ضرر و بدحواس وہ جماد کفار کے دیکھے ہیں کہ رنگ رو متغیر  
افتان و خیزان دربار میں آکر پہونچے یہاں وہ وقت ہے کہ شہنشاہ لاچین پہونچتے تھے ملکہ  
مہر جبین کے کرسی جواسر نگار پر قریب اسد اٹھارہ امیر زادے ایک جانب غصنضر باغبان  
و حمار و بیمار وغیرہ خاموش اس حسرت میں کہ افسوس کل ہم کھڑے ہو کر دور سے تماشا دیکھنے  
ہمارے اہ تابان پر گھٹائیں فوج کی چھائیں گی ہم مجبور ہو کر دیکھا کرینگے اس حسرت میں  
سب خاموش بیٹھے ہیں کہ چرند و پرند آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر دعا و شغای بادشاہی بجالائے  
شعر دلت زلفغہ باغ مراد گلشن باد بہ زور لطف ازل چشم بخت روشن باد بہ دیکر رتبہ  
اقبال تو مشہور باد بہ چشم بد از روزگارت دور باد بہ پروردگار عالم آفتاب اقبال کو روشن  
رکھے مقہور بن قمار نے بہ کبر و نخوت طبل جنگی بجوایا چار سو پہلونوں کو حکم دیا ہے چالیس صفیں  
لاکھ لاکھ سوار اور سپہیل کی آراستہ ہو رہی ہیں ایک ایک صف پر لاکھ لاکھ سوار سپہیل پانچ  
پہلون زبردست قائم ہونگے قیامت کی لڑائی ہے رات کو بھی فوجیں جلی آتی ہیں نوبت تقارے



بج رہے ہیں تمام ناظمین در بند و شاہان خود پسند و پہلوانان تنومند داخل ہو رہے ہیں افراسیاب  
 کی بھی آمد ہے اس لڑائی کو الگ سے ملاحظہ کر چکا لڑنے والوں کو ترغیب دیکھا شہنشاہ لاجپن نے  
 کہا افراسیاب بھی بیکار ہم بھی مجبور و ناچار جانیں کے ساحر ایک حال میں ہو گئے لیکن  
 تمام لشکر سے غیر ساحر چھانٹے جائیں گے لکھا ہے تمام لشکر جھانٹا گیا مع فوج صندلان و ملازمان  
 اسد و ہر اہلین غصنفہر ملا کے و لاکھ جوان قرار پائے گویا داں میں نمک ہے اس لڑائی کے  
 فتح ہونے میں بڑا شک ہے اسد نامدار نے فرمایا سب صاحب خاموش رہیں اودھر کی فوج خواہ کم  
 سے خواہ زیادہ ہے ہمارے دربار میں ذکر نہ آئے کہ وہ ہمارے لشکر میں بفضل ازیدی طبع جنگی بچے  
 یہاں بھی نقارہ رزمی پرچوب بڑی شہنشاہ لاجپن وغیرہ اطمینان اسد کا دیکھ کر وحید کر رہے ہیں  
 کہ شاہزادہ اپنے ساتھ والوں کو ترغیب جنگ دے رہا ہے ہر اس کا نام نہیں خواجہ بھرو  
 بن اسید ضمری نے دیکھا کہ بہان تیار بیان ہوئے لیکن صندلان صندلی پوش و اہل اسیم  
 و غصنفہر اسد سلاح کو درست کر رہے ہیں تیغ ہائے ہرن نایاب چڑھ رہے ہیں کہ عقل سیر  
 چرخ چرخ میں ہے سنان ہائے نیزہ کو درست کیا نیزوں کو زہر سے آبداری دے رہے ہیں چار آئینہ  
 پر صیقل شیران دشت نبرد ہی کلام کر رہے ہیں کہ کل میدان کارزار میں شکار کھیلین گئے اس  
 دریائے لشکر کو جان دیکر جھیلین گئے عمرو نے ارادے ان جو اغزدون کے دیکھے اپنے  
 لشکر سے نکلا لشکر مقہور میں آیا دیکھا جا بجا صف بندیوں کا حکم ہے رات ہی سے پہلوان سوار  
 و پیدل کو جمار ہے ہیں ہر صف کی ترتیب میں صرف ہن عمرو دیکھتا تھا لٹا بارگاہ مقہور  
 میں آیا دیکھا مقہور بیچ میں جنگی فولادی پر گرد پہلوان سلاح جنگ سے آراستہ مقہور حکم دے رہا ہے  
 ایک ایک صف پر دو پہلوان نامی گرامی مقرر کر رہا ہے عمرو نے دیکھا پانچون عیار بچیان  
 حاضر ہیں صرصر نے فرمان افراسیاب مقہور کو دیا مقہور نے پڑھوایا طرف سے افراسیاب  
 کے مرقوم تھا اسے پہلوان دوران انتظام جنگ دریائے نیل پہنچے تمہارے سپرد کیا لطف یہ ہے  
 کہ فوجین تمہارے ساتھ بجد و بحیاب ہیں ملسم کشا کی فوج بہت کم قریب دریائے نیل نہ جلتے پائین  
 ملسم کشا کو اگر تم نے فوک کر مارا تمام ملسم ہوش ربا میں تمہارا نام ہو گا وہ رتبہ دوں گا کہ پہلوانان  
 عالم رشک کریں گے مابعد ملت بھی وقت پر آئیں گے جا نبازی سب کی ملاحظہ فرمائیں گے ہر سب کی



زرد جوہر سے بھر دینگے ایک ایک کوغنی کر دینگے شہنشاہ اشغال زرین علم بہادر بنیظیر ہیں بادشاہ  
 جلیل میں پہلوانوں کے کھیل کر کے روانہ کئے ہیں دل مضبوط کرنے کو فوج کے قلب میں تخت  
 اشغال رہے گا وہ صرغ زرین نہیں ہے پہلوان زبردست فیل زرد دیو خصال فن جرات میں  
 صاحب کمال اُسکو اپنا افسر جانتا مقام پر مابدولت کے قائم ہوگا اگر امور ات ضروری سے فرصت  
 پائی مابدولت بھی تشریف لائینگے مابدولت اب طلسم باطن کا بندوبست کر رہے ہیں تم سبھوں کی جرات  
 ولایت سے امید قوی ہے کہ طلسم کشا میدان دریاے نیل میں قتل ہوو استخوان اقبال بنو کے  
 اگر شاہد لڑ بھڑ کہہ بونچا زیر اسوسنی طاثران طلسمی زمینہ سرائی کر کے دیوانہ کر دینگے مقہور سے  
 یہ فرمان پڑھ کر آنکھوں پر رکھا کمال صرصر اشغال زرین علم صاحب شوکت و چشم کسرت  
 تشریف لائینگے صرصر سے کہا بارگاہ میں کیلکی آچکیں لشکر بھی ساتھ لاکھ کا کنارے دریاے نیل کے  
 فروکش ہوا خود بھی آیا چاہتے ہیں یہ ذکر تھا کہ چند کس نے خبر دی ایک بادشاہ جلیل تمام خصال  
 تخت یاقوتی پر سوار صد ہا پہلوان گرد علم ہائے زنگاری کا سر پر سایہ تشریف لاتے ہیں صرصر  
 کہا اسے مقہور واسطے استقبال کے چلو شہنشاہ اشغال آگئے مقہور اوٹھا سب پہلوان د  
 تاجدار برائے استقبال بارگاہ سے نکلے خواجہ بھی بہ شکل چویدار سب کے ساتھ بیردن بارگاہ آئے  
 دیکھا اشغال زرین علم اگر اتر اعمرو نے دیکھا یہ بادشاہ قد و قامت میں مقہور سے زیادہ قوی تن ہے  
 ظاہر پہلوان پر فتن ہے ابل کرتا ہوا اگر ان پہلوانوں سے ملا آتے ہی انتظام کرنے لگا کہا مابدولت کا  
 تخت قلب لشکر میں ہوگا اسے مقہور مگو عمدہ صاحبقرانی دیا اگر فردا فردا مقابلہ ہوا پہلوانان  
 کو ہ پیکر موجود ہیں حکم شہنشاہ تو یہی ہے کہ مقابلہ کر کے اس شیر کو گھیر لینا جو اسد کو قتل کرے گا مرتبہ  
 جلیل پائیگا سر کو وہ پہلوانان طلسم ہوش ربا کھلائینگا شہنشاہ سب میں سب کی زرد جوہر سے بھر دینگے  
 یہ کتا ہوا وسط لشکر میں چو بونچا بارگاہ زرینقی استاد کرائی عمر و نے دیکھا یا تو سب پہلوان بارگاہ  
 مقہور میں جمع تھے اب بارگاہ اشغال میں اگر ٹھہرے اشغال ترتیب فوج کا حکم دیر ہائے  
 برائے قلب فوج بڑے بڑے پہلوان اپنے قریب رہنے کے لئے مقرر کئے تخت پر بیٹھا ہوا تدبیرین  
 بتار ہا ہو عمر و نے جو یہ سالان قیامت خیز دیکھا روتا ہوا لشکر کفار سے نکلا اپنی بارگاہ میں آیا دیکھا  
 اسد غازی بارگاہ میں اپنے سردار دن کو سلاح جنگ تقسیم کر رہا ہے لاجپن و کو کو خجاموش



سر جھکا ہوئے بیٹھے ہیں محارقت و باغبان با شوکت بھی سلاح جنگ سے آراستہ ہو رہے ہیں اور  
 کہ رہے ہیں سحر کیا چیز ہے ہمراہ طلمس کشا جان لڑائیکے منہ پر تلواریں کھائیکے جہاندار شاہ بھی آمادہ  
 حرب و پیکار مراد شاہ ظلم کو ہی اپنے بیٹے شمشاد کو ہی کو سمجھا رہا ہے اسے فوراً نظر تم ایسے  
 مقام پر قید تھے کہ تاقید حیات رہا نہ توئے خدا آقا سے نامدار کو سلامت رکھے اسکے قدم کی برکت سے ہائی  
 ہوئی ساقا کے جان لڑا نا قدم بھی نہ ہٹانا میں ہر زمین گیر بھی لڑ بھڑ کھنڈا ہو جاؤ گا خدا تلوار کی  
 موت دے باز احسان طلمس کشا ہماری گردن سے نہیں اتر سکتا دولت کو میں عطا فرمائی راہ دین  
 حق کے رہبر ہوئے اس لشکر میں اگر پہلوانوں کے افسر ہوئے ابراہیم بن مالک و لندھا وہ  
 بن لندھو آئیں میں چنگین کر رہے ہیں ایک ایک کا بھی قصد ہے کہ اسے آقا سے آگے بڑھ کے تین  
 غضنفر کا بھی یہی قول ہے کہ اپنے باپ پر سیدہ مسر کر دین لڑ بھڑ کر مرین لشکریاں اس آج  
 بہت آداس ہیں سلاح جنگ درست کر رہے ہیں یہی قول ہے کہ لڑ بھڑ کر مرینگے لیکن افسر ہے کہ  
 فنون سپہ گری میں کبھی دخل نہیں دیا سحر میں کمال حاصل ہوا آج وہ کہاں بیکار ہوتا ہے طلمس کشا کے  
 کیسے کیسے احسان میں عہدہ ہائے جلیل دے ہر نیک و بد میں کفیل رہے عمر وے جو ذکر جرات جان مفاکس  
 سے سنا ہے کو ظاہر کیا شہنشاہ لاجپن نے پوچھا خواجہ کمان تشریف لے گئے تھے خواجہ نے خلل ادا شغال  
 و کیفیت ترتیب سفوف سامنے لاجپن کے بیان کی لاجپن نے کہا خواجہ میرے ہوش درست نہیں ہیں  
 میں کئی مرتبہ کنارے پر اپنے لشکر کے گیا جمادون نامزدون کا دیکھا فوج کا حساب غیر ممکن عمر وے نے کہا  
 اب بھی چلے آئے ہیں پہلوانوں کا تار موقوف نہیں ہوتا دقت پر صبح کو افراسیاب بھی آئے گا  
 لاجپن و کوکب و جہاندار نے کہا فوج ہمیں سب احوال معلوم ہے باغبان نے کہا سب سے  
 زیادہ یہ مشکل ہے یہ مقدمہ باعث بیتابی دل سے آج تو آپے طلمس کشا کی ہر مقام پر سیدہ سپہ ہے  
 ساحرون کو گھس گھس کے مارا طلمس کشا کے واسطے یہ قاعدہ تحریر ہے لڑتا بھڑتا سانسے دریائے نیل  
 کے پہونچے صبح ہوتے ہوتے کشتی دریائے نیل میں چھوڑی جائے اتھان اقبال ہو سرسبز اداں پر  
 ہاتھ پڑے یہ تو آب افراسیاب سے دریافت کر چکے ہیں کہ زمہریر کے پاس بوج ہے انشا اللہ کس  
 پر ہاتھ پڑے فوراً دریائے نیل میں پھاند پڑے تاہ قلعہ زمہریر سوچیں گے روز ناچی پر بحر تقدیر  
 وہ کہاں ہے عمر وے نے کہا تمہارے پاس ہوگا باغبان نے کہا آپ کے سامنے صراط مارا گیا آپ نے اس کی



کمر سے روزنامیہ نہ لیا خواجہ نے کہا مجھ کو اپنی جان بچاؤ نہوار تھی آپ لوگ واقف کار تھے یہ تدبیر کی  
 لاچین نے گھبرا کر کہا بڑا غضب ہوا اگر روزنامیہ طلمس کشا کے پاس نہوگا تا حصول لوح وہی رہبری  
 کریگا خواجہ نے کہا آپ بادشاہ قدیم ہوش رباہین آپ کی رہبری کافی ہے اسد نے کہا کون سا تھ جگہ  
 لاچین نے کہا طلمس باطن پر مین جاؤنگا دریا سے نیل پر میرا کام نہیں ہے آپ کو ساتھ جانا چاہئے خود  
 نے کہا میں تو نہ جاؤنگا اپنے آقا سے جا کر لوں گا آپ اسد کا ساتھ دیجئے یہاں تک میں نے پہنچا دیا  
 صراط کی لاش جلادی گئی اسی میں وہ روزنامیہ ہوگا لاچین کے ہوش اُڑ گئے خواجہ بدون روزنامیہ  
 کام نہ چلا گا پھر اسد سے کہا بدون روزنامیہ جانا بازی بیکار ہوگی اگر خدا نے فضل کیا اڑتے بھرتے تاہ  
 دریا سے نیل پہنچے زیر آب سو سنی برائے داخلہ دریا سے نیل روزنامیہ کی ضرورت ہے اسد نے کہا خواجہ  
 پوچھو نہیں ہاتھ پاؤں پھیلائیے جب سیری جان پرے گی تب روزنامیہ نکالینگے یہ سن کر خواجہ جب کر کے  
 سائے اسد کے آئے کہا لو بیٹا ہم رخصت ہوتے ہیں یہاں کا حال تو ہم نے دیکھ لیا تمہارے بزرگوں سے  
 جا کر خبر کر دین کہ بدیع الزمان خورشید نگار نیل اسد طلمس پوش رباہین مارے گئے تیجہ وغیرہ  
 کرا دیئے یہ سن کر ملکہ مہ جبین رونے لگی شانزادہ اسد ہر چند اشارے کرتا ہے تم نہ بولو ملکہ مہ جبین  
 الماس پوش کو قرار نہ آیا آٹھ کر خواجہ کا دامن تھام لیا اور کہا کہ نانا جان مجھ سے لاکھ روپے  
 لے لیجئے مگر جانیکا ارادہ نہ کیجئے خواجہ نے کہا اچھا بیٹا خوشی تمہاری کیا میں تمہارے کہنے سے انکار  
 کروں گا روپیہ منگا دو میں قرضداروں کو دوں گا اور دس بیس دن رہ جاؤنگا تمہارے کہنے سے بخاؤنگا  
 بلکہ اس بیٹے کا تو سود بھی ابھی تک ادا نہیں ہوا ملکہ مہ جبین الماس پوش نے اس وقت خزانہ دار  
 سے لاکھ روپہ منگوادیا خواجہ نے چھٹ پٹ وہ روپیہ نذر زنبیل کر لیا اور بہت کچھ دعا کے  
 فتح جنگ دریا سے نیل ملکہ مہ جبین الماس پوش کو دی اور پھر کمرہ کہا کہ اچھا اے ملکہ  
 اب تم نہ گھبراؤ ہم نہ جائیں گے اسد کے تیور دیکھ کر خواجہ نے فرمایا کہ بیٹا تم وہی قزاق کے فرزند  
 کلاؤ گے یہ لوگ صا جان حوصلہ ہیں دختر شہنشاہ طلمس پوش رباہین ان کی سلطنت میں کوئی فقیر  
 شریف غریب بھوکا پیاسا نہ رہے پانچ گیارہ جبین الماس پوش نے گئے میں خواجہ عمر و کے  
 اپنے دو دن ہاتھ ڈال دیے اور کہا نانا جان برائے خدا روزنامیہ کا حال بھی مفصل مفصل ارشاد ہو  
 خواجہ نے کہا جہاں صراط جلا گیا وہاں جا کر خاک ڈھونڈھتا ہوں مگر خیرج راہ ضرور چاہئے



وہاں نگہبان میں رشوت مانگین گے پچاس توڑے مسہر جبین سے اور نئے تب قبوے کہ وقت پر روزنامہ چمک  
 تدبیر جو جانگی چار پہرات گذر کر خواص دریائے سپہرا خضری شادری کر کے جہنم بنی پر برآمد ہوا دیاتے علم  
 کی سیر کرنے لگا دونوں لشکروں میں مکر سبزیان ہوئیں اشغال زرین علم بعد شکوت و ختم قلب فوج میں اگر قائم ہم  
 چالیس صفین آراستہ جو میں صف اول پر سب کے آگے بعد سپہالاری مقہورین قمار فیل زور زریا علم  
 خرس بیکر قائم ہوا اشغال قلب فوج میں مقہور و یکہ رہا ہے کہ لشکر سے لاجپن کے نوبت نقارے کے صدق  
 آگے آگے اسد نامدار مرکب باورنار پر سوار ایک سمت غضنفر ایک جانب صندلان نامور اسد، سیم  
 وغیرہ پشت پر ملک مراد شاہ بیٹا و سکا شمشاد شاہ یہ چند ہیوان جملہ دو لاکھ سے زیادہ جمعیت ہوئی علامدار  
 تک تھار میں آگیا سر اسد پر سایہ علم شیر پیکر خواجہ عمر و نامور بانہاے عیاری سے آراستہ رکاب پر اسد کی  
 باقر رکھے ہوئے ایک جانب ہمت قرآن ایک سمت برق فرنگی و چانسوز بن قرآن و خرم غلام شیریں  
 و ہمت چالاک چھوٹے عیار نیم پڑے ہوئے آادہ مرگ و میلے قضا زندگی سے بیزار موت کے طلبگار چند  
 غلزیان و دیدار و مجاہدان تھو رشعار عقب طلمس کشا بعد صولت و شکوت نمایان ہوئے لاجپن وغیرہ  
 پڑا و پر صفین باندھی ہیں ہی قصد ہے کہ اگر سحر نہ تاثیر کریگا لڑ بھڑ کر تلوار سے فرنگی ایسے وقت میں چشم پوشی  
 کرینگے ایک سمت سے باغبان و مہار اسد نو جوان کو ساتھ لیکر برآمد ہوئے ایک جانب تمام شہزادیاں بہت  
 سمت میدان کارزار نگران سب سے زیادہ ملکہ ہمار کو افسوس کہ ہر محر کے پر جان لڑائی آج یوں بیکار ہوئی  
 بالکل مجبور دلا چار ہوئی کھڑی تاشا دیکھ رہی ہے اعانت طلمس کشا کی نہیں کر سکتی ملکہ جبین تخت پر سوار  
 ملکہ ہمار عرض کر رہی ہیں حضور سے رنج و ملاں نہ کیا جائیگا ہم ضرور چاہینگے دم شمشیر پر گلار کھینکے مثل  
 فی محمور کے نہیں ہوں جب وقت جانبازی کا آیا جا کے کوہ عقیق پر بیٹھ رہیں جب خدا فضل کر گیا اسد فرخ  
 کر کے جائینگے عذر کرینگے کہینگے میں آئی تھی مادی ہو گئی نورالدہر کو طلمس کشا سے بڑی محبت ہے وہ اسد  
 کو سمجھا لینگے جانبازی کا تو اب وقت ہے طلمس باطن میں بے اختیاری طلمس کشا کی تنہائی ایسے وقت میں  
 دیکھیں کون ساتھ دیتا ہے سرخ مو و غیرہ بھی نیم پڑے ہائی ہاتھ میں جھوم رہی ہیں اب لشکروں میں آدستی  
 ہونے لگی صفین جبین سمینہ و میر و قلب و جناح ساتھ دیکھا طرفین سے آراستہ و پیراستہ جنگ عظیم کا سامنا ہے  
 جانہن سے نقبائے بلند آواز میدان کارزار میں آئے سرد و آوازوں نے سرد و بجائے نقیبوں نے بھیر و  
 کے سردوں میں اشعار ہمت آثار پڑے صدائیں دیتے تھے ہمت اجل لگائے ہوئے کھات ہر کسی پر پہنچ



ہوش باش کہ عالم رواروی پر ہے نہ دنیا سے دن مقام قیام نہیں کسی خرد و بزرگ کو آرام نہیں بڑے بڑے عالم  
 ناپذاری و مجاہد حسرت و یاس لیکر پرودہ دنیا سے گئے نام آوردن کے نشان باقی نہ رہے ربا علی اسے دل  
 تو دین جہان چہرہ بخیری نہ روزان و شبان در طلب سیم وزری نہ سرمایہ تو ازین جہان یک کفن است نہ  
 آن ہم ہم گمانم کہ بری یا نبری نہ آل دنیا یہ ہے کہ دو گز کفن گوشہ قبر کیا چارہ صبر و جبر سب بے اختیار ہیں شاہ و گدا  
 مجبور و لاچار ہیں یا در کھین کھو کو میدان کارزار میں آج قدم جمانے بزرگوں کا نام روشن ہو اس طرح  
 کلمات حسرت آیات و توفیقوں نے کہے مردان عالم تجھ منے لگے قبضہ ہائے شمشیر چو منے لگے گھوڑوں نے  
 بھی شے کھینچے سر بلند کئے ہنہائے ٹاپین زمین پر مارنے لگے یہی خواہش تھی کہ راکب ہمارا قصد میدان کارزار  
 کرے دشمن کو منہ پر ہائے نعل سے پاؤں کرین سمون کی سپر نعل کے نیچے میدان میں کام آئیں راکب کے ساتھ  
 بھی جرات دیکھا میں سواروں میں جنش ہوئی پیدوں نے بڑھڑکھڑا کر آوازیں دیں آج میدان میں کسکا  
 نام روشن ہو کون بڑھڑکھڑا کر قیامت کا سرکہ بڑیگان قیاب ہٹے اشتغال زرین علم نے غرور سے  
 کے دیکھا افغان بلند رکاب تو آج ہر اول لشکر آفراسیاب قرار پایا ہے طلسم کشاکش کو لوگ اگر اسد کا  
 سر لایا کل اہالیان طلسم ہوش ربا پر احسان کیا یہ چالیس لاکھ فوج تیری مدد کو کھڑی ہے سب تیرے  
 میں طلسم کشاکش چند فلک الیکر میدان میں آیا ہے ادھر والوں سے کیا لڑینگے ایک ایک کوہ پیکر دیو حصال  
 چار چار کی اگر دین پکڑ کے لڑا دیگا جا شکو پونے دو سو خداوند کے سپرد کیا افغان بلند رکاب بعد قمر  
 و عتاب گنڈے کو چمکا تا ہوا نیزے کو ہلاتا ہوا میدان کارزار میں آیا پکار کر آواز دی اسے فرقہ خدا پرستان  
 جسکو تھائے مرگ ہو نکلے تجھے مقابلہ کرے پورا کلمہ نہ نکلا غضنفر نے چاہا مرکب کو نکالے اسد نادار نے  
 مرکب صبار قنار کو چھیڑا پکار کر آواز دی اسے ہر والہ ان ہمتن و اسے غادیان صف شکن مجھے سب صاحبوں  
 پر ہی امید ہے یہ سب میرے ہی خواہاں ہو کر آتے ہیں آج اس خف و ضعیف کی شمشیر زنی کو دیکھو ادم راہی دو  
 جنگ مغلوب میں سب کے جوہر جرات کھلین گے ان کفار ان مکار کو اس میلے پر بڑا گھنڈ ہے تیرے مجمع روباہ سے  
 کب ٹوڑے ہیں یہ کسکر مرکب برق کردار صف سے نکالا سامنے تخت ملکہ مجیدین کے آئے ملکہ مجیدین نے تخت  
 رکھو ادیا آنکھوں سے اشک حسرت شک پر ہے فرمایا آپ کو خدا کے سپرد کرتی ہوں تمام عالم آ کی جان کا  
 دشمن ہو کر آیا ہے وہ حافظ حقیقی مددگار ہے افسوس یہ ہے کہ آپ کے باموں صاحب بھی اس جنگ میں یک  
 نہوے اور کوئی عزیز بھی آپکا ہوا ہے شرافت نہ آیا اسد ولا دے کما ملکہ خدا کو یاد کر وہ حافظ حقیقی ہر وقت موجود



وہی ان سب سے بچا لنگا سر حیدر سب مثل مورخ میں جب تلوار شیران دشت نبرد کی کینچی برق شمشیر علی امیر  
فوج منتشر ہوگا انشا اللہ سر کفار مثل اولوں کے گریگے آج خون کے دریا میدان کارزار میں بہنے لگے جام  
شراب نبات مرحمت ہوا اسد نے بسم اللہ کر کے نوش کیا جام جرأت نوش فرماتے ہی آنکھوں میں شہ آگیا  
قبضے پر ہاتھ ڈال کر دامن گردانا خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب روشن کیا مرکب برق کردار دہانہ چھلتا ہوا  
دھم سے چنور کرتا ہوا راکب کے دل کے اشارے کو بچا نساہ وسعت زمین کو تنگ جانتا ہے طرارہ بھر کھلا نظم

|                              |                               |                                 |
|------------------------------|-------------------------------|---------------------------------|
| عند سبک رو کی چالاکیاں       | طراسے میں چل بل میں بیاباکیان | روانی میں دریا تو اٹھنے میں طیر |
| کرے ایک کاوے میں عالم کی سیر | چمن میں گند ہو جو وقت خرام    | صبا کو کرے اپنی تیزی سے رام     |
| عجب دھوم سے وہ سواری چلی     | کھین گل کہ باد بہاری چلی      | دکھائے کبھی گر سبک خیزیاں       |
| تو گلشن میں ملاؤس کا ہو گمان | چمک کر چلے گروہ صرصر قدم      | صبا ٹھو کرین کھائے ہر سر قدم    |
| نسیم سحر ہے کہ کبک رومی      | وباقاف سے آگئی ہے پری         | میں ٹھیکوں میں مرکب میلند       |

کارزار میں پہونچا افغان نے جو اس سطوت و صولت سے طلسم کشا کو دیکھا حیران حمال و محمود ایدار ہو کر بڑھا  
جانبین سے گردے سپر کے اٹھے تگاد و زن ہو سے تین قدم مرکب اسد نامدار کا چھ سات قدم گیندہ  
افغان کا ہٹا صورت زیبا دیکھ کر افغان نے کہا اے اسد تم نے اس قدر قدامت پر طلسم موئن با میں بہ  
دھوم مادی پہلوانان طلسم موئن با کو ایسا حقیر جانا ہمارا بادشاہ اشقان رسن علم صاحب شوکت و حشم  
نمائت رحم دل ہے جو تمہیں اُسکے قدموں پر گردین اس کی سفائش سے اقرار کیا ہے گذر کر گیا آج تمہارے  
دشوار ہے ہر ایک پہلوان تم سے آمادہ حرب و پیکار ہے اسد نے کہا کیا یہ وہ کہتے زبان کو بند کر فنون  
سپاہ گری دکھلا افغان نے ایک چیخ جیج جیج زین تھر گئی نیزہ اٹھایا بیچ قباب دیتا ہوا اسد پر وار کیا  
اسد نے نیزہ کو نیزہ کی سان پر رد کا دریائے لشکر میں جوشن خروش ہر طرف ہی ہنگامہ ہے طلسم کشا  
فنون سپاہ گری میں طاق ہے حقیقت میں شہرہ آفاق ہے اسد نامدار نے نیزہ افغان کا کھلا منہ پر اڑے  
ہوئی ان اڑنے لگیں سب بند و بست بھولا قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کیلے ہاتھ تلوار کا مارا  
اسد غازی نے سیر کو چہرہ کی پناہ کیا صاف بہ آسیب سپر تلوار کو روکا اب تیغہ برق مثال کے قبضے پر  
ہاتھ ڈالا مرکب باد رفتار کو اشارہ کیا گھوڑا تڑپ کر جاڑا دونوں ٹاپین مستک پر گیند کیے رکھ دین جاہا  
افغان نے پیچھے ہٹے یہ جوان دلاور کب دیتا ہے تکبیر کہہ کر ہاتھ مارا تیغہ تڑپ کر گرا افغان نے سپر



فولادی کو اٹھایا سپر نہ تھی بجت سیاہ کا سامنا تھا قلعہ تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے دہانے ترکہر تلوار اُڑی  
 خود کو کاٹا آجگر گاہ پہنچی صدائے احست و آفرین بلند ہوئی پہلو میں اسد کے خواجہ عمر و کھڑے تھے آواز دی  
 اسے شیرم جہان شاہ اللہ کیا ہاتھ مارا بجیا کا بھنڈا رکھل گیا اسد نا مارنے گھوڑے کو جبکا کر آواز دی اسے  
 فرقہ سرکشان اب شیر کا وہ جوئے شکار ہے جس بوابہ صفت کی قضا ہو میدان میں اسے سر کشی  
 کو کھائے شاہور کو یہ پیکر چنگیز تھا ہوا پر سے نکل آیا آواز دی اسے طلسم کشا یہ حقیر پہلوان تھا اس کو  
 مار کر ایسے بلبلے مابدولت آتے ہیں یہ لکھنغریو کرتا ہوا چلا اشغال سے اجازت بھی نہ لی سامنے اسد کے  
 پہونچا اسد غازی پر برس پڑا تلواریں مارنے لگا اسد روک رہے ہیں جب پانچ سات دار برابر کئے  
 اسد نے نعرہ کیا او مکار اسی نعرہ پر دعویٰ جرات ایک ضرب مردان عالم کی قبول کر ڈرا تو ٹھہر جاشاہور  
 اسطرح مارے گیا اسد نے اسی ہنگامے میں باڑہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مار کے تلوار چھین کے  
 بھینک دی مرکز بخیر میں ہاتھ ڈال کر قاش زین سے اٹھا یا دست زبردست پر تو لکر طرف آسمان کھینکا اترتے  
 اترتے جو رنگ ہوائی فلم کیا اکوان تشر لب برے سے ٹھکر اسد پر جا پڑا آتے ہی اس نے نیزہ مارا اسد نے  
 خالی دیکر اپنے نیزہ کو چمکایا سینہ ترکینہ برائے مارا سینے کو توڑ کر پاگڈر از زمین پر مارا کہ استخوان اوسکے  
 جو رچو رہو گئے اسد نے پکار کر آواز دی او مقہور من قہار نام تو بڑا رعب رکھتا ہے سب کا فسر بنگو آیا ہے  
 ان کو تیل ماش کرانا ہے آپ نہیں نکلتا ہم تو تیری جنگ کے مشتاق ہیں ہمیشہ سے کافر کشی میں مشتاق ہیں  
 اسد نے جو مقہور کو ٹوکا یہ بیجا مغرور مثل ابر کے گڑگڑایا گینڈے کو ضعف سے نکالا اشغال کے سامنے  
 کہا اسے بادشاہ مجاہد آپ نے دیکھا طلسم کشا کو یہ سب حقیر سمجھتے تھے اس لشکر میں کوئی پہلوان اسکا ہم نہ رہتا  
 ہے لیکن مابدولت شکن باندھ کر لاتے ہیں حکم ریجے سر لاؤں یا زندہ پکڑ کے کھینچتا ہوا لاؤں حسب طرح  
 ارشاد ہو جا لاؤں مابدولت نے قصد کیا تھا کہ اس طفل سے کیا لڑوں ان سبھوں کے افسر صاحبقران  
 نامور جب وہ آئینگے تب تیغہ برق تاب مابدولت کا کھینچے گا زمین و آسمان تھرائینگے نعرہ کو بنگاف سے پہلوانان  
 زبردست کو غش آئینگے اب مجھ کو تاب باقی نہیں ہے میدان کا زار میں جاتا ہوں شکن طلسم کشا کی باندھ کر لاتا  
 ہوں اشغال زار میں علم لے کہا اسے پہلوان زور قدرت سامری و حشید تیری جرات کی تمام موش ربا  
 میں صہاک ہے لیکن طلسم کشا بھی بہت چست و چالاک ہے ہوس ہے کہ مابدولت جاکر امتحان فنون پاکگری  
 اگر میں مقہور فنون سے ہٹ گیا کہا آپ کے مقدسے میں شہنشاہ نے تحریر فرمایا ہے کہ مثل ہمارے اشغال کو



جانتا ہم اپنے ہوتے آپ کو سامنے طلسم کشا کے جانے دیں طلسم کشا کی کیا حقیقت ہے اب میں قصد بھی چکا  
نہ نکلنا باعث حجاب ہے گیند ابھی میرا رازوں میں بیتاب ہے لاف و گداز کرتا ہوا گیند کے کوہ ممیز کر کے  
چلا حقیقت میں دیو ہے کہ غالب انسان میں سما ہوا ہے گیند مثل فیل مست خود انتہا کا زبردست کوہ پیکر  
فیلین اپنے نزدیک صفدر و صف لشکر زنجیر آہنی سے کر کو گسکر باندھانے کو اڑھایا تاڑ کا درخت ہے  
کہ جس میں ستائین و بنائین نصب کر لیں کمان کیانی دوش پر سہرا تیروں کا ترکش گرز ارا ہے پیر لدا  
ہوا اس شوکت و شان سے سامنے طلسم کشا کے ہونچا آدم اس شوک پیکر کی دیکھ کر لاجپن و غیرہ  
گھبر گئے صفوں میں غریب ہوا ملکہ مجید کی بیٹی لاجپن کو انتشار سے زیادہ غضب ضرر بقرار ہر مرتبہ  
چاہتا ہے قبلہ و کعبہ کو بلالوں میں اس عفریت پر جا پڑوں تدبیر سے لڑوں ادب مانع ہے جوش جرات  
میں جبرہ گلزار مرکب بادیا رازوں میں بقرار سب دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اسے پردہ گار عالم اسد  
نامدار کو اس دیو شوک پیکر کے ہاتھ سے بجا سب سے زیادہ ملکہ مجید میں الماس یوش بیتاب  
ہیں باغبان بھی کہ رہا ہے جب کسی ملک کو تباہ کرنا منظور ہوتا تھا تو افراسیاب مقہور کو روانہ کرتا  
تھایہ بڑا ظالم الظلم ہے اپنے زمانہ کا رستم ہے صد ہا پہلو اتوں کو مار کر سر کردہ پہلو انان طلسم ہوش بانسا فریاد  
لے سردار پہلو انان لقب دیا صد ہا قلعے اسنے دیران کے خدا اسکی بدعت سے طلسم کشا کو بجائے صد لان  
جاہتا ہے میں جا پڑوں غضب نے منع کیا کہ ایسا نہ کرنا قبلہ و کعبہ کو بہت ناگوار ہوگا انشاء اللہ نیل مست  
بھی اونکا شکار ہوگا بقرار ہی کے بدلے میں خانی کار ساز سے دعا کر دتے و کعبہ کے حالات سے تم  
لوگ نہیں آگاہ ہو فون سب اگہری میں ہمیش بے نظیر ہیں نذر کردہ بزرگان دین پردہ قاف بھی کئی مرتبہ گئے دیوان  
سے لڑے ملک باختر میں نظر کردہ نہوے تھے آفتاب پرستوں کو ایسا عاجز کیا ایرج نوجوان ایسا جوان  
فریاد کرتا تھا ایسے ایسے شیخوں مارے ایرج کا قول یہ تھا کہ دس صاحبقران اگر میرے مقابلہ میں  
ہوتے مجھ کو اس قدر تر و نہوتا اسد نے لشکر کا سہرا ڈکرایا جب نظر کردہ ہو کر آئے پھر تو اگر قیامتیں برپا ہیں  
میدان قلعہ فردالامان حصار میں ایرج نوجوان سے اگر خوب لڑے وہ بھی فرزند ان صاحبقران سے  
تھا بتک اسکی پروردگار کو منظور تھی ملکہ آسمان پر ہی نے پردہ قاف میں طلب کر لیا دیکھو اتنا بڑا  
پہلوان آتا ہے انکو کچھ بھی ہر اس نہیں ہے سینہ پر کیے کھڑے ہیں یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں ہوا خواہوں  
کو اضطراب مقہور گیندہ ہمیز کر کے قریب اسد نامدار آیا لگا دوزن ہوا سب نے دیکھا پا پر خن قدم گیندہ



مقہور بن قہار کا ہاتھ تین قدم مرکب اسد نام دار بڑھ گیا مقہور نے کہا اسے جو ان مجھے تیری عزت پر  
رحم آتا تھا اسوجہ سے اب تک تکلیف نہ کی تو نے بے ادبی پر کمر باندھی مابودلت کے سامنے میرے فقاہ  
قتل کیا اب اپنی جان بچا سامنے سے ہٹ جا میں جان بخشی کرتا ہوں اسد نے کہا کیا یا وہ گوئی کرتا ہے  
قد وقامت پر بھولا ہے بڑے بڑے دیو اس حقیر کے ہاتھ سے مار گئے شیر کے بچے فیل مست پر غالب آئے  
ہیں بڑے بڑے ہاتھ پاؤں کیا کام آتے ہیں کچھ فنون سیاہ گہری دکھلا مقہور نے بڑے قہر و غضب میں  
نیزہ مارا اسد نے نیزہ کو نیزہ پر رو کا نیزہ چلنے لگا پھر کمال نیزہ چلا سب نگران میں اسد نے  
مقہور کو زنگ کر دیا ہر مقام پر بتاتے جاتے ہیں دیکھو مقہور یہ مقام خالی ہے اکثرستان نیزہ خانہ زہ  
میں رکھ دی قطرہ خون کا جسم سیاہ پر ابھر آیا چند مقام اسی طرح سے بتاتا کہ نیزہ رکھا صاف ثابت ہوتا  
تھا ایک تختہ آہن پر شجرت کے نکتے دیئے ہیں ایک مقام پر گائٹھ کر مرکب کو اڑایا نیزہ ہاتھ سے  
اوس مغرور کے نکلا مثل تیر شہاب بلند ہوا زمین پر گرا دونوں رشکروان سے صد اے احسن و آفرین  
آئے لگی دوست دشمن تعریف کر رہے تھے مقہور شل ابر کے گڑ گڑایا تیغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا اڑھائی  
سومن کا تیغ لنگر دار جو ان طاقت دار صاف ثابت ہوا کہ غار سے اڑھائی بل کر کے نکلا ملا زمان  
اسد الامان الامان کہتے تھے مقہور نے ہاتھ مارا اسد نے گرد اسپر کا اٹھا دیا لیکن سپر کٹی تیغ مقہور کا  
خود پر آیا اسد نے زخم سر کھایا داستانہ مارا تیغ سر سے نکلا قطرات خون چہرہ بے نظیر یہ ثابت ہوتا تھا  
کہ شیر زخم کھا کر پھرا اسد نے تیغ ہلائی کو چمکا یا نعرہ کر کے جاڑا خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ مارا تیغہ جھک کے  
گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹ کر مقہور کے سر پر زخم کاری آیا اس نے داستانہ مارا تیغہ اسد کا  
ٹرپ کر گینڈے کی گردن پر پھرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی مقہور و گینڈہ زمین پر گرے مقہور کو دگر  
الگ ہوا اسد نے چاہا کہ جھپٹ کر ہاتھ ماروں کہ مقہور کے دو پر کائے ہوں مقہور بھاگا آواز دی یارو  
اس جو ان کو مار لو اس شغال زرین علم نے تخت اپنا بڑھایا علم کو گردش دی ہی نشان جنگ مغلوب تھا تمام  
نوجوبن لینا لینا کہہ کر دوڑ پڑیں اوس وقت عمر و نے ہاتھ رکاب سعادت انتساب پر رکھا نیچے کھینچی دیکھا کہ فوج بیٹیا  
اسد پر آ پڑی بڑے بڑے پہلوان سرکش جو ان لینا لینا کہہ کر چار طرف سے آ پڑے اسد نے کچھ خون نکلیا

|                                |                          |                             |
|--------------------------------|--------------------------|-----------------------------|
| تینہ چمکا کے نعرہ کیا نعرہ اسد | اسد سوارم کہ دو روز جنگ  | بدرم دل شیر و چرم پلنگ      |
| شیشہ نام آور و کامران          | اسد شیر دل ابن صاحب قرآن | دریاے موج میں ہنک بحر جزائے |



فوطہ مارا ابراہیم و مالک و لندھاوا بن لندھور و علقمہ بن جہپور و عادان بن عادی و قبیل  
 بن مقبل و جارت بن سعد اٹھارہ ہزار اسیر زادے بارہ ہزار قزاقوں کو ساتھ لیکر جا پڑے صندلان  
 صندلی پش بارہ ہزار صندلی پشوں کو لیکر ہو بچاؤ دھڑے غصنفہ نے اس پ بادپاکو بڑھایا نیچہ  
 روئیں شنگان کے قبضے پر ہاتھ ڈالا بوق ترکا ہین آواز دی اسے قزاقان بڑیدوبہ بندیدوبہ کشید اسی ہزار  
 جوان گھوڑو نکو بڑھا کر اوس فوج دیا موج سے مل گئے جاتے تو ان جوانوں کو سب نے دیکھا تیلبت ہوا کہ  
 کمان گئے دس ہزار مین پانچ گھر گئے لاکھ مین دوسوا سدا غازی کی شمشیر زنی حیار جانب کد و کاوش لڑائی  
 کے فتح کرنی کوشش لاجپن وغیرہ دیکھ رہے ہین دعاین مصروف ہین کہ پروردگار ہمارے شیر کو بچانا  
 اتنی بڑی فوج مین چند کس جا پڑے معلوم نہیں ہوتا کس مقام پر مین اسد نے جہان دیکھا کہ ہمارے  
 پہاڑ اس جوان دس ہزار مین گھر سے مین نعرہ کر کے جا پڑا اوس صف کو توڑا اپنے ساتھ والوں کو بچا مقہور  
 کے ہاتھ سے زخم بھی کھا چکے ہین اشتعال جو تخت پر سوار ہے فوجوں کو رنجیدہ دے رہا ہے کہ یارو تم بہت  
 ہو طلسم کشا کے لوگ بہت کم ہین گھیر کے مار لو اب انکو نکلنے ندر بعض کہتے ہین پہلوان دوران نے  
 اپنا سر زخمی کرایا بھاگ کر اپنی فوج مین آئے خود مین سلنے طلسم کشا کے جاتے ہزار روپیہ کی تنخواہ  
 کھاتے ہین شیر کے مقابلہ مین نہیں جاتے لینا لینا کر رہے ہین بادشاہ صاحب بھی تخت پر سوار مرغ  
 ند مین بنے ہوئے غافلہ کرتے ہین خود مین تخت سے اترتے ہین اس طرح چوہا پیوں نے کہا مقہور کو  
 غیرت آئی ترغیب دیتا ہوا بڑھاعمر و اسدلی پشی بانی کر رہا ہے جو پشت پر آیا خجور کے گرد یا غصنفہ کی  
 بھی برق غمٹنی صندلان بھی اسی نصیبت مین مبتلا ہے ساتھ دے اسکے متفرق ہو کر شکر مین گھر گئے  
 انکے نعرے کی آواز آتی ہے اسی آواز پر جاتا ہے اس آمد و رفت مین صندلان بھی رنجی ہوا شہزادہ غصنفہ  
 نے بھی زخم کھائے دوپہر مین پانچ پہلوان اسد نے مارے تھے پر بھر کال مقہور مغرور سے اسے  
 پیردن رہے جنگ مغلوبہ شروع ہوئی شمشیر سے دن کٹا آفتاب عالم تاب بارنگ زرد لہزا ان  
 و ترسان آشیانہ مغرب مین جا کر چھپا آد آد شاہ رنگبار کی کمن رنگبار سے شروع ہوئی عالم مہور کا  
 زور ہوا علم نورانی کا شفق کھلا فوج ثابت و سیارگان میدان چرخ نیلی مین اگرچی پردہ شب حائل ہو مہور عالم  
 کا پردہ نہ رہا اسی طرح نوار چلا کی اشتعال جانتا ہے کہ یہاں فوج بیٹھا ہے طلسم کشا کمان تک دھکیکا آخر  
 لڑتے لڑتے گھوڑے سے گر پڑا بلوہ کر کے بکڑیگی تخت کو بڑھاتے ہوئے آتا ہے صفین مضبوط ہوتی ہین



ہر اسیان اسد اکثر گھر کر بارے گئے اسد نے جو اپنے ساتھ والوں کے لاشے دیکھے بہت روئے آنکھوں کے  
 اشک حسرت بنے لاش پر جا کر اُن جو افون کی آواز دی اسے یاروں بھدھوئے مصاحبان باشوکت و شہم تنے  
 بڑی جلدی کی قافلہ سالار کو آگے ہونا چاہئے تھا اتنا اسد اللہ دو چار قدم کا ہر پیر ہے ہم بھی آتے ہیں  
 کوئی چند قدم آگے کوئی چند قدم بعد مقام سب کا ایک ہے بھائیو تھا راجہ انجام نیک ہے استادان مخمور نے  
 تھوڑے فاصلے پہ کہ دن تو قلیل باقی تھا جب جنگ مغلوبہ ہوئی پردہ شب حائل ہوا شہنشاہ روز نے نکست  
 کھائی شہنشاہ انجم کی فتح ہوئی مردان عالم کا پردہ نہا اسی طرح شکرے رہے چونکہ لشکر اشفاقان بادہ ہے  
 ان سب کو یقین ہے کہ ہم گھیر کر مار لیں گے حقیقت میں لشکر اسلام کو فوج حسرت و یاس نے گھیرا ہے ادب شب

|                             |                           |                                |
|-----------------------------|---------------------------|--------------------------------|
| سیرہ و تارین اشعار پر ہمارے | کڑکے کڑکیت کہ رہے تھے     | دریا کہین خون کے بہے تھے       |
| شہنشاہ شور و شرعیان تھا     | برسات کی فصل کا سامان تھا | ارتخ کی طغیانی مثل ادوں کے کمر |

برس رہے ہیں دریائے خون بوی سزا ہا تیر ترکشوں سے گئے صاف ظاہر ہے کہ پچھلیاں شنناوری  
 کر رہی ہیں سپہین جو پشت سے گرین گویا کچھوون نے دریائے سر نکالا گزر گران سنگ نہنگ بہتے پھرتے  
 ہیں اس دریائے خون میں سر بھی تر تے ہیں شب بھر اسی ہنگامے میں بسر ہوئی رات مثل سپر لٹی  
 شہنشاہ زار علم بعد شوکت و شہم چرخ نلی پر برآمد ہوا خواجہ عمر و نے زیر شکم مرکب بعد پریشانی دیکھا  
 اسد انتہا کا زخمی ہوا تمام سرداران اسد جو در نشہ جرات سے مجبور رہے ہیں کھیت سے قدم نہیں  
 ہٹاتے سر سبز ہیں گلہائے زخم نخل جسم پر کھلے ہوئے دہن زخم بھی نہیں رہے ہیں دشمنوں پر آوازے کس  
 رہے ہیں ناگاہ آسمان پر لکھ ابرہفت رنگ نمایاں ہوا افراسیاب بہ قہر و عتاب آکر پہونچا ایک پہاڑ  
 پر ٹھہرا افراسیاب نے دیکھا بارہ کوس کے گردے میں لائے ہی لاشے معلوم ہونے ہیں اسد  
 شیر دل پنج فوج میں گھرا ہوا سرخ رو تینہ سے خون ٹپک رہا ہے اس حال میں بھی جس پر باغہ ناراج  
 مرکب دراک جبار لکڑے کٹے قصد کیا کہ جا کر جنگ میں شریک ہوں اپنے ساتھ والوں کو ترغیب دوں ادھر  
 لاجپن وغیرہ سچ میں مبتلا اپنی بوٹیاں کاٹ رہے تھے غصے میں ہونٹھ چاٹ رہے تھے اسباب سحر لیکر  
 بڑھے کہ افراسیاب آئے تو ہم بھی جا چرین اگر اس کو شمشیر زنی کا خیال ہے یہاں بھی ہر ایک صاحب جاہ  
 و جلال ہے باغبان و مہار تورات سے اڑ رہے ہیں کو کب کتا ہے افراسیاب سے میں رٹوں  
 جہاندار کتا ہے میں چاٹوں لاجپن کتا ہے اس سیر زمین گیر کی جرات دیکھو اس نگرام کو ٹوک کر ازا ہوں



اس آدمی سرداران نامی کی خبر صحرانے افراسیاب کو برسر کوہ پوچھانی کہا اے شہنشاہ سب سرداران  
اسد آپ کے خون کے بیاض ہیں آپ شریک جنگ ہنوں اشغال زرین علم بڑے لطف سے فوج کو  
رہا رہا ہے اسد پر دوپہر کا حال ہے لڑتے لڑتے گھوڑے سے گر پڑے گا ایک ایک سردار نے دس دس  
قتل کئے لیکن فوج میں ابھی تک کمی نہیں ہے اشغال کے زلج میں کمی نہیں ہے دیکھئے قلب فوج میں لڑ رہا  
ہے افراسیاب یہ خبر سن کر ٹھہر گیا سب نے یہ صلاح دی کہ خلاف سحر حضور کی لڑائی میں خرابی ہوگی کو کب  
وہاں مارے فوجوں شمشیر زنی یاد کیا ہے سب ملکر حضور سے لڑیں گے افراسیاب تماشاً دیکھنے لگا پہاڑ سے  
آواز دی اے جوانان دو پہنڈاے نکھواران خود پسند گھیر کر اسد کو مارو ایک ایک کی سپر زور جو اس سے  
بھر دوں گا سلطنت طلسم ہوش ربا میں غیبا حردن ہی کو دخل ہوگا میں جانا بازی دیکھ رہا ہوں ایک  
ایک کو سرفراز کروں گا یہ بوا افراسیاب نے بکار کر کہا اسد پر چار طرف سے بلوہ ہوا اس وقت ہتر قران  
وغرغام و جانسوزین قران و برق و چالاک نیچے ہاتھوں میں لئے ہوئے لڑتے بھڑتے قریب  
کے پہنچے ہتر قران کی دریاے جزات کا ننگ ضرغام کی سرفرازی جانسوز کی جانا بازی برق  
کا تو پنا چالاک کی جبین افراسیاب نے پہاڑ سے دیکھا اتنے بڑے بلوے میں عیار کسی کو  
قریب اسد نہیں آنے دیتے افراسیاب اشغال زرین علم کی جانب دیکھا آواز دی پچاس ہزار  
نیزہ ۱۱ دن کو حکم دے گھوڑے دوڑا کر انکو پال کرین صفیں جبنے لگیں اب عیار و اسد گھبراے عمر و  
نے بقیہ قرار ہو کر دعا کی عیار دن نے آمین کی افراسیاب دیکھ رہا ہے کہ صحرا سے گرد غلیم بلند ہوئی دیکھا  
خورشید رو مخضیم ہو میں ادس کا دیر پشت پر چار پانچ لاکھ ساحر شکست خوردہ بدحاس گھبراے  
ہوئے چلے آتے ہیں افراسیاب نے آواز دی بھائی صاحب خیر تو ہے خورشید نے آواز دی اے  
برادر بجان برابر میرے تعاقب میں ایک اتر رہت سر آتا ہے کہ جسکے نام سے قلب تھرتا ہے افراسیاب  
نے پوچھا کون خورشید چاہتا تھا نام لے کہ صحرا سے تنق گرد غلیم بلند ہوا افراسیاب نے دیکھا آگے آگے  
مرکب باد رفتار پر بدیع الزمان گرد لشکر شکن گرد سردار مہران قوی باز و وہیلان رخ پوش  
وسالار بلند کوکب وغیرہ ایک جانب ضعیف جادو گر نی ملکہ امتحان جادو و ہمت جادو و ضریر  
جادو وغیرہ اسباب سحر ہاتھ میں آتے ہی لشکر خورشید رو مخضیم ہو کر غرہ کر کے بدیع الزمان گرے نعرہ  
بدیع الزمان کہ در روز کین

نوازم کشم آسمان بر زمین

نغمہ لبے ملک اسلام شد



کہ سرفتنہ باختر نام شد: چار سو سرداروں نے برابر تلوار میں کھینچیں خورشید نے جھولی سے گولہ نکالا  
 سحر باد کرتا ہے سحر بالکل فراموش گولہ پھینکا بھد سے زمین پر گر ایتو خورشید گھبرا یا بدیع الزمان  
 لڑتے بھڑتے برابر خورشید کے پہونچے خورشید نے سحر کو بہت خیال کیا جب یاد نہ آیا لاچار ہو کے ہاتھ  
 تلوار کا بدیع الزمان پر بار بدیع الزمان کے گلے میں لوح طلمس خورشید نگار ہاتھ میں کھینچا ہوا  
 نتیجہ آج خورشید کا چہرہ زرد ہوا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا نعرہ کر کے ہاتھ مارا سپر  
 کو خورشید نے چہرہ کی پناہ کیا تیغ برق مثال فرزند صاحبقران مجمع کماں صاحب جاہ و جلال  
 نہٹ کر ہاتھ مارا یا تو تیغ قہر سپر چمکا تھا خورشید کے دھمکے ہوئے سیارے چاہا چمک کر کھل جاؤں  
 سحر بنو کا امیہ عیار نے نہٹ کر خنجر بار امسیار کا بھی ستارہ گردش میں آیا شکم چاک قصہ پاک ہوا ان  
 دونوں کام ناساتھ والے تو خورشید کے متفرق ہونے جو گھر گئے تھے وہ مجبور و لاچار شہنشاہ لاجپن کے  
 ملازموں نے بڑھکے فوج سامراجے بدیع الزمان کو الگ کیا سردار بھی ان کے ساتھ صف شکن  
 و تیزن سر اٹھا کر جواسد کو ہنس نصیت میں دیکھا کہ چار جانب سے فوج کفار کا بلوا ہے فرزند ککر جا بیٹے  
 فرانی میں بھرون ہوئے اشغال دریں عظم نے جو نیزہ دار جاسے تھے اسی غول پر بدیع الزمان  
 آکر گرے ملک کا جنگل تھا نیزے قلم کے سواروں کو مارا کسی کین میں قدر مجمع عظیم ہے کہ بدیع الزمان  
 ساتھ والے بھی جا کر گھرے دوسرے گوشے سے دشت کے پھر گرد بلند ہوئی افراسیاب دیکھنے لگا  
 ایک جوان خوش رو سمہورت بدیع الزمان مرکب باورفتار پر سوار چالیس ہزار فوج ظفر موج ہمراہ عیار  
 رکاب سے لیٹا ہوا نعرہ بدیع الزمان کی آواز جو اس شیر نے سنی بڑھکے نعرہ کیا باشد اسے کفار ان بیجا

|                                |                                                              |                      |
|--------------------------------|--------------------------------------------------------------|----------------------|
| دستہ نابکاران پر دغا نعرہ قاسم | آفتاب مشرق دین پروری                                         | شہسوار لال ہوش خاوری |
| ملک قاسم ان شاہ خاود سپاہ      | زخم تیغ برابر نیزہ مہا                                       | زآب دم تیغ ششم زمین  |
| ہم باختر شد بزیر نگین          | بدیع الزمان نے جو آواز قاسم کی سنی امیہ سے پوچھا یہ فیہ بیان |                      |

کیونکر ہو چکا اس کا گذر کیونکر ہوا امیہ نے کہا باغ ہمیشہ بہار سے غایب کہوے میںے سنا کہ طلمس نگین  
 پہونچے اسکو فوج کر کے ادھر رخ کر دیا واقف کاران راہ نے پہونچا دیا قاسم کے ہمراہ قیاس خان خاوری  
 و حسن خان خاوری والک ترک سفید جاہ و عظم خان بن بہرام تخت پر کشا سزاوردہ عمر گور زاد  
 ختنی فرزند صاحبقران ہمیت سے ان کے لشکر کے بادشاہ میں مال کے آرا بے بدست ہوئے اس میں باب



طلسمی لدا ہوا عمر و گور زاد بھی صفت شکن و تیغ زن ہے اسد و بدیع الزمان کو دیکھ کر سخت تر کیا پشت  
 مرکب باور فانی پر سوار ہوئے گئے ہی فوج کو تہ بالا کر دیا افراسیاب تو گھر آگیا قاسم و بدیع الزمان  
 کی خشک نے قیامت برپا کی اگر قاسم نے بڑھ کر کسی کمیدان کو مارا بدیع الزمان نے بڑھ کر سیالدار کو  
 لیا ننگا ہین میں رہی ہین دریا سے فوج میں شتوری کر رہے ہین یہ دن بھلا باقی تھا کہ گرد عظیم بلند  
 ہوئی افراسیاب گھر آئے دیکھنے لگا کہ مسلمانوں کا اتنا سبک گیا دیکھا آگے آگے چند زخما ضحاک و  
 کیسا کوس باپ بیٹے شاہان حوالی طلسم خورشید نگار تعاقب میں ان کے نور الدین نادر نور الدین  
 نے جواب کے لغو کی صدا سنی قاسم کی بھی آواز گوش زد ہوئی یہ بھاگنے والے غول میں آکر بیوی بچے  
 تھے کہ شیر کے لغو کی آواز آئی لغو شہزادہ نور الدین  
 کہ شاہان فرج جاگ کر نکل گئے تھی تان خوانہ  
 زلف سے بہ جرات ہنر داشتہ  
 خشم نو جوانان لقب داشتہ  
 مع انجم قومی بازو سرداران بہمن آ کے شریک جنگ ہوئے  
 سپاہ لشکر اسلام نور الدین کربمیش  
 بقار ایک دست برداشتہ  
 لغز بریلان عرب یا قسم

ضحاک نے جو یہ سحر کر دیکھا کہ جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے تودہ ہی تودہ چاہے ہی ہے سمجھا کہ ہمارے باورنگہ  
 سب مددگار ہین ملت کے نور الدین ہر ہاتھ مارا نور الدین نے تیغ و شمشیر سلیمانی پر وارس نیکار کا  
 رو کا جواب میں ہاتھ مارا ضحاک کے دو ٹکڑے ہوئے کیسا کوس نے جواب کا لاشہ دیکھا آنکھوں کے  
 نیچے اندھیرا آگیا نور الدین ہر برس پڑا نور الدین نے روک کر ہاتھ مارا کہ کیسا کوس کے عجب دو ٹکڑے  
 ہوئے افراسیاب برش شمشیر دیکھ کر کان رہا ہے صرصر سے پوچھا بدیع الزمان نے تو جاکے طلسم  
 خورشید نگار فتح کیا نور الدین قاسم کیونکر آئے صرصر چاہتی تھی کہ کچھ کہے کہ لکھ ابر گلزار آسمان کو کا  
 افراسیاب نے دیکھا ملکہ محمود سرخ چشم مع ساتھ ہزار سحران نامدار مکمل خان جادو بادشاہ  
 طلسم گور بار تخت پر سوار محمود طاؤس زمین بال پر سوار یہ قیامت دیکھی کہ نور الدین ہر ٹرے بٹرنے  
 پہلو پر اسد غازی کے بیوی بچے ہین اب ان شیر دن نے آکر اسد کا ساتھ دیا محمود کا خوشی سے چہرہ  
 سرخ ہو گیا یہ بھی دیکھا کہ لاجپن وغیرہ ایک جانب تھے کمر سے من سنجی کہ دامنہ دریا سے نیل ہے یہاں  
 کون کس کا غیل ہے خوشی خوشی آکر سامنے لاجپن کے اتری مکمل خان کی فوج کو ایک جانب جایا  
 خسر و شیر دل بھی آکر پہنچا یہ بھی آپے ساتھ دانوں کو لیکر شریک جنگ ہوا استادان بخنور نے خسر



فرمایا ہے کہ اسد کو لڑتے ہوئے پانچ پر گندے تھے کہ بدلیع الزمان اگر پہونچے اسکے ایک دن کہہ  
 قاسم و نور الدہر آئے تین شبانہ روز جنگ میں گذرے ان شیردوں کے آنے سے اسد کی پشت مضبوط  
 ہوئی سردار بھی وہ ساتھ میں لڑے بھرے جنگ کی آفتین جھیلے ہوئے جب بدلیع و نور الدہر و قاسم  
 لڑتے بھڑتے قریب اسد نامدار پہونچے اب اسد نے اشتغال نہ رہیں علم کو تاکا کہ وہ قلب فوج میں ہے وہیں  
 سے ترغیب دے رہا ہے اُسے جو قدم جما دیا ہے فوج قدم نہیں ہٹائی اسد نہنگانہ و پلنگانہ و رستمائے معفون کو

|                                   |                            |                                |
|-----------------------------------|----------------------------|--------------------------------|
| درہم و برہم کا ہوا آتا ہے فخر اسد | اسد نامور شیر دشت و غنا    | لئے ہاتھ میں تیغ و سرق زنا     |
| جدھر رخ کیا شیر نے تھجوم کر       | محضین ہو گئیں دم میں زریزہ | اب اشتغال لے پہلوانوں کو اشارہ |

کیا ابدال کو دیکھ کر تھجوم کر کر بے اشتغال سے کہہ چلا کہ میں طلسم کشا کا سر لاتا ہوں تین لاکھ فوج لیکر  
 جلا علم کو گردش ہوئی نشان فوج ہلا ہی نشان تھا کہ سردار بڑے مقابلہ طلسم کشا آتا ہے ملکہ مہ جین تخت  
 دیکھ رہی ہیں باغبان نے بھی خبر دی کہ ایک پہلوان دیو سیکر قوی ترن قوی من دعوی کر کے چلا ہے  
 تین لاکھ فوج سے اسد پر آکر گرا اسد کو دور سے ٹوکا کہ اے طلسم کشا میں ترے مقابلہ کا مشتاق ہوں  
 بدلیع الزمان کو تاب نہ آئی مرکب باد رفتار کو مصف سے نکالا ہر چند اسد نے چاہا کہ مامون جان بجا میں  
 بدلیع الزمان تیغ طلسم طموس دیو بند کھینچ کر ابدال پر جا پڑے اسنے کئی ہاتھ تلوار کے شاہزادہ بدلیع الزمان  
 پر لگائے بدلیع الزمان کا قصد تھا کہ دار کردن قاسم نو جوان نے گھوڑا بیچ میں ڈال دیا نور الدہر بڑے  
 مدد پہونچے جیسے بدلیع الزمان نے قصد کیا کہ میں ابدال پر دار کردن قاسم نے آواز دی دیکھئے وہ میرا  
 حریف ہے اُس پر دست انداز نہو جئے گا بدلیع الزمان نے ہاتھ مارا سپر ابدال کی کٹی سر اسر سر کو  
 قلم کیا جگر گاہ تک تلوار پہونچی تھی قاسم نے قریب پہونچ کر گاہ تک ہاتھ مارا ابدال کے دو ٹکڑے ہوئے  
 بدلیع الزمان نے بہت کراؤ اڑا دی اور عادی مردہ کشی نہ چھوڑی جگر گاہ تک ہی تلوار پہونچ چکی تھی  
 تو نے آکر گاہ گاہ پر ہاتھ مار دیا قاسم نے کہا زبان بند کرد ورنہ پلارک افراسیابی کھینچی ہوئی ہاتھ میں ہے  
 اک ہاتھ مارو ناکہ سر از جایگا بدلیع الزمان نے کہا اے قاسم مجھے بھائی صاحب کا خیال ہے ورنہ ساری  
 سرکشی نکل جاتی قاسم نے کہا میرے ہی خوف سے تم اگر طلسم ہونش ربا میں چھپے شیران دشت نبرد  
 لڑتے بھڑتے یہاں بھی آگئے اب نکو باندھ کر سامنے ڈالو جان کے لہو و رنگا و رنگ رستم کا کھنجر نام نہ لینا  
 بدلیع الزمان نے کہا اگر خوشی سے مانگو گے نور الدہر سے زیادہ نکو جانا ہوں اگر بائیں کی لی تو میں



بہرام فلک سے نہیں ڈرتا جو بدیع الزمان نے نگاہ ملا کر کہا قاسم آتش شعلہ ذرا ج نے اوکشتی گیرا دے  
 کہکشا ہاتھ مار ہی دیا بدیع الزمان کو یقین نہ تھا قاسم کے ہاتھ کی تلوار خود کو کاٹ کر کاہ سر میں در آئی۔  
 بدیع الزمان نے جواب میں ہاتھ مارا سر قاسم ہی زخمی ہوا دونوں زخم کھا کر چھوٹنے لگے قاسم نے کہا  
 بس سائے سے ہٹ جاؤ ورنہ آج میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے میں طلسم نگار میں فتح کر کے یہاں آیا تھے  
 طلسم ہوش ربا میں کیا قید میں تھے رہے اسد نے اگر ربا کیا بدیع الزمان نے کہا او خادہ می میں  
 طلسم خورشید نگار فتح کیا کہ جو مثل ہوش ربا تھا قاسم نے کہا خواجه عمر کے صدمے میں فتح ہوا ہو گا وہاں  
 کا بادشاہ بھاگا اس کو روک نہ سکے یہ کہکر دونوں شیر پھر چھوٹے ہوئے بڑھے نور الدہر خادہ ہوش کھڑے  
 دیکھ رہے ہیں جب قاسم نے پلٹ کر کہا بیٹے کو بھی بلاؤ نور الدہر نے ہاتھ باندھ کر کہا حضور مجھے  
 معاف فرمائیے میں تو آپ کا بھی تابع دار اٹھا بھی غلام آپ ہی نے پرورش کیا عزت و آبرو محنت فرائی قاسم  
 پھر طرف بدیع الزمان کے پٹا کہا کیوں چچا جان دنگل رستم کا تو اب نام نہ ہو گے بدیع نے کہا  
 کیوں قضا آئی ہے اسد نے جو دور سے دیکھا سرچند کہ اسد طرفدار بدیع الزمان کے ہیں مگر یہاں  
 طرفداری مناسب نہیں ہے دھڑک کر سر اپنا زیر شمشیر رکھ دیا کہا آپ دونوں صاحب مجھے قتل کریں قاسم  
 سے کہا حضور میری لڑائی مجھو جا بیگی مجھے احسان کیجئے دیکھیے وہ اشقلل زریں علم ٹر جا قاسم نے کہا  
 اوسکی کیا مجال ہے کہ شمشیر نگاہ کج ڈال سکے اسے نظر کردہ بزرگان تڑھو تا بہ کنارہ دریاے نیل ہو جائیں گے  
 مایوس نہوا اسد نے ضبط کیا جواب ندیک کا خیال من آیا اسے اسد عمر طعن و تشنیع دہن گئے نانا جان  
 فریٹنے تھے قاسم کا پاس نہ کیا اسوقت اسد نے ضبط کر کے یہ کہہ کہا کہ آپ کے سبب سے لڑائی فتح ہو جاگی  
 قاسم خوش ہو گئے کہا اسے نظر کردہ بزرگان تم ہمیش دے نظیر جو ہم تھا رہے ساتھ حاضر ہیں یہ کہکر قاسم  
 نے زخم سر باندھا بدیع الزمان نے بھی زخم باندھا دست راست پر اسد کے بدیع الزمان گرد لشکر شکن  
 سمت دست چپ قاسم بغیر زین پٹ پر نور الدہر بن بدیع الزمان بہ شیر زخم کھائے ہوئے پیچھے  
 چھوٹے روباہ پر چارے شکار کھیلنے لگے **طلمس مصنف**

چمکنے لگی برق تیغ و دودم

لے ہاتھ میں تیغہ خو نشان

ہر ایک غول پر پھیل جا پیرے

کہ تلوار چلتی ہے اب دشت میں

سہنگان دریاے جرات نشان

بدیع الزمان گرد لشکر شکن

قمر نوسن کلک ہے گشت میں

دکھانے لگے اوج اپنا علم

جوان الوالہ زخم شمشیر زن

ہر ایک دیو فصلت سے بڑھ کر ہے



|                                                                                                                                                                                                                                                                                 |                                                                                                                                                                                                                                                                            |                                                                                                                                                                                                                                                                            |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| ایسی خاک میدان ہوا گرد ہو<br>تھے خوف سے تیر چلتے نہ تھے<br>جو کرکش میں پیکان نظر بند تھے<br>حشین گرز آہن کی سر کو بیان<br>جو کا فو نہایت زبردست تھے<br>بشوکت بہ جرأت حمیلے جنگ<br>اسد قلب لشکر میں تھا حملہ ور<br>ترتیب تھے سر سیکڑوں رب میں<br>یہ دریا بہن شیروں کے جھیلے ہوئے | رخ نہ گردون ہوا ڈر سے زرد<br>ہر ایک تیغ بھی ڈر سے ہیدم ہوئی<br>کہ پنجوے میں وہ مرغ پر بند تھے<br>نگہ خستگین جب اسد کی بڑی<br>غصہ منظر کے نعروں سے وہ پست<br>وہ گلے جوان مرد کے دہدم<br>ہز بردان نامی و نامور<br>گر سے سر نہ اردن لڑے لہار<br>بہادر تھے جانوں پہ مھیلے ہوئے | نیاموں سے خنجر نکلتے نہ تھے<br>نہ نیروں کی باقی رہی سرکشی<br>ہوا خوف سے سرسیر یہ عیان<br>زہ نے بھی میدان میں مھیلی لڑی<br>ادھر قاسم خاوری بید رنگ<br>نشانہائے لشکر کے سب قسم<br>قدم حجم گئے شیر کے کھیت میں<br>بنا خون سے دشت کین لالہ زار<br>اسد نامدار بعد شوکت و دو قار |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

موتا بھڑا تھک فوج چلو بچا اشتعال زرین علم نے علم زرین کو گردش دی تمام فوج کو ثابت ہوا کہ طلسم کشا  
ہو تا قلب فوج میں ہو بچا افراسیاب نے ہارٹھے دیکھا کہ حقیقت میں اسد انتہا کا زخم دار ہے شوکت  
و جرأت میں فرق نہیں سب سفون کو توڑ کر یہ دل تھا کہ قلب فوج پر ہو بچا اشتعال کے پہلوان جھپٹے کوئی  
اسد پر جا چڑا کوئی قاسم سے ترے کر لڑا بدیع الزمان بردانوار گرد اسد بھر رہے ہیں نور الدہر  
ہمیشہ سے عاشق جہل اسد نامدار ہیں جو فوج نور الدہر پر بوہ کرتی ہے مخمور سرخ چشم صف پر کھڑی  
ہوئی و عاکین مانگ رہی ہے کتنی جاتی ہے اس شیر کے دم سے فتح ہوئی ہمیشہ ہی جستجو تھی کہ جنگ دیا  
نیل میں اس شیر کو شریک کر دینا شکر خالق بے نیاز کہ عین وقت پر پہنچے بڑے بڑے پہلوان نامی  
اس شیر کے ہاتھ سے قتل ہوئے پیر و دہم و برہم ہو رہے ہیں قرب مخمور کے ملکہ بران شمشیر زن  
ایرج نو جوان کی یاد میں خاموش کھڑی ہیں شگوفہ سحر ساز سے فرار ہی ہیں دیکھ شگوفہ صاحبان  
اقبال ایسے ہوئے ہیں مخمور گھنٹیں اپنے معشوق کو ہمراہ لیکر آئیں بچے بھی اڑتی اور تھی خبر سنی تھی کہ اس  
شیر پر صاحب شوکت و شان شاہزادہ ایرج نو جوان نے طلسم سکندر یہ کو فتح کر کے سمت  
پوش و با قصد کیا ہم بد نصیب تھے وہ ایسے وقت پر کہ کوئی نہ ہو بچتے ہم مجبور دلا چار خبر بھی آئی نہ لی بقول نخی نظم

|                                                                     |                                                                      |                                                                           |
|---------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------|
| مینو لیم نامہ داز علم شکایت میکنم<br>خانہ خود را بہت خویش قلت میکنم | راز خود با ملکسار خود حکایت میکنم<br>بسکہ چون چمنون جنون عشق بر غایت | میدہم بر باد ہر دم دفتر سے از عمر خا<br>در حیرت کعبہ لیلی دار ارباب میکنم |
|---------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------|



رو بہ آبادی نئی آرد دل ویران من  
عمر باشد عمر من این عمارت می کنم  
کز سلامت خویش من خود سلامت میکنم  
رو بجا که آلودگی بایم ز گردہ نیست  
از دامت اشک حسرت میکنم در دیدم جج  
ملکہ بران یہ اشعار سانسے شکوفہ

کے پڑھ کر رو رہی ہیں یکایک قلب پر نوبت نقار سے بجے ملکہ بران نے سر اٹھا کر دیکھا اقطاع دولا کہ  
فوج لیکر برائے مقابلہ اسد تارا بڑھا نور الدہر کا سردار مہران قومی لڑنے لگا کھینچ کر اس غول پر  
جا چڑھائی پہلوان قتل کئے اقطاع کی جوتگاہ چڑی مہران پر جا پڑا خبر دار کہ مکر باہم مارا مہران کا  
شانہ نشانہ ہوا زخم تو اور بھی کھائے ہوئے تھا غش آئے لگا اقطاع نے چاہا کہ اس سردار کا سر قطع  
کردن نور الدہر نے دہن سے نعرہ کیا اور نام دیکھا کرتا ہے نعرہ نور الدہر + نظیر حمزہ ہا جعفر بن خنیم دہم  
شہ ستارہ چشم شانہ زارہ نور الدہر + جطر ح عقاب شکار پر جاتا ہے تیغہ خارا شکاف سلیمانی پکارتے تھے  
صفون کو دہم برہم کر کے بے تعمیل تمام سانسے اقطاع کے پہونچے مہران قومی بازو کو ہٹایا ہاسیدہ سر  
کر دیا مخمور نے شانہ تمام کر ملکہ بران کا کہا حضور ملاحظہ فرمائے اپنے سردار کے واسطے سانسے اقطاع  
کے پہونچ گئے دیکھئے مہران کو ہٹا دیا خدا اس شہر کی جان بچائے ملکہ بران دیکھنے لگیں اقطاع نے  
وار کیا نور الدہر نے تیغہ خارا شکاف سلیمانی پر رو کا اٹھا دے سے باہم نکالا تیغہ خارا شکاف سلیمانی  
کو جبکا کر آواز دی ایک دارمردان عالم کا تو قبول کر کیا نیم سہل کو زخمی کر کے غور کر لے یہ لکھ رہا تھ  
تلوار کا مارا تیغہ خارا شکاف چمک کے مثل برق چند گرا اقطاع نے چاہا ہٹوں برق سے کیوں کہ بٹے سپر کے  
دو ٹکڑے کیے اقطاع کا سر زخمی ہوا اس پر پھینک دیا پچھے ہٹ کر پھر وار کیا اب کی نور الدہر نے کللی پر ہاتھ  
ڈال دیا تلوار اسکی چھین کر پھینک دی دست حق پرست بڑھا کر گز نیچہ کو تھا بازو کر کیا اقطاع کو لے اٹھے  
صفون میں غریب ہو کہ نور الدہر نے اس دیو خصال کو اٹھا کر پھینکا چو رنگ ہوئی قتل کیا مخمور سے اختیار  
اچھل پڑی ملکہ بران سے متوجہ ہو کر کہا یہ صف شکنی یہ تمہنی کبھی کیوں نصیب ہوئی یہ معین لشکر اسلام ظفر  
انجام صاحب شوکت و شان فوج کے نشان شانہ زارہ نور الدہر برہن بلیج الزمان میں وہ بیجا گوارا  
بران کو بران غصہ آیا اور کہا بوجھ سے کیا متوجہ ہو کر کتنی ہو دیانی تو اسد غازی لڑ رہا ہے یہ کیا ایسا  
پہلوان تھا جسکے قتل پر شکوہ ناز ہوا اٹھا کا زخمدار تھا اس کو اٹھالیا ایرج نامہ میں لکھا ہے کہ شانہ زارہ ایرج  
نوجوان نے ہفت منظر پر سب سرداران کو زخمی کر کے ایک پہاڑ پر گھیر لیا تھا مہینوں سب گھرے



رہے کسی کے کیے کچھ نہوسکا جی آپ تعریف کرتی ہیں عیش میں قمر کے بھارتے دیو اقا قلیاس کہ  
 اسی کے قبضہ میں قمر تھر تھیں ان کو تھا تھا کر اسے دریا میں پھینک دیا کچھ زور نہ چلا اس شیر نے اس کو  
 شاخ توڑ ڈالی اتنے گھونٹے مارے کہ ہفت منظر پر جا کر ہوش ہو گیا پھر کبھی ان کے مقابلہ میں نہ آیا  
 انشا اللہ تاجرون سے خبر سنی ہے کہ وہ شیر بھی لڑتا بھڑتا آتا ہے اگر اس لڑائی میں وہ ہوتے کبھی اتنا  
 طول نہ کھینچتا مخمور نے کہا طلسم ہوش ربا میں آنا دشوار ہے یہ شیر لڑتا بھڑتا آیا ہے بڑے بڑے شاہین  
 راہ میں روکا شیر کہیں رو باہون سے رکتے ہیں ان کو ایک بادشاہ روک لے گا برسوں اس سے لڑا کرینگے  
 بران نے جھلا کر منہ پھیر لیا کہا بوا مخمور تم مجھ سے بات نہ کیا کرو قریب ملکہ بہار گھلدار کھڑی تھیں یہ باتیں نہ  
 ہنسین کہا بوا مخمور سے کلام کرو مقام افسوس ہے کہ بادشاہ جم جاہ اس جنگ میں نہوے اتنا طول نہ  
 کھینچتا وہ ایسے دلیر ہیں کہ سب صاحب کے مطیع ہیں بڑے بڑے معرکوں میں لڑے مقام افسوس ہے کہ  
 راہ نہ ملی اس شہر یا عالم پناہ کی رسائی نہوئی کوئی طلسم ہوش ربا کا نام نہ لیتا دھون نے سلطنت بڑو شہر

تابہ کے برادر امیر چوسا نل باشم  
 چند چون اہل صنم برہ باطل باشم  
 ہر نفس صدر گرا آتش عشق سوزہ  
 شرط انسان نباشد کہ سیاہی باشم

ہم بول نصیب پیران دیدہ دافت کشیدہ بقولان سب النساء مخفی لفظ  
 التجار در مخمور جو گو نہ نظر سیت  
 حیف باشد کہ گدا طبع و گدا دل باشم  
 ہر کشتی غم جو ہر بوج اس مخفی

کہ غبار الم و کہ الم دل باشم  
 من کہ صد حالتی در نظر من گد بہت  
 باز پر دانہ صفت در پے قاتل باشم

یہ تینوں عاشق تین سوختہ آتش لہج و محن ایسی ایسی باتوں میں معرکوں میں جب نور الدین کے قطع  
 کو مارا سرداران نامی انکے اسکی فوج پر گرسے اشتعال زرین علم نے دیکھا ایک جوان مثل شیر گرسہ  
 فوج پر ہمارے گراے ہنگامہ گیر و داد بلند اہالیان فوج آفر السیاب در و سدا ب اشتعال تے فوج  
 مقہور بن تمہارے دیکھا کہا اسے رسم وقت زخمی ہونا جو ہر جرات ہے تو طلسم کشا کے ہاتھ سے زخمی ہوا  
 قد و قامت و سلطوت و صورت میں سب طرح تو غالب ہے طلسم کشا لڑتا بھڑتا آتا ہے بڑھکر ٹوک لے قلب  
 فوج پر کس دھوم سے طلسم کشا لڑا دل فوج ہلا دئے خون کے دریا جاری ہوئے جو کہ شہنشاہ طلسم  
 ہوش ربا نے فرمایا تھا اس کا ظہور ہوا قریب دریائے نیل ایک دریا گیا کئی دریا خون کے تیار ہو گئے  
 آج تین شبانہ روز اس شیر کو لڑتے ہوئے دیکھ تو زخموں میں جو چوہے اسی طرح لڑ رہا ہے  
 بلکہ نین چھپتی ہے چند کہ تیروں سے تمام جسم چھپا ہے مگر کہ تین چشم بنائے بڑھکر سر کاٹ لے یہ سنکر مقہور



بن قمار مثل قبل بھوتا ہوا طرف اسد غازی کے چلا اسد نادار چاہتے ہیں میں اپنے کو برابر  
 اشقال زرین علم کے پہنچاؤں بدیع الزمان سینہ سپر کے ہوئے لڑ رہے ہیں مختصر بھی نہیں  
 و ہنگامہ لڑ رہا ہے ہر چند کہ زخم آ رہے ہیں چاہتا ہے کہ سب آگے بڑھ کر اشقال کو اردن اسکا ساتھ  
 کے جوانوں نے کھٹے ٹھیک دیے ہیں منہ نہیں پھیرتے ادھر بدیع الزمان وقاسم میں جھنک ہوئی  
 ان دونوں شیروں نے دست راست و دست چپ کے جمع متفرق کئے اسد نادار نے جو اتنی  
 مہلت پائی تیغہ برقی مثال چمکاتا ہوا چلا تھا کہ اشقال پر جا پڑوں کہ مقہور بن قمار کو اشقال نے  
 غیرت دلائی مثل دیو گین چمکھاتا ہوا اسد پر جا پڑا آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا خواجہ عمر و پہلو سے  
 اسد میں شمشیر زنی کر رہے ہیں خواجہ نے بھی آج انتہا کے زخم کھائے اسد کا منہ ادرن تھا تیغہ  
 برق مثال سر چمک عمر و نے آواز دی اسے نور نظر بچنا اسد نے سر کو بجا تیغہ مقہور گردن پر گھوڑی بڑا  
 گردن مرکب اسد قلم ہوئی اسد زرین پر آیا مقہور نے اسد کو سایہ میں تلوار کے لیا اس وقت  
 اسد نے بیٹھ کر بالٹ کا ہاتھ مارا دونوں پاؤں کر گدن مقہور کے کٹے یہ بھی زمین پر گر اسد کو زخمدار  
 پایا اور بیدل بھی تلوار پھینک کر لپٹ بڑا قاسم و بدیع الزمان و نور الدین گھبرا گئے کہ اسد کا  
 حال اتر رہے وہ بچیا کھان منہ ہو تینوں شمشیر کو پٹے کر دے اسد کے ہمراہ بیان مقہور کو مٹایا انتہا کی  
 اس مقام پر خوشنری ہوئی اسد نادار لپٹے ہی مقہور کو لے دوڑا دیو حصال کو ٹھنڈے ندیا بدیع الزمان  
 وقاسم داد مروی و مردانگی دے رہے ہیں دس قدم بر لا کر اسد نے کہہ مارا مقہور کے دونوں گھٹنے  
 آتشا برکتیں ہوئے سب جوانوں نے دیکھا کہ اسد مقہور کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا زور کر کے لٹکھا سب  
 سنا کہ اسد کے زخموں کے ترانے کی آواز آئی اسد پر چشم زخم سے اشک خونی بہ رہے تھے وہاں  
 زخم آفرین صد آفرین کہہ رہے تھے اسد نے اس پہاڑ کو اٹھایا جھج و دیکر زرین پر دے ملا لڑکھچائی پر سوار  
 ہوا ثابت ہوتا تھا کہ برسر کوہ ستارہ سحری چمک رہا ہے اس حال میں بھی بزرگوں کا جلس بھوڑا بدایت  
 مذہب حق سے منہ نہ موڑا فرمایا کہ اسے مقہور شناخت میں پروردگار کی کیا کتاب مقہور نے کچھ  
 جواب نہ دیا اسد نے گردن ٹھیک کر پھینک دی جھوم کر لہراتا ہوا اٹھا عید و ش دشت بیاد سنہاں گرو  
 پیشانی بھی بڑھ کر اشقال کے علمدار ہیں عید و ش اسد کو پیدل دیکھ کر گینڈو کو دامنہاں بھی  
 بڑھا منہاں کو بڑھ کر بدیع الزمان نے دو ٹکڑے کیا سالار عربہ جو کو قاسم نے مارا اشرار



تند خو ہاتھ سے نور الدہر کے اصل جہنم ہوا اسد نے عبدوش کو مع علم کیا نائن فوج کے اہم شکست  
 فاش ہوئی ملازمان افراسیاب کو بھاگنے کی تلاش ہوئی بدیع الزمان نے اسد کو بشکل  
 گھوڑے پر سوار کیا زخمی کتوسہ کے اسد باندہا بلوہ جو سرداروں کا ہوا کہار اشقال کا تخت  
 چھوڑ کر بھاگے اشقال پکار رہا ہے ارے یار طلسم کشا آپہنچا کہاں بھاگے جاتے ہو کہ اسد  
 سر پر اشقال کے پہنچ گیا اُس نے ہاتھ مارا اسد نے اس عالم زخمداری میں نعرہ کر کے ہاتھ مار کر اشقال  
 کے بھی دوڑ کرے ہوے اب فوج بالکل بے سردار ہوئی بھاگو کی پکار ہوئی افراسیاب نے جو یہ  
 ہنگامہ دیکھا غصے میں پہاڑ سے پھانڈ پڑا دہر سے شہنشاہ لاجپن و کوکب جہاندار وغیرہ آگاہ  
 کھڑے تھے نازنیلان جو بیکر مخمور وغیرہ شیران دشت نبرد کوکب جہاندار و معمار و باغبان و  
 افراسیاب پر چلے آسمان سے آواز آئی ارے کیوں نافع جان دنیا ہو یہ مقام دریائے نیل ہے  
 کون کسا گفیل ہے سب نے دیکھا آفات چہار دست تڑپ کر گری افراسیاب کہتا تھا جدہ  
 اس لڑائی سے منجھ نہ ہوڑ ونگا آفات نے کہا اودان میرے چاہنے والی کا نامہ آگیا یعنی نقابدار  
 سیہ پوش نے لشکر کوہ زبردی سے اتارا نقابدار بھی چل چکا جالیس جانان روئین تن نقابدار  
 صف شکن ملکر ایک دن میں سب کو قتل کرینگے طلسم کشا بھی انتہا کا زخم دار ہے مہینوں میں صحت پائیگا  
 تب براے امتحان قریب دریائے نیل جائیگا ہم ہمت کیوں لینے دینگے یہ لکڑا افراسیاب و حیرت  
 کو نیچے میں دبا کر لے اڑی کا فربج سامنے سے بھاگ گئے اسد و بدیع و قاسم و نور الدہر و غیر  
 شاخائے نخل پر ہاتھ رکھ کر بیہوش ہو گئے لاجپن سر پٹیا ہوا قریب آگیا دیکھا خواجہ عمر و بھی  
 زخم دار شانہ تھا اسد کا کھڑے ہیں سرداروں نے اگر ان سب کو گود میں لیا ہوادار پر سوار کیا خوا  
 کا ہاتھ لاجپن نے تھا اچوتھے دن اس لڑائی سے یہیرو واپس ہوئے کسی میں طاقت کلام نہیں  
 ساحروں نے سب کو اٹھایا بارگاہ زلفی اشقال کی جو استاد تھی یہیں آگواخل ہوئے تعجیل تخت  
 وغیرہ آراستہ کئے آج بھی خواجہ اسد منتشر و زخمی کھڑے تھے خزانے اٹھے خواجہ دست انداز ہوواست  
 ساتھ بارگاہ میں آئے سب نے بیٹھ کر اسد کی زخمداری کی خواجہ نے دیکھا سب سے زیادہ لاجپن  
 بقرار ہے خواجہ نے کہا اے لاجپن خدا نے بڑا فضل شریک کیا اتنی بڑی لڑائی فتح ہوئی لاجپن نے  
 لگا لگا خواجہ براے خدا ورنہ ناچہ میرے بھرتی لگے سب کے کہنے سے عمر و نے رونما مجہول لاجپن صفا



تحریر تھا کہ جسوقت فی غیر ساحر قریب دریا نیل شکست کھائے طلسم کشا بدواجبے لازم ہو کہ چاہے ہر  
توقف کرے بوقت سحر فوراً دریاے نیل کے امتحان اقبال میں مہر و فہم آئندہ جیسی تحریر  
ہو موافق احکام روز ناچنے کے پابند رہے قلعہ زمہریر تک رسائی ہوگی اگر تامل کرے گا کوئی ایسی  
افساد پڑے گی کہ بارہ برس تک طلسم کشا تباہ و برباد رہیگا لاجپن نے یہ مضمون بڑھک کہا خواہ  
آپکو اسد کے ساتھ جانا پڑے گا آپ اسقدر یقین را اسد انتہا کا زخمہ اسجگو کیونکر امتحان اقبال ہوگا  
قلعہ زمہریر بہت سخت لڑائی پڑے گی وہاں سوائے آپکے کوئی اسد کے ساتھ نہوگا شاید آپ بھی ہمراہ  
نہوں اسد کیونکر تہا تا بہ قلعہ زمہریر پہنچے اسوقت تک شہزادہ ہوش ہو کیونکر ہو سکتا ہو کہ بہ وقت سحر  
کشتی پر سوار ہوں اور سر ہنراؤن پر دست انداز ہوں یہ سرداران ہمتن جانباز سرفروش بدیع الزمان  
وغیرہ جو آگئے وہاں یہی ساتھ نہ جاسکیں گے کیونکہ بقیہ ہوں یہ ذکر تھا کہ اسد نے اٹھ کھول دی  
اس زخمہ داری میں اٹھ بیٹھا کہا اے لاجپن نگہ راؤ میں اسوقت دریا نیل پر جاؤ لنگیا سالہا سال  
ریاض ضایع کر دو لنگا اب مجھ میں فراق والدین کی تاب نہیں ہے ان کلمات حسرت آیات پر اسد کے  
خوشی کیسی بارگاہ میں شور مگر یہ وزاری بلند ہے زخمہ وزی سب کر رہے ہیں پٹیان مرہم کی  
چڑھائیں غرض کہ جملہ سرداران نامی و گرامی کا علاج ہوا کہ ان سب کا حال وقت بہ تحریر ہوگا  
وطلسم داستان حیرت بیان دریا نیل داخلہ ہونا اسد کا دریا نیل میں بہ تجوی زمہریر  
جادو و حال خواجہ عمر و ساتھ دینا اسد کا و دیگر حالات متعلق داستان ہنراؤنی

|                             |                           |                           |
|-----------------------------|---------------------------|---------------------------|
| ساتی دریا دلی کا ہودو ر     | باطن طلسم کے گردن غور     | ہاں بحر کلام موج زین ہے   |
| اب جوش بہ موج سخن ہے        | سورجوش پہ موج طبع نوون    | قطرہ ہو تو بحر سے ملا دون |
| بکشتی عقل کا سہارا          | اس بحر کا دور ہے کنارا    | دریا میں ہے امتحان باقی   |
| لڑلین گے اگر ہے جان باقی    | اب جان پہ ہکو کھیلنا ہے   | دریاے محیط جھیلنا ہے      |
| ساتی سے جنگ سے چھکا دے      | کیفیت بحر کا پتا دے !     | اس ساقی جم چشم دل آرام    |
| وے بادہ لالہ گون کا ایک جام | رنگین مزاج ہوں شرابی      | بھردے کوئی پھول سی گلانی  |
| اے بلبل کلک ہاں چمک جا      | ہو باغ سخن میں نغمہ پیرا  | آغاز ہوا داستان رنگین     |
| روشن ہے قمر بیان رنگین      | پہلو کوئی نظم کا نہ چھوٹے | اب مرحلہ طلسم ٹوٹے        |



|                                                                           |                                                                               |                                                                                                                 |
|---------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| آفات و بلا کا سامنا ہے ا<br>آبادہ ہے زہریرہ جاد و<br>ہو بحر کلام کی روانی | ہر دم ہو خیال جنگ آفات<br>ہے دیو مہیب فیل و بد خو<br>ہو لطف کہ صاف سبیلان معن | مشتاق ہیں ناظرین خوش ذات<br>ہم سینہ سر بہین خوف کیا ہے<br>اس جنگ میں شوکتیں عیاں ہوں<br>ہر جوش پر رنگ قصہ خوانی |
|---------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

بحر ذخاریکنا بحر کو بصورتیوں طے کرتے ہیں شعر استاد سخنوران ذبیحہ : لکھتے ہیں یہ داستان دلخواہ  
افراسیاب جاد و کو آفات چہار دست لیکر باغ سبب میں آئی اسی وقت طائران سحر نے  
خبر دی کہ لشکر اسد میں ماتم برپا ہے اسد انتہا کا زخمی ہے لاجپن کو تردہے روز نلچے میں بھین  
نکلے کہ بعد چار ہر کے طلسم کشا کو دریا میں داخل ہونا چاہیے اسد اس لائق نہیں ہے کہ دریا میں  
لے کہ و تنہا داخل کرے یقین ہو شب کو ٹپ ٹپ کر مر جائے سب شہزادیاں بقیر اللہ جین بھی روتا ہوا باہر  
آیا تھا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اسد نہ جائے گا اسوجہ سے ماتم برپا ہے آفات نے کہا اے افراسیاب  
اگر کل بوقت سحر اسد نہ گیا چار ہر بھی تامل کیا ابر سوسنی حامل ہوگا بارہ برس تک پھر مکن نہیں ہو کہ  
کشتی پر سوار ہو سکے دریا بھی نابود ہوگا ہزاروں آفتیں طلسم کشا پر آئینگی حقیقت میں طلسم کشا اس  
لائق نہیں ہو یہ ذکر تھا کہ نامہ لقا بداریہ ہوش کا ہو نچا کہ اے شہنشاہ طلسم ہوشن بایں جلیں  
جوان روئین تن ہمراہ لئے بموجب آپ کے حکم کے آفات کو ساتھ لیکر برائے مقابلہ مسلمانان جاتا ہوں  
خوب آب آگاہ ہیں کہ سحر مجھ پر تاثیر نہیں کرتا تیرا تفرنگ سے مجھ کو خوف نہیں اگر طلسم کشا لوح بھی  
پا جائے مجھ پر دست انداز ہو سکے اب آپ کسی مقدمہ میں تردد نہ کیجئے خوشی سے چہرہ افراسیاب  
کا سرخ ہو گیا کہا جہدہ آپ جائے لقا بدار بہادر کو ہر برجہ دی تک پہنچ چکا مابدولت بھی آتے ہیں  
آفات تو اسی وقت روانہ ہوئی افراسیاب لشکر کی تیاری میں مصروف ہوا عیار بچیوں کو  
واسطے خبر کے روانہ کیا خود تدبیر لشکر کشتی میں تھا کہ خبر آئی فولاد آتش زینجاور ہر سامری بعد  
شد و مدآہو نچا افراسیاب واسطے تعظیم کے اٹھا فولاد نے آکر افراسیاب کو گلے سے لگایا کہا کیوں  
شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے تمام کیفیت بیان کی فولاد نے کہا میں جا کر کل کا خاتمہ کروں  
ذکر تھا کہ نامہ لقا کا آکر ہو نچا یہی تحریر تھا کہ کیوں او نالائق برائے قدیموں نہ آیا کیوں ہم بد  
بھی نہیں بھیجا قدرت تیرے طلسم کو مٹا دینگے افراسیاب نے کہا اے مجاہد ہر سامری تم جا کر قدرت



گوراضی کرو خیال کر لو کہ جب قدرت مشائیں اٹھ بہر تقدیر خلاف کرنے میں مصروف ہیں فتح بہر ہنگام صورت ہوا اپنے کو بچا غور نہ کرنا مبادولت بھی وقت پر آئیگی اب یہی ارادہ ہے کہ یکہ و تنہا اگر کٹر حمزہ کو مٹاؤں نہ تو سحر اپنا قدرت کو دکھاؤں قولاً و فعلاً ایشیائی ہر نیت مجاور قبر سامری مع ساتھ نیرافوج کے سمت کو حقیق روانہ ہوا افراسیاب اس وقت حیرت کے ساتھ لیکر بہر کوہ زبرجدی آیا دیکھا نقابدار مع چالیس جوان وین تن بارگاہ میں بیٹھا بلج دیکھ رہا ہے آفات چہار دست خاطر میں مصروف نقابدار برائے تعظیم اٹھا افراسیاب نے سب کیفیت بیان کی نقابدار یہ ہوش ہنسکا کہا آپ میرے حال سے بخوبی آگاہ ہیں سامری کو جو چشمہ نے مجھ کو زندہ جاوید کیا میں فرہین سکتا یہ جوانان روئین تن مابدولت صف شکن تیغ و تیرا نیزہ نہیں کرتا سحر ایک شعبہ ہی اسکی تاثیر مابدولت پر کسان اگر طلم کشا میرے سامنے آئیگا اوس سے تو سب مغلوب ہیں وہ دار کرے گا غائب ہو جاؤں گا سامری کو جو چشمہ نے اپنی قدرت کا نمونہ مجھ کو قرار دیا ہے اپنے مجھ کو اطلاع کی ہے ایک ہفتہ میں بسکا خاتمہ کرونگا تمھاری دادی جان سحر کرین گی میں تلوار سے قتل کروں گا یہ چالیسوں جوان ہنگامے ڈال دینگے آپ تخت پر سوار ہو جیے افراسیاب وحیرت سخت پر سوار ہوئے آفات متعدد الجیش نقابدار یہ سالار اس شوکت و شان سے لشکر بحساب لیکر چلے پونچنا ان کا تحریر ہو گا یہاں لشکر میں اسد نامدار کے سب شب بھر جاگے اسد کے جسم پر پٹیاں مرہم کی چڑھائیں بلع و فاقم بھی انھن کے بقیہ رہیں غضنفر کا قول ہے کہ میں قبلہ و کعبہ کے ساتھ ضرور جاؤں گا لاچلین نے جواب دیا اے شیریشیہ جرات اگر جانا ممکن ہو تا ہم لوگ دامن دولت کبھی نہ چھوڑتے سایہ شان ساتھ رہتے طلم باطل کی جفائیں سہتے اب تو احکام روزنامہ میز بحر کی پابندی ہے وہ رات آنکھوں میں کٹ گئی افرام عالم افروز دریاے نیلگون بہر میں شنادری کر کے فلک چہارم پر بوندہ ناخدا فی سوار مہا نورق ہاے ضیا و شعاع گردا گرد دریاے نور نے تمام عالم سیراب کیا لشکر اسلام میں صدائے مکہ بلند ہوئی اسد نے اٹھ کر بمشکل نماز پڑھی جو جہاں ایسا ہی حال ہے کہ ضبط کر کے بستر خواب سے اٹھے اسد نے نماز پڑھ کر سلاح طلب کیے سب شہزادیاں رو رہی ہیں اسد نے خود سر پر بکھا عاشقان جمال النور کے سر میں در دیر پیدا ہوا اسد نے زرہ پہنی مجاہدین نے کڑی جھیلی اسد نے تلوار کر سے لگائی چاہتے والوں کے کلیجوں پر شیشہ مصیبت



پھری پر کو پشت پر دیکھا آنکھوں میں اندھیرا گیا گمان کیانی دوش پر تر کش کو حامل کیا یغرم دالم کا  
 بلبوں پر سب کے بڑا اسد نے سچ ہو کر فرمایا ہم سب صاحبوں سے رخصت ہوتے ہیں۔ اس وقت  
 بدلیح الزمان قاسم وغیرہ کی بفراری متوقان پری چہرہ کی اشکباری آگے آگے اسد نامدار  
 عقب میں یہ سب سرداران نامی روتے ہوئے گھر وئے روز ناچہ میز بحر اسد کے ہاتھ میں یا اسد  
 چند قدم بڑھے قطرات خون زرہ سے ٹپکنے لگے زخمیہ صد عظیم بیونچ اس شوکت و شان سے  
 قریب دریا کے نیل ہو نیچے ابرسوئی کو جنبش ہوئی طائران زفرہ سر کو ہوش اڑانے کی کوشش ہوئی  
 لاجپین نے بعد شقت ایک کشتی لاکر دریا میں چھوڑی کہانے شہر یا رسم اللہ ناخداے عالم ایک انشتیاں  
 ہے حاکم بحر و آب کا نگہبان سے یہ ظاہر تھا کہ نوجوان کا جازہ جاتا ہے ملکہ مجیدین الان خوتقبا و ملک  
 لعل سخندان موج فطرہ زن و گلنار گلنار پوشق ناہید یہ سب شہزادیاں عاشقان چال  
 اسد نامدار چچین مار کر روتی ہیں اسد نے رو کر فرمایا آپ لوگ ہمارے ہوش اڑاتے ہیں ہم تلاش  
 لوح میں جاتے ہیں اس نے کے عوض میں دعا کر کے مشکل آسان ہو حقیقت میں حال میرا بہتر ہو دیکھ  
 لڑائی میں کیا ٹھہرے وہ بے نیاز دستگیری کر گیا جنگ میں سیر وں خون جسم سے جاری ہو چکا ہے فرار  
 اسد نے کشتی چھوڑ دی کشتی دریا سے تھام میں مثل ہلال شب اول جاتی تھی ایک ہاتھ میں ذرا ناچہ جب کشتی  
 بڑھی تمام الیاں فرج دیکھ رہے ہیں ہاتھ سب کے واسطے دعا کے بلند میں غربت پر اپنے سردار کی درد مند  
 ہیں ابرسوئی نے چرخ مارا طائر وں نے زفرہ سرائی کی صاف یہ آواز دیتے تھے کہ اس طلسم کشاے  
 جوان یکتا دنیا مقام عبرت ہے اب اختتام شوکت ہے چند ساعت میں رنگ عالم دگر گون ہو ناہر منکے والا  
 سر پر ہاتھ رکھ کر روتا ہے کتب میں یہ بندہ سس تحریر ہے صاف صاف تقریر ہے بندہ سس  
 ہمنے دیکھا ہے تو ایسے میں ہے اہل نظر  
 وجہ ہوا سکی یہ ظاہر عقل کے اوپر

ہاتھ رکھتے تھے سکندر نے کفن سے باہر  
 لیغہ وہ کہتا تھا یہ دست تھی دکھلا کر

زورہ بیچ نداریم جسہ ندیر کنسیم  
 سفر دور و دور از لیست و ما بخبریم

چند ساعت کا آئندہ دردند میں پس و پیش ہے سلطنت و لیاقت کی جفت ہوس ہر بڑے بڑے بادشاہ  
 کیا ہوے گردش فلکی سے شے جکے آگے نوبت و لغارے بنتے تھے انجام میں یہ نوبت ہوئی دغ و کفن



|                                                                                                           |                                |                                  |                                       |
|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------|----------------------------------|---------------------------------------|
| بھی ممکن نہوا حسرت دیاس لیکر وہ دنیا سے اٹھے وزیر و امیر ساتھ نہ گئے قبر میں تنہائی کسی نے خبر بھی لی نظم | ناسازی زمانہ کہے کہاں کہاں تک  | بیزار ہو گئی ہر جسم خیزین جان تک | رکھ کر لحد میں مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا |
| خوش و غمزہ سارے بس کچھ فقط یہاں تک                                                                        | دیگر بعد مرنے کے یہ کھلا ہمسیر | خاک کے نیچے خوب بستی ہے          | خاک کے نیچے خوب بستی ہے               |
| ابر رحمت اگر نہیں اسے برق                                                                                 | بگیسی گور پر پرستی ہے          | فلک نیلگوں شایانہ شمع مزار کے    | فلک نیلگوں شایانہ شمع مزار کے         |

روئے کا افسانہ کسی نے دوپہول بھی قبر پر نہ رکھے کسی نے فاتحہ بھی نہ پڑھا ہمتی! محبت پر ناز تھا وہ تقسیم وراثت کی فکر میں رہے اس نے ولے نے تنہائی کے ظلم سے اہل و عیال نے بھی ساتھ نہ دیا اقارب کا کیا ذکر اس خرب مسافر کے کیس کو زار راہ کی فکر نہ ہوئی انجام بخیر ہوئے کی تیر نہ ہوئی زندگی میں اگر کسی نے موت کا نام لیا اسکو دریا سے نکلوا دیا انسان کو مٹا سکتا ہر وقت کفن کی فکر کرے مرنے کا ذکر کرے اپنی قبر خود نبولے اپنے انجام کا خیال رہے جو نہ کرے گا وہ بیت پھٹائے گا اے طلسم کشا پلٹ جا کیوں اپنی جان دیتا ہے پلٹ جا رہمیری سے مقابلہ دشوار ہے وہ ساحر نامدار کنارے چھوٹ کر بھاگتا ہے اس کے شہ پر چڑھتا اپنی حد سے بڑھتا سر اس عقل کے خلاف ہو تو جری بہادر صاحب انصاف ہو کبھی کسی طاغوت نے آواز دی کیوں خواجہ تم اپنے فرزند کو نہیں سمجھاتے کہ اپنے کو مبتلا ہے بلا نکرو اسد کو پھیر لیاؤ تم ایسا عقیل و فہیم ایسا نادان ہوا تم نے تو مال عالم زبیل میں جمع کر لیا خوف خدا دل سے بھلا دیا دوسرے مال کو نکال کر راہ خدا میں صرف کر دو رہے سناں بچھو نیکریٹین گے بہت پچھتاؤ گے عمو کو جویت خوف خدا دل پر طاری اسد کو بفراری اسد نے گھر کر کہا چھوٹے نا نا جان بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو نا انسان کو سمجھائیں چند ساعت کی حیات ہے یہ سرکشی کیا بات ہے پلٹ چلیے حقیقت میں شرم کرنا چاہیے جانو تم کو سمجھاتے ہیں ملاکون بندگان خدا کی خونریزی ہوگی میں تو ضرور پلٹ جاؤ لگا اس سرکشی سے کیا فائدہ عمر وے کہا بیٹا سچ کہتے ہو یہ اسکر جاہا کہ کشتی کو پھیر میں شہنشاہ لاہین جو یہ محرکہ دیکھا بے قرار ہو کر آواز دی اسی شہنشاہ اے طلسم عیاری وای تاجدار ملک طاری ان جانوروں کی آواز نہ سماعت فرمائیے حقیقت میں دنیا نا پائدار ہے ہمیشہ تاجداران الو العزم مصروف جنگ جلد رہو اگر شمشیر زنی نہ کی عکس لاری میں خلل رہو طلسم کشا کو ہوشیار کیجئے یہ کشتی کشتی حیات ہے طوفانی نہ کیجئے اگر دہچاے روز ناچ میز بحر ملاحظہ فرمائے یہ سنکر عمر وے کہا ای فرزند روز ناچ ملاحظہ کرو کشتی کو دریا سے نہ پھرو اسد نے ہوشیار ہو کر روز ناچ میز بحر کر سے نکالا ملاحظہ کیا صاف تھر تھکا کر اوقلاح طلسم ویدلان



عجائبات طائروں کی زمرہ سرالئی پر خیال نہ کرنا یہودی بے بود طلمس ٹپے بڑے شہر شاہان جلیل نے یہاں  
دھوکے کھائے کشتی کو وسط دریا میں پہونچا خیال کر کے دیکھو سہ خزاوان نظر آئیں گے اپنی وحدہ لافیک  
کو ایک کھوکھلے ہاتھ ڈالو جس پر ہر ہاتھ ٹپے وہی صاحب لوح طلمس ہے اسد نے خواجہ سے کہا روز ناچے میں  
یہ تحریر ہے صاف صاف مضمون دلپذیر ہے عمر وئے کشتی کوڑھایا پنج دریا میں پہونچے طائروں نے زیادہ  
غل جھپایا ایک طائر ہفت رنگ کے آواز دی اسے طلمس کہتا تو بہادر کہتا ہے ہمارے سمجھانے کا یہاں  
نہ آیا نا پانداری دنیا پر تصور نظر پایا دیکھو ابھی خیر ہے آئندہ بچھتاو گے جستجوے دریا میں کچھ رہتا ہوگا  
کو سہرہ دا اصلی ہاتھ سے جاتا ہے اسد نے جو روز ناچے کو ملاحظہ کیا نایت ہو گیا کہ طائر دھوکا دیتے ہیں  
دنیا میں آبرو دیتے ہیں ماہیت اصلی سے آگاہ ہونا چاہئے بعد امتحان حال کھلیں گاہ یہ ذکر تھا کہ  
موجہ دریا بلند ہوا دیکھا سات سہ خزاوان چرخ ہارتے ہوئے دریا میں پیدا ہوئے سہرہ دا چھایا ہوا لاجپین  
پر رونق سطوت و صولت سہرا فراسیات سے مرفی چھائی ہوئی سب کچھ میں سہرہ دا سر جو شان و  
خروشان کبھی ظاہر ہوتا ہے کبھی مخفی ہو جاتا ہے اسد نامدار نے کشتی کو بڑھایا روز ناچے کو کمر میں رکھا عمر کو  
بھی خوش لایا کہا اے ننگ بجزرات بسم اللہ وقت امتحان ہے سر کشان ہو شراب پر تھرا احسان  
نے بسم اللہ لکے سہرہ دا سر پر ہاتھ مارا تین معلوم اسمیں کیا سر تھا اور سب سر خود سر تھے سانس سے  
مکمل سہرہ دا سر پر ہاتھ آیا اسد نے اٹھایا لاجپین اسر کوہ سے یہ معاملہ دیکھ رہا تھا جیسے ہی اپنے  
دیکھا کہ سہرہ دا سر پر ہاتھ کو دستیاب ہوا آواز دی اے شہر یار بسم اللہ خدا آپ کو منظر منظور کرے اسد  
فوراً اپنے کو دریا میں گرادیا اسد کے ساتھ ہی عمر و بھی آنکھیں بند کر کے پھانڈا ڈالو نوں نے گرتے گرتے  
آواز دی فردرین دریا سے پایاں درین طوفان شور و فراز دل انگیز بسم اللہ مجرہا و مر سہا  
اسد و عمر و بچانے موج آب بلند ہوا لاجپین وغیرہ رنجیدہ و کبیدہ تھے لیکن ملکہ لعل سخندان عاشق  
جمال اسد نوجوان نے زانو پر ہاتھ مارا مواج قطرہ زن سے کہا اے مولج مقام انوسن سہرہ دا  
سے مقابلہ ٹپے اور کوئی خیر خواہ دولت ہمراہ رکاب نہوا رہی مقامات سخت و صعب یلنگے اگر شاید  
ٹپے کر لوح بھی لی نہرا بادشمن موجود ہیں قصد کرینگے بہر و جیل لوح چھین لین تم تجاتے ہیں اپنے کو  
خود تین سہرا سے کی پہونچاتے ہیں یہ سکر مولج کو بھی جوش آیا ملکہ لعل نے برہادر پیدا کیے طاوس پر  
سوار ہو کر ایک جانب نکل لیں مولج بھی ایک جانب قطرہ زن ہوئی ایک جانب ملکہ جہار کو



باغ لشکر میں رہنا ناگوار باغبان نے کہا اسے بہار خدا حافظ ہم تعاقب طلسم کشا میں جاتے ہیں  
 باغبان وہاں بھی ایک جانب چلے شہنشاہ لاچین نے ملکہ مہر خ سے کہا آپ لشکر سے ہوشیار رہیں  
 میں بھی تعاقب میں طلسم کشا کے جاؤنگا انشا اللہ دونوں طرف کی خبر لوگا لاچین کے کہنے پر سب  
 سردار آمادہ ہوئے ہر ایک سردار کا یہی قول تھا کہ لشکر میں نہیں عقب میں اپنے آقا سے نامدار کے  
 جہاں کہ سامنے سے چرند و پرند دوڑے ہوئے آئے عرض کی حضور اب سب لشکر سے جانب کا قصد  
 کرتے ہیں افراسیاب بر سر کوہ زمہر جدی پہونچا آفات و نقابدار کو لیکر بڑے قہر و غضب میں آتا  
 پہنے اپنے کانوں سناوہ مغرور کہتا تھا کہ میں جا کر صاحبقران کا بھی خاتمہ کرونگا خداوند کو راضی کرنا  
 منظور ہے آپ تو خود تخت پر سوار ہے آفات لشکر کی علیحدہ ہے نقابدار سپہ سالار ہے یہ لشکر شہنشاہ  
 لاچین کو سنانا اگیا کہا ملکہ مہر خ بڑا غضب ہوا اگر یہ نقابدار اگر ڈاکوئی اسکے ہاتھ سے زندہ نہ چھوٹا  
 لب میں لشکر سے نہ جاؤنگا شہزادہ بدیع الزمان و نور الدین و قاسم و غضنفر عمر زداران اسد ملکہ  
 روح روان صاحبقران یہاں موجود ہیں انکی حفاظت طلسم کشا سے زیادہ چاہیے وہ طلسم کشا میں اپنے  
 کوئی دست انداز نہیں ہو سکتا اگر انہیں سے کبھی کامی جہ میل ہو طلسم کشا کو بہت شاق ہوگا یہ  
 شیران دشت بزد کیسے مقابلہ سے روگردانی نہ کریں گے یہ کہہ کر لاچین والا ٹکین و سرداران غفر قرین  
 روئے پتے طرف اپنی بارگاہ کے پلٹے لشکر طغیان فرخوش ہوا اسد نامدار اس تہوج آب سے نجات پا کر  
 زمین پر پہونچے خواجہ تو الگ کرے کہ انکا ذکر وقت پر کیا جاوے گا اسد نے دیکھا صحرائبرہ زار و اوج  
 و کشت ایک مرکب با ساز ویراق مرصع کار صحرابین بگدھریان کر رہا ہے اسد کو دیکھ کر وہ مرکب  
 کلائیان مارتا ہوا دم سے چوکر تا ہو بہ تیز روی قریب اسد آیا اسد نے دیکھا بدغلی و تائید لاری سواری ملی  
 بسم اللہ کہکریشت مرکب پر سوار ہوئے گھوڑا انکا طراسے بھرتا ہوا ایک جانب چلا چشم زدن میں گئی  
 سو کوں ننگلیا ہوا سے بھی چند قدم آگے آیا سرچند اسد روکتے ہیں وہ برق کردار نہیں رکتا تھوڑے  
 عرصے میں سامنے ایک قلعہ کے آکر پہونچا دیکھا قلعہ پر فلک کشیدہ گولہ انداز پر قلعہ ٹپھا ہوا تو میں لگی ہوئی  
 میں ایک جوان دور میں ہاتھ میں اسی طرف دیکھ رہا ہے جیسے ہی اسکی نگاہ اسد پر پڑی بکا کر آواز دی یا رو  
 ہوشیار ہو جاؤ طلسم کشا آپہونچا اسد نے روزانچے کو دیکھا اوسمیں لٹھا تھا کہ اگر صحرانہ مہر میں پہونچو  
 مرکب شکنیں ممکن ہو اٹھیں سوار ہونا اپنے کو سامنے قلعہ زمہر کے پہونچا ناب کام ہے خرات صاحبقران



بشوکت تمام قلعہ کو فتح کر دیا اسی قلعہ میں زمہریر رہتا ہے ہر چند اپنے کو بجائے مگر اسکو قتل کر دلوچ و مہرہ  
 حاصل ہو فلاحی طلمم کی تدبیر ہو اسد نے یہ دیکھ کر روز نامہ گرین رکھا قبضے پر ہاتھ رکھ کر نعرہ کیا اہالیان  
 قلعہ دروازہ کھول دے شیوہ جرات یہ ہے کہ بیرون قلعہ اگر مقابلہ کر و مثل عورتوں کے پردہ قلعہ میں نہ چھپو یہ جو  
 اسد نے نعرہ کیا راج قلعہ تھرا گولہ اندازوں نے توپ کو سیدھا کیا جواب میں توپیں ماریں اسد  
 نعرہ کر کے چلا قلعہ کا بھانک بھی کھلاتین لاکھ جادوگر نکلے اسد پر سحر کرنے لگے جب سحرانکے باطل ہوے  
 اسد پر تاثیر ہوئی اور اسد اڑتا بھرتا لوگوں کو روک کر قریب خندق پہنچا آواز دی مال خراب نکر د  
 یکا یک بھانک کھلا دیکھا سانسے وسط قلعہ میں ایک گنبد عظیم ہے ایک ساحر دو خصال آلات حرب و  
 ضرب سے آراستہ بیٹھا جھوم رہا ہے ساحر و کو مغیب دیتا ہے کہ یار و طلسم شادریائے نیل کو طرک کے  
 آہو بچا خبر دار مجھ تک آنے نہ پائے اس ہنگامے میں آسمان پر برقی چمکی ملکہ لعل و موج بدحواس کر پھوٹیں  
 چہروں سے اسنے ظاہر تھا کہ لڑتی بھڑتی آئی بین لعل نے آواز دی اے شہر یار گنبد میں جو بیٹھا ہے وہی زمہریر ہے  
 روز نامہ میر کج کو ملا حطہ فرمایے اپنے کو تابہ گنبد لڑ بھڑ کر پہنچائے ہم مقام عجائب و غرائب طے کر کے بشکل  
 یہاں تک پہنچے آپ کا ساتھ نہیں دے سکتے در قلعہ پر ساحرون کو روکین گے یہ کہہ کے دونوں گرین سحر  
 کرنے لگیں لعل نے ایسے گولے مارے کہ بھانک سے مجمع ساحران کم ہوا اسد نے جو مہلت پائی اندر  
 بھانک کے اڑتا بھڑتا داخل ہوا گرد زمہریر کے کئی ہزار پہلوان بیٹھے ہیں ایک ایک عضویت خو خوار مکار  
 و غدار ایک ایک اٹھنے لگا جو بیرون گنبد آیا کوئی دس ہزار کا اکثر کوئی پچاس ہزار کا حاکم طاوت رعد آواز  
 چیخیں مارتا ہوا پچاس ہزار غیر ساحر و نکولیکر اسد پر اڑا اسد نے طاوت کو ڈانسا دوسری طرف سے  
 طاوت کا بھائی جا لوت رعد آواز بھی چلا دوطرف سے دونوں نے اگر حربہ کیا ایک کی تلوار اسد  
 نے گاتھی جا لوت کی تلوار سے زخمی ہوے ایک کو قبضہ مارا ایک کو پلٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا  
 طاوت کا تو سر پھٹ گیا جا لوت کا گینڈہ مارا گیا سر سے خون اسد کے جاری ہوا ایک جانب سے  
 اسہرن فیلٹن و نروان فیلٹن یہ دونوں بھائی ساٹھ ہزار پیادوں سے بڑے گھوڑے پر اسد کے  
 تلواریں پڑنے لگیں مرکب طراس پھر کے چاہتا ہے اپنے سوار کو بچاؤ پیادوں سے مہلت نہیں ملتی ہے  
 لعل و موج بھانک پر گھر گھین مجمع ساحران سے نکلنا دشوار ہے اوستا ذان مخور نے تحریر فرمایا ہے  
 کہ آٹھ ہزار اسد کو جنگ کرتے ہوئے گندے پیادے سوار لپٹے جاتے ہیں تابہ گنبد جانیکا راستہ نہیں ملتا خم



بھی کھا چکا اب اسد کو یاس ہوئی ہنسل روز ناچے بنگاہ دلی صاف نحر پتھاکے طلسم کشایہ مقام  
 امتحان صاحبقرانی ہے بہ جرات اپنے کوتاہ گنبد پوچھا جب تک زمہریر نہ مارا جائیگا مطلب دلی  
 نہ حاصل ہوگا مقام جرات و شوکت ہے یہ مضمون دیکھ کر اسد کو یاس ہوئی یہ دیوارین لوہے کی کیونکر  
 ٹوٹیں یہ بدل سوار صفین باندھے کھڑے ہیں وہ اندر سے گنبد کے لینا لینا کر رہے ہیں صفین درہم و  
 برہم ہوئیں اہرمن و نہروان و جالوت تینوں پہلوان ترغیب دے رہے ہیں جبے مہریر  
 نے دیکھا کہ اسد کا مرکب اتھا کا زخمی ہوا اسی جیداری سے طرے بھر رہا ہے اپنے سوار کو بچاتا ہی  
 زمہریر گنبد سے باہر نکلا چند دنے ماش کے زمین پر پھینکے ایک رنگی سیاہ روزمین سے نکلا اسے گھوڑے  
 پر اسد کے وار کیا سرکٹ کر گھوڑے کا زمین پر گر کر اسد نے رنگی کو مارا مگر شہزادہ زخمی ہوا زمہریر نے  
 پکار کر آواز دی اسے بارو ایسے نامرد ہو ایک شخص کو قتل نہیں کر سکے گھوڑا بھی اس کا کام اچھا پیدل  
 کو چار جانب سے گھیر لو مگر ٹوٹ بڑا اہرمن و نہروان فوج کو لیکر بڑے اسد نے بنگاہ یاس طرف  
 آسمان کے دیکھا راز دل پیدا کرنے والے سے عرض کرنے لگا قریب تھا کہ سب بلوہ کر کے اسد کو پکڑ لیں  
 کہ پہلو سے قلعہ سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سب نے نقابدار تاجدار بادلہ پوش مع بارہ ہزار جوانی  
 صف شکن نمایاں ہوا وہیں سے نعرہ کیا اے شیر پیشہ صاحبقرانی نہ کھیرنا تمہارا چاشنا رخد منگزار  
 آہو پوچھا یہ کہ نقابدار جو شان و خروشان شمشیر زنی کرتا ہوا اول بھاٹک میں پوچھا سحر و کو منتشر کیا  
 اعلیٰ و مواج کو پکایا کیا اے شہزادہ جو شجاعت میں تم چلی آئین بہان سے تم چلی جاؤ تمہارا ٹھہرنا  
 مناسب نہیں ہے تم نکل جاؤ تمہاری وجہ سے طلسم کشاکش کے واسطے یہودی ہوگی ایک رازدار  
 خیر خواہ نے یہ بات کہی ہے تم لڑتی بھرتی نکل جاؤ اس لطف سے نقابدار نے کہا اعلیٰ و مواج پر طرے  
 پیدا کر کے مجمع ساحران سے نکل گئیں نقابدار لڑتا ہوا قریب اسد پوچھا گھوڑے سے کو دیر افرامانے  
 ہنسکے کج جرات و آہن بردشت شوکت ماشاء اللہ زبان تیر و کلمہ عودے صدا حسنت و آفرین بلند کیا  
 اے شمع دو دمان صاحبقرانی محفل رزم میں خوب نام روشن کیا بسم اللہ مرکب پر سوار ہو اسد  
 قبول کرتے تھے نقابدار نے دستگیری کی شانہ تمام لیا اسد کو گھوڑے پر سوار کیا اہرمن نقابدار  
 پر حراچہ آگئے ہی ہاتھ مارا نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ لپٹ پڑا نقابدار نے کرین ہاتھ ال کے اٹھا  
 لیا چرچ دیکر مارا سر بھیا کا پاش پاش ہوا نہروان نے جو بھائی کالا شہ دیکھا بے قرار ہو چکا ہوا اسد پر



جا پڑوں نقابدار بڑھ گیا نہروان کے بھی دو پرکاشے کے چار پانچ پہلوان جو نقابدار نے بڑھ کر قتل کے  
 بارہ ہزار جو ان ہنر اہمیان نقابدار جان باز و سرفروش بڑھ کر لڑے گلی کو چے لاشوں سے بھر دیئے  
 افسوں سے پرے خالی کر دیئے اتنی مہلت جو اسد نے پائی لڑتا بھڑتا بڑھا نقابدار سینہ سپر ہے جو  
 اسد پر وار کرتا ہے ملازمان نقابدار نے سنان نیزہ سے سینے ملا دیئے نہیب مشیرنی نے طبقہ زمین کے  
 چلا دیئے زمہر سر نے جو تیش مشیرنی دیکھ کر گدن مست پر سوار ہوا سرداروں کو اشارہ کیا نقابدار اسد  
 نامہ لڑو کو مابہ ولت لڑتے بھڑتے نکل جائیں یہ کہتا ہوا بیرون قلعہ چلا فوجوں نے بھی اسد و نقابدار  
 پر بلوہ کیا ہر چند اسد نے قہد کیا بڑھ کر زمہر کو دیکھ کر زمہر بیرون قلعہ ہو گیا اسد  
 نے گھوڑے کو پھیرا اس دریائے فوج سے شناورسی کر کے نکلا انتہا کے زخم کھائے نقابدار بھی  
 چاہتا ہے جان دون اسد کو بچاؤن لڑتا ہوا ساتھ ساتھ چلا آتا ہے جب بیرون قلعہ اسد کے سب  
 فوجین باسر اسمین ملازمان نقابدار نے لاشوں سے خندق پاٹ دی چاہتے ہیں جو اندر ہیں او نکلیں  
 آنے دین مگر انتہا کا بلوہ ہے زمہر کو گھیرے ہوئے لے جاتے ہیں کہ آسمان پر پھر برق چلی اُس  
 برق سے آواز آئی اے طلسم کشا روز ناچے کو ملاحظہ فرمائیے پروردگار نے سامان فتح مہیا کیا  
 زمہر قلعہ سے باہر نکل آیا اسی قاعدے میں تحریر تھا کہ زمہر بیرون قلعہ مارا جا گیا آپ صاحب  
 اقبال بنین اسد نے سرائٹھا کر دیکھا ملکہ عجائب آواز دیکر آسمان میں ڈوب گئیں چلتے چلتے کچھ ماش کے  
 دانے پھینکے کئی ہزار سا وغیرہ ساحر جلے معلوم ہوتا ہے ٹھہرے سکین کسی ساحر کی شرکت قلعہ زمہر پر  
 ناجائز ہے اسی وجہ سے اعلیٰ و مولج بھی چلی گئیں ملکہ عجائب بھی اگاہ کر کے غائب ہوئیں اسد  
 نے روز ناچے کو پھر ملاحظہ کیا لکھا تھا اے طلسم کشا زمہر کو بیرون قلعہ قتل کرنا اگر اندر قلعہ کے قتل  
 ہو گا لوح دستیاب نہو گی بڑے بڑے فتور پڑینگے اسد روز ناچے پھر مکر میں رکھا ہزار پانچ سو قدم زمہر پر  
 قلعہ سے نکلا تھا کہ پشت سے نعرہ اسد کی آواز آئی زمہر پر ٹھہر گیا اسد پر فوج کو اشارہ کیا اسد  
 لڑتا بھڑتا قریب زمہر پر پہنچا نقابدار کو نہایت ہراس ہے کہ زمہر پر دیو نظر ہو گیا پیکر ذیل سر زبردست  
 بادہ کبر و نخوت سے مست زنجیر باسے آہنی سے مکر باندھے جوڑا تیغ ہاتھ میں گیندے کی دو کمر ہاتھ مارا  
 نقابدار متیاب ہو کے دوڑ پڑا پر دانہ وار اسد کے گرد بھرنے لگا ہی تر دہی کہ اس دیو سے دیکھنے کیا  
 لکڑے اسد چلا گھوڑیکو بچاؤن گھوڑا نہ بچا سر قلم ہوا اسد گھوڑے سے کودا زمہر پر سے



اسد کو سایہ میں تلوار کے لیا اسد جھپٹا اس وقت نقابدار کی بقیہ رہی لیکن اسد ہنگامہ بیگانہ نہ ہو کر گدگد  
 ہو گیا گینڈے کے پانوں تھا سے روز کیا ز مہر کو کچ گینڈے نے اٹھا ہر چشم زخم سے قطرات خون  
 پٹپٹنے لگے جا بجا سے زخم شق ہوئے وہاں زخم سے الامان کی صدا آئی شوکت پر اسد کے زمین تھرائی  
 نقابدار نے آواز دی اے شیر صاحبقرانی مر جا سابق میں رستم سلیمان علمشاہ نے لندھور کو مع  
 ہاتھی اٹھایا تھا یہ شوکت اس سے زیادہ تھی رستم پر یہ ہراس نہ تھا اسقدر زخم دار نہ تھے ماشار اللہ  
 نام صاحبقرانی روشن ہوا اسد نے چرخ دیکر زمین پر مارا گینڈے کا سر پرزے پرزے ہو گیا ز مہر کو  
 کر الگ ہوا اسد کی انگلیوں سے قطرے خون کے ٹپک رہے تھے ز مہر نے جو اسد کو بیدل  
 یا یا لپٹ پڑا اس خیال سے کہ دبوچ کر مار ڈالوں اسد اس حالت اضطراب میں ضبط کیا اس ہمار  
 کو کوسے پر لاداز میں پر مارا دم سے لٹھے کا لٹھا گرا اسد نے ٹھوکر ماری گرد برد اسد کا  
 بھی رنگ زرد ہوتا تھا پانوں میں ریشہ جھکا نظر کر وہ ہے انکو یاد کیا چھاتی پر ز مہر کی ہو گیا شوکت  
 نقابدار بھی گھوڑے سے کو دیر تعریف کر رہا ہے اسد نے ایک پانوں اسکا دونوں پانوں سے  
 دبایا ایک پانوں دونوں ہاتھوں سے تھا مانعہ تکیہ کر کے بکرا مارا ز مہر کو چیر ڈالا سینے کو لگی سر سے  
 مہر مثل جرم قمر جھکا کئی طائر سر سے ز مہر کے پیدا ہوئے نقابدار نے آواز دی اے اسد تحفہ لینا  
 تامل نہو اسد نے طرف لوح کے ہاتھ میں آیا جو طائر سے نکلا تھا اسنے جا ہا مہر منقار میں اٹھا لوں  
 قلبدار نے تیرا طائر کے دوسرا ہوا اسد نے لوح دھرو اٹھا یا طائر جو مرکز اس کے خون سے پہر ایک  
 طائر پیدا ہوا ہیات کرتا ہوا طرف افراسیاب کے بھاگا بوند لاگر دکا جسم ز مہر میں لپٹا اڑا کر دوا پر  
 لیگیا اسد نے لوح کو گلے میں ڈالا مہر زیب کر کیا ہر خند خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا مگر غش چلا آتا  
 ہے نقابدار نے پکار کر کہا اے اسد تھوڑی تکلیف اور باقی ہے تساہل کرو مہر کا عکس لوح پر ڈالو  
 دیکھو کیا احکام نکلتے ہیں اسد نے عکس مہر کا ڈالا بھٹ جلی نوشتہ پایا کدے قلع طلمس و اسی ستار این  
 عجائبات اگر خدا فضل کرے لوح دھروہ حال ہو جس مقام پر ز مہر کو قتل کیا ہے سانس چشمہ آب  
 نایاب ہے اپنے کو انہیں گرا دوی آب چشمہ مرہم زخم ہے اگر تامل کر دو گے لوح قبضے سے نکلیا ہو گی گرت سے  
 لوح کی قوت جسم میں رہیگی زخم صحت پائیکے قدم بقدم لوح کو دیکھنا نقابدار نے آواز دی آفرین کیا علم نکلا  
 اسد نے مضمون تحریر بیان کیا نقابدار نے آواز دی بسم اللہ دیر نیچے اسد اسی جوش میں زخم بقیہ رہا



میں پھاند پڑا یہ معلوم ہوا کہ مین بلند سی سے پھاند اچھٹے کے پانی نے خاصیت مہم سید کی زخمون کا درد  
 موقوف ہوا اب اسد نے اپنے کو ایک صحرائے ریگستان میں پایا بارہ ہزار سا حرجے ہوئے کھڑے ہیں جیسے  
 کوئی کیکا شتاق ہوتا ہے اسد کو دیکھتے ہی غلغلہ کرنے لگے طلمس کشا آپہنچا ان کی وضع سے  
 ظاہر ہے کہ انہیں کوئی ساحر نہیں ہے تو اورین کھنچ کر اسد کو گھیر لیا ہر چند کہ اسد اتھکا خستہ تسالوح  
 کو تو جلدی مین نہیں دیکھا لڑائی مین مصروف ہوا کہ پہلو سے گرد آڑی دیکھا بدیع الزمان پشت مرکب  
 پر سوار مع پانچزار جوانان جہار پکارتے ہوئے آکر پہنچے اسی فرزند مرحبا صد مرحبا شکریہ مین  
 وقت پر پہنچا رتے ہوئے قریب آئے پرے درہم و برسم کئے گھوڑے سے کو دے اپنے مرکب  
 پر اسد کو سوار کیا جو امیر سب کو لڑا ہاتھ اسکی کمر مین ہاتھ ڈال کر بدیع الزمان نے اٹھا لیا سامنے  
 اسد کے چرخ دیتے ہوئے لائے کہا یہ اطاعت کرتا ہے اسکی خطا معاف کرو سامنے جو قلعہ ہے  
 وہاں کا یہ حاکم ہے اس افسر نے عرض کی مین دل و جان سے اطاعت کرتا ہوں اسد نے پشت پر ہاتھ رکھا نام  
 پوچھا اُسے کہا مجھ کو بہرام تاجدار کہتے ہیں اب یہ تاجدار بدیع واسد کو لیکر قلعہ مین داخل ہوا تمام اہالیان  
 قلعہ خوشیاں کر رہے ہیں کہ طلمس کشا نے سرفراز فرمایا دار الامارۃ شاہی مین آکر پہنچے بدیع نے  
 اُس جوان کو تخت پر بٹھایا اسد نے دیکھا مامو بخان اس تاجدار پر بہت مہربان ہیں سمجھے کہ اسکی سبب سے  
 مسلمان ہو اسوجہ سے پرورش فرماتے مین بدیع الزمان نے فرمایا اسے بہرام ہم اپنے فرزند کے جیسے  
 پٹیان مرسم کی چیز حائین کے تابہ صحبت اسی مقام پر رہینگے وہ تاجدار ڈبا مرسم نکالا لگایا شراب کی  
 لاکر رکھی بدیع نے اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیا اسد نے دست بستہ عرض کی آپ تکلیف نفرمائے بدیع  
 نے کہا آج مجھے بڑی خوشی ہے مینے لوح طلمس پوش شراب پائی اب دو چار روز اسی مقام پر رہو سب ہنسا  
 بھی آجائینگے تب لشکر کشی کرنا یہ کہ جام لبریز کیا اسد کے خیال مین آیا کہ ہمارے خاندان کا یہ طریقہ  
 نہیں ہے کہ بزرگ اپنے شہاب بلائیں عرض کی حضور بیٹھ جاؤ مین خد شکاری کرونگا بدیع نے اصرار  
 کیا اسد نے جام لیا بدیع الزمان نے فرمایا اسے نور نظر جلد پورا اسد نے قصد کیا کہ جام نوش کروں  
 آواز آئی کہ طلمس کشا کیا کرتا ہے یہ تمہارے مامو بخان نہیں ہیں بدون ملاحظہ لوح قلعہ مین چلے  
 آئے اسد نے سر اٹھا کر دیکھا لاکہ ابر سے ملکہ عجائب جادو معشوقہ قباد خوشخو کھٹ افسوس  
 مل رہی مین جیسے ہی اسد سے اسکے چار ہوئی کہا اسے نور نظر لوح دیکھو وہ تاجدار جسے اپنا نام بہرام



بلایا اتحاد و تخت سے جھلا کر اٹھا آواز دی اور بادکن خانان ساحران طلسم ہوش بابتو نے غضب کیا مشقت  
 ہماری صنایع کی یہ کھچھٹیا عجائب تو برق بنکر آسمان میں ڈوب گئی بدیع نے جاہا بیچھے ہٹوں اسد کی  
 نگاہ لوح پر پڑی لکھا تھا یہ شہیم جادو مالک مرحلہ جب جام شراب دے اسی پر پھینک مارنا ظہیر مکار  
 بھی نہ جانے پائے اسد نے جام شہیم پر پھینکا قطرات شراب پڑے جسم جس نے لگا لہیر نے  
 جاہا تعاقب عجائب کردن اسد نے اٹھتے اٹھتے لوح سائے کر دی لڑکھڑاکے گرا اوپر سے اسد  
 نے ہاتھ مارنا ظہیر کے بھی دو کڑے ہوئے ان دونوں ساحرون کے مرنے سے مکانات گرنے لگے آواز آئی  
 کشتی ہر نام من شہیم جادو و ظہیر مکار بود اسد نے سجدہ شکر یہ پروردگار کیا چند مکانات  
 کہنے باقی رہے ان میں چند ساحر و غیر ساحر قید تھے ایک جوان خوشرو مسلسل و مطوق تھا  
 جب اسکو رہا کیا ہوشیار ہوتے ہی گرد اسد نادر پھر اکھا اے شہیار ہمارے آقلے نادر مولے  
 قدر شناس لا چین والا تمکین کہان ہین برزگون نے ہلکو بشارت دی تھی کہ سپرہ صاحبقران آکر کھڑو کو  
 قتل کرے گا خدا کا حق ملیگا تم سب کا غنچہ آرزو کھلیگا شکر ہے جو خواب میں دیکھا اسی کا طور ہوا قلب کے  
 سرور ہوا میں شہنشاہ لا چین کے سپہ سالار کا بیٹا ہوں اشہب تیغفران میرا لقب ہے چار سو جوان  
 اس مقام پر قید ہیں یہ سب خیر خواہان دولت لا چین میں اسی جرم میں قید ہوئے جسے دوستی  
 افراسیاب کا اعتقاد نہ کیا اسکو قید کیا نکھر امون کو عہدے ملے جا بجا اکثر وزیر سپہ سالار کینزان ملکہ  
 بلقیس ثانی قید ہیں میں رہبری کر کے لچلو نگاہ برائے خدا لوح دیکھئے یوں کسی سے ملاقات نہ کیجئے  
 تمام طلسم ہوش بابتو آپ کا دشمن ہے جب حضور نہیں آئے تھے شہیم و ظہیر ہی صلاحین کر رہے تھے  
 کہ عزیز و اقارب کی شکل بنکر طلسم کشاکش کو دھوکا دینگے خدا نے آپکو بجا بالوح میں یہ دیکھئے میں دوست ہوں  
 یا دشمن را ہر یار ہزن شاید کوئی ساحر مجھ کو گرفتار کر لے میری صورت بنکر آئے اسوقت حضور کو شکل  
 بڑی ہر وقت لوح ملاحظہ فرمائیے اسد نے لوح کو دیکھا یہی نکلا کہ یہ خیر خواہ دولت ہے اشہب نے  
 اس شب کو اس قلعہ ویران میں اسد کو آثار رات بھر یہی سمجھا یا کیا کہ آپ پر ابھی بڑی بڑی سختیاں  
 ہیں لوح سے غفلت نہ کیجئے لگا غلام ساتھ رہیگا جب چار پہر رات گزری بوقت سحر اسد و اشہب نے  
 کہا اب سلاح جنگ جسم پر آراستہ کیجئے لوح رہبری کرے گی غلام بھی ساتھ ہے طلسم ظاہر میں حضور نے  
 ذکر کیا ہوگا حجرہ ہفت ہا مشہور تھا پانچ حجرے طلسم ظاہر میں تھے دو حجرہ ہاے زیر دست طلسم نام میں



لینگے اب آگے بڑھ کر مرحلہ ہے حاکم حجرہ ششم مہوت فیلز وروہان کا حاکم و منتظم ہے بڑی بڑی کد کرنگاں  
 سے ہوشیار ہے کامرک عربی حاضر ہوا اسد سوار ہوئے اشہب مع چار سو جوانوں کے ساتھ ہوا یہ  
 ہدایت لوح ایک جانب چلے انتشار راہ میں ایک کوہ ملائمت و رہے بندین ایک درہ جھکھلا ہوا کور کے  
 ہوئے دو فیلان مست آپس میں جنگ کر رہے ہیں اشہب نے عرض کی حضور یہی راستہ ہی بعد طر ہوئے اس  
 پہاڑ کے گنبد مہوت لینگا اسد نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا ان فیلان جنگی کو بقوت صاحبقرانی قتل  
 کرو تب راستہ ملے اسد گھوڑے سے کودا چھٹ کر پنج میں ان دو فیلان جنگی کے آیا دونوں نے سونین  
 اٹھا میں اسد نے داپنے ہاتھ سے ایک کا بھونڈا دوسرے ہاتھ سے دوسرا تھا مگر بقوت  
 صاحبقرانی ایک گھونسا مارا ایک کا سر بیٹا دوسرے پر قبضہ مارا دونوں مر کر گرے تاریکی ہوئی آواز  
 آئی کشتی مرانام من فیلان جادو بود در کا کوہ شق ہوا راستہ ظاہر ہو گیا اسد پشت مرکب پر ہوا  
 ہو کر پڑے اشہب نے بڑھ کر ہاتھ جوڑ لئے کہا غلامان جانبا ز قوت بازو پرتار ہوں آگے او صاف  
 کتب میں دیکھے تھے اس سے بہتر یا پیرائے فتاحی طلسم ہوتے شہر بالیا صاحب قوت و طاقت ہوا اب خدا  
 حضور کو مہوت پر نظر و منظور کرے اشہب یہ کہتا ہوا آتا ہے تھوڑا ہی راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا اسے  
 ایک گنبد آہنی اسکے اندر ایک جوان عفتیت مثال بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہے بہت سے  
 پتلے ماش کے آٹے کے بصورت شیر و لنگ و گرگ و فیل بنے ہوئے رکھے ہیں جیسے ہی اسد نے نعرہ  
 کیا مہوت نے وہ پتلے پھینکے فیلان جنگی و شیران صحرائی بصورت اصلی ہو کر اسد پر حملہ آور ہوئے  
 وہ محکمال ہے کہ گھوڑے کو اسد کے ہلاک کیا چار جانب سے لپٹے جاتے ہیں پیچے پڑ رہے ہیں قصداً  
 کہ لوح لین زہرے پڑے پور ہی ہے وہ شیران صحرائی یہی قصد کرتے ہیں لوح و دھرم قبضے سے اسد  
 نکال لین خون کے پیاسے ہیں اشہب نے دور سے دیکھا اسد کا گھوڑا مارا گیا پیدل ان جانوران گزرتے  
 شیران زہر ہا شیر گھونسا مارا ہاتھی کا سر پھینکا گرگن پر ہاتھ تلوار کا مارا اشہب نے بھار کر آواز  
 دی اسے شہر بار لوح سے کام لیجئے ان جانوروں کے سامنے لوح کو پھینک دیئے اشہب نے جو یہ  
 بھار کر کہا مہوت فیلز و زل ابر کے گر جاؤ از دی او اشہب مابودت کہ سامنے منہ زور بان کر رہا  
 یہ لکھ شیر کی تصویر زور سے پھینکی وہ ماش کا پتلہ شیر بنکر اشہب پر جا پڑا اس نوجوان کو منہ میں دبا کر  
 لے بھاگا پھر چپہ اسد نے تعاقب کیا وہ شیر نظر وں سے نابود ہوا کچھ شیر جہاں وہ چار سو جوان کھڑے



ہیں اپنے بھینکے ان شیر دن سے ان سب کو چیر چاڑ کر پھینکنا شروع کیا اسند انہما کا بقرار ہے کہ کس طرح  
 سے اپنے کو بچاؤں یا اس شہب کی فکر کر دن یا ان بندگان خدا کی حفاظت میں مصروف ہوں جست  
 کر کے اپنے کو جمع جانور ان گزند سے کالامہرہ کا عکس لوح پر ڈالا حرف پیدا ہوئے تحریر تھا ایہ طلسم  
 کشامہرہ قبضے میں رکھ لوح کو یہ کہہ پھینک دے کہ اسے جانور ان گزند یہ تھہ موجود ہے جو سب پر غالب ہے  
 وہ لیلے یہ آپس میں لڑینگے تم تماشا دیکھو بعد جیسا لوح میں حکم ہو دیا کرنا یہ حجرہ ششم بلا ہے بسب لوح  
 کے مجبور ہے ورنہ یہ مہبوت پر سے کے پرے دہم و برہم کر دیتا ایک نہ پتا جب گنبد سے نکلیگا زمین کا پتہ لگی  
 لوح پھینک کر ہوشیار ہنادہ شیر اور فیل اسد پچھلے تھے کہ اسند نے فقہ مذکور کہہ پھینکا شیر فیل آپس میں  
 لڑنے لگے ایک نے ایک کو ہلاک کیا ہر کس ہی چاہتا ہے کہ لوح کو اٹھالوں تین سو شیر دینک وغیرہ آپس میں  
 لڑ کر ہلاک ہوئے گوشت خرد دندان سگ کا مضون ظاہر ہو گیا ایک شیر بر سب میں قوی تھا وہ باقی رہا  
 آسنے چاہا لوح پر قبضہ کر دن ہزیر دشت جرات اسد باشوکت نعرہ کر کے اس شیر پر جا پڑا آسنے دونوں نے  
 دھکے دھکے قہقہہ کیا گوشت پوست لوح کو لیا جان طلسم کشا کو مٹاؤں اسند نے دونوں کلائیوں تمام  
 کر ایک گھونسا مارا شیر کا سر چٹا اسند نے لوح اٹھالی طرف گنبد کے چلا مہبوت سے زنجیر آہن سے  
 کر باندھی سپر فولادی بائیں ہاتھ میں گزر گران سنگ کو گردش دیتا ہو گنبد سے نکلا آتے ہی اسد پر حملہ کیا  
 اسند نے گرز کو چہرے کی پناہ کیا اس زور سے گرز مہبوت نے مارا اسد تابزا نوز میں غرق  
 ہوا قریب تھا اتھوان ٹکڑے ٹکڑے ہون مہبوت پھر چھینا اسد نے اپنے کو بہ مشکل زمین سے  
 نکالا خیال ہوا اگر ابھی گرز پڑ پڑ پڑ پڑ کلائیوں ٹوٹ جائیگی جیسے ہی مہبوت نے گرز مارا ہر چند کہ اسند  
 اتھما کا زخمی ہو چکا تھا فیلان جنگی و شیران صحرائی نے زخمی کیا ہی دل کو مضبوط کر کے تیور برق مثال کا  
 ہاتھ مارا گرز مثل خیار تر دو کمرے ہوا دستہ ہاتھ میں مہبوت کے باقی رہا وہ کھینچ لایا اسند نے خالی  
 دیا ہاتھ تھوڑا مہبوت پر مارا مہبوت کو اسقدر اپنے زور پر ناز ہے کہ اسد صاحب لوح جبری  
 صفت شکن ہے مگر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا پیٹ پڑا اس زور و شور سے کشتی ہوئی ہر ایمان اسد الامان  
 الامان کہہ رہے ہیں جب مہبوت لے دوڑتا ہے پانچ پانچ ساتھ ساتھ قدم اسد کو ریل لاتا ہے خون  
 سے اسد کے خون جاری زہرہ پارہ پارہ بحیرت طرف فلک لے نظارہ کرتا ہے مہبوت یہی چاہتا ہے کہ لوح  
 و نمرہ چھین لوں اسد کو چھوڑ کے نکل جاؤں اسد بھی بہ لطف گریبان گریبان کی تادیب گریبان میں



چوڑے اگر وہ پانچ قدم ریل لایا تو اسد دن قدم لے دوڑے کئی مرتبہ مہبوت اسد کو بکڑ لایا جانتا ہے پسند  
 توڑد ابون اسد نسل برق چندہ نکلتا ہی ابکی دونوں نوٹہ ہے تمام کر اسد دوڑا بارہ قدم پر لا کر بقوت  
 صاحب قرانی کہ مارا دونوں گھٹنے مہبوت کے آشنا بنیں ہوئے زخمون سے اسد کے قوارے  
 خون کے نکل رہے ہیں اپنی ہلاکت کا خیال نکیا کز زنجیرین ہاتھ ڈال دیا گویا پہاڑ کو اٹھالیا زمین پر لا کر کھپائی  
 پر سوار ہوئے چاہتا تھا تروپ کر نکلون لوح و مہر سے کا عکس جو پڑا نابینا ہو گیا اسد نے سر کھینچ کر  
 مہبوت کا پیچھا قرب تھا کہ غش کھا کر گرے اندر سے گبند کے استہب ظاہر ہوا مگر نہایت  
 زخمی تھے جب لے گبند گر پہاڑ ٹکرائے آواز آئی کشتی مرانام مین مہبوت فیروز و ربود فوس  
 کوئی سود کو نہ ہو پنا جسم سے مہبوت کے حد ہا طائر نکلے پروں سے سر پیٹتے ہوئے طرف افزائیا  
 چنے استہب نے اگر اسد کو سنبھالا کہا اسے شہر یار ہوشیار ہو جیسے ایک قصر باتی رہ گیا استہب اسد کو سنبھلا  
 اس قصر میں لایا نگل پر بٹھایا سب جو نان ہماری نے ملکر زخم دوزی کی استہب علاج میں اسد کے مصروف  
 ہے تمام سامان عیش و نشاط اوس قصر میں موجود تھے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ مواج و ملکہ لعل  
 چار سو کینز دن کے آکر ہو پچھن اسد کو قتل مہبوت کی مبارکباد دی اگر کرسو پڑ بیٹھیں جلسہ آراستہ ہوا لعل  
 و مواج اپنے ناز و کرشمے دکھا رہی ہیں اسد کو لہجہ رہی ہیں استہب نے کئی مرتبہ پوچھا ہے شہر یار اپنے  
 انکو چلانا اسد نے کہا ہماری عاشقان صادق جاننا ز دسرفروش میں کئی مرتبہ استہب نے اشارے سے کہا  
 لوح تو دیکھ لعل و مواج نے باذن میں الجھالیا مہجین دلالان خون قبا کا ذکر شروع کر دیا اسد تو  
 اس قصر میں مصروف عیش و نشاط ہی لیکن خواجہ عمر و جو اسد کے ساتھ سے دریا میں گرے اپنے کو ایک  
 صحرائے پرفضا میں پایا سائے ایک قصر عالی میں ایک شہزادی کرسی پر بیٹھی ہے بارہ سو کینز میں عوروش ہو کر بہتر  
 مصروف خدمت گذاری عمر و کلیم اوڑھ کر کنارے آیا ایک کینز شگوفہ نائے کو بیہوش کیا اوسکی شکل بنگر  
 اس شہزادی کی خدمت میں حاضر ہوا کینز دن کے کئے سے معلوم ہوا اس شہزادی کا پرلوش نام ہے خواجہ کا ارادہ  
 ہوا کہ میں گاجا کر پرلوش کو گرفتار کر لون اس قصر کا مال لوٹ لون کہ ایک زان سیاہ نے اگر بچہ کا غد کا  
 گو دین پرلوش کے ڈال دیا پرلوش نے اس کا غد کو اٹھا کر پڑھا مرقوم تھا اسے پرلوش انوس ہے  
 شہنشاہ جارا مہبوت فیروز و مارا گیا گرہنے لعل و مواج کو گرفتار کر لیا تھا ان دونوں کی صورت  
 پر پہنے اسد کو دام کر میں پھنسا یا ہے مگر استہب ملازم قدیم لاجپن ساتھ ہی وہ ہر مرتبہ ہوشیار کرتا ہی دیکھتا ہی



روح نہیں دیکھنے دی اسے مگر بصورت میں جین جلد اگر ہو تو تمہاری صورت پر دو کا کھانیا اگر کہیں روح دیکھ لی غصہ ہو جائیگا  
 پر ہوش نے سر پٹ کر آواز دی اوصاف جو ہمارا سر پر ہے مہموت مارا گیا گلشن و گلستان کینر ان مہموت  
 نے مواج و لعل کو پکڑ لیا تھا اب انکی شکل پر اسقدر کو دھوکا دیا جو دھرہ نہیں دستیاب ہوتا مجھ کو برا ہے  
 مدد بلا ہے دختر افراسیاب کی تصویر کا وہ من جلد جلون روح دھرہ اسد سے چین لون کینرین تصویر  
 مجہدین کی لائین پر ہوش نے سحر کر کے اپنی صورت بشکل میں چین بنائی شکوفہ کا ہاتھ تمام لیا کہا شکوفہ  
 اگر ساحری نے مدد کی فتح جنگ ہمارے ہاتھ سے ہوتی ہے دیکھ میری صورت میں کوئی فرق تو نہیں ہے شکوفہ نے سر سے  
 پاک بلائین لین کہا داری اگر افراسیاب بھی دیکھے تو نہ پہچانے میں صرصر سے رنگ رخن قرار کا لیا  
 تھا حکم ہو تو دلارام کی شکل بنکر آپ کے ساتھ جلون اس شکل پر جلد ہو کا کھانیا گاد دلارام نے اس کے ساتھ بڑی  
 کام کے پر ہوش خوش ہو گئی کہا تو صورت بدل سکیگی کہا داری دلارام سے ہم کتب رہی ہوں یہ کہہ کر خواجہ  
 کنر سے آئے بصورت دلارام سامنے پر ہوش کے پہونے پر ہوش خوش ہو گئی کہا دلارام یہ وقت  
 دیکھ رہی ہوں کہ حضور میں چلتے ہی گانا شروع کر دوں گی آپ تنہائی میں روح دھرہ لیجئے گامین چلتے ہی  
 صاف صاف کوں گی اسے شہر بار وقت شب ہے اس میں ہمارا مطلب ہے روح دھرہ ہیں دیکھئے ہم شب  
 بھر حفاظت کریں میری خیر خواہی اپنی خوب ظاہر ہی فوراً دیدینگے نامل نگرین کے پر ہوش نے تخت اڑا یا چلا  
 سو کینرین ہمراہ ہوئیں یہاں نہ گمانہ عیش و نشاط قصر میں گرم ہے گلشن و گلستان تدبیرین کر رہی ہیں  
 ویدم اس مہمب اشارے کر کے انکے رنگ کو مٹاتا ہے روح نہیں دیکھنے دی زلف لیلایے شب کمر سے  
 گذری تھی کہ کینرون نے بڑھ کر عرض کی حضور مبارک ہو ملکہ مجہدین آپہنیں مواج و لعل نقلی نے  
 کہا حضور انکے دل کو آرام کہاں جبر دز سے آپ چلے آئے انھوں نے آب و دانہ بھی ترک کر دیا اب انکے  
 ساتھ سامان لشکر کشی کرینگے ذکر تھا کہ مجہدین کا تخت آ کے اتر اسد نے پہلو میں جگہ دی رو رو کر کہا  
 اسے شہر بار آپ کی محبت میں ہم تباہ ہوئے کوئی ساعت ہم کو آرام نہیں ملتا آپ کے آتے ہی ہم چھوڑان  
 چلیں آب و دانہ ترک ہوا دلارام کو خدا سلامت رکھے کہ اُس نے ہکو بہانہ کہ یہو چایا گلشن و گلستان  
 تو اب خاموش ہیں کہ دختر افراسیاب آگئی انکے سامنے کسی معشوق کی کیا لیاقت ہے مگر دلارام کی چھل  
 زبان درازی سخن ساز ہی ہر مرتبہ اسد کی بلائین لیکر آتی ہے روح دھرہ مجھ کو دیکھئے صبح کو دیدو گی یہ  
 سکر گلشن و گلستان تھرا جاتی ہیں پر ہوش سے اشارہ ہے کہ دلارام کو منہ کر دو روح دھرہ کا نام لے



ایسا نہو کہ طلسم کشا کی نگاہ پڑے سب انتظام بیکار ہو پر پوش نے اشارہ کیا ولا رام قدیم ہمارا  
 حیرت سے اُس کو دیکھ رہی تھا کہ اُنکے ساتھ خوب خوب طرح کی ہے اسکا بڑا اعتبار ہے ہمارا  
 سب انتظام بیکار ہے یہ جو کچھ کہے گی اُس بدل و جان قبول کرینگے ولا رام نقلی نے ہنستے ہنستے  
 قریب آکر اُس کے چٹکی لی کہا مجھے آنکھ تو ملاؤ اب جو اُس نے آنکھ ملانی دیکھا نا جان بصورت  
 ولا رام میں جیسے کوئی سوتے سوتے بیدار ہوتا ہے عرو نے اشارہ کیا اوتا بنیا اور عاشق پیشہ طریقہ عاشقی  
 و معنوتی میں اپنے کو ہلاک کرے گا جلد لوح کو دیکھ پر پوش رالون سے رانین ملا کر بیٹھی ہو کر سے رفتی ہو  
 جاتی ہو حال زار سنا تی ہو یہ اُس کو اب یقین ہوا کہ میں کسی حال میں ہنسنا مہجین کو نسکین دی منہ پھر کر لوح  
 پر نگاہ ڈالی تو حیرت تھا کہ اسے فتاح طلسم داسے سیار میں عجائبات گلشن و گلستان کینز ان مہبوت ہیں  
 لکھ لعل سخن دان و موج قطره زن زمین خبردار بچکر نہ جانے پائیں یہ دیکھتے ہی اُس نے بقعر و  
 غضب نام طرن مہجین کے دیکھا لکھ مہجین نے کہا اسے شہر بار خیر تو ہے پر پوش نے چاہا تھا کہ چکر  
 کراٹھے اُس نے لوح سامنے کر دی آہ کر کے لہرائی اُس نے ایک طمانچہ مارا پر پوش کا سر اڑ گیا گلشن  
 مارے کھراٹھی اُس نے چھٹ کر ہاتھ مارا اس کے بھی دو کڑے ہوئے گلستان نے پر پر وار پیدا کے پشت  
 پر سے نعرہ ہوا ہم مہر بہر عیاری حلقہ ہائے کینز مارے گلستان نے آف کیا منہ سے شعلہ نکلا اٹھ کھڑے  
 کمند جلے کہا اسے ظالم تو کمان ہو چاہیہ لکھ کر عرو کی کمر میں بچہ دیا چاہا کہ لے اُردن عرو نے آواز  
 دی اسے نور پھر مجھے بچانا یہ ملعونہ لے جاتی ہے اُس نے بکمل لوح تیرا اسینہ پر کینز پر ڈاؤن کر پشت کو  
 پار گزرا تمام مکان میں تاریکی ہو گئی کینز میں ساتھ والی چٹوین مار کر بھاگئیں ان جادوگر نیون کے مرینک آواز  
 آئی لعل و موج ایک گوشے میں بے ہوش پڑی تھیں گلشن و گلستان قتل جو ہوئیں سحر اڑا انکو ہوش  
 دیکھا اُس نامدار جادوگر نیون سے لڑ رہے ہیں موج و لعل نے بھی بڑھ کر سر کے تمام کینز کو قتل  
 کر ڈالا اس قصر میں بہت مال و اسباب تھا صبح ہوتے ہوتے سب عمر نے لوٹ لیا اُس نے گھر آکر  
 پوچھا اسے لعل و موج نکو کینز ان مہبوت نے کیونکر پایا عرض کی ہم قلعہ زمہریر سے لڑ کر نکلیے ان  
 دونوں نے ہکوراہ میں گرفتار کیا اتوقت تک مرجھانہ ٹوٹے تھے لوح آپ کو دستیاب نہ ہوئی تھی اُس نے  
 کہا اسے شہر باران جادوگر نیون کے مرنے سے ناز نہ کیجیے یہ ادنی مقامات تھے آپ کو تمام طلسم باطن کی  
 سیر کرنا ہے سب سے زیادہ مقام سخت و صعب مقام حجرہ ہنرم بلا ہے کہ جہاں کا ہفت سر جادو لکھا



اس مرحلے پر سر اسرام کر بچھا ہے قدم ہٹانا دشوار ہے لہذا انہیں سب ملازمان حضور اسی مقام پر فروکش ہیں غصہ  
اپنے کو مہفت سر پر پہنچائیں لوج کو قدم بقدم ملاحظہ کیجیے گا پروردگار فضل کرے اور ہفت سر  
قتل ہو ملک عالم زوجہ شہنشاہ لاجپن بلقیس ثانی اسی مقام پر قید ہیں جو کچھ کیجیے گا بہت ہوشیاری سے کیجیے  
اگر خدا نخواستہ لوج پر کوئی افتاد بڑی پھر دستیاب ہونا دشوار ہے ہم میں سے کوئی اس مقام تک نہیں جاسکتا  
پروردگار آپ کے ساتھ ہے بوقت سر اسرام نہ کر بہت جست باذی لعل و موانج و اشہب و خواجہ اسی  
مقام پر رہے یا کسی طرف چلا ذکر انکا وقت پر آئیگا اسلئے دو شبانہ روز روز ہری کر کے تیسرے دن صبح کو دیکھا  
ایک قصر آہن مثل دل کا فرسیاہ پھاٹک اسکا بند گرد اس قصر سیاہ کے ٹھکانے بلند ہزار ہا طائر زمزمہ  
سرائی کر رہے ہیں سبزہ دہان کاش نخل سبز سرشکین غصہ بی ہوئیں بجو گڈ بڈی کہتے ہیں اب اسلئے  
لوج کو ہاتھ میں لیا تھہ برق شال کھینچا یکا یک پھاٹک کھلا ایک دیو کو دیکھا کہ جسم پر سات سر ایک  
سر بہ شکل انسان ایک مثل فیل ایک بصورت کرگدن ایک بصورت سنگ سات سات ہاتھ  
ایک ہاتھ میں تلوار ایک میں گرز ایک میں نیزہ طویل ایک میں تیروکان ایک میں خنجر آب دار اس  
زور و شور سے نعرہ کر کے نکلا آواز دی منم ہفت سر جا واد اجل گرفتہ یہاں کیون کر پہونچا  
قصا تجھ کو بیان کچھ کلائی یہ لکھ سادون ہاتھوں سے حربے کئے اسلئے لوج کو دیکھا مرقوم تھا اسلئے  
یہ مقام احتیاط ہے خبر دار سبزہ پر قدم نہ رکھنا شاخائے نخل کے سائے سے اپنے کو بچا سبزہ بیگانہ  
بلکہ نہ ہر مار ہر شاخ شمشیر آبدار اگر ان کے سائے میں پہونچا لوج قبضے سے نکل جائیگی اسلئے بہت احتیاط  
یہ احکام ملاحظہ کئے ہفت سر حربے کر چکا اسلئے گرد اس پر کاسر پر کھینچا تلوار سپر پر گانٹھی پیلے سے سنان  
نیزے کو اڑایا گھاٹ سے گرز کو کانا تیر کو خالی دیا مشکل یہ ہے کہ بگڈ بڈی پر سبزہ بدلنے کی جگہ نہیں ہے اگر غم  
ہوتے ہیں سائے میں شاخ نخل کے پہونچنے ہیں وہ سایہ جن کا سایہ ہے کیونکر اپنے کو بچائے ان حربوں سے  
اپنے کو بھون سپاگری محفوظ رکھا ہر چند کہ حربے قلم کئے دیکھا ہفت سر کے ہاتھ میں دی حربے پھر موجود  
ہیں طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے شاخوں نے ہاتھ بڑھائے سبزہ ملہا رہا ہے اپنا جو بن دکھا رہا ہے نرگس نے  
آنکھیں کھول دیں سنبل نے بال پریشان کر دیئے سوسن کی زبانہ رازی ہر برگ بار کی سحر سازی ہفت سر  
نے پھر حملہ کیا جس جس جانور کا جو سر ہے اسی کی صدائیں آواز دیتا ہے قلب اسلئے کاٹھرا جاتا ہے لوج خبر دیتی  
ہے اس ظلم کشا سبزہ پر قدم نہ رکھنا سائے سے شاخائے نخل کے اپنے کو بچاؤ سمجھ کر آگے بڑھو۔



جس قدر قدم کا نشان ہے وہ نشان قدم خضر راہبر ہے اس کے خلاف قدم رکھنے میں جان کا مضر ہوتی ہفت  
 نے ایک چیخ ماری پھر دروازہ کھلا گیا رہ زنگیان آدم خوار توارین کھینچ کر اسد پر آ پڑے اسد پیچھے بہادران  
 سمجھوں کے روک رہا ہے اب جس پر ہاتھ مار دیا اس کے دو گھر سے ہوئے ایک زنگی نے بہادر سے آ کے  
 وار کیا پہلا اس کی تلوار کا نشانے پر پڑا کر دیان زرہ کی کٹین وہ زنگی وار کر کے پیچھے ہٹا اسد چھپتا وہ بھاگا  
 اسد غصے میں جا پڑا سبز پر بھی بانوں پر گئی شاخاے نخل کا بھی سایہ ہوا ہفت سر نے آ واری  
 دہ مارا تنق گرد غلیم بند ہوا اندیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اسی اندھیرے میں ہزار ہا ہاتھ جسم پر اسد تلے  
 پڑنے لگے وہ لوح و مہرہ ڈھونڈتے تھے اسد کو آسم حاشیہ لوح دروہے لوح کو مضبوط تھامے ہوئے  
 اندھیرے سے گھبرا رہا ہے ان ہاتھوں کو اتلہ ہے تلوار کو چرخ دیا بعد عرصہ دراز ایک صدائے مہیب  
 آئی اس صدا سے زمین پھرائی آندی سیاہ اٹھی اس آندی میں اسد کو یہ معلوم ہوا تھا کہ جھوٹا ہوا کا  
 مجھ کو اڑائے لئے جاتا ہے قدم نہیں تھمتا توج ہوا سے بانوں نہیں جمتا تھوڑے عرصے کے بعد وہ آندی  
 دفع ہوئی زمانہ روشن ہوا دیکھا ایک صحرائے ریگستان میں پڑا ہوں وہ صحرا وہ سبزہ وہ نخل ہفت سر  
 سب معدوم ہوئے زمین و آسمان بدل گیا لوح کو دیکھا عنایت سے پروردگار کی چمکی مگر لوح پر تابلی  
 حرفوں پر نگاہ نہیں ٹھہرتی مہرہ فونہیں دیتا اسد سوچا قاعدے کے خلاف ہوا مہرہ و بہار و باغیان  
 ذکر کیا کرتے تھے کہ مہرہ ہفت سر نہایت مشکل ہے سبزہ بیگانہ پر جا پڑے شاون کا بھی سایہ پڑا آخر یہ انجام  
 ہوا تو کلت علی اللہ یجور و ناچار بخیدہ بقرار اسی صحرا سے ریگستان میں ایک جانب چل نکلے ڈنڈے گرد کے برے  
 تقسیم اٹھنے لگے وہ ہوائے گرم چلی کہ جسم میں آئے پڑے قدم اٹھانا دشوار صحرا سے ہوں خیز مشل کرے  
 نار اسد کو یقین ہے کہ اس صحرا سے زندہ نہ نکلیں گارہی کا میدان جنگل سنسان رہتی میں بانوں  
 غرق ہوئے جاتے ہیں غولان بیابانی راستہ ٹھکاتے ہیں طائر کا جنگل میں نام نہیں اگر کوئی آفت کا مارا  
 بھسک کر آکھلا منہ کھول کر زمین پر گر کر پر پر سے جل گئے پڑا تڑپ رہا ہے ایک جانب درخت بیول کے  
 کانٹوں کے انبار گرمی سے روح بقرار ایک قدم بمشکل اٹھتا ہے دل بیٹھا جاتا ہے طائر روح نقص  
 جسم میں گھبرا رہا ہے اگر خس خانہ مرگ کان سے نگاہ نکلی مردمان چشم پھٹنے لگے دن بھر اسی صحرا سے  
 ہول خیز میں بے آب و دانہ گذرا جب ہونٹھوں پر جان آئی شعلہ جوالہ ماتا بان آتش خانہ فلک پر دیان  
 ہوا ستارے چنگار دیان آسمان دعوان معلوم ہوتا ہے ایک مقام پر یہ شیشہ صاحب قرانی لکھتا



گزرات بھر ترپا دی ہوا اے گرم پانی معدوم ریت کا دریا جوش مار رہا ہے دور سے پانی کا دھوکا ہوتا  
 اس دھوپ میں بہت دور دھوپ کی پانی کھین دستیاب نہ ہوا استاد ان ننھورنے تحریر فرمایا کی تین شبانہ  
 روز اسد کو اسی صحرائے ریگستان میں بے آب و دانہ گزرے اس شب کو اسد نے تڑپ تڑپ کے  
 دعا کی اسے رزاق مطلق تو رزق کا بندون کے ضامن ہے رزق رسانی پر قلب مطمئن ہی اس تیرے  
 بندے پر آج تین شبانہ روز گزرے بے آب و دانہ ہوں اسے رزاق رزق پہونچا یا حکم ہو ملک الموت کو کہ  
 قبض روح کرے اب کشاکش نہیں اٹھتی نوبت بجان و کار در استخوان ہوں مثل زلف پریشان ہوں  
 رات بھر اسد نے دعا کی انھیں کے غم میں گریبان سوچا کہ ہوا تابش و حرارت بڑھی اسد گرتا پڑتا قریب  
 کوہ فلک شکوہ پہونچا آواز تسبیح خوانی کی کان میں آئی کوئی مرد خدا پرست عبادت کر رہے ہیں اسد  
 سختی اٹھا کر پہاڑ پر چڑھا گھائیوں کو بمشکل ملے کیا بلا اے کوہ پہونچا ایک حجرہ سنگ مرمر کا پہاڑ پر بنا چھوٹا  
 ہی اسد پہاڑ پر آیا ایک مرد بزرگ بصورت نورانی حجرے سے باہر آیا اسد نے سلام کیا ان بزرگ نے  
 بہ محبت و شفقت فرمایا اے آفتاب آسمان جو دو سخا داسے فجاج طلسم ہوش ربا بڑی جفا و ٹھائی ہم تین  
 دن سے تمھارے مشتاق ہیں یہ تین راقین کمان لبس کرکین چہرہ زیبا ترگی صدمات عظیم اٹھائے ہم پہاڑ  
 سے تمھاری جستجو میں نہ اتر سکے ایک ایک لمحہ تمھاری جدائی میں پہاڑ تھا جو کچھ گزرا یہ تقدیر کا بگاڑ تھا بہت  
 جلد ہم تک پہونچنے شکر ہے کہ راہ میں تم پر کوئی دست انداز نہ ہوا جس ہفت سدنے لوح کو سیاہ  
 کیا اس تیرہ بخت کے ملازم تمھاری تلاش میں نکلے میں حافظ حقیقی نے حفاظت کی ایسے بہت سے  
 کلمات تسکین فرما کے اسد کو اپنے ساتھ حجرے میں لیکر آئے فوراً کا سہ شیر برج آب سرد ملنے اسد کے  
 پیش کیا اسد حیران جال و معجز دیدار تھا کہ یہ کون بزرگ ہیں مہر پدری کا مزا ملتا ہے جب اسد آب طعام  
 سے فارغ ہوئے تب ان مرد مقدس نے فرمایا کہ اسے طلسم کشا نام میرا ابراہیم عبادت گزار ہے ہر وقت  
 یاد پروردگار ہے بزرگان دین نے اس حقیر کو قطب طلسم ہوشیار قرار دیا ہے تمھاری نگہبانی کا حکم ملا اب تم پر  
 یہ سختی ہے کہ قاعدے کے خلاف جوادرجہ عمل خوانی ملے کرنا ہو گا ایک گوشے میں بیٹھ کر عمل خوانی شروع  
 کیجیے ترک لذات و ترک حیوانات ضرور ہے کل امورات اشیائے خورد و نوش کا انتظام اپنے ہاتھ سے کرنا  
 ہو گا یہ جو ٹھکانہ دیئے جاتے ہیں دانائی یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے پیسے شاخ ہائے ترسنگا کر موافق اپنی خوراک  
 کے پکائیے نوش فرما کر عمل خوانی میں مصروف ہو جائے میں قریب آپ کے نہیں ٹھہر سکتا اگر خدا نخواستہ کوئی



اقتاد پڑیگی میں برائے خدمت گذاری حاضر ہو گیا جب قدر میرا اختیار ہے بسرو چشم بجالاؤنگا جو احکام بزرگان  
 دین میں انین فرق ممکن نہیں علاوہ ازین تم نبیرہ صاحبقران مجاہد راہ اسلام نظر کردہ بزرگان صاحبان  
 والا کے واسطے نزد مل بلا بھی ضرور ہے بہت سختیاں جیل چکا آب دبدم خوشی محل ہوگی تسکین دل ہوگی  
 ابراہیم عیادت گزارنے اسد کو بخوبی سمجھا کے تسبیح دی طریقہ عمل خوانی قلم فرمائے اسد اسی پہاڑ پر ایک  
 گوشے میں آکر بیٹھے بطریقہ مذکور شروع کیا ہر روز بوقت سحر قطب صاحب تشریف لاتے ہیں اسد  
 کو عمل خوانی میں پاتے ہیں مرجا لکریٹ جاتے ہیں تین ہفتہ کا حکم ہے ایک ہفتہ اسد نے اس  
 سختی میں کا مشقت میں چہرہ اتر گیا اعضا مثل تار عنکبوت لب پر ٹھہر سکوت آٹھویں دن شب کو  
 بیٹھے ہوئے عمل پڑھ رہے تھے دیکھا صحرا سے گردازی بنہ نگاہ غور دیکھا ملکہ مہر خ و بہار وغیرہ نے  
 آکر بارگاہ زیر کوہ اسناد کی باغیان و معمار نے لشکر کو طریقے سے آراستہ کیا ملکہ رحیمین بھی تخت پر جلوہ  
 فرماہیں دوسری جانب سے بھی گردازی دیکھا افراسیاب بقرہ و غضب تمام آکر سپہنجا لشکر حیرت  
 بھی چراہ ہے سحر کر ہوا لشکر مہر خ پر جا پڑا اسد نے دیکھا سب سردار زخمی ہوئے سب فرار پر قرار کیا  
 رحیمین کو تنہا چھوڑ کر بھاگے افراسیاب نے جا کر رحیمین کو گرفتار کیا کسان کسان لے چلا  
 رحیمین نے فریاد کی اسے شہر بالا مجھے پچائیے یہ ظالم مجھ کو گرفتار کر کے لئے جاتا ہے سب سرداروں نے  
 میرا ساتھ چھوڑا کیا آپ نے بھی محبت سے منہ موڑا اسد فریاد رحیمین کی سنکر سقرار ہو گیا قبضہ پاتھ ڈالے  
 اٹھا آواز دی خبردار دیکھا کمان جاتا ہے جیسے ہی اسد نفرہ کر کے اٹھا ایک قلعے کی آواز آئی کسی نے کہا  
 وہ مارا اسد نے رحیمین و افراسیاب کو بنایا تسبیح پاتھ سے چھوٹی بے ہوش ہو کے گرا صبح کو قطب صاحب  
 تشریف لائے دیکھا اسد بے ہوش پڑے ہیں کف منہ سے جاری قریب کہ روح جسم سے نکل جائے  
 ابراہیم گھبرا گئے یانی کے چپٹے دیئے کچھ رسائے آئی پڑھے اسد کو بشکل ہوش آیا آپ نے فرمایا ایڑوں پر نظر  
 یہ کیا غضب کیا موکون نے تنکو دھوکا دیا ہم زیادہ مہین کہ سکتے با نیاں طلسم کی ممانعت ہی انتہا عمل  
 خوانی میں جو مکر کیس آئے اسکو نمود بے بود طلسمی سمجھو کسی بات میں دخل نہ دو یہ نہ سمجھے کجا لشکر  
 ظفر اتر کجا افراسیاب بدیر بہ سب شعبہ تھا اپنے دل کو قابو میں رکھو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے  
 مشقت ایک ہفتہ کی ضائع ہوئی پھر اب روز اول ہے اس خیال میں یہ عہد ذلیل بھی بہت بیکل ہو گیا  
 تمہارے قریب نہیں بیٹھ سکتا اسد یہ سنکر بہت مجبور ہوا کہما حضور ذلت ناموس نہ دیکھی گئی میور ہو کے



بل اٹھا آپ ایسا استاد سر پر موجود تھا ورنہ زندگی دشوار تھی ابراہ نے بخوبی تعلیم کر کے اسد کو عمل  
 شروع کرایا حقیقت میں روز اقل ہے اپنی ہاتھ سے پسینا روٹی کچا ناشا خاے نخل کا جھلانا اتسا کا شاق  
 ہوتا ہے لیکن کیا کریں خود کردہ راہیان نیست سوچے کر اسے اسد یہ شیوہ جرات ہو جو سختی پڑے اسکو  
 آسان سمجھو کئی مرتبہ اسی طرح اسد نامہ لارنے دلو کے کھائے کل ترک ہوا پھر سر سے شروع کرنا چڑا  
 کئی مہینے اسد کو اسی مقام پر گذرے جب یہ دھوکا کھاتے تھے ابراہ صاحب تشریف لاتے تھے  
 اسد کو اگر اٹھاتے تھے کہتے تھے احوال نظر تھاری جرات سے سر اسر خلاف ہو کہ کل کو تام نہیں کر سکے  
 مجھکو ہر روز خون رہتا ہے کوئی خرابی نہ واقع ہو یہ بھی کو خبر ہے میں کہ افراسیاب باغ نامہ مقابلے میں  
 تمھارے سردار دن کے پہونچ گیا قیامتیں برپا کر رہے عرصہ ہونے میں سر اسر خرابی ہے ابکی مرتبہ  
 بخضوع و خشوع غل غوانی شروع کی عجائب و غرائب نظر آنے لگے اسد نے کل موافق لیا آخر شکوہ  
 آفت برپا ہے کبھی دیکھا کہ کوئی بدیع الزمان کو قتل کرتا ہے کبھی غضنفر کو زینت دیکھا کبھی ملکہ مہ جبین  
 و لالان غولہ قباہ آفت دیکھی کبھی دیکھا کہ مواج قطرہ زن دریا میں نہا چاہتی ہے صدائے فریاد  
 آتی ہے اے شہر یار بجائے لشکر تباہ ہوتا ہے اسد نے بوجہ رشاد اسد خوب سمجھ لیا کہ یہ ہوکل دھوکا  
 دیتے ہیں پڑھنا موافق کیا بوقت سحر ابراہ عبادت گزار تشریف لائے فرمایا اے شیر ہنر صاحب قرائی  
 لما الشدا ہے بڑی تکلیف سے کل کو ختم کیا کچھ صانع شمس قمر وچ روشن ہوئی اسد نے لوح کو ملا خطہ  
 کیا صاف تحریر تھا کہ اے فتاح طلسم دے سنا راہین عجائبات جوق و بار و لوح روشن ہو اسنے کو  
 مرحلہ ہفت سر پہونچا و اس مقام سخت چیب گذر ہوا ایک ایک قدم پر لوح کو ملاحظہ کرنا اگر ابکی  
 کوئی امضات واقع ہوا لوح قبضے سے نکل جاوے گی جانیر بنے گی اسد نے لشکر یہ پروردگار دعا کیا سلاح  
 جسم پر آستانہ کیے زاہد صاحب سے رخصت ہوئے قطب صاحب نے فرمایا بسم اللہ پروردگار  
 نگو مظهر و منصور کرے رخ و دلائل سے دور کرے ہم بھی وقت پر آئیں اسد زبر کوہ آئے دیکھا ایک  
 مرکب زبر کوہ سو جو دے سمجھے یہ عنایت معبود ہے سوار ہو کر لوح کو دیکھتے ہوئے چلے ابہ صحر ہے  
 رگستان بھی نہ ملا سائے اسی قصر آہن کے پہونچے درختوں پر نہار ہلزلہ سیاہ بیٹھے تھے صدائے  
 ہیما و افسوس بلند کرنے لگے درختوں سے اڑنے کی ایک دروازہ قصر آہن کا کھلا در ظلم و عدت  
 طاہر وادی دیو مہدیہ شکل عجیب پیدا ہوا حیلہ جنگ تھا ملین اسد پر شل شعلہ جو بار چاڑھا



ایک ہاتھ سے گزند دوسرے سے تلوار ایک ہاتھ سے نیزہ دوسرے کا واکیا اسد نے تیغہ برق مثال بنیام  
 انتقام سے کھینچا گزند کیا سنان نیزہ کو اڑایا کچھ حربے سپر پر رو کے ہفت سرے ایک چنگ ماری قہر سے  
 زنگیان آدم خواہنے لگے اسد پر سب حملہ آور ہوئے اسد نامدار شیرازہ زنگیوں سے لڑ رہا ہے کئی سو  
 جنگی قتل ہوئے لاشہ کسی کا معلوم نہیں ہوتا اب اسد نے حکم کے بموجب لوح کو گردش میں نکلی نابینا ہو کر  
 سامنے سے بھاگے اب اسد انفتون کو جھیل کر قریب ہفت سر پہونچے لوح کو دیکھ کر ہفت سر  
 گھبرا یا مگر برس بڑا اسد وارزوک ہا ہے ایک مقام پر لوح کو دبر و کر کے ہاتھ مارا دوسروں کے قلم ہوئے  
 پر نالہ خون کا جاری ہوا قطرات خون جو زمین پر گرے کر گدے خرس وغیرہ پیدا ہوئے اسد نے لوح کو  
 گردش دی خرس وغیرہ معدوم ہوئے عجب طرح کا ہنگامہ ہے اسد ایسے خیر دل کا قلب تھرا رہا ہے  
 لوح نے یہ خبر دی کہ ایک ہاتھ میں ساتون سقم ہون تب یہ بلائیں معدوم ہوں اسد حیران ہے کہ کیونکر  
 اس عفریت کے سر تک ہاتھ پہونچے آسمان سے فخر ہوا آواز آئی اے شیریشہ جرات وائے آفتاب  
 آسمان ہمت اسم حاشیہ لوح و دربان کرو برکت اسم آئی سے ہاتھ تنگ پہونچے گا اسد نے سر اٹھا  
 کر ابراہیم عبادت گزار کو دیکھا ہوشیار کر کے اسد کو کل گئے ہفت سر نے چاہا ان بزرگ پر چاڑوں غصے  
 میں آواز دی اوپر زمین گیر تو نے طلسم کشا سے سار کیا چاہا جست کر کے بلند ہوں اسد قریب پہونچ  
 چکے تھے اسم حاشیہ بڑھکے ہاتھ مارا برکت اسم سے تیغہ بالاے سر ہفت سر پہونچا ساتون سر اڑ گئے  
 جیسے ہی مرکز زمین پر گرا آندھی سیاہ اٹھی صدا سے مہیب آئی چہار جانب سے اسد پر تیغہ بے فولادی  
 گر رہے تھے اسوقت اسد سہمہ تن چشم بنا تھا لوح کو گردش اپنے کو بچانے کی کوشش غفل حل  
 رہے تھے زمین سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے بین بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ہفت سر  
 جادو بودہ قلعہ آہن ساختہ ساحران پر فن غائب ہوا چند قہر شکستہ باقی رہے اسد  
 نے آکر ایک تھکران کا قفل توڑا دیکھا ایک تخت شکستہ اُسپر ایک شہزادی سر کے بال سفید  
 گرد صد ہا نازنینان مہجین حیران و پریشان سلسل و مطوق ناخن وغیرہ بٹوسے ہوئے بیٹھی ہے  
 جیسے ہی اسد آئے وہ شہزادی زنجیر سنبھال کر برائے تعظیم اٹھی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے سلام کیا  
 بقرار ہو کر کہا اے شہر یار آپ کا غلام لاچین خیر و عافیت سے ہے مگر امون کی قید سے حضور نے رکھا  
 اسد نے لوح کا عکس لازنجیرین جسم سے کٹا کر گریں اسد نے کہا اسی ملکہ عالم آپ کا نام نامی کیا ہے



لوح کو مین نے ملاحظہ کیا ثابت تو ہو چکا لیکن اپنی زبان سے نام نامی واسم گرامی فرمایا کچھ کلام کہیے  
 شہزادی نے حجاب سے سر ہچکا لیا ساتھ والیوں نے دست بستہ عرض کیا اے شہزاد خان غفرلہ  
 لاجپن والا تمکین ملکہ بلقیس ثانی بین افراسیاب نے مکھڑی کر کے اس مقام پر قسد کیا تھا  
 اب اسد غازی نے سب کینڑوں کو بھی رہا کیا ساتھ ہزار کینڑین مصاحبان عالی مقام اویں قید  
 ملکہ بلقیس ثانی نے سب کو رہا کیا کوٹھے کھلوائے تخت طاووسی ایک قصر سے نکلا دنگل ہائے زربفتی  
 اویں قصر میں تھے تخت بچھا یا ملکہ بلقیس ثانی کو اسد بن کرب غازی نے تخت پر بٹھایا خود دنگل  
 یا قوت نگار پر جلوہ فرما ہوسے گرداگرد انیسان ہزار و مصاحبان و مساز اگر بیٹھیں ہنگامہ عیش و نشاط  
 گرم ہوا ملکہ بلقیس ثانی کی رہائی کی خبر مشہور ہوئی جو تاجدار زمیندار دراجہ و ناظم بیان سے قریب  
 تھے اگر حاضر ہوسے ملکہ بلقیس نے ایک ایک کو بہ خلعت سرفراز کیا اسد نامدار سے عرض کی  
 حضور نے طلسم باطن میں داخلہ کیا آپ کے لشکر پر افراسیاب نے قیامت برپا کی ہو گی اب حبلہ  
 سامان سفر تیار ہو کار گزاران شاہی نے ایک ہفتے میں سب طرح کا سامان آراستہ کیا تین لاکھ  
 ساحر و غیر ساحر جمع ہو گئے اس شوکت و شان سے اسد نامدار ملکہ بلقیس ثانی کو تخت پر سوار  
 کر کے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے قصر ہفت سرے دو منزلیں طے کی تھیں کہ آسمان سے لکڑا  
 سیاہ ظاہر ہوا دولا ب جلاوٹ ہمیشہ ہفت سر اپنے بھائی کے قتل کی خبر سن کر آٹھ آتے ہی  
 چار لاکھ ساحر حاکم کرنے لگے اسد غازی نے قبضہ پر ماتھے رکھا ملکہ بلقیس ثانی نے کہا اے شہزاد  
 اب آپ تکلیف نہ کریں میں اس نکل ام سے سمجھ لوں گی دولا ب نے دو پین حربے سحر کے ایسے کیے  
 کہ آندھی سیاہ اٹھی کئی ہزار ہراسیان اسد سر مکر کر مے ملکہ بلقیس ثانی نے ایک دستک سی  
 کہ آندھی سیاہ موقوف ہوئی سحر ملکہ بلقیس ثانی کی ہوا بندھی بل برتخت کے طاووس زرین بال آرامت  
 کیا اوپر سوار ہو کے لشکر دولا ب پر جا پڑیں سحر کر کے آگ بر خادی حاٹھ ہزار ہراسیان  
 دولا ب فی النہر ہوئے دولا ب کو بڑھ کر لکھارا اوکھرا مہ اب آگے نہ بڑھنا قد مونکو طلسم کشا  
 کے بوسہ دے اب وقت قتل افراسیاب قریب ہے دولا ب نے بڑھ کر ملکہ بلقیس پر سحر کیا  
 ہوا رین برنے لگیں ملکہ بلقیس نے سپر کاغذی سر پر آراستہ کی اویں سپر تلوارین گر کے ٹوٹیں پہلی  
 شکست ہی تھی سحر دفع کرتی ہوئی قریب دولا ب پہونچیں اسنے تیغ بھکا دیا ملکہ بلقیس



نے کلانی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینک دی غصے میں ایک طمانچہ مار دیا سردار لالہ گیارہ لاشہ  
 زمین پر تر پڑا آواز آئی کشتی مرا نام من دولاب جادو ہمیشہ ہفت سربودا فوس مردیم و جان  
 وادیم و بطلب خود ز سیدم ساتھ والون نے فریاد کی ملکہ بلقیس ثانی سے قدمبوس ہوئے  
 ایک دن اسی مقام پر مقام کیا اسی طرح اکثر ساحران در بند آ کے سدا رہ ہوئے ہاتھ سے ملکہ بلقیس  
 کے مارے گئے جو ضلع راہ میں ملا اسکو ملکہ بلقیس نے فتح کیا بعض بادشاہ خبر آمد ملکہ سنکر حاضر  
 ہوئے ملکہ بلقیس نے سرفراز کیا جسے سرکشی کی دھمل جنم ہوا جنگ کرتی ہوئی ملکہ بلقیس مع  
 طلسم کشا سمت لشکر ملکہ مہرج سرخیم جاتی ہیں بہان شہنشاہ لاچین والا ٹکین جملہ سرداران جابنا  
 و سرفراز و گل یاد میں اپنے آقائے نامدار کی بقیار ہیں کہ افراسیاب مع آفات چہار دست  
 و نقابدار سیہ پوش و چالیس جوانان روئین تن و بالشکر بحساب مقابلہ لشکر اسلام میں آکر پہونچا  
 آمد افراسیاب دیکھ کر سب گھبرا گئے افراسیاب نے آتے ہی شب کو طبل جنگی بجا دیا شہنشاہ  
 لاچین نے بھی حکم دیا تیاران ہونے لگیں بوقت سحر دونوں لشکر میدان کارزار میں آ کر جمع کما ہے  
 کہ جب افراسیاب میدان کارزار میں آیا جس سردار نے مقابلہ کیا ہاتھ سے افراسیاب کے  
 مارا گیا وہ ہر کامل افراسیاب نے میداناری کی بعد زوال آفات چہار دست نکلی باج سردار  
 اسکے بھی ہاتھ سے سیار گلشن جان ہوئے بس غصے میں شہنشاہ لاچین خوش آئین  
 جا بڑے آفات چہار دست کے سحر روک کے ایک طمانچہ مارا کہ آفات چہار دست نہایت  
 بھل زمین پر گری آواز دی اس نقابدار سیہ پوش مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے نقابدار  
 نے حکم جنگ مغلوب دیا چالیس جوان روئین تن جو اگر گرس ہزاروں کو قتل کیا انہر کوئی حریف و غیر  
 سحر تاثیر نہیں کرتا ہی حال نقابدار سیہ پوش کا ہے کہ جب کوئی کشتل شہنشاہ لاچین و کوکب  
 و جہاندار کے جا بڑا ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار غائب ہو جاتا ہے کسی کا حربہ اسکے جسم پر نہیں  
 پڑتا سحر کسی کا تاثیر نہیں کرتا اسی وجہ سے بہت سے سرداران نامی و غیر ساحرا کے ہاتھ  
 سے سیار گلشن جان ہوئے شہنشاہ لاچین نے اس لڑائی میں آفات چہار دست د  
 افراسیاب کو زخمی کیا نقابدار سیہ پوش کا کوئی کچھ کر سکا دن بھر میں تھرا کر دیا لاشہ ہلے  
 سرداران ملکہ مہرج سے میدان کارزار بھر دیا آخر شام کو ملکہ حبیبین الماس پوش نے لاچین



سے صلح کر کے طبل باز گشت بجا یا خستہ و پریشان لشکر کو لیکر واپس ہوئے نقادار سیہ پوش کے گیا ہر کہ  
ایک کو زندہ بچھوڑ دیا اب ملکہ مہرخ سحر شیم کو انتہا کا تردد ہے کہ دیکھیں اس کے ہاتھ سے کیونکر چین جس  
روز یہ معرکہ درپیش ہوا کہ طبل بجا کر شہنشاہ لاجپن وغیرہ واپس ہوئے ملکہ لعل سخندان و مواج  
قطرہ زن و ملکہ بہار گلغدار و باغبان قدرت اگر پہونچے مزدہ حصول لوح طلمس بنایا ملکہ بہار  
نے کہا یہ بھی خبر دریافت ہوئی کہ مقام ہفت سر پر کچھ افتاد پڑی نہیں معلوم طلمس کشا پر گیا گذر ہی ٹکڑ  
تھا کہ لشکر افراسیاب صدائے طبل جنگ بلند ہوئی چرند و پرند دوڑے ہوئے آئے ہتھ اٹھا کر دعا  
و شائے باد شاہی بجا لائے قطعہ آئی بخت تو بیدار بادا، ترادولت چشمہ بادا، گل اقبال تو دالم  
شگفتہ، بچیم دشمنانت خار بادا، نقادار سیہ پوش نے پھر طبل جلی بجا یا یا یا سب خیریت  
ہے یہ لشکر شہنشاہ لاجپن والا ملکین نے بھی حکم دیا کہ ہاے یہاں بھی بفضل ایزدی و تباہید  
ربانی طبل جنگی بجے آج لشکر ملکہ مہرخ میں سب کو ہراس سے طور جنگ نقادار دیکھ کر  
ہر ایک کو یقین مرگ ہے قاسم و بدیع الزمان و نور الدین و غضنفر کو شہنشاہ لاجپن چاہتے  
ہیں بردہ چشم میں مخفی کون یہ شیران دشت برد ضرور حریف پر جا پڑینگے اگر انہر کوئی چشم زخم  
پہونچا طلمس کشا کو کیا نہ دکھائینگے رات بھر دریائے لشکر میں تلاطم رہا وقت سحر دونوں لشکر میدان  
کارزار میں آئے صفین آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کر کے سب پہلے افراسیاب دو میدان  
کارزار میں نکلا آواز دی اسے فرقہ خدا پرستان یہ تو ظاہر ہے کہ طلمس پوش باقی ہو تا قتل  
زمرہ کی خبر بھکو دریافت ہوئی مہوت فیروز مارا گیا حجر ہفتم پر لوح بیکار ہوئی شاید کسی سے  
طلمس کشا بچا تو اس ملک میں اکیلا رہا بیکام سب کا تو آج خاتمہ کر دیا جسکو تمارگ کی ہودہ  
نکلے ملک جہاندار شاہ بادشاہ گلرزن نے بڑھ کر ملکہ مجہدین الماس پوش سے اجازت  
لی افراسیاب کا مقابلہ کیا خوب خوب سحر آپس میں ہوئے لگے ابر ہفت رنگ جو سر پر افراسیاب  
کے سایہ فکن رہتا ہے زمانہ مقابلہ ملک اطلس میں تحریر کی جکا ہوں کہ نقادار سیہ پوش  
ہاتھ سے تلوار تک شکل کش کے مارا گیا تھا اسدن سے یہ غائب ہوا افراسیاب نے دیکھا کہ  
جہاندار کسی سحر میں کمی نہیں کرتا تو غصے میں لگے ابر سیاہ کو اشارہ کر دیا وہاں سیاہ جہاندار پر  
گرا یہ اس میں مخفی ہوا تمام صحرائے ایک ہو گیا لاجپن بیتاب ہو کر لہجہ شد و داس ابر پر آفتاب بگر گرا



ابر کے ٹکڑے اڑا دیے ایک زنگی سیاہ دواؤں ایرمین تھا اسکو شہنشاہ لاچین نے مارا جب اسکا  
 سر لیکر نکلا تو ملک جہاندار نے اُس بلا سے نجات پائی لاچین وافر سیاہ سے مقابلہ ہوا لاچین نے  
 افراسیاب کو بھی زخمی کیا ملکہ حسرت نے آواز دی اسے نقادار سیہ پوش شہنشاہ کو بچانا بس  
 نقادار سیہ پوش بصد جوش خروش شہنشاہ لاچین پر چاڑھا لاچین نے تھانہ اُس سے مقابلہ کیا  
 کئی ہاتھ تلوار کے مارے نقادار پر تاثیر نہ ہوئی نقادار نے جو ہاتھ مارا سر شہنشاہ لاچین کا زخمی ہوا  
 جسے نقادار سے مقابلہ کیا یا تو زخمی ہوا یا مارا گیا کو کب رو ٹھنڈھیر نے ایسے ایسے وار کیے کہ  
 طبقات زمین ہلا دیے آخر زخمدار ہو کر رہے جو انان روئین تن نے بہار و باغبان و اسرار وغیرہ  
 کو زخمی کیا یہ وہ سرداران نامی زخمی ہوئے کہ جنکا مثل ممکن نہیں ہے جو انان روئین تن کے جو مقابلے  
 میں کیا قتل ہوا ملکہ بہار وغیرہ نے بڑی جستجو سے اپنے کو بچا یا ورنہ انکا جسے مقابلہ کیا وہ مارا گیا ہاتھ  
 سے نقادار و جو انان روئین تن کے سب ساحران نامی و شاہان گرامی زخمی ہوئے خند اپن کو  
 بچاتے تھے اُن ظالموں کے ہاتھ سے مہلت نہاتے تھے اب ملکہ مرخ کو یاس ہوئی کہ فتح ہو نا دشوار  
 ہے یہ کدوکاوش بیکار ہے شہنشاہ لاچین زخمدار و بقیار سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے آگے  
 دلا رام وزیر زادی سے کہا اے خیر خواہ دولت شہنشاہ لشکر اسلام ملکہ مہ جبین کو نکال لیجاؤ اب  
 افراسیاب درپے آزار ہے یہی قصد کر رہا ہے کہ بادشاہ لشکر اسلام کو گرفتار کر لیں خدا بخواتمہ اگر  
 مہ جبین پر دشمنوں کا قبضہ ہوا اسد کو کیا منہ دکھائیگے افسوس آج شکست فاش ہوئی ہر ایک کے جان بچانکی  
 تلاش ہوئی اہالیان لشکر سپاہی افسر سب جاننا زو سر فروش ہیں ایک ایک کے نشہ بادہ جرات کے  
 جوش میں میدان کا زار سے قدم نہیں مٹا ہتھیلی پر سر لے موجود ہیں یہاں تک کلمات حسرت آیات  
 لاچین نے کہے سب کو یقین کامل ہوا کہ اب شکست فاش ہوئی لاچین ایسا جلیل ایسی باتیں کر رہا ہے  
 ابو سب نے ملکر دست و عا بلند گئے پکار رہے ہیں اے معبود بے نیاز اے رب کد ساز اس سبکی میں بولے تیرے  
 کس سے عرض کریں دشمنوں کے ہاتھ سے بچائے بلاتے آسمانی سے نجات دے اس طرح بلک کر جو سب دعا  
 کی تیر دعا ہوتی مراد پر پہنچا بقدر بھان لہر زیل گرد عظیم صحرا سے اٹھی کہ روئے آفتاب مخفی ہو گیا سب  
 اُسی جانب دیکھنے لگے دامن گرد گافہ ہوا آگے آگے سات سو علم زنگار کے پھر رے کھلے ہوئے  
 علم ہاے جواہر نگار حسین و جمیل علمدار نشان آمد لشکر جو چمکا بعد گذر نے علمدار دیکھے اسباب جاہ و



حشم ان سب کے بعد دیکھا کہ تاز میدان جان بازی اسد بن کرب غازی پشت مرکب باد رفتار پر تخت  
طاؤسی پر بصد شوکت و شمت ملکہ بلقیس ثانی گرد چار سو شہزادیاں پشت پر سات لاکھ ساحر وغیرہ  
اس شوکت و شان سے نمایاں ہوئے دشمن مثل آئینہ حیران ہوئے شوکت اسد دیکھ کر افراسیاب  
گھبرا گیا بیفرت کو پسینہ آگیا لاجپن نے جو ملکہ بلقیس کو بعد عرصہ دراز دیکھا قریب تھا کہ درج قالب سے  
نکل جائے جھپٹ کر قریب آیا پایہ تخت پر ہاتھ رکھ دیا پوچھا ہے شہنشاہ خوبی وائے رنگ د  
بوے گل حدیقہ محبوبی آج موزعید ہے کیا وقت سعید ہے کہ نظارہ جمال جہان آرا سے مشرف ہوا  
ملکہ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوئے دونوں ملکہ اس قدر روئے کہ شدت گریہ سے ان حجران دہ  
کے ابر منفعیل ہوا قریب آکر اسد نے فرمایا اے شہنشاہ بس لآب تمہارا حال مصیبت مال دیکھ کر  
کلیجہ شق ہوتا ہے دیکھو ہر ایک خور و کلان ہوتا ہے پروردگار نے اپنا فضل شریک کیادن مجھ کے نزدیک  
صبح وصال ظاہر ہوئی لاجپن نے کہا اے شہریار آج لشکر کا خاتمہ ہے افراسیاب افات  
و نقابدار و چالپنس جوانان ہوئیں تن لیکر آیا ہے سات میدان داریان ہوئیں کسی کا پنجہ  
نقابدار پر قابض نہیں ہوتا سحر بھی اسپر تاثیر نہیں کرتا نورالدہر کے گلے میں حرز ہیکل ہر شانہ اللہ  
خوب خوب لڑے انتہا کے معرکے پڑے عین وقت پر حضور کو خدا نے پہنچایا اب آپ نقابدار کی فکر  
کریں اگر حضور نقابدار پر غالب آئے آج ہی قتل افراسیاب کا سامان ہو جائیگا ہم زن و شوہر ساحرون  
سے سمجھ لینگے کل لشکر کو شکست دینگے اسد لڑتے ہوئے طرف نقابدار کے چلے جوانان روئیں تن  
پر ملکہ بلقیس جا پڑیں اور سزار دن ساحر و کو ملکہ نے مارا ان جوانوں پر سحر نے تاثیر نہ کی نقابدار  
کے قریب اسد پہنچے اسپر ہاتھ مارا نظر سے اسد کی نقابدار غائب ہو گیا جب مقابلہ  
اسد میں آتا ہے تلوار جھکاتا ہے اسد روک ہاتھ مارتے ہیں وہ زیر شمشیر غائب ہو کر دس قدم آگے  
ظاہر ہوتا ہے یہ معرکہ جو ملکہ بلقیس نے دیکھا خود نقابدار پر جا پڑیں کئی گولے مارے سینے پر اچٹ گئے  
ایک طرف نورالدہر سبب حرز ہیکل کے مجمع ساحران میں لڑ رہے ہیں پرے درہم و برہم کر دیئے  
نقابدار کسی کے ہاتھ سے زخم نہیں کھاتا مثل نگاہ نظرون سے غائب ہو جاتا ہے بدیع الزمان  
قاسم بھی خوب لڑے مگر جب سحر میں مبتلا ہوتے ہیں بہار وغیرہ سحر دفع کر دیتی ہیں آج میدان کا زار  
میں غضنفر نے زمین ہلا دی نقابدار کے ہاتھ سے اس کے بھی قراق قتل ہوئے بدیع و قاسم نورالدہر وغیرہ



بھی اتھار کے زخمی ہوئے قدم اٹھانا میدان کارزار سے مشکل تھا افراسیاب غصے میں اسد نادر  
 پر جا بڑا بہت سحر کے اسد نے لوح چمکائی اور پر سے ہاتھ مارا سر افراسیاب نے زخمی ہوا ہونٹ مار کر بھاگا آفاق  
 بھی زخمی ہوئی نقاد بارز خم نہیں کھاتا کسی کی نگاہ میں نہیں آتا شام تک اسی طرح تلوار چلی بلقیس نے  
 حیرت کو ایک طمانچہ مارا تخت سے کود کر حیرت بھاگی ملکہ بلقیس نے اسد سے کہا اے  
 شہر یار نقاد بارز سحر تاثر نہیں کرتا ہم تو مجبور ہوئے آپ اہل بیان لشکر کو بجایے اور نہ سب سردار  
 قتل ہو جائیں گے یہ سرفروش قدم میدان کا زلزلہ سے نہ ہٹا شنگے مجبوری افراسیاب نے طبل بزرگشت  
 بجوایا نقاد بارز کو لیکر ٹٹا الگ بیکر گاہ میں اگر نقاد بارز واقعات فردکش ہوئے جاتے وقت افراسیاب  
 کہہ گیا کہ ابکی مرتبہ جو میدان کارزار میں آؤنگا ایک زندہ چھوڑ دگا چونکہ افراسیاب واقعات  
 بھی زخمی تھے اسوجہ سے ایک ہفتے کی مہلت دی یہاں شہنشاہ لاجپن وغیرہ اتھار کے زخمیاد سیر قرار  
 واپس آئے ہر چند کہ طلسم کشا ملکہ بلقیس کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی لیکن نقاد بار کے ہاتھوں نے  
 ایسے صدمات پہونچے اور اسنے اسد کے ہاتھ سے بھی شکست نپائی اسکا بڑا انتشار ہے کہ آخر نقاد بار  
 کس طرح خاتمہ ہوا جو عمر و برق و جانسوز و ضرغام وغیرہ بھی حاضرین لاجپن نے یہ بھی بیکار کر  
 کہہ دیا کہ خواجہ یہ خیال ضرور رہے کہ ان جوانان روئین تن و نقاد بار عیاری کر نہ سکا راہ نکر نایہوشی  
 سے کچھ نہوگا قرآن نے کہا اے شہنشاہ لاجپن انشاء اللہ اسی پر عیاری ہوگی یہ کہے قرآن لمبرق  
 وغیرہ الگ الگ فکر عیاری میں روانہ ہوئے خواجہ عمر و بصورت مبدل قریب بارگاہ نقاد بار  
 آئے دیکھا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا ہوا ہے نقاد بار واقعات کو پہلو میں لئے بیٹھا ہے شرانجاری  
 کر رہا ہے چالیسوں جوانان روئین تن کینزون کے ساتھ مصروف احتلاط میں نقاد بار نہایت  
 بیباک افات سے باتیں محبت آمیز کر رہا ہے کبھی گو دین بٹھالیتا ہے آفات کے مبدع نازین غلام  
 بیرون بارگاہ کھڑے ہیں شراب کا اہتمام کر رہے ہیں خواجہ بشکل خدمتکار قریب بارگاہ آئے غلامان  
 افراسیاب انتظام شراب کر رہے ہیں پتلے لاکر بارگاہ میں پہونچاتے ہیں عسروئے بڑھکر  
 شرارت کی ہے کامنہ کھو لکر بیہوشی ملائی آپ بشکل کینز اندر آباو ہی شراب صرف ہونے لگی  
 جیسے ہی جوانان روئین تن نے دود و جام بے آفات قرابے کے قرا بے چڑھا ہی جو نقاد بار کو واقعات  
 فی ناذا بھر کر ملائی آفات تو ہر کھڑکے گری نقاد بار و جوانان روئین تن بھی بیہوش ہوئے عمر و



نہرہ کر کے جلا کے آفات و نقابدار کو قتل کر دیں ایک نگی سیاہ وہان ہان کرتا ہوا زمین سے نکلا عمر و کا  
ہاتھ تمام یہ نقابدار و آفات کو سیدار کر دیا ہتھ ہوا عمر و گرفتار ہوا افراسیاب وحیرت وغیرہ  
بہر سنکر بارگاہ سے نکل آئے غلام نگی عمر و کو کشتان کشتان لیکر چلا یہاں پیغمبر کا رونے بارگاہ لاجین  
مین ہو بخائی کہ خواجہ عمر و گرفتار ہو گئے نقابدار کو قتل دیا ہے افراسیاب بھی بیرون بارگاہ آگیا  
جلاد و طلب ہے یہ سنکر جملہ سرداران لشکر اسلام آمادہ مرگ ہو کر بارگاہ سے نکل آئے سب کھینچو  
کو ایک نگی لئے جاتا ہے نقابدار و آفات شراب بارگاہ میں بی رہے ہیں چالیسوں جوان بھی سی بارگاہ  
مین این لاجین وغیرہ نے قصد کیا کہ جاڑیں عمر و کو رہا کریں یا جان دین اسد نامار و نور الدین  
و بدیع الزمان قاسم و غضنفر وغیرہ گھرانے ہوئے تھے اسد نے حکم دیا مرکب ہمارا جلا آراستہ  
کر و خدا نخواستہ اگر خواجہ قتل ہو گئے ہیں نہ کھانیکے لائق نہ ہو گنا سب سرداروں نے قصد کیا کہ سوار  
ہوں بہار وغیرہ نے اسباب سحر ہاتھ میں لئے کوکب و جہاندار و عمار و باغیان بھی کہہ رہے ہیں کہ  
خواجہ عمر و کو زنگی لئے جاتا ہے افراسیاب نے جلاد طلب کیا ہے لشکر کفار میں ہر ایک کلیں قول ہے  
یار و جلد عمر و کو قتل کر غضب کیا کہ نقابدار پر عیاری کی نکالیک سب دیکھا بارگاہ نقابدار سے سو قدم  
پیچھے ہٹ کر مترقی فرنگی زمین سے نکلا آواز دی اے سرداران جاننا ز قریب لشکر افراسیاب  
آئینکار اداہ نکر تا خلیفہ مترقران نامدار اپنا کام کر چکے یہ کہنے برق ایک جانب بھاگا ایک فلیتہ ہاتھ میں  
تھا اسکو زمین پر پھینکا بلایا ہوا جاتا ہے جاہل غلام نگی عمر و کو لئے ہوئے جاتا ہے وہاں کی زمین شوقی  
قران زمین گیر ہیں اٹا ہوا نکلا ایک بغدہ زنگی کو مارا زنگی کا سر پھینچا خواجہ رہا ہوئے برق نے نقب  
مین لگ لگادی مہترقران نے ایک چھتے میں گرد بارگاہ نقب لگائی تھی طبقہ زمین کا ڈکر آسمان پر  
ہو بخام نقابدار و آفات و جوانان روئین آڈکر آسمان پر ہوئے قران و عمر و برق بھٹکے  
دور نکل گئے اسی ہنگامے میں شہنشاہ لاجین خوش آئین و شہنشاہ کوکب رو شہنشاہ  
ملک جہاندار شاہ و اسد غازی و شہزادہ بدیع الزمان و شہزادہ نور الدین  
و شہزادہ غضنفر بن اسد وغیرہ لشکر کفار پر جاڑے کئی لاکھ ساحر و غیر ساحر مدد نقب سے  
ہلاک ہوئے ملکہ بلقیس ثانی نے اسد غازی کو ترغیب دی کہ اب شہر یار ایسے ہنگامے میں  
افراسیاب جادو کو مار لیجئے حقیقت میں جب نقب بڑی بعد عرصہ دانا آواز آئی کشتی مرانام من



آفات چہار دست و نقابدار سید ہوش بود افسوس مریدم و جان دلویم و مطلب خود ز سیدیم  
 افراسیاب جادو کے ہوش اڑ گئے گھبرا گیا قلب تھرا گیا ملکہ حیرت جادو و پیٹنے لگی سر شمشیرین  
 و صبار قاتر نے بڑھکر اسی ہنگامے میں افراسیاب کو خبر دی کہ اگر شہنشاہ اسوقت  
 حضور کا اڑنا مناسب نہیں اسد غازی کو سب سردار ہمراہ لیکر آپ کے لاکھوں ساحر مار گئے تمام  
 شاہان و سید لاجپن و ملکہ بلقیس ثانی کو دیکھ کر بھاگے جاتے ہیں کئی بادشاہوں نے شہنشاہ لاجپن  
 کی قہمبوسی کی اسد نے انکی خطامعاف کر لی ہر ایک کا اسوقت بھی یہی قول ہے کہ اب شہنشاہ کا بچنا  
 دشوار ہے سیکر افراسیاب نے چند گولے لشکر لاجپن پر مارے کئی لاکھ ساحر ہلاک ہوئے آندھی  
 سیاہ اٹھی اول تو مرنے کی آفات چہار دست کے علامت برپا ہے ادھر افراسیاب جادو سے  
 اسی طرح کے سحر کیے بادشاہ طلمس ہوشمرد با ساحر بمیل و کتا اندھیرا چھا گیا ساحر مگر اسے لگے اہالیان لشکر  
 ملکہ مہر خ کو غش آنے لگے اسد غازی کے سامنے ہزار ہا شیران صحرا و فیلان جنگی ظاہر ہوئے اسد  
 اُسے جنگ میں مصروف ہیں تاہ افراسیاب نے جاسکے جب افراسیاب نے دیکھا کہ لاجپن و ملکہ  
 بلقیس ثانی نے سب سحر کو مٹایا ملکہ بلقیس نے ایک گولا جوڑے سے نکال کر مارا کہ صد ہا پتے  
 مشعلیں لئے ہوئے پیدا ہوئے وہ اندھیرا بھی دفع ہوا ایک مرد واضح راستے ناظرین والا مقام ہو کہ  
 جب اسد غازی فوج و مہر لے ہوئے آئے اور یہ بھی خبر افراسیاب کو ملی کہ مرحلہ ہفت سرفرغ ہوا  
 تب افراسیاب کسی مقام پر گیا دہانے آکر ایک گنبد سحر سے بہت بلند و بزرگ نفع بنایا سات دروازے  
 اُس گنبد کے تھے اسی میں یہ سامان کیا کہ ایک دروازے میں تیرو کمان ایک میں گرز آہنی ایک میں  
 تلوار و خنجر و نیزہ لٹکادیا اور گرد گنبد کے ایک حلقہ دوسرے میں ایک فرسخ کے تعمیر کیا اُس احاطہ  
 میں سات لاکھ فوج اتار دی آب واذوقہ بھی دہان جمع کر دیا ہے جس طرح کوئی قلعہ میں سامان  
 کرنا ہے اسکا ذکر وقت ہر تفصیل تحریر ہوگا اب اس جنگ میں بھی جو ملازمان لاجپن سائیہ  
 گنبد میں پہنچے انہیں تلواریں گرز و تیر اس طرح برے کہ سب ہلاک ہوئے کوئی سائے سگنبد کے  
 زینہ نہ بچ سکا لاجپن و غیرہ نے جو اس گنبد پر سحر کئے وہ بھی سحر بیکار ہوئے تب باغبان و  
 بہار و اسرار نے بڑھ کر آواز دی اسے اہالیان لشکر طلمس کشا خبردار قریب اس محلے کے سایہ گنبد  
 میں سب کچھ جات ساتھ سامری و جمشید میں مگر افراسیاب نے جو دیکھا کہ اسوقت سب دراز لکر بچھو



گھیرینگے طلسم کشا صاحب لوح لڑتا ہوا آتا ہے نور الدہر و غضنفر پر بھی کسیکا سحر تاثیر نہیں کرتا  
 آخر ملکہ حیرت جادو کو پنجہ بین دبا کر نکل گیا مگر یہ بھی آواز دی اسے لایچین وغیرہ تم سب کی تدبیر  
 مگر چکا ہوں تمہارا پیچھا پھوڑو نکالو طلسم کشا کو وہ داغ دودن کہ خود گلا کاٹ کر  
 بر جاے اسد غازی و لایچین وغیرہ آنے آکر خیمہ و بارگاہ پر قبضہ کیا  
 خزانہ لوٹ لیا خواجہ انتظام کر رہے ہیں فرماتے ہیں خزانہ میرے قفسے  
 میں رہے اسد نادر نے معارف قدرت و باغبان قدرت کا پروہ مقرر کیا اور کان میں گندیا کہ خواجہ عمر کو  
 بہانہ آنے دینا معارف قدرت وغیرہ خزانہ نکلا رہے تھے کہ خواجہ عمر و دوڑے ہوئے آئے  
 باغبان قدرت نے کہا خواجہ سلامت آپ اس مقام پر نہ آئیے اسد نادر نے ممانعت کر دی  
 عمر و نے کہا میں ایک جہنہ نہ لوں گا لیکن روپیہ کو دیکھ کر روح کو اعتقاد کو قوت ہوتی ہے ہم  
 اس پار سے چڑھ کر اس پار چلے جائینگے تمہارا کچھ نقصان نہوگا معارف نے کہا کیا مضائقہ ہے خواجہ نے  
 اپنی پادوش کے پیچھے میں ہوم لگایا اس پر چڑھ گئے بہت سے روپیہ تلے میں لپٹ آئے عمر و نے دور جا کے  
 روپیہ چھڑائے اسطرح کئی پھیرے کر چکے تھے کہ اسد غازی بارگاہ سے برآمد ہوا دیکھا خواجہ نادر  
 ز پر پھیرے کر رہے ہیں اسد نے کہا چھوٹا نانا جان بہانہ تشریف لایے عمر و نے چاہا نکلاؤں اسد  
 نے ہاتھ پکڑ لیا پادوش کو جو الٹ کر دیکھا اس میں روپیہ لپٹے ہوئے تھے معارف قدرت و باغبان قدرت  
 حیران ہو گئے اب سب بعیش و عشرت آکر داخل بارگاہ ہوئے لایچین نے کہا اے شہریار ابھی مرحلہ جات  
 طلسمی باقی ہیں آپ اپنے کو جلد ان مقامات پر پہنچائیں طائران سحر سے خبر ملی ہے کہ افراسیاب  
 لشکر جمع کر کے آیا چاہتا ہے ہر چند کہ آفات چہار دست و ماہیمان زمرہ پادوش قتل ہوئیں مگر  
 افراسیاب اب بھی جس لشکر پر چاہے گا ایک ایک کو جان بچاؤ شوار ہوگا ایک یہ گنبد اسے طلسم  
 مستحکم بنایا ہے اس گنبد تک رسائی نہایت دشوار ہے اسکے سامنے میں جب کوئی جاتا ہے حربہ ہار جیگی  
 کی بارش ہوتی ہے لاکھوں آدمی مائے گئے اب شب کو اسد نے حکم دیا کہ کل صبح کو بڑے فتاحی طلسم جائینگے ہر چند دروں  
 نے قصد کیا کہ ہم بھی ساتھ چلیں اسد غازی نے فرمایا کہ لوح میں ہے کہ طلسم کشا کو کیا تمہارا فتاحی طلسم جاتا  
 مناسب کسی کام سے ساتھ کام نہیں حافظ حقیقی ہمراہ ہے اب صبح کو ضرور جاؤنگا بد دن فتح مرحلہ جات افراسیاب  
 قتل نہوگا یہاں لشکر میں تو اسد کجا نیکیا سامان ہو رہا ہے افراسیاب دوبارہ کوس پر حاکم ٹھہرا اور



ابرق کو حکم دیا کہ ملکہ حیرت کو ساتھ لیکر تم مقابلہ سرخ میں جلو میں انکا بیچھانہ چھوڑ دو گلاب سامان  
 لشکر کشی کرتا ہوں استادان سخور نے اس داستان حیرت بیان کو دوسرے طور پر تحریر فرمایا ہے  
 کہ جب آفات چار دست و نقابدار سیاہ پوش و جوانان روئین تن کو مہتر قران نے نقب  
 میں لڑا دیا اور لاجپن و کوکب و جہاندار و غیرہ لشکر انرا سیاب پر جا پڑے بدعا اسی میں  
 انرا سیاب نہ ٹھم سکا بطور مذکور شکست فاش ہوئی تو بھاگ کر اسی گند میں گیا  
 اور وہ حیرہ ہاے مذکور نکاد بیٹے اور سب لشکر کو اندر احاطے کے کر لیا جب ہنگامہ جنگ موقوف  
 ہوا تو افراسیاب احاطے سے باہر نکل آیا خراج گندار اسکے سب آنے لگے ظہیر تاجدار و توسن  
 الشہب سوار و عیوق روف بار و سالار آسمان سیر و منقار گردن سوار و اختر  
 گلگون پوش مشہب جنگ آزماد و شہید اے بلند آواز و ارم دراز مینی  
 و مہوت شیر سیکر و سیران صحرا نور و اژدران آتش نشین و غیرہ اگر ہوئے افراسیاب  
 کو تسکین دینے کے کہ شہنشاہ نگہرائیں صرف طلسم کشا سے تردد ہے کہ اسکے پاس لوح و مہرہ  
 طلسم موجود ہے اُسپر سحر تاثیر بنین کرتا لاجپن و کوکب و غیرہ سے بدل و جان لڑینگے یہ ذکر تھا کہ  
 صحر مشیر زن آگے ہو چکی کہا اے شہنشاہ میں اس وقت دربار مسلمانان میں موجود تھی ہمیشہ  
 حضور کا کرتے تھے کہ ملکہ صندل جادو بادشاہ طلسم صندل کیونکر قتل ہوئی اب سب احوال  
 مفصل معلوم ہوا یعنی آپ کی خراج گزار بلکہ منظ و نظماہ جنگار و حید عصر ملکہ عجائب جادو  
 بادشاہ پیشہ عجائبستان نے انگشتی قتل ملکہ صندل جادو اپنے ہاتھ سے اُتار کر اسد ناسدار کو  
 دی اور صحن وقت پر دستگیری کی اسد نے اسی انگوٹھی سے صندل جادو کو باریون در دہر  
 طلسم کشا مٹا اب حضور نے غضنفر بن اسد کو گرفتار کر کے پاس آ بشار جادو کے بیجا تھا میں  
 عہد کو کہو بچا آئی شب بھرا منے حفاظت کی عمرو نے عہدی بھی کی آ بشار بہت ہشیار رہی  
 بوقت سحر دونوں کو زیر تیغ بٹھایا میں موجود تھی کہ ملکہ عجائب جادو نے آ بشار کو قتل کیا پھر  
 لاجپن و غیرہ ہوئے جیہ قتل ہو گئی تو علامت مٹی اُسے سحر سے تالاب بھی بنایا تھا  
 وہ سب مٹا اسکے مرنے کے بعد کوکب و غیرہ ہوئے غضنفر و عمرو کو ہار لائے اسکی کچھ تدبیر  
 واجب و لازم ہے یہ سنتے ہی افراسیاب کو غصہ آیا توسن ابلق سوار سے کہا جلد جاؤ



جاکر اُسکے معشوق و پسر حمزہ کو جو نقابدار بادلیہ پوش بنکر آتا ہے گرفتار کر کے لاؤ تو سن اہل حق سوار چلا  
 ساٹھ ہزار فوج ساتھ لی جب یہ جاچکا تو صرصر شیراز نے کہا ای شہنشاہ فرزند حمزہ کو جو بی عجب اس  
 لائین میں سنتی ہوں قباد شہر یار نام ہے جری ہمارے صف شکن تغریز صاحب سطوت و مہولت  
 بادشاہ لشکر اسلام تھا اسکو ایک سختی بھی بنا دی ہے راستے طلم کے بتائے مقام زمزم شہر  
 پر بھی جاکر اُسی نے مدد کی اسد کے آنے پر یہ سب خبریں دریافت ہوئیں خود اپنی زبان سے  
 غم و اپنی بارگاہ میں کہہ رہا تھا کہ قباد شہر یار نے عین وقت پر مدد کی سامنے کھڑے ہو کے زمزم پر  
 کو قتل کر آیا آپ نے اس ساحر کو کم فوج سے بھیجا ہے مدد معقول روانہ کیجئے یہ سنکر افراسیاب  
 سالار بلند پرواز سے کہا ای برادر لاکھ فوج لیکر تم بھی جاؤ عجائب و فرزند حمزہ کو گرفتار کر کے لاؤ سختی  
 سحر کی پہلے مٹاؤ سالار بلند پرواز بھی چلا یہ تو گنداش کر چکا ہوں کہ جب ملکہ عجائب نے  
 اسد غازی کو انگریزی قتل صندل جادو دی اسی رات کو اپنا ملک چھوڑ دیا جنگوں میں  
 بسر کرتی ہیں ایک جہیز میں قباد شہر یار مع بارہ ہزار سوار ان نامدار فروکش ہیں آج صبح کو بیٹھے  
 بیٹھے ملکہ عجائب جادو گہرا میں قباد شہر یار نے فرمایا اے ملکہ عجائب تم جانتی ہو کہ میں  
 واسطے اسد کے بہت بقیار رہتا ہوں یہ خبر تم نے دی تھی کہ ہفت سر جادو مارا گیا بقیس  
 نے رہائی پائی پھر جاکر کیا ہوا اب افراسیاب کے قتل میں کیا دید ہے عجائب جادو نے کہا  
 ای شہر یار ابھی کل طلم باطن باقی ہے جب تک وہ مقامات فتح نہ ہو گئے افراسیاب کا قتل ہونا شواہد  
 ملک بلانے تازہ افراسیاب جادو لایا ہے یعنی نقابدار سیاہ پوش و چالیں جو انان  
 و دیں تن کہ جنہر حریر و سحر و حریر و شیر تاشیر نہیں کرتا وہ لشکر ملکہ مسرخ سے لڑ رہے ہیں  
 کل تک تو میں نے خبر پائی تھی کہ طلم کشا بھی انکا کچھ کر سکے عیار فکر میں تھے میں ابھی جا کر  
 خبر لاتی ہوں یہ کہہ کر ملکہ عجائب طاؤس زرین بال بر سوار ہو کر چلی گئیں قباد شہر یار تخت پر جلوہ  
 فراہن گرد سرداران نامدار و شیران خوش کردار و جانباز و جان نثار حاضر ہیں ناچ  
 ہوا ہے فوج فروکش ہے یکایک فوج میں ہلڑ ہوا زانے کی آواز آئی ہر کارون نے بڑھکر خردی  
 اس شہر یار ایک ساحر موسوم بہ توسن اہل حق سوار ساٹھ ہزار ساحران غذا سے حضور کے لشکر  
 پر آڑا ہوا کر رہا ہے بہت سے ملازم سرکار کے سیار گلشن جنان ہوئے یہ سنتے ہی قباد شہر یار سختی



دافع سحر ساختہ ملکہ عجائب جادو و گنگے میں ڈالکر مرکب باد رفتار پر سوار ہوئے آتے ہی صفوں کو  
دہم دہم کیا تو سن ابلق سوار نے بڑے بڑے سحر کے تاثیر نہج کی جس غول پر قبا و  
جاہڑے بڑے بڑے ساحران زبردست مارے تو سن بگدھریان کرنا بھولا قبا و کے سامنے  
منہ زوری نہ کر سکا یا تو مطلق العنان لڑ رہا تھا یا گوشے میں آیا ایک چسپاں غرورشن کیا آواز  
دی مصرع۔ اے روشنی طبع نو برین بلا شدمی فاسے چراغ سامری حال روشن ہو کہ  
چراغ سحر کیوں نہیں روشنی دکھاتا اس جوان تاجدار پر سحر کیوں نہیں تاثیر کرتا اس کی کو چیر غ سے  
لگی ہوئی تھی ایک شعلہ بھڑکا اُسے آواز دی اے شہنشاہ ابلق سوار سیر کیے مجبور و ناچار ہیں گنگے میں اس  
جوان کے ایک تختی ساختہ ملکہ عجائب جادو موجود ہے ہم قریب نہیں جاسکتے یہ سحر تو سن ابلق  
سوار نے چراغ گل کیا چراغ عقل روشن ہوا صد ہا ساحران غدار کی شمع حیات گل ہو چکی تھی اُسے  
دستک دیکر آواز دی اے فیضان فیروز جلد حاضر ہو دیکھا ایک زنگی سیاہ رو گنبد پر سوار  
ہاتھ میں تیغہ آبدار حاضر حاضر کرتا ہوا آیا تو سن نے اشارہ کیا اس جوان تاجدار سے مقابلہ کر تختی  
جو گنگے میں یا قوت احمر کی لٹی ہے اپنا خون بہا کر چھین لے تو ساحر کیلنا ہے یہی تیرا خونہا ہے  
یہ سنکر وہ زنگی قریب قبا و شہر یار آیا تلوار کا وار کیا قبا و نے سپر پر روکا جیسے ہی ہاتھ مارا تیغہ کانٹکی  
نے سپر لیا سر کٹا خون کا قوارہ بلند ہوا قبا و شہر یار اس خون میں نہا گئے جیسے کوئی کسی پر زنگ کی  
پچکار سی مارتا ہے جیسے ہی خون جسم پر ہوا جسم گلنا چہرہ زعفران زار ہاتھ پانوں میں عشتہ تلوار کا ہاتھ و کا  
زنگی نے جست کر کے دوڑا تختی کا توڑ لیا وہ تختی لا کر تو سن ابلق سوار کو دی تو سن نے تختی جھولی میں  
رکھی بڑھ کر قبا و پر سحر کیا یہ شہر یار بیہوش ہو کر گھوڑے سے گرے تو سن کے ساتھ والے  
ٹوٹ بڑے از روے بلوے کے گرفتار کر لیا اس وقت مسلسل و مطلق کیا دو گولے سحر کے مارے  
سب بیہوش ہو کے گرے ایک سحر میں سب کو گرفتار کر لیا ارابے پر ڈال کر لیچلا تھوڑی  
دور چلا تھا کہ ملکہ عجائب جادو و اگر بوخی قبا و کو گرفتار پایا بیتاب ہو گئی سحر کر کے لشکر پر گری  
ہزار ہا ساحر قتل کئے تو سن ابلق سوار نے دیکھا ملکہ عجائب نے قیامت برپا کر دی ہر مرتبہ  
یہی چاہتی ہے قبا و کو مار کر تو سن ابلق سوار نے بڑھ کر دیا خاک قبر جمشید کی اڑادی  
غبار کی تاثیر سے ملکہ عجائب بھی بیہوش ہو کر گری اس سحیا نے گرفتار کر لیا زبان میں سوزن دیا



ملکہ کو بھی ایک تخت پر سوار کر لیا چونکہ لڑتے بھڑتے شام ہو گئی تھی پانچ کوس بڑھکر آکر بارگاہ میں بیٹھا ہوا  
عجائب جہاد کو ایک گوشے میں قید کیا ہے قبا کو الگ خیمے میں مقید کیا قضاے کار اشہب  
جنگ آرمافوج لیکر آج اس ناکہ توسن نے لڑائی فتح کر لی عجائب قبا کو گرفتار کر کے اس  
مقام پر فروکش ہے اشہب نے لاکر شکر آتا را خود نتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا توسن نے اٹھکر اشہب  
کو سلام کیا تخت پر جگہ دی بیٹھے بیٹھے اشہب کی نگاہ جمال جہان آراے ملکہ عجائب پر پڑی دیکھا ایک  
نازنین سمنہ زہر چین ماہ تکلیں آنکھیں دیدہ رشک غزال ابرو دلال آسمان کمال صف مشرکان آمادہ  
خونریزی تیغ ابرو میں سنہری دیکھتے ہی مائل ہوا سقرار ہو گیا کسا اسے برادر توسن ابلق سوار  
فی الحقیقت تم نے بڑا کام کیا اس جنگ میں بڑا نام کیا تم آگے بڑھو فوج لیکر جلو میں عجائب  
وقبا کو لیکر آتا ہوں توسن ابلق سوار نے کہا واہ ہائی کیا خوب تدبیر بتائی میرے دس بارہ  
ہزار جوان مارے گئے تب میں نے بہ شکل تمام ان سرکشوں کو گرفتار کیا بادشاہ پر حارس  
وقت پڑا ہے شکست کھا کے گنبد میں چھپا ہے خیر خواہان دولت مصروف جانبازی ہیں اپنے اپنے  
نام کے سب طالب ہیں آپ کیا سحر میں مجھ پر غالب ہیں میں نے جاتے ہی سب کو گرفتار کر لیا  
تختی دافع سحر کی چھین لی پھر ملکہ عجائب نے آکر قیامت برپا کی بہ ترتیب سحر کامل اسکو بھی گرفتار کیا  
میں تمہیں قید کیوں دون مصیبت تو میں نے اٹھائی بڑی مشکل میں یہ فتح نصیب ہوئی اشہب  
نے کسا اسے توسن میں نہ مانوں گا اسوقت جو میں اس گلغذا کو دیکھا کھینچے پر چھری پھر گئی  
دل سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہیں میں اسکو سمجھا کر اپنے وصل پر آمادہ کر دگا افراسیاب  
سے مانگ لوں گا نقدی جو لیگا وہ تلو دوں گا میں اپنی جان بچانے کی فکر کرتا ہوں تم باتیں بناتے  
ہو یہ سنکر توسن جھلایا کہا میں تو ہرگز قید نہ دگا اوں کو حرام یہ منظور نظر شہنشاہ ہے اسل مرکو  
افراسیاب کبھی قبول نہ کرے گا اشہب تیغ کھینچ کر اٹھا کر کہا کیا مجال افراسیاب کی جو میرا کونا نہ  
مانے اگر خلاف میرے کریگا بہت پکھٹا لینگا میں لاچین وغیرہ کو بھی قتل کر سکتا ہوں رات کو جا کر  
طسم کشا کو خیر الاؤنگا لڑائی فتح کر دگا افراسیاب سنگون ہوگا ایک عورت کی واسطے  
مجھکو ناراض نہ کریگا دامن مدعا گل مراد سے بھرے گا تو ناحق بیچ میں حائل ہوتا ہے میرا دل ہی  
قبا میں نہیں ہے توسن بھی اٹھا اشہب تو آمادہ ہی کھڑا تھا اٹھتے اٹھتے ہاتھ تلو کر دگا توسن نے



دو کمرے ہوئے حکم دیا لاشہ اسکا بیرون بارگاہ پھینک دہ نگاہ تند طرف سرداروں کے دیکھا کہا جیسے  
 خلاف حکم کر گیا ہی حال کرونگا سب نے سر جھکا لیا خائف ہوئے کہ اتنے بڑے ساحر کو ایسے مار ڈالا  
 ہم نسا دکر کے کیا کریں گے سب نے یہی جواب دیا حضور مالک میں تو ہم آپ کے ہمراہ ہوں اشمب نے  
 جب انکو موافق پایا تب اسنے حکم دیا ملکہ عجائب کو سامنے لاؤ عجائب جادو کو سامنے بلوا کر  
 اس بیچانے بے تکلف کہا ای ملکہ عجائب جادو میں تیرا شوق ہوا میرا دصل قبول کر د  
 تمہاری خطا معاف کرادنگا ورنہ افراسیاب زندہ پھوڑے گا تمنے غضب کیا صندل کو  
 قتل کرایا آبشار کو جا کر راع و و غصہ کھڑا یہ سب خبریں افراسیاب کو پہنچ گئیں  
 یہ بھی شہنشاہ کو بخوبی ثابت ہوا کہ فرزند حمزہ کو اٹھا کر لائیں اسکو تختی سحر کی بنا کر دی اسنے مقام  
 زمہریر پر اسکی مدد کی اگر نقابدار نہ ہو پختا طلسم کشاز مہریر کو قتل نہ کر سکتا مشہور ہو کر شہر  
 پیشہ ساحری ہنگ بھر ہفتونگری قوی تن قوی من زوزین بھی حلف شکن نقابدار نے سامنے  
 کھڑے ہو کر قتل کرایا میں قباد کو قتل کرادنگا کھو بچا لونگا اس طرح جو اس جیسے انکے اس  
 صاحب عصمت کو پسینہ آ گیا بے نگاہ یاس طرف فلک کے دیکھا چشم حق بین سے اشک گہر رشکاری  
 ہوئے پھلی لگ گئی جواب ندے سکی اشمب نے کہا میں تمہاری جان بخشی کرادنگا تیرے بتلاتا  
 ہوں آخر رونے کا کیا باعث مجھ ایسا چاہنے والا انکو کسان ملیگا افراسیاب میرا پاس کرتا ہے اب  
 اکل امور ات جنگ میری راے پر موقوف ہیں میں نے بڑے بڑے ساحر برائے طلسم  
 کشا بلائے ہیں اسطرح افراسیاب مقابلہ ہمدین فرودکش ہے ہماری زندگی میں مجال ہے  
 کہ طلسم کشا افراسیاب بردست انداز ہو سکے میں زمین ہلاؤنگا ایسے ایسے پہلوان ہلاؤنگا کہ  
 طلسم کشا کو جن پھلنا دشوار ہوگی زور و جرات میں لوح کا کیا کام عجائب نے اسکا بھی کچھ جوا  
 نڈیا تب اس بیچانے جھلا کر کہا ملکہ تم مغرور ہو میری بات کا جواب بھی نہیں دیتیں میں مجبور ہوا چار  
 نہیں ہوں مجھکو سب طرح کا اختیار ہے ابھی ایک گلدستہ سحر بنا کر سنگھاؤنگا قلب الٹ  
 جاباگیا مثل میرے ٹکڑے بھی محبت ہوگی یہ کہہ کر ملازموں کو حکم دیا چند پھول و برگ سبز صحرا سے  
 توڑ کر لاؤ میں سحر تیار کروں گلدستہ بنا کر اس گل گلزار حسن کو سنگھاؤں ملازموں نے لا کر یہ سب  
 سامان مہیا کر دیا اشمب سحر تیار کرنے لگا ملکہ عجائب جادو و سحراری میں دھاکا کر رہی ہیں



کہ خداوند امیر عیصمت کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچانا کہ شہب کو خبر ہو چکی ملکہ صرصر شمشیر زن  
 تشریف لاتی ہیں گھبرا گیا صرصر پردہ اٹھا کر اندر آئی نامہ افراسیاب کا ہاتھ میں یا شہب نے  
 کھول کر پڑھا طرف افراسیاب کے لکھا تھا اے شہب جا دو ہلکو طائران بحر کی زبانی معلوم ہوا  
 کہ تم نے توسن کو قتل کیا ملکہ عجائب پر عاشق ہوئے ہیں تمھاری خاطر سب طرح منظور ہونا منہا  
 پڑھتے ہی ملکہ عجائب کو ہمارے پاس روانہ کرو تم قید قباد لے کر آؤ ہم بڑے دعووم سے  
 تمھاری شادی کرینگے کل شاہان طلمس ہوش راجع ہونگے جبر نہ کرو عاشق کو صبر لازم ہو  
 ہیں تمھاری خاطر سب طرح منظور ہے مضمون بلاغت شجون دیکھ کر شہب خوش ہو گیا کہا  
 ملکہ صرصر ملکہ عجائب کو لجاؤ گی صرصر نے کہا ہمارا یہی کام ہے پستارہ باندھ کر لجا بیٹھے تا آپ کے  
 آنے کے شہنشاہ اسکو راضی کرینگے سامان شادی متیا ہو گا آپ کے آتے ہی جو راز عرفانی  
 پنا یا جائیگا شہب نے کہا لجاؤ صرصر نے چادر بچھا کر ملکہ عجائب کا پستارہ باندھا دوش  
 پر لگایا لیکر چلی جب بارگاہ سے نکل گئی ایک ساحر نے کہا اے شہر یار آپ نے صرصر کو کجی بچان لیا  
 لشکر معرچ میں عیار بڑے غضب کے ہیں صرصر کیسی افراسیاب کی شکل نہ کر آتے ہیں ایسا نہو  
 کوئی عیار ہو یہ سنتے ہی شہب نے درق جمشیدی جھولی سے نکالا درق میں جو دیکھا نوشتہ پایا  
 کہ یہ صرصر نہیں ہو عمر و عیار ہو بصورت صرصر آیا ملکہ عجائب کو لے گیا یہ دیکھتے ہی شہب  
 ڈور ایہاں خواجہ عمر و خبر نہ کر آئے تھے شکل باد صرصر پستارہ عجائب کا لیکر لشکر سے نکلے عجائب  
 کو بارگاہ کیا اے ملکہ عجائب منم خواجہ عمر و اب تمکو لشکر لا جین میں بے چلتا ہوں اسد کو بلا کے  
 اسے قتل کر اؤ نکلا ملکہ عجائب نے اشارہ کیا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ میری زبان سے سوزن  
 نکال دیجیے میں شہب ٹٹوے سے سمجھ لوں گی بقول شخصے صرف تھان کا مٹا اے ساری ٹھنڈی  
 بھول جائیگا شکور و کمنہ لنگ ہو اپنی زندگی سے تنگ ہو میں اپنے شہر یار کو رہا کر لوں گی عمر و نے  
 زبان سے سوزن نکالا ہو کہ پشت سے لغزہ ہوا ملکہ صرصر ذرا ٹھہرا جو مجھے کچھ جواب لکھنا ہے  
 عمر و نے آواز دی آپ کچھ سوال و جواب کی ضرورت نہیں شہب جا پڑا عجائب پستارے  
 سے تڑپ کر نکلی لغزہ کیا اویجیا آپ تو وہ کلمات زبان سے نکال یہ کھنکھناتل برقی چکی لشکر  
 شہب پر جا پڑی سحر کیا کئی ہزار ساحر مارے شہب نے دو چار سحر کیے عجائب



نے سحر شا کر کار دسحر اپنی جھولی سے نکالی وہ کار داپنے خون سے زین کی سینہ پر کینہ اشہب  
 پر تباہ کر پھینک ماری ہر چند اسے چاہا کہ چون کار و قضا حق کیلجے پر پڑی پشت کو توڑ کر پار گزری  
 اشہب جادو و صل جنم ہوا عمر و دور سے دیکھ رہا ہو ملکہ عجائب اشہب کو مار کر قید خانے پر  
 جا پڑی ساحراں نگہبان کو قتل کیا قباد کو جھڑایا اپنے نکلے سے موتیوں کا مالاً تار کر پنا د یا قباد  
 شہر یار پشت در کب باد و رفتار پر سوار ہوئے تیغ برق مثال کھینچ کر فوج اشہب پر جا پڑے  
 اپنے رفقا کو جھڑایا اہا لیان لشکر اشہب تو سن الامان الامان کرتے ہوئے بھاگے ہزار ہا  
 جادو گر مارے گئے ملکہ عجائب نے قباد سے آکر کہا ای شہر یار اس وقت خواجہ نے آکر عیاری  
 کی لشکر صرصر جھک رہا کیا بہت جلد نکل چلیے ورنہ وہ آپ سے ضرور کینے لے لشکر اسد میں چلیے قباد  
 نے نقاب چہرے پر ڈالی ساحرون کو قتل کرتے ہوئے نکل گئے ہر چند عمر و نے پکارا ای نور نظر جاو  
 ہم ایک نگاہ تلو دیکھ لین تمہارے فراق میں صاحب قرآن زمان فقیر ہو کر خانہ کعبہ میں بیٹھے  
 ملکہ مہر نگار ستھاری والدہ نامدار نے جام زہر بیا تمام لشکر مصیبت میں مبتلا رہا میں تمکو اپنے ساتھ  
 لشکر میں لے چلوں گا حمزہ خوش ہو جائیگا تمام لشکر میں عید ہوگی قباد نے پلٹ کر جواب بھی ندیا  
 سمجھے کہ خواجہ عمر و بیچا نہ چھوڑے گئے اور جھکوا بھی لشکر میں جانا منظور نہیں ہو جب حکم رہبر کامل ہوگا  
 جا کر غزیر و قارب سے ملین گئے قباد و ملکہ عجائب لڑ بھر کر نکل گئے سکونت اس صحرا کی  
 بھی ترک کی کسی اور صحرا سے سبزہ زار میں جا کر فروکش ہوئے واضح رہے کہ ہر کارے روانہ کر دیے  
 زمین ہر وقت بمقدار اسد نامدار گوش بر آواز رہتے ہیں عجائب جادو کو بھی آٹھ پہر ہی فکر ہو  
 کہ لشکر اسلام کی خبر لیتی رہوں بیان افراسیاب جادو اس گنبد سے لشکر کثیر لیکر نکلا ہو مقابلہ  
 اسد نامدار میں فروکش ہو اہل اسلام پیش قدمی نہیں کر سکتے اسی بات کے منتظر ہیں کہ قبل جنگی  
 افراسیاب بجوائے تو اس سے مقابلہ کریں افراسیاب جادو انتظار پہلوانان طلسمی  
 کر رہا ہوا ان سب کے حالات وقت پر انشاء اللہ تحریر ہوں گے

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر صاحب قرآن زمان و لشکر زمر و شاہ باختری  
 عین وقت پر پہونچنا فولاد آتش بریز مجاور قبر سامری جسکو افراسیاب نے برائے  
 مدد تقار و انہ کیا ہی اور جھلا کر پتھر و غضب تمام لیکر و تنہا جانا افراسیاب جادو کا



برسر لشکر صاحبقران اور ایک سحر میں تمام لشکر کو بتلائے بلا کر ناول دیگر حالات  
متعلق داستان ہر عجیب داستان جلالت عنوان ہر ساقی نامہ مصنف

|                            |                              |                              |
|----------------------------|------------------------------|------------------------------|
| سا قی مے بخود دی پلا دے    | مشتاق کو شکل چہ دکھا دے      | میخانے میں ہو گیا تلاطم      |
| گردش میں بہن ماہ و ہر واکم | ہی دن کو جلال ہر انور        | پھر تا ہی بہ جستجو فلک پر    |
| راتوں کو یہ ماہ عالم افزو  | ہر گشت میں تا سحر ابد سوز    | ہر چیز میں انقلاب پایا       |
| گردش میں فلک کو روز دیکھا  | بانی بناے ہر دو عالم         | بشک ہی قدیم اور قائم         |
| ہی ہو شرباے دہر دنیا       | ہی بحر جہان حباب آسا         | مغزور کے واسطے سزا ہی        |
| بس حتم زدن میں فیصلہ ہی    | اے نشئی فکر قصہ پرداز        | کر حال تھا کا ذکر آغاز       |
| فولاد کی تختیان عیان ہیں   | اب جنگ امیر کے بیان ہیں      | دیگر اشعار از نتیجہ فکر مصنف |
| عرے ساقی سنگدل باخرد       | نہ کی زندمیکش کی تونے مدد    | ہوا میکدے میں تلامذہ عیان    |
| کہ ہی برسر جنگ پیر مغان    | بندھی جو ہے زندمیکش کی ہاک   | شراب مضامین کی تہی ہر پاک    |
| قمر ہر ساقی سے روشن ہو نام | ہوا نثر کا نظم سے اہتمام     | امیر عرب حمزہ نامدار         |
| بل صف شکن شاہ اشقر سوار    | زناش بہ فوج عدو اتبری        | شہنشاہ اقلیم دیو و پری       |
| بجرات بشوکت ہر مصروف جنگ   | گزیران میں ہیست گزگ پلنگ     | ادھر لشکر کا فر پیر دغا      |
| بافسون گری ہی نبرد آرزما   | لڑائی کے موتے میں اب بندوبست | یقین ہی کفار کی ہوشکست       |

چہرہ راقمان جلالت آثار جنگ صاحبقران و کاتبان کتبہ کتب فصاحت عنوان اس داستان  
شوکت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں بشعر مصنف جل اے توسن ملک عبرت طراز +  
دکھا دے جہان کا نشیب و فراز یہ بیان لشکر زمرہ شاہ باختری بر سر کوہ عقیق گنڈا سلیمان  
مقابلہ حمزہ صاحبقران میں فروکش ہو بختیار ک تو ہی جانتا ہے کہ کوئی ساحر طرے سے افراسیاب  
کے آئے تو طبل جنگی بچے لیکن انھما کو ہی بھانجا سلیمان کا بڑے زور و شور سے آکر پہونچا ہر چند  
اسکو سمجھایا وہ نانا اپنے نام پر طبل جنگی بجاایا صبح کو میدان کا زرار میں آکر چنپہلو انان صاحبقران  
زخمی کیے دو جوان بھان سے مارے دو پہر ڈھلے مغزور نے آواز دی اے فرقہ خدا پرستان کسی ایسے  
بہادر کو کھجیو کہ جگو شجاعت کا فرالے یہ جو اس نے نغزہ کیا صفت دست چپ میں ظہور



گڑھن با علمہاے زنگاری کے پھر ہرے کھلے رستم پلٹن نورنگاہ حمزہ صف شکن علمشاہ نوجوان  
استرلاکبود فرنگی کو چھپر کر سامنے تخت شہنشاہی کے آئے بادشاہ حجابہ سے اجازت لی عرض  
کی اور شہنشاہ گیتیستان کلمات لاف و گداز سننے کی طاقت نہیں ہی بادشاہ نے جام  
کلمہ عفویت مرحمت کیا رستم پلٹن دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہوئے سامنے انظار کو ہی کے پوچھے  
تنگا ورن ہوئے تین قدم مرکب انکا پاؤں قدم کینڈہ اسکا ہٹا اُس بیجا کے ہاتھ میں ہی تیغ خون  
آلود کھینچا ہوا تھا آواز دی اے فرزند صاحبقران یہ تیغ آپ لوگوں کے خون کا مزہ چکھ چکا حلال تھا  
مردان عالم اسکا لقب ہی دم بھر میں فیصلہ ہوگا یہ کمکر وار کیا رستم نے تیغ کپتان فرنگی نیام انتقام  
سے کھینچا تلوار کو تلوار پر گانٹھا خبردار خبردار کمکر وار کیا اُس روسیہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا  
تیغ کپتان فرنگی دست زبردست رستم نوجوان سے گرا انظار کو ہی کے مع گینڈے چار  
ٹکڑے ہوئے تمام کو ہی اسکے ساتھ والے محبت میں اپنے افسر کے جا پڑے بختیار رک نے  
فوج کو اشارہ کر دیا اور سرسرداران رستم صاحبقران با حشم مع سرداران نامی جا پڑے  
دونوں لشکر مثل آب شور و شیرین مل گئے صاحبقران بھی چاہتے ہیں کسی طرح لقا کو شکست دین  
یہ بیجا طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے میں جا کر اپنے فرزند سے ملون بعد فتح دریائے نیل جو  
ساحر طرف سے افراسیاب کے آئے عیاروں نے اُنکی زبانی صاحبقران کو خبر بھی پہونچائی کہ  
طلسم ہوش ربا میں قریب دریائے نیل جنگ عظیم واقع ہوئی اس جنگ میں قاسم و بدیع و نورالدہر  
طلسم خورشید نگار فتح کر کے آئے اور قاسم نے طلسم نگارین فتح کیا نورالدہر نے حوالی  
طلسم خورشید نگارین جنگ کی یہ تینوں شیر جنگ دریائے نیل میں شریک اسد نامدار ہوئے ورنہ  
وہ لڑائی فتح نہوتی یہ اخبار مصیبت آنا رنکار اور صاحبقران کا اشتیاق بڑھا پس آج جملہ سردار  
بڑی شان و شوکت سے لڑ رہے ہیں علم فوج لقا قلم کر چکے ہیں بادشاہ حجابہ کا قصد ہی جا کر لقا کو  
گرفتار کر لین یہ نہیں لڑتے بھڑتے چلیں عین گرمی جنگ ہو کہ فولا د آتش زیر مجاہد قبر سامری  
فرستادہ افسر سب ساتھ ہزار سارون سے آکر پہونچا سحر ہونے لگے سارون کے بھروسے پر  
کو ہی بھی بڑھے فولا د آتش ریز کہ سارون زبردست و مقرب افراسیاب ہو بڑے بڑے سحر کر رہا  
ہی بندگان خدا اسکے سحر سے بکا رہے کو ہی کسی میں انکو قتل کر رہے ہیں صاحبقران



اسم اعظم اسی پڑھ کر سحر کو دفع کرتے ہیں اپنے سردار و نگو بچاتے ہیں لڑتے ہوئے تریب زیر قولاد  
آتش ریز موسوم بہ طاؤس جادو پہونچے اُسے بڑے بڑے سحر کیے صاحبقران پر تاثیر ہوئی  
صاحبقران نے ہاتھ مارا طاؤس کے ہوش اُڑے بیک ضرب بشیر دو پر کالے ہوئے یہ دیکھ کر  
فولاد آتش ریز گھبرا گیا گوشے میں آکر سحر کرنے لگا ایک طائر سحر بنایا اسکو سحر کر کے اُڑایا آپ بھی  
سحر کر رہا ہو اُس طائر نے جا کر گرد سر صاحبقران چرخ مارا صاحبقران کی زبان میں لکنت آئی  
اُس طائر کو قولاد نے شیشے میں بند کیا گوہیون کو آواز دی ساحر دن کو بھی اشارہ کیا کہ میں اسم اعظم  
حمزہ بند کر چکا از روئے بلوے کے حمزہ کو پکڑ لو ساحر و غیر ساحر ٹوٹ پڑے حلقہ ہائے کند بھی  
مارے از روئے بلوے کے صاحبقران کو گرفتار کر لیا عیاران اسلام نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ  
صاحبقران گرفتار ہو گئے جواہر بن عمرو نے زفیل عیاری بجائی ایک لاکھ چوراسی ہزار  
پینک بچے آواز سُنا اپنے افسر کی لشکر سے نکلے پرے جا کر لشکر ساحران پر جا پڑے حقہ ہائے آتش بازی  
مارنا شروع کیے ہزاروں ساحر دن کو جلا دیا فولاد سمجھا طر فدار حمزہ کے آہو بچے اس قدر  
شعلہ ہائے آتش بھڑکے کہ فولاد بھی گھبرا کر ہٹ آیا اعتبار آج ایسے لڑے گوہیون کے پیر اٹھا دیے  
حقہ ہائے آتش بازی بھی داغے جنگی بان جھوڑے حلقہ ہائے کند سے بھی قتل کیے جاب ہائے ہیوشی  
بھی چلے آخر فولاد گھبرا کے بھاگا سمجھا کہ لشکر حمزہ میں بڑے بڑے ساحر ہیں آگ برسا رہے ہیں  
نختیارک سے کہا ملک جی میں نے حمزہ کو گرفتار کر لیا طبل امان بجوا دیجئے کل ان سب کی تدبیر  
کر لوں گا اُس وقت گھبراہٹ میں تختیارک نے بھی طبل باز گشت بجوا دیا ادھر اہل اسلام پیچیدہ و  
کبیدہ بوجہ گرفتار ہونے صاحبقران کے پلٹے فولاد جو بارگاہ لقائین آیا تختیارک سے کہا  
حمزہ کے لشکر میں بہت جادوگر ہیں سب آتشخو شعلہ مزاج آگ برسا دیتے ہیں تختیارک نے کہا  
یہ سب عیاران لشکر اسلام تھے فرزند ان و شاگرد ان خواجہ عمر و میں آج خوب جگر لٹے فولاد  
یہ لشکر ڈراور اپنا لشکر واسطے انتظام کے الگ کر لیا سموم جادو کو کو تو ال قرار دیا کہ خبردار کوئی غیر  
نہ آنے پائے کو تو ال انتظام کر رہا ہو سموم جادو نے سر میں بھی اپنا انتظام کیا بھٹیاریوں سے  
اقرار نامہ لیا کہ ہر ایک مسافر کی ہلکو خبر دینا مترا نیاں بیٹھی ہیں ایک بڑھیا مع ایک نازنین  
کے آگے اُتری جو ان عورت کو گوشے میں بٹھا دیا بڑھیا واسطے سودے کے بازاری مہترانی



نے آ کے دریافت کیا اُس نازنین نے کہا یہ کتنی جھکو بھگا کے لائی ہو اسنے جا کے کو تو ال سے اطلاع کی سموم نے آکر اُس جوان عورت کو قبضے میں کیا بڑھیا خبر سنکر بھاگ گئی یہ خبر فولاد کو ہوئی ایک عورت شکیل سر سے گرفتار ہوئی ہو کو تو ال اپنے ہمراہ لیے جاتا ہو فولاد نے کھلا بھیجا سموم سے کہو ڈولی ہماری بارگاہ میں لائے کو تو ال خود ہی عاشق ہوا تھا اب مجبور ہوا ڈولی لے کے بارگاہ فولاد میں آیا فولاد اُس مجہبین کو دیکھ کر بچپن ہو گیا اپنے خیمے میں اتر دیا لا کر مندر پر بٹھایا محبت کی باتیں کرنے لگا وہ نازنین شرم سے کچھ جواب نہیں دیتی یہ چپکے سے کہا حضور میں ایک سوداگر کی بیٹی ہوں یہ بڑھیا جھکو بھگا لائی فولاد نے صندوقچہ جو اہرات کا پیش کیا کہا ہم تم کو خاتون محل بنائینگے ہزار ہا کنیز میں واسطے خدمت کے مقرر کر دیں گے وہ نازنین رونے لگی کہا حضور اب آپ ہی میرے وارث ہیں میں خدمت گزاری کو حاضر ہوں میرے مان باپ کو بلوا دیجیے فولاد نے تسکین دی کہا ہم صبح کو بھٹکے مان باپ کو بلوا دیں گے اُس نازنین نے جام شراب برہنہ کر کے فولاد کو دیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ سامنے منبر پر شیشہ اسم اعظم صاحبقران رکھا ہو ایک گوشے میں صاحبقران بیہوش پڑے ہیں فولاد نے جیسے ہی جام ہاتھ میں لیا قصد کیا کہ پیون ایک پتلا فولادی بول اٹھا اسی شہنشاہ خیراب نہ پیجیے گا اس میں بیہوشی ہو جیسے ہی پتلے نے یہ آواز دی وہ نازنین لغزہ کر کے اٹھی مسم شعبان حجر گذار فولاد نے اشارہ کیا پائون زمین نے تمام یہ شعبان نے دیکھا ہاتھ میرے قابو میں ہیں تو بڑے سے پتھر نکال کر شیشہ اسم اعظم پر پھینک مارا شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران ہوشیار ہوئے لغزہ کر کے اپنے مقام سے اٹھے فولاد بھاگا بیرون بارگاہ آیا بختیارک نے قزاق کرائی سب ساحر و غیرہ سا خرتیار تھے تلوار چلنے لگی شعبان جو سحر سے جھوٹا جا کر بادشاہ اسلام کو خبر دی بادشاہ اسلام مع جلسہ سواران خوش انجام تلوار میں کھینچ کر اُڑے امیر اسم اعظم پڑھکر لڑنے لگے سلیمان بھی اٹھا لشکر کو ہیان کو ترغیب لینے لگا رات بھر تلوار چلی بوقت سحر فولاد نے دیکھا ہزار ساحر مارا گیا سواران اسلام نے چہار جانب سے گھیر لیا ہو ہنگامہ کیودار بلند ہو کو ہی نام سے اہل اسلام کے بھاگتے پھرتے ہیں ہر مرتبہ شکست کھائی ہو منہ پر غازیوں کے نہیں چڑھتے سلیمان اپنے ساتھ داوون کو لڑ رہا ہو کہ امیر لڑتے بھڑتے سامنے سلیمان کے پہونچنے مدت سے یہاں فروکش ہو سلیمان کو ہمیشہ سے مقابلہ



امیر کا حوصلہ تھا ہر چند کہ بختیارک نے روکا اسے سلیمان یہ کیا کرتے ہو چہ سالار  
 قدرت خداوند لقا ہی بڑے بڑے ہیلوان قدرت نے اسکے ہاتھ سے قتل کرائے اسکے مقابلہ میں جاؤ  
 سلیمان نے کچھ جواب نہ دیا صاحبقران پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا امیر رات سے لڑ رہے ہیں کسی  
 مرکب کسی کی تلوار اٹھالی تھی اب دن کو سرداران نامی نے اشقر دیوزاد لاکھ پہنچایا تیغ  
 عقرب سلیمان نے تحفہ جات بزرگان ذات پر آراستہ مرکب اشقر دیوزاد طرارے بھرتا پھرتا ہے صدمہ کو  
 سمون سے پامال کیا جیسے ہی سلیمان نے ہاتھ مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر گناٹھا غصے میں  
 آواز دی اسے سلیمان ہم ہمشہ میدان کا زار میں تمہارے مقابلے کے مشتاق رہتے تم افسر کو بیان ہو بھی  
 ہیلوان نوجوان ہو کبھی تم نے لطف سے مقابلہ نہ کیا آج بھی ہم خستہ ہو چکے ہیں مگر تم ایسوں پر لاشہ بھی  
 بھاری ہو ایک وار تو قبول کرو خبردار خبردار کہ مکر ہاتھ تیغ عقرب کا مارا سلیمان نے سبر کو چہرے کی  
 پناہ کیا تیغ عقرب سلیمان کاٹ میں لانا فی ٹرپ کے گرا سپر کے دو کمرے ہوئے سر سلیمان کا زخمی ہو بیچ  
 میں کوہی ٹوٹ پڑے سلیمان کو ہٹائے گئے لندھو رڑے بڑتے قریب ناصر کو ہی پہنچے اُسے ہاتھ  
 تلوار کا مارا لندھو رنے اس کو زخمی کیا عنصر ہاتھ سے مالک کے زخمی ہوا اب تو فوج لہاکے قدم اٹھے  
 فولاد دیوانہ وار کھرتا پھرتا ہو تاثر ارم اعظم صاحبقرانی سے رنگ اسکے سحر کانہیں جتا صاحبقران  
 لڑتے ہوئے قریب اسکے پہنچے اسے بہت سے سحر کیے جب سحر کی تاثیر نہ ہوئی جھلا کے ہاتھ تیغ سحر کمار  
 صاحبقران نے تلوار سیر گناٹھا وار کو اس ناہنجار کے دفع کیا اسی ہنگامے میں ہاتھ مار دیا فولاد  
 کا سبز زخمی ہوا الامان کہ مکر تھا گا بھاگ کر سب قریب باغ مینا پہنچے سرداران صف شکن نے کھوئی دو کمر  
 چار جانب سے گھیرا جا ہا کہ آج اس کو باغ مینا میں بجانے دین لقا نے ہاتھ سے بادشاہ کے شکست کھائی  
 تخت ٹکڑے ہو کر اڑ گیا ننگے پاؤں بھاگا ہوا جاتا ہوا دیکھا طرف باغ مینا کے سرداروں نے اپنے  
 بڑے جمادیے لندھو ر مالک غلشاہ خندق پر ڈٹ گئے کہ اُدھر بھاگ کر گیا اب لقا گھریا کہ  
 کدھر جاؤں راستہ سب نے روک لیا لقا بدحواس سلیمان عنبرین موے کو ہی پریشان کہ کیا  
 تدبیر کروں مگر قضاے کاروہان افراسیاب نے شکست کھائی تھی احاطے سے فوج نیکر نکلا بارگاہ  
 میں آکر بیٹھا برق وغیرہ واسطے خبر کے کہ کہیں کہ بیٹھے بیٹھے حیرت جادو نے کچھ افراسیاب سے  
 کہا سر ماوا بریق نے بھی ٹرہکے عرض کی اسے ہند شاہ کوئی صورت فتح کی نظر نہیں ہوتی ہر روز



صورت شکست ہوا افراسیاب کان مین ملکہ حیرت کے کچھ لکڑاٹھا آسمان پر جا کر چپکا اس زور و شور سے جاتا ہو کہ وہ دشت مین تھر تھری پڑی ہوئی ہو بیان وہی وقت ہو قریب ہو کہ لٹکا کر قمار ہو جائے فولادیریشان سلیمان حیران لقا فریاد فریاد کر رہا ہو اہل اسلام بڑھتے چلے آتے ہیں بختیار رک بھی آج گھبرا یا ہوا لکھتا ہو کیا کروں خداوند کو کہاں لے نکلون ہر طرف سے سرداروں کو بلاتا ہو کہ یا روسینہ سیر کر و قدرت کو بچاؤ جو سردار صفت سے نکلا ہا تھا سے اہل اسلام کے مارا گیا ہزار بالا شہ پڑا ہو فولاد کے سب ساحر مارے گئے سو سچا س ساحر باقی مین وہ بھی سحر بھولے ہوئے حیران و مضطرب قرار دشت در نہ روئے رفتن نہ راہ ماندن اس وقت بختیار رک نے دیکھا آسمان پر لکڑا ابرسیاہ کر لٹکا ہوا پیدل ہوا نہایت زور و شور سے آکر کر کا آواز آئی کہ زمین میدان کا زرا تھرائی بختیار رک نے دیکھا افراسیاب بڑے قہر و غضب سے ہنر بر سحر پر سوار تیغ ہاتھ مین چند گولے حبیب مین نعرہ کرتا ہوا آ کے پہونچا دور سے لقا کو سلام کیا بختیار رک تو ایک مرتبہ طلسم مین ہو آیا ہو بخوبی پہچانتا ہو کیا خداوند خود افراسیاب جادو آپہونچا لقا بھی افراسیاب کو دیکھ کر بڑھا بختیار رک نے جلدی تاج سر پر قدرت کے رکھا خون چہرے کا پاک کیا لقا مین چہ تقدیر کر دم کہتا ہوا بڑھا افراسیاب نے لقا کو بے نگاہ حقارت دیکھا جی مین کہتا ہو یہ کیسا خداوند ہو بندوں کے ہاتھ سے درد مند ہو فولاد نے بھکر افراسیاب کے قدموں کو ہوسہ دیا کہا او شہنشاہ گیتی ستان اس زمین پر عجب انقلاب ہو قدرت کا فراج لا جواب ہو دم بھر مین عجب طرح کی تقدیر مین کرتے ہیں کبھی فتح کبھی شکست ہو بیان کا نیا بند و بست ہو مین نے حمزہ کا اسم اعظم بند کر لیا تھا حمزہ کو بھی پکڑ لیا رات کو قدرت نے تقدیر کر کے رہا کر دیا سب ساحر میرے ساتھ کے مارے گئے اب حمزہ کے اسم اعظم کے سامنے میرا سحر تاخیر نہیں کرتا بھاگنے کا بھی رستہ نہیں ملتا کہاں بھاگ کر جاؤں آج قدرت کا سر بھی زخمی ہوا اپنے ساتھ اوردن کو بھی برباد کرتے ہیں افراسیاب غصے مین تھا کچھ جواب تو نہ دیا لیکن جب سے ایک گولا نکلا لاٹھو ہٹو لکڑا مار دیا اس گولے کا پھٹنا تھا کہ زمین متنزلزل و متحرک ہوئی ایک طائر پیدا ہوا اس طائر سحر نے شیشہ ہاتھ مین پر نراد کے دیا اس طائر نے گرد سر صاجقران چنچ مارا صاجقران کی زبان مین لکنت آئی خود بخود طبیعت گھرائی یا تو پشت اشقر پر سوار تھے یا مثل تصویر تصور خاموش ہوئے تمام لشکر مین اندھیرا چھا گیا پانچ کوس کے گرد مین سوائے دھوئیں



کے اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا دھوکین کی ایک یوار گرد لشکر صاحبقران کھنچ گئی تمام لشکر ہمیں  
بند ہوا ہر خرد و کلان درمند ہوا کسی میں لڑنے کی طاقت نہیں رہی انھوں میں بصارت نہیں آتے پاؤں  
بیکار مجبور و ناچار حیران و پریشان خاموش ہو کر رہ گئے اس طرح کا افراسیاب نے سحر کیا کہ تمام لشکر  
لقا الگ ہو گیا جھونکے ہوئے چلے فولادی بچے پیدا ہوئے اُن بچوں نے دستگیری کر کے اہالیان  
لشکر لقا کو الگ کر دیا فولاد آتش ریز کھڑا ہوا الگ دیکھ رہا ہے ایک سحر میں افراسیاب نے  
اسم اعظم صاحبقران بند کر لیا شیشہ ہاتھ میں اس میں طائر شجر رہا ہے غصے میں کانپ رہا ہے  
کہتا ہے اے فولاد اسی پتھر کو بڑا ناز تھا اس شیشے کو تم اپنے پاس رکھو یہ سحر ایک  
ہفتے کا ہے اہالیان لشکر حمزہ اس قلعہ و دوسری میں گرفتار ہیں فریاد و انہیاف کر رہے ہیں  
آٹھویں دن یہ سب بیہوش ہو کر گر پڑیں گے یہی حال حمزہ کا بھی ہو گا بے آب و دانہ تربیں گے  
در قلعہ و در بند کر دیا ہے تختیار رک دوڑا ہوا آیا دامن افراسیاب کا تمام لیا کہا ہے شہنشاہ  
تیرے سحر کے صدقے اپنی خیر و عافیت بیان کیجیے ہوش رہا کیا حال ہے افراسیاب نے مُنہ  
پیٹ لیا کہا اے شیطان درگاہ خداوند اسد غازی کو لوح طلسمی مل گئی چند مرحلے بھی شکست  
ہوئے جان جانے کے بند و بست ہوئے اب میں نے ایک گنبد مثل قلعہ بنایا ہے کہ اس میں کوئی  
نہیں آ سکتا اب طلسم باطن کا بھر دے وہی صاحبان مرحلہ کد و کاوش کر کے لوح طلسم کشا سے لیں گے  
دوسرے میرے ذہن میں یہ آیا کہ میں جا کر بزرگان طلسم کشا کو مار ڈالوں مگر حیرت سے اطلاع  
کر کے آیا ہوں جو سوچا تھا وہی کیا یہ شیشہ اسم اعظم موجود ہے بحفاظت رکھے آٹھویں دن یہ سب  
بیہوش ہو جائیں گے اپنے ہاتھ کا گولا فولاد کو دیے جاتا ہوں یہ اُس گولے کو پھینک دیگا آٹھویں دن  
پیدا ہو گا آپ لوگ اندر جا کے سب کے سر کاٹ لیجیے گا سب کے نوک نہرہ پر رکھ کر ہوش رہا  
میں چلے آئیے گا اسد و بدیع وغیرہ موجود ہیں اپنے بزرگوں کے سر دیکھ کر سرنگرائی لیں یہی ٹرپ  
ٹرپ کے مرجائیں گے احاطے سے میں بلوہ کر دوں گا اب بھی میں لاچلین وغیرہ سے کمزور نہیں ہوں  
سب پر سحر میں غالب آؤں گا ابرخونی برساؤں گا جس پر قطرہ پڑے گا ٹھک جائیگا یہ صدمت فتح تجویز  
کی تختیار رک نے کہا حضور نے آتے ہی ایسا انتظام کر لیا کہ جملہ سردار و عیار اس سحر و دمن بتلا ہو گئے  
پھر بھی مجھ کو خوف ہے شاید کوئی فرزند عمر و بھاگ کر نکل گیا ہو مدد مسلمانوں کی غیب سے بھی پیدا



ہوتی ہو کوئی اگر شیشہ اسم اعظم توڑے حمزہ چھوٹ کر قیامت برپا کرے گا اسم اعظم بڑھ کے قلعہ دود کو  
 بھی مٹا دیگا قدرت کو جان بچا مشکل ہوگی میان فولا دے گی چھوٹ گئے ہیں یہ شیشہ اب اپنے  
 ساتھ لے جائیے ہوش ربا میں جا کر رکھے مگر غضب یہ ہو کہ وہاں چھ عیار موجود ہیں ایسا نہو فکر کرے شیشہ  
 لیلیں افراسیاب نے کہا ای ملک جی میں اپنے پاس شیشہ نہیں رکھ سکتا ایک سرسبز اسودے  
 حقیقت میں بیان رہنا بھی بڑا ہی خوف و دہان لے جانا بھی بہتر نہیں ہو ملک جی میں کسی انتظام میں  
 عاجز نہیں ہوں سب کچھ میرے اختیار میں اب بھی ہو ایسے مقام پر شیشہ رکھوں کہ جہاں ہوائیں وہم خیال  
 بھی نہ پہنچ سکے میرے طلم کو قدرت کی بے اعتدالی نے خراب کیا میں وہ صاحب اختیار ہوں کہ  
 بہرام فلک بھی مجھ سے ننگا نہیں ملا سکتا ہر چند حجرہ ہاے ہفت بلائیں دریائے نیل فتح ہو اور حمزہ کو  
 ٹھنڈا کیا طلم باطن میں بھی ایسے مقام باقی ہیں کہ کسی طرح طلم کشا ان مقامات کو فتح نہ کر سکے گا  
 میں نے قدرت کا عذر بھی رفع کر دیا کہ برے قدبوسی آیا پہلے قدرت ان سب کے سر لیکر طلم ہوشربا  
 میں آئیں پھر میں خود ساتھ ہو کر تباہ باختر ہو چکاؤنگا عمدہ ہاے خداوند قائم کر دوں گا ایک سحر میں  
 بہشت دوزخ بنا دوں گا اب تو تھکے مضبوط کریں دشمنوں کو مٹائیں تختیاں رکھنے کا میں قدرت کو  
 بخوبی سمجھا دوں گا قدرت تقدیر خلافت نہ کرے گی سب کے سر لیکر ہوش ربا میں آئیں تم شیشہ اسم اعظم کا  
 انتظام کرو یہ ذکر ہو رہا تھا کہ خداوند بقا بھی تھے ہوئے آئے افراسیاب نے لقا کو سجدہ کیا دامن  
 نظام کر رونے لگا کہا کیوں یا خداوند اب تو طلم ہوشربا مٹانے سے کیا فائدہ ہو لقا نے کہا  
 قدرت مٹے ہوئے کو پھر بنا سکتے ہیں مردوں کو زندہ کریں زندوں کو مردہ کریں نئی دنیا آباد کروں  
 آج تک تو نے غور کیا براے قدبوسی نہ آیا آج تو نے قدرت کو راضی کیا ہم بھی تجھے رضامند کرینگے  
 یہاں سے تباہ طلم ہوشربا کوئی تیرا دشمن باقی نہ رہے گا اب انتظام بن جائیگا افراسیاب خوش  
 ہوا کہ قدرت نچتہ وعدہ کرتے ہیں افراسیاب نے ایک دستک دی پکار کر آواز لگا کی ای عقاب  
 آسمان سیر جلد حاضر ہو سب نے دیکھا ایک ساحر حبیب شکل عجیب ایک تخت پر بیٹھا ہوا چار  
 عقاب اس میں کسے ہوئے تخت اڑاتا ہوا آکر پہنچا افراسیاب نے کہا ای عقاب طلم ہوشربا  
 میں غدر ہو گیا سب عزیز داران طلم کشا ہیں انکو میں نے سحر میں پھنسا لیا فولا دیہاں کا انتظام  
 کرے گا تم شیشہ اپنے پاس کھو خبردار زمین پر نہ اترنا دو ہفتے کا سامان اپنے پاس تیار کر لو بروے ہوا



اڑنا عقاب تھا را نام ہو بلند پروازی کام ہو جب خبر پاناکہ خداوند مسلمانان لیکر یوشن بامین  
 گئے تب تم ہماری ملاقات کو آنا جس قدر ملازم ہمارے مر گئے ہیں قدرت سب کو زندہ کرینگے لاکھوں رفیق  
 و تاجدار مارے گئے اُن سب سے اگر ملاقات کرنا جس روز سے قدرت اس قلم میں آئے جو جو ساحر  
 مارے گئے اُنکا نام بقید ولد میر لکھ رکھا ہو کتابیں مجلد بھری ہوئی ہیں ایک ہفتے میں قدرت تقدیر کر کے  
 سب کو زندہ کرینگے اور ہوشربا تا باختر کرورد و کرد و بندے جانا پڑینگے اُن ساحرون وغیرہ ساحرون کے  
 عزیز دار اگر شکر یہ خداوند بجالائینگے ہماری عہداری کے واسطے نئی دُنیا تیار ہوگی پُرانے سوارون  
 میں صرف محمور و مہار کی خواہش ہو اور سب جانور بنا دیے جائینگے جنگل و مین اڑتے پھریں عوض  
 میں اس خدمت کے عمدہ و ذرا معلے کا عقاب نے کہا اور خنشاہ میں ہینون بلندی ہوا سے  
 نہ اُتر دنگا یہ کہلے افراسیاب سے فیض اسم اعظم صا جعفران لیا اپنے تخت پر بیٹھ کر کہ لیا جسطرح  
 اُڑتا ہوا آیا تھا اُسی طرح اُڑتا ہوا چلا گیا زمین سے ہزار گز کی بلندی پر کوہ عقیق سے ہزارون کوس  
 پر ایک ابر بنایا اُس ابر میں جھپکڑ مٹھیا اندر ابر سر کے مٹھیا ہوا چلین کر رہا ہو اسکا ذکر وقت پر تحریر  
 ہوگا جب عقاب کو روانہ کر چکا تب فولاد کو بنجوبی بمقدتہ قتل مسلمانان سمجھایا کہ بیان کا نظام  
 تمہارے سپرد ہو بعد ہفتے کے جس طرح کہا ہو اُسی طرح سب کے سر لیکر آنا لقا کی بارگاہ باعزاز و اکرام  
 استاد کرائی اسی دھوئین کے قلعہ کے سامنے لشکر کو ہیان و ساحران بُری دھوم سے فروکش ہوا لقا  
 سے افراسیاب شخصت ہوا کہا یا خداوند اب تو سب طرح اطمینان ہو امین برے مقابلہ طلمس کشا  
 جاتا ہوں طلمس کشا کے ساتھ جلد واقف کاران طلمس موجود ہیں کیا عجب ہو کہ طلمس کشا واسطے  
 قحاحی مرحلہ جات کے گیا ہو مین جا کر روکنے کی تدبیر کروں اُسی طرح کرکٹا ہو آپاس حیرت کے  
 آیا ملک حیرت نے کہا اور شہنشاہ کہاں گئے تھے افراسیاب نے چپکے سے کہا عزیز داران طلمس کشا  
 کو مین نے مٹایا اب قدرت صوبے کے سر لیکر آئیں گے لیکن اس خبر کو مشہور نہ کرنا بیان قبل آئے  
 افراسیاب کے لاچلین وغیرہ نے اسد غازی کو صلاح دی کہ حضور عرصہ نہ کریں لوح  
 ملاحظہ فرمائیے اسد غازی نے لوح کو ملاحظہ کیا اُس میں حکم نکلا کہ بدون فتح مرحلہ جات قتل  
 افراسیاب نامکن ہو شب کو اسد نادر یکہ و تنہا پست مرکب پر سوار ہو کے بدلیف لوح  
 ایک جانب روانہ ہوئے بعد جانے اسد کے و اج قطرہ زن و خمریلم و طاؤس پر بچہ رہ



دختر خوشنواظ ملقاتی دہمارو باغبان تعقب اسد میں چلے لاکھ سا حرون کا لشکر ہمراہ لیا عمار بھی  
 فرداً فرداً روانہ ہوئے جب افراسیاب کو حقیق سے واپس آیا تو صرصر نے یہ سب خبریں کہیں کہ  
 طلسم کشا برائے فتاحی مرحلہ جات گیا اورنگ بر سوار ایک ساحر نامدار کو نامہ دیا کہا پاس فیروزہ  
 گنبد نشین کے جاؤ زوجہ اورنگ گنبد نشین کی خمار فیروزہ پوش بھی ساتھ ہوئی یہ برق  
 نے آکر لاجپن سے کہی کہ افراسیاب نے فوجیں تعاقب اسد میں روانہ کیں یہ خبر شکر کو کب  
 روشن نصیر مرکب پرند پر سوار ہو کر برائے مدد اسد روانہ ہوا شب کو حرمج و رعد و برق  
 و برق لامع بدون اطلاع لاجپن روانہ ہوئے مگر راہ میں زوجہ اورنگ مع ساٹھ ہزار  
 کینڑوں کے منزل بمنزل جاتی ہو ایک صحراے سبزہ زار میں جا کر پہنچی سیر صحرا دیکھ رہی تھی کہ  
 دیکھا اک نازنین نہایت حسین غنچہ دہن رشک چمن عاشق فراج صحرا میں پھر رہی تھی شعر عاشقانہ  
 پڑھتی ہی خمار نے کینڑوں کو حکم دیا یہ شہزادی کسی کے عشق میں نکل آئی ہو آوارہ بھرتی ہو بدلا کے ہمارے  
 پاس لاؤ کینڑوں اسکو جا کر بدلا کر لائیں زبان سے اسکی معلوم ہوا کہ نام جہ حسین ہو کسی کی تصویر لیکر  
 ماٹل ہوئی اسی جوش میں نکل آئی مگر نہایت خوش فراج جوش عشق میں اشعار عاشقانہ خوب گاتی  
 ہی خمار نے اسکو اپنے پاس رکھا اورنگ آکر خدمت فیروزہ گنبد نشین پہنچا نامہ افراسیاب  
 کا دیا فیروزہ نے کہا میں طلسم کشا کی فکر کر رہا ہوں تم تین لاکھ فوج ساٹھ لیکر ہمارو باغبان کو  
 گرفتار کرو اسد میری طرف آئیگا میں انتظام کروں گا خمار فیروزہ پوش اورنگ بر سوار  
 فوج کثیر لیکر برائے گرفتاری ہمارو وغیرہ چلے اسد بموجب ہدایت لوح خرب ایک گنبد کے پہنچے  
 لوح طلسمی کو گنبد سے مس کیا گنبد تو غائب ہوا ایک شہر نمایان ہوا اس شہر سے ایک تاجدار تین لاکھ فوج  
 اور چار سو پہلوان لیکر مقابلہ اسد میں آیا اس تاجدار کا ماہ تاجدار نام تھا شب کو اسنے قبل جنگی جوایا  
 شب کو اسد ایک صحرا میں پہنچے بموجب ہدایت لوح ایک قصر میں نیک راے وزیر اعظم لاجپن  
 مع بارہ ہزار ملازمین کے قید تھا کوہان جادو کو مار کر ان سب کو رہا کیا وہ وزیر اعظم  
 اسد غازی کے ساتھ ہو بارگاہ وغیرہ استاد کرائی جب میدان میں ماہ تاجدار نکلا فوج لیکر  
 صفین جائیں اسد غازی میدان کا زار میں نکلے طرف سے ماہ تاجدار کے جو پہلوان نکلا  
 اسد غازی کے ہاتھ سے مارا گیا شام تک ہجرت و شوکت اسد نامدار نے دس پہلوان



قتل کیے وہ تاجدار طبل امان بجوا کر پلٹ گیا ہر شب کو طبل جنگی بجواتا ہر میدان میں فوج اور پہلوانوں کو لیکر آتا ہر میدان میں پہلوان نکلتے ہیں اسد نامدار کے ہاتھ سے جب دو چار پہلوان قتل ہوئے طبل امان بجوا کر پلٹ جاتا ہر کئی میدان داریاں ہو چکیں نیک راے وزیر لا چین روز عرض کرتا ہواے شہر یا اس تاجدار نے دام مکر پھیلایا ہوا آپ اس لڑائی کو جلد فتح کریں لوح سے خلافت ہوتا ہوا اسد فرماتے ہیں اسے وزیر اعظم میں ہر روز جانتا ہوں فوج پر اسکی جا پڑوں وہ طبل امان بجوا کر پلٹ جاتا ہوا ہمارے قاعدے کے خلاف ہو کر وہ طبل امان بجوائے اور ہم اسکے لشکر پر جا پڑیں نیک راے خاموش ہو رہتا ہوا مگر اور ایک بہر سوار و خمار فیروزہ پوش زرو بند فیروز گنبد نشین فوج بحساب ساتھ لیکر مقابلہ بہار و باغبان میں پہنچی یہ جگہ سردار جنگ کے نام عرض کر گیا ہوں لا کو فوج ساتھ لے ہوئے تلاش طلمس کشا میں نکلتے ہیں ایک مقام پر فروکش ہتھے کہ اورنگ بہر سوار و ملکہ خمار آ کر مقابلے میں پہنچے بہار و مہراج و غیرہ بھی آمادہ ہوئے اورنگ نے رات کو طبل جنگی بجوایا یہاں باغبان نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا بوقت سحر اورنگ بہر سوار نے صفیں بھی اہل اسلام کی نہ جھنے دین بلوہ کر کے بطور جنگ مغلوبہ جا پڑا یہ سردار بھی ٹرٹنے لگے اورنگ کو فیروزہ گنبد نشین نے بھیجا ہوا بڑے بڑے سحرے کر آیا ہوا لکھ ابراہیم بنا کو آسان پر آڈایا ہوا گرمی جنگ میں وہ ابر کوڑ کا گر جابر سے لگا جس پر قطرہ پڑا میوش ہوا بہار کے سحر کا بھی رنگ نہ جایا بھی میوش ہو کے گری شام تک وہ ابر بہر سب سرداران نامی میوش ہو کر گرے اورنگ نے آکر سب کو گرفتار کر لیا ورا دہ ہوا خدمت میں فیروزہ گنبد نشین کے سب کو لیجاؤن ملکہ خمار فیروزہ پوش نے کہا اسے سردار نامی آج شب کو اسی مقام پر آؤ صبح کو کوچ کریں گے وہاں اسد کی بھی تدبیر ہو رہی ہو میرے شوہر کے مرے سے گزرنا دشوار ہوا اورنگ آ کر بیٹھا صحبت خمار فیروزہ پوش میں وہ نازنین ہوسوم بہ حبیبین عاشق خراج حسینان جہان کے سر کا تاج آراستہ ہو کر آئی اورنگ دیکھ کر اہل ہوا خمار فیروزہ پوش سے کہا کیوں حضور یہ شاہزادی کون ہو خمار نے سب حال بیان کیا کہ یہ کسی پر عاشق ہوا ایسا خوب گاتی ہو کہ دل بے قرار ہو جاتا ہو کسی کے دام زلف میں



چھٹی ہو راتوں کو تصویر دیکھا کرتی ہو تڑپ تڑپ کر اسکو شب گذرتی ہو اور رنگ نے کہا  
دیکھیے تصویر کسکی ہو ملکہ خمار فیروزہ پوش نے دم دے کر مجھ جین سے تصویر لی اور رنگ نے  
دیکھا میری تصویر ہو ملکہ خمار فیروزہ پوش نے مرادہ سنا یا کہا اے مجھ جین جبکہ عشق میں تڑپ  
آوارہ ہو کر نگلیں وہ بھی تم پر عاشق ہوا وہ مجھ جین خوشی خوشی پہلوئے اورنگ میں اگر بھی  
اورنگ اپنے خیمہ میں لایا جلسہ آراستہ کیا ناچ ہونے لگا اورنگ نے فراموش کی ملکہ تم بھی کچھ  
گاؤ اس مجھ جین نے چنگ مرصع ہاتھ میں لیکر ایسی تانیں ماریں کہ اورنگ بیقرار ہو گیا تقریب  
شراب میں وہ مجھ جین اپنے مقام سے اٹھی گلابیاں اپنے ہاتھ سے صحبت میں لاکر کہیں کہتی جاتی ہو  
صاحبو یہ روز سعید مجھ ہجران کشیدہ کے لیے عید ہو چکے واسطے خاک چھانی آج اسکی خدمت  
میں پہنچی یہ لکھ سب کو شراب تقسیم کرائی اورنگ کو بھی جام دیا یہ خوشی خوشی پی گیا دوپہر  
رات گئے تمام سرداران اورنگ بیہوش ہوئے اس مجھ جین نے نعرہ کیا منم مہترین ہتھالاک  
بن عمر و تلوار کھینچ کر جا بڑا کہ اورنگ کا سر قلم کروں زمین سے ایک شعلہ نکل کر بطور زنجیر گلے  
میں چالاک کے پٹ گیا چالاک زمین پر گرا زنجیر طلائی گلے میں پڑی ہوئی شعلے کی  
گرمی سے رنگ و روغن بھی عیاری کا اڑ گیا دہی شعلہ منہ پر اورنگ کے گرا اورنگ ہوشیار  
ہوا دیکھا وہ مجھ جین مدار و ایک عیار بندھا پڑا ہو خمار فیروزہ پوش کو خبر پہنچی کہ بیٹا عمر و  
کا مجھ جین بکرا یا تھا گرفتار کیا گیا خمار نے آکر اورنگ سے کہا اے پہلوان دوران جو جو  
مرحہ حیات فتح ہوئے عیار بھی آگئے مرحلہ ہفت سر قلم ہونے سے راستے سب طرف کے  
کھٹ گئے تا بہ فیروزہ گنبد نشین پہنچنا مشکل ہو گا اہالیان لشکر لاچین فردا فردا  
آئیں گے ان سرداروں کو جھوڑا لین گے ہماری صلاح یہ ہے کہ ان سب کو قتل کر دے سر بیکر  
بخدمت فیروزہ گنبد نشین چلو اورنگ نے بموجب حکم خوار میدان غونی کی تیاری کی جلاہ  
مہاجان ظلم و بیدار حاضر ہوئے چالاک دہسار و باغیان وغیرہ کو زیر تیغ بٹھایا  
لشکر تیار کیے ہوئے اورنگ بھی کھڑا ہو تیسرا حکم دیا جاتا ہوں سرداروں نے بیقرار  
ہو کر دھاکی کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا شہنشاہ کو کب روضہ ضمیر مرکب پر بند  
پرسوار آتے ہی لشکر اورنگ پر گرا جب گولانا زمین کانپ گئی بہار کی زبان سے



سوزن نکالا باغبان وغیرہ نے بھی رہاں پائی اتبو گلدستہ سحر چلنے لگا باغبان بھی رستمان  
 لڑ رہا ہو برق لامح کر ٹکی رعد و برق نے صفین برہم و درہم کین کو کب رشتہ ختم لڑتا ہوا  
 قریب اورنگ بیرہو پچا خوب اسنے باران کو برسیا کو کب نے ابر کو توڑا کبھی آفتاب  
 بن کے چکا کبھی بصورت شیر صحرائی بنکر سیکڑوں کو چر بھار کر پھینک دیا عین گرمی جنگ میں اورنگ  
 سے مقابلہ لڑا کو کب نے اٹھا کر گولا مارا کہ اورنگ کا سر پھٹ گیا اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا  
 نام من اورنگ بیرہو سوار بود خمار فیروزہ پوش نے چاہا لڑ بھڑ کر نکل جاؤں بہار نے بڑھ کر  
 گلدستہ مارا خمار کو نشہ ہوا شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اسکے ساتھ کی کینرین ترقی حسن بہار کر ہی  
 ہیں بہار نے آواز دی اے خمار اگر تم سے محبت ہو نیچہ کھینچو خفت نہ کھینچنا آقا صائے محبت کے  
 خلاف ہو ہر کوئی یہی کہتا ہو کہ ہم مرتے ہیں دیکھیں کیونکر مرتے ہیں تم ایسے عاشقوں کو بدنام  
 کرتے ہیں خمار نے مع سات سو کینرین کے نیچہ کھینچ کر گلے پر رکھا بہار نے اشارہ کیا بروے  
 خمد اہل نیچہ ان سبھوں کی گردن پر چل گیا خمار شراب مرگ سے مست ہوئی آواز آئی  
 کشتی مرا نام من فیروزہ بود کو کب نے باغبان سے کہا زورہ فیروزہ گنبد نشین نے دام سحر  
 پھیلایا ہو وہ شیر خوش جرات میں لڑ رہا ہو تم لوگ لشکر لیکر آؤ میں آگے چلتا ہوں ایسا تھوڑا  
 کو دام کر میں پھنساے فیروزہ گنبد نشین بڑا سا حرز بردست ہو کو کب تو اسی وقت روانہ  
 ہو گیا بہار وغیرہ لشکر جلیل کے کتلاش میں اسد کے چلین بیان شیر بیشہ صا جعفرانی حاکم  
 اورنگ جہان بانی روز مقابلہ میں نکلتا ہو آج شب کو نیک راے نے کہا اس شہر یا برائے خدا بعد  
 نماز سحر لوح ملاحظہ فرمائیے بموجب حکم لوح کار بند ہو جیے ایسا نہ ہو لوح پر کوئی افتاد پڑے ایک ہفتہ  
 آپ جنگ کرتے ہوئے گذر آخر کیا مطلب حاصل ہوا زورہ تاجدار کا رنج لیکر آتا ہو دو چار پہلوان  
 قتل کر کے پلٹ جاتا ہو یہ مقدمہ ظلم ہو ذرا سے تامل میں خرابی ہوتی ہو غلام یہ آرزو رکھتا ہو کہ  
 حضور مرحلہ جاٹ فتح کر میں سا لہا سال گذرے اب اپنے آقا سے نامدار کی خدمت سے  
 مشرف ہوں ملکہ بلقیس ثانی بھی رہا ہو عین وہ بھی واقف ہوں کہ ہمارے ذریعہ اعظم  
 نے ظلم کشا کی خدمت گزاری کی اگر میرے سامنے حضور پر کوئی افتاد پڑی میرے واسطے  
 بڑی بدنامی ہو اسد نے بوقت سحر لوح کو ملاحظہ کیا اس تحریر میں تھا کہ صبح کو جو پہلوان



تھارے سامنے آئے اسکو قتل کر کے سامنے نخل چنار ہی لڑ بٹھ کر وہاں تک جانا زیر نخل لوح کو  
 ملاحظہ کرنا جیسا نوشتہ ملے بموجب اسکے کار بند ہونا اسد بوقت سحر نیک راے وزیر  
 دوبارہ ہزار جوان صف شکن ساتھ میں لیے میدان کارزار میں آئے اُدھر سے وہی تاجدار بطریقہ  
 قدیم مقابلے میں آیا ایک پہلوان موسوم بہ سالار کرگدن پر سوار میدان میں آیا اسد کا نام لیکر بچار  
 اسد نے ہمارے مقابلہ کیا وار اُسکے روک کے ہاتھ مارا سالار کرگدن سوار کے دو ٹکڑے ہوئے اب قصد ہوا  
 لشکر حریف پر جا پڑون کہ پشت سے صدائے گیر و دار بلند ہوئی دیکھا ایک پہلوان کا اوس نامی  
 پچاس ہزار فوج سے انکی فوج پر گرا اور سب فوج کو پراگندہ کر کے نیک راے وزیر کو گرفتار کیا  
 اور طرف صحر کے جلا اسد نے اُسکے تعقب میں مرکب ڈال دیا ایک صحرا میں اگر اُس سے لڑنے  
 لگے کا اوس نے قیدیوں کو تو بدست چند کس روانہ کر دیا خود مع فوج اسد کو گھیر چار طرف  
 سے نیزہ و تیر تفنگ پڑنے لگا اس قدر تیر اسد نے کھائے کہ جسم فوارہ بن گیا کا اوس پکار رہا کہ  
 یار و طلسم کشا کو لگا کے میں بیان تک لایا زخمی بھی ہو چکا ہے از روئے بلوے کے اس شیر کو  
 گرفتار کرو و ہر طرف سے فوجیں چلی آتی ہیں قصد ہے کہ بلوہ کر کے اسد کو پکڑ لیں اس تمام زخمی  
 میں اسد شیر دل بہترین چشم بنا ہوا اس فوج سے لڑ رہا ہے بسبب زخمی کے نہایت بیقرار ہر مرتبہ  
 یقین ہوتا ہے کہ اب لڑتے لڑتے گھوڑے پر سے گرونگا خانہ ہائے زرہ خون سے معمور لڑتے لڑتے  
 تلوار میں دندائے پڑ گئے سنان نیزہ شکست گرفتار ہونے کا بندوبست اُس زخمی میں  
 پکارا اٹھا اے خالق بے نیاز وقت بدو ہی دعا پوری نہوئی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر  
 پہونچا صحرا سے گرد آؤی نقابدار باولہ پوش بصد جوش و خروش مع بارہ ہزار جوانان  
 صف شکن اگر پہونچا دین سے آواز دی اے شیر بدیشہ صما جقرانی نہ گھبرانا یہ خدمت گزار  
 حاضر ہوا اسد نے جو اتنی قہمت پائی لڑنا بھڑتا قریب کا اوس کے پہونچا کا اوس نے  
 زخمی جانکر اسد پر ہاتھ مارا اسد نے روک کر ہاتھ مارا کہ کا اوس کے دو ٹکڑے ہوئے  
 فوج کو نقابدار نے تار تار کر دیا سب بھاگے اب نقابدار نے اسد کو انتہا کا زخمی دیکھا  
 اپنی بارگاہ استاد کرائی اسد کو لے کر بارگاہ میں آئے زخم دوری کی شب کو ملکہ عجائب  
 جادو بھی آئین نقاب چہرے سے نقابدار کے اٹھائی اسد نے مامون جان لکھ



گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا اب میں حضور کو نہ جانے دوں گا آپ تخت پر سوار ہوں میں بعمدہ  
 سپہ سالاری مرحلہ جات کو فتح کروں حضور کو ساتھ لے کر لشکر میں پہنچوں نگاہ تمام لشکر برائے خدمتگزاری  
 حاضر ہونا جان آپ کو دیکھ کر شاد ہو جائیں گے لشکر میں آپ کے فرزند سعید شہر یار کی سلطنت  
 ہو وہ شیر نہایت صاحب شوکت ہو لقا سے لڑتے ہوئے نانا جان کو مدت گزری آپ کے  
 تشریف لے چلنے سے وہ لڑائی فتح ہو گئی تمام اہالیان آپ کی عدالت کا ذکر کیا کرتے ہیں کہ فواد  
 شہر یار نے شیر و بکری کو ایک گھاٹ پانی پلا یا شمع کے چور کا سر محفل سرکاٹا گیا آپ کے زمانے  
 میں کوئی ذرہ دیدہ نہ لگا نہ کرتا تھا معشوقوں نے چوری دل کی موقوف کر دی دزد حنا کے  
 سر دست ہاتھ باندھے گئے اب میں حضور کو نہیں جانے دوں گا قبا دے دیکھا یہ نفر کردہ بزرگان  
 دیوانہ فراج بہن زبیدہ شیر گیر کا فرزند گھیر کر بچا لے گیا فرمایا اے نور نظر ہم تمہارے ساتھ چلیں گے  
 مگر زخموں میں تمہارے درد ہو چل کر آرام کرو صبح کو تمہارے ساتھ چلیں گے ملکہ عجائب جادو  
 نے بھی یہی کہا اسد نے آرام کیا قبا و شہر یار نے پانچ سو ہزارے حفاظت اسد نادر چھوڑے  
 تمام لشکر کو راستہ کر کے نکل گئے صبح کو اسد بیدار ہوئے اُن پانچوں سواروں نے دست بستہ  
 عرض کی حضور آپ کے مامون جان فرما گئے ہیں کہ ہمارا اگلی تمہارے ساتھ رہنا مناسب نہیں  
 ہو اس مقدمہ میں ضد فکر و فتاحی طلم میں مصروف ہو اسد بموجب ہدایت لوح طرف فیروزہ گنبد نشین  
 کے چلے کر راستہ فراموش کیا یہ تو صحرا میں آوارہ پھر رہے ہیں مگر ذکر کیا تھا کہ سب عیار فردا ذرا  
 برائے مدد اسد نادر چل چکے ہیں ہنر بردشت طاری و ہنگ بجز خار عیاری خواجہ عمر و نادر  
 لاپہلیں سے رخصت ہو کر چلے تھے کئی سو کوں راستہ طم کر کے ایک نخل کے سایہ میں ٹھہرے  
 بکا یک صحرا سے گزرا اسی ستر اسی ہزار ساحر و غیر ساحر کا لشکر ایک ٹانہ ہادی تخت پر سوار  
 اسی صحرا میں اکبر اتری عمر و نے فقیر بنکر دریافت کیا معلوم ہوا کہ ملکہ سہیل گوہر پوش  
 بھانجی فیروزہ گنبد نشین اپنے مامون کی مدد کو جاتی ہو عمر و نے کنارے آکر رنگ روغن  
 عیاری لگا یا ضعیف گوئیے کی شکل بندہ لشکر سہیل گوہر پوش میں آئے بازار میں بیٹھ کر  
 خوب گاہا جو بدار نے سہیل گوہر پوش کو خبر دی آج ایک نو یا ضعیف علم مدیعی میں  
 کامل و اکمل بازار میں بیٹھا گا رہا ہو ملکہ سہیل گوہر پوش نے بلوایا گا نا شکر بہت



خوش ہوئی نام پوچھا عمرو نے کہا استاد شیرنگ نام ہو سہیل نے کہا اے شیرنگ تم کو اپنے  
 مامون جان کی خدمت میں لے چلین گے انھیں اس علم میں بڑا مذاق ہو بہت قدر دانی کریں گے  
 یہ لکھ کر اپنے ساتھ لیا دوسرے دن سہیل نے دیکھا ایک نوجوان عمدہ کپڑے پہنے ہوئے گاٹا ہوا  
 جاتا ہو شیرنگ نے چوہدر کو حکم دیا کہ اس نوجوان کو بلا لوارے ملکہ سہیل یہ میرا فرزند ہے  
 اب آپ کی بارگاہ میں گانے کا لطف ہوگا اب تک کوئی میرا ساتھ دینے والا نہ تھا چوہدر اس  
 نوجوان کو بلا کر لائے عمر و نے پہچانا چالاک بن عمر و ہو دو نون باب بیٹے سہیل کے ہمراہ ہوئے  
 ہر منزل میں شب کو جلسہ آراستہ ہوتا ہے باب بیٹے خوب خوب گاتے ہیں سہیل بہت رضا مند  
 ہے کہ ایسے کامل محفل دستیاب ہوئے انکو مامون جان کی خدمت میں بچپوں کی مامون جان بہت  
 خوش ہوئے ایک دن ایک مقام پر لشکر فروکش ہوا شیرنگ و گیرنگ گوئے سامنے ملکہ  
 سہیل کے بیٹھے ہیں لشکر تیار ہو چکا قصد ہے کہ روانہ ہوں ایک ساحر نے بڑھکے ملکہ سہیل  
 کو ہر پوش کو خبر دی کہ طلسم کشا کیلئے تمنا بھٹک کر اس طرف نکل آیا ہے اگر حکم ہو گرفتار کر لیں  
 یہ سنتے ہی سہیل سوار ہوئی اشارہ کیا تمام ساحر بلوہ کر کے اسد پر جا پڑے اسد نے تلوار کھینچی مثل  
 شیر غنبدناک لشکر سامران پر جا پڑا تھوڑے ہی عرصے میں کئی سوا فرسارے گئے سامنے سے اس شیر  
 کے رو باہ بھاگتے پھرتے ہیں ملکہ سہیل ہر چند ترغیب دیتی ہے کہ یارو بلوہ کر کے پکڑ لو ساحر قریب  
 اسد نہیں جاسکتے ملکہ سہیل گھبرا رہی ہے کہ کتنی ہے دیکھو عاصیو طلسم کشا کیا جڑی تیار ہے ہزاروں  
 کو جواب دیتا ہے دم بھر میں فوج کو برباد کر دیا آخر اسکو کیونکر گرفتار کر لیں شیرنگ و گیرنگ گوئے  
 سہیل کے ہمراہ ہیں ان دونوں نے دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو تو ہم طلسم کشا کو گرفتار کر لیں  
 ملکہ سہیل کو ہر پوش نے کہا اے شیرنگ و گیرنگ طلسم کشا ہمارے مامون کی تلاش میں نکلا  
 ہے مامون جان نے ایسے عجائب و غرائب بنائے ہیں کہ وہاں تک رسائی طلسم کشا کی دشوار ہے  
 اگر تم سے یہ کار عظیم ہو سکے کل اہالیان ہو شربا پیر از حد احسان ہو آخر اسباب اس قدر انعام  
 دے گا کہ غنی ہو جاؤ گے مامون جان سے الگ دنیا دونگی میں تو اپنا محسن سمجھوں گی یہ  
 سکتے ہی خواجہ عمر و و جالاک جھپٹے جاتے ہی اسد سے زبان عربی میں کہا اے نور نظر  
 بجز اس قریب کے رسائی تمھاری تابہ فیروزہ گنبد نشین دشوار ہے ہم گرفتار کر کے



لے چلین گئے اسد نے جو عمرو دیا لاک کو دیکھا گھوڑے سے کو دپڑے عمرو نے حباب مار کے بیوش کیا  
 ہڑ ہوا نیزنگ گیرنگے طلسم کشا کو پکڑ لیا سہیل نے کہا لوح و مہرہ گلے سے اتار لو عمرو نے  
 اصل لوح و مہرہ اپنے پاس رکھا اُسی صورت کی ایک تختی و مہرہ اپنے پاس سے نکال کر  
 سہیل کو دیا سہیل خوش ہوئی اسد کو ارا بے پر سوار کر لیا نیزنگ گیرنگ کی بڑی آہند  
 ہوئی سہیل نے اُسی وقت اس مضمون کی ایک عرضی طرف افراسیاب کے روانہ کی ملازم  
 سہیل کا فورجا دو نامہ لیکر طرف افراسیاب کے علاقہ قضاے کارر عدد و برق لامع و تہخ  
 راہ میں آتے تھے ایک پہاڑ پر آ کے ٹھہرے فکر میں تھے کہ اپنے آقا کی خبر کیونکر دریافت کریں اس  
 سوچ میں کھڑے تھے دیکھا ایک ساحر آڑا ہوا آتا ہی برق لامع اُسے پکڑ لائی تماشائی لی نامہ میں  
 یہ مضمون پایا کہ اسد کو قید کر کے طرف گنبد فیروزہ کے جاتے ہیں اس شہنشاہ آپ بھی فوج لے کر  
 ایسے مامون جان کے سامنے پہنچا کر اسد کو قید کر نیلے آپ کی شراکت بھی واجب و لازم ہو یہ  
 مضمون دیکھ کر برق لامع حڑپ گئی بغیظ و غضب یہ سب سوار چلے کہ جا کر اپنے آقا اسد کو رہا  
 کریں بیان سہیل نے ایک عرضی اپنے مامون فیروزہ گنبد نشین کو بھی تحریر کی مضمون یہ تھا کہ  
 اب آپ رنجشیں ظاہر ہیں بیرون گنبد فروکش ہوں ہم قید طلسم کشاے کہ حاضر ہوتے ہیں فیروزہ  
 گنبد نشین یہ مضمون دیکھ کر خوش ہو گیا گنبد کو اپنے ظاہر کیا وہ گنبد مثل قلعہ کے آراستہ و پیراستہ  
 ہی ہر ایک درجہ پر فولادی تصویریں تھہر کے پتلے استاد ہیں فیروزہ مع لشکر کے بیرون قلعہ  
 فروکش ہو خبر سنی اُس نے کہ بھانجی میری آپو بھئی بارگاہ سے باہر نکل آیا دیکھا سانے سے گرد  
 آڑی سہیل گوہر پوش تخت پر سوار اسد کو ارا بے پر سوار کیا ہو نیزنگ و گیرنگ قریب  
 ارا بے اسد چلے آتے ہیں فیروزہ گنبد نشین برائے استقبال بڑھا کہ بھانجی کو گلے سے  
 لگاؤن اُسی وقت برق لامع آسمان پر گڑ کی چمک کر ملکہ سہیل گوہر پوش پر گری مع تخت  
 سہیل کے دو ٹکڑے کیے رعد و برق و تہخ بھی آ پڑے عمرو لا جا رہا تھا یہ تھا کہ فیروزہ  
 گنبد نشین کے سامنے جا کر طلسم کشا کو رہا کروں گا اپنا انویہ مکار بھاگ کر نکلا جائے اب مجبور  
 لوح و مہرہ گردن میں طلسم کشا کی ڈال دیا یہ بھی تلواریں بھیج کر لٹنے لگا کہ آسمان سے لکڑیاے  
 ابرسیاہ لبھد کرو فریاد ہوئے ملکہ طاؤس پری چہرہ و موآج قطرہ زن و بہار و باغبان



مع فوج ظفر موج آکے پہونچے سحر ہونے لگے ان سرداران نامی نے زمین ہلا دی مگر فیروزہ  
 گنبد نشین تاک نہیں پہونچے یہ اپنے کو بچا رہا ہو اسد غازی نے جب انتہا کی شمشیر زنی کی  
 عمر و نے بڑھ کر کہا اے نور نظر لوح کو ملاحظہ کرو زبانی سیل کو ہر پوش کے میں سن چکا ہوں کہ  
 فیروزہ بڑا ساحر مکار ہو اسکا قتل نہایت دشوار ہو اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح کو دیوار  
 گنبد سے منس کر داسد رڑتا بھڑتا بمشکل تمام قریب یوار گنبد پہونچا گنبد گر اچلے ہاے فولادی چلے  
 فیروزہ نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے گنبد کو گرایا اب مجھ تک پہونچ جائیگا فوراً غرق زمین ہو کر نکل گیا  
 یہ سب سردار لڑتے بھڑتے لشکر فیروزہ نگار میں آئے رئیسان شہر نے جا در ہلائی امان مانگی مخرج  
 وغیرہ شہر کو تسخیر کیا لیکن جب فیروزہ غرق زمین ہوا اسد نے لوح کو دیکھا لوح نے خبر دی  
 کہ اے طلسم کشا نقاب فیروزہ گنبد نشین واجب و لازم ہو ورنہ یہ فساد پر پا کرے گا اسد تو  
 لوح دیکھ کر سجدوین فیروزہ کے روانہ ہوئے اب سب سرداروں نے مخرج کو تخت پر بٹھایا اور  
 لشکر کے کتر تلاش میں اسد کے چلے راہ میں عمرو نے خبر دی کہ افراسیاب مع فوج آتا ہو دوسری  
 منزل میں آکر افراسیاب نے مخرج کو روکا لشکر مقابلے میں آتا رہا یہاں شہنشاہ لاجپن نے  
 برق فرنگی سے کہا کہ درجہ جات فتح ہوئے ہونگے راستہ کھلا ہو جا کر طلسم کشا کی خبر لاؤ برق  
 بصورت مبدل رہوئی کرتا ہوا آتا ہو راہ میں دیکھا بحرین نامے ایک ساحر لاکھ سوار کی  
 جمعیت سے فروکش ہو برق نے دریافت کیا معلوم ہوا یہ اٹالا بارگاہ افراسیاب کا لیکر  
 چلا ہو برق نے رنگ روغن عیاری کا لگا کر صرصر شمشیر زن کی صورت بنائی ایک نامہ لاکر  
 بحرین جاؤ کو دیا بحرین نے کہا اے صرصر میرا کوئی کیا کر سکتا ہے جس میں ہزار ہا پتلے فولادی  
 بھرے ہیں صند و قچہ میرے پاس ہے اب تو برق نے اُس سے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ  
 جوان پتلون کو قسم ساحری کی دے کر کھول دیے یہ اُس کے حریف کو قتل کرینگے پس برق  
 نے باتوں میں لگا کر بحرین کو حباب مارا صند و قچہ لے کر بھاگا بحرین کو ملازموں نے  
 ہوشیار کیا بحرین گھبرا گیا کہا یارو بڑا غضب ہوا برق عیار میرا صند و قچہ لے کر  
 نکل گیا کل لشکر بحرین نے آکر برق کو گھیرا برق نے یا ساحری لکھ صند و قچہ  
 کھول دیا کہا اے پتلے ہاے سحر ساحری قسم ہو تمکو ساحری و جہشید کی لشکر بحرین کو



قتل کر وہ پتلے نیچے پکڑ کے لشکر بھجوں پر جا پڑے جسا وہاں مارا دو ٹکڑے کیے تھوڑے ہی  
 عرصہ میں اُن پتلے ہمارے فولادی نے بنیل ہزار ساحر لشکر بھجوں کے مارے بھجوں بھاگتا پھرتا  
 ہی ہر کاروں نے یہ خبر افراسیاب کو پہونچائی افراسیاب کو یہ خبر سن کر سناٹا اُٹھیا کہا یاد  
 بھجوں نے غضب کیا بڑا تحفہ منایا اب سوائے قتل کے کوئی چارہ نہیں ہی یہ کہہ کر تہہ غضب م  
 چلا اُس وقت آکر پہونچا کہ میان برق فرنگی نیچے کھینچے کھڑے تن رہے ہیں تلپوں کی طرف دیکھ کر  
 آواز دیتا ہواے غلامان ساحری و جمشید تلو تلو قسم ہی اس لشکر میں کوئی زندہ باقی مرے بھجوں بڑا  
 آبرو دار ہی اسکا سر کاٹ کر لڑا افراسیاب یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ کر غصے میں اُن تلپوں پر  
 جا پڑا جس پتلے کو طمانچہ مار دیا سر اسکا اُڑ گیا بعض کو سنگر نیروں سے مارا چند کو دھتھر  
 مار کر غرق زمین کر دیا چشم زدن میں افراسیاب نے اُن تلپوں کو مٹایا بلوہ کر کے  
 جادو گردن نے برق کو پکڑ لیا ایک جادو گر کے سپرد کیا وہ کشان کشان برق کو لے چلا راہ میں  
 برق نے جیب سے اشرفیان نکال کر اُس ساحر کو دین کہا اور بھی مال میرے پاس موجود ہی ساحر  
 خوش ہو گیا کہا اے برق میں تجھ کو چھوڑ دوں گا برق نے اُسکو ایک ڈبیا نکال کر دی کہا  
 اس میں مروارید بے بہا ہیں ساحر نے اُسے کھولا اُس میں سے بیوشی اڑی وہ ساحر بیوش  
 ہوا برق نے گلے میں جادو گر کے کیند ٹھوس دیارنگ روغن عیاری کا لگا کر اس ساحر کو  
 اپنی صورت بنایا آپ ایک ساحر کی شکل بن کر کھڑا ہو کر پکارنے لگا یاہو برق عیار کو لو ایسا نہ  
 میرے قبضے سے نکل جائے اُس جادو گر نے برق جان کو سر زنجیر کو سحام لیا کشان کشان لپکر  
 سامنے افراسیاب کے آیا افراسیاب نے غصے میں حکم دیا اسکا سر کاٹ دو وہ ساحر  
 دھوکے میں برق کے مارا گیا آواز مرنے کی جادو گر کے آئی افراسیاب بہت منفعل ہوا  
 برق بیان سے بھاگا آکر لاجپن کو خبر دی کہ اسدنا مدار تلاش فیروزہ گنبد نشین میں  
 گئے ہیں افراسیاب نے جا کر صرخ و غیرہ کو گھیرا ہوا ایسا نہ ہو کہ لشکر پر کوئی اقتاد پڑے حال  
 صند و تچہ کا بھجوں کے بھی بیان کیا لاجپن اسی وقت سوار ہوا لنگہ ملقبیس کو تخت پر  
 سوار کر لیا تلاش لشکر صرخ میں چل نکلے بیان افراسیاب بعد قتل برق نقلی آئے تھا بلکہ  
 صرخ و غیرہ میں اُترا اطل جلی سجا یا پڑے زور و شور سے صبح کو میدان میں آیا عقاب جادو



میدان میں نکلا محمور نے لشکر دانہ یا قوت کا مارا ساحر کے سینے کو توڑ کر نکل گیا طیران جادو نکلا  
اب کی اسکو نکل کر برق لامع نے مارا مواج قطرہ زن نے کئی ساحرون کو دریا سے سحر میں بویا  
بعدہ فردا فردا ان سرداران نامی نے لشکر چالیس ساحران افراسیاب نامی و گرامی مارے  
افراسیاب کو غصہ آیا بڑے قہر و غضب میں لشکر پر جا پڑا مگر یہ واضح رہے کہ اب افراسیاب  
اپنی حفاظت کر رہا ہو کیا عجب ہو کہ اپنی ہم شبیہ کو بھیجا ہو آپ اور انتظام میں مصروف ہو بہر نوع  
اس زور میں لشکر تخرج پر گر کہ آگ بڑی محمور و بہار و مواج وغیرہ کو زخمی کیا اب نہیں  
کوئی ساحر افراسیاب سے مقابلہ نہیں کر سکتا قیامت کبریا ہو عین گرمی جنگ ہو  
افراسیاب ان سب کو شکست دے چکا ہو چاہتا ہو آج ایک کو زندہ نہ چھوڑوں اس لشکر کا  
خاتمہ کر کے پھر طلسم کشا کا خاتمہ کروں چہار جانب لڑتا پھرتا ہو قریب تھا کہ حرج وغیرہ کے قدم  
اٹھیں کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی روئے آفتاب خفی ہوا تمام صحرائیرہ و تارا برہا سیاہ ظاہر  
ہوئے سب نے دیکھا کہ شہنشاہ لاجپن ایک جانب شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان  
حزب سہیل گلے میں محمور کو جو زخمی دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا مگر جب چمکا کر افراسیاب  
پر جا پڑا افراسیاب نے کسی سحر کے بسبب حزب سہیل کے تاثیر نہ ہوئی نور الدہر نے ہاتھ تھپتھا کر  
سیلانی کا مارا لاجپن و بلقیس نے بھی سحر کے سحر افراسیاب زخمی ہوا ایک آندھی اٹھی  
ابا لیان لشکر لاجپن پھر ٹکرانے لگے ہزار ہا بیوش ہو کر گرے اس تاریکی سے ایک ساحر نیلے  
کپڑے پہنے ہوئے اثر در آتش فشان پر سوار تازیانہ مارا تشین کا ہاتھ میں آواز دی منم ملکہ  
ظلمات چہار دست ہمیشہ آفات اے افراسیاب نہ گھبرانا میں ان سب کا جی  
چھڑا دوں گی بہن کے خون کا بدلا لوں گی یہ کسک سحر کرنے لگی اثر در آتش فشان پر کوڑا مارا اثر در  
نے جب دم کھینچا دس دس ساحر کھینچ کر دھن میں اثر در کے جا رہے لشکر میں غریب ہو کر ظلمات  
نے اندھیر مچا دیا ملکہ بلقیس نے کئی سحر کے برقیں اثر در پر گرائیں اثر در مارا گیا ظلمات  
بیدل ہوئی اب اسنے زبان سے سحر کرنا شروع کیا یعنی جب زمین پر دھتھر مارا دس دس  
میں بیس ساحر غرق زمین ہونے لگے اور افراسیاب کو ترغیب دی کہ اوسط فراج تو نے  
ہوش رہا ایسے طلسم کو برباد کیا اب شاہان طلسم باطن آپس میں صلاحیں کر رہے ہیں کہ ہم



دھوکے دیکر طلمس کشا کو مارین گے تو خود اگر شریک جنگ ہوا اپنے کو بچا حفاظت تیری واجب  
 و لازم ہو جس وقت تک تیرا قدم باقی ہو امید ہو کہ لڑائی فتح ہو جائیگی اور جس دن تجھ پر زوال آیا  
 پھر ہوش رہا کسی کے سنبھالنے نہ سنبھلے گا افراسیاب جادو کرتا ہو کیا کمون ملکہ آفات چہار دست  
 کا مارا جانا تجھ پر شاق ہوا اپنے غور میں جان دی ظلمات کہتی ہو تو لڑ بھر کر نکل جاسا مان  
 لشکر کشی مہیا کر میں اس لڑائی کو جھیل تو لگی لاچین وغیرہ سب کو جواب دو لگی افراسیاب نے  
 کہا اب میں تدبیر میں طلمس کشا کی ہوں یوں والیس نہ ہو گا ظلمات جھلکا کر لشکر لاچین پر پہنچا  
 کئی ہزار ساحر اسنے ماہو لشکر وین صدائے فریاد و الخیات بلند ہوئی شہنشاہ لاچین سحر کرتے  
 ہوئے برابر ظلمات چہار دست کے پہنچے اسنے کوڑا مارا آتشین کاٹھا یا کہ لاچین پر مارا  
 لاچین نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا کہ ظلمات چرخ کھا کر گری لاچین نے چاہا چھاتی  
 پر چڑھ بیٹھوں چیر کر اسکو پھینک دوں افراسیاب نے بڑھ کر آگ برسائی مشکل ظلمات  
 کو بچایا اب ظلمات گھبرائی ہوئی قریب افراسیاب کے آئی کہا اے افراسیاب اہل  
 تو یہ ہو کہ لاچین نے اس عدالت سے سلطنت کی جب وہ سامنے آ جاتا ہو تو قلب تھرتا ہو  
 اب طبل امان بجاؤ ہر کارون کو روانہ کرو دریافت ہو کہ طلمس کشا پر کیا گدڑی نہایت صاحب  
 زور و طاقت ہو طلمس کشا پر ہر کس ناکس دست اندازنہو سکے گا ناچار ہو کہ افراسیاب نے طبل  
 باز گشت بجا یا آج کی لڑائی میں لاچین و بلقیس بھی زخمی ہوئے افراسیاب نے بڑے بڑے  
 قیامت کے سحر کیے ظلمات کو لیکر پلٹا زرنار ہوا ظلمات سے تمام کیفیت کو وہ حقیق کی بیان  
 کی ظلمات نے کہا اے افراسیاب اس بات کا ذکر نہ کرنا ایسا نہو لاچین کو خبر ہو جاوے  
 لاچین وغیرہ مدد کو صاحبقران کی چلے جائیں فولاد آتش ریز کی یہ لیاقت نہیں ہو کہ ان  
 سرداروں سے مقابلہ کر سکے مگر البتہ اسم اعظم کا تو نے خوب انتظام کیا وہاں تک کوئی نہ پہنچ  
 سکے گا اگر حمزہ کا اسم اعظم نہ کھلا نقاسب کے سر لیکر آئیگا ایسا نہیں پہرا ہو جس قلم میں وہ  
 پہنچا وہ اسلام آباد ہو گئی اپنے باختر کو تباہ کر کے مٹا تا چلا آتا ہو اگرچہ تو نے تدبیر پیری کی  
 مدد کسی طرف سے اگر نہ پہنچی اور فولاد آتش ریز سر لیکر آ گیا طلمس کشا تڑپ کے اپنی جان  
 دے گا اس خیال میں افراسیاب ظلمات پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئے لاچین و بلقیس



نے اپنے سرداران زخمی کو اٹھایا بڑی جنگ پڑی تھی بہار وغیرہ انتہا کے زخماں تھے افراسیاب  
 ظلمات سے لڑے لاچین نے لاکر زخم دوزیان کین علاج سب کے ہونے لگے افراسیاب  
 تو اس فکر میں ہو کہ طبل جنگی بجوا کر لاچین وغیرہ کو ماروں لاچین کی ہیبت سے حوصلہ  
 نہیں پڑتا ظلمات روک رہی ہو اسد لوح کو دیکھ کر چلے تھے راہ میں رواروی کرتے ہوئے جاتے  
 تھے کہ صبح اسے گرداڑی جس دن سے اسد کو لوح ملی اٹھا رہ سو مالک ہو شرابا میں کھلی پڑی  
 ہو پلو ان تاجدار اپنے ملک سے نکلے ہیں کیل تیغ زن بارہ ہزار فوج سے بدعوے  
 مقابلہ طلمس کشا چل نکلا ہو اسد کو جو آتے ہوئے دیکھا ہر کاروں نے اسکو خبر دی  
 طلمس کشا آتا ہو کیل تیغ زن نے فوج کو اشارہ کیا اسد بھی غرہ کر کے جا پڑا پھر  
 کامل کھوار چلی گئی سو سردار کیل کے قتل کیے بہرہ رہے لڑتے بھرتے برابر کیل کے پہونچے  
 کیل نے تلوار کا دار کیا اسد نے اس جنگ مغلوبہ میں کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر  
 پھینک دی کر میں ہاتھ ڈال کر کیل کو اٹھایا کیل نے آواز دی الامان اسد نے فرمایا امان  
 بشرط ایمان کیل کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی اے شہنشاہ اٹھا رہ سو ملک کے  
 تاجدار و پلو انان نامدار آپ کی فکر میں نکلے ہیں آپ یکہ و تنہا پھر رہے ہیں غلام کو سرفراز فرمائیے  
 یہ کلمہ باعزاد و اکرام تمام اسد کو لیکر اپنے قلعہ میں آیا دارالامارہ میں لا کر عرض کی تخت پر قدم نہ  
 فرمائیے اسد نے کیل کو تخت پر بٹھایا کما یہ ہمارا شیوہ نہیں آپ نکل پر بیٹھے کیل نے سامان  
 عیش و نشاط ہمیا کیا عین گرمی صحبت میں اسد نے دیکھا کیل زار زار رو رہا ہو اسد نے فرمایا کیوں  
 اے پلو ان صف شکن خیر تو ہو عرض کی اے شہنشاہ پروردگار نے ایک فرزند بہادر موسوم بہ  
 سہیل تیغ زن مرحمت فرمایا تھا کہ جسکی نیب شمشیر سے تمام پلو ان کا پتہ تھے میرے شہر کے  
 قریب ایک گنبد ہو اس پر ایک طاؤس بیٹھا رہتا ہو جو کوئی شخص سایہ میں گنبد کے جاتا ہو طاؤس آواز  
 ہیہات و افسوس دیتا ہو گنبد سے اول چند کنیزیں پیدا ہوتی ہیں اور دو کرسیاں بچھا کر چلی جاتی  
 ہیں ایک نازنین اگر کرسی پر بیٹھتی ہو یہ جانے والا اس نازنین پر مائل ہو کر کرسی پر بیٹھتا ہو وہ  
 مست باد و حسن جمال ایک جام شراب بھر کر اس مہبت عشق کو پلاتی ہو نشے میں شراب کے اسی نازنین  
 کے ساتھ گنبد میں جا کر غائب ہو جاتا ہو صد ہا جوانان صف شکن تاجداران برفقہ اس گنبد میں جا کر



غائب ہوئے لوگوں نے میرے فرزند سے بھی ذکر کیا سال بھر کا زمانہ گزرا وہ بھی جا کر وہاں  
غائب ہوا آج تک تو نشان نہیں ملا افراسیاب کو عرضیاں لکھیں اُسے کچھ جواب مہلات لکھ  
لقا ہے التجا کی اُس سبب نے یہ جواب دیا کہ وہ گنبد قدرت و طاؤس راز قدرت ہو جو وہاں جائیگا  
بھیر کر نہ آئے گا اپنے بیٹے کو کیوں جانے دیا اسوقت اُس غلام کی حقیقت کو یاد آئی حضور کے سامنے  
وہ ہوتا آنکھیں فرش کرتا با درون کے نام کا عاشق تھا بہ طفت پیش آتا یقین کامل ہو حضور کے  
ساتھ سرفروشی میں مصروف رہتا اسد نے فرمایا اے بہادر صبح کو جا کر کوشش کرینگے تمھارے  
فرزند کو لا کر تم سے ملائیں گے کیوں افسوس کرتے ہو اسی طلمس ہوشربا کے متعلق یہ معاملہ بھی ہوگا  
صد ہا مقامات اس طلمس میں ایسے ملے کہ جبکہ اظہارنا ممکن تھا مگر لوح طلسمی سے وہ سب مشکلیں حل  
ہوئیں مکمل نے کہا ایسا نہو حضور کسی بلا میں پھنسنے لاجپن وغیرہ کہیں کہ مکمل تیغ زن مکار  
تھا ہمارے آقا کو بلا میں پھنسا یا حضور پر لشکر کشی کر کے چلا تھا مگر اب غلام کو بدل و جان حضور سے  
محبت ہو میں یہ نہیں چاہتا کہ میرے بیٹے کی جستجو میں حضور پر کوئی افتاد پڑے اسد نے  
نہ مانا بوقت سحر اہالیان شہر کو ساتھ لے کر سامنے گنبد کے آئے لوح و حجرہ موجود ہو دیکھا  
اسد نادر نے حقیقت میں ایک طاؤس زرین بال بر سر گنبد بیٹھا ہو جیسے ہی اسد سامنے  
پہنچے یا تو یہ دستور تھا کہ وہ طاؤس آواز افسوس دیتا تھا اور گنبد سے ایک نازنین پیدا ہوتی  
تھی طاؤس نے جیسے ہی آواز دی اسد نے لوح کو سامنے کر دیا جسم سے طاؤس کے آگ  
پیدا ہوئی خود جل کر خاک سیاہ ہوا وہ نازنین بھی گنبد سے باہر نہ آئی اسد بسم اللہ لکھ کر اندر  
آئے دیکھا ایک ساحر ماش کے آٹے کے پتلے بناتا ہو اُسپر سحر کر رہا ہو مگر پتلے تیار نہیں ہوتے  
کہ اسد کا لغوہ ہوا اُس جاو و گرنے بہت کچھ سحر کیا بہ سبب لوح کے اسد پر تاثیر نہوئی اسد نے  
بڑھ کر ہاتھ مارا اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من قولاد جادو بود  
لوح کو دیکھا لکھا تھا یہ تخت آہن جو بچھا ہو اسکو بقوت صاحبقرانی اُٹھاؤ دہنہ نقب ظاہر  
ہوگا فوراً اس میں داخل ہو بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کرنا اسد نے سخت اُٹھایا دہنہ نقب  
ظاہر ہوا چند میٹر صیان طے کر کے ایک باغ میں پہنچا دیکھا ایک ساحرہ زیر شجر بیٹھی ہوئی سحر  
کر رہی ہو چالیس ساحران زبردست گرد بیٹھے ہیں اُن سے کہ رہی ہو صاحبو سامری حبشی خیر کرین



آج سحر جواب دیتا ہو شاید اس حوالی میں طلسم کشا پہنچ گیا فولاد کے مرنے کی آواز آئی شرارہ  
 مردار خوار نے یہ کہا تھا کہ لغزہ طلسم کشا کی آواز آئی چالیسوں ساحرون کو اُسے اشارہ کیا سب  
 اسد پر سحر کرنے لگے اسد لوح کو گردش دیتا ہوا قریب شرارہ مردار خوار پہنچا شرارہ نے دیکھا  
 سحر کرنے کسی کے اُس جوان پر تاثیر نہ کی سمجھ گئی اسنے فولاد کو مارا یہ طلسم کشا ہو یہ کہہ کر تڑپتی  
 سحر کر کے بلند ہوئی قصد کیا جان بچا کے نکل جاؤن اسد نے کمان کیانی دوش سے استاری  
 تیر بھر کمان میں پیوست کیا تاک کے مارا سیٹھ پڑ گینہ پر شرارہ مردار خوار کے پڑا ہرہ پشت کو  
 توڑ کر پار گذرایہ ساحرہ جھلکے گری آواز دی کشتی درانام من شرارہ مردار خوار بودہ گنبد گر گیا  
 باغ جھلکے خاک سیاہ ہوا کیل تیغ زن نے دیکھا اسد نادر سلنے ایک قصر کے کھڑے، مین  
 جادو گردن کے لاشے گردیہ بھی آکر شاہزادے سے ملا وہ قصر جو باقی دیکھا اُس کا قفل کاٹا کسی  
 بہرہ زندگان خدا قید تھے مرنے سے شرارہ مردار خوار کے سب نے رہائی پائی بیٹا کیل کا بھی  
 انھیں قیدیوں میں تھا اسد بفتح و فیوری پٹے کیل و سہیل بشوکت و شان تمام  
 درجہ و جلال والا کلام اسد غازی کو ساتھ لیے ہوئے دعائیں دیتے ہوئے قلعہ میں لیکر  
 آئے تمام اہل بیان شہر دعائیں دیتے تھے کہ آپ کے تصدق سے اس شہر کا چراغ پھر روشن  
 ہوا ارکان سلطنت نے بارگاہ میں اسد کو پہنچایا اور اسد نادر قلعہ کیل تیغ زن مین  
 مصروف عیش ہوئے کہ انکا ذکر دقت پر سحر ہو گا مگر قریب گنبد فیروزہ گنبد نشین سحر کیا  
 تھا کہ فیروزہ غرق زمین ہو کر بھاگا اور پاس اپنے استاد و سفاک مغرور کے پہنچا سب حال  
 اس سے بیان کیا اُسے سب احوال دریافت کر کے نخوت جادو کو نہایت ہلوان پرست  
 تھا برائے مقابلہ اسد و شرارہ خرس پیکر کو برائے فکر لوح روانہ کیا نخوت جادو و جمعیۃ فوج  
 کثیر مقابلہ اسد میں آیا اسد کو خبر ہوئی کیل و سہیل کو ساتھ لے کر مقابلے میں آئے اُسے  
 طبل جھکی بجوایا اسد نے جواب میں نوازش طبل کو حکم دیا دونوں لشکروں میں تیار یاں  
 ہوئیں بوقت سحر اسد نادر کیل کو تخت پر سوار کر کے خود بجمہ سپہ سالاری میدان کا زار  
 میں پہنچے اُدھر سے نخوت بھی بہ فوج کثیر میدان میں آیا صفوف آرائی ہو رہی ہو  
 کہ گوشہ صحرا سے ایک نر گاؤ پیدا ہوا اسد کے قریب آ کے حملہ کر کے بھاگا اسد نے



تقاب میں نرگاؤ کے مرکب ڈال دیا سخت فوج کو لے کر پلٹا یہ کہتا ہوا کہ اب طلسم کشا زندہ  
 واپس نہوگا کیل وٹھیل رنجیدہ و کبیدہ واپس ہوئے اسدنا مدار اُس نرگاؤ کے تقاب میں  
 مرکب کو اڑاے ہوئے قریب ایک باغ کے پہنچے وہ نرگاؤ تو غائب ہو گیا اندر سے باغ کے  
 چند کینڑان زرین پوش نکلیں اسد کو جھک کر سلام کیا اسد نے بغور اُن کینڑوں کو دیکھا نگاہ  
 سے آشنا پایا فرمایا تم کون ہو عرض کی سرکار نے اپنی کینڑوں کو نہیں پہچانا اسی شہر یار بڑا غضب  
 ہوا حضور تو برائے قحاحی مرحلہ جات آئے افراسیاب جادو آپ کی فوج پر جا پڑا تمام شاہان و رند  
 جمع ہو گئے تھے ملکہ مہ حسین الماس پوش کو دلا آرام اُن کی وزیرزادی لے کر بھاگی چند کینڑان  
 خیر خواہ نے ملکہ لالان خونقبا کو مخافے میں سوار کیا آوارہ ہو کر نکل آئے افراسیاب نے ہزار ہا  
 ساحر تماش میں ملکہ عالم کے روانہ کیے اس باغ میں آکر ہم لوگ چھپے دو شبیں اسی پریشانی میں  
 گذرین ملکہ نے فرمایا طلسم کشا کو تلاش کرو ہم لوگ چلے تھے لشکر ہر حضور سے قدمبوسی ہوئی  
 ملکہ عالم نے بالکل آب و دانہ ترک کیا ہوا و حقیقی معشوقان سرکاری یقین وہ تو سحر کر کے  
 نکل گئیں مثل سہاچ قطرہ زن و طاؤس پر یکبرہ و ملکہ نامید و کلنار کلنار پوش مہ حسین  
 کو دلا آرام و بہار وغیرہ نکال لگئیں ان یتیم کی کون خبر لیتا ہم لوگ لے بھاگے یسندر اسد  
 گھبرا گئے اُن کینڑوں کے ساتھ اندر باغ کے آئے دیکھا باغ آراستہ و پیراستہ ملکہ لالان خونقبا  
 سر جھکائے ہوئے بارہ درمی میں بیٹھی ہیں اسد غازی کو دیکھ کر برائے استقبال اٹھیں دامن  
 مقام کر رونے لگیں کہا اسی شہر یار افراسیاب نے قیامتیں برپا کیں آپ کا لشکر سے نکل آنا  
 باعث خرابی ہوا شکر ہو کہ ان کینڑوں نے ننگ کا خیال کیا ہلکو نکال لائیں اسد کو انتہا کا  
 قلق ہوا بارہ درمی میں آکر بیٹھے کینڑوں نے آکر گھیر لیا اس ہجران دیدہ کو اسد سمجھانے لگے  
 ملکہ لالان خونقبا بہ شدت گریہ و بدم ہی عرض کرتی تھی اے شہر یار اب ہلکوا بیٹے ساتھ  
 سے جدا نہ کیجیے ملکہ خمرخ و بہار کو صرف مہ حسین کا بڑا خیال ہو ہمارے لیے کسی نے کوشش  
 نہ کی یہ بیجاری کینڑین کو چے سے سحر کے نابلد جنگل جنگل لیے لیے پھرین اس باغ میں آکر آرام  
 ملا نہیں معلوم کس کا باغ ہو اسد نے فرمایا اس طلسم میں جو شہر ہو اس پر ہمارا قبضہ ہو ملکہ  
 لالان خونقبا نے کینڑوں سے اشارہ کیا تین خانہ روز ہکو تڑپتے تڑپتے گذرے



خدا نے انکو ہوش یا ابھوسا مان خود نوش تمہا کرو کینزوں نے گلابیان شراب کی لا کر رکھیں  
 ملکہ لالان خونقبانے اپنے ہاتھ سے جام بھر لیا اسد غازی نے خوشی خوشی جام لیا  
 کینزوں کی تاکید کہ حضور جلد نوش کریں ملکہ کے اب لبون پر دم ہوا اسد نے چاہا کہ جام پین کہ  
 نخل پر نگاہ پڑی دیکھا ایک طوطی زرین بال چہکارے مار کر روتی تھی یہ صدا دی کہ اے طلم کشا  
 لوح پاس موجود ہو اور ایسی بلا میں پھستے ہو خبردار جام نہ پینا اے کا انجام بد ہو یہ شرارہ خرس پیکر  
 فرشادہ فیروزہ گنبد نشین دعویٰ کر کے آئی تھی کہ میں طلم کشا سے لوح چھین لوں گی جام پیتے ہی  
 غضب ہوگا منم ملکہ عجائب جادو یہ کہ طوطی زرین بال نے پرواز کی اسد نے جام ہاتھ  
 سے پھینکا لوح کو اٹھایا تھا کہ شرارہ خرس پیکر حج مار کر بھاگی کینزوں کو آواز دی ارے  
 اس عجائب جادو نے غضب کیا میرے دام مکہ کو مٹایا اب اسکو تیر و تفنگ سے مار لو  
 اسد بارہ درمی سے نکل کر پشت مرکب پر سوار ہوئے اُن ساحرون سے لڑتے ہوئے بیرون باغ  
 آئے فیروزہ گنبد نشین نے شرارہ خرس پیکر کو برے فکر لوح روانہ کیا تھا و نخوت کو  
 برائے مقابلہ بھیجا تھا شرارہ تو شکل نزگاؤ اسد کو لگا کر بیان لائی مگر مراد ملی نہ برائی اب  
 سفاک مغرور و نخوت جادو و فیروزہ گنبد نشین لشکر سیاح لیکر تلاش اسد میں  
 چلے فیروزہ کو گمان غالب ہو کہ شرارہ خرس پیکر نے دام بچھا کر اُس طائر زیرک کو گرفتار کیا ہوگا  
 یا اگر کچھ افتاد پڑے تو ہم چلکر تدبیر کریں بیان اسد نامدار نے چند ساحرون کو قتل کر کے شرارہ  
 خرس پیکر کو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے مرنے کی اُسکے علامت بلند ہوئی فیروزہ و نخوت  
 کے کان میں آواز پہونچی کشتی مرانام من شرارہ خرس پیکر بود سفاک مغرور نے کہا اے فیروزہ  
 شرارہ کا دام مگر خالی گیا دیکھو بیڑ غل چھا رہے ہیں طلم کشا کا گرفتار کرنا کچھ بڑی بات نہیں ہے  
 مگر طلم کشا کے مددگار بہت ہیں شرارہ نے مکہ مکرمہ لایا لالان خونقبانے کی صورت بنکر ایک شخص  
 نے طلم کشا کو ہوشیار کر دیا درہ شرارہ ایسی نہ تھی باتون میں پھنسا چکی تھی نخوت نے کہا  
 حضور ہمارے ساتھ لشکر مبشار ہو اگر سحر تاثیر نہیں کرتا کیا پردا ہ ہیوزہ و تیر سے مار لیں گے  
 یہ تین افسر آگے آگے پشت پر سات لاکھ ساحران غدار حربہ ہائے جنگ ہاتھ میں اسوقت  
 آکر پہونچے کہ اسد نے شرارہ خرس پیکر کو مارا ہو کہ فیروزہ گنبد نشین کا لغو ہوا نخوت نے



فوج کو اشارہ کیا یہ کہدیا کہ خبردار سحر کرو بلوہ کر کے طلمس کشا کو گرفتار کر لو چار جانب سے کفار ان  
خرس طلعت میمون خصلت خرس ہاے باد یہ ضلالت لینا لینا لکھ اس صاحب شوکت پر آپڑے  
اسد نے کچھ خوف نہ کیا دلیرانہ اس فوج شقاوت موج پر تہیہ آباد رکھیں پھر جا پڑا تلوار چلنے لگی پھر  
فیروزہ گنبد نشین فوج کو ترغیب دیکر لشکر سے نکلا ایک گوشے پر کھڑے ہو کر چند گولے طرف  
صحرا کے پھینکے اسکے ساتھ والوں نے دیکھا ایک شوالہ ظاہر ہوا دروازہ اسکا کھلا ہوا تخت پر  
ایک سونے کا بُت نہایت کلامان گرد گھنٹہ نواز ناقوس نواز عمارت شوالے کی نہایت وسیع  
ہر گوشے پر پتھر کے جانور بنے ہوئے جست و خیز کرتے پھرتے ہیں وہ سونے کی تصویر جو تخت پر ہی  
اسکے منہ سے شعلے نکل کر ہر سر اسد آتے ہیں کچھ مطلب نہیں حاصل ہوتا جب لوح کا عکس پڑا وہ شعلے  
باطل ہو کر زمین پر گرے اکثر اس آگ سے ملا زمان نخوت و سفاک جلے سفاک مغرور نے کہ  
فیروزہ گنبد نشین کا استاد ہی پکار کر آزادی اسے فیروزہ یہ کیا کرتا ہی یہ جوان صاحب لوح  
دخترہ ہی ایسے شعبدون سے اسکا کیا نقصان ہو گا جہاں تک ہو سکے فوج کو ترغیب دے پڑی  
آگ نے تیرے ہی ساتھ والوں کو جلایا ہی کسی ہزار جوان بیکار ہو چکے ہیں اگر تیغ و تبر سے اس  
جوان کو بھی قتل نہیں کر سکتے چار جانب سے بلوہ کرے ٹوٹ پڑ دھاتھوں ہاتھ اسکو گرفتار کر د  
مصفون کو چکا کر ایک مرتبہ جا پڑو کس کس سے یہ جوان لڑے گا لڑتے لڑتے گھوڑے سے گر پڑے گا  
تم سمجھو کی سپہن زرد و جاہر سے بھرونگا افراسیاب ایسا قدردان ہے کہ ایک ایک سپاہی کو  
افسر کرے گا اس ترغیب پر ساحرون نے چار جانب سے بلوہ کیا ہی اسد انتہا کا زخمی ہوا سارا دن  
لڑتے ہوئے گذرا پردہ شب حائل ہوا اس بہادر کا پردہ نہا اسی طرح مصروف جنگ رہے  
بوقت سحر اسد نامور نے دیکھا فوجوں کا بلوہ کم نہیں ہوتا ہر طرف سے فوٹوں کے ریلے ہیں یہ شیر دلیر  
یکہ و تنہا مصروف جنگ زخموں سے خون بہ رہا ہی کر یاں زرہ کی اُنھی ہوئیں تلوار میں دندانے  
پڑ گئے بقول شخصے کہ تلوار بھی جنگ سے عاری اب اسد کو یقین ہوا کہ اس جنگ میں جان نہ بچے گی  
کہاں تک لڑوں اگر ایک کو قتل کیا سوسا حرا کر جمع ہو گئے بلوہ ساحرون کا مدد مہم بڑھتا  
جاتا ہی اس زخم داری میں اپنے مالک کو یاد کیا کہ اسی خالق کا رسا زدا سی مالک بے نیاز وقت  
مدد ہی آرزو دے دل پوری نہوئی طلمس باطن میں آکر ظاہر ہوا کہ ہم طلمس کشا نہ تھے فیروزہ



گنبد نشین نے قیامتیں برپا کیں تیرے نزدیک سب آسان ہو اس خاندان کو تو نے آبرو عطا کی مجاہد راہ دین اسلام کھلائے باطل پرستوں کے نام مٹائے ایسے مقام پر آکر پہنچے کہ کوئی غریزہ ہم تک نہ پہنچا نہیں معلوم ہماری خبر مامونجان بدیع الزمان و برادر نور الدہر کو پہنچی یا نہیں اسے اسدی ممکن نہ تھا کہ بھائی نور الدہر خبر پاتے اور ہماری مدد کو نہ آتے یہ شیر ذلیل ہماری محبت میں کو حقیق سے لڑتے بھڑتے آکر پہنچے شریک جنگ دریائے نیل ہوئے قاسم و نور الدہر و بدیع دقت پر کفیل ہوئے بقرار ہو کر جو اسد نے دعا کی آسمان پر پرت چکی شہنشاہ کو کب رخنہ ضمیر بڑے شد و مد سے آکر پہنچا دور سے جو دیکھا کہ اسد نامدار گھڑا ہوا ساحر و نین جنگ کر رہا ہے اس قدر زخمی ہوا ہے کہ کیا عجب ہو گھوڑے سے لڑتے لڑتے گریزے کو کب کا قلب تھا گیا حال اسد دیکھ کر آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا بڑے زور و شور سے فوج ساحران پر آکر گرا جا یا جا کر نخوت کو مارون نخوت شوالے کی جانب بھاگا کو کب نے اسد کو آواز دی لوح ملاحظہ فرما کر بڑے سفاک مغرور نخوت جاو جب تک نہ قتل ہونگے یہ لڑائی فتح نہ ہوگی یہ کہہ کر کو کب نے دو چار گولے ایسے مارے کہ ہزاروں کے سر پھٹے ہزاروں جھوم کر سر کو کب میں مبتلا ہوئے آواز میں دینے لگے منہ ملا زمان کو کب رخنہ ضمیر ہوا خواہ اسد باوقیر کچھ گرد اسد کے آگئے یعنی اسد کو بچانے لگے اپنے سینے پر کرتے تھے اسد کے بچانے پر مرتے تھے نخوت جو سامنے کو کب کے بھاگا اندر شوالے کے پہنچا تصویر کلان جو رکھی ہو اس کے سامنے کھڑے ہو کر آواز دی اسے تصویر سامری وقت مدد ہے اس تصویر نے مثل انسان کے آواز دی اسے غلامان سامری کو کب نہ جانے پائے جلد کو کب کو قتل کر دیا لیس پتلے پتھر کے سر سے شوالے کے اترے کو کب پر جا پڑے اُن تیلون نے جو چار جانب سے تلواریں ماریں کو کب زخمی ہونے لگا اور نخوت سر پر شوالے کے پتھر اڑا دیا جب آواز دیتا ہو نام سامری و حشید کہتا ہے چند پتلے جدا ہو کر کو کب پر جا پڑتے ہیں کو کب نے کئی پتلے مارے باقی ماندہ کو کب کا پیچا نہیں چھوڑتے چاہتے ہیں لپٹ جائیں اسباب سحر جبین لین سحر نہ کرنے دین کو کب نہ لڑ رہا ہو نخوت کو دیکھا سر پر شوالے کے سحر سے پتھر اڑا ہوا سامری کہے جاتا ہے کو کب نے گھبرا کر طرف اسد کے دیکھا کما اور شہر یار لوح میں



دیکھتے ہیں کیا کر دن ان تپھر کے پتلون کو کیونکر اپنے سے جدا کر دن اسد نے ذرا کو کب کے آنے سے ملت پانی ہو لوج دیکھی کو کب کو آواز دی اور شنشاہ با شوکت میں فیروزہ کی فکر کرتا ہوں اور سفاک مغرور بجاتا ہوں اس بجیا کا غور مٹاتا ہوں تم نخوت پر جاؤ جب نخوت بٹھارے ہاتھ سے قتل ہو گا تب شورش ان پتلون کی موقوف ہوگی یہ سنتے ہی کو کب نے پتلون پر سحر کیا پتے کسی قدر ہٹے دوسے لینا لینا کر رہے ہیں کو کب پر پرواز پیدا کر کے قریب نخوت کے پہنچا کہ نخوت کو ماروں نخوت نے سحر کیا کو کب الٹ گیا ہر چند چاہتا ہو کہ اپنے کو سنبھالے نہیں سنبھل سکتا نخوت با سامری ہمارا مری بکار رہا ہو قریب تھا کہ کو کب روٹن ضمیر درمیں جا کر گرے ادھر اسد بیتاب ہوا کہ میں کیا تدبیر کروں اگر زمین پر یہ معرکہ ہوتا میں نخوت پر جا پڑتا کسی ہزار گز کی بلندی پر نخوت تھرا رہا ہو کو کب پر سحر کر رہا ہو کو کب الٹا پلٹا دیر میں گرا چاہتا ہو اسد نے سیرا ہو کر آواز دی اسے بے نیاز اس بادشاہ عالی جاہ کو بچا نامیری محبت میں آج کو کب نے جان دی اور حافظ حقیقی وقت مدد ہو نخوت معقیمہ مار رہا ہو کتنا ہو کیون اور کو کب طلسم نور افشان کے بادشاہ تھے ہوش رُبا کے عجائب و غرائب میں بھی دخل دینے لگے آج اس مرحلہ پر تمھارا خاتمہ ہو کو کب کو بھی یقین ہوا کہ میں اتنی بلندی سے جو دیر میں گردن کا سر پھٹ جائیگا یکایک آسمان پر برق چلی اسد نے دیکھا نور افشان جا دو بقدر غضب آکر پہنچا کو کب کو جو اس حال پر ملال میں دیکھا چند پتے سحر کے پھینکے ان سچون نے کو کب کی دستگیری کی یعنی روک لیا دیر میں گرنے نہ دیا ایک طائر نے بھی آکر زفیل ماری اسے شنشاہ عالیجاہ ہو خیار ہو جیسے جیسے ہی طائر نے آواز دی سچون نے بھی سنبھالا کو کب سیدھا ہو کر ہوا پر قائم ہوا لیکن چہرے سے ظاہر ہو کہ سحر نہیں کر سکتا نور افشان جا دو تب تجیل تمام نخوت بد انجام پر جا پڑا آواز دی ادبجیا کو کب بادشاہ طلسم نور افشان ہو اُس کے خیر خواہوں کو تو نے نہیں دیکھا یہ کتنا ہوا قریب نخوت پہنچا نخوت نے نور افشان پر بھی سحر کیا گولا فولا دی مارا نور افشان نے ایک تھیلی دی گولا پھٹ کر دیر پر گر اکی پتلون کے سر پھٹے تصور جو دیر میں تخت پر بیٹھی ہو اُس نے آواز دی اور نخوت اپنے کو بچا یہ بڑھا مصاحب سامری ہو اس کے رنگ ریشے میں



افسوسگر ہی بھری ہو سامری وجہ یہ کہ گمان نہ تھا کہ شریک مسلمانان ہو جائے گا در نہ ہندو  
کمال نہ عطا فرماتے نخوت جاوے جا ہا سامنے سے نور افشان کے نکل جاؤں فیروزہ  
گنبد نشین و نخوت جاوے و سفاک مغر و سب ملکہ نور افشان پر سحر کر رہے ہیں  
نور افشان کسی کے سحر کو نہیں مانتا مثل ملک الموت سب کے سحر دفع کر کے قریب نخوت پہنچا  
جب نخوت نے دیکھا نور افشان میرے قریب آگیا نخوت نے تیغ سحر کھینچا کئی ہاتھ مارے  
نور افشان نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تیغ سحر چھین کر پھینکا نخوت کی گردن پکڑ لی مثل کپاس  
کہنے چیر کر پھینک دیا نخوت کمرے ہی پتے پتھر کے جل گئے دیر گر انصوریں جلین فیروزہ  
و سفاک زمین پر آئے اسد نامدار لوح کو ملاحظہ کرتا ہوا بڑھاپا لوگب کے ہوش و حواس  
درست ہوئے تیغ برق مثال کھینچ کر جا پڑا ایک طرف سے نور افشان نے آواز دی او شہیار  
حقیقت میں حال آپکا اتبر ہو مگر ماشار اللہ کس لڑائی کو جھیلانا اتنی بڑی فوج سے اکیلے لڑے  
اگر فیروزہ گنبد نشین نکل جائیگا پھر کوئی فساد برپا کرے گا اسد جوش جرات میں گھوڑے  
سے کود پڑے لوح چمکاتے ہوئے قریب فیروزہ پہنچے فیروزہ نے کئی گولے طلسم کشا پر مارے  
وہ گولے اُسی کی فوج پر پڑے کئی ہزار کے سر پھٹے اسد لڑتے بھرتے برابر فیروزہ کے پہنچ گئے  
جب فیروزہ کو کچھ نہ بن بڑا تب اُسے اسد پر حرسول مارا اسد نے ٹھک قلم کیا سر کو تبا کر کر  
ہاتھ مارا فیروزہ گنبد نشین کے دو ٹکڑے ہوئے سفاک مغر و کو ٹرھک کر کوکب نے مارا ان  
تینوں ساحر وں کے مرنے سے تمام منصوبات مٹے آواز میں ہیبت آنے لگیں جاوے لگے لگی تمام ساحر  
اگر طلسم کشا سے قدمبوس ہوئے نور افشان جاوے اسد نامدار کے ساتھ ساتھ قریب ایک  
قصر کے آکر پہنچا اُس میں قفل لگا تھا لوح کو اُس قفل سے مس کیا قفل ٹوٹا اُس قصر میں ایک  
مرکب باد رفتار موسوم بہ ابرش تیز گام طلسمی با ساز و دیراق بندھا تھا ہارے طلسم کشا سلاح  
طلسمی خود زرہ وغیرہ نکلے نور افشان نے وہ اسباب اپنے سامنے جسم پر طلسم کشا کے آراستہ  
کرا یا کیل تیغ زن و سہیل تیغ زن رفیقان اسد جو قلعہ سیلیہ پر فرد کش تھے اب سحر  
مشاران دونوں جوانوں نے اسد نامدار و نور افشان عالی وقار و کوکب ذوقار کو  
دیکھا کہ لڑے بھڑے ہوئے قصر سے آتے ہیں لاکھوں ساحر ہمراہ ہیں جب سے اسد



نامدار تعاقب میں نہ گئے نکل گئے تھے یہ دونوں جوان نہایت پریشان تھے اگر قد مبوس ہوئے باغ ازاد اکرام و لشوکت مالا کلام طلمس کشا کو لے کر اپنی بارگاہ میں آئے نور افشان جادو نے اسد کو نہ ردی ہاتھ پر رکھ کر تیغہ نور افشانی پیش کیا کھما کی شیریں پیشہ صاحبقرانی تو جرات و شوکت میں لا جواب ہو یہ تیغہ قتل افراسیاب ہی ایک بات میں بڑا تردد ہی وہ جو گنبد افراسیاب بنے بنایا ہو گزر و شمشیر و نیزہ و تیر و غیرہ لٹکا دے ہیں اُس سے اپنے اہل لشکر کو بچائے ابھی تک ہمہر حال نہیں کھلا کہ یہ اشیا کیونکر دفع ہونگی افراسیاب بڑی بڑی تھمتیں برپا کرے گا بڑے بڑے سحر تیار کر رہا ہو اب حضور دو چار روز بیان عیش کرین جملہ سردار آپ کے منتشر ہیں نیک رائے وزیر کو سامنے جو مکان ہو اُس میں نخوت نے بند کیا ہو اُس کو رہا کیجئے چند کنیزان ملقبیس ثانی بھی اسی مرحلے پر قید ہیں یہ لوگ آپ کو رہسری کر کے تار بٹشکر ہو سچائیں گے لیکن بدون حکم لوح بیان سے قدم نہ بڑھائیے گا ابھی مرحلہ جات اور باقی ہیں ست گزری کہ میں نے اس طلمس کی سیر کی تھی ایک امر میں تردد ہو حکیم طلمس ہوش رجا آپ کو بھی نہیں ملے ان مقامات پر بھی برائے ذات اقدس سختیاں ہیں امتحان کامل طلمس کشانی ذات پر حکیم صاحب کے موقوف ہو یہ ضرور حضور کو خیال رہے کسی مقام پر لوح سے غفلت نہ کیجئے گا افراسیاب اپنی تدبیر سے غافل نہیں ہو عنایت سے پروردگار کی سلاح طلمس آپ کو چال ہوئے اسد نے جا کر اُس قصر کمنہ کو کھولا نیک رائے وزیر و بارہ سو کنیزان ملکہ ملقبیس ثانی اس مکان میں قید تھیں ان سب کو رہا کر کے بارگاہ میں لائے نور افشان و کوکب رخصت ہو کر گئے اسد غازی قلعہ شہیلیہ میں مصروف عیش ہیں

دو کلمہ داستان شوکت بیان داخلہ طلمس کشا کا شہر عجائب نگار میں جسکے حکیم طلمس حاکم ہیں ہو پنچنا اسد غازی کا اور عاشق ہونا دختر حکیم پر عجائب غازی حکیم طلمس یعنی رتبہ بڑھانا اپنی دختر کا حبسین وغیرہ سے عجب داستان عجائب نگار ہی غزل مصنف

|                            |                                   |                                |
|----------------------------|-----------------------------------|--------------------------------|
| کبھی نہ تم عوض سیر گم لینا | صدف کے مولے ریشم چم لینا          | اعل جونیک کیے ہوں شمار کر لینا |
| مسافر و خبر تو شہ سفر لینا | لگا کے دل نہ بلا اپنی جان پر لینا | جہاں دست جو تو ہر نگاہ کر لینا |



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                           |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                      |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                             |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>اسکی یاد میں، و دل گزار آنکھوں سے<br/>ہلالِ عید وہ ابرو میں مد کر لینا<br/>پیام دین تو نہ سننا پیام تو آنکا<br/>نواں جان کے بیمار کی خبر لینا<br/>شفِصال میں دھان لے دھو کر<br/>فرغِ شمع کو دنیا جو گل کتر لینا<br/>کسان تاکتے تھے غفلت کی یاد دینا<br/>جو دسترس ہو فشتون کے پر کتر لینا<br/>سوار ہوئے تھے تیرے کس قدر گھوڑا<br/>مبارک اس پر بیٹھا کو ہاتھ پر لینا</p> | <p>وہاں پسند کیجئے مگر جو ہودہ گھر لینا<br/>سجھائے دیتے ہیں عمر دریاں چشمِ بختین<br/>سجھائے شوق سے آنکھوں کے جام بھر لینا<br/>مجھے غدا تب پہر سے بچا نایار<br/>وہاں دوش میں صیاد پر کتر لینا<br/>نہراں بھیر بھرتی ہمارے دوشِ دل<br/>یہ ہم گس نے بھائی ذرا خبر لینا<br/>پرہی بنو نہ جواہر کے پر لگا کر تم<br/>ہمارے بھول جو ہو جائیں پھر کتر لینا<br/>قمر ضیا رخنہ دمبدم زیادہ ہو</p> | <p>بیان کسی محبت کو دل میں جا دینا<br/>بیان جو شک کرنا وہاں گھر لینا<br/>عوضِ شراب کے ایدل فراقِ ساتی تین<br/>جو اس نامہ نہ جنت تک کہ نامہ پر لینا<br/>بھولے ہا ہونے میں پھر نہیں مٹی<br/>زبان سے نام سحر کا نہ تاسر لینا<br/>کبھی قریب پر آتا نہیں تھیں غصہ<br/>وہ بچہ بزرگ کہتا ہوں میں خبر لینا<br/>آتا رہا نہ سو م تکیاس ماتم کو<br/>رہے جو قمر ہی و دوقدم اتر لینا</p> |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

شعر سخن سچ و خواص بریا طلم ہوش و چین رنجت کو ہر پیمان گوش بہ محرران نکات رہنمائی  
را حمان داستان فصاحت آئین حالات عجائب آیات حکیم طلم ہوش ربا کمال عجازِ رقم  
سے یوں تخریر فرماتے ہیں کہ شمسوار یکہ تازی اسد بن کر کرب خاگدی قلند سہیل سے مصروفِ عیش و  
نشاط تھے کہ ایک ساجر نے ہر ہاتھ تھامین نامہ دیا اسد نے دیکھا طرف سے نور افشان جاو کے  
موقوف ہو کر اوشہر یا رنادر بارہ چودہ برس آپ کو اس طلم میں گذرے بڑی بڑی جفا میں اٹھائیں  
آپ ثابت قدم کوئے جرات رہے اہالیان ہوش ربا کے بڑے بڑے ظلم سے متھوری تکلیف  
ذاتِ اقدس پر اور باقی ہو مصروفِ عیش نہو جے لوح کو ملاحظہ فرما کے ملاحظہ عجائب  
و غرائب طلم میں اوقات کو صرف فرمائے طرف سے نور افشان و کوکب کے بہت کچھ تاکید  
تحریر تھی یہ فقرہ مگر لکھا تھا کہ لوح سے ہوشیار رہیے گا جس قدر طلم ہوش ربا میں اہل اسلام ہیں  
آپ کی قدمبوسی کے مشتاق ہیں مشتاقوں کے بھی دیدہ دل روشن فرمائے برائے ملاحظہ  
مقامات عجائب و غرائب تشریف لیجائیے بیان اہالیان لشکر کے اوپر جو کچھ گذریگی جھیلین گے  
غلامان جاننا ہر وقت نگاہداشت لشکر حضور میں مصروف ہیں یہ امورات آپ کی  
ذاتِ بابرکات پر موقوف ہیں اسد نے نامہ پڑھ کر نامہ دار کو خلعت دیکر رخصت کیا بوقت



نماز سحر بعد ادا سے نماز لوح طلسمی کو ملا حظہ فرمایا جب کچھ تحریر تھا اسکو ذہن میں کیا میل متغیرین  
 سے رخصت ہوئے نمیکہ اسے وزیر نے بھی عرض کی ان مقامات پر کوئی حضور کا ساتھ  
 نہیں دے سکتا ہم لوگ بیان سے کوچ کر کے خدمت میں ملکہ مہم حسین کے جاتے ہیں پشت مرکب  
 طلسمی پر اسد نامدار سوار ہوئے سب سے رخصت ہو کر چلے سامنے ایک نخل چنار کے پوچھے  
 لوح نے حکم دیا اس نخل چنار کو بیک ضرب شمشیر قلم کرو جیسے ہی قصد کیا کہ قریب نخل چنار ہو چوں  
 صحرا سے آواز مہیب آئی اد طلسم کشا خیر وار قریب نخل نہ آنا اپنی جان ہمارے ہاتھ سے بچانا  
 دیکھا ایک دیو خوشخوار جست خیز کرتا ہوا اسد نامدار پر آ پڑا قصد کیا چکل مار کر اٹھا لوں اس  
 نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کشتی ہونے لگی اسد نے شاخ دیو کے ٹوڑ ڈالے جھاتی پر بڑھ کر شمشیر  
 ایک طائر ہفت رنگ سے آ کر سہ نخل چنار پر آواز مہیبات بلند کی اسد نے بحکم لوح اس طائر  
 کو تیر سے مارا یہ تو بخوبی ملاحظہ کر چکے تھے کہ کسی منزل تک وہی صحراے سبزه دار ہو گئیں آبادی  
 کا نام نہ تھا جب اس طائر کو مارا عجائب و غرائب کیھکر ہوش اڑے عرصہ دراز تک اندر حیر رہا  
 جب روشی ہوئی دیکھا سامنے ایک قلعہ نہایت عمدہ پچانک عظیم الشان دیواروں پر گنگاری  
 اس پشت مرکب پر سوار ہو کر طرف قلعہ کے چلے قریب پچانک کے نہ ہو پچھے تھے کسی سونقارے  
 بجے ایک مرد حکیم وضع بارش سفید عمامہ سر پر قبائے طلسمیہ جسم گھٹا عبادت کا پیشانی پر مثل  
 ستارہ سحری چمکتا ہوا پشت پر صد ہا شرفا لباساے فاخرہ پہنے ہوئے چہرے سے ہر ایک کے ثابت  
 ہوتا ہو کہ سب اہل اسلام ہیں بڑے تکلف سے برائے استقبال اسد نامدار اسے حکیم صاحب  
 موسوم بہ حکم روشن رائے ہوا دار سے اترے اسد سے بنگلہ ہوئے بے اختیار پکارا ٹٹھے  
 شعر بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم بہ عرصہ دراز سے  
 انتظار میں حضور کے تھے آج پروردگار نے آرزوے دلی ہم سب کی پوری کی اس شہر کے  
 رہنے والے سب اہل اسلام جو انان خوشل انجام آپ کی فتح و نصرت کی دعائیں کرتے تھے  
 آج آرزوے دلی پوری ہوئی اسد خلق و مروت حکیم صاحب کا اور اشتیاق اہل شہر  
 دیکھکر بہت خوش ہوئے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ سب بچپن کے یار ہیں پڑی غربت و آبرو  
 سے لیکر اسد نامدار کو داخل شہر ہوئے دیکھا اسد نے شہر آباد رعایا دل شاد بازین عمدہ



دوکاندار محقول حوض پانی کے ہر بازار میں بھرے ہیں فوارے چھوٹ رہے ہیں جس راہ سے  
اسد نامدار گزرے دوکاندار بھی دوکانوں سے بشتیاں تمام اُٹھتے ہاتھوں کو لیکر اسد کے  
آنکھوں سے لگائے ہر ایک کی زبان پر یہی کلمہ جاری تھا کہ آج پروردگار کی عنایت سے  
زیارت طلم کشا سے مشرف ہوئے خدا سے کارساز نے اپنا فضل شریک کیا آج تک بخون  
ساحران اپنا مذہب چھپاتے تھے اب بالا اعلان عبادت پروردگار کر گئے کسی کا خوف نہ رہا  
پروردگار وہ دن دکھائے کہ دشمن ہمارے شہر یار کے ذیل ہوں دوستوں کے مرتبے جلیل  
ہوں ملام کفر طلم ہوش رُبا میں نہ باقی رہے دوکاندار اسی طرح کی باتیں کر کے خوشی میں  
زرد جو اہر نثار کرتے ہیں ہر خرد و کلان ادنیٰ اعلیٰ از سیر تا جوان دم محبت کا اسد کے بھرتے  
ہیں حکیم صاحب پیدل ساتھ اسد کے چلے آتے ہیں رفقا اور اہلایان شہر اہتمام کرتے  
ہوئے اسد غازی کو ساتھ لیے ہوتے طرف دارالارۃ شاہی کے جاتے ہیں بخت قریب  
قصر شاہی پہنچے اسد نے نگاہ اٹھا کر دیکھا پہلوے قصر میں ایک بنگلہ مرصع کار نہایت تکلف  
سے آراستہ چلنیں زرد و ریحانی کی اُسمین پُری ہوئیں ایک طرف کی چلن بندھی ہو اندر بنگلے  
کے ایک نازنین مہر لکین سرور قد کفدار غنچہ دہن ماہ رضا چہرہ آفتاب عالیشان قطرا پسینہ رشک  
گلاب بنگلے میں کھڑی ٹھل رہی ہو حسن عالم افروز کی وہ روشنی ہو کہ نگاہ اسد کی نہیں ٹھہرتی سراپا  
پر جو نگاہ پُری زلفین غنبن عارض انور بر بل کر رہی ہیں نظم

دو چشم و آہوے در دم شکار

دو دایرہ دو سر فتنہ روزگار

نک بر دل خستگان ریتے

بہر خندہ کز لب برائے

دیکھ کر زلف مغبر پر میر ویت تیرہ شب است دوا دی موسے پہ جائے صبرم در گف عشق ست  
دا من یوسف دست ز لیجا بہ جمال جہان آرا اُس محبوب مطلوب کا دیکھ کر ہاتھ پاؤں میں اسد  
کے ریشہ آگیا قلب تھرا گیا فوراً آثار عشق کے چہرے سے ہویدا ہوئے ہونٹھ ٹھٹھک چشم تر  
جیرانی و پریشانی میں قلب دھجک آنکھوں کو انتظار سی دل کو بقراری مگر ایسے ایسے بزرگ  
ساتھ ہیں اسد کیچہ پکڑے رکھے کچھ کلام نہ کر سکے رنگ رویت فر ہوا دوبارہ جو سر اٹھا کر  
دیکھا اس قتالہ عالم کو اُس مقام پر نہ پایا چند کنیزان مہ جبین شوخ و شنگ حسن میں بمثال  
ٹھل رہی ہیں اشارہ کر کے کہتی ہیں میان طلم کشا صاحب تشریف لائے ہیں



ایک کستی ہو میری جانب گھور گھور کے دیکھ رہے ہیں دوسری کستی ہو بوجھے اشارہ کیا تیسری کستی ہو جوان شوقین ہو ایک کستی ہو افراسیاب کی بیٹی مشوقہ حسین ہو ایک کستی ہو بہت سی معشوقین ہیں ایسے ہر جانی سے خدا سامنا نہ کرائے کسی کا اخلاص پیار قائم نہیں ہوتا صبح کچھ شام کچھ اسد کو یہ باتیں اُن کینزوں کی بہت ناگوار ہوئیں مگر کچھ نہ کہ سکے ایسے بزرگ ساتھ ہیں دارالامارۃ شاہی میں داخل ہوئے جذب دل اسی طرف کھینچتا ہو پاؤں کے اشاروں سے پایا جاتا ہو کہ سیر کوئے محبوب کیجیے ہاتھ دست درازی کرتے ہیں کہ گریبان چاک کرین یا کیجیے پر اپنے سل دھریں آنکھوں کا اشارہ ہو کہ نظارہ جمال محبوب کیجیے نگاہ عاشقان ثابت قدم میں سبک نہ ہو جیسے معشوق سے چشم امید ہو بیمار ان نرگس چشم کا یہی علاج ہو دل ایک نگاہ محبت کا محتاج ہو دل کو ترپن قلب کو بھڑکن آنکھوں میں جلن لب پر یہ سخن غزل مخفی موافق مضمون

|                                      |                                    |                                     |
|--------------------------------------|------------------------------------|-------------------------------------|
| بسکہ دارم سوز دل خود را بر آذر میززم | سینہ را بر شعله دل چون سمندر میززم | شد بہار محرم و دفع خمار من نشد      |
| دوستان مخدو گردستانہ ساغر میززم      | بہر آئے ندگانی کے روم و ببال خضر   | بسکہ استغفار بہر آب حوض کوثر میززم  |
| آفتاب آسمان ہم تم زیر سیاحاب         | بر غلط از مشرق اخلاص و دس میززم    | در لباس فقر دارم تاج سلطانی بسر     |
| تا چشم آرزوئے خویش نشتر میززم        | نقد صرافان مخنی دار وراج دیگر است  | تا وراقلم سخن من سکے زر میززم       |
| نیست گربال دہر پرواز در کنج قفس      | دست حسرت چون گیس پیوستہ بر میززم   | پیش فانوس خیال حسن تو پروانہ دار    |
| بر امید شعله پیشیت تا سحر بر میززم   | ہر نیاید از درون خانہ آوازے برون   | عمر ہاشد من بر بنی حلقہ بر در میززم |
| دوستی بر دشمن آل ہمیر چون کنم        | منکہ لاف دوستی با آل حیدر میززم    | بگذری کیسر اگر مخفی از بین من بہتی  |
| در گدائی طعنے با شاہ قیصر میززم      | اسد نامدار حیران پریشان حکیم       | ہمراہ دارالامارۃ شاہی               |

میں تشریف لائے دیکھا دربار نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ ہو وسط قصر میں تخت یا قوت نگار پہلو میں اُسکے دنگل یا قوتی سطوت و صولت جبروتی کرسیاں جواہر نگار مصاحبان عالی وقار قطار در قطار صاحبان لیاقت و تہذیب سے دربار دھجور لباساے فاخرہ زیب جسم چہروں پر نور اُس دنگل یا قوتی پر اسد غازی کو حکیم صاحب نے اشارہ کیا حکیم صاحب تخت پر جلوہ فرما ہوئے اسد غازی نے خیال کر کے دیکھا بائیں پر تخت کے زیر دنگل ہو داہنے پر تخت کے ایک کرسی جواہر نگار کہ جس بزرگاہ نہیں ٹھرتی ہو اسد غازی کے بیٹھنے ہی حکیم صاحب نے



بہ تکلف پہ چھا کر شہریتہ صلیت اور محتاج طلسم ہوش ربا ای جوان کیتا آپ کا سایہ دہن دولت  
 کل طلسم ہوش ربا پر پڑا اہل اسلام مشرف و سرفراز ہوئے ہم ایسے نیاز مندوں کو اپنے بخت رسا پر ناز  
 ہی کیا وقت سعید ہو بلکہ بہتر از روز عید ہو آپ ایسے جلیل نے کہ ہم ہر تجھ فرمایا لیکن اس وقت کائنات خلد  
 پر گرد ملال ہو کیا کسی اور طرح کا خیال ہو بیان سب خیر خواہان دولت حاضرین چھوڑ کر غیر خواہی  
 کے ناظرین قلب اقدس پر جو باعث انتشار ہو مفصل ارشاد فرمائیے دوستوں میں اگر بار بار رخ و الم  
 نہ اٹھائیے اسد غازی تازہ وارد ہیں ہر چند کہ حال اتر ہو لیکن یہ شیر بھی نور نگاہ حمزہ  
 نامور ہو نہ مناسب سمجھا کہ حال عشق ان بزرگ کے سامنے بیان کیجیے بہ خندہ پیشانی ہی جواب  
 دیا کہ آپ کی عنایت و محبت سے سب طرح خیر و غایت ہو لشکر پر ہمارے بدعت افراسیاب  
 و بھرت ہو اسوجہ سے آئینہ رخسار پر و فور حیرت ہو خیر خواہان دولت کا خیال ہو اس  
 باعث سے قلب پر جو غم و ملال ہو یہ ذکر تھا کہ چو بد اس نے بڑھکر آواز دی ای حاضرین محفل  
 سودب ہو جاؤ نقا بدار بہادر تشریف لانا ہو ایک سردار نے بڑھکر پردہ بارہ کا اٹھایا اسد غازی  
 نے ملا حظ کیا سامنے سے ایک مرکب باد رفتار پر نقا بدار یا قوت پوش پڑی مرکب پر جمی  
 ہوئی نیچہ ہلا لی زیب کمر پہلو سے دست چپ میں سپر رشک قرص قمر نشیت پر چار سو نقاب دار  
 گالگون پوش ہر چند کہ نقا بدار کے چہرے پر نقاب پڑی ہو لو نور کی چہرہ زیبا سے نکل رہی  
 ہو صاف نظر ہو کہ آنقاب عالم تاب پردہ ابر میں پنہان ہو شوکت و جلالت نقا بدار کے  
 چہرہ زیبا سے عیان ہو خود حکیم صاحب برائے تعظیم کھڑے ہو گئے اسد غازی کو بھی اٹھا پڑا  
 ہر چند کہ یہ دریافت نہیں ہوا کہ نقا بدار کون ہو مگر صولت شوکت نقا بدار دیکھکر اسد غازی  
 بے اختیار دنگل سے اُٹھ کھڑے ہوئے نقا بدار یا قوت پوش اکڑتا ہوا قریب حکیم صاحب  
 آیا وہ جو کرسی خالی تھی اُسپر جلوہ فگن ہوا حکیم صاحب تخت پر بیٹھے اسد غازی اپنے دنگل پر  
 مگر جمال بیشال نقا بدار کو بے نگاہ حسرت دیکھ رہے ہیں طیش قلب ترقی پر دل گھبرا رہا ہو  
 نقا بدار چند ساعت بیٹھا اتنے عرصے تک بارگاہ میں سناٹا رہا کوئی کسی سے کلام نہ کرتا تھا  
 ہر شخص ادب سے خاموش بعد چند ساعت نقا بدار اپنے مقام سے اُٹھا اسد غازی نے  
 اُٹھنے اُٹھتے یہ فرمایا کہ ای نقا بدار عالی مقدار طریقے سے ظاہر ہوتا ہو کہ آپ لشکر حکیم صاحب کے



سپہ سالار بنیم بطور حمان آپ کے یہاں آئے شکر ہو کہ ہم سب ہم غریب ہیں چاہتے ہیں کہ آپ کے نام نامی  
 واسم گرامی سے آگاہ ہوں نقابدار نے سکر کر فرمایا نام و نشان سب آپ کو ثابت ہو جائے گا  
 سپہ سالاری لشکر و شوار ہو یہ فقیر بھی ایک مرد سپاہی حکیم صاحب کا نمکخوار ہو ورسا و شاہان جلیل میچے  
 نمکخوار کو آبرو دیتے ہیں اس وجہ سے پہلو میں جگہ ملی یہ نمکخوار نقابدار اٹھا پشت و کمر پر سوار ہو کر  
 بعد ہر سے آیا تھا آدھ چلا گیا اسد غازی نے حکیم صاحب سے بھی پوچھا کہ یہ نقابدار عاقل و متفکر کون  
 ہو حکیم صاحب نے بھی یہی جواب دیا کہ اب آپ تشریف لائے ہیں بفضل حال کھل جائیگا سب آپ کے  
 مشتاق جمال ہیں اسد غازی خاموش ہو رہے ہیں جب سے اس حبیبین کو بنگلے میں دیکھا آنکھوں  
 کے آگے تصویر خیالی اسی محبوب مطلوب کی پھر رہی ہو کئی مرتبہ اسی اشتیاق میں بیرون بارگاہ  
 بھی آئے مگر اس بنگلے میں اس ماہ تابان کو نہ پایا چند کیزون کو ٹپکتے ہوئے دیکھا ایک  
 قصر عالی حکیم صاحب نے برائے استراحت اسد نامدار خالی کر دیا چھپر کھٹ وغیرہ وہاں آراستہ  
 کرایا اسد نامدار دربار سے اٹھے یا دین اس محبوب جانی پارچہ دوانی کے تڑپنے لگے اشعار  
 عاشقانہ اس مایہ خسار کے فراق میں زبان پر جاری کیے اشعار موافق مضمون ہذا

پہاڑ لکھون کیسے ہیں جیب درد مان خراب  
 راست دن بھر تا ہو جو یہ گنبد گردان خراب  
 قصر تن تو نے کیا ابدیدہ گریبان خراب  
 دل ہمارا ایک کیوں کرتا ہوا نادان خراب  
 آپکی اُلفت میں ہم میں کقدر جانان خراب  
 اے صنم کیا ہو گئی ہو عادت دربان خراب  
 مضطرب و حیران پریشان بے سرو سامان خراب  
 مجھ کو رکھ گئی کما تنگ گردش دوران خراب  
 رکھتی ہو مجھ کو ہوائے کو چہ جانان خراب

و چشم دل سے ہر عاشق تیرا ز جانان خراب  
 جستجو اسکو بھی ہر سنا ید کہ قصار کی  
 بھک گیا گھل گھل کھل کھل شمع جوش اشک سے  
 کام آ جائیگا اک دن تیرے اے جان جہان  
 رحم کیجئے اب تو دیدار اپنا دکھلا دیجیے  
 بھارے کھاتا ہو ترے درپردہ شل سنگ مجھے  
 ہنگو سرکار جنوں سے ہیں عطا اتنے خطاب  
 جستجو میں یار کی کب تک پھرون گا کو بکو  
 کیوں نہ آوارہ پھرون احمد میں کوہ و دشت میں

القصہ اسد غازی کبھی اٹھے کبھی بیٹھے کبھی قصد ہوتا ہو کہ اپنے کو قریب اس بنگلے کے  
 ہونچائیں شاید شب کو اس ماہ عالم افروز کا نظارہ ہو صحن میں نکلمہ آئے اس قصر کے جانب



دیکھ رہے ہیں انکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اشتیاق سے خانہ دل مجھور اسی بے قراری میں یہ اشعار

|                                    |                                      |                                     |
|------------------------------------|--------------------------------------|-------------------------------------|
| زبان پر جاری ہوئے اشعار            | کون انے کے قصہ شب تنہائی کا          | شمع خاموش کو یا راہین کوئی کا       |
| خانہ ویران دل ارفہ سودا کی کا      | کیا سمجھتے تھے کہ گھر ہی رسوائی کا   | آنکھ خورشید قیامت سے نہیں جھپکاتا   |
| دیکھنا دھنکھ پنا اپنے تماشائی کا   | مارڈائیگی دورنگی تری ای دہر درنگ     | دھنگ ہے یہ کسی عشق کی رعنائی کا     |
| بیربان کیلئے ڈھارس مجھے دیا ہر چوٹ | دل نہ بھاری ہو کہ زیور ہی سودا کی کا | لاکھ تقدیر کے لکھے کوٹھیاں نہ مٹا   |
| واغ ہم لیکے چلے اپنی جبریں سائی کا | نخل طوبی ہی ترے قدسی کی تصویر        | باب فردوس ہو نقشہ تری انگور کی کا   |
| آپ اپنے کو تو پہچان نہیں سکتا ہوں  | کیا میں قرار کروں تیری شناسائی کا    | لاکھ پنہان ہو مگر حسن کھاتا ہر جھلک |
| سات پردوں سے عیان نور ہر بنیادی کا | جب دیکھا اسے ہر ذمہ نئی آفت لکھی     | رو نیل حلق میں ہوشم تماشا کی کا     |
| ہوں وہ کاہیدہ جو دیتا ہے سہارا سکا | جانتا ہوں میں صبا اسکو تو نانی کا    | ساتھ چھوڑ بھی چوڑے تو شب قیامت      |
| دھیان کچھ اسکو نہ آیا شب تنہائی کا | خوش کیسے لہجہ پانچ بیس سے سب کے جلال | نام زندہ ہو میساک سیحانی کا         |

یہ اشعار آبدار پڑھتے پڑھتے دل جو بھرا یا پھر اگر اُسی گوشہ تنہائی میں بیٹھے اُسی تصور میں سو گئے بوقت  
سحر اُٹھے دیکھا خود نہیں کہ حکیم صاحب برائے تعظیم آئے ہیں اسدنا مدار نے گھر کر کہا اپنے مینو پر بنا  
خود رکھ دیا تھا کون بیان سے لے گیا قصر میں ہلڑ ہوا حکیم صاحب نے کو تو ال شہر کو بلایا کو تو ال کا پتہ  
ہوا آیا اسدنا مدار نے کہا کیوں اُی کو تو ال کیسا تیرا انتظام ہو قصر شاہی سے ہمارا خود غائب ہوا  
کو تو ال نے عرض کی میں شب بھر طلا یہ دیتا ہوں کیا مجال جو کوئی قریب قصر شنشا ہی آسکے ہد غازی  
نے کہا اسکا جلد تپا لگاؤ خود طلسمی ہو بڑی جانکا ہی سے ہنسنے اُسکو پایا یہ تو کوئی دشمن ہمارا سر کاٹ  
لے گیا حکیم صاحب نے غصے میں حکم دیا کو تو ال شہر و نگہبانان قصر قید ہوئے سب کو زنجیریں پہنائی  
گئیں اسدنا مدار کو تو ال پر بگڑ رہے ہیں کو تو ال کتنا ہو جھکھو مہلت ملے میں تلاش کروں  
اسدنا مدار فرماتے ہیں ابھی تم سے خود طلسمی لون کا بارگاہ میں ہنگامہ وزرا اُمرا سب کانپ  
رہے ہیں کہ دیکھا وہی نقابدار یا قوت پوش مرکب باد زقار پر سوار دربار گاہ پر آکر اُترا  
نیچے ہلالی کے قبضے کے اوپر ہاتھ اُکرتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا حکیم صاحب سے پوچھا یہ کیا مکر  
ہو یہ سب بیگناہ کیوں قید کیے گئے انکی کیا خطا ہو حکیم صاحب نے تمام کیفیت بیان کی  
کہا اُی نقابدار بہادر شب کو طلسم کشا کا خود جاتا رہا نگہبان و کو تو ال کو قید کیا ہی بڑے



ستم کی بات ہو کہ ہمارے قصر سے چوری ہو نقا بدار ہنسا طرف طلسم کشا کے متوجہ ہو کر کہا بڑے  
افسوس کی بات ہو کہ آپ کو دعویٰ طلسم کشائی سپاہی کا خود جاتا رہے آپ ایسے غافل ہیں ہوش ربا  
کی طلسم کشائی کیونکر ہوگی اپنے دل میں سوچے یہ بیچارے سب بیخفا ہیں یہ کبکھڑا حکم دیا ان سب کو  
رہا کر آیا کہا آپ اپنی حفاظت کیجیے سپاہی کا خود تاج سر ہو یہ تو کوئی شخص آپ کو بڑا دھوکا  
دے گیا گو یا سر لے گیا طلسم کشا نے حجاب سے سر جھکا یا نقا بدار ان قیدیوں کو اپنے ساتھ لے کر  
چلا گیا کوئی اُسکو روک نہ سکا اصات ظاہر ہو کہ نقا بدار کے حکم کی سب اطاعت کرتے ہیں کسی شخص نے  
مقدمہ میں نقا بدار کے دخل نہ دیا اسد ناردار سبب حجاب کے خاموش رہے جی میں کہتے ہیں بڑے  
غضب کی بات ہو نقا بدار نے سچ کہا سپاہی کے خود کا جانا سر کا جانا ہو آج شب کو بھی چھٹ پڑ  
پڑے تڑپتے تڑپتے سو گئے صبح کو دیکھا زرہ طلسمی غائب ہوئی آج تو طلسم کشا جو بارگاہ میں آئے  
حکیم صاحب سے بڑی شکایت کی حکیم صاحب وزیر اُمرا سے بگڑے کہ پھر اُنسی وقت پر وہ نقا بدار  
آیا پوچھا کیون صاحب آج کیا ہوا اسد ناردار نے کہا آج کوئی زرہ طلسمی لے گیا نقا بدار  
سُکراتا ہوا اُٹھا کہا اے طلسم کشا صاحب ہمیں خوف آتا ہو کوئی آپ کو نہ لے جائے صاحب  
اپنی حفاظت کیجیے اس آن بان سے نقا بدار نے یہ کلمات کہے کہ اسد کو انتہا کا صدمہ ہوا  
خیال میں آیا کہ آج شب کو چور پکڑوں گا تیغہ نور افشانی کو پہلو میں لے کر لیٹے مگر جاگ رہے  
ہیں یکا یک دیکھا کہ ایک عیارہ مثل ستارہ سحری چلتی ہوئی بانہاے عیاری سے آراستہ سامنے  
تھرکے آئی اسد نے لکارا اُٹھ کر دوڑے وہ عیارہ مثل برق و شرار کے کوٹھون کو ٹھون  
جست و خیز کر کے غائب ہو گئی اسد بھی دوچار کوٹھون کو فرار کر گئے مگر اسکو نیا یاقین کا مل  
ہوا خود وزرہ ہمارا یہی مکارہ لگئی آج شب کو خاموش رہو جب یہ قریب آئے تب اسکو گرفتار  
کر دیا اس شب کو اسد ناردار حلقہ ہاے کندہاتہ میں لیے ہوئے انتظار کر رہے ہیں قلیل رات باقی  
تھی کہ وہ عیارہ کوٹھے سے بھانسی اسد دیکھا کیے عیارہ دیتی ہوئی آئی اپنے سایہ سے بھی بچتی  
ہوئی قصد کیا کہ تیغہ نور افشانی اُٹھا لون اسد نے نعرہ کر کے حلقہ ہاے کندہ مارے گردن میں  
اس عیارہ کے پڑے سبک ہو کر اُس نے جست کی حلقہ ہاے کندہ سے نکلی اسد نے  
جاہا گرفتار کر لیا وہ جست کر کے ایک کوٹھے پر گئی اسد خود جست و جالاک میں پیشہ



قزاقی مین بیابک برابر اس کے جست کر کے پونچے وہ دوسرے کوٹھے پر گئی اب وہ عیارہ مکارہ  
جست و خیز کرتی ہوئی کوٹھون کوٹھون جاتی ہو اسد لتا قب نہیں جھوڑے مکانات طر ہوئے  
عیارہ نے صحرا کا راستہ یا صحیح ہو چکی تھی اسد نے جو غرہ کیا اہالیان شہر بھی دھڑپ سے  
کو تو ال و زرا امرانو حکیم صاحب قصر سے نکل آئے دیکھا سب نے اسد نامدار جست و خیز کرتے ہوئے  
اقا قب مین عیارہ کے جاتے ہیں عیارہ قلعہ سے نکلی اسد بھی برابر ہو چکے سو دو قدم قلعہ سے  
نکل چکے تھے اسد نے جو غرہ کیا تھا آکر ٹھہر گئی اسد نے جا کر کھائی پکڑ لی دیکھا انتہا کی  
حسین و جمیل طر آؤ و فرار اپنے سایہ سے دم کرتی ہوئی قنطورہ ہائے زلفی سے آراستہ اسد نے  
کوڑا ہاتھ مین لیا کہا او مکارہ میرا خود وزرہ دے اسنے کچھ جواب نہ دیا اب حکیم صاحب بھی  
مع فوج آگئے ہیں اسد اس عیارہ نازنین کا ہاتھ پکڑے کھڑے ہیں بہ قہر و غضب فرماتے ہیں  
جلد بتلا میرا خود وزرہ کمان رکھا ہو وہ کہتی ہو شہر یار مین نہیں جانتی اور مین تو آپ کے قصر پر  
گئی نہیں مین تو صحرا مین ہرے بازار دی نکلی تھی آپ نے زبردستی مجھے پکڑ لیا طلسم کشا جھٹلا کر فرماتے  
ہیں تو میرے کوٹھے پر گئی تیغہ لوزا فشانے اٹھانے کا ارادہ کیا کوٹھون کو طر کرتی ہوئی بیاتک  
آئی اس مقام پر مین نے جھگو کر قمار کیا وہ کہتی ہو شہر یار سراسر غلط ہو مجھے تو آپ نے  
اس صحرا مین گرفتار کیا مین نے آپ کے قصر کو بھی نہیں دیکھا آپ سراسر دروغ فرماتے ہیں  
اسد یہ شکر اور زیادہ جھٹلایا کہا تو جھگو جھوٹا بتاتی ہو مین مارے کوڑوں کے کھال گرا دو ننگا عیارہ  
کہتی ہو آپ کو اختیار ہو مین سراسر بیگناہ ہوں اسد نے کوڑا اٹھایا تھا کہ صحرا سے گرداڑی  
وہی نقابدار یا قوت پوش مع چار سو جوانان گلگون پوش کے اگر پونچا قریب اسد کے آکر  
کہا اے طلسم کشا خبردار اسپر دست انداز نہ ہونا پہلے مجھ سے مقابلہ کر اسد غصے مین مرکب پر سوار  
ہوئے اس عیارہ کی کو ملا زمان نقابدار نے اپنے قبضے مین کر لیا نقابدار سے نیزہ چلنے لگا پھر بھی  
کا مل نیزہ چلا اسد نے ہر چند چاہا نیزہ نقابدار کا نکالوں مکن نہ ہوا آخر سنان مین بیکار قبضہ ہا  
شمشیر آبدار پر ہاتھ پڑے اسد نامدار چاہتا ہو تلوار اس نقابدار کی چسین کر قاش زین سے  
اٹھا لوں مگر نقابدار اس پھرتی سے لڑ رہا ہو کہ ہلاک جھپکا نا دشوار ایک مقام پر اسد نے  
باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا نقابدار لیٹ پڑا لشتی ہونے لگی ہر چند اسد جاہلے ہیں



کہ میں نقابدار کو نہ دیکھ کر وں پنچہ قابض نہیں ہوتا چار ہر دن گذر کر جب شام ہوئی نقابدار نے ہاتھ اٹھالیا کہا اسے طسم کشا ہم شب کو مقابلہ نہیں کرتے اسد بگڑا کہ میں نہ جانے دونگا نقابدار نے کہا بھو جھٹہ نہ کیجیے روشنی منگا کیے شب تیرہ و تار میں ہماری آپ کی جان بازی کون دیکھے گا اسد پلٹے حکم صاحب سے کہا روشنی منگا و نقابدار نے اتنی جو حملت پانی بھپٹ کے پشت مرکب پر سوار ہوا عیارہ کو مح اپنے ساتھ والوں کے اشارہ کیا مثل برق و باد مقوڑا اڑا کر نکل گیا اسد نے جب پلٹ کر دیکھا کہ نقابدار عیارہ کی کچی کو لے کر چلا گیا مجبور و ناچار واپس ہونے لگا انتہا کا رنج ہی بد وقت و ایسی بنگلے پر اُس مہجین کو دیکھا انتہا کے بمقار ہوئے شب کو اُگر چہ کھٹ پر گرے فیند نہیں آتی چور کا بھی خیال ہو تصویر اُس محبوب جانی کی آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہو تڑپتے تڑپتے دیدہ ظاہری بند ہوئے دیدہ باطنی کھلے رہے عین خواب میں دیکھا ایک باغ بہشت آئین گلہارے رنگا رنگ شکوفہ ہائے بوقلمون نہروں میں اک صاف و شفاف جو انان چین کی زیبائی سر و گلزار کی رعنائی عندلیبان خوشنوا مصروف زفرہ سر لئی اسد اس باغ پُر بہار کی کیفیت دیکھتے ہوئے خرامان خرامان بارہ درسی میں تشریف لائے دیکھا وہی محبوب و فریب جگے واسطے قلب ناشکیب تھا بصدر رعنائی و زیبائی تخت یا قوت نگار پر جلوہ فرما ہو کر دکنیزان ماہر خسار اُنکے کمنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حور مثال کا لقب خورشید روشن جمال ہو صنوبر سی وزیر زادی مقرب پلو میں ہزار ہا کنیزان زربین پوش لب و لباب حاضر ہیں اور ایک کرسی پر وہی عیا بجی بیٹھنے پر دین صبار قمار کو دیکھا ملکہ خورشید نے مسکرا کر فرمایا طسم کشا صاحب تشریف لائے اسد نے بیٹھتے ہی بوجھا کیوں او پر دین تو میرا خود و ذرہ لے گئی اُس نے مسکرا کر جواب دیا میرے مالک کا حکم ہوا میں لے گئی اسکی شکایت کیا اسد غصے میں اُسے فرمایا میں تجھ کو قتل کر دوں گا وہ بھی نیچہ کھینچ کر اٹھی جیسے ہی اسد بھپٹ کر چلے میر فرس کی ٹھوکر لگی اسد گرے آنکھ کھل گئی وہی فقر تار یک و تنگ وہی پلنگ تارہ سحری چمک چمکا گریہ بیان سحر چاک ہوا اب بمقار ہی نے بہت ترقی کی اُسٹھک بیٹھے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہر دم قریب قصد ہوتا ہو کر بیان چاک کر دوں یا انون کہتے ہیں کوئے محبوب میں جلو آنکھیں مشتاق نظارہ جمال قلب پر ہجوم غم و ملال اسی بقیابی میں چند اشعار ابدار مخفی زبان پر جاری ہوئے اشعار



|                                                                                                                                                                                                                                         |                                                                                                                                                                                                                         |                                                                                                                                                                                                                                                 |
|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| اے دیدہ بیاتا بے طرب نام برآریم<br>در دے بدن سینے خود کام برآریم<br>از جذب محبت اگر انیم تماشا<br>نخوناب ل از دیدہ ابرام برآریم<br>رونقی در کار دبار نام مجنون کردہ<br>قامت سرچرخ نگینید در نظر<br>تا لباس چرخ را از راہ گلگون کردہ ایم | سامان نشاط از قبح و جام برآریم<br>مروانہ در آئیم بمیدان محبت<br>جویان جهان را بدر و بام برآریم<br>غزل دیگر<br>بسکہ خوناب جگر برفا کہ افشا نہ ایم<br>تا نظر بر قامت آن سرودن کردہ ایم<br>مرد کارے مخفیا دیگر نے آید بردن | بزرخم دل از غم نکستازہ باقیم<br>نام بجنون و وصف ایام برآریم<br>گر شیشہ ما گشت ہی از می گلگون<br>ما بعا شق پیشگی تا نام بیرون کردہ ایم<br>دخت صحرای جنون ہوا بخون کردہ ایم<br>انجس گراے عالم گشتہ حسن آفتاب<br>بر سپاہ آزد از بسکہ بخون کردہ ایم |
|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

اس خواب نے اسد کو نہایت پریشان کیا عشق ایک حصہ تھا دس حصہ ہو گیا معشوق نے محبت پہلو بیٹھا یا کینزدن کا خاطرین کرنا مگر عیارہ بچی کی سرکشی پر نہایت غصہ ہوا اسی حال اضطراب میں اسد نامدار کی بارگاہ میں حکیم صاحب تشریف لائے حکیم صاحب نے جو بہت پریشان پایا پشہفت و محبت کہا بڑے افسوس کی بات ہو کہ میں آپ کو دم بدم زیادہ پریشان پاتا ہوں یہ مقام عیش و فرحت ہو حضور پر ترقی کلفت ہو دل بدلانے کو پہر و پھر خفا کھیل آئیے دل پہلے ایسا نہ دشمنوں کو کوئی بیماری ہو جائے تمام اہالیان ہوش رُبا کہیں حکیم روشن راے نے دن جان سے طلسم کشا کی خاطر داری نہ کی میں چاہتا ہوں کسی طرح کا حضور کو ملال نہ پہنچے یہ کہہ اسی وقت حکیم صاحب نے سامان شکار رحیا کر دیا ملازمن پر تاکید کی کہ صحرایے سفرہ زار میں آپ کو بجا و شکار کھلو اگر دل بدل و خبردار کوئی ملال نہ پہنچنے پائے اسد نامدار بھی بھرا ہے تھے وہ باغ جنت جو خواب میں دیکھا ہو آنکھیں اُسکو ڈھونڈتی ہیں اسد غازی کو بھی خیمیت ہوا پشت مرکب پر سوار ہو کے برائے شکار صحرا میں آئے اس صحرا میں شکار بجا تھا بہت سے جانور شکار کیے ساتھ والوں سے کہا اس صحرا میں آہو دست یاب نہ ہوا ہر کارون نے بڑھکر عرض کی بیان سے تین کوس پر دھانوں کا کھیت ہو اس میں کئی سو آہو چرا کرتے ہیں حضور تشریف لے چلین اسد اسی نشان پر آئے دیکھا حقیقت میں ایک کھیت میں آہو چر رہے ہیں ایک آہو پر گھوڑا ڈالا وہ سامنے سے اسد کے بھاگا اسد نے پیچھا کیا کوس بھر راستہ طو کر کے دیکھا دروازہ ایک باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہو آہو اسی باغ میں گھس گیا اسد



مع مرکب اندر باغ کے آئے اب جو اس باغ دلکش پر نگاہ پڑی خواب کا خیال ہوا یاد آیا کہ کہنے  
 خواب میں بھی یہی باغ دیکھا تھا گھوڑے پر سے کود پڑے اس پٹری کو طر کرتے ہوئے چلے اس  
 باغ کی رعنائی زیبائی دیکھ کر فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا کہ دیکھا سامنے سے  
 صنوبر و زیر زادی جسکو خواب میں دیکھا تھا مع چار سو کینز و ن کے آکر پہنچی اسد کا استقبال  
 کیا بارہ درسی میں لے کر آئی سب تو وہی خواب کے نشان ہیں تخت یا قوت احمد بچھا ہو مگر  
 ملکہ خورشید روشن جمال کو تخت پر نہ پایا صنوبر نے بڑے تکلف سے اسد غازی  
 کو بٹھایا خاطر واری میں مصروف ہوئی بلکون سے جا رو بکشی کر رہی ہو جب اسد نار  
 نے صنوبر کو تہربان پایا بقیار ہو کر فرمایا اے صنوبر ہم چاہتے ہیں تم کو صحبت میں اپنی ملکہ  
 خورشید روشن جمال کے لیے چلو صنوبر تھرا گئی کہا اے شہریار میری کیا مجال ہے کہ بلا تکلف  
 آپ کو میں ملکہ عالم کے پاس بچاؤں بعد ایک مہینے کے میری نوکری ہوتی ہو خلاف ان  
 میں نہیں جاسکتی جب اسد غازی نے بہت کہا صنوبر مجبور ہوئی کہا اے شہریار میں آپ  
 کو لیے چلتی ہوں متصل باغ ملکہ خورشید روشن جمال کے ایک قصر ہو میں اس میں  
 چلکر آپ کو بٹھال دوں صرف جمال مبارک دیکھ کر ملکہ کا چلے آئے گا بتیابی نہ فرمائیے گا ورنہ  
 میرے واسطے قباحت ہو یوں بے چلنا ممکن نہیں ہو محافہ میں سوار ہو کر چلے طلم کشا کے خوشحبت  
 میں یہ بھی قبول کیا صنوبر نے طلم کشا کو محافہ میں سوار کیا قریب اس باغ کے آکر پہنچی قصر  
 میں لا کر طلم کشا کو اتارا اب طلم کشا نے بخوبی پہچانا کہ حقیقت میں وہ باغ بہشت آمین  
 یہ ہو اسد غازی اس قصر سے نظارہ باغ کر رہے ہیں کہ بیرون باغ سے گھر عظیم آری ایک  
 نقادار یا قوت پوش مع بارہ ہزار جوانان صفت شکن کے آکر اتر کرے میں جا کر لباس  
 زنانه پہنا آکر تخت پر متمکن ہوئی اب جو اسد غازی نے جمال جہان آرا دیکھا کہ معشوق  
 ماہر خضار بلا تکلف تخت پر جلوہ فرمایا صنوبر سرگوشی کر رہی ہو ہر چند ضبط کیا مگر نہوسکا  
 بقیار ہو کر قصر سے کود پڑے ہلڑا ہو کینز و ن نے بڑھکر ملکہ خورشید روشن جمال سے عرض  
 کی کہ طلم کشا آتے ہیں ملکہ اٹھکر کمرے میں چلی گئی صنوبر نے پیشوائی کر کے اسد غازی  
 کو بارہ درسی میں پہنچایا کہا تشریف رکھیے اسد نار نے کہا جب تک صاحب خانہ



تشریف نہ لائیں گی مین نہ بیٹھیں گا صنوبر نے جا کر ملکہ خورشید روشن جمال سے عرض کی  
 کہا صنوبر تیری ذات سے یہ فساد برپا ہوا ہمان کی خاطر داری ضرور ہو سپید چادر میں اپنے  
 کو مخفی کر کے تخت پر بیٹھی پروین صبا رفقار بھی ایک طرف موجود ہو اب ناچ ہونے لگا  
 جام مزار غوانی گردش میں آیا اسد غازی نے ہنست جام ملکہ خورشید کو دیا ملکہ نے کہا  
 آپ ہمان غریزہ میں خاطر شکنی ہمارے مذہب میں جائز نہیں یہ اگلے جام پیا اب سپید چادر  
 سر سے دور کی اسد غازی کلچینی گلشن جمال کر رہا ہو ملکہ نے کہا دلربا ہماری گائیں کو لاؤ کہ  
 طلسم کشا اسکا گائیں ولربا بناؤ کرشمہ حاضر ہوئی اور یہ غزل نظر کی گائی غزل

الائق پاؤں جانان کیا خاتھی مین نہ تھا  
 لوٹ جب گلشن مین تھی باد صبا تھی مین نہ تھا  
 یہ سراپا شوخی دزد حسن تھی مین نہ تھا  
 کیا کمون اس عہد مین باد صبا تھی مین نہ تھا  
 یہ دل قیاب کی صاحب خطا تھی مین نہ تھا  
 یار تھا سبہر تھا بدلی تھی ہوا تھی مین نہ تھا  
 پردہ ورجس نے اٹا وہ ہوا تھی مین نہ تھا  
 کیا افسین لوگوں کے حصے مین قضا تھی مین نہ تھا  
 ہنس کے بولا وہ صنم شان خدا تھی مین نہ تھا  
 کوئے کوئے ڈھونڈ تھی کبھرتی قضا تھی مین نہ تھا  
 خاتمے باغ مین خلق خدا تھی مین نہ تھا

۱۰  
 ۱۱

یار تھا گلزار تھا محض فضا تھی مین نہ تھا  
 محفل دلدار مین غیرون کی جا تھی مین نہ تھا  
 ہاتھ باندھے کیوں مرے چھلا اگر چوری کیا  
 لیلی و مجنون کے افسانہ سے حیرت تھی مجھے  
 بخود دی مین لے لیا بوسہ خطا کچھ معاف  
 ہاے ساقی یہ ہوسا مان اور عاشق دان نہ ہو  
 کوئی جا سکتا نہیں عصمت سراے یار تک  
 مین سکنا رہ گیا اور مر گئے فرہاد و قیس  
 مین نے پوچھا کیا ہوا وہ آپ کا حسن شباب  
 ناتوانی نے بچائی جان میری ہجر سے  
 اے ظفر دل پر مرے یہ داغ کیسا رہ گیا

دلربا کا ایسا رنگ جما کہ پروین بھی سچیں ہو گئی ملکہ نے بھی اشارہ کیا پروین نے گانے  
 مین شراکت کی خوشی مین پروین نے جام بھرا لیکن چونکہ عیارہ ہو گانے پر دلربا کے جو  
 شرمندہ ہوئی گھائی سے پڑیہ بیہوشی کی ملا کر جام دیا مراد یہ تھی کہ یہ نشے مین پہلے میرا رنگ  
 جم جائے دلربا نے بے اندیشہ انجام جام لیا بلا تکلف پی گئی پروین آنکھ لڑائی ہوئے دیکھ  
 رہی ہو جیتے ہی آنکھوں پر دلربا کے سرخی آنے لگی دلربا نے مسکرا کر اپنے پاندان سے



گوری لگا کر کھائی پروین نے دیکھا پاؤں کھاتے ہی سرخی آنکھوں کی دفع ہو گئی اب تو دلربا نے بھی جام اپنے ہاتھ سے بھرا گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا پروین ہمارے ہاتھ کی شراب ہو کیفیت حاصل ہو پروین نے جام پیا آنکھوں پر تاثیر بیوشی آنے لگی گجرے پھولوں کے جو ہاتھوں میں بندھے تھے اُسکے چند پھول سو گئے بیوشی دفع ہوئی ابکی مرتبہ پروین نے گوری اپنے ہاتھ سے لگا اور بت سی بیوشی ملا کر دلربا کو دی دلربا نے گوری کھاتے ہی اپنی محرم سے ایک الایچی نکالی کھا وہ پروین بے نیک کا پاؤں کھاتی ہو یہ لکھر الایچی کھائی اسی الایچی کے دو دانہ منہ میں پروین کے دیے پروین دو دانے کھاتے ہی لڑکھڑاکے گری ملکہ خورشید روشن جمال نے جلدی سے ہوشیار کیا اتو پروین نے دلربا کے گریبان میں ہاتھ ڈالا سر پٹنے لگی کہا حضور یہ صلی دلربا نہیں ہو یہ بڑا کوئی عیار مگرا ہو میری بیوشی کو دفع کیا الایچی کھلا کر مجھ کو بیوشی کیا دلربا کہتی ہو ارے پروین دیوانی ہوئی ہو ملکہ خورشید نے اسد نامدار سے کہا اے شہریار آخر یہ معرکہ کیا ہو اسد غازی نے چکار کر کہا نا نا جان اپنے کو ظاہر کیجئے سب آپ کے مشتاق ہیں خواجہ عمر و نے کہا ادنا لائق رونائی بھی تجھ کو میسر نہیں دو لھا کے واسطے رونائی کی ضرورت ہو اسد نامدار نے اشارہ کیا ملکہ خورشید روشن جمال نے چند کشتیاں منگو کر سامنے دلربا کے پیش کین اسد غازی نے کہا یہ آگئی رونائی ہو پروین وغیرہ نے دیکھا دلربا نے جست کی آواز دی دادا آدم درویش از کل عالم پیش میری صورت مجھ کو عطا فرمائیے یہ لکھر منہ پر ہاتھ پھیرا دنیا کی ہوا بد لگئی سب نے دیکھا ایک شخص عجیب الخلق ناریل سا سر کلچہ سے گال مردارید سے دانت تاگاسی گردن سی سے ہاتھ پاؤں چھ گز کا دھڑلے کا تین گز کا اوپر کا نو گز کا پیادہ دیگر شطرنج کا پیادہ ہو برہنہ بادشاہ کو مارتا ہو کینرین ادہ آہ کر کے بھاگین کوئی کہتی ہو بن مانس کوئی کہتی ہو درجیا بن کوئی کہتی ہو مٹھیا دیو ہو خواجہ عمر و نے فرمایا صاحبوین تو خاصہ بھلا مانس ہوں مگر خواجہ کو دیکھ کر ملکہ خورشید روشن جمال کھڑی ہو گئیں پروین کو جھٹک یا کہا خبردار شمشادہ اوج عیاری سے بے ادبی کرتی ہو آپ کے اوصاف حمیدہ اخلاق پسندیدہ کتب ہائے پارینہ میں مرقوم ہیں خواجہ عمر و نے بیٹھے ہی نے نوازی کی تمام اہل محفل دنگ ہو گئے گانے پر



پروین بھی مائل ہوئی خواجہ عمر و نے کہا اے پروین خودوزرہ طلسم کشا کا حاضر کرو ایسا نہ ہو  
 خدا نخواستہ ان پر کوئی افتاد پڑ جاوے تمام اہالیان طلسم ہوشر با اسی فکر میں ہیں کہ جس طرح بنے  
 دھوکا دین لوح و قلم چھین لین یہ کہ کے طرف ملکہ خورشید جمال کے خواجہ عمر و متوجہ ہوئے کہا  
 کیون ملکہ عالم آپ دفتر بلند اختر حکیم روشن راے ہیں صاف صاف فرمائیے کہ چار پہر اپنے  
 اسد سے جنگ کی اور زیر نہ ہوئیں اسکا کیا باعث تھا ملکہ نے مسکرا کر کہا اور خند شاہ عیاران  
 اپنی غرت افزائی کے سب طالب ہیں اسی واسطے میں نے زرہ طلسمی چروا منگائی تھی خود طلسمی یہاں  
 زرہ طلسمی زیر جب تھی اُسی کی برکت سے میں بھی شام کو دھوکا دیکے میں چلی گئی خودوزرہ منگو کر  
 سامنے اسد کے پیش کیا خواجہ عمر و سے ملکہ نے کہا آپ چندے بدین تشریف رکھیے اسد غازی  
 کو بڑے بڑے مقدمات درپیش ہیں ہماری شراکت کی خبریں اہالیان طلسم دریافت کر چکے  
 کوئی بلا نازل ہوا چاہتی ہو یہ ذکر تھا کہ ایک دیو آسمان سے اتر ملکہ پر نگاہ ڈال کے نعرہ کیا  
 اے دختر جگم تو نے غضب کیا اپنے مکان میں طلسم کشا کو جگہ دی شاہان طلسم ہوش رہا نہ تم لوگوں  
 کا بڑا دھوکا کھایا کہ تم کو سامری پرست سمجھے آج چیر بھاڑ کر تجھ کو کھا جاؤنگا ملکہ بھاگ کر کمرے  
 میں چھپی اسد غازی کو دکر سامنے دیو کے آئے دیو نے ارہ پشت ننگ کا وار کیا اسد نے  
 آڑے کو تلوار سے کاٹا دیو لپٹ پڑا لوح اسد نار کے گلے میں ہر کشتی ہونے لگی ملکہ کمرے  
 سے دیکھ رہی ہیں دیو ہر مرتبہ چاہتا ہی میں طلسم کشا کو پست کر دین مگر اسد غازی نے  
 شاخ اُسکے توڑ کر پھینک دیے ایسے دو چار گھونسے مارے کہ دیو چیخنے لگا لا دکر کو لے پر مارا  
 زمین پر گر اگو دکر جھاتی پر سوار ہوئے سوال اسلام کیا دیو نے کہا لا لاکہ جان میری نام پر  
 خداوند شیطین کے شاربہ اسد غازی نے بقوت صانع قہر اتنی دیو کو چیر کر پھینک دیا قصد کیا  
 پلٹ کر بارہ درمی میں جاؤں ایک جوان کر گدن سوار بجاتا ہوا آتا ہے کہ او طلسم کشا تو نے بڑا  
 غضب کیا اور ملکہ خورشید جمال کو بھی لٹا کر کہ اس باغی کو اپنے باغ میں کیون جگہ دی  
 اسد پلٹے کر گدن سوار نے تعجیل تمام اسد نار پر وار کیا اسد غازی نے ہتھکٹی کا ہاتھ  
 مارا کر گدن سوار کا ہاتھ کٹ کر گرا وہ جوان بھاگا اسد غازی نے پیچھا کیا اُسی کے ساتھ اسد  
 چلے بھاگتا ہوا قریب کوہ آیا وہاں اکر اس نے آواز دی یارو طلسم کشا کو لینا یہ سرکش



میرزا پچاس نین چھوڑتا بیس ہزار جوان باقی تھا۔ برہنہ درہ کوہ سے نکلے اسد غازی کو گھیر لیا اور  
 گرگدن سوار تو الگ ہوا نفرے کر رہا ہے ہر طرف سے لڑنے والے گھیرے ہوئے ہیں قصہ ہو گا زور  
 بلوے کے اسد کو قتل کر دین دو پہر کا مل اسد لڑا مجمع کم نہیں ہوتا اگر دس لے گئے بچاں درہ  
 شریک ہوے وہ جوان دست بردہ غل پچار ہا ہویا و طلسم کشا کو قتل کر دے جب طلسم کشا نے دیکھا  
 کہ یہ مجمع کم نہیں ہوتا اسی گرمی جنگ میں لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا جب تک کہ گدن سوار جادو قتل  
 نہو گا یہ مجمع بڑھتا جائیگا اسد غازی نے پلٹ کر دیکھا سب جوان مسکو بچارے ہیں اس کے نام پر  
 سینہ سپر کرتے ہیں اپنے افسر کے نام پر مرتے ہیں اسد لاچار ہوا دست و بالہ کیا قبا و شہر یا رہ  
 مع بارہ ہزار جوانوں کے بھد سلطوت و شوکت آکر پہنچے آتے ہی اس مجمع کو براگت دیکھا  
 اسد غازی نے جو اتنی مہلت پائی شیرانہ نہنگانہ لڑتا ہوا قریب جوان گرگدن سوار پہونچا وہ  
 ہر چند خنیا پیشا حائیتوں کو آواز دی اجل سے کون بچا ساتھ والے شمشیر زنی کر رہے ہیں  
 قبا و شہر یا رہے گھبرا کے اسنے ہاتھ ملو اور کا مارا اسد غازی نے روک کر ہاتھ مارا بمشکل  
 خیارتیر کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرانام میں گرگدن سوار جادو بلوہ وہ مجمع متفرق  
 ہوا کچھ بھاگے کچھ قتل ہوئے قبا و شہر یا رہے فرمایا اسد غازی عیش پسندی کو موقوف کرو  
 ٹھوڑی سی مشقت اور باقی ہی پھر عمر بھر عیش و آرام کر و جلد لوح کو ملاحظہ کرو دیکھو کیا حکم  
 نکلتا ہو دو ہفتے کا مل تنے حکیم صاحب کے مکان میں کاٹے اسقدر تساہل مناسب نہ تھا دیکھیے  
 پروردگار انجام بخیر کرے مگر اب فوراً لوح ملاحظہ کر کے بموجب حکم کار بند ہو جیے طلسم کشا کے  
 واسطے بڑی مشکل ہے اسد غازی نے لوح کو ملاحظہ فرمایا جو حکم نکلا بموجب اس کے ایک  
 جانب چلے مگر مکان پر حکیم صاحب کے جانے سے لوح مانع ہوئی دوسرے ایک باغ نظر آیا  
 گلزار جادو مساحرہ اس مقام کی حاکم تھی بڑے بڑے عجائب و غرائب دکھلائے اسد  
 غازی لوح دیکھتے رہے دھوکا نہیں کھایا ایک مرتبہ شکل چالاک سامنے آئی لوح مانگی  
 اسد غازی نے لوح کو ملاحظہ کیا گلزار غائب ہو گئی ایک مرتبہ بصورت طاووس پر پھر گلزار  
 ہوئی آئی کہا در لوح دیجیے اسد غازی نے لوح پر نگاہ ڈالی پھر گلزار ناچار ہو کر بھبھکی  
 تیسری مرتبہ بصورت ضرغام شیر دل قریب آئی کہا حضور میں خبر لشکر کی لیکر آیا ہوں افراسیاب



نے لشکر کو درہم و برہم کیا ایذا لوح مجھے دیجیے ابکی مرتبہ اسد غازی نے لوح گلے سے اتاری  
 کہا لو بردار ضرغام تم سے کیا لوح عزیز ہو جیسے ہی اسنے ہاتھ بڑھایا اسد غازی نے کلائی پر  
 ہاتھ ڈال کر ایک طابخ مارا گلنار کا سر اڑ گیا لاشہ اس مکارہ کار زمین پر تڑپا آواز کی گشتی مرانہم  
 سن گلنار جادو بود اسکے قتل ہوتے ہی وہ باغ غائب ہوا حکم لوح ایک جانب چلے مگر خواجہ  
 عمرو بن اُمیہ صبری بارغ میں ملکہ خورشید روشن جمال کے حاضر ہیں بعد نکلنے اسد غازی کے  
 ملکہ کو بڑا افسوس ہوا کہا ای خواجہ عمر و حقیقت میں طلسم کشا کو بڑے بڑے انتظام کرنا پڑتے ہیں  
 ایک سر نر سودے ذرا بھی چوکین لوح قبضے سے نکل جاوے خواجہ عمرو کو کہا اسکا حسد  
 حافظہ ہی یہ تو ملکہ کو ثابت ہوا کہ خواجہ عمرو پر وین پر مال ہوںے کینرون نے جو اصلی صورت  
 پر خواجہ کے چھتیاں کہیں خواجہ رنگ و عن عیار ہی کا لگا کہ ایک خوش رو گوہے کی شکل بنے  
 چالیس چالیس کینرین گرد تخت پر ملکہ خورشید روشن جمال ایک جانب پر وین صبار رفتار  
 خواجہ تائین مار رہے ہیں احسنت و آفرین کی صدا بلند پر وین بھی گانے میں شریک ہے جاتی  
 ہی کمال پر خواجہ عمرو کے پر وین کو بھی توجہ ہوئی یہ مختصر سا جلسہ بڑے لطف سے آراستہ  
 ہی کی مرتبہ ملکہ خورشید روشن جمال نے یہ کہا کہ اس دیو کے قتل کی خبر ہمارے والدہ نامدار کو  
 بھی ہو جانا ضرور ای صنو بر وزیر زادی نے عرض کی حضور وہ اہمہ دان اہمہ گیر حکیم طلسم ہوش را خدا  
 تکریر خود اس حال سے آگاہ ہوئے ہوئے حسدن سے طلسم کشا کا یہاں داخلہ ہوا اٹھ بڑھکے  
 میں مصروف رہتے ہیں یہ ممکن نہیں ہو کہ کوئی سانچہ گذرے اور حکیم صاحب کو خبر ہو جملہ علم میں  
 طاق ہیں عالم کامل عاقل یادگار حکیمان اشرافین صاحب علم و یقین صنو بر ترمین حکیم صاحب  
 کی کرہی ہو ملکہ خاموش بیٹھی ہیں خواجہ عمرو و برین یسیر کی کرہے ہیں ملکہ خورشید روشن جمال  
 نے سوتیوں کے مائے دیئے کشیتان جوہرات کی مرمت میں یکایک پہلوئے باغ سے نعرہ  
 ہوا انم موانج جادو ملکہ خورشید روشن جمال نے غصہ کیا اپنے گھر میں دشمن ساحران  
 کو حکم دی تمام طلسم میں مشہور تھا کہ حکیم روشن راے اہالیان طلسم ہوش را کے بڑے  
 دوست ہیں اپنا کبندیرینہ ظاہر کیا کچھ خوف نہ آیا یہ حکم طبقہ کا طبقہ زمین کا موانج نے  
 اٹھایا اور نے کرہ بر دے ہوا چلا سحر بھی کر دیا کہ کینرین و خواجہ و ملکہ ہوش ہو گئیں طبقہ زمین



مواج لیے ہوئے جاتے ہی بقدرت پروردگار اسد نامہ مارنے لگنا رجاو کو مارا اس باغ سے نکلے ہیں  
 ساحر آگے بگھرتے ہیں اسد کو قتل کر رہے ہیں ہمداسا حردن کا لاشہ بھڑک رہا ہی اسد نامہ مار  
 تیغ بکھڑکھڑائی کہ دیکھا اسمان پر ایک ساحر طبقہ زمین پر تھکے ہوئے سا ناظر تھا ہوا جاتا ہی اس طبقے پر  
 اشارہ ہلے سحری چمک رہے ہیں پنج میں ایک ماہ رخسار گہر و کینڑان گلخار بس اسد کو موجب حکم  
 لوح کمان کیانی دوش سے اتاری تین بھال کا تیر بھر کمان میں ہوست کر کے سینے پر کینہ موج  
 سا کا جیسے ہی وہ لہر اگر قریب سر کے پہونچا سیس کمان کا کڑکا موج سہا گلاب گوشہ غایت کب  
 ملتا ہی تیر تھا سینے پر اس نعرہ کے پڑا تیر کھا کر چلایا مگر تیر سینے کو توڑ کر پار گذرا طبقہ اس کے ہاتھ  
 سے چھوٹا بحرین جا دو موج کا افسر ایک نخل پر سے یہ معرکہ دیکھ رہا تھا جوش مار کر جھپٹا طبقے  
 کو ہاتھ پر لیا اس جلدی میں بلند ہوا اسد تیر تر کش سے نہ نکال سکے بحرین بصرہ کر کے  
 نکل گیا اپنے باغ میں لا کر اتار اسد تو موجب حکم لوح ایک جانب چلے مگر مترود رہے کہ یہ ساحر  
 کسکو یلیگا بخوبی نگاہ ملے چہ نہ بڑے پالی اتنا تو ضرور ظاہر ہوا کہ کسی ہمارے دوست کو  
 بحرین گرفتار کر کے یلیگا بحرین اسی جوش و خروش میں اپنے باغ میں اس طبقے کو لیکر آیا طبقہ زمین  
 پر رکھا سحر کیا رنگ و روغن چہرے سے عمرو کے اڑ گیا ملکہ پر غصہ کرنے لگا کما ہی دفتر حکم تو نے  
 حقوق افزا سیاب بھلائے دشمنوں کو ایسے گھر میں جگہ دی بڑی مراد اس ساربان زادے  
 سے تھی تمام طلسم میں سے نذر ڈال دیا ملکہ خود شید روشن جال نے حجاب سے کچھ جواب نہ دیا  
 خواجہ عمرو بول اٹھے فرمایا ادبحرین کیون تیری شامین آئی ہیں تیری تھا قریب پہونچی  
 جب تو تو نے انکو گرفتار کیا تو نے ہوش رہا میں یہ ذکر نہیں سنا کہ خواجہ عمرو جہان گرفتار ہوا تیر  
 عبا ہی آئی لہذا اتھاری بھی فضا قریب ہی تو یہ نصیب ہی سر پر ہاتھ دھرے روئے گا بہتر  
 یہ ہی کہ ہماری اطاعت کہ ملکہ عالم کے والد نامہ مارنے چل کر قدموں پر گر دہ طلسم کشا سے خطا  
 تیری معاف کر ادینے یہ سکنہ بحرین کو اور جوشن یا ابل پڑا موج میں اٹھا تلوار کھینچ کر  
 طرف خواجہ عمرو کے چلا کہ ادساربان زادے میں تیرا فیصلہ کیوں تو جا کر حکم صاحب کی شکیں  
 باندھوں اب میں حکم صاحب کو زندہ چھوڑوں گا اب تک تو شہوت تھا کہ حکم صاحب طلسم سامری  
 پرست ہیں اب حال کھلا کہ طلسم کشا کے مشتاق تھے دعائیں نکلتے تھے اور ملکہ پر تو سیر ہی جان



جاتی رہی جب سران سبکایا ونگا افراسیاب سے کونگا دختر حکم سے میری شادی کروا فرمایا۔  
خوشی خوشی میری شادی کر لگیا یہ جو بھرمین نے کہا ملکہ خوشید روشن جمال نے بیکار ہو کر طرف آسمان  
کے دیکھا آواز دی ای بے نیاد میں نے اپنے کو ناموس جلیل میں داخل کیا یہ ذلیل ٹھکڑو کلمات  
سخت کہتا ای افسوس ای کہ اسکو سزا نہ دی حکم ہو ملاک الموت کہ میری قبضہ روح کرے  
ان کلمات خطرات کے سننے کی قلب میں طاقت نہیں ہو اس کینز کو تو نے حکیم روشن راے  
کے صلاب میں سے پیدا کیا اپنے نام پر شید کیا اس جیسا کہ منرادے کینز کو بدعت سے بچاے کل  
امالیان ہو ضرر یا نے میرے مقدس میں لکھا ہو کہ یہ پہلو نشین طلسم کشا ہوگی تمام مشوقان  
طلسم کشا اپنا مترج جاسینگے تو ہی نے یہ مرتبہ عطا کیا بیکار ہو کر ملکہ خوشید روشن جمال نے  
یہ کلمات حضرت امیر کے خواجہ عمر و نے دیکھا کہ حکیم روشن راے ایک سنگ مرمر کی چوکی پر  
سوار جا رہا نقش پایہ میں چوکی تے بندھے ہوئے چوکی اٹھی ہوئی آتی ہو کچھ نقوش تھیں کچھ سالاری  
پر تھے ہوئے اتنے ہیں او جیسا خبردار خواجہ عمر و کو قتل کرنے کا ارادہ نہ کیا یہ کلمہ آواز دی قتلوا  
یا مرتبہ یہ کلمہ ایک نقش نیر اعظم کی جانب دکھایا تلوار میں برسے لگین ہزاروں ساحروں کے سر  
قلم ہوئے بھرمین نے جا ہا تپ کے نکل جاؤں ایک تیغہ برق مثال سر پہ گرا بھرمین کے  
دو ٹکڑے ہوئے غذا سدا اسی نے تمام ساحروں کو گھیرا جو جہان بھاگ کر پوچھا وہیں تلوار گری  
سب ساحروں کے سر قلم ہوئے ہزاروں خوف سے بیدم ہوئے نقش کا ٹکس جو پڑا مرنے سے  
بھرمین کے خواجہ عمر و چھوٹے اس مجمع سے الگ ہوئے بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی ہر نام میں  
بھرمین جادو بود حکم صاحب نے آکر اپنی دختر ابتدا خیر کو تخت پر سوار کر لیا اور بچا کر یہ کلمہ کہا  
کہ خواجہ عمر و سلامت اب آپ اپنے لشکر میں جائیے افراسیاب قیامتیں برپا کرے ایہ طلسم کشا  
بھی نو لہ پوچھا افراسیاب نے بہت سے سردار قتل کیے اب اسے جلادی کر کر با بدھی ایہ یہ فرما  
یہی کو تو اپنی سیکے خواجہ عمر و بدحواس ہو کر طرف لشکر کے بھاگے لشکر میں ہرگز یہ معرکہ دیکھا کہ  
افراسیاب با فوج قاسرہ مقابلے میں آتا ہوا ای روز طبل جنگی بجو کہ میدان میں آتا ہوا دس پانچ  
ساحروں کو قتل کر کے چلا جاتا ہوا وہ گنبد جو بنا ہوا وہ ذات طلسم کشا کی حفاظت کے لیے قرار دیا ہوا  
کہ جب طلسم کشا سہا یگا گنبد میں چلا جاؤنگا شاید اپنی شبیہ کو اٹروانا ہوگا حال اسکا فصل تحریر



کیا جائیگا لاچپین وغیرہ کو کچھ نہیں مانتا خواجہ عمر تو یہ مہرکہ عظیم دیکھ کر گھبرائے سد باب عیاری فریسا  
 نے یہ کیا ہو شب کو بارگاہ میں رہتا ہو گرد آگ روشن رہتی ہو دروازے پر از دہے بیٹھا دیے میں  
 عیار کا جانا دشوار ہو رات بھر خواجہ عمر کو شش کرنا ہو تا بہ افراسیاب رسائی نامکن آج صبح  
 بڑے قہر و غضب میں جلیں جنگی بجوا کر آیا سرداروں کو لٹکا رہا ہو خوشگلا اسکے ہاتھ سے مارا گیا اسید  
 نامدار قبا و شہر بار سے رخصت ہو کر ایک باغ میں پہنچے دو ساحر ہلال و جمال بان نگہبان  
 انھوں نے بڑے بڑے سحر کیے اسد غازی نے بموجب حکم لوح ایک کو تیر سے مارا ایک کو چیر کر  
 پھینک دیا ایک قہر میں قفل لگا ہوا تھا اسکو بتایا لوح کٹو لا ایک تاجدار سے بارہ سو جوانوں کے  
 اسمین قید تھا اسد غازی نے اسکی قید دور کر کے نام پوچھا اس تاجدار نے عرض کی لوح طلسمی  
 حضور کے پاس موجود ہو اسمین غلام کا نام بھی درج ہو گا دوست و دشمن کا خیال بھی واجب و لازم  
 ہو اسد غازی نے لوح کو دیکھا لکھا ہو حمران تاجدار خیر خواہ شہنشاہ لاچپین نامدار اسکے کہنے پر  
 عمل کرو اسد غازی نے حمران تاجدار کو رہا کیا حمران اسد غازی کو لیکر ایک قہر متغول  
 میں آیا ایک ہندو کو کھو لکر ایک کتاب اور ایک آئینہ اسد نامدار کو دیا لکھا ای شہر یار آئینہ کا عکس  
 ڈالیے کتاب کو ملاحظہ فرمائیے آپ کے لشکر کا حال آئینہ ہو گا یقین ہو افراسیاب عت کر رہا  
 ہو چچاس برس سے سلطنت طلسم ہوش ربا کی خدا اسکو حضور کو ہاتھ سے قتل کرے ہزاروں  
 شعبہ دیکھائیگا تسکلی سامنے تیغ نواز نشانی کے ایگاہ بلکہ کوشش افراسیاب ذات پر  
 خواجہ عمر کے موقوف ہو کسی غفلت میں البتہ سپردست اندامی ہوگی ہوشیاری میں قتل  
 افراسیاب غیر ممکن اسد غازی تو حال شکر کے مشتاق تھے اس کتاب کو ملاحظہ فرمایا  
 آئینہ سامنے رکھ لیا دیکھا افراسیاب میدان کارزار میں ہو کسی ساحر و کو قتل کر چکا ہو اسوقت  
 بھی لٹکا رہا ہو پرا بند ملازمین لاچپین درمند اسد غازی گھبرائے حمران تاجدار نے  
 عرض کی حضور پور بخ سکتے ہیں لوح کو ملاحظہ فرمائیے بموجب ہدایت لوح کا کیجیے اسد غازی  
 نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا یہ اسم حاشیہ لوح کا در زبان کر و ایک طاؤس بلند پرواز پیدا ہوگا  
 اسپر سوار ہو کے جاؤ چشم زدن پہنچو گے یہ طلسم ہوش ربا ہو ایک شعبہ دہانکا ہوش ربا ہو اسد  
 غازی نے بہ تعجیل اسم حاشیہ لوح در زبان کیا طاؤس اڑتا ہوا آیا اسد غازی یہ کہکر اسپر سوار ہو



ہمارے طاؤس طلسمی جلد چھکومیرے لشکر میں پہونچا طاؤس مثل عقاب بلند پرواز ہوا بیان ہا لیا  
 لشکر بتیاب ہو رہے ہیں جب کوئی سردار نہ نکلا اور افراسیاب نے لکارا کہی مرتبہ ملک موج قطرہ زن  
 دختر شہنشاہ ظلم بعد شوکت و حشم میدان میں نکلی مہ جبین سے رخصت ہوئی مہ جبین رونے  
 لگیں کہا ای ملک موج اگر خدا نخواستہ پھر کوئی افتاد پڑی میں طلسم کشا کو کیا جواب دوں گی  
 سواج نے کہا حضور لات و گزات افراسیاب نہیں مٹا جاتا ہر چند سب نے روکا سواج سحر  
 کرتی ہوئی بعد جوش و خروش افراسیاب پر جا پڑی پہونچنے پہونچنے ایک دو تھم مارا بلبرست  
 پانوں کے افراسیاب کے زمین شق ہوئی ایک چشمہ آب ظاہر ہوا ایک ننگ کے ٹکڑے افراسیاب  
 پر حملہ کیا افراسیاب زمین پر گر ننگ نے زرہ لہج کر افراسیاب کی پھینک دی افراسیاب نے  
 گرتے گرتے یا سامری کہہ اپنے کو سمجھا ننگ کو چیر کر پھینک دیا سواج پر جا پڑا سواج نے  
 دو چار سحر ایسے کیے تلوار خنجر بر سے افراسیاب خمی ہوا افراسیاب زخمی ہو کر خون چلو میں  
 یا سواج پر پھینک مارا یہ معلوم ہوا کہ تودہ بار دو میں کسی نے اگڑال دی سواج قطرہ زن  
 چلنے لگی ہاں بہن کہہ طاؤس پر پھر یہ جا پڑی افراسیاب نے اسی گرمی میں ہاتھ مارا طاؤس  
 پر پھر بھی قتل ہوئی دونوں معشوقان طلسم کشا تھیں لاشے دونوں کے میدان کارزار میں پڑے  
 صاف ظاہر ہوتا تھا کہ دو سارے یا جاندار کے ٹکڑے زمین پر پڑے رہے ہیں آندھی سیاہ  
 اٹھی تمام سرداران لشکر جا رہے ہیں افراسیاب پر جا پڑی افراسیاب ان دونوں کو مار کر مبارز  
 طلبی کر رہا ای ملک بلیقس ولا چین دونوں بیشتر زخمی ہو چکے ہیں اب زن و شوہر کو تاب  
 نہ ہی ملک بلیقس تخت سے کودیں جا ہا میدان میں جاؤں مہر خ و بہار نے ہاتھ تھا لیا کہا ام  
 ملک عالم افراسیاب جوش و خروش میں آج لڑ رہا ہی ہم آج میدان میں آپکو سجانے دینے  
 ہم سب ملک بلوہ کہہ نیلے مرگ انوہ جسنے دار و اسوقت لشکر میں ایک غریب ہوا چین و بلیقس کو  
 سب روک رہے ہیں یزن و شوہر بگڑے ہوئے ہیں افراسیاب نعرے کر رہا ای و مہ جبین  
 بھیج کیسکو بادشاہ بنکر بیٹھی ای خود میدان میں نہیں آئی ادھر تو سواج و طاؤس پر پھر کا فر اُدھر کھات  
 بدعت افراسیاب اہل اسلام نے بیقرار ہو کر دعائی آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا سب اسد نامدار  
 طاؤس پر سوار لوح طلسمی گلے میں نیزہ ہاتھ میں نیزہ لڑا نشانی قبضہ میں طاؤس مثل طائر خیل آسمان



ہوا پر بازی کیا اور ہر اودھر پر پارتا اپنی تیزیان دکھاتا شمشیر لہر چمکاتا نیزے کو جنبانی دیتا  
 بازو دین پر خم ٹھوکتا ہوا کہ پہونچا میدان میں جولاشہ ہے مواج دیدیہ پھرہ دیکھے آنکھوں کے نیچے  
 اندھیرا کیا نگرہ کر کے افراسیاب پر جا پڑے اور نامہ دیکھا ان عمد تو پھر دست افرازی کی اس تعبیل  
 میں اسد نامہ ارا افراسیاب پر آئے افراسیاب کو بھاگنے کی مہلت نہ ملی تیغہ نوز افشانی چمکایا کہ  
 افراسیاب کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا صاحب عجایب و غرائب ہی سمجھ کر ہاتھ مارا اسد  
 غازی نے تیغہ نوز افشانی پر رد کا سر کو تپا کر مگر ہر ہاتھ مارا افراسیاب کے دو ٹکڑے ہوئے حیرت  
 جادو نے لشکر کو اشارہ کیا تمام لشکر اسد نامہ پر پڑا ایک عیار اور زمین سے پیدا ہوا وہ عیار  
 لاشہ افراسیاب اٹھا کر لیکر حیرت جادو لڑ رہی ہی جملہ سردار جا پڑے حیرت کو شکست دی  
 حیرت دہشتی تھی صرصر و صبار تار دوڑی دوڑی پھرتی ہیں طرف سے پہاڑ کی گرد و غظیم بلند  
 ہوئی ایک لشکر کلاں پہلوے کوہ میں اتر اصرصر نے دیکھا افراسیاب جادو مرکب پر عمر رسوار  
 سات لاکھ فوج سے آکر پہونچا صرصر سے کہا جا کر حیرت کو منع کر پیل بازگشت بجو کر پلٹ آکر بھگو  
 کون مار سکتا ہو بھٹکا بھٹکا آئے اسد کو مار ڈالو مگنا ضرغام وغیرہ نے بھی اسد غازی کو خبر دی  
 کہ ای شہر یا را پ نے کسکو مارا وہ افراسیاب نقلی تھا افراسیاب دامد کوہ میں فردکش ایلات  
 و گزاف کر رہا ہی حیرت جادو وہ خبر فرحت اثر سنکر پیل بازگشت بجو کر پلٹ گئی اہل اسلام اسد  
 نامہ دار کو ساتھ لیکر پلٹے داخل لشکر ہوئے لاجپن نے قدبوسی کر کے عرض کی ای شہر یا مران  
 با جدار ملازم قدیم غلام کا رہا ہوا ہر کارون نے بھگو خبر دی وہ کوئی آکر پہونچیکا حضور اک طرف  
 گلگون کے تشریف لجا میں بعد اسے گند کی فکر کجا بنگی مگر براے خدا بدون ملاحظہ لوح  
 ظم نہ رہے گا جو سانچہ پیش آئے اسکو عجایب و غرائب طلسمی تصور فرمائیے گا حکمر روشن راے  
 یادگار حکماء اشرافین سے ہیں انکے شعبہ دہشے بھی پیچھے کا صرف اپنی دختر کی عزت افزائی  
 چاہتے ہیں اسی طرح لاجپن نے سمجھا یا اسد غازی اس جنگ مغلوبہ میں فخری ہوئے زخمدوزی  
 نہ کرائی ایتوقت صلح ہوئے سبے کہا خلافا قلعہ کو خبر دی کہ باغ گلگون میں داخلہ کرنا واجب  
 و لازم ہی انشا اللہ جو کچھ ظہور ہو گا آپ لوگوں کو اطلاع دینے کی تو افراسیاب غضب کر گیا  
 شعبہ کر کے اپنے کو بچا لیکر شمشاہ لاجپن نے کہا ای شہر یا را میں طلسم ہوش رُبا میں ایسے



تحفہ جات تھے کہ جنگ سب سے سامری و جمشید نے دعویٰ اخذ کیا جملہ اہالیان مذہب اگر حیران  
ہوتے تھے آپ عنایت پروردگار سے ایسے صاحب اقبال ہیں کہ اسی طلسم کے رازدار آپ کے  
شریک ہوئے اس وجہ سے سب انتظام ٹھیک ہوئے افراسیاب اپنے کو خوب خوب بجائے گاؤں  
ہم شبیہ بنارکھی ہیں انکو قتل کر لیا لیکن اس سے بھی مراد حاصل ہوتی ہی قوت مقرر تھی جانی ہی آپ  
اس مرحلے سے واپس آئیں تو خواجہ عمرو سے رجوع کر کے تحقیقات کیجائے یہ گنبد میں جو  
افراسیاب نے حریر ہائے سحر لٹکائے ہیں جو کوئی ان کے سایہ میں جاتا ہو وہیں جبر بڑی تڑپ مڑپ کر  
ہیں لاکھوں بندگان خدا کام آئے ہم لوگوں کا سحر بھی وہاں کام نہیں کرتا شب کو اسد نامدار بخوبی  
صاحبوں کو سمجھا کر سمت باغ گلگون چلے لشکر میں سب غم موارج و طاؤس میں سیاہ پوش ہیں  
لاچین نے اس میں بھی سبکو سمجھا یا کہ صاحبو یہ تو بڑی ہی ہر وقت پھیل پھیل پر سر رکھتے ہیں افراسیاب  
سے مقابلہ کرنے میں موت کا مزا چکھتے ہیں ان شاہزادیوں کا انجام خیر ہوا ایسے حکمران کہ ہاتھ  
قتل ہوئے لڑائی سے شہنشین پھیرا مردانہ و ارجمند دی بروقت رخصت اسد غازی کا بھی ہاتھ  
تیر ہوا اٹھوڑے کوڑا کر چلے شب تیرہ و تار میں لوح مثل ستارہ سحری چمک ائی ہی ہر مقام پر مہر  
کرتی ہی جب اسد غازی نے اٹھا کر دیکھا لوح نے نشان دیا اسی نشان پر رات بھر چلے آئے  
صبح کو قریب ایک گنبد کے پہنچے سرگنبد پر ہزار ہا طاہران خوش لحان زمزمہ سرائی کر رہے تھے  
اسد کو دیکھ کر آوازیں دینے لگے اے ساکنان باغ گلگون جلد آ کر خبر طلسم کشا آپہو بچا  
ایک طاہر امنین سے زیادہ بلند ہوا بیقرار ہو کر آواز دی اے زارع سیاہ چشم اپنی خبر سے طلسم کشا  
اکی فکر واجب و لازم ایہ جو اس طاہر نے آواز دی ہزار ہا زارغان سیاہ گوشہ برصرا سے کانوں  
کاؤن کرتے ہوئے آکر اسد غازی پر گرے غلط گین مار کر انسان بنو حریر ہائے تیر و تفنگ  
ہاتھ میں سحر بھی کرتے ہیں نیزہ و تیر و تبر بھی چل رہے ہیں دوہر کا مل اسد نامدار ان جادو گردوں  
سے لڑا زمین پر کسی کا لاشہ نہ پایا کلا میون پر ورم آگیا اپنے نزدیک ہزار ہا ساتر قتل کر لائے  
کا بھی نہیں معلوم ہوتا یقین ہوا کہ لڑتے لڑتے آپ گر پڑوں گا ساحر بلوہ کر کے گرفتار کر لیتے  
کہ آسمان پر برق چمکی اسد نامدار نے ملکہ عجائب جادو کو دیکھا کہ بال چہرے پر کھلے ہوئے  
رنجیدہ کبیدہ آواز دیتی ہیں اے شیر بیشہ جرات مند گداوریا و سخاوت اگر سو برس لڑے گا



تو کیا ہو گا لوح کو ملاحظہ کر واسکے احکام کے کار بند ہو یہ مقام زارغ سیاہ چشم ہی کی مکملکہ عجائب گمان  
 میں غائب ہو میں کچھ طائر بلند ہو کر طرف عجائب کے چلے گئے انکو نہ پایا اسد غازی نے جو مہلت پائی  
 مہرے کا عکس ڈال لوح میں حرف ظاہر ہوئے تحریر تھا کہ ای طلسم کشا جب قریب گنبد گلگون  
 پہنچنا طائر ان بلند پرواز کو غل جمانے کی مہلت نہ دینا اگر ساحر اگر گھیر بن اُسے نہ ناپکا ہو سو گنبد پر  
 ایک زارغ کلان مثل تخت کا فران نہ تھا کا سیاہ ہو مگر سینہ پر اسکے ایک خال سپید ہو اُسکے قتل ہو کر  
 بھید ہو ای طلسم کشا اگر تو تیر انداز بیشمل ہو او خال سینہ پر تیر ہو چکا تو وہ مار گیا اگر تیر نے خطا کی خال  
 سے تل بھجکا بھی فرق ہو اتیر بٹ کر تھا رس سینہ پر بڑی بکا لیتا ہوا صدمہ کامل ہو چنے اسد غازی  
 نے الامان کہہ کر کمان کیانی دوش سے آٹا رہی پوٹا زارغ سیاہ کا تاکا دعا کی کہ ای مالک تھا تو قدر اگر  
 تیر حکم ہو تو البتہ تیر اس حال پر ہو چنے ادھر سیس کر کا زارغ نے پرواز کی مگر تیر بعنایت پڑ گیا  
 خال سفید پر جا کر پڑا پشت کو تو لڑکھار گداز بجائے خون شعلہ ٹپے آتش جسم سے نکلے تمام ساحر  
 جلنے لگے غل بھی چلے گنبد گر تمام مھو تیرہ و بار ہو گیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرانام سن زارغ سیاہ  
 چشم بود اب روشنی ہوئی دیکھا ایک بارغ بہشت آئین میں قصر معد ایک قصر سے کہہ رہے کی آواز آئی  
 اسد غازی نے اُس قصر کو کھولا دیکھا ایک جوان خوش رو خوشو سلسل و مطوق چت پڑا ہی سینے  
 پر ایک سنگ کلان رکھا ہو اُسکے صدمہ سے آہ آہ کر رہا ہو اسد غازی کا دل بیقرار ہو گیا سنگ  
 سینے سے اُس جوان کے اٹھا یا لوح کا عکس بڑے ہی قید جسم سے اُسکے دور ہوئی اُٹھتے ہی قدموں  
 سے پٹ گیا کہاں شہر یا خدا آپکو مظفر منصور کرے غلام مصاحب لا چین ہو گلگون تاجدار  
 میرانام ہو یہ ملعونہ زارغ سیاہ چشم جادو میرے اوپر عاشق تھی شہر یار روز گرفتاری شہنشاہ  
 لا چین کل طلسم ہو شر با بین غدر تھا ملازمان افراسیاب نے جسکو جہان پایا قید کیا قتل کیا  
 اس ملعونہ نے کینہ دیر نہ ظاہر کر کے مجھکو قید کر لیا روز طالب وصل ہوتی تھی شب گذشتہ  
 آپکا نام لیکر روتی تھی کہتی تھی ای گلگون تاجدار افسوس میں نے اپنی زندگی تیرے ساتھ  
 فنا کی کی خمر مراد حاصل نہو طلسم کشا امروز فرادین آ یا چاہتا ہوں تم لوگوں کو تو بڑی خوشی ہوگی  
 لیکن تجھکو وہ صدمہ دون کہ ٹپ کر مر جاے وہ سنگدل یہ پھر سینے پر رکھ کر چلی گئی حضور اپنی  
 زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا میں کہ ہمارے شہنشاہ لا چین اور زوجہ انکی بخیر و عافیت ہیں



آپ کے بزرگان دین نے ہکو خواب میں بشارت دی کہ گلگون نہ گھبرانا ظلم کشا آیا چاہتا ہی  
وقت قتل فرمایا قریب آیا تم سب کی عملداری ہوگی سامری پرستون کو بیکراری ہوگی یلغ  
دھ خاص غلام کا ہو اس ملعونہ نے یہ بدعت کی مجھکو بھی قید کیا باغ و مسکن پر قبضہ کر لیا ہم  
سب نکلے اور ان شہنشاہ سابقین یہ کمر گلگون تاجدار نکلا جا بجا ملازم اس کے قید تھے بارہ سو  
جوان رہا یکے سامان دعوت اسد غازی میا کیا ایک چھپر کھٹا عمدہ واسطے اسد نادر کے  
آراستہ کیا بروقت پر خاست عرض کی کہ اگر شب کو کوئی سانحہ در پیش ہو بدون اطلاع غلام کسی طرف  
جائے گا ارادہ نہ کیجئے گا از رو سے قاعدے کے ایک جلسہ بزرگ آپ کی نگاہ سے گزرے گا اور  
بزرگ ہمارے ہکو خبر دیگئے تھے غلام بیان کا از دار ہی اگر بدون اطلاع غلام کے کسی طرف قصد  
ہوگا آپ صاحب لوح ہیں کوئی آپ کا کیا کر سکتا ہے آوارگی پریشانی ضرور ہوگی یہ کہہ کر گلگون خست  
ہوا اپنے محل میں گیا اسد نادر یار میں ملکہ خورشید روشن جمال کے تڑپ رہے ہیں  
اور اشعار عاشقانہ زبان بر جاری ہیں غزل موافق مضمون مقام ہذا مصنفہ تراب

عجب طرح کا یہ مجسمہ ہر حصول کیونکر ہو کار اپنا  
اٹھانے دے تو یار ہکو اسی توقع ہو ہم پرے ہیں  
تجھے ہوا لازم کہ رحم کراب غیب کی ہون بنو ہون  
نجانے دیتا کیسے طرف نکل کر جاؤں میں کس طرف  
نصیب کھوئی بیان ملک ہیں تراب شکر لگا دل سے

نجانے پاتے ہیں اس ملک ہم نہ زندگی کا قرار اپنا  
کہ بعد مدد گلی میں تیرے اڑا کر بکا غبار اپنا  
کیتے غلط میں چھوڑا یا ہزار منزل دیار اپنا  
نہ باغبان ہو شفیق اپنا نہ گل ہی اپنا نہ خار اپنا  
ہزار سر کوز میں یہ پڑکا ہوا نہ ہر گز وہ یار اپنا

انقص دل مصنفہ کو اضطراب چشم گریان بخواب جب یمنہ نہ آئی اسد غازی گھبرا کر اٹھ بیٹھے بام قصر  
ٹپٹنے لگے صوات ایک آواز دروناک آئی کہ ای نلک کچر فتار وای گردون غدار کہا شک کجروی  
دکھائیگا اتنو کشاکش نین اٹھتی صاف ظاہر ہو کہ کوئی بھران دیدہ آنت کشیدہ یاد میں اپنے  
مستوق کے رو رہا ہو یہ خود مبتلا آنت شب بھر کی مصیبت اٹھائے ہوئے تاب نہ آئی  
کمند مار کر قصر سے اترے صحرایں اگر زیر نخل ایک جھان خوش رو کو دیکھا گرد میں ناہو گریبان  
چلتا ہوا عاشق مزاج ایک تصویر ہاتھ میں سوز و گداز بات بات میں تصویر دیکھ دیکھ بیکر بیکر  
کر رہا ہو کھلی اٹھا ہی کھلی ٹپٹھا ہو بعد بیکراری و آہ نزاری یہ اشعار عشق آمیز پڑھ رہا ہو اشعار



|                                                                                                                                                                                                                                                                                              |                                                                                                                                                                                                                                                        |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                     |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| جان تک مانگے تو اس نہیں انکار مجھے<br>ایسے سایہ میں سلا کر تری دیوار مجھے<br>گر چہ فیصلہ باز کی نزاکت میں<br>ہوں وہ ہوش کہ سب سے ہیں شیار مجھے<br>تو وہ یوسف ہو کہ یوسف کی تمنا ہو<br>اور دکھائی گئی کچھ حسرت دیدار مجھے<br>ارج واعظ سربسیر سے گر خوب ہوا<br>گلشن دہر سے جانا تھا سبکار مجھے | ایک دوست ملا ہو غم و لار مجھے<br>پر وین تری داؤ کی تھنڈا ڈاؤ شوخ<br>لایئے اتم سے دید مجھے تلوار مجھے<br>لو کہ شرکان یہ یاد رام ملا ہو دل کو<br>بچ لین یہ میں اپنی سربازار مجھے<br>دست پا چشم و زبان کیوں عطا فرما<br>اور ناحق کا بنا ہے وہ گنہگار مجھے | قصر فردوس میں احت سے نہ دیکھی<br>شکل دکھلا کر کیا جان سربازار مجھے<br>ہوں دیوانہ کہ مشو ہوں دانا جہان<br>نہند کہتی ہو کہاتی ہو سردار مجھے<br>آفت حسن دکھا کر بھی نہ نکلی دل سے<br>عشق دیکر تجھے کرنا تھا جو سبکار مجھے<br>اگل تو کیا ہو کا بھی ممنون ہو میں جلال<br>اسد غازی نے کہ خود بھان میدہ و آفت کشیدہ ہو یہ الفاظ حسرت انگیز |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

شکر دل تمام لیا قریب کر فرمایا ایروادار یہ معرکہ کیا ہوا اپنا حال زار ہم سے بیان کر و اس جوان نے  
بہ نگاہ حسرت طرٹ اسد غازی کے دکھا کہا ای مولیٰ تنہا اے باعث حیر و شکیبائی تیرے کلام  
فصاحت انجام سے بوی محبت آتی ہو پہلے اپنا نام نامی اسم گرامی فرمائیے پھر میں اپنا حال  
مہیبت مال بیان کروں اسد غازی نے فرمایا بھائی سار اطلسم ہوش سربا جگو پہچانتا ہوں نام میرا  
اسد غازی فتاح طلسم ہوش سربا ہوا باغ گلگون کے قصر میں بیٹھا تھا کہ تھاری صدا سے در و ناگ  
کان میں پہونچی بیتاب ہو کے چلا آیا یہ سٹہ ہی اس جوان نے دامن اسد غازی کا تمام لیا کہا  
یا و غریبان ای دادرس بیکسان میں تو آپ کی تلاش میں تھا شکر ہو کہ آج خدمت سے مشرف ہوا  
اس حقیر پر تقصیر کو بہرام کیہ تاز کہتے ہیں میری معشوقہ ملکہ سرو سیمبر کو فولادارہ کش قزاق  
بہ جبر لیگیا اس معشوق با وفائے وصل اسکا قبول نہیں کیا اس صیاد صاحب بیلاد نے اس عندیاب  
چمن زیبائی کو قفس آہن میں قید کیا ہو میں نے جب جا کر مقابلہ کیا اتم سے فولادارہ کش کے  
رحمی ہوا بخت نے یاری نہ کی مجبور ہو کر اس مہر میں آ بیٹھا دوست مولیٰ و غلہ سار اس غربت  
میں جدا ہوئے کسی نے ساتھ نہ دیا دل بھی دشمن ہو گیا جا کر دام لیسو میں بعضا صاف ثابت ہر  
کہ نکل نہیں سکتا تڑپ تڑپ کر امی مقام پر میر جاؤنگا اسد غازی نے بہرام کیہ تاز کا سر سینے  
سے لگا لیا فرمایا ای برادر ہم چل کر اس ملعون سے مقابلہ کر نیلے دامن سے اخک پاک کر نیلین  
دی دامن گلگون تاجدار بوقت سحر بیدار ہوا جب اسد غازی کو خواب گاہ میں نہ پایا تلاش کرتا ہوا



صحرائین آیا دیکھا ایک جوان کی دلہی کر رہے ہیں کہا ای شہر یار سب ساتھ دے میرے بھائی  
 ہیں میں آگاہ تھا کہ شب خیر و عافیت سے نہ گزرے گی بسم اللہ قلعہ فولاد حصار کو کوچ کیجیے  
 اسب خدا شکر حاضر ہیں اسد غازی نے بہرام یکہ تاز کو بھلایا لباس فاترہ پہنایا پشت مرکب پر سوار  
 کیا گلگون تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ بعدہ سپہ سالاری طرف قلعہ فولاد حصار کے کوچ کیا  
 فولادارہ کش کو خبر پہنچی کہ بہرام یکہ تاز طلسم کشاکش کو ساتھ لے کر آتا ہے خوش ہو گیا  
 کہا دیکھو صاحبو افراسیاب بڑا صاحب اقبال ہے میرا قصہ تھا کہ میں جا کر طلسم کشاکش سے مقابلہ  
 کروں سفر کی تکلیف سے بچا خود شکار میرے پاس آتا ہے ساتھ ہزار فوج لے کر قلعہ سے باہر  
 آیا یہاں گلگون تاجدار اسد نامدار کے ہمراہ لشکر مقابلے میں آتا شب کو فولادارہ  
 کش نے قبل جنگی بجوایا اسد غازی نے بھی نوازش قبل کو حکم دیا گلگون نے کہا ای شہر یار  
 خدا فضل کرے آپ اس جلاویر غالب ہوں جس وقت آپ نے چھکوا کرے رہا کیا تھا میں حیران  
 تھا کہ قلعہ فولاد حصار میں آپ کو کیونکر پہنچاؤں یہ قلعہ بھی حکیم روشن رائے کے ہزرگون کا  
 بنایا ہوا ہے ایک قعر عالی آراستہ کیا ہے اسکا قصر مرآت نام رکھا ہے اس قصر مرآت میں  
 حضور کا دخل ہوگا بہت ہوشیار رہی سے وہ شب بسر نہ ہو گی حکیم روشن رائے آپ کے واسطے  
 درپے آزار نہیں ہیں آپ عاشق جمال بمثال خورشید روشن جمال ہیں اس قصر مرآت  
 میں یہ مقدمہ ضرور آئینہ ہوگا کہ سب معشوقوں سے آپ کی خورشید روشن جمال کا مرتبہ  
 زیادہ ہو حضور کو احتیاط واجب لازم ہوگی ساری رات اسی چرچے میں بسر ہوئی بوقت صبح  
 سکندر مر دشتان آئینہ آفتاب ہاتھ میں لیکر قصر میں بربر آمد ہوا روشنی ظاہر ہوئی تمام حال  
 دنیا کا آئینہ ہوا اسد نامدار بیدار ہوئے نماز صبح سے فراغت حاصل کر کے میدان کارزار میں  
 آئے اُدھر سے فولادارہ کش کرگن مست پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا آگینڈے کو اڑاتا ہوا  
 بڑے زور شور سے میدان کارزار میں آیا آواز دی طلسم کشاکش کہان ہے میرے رقیب کو  
 ساتھ لے کر آیا ہوتا ہے کہ قضا اسکی دانستگیا ہے اس کے قتل کی یہی تدبیر ہے کہ مجھ ایسے بھولوں  
 کے مقابلہ میں آیا میدان کارزار میں آئے تو احوال معلوم ہو رفیقان گلگون نے قصہ کیا کہ  
 ہم میدان کارزار میں جائیں اسد غازی نے سبکو روکا مرکب بادر قمار کو اڑایا سامنے



فولاد دارہ کش کے پہونچا فولاد نے جو جلال بیناں طلسم کشا کا دیکھا مثل آئینہ عرق دریا سے  
 حیرت ہوا کہا ای طلسم کشا سارے طلسم ہوش راج کو درہم و برہم کیا بہرام یکے تار کے مین ٹکر  
 آئے ہومیری اس معشوقہ پر جان جاتی ہو اسد غازی نے فرمایا او بیجا جھکو خوف حلاۃ آیا پر لائی  
 معشوقہ پر یہ جبر قبضہ کیا بس اب مصروف کارزار ہو یا وہ کوئی موقوف کر فولاد دارہ کش نے  
 نیزہ مارا اسد نامدار نے چند ہاتھوں میں ہوائی کیا فولاد دارہ کش دیو کا حربہ باندھا ہوا رہا شبت  
 ننگ کا وار کیا اسد غازی نے اسے پر ہاتھ تلوار کا مارا ارہ بھی عاری ہوا دانت نکال دیے  
 دو ٹکڑے ہو کر گرا فولاد نے قبضہ جو ہاتھ میں باقی رہا غصے میں پھینک مارا اسد غازی نے  
 پہلو تھکی کر کے خالی دیا یہ متعہ نور افشانی کو چھکا کر ہاتھ مارا تیغ برق تاب قوت طاقت میں اسد غازی  
 انتخاب چمک کر گرا فولاد دارہ کش کے خرمن حیات کو جلا دیا سب گیند سے چار ٹکڑے ہوئے  
 فوج میں فولاد کے غریو بلند ہوا تمام اسکے رفقا آپڑے بہرام یکے تار پہونچا گلگون تاجدار  
 اپنی فوج کو اشارہ کیا فوج بے سردار گھڑی دو گھڑی لڑی افسروں نے جو شیش زنی اسد نامدار  
 کی دیکھی کہ افسروں کو تاک تاک کے مارا صفوں کو درہم و برہم کر دیا علموں نے بالی گھول دیے  
 بلکہ دامن پھیلا کے پناہ مانگتی تھی ہر سمت سے صدا سے الامان بلند ہوئی سرداروں نے  
 بڑھ کر اطاعت کی عرض کی اسد غازی بہرام دل و جان سے برائے اطاعت حاضر ہیں اسد غازی  
 نے تلوار روک لی اسد نامدار کو بڑی خوشی تھی بہرام یکے تار کو پہراہے کر داخل قلعہ فولاد  
 حصار ہوئے ملکہ سردیسیمبر ایک نفس میں قید تھی اسکو بہا کیا حکم ہوا ای گلگون تاجدار بہرام  
 یکے تار ہمارا سردار ہو تم طرف ملکہ کے ہو کر سامان شادی مینا کر دو گلگون نے اسی وقت ترجیح  
 خوشبوئی سینے پر بہرام یکے تار کے لگایا بڑی دھوم سے مانجھا بھجا اسد غازی نے نواشاہ کو  
 تخت پر بٹھایا بڑی دھوم سے شادی کی شب عروسی خود عقد بڑھا بہرام یکے تار خوشی خوشی حلقہ  
 عروسی میں داخل ہوا گلگون تاجدار نے عرض کی اس شب کو حضور قصر مراآت میں داخل  
 کریں بعد ملاحظہ قصر مراآت کیا عجب ہو کل حکیم صاحب بھی سرفراز فرمایا مین مگر آپ دیمدم  
 پابند احکام لوح رہے گاہر چند کہ اس قلعہ میں کوئی آپ کا دشمن نہیں ہے مگر احکام طلسمی میں ذرا  
 بھی فرق آئیگا تو حضور کو سرگردانی ہوگی اسد نامدار نے گلگون تاجدار کی ہدایت سے قصر



سر میں داخل کیا دیکھا دوسرے درجے کا مکان بنا ہوا ای گلگون نے اسد غازی کو دیوار کے  
 اس پار بھیجا چند اسیمن روزان تھے قصر دو سرا نہایت آراستہ پیراستہ گلگون نے کہا غلام نصرت  
 ہوتا ہے حضور بنگاہ لطف جلسہ قصر مرآت ملاحظہ فرمائیں جہاں تک ضبط ہو سکے کسی مقدمے میں  
 دخل نہ کیجے گا جو قصر کی طرح کو ملاحظہ فرمائیے کوئی امر خلافت اور نہ نے پاس یہ کہہ کر  
 گلگون رخصت ہوا اسد نامدار نے اشیان جلسہ قصر مرآت میں روزان دیوار میں آٹھ گھنٹہ گاہ  
 ناظرین والا مقام سے مصنف عرض پر داز ہو کہ اس جلسہ قصر مرآت کو براہ مہربانی لفظاً  
 لفظاً ملاحظہ فرمائیں چونکہ حکیم روشن رائے یادگار حکمران شرفین اعتقاد و حدایت میں صاحب  
 یقین ای ہی قصہ ہو کہ قصر مرآت میں رتبہ میری دختر کا آئینہ طسم کشا پر روشن ہو جاے  
 کہ کل طسم ہوش ربکی شاہزادیان ملکہ غورشید روشن جمال کو اپنا افسر جانتی ہیں تا جدار  
 مسینان لقب صاحب حب و نسب صاحب علم و کمال عالم اقلیم جاہ و جلال اسد نامدار نے روز  
 سے دیکھا بیچ میں اس قصر کے ایک تخت یا قوت نگار نہایت شوکت و شان سے بچھا ہے گرد  
 تخت کرسیاں جواہر نگار ہمد ہا میر و نگل نہایت قاعدے سے چمکے ہیں اسد غازی نے دیکھا  
 چند کنیزان زرین پوش آئین نظام اس قصر کا کیا جہاں کنول نہایت تکلف سے روشن کر دیا  
 اسباب عیش و نشاط مہیا کیا صاف طریقے سے ظاہر ہوتا تھا کسی بادشاہ چاہل کی آمد سے سات  
 آٹھ سو کنیزان زرین پوش عمدے لے کھڑی ہیں دروازے کی جانب گاہ کی یکایک وہ سب  
 کنیزیں برائے استقبال بڑھیں ہلٹ ہوا دختر شہنشاہ ہوشربا تشریف لاتی ہیں اسد غازی  
 نے دیکھا ملکہ مہ جبین الماس پوش بادشاہ لشکر جھڑٹ میں پریرادون در در گوش  
 کے تشریف لائیں تام کنیزیں برائے تسلیم خم ہوئیں پہلو میں تخت کے بائیں جانب جو کرسی  
 ہی اسپر ملکہ مہ جبین الماس پوش اگر جلوہ فرا ہوئیں اسد حیران کہ اس تخت پر کون بیٹھے  
 ملکہ مہ جبین نے تخت پر بیٹھنے کا ارادہ کیا یکایک پھر کنیزیں بڑھیں اسد غازی نے  
 دیکھا ملکہ لالان خونقا دختر بلند اختر شہنشاہ داؤد مرحوم تشریف لائیں ملکہ مہ جبین نے انکا  
 استقبال کیا داہنے جانب جو کرسی تھی اسپر اگر ملکہ لالان خونقا بیٹھی ان دونوں کے  
 بیٹھنے کے بعد ملکہ ناسیدہ سمتن دختر شہنشاہ توسن بعد جاہ و جلال تشریف لائیں ایک



گہری پر اگر یہ بھی ٹھیکیں بود نامید کے ملکہ گلنار بھی اگر ہو چنیں یہ چاروں مشوقین ٹھیک ٹھیک ملکہ  
 لعل سخن دان مع چار سو کنیزان آفتاب جمال کے اگر ہو چنیں چاروں مشوقوں نے ملکہ لعل سخن دان  
 کی تعظیم کی بایہ چارم تخت پر ایک کر سنی بھی تھی اس پر ملکہ لعل سخن دان جلوہ فرما ہو میں آپس میں یہی  
 باتیں کر رہی ہیں کہ شہنشاہ حسینان کے آنے میں کیا دیر ہو کفر میں بڑھ کر جاتی ہیں یہی خبر لیکر آتی ہیں  
 کہ حضور سوار ہو چکی ہیں سامان سواری میں ہوا تشریف لاتی ہیں اسد غازی حسینان ہیں کہ  
 یہ سب شاہزادیان صاحبان جاہ و جلال ہیں تخت کے واسطے خالی ہو قصر مراٹ کو دیکھ کر حیرت  
 بڑھتی جاتی ہو ہنگام عیش و نشاط گرم ہے کہ دو چار سو کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں ایک خوش  
 آواز نے پکار کر ہمدادی سب صاحب ہو شیار ہو جا ہیں اوب وقاعدے سے رہیں تاجدار  
 حسینان و ختر بلند اختر حکم روشن راے ملکہ خورشید روشن جمال تشریف لاتی ہیں اسد  
 نامدار بغور دیکھنے لگے دیکھا کہ ہوا وار پر ملکہ خورشید روشن جمال بصر جاہ و جلال تاج یا قوت انور  
 سرانور پر لباس فاخرہ زیب جسم دریاے جواہر میں غوطہ زن چہرہ شلال آفتاب و شمس جلالت  
 و شوکت اشکار یہ سب شاہزادیان واسطے استقبال کے اٹھیں ملکہ مہ جبین دلالان خوشب  
 نے بھتہ تکلف ہوا وار سے اتر وایا مثل مصاحبوں کے ساتھ ہو لیں سوائے ملکہ خورشید  
 کے اور کسی کے سر پر تاج نہیں ہو جیسے ہی قصر مراٹ میں داخل ہو میں شمشعہ نور جمال سے  
 تمام قصر مراٹ روشن و منور ہو گیا کوئی نہ تھا کہ جو برائے تعظیم نہ اٹھا ہو ملکہ خورشید روشن  
 جمال نے بھر فضاحت و بلاغت ان شاہزادیوں کی مزاج پر کسی کی ملکہ مہ جبین دلالان نے  
 دست بستہ عرض کی ہم سب دعا سے ترقی سن و جمال میں حضور کے مصروف رہتے ہیں حقیقت  
 میں آج روز سیدہ و شائقون کے واسطے بہتر از عید ہو گئیں گلشن جمال کی میسر ہوئی ملکہ نے  
 مسکرا کر فرمایا آپ سب صاحبان کی عنایت ہو یہ کہہ کر تخت یا قوت پر جلوہ فرما ہو میں سب شاہزادیان  
 گرد آکر بیٹھیں ملکہ ناہید نے گانے والیوں کو اشارہ کیا طائف تبدیل ہونے لگے ملکہ  
 خورشید روشن جمال ناچ دیکھ رہی ہیں عین گرمی صحبت میں ملکہ مہ جبین نے دست بستہ  
 عرض کی اے شہنشاہ حسینان اے تاجدار مہ جبینان حضور کو آج بڑی تکلیف ہوئی ہم سب شائق  
 جمع ہیں حال طلمس کشا مفصل بیان فرمائیے ملکہ خورشید روشن جمال نے فرمایا ہمارے کتاب



اٹھا لاوا ایک کینز نے کتاب لاکردی ملکہ خورشید جلال نے اس کتاب کو کھولا پکار کر وادی اسے  
 خیر خواہان دولت طلسم کشا ای مشاقان جلال خیریت مال جلال یکتا بغور سماعت فرمایے جو کچھ طلسم کشا  
 برگذری ہمارے بزرگوں نے تحریر فرمایا ہوا بسدغازی کا یہ حال ہو کہ بلا تکلف جو ملکہ خورشید روشن جلال  
 کر دیکھا قلب تھرا ہا ہر دیدار کی آنکھوں کو تاب نہیں ہر مرتبہ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آتا ہوجی چاہتا ہو جا کر  
 قدموں سے پیٹ جاؤں سمجھا نا گلگون تاجدار کیا داتا ہر لوح کو ملاحظہ فرماتے ہیں صاف صاف تحریر ہر  
 طلسم کشا تار اس جلیے کو ملاحظہ کر اپنے مقام سے اٹھنے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ شفقت طرہ جائیگی کیا عجب ہو  
 کہ لوح میں بھی کچھ فتور ہو ہر چند اسدغازی ضبط کرتے ہیں مگر دامن صبر ست استقلال سے چھوٹا جاتا ہوشیہ  
 دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا جاتا ہر بیکل ضبط کیا دل کتنا ہو معشوق حور منظر سامنے موجود ہو دواس  
 سرست کہ اس سے کلام نہ کر سکین لوح منع ہوتی ہو گلگون تاجدار نے بھی منع کر دیا تھا کہ ظنان لوح  
 قدم نہ اٹھائیے گا اسدغازی پر اسقدر شاق ہو کہ روزن دیوار سے نظارہ جمال ہمیشاں کر رہے  
 ہیں سامنے محبوب مطلوب کے نہیں جاسکتے جلسہ پر نیا دان حور شمال مجمع حوران باکمال اس  
 قصر میں ہوا اگر اس قصر بے قصور کو بہشت سے شال دون تو زیندہ ہو چالیس ہزار  
 سب شاہزادیوں کی کینزین ایک ایک ماہ بیکر ایک ایک سیمبر کم سن شوخ و شنگ جوانی کی  
 تریگ ستارہ اسے سحری چمک رہے ہیں شمع غفلان فزون کی روشنی چمکی معلوم ہوتی ہو کہ سپو پز معشوقان  
 پری طلعت تخت یا قوت احمر بخورشید روشن جلال باشوکت اس گرمی صحبت میں ملکہ مہ جبین نے  
 حالات طلسم کشا کے ملکہ سے پریش کیے دختر حکیم نے کتاب طلب کر کے اس مقام سے حال طلسم کشا  
 شروع کیا پکار کر وادی ای ملکہ عالم بگوش ہوش سماعت فرما و شیرہ بیشیہ جرات صاحب امت و  
 سخاوت طلسم کشاے باشوکت ہم شیمہ افراسیاب کو قتل کر کے برائے قحاحی مرحلہ کر گلگون  
 تاجدار کو رہا کیا جو جو اسدغازی برگذری ہو وہ ملکہ خورشید روشن جلال کتاب کو دیکھ کر فقط لفظاً  
 برہم رہی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ گویا ملکہ عالم اسدغازی کے ساتھ تعین جلد  
 تو بڑی چیز ہے لفظ نہیں چھوٹا ملکہ مہ جبین وغیرہ حال فتح مرحلہ سکر شل گل شکفتہ  
 میں ملکہ خورشید روشن جلال نے فرمایا باشوکت و یاقوت و رحم دل ذات  
 بر طلسم کشا کے ختم ہوئی بہرام یکہ تازی بچارہ دہشت فرقت کا آوازہ زندان فرق



ورحم دلی ذاتِ طلسم کشا کے ختم ہوئی بہرام یکمے تازہ بچارہ دشتِ فرقت کا آوارہ زندانِ فراق  
 محبوبِ مین قید تھا اس کے واسطے لشکر کشی کر کے اس قلعہ فولادِ حصار پر تشریف لائے  
 بصدِ جرات و شوکت فولادِ ارہ کش کو قتل کیا ای ملک عالم بہرام یکمے تازہ کی شادی کی کل  
 شب عروسی تھی آج وہ بھی اس جلسے کو ملاحظہ فرما رہے ہیں ای ملک لالانِ خونِ نقبا تم سے  
 زیادہ محبت ہو آپ طلسم کشا کو آواز دیجیے کہ بچشمِ حیرت و غضبِ روزن دیوارِ قصر سے اہلو کو  
 دیکھ رہے ہیں کیونکہ نہیں کشریف لائے ان حرکات و سکنات سے ملکہ خورشیدِ روشنِ جلال  
 کے اسد غازی کا قلب تھم گیا کیونکہ کو آگیا ضبطِ ننو سا بقرار ہو کر آہ کی اسٹھے ملکہ لالانِ  
 خونِ نقبا نے بھی پکار کر کہا ای شہر یا شب بھر آپ نے خوب جلسہ دیکھا اہلوگ بھی زیارتِ ملکہ عالم  
 سے مشرف ہوئے اب ستارہ سحری چمک چکا پردہ شبِ ٹھا اب کیا پردہ ہو شریکِ صحبت  
 ہو جوئے ملکہ خورشیدِ روشنِ جلال نے بھی سسکہ کر فرمایا طلسم کشا صاحبِ تشریف لائے ہیں چھپ چھپ  
 جلسہ دیکھنا اچھی بات نہیں ہو ہمارے قبلہ و کعبہ کے خلاف ہو گا مرتبہ تو ہمارا آپ بظاہر ہو کہ ملکہ  
 سہ جبین و لالانِ خونِ نقبا سے کیسا اس طلسم مین مرتبہ زیادہ نہیں ہو لگہ ہماری ملاقاتِ مسرت  
 آیات کی شتاق ہو کر تشریف لائے سب صاحبوں نے سرفراز فرمایا مین بھی ان صاحبوں کی  
 ملاقات کی شتاق تھی شکہ ہو کہ آپ نے ربط و ضبط کو کام فرمایا آپ کی جرأت و لیاقتِ کامل  
 ہوئی فنا حی طلسم ہوشِ مبارک ہو ہر کوہِ بزنک مین بالا علانِ رواجِ دینِ اسلام ہو آپ کی  
 جستجو کا خیر انجام ہوا اسد غازی نے دیکھا جیسے ملکہ خورشیدِ روشنِ جلال نے یہ کلام اپنی زبان  
 معجز بیان سے فرمائے یا تو دیوار مین روزن تھا یا ایک عمدہ دروازہ پیدا ہوا اسد ناچار چھٹسکر  
 چلے کہ صحبت مین جا کر شریک ہوں اشعارِ اشتباقیہ پڑھتے ہوئے فقید کیا کہ دروازے تھے  
 قدم باہر رکھوں میر فرش کی ٹھوکر لگی رعبِ حسنِ ملکہ خورشیدِ روشنِ جلال بھی غالب ہوا  
 لڑکھڑا کر گرے اسد غازی بیہوش ہوئے وہ مجمعِ درہم و برہم ہوا نہیں معلوم یہ سب ہنر و بیان  
 کہانے کی تھیں کہان تشریف لے گئیں ملکہ خورشیدِ روشنِ جلال داغِ حسرت و دیکھن بہرام  
 یکمے تازہ اس شب کو حجلہ عروسی مین تھا گلگون تاجدار کہ راز دارِ طلسم ہوشِ مبارک ہو شب بھر جا گا  
 بوقتِ سحر بہرام کو سوتا تھا لیکر قصرِ مرات مین آیا دیکھا طلسم کشا بیہوش پڑی ہیں نشانِ ترتیب



جلسہ پایا جاتا ہی کوئی کینہ بھی اس مقام پر اس وقت نہیں ہو گا کہ گلوں تاجدار نے اسد نامدار کو ہوشیار  
کیا اسد غازی آنکھیں ملے ہوئے اٹھے مگر ہوش پر اگندہ چہرہ اس شب بھر جلسہ پر نرا دان  
بیکھا ملاقات سے بات سے محروم رہے انہما کے صدر سے لذت جلسہ دل میں بھری ہوئی  
گلوں تاجدار نے کھیر کر پوچھا ای شہر یا خیر تو ہی آپ نے بڑے ربط و ضبط کو کام فرمایا یہ بڑی سستی  
ہی کہ آپ احکام لورج کے پابند رہے عرض کرنا غلام کا بھی ذہن نشین رہا اب حضور کچھ تردد  
نفرامین بڑا مرحلہ ربط و ضبط آپ نے طو کیا اس جلسہ سے مراد یہ حاصل ہوئی قصر مرآت طلسمی  
میں آپ پر بخوبی آئینہ ہوا کہ ملکہ خورشید روشن جمال سب شاہزادیوں سے زیادہ حسین و جمیل  
ہیں حکیم صاحب بھی صاحب لیاقت انکی دختر با شوکت حسن من بینا لب کبھی کوئی شاہزادی  
انکے سامنے بڑھ کر چلیگی جب اس جلسہ کو یاد کر نیکی سمجھ جائیگی کہ تو انین طلسم نے مرتبہ دختر حکیم کا  
پڑھایا اسد غازی کو سمجھاتی ہوتی قصر مرآت سے نکلی کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے  
عرض کی حکیم صاحب تشریف لاتے ہیں اسد نامدار برائے استقبال حکیم روشن راے بارگاہ  
سے نکل آؤ گلوں تاجدار و بہرام یکہ تازہ ساتھ ہیں دیکھا حکیم صاحب ہوا وار پر سوار چار سو غلامان  
زیرین پوش دست بستہ ہمراہ خورات روشن یک کتاب آگے رکھی ہوئی ہے اسد نامدار نے پوچھا  
یہ وہی کتاب ہے جس کتاب سے ملکہ خورشید روشن جمال نے ہمارا حال پڑھا تھا حکیم  
روشن راے صاحب ہوا وار سے اترے اسد غازی نے لاکر حکیم صاحب کو باعزاز و اکرام  
بارگاہ میں پہونچایا کہا اسم اللہ تحت پر قدم رنجہ فرمایئے حکیم صاحب نے اسد غازی کو گلے سے  
لگایا کہا آپ ہمارے رتبہ شناس فلک اساس صاحب جب انسب ہم یاد کا رکھایا ان شریف صاحب صدق  
و یقین ہیں ہماری تخت نشینی حصول علم و کمال ہوا اب حضور و لشکر کے تشریف لیجا میں  
افراسیاب جادو دیر آزار ہو وہ جو تحفہ حیات اسے گنبدین لٹکائے ہیں اس کے مقدمہ میں  
خواجہ عمر و کوشش کرین جتنا کہ دفعیہ انکا منو گا گنبد پر آپ تابض نہونگے انشا اللہ بعد  
قتل افراسیاب جادو آپ کی شادی بڑی دھوم سے ہوگی جو سچ اس ذرہ بمقدار کو میسر ہے  
خدمت میں پیش کر گیا کہ کھرا بنے ساتھ کے حکیم کو حکم دیا سرخ خوشبوئی سینے پر طلسم کشا کے علاوہ  
سب اہالیان شریعت آگاہ ہوں کہ ہم نے بخوشی تمام ملکہ خورشید روشن جمال کو ساتھ طلسم کشا کے



منسوب کیا وقت پر شادی ہوگی اسد غازی کا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا ہمدان مبارکباد بلند  
 ہوئی حکیم روشن راے نے اسد غازی کو نذر دی خلعت طلسمی زیب جسم طلسم کشا ہوا حکیم صاحب  
 نے اپنے سامنے اسد غازی کو پشت مرکب پر سوار کر لیا گلگون تاجدار کو بخوبی سمجھا دیا اب رہبر راہ  
 ہر ایت کر کے شاہزادے کو لشکر ظفر اثر میں لجا دیا ہم بھی موافق قاعدے کے حاضر ہو گئے  
 افراسیاب جاوید عین کر رہا ہی بہرام یکہ تاز نے ساٹھ ہزار سوار میل آراستہ کیے اسی ہزار  
 جوان ہمراسیان گلگون تاجدار آراستہ ہو کر آئے اسد غازی پشت مرکب پر سوار ہوئے طرف  
 اپنے لشکر کے چلے اب انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کمرہ داستان عجائب بیان سحر عنوان پہونچا اسد غازی کا لشکر میں وعیاری  
 صحر گر قمار کرنا اسد کو وعیاری مہتر بن مہتر خالاک بن عمر یعنی شہنشاہ تسلیم چاہ  
 نیلو فر سے شکست کھا کے بھاگا ہو مع چند مصاحب و چند ملازم خستہ و شکستہ  
 ایک صحرا میں فروکش ہو گذر ہونا چالاک کا عیاری شہنشاہ تسلیم پر قبول غلامی و  
 پر آنا دربار میں افراسیاب کے اور لوح لیکر اسد غازی کو دینا اسی افسن میں ذکر  
 لشکر اسلام و لشکر تقا عین وقت پر کھلنا اسم اعظم کا شکست کھانا اتفاقا  
 اشمل راہ کے مقابلے میں لڑتے پھرتے صاحب حران کا بہو بچنا طلسم ہوش ربا  
 میں ہوش ربا کی جنگ مغلوبہ کا ذکر و داخلہ ایرج نو جوان و اعیاری  
 خواجہ عمر و ذکر قتل افراسیاب عجیب داستان بے نظیر ہو۔ سانی نامہ مصنف

|                           |                             |                             |
|---------------------------|-----------------------------|-----------------------------|
| کہ ہر ہرے سایے باخرو      | کہ ہر جنگ تمن میں بے ل کوکہ | یہ ضمن و بحسب ہوا جواب      |
| لکھوں حال اوبار افراسیاب  | تیرے جام الفت کی خواہش ہوئی | نخواست ہوئی بلکہ ہوا ہوشی   |
| نہال تمن ہوا بارور        | کہ ہو باغبان بر سر شور و فر | صبا نے خبر آ کے گلشن میں می |
| بہار صفا میں کی آمد ہوئی  | شافتہ ہوا غنچہ آرزو         | گل باغ عشرت کی ہو جستجو     |
| یہ فتر میں ہو داستان خواب | کہ ہوتا ہوا بقتل افراسیاب   | جلالت شعار ان شیریں سخن     |
| منور کن رونق انجمن        | بھد فرو شوکت یہ تحریر ہو    | کہ تحریر میں لطف تقریر ہو   |
| قمر رونق بزم ہے یہ بیان   | سناؤں نئی طرح کی داستان     | منہا میں بحسب کی کہ ہوئی    |



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>ولیران جنگی کی آمد ہوئی<br/>یہ ثابت ہو قرطاس کے نور سے<br/>ہیں سب اے غمخت آفتاب<br/>فروغ سخن نے دکھا یا جلال<br/>سعف کی تحریر کی داد دین</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        | <p>جگتی ہو تیغ بیان ای قمر<br/>ہراک لفظ جسم دشان بنے<br/>ستاروں کی لفظوں میں منو ہوگی<br/>اک طالع ہوا ماہ اوج کمال<br/>اکہین پڑھ کر نصف لطف و عطا</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                  | <p>کہ مہر سخن ہو گیا جلوہ گر<br/>ہراک سطر ہی کھکشان کا جواں<br/>سیاہی ہراک لفظ کی دھوگی<br/>مقامات لطف سخن دیکھ لین<br/>قمر آفرین مر حساب مر حبا</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                   |
| <p>چہرہ عیاران بھڑار و مکاران حیلہ ساد و پیچیدہ باز اس داستان حیرت بیان کو بعد زینت<br/>یوں تحریر فرماتے ہیں شعر متانت شعاران فرخندہ فال کا رقم زد عبارت زکاک خیال نویسن<br/>افراسیاب جادو نے طبل جنگی بجوایا ہی میدان میں سبار ز طبل کی کہ رہا تھا کو کب روشن ضمیر کا<br/>نقص ہو کہ جاکر مقابلہ کروں کہ فحوا سے گرد آؤں سب نے دیکھا شاہداد و ج شوکت عتاب<br/>شکار گاہ جرات و لیاقت کی ناز میدان جلالت شہنشاہی کے ہمت صاحب جاہ و وقار اسد نامہ ار<br/>پشت مرکب باد نقار پر سوار گلگون تاجدار و بہرام یکہ تاز عرصہ کا رزار سواران جنگی ہمراہ بعد<br/>صوت و شوکت نمایان ہوئے افراسیاب جادو نے جو اسد نامہ ار کو اس شوکت و لیاقت<br/>سے آتے ہوئے دیکھا طبل باز گشت بجوا کے بٹ گیا بارگاہ میں اکہر بیٹھا سب مشیر و وزیر<br/>جمع ہیں افراسیاب جادو کہ رہا ہی ای سرداران ہوش رُبا ای ساحران یکتا صاحب خوب گاہ چلوئیں<br/>لشکر طلمس کشاکش تو میں نے سحر و کر دیاد و رہی جسد کا مادہ سرکشی ہیں ان سب کو کوک ٹوک<br/>کے مار دنگا اگر ہوش رُبا مجھے چھوٹا ہی عیش و راحت سے سلطنت نہ کرنے دو نگا اس پر<br/>تو میری بوجہ قابض ہو گا کہ وہ صاحب لوح و مدہ ہی یہ صاحب دیکھنے کے اکیلا اسد غازی علداری<br/>کہ لیکر آج سردار باریکتا ہوں کہ اسد غازی کو خبر ہو بخجائے کہ صاحبقران وغیرہ کا خاتمہ<br/>کہر یا کل خداوند سب کو قتل کرینگے سر اہل سلام لیکر داخل ہوش رُبا ہونگے عیار سردار کوئی باقی<br/>نہیں رہا اسم عظم کو حمزہ کے ایسے مقام پر تمیز کیا کہ جہاں طائر وہم و خیال بھی نہیں ہو بخجائے<br/>میں خوب جانتا ہوں کہ خبرداران لشکر اسد غازی میری بارگاہ میں موجود ہیں ذرا خبر تو پہنچے کلچ<br/>بچے حقیقت میں افراسیاب نے جو یہ پکار کر کہا چند ویرند واسطے خبر کے موجود تھے خبر میں لیکر<br/>بھاگے یہاں لاجپن وغیرہ اسد غازی کو استقبال کرنے کے بارگاہ میں لائے گلگون تاجدار</p> | <p>چہرہ عیاران بھڑار و مکاران حیلہ ساد و پیچیدہ باز اس داستان حیرت بیان کو بعد زینت<br/>یوں تحریر فرماتے ہیں شعر متانت شعاران فرخندہ فال کا رقم زد عبارت زکاک خیال نویسن<br/>افراسیاب جادو نے طبل جنگی بجوایا ہی میدان میں سبار ز طبل کی کہ رہا تھا کو کب روشن ضمیر کا<br/>نقص ہو کہ جاکر مقابلہ کروں کہ فحوا سے گرد آؤں سب نے دیکھا شاہداد و ج شوکت عتاب<br/>شکار گاہ جرات و لیاقت کی ناز میدان جلالت شہنشاہی کے ہمت صاحب جاہ و وقار اسد نامہ ار<br/>پشت مرکب باد نقار پر سوار گلگون تاجدار و بہرام یکہ تاز عرصہ کا رزار سواران جنگی ہمراہ بعد<br/>صوت و شوکت نمایان ہوئے افراسیاب جادو نے جو اسد نامہ ار کو اس شوکت و لیاقت<br/>سے آتے ہوئے دیکھا طبل باز گشت بجوا کے بٹ گیا بارگاہ میں اکہر بیٹھا سب مشیر و وزیر<br/>جمع ہیں افراسیاب جادو کہ رہا ہی ای سرداران ہوش رُبا ای ساحران یکتا صاحب خوب گاہ چلوئیں<br/>لشکر طلمس کشاکش تو میں نے سحر و کر دیاد و رہی جسد کا مادہ سرکشی ہیں ان سب کو کوک ٹوک<br/>کے مار دنگا اگر ہوش رُبا مجھے چھوٹا ہی عیش و راحت سے سلطنت نہ کرنے دو نگا اس پر<br/>تو میری بوجہ قابض ہو گا کہ وہ صاحب لوح و مدہ ہی یہ صاحب دیکھنے کے اکیلا اسد غازی علداری<br/>کہ لیکر آج سردار باریکتا ہوں کہ اسد غازی کو خبر ہو بخجائے کہ صاحبقران وغیرہ کا خاتمہ<br/>کہر یا کل خداوند سب کو قتل کرینگے سر اہل سلام لیکر داخل ہوش رُبا ہونگے عیار سردار کوئی باقی<br/>نہیں رہا اسم عظم کو حمزہ کے ایسے مقام پر تمیز کیا کہ جہاں طائر وہم و خیال بھی نہیں ہو بخجائے<br/>میں خوب جانتا ہوں کہ خبرداران لشکر اسد غازی میری بارگاہ میں موجود ہیں ذرا خبر تو پہنچے کلچ<br/>بچے حقیقت میں افراسیاب نے جو یہ پکار کر کہا چند ویرند واسطے خبر کے موجود تھے خبر میں لیکر<br/>بھاگے یہاں لاجپن وغیرہ اسد غازی کو استقبال کرنے کے بارگاہ میں لائے گلگون تاجدار</p> | <p>چہرہ عیاران بھڑار و مکاران حیلہ ساد و پیچیدہ باز اس داستان حیرت بیان کو بعد زینت<br/>یوں تحریر فرماتے ہیں شعر متانت شعاران فرخندہ فال کا رقم زد عبارت زکاک خیال نویسن<br/>افراسیاب جادو نے طبل جنگی بجوایا ہی میدان میں سبار ز طبل کی کہ رہا تھا کو کب روشن ضمیر کا<br/>نقص ہو کہ جاکر مقابلہ کروں کہ فحوا سے گرد آؤں سب نے دیکھا شاہداد و ج شوکت عتاب<br/>شکار گاہ جرات و لیاقت کی ناز میدان جلالت شہنشاہی کے ہمت صاحب جاہ و وقار اسد نامہ ار<br/>پشت مرکب باد نقار پر سوار گلگون تاجدار و بہرام یکہ تاز عرصہ کا رزار سواران جنگی ہمراہ بعد<br/>صوت و شوکت نمایان ہوئے افراسیاب جادو نے جو اسد نامہ ار کو اس شوکت و لیاقت<br/>سے آتے ہوئے دیکھا طبل باز گشت بجوا کے بٹ گیا بارگاہ میں اکہر بیٹھا سب مشیر و وزیر<br/>جمع ہیں افراسیاب جادو کہ رہا ہی ای سرداران ہوش رُبا ای ساحران یکتا صاحب خوب گاہ چلوئیں<br/>لشکر طلمس کشاکش تو میں نے سحر و کر دیاد و رہی جسد کا مادہ سرکشی ہیں ان سب کو کوک ٹوک<br/>کے مار دنگا اگر ہوش رُبا مجھے چھوٹا ہی عیش و راحت سے سلطنت نہ کرنے دو نگا اس پر<br/>تو میری بوجہ قابض ہو گا کہ وہ صاحب لوح و مدہ ہی یہ صاحب دیکھنے کے اکیلا اسد غازی علداری<br/>کہ لیکر آج سردار باریکتا ہوں کہ اسد غازی کو خبر ہو بخجائے کہ صاحبقران وغیرہ کا خاتمہ<br/>کہر یا کل خداوند سب کو قتل کرینگے سر اہل سلام لیکر داخل ہوش رُبا ہونگے عیار سردار کوئی باقی<br/>نہیں رہا اسم عظم کو حمزہ کے ایسے مقام پر تمیز کیا کہ جہاں طائر وہم و خیال بھی نہیں ہو بخجائے<br/>میں خوب جانتا ہوں کہ خبرداران لشکر اسد غازی میری بارگاہ میں موجود ہیں ذرا خبر تو پہنچے کلچ<br/>بچے حقیقت میں افراسیاب نے جو یہ پکار کر کہا چند ویرند واسطے خبر کے موجود تھے خبر میں لیکر<br/>بھاگے یہاں لاجپن وغیرہ اسد غازی کو استقبال کرنے کے بارگاہ میں لائے گلگون تاجدار</p> |



شہنشاہ لاجپن سے قدمبوس ہوا دنگل یا قوت نگار طلسمی ہمراہ لایا ہی پایہ چارم تخت لاجپن پر وہ  
 دنگل بچھا تمام شاہزادیاں سرداران نامی گرامی بدیع الزمان و نورالدہر و قاسم و غنفر و صد لاکہ  
 وغیرہ اپنے مقام پر جلوہ فرمایا ہن مرتع و بار تھویر سرداران سے معمور حقیقت میں وہ بارگاہ  
 آسمان جاہ نور علی نور اسد غازی شہنشاہ لاجپن سے قصر مرآت کی باتین کر رہے ہیں  
 شہنشاہ لاجپن ہنسکہ فراتے ہیں حکیم روشن راے کے کربے مرتبے ہیں یقین ہو کہ ترشک بھی کرین  
 حضور نے بڑا مرتبہ پایا کہ ایسے گوہر بے بہا کے منسوب ہوئے حسن جمال میں ملکہ خورشید روشن جمال  
 کا اس طلسم میں کوئی نظیر نہیں ہی جگہ عیار بھی موجود ہیں خواجہ عمرو سے شہنشاہ لاجپن نے کہا ہے  
 شہنشاہ عیاران یقین ہو اب افراسیاب جادو بھاگ کر اسل حاظہ سحر و گند عجا ئب و غرائب  
 میں داخل ہوگا بڑی بدعتیں کریگا اب یہ دریافت کریں کہ یہ تحفہ جات گنبد کیونکر مٹیں خواجہ  
 عمرو نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اسکی تدبیر ہوگی یہ ذکر تھا کہ جرنندہ دیرندہ گہرائے ہوئے اگر حاضر  
 ہوئے دعا و ثنا رجا لاکے عرض کی اے شہر یار آج حضور کی آمد دیکھ کر افراسیاب فریساں واری  
 نہ کی بے لڑے پھڑے پلٹ گیا ناسے تو جا بجا اُسے روانہ کیے ہیں یہ خوب سمجھ چکا ہو کہ حضور پر تیرا  
 مکر لگا پہلوان بلوائے ہیں آپ سے مقابلہ میدان کا زرار میں کر لینگا مگر اسوقت افراسیاب  
 جا دوئے نیا جملہ بیٹھکر دربار میں بیان کیا کہ جس سے خیر خواہان دولت کو انتہا کا انتہا ہی وہ ہیں  
 میں اُسکے خاک کتا ہی میں نے لشکر صاحبقران کا خاتمہ کر دیا خداوند نقاسب کے سرسکہ  
 آتے ہونگے اسم اعظم بھی ایسے مقام پر تیر کیا ہو کہ کسی دین میں مل سکتا یہ کہ تیر خبک میں مصروف  
 ہوا ہو یہ بھی غلام عرض کرتے ہیں کہ فر صر عیار بھی فکر میں نکلی ہو ہر کاروں نے جو یہ خبر بیان کی خواجہ  
 عمرو بقرار ہو گیا اسد غازی و بدیع و نورالدہر و قاسم تلوار میں ٹیک کر اٹھنے لگے کہا ہم بھی  
 جا کر اپنے بزرگوں کی خبر لینگے اگر خدا نخواستہ افراسیاب جادو جا بجا ہو ایک ایک نوکر اسکا گیا ہو  
 اور اُسے اکثر اسم اعظم بند کر لیا خود افراسیاب جادو کے سامنے کیا شکل ہی زبان ہلانے میں  
 انتظام کر سکتا ہو شہنشاہ لاجپن نے کہا اے شہر یار اگر خدا نخواستہ ایسا ہوا بھی تو آپ لوگ یکلوک  
 نہیں ہونے سکتے بحساب فوج بے ہوئے افراسیاب جادو اترتا ہو کسی پہلوان کو واسطے رونے  
 کے بھیج دیتا آپ وہاں تک جا سکیں گے میں خبر منگو تا ہوں بلکہ اگر خبر مفصل معلوم ہو جا سکی تو یہ غلام



ایک اس فکر میں خود جایگا کو کب روشنی پیدا ہوئے کہا ای شہر یا غلام بران کو ساتھ لیکر  
 ابھی جاتا ہوا ہزار شاہ نے کہا ای بادشاہ طلسم لور افشان آپ تکلیف نہ فرمایا میں ہمار کو  
 ساتھ لے کر اپنے کو چشم زون میں پہنچاؤنگا جاتے ہی لشکر لقا کو شکست دینکا پد رنج الزمان نے  
 کہا بھائیو تم سب جانباز و سرفروش ہو صا جقران زبانی مدد سا کرو مئی کو از کمر نیچے آکر لوار  
 کرتے ابالیان طلسم ہزار اسب حاکمان زبرجد نگار و فرود عودینہ و غنظلی آباد و چاہ ماران و ام العبال  
 وغیرہ جان و دل سے خواہش رکھتے ہیں کہ حضور کے ساتھ ہو کر ساحر وین سے لڑیں اگر کسی محرم  
 میں کوئی ساحر آ بھی گیا تو صا جقران رنجیدہ ہوئے اور فرما دیا کہ آپ لوگ ہماری مدد کو نہ آیا  
 لیجیے ہمارے اعتقاد میں فتور پڑتا ہے سب سے زیادہ مخمور و بہار بقیار ہوئی ہیں خواجہ عمر کو  
 منتیں کر رہی ہیں کہ حضور ہو گیا حکم دین کہ جا کر خبر بھی لایا میں کسی ساحر کو افراسیاب ہزار  
 چھوڑ آیا ہوگا اسکی بھی تدبیر کریں خواجہ عمر نے کہا میرا دل نہیں قبول کرتا افراسیاب  
 جھکارتا ہے اگر خدا نخواستہ ایسا امر ہوتا ایک لاکھ چوراسی ہزار سیک پچھ فرزند و شاگرد میرے  
 موجود ہیں جو ہر بن خواجہ نے ہمہ دنیا بت کو خوب نباہا ضرور کیسکو وہ اس طرح روانہ کرتا ہے ذکر  
 تھا کہ خدا کے فضل شادمانی لشکر افراسیاب سے بند ہوئی خواجہ عمر نے کہا دریافت  
 تو کہ و افراسیاب کو کا ایسی خوشی ہوئی برق وغیرہ دوڑے تیرجیل پلٹ کر آئے عرض کی چار لاکھ  
 فوج کی جمعیت سے شہر اذنیل بند مایے ایک پہلوان زبردست آیا ہے وہ لاف و گداز کر رہا ہے  
 کہ حضور طبل جنگی بجوائیں ہر میدان طلسم کشا سے لڑو گا کہتا ہے بے قتل کیسے نہ پلٹوں گا طبل  
 جنگی بھی اس کے نام پر بجوادیا اسد غازی نے فرمایا یار واسکا تر دو کیا غالب و مغلوب پورگا  
 کے اختیار ہی ہمارے لشکر میں بھی بفضل از روی و بتا یسند ربانی طبل جنگی بچے حال لشکر صا جقران  
 مندر خواجہ عمر و نہایت بقترار ہوئے کیچہ دھڑک رہا ہے مگر سوچا کہ اگر میں اپنی پریشانی ظاہر کر دوں  
 ابھی جلمہ سردار کوہ عقیق کا قصد کرینگے طلسم کشا اکیلا رہا بیگا افراسیاب پڑا لوٹ لیکا پھر  
 اس طرح لشکر کا جنوا و شوار ہوگا آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے نثار خاستے میں آکر نوازش  
 طبل کا حکم دیا تیار یاں ہونے لکین تمام لشکر وین میں ہی ہل رہا ہے کہ شہر اذنیل بند پڑا مغرور  
 و متکبر ہو بڑے بڑے پہلوان اس کے ہاتھ سے لڑی گئے خاص فکر طلسم کشا میں آیا خواجہ



عمر و بھی اس بیقرار ہی میں لشکر افراسیاب میں پہونچا دیکھا ساحران غدار لگ بھگ کے زمین پر  
 ساحران میں جنگ کی تیاریاں ہو رہی ہیں بڑے بڑے تاجداران جلیل انتظام لشکر کے پیشرو  
 ہیں خواجہ عمر و نے جا بجا دریافت کیا کچھ حال لشکر صاحبقران کا نہ معلوم ہوا جس سے پوچھا  
 آئے ہیں یہ بیان کیا کہ شہنشاہ یکہ و تنہا گئے تھے اپنی زبان سے فراتے ہیں کہ میں صاحبقران  
 کو قتل کر آیا کسی نے یہ سحر کہ آنکھوں سے نہیں دیکھا ابھی تک خواجہ عمر و لشکر افراسیاب میں رہا  
 کوئی خبر مفصل نہ ملی اور زیادہ خواجہ عمر و کے دل کو انتشار ہوا قلب پر بار غم و الم صاحبقران کے  
 عاشق صادق حقیقت میں وہاں صاحبقران کی سی حال میں مبتلا ہیں عقاب فلک میر کی سو کوئی  
 عقیقت گلزار سیامانی سے ہشکر وسط آسمان میں ٹھہرا ہی افراسیاب تا کید کر گیا ہو کہ اسے عقاب  
 فلک میر ضرور کیسی ہی ضرورت ہونی میں پر نہ جانا جب خداوند سر حمزہ وغیرہ کے کہ ہو شربا  
 میں پہونچ چکے تب ہم تکو بلو لینگے اس میدان میں عقاب فلک میر اسی مقام پر قائم ہے  
 نامہ افراسیاب کا شتاق سامان شربے کباب موجود ہے خواجہ عمر و بخیدہ و کبدہ کوئی خبر  
 مفصل اپنے آقا کی نہ پائی سمت لشکر اسد غازی واپس ہوا لشکر اسلام کی آمد شروع ہو گئی سب  
 بیشتر شاہزادہ بدیع الزمان گرہ لشکر شکن ڈیڑھ لاکھ جوانان صف زدہ کی جماعت میدان کا راز  
 میں اگر ٹھہرے ایک جانب سے غضنفر بن اسد نامہ راسی ہزار قزاقوں سے پہونچا آؤا آئی  
 بوق ترکی کی زمین کا نب ہی ہو ایک جانب سے شاہزادہ ملک قاسم لال خفتان  
 خونریز خا ورسپاہ بصد شوکت و جاہ صف دست راست پر کر قائم ہوئے ایک جانب سے شاہزادہ  
 نور الدہر بن بدیع الزمان مع چند سرداران نامی و فوج ظفر موج آکر قائم ہوئے یہی خیال ہی  
 کہ شدا و فیصل بن جب اسد نامہ ار کو لکارے ہم لوگ جا پڑیں اسد غازی کو اس دیو خصال  
 سے نہ لڑنے دین لشکر افراسیاب جاو میں گھس پڑیں خواجہ عمر و کو جوتی ہوئی بدیع الزمان  
 نے دیکھا یہ تو نہایت سعادت مند ہیں گھوڑے سے گود پڑے خواجہ عمر و کو سلام کیا عرض کی کہ میں  
 عم نامہ ار شب کو کیا خبر و حشت اثر ہر کارون نے سالی آپے غلام کو شب بھر نیند نہ آئی اب اس  
 مقدمہ میں کیا فرماتے ہیں خواجہ عمر و نے کہا ای نور نظر دل کو تو میرے تردد و انتشار ہی اس مقدمہ  
 میں کچھ کہہ نہیں سکتا ایک لفظ انتشار اگر زبان سے نکالوں تمام سرداران نامہ راسی وقت



اپنے کو برسرِ کوہِ عقیق گزرا۔ سلطانی ہو نچا میں سب سے زیادہ کو گب روشن ضمیر کو خیال ہے بروقت جنگ  
 شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر صاحبِ جفران خود تشریف لائے جہانگیر کو زیرِ کر کے لے گئے پس وہ  
 چلتا ہی میں جا کر جانبا دی کروں بارِ احسان سے سیکدوش ہوں بہار و محمود تو  
 عاشقانِ لشکرِ اسلام ہیں ہر چند کہ نور الدہر کو ملکہ مخمور لیکر طلمس ہوش ربا میں آئی مگر وہ سب سے  
 زیادہ بیقرار ہے شب کو کئی مرتبہ میرے پاس آئی اور کہا خواجہ عمر دین بدوئے اطلاع لاجپن جانی  
 ہوں میں نے منع کیا کہ ای ملکہ مخمور چاری راس کے خلاف جانے کا ارادہ نہ کرنا تب وہ رکی  
 لکھ بہار نے روتے روتے صبح کی بادشاہ کے واسطے اشکبار ہو کر کوئی کلمہ زبان سے نکالوں  
 ان مشتاقوں کو کیونکر روکوں دل کتا ہو کہ کوئی سانچہ عظیم گذر پروردگار انکی مدد کرے گاہاں  
 بھی بندر ہوں برس لڑتے لڑتے شروع ہوا اب وقت انجامِ طلمس ہوش ربا ہے ابھی تو  
 غضب ہو جائیگا فتح کی شکست ہو افراسیاب جادو کا بندوبست ہو بدیع الزمان نے سر جھکا لیا  
 آنکھوں میں آنسو بھرائے کیا یک سترہ نقارہ طلای نقرئی بجا سب نے دیکھا اسد نادر  
 یہ فر فریدونی و جہمت جمشیدی نہایت جاہ و جلال سے وارد میدان کارزار ہوئے ایک  
 سمت لشکرِ ساحرانِ بنیماں ملکہ ہمرخ و بہار و سرخ مو وغیرہ تختِ مہ جبین کو گھیرے ہوئے  
 قریب تختِ ملکہ بلقیس و شہنشاہِ لاجپن و ملکہ بادبان و زامہید و گلگون تاجدار و نیک رس  
 وزیرِ عظم کئی ہزار علمائے زنگاری کے بھریرے کھلے ہوئے لشکرِ غیر ساحلانِ عقب میں اسد  
 نادر کے جمع ہوا ابراہیم ابن مالک لندھاوہ بن لندھو و علقمہ بن جمہور و قبیل  
 بن مقبل ان نظامِ لشکرِ ظفر اتر کرتے ہوئے بڑے کر و فر سے وارد میدان کارزار ہوئے ایک  
 جانب سے لشکرِ شہنشاہ کو گب روشن ضمیر شاہزادہ بھر العجبائب و مصر الغراب آگے بڑھے  
 ہوئے بعدہ سپہ سالاری بلور حیار دست و ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ ختر مروارید پر  
 جادو سے آکر ہو نچین ایک سمت ملک جہاندار شاہ و معمار قدرت انکی فوج کا انتظام کرتا  
 ہوا یہ بھی ایک جانب قائم ہوئے اب لندھ لشکرِ افراسیاب جادو شروع ہوئی افراسیاب  
 تخت پر سوار پہلو میں حیرت ماہر خسار گر و چار سو تاجدار شداد فیل بند زنجیر آہنی سے لکر  
 باندھے ہوئے مثل فیل مست جھومتا ہوا پشت پر چار لاکھ سوار پیل فوج کے دل کو دلایا



کالی گھٹا اٹھی ہو مجھوم رہا ہو اپنے سامنے کسی کو موجود نہیں جانتا جب فوجین جم جلیں افراسیاب جادو کے بھی تیور سے آج معلوم ہوتا ہو کہ شداد فیصل بند کی جرات پر نہایت ناز ہو حیرت سے فرار ہے  
ہیں کہ ایسا پہلوان تھا ہے طلسم میں کوئی نہیں ہو شاید اگر حمزہ ہوتا تو اس سے مقابلہ کرتا طلسم کشا  
یہ چارہ لیا لڑنے کا حیرت کہتی ہو اس شہنشاہ خیرانی تھی کہ اسی اسد غازی نے زمہریر جادو  
کو خیر کر پھینک دیا حمزہ ششم فتح ہوا حمزہ ہفتم پر بھی بڑے زور شور سے لڑا آجتک کہیں جرات  
میں اسد نے کمی نہیں کی مرحلہ جات پر بھی بڑی ہوشیاری سے لڑا زور میں بے نظیر عیاری میں  
صاحب تدبیر اہلیان مرحلہ نے کیا کیا تدبیر کی مار اس نوجوان پر پنجہ انکا قابض نہوا قصر مرآت  
تاک کی سیر کر آیا مشہور تھا کہ قصر مرآت میں طلسم کشا بدحواس ہو جائیگا افراسیاب جادو نے  
کہا ہو حیرت دراندازوں نے ہر مقدمہ میں اسد غازی کو ہوشیار کر دیا قصر مرآت کی سیر  
گلگون تاجدار نے کر لی دیکھو پادے تخت بلقیس میں کیسا خوشی خوشی کھڑا ہے حیرت  
نے کہا بعد برسوں کے ان لوگوں نے رہائی پائی جنگے ٹھوڑے انکا ساتھ دیا اب آج انکے  
ساتھ ہیں کسی خوشی کی بات ہو اسد پوری ہوئی اپنے مالک سے سرخوردہ تھے عمر بھر سلطنت  
کی کوئی دوست نہوا چیر دباؤ ڈال گیا دشمنوں کا شریک ہوا آپ کی غیر عدالت نے آپکو مطعون  
کیا یہ ذکر تھا کہ صفین آراستہ ہو جلیں نقیب و کرامیت میدان کارزار سے بڑے شداد فیصل بند  
نے گینڈا صف سے نکالا سامنے تخت افراسیاب کے آیا افراسیاب نے تخت سے اتر کر  
شداد فیصل بند کو گلے سے لگایا کہا ای پہلوان دوران ای رستم زمان میں براسے مدد خداوند تھا  
گیا تھا بختیارک شیطان درگاہ خداوندی پہچین سے ان مسلمانوں کا راز دار ہو اسکا یہ قول ہو کہ کوئی  
بہ جرات مسلمان تو نہ غالب نہیں آیا جسے مکر کیا وہ البتہ ان پر غالب آیا جان بچائی اور اگر کسی نے  
قصد کیا کہ بہ جرات انکا سامنا کرے مارا گیا دلیل ہوں میں نے صرصر شمشیر زن کو بھی اسی نکتہ میں  
روا دیا ہو مکتوب بھی آگاہ کرتا ہوں جس طرح بن بڑے کسی جیسے سے تدبیر سے طلسم کشا کو  
مار لیا اب آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا ہوں اگر تمہارے ہاتھ سے طلسم کشا ارجا نصف  
ہوش ربا کا مکتو حاکم کرونگا ظعن تمہر کون کر سیکے گا یہ خیال نہ کرنا کہ یہ فعل بہادر و نین ناچار ہو ہی  
دھوکا دیکر مار لینا شداد فیصل بند کے تیور پر بل کر گیا کہا اس شہنشاہ طلسم کشا تو ایک معشوق و معشوقہ



اگر میری تلوار کا وارہ کیگا کلا بیان ٹوٹ جائیگی لالت و منات ہی کو بر باد دی منظور ہو تو لاچار  
ورہ ایک غلام میرا طلمس کشاد عزیز داران طلمس کشا پر غالب ہو افراسیاب جادوئے کہا اسکا  
خیال نکلو پسرن حمزہ بڑے قد و قامت کے جوان بنین ہین جرات مین بمثل بنظیر ہین بدیع الزمان  
نے بھی بڑے بڑے کام کیے طلمس خورشید نگار کو فتح کیا بڑے مقامات سخت بڑے مکران سب  
مقامات کو جھیلے ہوئے جنگ دریائے نیل مین شریک ہو کر خورشید روشن ضمیر کو مارا اسکی بھی  
سلطنت بہت بڑی تھی دولون باپ بیٹوں نے ملکر اسکے طلمس کو مٹایا نگاہوں مین انکو حقیر جانو  
جو پہنے کہا اسکا خیال رکھا افراسیاب جادوئے عزمہ دراز تاک شداد فیل بند کو سمجھایا یہ عیا  
نامرد اچھا اچھا کہتا ہوا چلا میدان کارزار مین خوب طرح شوری دکھائی دو گھڑی کامل نیزہ ہلایا  
گینڈا دوڑایا لشکر دن سے صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی جب خوب عرق عرق ہو چکا گینڈے  
کو روک کر کھڑا ہوا لشکر طلمس کشا کو بہ نگاہ تیز ویر تک دیکھا کیا کہ جوانان فیروں رستم صولت  
اسفندیار بہت کھڑے ہوئے جھوم رہے ہین پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان جیکو تمنا  
مرگ کی ہونکے شداد فیل بند کے منہ سے جو یہ کلمہ نکلا بدیع الزمان و نور الدہر و قاسم و غضنفر  
اپنے مقام پر سلاح بٹھانے لگے یہی قصہ تھا کہ ہم جا پڑ مین اسد غازی ہمارے سامنے اس  
دیو خصال سے مقابلہ کرے مگر شداد نے بعد اسکے آواز دی مین سواے طلمس کشا کے  
اور کسیکاشتاق بنین ہون چاہتا ہوں آسمان سپاہ گری کر دن یہ کلمہ سنتے ہی سب جوان رگ  
اور اسد غازی نے مرکب باد زقار کو صف سے نکال مرکب صبا دم بعد جاہ و شمع طرارہ بھر کے  
لشکر ظہر اثر سے نکال تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے جملہ تاجدار پیدل ہوئے اسد نادر کو  
گھیر لیا اسد غازی سامنے تخت ملکہ بلقیس کے آئے ملکہ بلقیس نے تخت رکھو ادیا بے قرار ہو گئیں  
ہاتھ اٹھا کر عادی کہا ایاد و غریبان ای داورس بکیان ماشار اللہ تان ظاہر ہے کہ سطوت  
وصولت رکاب کو بوسہ دے رہی ہی ہوا ماشار اللہ کس شوکت و شان سے اسوقت آپ برابر ہو  
ہین خدا آپکو منظر و منصور کرے یہ رویہ خصال آپ سے کیا مقابلہ کرے گا اتنا براہ خیر خدا ہی عرض  
کیے دیتے ہین کہ ہم افراسیاب جادو کی رگ وریشے سے ماہر ہین بروقت رخصت شداد  
فیل بند سے سرگوشی کرتا تھا یہ تو افراسیاب جادو کی کیا مجال ہو کہ سحر کر سکے ہم لوگوں کی نگاہ



لڑی ہو اسکا ہونٹہ ہٹے ہی جا پڑے گا مگر دند سے اسے ہوشیار رہے گا افراسیاب جانے  
 بہت کچھ سمجھا ہے بھی اسے اسد غازی نے فرمایا دی ملکہ عالم ہماری نگاہ اس مالک و جہان پر  
 رہتی ہو جس کے سب کچھ اختیار میں ہو آپ اجازت دیجیے سحر کا خیال رکھئے اس کے دفعیہ کے لیے  
 بھی لوح طلمسی موجود ہو انشاء اللہ دیکھیں تو کس دھوم سے مقابلہ ہوتا ہے میرے بزرگ پشت  
 پر موجود ہیں میں نے نو برس کے سن سے شروع کیا شہر عجم سے ان اٹھارہ امیر زادوں کو  
 لیکر نکل آیا اسی کم سنی میں تمام باختر کی سیر کی شہر فتح ہوئے زیر قیلول نقارے ہر مقام پر  
 اس حافظ حقیقی نے بجایا اسی نے قنار طلمس ہوش ربا لقب دیا ورنہ طلمس ہوش ربا اسی نے  
 تھی کہ ہمارے ہاتھ سے فتح ہوتی اسکی قوت و توانائی ہو اسکی عنایت سے یہ رعنائی ہے ملکہ  
 بلیقہ لاچین و کوکب و جہاندار سب قریب آگئے سب ہاتھ اٹھا کر دعائیں دین بمشکل  
 اسد غازی کو رخصت میدان کا نذر ملی بدریغ و نور الدہر وقاسم مجھے ہوئے تھے کہ اس  
 پہلوان سے ہم جا کر مقابلہ کرینگے بدریغ وقاسم سے اسد غازی نے کہا آپ ہمارے بزرگ  
 ہیں آبروریزی کا خیال واجب لازم ہو وہ ہمارا نام لیکر پکار چکا ہو اگر نہیں جانتے ہیں بڑا حجاب  
 ہو آپ سب صاحب دعا کریں پروردگار مظفر و منصور کرے گا دامن دعا گل ہائے مراد سے  
 بھرے گا یہ کہکر دوبارہ اسد غازی پشت مرکب پر سوار ہوئے مرکب طراری بھڑتا ہوا وطن میدان  
 گاردار کے چلا گھوڑے نے طرارہ بھرا کلا بیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہی قروغل طار دین میں ہو  
 کہ عجیب رہا ہوا رہی تخت ہوا یہ آج سلیمان سوا ہوہو دیگر مصنف شہید نہ کر بھول گیا ڈھنگ  
 چال کا ہی لوگ کھکشان کی دہانہ ہلال کا - نیرہ شیریشہ صاحبقرانی کا ہاتھ میں اسکو تکان  
 دیتا ہوا پھر ہر مہر پر اڑ رہا ہو صاف ظاہر ہے کہ ہمت اقبال نے ہر مہل دیے سرور اس  
 شہنشاہ عالم کے سایہ کیا شداد فیصل بند نے جو اس شوکت و شان سے ہر بردشت  
 جرات کو آتے ہوئے دیکھا قلب کا نب گیا گردا سپر کا دوش سے لیا ہرے تگا ورجا پڑا اسد  
 غازی سے تگا ورن ہووا بدریغ وقاسم وغیرہ بنگاہ غور دیکھ رہے ہیں اہالیان لشکر  
 افراسیاب جاووسے نگاہیں لڑ رہی ہیں لاچین و کوکب و جہاندار چہرے کو افراسیاب  
 کے دیکھ رہے ہیں کہ اگر سحر کرنے کا قصد کرے ہم لوگ بھی جاہلین و دونوں بھائی سپاہ سالاران



لشکر کو کب بحر العجایب و مہر الفرائب نیچہ ہلالی ہاتھ میں اشیاء کھریے ہوئے اشارے  
 کو کب کے مشتاق کہ ہمارے شہنشاہ کا اشارہ ہو برائے مدد طلسم کشا جا پڑیں اگر دیو ہو تو اس  
 سے بھی لڑیں خواجہ عمر و بھی قریب شہنشاہ کو کب روشن ضمیر کھڑے دیکھ رہے ہیں عیاران  
 لشکر اسلام جالسوز و صرغام و برق و قرآن خوش انجام اتنی جانب نگران ہیں سب نے دیکھا  
 پارخ چھہ قدم گیندا شدا کا اٹھاتین قدم مرکب اسد غازی کا لگا ہیں لڑیں شدا و فیصل بند  
 نے کہا ای جوان تو نے اہالیان ہوش ربا کو نامرد جان لیا حربہ کہ حوصلہ دل کا نکالے یہ بجز عیب  
 لات و مناسبت ہی یہ نیزہ اگر ہاڑ پر ماروں دل کوہ کو توڑ کر نکلیاے تیغہ برق تاب سی غل خنار  
 قلم کروں قوت اگر دکھاؤں پہاڑ کو اس دست از بدست پیر اٹھاؤں اسد اس لاف و گلاں پر  
 شدا و فیصل بند کے ہنسے فرمایا یادہ گوی موقوف کر یہ تن و توش دیکھنے کا ہر جب شیران دشت  
 نیر کی تلوار کچے گی بھگتا نظر آئیگا پر دے میں جھلم کے منہ چھپائے گا تو حربہ کہ جب نیر حرب  
 سے پروردگار بجائیگا تب ہم بھی حربہ کر نیلے پیش قدمی کرنا ہمارا دستور نہیں ہے یہ سُکر شدا  
 فیصل بند مثل ابرگر جائزہ لکان دیکر مارا اسد غازی نے نیرے کو نیرے کی سنان پر  
 روکا نیزہ چنے لگا دونوں لشکر نگران ہیں اسد غازی بڑی دھوم سے لڑ رہا ہی سنان پر  
 نیزہ مثل ستارہ سہری چمک جاتے ہیں ہر مرتبہ شدا و فیصل بند کو ٹوکتا جاتا ہی او پہلو ان ہوشیار  
 جم کر لڑنگا لڑی رہے دیکھ نیزہ تیرا نکلا جاتا ہی یہ کہ کہ نیزہ شدا و فیصل بند کا گا اٹھا مرکب اڑایا  
 نیزہ ہاتھ سے شدا و فیصل بند کے نکلا قزاقان اسد غازی نے بسمان اللہ کہہ کر غریب  
 کیا گھوڑے چکائے بدیع الزمان اپنے مقام پر اچھل پڑے قاسم بھی تعریفین کرنے لگے  
 شدا و فیصل بند غرق خجالت میں غرق ہوا جوڑے تیغہ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ظاہر ہوتا تھا کہ زور و مصیبت  
 غار سے بل کر کے نکلا خبردار کہہ ہاتھ مارا اسد غازی نے سپر کو اٹھا دیا شدا و فیصل بند انتہا  
 کا جوان طاقت دار ہو سپر کٹی سپر کو کاٹ کر تیغہ شدا و فیصل بند سپر پہنل فسر کے گرے خود  
 بھی کٹا اوچھا سا زخم سپر اسد غازی کے آیا بے تعجب داستانہ مارا تیغہ تو اسکا نکل گیا قطرات  
 خون جہرہ بینظیر سپر پڑے معات ثابت ہوتا تھا کہ ہاتھ ابان پر وہ شفقت میں نہان ہوا زخم کھاتے  
 ہی اسد غازی کے تیور پر بل پڑے جھٹھ شیر زخم کھا کر بچھڑتا ہو مرکب کو سمیٹ کر کیا ابروی خدار



اسی نیچے صفحہ میں اُسے تیغہ نوافشانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا نعرہ شیرانہ کہہ کے بھدھوت  
 و شوکت ہاتھ مارا ہر چند کہ شدا دیل بند مثل دیو کے ہوشیر کے نعرے سے قلب کا نپ گیا آئینہ شیر  
 میں جلوہ عروس مرگ دکھائی دیا یقین کامل ہوا کہ یہ تیغہ برق تاب جو تیرپ کر گئے گا نرسن حیات  
 کو جلا کر خاک سیاہ کر دیگا انیسب ششیر سے گینڈے سے کو پڑا تیغہ نوافشانی جھک کر گرا گینڈے  
 کے دو ٹکڑے کیے لشکر دن میں غریو بلند ہوا شدا دیل بند کو جو اسد غازی نے پیدل دیکھا  
 اتفاقاً سے جرات سے نہ گوارا ہوا کہ دوسرا ہاتھ ماروں گھوڑے سے کود پڑا شدا دیل بند  
 کی جان پر بنی کینا افراسیاب جاو کا یاد آیا خوب یقین کامل ہوا کہ اس شیر کے ہاتھ  
 سے زندہ نہ بچو گنگا گھر کر پکار اٹھا ای طلمس کشا اپنے ساتھ وادوں کو منع کر مجھے اکیلے پر  
 سب جوان آتے ہیں اسد غازی نے غصے میں ہاتھ تلوار کا روکا سمجھے کہ میری محبت میں  
 ماموں جان آگئے ہونگے تیغہ پھیر کر فرمایا خبردار کوئی میرے قریب نہ آئے آپ لوگ میری حفاظت  
 جانتے ہیں اسد غازی نے تو اپنی پشت پر کسی کو نہ پایا شدا دیل بند نے جو دیکھا اسد غازی  
 نے سمجھ پھر انارو کا یہی مدعا ہے دلی تھا پشت پر سے ہاتھ مارا اوچھا زخم تو سر پر اسد غازی کے  
 اچکا تھا زخم سر جو پارہ ہوا اسد غازی لڑکھڑکے کر بدیع و نور الدہر و قاسم و غضنفر  
 بیتاب ہو گئے ان سب جوانوں نے پودھے پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ چار پیرین میدان کارزار سے  
 بعد ہی شدا دیل بند نے جب دیکھا کہ اسد غازی لڑکھڑکے کر ایہیچھا چلا کہ دوسرا ہاتھ ماروں  
 سر کاٹ لوں اسوقت لشکر دن میں غریو ہو ہر شخص سی میں پریشان ہو کہ جب تک ہم ہو نچنگے وار  
 اس نامر و کا چل جائیگا نعرے سب بہادر وں نے بیان سے کیے آوازیں دین اور گھٹنے کیا کرتا ہوں  
 بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا نور الدہر نے بھی لشکار قاسم نے بھی شیرانہ آواز دی غضنفر نے  
 بوق ترک کی بجایا جبین یہ آواز تھی ای قزاقان تیر بند یہ نامر و بچنے نہ پائے خواجہ عمر و سرپٹ رہا کہ  
 ایک درہ کوہ قریب تھا سردار تو نعرہ کر کے چلے تھے کہ جا کر اپنا سینہ سپر کر دیں اسد نامدار زمین پر  
 گر چکا ہو وارو کئے کے بھی لایق نہیں ہو کیا ایک درہ کوہ سے کڑا کے کی تم مرگب کی صدا بلند  
 ہوئی دیکھا سب نے نقابدار بادلوں پر ہوش بھدجوش و خروش مثل برق چندہ گھوڑے کو اڑاتا  
 ہوا نعرے پر نعرہ کر رہا ہی اسد دیل بند نامر و اگر اسد غازی کا موئے جسم سیلا ہوا قوم تاکے



تیری شاد و نگاہ سب نے دیکھا کہ نقاب چہرہ بے نظیر تر تاج سمرقند میں برکتیسا ہوا محل و یا قوت نصب  
گھوڑے کو کڑا کر تیا ہوا اس جلدی میں آیا کہ بدیع الزمان وغیرہ دیکھنے کے دیکھتے ہی گئے نقابدار بادل  
پوش قریب پہنچ گیا پاس اسد غازی کے آکر گھوڑے سے کود پڑا اسد غازی کو پشت پر  
لیا سینہ پناہ پر کر دیا شداد فیصل بند تغیر رہا کہ چکا تھا نقابدار بادل پوش نے سر اگے کر دیا  
تاج نقابدار کا کٹا بھد سطوت و شوکت کلائی پر شداد فیصل بند کر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مارا ملو  
چھین کر پھینک دی شداد صاحب بیدار نقابدار بادل پوش سے پٹ گیا افراسیاب جادو  
بھی دیکھ رہا ہوا دھڑ سے شہنشاہ لاجین وغیرہ کی بھی نگاہ پڑ رہی ہر سب نے دیکھا جسے ہی  
نقابدار بادل پوش سے شداد فیصل بند پٹ پڑا نقابدار بادل پوش نے کلائی تھام کر ایک  
طاغیہ مارا تڑاتے کی آواز ہوئی شداد فیصل بند کا منہ کھل گیا نقابدار بادل پوش طاغیہ مار کر پٹ  
بڑا دستی بہ زبردستی چھینچی شداد فیصل بند کو کولے پر لا کر کے دے مارا یہ تو بھیا زمین پر گر آکاں  
جو پہنچی تاج سر سے نقابدار بادل پوش کے زمین پر گر آکر نقابدار ہر خسار سے ہٹا یہ ثابت ہوا کہ  
مہر شفاں کہ ابر سے نکل آیا تمام میدان نوزانی و سور ہو گیا دیکھنے والے حیران حلال محمدیاد ہو  
سکی نگاہ اسی جانب لگی ہوئی اسی بدیع الزمان و نورالدین و قاسم و غضنفر نے تو نہ پہچا ناخواجہ  
عمر و دھتر قران خوب پہچانتے ہیں بیقرار ہو کر پکار اٹھے یہ تو شاہزادہ قباد و شہریار و نوزنگاہ  
حمزہ نامدار نیزہ نوشیروان عالی و قارہن اتنے عرصے میں قباد نے شداد فیصل بند کی بھائی پر  
چڑھ کر سر پھینچ کر طرف افراسیاب دو کپھینکا چونکہ نقاب چہرے انور سے اٹھ چکی تھی جس جرات

|                               |                                                            |                         |
|-------------------------------|------------------------------------------------------------|-------------------------|
| مین غرہ کیا لغو قباد و شہریار | نعم شاہ شاہان فرید و جشم                                   | بہار گلستان کا دوسرے جم |
| جزا غ شہستان صاحب قران        | نور زہدہ تاج و تخت کیان                                    | یل صف شکن صاحب عز و جاہ |
| شہنشاہ اسلام و عالم پناہ      | نعرہ شہنشاہی کی صدا میدان میں گونجی نخل تھہرائے طائر درخون |                         |

سے اڑے اکثر پہلو انون کو غشا گئے شداد فیصل بند کو مار کر چھینے لگے مین پشت مرکب پر سوار ہو کر  
نکھیاؤں افراسیاب جادو ذکر تو ہر کاردن کی زبانی سنایا تھا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو عجائب  
جادو لائی ہو انکا قباد و شہریار نام چہرہ ماہ تمام شہنشاہ حسینان مشہور ہیں عارض انور پر توجہ راغ  
طور ہیں خواجہ عمر و کے پکارنے سے یقین کمال ہوا کہ یہی جوان ہی غصے میں آکر چند دنے ناش کے



پھینکے قباد شہر یار نے ایک پانوں رکاب میں رکھا تھا سحر جو افراسیاب جادو کا ہوا گھوڑے نے  
 بد لگامی کی سامنے سے بھاگا قباد شہر یار سحر افراسیاب جادو سے زمین پر گرے قحطی جو گلے میں تھی  
 ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی زمین نے پانوں تھام لیے سرداروں نے دوڑ کر اسد غازی کو اٹھایا  
 اسد نامدار نے بھی میسرہ دیکھا کہ میری مدد کو قباد شہر یار آئے آج نقاب چہرے سے اٹھ گئی  
 سحر سے افراسیاب جادو کے زمین پر گرے بیکار ہو کر شہنشاہ کو کب سے آنکھ ملائی فرمایا  
 ہمارے شہنشاہ کو بچانا افراسیاب جادو سحر کر کے خود بڑھا کہ میں جا کر اس صاحب کار کا سر  
 کاٹ لون ہاتھ پانوں تو انکے بیکار ہیں انکا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہو اپنے مقام سے سحر کرنا ہوا  
 بڑھا شہنشاہ کو کب نے بے اختیار ہو کر آزدی یا دلینا شاہزادہ سحر العجایب بہت خوب کلمہ  
 بڑھا یہ خیال ہوا کہ ایسا ہوا افراسیاب جادو قریب پہونچ جائے شہر یار پر وار کرے دور سے  
 ایک گولا افراسیاب جادو پر مارا وہ گولا سینے پر افراسیاب جادو کو بڑا سینے کو توڑ کر پار تو نگذرا  
 اندھیرا چھا گیا افراسیاب جادو اس تاریکی کو دفع کرنے لگا ادھر سے سحر العجایب گولا مار کر  
 بڑھا کیا ایک آسمان سے کچھ برق کا اگر قباد شہر یار کے جسم میں وہ برق پلٹ گئی طرف آسمان  
 کے بلند ہوئی خواجہ عمرو کے منہ سے نکل گیا اسی سحر العجایب کوئی ہمارے شہنشاہ کو پلے  
 جاتا ہوا افراسیاب جادو نے کسی ساحر کو لگا رکھا تھا اسی فرزند یہ جانے نہ پائے سحر العجایب یہ کلمہ  
 اڑا کہ میں ابھی لاتا ہوں اور فرہ کیا کہ اوجانے والے اگر مرد ہو تو ٹھہرا وہ برق اتنی جلدی تڑپی کہ  
 آسمان میں دُوب گئی سحر العجایب تلاش کرتا ہوا چلا ستارہ بنکر دُوب گیا براہِ مکشان فلک کے  
 بلند ہوا چہار جانب سے سر اٹھا کر دیکھنے لگا کبھی سو کوں راستہ مشرق کا طو کیا کبھی مغرب میں گیا  
 کبھی جنوب کبھی شمال ایک طرف جو نگاہ اٹھا کے دیکھا وسط آسمان میں ایک ابر تیرہ واپ چھا ہوا ہے  
 اس ابر سے برق چمک رہی ہے سحر العجایب سوچا کوئی برق بنکر گرا تھا اس مقام پر اگر چھپا ہے  
 سحر العجایب اس خیال سے گولا سحر کا تیار کر کے طرف ابر کے جلا د کلمہ داستان حیرت بیان  
 شکر صاحب قرآن کے ذکر ہوتے ہیں یہ تو ملحوظ رہے کہ شاہزادہ سحر العجایب گولا سحر کا تیار کیے ہوئے  
 طرف ابر سیاہ کے جاتا ہوا بیان نو لاد آتش ریز جادو قبر سامری کو افراسیاب جادو چھوڑ گیا  
 تھا اٹھ دن سب سرداروں کو تڑپتے تڑپتے گزرے اسی قصہ دوین صاحب قرآن بھی بند ہیں عظم



بند ہونے سے نہایت درد مند ہیں اٹھوین دن یہاں تو سب سردار بیہوش ہوئے زمرہ باہر  
 بعد کبر و نخوت اپنے مقام سے اٹھ تخت نخوت پر سوار ہوا تاج نخوت سر پر رکھا فولاد آتش ریز  
 سے کہا ای بندہ خالص لخالص ہی افراسیاب جاؤ کہ گیا تھا اب چلکہ سب کو قتل کرو دھوین  
 کے قصر میں دروازہ بناؤ فولاد آتش ریز بارہ ہزار ساحر و ن کو لے کر بڑھا گولا دیا ہوا افراسیاب  
 کا قہر و دیر مرد و ن مارا دھوین کے مکان میں ایک دروازہ کھان ظاہر ہوا اسے ملا زمان تھا  
 سے آواز دی اہل سلام کو قتل کرو بلا تکلف سب کے سر کاٹ لو تمام کو یہاں پُرد غالت  
 پرستان بالی ظلم و جفا تلواریں پھینک کر پجاریوں پر جا بڑے سب کے ہاتھ پاؤں بیکار ہیں حسرت  
 و یاس سے قتل کرنا شروع کیا آج خداوند نقاب بھی تلوار چمکاتے پھرتے ہیں ہر مرتبہ آواز دیتے  
 ہیں بندگان میں دیدی قدرت و قدرت دیر گیر صاحب تدبیر ہیں آج دریائے قہر حسد و نندی  
 جوش میں ہے سب دشمنوں کو قتل کر دو ملک باختر پر چلیئے فولاد آتش ریز کو شیر قدرت  
 لقب دیکھ قیطولات پر بیٹھ کر تقدیرات رنگازنگ کر نیگی جو قدرت کی محبت میں رہے ہیں  
 سب کے چلے بنا کر روح چھو نکین گے بختیار کتا ہی یا خداوند بست خوشی نہ کیجے ایسا نہ تو قتل  
 پلٹ جائے اب مسلمانوں پر انتہا کا وقت سخت ہو غیب سے مدد ہو اچا ہتی ہی ہمیشہ یہی دیکھا  
 وقت انجام آیا کوئی صورت ایسی پیدا ہوئی کہ مسلمانوں کی بلا ہم لوگوں پر آگئی جو آج سحر  
 گزار ہو ایسا کبھی نہیں گذرا جلد قتل کرو فولاد سحر کر رہا ہو ملا دمان لقا آمادہ بدعت جو ملا دمان جگر  
 ہوشیار ہیں یعنی انکو بھی غش نہیں آیا جب دیکھتے ہیں کہ فرزدان ہما جقران کو کوہی قتل  
 کرتے آتے ہیں یہ جوانان صف شکن اپنے آقا زادوں کو بچاتے سینہ سپر کرتے ہیں ملک حلال  
 پر مرتے ہیں اسوقت لشکر اسلام میں ایک غلو ہو ناموس کی بھڑار ہو کر دعائیں حسرت میں بلکتے  
 گی صدائیں کینرین فریاد کرتی ہیں غلامان شرمنا ہی آفت دینا ہو ہما جقران کو اگر سب نے  
 گھیر لیا ہما جقران پشت اشقر پر خاموش بیٹھے ہیں سحر میں افراسیاب جاؤ کے تسلط کر لیں  
 گلے میں بنیں ہو اسم اعظم فراموش بیہوشی کا ہوش نگاہ حسرت سے چہرہ جانب دیکھتے ہیں کوہیوں  
 نے خون کے دریا بہا دیئے ہزاروں جیٹا قتل ہوئے اس حال پر ملا دمان ہما جقران نے بے نگاہ  
 یاس طر آسمان کے دیکھا زبان میں تو لکنت ہو دل پر سحر کی ہیبت اشا رسے کر رہے ہیں



ای بے نیازی کار ساز بدعت سے ان جیادون کی بجائے اسوقت بیکسی میں سوائے تیرے کون میں  
 ودوگا رہی تہ تشار وغفار ہو بیتاب ہو کر جو صاحبقران نے اشاروں سے دعا کی سب نے آمین  
 کی سحر العجائب گولا سحر کا لیکر چھپٹا اسی ابرسیاہ پر مارا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اندر ابر کے دیکھا  
 ایک جادوگر کہ فیض سیاہ روتیرہ درون شرب کباب تخت پر رکھا ہے اسی تخت پر ایک شیشہ  
 اس میں ایک طاہر پھرک رہا ہے سحر العجائب سمجھا اس جادوگر نے اس شہر یار کو کہ میں چھپا دیا  
 آپ حرم مزادہ بیان آ کر بیٹھا ڈانٹا کہ انا مرد یہاں آ کر چھپا ہی نیم ملازم شہنشاہ کو کب روئے شہنشاہ  
 ناظرین والا مقام کو یاد ہوگا کہ افراسیاب جادو نے عقاب فلک سیر جادو کو شیشہ اسم  
 اعظم دیکر کہا تھا کہ وسط آسمان سے زمین پر نہ اترنا عقاب فلک سیر نے آٹھ روز  
 ٹرپ ٹرپ کے کالے سحر العجائب مرد سپاہی خواجہ محمود سے کہہ کر چلا تھا کہ خالی نہ پلٹو نگاہ تیرے  
 برق مثال کھینچ کر جا پڑا یہی کہے جاتا ہے تو نے شہر یار کو کیا کیا آج تھکو تو قتل کروں جہان ان کو  
 چھپایا ہوگا ہوش آجایگا خوب میدان کارزار سے بھاگا عقاب فلک سیر ان باتوں کو  
 نہیں سمجھا بل کہ کے جا پڑا اسی العجائب بر گولا مارا اسے گولا کاٹا اپنے سحر کا گولا جھولی سے نکالا  
 ابر کو ٹکڑے ٹکڑے کر چکا ہو دو چار گولے آپس میں چلے عقاب فلک سیر نے اپنے  
 سحر کے زور میں تلوار کھینچی سحر العجائب نے سحر کر کے تیغ اس ملعون کا کند کر دیا کئی مرتبہ  
 اس نے ہاتھ مارے پشت و پہلو پر سحر العجائب کے تلوار میں برین تلوار نے کچھ تاثیر نہ کی سحر  
 دفع کر کے تیغ کھینچ کر جا پڑا خبر وار خبر وار کہہ کر ہاتھ مارا عقاب فلک سیر زیب سحر العجائب  
 سے کانپا جا ہا مکمل جادون سحر العجائب نے بھی ہتھار سحر کر دیا ہے عقاب فلک سیر  
 مکمل نہ سکا قریب پہونچ کر ہاتھ تلوار کا مارا عقاب فلک سیر نے چاہا لپٹ پڑو نہ تلوار چھین  
 سحر العجائب جبری صفت شکن صاحب قوت و طاقت سحر سے بھی غالب آیا اٹھا کے  
 دے مارا غصہ میں چیر کر پھینک دیا عقاب فلک سیر کامرنا شیشہ ٹوٹا اسم اعظم  
 صاحبقران چھوٹا سحر العجائب نے عقاب فلک سیر کا سر کاٹ کر دال میں باندھا طرف  
 لشکر کو کب کے جلا دل سے یہی کہتا تھا ننیں معلوم اس بیجا نے اس شہر یار کو کہاں پھینک دیا  
 طلسم کشائے حجاب ہوگا گرین مجبور دلا چار ہون دشمن کا تو سر لیکر چلا ہون رواروی کر اہوا



جاتا ہی بیان گرد صاحبقران ساحر و ن کا ہجوم تھا خود بخود ہوش آیا زبان کی لکنت موقوف ہوئی  
اسم اعظم آواز بلند ہوا سحر و ن کا باطل ہونے لگا اشقر دیوزاد طرارہ بھر کے بڑھا مقبل  
وفادار قریب مقاصد صاحبقران نے فرمایا اے مقبل تھو پانی کسی طرف میں لاؤ میں اسم اعظم  
دم کر دوں جہاں جہاں پانی پہونے کا تاثر سحر و ن کی مقبل نے پانی صاحبقران کے قریب پہونچا  
امیر نے اسم اعظم پڑھ کر دستک دی مقبل نے شیشے کا پانی جا بجا چھڑکا سحر و ن کا ہوش  
کا باطل ہونے لگا امیر باوا اسم اعظم پڑھتے ہوئے فولاد آتش ریزہ پر جا پڑا اسنے  
جو صاحبقران نے ان کو آتے ہوئے دیکھا گھبرا گیا جی میں کہتا ہوں یہ کیا باعث ہوا اسم اعظم حمزہ  
کا شہنشاہ نے بند کیا تھا شاید کچھ ساحر براے مدد حمزہ آگئے اسم سحر ٹپھتا ہوا پڑھا کئی سحر  
کیے صاحبقران پرتاثر نہ ہوئے جس راہ سے صاحبقران زمان نکلتے ہیں برکت اسم اعظم  
سے علم شاہ دکنہ صوبہ بھی اپنے مقام سے اٹھے ہوش درست ہوئے چالاک و حست ہوئے  
جواٹھا لشکر لقا پر نہ کر کے جا پڑا صاحبقران نے لڑکر اپنے کو قریب فولاد آتش ریزہ  
پہونچایا اسنے گھبرا گھبرا کے سحر کیے کج تاثر نہ ہوئی تیغہ برق مثال کرتے نکالا خبردار خبردار  
ہاتھ مارا صاحبقران نے ان کے اسم اعظم پڑھ کر تیغہ عقرب سیلانی کو سامنے کر دیا سحر  
اس بیجا کا باطل ہوا لکار کر آواز دی ضرب مردان عالم روک اسنے پسر سحر چہرے کی پناہ  
کی جانتا تھا یہ سپر نہ کئے گی تیغہ عقرب ٹپ کر گرا پسر کے دو ٹکڑے ہوئے وہاں سے سر پر  
گر اسر اسر اس خود سر کا سر کاٹا مع مرکب چار برکاتے ہوئے آواز آئی کشتی مر نام من فولاد  
آتش ریزہ بود ساحر ان ہوش ربا لاشہ فولاد آتش ریزہ کا لیکر بھاگے لشکر لقا اسید فتح میں  
آج لڑتے ہوئے اپنی حد سے بڑھ آئے ہیں سرداران نامی نے جو سحر ساحر ان سے مہلت پائی  
تلوار میں پیچھین کر لشکر لقا پر جا پڑے صاحبقران نے ان کو بھی انتہا کا ملال ہوا مگر ارشاد  
فرماتے ہیں کہ افراسیاب جادو و شیشہ اسم اعظم کا ہوش ربا میں لیگیا تھا ہمارے بار  
وفادار عمر و نامدار نے کچھ کام کیا اسی نے وہاں شیشہ میں وقت پر توڑا آج اہالیان لشکر  
لقا نکلنے نہ پائیں جمہور و فرامرز کو حکم ہوا کہ تم لوگ لڑتے ہوئے اپنے کو تباہ دربارغ مینا  
پہونچاؤ کہ یہ مکینبہ بھاگ کر بارغ مینا میں نہ جائے بلکہ جمہور و فرامرز فوج میں جنگی ساتھ



لے کر لڑتے ہوئے خندق پر بارغینا کے جا کے ٹھہرے جس ملازم لقمانے اس طرف کا رخ کیا  
 گھیر کر اسکو مارا بارغینا میں کوئی جانے نہیں پایا سلیمان غبرین موے کو ہی ہیشہ سے  
 اسکو دعوے تھا کہ صا جعفران سے مقابلہ کروں آج کو ہیوں کو تر غیب دے رہا ہی ناصر  
 کو ہی جو غور کو ہی سپہ سالاران سلیمان غبرین موے کو ہی بھی فوجوں کو تر غیب دے رہے  
 ہیں شجاعان باختری تو نام سے اہل اسلام کے بھاگتے ہیں دور ہی سے لینا لینا کہ رہے ہیں  
 کو ہی جگر لڑے چونکہ سلیمان سر پران سب کے موجود ہی تشریف لے کر آیا ہوا جاتا ہوا شان پہلوانی  
 دکھاتا ہوا کو ہی بھی لڑ رہے ہیں استادان سخورد نے تحریر کیا ہوا کہ یہ لڑائی صبح سے شروع  
 ہوئی دن بھر لڑتے لڑتے گزرا پر وہ شب بھی حائل ہوا کافرون کا یہ وقت رہا اہل اسلام  
 اسی طرح آدہ حرب و بیکار ہیں ہر ایک کا ہی قصہ کہ تھا کو شکست دین یا گرفت کر لین اگر  
 بھاگے لڑتے بھڑتے تاہ طلمس ہوش ربا ہو چکے اس لڑائی میں چند ساحران فولاد گرفتار  
 بھی ہوئے انھوں نے یہ بھی کہا کہ انتظام ہفت در بند شکست ہو چکا ہو اگر آپ لڑ کر بھڑتی  
 ہو کر جانیں سب ابالیان در بند قتل ہو چکے ہیں ایک ساحریات لاکھ فوج سے دیان میں  
 فروکش ہو موسوم بہ کلنگ لشخوار وہ البتہ روکے گا تھا کو بھی دامن پناہ دیگا سب  
 سرداروں کے دل میں ولولے بھرے ہیں یہ خبر سنی کہ بدیع الزمان نے طلسم خورشید نگار  
 فتح کیا نور اللہ سردار عالی طلسم خورشید نگار میں لڑے قاسم نے طلسم نگار میں فتح کیا یہ  
 سب شیر عین وقت پر دریائے نیل میں جا کر اسد غازی کے شریک ہوئے اب بخیر دعاغت  
 طلمس ہوش ربا میں موجود ہیں سب سے زیادہ بادشاہ حماد کہ وکاش کر رہے ہیں فرات میں  
 یہ مدد دیا رجا دور کی ہوگی اسی نے شیشہ اسم عظم کا توڑا ہر سیاہ اسد غازی میں ایسی لیاقت  
 اسکو ہر خدا و ہائیک پہونچائے لکھا ہو کہ تین شبانہ روز میان جنگ ہی لقمانیل صید خالف  
 چھاگتا پھر ہوا گوشہ دعاغت نہیں ملتا بارغینا کا راستہ بند کیا جیتا کہ تو بڑا منظم ہو اسنے دیکھا  
 یہ لڑائی بیٹھ بٹھ بٹھ گئی آج اسکا انجام بد ہو ضیغم خون آشام سے بارگاہ گیتی نالہ دانو خزانے  
 اٹھواؤ لڑتے بھڑتے محل جاوورہ راہ میں آجے داہ بھی ممکن نہوگا آج شکست قاش ہے  
 اہل اسلام کو ہوش ربا میں پہونچنے کی تلاش ہو اپنے انتظام سے غافل رہو ضیغم خون آشام



انکال خون آشام و ریخون صحنوں نے فوراً اٹا لایا گاہ گیتی ناکا لدوایا خزانہ  
 پر قبضہ کیا سلیمان عنبرین موے کو ہی لٹتا ہوا سامنے صاحبقران کے پہونچیا  
 صاحبقران زمان لڑتے پھرتے مست ہو گئے ہیں قلب فوج کو بیان میں پہونچے مالک  
 لندھوور علم شاہ پہلو بہ پہلو لڑتے ہوئے چلے آتے ہیں جو پہلوان صفت سے بڑھا ہوا تھا لڑنے کا  
 دریائے جرات کے غرق دریاے قضا ہوا صد ہا لاشے تڑپ رہے ہیں صاحبقران زمان  
 لڑتے ہوئے جاتے ہیں تیز و عقرب کا قبضہ ہاتھ میں جما ہوا خود حضرت ہو وٹھر پیرہ زہ داودی  
 زیب جسم مصروف جنگ جدل زہ کے خانے خون سے معمور چہرہ مثل آنتاب روشن  
 سرداران قوی بازو زندان نامور زینت پہلو چہا رجا نب جنگ کر رہے ہیں سلیمان  
 عنبرین موے کو ہی دور سے دیکھ رہا ہے کہ حضور نے پہلوانان کو ہستان کا ستھرا کر دیا  
 بڑے بڑے پہلوانان زبردست مارے گئے نافرناغ چشم خرس دندان لندھوورین بھلان  
 پر جا پڑا پشت سے ہاتھ مارا سر لندھوور زخمی ہوا لندھوور نے پلٹ کر غصے میں گہر زد دوستی  
 مار دیا ناکھ سپر اٹھا کے رکھا گیند او حاضر ثابت نہوتے غصہ کو بڑھ کر مالک لڑنے پر زبانہ  
 نیزہ مارا سینے کو اسکے ٹوڑ کر پار گذر مالک نے کہہ دیکر اٹھایا چھڑکے نیزے کی مثل ناگنی کے  
 یکایک رہی ہو اٹھ کر مارا اتھوان اسکے چور چور سلیمان نے جو یہ بدعت دیکھی بڑھ کر پہلے مالک  
 کو زخمی کیا طرف علم شاہ کے چلا تھا کہ صاحبقران نے نعرہ کیا او غرور او مہر کمان جاسا ہے  
 ہمسے آنکھ چار کر مردان عالم پر وار کر سلیمان عنبرین موے کو ہی غصے میں تھا جا پڑا دونوں  
 سردار قوت بازو زینت پہلو مارے گئے آنکھوں کے نیچے اندھیرا سب سے زیادہ لقا پر  
 غصہ ہے کہ خداوند آج بھی کوئی تقدیر تو فعل نہیں کرتے بھاگے بھاگے پھرتے ہیں کبھی ہنٹھ کے  
 بھل گرتے ہیں یہی فراتے ہیں من چہ تقدیر کر دم بختیار کہتا ہے تمھاری تقدیر میں آگ لگے  
 اب تقدیر سے گمیز کیجیے سلیمان عنبرین موے کو ہی سے اور صاحبقران سے تلوار چلی گئی  
 جھک جھک کے ہاتھ مار رہا ہے برس پڑا صاحبقران کو مہلت نہیں لینے دیتا ایک مقام صاحبقران  
 نے گروا سپر اٹھایا جیسے ہی سلیمان عنبرین موے کو ہی نے ہاتھ مارا سپر کو گردش می علی بند  
 پر پشت پر پہونچا پنجہ ملی خورشید ناتواز کر کے کھائی پر ہاتھ ڈال دیا شیراز کہتا ہمارا تلوار چھین کر



اس خود سر کی بھینک دی کہ میں ہاتھ دیکر نہ کیا قاش زین سے سلیمان عین بن موے کو ہی  
 کوہ پیکر کو اٹھا یا چرخ دیکر طرف آسمان کے بھینکا اترتے وقت تیرہ عقرب سلیمانی سے چورنگ  
 ہوا ہی کیا کوہیوں کے رنگ کٹ گئے علم شاہ نے بڑھ کر علم فوج کو قلم کیا یہ نشان شکست  
 تھا کوہیوں نے بھاگنے کا بندوبست تھا بادشاہ جم جاہ لڑتے بھڑتے قریب تخت لقا پہنچے  
 تھے بختارک نے لقا کو دو تھہر پار اکھایا خداوند بھاگے سلیمان عین بن موے کو ہی  
 مارا گیا آپ نے تقدیر مضبوط کی ایک ایک کے دو دو ہو گئے اب کوہستان میں نہیں  
 ٹھہر سکے اندھے کی سی لاشیں تھی اسپر زوال آیا اب بھاگے نہیں معلوم افراسیاب جاو  
 یر کیا گذری اسے تو بڑا انتظام کیا تھا کہ اسم اعظم صاحب قرانی زمین پر سے آسمان پر فرشتوں  
 جا کر شیشہ توڑا ایسے صاحبان اقبال سے کون لڑ سکتا ہے ایسا نہ تو تلو گرفتار کر لین بڑی  
 دلت سے ملو قتل کر نیگے سب سردار جلے ہوئے ہیں آج تو ساحر و ن کے ہاتھ سے بہتان  
 مارے گئے خون کا بھی وہ لوگ بدالین گئے بچھا بچھوڑے لقا نے بھی دیکھا کہ بادشاہ جم جاہ  
 شیرانہ نہنگانہ صفوں کو درہم و برہم کرتے ہوئے آتے ہیں سات سو تاجدار بڑے زور و شور  
 لڑ رہے ہیں بڑے بڑے الٹ پلٹ کر دیے کوہ و دشت لاشہ ہائے کوہیان سے بھریے اس  
 جرات و شوکت شہنشاہ کو دیکھ لقا گھبرا یا سمجھا کہ آج گرفتار ہو جاؤں گا تخت سے کوہ کر ایک  
 گینڈے پر سوار ہوا اب تھانے فرار پر قرار کیا سنبالی باختری مشتری حصار می دور سے  
 دیکھ رہے تھے بلکہ اسی کے مشتاق تھے کہ خداوند چلین تو ہم بھی نکل جائیں یہ بہت احتیاط سے  
 لڑے ہیں زخم بھی نہیں کھائے نہ کیس کو مارا نہ زخمی ہوئے میدان کارزار میں سی طرح پاک  
 صاف ہیں اب جو دور سے دیکھا کہ خداوند گینڈے پر سوار ہوئے خداوند سے دس قدم  
 آگے بھاگے بارگاہ لقا کی لہو پاگلے ہیں ضیغم خون آشام دس بارہ کوس آگے نکل گیا یہ  
 اکتا ہوا صاحب جو ہم پیشہ و لشکر ہیں ہلکے اگے بڑھنا چاہیے ایسا نہ تو بارگاہ دشمنوں کو قبضہ  
 میں آجائے باختر سے ہم لوگ لڑتے بھڑتے یہاں تک آئے اگر بھاگے میں ایسے جالاک نہوتے  
 تو بیان تک کیونکر ہو پختے جان و مال دونوں کی حفاظت واجب لازم ہی بادشاہ حمجاہ لشکر  
 اسلام نے بہت کد و کاوش کی کہ لقا کو گرفتار کر لوں لقا بھاگ کچھ کو ہی الجھ گئے جاتے تھے اپنے



ملک موروثی کو ٹھوڑے صاحب جقران کو بھڑکے چلے جائیں ہم اپنے شہر میں جائیں بادشاہ بجا  
جیتے بچھا کہ قاطن صحرائے بھاگا ایک تاجدار سے حکم دیا تم شہر پر جا کہ قبضہ کرو ہم تعاقب میں  
لٹکائے جاتے ہیں سیکو ملاقات اسد غازی کا اشتیاق ہے یہ بھی کامل یقین ہو کہ لٹکانے جس طرف کا  
رج کیا یہ سرحد طلمس ہوش ربا تو ٹھوڑی ہی دیر میں دس پانچ کوس نکل گیا صاحب جقران نے  
عادی کو بلا کر حکم دیا بارگاہ سلیمانی و بارگاہ حشامی لدانو کوئی شتر چھوٹے نہ پائے عادی نے  
اسی وقت بارگاہ سلیمانی و تمام اساتذہ صاحب جقرانی مثل طبل سکند و علم اژدہا سیکو و جھانجھ کو مورتی و قارہ  
افراسیابی و نقار خانہ سلیمانی وغیرہ تعجیل سب چیزیں بار کرالین عقب میں صاحب جقران زبان  
سب سردار چلے صاحب جقران اسی طرح جنگ کرتے ہوئے جاتے ہیں باعث یہ ہے کہ  
لٹکانے اپنے باختر لوہوں کو لے کر نکلیا کوہی جا بجا جو ٹھہرے ہوئے تھے جہان پر لشکر صاحب جقران  
پہونچتا ہوا وہ اٹھ پڑتے ہیں یہاں سردار دین کا تاشا بندھا ہوا ہے یعنی لندھو را بھی پہونچ  
مسروٹ جنگ ہوئے مالک بھی اگر پہونچ گئے تھوڑے ہی عرصہ میں جوگان بن حسنہ  
پہونچے اسفندیار شاہ گیلانی کا نفرہ ہوا کہ سپہ سالار کو ٹھہرنے کی مہلت نہ ملی کچھ مارے گئے  
کچھ بھاگے اس کروفر سے لڑتے ہوئے سرداران صاحب جقران و صاحب جقران جاتے ہیں کسی  
مقام پر ٹھہرنے کا ارادہ نہیں کیا جس مقام پر شام ہو گئی چند ساعت اسی مقام پر ٹھہرے کچھ  
آب و دانہ کی فکر ہوئی یہ حکم ہو کہ کل اہالیان فوج کمر باندھے موجود رہیں سب سپاہی بھی کھڑے  
کھڑے چند ساعت اسودہ ہوئے جو سامان اتنے عرصے میں کھانے پینے کا میا ہوا اس سے فرا  
گرتے پھر بیٹھے لیکن زمر و شاہ باختری سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا اگر کہیں پتا بھی کھڑکا  
یسی گمان ہوا کہ اہل سلام آگے ہر کارے خبر بھی پہونچا رہے ہیں کہ صاحب جقران نے مقام  
نہیں کیا آپ تعاقب میں چلے آتے ہیں استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہو کہ کلنگ آتشخوار  
مقرر کردہ افراسیاب ناہنجار صحرائے قلعہ داسنہ و قلعہ دغانہ میں بارہ لاکھ فوج سے  
فروکش ہو بہت در بند کی حکومت اسکو ملی یہ وہ در بند ہیں کہ چتر فیروزہ فیروزہ ہوش وغیرہ  
حاکم تھے یہ سب ناظم میدان تو سین جھل میں تیغ بیدریغ طلمس کشائے داخل جہنم ہوئے ہیں  
افراسیاب جاوونے کلنگ آتشخوار کو کہ ہم پہلوان و ہم ساحر ہوا بارہ لاکھ فوج کو بھی یہی



حکم ہوا کہ قریب قلعہ و خانہ آتر سے رہو طرے سے کوہ عقیق کے کوئی اس طرف نہ آکر کلنگ آتشخوار کو  
کوئی مینے گذرے انتظام ہفت در بند کا کر رہا ہو کہ رعایا تباہ نہو شہروں کا بھی خیال ہی رہا ہو  
بھی تسکین دینا پڑی باد گاہ استاد ہی بارہ لاکھ فوج پہلوان فرساحر ہر وقت تیار رہتے ہیں ایک  
دن بٹھا ہو کہ ہر کاروں نے بڑھ کر خبر دی خداوند اچھہ ہزار ملک باختر از دست خدا یرشتان ہریت  
خوردہ تشریف لاتے ہیں مشہور ہو کہ کوہ عقیق گذر اسیلانی فتح ہوا عقب میں انکے صا جھقان زبان  
ملک بلک قلعہ بہ قلعہ جنگ کرتے ہوئے آتے ہیں کلنگ آتشخوار گھبرا گیا وزرا امرا کو  
اپنے ساتھ لے کر اٹھا ہوا اس استقبال خداوند چلا کوس بھڑ بڑھا تھا دیکھا ایک تخت ٹوٹا ہوا اسپر  
خداوند سوار دریائے خون میں نہاے ہوئے پہلو میں شیطان درگاہ خداوند گردن تمام سبانی  
باختری چو کنا خائف و ترسان اٹائے بارگاہ ہون کے لڑے ہوئے کچھ پہلوان زخمی سوار  
پیدل پیدل سوار لشکر میں انتشار کلنگ آتشخوار نے بڑھ کر پناہ تخت لٹا کو بوسہ دیا لٹا نے  
گھبرا کر پوچھا ای بندہ من ہمارا بندہ خاں خاص صاحب جواب شہنشاہ افراسیاب  
کہاں ہو کلنگ آتشخوار نے دست بستہ عرض کی یہ مقام ہفت در بند طلمس ہوش ربا ہی  
شہنشاہ افراسیاب خاص قریب توسن جھارو دریائے نیل وغیرہ مقابلہ مسلمانان میں فوج  
بے مشہور ہے کہ آج کل شہنشاہ خود بدولت و اقبال بعد جاہ و جلال مصروف جنگ رہتے ہیں  
بڑے بڑے سردار مارے گئے تھانے بھرا کے کہا قدرت نے کوہ عقیق کو اسی واسطے برباد  
کر دیا کہ اپنے بندہ خاص خاص افراسیاب سے ملاقات کریں سات شبانہ روز گذرے  
اسی فکر میں قدرت پہلے آئے راہ میں اکثر شاہوں نے روکا امتیاق ملاقات افراسیاب میں  
قدرت نہ عطرے کلنگ آتشخوار نے کہا قدرت نہ بھرا میں جگہ بارگاہ میں تشریف  
رکھیں مسلمان بے ادب یہاں تلک نہ آئینگے میں ان سب کو شکست دینگا بارہ لاکھ فوج  
اس مقام پر موجود ہو سب طبعان قدرت ساحران با شوکت پہلوانان جنگ جو زور کو دیا  
فوج خود برائے جانیادی آئے حاضر ہیں یوہن لڑتے بھڑتے قدرت کو تباہ باختر چلیں گے اس  
طرز کلنگ آتشخوار نے لٹا کو مطمئن کیا جفاے سفر سے بھرا ہوا تھا کہا قدرت نے  
یہ تقدیر تو ہے ہزار برس پیشتر کی تھی کہ کلنگ آتشخوار کے ہاتھ سے سب مسلمانوں کو قتل



کر لینگے اس بندہ خاص الخاص کو شیر قدرت بنائینگے کلنگ آتشخوار بھول گیا استقبال کر کے  
 لقا کو اپنی بارگاہ میں لایا تخت وغیرہ آراستہ کیا سالانہ عیش و نشاط مینا ہوا ذرا جو لقا کو آرام  
 ملا تقدیر میں بگھارنے لگا۔ مختیارک گھبراتا ہو کلنگ آتشخوار سے کہتا ہوا اس ساحر نامور وہ  
 اردو مہات ہفت سر یعنی حمزہ شیر نہ تعاقب خدا و مدین آتا ہوا کلنگ اس مہلت کو غنیمت جانتا ہوا  
 نزدیک تو یہ مناسب ہو کہ باس شہنشاہ افراسیاب کے ہو بھلا کلنگ آتشخوار کتاب قدرت  
 نگہبیر ایک لشکر باغبان پر راک پر سادو لگا شہنشاہ کو آج کل بڑی بڑی فکر میں پیش ہیں ان  
 چلنا مناسب نہیں ہو میں بخوبی انتظام جنگ مسلمان کر یوں گاتے ہی سبکو شکست دؤنگا  
 آٹھ پہر تیار می سحر میں مصروف رہتا ہوا نکو تو اس مقام پر چھوڑ دو دو کلنگہ داستان شاہزادہ ارج  
 نوجوان کہ یہ جنگ دیر پر نیرادان کو فتح کر کے طرف طلسم ہوش بیا کے چلے تھے ملک ماہ عالم افروز  
 منظم دیر پر نیرادان سہیل حوالہ زن کو قتل کر کے ارج نوجوان کے ہمراہ ہوئی ارج  
 نے فرمایا ای ملک ماہ عالم افروز! تشار اندر بڑی دھوم سے شادی کرینگے ملک ماہ عالم افروز  
 نے سر جھکا لیا عرض کیا حضور تاج طلسم ہوش راجا سانی بہت دشوار ہے کینہ تو ضرور افسردہ ہوا  
 رکاب حضور پر نور رہی اب محفوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ چھ لاکھ فوج جبرار مع ساحر وغیر  
 ساحر ارج نامدار کے ساتھ موجود ہو ساحرون میں حقیقت آلینہ دار و ملکہ ارجم ماہ رخسار  
 و ملک ماہ عالم افروز شیشہ منوش میں لاکھ ساحرون سے یہ سب ہمراہ ہیں تین لاکھ غیر ساحر سرداران  
 قائم ان کے خیمہ رنگی و قلم رنگی و عوج جان رہا بارمی و سام بن عوج جان میعاد عادیبک درانگرن  
 و دیگر پہلوانان نامدار شاہ پور الیسا عیار کرہ بن اشقر پر سوار ہو کر اس شوکت و شان سے  
 کوچ کیا جب دیر پر نیرادان فتح ہوا سہیل حوالہ زن قتل ہوئی باشندگان دیر پر نیرادان نے  
 شکست کھائی لاشہ سہیل حوالہ زن لیکر بھاگے ارج نے فقط دو دن مقام کیا پھر کوچ کر دیا  
 لاشہ سہیل حوالہ زن لیے ہوئے ساتھ ستر نیرادان عذار بھاگے ہوئے جاتے ہیں ماہ  
 میں ایک قلعہ پر خیم آتشبار باب سہیل حوالہ زن کا اس قلعہ میں رہتا ہوا اسکو خبر پہونچی کہ  
 دیر پر نیرادان فتح ہوا لاشہ سہیل حوالہ زن آتا ہوا یہ خبر سنکر قلعہ سے بھاگ کر باہر نکلا یا بیٹی کا  
 دیکھ کر بہت رویا لاشہ تو طعوا دیا ہر کارون نے آکر خبر دی کہ نیرہ صاحبقران شاہزادہ



ایرج نوجوان جمعیت چھ لاکھ ساحران غدار و پہلوانان عالی وقار منزل بہ منزل قلعہ جات فتح کرنا  
 ہوا آتا ہو حقیقت میں جو قلعہ راہ میں ایرج کو ملا بھروی و مردانگی اسکو فتح کیا اگر وہ ان ساحر  
 ہوئے تو صیقل جا پڑا ساحرون نے یورش کر کے حاکم قلعہ کو مار لیا اگر غیر ساحر ایرج نے ساحرون  
 منع کیا پہلوانوں کو ساتھ لیکر جا پڑا سر سواری قلعہ لیا ایک شب قلعہ میں رہے گز و سکتہ نام پر  
 سعد بن قباؤ کے جاری کیا پھر محل نکلا مگر انجم تشبیریہ غیر منکر بھر کا تین لاکھ ساحر لیکر قلعہ  
 سے نکلا بارگاہ استاد کر کے قلعہ منظور یہ ہو کہ اے ہی ایرج کو رد کو لگا گئے نہ بڑھنے دون کا اپنی  
 دختر بلند اختر کے خون کا بدلہ لالو لگا اس فکر میں اتر ہوا ہی ایک ایر آتشبار تیار کیا آسمان پر ابرو  
 آتشبار لہرا رہا ہی نہایت گرم مزاج آتش خواہی فکر میں کہ جب لشکر وہاں پہونچے یہ آگ بپا کر  
 سب کو بھونک دون اپنی سرحد میں چھینڈو ان اس فکر میں انجم آتشبار بارگاہ میں بیٹھا ہی ہر کار واسطے  
 خبر کے بھیج چکا ہو بیان شاہزادہ صیقل آئینہ دار سے شب کو ماہ عالم افروز نے کہا ای شہریار  
 مجھکو خبر مل چکی ہو کہ سیل جوانہ زن کا باب انجم آتشبار فوج ساحران غدار لیکر قلعہ سے نکلا ہی  
 اسی فکر میں ہو کہ لشکر کو آقاے نامدار کے تباہ کر کے آپ ٹالا بارگاہ کا مجھکو مرحمت فرمائیے میں  
 بطور پیش رو لشکر آگے بڑھوں کانٹوں کو پا کر وں اس مغرور سے سمجھ لوں اگر آپ در آقا قبل  
 میں پہونچے لشکر ساحران پر آگ بر سے کی چشم زبون میں شکست ہو جائیگی پھر قدم نہ جم سکیگا لشکر  
 غیر ساحران حرارت آتش سے نہ تم سکیگا رات کو صیقل آئینہ دار نے ایرج نوجوان سے عرض کی  
 غلام امیدوار ہو کہ عمدہ پیشروی لشکر اس خیرہ کو مرحمت ہو کوئی ساحر ہو انجم آتشبار کہ اُسے آکر  
 سرکار کا راستہ روکا ہو ملکہ عالم افروز اس قلم کی واقفکار ہیں انکی زبان سے خبر معلوم ہوئی اس  
 آتشخو نے انتظام کر لیا دو کوس قلعہ سے ٹھہر کر راستہ روکا انتظام واجب و لازم ہو غلام  
 اس کے مقابلے کا عزم ہی ایرج نے حکم دیا صیقل آئینہ دار نے ملکہ عالم افروز کو ساتھ لیا  
 ملکہ انجم ماہر خسار نے کہا میں بھی جلوئی رات ہی کو صیقل آئینہ دار نے ساتھ ہزار ساحر لشکر  
 سے متعجب کیے آپ مرکب پر سوار ہو کے آگے بڑھا ایک جانب ملکہ عالم افروز ایک جانب ملکہ  
 انجم ماہر خسار ٹالا بارگاہ زلفی کاہ دایا اس شوکت شان سے صیقل بڑھارانی راتا قطع منازل  
 و طومار حل کرنے ہوئے آتے ہیں ماہ عالم افروز نے کہا ای شہریار آپ فوج کو بیکر آئے ہیں



میں آگے بڑھ کر دیکھوں اس بیچا نے کیا انتظام کیا یہ کہ طافوس درین بال پر سوار ہوئی آسمان میں  
 خوب گئی ایک پہاڑ پر آکر دیکھا کہ آتشبار آسمان پر لہرا رہا ہوا انجم آتشبار اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا  
 سحر کر رہا ہی منتقل آتش کے آگے جب دو تھوڑا یا سامری کہ شعلہ آتش بھڑکا اس میں برہمن ہکر  
 شعلہ غائب ہوا ماہ عالم افروز نے سر کوہ سے یہ معاملہ دیکھا اسی پہاڑ پر بیٹھ کر چو کا دیا روئی  
 جھولی سے نکالی چند قطرات آب روئی کے گائے پر ڈالے سحر کر کے بلند کیا تھوڑے عرصے میں  
 ابرو صحن ہو کر انبرکتیار ہوا کہ اس میں برہمن کی سیلین بھری ہوئی ہیں یہ برہمن ہو کر سر ابرو آتشبار  
 پر پہنچا اب ماہ عالم افروز پھڑی ہوئی ٹھل رہی ہوا انجم آتشبار اس انتظام سے غافل  
 صبح ہوتے بارگاہ سے نکلا اپنے نزدیک ابرو کو خوب زور دیکھا صبح کو دیکھا کہ صحرے سے گرد  
 اڑی پشت مرکب پر شاہزادہ صیقل آئینہ دار اژدہان آتش نشان پر اٹالا بارگاہ زربستی  
 کا لدا ہو بعد صولت و شوکت لشکر ساحران چلا آتا ہی یہ بیجا سمجھا کل لشکر نیرہ حمزہ کا آگیا تعجیل  
 تمام بارگاہ میں آیا ابرو آتش نشان کو اشارہ کیا وہ ابرو کو لکھا ہوا ابرو لشکر صیقل کے آگیا  
 ماہ عالم افروز نے پہاڑ سے سحر کیا ابرو برہمن بار ابرو آتشبار پر گر اسقدر برہمن برہمنی کہ آتش نشان  
 ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا انجم آتشبار نے دیکھا میرے لشکر پر برہمن برہمنی سے لگی برہمن سے  
 ہزاروں ساحر ٹھنڈھے ہوئے اپنے ابرو کو دیکھا تختہ تختہ ہو گیا جاکر لشکر دشمن پر رگ نہ رسائی  
 گھبرا گیا صیقل آئینہ دار نے دیکھا کہ ابرو آتش نشان ہمارے لشکر پر آگیا تھا تختہ تختہ ہو کر پلٹ گیا  
 سمجھے کہ ماہ عالم افروز نے یہ کام کیا طافوس زرین بالی کو بیٹھا دیکھا برہمن کوہ ماہ عالم افروز سحر  
 کر رہی ہیں صیقل آتش تدبیر کو دیکھ کر مثل گل شگفتہ ہوا طافوس کو لاکر پہاڑ پر اتارنا بارگاہ  
 محبت میں گلے میں ہاتھ ڈال دیئے کہا ای ملکہ عالم یا اشار اللہ کیا معقول تدبیر کی ابرو  
 آتش نشان بیٹا یا برہمن تمھاری لشکر پر اس آتش خود کے برس رہی ہے بہت بدحواس ہو  
 تھے بڑا کارنمایان کیا آقا سے ناامید بہت خوش ہونگے وہ بھی جل نکلے ہیں آدھی چاہتے ہیں  
 ماہ عالم افروز نے سر جھکا لیا شرم کر کے کہا ای شہر یار میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ آتشبار  
 مکار گھبرا رہا ہو فوج کو ساتھ لیکر بلوہ کر دیجیے بے لڑی بھڑے بھاگے گا ابھی نفع ہو جائیگی  
 میں تو برہمنی ہوں آپ لشکر لے کر آئیے یہ کہ ماہ عالم افروز سحر کر کے بلند ہوئی صیقل طافوس



آؤ اگر لشکر میں کیا ملکہ انجم ماہر خسار ترتیب لشکر میں مصروف تھیں صیقل آئینہ دار نے کہا ملکہ  
 لشکر بڑھاؤ ملکہ ماہ عالم افروزیکہ و تنہا جا پڑیں اگر وہ آتش نشانی کو نہ سٹائیں ہزاروں  
 زندگان خدا جل جلالہ ملکہ انجم نے کہا میں جلی یہ کہہ ملکہ انجم نے لشکر کو اشارہ کیا صیقل  
 آئینہ دار کب کو بڑھا کر چلا سا حراں پہلایا حرمیہ بھلا تم میں لیکر جو شش و خروش لشکر  
 انجم آتشبار پر جا پڑے پہلے سب سے آسمان سے نعرہ ہوا انجم ملکہ عالم افروزا بربرٹ بار  
 لشکر پر گرایا گھبرا کے انجم آتشبار بارگاہ سے نکل آیا دیکھا اسے برت برس رہی ہی پہاڑ پر کیا  
 کھڑی ہیں ناگاہ صیقل آئینہ دار کا نعرہ ہوا ایک طرف سے ساحراں غدار آئے انجم ماہر خسار  
 و صیقل آئینہ دار وہ عالم افروز نامہ بڑھ بڑھ کر بھر کر نے لگے انجم آتشبار گھبرایا ہوا بھر  
 رہا ہو بھر کو ابربرٹ کے ہٹایا صیقل آئینہ دار نے آگ برسائی اسے بڑھ کر آگ کو روکا  
 انجم ماہر خسار نے بھری کھیل دین دوز چلنے لگے عین گری جنگس ہو کہ مہر سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا  
 سب نے شیر بیشہ کجرات یکہ تاز میدان جلالت نذر روح روان قاسم عالی شان شاہزادہ  
 ایرج نوجوان بعد شوکت و شان پشت کرد بن اٹھ کر سوار تیغہ دودھ سکذری کے قبضہ  
 پر ہاتھ سیر داران صف شکن جوانان تیغ زن تلوارین کھینچے ہوئے آکر بس لشکر نکت اثر پر گئے  
 ملکہ مینوش تخت پر گر دسا حرم گھر ہوئے کئی ہتھنقارے بجتے ہوئے آتے ہی صفوں کو  
 درہم و براہم کر دیا انجم آتشبار گھبرا یا یقین کامل ہوا کہ افراسیا سردار سے جانب ازای سے  
 کیونکر جان بچے کی قلعہ کی جانب بھاگا اتنے عرصے میں شاہزادہ صیقل آئینہ دار نے چارہ جانب  
 آگ لگا دی نیچے بارگاہین لوٹ لین چاوری لگی ملکہ ماہ عالم افروزا اس ایلیم کی واقفکار  
 ہو چکا کر آواز دی صابو کیون جان دیتے ہوا طاعت دین حق قبول کر دہزار ہا ساحر دوز  
 دوز کر قدموں پر ملکہ ماہ عالم افروز کے گرے ماہ عالم افروز نے ایرج نوجوان سے خطا  
 معاف کرائی یہ جواہر لیاں لشکر بن ثابت ہوا کہ اس شیردیر کو مٹا دینا منظور نہیں ہوا مان  
 ملتی ہو ہزار ہا ساحر شریک ہو گیا جنگ سے عاجز ہو چکے تھے صدائے الامان بلند ہوئی  
 انجم آتشبار جو قلعہ میں بھاگا اسی باب اٹھو کر بارگاہ یا قلعہ سے نکلے بھاگا جب یہ قلعہ سے نکل چکا  
 تب ماہ عالم افروز کو بڑھ کر ہر کارون نے خبر دی انجم آتشبار نکل گیا ملکہ نے بڑھ کر ایرج



نوجوان سے عرض کی حضور با غی جاتا ہوا میرج نوجوان نے باگ پھیری ملکہ ماہ عالم افروز سے  
فرمایا اس قلعہ سے تابہ دیر پر نیرادان حکومت سلطنت مکو دیگی تم اپنا انتظام کر دو گز و سکہ نام  
ہر سحر بن قباد کے جاری رہے خراج کا یہ طریقہ ہو کہ بعد مصارت فوج کچھ بیٹھنے ہاے زرین  
بطور خراج روادہ کیا جائے ملکہ ماہ عالم افروز نے دست بستہ عرض کی کہ مجھے قدسیوسی اسوئے  
نہیں کی ہو کہ حکومت ممالک حاصل ہو حضور کے ساتھ آلودہ جان بازی و سرفروشی ہیں حضور  
کا قصد ہوا دی کینزان شاہی بھی چاہتی ہیں کہ تا بطسم ہوش ربا حضور کے ساتھ چلیں اتنے بڑے  
بادشاہ عالیجاہ سے مقابلہ یہ بھی ہو کہ خبرین گذر چکین کہ ظلم کشانے کل مرحلہ جات طلسمی فتح کیے  
افراسیاب جادو خود جنگ کر رہا ہوا اُس نے اپنے کمال کے بھروسے پر یہ ناک حرامی  
کی تھی کہ شہنشاہ لاجپن کو گرفتار کر لیا طلسم ہوش ربا پر قبضہ کر لیا اب وہ اپنا کمال سحر  
دکھلا رہا ہو کوئی اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا اسد نامدار تو قناح طلسم ہوش ربا ہیں صاحب لوح  
صف شکن تیغ زن سرہ سومر داران افراسیاب جادو کے شریک ہیں اُس پر افراسیاب  
نے زمین ہلا دی کیونکہ زمین ماننا اور حضور اس طلسم سے غیر ہیں اگر ہم لوگ ہمراہ نہو گے بندگان  
عالی کا پچنا دشوار ہو پس اسے وقت میں سایہ دولت سے جدا ہونا خیر خواہی سے بعید ہو سکتے  
سرکار دولت مدار کے جان دنیا نکلزارون کی عید ہوا میرج نے فرمایا بہت جلد لشکر آراستہ  
ہوا اس ملعون کا قاتل کیا جائے یہاں تک کہ نہ پائے ملکہ ماہ عالم افروز نے کھڑے  
کھڑے اُس ملک کا انتظام کیا اپنے مصاحبون میں سے ملکہ نرگس خوش چشم کو وہاں کی حکومت  
سپردی اور حکم دیدیا کہ تابہ دیر پر نیرادان فکر رکھنا ملکہ نرگس خوش چشم کو جھوڑ کر اہالیان شہر  
آواز دی جس کی نے اس کے حکم سے گمراہی کی اُس نے خلاف حکم کیا جعفران کیا یہ بھی  
خبر مل چکی ہو کہ صاحب جعفران زمان لڑتے بھڑتے لقا سے تابہ قلعہ و خانہ پہونچ چکے ہیں اگر  
اس طرف نزول اجلال و درود اقبال فرمائیں کل اہالیان شہر استقبال کریں دشمن کو  
اُس کے بٹھرنے نہ دین اگر ہو سکے لقا کو گرفتار کرنا وہ خود سر و عواے خدائی کرتا ہے دم  
یکتا کی کا بھڑتا ہوا لاکھون بندگان خدا کو پرستہ کیا اور بانتر سے تابہ کوہ عقیق لڑتا بھڑتا آیا اگر  
صاحب جعفران زمان کو بڑا بڑا صدمہ پہونچا یا سنا ہو کہ اس شہریار نے قسم کھائی ہو کہ بدون قتل



و مرد شاہ باختری واپس ہونو لگای اس شہر یار کا عہد ہی بخوبی اہالیان شہر کو کچھ اکڑی مئی وقت اٹھا  
 بارگاہ زربفتی کا لدا شاہزادہ فیصل آئینہ دار و ملکہ انجم ماہر خسار و ملکہ ماہ عالم اضر و  
 و عظیم و قیلم وغیرہ سرداران قدیم سمٹ کر ایک مقام پر آئے ایرج نوجوان اسی طرح دریائے  
 خون میں نہاے ہوئے نام طلسم ہوش ربا شکر فحنت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوتا ہی  
 اس اقلیم میں آکر یہ بھی خبر مئی کہ سرحد طلسم ہوش ربا میں آگئے انجم آتشبار جو بھاگا اسی غلیص  
 افراسیاب جادو کا خراج گزار تھا قصور برد پذیر ملکہ بران شمشیر زن آنکھوں کے سامنے پھری  
 دل میں خیال ہو کہ ایسے وقت پہونچیں کہ ملکہ بھی مصروف جنگ ہوں اہم بھی اُس وقت جا کہ  
 پہونچ جائیں مگر شاپور سے تاکید ہو کہ انجم ماہر خسار و ملکہ شیشہ منویش عاشقان جمال  
 ہیں ملکہ بران شمشیر زن اس راز سے نہ آگاہ ہونے پائیں لشکر میں ہمارے یہ ذکر نہو شاپور  
 نے کہا اسی شہر یار یہ شاہزادیاں مطیع حکم حضور ہیں نظارہ جمال سے اُنکے قلب کو سر زین بخوبی  
 لشکر کا انتظام کر کے سب سے آگے ایرج نوجوان عقب میں سرداران مذکور چار سو نقارہ  
 طلائی و نقرئی بجتا ہوا علم ہائے زنگار کے پھر رہے کھلے ہوئے خریداران جنس حریت بھی  
 لڑائی پر تلے ہوئے اس شوکت و شان سے تعاقب میں انجم آتشبار کے چلے وقت پر لڑکا  
 بھی ذکر تحریر ہو گا بیان لشکر اسد نادر میں افراسیاب جادو مقابلے میں فروکش ہے کئی مرتبہ  
 افراسیاب جادو نے طبل جنگی بجوایا بڑے قیامت کے سحر کرتا ہی کوئی اسے سحر کی برداشت  
 نہیں کر سکتا دو سہرا میں یہ بھی ملحوظ رہے کہ جب جنگ مغلوبہ ہوتی ہی تو افراسیاب جادو  
 ہشتار ہوا فوج اسد غازی کو لگا کر سایہ بگند میں لاتا ہی بگند سے تر تلوار میں گہر زخیر نثرے  
 برسنے لگتے ہیں سواے اُسکے کہ سایہ سے جب ہٹ آتے ہیں تب بلاے آسمانی  
 سے نجات پاتے ہیں جب اوھر سے زیادہ دباؤ پڑتا ہی یعنی اسد نادر لڑتے بھڑتے قریب  
 افراسیاب جادو کے پہونچتے ہیں خوب آگاہ ہونچکا ہی کہ اہل سلام طبل باز گشت کے پابند  
 ہیں طبل باز گشت بجو دیتا ہی اسد غازی پلٹ آتے ہیں ایک شب کو لڑ بھڑ کر پلٹے و ربار  
 میں آکر جمع ہوئے لاچین نے کہا اسی شہر یار اس پانچ میدان داریوں میں کئی سرداران  
 نامی سیار گاشن جان ہوئے حسرت فتح طلسم لیکہ پردہ دینا سے گئے افراسیاب جادو نے



تیس برس ہوش ربا میں سلطنت کی مین بنیں آگاہ ہوں کہ یہ تیر تلواریہ برے کا کیا باعث ہو گا دفع  
ہونا کس بات پر موقوف ہو اسی وجہ سے ہماری فوج کے لوگ بہت قتل ہوئے آج بھی لاکھ  
آدمی کا کھیت پڑا ہے ہمارے ساتھ ہزار چالیس ہزار افراسیاب جادو کے قتل ہوئے  
سب سرداروں نے صلاح کر کے خواجہ عمر و دیا لاک کو طلب کیا اب اس وقت سب عیار بھی جمع  
ہیں انجن مشاورت منعقد ہوئی صلاحین ہونے لگیں شہنشاہ لاچین نے دامن خواجہ عمر و کا تھام  
لیا کہا یاور غریبان ای داورس بیگسان ای عیار طراری مصاحب صاحبقران عالی وقار  
آپ کی جستجو سے طسم ہوش ربا فتح ہوا اب قتل افراسیاب جادو بانی ہو آپ نے ملاحظہ فرمایا  
یہ گنبد افراسیاب جادو نے کیسا بنایا میری جستجو سے یہ مقدمہ خارج ہو میں نہیں جانتا کہ یہ بلا کیونکر رونق  
ہو گی جب افراسیاب لڑتا ہوا دیر گنبد ہو چکا ہے وہ بلا لشکر پر نازل ہوتی ہے جسے ہم نہیں دیکھ سکتے  
میں ہو جاتے ہیں اسکی فکر آپ کی ذات پر موقوف ہو اگر آپ فکر کریں تب یہ مقدمہ حل ہو لیا  
نہو قتل افراسیاب جادو میں غلط ہو ایسا افراسیاب کو اس امر پر مجھ و سا ہی کہ حبل خنجر بجا کر  
سر میدان آتا ہے سوائے حضور کے کسی سے شک نہیں پھر خواجہ عمر و نے فرمایا میان اسد  
نامدار فتاح طسم ہوش ربا میں آپ سحر و ساحری میں یتیم ہیں میں پیارہ کس شمار و کس مقام میں  
وقت پر بھی کوئی ہماری پوچھتا ہے میں مدتوں تو سن مصارعہ پر قید رہا جو کچھ ہالی میرے پاس تھا وہ  
مہاجنوں نے رکھوایا تھا اسکے نو کروں نے جھین لیا قرصدار صبح کو اگر جھیکو گھیرتے ہیں میں سود  
دیتے دیتے چلن ہو گیا کوہ عقیق سے خط پر خط چلے آتے ہیں جنھو نے غمخوہ بھی موقوف  
کر دی اہل و عیال تباہ مغل مشہور ہے مصرعہ پر گندہ روزی پر گندہ دل جب انسان بچہ  
معاش سے مہلت پاتا ہے تب سب کچھ ہو سکتا ہے میں کمان جاؤں کیا تلاش کروں آپ تعریغ زمین  
بنے ہوئے تخت پر بیٹھے رہتے ہیں ہم جفا سے افلاس سے ہیں پس میں کیا کروں مجھے بھی یقین  
ایک دن افراسیاب جادو نکو او تمھاری زوجہ کو قتل کر ڈالے گا میرا کیا ہرج ہو گا میں خدمت  
میں اپنے آقا کی چلا جاؤنگا اس کشاکش سے مہلت پاؤنگا جا کر دامن اپنے آقا کا تھا مون کہ  
کیون اذنا متصف ہن تو تیری اولاد کے ساتھ جان بازی کی بیان دفتر میں ہماری غیر حاضری گئی  
گئی تین روپیہ میں پر یہ نانہا سین غیر حاضری کاٹی جاتی ہے لاچین نے یہ جھگڑا اسکیہ مجھ کا لیا



اس زمانہ میں دو لاکھ روپیہ کا رقم لکھ کر بارگاہ میں ڈال دیا اور پکار کر آواز دی سب عیاران جاننا  
موجود ہیں جو صاحب شکست گنہ کی فکر میں وہ اس قدر مال لین یہ سنتے ہی خواجہ عمر و نے تو اس  
طرف سے منہ پھیر لیا برق و چالاک اپنے مقام سے اٹھنے لگے خواجہ عمر و نے اٹھ کر دو لون کو  
دو دو کوٹے مارے کہا اونا لالہ تو تھوڑی دیر سے مقدمہ قلیل ذلیل ہوتا ہی کچھ خاک منوسے کا  
روپیہ کا نام منکر گنہ گئے برق تو خاموش ہو رہا چالاک نے عرض کی کس مقام پر آپ کے غلام  
رہ گئے بیشک پتہ لگاینگے خواجہ عمر و نے فرمایا ابھی روپیہ نہیں منگوا دو تو ہم تلاش میں نکلیں اس  
عادی نے دست بستہ عرض کی کہ خوب حضور راگاہ ہیں یہ حق و مال غازیان دیندار و مجاہدان  
تو شعرا کا ہی یہ یون نہیں بلکہ ایک غمے میں جمع کر دیا جاتا ہی جس وقت یہ بلا دفع ہوئے بیٹھے  
خواجہ عمر و بہت جھلائے اس عادی نے نہ ٹانہ بڑھاتے ہوئے خواجہ عمر و اٹھنے چالاک و  
برق کو برا کہتے ہوئے کہ ان نالائقوں نے فوراً ڈال دیا یہ وہ مقدمہ تھا کہ سب صاحب فوراً  
یہاں جمع کرتے تب اسکی تدبیر کجائی منہ و بہار کی جانب متوجہ ہوئے فرمایا صاحبو ہمیں  
بندرہ برس جاننا ہی کی اسکا یہ پھل پایا کہ ہم غیر معتبر ہیں روپیہ ہکو ویدین تو ہم لیکر  
بھاگ جائیں جیسے خود اٹھائی گئے ہیں ویسا ہی اور کو بھی جانتے ہیں سب طرح خواجہ عمر و  
چنے پٹتے اس عادی نے منہ پھیر لیا منہ و بہار وغیرہ نے نام سے نادرہ کے دس پارخ  
ہزار پیش کیے مہ جین کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا تم تو بی بی شاہزادی ہو افسوس ہو تمھاری  
تقدیر بھوٹ گئی دربان نے کے ساتھ تمھاری شادی ہوئی انکے باپ کے والد نامہ ارمیلون  
عادی خمرہ کے لشکر میں دربان میں لگی اوقات ہمیشہ قزاقی میں گزری انکے والد کی میں نے  
آبرو بڑھائی خمرہ کی بیٹی کے ساتھ شادی کر لی خانہ دامادیے گئے اب انکے داماد غسل علی  
پر رہوئے اپنی حقیقت کو بھولتے ہیں سبالات انکے کہو نگا اس عادی نے کہا جو پتہ چاہیے  
ٹھیکے روپیہ کام کرنے پر لیکنا مہ جین نے لاکھ روپیہ منگوا کر پیش کیے اس عادی اس پر بھی  
اشارہ کرتے تھے صاحب دو نہیں وعدہ کر لو خوب لڑہی کہ کے کام کرینگے مہ جین نے نہ مانا  
خواجہ عمر و روپیہ لیکر لاچین وغیرہ سے رخصت ہوئے چالاک بن عمر و بھی ایک جانب چلا  
خواجہ عمر و کو منظور ہو کر یہ راز کیونکر دریافت کروں یہ تحفہ جات طلم کیونکر مٹیں اول حال



فرحت مال ہترین ہتر چالاک بن خواجہ تحریر ہوتا ہو کہ چالاک بھی اسی حکمران نکلا کہ کیونکر یہ پہنچ  
 فتح ہونے پر طسم کے یہ اقتدار بڑا چاہتی ہو سوچتا ہوا جاتا ہے یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین لا مقام  
 رہے کہ افراسیاب جادو و طبل جنگی بجوا کر بذات خود میدان میں آتا ہے ہر ضرر ہر بھی  
 تاکید ہو کہ ای ہر ضرر بھی تک بڑی خیر ہے کہ میں میدان کارزار میں نکل کر لڑتا ہوں یہ کبند  
 میں نے بطور قلعہ بنایا ہو اگر اس میں جا بیٹھوں تو طائر دہم و خیال مجھ تک پہنچے ہو بھی نہ  
 ہو کہ اسد غازی کی فکر کروا ہر ضرر اگر لوح قبضے میں آجائے جیسے جیسے دھوکے میں نے  
 کھائے اسکا بدلا کروں فوراً اسد غازی کو قتل کر ڈالوں ہر ضرر نے عرض کی کہ لو ہندی فکر  
 میں ہو دن بھر میں چار چار پھیرے لشکر اسلام کے کرتی ہے آپ یہ تو ملاحظہ فرمائیے علاوہ  
 اُن چھ عیاروں کے نورالہ ہر کا عیار شہر نگ بدلتے کا شاطر امیر بن عمر و وقاسم کا  
 عیار سیاہ بن عمر و یہ بھی جا بجا حفاظت کرتے ہیں پرندہ پر نہیں مار سکتا دوسرے کی کیا  
 ییافت ہو کہ اسد غازی پر دست انداز ہو میں نے فکر کی ہے امر و زفر دایین گرفتار کر کے  
 لاتی ہوں تامل فرمائیے گا فوراً قتل کیجے گا افراسیاب نے کہا ای ہر ضرر اب تسلیم تامل کا  
 وقت نہیں ہو اپنے ہاتھ سے قتل کرو وگاہ ہر بھی فکر میں چلی صبار فتار نے خبر دی عمر و چالا  
 کل سے لشکر میں نہیں ہیں یہ سکہ ہر ضرر دیر ہوئی جا دو گہنی کی شکل بنکر لشکر میں خوش منظم  
 پھرنے لگی چالاک بن عمر و تین دن برابر پھر میں پھر کوئی نشان نہ ملا ایک دن ایک چالا  
 ہر سے چڑھ کر دیکھا اٹھ لونی جوان ایک مقام پر فروکش ہیں خستہ و شکستہ پریشان ایک  
 ٹوٹی سی بارگاہ بھی استاد ہو چالاک فقیر بنکر لشکر میں آیا کسی بیٹے بقال سے پوچھا کیسا نظر  
 ہے لوگوں نے کہا شاہ صاحب مقام غیرت ہر شہنشاہ نیل شکست کھا کر بھاگا ایسا ہی سامان  
 ہو کر نکلا کہ اس حال سے اس مقام پر اترتا ہوا ہے ایکساں وہ تھا کہ شہنشاہ افراسیاب  
 سامری محل میں اپنا خمرت جانکر برائے ملاقات شہنشاہ عظیم آتے تھے اب جو انھوں نے  
 نامہ لہنی بتا ہی کا لکھا کیوں برائے استقبال بھی نہ بھیجا یہ جواب آگیا کہ جس حال میں ہوا سطر  
 چلے آویہ بھی ظاہر ہے کہ اگر یہ جا کر شرکت افراسیاب کر بن اور طبل جنگی بجوا کر میدان کارزار  
 میں لکھیں تو اب بھی کوئی انکا ہم برد نہیں ہو سحر سے طبقہ زمین کے بلا دینے



زمین کو آسمان پر پہنچا دینے سامان ظاہری جو مٹ گیا اس وجہ سے افراسیاب جادو نے بھی  
 خبر نہ لی یہ مضمون منکر چالاک لشکر سے نکلا کنارے آنکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا صرصر  
 شمشیر زن کی شکل بنکر تیار ہو جست و خیز کرتا ہوا لشکر نیلم میں آیا ایلٹ ہوا بی صرصر تشریف لاتی  
 ہیں نیلم کو خیر ہو نچی بارگاہ سے کل آیا ایک ٹوٹا سا تاج پہنے ہوئے چہرہ آداس عالم یاس  
 صرصر کو دیکھتے ہی آواز دی بلکہ صرصر آج گدھری ہوا ہی کہ تم نے ہلکو سر فراز کیا شہنشاہ کو  
 پہنے نامہ لکھا تھا حکم ہو کہ چلے آؤ وہ دن شہنشاہ بھولے کہ پہنے کھڑا چین کا سٹایا آنکو  
 بادشاہ بنایا پریشانی میں ہماری خبر نہ لی چالاک نے کہا کہ شہنشاہ آپ کو ناحق انتشار  
 افراسیاب جادو اسی طرح آپ کا خواستگار ہے مجھ سے تنہائی میں فرمایا جا کہ میرے قوت  
 بازو کو لاؤ تمھاری بریادی اسی بے سبب ہوئی ایک شب میں موانج کا لشکر تیار ہوا چالاک  
 تمھاری صورت بن بیٹھا ہرج و مرج وغیرہ کو بلکہ کہ تباہ کر یا چاہ نیلو فرین بھی انتظام آپ سے  
 نہ بن پڑا اب وہ وقت ہو کہ شہنشاہ خود میدان کا رزار میں تلکتے ہیں ہر روز دو چار سردار  
 قتل کر کے پلٹ جاتے ہیں اگر آپ ایسا قوت بازو ساتھ ہو ایک ہفتے میں لڑائی فتح  
 ہو جائے نیلم نے کہا صرصر اب بھی اگر میدان کا رزار میں ڈوب جاؤں اور جو سحر میرے  
 قبضے میں ہیں آنکو صرف کر دن لاچین کو کب بھاگتے نظر آئیں ہرج و مرج وغیرہ نوٹدی  
 غلام ہیں انکی کیا حقیقت ہو چالاک نے کہا حضور تخلیہ کریں اب وہ وقت ہو کہ دیوار دور ہم  
 گوش دار و عیاران اسلام نے تمام ہوش ربا میں غدر ڈال دیا اسد غازی نے جا کر بڑے  
 زور شور سے مرحلہ جات فتح کیے ایسا ہو میرے آنے کی کسی کو خبر ہو جائے کوئی عیار دوڑ  
 بڑے کام بنانا یا بگڑ جائے نیلم جلدی میں آنکھ کھڑا ہو صرصر کا بھی آنا اسکو غلیمت ہو  
 خیال میں ہو کہ اسوقت بڑی بات ہو کہ صرصر کے ساتھ جاؤں سردار میرے آوازے کستے  
 ہیں اپنی تقدیر کو روتے ہیں مجھے سنتے ہیں کہ شہنشاہ نے میری خبر نہ لی صرصر سے یاتین کرتا  
 ہوا الگ خیمے میں آیا چالاک نے کہا منقل آتش منگوائے شہنشاہ نے ایک سحر تعلیم فرمایا  
 کہ شہنشاہ نیلم اس سحر کو لیکر آئیں میں ادھر سے لڑتا ہوں تاں نکون گھر کر سکو مار لینا کیلا اسد  
 غازی کیا کر سیکے عجب و غرائب سحر سے اسکو بھگا دینے جنگل میں مارا مارا پھر گیا نیلم نے



بتجلیل آگ روشن کی چالاک نے لوہان اپنے پاس سے نکال کر دیا کہا اسکو آگ برعلایہ و مومین  
 سے ایک پریراد پیدا ہوگی راز دنیا ز جنگ تعلیم کر دیگی تعلیم نے لوہان ہاتھ میں لیکر آگ پھینکا  
 آگ سے دھوان نکلا ارے کہ شہنشاہ تعلیم بیوش ہو چالاک نے زبان میں سوزن یا ایک صندوق  
 میں نیلم کو بند کر لیا آپ اسکی شکل نیکر باہر نکلا اہالیان لشکر سے کہا جلد لشکر تیار کرو سب پوچھا  
 حضور صرصر کہاں گئی کہا یار و نادان ہو ہو کو کون دیکھ سکتا ہے شہنشاہ نے ہم کو باعزاز و  
 اکرام طلب فرمایا ہوا ب جنگ طلم کشا ہماری تجویز پر موقوف ہو چلے ہی قبائمتیں برپا کر نیکی  
 ایک سحر بھی عمدہ افراسیاب نے بھیجا ہے وہ سحر میں نے قبضے میں کر لیا یہ طاقت بہم پہنچی  
 کہ لاکھوں کو ہلاک بھیکاتے میں قتل کرونگا جاتے ہی میان لاچین کا امتحان لونگا آکھ چار  
 کر کے کونگا میں ہی شہنشاہ تعلیم ہوں جسے بھاری مشکین باندھ کر زندان تو سن حصار میں  
 قید کیا تھا بھراپنے کوہ نیلم پر جاؤنگا وہی ملک و مال وہی جاہ و جلال حاصل ہوگا ساتھ واک  
 تو ترس رہے تھے وہی لباس کہنے پہنکر تیار ہوئے ایک ہوا دار شکستہ پر نیلم نقلی سوار ہو  
 صندوق نیلم کو جھکڑ پیرلد وایا سب سے کہدیا سحر تعلیم کردہ افراسیاب اسی صندوق میں  
 بند ہو جو کوئی اسکو ہاتھ لگائیگا دیوانہ ہو جائیگا اس شوکت و شان سے چالاک بن سحر و بصورت  
 نیلم ان بارہ سو جوانوں کو اپنے ساتھ لیکر طرف افراسیاب جاؤ کے چلا بروقت روانگی  
 ایک عرصی اس مضمون کی لکھی اسے شہنشاہ ملاک مال میرے قبضے سے نکل گیا چاہ نیلوفر  
 بر باد ہوا میں خدمت میں آتا ہوں چند سحر جو میرے پاس کائنات کے ہیں آتے ہی انکو  
 صرف کرونگا چالاک تو بشکل تعلیم طرف لشکر افراسیاب کے چلا اسکا بھی ذکر وقت پر تحریر  
 ہوگا مگر مہر سپہ عیاری و قطب فلک خبر گذاری تلاش میں اُن تحفہ جات کے نکلے ہیں دیکھے  
 کہاں ہو یحییٰ نمر صرصر شہزاد افراسیاب جاؤ سے وعدہ کر کے کسی دن لشکر اسدین  
 پھری دیکھتی ہو کہ لشکر تھار میں ایک دریا موج مار رہا ہو لشکر لاچین الگ ہو لشکر کوئٹہ  
 ایک جانب فوج جہاندار شاہ ایک سمت فروکش ہو پھرتے پھرتے قریب بارگاہ ملکہ تصویر ہو  
 یہ بارگاہ معشوقہ بدلیج الزمان ہو جو معشوقین طلم خورشید نگار سے آئینہ کی بارگاہ میں گہر  
 پنج میں بارگاہ ملکہ تصویر در دولت پر چویدار لیا دل حاجب بان چویدار نیان قلمانیان ہزار



در ہزار حاضر ہیں صصر نے ایک کینر سے پوچھا اس بارگاہ میں کون صاحب ہیں سنے کہا ملکہ  
 تصویر طلمس کشاکے مامون جان کے مشوقہ کی آج کچھ طبیعت علیل ہے طلمس کشا بھی تشریف  
 لائے صصر نے کاجہ تھیر کا کہ کے نرگس نامے ایک خواص کو بیہوش کیا اسکی شکل بس کر عمل میں  
 آئی دیکھا ملکہ تصویر چھپر کھٹ پر لیٹی ہیں گر کینر ان زمین پوش مصباحان پری پیکر خدمت  
 گزاران سمیہر پید کر و فر حاضر ہیں صصر نہتی ہوئی قریب ملکہ تصویر کے آئی تصویر نے ہنس کر  
 پوچھا کیون نرگس آج کیا تماشا دیکھا صصر نے عرض کی خدا حضور کے جاہ و جلال کو دو چہر  
 کرے حضور علیہ السلام تو میں کچھ عرض کر دوں میں نے خبر پائی کہ صاحبقران زمان بھی آتے  
 ہیں لقا کو شکست فاش ہوئی زوجہ خاص شاہزادہ بدیع الزمان و ملکہ گوہر سلاک مادر  
 نور الدہر اشتیاق میں اپنے شوہر کے اور فرزند کے لشکر صاحبقران کے ہمراہ ہیں شاہزادہ  
 والا قدر اسد نامہ اسے صلح کرتے تھے کہ سب معشوقین کو چھپانا چاہیے ملکہ گوہر سلاک کے  
 خلاف ہوگا زوجات میں اُنکے وہی صاحب اولاد ہیں اُنکا بہت پاس کرتے ہیں لیکن اتنا کینر  
 نے سنا کہ اسد نامہ مارنے فرمایا ملکہ تصویر کو نہ چھپائینگے کہ وہ مامون جان کو ساتھ زندان طلسمی  
 میں قید رہیں بڑی بڑی جفائیں سہیں اور بھی چند باتیں سنی ہیں وہ باتیں راز دنیا کی ہیں  
 تخلیہ میں عرض کر دوں گی ملکہ تصویر اٹھ کر کناسے آئیں صصر عیار بھی طرار و فراتھی باتوین اس نے  
 ملکہ تصویر کو لگا یا جب بخوبی متوجہ کر لیا تب گلوڑی اٹھا کر دی ملکہ تصویر نے کھائی کھاتے ہی  
 بیہوش ہو میں صصر نے ملکہ تصویر کو ایک صندوق میں بند کر دیا آپ رنگ و عن عیاری کا  
 لگا کر شکل تصویر پسند پر اگر بیٹھی مگر خوف عیاران سے کانپ رہی ہو کہ ایسا منو کوئی عیار آکے  
 پہچان لے تو جان بچا کے نکالنا مشکل ہوگا چونکہ مشہور ہوا تھا کہ ملکہ تصویر علیل ہیں  
 اسد نامہ راجو بارگاہ سے اٹھے منظور ہوا کہ جا کر مانی امان کو دیکھ آؤں مہاجون کو دروازے پر  
 چھوڑا آپ بلا تکلف اندر آئے صصر کو کینر دن نے خبر دی طلمس کشا تشریف لائے ہیں برائے  
 عیادت حضور تشریف لائے ہیں صصر منہ لپیٹ کر تخلیہ میں چھپر کھٹ پر لیٹ رہی کینر دنگو ہٹا دیا  
 اسد نامہ مارنے آکر پوچھا مانی جان کہاں ہیں کینر دن سے سنا شب سے حیرت ہی تخلیہ میں  
 تشریف رکھتی ہیں اسد غازی بروہ اٹھا کر اندر آئے صصر نے اٹھ کر بلایں لین ترقی عمر کی



دعا میں دین پوچھا کیون فرزند اب لڑائی کی کیا کیفیت ہو اسد غازی نے کہا اب تو کی دن سے  
 افراسیاب جادو نے طبل جی نہیں بجوایا چھوٹے نانا جان تشریف لائیں تو تیرے مقول ہو  
 صرصرے باتیں کرتے کرتے گلہابی کھینچ کر اسد غازی کو جام دیا اسد غازی نے سلام کر کے پیار سے یہی  
 اسد ہوش ہو اصرصرے مٹے کا تو خیال نہ کیا لوح نگار سے اُماری اسد کا پتہ مارہ باز دھا  
 نقب کھودتی ہوئی نے نکلی ایک نخل کے سایہ میں جا کر نقب توڑی گردوغبار میں اٹی ہوئی خیموں  
 کی آڑ پر کھڑے بھاگی بیان افراسیاب جادو تو نظار میں چھوڑ کے بیٹھا ہے نامہ سلیم بھی  
 آیا افراسیاب جادو نے دُزار اُمر کو حکم دیا ہمارے قوت بازو کا حال اتر ہے وہ ہمسلا  
 قدیم افسر ہو باغ ادا کر ام اُس خوش انجام کو استقبال کر کے لاؤ چند وزیر و شیر خند تا جہار  
 ہمارے استقبال تسلیم چلے کنارے پر لشکر کے اکرم ملاقات کی دیکھا عجب حال تباہ سے تسلیم  
 آتا ہو سب کو غایت عبرت ہوئی انکشت حیرت و ندان تفکر سے کاٹتے تھے اگر سب نے  
 سلام کیے چالاک ہنستا ہوا رہا اسے اُتراب کے ساتھ باتیں کرتا ہوا چلا لشکر حریف کو  
 دیکھ کر ہنستا ہو ساتھ والوں سے کہتا ہو یہ لشکر باغیان کیا چیز ہے یہ جو گولہ ہاتھ میں ہو سھر  
 پڑھ کر پھینک دوں لشکر میں آگ لگجائے لاکھ کوئی باران بھر برساے نہ بچھے مال و دولت  
 میرے قبضے سے نکل گیا کمال علم تو قبضے میں ہو پھر ہوش رُبا کو اُسی طرح آباد کر دوں گا سلطنت  
 افراسیاب جادو کو زور و نواں گا اس پیر زمین گیر لاجپن کی یہ مجال ہوئی کہ مقابلے میں ہمارے  
 شمشیر کے آیا ساحر غدار بڑے بڑے تاجدار بڑھ کر افراسیاب جادو کو خبر میں سنا رہا ہیں  
 کہ حضورِ نیکم آپ کا بڑا خیر خواہ ہو سامان و شوکت لاجپن کی اسکو بہت ناگوار ہو کہتا ہے  
 سب کو ہمارے قتل کر دوں گا افراسیاب نے جواب دیا یا ر وہ میرا قوت بازو زیت پہلو افتاد  
 سے شکست کھائی میں اور وہ ساتھ ہو کر جوڑو لگا کون برداشت کر سکیگا یہ کہہ کر خود اُٹھ کر باگاہ  
 پر آ کر ٹھہر ادیکھا سامنے سے شمشاہ فیلم گرد چند مصاحب بجالا اتر کر پہونچا افراسیاب  
 بھائی صاحب کہہ کر بیٹھ گیا چالاک بھی خوب مخین مار کر رویا افراسیاب نے کہا بھائی کیون  
 روتے ہو جو ملک و مال باقی ہیں وہ سب تمہارے واسطے ہیں چالاک نے کہا ای شمشاہ آج  
 رات کو جا کر بستر خواب پر لاجپن بلقیس کو سوتے میں قتل کر دوں گا کون کب کا بھی سر کاٹ لوں گا



عنایت سے سامری کے وہی ملک مال وہی جاہ و جلال پھر ہوگا افراسیاب جادو خوش  
 ہو گیا ہوا نذر بارگاہ کے نیلیم نقلی کو نیکر آیا پہلو میں اپنے جگہ دی حیرت نے بھی سلام کیا نیلیم  
 کہا ای ملک عالم ایک ہمارے ہونے سے یہ تباہی ہوئی کل ہی اور رنگ ہو جائے گا کوئی باغی سن  
 نظر نہ آئے گا حیرت بھی خوش ہو کہ لشکر میں ہلڑا ہو پھر شمشیر زن اسد غازی کو لائی حیرت  
 نے سہا لوجی نیلیم کے آتے ہی لڑائی فتح ہوئی عصر نے آتے ہی بشارہ سامنے افراسیاب  
 کے رکھ دیا لوح ہاتھ پر رکھ کر نذر دی افراسیاب کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا برق برک خبر  
 لشکر کفار میں آیا تھا اسد پر تو افراسیاب نے سو کیا کہ تمام جسم میں اس شیر بیشہ حرأت کے  
 ماران سیاہ پٹ گئے مگر برق فرنگی یہ خبر خوش آفر لیکر بھاگا آتے ہی بارگاہ میں ریاک چنچ  
 ماری کہا صا جو تم سب غافل بیٹھے ہو اسد کو صحر عمر گرفتار کر لیکیں شہنشاہ انلا بھی بھی اگر ہو  
 ہو سامان قتل اسد غازی ہو رہا ہو میرے سامنے افراسیاب نے سو کر کے اسد نامدار کو جسم  
 میں ماران سیاہ لٹا دیئے اس شیر میں کلام کرنے کی طاقت نہیں یہ سنتے ہی لشکر میں لوہو  
 سب سے پیشتر بدیع الزمان نامدار اپنے مقام سے اٹھ کر نور اللہ ہرنے قبضے پر ہاتھ ڈالا  
 غضنفر نے بوق ترمکی بجادی بوق میں آواز یہ تھی اے قزاقان تیار شوید تیسری آواز میں  
 اسی ہزار قزاق پرے باندھ کر حاضر ہوئے اٹھارہ امیر زادے ابراہیم بن مالک وغیرہ  
 لاجپن و ککب جہاندار و مرج و بہار و باغبان و معمار و سرخ موکے کا کل کشتا  
 و ہلال سحر افکن و ملکہ لعل سندان و ماران زمین کن نے دولون پانوں زمین میں مارے  
 عرق زمین ہو کر چلے ککب و شفقیم چک کر آسمان میں ڈوبابران نے اختر مر فارید سنبھالا  
 بھی واضح رہے کہ شاہزادہ سحر العیاسب آسمان سیر کا سر کاٹ کر لایا تھا اسنے تو یہی ظاہر کیا  
 کہ قبا و شہر یار کو اسنے کمین چھپا دیا آپ ایک ابرہین جاکر چھپا تھا میں نے بہ قبال طلمس کشا  
 اسکو جاکہ مارا وہ شہر یار جہان ہونگے اسکے سحر سے محفوظ ہوئے ہونگے اصل مقدمہ کی کسیکو  
 خبر نہیں کہ بہ تاید غیب شریک حال ہوئی بہ نوع کل لشکر شہنشاہ لاجپن و حملہ سردار  
 آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو کر چلے قصد ہو کہ لشکر افراسیاب پر جا پڑیں لڑ پھر کر اپنی جان  
 دین برق نے جاکر محل میں تلاشی لی جا بجا ڈھونڈھا تب ملکہ تقویٰ کا نشان ملا بیع الزمان



نے جا کر ملکہ تصویر سے کیفیت پوچھی فرمایا ای شہر یار مجھے خبر نہیں کہنے مجھ کو بہوش کیا ملکہ لالان  
خون قبا محل سے نکل آئیں کلمات حسرت و یاس مہ جبین نے کہے کہ صا جو یقین کامل ہو اور تم سکی  
افراسیاب کے ہاتھ سے قضا ہو افراسیاب بڑے بڑے دھوکے اٹھا چکا ہے اب قتل میں نہ ہار  
کے تامل نہ کرے گا کہ ان تو یہ ہنگامہ ہی تحریر ہوا کہ لاچین و بلقیس بڑے زور شور سے روانہ ہو چکے  
بدیع الزمان گرد لشکر شکن لوزالہ ہر دو قاسم فوجوں کو تیار کر کے پشت ہاے مرکب پر  
سوار آمادہ حرب و بیکار سب سے زیادہ شاہزادہ شہنشاہ بن اسد متیاب ہی ملکہ نسیم  
جانب دھری فوج ساحر ان کو تیار کر چکی ہر سمت ہی ہنگامہ ہے کہ آج لشکر افراسیاب میں چکر بجان  
دینگے یا اپنے آقا کو چھوڑا لینگے یہاں افراسیاب جادو قید اسد کو دیکھ کر پھول گیا شہنشاہ نیلم  
نقلی کا بھی دن گل ہی حیرت جادو کہ رہی ہے چچا جان آپ کے آنے کی برکت ہوئی چالاک  
کے ہوش و حواس پر گندہ جی میں کہتا ہے ای چالاک میں نے عیاری اس واسطے کی تھی کہ  
افراسیاب کو گر قتل کر کے خدمت اسد نامدار میں لیجاؤں گا اس کے برعکس ہوا اپنے  
آقا سے نامدار کو قید آہن میں مبتلا دیکھا اب کیا تدبیر کروں حال اپنا گذشتہ افراسیاب سے  
بیان کر رہا ہی مطلب یہ ہے کہ افراسیاب کو باتوں میں لگاؤں قتل اسد میں دیر ہو شاید  
پروردگار کوئی سامان رہائی کا کرے اگر خدا بخوہد اسد نامدار قتل ہو گیا لاچین بغیر  
سب بیکار ہو جائینگے لیکن میں افراسیاب سے کا خاتمہ کر دیگا اگر چالاک اب کیا تدبیر کروں ذرا باتوں  
میں افراسیاب متوجہ ہوا تھا کہ ہر صرے بڑھ کر کہا اب شہنشاہ جس حماقت میں آپ گرے قتل میں  
بھرو ہی خطا ہوئی ہے آپ قتل اسد میں عرصہ کرتے ہیں چالاک اپنے کو صرے سے بھی چھپاتا  
ہے کہ ایسا منو یہ ظالم پچانے تو غضب ہو جائے کبھی منہ ڈھک لیتا ہی کبھی نگاہ پھرتا ہے  
کبھی طہر اھوتا ہے کبھی بیٹھ جاتا ہے کہ افراسیاب نے قہقہے پر ہاتھ ڈالا کہا اسد کو میں اپنے ہاتھ  
سے قتل کر دوں گا اور افراسیاب نے تخت پر رکھ دی نیلم نقلی اٹھ کر افراسیاب سے پٹ گیا  
کہا ای شہنشاہ آپ نے ہمیشہ کے قانون کے خلاف کیا یہی باعث بریادی ہو آپ کو سامری و  
جمشید نے اٹھارہ ملک کا بادشاہ کیا جاہ و جلال مرحمت فرمایا آپ کو کیا ضرورت ہے کہ اپنے ہاتھ  
سے قتل کریں بلکہ یہ خدمت مجھ کو مرحمت ہو پہلو نشین سامری مصاحب جمشید ملکہ ماہیان آفات



بالا علان فرمایا کرتی تھیں کہ بادشاہ ہوش ربا اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل نہ کرے ورنہ شاہ کا خون گھٹا ہی نہ کہ طلسم کشا کو اپنے ہاتھ سے قتل کیجئے مگر سر خلاص حکم سامری و جمشید ہی یہ کہہ شہنشاہ نیلم نے تیغہ بے رقیق تاب ہاتھ میں لیا اس کے قریب آکر کہا کیوں ادجوان تجھ کو کچھ خوف نہ آیا طلسم ہوش ربا میں آکر غدر ڈال دیا اس دن کی خبر نہ تھی اقبال شاہنشاہی کو دیکھا وہ کاہن ستارہ شناس کہاں ہیں جنھوں نے حکم دیا تھا کہ اس نامدار قاتل افراسیاب ہی اب کون کسکا قاتل ہوا حکم لگانے والا جاہل ہوا یہ کہہ کر دن پر کونکے کا خط کھینچا آواز دی اسے شہنشاہ حکم اولیٰ ہی سمجھ کر فریائے میں طلسم کشا کو قتل کرتا ہوں افراسیاب نے حیرت سے کہا دیکھو خیر خواہان دولت ایسے ہوتے ہیں بھائی نیلم کو کس قدر خیال ہے خود اپنے ہاتھ سے قتل کرنے کو اٹھتے ہیں قدم بھی انکا مبارک ہوا صبر کرنے کہا مبارک قدم نام رکھو اور چالاک اس لفظ سے گھبرا یا سمجھا کہ شاید مجھ کو چاں گئی اور زیادہ چالاک کرنے لگا تیغہ کھچا ہوا ہاتھ میں مثل جلا دون کے آواز لگا رہا ہی حاضرین محفل مقام عبرت ہے یہ وہ ادجوان ہو کہ جسکے اٹھارہ سو ملک کے ناظم اور حاکم مطیع ہوں دروولت پر اس کے آکر ناصیہ فرسائی کی اسکے بزرگوں کا لوے شوکت از پروردہ دنیا تا بہ پردہ قاف پہنچا آج بے سولہ و غمسا اس دربار شہنشاہ میں قتل ہوتا ہو اس عیش گاہ کو جو مقام قدیم جانکر پھنسا گویا اپنے اوپر دنا ہوب اس وقت اسکے دوستان صادق و محبان و آفاق کہاں ہیں آکر اس وقت ہمارے ہاتھ سے بچائیں اس گرفتار رنج و محن کو مہیبت سے چھڑائیں چالاک کا یہ منشا ہو کہ کچھ سردار رطتے بھڑتے آجائیں سحر ہونے لگے میں بھی اس کو رہا کر دوں لوح کیونکہ اٹھاؤں سحر سے بھی تو شہر یار ہلت پاسے یہ تو ظاہر ہو کہ حیرات و شوکت میں کیٹا ہی لیکن سحر و ساحری میں مبتلا ہو چالاک کلمات عبرت آمیز کہہ رہا ہی ہر مرتبہ قریب اس کے چھڑ جاتا ہی یہی قول ہی کہ اسے شہنشاہ قتل کروں اور افراسیاب حکم دیتا ہی بہت خوب کہہ کر تلوار روک لیتا ہو اس تردد میں تھا قریب تخت افراسیاب کھڑا ہوا حالات اپنی تباہی کے و سوا سخا ت جاہ نیلو فر بیان کر رہا ہی لوح پر جو نگاہ ٹہری کہا اسے شہنشاہ یہ کیا ہو افراسیاب نے کہا ای برادر بجان برابری وہ شہر ہو کہ بانیان طلسم نے وہ شہر بنائی کہ تمام ساحر بیکار ہوئے ہم ایسے سحر کرنے والے اسکے سامنے مجبور ہوا چارہ ہوے جسکے پاس



یہ ہوا آپس پھر تائیر نہیں کرتا جب تک یہ دریا کے نیل میں رہی ساحرون کا کھردلان بیکار رہا اسکے واسطے میں نے فقہ فقہ فیلسوف کو مارا علم نیرنجات و شعبہ کے کوزور دیا ورنہ فقہ کا قتل کرنا کیا ہنسی تھی اسکے پاس ہونے سے اسکو غور رہا کرتا تھا شہنشاہ میر کیا کر سکیں گے میں ایسا صاحب علم و کمال تھا کہ دریا کے نیل میں پوہی فقہ کو نکال کر لایا چیر کر پھینک دیا زمانہ خروج ملکہ تار یک شکل کش میں شہرہ فیلسوف فقہ کا بھائی آیا ہاتھ سے دائی امان کے مارا گیا آج مصر میں نے کار نمایاں کیا کہ طلمس کشاکش کو مع لوح لائی اسکے دیکھنے سے سحر باطل ہوتا ہے چالاک نے کہا حضور ذرا میں دیکھوں اس میں کیا تحریر ہے اب کا بیان تو اب بھی ہوئی تقریر یہی ہم وہ سلحہ ہیں علوم نیرنج و شعبہ سے ماہر ہیں یہ تختی ہمارا کیا کر سکتی ہے افسر اسباب ہان ہان کہ تار ہا اور چالاک نے لوح کو اٹھا یا جھپٹ کر قریب اسد پوہی گئے میں ہاتھ ڈال دیے کہا اے شہنشاہ اٹھنے منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمر و افراسیاب جب تک اٹھے اسد غازی نے اٹھنے ہی ایک ساحر کو مارا تلوار اسکی اٹھائی چالاک بن مہتر نے حقہ آتش بازی داغ و یامرادیہ تھی کہ کوئی دغا نہ کرے ساحرون نے چالاک پر بلوہ کیا زمین شق ہوئی شہنشاہ لاچین و ملکہ بلقیس ثانی زن شہر بھد کر و فرحبہ ہاے سحر ہاتھ میں لے پیدا ہوئے کنارے سے لشکر کے شیرون کے نصیب کی آواز آئی زمین تھرائی سب سے اٹھے بڑھ کر غضنفر بن اسد غازی نے بوق ترکی بجایا اتنی ہزار بوق ترکی بجا گھوڑے بد لگایاں کرنے لگے سوار بھاگے جاتے ہیں انقلاب لشکر میں افسر اسباب جادو کے ہوا نعرہ نورالدین کی آواز آئی نعرہ نورالدین

|                                   |                                            |
|-----------------------------------|--------------------------------------------|
| ہمارے اور رفعت شاہباز عزم مردی    | کہ شاہباش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ   |
| پناہ لشکر سلام نورالدین مرکز ہمیش | دیگر عدوہور زرگاہش بس صدای الامان خلندہ    |
| ز طفلی بہ جرات ہنر و اشتہار       | لقار بیکہ ست برداشتہ                       |
| شہ نوجوانان لقب یا فتم            | ایک جانب سے آواز آئی نعرہ قاسم             |
| ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ         | زخم تیغ برابر دنیازہ باہ                   |
| ہمہ باختر شد بہریر نگین           | برابر ہی دوسری آواز آئی - نعرہ بدیع الزمان |
| بدیع الزمان ہم کہ در در زین       | تو انم کشم آسمان بر زمین                   |
|                                   | ز تیغ بے ملک سلام شد                       |



کہ سرفتنہ بآخر نام شد کا شہنشاہ لاجپن بلقیس ثانی اندر بارگاہ کے لڑ رہے ہیں اب  
 ملا زمان اسد نامدار پہنچے خود وزرہ وغیرہ پہنچا یا مرکب پر سوار ہوئے تینہ نور افشانی ہاتھ  
 میں افراسیاب نے جو اس شوکت و شان سے اسد غازی کو دیکھا سحر کرتا ہوا بیہوش  
 بارگاہ آیا لشکر میں گرنے لگی اہل اسلام نے زمین ہلا دی تھوڑے روز یا چشم زدن میں  
 تمام میدان لاشوں سے بھر دیا ساحر ان طلمس خورشید نگار و شاہزادہ بدیع الزمان  
 کے سحر کرتے ہوئے آتے ہیں ملکہ محمود صبح چشم قریب شاہزادہ نورالدین ہر چہرہ آفتاب  
 عالم تاب حسن و جمال میں لاجواب کھٹے یا قوت احمد کے ہاتھ میں لے بھی گئے ہیں حذر میل و جوش  
 ہے سحر کیسے کا تاثیر نہیں کرتا ہر ایمان اسد نامدار اٹھارہ امیر زادے لبرہیم بن مالک وغیرہ  
 بارہ ہزار قزاقوں کو ساتھ لیے ہوئے مصروف جنگ ہیں یہ سب دریائے جرات کے تنگ  
 ہیں لاش پر لاش گر رہی ہو تصویر موت کی آنکھوں کے پنجے ساحر و نیکے بھر رہی ہیں افراسیاب  
 بدحواس یکایک جنگ قلع ہوئی سمر یاہر برف انداز و ابروئی کوہ شکاف کل فوج کے تنظیم  
 ہیں مصرمانے اٹھتے اٹھتے برف برساتی ہزاروں کو ٹھنڈا کیا برف کے چھاڑ بنا دیے  
 ملک جہاندار شاہ کی نگاہ بڑی کہ سمر یاہرے زور شور سے آج لڑ رہا ہے سمار قدرت  
 جاڑا دو چار گولے مارے چھاڑ برف کے مٹے ابرو کا شکست ہوا سمرمانے کچھ قطرات خون  
 طرف ابرو کے پھینکے ابرو سے ایک برق تڑپ کہ سمر یاہر پر گری یہ بیچارہ اس سمر سے آگاہ نہ تھا  
 سحر سے اس خود سحر کے زخمی ہوا چاہا بڑھ کر سکاٹ لون ملک جہاندار شاہ کی نگاہ بڑی  
 تینہ پھینکے جاڑا سحر کو بچایا اپنا سینہ سپر کر دیا ایک گولا اٹھا کر مارا اول سحر بخٹہ بخٹہ ہوا سمر  
 گھبرا یا تینہ پھینکے جہاندار شاہ پر جاڑا کئی ہاتھ مارے جہاندار شاہ نے خالی دیکر ہاتھ مارا  
 کہ سمر یاہر برف انداز کے دو ٹکڑے ہوئے ابرو تیرہ و تار اٹھا آدھی سیاہ آئی صد آدھی لگی کشتی  
 مرانام سن سمر یاہر برف انداز بود ابرو برف سے یہ دیکھا کہ بھالی کا لاشہ تڑپے ہا ہر  
 تینہ پھینکے جاڑا ادھر سے شہنشاہ کو کب روٹھ نہیں سحر کرتے ہوئے پہنچے ہیں دیکھا کہ فوج بڑھ  
 و ابرو برف نے جہاندار پر بلوہ کیا یہ شیر دلیر اتنی بڑی فوج میں لڑ رہا ہے رفیق قوت بازو سوار  
 کو بھی بچا یا کو کب ابرو برف پر جاڑا سمر یاہر برف نے بڑے بڑے سحر کیے سنگدل نے خوب پھر



برسائے خاک تاغیر نفی جب کوکب نے سحر کیا وہ تھوڑی سی کی فوج پر گرے ہر دم کے سر پھٹ  
 ابریق نے جھپٹ کر ہاتھ مارا کوکب نے اپنے کو تو بچا یا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا انتہا کا  
 غصہ تھا ایک طمانچہ مار دیا سر ابریق کا چنبر گردن سے اُڑ گیا افسر سیاب نے دور سے  
 دیکھا کہ دونوں وزیر مارے گئے تھوڑے غصہ میں سحر کرتا ہوا اپنے کو کوکب پر جا پڑا اس طرح  
 کی برق چمکانی کہ شانہ کوکب کا نشانہ ہوا کئی ہزار جوان کھڑے ہو کر ملازمان کوکب اسی  
 مقام پر قتل کیے دور سے اسد نثار نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ افسر سیاب نے فوج کوکب کو  
 درہم و برہم کر دیا اس بلا کے سحر کر رہا ہو کہ ملازمان کوکب بہر دست نہیں کر سکتے آج اپنے  
 جسم سے زور آتا رہتا کہ پھینک رہا ہو کبھی کبھٹا کبھی موتیوں کا مال کبھی دامن بھاڑ کر پھینکتا ہو  
 اس سے آگ برستی ہو ابرقونی پیدا ہوتا ہو جس پر قطرہ پڑا جل گیا اسد نثار لغزہ کے طرف  
 افسر سیاب کے چلے ایک طرف سے غصہ فرماتا ہوا آتا ہو افسر سیاب نے فوج غصہ فرماتا  
 سحر کیا کئی سو فراق یہ ہوش ہو کر گرے چند کے سر پھٹ گئے چند پر برق گرمی سر قلم ہوے  
 اسد غازی لوح چمکاتے ہوے پہونچے افسر سیاب اسد غازی کو دیکھ کر بھاگا جست  
 کر کے دوسرے غول میں جا رہا استادان مخمور نے تحریر فرمایا ہو کہ یہ جنگ سفلو بہ تین شبانہ  
 روز قائم رہی افسر سیاب فوجوں کو قتل کرتا ہو جب اسد کو اتے ہوے دیکھتا ہو جست خیز  
 کر کے اور ون کے لشکر پر جا پڑتا ہو اسد کو اپنے قریب نہیں آنے دیتا لاجپن و بلقیس وغیرہ  
 کو یقین کا مل ہو کہ آج افسر سیاب کے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچے گا ظلمات چہار دست  
 ہمیشہ افات بھی ساتھ ہی آئے سحر کر کے میدان میں ادھیر کر دیا اس تاریکی میں کڑک  
 کرک گئے گھر رہی تھی ملکہ بلقیس ثانی سحر کرتی ہوئی قریب ظلمات کے پہونچیں لکا رااد  
 سیاہ رو بدخون کھرام بد انجام ہمارے سامنے یہ بدعت ہزار ہا بندگان خدا کا خون تیری گردن  
 پر ظلمات نے بلقیس پر بھی سحر کیا سامنے سے نہ ہٹی فوج کو لیکر جم گئی بلقیس لڑتی ہوئی  
 قریب پہونچی ظلمات نے نیچے سحر مارا پکار کر آواز دی بلقیس افسر سیاب نے اپنا طلسم غفلت  
 میں برباد کیا اس سے زیادہ کون بیوقوف ہو گا کہ تمھارا ملک و مال بیا زن دشوہر کو زندہ کر  
 آخر گل پھولا میں آج تم کو قتل ہی کر دوں گی ملکہ بلقیس غے میں قریب ظلمات پہونچیں چٹا کرکے



ایک طمانچہ مارا ظلمات ٹوٹ کر گر می چھائی پر چڑھ کر ملکہ بلقیس نے منہ ظلمات کا کھینچ لیا سامنے  
 افراسیاب کے منہ ظلمات کا پھینک دیا افراسیاب کی آنکھوں میں اندھیرا گیا سحر کر کے ایسی برق  
 چمکانی سر ملکہ بلقیس نے خمی ہوا جست و خیز کرتا بھرتا ہی کبھی آسمان پر کبھی زمین پر جب یہ بلند ہوتا ہی  
 اکثر سحران لشکر اسلام قہد کرتے ہیں کہ ہم اسکے پیٹ چائیں بلند نہ ہوتے دین افراسیاب  
 بلند ہوتے ہوتے خنجر کر سے پینک مارتا ہو سود و سود کے سڑاٹ جاتے ہیں بلند ہونے سے  
 اسکے اسد غازی لاچار ہیں جب یہ سحر کر کے بلند ہوتا ہو اسد مجبور ہو کے فوج افراسیاب  
 پر جا پڑتے ہیں تیسرے دن زوال آتا پ ہو چکا ہے کہ طرف سے صحراے نورستان کے  
 ایک روشنی معلوم ہوئی واضح ہو کہ صحراے نورستان وہ مقام ہے جہاں اہل عبادت گزار  
 یہ سر کوہ صروف عبادت رہتے ہیں یا تو روشنی ظاہر ہوئی تھی یا ب نے دیکھا ایک جانب  
 سے اہل عبادت گزار ایک طرف سے حکیم روشن رائے تخت ہا ہی زمین پر سوار  
 پایہ ہاے تخت میں نقش بندھے ہوئے تخت اڑتے ہوئے آتے ہیں انھوں نے جوا کر  
 نقوش تیر اعظم کو دکھائے ہزار ہا ملازمان افراسیاب کے سر کٹ کرے جی افراسیاب  
 بلند ہونے کا قہد کرتا ہی یہ دونوں بزرگ کچھا سما پڑھتے ہیں افراسیاب بلند پروازی سے  
 محروم رہتا ہی اتنی تو اسنے آواز دی کہ یار و تم لوگوں کے حال سے میں آگاہ ہوا ورنہ اپنے  
 اقلیم میں نہ رہنے دیتا مشہور تھا کہ یہ سب سامری پرست ہیں ہر چندان لوگوں پر  
 پھینکتا ہی مگر سحر کی تاثیر نہیں ہوتی افراسیاب بدحواس ہو گیا جب دیکھا کہ بلند پروازی میری  
 موقوف ہوئی حکم نے اور زائد نے اس طرح نقوش چمکائے کہ افراسیاب اڑنے سے  
 معذور ہو اب اسد نامدار طرف افراسیاب کے چلے افراسیاب لڑتا ہوا سایہ میں گیند  
 ہو چکا جیسے ہی فوج مہر مخ و بہار کی سایہ گیند میں پہنچی تیر و تفنگ و جمر و غنیرہ دریا  
 گیند سے پر سننے لگے لڑاچین نے بھی سحر کیا لاش برسا موقوف نہیں ہوتی جبر تیر ٹرا  
 سینے کو توڑ کر بار گذر اتوار نے دو ٹکڑے کیے اگر گرز ٹرا تو سر بھٹ گیا خنجر سے  
 صدمہ اکو زنج کیا اس فعل پر سب حیران ہیں کیسکا سحر تاثیر نہیں کرتا سلاح جنگی کا برسنہ  
 موقوف نہیں ہوتا عجیب طرح کی آفت دہشتیں ہو سوائے اسد نامدار کے سایہ میں گیند کے کسی



حفاظت نہیں جو پہونچا مار گیا اسد نامہ ادرک کو مہینہ کر کے چلے قطع گبند کی تحریر کہ چکا ہون بھر  
 کہہ نقشہ دکھاتا ہوں بیچ میں سات درجے کا گبند درجہ آخر میں سات دروازے قرار دیے  
 ہیں ہر دروازے میں ایک ایک خزینه تھب ہو اس سے بارشیں تیر و کٹنگ پیدا ہوتی ہیں  
 گرد ایک احاطہ کہ جسکی دیوار قد آدم بلند ہو دو کوس کے گردے میں واقع ہوا ہے اندر احاطے  
 کے فوج سات درجے گبند کے فوجوں سے معمور ان درجوں میں اشیاء حفاظت اسب و  
 دانہ جمع کیا افراسیاب قریب احاطے کے پہونچا ہی چاہتا ہو کہ بھاگ کر اندر احاطے کے  
 بلا جاؤں اسد خانہ می برابر پہونچ گئے لٹکا کر آواز دی او نامہ کما شک بھاگے گا کچھ  
 حکو غیرت بھی ہوا افراسیاب پلٹ پڑا اسد پر ہنر کرنے لگا اسد پر تھرا تھرا نہیں کرتا تین شبانہ  
 روز لڑتے ہوئے گزرے کہنی سے خون ٹپک رہا ہو خانہ ہاے زرہ خون سے معمور باس  
 بارہ بارہ تیغ نوز افشانی قبضے میں آخر افراسیاب نے لاچار ہو کر ہاتھ تلوار کا مادہ اسد خانہ می  
 لئے تیغ نوز افشانی کو اٹھادیا ہزار ہا شعلے اسد نامہ ادرک کے عکس لوح سے بیکار ہوئی  
 نعرہ کر کے تیغ نوز افشانی کو بلند کیا افراسیاب پر ہاتھ مارا افراسیاب نے اسے لینا  
 کہہ آواز دی کہی سے سپرین فولادی سر پر اس کے لہریں برقی شمشیر نے ابر سپر کے ٹکڑے  
 اڑا دیے تاج کٹ کر افراسیاب کا زمین پر گر اس سر و سر خود سر کا زخمی ہوا ہاے کر کے  
 اپنے کوز میں پر گر ادیا اسد نے جا ہاتھ لڑے سے کو دیڑیوں افراسیاب کے لٹ جاؤں  
 افراسیاب بھاگا سرحد میں احاطے کی پہونچ گیا ملک جہا نذر شاہ بادشاہ بیابان گلہ سبز  
 جانا بڑا صر فروش جری بہادر ہر چند کہ سر اسکا زخمی تھا اسد کے ٹھہ سے اتنا کھل کر کوئی افراسیاب  
 کو ٹھیک کر میرے سامنے کر دے اسکے بھاگنے سے میں مجبور ہوتا ہوں اڑتا ہو گبند پر جاتا ہوں  
 سایہ میں گبند کے حکم و روشن ہے اسے بھی نہ ائے بلکہ آواز دیتے ہیں ای غازیان دیندار  
 وای مجاہدان تو رشا سایہ سے گبند کے اپنے کو بچاؤ لڑتے ہوئے اس طرف بجاؤ ہمارا  
 بھی عمل وہاں تاثر نہیں کرتا مگر جہا نذر نے غانا جھپٹ کے غصے میں ساتھ افراسیاب کے  
 بلند ہوا اُسے دور سے یہ بھی دیکھا تھا کہ اسد نامہ ادرک کے ہاتھ سے افراسیاب زخمی ہوا  
 بھاگ کر بلند ہوا ہلڑت گبند کے جاتا ہی حیرت جادو درجہ گبند میں پہونچ چسکی ہے سات



درجے جو گنبد کے قرار دیے ہیں اس میں لاکھوں سال جمع ہیں وہاں سے تھرکرنے لگی حیرت جادو  
 بھی حکم دے رہی ہو یا نہ یار و نگ برسا و قریب احاطے کے اہالیان فوج مرخ و بہار نہ آئے  
 پائین لیکن عوش جزا تین جہاندار چھپٹ کر چلا افراسیاب جادو و سود و سود گز نہ سن سے  
 بلند ہوا تھا کہ جہاندار شاہ نے اپنے کو قریب افراسیاب پہونچایا چاہا اسکی ٹانگ  
 کیڑوں اور افراسیاب کے ہاتھ میں لوہے کا کڑا پڑا ہوا تھا آتا کہ جہاندار شاہ کے سر پر اس  
 جری کا سر پٹ کیا جمونکا ہوا کا بھی چلامر نے سے جہاندار شاہ کو اندھیل ہو گیا لاشہ بیرون  
 احاطہ اگر گرا افراسیاب جادو جہاندار شاہ کو مار کر سر گنبد پر پہونچ گیا وہاں سے تھرکرنے لگا  
 جیسر گولا پھینک مارا اسکا سر پٹ گیا اسد نامدار نے چاہا میں اندر احاطہ کے گھس جاؤں  
 لاجپن و بلیقیس کر سید راہ ہوئے آواز آئی کشتی مرانام میں جہاندار شاہ بادشاہ بیابان  
 گریز بود ہمار قدرت سرنگرنے لگا اہالیان فوج نے گریبان چاک کیے شور گریہ و زاری  
 بلند ہوا لاجپن و بلیقیس نے اسد غازی کو پلٹایا کہا حضور اس جنگ مغلوبہ کو تین شاہان و وزیر  
 لاکھوں بندگان خدا سپار گلشن جناب ہو چکے افراسیاب نے بھی طبل باز گشت کو حکم دیا  
 جو ساحر احاطے میں جمع تھے انھوں نے طبل باز گشت بجا دیا افراسیاب اس گنبد میں جا بیٹھا  
 وہاں سے فوج اسد غازی کا نظارہ کرنے لگا اسد غازی نے لاشہ ملک جہاندار شاہ کا دیکھا  
 غریبی پر اسکی کلیجہ پھٹ گیا روتے ہوئے لاش پر آئے بڑے دھوم سے لاشہ جہاندار شاہ کا  
 اٹھایا اسد غازی نے کاٹ دھاویا عجب شور قیامت برپا تھا عزیز داران جہاندار شاہ نے  
 عرض کی حضور غم نہ کریں تمکو اور تھا نشانہ ہوا بڑا مرتبہ بابا اسد غازی فوج کو لیکر پلٹے لاشہ  
 اپنے ملازموں کے دفن کرائے افراسیاب سرگند سے یہ سب حرکت دیکھ رہا ہوا آمدہ بیٹھا ہی  
 کہ ذرا بھی ان لوگوں کو غفلت ہو جا بیرون لاجپن و بلیقیس و مرخ و بہار وغیرہ اپنی بارگاہوں  
 میں ہوشیار بیٹھے ہیں اسد نامدار کی زخم و زنی ہوتی سب کے زخموں میں خوب بیٹان  
 چڑھائی کیوں دن تو قلیل باقی تھا جب فوجیں واپس ہوئیں بکا یک سب نے دیکھا  
 افراسیاب ہتایان مع فوج ثابت و سیارگان گنبد چرخ نیلی پر نایان ہوا ملک ہلال سحر افکن  
 کہ شوہر اسکا آفات مار گیا اپنے نیچے میں کہ ٹھہری ہو یہ بھی تھی ہوئی تھی کینرین زخم دوزی



کہ رہی ہیں افراسیاب جادو نے جو سرگند سے ہلال سحر افکن کو دیکھا گند سے کوک کے گرا  
 ہلال سحر افکن کو آتے ہی ایک طانچہ مارا کہ سر ہلال کا اڑ گیا ہلال نکشت نہا ہوں کینہ  
 سحر کرنے لگیں افراسیاب جادو سکو قتل کر رہا ہوا سدغازی نے ابھی بارگاہ میں موجود ہیں باربرخت  
 سنیں ہوا کہ کان میں آواز آئی کشتی مرانام میں ہلال سحر افکن بوداد بھی ساحرون کے مرئی  
 آواز آئی گھر گھر فرمایا یہ کیا غضب ہوا برق نے بڑھ کر عرض کی ای شہر بار جلد تیار ہو جیے افراسیاب  
 گند سے اتر آیا ملکہ ہلال سحر افکن کو قتل کیا انھیں کے خیمے میں لڑ رہا ہو کئی ہزار ساحر  
 وغیرہ ساحر تیار گلشن جان ہوا سدغازی یہ خبر حشت اثر شکہ نہایت یرشیاں ہوئے تیغہ  
 نوز افشانی لیکر بارگاہ سے نکل آئے نعرہ کیا افراسیاب جادو نے جو نعرہ سدغازی کی آواز  
 سنی ہزار دو ہزار کو مار کے بلند ہوا اسی گند میں جا بیٹھا سدغازی نے آکر لاشہ ہلال د  
 ملا زمان ہلال دیکھا بہت بے قرار ہوئے لاجپن وغیرہ کو طلب کیا فرمایا ای لاجپن والا تمکین  
 یہ بدعت افراسیاب کیونکر دفع ہو گند تک کوئی اسکے جانیں سکتا وہ آسمان پڑھا حال تمام  
 شکر کا دیکھ رہا ہو جسکو غافل پاتا ہو گند سے اتر آتا ہو ساحر زبردست کون اسکے سحر کی برداشت  
 کرے لاجپن وغیرہ نے عرض کی ای شہر یار علاج اسکا ذات پیر خواجہ عمرو کی موتوں ہے  
 خواجہ عمرو ایک ہفتے سے غائب ہیں ہملو گون کے قیفے میں اگر اسکا انتظام ہوتا یہ بدعت  
 نہ برپا ہوتی اب شب بھر جاگنا چاہیے اُس نے اپنے ادب و خواب و خور حرام کیا آٹھ پہر بیٹھا دیکھا  
 کرتا ہو حقیقت میں یہی رنگ ہو ابھی سدغازی آکر بیٹھے ہیں ہلال سحر افکن کے غم سے  
 مہلت نہیں پائی کہ خبر پہنچی افراسیاب پھر گند سے اتر آیا کلتر چشم و زور چشم دونوں ہنوں  
 کو قتل کر گیا سدغازی جھپٹے سر دار بھی سب مسلح ہوئے اسوقت جا کر پہنچے دیکھا  
 افراسیاب جادو بر سر گند جا چکا وہاں سے پکار رہا ہوا طلسم کشا ایکے عملداری کرو گے  
 ایک کو زندہ چھوڑ دو نگاہ جو عابد و زاہد تھاری مدد کو آئے ہیں انکی یہی فکر کر رہا ہوں ان  
 لوگوں نے مجھ کو بڑا دھوکا دیا انکے مذہب آگاہ نہواور نہ اپنی عملداری میں نہ رہنے دیتا تم سب  
 طلسم کشا کا ساتھ دیا سب سے مجھو نگا خواب خور حرام کر دو نگا سدغازی نے یہاں سے لٹکا  
 و نامرد میرے مقابلے میں افراسیاب ہنساکما ای سدغازی خیمے میں بیٹھو میں پھر گھڑی



دو گھڑی میں اُوں گا ایک ایک نگرام کو خاک میں ملا دوں گا اسد غازی لاچار پلٹ آئے  
 برق و چالاک سے کیا یار و جا کر خواجہ عمر و تلاش کر و برق و چالاک دور دور گئے کہین  
 خواجہ عمر و کا پتہ نہ ملا ساحر بھی خواجہ عمر و کو ڈھونڈتے بھرتے ہیں خواجہ کا پتہ نہیں ملتا یہاں  
 افراسیاب کا یہ طریقہ کہ جب اہالیان لشکر کو غافل پایا گند سے اتر آیا دو جا کر قتل کیا پھر گند پر چلا  
 گیا کوئی ساحر لشکر سے نکلا و افراسیاب بالائے گند سے دیکھا وہین سے گولا پھینک مارا  
 اسکا سر پھٹ گیا گند سے بھی اتر آیا ہر کنارے پر جسکو پاتا ہو اسکی بھی فکر کر لیتا ہے ہزار ہا  
 ساحر ایک شب کے عرصے میں مارا گیا اسد غازی کی تکلیف حد کو پہنچ گئی جب نعرہ افراسیاب  
 کی صدا آتی تھی تو رافشان لے کر دوڑے افراسیاب اتنے عرصے میں قتل کر کے چلا جا  
 ہوا چھپس و بلعیس و کوکب طلا یہ پر موجود ہیں افراسیاب ان کی بھی نگاہ بچا کے جاڑتا  
 ہے رات کا کٹنا اہل اسلام کو دشوار ہے اسد غازی بھی رات بھر پھرتے ہیں کوئی وقت  
 آرام باقی نہ رہا شب بھر ہی ہنگامہ ہے کہ افراسیاب نے فلان کو قتل کیا فلان خیمے پر حاضر جب  
 یہ خبر پہنچی افراسیاب کو بالائے گند دیکھا حکیم روشن راے نے اکثر نقوش لکھ کر گرد  
 بار گاہ سرداران لشکر کے اُن خیموں کے قریب جو افراسیاب پہنچا انکھوں کی بجائے اندھیل آیا  
 قریب آکر اس خیمے کو نہ دیکھا اُلٹا پلٹ گیا افراسیاب جاوے اکر یہ معرکہ حیرت سے بیان  
 کیا حیرت نے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہو یہ تا فرعل حکیم روشن راے ہو نقوش جا بجا  
 درختوں میں لٹکا دیے ہیں افراسیاب جاوے کہا انکی بھی فکر کرتا ہوں حکیم روشن راے نے  
 جب یہ دیکھا کہ شب بھر افراسیاب نے یہ قیامتیں برپا کیں بوقت سحر اپنے عبادت خانے سے  
 نکل کر درختوں میں نقش عمل لٹکائے اس کا یہ ظہور ہوا کہ اُن خیموں کے قریب افراسیاب  
 نہ جاسکا حیرت سے صلاح کر کے تدبیر میں مصروف ہوا قضاے کار شب کو حکیم روشن راے  
 اپنے خیمے میں بیٹھے ہیں بخورات روشن عمل خوانی میں مصروف کہ پیشاب کی خواہش ہوئی خدشہ  
 کو آواز دی اُسنے آقا بہ جو کی پر رکھا حکیم روشن راے نے اکر پیشاب کیا بیت الخلاء سے نکلے  
 قصد ہو کہ عبادت خانے میں جاؤں کہ پہلو سو روئے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا ایک نازمین  
 سر جبین نہایت دہائی دیتی ہوئی سامنے آئی دوڑ کر قدموں سے حکیم روشن راے کے



لیٹ گئی کہا ای مقبول بارگاہ پروردگار میں فریاد کرنے آئی ہوں سیری بین انتہا کی علیل ہو ایک  
تھوڑے مدت فرمائیے قدموں سے لیٹ کر آنکھیں تلوؤں سے اس طرح طین کہ حکیم روشن راے  
کے موت جسم کھڑے ہو گئے غسل کرنے کی ضرورت ہوئی حکیم روشن راے چلا کہ میں تعجب  
غسل کروں استاد عورت نے پافون کو چھوڑ کر آواز دی وہ مارا یہ مکر بلند ہوئی افراسیاب  
پر سر گنڈ بٹھا تھا اس نازنین نے بلند ہو کر آواز دی اے شہنشاہ طلمس ہوش رُبا میں نے اپنا کام  
کیا حکیم روشن راے غسل کرنے پائے جو کچھ ہو سکے وہ انتظام کیجئے افراسیاب نے سر گنبد سے  
ایک گولا اتر کاغذ پر حکیم روشن راے کے چھینکا جس قدر پانی گھڑون میں بھرا تھا وہ کھول کر  
نابود ہوئے کو شعلہ ہائے آتش نے گھیر لیا کسی خیمے جو اُس کے گرد تھے وہ جل گئے ہنگامہ جو ہوا  
ابراہیم عباد گزار دوڑے ادھر سے اسد نامہ راہ پہنچے دیکھا خیمہ حکیم روشن راے کا جل  
رہا ہر صدمہ ملازم جل گئے اسد خانہ میں نے آتے ہی لوح کا عکس ڈالا ابراہیم عباد گزار  
پانی کے پڑھ پڑھ کے چھینے مارے آگ فرو ہوئی اب جو خیمے میں آکر دیکھا ملازم تو سب  
ہلاک ہوئے حکیم روشن راے مسند پر خاموش بیٹھے ہیں کہ رنگ ہو گئے گونگے بہرے  
نہ کسی سے کلام کر سکتے ہیں نہ کیسا کہنا سماعت فرماتے ہیں خاموش سر جھکے ہوئے بیٹھے  
ہیں ابراہیم عباد گزار نے دو چار نقش پلائے حکیم صاحب اپنے ہوش میں نہ آئے ابراہیم  
عبادت گزار نے فرمایا صحت انکی قتل فراسیاب پر موقوف ہو وہ بیجا سحر خوانی میں مصروف ہو چکے  
خادم خدنگار علم سحر و ساحری کے ہوشیار انکے قریب مقرر کیے جائیں بلکہ انکی بارگاہ قریب  
بارگاہ اسد نامہ راہ استاد ہو یا میرے خیمے میں تشریف رکھیں ایسا تو اس حال میں آکر وہ انکو ہلاک  
کرے یہ فرما کر انکو اٹھوایا اپنی بارگاہ میں لا کر اکثر نقوش پلائے اپنے عبادت خانے میں  
جگہ دی آٹھ پہر انکا خیال ہے افراسیاب جادو کی بدعت موقوف نہیں ہوتی چالاک بن  
عمر کو عیاری پر شہنشاہ سلیم کی نیت بھاری خلعت ملا جب افراسیاب جادو نے بعد اختتام  
جنگ صندوق کھلا کر نیک اس میں بیہوش پایا اسی گنبد پر اسکو بھی لے گیا ہوشیار کر کے  
تمام کیفیت بیان کی نیکم نے سر پیٹ لیا کہا اے شہنشاہ آپ مجھے جانے دیجئے میں طبل جنگ  
بجوا کر ڈونگا افراسیاب نے کہا اے حکیم اب کوئی چارہ نہیں ہے فلسفہ کشا کے سامنے کوئی شعبہ



نہیں چلتا ہی میں نے اس جنگ مغلوبہ میں جہاندار شاہ کو مارا کوئی سردار ایسا باقی نہیں رہا جسکو زخمی  
 نہیں کیا جب اسد غازی ریتا بھڑتا سنا سے آیا مجھے بھاگنا پڑا یہ تحفہ جات ساختہ سامری جو  
 میں نے قائم کیے ہیں اسی سے ان باغیوں کا علاج ہوگا اپنے اوپر تو خواب و خور میں نے حرام کیا  
 لاچین وغیرہ کہاں تک حفاظت کر سکے رات بھر میں دس مرتبہ زیر گنبد جاتا ہوں اس  
 تین راتوں میں دس بارہ ہزار ساحران عام چالیس سرداران خاص میں نے قتل کیے میں نے دو  
 مہینے کی جنگ میں کیلا اسد بھائیگا جاتے جاتے تو بت بجان کار و براستخوان ہوگا تم بھی اسی  
 مقام پر بیٹھو بالا کے گنبد سے سحر کر دشب کو تلم نے مانا کہا میں جا کر لاچین کو لاتا ہوں بین  
 بھی مثل عیار دن کے عیاری کر دوں گا میرا ملک وال جاہ و جلال خاک میں ملا جنگ کی ہوس  
 رہ گئی ہے عمر و نے مجھکو دھوکے دیے ہر چند افراسیاب نے منع کیا تلم گنبد سے اتر ابیرون  
 احاطہ آکر بارگاہ لاچین و بلقیس کو تاکا سحر کر کے غرق زمین ہوا لقب سحر کا ٹاٹا ہوا بارگاہ لاچین  
 میں پہونچا گوشہ بارگاہ سے سبز کالادیکھا زن و شوہر مسلح بیٹھے ہیں یہی ذکر کر رہے ہیں  
 کہ آج غلام سے افراسیاب گنبد سے نہیں اترے بلکہ بلقیس نے کہا دینی چالاک کے دریافت  
 ہوا کہ تلم صندوق میں بند تھا وہ صندوق بھی افراسیاب لیکھا یقین ہی تلم نے کوئی تدبیر کی ہو  
 تلم تو انتظار میں ہی کہ یہ زن و شوہر سو جائیں تو میں انکو لجاؤں یہ ممکن نہیں زن و شوہر رات بھر  
 جاتے ہیں جب ذکر تلم نکلا بلقیس نے کہا صاحب ورق جیشد میں دیکھو تلم کا کیا انجام ہوا  
 لاچین نے ورق اٹھا کر دیکھا اور ہنسے بلقیس نے کہا کیوں صاحب خیر تو ہے لاچین نے  
 چپکے سے کہا تلم ہماری تمھاری فکر میں آیا ہوا انتظار کر رہا ہے کہ ہم سو جائیں تو فتنہ خوابیدہ  
 بیدار ہو میں سحر کر کے زمین کو جنبش دیتا ہوں تم خیال رکھنا جب زمین میں سوزش پیدا ہوگی  
 نکل کر بھاگے گا تم سحر کر کے لینا جائے دنیا ملک بلقیس نے بہت خوب کہا خیر سحر ہاتھ میں لیا لاچین  
 نے زمین پر سحر کیا زمین میں سوزش پیدا ہوئی تلم گھبرایا پاؤں جلنے لگے گھبرائے زمین سے  
 نکلا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا قہر بارگاہ توڑ کر چلا بلقیس بالا لے ہوا تھرا رہی تھیں جسے  
 ہی تلم بلند ہوا ملک بلقیس نے نعرہ کیا و نامر و کہاں جاتا ہوا عیاری پر کرنا بدھی وہ دن ہلکوا دہو  
 کہ تو نے خزانہ ہمارا کاٹنا حرامی کا مزاد دیکھا حق ہمارا کہہ سنی نشین ہوا افراسیاب بالا لے



اگند بیٹھا تھا اسنے دیکھا نیلم تر پیکر بارگاہ سے ملکہ بلقیس کے کھلا ملکہ بلقیس سے کہے برابر ہو چین  
 نیلم نے چاہا حد احاطہ میں نکل جاؤں بالا سے گند ہو چن بلقیس تپ کہ برابر ہو چن اس طرف  
 کا راستہ روک لیا اب نیلم نے سحر کر کے آگ بیانی ملکہ بلقیس اسین پانی برسنے لگا شعلہ ہے آتش  
 بجھے یہ سحر کر کے برابر ہو چن گین نیلم نے برق چمکانی سر بلقیس کا زخمی ہوا زخم کھا کر یہ جا پڑی  
 لاچین بھی بارگاہ سے نکلے دیکھا بالا سے ہو نیلم و بلقیس سے سحر ہو رہے ہیں نیلم چیخ رہا ہو  
 بیرون کے نام لیتا ہوں نے عمر بھر تمہاری خدمت کی اسوقت اگر تمھیں بچاؤ کی طاقت ہوتے ہو  
 آٹھ بلقیس نے سحر کر کے وہ طاقت جلا سے نیلم نے ایک چیخ ماری ہو اپراڑتا ہوا ایک  
 زنگی ظاہر ہوا تینہ کھینچا ہوا ہاتھ میں تھا اس سیاہ روکا قصد ہوا ملکہ بلقیس پر جا پڑے لاچین  
 نے ایک گولا مارا زنگی کا سر ٹھٹ گیا افراسیاب جادو گندین بیٹھا ہوا کیفیت دیکھ رہا ہو حیرت  
 سے مخاطب ہو کہتا ہو طلمس کشا کو قتل کر دین مجھے اطمینان ہوئے تو ساحر می حشید کی قبر میں  
 اب نے طلمس سے کھنڈ واکر تمھیں اودھکا جب سے میرے ملک میں خداوند لقا آئے مجھ پر برادی  
 آگ لگی میرے طلمس میں مسلمانوں نے عبور کیا اور ترقی پائی ابھی کل کی بات ہو کہ یہ چند کس میرے  
 طلمس میں آئے تھے اب خداوند لقا نے ایسی تقدیر کی کہ تمھیں اپنی جان طلمس کشا سے چھڑانا دشوار  
 ہو گئی کبھی یہ کہتا ہو حیرت پڑے غضب کی بات ہو کہ جتنے بڑے بڑے نامی ساحر میرے  
 در بندہ دن پر تھے سب شریک مسلمانان ہو گئے اور بہت سے ساحر ہاتھ سے جو انان تیغ زن  
 کے مارے گئے مگر اب بھی بابر دولت کو ہراس نہیں ابھی چاہوں تو ان لوٹدی غلاموں کو بر باد  
 کر دوں اب بھی بابر دولت کسی سے پایدی کی کا نہیں کھٹے جس روز جا پڑو لگا ایک ایک کو آتش قہر  
 غضب سے جلا دوں گا اس پر زمین گیر کی تو شامتیں آئی ہیں مگر ا حیرت جسوقت لاچین سامنے  
 آتا ہو اور تمھیں کو غلام کہتا ہو تو مجھے یاد آجاتا ہو کہ میں اسکا ملازم تھا جب اپنی نانی ماہیان زمر  
 پوش یا آفات چھل دست یاد آتی ہیں اسوقت یہ قطعہ نہ بان پر جاری ہوتا ہے قطعہ

|                                      |                                    |                                    |
|--------------------------------------|------------------------------------|------------------------------------|
| ایک فاعتبہ میرا ادبی لا بصار پڑھو    | ابا کے حسرت فرزند و غم شہر دار     | ایم قیام تہ سقف سپہر غدار          |
| جلو و فنا تھا کوئی ختمہ و باغ و قرار | اس کا نہیں کبھی دربار رہا کرتا تھا | ہو خرابے میں اگر قصر فریدن کو گذار |
| شاخ گل نہ مرے سبجوں کا نشیم تھا دام  | عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سوار | راندن جہلمیں ہا کر تی تھیں بڑاؤن   |



|                                                                                                                                                                                                 |                                                                                                                                                                                            |                                                                                                                                                                                        |
|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| اگرچہ کچھ مہند کی عالم کبھی لے کی بہار<br>اگھو نلے سقف میں کھون پرینا بیوں کے<br>ہیں خیال بن میں پر داغ و زخون و انبار<br>اسینہ بیر ز تمنا و بلب مہر سکو ت<br>اگرچہ تاریک ہو اور عالم تنہائی ہو | باروان تھانہ خزان کو تو کسی موسم میں<br>آج کل وہ لٹ چھدا کا ہو آئینہ دار<br>چیلین منڈ لاتی ہیں لٹے ہیں گونے ہر<br>تیکہ گور و گوزن آج ہو پرک کا مزار<br>نہ وہ چیلین وہ نہ زمین خود آرائی ہو | اگرچہ دھندلے گونے تھی موت ہزار<br>جنہ ہوتا تھا پریرا و گونے جھوٹ کا کلس<br>سکھنا تھی ہر قصہ کا نقش و نگار<br>تھر کو جلا دے باغیچہ کو ان کے دیکھو<br>نہ کوئی دوست مونس نہ کوئی ماکہ دہر |
|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

یہ قطعہ افراسیاب گندین بیٹھا پر مہر رہا تھا کہ نعرہ لاچین کی آواز آئی افراسیاب نے بٹ کر  
دیکھا کہ نیکم بلقیس سے لڑ رہا ہے کہ لاچین بھی آڑا آواز دی اور نکلام کیا کرتا ہے میں آپہنچا  
حیرت نے افراسیاب کو کہہ کہ شہنشاہ نیکم کی مدد کو جلد پہنچے افراسیاب یہ دیکھ کر گند سے  
گروال لگا رہا کہ اوپر زمین گیر میں آہو بچا یہ سکہ افراسیاب بھی جا پڑا نعرہ کیا اس کے نعرہ کی آواز  
کان میں اسد غازی کے پہنچنے پہنچ کر ٹپٹ مرکب پر سوار ہوئے انکا سوار ہونا تھا کہ بخت  
سردار گرد طلسم کشا بیٹھے تھے نسب پر پر ہر ٹھٹھٹ ہوئے ہمراہ طلسم کشا کے میدان میں آئے  
طلسم کشا کا نعرہ ہوا اور افراسیاب میں آہو بچا ایک سمت سے صرخہ و غیرہ کے سبکے نعرے ہوئے  
کیا رنگی کب آہڑے افراسیاب نے قیامت برپائی ہو سائے اس کے جو گیا مارا گیا جسکو پایا آتش سحر  
سے جلا دیا آج بڑے غصے میں لڑ رہا ہے طلسم کشا بھی آج قیامت برپا کر رہا ہے لاچین بھی پڑا ہوا  
قریب نیکم کے پہنچا نیکم نے نعرہ کہے قریب سے گولہ مارا لاچین نے گولہ دیکھا کہ ایک ٹاچہ  
مارا کہ نیکم کا چہرہ گردن سے اڑ گیا آواز آئی کشتی مرزا من نیکم جادو بود بعد مرنے نیکم جادو کے  
افراسیاب پر سب سردار آہڑے یہ سکو زخمی کر رہا ہے کہ پہلو سے نعرہ ہوا اسد غازی کا اور  
افراسیاب میں آہو بچا یہ مکر گند سے حیرت نے دیکھا کہ طلسم کشا قریب افراسیاب کے  
آگیا ہے وہیں سے کوٹک کے گری نیچہ کر میں دیکر افراسیاب کو اٹھا لے گی افراسیاب نے  
کہا اے حیرت اب میں کبھی اس بڑھے کے مقابلے میں بجاؤنگا جب نکلام کہہ لگا رہا ہے جسکو باو  
آجاتی ہو کہ میں اسکا ملازم تھا یہ انجام نہ سمجھا تھا ساری سلطنت میرے قبضے میں تھی اچھا ہوں نیکم  
مارا گیا اسنے مجھکو بکا کر باغی کر یا بیان لاچین نے طبل باز گشت بجوایا بارگاہ میں لاچین نے  
سکہ لاکر بطور نذر پیش کیا عرض کی اے شہریار یہ مکار عیاری کرنے آیا تھا خدا کی عنایت سے



واصل جنم ہوا آج رات کو افراسیاب بھروسے برہم کے گند سے نہیں اترتا بوقت سحر ملکہ سحر  
 موے کا کل کشا اپنے خیمہ میں سوکر اٹھی یا قوت پوش و خورشید زین سحر و خور و فرزند  
 ہلال سلام کرنے آئے ملکہ سحر موہلال کو یاد کر کے بہت روپن کہا میل دل گھبراتا ہی ہر چند خورشید  
 و یا قوت نے سمجھا یا ملکہ کار و نامہ قوت نہوا کہا میل دل بہت بچھا ہے میں ذرا جنگل کی سرکردہ  
 یہ کہکر بارگاہ سے باہر آئیں سب نے دیکھا سحر مو بہت روتی ہیں طرف سحر کے قصد ہے  
 ہر چند کینروں نے چاہا سا قوت دین سحر مو نے کیسکو سا قہر نہ گیا سحر میں جا کر غائب ہو گئیں جب  
 دربار اسد کا راستہ ہوا اسد غازی نے پوچھا آج سحر مو دربار میں کیوں نہیں آئیں خورشید  
 زین سحر و یا قوت یا قوت پوش نے عرض کی حضور آج انکی رقت کم نہوتی تھی سہی بنوئی  
 کو یاد کر کے بہت روپن خورشید نے کہا میں تلاش کرنے جاتا ہوں اسنے بھی کسی ملازم کو  
 سا قہر نہ لیا سحر میں جا کر غائب ہوا جب غصہ ہوا تو یا قوت یا قوت پوش نے پوچھا کی تلاش  
 میں گئی یہ بھی پلٹ کر نہ آئی شام کے دربار میں اسد غازی نے دریافت کیا یتھون سردار  
 غائب ہوئے کینروں و ملازم دور دور تلاش کر کے واپس آئے عرض کی اے شہریار ہنے تمام سحر  
 چھاننا سحر مو و یا قوت و خورشید کا نشان ملا دوسری بھی کو خبر ہوئی کہ ملکہ بہار جادو و صبح کو  
 اٹھیں کھڑی روتی تھیں کبھی ہنسی تھیں یہ کہکر طرف سحر کے کیلن کہ میں ایک سحر تیار کرنے جاتی ہوں  
 کیسکو سا قہر بھی نہیں لیا اتبوا اسد نامہ ارگھرائے لاجپن سے کہا اے شہنشاہ کچھ ذہن میں آ یا بہار کا  
 عجب طرح کا حال سنار و نافرار شاہ میں ہنسا و ناکیسا افراسیاب کوئی سحر نہیں کیا لاجپن نے کہا  
 حضور میں کئی دن سے رات بہر سیدار رہتا ہوں طرف گند کے دیکھا کرتا ہوں کئی مرتبہ افراسیاب  
 قصد کیا میں نے نعرہ کر کے لکارا زین بر نہ آ یا پلٹ گیا یہ بات میرے ذہن میں نہیں آتی اتنا ذہن  
 میں آتا ہی کہ کسی نے کسی مقام سے سحر کیا یہ لوک مبہوت ہو کر گئے یقین کامل ہو کہ جا کر قید ہو کر  
 نے چالاک برق کو بلایا کہا صاحبو تم لوگوں کے ہم ممنون و مشکور ہیں تم نے حقیقت میں بڑے  
 بڑے کارناماں کیے تھے مٹا کہ بہار و غیرہ چار پارچہ سحر میں جا کر غائب ہوئے انکا بہت نہیں  
 خواجہ عمر و بڑی جستجو میں گئے ہیں خداوند کریم خیر و عافیت سے انکو واپس لائے تحفہ حیات  
 کا پتہ لے تو سب کی جان بچے ورنہ قتل افراسیاب جادو بہت دشوار ہی برق چالاک



فکر میں نکلے طلایہ پر خود شہنشاہ لاجپن و بلقیس ثانی و کوکب ریشم ہر سحر بھر ہے  
ہن جب افراسیاب قہد کرتا ہوں لاجپن لگا رویتے ہیں اسد نامدار بھی ہر وقت مسلح بارگاہ میں  
موجود ہیں آج چارہ شین گزین کہ کچھ بھی آرام نہیں کیا برق فرنگی ایک ساحر بنا ہوا کبھی سامنے  
احاطے کے روتا ہوا منے دیکھا کہ احاطے سے کوئی ساحر نہیں نکلتا جب دوپہر سے شب تجاوز  
کرتے چلی برق سمجھا کوئی باہر سے آتا ہو کر و لشکر کے پھرایا گیا ایک اُسے دیکھا کہ صحرا سے گمراہ  
اگر کسی ایک برق تڑپتی ہوئی پیدا ہوئی برق حیران ہو کہ بدون ابر برق کا کیا کام ہے اسین  
کوئی بھیید ہر کنارے کنارے برق چلا دیکھا وہ برق اگر بارگاہ باغبان قدرت پر چمکی  
خیمے کے گرد بھری سایہ اپنا ڈال کر چلی گئی برق فرنگی دربارگاہ باغبان پر بیٹھا رہا صبح کو  
باغبان قدرت مسلح ہو کر اپنی بارگاہ سے نکلا برق نے سلام کیا باغبان خوب ہنسنا بعد  
ہنسنے کے رویا برق ٹپ گیا کہ یہ مہر کہ کیا ہو کیون وزیر اعظم مزاج کیسا ہو باغبان  
نے کہا اے برق نامدار تم سے حال بیان کرین آٹھ پہر موت کا خیال ہو قلب پر بخوم غم و ملال اور  
یاران ہدم مثل ہلال سحر افکن و آفات جادو شوہر ہلال آرزو سے نفع طلسم ہوش رُبا  
دل میں لیکر آٹھ گئے ملکہ زیور چشم و گلزار چشم کو کیسی خوشی تھی ہمیشہ ذکر کیا کہ تیری تعین بعد قتل  
افراسیاب شہنشاہ لاجپن کی سلطنت ہوگی از ہوش رُبا تا نور افشان ایک علمدار ہی ایک  
طرح کا حکم ایک طرح کا مذہب ہو گا ہم لوگوں کو سب طرح کا اختیار ہوگا سامری پرست ذلیل  
و خوار پُرس تطف سے بسر کریں گے وہ اُن بیچاروں کو دیکھنا نصیب نہوا پس نا پایداری  
عالم پر ہنستے ہیں موت کی یاد میں غون روتے ہیں اسوجہ سے تجھیں مار کر روتے ہیں میں ذرا  
صحرائی سیر کو جاتا ہوں برق نے بائیں باغبان کی خلاف پائیں ہر چند کہا پہلے بارگاہ اسد  
میں جلو وقت دربار ہی باغبان نے برق کو جھپٹک دیا تم اب بہت گستاخ ہو گئی ہو ہم خواجہ  
عمر کو تماش کرنے جاتے ہیں اسد سے ہمارا آداب و تسلیات عرض کرنا ہمارا حضور کی کاوت  
نہیں ہو صحرا سے جلد واپس آئیے صلحین مقابلہ افراسیاب کی بتائیے یہ حکم طرف  
صحرائے جلا گیا برق نے بھی باغبان کا بچھا کیا آگے آگے باغبان عقب میں برق فرنگی  
یہ برق نے دیکھا کہ باغبان کے حرکات و سکنات سراسر خلاف ہیں صحرائیں کر سیاہ غل میں



ٹھہر برق گوشے سے دیکھ رہا ہو کیا ایک باغبان نے سحر کر کے پر پرواز پیدا کیے اڑ کر آسمان  
 میں ڈوب گیا برق نے عرصہ دراز تک انتظار کیا باغبان واپس نہ آیا تب برق فرنگی  
 رنجیدہ کبیدہ دربار شہنشاہ لاجپن میں پہنچا بیان جملہ سردار جمع ہیں کہ برق نے آکر لاجپن سے  
 تمام کیفیت بیان کی کہا اے شہر یار آج باغبان پر یہ سانچہ گذرا نکام نے صحرانک تعاقب کیا  
 اتنا لوگوں ضرور عرض کر دے گا کہ باغبان اپنے ہوش میں نہ تھا عجیب طرح کے کلام کیے میں نے  
 چاہا اُنکو بارگاہ میں لاؤں رنجیدہ ہوئے میرا کہنا نہ مانا شہنشاہ لاجپن نے کہا بیشک  
 کسی ساحر کے سحر کی تاثیر ہے کہ وہ شب کو سحر کر جاتا ہے سردار بدحواس ہو کر اسی کے پاس پہنچتا ہوں  
 یہ ذکر تھا کہ مہتر بن مہتر چالاک بن عمر و اگر پہنچا برق نے تمام کیفیت بیان کی چالاک نے  
 کہا میں نے بھی خبر پائی ہو مفصل سنیں کہ سکتا اب تم بھی فکر کرو میں بھی تجویز میں جاتا ہوں کوئی  
 ساحر در دست ہو کہ جسے باغبان و مہار کو اپنے سحر میں پھنسا یا خواجہ عمر و کو بھی در دور  
 تلاش کیا یقین ہو دور نکل گئے اس نے ہنس کر جواب دیا اُنکا روپیہ جمع ہو ضرور انشا اللہ ان  
 تحفہ جات کا پتہ لگا کر آئیے اگر اُنکو دے دیتے اس قدر تجویز میں نہ مہر و ہوتے چالاک نے  
 برق دربار سے شہنشاہ لاجپن کے محل چالاک نے کہا الگ الگ چلو ساتھ رہنا مناسب نہیں  
 ہو برق فرنگی ایک ساحر کی شکل بن کر فخر میں آکر ٹھہرا چار جانب دیکھ رہا ہو اسے دیکھا لشکر کی  
 طرف سے شاہزادہ شکیل فرزند ملکہ مریم آنکھوں میں آنسو پھرے ہوئے آتا ہو برق  
 نے کہا خلا فیہ کرے یہ بھی مہر و ہو کر نکلے لیکن اس معاملے کو الگ سے دیکھیں انکے قریب  
 جانا مناسب نہیں ہو برق عقب میں شکیل کو چلا شاہزادہ شکیل کبھی خندان کبھی گریان نہ تھا  
 کا چہرہ پریشان بھاگا ہوا چلا جاتا ہو برق نے دیکھا دس بارہ کوس کا راستہ طر ہوا تھا کہ دم  
 ایک دروازہ باغ کا نمایاں ہوا چند کنیزیں خوبصورت دروازے پر اس باغ کے کھڑی تھیں  
 انھوں نے شکیل کو دیکھا کہ آواز دی اے شیر بیشہ ملکہ مریم ادر تشریف لائے آپ کو ملکہ برق  
 حافظ و برق خندان و برق گریان یا دفرائی ہیں شکیل حاضر حاضر کہہ دے اے باغ میں  
 جا کر غائب ہوا برق نے نام بھی سن لیا کہ اگر رنگ و عن عیاری کا نکالا بصورت  
 صرصر شہر زن چلا جیسے ہی در باغ پر پہنچا چند کنیزیں باہر آئیں کہ ملکہ صرصر خیر تو یہ



نے کہا شہنشاہ آپ لوگوں کی تھریفین فرماتے ہیں انکو بھی حکم ہو کہ جاکر انتظام کر دیں جن ہزاروں کو تید کیا انکا سر کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کر دو اب وقت تامل و تساہل نہیں ہو کینزدوں نے کہا ٹھہر جائے ہم جا کر ملکہ برق خاٹھ سے عرض کریں برق بصورت مصر دروازے پر باغ کے ٹھہرا سپاہیوں سے چوہداروں سے باتیں کر رہا ہو زبانی انکی ثابت ہو کہ تینوں برقیں دہنہ ظلمات سے ارادہ برپا دی لشکر اسلام کر کے آئی ہیں برق سب باتیں دریافت کر رہا ہو بھی سورج میں بیٹھا ہو کہ جاتے ہی انکو قتل کر دینا یہاں اندر باغ کے بارہ درمی میں برق خاٹھ و برق خندان و برق گریان بیٹھی ہیں شکیل خود آکر پہنچا برق خاٹھ نے کہا ای شاہزادہ شکیل بعید مل تکو اطاعت میں شہنشاہ کے کیا عذر ہو اپنا عہدہ قدیم بواپنی والدہ ماجدہ کو بھی سمجھا کر لے آؤ شکیل نے کہا میں حاصل سی واسطے آیا ہوں کہ شہنشاہ سے صفائی ہو جائے برق خاٹھ نے کہا اگر صفائی منظور ہو اپنے ہاتھ سے اپنی زبان میں سوزن دو شکیل نے اپنے ہاتھ سے اپنی زبان میں سوزن دیا خندان و گریان نے اٹھ کر مسلسل و مطوق کیا کینزدوں کو آواز دی جہاں سب صاحب ہیں وہاں انکو بھی لجاؤ کینزدوں شکیل کو سامعہ لیکر انی مکان میں آئیں اب شکیل کے ہوش درست ہوئے دیکھا بہار و باغبان و ملکہ رخ مو و ملکہ یا قوت یا قوت پوش و خورشید زریں سحر وغیرہ سب سردار تید خانے میں بیٹھے ہیں اب تید خانہ میں آکر سب کے ہوش درست ہوئے یقین کامل ہوا کہ ہم سحر میں برق ہائے طلسمی کے مسح ہو کر چلے آئے برق خاٹھ تخت پر بیٹھی ہو برق خندان و گریان سے کہ رہی ہو صاحب جو سحر کو زور و دوا کی آشنے کا سحر کرے ایک رلا دے شب کو جائے بیہوش کرنا یہ کام ہو اب لاجپن و بلقیس کی فکر کر دو جس دن یہ لوگ آجائیں اس دن شہنشاہ کو اطلاع کریں کہ شہنشاہ اپنی باغیوں کو آکر قتل کیجئے شہنشاہ کو بھی معلوم ہو کہ خیر خواہان دولت نے یہ کام کیا غفلت میں سب سحر تاثیر کر گیا ذکر تھا کہ چند کینزدوں نے آکر عرض کی حضور ملکہ مصر تشریف لائی ہیں آپکے آنے کی شہنشاہ کو خبر ہو گئی اوراق سامری میں دیکھا ہو گا برق خاٹھ نام مصر کا شکر سنسی کہ تم جاؤ بی مصر کو باتوں میں لگاؤ میں بدو نہ امتحان کسی سے ملاقات نہ کرو نئی کل ساحران طلسم ہوش رُبا غفلت میں مارے گئے اپنی جان کی حفاظت واجب لازم ہو برق خندان نے ہنس کر کہا بوا مجھ تو معلوم



ہوتا ہو کوئی عیار صاحب آئے برقی گریان نے کہا اے تو ہمارا کیا کر لینگے یہ کہہ کر اُس نے دھن سر  
ایک کر نکالا اسکو ہاتھ پر رکھ کر اڑایا یہ کہا اے طاہرہ سامری جس حال سے مناسب ہو صرصر ہمارے  
ساتھ آوے یہ سنکر وہ طاہرہ ابرق خندان و گریان ہنس ہنس کے کلام کہہ رہی ہیں یہاں برقی  
افرنگی کھڑا ہوا منظر ہی کہ مجھکو اندر بلاتین جاتے ہی عیاری کروں کہ ایک کُسنے سر پر کز فیصل  
ماری آواز دی اے صرصر ہوشیار ہو جاؤ ملکہ برقی خندان و گریان بلاتی ہیں جو تمہارے دل میں  
وہ حال بھی ظاہر کر دیں وہ پوشی میں یہاں جان پر ہنی ہو یہ آواز دیکر وہ طاہرہ جل گیا خاک سر پر  
برق کے گری رنگ و عن پھرے کا اڑ گیا کینزون نے دیکھا میان برقی فرنگی بانٹانے  
عیاری سے آراستہ کھڑے ہوئے سب سے باتیں کر رہے ہیں ہلڑ ہوا برقی عیار یا چوہدار خشر  
لینا لینا کہہ کر دوڑے برقی ایک کینز کو خبر مار کر بھاگا مہلدار نے آواز دی مرو ہے صاحب لینا  
یہ بھوہرے بجانے نہاے برقی تو خجھر ٹپک کر بھاگا اور تو سب ٹھہر گئے مگر ایک چوہدار ڈنٹر پیل  
جوان تھا لٹھ لیکر پیچھے برقی کے دوڑا کینزون نے جا کر برقی خاٹھ وغیرہ کو خبر دی حضور آپ نے  
خوب عیال کیا برقی فرنگی عیار تھا ایک کینز کو قتل کر کے نکلیا میان پیر بخش چوہدار اُسے  
تقاب میں گئے ہیں وہ جوان کشتی گیر ہیں گردن اُسکی توڑ ڈالینگے برقی جب بھاگ کر چل میں آیا  
دیکھا سب توڑک گئے چوہدار چلا آتا ہی برقی ٹھہر گیا اُسے لٹھ مارا برقی نے خالی دیکھا یہ ہوتی  
بار دیا وہ بیہوش ہو کر گر ابرق نے بے تعجیل تمام چوہدار کو اپنی شکل بنایا آپ اُسکی شکل بنکر  
پشتارہ اٹھایا تھتا ہوا چلا دروازے پر حاجب دربان موجود تھے انھوں نے دیکھا میان پیر بخش  
پشتارہ برقی کا لیے ہوئے آئے ہیں کینزون نے جا کر برقی خاٹھ سے کہا برقی خاٹھ نے  
کہا ہمارے سامنے لاؤ برقی بلا کھٹ سامنے برقی خاٹھ کو آکر پہنچا برقی خاٹھ نے پوچھا  
میان پیر بخش سلو کینز کیا عارض کی حضور بڑا بھاگنے والا ہے میں روز صبح کو دوڑ لگاتا ہوں  
پانچ کو س تک جاتا ہوں مجھ سے بھاگ کر کہاں جاتے ہیں نے جا کر انکی گردن لی بڑی بڑ فیصل  
الایا اسی واسطے میں نے بیہوش کر دیا اب اسکو فوراً قتل کیجئے جس طرح سردار کو قید کیا عیار کا قید  
کرنا مناسب نہیں ہو یہ بھی مشہور ہے کہ جہان کوئی سردار قید ہوا عیار مثل چوہیوں کے آتے ہیں کا قید  
رکھنا باعث خرابی اے برقی خاٹھ نے موتیوں کا مال گلے سے اتار لیا کہا میان پیر بخش انعام



برق نے دیکھا برق خاٹف کے تہور بدہن کہا حضور ہم نکھو ار قدیم ہن انعام اکرام مزدور  
 کے واسطے چاہیے آپ اسکو قتل کیجئے ہم ابھی آتے ہیں یہ کہہ کر پیچھے ہٹا اتنا سمجھ گیا کہ موتیوں کا مال  
 پنا اور برو گئی برق خاٹف نے کہا اسے ہم پاس بٹاتے ہیں تو پیچھے ہٹا جاتا ہی برق نے  
 کہا حضور میں ابھی حاضر ہونگا میں عیاروں کو خوب پہچانتا ہوں شاید کوئی اور نہ آیا ہو اور دو چار کو  
 گرفتار کر لاؤں یہ کہتا ہوا پیچھے ہٹا برق خاٹف نے کہا لینا یہ جانے نہ یا **سین جاو**  
 صاحب بڑھی چاہا ہاتھ پکڑنے برق نے پست کر خیر مارا اندھیرا ہو گیا یہ بھاگا برق خاٹف کو کسی  
 برق تو جنگل میں آکر ایک ٹارین کو دھڑا برق خاٹف کو کئی ہولی زمین پر آئی چار جانب دیکھنے لگی  
 حیران ہی کہ یہ دغا باز کہاں گیا قصائے کار مہتر بن مہتر چالاک بن خواجہ عمر و نے یہ حرکات سنا  
 برق کے دیکھے کہ یہ دوسرے تہ گیا اور غالی بھاگ کر آیا برق خاٹف جنگل میں ڈھونڈھتی پھرتی ہی  
 یہ ایک تدبیر کر کے چلا برق خاٹف کے کان میں رونے کی آواز آئی بکا رہا ہی ہی نگوڑا چوٹا  
 دغا باز جلسا ز میرا پاندان لیگیا برق خاٹف نے پلٹ کر دیکھا ایک بڑھیا پیدل طلسم کا یا جا رہی ہے  
 محمودی کی چادر اوڑھے ہوئے کہ میں خم چہرے پر بھریان بڑی ہولی گوری صورت روتی پستی  
 چلی آتی ہو کو وہ تم فرم کمان ہی ہمیشہ تیر تدبیر پورا بیٹھتا ہی جسم پر بھریان نہیں ایک ایک سطرکاری  
 چشم میں مھنا میں عیاری درج ہیں برق خاٹف نے بھل کر پوچھا بڑی بی خیر تو یہ بڑھیا نے کہا  
 بی بی ایک چور ابھی گوری صورت تلون جاگٹ پنے ہوئے اوہر سے نکلا جنگولات باری میں منہ  
 کے بھل گری میرا پاندان لیکر بھاگا برق خاٹف نے کہا بڑی بی وہ کہہ گیا برق فرنی عیار ہی  
 میرے ہی بارغ سے بھاگ کر آیا میری کینز کو قتل کر آیا مجھ کو دھوکا دیتا تھا میں ایسے فقر وں میں  
 کب آتی ہوں بڑھیا نے کہا حضور ان عیاروں نے میرا گھر تاک لیا کل ایک آیا بدھنی اٹھا  
 لیکن اسنے آج بالکل ذبح کیا پاندان میرا لیا میں غریب محتاج گاؤں کے کنارے چھپ رہی ہتی  
 ہوں اپنی زراعت کی حفاظت میں مصروف تھی ایک دہلا پتلا ایک دن تانتا بنتا آیا تھا وہ  
 سر سے چادر اتار کر لیگیا آج یہ آفت برپا ہوئی میرے ساتھ چلے جنگل میں چھپا بیٹھا ہے کچھ  
 آج کو جاوے کھاتا ہی برق خاٹف نے کہا میں ایک افسانے میں گرفتار کر لوں گی برق خاٹف  
 بڑھیا کے ساتھ چلی ایک مقام پر پہنچ کر بڑھیا بھل کے ٹھہری کہا دیکھیے حضور وہ سامنے گڑھا



کھود کے پاندان گاڑ رہا ہو جیسے ہی برق خاٹف کمان کھڑکے ٹیڑھی بڑھیا نے جھپٹ کر  
حلقہ ہاتے کند مارے نعرہ کیا ستم بہتر بن ستر چالاک بن عمرو برق خاٹف کو منہ سے اُٹ بنگلی  
حلقہ ہاتے کند جلے چالاک زمین پر گر گیا برق خاٹف نے منہ پر ہاتھ پھیرا چالاک نے ایک  
بچھ ماری زنگ دروغن تمام جل گیا برق خاٹف نے ایک دو تھڑا مارا کہا کیوں سوے مکار  
برق کمان گیا چالاک رونے لگا کہا حضور برق ایک مقام پر چھپا بیٹھا ہو آپ مجھ کو چھوڑ دیجیے  
میں اسکو بتا دوں اسے مجھ کو سکھایا تھا کہ بڑھیا بنکر برق خاٹف بنو مارنا آپ ایسی سارہ میری  
نگاہ سے سنیں گدڑی برق خاٹف نے کہا تیرا کیا نام ہو چالاک نے کہا ملکہ عالم میں صاف تھا  
ابنا حال عرض کروں اگر آپ میری پرورش کریں سب عیاروں کو گرفتار کر دوں چالاک بن  
عمرو میرا نام ہو یہ تو خوب آگاہ ہیں حضور کہ عیاری مکاری ہمارا کام ہو میان طلمس کشا ابھی گرفتار  
ہو گئے تھے میں نے شہنشاہِ نیکم بنکر ہا کیا لوح گلے میں ڈال دی یا باجان نے اس کے قید دانی  
کی مہر وغیرہ سے جو انعام ملا وہ تو آپ نے لیا ہم پر یہ اعتراض ہوا کہ شہنشاہِ نیکم کو کیوں زندہ  
چھوڑا لشکر سے اسکو نکال دو آج تین دن سے بھوکے پیاسے ماری ماری پھرتے ہیں راہ میں  
یہ برق ملا اسے کہا اگر برق خاٹف کو بڑھیا بنکر قتل کرو تو ہم کھانا کھلائیں گے اس لالچ سے  
بھوکا تھا بڑھیا بنکر چلا آیا آپ پیٹ بھردیجیے جو کام کیسے کریں برق کو ابھی گرفتار کر ڈیو لشکر  
مہر میں سو اے عمرو کے کسی کی قدر نہیں ہو اسی جلن پر ہم بھی نکل آئے برق خاٹف  
نے کہا ای چالاک ملکہ مہر وغیرہ بڑی ناقدر ہیں مشہور ہو کہ تو نے بڑے دھوم کی عیاری  
کی زوال دولت شہنشاہِ نیکم تیری عیاری سے ہوا اسکا سوا وند یہ ملا کہ لشکر سے نکالے گئے  
چالاک چچین مار کر رونے لگا کہا ملکہ اگر اپنا حال بیان کریں آپ کو بڑی عبرت ہو میں نوکر کھیلے  
پہلے عمر کی مشکین باندھیں گے جو باپ اپنے فرزند کی قدر نہ کرے اسکو نہ ہر دینا چاہیے آپ جلے  
میں برق کو بتا دوں اتنا کام کیجیے گا وہ بڑے بڑے نیل لایگا مجھ کو بھی جال ساز دیا نیگا اسکی بات  
کا اعتبار نہ کیجیے گا اس طرح چالاک رویا اور مہر و عمرو کی بُرائیاں بیان کیں ہر مرتبہ بیٹیاؤں  
کہ حضور بھوکوں مرنہا ہوں جب دم ٹھکنے لگا تو فقیر بنکر گالوں سے سوکھی روٹیوں کے ٹکڑے مانگا یا  
ابھی کھا کے پانی پی رہا ہے برق خاٹف خوش ہو گئی کہا میان چالاک تم نہ روؤ ہم تمھاری خطا



شہنشاہ سے معاف کر دینگے جالاگ نے کہا ان مسلمانوں نے شہنشاہ کی نظروں سے ہر کوئی گمراہ  
ہم آپ کے پاس رہینگے ہم سب کو گرفتار کر دینگے آپ خود سلطنت ہوش ربا کیجئے افراسیاب  
کو بھی دم دیکر مارین اسد کو گرفتار کر لائیں لوح و مدہ اپنے قبضے میں رکھئے افراسیاب کو مار کر  
سلطنت ہوش ربا پر قبضہ کیجئے برق خاٹھ نے کہا اے جالاگ اگر تو میری نوکری کرے  
تو ایسا تیرا مرتبہ کروں کہ ہر مرد و عبادت کو رشک ہو جا لاک نے کہا حضور آج ہی امتحان  
ہو جائیگا آپ سحر تو اتارئے پھر ہماری کار سازی دیکھیے برق خاٹھ نے جالاگ پر سے سحر اتار  
جالاک نے دیکھا تھا کہ برق قلان غار میں چھپا ہوا برق خاٹھ سے کہا یہاں سحر کیجئے پہلے  
اس بھوریے کو تو پکڑ لیجئے اسکے قتل ہونے سے عمرو کا بازو ٹوٹ جائیگا یہ بڑے غضب کا  
عیار ہو پڑا مگر بغدادی برق خاٹھ نے سحر کیا برق چمکائی برق کا جسم جلنے لگا غار سے  
چینٹا ہوا خود نکل آیا جالاگ نے بڑھ کر مشکین باندھیں کہا میان برق صاحب اب کسی  
جان نہ بچے گی ہم نوکری ہو گئے عمرو کی بھی جگہ مشکین باندھیں گے برق بہت چینٹا پڑا برق خا  
برق کی مشکین باندھ کر پہلی میان جالاگ تھے ہوئے ساتھ میں تدبیریں بتلاتے  
جاتے ہیں ہنسر فرماتے ہیں اے ملکہ رعالم پہلے مسلمانوں کو مٹائیے اسکے بعد افراسیاب  
و حیرت کی گردن کیجئے آپ کو بادشاہ کریں برق خاٹھ اس مضمون سے بہت خوش ہوئی اور  
کہتی ہوا اے جالاگ اگر تو نے یہ کام کیا تیرا مرتبہ کرونگی برق خوشی خوشی برق خاٹھ سے کہتا  
ہوا اے ملکہ برق خاٹھ یہ عمرو کا بیٹا پڑا اسکا رہی اسکی باتوں پر نہ جائیے شراب پلا کر مار لگا جالا  
گ نے کہا تمہارے باپ کا کیا اجارہ ہے ہم تو اب ملکہ کے پاس رہینگے انکی سلطنت ہمارے وزارت  
ممالک ہوش ربا میں لطفت عدالت انکا سچ ہماری عیاری کی شوکت تم سب قتل کیے جاو گے برق  
کہتا ہے ملکہ ہوشیار رہنا یہ کالا ناک ہے جالاگ کہتا ہے تیرا کیا اجارہ ہم ملکہ کو زہر دین گے  
تمہارا سر کاٹ کر باغ میں لٹکائیے راہ میں جالاگ دبرق جاؤں جاؤں کرتے ہوئے چلے  
اتے ہیں برق خاٹھ پھولی ہوئی ہو کہ جالاگ میرا مطیع ہو یا باغ میں لیکر آئی کینڑین دوڑیں کہ  
حضور کیا مہر کہوا برق خاٹھ نے کہا عمرو کے بیٹے نے میری طاعت قبول کی برق کو گرفتار کر  
دیا اور نہ میں ڈھونڈتے ڈھونڈتے حیران ہو جاتی کبھی سکونہ پانی برق خندان برق گریان



باغ میں بیٹھی تھیں کہ برقی خاٹھ آکر پہنچی ان دونوں سے بھی یہی کہا ہوا سا مری نے بڑا بڑا  
 فضل شریک حال کیا چالاک نے صدق دل سے اطاعت کی پہلی خیر خواہی تو یہ ہو کہ برقی  
 کو گمہ قمار کمر یا ورنہ میں اسکو کہاں ڈھونڈھتی ابھی یہ باتیں ملکہ برقی خاٹھ اپنے باغ میں  
 کینزوں سے کہہ رہی ہو کہ پہلو سے باغ سے کان میں آواز گانے کی آئی برقی خاٹھ چہارہ  
 جانب حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ کس طرف سے آواز گانے کی آئی ہو کبھی کینزوں کی طرف متوجہ  
 ہوئی ہو کبھی جانب دروازہ دیکھتی ہو آواز سنکر دل سا اندر سے گھبراتا ہو کینزوں کو پکار کر آواز  
 دی کہ دیکھو یہ کسے گانے کی آواز آئی ہو کینزین سنکر دوڑیں کان لگا کر سننا ایک گوشہ باغ  
 سے آواز آئی ہو ایک کینز نے ایک دروازے میں جا کر دیکھا ایک بڑھا بتنورا ہاتھ میں لی ہو  
 بیٹھا ہو تائین مار رہا ہے قطعاً اس بڑھے کی یہ ہو کہ سر پر زرد دوزی ٹوپی دیے ہوئے مگر کام  
 اڑ گیا ہو خالی دھوکے کی ٹٹھی ہو گلے میں کرتا جامہ لانی کا پہنے ہو بوسیان اڑ لکین میں پانچا تہ شروع  
 کا تانا اڑ گیا بانا باقی ہو پائون میں جو تاشاٹ بانفی کا زرد دوزی اسکی اڑ لگی ہو خالی کپڑا باقی رہ گیا  
 مگر جو ڈانرے وار معلوم ہوتا ہو بان جو کھایا ہو تو بیک سے ڈاڑھی رنگی ہو بیٹھا ہو تائین مار رہا ہو  
 گانے کی آواز سنکر بھرا کے جانور جمع ہو گئے ہیں مدہوش بیٹھے ہیں ایک کی ایک کو خوب نہنیں  
 یہ کینز جو آئی تھی یہ سکتے کے عالم میں کھڑی رہ گئی ملکہ برقی خاٹھ نے دوسری کینز کو بھیجا وہ  
 بھی آکر کھڑی ہو رہی پارخ سات کینزوں کو برابر اسی طرح برقی خاٹھ نے بھیجا جب کوئی  
 کینز بھر کر نہ آئی یہ خود اٹھی کتی ہوئی کہ نین معلوم یہ سب بمبختیں کہاں جا کر مر گئیں آکر دیکھا کہ  
 سب کینزین مدہوش گانے کی تاثیر سے کھڑی ہیں ملکہ برقی خاٹھ نے دیکھا کہ گرد آسکتے  
 جانور مدہوش بیٹھے ہیں ملکہ برقی خاٹھ کا دل نہایت بے قرار ہو گیا ایک کینز کو اشارہ کیا  
 کہ اس بڑھے کو بلالو کہو کہ ملکہ ہماری بلاتی ہیں کینز گئی جا کر بڑے سیان سے کہا کہ چلے آپ کو ملکہ  
 برقی خاٹھ نے یاد فرمایا ہو بڑھے نے جواب دیا کہ میں بھٹارایا بھٹاری ملکہ کا نوکر ہوں  
 ملکہ نے کسی جوان کو بلایا ہوگا میں ملکہ کے پاس جا کر کہہ دوں یہ کینز بڑھتی ہوئی وہاں سے بھڑائی  
 آکر ملکہ سے کہا کہ بڑھا کہتا ہو کہ میں بھٹارایا بھٹاری ملکہ کا نوکر ہوں ملکہ برقی خاٹھ نے اور  
 کینز کو بھیجا کہ جا کر اس بڑھے کو یہ جبرے آد کینزین لکین اور جا کر کہا کہ ملکہ عالم ہماری آپ کے



گاتے کی مشتاق ہیں بڑھے نے کہا کہ مجھ کو نہ بلا یا ہو گا کسی اپنے عاشق کو بلا یا ہو گا جب تو یہ سب کینزین  
چاؤن چاؤن کر کے پٹ گیلن کسی نے ہاتھ پکڑ کسی نے پاؤن پکڑ کسی نے تبنور اٹھا لیا بڑھے نے  
جو یہ کیفیت دیکھی کسی کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کسی کے جٹکی لی کسی کو پاؤن سے سہارا بتایا کینزون نے  
ادھی ادھی کر کے چھوڑ دیا بڑھے میان زمین پر گر پڑے تھیں لگے کہ مجھ کو مار ڈالا ملک بھرق خاٹھ  
نے جو یہ حال دیکھا کوڑا پکڑ کے اٹھیں کہنے لگیں کہ حرامزادیوں تنے بڑھے کو مار ڈالا بڑھے میان  
سے بہنت کہا کہ بڑھے میان صاحب آپ چلے مجھے آکا بڑھا اشتیاق ہی یہ کہہ کر بڑھے میان کو بھاگ  
بارہ دری میں بٹھایا بڑھے میان نے تبنورہ چھپ کر گانا شروع کیا ملک کا یہ حال ہی کہ بڑھے میان کی  
تاؤن پر جھوم رہی ہیں کبھی گئے سے سویتوں کا مالا اتار کر دیدیا کبھی کنکن کی جوڑی اتار کر دیدی  
بڑھے میان تبنورے میں جمع کرتے جاتے ہیں گاتے گاتے ایک مرتبہ بری میان خوش  
ہو رہے تبنورا ہاتھ سے رکھ دیا جامہ میان لینے لگے ملک نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی واسم گرامی  
کیا ہو بڑھے میان نے کہا کہ مجھ کو استاد خرد برد کہتے ہیں ملک انکے گاتے کی تعریفیں کرتے لیکن استاد  
خرد برد نے کہا کہ آپ نے یہ کیا دیکھا میں ساقی گری خوب کرتا ہوں سر سے شراب پلاؤن  
ہاتھ سے بتاؤن پاؤن سے توڑے لون ملک نے کہا استاد خرد برد دوسری جام تو نہ گریگا استاد خرد برد  
نے کہا ہاتھ کنکن کو آرسی کیا ہو شراب منگو کر ملاحظہ کر لیجئے ملک بھرق خاٹھ نے حکم دیا کہ سامنے  
استاد کے جام شراب لاؤ کینزون گیلن گلا بیان شراب کی لے آئیں استاد خرد برد کے آگے رکھ دیں  
استاد خرد برد نے شراب کو الٹ پلٹ کیا پلخ چار شیشے کینزون کو دیئے جام بھر کر سر پر رکھ کر گاؤ  
ہوئے گت ناچتے ہوئے ملک بھرق خاٹھ کو سامنے پونے سر جھکا دیا ملک نے جام شراب کا لیکر بغیر نہ  
انجام ملی گیلن ننگہ ملا کر استاد نے ایک مستزاد عاشقانہ مصنفہ عاشق گانا شروع کیا مستزاد

اتو بیٹے بھی مری شکل سے بیزار ہو جینا دشوار ہوا  
کیس خطا بری صورت سے تو بیزار ہوا کیسا انکار ہوا  
جیت جسدن جدا جھ سے وہ دلدار ہوا - ملنا دشوار ہوا  
اتو صورت بھی دکھانا دشوار ہوا - ایسا بیزار ہوا  
عشق میں تیر میں رسوا میر بازار ہوا - میر مرل ہوا

مرغی بھریں دل جسے گرفتار ہوا - کیسا لاچار ہوا  
جان آخر ہو بس ب ہونٹھو نہ یا مراد شکل دکھا جام  
دھو نہ تھا ہونٹھو چلو میں گیلن میں ملو کی آئیں  
خواب میں بھی نہیں ب شکل دکھا تا وہ نم - ہاؤ کیسا ہونٹھو  
وہ مل کو چہ میں ترے میں رہا کی گریہ ہوا اسکا اثر



ہو گیا تھا توڑ مٹی کو حشت میں سکون پھر اس کو چون  
غیر کو چاہا نہیں جسے تجھے دیکھا صغیر تیر ہی سر کی  
ورید بکھرتے ہیں اہم گلیوں میں روز مارے مری جھپکے  
جس صورت کو تیری دیکھا ہوا وہ لقا نہ رہا ہوش کا  
وہ بھی نہ ہو گا آئی کہ میں اس بل کوں کے خوش رہا ہوں  
کون سے طے کا تیر کر کے عاشق سماں کی مری جا بھمان

بہد مدت کے وہی پھر سے آزار ہوا غمت بجا ہوا  
جز تیرے اور کسی سے نہ سرو کار ہوا سبے انکار ہوا  
حیف تو حال سی میری نہ خبر دار ہوا کیسا نیاز ہوا  
نشہ عشق میں اسرار جہ میں ہوا پھر نہ ہوا شیار ہوا  
طالع خفہ مرا شکریہ ہی بیدار ہوا وصل دلدار ہوا  
یا لون میں سلسلہ ہجر گرا بنا ہوا مانا دشوار ہوا

یہ مستعد تھے ہی ملکہ برق خاٹفت پر ہوشی کی تاثیر ہوئی کینرین بھی اپنے اپنے مقام پر ہوش  
ہو گئیں گرتے ہی سے لغو ہوا انم مہر سپہ عیاری خواجہ عمر و جاہتے ہیں کہ سرسکا کاٹ لین کہ لغو  
ہوا باشا عیار مکار کیا کرتا ہو میں ابھوئی خواجہ عمر و نے دیکھا کہ برق گریاں ابھوئی عمر و کھلے  
گلہ اور طرح کر غائب ہو گئے چالاک مودب آنکر بیٹھے برق کو درخت سے باندھ دیا برق خاٹفت  
کو ہوشیا کیا تھا قضاے کار افراسیاب جادو بالائے کند بٹھا ہوا کہ مصر و صبار قرار نے  
اگر خیر دی حضور دن بارہ سرد زامی و گرامی شل باغبان مہار و غیرہ تین دن میں بشکر سلام  
غائب ہوئے آج چالاک و برق فکر میں گئے ہیں کوئی دوست صادق ابکا آیا اسنے یہ کار نمایاں  
کیا بہار و باغبان دیوانے ہو کر گئے یہی سانچہ تشکیل پر بھی گذرا ملکہ مخرج آج بہت بھرا رہا  
افراسیاب نے کہا اے حیرت یہ حال مجھے سنا تین برتین طلسمی برق خاٹفت و خندان  
گر بیان فرود کر کے آئی ہیں باغ میں آکر تری ہیں یہ اُنکے سحر کی تاثیر ہوئی مصر نے کہا انکی  
عیاریاں تو دیکھیں آج صبح سے برق و چالاک گئے ہیں جاتے ہی قیامتیں برپا کرے دنوں  
بلاے روزگار طرار و فرار مکار و غدار بقول شاعر مصرعہ دو دل یک شو و بشکند کوہ را افراسیاب نے  
ورق سامری اٹھا کر دیکھا منہ پیٹ لیا کہا لو صاحبو عیار وں نے اپنا رنگ جا لیا چالاک بیٹھا  
ہوا غزلین گار ہا ہوسیان برق بندھے ہوئے ہیں مصر جلد اپنے کو پہونچا برق خاٹفت  
کو آگاہ کر دے کہ اس مکار کی بات کا اعتبار نہ کرے تعجب لگے کہ قنار نے مصر نے کہا اے  
شہنشاہ چالاک کا رنگ جا ملے ہوا ایسا نو مجھ کوئی آفت آجائے یا تو خود تشریف لیجائیے  
یا کسی سحر زبردست کو روانہ کیجیے افراسیاب جادو نے کہا سچ کہتی ہو شکول جادو پہلو میں



بیٹھا تھا افراسیاب نے کہا ایسکول مہری زبان ہمارا لو جاتے ہی چالاک کو گمہ قرار کر لینا  
 زبان ہمارا برق خاٹک کو دنیا کہنا ان دونوں کا سر کاٹ کر روانہ کرنا بخوبی سمجھا دینا عیار دن  
 کی بات کا اعتبار نہیں ہو سکول فرمان افراسیاب لیکر چلا صرصر واسطے خبر کے احاطے سے نکلی  
 دور سے دیکھا ایک نخل کے سایہ میں صبار قمار کھڑی رد رہی ہو صرصر نے بڑھ کر آواز دی کیون  
 ای صبار قمار غیر تو ہو صبار قمار نے دو پتہ منہ پر رکھ لیا زیادہ روئی کہا اُستانی کچھ خیر عنایت  
 تو بیان کر دو اتبو ہوش راج راہو ہوتا ہو ہماری تمھاری فکر میں عیار پھر رہے ہیں ہکو مکو پا جا رہے  
 تو قید کر نیلے صرصر نے کہا ای صبار قمار نہ گھبرا عیار رون کا خاتمہ ہوتا ہو برق خاٹک و  
 گریان فلان باغ میں اکہ ٹھہری ہیں لیا سحر انکا کا لی کہ مہوت ہو کر سردار مثل باغبان بہار  
 چلیکے شہنشاہ نے بھی کتاب کھل کر سکول جادو کو روانہ کیا چالاک و برق وہاں پہنچ گئے  
 گئے ہیں یہ عیار تو بخت ہوا میں گرہ دیتے ہیں جب صرصر کہ چکی صبار قمار پیچھے ہٹی مہری  
 نگاہ جو مل گئی دیکھا عیار طرطلسم کشا صرغام شیر دل ہو اُستانی اُستانی کہتا ہوا بھاگا صرصر نے  
 بیچھا کیا کہ کسی ساحر سے اسکو گمہ قرار دوں لشکر سے صرغام نکلا اس خیال سے کہ جا کر سکول کو  
 راہ میں لون میرے بھائی چالاک کی عیاری نہ ملے صرصر جیسے ہی قریب خلستان پہنچی قصداً  
 غل مجاؤں ساحر وں کو بلاؤں کہ پہلو سے آواز کی اُستانی کیا کرتی ہو صرصر نے پلٹ کر دیکھ  
 صاحب بعد فکر ان نظر کر دہ ہزرگان بغداد مانے ہوئے جت کر کے آگے صرصر کی کھائی تھام  
 لی صرغام کو آواز دی ادھر آؤ اُستانی کو میں باندھے دیتا ہوں مزاج میں آئی تو انھیں کی  
 شکل بیکر جادو صرغام پلٹ آیا صرصر نے کہا ای قرآن مجھے چھوڑ دے میں کسی سے نہ کہوں گی  
 قرآن نے کہا اُستانی تم پیٹ کی بڑی ہلکی ہو تم سے ضبط نہو سیکھا میں سے بیٹی جادو کی خوشامد  
 کے مارے افراسیاب سے کہہ دو اب چند ساعت اسی جنگل میں ٹھہرو یہ کہہ کر قرآن نے صرصر کو  
 درخت سے باندھ دیا صرغام و قرآن چلے قرآن تو گوشے میں ہو گئے صرغام سے کہا بڑھ کر  
 سکول جادو کو لو بھی اڑا ہوا گیا ای بن پڑ گیا تو میں بھی دقت پر آؤنگا صرغام صورت صرصر کی  
 نیکر بھاگا سکول اڑا جاتا تھا صرغام نے آواز دی ای صاحب شہنشاہ ذرا ٹھہرو جادو سکول  
 صرصر کو دیکھ کر اُتر آیا پوچھا کیوں لکھ صرصر خیر تو ہی صرغام نے کہا شہنشاہ نے فرمایا ہے



بڑی حفاظت سے جانا جاتے ہی پہلے چالاک کو کپڑا لینا ورنہ کو دیکھا نہ کر نکل جائیگا سنگول نے  
 کہا میں جاتے ہی بھر کر ونگا ضرغام نے کہا دیکھو صبار قمار بھی آتی ہو سنگول نے ہنسی پر  
 ضرغام نے حلقہ ہائے کندہ گلے میں سنگول کے ڈال دیئے جاب مار کر بیہوش کیا اسکو درہ کوہ  
 کوہ میں ڈال دیا آپ شکل سنگول فران افراسیاب لیکر طرف باغ کے چلا یہاں وہ وقت ہو  
 کر چالاک نے اینارنگ جمالیہ شرب طلب کی ہو بیہوشی ملا چکا ہو قصد ہو کہ اب تقریب شرب  
 میں نگو ماروں کہ کینروں نے خبر دی سنگول جاو و فرستادہ شہنشاہ ورد و دست پر حاضر ہو فران  
 بھی لایا ہو یہ سنتے ہی چالاک گھبرا یا کہا حضور اسوقت نہ بلائیے بعد یکیشی سمجھا جائے گا ہمیں  
 قہر یہ منظور ہو کہ بعد قتل مسلمانان افراسیاب کو بھی گرفتار کر لیں آپ کو سلطنت وین تمام ظلم پر  
 حکایت کیجیے برقی خاٹھ نے کہا شہنشاہ کے خلاف ہوگا برقی خندان نے کہا بلالو اگر  
 آنکھوں نے کچھ تمھارے مقدمہ میں لکھا بھی ہوگا تو ہم جواب صاف تحریر کرینگے کہ چالاک کو  
 ہم نے نوکر رکھ لیا پہلی خیر خواہی اسنے یہ کی کہ برقی کو گرفتار کر لیا کینر جاکر سنگول کو  
 لائی چالاک نے سنگول سے آنکھ ملائی دیکھا ہمارے برادر بجان برابر ہمت ضرغام خوش  
 انجام ہیں آئیے آئیے کر کے برائے نظم اٹھئے ضرغام نے وہ فرمان ماتہ میں لکھ برقی خاٹھ  
 کے دیدیا برقی خاٹھ نے بیٹھا ہی لکھا تھا کہ چالاک و برقی کو قتل کرو برقی خاٹھ  
 ہنسی کہا ای سنگول شہنشاہ اس مقدمے سے آگاہ نہیں ہیں ہم سمجھا دینگے سنگول نے  
 کہا حضور ہم بھی شریک جلسہ ہوں چالاک نے کہا اس صاحب شہنشاہ تشریف رکھے  
 ضرغام بھی شریک صحبت ہوئے قریب اٹھا اٹھا کے رکھنے لگے سنگول نے کہا میں بایان  
 خوب بجاتا ہوں سنگول نقلی بایان بجا رہے ہیں چالاک اشعار دیکھتا رہے ہیں قضا و کار  
 سنگول جو بیہوش بڑا ہوا تھا ضرغام کو قرآن باندھ کر چلے گئے تھے ادھر سے صبار قمار کا  
 گزر ہوا اسنے اگر ضرغام کو کھولا ضرغام نے تمام کیفیت بیان کی سنگول کو درہ کوہ  
 سے ہوشیار کیا ضرغام صبار قمار نے سنگول کو خوب بختہ کر دیا سب حال سمجھایا کہ  
 ضرغام تمھاری شکل بنکر گیا ہو جاتے ہی اپنے ہم شبیہ کو ارنال چالاک کو کپڑا لینا برقی خاٹھ  
 کا کہنا نہ مانا جب چالاک کو گرفتار کر چکنا تب تمام کیفیت بیان کرنا سنگول نے کہا



میں جاتے ہی قیامت برپا کروں گا میان چالاک کا سر کاٹ دوں گا یہ کہہ کر  
 شور سے چلا بیان میان ضرغام شکل سنکول تن رہے ہیں چالاک نے شراب میں بیہوشی  
 ملائی منظور ہے کہ برق خاطف کو بلاؤں سنکول اصلی جو دروازے پر آیا کینرون نے روکا کہ  
 صاحب ٹھہر جاؤ ہم اطلاع کریں اسے کہا اے ہٹو معاملہ بگاڑو گی خبردار اندر نہ جانا میرے آئینگی  
 خبر نہ کہنا میری شکل پر ضرغام شیر دل آیا ہے شہنشاہ نے سب کیفیت مجھ سے کہہ دی کینرون نے چاہا  
 اندر جا میں سنکول نے سحر کیا کینرون کے پاؤں زمین نے قحام لے اب یہ تیغہ برہنہ پھینچے ہوئے باغ  
 میں گھسا دو رہی سے لگا راوی برق خاطف تو نے غضب کیا میرا ہم بیٹھ کر ضرغام شمشیر دل  
 ہے تو اسکو نہیں پہچانتی کسی جاہل ہے ضرغام نے پلٹ کر دیکھا کہا ملکہ کیسے میری شکل پہچان سکتا  
 بن قرآن آتا ہے آتے ہی شوک کر گئے اسکے دو ٹکڑے کیسے سنکول جھپٹا ہوا آتا تھا ضرغام سے  
 آنکھ مل کر آواز دی ٹھٹھا اوکار دیکھ تو تیرا کیا حال کرنا ہوں ضرغام نے سر ہلا کر کہا بھلاؤ بھلاؤ  
 یہاں تک آؤ سہی دیکھ تو کیا قیامت برپا ہوتی ہے ہم تمہارے باپ یہاں موجود ہیں یہ تیغہ گھینک  
 پوڑا ضرغام بھاگ کر پشت برق خاطف پر آیا کہا ملکہ بچاؤ چالاک کو دیکھو میں برق خندان  
 کے آیا برق خاطف نے دو لون ہاتھ سنکول پر ہلا دیے دس برقیں گریں سنکول کے دھن  
 ٹکڑے ہوئے باغ میں اندھیرا چھا گیا چالاک نے جو قریب برق خندان پہنچ چکا تھا پلٹ کے خیرباد  
 برق خندان گری پہلی آواز سنکول کے مرنے کی آئی پھر صد بلند ہوئی کشتی سدا نام من  
 برق خندان ہو برق خط پلٹی ضرغام نے حلقہ کندہ مارا کرتے کرتے خیرباد دیا اندھیرا ہو گیا باغ  
 جلنے لگا بیرون نے آواز دی کشتی سدا نام من برق خاطف یو دچالاک طرف برق گریاں  
 چلا تھا کہ آئیے اسی اندھیرے میں سحر کیا چالاک و ضرغام گریے برق گریاں نے سحر کیا اندھیرا  
 موقوف ہوا دیکھا ضرغام و چالاک زمین پر پڑے ہیں لاشہ برق خندان و برق خاطف  
 زمین پر گر پڑا ہے دو لون ہسٹون کے غم میں گریاں بھاڑ ڈالا ستر پیتی تھی کہ یار و آج بدو  
 قلمات بے چراغ ہوا عیار وں نے دو لون ہسٹون کو مارا اُنکے خون کے بدلے میں ان سردار وں کو  
 اور دو لون عیار وں کو قتل کروں گی تمام کینرون چار جاہل دس باغ نامکدہ ہو گیا گریں  
 کی آنکھ سے آنسو بہ رہے ہیں سنبیل نے بال بریشان کے سوسن خاموش خیموں کو حیرت کا ہوش



قنات نہ تھی چشم حیرت سے لاشون کو دیکھ رہی تھی سرو یاہ گل قمری مضمحل باغ میں خاک اڑنے لگی  
بلبلون نے صدائے گریہ وزاری بلند کی برق گریان کا ترپ ترپ کر دنا چالاک و برق و فرغام  
کی مشکین چٹوڑ کر باندھیں ہاتھ چکا دیا ان تینوں کے جسم میں اگلے پڑ گئے کینزون کو اشارہ کیا تینوں  
کو لاؤ جلا دون کو بلاؤ باغبان دہار و فکیل وغیرہ کو کینزین کشان کشان لائین باغبان نے  
دیکھا چالاک و فرغام و برق بندھے ہوئے بیٹھے ہیں اب بھی عیار می کی گھاتین کر رہے ہیں  
برق فرنی کہتا ہے اے طلسم برق گریان خواجہ عمر کے بیٹے کی جال سازی آپ نے دیکھی آپ  
مجھ کو نوکر رکھیں میں انکو اپنے ہاتھ سے قتل کروں آپ کی دونوں بیٹن بڑی قدردان تھیں  
برق گریان کہتی ہے ارے تم سب قاتل جلا دھو ایسے مقام پر تو قتل کرے کہ جہان پانی بھی  
نہو اے میری بہنوں کو کس صرت سے قتل کیا ہم پر وہ ظلمات سے اگلے تھیں ظالمون کے  
ڈرے لشکر لیکر مقابلے میں نہ آئے تھے خیال رہا کہ الگ رہیں میں سے بیٹھے بیٹھے خاتمہ  
کر دیں بڑی بڑی ہوشیار یان کین ان عیارون نے پھیانہ جھوڑا بڑی ہمیشہ برق خاٹھ کا  
قتل ہونا پر وہ ظلمات میں اب کوئی بزرگ نہ رہا اول ملکہ ماہیان زمر و پوش قتل ہوئیں خونخوار  
ظلماتی کے قتل ہونے سے شہر ویران ہوا ملکہ برق خاٹھ نے رعایا کو تسکین دیکر پھر آباد کیا  
تھا اب میں تنہا کیا پر وہ ظلمات پلٹ کر جاؤنگی سر لیکر بھون کا خدمت شہنشاہ میں چلتی ہوں  
صاف کہوں گی یہ نام پر بطل جنگی بجوایے دل میں حوصلہ باقی نہ رہا جسے رعد و برق و  
دبرق لاسع نے جان کے خوف سے خوجہ عمر و کی اطاعت کر لی ہم طاعت کرنے والے  
نہیں ہیں ہم سے نہ ہو سکے کا کہ پونے دو سے خداؤں کو چھوڑیں ایک خدا بناوین اور اسباب  
کی محبت میں بڑھ کر جان و نیکی میدان کا زار میں ہمارے سچ کا حل کھلے گا کینزین کہتی ہیں  
ہماری بارہ ہزار فوج دس لاکھ کو یا مال کرے گی کرک کرک کرے گی بن کا خیال نیکیے برق لاسع  
ضرور مقابلہ کرے گی تب مزہ اٹھے گا برق کے سامنے اُنکے فرزند رعد کو قتل کیجیے برق گریان نے  
بارہ ہزار ساحر جاب دارین استاد دھوئیں چالاک برق و فرغام کو دارین لٹکایا بارہ باغبان  
وغیرہ کو زیر تیغ بٹھایا ساحران جلاؤ کہ حاضر ہوئے حکم پوچھنے لگے برق گریان شاخ نخل پر  
نظر رکھے ہوئے تاج سر کا ڈھلکا ہوا زار زار رو رہی ہے کہتی اہو صاحبو اگر میں نے بڑائی فتح بھی



کی وطن میں جا کر کیا ٹھہر دکھاؤنگی کہنے والے کہیں گے بہن کو قتل کر یا اپنی جان بچا کر چلی آئی  
اب میں خدمت پسین افراسیاب جادوہی کے رہونگی وطن میں نجاؤنگی انکے مرنے کی خبر سنکر  
اہالیان شہر بھاگ جائیں گے اب پردہ ظلمات کا آباد ہونا نہایت دشوار ہے سات بہنیں ایک  
مقام پر رہتی تھیں جدھر ہم لوگ نکل جاتے تھے انگلیان اٹھتی تھیں کہ گھر بھرق ہاے طلسمی کا  
خوب آباد ہے ہاے کہنے والوں کی نظر کھا گئی اس جلا کو قتل کرو کہ ذرا تو میرا کلیجہ ٹھنک دے  
کلیجے میں شعلہ بھڑک رہے ہیں تین جلاؤں میں کھینچ کھینچ کر بڑھے بھرق و صند غلام و  
چالاک دعا کر رہے ہیں بہار و باغبان کی حالت تغیر آنکھوں کے سامنے موت پھر رہی ہے  
ملکہ بہار جادو نے اڑتی اڑتی خبر سنی تھی کہ بادشاہ جہاہ لڑتے بھڑتے آتے ہیں مخمور کی  
خوش بھینی پر تو رشک ہے کہ جو کہا تھا اسے وہی کیا بڑی دھم سے نور الدہر کو لیکر ہوشربا  
میں آئی ہماری رسائی تا بہ بادشاہ نہوئی اس خیال میں بے اختیار آنکھوں سے آنسو  
جاری ہوئے ٹپ کے یہ اشعار ابدار موانق مضمون مقام مصنفہ جلال لکھنوی کے پڑھنے لگی

|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                    |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                              |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                |
|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| ہم پر جو کچھ ہوا اسے ہونا ضرور تھا<br>جب یکتا تھا جو تکے بستر سے دور تھا<br>میں ایک جھلک سے ہونگا غش و کلیم تھو<br>خود کا لٹا تھا اپنا گل جو غیور تھا<br>طوالے فلک میری شب غم کو دیا ویا<br>کیا کیا گھٹا ہوا رات جو آنکھوں میں نور تھا<br>ٹالا جہان کو وعدہ فردا یہ یار نے<br>آما دہ بھوکے پہ سرفیل صورت تھا<br>مخار عشق جام تھی ساتی کے زم زم میں<br>موسیٰ کو غش میں نکھکے جانے کو طور تھا<br>دکھا خطا یار کو پوشیدہ مشق نے<br>سخت اتنی تھی زمین فلک ایسا دور تھا | تفہیم لکھ کی تھی نہ دل کا قصور تھا<br>آہ سا کی سعی تو کرنا ضرور تھا<br>میں کہ شر سے خاک ہو گا وہ طور تھا<br>تلصح میں آپ میں آ یا شبِ حال<br>رشتہ حیات کا بھی بڑھا نا ضرور تھا<br>کیا نا گوارا ہجر میں سامان عیش تھی<br>مانا نہ ایک جنے وہ میں نا بصورت تھا<br>اسد رجبہ بگمان میں ہمسکے وقت گز<br>شیشہ بھی نشہ کرافت سے چور تھا<br>اچھی بہنیں یہ حسن پہ نخواستہ لوگ ہاتھ<br>تشبیہ ہونے کے لیے یلر قصور تھا<br>کچھ دیکھ رہے تھے نکلنے کو حوصلے | شب کو یہ بقرار دل نا بصورت تھا<br>ہمت تھی شرط باب اثر کتنی دور تھا<br>مقتل میں کس حلق پر کھدی تھی تیرے<br>جبنا قریب یا تھا اتنا ہی دور تھا<br>ہمد نہ تیرگی شب انتظار پر پوچھ<br>آنکھوں کا تھا خار جو دل کا سرور تھا<br>برہا ہی کہ چکا تھا مرا اضطراب حشر<br>ہیجی جو آئی سمجھے یہ پیغام حور تھا<br>ایسا غصہ ہے عاشق و معشوق کا تپاک<br>ہم کو بھی یوہن دولت بدل پر زور تھا<br>نالوں کی کو تھی تھی کمی اضطراب کی<br>اکبا بھر شباب کو آنا ضرور تھا |
|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|



نظارہ چائے بزم تیان کا کیا جلال | رونق غرض تھی جس وہ سکاٹھو تھا | ان اشعار ابدار کو پڑھ کر بہار  
 بہت روئی کہاں باغبان پندرہ برس اس طلمس میں رہتے ہوئے ٹھک کر گزرے بڑے بڑے  
 صدیوں میں نے اٹھائے جس زمانے میں پہنچے شرکت کی ہے صرت ملکہ معراج و نافرمان و  
 معراج سے کاکل کشا شریک خواجہ معراج ہوئی تھیں سوخت کی لڑائی ایک کھیل معلوم ہوتی تھی  
 بقول افراسیاب جادو کہ یہ لوگ لڑکوں کا گھر زندہ بنا کر میرے سامنے آئے ہیں کوئی وزیر  
 جنگ کوئی بادشاہ ہوا اسکے غرور کا خداوند کریم نے یہ انجام دکھایا کہ ہلوگوں کے ہاتھ سے  
 بھاگ کر افراسیاب جادو ایسا شخص تلعہ بند ہوا سامنے مقابلے کو نہیں آتا مثل چوٹوں کے  
 بالائے گنبد سے اترتا اور تکرار کرتا ہے یہ اسی غرور کا بدلہ ملا ہے وہ کیا کرتا ہے اگر یہ لوگ  
 ہزار برس رہیں گے آفتاب عالم تاب ہوش ربا کوز والے ہو گا مگر اس حاکم حقیقی قوی و توانا نے  
 یہ روز سیاہ اُسکو دکھایا مگر ہمارا حال بقول سعدی شیرازی رونے کے قابل ہے شعر  
 اُمید بستم بر آید دے چہ فائدہ زانکہ + اُمید نیست کہ عمر گزشتہ باز آید + وقت عیش و عشرت  
 آیا ہمارا گل حیات مرجھا یا مثل بوے گل صرت و یاس لیکر پردہ دینا سے چلے نام بہار ہے نہ  
 پھولے نہ پھلے سامان عیش و عشرت کا ہنسنے نہ دیکھا باغبان بھی رونے لگا کہا اسے ملکہ حقیقت  
 میں جس روز زلزلہ قاف ثانی سلیمانی کا داخلہ ہوگا عجیب روز سعید بہتر از عید ہوگا گل مالک  
 طلمس ہوشربا سے خراج ایک گانا نام قرار پائے گا پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار جوانان گلزار  
 باغ طلمس ہوشربا میں جیتے ہوئے نظر آئیں گے بارگاہ سلیمانی کا استاد ہوتا تھے تو اسے بھار جا کر بہر  
 کوہ حقیقت گلزار سلیمانی بہار لشکر صاحبقران دیکھی سب کے نام سے ماہر ہوئیں بارگاہ میں  
 جلوہ فرما رہیں محبت شہنشاہ گیتی ستان میں باریاب ہوئیں ہم زیارت سے محروم رہے قائم و  
 نور الدہر مع چند سرداروں کے آئے ہیں ان خیروں کے قدم سے کیا لشکر میں برکت ہر طرف  
 لشکر میں سامان شوکت و لیاقت ہے نہ کہ کل سرداران صاحبقران و فرزندان جوان و  
 شاہ گیتی ستان جس وقت تشریف اس مقام پر لائیں گے دشمنوں کے کیلے ہلجائیں گے  
 افسوس صد افسوس اس جلسے میں ہم نہ ہونگے باغ ہوش ربا میں بڑے میلے ہونگے ہم  
 گوشت و تنگ و تاریک میں تنہا ہونگے سوئے کاکل کشا نے پریشان ہو کر جواب دیا



اے باغبان والا شان گوشہ قبر کسکو میسر ہوگا ایسے مقام پر قتل ہوتے ہیں کہ یہاں کوئی دفن کرنے  
 بھی نہ آئے گا لاشیں اس مقام ویران سے کون اٹھائیں گے جو منظور قضا و قدر کو تھا وہ ہوا حسرت و یاس لیکر پہلے  
 وہ جلے پہنے نہ کیجئے بھیتیں اٹھائیں جفا میں سمیں جب قتل ہوا آیا ہمارے عمر خزان ہوں سب  
 سردار بیکار ہو کر روئے دلوں اپنے پروردگار سے رجوع کر رہے ہیں ٹھنڈی سانسین بھر رہے  
 ہیں برق و صرغام و چالاک بکار رہے ہیں کہ اے بے نیازان سرداران صفت شکن کو موت سے  
 اتنی ہمت ملے کہ قتل فرمایا دیکھ لیں مرنا تو ایک دن ضرور ہے اس مقام حسرت و یاس پر قلب  
 نا بصور ہے برقی گریبان بیکاری پران بھون کی ہنستی ہے کبھی کہتی ہے کسکو تم سب بیکار تھے  
 تمہارا خدا زنا ویدہ کہاں ہو تلوگوں کے برابر کون ہو تو تھے تمہاری کتابوں میں لکھا ہو کہ زمین سے  
 آسمان تک بارہ ہزار سال سے برس کا راستہ ہے ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا یہی فیصلہ قرار پایا ہے  
 پر مقام خدا سے نادریدہ قرار دیتے ہو وہاں تک آواز کیونکر جا سکی اطاعت افراسیاب قبول کرو سامری  
 جمشید کی خدائی کو برحق جانو وعدہ کرتی ہوں کہ تمہاری خطائیں معاف کر دوں گی اب میرے  
 ہاتھ سے بچنا تمہارا دشوار ہے یہ ٹھکر باغبان تڑپ گیا کہا اود برقی گریبان ہمارے حال پر  
 ہنستی ہے معاذ اللہ پیدا کر مٹیو اے ہنستی ہے وہ حاضر ناظر ہے بعد زمین و افلاک کیسا جو ہمارے  
 دل میں ہے اس راز سے وہ بے نیاز ماہر ہے ہماری راحت و مصیبت سب اس پر ظاہر ہے دیکھو  
 وقت مدد دہوتی ہے برقی گریبان اور باغبان سے ٹکرا ہونے لگی باغبان کہتا ہے تو ہمارے  
 قتل پر قادر نہیں ہے وہ کہتی ہے اب اگر تمام عالم ملکر آئے تو بھی تمہاری رہائی غیر ممکن ہے برقی قہر  
 غضب سے جلا دوں گی اب زندہ نہ چھوڑ دوں گی یہ کہکر جلا دوں سے اشارہ کیا جلد ان زبان دراز و دلو  
 قتل کرو جلا و خنجر برہنہ لیکر بڑھے تیرے حکم کے منتظر تھے کہ کنج باغ سے آواز آئی اے خیر خواہ  
 دولت لے صاحب شوکت و یاقوت کیا کہنا ہمارے پیشتر سے ٹھکرا گاہ نہ کیا ورنہ لمحہ لمحہ کا انتظام کرتا  
 بلٹ کے برقی گریبان نے دیکھا خوشنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو تاج سر پر اک  
 رومال سے خون تازہ چکاتا ہوا اس میں سر کسی کا بندھا ہوا تیغ خنجر آلود ہاتھ میں فصاف  
 ظاہر ہے کہ ابھی کسی کو قتل کیا رومال سے باندھ لیا برقی گریبان نے جھٹک کر سلام کیا کہا اے  
 شہنشاہ یہ کسکا سر ہے افراسیاب نے اس سر کو دھڑے زمین پر پڑا دیا برقی گریبان نے دیکھا شہنشاہ



لاچین کا سر ہے لشکر اسد کا کلان افسر ہی پوچھا اے شہنشاہ اس پیر زمین گیر کو کوئی نہ کرے یا کما ہی برق گر  
 میں نے مشکوٰۃ جادو کو روانہ کیا ضرغام نے راہ میں اسکو گرفتار کر لیا میں ادراق سامری  
 دیکھ کر گند سے بے حفاظت آئے اس خیال میں کہ جا کر تم سب کو آگاہ کروں اس بڑے نے  
 راہ میں مجھ کو گھیر لیا تو اب آگاہ ہو چکا کہ جسکو پاؤں لگا فوراً قتل کر دو لگا میں نے لڑکر اسکو  
 کاٹ لیا راہ میں مجھ کو بطور ستارہ شناسی ثابت ہوا کہ برق حاکف و برق خندان دونوں  
 قتل ہو گئے صرف برق گریان باقی ہے قتل میں سرداروں کے تساہل کر رہی ہو اسوقت اگر پہنچا  
 مبارک ہو کہ لڑائی میں نے فتح کی لشکر اسد میں کھلی پڑی ہے سب ہار بھاگے جاتے ہیں مکہ  
 بلقیس تھی ہونے کو کتنی ہے صرف یہ جار باخ جوان رہ جائیں گے مثل اسد و بدیع الزمان و  
 نور الدہر و قاسم و غضنفر یہ کس کس سے لڑینگے بڑے بڑے پہلو ان میں نے بلاتے ہیں وہ ان سب کو اب  
 گھیر کر مار لیں گے میں نے وہ گند بنایا اگر سامری جمید بھی ہوتے گند تک نہ آسکتے آٹھ پہر  
 آئے تلوار خنجر شمشیر ہر دوسرے سے مارا کرتے ہیں وقت آخر میں نے یہ کار نمایاں کیا مگر سب سردار  
 میرے تعاقب میں آتے ہوئے جلد ان سب کو قتل کر دیا میرے ساتھ گند عجب میں چلو برق گر  
 قتل ہونے سے پہلے کہ رونے لگی کہا حضور خاندان تباہ ہو گیا کوئی سرپرست نہ رہا  
 افسر سیاب نے کہا میں تجھ کو اپنا نائب قرار دوں گا آج شب کو ٹہری لڑائی بڑے گی برق گریان  
 خوش ہوگی باغبان و بہار وغیرہ اس سے تو آگاہ نہ تھے سر لاچین دیکھ کر ٹپ کے عیار بھی  
 بھٹکتے تھے ہر ایک کا ہی قول تھا بڑے شہنشاہ عالی جاہ مارا گیا اب لڑائی کا فتح ہونا بہت شوار  
 کا شک نہ بننا ہوتے سر اس افسر عالیجاہ کا نہ دیکھتے اسوقت لشکر میں کیا ہنگامہ ہو گا بیشک بلقیس  
 اپنی جان دی گئی برق گریان قد مون کو بوسہ دیکر اٹھی افسر سیاب نے کہا اے برق گریان  
 دیکھو وہ ابریا قوتی اٹھا کو کب روئے غنیمت وغیرہ سب ہار لاتے ہیں جیسے ہی  
 برق گریان پلٹی افسر سیاب تیغہ خون آلود سے کھڑا ہے غرہ کیا اور برق گریان قدرت  
 پروردگار کو دیکھا پیدا کرنے والے بر طعن کرتی تھی منہ صاحب بندہ گران نظر کردہ نرگان  
 مہتر قرآن عالیشان دہی تیغہ مارا برق گریان کے دو ٹکڑے ہوئے جھپٹ کے بہار و باغبان  
 کی زبان سے سوزن لیا عیاروں پر سے بھی اتر آجاد و گریان دوڑیں باغبان و بہار نے



کچھ نخل کے پتے کچھ شاخیں توڑ کر سحر کرنا شروع کیا سحر موبھی ٹپنے لگی شکیل نے وہ گوے مارے  
 تمام جادوگر نیاں فریاد فریاد کرتی تھیں بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من برق گریبان بود  
 ساتھ والیان اسکی سب بھاگین تینون عیار یہ سب مہر مار تینون برقون کے سرکاٹ کر ساتھ  
 یے ہوئے طرف لشکر اسلام کے چلے سر سر شمشیر زن نے جا کر افراسیاب جادو کو خبر دی کہ اے  
 شہنشاہ سگول جادو پر بھی کچھ اتنا ڈیڑھی کیسکو بھیج کر دریافت کر اے عیاروں نے وہاں جا کر پنا  
 قبضہ کیا مجھ کو بھی قرآن نے پکڑ لیا تھا اے شہنشاہ کیونکر جان پئے آٹھ پہر یہ سب مکار اسی فکر  
 میں پھر کرتے ہیں کیا کیا جائے یہاں سب طرح غفلت ہے آپ تساہل کرتے ہیں بڑی قیامت  
 ہے افراسیاب جادو نے کہا اے سر سر شمشیر زن مجھے اب کسی کی مردت باقی نہیں ہے  
 مابدولت آٹھ پہر سحر خوانی میں مصروف رہتے ہیں پچاس برس طلسم ہوشربا میں سلطنت کی  
 مابدولت ایسے نہیں ہیں کہ یکایک کوئی قتل کرے تمام لشکریوں کا خاتمہ کروں گا میرا قول کبھی  
 نشین ہوگا کیلا طلسم کشاؤ کہ عہداری کرے ایک ساخر باقی نہ رہے گا افراسیاب بالائے گبد  
 بیٹھا ہے سر سر سے یہی باقین کر رہا ہے کہ دیکھا باغبان وغیرہ تینون عیار سر و مال میں  
 باندھے ہوئے آکر پہنچے کینران ہمار ملازمان باغبان پریشان ہو رہے تھے برائے استقبال  
 چلے لشکر اسلام میں خوشی ہونے لگی صبار قرارنے آکر افراسیاب کو خبر دی آخر حضور ان سب  
 نے ملکر تینون برقون کو مار لیا اب اسوقت ہمار و باغبان وغیرہ آتے ہیں دربار شہنشاہ  
 لاجپین میں صلا حین ہو رہی ہیں حضور کا بڑا خوف سب پر غالب ہے آج طلسم کشا فرماتے تھے  
 ایک ہفتہ گزرا کہ ہمیں آرام بالکل ترک کیا شب بھر لشکر میں افراسیاب کا ہنگامہ رہتا ہے  
 افراسیاب نے کہا میں نے اور بھی تدبیریں کی ہیں تم بھی لشکر اسلام میں جادو جو جہان نے  
 اسکو وہاں قتل کر دیا کہ قرار کر کے آؤ میں خون کے دریا اب بہاؤں گا افراسیاب نے  
 اس تدبیر میں ہے یا بخون عیار حیان نکلیں یہاں صبح کا وقت ہے شہنشاہ لاجپین و  
 کوکب روشنفکر وغیرہ جلوہ فرما ہیں دربار میں خواجہ کے نہ اتنا سب کو انتظار ہے  
 اسد و بدیع الزمان فرما رہے ہیں خواجہ کا نہ ہونا باعث خرابی ہے اُنکے واسطے دیکھتے تالی  
 ہے چالاک و دیرق نے عرض کی کہ جان نثار فکر میں مصروف ہیں ان کی ذات پر کون سے تنظیم



موقوف ہیں اسوقت تمام لشکر سامنے فروکش ہے اسد نے پردے بارگاہ کے اٹھوادیے لشکر کو اپنے  
 دیکھ رہے ہیں ہرچند کہ اس بقیے میں بدعت افراسیاب سے لاکھوں ساحرارے گئے بڑے بڑے  
 کھیت پڑے اب بھی جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے دریاے لشکر اسلام موج مار رہا ہے از مشرق تا  
 مغرب از جنوب تا شمال از ماہ تابا ہی فوج شہنشاہی ہر طرف فروکش ہے سحر تیار ہو رہے ہیں سب  
 سردار مسلح اپنے اپنے خیموں میں بیٹھے ہیں ایک گوشے پر لشکر شہنشاہ کو کب رو شنفیمیر  
 کو کب و شنفیمیر تو بارگاہ میں آئے ہیں ملکہ بران شمشیر زن ہجران دیدہ آفت کشیدہ  
 مع ملکہ اختر و مروارید و شکوفہ و زیر زادی اپنی بارگاہ زرینتی میں حبس ہوئے و مندرجین  
 بلور جہاز دستبانی فوج ظفر موج کو دست کر رہا ہے شہنشاہ لاچین والا تمکین نے دیکھا  
 کہ ہائے ابر و خضر خضر آسمان پر آنے لگے ہوائے سرد چلنے لگی سردی شروع ہوئی شاہزادہ  
 بدیع و نور الدہر نے بھی خادم کو اشارہ کیا دو شاہے لاکر پیش کیے قاسم  
 وغیرہ نے بے اختیار فرمایا کہ اس وقت اس ہوائے سرد نے عجب کیفیت دکھائی  
 بدیع نے کہا کیا کہیں اسے فرزند افراسیاب خانہ خراب کی بدعت سے دل پریشان ہو ورنہ  
 اسوقت تمام صحرانہ و شاداب آہوان صحرانہ چھلین پھیر رہے ہیں شکار کا موقع تھا اس  
 صحرانے سبزہ زار میں عجب کیفیت حاصل ہوئی قاسم نے بھی کہا چا جان تشریف لیجئے سنتے ہیں  
 ہوشربا میں شکار متعذر ہے یہ سنتے ہی اسد نامدار بھی آواز دے شہنشاہ لاچین نے  
 کہا اسے شہر بار آپ کی وجہ سے افراسیاب ہمارا بھوکا جاتا ہے ورنہ اسنے بڑے بڑے شکار  
 آج کل تیار کیے ہیں کہ جبکا دفع ہونا دشوار ہے (کی وجہ سے اسکا زور نہیں چلتا شاہزادہ  
 اسد نے اشارہ فرمایا وہ تو شب کو آتا ہے دن کو نہ آئے گا ہم پر دن رہے شکار کھیل کر اس  
 آئینے نامیجان کو بھی خود پیش شکار ہے خاور شاہ کا قلب بھی پرانے شکار پر تیار ہے ہر  
 دو پہر کے بعد واپس آئینے ہرچند شہنشاہ لاچین و گوکب رو شنفیمیر نے کہا ملکہ اسد  
 نے ضرغام کو حکم دیا ساہان شکار بیت جلد آراستہ کرو و ضرغام نے اسی وقت تیاری  
 کی شاہزادہ اسد و نور الدہر و بدیع الزمان و قاسم و غضنفر بن اسد مع چند سرداران  
 صف شکن کے پشت ہای مرکب پر سوار ہو کر برائے شکار چلے افراسیاب گنبد سے دیکھ رہا



عیار بچیان بھی موجود تھیں انھوں نے بھی افراسیاب کو خبر ہو چالی کہ طلسم کشا وسطے شکار کے تشریف  
لئے افراسیاب جاؤ وہ ہنسکر چپ ہو رہا عیار بچوں سے اتنا کلمہ بھی کہا کہ آج لاچین و کوکب  
کی بھی قضا ہے ان دونوں سرکشوں کو شاؤن کلینو میرا ٹھنڈا ہوا اسد تو جا کر مصروف شکار ہو  
نور الدہر نے صد ہا آہوشکار کے بدیع الزمان بھی گھوڑا اڑاتے پھرتے ہیں قاسم نے  
ٹائڈن ہوائی سے صحر کو خالی کر دیا ساتھ واسے بھی شکار کھیل رہے ہیں بیان لاچین و  
کوکب نے دیکھا کہ وہ ابرجہ مختصر آیا تھا وہ بڑھنے لگا ہوا میں منکی زیادہ ہوئی جا بجا ساحر و نر نے  
آگ روشن کی ابر تمام لشکر پر محیط ہوا لاچین والا تمکین نے نکل کر حکم دیا یہ ابر گندہ بہار گھر کر آیا ہے  
اکثر شاہ کے اس طرف برف خونی پڑتی ہے سب صاحب تدبیر کریں موسم جاے نکلو اور بارگاہوں پر  
موم جاے چڑھو اور یہ سنتے ہی اپنے اپنے لشکر کا سب انتظام کرنے لگے ایک سمت ملکہ بادبان  
لشکر تو سن حصار کی مالک ہیں انھوں نے اپنے لشکر کی تیاری کی لشکر طلسم نور افشان کا تمام  
انتظام ملکہ بران شمشیر زن کرنے لگیں بخوبی انتظام منو نے پایا تھا کہ ابر محیط ہو کر برسنے لگا  
بجلیاں کرک کرک کر گرین پانی کا غراٹا ہوا اسے تند کا سناٹا لشکر میں عجب طرح کا تلاطم ہوا  
ہزار ہا مرکب کھل گئے مطلق العنان بھلگے بھلگے پھرتے ہیں چشمہ حقربے نرون کا جوش خروش ہوا  
ابرتیرہ و تیار سے لشکر میں اندھیرا باران غیر فصل نے کل لشکر کو گھیرا صد فریاد بلند ہے شہنشاہ  
لاچین والا تمکین و ملکہ بلقیس خود شہنشاہ کو کب و شہنشاہ و مہر و بہار و باغبان قدرت  
وغیرہ انتظام کرتے پھرتے ہیں صد ہا بارگاہیں سرنگوں غیے مثل حباب بنتے پھرتے ہیں ہزار  
بندگان خدا ڈوبے کوکب و شہنشاہ نے بڑھکر شہنشاہ لاچین سے کہا آج کلیہ پانی  
برس برس کے کل لشکر کو ڈوبو دیگا نہیں معلوم صحرائین طلسم کشا پر کیا گذری وہاں کی خبر ننگا ناچا ہے  
شہنشاہ لاچین و بلقیس نے جواب دیا بارش کی اس قدر طیفانی ہے کہ کشتی حیات بندگان خدا ڈوب  
جاتی ہے مگر اپنے اپنے انتظام میں سب مصروف ہیں کسکی یاقوت ہو کہ اس دریا ی آب کو جھیل  
دریا میں بیوئے کیونکر خبر لے عیار و نکانشان نہیں معلوم ہوتا چالاک و برق کو ہنر طلسم کشا کے  
ہمراہ کر دیا مضر غام شیر دل بھی کیا اسوقت بھائی کو بھائی نہیں پہچانتا کس زور و شور سے میٹھ برکتا ہی  
جلد مضر نگاہ اٹھا کر دیکھے عالم آب ہے برق کی تربت دل ہر خورد و کلان کا بیتا ہے ہر کسی کو یہی معلوم ہوتا



کہ برق تڑپ کر گئے گی خرمین حیات کو جلا دے گی ملکہ بران شمشیر زن شکوفہ کو ساتھ لیکر بارگاہ سے  
 باہر نکلیں دور سے بلور نے دیکھا جس مقام پر بارگاہ بران ہو وہاں پر برت گئے گی ملکہ بران  
 ایک جانب کھڑی تھیں کہ جو بارگاہ گر رہی ہے اس سے مکمل جاؤں دوسری بارگاہ میں اپنے نواب  
 ہو بخاؤں دون برت سے حفاظت ہو صد ہا برتین اس مقام پر گرین بلور نے دیکھا کہ برق ملکہ  
 بران شمشیر زن کے لپٹ گئی بران ایسی ساحرہ اختر مرورید چوڑے سے نہ نکال سکی اپنے کو  
 نہ سنبھال سکی شکوفہ نے اٹھا کر گولا برق پر مارا کہ پنجہ کر میں شکوفہ کے بھی پڑا ملکہ اختر نے  
 دور سے دیکھا تمام لباس بھیگا ہوا اپنی جان سے پزار چہار سمت سے کینرونی فریاد ساروئی  
 داد پیدا اس ہنگامہ میں بران دشکوفہ کو برق لپٹی ہوئی طرف آسمان کے لیے جاتی ہے ملکہ  
 اختر نے موتیوں کا مالابگ سے اتارا سحر کے مالا مارا موتی لوٹے کچھ تاثیر نہ ہوئی اُسی برق سے  
 ایک پنجہ گرا اسے اختر کو بھی اٹھا لیا کسی سے کینران ملکہ بران نے بھی پڑھ پڑھ کر سحر کے جسے  
 سحر کیا اس پر برق گری یا سل برت کی گری ہزار ہا زیر برت دے صد ہا کو برتین گر کر اٹھا لیکیں  
 ملکہ بران شمشیر زن و اختر مرورید و مصاحبان بران کو برتین لپٹ کر اٹھا لیکیں دمدم  
 برقون میں تڑپ زیادہ ہوتی جاتی ہے برت گرنے کی طیفانی طنابین ٹوٹیں ختم گئے  
 بارگاہین سرنگون عجب طرح کا تلام ہے ملازمون نے پڑھ کر کوکب روشن ضمیر سے کہا  
 دیکھیے حضور بارگاہین سب پامال ہو یئین ملکہ بران شمشیر زن و اختر مرورید کو پنجہ گر کر  
 اٹھا لے گئے شہنشاہ لاجپن کو مصاحبون نے خبر سائی کہ حضور علاوہ برت گرنے کے دوسری  
 قیامت ہے کہ برتین گر کر سردارون کو اٹھا لے لیے جاتی ہیں اہالیان لشکر طلسم نورافشان  
 کسی سے سردار برین غائب ہوئے برق لامع کیسے کیسے زور مار رہی ہے کڑک کڑک کے  
 گرتی ہے برین کی نین بارش میں بری نین دمدم ابر محیط ہوتا جاتا ہے ہداے رعد سے قلب  
 تھرتا ہے شہنشاہ لاجپن و کوکب روشن ضمیر حیران و پریشان کھڑے ہیں کہ باغبان قدرت  
 سامنے آگیا اے شہنشاہ ابر کندہ بہار کا گمان نہ کیجیہ کسی ساحر نے شعبدہ سحر کیا ہے کہ پڑا  
 کوئی نیر دست ہے کہ جسکے سحر نے تلام ڈال دیا جہاں تک نگاہ کا کمرتی ہے دریا مچ مار رہا ہے  
 آپ پڑھ کر سحر کیجیہ دیکھیے افراسیاب جادو و احاطے سے باہر نین آتا بالا کی گنبد بیٹھا ہوا اسنس



رہا ہے عیار بچیان بھی بھاگ کر احاطے میں چلی گئیں کوئی ملازم افراسیاب احاطے سے باہر نہیں آتا تھا  
 تو میں نہیں بتا سکتا مگر پردہ ابر میں کوئی ساحر آیا ہے لاکھوں اہالیان لشکر دُوب چلے خیمے کھڑے  
 بناہ ملنا و شور ہے شہنشاہ لاجپن و کوکب روشنفیر اسیاب سحر لیکر ڈیرے پانی مہلت  
 نہیں دیتا اسم سحر یاد نہیں آتا بہ شکل دو چار سحر کے گولے تریخ تریخ ابر پر مارے مگر کچھ  
 تاثیر نہ ہوئی ملکہ بلقیس نے کہا حضور یہ غیب کا پانی ہو سحر کوئی کہا شک کر سکتا ہے دیکھ دیجے  
 تمام محرا و ہوان و ہار ہے زمین سے پانی ابل رہا ہو بھاگنے والے کہاں بھاگ کر جائیں پسند  
 باغبان قدرت نے کہا میری تو اسے ہی ہے سحر کامل کیجیے پانی پر آگ بر سائے ورنہ یہ برت  
 سب کو ٹھنڈا کرے گی جسوقت سے یہ ابر شروع ہوا میں نے سحر کر کے اپنے کو بچا یا برت  
 اس قدر پڑی ہے کہ حد ہا پسٹ نکلے کہنے سے باغبان قدرت کے ملکہ بلقیس نے بڑھکے  
 کہی گولے اس برت و تار میں مارے باغبان قدرت یہ کہہ رہا تھا کہ حضور میں ہارگا ہن تو  
 اٹھوا لون چند قدم کیا تھا کہ دیکھا معمار قدرت ایک چشمے میں دُوب رہا ہے آنا بڑا ساحر پردہ  
 ہر چند چاہتا ہے سنبھلون نہیں سنبھل سکتا غوطے کھا رہا ہے باغبان نے جھپٹکر معمار قدرت  
 کا ہاتھ پکڑ لیا چاہا کہ چشمے سے نکال لون چشمے سے دونگ پید ا ہوے ایک نے باغبان  
 کو لیا اور ایک معمار قدرت کو نکل گیا اسی چشمے میں غائب ہوے چند ساحر دن نے بہ شکل  
 بڑھکے ملکہ بلقیس شہنشاہ لاجپن و کوکب روشنفیر سے اطلاع کی کہ حضور یا تو برت و  
 برق کی آفت تھی یا نئی بلانا زل ہوئی کہ جھیلو نے سنگ نکلے باغبان و معمار کو نکل گئے  
 برق لامع سحر کر کے بلند ہوئی تھی ابر میں جا کر غائب ہوئی دیکھیے رعد و برق کو بھی کوئی  
 اٹھکے گیا افراسیاب خانہ خراب نے جو بالائے گنبد سے یہ سنگامہ دیکھا حیرت جادو  
 سے کہا دیکھو اے حیرت اب وقت انتقام یہی ہے یہ کہہ گنبد سے ترنا بجائی اشارہ تھا کہ لشکر  
 ہمارا تیار ہوا نذر احاطے کے لشکر بيشمار فروکش ہے تیس لاکھ ساحران غدار سامری  
 جمشید کا نام لیتے ہوئے اسباب سحر ہاتھ میں احاطے سے لینا لینا کہہ نکلے افراسیاب  
 خانہ خراب تینوں برق تاب کھینچ کر گنبد سے گودا اسوقت یہ نہ ثابت ہوتا تھا دن ہے کہ رات  
 چہار جانب اندھیرا برت گہرا ہی ہے پانی زور شور سے برس رہا ہی ہواے تند کے جھونکے اس آفت میں



افراسیاب بیس لاکھ فوج لیکر گولا چین والا تمکین ملک بلقیس کو کب رو شفیمیر آبادہ مرگ دھیا  
تقتا ہو کر سحر افراسیاب خانہ خراب دفع کرنے کے پانی کے غنائے نے ہوش اڑا دیے ہیں ہر طرف  
وریائے قہار یوج مار رہا ہے افراسیاب کی شورش قتل اہل سلام میں کوشش شریک مقام پر افراسیاب  
نے سحر کیا آگ برسنے لگی ہر چند شہنشاہ لاچین و ملک بلقیس ثانی دفع سحر کرتے ہیں عجب  
طرح کی بات ہے سحر افراسیاب خانہ خراب میں کی نہیں ہوتی ہے آتش فروزی میں بہمی ہوتی ہے  
بارش آب باران کو ترقی برقیں گرہی ہیں اب تو سلسلہ بندھ گیا جب برق گری کسی سردار کو کھائی  
ہر چند شہنشاہ لاچین و ملک بلقیس ثانی روکتے ہیں مگر جدو سردار اٹھ کر گیا ابر میں غائب ہو گیا  
بڑے بڑے سردار نامدار ساحر و غیر ساحر ابر میں غائب ہوئے ایک مقام پر بڑے حکمران کو کب رو شفیمیر  
نے سحر کیا گولا اوپر ابر کے بار گولا قریب ابر جا کر پھٹا ابر سے ایک سنہرا بچہ پیدا ہوا اسے گولے  
کو توڑا ایک زنجیر طلائی پیدا ہوئی جسم میں کو کب کے آکر لپٹی صاف معلوم ہوتا تھا کہ جسم میں  
کو کب رو شفیمیر کے مارا سیاہ لپٹے ہوئے طر آسمان کے لیے جلتے ہیں زبان بند ہو گئی  
چہرہ زرد ہو گیا ہر چند اپنے کو سنبھالتا ہے زور کر کے کئی حلقہ ہائے زنجیر توڑے ایک حلقہ ٹوٹا  
دش حلقے بکرتیار ہوئے اس حال عبرت مال کو دیکھ کر تمام لشکر میں قیامت تھی کہ یارو یہ کس  
اظالم کا سحر ہے کہ کو کب رو شفیمیر ایسا بادشاہ عالیجاہ یوں قبلاے طوقی و زنجیر ہے یہ تو کسی  
بڑے کامل کی تدبیر ہے وہ زنجیر میں کو کب رو شفیمیر کو طر ابر کے لیے جاتی ہیں کسی مقام پر  
کو کب تر پابچہ کا زور کے خانہ زنجیر میں غل ہے سلسلہ زنجیر سے تو سل ہے سرداروں پر جو زنجیر  
گرمین وہ چقم زون میں ابر میں جا کر غائب ہوئے کو کب رو شفیمیر کو عرصہ ہو گیا یہ رکنا ہوا۔  
جاتا ہے رہائی غیر ممکن زنجیر میں طولانی ہو گئیں برت گرہی ہے اس وقت پانی کا زور زیادہ ہوا  
یہ حالت دیکھ کر ملک بلقیس ثانی نے جرم مار کر ارادہ کیا کہ کو کب رو شفیمیر کو روک لون  
نابہ آسمان نہ جانے ددن جب قریب پہونچیں افراسیاب جادو نے سحر کیا لٹکا را رہے  
خبردار قریب ہمارے کنہ گارہ کے نہ جانا ملک بلقیس ثانی نے اس طرف کچھ جواب دیا اور ڈری  
دیری کے ساتھ کو کب رو شفیمیر کے رہا کرنے کی فکر کی سحر افراسیاب سے ختم کر کے کہ ملک کا  
شانہ نشانہ ہوا حد سے اس کے ملک پلٹ آئیں کو کب رو شفیمیر کو زنجیر میں لیکر قریب پہونچیں



طلسم ہوشربا جلد ہفتم

قریب تھا کہ شہنشاہ کو کب روضہ شفیقہ میں چھپ جائے افراسیاب خانہ خراب کا خوشیاں کرنا وہ  
 جھیل رہا ہے ہر مرتبہ یہی قول ہے کہ وہ مارا مسلمان میرے قتل کے درپے تھے اپنے اپنے مقام پر کھدیا یا کہ  
 قتل فرما سب پر نہ لکھا ذکر قتل مسلمان سب ستارہ شناس مرگئے کتا بین سب جھوٹی ٹھکلیں آج ہی کلا  
 خاتمہ کر دیا اس بڑے کو زندہ چھوڑ جاؤں گا کلمات ہلالت افراسیاب پر قیامت برپا ہو ہر طرف  
 یہی ہنگامہ ہے خداوند اس تباہی سے لشکر کو بچائے ہمارا دباغمان و برق برق لامع و  
 وغیرہ سب کیا ہو گئے کسی بڑے ظالم کا ابر سحر ہے یہ سب تارے اس ابر میں غروب ہو جا رہے ہیں  
 اب ماہ آسمان طلسم نور افشان پر زوال ہے شہنشاہ کو کب روضہ شفیقہ میں بادشاہ عالیجاہ کا یہ حال ہے  
 زنجیریں جسم میں لٹکی ہوئی ابر میں غائب ہو چاہتا ہے شہنشاہ لاچین والا ٹھیکیں کو بھی انتہا کا نشان  
 ہو مگر مجبور و لاچار ہے کچھ نہ ور نہیں چلتا ابر بھی اب قریب رہ گیا کہ وہ زنجیریں کشان کشان شہنشاہ  
 کو کب روضہ شفیقہ کو ابر میں لچا میں ابر سے اب سمنہ پرچے پیدا ہونے لگے جسم میں کو کب کے پٹ کے یہ قیامت  
 برپا بھی کہ طعن طلسم نور افشان کے آفتاب طلتا بسون گری ماہ اوج سحر و ساحری صاحب  
 شوکت و شان شہنشاہ نور افشان بڑے زور و شور سے بیدار ہوا اس قیامت کو دیکھ کر نعرہ کیا  
 اے شہنشاہ لاچین غضب کیا ایسے وقت کشاکش میں طلسم کشا کو کیوں لشکر سے نکلنے دیا یہ سحر  
 جو کر کے آیا ہے جادو بکش قیصر سامری باران ابر سوار لقب بہت بڑا ہے ادب کس دھوکے  
 میں آیا ابر برسا کے قیامت برپا کی آپ سب صاحب ملکہ افراسیاب جادو کو روکیں میں اس ابر سوار  
 کو لیتا ہوں یہ کہہ کر نور افشان ٹپٹا ہوا قریب کو کب روضہ شفیقہ کے پہونچا ایک سمنہ زنجیر قریب  
 نور افشان آیا نور افشان نے سحر کیا وہ زنجیر جل بمیں کر خاک ہو گیا شہنشاہ نور افشان نے  
 ایسی جلدی اور پھرتی سے اپنے تئیں قریب شہنشاہ کو کب روضہ شفیقہ کے پہونچا یا جسے برق  
 آڑ پر گر گئی ہے انٹکین سب کی جھپک گئیں کو کب روضہ شفیقہ کو باغیوں پر سنبھا لا زنجیروں کو  
 آؤ کہ بھینک دیا شیشہ آؤ یہ دیکھتا ہوں میں تعجب و حیرت میں لیکر اس بانی کا چھینٹا سمنہ یہ شہنشاہ  
 کو کب روضہ شفیقہ کے دیا اور کہا کہ اسے فرزند ارجمند ہو گیا ہو جب اب دیکھ کر نور افشان  
 نے سمنہ پر شہنشاہ کو کب روضہ شفیقہ کے چھٹا دیا تب ہوش و حواس کو کب کے درست ہوئے  
 ہوش میں آئے ہی کو کب نے کہا اتنا ادب ہٹ جائے زیادہ تکلیف نہ فرمائیے نور افشان نے



پیچھے ہٹ کر ابیر گولامارا بانی چار طرف برس رہا ہوتی کی سلین کی سلین بڑے زور شور سے گری ہوئی  
 معاذ اللہ شاہ بذات خدا عجیب سامان قیامت برپا ہے اتنی ہنگامے میں نورافشان نہ بکا کر کہا  
 ارے یار و جلد جا کر طلمس کشا کو خبر کہ وہ صاحب لوح فتح طلمس آجائے تو یہ ساری شکل ایک دم  
 میں آسان ہو جائے دیے جرات کی طغیانی ہوئی پر ابرار عبادت گزار کے بھی اس قدر برن  
 گری تھی کہ دروازہ خیمے کا بند ہو گیا تھا جب کہ شہنشاہ نورافشان صاحب عزو شان نے کہا کہ اپنے  
 شاگرد شہنشاہ کو کب روشن ضمیر کو رہا کیا اور دو چار گولے سحر کے ہر طرف پھینکے اور شعلے بھڑکنے  
 تب ابرار عبادت گزار اپنی بارگاہ عالیجاہ سے مکمل نکلے ہی شہنشاہ عالیجاہ بادشاہ قدیم طلمس  
 ہوشربا لاجین والا ملکین سے متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے بادشاہ عالیجاہ مقام تعجب ہے کہ  
 سحر اس قدر طغیانی پر ہوا کہ کوئی خبر نہ ہوئی یہ کیا سحر ہے وہ سحر کہ وہ بروغ ہو میں بھی عالم غفلت میں  
 یہ باران ابرسوار ہمیشہ قیر سامری پر جا رہا ہے کشتی کرتار ہوا وہاں کے تحفہ جاتا اسکو دستیاب ہو  
 اسنے آئے ہی قیامت برپا کر دی یہ فرما کر ابرار نے ایک نقش لکھا اسکو اپنے داہنے ہاتھ میں تکیہ پر  
 آسان کے دکھلایا ایک آفتاب ملتا چمکا اسکی منو سے ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا اہلیان لشکر بھی ڈوبنے  
 سے بچے ابرار تو آفتاب چمکا کے اپنے خیمے میں جا بیٹھے عمل خوانی کرنے لگے نورافشان جادو  
 سحر کرتا ہوا تاہم ابر ہو چکا کو کب روشن ضمیر برق بن کر تڑپا ابر کو ٹکڑے ٹکڑے کیا نورافشان جادو  
 نے جا کر گولے مارے اور آفتاب عمل ابرار عبادت گزار چمکا افراسیاب خانہ خراب کے ہاتھ  
 پاؤں میں ریشم اگیا جب شہنشاہ صاحب عزو شان نورافشان بر سر ابر ہو چکا دیکھا ایک جادوگر  
 تین لاکھ فوج کی جمعیت سے سینک کی کمائیں سینک کے تیرے ہوئے پروہ ابر میں مخفی ہے اب  
 نورافشان کو دیکھتے ہی اس قدر تیرے کہ جسم نورافشان تیروں سے مشک ہو گیا تمام جسم  
 خراب بن گیا اس حال زار میں بھی نورافشان نے جا کر مقابلہ کیا اور اسے افراسیاب جادو بھی  
 سحر کرتا ہوا قریب ابر ہو چکا باران ابرسوار کو آواز دی اے خیر خواہ دولت یہ پیر زمین گیر جانے  
 نہ پائے تو نے لڑائی کا خاتمہ کر دیا تھا اس بڑھے نے اگر سب کو گاہ کیا سو توں کو جگایا ورنہ کوئی  
 آگاہ نہوتا پروہ بارش میں سب کا خاتمہ ہو جاتا اور اسے تو باران ابرسوار جلا اور اسے افراسیاب  
 جادو نے تلوار میں برسا میں لیکن شہنشاہ نورافشان صاحب شوکت و شان نے گولے مار کر



اتنا دینا کو روشن کر دیا کہ عیار جو جا بجا بیہوش پڑے تھے ہوش میں آئے فکار گاہ کی طرف بھلے گیار  
 عبادت گزار نے بھی حکم دیا طلم کشا کو جا کر خبر کرو برق و چالاک اس وقت پہونچے ہیں  
 کہ اسد نامہ ارشکار کھیل کر بیٹھے ہیں چاہتے ہیں کہ داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوں کہ عیاروں نے  
 اگر فریاد کی کہ اسے شہر یار جلد خطے یہ سننے ہی اسد نامہ از سوار ہوئے لوح گلے سے اتار دی مہر کیا بھی  
 عکس ڈالتے ہوئے گھوڑے کو اڑاتے ہوئے چلے یہاں جب نور افشان انتہا کا زخمی ہوا  
 اور باران ابر سوار ابر سے نکل پڑا جسم نور افشان پر تیر چلنے لگے انتہا کا زخمی ہوا کو کب روشنفکر  
 نے برق بنکر بہت سے ملازم اس کے مارے زخم تو سر پر پڑے ہی اچکا تھا گوشت ابر میں تمام سردار  
 جو غائب ہوئے تھے انھیں دیکھا کہ بیہوش پڑے ہیں نور افشان نے قصہ کیا کہ جا کر انکو  
 رہا کروں باران ابر سوار نے گزرا آتشیں پھینک مارا شانے پر نور افشان کے بڑا شانہ  
 نور افشان کا نشانہ ہوا اڑ پڑا کھڑا طرف زمین کے چلا لشکر میں غریب ہوا نور افشان نے زخم کاری  
 کھایا شہنشاہ کو کب روشنفکر نے پڑھ کر اپنے استاد کو سینھا لاد دیکھا کہ ہاتھ بیکار ہو چکا ہے  
 نور افشان نے کہا اے نور نظر اب مجھے نہ سینھا لو میں بران کو تو رہا کروں یہ سب چاند کے  
 ٹکڑے میرے سامنے ابر سحر میں مخفی ہوئے اس حال زار میں کہ بایان ہاتھ نور افشان کا بیکار  
 ہوا داپنے ہاتھ سے سحر کرتا ہوا ابر کو نختہ نختہ کیا ایک سیاہ رو اس مقام پر نگہبان تھا جلدی سے  
 نور افشان نے جا کر اسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے آوازی کشتی مرا نام من سمج خیر  
 جادو بود اس ساحر کا لاشہ جو گزرا برت وغیرہ بالکل غائب ہوئی یا تو سب طرف عالم آب تھا  
 چشمے ابلے تھے پانی موج مار رہا تھا کوئوں سے اب سحر کا جوش تھا یا جا بجا خاک اڑنے لگی اور  
 طغیانی آب کی موقوف ہوئی باران ابر سوار نے جو دیکھا کہ نور افشان نے جا کر موج جادو  
 کو مارا بران وغیرہ کو رہا کیا سب ساحر بھی چھوٹے مگر حال یہ ہے کہ سب خاصوش بہا کمال سا  
 چہرہ کھلایا ہوا سحر میں کر سکتی سحر موکا کل کشا حیران و پریشان اکثر ساحر اس حال  
 میں کہ بات کا جواب نہیں دیتے ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ نور افشان جادو کے گرد قید ہوا  
 نور افشان جادو کا کہ ان سب کو لیا کہ زمین پر بہرہ و عافیت آتا روں یہ بھی واضح رہے ناظرین  
 والا تمکین ہے کہ آفتاب علم ابر عبادت گزار بھی چمک رہا ہوا اپنے شمع میں بیٹھے ہوئے اسماء الہی



بخشود و خوشوے پڑھ رہے ہیں جب سٹکی تانبش و حرارت آفتاب میں زیادہ ہوتی ہو باران ابرو  
 نے چہار جانب سے شہنشاہ نور افشان کو گھیرا کر بہاے سحر پڑنے لگے شہنشاہ نور افشان  
 صاحب شوکت و شان ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ کو بجاتے ہوئے جو سحران ساحران کا اتنا ہی غیرو  
 شمشیر و تیر اپنے سینے پر لیے ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ کو بجاتے بجاتے سر سے پاتک نہما کاغذی  
 ہوا حبسوت زمین پر لا کر ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ کو شہنشاہ نور افشان جادو نے پہونچایا  
 اس قدر خون جاری ہوا کہ نور افشان جادو میں طاقت کھڑے ہونے کی نہ تھی کو کب سے کہا  
 اے نور نظر دے پارہ جگر فرزند ارجمند خدا تجھ کو زندہ و سلامت و باکرامت رکھے انجام بغیر ہواس  
 ملعون و مردود سے بہت کچھ بوجھ کے پڑتا ہے نور نظر مجھ سے تو اب سحر نہیں ہو سکتا نام تو اسکا  
 باران ابرو سوار ہے مگر سحر نے اسے کچھ چلا دیا دیدار طلسم کشا کے اسوقت مشتاق ہیں باران  
 ابرو سوار بھی تین لاکھ فوج کو لیکر زمین پر آیا شہنشاہ لاجپین والا تمکین ملکہ بلیقین ثانی بھی  
 سحر کر رہے ہیں یہ بھیجا جب حملہ کرتا ہے دو چار کو پا مال کر کے نکل جاتا ہے تین لاکھ ساحر برابر کے  
 سحر کرنے میں مصروف ہیں دو لون میں یہ ہنگامہ برپا رہا لاکھوں بندگان خدا مطیعان شہنشاہ  
 لاجپین والا تمکین ملکہ بلیقین ثانی ہاتھ سے باران ابرو سوار کے سیار گلشن جنان ہوئے  
 شہنشاہ نور افشان سایہ میں نخل کے کھڑا جھوم رہا ہے جسم تمام فوراً بنا ہوا تیرا ہے سحر سے  
 ہر عضو بدن جھنکا ہوا قوت نشست و برخاست باقی نہیں رہی ساحر قدیم صاحب جرأت و شوکت ہی  
 اس حال میں بھی ہاتھ چلاتا ہے کہ آسمان سے ابرو سوسنی نمایان ہوا اسنے دیکھا کہ دو شا ہزادیان  
 آفتاب جمال خورشید مثال طاووسان زرین بال ابرو سوار چہرون پر خاک طے ہوئے نمایان ہوئیں  
 اتنے ہی اُن دو لون نے نعرہ کیے منہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان قہر شہنشاہ صاحب  
 غرور شان نور افشان میں تصویر نور افشان کو ایسے حال میں دیکھ کر آتے ہیں نور افشان کو  
 اتنے ہی یہ دو لون ہاے باباجان کہہ لیٹ گئیں ہوا دار ابرو سوار کیا چاہا کہ لیکر نکل جائیں شہنشاہ  
 نور افشان نے کہا اے نور نظر میری ریاضت کا باغبان قضا و قدر نے پھل عطا کیا کہ اس ساحر  
 خرس طینت کے ہاتھ سے تمام جسم مشک ہوا اب میں دو چار گھڑی کا محان ہوں قصہ ہو کہ دیدار  
 فرحت آثار طلسم کشا سے مشرف ہوں ہوں قدوسی صاحب جعفر ان ل میں ہی سب حیرتیں پوری



ہو میں سات سے برس کی عمر پروردگار نے عطا فرمائی تمام عمر تو باطل پرستی میں گئی خدا خواجہ عمر و بن مہر  
 نصری کو اس کا رنیک کی چیز سے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے اگر ہم سب کو راہ حقیقت دکھلا دی شکریہ اس  
 خالق کو نیک مکان کا کہ جس نے ایک لفظ کن سے کونین کو خلق کیا کہ اس دار فانی سے طرف ملک جادو دانی  
 کے پاک اور صاف ہو کر چلے مجھ کو اب اسی مقام پر رہنے دو تم لڑائی میں مصروف ہو لو گے آقا ولی نعمت  
 شہنشاہ عالیجاہ کو کب روشن ضمیر کا ساتھ دو وہ بہت لڑاکار رستم نہ کر رہا ہے کہ تن تنہا اسے لڑے  
 لشکر سے لڑ رہا ہے ملکہ بران شمشیر زن و شہنشاہ مبتلا سے بچ رہا ہے اختصر مرور ایہ کہ بھی ہوش  
 درست نہیں ہیں باغبان و بہار بھی اتنا خوش ہیں یہ سنکر آفتاب و ہلال گاتیان باز رہ کر  
 نیچہ ہائے ہلالی نیام اتقام سے بیکر نکلیں اگر فراسیاب وابر پر جا پڑیں شل برق جہندہ چکنے لگیں  
 ابر سوار نے ان دونوں کو بھی زخمی اپنے بھروسے کیا دونوں شاہزادوں نے اپنے اپنے سروں کے  
 زخم باندھے اس جنگ میں مضر عجائب و سحر الخراب بھی اتنا کہ زخمی ہوئے افراسیاب  
 خانہ خراب بد ذات اور ابر سوار وہ وہ بھر کر رہے ہیں کہ زمین تھر جاتی ہے انکے بھڑکی کوئی تاب  
 نہیں لاسکتا ہے تھوڑا سا دن باقی تھا دیکھا سب نے سنے سے صحرائے گرداڑی دامن غبار مھرا  
 پھٹتا تھا کہ آفتاب عالم تاب آسمان جرات و ہمت ویکہ تازی سیدان جلالت و شجاعت ماہ اوج شرف  
 و یاقوت درۃ التاج شہر یادی گہر بے بہا بے بحر کا سنگاری جوان مجازی اسد بن کرب  
 عازمی بعد شان و شوکت و جلالت و ہمت اس میدان کارزار میں اگر پہونچا نظر اٹھا کر دیکھا  
 تو عجب قیامت اپنے لشکر ظفر اشراف ہے ایک ہوا دار پر نور افشان بڑا ہوا اتما می اہالیان طلمس  
 نور افشان گرداوس نجیف و ضعیف پر زمین گیر کے بیٹھے بیٹ رہے ہیں شہنشاہ لاجپن  
 و ملکہ بلیقیس ثانی و شہنشاہ کو کب روشن ضمیر بھی زخمی ہیں ابر سوار کے بھر کا ہنگامہ ہے ابرار  
 عبادت گزار بھی اپنے خیمے سے نکلی آئے ہیں نقوش لکھ لکھ کر آفتاب علم کی صنوبر ہاتے ہیں  
 افراسیاب و ابر سوار پامال کرتے پھرتے ہیں اسد نے آتے ہی نعرہ کیا بیعت نور افشانی  
 کھینچ کر جا پڑا اشارے سے لاجپن کے لوح کو گردش دی ہزاروں ساجزنا بینا ہوئے پالی کا تو اب  
 بالکل نشان بھی نام کو نہ معلوم ہوتا تھا ہا ہا برقی کی معدوم ہوئی اسد جنگ رستم نہ کرتے ہوئے  
 اس وقت قریب ابر سوار پہونچے کہ اسے بھر کر کے لشکر بدیع الزمان و قاسم کو مجبور کیا تھا ساحر



ہمراہ لیکر جا پڑا تھا تین سو گھوڑے پر چلا کہ طلمس کشا کے مامون کو قتل کروں اسد نے  
 نعرہ کر کے لوح کو چمکا یا گھوڑے کو کور کیا گھوڑا طرارہ بھر کے سروں کو ساحر وں کے ٹھکر اٹا ہوا  
 جا پڑا ابرو سوار اک کر گدنست پر سو تین سو نابینے ہوتے پڑے ہاتھ جمال جان آرا اسد نادر کو  
 دیکھ کر حیران حال و محو دیدار ہوا اپنے کمال کے زورین آواز دی طلمس کشا میں جا پڑا کوش  
 قبر سامری ہون آتش قہرین جلا دینکا اسد نے اگر تکا در مار می گلہاے سپر شل گل کشازی  
 شر افشان ابرو سوار نے تینہ مارا اسد نے تینہ نور افشانی کو چمکایا افراسیاب جادو نے جو دور سے  
 یہ باجرا دیکھا کہ ابرو سوار طلمس کشا پر جا پڑا وار تلوار کے کر رہا ہے یاکر کرا دوزی اسے برادر  
 اپنے کو بچا یہ صاحب لوح کو نعرہ ہے اس کے سامنے سحر تاثیر نکرے گا اڑتا بھڑتا کل جا اسد زیر تیغ  
 اسکو رکھ چکا ہے شیر کے قبضے سے ٹھکر رہا وہاں کہاں جا سکتا ہے قہقہہ کیا تھا کہ سحر کر کے نکل  
 جاؤں اسد نے ہاتھ مارا ابرو سوار نے سپر سحر کو اٹھایا تینہ نور افشانی ترپ کر گرا سپر سحر کٹی  
 یا تو قبضہ سپر تینہ نور افشانی چمکا تھا یا زرننگ جا کر تلوار نے بوسہ دیا مرے ہی ابرو سوار کے  
 آئندھی سیاہ اٹھی آواز گیر و دار آئے گی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرانام من باران ابرو سوار  
 بود افراسیاب نے جو دیکھا کہ اسد نادر نے یہ جرات کی ابرو سوار کو مارا ہزار ہا ساتھ داسے بھی  
 اسکے مارے گئے اسکے مرے ہی ملکہ بران شمشیر زن و بہار و باغبان وغیرہ کے بھی ہوشربا  
 درست ہوئے سحر کرنے پر چالاک و حجت ہلکے اور اب اسد نے میری جانب رخ کیا خائف  
 و تیرسان ہو کر طرف گیند کے بھاگا اڑتا بھڑتا احاطے میں آکر بالائے گنبد پہونچا جو سیاہ میں اس  
 گنبد کے پہونچا تلوار تیر خنجر برسنے لگے شہنشاہ لاچین نے آواز دے کر سب کو روکایا رد اسلحت  
 نہ جاؤ سب سرداران نامی نے اسد غازی کو گھیر لیا اسد نے تلوار کو نیام انتقام میں کیا  
 کہ دیکھا سامنے سے شہنشاہ کو کب روخند تیر سر پا زخم دار نہ تھا کا بیقراری چشمہ چشم سے قلمزم محیط  
 موج زن قلب پر ہجوم غم دشمن اسد سے آکر کہا اسے شہر یار جلد چلے استاد آپ کی قدم بوسی کے  
 شاق میں انکا وقت اخیر سے سیار گلشن جان ہونے کی تدبیر ہے اسد و بدیع و نور الد ہر  
 روتے ہوئے دوڑے آفتاب و ہلال نے شہنشاہ نور افشان کو اٹھ کر بارگاہ زر بفتی میں  
 پہونچا یا نور افشان جادو و دون سیٹونکو وصیت کر رہا ہو کہ ای نور نظر افسوس ہو دیدار فرشتہ اشار



خواجہ صاحبقران سے محروم رہے انکی خدمت عالی مرتبت فیض منزلت سر با برکت میں ہمارا  
ادبائیلیات پہونچانا اور دیکھو غیر وارہائیشہ انکی خدمت گذاری میں مصروف رہنا و دونوں  
معاجز دیان نورافشان کی رودرہی ہیں سرداران ظلم نورافشان گھیرے ہوئے نورافشان  
کو بیٹھے ہیں کہ شاہزادہ ذبی القدر یعنی اسد نامدار اگر پیو پیچے نورافشان نے ظلم  
کا ارادہ کیا بستر خواب سے اٹھنے کی طاقت نہ تھی اس نے کہا اسے شہنشاہ نورافشان  
وقت ظلم و تکبر میں نہیں ہے ہم خواب جانتے ہیں کہ تم ہمارے قدر دان اور ربہ شناس ہو یہ فرار  
قریب بیٹھ گئے نورافشان جادو نے دامن اسد نامدار کا تھام لیا کہا اسے شہر یار ہزار شکر  
ہے کہ زیر سایہ دامن دوست میرا خاتمہ بخیر ہوا شیطان راہزن دین و ایمان نہیں ہونے پایا  
اس وقت اخیر میں میرے آپ اسے بزرگ جمع ہیں گواہ کرتا ہوں کہ میرا اعتقاد کامل ہو کہ فریدگار  
یکہ و تنہا ہے وحدہ لا شریک ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہوا جب وقت آخر ہے کلمہ پڑھائیے یہ شکر  
کو کب و ہمیشہ ویران اور حیلہ مرد پچھاڑیں کھار ہے ہیں نورافشان حسد و کایک  
ایک کو سمجھا کہ یارو تم سب میرے مہربان ہو خوشی کرو کہ میرا انجام بخیر ہوا تمام عمر میں نے ہاں  
پرستی میں بسر کی اب وقت آخر انجام بخیر ہوا ایسا مرتبہ کسکو ملتا ہے مگر یار و دنیا عجب مقام  
ہے سات سے برس کی عمر حتی بچانہ و تعالیٰ نے عنایت فرمائی مگر بیک چھپکانے میں وہ سات سے  
برس کٹ گئے بقول تشفقہ شعروا کے نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا خواب تھا جو کچھ کہ  
دیکھا جو سنا افسانہ تھا اسد نامدار نے کلمہ بلفصاحت و بلاغت ارشاد فرمایا شہنشاہ  
نورافشان صاحب عز و شان نے سب کو گواہ کر کے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا اکو کب  
روشن فہم کو بلایا کہا اے نور نظر دنیا مقام عبرت ہی بجائے عشرت ہمیشہ تمھارے ظلم کی حکومت  
کی اگر کوئی ہم کو قید کرتا تم خراج نورافشان دیکر ہلکو چھڑاتے مگر اس مالک نے بلایا ہے کہ جو  
حاکم قضا و قدر ہے کوئی ہلکو روک نہیں سکتا جہاں تک ہو سکے سلطنت و قوت و طاقت پر غور  
نکرنے افراسیاب جادو نے غور میں اپنا ملک و مال تباہ کر یا کسی طرح راہ راست پر نہ آیا  
خواجہ عمر جو برے جتو گئے ہیں وہ ننگہ محرمی گویا مراد لیکر آئینگے وقت قتل بھی اب  
افراسیاب خانہ خراب کا قریب آگیا ہفتے عشرے میں افراسیاب جادو مارا جائیگا ظلم



و بدعت سرحد طلمس ہوشربا سے کم ہوگا لیکن اے کوکب چند باتیں ہماری خیال میں رکھنا انجام  
خود پرستی بد ہے جسوقت صاحبقران زمان نشر لیت لائیں ان کلمات حسرت آیات کو میرے گوش ہوش  
سے سنو گوہر بے بہاے کلام زیب گوش حق نہ نوش کرو کسی وقت احکام صاحبقران زمان سے  
کسیوجہ سے گردن تابی نہ کرنا ایک مقدمہ راز و نیاز ہے اسکے اظہار میں قلب نا بصور ہے  
مگر اتنا خوب سمجھ لو کہ خواجہ عمر کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہے بس جب بانی بنام عالم  
نے انکی عمر کو طول عطا فرمایا اور خواست کو انکی قبول کیا جو ارادہ خواجہ صاحب کینے بتایا اور وہ  
پورا ہوگا جو بات کہنا اپنے پیش خود سمجھ لینا مرتبہ خواجہ صاحب کو ہر وقت خیال میں رکھنا  
ہر چند کہ اسے نور نظر واسے پارہ جگر میرے جو ملک قدرت نے صفحہ تقدیر پر ثبت کیا وہ ضرور  
ہوگا انیسین فرق اصلا سمونہوگا وہ ضرور پیش آئی ہے ناحق کی حیرانی و پریشانی ہے اس کے اسباب  
ضرور جمع ہو جاتے ہیں اسوقت عقل میں فتور ہوتا ہے ندیموں کو بھی سمجھانے میں قصور ہوتا ہے  
مگر یہ تم کو شل فرزندوں کے آغوش تنہا میں پرورش کیا ہے اسوجہ سے ایسے کلمات مجھے بہت  
بیان کیے ہمتو مثل بوسے گل گذر بہان سے حسرت قدم بوسی صاحبقران لیکر جاتے ہیں  
اپنے ملک و مال کی توجہ حفاظت نہ کرنا کوکب روشن ضمیر نے رو کر دو دن ہاتھ اپنے گلے میں  
نور افشان کے ڈال دیے کہا استاد اصل تو یہ ہے آج میں یتیم ہوں مہر پدری کا مزا آپ سے  
ملا میری محبت میں آپ نے جان دی لیکن برائے خدا وہ مقدمہ راز و نیاز کیا ہے خواجہ کو تو تین  
اینا قوت بازو زینت پہلو سمجھتا ہوں مراتب کو بھی انکے بخوبی پہچانتا ہوں صاف صاف ظاہر ہے  
راز مخفی سے مجھے ماہر کیجئے نور افشان نے آہ سرد دل پر درو سے کھینچی کہا اے کوکب انکے ظاہر  
کرنے میں باعث خرابی ہے میں نے علم ستارہ شناسی کو خوب حاصل کیا اگر میں ظاہر کردنگا مقدمہ  
خاص فرج طلمس ہوشربا میں خلل ڈیر گا طلمس کشا کی مشقت حد پر پہنچی پندرہ سال انھوں نے  
اس ملک میں شہتیر زنی کی صرف اسل مرکا خیال رکھنا کہ یہ تحفہ جات جو گنبد میں افراسیاب  
جادو نے لٹکائے ہیں اگر طائر ان وہم و خیال ساحران نامی گرامی جو کامل و اکمل ہیں  
ساہا سال اس فکر میں سر بار میں اسکی کوشش پر نہ پوچھیں خواجہ کو باسانی یہ مطلب حاصل  
ہو جائیگا اور آج یہ بھی سب ہما جوں سے آگاہ کرتا ہوں اسے اسد نامدار و اسے فرزند ان



صاحبقران صاحبان شوکت و شان عالی و قارہین آپکو خوشخبری سنا تا ہوں کہ لقا کو حقیق گذرا  
سیلانی چھوٹا اٹھارے راہ میں کسی مقام پر مقابلہ ہوا کسی ساحر جلیل نے لقا کو دھن پناہ دیا ہوا وہ بھی  
ثکست فاش کھایگا لشکر ظفر اثر صاحبقران عین وقت پر آئیگا صاحبقران عالی شان کو بڑی  
بڑی سختیاں درپیش ہیں ایک نئی اقلیم میں سب صاحبان کا گزر ہوگا مثل لقا اس اقلیم میں ممکن نہیں  
ہے یہ حکم اس حقیر کا آپ لوگ یاد رکھیں بلکہ اگھر رکھیے کہ جس ملک میں یہ غرور خدائی کرتا تھا  
اُسی سرحد میں قتل بھی ہوگا خاک کو خاک پھینکتی ہو بڑے بڑے صدات بڑے بڑے تفکرات ہر روز  
طرح طرح کے صاحبقران کو اس کافر کی ذات سے پہونچینگے اس وقت میں یہ بھیا مارا جائیگا بعد قتل  
ہونے اس بھیا کے زمرہ شاہ باختری صاحبقرانی کا بھی انتقال ہوگا اور کسی نوا العسیرم  
کا زمانہ آئیگا کل فرزندان صاحبقران و سرداران صاحبقران بعد قتل لقا آب لبین جدا ہونگے  
جفا ہائے کامل کھائینگے ہفت اقلیم میں غرہ ہوگا باطل پرستیان بڑے جاکینگے عرصہ دراز تک ان  
کافروں کا زور رہیگا اُسی خدا کا بیشا دعویٰ خدائی کریگا لاکھوں بندگان خدا کا خون اُسی عدت  
سے بے گاہ صاحبقران کو چمک کے ہاتھ سے اُس بیدین کی قضا ہو سالہا سال انقلاب رہے گا  
رفیق قدیم صاحبقران لندھو بن سعدان نابینا ہونگے سبھی انجام بخیر ہو بدیع الزمان نے  
بڑھ کر کہا اے شہنشاہ نور نشان صاحبقران اصغر کا نام تو بتاؤ وہ ہمارے خاندان سے  
ہو یا کسی دوسرے قبیلے کا افسر ہے فرزندان صاحبقران تو کسی غیر کی اطاعت کبھی نہیں  
قبول کریں گے یہ بھی باعث خرابی ہو اس حال پر ملال کو سنکر دل کو نہایت بتیالی ہو پھر نور افشا  
نے کہا اے شہر یار یہ مقدمات راز و نیاز ہیں مشیت رب اکبر میں سے ہیں انکا صاف صاف  
ظاہر کرنا مناسب وقت نہیں ہو آپ لوگوں کا اعتقاد نہایت درست ہو کسی کا یہ مصرع  
غاصل سی مضمون کے واسطے نہایت درست ہو مصرع حال غیبی کس خمید اندک بجز پروردگار  
پروردگار عالم کو سارون کی تاثیر بھی بدلنے کا اختیار ہے بندہ حقیر مجبور و لاچار ہوا اب طاہر روح  
قفس جسم سے قصد پرواز رکھتا ہو یہ کہکشی نور نشان خاموش ہوا رنگ رو متغیر ہونے لگا  
شہنشاہ کو کب روشن ضمیر بچھاڑیں کھاتا تھا ملکہ بران شمشیر زن سبر شکر راہی ہیں تمام  
شہزادیان مومے مشکین پریشان کر کے بیٹ راہی ہیں نور نشان سے قدمو نیز اسد نادر کے



ہاتھ رکھا مثل بوسے گل گلشن عالم سے سبکبار ہو کر اٹھایا مرتبہ نوز فشان جادو کو حاصل ہوا  
 کہ کشاکش موت نہونی پاک چھپکنے میں روح قالب سے نکل گئی اسوقت ایک عجیب طرح کا شور  
 گریہ و زاری بلند تھا اسدا مار رہی بہت بیقرار ہوئے بدرجہ الزمان گرد لشکر شکن بہت ہی مضطرب  
 و بیقرار ہوئے قاسم و غضنفر بھی کمال اشکبار ہوئے کلمات حسرت آیات سب نے اپنی  
 اپنی زبانوں سے جاری کیے نوز فشان کے انتقال سے ہر شخص کا یہی قول تھا ارج روح رونق طلسم  
 نوز فشان موقوف ہوئی بڑا کامل اکمل آج پردہ دنیا سے اٹھ گیا زمانہ حجبہ بلامین کیا کیا کارناماں  
 کیے ہر مقام پر مصروف جنگ رہا افراسیاب جادو کو اسکے عجائب و غرائب نے ڈنک کر دیا  
 کوکب بڑا حیران ہو کبھی ملکہ بران شمشیر زن سے پوچھتا ہی کیوں نوز نظر کیوں اسے بارہ جگر  
 تھنے بھی کیسے قدر علم ستارہ فنا سی بین و غل دریا ہوا اور حاصل کیا بھلا مجھے باعث طالع تھا  
 عروشان ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحب قرآن یکتیستان و مہر سہر عیاری آفتاب عالم آباد بیکاری  
 و عذاری خواجہ عمرو بن امیہ صغری سے کیا ہو گیا یہ کلام حسرت التیام اپنے پدر عالی مقام سے سنکر  
 ملکہ بران شمشیر زن کانپ گئی یہی خوف ہے کہ ایسا نہ ہو مقدمہ راز عشق ایسے راج نوجوان  
 پر نگاہ پڑے یا کوئی کھدے کو ابھی افراسیاب سے کوکب ملجاسے ملکہ بران شمشیر زن نے جواب  
 دیا ای والد نامدار استاد نے جان سب کچھ کما یہ کلمات بھی آپ کے سمجھانے کو کہہ دیے کہ خواجہ  
 صاحب قرآن کے خلاف نہ کیجیے گا کوکب روغنہ نے شاہنژادہ اسد غازی سے عرض کی  
 اے شہریار اپنے غیر خواہ کی لاش اٹھوائے قریب قصر نوز فشان یک مقام ہو کہ استاد نے فہر  
 نشان اپنی قبر کا بنا دیا ہے لازم ہو کہ اسی مقام پر پہنچا کر استاد کو دفن کریں شاہنژادہ اسد غازی  
 و بدرجہ الزمان گرد لشکر شکن و قاسم و غضنفر و نور الدہر و تمام عیاران نامی و گرامی لاش  
 نور احتشام صاحب شوکت و عروشان کو اٹھا کر بڑے اہتمام سے قریب قصر نوز فشان  
 کے لائے آفتاب گوہر دندان و ہمال گوہر دندان و دختران شہنشاہ نوز فشان بہت  
 بیقرار تھیں بعد دفن نوز فشان شاہنژادہ اسد غازی نے انج و دنون شاہنژادین کو خلعت  
 ماتم پرستی کا دیا انھیں دونوں کو حاکم وہان کا قرار دیا بخون بدعت افراسیاب جادو کو بھیل واپس  
 آئے لشکر میں ہی رہ گئے کہ جبوقت افراسیاب خانہ خراب کسی سردار کو غافل بنا ہو گند کرک کر



اسکو قتل کر کے چلا جاتا ہو شاہزادہ اسد غازی نے اگر خوب بندوبست کیا شہنشاہ عالیجاہ لاجپور  
 بقیس ثانی و شہنشاہ گوکب و شہنشاہ صاحب عزت و توقیرات دن انتظام کرتے ہیں ہاں  
 صاحبقران زبان پر یہ شعر کہ گزرا کہ کلنگ آتشوار جب لقا کو داسن پناہ دیا تھا تقدیر  
 بگھارنے لگا قصہ ہوا کہ خدائی کو روانہ دے کلنگ آتشوار بدل و جان مہر و غلط داری ہو  
 تین دن تک خوب اسے لقا کی دعوت و ضیافت کی ابھی ابھی طرح آسودہ ہونے پائے تھے کہ دفعہ  
 وسواس و خناس سامنے سے آکر نمودار ہوئے خردی یا خداوند ہوشیار ہو جائیے اگر لشکر  
 ثانی سلیمان صاحب شوکت عفو شان زریہ قات امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان شروع  
 ہو گئی بختیارک نے کہا کلنگ آتشوار وہ اردہاے ہفت مہر آتا ہو ابھی ہکو مہلت ہی چاہا  
 نکل جائیں اپنے کو پاس افراسیاب جادو کے پہونچائیں لیا ہو بیان گھر جائیں لشکر حمزہ میں  
 گرفتار ہو جائیں نکل جانے کی مہلت نہ پائیں برسر کوہ عقیق گزرا سلیمانی صاحب قران زبان  
 و سرداران صاحبقران نے ہاتھ سے صاحبقران ہوش رباعی کے بڑے بڑے ہمدات اٹھائے ہیں یہاں تک  
 سب لڑتے بھڑتے آئے ہیں کلنگ آتشوار نے کہا ملک جی اس قدر نہ بگھرایے کیا حمزہ کے ساتھ  
 جادوگر ہیں علم سحر و ساحری میں بڑے صاحب ہنرمین بختیارک نے کہا سحر و ساحری کو وہ لو  
 برا جانتے ہیں ایک جادوگر برائے نام ابھی لشکر صاحبقران میں نہیں ہو کلنگ آتشوار نے کہا  
 غیر ساحر کی کیا حقیقت ہو ایک سحر میں سیکھ سٹاؤ گا طبع زمین کے ہلاؤ گا بختیارک نے کہا  
 ظاہر ہیں تو بہت آسان ہوا دنی سی منکی اقبال مندی یہ ہو کہ سحر بھارتیے افراسیاب کا خود بخود  
 باطل ہوا عقاب فلک سیر کو کسے مارا کہ اسم اعظم صاحبقران کھل گیا کلنگ نے کہا  
 میں مثل عقاب کے نہیں ہوں یہ کہہ کر واسطے لقا کے بیرون بارگاہ سلیمان زریہ رفتی آراستہ  
 لقا بد بخت تخت پر اچک کر بیٹھا کلنگ آتشوار نے دنگل شوکت پر اپنے کو جلوہ گر کیا بیٹھا ہوا  
 دیکھ رہا ہے اولاً پہلوان عادی حسب دوت بارگاہ سلیمانی کا اٹالا لیکر ہوئے چاہیے ہزار  
 قزاق جالیس بجائی اٹھاؤ سہ شتر و قاطر بر اٹالا بارگاہ کا لدا ہوا بڑے ہی زور و شور سے پہلوان  
 عادی آکر پہونچا بارگاہ سلیمانی آکر ستادہ ہوئی کلنگ آتشوار نے بختیارک سے پوچھا ملک جی کیا  
 یہی صاحبقران ہے بختیارک نے جواب دیا ابھی میر حمزہ صاحبقران کہاں پیشتر لشکر



صاحبقران آتا ہو کنگ آتشخوار نے سہا ای ملک جی جا کہ بارگاہ چھین لون قدرت کو اس بارگاہ میں  
یجا کے بٹھا و دن بختیار کے کہا تو اختیار ہو بس یہ جیسا اپنے مقام سے اٹھا ساحر و نکو حرم بہ سحر  
آرستہ ہو نیکا حکم دیا تمام ساحر حکم پاتے ہی حرم بہ سحر مسلح و مکمل ہو گئے یہ جیسا بھی حرم بہ سحر ہاتھ  
میں لیکر طرٹ پہلوان پہلوان عادی تخت شادوی کا ندھے پر رکھے ہوئے  
ٹٹل رہا ہو کہ قاسم تنگ روالی عیار نے بڑھ کر خبر دی ای شہر یار ہو شیہ ہو جایئے کنگ آتشخوار  
مع فوج ساحران غدار بارگاہ چھینے آتا ہو عادی جست کر کے پشت مرکب کوہ ہامون نبرد بہ سوار ہو لون  
ترکی کو بجایا جا لیس ہزار تیر کمان سوار رہا ہوئے جاوہر و ن کے سینوں پر پڑ پڑ پشت کو توڑ کر بارگاہ  
ایک حرم بہ تیرون کا کیا دوبارہ نیزے اٹھا کر ساحر و ن پر جا پڑے نیزہ مارا اور چھوڑ دیا جا لیس ہزار  
ساحر و ن مارے اب تلوار بن بھینچ کر برس پڑے عادی نے ڈیڑھ لاکھ ساحر تین حملوں میں  
قتل کیے لشکر کنگ آتشخوار میں تمام ساحر و ن نے صدائے فریاد بلند کرنا شروع کی آتشخوار  
نے بڑھ کر سحر کیا اسکے ساتھ واسے بھی سحر کرنے لگے عادی وغیرہ بیکار ہوئے تھے کہ سحر است گرد  
آرٹھی نعرہ ہوا با شیدائے کفار ان ہیما دے نابکاران پر دغا منم دارے ہند لندھو بن سھلان  
جانشین ثانی سلیمان زرز د قات صاحب شوکت وغر و شان امیر حمزہ صاحبقران گیتی شان  
یہ نعرہ کر کے لندھو بنو لاکھ ہندیوں سے لشکر کفار ان پر گرے لاکھ ساحر و جان جہنم کی آتشخوار  
سحر کر کے ہندو نو کو بھی بیکار کیا ہی تھا کہ اور گرد و عظیم سحر سے بلند ہوئی سناٹاے نیزہ جلنے لگیں  
مالک اژدر صاحب نیزہ دوسر غلام بنی و چاکر حیدر اسی ہزار نیزہ داران عرب آکر گرد جبر  
نیزہ پڑا سینے کو توڑ کر بارگاہ کنگ آتشخوار کے ہوش اٹھ گئے چاہتا ہے بڑھ کر اپن سحر کرے  
کہ نعرہ ہوا منم خاقان ابن خاقان بہرام گرد بن خاقان چین رفیق قدیم زرز د قات ثانی سلیمان  
صاحب شوکت و شان ریش تراشندہ کفار ان دوسر برندہ جاوہر ان امیر حمزہ صاحبقران  
زمان بہرام ہو بچا ہو کہ اور گرد سانسے سے بلند ہوئی نعرہ ہوا منم جھوڑ جہان سوز شہنشاہ تبرزن  
پسر خواندہ حمزہ صف اشکن فوج اہالیان طرطوس لیکر گرا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم  
رستم سرزمین مغرب فرامر ز عادی مغربی اب تو سر دارون کا تانا بندھ گیا جو گان بن حمزہ اور  
شاہزادہ شیر افکن و اسفندیار شاہ گیلانی و شاہزادہ سعد و فرزدان صاحبقران فوجیں لیکر گئے



ایک طرف سے نفر ہو انہم رستم پلتن و بلیکن کشند قول ہندی و درویل ہندی آمد فوج  
صاحبقران دیکھ کر کلنگ آتشخوار کے ہوش اڑ گئے عین گرمی جنگ ہو کہ طبل سکندری بہرچوب  
بڑی پشت افخر دیوزاد پر زلہ قات ثانی سلیمان آفتاب عربستان مع سرداران ہمتن تہو شعلہ ان  
نشین زن تخت سلیمانی پر بادشاہ مجاہد سعد بن قباد گرو سات سوا جداران عالی وقار صاحبقران لڑ جو اگر  
کہ ساحرون نے لشکر کو ہمارے پامال کیا اسم اعظم پڑھتے ہوئے بڑے ایک طرف سے جواہر بن عمر کامیاب  
اسکی پشت پر کندین بازو و پیر بندھی ہوئی جواہر نے جو دور سے دیکھا کہ ساحرون سے مقابلہ ہے  
پکار کر آواز دی اوی عیاران طراد و خنجر گزاران باوقار ہوشیار ہو جاو ساحرون سے مقابلہ ہوا  
تو جواہر نے کہا عیارون نے دود و حقہ ہائے آتش بازی بصد حیلہ سازی تو بڑے سے نکالے اُنکو  
داع کر پھینکا ایک لاکھ چوراسی ہزار ایک بجے کے حقہ ہائے آتش بازی جو چلے آگ برسے لگی ساحر  
بختیار کو گایان دیتے تھے آپس میں کہتے تھے یہ شیطان کہتا تھا مسلمانوں کے ساتھ ساحر  
نینین ہن حمزہ کے ساتھ والے کس قیامت کا سحر کرتے ہیں ایک ہی حربہ بین آگ برسا دی  
تمام محر آتش بہار ہو گیا یہ آگ کسی طرح رکتی نینین ہی جند سحر کرتے ہیں مگر وہ آتش ترقی ہی پر  
ہوتی جاتی ہو صاحبقران زمان نے جو اسم اعظم پڑھا تاثیر سحر بھی موقوف ہوئی آتشخوار نے  
اپنی آنکھوں کو دیکھا کہ ایک جوان شیر صولت سب کے آگے بڑھا ہوا اس زور دشور سے لڑ رہا  
ہے ہزار ہا آگ کے شعلے اُپر گرتے ہیں خنجر گرے تلوار بن گردین اُس جوان پر تاثیر نینین ہوتی  
کلنگ آتشخوار نے کہا حمزہ صاحبقران بڑا بکا سحر کرتا ہے وہ جو آگ برساتے ہیں وہ اُسکے  
شاگرد ہیں تیغ سحر چینیج کر بڑھا کہتا تھا یہ تیغ ساختہ سامری ہوا اسکے جوہر دن میں ان فوٹو گری بھری  
ہوا اسکے کاٹ سہ کوئی نہ جیگا دو چار سواروں بیدلون کو قتل کر کے قریب حمزہ صاحبقران  
کے پہونجا بختیارک چنچ مارا ہوا کلنگ آتشخوار حمزہ صاحبقران کے سامنے جانے کا  
ارادہ بھی نہ کیا ستم کرتا ہے واپس آ حمزہ صاحبقران پر سحر تاثیر نینین کرتا وہ صاحب  
اسم اعظم سپہ سالار قدرت جوان با شوکت قاتل ساحران ہو حمزہ عالی وقار  
لقب کیوں مفت میں جان دیتا ہو کلنگ آتشخوار نے کہا ملک جی تمہیں نے ہمکو دھوکا دیا  
کیونکہ کہتے تھے حمزہ صاحبقران کے ساتھ جادوگر نینین ہیں لاکھوں ساحر آتش مزاجی دکھا رہے ہیں



آگ برسا رہے ہیں کس کس سے جان بچائیں اگر ہکو پہلے آگاہ کرتے تو ہم ایسا سحر بناتے کہ یہ لوگ ہمارے قریب  
 نہ آ سکتے تھے اے کہنے سے دھوکے میں رہے کہ غیر ساحر و ناکار لینا کتنی بڑی بات ہو بھی میں  
 حمزہ جادو کو قتل کرونگا بختیا اک بان بان کرتا رہ گیا لفظ حمزہ جادو پر خداوند بھی بہت ہنسے  
 کہ اٹھو ابھی اوہ ساحر نہیں ہی مابدرت کا سپہ سالار صاحب جاہ و وقار اسقدر ہکو عزیز ہو کہ اسے  
 ہاتھ سے شکست کھاتے ہیں اسکا جاہ و وقار بڑھاتے ہیں ملک موروثی اسی کی محبت میں  
 چھوٹا بہشت و دوزخ سے منہ موڑا اسکے سامنے نہ جانا اسکی تلوار میں سب کا خون پیچ گیا ہوا اسکو  
 قتل کرنے جاتا ہو کیا سودا ہوا ہو کلنگا آتشخوار نے لقا کو بھی جواب نہ دیا تیغہ سحر کا تھا جعفران یہ  
 وار کیا امیر حمزہ صاحب جعفران نے اسم اعظم پڑھ کر تیغہ عقرب سلیمانی کو اٹھادیا تلوار کو تلوار پر روکا  
 خبردار خبردار کہہ رہا تھے اپنے سحر کے زور میں میر فولا دی کو اٹھادیا تیغہ تڑپ کہہ کر پسر کے دیکھو  
 ہوئے پسر کو کاٹ کر مع گینڈے چار ٹکڑے کیے میر نے سے کلنگا آتشخوار کے آگ پر سی بعد  
 عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من کلنگا آتشخوار بود لقا و بختیا رک تو آما وہ ہو چکے تھے  
 ضیغہ خون اشام بد انجام اٹالا بارگاہ جہان ناکالہ و اچکا خزانہ آتشخوار بھی لے لیا  
 ساحر کو ہزاروں ساتھ ہیں اب اس بیچانے ہوش رُبا کاراستہ لیا پتا دریافت  
 کر لیا تھا کہ افراسیاب جادو کس مقام پر ہو اسی جانب بھاگ کر گیا بعد اس بیچا لقا کے  
 نکل جانے کے صاحب جعفران زمان کو دریافت ہوا کہ لقا پاس افراسیاب خانہ خراب کے گیا  
 عادی کو اسی وقت حکم دیا کہ تم بھی بارگاہ میں ہماری اٹھو اویہ حکم پاتے ہی اٹائے بارگاہوں  
 کے لگے صرف اسقدر صاحب جعفران ٹھہرے کہ نئی وردیان سب کو تقسیم ہوئیں لندھور  
 و نالک کو حکم ہوا سردار فردا فردا آراستہ ہو کر جلیں ہر ایک شاہ و شہریار و تاجدار کا لشکر الگ  
 الگ تکلف تمام کیفیت مالا کلام رداری کر کے بڑھے خود ہمراہ بادشاہ کے سوار  
 ہوئے امیر حمزہ صاحب جعفران گیتی ستان یا شوکت و شان بیٹھ گئے بادشاہ نے حکم دیا حضور  
 بھی نئی وردیان تاجداروں کو عنایت فرماوین بادشاہ کو باد بہار میں شگفتگی حاصل ہے  
 فیروزہ بن عمرو نے عرض کی حضور یہ جہاں سے اخبار گزر چکے کہ اسد نامہ دار نے مرحلہ جات  
 طلسمی بھی فتح کیے اب افراسیاب خانہ خراب کے آئیں کہ مقابلہ میں کیا عجیبے کہ عین گری جلیں



جا کر آپ شریک ہوں بادشاہ حجامہ نے خوش ہو کر فرمایا دلکو ملکہ ہمار کی ملاقات کی بڑی آرزو ہو اپنا  
تو یہ حال یہ ملال ہو کہ جسکی کیفیت کا بیان کرنا محال ہی گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل نظم

|                                     |                                           |                                      |
|-------------------------------------|-------------------------------------------|--------------------------------------|
| ماگر قنار ان عشق واز مہمان آئوہ ایم | پائے تاسر لٹویم زان آسودہ ایم             | بزم گاہ ما غمتا سنتا دہ خون دل       |
| متے داریم کہ کوں مکان آسودہ ایم     | گلشن باخیزم از خوشا بہ چشم دل است         | از جفا و صحر با و خزاں آسودہ ایم     |
| خطرانی در پریشانی بظاہری کم         | ورنہ ز استغناء ہمت نہاں آسودہ ایم         | اگر چہ بار بخیہ مخفی روید از آواز غم |
| شکر شد کہ جفا و گھناں آسودہ ایم     | جسم خاکی تو بیان ہی روح باغ یاد بہار یلین | عند لب خوشنوا بنگ                    |

زمرہ سرائی کر ہی ہو افریزدہ بن عمر و جواہر بن عمرو سے کہدو کہ ہر کاروں کو فوراً روانہ کریں اٹنا  
راہ میں ہکو خیر ملے کہ لڑائی کا کیا طور ہو یہ خانے ہوش ربا میں ساقیان اسلام کا دور ہو فیروز نے  
کہا حضور جلیل عیار سردار بھی ہی چاہتے ہیں کہ پریر واز پیدا کریں تجھ جی جاکر اسد نامہ اسے ملاقات کریں  
یہ خبر مفصل مل چکی کہ نور الدہر و قاسم لڑ بھڑک رہاں ہو پوچھ گئے ایسے وقت میں جاکر شریک  
ہو کہ طلمس کشاکش کو بڑی ضرورت تھی افراسیاب جادو نے کنارے دریا سے نیل کے  
صفین بانہی تھیں ان شیروں کے جانے سے وہ صفین ٹوٹیں اسد نامہ اس کے جاکر سب  
صاحب شریک ہوئے قاسم و بدیع الزمان گرو لشکر شکن بچشی کر کے خوب لڑے اب فریسا  
جادو بھی بڑی بڑی لڑائیاں لڑ رہا ہے آنا لڑا ساحر زہر دست ہی کہ سولے اسد نامہ اس کی سونہ  
نہیں پھیرتا ایک سحر میں آپ کے لشکر کا کیا حال کیا تھا حضور یہ آج تک ثابت ہو کہ اسم اعظم جزو  
صاحبقران کیونکر کھلا بادشاہ نے فرمایا خواجہ عمرو نے اسے مارا ہو گایا اسد نامہ اس کا بیجہ قابض ہو  
ہو گا یہ ارشاد فرما کے بادشاہ نے جواہر بن عمرو کو حکم دیا کہ جہاں خبر لڑی کسی کو روز  
دو ہزار تھانوس نکلیں خبر میں ہوشربا کی و مہدم ہکو پوچھیں بلکہ عیار پہلے بڑھ جائیں اگر چہ کسی  
طرح کی شکل و ریش ہو یا اسد نامہ اس کو پس پیش ہو عیاری کر کے شرکت کریں اگر وہاں  
ساحروں کا بلوہ زیادہ ہو صاحبقران کو خبر دیں یہ فرما کر تخت زرین پر سوار ہوئے مگر حال  
یہ ہے کہ دے صاحبان و مساز رفیقان جانا ز پایہ تخت بدلتے رہے ہوئے جب بادشاہ کو  
سردو پاتے ہیں ذکر بہار کر کے شکستہ کہتے ہیں بادشاہ فرماتے ہیں یو سردار ان نامی اب تو  
فراق ملکہ بہار میں اپنی یہ کیفیت ہی سر پر کوہ فرقت ہی بموجب مضمون اشعار و لشکار نظم



پھر آہن صبح بکروہ خانہ بلخ میں  
 ساغر نے موج موی لیکر زبانِ اہن میں  
 دو زبان میں دیکھا شبِ یلخت تیرا  
 شبنم پادوسل کدن پڑجا لگی جن میں  
 پیری کی ہریہ انداز لرز لرز ہو کوئی  
 جلوہ تمھارا دیکھا ہے ہر بخن میں  
 چشم کے چلتے دلِ لہن میں پھنسے گا  
 بونے کو میں یہ کانٹے لیجا دوطن میں  
 تر چھی نظر جو اُسکی ہو جاتی ہوسیدھی  
 دم بھر جو صورت لگی ہستای اس جن میں

بو ہو کس گئے ہن عاشق کے پیر ہن  
 ایک عیب بھی لحد میں اس سے چھپانہ اپنا  
 بدلی گئی ہو بکڑی ہر شیخ و برہن میں  
 جب اس صنم کو پوچھا کا فر نہ تھو کر بولا  
 ایک ایک لانت اپنا پہنے لگا دہن میں  
 پردہ میں سیر دل کو کتنی ہی تیری لفت  
 آہو لگا لگا اسکو لیجائے کا خن میں  
 اُس گل زبا تمھو جسے تابوت میں لگایا  
 کچھ فرق نہ جاتا کا کھنکے بانگین میں

کیا کیا فرسے لیہن ساقی کی آہن میں  
 دھبہ لگا غضب کیا دھن آہن میں  
 بلبل کی شکباری دکھلائیگی تاشا  
 بت بنے بیٹھنے کی عادت ہو برہن میں  
 فرسے زمین کے ہون یا آسمان کو تالے  
 ہو جلوہ گزریخا بوسے کو پیر ہن میں  
 کی ہر مری رفاقت غربت کی لگی ہی  
 کیا پھول ہو گیا ہر مردہ راکفن میں  
 روتا ہو شل شبنم وہ ای جلال برہن

اس سوز و گداز سے بادشاہ حجابہ عالیجاہ نے یہ اشعار پڑھے سب  
 صفا جون کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے عرض کی کہ شہر یا حقیقت میں آپ نے عشق ملکہ بہار  
 گلزار میں بڑے بڑے صدے اٹھائے سا ہمارا سال کی فرقت سہی آپ نے رستم کا کام کیا وہ نہ ضبط  
 کر نادشوار تھا بہار کو بھی فی الواقعی سرکار ابد قرار سے دلی محبت ہو ہر ایک اسی انتظار میں ہو گا کہ  
 صبا جقران طلم ہوشربا میں آئین لقا تو بھاگ کر نکلیا بادشاہ حجابہ نے صاحب دارون اور  
 عیارون کو نئی در بیان تقسیم کیں اس شوکت و شان سے تعاقب میں زمر و شاہ باختری کی طرح  
 نقابھی رواروی کرتا ہوا چلا جاتا ہو جہاں ٹھہرنے کا قصد کیا و سواس و خناس بے ٹھہر  
 خبر دی یا خداوند صبا جقران زمان چلے آتے ہیں ہا لیان دیات و قریات اپنے اپنے قصوں کو  
 نکال آتے ہیں وہاں سے تو اشتیاق میں چلتے ہیں کہ قدرت کی زیارت سے مشرت ہوں جب ہر آتے ہیں  
 صورتِ نحس تھا کی دیکھ کر بھیتان کتے ہیں کوئی پُرانا رنج کتا کوئی غول سیا بانی کتا ہے شداد  
 ثانی ہوا اس بھیمانے کیوں دعویٰ خدائی کیا ہاتھ سے مسلمانوں کے بھاگتا پھرتا ہے ہم تو جانتے  
 تھے جاگتی جوت کا خداوند ہو صاحب کرامات ہو گایہ تو خود بھاگتا ہو بندوں کی کیا مدد کر گیا خود بھلا  
 مبتلا ہم کسکی بلارو کے گا بعض بد اعتقادوں نے کہ قدمبوسی کی سامان دعوت یکسر آئے  
 نقابھی گیند سے اتر چاند ساعت ٹھہرا کھانا بھی نہ ہر اندہ کرنے پایا تھا کہ سواس و خناس



دوڑے ہوئے آئے ہانپتے کا پنتے ہوئے چنچے لگے یا خلا و مد بھاگے غضب ہوا صا جقران  
 زمان آہو پنے گوش بر آواز ہو چھے طبل سکندر کی صدا آتی ہو دہانے بھی اٹھکر بھاگتا ہو لقا تو  
 ہی طرح افغان و خیزان منزلیں طو کر تا ہوا جاتا ہو صا جقران زمان منزل بمنزل یہ تکلف  
 تمام قریات و دیہات کو اسلام آباد کرتے ہوئے چلے آتے ہیں جس مقام پر ہو پنے وہاں کے  
 تعلقدار زمیندار اگر قدموں سے ہوئے صا جقران زمان نے انکو سرفرا کیا جسے سرکشی کی وہارا  
 گیا قریات و دیہات میں صا جقران کی دھوم ہے صا جقران بڑے منصف عادل  
 ہیں جرات و یاقوت میں بھی کامل ہیں ان دونوں لشکر و ن کا داخلہ قریب گنبد افراسیاب  
 عرض کیا جائیگا یہ بھی تحریر کر چکا ہوں کہ انجم آتشبار جادو و ایرج نو جوان پر شکست کھا کے  
 بھاگا ہے اسکے تعاقب میں یہ جلیل بھی منزلیں طو کر تا ہوا یاد میں ملکہ بران شمشیر زن کے  
 یہ اشعار بتایا نہ و مضطربانہ ہا بعد گریہ و زاری و نالہ و بیقراری مصنف کر زبان پر جاری کیے نظم

|                                     |                                  |                                  |
|-------------------------------------|----------------------------------|----------------------------------|
| منزل قدس جسے کہتے ہیں گھر کسا ہو    | حسکے وہاں فرشتے ہیں در کسا ہو    | جلو و رخسے جو ہو رشک فرج         |
| چشم بد و در سوایار کے گھر کسا ہو    | دل کیلئے میں اگر فائدہ ہو شوقسور | نفع ہوتا ہو تمھارا تو ضرر کسا ہو |
| ہر سنتے ہیں جسے ہو دل مضطر کسا      | اب رہے ہیں جسے دیدہ تر کسا ہو    | داغ و دیکر دل مرغ کو یوں کسا     |
| پوچھتے تھے ہیں داعی یہ گھر کسا ہو   | جان بٹا روانہ کر کے جان کسا ہو   | کو بچ کسا ہو خدا جانے سفر کسا ہو |
| کس سے بیعت ہو مجھے غیر یاد اللہ قمر | بندہ بے دست خدا دست کر کسا ہو    | اس سوز و گداز سے اشار پر ہوتے    |

ہوے اپنی محبوب مظلوم کی یاد میں یہ بھی جاتے ہیں ان کا بھی داخلہ وقت پر تحریر کیا جائے گا  
 دو کلمہ داستان حیرت بیان مصیبت عنوان عیاری خواجہ عمر و کہ سنجو میں تحفہ جات  
 کے نکلے ہیں وقت پر ہو پنچا اور گنبد کا اگر نا جنگ مغلوب افراسیاب جادو سے عین  
 وقت پر ہو پنچا صا جقران و ایرج کا کو کب روشنفیر پر ظاہر ہونا عشق ایرج  
 از بران اور دشمن ہونا مسلمانوں کا عجب داستان حیرت عنوان  
 ہے ناظرین کو دیکھنے سے لطف حاصل ہوگا چند اشعار قمر بطور یاد کا غزل  
 چاروں میں خزان پر گلشن ہو  
 شلب گل پر را نشین ہے  
 ہونہ روزہ گلون کا جوین ہے  
 ہویا دور سر بلندون سے  
 بلبل خوش نصیب ہون ہیا  
 درستان خندان سے این ہے



|                             |                           |                           |
|-----------------------------|---------------------------|---------------------------|
| خط کے آتے ہی حسن کو ہنر وال | عارضی عارضوں کا جو بن ہو  | جلد تلوار کھینچ اے قاتل   |
| دیر سو خم ہماری گردن ہو     | غیرت برج مہ ہو خانہ یار   | رشک کو کب ہر ایک وزن ہو   |
| سیر کرنے عدم کو جاتے ہیں    | دربہ حاضر اجل کا تو سن ہو | ہاتھ آتا نہیں میرے احوال  |
| کتھا کوتاہ تیرا دامن ہو     | پیرہن کی بنوں میں تاجکان  | روح کو بار جامہ تن ہو     |
| یار کا یار ہو رقیب قہر      | دوست کا دوست اسکا دشمن ہو | چہرہ غدا صان دریا پر ہلاک |

مضامین اہلار و شاد دران بھر ذرا داستان قیامت اتار بھید جوش خروش کشتی کلاک کو دریا  
بے کنار فکر میں یوں روان کرتے ہیں شعر مصنف ننگان دریا ئے جرأت نشان ہ  
چنین غوطہ زد دریم داستان ہ مہر پھر عیاری و قطب فلک خیر گذری سر کو سیاحان جان  
عیار زلزہ قاف ثانی سلیمان تحریر کر چکا ہوں کہ نہایت پریشانی میں لاچین وغیرہ سے  
صلاح کر کے مکھ تھے کہ ان تحفہ جات تیر و تبر کا کیونکر دفعیہ ہو بعد خواجہ کے یہ قیامتیں برپا  
ہو میں انتقال نور نشان قتل چند سرداران افراسیاب کا دم بدم جوش و خروش بڑھتا  
جاتا ہو خواب و غور ہا لیان لشکر اسد نامدار پر حرام ہو اسد اٹھ ہر مسلح رہتے ہیں جب نعرہ  
افراسیاب کی آواز آئی یہ غصے سے لوح چمکاتے ہوئے مکھ انکو دیکھ کر افراسیاب بدو  
بھاگتا ہو مگر کوئی وقت و ساعت ایسا نہیں ہو کہ طلسم کشا کو چین لینے دے کبھی برا عیادت گزار  
نقوش چمکا دیتے ہیں اسکی صنو سے بھی بکھراتا ہے بالائے گنبد چلا جاتا ہو اسد کو اپنے  
قریب نہیں آنے دیتا کھڑکیا اور نکل گیا کبھی کوئی قتل ہوا کسی کا خیمہ جل گیا کبھی برت برادی بھی  
آگ لگا دی ہا لیان طلسم نور نشان غم میں نور نشان کے بیتاب و بیقرار کو کب چپ  
ہو گیا ہر وقت بران سے ہی کما کرتا ہو اور نور نظر استاد نے صاف صاف نہ بتایا وہ  
کون سی بات ہو کہ خواجہ اور صاحبقران سے مجھے سوے مزاجی واقع ہو میں تو نا دیدہ  
صاحبقران کی محبت میں چور ہوں خواجہ عمر و شریف لے انکی بھی خدمت کی مجھے خواجہ  
عمر سے بُرائی کی امید نہیں بران جواب دیتی ہیں اے والد نامدار ناحق کا انتشار ہو بزرگ  
آپ کے خیر خواہ تھے وقت احضار تھا جو ذہن میں آیا کہ دیا خدا نخواستہ خواجہ آپ کی محبت کا  
دم بھرتے ہیں آپ اٹھو ہر مصروف جان بازی ہیں پیری میں سے رفیق شفیق و انھیں سب کے



واسطے جان دی تو زافشان جادو کس دھوم سے آکر رہے محبت خواجہ میں یہ ہوا پس سی کیا نا انصافی  
 ہو کہ آپ سوا اور خواجہ عمر و صاحب جعفران سے خدا نخواستہ کسی قسم کا ملال ہوا اور آپ کے احسان کو نہ  
 پس فرما میں ہاں کچھ در انداز آگ لگا میں تو مجبوری ہو اور لا جارہی ورنہ صاحب جعفران زمان نے  
 حقیقت امر تو یہ ہے ہمارے ساتھ وہ کیا جو حق سرداری تھا آپ نے جب بیقرار ہو کر عرضی لکھی  
 اپنے پوتے میراج لہو جان کو برائے مقابلہ جہانگیر روانہ کر دیا اور دیکھیے سرداری و فاداری اسے  
 کتنے میں خود بھی تشریف لائے جہانگیر سے مقابلہ کیا آخر کار جہانگیر کو زیر کر کے اپنے ہمراہ لے گئے  
 اس روز کی مغلو بہ میں بھلا کسکو زندگی کی امید تھی سب اپنی اپنی جان سے ہاتھ دھوئے ہوئے تھے  
 صاحب جعفران زمان نے اسماعیل عظیم بہر حکم سب یلاؤں کو دفع کیا اس طرح جو ملکہ برائے شمشیر زن  
 کو کب رو شمنہ میر کو سمجھا دیتی ہے تو کب خاموش ہو جاتا ہو آٹھ پہر لشکر میں کمر بندی ہو لشکر وکی  
 پامالی میں روز بروز تھرتی ہو اسد نامدار بیقرار ہو کر برق و چالاک و غیرہ سے کہنے لگیا روبرو  
 خدا جا کر خواجہ کو تلاش کرو ایسا نہ تو کسی بلا میں خواجہ صاحب بھنس گئے ہوں یہ سنگہ برق و  
 چالاک و جاسنوز و ضرغام و مہتر قران سب کے سب تلاش میں خواجہ تھرو بن امیہ  
 کے فردا فردا چلے لیکن خواجہ عمر و بن امیہ ہنری ایک ہفتہ تمام صحرائیں سرگردان رہی مین  
 نشان نہ پایا ایک دن تھک کر ایک نخل کے سایہ میں بیٹھ ایک گویے کی شکل بنے ہوئے  
 خواب میں راتوں کو خوابا ہے پریشان بھی دیکھتے ہیں امیر حمزہ صاحب جعفران نامدار کے فراق میں  
 بھی دل ان کا بیقرار ہی نہیں لے نکالی اپنے اتالی یا دین نے طور سے یہ شعر پڑھے نظم

|                         |                           |                        |
|-------------------------|---------------------------|------------------------|
| کس حسن چو یار ماندارد   | زلفے چو نگار ماندارد      | آئینہ راز عیب پاک ست   |
| دست آئینہ دار ماندارد   | پیر مردہ گلش ز خاک روید   | ابر کے کہ بہار ماندارد |
| بے نور بود گر آفتاب است | چشم کہ غبار ماندارد       | ما فرد و چشم آفتابم    |
| خورشید عیار ماندارد     | قاصد کہ بہ نامہ میکند فخر | مکتوب دیار ماندارد     |
| با بابل باغ آرزویم      | این باغ بہار ماندارد      | تا آب گینم ز ہر شیر    |
| این بیشہ شکار ماندارد   | چون غنچہ گل شگفتہ باشد    | ہر دل کہ خبار ماندارد  |
| خوبان ز نظارہ بر بند    | این ضابطہ یار ماندارد     | در کشور حسن اعتبار ہی  |



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                            |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                  |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                  |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| جسے نقش و نگار مانا اور<br>با این ہمہ زور و ستم ہند<br>طالع سرو کار مانا اور                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                               | در باغ بہشت عندیے<br>دستی چو چہار مانا اور                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                       | صوتے چو چہار مانا اور<br>خاموش ز گفتگوے مخفی                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                     |
| ہو گئے گانے میں تو انکے سوز و گداز تھا ہی طائران مہرا اگر اس غل کی شاخوں پہ بیٹھے آہواں مہرا<br>گر چھا لیں بھرتے ہوئے سامنے اگر ٹھہرے بہ نگاہ حسرت چہرے کو عمرو کے دیکھ رہے ہیں آنکھوں<br>سے اشک حسرت جاری گانے پر عمرو کے بیکراری شیر بھی ڈکار لیکر نکالے یادہ گانے کا اشتیاق<br>پہلو میں تو آہو کھڑا ہو شکار نہیں کرتا بانگے پہلو میں عصفور کو جگہ یہ وہ گانے میں چھوڑے سوز و گداز<br>کہ باز بھی شکار سے باز ہو بعض طائر دن نے پر سے پر ملا کر سر پر عمرو کے سایہ کیا ہو عمرو و سلیمان وقت<br>بنا ہوا نے بجا رہا ہے قصاے کار اس حوالی میں ایک باغ ہو لکڑی گلزار جادو و معشوقہ آفتاب فلک<br>سیر اسکا حال تحریر کیا جائیگا گلزار اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی ہو علم موسیقی میں خود بھی کامل و اکمل ہو<br>کینرین ہزار و ہزار حاضر ہیں یہ اکمل تخت پر سوار ہوئی کہ اس وقت دل بھرتا ہو چلکے سر مہرا کرین جلد<br>کینرین و نگوں ساتھ لیخت اڑتی ہوئی جاتی ہو کہ کان میں آواز کی کوئی کامل نے طور سے غزل گار باہر غزل | اس بیکراری میں خواجہ نے یہ اشعار گائے خود بھی مہوت<br>ہو گئے گانے میں تو انکے سوز و گداز تھا ہی طائران مہرا اگر اس غل کی شاخوں پہ بیٹھے آہواں مہرا<br>گر چھا لیں بھرتے ہوئے سامنے اگر ٹھہرے بہ نگاہ حسرت چہرے کو عمرو کے دیکھ رہے ہیں آنکھوں<br>سے اشک حسرت جاری گانے پر عمرو کے بیکراری شیر بھی ڈکار لیکر نکالے یادہ گانے کا اشتیاق<br>پہلو میں تو آہو کھڑا ہو شکار نہیں کرتا بانگے پہلو میں عصفور کو جگہ یہ وہ گانے میں چھوڑے سوز و گداز<br>کہ باز بھی شکار سے باز ہو بعض طائر دن نے پر سے پر ملا کر سر پر عمرو کے سایہ کیا ہو عمرو و سلیمان وقت<br>بنا ہوا نے بجا رہا ہے قصاے کار اس حوالی میں ایک باغ ہو لکڑی گلزار جادو و معشوقہ آفتاب فلک<br>سیر اسکا حال تحریر کیا جائیگا گلزار اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی ہو علم موسیقی میں خود بھی کامل و اکمل ہو<br>کینرین ہزار و ہزار حاضر ہیں یہ اکمل تخت پر سوار ہوئی کہ اس وقت دل بھرتا ہو چلکے سر مہرا کرین جلد<br>کینرین و نگوں ساتھ لیخت اڑتی ہوئی جاتی ہو کہ کان میں آواز کی کوئی کامل نے طور سے غزل گار باہر غزل | صوتے چو چہار مانا اور<br>خاموش ز گفتگوے مخفی<br>اس بیکراری میں خواجہ نے یہ اشعار گائے خود بھی مہوت<br>ہو گئے گانے میں تو انکے سوز و گداز تھا ہی طائران مہرا اگر اس غل کی شاخوں پہ بیٹھے آہواں مہرا<br>گر چھا لیں بھرتے ہوئے سامنے اگر ٹھہرے بہ نگاہ حسرت چہرے کو عمرو کے دیکھ رہے ہیں آنکھوں<br>سے اشک حسرت جاری گانے پر عمرو کے بیکراری شیر بھی ڈکار لیکر نکالے یادہ گانے کا اشتیاق<br>پہلو میں تو آہو کھڑا ہو شکار نہیں کرتا بانگے پہلو میں عصفور کو جگہ یہ وہ گانے میں چھوڑے سوز و گداز<br>کہ باز بھی شکار سے باز ہو بعض طائر دن نے پر سے پر ملا کر سر پر عمرو کے سایہ کیا ہو عمرو و سلیمان وقت<br>بنا ہوا نے بجا رہا ہے قصاے کار اس حوالی میں ایک باغ ہو لکڑی گلزار جادو و معشوقہ آفتاب فلک<br>سیر اسکا حال تحریر کیا جائیگا گلزار اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی ہو علم موسیقی میں خود بھی کامل و اکمل ہو<br>کینرین ہزار و ہزار حاضر ہیں یہ اکمل تخت پر سوار ہوئی کہ اس وقت دل بھرتا ہو چلکے سر مہرا کرین جلد<br>کینرین و نگوں ساتھ لیخت اڑتی ہوئی جاتی ہو کہ کان میں آواز کی کوئی کامل نے طور سے غزل گار باہر غزل |
| بہین لایا جذب الگو مری و فتنے پاس<br>کچھ سمجھ ہی کے چھایا ہو ہمیں فتنے پاس<br>داسے ناکامی جو ہونوں یا ترکس ترنگ<br>میں نے دیکھا ہو کھارا مال کہ ہرکے پاس<br>دوسری سو دیکھوں مہیا و پناہ آشیان<br>سر لکھتی ہو نگاہ شوق جس ورنے کے پاس<br>وہ نہیں تاتا تو اسکی چال کہ کتنے تو ہیں<br>دور جا بیٹھے بلکہ کہ آئے قاتل نیکو پاس                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                  | پھو بھی آکر خاک جا سکتی نہیں اس کے پاس<br>کے خار و بگڑنے اختلاط اس کی کیا<br>دوریوں سے نہ ہوں جو ہو کر گرو کو پاس<br>زمین میں کچھ رنگ بان کو کچھ تری سے داغ<br>ایک دن جگہ نقص رکھ دے درگاہ کے پاس<br>جذب قنطاریس دکھلا دی کھلی شوق دل<br>کوئی آنکھ اٹھیں میں سے مری گرو کو پاس                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                   | دوستی در پردہ کی ہو اسے پیل بزم<br>جاں ہو کہ حبیب بھی آنیکہ ہو میں کے پاس<br>لیگی میری بغل سے دیکھو ز دیدہ نگاہ<br>تخنہ لائے کا کھلا ہو خشنہ سو میں کے پاس<br>دیکھا چشم فلک اسکو نہ کوئے یارین<br>تیغ قاتل اکھکے آجائے مری گرو کو پاس<br>وصل کی شب بھی ہی کی کمر خنجر و جلال                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                     |
| تھی ترب گئی کینرون سے کنا بڑا کامل و اکمل کوئی نے بجا رہا ہے کس لطف سے غزل گار رہا ہے<br>یہ کہہ کر اسے تخت اپنا جانب تحت بڑھایا سر آسمان سے دیکھا ایک گویا نحیف و ضعیف اگلی<br>وضع زیر غل بیٹھا ہوا دہن سے پانے کو بجا رہا ہو طائران مہرا آہواں وحشی تسخیر ہو کر سن رہے ہیں                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                | ملکہ گلزار کے کان میں جو یہ آواز آئی چونکہ واقف کار علم موسیقی<br>تھی ترب گئی کینرون سے کنا بڑا کامل و اکمل کوئی نے بجا رہا ہے کس لطف سے غزل گار رہا ہے<br>یہ کہہ کر اسے تخت اپنا جانب تحت بڑھایا سر آسمان سے دیکھا ایک گویا نحیف و ضعیف اگلی<br>وضع زیر غل بیٹھا ہوا دہن سے پانے کو بجا رہا ہو طائران مہرا آہواں وحشی تسخیر ہو کر سن رہے ہیں                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                    | تھی ترب گئی کینرون سے کنا بڑا کامل و اکمل کوئی نے بجا رہا ہے کس لطف سے غزل گار رہا ہے<br>یہ کہہ کر اسے تخت اپنا جانب تحت بڑھایا سر آسمان سے دیکھا ایک گویا نحیف و ضعیف اگلی<br>وضع زیر غل بیٹھا ہوا دہن سے پانے کو بجا رہا ہو طائران مہرا آہواں وحشی تسخیر ہو کر سن رہے ہیں                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                      |



شیر سر دھن رہے ہیں گلزار نے کہا اس گوتے کو لچلو باغ میں چلکر گانائیں گے یہ گویا اعلیٰ درجہ کا کامل و  
اکمل ہو دیکھو کیا کیا تائیں سے رہا ہو چکے تھے سے دل بقرار ہو رہا ہو چہ نہ پرند نہ کتا سکے گانے میں رہا ہوش میں  
خواجہ عمر و تہ خیر بیٹھے ہیں گلزار نے ایک کینر کو اشارہ کیا وہ کینر کھڑکرتی ہوئی زمین پر برابر خواجہ کے  
آئی کمر میں خواجہ صاحب کی پوجہ دیکر اٹھایا عالم بیہوشی میں سخت پر ڈالکر اپنے باغ میں لائی  
خود مسند پر بیٹھی کینر میں جمع ہوئیں اب خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ کی جوا نکھ کھلی اپنے کو ایک باغ بہشت  
آئیں میں پایا ایک نازنین مر حسین نہایت حسین مسند ناز پر جلوہ گر ہو کر دکنیزان ناموز بھی مسکرا رہی  
ہیں خواجہ بیچھے کے کمال باعث زوال ہوتا ہو گانا سنکر تلو اٹھا لائی ہو خواجہ اٹھتے ہوئے عائن میں نے لگ  
سامری و جمشید چراغ حسن و کمال روشن رکھے یہاں مجھ کو کون لایا ہو ملکہ گلزار نے پوچھا  
اجی بڑے میان جی تمھارا نام کیا ہو خواجہ نے کہا آپ کے گھر کا سنکٹا ہوں جسدن سے جا بجا  
اہل سلام کی عبادت رہی ہوئی اہم لوگوں پر زوال یاد در بھیاک مانگتے ہیں آپ لوگ ہمارے  
قدر و ان تھے ہماری قدر کرتے تھے اہم کو گھر سے کہیں نکلنے نہیں دیتے تھے مگر بھیجے جا جاتے تھے خواہ  
مقرر تھیں جو روئے پیر و رشتہ پاتے تھے اب ہمیر تباہی آئی کچھ دنوں تک جو کچھ پوچھا جمع تھی اپنی  
وضع کو گھر بیٹھے بنا ہے تھے آپ لوگوں کا نام بنائے تھے جب قانون کی نوبت پہونچی فکر سے کل بڑے  
رونا لیکن چومکا نہ کیا گیا وہاں قریات میں جو کچھ جس کسی نے دن بھر میں دیر یا مات کو ہم آئے  
جو رو بچوں میں لیگے بال بچہ کو کھلایا پلایا صبح کو پھر نکل پڑے اب اس صورت سے دینی سب رو قات  
ہوتی ہے اس مقام پر مجھ کو کون لایا بال بچے میرے میری یاد میں پڑے ہیں گے بھوکے مارے بلکین گے  
انکے تئیں اب روز رزق کون پہونچا یگا خبر انکے اچھے بڑے کی کون لیگا سلمان کسی کو ایک پسانہ میں  
دیتے سامری پرستوں کی عبادت میں گانا شامل ہو اس میر غلام کو اٹاؤنے کو اڑھتے ہیں میرے  
بزرگوں کو ہمیشہ اس کمال پر ناز رہا بادشاہوں کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہے ہیں اب جس طرف  
جاتے ہیں عبادت میں مسلمانوں کی پاتے ہیں وہ فقیر کو بھیجا بھی نہیں دیتے جواب بھی دینا دشوار  
لفظ سے دینے کے برابر یہ فرمایے میں یہاں کیونکر آیا ملکہ گلزار نے کہا اے استاد نے تو انہ کچھ اور ہو  
بھی کیسے قدر اس فن میں داخل ہو پڑے بڑے کا ملین اس باغ میں آئے تمھارا گانا سنکر ہو پسند  
آیا تم کو اٹھا لائے جو کچھ مانگو گے دینگے حکمران فرار کرینگے خواجہ نے پوچھا اے ملکہ عالم آپ شہنشاہ اعظم



ہوشربا کی ملازم ہیں آج کل سناہو کہ طلمس کشا نے مرحلہ جات بھی فتح کیے افراسیاب کا دو سے  
مقابلہ پڑا ہوا اس بادشاہ جلیل کو جان بچا نادشوار ہوا فسوس ہزارا فسوس کہ اب بالکل باعث  
ہماری بربادی کا ہوا جس قریبے کا خون میں ہمارا گذر ہوا ہوا دیکھا کہ اہلیان دیہات قریات فوجیں  
اپنے اپنے ہمراہ لیکر برائے مدد شہنشاہ جاتے ہیں ملک تو جا بجا خالی پڑے ہیں آپ ہمیں  
تشریف لیکن مہزار نے کہا استاد بھلا ایسی بھی بات ہو کہ نسا ایسا غلوار ہوگا جو اس وقت میر  
شرکت شہنشاہ کے ہمارے سبب کو لڑائی قائم ہو ورنہ اتناک افراسیاب جادو قتل  
ہو گیا ہوتا ہمارے باپ شہنشاہ صاحب جاہ و جلال حیرت افروز نگری کے ماہ کمال آفتاب  
فلک سیراس اقلیم کے حاکم ہیں اپنے قلعے میں تشریف رکھتے ہیں خود شہنشاہ ہوشربا  
تشریف لائے تھے تیر و مکان ملو اگر گزشتان نیزہ یزدگون نے ہمارے شاہ کے اسی دن واسطے  
تیار کر رکھے تھے کہ جس مقام پر یہ ایشیا لشکا دیے جائیں اسکے سایہ میں کوئی نہ اسکے اس قدر تیر و  
ملواریسے کہ اگر دس کروڑ ہون چشم زدن میں قتل ہو جائیں دشمن یان نہ پائیں اب شہنشاہ  
آفتاب ملک سیر کو نامہ لکھا تھا انھوں نے سات لاکھ کا لشکر تیار کیا ہے اور مجھ کو بھی لکھا  
ہو کہ ملکہ عالم تیار رہنا ہم لشکر ساحران لیکر پڑے کر و فرسے آتے ہیں ہمارے تحفہ جات نایاب  
کام کر رہے ہیں خود بھی جنگہ شریک جنگ ہوں امروز فردا آئیں گے ہم بھی اپنے شوہر کے  
ساتھ جائیں گے ہر عمدہ عمدہ تیار ہوئے ہیں ملکہ بلیقیس سے مقابلہ کرونگی شوہر ہمارے  
قتل لاجپن کا وعدہ کر چکے ہیں شہنشاہ نے بھی تحریر فرمایا تھا کہ ان زن و شوہر نے انتہا کا  
ناک میں دم کر رکھا ہو اگر یہ قتل ہو جائیں اسد نامہ ار کو ایسی شکل ہو کہ بارگھنہ اٹھا سکے اسکے  
ساتھ داسے اسکے عزیز دار سب بیکار ہیں یعنی شاہزادہ بدرجہ زمان گرد لشکر شکن قاسم  
دو زلادہ و غصنفران میں کوئی ایک لفظ بھی سحر کا نہیں جانتا غیر ساحر و نکو دھوکا دینا  
کتنی بڑی بات ہو خواجہ یہ حال لشکر خاموش ہوئے ملکہ گلزار نے صحبت آراستہ کی کینرو نکو  
بھی ملکہ کی علم موسیقی میں بڑا دخل ہے ساز لیکر بیٹھیں چار جانب سے خواجہ صاحب کو گھیر لیا  
کوئی کہتی ہو استاد غزل گائے کوئی کہتی ہو غزل کیسی استاد سے خیال سنو ٹھہری کیا چیز ہے  
او خیال بچھو کیا تمیز ہو ان لوگوں سے خیال تیرا سنو کہ کمال کا حال کھلے گلزار نے بھی ایک توڑا



اشرفیہ کا سنگا کر کہا استاد یہ تمھاری رونما ہی ہم تمھارے شاگرد بھی ہوں گے اتوں سامان سفر و پیش ہوں  
مقابلہ طلسم کشاکش کا پس و پیش ہوا آفتاب فلک سیر سے تمھاری ملاقات کرینگے وہ بڑے قدردان  
اس فن کے ہیں تمھاری بہت بڑی قدر کریں گے لاکھوں روپیہ انعام میں دینگے جس دن فریسا  
اس بڑائی کو فتح کرے گا ہمارے شہنشاہ آفتاب فلک سیر نائب قرار پانگے افراسیاب کا قول  
ہو کہ وقت پر میرے سوا آفتاب فلک سیر کے کوئی کام نہ کیا ان تحفہ جات نے میری  
جان بچائی اب چلکر سر میدان بھی لڑیں گے دن تو باتوں میں گذارات کو ملکہ گلزار نے  
سامان روشنی کا کیا تمام درخت بادے سے منڈھے گئے ٹھٹھا ٹھہر بندی ہوئی نفسی سے طائر ان  
خوش حال کان درختوں میں لٹکے ہوئے وسط بلخ میں خرشا شجر کا بچھا یا گیا ملکہ گلزار اگر مستعد بھی  
استاد نے نواز کو بھی خلعت ملائع زرین نیکر پہنے ساز بھی درست ہوئے ملکہ گلزار نے اشارہ  
کیا استاد اب تو مہربانی فرمائیے جس طرح سے صحران بن بجار ہے تھے اسی طرح سے بجائیے  
صبح کی صدا اس وقت تک کان میں بھری ہو تمھارا اٹھالانا بچھہ خود شاق ہوا جی جاتا تھا جسے  
جائیے خواجہ نے کہا بہت خوب آپ ایسی قدردان ملیں بلخ میں کہ غوجہ آرزو کھلا میں پ  
صباح چون کو خوبامنی کرونگا لیکن کیوں لے ملکہ عالم آپ کے شوہر صاحب نے یہ تحفہ جات افراسیاب  
جادو کو دیے اگر شہنشاہ اسکی قدر کریں آپ کے شوہر صاحب نے کوئی دفعیہ بھی رکھ لے  
گلزار نے تھر کر کہا استاد واسطے سامری جیش کا دفعیہ کا نام نیلجی یہ تحفہ جات خاص ہمارے  
شوہر کے بزرگوں نے پہلوئے سامری میں بیٹھ کر تیار کیے رسی بات کوئی منہ سے نہیں  
نکال سکتا جان و آبرو کا خوف ہو ایسی اشیاء ناویدہ ہمارے شوہر کے پاس تھے خود  
افراسیاب جادو برائے قدیموسی آئے ہمارے شوہر سے وعدہ کیا کہ بعد فتح تم کو مستاعی  
طلسم ہوشربا کا حاکم کرونگا جو تحفہ جات تمھارے بزرگوں نے بنا کئے ہیں وہ ہم کو رحمت کر  
ہمارے شہنشاہ عالیجاہ ندیتے تھے افراسیاب جادو نے اقرار لے لکھ دیتے ابس میں  
حمد و بیان ہوئے اسکو کوئی دفع نہیں کر سکتا خواجہ نے چاہا کچھ اور پوچھوں گلزار نے بنگاہ  
غیر و غضب طرف خواجہ کے دیکھا کہا او نواز میں ان باتوں کا ذکر نہ کر ہمارے شہنشاہ کی  
جان کا مقدمہ ہو کچھ ہمارے سامنے بیٹھ کر گا ویسے تمور سے ملکہ گلزار نے کہا خواجہ کو خون ہوا کہ



اب کی اگر بوجھوں ساحرہ ہونا زک مزاج آفتاب فلک سیر کی زو جیسا نہ تو گرفتار کرے خاموش تو  
ہو رہے دلوں بیکار ہی سوچے اب اور تیر کرنا چاہیے زکرت نکالی ساز بھی سب سے ہو رات کا  
سناٹا روشنی کی تیاری دیوار سے بارغیر گلکاری یہ اشعار جگر سوز خواجہ عمر و نے شروع کیے نظم

|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                           |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                     |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                    |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| تیرنگہ کی انکے خطا کچھ نہ پوچھے<br>جو چاہو دیجیے وہ سزا کچھ نہ پوچھے<br>حسرت نکالے گا کوئی وقت ذبح کیا<br>حاجت نہیں کسی سے تپا کچھ نہ پوچھے<br>پوچھا علاج درد جگر جس طبیب کو<br>جھوٹا ڈیڑھ نزع میں کیا کچھ نہ پوچھے<br>بیکار نزع میں ہر عیادت مرخص کی<br>سے پردہ کسکو دیکھ لیا کچھ نہ پوچھے<br>ناگفتنی معادلہ عشق ہے جلال | ما کا تھا کسکو کسے لگا کچھ نہ پوچھے<br>پوچھی جو میں نے لذت درد فراق یار<br>اب کا ٹیپے بھی جلد لگا کچھ نہ پوچھے<br>قاتل جو ہنس پڑا تو یہ بولے وہاں غم<br>اُسے کہا جل کی دو کچھ نہ پوچھے<br>دانش جان کنی میں بسر کی مشق<br>اب سبط ہو فضل خدا کچھ نہ پوچھے<br>پوچھا جو میں نے یار نے خطا جھوٹا کیا<br>جو کچھ سلوک اسے کیا کچھ نہ پوچھے | عاشق ہوں لگائی تکی تعزیر میں کچھ<br>دل نے تڑپ کر دی یہ خدا کچھ نہ پوچھے<br>کشتا ہوں کہ چلے بتا دوں میں کو یار<br>واللہ اس ناک کا مز کچھ نہ پوچھے<br>دل سویا سو عالم کھینچتی ہو جان<br>کسطح یہ پہاڑ کیا کچھ نہ پوچھے<br>کتنی ہوا تلک کیا کہوں میں کچھ نہ پوچھے<br>تھا صد نے یہ جواب یا کچھ نہ پوچھے<br>ان اشعار کو جو استاد نے لکھا |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

اکلا ملکہ گلزار و بالیان جلسہ تفریقین کر رہے ہیں صدائے آہ اور وہ وہ بلند ہو خواجہ نے گاتے  
اگاتے ہاتھ کو روکا گانا موقوف کیا گلزار نے کہا کیوں استاد گاتے گاتے کیوں رک گئے آج صبح تک  
گائے بھیر وین گا کر موقوف کیجے گا اسوقت دوسرے شب تجاؤز کر چکی ہو دو چار چیزیں بہاگ کی گائے  
خواجہ نے کہا ملکہ نے نک کی صحبت شراب کیا بکا بالکل چہ چا نہیں گلزار نے کہا استاد اسکا بھی شوق  
ہو عمر و نے کہا ہم لوگوں کی خمر کھٹی ہو دایہ نے عرض دو دھ کے پہلے شراب پلائی دخت رز ہاری  
کھلائی ہو نیت لعب والی ہو ابھی اپنے کمال ہی کیا دیکھا مجھے بھی اب منظور ہوا آپ لیا قدر دان سستیاب  
ہوا سب طرح کے کمال ظاہر کروں اب خوب حضور کو راضی کروں گا ملکہ گلزار نے کہا استاد  
اس گانے سے زیادہ کیا کمال ہے خواجہ نے کہا اے ملکہ عالم میں ساتی گری خوب کرتا  
ہوں جب ساتی ہوتا ہوں کوئی باقی نہیں رہتا حضور سر سے شراب پلاؤں ہاتھ سوتاؤں  
پانڈن سے ناچوں کیا مجال ہو جو ایک قطرہ بھی شراب کا ہل کر جاے میرے پیر دیخانہ کیجے  
ملکہ بہت خوش ہوئی کبھی میخانہ کی خواجہ کو دی خواجہ صاحب میخانہ میں آئے شراب کو شراب کیا



بیہوشی ملا کہ عقل میں لائے پہلے جام بھر کر سر پر رکھا گلزار کے سامنے خوب گت ناچے گلزار بہت خوش  
 ہوئی اپنی کینروں سے کہنے لگی دیکھو تو وہ وہاں کیا کہنا استاد زونو اگر کس خوبصورتی کے ساتھ  
 سر پر جام رکھے ہوئے ناچ رہے ہیں یہ کہہ کر ملکہ گلزار نے بہت کچھ انعام دیا خواجہ نے  
 بڑھ کر لے لیا سر جھکا کر کہا ایسی قدر دان کو سر سے شراب پلانا چاہیے ملکہ نے موتیوں کا مالا گلے سے  
 اتار کر خواجہ کو پہنا دیا جام بے اندیشہ انجام پی لگی اب تو خواجہ نے دور شروع کیا مہاجین شاہ  
 گریہی ہیں ہنکوت بھی جام استاد دینا خواجہ فرماتے ہیں مہاجو بھلاؤ نہیں جلدی نہ کرو میں جیسا کہ بتا  
 ہوں کیسے کو باقی نہیں کھتا ہوں بارہ سے کینروں کو خواجہ نے شراب پلائی اب رات چار  
 گھنٹی باقی ہو ملکہ نے نشے کے جوش میں سر پنا مسند پر رکھا سر مسند پر رکھنے کے ساتھ ہی بیہوش ہو گئیں  
 کینروں نے بھلا کر اٹھ لیکن جو اٹھی گویا جہان سے اٹھی گری اور بیہوش ہوئی جب سب کینروں نے بیہوش  
 ہو چکے اب خواجہ صاحب نے قصد کیا کہ ملکہ کو قتل کروں محفل کو لوٹاؤں سوچنے لگے گلشن عیاری  
 رنگاہ ڈالی گلیاں رنگارنگ کرو غدر غل ہائے تازہ فکر عالی کے چمنہاں طولانی تدبیر لاثانی کا  
 ایک گلزار بیخیزان نظر آیا باغ فکر سے گلیاں مضمین چنے ایک پھول کی رنگت بوسند کی مراد یہ تھی  
 اسکو قتل نہ کرو مراد نہ حاصل ہوگی یہ سوچ کر گلزار کو اٹھایا نذر زینل کیا آواز دی دلو جان اسکو بھلیا  
 رکھے اسپر کوئی نوالہ نہ آنے جائے ابھی بڑا مطلب ہو بیٹھ سے بکار کر کہہ دیا اب خیر دار اس سے  
 لو کری نہ ڈھلوانا ورنہ قیمت میں فرق جائیگا ہمارے آقاے نامدار کے لشکر کی آمد ہی سرداران  
 خوش مزاج حسن پرستوں کے سر کے تاج لڑتے پھڑتے آئین گے بڑی قدر سے اسکو خرید لیں  
 یہ کہہ کر رنگ روغن عیاری کا نکالا آئینہ سامنے رکھ لیا گلزار جادو کی شکل بن کر تیار ہوئے کسی  
 دن کے جاگے ہوئے بھی تھے صحرائیں سرگردان رہے دوشا لاتان چھپر کھٹ پر آرام فرمایا  
 بوقت صبح نیم سحری چلی پہلے سب سے زرخس کی آنکھ کھلی سوسن غل بجاتی ہوئی اٹھی  
 غنیمت دہن نہایت کم سخن شمشاد کرنے لگی آپس میں صلاح ہوئی آج ملکہ بہت سوئیں  
 بیدار کرو کینران ماہ خسار نے آکر قدموں سے آنکھیں ملین تلوے سے مہلا سے خواجہ  
 آنکھیں ملے ہوئے اٹھے سب نے دیکھا کہ نہایت بد مزاج ہیں غصے میں فرمایا کیوں وہ شغل  
 تم سب نے ملا کر میرے گویے کو کیا کیا میرا نواز کہاں گیا ہے کہا حضور و شراب سقد ہوا نشے میں



ہم سب سو گئے بازاری گویا آپ نے اسکی اس قدر قدر دانی کی کہی توڑے انفریوٹ کے دیے سوہ نگوارا  
 پھول گیا اس کے حوصلے سے زیادہ ملائکہ نے سہا تلاش کر داکر میرا نواز نہ ملے گا میں اپنی جان دنگی تم  
 سمجھوں کو قتل کر دنگی یہ کہہ کر ونا شروع کیا کینرین تھدق وشار ہو میں خواجہ یعنی ملکہ نقلی نے کہا  
 اور گس تیری آنکھیں چھوڑ دنگی بی سنبل کے جھوٹے نوچو گئی بی شمشاد کا سر قلم کر دنگی سمجھوں کی  
 سنت و خوشی امریکا سارو مجھے عین نہ آئیگا کینرین دوڑیں تمام باغ میں چھوڑ دھوڑتی پھرتی ہیں تمام  
 قصر چھان ڈالے ملکہ پاؤں لٹکائے پلنگ پر بیٹھی ہیں چنچن مار مار کر روتی ہیں کہتی ہیں تم ہی سمجھوں کے  
 میرے گویے کو کھو یا کیسے خیال نہ رہا میں بخت کیوں سوئی مثل مشہور ہے جو جاگے سو باو  
 جو سوے سو کھوے اس کا گھر بے ہما مجھے دستیاب ہوا تم سمجھوں کی غفلت نے اسکو ضائع  
 کیا میں رات ای کو دیکھتی تھی بی نرگس اسے گھور رہی تھیں بی شمشاد اکڑتی تھیں بی  
 سنبل سمجھوں کی باتیں کالتی تھیں وہ ڈر گیا کہ ایسا نہو صبح کو مجھے کونئی آفت آئے میں نے تو  
 اس سے وعدہ کیا تھا کہ میں تجھے نوکر رکھوں گی اپنے وارث کو اس کا گانا سنو آئی میرے شہشاہ  
 کیسے خوش ہوتے افراسیاب جاو اوٹھارہ سائے ملک بادشاہ ہر ایسا گویا انکو بھی ممکن ہوا ہوگا  
 بی حیرت کو مسکیرت ہوتی ملکہ کے بلکے سے باغ میں ہنگامہ خواصین کہتی ہیں جھنورا اثر فیان  
 گھوڑے رکھ کر آئیگا آپ اس قدر دان کمان پایگا رات بھر میں نہال کر دیا دامن مدعا زو جواہرے  
 جھنوریا ملکہ کہتی ہیں تم نے اسکا مالی بھین لیا اسکو ڈرایا دھمکا یا گویے توڑے ڈر پوک ہوتے ہیں  
 خوف جان سے جلا گیا اسی میں بہتر ہے کہ اسکو حاضر کر دیکر عمر دے نیچے بھینچا جا جائے پرکے شہشاہ  
 دوڑے کے پٹے لگی عمر دے ایک سچہ مارا شمشاد کے دو ٹکڑے ہوئے اسی طرح دو سارے کینرون کو  
 قتل کیا اب تو باغ میں ہنگامہ ہو کینرین بھاگے لیکن ملکہ کئی یمن بیرو لٹکائے سمجھوں بھر کینرین  
 دوڑ کر لپٹ گئیں کہنے لگیں ہر تھے جاؤں قربان جاؤں واری جاؤں ایسا غضب نہ کیجیے  
 ملکہ کہتی ہیں کہ میرے گویے کو کون سے گیا اسکو خبر کر دین اپنی جان دیتی ہوں تم لوگ کیوں  
 دخل دیتے ہو یا تو میرے گویے کو مجھے ملا دیا مجھے اپنی حالت پر رہنے دو اسی طرح جان  
 کھوئے دو میں اپنی جان دیے بغیر نہیں رہوں گی اگر تم لوگوں کو میری جان کا خیال ہے  
 تو میرے گویے کو مجھے لا دو تو توخیر نہیں تو تم سب کے سب میری جان سے ہاتھ دھو ملکہ کی اس



کیفیت سے باغ میں عجیب انگامہ پر پایہ کوئی منت کر رہا ہو کوئی کینز عقلمند مدد کرتی ہے کہ حضور بارہوی  
 میں تشریف پچلین میں آپکے گونے کو تلاش کر کے لاتی ہوں یہ ذکر تھا کہ نوبت نقارے کی آواز کان  
 میں آئی اک ابر سحر تڑپا ہوا بیرون باغ ظاہر ہوا مسمین ہزاروں برقیں تڑپ ہی ہیں چند کینز میں  
 دوڑی ہوئی آئین عرغ کی واری آپ کے شوہر عاشق صادق آفتاب فلک یہ تشریف  
 لاتے ہیں لشکر بید ہوا ہر مدد کو افراسیاب کی جاوینک وہ فوج تارہ ہے کہ اگر کرد و مسلمان  
 ہوں گے ایک دن میں قتل ہو جائینگے ملکہ نقلی نے ہا حرمزادیو مجھے اُسکے نام سے ڈراتی ہو  
 آیا ہے تو آنے دو میں تو اپنی جان دینے پر آمادہ ہوں مجھے عاشق و معشوق سے  
 کیا مطلب تم لوگوں سے ٹھیکہ عاشق و معشوقی کرے گا میں اُسکو زندہ صورت نہ دکھلاؤں گا  
 کہہ کر چاہا کہ کنوین میں گر پڑوں کینز میں پٹ لیکن چند نے دوڑ کر آفتاب فلک سیر کو خیر کی  
 کہ اُسکا تخت قریب باغ پہونچا ہو ساتھ لاکھ فوج ہمراہ ہو بڑے سارے ساحران غذا گرد کھڑے ہوئے ہیں  
 ساتھ والوں سے کہہ رہا ہو آج شب کو اسی مقام پر رہیں بوقت سحر طرف افراسیاب کے  
 چلین گئے لشکر ہزار میں اتر رہا ہو آفتاب مظہر ہوا ہی حیران کہ آج کیا ہو ملکہ عالم اپنے نہیں آتے ہیں  
 کہ نہیں معلوم آج میری معشوقہ کا مزاج کیسا ہو معشوق عاشق خصال ہے کو سب بھر پشیر مجھ کو  
 لینے کو آتی تھیں آج نہیں معلوم کیا لکڑا سواروں سے کہ رہا ہو صاف جودہ تو میرے نام پر جان  
 دیتی ہیں سامری جمشید خیر کہ میں میرے فراق میں پریشان رہتی ہیں بڑی بڑی جفا میں بہتی  
 ہیں آج اتنا بڑا لشکر آیا نوبت نقارے بھی بجے اُسکے بھی شور و غل کی آواز کان میں ملکہ کے نہیں  
 پہونچی یہ ذکر تھا کہ چند کینز میں روٹی پٹی آکر پہونچیں عرغ کی او شہنشاہ جلد چلے دیں گے گا تو ملکہ عالم  
 زندہ نہ بلیے گا آفتاب کا چہرہ زرد ہو گیا کہا صاف مفصل بیان کر دینزوں نے مستام کیفیت  
 عرغ کی کہ حضور جھگل سے ایک گویے کو اٹھا کر لائیں حقیقت میں وہ بڑا ہی کامل و اکمل  
 تحارات ہجر اُسکا گانا سنا دھوکا دیکر کہیں چلا گیا ملکہ نے کسی کینزوں کو بھی قتل کیا اپنی جان  
 دینے پر آمادہ میں کنوین میں میرے لشکر کے ہونے پٹی ہیں جانتی ہیں اپنے تین کنوین میں  
 گراؤں آفتاب فلک سیر سترہ دوڑا ملکہ کے مزاج میں بڑی جہالت ہو میں سو گویے عرغ  
 کر دوں گا یہ کہتا ہوا آفتاب فلک سیر اندر باغ کے آیا دیکھا کہ رنگ باغ و گر گون ہو رہا تھا



فلک گرد اور جادو کے کینز میں بیٹھی ہوئی ہیں کنوئین میں پیرٹلکے بیٹھی ہیں آفتاب کو دیکھ کر اور زیادہ بیٹیا  
 شروع کیا بالی نوچنے لگی سر کو پٹکنے لگی کینزوں سے کہا مجھے جھوڑو میں اپنی جان ونگی اس قدر سے کی بھی  
 صورت نہ دیکھوں گی اس کے ساتھ میں ناحق میں نے اپنی زندگی کو ضائع کیا آفتاب فلک سیر نے  
 دوڑ کر ہاتھ تھام لیا مھر دینے کہا تو میرے قریب نہ آتا تو ہی نے میری جان لی گویا گیا پالوش سے گیا  
 تو سر سے ہر ہی بالکل مجھے تجھے محبت نہیں ہو میں نے ناحق اپنی اوقات ضائع کی آفتاب فلک سیر  
 ملکہ کی منتیں کرنے لگا ہاتھ جوڑنے لگا گودی میں ملکہ کو اٹھالیا گلے سے لگایا پیار کرنے لگا پنت کہتا  
 ملکہ میں نے کیا خطا کی اگر تم کہو تو آسمان سے تارے تو پڑاؤں آ نکھیں اپنی تمہارے تلون کے نیچے بچھاؤں  
 جب بہت سی سنت سراجت آفتاب فلک سیر نے کی تو ملکہ نقلی نے کہا تو خوب اس بات کو جانتا  
 ہو بڑے بڑے شاہان جلیل بلکہ خود افراسیاب جادو اتنا بڑا شہنشاہ طلمس ہوشربا جو اٹھارہ سے  
 ملک کا حاکم ملحقہ ان ہوا مگر مجھے تیرے نام سے محبت تھی تیرے گھر بیٹھ گئی اپنی جوانی خاک میں  
 ملائی تجھ کو میری قدر ہوئی آفتاب فلک سیر نے کہا ملکہ آخر مجھے کیا خطا ہوئی میں نے کیا ناقدری  
 کی ملکہ نقلی نے کہا اس سے بڑھ کر کیا بقدری ہوگی تو نے تحفہ جات افراسیاب کو دیدیے ہم سے  
 بالکل ڈر بھی نہ کیا بس ہم کو دشمن جانا دشمن کا زندہ رہنا کیا ضرور ہے میں تجھ پر اپنی جان ونگی  
 آفتاب کہا ملکہ یہ تو ناحق کا عصہ ہو گویے کی جھار مجھ پر تھی ہوا اتنا بڑا بادشاہ طلمس ہوشربا پتھر  
 ہو کر میرے پاس آیا ایک تو یہ خطاے فاش ہوئی کہ تمام حملہ جات شکست ہوئے بریادی ہوئی  
 کے بند و بست ہوئے ہم ہر اسے بدوشہنشاہ نہ گئے جب خود شہنشاہ آئے اور انھوں نے یہ  
 کلمہ فرمایا کہ مجھے قلعہ بند ہونا پڑیگا تحفہ جات اپنے بزرگوں کے ہمیں دیدو کہ ہم اپنی حفاظت  
 کر میں اس وقت مجھ کو مناسب نہ تھا کہ میں تساہل کرتا عمر و نے کہا تو نے مجھے چھپایا اب میں  
 اپنی جان ونگی ان حرامزادوں نوٹوں نے زبردستی مجھ کو روک لیا ورنہ میں نے اب تک  
 کب کی اپنی جان دی ہوتی مجھ دشمن کو تو زندہ نہ پاتا جنازہ آکر اٹھاتا ملکہ تو وہ جلاہو کہ مجھ کو  
 افسوس نہ تو یاد دشمن کا مگر میں رہنا بہتر نہیں ہے میں تجھ کو زہر ونگی سنکھیا دون گی  
 طلمس کشا کو بلا کر اسے ہاتھ سے قتل کرادوں گی آفتاب فلک سیر جب اتر کر یہاں آیا تو ایک  
 صند کے قریب نعل میں دبا ہوا آیا اور جب گفتگو انتہا پر پہنچی تو ملکہ نقلی نے کہا میں نے تجھ کو کیا تو



مغل میں دبا دبا ہے پھر تاہی لیکن کوئی راز کی بات ہو تو مجھ کو نہ بتلانا جہاں تک ہو سکے چھپانا تو ہمارا تک  
جاگیا جب وقت سبکو غفلت میں پاؤنگی کونین میں گر کر اپنی جان دونگی جلدی بتلا کہ اس صندوقہ میں کیا ہے  
آفتاب نے ہمارا ملک عالم تھے کس بات کا پردہ ہوا حق جہالت میں اپنی جان ہلاک کرتی ہو میں نے تمہارے  
واسطے زوجہ اصلی کو چھوڑا پرسون کبھی مگر نہیں جاتا روپیہ مال خزانہ سب تمہارے قبضے میں ہی عمر دو کہا روپیہ  
ہوا گنگے تو نے مجھ کو دشمن بنا دیا مجھ کو یہ بڑا قلق ہے آفتاب فلک سیر نے ہمارا ملک اس صندوقہ میں تمام علمس  
ہوشربا کی جان ہی عمر و نے کہا پھر جان کا حال مجھے نہ کہنا ورنہ میں علمس کشا سونجاؤنگی آفتاب نے کہا  
ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان یہ صرف تمہارا خیال خام و تصور ناقص ہی عمر و نے کہا صندوقہ کو  
تو کھول میں تو دیکھوں اس میں کیا چیز ہے خالی باقی بننا تاہی بڑا بد تمیز ہوا رات ساری اسی جھگڑے و فساد میں  
گذری آفتاب فلک سیر چاہتا ہے صندوقہ کے کا حال نہ کہوں ایسا نہ ہو عورت ہو کسی کے سامنے ذکر کرے  
تو غضب ہو جائے عمر و نے الماس کی انگوٹھی اتار کر ہاتھ میں لی صبح ہوتے ہی تلوار کھینچ کر گلے پر رکھی بال  
نوبح ڈالے ٹاپنے ٹھہر پیرارے کینزوں سے کہا صاحبو دیکھتی ہو یہ دشمن زبردستی میری جان لیتا ہو اگر میں  
دشمن نہ ہوتی راز دل کا ہی کو چھپاتا اگر میں دشمن ہوں تو میرا جانا بہتر ہو اگر اپنا عاشق صادق جانتا ہے  
صندوقہ میں کیوں نہیں کھولتا اب تو کینز میں بھی جاؤں جاؤں کرنے لیکن کہتی ہیں میان آفتاب صاحب  
ایسی چاہنے والی عورت آپ کو نہ ملیگی آٹھ پہر آپ ہی کا ذکر کیا کرتی ہیں ہمیشہ نذر دنیا سامری کی مالی خالی  
ہو کہ میرا وارث بہ خیر و عافیت رہے آپ اسنے راز کو عزیز کرتے ہیں واسطہ سامری ہمیشہ کا اس صندوقہ کو  
کھول کو میں جھگڑاٹے رات ساری بے آپ و گذری آفتاب فلک سیر کہتا ہے میری منزل کھول لی  
ہوئی ہو افراسیاب کے کئی نامے آئے سب کا ہی مضمون تھا کہ قوت بازو جلد آکر شراکت کرو مسلمانوں کا  
بہ چار طرف بلوہ ہی مگر افراسیاب نے بھی قیامتیں برپا کی ہیں کل کے دن میں بھی یہی تحریر تھا کہ نورافسان  
مارا گیا علمس نورافسان میں قیامت برپا ہو یہ کہے ہاتھ باندھنے لگا کہ ای ملک عالم جلو سوار ہو یہ راز چکر  
سامنے افراسیاب کے جلاؤنگا حال قتل نورافسان سنکر عمر و کا کلیجہ پھٹ گیا سر زمین پر دی مارا کہا او  
نا قدر ہے اب میرا جنازہ لیکر جا میں زندہ نہ جاؤنگی یہ سنکر چھین مار کے رونام شروع کیا چار سمت سے آفتاب  
فلک سیر پر صاف جون کا بلوہ ہو کہ صاحب تم کیسے جلاؤ ہو کیا صندوقہ میں تمہاری جان بند ہو کھلتے  
ہی طائر ہو کہ اڑ جائیگا آفتاب مجبور ہوا طلب تو کانپ ہا ہو کلید اپنے جوڑے کی کالی شکل صندوقہ کھولا



عمر و نے دیکھا اس میں ایک آئینہ چلی ہو کہ عسکودیکھ کر انگلیں روشن ہوتی ہیں آفتاب نے کہا لو ملکہ دیکھا  
 یہی آئینہ ہی عمر و نے پے پکڑ کر کہا آؤ مجھ اس آئینے کی کیا صورت ہو یہ تو بتلا کہ کس کام کا ہو یہ کہہ کر آئینہ اٹھایا  
 دوپٹے کے اندر چھپایا کہا میں اسکو ٹیون ہے کچل ڈالوں گی آفتاب فلک سیرنے کہا ای شہنشاہ غیبی  
 آئینہ کا حال صاف صاف یہ ہو کہ افراسیاب نے جو تحفہ جات مجھے لیکر برسر گنبد لٹکائے ہیں کہ کوئی جا کر اس  
 آئینے کو گنبد کے سامنے چمکا دے وہ تیرا مکان تلوار و خنجر و گرز و غیرہ جل جائیگے بناؤ گنبد بھی اس آئینے پر  
 موقوف ہو گنبد گر پڑے گا اس واسطے میں اس راز کو چھپاتا ہوں افراسیاب کی جانبری کی یہی صورت ہو  
 عمر و نے بغل سے نکال کر سامنے ڈال دیا کہا اویہی اخذہ صند و چنے میں رکھ یا اپنے کیلجے میں چھپا لے میں اس  
 آئینے کو لیکر کیا کوئی گنگی فقط بات کی ضد تھی اتنا تو مجھ کو ثابت ہوا کہ تو اپنا دشمن مجھ کو نہیں جانتا میں بھی مجھ  
 ساتھ چلوں گی دو چار سحر سے تیار کیے ہیں کہ افراسیاب بھی خوش ہوا اپنے مقام پر بی حیرت شہنشاہ ہوں  
 کہ زوجہ آفتاب فلک سیرنے کہہ کیا کارنایاں کیا یہ کہہ کر آفتاب کے گچے میں ہاتھ ڈال دیے کہا میری  
 عقل میں فتور تھا ناحق دل ناصبور تھا رات بھر میان سے لڑائی رہی آئینہ تیرے صند و چنے میں  
 موجود ہے اسکو اپنے کیلجے میں رکھو فوج تیار کرو میں بھی تمہارے ساتھ چلنے پر تیار ہوں میں  
 اپنے وارث کو اکیلے نہ جانے دوں گی تمہارے ساتھ ساتھ چلوں گی آفتاب کا خوشی سوچہ رخ ہو گیا  
 کہا اوی جان جہاں یہ آئینہ خاص بنایا ہوا ساہری و شیشہ کا ہے علاوہ دفع ہونے تحفہ جات کے اور  
 گنبد کے برباد ہونے کے جسکے پاس ہو گا اس پر کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا عمر و نے کہا اب میرے سامنے اسے  
 اوصاف نہ بیان کرو جس صند و چنے کی دل و جان سے حفاظت کرو اس وقت میں شرکت واجبہ لازم ہو  
 نورافشان ایسا شخص مارا گیا لشکر طلمس کشا میں بڑا تلام ہو گا میں لوک کر بی بلقیس پر جا پڑوں گی بلکہ  
 ان زن و شوہری کو مارنا چاہیے آفتاب فلک سیر پر یہ حال آئینہ ہوا کہ ملکہ نے چند ساعت لینے  
 لگا اپنے پاس رکھا پھر اس طرح بلات واپس دیا اسکو کیا معلوم کہ آئینے پر کیا لکڑی خوشی خوشی نثار  
 فوج کو بلا کر حکم دیا جلد لشکر تیار کرو منزل نہ کھوئی ہو ملکہ عالم بھی ہمراہ چلیں گی اب منزل میں ہے لطف  
 بسر ہونگی اس وقت ساتھ لکھ کا لشکر تیار ہوا و دہزار کینز میں ملکہ گلزار کی ایک تخت پر آفتاب سوار  
 ہوا خواجہ نے کینز دن کو حکم دیا اپنے سحر سحر تخت تیار کرو میں نے قسم کھائی ہے کہ کسی مقام پر سحر نہ ہوگی سامنے  
 افراسیاب کے چکر سب طرح کا سحر کر دنگی دو ہزار جادو گر بنائے آئین خواجہ تخت پر سوار ہو کر



کینٹرون نے سحر سے تخت اڑایا ساٹھ لاکھ کا لشکر پشت پر اس کو ورسے خواجہ ساتھ آفتاب فلک سیر کے  
تخت اڑتے ہوئے چلے یہاں لشکر فرسیاب نے جب نورافشان کا انتقال ہوا یا لیان لشکر اسد فرسیاب  
نے آب و دانہ حرام کر دیارات بھڑاقتیں برپا کرنا ہر ذرا خلا یہ پر غفلت ہوئی کوکے اڑا دو چار کو قتل کیا یہ  
ساتھ ظاہر ہوئے بالائے گیند پوچ گیا اسد وغیرہ ہر وقت مسلح رہتے ہیں اسد غازی بھیج کو دربار میں  
جلوہ فرما ہیں شب بھر تیاست رہی افرسیاب جاوونے پاچون عیار پیون کو بلایا نشان ملک کا  
آفتاب فلک سیر کے بتایا ایک ایک نامہ پاچون عیار پیون کو دیا کہا فرادہ اپنے کو پہونچاؤ یا نہ کرنا یا  
بھی کہنا اسے آفتاب فلک سیر میں نے طلسم کشا کو بتایا کہ کر دیا خواب خور سب حرام ہے  
آب تمھارے آنے پر لڑائی کا انجام ہے آرزو ہے کہ تمھارے آنے پر ایک لڑائی ایسی لڑو کہ  
ان سبھوں کے دانت کھٹے کر دوں عیار پیمان الگ الگ جلیں برق فرنگی وغیرہ بھی تلاش میں  
اپنے استاد کی نکلے ہیں شمیمہ نقب زن معشوقہ برق صھار میں کھڑی سوچ رہی ہے کہ کس راہ  
سے جاؤں اپنے کو تا بہ ملک آفتاب فلک سیر پہونچاؤں کہ برق فرنگی سامنے سے پہونچا برق  
نے دیکھے ہیں دوسری ہاتھ باندھے کہ اے جان جہان دای آرام دل مشتاقان آب دل میں صبر و جبر  
نہیں باقی ہوا یا ناب یہ حال ہو فردیا تن رسد بہ جانان یا جان زن برائید دوستار طلب نام تاکار  
سہن برائید شمیمہ نقب زن نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی کیوں شامتین آئی ہیں شمیمہ نے نیچے کھینچا برق  
فرنگی سر جھکا کر آگے بڑھا کہا میں تیرا ملاں نہیں جا ہتا میں ہاتھ حاکی گردن کر دوں تو نیچے لگا کر کھڑک  
تو نہیز کرے تسکین قلب ہو جائے شمیمہ نے نیچے مارا برق فرنگی اڑا ہو گیا شمیمہ نے برس پڑی برق  
نے لڑتے لڑتے ایک مقام پر جھکا کر دیکر حباب مار دیا شمیمہ نقب زن گری برق پلٹ کے بوسے  
لینے لگا چاہتا ہو پشمارہ باندھکے سے جھاگوں کہ صیارتا کہنا انداز پیدا ہوئی دیکھا کہ برق ہماری  
عیاد بھی کی مشکین باندھا چاہتا ہو وہیں سے نعرہ کیا او بھروسے کیا کرتا ہی برق نے پلٹ کر سلا لیا کہا  
خلفا کن اپنے چھوٹوں کو تم گستاخ نہ کرو ہتر قرآن ہمارے بزرگ ہیں اب انشاء اللہ دھوم سے شادیاں  
ہونگی ہم خد شگنداری میں مصروف رہیں صیارتا برق برس برس پڑی برق صیارتا فستار  
سے لڑنے لگا صیارتا قمار نے لڑتے لڑتے شمیمہ نقب زن پر حباب دافع دار دوسے بیہوشی اڑا  
شمیمہ بھی ہوشیار ہوئی دو دونوں نے ملکر برق فرنگی کو گھیرا اب برق فرنگی گھبرا کہ ان دونوں سے



کیونکہ جان بجاؤن حلقہ ہے کند چل رہے ہیں و ولون جاتی ہیں کہ برق فرنگی کو گر فقا کر لین برق  
شعلہ رجوا نہ بنا ہو آری رہا ہوا اپنے قریب نہیں آئے ویتا و ولون جانہنگ و ولون عیار بچیان تھرا رہی ہیں  
برق اپنے کو بجاتا ہوا کہ صواست کو داری شرارہ سنگ انداز بھی آکر ہوئی تین عیار بچیان ایک برق  
فرنگی جاتی ہیں گر فقا کر کے بجایا میں برق کھڑا دوست و عاید رکا گاہ حجب الدعوات بلند کیے کہ پرو دگا  
دن عیار بچوں کے ہاتھ سے جھٹکے بجائے دعا تمام ہوئی تھی کہ مہتر قرآن نامدار کہ درہ کوہ میں بیٹھے  
ہوئے دل سے بائیں کر رہے تھے کہ اسے قرآن میں معلوم کہ استعاذ پر کیا اندری اس سوچ میں تھی کہ برق  
فرنگی کی صدا کان میں آئی درہ کوہ سے نہز لکڑ دیکھا تین عیار بچوں نے برق فرنگی کو گھیرا ہوا برق  
اب لڑتے لڑتے بھاگا ان تینوں عیار بچوں نے بھاگیا سب کے آگے صبار فقا کر کند انداز میں جیسے ہی درہ  
کوہ کے قریب صبار فقا کر ہو گئیں قصد کیا کہ برق کو پکڑ لوں حلقہ کند مارا برق فرنگی حلقوں کو طار کے  
مکمل صبار فقا کر جیسی مہتر قرآن نے درہ کوہ سے نکل کر صبار فقا کر کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اوجان جہان کا  
آرام دل مشتاقان برق کو کیوں ستا ہوا صبار فقا کر نے چاہا کچھ کلام کرے قرآن نے جواب مارا ویا صبار فقا  
میں ہوش ہوئی قرآن درہ کوہ میں سے نکل کر پستارہ باندھ کر لے بھاگے شرارہ سنگ انداز  
نے بچھا کیا مہتر غم خیز دل شاخ نخل پر بیٹھے ہوئے یہ ہنگامہ دیکھ رہے تھے بغور ملاحظہ کیا کہ  
مہتر قرآن اپنی مشقہ کو گر فقا کر کے لیکے شرارہ سنگ انداز تعاقب میں برق کی آتی ہے  
ضرغام شاخ نخل سے کوہے شرارہ سنگ انداز غفلت میں حلقہ کند مارا وہ اسے ککڑی ہڑغام  
نے شرارہ کو گر فقا کر کیا شیمہ نقیبہ دن دوڑی کہ میں برق کو پکڑ لوں حلقہ ہے کند مارے برق فرنگی  
دیکھا خلیفہ صاحب صبار فقا کر لیکے ضرغام نے اپنی منظور نظر شرارہ کو پکڑ کر لیا میں رہاؤن  
جیسے ہی شیمہ نے حلقہ ہے کند مارے برق نے حلقہ ہے کند جیم میں لے شیمہ سمجھی گر فقا کر کیا برق  
نے گلے پر ہاتھ رکھ لیا تھا جواب شیمہ کو مارا پستارہ اپنی مشقہ کا برق فرنگی نے بھی باندھا چاہتا ہی  
لیکے چاکہ اُدھر سے ہڑغام شیمہ زن آتی تھی مہتر قرآن و ضرغام شیمہ دل صبار فقا کر شرارہ کو لیکر  
چلے گئے کہ اب برق فرنگی شیمہ نقیبہ زن کو بچلا تھا کہ صرصر نے لگا را خبر وارا ویا عیار بچہ ہوا  
چھوڑ دے برق فرنگی نے چاہا بھاگے ضرغام نے بھی کسراہ ہوئی برق پستارہ شیمہ کا لگے ہوئے  
ہر دم کو جو ایک سے رہا ہو رہے روکتا جاتا ہوا قضا کا ایک جادوگر و قوا جادو ملازم افراسیاب کا



سیر کر نیکو نکلا جو آسمان سے یہ مرکہ دیکھا تمام طلمس میں مشہور ہو کہ عیاروں نے قدر ڈال دیا خیال میں آیا کہ اس  
وقواق جاو وان عیار ذکر لکھنا چاہیے دل سے سوچ کر ہوا سو آسٹرا پست نخل پر اگر کھڑا ہوا مٹس کے  
وانے جھولی سے نکالے طرف برق کے پھینکے برق کے بانوں زمین نے تمام لیے اب وقواق نے اپنے کو  
ظاہر کیا صرصر نے پلٹ کر دیکھا ملازم افراسیاب ہی کہا ای خیر خواہ شہنشاہ اس عیار کو گرفتار کر کے خدمت میں  
شہنشاہ کی پہنچانے صرصر نے چاہا میں نکل جاؤں وقواق سمجھا یہ بھی کوئی عیار ہی دو ہتھ مارا صرصر بھی گری  
وقواق خبر نہ سچ کر چلا برق نے پکار کر کہا ای خیر خواہ شہنشاہ عدوت کی نکل نیکر شاگرد عمر و کا آیا ہوا اسکا سر  
کاٹ لو صرصر نے پکار کر کہا ای وقواق خبر دار اسی حرکت نکرنا میں شہنشاہ کی کینز ہوں یہ برق فرنگی  
شاگرد عمر و کا موجود ہوا اسکا سر کاٹ لو یا گرفتار کر کے خدمت میں شہنشاہ کی لچلو وہاں حال کھل جائیگا  
برق فرنگی صرصر کو کہتا ہوں صرصر برق کو کہتی ای وقواق حیران ہو کہ میں کسکو چھوٹا سمجھوں کسکو بڑا سمجھوں  
ویریشان طوطا دیکھ رہا ہی برق کی عیاں لو کی باتیں صرصر کی اپنی لگاتیں ہر مرتبہ وقواق ٹیچہ لکھنے لگا یہ عیاں ہی بھر  
وگ جاتا ہی برق اپنی پکاری جاتا ہی ای وقواق یہ عورت نہیں ہے رنگ و عن سوشیا کی صورت بنائی  
ہی صرصر کہتی ہوا ای وقواق قسم یہ سامری و جمشید کی میں صرصر شمشیر زن ہوں یہ برق فرنگی عیار شکم  
عمر و کا ہوا سب اسکی صورت پہچانتے ہیں اگر اسکا سر لہجے گا افراسیاب سرور اذکر لگایا باتیں ہوا ہوا ہوا  
گرد آڑی خواجہ عمر و شکل گلزار تخت پر سوار گرد کینز زن ماہ رخسار ایک تخت پر آفتاب فلک سیر رہے  
بڑے ساحر اسکے ساتھ ہیں جیسے ہی اسکی نگاہ پڑی کہ برق کے بانوں زمین نے تھامے اپنی شہنشاہ شمشیر  
دوش پر صرصر شمشیر زن بھی زمین پر پریشان کھڑی ہو عمر و نے کہا اسی بھی گرفتار کر لو چار طرف سے ساحر  
لوٹ پڑے ہاتھوں ہاتھ صرصر کو گرفتار کر لیا ہر چند یہ جی پیٹی کہ میں شہنشاہ کی کینز ہوں عمر و سے اتفاق  
سے کہا صاحب یہ وقواق بھی مجھے جلسہ معلوم ہوتا ہی ذرا گرفتار کر لو آفتاب نے سحر کیا  
وقواق جاو کو تسکین تھی کہ میں ملازم شہنشاہ افراسیاب کا ہوں مجھے کون گرفتار کر سکتا ہی  
جیسے ہی آفتاب فلک سیر نے سحر کیا اسنے دفع کر دیا آفتاب فلک سیر کو غصہ آیا کہا اولالائق تو  
ہمارے سحر کو دفع کر دیا مجھکو بھی یہ لیاقت ہم پہونچی وقواق جاو نے کہا میں آپ کے ساتھ سامنے  
افراسیاب کے چلتا ہوں آپ مجھے سحر نہ کیجیے عمر و نے اشارہ کیا صاحب تمہارے مرتبہ میں فرق آتا ہی  
یہ سب عیاروں کی جلسہ زین شعبہ بازبان ہیں یہ کبھی مرد بننے ہیں کبھی عورت بننے ہیں باپ کے ساتھ



فرزند نیکر جا میں عاشق کو معشوق بنکر مٹا میں صاحب یہ جانے نہ پاس میں تو تمہارے لحاظ سے مہربان  
 کرتی آفتاب فلک میں نے معشوق کے کہنے سے گولا اٹھا کر رادیا و قواق جاو کا مٹھیا آواز کی کشتی مرا  
 نام میں قواق جاو و دواب برق فرنگی و صرصر شمشیر زن کو جاو گر ساسے خواجہ کے لائے برق فرنگی  
 نے بخوبی پہچان دیکھا کہ ہمارے استاد شکل ملکہ گلزار تخت پر سوار ہیں تمام جاو گر دن کو حکم احکام جاری ہے  
 برق فرنگی نے فدائی دئی اے ملکہ عالم فریادی میں عیار سچی شہنشاہ کی ہوں عیار دن نے مجھے گھیرا یہ حکم  
 دیجیے تو تمہو دھوکہ صورت اصلی دکھا دوں عمر و نے کہا اچھا سچ تھا کہ تو کون ہو پشپتا میں کسکو بانڈھا ہے کہا  
 اے شہنشاہ غیبی میں صبار قمار کھدا انداز ہوں پشپتا میں میرے برق عیار ہے شاگرد دن میں عمر و  
 بڑا سکا رو غدار ہے یہ کہہ کر وہ کوہ میں گھس گیا صبار قمار بنکر خود آیا شمیمہ کو برق بنا لایا عمر و نے  
 بہت تعریف کی کہ تمام دن دولوں کی شکیں بانڈھ کر یہاں شہنشاہ جو مناسب جانیں گے ویسا حکم دینگے  
 برق فرنگی نے خوشی خوشی صرصر و شمیمہ کا پستارہ بانڈھا سلام کر کے دعائیں دیتا ہوا طرف اپنی لشکر کے  
 روانہ ہوا خواجہ عمر و بعد کر و فرنگی گلزار تخت اڑاتے ہوئے برائے ملاقات افراسیاب  
 آفتاب فلک میں تمام پر ملکہ کے جان دیتا ہی سمجھ گیا جو کچھ ملکہ گلزار نے کہا اس ملازمت واقف ہوئی مگر ملکہ  
 مہر خ بھی چشم وغیرہ اپنی بارگاہ میں جلوہ فرمایا کہ مہر قران صبار قمار کا پستارہ لیکر آئے صرصر نام  
 شہرہ سنگ انداز کو لایا بعد چند ساعت برق فرنگی شمیمہ و صرصر کو لیکر آیا ملکہ مہر خ سے برق  
 تمام کیفیت بیان کی کہ حضور ہوشیار ہو جائیں ایک لشکر فاہرہ ایک ساحر زہر دست لے کر ہوئے آتا ہوں ہمارے  
 شاہ اسکی معشوقہ کی شکل پر تخت پر سوار تشریف لاتے ہیں و قواق جاو کو قتل کر یا ہکو ہاتھ دے اس  
 کے بجایا شمیمہ و صرصر کو کہا لجا و صرصر و شمیمہ میں اسکا داخلہ ہوا چاہتا ہو ہمارے گلزار نے گھبر کے کہا او  
 مہر والا گریہ بھی ثابت ہوا کہ ساحر کون ہو برق فرنگی نے کہا میں نے اپنی جان کو غنیمت جانا کچھ دیا  
 نہیں کرنے پایا یہ جانتا ہوں کہ وہ ساحر نہایت زہر دست معلوم ہوتا ہی فوج بھی سجدہ و بیجا ہے  
 خیر خواہ افراسیاب ہو ملکہ مہر خ نے حکم دیا صرصر و صبار قمار و شمیمہ و شہرہ کو ایک غیمے میں بطور  
 نظر بند دن کے رکھو چال سوزین قران نے یہ خبر سنی نہایت پریشان ہوا کہ افسوس ہی میری معشوقہ  
 کی کیونکہ تلاش کروں آخر صبار قمار کی شکل بنکر غنیمت لشکر حیرت کے چلا او صرشاہن جنگل کشا  
 اتی تھی صبار قمار کو جو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی ملکہ آج صبح سو کہاں تھیں چال سوزین



جواب دیا اٹھ پر لشکر مرخ میں رہتی ہوں یہی فکر ہے کہ اس کو گرفتار کروں سوقت ایک تندرست سوجی  
 ہو کہ اس کو گرفتار کروں شاہین جو گل کشا یہ سنتے ہی قریب آئی جالسنور نے کہا دیکھو وہ اس قدر  
 شکار کھیل رہا ہو شاہین پلٹ کر دیکھنے لگی جالسنور نے حلقہ ہائے مکنہ لگے میں والدیے جاب  
 مار کے بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر اپنے لشکر میں لایا مرخ کے سامنے بطور نذر پیش کیا مرخ نے ان  
 پانچوں عیار بچوں کو نظر بند رکھا یہ ساروں پر تاکید ہو کہ خبردار انکی حفاظت میں فرق ناکو ملکہ مرخ زمرہ کو  
 بلا کر تھپا یا مرخ نے جواب دیا بیشک آپ کا کل ہوش رہا یہ قہقہہ ہو گیا ہم باہد احکام میرے افراسیاب ہیں اگر  
 وہ قتل ہوئے اسوقت میں سمجھا جاوے گا خواہ اطاعت کرے خواہ جان دے گا مرخ نے ان کو  
 نظر بند رکھا عیا بھر ملاش میں شکریہ پانچوں عیار بچیان بلاے روزگار اٹھ پر رسی فکر میں ہیں کہ ہم  
 ٹکھیا لون کو دھوکا دیکر نکل جائیں یہ تو قابض نہیں ہوتا مگر افراسیاب ہاؤ گنہ میں بیٹھے بیٹھے سوچا  
 کہ افراسیاب سرداروں کے قتل کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا اور لشکر کا جاہ و شہم کم نہیں ہوتا وہ  
 تدبیر کرنا چاہیے کہ یہ سب خود اپنے اپنے گلے کاٹ کر مچا لیں اگر آج کوئی تیرہ ان پڑے تو اس کو گرفتار  
 کر کے قتل کر ڈالو جب تک طلسم کشا کا سر قلم ہوگا لشکر کا زور کم ہوگا باغیوں کا جمع دہم و برہم ہوگا پس اس  
 رہی بہتر ہو کہ طلسم کشا کو کسی تدبیر سے قتل کر دے افراسیاب کی یہ تیققت ہو اور لشکر اس کی یہ کیفیت  
 ہو کہ دڑے افراسیاب کو سب کو آب و خور حرام ہو اور عیا لشکر میں نہیں ہیں راتوں کو جا کر وہ  
 کوہ میں یا کسی قریہ قصبے میں شکل فقیر یا کسی گندار کی صورت بن کر ڈرتے ہیں تیاست کی حفاظت میں  
 وقتاً فوقتاً لشکر اسلام میں بطور فقیر آنا سرداروں سے ملنا حال پرسی کر کے پھر چلے جانا یہ سب  
 تحفہ جات کے مٹانے کی فکر میں جنگل جنگل سرگردان رہتے ہیں کبھی کبھی لشکر اسلام میں بھی  
 آجاتے ہیں مگر حال اسد غازی کا سیکہ کہ انکا دل بیٹھے بیٹھے گھبرا اور بارگاہ پر ٹپنے لگے سرداروں کو  
 یلایا اور کہا کہ آج میل دل بہت گھبراتا ہی نہیں معلوم نا نا جان پر کیا گذری اور لشکر کی کیا کیفیت افراسیاب  
 ساحر و مذکور برابر روانہ کرتا ہی یہ نہیں معلوم اب کس ساحر کو روانہ کیا ہوا اٹھا رہے کازانہ ہوا کہ میں نے اپنی  
 والدہ ماجدہ کو نہیں دیکھا دیکھنے میری زندگی وفا کرے یا نہ کرے کیونکہ افراسیاب نے اس بدعت پر  
 باندھ دی ہے کہ مثل جو روں کے راتوں کو آتا ہو اور میرے سرداروں کو قتل کرے تا ہی اب میل دل بہت گھبراتا  
 یہ کہلا گئے اور ملکہ مجاہدین کے خیمے میں آئے مہر جہین نے پوچھا کہ ای شہر یار کیا حال ہو دشمنوں کے بیچ پرورد



ملال ہو اسد غازی نے کہا کہ اے ملکہ عالم کیا کمون میرا دل سب گھبراہٹا ہی نہیں معلوم کیا واردا ہوا کیا  
 لکھا اٹھنے اپنی بارگاہ میں آئے چھپرکھٹ پر دو سالہ تانکرہ آرام کیا تیغہ نور افشانی پہلو میں رکھا لوح گلے میں  
 سی تردین نیندا لگی حاجب دربان بھی اپنے اپنے عہدوں پر مستعد ہیں لیکن انکو بھی کچھ غنودگی سی  
 آتی جاتی ہو افراسیاب نے دیکھا سناٹا ہو گیا حاضر باش ناظر باش کی صدا با لکل نیند آتی لشکر اسد  
 میں سناٹا ہو گیا ہو یہ اپنے گنبد سے اتر اتریب بارگاہ اسد نامدار کے آیا اور ایک سحر کیا کہ ہول سرمدی دم  
 سحر نفس چلی صبح قریب ہو حاجب دربان سو گئے پر وہ بارگاہ کا اٹھا کے افراسیاب اندر  
 بارگاہ کے آیا دیکھا اسد چھپرکھٹ پر آرام کر رہے ہیں شمع ہائے مومی دکا فوری روشن ہیں لوح اسد  
 کے سینے پر شل ستارہ سحری چمک رہی ہے تیغہ نور افشانی پہلو میں رکھا ہوا ہے اسکے خیال میں کیا کہ پہلے تیغہ  
 نور افشانی کو اٹھانا چاہیے یہ سوچ کر تیغہ نور افشانی کو اٹھا لیا جھولی سے متقاضی نکال کر ڈور لوح کا کاٹ لیا  
 کو اٹھا کر جھولی میں رکھا اسد نامدار کی کمر بن پخیر دیا اور ایک برجہ بدینہ منمون چھپرکھٹ پر ڈال دیا کہ  
 اے اہل یان لشکر اسلام آگاہ ہو کہ تمہارے سردار کو میں یہ جاتا ہوں اسطرح سے قتل کر دے گا کہ مرغانی ہو  
 اور ماہیان دریا کو رحم آجائے لیکن مجھ کو نہ رحم آئے تم لوگو کو ایک ہفتے کی مہلت دیتا ہوں بہتر ہے کہ  
 آپس میں مشورہ کر کے میرے شریک ہو جاؤ مابعد ولت سب کے گناہ معاف کر دینگے ورنہ اسطرح پر پناہ نہ پاؤ  
 سب کو قتل کر دوں گا جسکے میں نے کچھ خیال نہیں کیا جب میں چاہتا قتل کر ڈالتا تم لوگو کا قتل کرنا میرے  
 اختیار میں تھا اب میں خود لڑنے پر مستعد ہوا ہوں یہ پرچہ اسے چھپرکھٹ پر ڈال دیا اور سرجہ بارگاہ کا چاک  
 کر کے نکل گیا زیر گنبد پہونچا اسد غازی تو بسبب سحر کہ ہیوش این رہنے سرچہ گردن سے کھینچ کر پھینک دیا اور  
 ملکہ حیرت سے جا کر بیان کیا کہ اے حیرت جاو و دیکھا تم نے مابعد ولت کا اختیار میں تم سے اکثر کہا کرتا  
 تھا کہ لونڈی غلاموں کو جب چاہو شکا قتل کر ڈالو گا آج اسد کو میں نے قتل کیا زیر گنبد لاش  
 اسکی پڑی ہو اگر یہ لونڈی غلام آئے انھوں نے خطا معاف کرائی اور مابعد ولت کے قدموں کو بوسہ دیا  
 تو خطا معاف کر دوں گا والا اسنے بھی قتل کی تدبیر ہو جائے گی انکا قتل کرنا میرے سامنے کچھ مشکل نہیں  
 اسد نامدار کا قتل البتہ مشکل تھا کہ وہ صاحب لوح تھا یقین ہو کہ یہ آپ اپنے گلے کاٹ کے  
 مرجا بیٹے یہ تو شادان و فرحان ملکہ حیرت جاو و یہ باتیں کر رہا ہو تھا نے کار ہتر ضرغام شیر دل  
 پھرتا ہوا سردار و نکی خیر لیتا ہوا حاجب دربان کو ہوشیار کرتا ہوا اتریب بارگاہ اسد نامدار کے آیا سناٹا کھینک



اس کا دل گھبرایا دیکھا حاجب دوربان سب بیہوش و مدہوش ٹپس ہیں سیکو ہوش نہیں ہو پردہ بارگاہ کا  
اٹھا ہوا ہو یہ گھبر کر اندر بارگاہ کے آیا دیکھا چھپر کھٹ پر اسد غازی نہیں ہیں یہ سجھا کہ شاید کوئی عیاہ بھی لگی مگر  
پیر اکید کا نہ پایا اور زیادہ پریشان ہوا قریب چھپر کھٹ کو آیا دیکھا اسے ایک پرچہ کا غنڈا پڑا ہوا ہو پرچہ کو اٹھا کر پڑھا  
پڑھتے ہی سر پٹیا گر بیان چاک کیا روتا بیٹھا دربارگاہ بدیع الزمان پر آج کا وقت ہی شہزادہ  
بدیع الزمان واسطے ناز کے اٹھے ہیں کہ دیکھا ضرغام روتا چلا تا چلا آتا ہی بیتاب ہو کر شہزادہ بدیع الزمان  
نے پوچھا ایہ ضرغام خیر تو ہو اسے کہا کہ ایہ شہر بارکیا عرض کروں اور سیلاب آقائے نامدار کو غفلت میں اٹھا  
لیگیا اور یہ پرچہ چھپر کھٹ پر ڈال گیا نہیں معلوم قتل کیا یا قید کیا بدیع الزمان نے ضرغام کے ہاتھ  
سے پرچہ لیکر پڑھا پڑھتے ہی تھک پڑا پانچے مارنے لگے چاہا کہ اپنے تئیں ہلاک کروں سرداروں نے  
جو ہاتھ سنا دوٹ دیکھا بدیع الزمان اپنے تئیں ہلاک کیا چاہتے ہیں خیر گلے پر رکھ لیا ہو سردار پٹ  
کے خنجر ہاتھ سے لیا نورالدہر و غضنفر وغیرہ کو خیر ہوئی انھوں نے بھی چاہا کہ اپنے کو ہلاک کریں قصہ  
پاک کریں بدیع الزمان کہتے ہیں کہ میں صاحبقران زمان کو کیا متھ دکھاؤنگا جو قوت زیدہ شیریں  
میرا دامن پکڑ لیتی کہ بھیا میرے شیر کو تھنے کیا کیا میں کیا جواب دوں گا یہ خبر وحشت اثر محلات میں پہنچی  
گھبرائے سب جہین نے دلا رام وزیر زادی سے کہا ایہ دلا رام یہ کیسا ہنگامہ عظیم نہا ہے یہ سنکر دلا رام  
وزیر زادی گئی اور روتی بیٹھتی ہوئی اکی عرض کی حضور کیا عرض کروں ایسی خبر وحشت نہ ہوتی ہو  
کہ کلچا متھ کو آتا ہی بدیع الزمان و نورالدہر وغیرہ اپنے کو ہلاک کر رہے ہیں ہمارے آقا کے نامدار  
کو افراسیاب اٹھا لیکھا اور قتل کیا زید گندلاش پر کسی ہے یہ سنتے ہی ملکہ مہ جہین بقیار ہو کر سر  
پیشے لگیں انکی ہدا سنکر سب شہزادیاں نکل آئیں ملکہ مہ جہین لالان خونقا و ملکہ لعل وغیرہ  
اسقدر روئیں کہ روتے روتے بیہوش ہو گئیں کنیز بن جہین مار کر رونے لگیں ہاے آقا ہاے آقا  
کی ہدا بلند ہوئی ملکہ مہ جہین نے یہ اشعار عبرت آثار پر سے نظم

|                                    |                                        |
|------------------------------------|----------------------------------------|
| چھر نواخی مرغان خوش آہنگ گمان      | یا کو کرب سے تو پیدا ہوا کیا کیا دیکھا |
| جسے اکدم ک جلائی نہ گوارا تھی ہمیں | ایسے بچڑے کہ شین صفحہ ہستی پر نشان     |
| وہ جدا ہو گئے وقت کا تھا جلی گمان  | آہ وہ آنکھیں جو تھیں برقی زخموں میں    |
| ساتے چشم تصور کے ہیں وہ تصویریں    | راٹ دن پیش نظر ہیں وہ لب چشم ڈھان      |

جاہل دن دیکھے تو لطف گلستان جہان  
کیسے کیسے خندان ہوا نکمہ کو نہان  
فلک تفرقہ برداز کی کج باری سے  
بند ہیں طاقبت گردش نہیں جو چشم بین  
ہے وہ لب جو نہ خالی تھو نیم سے کہی



|                                                                                                                                                                                        |                                                                                                                                                                             |                                                                                                                                                                               |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| نہ ہن دھاوک شرکان وہ ارد کی کمان<br>کبھی ہو جاتی تھی گل شمع کو گھبرا کر تھکے<br>نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان<br>بند لب تکمیل بند لب لعل رخ آغوش<br>ما قی نطق کمان سانس بھی نہ سانس | مہ خسار مگر ہن ترن فشتہ خجاک<br>نہ وہ ہنسانہ کیسے سے فریاد و فغان<br>نہ جہان پر تو خورشید نہ تحریک صبا<br>بستر زم کی خود ہوش تلاش لبان<br>کولی سوسن نہیں ہدم نہیں ہزار نہیں | شکر ہے کہ اب شمار نہیں آہ عیان<br>نہ کسی چیز کی بردانہ وہ خوشی نہ نا<br>بے کیا گور کی تاریکی میں ہو گا خفا<br>نہ غم شادی دنیا نہ تیغ و نیک<br>دست بلکہ حرکت پیکر بے تاب تو ان |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

ملکہ برجین نے گناہ آمار کر پھینکنا شروع کیا لالہ ان خود قبلا سے فراتی ہیں ہن راج سہاگ گیا  
ابو فخر بیکر قبر پر بھٹکے اشک حسرت کا جھڑکا و کر نیلے داغ دے پھل جڑھا لیکن نہ تھوڑا چوڑیاں بڑھا دلی  
ہن اُن کے بین سے کلچہ پھٹا ہو کینزون کو منع کرتی ہیں کہ ہم اندون کر سائے سے اختر اور ہمارے قریب  
نہ آؤ ملکہ مرغ سے کہا کہ زمانی امان میں یہ چاہتی ہوں کہ تھوڑا سا فرش روادہ کر وں کچھ روشنی کا سا بان ہو گا  
اور ایک مکان زیر زمین بن جاے جو کوئی دیکھے یہ کہے کہ طلسم کشا کی قبر ہو کچھ خادم کچھ خدمتگا بھی ہوں  
ملکہ مرغ نے کہا اے ملکہ عالم وہاں شاہ و گدا ایک صورت ہیں اگر یہ نہ تو انصاف میں فرق آجائے اسوقت  
ایک حکایت مجھ کو یاد آئی کہ سکندر ہفت اقلیم کا بادشاہ تھا اور مان اُسکی مسند کو بہت چاہتی تھی جب  
وہ بیمار ہوا اور حال اُسکا غیر ہوا اپنے دل میں سوچا کہ میں تو نہ بچوں گا راہی ملک علم ہونگا واسطے تسکین  
اپنی والدہ ماجدہ کے یہ چند کلے بطور وصیت کے کہے کہ اے والدہ کہ میرے بعد میرے فاتحہ کا کھانا اس شخص کو  
دینا کہ جیسا کوئی عزیز و اقارب نہ مرا ہوا و میری قبر پر آپ آئے گا جو کچھ حال مجھ پر گذریگا میں بے بیان کر دوں گا  
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد دو تین روز کے سکندر نے انتقال کیا بعد گریہ و زاری کے وصیت اپنے فرزند  
دلبند کی یاد آئی اور بموجب کہنے سکندر کے کہا نا بہت عمدہ عمدہ پکوا کر فاتحہ دلوں اٹھانا لیکر کوچہ  
کو کوچہ پھری جس شخص سے اُس ضعیفہ نے کہا کہ صابو تم میں کوئی ایسا ہو کہ جیسا کوئی عزیز و اقارب نہ  
مرا ہو یہ شکر کسی نے کہا کہ ہمارے دو بیٹے مرے کسی نے کہا کہ ہمارا شوہر مر گیا کسی نے جو ابدیہ ہمارا  
بھائی مر گیا یہ جو سب نے کہا ضعیفہ شکر خاموش ہوئی خیال میں آیا کہ قبر سکندر پر چلنا چاہیے غرض کہ  
یہ ضعیفہ قبرستان میں پہنچی و رو کر کہنے لگی کہ اے سکندر تو نے وصیت کی تھی میں کوچہ کوچہ پھری مگر  
کوئی شخص ایسا نہ ملا کہ جیسو میں کھانا دیتی گورستان سے آواز آئی کہ اے ضعیفہ کس سکندر کو پوچھتی ہو یہاں  
سیکرٹوں بلکہ ہزار دن سکندر زیر زمین دفن ہیں اسوقت اسکو معلوم ہوا کہ میرا ہی سکندر نہیں مرا



|                                                                                           |                                           |                                      |
|-------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------|--------------------------------------|
| سیکڑوں سکندر زیر زمین دفن ہیں جب سکو تسکین ہوئی اور یہ خمسہ پڑھتی ہوئی وہ انسی روانہ ہوئی | گئے اکل سوے گورستان جو ہم باختمہ حالی تھے | مقابر جتنے دیکھے ہمے خشت پاگمالی تھے |
| یہ دوسرے لکھے اسیجا بمضمون خیالی تھے                                                      | میاگر جب سب سامان ملکی اور مالی تھے       |                                      |

سکندر جب کیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

وہ ضعیف یا لوس ہو کر اپنے گھر بھر آئی مطلب اس نقل سے یہ تھا کہ اس ملک میں وہاں کسی چیز کی خواہش نہیں نہ منہ شاہی کی ضرورت ہو نہ پوریا بے پیرا کام آسا ہی جو کچھ کام آتے ہیں تو اپنے اعمال نیک کام آتی ہیں اور بی بی وہ تو اولاد میں خلیل الرحمن کی ہیں یہ مسکرمکہ میں نے کہا کہ ازنانی اماں وہ شہر میں رہتے تھے سنائی کہ قبر میں منکر نکیر آتے ہیں سوال و جواب کرتے ہیں انکے ہاتھوں میں گزرتین ہوتے ہیں موت انکی خوفناک ہی جھگوخون معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہوا ہے بھی بگر جائیں اگرچہ میں انکے پاس ہوتی بھی جاتی کہ شہر یا غصہ نہ کیجیے جو کچھ یہ سوال کریں اسکا جواب باصواب دیجیے اب وہاں تنہا ہونے لگے کہ میں کے میں منکر پدیرج الزمان کا کچھ شق ہونے لگا کہا یارو میں تو جاتا ہوں اپنے شہر کا لاشہ تو اٹھا دوں لاش کو طرف لشکر اسلام کے روانہ کروں میں لڑی پڑ کر اپنی جان وں بدیع الزمان چلے پرآدہ ہو تھے کہ شہنشاہ لاچین بھی اٹھے کہا ای شہر یار یہ زیر زمین گیر بھی آپکے ہمراہ ہوا انشاء اللہ طبع زمین کے ہلا دوں گا افراسیاب کی کیا حقیقت ہے اگر اجل میری سے جاتی ہو تو میں مجبور لاچار ہوں مرضی مولے انہما و لے غضنفر بن اسد بھی بقرار ہو کر اٹھے ہاے باباجان کی صدا بلند ہو اور کہتے ہیں کہ میں اپنے باباجان کے خون کا معاوضہ افراسیاب سے لوں گا نورالدین نے کہا میں جاگ گندہ کو اڑا دوں گا یہ خون بالابانہ جائیگا بحول وقوت آبی رنگ لائیگا سردار وں نے بصورت کفن اپنے لباس کو پہنا خاک منہ پر ملی آمادہ مرگ و میر سے قضا ہو کر چلے پرتیار ہوے دیکھا ایک تنق گرد کا باندہ ہوا سانس سے خواجہ عمر و بدحواس و سرسیمہ چلے آتے ہیں بدیع الزمان دوڑ کر لیٹ گئے کہ اے عم نامدار بدیع غضنفر ہوا اسد غازی کو افراسیاب نے قتل کر ڈالا اہم لوگ اپنی جان دینے جاتے ہیں عمر و نے کہا صاف صاف کہو کہ کیونکر لے گیا کس طرح قتل کیا بدیع الزمان نے دیکھا آہ سردی پرورد سے پہنچی کہا بوقت شب اسد اپنی بارگاہ میں آرام کرتے تھے افراسیاب غافل پا کر اٹھا لیگا داغ تازہ و پیردے گیا ہماری آنکھوں کے سامنے جب تصویر آتی ہو روح قالب سے نکل جاتی ہے



خواجه عمرو نے کہا خوب ہوا کہنے جھگڑے بارگاہ میں پہنچے ملکہ حسین لالان خوفناک وغیرہ نے جو  
خواجه کو دیکھا دھڑک کر لپٹ گئیوں کہ کونسا جاننا ہم اپنے وارث سے چھٹ گئے افراسیاب نے ہمارا راج و ہنگام  
لوٹ لیا اسد غازی کو قتل کیا اس طرح جو خواجه نے ان شہزادیوں اور کنیزوں کو روٹے پیٹتے دیکھا کچھ  
مٹھ کو آگیا خواجه بھی بے اختیار رونے لگے کچھ ایک ایسی حسین بیٹا اچھا ہوا تم بھی جا کر اپنے باپ سے  
ملو ملک آباد کرو چین کر کسی بادشاہ عالیجاہ کے ساتھ تمھارا باپ شادی بھی کر دیگا اس قدر  
ایک مجاور زادے کا نواسہ تھا طلمس میں اُس کے یہ چاہ و شتم پیدا کیا تھا میں بھی جا کے اپنے آقائے نامدار سے  
ملونگا کہد ونگا کہ میں نے تمھارے نو اسے کو ہر چند منع کیا لیکن اُس نے نہ مانا آخر کو اپنی جان دی اتنے بڑے  
بادشاہ عالیجاہ سے روز مقابلہ اسکا یہ انجام ہوا کہ آج کام تمام ہوا اب تمکو اختیار ہے چاہی معاوضہ  
خون کا لو یا نہ تو مجھے کچھ نہیں ہو سکتا یہ کہنے خواجه باہر تشریف لائے اہل شکر سے کہیا یار وجان دینے  
پر آمادہ ہو مگر کچھ تلخیر لسی نہیں کر سکتے کہ اسد زندہ ہو جاوے شہنشاہ لاچین نے کہا کہ خواجه وہ  
تدبیر کو کسی ایسی کوئی آج تک مر کے بھی زندہ ہوا ہی کہا ہاں کچھ خرچ کیجیے تو زندہ بھی ہو سکتا ہی لاچین نے  
کہا خواجه کیا صرف ہونگا عمر و نئے کہا میں یہ نہیں جانتا جو جس سے ہوسکے وہ دے مگر حسب لیاقت  
زندہ کر دینا میرا کام اور شہوت دنیا تمھارا کام ہی ابھی ملک موت رہ میں ہونے میں جلتے ہی راہ میں انکو نوکا  
اور جو کچھ صحابہ دیکھے وہ لیا کہ پیش کرد ونگا منت سماجت میں کرد ونگا کہ صاحب چند روز کیو اسطے اسد کو  
چھوڑ دیجیے وہ بیچارہ غریب ایک فراق کا لوتا مجاور زادہ خانہ کعبہ کا نواسہ ہے لجاؤ سی کیا حاصل ہوگا  
لشکر میں بڑے بڑے سردار ہیں ان میں جسکو پسند کیجیے لجا بیٹے لاچین نے کہا خواجه لاکھ روپیہ تو میں  
دیتا ہوں بدیع الزمان نے کہا قلو خورشید نگار کا لکسال کا خراج میرے بھی کے ہو سکتا ہی خواجه نے  
غضنفر بن اسد سے کہا کہ تمھارے تو باپ تھے تم کیا دو گے غضنفر نے کہا چھوٹے مانا جان لاکھ  
روپیہ میں بھی حاضر کرتا ہوں غرض کہ اسی طرح سب سرداروں سے روپیہ جمع کرایا کہا صاحب جواب  
دینے کیجیے خواجه نے ایک چادر اچھا دیا سرداروں نے حسب لیاقت روپیہ جمع کر دیا لاکھ حسین وغیرہ کی  
صند قچہ جہا ہرات کے بھی لشکر کے سپاہیوں کو خواجه نے بکوا دیا کہ تم لوگ ایک ایک کی خواہ و مدت  
گذری کہ تم بھی نمک کھاٹے ہو اسد غازی کے مدت میں چین کرتے ہو تم لوگوں نے بھی صد ہا  
روپیہ لوٹ کے رکھا ہی جب خواجه نے کل روپیہ جمع کر لیا کہا میرا خرچ آگیا میں خانہ کعبہ جاتا ہوں



تم جانو تھا راکام جانے یہ کہہ کر چلا کہ روپیہ کو نذر بنیل کہ دن بدیع الزمان نے دور کرنا تھا کہ یہ روپیہ اس واسطے نہیں ہے کہ آپ خانہ گنبہ کو جائے اسنادار کو ہم سے ملائے خواجہ نے کہا کبھی تمہاری بات بھی روپیہ دیا ہی یہ سب سرداروں نے منگوارہ خرچ دیا ہو خواجہ نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نہیں مانتے روپیہ کو دیکھ کر منہ میں پانی بھرا کیا کہا مجھ کو آپ رسیا جب چھوڑ دیجیے میں ملک الموت کو جا کر بھیجاؤ گا خانہ گنبہ نہ جاؤ گا بدیع الزمان وغیرہ نے کہا کہ آپ کو اختیار ہو خواجہ ہنسے لگو کہا کہ اسد کو دیتا ہوں یہ کہہ کر خود نے اسد کو نذر بنیل سے نکالا کہا لیجیے یہ اسد حاضر ہیں میں نے آیا مگر بڑی کوشش سے ملک الموت نے اسد کو دیا جب میں نے کہا کہ اسکی جوان جوان بیبیاں ہیں انکار دیا مجھے نہیں دیکھا جاتا میری خاطر سراسر اسد کو دیا واضح رائے ناظرین والا مقام ہو کہ خواجہ عمر و بشکل ملکہ گلزار جادو مشوقہ آفتاب بدخوب نے ہوسے اپنے منہ میں آرام کر رہے تھے خواب میں بزرگان دین کو دیکھا وہ فرماتے ہیں کہ عمرو تم یہاں آرام کر رہے ہو وہاں لشکر کا خاتمہ ہوا چلا تا ہوا فراسیاب اس فکر میں ہو کہ طلمس کشا کو قتل کر دے اور سرداران لشکر اسلام کے خون میں اتھ بھروں تم سوچو یہ اسد کی خبر لو خواجہ کی گھبراہٹ انکھ کھلی دل سے کہا کیا تدبیر کروں یہاں سکوائی شکل بنا کر بٹھاؤں فوراً خیال آیا ایک کینز کو اپنی شکل بنا کر پینک پر لٹا یا اور بانہاں عیاری سر آراستہ ہو کر روانہ ہوئے ایسا گھبرا کر عمر و چلا کہ کنواں کھلے من خندق کو فراتا ہوا چند قدم ہوا کہ بڑھا ہوا اسوقت آکر پہنچا کہ اسد غازی اپنی بارگاہ میں آرام کر رہے تھے حاجب دربان اونکر رہے تھے بارگاہ میں آکر سناٹا دیکھا اسد کو اٹھا کر نذر بنیل کیا اور نذر بنیل سے ایک گنہگار کو نکال کر اسد کی شکل بنا کے لٹا دیا تھا شیشے کی لوح نگے میں ڈالی تینہ نعل میں رکھ دیا خواجہ عمر و تو اسد کو لیکر چلے گئے فراسیاب نے طلمس کشا کے دھوکے میں اس گنہگار کو قتل کیا تھا یہاں لشکر میں اسد کے ملنے سے نوبت و تقارے بچنے لگے فراسیاب نے اسد کو جو دیکھا کہا لو ملکہ غضب ہوا یہ اسد بھی نقلی تھا خواجہ عمر و بشکل گلزار جادو ساتھ آفتاب کے آتے ہیں بروقت تشریف آوری خواجہ کا حال بخوبی ظاہر ہو گا لیکن فراسیاب جو گنبد میں بیٹھا ہو لشکر اسلام کو پاک ہا ہو قضاے کار ملکہ اسد جادو دانی ملکہ ماراں زمین کن کی بارگاہ سے اپنی نکلی ہو قصہ کو کوئی فکر کر دے فوج کو دیکھ کر انگشت تیر دندان تفکر سے کاٹ رہی ہو کہ اس اسرار کیا تدبیر کروں اسد غازی کو گود میں لیکر تباہ گنبد پہنچاؤں سدا نادر کا گنبد میں تعلقہ دشواریاں یہ سوچ رہی ہو کہ فراسیاب کی اسرار پر نگاہ بڑی حیرت کے منہ سے بھی نکلی گیا



کہ اس شہنشاہ شب رہائی اسد نامہ دار سے حضور کو بڑا دھوکا دیا کثیر کو خوب یاد ہو کہ شب بھلے کتاب  
سامری نہیں دیکھنے دی یہی باعث خرابی ہوا اب بھی لشکر اسلام میں بڑے بڑے کام کمری ہو اسرار جادو  
نام ہو بھیہ طسم کا بتانا اسی کا کام اگر یہ قتل ہو جائے بڑا مطلب نکلے گی مرتبہ میں فی قصہ کیا کہ اس نگرام  
پہ انجام پر جا پڑوں لیکن یہی خوف ہوا کہ ساحرہ زبردست جہاں دیدہ و کار و مودہ ہو یا تو میل چھڑکا کر  
کسی بلا میں پھنس جاؤں لیکن آج دل گواہی دیتا ہو اس پر جا پڑے اسکو پکڑ کر سیر ملک عم دکھائے یا میر و سامری  
گر تار کر کے لائے سزاے مقبول و ذوق قتل کر کے دل اپنا ٹھنڈا کر دے اس شہنشاہ اسکی تدبیر کرنا چاہیے  
افراسیاب نے کہا میں بھی اسکو لایا افراسیاب نے فوراً گمراہی تیغہ برق تاپا تھ میں لیا کہ گئے ترنخ ناخ  
ماش کے دانے اٹھا کر جیب میں رکھے خیمہ سر جادو کا تاکا گند سے اتر اطراف اسرار جادو کے چلا اسرار  
جادو غافل کھڑی ہو کہ پہلو سے نعرہ ہوا اسرار ہو شیار ہو جب تک سر پہلے افراسیاب نے گولا مارا  
اسرار نے اپنے کو بچایا مارا زمین کن بارگاہ میں بیٹھی تھی ہنگامہ سنکر نکل پھا کہ آپ نے ہمارا کمانہ  
مانا یہ کہتی ہوئی نکل آئی نانی نواسیان افراسیاب پر بھرنے لگیں افراسیاب ہر مرتبہ چاہتا ہو کہ  
اسرار کی گردن پکڑوں بالائے گند کشان کشان لجاؤں بھی چاہتا ہو ماراں کو آؤ ہا بیکر نکل جاؤں تو  
شعلہ جوانہ تڑپ تڑپ کے افراسیاب پر بھرنے ہی میں کبھی غرق زمین ہو جاتی ہیں کبھی ستارہ بیکر آسمان  
جھلکے کئی سو کثیر ذکو افراسیاب نے مارا اسرار واران نے اپنے کو بچایا ہر کاروں نے بڑھکر ملکر مصرخ  
کو خبر دی کہ ماراں زمین کن و ملکہ اسرار جادو سے افراسیاب لڑ رہا ہو ملکہ مصرخ طہر کر اٹھیں سوخت  
آکر پہنچیں افراسیاب نے چار سو سرداران نامی کو دیکھا حیرت بے سحر ہاتھ میں برآمد اسرار واران چلا  
ہیں دل میں کہتا ہو اتنی میں آہو بچا اگر بدو قتل نہ کی واپس ہوا انڈیان غلام سنسین کے ملازبان بدو  
بچاؤندے کہیں گے یا سامری و جمشید کہ ایک نعرہ کوہ شکاف کیا قیامت کی بھر کر لگا کبھی گنگا  
کبھی طبقے زمین کے ہلے حقیقت میں ساحر عذاب ہائے روزگار بحر میں کامل و اکمل خبیثات کا سردار  
اول خوب خوب لڑ رہا ہو ایک سحر ایسا کیا کہ جھوٹے ہوائے گرم کے چلے سرداران مذکور جو برائے مدد ماراں  
دار اسرار پہلے تھے قریب انکے نہ آ سکے دام ہوائے گرم میں پھنس گئے دور ہی سے بھرنے میں مگر فریاد  
کب مانا ہو ایک ایک کو حقیر جانتا ہو یہی چاہتا ہو کسی حامی کو قتل کروں تب بالائے گند جاؤں  
حیرت نے جو افراسیاب کو کہہ دیا تنہا دیکھا پکار کر آواز دی اس شہنشاہ اپنے کو بچائے دیکھے



سب بلوہ کر کے آئے ہیں افراسیاب نے جو دیکھا سب کینہوں بلوہ کر کے آئی ہیں یہ قول ہی آج افراسیاب  
 کو چار طرف سے گھیر کر حیرت جادو با فوج قاہرہ چلی تھی کہ جا کر شرکت کروں آسمان کو برق چمکی دیکھا سب  
 ایک سحر سے قہر میں اور سوار پست پر بیٹھ لاکھ ساحران غدار غرے کرتا ہوا منہ اڑا در سوار فیل سیکرے  
 شہنشاہ میں آپہنچا یہ کہتے ہی ساتھ ہزار سحر و سحر کرنا ہوا آتا ہے چاہتا ہی ملکہ سرخ وغیرہ کو قتل کروں ملک  
 نے اگر گلہ ستہ مارا اڑا در سوار کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے سحر کرتا ہوا آتا ہے چاہتا ہی ملکہ سرخ وغیرہ کو قتل کروں ملک  
 بہار پر جو نگاہ پڑی اس کو افراسیاب کے دعویٰ قریب بھی ہو جا کر آواز دی کیوں ملکہ بہار آکر یہ کیا کیا  
 تم نے مسلمانوں کی شرکت کی مابعد دولت کو جبرین پوچھیں یقین نہ آتا تھا آج آنکھوں سے دیکھا آکر  
 شہنشاہ کے قدموں پر گر دیں خطا معاف کر دو لگا ستہ ہی بہار کو جو شہنشاہ یارنگ چہرے کا سرخ  
 ہو گیا گلہ ستہ اٹھا کر مارا بڑا خیال یہ ہے ملعون کہو کیا سمجھا بیگا غصے میں آواز دی لے گلہ تمام جلد حاضر  
 ہو سب نے دیکھا زمین شق ہوئی ایک کینہ گلہ ستہ لیے ہوئے حاضر ہوئی ہاتھ میں ملکہ بہار کو دیا ملکہ  
 بہار نے گلہ ستہ پھینکا پھول برسے گر ہوا سے سر دی چلی ملکہ اسرار جادو نے جو دیکھا کہ سحر بہار کا چلا  
 اڑا در سوار فیل سیکر جھومتا ہے پھول اٹھا اٹھا کے سو گتھا ہے ملکہ بہار کو یہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہے ملکہ  
 اسرار نے پکار کر آواز دی اے بہار کیا کہنا قریب تھا یہ اڑا در سوار جھوم کر بیٹھے کہ افراسیاب نے دیکھا  
 اڑا در سوار کلمات عشق آمیز کہا چاہتا ہے افراسیاب نے سحر کیا شعلہ بے آتش گرے پھول سحر بہار کے  
 جلنے لگے صدمہ دخت جگہ گرے طائر زمرہ سر لائی بھوئے پروں کی جنگاریاں نکلیں بہار تو پیچھے ہٹی اڑا در  
 سوار نے بڑھ کر سحر کیا منظور ہوا بہار کو جا کر اٹھا لوں ملکہ اسرار جادو نے لکڑاڑو بچا کہاں جاتا ہے یہ  
 پلٹ پڑتا زبانیہ ملا آتشین کا اڑا در پورا اڑا در نے ایک پیچ مارا اسرار کی آنکھوں کے پیچھے  
 اندھیرا آیا ہر چند قصد کیا اپنے کو سمجھتا لوں نہ سمجھ سکی زمین پر گر گئی اڑا در نے دم پھینچا ملکہ اسرار  
 جادو شل کاہ زمین پر لوٹتی ہوئی سمت دہن اڑا در چلی دور سے مارا زمین کن نے دیکھا  
 شہنشاہ کو آسمان پر بلند ہوئی برق بجلا اسکے اڑا در پر گر گئی اڑا در کے دو ٹکڑے ہوئے ساحر کو دیکھ  
 ہو گیا اڑا در ہلچلے لگا افراسیاب نے جو یہ زبردستی مارا زمین کن کی دیکھی قہر و غضب میں طرف  
 مارا زمین کن کے چلا اس عرصے میں اسرار جادو کے ہوش درست ہوئے پلٹ کر سحر کیا  
 افراسیاب پر آگ برسنے لگی افراسیاب نے غصے میں آواز دی لے مہراں ستارہ چشم اسرار کو لینا دیکھا سب



آسمان پر ایک بجلی چلی ایک ساحر نوجوان کم سن تاج سر رکھے ہوئے آنکھیں شل ستارے کی جگہ تکی ہوئیں  
 بیکار تیار ہو کر شہنشاہ غلام حاضر ہو کیا حکم ہوتا ہی افراسیاب نے کہا کہ اسرار جادو کو لینا اسکو پہونچا کر ماراں میں  
 کی تدبیر کرنا یہ کہ کمر افراسیاب نے مخم پھیر ساحر ستارہ چشم بصد قہر خشم ملز پر گدا اسرار جادو کی پلاک بھکی  
 ستارہ چشم نے پنجہ کمر میں دیا لیکر طرٹ آسمان کے چلا ماراں زمین کن نے دیکھا ستارہ چشم  
 میری نانی کو لیے جاتا ہے بیقرار ہو کر دستک دی کچھ خون طرف سان کے پھینکا آواز دی او ملک عالم  
 اسکو لینا سبکی نگاہ اسی جانب تھی کہ اسرار ایسی ساحرہ نجر ستارہ چشم میں بی ہوئی جاتی ہو کچھ نہیں کر سکتی  
 ماراں زمین کن نے دو چار سحر کے آواز دی اسے برقان درعد آواز ستارہ چشم نہ جانے  
 پائے دیکھا سب نے سامنے پہاڑ تھا وہ شق ہو ایک نفل دوازہ سالہ عقاب بھر پور پکارتا ہو کہ او ملک عالم  
 غلام کو کیا حکم ہوتا ہو ماراں زمین کن نے کہا یہ ستارہ چشم نہ جانے پائے یہ سنتے ہی اسنے عقاب کو  
 بڑھایا قریب ستارہ چشم کے پہونچا پہلے کچھ اشارہ کیا پھر کہا اے ستارہ چشم ملک ماراں زمین کن  
 یاد فرماتی ہیں ستارہ چشم فوراً پلٹا ساتھ ساتھ اس خوش آواز کے چلا آتا ہے افراسیاب نے  
 آواز دی اسے یہاں آ کر کیا کرے گا افراسیاب جادو نے دو گولے مارے اس خوش آواز نے  
 ہنس ہنس کر دفع کر دیے اسرار کو ہاتھ سے ستارہ چشم کے لیا اسکو کشتان کشتان سامنے ملک لانی میں کن  
 کے لایا ماراں زمین کن نے چکی خاک کی اٹھا کر سر مو پر ستارہ چشم کے ڈال دی ثابت ہو آواز وہ بارود  
 میں چنگاری آگ کی بڑی رنگ سرور جہان جلنے لگا ہر سر مو ہر بن ہوئے شعلہ آتش لگانو لگا ہاں ستارہ چشم  
 ہرگز اثر در سوار بڑھ کر اس سے پٹنے لگا شعلہ اس پر بھی گرے یہ دونوں جگہ خاک ہوئے آندھی سیالہ تھی بڑ  
 باری و شاگباری ہوئی بعد ازاں درانا آواز آئی کشتی مرانام من ستارہ چشم جادو و اثر در سوار فیل  
 پیکر ہو افراسیاب کو بہت شاق ہوا ۱۱ اسرار جادو جو کہ سحر میں ستارہ چشم کے مبتلا ہوئی تھی  
 ہوش درست نہونے پائے تھکے پٹ سے افراسیاب جادو پہونچ گیا آواز دی او حکام میری سامنے  
 میرے رفیقان جاننا تو قتل کرایا بلکہ کہ ملک اسرار نے افراسیاب کو نیچہ مارا افراسیاب نے کچھ زبان سے  
 کہا شعلہ بڑھ کا وہ ہاتھ پر ملک اسرار جادو کے گرا کہ آبلہ پڑ گیا اسرار نے چاہا سحر کر دیا افراسیاب نے  
 جھولی سے نکال کر گولہ مار دیا اسرار کا سر پھٹ گیا گولے سحر کے ترنج فارخ شعبہ بازی کی لیکر پٹنے لگا  
 اس مردہ ہو کہ کسی حال میں پاک نہ تھیکے اس حال پر ملاں میں افراسیاب سحر کر رہا ہو لڑائی میں مصروف



ہو کج بعد کئی دن کے اسد نامدار بارگاہ ملکہ لالان خوںقبایں تشریف لیکے تھے بیٹھ کر چند باتیں بھی کر لیں  
پائے تھے کہ کینزون نے غل جاکر آواز دی ای شہر بار بڑا غضب ہوا انہیں معلوم اسمین کیا عجب تھا کہ اسرار  
جادو ہاتھ سے افراسیاب کے قتل ہو میں یہ سنکر اسد غازی تیغہ نورا فتانی کے قبضے پر ہاتھ رکھ کر اپنے  
مقام سے اٹھ برق وغیرہ بھی حاضر ہوئے عرض کی ای شہر یا راج افراسیاب نے غضب کیا اسرار جادو  
قتل ہوئی طبقہ زمین کے ہمارا ہا ہی بلیقہس و لاجین سے سحر ہو رہے ہیں کیسے ہو کر افراسیاب نہیں بتاتا  
معین و مددگار ہزار در ہزار پٹے آتے ہیں آج بھی کسی ساحر نامی گرامی مارے گئے اب بھی اسی مقام پر  
اڑا ہوا ہی سحر کر رہا ہوا اسد نامدار فوراً پشت مرکب پر سوار ہوئے افراسیاب مصروف جنگ ہی  
لاشہ ملکہ اسرار تڑپ رہا ہوا ملکہ ماران زمین کن نے کئی مرتبہ قصد کیا بڑھ کر اپنی جان و دن بچ میں  
اور ساحر آجاتے ہیں شہنشاہ لاجین بڑھ کر اپنی ملازموں کو بجاتے ہیں بلیقہس نے بڑھ کر بڑھ کر سحر کیسے  
افراسیاب کسی سے نہیں خوف کرتا کہ پہلو سے نعرہ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی نعرہ اسد غازی

|                           |                        |                           |
|---------------------------|------------------------|---------------------------|
| اسد شہسوارم کہ در روز جنگ | بدرم دل شیر و جرم پلنگ | شہنشاہ نام اور و کا مران  |
| اسد شیر دل ابن صاحبقران   | چو تیغ بے برگش از غلاف | تیز نزل قدم در میان مصافح |

افراسیاب نے جیسے ہی نعرہ اسد کی صدا سنی ہاتھ پائوں میں رشتہ اگیا یہ جو ساحران مذکور بھی رہے  
برائے مدد افراسیاب آئے تھے لڑ بھڑ کر مے سیدھے جہنم میں پہونچے اُنکے ساتھ کے ساحر ساتھ  
جا نبازی و سرفروشی کے لڑ رہے ہیں یہی چاہتے ہیں قدم نہ ہٹائیں جھڑک ہو سکے طلمس کشا کو مار لیں  
دیکھا افراسیاب نے کہ اسد کے آتے ہی فوجوں میں براہی ہوئی علم سرنگون ہوئے خون کو دریائے  
ایک پہلوان سلیم تیغزن نامے کہ اژدر سوار کے ساتھ آیا تھا بڑے زور و شور سے شمشیر زنی کر رہا ہوا آواز  
نے اشارہ کیا ای سلیم تیغزن طلمس کشا بھیج و سالم نہ رہنے پائے بڑھ کر قتل کر دیا اسد غازی غول پر ساحران  
غدار کے لڑ رہے تھے کہ پہلو سے آواز آئی ای طلمس کشا آگے نہ بڑھنا منم سلیم تیغزن افسر میرا اژدر  
سوار مار گیا مجھے کیا افسوس ہو سر پر میرے افراسیاب جادو بادشاہ طلمس ہوش ربا کا سایہ رہے  
یہ کشا ہوا طرف اسد غازی کے چلا وسط لشکر میں آکر مقابلہ پڑا خیر و خیر دار کمر سلیم تیغزن و فیروزہ مارا  
اسد نے نیزے کو نیزے کی شان پر لیا نیزہ چلنے لگا اسد نے ساتوین بان میں نیزہ کا ہوا لیا  
سلیم نے غصے میں آکر قبضے پر ہاتھ ڈالا ادھر سے مرکب اڑائے ہوئے گل گلزار خلیل الرحمن شاہزادہ نور الدین



بن بدیع الزمان آتے ہیں دیکھا اسد پر ایک جوان خوشخوار نے تینہ کھینچا ہی بقیہ ہوا کر جا رہے ہیں  
 آگے سر سامنے کیا منظوریہ تھا اسد غازی ہی ہٹ جا میں سیزہ سیر کر کے آواز دی اوجھیا تو کیوں رک گیا  
 اسے خبردار کہہ رہا تھا تلوار کا مارا نور الدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سلیم کی تلوار ٹر کر گری سپر کئی خود بھی  
 کشا کی قدر سر شہزادے کا زخمی ہوا اسد نے بیچ میں گھوڑا ڈال دیا کہا بھائی اٹھ مجھے رو سیاہ کر دو گے امو جان  
 کو میں کیا ٹھہر دیکھا ونگا تم تو بھائی میرے وہاں ہو یہ کہہ کر سلیم کے سامنے آگئے اسنے وہی تینہ بخون آودا  
 نامدار کے انکایا اسد نے چونکہ نور الدہر کو زخمی دیکھا اٹھ کھوٹے نیچے اندھیرا لکھا نور بار بھیجاکے کالی پراٹھ ڈال دیا  
 وورے نور الدہر و بدیع الزمان تعریفین کر رہے ہیں اسد نامدار نے تلوار چھینکر سلیم کی پھینک دی  
 طاؤس لشکر شکن دوسر سپہ سالار لڑتا ہوا آتا تھا اسنے دیکھا طلسم کشا نے سیام کے قبضے پر قبضہ کیا  
 اسنے بھی ہاتھ تلوار کا اسد پر مارا اسد نے بائیں ہاتھ سے اسکی تلوار لی لشکر دن میں غریب ہوا وہاں  
 طلسم کشا کیا زور و طاقت ہی کیا سطوت و صولت ہی کیا ہمت و سخاوت ہی پاشا ارادہ کیا کنا دونوں  
 جوانان فیصلہ پیکر کو اٹھایا کچھ جان کا غوت نکلیا دونوں کی تلواریں چھینکر پھینک دیں دونوں کی کمر میں ہاتھ ڈال انفرہ  
 تکبیر کر کے قاش زین سے اٹھالیا ان دونوں نے بے گناہ یاں طرف افراسیاب دیکھا اسد نے دونوں کو اٹھا کر  
 طرف آسمان کو پھینک کر وقت اترنے کے دونوں کو ہاتھ مارا دونوں کے دو ٹکڑے ہوئے لشکر دن میں غریب ہوا  
 ابراہیم نے بڑھ کر ہاتھ جوم لیے سب سردار تعریفین کرنے لگے ان دونوں سردار و ٹکڑے مار کر اسد نامدار  
 تلوار پھینچے ہوئے طرف افراسیاب جادو کے پلٹے ہی ارادہ ہوا افراسیاب کا کہ میں بڑھ کر نکل جاؤں  
 کہ میرا سو گر داری لکھ ہاں ابر سرخ و سبز ظاہر ہوئے افراسیاب نے ہر کاروں سے اشارہ کیا جلد خبر لاؤ  
 ہر کارے دوڑے ہوئے گئے اسوقت یہی مہر ہی کہ آفتاب فلک سیر آتا ہی ساٹھ لاکھ فوج ہمراہ  
 ملعونوں کا ارادہ ہو گیا اسد غازی کو مار لیں اس شیر دل پر نیچے قابض نہیں ہوا افراسیاب نے کلا فخر کو آسمان پر  
 پہنچایا سردار و ٹکڑے دیا ہمارے سردار خوشخوار زینت پہلو کو استقبال کر کے لاؤ افراسیاب تینہ بھیجے  
 ایک طرف کھڑا ہوا انتظار میں آفتاب فلک سیر کے واسطہ گردن کا فہ ہوا دیکھا سب آفتاب فلک سیر  
 تخت پر سوار دوسرا تخت آپر ملکہ گلزار و دھڑار کنیزین گھیرے ہوئے اسوقت یہاں  
 ہوا ہی کہ فوجیں لڑتی ہوئی زیر گنبد آگئیں ہانے تیر تفنگ تلوار خنجر برس رہے ہیں ہزار ہا ملازما  
 لا چین مارے گئے کو کب روشن ضمیر ایک پہلو پر آکر ٹھہرا ہے ہزار ہا گولا گنبد پر مارا کچھ تاخیر



تھوئی جو تیر و تلوار برستے ہیں انکو چاہتے ہیں بحر سے کاٹوں بحر سے بھی نہیں کٹیں کسی پر سن تیر طر سینے کو  
 تو طر کر بارگہ ز گیا کہ نہ ہر اس بار سے خود سرو نکے سر پہ تلوار میں اپنے جو ہر دکھائی ہیں تہب تہب کر ملا زمان لاچین پر  
 آئی ہیں یہی تہب لہر فرسیا بنے کی ہو کہ آج زیر گنبد سبکا خاتمہ کہ دون گھبر کر زیر گنبد لا کر جنگ ڈالی ہے  
 سائے میں اس کے جو پہو بچا مارا گیا کو کب لہ چار ہو کر فوج افراسیاب پر دباؤ ڈالا فوج افراسیاب جو سا  
 میں گنبد کے آئی ہو اپنے ہر زمین پہو بچتا ملا زمان لاچین پر تیغ و تبر برستے ہیں لشکر میں ہمداء فرادہ  
 ہر خور و دوکلان درد مند ملک گلزار اپنے تخت پر سوار ہو کر اٹھیں آفتاب فلک سیر نے پکار کے بوجھا کیوں  
 ملک فیروز ہو گلزار نے پکار کر آزدی صاحب تم جنگ میں مصروف ہو میں بھی کچھ کام کروں آفتاب فلک  
 سیر پہلو انکو ترغیب دیتا ہوا طرف طلسم کشا کے جلا یہ بھی خوب جانتا ہے کہ جتنا طلسم کشا نہ قتل ہوگا  
 تب تک فتح ہونا لڑائی کا غیر ممکن اس واسطے بڑے بڑے پہلو انکو ساتھ لایا ہو ان سب کو یہی حکم ہو  
 گھر کر طلسم کشا کو مارو افراسیاب ایک ایک کو ہر ذرا کر گیا تمھاری محبت بڑا زکر گیا خیر خواہان دولت  
 نے ساتھ چھوڑا وہ خیر خواہان دولت کہاں گئے جو اٹھ بھر گئے اپنے دم شمشیر پر رکھتے تھے یہ وقت سب کو  
 یاد تھا اس وقت جو کہ وکاش کر گیا افراسیاب اسکا ممنون ہو گیا افراسیاب نے بھی حکم دیا کہی سو پہلو ان  
 کو ہزار ان کے ساتھ واسے علم ہاں رنگاری کے بھر ہرے کھولے لڑتے پھرتے طرف طلسم کشا کے چلے  
 افراسیاب کو یہی کہہ ہی گھر کر جبکو زیر گنبد لایا ہو جب اشارہ کرتا ہی تیر دن کی بارش ہوتی ہو لاچین و  
 بلقیس نے جان نبی لگا دی خوب کاٹ کاٹ کر پھینکا کچھ تاثیر نہیں ہوتی گلزار نقلی نے کینزدن سو کہا  
 تخت ہمارا اڑا کر براہر گنبد کے پہلو ہم ایک یسا کر نیچے کہ گز سر پر طلسم کشا کے برسن کے طلسم کشا کو جان  
 بچانا مشکل ہوگا تخت اڑا ہوا جاتا ہو اب سوخت گھسان کی لڑائی ہو رہی ہو ہر ایک کو یہ خواہش ہو کہ  
 لڑائی فتح کر من مال و اسباب لو میں طلسم کشا نے بہت کچھ جمع کیا ہوا اس سید پر جان دیتے دیتے ہیں  
 حیرت جادو مصروف اہتمام جنگ ہو اسباب سحر افراسیاب کو پہو بچائی ہو خود بھی بھر کے شعلے  
 دکھائی ہو جب افراسیاب کا ہاتھ بحر سے خالی ہو جاتا ہو حیرت جادو اشیاء سحر لا کر پہو بچائی ہو ساحر  
 سے آکر کتنی آج رنگ لڑائی کا بی رنگ ہو دیکھے کیا ہوتا ہو کہ آسمان پر اٹھا ہوا حیرت نے سہاٹھا کہ  
 دیکھا گلزار جادو تاج سر پر رکھے ہوئے دو بیٹہ ڈھلکا ہوا دو ہزار کینزدن بھر کرتی ہوئی تخت اڑا  
 ہوا براہر گنبد جاتا ہو حیرت نے پکار کر کہا بو گلزار وہاں جا کر نیا گل بھوسے گا گلزار نے پکار کر



اواز دی ہوا تم کیا جالو مقدر تھے شکستیں ہاتھ سے طلم کشا کے کھایں فتح لڑائی کی تھو سید نہ ہی من  
 ابھی جا کر قیامت برپا کر دنگی حیرت جاوے نہ کماؤ گلزار اپنے پہلو انان صفت شکن کو ترغیب اسد کو گھیریں  
 جب طلم کشا پر کوئی زوال آئیگا تب فتح جنگ کی صورت ہوگی گلزار نے کہا ہننے سب سامان کرے یہ  
 بے فتح کیے میدان کارزار سے نہ پلٹیں گے آج روز اختتام جنگ ہوئی مینے ہم جو حاضر خدمت ہوئے ہی  
 تدبیر میں کر رہے تھے شکستہ سامری و جمشید کہ سب سامان بن پڑے عین وقت پر اگر پہونچ سیکا حوصلہ کل چکا  
 بڑے بڑے شاہان جلیل نے اس میدان میں اگر کھڑے پہلوان بھی لڑے اب کیفیت ظاہر ہوگی یہ کھڑے  
 گلزار اور زیادہ بلند ہوئی آئینہ توبہ لکھ لیا ہی جب باغ میں خواجہ نے صندوق کھلوا دیا تھا آئینہ اپنے  
 ہاتھ میں لیا بدکھند و قحیمین رکھ دیا اصلی اپنے پاس رکھا ہی اس خیال میں کہ ای عمر و پنے کو تا بگندہ پہونچاؤں  
 دل سے باتیں کرتا ہوا قلب تھرا ہوا ہی ایسا ہوا فرسیاب آگاہ ہو جاوے فرسیاب بھی دور نگران ہو  
 جستجو پر گلزار کی مثال آئینہ حیران ہو گلزار نقی تخت کو اڑاتی ہوئی مشرق میں پہونچی جنوب و شمال کو  
 ملے کرتی ہوئی طرف گندہ کے جاتی ہی تمام اہمراہیان فرسیاب دیکھ رہے ہیں کہ ملکہ گلزار قریب گندہ  
 پہونچ چکی ہو اسوقت جنگ مغلو میں نہایت کھسان ہو ملا زمان فرسیاب اہمراہیان لاچین سے بڑے  
 زور و شور سے لڑ رہے ہیں لاکھوں لاشہ گر گیا اسد نامہ رکھ رکھ کاوش کر رہے ہیں گندہ سیرینہ و دیر و تلوار برس  
 رہے ہیں جو چہر بڑا ہر گز گیا کسیکا ہاتھ کٹا کسیکا سر زخمی ہوا لشکر زمین ہنگامہ برپا ہو مگر فرسیاب درختے خون  
 میں نہایا ہوا اسد کے سامنے سے تو ہٹ جاتا ہی باقی پرے پامال کر رہا ہو جس مقام پر جا پڑا ایسے غضب  
 مچ گیا آگ برسائی برق چمکائی جب وہ حربے برسنے سے بھڑکتے ہیں تو فرسیاب جادو یا سامری  
 و جمشید کا نعرہ کر کے اشارہ کرتا ہی ترقی برسنے سے جیرو تلفنگ کی زیادہ ہوتی ہو لاکھوں لاشہ بڑا ترپ  
 رہا ہو یکایک گلزار سامنے اس گندہ کے جا کر پہونچی آئینہ کمر سے نکالا آفتاب فلک سیر بھی تخت سواپی دیکھ  
 رہا ہی خوشی خوشی فرسیاب سوکتا ہوا شہنشاہ ملکہ گلزار کو آپ سے بڑی محبت ہی دیکھی ہو گندہ  
 اجاگر لشکر لاچین پر آگ برسیا ہی فرسیاب کے ٹھہر سے نکلا کہ آفتاب فلک سیر آئینہ تو اپنے  
 پاس احتیاط سے رکھا ہی آفتاب نے کہا حضور آٹھ پہر صند و قحیمین بند ہو سیکو آفتاب جھوٹے نہیں  
 دیار از کنا کیسا فرسیاب کتا ہی سے خیر خواہ دولت ہم خوب جانتے ہیں زن و شوہر کو بربادی  
 ہوشربا کا خیال ہو یکایک دیکھا گلزار کا تخت تھراتا ہوا مقابلے میں گندہ کے پہونچا ملحوظ خاطر



ناظرین رہے کہ سات درجے اس گنبد کے ہیں بارہ چودہ لاکھ ساحران درجن میں برہم آ رہے ہیں  
 وہیں سے بیٹھے بیٹھے سحر کیا کرتے ہیں گھنٹے و ناقوس بج رہے ہیں ٹھنڈے درجن میں خزانہ بھی ہو عمر وے قریب  
 آگے آئینہ نکالا گنبد کو دکھایا سب نے دیکھا ایک برق جہندہ جلی وہ حربے جوشکے تھے یعنی تیر و کمان تلوار و نیزہ  
 وغیرہ برق ان سب پر گری وہ حربے جلے گنبد پر آیا عکس سے اسلئے کہ زمین پر گرنا سے دیوار ظلم و ستم  
 منہدم ہوئی لاکھوں جادوگر بال بال ہوئے افراسیاب یہاں سے چھارے یار و ساریان زادے کو مار لیا و  
 آفتاب فلک سیر آئینہ اس ظالم نے کیونکر کیا یا تو تو تھا تھا عند و قیہ میں بند ہے آفتاب منہ بیٹھا چہرہ زرد و دہلا  
 عمر و گلیم اور ہر کر غائب ہوا اپنے نام کا نعرہ کر دیا ہلڑ ہلڑ عمر و نے آئینہ سامری و جمشید کا چمکا کے گنبد کو گریا  
 ہزاروں کے سر پٹھے لاکھوں روپیہ کمال دیا فوج کے پیراٹھے شہنشاہ لاجپن و بلقیس نے دیا و ڈالا  
 افراسیاب اسی سچ درج سے لڑ رہا ہی آفتاب فلک سیر بھی جانیازی کر رہا ہی عین گرمی جنگ ہو  
 یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ شہنشاہ کو کب ر و شہنشاہ و ملکہ بران شمشیر زن بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہیں  
 کو کب بڑے زور و شور سے سحر کرنے میں مصروف ہو کر صحرا سے گرد واری انجم آفتاب رخ چار لاکھ فوج  
 بھاگا ہوا بدحواس گرمی جنگ میں آکر پہونچا افراسیاب نے پوچھا ہے انجم آفتاب رخیر تو ہو تجھے کہا  
 مقابلہ بڑا اسنے کہا حضور میرے تعاقب میں بغیرہ حمزہ با فوج قاہرہ آتا ہو ہر مقام پر میں نے قصد کیا روکو  
 ایسے شیر ذلیل کے ساتھ میں اگر دیر سے آتش ہوا سکو بھی طر کہ میں میرے تعاقب میں پڑا ہی آئے ہیں انجم آفتاب  
 کہ رہا تھا آتا تو ہوا کہ اسنے آنے سے لڑائی بھجھ جھم کہہ دینے لگی بھاگے آیا ہی فوج تو ساتھ موجود ہو حقد سنا تھا  
 آئی تھی ترس و ناخ پھینکنے لگی زمین بھرائی ابھی انجم آفتاب زمین بھرنے پایا ہو کہ دیکھا کہ عظیم صحرا سے بلند  
 ہوئی سب سر اٹھا کر دیکھنے لگے ایک جوان دیو کے برابر قد و قامت گینڈے پر سوار تاج سر پہنار د  
 بال بڑے بڑے اڑتے ہوئے کئی ہزار سردار چار جانب سے گھرے ہوئے پشت پر فوج ساحر وغیرہ  
 بیٹھا رگا و زمین بارشیں سنبھال سکتی ایک ساحر بھی بڑے قد و قامت کا دیر سے سحر میں غوطہ مارے  
 ہوئے لشکر ساحرین جاسا ہوا ایک جانب سے آکر پہونچا جو بے آگے بڑھا ہوا ہی اُس نے نعرہ کیا  
 بندگان من ہو شیار ہو جاؤ منم خداؤ دزد مرد شاہ باختری آج دیر سے تمہاری جوش میں او قدر  
 اپنے دست حق پرست سے لڑیں گے دوسری طرف نعرہ ہوا منم کلنگ آتشخوار بائیں لاکھ فوج  
 سو شکست کھا کے بھاگا ہوا ایسا نامر و کون ہوگا سحر و ساحری میں کیسا فوج بھی پشت پر لا دیا اس نے



جواتے ہی گولے ترنج نابخ لشکر اسد نامہ پر بارے دو تین لاکھ سحران نامی مرکب گرتے یا تو گبنڈے گرتے  
 سے اس قدر فوج افراسیاب میں ہراس تھا کہ قدم بکے اٹھا چاہتے تھے اس لشکر کے آنے سے بے رحم گئے  
 بھاگتے بھاگتے پھر جم گئے سرداران اسد غازی یعنی مرغ و بہار و باغیان قدرت وغیرہ ان کو ایک  
 مہینہ کامل گذارات بھر جاتے ہیں جسدن سے افراسیاب گنبدین بطور قلعہ بند داخل ہوا ہر روز وہ  
 سرداران نامی کو قتل کر جاتا ہوا شب بھر ہنگامہ قیامت برپا رہتا ہوا یہ سب زخم دار بھی ہیں دوسرے یہ کہ  
 افراسیاب نے طلمس ہوش ربا میں چالیس برس سلطنت کی تمام تحفہ جات اسکے پاس موجود ہیں ان کو بھی صرف  
 کر رہا ہے کلنگ آتشخوار و انجم آتشبار با فوج قاہرہ آکر پہنچے اور لڑائی میں مصروف ہوئے وہاں  
 شکست کھائی تھی اب سوچے کہ سامنے افراسیاب کے جرات دکھائیں لقا کو بھی دیکھ کر گرے ہیں کہ  
 جاگتی جوت کا خداوند ہمارے سامنے موجود ہے تقدیر میں کریگا دشمن کو مٹا دے گا اپنے بندگان خاص کو  
 خداوند بجا یں گے آج ضرور کرامت خداوندی دکھائیے ایسے ایسے خیالات میں یہ بھیجا بھڑے جم کے  
 سحر کرنے لگے سب کے اگے بڑھا ہوا لشکر طلمس نور افشان کو کب بڑی جانبازی سے مقابلہ کر رہا ہوا جو  
 افسر جس طرف سے بڑھا کسی کو کوب نے مارا کسی کو مکہ ایران نے قتل کیا اختر کا مویہو مکہ مال  
 چل رہا سحر و سحر کی سحر نگاہی لشکر ہوش ربا کی تباہی جمشید بن کو کب کے اکثر بے جمشیدی  
 چل رہی ہیں ملازمان کو کب بڑے زور و شور سے مصروف جنگ بدل ہیں لشکر افراسیاب میں  
 بڑے بڑے غل ہیں لقا پر جسکی نگاہ بڑی بے اختیار ہنسکا لویا و عین وقت پر جاگتی جوت کے  
 خداوند آئے آتے ہی زندگی دشوار ہو گئی برسر کوہ عقیق بھی تقدیر کے خلاف کیا کرتے تھے اسی تقدیر  
 خلاف کین کا اہلیان طلمس ہوش ربا کو کہیں بیٹھے کاٹھا کاٹھا نر یا ملک مال چھوٹا شہنشاہ تے قلعہ بنایا تھا اس  
 کوئی نہ آسکتا تھا ساربان زادے نے مبین معلوم آفتاب فلک سیر سے ایک کینڈہ نکالیا آتے ہی چکا دیا  
 سالہا سال کی شقت خاک میں لی اب یہیں آج قدرت کیا دکھائی ہیں زبان تو یہی فرما رہی ہیں کہ کل  
 مسلمانوں کو غارت کر دو لگا اگر آج قدرت نے کسی کی اعتقادات میں فتور آجائے گا قدرت کو بھی کہیں  
 ٹھہرنے کا ٹھکانا نہ ملے گا اگر ہر وقت آبادی طلمس ہوش ربا تشریف لاتی قدرت بھی لطف اٹھاتے قدرت  
 ایسے وقت میں تشریف لائے کہ افراسیاب اپنی جان ہیزار ہو جو مقام سکونت قرار دیا تھا وہ گنبد  
 بھی باہل ہوا ہر طرف ہنگامہ گیر و دار بلند نقیبان خود پسند آوازیں دی رہی ہیں تمام سبجانی



باختری مشری حصاری جواش رطائی میں اگر شریک ہوئے ہیں خوب جگر شمشیری گرد ہی ہیں  
 ہر ایک کا یہی قول ہے آج ہوشربا میں جرات کھاؤ افراسیاب کی عکداری بھر قایم ہوو اور شاہزادہ بدیع الزمان  
 و نور الدین ہر قاسم اسد نامہ کے ساتھ مصروف شمشیری ہیں مہر و بہار بڑھ کر ترغیب دیتی ہیں کہ اس  
 شہر یا اپنے کو بڑھ کر تباہ فراسیاب پہنچائے خواجہ عمر و نے بڑا کار نمایاں کیا کہ تحفہ جات کو مٹایا اور نہ  
 میدان کارزار میں ٹھہرا و شوار تھا اس زور و شور سے سحر چل رہا ہے کہ آفتاب فلک سیر پہ بھی دریافت کر سکے  
 کہ سیری مشوقہ پر کیا اقتاد پڑی کیونکر آئینہ تبدیل ہوا یہ تو انش بدحواسی میں کیزون سے بگڑا بگڑا کہ کتاب ہوا کہ  
 صاحب ملکہ پر کیا اقتاد پڑی عمر و عیار وہاں تک کیونکر پہنچا ہے قبضہ ملکہ پر کیا کینزین کہتی ہیں و شہر یا رملو  
 نہیں ثابت ہوا کہ ساریاں زادہ کب یا ملکہ کو کیا کیا اگر ہم گاہ ہوتے یحیائی بوٹیاں کاٹ کر کھاتے تھے  
 ہماری مالک پر کیا گزری کہاں قید کیا سنتے ہیں کہ عیار مکار برہہ فروشی کرتے ہیں بڑے بڑے سلور  
 کی بہو بیٹیاں یہ لوگ نکال لاسے کوئی ان کی جھون کا داسنگیر تنو احوصلے بڑھتے جلتے ہیں عین گرمی جنگ  
 ہر خرد و کلان درد مند ہو کہ ایک گرد واپس سے ایک بائیں سے بڑے زور و شور سے اٹھی کہ دے قیام  
 کو چھپا دیا یہ بھی ملحوظ خاطر ملاحظہ فرمائیے کہ وہاں رہے کہ وہاں رہتے ہوئے افراسیاب کو گدڑے تھے نقاب ہاگ  
 پہنچا ایک شب اور گزری تھی کہ یہ دونوں گریں زور و شور سے اٹھیں کہ سب حیران ہو کر دیکھنے لگے  
 بائیں پر سے جو گرد اٹھی تھی دیکھا اٹے اگے سات سو علم نشان سات لاکھ فوج کے علم ہاے زرنگاری کے پھر شہر  
 تعریف الہی و لغت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم اگے اگے بعد سپہ سالاری شاہزادہ  
 صیقل آئینہ دار ایک جانب ملکہ نجم ماہ رخسار ایک جانب عاشق نزار صیقل ملکہ ماہ عالم افروز تخت  
 زرین پر ملکہ شیشہ مینوش قلب فوج میں نقد روح روان قاسم عالی شان شہزادہ کیرج لوجوان  
 نیرہ صاحبقران پشت کردہ بن اشقر بر سواری منزل سے لڑتے بھڑتے چلے آتے ہیں عارفین اور غبار  
 آلود خود زرین پردہ ہلے ریگ چمک رہے ہیں عیار عاقل و کا ملی شاہ اور خمیر دل رکاب عداوت و شتاب  
 بر آتھ رکھے ہوئے مثل گلہ متہ کے آراستہ ویراستہ بانہائے عیاری ذات پر درت نہایت جلال و جلال  
 شاہر ویشہ پشت پر چمکے ہوئے ایک جانب قلم زنگی و قلم زنگی و عنتر صبا و عوجان درباری سام  
 بن عوجان و میعاد عا و رشک دراز گردن یہ سب پہلو انان بے نظیر تیغی لم تھہ میں علم بعد  
 شوکت و حشم عقب میں اپنے آقا کے آاد و حربے بیکار و در کابے گھوڑوں پر سواریاں کے لڑے بھڑے



ہر منزل پر معرکے پڑے تھے خون کے لباس پہرے ہوئے چھینٹے خون کی دامن فشانے جرات شوکت  
 میں لانا تھی بڑے زور و شور سے تلوار چل رہی ہو ان سب زبھی اگر لڑائی شروع کی دوسری گرد و غم جو بلند ہوئی  
 تھی دامنے جانب سوا سواں طرف بھی سب کی نگاہ لڑی ہو افراسیاب جادو تو مثل برقی کے جھکے ہو حیرت از ح  
 کی مرتبہ عیار بھونکوا کیا کینزدون نے کہا حضور رک سے اُنکا نشان نہیں ملتا واسطے خبر کے گئی تھیں داپس  
 نہ آئیں حیرت نے کہا شاید گرفتار ہو گئیں وزیر زاد یوں نے کہا حضور وہ کسی سے پائی کی کانہیں کھتیں  
 عیار ورن سے اکثر طریق جب عمر کی عیاری کا جواب دیا مصر اہی نے ہمیشہ سدا پر دست اندازی کی کی مرتبہ  
 پکڑ لائی انجام بخیر نہ تو وہ کیا کرے یہ تو ظاہر ہو کہ پانچون عیار بچیو پنے عیار عاشق تھے کیا عجب ہو  
 گرفتار کر کے لیکے ہوں مگر وہ اپنے کو رہا کرینگی یہ لڑائی کسی طرح فتح ہو یہ ذکر تھا کہ طبل سکندر پر جو  
 پڑی نقار خانہ سلیمانی کی بھی آواز آئی پلٹ کے افراسیاب نے دیکھا جل گیا کہنے لگا میں نے سب کو مبتلا  
 نہر کیا تھا سلمانوں کو کہنے چھڑایا عقاب فلک سیر کیا کامل مکمل جادو گر تھا اسی مقام پر راک گیا  
 معلوم اُنکا نشان کہنے بتایا صاحبو میں نے تو اسکو حکم دیدیا تھا کہ زمین پر نہ آنا واسطہ سدا پر نہایہ بڑے  
 تعجب کی بات ہو ہمیں سننے کی تاب نہیں کون مفصل حال بیان کرے یہ دونوں لشکر کیونکر بچے حمزہ  
 کا اسم اعظم کیونکر چھوٹا عقاب فلک سیر بھی مار گیا مجاور قبر سامری پر بھی زوال آیا سرداروں نے  
 کہا حضور حمزہ آیا ہو تو آنے دیجیے اسکو بھی گھیر کر مارین گے بڑے بڑے بہلوان آگے بیان آگے ہیں  
 دیکھیے منہر اس گروہ پیشانی حاکم صحرا فیلان ابھی تین لاکھ فوج سے آیا ہو اسکو حکم دیجیے کہ حمزہ  
 روک لے افراسیاب نے آواز دی ای منہر اس لشکر حمزہ کو روک لے حمزہ آگے نہ بڑھنے پائے میں  
 نے سنا ہو کہ حمزہ ٹرا جری پہاڑ ہو تیرے قد و قامت کے سامنے ایک پشمہ ہو منہر اس گروہ پیشانی  
 جھوم کر جلا کر گر ان سنگ جو وہ سوسن کا ہاتھ میں تین لاکھ فوج پشت پر علمہاے سیاہ کو پھر ہر  
 کھلے ہوئے یسد خوش و خرم و ش گنارے پر لشکر کے پرے باندھے قول یہ تھا کہ لشکر حمزہ کو بڑھنے نہ دیا  
 جسے منہر اس کو دیکھا ہوش اُڑ گئے دور سے نگاہ پڑی جسے شان شوکت منہر اس گروہ پیشانی کو دیکھا جی  
 تھا یا رو جس پر یہ جا بڑے گا اسکے حرب دست سے بجا دشوار ہو اُدھر سے داراے ہند ہندو رہن  
 سعدان جانشین حمزہ صاحبقران فیل میمونہ مبارک پیر سوار لولاکھ ہندی پشت پر کیسے کیسے شیر  
 و جوانان ماہر خسار نہایت و صفا رہتے چمکاتے ہوئے عقب میں اپنے آقا کے چلے آتے ہیں یکایک



لشکر میں غریب باندہ ہوا ہنگامہ عظیم برپا ہوا لندھو نے سر اٹھا کر ایک خوک پیکر کو دیکھا کہ گزر گران سنگ کو  
 میں نے گزرنی کرتا پتھر تار جب گزر کو جنبش دی چار چار کے دس دس کے سر بھٹ گئے کوئی گزر کا بار نہیں اٹھا سکتا  
 اور یہ مفرور کھڑا ہوا لنگار رہا اور خورید و لشکر اسلام بڑھنے نہ پائے اس فوج کا کوئی سردار میرے ہاتھ سے نہ بچ گیا  
 ایک پلٹن ایک سالے کو اسے بھگایا ہزار ہا لاش اس مقام پر گر گیا منہ اس گھرہ پیشانی بدعت کرتا ہوا تار لندھو  
 کو شاق ہوا فیصل میمونہ کو بڑھایا دوسرے نعرہ کیا نعرہ لندھو جزیرہ ہاسے دیار اگر فتنہ تابندہ ستان ماگر نام  
 نمیدانی منہ لندھو بن سعدان + او منہ اس گھرہ پیشانی کیا غریب ہاتھ اٹھا تاہو ہسے مقابلہ کر منہ اس  
 کو جو لندھو نے ٹوکا یہ مفرور پلٹ بڑا لندھو نے بھی فیصل بڑھایا اسکا گینڈا بڑھا سپرین لڑیں گلہاے  
 سپرین شلبازی شمر انشان منہ اس نے خبردار خبردار مگر گزردو دوستی برسر لندھو رہا لندھو زور گزرنی  
 و مردی کو برائے حفاظت سر اٹھا دیا گزرنی زور فز و ترقی عثمان چنان خاستہ بکہ بگذشت زمین قیامت  
 دل زمین شق ہوا لندھو بن سعدان تنق گردین چھپ گئے دوسرے صاحبقران نے یہ معرکہ دیکھا  
 کیجے برہاتھ رکھ لیا فرمایا برو دگار میرے جانشین کو بچانا الیا اس ہندی عیار و ڈرا کہ اپنے آقا کی خبر لو  
 اور یہاں منہ اس نے گینڈے کو پیچھے ہٹا آواز دی زوم و پست کرم جانشین حمزہ کا کام تمام کیا میدان  
 کا زار میں نام کیا منہ منہ اس گھرہ پیشانی الیا اس ہندی بیتاب ہو گیا دوڑ کر دل گردین گھسا دیکھا  
 لندھو دل گردین غفی میں کردیان زہ کی ٹوٹیں ہاتھی جھوم رہا ہوصاف ظاہر ہو کہ صدر نہ کامل ہو چکا مگر  
 لندھو کے ہاتھ اسید طرح قائم ہیں ستون فقر حرات با بندہ طریقہ شوکت ہمت میں فرق نہیں کیا گرا نکھیں بند  
 الیا اس نے دوڑ کر چھینٹا پانی کا دیا لندھو نے آنکھ کھولی الیا اس نے کہا ای آقاے نامدار مولاے قدر شناس و شناساد  
 فلک ساس ہو شیار ہو جیے حریم طاف گران کرتا ہوا آپ کے واسطے آپ کے اقامت یہاں رہیں جب یتیم جھینٹے پانی کے  
 الیا اس نے منہ پر لندھو بن سعدان کے لگائے تباہ اس نہنگ بحر حرات آنکھ کھولی الیا اس ہندی نے دیکھا آنکھیں  
 لندھو کی سرخ اور ہی ہیں بوجھا آقا خبر تو یہ لندھو نے کہا احمد لندھو کہ فیصل کو بڑھایا آواز دی او منہ اس  
 گھرہ پیشانی فرد تو ضربے زدی ضرب میں نوش کن + ہمشادی از دل فراموش کن + صاحبقران نے  
 جو دوسرے دیکھا آج ہمارے جانشین کو بڑھا صدر مہر گزردو دوستی ایگر بڑھے اس نے آواز دی و داوے  
 مروت شتر ہو لندھو نے ایسا صدر اٹھایا تھا کچھ جواب نہ دیا گزردو دوستی مری بڑھایا دو دوستی منہ اس کو  
 مار دیا منہ اس نے گزرنی کو اٹھایا چار طرف سے سپاہیوں نے آواز دی یا خداوند تقدیر کچھ پائے بندے



ہاتھ سے دشمن کے بجائے لقا حیران دیکھ رہا ہو کچھ متفق سے نہیں کتا تمام اہالیان لشکر مشعل تصویر  
حیران گزرا کر بڑا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا گرداڑی لندھوڑنے ہاتھی کو ہٹا کر فرمایا دیکھو تو اس خود دوسرے کیا  
گدڑی عیاران نقادل گردین کھسٹے بڑے ہاتھوں سے ٹوٹنے کے جب نشان نہ ملا جھاگل سے نکال کر پانی گرد دھینکا  
گرد دھیںکیا بغور ملاحظہ کیا گرد لندھوڑ کا پڑا منہ اس کا ہاتھ کا پنا گرد چھوٹا دھون گرد سر ہر گئے سر گردن  
گردن سینے میں تمام جسم گینڈے میں گینڈہ و سوار اتحاد قلبی رکھتے تھے آپس میں ایک ہو گئے اہالیان فوج  
منہ اس نے گریبان بھاڑ ڈالے فوج لندھوڑ پر جا پڑے ہندیاں جنگ آزمائش جنگ بد رنگ  
ایک ایک درائے جرات کا ننگ عادل شیر دل و فاضل شیر دل پہلوان اورنگ پہلوان گوزنگ  
و گو جہ ملک دھننی و فرخ شاہ دولت آبادی تلوارین کھینچ کر لشکر منہ اس گرد پیشانی پر  
جا پڑے دونوں لشکر مل گئے تلوارین چلنے لگے جو انان ہندوستان لڑے بھڑے بلوے کی لڑائی کے  
آشناد بھڑے ان سب نے لشکر منہ اس میں کھلبلی ڈال دی علم فوج کو بھی قلم کیا افراسیاب  
نے بڑھکر آواز دی سالوس گردن سوار کو بھی اشارہ کر دیا لشکر لندھوڑ کو مارے ساحر دوڑے  
یہ کنارے پر لڑ رہا تھا جیسے ہی جا کر ساحر وں نے کہا سالوس مثل لڑے کے گڑ گڑایا کہا میرے بھائی  
منہ اس کو کئے مارا میرے سامنے قتل کرتا مثل کر یا اس گمنہ چیر کر پھینک دینا چٹھاڑتا ہو بڑھا لوگوں  
بڑھکر غصہ کی آپ زیادہ غصہ کیجیے بڑھکر خون کا بدلہ لیجیے سالوس گردن سوار لاف و گزاف کرتا  
ہو لندھوڑ کے ہاتھی کے قریب پہنچا لاکار کہ او ہندوئی کہاں جاتا ہو تو نے اس جوان کو مارا کہ جس جوان  
کا مشرق و مغرب میں مثل نہ تھا مگر تیری قضا میرے ہاتھ سے ہو یہ کھل گزرا مارا لندھوڑ بن سعدان نے  
گرد پر رو کا خیردار کھل کر اپر بھی دو دتی گزرا مار دیا یہ بھی بڑھٹھا ہو کر رہ گیا دوسرے پہلو سو فرہ ہوا انم  
مالک ازور صاحب نیزہ دوسرے غلام نبی و جا کر حیدر شیر بیشہ عربستان ملازم میر حمزہ صاحب قرآن  
مالک نے آکر دیکھا کہ لندھوڑ بن سعدان نے تجھ کو گرد دیا ہندیوں نے تمام میدان لا شون سے  
بھڑ دیا ہندیوں کی شبیہ زنی و ریائے خون میں غوطے مارے ہوئے قرویان ہاتھ میں نیچے ہلائی  
چمکاتے ہوئے سب جوان نازک مزاج تیغ زلون کے سر کے تاج جھوم جھوم کر لڑ رہے ہیں مالک بگیا  
ابھی ہزار نیزہ داران عرب کو ترغیب دیکر آج افراسیاب پر جا پڑا اب دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں  
کہ آمد مسلمانان کا تابندہ ہو گیا افراسیاب کی طرف بھی پہلوانوں کی آمد ہو رہی ہے جو پہلوان



ہیا لاکھ دو لاکھ کی جمعیت سے پہونچا کسی پہلوان کو افراسیاب نے فوج ہندوستان پر اشارہ کر دیا کہ ان کو  
 مار لو مالک بھی دریائے فوج میں غوطہ زن ہوا کہ تیسری گروڑی رینگنے دیکھا سردار قدیم امیر خاقان ابن  
 الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین ساٹھ ہزار جوانان چین ہمراہ رکاب تلوار میں چھپنے ہوئے اٹھے جو  
 دیکھا کہ مالک ولندہ دھوڑا کرتے ہی مصروف جنگ ہوئے میدان کا زار کو جوانوں نے بلایا خون کا دیا اس وقت  
 ریگستان میں بھاڑا گر یہ بہرام نے دیکھا کہ چار پانچ منزل کے گردے میں وہ حجرہ ہے جو احاطہ افراسیاب  
 نے بنایا تھا گنبد کے گردے سے وہ احاطہ تو پامال ہوا اب وہ سب صحرا مقام جنگ بدل ہو اس قلم میں  
 ملک الموت کا محل ہو نفیسوں نے بڑھ کر وہ اشعار عبرت آمیز پڑھے جن سے جوانوں کے دل بھر گئے ہر خندہ افراسیاب  
 ہشتا جلا آتا جن میں مقام پر گنبد گر تھا وہاں سے پانچ کوس اٹھ آیا ہر گردہ دھلی آتی اور کس کا یہی قول ہو بارو  
 یہ لڑائی باؤگا سب کو آب کہ وہاں دشمن سرسبز کیا ہو مر حلا جاٹ طلسمی شکست ہوئے بھاگنے کے بند و بست  
 ہوئے کیسے آج کیفیت پڑے ہمارا بیان تلسم کشا خوب پڑے افراسیاب نے کئی مرتبہ بھار کے  
 کہا اسے عیاذ بخون کا تہ نہیں معلوم ہوتا جلد جا کر بیشیہ مردار خواران میں خیر مرد شاہو حرامی ہوتا  
 دبر دست ہو اس بھیمانے اکثر سی لکھا کہ طلسم کشا کا ایراسنا کرادیجیے میں جیر بھار کرکھنا جاؤں گا اس  
 سے جا کر کہو کہ شہنشاہ نے فرمایا میں نے جھکو جاگیر و منصب یا قبیلہ سردار خواران کا افسر کیا بھی کوئی تکلیف  
 نہیں دی کسی جنگ میں جھکو نہیں بھیجا بہتر یہ ہوا سوقت اگر شریک ہو ملک حیرت جادو بھی لڑائی میں  
 مصروف ہو اسنے بڑھ کر جواب دیا شہنشاہ عیاذ بھیمان دو دن سے غائب ہیں شاید قید ہو لیکن کسی اور  
 بھیجے ایک جادوگر سیاوش کرگدن سوار سامنے کھڑا رہا تھا حیرت نے کہا بیشیہ مردار خواران  
 میں جا کر شاہو حرامی کو اپنے ساتھ لایہ سا کر گنڈا پھیر کر صف سے نکلا جو حیرت نے نشان دیا تھا اس  
 پتے پر پہونچا دیکھا ایک محراب ریگستان جنگل ملک کہ انسان کا گنڈر دشتوار یا کمان کو دیکھا کہ بیج جنگل میں بھاڑا  
 مثل نیل مست نمر مارو رہا سیاوش بھرا لیا لوگوں نے پوچھا شاہو مردار خوار کمان ہو لوگوں نے  
 کہا اسے شخص دیکھتا نہیں بیج جنگل میں مثل دیوست بیٹھا مجھوم رہا ہے اسکی جرأت نے اسے  
 بند کر دیا تاجر بھی اس طرف نہیں آتے بڑے بڑے قافلے لوٹ لے شاہو مردار خوار حرامی  
 اسکا لقب ہو بڑا پہلوان ہے ادب ہو سیاوش دڑتا ہوا سامنے پہونچا دیکھا سامنے اسکے  
 گنڈے ہاتھی مرے ہوئے بڑے ہیں انھیں کا گوشت بھون بھون کر کھا رہا ہے کلک کلک جنگل قریب ہی



کوئی ہاتھی کلاکے جنگل سے نکلا اسے یہیں سے بیٹھے بیٹھے ہاتھ پیرھایا ہاتھی کو کھینچ لایا جیر بھاڑ کر کہ بھونکا  
 بھاگیا سیاوش نے بیگام افراسیاب کا کہا اس مردار خوار نے ایک چنچ ماری کہ تمام صحرانہ گھرا گیا ملازم اس  
 جو چار لاکھ جوان اسی طرح کے بھیجا نام و نکر ام جمع ہو گئے ہیں دوڑے ہوئے آئے پوچھا ادا فرمایا ہوا اب  
 نے کیوں نفر کیا اس مردار خوار نے کہا تم نے مٹا افراسیاب نے ہمویرا سے مدد طلب کیا ہے یہ کام ہم سے  
 نہو سیکھا افراسیاب کو اگر ہمارے لڑوانے کی غرض ہو طلمس کشا کو بیان لیکر آئے ہم اس کام کے نہیں کہ  
 کہیں جاوین جو ہا لقب ہو اس حریت کی یہ خواہش ہو کہ جگہ کھا میں اسکی خیر خواہی نہ کریں دشمن اسکا  
 اگر ہمارے سامنے آجاء تو البتہ تباہی کریں ہم سن چکے کہ شہنشاہ کا ملک مال تباہ ہوا ہمارا کوئی کیا کر سکیگا  
 تمام اقلیم میں طلمس کشا اپنی علمداری کرے گا جب ہمارے بیٹے میں آئے گا ہم اسکو بھی جیر بھاڑ کر کھا جائیے  
 آپ ہی سب سلمان بھاگ جائیے ایسی بے اعتدالی کی باتیں اس بھیانک نے کیں کہ یہ جوان بلیٹ  
 جا کر افراسیاب سے خبر کروں وہاں میدان کارزار میں معرکہ یہ ہوا بعد اتنے بہرام کے سردار و کاتب  
 بندھا کر تیت پیر گردان و نمان بن مندر و منظر شاہی مٹی و عامر شاہ روداری و  
 ذوالیدین و طوق تیران گرد و دایو المجمع گردید و دون بھائی علمدار لشکر اسلام علم اژدہا بیکر کی  
 پھڑ پھڑ میں دلی ہوئی جہان ہوا جلی شکیون میں ہوا جعفری اس پیکر بھان سے ایسا جعفران یا جعفر  
 کی آواز آتی ہو غنائے کی صدا سے زمین تھراتی ہو اس کے بعد شاہان ہفت ملک بڑے زور و شور سے آئے  
 شاہان قلعہ جات فضل گردنیستانی و حمید نیستانی و خسرو طلب بھری و عبد الجبار علی  
 و عبد القہار علی و شاہان قلعہ پنج مغرب شقال شاہ مغربی و قارن قار مغربی یہ سب  
 جوانان شیراز مادہ حرب پر کاشیر دلی شیر سوار تھے کہ و فر سے آکر پہونچے میدان جنگ میں جو دیکھا  
 کہ تلوار چلی رہی ہے بھی شریک ہوئے تلوار کھینچ کر خوف لڑنے لگے اور گرد و عظیم اٹھی محمود جہا سنور و شہنشاہ تیران  
 مع جوانان طرطوسیہ بڑے زور و شور سے آکر گئے انچشم اسکا رستم سر زمین مغرب فرزند زعاد مغربی باپ  
 اسکا لال زمین تلخ کل فوج مغرب ہمراہ ہوا رستمان مغرب کے بیٹے کا شیر صا جعفران کا پسر  
 خواندہ جری دلیر آئے ہی لڑائی میں شرف ہوا ان سرداران نامی کے پہونچے کہ بعد قزندان جعفران  
 کی آمد ہوئی زمین تھرائی شاہزادہ اسفندیار شاہ گیلانی کے نفر کے آواز آئی ایک جانب  
 سے صفد و صفد شکن شاہزادہ شیرا قسن بارہ ہزار جوانان سے آکر لڑائی میں مصروف ہو



طلمس ہوش با جلد ہفت

افراسیاب ایک بلندی پر کھڑا ہوا معاملہ حیرت افزا دیکھ رہا کہ کس منز سے مجھے ہوتے مزاران <sup>تسکین</sup> و فرزندان صاحبقران و سرداران نوجوان اگر ہوئے ایک جانب دیکھا علمائے بلند بھرے کھلے ہوئے جوانان شیر اندام شمشیر زنان خوش انجام بڑے ہوتے چلتے ہیں ایک جوان آفتاب جمال رستم سیدان کارزار سہا جہشت انگیز و دار خزان چلا آتا ہوا ہمت دکھاتا ہوا اس جوان نے بڑھکے کہا کیا تم رستم بلیق و سلیمان کشندہ گیتیان فرنگی برہمن تخت تاج مرزوق شاہ فرزند صاحبقران علمشاہ نوجوان ایک جانب جا کر یہ بھی لڑتے آفراسیاب دیکھ رہا کہ تین پہر میں یہ جوانان ہفت تسکین کر ہوئے ہیں آتے ہی زمین ہلا دی اپنے سینے کو سان نیزے سے ملا دیا جاتے ہیں رو بھر کر مرین سرخ رو ہو کر پڑے دنیا سے اٹھیں کیا ایک آواز طوقا بلند ہوئی کئی ہزار چوہداروں نے بڑھکے آوازیں لگائیں آفتاب آسمان عربستان زلزلہ قات ثانی سلیمان تشریف لاتے ہیں ای جوانان ہفت تسکین اے یلان تیغزن ہو شیار کہ صاحبقران زمان کی سواری قریب ابھی سب دیکھنے لگے بلبل سکندری پر چوب بڑی نقار خانہ سلیمانی بجا خواجہ عمرو نے جواب آقا کو آتے ہوئے دیکھا گند کوٹا کے ایک گوشے میں مصروف جنگ و جدل تھے کچھ میانیان کا تھوڑے پھرتے تھے اپنے آقا کی جوائے دیکھی جیسے عاشق واسطے معشوق کے بقیار ہو کر دوڑتا ہی عمر و فور اصف سے نکلیں چالاک و برقی و چالان سوز و غم کو ہوا لیکر طرف صاحبقران کے چلا آئے تھے جواہرین عمر و شعبان خنجر گذار و گلاب و عراقی و گلاب و عراقی و ہمت ترنگ خطائی اور ابو الفتح صفائی و عمران خطائی وغیرہ لڑتے پھرتے چلتے تھے جواہر نے اپنے والد نامہ کو جوائے ہوئے دیکھا پیرے باندھ کر سلام کیا عیاروں نے حقہ بے آتش بازی داغے سلنگیں لگائیں گرد پھرتے دعائیں دیتے تھے عمرو نے بھی ایک ایک کو گلے سے لگایا فریادی فرزند و اماں اللہ بڑے کام کے کوہ عقین پر غنیمت کے ارج آفتاب قیامت کا دن ہوا اپنے آقا کا ساتھ چھوڑا و انتظام سے غافل ہو جواہر نے بڑھکے عرض کی حضور کے قصد سے سب تہ بہرین کر لی ہیں یہ ذکر تھا کہ صاحبقران اشہر دیوزاد کو اڑاتے ہوئے تخت شہزادہ سعد بن قیاد و الانتراد بہ فریدی و بی حشمت جمشیدی گرد تا جداران بلبل خود مردان عالم کے کفیل جیسے ہی میدان جنگ گاہ میں ہوئے تخت کو خالی کیا پشت مرکب خنک سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے سات سوار جداران بلبل گرد آئے صاحبقران کو آکر جملہ سرداروں نے گھیرا صاحبقران فرار ہے ہیں جواہرین عمر کو بلاویہ جنگ مغلو کیسی ہے بڑھکر



ہر کارون نے عرض کی اے شہر یا را اسد نامہ ار سے چار شبانہ روز برابر گزرے ہیں کہ ایک رسی  
 جنگ ہو رہی ہے نامہ وقدم نہیں ہٹاتے خوبے رو شہر سے تلوار چل رہی ہے حضور ملاحظہ فرمائیں کہ دوڑک  
 فوجیں ہیں خدا اسد نامہ ار کو فتحیاب کرے یہ لشکر صا جہقران زبان فرشتہ کو بڑھایا کہ سانس سے بونڈا  
 گرد کا اٹھا دیکھا مہر سپہ عیاری و قطب فلک خنجر گزاری باس شاطری جارتے ہوئے گرد تمام عیار ایک  
 طرف برق فرنی و مہتر قران و جانسوز بن قران و صرغام تیر دل و مہتر چالاک بن عمرو  
 خواجہ کے ساتھ ساتھ امیر با تو قیر نے اپنے یار و فادار کو جو بعد عہدہ دراز دیکھا دریا سے خون میں بنایا  
 او اس عالم یا سن قتان و خیزان بکار کر آواز دی فرم از گجا میر سی اے ہر ہر فرخندہ قدم + باو قران  
 حلقہ مرغان ارم خواجہ تمہارے دیکھنے کو ترس گئے اگر ہمارے سینے سے لپٹ جاؤ عمر میر کہتا ہوا  
 اے آقا سے عمرو اسے قدر دان عمرو خدا تم کو سلامت و باکراست رکھے آج کیا روز سعید بلکہ بہتر  
 اندر روز عید ہے کہ میں نے آفتاب جلال کی زیارت کی صا جہقران پشت اشقر سے کودے عمر و  
 چاہا قدموں کو نو سہ دے صا جہقران نے سر اٹھا کر سینے سے لگایا عاشق و معشوق خوب لپٹ کر  
 روئے کہ ملازماں جاننا زے اگر خبر دی حضور لڑتے ہوئے قریب ہشتہ مردار خواران آگئے ہر کارون نے  
 افراسیاب کو خبر دی تھی کہ شاہو مردار خوار جمع کیا ہے میں اپنے مقام سے نہ اٹھو لگا ہائے بیٹھے  
 جو کچھ بیٹھے جاؤں ہماری قوم میں کیا احسان نہیں مانتے ہیں دشمن کو حق جانتے ہیں خود اٹھ کر قتل  
 کرنے جائیں شکار خود بیٹھے میں ہمارے اگجائیگا آپ ہٹتے ہوئے یہاں تک چلے آئے افراسیاب نے  
 بندی سے دیکھا حقیقت میں ملازم ہمارے ہٹتے ہوئے قریب صحرا سے مردار خواران آگئے سر اٹھا کر دیکھا  
 شاہو مردار خوار حرامی بیچ جنگل میں بیٹھا ہو شراب پی رہا ہو تمام قبیلہ جمع ہیں تین لاکھ مردار خوار  
 گرد آسکے بیٹھے ہوئے لاف و تکبر کر رہے ہیں کہتے ہیں اے افسر مردار خواران کی فیض تاجداران جو  
 آپ فرمائینگے وہ ہم سب بجا لائینگے افراسیاب نے چلا کر آواز دی اے شاہو حرامی مردان ہو شراب  
 کی بدنامی ہوتی ہے ظلم کشا لڑتا ہو اترے جنگل کے قریب آگیا اب تجھے اٹھنے میں کیا تامل ہے  
 شتے ہی وہ ملعون اپنے مقام سے اٹھانے خواہیدہ بیدار ہو کر کئی ہزار میں کی جو بدست دست خن میں  
 اٹھائی جن جنماری سب نے دیکھا کہ اس بیچانے جو بدست کو گردش دی جس کینکو ہوا لگ گئی اسکا  
 پھٹ گیا پیش لاکھ مردار خوارون کو ساتھ لیکر لڑتا ہوا چلا اس روز و شہر سے لشکر صا جہقران پر



اگر گزرتین لاکھ کا بلوہ بڑے بڑے قد کے جوان حربے ہاتھوں میں بے پناہ جوان خلعت دار بھی ہیں اگر کسیکو  
 پٹ گئے تو چیر بھاڑ کے پھینک دیا حربے بڑے بڑے بعضوں نے ہاتھ میں حربے آسنی بعضوں نے ہاتھ میں صحرائی  
 چوبستین تلواریں بڑی بڑی گز گران بگ نیز سبز پیدل بلوہ کر کے آپڑے جس مقام پر فوج عراق و  
 اصفہان کو مندریل اصفہانی و شہنشاہ عراقی و شہر یار عراقی کھڑے ہوئے لڑا ہے تھے  
 کہ ایک جوان دیو خصال جو بدست آسنی سے لڑتا ہوا فوج عراق و اصفہان کو پامال کر رہا ہو کوئی اسکے منظر  
 نہیں چڑھ سکتا مندریل اصفہانی بڑے دعویٰ کا جوان تھا جا کر لڑا زخمی ہوا بھائیوں نے مندریل کو ہزار  
 پر ڈال لیا لیکر پیچھے ہٹے مردار خوار بڑے لندھور بن سعدان مالک کو ترغیب دیکر فوج پر مردار خوار زخمی  
 جا پڑا تلوار چلنے لگی ابالیان ہندوستان تلوار کے دھنی ایک ایک کو دعویٰ صاف شکنی بڑے بڑے شجر باغ  
 بغض و حسد تیر شیر سے کاٹ کر ڈال دیے بڑے بڑے قد کے جوان پامال ہوئے یہ لڑ بھڑ کر نہال ہوئے  
 صبا ہوا سے محبت میں ان جوانان سرودہ کے انکھیاں بھی جال چلی ہی ایسی غنچوں نے صفت میں ان جوانان  
 جانیاز کی زبان کھولی گلوں کے چہرے خوشی سے سرخ ہیں مگر شاہور مردار خوار کسیکو نہیں مانتا اسی طرح  
 لڑتا ہوا جاتا ہی دور سے نگاہ بڑی بہرام کی کہ مندریل اصفہانی اس مردار خوار کے ہاتھ سے انتہا کا  
 زخمی ہوا ہزار باعاقی مار گئے عراقیوں کی تر کی تمام تھی بد لگسیان بھولے خیال میں تھا طارے  
 بھر کے نکل جائیں مردار خواروں نے بلوہ کیا ہوا ابالیان اصفہان کو گھیر لیا بہرام نعرہ کر کے جا پڑا  
 لکارا و نامر کوئی زخمی کا بچھا کرتا ہی شاہور مردار خوار نے دیکھا کہ ایک جوان جینی بطور نکتہ جینی بد دعویٰ  
 خود بینی لکارتا ہوا آتا ہی شاہور پٹ پڑا بہرام نے آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا شاہور مردار خوار نے  
 داستانار دیا تینہ بہرام کا ٹوٹا پٹے یہی شکست تھی شاہور نے جنگل راہ یہی غول صحرائی ناخن بڑھے  
 ہوئے ضرب ناخن سے گوشت پوست نگار ہوا ناخن اس جیحا کا جا کر استخوان پر ٹھہرا ہونہ صدمہ  
 پہونچا کر میں بہرام کی ہاتھ ڈاکڑا ٹھٹھا لیا چرخ دیتا ہوا لہجہ اب لشکر میں غلو ہوا کہ بہرام کو شاہور مردار  
 خوار حرامی نے گرفتار کر لیا تمام جینیوں نے بلوہ کیا جاتے تھے اپنے افسر کو چھین لین ہر چند  
 بلوہ کر کے جاتے تھے مردار خواروں کے ہاتھوں سے شکست کھاتے تھے ہزار جینیوں نے اپنی  
 جان دی اپنے آقا کو رہا کر اسکے کئی پہلوان صاحب زور و طاقت اسکے سامنے پہونچے جیسے حربہ آسنی  
 مارا کسیکا سر بھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی ضرب دست سے اس مردار خوار کی پامال ہوا صد پہلوانان



قتل ہوئے جملہ مردار خوار بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں قضاے کار قاتل گمان عربستان زلزلہ توان  
 ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران جس مقام پر لڑ رہے تھے شعبان خنجر گذار نے بڑھ کر خبر دی اور آقا زادار  
 اسے مولائے قدر شناس افراسیاب لڑتا ہوا بیشہ مردار خواران میں آگیا غلام بھی اس مطلب کو سمجھ  
 گئے بہرام کو افسر مردار خواران نے گرفتار کیا عراتی و اصفہانی بہت سے قتل ہوئے پہلو نون نے  
 جان دی یہ سسک میر باوقیر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا پتھر سہرا بیل کے قبضہ پر تھم رکھا واقعہ اسے  
 ماضی ن لاتکین ہو کر نیچے سہرا بیل صاحبقران کو راہ بردہ قافندین ملا تھا یعنی سہرا بیل خواب میں آکر یہ کہا  
 کہ اسے شہر یار عالم شباب میں مین نے یہ تیغہ آراستہ کیا تھا شہر ہر ہر کہ باب کو زیر کیا زندگی زوفا نکی دھو  
 میں دشمنوں نے چکھو میرے باب کے ہاتھ سے قتل کر دیا یہ تیغہ بردہ قافندین حضور کے کام آگیا گدلیو کشی  
 ایسا تیغہ برق شمال چاہیے اسوقت جو صاحبقران نے سنا کہ اس بیٹے کے جوان بڑے قدر دارین  
 اس سبب سے تیغہ شہرا بیل کو کھینچا لڑتے ہوئے چلے نقیبان خوش آوازیہ اشعار عبرت

|                            |                            |                          |
|----------------------------|----------------------------|--------------------------|
| اشعار پڑھ رہے ہیں نظم      | پایم اندیشہ از میان برداشت | غم و محنت بروزگار گذاشت  |
| چون قلم فکر من بہ صفحہ دہر | نکتہ چند یادگار گذاشت      | مے معنی ز فکر در حشم کرو |
| بہر درد و سحر خار گذاشت    | دل ناشوب زین جہان بگریخت   | وارغ بروے اعتبار گذاشت   |
| چشم گریان من مرا ہر دم     | خلف تازہ در کنار گذاشت     | زرد و درمی و وارغ مجوری  |
| دینا بر کفم نگار گذاشت     | آتش یاس روزگار مرا         | وارغ بر سینہ نگار گذاشت  |
| اسے درینا کہ دست برد اجل   | روح من ہر سہرا گذاشت       | ابر باران بزعم باد خزان  |
| حسرت کردین بہار گذاشت      | یاس آخر بکام دل نشست       | شب امید را بروز شکست     |

اسطرح کے اشعار نقبائے بلند آواز لہند سوز و گداز پڑھ رہے ہیں مردان عالم پر عترت طاری عالم ببقاری  
 چاہتے ہیں لڑ بھڑ کر مچائیں صفحہ دوسرے پر نام باقی رہے صاحبقران نے دوسرے ملاحظہ کیا کہ وہ عفت خون  
 شا ہور مردار خوار سچ تین لاکھ فوج کے لڑ بھڑ کر صفوں کو درہم و برہم کر رہا ہی عراتی و اصفہانیوں میں  
 قیامت برپا ہے کہ صد ہا پہلوان مارے گئے دعوی داران خون کو یہی منظور ہے کہ اپنے بزرگوں کے  
 خون کا بدلہ لیں مگر مردار خواروں پر نیچہ قابض نہیں ہوتا صاحبقران نے پہلو سے نعرہ کیا اور بیا  
 مردان عالم کے ساتھ مکر کرنا ہی بہرام وہ جوان ہے اسکا نیب شمشیر بہرام فلک کا پتہ ہی چھوڑ دے



دیکھ وہ زخمی ہو کر بیہوش ہو گیا یہ کیا شیوہ نامردی ہے یہ نعرہ کر کے نیچے شہر ایل کے قصبے پر ہاتھ ڈالا  
 فوج مردار خواران پر جا کرے بادشاہ حجاہ بھی اسی مقام پر پہنچے خوب تلوار چلی اُس نے حیا نے بہانہ کر کے چھوڑا  
 یہی چاہتا ہے کہ لڑ پھڑ کر سمجھوں سے نکل جاؤں صاحبقران جو اگر کرے جس مردار خوار سے مار کیا صاحبقران  
 نے روک کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کئی سومردار خوار لڑکے کئی ہزار صاحبقران نادر پر آ کر گئے  
 اُس مقام پر تلوار چلنے لگی تمام صحرالالہ زار نیکیا صاحبقران جم کر اُس مقام پر لڑے نیچے شہر ایل چلے  
 لطف سے چلا جب امیر باتو قیر نے کئی نعرے کیے اب شاہنوردار خوار پلٹ پڑا بہرام کو جو رخ دیکر  
 زمین پر مارا اسکے ملازموں نے بہرام کو اٹھایا صاحبقران گھوڑے کو ٹھکڑا کر قریب شاہنوردار  
 مردار خوار پہنچے شاہنوردار نے وہی چوبدست چرخ دیکر سر پر صاحبقران کے لگائی امیر کو خوف  
 ہوا ایسا نومیر امر کب بنیظیر مارا جائے گھوڑے سے کود پڑے شاہنوردار مردار خوار حرامی نے  
 سائے میں چوبدست کے لیا صاحبقران نے بیخ میں ہاتھ مارا چوبدست کئی شاہنوردار بھی غصے  
 میں کود پڑے پیدل پا کر صاحبقران کو پلٹ گیا امیر سے کشتی ہونے لگی تمام ملازمان صاحبقران  
 ساکنان بیشہ آدم خواران اُس مقام پر آ کر مصروف جنگ ہوئے دور سے لندھو بن سیدان  
 دیکھا اومر سے نگاہ پڑی شاہزادہ انجم گر وہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزما  
 گر د لشکر شکن نور الدہر بن بدیع الزمان یہ دونوں باپ بیٹے لڑتے ہوئے اُس مقام پر آئے کہ  
 امیر و شاہنوردار سے کشتی ہو رہی ہے دور وہ صفین جمی ہوئی گھسان کی تلوار چلی رہی ہو یہ دونوں  
 شیر بھی لڑائی میں مصروف ہوئے یہی چاہتے ہیں کہ صاحبقران کو بجائیں فوج مردار خواران کو شاید  
 مگر امیر باتو قیر لڑتے لڑتے شاہنوردار خوار کو لے دوڑے مردار خواروں نے بھی نہما کا بلوہ کیا بھاگتے  
 ہیں اپنے افسر کو بجائیں صاحبقران کے ایک طرف نور الدہر ایک طرف بدیع الزمان  
 جس مردار خوار نے قصد کیا کہ صاحبقران پر ہاتھ ماروں نور الدہر نے سینہ سپر کر دیا کبھی بدیع الزما  
 آگے بڑھ گئے اس طرح صاحبقران کو بجائے ہیں صاحبقران سر اٹھا رہے قدم ریل کرے شاہنوردار  
 مردار خوار کو لائے ہر مقام پر چاہتا ہے کہ زمین میں ہاتھوں گاڑ دوں صاحبقران جب کہ  
 مارے تھیں طبقہ زمین کا اسکے ہاتھوں کے نیچے سے نکل جاتا ہو وہ برا وقت ہے کہ زمین بھی ہاتھوں  
 سے نکلی جاتی ہے طلح کی برکت کی تباہی دکھاتی ہے سوار عرصہ کی تازی اسد بن کرب غازی کا



خدا نگہبان محافظ ہو جب کوئی پہلوان یا سا حرا یا پہلے انہیں کو گھیر کر خود دکان کا یہی قصد ہو کہ اسلہ مار کر  
گھیر کر مار لیں یا فراسیاب بھی غل مچا رہا ہو کہ جو طلمس کشا کو قتل کر لگا سیر کی زر و جواہر سے بھر دو لگا اس زر و  
ساحر و غیرہ ساحر جان دے دیتے ہیں اسلہ مار ایک طور سے لڑ رہا ہو دور سے جو دیکھا کہ فوج کا جہد علی تنگ  
پر بلوچ ہو پلٹ کر فرمایا اسے یار و دیکھو تو فرغام کہاں ہو ملازم ڈھونڈ کر فرغام کو لائے فرغام نے آ کر  
خبر دی کہ لے شہر یار آپ کے نانا جان مع جملہ پہلوانان عالی شان کو وہ عقیق سے یہاں تک بڑے ہوئے  
اسے ہر منزل و ہر مقام پر تلوار چلی کسی منزل پر راحت نہیں ملی یہاں ایک بیشیہ مرد اور خان شہر ہو وقت  
مردان خواران کا انفسہ شاہور مردان خوار اتھا کا زبردست باوہ کبر و نخوت سے مست اس شریک سے لڑا  
کہ بہت سے عراقی و عجمی اس کے ہاتھ سے قتل ہوئے آپ کے نانا جان نے اس مرد کی گردن کی کشتی ہوئی ہو  
بڑے قیامت کی اس مقام پر تلوار چلی اسلہ مار بقیہ رہ گیا کہ نانا جان کا وقت بیری ہو لیا نہونے  
دشمنوں پر کوئی اتنا دیر نہ صند لان صندلی پوش کی جانب بیکھ کر فرمایا اے صند لان تم نے نانا  
نانا جان شاہور مردان خوار پر جا پڑے اس اقلیم میں اسکی جرات کے شہرے ہیں کوئی اس کے مقابلے  
میں نہیں جاسا تھا یقین ہے صاحبقران نے زیر کیا ہو بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں صند لان  
لڑتا ہوا لڑتا ہوا ایک جانب ابراہیم بن مالک وغیرہ برائے حفاظت اسلہ غازی لڑتے ہوئے آئے بچ  
میں اسلہ مار لڑتے ہوئے جاتے ہیں ناگاہ دیکھا کہ اس مقام پر فراسیاب نے فوج کو ترغیبی شعر  
بھی خوب ہو رہا ہے آسمان سے آگ برس رہی ہو شاہور مردان خوار و صاحبقران سے کشتی ہو رہی ہے  
تمام جنگ مردان خوار و ن سے بھا ہوا ہو بد لچ الزمان و نور الدہر شمشیر زنی کر رہے ہیں خود زنی  
ہوئے ہیں مگر قریب صاحبقران کے کسی مردان خوار کو نہیں اسے دیتے زمین کا نپ رہی ہے  
دریا کے خون جاری جا دو گروں نے آگ برسا لیا اپنی سحر سحر می کھائی پہلوان بھی چک چک کے  
لڑ رہے ہیں اس گرمی جنگ میں صاحبقران دور تک ریل کر اسکو لائے وہاں لاکھ لاکھ مارا کہ دونوں  
گھٹنے شاہور مردان خوار کے آشنا بنے ہیں ہوئے صاحبقران نے کہ میں ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے ہی  
زور میں تا بہ گھٹنے دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا فوجوں میں غرور ہو کہ  
جزہ عرب نے بہار کو ہاتھ بڑا کھلایا یار و دیکھی کہ کئی مجال بھی کہ شاہور کو دست حق پرست برا ٹھکانے  
سر میدان جرات دکھائے بے اختیار فراسیاب کے منہ سے واہ گل گئی صاحبقران نے



طلم ہوش رہا جملہ ہوش

چرخ و دیکر نہ بین پر مار کو دگر چھائی پر سوار ہوے بدیع الزمان و نور الدہر گردھا جقران کے پھر  
ہیں یہ خیال ہی ایسا نہ کوئی قلم و کعبہ پر پڑے شیرانہ نہ گناہ رستانہ ہر ایک کا فربہ تیور ڈال رہے ہیں اس  
جوش و خروش میں جھوم رہے ہیں کہ کوئی قریب نہ آنے پائے صاحبقران و گنہ گار نو دبا کو فرمایا حلا  
در شناختن پروردگار چہے گوئی شاہو مردار خوار نے جواب سخت یا مردار خوار مشہورہ جملہ می بجیا کی  
ما کامی صاحبقران زمان نے بشوکت تمام و بقوت بالا کلام سر بھینچ کر پھینک دیا بڑے بڑے پہلوان اس جرات  
پر صاحبقران کی حیران آپس میں صلاحین کر کے الامان الامان بکارنے لگے بڑے کھر شریک ہوے  
اہالیان بیشہ مردار خوار بھاگے بھاگے پھرتے ہیں انکی اطاعت کون منظور کرے جو دل میں افسر کے  
غور تھا کہ جکانک کھایا ہی اسکی مدد کو نہ جائیں یہاں حریف لڑتا بھڑاتا ہے تو لڑیں جب یہاں فریسا  
بھاگ کر پہونچا تب وہ مغرور لڑا آخر واصل جنم ہوا صاحبقران سکوار کہ پشت ثقبہ پر سوار ہوے نعرہ  
لڑ کے جا پڑے شیرانہ نہ گناہ لڑ رہے ہیں استادان مخمور نے تحریر کیا ہو کہ از قلمہ تو سن جھار تا برا آمدہ  
سحر و دامنہ دریائے یل و مقام گنبد عجائب یہ سب مقامات فوج افراسیاب سے بھرے ہوئے ہیں  
تلوار چل رہی ہے خون کے دریا جاری زمر و شاہ باختری کہ دعویٰ خدائی کرتا ہے گنبدے پر سوار لڑ رہا  
ای بختیارک کو بڑی ہوس تھی کہ لڑائی افراسیاب کی دیکھوں اتنا بڑا ساحر طبقات زمین ہلا دیتا  
ہوگا حقیقت میں افراسیاب بڑے زور و شور سے لڑ رہا تھا جقران اسم اعظم باو بلند بڑھ رہے  
ہیں اسنادار صاحب لوح طلسم لوح کیکر و شش دیتے جاتے ہیں مہرے کو بھی چمکاتے ہیں نہ گناہ  
گہر و در بلند ہے تا یفر سحر افراسیاب کم نہیں ہوتی کبھی اسم اعظم سے باطل ہوا جہان پر طلسم کشا  
جنگ کر رہے ہیں اس طرف تو افراسیاب تیغ بھی نہیں کرتا الگ الگ بھرتا ہوا رخ و مہار و فیر  
کو تنگ کیا کبھی قہقہہ کرتا ہو کہ ملکہ مہ جبین کو قتل کر وں ملکہ مہ جبین کا قتل کرنا کیا امکان ہو لڑ رہا ہے  
و غیر ساحر تخت ملکہ مہ جبین الماس پوش کو گھیرے ہوے جگ کر رہے ہیں ہر وقت و ہر ساعت ہی  
اشارے ہیں کہ اپنے بادشاہ کو دست زبردست دشمن سے بچاؤ ایسا نہ ملکہ عالم کو چشم زخم پہونچاے  
سب سے زیادہ شاہزادہ شکیل معیدیل کو خیال ہو کہ ایسا نہو میری بھانجی پر دست امدادی کرے  
یا خدا انخواستہ افراسیاب خانہ خراب اپنے چا پڑے کیا فخر خدائے ہمیں دیا کہ صاحبقران زمان کے  
رشتہ دار کھلائے اسی صاحبزادی کے دم سے سب عزت و شان ہے افراسیاب نے کئی مرتبہ قہقہہ



سانسے تخت کے لڑائی پٹری افراسیاب کو نہیں آنے دیا سرداران مذکور نے سینہ سپر کر دیا آج چالیس  
 منزل کے گردین سحر ہو رہا ہو تلوار چلی رہی ہو لشکر صا حقران زمانہ لشکریر شاہ باختری لشکر  
 افراسیاب لشکر آفتاب فلک سیر لشکر کنگاب آتشبار یہ سب لشکر ایک مقام پر جمع ہو گئے ہیں علاوہ اسکے  
 مشہور تھا کہ خاتمے کی نوائی ہو افراسیاب اس گنبد میں مثل قلعہ بنہ تھا سب تاجداروں کو نامہ ہو بچا تھا کہ  
 اس وقت میں آنا واجب لازم ہو سب خراج گزار بھی جمع ہو چکے تھے اس زمانے میں اگر خواجہ عمر و زبیر پکھیا  
 تحفہ جات کو جلا یا گنبد کو گرایا افراسیاب بگیا کہ یہ زیر گنبد پڑ رہا تھا ورنہ جو لوگ گنبد پر جمع تھے گنبد کو گرا دے  
 ہزاروں کے سر بیٹھے لاکھوں پامال ہوئے جس وقت صا حقران نے شاہو مر و دار خوار کو مارا اسکے  
 ساتھ والے بھاگ کر درہا کے کوہ میں مخفی ہوئے ہمراہیان افراسیاب نے پھر فرار پر قرار کیا جا بجا  
 بیشون میں تلوار چلی ہر ایک مقام کے ساحر آپرے قربات سے لڑتے بھڑتے نکلے ہاتھ سواہل اسلام کے  
 ماوے گئے رعد و برق و برق لامع کنارے کنارے لشکر میں لڑتے ہوئے چلے آتے ہیں جہاں  
 کسی نے سحر کرنے اگر رنگ بجایا یہ لوگ چاہے لڑ بھڑ کر سکا کام آتا کیا لیکن نام پر حیرت افراسیاب  
 کے ساحر جان دے رہے ہیں افراسیاب ہٹتا چلا آتا ہو جیسے کوئی کسکو لگا کر لجاتا ہو ہمیشہ مردار خواران  
 سے نکل کر ایک صحرا میں آکر پہنچے گھڑی دو گھڑی ویران سحر ہو افراسیاب کا قدم نہ تھم سکا اس میدان  
 سے بھی بھاگا خواجہ عمر و زبیر سے دور سے دیکھا ایک پھانک عظیم الشان شمسہ مثل آفتاب کے چمک رہا ہے دیوان  
 پر نیست کاری بھولوں کی گلکاری صد ہا تیلیان سونے کی دیواروں پر بکھڑی ہوئی ہیں افراسیاب  
 کو لڑتے ہوئے دیکھ کر پکار اٹھی ہیں ای شہنشاہ خیر تو ہو آپ کی کون لڑ سکتا ہے کہیں میں بد کوئی افراسیاب  
 یہ لشکر سانسے باغ سیب کے آریا اتنا پکار کر کہا کہ دروازہ کھول دو ملکہ گل افشان جادو کو خبر کر دو  
 اذریہ بھی اطار دو کہ باغ سیب پامال ہوگا مسلمانوں کا قدم باغ سیب میں آئیگا درختوں کو آنا  
 ان سب کا بار شلخ ہر ایک شمشیر آبدار سائے میں دیوار کے یہ لوگ چو پخ چکے طلسم کشا کو دعویٰ کشا کی  
 ہی لوح اسکے پاس موجود ہو جلد اسکی تدبیر کر دو ورنہ روح سامری کو صدہ پہنچے آئے گا دیکھا اسنے دوا  
 اٹھا اندر سے باغ کے ہزار ہا طائران زمزمہ سر اظاہر ہو کر آسمان پر جا کر ڈوبے لپٹیں چمچوں کی آنے  
 لیکن طائر وں نے بلند ہو کر زمزمہ مہرائی کی کچھ آوازیں بہت ناک آتی تھیں یکا یک باغ سے  
 ایک ابر تیرہ داتا اٹھا تمام میدان کو اسل بر نے گھیر لیا باغ سیب سبکی نظروں سے مخفی ہو گیا



از ہیراجیا یا بر سے بھول برسنے لگے جس پر وہ بھول کر اعلیٰ جھوکوں کی ہو کر عجیب و غریب کھائی ہزار ہا بنیا ہونے  
 لگے طائر جو آوازیں لگاتے تھے انکی آواز سے گونگے ہوئے لگے طائر وں نے اس سوز و گداز سے آوازیں  
 لگائیں گویا صور اسرافیل بھکا صدمہ تاثیر دار یعنی جسکے کان میں آواز پہنچی نابینا ہو کے مکرانے لگا اس  
 ابرسیاہ نے آگ برسانی کی تھی ہوا سے گرم چلی کبھی طائر وں نے آواز دیکر اپنا رنگ جایا ابر بر سیاہی کے  
 قطروں نے تاثیر آگ برسانی ہزار ہا ملا زمان اسد جلے پرے کے پرے ہوش ہو کر گے اب اس ہنگام میں  
 افراسیاب نہیں معلوم ہوا کبھی طائر وں کی آواز آتی ہے کبھی آندھی سیاہ چلی کبھی بھول بر سے ان سب چیزوں  
 سے آفت برپا ہو شہنشاہ لاجپن و بلقیس ایک گوشے پر کھڑے تھک رہے ہیں دور سے دیکھا تین لاکھ  
 ساحر نکلا کر مرے کینے ان ملکہ بلقیس جل جلکے گرنے لگین لاجپن نے یہ دیکھتے ہی ضرغام کو آواز دی جب  
 ضرغام شیر دل قریب آیا تو کہا اسے ضرغام تمام لشکر ابھی تباہ ہو جائیگا افراسیاب کا قول کرسی نشین ہوا  
 چاہتا ہے وہ ہمیشہ یہی کہتا تھا کہ طلسم کشا کیلئے علمداری کریگا وہ قیامتیں برپا کر دین عجائب و غرائب بھر  
 دکھلاؤ طبقات میں ہلا دوں ہر ایک دشمن کو آتش شعلہ سے جلا دوں آج وہی نکلا ہوا کہ ہر ایک شخص کو  
 زندگی و شہر ہوئی انوس یہ ہر کہ ہم عرصہ دراز تک قید رہے دشمنوں کی حید رہے تھے تک بیجاؤں فریلے  
 یہ بھی ہمارا کمال ہو یا صاحبقران کا اقبال ہو کہ ایسے مقام عجائب و غرائب میں تھک رہے ہیں جان بچے تو ٹری  
 بات یہ یہ مقام عجائب و غرائب میں نہیں ظہور کھر سامری و جمشید کی کرامات ہو کوئی زبان بند کیے دیتا ہو کان کے  
 پر دے شق ہو جاتے ہیں ہوش و حواس میں اختلال سر شور یہ سے ظہور و بال رگین مارسیاہ تہی ہیں  
 اپنے اعضا اس وقت دشمنی کر رہے ہیں دیکھیں فلک کیا دکھائے حقیقت میں مقام باغ سید ہے ایک ایک  
 نخل ہانکا آسید سے ساتھ و لے زندہ نہ بچنے ہوا سے گرم چلے ہی ہوا ضرغام شیر دل جا کر طلسم کشا سے کہو کہ  
 جلد لوح کو ملاحظہ کیجیے اپنے کو باغ سید میں پہنچائے جو لوح خبر دے کہ یہ بھی عرض کرنا اس شہر پر  
 جفا سے طلسم کشا کی آپ کو اٹھانا ہو اپنے نیکواریوں کو بچانا ہو اب تک خواجہ عمر و نے ہر مقام پر حیران  
 کین ساحر وں کو شکستیں دیں آپ کو غصہ کرتے رہے اب آج حرات صاحبقرانی دکھائے اپنے  
 غلامان قدیم بر نظر شفقت فرمائیے اب آپ ہی کی حرات کا کام ہے ہر ایک نامی و گرامی یہاں گناہ ہے  
 آپ ہمارے سر پرست ہیں ساحر یہاں کے بادہ گیر و غوث سے مست ہیں انکا قتل و جمع ملاحظہ لوح  
 پر موقوف ہو غلام بھی سحر خوانی میں مصروف ہو بد و ن حکم لوح تمام لشکر تباہی میں پڑ جائیگا فرما شیر



آفتان و خیزان قریب اسد نامہ آریا اسد غازی کو ٹہری ہوس ہو کہ میں جا کر ناما جان ہی ملوں لندھور  
 وغیرہ سے ملاقات ہو اسی خیال میں روتا پھرتا جاتا ہوں فوجیں اسقدر جا لی ہیں کہ تابہ لشکر صاحبقران ہونے  
 نہیں سکے جو انان شیروں کے نعروں کی صدا میں سن لین میں باعث تقویت ہوا روح کو راحت قلب کو  
 قوت جسکی صدا کان میں آئی دل تردد منزل نے تسکین پائی جو جو سرداران صف شکنان کو ساتھ مصروف جنگ میں  
 فرماتے ہیں کیوں بھائیو جا رہے ناما جان کی شوکت و جرات کو دیکھا دوا جان بھی یکہ پہلوان ہیں ضرغام سے  
 اتنے ہی قدموں کو بوسہ دیا کہا ای شہر یار تین لاکھ ساحر آپ کے لشکر کا مارا گیا باغ سید کا دروازہ کھل گیا شہر ہے  
 کہ اس میں لاکھوں بلایا ہیں شہنشاہ لاجپن نے فرمایا ہر آب لوح کو ملاحظہ کریں اپنے کو باغ سبب ہیں پہنچان  
 جو لوح حکم دے جو جیبا اسکے کار بند ہوں اسد نامہ اسنے لوح کو ملاحظہ فرمایا خوشی دیکھ کر طرے بلع سید کے  
 قریب دروازے کے پہنچے تھے کہ جھوٹے ہوائے گرم کے چلنے لگے دیواروں کو شعلے نکلنے لگو طائر و کبوتر  
 ہو کر آواز دی ای طلسم کشایہ باغ سبب ہر گوشے میں آسید ہو بیان اینکا ارادہ کہ کرنا غیر سامری پرست  
 نے کبھی اس باغ میں قدم نہ رکھا سامری و جمشید کے حکم کی قید ہے اس باغ میں قدم رکھنے والا  
 مثل طائر صید ہے ایک سمت سے عند لیبان خوشنواز زمزمہ سرلی کر کے یہ اشعار ایدار بید

|                                        |                                       |                                     |
|----------------------------------------|---------------------------------------|-------------------------------------|
| سوز و گداز پڑھنے لکین نظم              | باعث فیر لقی ہو جاوے دیر نہیں جیراغ   | اسیے روشن نہیں کرتے یہاں میں چراغ   |
| تیرہ بختوں کے فرخ ظاہری تیرا ہوا       | کسے دیکھا دین شام غریبا نہیں چراغ     | اٹھکیا عاشق کا لاشعرا جھکے اٹھ گیا  |
| یا سب ان روشن کر دیا ہو اچھا نہیں چراغ | کچھ نہیں طلب نہیں گریبا سب ان یہ چراغ | اے کے شعلوں کے جل جانے کو نہیں چراغ |
| نور کی ہر روشنی سہل ہوئے اعریش میں     | الفضل کھتا ہو نہیں بھی نہ لیکن چراغ   | اسطرح طائر و کبوتر زمزمہ سرلی کی کہ |

غازی کے ہوش اڑ گئے علاوہ طائر و کبوتر کی زمزمہ سرلی کے چند نازنینان حور و ش نے دروازہ بلع کا کھول دیا  
 اسد نے دیکھا ایک باغ رنگ ارم نخلیہ سر کشیدہ ناندوں میں چینی کے پھولوں کو نخل حیدہ حیدہ ہوا سرد  
 عیسوی دم سیخ نفس ہواے آمد بہار میں لکھیلیان کر رہی ہوں دم محبت کا باغبان تھنا و تدر کے بھر ہی ہو شے  
 جوش صفا سے ابل پڑے فوارے کیفیت بلع دیکھ کر اچھل پڑے سرو و رلب جو بعد رعنائی قمر یونکی صدا  
 کو کو اچھڑ زبانی صدا ہا نفس ہائے رنگیں اسمیں طائر ان زمزمہ منتقار چمکا کا مار رہی ہیں قصر ہاں ناب زلف  
 سنبل کو بیچ و تاب سو سن کی زیادہ رازی نہ کس کی دیدہ باری جوان چمن اگر ٹہرے ہیں نہ کس شہلا  
 میں ڈور سے پڑ رہے ہیں ان نازنینان صبر میں نے اپنے گلشن جس کی بھی سیر کرائی ہمار باغ بھی اسد



دکھائی طارون نے بھی زمرہ سرائی کی اسد غازی کو بھی محویت حاصل ہوئی بہت سوز و غماز  
 حور و شہ پکار رہی ہیں طلمس کشا ہر ایک پر نرا دھڑکتا سر و قد تیری عاشق ناز ہو کوئی نگار تری ہر شہ پریشہ سما جگر تری  
 اوزنیت اور نگ جہا نیانی او عاشق معشوق کشاد صاحب بیدا و ہمارے جان کے جلا داس گلشن بخیزان  
 شاتابہ و ذرا ہے آگہ ملا کرشی نہ دکھا ہم نمونہ سامری و ہمیشہ ہیں ہماری رخائی و زیبائی میں بڑے عیدین  
 اُن شجرہ بازان طلمس عجائب نے خاص ہو کر تیرے واسطے یہ کیا تیرے جمال بیشال پر شہد کیا ہم پر  
 مرتے ہیں اپنے کو مطلع و بدنام کرتے ہیں یہ کہکر مصنف کا ایک مطلع اور دو شعر باواز بلند ایک نازنین

|                                      |                                                                    |                                    |
|--------------------------------------|--------------------------------------------------------------------|------------------------------------|
| خود پسند سے پڑھے نظم                 | میں پالون ہر پڑا کس طرح و کئی خبر                                  | پیر میر کو دعا و دل ملی جان کی خبر |
| وہ دیکھیں ہتے ہیں پڑے دل سے کام نہیں | یہ کیا غضب ہے کیوں کو نہیں مکان کی خبر                             | لحد میں روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا |
| لیکن کو خاک نہیں پڑا مکان کی خبر     | وہی نازنین بہ ناز واداکت ہی ہر اوسفل و دیباک میں جان بی ہون اس طرح |                                    |

جو اُن شجرہ بازون نے حسن و جمال اپنے اسد کو دکھاے اشعار بھی پڑھے کبھی ابرو بلوائی کبھی مسکرا دونا  
 ہاتھ اٹھائے یا تو لوح کو دیکھتے ہوئے تباہ و رباغ آئے تھے یا لوح کا دیکھنا موقوف کیا میر میں بلغ کی مہر و  
 ہو گئے طارون کے اشعار سننے لگے وہ نازنینان مہ جبین تن تن کے اپنا جمال بیشال دکھائی ہیں اسد غازی  
 اشارون سے بلاتی ہیں کوئی ہنس کر کہتی ہو ہماری شہزادی کو شوہر تشریف لائے ہیں ایک بکار کر آواز  
 دی میان سسرال میں آئے ہو حجاب کرنا چاہیے یہ کیا ہو خوار صورت بنائی ہو تلوار کھینچنے پر ہاتھ میں  
 بد مزاجی بات بات میں یہاں سائے سرور سے لڑو گے کیسی کیا جمال جو کہو بنگاہ و دیکھو کہ ہم بھی جاہلوں ہیں  
 اپنی بی بی کا حال دریافت کریں ہماری شاہزادی کا مزاج کیا ہے میں کب تشریف لائیں اپنی لونڈیوں کو نہ  
 یاد فرمائیگی بعض اہر خسار ان شوح و شنگ صورت زیبا دکھا کر اشارے بازی کرتی ہیں بعض کہتی ہیں طلمس کشا  
 یہ سب نازنینان مہ جبین تجھ پر مئی ہیں ایک نے کہا اری دیوانی ہو رہے آجنگ کسی مر سوائے کو نہ دیکھا دیوانی  
 میں سے تو ہم بھاگتے ہیں خود کیا جان دیکھ جو جبری بہادر ہیں وہ نام بر میر گے اس طرح ان نازنینان  
 مہ جبین نے عشوہ واداسے کلام کے اسد غازی کو بائیں کرنے کی رغبت ہوئی اُنکے نام پر چتے  
 ہیں کوئی خاموش ہو رہتی ہو کوئی ہنس کر کہتی ہو میرا غنچہ دامن نام ہو دلیری میرا کام ہوا بواؤ  
 طور سے اُن سب نے کلام کے اسد کا اشتیاق پڑھنا جانا ہر ایک سے یہی کلام ہے صاحبو ہم بھی تجھ سے  
 مشتاق ہو کر آئے ہیں ایک نازنین اُن میں سے چھپ کر بھی صورت سو لکھ مہ جبین کی بہت



شاید بھی یہ کہتی ہوئی آئی ہو قمر سیاہ کہ ترا تنگ در کنار کشم + تنگ آئہ ام چہ انتظار کشم ہاگر بر چشم من نشینی +  
 باز ت بکشم کہ ناز بینی + اسد جواب دیتے ہیں اسی مضمون میں محلو مصنف صاحب کا شعر یاد آگیا شعر گریہ و  
 چشم من بیانی + بر قلب ہم کہ کیما لیں + یہ جواب تین ش نازنین سے اسد غازی نے کہیں اور گلف نازان  
 رفتہ جو سامنے کھڑی ہیں ہر سب ہنسین سب نے ہکا کر کہ آواز دہی و طلمس کشا تیری محبت کا کیا اعتبار  
 نہو کوئی کان میں چھونک دی ہمارے دشمن ہو جاؤ اگر سے محبت دلی ہو یہ جو جتنی تمہارے گلے میں پڑی ہے  
 جی چاہے تو ہمیں دید و بہت جلد واپس کر نیگے اسد غازی نے محمد ہو کہ بوسے گل بھی سو گئی ہو طائر دین  
 نے بھی زمزمہ سرائی کی بانگ کی ہو اکھائی موت بوسے گل زنجیر شکر باؤن مین بیڑی حلقہ در بارغ گردن  
 واسطے طوق لگو گیر ہو اواسے بھی جھو کوں سے صدا آتی ہو اس جوان شوقین کے گرفتار کر لینے کی خوب ہر  
 ہے اسد نے لوح طلمس پر ہاتھ ڈالا منظوریہ ہے کہ لوح اُتار کر اس ماہ جبین حور پیکر کو دید و ن معشوق خوشو  
 طر حد اطرار فرار کھزار ماہر خارا لیس معشوقہ کو فریب سے انکار کرنا سر سر تقاضا ہے یہمردتی ہو اور دھڑکی  
 تو وہ نازنین آتی ہو اور دھڑکی اسد نامدار لوح دیے کو جلتے ہیں بارغ سبب کی ہو اکھائی ہیں ہاگ و  
 متغیر ہو گیا یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ کل لشکر پر محول برس رہے ہیں ہزار و ن بیہوش ہو کر گس ہزار و  
 قطرات آب سے جلے باغبان و بہار وغیرہ گوے اٹھا اٹھا کر اس ابر تیرہ و تار پر مارتے ہیں کسی طرح  
 ابر تیرا تیر نہیں ہوتی مار بھولوں کی بڑھتی جاتی ہو ایک جانب صاحبقران زمان کر رہے ہیں سبب  
 اسم اعظم کے پتر تاخیر ابر نہیں ہو اسد نے ہاتھ بڑھا کر قصہ کیا کہ اس نازنین ماہر خسار کو لوح حوالے  
 کر دوں اور یہ استعار بھی اس محویت میں پڑھنے لگے نظم

|                                                                                                    |                                       |                                     |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------|-------------------------------------|
| پانوں میں نیو پہن لیتا ہوں تیر فراق                                                                | دیکھا ناصح اسے کہتے ہیں تاخیر فراق    | نقشہ وحشت دکھاتی ہو جو تصور فراق    |
| رسم دراہ شہر فراق کے ہیں بچہ والگ                                                                  | خضر کو رستہ بتا دیتے ہیں رہ گئے فراق  | خوابِ صلت ہیں جو بکھینچاؤں تیر فراق |
| ہو گیا ہو کیا لب مشوق یہ تیر فراق                                                                  | مثل مجنون ہو کے آوارہ چہرے تیر فراق   | ترکش سینہ سے یاقا تل نکلتا ہی نہیں  |
| ملک عم کی آئنے سجھیل محلو بخند ہی                                                                  | او قمر ملتی ہو کہ سکوا لیس جاگیر فراق | اکسی جنگل میں جا بیٹھنے کے گیر فراق |
| غیر دل کو مہبوت کر دیا خانہ دل عم و الم سے بھر دیا یہی خیال ہو جو معشوق کے وہی کر وہی تختی بے بساط |                                       | ان معشوقان طناز نے اسد              |

معشوق پر بھجور کو حوالے کر دے معشوق پر یاد کا لاف می رہنا سلطنت کو مین ہر روح کو راحت و لکھ جین ہو  
 عاشق کو کج ادا کی مناسب نہیں اسی با تین سو چکر بہ باعث محویت بحر لوج دینے چلے ہو کہ ایک قی جلی



آواز آئی اور طلسم کشا کا غضب کرتے ہو ہو اسے باغ سیب قلب لٹ ریازا ہوش میں آدلو کو سینے سے  
 من کر واسد نے تعجب کیلئے کیونکہ ہوش نہ ہو فوراً روح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا اور قتل طلسم اور سیارین عجائبات  
 یہ مقام باغ سیب ہر گلستان جادو دھڑک رہی ہو جو جب حکم روح جا کہ باغ سیب کو پامال کر داکر روح  
 کہیں قبضے میں افراسیاب کے گئی ایک پہر پھر میں سبکو گھیر کر قتل کر گیا اپنے کو بجاد ہوش میں آداسد نے جیسے  
 یہ احکام اسم حاشیہ روح پر پڑھا تاثیر سحر قلب دفع ہوئی تجھے ہے جو از زمین روح مانگتی ہوئی آتی تھی روح آسکو دھکا  
 دی اسے چیخ مار ہی ہر سر موت سے شعلے نکلنے لگے اعضاء اس کے مثل سپرہ خشک جلنے لگے زمین پر گر گئی آواز دی و  
 طلسم کشا بڑا دھوکا کیا تیری محبت کا کیا اعتبار ایک ہوسے گرم چلی وہ نازنین چلی آواز کی کشتی مر نام من غچہ  
 جادو بود اسد نامہ دار نے پلٹ کر پھر روح کو دیکھا اسم حاشیہ پڑھا آسمان پر مستانہا ہوا ایک طاہر متعار کھوئے  
 ہوسے سامنے اسد غازی کے آیا آواز دی اور طلسم کشا نے تمہارے مددگار کو پچانادیکھا اسکو بچا نایہ  
 لکھ طاہر زمین پر آیا اسد حکم روح اسکی پشت پر سوار ہوسے وہ مثل مرغ نظر اڑتا ہوا اجلا اسد نے دیکھا پہلو  
 میں باغ سیب کے ایک کوہ فلک شکوہ ہوا سپر ایک ساحر بصورت ہیبت سیہ نام لکھ عجائبات دو مشوقہ قباد کو  
 گرفتار کر کے لایا ہوا زبان میں ہونڈن دے چکا ہوا بقتل کیا جاتا ہے اسد نے سین سے نعرہ کیا تلوار  
 کھینچ کر چارٹے اسنے لٹکارا اور طلسم کشا اس کیسویرہ پڑھ کر قتل مقامات راز دنیا ز تعلیم کے صمدل جادو کو  
 قتل کر آیا دروسر مٹایا تا بہ در بند ہر وہ ماہ پہونچا یا ہر حجابات پرید کی زمہر قتل ہوا در نہ ان مقامات پر  
 رسائی دشوار تھی ہمیشہ ہم راز داران طلسم حیران دوسر گردان تھے افس میں ہی جبرج رہے کہ کیونکر  
 طلسم کشا مقامات مخفی پر پہونچا صمدل کیونکہ قتل ہوئی ہر حجابات مقامات زمہر بھی آسانی فتح  
 ہو گئے اسوقت اس مکار نے روح طلسمی کو پچا یا در نہ چلو بہوت کر چکے تھے بعد حصول روح طلسمی یوں  
 قتل کرتے کہ مایان دریا و مرغان ہوا تیرے حال زار پر دوتے جلا دان طلسم تجھے قتل کر کے منفعیل ہونے اس  
 عالم نے ایسے وقت میں بھی خیر خواہی کی تجھ کو ہوشیار کر دیا ہماری شفقت کو خاک میں ملا دیا یہ گوشہ باغ سیب  
 ہو باغی کو بیاہ نہ بیگی اپنے حال زار پر دتی ہو زمین ہوشربا میں تخم بدعت بونی ہوا اسکو قتل کر میں چار  
 مالک افراسیاب جادو خوش ہوا آج روح سامری برصد نے گذر رہے ہیں لاکھوں بندگان سامری  
 مر رہے ہیں اسکو قتل کر لین تیری بھی تدبیر کر لینگے یہاں سے زندہ بچ کے جانا دشوار کہ دکاوش بیکار  
 چال مصیبت مائی جو اسد نامہ دار نے دیکھا بیتاب ہو گیا اسی جانب نعرہ کر کر پڑھا وہ ساحر سیہ رو



تیرہ درون کھرنے لگا اسد غازی نے لوح کو سامنے کیا بحر باطل ہوا صدف کھرنے ہوا پہاڑ پہونچے جگہ  
 صحرائے تائیر کی تیغہ کھینچ کر قریب طلم کشا آیا ہاتھ ہلوار کا مارا اسد نے لوح کو سامنے کر دیا صنوبر جادو دنا بینا ہو گیا  
 اسد نے اوپر سے ہاتھ مارا صنوبر کے دو ٹکڑے ہوئے سدا اگر نہ سمجھ لانا آواز آئی کشتی مرانام میں صنوبر  
 جادو بدو دمرے ہی صنوبر جادو کے اسد نے زبان سے ملکہ رنجنا تب جادو کی سوزن لیا مانی امان کہہ کر  
 گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا میں اسد وار ہوں ماہو بخان ہیرو لشکر کی سلطنت قبول کریں آپ کو منظم کون شہر  
 سے عرض کرنا کہ اناجان بھی روتے بھرتے با فوج قاہرہ آئے انشاء اللہ تعالیٰ ہو شہر بامین سریر جانیانی پر  
 شہر یار کے فرزند دلبند سعد بن قباد جلوہ فزا ہونگے اگر حضور قبول کریں تو سعادت دارین حصول ہو  
 ملکہ عجائب کہا فرزند میں عرض کرونگی منظور دعا کا انگو اختیار ہی فرزند اب ہو شہر ہو گل افشان جادو  
 داروغہ باغ صیبتے قیامین بریا کی ہیں اسکی جلد فکر کر اسکے سحر کوئی برداشت نہ کر سیکے ایسا نولا چین  
 و بلیقیس پر زوال آئے صدف و مبارکی کیا حقیقت ہو جو اس سے مقابلہ کر سکیں بموجب احکام لوح جلد  
 اپنے کو پہونچاؤ و نور نظر ادا فرمادے وہ مقام ہی جہان افکار سیاب بھی مودب ہو کر آتا تھا سامری و  
 جیشد نے اس باغ کو سیرگاہ اپنا قرار دیا ہر ہمیشہ اس میں خبیات کا مجمع راقوت پروردگار کہ اس باغ پر بہار  
 یزدان پرستوں کا گذر ہوا اگر مرحلہ جاف فتح نہ ہوئے ہوتے میری کیا مجال تھی کہ میں تم کو اکرم بھائی بھویوں نہیں  
 ہنس کر تم ایسے شیر دل صاحب لوح کو دارم رگ کی میں چھنایا نگہ شہلانی دیدہ بازی کارنگ جایا اگر میں پہونچی وہ  
 نازنین ظاہر میں سیربان سمن انام غنچہ جادو نام کیسے فقر بناتی ہوئی آئی تھی تم اپنے ہوش میں نہ تھے  
 بلکہ جھپٹنے کی دیر تھی جب یہ حال مصیبت آئی دیکھا میرے دل کو کیونکر آرام آتا شہر یار ہمیشہ فرمایا کرتے ہیں  
 خدا فرزند کرپ کو مظفر و منصور کرے بدی بن بنکر چکی شکر ہو کہ وقت پہونچی لوح طلم بھی لیکن اس صنوبر  
 نے فوراً جھکو گرفتار کر لیا قتل پر آمادہ تھا خوب وقت پہونچے خبردار جبردار بہت ہو شہر یار سنا لوح کو  
 دم بدم سینے سے بھی جس کر و ملا خطہ میں بھی مصروف رہو ذرا بھی غفلت کرو گے بلائے ناگہانی  
 میں پھنسوں گے یہ کہہ ملکہ عجائب جادو جرح مار کر نکلی گئیں چھوٹے لوح کو ملا خطہ کیا لکھا تھا سر کوہ  
 پر ایک چشمہ ہے اپنے کو اس میں گرا دو مقام باغ صیبت میں پہونچو گے اسد نے اپنے کو چشمے میں گرایا  
 یہاں لشکر میں تلام ہے ہر ایک کا ہوش کم ہے آسمان سے جو پھول برس رہے ہیں سنا حردن  
 ملکہ سر کی پھولی برسنا سو قوت نہوے لشکر میں صداے فریاد باندہی صاحبقران مان اسم اعظم پڑھ رہے ہیں



ایک جانب افراسیاب مصروف جنگ ہوا سدغازی کی جوا کھٹکھٹائی اپنے کو چنشان باغ سیب میں  
 پایا دیکھا ایک قہر عالی کھلا ہوا ہر ہند ہا تیلیان سنہری کتابین چھوٹی چھوٹی ہاتھ میں لیے پر ہر ہی پہن چربی  
 اُن تیلیوں نے طلسم کشا کو دیکھا ایک نے کہا بواوہ آگے ایک نے کہا چہر کیا کریں ایک نے کہا جان بچاؤ ایک نے  
 کہا خدمت سامری میں چلیں گے ایک نے کہا آتش لشک حسد میں جلیں گے ایک نے کہا اپنی افسر کو بلاؤ ملک  
 گل افشان سے مدد طلب کرو شاید وہ اگر کوئی تدبیر کریں طلسم کشا کے خون سے ہاتھ بھرنے ایک نے کہا بواوہ  
 گھیر لویہ مکروہ سو تیلیاں دہریں ترسول چھوٹے چھوٹے ہاتھ میں تھے چار جانب سے اسدغازی برسے  
 ہونے لگے اس نے لوح جو چمکائی کوئی نابینا ہو کر گری کسید کا سر پھٹ گیا کسید کا ہاتھ تھک لٹا کوئی چنچین مارنے  
 لگی کیسے منہ سے دھواں نکلا علس لوح سے چار سو تیلیاں جل کر خاک ہوئیں یہاں شہنشاہ لا چین  
 کو کب روشن ضمیر وغیرہ نے دیکھا کہ یا تو آسمان سے پھول برس رہے تھے جس پر پھول گراوہ جلیاں میں بھی  
 رہی تھیں رعد کی بھی گرج تھی برقی بھی چمکتی تھی تیلیاں جو یہاں جلیں آگ برسنامو توف ہوا جب تیلیوں  
 نے گولا مارا بر پھٹا دیکھا ایک جادوگر نے بھاری لباس پہنے ہوئے طاؤس زرین بالی پر سوار ہو کر کہا ہے  
 ملک بلقیس وغیرہ نے لاکھ بار بہار جہنم مار کر بلند ہوئی برقی ملامع کرک کر طلی رعد و برق نے بھی قصد کیا  
 گل افشان نے پھول اٹھا کر پھینکے چہر پھول گرا برقی چکی سرسکا زخمی ہوا اس سردار زخمی ہو کر کنارے  
 ہوئے کوئی جادوگر گل افشان تک نہ جاسکا یہاں جب طلسم کشا نے تیلیوں کو جلایا ایک طاؤس  
 ٹٹٹا ہوا سامنے آیا مثل انسان کے گویا ہوا اسے طلسم کشا آپ میری پشت پر سوار ہو جیے میں آپکو  
 سامنے گل افشان جادو کے لیلچلون اس نے لوح کو دیکھا جو کچھ طاؤس کہتا تھا وہی لوح میں بھی قوم  
 تھا گویا احوال راو طاؤس کو معلوم تھا اسدغازی پشت طاؤس پر سوار ہوئے لوح زیب گلوہ و زیب  
 کر بصد کرد فر طاؤس اڑاتے ہوئے چلے یہاں گل افشان جادو نے آسمان سے سحر کر کے شہر اڑ  
 کر دیا جو ساحر کرک کر اسکے سامنے آیا اسے سحر کیا کوئی زخمی ہوا کسید کا سر پھٹا کوئی پھول ٹکی بوسونگ  
 کر مت ہو کے سر ٹپکنے کا عجب قیامت برپا ہے لا چین وغیرہ گل افشان کے سامنے  
 نہیں پہنچ سکے جب سحر کر کے بلند ہوتے ہیں گل افشان سحر کرتی ہے جھوٹے ہوائے گرم کے  
 چل رہے ہیں اسکے قریب کوئی نہیں پہنچتا فخر و ناز کر رہی افراسیاب کہتی ہوا شہنشاہ آپ بے ہنگم  
 پہلے کیوں نہ بلایا ان کی کیا حقیقت تھی دم بھر میں سب کو پال کرتی انکا برا حال کرتی آپ کے



لوٹری غلاموں کے حوصلے بڑھائے افراسیاب کہتا ہو کیا میں اب کسی سے کم ہوں خالی ظلم کشا علیہ  
 کر بیکار تھا اسکے زندہ نہ بچنے کے گل افشان نے دیکھا انسان پر فرما ہوا دیکھا ظلم کشا ایک طاؤس پر  
 سوار لوح طلسمی گلے میں ابربر عکس لوح کا بڑا ابر تختہ تختہ ہو گیا طاؤس جو زمرہ سرائی کرتے تھے ضو سے لوح  
 وہ بھی جلنے لگے گل افشان گھبرا گئی حیرت یہ تھی کہ ظلم کشا طاؤس پر کیونکر سوار ہو کر آیا یہ لوگ سحر و ساحری  
 سے ناواقف ہیں گل افشان آگ برسانے لگی اسد غامدی نے لوح کو دکھایا آگ بیکار ہوئی بلکہ ہی شعلہ  
 آتش پلٹ کر اسی کے طاؤس پر گرے طاؤس آتش بازی بن گیا گل افشان کو درگاہ ہوئی اسد نامدار نے  
 لہجہ کو دیکھا لکھا تھا کہ اس ظلم کشا جب گل افشان جادو کا طاؤس جلے پھر اسکو مہلت نہ ملے خیال  
 کر کے دیکھو پیشانی پر اسکی ایک خال سفید ہوا سپر تیر مار و تل بھر کا زنی ہو ورنہ یہ تیر بھاری کلچے بڑے بڑے  
 کو تو درگاہ گزرتا تھا گل افشان جادو و جادو باغ سیب ہر گز نہ بکھر نکل لگی بڑا فساد برپا کر گئی اسد غامدی  
 کمان کیا فی دوش سے امدادی تیر بھر کمان میں پیوست کیا قتل گل افشان کا بند و بست کیا یہ کمان  
 کا کرک کا طاؤس تیر بھو لکھ جلا دھنے با میں جاتا تھا قضا و قدر نے خاص پیشانی پر بھونچا لگدی کہ تو درگاہ گزرتا  
 بجائے خون شعلہ ہے آتش جسم سے اس ناریر کے نکلے لاشہ جل کر گل افشان کا زمین پر گر کر آواز آئی کشتی  
 مرا نام من گل افشان جادو دار و جادو باغ سیب بود مرنے سے اس کے لشکر میں حیرت کے علاوہ ہوا باغ  
 میں آگ لگ گئی دیوار بن گرین تھر جلنے لگے جل کر گرے سے باغ سیب کو لکھو جادو گر باپاں  
 ہوئے ملازمان من بھی جو لڑتے ہوئے قریب دیوار پہنچ گئے تھے وہ بھی وہاں سے نکل کے اندھا  
 دشت ہولناک میں چھایا پھاڑ لگاتے تھے غبار مرزوز میں سے بلند ہوا ایک پہلو سو گر عظیم بلند ہوئی  
 جدھر انجم تیار لڑ رہا تھا سب دیکھنے لگے دیکھا سب بارہ سو علم نشان بارہ لاکھ فوج کا علم آئے رنگاری  
 کے بھریرے کھلے ہوئے چار سو نقارہ نقری و طلالی بجا ہوا شہزادہ صیقل آئینہ دار ایک جانب  
 ملکہ باہ عالم افروز ملکہ انجم ماہر خسار تخت پر ملکہ شیشہ مینو شاہ یک جانب نیلم زنگی و فیلم زنگی و غفر  
 صبا و عوجان دریا باری و سام بن عوجان دریا باری و میعاد و عباد رشاک و راز گردن  
 وغیرہ برے جبے ہوئے قلب سپاہ میں نقد روح روان قابسم عالیشان شہزادہ ایرج نوجوان  
 بعد عظم و شان نمایان ہوا ابشت کرہ بن اشقر بر سوار شیرانہ نعرہ کیا نعرہ شہزادہ ایرج نامدار  
 منم ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحبقرانم و آفاق گیر منم صاحب شوکت و عروجاہ



دیر و قوی پنجہ انجم سیاہ | منم گوہر بحر جاہ و جلال | منم آفتاب سپہ کمال  
 انجم انتشار کو جو ایرج کو جو ان کے لڑتے ہوئے دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا اگیا یہ جیسا بھاگ  
 یہاں پہونچا اسد نامہ دار کے جو نعرے کی صدا سنی نورالہر کو لڑتے ہوئے دیکھا ارج عالیجناب باغ علی غ  
 دلو غم سے فراغ ایک جانب دیکھا آفتاب حق جمال نیر در نشان برج آسمان کمال گوہرے ہلکے دریا  
 لیاقت در صدف بحر خاں خاوت و بہت صدف شکن ملکہ بران شمشیر زن مجمع فوج افراسیاب  
 یلین کس زور و شور سے لڑ رہی ہر کرد کبیران ہزار و مصاحبان و مساز ارج نے جو دور سے آفتاب  
 جمال معشوق خوشحصال کو دیکھا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل بدعت سنگ عشق  
 سے ٹوٹا یہ اشعار عاشقانہ بے اختیار ہر طرف لگا اشعار  
 ہر کجا غوغا و عشق لعل پر دانہ ایم | نیست جز محراب تو اور بوسہ دل را قبل  
 ہمو و ہمد غمت بودہ باطن دہم | از ادل با این رفیق مہربان ہم غلام  
 تاکہ در زیر طرب روکش بہانہ ایم | نیست گرمی این براد باکت ہماش  
 طلکہ انجم ماہر خسار و طکہ شیشہ مینوس نے بھی جو جمال بیتال ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھا دیکھا  
 شہزاد یونکی ہاتھ پاؤں میں عشق اگیا آپسین اشارے ہیں کہ سبحان اللہ حقیقت میں نظر شہزادہ والا قدرین کے  
 حسن کی عزت ہو چکا ایسا معشوق باشکوت ہو شہزادان شریکین حجاب پسے آگے ارج نامہ دار لاشک کو بڑھا  
 صیقل عینہ وار کے پر از مجمع جمال شاہزادہ والا قدر ہر بڑھ کر رہے لگا انجم انتشار کو لڑنے کا کہ انا مودہاں سے چھاگا  
 بیان تک پہونچا ہم قبر تک تیرا ساتھ چھوڑ گئے وہ بھی بالٹ کر بھگنے لگا لڑتا پھرتا صیقل قریب اُس کے  
 پہونچا انجم انتشار نے بڑے بڑے سحر کیے تارہ انجم کا گہر دشمنین آجکا تھا بالٹ کر اسنے فوج والوں کو اشارہ  
 کیا اے انگو مارو یہ جانے یا نہیں دلوں فوجین مل گئیں صیقل نے مار کو لون ستھراؤ کر دیا ارج نے  
 پہلوان ٹوک ٹوک کر مارے دلوں جو شاہ کو لڑا اسی سے مہلت پاؤں معشوق کو قریب پہونچون ملکہ بران سے  
 تو کچھ کلام کر دین برسوں کا بھران دیدہ آفت کشیدہ ہون کبھی نعرہ اسد کی صدا سنکر دل بیتاب ہو تا ہو جا کر  
 اپنے دیوانے سے ملاقات کر دین کبھی قصہ پیتا ہر کہ بڑے قبلہ و کعبہ بیع الزمان گرد لشکر شکن سے  
 قد موبی حاصل کر دین بڑے زور و شو سے لڑ رہا کئی پہلوانوں کو چیر چیر کر پھینک دیا شیرانہ نہنگانہ  
 بصد جوش و خروش خیر بدیشہ غادر سپاہ بصد عز و جاہ لڑتا ہوا چلا آتا ہر چند کہ انتہا کا ضبط کیا ہی



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        |
|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>عدم کچھ دلاش و عشق و نہیں بہت گزرا<br/>روانہ ہو گیا دل نامہ چہنبا کسکے بازو<br/>کسے دیکھے کوئی ان کے طرفان خیر چاہی ہو<br/>غضب میں جان پر حاکم کینٹ کرنا بند<br/>انہ جاہل بڑے جیسے اسکی اسکی دین<br/>نیک کے شرب نیکو اگر زخم جگر باند<br/>جگر بہتر نہیں ہی روزن لیا جانا<br/>اوجھ کھوے پر پڑا بیل کو اوجھ باند<br/>جگا کہ صبح پیری ای جلال آواز دیتی</p>                                                                                            | <p>دل لولہ جنون دلیر جوش و خروش ہے اختیار و بان سے کل گیا نظم<br/>نما یا بقراری نے کہ خط جاعا جو اپنا<br/>قص کی کھولدی کھولدی کھولدی کھولدی<br/>ترپنے دونگا و لکھو کوے دیرین بکاون<br/>قبلا کب کس گل پرین نے کھول کر باند<br/>مگاہ مست کر خیر و ناساتی کھاؤ ڈالا<br/>سمجھ کر دوا سسکین زلف خیر مر باند<br/>ایسے نیم میں کھا ہی عیسا دستک نے<br/>مکھی رگا مٹھی سو کو میں نامہ بر باند</p>                                                               | <p>دل لولہ جنون دلیر جوش و خروش ہے اختیار و بان سے کل گیا نظم<br/>نما یا بقراری نے کہ خط جاعا جو اپنا<br/>قص کی کھولدی کھولدی کھولدی کھولدی<br/>ترپنے دونگا و لکھو کوے دیرین بکاون<br/>قبلا کب کس گل پرین نے کھول کر باند<br/>مگاہ مست کر خیر و ناساتی کھاؤ ڈالا<br/>سمجھ کر دوا سسکین زلف خیر مر باند<br/>ایسے نیم میں کھا ہی عیسا دستک نے<br/>مکھی رگا مٹھی سو کو میں نامہ بر باند</p>                                                               |
| <p>اس جوش و خروش میں یا شعاع حیرت خیر محبت آثار بقیہ اس کو گڑھے<br/>ملکہ بران کے چہرے پر ہوا بیان رکھنے لگیں اشارے سے متع کیا ای شہر یار وقت بط و ضبط ہی چلا کر اشارہ فرمے<br/>قبلہ و کعبہ جنگ میں مصروف ہیں لیا ہوش میں تو ستر تھیلی پر رکھے ہوئے کھڑی ہوں آپ کے<br/>دشمنوں کے ساتھ نہیں معلوم کیا قیامت بر بکریا زبان سے تو ایرج کو یہ سمجھا یا لیکن دل بیتاب از<br/>شور مجا یا ضبط ہوسکا بہ آواز بلند یہ اشعار پڑھ کر شہزادہ ایرج کو سناے اشعار</p> | <p>اس جوش و خروش میں یا شعاع حیرت خیر محبت آثار بقیہ اس کو گڑھے<br/>ملکہ بران کے چہرے پر ہوا بیان رکھنے لگیں اشارے سے متع کیا ای شہر یار وقت بط و ضبط ہی چلا کر اشارہ فرمے<br/>قبلہ و کعبہ جنگ میں مصروف ہیں لیا ہوش میں تو ستر تھیلی پر رکھے ہوئے کھڑی ہوں آپ کے<br/>دشمنوں کے ساتھ نہیں معلوم کیا قیامت بر بکریا زبان سے تو ایرج کو یہ سمجھا یا لیکن دل بیتاب از<br/>شور مجا یا ضبط ہوسکا بہ آواز بلند یہ اشعار پڑھ کر شہزادہ ایرج کو سناے اشعار</p> | <p>اس جوش و خروش میں یا شعاع حیرت خیر محبت آثار بقیہ اس کو گڑھے<br/>ملکہ بران کے چہرے پر ہوا بیان رکھنے لگیں اشارے سے متع کیا ای شہر یار وقت بط و ضبط ہی چلا کر اشارہ فرمے<br/>قبلہ و کعبہ جنگ میں مصروف ہیں لیا ہوش میں تو ستر تھیلی پر رکھے ہوئے کھڑی ہوں آپ کے<br/>دشمنوں کے ساتھ نہیں معلوم کیا قیامت بر بکریا زبان سے تو ایرج کو یہ سمجھا یا لیکن دل بیتاب از<br/>شور مجا یا ضبط ہوسکا بہ آواز بلند یہ اشعار پڑھ کر شہزادہ ایرج کو سناے اشعار</p> |
| <p>ایک عالم کو نہ موسیٰ کی طرح ہوش رہی<br/>یا تو کھو اگر اسے وعدہ فرماؤں رے<br/>میں جو غم غم چھو کر کوچہ جانان کو چلا<br/>اشک بھی ملے رہیں غم کا بھی جوش رہی<br/>دل و اذنیہ کی کچھ سدا نہ مصلیٰ کی شب<br/>غم نہیں ہی جو بیان تجکو فرماؤں رہی<br/>بات کرتے ہی کا انداز ہمیں بھول گیا<br/>ہمہ تن چشم رہے ہم ہمہ تن گوش رہی<br/>ملکہ بران نے جو یہ اشعار پڑھے</p>                                                                                         | <p>ہوش حیرت سے آیا ہمیں ہوش رہی<br/>فاتحہ پڑھنے کبھی قبر ہی پر آ جا<br/>ہم بھی خفت سے بچے وہ بھی سبک دینا<br/>مدد دی دلولہ گریہ رولا تا ہوش<br/>ایک پلے کے بھی قابل نہ قدر توں ہو<br/>شر میں یاد کیے جائینگے سب پہلے<br/>ہوش یوں کھوئے کہ انے دیبا ہوش<br/>تمہ صورت ہی کھائی نہ سنائی آواز<br/>یار غم میں لاؤ گل کے جو یہی جوش ہے</p>                                                                                                                  | <p>اجدا ہی سے محبت کے تری جوش رہی<br/>حال کھل جائے اگر بارہ رو ہوش رہی<br/>بار اجبا ب پہ لاشہ نہوا شکر خدا<br/>درجست یو نہیں کھوئے کھوئے ہوش رہی<br/>اتے کم ہو گئے ہم تیری نظر میں ساتی<br/>میں بھی ہوش رہی آپ بھی مد ہوش رہی<br/>ایسا دیوانہ ہوا میں کہ ہو وہ مضطر<br/>ایک مدت تری محفل میں جو غم ہوش رہی<br/>زور و فتور آنی جنون کبھی کم ہو جلال</p>                                                                                                 |



اشک حسرت کھینچے جا رہی ہو ملکہ شکوہ نہ کر سار وزیر رادی ہمیشہ کی بازدار سلوین حاضر ہوا اسے ہاتھ باندھ کر  
 عرض کی داری حضور نے انکو منع کیا کہ شعر حلا کر نہ پڑھو آپ پناہ دولیوں کا ہر کرتی ہیں ذرا ضبط فرمائیے ایسا نہ  
 مقدمہ طشت از بام افتادہ ہو آپ منہ راج سے اپنے قلبہ و کعبہ کے بخوبی ماہرین ابھی روائی بگر جائیگی تو  
 افراسیاب کے شریک ہو جائیگا اول تو دیکھئے گو کہ زمین و آسمان ہلا دیا ہر مقام پر اس کے ساتھ خیر خواہی  
 کر رہے ہیں تعلیم کرتے جاتے ہیں اور کچھ نگہ بن صرف خاموش ہو رہیں تو افراسیاب لبہ جالیسے کیسے  
 سحر کر رہا ہر بلع سبب فتح ہونیکا مقام تھا حوالی باغ سبب سے ایک اسبابے سحر یہ ابو رہی ہیں حد ہا  
 درختوں سے پتے شعلے بن کر گرے اکثر ساحر و غیر ساحر جلیان تو یہ باتیں ہر لمحہ ہر ماہ و ملک بلانے آئینہ میں  
 ہیں نہ انھیں بطنہ انھیں ضبط اوہم چہ شش و دھڑ و شش طالب یدار شکوہ بھی انتشار صیقل  
 وغیرہ لڑ رہے ہیں انجم آتشبار نے لشکر امیر جبر فرب خوب دباؤ ڈالے صیقل نے دفع کیے اک برس رہی  
 ہے انجم آتشبار لڑتا ہوا چلا جب سحر کرتا ہو سر و لان یا رن کے بانوں زمین تمام لیتی ہو تہ زادہ صیقل  
 آئینہ دار سحر کر کے بجاتا ہو سحر اتار تا ہو کبھی ماہر سحر اتار تے ہیں ملکہ ماہ عالم افرورز مساشق  
 جمال صیقل بڑے لطف سے لڑ رہی ہو صیقل پر کسی نے سحر کیا ماہ عالم افرورز نے بڑھ کر وہ سحر اتارا  
 انجم آتشبار لڑتا ہوا قریب آگیا ماہ عالم افرورز نے گولامارا انجم آتشبار نے خالی دیکر برق جھمکانی کا دھڑ  
 کھینچ ماری سینہ بے کینہ ملکہ ماہ عالم افرورز بر کار دہری پشت کو توڑ کر بار گزری صیقل نے جلا شہ معشوقہ کا دیکھا  
 آنکھوں کے نیچے انھیں آگیا تیغ کھینچ کر لڑتا ہوا قریب انجم آتشبار ہو چکا صیقل پر بھی اسے ہاتھ مارا صیقل  
 آئینہ دار پر حال سحر آئینہ ہو چکا تھا ہنس کر سحر کو دفع کیا فریادنا مر کیا تو نے عورت پر ہاتھ اٹھا یا کچھ تجھے رحم  
 نہ آیا اب کچھ جرات دکھا اسے تیغ مارا صیقل آئینہ دار نے پیر سحر بر گانٹھا لٹھا دے سے ہاتھ نکال کر غصہ  
 تو انتہا کا تھا ایسی معشوقہ کالا شہ سانسے پھڑک رہا ہو سحر کو تبا کر نہ پڑا ہاتھ مارا اس نامر کے شل خیار تر دھڑک رہا  
 ہوے فوج تو اسکی پر گندہ ہو رہی تھی مرنے سے اس کے ساتھ والوں نے فرار پرستار کیا  
 آواز آئی کشتی مرانام من انجم آتشبار بود افراسیاب دیکھا اتنا بڑا ساحر صیقل کے ہاتھ سے  
 مارا گیا دل سڑکتا ہوا افراسیاب ان سب سرداروں نے آسپین وعدے کرے تھے دیباے  
 نیل پر اگر پہونچے آج کی لڑائی میں تو جملہ سردار جمع ہو گئے آمدی رن کی جگہ خیر نہوئی ورنہ یہاں تک آنے  
 بھی نہ دیتا فوج بھیج کر راہ میں روکنا خراج گزاران شہنشاہی نے کمی کی دیر پریرزا دان اس جوان کے



ہاتھ سے فتح ہوا اور ہرگز خیر نہ ملی اسی مقام پر فوجیں روانہ کرتا لیامرج کو وہاں سے بڑھنے نہ دیتے یہ کہتا ہوا مکر تار ہوا  
 جاتا ہوا آفتاب فلک سیرانی معشوقہ کے لیے انتہا کا بیاب ہو آگ برسا ہوا ہر جگہ کھائے شہنشاہ جان  
 دیکھ مگر میدان کا نزار سے بون نہ پلٹے میں لٹ گیا حضور کو احوال معلوم ہوا نہیں معلوم کس طرح ساریاں زادہ  
 باغ گلزار میں پہونچا نہیں معلوم اسکو بیہوش کر کے کہاں ڈال دیا یا قتل کیا مجھکو دھوکا دیکر آئینہ بدل لیا  
 تحفہ جات بٹے میں نے لشکر حمزہ کو روکا ہوا دیکھے آگ برسا دی حمزہ کی بھی تدبیر کو دنگا آپ جگہ سر کرین ٹکڑ  
 مہلت نے دوام لینے پاؤں اسم اعظم حمزہ کا بندہ کروں ایک طرف افراسیاب جادو روٹا بھڑتا چلا  
 آفتاب فلک سیرا پنا جلال دکھاتا تھا اب قریب باغ سیب خون کے دریا بہ گئے قصر چلے نمل ٹھنکے نگہبان  
 و محافظ مار گئے اب بھی جا جاسے ساحر نکال آتے ہیں گلہائے عجائب غراب سے باغ سیب معمور تھا  
 ہزار ہا بنائیں اب بھی نازل ہو رہی ہیں صاحبقران بھی اپنے مقام پر فراتے ہیں کہ اسد غلامی صاحب  
 لوح ہو میں اسم اعظم پڑھ رہا ہوں اس پر یہ کیفیت ہو کہ ساحر دنگار و زمین کھٹتا چار جا بیٹے جواہی آتے  
 ہیں صد ہا جادو گراس جنگ میں آئے اب تک سب کو پی گمان ہو کہ سلطنت افراسیاب کو بجالیل فرامیٹ  
 بھی کارہائے نمایاں کر رہا ہے لشکروں کے ستھراؤ کر دیئے قلعہ تو سن جھار سے تابہ باغ سیب خون  
 دریا بہ گئے آفتاب فلک سیر سے صلاح کر کے افراسیاب جادو مکر تار ہوا جاتا ہوا ایک مقام پر  
 آئے دیکھا باغ بخزان گلہائے دنگارنگ معشوقان سر و قد جو انان خورشید خد صرف جنگ ہیں آئے  
 کو کب روشنی نہیں ایک جانب جہشید بن کو کب ایک جانب ملکہ شمشیر زن ایک سمت خورشید  
 روشن اسے دیر اعظم ایک جانب ملکہ اختر ایک جانب مروارید گلزار پوش پہلو بہ پہلو مکر تار ہیں  
 سحر العجائب و مہر الخرائب ایک غفل پر جا پڑے ہیں جو انان طلمس نورا فشان نے جھنڈے  
 گاڑ دیئے رنگ لڑائی کے بگاڑ دیئے افراسیاب نے جو ان سبکی رعنائی دیکھائی دیکھی پکار کر آؤ اودی  
 او کو کب بہت بچتا بیگا طلمس ہو شہر ملکے برباد ہونے سے کیا ہاتھ آئیگا اہل اسلام  
 تمھاری بھی فکر نہ پٹے کان بکڑے نکال دینگے کو کب ہنس پڑا کہا آئیگی مہربانی افراسیاب کو کب  
 سے سحر ہونے لگا ایک مقام پر دو تین لاکھ جادوگر مہربان آفتاب فلک سیر صرف جنگ  
 تھے مہران جادو آفتاب کا بھائی تین لاکھ کا افسر تھا اسنے اگر سحر العجائب مہر الخرائب  
 بھی گھیرا یہ دونوں شاہزادے شیر مہلت رستم ہیبت مہران جادو کے لشکر کو صرف جنگین



ان شیران دشت نبرد کی جرأت کو کفار ان بھیا تنگ ہیں کیا سر فروش ہیں نشہ بادہ جرأت کے جوش ہیں شہر  
 سحر العجایب مہر انرا ہے کبھی کسی سر کے سے قدم نہیں ہٹایا آج بھی وہی جرأت و لیاقت ہے  
 پرست کے پرست درہم و برہم کر دیا افراسیاب نے جو مہران جادو پر غرور کیا ملا وہ سحر کے شاہزادہ  
 سحر العجایب مہر انرا ہے کو گر قتار کرے کشان کشان میرے پاس لا ان دونوں نے جھگڑے  
 صدے دیے مہران جادو نے فوج کو ترغیب دی کئی ہزار آدمی انرا ہیان سحر العجایب سحر کی ان  
 سب کے مارے گئے کوکب روستہ نے جو دور سے دیکھا کہ دونوں خسرو میرے زخمی ہیں ایسا نہ بلوہ  
 کر کے ساحر انکو گرفتار کر لین کوکب اس غول پر جا پڑا کئی گولے فو لادی جیب سے نکالے فوج مہران پر  
 مارے ناظرین بڑھ اٹھے سحر شہنشاہ کوکب روستہ نے بادشاہ طسم نور افشان ہم ہنر و افراسیاب  
 چہرے پر قہر و عتاب اس زمانے سے گولے چلے کہ زمین کے طبقے بل گئے کوئی آتش سحر سے جلا کوئی تب  
 سحر سے ٹھنڈ ٹھنڈا ہوا کسی بڑبھلی گری کوئی دیوانہ وارد حسی مثال سر ٹکرانے لگا کوئی بدحواس ہو کر جلا لگا  
 رہا کہ فوج مہران کو شکست دی مہران نے جاہا فوج کو لیکر ہٹوں اسوقت افراسیاب سحر کھڑا ہوا  
 آیا کوکب کو دیکھ کر جلا یا او کوکب کیوں شامت آئی ہی راج میرے سامنے سر ہٹ جا یہ روز اختتام  
 طسم ہوش ربا ہو آج اظہار کمالات کا مزا ہی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے آج میں نے عجائبات غرائب  
 سحر ختم کیے ابھی بڑے بڑے کمال باقی ہیں کیلا اسد غازی علداری کر لگاتم میں سے کوئی زندہ نہ بچے گا ایسے ایسے  
 کلمات مہلات کہہ کر کوکب پر سحر کیا آگ برسنے لگی کوکب نے باران سحر برسایا اپنے کو آتش سحر سے  
 بچا یا ساحروں سے ساحر ٹر رہے ہیں ملکہ بران شمشیر زن علیحدہ جنگ میں مصروف ہیں شکوفہ  
 سحر ساز وزیر زادی خبر شکر ایرج ہو چکا ہی ہے کہ دیکھے حضور شہزادے کے نزع میں حال ہے  
 ماہ عالم افروز معشوقہ صیقہ دار کی قتل ہوئی صیقہ نے اس بھی کو چڑے زور و شور سے قتل کیا ہر تیرہ  
 ملکہ بران گھبراتی ہیں دل دھڑک رہا ہے کلویہ ٹک رہا ہے اپنی حسرت پر افسوس ہی کہ بعد مدت  
 مدید و عہد بعد معشوق کا اسن ظلم میں داخلہ ہوا استقبال کرنا کیسا کام نہیں کر سکے کوکب نے جس  
 مقام پر دیکھا کہ ایرج کی فوج پر بلوہ زیادہ ہو کر کوکب نے جا کر سحر کر کے ملازمان شہزادہ ایرج کو بچایا  
 ایرج نے کوکب کو سلام بھی کیا کوکب نے دعا دی سر داروں سے تعریف جرات ایرج کر رہا ہی  
 کبھی بلور کو حکم دیا میرہ صا جقران کا خیال رکھنا ایسا نہوا پیر کوئی سانحہ گزر جائے



میں صا جقران زمان کو کیا سنہ دکھاؤنگا یہ دہائی شیردیر میں کہ کس زور و شور سے آکر جہانگیر والا تیر کر  
لڑے کہیں کی نہیں کی ایلیور تکیو یاد ہوگا کہ ایک دیوانہ آگیا تھا اسکو افراسیاب نے اشارہ کر دیا تھا اس  
بجایا غفلت میں ہاتھ چوبیس کا مار دیا تھا اس شیردیر کا شانہ شکست ہوا تھا گرا بلور جو جس خون اس کو بہن  
کہ جہانگیر کو یہ فعل ایسا شاق ہوا کہ دیوانے مہول کو چیر کر پھینک دیا افراسیاب کے بھی مارنے کو وہ چلا تھا  
رفقائے روک لیا افراسیاب نے قسمیں کھائیں کہ میں نے دیوانے کو نہیں بلایا آپ ہی سرایا اشارہ بھی  
نہیں کیا ایسی نامردی مجھے ہوتی ہے بلوریہ دسی شیردیر تھا جقران پر ہزاروں مجھے نکرین بہن ہر مرتبہ  
اسی جانب خیال رہے اس کیفیت میں افراسیاب دو سے مقابلہ پڑا افراسیاب نے دو چار گولے مارے  
لشکر کو کب میں تنہا کیڑ گیا آگ بھری دو چار برقیں کو کب پر گرین زخم بھی کھائے مگر اس بہادر کو کچھ  
خیال نہیں زخم کھائے ہیں مگر لڑائی میں مصروف ہو کہ افراسیاب نے آکر لڑا کہ اسے کو کب غضب کیا اب  
بھی محبت اہل اسلام سے ہاتھ نہیں اٹھاتا تحفہ جات ہمارے ساتھ ہی کھنٹی کتا ہی یار و بلوہ کر کے  
کو کب کو گھیر کر کو کب نے لاکھوں کو قتل کیا سب کا خون اس نامرد کے سر پر حقیقت میں افراسیاب  
آج کیسکو نہیں ماننا جس غول پر جا پڑا ستھراؤ کر کے ہٹا کو کب و افراسیاب سے سمجھ ہو رہی ہیں کہ پہلو  
سے شیر کے نرے کی آواز آئی شمسوار عرصہ کی تازی اسد میں کرب غازی تیغہ نور افشانی کو قبضہ  
پر ہاتھ لڑتا بھڑتا چلا آسا افراسیاب نے قصد کیا لڑ پھر کر سامنے سے اسد کے نکل جاؤں اسد  
غازی لڑتا ہوا سامنے افراسیاب کے پہونچا کو کب نے پلٹ کر شران سے کہا افرزندیہ وقت جاننا  
ہو اسد غازی کے پیچھے سے افراسیاب کو نکلنے نہ دو گھیر کر سامنے کر دو سب سردار دن کو یہ ترغیب کر  
کو کب نے بربر واز پیدا کیے ایک پہلو پر نلکہ بران آئین کی طرف بلور پہونچا افراسیاب نے بھر دین  
کرنے میں مصروف ہو کر سرداروں نے اسی مقام پر آکر بلوہ کیا ملکہ مسرخ و بہارے بھی اپنے  
سردار دیکھا اشارہ کیا کہ افراسیاب کو گھیر لو رعد برق و برق لامع و معمار و باغبان بھر کرتے  
ہوئے آئے افراسیاب جب چاہتا ہے بلند ہو کر آسا پر جاؤں کبھی کو کب نے ستارہ چمکایا کبھی  
ملکہ اختر نے فرار یہ چمکایا افراسیاب جب چاہتا ہے منہ سے شعلہ آتش جھوڑتا ہے سحر آخر و فرار یہ سون  
پجتا ہے ایک برآگ برسا کے کو کب پر جا پڑا بڑے بڑے سرداران کو کب کو زخمی کیا وزیر کو جا ہاکہ  
اگر قمار کر لوں خورشید روشن راے لڑتا ہوا سامنے کو کب کے آیا کھا اسد ہر یار یہ بلائے بد ہے



دیکھے افراسیاب کیا کیا سحر کر رہا ہوا اپنے کو بجائے ملک مال سکامٹ چکا جان دینے پر آمادہ ہو زمینوں  
 سے ڈنچا ہے حقیقت میں ملاحظہ فرمائیے آج جو جو عجائب و غرائب سحر افراسیاب نے قرن  
 کے کبھی غلام کی نگاہ سے نہ گذرے تھے بنے بھی حضور کی آنکھیں دیکھیں ہیں کوئی شجہہ سحر اسیاب نہیں  
 جو ہماری نگاہ سے گذر نہیں اگر افراسیاب معزور نہ تھا ہر ام فلک سبھی اس سے آگہ نہ ملا سکتا تھا اپنے  
 غور میں تباہ ہوا اب اس وقت انجام کر سحر کر رہا ہوا اسکی کچھ تدبیر کیجیے کو کب نے کہا سو اطلسم کشا کو  
 کیسوی نہیں مایگا خود شیرید روشن راہ بڑھ کر قریب اسد نامہ دار آیا عرض کی اور شہر بار افراسیاب  
 جادو کو سرداران طلسم نور افشان نے گھیرا اگر اس وقت حضور رٹے بھڑکتے اس مقام پر آجائیں تو  
 کیا عجیب ہو کہ خدا اپنا فضل شریک کرے اس جلاہ صاحب بیدار کی سرکشی میں نہ شکستہ بیشیہ کھما جھڑائی  
 لڑتا بھڑٹا اسی جانب جلاہ دور سے گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدہ مومنان و مسلمان شہر آؤ  
 نور الدہر بن بدیع الزمان نے جو اس پرجوم فوج ساحران دیکھا قلب تھا اکیس سب ہزاروں کو  
 یہی انتشار ہے کہ اس لڑائی کا فتح ہونا نہایت دشوار ہے افراسیاب جادو کبھی زمین  
 پر کبھی آسمان پر کیونکر اسپر سب قاضی ہو غم غم نے بڑھ کر نور الدہر بدیع الزمان سے عرض کی  
 اور شہزادگان والا قدر آج جارنشاہ روز گذرے اسد غازی ہے آپ انہ اس میدان کا نڈا زمین  
 لڑ رہا ہے مگر لینے کی مہلت نہیں ملی اس وقت فوج افراسیاب کا بلوہ و ساحرون نے بھی قصد کیا اور  
 کہ طلسم کشا کو گھیر کر مار لیں اس وقت اپنے فرزند کا ساتھ دیکھے یہ سنکر بدیع الزمان کھچلا سنبھا  
 نور الدہر نے بڑی جانی قاسم کو جو ان پلار کا افراسیابی کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر جا پڑے ایک طرف سی  
 غضنفر نے دباؤ ڈالا بوق تیر کی جا کر پڑتا بھڑٹا جلاہ ان جوانان مذکور نے جو کم کر کے لکھا ہو کہ جا لکھ سا  
 اس مقام پر افراسیاب کا مار گیا خون کے دیا ہے ساحرون کو بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا لاجپن  
 و ملکہ بلیقیس نے لائے آسمان اگر کچھ جب افراسیاب قصد کرتا ہو کہ میں چمک کہ بالائی آسمان  
 جاؤں لاجپن و بلیقیس و کوکب وغیرہ تین و نایک گولے فولاد کے کچھ پیکان کے یوں پھینکے ہیں کہ  
 آگ برس جاتی ہے زمین تھراتی ہر زبان تیر و کدہ غمو سے الامان الامان کی آواز آتی ہے  
 اس شور و شر میں افراسیاب نے جا کر کوکب پر سحر کیا کوکب نے جواب دیا لیکن سحر افراسیاب  
 سے برق چمکی کوکب نے اوچھا زخم کھایا کوکب نے قبضہ شمیر پر ہاتھ ڈالا لکھار دیا



کہ اونا مرد سافے اگر مقابلہ کر دور سے کیا سحر کرتا ہوا فراسیاب جادو طرت کو کپ کے چلا کہ میں سر کو کپ  
کا کاٹ لون کو کپ مرد سپاہی ہو چھے ہٹنے کو عیب جانتا ہوا ایک ہی مقام پر تھم گیا ملا ران فراسیاب  
کو جواب دینے لگا کہ پہلو سے نعرہ شیر کی آواز آئی باشیدائے کفار ان بجیا داسر نکمہ انان پر دغا نم کیہ تانید  
سختاوت آفتاب آسان شوکت ماہ چرخ جلالت یسر درخشان برج اہمت صاحب جاہ وقار  
فرزند بلند کرب نامدار قاتل ساحران نظر کردہ بزرگان ہنر بردشت جاننا شاہزادہ اسلم  
کرب غازی اس زور و خور سر اسد نے اگر نعرہ کیا علم لشکر کفار سر نکون سر کشون کا کلیجہ خون گھول  
شیشے پھینچے سوارون کو ٹپک کر بجائے اسوقت کی فتم شیر زنی کیا گذارش کر دن ایک سمت نور الدہر  
ہن بدیع الزمان نے تیرے خوارنگان سلیمانی کو چپکا یا بدیع الزمان گرد لشکر شکن فتنہ بظاہر  
جلوہ دیا قاسم کی پلارک کھنچی غضنفر کا تیغہ روین شگاف چپکا فلک بہار و باغبان وغیرہ آسمان پر  
اڑا دیے ہزار ہا گلہ تے مارے ہوائے سحر نے اپنی ہوا باندھی جھول برس رہے ہیں کبھی چند گلہ داران  
ماہ پیکر کھلے بھارے پیدا ہوتی ہیں افراسیاب آنکھ ملا کر ہنستی ہیں کبھی آواز سے کستی ہیں  
کہ واہ رہے مردوںے بھاگتا پھر تاہم شرم نہیں آتی جگر لوٹے ہم سب تیرے لڑوائے دیکھنے آئے بن دیکھ  
سحر بھارت نے کیا گل کھلائے ہیں اونا مرد وقت حجاب ہوا باغ عالم میں رنگ نقاب ہوا پسو کلمات شکر  
افراسیاب پر محویت بھی طاری ہو سحر ہار کا رنگ جہنا باغبان کا ہوا پر تھنا بلقیس و لا چین کے  
سحر وعدہ برق و برق لامع کی ترپ جب اس طرح افراسیاب گھبرا گیا گھبرا کہ عرجاؤن کیونکر جلا  
سجھاؤن اسی وجہ سے افراسیاب چمک کر بالائے آسمان نہیں جاسکتا اگر قصہ کرتا ہوں لا چین  
کو کپ و بلقیس رکھتے ہیں جان بازی کر رہے ہیں ایک مقام پر افراسیاب نے کچھ ٹھہرے  
دھواں جھوڑا مردوں کے دھوئیں نے صدا کو نابینا کر دیا اسوقت اسد نے لوح کو چمکادیا دھوئیں کے  
دھوئیں اڑ گئے آتش سحر ٹھنڈھی ہوئی یہ اُسکے فرزند ہیں جس پر درد گارنے آتش کو گلا کیا آتش سحر کو  
ماتے ہیں خود آتش شعلہ مزاج تیغہ نور افشانی چمکاتے ہوئے لوح کو گردش قتل فراسیاب کی کوشش  
پلٹ کے افراسیاب نے اسد نامدار کو دیکھا تیغہ کا وار کیا اسد بھی اپنی جان سے بیزار ہو رہا ہے  
سردا سپر کا سر یہ کھینچا تیغہ نور افشانی کو آگے کر دیا جھٹائے کی صدا بلند ہوئی اسد غازی نے  
الجھاوے سے ہاتھ کو نکالا آواز دی ادا افراسیاب ہوشیار ہو جا فرود تو ضربے ندی ضرب



طلم ہوش اتر با جلد ہنم

اس نوش کن پامہ شادی از دل فراموش کن یاد گیر و در بخون گذشت از دست ماست ہو کر کہ پوچ  
از دست ما نعرہ شیرانہ کر کے ہاتھ تیرہ نور افشانی کا مارا خون لاچین بلقیس کو کب افراسیاب  
بلند نہو سکا خوف تھا یہ لوگ لپٹ جائیگے غرق زمین بھی نہو سکا چار سمت سے بلوہ کہ کہیں بلکہ وہی نہو  
سرتی کہیں سو بہار کی رعنائی کہیں رعد کی گرج برق کی چمک سرخ منو نے سحر می اندھیر کیا ایک ایک قدم  
پر صد ہا سحر ہی اس ترو دین سے پھر کر اٹھا دیالوچ کا عکس پڑا قیہ نور افشانی چمک کر کہہ ابر سحر کے بڑے اڑے  
شب سپر کٹی تیرہ نور افشانی مثل ہلال شب اول چمکا سپر کو کاٹ کر تیغ نے تاج غرور سر افراسیاب کو  
کاٹا سر اسرہ سر دہیم ہوا حسین نعت کا مقام تھا اپنے غرور سے ناکام تھا تا جا کر گاہ تیغ نور افشانی پہونچا  
افراسیابا کا نعرہ کر کے گرا اسوقت کی کیا کیفیت تھی کہ دن ایک غبار سیاہ بلند ہوا ہزار ہا طائر  
نخلستان سے اڑے طاؤس پروں سے سر پہنے کے صدیا مکان گرے دیا کھو کر خشک ہوئے چمنو کا  
پانی اُبلتا منزلوں تک تشر قتل افراسیاب پہونچی بعد عرصہ وراڈا ورائی کشتی ہر نام سن افراسیاب و  
شہنشاہ طلم ہوش رہا بودا فوس مردیم و جان دادیم و بملطخ و زرسیدیم یاد و از سکر حیرت بکھرائی  
بڑے بڑے بادشاہ جو لوہے سے ڈرائی دیتے ہوئے کوئی لاچین سے ملا کسی نے ملکہ بلقیس کے قدموں  
سر رکھا کوئی خورشید روشن رائے سے جا ملتا تلم تھا دیاے فوج میں تہلکہ مگر حیرت چلی کہین جا کر  
اسد بگردن یا لاش اپنے شوہر کی اٹھا دن چشم کو قلم محیط موجزن موتے مشکین کھلے ہوئے دون  
مٹھیوں میں ماش کے دانے بھر ہوئے جہر جا بڑی ہزاروں کو جلا دیا وہ صورت بہت ناک غم میں  
اپنے شوہر کے چھٹ چالاک اس زور و شور سے لڑی ہر ایک کو یہی خیال تھا کہ شاید افراسیاب ہر کم  
زندہ ہو گیا آتش بھوکا بر سنا بہت پرستون کا واسطے پانی کے تر شاہ رنگ ہو کہ تلم دوز بان ہوا شاہ  
شکتہ بن فرطاس بچرف مثل طائر نیم سبل تڑپتے بین حیرت نے بیج فوج میں بکھرا یہ سحر کے  
کہ بہار و باغبان در عد و برق و برق لامع و غیرہ کو زخمی کیا کہی سوسہ در نامی قتل کیے لیکن  
ملکہ بلقیس ثانی دم تھری ہوئے بڑے کر ویر سے اس مقام پر پہونچیں اول سحر کے کچھ طائر اڑاے  
کہ حیرت سحر جموں کی مثل تصویر خاموش ہو کر رکی تھی کہ ملکہ بلقیس سے پشت پرستہ اکرام سحر  
میں حیرت کو گرفتار کر لیا سحر ہزار کینہ ان ہمارا ہی حیرت بھی گرفتار ہوئے استا دان سخنور  
نے اس داستان حیرت بیان کو اس طور سے تحریر فرمایا ہوا ناظرین الا مقام بہ نگاہ غور ملاحظہ فرمائیں



مصنف طلمس ہوش ربانے ہم نہیں جانتے کیا سوچا تھا افراسیاب کو قتل کر کے چھوڑ دیا یہ حقیر اقل کو نہیں  
 ہے ہنر منشی اگر حسین قمر عرض رسا ہو کہ کیفیت طلمس لوزاقستان ظاہر ہو یہ ہنگامہ گرم تھا یعنی اسنے  
 برے بادشاہ کا مارا جانا طائر غل مچاتے ہیں لاکھوں ساحر بھاگ جاتے ہیں لاکھوں جادوگر لڑائی ہوش سبکی  
 پر گندہ ہیں کہ کیا کریں کہ ہر جا میں بعض کو مال و اسباب کا خیال بعض کو نقد جان کا طلال آفتاب فلک سیر  
 جو لاشہ افراسیاب خاک خون میں غلطان دیکھا اور یہ بھی سکوتا بہت ہوا کہ حیرت گرفتار ہو گئی ایں سب  
 شمشیر صا جعفران سر کسید کا قدم نہیں تھم سکتا چندیہ غل مچاتا ہوا سارے یار اپنے مالک کی خون کا بدلہ لو  
 بھاگو نہیں وقت دار دیکھ ہو طلمس کشاکش قتل کی تدبیر ہو ترغیب دیتا ہوا بڑھا اندھیل تو سب طن چھایا ہوا  
 ہر خود و کلان گھبرا ہوا ایگر حریف آتش شتیاق ہجران دیدہ آفت کشیدہ گرفتار دام پنج و من ملکہ ہر ان  
 شمشیر زن بعد قتل افراسیاب بھر کرتی ہوئی آسمان سے اتنی قریب لشکر ایرج نوجوان پہنچن دل میں  
 جوش محبت ایرج بھرا ہوا آفتاب فلک سیر کا بھائی مہران جادو حست کر کے بھر کر ہلاک ہو کر شمشیر  
 کے آیا انکے ساتھ والوں نے تیر اندازی کی مہران کے بہت لوگ مارے مہران بھر کرتا ہوا سامنے  
 ایرج نوجوان کے پہنچا ایرج نے جا ہاتھ لگا کر بھر جا پڑو ان اسنے یاس مری کہہ کر بھر کیا چند  
 سرداران ایرج گھوڑوں سے گرے مہران جادو نے دو چار کو قتل بھی کیا غصہ میں لڑتا ہوا آکا  
 ایرج نے دیکھا مہر سردار و دعو اس ملعون نے مارا انورہ کر کے جا پڑے مہران جلا ہوا تھا اسنے گولا اٹھا کر  
 مارا خون بھی اپنا کاٹ کر پھینکا جہان تک ہو سکا انتہا کا بھر کیا آخر ایرج کا گھوڑا راکارہ بن شکر کے  
 بالوں زمین نے تمام بے اپنے مقام سے ہٹ نہیں سکتا مہران تلوار کھینچ کر حلا اواد دی یار و ایک طلمس کشا  
 نے کیجے پردے سے اسے غزنی قریب قتل کروں عمر بھر یاد کرے یہ کہت ہوا بڑھ صابر داروں فریاد اپنے کو پھر گرا دیا  
 جو قریب آیا اسنے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے صیقل آئینہ دار و انجم ماہر خسار و غیرہ نے دور سے دیکھا  
 چاہتے ہیں اپنے کو قریب پہنچا میں اسنے بھر سے اندھیل کر دیا میدان کو عجائب بھر سے بھڑا  
 یہ چاہتا ہے کہ میں ایرج کا سر کاٹوں کوئی سردار اپنا گلام شمشیر پر بکھرتا ہو کوئی نعرہ کرتا ہو کہ اذکام کیا کرتا ہے  
 شیر بنشہ جرات پر ہاتھ نہ اٹھانا اس دلیر کے قریب جانا اس حسرت و یاس میں ایرج نوجوان جو  
 سر اٹھایا ملکہ ہر ان شمشیر زن سے آنکھ ملگئی اس بیکی دی بسی میں یہ اشعار پڑھے اشعار  
 ای دنیا خورشید تابان راز ماہ دور  
 ا دی مہمید ایران گوشہ بڑی تو  
 دیدہ معنی صورت کرد و سن بچوئے



ملمس ہوش و با جلا ہضم

|                                   |                                |                                     |
|-----------------------------------|--------------------------------|-------------------------------------|
| توتیا دیدہ ہر کس کرد خاک کوئی کو  | دشت محلے قیامت کرد مثل لوبہار  | ریخت از بس غول مردم در کس کوئی کو   |
| صبح عیش عاشقان چون تہ شیدا        | ساخاودہ زلف مشکین و خود برد تو | از غم عشق تو یکدل و در جہان از دوست |
| یک جہان دل گشتہ مانند سر بر کو تو | باشیدان غمت کار مسحا سیکند     | می زند و ہر کہ نسیم صیوم در کوئی کو |

اس حسرت سے یہ اشعار اس طرح لکھوائے کہ جو ان سے پڑھے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا جو ان جہان رحمت ہو کہ ان  
ویدار کے مشتاق تھے روح تڑپے گی فروروش شدانہ وصال تو شہماے تارائی صبح قیامت ست چرخ غلام  
گلہے ماہے قبر پر ضرر آنا عاشق کی قبر پر فاتحہ پڑھنا تاں تیراں کادل سقیر ہوگی تاب نہ باقی رہی یہی دیکھا  
کہ اگر دیر کرونگی شاہزادہ قتل ہو جائیگا دونوں پیار کہ غرق زمین ہوئی گھوڑے کے برابر شہزادے کے  
ہو جی جوش محبت میں یہ خیال نہ رہا کہ کوئی جگہ دیکھے گا رکاب پر ہاتھ رکھ دیا یہ اشعار قد مولیٰ پر  
رکھ کر پڑھنے کی نظم

|                                  |                                   |                                  |
|----------------------------------|-----------------------------------|----------------------------------|
| چون حسن ملاحظہ ہنر انکس ساخت     | این در غم عشق تو خون جگر کم کرد   | دین لاش شوق چو بھادور کم کرد     |
| سودا و غم عشق تو خاک بزم کرد     | چون نالہ صاحب نظر ان با غم کم کرد | روز یک محبت بہ سردار غم خوں خست  |
| عشق تو بر آور د ز خلوت کدہ عشقم  | بجو ہلکی باعث بیماری من شد        | وین دار و بے دلاہد جا بزم کرد    |
| این خواب کہ ترندہ ز فیض محرم کرد | در کوچہ و بازار جہان جلوہ گرم کرد | یک شب بزم ز سائید باختر          |
| راہ ہر ادول تدبیر ز فرستم        | بمختر بازی جگر تشنہ بی رفت        | این گرمیہ کہ صدر جلہ غار نظم کرد |
| تا تیرہ مناجات چین در بدم کرد    | از ان روز کہ تقدیر مرا ہمسفر کرد  | انقاد مرا از دل خرد بان با       |

اس حسرت و یاس سے دونوں نے یہ اشعار پڑھے اور انکھوں سے  
دونوں کی آنسو جاری ہوئے تیراں نے جھپٹ کر انگوٹھی انگلی سے اتار کر اس طرح لکھوائے کہ  
مسکرا کر کہا جب مہراں آپ کے قریب آئے انگوٹھی تسکیری کہہ گی کھینچ مارنا خدا کو بجا بیگا وہ ناری علما بیگا  
آپ تو الگ کھڑی ہو کر دیکھنے لگی ایرج لکھوائے کہ جس پریشانی میں کہ چند سردار بھی قتل ہوئے ہیں  
آپ خود ذوبت سبحان و کار و بر استخوان تھے اپنے مقدمے میں بہت حیران تھے کبھی تسلیم نہ کی تو کھڑکی  
گر کبھی فیلم و عترت صبار رفتار پر آفت آئی کبھی دریائے سو کا موج بلند ہوا کبھی باران سحر سا حیران  
برسا کبھی لکڑی لے کر سیاہ کر دکھاتے ہوئے اٹھ کر عدلی گرج برقی کی جگہ مجھو مڑتے ہوئے  
موسم بہار کی کیفیت طائران زعفر نہ سرا کی اور صورت کبھی کسی طرف پھول برت ہوئی سرد چلی  
غنجے چٹکے پھول مست ہو کر پھولے شاخ ہائے نخل نے ہاتھ بڑھائے بتوں نے نالیان بجائے دیو اد کیا



کبھی بلبلین یا شعرا پرستی بہن ظلم  
 الف کمال کا نتیجہ تھا یہی کیا ای فلک  
 آج بیلا بیلا رہا ہوش خوش ہو بلبلین غنیم  
 لوگ کہہ رہے ہیں کہ بلبل کا ہوا قتل غنیم  
 ہیں ہڈیاں مثل شمع کا فوری جل رہی ہیں انگوٹھی کو ہاتھ میں لیا فوراً گلاب کو تسکین ان صاحب قاتل ہوا کہ اکثر  
 معشوق نے ہاتھوں ہاتھ دستگیری کی روح کو راحت قلب کو قوت بے اختیار نکال رکھے ای صاحب زمانہ اور آرام  
 دل مشتاقان ای لیلائے ملک رعنائی و اس سال کے شہر پر آشوب زیبائی کیونکر دلو انتہائی منور  
 اسے محبوب کا مسطر ح شاق نہوا یہی نعمت کون کسکو دیتا ہے اب تو یہ شیریں شہنشاہ جعفرانی دارا درگ سلطان  
 بجات و شوکت صفو نگو درہم و برہم کرتا ہوا جس صفت پر ہمو سچا ساحر کو قتل کیا اپنے دربار کو بجا یا ہوا  
 ساحر بسبب اکثر ایرج نے قتل کیے ساحر دن سے منہ نہیں پھیل رہا بلکہ ساحر دن نے ہر مقام پر کچھ شیریں  
 مقام پر کچھ کیا برس برس زبردست جادو کروں کو مار لیا ہلاک کروں کو لاکار لیا ان کے سردار بھی جو سحر میں  
 چھنے ہوئے تھے مہلت پاتے ہی لڑائی میں مصروف ہوئے اب ان شیر دن کے منہ کون  
 چرے کسی لیاقت ہو کہ آگے بڑھے قضاے کار اتفاقات روزگار دھران غدار بے ہرستارہ چشم  
 برس زور و شور سے سحر کر رہا تھا ہزار ہا بگناہ اس مرتد کے ہاتھ سوار کیے تیغ بدعت ہاتھ میں نہ جینے  
 کی خوشی نہ مرنے کا الم برائے مدد آفتاب فلک سیر کیا ہر جی چاہتا ہو کہ کوئی ایسا کارنایان کر توں  
 کسی افسر مسلمانوں ٹاؤن ہم دونوں بھائی ملکر سلطنت طلسم ہوش ربا کرین اگر افراسیاب کیا  
 حیرت گرفتار ہوئی اب وقت جاننا زسی و سرور شہی ہوا ہے ساحر دن کو ترغیب دیتا ہوا سحر کر رہا ہے  
 ہر ایک کے کتا ہو بھائیوں کا نہ طلسم ہوشربا کے مٹ چکے اب لڑ بھڑکے باغ ہو غصہ لڑ بھڑکے  
 بڑے حسین ہونگے یہ بھی سمجھو کہ مسلمانوں میں کوئی ساحر نہیں رہے فقط صاحب قبال ہیں گوجی داری  
 کو قدم سردی جاؤ یا سبکو پڑو یا قتل کرو انکو کج کو بزرگوں کا نام روشن ہو سلطنت ہوشربا ملک سالار  
 و جلال سب کچھ موجود ہے ان یار و وقت جرات و شوکت ہر غیر ساحر و کئی کیا حقیقت ہے  
 تیغ بھر کھینچے ہو ایرج کو آکٹا ہوا جانا ہی ادھر سے شیریں شہنشاہ قاسم ملک سخاوت کا حاتم یا دین اپنے  
 معشوق کی لڑتا ہوا آتا ہے کہ مہران جادو تیغ کھینچے ہو قریب پہنچا جا ہا ملنگ کیوکے ایرج نے جو ان  
 کو کھینچ لوں ایرج نے وہ اکثر کھینچ ماری مہران کا سر پھٹ گیا آہ کا لہرہ کر کے زمین پر گرا  
 آفتاب فلک سیر نے جو آسمان سے یہ معاملہ دیکھا کہ میرا بھائی ہاتھ سے ایرج لڑ جو ان



کے مار گیا سحر کرتا ہوا فوج ایرج بر اڑا صیقل آئینہ دار دیوانہ وار وحشی مثال یا دین اپنے معشوق  
 محبوب کے بیتاب و بے قرار زبان بر یہ اشعار عبرت آنا چاہی ہیں نظم  
 و نواز استغنا تو ہر روز دیکھو  
 بجزون نظم و ادب نہان صراط علی جگر  
 ایرغ خوش کان بخور غ دلی سوگی  
 افروہ میسازد مطرز تغافلہاے تو  
 باشد از چشم طراز کو بخون لودگی  
 مخفی ز عصیان نامہ گردید چون وسیہ  
 ای بیوفانا کو ان دہلہ فرسودگی  
 ہر گل کہ بینی در چین بد و نہان غ دلی  
 ای رویہ شرمندہ شو گدازین لودگی  
 باہ عالم افروزی معشوقہ آنکھوں کے آگے سے آٹھ گی دیوانہ وار لڑ رہا ہو کون کسی خبر سے سردار سرداروں سے سحر  
 ساحر و شے مصروف جنگ و جدل ہیں آفتاب فلک سیر کرک کرک کرنے لگا جسے جس مقام پر و کا اسکو  
 زخمی کیا کیسی کمر میں پیہر دیکر اٹھا کر پھینکا استخوان چور چور ہو کسی پر برقی جگر گرا لا شون سے زمین ہو کر دی  
 ہر مقام پر لڑتا پھرتا پھرتا پھرتا ہو سحر کر رہا ہو زمین میدان کارزار کی سحر سے ہلا دی ہنگامہ گیر و وار بسند  
 دو تین سحر آفتاب فلک سیر سے ایسے کیے کہ لشکر ایرج میں اندھیرا چھا گیا ہر خرد و بزرگ کا قلب تھر گیا  
 عین گرمی جنگ میں آفتاب فلک سیر نے ایرج کو جوان پر سحر کیا کہ انکے ہاتھ باؤن پھر بیکار ہو  
 اور یہ بھائی تیغ کھینچ کر قتل کرنے کو چلا راہ میں کی ساحرون نے رو کا انکو بھی اسنے قتل کیا اب چاہتا ہے کہ  
 اپنے بھائی کے خون کا بدلہ لوں کبھی یاد میں اپنے قوت بازو کے چینیں اڑتا ہوا ہے برادریان برائے فخر  
 شباب سے پھل نہ یا یافتنا گھیر کر اس مجمع میں لائی اسے چاہنے والے بھائی کہاں لٹکے جا گئے جوت کے خذو  
 لقای خود پسند کا دام گھیر ہون لگا چھی مشورے جب قدرت بالائے قیول ہو چینیں کہ صحت سفر سے ملت پائیں  
 جہد رہنے کے انکے انکی محبت میں از باختر تا ہوشمار بارے کے ہیں انکو زندہ کرینگے ای بھائی اس  
 ہنوس میں طبقات زمین ہلاؤنگا قدرت کو بخطر ہو سیکنا تا بہ باختر ہو چاؤنگا ب سے پہلے  
 تمھیں کو زندہ کر اونگا اگر کچھ عذر کیا گئے بیان قدرت اور جدے کا ہاتھ بہت خند کر دنگا گیری جدائی  
 مجھ پر شاق ہو دیدہ دل اس صورت زیبا کا شاق ہے ای بھائی ہر اے ساہری و جمشید خدا  
 کو سناؤ تمھاری جدائی نے بہت پریشان کیا سحر بھولا جانا ہوں دلہر و داغ بین فراق محبوب  
 ساریاں زادے نے نہیں معلوم میری معشوقہ کو کیا کیا کب ممکن ہو کہ دلکو مہر آئے از روی شاد و شاک  
 کے ثابت ہوا کہ وہ معشوق آفتاب جمال خورشید مثال معشوقہ عاشق مزاج حسینان جہان کو  
 سحر تاج ابھی تک زندہ ہو خانہ حیات محمود ہے اس سبب سے قلب کو سرد رہو دنیا کی خاک چھپاؤن



عمر و کوثر قرار کروں جب اسکی جانہرینگی ضرورتیا بتائیگا اتوا انتہا کا بیقرار ہوں اس خیال میں بہر  
 جنگ مگر زندگی سے تنگ اپنا خون کاٹ کے ایک تہیج پڑا لا فولا کا گولاجی حیب ہونکا لقا قصہ ہو کہ دزدوں  
 چیزیں سحر کی پھینکوں کہ ایرج نوجوان جل جاے دل ترو دمزل تسکین پاتے دوسری اس سحر کا تیار ہونا  
 باغبان قدرت نے دیکھا دزیرا فریاب ساحر بھی لا جواب صاحب علم و کمال سرداران  
 اصاحبقران کا خیال ٹہر کر اپنا سینہ سپر کر دیا بڑے زور مار کر اس تہیج و فولا دی گولے کو کاٹا بسا بھر  
 کہ ملک اسکی فوج برگرے کئی ہزار ساحر جل جل کے خاک ہوئے تیغہ سحر کھینچی کر دوڑا آفتاب فلک سیر  
 گھبرا یا جا ہا آسمان پر پھونچن کہ برق لامع کوک کہ گری کئی ہزار ساحر چلے خاک ہوئے اس ظالم نے  
 اپنے کو بہت بہت بچایا لیکن سر خود سر کا دفنی ہوا و دھمی خون اُسے اچھا لالہ برق لامع دور جا کر چکی  
 مگر لوہدرین خون کی گرد لالہ ارج نوجوان کے گویں اس سے یہ تاثیر پیدا ہوئی کہ گرہ بن شجر کے بانوں  
 زمین نے تمام لیے اتھو بھی رٹنے سے رکھا اسوقت ایرج نوجوان کی حیرانی و پریشانی دوسرے  
 ملک بران نے دیکھی تاب صبر و جبر باقی نہ رہی اختر مر وارید جوڑے سے نکالا آہ کانہ کہ کے جاڑین  
 قریب آفتاب فلک سیر کے پونچکر اختر مر وارید کھینچ مارا پہلو پر آفتاب فلک سیر کے پڑا اسکے  
 مرنے سے صدائیں صیبا آئین انتہا کا ہنگامہ ہوا آواز آئی کشتی مرانام من آفتاب فلک سیر بود  
 مرتبہ جو ملک بران نے دولون جادو گردن کو بتیابی میں سر میدان مارا دولون ساحر ان پر دھتکتا تھا  
 کا ر ایرج نے جو اس مصیبت سے رہائی پائی بے اختیار ایرج نے متوجہ ہو کر آواز دی ای شہنشاہ  
 اقلیم خوی ای سرو حدیقہ محبوبی ای عندلیب خوشنواں گلشن ہودت ای رنگے بوے گل گلہ ستہ محبت  
 اب تاب صبر و جبر باقی نہیں ہے بقول زیب النساء شعار

چلو نہ نام تو ایرم بر زبان گستاخ

درون خاندہ ماشد چو پیمان گستاخ

شبے حال نگہدار دیدہ پاس ادب

سارگان ہمہ محبوبان گستاخ

محال عقل بود عرق حال خود دفنی

طوائف کعبہ پتختا نہ از سر دن کرد

کہ مرغ روح نشیند بر آشیان گستاخ

چہ حکمت است ندانم کہ با سیر بلند

باز حسن تو کردند نقد جان گستاخ

کہ نام تو نتوان بر زبان گستاخ

بغیر قوت بازو عشق قدر نیست

کہ عندلیب نباشد بہ گل خان گستاخ

تو یوسفی چہ یوسف کہ صریان سیر

بدر گہ کہ دران نیست با سان گستاخ

ایرج نوجوان نے جو چاکر یہ اشعار پڑھے ملک بران تمہیں زن کی  
 انگلی دانت کے نیچے دبائی اشارہ کیا کہ آپ یہ کیا غضب کرتے ہیں ایرج نے اشارے کو بران کے نہ مانا



گھوڑے کو بھاگ کر سی طرف چلے یہ بھی زبان سے نکلیا کہ ملکہ عالم اب تاب مہر و جبر باقی نہیں ہو کہ ملکہ بران تو  
 ہان ہان کرتی رہ گئی شہنشاہ کو کب رو شنفیر شیرانہ صروت جنگ تھا بران کو جاتی ہوئے دیکھا ایک  
 نعل کی آؤ پیر کے دیکھنے لگا کہ یہ کہاں جاتی ہو پہلے تو کو کب نے یہ دیکھا کہ شیران نے انگوٹا ہرج کو دیکر مہر  
 کو قتل کر دیا پھر آفتاب ملک سیر کو خود ملکہ بران نے قتل کیا انکھونکے بچے کو کب کے اندھیل آگیا یہ حرکات  
 و سکنات اشعار عاشقانہ لہجہ اشارے کنا سے ہوا لفظاً لفظاً دیکھا اب کو کب کے قلب کو تاب نہی  
 جھولی میں ہاتھ ڈال کر ایک چلی شہری نکالی اسکو سامنے کھڑا کر کے دودانے ماش کے مارے پہ چھاپے تباہ کیا  
 سحر کہ ہوا سے سر جھکا کر کہا یہ عشق و عاشقی مدت سی ہوا میں دخل نہ دیجیے ورنہ خرابی ہو طلمس آئینہ میں ملکہ  
 بران جا کر مائل ہوئی میں اکثر نامہ و پیام رہے اب پھر ان دیدہ و آفت کشیدہ ہیں تاب مہر و جبر ہی کیونکر  
 ممکن تھا کہ ایرج قتل ہو شیران دیکھ کر بن کو کب نے نہ سنکر تلی کو ایک طمانچہ مارا اسکا تومر آگیا یہ نگاہ  
 قہر و غضب طرف لشکر ایرج کے دیکھا اب اسوقت فتح تو ہو چکی ہو قتل افراسیاب کا ہنگامہ چھڑا  
 جا بجا اُکھچھ ہوئے ہیں لاشہ افراسیاب کا ترپ رہا ہر جہت گرفتار ہوئی مہر و جبر کے قبضے میں ہی  
 کو کب نے زانو پر ہاتھ مارا دل سے کہا برا غضب ہوا اے کو کب میں نے بڑے دست حادق کو قتل کیا  
 یہ مسلمان بڑے مالوت ہیں ہم نے تو انکی یہ خاطر کی عمر کو اپنے گھر میں جگہ دی عمر کی عیاری کو زور  
 دیا ہاے افراسیاب کو میں نے کیونکر قتل کر دیا دین قدیم بھی ترک ہوا فائدہ ممکن نہوا اب ان مسلمانوں  
 کے غرور اور بڑھپا ايسے کلمات حسرت آیات لکھرائی چھائی پر دو تین گھونٹے مارے نگاہ اُٹھا کر جو  
 دیکھا لشکر ایرج میں صیقل آئینہ دار بڑے زور و شور سے اڑ رہا ہو کسی ساحر وغیرہ ساحر کو قریب  
 ایرج تو جوان نہیں آئے دیتا جو آیا اسکو بڑھکا گولا مارا اسکا سر پٹ گیا کو کب نے غصے میں گولا اُٹھا کر  
 جو مارا صیقل آئینہ دار کے سر پر پڑ صیقل سجادہ اس سے آگاہ نہ تھا سر پٹ گیا بقیہ رہو کہ  
 گرا اب تو کو کب نے جب گولا اُٹھا کر مارا برق گری دوسو جوان لشکر ایرج کے پامال ہوئے ہاتھ  
 چمکادیا پنج ماہ رخسار کا سر اُڑ گیا گولا مار دیا تخت ملکہ شیشہ منوش ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دو تین جملے  
 کو کب نے کیے تھے کئی سو سرداران نامی لاکھ ڈیڑھ لاکھ اہالیان فوج قتل ہوئے خون کو دریابہ کے کچر غصے میں  
 چلا بران شمشیر زن دور سے دیکھ رہی تھیں حیران ہو میں کہ یہ کیا لٹا ہم ہو لشکر شہزادہ ایرج  
 غارت ہوا جا رہا ہو چلی کہ جا کر کچھ تدبیر کروں کہ کو کب نے دور سے دیکھا بران شمشیر زن



دیوانہ وار وحشی شالہ طرٹ لشکر ایرج کے جاتی ہو سنہری تیلی سلا حال کہ گئی غصہ میں کہ ایک دم متحیر ہوا  
 زمین شق ہوئی بران سماگئی کیسکو معلوم ہوا کہ ملکہ ایران شمشیر زن بر کیا گذری سب حیلان میں کہ کیا ہو کر  
 مطلب کو کوئی نہ سمجھا قضا کار مہر سپہ عیاری و قطب فلک شجر گزاری شاہ عیالان عیان و خفا ہر فائدہ  
 ایک جانب سے یہ حرکت دیکھ رہے تھے قتل مہران کی صورت دیکھی آفتاب فلک سپر بھی انھیں کے سامنے مار گیا  
 اتنا صورت و صو کا ہوا کہ عمر دے صا جعفران سے جا کر دو یا تین کین اب جو پلٹا یہ قیامت دیکھی کہ لشکر ایرج  
 بڑا گ برس رہی ہر ہزار ہا شیعہ جھوک کر گرے ہیں کبھی پتھر برسے میں کبھی بڑے گرسے بن ساحر کوئی لشکر میں  
 باقی نہ رہا عمرو حیران ہو کہ افراسیاب مار گیا حیرت جاو و گرفتار ہوئی آفتاب و مہران قتل ہو چکے  
 یہ کیا حرکت ہے لشکر ایرج پر کسے قیامت برپا کی اور وہ آفت ہو کہ جس سے بریت دشوار ہو چشم زبون  
 میں دس دس ہزار بیکار ہوئے برق چمک رہی ہے زمین سے دھواں نکل رہا ہر جگہ وجہی ہزار ہا بنا ہوا  
 آگ بھی برس رہی ہو جھوکوں نے ہوا کے سیکڑوں خیمے تباہ کیے عمر و طغیلا کہ خدا خیر کرے دیکھتا بھاتا  
 یہ تو بوند دیکھ چکا کہ لشکر ایرج نے عرض نہ دالی میں ہے دور سے گاہ اٹھا کہ جو دیکھا بخوبی ثابت ہوا کہ  
 کوکب لشکر ایرج کو مٹا رہا ہے عمرو کے ہوش پر اگڑہ ہو گئے یقین کامل ہوا کہ آج کچھ رنگ کو کب  
 نے دیکھ لیا بران کا بھی نشان نہیں معلوم ہوا یا تم یا نون من عمرو کے عرشہ آگیا قلب تمہر گیا کنارے  
 آگڑ رنگ و عن عیاری کا نکالا خورشید روشن راے وزیر اعظم کو کبک ہو اسکی شکل شکر و سب  
 کوکب کے آیا بچھا غصے سے کوکب کا چہرہ گلزار ابروے خدا پر بل شل برق چمک رہا ہے لشکر ایرج  
 کو شکار ہا ہر عمر و شکل وزیر و سب آیا بہ ادب تام سلام کیا کہا ای شہنشاہ خیر تو ہو آپ کس پر کھ کر رہے  
 ہیں آپ تو اب ایرج نوجوان نبیرہ صا جعفران کو بہت عزیز رکھتے تھے آج یہ کیا حرکت ہے مجھے  
 مفصل فرمائیے کسی طرح دلہی کر کے عمرو نے کوکب سے پوچھا کوکب حقے میں بھرا کھڑا تھا شل  
 بیکر کا پینے لگا کہا ای وزیر اعظم ای دستور عظم کیا کون جو کچھ دیر صدمہ ہو جی چاہتا ہوں اپنا گلا کاٹ کر  
 مر جاؤں بڑے شخص کو میں نے قتل کر لیا افراسیاب جادو ایسا شخص مار لیا میں نے بران کو ایرج  
 سے کلام کرتے دیکھا بران کو تو میں نے خاک میں ملا دیا سب مسلمانوں کو ابھی قتل کرتا ہوں یہ بھی  
 دل کو میرے یقین کامل ہو کہ میرے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچے گا میں نے یہ احسان کیے انکا بلایا ہوا کہ  
 میری آبر دینری ہوئی اپنے کلیجے پر تو جھری جھری لشکر ایرج نوجوان کو بھی زندہ چھوڑ دینا دھوکا دینا میں



سب لشکر تباہ کر دینگا ساحر تو بین نے کوئی ایمرج کے لشکر میں باقی نہیں چھوڑا اب غیر ساحر و فکروان بنانا  
 ہوں ایک سحر میں سر ٹکڑے کر جائیگے اور یخوہ شیدایا کرامت میں نے اور خیال کیا کہ مذہب کوئی اچھا نہیں ہو  
 طلمس نے تو خود پرستی اختیار کی لات پرستی بھی ہری سامری پرستی کا بھی امتحان ہوا مسلمانوں کو بھی دیکھ  
 لیا میں اپنی صورت کو آپ سجدہ کر دینگا اسی کا نام خود پرستی ہو عمر نے چاہا کچھ کلام کر دین کو کب بگڑا ہوا  
 بہت کچھ سے جاری گولا اٹھایا ہو سحر کرنے پر آمادہ ہو یہ بھی کتابی کہ از خود شیدائیں پر بھر میں لشکر  
 حرمہ کو غارت کر دو لنگا مہر خ و بہار کی کیا حقیقت ہر اگرین طلمس کش کی شرکت نہ کرتا افراسیاب  
 قتل نہو سکتا اب اپنے فعل پر انتہا کا نام ہوں کہ میں نے یہ کیا کیا کہ افراسیاب ایسے بادشاہ کو  
 شاہ اپنا ملک ال بھی تباہ کر لیا خاک لطف حاصل نہا عمر و کی کیا حقیقت ہو وہ ایک عیار تین بد بیکار  
 ہمنے اسکو عیار بنایا ورنہ اسکی یہ لیاقت تھی کہ افراسیاب سے مقابلہ کرتا ہننے ہر مقام پر اسکی مدد کی  
 قید سے چھڑایا طلمس نور افشان میں آکر اسے یہ مرتبہ پایا ورنہ اسے کون پوچھتا تھا میرے مقدمے  
 میں دخل دیگا تو بہت ذلیل ہو گیا یہ کنگ کو کب نے چاہا کہ گولا اٹھا کر لشکر ایمرج پر مار دین عمر نے کہا  
 اے شہنشاہ ہونٹھ آپکے خشک ہو رہے ہیں کو کب کے منٹھ سے ٹکلی کہ اے وزیر اعظم غصے میں بیاس  
 بہت ہوتی ہے کہ میں سے تھوڑا پانی لاؤ عمر و نے کہا حاضر فوراً کٹا کر آکر جام جمیل سے لبر نہ کیا  
 دوار بیہوشی ملا کہ کو کب کے سامنے لایا کو کب غصے میں کانپ ہا ہا پانی لیکر پی لیا پیے ہی نہ لیا عمر  
 نے کو کب کو سہولیت ہاتھوں ہاتھ لیا پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھاں زنبیل میں داخل کیا پتنگ  
 روغن عیاری کا لگا کر بھورت کو کب رو شنفیم تیار ہوا اپنے سردار دن کو آواز دی چھینو بلو و  
 خود شید و غیرہ سب قریب آئے مرنے سے افراسیاب فتح تو ہو ہی چکی تھی ہزار دہزار ساحر چاہتھا  
 اُٹھے ہوئے لوہے سے نگوڑے ہکر مہر خ و بہار نے مار لیا صد افریاد و الغیث کی بلند ہے سر نکیش  
 تو مارے گئے سپاہی جو باقی رہے انھوں نے بدل اطاعت قبول کی کوئی لا چین کے  
 قدموں پر گر اگسی کی سفارش مرخ و بہار نے کی کوئی تاجا جھقراں ہو عجا ناظرین سمجھ میں  
 لڑائی کا اختتام ہوا صاحبقران زمان بعد شکت و شان آکر اسد حامد ار سے ملے  
 بدیع الزمان کو گلے لگا کر خوب روئے بدیع الزمان نے نور الدہر کو لا کر قدموں پر امیر باوقیر  
 کے گردایا نور الدہر نے حریز بکل بطور نذر پیشکش کی تمام کیفیت اسکی بیان کر دی صاحبقران



زمان نے وہ جہیز میں آکر فرمایا قدرت پروردگار ہو میرا دوست صادق محبت ان تھو عیار کمان ہو محفوظ  
 ناظرین والا مقام ہو کہ جب ساحر بھاگ گئے لڑائی فتح ہوئی زمرہ شاہ باختری ایک ناب لڑا ہوا ہو  
 ساتھ تمام سنجائی باختری مصروف جنگ ہیں صاحبقران زمان لڑتے ہوئے اس مقام پر آئے منظور ہوا تھا کہ  
 گرفتار کر دیں کہ چار جاں بے سہارا ان تہمتن جو انان صفت شکن نے لقا کو گھیر لیا ہو نقابہ حواس عالم اس  
 سوائے میں خیرہ کریم کے اور کچھ بن نہیں پڑتا کبھی بختیار کو پکارتا ہواے شیطان میں چہ تقدیر کوئی  
 بختیار کہ کتا ہو تقدیر لپٹ گئی ایسے بد نصیب ہو کہ تمھارے ہو پختے ہو پختے انرا سیاب ایسا شخص مارا  
 گیا اب تقدیر گر نہ کیجیے مچھری ویران میں چل کر جیسے بیان کوئی مقام دامن پناہ نہیں معلوم ہوتا ہو  
 بھائی صاحب تمھارے نرودشاہ شکاکی شہر شکاکیہ میں عوفی خدائی کر کے بیٹھے ہیں مشہور ہو کہ اُکلی  
 خدائی کا اوج ہو بے انتہا فوج ہو اس طرف چلے یا سسے مکلنا و شوار پایا جاتا ہو سرداران حمزہ ہرے  
 غصے میں لڑ رہے ہیں تکلیفیں بھی اُن لوگوں نے بڑی اٹھائی ہیں یا خداوند ایک ہو س مجھ کو ہی کہ  
 میں زمان سلطنت افراسیاب میں نہ پوچھا اتنا لڑا ساحر زبردست کہ جسکے سحر کوئی جواب دینے والا  
 نہ تھا میں اپنی تدبیر سے لڑتا صرف ایک سحر اسکا میں نے دیکھا کہ زبان ہلانے میں اسم اعظم صاحبقران  
 بھی بند کر لیا تو دھو بھی اُس مردود نے بنا دیا ابرہہ بھی بن گیا جس دن وہ سٹا ہم سمجھ کے کہ زوال دلت  
 افراسیاب ہوا ہمارے ہو پختے ہو پختے وہ جہنم واصل ہوے ہم آپ حیران ہیں کہ کمان جائیں اپنے  
 بھائی صاحب کو پکاریے لھانے کہا وہ نمرود مردود ایک بندہ حقیقے اُس بجیا کے مٹانے کی بھی  
 تدبیر ہے کبھی اُسکے بیان التجا لیکر نجاؤنگا تقدیر نو کہ کے حمزہ کو سٹاؤنگا بختیار کہ حیران ہے کہ آج  
 مجمع سرداران تہمتن سے کیونکر چینگے عیاران خواجہ تھو و بہکوانان نامور بہ جرات سے شوکت لڑتے  
 ہوئے قریب آگے ہیں ہمارے ساتھ دالے سینہ سپر نہیں کرتے کون قدرت کو بجائے یہ آپسین ذکر

|                                                    |                          |
|----------------------------------------------------|--------------------------|
| تھا کہ نعرہ ہوا زمین تمھاری آواز آئی نعرہ صاحبقران | امیر عرب ضیغم روزگار     |
| بحکم خدا بستہ شمشیر چار                            | یکے تیغ صمصام و مقام نام |
| بن کا فران از جہان پاک کرد                         | سیر سرکشان جلد و خاک کرد |

جئے آتے ہیں طریقے سے معلوم ہوتا ہے اس جنگ مغلوب ہو ایک ہفتے سے زیادہ گزرا اہل اسلام ایک  
 طور سے لڑ رہے ہیں اس حال پہ ہلال میں بھی ہر شخص کا یہی قول ہو جائیں مٹائیں لقا کو گرفتار کریں



اسد نامہ دار نے طلمس ہو کر یا ایسا طلمس فتح کیا ہم بھی آج اس منافق کو گرفتار کریں آپسین صلا حین کرتے ہوئے  
 دم جرات کا بھرتے ہوئے ایک سمت سے صدا و نعرہ بادشاہ حجابہ الی سات سوا جدار بعد جاہ و قار شہر زنی  
 کرتے ہوئے چلے آتے ہیں اب لقا پر نشان ہوا خود دعویٰ خدائی کرتا ہر دعا کس سے مانگے دل میں نجوبی  
 قائل ہو دل سے کتا ہوا بے نیاز جو کچھ ہوں میں اپنے کو خوب جانتا ہوں تو قوی و توانا ہے ہاتھ سے  
 ان لوگوں کے جھکویاے دل سے یہ باتیں کرتا ہوں کے سنانے کو دم کیتائی کا بھرتا ہر جب دیکھا بالکل ہندو قریب  
 آگئے تخت سے کو ذکر کر گدن مست پر سوار ہوا ضیغم خون آشام و زنگال خون آشام  
 وغیرہ لقا کے پاس ہیں یہ تابہنم ساتھ بھٹوٹے یکا یک آسمان پر ایک ابر تیرہ وارا ظاہر ہوا برقیں چمک کر  
 زمین پر گر گئے صدا سننے پر نچے گرے یہ جو بیدست ویا ہور ہے تھے اپنے حالات مصیبت الی یہ  
 رو رہے تھے سننے بچوں نے دستگیری کی کہی سو نیچے گر لقا و ضیغم و بختیارک و فرزند بکا فرزند  
 نوشیروان وغیرہ کو اٹھایا یہ میں یہ سب چھپ گئے پھر ایک صدا سے میرک الی بادشاہ سلیمان اپنے  
 بند و نو خداوند خورشید روشن تن نے طلب فرمایا ہوا ہر چند کہ لقا مغرور ہے نشہ بادہ نخوت سے جو ہر  
 قدرت ضرور اسکے حال پر رحم فرمائے ملک موروثی اسکو مرحمت ہو گا خبر دار اس اقلیم میں آنے کا ارادہ  
 نہ کرنا ورنہ منہ سے کامل ہوگی یہ آواز دیتا ہوا وہ ابر تیرہ وارا لگا ہوں سے ہر ایک کی غائب ہو ملازما  
 لقا سمجھ گئے کہ قدرت کو کوئی ساحر لے گیا اٹھوں نے باتوں میں دریافت کیا معلوم ہوا سرحد  
 خورشید نگار میں لقا سے ملاقات ہو گئی دامن صحرا کو نقل دامن ماور جا کر کوہ و دشت و بیابان گرا سٹیا  
 رات بھر یہی ہنگامہ رہا بوقت بھر دھر سے صاحبقران ایک جانب سیاہ لہو جوان آپسین آگے  
 ایک سے ایک بفکیر ہوا کو گیب نقل بھی ساتھ ساتھ ہیں کیسکو اس مقدمے کی خبر نہیں ہی ملا زبان  
 کو گیب سب یہی جانتے ہیں کہ ہمارے شہنشاہ عالیجاہ چلے آتے ہیں شہنشاہ لاجپن و ملکہ بلقیس ثانی  
 و ملکہ امیر خ و ملکہ بہار و باغیان وغیرہ نہال بحال مثل گل خندان خوشی و باغ باغ غم سے فراغ  
 جب اس بڑائی میں کا فر بھاگ گئے صاحبقران زمان نے لہہ ہور سے بٹما کے فرمایا ای داراے ہند  
 تمام اس ملک میں باحرم موجود ہیں زبانی عیاروں کی بھی ثابت ہوا کہ شہنشاہ لاجپن و ملکہ بلقیس  
 ثانی و کو گیب روشن ضمیر و جلہ سرداران اسد سب ساحران نامی ہیں پس بارگاہ سلیمانی کا  
 استاد ہونا موقوف رہے کہ اس بارگاہ آسمان جاہ میں ساحر نہیں آسکتا بس بارگاہ حشامی و بارگاہ



سلیمان بن طلحہ و بارگاہ طہمورس دیوبند و بارگاہ افرسیابی ان سب کو لا کر فوراً ستاد کردہ ہوا و بدلیج  
 وغیرہ نے یہ بارگاہیں ستاد کر لین پانچ چھ بارگاہیں کہ جو نامی و گرامی لشکر میں ہیں ایک ایک کر کے ستاد  
 کر لین مہتمم کے اندھو و مالکے وغیرہ بارگاہ سلطانی میں ناموس کے داخل ہونیکا حکم ہو جانے اترنے  
 لگے صاحبقران داخل بارگاہ حشامی ہوئے منتظمان لشکر طہمورس داران ناموس لشکر کو اتر دیا ہی ہوجا  
 میں انتظام کامل ہوا سب عیاران نامی لشکر میں آوازیں لگائے کہ آج شب کو صاحب اپنے اپنے مقام  
 پر آرام فرمائیں سرداروں کی زخموں و زانیہ کیجا میں بوقت صبح بارگاہ حشامی میں دربار عام ہوگا اشتہار چنان  
 ہو گئے سارے لشکر میں ٹھنڈے پٹے اسد نامہ دار نے بھی اپنے سرداروں کو زخموں کی کا حکم دیا حضوری  
 صاحبقران کا وعدہ لیا قضاے کار خواجہ عمر و بن میہ نامہ دار کو کبھی شفق میں ہے ہوں جمشید وغیرہ کو  
 ساتھ لیکر بارگاہ طلم ہوش نورافشان میں آئے سب کا علاج ہونے لگا ہزار ہا ملازم بیہوش ہیں ہر جگہ کہ  
 کو اپنے سرداروں کے زخمی ہونے کا ڈر تعلق ہو خوف ہو کہ ایسا ہوشد زخم داری سے ہلاک  
 ہوں ملازمان پر تاکید ہو کہ جلد سرداروں کا خیال رکھنا جس شے کی ضرورت ہو خزانہ شاہی کو  
 اس شب کو یہی انتظام رہا خواجہ عمر و کو پیرا تیرہ دہائی دیکھی صبح کو کیا ہوا میرج نامہ دار کا کہنے سے  
 گوکب نے مار ڈالے لشکر بیت تباہ ہوا ایرج کو جوان کو ثابت نہیں ہوا جب لشکر بیٹے بھی صاحبقران  
 کے ساتھ اپنے عیار طرار شاپور شیردل سے کہتے ہوئے کہ ایرج و قادار نہیں معلوم ملکہ بران بہر  
 کیا گذری مہران جادو کو میرج ہاتھ سے قتل کر لیا آفتاب فلک سیر کو خود مارا کس جرات  
 سے لڑی پھر حال نہ معلوم ہوا کہ انہر کیا گذری شاپور نے عرض کی اپنے والد ماجد کے ساتھ  
 صبح کو دربار میں تشریف لائیں ایرج نے فرمایا اسے ہتھوڑا لگا کر ہم کیا کہہ دو لگو تسکین میں ہمارے لگو  
 بیقراری پھر گئی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آتا ہی خود بخود دل گھبراتا ہے اپنا تو اب یہ حال ہو اشعار

|                                   |                                   |                                   |
|-----------------------------------|-----------------------------------|-----------------------------------|
| بے گل رویت بخوابم زندہ جان خوشیتن | غیر گل لبیل خوابدا آشیان خوشیتن   | نیت باو صبح را در گلشن حسن تو راہ |
| کردہ تازہ گلشن باستان خوشیتن      | بڑہم کوئی اجابت ربا میدعا         | ساختم نام تو دروزان خوشیتن        |
| گمراہ جان تن مہر نمی یاد فرین     | دادہم چون غمخوار اتخوان خوشیتن    | اشک چون ریزد ز چشم در کنار آرد    |
| گمہر وں دم زدل را زدن خوشیتن      | ایچو غمی ہو یکس در عاشقی بازی نیت | باخت ندر زدن اول خانان خوشیتن     |

شاپور نے عرض کی ای شہر یار ہزار بار تین ہجرت کی آپ نے کا میں ایک شب کی جفا اور باقی ہو بھول تو تالی



جامع التفریقین کی پچھڑے ہوؤں کو ملائیکا ہندو سہیج والہ خانہ نقش نامردی سے مٹ جائیگا ایرج  
 فرمایا اے شاہ پور شیر دل وہ راتیں جو گذرین قلب پر یہ سوز و گداز نہ تھا ارج تو عجیب کیفیت ہو لاکھ لاکھ دیکھو  
 سمجھا تاہوں نہیں سمجھتا پھر کیا تدبیر کروں ذرا اتنا تو دریافت کرو کہ ملکہ پیران شمشیر زن اپنے والد نامدار کے ساتھ  
 گئیں شاہ پور نے کہا حضور جہلم سرداروں کو میں نے دیکھا اپنے یافت کرنے کی کیا ضرورت ہو بمشکل شاہ پور سمجھا کر  
 ایرج کو بارگاہ میں لایا تسلیم و قیلم وغیرہ بھی آگئے ایرج نے جو ان اپنی بارگاہ میں اگر بھیجے خباہتوں سے  
 پر جب لاکر پیش کیا کہ بعد ختم ہڈائی نہیں معلوم یہ بلا سے آسانی کیسی تھی کہ جذبہ ساحر حضور کے لشکر کے سیار  
 گلشن خیابان ہو سے چاند کے ٹکڑے پکایا آنکھوں سے نہان ہوئے ایرج نامدار بھی قتل وغیرہ کے  
 واسطے بہت روئے خیر خواہان دولت نے سمجھا یا کہ حضور یہ سرداران نامی بڑے صاحب نصیب تھے  
 اس جنگ میں اگر لڑے کہ ساہا سال اس جنگ کا ذکر رہے گا افراسیاب جادو مہرتے مہرتے ایسا لڑا  
 کہ طبقے زمین کے ملاوے یہ نہ ثابت ہو کہ آپ کے ساحر کے ہاتھ سے ماری گئے ایرج نے فرمایا اور یافت کر کے  
 اپنے سرداروں کا بدلہ لائے گا شاہ پور وغیرہ نے زخم دوزی کی ایرج انتہا کے زخمی تھے سرداروں نے عرض  
 کی اب حضور آرام فرمائیں کئی شبانہ روز حضور کو جنگ کرتے گذرے ایرج نے جو ان لے فرمایا  
 آرام تو ہمارے واسطے اکیس ہو گیا چین و آرام کیسا جو تقدیر دکھائی وہ دیکھئے ہمارے دل کو  
 اطمینان نہیں ہے رات بڑھتی جاتی ہو حسرت و یاس کی ترقی ہو ای باران ہمد کما ایشا حال دل  
 کہوں اگر سامنا ہوتا تو اپنے دل کی کیفیت اس طرح کتنا نظم

|                                                                                                                                                                                                                                                                                                            |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                      |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| رنگ گلشن مجھے حیرت ہو ہوا بویونکر<br>رائے مان ہو یہ بھی لہر ہر مان کا<br>یہی کھلا دی فلک اترتے ہیں جگنو کیونکر<br>کشتہ چشم کی تربت پہ کبھی آجاؤ<br>رام ہو جاتے تھے جھون سے یہاں بویونکر<br>ہم تو عشق لہکا جھپٹائے کر دیتے ہیں<br>بوجھے پھرتے ہیں جھپٹی ہو کوئی خون کیونکر<br>عبت اب گلشن دام نہ ہا کرتی ہے | دیکھو ہوں سے درد بدلتا ہوں نہیں بویونکر<br>چلے ماتم میں رہے آجکاتو کیونکر<br>جو تو دلی سکھاتی ہو کہ اس سے یہ کہو<br>اسے شقائق ہیں نہ چڑھتے ہیں بویونکر<br>ساتھ ہی اپنے تغیر تھے ہو جاتا ہے<br>الفت غیر کی جھپٹی ہو وہاں بویونکر<br>حشر کرتا ہو تری نیند کا انداز نینا<br>اڑنے دیکھے مجھے ٹوٹے ہوئے بازو کیونکر | جلوہ گر تھا ابھی محفل میں چھپا لو کیونکر<br>ضبط چھپ رہے ہیں رہتا نہیں قابو کیونکر<br>کیا اندھیل ہو کہ آنکھوں کو جو حشر شاہجہاں<br>بکھین عاجز ہے پھر جاتے ہیں گیسو کیونکر<br>دل خوشی و محبت تری آنکھوں کیونکر<br>غیر ہر چند کے غیر ہیں ہم تو کیونکر<br>عادت ہو سہنے کھلوائی ہو تھی اسی<br>ہم خواب لکھ گدایتی ہو جادو کیونکر<br>دل تو سہنے میں تھا پھر نہیں معلوم جلال |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                          |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                |
|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>بیگیا ڈھونڈھکے وہ ناوک بچو کنوکر</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                  | <p>یا شاعر پڑھکر ایرج نوجوان محبت ملکہ بران شمشیر زن یاد کر کے خوب</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                         |
| <p>روئے سب آنکے راز دار جمع ہیں سمجھانے لگے آقا اب تو کوئی عمل تردید نہیں ہو خدا خواجہ سحر کو سلامت رکھے دھڑکی کوشش کرینگے کوئی بات خلاف انکی راس کے کرنا مناسب نہیں ہر اب کل صبحکہ دربار میں سب حالات کھلینگے سلطنت طلمس ہوش ربا لاجپن و بلقیس کو تفویض ہوگی شہنشاہ کو کب شہنشاہ بھی قتلا ہیں ہر روز صا جعفران زبان نصف طلمس ہوش ربا شریک طلمس نور افشان کرینگے اور اسے شہر بار اگر یہ امر جلدی قرار پایا کہ شادی حضور کے ساتھ ملکہ کبریاں شمشیر زن کی بیوی تو امیر خوشی میں تمام ممالک طلمس ہوش ربا کو کب کو دیدینگے دربار ایرج میں یہ صلا حین ہورہی ہیں خواجہ نے یہ رات بارگاہ کو کب میں بسر کی تربت ثرب کے سحر کی ناگاہ شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثابت سیارگان اعلیٰ ملک اکادہ سفر ہو کر داخل منزل مغرب ہوا شہنشاہ زرین پوش ثرب قبا لتاب بعد کرو قحط ملک زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا فوج ضیا کی عملہ اسی بیوی ظلمت شب کا فور بیاض سحرے چہرہ نورانی دکھایا یہاں بارگاہ صا جعفران میں سب کی آمد ہے سیکواس حال میں چھوڑیے</p> | <p>دو کلمہ داستان شوکت بیان بعد قتل فراسیاب و ربار میں صا جعفران زمان کے بعد کو کب تشریف لانا خواجہ عمر و کا اور صا جعفران سے حال نزاع کو کب بیان کرنا صا جعفران زمان کا کو کب کو تخت پر جگہ دیکر تقریب کرنا کہ ای برادر ایرج نامدار کو بہ فرزند ہی قبول کرے اور کو کب رو شہنشاہ کا برہم ہو کر طرقت اپنے طلمس کے جانا شروع فساد کو کب ایرج سے خلاف مزاج صا جعفران دیکر حالات متعلق داستان ہذا عاقبت نامکشف</p> |
| <p>کبالی تو اسے ساتی بہشتن<br/>بیا اسے خرومند فرخ خصال<br/>بیا سروبتان عیش و سرور<br/>رخش جو ہر نقد بازار میں<br/>قمر ساتی نہ ویش لا جواب<br/>مشبک دلم شد ز ترالم<br/>منم عند یب گلستان حسن</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                          | <p>گل باغ خوبی و رشک چین<br/>بیا قوت و رخ من جان من<br/>شہد بران ما ہوش رشک خور<br/>بیا راحت روح و غمناز من<br/>بہ ہنرم محبت کند اجتناب<br/>منم قمری سرو گلزار یار<br/>توئی سرو و غیر بستان حسن<br/>بیا اسے نہ آسان کمال<br/>چراغ شبستان ایمان من<br/>نہال قدش سرو گلزار من<br/>بہ پہلو سے من جاؤ دلدار من<br/>ز بار فراقش کمان گشتہ<br/>رطوقی گلویم شدہ افکار<br/>کنم یاد ہر دم گل روی تو</p>                 |



|                          |                           |                        |
|--------------------------|---------------------------|------------------------|
| پود حلقہ زلفت او دام من  | سمنبر سمن بود دل رام من   | پریشان کن دیادگیسوے تو |
| ہمین شاہد لب و لب و دریا | نویسم بصد لطف ای سامعان   | تم داستان جلالت بیان   |
| منم ساقی محفل داستان     | منم مست صہبای جام بیان    | منور کن بزم عشرت فزا   |
| منم گوہر بحر شعر و سخن   | منم رستم زال جاہ و حشم    | منم شہسوار ملکیت مسلم  |
| باکین و بچپ کردم بیان    | ہمہ نقشہ ہائے جلالت نشان  | منم خازن مخزن علم و فن |
| نویسم کیے قصہ دلفریب     | گئے محفل سوز و گہ رنگ ساز | گئے ذکر معشوق عشق طراز |
| گئے حال عیار قنطریہ ہوش  | گئے ذکر کوکب بجوش و خروش  | بگیرم ز عشاق صبر و شکب |
| گئے جنگ ناہید باخود و    | گئے حال برائی فسون نشان   | گئے چرات ایرج نوجوان   |
| تم صرمت شد خون دل بلیان  | یہ تصنیف و تحریر این نشان | کہ اوز و جہ کوکب باخرد |

یہ ہر وہر و ان منازل بحر و ساحری و قطع کنندگان مراحل فسونگری اس راہ پر ہول کو یوں طو کر کہ  
 ہیں شعر مہنت طرازندہ داستان لطیف و رقم یکند این بیان لطیف و واضح راہے ناظرین  
 والا مقام ہو کہ اس داستان شوکت بیان کی تصنیف و تحریر میں بہت محنت و فکر کیا ہے کہ کیا جہان پر  
 کوکب از خواجہ عمر و بہ تہذیب رتبہ شناسی دیگر داستانے نکلیں کہ خدائی خود شہد روشن تن  
 پڑا ساحر زبردست ہو علم نیرخ و شعبہ سے سین اینارنگ جایا خدا نیکو بیٹھا بڑے بڑے ساتر اگر اسکو سجدہ  
 کرتے ہیں کیفیت بھی اس کے دبار کی مفصل عرض کرونگا ایک یا شعبہ آستے یہ بنایا کہ جن لوگوں نے وعدہ  
 خدائی کیا اور ذلیل ہو کر ہاتھ سے صاحب قمران کے مارے گئے اب وہ شکل اصلی دربار میں اس شعبہ  
 کے موجود ہیں ہر مرتبہ کہتے ہیں کہ پہنچے یار و دعویٰ بجا کیا بعد مرنے کے ہمہ ظاہر ہو کہ خدائی حسنہ او نہ  
 خور شہد روشن تن کی بحق جن میں اب اس دبار میں جانا ہے تسخیر ہو کر اسکو سجدہ کرنے میں فرق  
 نہیں کرتا کیا عجب ہو کہ نقانے بھی جا کر سجدہ کیا ہو کل حالات وقت پر تھریہ ہر کے غیبی داستان  
 رنگین مقامات فصاحت آئین تحریر ہوئے ہیں کہ جتنے ملاحظے سے ناظرین مشل کی شگفتہ ہوئے  
 اصل مراد یہ کہ شب بھر لشکر و نین تیار بان ہیں معشوق خوب و پیر صدمہ گذرا المسیح نے بھی  
 وہ رات تڑپ تڑپ کر کا لی تو وقت بحر حلقہ رفقا و عیار با وفا کو ساتھ لیکر ایرج نوجوان چلے  
 ایک جانب سے بدرجہ الزمان و نور الدہر و دائرہ ہوس اسد ظہار پشت پرانے سترہ سو



سردار و تاجدار شہنشاہ و بہار و در عد و برق و برق و لامع و معمار قدرت و باغبان قدرت و غیرہ  
 سب سردار ساتھ اسد کے چلے سرداران نامی کو بڑی غم نشینی اور کرب سبکو عہدے طلبے غم زار و کھلیے  
 سب سے زیادہ ملک بہار مکہ زمین ہر چند کہ لڑائی فتح ہوئی ملک حیرت کے واسطے بڑا تر دہنی اسد نامہ اس  
 سے عرض کی کہ حضور کو نینر کا خیال رہے شوہر اسکا مارا گیا شہنشاہ لاجپن کے احکا کا خیال نفرا  
 آنکو سلطنت کا خیال تھا وہ ملی حیرت کے ساتھ کہہ کر چلے گئے بھی ابتدا سے جا باری کی ہمارے بھی  
 حقوق سرکار دولت مدار بہرین اسکا معاوضہ یہی ہے کہ گستاخی پر حیرت کی تصویر نہ فرمائے گا اسد  
 غازی نے جواب دیا ای ملک بہار بخدا اہلو خود خیال ہوا فراسیاب کے قتل ہو نیکا مال ہو  
 ہمیں یہ منظور تھا کہ اگر فراسیاب ہماری اطاعت کرے ہم لاجپن سے اسکی صفائی کرادیں ہی سابق  
 کے انتظام طلمس ہو شوہر ماہین بہن اپنے غور میں فراسیاب نے نما نا اپنی جان دی تم خود قید خانے  
 میں جاؤ حیرت کو سمجھا رکھو جب صاحبقران زمان طلب کرین اُنکے سامنے اسلام سے انکار نہ کرنا  
 دانا جان نے حکم دیدیا میری کیا مجال ہو کہ میں دخل و لیس کون ہمارے دیکھا راہ میں قید خانہ حیرت کا  
 اسد کے ساتھ سے ٹھہر گئی قید خانہ میں جا کر بوجھ دیکھا حیرت جاؤ و اتھکڑیاں بٹریان بنے بیٹھی ہے  
 شوہر کی واسطے رہ رہی ای ملک بہار ہمیشہ صاحبہ اکبر لپٹ گئیں ملک حیرت سے متفق پھیر لیا کہا ہوا بہار  
 جاؤ دشمن بارش باغ ہوئے تم بستم سے فراغ ہوئے ہمارے باغ و بہار میں خزان کی تمھارے گشت  
 میں بہار آئی جو کچھ تمھارے خیال میں آئے وہ کرو ہم کو نہ سمجھاؤ جب چھوٹے اسد کو قتل کرینگے وہ ہم کو  
 قتل کریں ہر چند بہار نے ملک حیرت کو نبھایا اسنے جواب خلافت دیے بہار بھی ابھی شوہر کے مرنے کا  
 غم ہے دو چار روز کے بعد عزت و دست ہو گا یقیناً ہوا مان جائیگی یہ سوچ کر ملک بہار قید خانے سے چلی  
 آئیں یہاں وہ دت ہو کہ باوشاہ حجابہ سریر جہان بانی پر طوف فرماہیں صاحبقران زمان و کھل آصفی پر  
 جملہ سردار تاجدار عیار اپنے اپنے مقام پر بوجہ حسن اگر بیٹھے ہیں امیر و مہم فرماتے ہیں کیوں ای  
 جواہر بن عمر ہمارا یار و دار کمان ای کیوں میری آنکھوں نے نہاں ہی جواہر عرض کرتا ہو کیا گدار میں  
 کر دن جب اول حضور تشریف لائے اسوقت والدہ نامہ مصروف جنگ تھے پڑچہ اخبار بہکو بھی پوچھا  
 کہ اسی وقت آفتاب فلک میری زوجہ کی شکل بنکر ہوا فراسیاب کو مٹایا لڑیاں ہونے لگیں  
 پھر معلوم ہوا کمان تشریف لینگے یہ ذکر تھا کہ جویدار دن نے بڑھکر عرض کی کہ گیارہ و شش فیہر



در دولت پرائے ہیں چاہتے ہیں باریاب ہوں صاحبقران زمان نے تاجداروں کو حکم دیا کہ صاحب  
 کوکب روشنفہم کو استقبال کر کے ہماری بارگاہ میں لائیں مالک و لندھور وغیرہ گئے  
 کوکب روشنفہم کو استقبال کر کے اندر بارگاہ صاحبقران کے لئے کوکب نے اگر سلام کیا  
 پائے تخت کو بوسہ دینے کے چیلے سے کان میں صاحبقران کے کہا ایشہریار میں نے کوکب کو عیاری  
 سے پکڑ لیا وہ میری زینل میں اب اسکو نکال کر تخت پر بٹھاتا ہوں آپ بڑے لطف سے پیش آئیگا  
 عمرو نے یہ راز بھی امیر یا تو قیر سے کہہ دیا کہ اسچرچو جوان مدت سے ملک میں ان سمیشہ زن ہر مائل ہو  
 کوکب پر حال عشق کھل گیا اپنی دختر پر اسنے کچھ کھراکتا تو یہی ہو کہ قتل کر ڈالا آپ کے پوتے  
 صاحب کا حال اتر ہی ایسا تو سرور بار کچھ کلام ہوا اسکا خیال رکھیے گا امیر یا تو قیر کو یہ حال  
 شکر سناٹا لگیا خواجہ سے کہا کہ کوکب نے بڑے کارہائے نمایاں کئے ہیں افسوس کی بات ہم گروہ قبول  
 کریگا میں کلام سخت نہ کر دنگا اپنے بیٹے بیٹی کے مقدمے میں ہر ایک کے مان بآپ کو اختیار ہو کہ  
 صاحبقران خاموش ہو رہے تھے کوکب بڑا تردد ہی کہ دیکھیے اس مقدمے میں کیا ہوتا ہے جب سب  
 دربار جمع ہو چکا جلتا جداران جنیل و سرداران بیدیل یا پنجرہ اپنا بیچ سو بیچیں سے دار صاحبقران  
 کے آج دربار اس لطف سے آراستہ ہوا اگر جمشید جم ہوتا شمع انجمن محفل شکار و انہ بنتا ایک  
 جانب اسد نامدار انکے سرہ سو سرداران عالیو تار سب جلسہ آراستہ ہو چکا خواجہ عمرو نے تخت  
 یا قوقی برائے کوکب آراستہ کیا اہالیان طلسم نور افشان و اہالیان طلسم ہوشہر با یہی جانتے ہیں کہ  
 شہنشاہ کوکب روشنفہم تنظیم کر رہے ہیں خواجہ عمرو نے تخت بلجھا کر تمام سامان بھر سیر  
 شمشیر تخت پر آراستہ کر دیا کوکب کو کوئی مجبوری نہ ہے اب زینل سے کوکب کو نکالائیں ہنا کر ہوش  
 کیا کوکب نے بیدار ہو کر وہ دربار دربار دیکھا ہوش ہوا اسٹرک خاموش ہو کر چھکایا عمرو نے  
 آگے بڑھ کر عرض کی اے برادر بجان برابر میری خطا معاف کرنا تلوار اٹھا کر با تھو میں کوکب کی دی کہا  
 اے برادر اسوقت یہی مناسب تھا کہ تم کو سامنے سے ہٹالیا کوکب اور زیادہ برہم ہوا کچھ جواب دیا  
 فرزند ان صاحبقران اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہیں لہرچ لو جوان کے ہیلو میں انکے دلائل  
 قاسم لو جوان ایک جانب شاہزادہ جہانگیر بن صاحبقران کہ جنہ طلسم نور افشان میں جا کر  
 بڑی بڑی قیامتیں برپا کیں حقیر کے نزدیک تو یہ شاہزادہ جہانگیر جب صاحبقران



زمان سے زیر ہوا اور ثابت ہو گیا کہ یہ ماہ اوج صاحبقرانی ہی اور صاحبقران بارگاہ سلطانی میں  
 لیکر آئے ارشاد فرمایا: فرزند بلند ہوا سی بارگاہ میں صف دست راست و صف دست چپ قرار دیا ہوا دینی  
 جانب دارا ہے ہند لند حورین سعدان بھائیوں میں تمہارے شہزادہ بدریچ الزمان اسی جانب بیٹھیں  
 صف دست چپ میں مالک اثر و صاحب نعرہ دد مہر غلام نبی و چاکر حیدر بھائی تمہارے ترمہ سلطان ملک  
 نوجوان بھٹے تمہارے قاسم عالی شان و شاہزادہ ایرج نوجوان وغیرہ اس جانب جلوہ فرمایا ہوا  
 مقام پسند خاطر بر اس طرف بیٹھو شہزادہ جہانگیر نبوتی دست چپ میں بیٹھا قبول کیا بڑی مہموری  
 یہ طلسم نور افشان میں لڑکے ہیں گل حیات کو کب و لوح طلسم نور افشان وغیرہ ب حاصل کر چکے  
 تھے اکثر محلے بھی شکست ہوئے مہر اس بیان سے یہ ہو کہ شاہزادہ ایرج کے طرفدار ہیں یہ کیفیت جو  
 سنی ہو کہ کوکب کو عشق ملک بران و شہزادہ ایرج کا ناگوار ہوا برے خوشنودی ایرج نوجوان و قاسم  
 و علی شاہ نوجوان و گل پائے زرین پر بیٹھے جھوم رہے ہیں کہ اگر کوکب اسکار کرے تو اسکی بھائی پر  
 چڑھے بیٹھیں شہزادہ جہانگیر والا تدبیر کا قول ہو زندہ رہی تو ان زمین دہی جہانگیر ہوں کہ جسکے اہل  
 سیان کو کتب بھانگے بھانگے پھرتے تھے کوکب نے بڑی بڑی کوشش کی مہار پر و مرشد خواجہ عمر  
 بن امیہ نادر نے بڑی جان بازی کی اتنی بڑی عیاری شہزادہ جہانگیر جہانگیر جہانگیر جہانگیر جہانگیر  
 ملن زمین قدرت پروردگار کہ جب خواجہ نے غلو اور چابک کو خواجہ سپید موعے غلامانی بنکر گرفتار  
 کیا کوکب نے طرف فیصلہ یہ کر دیا کہ دیا میں نے راہ میں رہائی پائی اصل میں راستہ طلسم  
 نور افشان کا وہی تھا اب بھی جاگنی گل حیات کو کب بھی حاصل کر لیا بڑے بڑے موعے پڑے کس  
 کس مقام پر زمین سے تباہ و کعبہ نے جا کر جان بچائی لوح طلسم نور افشان وغیرہ خود حوالے کر دی  
 ایک مرتبہ اس سے زیادہ خبر پائی ہو گی دیکھیں کیا جواب دیتے ہیں بہتری آنکی اسی میں ہو کہ فرزند  
 پیر ایرج نوجوان کو فرزند ہی میں بدل و جان قبول کریں و نہایت بچھائیے قاسم نوجوان  
 قبضہ یارک افرا سار پیر ہاتھ رکھے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر کوکب دی نہ کرے گئے بہت بچھائیے  
 لاکے مال پر ناز کریں علی شاہ نوجوان کو بھی پوسٹے کا خیال ہے مگر بسبب رعب و داب  
**صاحبقرانی** شب جوانان دست چپ خاموش ہیں و نہ ان سبکو محبت ایرج کے خوش ہیں  
 جب دربار میں سمع ہو چکا کہ کوکب رو شنفہر تخت یا قوتی پر جلوہ فرمایا ہوا ہوش و نہ تمام کیفیت



ظاہر کردی کوکب پد مزاج قبضے پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھا تھا جعفران زمان نے باوا دلدن فرمایا  
 شہنشاہ لاجپن ای ملک بلقیس ثانی آپ لوگ مستحق سلطنت طلم ہوش ربا ہیں لیکن مقدمہ ملکہ حیرت میں  
 حکم دینی حیرت ہی جیسا آپ لوگ فرمائیں اس طرح کار بند ہوں نام حیرت شکر ملکہ بہار اس قدر دین کہ وہاں  
 گریبان تر ہو گیا روٹاں سے ہاتھ باندھ کر سامنے بادشاہ حجابہ کے کھڑی ہوئیں عرض کی مقدمے میں  
 اس کیز نگہ گاہ کے جس طرح عرض کروں قبول فرمایا جاوے اصل کیفیت یہ ہو کہ افراسیاب جاوے  
 ہار و نعم سے شادی کر کے لایا کل طلم ہوش ربا کا حاکم کر دیا انتظام و عیس انتظام کا انھیں کو  
 اختیار رہا کچھ صورت پنج و مثال نہیں دیکھی اٹھارہ سو ملک کے شاہ و شہر یار زادیان اگر حاضر خدمت  
 ہوتی تھیں ان سب پر حکومت دولت و یاقوت شوہر کا جاہ و بیار جو جا کیا کوئی پوچھے والا نہیں  
 یا کیا یکے بجہ الم کا آسمان اسپر پھٹ پڑا ملک قبضے سے نکل گئے مغرور قتل ہوا اب آج کل اسکی بات کا  
 کیا اعتبار ہے شہر بار انصاف کریں آئندہ اپنے راسے مولیٰ انہما دلی میں بھی خیر خواہ دولت ہوں  
 جو شرف مجھ کو حاصل ہو سب صاحب بخوبی آگاہ ہیں عرض کرنے کی ضرورت نہیں جو مناسب ہو اس  
 بد بخت کے بارے میں تجویز کیا جائے اصل تو یہی ہے کہ لائق سوختی و گر دن زدنی جوت بھر بھرتے  
 گذر محبت سامری و ہمیشہ اس کے دل سے نہیں نکلتی ہر جواب دہی ہر کہ مجھو صاحب جعفران قتل  
 کر میں کسی طرح میگو زندگی منظور نہیں ہو ہمارا کسی طرح تصور نہیں ہو بادشاہ جم جاہ نے مسک کر فرمایا  
 لے ملکہ بہار تمھاری جملہ عرض معروض قبول ہو ملکہ بہار نے عرض کی حضور انصاف شرط ہی شوہر  
 اسکا احمہ دان احمہ گیر سر میدان ناو گیا سلطنت پر زوال آیا کیا یک وہ کیونکر اطاعت قبول کریگی  
 ابھی دس پانچ دن تامل فرمایا جائے ضرور غاشیہ حکم کو دوش ہوش پر رکھ کر نخل کثیران حلقہ  
 یگوش حاضر خدمت فیہند رجت ہوگی آج حاضری اسکی دربار میں موقوف رہی بادشاہ نے مہنا  
 ملکہ بہار گھوڑا رکا قبول کیا ملکہ حیرت جاوے کو نہ بلوایا طرف صاحب جعفران زمان کے بادشاہ  
 جم جاہ متوجہ ہوئے عرض کی جس طرح خواجہ عمر و نے فرمایا ہے جو مناسب وقت ہو  
 اسکی تدبیر فرمائیے صاحب جعفران زمان نے ایک آہ کی ایرج نوجوان کا ہاتھ تھام کے سا  
 کو کب روٹھنے میر کے لاسے کہا ای برادر بجان ہمارا کوکب نامو تمھارے با افسانہ کام نہیں  
 اٹھا سکتے تھے محبت اسد و خواجہ عمر دین اپنے ممالک تباہ کے ہر مقام پر لڑے سینہ سپر گئے



بڑے بڑے سر کے پڑے لشکر ہو پروردگار کا کہ افراسیاب جادو و سحر جہنم ہوا ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے  
 نو نظر بارہ جگر کو بہ فرزند کی قبول کر دو کو کب یہ لشکر نہایت درہم و برہم ہوا بخون امیر با تو قیر کچھ جواب  
 نہ دے سکا چھبکا کر یہ جواب کیا کہ از شہر یار یہ مقدمات شادی و غمی ہیں عزیز و اقارب کی رائے شراب کی بول  
 بزرگوں سے پرسش واجب لازم ہوا اب تو میں رخصت ہوتا ہوں بدریغ تحریر جواب حاضر ہوگا کو کب  
 یہی منظور ہے کہ اس دربار سے بھیلہ نکل جاؤں اگر میرے مجبور و کین تو ابھی تلوار کھینچوں اس وقت خاص  
 میں صاحبقران صاحب اسم اعظم و شہنشاہ لاچھیں وغیرہ ساحران زبردست دربار دربار میں موجود  
 ہیں نہاد عظیم ہوگا خیالی انجام بھی ضرور ہو رہا و ضبط منظور ہے شاید میں اپنے مطلب باطن کو ظاہر کر دوں  
 کسی وجہ سے گرفتار ہو جاؤں سارے بالوں زادہ بھی موجودی بعد برائے سے مکمل جانے کے جو مزاج میں نیگا  
 وہ کر شیک یہ تو بخوبی دل میں ہے کہ خون مسلمانان سے ہاتھ بھر گئے میری دستہنی مثل افراسیاب نہیں  
 ہو جس مرا خیال کر دنگا فوراً وہی انتظام ہوگا ان لوگوں کے مٹانے میں نام ہوگا ایسی ایسی باتیں  
 دل سے کہنے کو کب اپنے مقام سے اٹھا صاحبقران واسد نامدار سے بخلق و مردت رخصت  
 ہوا بارگاہ صاحبقران سے کلک ریشٹ مرکب پر سوار ہوا اکل لشکر کو اپنے ساتھ لیا جب لشکر  
 صاحبقران سے کو کب نکلا یا تب ایک مقام پر اتر پڑا ساتھ والوں سے کہا صاحب جو تھکے دیکھا انجام فتح  
 طلمس ہوش رُبا اچھا ہوا آج سردار صاحبقران نے ہم سے یہ سوال کیا کہ ایرج کو بہ فرزند کی قبول کر دو  
 میں نے وہاں جواب دینا مناسب نہ جانا یہ کیفیت تمام نکل آیا اب سب سے رٹو ننگا معادفہ خون  
 افراسیاب لڑنگا یہی بات کہنے کو رہا ایسی کہ کو کب نے اپنے کلمے پر چھری پھیری بیٹی کی شادی  
 فرزند صاحبقران سے قبول نہ کی اصل تو یہ ہے کہ عمر و کو عمر و بنایا اس مرتبہ اعلیٰ پر پہنچا  
 جہان کہیں بڑا گیا ہم برائے رہائی پہنچے بڑے بڑے اس باجی پر احسان کیے اگر کوئی کہے  
 کہ اسے عشاقی سبزہ رنگ کو مارا برائے بد نصیب کو جلایا اس میں میری بھی مدد شریک تھی  
 جو بڑی چیز ہو اور اتنی جمشیدی میں نے بنا کر دیئے تھے ورنہ کبھی عشاق دھوکا نہ کھاتا سادہ  
 زادے کو ملک عدم میں پہنچاتا بس عشاق کے بھی قاتل ہمیں ٹھہرے اسکی کیا فکر ایسے  
 تالائق کا کیا ذکر اب سب حال عیاری و مکاری کھل جائیگا یہ باتیں جو کو کب نے کین سرداروں نے  
 کو کب کو غصے میں پایا سوائے بیاد درست کے کوئی کچھ نہ کہ سکا بلکہ بخوشامدیہ کہا کہ جو حضور نے تجویز کیا



وہی مناسب و انسب ہو پیشک ساریاں زادہ بڑا بے ادب ہی لڑائی میں حضور کو کھڑا لیا ہلوگوں کو نہ ثابت  
ہوا ورنہ مزید چکھاتے سر کاٹ کر لاتے آخر کو کپٹے ایک خطا صاحبقران زمان کو لکھا مضمون یہ تھا کہ  
شہر یارین نے سر سر خلافت کیا اپنے ہم مذہب کو قتل کر لیا اپنی بیٹی کو آتش قہر و غضبیت پھونک دیا اس میں  
کیسکو کیا دخل ہو اب مجھ سے ایسا سوال نہ کیجئے گا مجھے اپنے ملک مال کا اختیار ہو اگر میرے طلسم کی  
جانب کوئی صاحب رُخ کرینگے تو بہت پچھتاینگے بہت سے فقرات اس طرح کے کو کپٹے لکھ کر ایک  
ساحر کو نامہ دیا کہ یہ ہاتھ میں صاحبقران کے دنیا صاحبقران نہایت عادل و منصف ہیں جواب باصدا  
ونگے اگر ارادہ لشکر کشی کریں میں سب طرح حاضر ہوں مجھے افراسیاب جانین ایک دن میں جہان  
بربار کروں گا عمر کی کیا لیاقت ہو طلسم ہوش ربا میں ہم نے بات بنائی میرے ملک کی جانب جو صاحب  
آنے کا قصد کرینگے سر کاٹ کے خدمت میں روانہ کروں گا مقام افسوس ہے ہمارے ساتھ آپ  
لوگوں نے کوئی احسان نہ کیا میں ہمیشہ سے کتنا تھا مجھے ہوس طلسم ہوش ربا میں سے میرا  
طلسم نورافشان کیا کم تھا اب بھی ہفت اتیلم میں میری سلطنت کا جواب دینے والا نہیں  
ہے اگر لشکر کشی کروں گا وزیر میں تمہارے صدائے نعرہ بلند و لت سے رستم کا کلبہ چٹ جائے گا  
میرے زال پیر زال سام کو سر سام زریان حیران و پریشان سراب بیکار و بیتاب گریز نگ بھر  
دکھاؤں طبقات زمین کو آسمان پر پہونچاؤں اگر علم تارہ شناسی بلکوں دوازہ برج ہفت  
کواکب کا حل بتاؤں پس مجھے مقابلہ کا قصد نہ کیجئے گا ایسے ایسے مہلات فقرات بہت طولانی نامہ لکھا  
ایک ساحر کو دیا وہ ساحر نامہ لکھ کر صاحبقران میں آیا ذکر و بار تحریک کرنا واجب لازم ہو شہزادہ ایرج  
نوجوان کے کلبے پر چھریان پھر رہی ہیں جو وقت سے کو کپڑے و خنجر و تیرے ہنگلیا ایرج و  
قاسم بل کر رہے ہیں ایرج نوجوان نے اپنے سرداروں سے بلٹ کے کہا دادا جان کے خیال  
سے ہم چھوٹے کہ سکے ورنہ اس مغرور کو جانے نہ دیتے نہیں معلوم مکہ معظمہ کے ساتھ کس طرح پیش آیا قائم  
نظم بیکر فرما رہے ہیں اگر حقیقت میں کو کپٹے شادی کرنے میں عذر کیا طلسم نورافشان کو درہم و  
برہم کر دینگے شہزادہ جہانگیر نے جواب دیا ای تو نظر نہ بھڑو میں وہی جہانگیر ہوں کہ افراسیاب کی  
مدد کو گیا تھا گل حیات کو کپڑے و کس طرح طلسم نورافشان حاصل کیا کو کپڑے بھاگتا پھرتا تھا ذرا  
بھی سرکشی کریگا پھر جا کر روح طلسمی نے لڑکا قبلہ و کعبہ کے خیال سے روح طلسمی اپنی اب بدن خ



واپس نہوگا ایرج نوجوان بھی جھوم رہا تو قبضہ شمشیر حویم رہا ہی کہ مردہ نے بیٹھ کر عرض کی نامہ دار  
 فرستادہ کو کب در دولت پر حاضر ہو خواجہ عمر بھی اپنے مقام پر خاموش بیٹھے ہیں بڑا تردد یہ کہ دیکھے کیا ہوا  
 ہے صاحبقران نے نامہ دار کو طلب کیا اُسے اگر نامہ دست حق پرست میں صاحبقران زمان کو دیا  
 سیف ذوالیدین کو حکم ہوا اٹھوں نے باز بلند نامے کو پڑھا صاحبقران نے سن سن کر  
 سر اٹایا ارشاد فرمایا صاحبو یہ بڑے غضب کی بات ہو وہ زہنی بیٹی کی شادی نہیں کرتا بھو بھی اُسے  
 اپنے اوپر اختیار کیا اپنے کھچے پر چھری پھیری اپنی بیٹی کو قتل کیا خواجہ قید رکھا ہو کسی کی دخل ہی سارے  
 لشکر سے جو کوئی صاحب طرن کو کب کے جانیکا قصد کرینگے ہمیں بہت شاق ہوگا ہم کسی طرح کو کب  
 مقابلہ کرنے پر راضی نہیں ہیں حقیقت میں وہ ہمارا محسن ہوا سید پر احسان کیا وہ بار احسان صاحب جو پیر  
 پہونچا حقیقت میں وہ اگر شریک نہوتا قحاحی طلمس ہوش ربا دشوار تھی میں نے اخبار میں مفصل دیکھا  
 کہ خواجہ عمر دلا وہ اس کے ملک میں گئے اُسے ان کے ناز اٹھاے وزیروں و شاہیہ تکو برائے استقبال  
 بھیجا باغ مروارید میں بڑے دھوم سے دعوت کی بڑے بڑے ایلچی افراسیاب نے بھیجے مروارید  
 تھی کہ عمر کو ہمیں حوالے کر دو اُسے سب کو جواب صاف دیے کہ وہ میرا فغان عزیز ہوا ایسا مصل سزا  
 کو رخ والا بد تمیز غرض کہ ہر طرح جواب اسے سخت دیے مددین ہمراہ کیں اپنے سردار افراسیاب  
 سے لڑ دے اکثر ایان فوج اس کے قتل بھی ہوئے ہمارے ہی سے کچھ نہیں موڑا یہ کچھ طرن خواجہ  
 متوجہ ہوئے کہ کیوں خواجہ تھے مضمون نامہ کو کب سنائے عمر نے سر جھکا لیا کہا ای شہر دار کیا عرض کر دن  
 ہر گھڑی آسمان یزنگ کج باز شعبہ ساز نے زنگ سے سنگ تفرقہ پھینکتا ہی میں بھی لیٹھ نہیں  
 جاتا کہ کو کب سے فساد ہو مگر دو چار الفاظ اُسے ایسے لکھے ہیں کہ جسکی وجہ سے دل چاہتا ہو  
 کہ انکی تینیم و تدبیر بوجہ احسن ہو جائے جیسا کہ حضور موفور السور نے اول میں ارشاد فرمایا نجد  
 برحق ہو وہ میرا خالسیہ حقیر اُسکا عاشق ہے اس عزاز و اکرام سے اُسے مجھ کو طلمس نواز افغان  
 میں بلایا چونکہ کیا بسر و خیم اٹھایا میں بھی ہر مقدمے میں جان اپنی شاتر ہا جب عشاق اپنے رنگ  
 نے ملکہ بران شمشیر زن کو کشتہ بھر کیا دل حضور کو معلوم ہوگا کہ براے معمار قدرت کسی پیر دی  
 میں گھس پڑا دیر کو ملک جہاندار شاہ کے مارا اُسکی نانی نے مجھ کو پڑ لیا میں قید ہو کر برسہا کوہ  
 عقیق گلزار سلیمانی سانسے لٹا کچھ ہو چا خدا نے راہ را یا پھر ہوشربا میں آکر لہجہ کر دن



بشکل ملکہ حیرت بر سر گنبد بحر عشاق کو جا کر دعو کاویا بغایت پروردگار اس لیے کہ گیارہ دن دیکھو  
 مارا شہنشاہ کو کب کا ہمیشہ یہ قول تھا کہ خواجہ جو تم نے کام کیا عہد بشر سے نہو سکتا آج ایسا مفرد ہو  
 کہ مذہب پر بھی طعن کرتا ہر صاف صاف لکھا ہے کہ مذہب لات و منات ناپسند تھا آب خلاف  
 تہذیب ہونے سے مذہب اہل اسلام بھی ناپسند ہوا جب صاحبان مذہب اچھے نہیں ہیں تو مذہب  
 بھی خلاف ہوا صاحبقران نے فرمایا یہ بھی غصہ بیکار کی مثل مشہور ہو موسیٰ بدین خود دلیلی بدین  
 خود ہدایت کرنا ہمارا کام ہر سخن ناشنوا کا بد انجام ہر ہم کسی مقدمے میں کو کب کے دخل نہیں ہے جو  
 ہم ظاہر ہوا کہ وہ مرد سپاہی ہو صاحب غیرت ہے ایسے کامات فرما کر صاحبقران نے حکم دیا کہ دریا  
 کرو زمرہ شاہ باختری کہاں گیا امین انکی تلاش ہے جو اسکو دامن پناہ دیگا ہم وہاں منہ رو  
 جائینگے عمر و نے عرض کی ہر کار سے گئے ہوے ہیں جہاں لقا کا نشان پائینگے مفصل خبر لیکر آئینگے  
 ہمیشہ سے یہی دستور ہو کہ شاگرد میرے نام میان و تو میان وغیرہ لشکر لقا کے ہمراہ رہتے  
 ہیں جب تقابھاگ کر جاتا ہو جو شاہ و شہر یا ریا پہلوان نادار یا ساحر غدار اس بھگورت کو دامن  
 پناہ دیتا ہے لوگ خبر میں مفصل دریافت کر کے حاضر خدمت ہوتے ہیں مگر ابکی مرتبہ نیا  
 ہوا کہ پنجہ ہاتھ اس بے مہر کو اٹھا کر لے گئے وہ جو سیان تیز رو بہ جتو سے تمام خبر میں مفصل  
 دریافت کر کے آئینگے جسے دامن پناہ دیا ہوگا اسکا نام و نشان بھی دریافت کر کے لائینگے لیکن احتیاطاً اوکی  
 خبر کبھی قی ہو یہ کہہ کر عمر و نے اسی وقت ہر کاروں کو حکم دیا جلد دریافت کر دو کہ لقا کس ملک میں گیا  
 اور کسے دامن پناہ دیا ہر کار سے چلے ایرج نو جوان کو بسبب غصے کے نہیں سوچتا سرداروں  
 سے کہ رہا ہے کہ دادا جان نے کیا خوب فرمایا ہماری محنت کو اسے قتل کیا یا قید کر لیا ہم دخل نہیں  
 قیامتیں ہر کار کے چپکے چپکے فرما رہے ہیں کہ زور صاحبقرانی دیکھتے ہیں دلا جان بلا وجہ آپ  
 باہر ہو جاتے ہیں ابھی ہاتھ ٹروڑ کے تلوار چین لون بزرگی خوردی رکھی رہا ہے  
 کہ جہنم سے ڈرتے ہیں میرے مقابلہ کا دلا ہنگ زمانہ ہوگا نشان ضرب دست گزرا تک موجود ہو  
 اشقر کے دودانت ٹوٹے خون کے دیبا سے پیرا خرمین ہی خیال آیا کہ صاحبقران صاحب سم اعظم  
 محترم و محترم ہیں اپنے کو زیر کر دیا ابھی جواب صاف دل تو گنہت معلوم ہو خیر شکر خدا کہ ا  
 خیال تہذیب ہے عمر و ایسا ادیب و دل پر مجوم غم دلاں جہنم کا خیال دل خراشا کی وجہ سے کو تالوار میں



جو یہ چٹکے سے کہا مالک نے ہاتھ باندھے کہا اس شہر یار پرے خدا خاموش رہے مگر بار کچھ نہ کیے جا  
 آج کے ذہن میں ہو بسم اللہ وہ کیجیے گا اس وقت کچھ نہ فرمائیے ایرج بیٹھا ہوا دل کر لہری جنبش بر خیال معشوقہ  
 خوشخو آنکھوں میں آنسو کبھی درد پہلو مالک کے سمجھانے سے خاموش دل میں محبت ہران کا جوش  
 اب دربار میں جی نہیں لگتا دل چاہتا ہے اس وقت قساوہ پر پا کر دن روتا بھڑاتا تا بہ طلسم  
 نور افشان جاؤں کو کب صاحب بیدار کو سزاؤں یا رینا گلا کاٹ کر جاؤں دن بھر ایرج  
 نے یہ مشکل بسر کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے غصے میں خاصہ بھی نوش نہ کیا حقیقت میں  
 جوان آتش شعلہ مزاج شام کو اپنی بارگاہ میں آگ نہ بیٹھا سب سردار جمع ہیں شاپو فیروز نے دست  
 بستہ عرض کی میں حضور کو بت پریشان پاتا ہوں آئینہ رخسار پر گرد مال ہے آخر حضور کو کیا خیال ہو  
 ایچ کی آنکھوں سے اشک حسرت جاری ہوئے فرمایا ایرج شاپور مصرع دے بر ماوگر قناری  
 بندرہ سال اس خیال میں بسر کیے کہ طلسم ہو شر با فتح ہو پروردہ دوی در میان سواٹھے اب فلکے  
 یہ سامان دکھایا کہ وہ ظالم جلاو صاحب بیدار کہتا ہے کہ اس نام اوج آسمان حسن و جمال کو  
 قتل کیا ہم اسے زندہ نہ چھوڑیں گے اسی وقت سامان لشکر کشی ہو جبکو دادا جان کا خون ہو

|                                              |                                      |
|----------------------------------------------|--------------------------------------|
| وہ ہمارے ساتھ نہ چلے اپنا تو یہ حال ہے اشعار | درد و فاجون شمع ماہم جا نگدازی میکنم |
| درد ہے درانی خود را چاہ از می کنم            | با وجود بے پری ہا شاہ بازی میکنم     |
| در جیم کعبہ باشد تا نماز من درست             | سیکھ ویران بدست خود بنا سحر خود      |
| مثل طفلان بر سرہ خاک بازی میکنم              | تفقا وقت سفر شد کار سازی میکنم       |
| یستم داغ فراق می فروشم نقد جا                |                                      |

ایرج نے بقیہ اسو کر جو یہ اشعار پڑھے تمام سرداران نامی تلواریں ٹیک کر اٹھے عرض کی حضور ہمیں  
 صاحبقران سے کیا کام ہو ہم تو حضور کے خدمتگدار ہیں جس مقام پر حکم ہو سرکاٹ کر سامنے پیش  
 کرے میں ایرج نے سر جھکا لیا شاپور بھی منظور ہاے زربفتی سے آراستہ ہو کر سامنے آیا عرض کی بسم اللہ  
 حضور سوار ہوں ایچ اس شب نیزہ و تار میں مع بارہ ہزار سوار چار سو سردار لصد جاہ و قاتلش سجنوا  
 میں جل نکلے ذکر نکادقت پتھر یہ ہو گا جہاندار شاہ کا بیٹا کہ حاکم بیا بان گلہ زبیدی اسے جو خیر پائی  
 کہ صاحبقران زمان میرے ملک سے قریب اگر فروکش ہوئے ہیں اسی وقت کشیتان نذر کی  
 لیکر حاضر خدمت فیضہ رحبت ہوا صاحبقران نے مشتاق جادو کی بڑی خاطر کی یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین



کہ اب اسد نامہ دار نے لوح طلسمی خزانے میں داخل کر دی لا چین و بلیقیس کو برائے انتظام ہوش  
 میں چھوڑا مگر یہ سب سردار بقدر کہ کو کب گوش بر آواز ہیں کہ دیکھیں انجام کار کیا ہونا و عظیم کو کب  
 ہوگا اب سب سے زیادہ ہمارا گوشہ انتشار ہو منہ و غیزہ بھی امیر کے ساتھ ہیں مشتاقی فرزند جہاں دار  
 صاحبقران کو میا بان گلہ زین لایا بڑی دھوم سے دعوت کی صاحبقران نے تقا کا حال  
 پوچھا بیٹے بڑے بزرگ واقفکارانِ اعلیٰ جو حاضر تھے انھوں نے عرض کی اے شہر کا ایک عیا موسوم  
 خورشید روشن تن کہ اُسکے عجائب و غرائب کے اس اعلیٰ میں شہر بہن بہانے تاہ خورشید نگار  
 بعد عظیم ہوا لیان در بند اسکی جانب سے راہ میں حکومت کرتے ہیں اجتہاد کوئی اس اعلیٰ میں  
 نہیں گیا اس طرف کا قصد حضور نکر میں در بند اول مرچانیو ہاں کا مرجان عالم ہو پہلے دیوی و کیگا فتح و شکست  
 جانے امیر نے فرمایاے فرزند جان تقا جائیگا میں اپنے کو پوچھاؤ لنگا عہد کر چکا ہوں مشتاق نے عرض کی  
 کہ اتے شہر یا ر قصور ہاے معقول جو ہمارے شہر میں تعمیر میں انکو ملاحظہ فرمائیے صاحبقران بخاطر  
 اس جوان گئے سیر و سکار میں مصروف ہیں کہ ذکر انکا وقت بر تحریر ہوگا مگر کو کب بفرہ و غضب آگے  
 داخل قصر جمشیدی ہوا امداد میں بیٹھ کر یہ کہہ کہ ہمارے سردار سپاہی غریبہ دار سب آگاہ ہو جائیں کہ جس کی  
 مسلمانوں سے ثابت ہوگا گھر بار اسکا ضبط کیا جائیگا اس غصے میں یہ کلمات کو کہنے کے کہ مجلسِ امیر  
 وغیرہ بھاگ کر جا بجا چھپیں بدعت کو کب ہر ایک کو ناگوار ہو ایک مقدمہ در لٹو و خاطر ناظرین ہو کہ  
 جب کو کب لشکر اسلام سے چلا آیا قصر جمشیدی میں اگر ہر کارے روانہ کیے طائرانِ سحر کو حکم دیا کہ دربار  
 میں صاحبقران کے جو ذکر ہو فقط لفظ بیان کر و کوئی امر مجھ سے پوشیدہ نہ رہے اول طائر بھرنے آکر  
 کہا اے شہنشاہ صاحبقران نے تو انصاف فرمایا تمہارے آستہی امیر نے حکم دیدیا کہ جو کوئی قصہ طلسم  
 نور افشان کرے قتل ہو جائیگا میں دخل نہ دوں گا انتہائی لڑائی پڑی جب کو کب نے خبر سنی صاحبقران  
 کی بڑی تعریف کی دوبارہ ہر کاروں نے اگر خبر دی کہ سرداران دست چپ بہت بگڑے ہوئے ہیں  
 افساد پر پائے گئے کو کب نے کہا میں انکی حقیقت نہیں سمجھتا یہ ذکر تھا کہ بھر ہر کارے حاضر ہوئے عرض کی  
 کہ اے شہنشاہ ایرج تو جوان آپکے طلسم ہر بار دہ جگ و جدل آتا ہے تاہ ببان لالہ زار پہنچ چکا ہے  
 یہ سنتے ہی کو کب نے نشے میں شراب کے آواز دہی مخمور چہار سر کو بلا دے سب نے دیکھا ایک جوان ایک سر  
 انسان کا ایک سر کر گدن ایک سر شیر ایک سڑا دس زرد آتش فشان پیر سوار تازیانہ مارا آتشین کا



اتھ میں پشت پر چالیس ہزار آرد سو اربس کر دفرستے آکر سائے کو کب کے پہونچا کو کب نے کہا اسے  
 محمود بیابان لالہ زار میں بنیہ صاحبہ قرآن اچھا ہے بلکہ اپنے کو دہان پہونچا ڈاڈرونی سے انکو  
 ساتھ والوں کو کھلاؤ جو خبردار کوئی زندہ باقی نہ رہے یہ سنتے ہی محمود چہار سہرے بصد کر دفرست بیابان  
 لالہ زار پہونچا لکڑیہ حریق آتش شتیاق و خریق کیہ فراق اسیر طرہ کیسے فوج خنجر ابر و بدلا و زندان مصیبت  
 آوارہ دشت مودت مجنون نغمہ غارستان بے بسی فراق عسبب بین بقیہ اقصیہ ہے کہ طاسم نور انشا  
 پر جا پڑون بڑی خرابی یہ کہ کوئی مونس و ہمدم ہمراہ نہیں رسم و راہ سے یہاں کے آگاہ نہیں رہا  
 راستہ کون بتائے گریان و نالان رواری کرتے ہوئے ٹھنڈھی حانسیں پھرتے ہوئے ایک  
 صحرا سبزہ زار میں گذر ہوا بہار صحرادیکھ کر دل بھر آیا قلب تھرایا یہ اشعار سچ و صیبت بقیہ

|                                |                                     |                                   |
|--------------------------------|-------------------------------------|-----------------------------------|
| ہو کہ بڑے نظم                  | جہاں سے کھوئی انکو کوئی خبری        | کسین کا دل کو نہ گئے کی آرزو تیری |
| وہ گل بویب میں آتی جو کس بویب  | وہ غار کجے ہیں اس میں جو چین خیری   | تسم ہوا جو نہ کجی بھی وصل میں دل  |
| گمال محبے ہو محبوب آرزو تیری   | گمال خشاک تھا ای تیغ یا ر حلق و پنا | دعا میں کر کے بجائی ہی آرزو تیری  |
| تلاش یار بس مرگ بھی گئی بھلائی | بھٹکتی پھرتی آوازش کو بکو تیری      | کلام میں اسیر ج کے وہ سوز و گداز  |

جو سامنے آنکھوں سے موجود ہو ہر کسی کو یہی اندوس رہتا ہو کہ ہمارا آقا جفاے فراق سہتا ہو ایسا نہو دشمنو  
 غالب سے سوچ مکمل جاے اگر شہر بار ضبط فرمائے ایرج کچھ جواب نہیں دیتے جو جتنے تیغ و دودم سکندری  
 کے ادیر ہا تھا ہی قصہ ہو کہ پیر پرواز پیدا کر دن قصر میں کو کب کے اپنے کو پہونچاؤن اس قیدی زندان  
 مصیبت کو کیونکر چھڑاؤن شاید نور سمجھاتا ہو کہ اسے شہر یار نہ بھیرا یے انشاء اللہ گوہر مدعا حاصل ہوگا  
 یہ ذکر تھا کہ صحرائے گرد آوی آئے آگے ایک جوان آرد سو اربس پشت پر بھی اسی صورت کی بارہ سو سوار  
 غدار قلابہ آتشیں چھوڑتے ہوئے اسی جانب آتے ہیں نعرہ ہوا ہوشیار باش و بنہ حمزہ غناب کیا  
 سرحد کو کب رو شنفہ میں چلا آیا اب یہاں سے زندہ بچ کر جانا دشوار ہو ایرج نو جوان نے ٹھوٹا بڑھایا  
 تمام سرداران نامی نے قبضے پر ہاتھ رکھا محمود چہار سہرے سمجھا تھا یہ لوگ ساحر ہونگے آذران آتش فشان کو  
 اشارہ کیا کچھ سحر بھی کر دیا جو سردار آگے جڑھا آرد دھا اسکو نگل گیا تھوڑے ہی عرصے میں سب  
 سردار دن کو آڈ دے نگل گئے جس آڈ دے پر محمود چہار سہرے اس آڈ دے کو اسنے  
 اشارہ کیا جب ایرج کی جانب بڑھا تو ملکہ بڑا ان شمشیر زن کی دی ہوئی انکو کھی ایرج



پاس موجود ہو وہ جو چکی اڑوڑنے منھ پھیرا مخمور چہار سر نے پھر کر کیا غم میں اپنے سر ارون کر  
 ارج نوجوان کی آنکھوں میں اندھیرا گیا دم بھڑ میں سر از غامٹ گئے تلوار کھینچ کر گھوڑے کو دیر  
 مخمور چہار سر نے سحر سے اڑوڑنا کر پھینکا ارج نے اس اڑوڑے کو چیر کر پھینک دیا مخمور چہار سر کئی سحر کے  
 مہیب آنگہ بچی کے تاثیر نہ ہوئی لیکن یہ ساحر زبردست ہوا ارج کو بڑھنے نہیں دیا کبھی اڑوڑنا بلکہ سامنے  
 پھینکتا، کبھی شیر بنایا کبھی ذیل بجائی جگل سے ذیل آیا ارج برحے کرنے لگا ارج نے کسی کی گردن  
 ٹوڑی کسی کو چیر کر پھینک دیا جب کئی جانور مارے مخمور چہار سر بھرا پاچا ہتھیار پر پرواز پیدا کر کے  
 جلا جان غیرت بھی دامنگیر شہنشاہ کو کب روشنفیر سے وعدہ کر کے آیا ہو کہ میں سب کو گرفتار  
 کر کے لاؤں گا صرف انگوٹھی ارج کے پاس ہو کہ جسیر سحر تاثیر نہیں کرتا اب مخمور نے قصد کیا کہ میں سحر سے  
 دریافت کروں کیا سبب جو اس جوان پر سحر تاثیر نہیں کرتا بارہ سو جوانوں کو اڑوڑے نکل گئے اس کے  
 اہتک محفوظ ہو دس باغ شیر و گردن سحر کے بنا کر ارج نوجوان کے سامنے پھینک دیے کہ یہ  
 جوان اپنے مقابلے میں مصروف رہیں کنارے جا کر دریافت کروں ہی اسے کیا ارج تو ان  
 جانوروں سے رٹنے لگا جسیر عکس انگشتروال و بارہ جل گیا کسی کو چیر کر پھینک دیا کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا مخمور چہار  
 سر نے میں آلی جس اڑوڑے پر سوار تھا اس سے آنگہ ملا کر اڑوڑی کیا سبب کہ سحر ہمارا تاثیر نہیں کرتا اس کے  
 شہر نے یہی شکل کہ موشر قہ نے تحفہ دیدیا ہو وہیں جھکری کر رہا جب انگشت قہ سے نکل جات تب  
 سحر کی تاثیر ہو مخمور چہار سر خاموش ہوا ارج نوجوان ان شیر و گردن کو مار کر حراں ٹھہرا تھا کہ کیا  
 گردن وہ جادوگر سامنے سے چلا گیا ہو کہ پھر سحر کر گیا جس نخل کے سامنے میں کھڑے تھے اس کی  
 بیخ سے ایک جادوگر فی مگر نہایت حسین لڑکان و ترسان خرافی ہوئی پیدا ہوئی لپکا کر اڑوڑی اس شہر پار  
 اویںیر ہوا جعفران عالی وقار یہ پرہ کاغذ کا حاضر ہے اسکو بڑھکر بہت جلد کام کیجیے مخمور چہار سر  
 انگوٹھی لینے کو سحر تیار کر رہا ہر بندگان عالی کو بہت سائیکا ارج نے پٹ کر دیکھا وہ مار زمین تو پھر غرق  
 زمین ہو گئی پرہ کاغذ کا پایا اسکو اٹھا کر بڑھا سحر دیر تھا اسے شہر پار غلام مدت محضوں کی قدر ہوئی  
 کا مشتاق تھا اس کاغذ کے ساتھ ایک مردارید بے ہما بھی حاضر ہے جس وقت مخمور چہار سر  
 صوا سے سحر تیار کر کے آئے بندگان عالی کا قصد کرے یہودی سر اصلی جوانان کا ہوا اس کی طرف  
 پھینک مارے گا قدرت پروردگار ملاحظہ فرمائے گا ارج نوجوان نے وہ موتی اور کاغذ قبضے میں کیا پرتو



مطمئن ہو کر کھڑے ہیں مخمور چہار سر سے دریافت کر کے چلا کر اب انگوٹھی چھین لوں گا پنجہ ہمارا قابض ہوگا  
 اچھو اور سحر تیار کرتا ہوا سامنے ایرج کے آکر بیویجا قصہ کیا ماش کے دانے اٹھا کر پھینکوں ایرج کو جو ان  
 نے وہی مردارید ہے بہا کہ جو غیب سے ممکن ہوا اٹھا کر سر مخمور چہار سر پر کھینچ مارا مخمور چہار سر نے ایک  
 بیج ماری کہ او ظالم یہ فعل تجھ کو کسے تعلیم کیا فوراً شعلہ جھلک کر گر اس پر بھی پھٹ گیا لاشہ جلنے لگا اسی کے جسم سے  
 شعلہ لے آتش نکلے جلد از در سوار جگر خاک ہوئے آواز آئی کشتی مرانام من مخمور چہار سر بود  
 سب از در سوار جل گئے ہماریاں ایرج کو ہوش آیا شاہرہ شہر دل بھی بیہوش پڑا تھا پوچھانے  
 شہر یار کیو مگر جانبری ہوئی ایرج نے کہا اے شاہرہ کچھ عقل کام نہیں کرتی معین مددگار حقیقی نے  
 فضل اپنا شریک حال کیا جس نخل کے نیچے ایرج کھڑے تھے جب از در سوار جلے اور مخمور چہار سر کا  
 سر پھٹا نخل گر ایک مختصر سا قطر ظاہر ہوا وہی نازنین جسے مردارید و کاغذ ایرج کو دید تھا دیکھا  
 در دراز پر اس قدر کھڑی رہی ایرج کو جو ان نے فرمایا کیوں از نازنین باعث گریہ کیا ہے  
 وہ نازنین مدد کر قدموں سے پیٹتی عرض کی اس لوٹری کو مردارید چاہو کہتے ہیں باپ میرا خضر جادو  
 ما بینا اس مکان میں قید ہے کو کہے آنکھوں میں اس بزرگ کے نیل کی سلائیان بھر وادین اس مخمور  
 چہار سر کی نگہبانی میں قید ہے اس قفل کو توڑ کر حضور اپنے غلام کو رہا کر میں جگر مخمور کی دھونی  
 دیجائے تو غلام ابکا بینا ہوا ایرج نے قفل توڑا دروازہ کھولا دیکھا حقیقت میں ایک مرد بزرگ  
 بحال تیرا بینا سر جھکائے مسلسل و مطوق بیٹھا ہوا جیسے ہی دروازہ کھلا آواز دی کیا اتنا سنا داریاں ایرج  
 کو جو ان آہو بچے اٹھ کر قدموں سے پیٹ گیا ایرج نے شاہرہ کو حکم دیا جگر مخمور لا کر چلایا اسکی دھونی  
 خضر کی آنکھیں روشن ہوئیں عرض کی اس شہر یار سابق میں لوح میرے پاس تھی کو کب  
 کو بدگمانی ہوئی بلا وجہ میری آنکھوں میں سلائیان بھر وادین اب میں حضور کو مقام لوح تک  
 پہنچاؤں گا بینا ہوتے ہی ملک خضر نے اپنی دختر وارید سے کہا ای تو نظر جلد فوج ساحر وادین کی آواز سے  
 بتجیل تمام شاہزادے کوئے ٹکلو حیو قوت کو کب کو دریافت ہوگا اسکا انتظام ضرور کر لیا خدا اپنا  
 فضل شریک حال کرے دریاے ابلق سے حضور آتر جائیں تو پھر غلام رہبری کر کے مقامات  
 معقول پر پہنچائے مردارید جادو فوج ساحران لینے گئی ملک خضر نے اسی قصر میں ایرج  
 کو جو ان کو فروغش کیا کہ در سوار ان نامدارا کر بیٹھے شب بھر سامان دعوت میا رہا بوقت سحر



مروارید جادو مع ساٹھ ہزار فوج ساحران اکبر ہونچی سبکو لاکر قدموں پر گر دیا ایرج نے دیکھا سب  
 طرح کا سامان سفر تیار ہو بارگاہین خیمے مع ملازمان کار نگار کے حاضر ہیں دوسرے دن ایرج  
 نوجوان نے بہدایت ملک اخضر و مروارید جادو و طرہ دریا بلق کے کوچ کیا قطع منازل  
 و طے مراحل کرتے ہوئے جاتے ہیں مگر حال ایرج نوجوان کا بہت لطیف ہو راتین تیرپ چڑپ کے  
 گذرتی ہیں دن پہاڑ ہو جاتا ہو شاپور و مروارید و اخضر ہر وقت خدمت میں حاضر ہیں اخضر  
 سمجھتا ہو کہ ای شہریار کو کب نے جھوٹا کہا ملکہ کو قتل نہیں کر سکتا کہین قید کیا ہے اناش و اللہ  
 نشان مل جائیگا غلام حضور کو تا بہ قصر جمشیدی پہونچائے گا ہر منزل پر اخضر سمجھتا ہو اساتذہ  
 ایرج نوجوان کے بہ خیر خواہی حاضر ہو باج منزلیں طے کی تھیں کہ سامنے سے ایک دیہے  
 تھار سواج نظر آیا کہ جہین ہزار ہا ننگ و گھڑیاں تیار دی کر رہے ہیں موج بلند کنارہ معلوم  
 نہیں ہوتا ہو جیسے ہی ایرج قریب پہونچے موج دریا بہ تھار بلند ہو لشکر برائے گرا لشکر ایرج  
 تباہ ہونے لگا پھلیان دریا سے تھار سے پیدا ہو یکن صد ہا کوئل گئیں صد ہا کو جلا دیا ہنگامہ  
 برپا ہو کہ اخضر جادو و جھپٹ کر قریب ایرج نوجوان آیا عرض کی حضور آپ اپنے زمانے کے  
 صا جھقرا ہیں یہ پرچہ کاغذ کا ملاحظہ فرمائیے شاید کوئی صورت قاجی ظاہر ہو یہ کہ کو خاموش  
 ہوے کاغذ شاہزادے کے ہاتھ میں دیا ایرج نے ملاحظہ کیا اسین مرقوم ہو کہ ای شیر بیشہ  
 صا جھقرا فی ای گوہر کبدار بحر جرات لاناالی اپنی کو بہت جلد بالائے کوہ پہونچائیے مایان کلان  
 دریا سے ظاہر ہو کہ لشکر کو تباہ کرینگی خیال کر کے ملاحظہ فرمائیے ایک سرو ماہی اسکا نام ہو نگہبان  
 دریاے ابلق وہی ایک عجلی پر سوار ہو کر تھکر گئی ابلکہ گریہ مارا مایان تھر کو قتل کیا اگر تیر نے  
 خطا کی تیر لٹ کر سینے پر پڑیگا کوئی صورت رہائی نہیں ہو ایرج نے اخضر سے تمام کیفیت بیان کی  
 اخضر نے پلٹ کر مروارید جادو سے کہا ای تو نظر اپنی کو بالائی آسمان پہونچا و ستارہ بنکر چکویں تھر  
 کرتا ہوں شاہزادہ بھی قدر انداز بے بدل ہو کیا عجب ہو کہ تم سب ملکر اسی تھر کی ماہیت کی ہو چکے  
 ایرج نوجوان فوراً پشت مرکب سے کود کر بر سر کوہ تشریف لائے اخضر نے بھی ماش کے واسطے  
 پڑھ پڑھ کے دریاے ابلق میں پھینکے مروارید جادو و بعد جوش و خروش چمک کر وسط اہلن پانی  
 وہاں سے تھر کرنے لگی ایرج نے جو کاغذ میں اسم لکھا ہوا تھا پڑھ پڑھ کر دستک دی تا تو دریا سے



ساحر ظاہر ہوتے تھے کہ یکایک وسط میں سو دریا شق ہوا دیکھا ایک حمرہ بشکل مہیب ایک ہی  
 سیاہ پر سوار بال سر کے کھٹے ہوتے پانی میں اس طرح لہراتے ہیں گویا چشم میں ماران سیاہ شنواری  
 کر رہے ہیں جیسے ہی اس ساحر کو ایرج نوجوان نے دیکھا مشتاق تو ایسے امر کے ہوئے کہ تعجیل سے  
 قتل کروں مگر ماہی سحر برق جہنہ ہر کبھی غوطہ مار کر غرق ہوئی کبھی پروئے میں موج دیا کے ظاہر  
 ہوئی ہر تہ ایرج قصد کرتے ہیں کہ یہ ظاہر ہو تو میں تیرا رون مای سحر نے لشکر ایرج میں تلام  
 ڈال دیا جسے منہ سے جاب چھوڑ دیا وہ جاب لب دریا تھا کسی پر کرک کر گری اس کے دو  
 ٹکڑے ہوئے ساتھ اس کے چند بھیلیاں اس طرح پر ساتھ ہیں مثل ماہیان بے آب تڑپ ہی ہیں  
 کہ جن پر قبضہ ہونا دشوار ایرج نے بقیار نہو کر دعا کی اخضر و مروارید نے بھی سحر کیا ملک اخضر نے  
 جسم کا بڑ خون کاٹ کاٹ کر پھینکا تب ہی سیاہ رنگ دریا میں قائم ہوئی ایرج نے بخوبی  
 دیکھا مروارید نے بھی آسمان سے آواز دی ای شہر یار اتنی مہلت کو غنیمت جانئے ابی جو غا  
 ہوگی تو ظاہر ہوا دشوار ہوگا ایرج نے دیکھا حقیقت میں ماہیان سحر ہی سیاہ پر سوار دریا میں  
 شنواری کر رہی ہو یہ تعجیل تمام کمان کیانی دوش سے اتاری تین بھال کا تیر بھر کمان میں پوت  
 کیا سینہ پر کینہ اس ملعونہ کا تاکا برجے میں اسم بھی لکھا تھا وہ بھی پڑھا برکت سے ام کے تیرا کر  
 سینہ پر کینہ پڑا ہی سحر کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا اخضر نے بھی آسمان سے خوب سحر کے آگ برتن  
 لگی دریا میں تلام ہوا آہنگان خون آٹام کے ہوش گم کنارے کنارے کنو میں پیدا ہوا دریا غا  
 ہونے لگا بعد عرصہ دراز ایرج نوجوان نے دیکھا دریا غائب ہوا اخضر سحر کرتا ہوا قریب شہر اوس کے  
 آیا آکر مبارکباد دی کہا ای شہر یار خدا نے فضل پنا شریک کیا ماہیان سحر قتل ہوئی اب حضور  
 جلد بھل جانیں کو کب کو خبر ہو پچھے ہی غضب ہو جائیگا خود بھی ساحر زبردست ہو ہیں سمیٹو بیٹھو  
 انتظام کر سکتا ہوں روح حضور کو دستیاب ہو تب قلبا عبور کو تسکین حاصل ہو ملکہ دریا بھاڑ  
 بھی طاؤس زین بال پر سوار طاؤس اڑا تے ہوئی قریب آئی آکر قدموں کو بوسہ دیا کہا بیشک  
 آپ صاحب اقبال ہیں بارہ ہزار سوار کا لشکر ایرج کا ساتھ ہزار ہزار ماہیان اخضر و مروارید  
 ان سب کو یہ کیفیت تمام آراستہ کیا علم کے زرنگاسی کے بھر ہر کھلے نوبت نقاری جاتے ہوئے  
 چلے دس کوس کا راستہ طے کیا تھا دیکھا ایک کو دھلاک شکوہ قریب اس پہاڑ کے صد ماہیان



جھوم رہی ہیں جیسی لشکر ایرج ظاہر ہوا وہ فیل سو ندیں اٹھا کہ لشکر ایرج پر گر کر صدمہ کو دھڑالا  
 ہر کس و نا کس کو پامال کیا ایرج نوجوان کھسکا تلوار کھینچ کر فیلان مست بر جا پڑ جسکے ہاتھ مار  
 اُس کے دو ٹکڑے کیے اس طرح شاہزادہ لڑتا بھڑتا ان فیلان جگے سے جاتا ہوا یا لیاں لشکر ہزاروں  
 پامال ہوئے ایرج نے صف فیلان میں تھکے ڈال دیا احضر و مردار پید تڑپ تڑپ کر سحر  
 کر رہے ہیں برقیں کرتی ہیں جیسے برق گری ہاتھی کے دو ٹکڑے کے جیوقت لا شہیل زمین پر  
 گرا ایک کے دو بن جلتے ہیں لشکر ایرج کو اور زیادہ پامال کرنے میں مصروف ہیں ایرج نوجوان  
 نے بقرار ہو کر دعا کی مردار پید بھی رونے لگی کتنی ہے اس شہر یا پروردگار آپ کو  
 منظر و منصور کرے اب اگر کو کب ہکویا لگالین ہے قتل کر لگا بلا وجہ دشمن ہوا تھا اب تو بے  
 شرکت بھی ظاہر ہوا پروردگار جلد مدد کرے یہ بھی سب لوگ دیکھ رہے ہیں کہ بیج میں ان  
 فیلان جگے کے ایک فیل کلان منہ سے شعلہ ہائے آتش جھوٹا ہوا آتا ہے اسپر کیسا سحر تاثیر  
 نہیں کرتا احضر نے بھی خوب خوب گولے اسپر مارے مردار پید نے بھی برقیں چمکائیں شعیبہ  
 بازیاں سحر کی دکھائیں کسی سحر نے جا کر اسپر تاثیر نہ کی لشکر ایرج میں صدمے فساد والا مان بلند  
 ہوئی ایرج نے بھی بیتاب ہو کر ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکارا اٹھا اے خالق  
 سے نیاز مالک کار ساز و شہنشاہ کے ہاتھ سے بچائے نہیں معلوم اُس دست و پاشکستہ پر  
 کیا گزری ہوگی کیونکہ وہاں تک پہنچوں قید خانے میں کیسی گھبراتی ہوگی مقامات سحر و جری  
 و کو جہ سحر سحر نابلد ہیں تو مدد کرے تو سب سامان ہر تیری ذات پر تکیہ کر کے نکل آیا ہوں نظم

صبح شادی را طلوع از شام ماتم دیدہ ایم  
 نفس ہر دو طاس را در جبرہ ہم دیدہ ایم  
 تاکہ در باغ ہوس از اشک شبنم دیدہ ایم  
 اشک حسرت تاروان بر روی آدم دیدہ ایم  
 کین مطالب را بروں از دور عالم دیدہ ایم  
 تاکہ نقش یوریا را مسند جم دیدہ ایم

ما امید و یاس را بچیدہ با ہم دیدہ ایم  
 نیست دل آزدہ گر شد طالع ما ششدری  
 سبزہ ما کے شود سیراب کے گرد و بلند  
 و ابرو سے خندہ مثل غنچہ و گل بستہ ایم  
 دست دیا بیہودہ ای دل بہر سایش مزن  
 کے درآید در نظر مخفی لباس عافیت

کبھی شاہزادہ پکارتا ہے اور حیم ای کریم بندگان خدا کو آفت سحر سے بچائے۔ قطع



تو آن رفیع مکانے کہ ساکنان فلک  
چہ اختیار چہ پیش تو حال دل گفتن

بر آستان تو دارند میل در بانی  
کہ حال خستہ دلان را تو خوب می دانی

بلک کہ جو ایرج نوجوان نے دعا کی مروارید و اختر بھی تڑپے ساتھ دانون کو فتح سے پاس  
ہوئی دل کو اپنی پیدا کرنے والے سے رجوع کیا یقین کامل ہوا ان جانوران صحرائی پر فتح پانا دشوار  
ہو ظاہر میں صدا ہا قتل ہوئے لاشہ کسی کا زمین پر نیا یا اس شعبہ کے کو بھی دیکھ کر سب گھبرائے  
کہ صدا ہا قتل کیے ایک کا بھی لاشہ نہیں معلوم ہوتا اس عجائب و غرائب کو بھی دیکھا اختر  
روتا ہوا قریب آیامرض کی اس شہر پاران فیضان صحرائی کا افسر کو ہاں فیض سر جادو پر  
آج تک انھوں نے کبھی کسی سے شکست نہیں کھائی حضور نے اس طرف کی کس سے ہدایت پائی  
ایرج نے آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا میں ہجران دیدہ آفت کشیدہ آوارہ دشت اویار  
مصیبت و محبت میں گرفتار یاد معشوق گلزار میں ادھر سر نکل آیا ہر حضرت عشق  
جنگو آٹھ بہر ہی فکر ہے کیسکو جلازمین کیسکو دام مصیبت میں پھنسا میں کسی نوجوان پر  
جفا پڑے کوئی دشت بخدیں سر ٹیک ٹیک کے سرے کو بھی سختی اٹھا کر کو کپنی کرے کوئی  
جان شیروں دیو اس کو چہ میں عیش و آرام نامکن بموجب مضمون نظم

قدرت خدا کی درد بنے ٹکسار دل  
ہر غمزدہ اس حسین کا ہے اسید واد دل  
گر دردن نے میری خاک کو بھی بیکیا سلو  
پو بجا وہ کوئے یار میں تو رہ گیا بین  
کتا ہوں تنگ آگے یہ پروردگار سے  
بے یار ہے یہ شکل احبا تو اک طرف  
بتو درد میت صبح شب ہجر بھی نہیں  
پنجر ہے وہی کہ جو کھائے نگہ کا تیر  
کب آئے دیکھو دل وارفتہ ہوش میں

پوچھیں نہ دل کو صبر و شکیب و قرار دل  
ہرک دل ہمارے پاس ہے سو خواستگار دل  
کھا بنا کے باوصیا کا غبار دل  
تھا صد ہزار جان گرامی نثار دل  
دل کیوں دیا اگر نہ رہا اختیار دل  
دل مجھ کو ناگوار ہے میں ناگوار دل  
الندریے انتشار حواس اضطراب دل  
صیاد ہے وہی کہ جو کیلے شکار دل  
مدت سے ہے جلال امین انتظار دل

اس طرح یہ اشعار ایرج نوجوان نے پڑھے کہ اختر و مروارید بیتاب ہو کر رونے لگے کہا



حضور آپ کے سوز و گداز نے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ایرج نے کہا اے برادر بارہ برس انتظار کیا  
 جب وقت وصل آیا تب فلک نے یہ سنگ تفرقہ پھینکا کہ اس جلا نے کسی مقام پر قید کر دیا  
 حضور مروارید جا بنادی کر کے بڑھے کہ ہم کو ہاں فیل سر پر سحر کرے بن ان دونوں نے  
 گولے نکالے ماش کے دانوں پر اسم پڑھنے لگے جیسے ہی اس سحر کو پھینکا ماش کے دانے  
 اڑے پٹے لشکر والوں پر گرے کسی کا سر پھٹ گیا کوئی مثل ہیرم خشک جلنے لگا کسی کے جسم  
 سے دھواں نکلنے لگا کوئی دیوانہ دار سر ٹیکتا تھا حضور مروارید ابی سحر سے آپ بیگار  
 ہوئے مروارید نے پکار کر آواز دی اے شہر یار نوٹھی تو بیگار ہوئی ایرج طرف مروارید  
 پلٹے دیکھا حقیقت میں مروارید کی زبان بند دل درد مند بھولی جل گئی زمین میں پڑتی رہی  
 رہی ہے وہ سری جانب سے آواز آئی غلام بھی نثار ہوا دیکھا حضور زخمی ہو کر زمین پر گر اساتھ  
 والے بھی بتیاب ہو کر گرے اب اکیلے ایرج نوجوان باقی رہے یہ سبب انگوٹھی کے  
 اس کے پاس سحر کو ہاں فیل سر کا نہیں آتا تیغہ دوم سکندر می ایرج نوجوان تھکے ہوئے زین  
 ڈٹا ہوا کھڑا ہے جو ساحر قریب آیا اسکو ہاتھ مارا اس کے دو ٹکڑے ہوئے کیونکہ قبضہ مار دیا اب  
 کو ہاں فیل سر بھی غل عیار رہا ہوا رے یار واس جوان کے پاس کوئی تحفہ ہر ساحر بھی یہی جواب  
 دیتے ہیں اے شہر یار پہننے کی طور سے سحر کیا ہلدا سحر اس کے پاس تک نہیں جاتا کو ہاں فیل سر  
 ہنس کر کہا جیو نہ گھبراؤ میں ابھی دیا الفت کر دوں گا صدا برس سے یہ سحر ہمارے قبضے میں ہے  
 کسی ساحر و غیر ساحر کی مجال نہوئی کہ اس سحر پر آشوب میں قدم رکھے یہ جوان آفت کا مارا  
 اجل نے اسکا دامن تھا کر بیا تنک لاکر پھونچا یا اب میں اسکو قتل کرتا ہوں اتنا دریا فت کرکون  
 کیا جز اس کے پاس ہے کہ جسکی وجہ سے سحر تاثیر نہیں کرتا یہ کہ کر کو ہاں فیل سر نے ایک دھک دی کہ  
 اے طاگر سحر سامری جلد تیرا اس جوان کے پاس کیا تحفہ ہو یہ صدا دیتے ہی ایک طائر آسمان پر  
 پیدا ہوا اس نے آواز دی اے کو ہاں فیل سر خزانہ طلسم نوز افشانی سے انگشتی سامری  
 بران شمشیر زن نے لیکر اس جوان کو دیدی اسوجہ سے آپکا سحر تاثیر نہیں کرتا یہ سنستے ہی کو ہاں  
 فیل سر نے بڑھ کر سحر کیا ایک آنکھ سیاہ اٹھی ایرج نوجوان حیران و پریشان سایہ میں  
 ایک نخل کے ٹکڑے میں آنکھوں کے نیچے اندھیرا لگ گیا جھونکون سے ہوا کے زمین تھرائی ہوئی ہوا



ہندی بر باد ہوئے کا سامان ہوا قریب تھا پائون زمین سے اٹھ جائیں کچھ طائر سرسبز برآمد  
 لہرائے کہ وہ منقارین کھول کر کچھ کلمات حضرت کہتے ہیں چاہتے ہیں انگوٹھی ہاتھ سے شاہزادہ کے  
 یلیکین منقار سے جسم نازک نکال کر کہیں اس بیکی میں شاہزادے سے دل کو اپنے  
 پیدا کرنے واسطے جو ع کیا فوراً تیر و عاہد مراد پر ہو جائے میں شوق ہوئی ایرج لوجوان نے دیکھا  
 ملکہ مجلس جادو مضطر و پریشان بیندھیان کھلی ہوئی رنگ و رو متغیر کلاہ سر پہ نزار دگر تا پٹھا ہوا  
 یہ بھی طوطا ظاہر ناظرین والا مقام رہے جسوقت سے کوکب نے یہ مشہور کیا کہ میں نے ہیران  
 شیر زن کو مار ڈالا یہ بھی تخت پر بٹھایا کہ کما کہ جو اس مقصدے میں شریک ہے اس کا نام شاہزادہ  
 وار پر کھینچو نگا اسی دن سے ملکہ اختر و مردارید گنار پوش و مجلس جادو و شکوہ سحر ساز وغیرہ  
 بھاگ کر نکلی ہاں کوئی خوف جان و آبرو سامنے کوکب کے نہیں جاتا یہی چرچا ہے کہ جس جلا دے  
 ایسی بیٹی صاحب شوکت و لیاقت کو مار ڈالا اس سے ڈرنا چاہیے پس مجلس جادو نے سحر نکالا لڑا  
 ترسان حیران و پریشان آواز دی او شہر یار اپنی جان دیکر بیان تک آئی ہوں قصر بے عالی ہے  
 چھین لیے گئے جنگلوں میں ماری ماری پھرتی ہوں خدا حضور کو مظہر و منصور کرے تا یہ طلمس  
 نوراقتان برائے سر کوئی کوکب ہو جائے اپنی چھوٹے دادا جان شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر کو  
 طلب فرمائے کہ اس شیر کے خوف سے کوکب کا آب دانہ ترک ہو گیا تھا بھاگے بھاگے پھرتے  
 تھے وہ اتنے ہی قیامت برپا کر دینگے یا گشتری حاضر ہے کوہان فیل سر پر بھینک مارے  
 اس سے یہ قتل ہو گا جس مقام پر ہمارا دخل ہو سکیگا جان دے کر اپنے کو پہونچائیں گے خدا وہ دن  
 کرے کہ ملکہ عالم کو رہائی دے ہمارا یہ ارادہ ہو کہ اس بدعت کی خبر نانی امان کو پہونچائیں وہ میان  
 کوکب کی سر کوئی کرنگی بی حنائے گلگون پوش نے جو اپنا رنگ جمایا ہے انکی نشان و شوکت  
 خاک میں ملائیں گی انگوٹھی دیکر مجلس تو اسید طرح غرق زمین ہوئی ایرج لوجوان نے اس گشتری کو  
 ہاتھ میں جیسے ہی لیا جسم میں قوت اگلی کو میان فیل سر سحر کرتا ہوا قریب پہونچ گیا تھا جیسے ہی  
 انگوٹھ انگوٹھی کا چمکا آنکھوں میں اس خود سر کے اندھیرا آیا اتنا تو اس نے بکا کر آواز دی ہاں بڑی بڑی  
 لوگ شریک ہیں کوکب دیوانہ ہوا ہر ارج نے بھی دیکھا کہ وہ پیر آچکا ہے مجلس نے بھی یہی بدایت  
 کی تھی انگوٹھی کو بھینک اس پر اس مغرور خود سر کے پڑی گویا تو دیوار و دھین چنگاری آگ کی



ڈال دی حلقہ انگشتری طوق گلو گزینہ اسکا اختر تقدیر چشم زدن میں جل کر خاک ہوا خاک سے اس  
 کے شعلہ ہائے آتش نکلے ملازموں پر گرے بارہ ہزار ساحر جل کر خاک ہوئے بعد عرصہ دراز  
 آواز آئی کشتی مرانام من کو ہاں فیلسفہ بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم  
 تمام سرداران ایرج نوجوان کو ہوش آیا مروارید و اخضر ہرے سے سحر اتر اڑ کر دونوں  
 قدموں سے شاہزادے کے لیے اخضر عرض کرتا تھا ای شہر باملک کا اقبال یاد رہے طالع مرد گار  
 ہیں حقیقت میں آپ صاحب جاہ و وقار ہیں کیا عجب ہے کہ لڑتے بھڑتے تابہ طلسم نور افشان  
 ہو چنیں ایرج نے کہا ای ملک اخضر تابہ طلسم نور افشان رسائی کیا تھوڑی ہی نہیں معلوم کو کب اپنے  
 ذہن میں کیا سمجھا ہے سب سحر سازی رکھی رہا یگی جب تیغ بید رہے مردان عالم کھینچی سحر و جادو  
 کچھ سامنے نہ آئیگا کو کب کو بھگتے راستہ نہ ملیگا اُسے تو ہماری کلیجے پر چھری پھیرنے کا قصد کیا  
 ہم سے نہو سکے گا کہ انکے قتل پر کربا نہ دھین جسوقت وہ عذر کرینگے تیغہ نیام اتمام میں کر لین کے عذر  
 قبول کر لینے اسی مقام پر فروکش ہو کر کو کب رو شنفیر غصے میں کا پنتا رنگ رو متغیر طبع میں  
 دیکھتا ہے سب امیران سلطنت و وزیران اہبت جا بجا جگر چھپے ہیں خوف سے کوئی سامنے  
 نہیں آتا میں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک یہی کہتا ہے کہ جب ایسی بیٹی کو اس ظالم نے قتل کر ڈالا تو ہمیں  
 قتل کر کے کیا شنائیگا اپنی جان بچاؤ واجب و لازم ہی یہ بھی واضح رہے کہ ملکہ مروارید گلنار  
 پوش جال بیثال شاہزادہ خاور سیاہ پر عاشق ہو ملکہ اختر شاہزادہ جہانگیر والا تہہ پر  
 مائل ہوئی تھی بہ سبب خوف کے اطوار عشق نہ کر سکی وہ آتش کانوں سینہ میں مخفی ہے جوش  
 محبت بران میں اپنی جان کا خیال قلب پر مجوم غم و ملال چین کیسا آرام کمان کا بھاگی بھاگی  
 پھرتی ہیں ہر ایک کا ذکر وقت پر آئیگا و بار میں کو کب بیٹھا ہوا بلبلار ہا ہی کہتا ہیں نے بران کو  
 قتل کر ڈالا جو کوئی اس مقدمہ میں دخل دیکھا اس کے قبیلے کو مٹا دو لنگا خورشید روشن راہی  
 وزیر اعظم حاضر ہو قلب آؤ اسکا بھی کانپ رہا ہے کچھ دخل نہیں دیکھتا ہاں ہاں کہ رہا ہے کچھ  
 طائران بحالی و فیلین مار کر جل گئے کو کب نے کہا ای خورشید روشن راہے مبادت نے  
 مخمور چہار سر کو بھیجا تھا کچھ احوال نہ معلوم ہوا کہ سپر کیا گذری اگر مخمور چہار سر قتل ہوا آگے بڑھ کر  
 دریاے ابلق جو جہان کا حاکم و ناظم کو ہاں فیلسفہ وہ نہیں آگے بڑھے دیکھا یقین ہے سراسر ایرج



آتا ہو بھگو بھی انتہا کا نلال ہے خدمت میں صاحبقران کے بھیج دنگا بھگو بھی ان لوگوں نے  
 افراسیاب جادو جانا ہے ای فورشید روشن راے میں نے بڑا غضب کیا افراسیاب جادو  
 قتل کر آیا ساریاں زادہ تین روپیہ کا پیادہ اسکو شہنشاہ عیاران بنایا اب عیاں کرے گا تو  
 احوال اسکو معلوم ہوگا میرے ملک کی جانب رخ کر کے تو سوئیے ذکر تھا کہ آسمان پر شور گریز  
 بلند ہوا دیکھا چند ساحر آکر حاضر ہوئے عرض کی ای شہر یار ایرج نو جوان لڑتا بڑتا دریائے ابلق سے  
 گزر گیا کوہان ابلق سوار مارا گیا غلامان جانباز کی سمجھ میں نہیں آیا اہل توبہ قیامت ہوئی کہ  
 ملک اخضر و مردارید دختر اخضر اُس جوان کے شریک ہوئی مخمور چار ستر عین کی ہدایت  
 مارا گیا ہدایت کر کے تابہ دریائے ابلق لائی کوہان فیل سرے بڑی جانبازی کی سب لشکر کو ایرج  
 کے بیکار کیا تھاب قتل کرنے چلا تھا ایک ایک کوئی ستر اُس جوان نے پھینک ماری کوہان فیل سرے  
 لشکر پر بھی اُس کے آفت برپا ہوئی چشتم زدن میں کل کا خاتمہ ہوا ہم چند کس جان بچا کر کلائے  
 قریب دریائے ابلق وہ جوان فدکش ہو بارگاہ آسمان جاہ استاد صاحب غور شلیافت ایسا صاحب  
 جہلہ جو کہ آپ کی طلسم نور افشان پر لشکر کشی کر کے آتا ہو کوئی ساحر سہراہ نہیں ہو یہ سن کر کوکب  
 روشن ضمیر غصہ میں کانپا طرف خورشید روشن راے کے دیکھا کہا ای وزیر اعظم جو کچھ ہمیں خیال تھا  
 ظاہر ہوا لیکن میں افراسیاب نہیں ہوں طبقہ زمین کے اٹھ دو نگاہیں ابقو ساریاں زادہ کا شائق  
 ہوں میرے ملک میں قدم رکھے تو ایسا ذلیل گردن کہ عمر بھر یاد کری افراسیاب نے اُس ساریاں زادہ  
 کو بہت تنگ کر دیا تھا عیاری کی لیاقت وہ نہیں رکھتا میں ابھی انتظام کرنا ہوں یہ کہہ کر  
 دستک دی ایک جادوگر آتا ہوا سامنے آیا عرض کی ای شہنشاہ حکم ہوتا ہے کوکب کہا ای  
 حیران جادو آئینہ سحر سامری لیکر اپنے کو قریب دریائے ابلق پہونچا آئینہ حشر مع اخضر و مردارید  
 اُس مقام پر فدکش ہو ای برادر جانی آئینہ دکھا کر اُن سبکو دیوانہ کر دیا وہ سب اگر مفصل خبر کو  
 حیران جادو پر پرواز پیدا کر کے آوا تھوڑی دیر میں ایک آئینہ بے ہوئے آیا کہا ای شہنشاہ قہر  
 آئینہ نکل آیا اب غلام جاتا ہی ایک نگاہ میں سبکو دیوانہ بناتا ہے یہ کہہ کر حیران جادو طاؤس پر سوار  
 ہوا طرف دریائے ابلق کے چلایا جان شاہزادہ ایرج نو جوان بعد قتل کوہان فیل سر  
 بارگاہ میں داخل ہوئے رفیقان جانباز خدمت فیضد رحبت میں حاضر ہیں اخضر و مردارید



برای خیر خواہی عرض کر رہی ہیں اور شہر یار اب زیادہ مائل مناسب نہیں ہو خدا فضل کرے کل بوقت سحر  
 طلم نور افشان کے کوچ کر دیجی ایرج نے ایک ٹھنڈھی سانس کھینچی فرمایا اسے یاران اہم  
 اور جلالت کفار ان رستم شمشیر دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہے نہیں معلوم اس ظالم نے اس غدیب  
 بینوا کے گلشن حسن و جمال کو کہاں قید کیا کیونکہ تپے لے اتنا تو البتہ کہنے والے نے کہا کہ قتل نہیں کیا  
 قید کیا ہی ہم آفت زدوں کو شادی کو پیشہ رو کر دیا دشمن کے ہتھ میں خاک اگر قتل کرتا ہمارا کچھ بیٹ  
 جاتا یہ حد نہ اٹھا سکتے یقین کامل ہو کہ اس محبوب جانی یار جادوئی کو کہیں قید کیا شاید عنایت  
 سے پروردگار کی پتہ لے ہوا کے عیش و عشرت سے غیچہ آرزو کھلے اور اخضر و مروارید مہم  
 یہی فکر ہے کہ ہمیں جو کچھ گذرے وہ گذر جائے اس پروردہ ناز و نعم پر کھجور بچ و غم نہ ہو ہم تو حامل  
 رنج و بلا ہیں دام مصیبت و محنت میں مبتلا ہیں - نظم -

در خون شستہ ام ہمہ ناز روی دل  
 یک قطر خون نامہ اور سبوی دل  
 سوز دہزار خرمی نام بیک نفس  
 خواہم کہ روی دیدہ گذارم پرود دل  
 یہ اشعار پر حکمران ایرج کی ٹھنڈھی

از بس در محنت و ہجران گریہم  
 چند آنکہ گرد یک غمت تجوی دل  
 بس مرغ دل بگریہ جو تو خون گرفت  
 مخفی ز درو عشق ہمہ گفتگوے دل

دارم بہ آید ہمہ شست و شوی دل  
 گشتم چنان ضعیف کہ در نشان نیت  
 سر بر ز ند چو شعلہ راہ زنگوی دل  
 جانان بر بنم یادہ و ہنگامہ باریب

سانس کھینچی ٹھنڈھی سے دھوان نکلتے لگا شاہ پور شیر دل شمع جال کبے روانہ دار تصدق ہو کر عرض کرنے لگا  
 آقا برا ہی خدا اس قدر مایوس نہ ہو یہ جامع المتفرقین رب العالمین ایک دن پردہ ہجر اٹھائیگا  
 معشوق خوب رو سے ملائیگا رنج و ملال کے دن گذر جائیں گے اس قدر نہ گھبرائے شاہ پور سمجھا رہا ہو  
 ایرج فرماتے ہیں اور شاہ پور اب نصیحت سی یہ آگ نہ پھینکی کوئے محبوب کی رہبری کر داب قوت  
 و شگری ہی شاہ پور نے کہا حضور اس قدر تو عرض کر سکتا ہوں کہ ضرور نشان ملیگا حضور اس جنگ سے  
 مظفر و منصور واپس ہونگا قبلہ و کعبہ بھی ضرور تشریف لائیں گئے انھوں نے آپ کو پرورش کیا ان کے  
 دل کو تاب آئیگی ایرج کو جو ان نے فرمایا خدا انکو سلامت رکھ ضرور سرفراز کریں گے یہ ذکر تھا کہ آسان  
 برقی چکی آواز آئی با شیدائے مسلمانان ہم حیران جاد و فرستادہ شہنشاہ کو کب روشن ضمیر کیا تھے اس  
 ملک کو بھی سرحد طلم ہوش ربا سمجھا بلا تکلف چلے آئے حکم ہو شہنشاہ کا کہ ہماری سرحد سے نکل جاؤ اگر  
 رہنا منظور ہو تو شہنشاہ کو کب روشن ضمیر کی اطاعت کرو سرداران ایرج نے سر اٹھا کر دیکھا ایک ساحر



غدار مرکب پر سوار لگا رہا ہوا آسمانی سیسوقت غازیان دیندار و مجاہدان تو رشتہ کار تلوار پر ٹیک  
 ایک کر اپنے مقام سر اٹھے مگر تمام عیاری سے معمور معلوم ہوتا ہوا وہ جادوگر زمین پر اتر آئینہ چمکا  
 لگا جس پر عکس بڑا دیوانہ ہو گیا بعض نے گریبان چاک کیا کوئی پہاڑ سے سر ٹکرا لگا ابرج نوجوان  
 جو یہ معاملہ دیکھا تنق و دوم سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا نعرہ ابرج سے نم ابرج ان آفتاب منیر  
 کہ صاحبقرانم و آفاق گیر و جوتیغ ملی بر کشم از غلات بہ تر نزل قند در میان صفات + کہہ بن  
 اشقر کو بڑھانا چاہا کہ حیران جادو پر جا پڑوں حال روشن نہ تھا حیران جادو سے بڑھ کر  
 شاہزادہ ابرج نوجوان کو آئینہ معائنہ کر دیا آئینہ میں تصویر پر لہندہ معشوقی نظر آئی دیکھو  
 ایک چچ ماری گریبان چاک کیا خاک منہ پر ملی یہ اشعار ابرہہ اریادین ملکہ بران شمشیر زن کے

|                                                                                                                                                                                                                      |                                                                                                                                                                                                |                                                                                                                                                                                                  |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| پڑھنا شروع کیے غزل<br>وہ ظاہر ہیں گو منہ چھپا کر ہو رہیں<br>یہ انداز آئے بتائے ہو رہیں<br>وہ عاشق تھیں ہم با وفا حشر میں بھی<br>درا آب میں ہی جو آئے ہو رہیں<br>وہ تھیں ہمیں تھی جو داغ دیکھو<br>بیت جگمگاتے ہو رہیں | وہ ہر جذبہ خلوت میں آئے ہو رہیں<br>نگاہوں میں لیکن ساری ہو رہیں<br>نہ کیلگی آفت لاکھ آواروں تو<br>یہ تھیں نہ نکلا ستائے ہو رہیں<br>یہ کتا ہو دل انکی بچی نظر سے<br>کلیسے سے انکو لگائے ہو رہیں | لگاؤ کی نظر میں چھپائے ہو رہیں<br>ہر کبات پر مجھ سے روشنی مراد مل<br>ترے درد کے آوازے ہو رہیں<br>کوئی بدگمان ہو چھپا ہی کہاں تو<br>ترے خاک میں ہم ملائے ہو رہیں<br>اسٹیکن جلال اٹھتے جو بن کی آگ |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

تمام سواران ابرج نوجوان گریبان و بالان اہو کی صلا میں لگاتے  
 سر لگاتے چہرے ہیں کبھی لرز لکھ کر کرتے ہیں کبھی آہوان صحر کو دیکھ کر دوڑتے ہیں آوازیں دیتے ہیں  
 اے آہوان کھار غزال رمیدہ کی بھی کچھ خبر ہم تلاش میں اس غزال صحرائے حسن و جمال کے  
 آوارہ دشت ادا بار تلوی خار صحر سے خار خار ہر کس اسطرح کے کلمات زبان سے کہتا ہر جنگل میں  
 ماریا رہنے لگو شابو شیر دل فرزند خواجہ عمر و انتہا کا عقیل و نیم آئینہ دیکھتے ہی غبارالم  
 دل پر چھپایا اس عقیل پر بھی آئینہ ہوا کہ صحر میں جیکر آہوان صحر کے ساتھ بسر کیے اشعار عاشقانہ  
 پڑھتا ہوا ایک جانب جاتا ہو غزل موافق مضمون ہذا مصنفہ عطا گاتا ہوا سمت صحرائی ہونک کہ جلتا ہی

|                                                                                      |                                                                                  |
|--------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------|
| بڑا اندیشہ ہو دیکھیں کہ صحر فرقت میں جاؤ ہیں<br>ابھی تو آسمان تک یہ مثال تیرہاتے ہیں | خدا پہلے بلاتا ہی کہ وہ پہلے بلاتے ہیں<br>اب آگے دیکھیے نالے کہاں پہلے لگاتے ہیں |
|--------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------|



طلسم ہوش و با جملہ ہوش

فرقتوں ہٹ کر بیٹھو گنبد گردون گراتے ہیں  
سوئے گورِ غریبان سیر کو جسدِ وہ جاگر ہیں  
ہمارے مرثیہ کا صدمہ نکرنا چین سے رہنا  
ہمیں کیا چودھوین کا چاندیہ گردون کھائیگا  
ابھی روکا تھا ان اشکوں کو پھر ہاتھ رکھ لے  
جہان تھا بیٹھنا مشکل ہاں سیٹھنا مشکل ہو  
عجیب سے عاشقی کا اٹا پٹا کا رخا نہ ہے  
حدِ حافظ تو رہو انکی اس نازک کلائی کا  
مسلمان بنو آئینے جو کا فر زہر کھائیں گے  
گلے کٹے ہیں لاکھوں ہی عطا خنجون ہوتا ہے

کسی کے عشق میں نال کی طاقت اڑاتے ہیں  
صدِ اقراسے آتی ہو کہ مردے کو جلاتے ہیں  
بہت نازک طبیعت ہو تھین سمجھاتے جاتے ہیں  
ہم ایسے طشت میں تو اک حسین کا منہ دکھاتے ہیں  
یہ لڑکے کیا کسی کی بات کو خاطر میں لاتے ہیں  
جب اٹھتا ہوں اُنکو ٹھوسے مراد میں باتے ہیں  
ہمیں ہیں دھتھر اُن سی ہمیں الٹا مٹاتے ہیں  
کہ دستِ تازنین سر وہ مرالاشہ اٹھاتے ہیں  
مٹا ہو مصحفِ رخ سے وہ زلفونکو ہٹاتے ہیں  
مسیب پر لگا کر جب کبھی وہ پان کھاتے ہیں

بعد اس غزل گانے کے ایک مطلع مصنف کا پڑھا مطلع خاک اُٹھاتا جو ترابا دیہ پیا آیا غل ہو اشہر  
میں جنگل سے گویا آیا کو ہر طرف سے ایسی ایسی آواز نہ آتی ہیں بارہ ہزار جوانان شیر دل کو  
دیوانہ کر کے حیران جادو طرف کو کب روشنفیر کے روانہ ہوا یہاں کو کب روشنفیر انتظار میں  
حیران جادو کے بیٹھا ہے کہ یہ مغرور اگر پہونچا عرص کی او شمنشا جب ارشاد فیضِ نیاد ہمارے بیان  
اچھ نو جوان کو دیوانہ کر دیا اُنکو ٹھوسے جو اس جوان کے ہاتھ میں تھی خود اس نے اتار کر بھینک دی  
اب دیوانہ دار وحشی مثالِ صحرائے ہولناک میں مارا مارا پھرتا ہے جیات میں اسکا ہوش میں آنا دشوار ہو  
یہ سنکر کو کب روشنفیر بہت خفا ہوا کہ وہ ساحرانِ دیوانہ مزاج تھے مجھے کیا غرض ہے کہ باعثِ ننگ  
قتل کا دریافت کروں تو کب نے خوشی میں اگر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا مضمون یہ ہے کہ یا  
صاحبِ قرآن زمان وای خواجہ عمر وایرج کو تو میں نے صحرایِ املق میں دیوانہ کر دیا امر و فر دایع  
اپنے کو وہ خود ہلاک کر نیلے سرخست میں حاضر ہو گا ساری سرکشی نکل جائیگی نامہ لکھ کر شہر ننگ  
جادو مصاحب خاص تھا اُسکو حکم دیا یہ نامہ جا کر ہاتھ میں صاحبِ قرآن کے دنیا خبر دار کسی خوف نکرنا  
اگر تمھارا کوئی ایک موی جسم کم کرے تو ساری لشکر کو الٹ دون ای شہر ننگ جادو صاحبِ قرآن زمان  
بروزِ عقیل و فہیم بن میر و مقدم میں ہیں ارشاد فرمایا کہ ہم جسے مقابلہ نہیں کر سکتے سارے بان زار کو نے



بھی دخل نہ پا خوشامدین مصروف رہا وہ ایک سکارو غدار ہو جاتا تھا کہ کوکب جملہ عیار و کاسر دار  
 ہوا ب اوھر کبھی رخ نہ کر لگا اگر اس جانب کا رخ کر لگا مجھ پر کیا عیاری کر سکتا ہے میں مثل افراسیاب کے  
 غافل نہیں ہوں مذہب میں تو میں نے خود پرستی کی خوب کھل گیا کہ کوئی مذہب مقبول نہیں ہو کہ میں  
 اپنی ذات کا خود خداوند ہی بخوبی شہرنگ کو سمجھا دیا شہرنگ دو تین سی ساحران نامی اپنی ساتھ لیکر بڑی  
 جاہ و چشم و لشکر صا حقران میں داخل ہوا روشن چوکی بجتی ہوئی لشکر صا حقران سرحد بیان  
 گلرزمین فرود کش ہی فرزند جہاندار شاہ مصروف خدمت گزار سی تمام لشکر آباد رعایا دل شاد بارگاہین ہزاران  
 نامی کے استادہ ہیں کل اقلیم کے شاہزادہ درازا امر مصروف عیش و نشاط ہر مقام پر تاج ہو ہا ہا  
 لشکر ہندستان باغ بختراں فوج عربستان نمونہ قہر صا حقران کے حاضر ہیں سب طرح کی بکری  
 و سیدم خبر ہو بجاتے ہیں گلیا و خاقانی نے کان میں خواجہ عمرو کو اگر خبر کی اپنی کوکب و خفہ نصیر کا  
 شہرنگ جادو آتا ہے خواجہ نے اس وقت چند سرداروں کو اشارہ کیا کہ صا حقران سے ذکر  
 نکر و جا کر خدمت و استقبال میں مصروف ہو آپ اگر ایک بار گاہ نہایت عمدہ تکلف و شادمانی  
 عیاران نامی چند سرداران گرامی اگر حاضر خدمت ہوئے خواجہ تلج پہن کر مسند پر  
 بیٹھے تلج سر پہ لباس فاخرہ زیب جسم انور علاوہ عیاروں کے تاجداران جلیل حاضر خدمت ہیں  
 اس عظم و شان سے خواجہ نے شہرنگ جادو کو اپنی بارگاہ میں بلوایا شہرنگ جو بارگاہ میں آیا  
 و بکھا خواجہ عمرو مقام ہند پر جلوہ فرما ہیں وزیر و مشیر سرداران جلیل سب خدمت میں حاضر ہیں  
 نہیں معلوم کیا باعث ہوا کہ عمرو ایسے عیار سی اور کوکب نامدار سے سو فراموش ہوئی یہ دل میں پڑا  
 ہوا شہرنگ جادو اگر کسی پر بیٹھا شہرنگ سمجھا کہ لشکر صا حقران کا اسی طریقے سے ہوگا ادا شاہ  
 جلیل ہیں ہر ایک کو اپنی سامنے نہلاتے ہوئے خواجہ عمرو کو کل امورات کا اختیار ہو گا یہ سوچ کر  
 شہرنگ نے عرض کی اے شہنشاہ اوج عیاری میں نامہ آپ کو بھائی صاحب کا لیکر آیا ہوں عمرو  
 آٹھ کھڑا ہوا ہاتھ دونوں پھیلا دیے عرض کی لاؤ نامہ میرے سر پر رکھو میرے بھائی نے خسر پر  
 فرمایا ہو یہ سنتے ہی اور عیار مثل گلیا و وزیرنگ وغیرہ اپنی کے ساتھ والوں کی خدمتگاری میں  
 مصروف ہوئے ایک ایک کے آگے آنکھیں پھا دیں کل سامان غنیش و نشاط مہیا ہے خواجہ عمرو  
 طرف شہرنگ کے متوجہ ہوئے پوچھا ایہ دار ہمارے بھائی صاحب کا مزاج کیسا ہے



شہزنگ نے کہا ہر وقت آپ کو یاد کرتے ہیں خواجہ نے کہا مجھ بہت جدائی شاق ہوئی میں حاضر خدمت ہو لنگا میں اپنی عنایت فرماتے عذر کر لو لنگا شہزنگ جادو نے شفقت و عنایت خواجہ کی دیکھ کر نامہ پیش کیا خواجہ نے نامے کو پڑھا شہزنگ جادو سے کہا آج شب کو تشریف رکھو پڑے لطف سے دربار آراستہ ہوگا اگر تمھاری خوشی ہوگی دربار میں صاحبقران کی چلنا ورنہ میں جواب تم کو لاؤں لنگا شہزنگ تو دربار میں عمر و کے رہا عمر و مہمون نامی سے جب آگاہ ہو گیا دل بقرار ہوا خیال میں آیا کہ اسی عمر و اس وقت تو مہمزہ نے یہ کہدیا ہے کہ کوئی ایسیج کے مقدمے میں داخل نہ ہو جب آپس زوال آئیگا سر پٹے گا جان دیگا جو منظور ہے وہ تو فکر خواجہ کر ہی چکے ہیں شب کو نام کو پڑھا طرف سے صاحبقران کے جواب لکھا مضمون جواب یہ تھا کہ اسی برا درہمیں تم سے کسی طرح فساد منظور نہیں ہو تم اسکو منرا کے کامل دو قتل کرو ہمیں کیا دخل ہے ہم تمھاری سزا کہ چلو کہ جو تم سے سرکشی کرے اسکو سزای کامل دو ہو کو اطلع ہو ہم ایسا انتظام کریں بہت سی خوشامدیں جواب میں لکھ کر نامہ پاس رکھا شب بھر سامان دعوت ضیافت برای شہزنگ مہتا رہا صبح کو وہ نامہ شہزنگ کو دیا جملہ خدمتکاروں کی بھی خاطر مدارات رہی جس طور سے منظور ہوا خواجہ نے شہزنگ کو باعزاز و اکرام رخصت کیا زبانی بھی بہت کچھ کہدیا کہ بھائی صاحب سے ہمارا عذر کرنا کہ دنیا کے در اندازدن نے بہت کچھ چاہا مگر شکر ہے ہر دو گار کا کہ ہمارے دل میں تمھاری جانب سے اور تمھاری دل میں ہماری جانب سے کس طرح کا رنج و ملال نہیں آئے ہاں عیاران و خواجہ عمر و شہزنگ کو دور تک پہنچائے آئے اسکو رخصت کیا تخت پر سوار ہو شہزنگ جادو طر طلسم تو افشان کے روانہ ہوا خواجہ بھی کیسوجہ سے شاید ہمراہ گئے ہوں یا نہ گئے ہوں اسکا حال ناظرین والا تمکین پر ظاہر ہوگا کو کب درو شمنضمیر قصر جمشیدی میں تخت پر جلوہ فرماہیں پہلو میں ملکہ حنا کی کلکون پوش چند سردار حاضر خدمت ہیں کہ شہزنگ جادو اگر پہنچا جواب نامہ ہاتھ میں کو کب کر دیا کو کب بہت خوش ہو کر نامہ کو پڑھکر فرمایا دیکھو صاحبقران زمان نے کیا کیا عذر لکھا جانتے ہیں کہ ایسے بادشاہ عالی جاہ سے فساد کرنے میں خرابی ہے مجھے بھی یہی منظور ہے کہ جو مجھ سے سرکشی نکری اس کے مقدمے میں داخل نہ ہوں عمر و کبھی میرے ملک کیجا تمھارے کے نہیں سوئیگا نامہ پڑھکر کو کب تو ان باتوں میں مصروف ہوئی شہزنگ سامنے موجود ہو



حال اختیار خواجہ عمر و بیان کر رہا کہ لشکر میں صاحبقران کو عمرو کو بطرح کا اختیار ہی  
کوئی عمرو کے مقدم میں داخل نہیں دیتا کوکب نے کہا وہ کلید عقل صاحبقران ہی عمرو کے  
برابر کوئی سردار جانا سرفروش نہیں ہو عمرو و خیر خواہ دولت صاحبقران برہمن لشکر نوشہران  
چند سردار ایسے در اندازد بار کوکب میں آج کل جمع ہوئے ہیں کہ طرفے صاحبقران عمرو کو بکارت  
ہیں جاتے ہیں فساد برپا کر میں لشکر کشی ہو عمرو اگر عیار یان کرے ہمارے شہنشاہ سرکاٹ کے عمرو کا  
خدمت صاحبقران میں بھیجیں کوکب کا بھی مزاج اٹا ہوا ہو مغرور تخت پر تمکین آئینہ اپنے آگے  
رکھ کر اپنی صورت کو آپ بچھڑا کر تباہی جسد راہ لیاں دربار حاضر ہوتے ہیں اپنے حکم انکہ اہلو کہ بچھڑ  
کرو سردار مجبور دلا جا رہا کہ مسجد کرتے ہیں دربار میں وہ رعنائی و زیبائی گمان چند کس شام میں  
کہ نیوالے سامنے حاضر ہیں کوکب نشے میں شراب کے بلبل رہا ہو قصر جمشیدی مقام فرحت افزا  
ہر گوشہ آباد و انکور پہنے والے دل شاد شیرنگ سے کوکب بیٹھا باتیں کر رہا ہے کہ پہلو سے  
قصر جمشیدی کے ایک بجلی جلی آو ادائی منم فرستادہ مرجان جادو کوکب نے جو سراٹھا کر دیکھا  
ایک بریزاد در گوش مرصع پوش چہرہ آفتاب عالم تاب آسمان حسن جلال ابروی خمدار  
ریشک ہلال آنکھیں فرگس شہلا کو آنکھیں دکھائی والی بلکہ فرگس شہلا شمرے غزال محرائی آنکھ  
نہ ملانے یا قوت احمد کے برادر بہت کاری چال میں قیامت حسینان عالم سے خوبصورت ایک ہندو  
ہاتھ میں کتی ہوئی کہ ای شہنشاہ طلمس خود افشان مرجان جادو لقا کو دامن پناہ دیا ہو گر تھائی  
راہ کو باندھیں کہ اگر شہنشاہ نور افشان فرمائے تو لڑ پڑ کر لقا کو تاج باختر پہنچا دیئے کوکب  
صورت زیبا اس نازنین کی دیکھ کر حیران جال و محو دیدار ہی آج تک ایسی صورت زیبا نگاہ کو نہیں  
گذری حسن پر ملکہ حنا گلگون پوش کے بڑا ناز ہو لیکن سوت جو کوکب نے بہ نگاہ غور دیکھا دیکھو  
آفتاب کا فرق ہو خرامان خرامان بر رعنائی و زیبائی قریب تخت کوکب رو شنفہر حاضر ہوئی شلال  
شب اول برادر سلیم خم ہوئی کوکب بہ نگاہ حیرت آئینہ جلال کو دیکھ رہا ہو دل کو محویت ہی جی  
چاہتا ہو کہ اٹھ کر اس محبوب جانی کے گرد بھرون پردہ چشم میں چھپا لون کر سنی بھیجی کوکب نے  
اشارہ کیا وہ معشوق حور مثال بھندازد کہ شمعہ کرسی پر اگر بیٹھی نامہ اپنی پاس سے نکال کر کوکب کو  
دیا کوکب نے کھولا طرف سے مرجان جادو کو مرقوم تھا کہ ای شہنشاہ با کرم صاحب شوکت و خشم



ہکو پکی لائی کے خلاف کوئی امر منظور نہیں اور تھا شکست خوردہ اس قلم میں ہونا ہاتھ سے  
 مسئلہ ان کے بجایا اب اگر تمھاری خوشی ہو اہل اسلام سے مقابلہ کریں ورنہ رخصت کر دین کو کب  
 اس تمہارے پر بہت خوش ہوا آخر میں لکھا تھا ای بادشاہ عالیجاہ ایک تحفہ پہنچے معرفت  
 اس پر نیاو کے تمھارے واسطے روانہ کیا ہے اسکو ضرور ملاحظہ کرنا لائق تمھاری دیکھنے کے ہے  
 کو کب نے نامہ پڑھا دل میں تو یہی ہوس ہو کہ عمر بھرا سہ سے باقی بن کر دن کہا کیوں صاحب  
 ہمارے دوست نے کچھ تحفہ روانہ کیا ہے اسکی ہم بہت مشتاق ہیں چند دن سے دانہ انون نے کچھ  
 فساد برپا کر کے درہ سرداران نور افشان تارہ قلعہ مرجانیہ جاتے تھے وہاں واسے یہاں  
 آئے تھے فلک نے انقلاب دکھلایا اب اسطرح سے کبھی ہو جائیگی اس پر نیاو نے بغل سے ایک  
 صندوق نکالا کو کب کو تخت پر رکھ دیا کھل گئی ہوئی اور ذرا اٹھ کر اسکیو اشتیاق کہ دیکھیں  
 مرجان جادوئے ہمارے بادشاہ کیواسطے کیا تحفہ دیا کو کب ہنس ہنس کر اس پر نیاو سے باتیں  
 کر رہے ہیں دل میں یہی ہو کہ اسکو نہ جانے دین خیال یہ ہو کہ جنائے گلگون پوش کے خلاف نہ  
 جب جمال جہان آرا پر نگاہ پڑتی ہے آنکھ سے آنکھ لڑتی ہے ہوش وحواس پر اکندہ ہو جاتے ہیں  
 وہ مہ جبین نہایت طرار و فرار عقل و فہم صاحب سلیقہ کلام شایستہ طریقے میں رسائی باتوں میں  
 رعنائی ہونٹھون میں میسائی سیم تن غنچہ دہن سنبھل ہندو چشم جادو و فریادہ کو لب انگشتی  
 نمک بر دل خستگان ریختی و دیگر یار کی چشم سخن گوش سے یہ کہہ کر کوئی بھول جانا کسی کے دل  
 خاموش کی یاد و دیگر ہٹ گئی عارض پر نور سے اس کے جو تعجب و شمع کی چاک گریبان سحر کی تصویر  
 بن کے پستی میں نہ آنکھ میں تپتی ہو کر پھرتی ہے یار کی شمشیر و سپر کی تصویر وہ صورت زیبا بر چہی  
 نگاہ رخسار چاند کے ٹکڑے خال عارض تارے بیاختہ کو کب کے منہ سے نکل گیا نظم

|                                                                                  |                                                           |                                     |
|----------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------|-------------------------------------|
| تمھیں خوش خیم تو دیکھو نہیں انون میں                                             | تلیان میں کہ پر نیاو پر غی انون میں                       | اور سب طوق برون میں ہیں ہون ہون ہون |
| اک نمودار ہو بندہ مری دیوانوں میں                                                | وہی مجمع عشاق میں شاد نہیں                                | سرو تو لیں میں مجمع پر دیوانوں میں  |
| وہی کی ہیں مشتاق جاری آنکھیں                                                     | مہجرت عوض بلوہ ہو چانوں میں                               | برودہ حیرت دہری بزم میں نکھ سبکا    |
| رگوں ہاتھ پیر ہو جو گریبانوں میں                                                 | کو کب رو شصتیر کی یہ کیفیت ہوئی مثل آئینہ حیران بصورت زلف |                                     |
| بر لیشان حیران جال نمودار آنکھیں مشتاق جال جان اپنی نثار کردن دل کو یہ خیال ہاتھ |                                                           |                                     |



پڑھتے ہیں کہ بلائین لون رعب حسن پکارتا ہو کہ دعائین دون بمشکل ضبط کر کے کوکب نے سما  
 ارمہ آسمان کمال ای خورشید فلک جاہ و جلال اسے سرو نو خاستہ بارغ خوبی نام نامی کا مشتاق  
 ہوں کیونکہ آنے کا اتفاق ہوا دل تردد منزل کلام کرنے کا نہایت مشتاق ہوا اُس وقت جان نے  
 مسکرا کر غنجہ دہن داکیا نئی بات ہو غنجے سے پھول جھڑنے لگے بوئے گل کلام نے اہا لیان صحبت کو  
 مست کر دیا معلوم ہوتا تھا کہ گلشن قصر جمشیدی میں عندلیب خوشنواز مزہ سرائی کہہ رہی ہیں یہ  
 جواب دیا کہ شہنشاہ باختم ای صاحب چتر و علم مرجان جادو بندہ خداوند خورشید و شمس تن  
 حاکم در بند اول خورشید نگار نے کہ آپ سے محبت قلبی و دوستی قدیمی رکھتا ہوں یہ صند و قچہ بطور تحفہ برآ  
 ملاحظہ مکرار معرفت اس کینر خاص و خدمتگذار یا اختصاص کے روانہ کیا ہو جا سو سنان در بند  
 یہ بھی خبر پہونجائی تھی کہ اہل اسلام نے آپ کے ساتھ کچھ بے اعتدالی کی مہر و وفا آپس کی ترک ہوئی  
 علوم و کرم و ساعری سے یہ صند و قچہ معمور ہو اسکو جو حضور ملاحظہ فرمائیں گے اور خدمت میں  
 موجود رہیں گے کوئی عیادار مکرار سامنے نہ آسکیگا ہر کس و نا کس کی یہ جرات نہوگی کہ سرکار سے  
 کلام کر سکے کلام دروغ کو پیشکار سرکار فروغ نہوگا رسکا ملاحظہ فرمانا واجب لازم ہو اس  
 فصاحت و بلاغت میں ان کلمات کو اس ماہ رخسار نے ادا کیا کوکب بقیار ہو گیا سر جھٹکا کہ  
 جواب دیا کوئی مسلمانوں سے باعث طلال نہیں ہو جو گذرا اسکا ذکر کیا ایسی مہلات کی فکر کیا  
 حقیقت میں یہ فرقہ مسلمان قابل ملاقات شاہان عالم نہیں ہے مجھ کو بڑا افسوس ہے کہ  
 میں نے کدوکاوش کر کے اقلیم ہوش ربا پر ان لوگوں کا قبضہ کر دیا جب قصد ہوا گا شاداب  
 جائیگا پہلے تو اپنی گھر کا انتظام واجب و لازم ہے اُس پر یزادو کہا شہنشاہ یا خضر کا بھی ہاں لفظ  
 تابہ بیابان گلرہ سرکش پوچھ چکے ہیں اب انتظام بوجہ احسن ہو جائیگا بھاگراستہ نہ لیگا دعوی  
 خون افراسیاب بھی منظور ہو ہاں بادشاہ شہنشاہ عالیجاہ صاحب توسن فرسیاہ عیار شرارہ ایہ  
 خدمتگذار ہزار در ہزار حاضر ہیں شہنشاہ کو کچھ پروا نہیں انکی حفاظت بھی ضرور کرینگے اس صند و قچہ کے  
 ملاحظہ ہو اتحادی عہتی ثابت ہوگا کوکب شہنشاہان باتونکو شکر و حمد کرنے لگا باتین سیاقہ رعنائی زیبائی  
 فصاحت و بلاغت کو فرغلام در دولت چتر ہو کوکب بھڑک جاتا ہو سرباکو بھی بنگاہ غور دیکھ رہا ہے  
 صاف دل کھتا ہے کہ رب اکبر نے کاک قدرت سے صفی قدرت پر کیا تصویر دلپذیر کھینچی ہے



بلکہ صاف تو یہ ہو قرونقاش چون شامل آن ماہ می کشد + نوبت زلف چون برسد آہ می کشد  
دیگر مانی چون نقش آن بت بدست می کشد + چون میرسد بہ ساد دوست میکشد + تقاش کیا  
تصویر کھینچے گا یقین تو یہ ہو کہ مانی و ہزار آہ کھینچے کشاکش میں رہتے تصویر کشی میں جفا میں  
سمتے خود صورت تصویر خاموش ہوتے تصویر کشی میں جھین مار کر روتے کو کب نہ توجہ لیکر  
تخت پر رکھ لیا نگاہ چہرہ بے نظیر سے نہیں ہلتی خانے گلگون پوش بھی صورت زیبادیکھ کر  
خاموش نقیب حسن و درباش کہ رہا از نگاہ نامحرم کو قریب نہیں آنے دیتا اس پر نرادر نے مسکرا کر  
کہا میں تو ابھی چند ساعت حاضر ہوں بعد ملاحظہ عجائب غرائب آپکو بھی جواب تحریر فرماتا ہوں گا کہ  
نے کہا تھا رزام سے آگاہ ہوں اس میں نے سہجہ کر کہا مجھ کو محبوب و لفریب کہی آپ کو کب نے  
کھینچے یا تم رکھ لیا کہا حقیقت میں نام بھی سمجھ کر رکھا ہوں دل چاہتا ہوں تم سے بائیں ہی کیا کہ میں  
اُس آرام جان قندہ و ران نے مسکرا کر کہا میں تو ابھی چند ساعت خدمت میں حاضر ہوں کلام کیجیے گا  
ملک مرجان کو آپ کے ساتھ محبت قلبی مقدمہ یہ مجھتی حاصل ہو اگر آپ تحریر کر لیتے کہ محبوب و لفریب  
ہمارے ملک میں رہی ضرور بھیج دیتے میں بھی ملازمت کی کیا خاصیت کی عرصہ دراز سے شناق  
ہوں یہ کہہ کر کلید بھی ہند دے دے کی کو کب کے ہاتھ میں دی عجائب و غرائب کا شناق کیا یہ  
بھی کہہ دیا کہ عجائب و غرائب نیز نگہ بازی سے یہ ہند و قجہ معمور ہو ملاحظہ کرنا ضرور ہو کو کب نے  
ڈکھنا پایا ایک شوق ہند دے سے دھوان نکلا تمام مکان کو کب کا دھوین سے ملو ہو گیا نور  
کو کب کو اور حاضرین وقت کو چھینک ائی بیہوش ہو کر گرے اس پر نرادر نے جھک کر نعرہ  
باش کو کب غفور منم شہنشاہ اقلیم عیاری ہز بردشت طاری مہتران خواجہ عمر و نادر یہ کہہ  
عمر و نادر گاہ دانیالی استادہ کرنی شراب کباب موجود تھی مصروف عیش ہوا اس بار گاہ  
کرامت میں سبکو بند کر لیا ارادہ ہوا کو کب کی جھاتی پر چڑھ کر زبان میں سوزن دون یکا یک  
آسمان پر سناٹا ہوا تھقہ کی آواز آئی جیسے کوئی کسی پر ہنسا کہتا ہو آواز آئی کہ واہ خواجہ عقل  
کے ناخون کو پیر نابالغ ہو عیاری ابھی سیکھو میں نادان نہ تھا کہ بلا تکلف تخت پر بٹھارتا دیکھ لو  
میں تو یہاں موجود ہوں وہ کو کب میرا ایک غلام حقیر خواہ قتل کر دخواہ غنچو بلکہ قتل  
ہی کر ڈالو مختار اکلیم تھکا ہوا عمر و نے جو سر اٹھا کر دیکھا کو کب رو شہنشاہ تاج یا قوتی



سر پر لباس پر زرب جسم انور بڑی جاہ و چشم سے اچھا پر تمھارا ہا ہے عمرو کے ہوش رُبا کے صورت  
یہ ہوتی تھی کہ شہزنگ ایچی کے ساتھ خدمتگار بنکر عمرو بیان آیا یہ سامان دیکھ کر عیسیٰ کر گزارا  
جو کوکب نے آسمان سے یہ آواز دی اور یہ بھی سمجھا یا کہ خواجہ اس غلام کے قتل کرنے سے کیا  
فائدہ ہوگا ہماری تمھارے مقابل میں حفاظت جان و آبرو کا ضرور خیال رہے تمھارے  
احسانات کو ہنسی فراموش نہیں کیا لیکن بے اعتدالی ایرج نے قلب الٹ دیا غیظ و غم کا جبکہ  
دشمن پیش لاکھ کی خونریزی ہوگی تب تک جانبین کے دلوں میں نہ آئیں گے خواجہ نے سر جھکا لیا  
سوچنے لگا کہ کوکب سے کتنا ہو غلام کے قتل کرنے سے کیا نفع ہو بات میں بھی فرق نہ لگایا وصال  
اپس کا بڑھ جائیگا یہ سوچ کر کہا کہ اے شہنشاہ غلام آپ کا حاضر ہر قسم واسطے آئے ہیں وہ بھی  
آپ کو بخوبی معلوم ہوگا کوکب نے کہا میں کسی بات کا خوف نہیں کرتا بھانٹک بن پڑیگا میں بھی  
تمکو قتل نہ کروں گا تمھاری عیاری مجھ کو دیکھنا ہی عمرو نے کہا اے کوکب نامنصف سب کچھ دیکھ  
چکے اب بھی دیکھ لو گے اب میں بے تم کو گرفتار کر کے کیا چلا جاؤں گا بہت ہوشیار رہے گا کوکب نے  
کہا میں ہوشیار ہوں خواجہ نے بارگاہ دانیالی کو کہنیا کوکب نے بلندی سے آواز دی اب برج  
مرورید میں چکر ٹھہرے پیرایہ خدمتگزار کی کنیر میں ملازم ہو چکین گے ہر طرح کی آپ کو خبر بھی دیتا  
رہو گا آپ کو آقا کا بھی مجھ کو خیال ہو انکے انصاف پر دل و جگر کر رہا یہ صاحبزادے جو طلبہ  
نور افشان کی سرحد میں آ کر آنکھوں نے کچھ لطف اٹھائے ہیں کچھ اور اٹھائیں گے عمرو نے  
کہا اے کوکب بہتری آسمین ہے کہ امیج کو دیوانہ بن سے صحت دوا پر اور پر رحم کرو تمھارا نامہ میں نے  
صاحبقران کے سامنے پیش نہیں ہونے دیا ورنہ قیامت ہوتی کوکب نے کہا خواجہ میں آپ  
لوگوں سے میل تو نہ کروں گا انجام میں دیکھا جائیگا اسی وقت خواجہ عمرو ان سبھوں کو چھوڑ کر تخت پر  
سوار ہو کر برج مرورید میں پہنچ دیکھا وہ مکان مندرش فروش سے آراستہ ہے کثیرین غلام  
حاضر تھے استقبال کر کے خواجہ کو قصر میں داخل کیا خواجہ کو اس مقدمہ میں بڑی حیرت ہو کہ اے عمرو  
یہ میں نے کیا کیا کیوں جلدی تھوڑے دیا ضرور دھوکا پڑا یہاں کوکب کو دستِ ظہیر نے بیٹھ کر ایک نامہ لکھا  
غلام کو دیا کہ جاکر عمرو کو دیکر چلو آنا عمرو اسی سبوح میں برج مرورید میں بیٹھ گیا کہ غلام نے آکر نامہ غلام  
تو چلا گیا عمرو نامہ کھول کر پڑھا کوکب کی ہریائی تحریر سے محبت ظاہر ہو یہ بھی پایا جاتا ہے کہ چنبد



ساتھ والوں نے کوکب کو بہت گرایا ہی یہی باعث غصہ کا ہے صاف مرقوم تھا کہ خواجہ تمنے بڑا  
کمال کیا تھا اصل میں جگو گرفتار کیا میں نے اپنا غلام اسرار جادو مقہر کر رکھا تھا کہ اگر  
میں کسی بلا میں پھنسون میری صورت بنا کر دکھانا اس نے وہی کیا تمنے بڑا دھوکا کھایا میرے  
اقبال نے جگو بچایا اب کیا مجال ہے کہ مجھ پر دست انداز ہو سکوں میں بیٹھے تڑپا کر داب میں اپنا  
انتظام کر لوں گا بڑے بڑے فقرے کوکب نے لکھے تھے عمر و پڑھ کر خاموش ہوا دل میں کہتا ہی اسکا  
تزو کیا مثل مشہور ہے مثنوی کہ بعد از جنگ یاد آید بر کھ خود بایزد جو پروردگار کو منظور ہو گا وہ  
ہو گا ترو و دانتشار بیکار ہے نامہ دار کو خلعت دیکر رخصت کیا آپ بیٹھ کر سوچنے لگا کوکب  
قصر حبشیدی میں ہیں خواجہ بہج مرادید میں انکو اس حال میں چھوڑا انکا ذکر وقت پر خبر پر پکا  
دو کلمہ داستان لشکر صاحبقران و لشکر قاجان جادو کا لقا کو روانہ کرنا  
طرف اپنے خداوند کے اور خود وعدہ کرنا کہ ہم صاحبقران سے سمجھ  
لیں گے شمیم عیار کو روانہ کرنا برائے گرفتاری صاحبقران وقت پر  
یہو بچنا خواجہ کا ہدایت کوکب خمسہ موافق مضمون مقام

|                                           |                                              |
|-------------------------------------------|----------------------------------------------|
| تکلف چھوڑ کر غم سفر اب دل میں ٹھکانا ہی   | مقدم اسکو آنا ہے مقرر ہو جانا ہی             |
| خدا جا (حقاً) سوقت آنے کیا تھا کھانا ہی   | اجل سر پر کھڑی ہو خواب غفلت میں زمانا ہی     |
| چھبھٹ کے عوض لازم جنازہ کا اٹھانا ہے      |                                              |
| یہ شوخی اور طراری بلا ہی کیا ٹھکانا ہی    | سر پر پا مال عالم کو یہ اس نے زمین ٹھکانا ہی |
| ضرور اس شہسوار غصہ خوبی کو آنا ہی         | غمناستنی عاشق جوان اسکو اڑانا ہی             |
| سمند ناز کو گردن کا ڈورا تازیانا ہے       |                                              |
| خود آرائی کا دلمین تھدا اس گروڑ ٹھکانا ہی | دھڑکی سی دیکھیے کس کس اسکو خون بہانا ہی      |
| دل عالم غرض ہر رنگ سے اسکو لٹھکانا ہی     | لب گل رنگ پر سی لگانے کا بہانا ہی            |
| اسو برگ گل لالہ کو نافرمان بیٹنا ہے       |                                              |
| خرد و کجھ کام کرتی ہو بنین اسرار عالم میں | ہمیشہ حکم جاری ہے نیا سر کا عالم میں         |
| بنایا سکے گل گلشن بازار عالم میں          | انکلتا ہی جو ہر گل زر بکھٹ گلزار عالم میں    |



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        |                                        |                                          |
|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------|------------------------------------------|
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        | خدا جانے زمین میں دفن یہ کسکا خزانہ ہو |                                          |
| فنا لازم وجود حادث شکل کو ہوا سے ہدم                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                   | بھر دسا کسو ہوا میں اور دنیا میں ہی دم | خدا کی ذات واجب ہو نقطہ حادث ہو عالم     |
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        | اشارہ آمد و رفت نفس کا ہو یہی ہر دم    |                                          |
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        | ابن میں دم جو آیا ہے مقرر اسکو جانا ہی |                                          |
| سراسر کندہ نقش شک ہو دل کے کینے پر                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                     | وہ واقع ہو میں بھی ہوں خاک و خون پیر   | کمر باندھی ہو وہ فتنہ گر ہو میرے کینے پر |
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        | اے اب آتش رنگ حنا سول جلانا ہی         |                                          |
| زاد میں عموالیوں تو شاء میں بھی نسخ                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                    | مقابل ہو کسی سے حال کھلتا ہو بھی نسخ   | نہ تو مایہ پر تو ربط رعنا سو ابھی نسخ    |
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        | اکی ہوتی نہیں نقد سخن کی یاں کبھی نسخ  |                                          |
|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        | ازل سے اپنے قابو میں مسافر کا خزانہ ہو |                                          |
| <p>چہرہ اشبہ نیز گام زبان کو میدان مدعائیں یوں جولان کرتے ہیں شعر مرصع خیال<br/> سخن آفرین، سخن را کبری نشاندا میں جنین + در لزلہ قاف تانی سلیمان حمزہ صاحبقران<br/> امیر عالی شان حوالی بیابان گلریز میں فروکش ہیں جہاندار شاہ کو فرزند نے بڑی دھوم ساما<br/> دعوت کیا عرض کرتا ہوں لقا کو حاکمان در بند خدو رشید روشن تن یگے حضور کا اسطر جانا<br/> مناسب نہیں ہے صاحبقران فرماتے ہیں میرا عہد ہی جہان لقا جائیگا خدو پانی کو پونچا ونگا<br/> بہان مر جان جادو سا حذر بدست حاکم در بندم جانیہ نے سامان دعوت لقا کیا کہا اے<br/> شہنشاہ باختر آپ خدمت خداوند میں تشریف لیجائیں حمزہ کو مع فرزند ان حمزہ ہم گرفتار کر کے<br/> روانہ کریں گے ہر چند سختیا رک نے کہا ہمارا ٹھہرنا مناسب نہیں ہے ہم بھی سامان جنگ دیکھیں مر جان نے<br/> نمانا لقا کو روانہ کیا اس اقلیم کا ذکر وقت وساعت پر تحریر ہوگا مر جان جادو سے بعد روانہ کرنے<br/> لقا کو ابن عیار شیم خاک ریز کو بلا کر تمام کیفیت بیان کی اور کہا دولت دینا سے نہال کر دوں گا<br/> حمزہ صاحبقران کو گرفتار کر لائی کسی بیک بچوں کو ساتھ بیکر شیم خاک ریز طرف لشکر صاحبقران<br/> کے چلا بیان صاحبقران زمانہ مشتاق جادو نے ذکر کیا کہ حوالی بیابان گلریز نہایت<br/> سربز و شاداب ہو شکار متعدد دو چشمہ ہاے آب روان طائران زمزمہ سر اے صاحبقران</p> |                                        |                                          |



مشتاق ہوئے حکم دیا سامان شکار تیار ہو فوراً اسباب شکار مہیا ہوا سرداران نامی کو ہمراہ لے کر  
 شکار گاہ میں تشریف لاؤ صحراے سبزہ زار میں فروکش ہوئے دن بھر شکار ہوتا ہے شام کو  
 بارگاہ میں آرام فرماتے ہیں ایک دن شکار کھیلنے ہوئے صحراے سبز زار سے نکل کر قریب ایک  
 درہ کوہ کے پہونچے دیکھا ایک درویش جگر ریش لباس شیشیز پہنے ہوئے کئی سر شاگرد بٹھکا ہوا عباد  
 خدا میں مصروف تھا جعفران زمان پشت مرکب سے اترے مع سرداران نامی جیسو ہی  
 قریب اُس مرد بزرگ کی پہونچے اُس نے پکار کر آواز دی یا صاحب جعفران زمان آداب و تسلیمات  
 ہم فقر کا قبول ہو امیر نے جواب دیکر ساتھ والوں سے کہا درویش صاحب کمال معلوم ہوتا ہو  
 ہر ایک نے سر جھکالیا عرض کی جو مزاج میں سرکار کے آئے وہی مناسب ہو بسم اللہ تکلیف  
 فرمائیے وہ درویش استقبال کر کے صاحب جعفران کو مع سرداران نامی باغ میں لایا مگر نہایت  
 فصیح و بلیغ ہر کلام میں تاثیر فقرات دلنیر باغ کی سیر کرتے ہوئے بارہ دہری میں داخل ہوئے  
 دیکھا اُس مقام پر سامان شاہانہ مہیا ہو فرس شجر کرسیاں جو اہر نگار و نگل عمدہ وہ درویش  
 دست بستہ عرض کر رہے ہیں حضور تشریف رکھیں میری خوش نصیبی کہ میں قدیم سی سوشن ہوا  
 صاحب جعفران فرماتے ہیں میں آپ کی ملاقات سے سرفراز ہوا اٹھارہ برس پردہ قاف میں بھی  
 بڑے بڑے عابد و زاہد نگاہ سے گزرے مگر آپ نے اس صحرا میں باغ آراستہ کرایا درویش  
 نے کہا بابا مراد یہ ہے کہ بندگان خدا کو آرام پہونچے اگر شاہان جلیل سردار و رئیس اس حوالی  
 میں آتے تھے بانی نہ ملنے سے تکلیف اٹھاتے تھے فقر نے مشقت کر کے یہ باغ آراستہ  
 کیا آپ کے قدم ہیمنت لزوم سے منور و روشن ہو گا یہ مگر درویش خود دوڑ کر اندر بارہ دہری  
 کے آیا کرسیاں موافق مرتبے کے ہر ایک کے واسطے بچھا میں مشتاق ہو کر کھڑا ہوا  
 کہ رہا ہو کہ سرفراز فرمائیے صاحب جعفران خود منکسر مزاج ہیں چاہتے ہیں کیسکو سمس آزار نہ پہونچے  
 اس درویش کو راضی کر کے یہاں سے جلیں دل میں یہ ہو کہ فرزند جہاندار شاہ سے کہہ کر  
 اسکی جاگیر مقرر کر دیں لیکن صاحب جعفران زمان چناندیدہ کار آزمودہ ملکون ملکون پھرے  
 بڑے بڑے عیاروں نے اگر عیار یاں گین سا حردن کے پکڑنے میں مبتلا ہوئے بہ نگاہ  
 حیرت فقیر کو دیکھ رہے ہیں ہر مرتبہ وہ فقیر باغ میں دوڑ کر جاتا ہوا شیاے نادردہ



میوے وغیرہ چٹا جاتا ہو اکثر کی مرتبہ سرداران صاحبقران زمان کے سامنے میوے پیش  
کئے صاحبقران زمان اشارے سے مانع ہوئے کہ نئے مقام پر آنے کا اتفاق ہوا اس  
درویش کو کبھی نہیں دیکھا یا کسی شے کے کھانے کا قصد نہ وہ فقیر سب کا افسر ہوا ان  
باتوں کو صاحبقران زمان کی سمجھ کر عرض کرتا ہی بابا فقیر بھی نہیں جانتا کہ آپ کچھ نوش فرمائیے  
چند ساعت تشریف رکھیے آپ کے ساتھ کہ عیار بھی آئے ہونگے انکی معرفت ہر شے طلب زانیہ کا  
صاحبقران زمان کو یہ بات بہت پسند آئی حقیقت میں مہتر قرآن و گلبا و وغیرہ  
عیار ان لشکر اسلام صاحبقران زمان کے ساتھ آئے ہیں یقین ہے تعاقب میں صاحبقران زمان  
کے آتے ہونگے امیر باوقیر کو بھی ان سب لوگوں کا انتظار ہوا اور دل میں جکے جکے کہ رہے ہیں  
کہ ہماری عیار آجائیں تو شاہ صاحب سرب اطمینان کلی بیٹھکر بائیں کریں ایسا نہو باعث  
خدا بی ادوی تیور دیکھ کر درویش نے کہا بابا صاحب تمھاری عیار آجائیں تب کچھ نوش کرنا احتیاط  
واجب و لازم ہو جبکہ تشریف رکھیو آپکا کھڑا رہنا فقیر پر انتہا سے زیادہ شاق گذرتا ہی یہ درویش  
بنیدہ آپکی قد مبوسی کا عرصہ بعد مدت مدید مشتاق تھا آج دل کی آرزو پوری ہوئی یہ سب  
سردار مع لندھور و مالک و نور الدہر مع صاحبقران زمان سات سردار سپاہ بادہ درسی میں پیش  
کے ساتھ آئے ہیں کرسیاں بچی ہیں دنگل گلان پر صاحبقران زمان کرسیوں پر مرجھوئے  
سردار کے آکر بیٹھے ہیں جیسے صاحبقران زمان نے دنگل پر ہاتھ رکھا کہ سیون کے  
اور دنگل کے پایہ شکست ہو کر اسمین سے بیہوشی اُٹھی سب سردار بیہوش ہو کر گر کر یکایک  
درویش نے غور کیا منم شمیم خاک ریز مہتر موسیقار یو شاگرد رشید کو ساتھ لایا تھا موسیقار  
نے جھپٹ کر بشتارہ نور الدہر اٹھایا پیشتر نکل گیا شمیم چاؤ نے اب سب سردار و کموع صاحبقران  
زمان کے ہمراہ لیا باغ سے نکل کر دانہ ہو گیا مہتر قرآن و ابوالفتح مصفا فی وغیرہ تعاقب میں  
اپنے آقاؤ نامدار والا اقتدار کے چلے آئے ہیں جب خواجہ عمر و گئے تھے تب مہتر قرآن سے  
کہ گئے تھے کہ آقاے نامدار و اقتدار کا خیال رکھنا مہتر قرآن کو بڑا تر دہی کہ ایسا نہو کوئی افتاد  
بڑی استاد کر فرمایا میں گے میری نہو نے سیرہ آفت برپا ہوئی اس خیال میں پھرتے پھرتے آکر  
اُسی باغ میں پہونچو کھوڑے اپنی سرداروں کے کوتل پائے باغ کے اندر آئے بارہ درسی



میں سامان بیہوشی میاں دیکھا خیال کیا کہ کوئی عقلمند عیار تھا دنگل کرسی سے بیہوشی آڑی ورنہ  
 صاحب قرآن زبان دھوکا کھائیوں نہ تھے فوراً رنگ و روغن عیاری کا لگا کر مثل نقیصر  
 تیار ہو کر جستجو میں صاحب قرآن زمان کے چلا نقش یاد دیکھتا ہوا جانا ہوا مہر مہر سیقا ر  
 شاگرد شمیم پستارہ نور اللہ میر کا لیکر آگے بڑھ گیا شمیم جادو کو اپنی عیاری پر بڑا ناز ہے کھڑے ہوا جاتا ہے  
 وہی فقیر کی شکل پر ہوا حتیٰ کہ ترائی بیچ جیتا ہوا عیادت تمام جسم میں سے ہوسے ایک سوٹا لاقہ میں  
 ہوسے ایک کفو میں بہا کر ٹھہرا مہتر قرآن بھی بیہوش شمیم جادو سے فقیر کی ٹری خاطر کی کہ  
 داتا آپ لوگ کہاں سے آتے ہیں قرآن نے بھی افسوس کے جواب دی شمیم جادو سمجھتی ہے  
 بھول نکالو کہا یہ بابا فقیروں کا تحفہ ہر مہتر قرآن نے بھولے الیوس الفتح وغیرہ لے لی بھول  
 لگے قرآن نے انکو بدل کر سو نگھا وہ سب سو نگھتے ہی بیہوش ہوسے شمیم جادو سمجھا یہ بھی  
 بیہوش ہوگا نفرہ کر کے جیٹھا کہ سبکو گرفتار کر لوں قرآن بگڑے کپڑے جا پڑا قرآن کے ساتھ دالے  
 بیہوش پڑے ہیں اس کے ساتھ دالے جا لیس عیار پستارہ صاحب قرآن زمان کا وہین چھپا دیا قرآن کو  
 گھیر لیا قرآن نے بھی بگڑے کھینچی اپنے نام کا نفرہ کیا انکرا قرآن سب کو جواب دے رہا ہے  
 شمیم جادو آواز دے رہا کہ یاد واس کا بے کو بکڑ لو میں نے ذکر سنا تھا کہ جان بخش خواجہ عمرو  
 مشہور ہوا اسی نے خواجہ عمرو کو استاد بنا کے بٹھالایا جو کچھ عیاری میں اسی کی ذات ہوا سبکی  
 عیاری کرامات ہی قرآن بڑے زور شور سے لڑ رہا ہے شمیم جادو کو تنگ کر دیا ہوا کئی عیار قتل کیے  
 اب جو عیار بیہوش پڑے ہیں انکو بھی بچا رہا ہے اپنے ساتھ دالوں میں کیونکہ قتل نہیں ہوئے دیا  
 ہر چند شمیم جادو قصد کرتا ہے کہ یہ جو بیہوش پڑے ہیں انہیں سے ایک آدھے کو قتل کر دوں  
 مہتر قرآن ان عیاری کی گرد بھر رہا ہے صبر طبع کے گرد بردانے پھرتے ہیں اس لطف سے  
 جنگ کر رہا ہے کہ شمیم جادو اپنی ساتھی کیونکہ موجود نہیں جانتا بہت عیاری کا دعویٰ ادا لاماں  
 الامان کر رہا ہے کہ دیکھ رہا ہے کہ گرفتار کر لویں نہ کچھ پاس اگر یہ زندہ لکھ جائیگا فساد برپا کرے گا  
 شاگرد گھبرا کر کہتے ہیں اب استاد ہیں مقابلہ بھیجے ہم تو اپنی لیاقت بھر جرات صحت کر چکے آپ استاد  
 ہیں بڑھکر مقابلہ کیجئے سر کا بیٹے سان تو یہ رنگ ہیں خواجہ عمرو بن امیہ مغربی برج مردار بندہ میں  
 بیٹھے ہیں مگر گھبرا رہے ہیں کبھی دل میں خیال نہ آیا کہ آقا زمانہ ارکسی کا کمانہ مانیں گے صر جان



سے مقابلے میں جاسکے وہ ساحر زبردست ہوا ایسا نو میرے مالک پر کوئی چشم زخم ہو بخیر یا نہ  
کو کب کو بھی ان مقدمات کا خیال ہے خواجہ عمرو کی عیاری کا ایسا دھوکا کھایا ہے کہ  
ہر وقت رات واقعہ میں بیٹھے رہتے ہیں حال صاحبقران پر نگاہ پڑی کو کب رو شنفیہ  
باتو قریب بقیاب ہو گیا خیال آیا اتنے بڑی رئیس اعلیٰ کو گرفتار کر کے عیاریے جاتا ہی بڑی افسوس کی  
یات ہو فوراً ایک پرچہ خواجہ عمرو کو لکھا مضمون پرچہ یہ تھا کہ خواجہ عمرو ہم تمہارا احسان کرتے  
ہیں سب کے اوپر عیاری کر کے شمیم جادو صاحبقران زمان کو لے جاتا ہے تمہارے شاگرد  
قران نے روکا ہو کئی سے بیک بچوں سے لڑ رہا ہو جلد اپنے کو اس جگہ پہنچاؤ اور جس  
طرح چاہو نکل جاؤ میں داخل نہ دوں گا جب تک پلٹ کے نہ آؤ گے ایرج نوجوان کو بھی نہ قتل  
کر دوں گا یہ جو پرچہ شہنشاہ کو کب رو شنفیہ کا پاس خواجہ عمرو کے پہنچا کھ گیا صاحبقران  
زمان سے خواجہ عمرو کی محبت رکھتا ہی فوراً لباس عیاری ذات پر راستہ گیا تخت زبرد  
پر سوار ہوا تخت شل ہوا کے اڑتا ہوا طرٹ سے قصر جمشیدی کے چلا شہنشاہ کو کب رو شنفیہ  
قصر جمشیدی میں رونق افروز ہی ایک ساحر کہ محراب جادو اس کا نام ہی نہایت بد باطن مقدمہ  
خواجہ عمرو میں کو کب رو شنفیہ کو اس نے بہت سمجھایا اٹھ پر کہا کرتا ہی اے شہنشاہ  
کو کب رو شنفیہ مجھے حکم دیجئے میں خواجہ عمرو کا سر کاٹ لوں اکثر اوقات شہنشاہ کو کب  
نے اس ملعون کو جواب سخت بھی دیے کہ اے محراب جادو مجھے خواجہ عمرو کی چشم نائی  
منظور ہی اکثر خواجہ عمرو کو جاتا ہی ہر ام فلک کے سنبھالے ہی نہ سنبھلا تہ میرے اسکو گرفتار  
کر دگا تو اس مقدمہ میں بالکل دخل نہ ہے مگر یہ نہیں مانتا اٹھ پر یہی باتیں کیا کرتا ہی اس  
وقت شہنشاہ کو کب رو شنفیہ تخت پر جلوہ فرما میں دنگل پر محراب جادو بیٹھا ہے کہ  
سب نے دیکھا خواجہ عمرو لباس زرین پہنے ہوئے تخت اڑاتے ہوئے چلاتے ہیں محراب جادو نے  
کہا اے شہنشاہ کو کب برق بنکر گردن ساربان زادے کے دو گردی گردن اے شہنشاہ کو کب  
اسی کی ذات کا سارا فساد ہوا گریہ ایرج نوجوان کو روک دیتا تو کبھی وہ آنے کا ارادہ  
نکرتے اس نے کچھ دخل نہ دیا اے شہنشاہ کو کب یہ ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ ہی جاہتا ہی  
کہ بادشاہوں میں فساد رہی میں لوٹتا مارتا پھروں سرب لڑائی ختم ہوئی تھی اس نے



کہا لاؤ یہ جھگڑا لگا دوں ابھی سب فساد سے جاتے ہیں کو کب ان ہاں کرتا رہ گیا محراب جادو  
 کو تاب نہ رہی اپنے نزدیک سمجھا مالک کی خیر خواہی ہی سحر کر کے بلند ہوا برق بنکر عمر و برگر  
 عمر و کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ زمین پر گر کر کو کب غصی میں روتا ہوا اٹھا کھا اوجھیا تو نے کیا کیا  
 میں قتل عمرو پر قادر نہ تھا میں نے تو خود اسکو اطلاع کر دی کہ تیرا آقا گرفتار ہو گیا اس نے مجھ پر  
 احسان کا مل کیا کیونکہ گرفتار کر لیا تھا نہ ماننا نہ چھوڑنا انصاف بشرط ہی جھپٹ کے کو کب رو شمن  
 محراب جادو کی گردن پکڑی عمرو کا لاشہ خود کیختا ہی کلیجہ چٹا جاتا ہی خود رشید روشن راے  
 کہتا ہی اے محراب تو نے بڑا غضب کیا لو ای شوکت صاحب قرانی گرا صاحب قرانی و فرزند ان  
 صاحب قرانی سب اسکے خون کا دعویٰ کر نیلے جان بجا نامشکل ہوگی بیٹے اسکو عیاری میں بلا  
 روزگار ہیں ہر طرف قصر جمشیدی میں ہی لٹے محراب نے غضب کیا عمرو کو مار ڈالا کو کب شفیق  
 تو یہ حال ہو کہ لکھنوی نیچے اندھیرا ٹھکڑا تھا تو اپنی مقام سے اٹھا محراب کی گردن مڑ کر مشکیں  
 باندھیں ستون سے باندھا تینہ کھینچا کھڑا ہوا کہا کیوں ادنا مردہ ہی تجکو حکم دیا تھا کہ تو خواجہ عمرو کو  
 قتل کر تو نے کس کے کہنے سے یہ کام کیا تجکو کس نے حکم دیا محراب جادو کے ہتھکڑیاں نہیں نکلتی کاپ  
 رہا ہی کو کب کہ انتہا کا غصہ ہی قبضہ پر ہاتھ ڈال کر کہا ای محراب تیرا سر کا ٹکڑہ لنگر پر پر قلعہ کر کھو نگا لاشہ  
 تشہیر ہو چکی ہو جیسا کہ ذلت کی ہی تدبیر ہو ہر وقت خواجہ عمرو و امیر حمزہ صاحب قرانی کی بربتیاں  
 ہمسے بیان کیا کرتا ہی ہم شکر خاموش ہو رہی ہیں یہ تو نے بڑا غضب کیا کوئی ملازم وزیر و امیر  
 محراب جادو کی شفاعت نہیں کر سکتا کو کب خود تینہ لے ہو کھڑا ہی محراب خاموش کچھ جواب  
 نہیں دے سکتا قریب ہی کہ کو کب رو شمن جھپٹ کر لے تم مار کہ محراب جادو کو دو ٹکڑے ہو دن خود  
 روشن راے وزیر اعظم نے اتنا کہا کہ ای شہر یا رکھا اسکو قتل کرنے سے عمرو زندہ ہو جائیگا کو کب کچھ حوا  
 ندیا تینہ برق تاب صیغہ پیر بڑھا محراب کو ہتھکڑیاں لگا کر اختیار یہ نکل گیا کہ ای حلال مشکلات عالم واسے  
 دستگیر مصیبت رنج و الم اسوقت سخت و صعب میں میری مدد کروا من مہر عالمی اگر زدی قہر  
 تو ان رفیع مکانی کہ ساکنان فلک + بر آستان تو دارند میل ربانی + چہ محتاج پیش تو ادا دل افروز  
 کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی + بیہ قطعہ پڑھا کھنڈی کہ تہا ہی ہاں میں نے بڑا غضب کیا ای عیار  
 ہر کو قتل کر ڈالا کہ جس نے اس کفر آباد کو اسلام آباد بنایا لکھنوی بندگان خدا فیض عمروی مسلمان ہو



اصل یہ ہو کہ رہروان منازل جمالت پر اس مقدس کے احسان ہو یہ مدت سے دل میں تھا کہ  
خواجہ عمرو و ملاقات کر کے مناظرہ کردن اگر قائل ہو جاؤں دم و وحدانیت کا بھرون اس وقت  
طمع دنیا سے اندھا ہو گیا ہا کے کیا حرکت کر گذرا و خداوندیدہ اگر تیر انداز ہر حق ہو میری  
جان بچ جائی تو میں اس مذہب کو اختیار کروں یہ کہ کمر محراب رو رہا ہو بعد لمحہ کو کب پھر تیغہ کھینکے  
جلا محراب دعا مانگ رہا ہو کہ پہلو سے لغزہ ہوا و شہنشاہ اسکی کیا خطا ہو پروردگار اپنی بندوں کو  
بجالتیسا ہو کو کب سے جو بیٹ کر دیکھا مہر سپہ عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار  
خدا جہ عمرو نامدار سامی سے چلے آ تو میں دور کر کو کب کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای برادر بس اسکی کیا خطا ہو  
متھارا خیر خواہ ہو مجھ کو متھارا دشمن جانکر اس سے قتل کیا الٹی بات یہ کہ تم بھی اس سے آزدہ ہو اسکو قہر  
رہا کہم و خلعت لینا چاہتے یہ کہ کمر عمر نے محراب کی زبان سے سوزن نکال لیا محراب کے قید ہو بارگاہ  
محراب دل و جان سے عمرو کی عیاری کا عاشق ہوا اطاعت دین اسلام بھی قبول کی کو کب ہو کہا  
ای شہنشاہ اب کبھی غلام سے ایسی حرکت نہو گی بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ شعر خلافت راے  
سلطان را ی صبتن + بخون خویش باشد دست شستن + مجھ کو کسی مقدمہ میں کیا دخل ہو جو حکم حضی  
ہو گا بجان و لگا عمر و کے قدح میں پر بھی گرا نکھین تلون سیلین چپکے سے یہی کہا جو کچھ غلام سے خیر ظاہری ہو  
بوالاؤنگا عمر و نے کچھ جواب نہ دیا کو کب سے رخصت ہو کو کب از سب مقام جنگ قرآن کے نشان  
بتلا دیے کہا اپنی تین جلد ہو بجا و خواجہ عمرو فوراً تخت پر سوار ہو کو کب سے بر وقت روانگی خواجہ نے  
یہ بھی کہا کہ مجھ کو محراب جادو کی بد باطنی کا خیال تھا میں نے اور شخص کو عمرو نا کے بٹھا دیا تھا میں علیہ  
ہو گیا شکر ہو کہ خدا نے اپنا فضل کیا اب جو صورت خواجہ عمرو کو منظور ہوئی وہ صورت بیکرتیا ہو گئی  
پیر میرا ہوا جہان شمیم و قرآن لڑ رہی ہیں اسطرف روانہ ہوا یہاں قرآن یکہ و تنہا سب عیاروں کو  
جواب دے رہا ہو اپنی شاکرہ دون کو بچاتا ہو لڑائی کا رنگ یہ ہو کہ قرآن بجزات و شوکت مہرون جنگ  
ہیں کہ آسمان سے لغزہ ہوا و کا لیے کیا کرتا ہو نہ تصویر سامری حکم خداوند ہو کہ مسلمانوں کو جلد غارت کر د  
بھاگے نہ مجھ کو جہنم میں چھینکے و لگا قرآن نے بیٹ کر دیکھا کہ یہ کیا بلا ہو گاہ بڑی ایک شخص عجیب بخلقت یعنی  
ایک سر میں صد ہا آنکھیں صورت سببت ناک ایک جامہ زیب جسم جہر مرتبہ رنگ بدلتا ہو کبھی فرخ کبھی  
سبز کبھی سیاہ حقیقت میں ایسے لباس پر کراست کا اشتباہ نہم سے شعلہ ہے آتش نکلنے ہو و آواز



ایست ناک ضعیفی میں چست و چالاک بیباک خشنناک ہیں سے لاکارتا ہوا سخت کو اڑا تا جلا تا ہوا شمشیر  
 کی تفریق ہیں قرآن پر غصہ مسلما نوکی برائی قرآن نے چاہا بندہ پکڑ کے جا پڑوں یہ شخص موجب  
 بھی سخت سو کو د قرآن پر جھپٹ کے جا پڑا قرآن نے چاہا بندہ ماروں عمرو نے خال خیم دکھایا  
 قرآن کے ہوش اڑ گئے شبیہ سامری نے کمر سے تسمہ کھولا طرٹ شمیم خاکریز کے چھینکا اور آواز  
 دی اور قبول بارگاہ سامری و جمشید اس تسمی سو کالیہ کی مشکین باندھ لے تسمیم خست کر نیز  
 خوش ہو گیا وجد کرنے لگا دوڑ کر تسمہ اٹھایا جیسے ہی شمیم نے تسمی کو ہاتھ میں اٹھایا تڑاق سے تسمہ  
 ٹوٹا اس میں سے دھوان نکلا شمیم بیہوش ہو کے گرا اب عمرو نے نعرہ کیا بنم مہر سپہ عیار سی و قطب  
 فلک خنجر گزادی شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار دیکھو شمیم یوں گرفتار کرتے ہیں  
 شمیم گرا خواجہ نے چاہا دوڑ کر اسکی مشکین باندھوں کہ ظلمات جادو کا نعرہ ہوا مر جان نے اسکو  
 ساٹھ کر دیا تھا کہ اگر شمیم پر کوئی افتاد پڑے تو اسکو بچا نا ظلمات نے آتے ہی جسے کیا سب کے  
 ہاتھ پاؤں بیکار ہونے لگے ہر چند کہ قرآن نہایت چست و چالاک ہے جب عمرو نے شمیم خاکریز کو  
 بیہوش کیا قرآن اس خیال میں تھا کہ پھر یہاں شمیم کو قتل کریں پشیمانہ اٹھالین جیسے ہی نعرہ  
 کی آواز آئی مہتر قرآن نے بندہ شک کہ حیت کی کہ نکل جاؤں عمر سے اپنے کو بچاؤں بچا پس قدم  
 پر جا کر گر مگر سحر چل چکا تھا پاؤں زمین نے تھام لیو بندہ ہاتھ سے گرا عمرو بھی لڑکھڑایا تو شمیم  
 کی مشکین باندھنی چلا تھا یا تسمہ کے بھل زمین پر گرنا ظلمات جادو سیاہ رو بد خو گوشہ چھڑا سے  
 لاکارتی ہوئی ظاہر ہوئی کرا و عمرو و جگو پہچانا ہمارے مالک کا اقبال کہ میں عین وقت پر پہنچی  
 تجھ ایسے مکار پر تبضہ کیا حقیقت میں مر جان جادو ہمارے شاہ نے سچ فرمایا کہ عمرو و جھلاوا ہی  
 چشم زدن میں مشرق سے مغرب پہنچتا ہوں کج اسکا طہور ہوا لیکن تیری عقل کا تصور ہوا ایسی ایسے  
 کلمات حملات کہ کچھ پہنچا برائے قتل عمرو و قرآن چلی اسوقت عمرو و قرآن کی بیقراری و  
 اشتباہی موت کا سامنا نہ کوئی معین نہ مددگار صحرا سے بول فیروز حشت انگیز سامنے جلا خونریز  
 ہلاک ہلاک کرمائیں کرنے لگے میں مددگار موت و زبست کا جگو اختیار ہو بندہ مر حال میں ہو  
 فلاچار ہوا اس ظالم کی بدعت سی بجائی اور معبود امان دے کیسے کیسی مقام پر تو نے بجایا افراسیاب  
 ایسے ساحر کو تدبیر سے اس حقیر کی قتل کر آیا اسوقت یہیسی و بے بسی میں ہوا تیرے کس سے عرض کریں



اس عبد ذلیل کے قتل ہونے سے اہل اسلام پر زوال آجایگا اہلیان در بند خود رشید نگار کا زور بڑھیک  
 بچیں سو تو نے ناز برداری کی کیسے مقام سخت و صعب میں مدد کی جو بلائی تو ای نے رد کی اس وقت  
 اس ظالم کے ہاتھ سے بجائے اس طرح بلبلا کر جو عمرو نے دعا کی تیر و عابدت مراد پر ہو پنا غنچہ آرزو شکستہ ہوا  
 باد مراد جلی باغبان قضا و قدر نے رحم کیا کہ محراب سے بھولوں کی پستین آئین لغزہ ہوا منم مکہ ہزار  
 گلزار ای ظلمات کیا کرتی ہے پہونچتی پہونچتی گلدرستہ مارا ظلمات نے سحر کو دفع کیا ہزار و ظلمات  
 سے سحر چلے لگا دو تین سحر دفع دفع ہوئے تھے ایک مقام پر بھارت کے اردھر جھولی سے نکالی اسم سحر کا  
 بڑھکر ظلمات پر بھیجی ظلمات نے جانا بچوں بھیجی بھیجی آگ بر سائی ہزار طرح جان بچائی سحر ہزار  
 نہ رکھا سینہ پر کینہ پر کار دھر پڑی مہرہ پشت کو توڑ کر پار گزری اوادائی کشتی مرانام سن ظلمات  
 جاوہر و پستارون پر خواجہ نے اپنا قبضہ کیا اب جو دیکھا نور الدہر کو اس مجمع میں بنایا عمرو کو بڑ  
 قلق ہوا امیر باتو قیر سے کہا آپ لشکر میں چلے میں جا کر فکر نور الدہر کروں ایسا نہواں شیر سر کوئی  
 زوال آجائے تو بڑا غنچہ ہو ہر چند صاحبقران زمان نے فرمایا کہ خواجہ ذرا تامل کرو غنچہ نگالی جائیگی  
 عمرو کے دکھوتا ب نہائی بانہا و عیاری سے آلاستہ ہو کر تلاش میں شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزما  
 کی روانہ ہوا صاحبقران و بلند صورت و مہتر قرآن طرٹ لشکر کے چلو عمرو کو واسطے بقدر کہ دیکھیں پرانے  
 ملک میں جا کر کیا گزر و حالات کو یہاں کو ابھی بخیر آگاہ نہیں ہو خواجہ عمرو نے شمیم عیار کو گرفتار کیا تھا  
 اسکو بیہوش کر کے لشکر میں لائے تھا صاحبقران زمان سے کہا میں برائے تدبیر نور الدہر جاتا ہوں  
 ہر چند صاحبقران نے منع کیا عمرو نے غانا شمیم کو اپنی شکل بنایا آپ بشکل شمیم بنکر تیار ہوو پستارہ  
 لگا کر سمت در بندمر جائیہ چلے یہاں مرجان جاو و تخت پر بیٹھا ہوا دلان اول ذکر کر چکا ہوں کہ لقا  
 کو اُس نے روانہ کر دیا عرضی بھی یہاں سے بھیجی بعدہ موسیقار پستارہ شہزادہ نور الدہر لیکر آیا نور الدہر  
 بھی اُس نے روانہ کر دیا کہا کہ اگر مناسب وقت ہو قدرت نور الدہر سے اپنی کو سجدہ کر بہن ہم یہاں تہ  
 کر وینک پستارہ نور الدہر ادھر روانہ ہو چکا تھا کہ ہر کارون ز خبر دی ای شہر یار مہتر شمیم لشکر مسلمان  
 کیا عمرو ایسوی عیار کو گرفتار کیا ہی پستارہ لیکر آتا ہی مرجان ہنسکا اچھا آنے دو نہ کر تھا کہ دیکھا مہتر  
 شمیم نہ دین اٹا ہو پستارہ عمرو کا لیکر آیا مرجان بہت خوش ہوا کہا بجا کر قید کر دہم حکم قتل عدل قتل کا ذکر  
 خواجہ عمرو تو اس فکر میں ہیں کہ ہم دربار لوٹ لیں مرجان نے اسوقت نامہ ساحر کو دیا یہی مضمون



تھا کہ عمر و میر و بیان قید ہو جو اس میں راز ہو تحریر فرمائیے غلام کو آگاہ کیجئے نامہ دارمرجان کا  
 چلا کچھ حال مگر آل خورشید روشن تن کا بھی تحریر کرنا واجب لازم ہوا اسکی کیفیت یہ ہے کہ سوئیے  
 تخت پر بیٹھا ہے جو جو تصویرین خدائی کہ چکی ہیں نشان س کے کہ زبرجد شاہ خدائی کرتا تھا اتمہ س  
 صا جعفران کے مار گیا وہ دربار میں خورشید روشن تن کے موجود ہو آوازیں دے رہا ہے کہ یارو  
 میری خدائی جھوٹی تھی جب میں ہر سبب کرنے خدائی کے جہنم میں بھیجا گیا میں نے اطاعت خداوند  
 خورشید روشن تن دل و جان سے کی تب آرام ملا اسطرح لات و منات کی تصویرین جا بجا رکھی  
 ہیں وہ اپنی رد و قدح بیان کر رہے ہیں دربار میں اسکی ایک ہنگامہ برپا ہو خورشید روشن تن  
 اپنے مرتبے کو دیکھ کر عمو لا جاتا ہے کیا ایک خبر گزری کہ خداوند بحدہ ہزار ملک باختر از دست خدا پرستان  
 ہریت خور وہ بامید گرفت آیا ہے خورشید روشن تن نے حکم دیا سب خداوند باطل برائے  
 استقبال جائیں تھا دھر سے جاتا تھا کہ دیکھا اُس نے زبرجد شاہ پشت مرکب پر سوار میرزا استقبال کو  
 آیا ہے حیران ہو کر دیکھنے لگا زبرجد شاہ مرکب سے کود پایا یہ تخت تھا سے لٹ گیا کہا ای بھائی تو بہتر  
 خدائی کا دعویٰ نہ کرنا ہم آغاز و انجام دیکھ چکے اب ہمارے دل میں کیا فتور ایسا لگا تھا کہ زبرجد شاہ نے  
 سمجھا کہ اپنے ساتھ لیا ہے کمر و فرو سے قلعہ میں لا کر لقا کو پہنچایا لقا نے دیکھا عیا دشا و شہر آباد ہر  
 طرف دیر بنے ہیں انہیں تصویرین خورشید روشن تن کی رکھی ہیں بوجے پاٹ ہو رہی ہیں ہر مقام پر ہی  
 ذکر ہے کہ خداوند باطل آتا ہے اگر خداوند اصلی ہوتا ہے بند و کمر اتھو شکست نہ کھاتا ہمارا خدا خداوند خورشید  
 روشن تن کیا کیا عجائب و غرائب کھلاتا ہے باتوں پر قادر ہے کرامات خدائی سے ماہر ہے اختیار  
 ان مقدمات کو سن کر حیران ہو رہا ہے قلعہ خورشید نگار میں اگر جو داخلہ کیا شہر نہایت آباد  
 جا بجا دیر بنے ہوئے ہیں تصویر خورشید روشن تن کی باتیں کر رہی ہیں ہی خلقت کا جا بجا بنوہ  
 لقا کی دیکھ کر سب ہنس رہی ہیں اختیار کو پہلو میں دیکھ کر بوجھتے ہیں یہ مرد مضحک وضع کون ہے  
 لوگوں نے جو کہا شیطان شہر دے خوب ہنسے چہا طرف سے دھیلے مارنے لگے کوٹھون پر ٹڈیاں مارا  
 دیہی میں اونکو شیطان تجھ خدا غارت کرے تو سب کو بکاتا ہے جیسا تیرا خدا جھوٹا اسطرح تو بھی  
 جھوٹا ہے ناجق کا نسا دبر پا کر تا ہے ہمارے خداوند تجھے جہنم میں بھکوا دینگے لقا پر تو ہر طرف سے  
 لعن طعن ہو رہی ہے بڑے بڑے رئیس میر بکارتے ہیں واہ بے جھوٹے خدائی کا دعویٰ کر لیا پٹ



احوال نہ دریافت ہوا تھا اپنا منہ چھپائے ہوئے بختیار گ بھی کتا ہر یا خداوند خاموش رہے اس  
 قدر ڈھیلے پڑے ہیں بعض کے سون سے خون جاری جس گلی سے نکلے ہیں رکے تالیان بجائے ہیں  
 ہر کوچہ ویرزن میں غل ہوا آیا ہی اسکو قدرت اپنی شہر میں نہ آنے دین تھا ساتھ والوں کو اشارہ  
 کرتا ہے جلدی نکل چلو رہی کر کے در دولت شاہی پر پہنچیں دیکھا ہزار ہا گھوڑے پاکی نالکی  
 سواری کے گینڈے جو ہزار وغیرہ دست بستہ کھڑے ہیں اہتمام ہو رہا ہے کوئی لقا کے استقبال کو نہ آیا  
 تھا کہ تھا کہ بختیار گ نے کہا استقبال کی کیا ضرورت ہر اسکا انتظار کرنا عین حماقت ہو آپ تو بامید  
 کفالت آئے ہیں بختیار گ تو یکدہ عقل لقا ہو شیطن میں بھی یکتا ہی لقا قریب پردے کے آیا وہ کھا  
 پر وہ کھنچا ہوا درگہ سالار دنگل شوکت پر فرق زنجیر سنہری لگی ہو درگہ سالار اپنے مقام سے اٹھا لقا  
 سلام کر کے کہا جائے اندر شریف لیجائیے لقا بہت خوش ہوا پر وہ اٹھا کر اندر گئے بختیار گ فراموش  
 تابکار فرزند نوشیروان و ضیغم خون آشام و یاقوت شاہ یہ سب لقا کر ساتھ ہیں بارگاہ میں اگر دیکھا  
 بہت بڑی بارگاہ ہی چالیس ہزار دنگل و میز و کرسیاں ایک تخت سونے کا اسپر ایک شخص تاج سپر رکے  
 ہوئے بڑے رعب و دبدبے سو خاموش بیٹھا ہر ایک جانب بختیار گ نو دیکھا خداوند کو سالہ مخمور  
 یعنی سونے کی گاہ ایک جانب خداوند مینار نشین ایک جانب بی بی دم خیشہ جسکو خواجہ عمر نے  
 مارا تھا ایک جانب چٹے لات و منات کے ایک جانب زبرد شاہ ایک جانب فرعون شاہ  
 بیٹھے ہوئے دنگل گاہے زرین پر باتین کر رہے ہیں لقا کو دیکھ کر سب اٹھ کھڑے ہوئے جنھوں نے  
 دعویٰ خدائی کیا تھا پکارنے لگے او زمر و شاہ با ختری ہمارے تمھاری پیدا کرنے والے سامنے  
 موجود ہیں زندگی میں ہم سبکی آنکھوں پر پردے پڑے رہے بعد مرنے کے جہنم میں پھینکے گئے تب  
 حال سرکشی کھلا جہنم میں جلتے تھے بڑیوں سے شعلہ ہائے آتش نکلے تھے بعد عرصہ دراز فرشتوں نے  
 ہکمو سمجھایا تب راہ پر آئے تب جسم میں ہمارے روحیں بھوکی گئیں اب یہ مدتہ حاصل ہو کہ مصاحبان  
 قدرت کہلاتے ہیں مزے اڑاتے ہیں تمکو زندہ دیدار نصیب ہوا تخت قدرت سو قریب ہوا یہ شہر ہی  
 لقا تھا کیا زبرد شاہ جو کہ اسکا بھائی ہو راہ سے سمجھا تا ہوا آیا ہو لقا نے فوراً جھپٹ کر سمجھ گیا  
 قدموں سے پست گیا کہا یا خداوند من چہ تقدیر کردم نوے ہزار برس پیشتر میں نے ہی تقدیر کی تھی  
 و رہا میں اب کے کو نگار راہ میں بڑے حمدات اٹھائے من چہ تقدیر کردم اسپر و زرا امر اس



طلمس ہونے پر باجلہ ہفتہ

سننے لگے خورشید روشن تن نے کہا کیوں بے ادب تجھ کو جنم میں پہلو اودن بختیارک دہائی دینے  
 لگا زبرد شاہ نے بڑھکر عرض کی حضور یہ الفاظ اسکی زبان پر چڑھے ہیں انکا خیال نہ فرمائیے اور  
 یا قوت شاہ وغیرہ بھی قدموں سے پٹ گئے ہر ایک نے یہی کہا میں یہ تقدیر کر دم پر خفا نہ ہو جیے  
 رفتہ رفتہ چھوڑ دیا گا تب خورشید نے اشارہ کیا دلگل زرین بیٹھے کو ملا لقا بیٹھا ہم کہ خورشید  
 روشن تن نے لقا سے بوجھایہ شخص زرد و زرد ہو کون ہی لقا نے کہا یہ شیطان و رگاہ خداوندی  
 خورشید نے کہا ہماری سرکار میں سب کچھ تھا شیطان کی خواہش تھی ہمیں بھی سکون عہدہ شیطنت دیا سو  
 من سونے کا طوق بنے اس کے گلے میں ڈالا جائے بختیارک نے فریاد کی یا خداوند اس کی تائیل لاسکتا  
 اس قیمت کا طوق رحمت ہو خورشید روشن تن نے کہا اے خدا سچ کہتا ہوں جو اہر کا طوق لعنت آیا  
 بختیارک کو یہاں بھی عہدہ شیطنت ملا جب طوق لعنت گلے میں ڈھکا پھر تو یہ بھی پھتیاں کئے  
 لگا اگر کسی نے کچھ اعتراض کیا تو صاف جواب دیتا ہوں خداوند نے اس شخص کو شیطان بنایا  
 شیطان کو کوئی نینیں روک سکتا جی میں کہتا ہوں بختیارک خواب سکارنگ بندھا ہوا ہے ڈیڑھ  
 تمام ہونے پایا تھا کہ مہتر موسیقار بشارت نواز الدہر نامدار لیکر ہو چکا خورشید روشن تن کے سامنے  
 سب کیفیت بیان کی بختیارک تو یہی کہتا ہے کہ یا خداوند نور الدہر کو قتل کیجے خورشید روشن تن نے  
 جھڑک دیا کہا کیا یہ وہ وہ بکتا ہوں اس بندے نے کیا خطا کی ہو کوئی گناہ بھی نہیں سرزد ہوا یہ ہمارے  
 سپہ سالار قدرت کا پوتا ہے اس سے ہم اسکو لڑوائینگے یشکین باندھیا حکم دیا کہ قصر وارید میں لیجاؤ  
 ایک قصر عہدہ میں لایا نور الدہر کو پہونچا یا شاہزادہ ہوشیار ہوا مسکن نہایت آراستہ و پیراستہ ہی  
 ملازم حاضر ہیں خدمتگذاری نور الدہر کی کر رہے ہیں کشتیاں سلاح کی لای عرض کی اے شہر بار بکا  
 جی چاہو دربار خداوندی میں چلیے وہ سب وزراء نور الدہر کو بھیجا ہوں دربار میں لای جو ذکر  
 کر چکا ہوں اسی طرح پردر بار آراستہ ہو نور الدہر نے بطریق اسلام سلام کیا لوگ بڑھنے لگے خورشید  
 سکون منع کیا کہ یہ ہمارے مرتبے کا پچاننے والا ہے ابھی نجبی آگاہ نہیں ہوا یہ کہ کمر قریب بلایا نقاب  
 پہری سواٹ کر آؤ اودی ای بندہ خاص الخواص اس جانب دیکھو جیسے ہی نور الدہر کی نگاہ اس کے  
 چہرہ بخش پر پڑی چیخ مار کر روئے سجدے کے واسطے چھکے کہتے تھے یا خداوند اب میں نے  
 پچانا حمزہ نے مجھ پر کشتہ کر رکھا تھا اسقدر روئے یقین تھا کہ روح غالب سے نکل جائے مرنے



کشتیان سلاح کی تھیں پیرزادان درد گوش مرصع پوش کشتیان بیکر خدمت میں نورالدہر کی  
حاضر ہوئیں اپنی ہاتھ سے سلاح جسم پر شاہزاد کے آراستہ کیے زرہ بین مروارید بے ہارا ستہ  
خود زین لاپے نام اشیاء نادرہ جسم پر نورالدہر کے آراستہ کی دست راست میں خورشید روشن تن کے  
ونگل بچھا ہوا سپر ٹیچر کا حکم ہوا نورالدہر بن بدیع الزمان بڑی آسائش سے ونگل پر جا کر بیٹھ کر ناپ  
سامنی ہونے لگا ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو کہ آسمان پر برق چلی کا غزگو دین خورشید روشن تن  
اگر گر خورشید نے کاغذ اٹھایا خود اسکو پڑھ کر مہنا ایک جادوگر کہ نام اسکا بہلول جادو ہے  
خورشید روشن تن نے ہنس کر کہا ساربان زادہ طلمس ہوشر با سمجھا اڑی شکل مہتر شمیم دربار میں حاضر  
ای بہلول جلد جادو ساربان زادہ کو گرفتار کر و شمیم کو رہا کر دو مرجان سے کنا اب بندہ غافل خاص  
بہت اچھی طرح انتظام کرنا چرہ اس ملک کو اقلیم باختر سمجھا ہو بہت ذلت اٹھائیگا بہلول سیدقت  
جلال بہان خواجہ عمر و دربار میں مرجان کے رنگ جمارے ہیں سر ہلا ہلا کے یہ غزل گار ہے ہیں نظم

|                                   |                                       |                                         |
|-----------------------------------|---------------------------------------|-----------------------------------------|
| طلب و دست تری زمین تھری           | جان بیابا ہی تھری نہ طبیعت تھری       | جتنی تری تری میری طبیعت تھری            |
| استعد بھی کبھی ہل کی ست تھری      | ویر سیرادھرنے میں کسی کی سے           | نامہ بریار کی آمد بھی قیامت تھری        |
| حائل بوجہ و منظور انا تھا نہیں    | چھپر کی چھپر عنایت کی عنایت تھری      | ہم جو پوچھتی ہیں جسکو نہ دم بھر ہو قرار |
| کیونکہ اس میں تیرا کوئی حسرت تھری | خفقاں ہی تھا مفاہت تنہائی کا          | دو گھڑی باس کی تھری تو دت تھری          |
| فتنہ حسرت تھری کوئی ٹھوکر کھا کے  | کچھ جو تھری تو غیبوں ہی کی تربیت تھری | تا کجا اسکو جلاو گے جو ہرقت مرے         |
| تم سلامت ہو میری تو یاد تھری      | اپنی مطلب کے لیے سجدہ کسی کرتا ہوں    | بت بستی مری ہادی عبادت تھری             |
| سرگرمی کٹ کو تو قدموینہ گرفتار کی | اہم جو تھری سہی و شوق شہادت تھری      | سب تیری نگاہ شوق کی جالا کی تھی         |
| کہ حیا آنکھ میں تھری نہ مر و تھری | سیر کرنے وہ کبھی گھر سوکل کر ہو چلے   | فتنہ تھری کسی کو جو میں نہ آفت تھری     |
| دیدہ شوق کی تپالی اسو عاشق سمجھا  | بھرتے چہرہ خونگاہ ہون میں موت تھری    | مری گھر کچھ پہونچکر وہ بھرتا اڑ پائون   |
| جال کی مری اٹی ہوئی قسمت تھری     | گو ہم مل گدول بھر بھی رہے کچھ نل      | انکی صحبت بھی مری اکی صحبت تھری         |
| اور جب کچھ اٹھو تھرانہ سے حسن بہت | شان ہو سکی اند کی قدرت تھری           | گردن چشم تری دیکھ کے میرت ہو گھر        |
| کیونکہ ان شمع نگاہ ہون شریعت تھری | اگر کیا سیرینا لڑی بھلائی تو پائون    | کل سے کچھ آج زیادہ شبنم تھری            |
| بیقرار ہی کیا شیشہ ساعت دلو       | تہ دالار ہی کیانہ کدورت تھری          | یہی نصاف ہو جس دل میں ہے یاد و          |



کیونکہ اسی جا کو میں نے عداوت ٹھہری  
 میں نے کو کھانک پہ عاشق کی کہہ کر تباہی  
 یہ بھی دیر دہ ہمارے ہی شکایت ٹھہری

بنم جانان میں مجھ کو دیکھ کر جلتی ہو جوشم  
 آنکھیں آئی تو نہ وہ بھی کوئی ساعت ٹھہری  
 وصل میں چھو دیا سب اکیلا مجھ کو

رات بھر سامنے کیوں سوختہ قسمت ٹھہری  
 بخت کا مجھ کو گم سونگ کوئی کہنا ہے  
 اسی جلاک آج نہ دلیں کوئی مصرع ٹھہری

خواجہ عمر و یہ غزل گارہ تھے کہ پہلول نے آئے ہی مرجان کے ہاتھ میں نامہ خداوند دیا مرجان دیکھ کر  
 بہت درہم دیر ہم ہوا عمر و کو دیکھ کر لکڑا لکڑا کہ ادسار بان زادی یہ اعلیم خدا سے خداوند خورشید روشن  
 تن ہی بیان مجال نہیں کہ کوئی مکر و فریب کرے یہ سنتے ہی عمرو نے چاہا کہ کل جاؤں مرجان پہلے ہی عمر  
 کر چکا تھا زمین نے پانوں تھا م یے رنگ روغن اڑ گیا پہلول تو حکم دیکر چلا گیا مرجان نے ہتھکڑی کو  
 رہا کیا شمیم نے تمام کیفیت اپنی بیان کی مرجان نے عمرو پر سہ کیا عمرو ایک فطی زرین بال بیکر طیار ہوا  
 مرجان نے ایک دستک دی خواجہ عمر و اڑتے ہوئے چل دیوار پر بٹھکر چکرارین مارنے لگے دزرا امرا  
 مرجان کی تعریفیں کر رہے ہیں مرجان نے کہا وہ تدبیر کردن کہ ساربان زادے کو اس حال  
 میں بھی چین نہ ملے یہ کہہ کر اس نے سہرے ایک بھری بنائی پیچھے طوطی زرین بال کے چھوڑ دی  
 خواجہ عمر و اسکو دیکھ کر بھاگے واضح راے ناظرین ہو کہ یہ فصل دیوانی کی ہو اکثر ساحر اپنے اپنی مقام  
 سے بھر جانے کے واسطے صحرا بھر بھرتے ہیں اپنے اپنے مکان سے نکل کر صحرائین بھر کوز و ریتوں میں غالی  
 خورشید نگار کا ہنسنے والا سام بھر الشمین ایک صحرائین ہر گھر ادیکھا صحرائے بنہ ریز نواح  
 چشمی لہریز ڈبرے موج خیز جانور نغمہ سرا کہ تے ہیں ہرن ہر طرت کر چھالین بھرتے ہیں یہ صحرائے اسکو  
 بہت پسند آیا زبردخت چنار اکلا اس نے قیام کیا زمین پر چوکا دیا جھولی سے سامان بھیٹ نکالا اور کہا  
 ماش کا نکال کر مجھے خوک کو ذبح کیا اس کے غنم میں آئے کو گو مدھ کر اس نے چند پتلے بنائے ابر سینہ  
 کے نیچے دیے رائی سر سون وغیرہ ساٹے رکھی اور آگ کو روشن کیا گوگل کی دھونی دی تارنگہ بھون  
 لونچا جاری کو بکارا تیتا تیتا بی دم خستہ کو بھی لکڑا گولا آراستہ کیا ابر سینہ ور کے پتلے کو بھی  
 ابر بنایا یہ ماشا دیکھا کہ اس میں سے پتھر بر سے کبھی شعلہ ہے آتش نکلے اسکو مثایا کبھی سحر کیا کہ جنگل سے  
 شیر و فیل دھڑکے مار مار کے نکلے یا اس طرح سے بھر کر ہا ہو کبھی گلہ تہہ مارا کہ جانور نغمہ سرا کی کرنے لگے  
 کبھی آسمان سے بھول برسنے لگے کبھی چمن طولانی بنائے دم بھر میں خاک میں ملائے یہ تو سحر تیار کرنے  
 میں مصروف ہوا اب دو کلمے خواجہ عمر و نامہ دار کے عرض کیے جاتے ہیں کہ اقیان خیران حیران پریشان



دوسرے بہری کے مارے اسے پھرتے ہیں لیکن دم لینے کی مہلت نہیں ملتی وقت بھرے کہ کسی جانور  
 کا گھونسلہ دیکھا اُسے اپنے کو چھپایا وہاں فلک کچھ قمار گردن غدا سے نیا تماشا دکھایا کہ گھونسلے میں  
 اس جانور کے اندر گرے لالچ میں اگر چھپے اور بچے میں دبائے کہ اتنے میں وہ بہری پھر قریب آئی  
 یہ گھبرے پر پر واز کر کے بھاگے گھبراہٹ میں وہ اندر چھوٹ کے بہت افسوس کیا اکثر جانور انکو خوش  
 رنگ دیکھ کر قریب آتے ہیں جب اپنا اچھنس نہیں پاتے ہیں ستاتے ہیں منقاروں سے انکی جسم کو فگار  
 کرتے ہیں یہ گھبرا کے وہاں سے بھی بھاگے جیلوں کے گھونسلے میں آئے دیکھا نتھ بالیان سونے کی رکھی ہیں  
 خوش ہو کر اسکو جو بخ میں دباتے ہیں جب بہری قریب آگئی گھبرا کے بھاگے وہ بالیان وغیرہ بھی  
 گر گئیں روتے پٹتے اس طور سے پرداز کنان اقدان و خیران بہری کے خوف سے قریب درخت  
 چارہ بونچہ جہان سام صحرانشین اپنے کھوکھور زور دے رہا ہے اگر اس درخت چارہ پر قیام کیا اپنی مہبت  
 آقا کی فرقت یاد کر کے روئی اور خیال کیا کہ افسوس صد ہزار افسوس اس فلک کو قمار گردن غدا سے کہان  
 پھنسا یا آقا خدا سے جلائی ہوئی ہوس تو یہ تھی کہ بعد فتح طلمس ہوش ربا آقا کو لے کر خانہ کعبہ میں گئے  
 لیکن فلک تفرقہ ساز نے نہ چاہا یہ رنگ دکھایا کہ معشوقوں سے چھڑا یا اسی خیال میں دل حبس آیا انصویر  
 خیالی ملکہ سر و سیمین کی جو پیش نظر ہوئی دل میں بقیہ ہری اشک حسرت نکھوں سے جاری یاد میں ملکہ  
 سر و سیمین کی یہ نعمت سرائی شروع کی۔ غزل

|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                    |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                   |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                              |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| جان بھلے کے چلی تن سبھی جاو جی<br>گھر کسی محرم اک گوشہ میں ہو اسی جگہ<br>دیکھ کر کیا ہو میری صورت تم کو لالو جی<br>چھوٹے گھنٹے کی تھاری بچھون میں ہیں<br>خیر ہوا حضرت لالہ نبی مت گجراو جی<br>مہر پل مارا ہم میں ایک ایک سی<br>جاو گھر کی راہ لو یاں جھاو لی مت جھاو جی<br>تیندلی آگئی آنکھوں سے بار کیا کہیں<br>ہو سو تو اسی بیان جرات اس بلاو جی | دم تھڑا ہی نہیں تن میں یقین ہوا<br>باتھیں بلوائیں ہم باہکوتہم بلواو جی<br>او تو بانو کا شکوہ کیا کرو نہیں تم سب<br>میرے بچھونکو جھا جھپٹم ہنسواو جی<br>یاں ہر آنسو منہ کی طرح مار گیا جوش<br>اسکو دھو دیکھ کتا ہوا پوٹھاو جی<br>وہ ملاقات کیاں جو ترکھن سکھو<br>یہ بھی کہ سکھ نہیں ملے اب تو ہواو جی<br>یہ نعمت سرائی ملوٹی زرین بال کی دیکھ کر سام صحرانشین سحر بھولا ہوا اختیار | کب ملک ہم راہ دیکھیں شکل بکھلاو جی<br>دھوپ سیقتو سے کچھ ملے کام ٹھہراو جی<br>دم کا ہون مہمان ہم سپر اور میرا ہمدرد<br>بات کیوں کرتے نہیں یاں تو فرماو جی<br>کچھ تو کہو عرض حال آج اس سے تم وصال<br>سیر یا کو مجھ مت چھوڑ کر تم جاو جی<br>قہر ہو یہ اسکا کتا اپنی در پر چکود دیکھو<br>بار بار کتا تھو لو آؤ گلے لگا جاو جی<br>کہ نہ آدن حال کھو لو بخا دل ہو پڑا<br>یہ نعمت سرائی ملوٹی زرین بال کی دیکھ کر سام صحرانشین سحر بھولا ہوا اختیار |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|



طوطی کی طرف دیکھنے لگا اور جب کارطوطی ہاتھ پر اس کے پیٹھی اور تھقبہ مارا یہ خوش ہو گیا اس نے کہ اتنے  
 پر بٹھاؤن ایک ٹٹا ہوا ایک بہری لہرتی ہوئی آتی ہو جیسے ہی بہری کو دیکھا طوطی سسکی اور گریبان میں چپے لگی بہری  
 نے باہر کہ پنجہ میں و باکر پرواز کروں کہ اس نے ڈانٹا طوطی نے اڑ کر پرواز کی اسکو غصہ آیا اور سامنے جو  
 گلدستہ رکھا تھا اس نے مارا کہ اسکو بھرتے بیکار کروں جیسے گلدستہ مارا بہری گھر گھر صورت اصلی پر ہوئی  
 گلدستہ بھر کو دفع کیا نفرد کر کے جا پڑی سام صحرانشین سمجھا کہ مقرر یہ طوطی کوئی نازنین زہرہ حسین ہے یہ  
 بہر عاشق ہے صحتا تھا یلے یو پھرنا ہو لیکن وہ نازنین اس سے نفرت کرتی ہو اور غضبناک اگر میں جانتا تو عمر  
 سے اسکو انسان بناتا بہری جو صورت اصلی پر ہو کر پکاری کہ او مکار خلساز غضب کیا کہ ہمارا راستہ کھوٹا  
 کیا سام تو چلا ہوا تھا اس نے گولا مارا بہری نے روکا دو تین بھر اسپین ہو رہی بہری کو غصہ یا پکاری تنہا  
 مر جان جاو واوران چاک کر کے ایک کارو سحرنگالی خون میں تر کر کے وہ کارو سام پر ماری لاکھ  
 سام بٹھکھا لیکن وہ کارو سینہ پر کینہ پر بڑی پشت کو ٹوڑ کے پار گزری آندھی سیاہ اٹھی بہر تیر بھولے  
 بعد غصہ دروازا کی کشتی مرا نام من سام صحرانشین بود افسوس مردیم و جان داویم و بطلب  
 خود ز سیدیم اتنی مہلت جو خدا جہ نے پائی ایک سمت نکل گئی یہاں اندھیرا ہوا اور بہری بکری تواقہ  
 میں طوطی کے پھر روانہ ہوئی جہاں طوطی جا کر پیٹھی دم بھر میں بہری بھی اگر بوختی ہو جاہی ہو پنجہ آنکھ پر ڈونٹ لگین  
 بلکہ کر چیر ڈالوں خواجہ پھر چیخ مار کر بھاگتے ہیں میں دم نہیں لے سکتے آج نہ بھی حرام ہے قرا ز عین  
 پنجہ لگایا اور بہری آپوختی اس زور و غمور سواتی ہو کہ زمین بجاتی ہو پھر خواجہ بھاگ جاتے ہیں کئی دن بے  
 آب و دانہ گزر کر کبھی پتوں میں چھپ کر کبھی شاخوں پر پردہ کر تو ہیں بہری دھونڈھتی ہوئی آجاتی ہو  
 چاروں سوی مہیبت میں عمر پر گزرے کہ پنجہ لگانا دشوار ہے چوتھے دن بھاگ کر قرب ایک باغ کے پہنچے باغ کو  
 دیکھ کر روح کو تازگی ہوئی اندر باغ کے آئے درختوں پر بیٹھے حوض پر اترے کہ کان میں گانے کی آواز  
 آئی جھاک کر دیکھا بارہ وری میں جلسہ آراستہ ہر پنج میں ایک نازنین تاجدار گرد گانے والیاں  
 مہا جین ساز سج رہا ہے خواجہ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دل بھرا یا بیتاب ہو کر کاندھے پر اصل خانہ کے  
 جا بیٹھے نرم زم زمی کرنے لگے اب تو مہا جین میں لڑ ہوا لکھ مضراب جاو و ملاحظہ فرمائیے خلق  
 آپ کا کہ طوطی بھی تسخیر ہوتے ہیں مضراب جاو و بہت خوش ہوئی چمکار کے گود میں بٹھالیا اشارہ کیا  
 کہ ساز بجاؤ ساز جو بچو طوطی تال یرم ہر زم زمہ مرالی گمراہی ہو ناجتی بھی جاتی ایکنیز میں مہا جین خود



ملکہ مضراب یہ بجانجی ہو مرجان کی وجد کر رہی تھی کتنی تھی کیون ہوا جو کیا کسی نے اسکو تعلیم کیا سب  
 اہالیان محفل گائے ہر طوطی زرین بال کے محو ہو رہے ہیں کہ سب دیکھا ایک فرشتے کی آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا  
 ایک بہری بڑے زور و شور سے اسی جانب آئی ہو طوطی زرین بال کو جو دیکھا قصہ کیا کہ کندے بازہ کہ  
 ٹوٹ پڑوں کنیزین چلائیں واری اس بہری سے طوطی کو بچائے دیکھے کس زور و شور سے آتی ہے  
 مضراب نے دور دور کہا وہ بہری نہ کی ہر مرتبہ یہی قصہ کرتی ہو کہ طوطی کو اٹھا لوں پنجون میں دبا کر  
 چکر چھینک دوں مضراب ساحرہ کسین کو طوطی سے محبت ہو گئی طوطی بھی دوپٹے میں جھپٹی ہو یا پنجون  
 میں گھسی جاتی ہے بہری نے جب کسی مرتبہ جھپٹ جھپٹ کے قصہ کیا مضراب نے غصہ میں جھولی سے  
 ماش کا دانہ نکالا جسے ہی بہری کندے بازہ ہکڑی مضراب نے غصہ میں ماش کا دانہ مارا بہری  
 کے سر پر پڑا سر جھٹ گیا آہ کی آواز آئی تڑپ تڑپ کے جان دی وہ بہری گونگی بہری ہو کر مری جب  
 بہری مری علامت مرنے کی برپا ہوئی آواز آئی کشتی مرانام من نستر ن جادو بود دیراے اطلاع ناظرین  
 مصنف گزارش کرتا ہے کہ بعد فتح طسّم ہوش رہا فتنہ نور افشان تھینف کرے گا مجھلا  
 تمہید ہے کہ صلب ارج واز بطن ملکہ بران شاہزادہ سکندر زرین علم واز صلب اسد  
 و بطن ملکہ بہ حسین شاہزادہ ضیف شیر شکار واز صلب بادشاہ و بطن ملکہ بہار شاہزادہ علیجاہ  
 سردسی قبا واز صلب نورالدین و بطن ملکہ مخمور شاہزادہ مہران جوان نخت پیدا ہو گئے  
 بران پر ایک بادشاہ بہمن سیاہ قبا کا بیٹا قمار فیل زور عاشق ہوگا اسی فتورات میں ماریج  
 در نور افشان و شوکت این ہر شاہزادگان و دشمنی بہمن سے کوکب و بران کا طسّم باطن  
 نور افشان میں گزرا ہر چار شاہزادگان کا ارادہ فتاحی کر کے قید ہونا و فتاحی کل طسّم از دست  
 صاحبقران و عیاری ہائے عمر و بطور نو کہ سماجین ہو شر باکو فراموش کریں گے مضراب  
 نستران کو قتل کر کے گھرائی کہ یہ کیا معرکہ تھا کنیزون نے بڑھکے رخصتی کی واری خداوند خیر کریں طوطی بھی  
 زمین پر لوٹ رہی ہے بعد دم بھر کے خواجہ نے اصلی صورت پیدا کی کنیزین جینین ڈر کر بھاگنی  
 لیکن مضراب نے کہا او شخص تو کون ہو یہ کیا معرکہ ہو کس نے جانور بنایا ہو عمر و نے کہا میں گویا ہوں شہنشاہ  
 مرجان نے یہ حال کیا مضراب نے تسکین دی کہ نام تمہارا کیا ہو عمر و نے کہا میرا نام چھو خیالیہ مشہور ہے چند  
 خواجہ نے جاہ کہ میں دم دیکر نکل جاؤں ممکن نہ ہوا مضراب جادو نے خوب سخت انتظام کیا ہو کسی



مجال نہیں کہ خلاف مزاج مضرب جادو کر سکے اس حال میں خواجہ نے دو چار غز لین گائیں  
 مضرب اور زیادہ خوش ہوئی عمرو بیٹھے ہیں مگر گھبراہٹ ہے ہیں کچھ بن نہیں پڑتا اسی تردد میں  
 دن کسی قدر باقی تھا کہ آسمان پر برقی جگمی مضرب جادو نے عقب میں بہری کے بہلول کو  
 بھی روانہ کر دیا تھا کہ اے بہلول خیال رکھنا یہ ظالم ہماری سرحد سے بنجانے پاؤ خواجہ عمرو اسوجہ  
 سے حیران بیٹھے ہیں مضرب تسکین دیتی ہے کہ میان چچو خان نہ گھبراؤ تم ہماری جان کے ساتھ ہو  
 تھا کہ بہلول جادو اگر پہونچی کہا ملکہ مضرب ہم تو خبردار ہیں اس ساربان زادے کو اپنے گھر  
 میں کیوں جگہ دی یہ دشمن خداوند ہے آپ کے مامون جان کے دربار میں سمیم عیار کی شکل پسند کر آیا  
 بہری بنا کر نثرن کو ساتھ کر دیا تھا وہ بھی قتل ہوئی اب کیا بخیل بنا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہو  
 ابھی چھوٹ جاؤ لاکھوں کو قتل کر ڈالے میں اسکو لیجاؤں صاف جلدی تمھاری صحبت میں اس مکار کا  
 رہنا بہتر نہیں ہے مضرب گانے پر مائل ہو چکی ہے کہا بوا بہلول غصہ نہ کرو آج کے دن معاف  
 رکھوئی غز لین جو اس نے گالی ہیں ہم لکھو لین پھر تم لیجانا بہلول سمجھی کہ یہ شاہ کی بھانجی ہوا جی شہ  
 تامل کر دکل سمجھا جائیگا لیکن یہ اس سے ضرور کہہ دیا کہ بجا طاعت رکھی گا ورنہ چھپائیے گا بہلول سمجھا کر چلی گئی  
 مضرب نے جلسہ آراستہ کیا عمرو بیٹھ کر خواب گایا اپنی بیکسی پر اسقدر رویا کہ ابھکی لگ گئی  
 مضرب نے کہا کیوں بدتے ہو عمرو نے کہا اے ملکہ عالم آفتاب لب بام چسپانے سسری ہوں  
 کیونکہ نہ روؤں اس حسرت سے عمرو نے کہا مضرب نے کہا خواجہ نہ گھبراؤ تمھاری جان کے  
 ساتھ میری جان ہی جانشک ہو سکے گا بچاؤنگی خواجہ خاموش ہو رہے دوسرے دن بوقت سحر  
 خواجہ جان توڑ کے گارہے ہیں مضرب جادو کا دماغ تر صحبت میں رنگ بند معا ہوا ہوا کہ  
 بہلول جادو اگر پہونچی عمرو کو جو صحبت میں دیکھا جل گئی وہیں سے لٹکارا دھوکری تو نے ہمارا  
 کہنا نہ مانا دشمن کو صحبت میں جگہ دی میں نے رات کو ذکر نہیں کیا اگر مر جان سے ذکر آیا تمھارے  
 بارے کو آتش بہار بنا دیتا اب میں سرکٹ کر اسکا لیجاؤنگی مضرب شین کرئی ہے دائی امان میری  
 خطا معاف کرو تم بڑی بوڑھی ہو کل میں اسے حوالہ کر دوں گی اب تو بہلول بہت بگڑی ایک کینز نے  
 بڑھکر بہلول سے کہا ہم تم نوکر ہیں یہ مرجان کی نور نظر پارہ جگر ایک قیدی گندگار کے واسطے اس  
 قدر بگڑتی ہو اسکا انجام بخیر نہ ہوگا بہلول نے غصے میں کینز کو ایک طمانچہ مارا چٹکی خاک کی سپر



اس کے والدی کنیر جل کر خاک ہوئی جب تو مضراب نے غصہ میں آواز دی اس حرمزادی کا کرانہ  
کنیرین طرف بھلول کے چلین بھلول نے سہ کرنا شروع کیا ایسے دو تین گولے مارے پانچ سات  
کنیرون کے سہرے چھ خواجہ کو دکر کنارے ہو کر گلیں اور مضراب نے دوڑ کر بھلول پر برقی چکا لی  
بھلول کا سر زخمی ہوا زخم کھلتے ہی اس نے ایک گولا بھولی سے نکال کر اپنے خون سے گولے کو  
رنگین کیا مضراب پر مارا مضراب نے سحر کر کے گولے کو کاٹا گولے سے دھواں نکلا کنیرین بیہوش  
ہو میں مضراب نے اپنے کو بہت بہت روکا نہ رک سکی لڑکھڑکے گری بیہوش ہو گئی بھلول چار  
جانب دیکھنے لگی کہ سارے باں زادہ کدھر گیا جب کہیں عمر کو نہ پایا نیچے کھینچ کر چلی کہ مضراب کا سر کاٹ  
لوں کنیرین بھی سب بیہوش پڑی ہیں دو چار بھاگ کر جہستان میں چھپیں بھلول اکڑتی ہوئی جاتی  
ہے کہ مضراب کا سر کاٹوں اس وقت باغ میں تلاطم کنیرون کے ہوش گم بھلول  
مشعل شعلہ جوالہ کلمات سخت و ست کہتی ہوئی مضراب کے قتل کو جاتی ہے  
کہ پہلو سے آواز آئی بوا بھلول مجھے بچا لو اس موئے بد مانس کو گرفتار کرو پلٹ کے بھلول نے  
دیکھا ایک جشن گھرائی ہوئی آتی ہے سر زخمی کان سے خون جاری پوچھا اری کیا ہوا کہا حضور  
وہی تانتیا بھاگ کر اس قہر میں گیا میں نے چاہا گرفتار کروں اس نے بچو نیمہ ملا اب درد سے بیتاب ہوں  
یہ کھڑ جت کی برابر بھلول کے آئی بھلول نے کہا وہ سارے باں زادہ کہاں گیا جشن نے کہا بوا میر  
ساتھ جلو تبادوں بھلول ساتھ ہوئی جشن دوڑی ہوئی جاتی ہے بوا جلدی آؤ وہ دیکھو زرعہ  
نخلستان میں بیٹھا ہو بھکر کے گرفتار کر لو بھلول نے کہا کہاں جشن نے کہا حضور وہ سامنے موجود  
ہے بھلول ادھر پلٹی جشن نے حلقہ کند کے والدیے نعرہ کیا منم قاتل ساحران مہر سپہ عیاری و  
قطب فلک خنجر گذاری میرے ہاتھ سے بیج کے کہاں جائے گی حباب مارے خنجر بھی مار دیا بھلول کا  
شکم چاک قصہ پاک مضراب جادو کو ہوش آیا دوڑ کر عمرو کے قدموں سے لپٹ گئی کما خواجہ تنے  
جان بچائی دیکھو آواز آ رہی ہے کشتی مرانام میں بھلول جادو و بود و گراب غضب ہوا اے شہنشاہ  
ادج عیاری جس وقت مر جان جادو کو خیر ہوگی کہ نستم و بھلول باغ مضراب  
میں قتل ہو میں فوراً لشکر کے جڑھ آئے گا اس کے لشکر کو کون جواب دے سکتا ہر عمرو نے کہا ملک  
میرے ساتھ نکل جادو مضراب نے کہا میں حاضر ہوں ایسا نہو جان جائے عمرو نے کہا نکل جلو اب تمہارا



مناسب نہیں ہے ہرگز کا یہی قول ہو خواجہ نے بڑا کمال کیا بھول ایسی گرگ باران دیدہ کو مارا اسکا  
قتل ہونا دشوار تھا مضراب نے کینزدن کو حکم دیا مکانات کو کھولو اسباب نکالو کوئی شے نہ جائے  
ہم نے اطاعت دین اسلام کی اختیار کی ایسا نہ کوئی آکے ورنہ ازی کرے جلکھ امیر کو بھی سمجھائیں گے  
کہ حضور بیان سے پلٹ جائیں ہر شہر بمقام نہایت آباد ہے یہ مقام دیران جا بجا دیستانی و  
قربانی رہتے ہیں کینزدن دوڑ کر مکان کھولے لگین بڑھکر آواز دی واری دیکھے وہ ابرسیا ہٹھا  
شاید کوئی اتنا ہی حقیقت میں اسرم جادو شوہر بھول جاو کا اڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا علامت  
اس کے مرینی سنگھیلٹ پڑا دل سے گتا ہو میری زوجہ کو کس نے مارا سوقت آکر آسمان پر چکا ہو کہ  
مضراب جادو تخت پر سوار ہوئی ہے کینزدن اسباب نکال رہی ہیں خواجہ عمر و ایک جانب کھڑے  
ترغیب دے رہی ہیں کہ صابو جلدی کر دو اسرم جلکھا دین سے لکارا کیون بی مضراب میری  
زوجہ نے کیا خطا کی تھی کہ اسکو قتل کر یا سارا فتور اس ساربان زادی کا ادا ہو مضراب کو مناسب  
نہ تھا یہ کہ اس نے دہین سے گولا مارا کئی کینزدن کے سر پھٹے درخت چلنے کے باغ کی دیوار میں گرین  
مضراب نے مشکل اس سحر کو اتارا اسرم تو برس پڑا زوجہ کا لاشہ دیکھ کر بدحواس ہو گیا  
دونوں پیرا کر زمین پر جائے مضراب سے سحر چلنے لگا کبھی آگ برسی دیا موج مار رہا ہے  
بہت سی کینزدن ڈوبیں مضراب ہر چند جاہتی ہے اپنی مصاحبوں کو بچاؤن جو شش و خروش  
سحر اسرم کا بڑھتا جاتا ہو مضراب کا بھی سرخمی ہوا ایک مقام پر اسرم تیغ خون کو دیکر چلا گیا  
وٹیا ہو اطراف مضراب کے جاتا ہو پکار رہا ہے کیون بی مضراب سحر بدولت کا دیکھا آگ لگا دو رنگا  
معاوضہ خون زوجہ میں سب کو قتل کر دگا وہ مفت میں بیٹھاماری گئی مضراب کی آنکھیں تھیں  
ہوئیں زمین پر تڑپ رہی ہیں ہر چند جاہتی ہے کہ آنکھوں سحر اسرم دفع نہیں ہوتا سڑی درباری  
ہو کبھی نگاہ یا سب سے طرف آسمان کے دیکھا زبان تو بول نہ سکتی تھی مراد یہ تھی اسے خالق یل و نہارا  
پروردگار ہاتھ سے اس ظالم کے بجائے آنکھوں سے آنسو جاری ہوے جا لیا اسرم نے کہ بڑھ کر  
مضراب کا سر کاٹوں کہ آواز آئی اوی خرواہ دولت بڑا کام کیا ہم خود آپہنچے اسرم نے پلٹ کر  
دیکھا مرجان جادو تاج سر پر رکھے ہوئے چلا آتا ہے اسرم نے سلام کیا مرجان نے کچھ جواب نہ دیا  
اسرم قریب آیا کہ قدموں کو بوسہ دوں مرجان نے خنجر مارا کہ سر اسرم کا اڑ گیا یا تو سب کینزدن



بیہوش پڑی تھیں یا اپنے اپنے مقام سے اٹھیں مضراب کو بھی ہوش آیا خواجہ عمر کے گرد بھری  
 کہا حقیقت میں اب کوئی بچنے کی صورت نہ تھی آپ نے کیا کار نمایاں کیا بچہ بدعت جلا دے بچا یا عمر  
 نے کہا اے مضراب اب مکمل جلو تمھارے پاس توجہ و لشکر نہیں ہو ایسا نہ ہو مر جان کو خبر ہو پنے  
 کون جواب دی سلیگا ملکہ مضراب جادو بھی گھرائی ہوئی تھی اسوقت کینزون کو حکم دیا اسباب  
 نکلنے لگا تخت ہاے سحر تیار ہو اسباب لا دا گیا خواجہ عمر کو بھی تخت پر سوا کیا ملکہ مضراب جادو  
 کو ساتھ لیکر لشکر میں آئے یہاں صاحبقران کو انتشار تھا کہ نہیں معلوم میرے یار وفادار پر کیا  
 گزری ہر چند کہ بہار نے خبر دی تھی مگر نہایت تردد تھا اسب حردن نے آکر خبر دی کہ خواجہ عمر و  
 مع چند ساحرون کے تشریف لاتے ہیں باغبان وغیرہ واسطے استقبال کے آئے خواجہ عمر نے  
 ملکہ مضراب جادو کو لا کر صاحبقران کے قدموں پر گر دیا تمام کیفیت بیان کی مضراب نے  
 خلعت فاخرہ ملا اس نے بھی صاحبقران سے یہ عرض کی کہ کینزک کے نزدیک بھی یہی بہتر ہے کہ حضور  
 پڑیں اس ملک کی جانب جانا بہتر نہیں ہے صاحبقران نے فرمایا اے مضراب جادو و عیاروں نے  
 سات سرداروں کو گرفتار کیا تھا ہم سب تو بچ گئے نور الدین کو عیار نے کیا نہیں معلوم اس شیر ہشہ  
 جزا تہر کیا گزری اس طرف کی خبر نہیں ملتی مضراب نے کہا حضور ہم نے بھی ہاں کا حال مفصل نہیں  
 سنا کیسا کیسا اخبار کو زور دیا گیا جب کوئی تاجر آیات احوال مفصل کھلا ہوا رکھے عاجز رہتے ہیں  
 صاحبقران نے سر جھکا لیا یہ ذکر تھا کہ چند ساحرون نے آکر صاحبقران زمان سے عرض کی کہ  
 حضور محل سلسلہ بند بھائی ملکہ حیرت جادو کا آیا ہے امیدوار ہے کہ قدمبوسی سے مشرف ہوا  
 صاحبقران نے سامنے اپنے بلوایا دیکھا ایک تاجدار جلیل چند مصاحب ہمراہ آئے صاحبقران  
 کے قدموں کو بوسہ دیا صاحبقران نے نہایت لطف سے سرفراز فرمایا جب محل زمرہ  
 سرداران نامی میں آکر بیٹھا ساتی بچے کو حکم ہوا دو ایک جام بھی اس نے پیے دماغ بادۂ ناب  
 گرم ہوا اٹھکر دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان لے والی تان دینا غلام کو احوال معلوم  
 ہوا کہ حیرت جادو سرکشی کرتی ہے ملکہ بہار ایسی سرپرست موجود ہیں اس نے بھی تک نہیں مانا  
 میں چاہتا ہوں حضور اسکو میرے سامنے بلوایں میں سمجھا کر اسکو قدموں پر گرادوں اب سرکشی  
 اسکی سراسر بیکار ہے حفاظت آبرو کا سرکار کو اختیار ہے صاحبقران نے فرمایا اے شہزادہ والا تم مجھ سے



میں ملکہ حیرت کے نہایت افسوس ہو کہ افراسیاب لڑ بھر کر مر گیا جب تک اسد کو لوح نہ ملی تھی  
 اسکا دعویٰ بجا نہ تھا حقیقت میں وہ ایسا ہی ساحر زبردست تھا کوئی اسکا مقابلہ نہ کر سکتا تھا غور کرنے  
 اسکو پست کیا لیکن ملکہ حیرت مذہب اسلام اختیار کرین طلمس ہوش ربا کی حکومت انھیں کے لیے  
 ہی شہنشاہ لاچین و ملکہ بلقیس ثانی کو براۓ انتظام چھوڑا ہو وہ مرد بزرگ خود دنیا سے برخاستہ  
 خاطر ہو ملکہ بلقیس کو بھی یہی منظور ہو کہ سلطنت جسکو چاہیے اسکو دے دیتے ہم زمرہ غلامان شہنشاہی میں  
 محسوب رہیں گو کہ رو شنفہر سے سو امرا جی ہوئی انھوں نے ہماری محبت سے ہاتھ اٹھایا ورنہ کل  
 سلطنت انکو ملتی محل سلسلہ بندہ و عاقبت دینر لگا عرض کرنے لگا حضور کو صاحبان حق کا بڑا خیال ہو رہا  
 میں جگہ ملی اسوقت ملکہ بہار کی بھارتی بھارتی مہرخ و باغبان سے اشارے کرنا کہ دیکھو صاحب  
 صاحبقران زبان ملکہ حیرت کو بلاتے ہیں محل سلسلہ بندہ نے کوئی دام نہ کھینچ لیا ہوا نوٹھی کو بڑا  
 خوف ہو رہا صاحبقران سے کوئی سامنے صاحبقران کے کہ نہ سکا صاحبقران نے ارشاد فرمایا  
 ملکہ حیرت جاؤ کو لاؤ چند کینڑین گئیں حیرت جاؤ کو لیکر آئیں زبان میں اسکی سوزن تھکڑیاں  
 وغیرہ تو ملکہ صاحبقران زبان نے جو برا راستہ کر لیا یہین کینڑین خدمت کیو اسے مقرر کی تھیں حیرت  
 و بار میں آئی صاحبقران کو سلام نہ کیا صاحبقران نے اسکا بھی کچھ خیال نہ کیا کہ سی بیٹھے کوئی خود  
 زبان بھڑ بیان سے ارشاد فرمایا کہ ملکہ حیرت تمھارا مشورہ ہر نے بوجہ جہالت جان دی آگاہ تھا کہ  
 طلمس کشاکش کو لوح مل گئی تھی تاثر نہ کر گیا اطاعت نہ کی اپنی بھڑ نہ ناز رہا آخر کار قتل ہوا غور کیا یہ انجا  
 ہو حیرت کے کچھ جواب نہ دیا سر جھکا بیٹھی رہی ملکہ بہار کو تو بڑا خیال ہو کہ تاب نہ باقی رہی بیقرار ہو  
 اٹھ کھڑی ہوئی بکا کر کہا ہمیشہ ہماری گستاخی معاف کرنا ہم براے محبت سمجھاتے ہیں عرصہ و راز  
 تک ہمارا کلمات محبت تاثر نہ کر لیا کی ملکہ حیرت نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ بہار کو یہ نگاہ قہر دیکھا اشارہ  
 یہ تھا کہ میں ہرگز نہ دین اسلام قبول نہ کر دنگی جن لوگوں نے مل کر میرے شوہر کو قتل کیا بے انکو قتل  
 کیے نہ چھوڑ دنگی قریب تھا کہ صاحبقران کو غصہ آئے اتنا فقط فرمایا تھا کہ ذوالنار عاری کو بلاؤ  
 محل سلسلہ بندہ اٹھ کھڑا ہوا دست بستہ عرض کی حضور کچھ نہ فرمایا میں غلام قاعد سے سمجھا کر  
 قد مون برگر وادیکا اور سب صاحبوں کے سمجھانے کو وہ نہ قبول کرینگی صاحبقران نے فرمایا اچھا تم  
 سمجھاؤ یہیں کیسی طرح حیرت کا قتل منظور نہیں ہو اگر سر سر ہمارے کہنے کے ظان نہ کیسی سمجھ کر حکم دیا جاوے گا



محل قریب حیرت کے آیا صرخ و بہار سے بھی یہی اشارہ کیا کہ آپ لوگ الگ ٹھہریں اس تدبیر کے محل  
نے انتظام کیا کنارہ دیکھ کر حیرت کو سمجھا نا شروع کیا سب دیکھ رہے تھے ہمارے کو بڑی خوشی ہے ایک طرف  
ذنگل شوکت پر اسد نامہ اربعی جلوہ فرمایا یہی بوجہ ملکہ بہار گلغزار بادشاہ حجازہ کو بھی حال خیریت حال  
حیرت پر توجہ کئی مرتبہ فرما چکے کہ اسی حیرت اپنے کو کیوں برباد کرتی ہے اس دربار میں کوئی  
تیرا دشمن نہیں ہو بلکہ خاطر خاطرین والا مقام رہی کہ سب سے زیادہ چالاک بن عمر و منقرار ہوجی  
چاہتا ہو قدموں پر سر رکھوں گے دھون حیرت کو سمجھاؤں محل کے واسطے چالاک نے بھی  
انتظام کر دیا کہ ہر کس و ناکس اس جلسے میں نہ آنے پاؤں بھائی بہن صلاح کر رہے ہیں محل نے  
اول اشاروں میں حیرت سے دریافت کیا کہ تمہیں کیا منظور ہے حیرت نے اشارہ کیا اس  
برادر میں جان دینے پر آمادہ ہوں کی طرح اطاعت کرنا نہیں چاہتی تو زبان سے میں سوزن  
نکال دی دیکھ تو اعلیٰ سلام کو کیا مزہ دکھاتی ہوں محل قریب تو بیٹھا ہی تھا یہ کسی کو گمان تھا کہ  
اس نے ہاتھ بڑھا کر زبان سے ملکہ کی سوزن نکال لیا سوزن کا زبان سے نکالنا تھا کہ حیرت شل بن کر کئی  
محل سلسلہ بندے جھوٹی بھر کی حیرت کو دیدی ہر صرخ و بہار اٹھنے لگیں حیرت کا سحر ہو اکثر ذکر  
کر چکا ہوں کہ حیرت جب بال کھول دیتی ہے حریف کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا بجاتا ہے کفرین بھی  
اسکی لڑنے لگیں حیرت نے جو بال کھول کر بھر کیا کسی سے سہوار بیہوش ہوئے ہا جقران  
آواز بلند اسم اعظم اسی پڑھا اس آواز سے حیرت گھبرائی وردہ قصہ تھا کہ آج اس بار گاہ میں خون  
کر دیا بہادریا میر نے جوہ فصاحت و بلاغت اسم اعظم پڑھا زبان میں حیرت کی لگت آنی لگی دُری  
کہ ایسا نہو ہا جقران لڑتے بیڑتے میرے پاس آ جا لیکن بس اس نے چھٹ کر ایک سحر کیا بادشاہ  
نہ کہ سلام سعد بن قباد والا مقام واسد نامہ پر ہاتھ مارا دو دن کی کمر میں پنجہ دیکر بلند ہوئی  
چلتے چلتے بھی ایک گولا مار دیا کہ تمام بارگاہ میں اندھیرا بھا گیا اس تاریکی میں حیرت لڑتی بیڑتی  
اپنے ساتھیوں کو نکال لیگی محل سلسلہ بند باہر نکلا اسکی فوج ایک قاعدے سے جمی ہوئی تھی  
انھوں نے بھی بھر کیا عرصہ دراز تک تلوار علی بیرون بارگاہ لاکھوں آدمیوں کا کھیت ہوا حیرت  
و محل جے ہوئے لڑ رہے تھے جب ہا جقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے باہر آئے تب  
حیرت جادو بھرائی محل نے کہا ہمیشہ نکل چلو ایک درخ تو قلب بر صا جقران کے



رکھو حیرت و محل ریتے بھرتے نکل گئے ایک مہر میں لاکر لشکر اتارا اسد و بادشاہ کو قید کیا محل  
اس لائق بنیں کہ حیرت سے کچھ صلاح کرے حیرت نے اپنے طریقے سے انتظام کیا یہاں بعد نکلنے  
حیرت کے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر اندھیرے کو دفع کیا ہزار و باغبان وغیرہ کو  
ہوش آیا معلوم ہوا کہ اسد و بادشاہ کو حیرت لیکنی ہزار و باغبان آمادہ تھے کہ ہم جاکر اپنی  
جان دین اپنے انسر کو رہا کر کے لائیں صاحبقران نے انکو منع کیا ہر کارون کو حکم ہوا مفصل خاک  
خبر لاؤ ہر کارے چلے عیاران اسلام کو یہی منظور ہو اپنی جان دین عیاری کرین اسد کو رہا  
کر کے لائیں حیرت جادو مہر میں اگر اتاری مگر تر دو متوحش ہے کینرون سے کہتی ہے ایسا نہو  
ہمارے لشکر سے حیران لیکر پڑ تو شکل ہوگی میں اس کے لشکر کا بارہ اٹھا سونگی پڑ پھر کر جاکر ان کی ایسا  
نہو کہ قید کر لیں میں اسد و بادشاہ کو قتل کر کے نکلجاؤں میرے واسطے کسی مقام پر کسی شے کی کہ نہیں  
ہے اس فکر میں تھی کہ آسمان سے برق چمک دیکھا ایک طائر ہفت رنگ بصد رعنائی و زیبائی قبۃ بارگاہ  
پیرائے حیرت کی بیٹھا زمرہ سرائی کرنے لگا جھک جھک کر جال حیرت کو دیکھ رہا ہو حیرت نے اسے  
سحر پڑھ کر ہاتھ اٹھا یا طرف طائر کے دیکھا وہ طائر ہاتھ پر حیرت کے آگے بیٹھا یہی مطلب تھا حیرت  
نے جو خیال کر کے دیکھا گلے میں طائر کے ایک نامہ بندھا ہوا ہو حیرت نے نامہ کو کھولا طرف سے  
خداوند روشن تن کے مرقوم ہے کہ اسے خاتون محل شہنشاہ طلمس ہوش ربا شوہر نے تمہارے  
غزوہ میں جان دی ہمارا تو کبھی نام بھی نہ لیا جو کچھ گذرا وہ تو گذرا اب تمکو مناسب ہے کہ میرا از نام  
کو دیکھو اسی ہمارے پاس آکر حاضر ہو ہم معاوضہ خون افراسیاب مسلمانوں سے لین گے طلمس  
ہوش ربا میں پھر تمہاری سلطنت قائم کر دینگے بغور ملاحظہ نامہ ہذا ملکہ حیرت جادو کو خواہش  
ہوئی کہ طرف خورشید نگار کے چلین اکثر زبانی افراسیاب کی حالات خداوند روشن تن سینے  
تھو ویزرون نے بھی سمجھا یا کہ وہین تشریف پہلے حقیقت میں اگر مسلمان ادھر کا ارادہ کرے کہ زندہ  
نہ بچیں گے حیرت نے بادشاہ اسد کو ارالون پر سوار کر لیا لشکریت سے اس کے ساتھ جمع ہو گیا بڑی توجہ  
و شور سے جمعیت فوج پیشاں سمت خورشید نگار روانہ ہوئی ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا ہر کارون  
یہ خبر مفصل دریافت کر کے صاحبقران کو اطلاع دی امیر انو قیر نے بھی حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار رہے  
لشکر صاحبقران زمان میں بھی تیاری ہونے لگی دیکھیے کس وقت کو پر کرین ذکر وقت پر تحریر ہوگا



دو کلمہ داستان حیرت بیان عاشق و معشوق یعنی ایرج مصیبت نصیب و بران  
گر قنار دام حبیب مد و مجلس سے رہا ہونا ایرج کا سحر حیران جادو سی اور دستیاب  
ہونا نشان ملکہ بران کا بہ عیاری خواجہ عمر و مقابلہ ملکہ ناہید مرصع پوشش زوجہ  
کوکب از لشکر کوکب و قتل خای گلگون پوش از دست ناہید مرصع پوش و حالات  
عیاری خواجہ عمر و بطرز کوکہ ناظرین اس داستان عجائب بیان کو ملاحظہ فرما کر  
لطف کامل اٹھائیں گے و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                          |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                              |
|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>بلا ساقیا ساعیہ آفتاب<br/>جو احباب تھے تخت دشمن ہو<br/>چلے تو سن کلک عبرت طراز<br/>دکھائے ہیں کیا رنگ لیل و نہار<br/>شب وصل عاشق کا دل شاد تھا<br/>ہوئی بھر جانان میں جالت تباہ<br/>دل غمزہ پر ہجوم الم<br/>کوئی ہم سے پوچھے کہیوں کر کٹین<br/>فلکے دکھایا نشیب فراز<br/>گر قنار دام مصیبت ہوا<br/>وہ محبوب گل پیر ہن سیمت<br/>نہ مونس نہ ہمام نہ غمخوار ہی<br/>تر چتا ہے وہ سرو گلزار<br/>مصیبت ہو ہو گی رہ عشق لے<br/>تصور میں محبوب کے صبح و شام<br/>کہ مڑتا ہو فرقت میں آفت نصیب<br/>منم عند لب لعل گل روے تو</p> | <p>ہے میخانہ دہریل انقلاب<br/>غضب ہو کہ سب فوت مطلب<br/>دکھا دی جان کا نشیب فراز<br/>کبھی شام ہجران کا ہو سا منا<br/>غم و رنج فرقت سے آزاد تھا<br/>ہو یمن و لکو عاشق کے بتیا بیان<br/>رفاقت کو حاضر ہوا نہ وہ غم<br/>زمانہ جو وصلت کا آیا قریب<br/>کھلا دشمنوں پر نصبت کا راز<br/>گلگون نے گریبان کی غم سجاک<br/>گل باغ خدائی و غنچہ دہن<br/>پکارے کسی کوں ہوا ب قریب<br/>چھڑا قید سے اسکو ای کا ساز<br/>لڑائی کی افتاد جھیلے ہوئے<br/>سرب کر یہ کرتا ہے ہر دم کلام<br/>کجائی تو لے دہر و لبران<br/>پریشان کند یاد کیسے تو</p> | <p>جو دیکھ رہا ہر آہ رہن ہوئے<br/>کہ دشمن مرا اب تو کوکب ہوا<br/>کبھی ہی خزان اور کبھی ہی بہار<br/>کبھی اشک و صل عشرت فرا<br/>سحر نے دکھایا جو روئے سیاہ<br/>اڑائے لیکن ہوش بخوابان<br/>جوانی کی راتیں تریپ کر کٹیں<br/>یہ سوئے کہ جاگے نہ اپنے نصیب<br/>وہ اٹھوئے محلے مہر و فنا<br/>اڑائی تھی باوہبا سر پہ خاک<br/>تفس میں وہ لیل گرفتار ہے<br/>مصاحب ہی رنج فراق حبیب<br/>ادھر عاشق زار بیتاب ہی<br/>وہ عاشق بھی بوجان پھیل ہوئے<br/>دکھا اپنی صورت مجھ ہی حبیب<br/>ز تو روئی محفل عاشقان<br/>منم کش تہ تیغ ابروئے تو</p> |
|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|



|                                                                                                    |                                                             |                         |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------|-------------------------|
| نہم مائل چشم جادوے تو                                                                              | منہم قمری سرود لجوے تو                                      | بہشت برین گلشن کوے تو   |
| قمر رنج فرقت گوارا نہیں                                                                            | فلک کی جھانے تو چارہ نہیں                                   | چہرہ سیانہ طلمس عجائب   |
| غائب تحریر و سامان مژدہ زہائی معشوق پذیر حالات مصیبت آیات ہجران دیدہ و آفت                         | کشیدہ عاشق و معشوق بعد محبت و شفقت یوں تحریر فرماتے ہیں شعر | معنی فغانے کہ آمد بجان  |
| درین زیر نہ بردہ آسمان                                                                             | درین پردہ آواز نالم چوئے                                    | باحوال جیم یا باحوال کے |
| سابق میں تحریر ہوا کہ گرفتار دام محنت و مصیبت آوارہ دادی غربت نوبت بجان و کار و باسخوان            |                                                             |                         |
| شاہزادہ ایرج نو جوان نے دیا رابلق سے گزر کیا تھا کہ حیران جادو نے اگر دیوانہ بنایا کوکب            |                                                             |                         |
| کو تو اطمینان ہوا حیران جادو کو اپنی صحبت میں رکھا یہ خیال ہوا کہ جب تک حیران قتل نہ ہوگا          |                                                             |                         |
| نفس رنج و مصیبت سے وہ غدلیب گلزار صبا جعفرانی زہائی نہ پائے گا ایسے ایسے خیال خام و                |                                                             |                         |
| تصورات تمام ذہن میں رہے عنایت بے نہایت رب اکبر کو بھولایہ نہ سمجھا کہ اس حافظ حقیقی و ملک          |                                                             |                         |
| تحقیقی کو سب طرح کا اختیار ہے قید یوں کو مصیبت سے بچھڑتا ہوا امید و نکی امید لگاتا ہوا یہ بختان شب |                                                             |                         |
| فراق و سفید اپنی خود پرستی پر مغرور عقل و شعور سے دور پیدا کر نیوالے کو فراموش کیا نہ لات          |                                                             |                         |
| پرستی کا خیال نہ قائل خدائی خداے لایزال بلکہ اس فکر میں ہو کہ صبا جعفران زمان اب مجھ سے دیکھ       |                                                             |                         |
| اگر میری ملک کی جانب رخ کرتے ایک دن میں تمام لشکر کو تباہ کرتا لیکن نقد روح روان کا سسم            |                                                             |                         |
| عالیشان شاہزادہ ایرج نو جوان بھر حیران میں مبتلا ہو کر کل لشکر و ملکہ مروارید و ملک خضر            |                                                             |                         |
| وغیرہ دیوانہ دار وحشی مثال گرد اس شیر مہینہ سا حبق انی کے اس صحرا و ہول خیر و خشت الگین باو        |                                                             |                         |
| مارے پھرتے ہیں نہ یارے نہ مددگارے نہ مونسے نہ غمگسارے کبھی کہیں بچھو گویا گروں جا جا جھیلوں        |                                                             |                         |
| میں پانی بھرا ہے موج میں آگہی لیا کون دل ہی کرے کون آب دانہ ہو پچائے ایک نخل کے سایے               |                                                             |                         |
| میں بہوت لب پر مہر سکوت گرفتار دام رنج و محن ل میں یا و ملکہ بران شمشیر زن گریبان                  |                                                             |                         |
| زلف چو نگار ماند ارد                                                                               | آئینہ ماز عیب پاک است                                       | کس حسن چو یار ماند ارد  |
| چرخ مرده گل از خاک روید                                                                            | ابرے کہ ہمارا ماند ارد                                      | دست آئینہ دار ماند ارد  |
| چشمے کہ غبارا ماند ارد                                                                             | مانور دو چشم آفتابم                                         | بے نور بود از آفتاب     |
|                                                                                                    |                                                             | خورشید عیار ماند ارد    |



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                            |                                                                                                                                        |                                                                                                                                             |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>مالِ بیل باغ آرزویم<br/>دستے کہ نگار مانداد<br/>در کشور حسن اعتبار سے<br/>صوتے چو ہزار مانداد<br/>چو ش محبت بران میں شہزادہ</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                         | <p>مکتوب دیار مانداد<br/>رنگ از اثر حیا نہ گیرد<br/>این ضابطہ یار مانداد<br/>در باغ بہشت عندیہ<br/>طالع سر و کار مانداد</p>            | <p>قاصد کہ بنا مے کند فخر<br/>این باغ بہار مانداد<br/>خوبان ز نظارہ برنجید<br/>جز نقش و نگار مانداد<br/>خاموش ز گفتگوے مخفی</p>             |
| <p>یہ شعار پڑھ رہا ہے آنکھوں میں آنسو جیسے ہوے دل میں محبوب کی یاد شغل آہ و فریاد و بیانی<br/>بمقامی و سبب ترقی پر آہ و زاری یکایک زمین شق ہوئی مکہ مجلس جاو و رزان و ترسان<br/>بال پریشان آنکھوں میں حلقہ دو گھر قدموں سے ایرج کو جوان کے پٹ گئی خوب چینی بار<br/>روئی دیدہ سحر لائی تھی اس سے ایرج کا منہ دھولا یا سحر اتارا ایرج چینی مار کر دیا مجلس قبل<br/>و کعبہ کمرہ روتی تھی ایرج فرزند ارجمند کمرہ چینی مار کر روتے تھے ضبط کمرہ کے ایرج نے فرمایا<br/>نور نظر حال مصیبت مال مکہ بران شمشیر زن ظاہر کر کیونکہ ہم بیان تک بشکل پہنچے کوئی رہبر<br/>نہیں کہ نشان منزل بتائے یا رہبری کرے اتور زندگی سے تنگ جان سے بہ تنگ یہ سنکر مجلس<br/>خود رونے لگی کہا اے شہر یار جس روز سے کو کبھی مکہ بران کے ساتھ وہ بدعت کی کہ جس نے<br/>قلب سبکا ملا دیا یہ کینہ و ملکہ اختر و مرورید و جیشید یہ سب مکہ جستجو بلکہ بران میں مصروف<br/>ہیں اب کل حالات آپکی طلسم کشائی پر متوف ہیں ان سب صاحبوں کی صلاح کو آپکو بچانے<br/>آئی ہوں یا سم پرہیے کہ حیران جاؤ گے سحر کی تاثیر آپ پر سے دفع ہو بعد اس کے عبادت خانہ آراستہ<br/>کیجیے آرزو و فتاحی طلسم نور افشان میں مصروف ہو جیے نہیں معلوم اس ظالم سنگدل نے مکہ<br/>بران کو کمان قید کیا کیلین نشان نہیں ملتا صاحب دبا و پریگا احوال ظاہر ہو جائے گا یہ سنکر ایرج<br/>فرمایا ای مجلس میں کوہ کنی کرنے کو موجود ہوں یاد میں اس محبوب مظلوم کے یہ نوبت بہم</p> | <p>اک رات دل جاؤ کوئی عشق وصال دی<br/>کر دم بھی عطا ہے حسن جلال دی<br/>اوشوق باغ ہو کر کیا نفس بھی<br/>شاید ہی فرق کی آفت کوٹال دی</p> | <p>بہو چھی سہا ٹھہر سہی عالم نظم<br/>دو جگو عشق صبر بھی دلو جمال دی<br/>دل ہی کو اضطراب جدائی اجمال<br/>دلو کر بیٹے جانی خیرات عشق غلین</p> |
| <p>پھر جا ہوا آسمان خیم میں دل<br/>ابنا تو بام یار پہ ہوتا نہیں گذر<br/>اب چھوٹوئی راہ کوئی تو نکال دی<br/>آز رہ بید لون کو کہ گیا سہرا</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                | <p>اک رات دل جاؤ کوئی عشق وصال دی<br/>کر دم بھی عطا ہے حسن جلال دی<br/>اوشوق باغ ہو کر کیا نفس بھی<br/>شاید ہی فرق کی آفت کوٹال دی</p> | <p>بہو چھی سہا ٹھہر سہی عالم نظم<br/>دو جگو عشق صبر بھی دلو جمال دی<br/>دل ہی کو اضطراب جدائی اجمال<br/>دلو کر بیٹے جانی خیرات عشق غلین</p> |



دل ہی بیان نہیں ہو جو کوئی طالع دے  
میری سیاہ کاریوں پر کیا بعد ہر  
مقدور ایجنوں جو خدا کی سال و  
تلوون دور غار بیا بان ہو تو کیا  
شیر پانچہ دور کے گرد نہیں ڈال دی

زارہ شرب ناب سکر تباہو اجتناب  
روز جزا گواہی اگر بال بال دی  
تافنی کا خوف ہو نہ ہمیں غسک و  
اگر چھانٹ لیں ہو کوئی اسکو نکال دی  
لغزش جہان ہو پاؤں کو کہ یا علی طلال

اندھی تیز حرام و طلال دے  
بجنوں کا عرس کیم فصل ہار میں  
چھایا ہوا ہو اگر شرب و طلال دے  
تاتل کی ہم جو روٹھ چلے یہ نہ ہو سکا  
نیام وہ ہو گرتے ہو کوئی کھنکھال دے

مجلس کی یہ باتیں شکر ایرج اس قدر روئے کہ دامن و گریبان تر ہو گئے کہا شہر یار اب تو عبادت  
کر کے اولیٰ لوح طلمس نرگس حاصل کیجیے ہم لوگ جاکر ملک ناہید مصرع پوش سرفراز کرسٹین دو طرف  
سے فساد برپا ہو تب جا کر یہ جلا د صاحب بیدار دانیگا مجلس نے ایک اسم بھی ایرج کو تعلیم کیا سارے  
شکر کو آب و میدہ سحر سے اچھا کیا ایرج نوجوان لشکر کو ساتھ لے کر ایک گوشے میں آکر فروکش  
ہوے عبادت خانہ راستہ کرایا مصروف دعا ہو ا کا حال لکھا جائیگا یہ تو عرض کر چکا کہ کوکب کو طرف  
سے ایرج نوجوان کے اطمینان ہو کہ جبکہ حیران قتل نہو گا صحت پناہینگے لیکن لشکر اسلام میں  
صاحبقران فرما چکے تھے کہ کوئی ایرج کا ساتھ نہ دے مگر شہزادہ خادرسپاہ باب کا دل ہی جب معلوم  
ہوا کہ میرا نور نظر آوارہ ہو کر نکل گیا سیارہ سے کہا شب کو یا پھر ار جوان تیار رہیں ہم جستجو میں آئیں  
فرزند کی جائیکے انشاء اللہ کوکب کو منراوینگے بڑا مغرور ہو کہ میرے فرزند کو بفرزند ہی نہ قبول کیا جاویں  
تخت الٹ دنگا شب کو بہ دن اطلاع صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہو مع پانچ ہزار جوانان  
شیردل و عیار سیارہ بن عمر و تو کلت علی اللہ شب تیرہ و تارین جل بنگے صبح کو یہ خبر سناک بیطاقتی  
نے علم شاہ نوجوان کو پہنچائی یہ سکر علم شاہ غصے میں کا پٹنے لگے سمک سے فرمایا قبلہ  
و کعبہ کو اختیار ہو خواہ لشکر میں اپنے ہکو آئے دن یا نہ آئے دن یہ نہیں ممکن ہے کہ بیٹا پوتا و دون  
جان دینے پر آمادہ ہو کر گئے ہیں ہم بھی رات کو آج ہی جائینگے سمک چھ کہ نہ سکا رات کو تیر بھی  
جستجوے طلمس نور افشان میں جل بنگے مہتر چایک نے دوسرے دن یہ خبر شاہزادہ جہانگیر سے  
کہی جہانگیر نے اقبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا دہی کوکب ہو یا کوئی اور جو ہماری ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھر تاحھا  
جائے اسی قیامت برپا کر دنگا یہ فرما کر رات کو جستجو میں بھائی بھتیجے و شہزادہ اسم کی بعد  
کرد فرماتے چایک کو ہمراہ لیکر جل بنگے سب کے احوال الگ الگ تحریر کر دنگا چار پہر رات



گذر کر تارہ سحری آسمان پر چمکا بارگاہ سلیمانی میں کہ صاحبقران جلوہ فرما ہو و جو اسپسان لشکر  
 اسلام نے پہنچا اخبار صاحبقران کے ہاتھ میں دیا صاحبقران نے پڑھا معلوم ہوا جاگیر و علم شاہ  
 و خاور سیاہ برائے تلاش ایرج نوجوان گئے کھا جعفران نے فرمایا ان جو انون نے ہمارے حکم  
 کے خلاف کیا حقیقت یہ ہو کہ کوکب مرد مردانہ شیر فرزانہ سحر و ساحری میں بھی زبردست ہے یہ  
 نوجوان اسکی سرحد میں بھی نہ پہنچ سکیں گے یہ فرما کر فرزندون کے واسطے بیتاب ہوئے خواجہ عمرو  
 کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا خواجہ تم جاؤ ان جوانوں کو پھیر لاؤ اگر کوئی سرکشی کرے تو میل نام لینا اس پر  
 بھی واپس منون تو میں اور تیرے کردن خواجہ عمرو تو اسید وقت بانٹا ہے عیاری سے آتا ہے ہون کے  
 تلاش میں ان شیرون دلیرون کے چلے عمر و کو انتہا کی بقتاری ہو کہ ایسا شو فرزندان صاحبقران  
 کسی مصیبت میں پھنس جائیں کوکب کو بھی انتہا کا غصہ ہوا اگر خدا نخواستہ انکا سوے جسم میل ہوا  
 تو میں صاحبقران کو کیا منہ دکھاؤں گا بعد جانے خواجہ عمرو کے رعد و برق و باغبان و بہار وغیرہ  
 سات ساحران زبردست آپس میں صلاح کرتے تھے یہ مشورہ ہوا کہ حیرت جادو ہمارے آقا اسد  
 بادشاہ لشکر اسلام کو لیکر طرف خورشید نگار کے جاتی ہے چکر راہ میں اسکو روکین پاکہ اس سے  
 مقابلہ کریں یہ سوچ کر ساتون ساحر تلاش میں ان سرداران نامی و پہلوانان گرامی کے روانہ ہوئے  
 وقت پر انکا بھی ذکر تحریر ہو گا اول شانہ زادہ خاور سیاہ کا ذکر ہوتا ہے کہ اپنے فرزند کی تلاش میں  
 نکلے تھے قطع منازل و طو منزل کر کے قریب در بند اڑ رہے تھے اپنے اڑ در جادو و طر سے کوکب کے  
 حاکم پر خبر ہوئی کہ بنیرہ صاحبقران تلاش ایرج نوجوان کہ جسے سبب سے ہماری بادشاہ کو ملا ہے  
 اسکی فکر میں یہ نکلا ہے اڑ در جادو اسید وقت بارہ ہزار ساحرون سے باہر اپنے شہر کے ریا دانہ ہے ہر  
 آواز دی او ملا زمان بنیرہ حمزہ اپنی آقا کو سمجھا و لشکر کو لیکر پلٹ جائیں یہ سرحد شہنشاہ کوکب  
 ر و شمن پر شاہ زادہ ملک قاسم التمشو شعلہ مزاج نے یہ صدا سن کر قبضہ تیغ ہلا کر افراسیابی پر  
 ہاتھ ڈالا سپاہ بن عمرو کا بھولیا ہوا ہے عرض کی کہ اسے شہر یار ملک ساحران غدار ہے  
 سمجھ کر مقابلہ کیجے اس وقت ہٹ چلے آئندہ غلام تدبیر کرے گا قاسم کب مانتی ہیں شہرنگ زہرہ جبین  
 میلانی ایسا مرکب ذرا جو گدگدایا صف لشکر دشمن پر جا پڑا تلوار چلنے لگی دو چار ہزار مارے



ساحر دن نے بھی قتل کے اثر ورنے سحر کیا کہ سب گرفتار ہونے لگے کوئی گھوڑے سے گر کر کسی کے دل  
 میں ہیبت آئی کسی کے ہاتھ سے تلوار جھوٹ کر گری کسی کو مرکب لے کر بھاگا دوڑ جا کر گرا دیا یہ حرکات  
 و سکنات سیارہ نے دیکھے کہ اب جادوگر بسٹھلا گولے مارتا ہوا آتا ہے ہزار ہا کو پامال کیا فرزند خواجہ  
 عمرو نے سمجھا کہ غضب ہو جائے گا جہنم زدوں میں لشکر شکست کھائے گا کچھ تدبیر کرنا واجب و لازم  
 ہو یہ سوچ کر کنارے آ یا زنگ و روغن عیاری کا لگا کر ساحر کی شکل بن کر تیار ہوا اثر و جادوگر ساحر  
 میں مل گیا جست و خیز کرتا ہوا قریب اثر و جادو ہو پوچھا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ اثر و جادو  
 سحر نے کیا لطف دکھایا ہزاروں مسلمانوں کو دیوانہ بنایا گھوڑوں سے گر رہے ہیں پیدلوں کی تباہی  
 سواروں کا عجب حال ہو ایسا خوبصورت سحر آپ کرتے ہیں خود بخود درٹنے والے مرتے ہیں دیکھے  
 ہوا اگر مچل رہی ہو کیا لطف کا سحر کیا لیکن دیکھے لوگ مشہور کرتے ہیں کہ مسلمان سحر نہیں جانتے  
 بڑے بڑے جادوگر ساتھ ہیں وہ دیکھے ایک اٹتے ساتھ کا سحر بنا ہوا نخل میں گل بوٹے لگا رہا ہے  
 اس نے پلٹ کر کہا اس ساحر کو بلائے میں تدبیر تیار ہوں جہنم زدوں میں ہزار اگل بوٹے تیار ہو جائیں  
 وہ پھول دشمن کے گلے کا ہار ہو جائے سیارہ نے کہا ملاحظہ فرمائیے بنائے والا بھول گیا درخت میں بڑا  
 شاخاندہ نکلا یہ سنکر اثر و جادو درپٹا اتنا منہم سے نکلا کیا سحر بنایا منہم کا بھیڑنا سیارہ قریب تو پہنچ ہی چکا تھا  
 برابر کر کے آکر خبر مانا تو پڑ کر دوسرے پہلو کو پار گذرا اثر و جادو لڑکھڑاکے زمین پر گر گیا زمان قاسم نے  
 کھستے رہائی پائی بعد گھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرانام میں اثر و جادو بدو دیہ جو آواز ساحر فیکہ نہیں  
 پہنچی گھبرائے آخر صلاح ہوئی فرزند صاحب جفران کی اطاعت کر دو چار جانب سے حد سے الامان  
 ہوئی بعد مال سوا تم باندھ کر دوڑے قدموں پر قاسم کے آگے گئے فطرت سے سیارہ بن عمرو  
 کی در بند تھی ہوا شاہزادے کو ساتھ لے کر اندر قلعہ کے آئے قاسم نے یہاں بیٹھ کر واسطے خبر  
 ایرج نو جوان کے ساحر دن کو روانہ کیا تاکہ کہ دی کہ جس مقام پر لشکر تھامے فرزند کاٹے یہ شہرہ  
 دنیا کہ در بند اثر و یہ فتح ہوا ہم فوج لیکر آتے ہیں قاسم نے در بند اثر و یہ براستقام کیا واسطی ایرج  
 نو جوان کے گوش بر آواز میں شہزادہ جہانگیر والا تدبیر نہایت غصے میں لشکر سے نکلی حقو مقرر چاہا کہ  
 صبار قنار عیار کا ہمراہ ہے نہایت تیز طرار بلاے روزگار اشاروں میں عیاری کرتا ہوا اسکو  
 خبر معلوم ہوئی کہ سرحد قلم کو کب میں آکر پہنچے در بند ہران کو کہ یہاں کا حاکم بھران جادو و ہی



مگر بڑے بڑے ساحران زبردست اس کے ہمراہ ہیں یہ منکر چاہئے جہاں گئے کو ایک درہ کوہ میں ٹھہرا  
 کہا اے شہر یار میں آگے بڑھ کر دریافت کروں کہ اس ملک کا حاکم کون ہے ساحر منکر چلے راہ میں ایک  
 ساحر سے پوچھا یہاں کس کی عمارت ہے اس نے کہا جہان جادو و خراج گذار شہنشاہ کو کب تین کوس  
 پر قلعہ ہے یہ منکر منتر چاہک صبار رفتار درہ کوہ میں آیا نامہ طرف سے کو کب کے تحسیر فرمایا  
 بصورت نامہ دار طرقت قلعہ کے چلا شہر برائینہ میں آیا شہر کی سیر کرتا ہوا در دولت پر پہونچا درگہ سالار  
 نے خبر کی اندر جا کر بادشاہ کو سلام کیا پائے تخت کو بوسہ دیا دست ہستہ عرض کی حضور کنارے چلین  
 تنہائی میں کچھ عرض کرنا ہی ہیران اٹھ کھڑا ہوا چاہک اسکو ساتھ لیکر کنارے آیا بالون میں لگا کر  
 بیوش کیا اسکو تو صندوق میں بند کر دیا ہیران کی صورت منکر بارگاہ میں آیا تخت پر بیٹھا کہا یارو  
 شہنشاہ کو کب نے کہا بھیجا ہے کہ جہاں گئے جہاں جہان بن صابقران آتا ہی خبردار اس سے مقابلہ نہ کرنا چاہیے کہ استقبال  
 کر کے لاؤ سامان ضیافت آراستہ کرو مشیران سلطنت نے عرض کی غلاموں کو کیا عذر ہے مصاحبوں  
 کو بھیج کر جہاں گئے کہ بلوایا قلعہ سے نکل کر استقبال کیا عرض کی اے شہر یار قلعہ میں تشریف لیجئے ہمارے  
 شہنشاہ کا حکم ہے برائے اطاعت حاضر ہیں جب قلعہ میں لائے شہزادہ جہاں گئے کو بارگاہ میں  
 جگہ ملی سرداران اہمراہی دنگل ہائے زرین پر آکر بیٹھے اب چاہک نے ہیران کو ہوشیار کیا  
 اسکو آگاہ کر دیا کہ اے ہیران ہم نے مجھ کو گرفتار کیا قلعہ میں عمارت ہے ہو گئی اگر منظور ہو تو قتل کر دیتے  
 کسی کو خبر بھی نہ ہوتی اس طرح سمجھا یا کہ ہیران جادو کے قلب کو سرور ہوا رنگ کفر آئینہ دل سے  
 دور ہوا بدل و جان اطاعت شہزادہ جہاں گئے والا تہذیب قبول کی اس درندہ پر جہاں گئے اگر  
 قائم ہوے شاگردان چاہک برائے خیر ابرج نوجوان روانہ ہوئے مگر رستم بلیتین علمشاہ  
 نوجوان قریب و دہند فیلانیہ پہونچے فیلان جادو ملازم کو کب ساحر زبردست ہر فن  
 ساحران اہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا سحر کرنے لشکر علمشاہ پر جا بڑا تیر چلنے لگے علمشاہ نے دیکھا فیلان  
 سحر کرتا ہوا آتا ہی اشارے میں اس کے ہزار دن بیوش ہوئے رستم نے کمان کیانی دوش سرتاری  
 گوشے سے ملاحظہ کرنے لگی علمشاہ نے فیلان کو تاکا فیلان نے ایک مقام پر کھڑے ہو کر دوچار  
 سحر کے کئی ہزار آدمی ہر اس بیان رستم مانو گئے ایک طرف گنبدہ پھیر کر سحر کرتا ہوا چلا  
 علمشاہ نے قربان سو کمان ترکش و تین بچال کا تیرہرہ کمان میں پیوست کیا سینہ پر کینہ



فیضان کو تا کا سیرکمان کا کڑ کا سینے پر فیضان کے پڑے آؤ کر پشت کو بار گذر فیضان جادو مارا گیا  
 افسر جو مارا گیا ابالیان فوج پر علمشاہ کا دباؤ پڑا تیر انداز بیان کین نعرہ مردان عالم سے زمین تھرائی  
 خون سے چادر ہلنے لگی امیر دوزیر الامان کتے رگوں دوڑے قدموں کو علمشاہ کے بوسہ دیا رستم  
 نے ایک ایک رئیس کو گلے لگایا سوال اسلام کیا ابالیان قلعہ فیلانہ مطیع الاسلام ہوئے عرض  
 کی اور شہر یار غلامان جانبازا اگر کلمہ پڑھیں گے تاثیر بحر جاری زبان سے جاتی رہے گی دشمنوں کو کار  
 مقابلہ درپیش ہو وقت پر ہم بھی ساتھ زمین سپارہ نے بھی اس بات کو پسند کیا واضح راہ ناظرین  
 والا مقام رہا کہ شاہزادہ مخدوم سیاہ و جہا نکیر عالیجاہ و شہزادہ علمشاہ تینوں شیر برے مدد ایدرج  
 لٹا تھو ایک ایک شہر تینوں نے فتح کیا تینوں شہر کو کب روستہ نصیمہ کے ایک وقت میں فتح  
 ہوئے تینوں شہزادوں نے اپنے اپنے مقام سے ہر کارے براے خبر ایدرج روانہ کیے کہ دیکھو ہمارا  
 فرزند کمان ہے خبر کے مشتاق گوش بر آواز کہ مفصل حل دریافت ہو تو لشکر کشی کر کے قہر شہیدی  
 پر جا پڑیں یہ سردار تو اسن تظار ہیں ہیں ایدرج نوجوان کو ملکہ مجلس جادو رہا اگر گئی تھی ایک اسم  
 بھی تعلیم کیا عرض کی اور شہر یار آپ عبادت خانہ آراستہ کرین دیکھی غیب سے کیا حکم ہوتا ہو  
 ایدرج نوجوان فراق بران شمشیر زن میں بیقرار یہ دل جاتا ہے کہ اگر دریائے آتش ہو  
 تو اس میں بچانہ پڑیں دریائے آہن جھیلوں فوراً جان پر کھیلوں پس و منکر کے برخسوع و خشوع  
 مصروف دعا ہوئے مراد یہ تھی کہ اے خالق کا رسا دواے رب بے نیاز گو ہر مراد و سیتا بے فتح  
 طلمس نور افشان باسانی ہو جائے اپنے محبوب جانی یار جاودانی کو زندہ پاؤں کو شش کر کے  
 اس گزشتار دام مصیبت کو چھڑاؤں دعا کرتے کرتے رات قلیل باقی تھی کہ غش طاری ہوا دیدہ ظاہری  
 بند ہو دیدہ باطنی واسطے ایک مرد مقدس نے عالم خواب میں وصیت کی کہ بوقت سحر یہ اسم پڑھنا  
 ایک نیل مرغ آسمان سے آئے گا اس سے کننا میں بارغ بزرگ میں ہو نچا دی بوقت سحر ایدرج نامور  
 سے ساتھ والوں سے سب کیفیت بیان کی شاہ پور شیر دل سے کہا شکر گوتم اسی مقام پر آتا رو  
 ام ہو جب ہدایت بزرگان دین تلاش باغ بزرگ میں جائیگے ابالیان لشکر عا میں دینے کو  
 ایدرج سب سو رخصت ہو کر ایک گوشے میں آکر اسم تعلیم کردہ مرد مقدس شروع کیا بعد چند ساعت  
 نیل مرغ آتا ہوا آسمان سے آیا جیسے ہی وہ قریب پہونچا زمین پر اتر اٹھنے لگا ایدرج نے کہا اور مرغ



طلسی ہوا باغ بزرگ میں پہونچا وہ فیل مرغ نے سینہ زمین پر رکھ دیا مراد یہ تھی کہ میری پشت پر  
سوار ہو جیے اسچ نوجوان بشارت پا چکا تھا بسم اللہ کر کے پشت طائر فیل مرغ پر سوار ہوا فیل مرغ  
بلند ہوا اس قدر بلند ہوا کہ قریب کہکشان فلک کے پہونچا موج ہوا سے غش طاری ہوتا ہوا شہزادہ  
ضبط کر رہا ہے پشت مرغ پر ہاتھ رکھا مرغ مائل بہ پیشی ہوا باغ میں لاکر اتار دیکھا باغ وسیع قصر ہوا عمدہ  
چمنہا طولانی طائر ان زمزمہ سرا اس باغ پر چوٹ ببار ہر جھول سویر کی اشکار شہزادہ سرگزا ہوا  
گل رخسار بران میں سرچھو لون کی کب پسند آتی ہو یاد قد محبوب میں سر و گلشن کو دیکھ کر طبیعت کھراتی  
ہے آنکھیں اسی گلزار کو دھونڈھتی ہیں جب خیال آتا ہے قلب الٹ جاتا ہو روز قتل افراسیاب  
ملکہ بران شمشیر زن کا بقیار کر انا شاہزادے کو بجانا یکا یک پھر غائب ہو جانا اس یلہ میں دل پر  
جھڑان چل رہی ہیں بہار باغ خار معلوم ہوتی ہے رعنائی گلشن تخم مصیبت کشت دل میں بونہی

|                                                        |                                      |
|--------------------------------------------------------|--------------------------------------|
| ہے یہ اشعار بقیار ہو کر ایرج نوجوان نے پڑھے اشعار ایدہ | در چمن باز نگر ز گس بیاری است        |
| کہ اسیران چمن را سرگفتاری است                          | کہ نہان رکفت گل انم چمن رمی است      |
| نیست گریز لعل تر بکجا اسلام بکت                        | سئو آشفته ز آشفگی طرہ زلف            |
| کہ نہان تاب بہر سو گر تباری است                        | عاشق دل شدہ را گری بازاری است        |
| تشنہ لب نیست کسی نہ درین وجہ پاک                       | نیست گر بیچ در گرا حاصل رسوا عشق     |
| گری معرکہ و مجمع بازاری است                            | این تاعلی است کہ در ہر ہر بازاری است |
| باغبان دست تم باز کش زیندن گل                          |                                      |
| بر کمر حسن ترار شہ ز ناری است                          |                                      |
| عجب بخون کن بود کا ز شوق چون                           |                                      |
| شترتی است بہر دل بیاری است                             |                                      |
| نقد جان چند فروشی بہ تفاخر خفی                         |                                      |

طبیعت کو جو زیادہ قلق ہوا وہ اس تعلیم کردہ بزرگان دین پر حق قلب کو تسکین حاصل ہوئی گو یا کسی نے کان میں  
اگر کہد یا کہ اسے آوارہ دشت محبت واسے سرگشتہ محراب معصوبت کرم کہیم کار ساز بزل کو مطمئن رکھو جتھوے  
معشوق کی یہ تدبیر ہے وہی پیش آتی ہو جو شہنشاہ تقدیر اسچ نوجوان خسران خسران چمنہا سے باغ  
کو طے کر کے قریب بارہ دری پہونچے تسبیح خوانی کی آواز آئی کوئی عابد مطیع حکم رب اکبر بعد خضوع و  
خشوع حمد الہی میں مصروف ہے اس صدائے فرح افزا کے گوش ز دہونے سے بیشابی دل  
موتون ہے خوشی خوشی شہزادہ اندر بارہ دری کے آیا دیکھا وہ تضرعت نشان چہیت پروردے  
آراستہ خجرات جا بجا روشن ایک تخت سنگ مرمر سفید کا وسط بارہ دری میں بچھا ہے اُس پر ایک مرد  
بزرگ باریش سفید بیٹھا ہوا اپنی کو تسبیح خدا میں تحلیل کر رہا ہے دم بیکانی کا پروردگار کی نصیر رہا ہے



جیسے ہی ایرج نوجوان کو آئے ہوئے دیکھا اغوش تنابعد شوق واکر کے اپنے مقام سے اٹھا فرمایا  
کہ اگر شیر بنیہ جرات و بہمت واکر کے تاز میدان جلالت ہم عرضہ دراز سے مشتاق ہیں فرودیا  
کہ ترنگ در کنار کشم + ہر تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم + اس فصاحت و بلاغت سے اس مرد  
بزرگ نے کلام کیا تو ایرج نوجوان مثل غنچہ گل منقبض تھا ہوا اسے کلام فرحت انجام سے مثل  
گل شکفتہ ہوا قریب مرد بزرگ کے چبایا اس نے کھڑے ہو کر عرض کی اے شہر یار اول طلسم نرس  
ہوگا تب اہالیان طلسم نور افشان کی انکھیں کھلیں گی بعد فتح طلسم نرس انشاء اللہ دینہ طلسم  
نور افشان شروع ہوگا بسم اللہ انکشر حاضرے شکل میں دیکھو گی کہ کی اسکو دست حق پرست  
میں یوچیا سے جس قصر کا دروازہ کھلا ہے اسکی اندر تشریف لیجئے جو کچھ ملاحظہ فرمائیں گا اس  
انکشر سے مقدمات سخت و صعب حل ہونگے ایرج نے دیکھا کہ شہری میں ایک صندوق کھان  
رکھلا اور بجائے قفل مار سیاہ لپٹا ہوا ایرج نے وہی انگوٹھی سے انکی کی جیسو ہی سیاہ انگوٹھی کا مار سیاہ  
پر پڑا سا رابل نکل گیا تو پھر زمین پر گر گیا ایک زنگی سیاہ رو تینہ کھینچ کھینچ ایرج پر حملہ کیا ایرج تو  
کھائی پر ہاتھ ڈال دیا ننگی لپٹ پڑا کوٹے پر لڑک مارا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہستی وارانام میں سیاہ رو جاو  
بود ایرج سے فوراً تھمہ دوق کھولا دیکھا ایک تختی الماس کی درخت پر یا قوت امر کے پیشانی پر لکھا طلسم نرس  
ایرج بہت خوش ہو کر دوق کو یکسر گنگے میں ڈال دیا سہنتے ہوئے باہر تشریف لائے نکل کر وضو کیا دوق کو ملاحظہ  
فرما کر تھو کہ داؤد جی جس نے انکشر دی تھی اگر سلام کیا عرض کی اے شہر یار مبارک ہو دوق طلسم نرس  
حاصل ہوئی اب قتاحی میں مصروف ہو جی یہ تو ظاہر ہے مضمون مصرع سے مجبور انسان کی معلوم  
ہوتی ہو مصرع حال چنی کس نیمہ اندر مجبور ہو کر دگاہ بنیں معلوم آئندہ کیا ہو یہ غلام مزدور عرض کر  
کہ بعد فتح طلسم نرس مجملہ امورات کا حال کھلیں گا تب طلسم نور افشان جانا پڑے گا یہ بھی فرماتے ہو  
ہوتا ہے آپ کے بزرگ معین و مددگار حوالی طلسم میں آگئے یہی ان صاحبان کا بھی قصہ ہو کہ طلسم  
نور افشان فتح کریں یہ سب امورات آپ کی ذات پر موقوف ہیں بعد بھی کوئی معین شرکت کری  
کہ جس سے پشت مضبوط ہو ایرج نے فرمایا اے داؤد جی میں اپنے پروردگار کی مدد چاہتا ہوں  
داؤد نے بہت بہت سمجھا دیا کہ اے شہر یار اہالیان طلسم اب آپ کو ساتھ کر کے اپنی تدبیر میں لے  
کا قصد کریں ایرج نے کہا کچھ اسکا افسوس نہیں ہوا وہ حاکم حقیقی و مالک حقیقی ہر مقام پر معین مددگار



ہونا خداے عالم کی مدد سے بڑا پار ہے داؤد جی رخصت ہوا بہت کچھ بچھا گیا ایرج نے لوح کو دیکھا  
 تحریر تھا سامنے کوہ فلک شکوہ ہر وہاں کا حاکم شکاف جادو ہی اس کے مکر میں نہ آنا ایرج نے لوح کو جو ان آگے  
 بڑھے جیسے ہی قریب اس پہاڑ کے پہنچا رو نیکی آواز آئی دیکھا زین حسین رومال سے ہاتھ بندھے ہوئے  
 ملول و حزین دوڑ کر سامنے ایرج کے آئی عرض کی اے شہ پار میرے حال پر رحم کیجی ہر جہد ساعت  
 مجھ کو لوح دیکھو داؤد جی نے مجھ کو بھیجا ہے آپ کو بہت تکلیف ہوگی جا بجا بڑے بڑے ساحر و کین گے  
 میں آپ کو برائے شمشیر زن کو دکھا دوں پہلے اپنی معشوقہ کو رہا کر لیجیے ایسا نہو آپ ساحر و کین کو قتل  
 کریں کوئی ساحر بغاوت میں ملکہ بران کو قتل کر ڈالے پھر آپ کیا کر سکتے جیسے ہی اس زین حسینہ  
 نے یہ کہا ایرج کو سمجھانا داؤد جی کا یاد آیا فرمایا کہ اذن مکارہ تو مجھ کو دھوکا دیتی ہے اگر دوستی منظور  
 ہو مقام قید ملکہ بران تعلیم کریم لڑ بھڑ کے رہا کریں گے باتیں کرتے ایرج نے لوح پر نگاہ ڈالی مرقوم  
 تھا اے قناح طلسم شکاف جادو ہی ہر جلد اس کو قتل کرو اگر نکل جائیگی فساد برپا کرے گی ایرج نے لوح کو جو ان  
 نے کہا اے خیر خواہ تو لوح مانگتی تھی یہ کہ کہ لوح کو چمکایا فضا سے اس کی شکاف جادو کی روشنی زائل  
 ہوئی نابینا ہو کر ٹوٹنے لگی وہ صورت بھی جو بحر سے بنائی تھی ایرج نے دیکھا ایک زن کریمہ منظر ضعیف  
 و لاغر لباس سیاہ پہنے ہوئے ایرج نے آواز دی اولکاتا اپنی صورت تو دیکھ اب جو اس نے لباس سیاہ  
 اپنے جسم میں پایا جا ہا ہا کر کے نکل جاؤں غلطک مار کر پریرا زیدیا کے بہ تعجیل سوچ پاس گز بلند ہوئی  
 ایرج نے کمان کیاتی دوش سے لی تیرہرہ کمان میں پیوست کیا تاک کر ارا سینہ پر کینہ پر پڑا مہرہ پشت  
 کو توڑ کر بار گزرا آواز آئی کشتی مرا نام من شکاف جادو بود بعد مرنے اس ساحرہ کے لوح کو ملاحظہ کیا  
 بارہ درمی سے نکلے لوح نے خبر دی سامنے جو حوض آب و شفاف سے ملوے اے طلسم کشا اس  
 میں کو دے سے تیری آبرو ہے نہایت لوح کی خبر داری کرنا کہیں دھوکا نہ کھانا اگر لوح قلعے سے نکل  
 آئی پھر دستیاب نہوگی ایرج نے بہ تعجیل اپنے کو جہنم تک پہنچایا جو شجرات میں پھانڈ پڑے بعد چند  
 ساعت پانوں زمین سے آشنا ہوئے دیکھا ایک باغ مٹھ ہے ایک نخل سرو میں قفس انہی لشکرات  
 اسمین قمری مصر دت کو کو طوق محبت بہ گلو جیسے ہی قمری نے اس سرو کو خواستہ باغ جہرات کو آتے  
 ہوئے دیکھا ٹرپ کر تیلبان قفس کی توڑ میں نکل اپنے تین سپر ایرج نے لوح کو جو ان کے پہنچایا ہیسات و انوس  
 کہ کہ گرد مرثی افسر کے جرج مارنے لگی ایرج نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا اے قناح طلسم دایر سیارین



عجائب اگر قمری قفس توڑ کر نکلے گرد و سر آجے چرخ مارے سات چرخ تمام دم ہونے پائین رہتے پھر کے  
ہو کر رجا و گے ایرج نے جو خیال کیا تو صاف ظاہر ہوا پانفون میں قوت کم مزاج برہم لوح پر نگاہ ڈالنے سے  
طبیعت بگڑتی رہی ہوا اس چین کی اٹھکھیلیاں کرتی رہی تھیں لڑتی رہی تھیں حاشیہ لوح کو تبجیل سے بے اعتنا  
پانفون میں طاقت آئی قمری پانچ چرخ لگا چکی تھی کہ ایسے نوجوان نے تبجیل لوح کو دست حق پرستین  
لیکھ بلند کیا جیسے ہی عکس لوح کا قمری پر پڑا لڑکھڑا کر زمین پر گر گئی ایرج نے دوڑ کر ماتھے ملواریا مارا دھڑکا  
ہوئے تمام باغ میں اندھیل ہوا آواز آئی کشتی مرانام میں مرغاب جاو بود بعد عرصہ دراز روشنی ہوئی  
ایک ساحرہ سیہ نام کا لاشہ پڑا لا حول و لا علی پھر لوح کو ملاحظہ کیا باکید تھی کہ قتلح اس طلسمات کو حفاظت لوح  
کی واجب لازم ہے لوح ملاحظہ فرما رہے تھے کہ دیکھا از دران خود بخوار پھینکا رین مارتے ہوئے آکر  
پہونچا ایرج نوجوان پر حملہ آور ہوئے ایرج نے لوح کو گردش دی جس اثر سے عکس پڑا بنا دینا  
ہوا سر ٹکرا کر مراحبے ایرج پر حملہ کیا بلکہ لوح اسکو چیر کر پھینک دیا جب کئی سوازدرون کو ایسے نے مارا کئی  
سونا بننا ہوئے کبھی اندھیرا کبھی روشنی کبھی کچھ شیر مھر سے پیدا ہوئے اس شیر بیشہ جبرأت پر حملہ  
کیا بلکہ لوح اسکو چیر کر پھینک دیا جب کئی سوازدرون کو ایسے نے مارا کئی سونا بننا ہوئے کسکس مجال ہو جو  
انکے سامنے گرد و غبار کر کے لوح خبر دیتی جاتی ہو جب کوئی معاملہ پیش ہوا لوح طلسم کو ملاحظہ فرمایا حکام  
نکلے بموجب اسکی کار بند ہوئے ساحر دیکھ کر تباہ جاتے ہیں بصورت تباہ غیر مکر پھر آتے ہیں مراد یہ ہے کہ لینا لینا  
اکثر ڈراتے ہیں یہ شیر بیشہ صا حقیقہ الی جری بہادر صف شکن شیر و پلنگے کب ڈرتے ہیں بانٹ شیر برہنہ  
مصرف جنگ لاشوں کے انبار خون کے دیباہ رہے ہیں جانوران دند مھر اسے چلے آتے ہیں جاہلوین  
زورہ وغیرہ نوچکر پھینک دین ایرج نوجوان کو دلولہ ہے دل سے کہ رہا ہے پر پر واز پیدا کروں میں  
کو سر سے کھودوں اپنے کو تاقید بران پہونچاؤں نہیں معلوم اس ظالم جلاوٹے کیونکر قید کیا خود تو ہی  
مشہور کرتا ہے کہ میں نے قتل کر ڈالا چھاتی پر پڑھ بھون تب بے حیا سے یہ ریافت کروں کہ ملکہ عالم  
نے تیری کیا خطا کی ہمارے چھوٹے دادا جان نے تمام طلسم نور انشان کو دہم برہم کر دیا تھا جڑی تبار  
نے آکر اس شیر کو زیر کیا لوح واپس دی اب تک تو نظر جمشیدی کو الٹ دیا ہوتا اسکا بدلہ اس ظالم  
یہ لیا پروردگار ملکہ کی جان کو بجائے بلکہ اس مقام تک جامع المتفرقین پہونچاے اس سوچ میں شہزادہ  
لڑ رہا ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم کلنگ جاو وارے یارو طلسم کشا کو گھیر کر مار لو یہ جو اس



ساحر نے آواز دی گوشتہاے صحرائے بہت سے زنگی تیغہاے برہنہ پہنے ایسے جہاں پر آہٹے ایرج  
 سے تیغہ و دودم اسلحہ سے بہرہ تھا ڈالا جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہو کر چند عرصہ میں کئی سے زنگی مارے  
 پلٹ کے جو دیکھا کوئی لاشہ زمین پر نہ پایا خون کا قطرہ بھی زمین پر نہیں سرخ دھبہ بھی نہیں کرایوں پر  
 ورم آنے لگا دل گھبرانے لگا کہ آسمان پر سناتا ہوا داؤد جہنم سے آواز دی اور طلمس لاشا آب ستیا عہدہ  
 طرے ہیں لوح کو دیکھ کر طرے جو حکم دے اس کے باندہ ہو چکے گل رنگ جادو نے جو داؤد جہنم کو دیکھ  
 کہ طلمس کشا کو ہوشیار کرتا آواز دی اوداؤد جہنم کو کیا نفع ہوا اہا یان طلمس سے دشمنی کرتا ہی چاہا تھا  
 داؤد اپنے کچھ جواب دے کہ ہزار ساحر آکر داؤد سے پلٹ گئے ایرج کے کان میں آوازیں  
 اسے شہر یار بھیجا پائے پلٹ کے جو دیکھا چارے ساحر داؤد کے پیٹ تک پہنچ کر زخمی کر کے کشان کشان  
 لیے جاتے ہیں داؤد پکارتا ہے اسے شہر یار میری خبر کیجئے ایرج نے بموجب حکم لوح اہم حاشیہ  
 پر صر کر دستک دی لوح بھی چمکا لی وہ ساحر جو داؤد کو گرفتار کر کے لے چکے تھے نابینا ہو کر زمین پر گرے  
 لوح نے خبر دی گل رنگ کو قتل کرنا چاہیے جب تک گل رنگ قتل نہ ہوگا یہ مرحلہ فتح نہ ہوگا لیکن وہ کلمہ  
 داستان حیرت بیان ملک اخضر جادو و ملکہ مروارید و فیلم زنگی و فیلم زنگی و غیر وہب و شاپور  
 وغیرہ بیان ہوتے ہیں کہ بہر بیان ایرج نوجوان محراب ہو غیر میں فروکش تھا آج پہلے وچھوٹے گھبرائے  
 شاپور نے کہا اے ملک اخضر نہیں معلوم اتنا سہ نامور یہ کیا گذری کسی کو خبر کے واسطے بھیجیں کہ ملکہ مروارید  
 نے کہا اے مہر والا گھر کان میں اس شیر کے نرس کی آوازیں آتی ہر اب جو شاپور نے کان لگا کر سنا  
 بیشک غرہ ایرج کی آواز آرہی ہے طریقہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قریب نخلستان شہزادہ لڑا ہوا  
 سمجھوں نے کہ میں باندہ میں اخضر کو تخت پر سوار کیا مروارید طاؤس زرین بال پرست بریل لشکر ساحر  
 غیر ساحر آواز اپنی آواز کی سنتے ہوئے چلے اپنے مقام سے جب قدر بند ظاہر ہوتا تھا اسی قدر اب بھی معلوم ہوتا ہے  
 اس مقدمہ میں حیران کہ خداوند یہ کیا معرکہ ہے شاپور و اخضر و فیلم و فیلم نے بھی نرس کے ایرج  
 کے بھی کان میں آوازیں حیران ہو کر چار جانب دیکھا کہ میرے سرداران تمہیں کے نرس کی آواز  
 آتی ہو مگر کوئی معلوم نہیں ہوتا اسچ کو بغین ہوا مقدمہ سحر و سحری عجائب انہو گری کی کچھ سلوک  
 نے میرے دھوکا دینے کو آواز سنائی ہے اتنی طرح شہزادہ مصروف جنگ ہا یہ لوح میں دیکھ چکا تھا کہ  
 بدون قتل گل رنگ ان اژدہوں کا اختتام نہ ہوگا مگر دیکھا ایک جادوگر نے درخت کی پتوں میں



اپنے کوچھپائے ہوئے مائش کے دانے زمین پر پھینک رہی ہو اسی کھر کی یہ تاثیر ہے کہ ساحر تیر و تنگ  
 و حیرت سے اس سحر سے اس سحر کو جو ان پر حملہ آور ہوتے ہیں بسبب لوح کے یہ محفوظ ہیں اس سحر سے قربان  
 سے کمان ترکش سے تیر لیکر بہرہ کمان میں پیوست کیا گلہ رنگ کے سینہ پر کینہ کو تاکا جب سیر کمان کا کڑکا  
 گلہ رنگ سہمی سمجھی تھی کہ میں گوشت میں ہوں کون مجھ کو یا رنگا یہاں لوح نے نشان بتلایا بہت جلدی  
 پر پر وازید اگر کے قصد ہوا کہ نکل جاؤں وہ تیر قضا تھا سینہ پر کینہ پر پڑا پت کو توڑ کر بارگذا آندھی سیاہ  
 آنکھیں شعلہ بھڑک کر ساحر وں پر گرے لگے آتش سوزان سے ہزار ہا جادو گر گرے جن ساحر وں نے  
 داؤد کو گرفتار کیا تھا وہ بھی جل کر خاک ہوئی آواز آئی کشتی مرانام میں گلہ رنگ جادو بول و باب دلوں قریب  
 شہزادہ والا قدر آیا بوسہ قدموں کو دیا صفت جرات کرنے لگا کہا اے شہر بار آپ نے اس مرحلہ پر بلا وجہ  
 تکلیف اٹھائی کی سطح کا کوئی امر پیش لے لوح کو ملاحظہ فرمائیے بدون ملاحظہ لوح کسی سے ملاقات  
 نہ کیجیے دوست کو دوست نہ جائے میں حاضر ہوں ملاحظہ فرمائیے ایسا نہ کوئی میری ہی شکل بن کر  
 چلا آئے بمقدمہ حفاظت لوح داؤد و حنی نے دیر تک اس سحر کو سمجھا یا سانسے واسنہ کوہ کے لڑکے  
 اس جو وقت گلہ رنگ قتل ہوئی وہ بہاڑی تھا یا بیچ سے شق ہوا شعلہ نکلے اتنا بڑا پار جل کر خاک ہوا داؤد  
 نے سراٹھا کر دیکھا کہا اے شہر بار قلعہ زر گس برآپ آگے میں تو اب ٹھہرنے میں سکتا بیچ میں مرحلہ جات  
 کا بعد تھا یقین ہے کہ آپ کے سردار بھی آپ سے آکر بیٹھیں زر گس جادو لشکر کے کرائے کی اگر خدا نے فضل  
 کیا اور یہ قلعہ بھی آپ کے قبضہ میں آیا تو طسم زر گس فتح ہوا آئندہ فکر لوح طسم نور افشان ہوگی وہ  
 بھی دستیاب ہو جائیگی غلام رخصت ہوتا ہے ابھی حضور کو جنگ و ریش ہی غلام کے ٹھہرنے میں  
 پس و پیش ہی داؤد تو غرق زمین ہو کر غائب ہوا اس سحر کو جو ان نے دیکھا بہاڑی تو بالکل غائب ہو  
 و رخت جو سامنے واقع تھے وہ بھی جل کر گرے ایک قلعہ سر فلک کشیدہ پھانک کھلا ہوا ہزار ہا ساحر  
 لینا لینا کرتے ہوئے اندر سے قلعہ کے آتے ہیں اس سحر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا انہو کے چلے تھے کہشت سے  
 گر واری دیکھا ملک اخضر و دختر بلند اختر اخضر ملکہ مر وارید جادو و نیلم و نیلم وغیرہ اب سب  
 ظاہر ہوئے اس سحر نے بھی انکو دیکھا ان سبکی بھی نگاہ پڑی کہ ہمارا آقا دریاے خوں میں غوطہ مارے  
 ہوئے تیغ بکف سایہ نعل میں کھڑا ہے اور لشکر سحران براس مقابلہ آقاے نامدار بلوہیکے ہونے  
 آتا ہے یہ بھی سب حیرت ہاے سحر سبھا لکھ بڑھے شاہ پور نے کہا اول مرکب بہو نچاؤ آقا دریاے خونین



نہاے ہوئے ہیں صاف ظاہر ہو کہ کسی سے مقابلہ بڑا ساحرون نے مرکب باد رفتار لا کر خدمت میں  
 ایرج عالی وقار کے پہنچایا اخضر سحر کر کے بلند ہوا مردارید نے موتیوں کا مال لگے سوتا رہا بڑھ کر کھڑ  
 کیا آگ برسنے لگی سرداران تہمتن جو انان صفت شکن تلواریں کھینچ کر جمع ساحران پر جا پڑے ہر چند کہ سامنے  
 ساحرون کے جرات کچھ کام نہیں کرتی جب سحر اسکا چل گیا تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی کھوٹے نے  
 بد لگامی کی نگہ ایسے جیدار ہیں مرتے جاتے ہیں قدم آگے ہی بڑھتا جاتا ہی اگر انکا ہاتھ بڑ گیا ساحر کی گردن  
 مڑوڑ ڈالی چیر کر ٹھیک دیا قبضہ مارا کسی کو لپٹ کر اگر اسکا سحر چل گیا یہ بیکار ہوئے اگر انکا چہرہ قابض  
 ہوا ساحر کو مار لیا ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا ایرج نوجوان لوح چمکاتے ہوئے جس غول پر جا پڑے  
 درہم جبرہم کر دیا افسرون کو تاک کر مارا مرنے کی ساحرون کے صدایں آتی ہیں آندھیاں اٹھیں آسمان سے  
 آگ کا برسا زین کا پتلا اس گرمی جنگ میں ایرج کو یہ مہلت نہ ملی لوح نہ ملاحظہ فرما سکے بھراٹھ شوکت  
 لڑ رہے ہیں انہیں سرداروں نے بھی جان لڑادی جس غول پر جا پڑے درہم و برہم کر دیا خود جانی فرج  
 میں سے سوچا جس کو کم کر دیا مگر ایرج نوجوان نے دیکھا ایک جادوگر کی تخت پر سوار ساحرون کو ترغیب  
 دے رہی ہے اس کے حکم پر سب بڑھتے ہیں ظاہر ہوتا ہی ان سب کی انسر و اسکو قتل کرین تو فتح ہو لوح  
 نرنگا نہیں ڈالی پشت مرکب پر پڑی جالی کھوٹے کی پشت پر ہاتھ رکھا کرہ برائشقر ایسا مرکب طراس بھرتا  
 ہوا چلا ایرج نوجوان ہنگانہ و پلنگانہ جنگ کرتے ہوئے طر اس ساحرہ کے جاتے ہیں وہ بکار  
 رہی ہوا و طلمس کشا کو مار لو مجھ تک نہ آنے دو ورنہ اس جودان سے جان بچنا دشوار ہے جب یہ ترغیب  
 دیتی ہے فوجوں میں ساحرون کو جوش آجاتا ہی ایرج نوجوان پر دست انداز نہیں ہو سکتے مگر شمشیر  
 بے برگ لار کھتے ہیں موت کا مزہ چکھتے ہیں کہی ہزار ملازماں ایرج بھی قتل ہوئے اور ساحر بھی بہت سے  
 مار گئے ایک جادوگر بایہ تخت پر ہاتھ رکھ کر کہتا جاتا ہی اے ملکہ نرگس جادو طلمس کشا بڑا بہادر ہو گا  
 نرگس نے کہا تو نے سچ کہا دریاے جرات کا بے بہادر ہر طرح ہو سکے مگر قتادہ کو لو سا حریلوہ کر کے  
 بڑی ایرج نے بھی نعرہ کیا وہ ساحر جو بایہ تخت پر ہاتھ رکھ کر کہتا تھا بایہ تخت کو چھوڑ کر نیزہ ہلاتا ہوا ایک  
 ایرج پر جا پڑا اس تخت نشین نے بھی فوج کو اشارہ کر دیا اس مقام پر جگہ تلوار چلی قریب تھا کہ نوک  
 مڑگان سے کارزار ہو جرات ایرج پر کمانوں نے اپنے کو بازوئے تہمتن پر اس شیر کے قربان کیا  
 تیر سے ہوئے ترکشوں میں چھوٹے معلوم ہوتا تھا تیر بھی در دند ہیں یا نفس میں طاس پر بند ہیں



زبان تیر دکھ عمود سے صدمے آفرین آتی تھی علم سرود برائے تعظیم اٹھے نیر جو نوک کی لیتے تھے سرنگون  
ہوئے تلوارین ٹوٹ کر زمین پر گر گئے صدمہ سحر بے لڑے بھاگے ایرج نے گھوڑے کو بڑھایا تیغ  
برق تاب کو چمکایا اور سر سے سردار ان ایرج نے بھی جان بازی کی وہ ساحر جو بایہ تخت چھوڑ کر آیا  
تھا منم غزال جادو کو کمر ایرج پر چاڑھا ایرج پر بہت آنکھیں لگا لیں گیدڑ بھیکیان دکھائیں یہ نور نگاہ  
صاحبقران غزال چشم شیر جسم ایسوں کو کب مانتے ہیں اس نے قریب کر تلوار کا ہاتھ مارا اور توشہ کرا  
کے لگائے ہر اسکی جگ سے ساحر نابینا ہوئے جاتے ہیں غزال جادو نے گھبرا کر لپک چھپکا ئی ایرج نے  
سر کو تباہ کر کے پراٹھا مارا غزال کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من غزال جادو  
یو داب تو نرگس جادو غزال کے غم میں تڑپ تڑپ کے لرزے لگی فوج کو بھی بہت ترغیب دی  
ساحر دن سے تر برائے ایرج نے دو چار زخم کھائے سب سردار پریشان چاہتے ہیں بڑھکر اپنے  
آقا پر سینہ سپر کر گئے ساحر کی کوٹھڑی نہیں دیتے افسر نے اشارہ کیا ہر کھلم کشا کو گھیر کر مار لوم وارید  
واخضر پشتی بانی کرتے ہوئے لڑ رہے ہیں بہت ساحر اس مقام پر مارے گئے نرگس نے جبے کھینچ کر  
میں نے کیا بسبب لوح کے باطل ہوا مایوس ہو کر تکی کہ نکل جادو ایرج نے تیر مارا کہ یہ بھی گری آواز آئی  
کشتی مرا نام من نرگس جادو یو دمرتے ہی اس کے ساحر بھاگنے لگے افسر اعلیٰ دہائی دیتے ہوئے  
دوڑے کوئی قریب ملکہ مروارید کے آیا کہا ہماری سفارش کیجے کسی نے ملک اخضر کے قدموں کو  
بوسہ دیا فریاد کی ہماری حفاظت کشا سے ممانعت کرائیے اخضر نے بڑھکر سردار دن کو قدموں پر  
ایرج نو جوان کے گریا صدمہ فریاد و انیشت بلند ہوئی ایرج نے خود تلوار کو نیام مقام میں  
کر لیا تمام ساحر دن نے اطاعت کی شاپور نے بڑھکر عرض کی اے شہریار حضور نے لوح کو ملاحظہ  
کیا ایرج نے کہا سب کام لوح کو دیکھ کر کیے جن جادو گردن سے لڑائی پڑی گانا جادو تلوار  
لوح کو دیکھا تھا حکم لوح اسکو قتل کیا داؤد جی آیا تھا وہ بھی بخوبی تعلیم کر گیا اے شاپور شیر دل  
طلمس نرگس سہی قلہ ملک تھا ملکہ مجلس و ملکہ اختر وغیرہ یہ سب بدعت کوک سے بھاگی بھاگی بھرنی  
ہیں ماورائے بران کی خدمت میں برائے فریاد گئی ہیں اور سر سے وہ سب فساد برپا کر رہے ہیں اور سر  
لوح طلمس نور افشان کی نگرہ کو ننگا یقین ہے کوکب گھبرا جائے اگر وہ اگر عذر کریگا میں کچھ نہ کہو گا  
دادا جان اے بہت ظلمت ہوئی اسے یہ نہ تھی کہ لشکر کشی کر دیا پورے کہا اے شہریار صبا جعفر



کے مزاج میں سلسلہ نصاف ہوانکی مراد یہ تھی کہ کوکب اپنی بیٹی کی شادی نہیں کرتا کیسا اجارہ دی یہ کیا معلوم  
کہ ساہا سال کے بھران دیدہ وافت کشیدہ ملیں گے بہ عنایت باغبان قضا و قدر غنیمت آرزو کھلیں گے اور

|                                                             |                                      |                                     |                                  |
|-------------------------------------------------------------|--------------------------------------|-------------------------------------|----------------------------------|
| شاہ پور کیا اپنی کیفیت کہوں اپنا تو یہ حال ہے بقول رعنا نظم | زندگی بھرائی ہی صل کی حسرت مجھکو     | دشمن دوست ہیں نظر میں مٹی نون کی    | انہی کی گردش ایام سے فرصت مجھکو  |
| یاد میں لطف بربانی کی پشیمان ہوں میں                        | رو چہا ناخنے تصویر میں ہی حسرت مجھکو | دل بھیناز لطف میں یاد بخیز ہوں کہاں | غیر کا دخل ہوا اب مرا بیٹا معلوم |
| کوئی جانان کو نظر آئی اور جلت مجھکو                         | دل اغیار سو آئی ہو ندامت مجھکو       | خاکساری ہو مے حق میں مقرر اکسیر     | لیکھی ترک حلقے مری قسمت مجھکو    |
| تھکھکاؤ در جانان پر پڑ رہتا ہوں                             | کھینچ لائی ہو بیان بھی تری لفت مجھکو | عمر گذری ہو کہ ہر صدمہ فرقت مجھکو   | چھوڑ کر ملک م اپنے کب آیا ہوں    |
| قطع امید ہوئی یا رسیہ یا ر رعنا                             |                                      |                                     | ہاتھ آئی ہو مقدر سے دولت مجھکو   |
|                                                             |                                      |                                     | اے شاہ پور یہ کھینچا ب تقدیر کیا |

دکھائے جلد خدا تار یا ر جانی و محبوب جادوانی پہونچاے شاہ پور عرض کرتا ہے انشاء اللہ زمانہ بہت قریب  
ہے دیکھیے یہ ساحرہ کو مسلم بھی کہتے چلے آتے ہیں کہ ہم نے دل و جان سے اس شیر کی اطاعت کی اب سب  
بادشاہ اسی قلعہ پر جمع ہونگے کوکب سے مصالحہ کرادین گے نام پر مصالحہ کے ایرج مثل گل شگفتہ ہو جاتا  
ہے فرماتے ہیں کہ اس شاہ پور یہ تو ظاہر ہے کہ یہ سب اس کے ملازمان قدیم ہیں جو دہائی کوکب کے  
مٹا ہو گا وہی یہ بخار سے ذکر کرتے ہیں یقین ہو اسی قلعہ پر پیغام آئیں اے شاہ پور میری تو جان بھی نام  
پر بران کے شاہی کہاں تک صبر کروں اب تو دل پر اغتیا نہیں نظم

|                                |                                |                                   |                                     |
|--------------------------------|--------------------------------|-----------------------------------|-------------------------------------|
| خابر کہالہ زیداد کی بھران کردن | یست نہ نشہ ام از کو تھی عمر دے | بایم داوڑہ ہجر تو سامان کردن      | یہ چند خوباب دل ز دیدہ بلالمان کردن |
| کاوش دیدہ مکن گریہ کہ در طلب   | نامبارک بود از رنقین کردن      | خون پر وادہ نہ بس بختیہ بر سر بنم |                                     |
| باید از شمع تر شمع شہیدان کردن | کار خفی شدہ و تیغ جفایت در کار | بیگنہ چند تو ان قصدا سیران کردن   |                                     |

شاہ پور نے کہا حضور صبر تو ضرور ہو اپنا چارہ کیا اختیار نہیں اگر آپ اپنے ہوش کم کر دیں گے یہ لڑکیاں  
کہ و کاوش مقدمہ فتاحی طلمس کون کرے گی یہ کام بڑی ہو خیاری کے ہیں مٹا رہا لڑکیاں تک کس لطف سے  
آپ دہتے بھڑتے آئے اس سطح ہوش و حواس اپنے درست کیجیے قتل ساحران پر کمر بستہ کیجیے جب فتح  
ہو جائے گی مال طلمس کی مالین گے کوکب کو ضرورت پڑے گی کہ آپ سے میل کرے ہمارے والد ماہار خواجہ  
عمر دہی ضرور تشریف لائیں گے اُنکے تشریف لائے انجام جنگ نہ ہو گا وہ کوکب کو بھی سمجھا دینگے



یہ باتیں کرتے ہوئے داخل قلعہ ہوئے قہر شاہی میں آئے تخت بچھا تھا اور زرا نے عرض کی حضور تخت پر  
قدم رنجہ فرمائیں ایرج نوجوان نے کہا یہ ہمارا دستور نہیں جو دارث سلطنت ہوا سکولاد وزیروں نے  
کہا حضور بیان کوئی دعویٰ در سلطنت نہیں ہو در اکیڈان رسالدار حاضر ہیں ایرج نے کہا تخت غریب  
ڈالو جب دعویٰ در دستیاب ہوگا اسکوتخت نشین کرینگے تخت پر غاشیہ پڑ گیا ونگل ہاے زرین اگر مجھے نام  
سردار اگر مجھے باتیں کر رہے ہیں کہ ایرج کے کان میں کر رہے ہیں کہ آواز آئی کوئی در در سیدہ آفت تھا

|                                                          |                                  |
|----------------------------------------------------------|----------------------------------|
| مارا قبلے بلا بصدیقہ رسی تڑپ تڑپ کے یہ اشعار پڑھ رہا ہوں | شب بیاد تو گل اشک بران کر        |
| ہمچو غنای حسن مالہ پریشان کردم                           | دست قدرت اہل صفت گریان کردم      |
| بگر فتم دل امید ز بیگانہ و خوش                           | خون دل بسکہ بہ رخسار نگہ افشاندم |
| سیگاہ نظر از دیدہ گلستان کردم                            | بنجہ دست جو سپر پنجہ مرجان کردم  |
| جذبہ عشق سیاندی بہ سرم محمل دست                          | جان گر غایب شاع است و لیکن مخفی  |

ایرج نے جو یہ صداے در ذاک سنی کچھ بھام لیا گھر کر فرایا یا ر وید کر دس در سید  
کی آواز ہو گیا صدا میں سوز و گداز ہو زرا نے عرض کی غلاموں کو مفصل حال انہیں معلوم ہو کر کس جادو  
کے مزاج میں ظلم بہت تھا اکثر تاجر راہگیر بیٹھا گرفتار کیے انکو قید کر دیا پھر برسوں خبر نہ لی اکثر تڑپ تڑپ کر  
مر گئے انھیں میں سے کوئی جوان مر دیا عورت غربت زدہ مصیبت کا مارا رو رہا ہوگا ایرج نے  
کہا اسکوکھو لو ایک وزیر نے کبھی لا کر دی جتنے عرصے میں کلید آئی اتنے ہی عرصے میں وہ صدا میں دوا  
بصد سوز و گداز آئیں کہ شہزادہ ایرج نوجوان کی آنکھوں سے آنسو جاری کلید کے کربمیل قفل کھولا اندر  
آئے دیکھا ایک تخت ٹوٹا ہوا اسپر وہی حریق آتش شتیاق و غریق بچہ فراق ایسر طرہ کیسو و ذبح خنجر  
گر قمار جس رنج و مصیبت آوارہ و سرکشہ صحرائے محنت و آفت مورد صدمہ رنج و محن ملکہ  
بران شمشیر زن کہ ماراں سیاہ جسم میں لیے ہوئے آنکھوں میں حلقہ جہرہ زرد لب پر آہ سرد  
کراہنے میں درد سر مکون آنکھوں سے آنسو جاری کبھی سر ٹکراتی ہے کبھی تنہائی سے گھبراتی ہے یہ  
حال پر طالی دیکھ کر قریب تھا کہ طائر روح قفس جسم خاکی سے پروا کرے ہاے جان جہان آرام دل  
مشتاقان کہ کہ شہزادہ نے قصد کیا جا کے پٹ جادوں ملکہ بران نے سر اٹھا کر فرمایا شہر بار خبر دیا ایک  
میرے قریب آئیکا ارادہ نہ کیجے گا آپکی بیانی میرے لیے خبر لی ہو روح قابضہ کل جاگی آئی ہر میں نزدیک



نہ آئین قاعدے کے خلاف ہوا اول روح طلسمی میرے پاس بھیج دیجے میں جسم سے مس کروں قید ٹوٹے اور  
 روح قالب سے نکل جائیگی اس طرح سمجھا کر کہا ایرج نے روح کو گنگے سے اتار ا معشوق پر وہ جفا کیجی کہتا ہے  
 جی چاہتا ہوں سر کاٹ کر اس کے قدموں پر ڈال دوں بعد مدت مدید اس حال پر ملال میں دیکھا اس پر دھڑکا  
 ناز و نعم نے میرے واسطے کیا مصیبت اٹھائی روح طلسمی گنگے سے اتاری نہ کسی سے پوچھا نہ صلاح لی حل کرتا  
 ہو جان بھی نثار کرو ایرج فوجوان نے جیسے ہی روح گنگے سے اتاری چاہا پھینکوں بران نے کہا رول میں  
 بیٹ کے پھینکے اسکا عکس مجھ پر نہ پڑے ایرج نے بموجب فرمان ملکہ بران کے روح کو رومال سر لیٹھا اتنے  
 عرصے میں شاہ پور پہنچا دیکھا ایرج روح پھینکا چاہتے ہیں شاہ پور نے کہا او شہر یا آپ کیا کرتے ہیں روح  
 مدیجے پہلے سمجھ تو لیجیے روح خرد کی ایرج نے خیال بھی نہ کیا کہ شاہ پور کیا کہتا ہے رومال میں روح کو لیٹ کر  
 پھینکد یا شاہ پور نے تو اپنا منہ بیٹ لیا کہا ہاں آقا بڑا غضب کیا روح جو سخت پر گریہ می شاہ پور نے دیکھا ملکہ  
 بران نقلی نے اٹھا کر روح کو جھولی میں رکھا پکار کر آواز دی باش او طلسم کشا منم ملکہ غریق جادو دیکھ روح پہا  
 لیتے ہیں ہزاروں ہمارے عزیزوں کو قتل کیا اب ہمارے نیم بدعت سے کیونکر بچے گا شاہ پور سے آنکھ ملا کر کہا  
 بھلا او سکا غدار توں تو بت منع کیا مگر ہمارا فقرہ خالی چلا ہوا ایرج تلوار کھینچ کر چھوٹے غریق جادو نے اشارہ  
 کیا تلوار اٹھ سے جھوٹ پڑی شاہ پور نے چاہا جست کر کے نکل جاؤن غریق نے چند قطبے پانی  
 کے پھینکے شاہ پور بھی گرا اٹھے اٹھتے باران سحر برسانے لگی سپر قطرہ پڑا بیہوش ہو کر گرا ملک اخضر  
 و مردارید اٹھتے تھے کہ لڑیں لیکن مکان سحر بند جو قصد کیا اٹھا ہوا غریق جادو کے رفقا جابجا گوشہ نشین  
 موجود تھے نکل کر سحر کرنے لگے کسی نے برق چمکانی کسی نے دو تھڑ مار دی زمین ہل جابجا غار پیدا ہوئے  
 ہزار باندگان خدا ان غاروں میں گرے زمین بند ہو گئی ہر چند ہمارا بیان ایرج نے کد و کاوش  
 کی نکل نہ سکے پھر بھر کے عرصہ میں سب کو گرفتار کر لیا سرداروں کو آواز دی ایرج و شاہ پور و میں  
 اخضر و مردارید کو مسلسل کر کے الگ کر لیا عام کے واسطے ایک رسن کو حکم دیا سب کو گرفتار کر کے قید خانہ  
 میں بھیجا روح اپنے قبضے میں کی اسی وقت ایک عرضی اپنے ہاتھ سے لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شمشاد  
 کو کب روشناس ہو کہ اقبال سے میں قلعہ بیابان پر پہنچی سرحد طلسم نہ کس کو فتح نہ ہو دیا  
 قلعہ پر روک دیا سب کو گرفتار کیا روح قبضے میں آئی اب جو طرح ارشاد ہو اس طرح بے کراہ ہوں بیان  
 کو کب مقدمہ ایرج سے مطمئن تھا کہ جب تک حیران جادو مارا جائیگا ہوش نہ آئے گا اول اسکو خبر نہ دی ایرج



کے والد نامہ راقا سم عالیو قار لڑتے بھڑتے آگے شہر رقبہ کیا دوسرے دن جہانگیر کی خبر آئی تیسرے دن علمشاہ کی کیفیت سنی یہ بھی وقائع گذرے یہ تینوں شیروں نے ایک وقت میں تینوں قلعہ فتح کر لیے یہ سترکہ کوکب کو سنا ملا آگیا ایک مقدمہ اور واضح راے ناظرین والا مقام رہے کہ معمار قدرت جنس سے چہا مہار شاہ مارا گیا یہ آسہن سے کوکب ہی کے ہمراہ رہتا تھا اب جب کوکب جلایا معمار بھی ساتھ آیا پہلو میں بیٹھا اہم کتا جاتا ہوا ہے شہنشاہ میں جاؤں علمشاہ و جہانگیر و قاسم کا سر کاٹ لاؤں بازیدہ اگر قتل کر دوں کوکب نے ابھی کچھ حکم نہ دیا تھا کہ آسمان پر برق چلی سب سے دیکھا ایک جادوگر ہاتھ میں نامہ لیا ہوئے مبارک مبارک کتا ہوا آتا ہوا زمین پر اتر کر باہر تخت کو بوسہ دیا نامہ غریق جادو ویش کیا کوکب نے نامہ ہاتھ میں بھارے کے دیا کوکب معمار کی بہت تعریف کرتا رہا ہر مقدمہ میں دلہی کرتا رہا کہ اسکو یہ معلوم نہو کہ ہمارا آقا سر پر نہیں ہر دلی شکنی ہونے لگے معمار نے باواز بلند نامہ پڑھا سب سے زیادہ معمار خوش ہوتا ہوا کہا حضور دیکھیے مسلمانوں نے سرکشی کی خوب سزا پائی میں جاؤں جا کر سب کو قتل کر دوں کوکب نے کہا میں یہی نہیں بلکہ اتنا ہوں معمار بہت تڑپا کہا حضور مجھ رو نہ کیجیے یہاں تو یہ رنگ اہم معمار کو کوکب نے تو روکا ایک نامہ غریق کو لکھا کہ قاسم و علمشاہ و جہانگیر کو بھی گرفتار کر کے لیتی آؤ اسی ساحر کو یہ نامہ دیدیا معمار سے کہا غریق جادو و بڑی زبردست ساحر ہے وہ سب طرح کا انتظام کر سکتی ہے اور تمھاری کسی کی احتیاج نہیں ہو غریق اپنے مقام پر بیٹھی ہو کہ نامہ کوکب آیا غریق کے ہوش اڑنے لگے غریق دیر باہر حیرت ہوئی دل سے کہتی تھی مسلمانوں نے مجھ جان کا خوف نہ کیا تین قلعہ فتح کر لیے اسی وقت افسروں کو بلایا کہا جلدی فوج تیار ہوئیں قلعہ رقبہ سے شہنشاہ کے نکل گئے افسر اس کے کمر باندھ کر تیار ہوئے غریق اپنی ہوش میں کاہیکو ہوا اسی وقت سوار ہوئی طرف علمشاہ کے چلی علمشاہ انتظار میں بیٹھوین سمک یلطا قی عیار انتظام میں مصروف ہو پہلے خبر لی کہ اسیر علم شکست کرتا ہوا جاتا ہوا ہر کارے روتے ہوئے آتے کہا استاد بڑا غضب ہوا علم شکست کرتا ہوا کہ دو سرے ہر کارے نے اگر خبر دی غریق جادو و ایک مقابلہ کو آتی ہے اسیر کی فید بھی اسی کے ہمراہ ہو علمشاہ کب مانتے ہیں غصہ میں اٹھو یتغہ کپتان فرنگی کے قبضے پر تھکا لالا اپنے مقام سے اٹھو سردار کے آلا کر دفرنگی والا گرو دفرنگی وغیرہ عرض کرنے لگے ہم آپ کو نہ جانتے دیکھو علمشاہ نے کہا ای برادران تاج و تخت کیسا ہمارے کیجے برہمچری بھر گئی نور نظر بارہ جگر قید ہوا سنا تم نے کس جوش و خروش سے پہونچا بڑی بڑی ساحر و کوا



مگر سے لا چار ہوا یہ کھکھچے سمک نے ہر جگہ کہا ای آقا مندا را آپ تو جہا ندیدہ دکا را زمودہ ہیں آپ سے  
 نہ بینگی چند ساعت توقف فرمائیے میں بھی اسکی مشکین باندھ لاؤنگا علشاہ نے نہ مانا وہاں قاسم و جہانگیر  
 نے بھی یہ خبر سنی کہ ایرج قید ہوئے علشاہ پر ساحر چڑھ گئے یہ بھی دونوں شیر پشت ہاے مرکب پر  
 سوار ہو کر قلعہ سے نکلے کہ ایک طرف سے گرد عظیم اُڑی سمک واسطے خبر کے چلا ساحر و دن نے اُکر غریب  
 کی آپ کے بھائی صاحب شہزادہ جہانگیر اور آپ کے اُور نظر قاسم خبر سنکر آگے علشاہ نے زانوں پر باغ  
 مارا کہ تقدیر میں اور وارغ لکھا تھا سنو یہ کلام تمام نمونے پایا تھا کہ سامنے سے دامنہ گرد کا شگافہ ہوا کہ اُگر  
 جہانگیر والا تدبیر ایک طرف قاسم والا شمشیر پست پر فوجیں جسے ہی غریب نے آمد فوج جہانگیر قاسم  
 دیکھی دو تین گولے اول سمت فوج علشاہ پھینکے پھر لشکر جہانگیر و قاسم ہر نگاہ ڈالی ابرسیاہ ہر سیاہ  
 کوئی اس ابر کو روک نہیں سکتا چہا رجا نب سے صدایا ہو بلند ہوئی ساحر نے خود فوج ہو کے جا پڑے  
 جو بیہوش ہوا اسپر سحر کر کے ارا بے پر ڈال لیا خود غریق جادو و جوش میں دوڑی دوڑی پھرتی ابرائی  
 ذات سو جہانگیر و قاسم اپنے اہل مقام پر کھڑے رہے ہیں جو ساحر سامنی آیا تیر مار دیا جو بھاگا دوڑ کر  
 سائیسوں نے اسکی گردن کی مشکین باندھ کر قتل کیا ہزار ہا بندگان خدا مارے گئے مگر یہ سردار جانا ز  
 و سر فروش شہ جرات کا جوش قدم نہیں ہٹاتے بڑے زور و شور سے بڑے ہی عیار و نرقصد کیا کہ  
 ساحر و ن کو گر قمار کر لین ساحر دم نہیں لینے دینے آگ برسیادی پانی برسیا مگر وارڈری ہے آندھی سیاہ  
 اُٹھی سیکر و ن بہادر لڑکر اکرے ملکہ غریق دوڑوڑ کر سحر کرتی ہو اول علشاہ پر سحر کیا اُنکے ہاتھ پاؤں  
 بیکار ہوئے سردار و ن سے کہا اٹکو گر قمار کر لو رستم جو گر قمار ہوئے آلا گرد و مالاکرے ڈوٹ بڑے دس  
 پارخ کو مارنے پائے تھو کہ جھوٹے ہوا کے چلے گھوڑوں نے بد لگامی کی ساحر و ن نے سحر کر کے ان سب کو  
 بیہوش کیا گر قمار ہوئی ہر طرف سامان سحر غریق جادو بلاے روزگار شہزادہ جہانگیر و قاسم فوج و ان  
 و علشاہ عالیشان سب سرداران نامی کو چہا ر سحر سے نابلا ایک سحر میں دو دو سو بیہوش ہو کر دوہر  
 عرصے میں غریق نے سب کو گر قمار کر لیا کل قیدیان بلا کو اپنے ساتھ لیکر قلعہ سیاہان پر آئی جہان ایرج  
 لوح لی تھی ان سب فوج و ان کو قریب درہ کوہ کے آٹا لاشب بھر میں سامان روٹنگی میا ہوا یعنی ایک  
 سحر نبایا اسپر قاسم و علشاہ و شہزادہ جہانگیر و ایرج فوج و ان نامی و پہلو اتان گرامی  
 کو ابر پر سوار کیا لوح اپنے پاس رکھی ایک ابر پر آپ سوار ہوئی اپنے ساتھ کی کینز و ن کو سوار کر لیا نوبت قمار



بجاتی ہوئی بر سر اٹاتی ہوئی طرف قصر جمشیدی کے چلی ملکہ ناہید مرصع پوش زوجہ کو گوب قلعہ  
 مرصع نگار میں بالائے قصر رفیع مسند آراستہ اسپر ملکہ جلوه فرمایاں وزیر نادی گلگونہ گلگون پوش  
 سرخسی بیٹھی ہو کر مصاحبان ہمد با اخلاص واضح ناظرین ہو ہر خند کہ کو گوب بگاڑ ہو زوجہ  
 کو ناگوار ہو کہ کوئی میرے شوہر کو براند کے اس وقت بھی یہی ذکر در پیش ہو کہ کو گوب افراسیاب سے  
 مقابلے پڑے ہیں طلسم کشاکش کے دوست صادق کہلاتے ہیں مدت سے کچھ احوال نہ معلوم ہوا کہ کیا کیفیت  
 ہوئی کینرون نے عرض کی حضور عجب طرح کی خبر وحشت انہونی ہو کہ اسکو زبان پر نہیں لاسکتے یہ مشہور  
 تھا کہ افراسیاب مارا گیا سلطنت شہنشاہ لاچین کو ملی مگر ابھی کچھ فساد ہو رہے ہیں نہیں معلوم  
 اب باعث مقابلہ و مجاہدہ کیا ہو رہی ہے خبر مشہور ہوئی تھی کہ ہمارے شہنشاہ سے کچھ سو مزاجی ہوئی  
 کسی سے دے نہیں سکے بڑے مرتبے ہیں اگر کوئی مقابلہ قاعدے سے کرے تو اپنی غالب آئے ملکہ  
 ناہید مرصع پوش فرماتی ہیں کیوں گلگونہ جابرین جلیل شکوہم نے لاکھوں روپیہ کے ملکات ملک  
 روانہ کیا صرف اس آرزو پر کہ ہماری بران کا دھوا پیدا کر دے مگر صاحب حسب نسب لائق صفت شکن  
 یغزن چری بہادر اگر اس کے خلاف ہو گا تو ہم شادی نہ کرینگے گلگونہ نے کہا حضور شہنشاہ فی بران  
 آواز نہ لکھو لیا ہو کہ عمر بھر شادی کا نام نہ لینا ملکہ ناہید نے کہا بیٹے کا انکو اختیار ہو بران کو مقدمے  
 میں انھیں کیا دخل ہو ہم نے تصویریں سنگائی ہیں انکو کھلو او شاید کوئی شیر دیر ہو پسند آئے فوراً  
 نسبت قرار دیں اسمین کوئی دخل نہیں دیکتا یہ ذکر تھا کہ آسمان سے لکے ابرسیاہ پیدا ہوا بہت بڑا  
 وسیع اسمین رعد کی گرج برق کی چمک اندر اس کے ہزار ہا ساحر لو بہت نقاری جی ہوئی ملکہ ناہید فرمایا  
 اس گلگونہ دریافت تو کر وہ ابرکیسا ہی خون بھی برستا معلوم ہوتا ہو شاید کہین لڑائی پڑی گلگونہ نے  
 عرض کی میں ابھی دریافت کیے دیتی ہوں یہ کہ گلگونہ چلی بلند ہو غریق سے ملاقات کی کہا اسے  
 غریق ملکہ عالم ارشاد فرماتی ہیں کہ ان گنگارون کو یہاں محض لوہم بھی دیکھیں کہ یہ کون لوگ ہیں اگر ہمارے  
 شوہر کے دشمن ہیں تو ہم انکو ضرور قتل کرینگے غریق جاوے بھلا کر جواب دیا کہ ہم خلاف حکم  
 شہنشاہ نہیں آسکتے گلگونہ گلگون پوش نے سمجھا یا کہا غریق جاوے زن شوہر کا بگاڑ کیا تم  
 لوگ اسمین دخل نہ دو ملکہ کو بھی بنا مالک جانوا لکھ انکو بگاڑ ہو گا زن شوہر کے مقدمے میں کون دخل  
 دیکتا ہو غریق نے کہا ہرگز ہم قیدیوں کو نہ ٹھہرائینگے ملکہ ناہید نے جو یہ سنا کہ غریق جاوے ہمارے کہنے سے



قیدیوں کو ہمارے پاس نہیں لاتی تھر کر کے ابر کو روک دیا غرق نے ہر چند نوکیلا کہ ابر کو نکال لجاؤں ابر  
 نے جنبش نہ کی جب تو غرق گھرائی ایک عرضی اس نے شہنشاہ کو کتب روشنفہم کو لکھی کہ اس شہنشاہ  
 آپکی زوجہ نے قیدیوں کو روک لیا ہو کیا ارشاد ہوتا ہو اگر فرمائیے تو روبرو کر چلی آؤں بڑے غضب کی  
 بات ہو کہ وہ سرکشی کرتی ہیں ہم بخوت آپ کے جواب نہیں دیکھے اگر حکم قطعی تحریر فرمائیے تو ہم بے شک  
 لڑکے لے آؤں کسی بجالا ہو جو ہمارے آپ کے حکم کے منتظر ہیں یہاں کو کتب روشنفہم قہر جمبیدی میں  
 موجود ہی بڑے تردد میں بران کے ساتھ جو کچھ کہ گذرا اسکا خیال عمرو سے بگاڑ کا ملال معمار قدرت و  
 بلور باشوکت خدمت میں حاضر ہیں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ تین در بند ایک نے قت میں فتح ہوئے دیکھے انجام کیا  
 ہوتا ہو اس خیال میں بھی کہ نامہ داغ غرق کا اگر سوچا کو کب کو نامہ یا حال سرکشی ملکہ ناسید ظاہر کر دیا گیا ہے  
 بیان کیا کہ ملکہ عالم فرماتی ہیں میں قیدیوں کو دیکھ کر ابھی رخصت کر دینی کو کب معمار کی جانب متوجہ ہوا کیا  
 اسے معمار تم باس ملکہ کے جاؤ تکلفات کلام سے سمجھا دو کہ اس میں دخل و دنیا مناسب نہیں ہو قیدیوں کو  
 دیکھ کر کیا کر وی معمار قدرت سو سحر و ن کو اپنے ساتھ لیکر چلا بند جانی معمار کے بلور کو حکم دیا کہ تم بھی اپنے  
 پہنچاؤ اگر زبردستی قیدیوں کے لینے کا ارادہ کریں مقابلہ کرنا اگر سمجھ لینا ہمارے حکم میں فرق نہ آئے  
 اور وہ بھی زوجہ خاص ہو اسکی ذلت مہربان زمین چاہتے ہیں بلور بیان سے چلا رہا میں جا کر معمار کو روکا کہ  
 ای معمار اسوقت کو کب نے غصہ میں تلو حکم دیا زن و شوہر کا مقدمہ ہے ہم ملازم قدیم ہیں ہمارا ہی جا کر  
 سمجھا نا بہتر ہوگا معمار کو یہ کہنا کہ گوار ہو دل میں سوچا کہ ای معمار قدرت کیا بلور کا مرتبہ مجھ سے زیادہ ہو  
 تمام امور و ات بیا بان گلہ زیر میری راس پر وقوف تھی یہ مرتبہ سپہ سالار ہو یہ سوچ کر معمار نے چپکے چپکے  
 یعنی بلور کو ایک برج سحرنا کہ بند کر دیا یہ واقعہ ہے کہ بلور غفلت میں تھا ورنہ بلور ایسا نہیں ہے کہ سحر میں  
 معمار کے چھنس جاتا معمار نے چپکے چپکے سحر کیا بلور آگاہ نہونے پایا معمار تو عمارت بنانے میں کامل  
 واکمل ہو ایسے تکلف سے برج بنالیا بلور کو آگاہ نہونے دیا بہر نوع معمار نے بلور کو سحر سحر میں بند کیا  
 اور آپ در دولت ملکہ ناسید بر آگاہ کیا بھیجا کہ معمار در دولت پر حاضر ہے اسید و ارباب یابی ہو ناسید  
 غصہ میں بیٹھی ہیں کہ معمار اگر پہنچا سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیکر عرض کی شہنشاہ نے ارشاد فرمایا ہو  
 قیدیوں کے مقدمے میں دخل نہ دیجی بڑی کوشش سے دستیاب ہوئے ہیں ملکہ نے فرمایا کہ اسے معمار  
 ایسی باتیں مناسب نہیں ہیں تو جا کر کہدے اب مجھ بھی ہند ہوئی میں قیدیوں کو ضرور دیکھوں گی کیا ہم کو



اپنا دشمن جانتا ہی معارف بل کرتا ہوا چلا کہ جا کہ اب آگ لگاؤں کو کب سے کہہ کر فوج لیکر آؤں نہ بردستی  
 اعلیٰ سرحد سے گزر جائیں ہرگز یہ قیدیوں کو نہ دیکھنے یا بلین قیسری ڈیوڑھی معارف نے طو کی ہو کہ دیکھا ایک خواجہ سر  
 شملہ سر پر ادبھی کرنا نہ ہوے خوشتر و خوش تقریر کھڑے ہوئے ٹل رہے ہیں معارف کو غصے میں دیکھ کر ہاتھ  
 بڑھ لیا کہا کیوں اسے سپہ سالار کیا باعث انتشار ہے اس نصاحت و بلاغت سے خواجہ سر نے معارف  
 سے پوچھا معارف ہنستا ہوا خواجہ سر صاحب سے باتیں کرتا ہوا ڈیوڑھی سے نکلا پوچھا کیوں معارف صاحب  
 ہم نے تمہارا ملک کو بڑا گھمٹا ہوا شوہر سے سرکشی کرتی ہیں ذلیل ہونگی اگر کو کب نے خاک کے ساتھ شادی  
 کر لی انکو کیا باعث اعتراض ہے ناحق کا اغانہ اس طرح خواجہ سر نے ملکہ ناسید کی بڑیاں کیں  
 کہ معارف نے سب حال دل کا کہہ دیا یہ بھی کہا کہ حقیقت میں اب میں جا کر آگ لگاؤں گا انکو قیدیوں کو دیکھنے  
 سے کیا کام ابھی کو کب سے دشمن نہیں اگر قلعہ صحر حصار کو بھونک دیا آج تک اس نے دخل  
 نہیں دیا اب فساد عظیم ہو گا خواجہ سر باتیں کرتا ہوا معارف کے ساتھ ہو گیا پتہ لا جہاں لڑتا  
 تمنے بڑے بڑے کارنیاں کے جس کے ساتھ ہوئے اس کے ساتھ ہوئے باتیں کرتے کرتے ایک  
 گالور می نکا لکر معارف کو کھلائی معارف کو بیہوش کیا داغ راؤ ناظرین والا مقام ہو خواجہ سر بیکر خواجہ عمر و  
 دروالت ملکہ ناسید پر آئے تھو اس فکر میں تھو کہ ایرج نور جوان وغیرہ کی رہائی کی فکر کروں بیکھا کہ فلو  
 بر با ہوا چاہتا ہی معارف جا کر آگ لگا دینا معارف کو بیہوش کر کے ذیل میں ڈال لیا اب شکل معارف  
 کو کب کے چلے سوچو جو ہوئے کہ اس عمر و کچھ کام کرنا چاہیے یہاں ملکہ ناسید نے اس عمر کو غصہ لیتی کے  
 روک دیا تھا فرما ہی تعین دیکھوں کو کب کیا کرتا ہی یہی داغ راؤ کہ ملکہ ناسید نے بھی قتل بران کی خبر  
 نہیں پائی یہ تو صرف اپنی بات کے خیال میں فرمایا ہی کہ ہم قیدیوں کو دیکھیں گے یہ نہیں معلوم کہ یہ قیدی  
 کون ہیں اتنا ناگوار گزارا ہو کہ کو کب کا نوکر ہمارا حکم نمائے بڑے افسوس کی بات ہے اس غصہ میں  
 کا نب رہی ہیں کہ ملکہ مجلس جادو جیران پریشان نشان خیران بھوکی پیاسی روتی ہوئی سامنے ملکہ  
 ناسید کے آکر بیوی پختی ناسید نے پوچھا مجلس خیر تو یہی سنتے ہی مجلس جین مار کر رونے لگی کہانی ان  
 آپ کیا حال پوچھتی ہیں کو کب نے تمکو لوٹ لیا ملکہ ناسید نے کہا بی بی صاف صاف کہو مجلس نے  
 زمین پر ایک ٹکڑی ماری کہا جرم لگا کہ ملکہ بران کو کہتا ہی میں نے قتل کیا نشان نہیں ملتا یہ مقدمہ شلوی  
 یہ تا کی ہے کہ بیٹی کی شادی نہ کروں گا میں عقب میں ان سب کے آتی تھی آپ کی عنایت سے



قیدیوں کو میں نے نکال لیا ایک مکان میں لا کر رکھا ہو کہ آپ کے حکم میں فرق نہ آئے یہ ذکر تھا اور ملکہ ہا  
 واسطے بران کے زار زار رو رہی ہیں فرماتی ہیں میری نوز نظر کے ساتھ کیا سلوک کیا پندرہ برس کی میری  
 شفت خاک میں ملائی چاند سے چہرے پر سرہ نہ دیکھا اگر کو کب نے یہ کیا کہ میری لکائی کو مٹایا میرے  
 چاند کے ٹکڑے کو خاک میں ملا یا میں بھی جا کر قیامتیں برپا کرونگی انکی آنکھوں کے سانسے بی خا کا خون  
 بہاؤنگی اسی شفتل نے میرے گھر میں فساد ڈلوایا اور نہ یہ آفتیں برپا نہ ہوئیں ہاں بیٹا مجلس ایک کام کرو  
 غرق جادو کو قتل کر کے لوح چھین لو جو کچھ ہوگا تم سمجھ لینے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چلکی ملکہ اختر کے  
 ساتھ آئی کہا حضور میں نے غرق کو مارا لوح طلسمی چھین لی اب جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ملکہ نے مجلس اختر کو  
 کر بیوں پر جگہ دی کہا قیدیوں کو سانسے لاؤ تھناے کا ر ایک مہرہ کا تحریر کرنا واجب ازم ایسے ایسے  
 مقامات پر مصنف کو انتہا کا ملال ہوتا ہے عدم تحریر ہوا جلد کا خیال ہوتا ہے نہیں مخلص ان چار جلد  
 میں یہ ذکر آیا نہیں آیا سا سال کا جھگڑا تحریر ہوا یا نہیں ہوا اب طریق لفظ لفظ ملاحظہ فرمائیں  
 مصنف عرض کرتا ہے اوس دفتر سے ایک لفظ کو واسطہ نہیں مصنف اول ہوشربا نشان داستانوں پر  
 توجہ نہ زبانی حقیر یہ قصہ کو اس طور سے ترتیب کرنا منظور ہوا تحریر سے ان داستانوں کی قلب کو سرد  
 ہوا جب ملکہ ناہیدہ کو کو کب سے فساد بڑھا رنگ محبت حناے گلگون پوش پرچم گیا کو کب نے  
 یہ مشہور کیا کہ میں بران کی شادی نہ کرونگا تب ملکہ ناہیدہ نے اپنے مقام پر نشکر کیا کیا مجال ہے  
 تو سبھا کی کہ ہمارے بیٹی کے ہمدے میں دخل دے لیکن یہ چاہتی ہوں کہ خود ہر بران کا صاحب  
 حسب و نسب حامل علم و ادب عقل و فہم صفت شکن تغیرن شہنشاہِ عالم خوبی سزا خواستہ بارغ مجبوری  
 میں فوراً شادی کرونگی کئی سے تاجرین جلیل ابلائے لاکھوں روپو انکو گھر سے دیو حکم ہوا جا کر تجارت کرو  
 شاہان جلیل کی تصویریں ہمارے پاس بھیجی جسکی معرفت تصویر زورج بران ملے گی دولت دنیا سوا  
 ہنال کر دینے تاجر ملک بہ ملک پھرنے لگے ہر مقام سے تصویریں آئیں جو تصویر بھیجی ہوگی گلگون  
 پوش وزیر زادی نے عرض کی فلان سوداگر نے تصویر بھیجی ملکہ نے حکم دیا عند ذوق میں کو کسی طلسم  
 میں ملاحظہ کریں حکم مناسب دینگے ایک تاجر جلیل موسوم بہ خورشید تاجر پھر ہوا اسی حتمین بر سر  
 حقیق گلزار سلیمانی ہو بنجائی بھی اس سوداگر نے خبر پائی تھی کہ وہاں لشکر تھا کہ جو خزانہ ہر جگہ  
 ہزار ملک باختر ہے اور لشکر دیگر تھا چھتران زمان والی قاف بھی اسی مقام پر رتے ہیں



بڑی بڑ حسین و جمیل نسیم و عقل صفت شکن تغیرن وہاں جمع ہیں چکر وہاں سے تصویر بن لایں بیان  
 غاروں میں گمان مایہ مایہ پھرتے ہیں یہ سوچتا ہوا بہ سر کوہ عقیق پہونچا خود تشبیہ تاجرتے اپنے  
 مقام پر خبر پائی کہ طبل جنگی بجایا لشکر دن سے مقابلے پر ٹپکے مردان عالم کل میدان میں آکر ٹپکے ہر ایک  
 خود و کلان ان پیر تاجوان یہاں ضرور آئیگا اس سوچ میں رات بسر کی جب ستارہ سحری چمکا  
 دولوں لشکر میدان کارزار میں آکر جمی صفیں آراستہ ہوئیں تاجر مصور و نکو ساتھ لیکر ایجا نب اکر ٹھہرا  
 بوقت سحر شہزادہ ایرج نامور پشت کرہ بن اشقر پر سوار نیزہ ملاتا ہوا گھوڑا چمکا تلہوا مقابلہ فولادین  
 آپس میں مقابلہ ہونے نہ پایا تھا کہ تاجر نے مصور دن سے کہا جلد اس جو انکی تصویر کھینچو نقاشان خوش خیال  
 نے تصویر اسی طور سے کھینچی جس طرح سے گھوڑے پر سوار آتے تھے ناگاہ لشکر تقا سے ایک فیل مست  
 جھوٹا مگر اس کے نیزہ دار پیدل سوار تدبیر سے روکتے ہوئے چلے آتے ہیں جیسا سوا ایرج کے  
 فیل مست پہونچا سوار دن نے آواز دی ای جو ان اسٹ جا خلاوند کے کارخانہ کا فیل مست ہو گیا ہے  
 ایرج نو جوان نے جواب بھی نہ دیا جب وہ فیل قریب پہونچا یہ شیر نہ بعد کہ و فرشتہ مرکبے چھاند  
 پڑا ہاتھی نے بھسوند ابرہیا ایرج نے دولوں ہاتھ دیدیے ہاتھی نے اپنے نزدیک دولوں ہاتھ سوند  
 میں پیسے جب پٹنے سے فارغ ہوا ایرج نے اتنے عرصے میں سوند کو بقوت تمام تھا بنا فیل نے  
 اپنے جانب کھینچا ایرج نے غرہ کر کے کہ مارا مع زخم سے گردن ہاتھی کی کھسپٹ لی چرخ کھا کر ہاتھی کھلا  
 ایرج نو جوان غرہ کرتا ہوا دیر سے خون میں نہایا ہوا لشکر تقا پر اسی جوش و خروش میں جا پڑا  
 فولاد خشت زن گیند کو اڑاتا ہوا قریب ایرج نو جوان پہونچا وہاں تاجر نے نقاش سوا آواز  
 دی ای برادر ایک تصویر بمقدار فیل کھینچ لے سو فرق نہ ہو صورت ایک تصویر اس طور سے کھینچی کہ ایرج  
 نو جوان اس فیل کا کھینچ لیا مگر بیان فولاد خشت زن خشت ہائے اسنی جھولی میں بھرتے ہوئے دار  
 کرتا ہوا چلا ایرج نے ان خشت ہائے اسنی کو تلوار سے قلم کیا آخر میں وہ خود مقابلے کو آگیا لاٹ کھلا  
 کر کے برس پڑا کبھی نیزہ مارا کبھی تلوار کا دار کیا یہ شیریشہ صا جھقرا نی بیخون دارا سکے روک ہائے  
 مصور کامل نے یہ تصویر بھی لفظاً لفظاً کھینچی یعنی بعد ہاتھی کے مار نیٹے اتنے بڑے پہلوان سے مقابلہ ستم  
 ہوتا تو خوف جان سے خائف و ترسان ہو کر سوراخ سوراخ کر تا یہ شیر دیر اسی تیر سے  
 مصروف جنگ دیراے جرات کا منگ سات طور سے مصور نے نقشہ کھینچا جب اس پہلوان نے فولاد



خشت زن کو بھی مارا جنگ مغلوبہ ہوئی اتنی بڑے کارہائے نمایان کیے بھر پڑتے بھر پڑتے صفوں کو بہم  
 و رہم کرتے ہوئے قریب تخت لقا پہنچو وہ تاجر جلیل بہا پڑ پڑ گیا مصور کو ساتھ لیا اس شوکت کا  
 نقشہ کھجوا رہا جہاں یہ نظم کر گھڑی دو گھڑی لڑے خون کے دریا جاری ہوئے دو چار افسار سے  
 اسی طور سے تاجر نے تصویر کھجوائی ایرج لوجوان لڑتے بھڑتے تابہ تخت لقا پہنچ گئے لقا  
 نے من چہ تقدیر کر دم کہ کے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے دستانہ مارا تیغہ لقا کا پٹ بڑا کر مین لقا کی  
 ہاتھ ڈال دیا بڑی جیداری کر کے اٹھایا کوہی ٹوٹ پڑے دو پہر کا مل تلوار چلی آخر کو لقا شکست کھا کے  
 ہٹ گیا اس جنگ میں ایرج نے لقا کو دست حق پرست پر بلند کیا سب نے اس کا شکر کو دیکھا اس طرح  
 کے سات نقش تاجر نے بعد جاہ و جلال پیش کیے تھے وہ ہندوئی مین کھو مین اس وقت یہ بھی ذکر  
 نکلا کہ مرقع نکلوائے وہ مرقع کا رنگ داران شاہی نے پیش کیے ملکہ ملاحظہ فرما رہی ہیں کہ ملازمان  
 ناسید ایرج دیہا نکیر و علم شاہ و قاسم کو لیکر لے بیچ مین ایرج لوجوان ایک طرف قاسم ایک  
 سمت علم شاہ عالی شان ایک جانب جہا نکیر والا تدبیر ملکہ ناسید نے سر اٹھا کر جال جہاں آرا سے  
 ایرج لوجوان کو دیکھا ملکہ ناسید آئینہ دار حیران مثل سنبھل پریشان سراپا کو شاہزادے کے بھکڑنگ  
 ہو گئیں تاجر بھی خدمت میں حاضر ہوئے تمام کیفیت جرات ایرج کی ظاہر کرتا جاتا ہوکتا ہی کہ حضور ایسا  
 بہادر میری نگاہ سے سین گداز حب لب مین بنیرہ صاحب قران جرات مین برہن لشکر کا فران  
 مان اس شیر کی ملکہ گیتی افروز دختر خداوند زمرہ شاہ باختری یعنی نورچکیدہ خالص باب غیر شبہ  
 خود صاحب شوکت و شہم ملکہ ناسید نے بھی سر اٹھا کر دیکھا جمال ایرج لوجوان دیکھ کر عاشق ہو گئے  
 کلمہ منہ سے نکلا کیون صاحبزادے کو کہنے آپ کی کیا خطا کی یہ کلمہ لشکر ایرج کا دل غم و الم سے بھرا ہوا تھا  
 آنکھوں سے دریا جاری ہوا آہ سرد دل سرد درد سے بھر کر جواب داری شہنشاہ بانصاف شعاع مخفی -

|                                 |                                   |                                 |
|---------------------------------|-----------------------------------|---------------------------------|
| آن را کہ از روز ازل در دل بود   | رازد دل بخینہ اسرار خدا بود       | از گل نہ اثر لودنہ از نالہ بلبل |
| کین زمزمہ عشق بے باد صبا بود    | زان پیش کہ فرادنگا فد سرخارا      | انیشہ اودر دیکر کوہ صدا بود     |
| آن روز کہ یہ خون جگر شد دل مینا | این نشہ جہان در اثر ساز و نوا بود | رودی کہ بنائے حرم کعبہ بناؤند   |
| این گرمی سنگامہ بخانہ کجا بود   | آن روز کہ دیر درہ بخوہ گری        | نظارگی جلوہ اودیدہ ما بود       |
| میخانہ تنی گشت نشد گرم و دائم   | گوشتہ آن بادہ کہ بے روی ریالو     | رمدان کہ بستی سرینا بہ کستند    |



طلم ہوش رہا جلد ہفت

این نقشہ ہمہ در سر ہر پیر و پلا بود کہ اسے ملکہ عالم ہم کس سے شکایت کریں مگر قادر دامن مصیبت مبتلا سے  
نفس بیخ و دخت اب آپ ہمارے قتل کا حکم دیجئے ہم اس کشاکش سے مہلت پائیں بقول میر جلالی شعرا

|                                     |                                            |                                      |
|-------------------------------------|--------------------------------------------|--------------------------------------|
| بے مہر تم نہیں نہ سہی آسمان سہی     | میں خود ہی اپنی حال پناہ رہاں سہی          | ممکن نہیں کہ ہو محل عتاب کا          |
| مازک ہمارا دل نہ سہی ناتوان سہی     | کچھ ہو رہیگا داؤد و محشر کے سامنے          | سنئے نہیں بیان مری چھا وہاں سہی      |
| حاضر ہوں بھلیا ہوا اگر کوئی اتھان   | کشتہ نہ محکو جائے میں نجان سہی             | ایدل تجھ جو مانع آہ و فغان ہو ضبط    |
| کوچھ چوکے شکوہ آہ و فغان سہی        | قاصد عوفی پیام زبانی کے یازک               | یوحا کے جواب کی اہاری زبان سہی       |
| میں مر گیا ہوں اور نہیں ہو گیا عتاب | اچھا اگر یقین نہ آیا گمان سہی              | دینا سو تو اٹھا میں سیکڑ وں لاکھ شکر |
| ہجواب پر گر ان اسی جو مردہ گراں سہی | ہم تو سننا ہی ہیں جھپٹ فراق کی             | تم داستان سمجھ کے سنو داستان سہی     |
| ہیتا ہی دہین کوئی تو پوشیدہ چٹیا    | بیدر تو نہیں سہی در و نہان سہی             | اسکو نہیں بتاؤ کہ جو لے گیا ہو دل    |
| تم لاکھ اچھا دل مری راز دان سہی     | اس سوز و گداز سے یہ اشعار ہر راج نوجوان نے | رور دکر پڑھے کہ                      |

ملکہ ناہید بیتاب ہو گئیں تصویر میں جو شوکت و شان سے دیکھیں دل سے محبت پیدا ہوئی ان شیروں  
دیکھا رستم بیلتن علم شاہ نوجوان و جہانگیر بن صاحبقران و قاسم صف شکن پشت پر سرداران تہمتن  
زنجیر بن ہمارے ہیں بس بیتاب ہو کر گلگونہ وزیر زادی کو بلایا کہا سنو صاحب میں نے ایہ راج  
نوجوان کو بدامادی قبول کیا ایسے صاحبان حسب و نسب کہاں ملیں گے جکی زور و طاقت کے جھنڈے  
گڑے ہوئے ہیں دیوبند دیکو کش صاحبان لیاقت و سخاوت و جہالت و شوکت انکے بندہ درگاہ ہیں صاحب عز و جاہ  
ہیں بہ احتیاط الگ قصر میں ٹھہراؤ گلگونہ گلگون پوش نے دست بستہ عوفی کی حضور جس دن سے  
یہ تصویر بدلیزیر تاجران جلیل لے کر آئے تھے اُس دن حضور نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا تھا  
کہ اس نسبت کو پہنے بدل و جان قبول کیا امورات مالی و ملکی سے مہلت نہ ہوئی ورنہ نہرمان لکھا گیا  
تھا کہ اس شیر کے بزرگوں کو اطلاع دیجائے کہ بہ قوانین شایان جسطح نسبت کرتے ہیں اُس  
طرح وہاں سے تحریر رقعہ و غیرہ قرار دیجائے پھر اسکا انجام نہیں ہو ملکہ ناہید نے فرمایا پہنے بدل و  
جان قبول کیا جو پہنے کہا تھا وہی اب بھی کہتے ہیں صاف ظاہر ہوا کہ کوکب سے مقابلہ پڑے گا لہذا  
طلم نہ گس اس شیر کو دیکر براے قاحی طلم روانہ کرے گا ہم بھی بدل و جان اعانت کرے گا لے  
وزیر زادی آج تک ہم نے ہمدردی نہ کی گلگون پوش اس وجہ سے صبر کیا کہ صاحبان لیاقت



نہ کہین کہ زوجہ دشوہر سے بلا وجہ بگڑی اب شہنشاہ نے اسکا بدلہ کیا کہ ہمارے کلچر پر چھری پھیری  
 اٹھون نے بران کو مار ڈالا تو ہم بھی اپنی جان دینگے ملک مال بھی تباہ کر آئیں گے سب سردار قصر عالی ہیں  
 جا چکے ہیں ایرج نوجوان سائے ملکہ ناہید کے ٹھہر گئے تھے یہ کلمات جرات آیات جو زبان سے ملکہ  
 ناہید کے منہ ایرج نے جواب دیا اے مادر مہربان آپ تکلیف نقرائیں فقط اپنے غلام کو حکم دین  
 ایشیا و اللہ اگر قصر جمشیدی نہ اٹک دیا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا غریب جاو و دھوکے سے مجھ کو  
 پکڑ لائی دریاے ابلق وغیرہ فتح کرتا ہوتا تباہ قلعہ نرگس پہونچا کوہان فیمل سر و غیرہ میر سہی ہاتھ سے  
 مارے گئے لوح تو بعد جستجو بسیار دستیاب ہوئی ہو ایرج یہ کہتے جاتے ہیں اور یاد میں بران کی رنگ  
 رو متغیر ہاتھ پانوں میں ریشہ کلام زبان سے نہیں نکلتا اسوقت زبان پر ملکہ ناہید کے کلمات حسرت  
 آیات ایرج نوجوان ہرست شور گریہ و زاری بلند ہی کر رہی ناکس درد مند ہو ہر ایک یہی کہتا ہو کہ  
 صاحبو ایسے عاشقان صادق صاحبان جرات و شوکت نگاہ سے نہیں گذری حقیقت میں جو ارادہ کر کے  
 چلے اسکو پورا کیا کینون نے عرض کی حضور وہ شیر ویر فرزند صاحب جقران قنار طلسم نور افشان عجیب  
 فرزند کی مدد کو آئے ہیں یعنی جہانگیر والا تدبیر کے والد نامہ دارانے جد عالی تبار مگر شوکت جہانگیر  
 ابا یان طلسم نور افشان دیکھ چکے ہیں کہ نام سے جہانگیر کے کو کب بھاگے بھاگے پھرتے تھے اگر  
 صاحب جقران کہ آتے چند روز میں اختتام طلسم نور افشان تھا صاحب جقران کہ کہ جرات زیر کر کے لیے  
 کوئی دم نہ مار سکا وہی اب بھی ساتھ ہیں ایرج نے سر ہٹا کر کہا حضور میں مدد پر دروگار کی چاہتا ہوں  
 میری بزرگ ہیں تکلیف فرمائیں انکی خوشی میں سوائے خدا کے کسی سے طالب مدد نہ ہو گا ملکہ نے کہا اچھا آپ  
 اپنے بزرگوں کے ہمراہ تشریف رکھیے ہم نے درویشان طلسم کو طلب کیا ہوا ان سے صلاح کر لیں گی بعد لشکر کشی  
 خواہ مخواہ آپ سے کہا جائیگا کہ بسم اللہ قنار طلسم میں مصروف ہو جی یہ بخوبی ظاہر ہو گیا کہ اس مقدمے میں صلاح  
 نہونگی وزیر زادی نے باحیاط تمام ان شاہزادگان الامقام کو قصر عالی میں ٹھہرایا ملکہ نے درویشان  
 طلسم کو طلب کیا جب ویش کے ملکہ نے تمام کیفیت اور کو کب کی بدعت سامنے ان بزرگوں  
 کے بیان کی درویشان طلسم کو بہت مانگوں ہو ملکہ ناہید سے کہا بی بی تم نہ گھبرادہم دعا کرنے کو  
 موجود ہیں مہبود کے دروازے کے کتے ہیں مہزوزہ ہماری دعا قبول کرے گا اور یہ بھی دعا گو عرض کرتے  
 ہیں کہ یہ شیر ویر نمیرہ صاحب جقران روح روان قائم عالیشان جس امر کا قصد کرے نگاہ طرے سے مالک



حقیق کے ضرور مدد ہوگی ہر ایک طرح کی بلارد ہوگی درویشان طلسم نے ملکہ کو بہت تسکین دی اور یہ بھی کہہ دیا کہ  
ملکہ بران شمشیر زن اس شیر کی پہلو نشین ہوگی یہ نسبت بہ مشیت پروردگار قرار پائی دربار میں ملکہ ناہید  
ہمکے یہ صلاحین ہو رہی ہیں دو کلمہ داستان عیاری خواجہ عمر و خیر برکنا واجب و لازم ہے ذکر کیا تھا کہ  
معمار قدرت کو خواجہ نے گرفتار کر لیا تھا بشکل معمار دربار کو کب نامدار میں آئے کو کب سے کہا ای  
شہنشاہ میں نے ہر چند سمجھایا ملکہ ناہید نہیں مانتی اور ایک نکتہ ہی اسکو عرض نہیں کر سکتا کو کب نے  
گھبرا کر کہا ای معمار وہ کیا بات ہو عمر و نے چباکریات کو ہیر پھیر کے اس طرح بیان کیا کہ جسکی مراد یہ ثابت ہوئی  
تھی کہ ملکہ ناہید علم شاہ پر عاشق ہوئیں یہ جملہ جو کو کب کے ذہن میں آیا فیض پر ہاتھ ڈالا غصے میں تھرا یا کہا ای  
معمار اب تک تو میں نے بران کو قید رکھا تھا اب میں قتل کرواؤنگا معمار نقلی نے کہا حضور یہی مناسب ہے  
نبیرہ حمزہ کو ناز ہی کہ ہم بہانہ لکڑتے بھڑتے آئے سرحد طلسم نرگس کو لڑ کر لیا اس طرح تا بہ طلسم  
نور افشان پہنچیں گے جہاں گیر بھی آگئے ہیں باپ انکے شہزادہ خاور سپاہ بھی آئے یقین و لشکر اسلام سے  
نار بندہ جائے صاحبقران زمان بھی تشریف لائیں یہ لڑائی اب بہت سخت ہوگی یہ ذکر تھا کہ ملازمان علی  
روئے پٹیتے آئے کہا ای شہنشاہ غرق جادو کو مار ڈالالوح لے لی مجلس اختہر سب وہیں موجود ہیں ملکہ  
ناہید کی شرکت پر آمادہ ہوئے امیر ج کتا ہے میں طلسم فتح کروں گا جہاں گیر کہتے ہیں ایک دن میں  
اپنے کو تائید کل حیات کو کب پہنچاؤنگا پھر لوح طلسمی حاصل کروں گا یہ حالات سن کر کو کب قہر و غضب  
میں اپنے مقام سے اٹھا یہ تو خیر ہو چکا کہ سب خیر خواہوں نے کو کب کا ساتھ چھوڑ دیا یہ مقدمہ ترک مذہب  
کسب کو ناگوار ہے یہ جو کو کب نے نکالا خود پرستی کرنے لگا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ایسے بادشاہ مفرد کا  
ہونا بہتر نہیں ہے ایسا غرور ہوا اپنے کو سجدہ کرتا ہے اس غصے میں کو کب اٹھا کسی نے زور کا کو کب  
یہ کہتا ہوا چلا کہ اے معمار میں ابھی جا کر بران کو قتل کرتا ہوں جبکو جس مقام پر پاؤں گا مار ڈالونگا  
میں اب انکے جادو کو ٹہرے نہ دوں گا معمار کا ہاتھ تھام لیا معمار نقلی اور آتش افروزی کر رہا ہے وہ دم  
عرض کرتا ہے حضور کو سب طرح کا اختیار ہے آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے وہ زمانہ اور تھا کہ جہاں گیر  
نے طلسم کشائی کی اب کیا مجال ہے کہ قدم بڑھا سکیں ہم انکے بھی لشکر کی کوچیں کاٹ ڈالیں گے تا بہ طلسم  
نور افشان نجانے دیکھے معمار نقلی کو کب کو بھڑکانا، مواخلات راے تبتا ہوا ایک جانب لپچلا راہ  
میں دلہی کر کے پوچھا کیوں شہنشاہ بران کو اپنے قتل کیا یا زندہ رکھا کو کب نے کہا اے زمین پھلوا میری سڑ



خوشخبر ذرا فراسیاب نسل ہوا اور یہ جوان بنبرہ صاحبقران لڑتا ہوا آیا یہ کجنت بھی مہینوں سے بیارقی  
 میرے سامنے اس نے ایرج کی مدد کی اور یاروفا دار و ملک میرے تاب نہ باقی رہی میں نے سحر کر کے بران کو  
 باغ بہار میں جھینک دیا مگر اصل یہی ہے کہ میں نے ابھی تک قتل نہیں کیا یہ ضرور خیال تھا کہ یہ لڑتا ہوتا  
 آہنگا اس وقت میں سمجھا جا بیگا یہ خیال نہ تھا کہ اغواے دراندازان سے تا ہمید بھی شد یک ہو جائیگی  
 جھکنا اس کا غوت نہیں ہے ایک سحر میں زمین و آسمان کے طبقے ہلا دوں گا بڑا سب کو بھروسہ عمر و کا  
 ہے اس کا جی چھڑا دوں گا یہ بھی سب صاحب یاد رکھیں کہ عمر و کی قضا میرے ہاتھ سے ہے جس دن قصہ کروں گا  
 لشکر میں حمزہ کے گھس جاؤں گا گردن پکڑ کے ساربان زادے کو لے آؤں گا دیکھوں تو کون روکتا ہے اس جو  
 سے حمزہ نے وصل نہیں دیا حمزہ مرد جہان دیدہ و کار آزمودہ سمجھ گیا کہ گو کب جان بری دشوار ہے  
 سحر اس کا بلاے روزگار ہر سو جہ سے انھوں نے کہہ دیا کہ میں ایرج و عمر و کا شریک نہیں ہوں کیونکہ  
 ہو سکتا ہے کہ عمر و قتل ہوا و حمزہ کو صدمہ نہ پہونچے معمار نقلی بجا و درست کتا ہوا ساتھ ساتھ چلا آتا ہے  
 کبھی عرض کرتا ہے کہ شاہ اپنے کون مقابلہ کر سکتا ہے اپنے عمر و کو آبر و دی ہر مقام پر شرکت کی تین و پیر  
 کا پیادہ مارا مارا پھرتا تھا اپنے سر چڑھا کر آبر و عطا کی افراسیاب لڑ دیا آپ کے سب سے اس نے نام پایا گیا  
 مکار تھا آپ نے بادشاہ جلیل بنادیا جب افراسیاب اس کو گرفتار کر لیا آپ نے فوراً مدد کی لڑ بھڑکے چھڑلائے  
 کو کب کتا ہے کہ معمار میں نے بڑا غضب کیا افراسیاب ایسے سردار کو قتل کرایا کیا پھل پایا اب  
 الٹی بغاوت ہوئی کو کب کتا ہے کہ میرا کوئی کیا کر سکتا ہے معمار کو کب باتیں کرتے ہوئے ایک سحر اس  
 سبزہ زار میں پہونچے دور کو دیکھا دروازہ باغ کا بند ہے قفل سین آراستہ کو کب نے کتا ہے معمار  
 اسی باغ کا باغ بہار میں نام ہے قید خانہ بزرگان خوش انجام ہے اس میں کا قیدی کبھی رہا نہیں ہوا  
 اب میں چاہتا ہوں قتل کو ڈالوں کہ قصہ پاک ہو جائے معمار نے پستین چڑھا میں تیغ بکھینچ لیا  
 کو کب کے کہا میں حضور آپ تو اپنے ملک کے بادشاہ ہیں جو مزاج میں آئے وہ کچھ ایک جھوٹا کبھی کے واسطے  
 بدنامی نہ لیجئے سر کاٹ کے انکا دہزار میں بی ناہمید کے روانہ کر دیا جائے ہوش لڑ جائیگی یقین ہے  
 بے لڑے بھڑے اصلاح کے پیام ہونگے اپنی زوجہ کی خطا معاف کر دیجئے گا ایرج وغیرہ بچا کے کیا ہیں  
 صاحبقران بھی آپ نے لڑ سکیں گے بتلائیے حضور میں جا کر بران کو قتل کروں آپ ادھر کنارے  
 رہتے شاید پوجہ مہر پڑی ہاتھ نہ اٹھا اس وقت کو کب نے ہاتھ سے ایک انگوٹھی آمار کر معمار نقلی کو دی



کما می معمار حقیقت میں میرا قہ نہ اٹھیکا اس انگوٹھی کا جب عکس ڈالو گے تب ہوش میں آئیگی تمام  
رنگ و ریشہ میں اسکا سخت سے معمور کر دیا ہے لاکھ فریاد کرے نہ ماننا سر کاٹ لینا معمار نقلی انگوٹھی  
ہاتھ میں لے کر چلا کو کب روشن ضمیر ایک نخل کے سایے میں سرجھکے کھڑا ہے معمار قدرت  
نقلی قریب در باغ پہونچا عکس انگشتی کا ڈالیا نخل ٹوٹ کر گرا دروازہ کھلا عمر و گھبرا یا ہوا اندر آبادلین  
کتا ہو جان اپنی جاے پا پوش سر لیکن ملکہ پران شمشیر زن کو ہا کرین یہ بھی ذکر رہا یگیا کہ کو کب کی  
بٹی کی عمر و نے جان بچائی اگر خدا نخواستہ یہ قتل ہو جائے تو باغ بہار ابراہیمی میں خندان آئے  
خدا نخواستہ جب ایمرج نے جان دی تو قاسم و علمشاہ کب زندہ رہیں گے صاحبقران زمان کو  
بھی ملاں ہوگا اپنے فرزند دن کا خیال ہو گایہ سوچتا ہوا عمر و بن امیہ ضمری قریب بارہ دری کے پہونچا  
کراہنے کی آواز آئی آہ آہ کی صدا تھی جس سزل کا پنا کلیہ تھ کو آیا طلب تھرایا کوئی درد رسیدہ کستا  
ہے اسے فلک کج رفتار دے گروں غدار ہمارے ساتھ یہ بے مہری کہاں تک گردش دکھائیگا باغ  
عالم شیش بوم گل برباد ہوئے آرام پنا یا فلک نے کیا ظلم دکھایا نہیں معلوم اس سوختہ آتش دوری و  
افروختہ شطہ مجھوری پر کیا گزری افسوس ہماری خبر نہ لی انکی وفاداری سے یہ امید نہ تھی نظم

|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                 |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                            |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| را لایگا یونین گرخون ہمیں غم یا جانی کا<br>مری آنکھوں میں ساقی نشہ ہو کر شکر بانی کا<br>شبا بے مہربان بیدم کیا اس تیغ ابرو نے<br>کہ عالم ساوی بار بلیٹ پہی کا ملانی کا<br>تحفیت جان اس شید طلعت کا وصال اکدن<br>ہم ناتوان ہیں یا زراکت پسند ہے<br>گردش ذرا تھمی ہر جواج اپنے بخت کی<br>گھنٹی ہر گھنچے سے طرہ کند ہے<br>پھر تاپو دلیں مضطربانہ ادھر ادھر<br>دیکھیں تری نگاہ کی کیسی پسند ہے<br>جلوہ دکھا رہی ہو وہ کچھ تیری آرزو | ہنے گا آسمان نشیہ شراب ارغوانی کا<br>ہنے دیتا ہر زخم بدن میرا جی و قتل<br>فلک سے خوب بھل ہو کو ملا باغ جوانی کا<br>جہاز زندگان ایکم میں تادم ہوچکا<br>بھروسہ کیا ہر ایدل آسمان کی مہربانی کا<br>یا بوس ہر طرف سزل درد مند ہے<br>مضطرب آسمان کہ مرا کام بند ہے<br>پوچھی امید بستہ سو فرقت کی شرب ما<br>خود درد عشق میر طرہ درد مند ہے<br>کثرت تھی اہل دید کی محشر میں قبل شتر<br>مہر جان سے خار دل مستند ہے | لمو نظر و بین ہر ساعشر شراب ارغوانی کا<br>ترو دل میں ہر دست کیا قبا و عرفانی کا<br>سنہری رنگ کیا چوٹی سی اسکا بھوٹ نکلا ہر<br>مقرر ہوئیں تو قاتل آب خنجر کی روانی کا<br>یہ کچھ کہہ کر ہو رسم آمد و شد راہ بند ہے<br>دو بھر مجھے بھی یار کو بھی ناپسند ہے<br>ہو تا ہر آہ کرنے کو کم رشتہ حیات<br>باب قبول آج کھلا ہے کہ بند ہے<br>نشیہ سزل گر آئینہ گھر سے نکل گیا<br>ہم نہ سنا بھی تو دیاں راہ بند ہے<br>ڈبتے ہیں کوئی یار میں دلبر لگے نہ تیر |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|



|                                     |                                |                                  |
|-------------------------------------|--------------------------------|----------------------------------|
| ہم کو یہاں ہوائے بھی خوت و گزند ہے  | نالہ مرغبار ہے محراب عشق کا    | جتنا ملا ہے خاک میں اتنا بلند ہے |
| کیسا یہ وصل یار کا مرہم تھا ارجحلال | پہلے سخی غ حشرٹ مروان و چند ہی | دیکھیں پھر بھی زندگی میں اس تیر  |

بیشہ جرات نہنگ دریائے ہمت کا دیدار نصیب ہوا یا اسی خیال میں پردہ و نیا سے جائیں بار فراق سر پہ اٹھائیں  
یہ تو یقین کا دل ہے کہ انکو ہمارا خیال ضرور جو جس زمانے میں ہاتھ سے عشاق سبزہ رنگ کے کشتہ سحر ہوئی  
کیفیت اپنے عاشق صادق کی سنکر روئے ضبط جو کیا علیل ہو گئے جب وہ بجیا یار آگیا تب صحت پائی پس  
شہر یار اب کنیز کا خیال نہ فرمائیے گا ضبط کہ تا واجب و لازم ہے کنیز ملک عدم کی عازم ہر نظر

|                                  |                                       |                                    |
|----------------------------------|---------------------------------------|------------------------------------|
| مریم زخم محبت غیر آہ و نالہ نیست | ایچہ در لعلنا نالہ فار مراد نالہ نیست | سو ختم پروانہ دار از آتش عشقت ہنوز |
|----------------------------------|---------------------------------------|------------------------------------|

از تب گرم محبت بر تہجہ نالہ نیست  
یہ صدا ہے دردناک مصیبت خیر عبرت انگیز جو خواجہ نے سنی دل بے قرار  
ہو گیا کلیجہ تھام لیا انکو بھی چمکاتے ہوئے اندر بارہوری کے آئے دیکھا ایک کٹسرا آہنی اسکے اندر ایک سوختا  
محبت مسلسل و مطلق ماراں سیاہ جسم پر پیٹے ہوئے تمام جسم میں صدا ہا آئے جب آہ کرتی ہے زمین تھرا جاتی  
ہے قریب تھا کہ عمر و کا کلیجہ پھٹ جائے روئے زیبا کو دیکھ کر نہ پہچان سکا ایک سوختہ مار کے آواز دی اے  
سرد باغ الفت اے قمری نخل سودت نام تیرا کیا ہے قید کرنے والے کیوں قید کیا کیا خطا سرزد ہوئی اُس  
گرفتار زندان مصیبت مسلسل پنج و صوبت نے اک آہ کھینچی کہ کھنڈ سے دھوان نکلنے لگا جواب دیا کہ افسوس  
صدا افسوس آئے اپنی کنیز کو نہ پہچاتا کیا حال زار ہمارا ہو گیا آپ کیونکر یہاں تک پہنچے ہمارے تو

|                                       |                                   |                                       |
|---------------------------------------|-----------------------------------|---------------------------------------|
| یہ کیفیت ہے اشعار                     | عاشقے باید بگوے یار بجار آمدن     | واغما چون لالہ بر دل دیدہ خونبار آمدن |
| در طریق عاشقی لبیاد درست از ادب       | عند لبیان بے اجازت سکو گلزار آمدن | نبست آسان پنجہ بر زلف پریر دیان زدن   |
| در درون کعبہ میاں دیدہ ز بار آمدن     | عاشقی بھی کہ کج محنت و اندوہ و غم | نے لبیر باغ رفتن نے بہ گلزار آمدن     |
| در محبت ترک جان ترک دین شرط است و شرط | نبست مخفی کار ہر کس از سر در آمدن | ان اشعار عبرت آثار کو سنکر عمر و کا   |

کلیجہ منہ کو آیا حشر چرخین مار کر روئے لگا قریب اگر کہا برائے خدا نام اپنا ظاہر کرو میں واسطے رہائی گرفتار  
دام مصیبت کے آیا ہوں تلاش کرنا واجب لازم ہے سوقت تو اُس مجہبین نے چیخ مار کر جواب دیا اے  
عم نامدار اپنی کنیز پر تیز گرفتار جس رنج و محن ملکہ بران شمشیر زن کو نہیں پہچانا اس کنیز کو کو کب و شفیق  
نے یہ بدعت اس مقام پر قید کیا اب وہ نہ ترک ہوا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے گنتی ہیں کیا  
تقدیر کے بگاڑ ہوئے دن فرقت کے پہاڑ ہوئے خواجہ عمر و نے انگلشتر کا سایہ ڈالا



بتھکریان پیران کٹر گرین اب عمر و مہوت ہو رہا ہے ہر اعضا جسم کی اکثری کو مس کیا مارا ان سیاہ سر  
 اس قید مصیبت سر رہائی پائی لیکن عمر و نے یہ تعجب تمام حباب بیہوشی ملک بران کے مٹھ پر مارا  
 بران بیہوش ہوئی عمر و نے اٹھا کر زنبیل میں رکھا ایک کنیز کو زنبیل سے نکالارنگ روغن عیاری کا لگا کر  
 اسکو بران بنایا اسطرح زنجیروں میں باندھا وہاں سحر سے آبلے تھے یہاں عیاری سے آبلے بنائے  
 اسطرح مسلسل بھی کر لیا کشتان کشتان چھینچے ہوئے باغ سے باہر لائے دور سے کوکب نے دیکھا کہ میرا بار  
 و فاداری معمار۔ بران کو کشتان کشتان باہر لایا معمار نقلی نے پکار کر پوچھا اے شہنشاہ یہ مسلمانوں کی  
 دوستی سے نہیں ہاتھ اٹھاتی کلمات سخت و سست کہتی ہے مسلمانوں کے نام پر جان دیتی ہے بہت سمجھایا  
 کہتی ہے چھوٹوں کی تو لوٹو لنگی کوکب کے منہ سے بے اختیار نقل گیا کہ اے معمار سر کاٹ لے عمر و نے  
 تیغ برق مثل کمر کھینچا پھر آزدی ادبران دیکھ شہنشاہ کیا فرماتے ہیں اری ان سے جدا ہو کر حین  
 پناہیگی بران نقلی نے جواب سخت دیا جب تو عمر و نے چھپٹ کر ہاتھ مارا سر کٹر گرین کا زین پر گر عمر و  
 نے رومال میں سر لیا لاکر قدموں پر کوکب کے والد یا انکھوں کے نیچے نو کوکب کے اندھیرا آگیا ظاہر  
 میں کہا یہ سردار میں ملک ناہید کے عجب و قصر جمشیدی میں بھی زمین تھرا گئی جس نے سر بران کھا  
 اسکا ہی قول تھا یا ر و گھر کوکب کا برباد ہوا انہو کو ناہید بھی ہلاک کر نیگی کوکب کو جو وقت یہ رہا  
 زیبا یاد آئیگا جان دینے پر آمادہ ہوگا اسوقت غصے میں قتل کا حکم دیدیا یاد انجام اسکا بدہر کوکب نے  
 کچھ خلیل نہ کیا ایک خول میں وہ سر نقلی رکھوا کر ایک کنیز کو حکم دیدیا دربار ملک ناہید مرصع پوش  
 میں یہ سر رکھ آؤ وہ سہا حر جلا۔ یہاں وہ وقت ہو کہ ملک ناہید سر پر جہان بینی پر جلوہ فرما میں ایک تخت  
 و نگل پر رستم پلین دیکھیں علمشاہ نوجوان ایک جانب جہانگیر والا تہذیب ایک سمت قاسم صفین  
 قریب پایہ تخت ملک عالم یکہ تازہ میدان جلالت رستم مولت سراب میدان شوکت و لیاقت صاحب ہمت و سخاوت  
 چہرہ آفتاب تابان شہزادہ ایرج نوجوان و نگل یا قوت نگار پر ہاتھ باندھ کر عرض کرتا ہے کہ مادر  
 مہربان اب مجھ کو رخصت کیجئے میں جا کر ان کو تلاش کروں ملک ناہید باغ باغ ہو جاتی ہیں کہ ایسا خوش  
 پروردگار نے لہر حمت فرمایا مادر مہربان جو کتاب ہے منہ سے پھول گرتے ہیں اس حسن کی دربار آراستہ ہے  
 اہالیان طلعہ مرصع چھار کہتے ہیں اس شوکت و شان پر کبھی ہم نے دربار ملک کا نہیں دیکھا تھا کیا  
 اس جاوگر نے اگر خوان دروازے پر اٹھ کر آپ بھاگا یہ جو خیر ملک فریابی ہی تو ملال ہو کہما دیکھو غم نہیں کیا ہر



بغیر یہ کوکب روشن ضمیر نے محبوب کسی نے بڑھ کر خوان بکھو لایہ اسرا نطا ہر ہوا سر ملکہ بران شمشیر زن  
 خون تازہ گلوے بریدہ کی جاری آنکھیں حسرت آلود کھلی ہوئیں جس نے یہ حال دیکھنا چاہئے لگا ملکہ ناہیدہ  
 دیکھ کر اپنے کو نیت کی گردیا ایرج نوجوان نے تلوار کھینچی کہ اپنا گلا کاٹ لوں کسی نے ہاتھ تھامنا کر بیہوش  
 ہوئے ہر طرف سے دھتھر چلنے لگا لشکر میں یہ خیر مشہور ہوئی جس نے سنا بتھار ہو کر آیا ملکہ ناہیدہ کا  
 تو عجب حال ہو گئی ہے یار کوکب نے کلچر پر خنجر بھر دیا میں کہاں جاؤں کیونکر اپنی عمر بسر کر دن یہ کہہ کر  
 طرف ایرج نوجوان کے دیکھا کہا اے شیر بدیشہ جرات جو تم سے ہو کے وہ کر دیہ سنتے ہی ایرج  
 نوجوان نے سلاح ذات پر آراستہ کی علمشاہ نوجوان نے تیغ کپتان سکھنے پر ہاتھ ڈالا فاسم خاور  
 سپاہ نے فرمایا انشا اللہ دیکھو تو کوکب کیسی گزرتی ہے لشکر میں قرنا ہوئی مکر بندی ہونے لگی ہر کس کا  
 یہی قول ہے بڑی قیامت کی لڑائی ہوگی بھیسے کہتے ہیں کوکب کیا کسی شے میں کم ہے جب ایرج سے مقابلہ  
 پڑیگا حیران جمال و محمود یاد رہو جائیگا نوجوانوں پر لیکا یکا یک خنجر قابض ہونا دشوار ہے فتاح طلسمات انکا  
 لقب ہوا کی شوکت انکا از پردہ دنیا تا بہ قات پہنچا دادا لے انکے دیو عفریت کو مارا ایرج نوجوان  
 کا تو عجب حال ہی جہاں گئے والا تدبیر نے آکر کہا اے نور نظر کیوں گھبراتے ہو میں وہی جہاں گئے ہوں کہ میان  
 کوکب کو بھگتے ہوئے نہ راستہ ملتا تھا اب بھی وہی کیفیت ہوگی ان سرداروں کے عیار کمندین آراستہ  
 کئے ہوئے جنگ پر آمادہ علمشاہ نے آکر ملکہ ناہیدہ مرصع پوش کو تخت پر سوار کیا ٹوٹ نغارے  
 بجاتے ہوئے قصر مرصع حصار سے باہر نکلے اس وقت ہر کاردن نے آکر خبر دی کہ کوکب بھی سامان  
 جنگ کرنے میں مصروف ہے علمشاہ نے کہا اس کے سامان کا کسکو خوف ہے ملکہ ناہیدہ نے لوح طلسمی  
 نگلے میں ایرج کے ڈالی کہ یہی فتاح مرحلہ جات ہی موتیوں کے مالے کچھ نورتن وغیرہ باز و پیران  
 بندھوا دیے کہ ہر کس و نا کس کا کھرتا شیر نہ کرے اس طرح ان سب کو آراستہ کر کے طرف قصر حمشید کی  
 کے چلین راہ کے دیکھنے دے عبرت کرتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا یار دیہ لشکر جس جگہ جا کر لڑے گا خون  
 کے دریا بہا دے گا ایسے شیر کھنچن نگاہ سے نہیں گذرے صاحبان لیاقت و جرات نہنگ بھر  
 سخاوت ملکہ ناہیدہ مرصع پوش ایسی ساحرہ علاوہ بلکہ ناہیدہ کے سترہ سے جادو گر زبان  
 سب سلح و کمل اس طرح سے جاتے ہیں کہ جو جاوے سر ملکہ بران شمشیر زن لے کر آیا تھا اس نے اس فوج  
 تباہہ کو دیکھا سر پر بانوں رکھ کر بھاگا آئے کوکب اطلاع کی کہا حضور سر بران کے پہنچتے ہی



قیامت بڑیا ہو گئی وہ پہلی جو خوشخواری کر کے آئے ہیں ایرج کے پاس لوح طلمس نرگس موجود ہے سحر  
تائیر نے کر لیا کو کب نے یہ جو معاملہ سنا غصے میں کانپنے لگا یہ بھی تیز لیکر اٹھا آواز دی لشکر تیار کر دے مگر بندی  
ہونے لگی ہر شخص ہی جانتا ہے زن دشوہر کا مقابلہ کیا دم بھر میں صلح ہو جائیگی قصر جمشیدی سے  
لشکر لیکر کو کب نکلا ہے ملکہ خنساء کے گلگون پوش بھی طاؤس زرین بال پر سواریہ بھی کہتی تھی صاحبو  
زوجہ کو اس قدر فساد کرنا شوہر سے مناسب نہ تھا سزا پانچگی کو کب سبکو مار ڈالے گا کبھی ملکہ خنساء طاؤس  
بڑھا کر قریب تخت کو کب کے آتی ہے کہتی ہر کون صاحب یہ کیسی آپ کی زوجہ خاص ہے دشمنوں کو ساتھ لے لیا  
آپ کی دشمنی پر مکر باندھی لوح فرزند جگرہ کو حوالہ کر دی ایسی زوجہ کو طلاق دیجئے ایلیم سے نکلوائے منہ نہ دیکھے  
جس طرح میں نے آپ کے ساتھ بسر کی وہ انکو مناسب تھا آپ آج سزا ضرور دیجئے ورنہ حوصلہ بڑھتا جاگا  
کو کب تو غصے میں کچھ جواب نہیں دیتا لشکر چلا آتا ہے کوس بھر قصر جمشیدی سے آگے بڑھے تھے  
کہ گرد عظیم بلند ہوئی بارہ نشان بارہ لاکھ فوج کے جس سے ظہور و ثبات ہوتا ہے علمہاے زنگاری کے  
پھر ہرے کھلے ہوئے علمدار بڑھے ہوئے یہ ایک جانب نکل گئے اب جو دیکھا نقد روح روان قاسم  
عالیشان خنزاوہ ایرج نوجوان ایک جانب قاسم و جہانگیر سرداران قدیم پشت پر ملکہ تائیر  
مصرع پوش سریر جانی پر اسباب عذرات پر آراستہ مچولی بائیں ہاتھ پر گونہ زین پوش لشکر  
بشمار جیسے ہی کو کب کو ایرج نوجوان گئے دیکھا دین مرقبے پر ہاتھ ڈال نعرہ کیا نعرہ ایرج

|                                    |                                                          |                            |
|------------------------------------|----------------------------------------------------------|----------------------------|
| ملک ایرج آن آفتاب منیر             | کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر                                 | جو تیغ یلے بر کشم از غلات  |
| ترزلزل فتنہ در میان مصاف           | ادھر سے رستم نے نعرہ کیا نعرہ رستم                       | ارشاد اولاد امیر عرب       |
| کیست علمشاہ جو رستم تقب            | علمشاہ روحی شہر فیل زور                                  | کہ بر تخت مرزدق افگندہ شور |
| ادھر سے قاسم نے نعرہ کیا نعرہ قاسم | آفتاب شرق دین پروری                                      | شہسوار لال پوش خادری       |
| ملک قاسم آفتاب خاور سپاہ           | زخم تیغ برابر و نیزہ بمسار                               | ز آب دم تیغ شستم زین       |
| ہمسہ باختہ شد بزریر نگین           | جہانگیر نے بھی نعرہ کیا نعرہ فرزند رشید صاحبقران جہانگیر |                            |

عالیشان بہ شیر جو تلواریں کھینچ کر کو کب کے لشکر پر گئے ہر طرف سے مدد گیر وہ ہندو بہ کش بلند ہوئی  
علمشاہ نے جسکو بڑھکر ہاتھ مارا دے ٹکڑے ہوئے قاسم نے بڑھکر ٹپے ٹپے ساحر مارے ایرج تو  
صاحب لوح ہیں سحرانپر تاثیر زمین کرتا جس غول پر جا ٹپے شیرانہ ہنگامہ لڑے کے پرے



در ہم میریم کردی جنگ شہزادہ جہانگیر سے زمین تھراتی ہے ہر خرد و کلان کی زبان سے آواز الا مان  
 الا مان آتی ہے یہ شیر بیشہ صاحبقرانی اہلین طلمس نور افشان کی سرکوبی کر چکا جس غول بین  
 انکے لغو کی آواز آئی افسر یہ کہتے ہوئے بھاگتے ہیں شیر بیشہ صاحبقران باوقیر شہزادہ جہانگیر  
 والا تدبیر پہنچایا رو بھاگو اس شیر سے جان کا کواب تو انکو بڑے بھائی بھی ساتھ ہیں جب یکہ دہنا آئے تھے  
 گل حیات کو کب لے لیا لوح حاصل کی ملک فتح کئے مرحلے توڑے اب شیر کے ہاتھ سے کیونکر بچیں گے بڑے بھائی  
 ان کے علمشاہ نوجوان ساتھ ہیں بھتیجا قاسم ایسا پوتا ایرج نوجوان جس نے دریائے ابلق کو  
 طکیا مخمور چہار سرد کو ہاں فیلسر کو مارا قلعہ نرگس تک عداوری ہوئی ایسے نام جہانگیر سے  
 لرزان و ترسان ہیں کہ انکے سامنے سر نہیں کرتے ملکہ ناہید مرصع پوش نے یہ بھی کیا ہے علمشاہ  
 بازو پر ایک اکٹھ جات سامری سے باندھ دیا ہر کہ ہر کس و ناکس کا سحر تاثیر نہ کرے قاسم کے گلے  
 میں موتیوں کا مالا پھندا یا ہر شہزادہ جہانگیر کے گلے میں ہیکل پنادی ہے ایرج نوجوان نے تو  
 زمین الٹ دی ملکہ ناہید مرصع پوش بعد و خروش کو کب رو شخیصہ کے لشکر پر جا پڑیں ملکہ  
 مجلس و ملکہ مر و ارید ملکہ اختر و شہزادہ جمشید قتل ہونے سے ملکہ بران شمشیر زن کے یہ سب  
 کو کب پھر گئے کچھ خون نہ کیا سامنے کو کب کے سحر کرنے لگے ملکہ مجلس اس طرح کڑا کڑا کر گری بارگاہوں  
 میں آگ لگا دی ملکہ اختر نے یاد میں ملکہ بران شمشیر زن کی ایسی ایسے موتیوں کے مالے مارے کہ ہزار ہا  
 کے سر پٹے شگوفہ سحر ساز و وزیر زادی کہ یہ تو عاشق جمال ملکہ بران تھی بیٹی ہوئی جا پڑی سرداران  
 نامی رٹتے بھی جاتے ہیں کو کب کو آواز دیتے ہیں کہ او جلا و صاحب بیداد اس ماہتابان پر تیرا کیونکر ہاتھ اٹھا  
 کس جرم پر قتل کیا زیر دستی تو نے جرم عشق شہزادہ ایرج نوجوان رکھ دیا کجا ایرج نوجوان کجا ملکہ  
 بران شمشیر زن آئین بعد عظیم ملکہ بران ایسی عقیل و فہیم اگر شاید ایسا ہو بھی تو کیا معیوب تھا ایسے  
 صاحبان حسب و نسب کسے ملتے ہیں انکی مادر و مربیان تصویر و پندیر ایرج پسند فرما چکی ہیں ایسے چاند کے  
 ٹکڑے کو تو نے مٹا دیا تجھ ایسے جلا صاحب بیداد سے امید دار رکھنا بالکل بیکار ہے اس وقت غصے میں  
 یہ حرکت کو کب سمجھانے سے معمار قدرت کے کر اٹھا اب شہزادہ ہر کہ میں نے کیا کیا کیوں حکم دیا لیکن  
 اب جان بچانا واجب و لازم ہے ہر خرد و کلان از پیر تا جوان بھی چاہتے ہیں کہ کو کب کو  
 قتل کریں ملکہ اختر و ملکہ مجلس و شگوفہ و جمشید بن کو کب ان سبھوں نے آ کے



کو کب و شنفصمیر کو گھیرا ہر سمت کی کو کب پر آگ برس رہی کسی نے تلوار میں گرا میں کسی نے آب بیا  
 بنا یا کسی نے خنجر برسا دیے کسی کے سحر سے گزر کر رہے ہیں ملکہ مجلس نے وہ سحر کیا کہ ہوا سے  
 تند چلی یہ تو سحر کرنے میں آندھی ہے سحر کی ہوا باندھ دی غیار ہاے زرد اٹھے لکھ ہاے ابر سیاہ آسمان  
 سے گرنے لگے کہیں ہوا سے سرد چلی ہزاروں ٹھنڈے ہوئے کہیں ابر سحر کر اس سے تلوار میں بر سین  
 لاکھوں کے سڑا گئے سر ملازماں کو کب کے مثل برگ خزان دیدہ ہوا سے تند سحر میں اڑتے بھرتے تین  
 بڑے بڑے ساحر خوف لغرہ شیران دشت بزد سے منہ کے بھل گرتے ہیں حنا کی گلوں پوش  
 کو کب کے ساتھ یہ بھی سوار ہوئی ترغیب قتل بران میں یہ بھی شریک تھی لغرہ ناہید سے گھیرا یہی  
 ہے ملکہ ناہید مرصع پوش کے پاس تحفہ جات طلسمی بھی موجود ہیں زوجہ کو کب رو شنفصمیر  
 علم سحر میں بنیظیر حنا کو جو طائوس زرین بال پر دیکھا یہ بھی کان میں آواز پہنچی ملکہ ناہید  
 کہ اچھا ہوا ملکہ بران قتل ہوئی اب میرے بیان اولاد ہوگی سلطنت طلسم نور افشان اسکو ملگی  
 یہ بھی کنیزوں نے خبر پہنچائی کہ معمار قدرت و ملکہ حنا کی اس سے بران قتل ہوئی ملکہ  
 ناہید مرصع پوش نے طائوس زرین بال اپنا طرف حنا کے اڑایا کو کب پر تو آفت برپا  
 ہے جتنے ساحران خرد و بزرگ ہیں سب کا یہی قصہ کہ کو کب کو قتل کرین سر میدان اسکی آبرو لین پہلا کام  
 تو ملکہ مجلس نے یہی کیا کہ برق بن بکرا سطح گری کہ تاج اڑا دیا محتاج کر دیا ہوا سحر نے طبقات زمین ہلائے  
 کو کب تو طوف حنا کو توجہ نہ ہو سکا رنگ سے حنا متغیر ہوا ملکہ ناہید نے دوسرے ڈانٹا کیوں اوشفتیل  
 بران کو تو نے قتل کر لیا گھر ہمارا ابگاڑا شوہر کو میرے لیکڑیٹھی مینے قتل نہ دیا اس قتل مینے کا یہ ظہور حنا  
 ایک گولہ طرف ملکہ ناہید کے بھی پھینک دیا ناہید گونے پر نگاہ تہر غوثی لادی گونہ ٹھیکر اڑا پٹیا زمین پر گرا  
 کسی سے ساحر کو کب سے چھٹ گئی حنہ ساحر جو مارے گئے تہنگامہ برپا ہوا ملکہ ناہید نے دلوں ہاتھ جپکائے دس  
 برقیں گزین وہ برقیں اہتمام کرتی پھرتی ہیں جو ساحر یا ساحرہ قریب حنا برائے مدو آئے وہ بھی پہچا  
 ہو جا دورنگی دہر کی نجات نپائے ہر حنہ حنا نے آگ بر سائی ملکہ ناہید نے کچھ نہ مانا ملکہ دفع کرتی  
 ہوئی یہ کہہ کر برھین اسی تھک بھی یہ لیاقت ہوئی ہمارے سامنے زبان کھولتی ہی ہتر ہی میں کڑواں سے  
 ہاتھ باندھ کر قدموں پر گر شاید رحم آجائے تو نے آسمان طلسم نور افشان کا چاند غروب کر لیا رحم نہیں  
 واجب نہیں ہی گر شاہان جلیل میں عجز کرنے والوں کے کفیل ہیں جلاد نے حکم دیا تو نے ترغیب دی ہاے



میری بران حسرت و یاں لیکر دنیا سے اٹھی تصویر اسکی آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہو ایسے باپ جلاد صاحب بیدار کی خدا صورت نہ دکھائے میں تو ان شیران و شت نبر کو ساتھ لیکر آئی ہوں یہی سر کوئی کرینگے میری تو سوت ہو تیری میرے ہی ہاتھ سے موت ہو جب ملکہ ناہید یہ کہتی ہوئی بڑھیں لاکھوں ملازماں خنائے گلگون پوش آفل ہوے یہ ہنگامہ برپا تھا اسوقت تو زمین تھرا رہی ہر نفرہ ناہید کی صد ہر کسں ناکس کے کان میں آرہی ہے ملکہ خنای گلگون پوش نے بھی خون برسایا ملکہ مجلس نے بھی مدد کی خود بھی ملکہ ناہید بلاے روزگار ہے سحر و ساحری میں یکہ تاز میدان کا ہزار ہے ہزار دن ساح مارے ایک مقام پر ملکہ خنای نے سحر کیا ابرخونی آکر برسا سو یا د سو کنیزان ملکہ ناہید مرصع پوش جلک گرین ماہو کی صد بلندی ملکہ ناہید نے اسوقت ایک دسکے کی ہاتھ سے برقیں چپک کر ابرخونی پر گرین ابرخونی تختہ ہوا بلکہ پلٹ کر لشکر حریف پر گرا وہ بھی تو سحر نہایت عمدہ ہے خنای نے جو سحر کیا تھیں کہ شہنشاہ کو کب رشتہ ضمیر تھا ابرخونی برسا نیسے یہی مطلب تھا کہ اسکو کوئی دفع نکر سکے ہر نوع ملکہ ناہید مرصع پوش نے ابرسیاہ گرا کر آندھیرا کیا کیسے سحر کی برق تہ چلنے دی رذر روشن سبکی آنکھوں میں تیرہ دتا رہو اسوقت رعد کی گرج برق کی ٹرپ آندھی سیاہ چل رہی ہو اسے تند نے ہزار ہا نخل گرا دیے سحر ملکہ ناہید نے ہزاروں ساحر خاک میں ملا دیے طاؤس زرین بال کو بڑھا کر چلین خنای نے جو سحر کیا رنگت جا جا باجیخ مار بھاگوں ملکہ ناہید نے طاؤس سے طاؤس ملا دیا لنگا سحر لگین برق ٹرپ کر گری طاؤس کے دو ٹکڑے ہوے خنای نے جا باجیخ ہٹوں اپنے کو زمین پر گردن کی طرح ظالم اظلم کے ہاتھ سے نجات پاؤں ملکہ ناہید نے سب طرح کا انتظام کر لیا تھا زمین پر خنای نے جاسکی دود آسپا چرخ گنے پیسا گھرا کر طرف کو کپے چلی ملکہ ناہید مرصع پوش قریب پہنچ چکی تھیں بال بیکڑ کر کھینچتی ہوئی سے چلین تمام عالم نے دیکھا کہ سبحان اللہ آج سحر ملکہ ناہید مثل آفتاب روشن ہوا رنگ خنای ٹٹایا بال پکڑے ہوے لیے جاتی ہیں تمام لشکر میں کو کپے غلغلہ برپا ہے کہ یار دیکھو رجبہ اصلی کو فتنہ ہی بی حنا گرفتار ہوئیں اب کچھ زور نہیں چلتا دراندازی کر کے اسکی بیٹی کو قتل کرایا آخر مزہ پایا صد ہا کنیزوں نے قصد کیا کہ ملکہ ناہید سے حنا کو چھڑا لیں کڑک کر گرین ملکہ ناہید نے کسی پر لنگا دالی چھری چل گئی اس کے کلیجے کو توڑ کر نکل گئی کبھی ابرو سے خمدار ہلائے دد خنجر بران کے دشمنوں کے سر کے کبھی آفت کر دی شعلے بھڑکے اس سے بھی بہت ناری چلے ملکہ ناہید مرصع پوش



نے حنا کو نہ چھوڑا جب غل زیادہ ہوا ہر ایک کی زبان پر یہی جاری تھا یا رودہ دیکھو عقابے کج شک  
 کو فکار کیا یہ شترادی والا قدر ہے وہ ایک شہر کی مالک ہے یہ زوجہ خاص صاحب جاہ و جلال باد آسمان  
 کمال وہ تو ایک ذرہ حقیر نگاہ سر کو کپتہ سارہ چکا تھا وہ بھی ایچ آج خاک میں ملا کو کب نے پلٹ کر  
 دیکھا کہ حنا کے گلگون پوش کو ملکہ ناہیدہ صر صر پوش نے اس دلت سے گرفتار کیا کہ بال  
 کپڑے ہوسے جوتیان مارتی ہوئی لے جاتی ہے سحر کر کے زبان اوسکی بند کر دی ہے ہر چند کہ کو کپ  
 بد بلا میں نازل تھیں سحر ملکہ اختر ملکہ مجلس جاو کی وہ گفتنی شکوفہ نے کو کب کو پریشان  
 کیا ہے یہ رنگ جو دیکھا کہ معشوقہ دلجو حنا سے خوشنظام کے پیچہ بدعت میں بھنسی طمانچے پیچہ رہے ہیں کشان  
 کشان لے جاتی ہو ہیں ہر لکار او ناہیدہ کیا غضب کرتی ہے عمر بھر دشمن رہو لگا یہ سفظانہ ممانت  
 کرو لگا ملکہ ناہیدہ نے جو دیکھا کہ کو کب چلا سحر اختر سے نکلا مجلس نے رو کا شکوفہ نے پھول برسات  
 سب کے سحر دفع کرتا ہوا قعدہ تھا سحر قریب ملکہ ناہیدہ ہو چنے د چار کلمات سخت و سست بھی کہے پہلو  
 میں شترادہ جمشید بن کو کب کھڑا دروہا تھا آنکھ کھول کر یہ معرکہ دیکھا کہ باپ کی عقل پر پھر پڑے  
 کہ ہلائی مان کو سر میدان سخت و سست کہنہ لڑنا تو پکار کر کہا کہ قبلہ کعبہ واہ کیا کہا کیا ایک شفقٹل کے  
 واسطے ہماری دالہ ماجدہ کا ایسے کلمات سخت کے صاحب آپکو خیال حفظ مراتب نہیں تو آپکی خدنگدای  
 ادب وقاعدہ سب بیکار یہ ککر جمشید چھپا دور سے گولا سر پر کو کب کے مارا برابر کے بیٹے کا  
 سحر دوسرا ہوتا تو سر بھٹ جاتا کو کب نے جان تو بجائی مگر سر میں درد ہونے لگا کو کب تو طر ت  
 جمشید کے متوجہ ہوا اتنے عرصہ میں ملکہ ناہیدہ صر صر پوش کشان کشان سارے میں نخل  
 کے حنا کو لیکر آئیں گلگون پوش کو آواز دی گلگون پوش پلٹی دست بستہ عرض کی  
 کیا ارشاد ہی ملکہ ناہیدہ صر صر پوش نے اشارہ کیا جلا دو کو بلاؤ یہ سنکر ایک کنبہ بچہ کھینچ کر چلی  
 ملکہ ناہیدہ نے کہا سر کاٹ لے کنبہ نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا سر حنا کا کٹ کر زمین پر گرنا اندھرا ہو گیا  
 بیرون نے غل نچا یا بعد عرفہ دراز آواز کی کشتی مرا نام من ملکہ حنا کے گلگون پوش بود انوس  
 مزیم و جان دادیم وہ مطلب خود نہ سیدیم مرنے کی اسکے علامت کو کب نے سنی اسکی آنکھوں میں اندھیرا  
 آگیا حنا پر پست تھا ہاے جان جہان کمرہ ڈرا بے اختیاری میں منبت یہ نکل گیا اشعار

|                         |                      |                        |
|-------------------------|----------------------|------------------------|
| رستی و مرا خیر نہ کر دی | بریکسیم نظر نہ کر دی | اے الفت جان و دل ہمارے |
|-------------------------|----------------------|------------------------|



تنہا ہمیں چھوڑ کر سدھارے : کبھی مجبور ہو کر آواز دیتا ہے یجان جہان لے آرام دل مشتاقان عشق  
کو اپنے رونیکہ چھوڑا ہماری محبت کی منہ موڑا یہ کہتا ہوا لاش پر حنا کی گرا سیرا اوٹھا کر چھاتی سیر لگایا  
آوردی اب لڑکھین کیا کروں گا فقیر نہ کہ قبر سا مہری پر بیٹھو نہ گا سلطنت ترک کی یہ کھل کو کب  
لاشہ خنہ اوٹھا کر ایک جانب چل نکلا ایسا گھبرا گیا کھر بھی نہ کر سکا یا جوش محبت حتما میں سحر نہ یاد آیا ادھر  
جرات رستم وقاسم و جہانگیر نے فوج کے پیر اوٹھا دیے بڑے بڑے پہلو ان بھگا دیے ان شیرازی  
شمشیر زنی کوئی تاب نہ لاسکا کوئی سرکش نہ اٹھا سکا ہزار ہا غم کٹے ہوئے زمین پر بڑے تھے خیمے  
جلے مکان پر بڑے کو کپے دڑ کر لاشہ حنا کی گلگون پوش اوٹھا یا ملکہ ناہید نے بقرار ہو کر لاشہ  
ملکہ بران شمشیر زن گود میں لیا خنجر کھینچا تھا کہ اپنی جان دوں گلگونہ گلگون پوش وزیر زادی  
دوڑ کر لپٹ گئی کتنی تھی اسے داری خدا آپ کو سلامت رکھو خون کا بدلہ دشمنوں سے لینے خنجر چھوڑ دیا آگے آگے  
ملکہ ناہید گر دشمن زادان قریب قریب وزیر زادان دو ہتھ چلتا ہوا لاشہ ملکہ بران کی صدا بلند ناہید  
ے رونے پر کلچہ بھٹایا جب بکارتی ہی کیوں بٹیا بران دانی کو یاد نہ کرو گی تنہا ملک عدم میں جاؤ گی اپنی  
خدا ملکر ارا کو بھی ساتھ تو ہمیں اس دہر خراب آباد میں نہ چھوڑو چشم بدین کو کب کا عجب حال ہی ہاے ہمیشہ  
اکہر بلکتا کر کبھی آواز نہ دیتا ہی میں تو تم کو اپنا سر پرست جانتا تھا کبھی مینے دعویٰ سلطنت نہیں کیا دشمن  
جلاد کا کیونکر ہاتھ اوٹھا اس حال زار سے روتے بیٹے قلم مرصع حصار میں پہنچے ملکہ ناہید نے  
اپنے موگراد یا یہ نوایر ج نوجوان علمشاہ وقاسم و جہانگیر کے لحاظ سے خاموش تھا مثل شمع محفل تنگ  
بہ رہے تھے یا لاش پر جو نگاہ بڑی تاب صبر و جبر نہ باقی رہی ہاے ملکہ عالم کھل کر اپنی کو گرایا تلوار جو ہاتھ میں آگئی  
چاہا گلکا کاٹ لوں چشم بدین کو کب لپٹ گیا تھا بھائی صاحب اپنی کو سنبھالو تم صفت شکن تیغ زن ہو ابھی خون  
ہمیشہ کا بدلہ لائیں ہوا تھا رہے ہی دست زیر دست کے معاوضہ ہو گا ہم دست و پا شکستہ کیا کر سکیں گے  
رور و کے جان دینگے ایرج نوجوان نے جو چشم بد کو اپنے قریب یا ناشانی ملکہ بران سمجھ کر ہاتھ گلے میں  
ڈال دے بدحواسی میں بزرگوں کا بھی خیال نہ رہا چچین مار کر رو یا اشعار

|                          |                          |                         |
|--------------------------|--------------------------|-------------------------|
| درد اکہ غم نہ حد بردن شد | فریاد کہ درد من فرون شد  | دیوانہ عشق رفتہ رفتہ    |
| در مکتب عشق ذو فنون شد   | در خرمین عمر من زد آتش   | ہر آہ کہ از دلم بردن شد |
| در سینہ دل بنو دہز نام   | دان ہم ز جفای چرخ دون شد | از گم شدگان عشق بودم    |



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                |                                                                                                                                                                            |                                                                                                                                                                             |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>             آند غم عشق در ہنوں شد<br/>             از کوشش و سعی حاصل نیست<br/>             دل بردن من یرت شگون شد<br/>             مردم ز غم و زلفت حال<br/>             تا با امر اشو د خسریدار           </p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                           | <p>             سوداے جنون ز عقل پوشید<br/>             چون کوکب طلعت ز بون شد<br/>             رسوائے من بوا دی عشق<br/>             در محنت انتظار چون شد           </p> | <p>             این کاسد سرک سرنگون شد<br/>             بگرفت غمے کہ مرغ دل را<br/>             قانون ضوابط جنون شد<br/>             نبشیم و صبر را کنسم یار           </p> |
| <p>             لیکن اسے ایرج نوجوان صبر کو نہ کرکرون دامن صبر دست<br/>             استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت کی ٹوٹا لے برادر مجھ ننگ عشق کا زندہ رہنا بہتر نہیں ہے<br/>             ادھر قاسم نے تلوار کھینچی کہ برابر کا فرزند جان دیتا ہوں میں بھی اپنے کو ہلاک کر دینا علم شاہ و جہا نکلیں بھی<br/>             آمادہ ہوا آپس میں اشارے ہیں کہ حقیقت میں جان دینے میں آبرو ہے ڈرائی میں بہت سعی کی تلوار سے ہماری<br/>             قضا تھی افسوس میں مصیبتیں دیکھنا تھیں اب سواے جان دینے کے چارہ نہیں دربار میں عجب قیامت<br/>             ہے اگر فصل تحریر کر دین دوسرا ہوشربا تیار ہو قضاے کار ہر سپہ عیاری و قطب نلک خنجر زاری شاہ<br/>             عیاران عیار خواجہ عمر و بن امینہ مدار بشکل معمار قدرت بران نقلی کا سر کاٹ کر دربار کو کب میں آئے<br/>             تھے کہ اسی وقت ملکہ ناہیدہ دشمن زادہ ایرج وغیرہ آپسے حنا کا خون بہایا اسی غم میں کوکب نے شکست<br/>             کھائی قصہ ہوا تھا کہ جاکر ملکہ ناہیدہ وغیرہ سے اطلاع کریں کہ لعنایت پروردگار میں ملکہ بران کو چھڑا لیا کوکب<br/>             کو دھوکا دیا عمر و راہ میں تھا کہ یہاں تلوار جل گئی جو کچھ تحریر کیا لاکھون کا کھیت ڈیرا لاکھون ملا زمان<br/>             کوکب ہزار ہا ہر ایمان ملکہ ناہیدہ میدان کارزار میں قتل ہوئے اب خواجہ اس وقت دربار ملکہ<br/>             ناہیدہ میں آکر پہنچے قریب تھا کہ ایرج وغیرہ اپنی جان دین لاشہ بران نقلی بچ میں پڑا ہے دہ بھڑ<br/>             جل رہا ہے ایک کو ایک تھا متا ہوا سوت عمر و پہنچا کہ ملکہ ناہیدہ بھی آنچہ کھنچ کر اٹھی ہر اپنے کو ہلاک کیا چاہتی ہی<br/>             کہ خواجہ عمر و نے پکار کر آواز دی اسے بادشاہ قلعہ موضع حصارے صاحب جاہ و وقار یہ حقیر عمر و عیار<br/>             خدمت گزار ملکہ پر کران نامدار بلکہ عاشق جمال بالکمال جا کر زندہ انجانہ مصیبت تو بہا کر لایا یہ تو ایک لڑکی گنگا گنگی<br/>             جبکہ لاشہ ہر یہ جو خواجہ عمر و نے کہا اس سر کا منہ بھی دھلا دیا حلال ہو لوگ آگاہ ہو گئے اس وقت کی خوشی کا کیا<br/>             بیان ہو سارے لشکر میں صداے مبارکباد بلند ہوئی یہ بھی خواجہ عمر و نے ملکہ ناہیدہ موضع یوش سے کہدیا کہ<br/>             ملکہ بران شمشیر زان میرے پاس با احتیاط موجود ہے کچھ تردد نہ کیجئے ایرج نوجوان کو بھی مطمئن کیا یہ مرزدہ<br/>             خوشخبری سب مشتاقوں کے گوش زد ہوا ملکہ ناہیدہ نے بڑھک کر کہا اسے شہنشاہ اوج عیاری ہم           </p> |                                                                                                                                                                            |                                                                                                                                                                             |



بھی شاق ہیں کہ ایک نگاہ ملکہ بران کو دیکھ لیں خواجہ عمر و نے بران کو زنبیل سے نکالنا امید  
 نے خواجہ کو بہت کچھ دیا اور پکار کر آواز دی سب شاہ و شرفیاء و زبردست داران نادار آگاہ ہو جائیں  
 کہ بہنے اپنی دختر بلند اختر ملکہ بران شمشیر زن کو ساتھ شہزادہ ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران  
 فرزند قاسم عالیشان کے منسوب کیا ابھی ترنج خوشنوی سینہ پر ایڑی نوجوان کے لاکر لگا دیا تو  
 شہزادہ ایرج اگر دو غبار میں آئے ہوتے بیلے کچیلے پٹھے ہوئے جاندہ دینے پر آمادہ تھے یا خوشی سوچو سوچ  
 ہو گیا قاسم خاں و سپاہ و عیال شاہ عالیجاہ نے ایرج نوجوان کو لگے سو نکالیا جہاں گیسر والا تدبیر ملکہ  
 ناسہید کی تعریفیں کر رہے ہیں ملکہ ناسہید مرصع پوش سمدھی سمدھی کر کے کلام کرتی ہیں لاکھون روپیہ غریبا  
 مساکین کو تقسیم ہونے لگا ملکہ بران کو ایک قصر میں لاکر داخل کیا انیس جلیسین ہمد ہمرازیں اگر حاضر خدمت  
 ہوئیں باغ ویران میں بہار آئی یہاں تو خوشیایں ہونے لگیں عمر و معمار قدرت کو لیکر کنارے  
 آیا یہ بھی خواجہ عمر و کو خیال ہو کہ معمار ہمیشہ سو میراد دست صادق محب وائق ہے ابتدا میں اسی کے واسطے  
 بیابان گلزمین گیا اپنی جان کا پاس نہ کیا جانبازی کر کے رہا کر آیا میں معمار سے راز دل کیوں چھپاؤں  
 یہ سوچ کر خواجہ ایک گوشے میں آئے معمار قدرت کو زنبیل سے نکالا خواجہ نے جناب دافع بیہوشی  
 مار کر ہوشیار کیا معمار عمر و کو دیکھ کر گڑا گڑا نے لگا خواجہ عمر و نے کہا ای برادر معمار قدرت دیکھ  
 انصاف کرو ڈیر انقلاب پڑ گیا تھا اگر کو کب ملکہ بران کو قتل کر ڈالتا تو پہاڑ سے تاکوہ عقیق گلزار  
 سلیمانی و خانہ کعبہ کیسی تلوار نیام انتقام میں نہ جاتی اتنا خون سر پھینچتا ایک معاوضہ خون ملکہ بران  
 میں لاکھون کی جان جاتی خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا میں تمھاری شکل بنکر پوچھا انگوٹھی کو کب  
 سے رو سحر کی مانگ تی تمھاری صورت بنکر ملکہ بران کو رہا کر لیا اب عنایت پروردگار سے  
 نسبت شہزادہ ایرج نوجوان ملکہ بران شمشیر زن پختہ ہو گئی جلد سرداریں سان موجود ہیں  
 سامان شادی بھی ہو گا تم بھی ملکہ ناسہید کے شریک رہو بلکہ تمہیں تو خاص ہماری ذات سے  
 مطلب ہے کہ کو کب سے بھی کسی وجہ سے صفائی ہو جائیگی طبیعت لکین پائیگی یہ سب باتیں سن کر معمار  
 کے دل ہی دل میں بیچ و تاب ہوا اسکو بہت ناگوار گزار دے اپنے کہتا ہے یہ اس مکار نے کیا کیا  
 میری شکل میں جال پھیلا یا افسوس صد ہزار افسوس کہ کو کب کی معشوقہ قتل ہوئی دل سے کہتا ہے  
 اے معمار قدرت مجھے عمر و سے کیا کام دینے تو سب کچھ محبت کو کب میں کیا جب اسی کا یہ



دشمن ہے مجھے اس کے کیا کام آدمی جماندیدہ و کار آزمودہ ہے سوچ سوچ کر خاموش ہو رہا تھا ہرین یہی کہا آپ  
 ہمارے مالک ہیں جو مناسب وقت تھا وہ آپ نے کیا مجھے بھی قدم پیر ملکہ ناہید کے گرد بچے عمر و  
 جب معمار کو نیکر خدمت ناہیدین آیا ناہید نے خلعت سرفراز کیا اور فرمایا کہ اسے معمار قدرت  
 تمہارے سبب سے ہم کو راحت ملی ہم تم کو افسر کلان قرار دینگے معمار بہت خوب بہت خوب کمر خاموش ہو رہا  
 دلیں شعلے اس ناری کے بھرے رہے ہیں دسے ہر مرتبہ یہی کلام ہے کہ اسی معمار قدرت اس  
 ساریاں زادے کو سزا کامل دینا چاہیے ظاہرین کار و بار میں مصروف ہوا باطن میں گرفتاری خواجہ عمر و  
 کی فکر ہے قضاے کار خواجہ عمر و کو اسکا خیال نہ رہا شنب کو کام کرتا ہوا ایک کوشے میں آیا سوچ رہا  
 کہ کو کب اور ملکہ ناہید سے کیونکر ملاپ کر اؤں معمار تو فکر میں تھا کنارے آکر ایک ماش کا دانہ  
 پھینک مارا خواجہ عمر و ہوش ہو کر گرے معمار نے پتھارہ اٹھالیا خیال میں ہو کہ اس ساریاں زادے کو سزا  
 کو کب کے بذلت و رسوائی قتل کر ڈنگا اس میں روپیہ کے پیادے نے اپنا ایسا زور باندھ لیا کہ جودل میں آتا کہ  
 وہی کر گزرتا ہے اور میرے معمار قدرت قید خواجہ عمر و کی لیے جاتا ہو لیکن حال خیریت مال عنایت ہو گیا  
 سماعت فرمائیے سابق میں تحریر ہو چکا ہے کہ جب عمر و وطن سے قصر جمشیدی کے انجاست اولیٰ تلبو  
 جاتا تھا محراب جادو مصاحب کو کب کر عمر و پر گرا عمر و نے تدبیر رکھی تھی ایک گنہگار  
 کو اپنی صورت بنا کر تخت پر بٹھادیا تھا آپ گیم اوڑھ کر کنارے ہو گئے محراب جادو ٹپ کر گرا عمر و نقلی کے  
 دو ٹکڑے ہوئے کو کب ہان ہان کر کے اٹھا محراب کی مشکین باندھیں چاہا جرم قتل عمر و میں محراب  
 کو بھی قتل کرے عمر و نے اپنے کو ظاہر کر دیا کو کب کے کمر محراب کو پکالیا محراب لڑ پٹیع عمر و کا ہوا تھا دین  
 وجد کرتا تھا کہ اگر خواجہ عمر و جھکونہ بچاتے کو کب قتل کرتا خواجہ میرے جان بخش تھیں ہیں اس لڑائی میں  
 کو کب کی یہ بھی تباہ ہوا اب وہاں سے چلا ہی اسی خیال میں کہ خواجہ عمر و نامدار کو ڈھونڈھوں ایرج  
 نوجوان و علم شاہ عالیشان کا ساتھ دوں ادھر سے معمار قدرت جاتا ہوا دھڑے محراب جادو  
 دسے باتیں کرتا ہوا عمر و کی محبت کا دم بھرتا ہوا چلا آتا ہے راہ میں معمار سے ملاقات ہوئی محراب نے  
 بڑے معمار کو سلام کیا پوچھا ہے سپ سالار اقلیم بیابان گلر تر و یکھا تھے ہمارے بادشاہ کی کیا تباہی  
 ہوئی دوسری اور ایک طاقت ہے کہ لاشہ حنا لیا کر دفن کیا ہو اور قبر پرادھکی فقیر نکرتی ہے ہیں معمار نے  
 کہا اسے محراب اب ہم سب تدبیر لینی ہے خاتمہ کر دیا ساریاں زادہ جو کلید عقل جملہ مسلمانان ہے



اسکو سینے پکڑ دیا ظالم نے غضب کیا میری صورت نیکر ملکہ بران کو رہا کیا مجھ کو بہت ناگوار ہوا میں نے عقل سے تدبیر کی اب عمر کو لیے جانا ہوں یہ سنکر محراب محبت عمرو بن بقیرار ہو گیا یہ تو خوب سمجھ چکا ہے کہ خواجہ عمرو نے حیرتی جان بخشی کی جو اپنی جان بچائے اسکی خدمت گزار کی کرنا خالی از لطف نہیں ہے یہ سوچ کر اپنے سر غائب کیا بڑے من تدبیر سے عمرو کو تو پتہ تارے کو نکال دیا ایسا فحکہ کر دیا کہ وقت پر میان معمار بھی یاد کرین معمار قدرت سے محراب جاوے کد یا کہ آپ خدمت میں کوکب کی چلیے ہم بھی لشکر جمع کر کے آتے ہیں کوکب کا ساتھ دینگے معمار اپنے نزدیک عمرو کو لیے ہوئے ظن کوکب کے چلے محراب خواجہ عمرو کو رہا کر کے طرف لشکر ملکہ ناہید مرصع پوش کے چلا بیان بوقت سحر ہتر شا پور شیر دل و سیارہ بن عمرو و ہتر سک یطاتی و ہتر چاہک صبار فتار وغیرہ آگاہ ہوئے کہ خواجہ عمرو کو معمار چڑا کے لگیا یہ خبر جو ملکہ ناہید مرصع پوش نے سنی نہایت برہم ہوئیں فرمایا اس مزدور کی شامت آتی ہے اسکو مقدمات سلطنت میں کیا دخل ہے تمام دربار جمع ہوا ہے ملکہ مجلس جاوے جھلا کر ادھی کمانا امان بھی ابھی لاتی ہوں ایک طرف تو ملکہ اختر چپ کر ادھی خود ملکہ بران کا قصد ہے کہ میں برائے رہائی خواجہ عمرو جاؤں بسبب پاس و لحاظ مان کے اپنے مقام سے نہ ادھی مگر شگوفہ سحر ساز و اینسان جانناز و مصاحبان ہمزاسب اپنے مقام کو ادھین اسباب سحر سے آراستہ ہو کر چلی تھیں کہ راہ میں معمار کو مارین خواجہ عمرو کو رہا کر کے لائین کہ سامنے سے سب نے دیکھا محراب جاوے خوشی خوشی آتا ہے کو دیکھ کر کچھ گیا کہ یہ لوگ تلاش خواجہ عمرو میں لکھتے ہیں پکار کر آواز دی اے سرداران نامی نہ گھبراؤ جستجو شاہ عیاران میں نہ جاؤ بطور جنگ زرگری گرفتار کر لایا جب میان معمار کوکب کے سامنے جا کر قید کھولینگے تب انکی آبر و بڑھیک سب سردار خوشی خوشی محراب جاوے کو ساتھ لیکر سمت قلعہ مرصع حصار بعد شوکت و وقار واپس ہوئے یہاں معمار قدرت عمرو نقلی کو لیے ہوئے نہایت خوش دل سے کہتا ہر سینے لڑائی کا خاتمہ کر دیا اس ساربان زادے نے غضب کیا تھا کوکب ایسے دوست کو ملال دیا یہاں کوکب و شخص ضمیر لاشہ جنا ہے ہوئے ایک قلعہ ہے کہ اسکو نیرنگ کہتے ہیں برج بہار میں اوس میں تعمیر کیا ہے نہایت مقام فرح افزا ہے اوس برج میں اگر کوکب لاشہ حنا دفن کیا قبر پر فقیر نیکر ٹہیا تاج و تخت ترک کیا دمیدم دریاے اشک چشمہ چشم سے جاری آٹھ پیر بقیراری یادین اس محبوب جانی یار جاودانی کے ترس بڑے کہ یہ اشعار مصیبت آنار بڑھتا ہے اسعار



غلمی کیا ہی کہ مرغ روح قید تن میں ہے  
 کوئی آنکھوں میں تیرا ہی کوئی دامن میں ہے  
 بعد موت کھینا دیوانگی کا میری روح  
 دو جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن میں ہے  
 بعد میرے آرزو میں خاک سے پیدا ہوئیں  
 میرے زخموں کا نکاشا یا تیرے جو بن میں ہے  
 گل ہو جب غیبی شہر موعود سی پھر کمان  
 اس کا خرمین لکھی گوشتہ دامن میں ہے  
 اتنا دیکھ سوئی نے کر دیار روشن ضمیر  
 ہو گیا پھر مردہ جو گل ہر گلشن میں ہے

جان بختیج بدن آغوش پیرین میں ہے  
 انقلاب لیا دکھا کر لطفِ قاتل آج تو  
 ماہ نو ہو گا دی طوق آج جو گردن میں ہے  
 گد گدی ہونے لگی پائی نگاہ یا زمین  
 میرا لاشہ صورت دل سینہ مدفن میں ہے  
 زخم کے دامن میں اقبال چھیدکا شرم سے  
 شاہد روٹھ جاتا ہے جب تک پیرا میں ہے  
 ملگی یہ خاک کے حشر پا پوس میں  
 کھل گیا صفا سپہ جو شکوہ دل بدل میں ہے

روبرو ہے بھی میرے اضطراب اشک پر  
 زخم میں لے جو درد دیدہ سوزن میں ہے  
 خاطر صافی میں تیرے طرح سے آئینا  
 فرش نظارہ جانا دیدہ روشن میں ہے  
 خون کے دھبے بھر اغیار صوت دیکھ کر  
 چشم کھینچ کر جو حلقہ جو ہر آہن میں ہے  
 کچھ گڑبڑ بھی یخ شمع دیکھو صبح تک  
 اک بگولا سامری گردم توں میں ہے  
 باغ ہستی کی ہوا سیر کیا پھر ہنسیم

کوئی وقت کو کب کو غم حنا میں آرام نہیں آنکھوں کے سامنے تصویر  
 خیالی بھرتی ہو جوش در فراق سی یہ بھی خیال نہیں کہ دشمنوں خون کا بدلہ لون نگاہ دیکھا کہ معمار خوشی خوشی  
 پشاورہ لگائے ہوئے دماغ عرش اعلیٰ پر اس کے کوکب و شہنشاہ کے پہنچا کر قلعہ کچھ لشکر بھی آکر جمع ہو چکا  
 کوکب کیسا کو اپنے پاس نہیں آنے دیا گیر دے کپڑے پہنے ہوئے یکہ و تنہا قبر پر بٹھار دیا ہے لیکن  
 معمار قدرت فریب آیا معمار کو دیکھتے ہی کوکب نے کہا اے دوست صادق محب واثق دیکھا  
 تھے ہماری زوجہ نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا بس بویا دشمنوں کو اپنے گھر میں جگہ دی میرے کنبے پر  
 چھری پھری معمار قدرت نے کہا حضور مینے مسلمانوں کے لشکر کو نابینا کر دیا آپکو بھی خبر ہے کہ ملکہ  
 بران رہا ہو گئی کوکب نے گھبرا کر کہا اے معمار رہائی بران کیسی معمار نے کہا آپکو کچھ خبر ہے کہ کیا حرکت  
 گذر اسار بان زاوہ میری شکل بنکر آپ کے سامنے آیا آپ نے کچھ خیال نہ کیا انگوٹھی دیکر نشان قید بتلایا  
 اسنے ایک کینیز کو قتل کر کے بران کو اپنے قبضے میں کیا اب قلعہ مرصع حصار پر شادھی کی تیاریاں  
 ہیں علمشاہ و جہانگیر و قاسم سدھی کہلاتے ہیں نسبت پختہ ہو گئی مانجھے کی تیاری ہو رہی ہے  
 ساربان زاوے نے بڑی خوشی کی ہے بی ناہید سی بھائی چارہ ہوا ہے بڑی جادو ہیں غلام کو جب  
 ساربان زاوے نے زمیں سے نکالا اور یہ سب معرکہ بیان کیا کہ میں تمھاری شکل بنکر بران کو چھڑا لیا  
 اسے شہنشاہ باتو قیرے محبے ریا اید و دست پر صفا تجھے مہرخ و بہار سے کیا کام تھا ساربان اودی کے



تو نام سچی آگاہ نہ تھا آکچے سب سے مینے اون سب کا پاس کیا اپنا گھر برباد کیا مالک قتل ہوا یہ سب  
جیر آپ کی خاطر سے کیے جب اون نے آپ سے دشمنی کی فوراً مینے شب کو اوسے گرفتار کیا وہ باجی  
موجود ہوا نام عمر و شکر کو کسب جلگیا کہا لاؤ تو اس ساربان زاد کو لے معمار قدرت تھے  
طرکام کیا معمار نے فوراً پشتارہ عمر و کا سامنے کو کسے ڈال دیا کو کسب غصہ میں بھرا ہوا تھا اپنی ہاتھ  
سے عمر و کو قتل کیا لاشہ پھینک دیا سر کنگرہ برج پر رکھ دیا حال شادی شکر بہت برہم ہو کر ہاتھ پر شادی  
نہوئے دنگا دھن دولہا دونوں دریا خون میں نہلا دو لگا میں شکر لیکر چلتا ہوں لیکن لے معمار میں اوٹھتا  
ہوں دل میرا بیٹھا جاتا ہے معمار نے کہا آپ شریف رکھیے میں جا کر گنہگاروں کا انتظام کرتا ہوں یہ ککر معمار  
لے کمر باندھی اسباب بحر جسم پر آراستہ کیا کو کسے کہا لے معمار قدرت تمہارا جانا مناسب نہیں ہے  
وہاں بڑے بڑے ساحر جمع ہیں ایک ایک بلا لے روزگار کا مل اکل اونے لڑنا و سوار ہے وہاں  
وہ لوگ جمع ہیں جنھوں نے ملکر افراسیاب کو قتل کر لیا معمار کہتا ہے اے شہنشاہ زمین تلے اوپر کرو دنگا  
میدان کا رزار لاشوں کی بھر دو لگا یہ ذکر تھا آسمان پر نوبت و نقارے کی صدا آئی وزرا امر اور قلعہ پر  
جو حاضر ہیں اونھوں نے اگر عرض کی ٹکڑی اران شاہی کو اس شکست کی خبر ہو چکی لہذا اس سرست چرخ زن  
و نسیم و نسیم مع موج قاہرہ برائے خد حکمرانی شہنشاہ حاضر ہوئے ہیں چاہتے ہیں کہ حکم حکم شہنشاہ  
پائین جا کر دشمنوں کو مٹائیں کو کس نے کہا سرست چرخ زن کو ہمارے سامنے بلا لو سرست چرخ زن  
ہوا سامنے کو کسے آیا کو کس نے تمام کیفیت بیان کی سرست چرخ زن نے کہا میں سب کو  
گرفتار کر لاؤنگا اوس وقت سرست چرخ زن و نسیم و نسیم ساٹھ ہزار فوج لیکر طرین قلعہ مرصع  
کے روانہ ہوا یہاں رہائی کو ملکہ بران شمشیر زن کی ملکہ ناہید مرصع پوش نے جشن کی بنا کی جو نسیم ہادی زلفی  
جا بجا استاد ہیں ایک قصر عالی میں ملکہ بران نے اچلہ کیا ملکہ مجلس جادو و شکوفہ سحر ساز و ملکہ  
دغیرہ خدمت میں ملکہ بران کی ہر وقت حاضر رہتی ہیں خبر جشن جو مشہور ہوئی مستند راج گزراں  
ملکہ ناہید آتے جلتے ہیں حضوری کی شرف ہو رہے ہیں خواجہ عمر و بھی دربار میں موجود ہیں سنے ملکہ ناہید  
مرصع پوش کے جلسہ نے نوازی آراستہ بروقت درباران شیران و شست بنو دینی علم شاہ و جہانگیر  
دغیرہ کا شرف لانا ہر مرتبہ ملکہ ناہید برائے استقبال شہزادگان والا قدر تابد رگاہ شریف  
لیجائی ہیں فرزند صاحب قران کو بڑے عظم و شان سے دربار میں لیکر آتی ہیں محفل عیش



آرامتہ ہر فوجیں؟ امنہ قلعہ مصر صحرارین فروش ہین کہ ہر کارے دوسرے ہوئے آئے ہاتھ اوتھا کر دعا

وٹنا بادشاہی بجالائے نظم  
اٹنی نجات تو بیدار بادا

گل اقبال تو دایم شگفتہ  
بچشم دشمنان خار بادا

بر حال من خستہ و درلش نگر  
ہر خند نیم لایق بخشایش تو

دست بستہ عرض کی غلام قلعہ شیر نکستے آئے ہین شہنشاہ کو کب رو شہنشاہ نے جا کر قبر ملکہ حنا

بنائی فقیر ہو کر قبر پر بیٹھے معمار قدرت خواجہ عمر و کو لیکر پہونچا دشمنوں کو خواجہ کے قتل کیا کو کب

کو بڑی خوشی ہر معمار قدرت مصاحب سرفراز خدنگزار ہر زمانہ وقت خدمت میں حاضر ہے آج کل مصاہبت

اُسکی گرم ہے مہم بہکاتا ہے اور ہر مست چرخ زن و نسیم و نسیم کو آپ کے مقابلے میں روانہ کیا

ہے ملکہ تاجید نے فرمایا کچھ تردد نہیں ہو گلگونہ کلگون پوش وزیر زادی کو حکم ہوا فوج ہماری بقاعدہ

لشکر کشی مقابلے میں ہر مست چرخ زن کے لیے اگر آثار و ایرج تو جوان و قاسم عالیشان نے

اوتھنے کا ارادہ کیا ملکہ تاجید نے کہا آپ لوگ تکلیف نہ فرمائیے یہی تلوار وقت پر بھیگی یہ لوگ توڑ کے

گلگونہ نے آئے ہی ترنا کرانی لشکر کو لیکر بیرون قلعہ مقابلہ مست چرخ زن میں لاکر آثار مست

کو خبر ہوئی کہ وزیر زادی کو ملکہ تاجید نے فوج بھیجا اپنے مقام پر پہنچا کتا ہر کل ہی قلعہ خالی کر اؤنگا کتا

کھڑے شکست و دنگا مست چرخ زن نے اس وقت طبل جنگی بجایا ملکہ تاجید مصرع پوش شام

کے دربار میں خود شریف ملائین پہلے کل سرداران تہمتن بعد عز و جاہ آکر جلوہ فرما ہوئیں کہ ہر کار دن

نے خبر دی کہ مست چرخ زن نے طبل جنگی بجوایا ملکہ نے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی بفضل

ایزدی و تباہید ربابی طبل جنگی بچے طوطا خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ یہاں تو دونوں لشکروں میں

طبل جنگی بچے طیاری میں جنگ کی جملہ سردار مصروف ہین مقابلے انکے وقت پر موقوف ہین دیکھتے دستان

ظفر آخر صاحبقران بیان ہو ہین خواجہ عمر و نے صاحبقران زمانہ بیان آنکی اطلاع نہیں کی

یہ کہہ کر چلے آئے کہ علمشاہ وغیرہ کو پھر لاؤن نورالدین ہر وغیرہ کے غائب ہونے کا بڑا تردد ہر لشکر بحساب

فروکش ہین شہنشاہ لاجپن کی بارگاہ الگ ہے حسین کل ساحر آکر جلوہ فرما ہوتے ہین دربار میں امیر توفیر

کے سرداران صف شکن جمع ہوتے ہین جب خواجہ کو کئی دن گذرے دربار لاجپن میں چرچا ہوا ہمار

نے لکھ کر کہا اسے بارود یہ طرے غضب کی بات ہے کہ ہر نیک و بد میں خواجہ ہمارے شریک رہے



خواجہ عمر و تاج نام ایرج نوجوان کے عاشق بن صاحبقران منع فرماتے ہیں کہ ایرج کا بالکل ذکر نہ کرو  
یہ منع نہ کیونکہ نیکو نظر ہو گا ملکہ مہر خ سحر چشم نے کہا ہمیں پیروی حکم خواجہ عمر و ضرور ہو شہنشاہ لاچین اگر  
ہمیں صاحبقران زمان پوچھیں کچھ حیلہ کر دیجئے گا ہم خدمت میں خواجہ عمر و کی جاتے ہیں آپ کی عقلندی  
یہ ہو کہ ہمارے حال کی صاحبقران کو خبر نہ ہونے پائے لاچین تو سنکر سن ہو گیا کچھ جواب دیکھا ملکہ بہاؤ  
باغبان قدرت رعد و برق و برق لامع پانچ سردار اس وقت دربار شہنشاہ لاچین سے  
اٹھے طاووسان زرین بال پر سوار ہو کر سمت قلعہ مصر صحرارہ روانہ ہوئے طاووسوں کو اڑائے ہوئے  
چلے آتے ہیں یہاں ملکہ ناہید مصرع پوش نے پہرات گویا دربار برخواست کیا سرداران نامی اپنی اپنی  
مقام پر آئے سر مست چرخ زن کو جنگ فتح کرنیکی ٹبری نکڑ ہو دربار میں سحر تیار کر نیکا و کرہ چار پہرات  
گزر کر تشارہ سحری آسمان پر چمکا دونوں لشکر میدان کارزار کی طرف چلے ملکہ ناہید سریر جہان بانی پر پہلو  
گلو نہ گلوں پوش وزیر زادی پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے ایک سمت علمشاہ و جہانگیر ایک  
جانب قاسم و ایرج ایسے سردار بے نظیر خواجہ عمر و جی دیکھتے بھالتے چلے آتے ہیں سر مست چرخ زن  
اپنے لشکر کی صفیں آراستہ کر رہا ہے نقیبوں نے ٹھہر کر نقابت کی کرکریٹ کرکا ککرہٹے ملکہ ناہید کا خود  
ارادہ ہو کہ میدان میں جا کر سر مست کو لٹکاروں پہلے اسی نام کو پکاروں سر مست کو یہ دریافت نہیں ہے  
کہ ملکہ ناہید مصرع پوش خود مقابلہ کرنیکی ہر کاروں نے آکر عرض کی آپ کس خواب خروش میں ہیں  
ملکہ ناہید کا قصد ہے کہ بدولت و اقبال مقابلہ کریں سر مست نے کہا جو کو کب کا دشمن ہو وہ ہمارا رہن ہے  
ہمیں کسی سے عقد نہیں ہو نیکا ایک آسمان پر برق چمکی بھولوں کی لپٹیں آتیں سب دیکھنے لگے دیکھا سرداران اسلام  
باغبان و بہار و رعد و برق لامع مع چند کنیزان ماہر خسار و ساحران نامدار عین وقت  
پر آکر پہنچے ملکہ ناہید کو بہار نے آکر سلام کیا ناہید نے شگفتہ ہو کر بہار کو گلے سے لگالیا فرمایا اے  
بہارتے کیونکہ تکیہ کی عرض کی یہ فرمائیے ہمارے استاد و الازاد کمان میں خواجہ عمر و سامنے آئے ملکہ  
بہار نے پٹ گئیں باغبان گرد دھیر نے لگا عمر و نے حال شکر پوچھا کہ ابھی مرجان سے مقابلہ نہیں پڑا  
ملکہ بہار نے کہا ہمارے سامنے کوئی لڑنے کو ادھر سے نہیں آیا یقین ہے مقابلہ پڑے عمر و نے کہا ممکن  
نہیں ہے ہمارے پہونچنے تک لڑائی موقوف رہیگی باغبان نے کہا خواجہ اس اقلیم کے ساحر بہت  
زبردست ہیں یقین ہے گھمسان کی لڑائی پڑے مرجان پڑے زور و شور سے لڑے



یہاں یہ ذکر تھا کہ مسرت چرخ زن نے جو دیکھا میدان آراستہ ہو چکے مرکب پر زندا بنا بڑھا کر میدان کا زار میں  
 آیا سحر کے عجائب غرائب دکھانے لگا مرکب کو روک کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جس کو تمنا مرگ کی ہو  
 نکل کر مجھے مقابلہ کرے اور اے ملکہ ناہیدہ صرح پوش بہتر یہ ہے زن و شوہر کا فساد مناسب نہیں  
 میں صفائی کر دوں گا ملکہ ناہیدہ نے آواز دی ادبے حیا تو صفائی اپنے گھر کی کر ہمارے مقدمہ میں کیسا  
 صفائی کرا لینگا ایک نوٹھی بانڈی بڑھکر چلی تھی اسکو قتل کیا اگر کوکب کو ادسکے خون کا دعویٰ ہے  
 حذر مقابلہ کرینگے یہ ذکر تھا یعنی ملکہ ناہیدہ جواب دیتی ہیں مسرت چرخ زن عذبی کرتا ہے کہ حضور  
 غصہ نہ کریں اصلاح ہونا بہتر ہے لڑائی میں ہزار طرح کی خرابی ہے ہم لوگ جیسے انکے نوکر دیسے آپکے ننگواری کو  
 عرض کریں کہ بے ادبی ہوگی مگر حکم سے شہنشاہ کے آئے ہیں ملکہ ناہیدہ نے منہ پھیر لیا کہا کیا بیہودہ کہتا  
 ہے مسرت نے چاہا اب گھوڑے کو بڑھادوں وسط میدان میں جاؤں مبارک طلبی کر دن کہ صحرے سے  
 گرداڑی سب دیکھنے لگے کون آتا ہی دیکھا سردار صاحب شوکت و لیاقت معمار قدرت مرکب بادقار  
 پر سوار گھوڑا اڑائے ہوئے آتا ہے ایک فرمان ہاتھ میں ادسبہ مرکب کو کب و دشمن میر مسرت چرخ زن  
 تو آگاہ ہے کہ آج کل معمار نے بڑی خیر خواہی کی ہو کوکب کو بڑی خاطر منظور ہو چکا تھا کہ سلام کرنے لگا  
 پکار کر پوچھا اے شیر بنیہ جرات لے معمار قدرت تمہارا کیونکر اتفاق ہوا معمار قدرت  
 گھوڑا بڑھا کر قریب آیا فرمان کوکب کا مسرت کے ہاتھ میں دیا مسرت نے فرمان آنکھوں سے لگایا  
 سر پر کھا پڑھا چند فقرات کھئے تھے یہی اضمحون تھا کہ اے مسرت چرخ زن جس تدبیر معمار قدرت  
 کے اس طرح مقابلہ کرنا یہ خیر خواہ دولت صاحب شوکت و ہمت ہے یعنی معمار قدرت جس طرح کہے  
 اس طرح مقابلہ کرنا مسرت گھوڑے سے کود پڑا کمالے پہلوان دوران اے گرسا سب جہان شہنشاہ نے  
 تحریر فرمایا ہے جس طرح آپ حکم دین ای طرح مقابلہ کر دن معمار نے کہا اے برادر تم خود صاحب لیاقت ہو  
 جس طرح مناسب جاؤ اس طرح مقابلہ کرو معمار قدرت نے مسرت کا ہاتھ تھام لیا نکلتا  
 کی جانب باتیں کرتے ہوئے پہلے باغبان و بہار وغیرہ دیکھ رہے ہیں نسیم و نسیم  
 کی مجال نہ تھی کہ حکم میں معمار کے دخل دے سکتے جب قریب نخلستان کے مسرت کو لیکر معمار  
 نقل پہونچا کہا اٹھ جاؤ ایک سحر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کا دیا ہوا ہم تم کو تعلیم کریں ابھی  
 سحر میں نشکر باغبان پامال ہو سب سر ٹکرا کر مرین مسرت نے کہا جو مناسب وقت ہو معمار نے



جھولی سے ایک سرخ ڈوبانگا لاکھا اہلین طائر سرخند ہے پر پرواز رکھتا ہے یہ نہ بھنکا کہ طائر پر بند ہو وہ طائر  
 کچھ ایسی تو لیم کر لیا یا اور کر آواز دے گا سب سر بھٹ جائیگی جو بچے وہ قدموں کو بوسہ دینگے مسرت  
 چرخ زن نہال بھال وجہ کر رہا ہے زمین خیال کہ کو کس کھیری بڑی خاطر مد نظر ہے معرفت معمار کے  
 سحر واد کیا معمار نے کہا ڈوبے کھو لو اس سحر کو اختیار میں کر دو کو کس روش نصیر بادشاہ طلسم  
 نور افشان ڈبے بڑے کمال اسکے پاس ہیں جب توہین یہ سحر دیکھ بھی ہم تو اس کے میٹھے دستاویز ہوں یا لیا  
 لشکر صاحب ظلم دبیدار ہیں مسرت چرخ زن نے چاہا اس ڈبے کو کھولے ڈبے نہیں کھلتا کہا ای  
 معمار یہ ڈبا کھلتا نہیں معمار قدرت نے کہا زور کر کے کھولو جیسے ہی مسرت نے زور کیا سر پو  
 ٹھا ڈبے میں سے دھوان نکلا اس کے مسرت چرخ زن لہرایا غرہ ہوا باش او بیجا نہم ہر سحر  
 عیاری دہر بر بشت طراری ماہ آسمان مکاری آفتاب عالم تاب جیخ خنجر گزاری شاہ عیاران عیار  
 خواجہ عمر بن امیہ نامدار سپہ کر خنجر مارا مسرت چرخ زن کا شکم چاک قصہ پاک آواز آئی کشتی  
 مرا نام من مسرت چرخ زن بود علامت اسکے مرنے کی جو سنی گھبرا گئے لنینا لنینا اکھر دڑے  
 نسیم و قسیم فوج کو لیکر آپے خواجہ کو کلیم اور ہکر جلدیے اودہرے ملک مرصع پوش نے فوج کو  
 حکم دیا کہ ناہید عیاری پر خواجہ عمر کی پھر گین گلگونہ وزیر زادی کی کہتی ہیں صاف یہ ہے کہ  
 خواجہ عمر نے طلسم پوش رہا کو فوج کیا مسرت چرخ زن کو سحر کرنے کی مسرت رہ گئی کیا جھٹ پٹ  
 قتل کیا بہار گلندار جو کھڑی تھیں یہی جاڑین برق لامع کو دل کر گری رعد نے چیخ ماری مان رعد  
 کی برق بھی ٹپنے لگی عمر نے دور سے دیکھا کہ ملک ناہید مرصع پوش نے قیامت کا سحر کیا  
 چند دالے ماش کے نکلا کرت آسمان کے چھینکے کچھ دستکے ہی کالے کالے جوان رنگی بچے معلوم ہوتے  
 تھے بچہ لیکر دشمنوں پر جاڑے ہزار ہا کو مار کر ڈال یا کھی لکڑی سحر سے گرا یا کھی نل سحر بنا یا نخل سے  
 اپنے گے ان تیوں کو ہزاروں جن گئے کھی بھول گئے صد بابو سے مسرت ہو کر سر ٹکراتے گئے غنچے  
 مغلان غنچہ کی آواز سی ہزار ہا دیوانے ہو گئے کچھ گونگے ہرے مرے دوسرے جم کر گئے تھے نسیم و قسیم  
 زخمی ہو گئے افسر مارے گئے خون کے دریائے آخر تاب نہ لاسکے نسیم و قسیم شکست کھا کر بھاگے  
 ملک بہار نے چاہیچھا کرین ملک ناہید مرصع پوش نے منع کیا ملک بہار کا ہاتھ نجام لیا  
 کہا ملک جانے دو ان غلاموں کا پیچھا کرنا مناسب نہیں ہے بفتح و ظفر پٹے مال و اسباب



سب لشکر نسیم و نسیم کا لوٹ لیا لاشہ سر مست چرخ زن کا کوئی ادھانہ سکا اسی طرح جنگل میں پڑا ہے  
جب لشکر جا چکا اور ملکہ ناہیدہ صرع پوش پلٹیں خواجہ عمر و نے اپنے کو تلاہر کیا ملکہ ناہیدہ نے سخت کر  
کو دکر ہاتھ خواجہ کا نعام لیا کہا خواجہ ماشار اللہ کیا چھٹ پٹ اپنے اس ساحر کو مار لیا آپ کی عنایت پر  
تو ساحر زبان جی نہ ہلانے پائینگے دشمن شکست کھا گئے یہ ہر کاروں نے جھکو خبر دی کہ اب لشکر گر و قلعہ  
کو کب جمع ہو رہا ہے کیا نتیجہ آ رہا خود بھی لشکر کے ساتھ آدین خواجہ عمر و نے کہا اگر وہ آئینگے تو رنج و ملال  
انھارینگے مگر ملکہ عالم خج را بن کو کب کی جان و آبرو کا دشمن نہیں ہوں کو کب ہمارے در پہ آزار پہنچے  
کہ معمار قدرت جو گرفتار کر کے لیگیا انھوں نے غصے میں فوراً قتل ہی ہو گا والا اگر محراب جادو ہم کو  
نہ بچاتا تو کو کب نے قتل کر ڈالا تھا وہ حافظ حقیقی ملک تحقیقی ہر حال میں نگہبان ہے ملکہ ناہیدہ نے کہا  
خواجہ کو کب نے رنج عظیم اٹھایا کہ پہلی ہی لڑائی میں حنا پا مال ہوئی اس قدر وہ اسکی محبت میں بہوت ہے  
کہ ہمارے اعزاز و اکرام کو بالکل بھولا ان فوجوں کے بھیجنے سے یہی مراد ہے کہ ہم کو قتل کریں بران  
کو چھین کر لیا بین قلعہ صرع حصار با مال ہو ہم کو نکال دین ہم صحرائین ٹھوکرین کھاتے پھرن ملازم انکے  
آکر نکلا دی کریں خواجہ عمر و نے کہا ملکہ یہ دشوار ہو عنایت پر دروگار شریک حال ہو جو کو کب چاہینگے نہیں  
ہو گا جو پروردگار نے چاہا ہے اوسیکہ ظہور ہے اور ہو گا بارگاہ میں آکر بصد لطف داخل ہوئے  
پہلوئے قلعہ صرع حصار میں ایک قعر تیرے ہیں ملکہ جان شمشیر زن مع اپنی ساتھ والیوں کے داخل  
ہیں ملکہ احقر و ملکہ مجلس بھی خدمت میں جاتی ہیں یہاں کو کب روئے شمشیر سر مست چرخ زن  
کو بھیج کر باطنیان بیٹھا ہے یقین کامل ہے کہ جاتے ہی سر مست چرخ زن لشکر دن کو بد ہم ہم  
کر دیگا سحر میں اسکا سامنا کوئی نہ کر سکیگا یہ ذکر تھا کہ نسیم و نسیم بھاگے ہوئے آتے ہی قدموں سے  
لبٹ گئے عرض کی لے شہر بار عمر و کے آگے سحر و ساحری کی کیا حقیقت ہے آپ کا سردار  
نادر سر مست جان نثار بڑے رعب و دہدے سے باغیوں کے مقابلے میں پہنچا کچھ  
خوف نہ کیا طبل جنگی بجا دیا بوقت سحر لشکر میدان کارزار میں جمے سر مست چرخ زن نے  
میدان میں کھڑے ہو کر سمجھا نا شروع کیا یہ بھی تو خوف تھا کہ حضور کی حرم محترم سے مقابلہ ہے  
اس وجہ سے سمجھا رہا تھا جانتا تھا اصلاح ہو جائے دیکھا کہ معمار قدرت پہنچا  
جیسے ہی ادھنوں نے نام معمار کا لیا معمار قدرت تو خدمت کو کب میں حاضر ہے بول اٹھا



بھائیو میں خدمت شہنشاہ ہی حد ابھی نہیں ہو انسیم و قسیم نے کہا وہ عمر و تھا تھاہاری شکل بکر آیا باتین  
 کرتا ہوا کنا سے لیگیا دم و دیگر خنجر مار دیا ہم لوگ جا پڑے مقابلہ نہ کر سکے آخر شکست کھا کے بھاگے اگر عمر و  
 ایسا تھخس ہر کہ ہر کس کی صورت بکر جلا آئیگا جو جائیگا شکست کھا آئیگا کو کب نے کہا عمر و کی بھی تدبیر ہو جائیگی  
 مناسب یہ ہے کہ بروقت میدان داری کدیا اعتبار نہ کر دو ورق ساہری پاس رکھو جب اس میں دیکھ لو  
 تب مقابلہ کر دو ہم اسکی تدبیر کو دینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک لکڑی ابر گلزار ظاہر ہوا پھول برستے ہوئے ہوا  
 سر جھل رہی ہو آمد کی اس ابر کی صحر پر بہار درخت و جدین آئے اس ابر کو دیکھ کر کو کب شکفتہ ہوا کہا  
 اے انسیم و قسیم اب عمر و عیاری نکر سکیگا دیوانہ ہو کر سر کر آئیگا میری بہار رنگین نر بہت باغات طلسم  
 نور افشان اپہوئی ایسے دم سواغات کی رعنائی و زیبائی ہے خبر جنگ سن کر آئی ہے وزیر امرا  
 برائے استقبال گئے ابر قریب اگر فتح ہو مہار قدرت وغیرہ کی نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک نازنین  
 چہارہ سالہ حسن میں ہنر مال ابروے خمدار فخر کمان ہلال عارض انور رشک قمر قد دلو سہروردان  
 بوستان جن و ناز ہمداد رکاب مثل کنیران و غلام عشوہ و ناز جال میں آنکھیلیاں نگاہیں ترچھی پاشا  
 بر چھیاں دریاے زیور میں غوطہ زن پری پیکر رشک چمن آنکھیں ہر گس شہلاے حد بقرہ دلیری پستان شرباع  
 افسونگری رعنائی زیبائی لب اعجاز نما بین مسجائی وریا میں پھولوں کے غوطہ مارا ہے صاف ظاہر ہوتا ہے  
 رنگ گل اس رشک چمن پر بار ہے ہر پھول پھول کر گئے کا ہار ہے کو کب بیباختہ کہہ اٹھا اے بہار رنگین  
 اے رشک قمر ماہ جبین اسوقت تیرے آنے سے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا اے بہار رنگین  
 تم نے سنا دشمنوں نے ہکو پڑا رنج و ملال پہوئی یا سب تو بھاگ کر جائیگے تماشا دیکھنے والے ذرا بھی کڑی  
 پڑیگی چلے جائیگے بی ناہید مضع پوش کی شامت ہے انکے گوش ہوش میں نیند غفلت ہے  
 بٹرا فساد کی مکار جھلسا ز شعبہ بازون کا استاد حاکم اقلیم بیداد یعنی عمر و عیار جا کر انکے شریک  
 ہوا انھوں نے بھی اسکا ساتھ دیا یہ بیچکین کہ عیار ہے ذرا ہی سختی پڑیگی بھاگ جائیگا انکے بلکہ دل کی  
 تباہی ہی سرت چرخ زن کو بیٹے روانہ کیا تھا عمر و نے بی ناہید کو اپنا کمال دکھایا معمار  
 کی شکل بکر اوچے مار لیا انسیم و قسیم ابھی شکست کھا کر آئے ہیں بہار باغ طلسم ہوش ربا  
 بھی تشریف لائی ہیں نام بہار طلسم ہوش ربا شکر بہار رنگین پھول گئی کہا اے شہنشاہ  
 کنیز کو روانہ کیجے ہم بھی دیکھیں کیونکر عیاری ہوتی ہے آپکے اقبال سے سب کو دیوانہ کر کے



خدمت میں حاضر کروں تارگ گل سے سبکی مشکین باہر ملاؤں اس طرح بہار رنگین نے سامنے  
گوکب کے لاف و گزاف کیے گوکب نے چار لاکھ کا لشکر بڑے بڑے ساحران نامہ بہار رنگین  
بہار کے خلعت رخصت دیکر فرمایا جلد اپنے کو قلعہ مصر صحرار پر پہنچاؤ وہ لوگ مطمئن نہ ہوئے  
یہ بات سنتے ہی بہار رنگین ملاؤں نہ رہیں بال بر سوار ہوئی بارہ ہزار کثیران گلگون پوش مثل لشکر  
بہار کا بھی لشکر ہے بہار رنگین کو اپنے سحر پانہ کا تازہ ساحران عالم میں سرفراز ہوئے  
زور و شور سے لشکر کو لیکر چلی جلتے جلتے گوکب نے یہ کہہ دیا کہ اے بہار رنگین تیرے دام سحر سے شفقت  
میں کوئی نہ نکل سیکے گا عیاری سے اپنے کو بچانا وراق سامری و بدم دیکھنا انتہایہ کہ اگر میں بھی تمھارے  
سامنے آؤں بدون ملاحظہ وراق سامری مجھ سے کلام نہ کرنا اگر عیاری سے اپنے کو بچا یا تمھارا سحر میں  
ہم بردہ نہیں آؤں جب تک مغلوبہ میں ناہید جواب کی تمھارے دام سحر میں وہ پھنسنے کی تمھارے باغ سحر سے نکلنا  
و شوار ہو بہار رنگین سامنے دست بستہ کھڑی ہے کہلکہ حضور کی برورش کینز کو خود آرزو ملکہ بہار بھی  
آپ کے اقبال سے آج کیفیت کھلیا بیگی بڑی دھوم سے لشکر لیکر چلی بیان دربار میں ملکہ ناہید مصر صحرار  
کے یہی چہرے ہیں کہ گوکب نے جنگ آغاز کر دی خواجہ عمر و فرمائے ہیں ملکہ ناہید سامان لشکر  
کشی کروا یہ راجہ نوجوان واسطی فتاحی طلسم کے جاؤ جتنی نسبت اس لوح سے باقی ہو یہ تو پوری ہو  
بعد اسے لوح طلسم نور افشان بھی تلاش ہو جائیگی مجلس اختر کہتی ہیں ہم رہبری کہنے کے مرحلہ  
پر پہنچنے کے لوح طلسم نور افشان کی فکر ہوگی گل حیات گوکب تک پہنچنے کے خواجہ عمر و فرمائے ہیں  
گوکب کو مہلت نہ دیا جائے اگرچہ میں فقیر بنے بیٹھے ہیں ایک ہی جنگ ایسی ہی کہ ان کے جی چھوٹ گئے عنہم  
حنائے گلگون پوش نے افکار نشا دے ملکہ ناہید مصر صحرار پوش نے فرمایا اسی شقتل کی محبت میں  
ملک مال اپنا برباد کر دیا ورنہ میرے ان کے کیوں بگڑتی بیٹے تو خود بھی کہا تھا کہ حنا کے ساتھ تمھاری  
شادی کروں مگر شہنشاہ اولوالعزم ہو حقیر کے گھر پر نہ جاؤ وہ اس کے غلات ہوا اب جو خط کو منظور  
یہ ذکر تھا کہ ہر کارون نے اگر بعد ناکے عرض کی کہ پھر فوج دریا یونج آہو پوخی بہار رنگین کو شہنشاہ  
نے روانہ فرمایا یہ سنتے ہی ملکہ ناہید مصر صحرار پوش نے حکم دیا گلگون پوش کو بلاؤ جب گلگون  
حاضر ہوئی حکم ہوا لشکر بہار رنگین کے مقابلہ میں بھیل کے آثار و اسی وقت کمر بندی ہونے لگی ہے  
بیشتر نقد روح و ان قاسم ایشان شہزادہ ایرج نوجوان اچھے ایجا نبی رسم بلیتن علم شاہ



طلمس ہوش ربا جلد ہفتم

نوجوان و جوانیکہ صا جھڑان قاسم صف شکن مع سرداران تغیران بچے پانچ کوس آئے بھگہ  
 بارگاہ ستا و بھوئی ملکہ بہار کو بھی اشتیاق ہوا اپنی بارگاہ الگ استا و کرائی کر چمپہ پٹا طوفانی کنیزان  
 رنگین پوش مصروف انتظام دن قلیل باقی تھا کہ سب دیکھا مھر اسے خارستان پر بہار ہونے لگا  
 نخل و جبین آتی بتوں نے کیفیت زمرہ میحانی دکھائی ظاہر ان زمرہ سر اور ختوبہ زمرہ سرانی کرنے  
 کے سب دیکھا بوجہ خورش عرصے کے ملکہ بہار رنگین مع لشکر بشمار لیسہم و قیسہم انتظام کرنے ہوئے  
 بہار رنگین دادس زردین بال پر سوار کنیزین دف و داسرے بجاتی ہوئی زیورین بھولوں لڑی  
 ہوئی باجے ہوئے لکھ ہاے ابر گلنار سرورن پر آراستہ لشکر پڑے گرد فرسے بر عنائی و زیبائی آکر  
 فردکش ہوا بہار رنگین سب کو بہ نگاہ حقارت دیکھا جب ملکہ بہار سے نگاہ ملی کہا لو صاحبو ہا  
 طلسم ہو شہر با بھی موجود ہیں و نہ نون طلسموں کی بہارین ایک مقام پر آئیں اب خزان ٹھوکر ن کھائی  
 گلشن دنیا سے نکل جائیگی بہار ملکین یہ کہتی ہوئی اپنی بارگاہ میں آئی چند ساعت مل کیا مسکاکہ  
 کنیزون سے فرمایا طبل جنگ بجے اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پٹری ہر کارون سے آکر ملکہ  
 ناہید مرصع پوش سے خبر کی یہ بھی ظاہر ہوا کہ بہار رنگین کو بڑے ناز سے کو کہنے روانہ کیا  
 برائے سد باب عیاری اوراق سامری کے ملاحظہ میں ہر وقت مصروف ہے اسکا دھوکا کھانا و  
 ہر موقوف ہے ملکہ ناہید سے خواجہ عمر سے کہا طبل جنگی جواب میں بے مگر آپ تکلیف فرمائیگا قصد  
 نہ کیجیے ظاہر ان سحر نے مجب و خبر دی کہ کو کہنے اوسکو سمجھا دیا کیا عجب ہے کہ عین وقت پر اور سردار  
 بھی اس طرف روانہ کرے کو کہنے شہنشاہ کو بہار ملکین کا بڑا پاس ہی ساحرہ یہ ہمیشہ سے زبردست  
 و باغات طلسم نور افشان کی تنظیم کو گنجی اسکا بڑا خیال پر مشہور ہے کہ بہار رنگین سحرین جہاں  
 ہے وہاں یہ ذکر تھا کہ بہار رنگین سے طبل جنگی بجوایا ہر کارون سے ملکہ ناہید مرصع پوش کو خبر  
 پہونچائی ملکہ ناہید نے خواجہ سے متوجہ ہو کر فرمایا خواجہ عمر و نے بھی نوازش طبل کا حکم دیا و دون  
 لشکر دن میں تیار بیان ہوئے لکین جب دربار فراغت ہوا تو ملکہ بہار گلزار سے خواجہ عمر سے کہا  
 لے شہنشاہ عیاران اصل یہی کیفیت ہے کہ یہ ساحرہ بڑی زبردست ہی جہاننگ ہو سکے اسکے ساتھ  
 برائے عیاری بنائیے گاشب کو مین سحر تیار کرتی تھی کنیزون نے مجب و خبر دی کہ کو کہنے اوسکو تاکید کر دی  
 ہو کہ اپنے کو عیاری سے خواجہ عمر کی بجا ناوہ ہر وقت اوراق سامری دیکھنی شہ کو بھی یہی انتظام تھا کہ



تھریا کرنے میں اگر کوئی کینزاد سکی اجاتی تھی تو لوگوں کو گمان ہوتا تھا کہ کوئی عیار نہ جلائی ہو بلکہ خود اجڑے  
 دعویٰ مہر و محبت ہی اپنی بہتری و واجبے لازم ہے خواجہ عمر و فی کما ہی بہار گلخدا از خدا نکلے سلامت رہے  
 کیونکہ دل قبول کرے گا اگر تمہارے کوئی سچ و دلال ہو خدا تمکو غالب کرے و تیرے ملکہ بہار خواجہ عمر و  
 یہی کہا کہ عیاری نہ کرنا عمر و نے کہا وقت پر دیکھا جائیگا چار پہرات گذر کر گل صدر برگ آفتاب گلشن فلک  
 نیلی میں کھلا برگ سیراگان شاخ کھکشان سے مرجھا کر گرے بادفران چلی شاخ سحر نہ پھولتی پھولی  
 بیاض سحر نہ چہرہ دکھایا نسیم سحری کا دور ہو اٹھائے آشیانوں سے نکل کر مصروف حمد رب اکبر ہو  
 لشکر وین گمر بند ہی ہوئی صبح کی وردی بھی صدائے مرغان سحر نہ لگی نو تین عین نقار وین پر چو پر  
 ملکہ وناہید سوار ہوئیں تمام سرداران ناغی گرامی بعد شوکت و شان وار و میدان کا زار ہوئے  
 ملکہ بہار جادو مع اپنی کینزادان گلگون پوش آگے بڑھ کر ٹھہرے کہ بہار رنگین کی آمد ہوئی بڑے  
 ناز و انداز سے ایک تخت پر سوار گرد گلاستہ ہے سحر ایک لکیر بر آسمان پر اس سے بھی پھول برستے  
 ہوئے کبھی مینہ برسا کبھی ہوا کسرت چلی اس کو فرسے بہار رنگین فرستادہ کو کبلا میدان کا زار  
 ہوئی و وینون لشکر وین صفتیں جنین نقیبوں نے نقابت کی کرکیت کر کا کرکے یا تو طبل و بوی  
 بج رہا تھا نقار وین پر چو پر پڑی تھی صدائے نقبا بلند آواز سے ہر شخص کو دشت خوف و ہجرت  
 سے سناٹا ہوا ہر ایک کا یہی کلام ہے کہ بہار و خزان باغ جہان میں بے ثبات ہیں باد سحری کو گلشن پر  
 بہار میں ناصح کے خیالات ہیں جو ہو سکے دنیا میں رنگ جمانا بیکار مثل آج کل ہر فرد و کلان غنچہ و گل آواز  
 سفر ہیں ایسے ایسے اشعار پڑھ کر دلون کو غم و الم سے بھر دیا و وینون لشکر وین کو خاموش کر دیا  
 بہار رنگین نے طاؤس پر اپنا بڑھایا خواجہ عمر و ایک گوشے سے خیال کر رہے ہیں کہ بہار رنگین نے اپنا  
 طاؤس جو صدف سے نکالا جس نخل کے سائے میں کھڑی ہوئی وہ نخل جھولتے سبز و شاداب  
 ہوئے صاف ظاہر تھا کہ سامان انقلاب ہوئے گلگون نے آنکھیں کھلیں غنچہ گل مسکرائے شاخ ہائے نخل ہاتھ  
 بڑھاتی تھیں کہ مہر پر بہار رنگین کے سایہ کریں بہار رنگین نے مسکرا کر نخل کو اشارہ کیا تب وہ آگے  
 مقام پر تھا بہار رنگین طاؤس کو اور اگر میدان کا زار میں ہو جی رنگ سحر جمانے لگی پھول پر  
 لکھ ہائے ابرو کر قائم ہوئے ہوائے سر و چلی بہار رنگین نے غنچہ وین و اکیا غنچے سے پھول نکلے  
 گئے گل کلام پیش کیے صدادی اور ساکنان باغ صرصر حصار اپنی جمعیت پر ناز نہ کرنا



ایک دن مین یہ مجمع دیکھ کر بہیم ہو گئی بہار صاحب کی مین مشتاق ہون میں بھی عمر بھر ریاض کیا تھی  
 رنگین مین کمال ہوا بہار رنگین سامنے کو کب روشنفکر بادشاہ طلمس نور افشان کے لقب پر  
 یہ کیا مسکرائی بھول برس ملکہ ہمارے طاؤس اپنا بڑھایا سامنے ملکہ ناہید کے اگر دست بستہ عرض  
 کی اس سرور خرامان بوستان سلطنت واسے نخل سرسبز و شاداب حدیقہ لیاقت اگر ارشاد ہو جا کر فی  
 بہار رنگین کو جواب دوں یا تو اسکی مشکین باندھ کر لاؤں قطعہ اطاعت کان مین ڈالوں  
 یا یہ عند لب چمنستان خیر خواہی اپنی جان کو آپ پر نشان کرے ملکہ ناہید مرصع پوش نے تخت  
 اپنا رکھو ادا ملکہ ہمارے چاہا کہ میدان مین جاؤں ملکہ ناہید نے خلعت فاخرہ منگو اگر مرمت فرمایا  
 خواجہ عمر و نے بھی اپنے کو ظاہر کیا کہ ملکہ ہمارے مقابلہ کو عین گرمی جگ مین مین بھی اپنی کو  
 پہونچاؤنگا بہار و باغبان نے منع کیا کہ خواجہ ایسا ارادہ نہ کرنا آج بہار کا رنگ دیکھئے سب  
 تماشا ہوس بہار نے تخت سے گلدستہ لیا بڑھ کر طرف بہار پہونچا کہ گلدستہ مارا ملکہ ہمارے مسکر کر  
 برق لڑائی گلدستہ ملا بھول خاک ہو کر رہ گئے غنچے مسکرائے نہائے اسی طرح دو چار گلدستے چلا بہار  
 رنگین نے بھی کمال دکھائے بہار ہوشیار بھی ہنستی جاتی ہی بہار رنگین نے سحر تازہ بنانے کا قصد کیا  
 ہی کہ سنبل نامے اسکی مصاحب خاص ہی بھدیج و تاب دوڑی ہوئی آتی ہی کہ کتنی ہوئی کہ اسے ملکہ  
 عالم دیکھنے کنیز کیا لائی اس سحر کو ملاحظہ کیجئے تو ندی نورات بہر مشقت کر کے تیار کیا حضور یہ خاطر  
 نہ جائیگا بہار رنگین نے پلٹ کر آواز دی کہ اس ساربان زادے میں سپی ناسیکم بدھی چھینکی بہار گلچند  
 فر بار ارض بدھی کا اپنی سر پر لیا یعنی کاکل کا ہار بنایا سنبل جگ کر نکل گئی بہار رنگین نے ہنس کر کہا کیوں ہوا  
 بہار اسی خار صرائی عیاری کہ بھروسہ میدان جنگ مین آئی ہو سنبل بکرو و واجب اسے آواز دی ہم  
 جب ہی سمجھ گئے تھی بچا لیا اگر بھول ہمارا پڑ جاتا جگر خاک پوتا تھی بڑی جانبازی کی جان کر لائے  
 بہار رنگین یہ عیار بہن اسی طرح عیاری کرتے ہیں افراسیاب کی عیار بچیان ہمیشہ عیاری کرتے ہیں  
 اپنی کو بچا لیا کبھی اونکو قتل کر نیک ارادہ نہ کیا بہار رنگین جو اب یہاں ملکہ ابی مرتبہ سامنے آئیگا تو فزا  
 اٹھائیگا پھر السچین سحر ہونے لگے ہوائیں ٹھنڈھی چل رہی ہیں اپنی اپنی سحر کے رنگ جاتی ہیں سب نے  
 دیکھا سحر اسم ایک سحر حبیب بشکل عجیب و غریب پکارتا ہوا اتنا ہی ملکہ بہار رنگین سجان اللہ کیا سحر  
 کیا شہنشاہ کو کب روشنفکر نے یہ ناہیہ اور ملاحظہ فرمائیجے پھر مقابلہ کا آپ کو اختیار ہے عین



گرمی جنگ میں بہار رنگین نے ساحر کو آتے ہوئے دیکھا اس قدر عیاری کا اس کو خیال ہو کر کپے بھی سمجھا دیا ہے  
 کہ جیسے ہی ساحر ہیبت آواز دی بہار رنگین نے جھولی سے ورق سامری نکالا دیکھ کر مسکرائی آواز دی  
 آئیے تشریف لائیے اس طرح جو بہار رنگین نے پکار کر کہا وہ ساحر طرن جنگل کے بھاگ کر چلا گیا۔  
 طرن بہار رنگین کے نہ آیا بہار رنگین نے کہا وہ اے عیار بالکل بے غیرت ہے کیا عیازی کرے گا  
 قصداً شکیں بے جوت ارادہ کروں گی آتش تہ و غضب میں بھونک دوں گی مکہ بہار اپنے مددگار کو منع کرو  
 میرے سامنے ان کی عیاری مکاری نہ چلے گی بہار نے کچھ جواب نہ دیا سحر آیس میں چلنے لگے ایک مقام پر  
 مکہ بہار گلزار گلدستہ ہاتھ میں نیکر بڑھیں مکہ گل اندام کیکر گلدستہ مارا بہار رنگین پر پھول برسے لگے  
 چمنائے طولانی نکرتیا رہوئے طارون نے زمزمہ سرائی کی بہار رنگین جھولی چہرہ سرخ ہوا آنیہ وں کا غفلت  
 تھا مکہ عالم اپنے کو بچائیے بہار نے کچھ جواب نہ دیا گھڑی بھر کامل خاموش گھڑی رہی طارون زمزمہ سرا  
 نے گھیر لیا جس طائر سے بحث کرنے کا ارادہ کرتی تھی زبان نہ کھلتی تھی رنگ رو متغیر چہرہ او داس  
 عالم یاس بہار جادو نے نیچے کھینچا قرب بہار رنگین کے پہنچیں پتیرہ بدل کر آواز دی اے مکہ عالم  
 بچے بہار رنگین کے ہوش درست نہ ہوئے بہار ہوش رہا نے نیچے مارا نخل مچھرا سے ایک طائر نکلا اس نے  
 گلا دم شمشیر پر رکھ دیا طار کا سر کٹا خون کی چھٹئیں جسم بہار ہوش رہا پر پڑیں بدن میں آبلے پڑ گئے  
 اس وقت بہار رنگین نے جھڑی بھولوں کی ہاتھ میں تھی بہار پرادی بہار ہوش رہا نے سر اگے  
 کر دیا اس جھڑی نے تلوار کا کام کیا مثل برق تڑپ کر سر پر گری دو ٹکڑے ہوئے صحرائے پر آشوب میں  
 ہوائے گرم جلجلی صدائے ہا ہولند ہوئی نہرا با نخل جلا چمنائے سحر پامال ہوئے طارون نے پروں سے  
 سر پٹے تھوڑی دیر لاشہ بہار ہوش رہا کا ٹرپانچ نخل شق ہوئی سب نے دیکھا یا تو صحرائین دیرانہ بن  
 ظاہر ہوتا تھا یا ہوائے سرد جلجلی گرم ہوا موقوف ہوئی غصے مسکرائے پھول ہنسے صیا دو گلچین گوشہ گیر ہوئے  
 اون چمنائے طولانی میں نہ آسکتے تھے سب نے دیکھا مکہ بہار ایک تاج زرد نگار سر پہنے ہوئے  
 آڑی تھپی بدھیان گلچین مسکرا کر بہار رنگین کو سلام کیا کہا کیوں بہار رنگین دیکھا یہ کیکر  
 بدھی گلے سے اتاری بہار رنگین بر بھینک ماری بہار رنگین ات آت کر کچھ بٹی اپنی جھولی سے  
 کار دسخر نکالی پکار کر آواز دی کہ اے بہار آج تھا رارشتہ گلدستہ حیات قطع ہو چکا ہے دیکھو  
 کہانیک کمال دکھاتی ہو میں اس سحر بر خاتمہ ہے یہ کیکر کار دسخر سے اپنا ہاتھ قلم کیا قلم کے طرن آسمان کے



پھینکا ابرسیاہ ظاہر ہوا آواز اُس سے آتی تھی اے بہار رنگین یہ کیا غضب کیا اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا  
 اب تمام اہالیان دنیا بچک جائیں گے ان غریبوں کو ن دستگیری کرے گا یہ صدائے دردناک آئی حقیقت  
 میں اس سحر بہار رنگین نے ایسی تاثیر کی کہ ملکہ ناہید کے لشکر میں تلوار چلی پلٹ کر بہار ہوش ریا نے  
 دیکھا ہزاروں کے سر کلنگر پڑے ابرسیاہ سے جنگاریاں کرنے لگیں جس پر شعلہ گرا جل گیا آگ کی ترقی  
 ہوئی شعلہ لائے آتش نے سہیلیں چاہر خند بہار ہوش ریا سحر کرتی ہے تاثیر نہیں ہوتی گرمی بڑھتی جاتی ہے  
 باغبان قدرت نے بھی باران سحر برسانے کی تدبیر کی آگ نہ بجھی گرمی کی ترقی ہے ابر تیرہ و تار محیط ہوتا  
 جاتا ہے لشکر میں ملکہ ناہید کے بے اعتبار ہزار ہا ساحر و غیر ساحر بیتاب سارے لشکر میں  
 انقلاب آگ برس رہی ہے زمین سے بجائے غبار کے دھواں نکلتا ہے ہر نخل چمن شل چار ہوائے گرم  
 سے جلتا ہے ملکہ ناہید نے خود سحر کیے پانی برسا آگ نہ بجھی بلکہ اگر کوئی سحر کرتا ہے اپنے نزدیک ہوش  
 ہے و سب ہی کا ہوش ہے سحر کر کے آگ کو بجھائیں اہالیان لشکر کو اپنے بچائیں اسکی ضد ہوتی ہے کہ  
 آگ ترقی پر ہو جاتی ہے بلکہ باغبان نے بڑھک ملکہ ناہید سے کہا حضور اس کا دفعیہ نہ کیجیے اور  
 زیادہ ترقی ہوگی بہار رنگین کا سحر بہار ہوش ریا دفع کر لیں گے دیکھا بہار ہوش ریا گرمی آتش سے  
 پریشان تھی گل سا چہرہ مہجایا ہوا چہرہ او داس عالم یاس کو بیکلی شاخ متناہ بھولی نہ پھلی ایک نخل کے سائے  
 میں آکر دستک دی دستک دیتے ہی زمین شوق ہوئی ایکنا زمین اس صورت سے پیدا ہوئی ایک حوض  
 طلانی نہایت مختصر ہاتھ میں خود بھی معلوم ہوتا ہے نہا کر آئی ہے وہ حوض طلانی لا کر ملکہ بہار کلغزدار کو  
 دیا جسکے پر سلام کیا بہار نے بچا کیوں کہ لگو نہ اتنی کیوں دیر لگائی ہمارے باغ بہار میں خزان آئی  
 بی بہار رنگین سے بڑی گرم مزاجی دکھائی تھو کہ تو مجھے دعویٰ محبت ہے آج کیا کیفیت ہے کیا مجھے کوئی  
 صدمہ ہو چکا اس نے دست بستہ عرض کی لے گل گلزار غوبی لے سرو نو خاستہ حلیقہ محبوبی لے سرو خرامان  
 گلشن و لہری ہی اے شاخ نہال خستہ رنگین مزاجی یہ سحر بڑی قیامت کا ہے کہ نے عرصہ دراز میں  
 یہ حوض آب ترتیب پایا اب دریا دلی دکھائے آبرو بچائیے یہ کہہ کر وہ کثیر توغاب ہوئی ملکہ بہار نے اس  
 حوض طلانی کو ہاتھ میں لیکر آواز دی لے بہار رنگین اب سنبھلنا دفعیہ ہو گیا یہ کہہ حوض کو طرف آسمان  
 کے پھینکا قطرات آب جو حوض سے بلند ہوئے ابرسیاہ پر جا کر پڑے ابر کو تختہ تختہ کیا ہوائے سر چلی آمد ابر  
 اپنے تاثیر گرمی کی مٹائی برسنے لگا چشم زدن میں ابر آتش فشان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرا



گرمی صحر کی بالکل موقوف بوجہ حسن ہوئے سرد چلنے لگی جب ابر آتش فشان بہار ہو شر بانے ہٹایا  
 بہار رنگین کو غصہ آیا نیچے نیچے جا پڑی بہار ہو شر بانے نیچے نیچے پر روکا اسپین کی وار چلے تلواروں  
 سے شعلے نکلے جھنڈے کی آواز بلند دیکھنے والے دردمند دونوں نازنیاں سہجین و مہجینان ہر تلکین  
 آمادہ خونریزی فرامین دونوں کے تیزی کی نیچے جب بہار رنگین نے لگائے بہار ہو شر بانے روکے  
 ایک مقام پر بہار ہو شر با تھقہ مار کر منسی خندہ دندان نلے سے برق لگی بہار رنگین کی ہلک جھپکی اودھر  
 سے ملکہ بہار نے نیچے مارا سر بہار رنگین کا زخمی ہوا زخمی ہو کر اس نے سحر کیا چند شیران صحر اپنا  
 ہوئے انھوں نے بہار ہو شر رہا کو گھیر لیا بہار شیروں سے لڑنے لگی بہار رنگین کو آواز  
 دی یہ کیا بیکار شجہ ہے ایسا سحر تو میری لونڈیاں بھی نہیں کرتیں میں ابھی ان کو بھگا دوں گی  
 بہار رنگین نے ایک دستک ی شیروں نے زور بکڑا دھڑکے مار کر بہار پر جا پڑے بہار گلعدار  
 پیچھے ہٹتی ہے عالم کمال یہ ہے کہ اپنے قریبین آنے دیتی بہار رنگین کھڑی ہنس رہی ہے مگر تحریر رکھا ہوا  
 کہ خواجہ عمر و جو صورت نیکر سامنے بہار رنگین کے آئے اس نے پہچان لیا دوری سے آواز دی  
 اوسا رہاں زائے میں نے تجھ کو پہچانا تیری شامتین آلی ہیں خواجہ عمر و لاچار ہو کر بھاگ گئے سات رہ  
 سات طرح کی صورتیں بدل کر آئے بہار رنگین پر رنگ نہ جواب خواجہ نے گوشے سے دیکھا کہ بہار رنگین  
 نے سحر کامل کیا اب لشکر نہ بچے گا بہار ہو شر رہا کے ہاتھ سے سر جو زخمی ہوا ہے وہی قطرات  
 خون جلو میں لیکر منہ پڑتی ہے کبھی طرٹ لشکر اسلام کے جھنکیتی ہے اون قطرات خون سے کبھی برق  
 چمکی سوچا جس کے سر کاٹ کر نکل گئی کبھی تیر چلے کبھی گولے برسے لشکر ملکہ ماہید صمع پوش میں انتہا کا تلاطم  
 بہار ہو شر رہا کے ہوش کم سر زخمی کر کے پھٹائی اس سر سے آگاہ نہ تھی سر اسر خطا کی لیکن یہ بھی  
 سردار ہے شیروں نے دباؤ ڈالا ان کو تو بہار نے قتل کیا خون کی آگ نہیں رکتی اس وقت خواجہ عمر و  
 نے ایک گوشے میں آکر زنبیل سے رنگ و عن عیاری کا نکالا کو کب ر و ضمیر کی شکل بنکر تیار  
 ہوئے منڈھی حضرت دانیال کی نکالی بطور حقیر کی اوپر سر کے لگائی ستون اس کے تخت  
 زبردی پر قائم کیے اسی طرح سے تخت اوڑھتے ہوئے چلے یہاں بہار رنگین تباہی لشکر اسلام  
 سے مثل مثل شکستہ نعے کر رہی ہے بی بہار اب لشکر کو بجا و اس شجہ سے سے بچنا دشوار ہے  
 اب کد و کاوش بیکار ہے حقیقت میں ملکہ بہار بہت پریشان ہوئی دمبدم ہی فشاں ہو کہ میرے



سبب سے لشکر تباہ ہوتا ہے نہر راہبندگان خدا پامال ہوئے ہم یہ انجام نہ سمجھے تھے اس ملعونہ نے  
 غضب کیا بہار طلسم نور افشان بہار طلسم ہو شر باہر غالب آئی میری وجہ سے تمام اہالیان  
 لشکر تباہ ہوئے ہر جہت سحر کرتی ہے مدائے دلی حاصل نہیں ہوتا انتشار بڑھتا جاتا ہے ہوائے سحر  
 بہار زنگین سے دل گھبراتا ہے خلستان کی جانب سے ایک برق چمکی روشنی معلوم ہوئی آواز آئی لے  
 بہار زنگین کیا کناتیرے کمال کو دیکھو دل باغ باغ ہوا کلیجہ باغیوں کا داغ داغ ہوا کیا سحر تیار کیا  
 قلب بین اون کے کاٹا کھٹکتا ہے باغبان ایسا کامل مثل مرغ بسمل چھڑکتا ہے پلٹ کے  
 بہار زنگین نے دیکھا تخت اور تاج ہوا چلا آتا ہے ایک زربفتی چھتری نہایت آراستہ و پیراستہ اس کے سامنے  
 مین شہنشاہ کو کرب و مشن ضمیر جلوہ فرما تعریفین کرتے ہوئے تشریف لاتے ہیں بہار زنگین  
 کی جیسے ہی نگاہ پڑی پہچان گئی کہ ساربان زادہ اس صورت سے آتا ہے دل میں سوچی کئی مرتبہ  
 نیگوار آیا میں نے ڈانٹا یہ بھاگ گیا ابکی آنے دو اپنے جال میں آپ پھنسے یہ سوچکر جھک کر سلام کیا آواز  
 دی لے شہنشاہ گیتی ستان آپ کی پرورش درہ نوازی لونڈی نے خاتمہ کر دیا آتش سحر میں سب جلا  
 چاہتے ہیں مبدم سحر کو زور دوں گی انکا رہے برین گے دشمن جلیج گے ان پچین گے کو کب نقلی نے آواز دی  
 تجکو اپنا نائب بناؤں گا سارے طلسم نور افشان کا حاکم کر دوں گا باغیوں پر میں بھی سحر کر دوں گا ملکہ ماہمید  
 مصع پوش تو آمد کو کب پیکر گنہ گین گنگو نہ گنگو نہ پوش وزیر زادی سے گھبرا کر کہا لو صاحب  
 غضب ہوا خود شہنشاہ آتے ہیں بادشاہ طلسم نور افشان اون کے سحر کو کون روک سکے گا اس  
 روز تو شکست کئی وجہ سے کھائی تھی وجہ اول تو یہ ہے کہ غم میں حنا کے پتھر ہو گیا رنگ سحر نہ جم سکا  
 دوسری وجہ یہی تھی انصر مجلس جمشید نے عین وقت پر اپنا حال ظاہر کیا قریب سے جا کر برس پڑے  
 برابر کے سحر کرنے والے اُدھر غم خدایں کلیجہ غون ہو چکا تھا پیر اوٹھ گئے ورنہ کو کرب و مشن ضمیر ایسا بادشاہ  
 عالیجاہ نہ نہیں ہے کہ ہر ایک کا اوس پر سنجہ قابض ہو سحر ساحری میں طاق علم و کمال میں شہرہ آفاق آتے ہی  
 برس پڑے کا طبقات زمین ہلا دے گا اب بہار زنگین کو اور قوت ہوگی اور بھی خراج گزار چل چکے  
 ہونگے باغبان قدرت نے مسکرا کر کہا ملکہ نہ گھبراؤ مجھے کچھ اور رنگ معلوم ہوتا ہے آج ہمارے  
 شہنشاہ عیاران سات مرتبہ بصورت ہائے غیر کمر تشریف لائے مطلب حاصل ہوا ہر مرتبہ پہچان لیے  
 گئے کیا عجب ہے کہ وہی تشریف لائے ہوں یہ بہت دشوار ہے کہ کچھ کہے کہی گئے سختی میں ہمیشہ



خواجہ کام آتے ہیں یقین کامل ہے بصورت کو کب وہی تشریف لاتے ہیں باغبان قدرت یہ کہہ سکتا  
ملکہ نامید صبح پوش شوہر کو دیکھ کر گھبرائی ہیں گلگونہ گلگون پوش سے کہتی ہیں اے گلگونہ میں سحر  
نہ کر دینی تخت میرا ہٹا لو تم جا کر غدر کرو گلگونہ نے کہا حضور اب غدر کیسا لڑینگے مرینگے جان دین گے غدر  
نہ کرینگے یہاں تو یہ ذکر ہے کہ کب نقلی تخت اوڑا تا ہوا صحرائے چلا آتا ہے بہار رنگین نیچہ کھینچے ہوئے  
دانے ماش کے ہاتھ میں ہی خیال ہے اقبال مندی ہماری کہ یون آگیا ایسے کا گرفتار ہونا دشوار  
تھا گھس کر نیچہ ماروں تخت پر چڑھ کر سر کاٹ لوں یہ سوچ کر آگے بڑھی نیچہ ہلائی تو لیتی ہوئی دورا  
کھولتی ہوئی جب قریب تخت پہنچی کہا اوسا زبان زارے کیا تجھ کو زندہ چھوڑوں گی اب میرے ہاتھ سے کیونکر  
بچے گا عمر و ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا کہا ملکہ معاف کرو تو بہ کرتا ہوں اب کبھی صورت نہ بدلوں گا کہاں بھاگے  
جاؤں کہاں چھپوں اہل اسلام نے مجھ کو تباہ کیا ایسے ہمہ ان ہمہ گیر کے سامنے بھیجا عمر و نے تو ہچک کر  
یہ کہا بہار رنگین نے تخت پر قدم رکھا ہاتھ بڑھا کر جا بجا گردن مڑوڑوں بارگاہ دنیا کے ستون پر  
ہاتھ پڑا جا گردن لون جیسے ہی جسم بارگاہ دنیا سے مس ہوا سرتلے ٹانگین اوپر پیر طناب میں  
بندھ گئے عمر و نے نعرہ کیا سب خوش ہو گئے عمر و نے تخت زمین پر اوتار ازبان میں بہار رنگین  
کے سوزن دیا مڑوڑ کر مشکین باندھیں بڑی کدو کاوش سے اس کو پایا ہے ایسا ہونچے سے نکل جائے  
تخت زمین پر آیا بہار و باغبان سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے ہوئے دوڑے خواجہ عمر و نے بہار  
طلسم ہو کر باسے پوچھا میں نے اس کو بکڑ لیا یہ آتش سحر کب تک شعلہ ور رہے گی ملکہ ہمارے کہا  
خواجہ سحر اس نے ایسا کیا کہ ہم سے نہیں دفع ہو سکا یا تو یہ خود دفع کرے یا اسکے قتل ہونے پر مٹے خواجہ  
عمر و نے کہا اے بہار گل عذار خدا کی قدرت کہ ایک فصل میں دو طرح کی بہار یہ اقبال مندی اسناد مار ہی  
میرا دل نہیں چاہتا کہ میں اس کو قتل کروں بہار نے کہا خواجہ ساحرہ تو بڑی نامی و گرامی ہے  
منظور نظر کو کرے ششخصیہ خواجہ عمر و نے سینکڑ بہار رنگین کو ستون سے باندھا تا زبان حضرت سحاق  
کا نکالا بہار رنگین کو ہوشیار کیا بہار رنگین نے آنکھیں کھول کر دیکھا چار جانب سرداران  
اسلام محکوم گھیرے ہوئے سمجھائے ہیں سحر سے میرے آگ برس رہی ہے ہزار ہا ساحر جلے صدا فریاد کی  
آتی ہر عمر و کو ڈرایے کھڑا ہے گھبراہٹ میں کیونکر گرفتار ہوئی سحر نے کرنے پائی دل کی ہی میں ہی  
عمر و نے کہا کہ اے بہار رنگین قدرت پروردگار کا تماشا دیکھا تجھ کو ہائے قبضہ میں کرادیا جسے ہم سامنے



ظاہر ہوئے تو نے بیشک پہچانا تھا اس خیال پر کہ بڑی کھمرو کو قتل کروں لیکن ہمارے خدائے نادیدہ نے تجھ کو گرفتار کر لیا تو قتل نہ کر سکی قصاص میری تیرے ہاتھ سے نہ تھی اب بہتر یہ ہے کہ بہار پر اپنے عالم کی بیروی کرکشن دنیا کو باغبان ازل نے کس رنگینی سے آراستہ و پیراستہ کیا بہار رنگین تجھ کو نام مرحمت ہوا اب صورت خزان دیکھنے کا محل آیا باغ حیات میں تیرے ہوا خلافت چلی مناسب یہ ہے کہ بیروی احکام باغبان قضا و قدر میں مصروف ہو اگر اتنی تجھ کو قتل کر ڈالتا تو کن خبر لینے والا تھا ملکہ ناہیدہ صبح پوش نے بھی اٹھ کر فرمایا کہ لے بہار رنگین ہمارے حق ہونے پر تو بھی گواہ ہر حق کا گلگون پوش نے سالہا سال رنگ جایا شوہر کو ہمارے ہمے چھوڑ آیا بیان تک حکم صادر ہوا کہ جہشیدہ و بزرگان مان سے نہ ملین سالہا سال بی اولاد کو ہم نے نہیں دیکھا اگر اوشفضل کو اپنے قتل کر ڈالا تو صاحبزادہ کیون ناگواری ہوا وزیر الامر اشتہر ادیان سب بیان کے سردار بہار رنگین سے صورت آشنا ہیں خواجہ عمر و نے بھی جو کہ فرمایا کہ اگر اطاعت ملکہ ناہیدہ کی نہ کرے گی فوراً قتل کر دے گا ہر ایک کو ناگوار ہے حسن و جمال میں وصال پر رحم آتا ہے کہ ایسا گل رنگین گلشن دنیا سے اٹھ جائے غنچہ آرزو مر جھائے مقام تاسف ہر بہار رنگین کے تو ہوش باختہ ہو چکے تھے سب ساتھ والوں نے جو سمجھا یا رنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرد ہوا اشارہ کیا کہ یہ کنیز اطاعت کرنے کو حاضر ہے ملکہ ناہیدہ مرصع پوش نے زبان سے سوزن نکالا بہار رنگین قدیموں پر ملکہ ناہیدہ کے گری بدل و جان اطاعت کی بہار رنگین نے اپنے سحر کو دفع کیا لشکر جو سامنے موجود تھا بہار رنگین نے جا کر آواز دی میں تو حق دار کی شریک ہوئی یہ مقدمہ فساد زن و شوہر ہے غیروں کو کیا دخل اگر وہ اپنی بیٹی کی شادی کرتی ہیں کیا خلاف ہوا اشتہا کو کو کب بے شک نہ ضمیر کو ناگوار ہے ایسے بیوند کسے ملتے ہیں اہالیان لشکر غصے میں بہار رنگین پر آپڑے ملکہ ناہیدہ نے سرداروں کو حکم دیا بہار رنگین کی شرکت کر دو ان نالایقوں کو مار لو مار کر سب ساحروں کو جھگا دیا ہزار ہا کو قتل کیا کو کب بے شک نہ ضمیر اسی قلعہ آہن میں قہر چرخا کی فقیر بیکر بیٹھا ہے ایک ابر جہاں جاب گھر لے کہ چند ساحر دڑے ہوئے آئے تمام کیفیت بہار رنگین کی بیان کی کو کب کو بہت ناگوار ہوا غصے میں کہا جس وقت اپنے مقام سے اٹھ کر اٹھنگا بوٹیان کاٹ کے سب کی پھینک دوں گا بہار رنگین کے شریک ہونے سے میرا کیا نقصان ہے ان سمجھوں کی قضا و قدر ہے سارا باغ ادہ یہ فساد برپا کر رہا ہے اگر مزاج میں آئے ہیں سے بیٹھے بیٹھے سب کو سٹادوں



کو کب تو اس حال میں ہے لیکن بعد شریک ہونے بہار رنگین کے ملکہ ناہید مصع پوش نے انجن  
 مشاورت کو منع کیا شمع رائے روشن ہوئی صلاحین ہونے لگین ملکہ ناہید نے فرمایا صاحبو یہ بھی  
 باعث خرابی ہے جس روز کو کب قصد کر گیا اسکے سحر کا بار کوئی نہ سنبھال سکے گا اب مناسب یہ ہے کہ  
 سامان لشکر کشی ہو دشمن کو ملت نہ ملے زور نہ پکڑنے پائے سب کی صلاح ہی ہوئی ملکہ ناہید کو  
 تخت پر سوار کیا ایرج فرخوان کو سبب ہونے لوح طلمس نرگس کے مقدمہ ایکیش یعنی پیشرو  
 لشکر بعدہ صاحب قرائی علم شاہ وقاسم وجہانگیر و ملکہ بہار و باغبان و مخمور سرخ چشم  
 وغیرہ جملہ سرداران نامی رائے سے خواجہ عمر و کی لشکروں کو ترتیب کے مطابق قلعہ آہن حصار کے  
 سچلے بعد قطع منازل و طومر اعلیٰ سامنے قلعہ آہن کے پہنچے دیکھا کہ کو کب نے ابرہائے سحر اس طور  
 سے حائل کیے ہیں کہ اون تک کوئی پہنچ نہ سکے ابرسیاہ میں بجلی چمک رہی ہے رعد کی گرج دل ہلاتی  
 ہے سایہ ابر سے ہٹا کر لشکر ملکہ ناہید نے اتارا کو کب اسی طرح لباس شجرنی پہنے ہوئے بیٹھا دیکھا کیا  
 بلکہ جب لشکر فروکش ہونے لگے تو کو کب نے ابر کی جانب اشارہ کیا سنہرے بچے ابر سے گرے  
 کئی سے سرداران لشکر ملکہ ناہید کو اٹھا کر لے گئے سامنے ایک برج میں کو کب نے اون کو قید کیا  
 یہ حال دیکھ کر ایرج کو انتہا کا غصہ آیا چاہا کہ تلوار کھینچ کر قلعہ پر جا پڑوں خواجہ عمر و مانع ہوئے ابر  
 سہلے سے ہٹ کر فروکش ہوئے بارگاہ استاد ہوئی ملکہ ناہید مع اپنے وزرا بارگاہ آسمان جاہلین  
 جلوہ فرما ہوئیں صحبت رقص و سرود آراستہ سے شیران دشت نبرد و لنگون پر چھوڑے ہیں ملکہ  
 ناہید مصع پوش نے خواجہ سے کہا آپے کشی کو کو کب کی ملاحظہ کیا اتنے سرداران نے لیکر  
 قید کر لیے عمر و نے کہا میں تو یہ چاہا تھا کہ کسی طور سے میری رسائی ہو میں سر اپنا قدموں پر  
 کو کب کے رکھوں عرض کروں کہ اے برادر یہ سر حاضر ہے شاید اوس کو رحم آجائے مصاحم ہو میں  
 فساد کا بڑھنا نہیں چاہتا زوال دولت کو کب بھی ہونا منظور اپنے سرداران کا گرفتار ہونا  
 انتہا کا ناگوار ہوا البسم اللہ طیل جنگی بچے تقدم کا ہمو خیال ہے کہ ہماری جانب سے پیش قدمی نہ ہو  
 یہ ذکر تھا کہ ہر کارون نے عرض کی حضور قلعہ تو معلوم نہیں ہوتا ابرہائے سیاہ و سرخ حائل ہیں اتنا  
 غلاموں کو دریافت ہوا کہ نقارہ رزمی کی صدا آرہی ہے عمر و نے حکم دیا ہم بھی اسی کے مشتاق تھے  
 بلام شہ ہمارے لشکر میں بھی افضل ایزدی و تباہ رزبان طیل جنگی بچے نقارہ رزمی پر چوب پڑی تیاران



ہونے لگیں ات کو بہار و باغبان واسطے طلائیہ کے اٹھے ابرسیاہ سے اکثر برقین گرہیں مڑا کر  
گئے کئی کو بیچے اوٹھا کے لے گئے بوقت سحر اس سرکشی کی خبر بھی عمر و نے سنی دل عمر و کا بے کو کبیت قرار  
ہے یہی دل میں ہے کہ جس طرح بے بران اور ایرج کی شادی کو کب خوشی سے کرے زن و شوہر میں  
سیل ہو جائے ورنہ بڑی خونریزی ہوگی بوقت سحر لشکر کو آراستہ کر کے سایہ ابر سے چٹے ہوئے لشکر لاکر  
جائے اس قدر پردہ ہائے ابر کو کپنے حائل کیے ہیں کہ اہل ابلان لشکر ملکہ نامہ ہید کو کب کو دیکھ نہیں سکتے  
بعض وقت خشک نی برق سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ کو کب سنہری ابر میں شجر فی لباس پہنے ہوئے  
بصورت چہرے پر ظاہر ہو ابر کی ہاتھ میں آنسو بہ رہے ہیں جب آمد لشکر کو کب نے دیکھی ایک  
ظاہر ابر سے نکل کر کڑ کا طائر نے آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جسکی قضا دامنگیہ ہو میدان کارزار  
میں نکلے تو احوال سرکشی کھلے ملکہ مخمور سرخ چشم نے طاؤس زرین بال کو صفت سے نکالا آکر  
ملکہ نامہ ہید کو سلام کیا ملکہ نامہ ہید نے فرمایا اے مخمور ملک خدا کے سپرد کیا مخمور طاؤس کو اوڑا تو  
ہوئی زیر ابر پہنچی کشتے سے دانہ یا قوت احمر کا نکالا اسم سحر بڑھکر ابر پر چید نکائی پردہ ہائے  
ابر بڑے پردہ ہائے ابر میں ساحر غفی تھے وہ سحر کرتے ہوئے مخمور پر آڑے مخمور نے کئی ساحر  
قتل کیے جب دانہ یا قوت احمر کا مارا ابر کو توڑ کر نکل گیا برقین چکین آگ بھی بری ہوائے گرم  
چلی مخمور کسی حال میں نہر کی قصد ہوا ابر کو توڑ کر سامنے کو کب کے پہنچون کئی پردہ ہائے سحر اپنے  
کمال سے توڑے سامنے کو کب کے آکر چکی ابکی نیچہ ہلالی کھینچا کہ ابر سحر در قلعہ دفع کر کے کو کب  
سے مقابلہ کروں آگ جا بجایا برساؤں یہ سوچ کر طاؤس زرین بال کو چمکایا جاہتی حتی کہ دانے یا قوت احمر  
کے مائے ابر میں جنبش ہوئی ایک برق تڑپ کر مخمور پر گری مخمور کے دو ٹکڑے ہوئے سنہرے بیچے لشکر  
اسلام پر گرنے لگے خدا کو اٹھالے گئے ملکہ نامہ ہید نے بڑھکر سحر کیا کہ بیچ میں لکھ ابر حائل  
ہو گیا کہ پیچون کا گرامو قوت ہوا لاشہ مخمور دیکھ کر سب کے کلیجے پھٹ گئے سب زیادہ اپنا حال  
ایسے نے اتر کیا ملکہ نامہ ہید مرصع پوش نے سمجھا دیا کہ اے نور نظریہ کشتہ سحر ہے جس برج میں  
اور سب سردار قید ہیں اس میں مخمور بھی مقید ہوئی سرداروں کو سمجھا کر لشکر پھر بخیمہ بکبید  
آکر بارگاہ میں داخل ہوئے پھر طرف سے کو کب کے خداے طبل جنگ کی طائر نے چمک کے پھر  
آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان اپنی جان بچاؤ شہنشاہ کو کب تمہارے حال زار پر



رحم کرتے ہیں ورنہ بہت بچتا و گے بحسرت و یاس مارے جاو گے ملکہ ناہید صرع پوش نے بھی  
 طبل خلی بجوایا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو لشکر آکر جمے باغبان قدرت ملکہ ٹخنور کے واسطے  
 بقیار ہو کر کھلا ملکہ ناہید سے اجازت لی خواجہ بھی قریب تخت ملکہ ناہید موجود تھے عمر و نے خود  
 حکم دیا کہ بسملہ باغبان گھوڑے کو اڑا کر میدان کارزار میں آیا کئی سحر ایسے کیے کہ زمین کانسی ابرے  
 طائر مارے چلنے کو برق کے مٹایا ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ ابر کو توڑ کر نکل جاؤں جھونکا ہوائے گرم کا چلتا  
 ہے طاؤس زرین بال سحر قدم نہیں ہٹاتا سحر بگڑے جاتے ہیں باغبان نے سچے کھینچا کہ مثل برق تھکے  
 ابر کو توڑ کر نکھن کہ ابر سیاہ سے ایک برق چمکی باغبان پر گری اپنے کو تو باغبان نے بچایا گھوڑے  
 کے دو ٹکڑے ہوئے اسباب سحر جھولی سے گرا مجبور ہو کر حیرت مارتا ہوا قریب ابر جا کر گولا مارا دناٹے  
 کی صدا آئی زمین تھرائی تلواریں باغبان پر برسے لکین کئی تلواروں کو توڑا ایک نیچہ ہلالی چمک کر  
 اس طرح گرا جیسے کسی سحکیت نے ہاتھ تلوار کا مارا باغبان کے دو ٹکڑے ہوئے باغبان کے  
 مرنے سے صد ہا جان ابر پر جا پڑے کچھ نفع نہ ہوا کئی سے جان مارے گئے ملکہ ناہید صرع پوش  
 نے آواز دی خواجہ طبل امان بجوانیچے ہر چند عمر و قصد کرتا ہے کہ طبل امان بجو کر لشکر کو واپس  
 کروں محبت باغبان قدرت میں کوئی نہیں مانتا ابر پر خود جا پڑے ہیں کسی کے دو ٹکڑے ہوئے  
 کسی پر نسل چنگاری کے گرا اوس وقت ملکہ ناہید کو عالم یاس ملکہ بران شمشیر زن کو ایک بار گاہ میں  
 چھپایا ہے کینروں نے جو ملکہ بران کو خبر ہو چائی ملکہ سر پٹنے لگین فرمایا غضب ہوا ہماری وجہ سے  
 بڑا سردار مارا گیا مخمور کے مرنے کی خبر جس وقت شہر ہوگی نور الدہر عاشق صادق ہے نور امان دیگا  
 لشکر میں بڑی خرابی ہوگی کون کس کس کو سمجھائے ہر چند کہ سب کشتہ سحر ہیں اوسے قبضے میں تو ہیں اگر قصد  
 کرے تو قتل کر ڈالے یہ ملکہ ناہید نے بے اختیار سامنے کل سرداروں کے ظاہر کیا کہ آپ لوگ بقیار نہوں  
 میں اپنی ربائی کی تدبیر کرونگی یہ کہ خود تخت کو اپنے بڑھایا چار عقاب بزرگ تخت میں کسے ہوئے عقاب  
 جو بڑھے کئی ہزار کینروں نے بلوہ کیا گو لے ترنج مارتی ہوئی چلین گراؤ کا سحر نہیں تاثیر کرتا ہر سے جو سحر گرایا  
 سزا قتل ہوا یا زخمی ہو کر پیچھے ہٹا اہالیان فوج ہزار ہا مارے گئے غلو بلند ہے لکھ ہائے ابر سیاہ گرہے  
 ہیں طائر گرد ابر سمیر ہے ہیں برق ٹپ کر گرتی ہے بے جلائے نہیں ملکہ ناہید نے کاغذی سپرین  
 کا کچے علم شاہ و قاسم دجا ناگیر و ایرج کے سر پر لے حفاظت حاصل کر دیں جو برق گرے سپر و سکور وک لے



یہ صورت حفاظت نکالی ہے مگر سحر کسی کا اسحر پر تاثیر نہیں کرتا اوس بتیابی و مقیاری میں ملکہ ناہید نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی تیر دعا بدت مراد پر پہونچا ایک ابر آتش نشان طرف سے طلمس ہوشربا کے بڑے زور و شور سے اٹھا سب دیکھنے لگے ابرا کر شق ہوا ابر میں سے شہنشاہ لاچھین گرد سردار ان خیر خواہان دولت کمر بہت چست ہاندھے ہوئے گرد تخت کے چلے آتے ہیں ایک سمت سے ملکہ بلقیس ثانی و ملکہ باویان ناہید تین ہر ایک سردار نہایت شوکت و شان سے آکر پہونچا لاچھین نے آکر جو یہ قیامت دیکھی عمرو بڑھکر صفت سے نکلا تمام کیفیت لاچھین سے ظاہر کی لاچھین نے افسوس کر کے کہا خواجہ میں نہیں چاہتا کہ کوکب سے بگاڑ رہے کوئی صورت ایسی ہو کہ یہ فساد مٹے یہ مکر طاؤس بڑھایا پہلے تو ایسا سحر کیا کہ آگ برسا موقوف ہوئی برق چوچکی لشکر پر نہ گری یہ نظام کر کے جھولی سے ماش کا آٹا نکالا ایک طائر شکل عقاب بنایا اوس پر سحر کر کے کہا اپنے کو پاس کوکب کے پہونچا یہ نامہ پڑھو کہ جو آٹا لاٹا کر کڑھتا ہوا ابرا مائے سحر کو توڑ کر سامنے کوکب کے پہونچا زمرہ سرانی کرنے لگا کوکب نے چچا کہ طائر فرستادہ شہنشاہ لاچھین ہے گلے سے نامہ لیکر پڑھا بعد القاب شاہانہ مرقوم تھا کہ اے قوت بازو لے شہنشاہ خوشخو مقام نجوبے کہ تنے افراسیاب کو قتل کیا اباہل سلام کو آباد کرو عورت پر غصہ کرنا بیکار رہے ناہید بھاری تابعدار ہے ہمارے پاس چلے آؤ ہم مصالحہ کرادیں گے کوکب نے پڑھکر چاک کڑا لالا اپنی طرف سے جواب لکھا کہ شہنشاہ لاچھین والا تمکین اہل سلام نے مجھ کو بڑا دلخ و دیا میں فرزند ان جھڑہ کو مع بران قتل کرو نکاتم لاکھ سفارش کرو میں اصلاح پر راضی نہیں اگر مجھ کو خوش کرنا چاہتے ہو ناہید و بران و ایرج کا سر کاٹ کر میرے پاس روانہ کرو شاید کسی طرح کا رحم آجائے ایسے واہیات کلمات لکھا طائر کے گلے میں نامہ ڈال دیا طائر کڑک کر چلا جیسے ہی سامنے لاچھین کے طائر پہونچا لاچھین نے بے بڑھے فرمایا کوکب نے جواب دیا فساد اوس کو منظور ہے یہ مکر لشکر کو واپس کیا ہے جو ابر سے گرتے تھے وہ سحر کر کے روک دیے یہ بیکار کر کہا کہ لے شہنشاہ کوکب معلوم ہوا زوال و دولت تیرا قریب ہے ہاری نیک بات کو بدجانا یہ بھی سودائے خام ہے عصا حقیر ان زمان کیونکر اپنے فرزند کی شرکت نکرین گے زمین و آسمان تھرائیں گے لشکر کو پٹایا اگر داخل لشکر ہوئے کہا صاحبو میں برائے چند ساعت سحر تیار کرنے جاتا ہوں یہ مکر لاچھین والا تمکین عقاب بلند پرواز پر ہوا ہوا ایک جانب چلے خواجہ کا ہاتھ مقام لیا کنارے آکر کہا خواجہ میں واسطے تدبیر کے جاتا ہوں اس ابر سحر کا دفعیہ لاتا ہوں جہاں تک



ہو سکے گا اگر اس ابرو وغیرہ کو مٹاؤں گا ہر چند خواجہ عمر و نے چاہا کہ اس وقت کلام کروں لاچین نے گردن پکڑ کے طاہر ان سحر کی ٹروڑ ڈالی عقاب پر سوار ہو کر ایک جانب چل نکلا اور کمال وقت پر تھوڑے مہر کا چلتے چلتے خواجہ سے یہ ضرور کہا کہ خواجہ کو کب نے ایک عمل شروع کیا ہے اگر وہ پورا ہو گیا تو کل ایک بھی زندہ نہ بچے گا خواجہ اسکی تدبیر و احتیاج کو کب عمل نہ تمام کرنے پائے خواجہ کو بخوبی سمجھا کہ لاچین تو چلا گیا خواجہ عمر و فکرین مصروف ہوئے کو کب کو شہنشاہ غصے میں بیٹھا ہوا کانپ رہا ہے کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی ایک تخت ظاہر ہوا یا تو بلند تھا اب کو کب دیکھنے لگا دیکھا خداوند جمشید تاج یا قوتی سر پر لباس پر تکلف دربر خوشبو کی لپٹیں آرہی ہیں کو کب کھڑا ہو گیا نعرہ ہوا منم خداوند جمشید لے کو کب بندوں نے میرے شکوہ بہت ستایا کیوں گھبراتا ہے کو کب برائے تعظیم اوٹھا خداوند نے منع کیا اور کہا دیکھ ہم خود آپہنچے یہ کمر تخت سے کودے کو کب کا سر سینے سے لگا یا کہا دیکھا تخت پر کون پڑا ہے کو کب نے سراوٹھا کر دیکھا شہنشاہ الامین و الامتین و ایرج نوجوان مشکین بندھی ہوئی مسلسل مطوق تخت پر پڑے کراہ رہے ہیں یہ فکر کو کب کو شہنشاہ منال ہوا خداوند نے کہا لے ان کو قتل کردار پر پہنچ دے دوسری جانب کہا گاہ اوٹھا کے دیکھنا ہید و بران بھی بندھی پڑی ایک طرف عمر و کی مشکین بندھی ہیں بیہوش و مدہوش پڑا ہے بران کو دیکھ کر کو کب بہت چلایا نیمچہ ہلائی کھینچ کر چلا کر سر کاٹوں خداوند جمشید نے اور زیادہ ترغیب دی بران شہنشاہ زن ملکہ نامید صرع پوش و شہزادہ ایرج نوجوان شہنشاہ لاچین و خواجہ عمر و ان سب کو تھوڑی دیر میں کھڑے کھڑے قتل کرایا کہا او کو کب دیوانے جن سرداروں کو تو نے قید کیا ان کو ہمارے سامنے لا سب کو جہنم میں پھینک دین یہ لوگ زندہ رہیں گے تو پھر فساد برپا کریں گے اور احمق نادان تو نے ہمارے نام کا عمل پڑھا ہم خود چلے آئے کل یہ سب تیرے مقابلے سے بھاگ جائیں گے خیر دار تو بہ کر تو نے دین چھوڑ کر اول خدائے نادیدہ کی پرستاری کی اب خود پرستی کرتا ہے دم بکلتا ہی کا بھرتا ہے کو کب نے ہاتھ باندھے کہ اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی خداوند جمشید نے ایک ٹھوکر ماری گلابیان سرنگون ہوئیں قرابے ٹوٹے اور قیدیوں کو جا کر کو کب خوشی خوشی سامنے خداوند جمشید کے لایا خداوند نے کہا اے کو کب کو شہنشاہ منم پھیر لو بلکہ آنکھیں بند کر لو ہم ان کو جہنم میں بھجوا دیں فرشتگان عذاب آتے ہیں تم ان کے دیکھنے کی تاب نہ لا سکو گے لاچین و بران و نامید و ایرج کے قتل کرنے سے



اعتقاد تو مضبوط ہو چکا ہے کو کرب شنہ ضمیر آنکھیں بند کر کے بیٹھا بعد چند ساعت کے آنکھیں کھولیں  
 دیکھا سب سرداران مذکور کے سر کٹے پڑے ہیں لاشے تڑپ رہے ہیں نہال ہو گیا خداوند جمشید کے  
 گرد پھرا تصدق ہوا اشار ہو اعرض کی یا خداوند یہ فرمائیے لڑائی کب فتح ہوگی خداوند جمشید قہقہہ مار کر  
 خنسے کہا ارے احمق نادان بے وقوف جاہل جہل یہ سب قتل ہوئے تجھ کو آنکھوں سے نہیں سوچتا  
 اب کون تیرا ہم نبرد باقی رہا ہم تدبیر کریں گے کہ صاحبقران زمان طلسم ہو شر باجھوڑ کے چلے جائیگی  
 تم سے مقابلہ کو نہ آئیں گے یا ان کی بھی فکر مچائے گی لیکن توبہ کرو خود پرستی کرنے کا قصد نہ کرنا تمام جد و آبا  
 تیرے اسی مذہب کے پابند رہے سلطنت طلسم نور افشان میں اسی وجہ سے خلل پڑا افراسیاب  
 جاو و اسی غور میں واصل جہنم ہوا ساربان زادہ خداوند جمشید و سامری بنکر دربار میں  
 افراسیاب کے رہا اوس کے دیدہ دل و آنہ ہوئے آخر کار واصل جہنم ہوا وہی حال تیرا بھی ہوگا  
 کو کب توبہ کر رہا ہے لاجپن و ناہمید کے قتل ہونے سے خوب اعتقاد بڑھ گیا ہے قدموں سے  
 لپٹا ہوا حال دل بیان کر رہا ہے کہ یا خداوند توبہ کرتا ہوں اب کبھی ایسی حرکت ناشائستہ نہ کروں گا  
 خوب رضا مند ہوا قدرت نے فرمایا اے کو کب کل طبل جلجلی بجو اگر میدان کارزار میں آنا کل اپنے  
 بندوں کو تسخیر کر ادین گے تجھ کو سوار کر کے ہمارا اپنے لیجا میں گے تخت طلسم نور افشان پر قائم کیا جائے گا  
 اب کبھی تیرے ملک میں انقلاب نہ ہوگا کو کب نے قدموں کو بوسہ دیا گرد پھرا تصدق ہوا اشار ہوا خداوند نے  
 پرورش کا وعدہ کیا کو کب شنہ ضمیر نے کئی لاکھ روپیہ کا موتیوں کا مالاکئی کٹھے یا قوت احمر کے بطور  
 نذر حاضر کیے خداوند نے دست شفقت بشت پر رکھا سب کے لاشے زیر قلعہ پھینک دیے خداوند جمشید  
 نے کو کب کا لباس تبدیل کرایا تاج پہنا یا لباس فقیری تبدیل کرایا یہ بھی سمجھا دیا کہ ایک عورت کے واسطے  
 تو نے سلطنت ترک کی خبر دار اب اس کا غم نہ کرنا تو بادشاہ عالیجاہ ہے ایک عورت کا غم لیکر بیٹھے گا یہ مناسب  
 نہیں ہے کو کب نے توبہ کی کہ عورت کا غم نہ کرو گا حنا کا کبھی نام بھی نہ لوں گا خداوند جمشید یہ کہ کو کب  
 سے رخصت ہوئے کو کب تخت پر آکر بیٹھا وزیر امارانے نذر دی پھر سلطنت درست ہوئی نوبت  
 تقاریر بجنے لگے کو کب خوش بیٹھا ہے تیاری لشکر کا حکم دیا و وزیر اسے بلا کر کہا صبح کو دھاوا  
 کر کے جا پڑوں گا سب کو قتل کروں گا یہاں شنہ شاہ لاجپن وغیرہ بارگاہ میں جلوہ فرما ہیں مگر ناہمید  
 مرصع پوش فرما رہی ہیں آج شام سے خواجہ عمر و کا نشان نہیں ملتا اے شنہ شاہ



لاچین کو کب نے عمل خوانی شروع کی ہے اگر وہ ختم ہو گئی کوئی اس سے مقابلہ نہ کر سکے گا بادشاہ  
 طلمس نور افشان ہے ہزار ہا تحفہ جات اوس کے پاس موجود ہیں شہنشاہ لاچین نے کہا اے  
 ملکہ عالم خواجہ عمرو اسی فکر میں گئے ہیں کیا عجب ہے کہ بامقصد واپس آئیں اگر اردن کی عیاری چل گئی  
 تو ضرور عمل خوانی موقوف کر آئیں گے نہیں تو واپس آئیں گے پہر رات باقی تھی کہ قلعہ کو کب سے نوبت  
 نفاے کی آواز آئی تو جہن قلعہ آہن حصار سے باہر نکلیں علمائے زنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوئے  
 ساحرون کے غول کے غول غٹ کے غٹ اشیائے سحر ہاتھ میں پرے جلے ہوئے بالائے قلعہ  
 آہن حصار روشنی ہوئی دیکھا برج کلان میں کو کب نے جلوس فرمایا تاج سر پر رکھے بیٹھے نذرین  
 گذر رہی ہیں مبارک سلامت کی صدا میں بلند ملکہ ناہید نے فرمایا اس وقت کو کب کو کیا خوشی  
 حاصل ہوئی واضح رائے ناظرین والا تکلیں ہوشہنشاہ لاچین جو واسطے تیار کرنے سحر کے  
 گئے تھے شکست ابر کا سحر تیار کر کے لائے اس وقت وہ بھی آئے آکے یہ حال دیکھا کہ  
 قلعہ آہن حصار میں بڑی خوشی ہے انتہا کی روشنی ہوئی ہے فوجین ساحرون کی باہر آئی ہیں کب  
 کے سامنے نلاج ہو رہا ہے چرند و پرند کو حکم دیا جلد دریافت کر کے خبر لاؤ ہر کارے چشم زدن میں  
 واپس آئے کہا اے شہنشاہ عجب طرح کا معاملہ ہے حضور کا سرو ملکہ مرصع پوش کا سر اور سر خواجہ  
 عمرو و سر باغبان و مخمور وغیرہ زیر قلعہ پڑے ہیں لاشوں کے پاؤں میں رسی باندھ کر اہالیان  
 لشکر کو کب گھینٹتے پھرتے ہیں طبل جگایا بھی جا رہا ہے فوجوں میں ہلڑ ہو رہا ہے کہ افسر قتل ہوئے فوج کو  
 جل کر قتل کرین یا بلوہ کر کے بگاڑ دین شہنشاہ کو کب لباس فاخرہ پہنکر قلعہ سے اترے ہیں بارگاہ  
 زرفیتی استاد ہے آج تو نلاج بھی ہو رہا ہے طبل جگایا کو بھی حکم دیا ہے یہ سکر شہنشاہ لاچین سنے  
 کہا ہمارے استاد نے جا کر کوئی عیاری کی ملکہ ناہید مرصع پوش نے پوچھا اے شہنشاہ لاچین یہ کیا  
 سحر ہے لاچین نے جواب دیا ملکہ عالم خواجہ عمرو کا عدیل و نظیر نہیں ہے میں نے ان کو خبر دی تھی کہ  
 کو کب مصروف عمل خوانی ہے اوس کے تمام ہونے میں باعث پریشانی ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ نے جا کر  
 کو کب کو دھوکا دیا سب سرداروں کو قتل کر ڈالا اے ملکہ عالم میرا متحار ابھی تو سر کٹا پڑا ہے سب افسر  
 قتل ہوئے سر اسر غدر ہوا اس شر سے کون آگاہ ہے ناہید مرصع پوش بھی بہت خوش ہوئیں یہ ذکر تھا کہ  
 خبر پہنچی خواجہ عمرو و تشریف لائے ملکہ ناہید برائے استقبال بارگاہ سے نکلیں خواجہ عمرو کو لے کر



اندر بارگاہ کے آئین لاجپن نے حال پوچھا خواجہ عمر و نے کہا اعلیٰ خوانی موقوف کرانی زمرہ فقر سے  
نکا لاکو کب کو شہنشاہ بنایا کل بڑے زور و شور سے لڑے گا شہنشاہ لاجپن نے کہا کچھ مقام تردد  
نہیں ہے اوس کے سحر و ساحری کا دفعہ کیا جائے گا جن سرداروں کو خواجہ لائے تھے اوں سب کو زہل  
سے نکالا لاجپن نے پوچھا کہ شہنشاہ اقلیم عیاری جو قتل ہوئے یہ کون لوگ تھے خواجہ عمر و نے کہا کہ  
کو کب کے لشکر کے سردار ہیں ابھی کو شہنشاہ آگاہ ہونگے یہاں دربار میں تو یہ ذکر ہے کو کب بارگاہ  
زر رفتی میں بیٹھا ہوا بلبل رہا ہے کتا ہے خداوند مجشید سب خداوندوں سے بہتر و برتر ہیں بلکہ  
خداوندوں کے انسر ہیں بڑے وقت میں ہی کام آتے ہیں ظاہر میں تشریف لاتے ہیں تمام ساحر کہہ رہے  
ہیں کہ شہنشاہ آپ کا اعتقاد قوی ہے بڑے لطف سے آپے عملداری کی مسلمانوں کا ساتھ دیا مذہب  
اصلی کو نہیں چھوڑا کو کب کہہ رہا ہے کہ کل انسر مسلمانان قتل ہوئے اُس وقت میں قدرت سے کہہ نہ سکا محمود  
و بہار کا حقیقت میں مجھے بھی قتل ہوا عین شباب میں معشوقان خوشنویس حسین مجید مگر وہ لایق اسی کے  
تعلیق لاکھ سمجھاتے عمر و کا وہ ساتھ نہ چھوڑتین ساربان زاد بھی بعد حسرت و یاس قتل ہوا ساکنان  
قلعہ آہن حصار بھی از بس حیران ہیں کہ اتنے سردار کیوں قتل ہوئے جو کوئی پوچھتا ہے تو کو کب ہنسکر  
جواب دیتے ہیں یہ مقامات راز خداوندی ہیں ان کو نہ پوچھو صبح کو ظاہر ہو جائے گا طلسم ہوشیار با پر چل کر  
عملداری کروہر چند کہ مرید معقول ہے اوس نے ان باغیوں کی شرارت نہ کی لیکن جب حال قتل عمر و سن کر  
سردھن گایہ رفیق قدیم بلکہ صاحب ندیم جان لشکر اسلام ہیں ہر فرد بشر پر اسکے حسان ہیں جملہ سردار لشکر  
کرمین گئے اس کا مجھے کیا خوف ہے میں سب سے پہلے موجود ہوں میں نے خداوند مجشید سے صاحبقران کی  
نشتکایت نہیں کی وہ سب کو گرفتار کر دیتے اب اگر کرسی کرمین گے بہت بچتا مینگے میں بھی چاہتا ہوں کو ان کو  
سمجھا دوں وہ باغ پر بہار نہ سٹاؤں اتنی رات انھیں باتوں میں بسر ہوئی صدائے مرغ سحر آئی نسیم  
سحری چلی طایروں نے صفت باغبان حقیقی اپنی اپنی زبانوں میں کی چار چار سے صدائے سحر ہوئی تو سحر ہوئی  
کو کب نے سہم اسباب سحر ذات پر آراستہ پیراستہ کیا مرکب پر نذر سوار ہوا چند قدم چلا تھا تو نہیں آہستہ  
بہشت پر کچھ سردار کچھ ساحر بیشمار بڑے بڑے ساحران غدار اشیائے سحر ہاتھ میں لیے ہوئے خوشی  
خوشی طرف میدان کارزار کے چلے تھے کہ عملداران لشکر لاجپن و ملکہ ناہید صبح پوش بڑی  
شد و مد سے نمایان ہوئے اب کو کب گھبرا کے دیکھنے لگا آگے آگے باغبان قدرت



بصد صولت و شوکت ایک جانب چار رنگین ایک جانب ملکہ بہار گلغزار و مخمور سرخ چہشم جملہ سردار  
 شہنشاہ لاجپن تخت پر ملکہ ناہید و لاجپن کا تخت ملا ہوا علم شاہ و قاسم و جانگیر و ایرج  
 نو جوان فوجوں کو آراستہ کرتے ہوئے عقب میں سرداران تھکن و جوانان صف شکن یہ حال پر ملال  
 دیکھ کر کوکب کا چہرہ زرد ہو گیا گھبرا کر کہا یا رویہ کیا غضب ہوا سب سردار زندہ ہیں نشب کو  
 چار سو سردار مجھے سامنے قتل ہوئے دراصل نے کہا اے شہنشاہ اتنے ہی سردار ہمارے لشکر سے غائب  
 ہیں کیا ان سالدار بڑے بڑے ساحران غدار رات سے اول کا پتہ نہیں ہے کوکب نے کہا میں کسی کا  
 خواہاں نہیں ہوں مجھ کو تو اس مقدمہ میں بڑی حیرت ہے کہ یہ سرداران نامی کیونکر بچے اس غصے میں گھوڑا  
 بڑھائے ہوئے میدان کارزار میں پہونچا کل لشکر اسلام بھی آکر جا صفین آراستہ ہونے لگیں جب صفین  
 جم چکیں نقبائے بلند آواز جانہن سے نکلے اشعار عبرت آمیز پڑھ کر بٹے تھے کہ کوکب نے مرکب و رفتار  
 کو بڑھایا میدان کارزار میں آکر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جس کو تمنا مرگ کی ہو نکلے  
 ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا خداوند جمشید وعدہ کر گئے ہیں پہلوئے تخت شہنشاہ لاجپن سے آواز آئی  
 اے برادر بجان برابر منم ہر سہر عیاری کیوں رات کو کیا معرکہ گذرا اپنے سردار ہم لے آئے  
 تم ابھی تک وہی انتظار میں ہو لے کوکب ہمارا کہنا مانو ناہید سے مل جاؤ پڑا تمہیں ہمارے  
 پہچان لینے پر دعویٰ تھا شب کو نہ پہچان لیا اگر جی چاہتا تھا رسی بھی گردن لیتا مستکین باندھ کر لے آتا  
 اے کوکب مجھ کو تمہارا بڑا خیال ہے اب سرکشی بہتر نہیں ہے ناہید نے کوئی خطا نہیں کی نسبت ملکہ  
 بران کی نہیہ صاحبقران سے قرار پائی ایرج صاحب حسب و نسب بطن سے ملکہ لیتی افرور کے  
 صلب نہرادہ قاسم خاور سیاہ سے جسکی جرات و شوکت تمام عالم بظاہر ہے فتح طلسمات سیل مالک مجبور  
 ایسا خویش کس کو ملتا ہے سینکر کوکب اور زیادہ جھلایا کہا اوسا زبان زائے تجھ سے سمجھو گا اب بندہ کیا  
 عیاری کرے گا عمر و نے کہا اے کوکب بات بات میں عیاری ہوگی کوکب نے کہا کیا مجال خوب اس میں بدوقیح  
 ہوئی شہنشاہ لاجپن نے کہا خواجہ اس کی فائدہ وہ بات کہجیے جس سے کچھ مراد حاصل ہو تسکین دل ہو  
 کوکب نے کہا کسی کو مقابلہ کو بھیجوں کی تمنا ہو وہ آئے شہنشاہ لاجپن خوش آئین نے مرکب  
 برق قدم کو ہمیں کیا تین ٹھیکوں میں گھوڑا میدان میں پہونچا کوکب نے جھولی سے گولا نکالا شہنشاہ  
 لاجپن پر پھینکا لکہ ابر سیاہ بڑے زور و شور سے پہلوئے قلعہ سے پیدا ہوا لاجپن کو ابر نے گھیرا



آگ بری تلوارین گرین لاجپین نے مرکب کو چھوڑ کر جست کی برق جھندہ نیکر ابرسیاہ پر گر ابر کے ٹکڑے  
 اوڑا دیے بارش شیر موقوف ہوئی دن روشن ہوا کو کپے سب کو برعنائی وزیائی پایا تلوار چھین کر لاجپین  
 پر چلا اہالیان لشکر کو آواز دی ہان یار و گھیر کر اس پیر زمین گیر کو مار لو بارہ لاکھ فوج نشان زنگاری  
 اٹھنے ہوئے ادھر سے برائے مدد لاجپین ملکہ ناہید مصرع پوش چلیں باغبان قدرت و بہار گلزار  
 و رعد و برق و برق لامع اشیائے سحر ہاتھ میں لیکر لشکر کو کب پر جا پڑے طبقے زمین کے  
 ہلا دیے ادھر سے نعرہ علم شاہ کی صدا بلند ہوئی ملکہ ناہید و لاجپین نے سحر سے حفاظت کی تدبیریں  
 کر دی ہیں کسی کو موتیوں کا مالادیا کسی کو کنٹھا یا قوت احمر کا کسی کے بازو پر کہ باندھا گیا کہ لکے دے  
 کی خیر منائے ہر کس کا سحر تاثیر نہ کرے اتنی ہمت جوان سرداران تھقن نے بانی صفوں کو درہم و برہم  
 کر دیا ہزاروں ساحر بڑھ بڑھ کر مارے لاجپین و کو کپے بڑے بڑے سحر ہوئے کو کپے تو قصد کرتا ہے کہ  
 میں ملکہ ناہید مصرع پوش پر جا پڑوں لاجپین کو کب کو روک لیتا ہے ہر مرتبہ للکارتا ہے کہ لے  
 کو کب غریب عورت پر کیا جاتا ہے ہنسے مقابلہ کر قضاے کار ایک جانب سے کو کپے شیر زنی کرتا ہوا  
 آتا ہے دو چار نہرا جوان مارے افسردن کو ٹوکا کہ پہلو سے نعرہ شیر کی آواز آئی نعرہ ایرج  
 نوجوان، ملک ایرج کی فتا بنیر کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر جو تیغ لیے بر کشم از غلات  
 تر زلزل فتنہ در میان مصاف، پلٹ کر جو کو کپے ایرج نوجوان کو آتے ہوئے دیکھا صاف ظاہر  
 کہ ایک شیر زبیر ہوا آتا ہے جس صف پر آیا افسر کوتاک کر مارا لوح گلے میں پڑی ہوئی مجلس جا دو  
 کنارے کتا سے ایرج کو ترغیب دیتی ہوئی کبھی عرض کرتی ہے میمنہ کی خبر لیجیے کبھی میسرہ کا اشارہ  
 کرتی ہے اگر کسی ساحر نے یہ کیا کہ پشت پر سے ایرج کے آیا مجلس کرک کر اس پر گری اوسکے دھڑکے  
 کیے بستی ہانی کرتی ہوئی آتی ہے اون کے سرداران نامی بھی جان لڑا ہے میں خوب خوب لڑے  
 کو کب غصے میں ایرج پر جا پڑا ایرج نے بھی اودھر رخ کیا قلب فوج میں آکر تنگا در چلی سات قدم  
 مرکب کو کب کا تین قدم مرکب ایرج کا ہٹا بھالے سنبھال کر دونوں آپس میں مصروف جنگ ہوئے  
 دس میں طعن نیزہ جانستان کی رود قح نہوی تھی کہ دور سے شہنشاہ لاجپین نے دیکھا اسباب سحر  
 منتخب کر کے ہاتھ میں لیا دو تین گولے لشکر کو کب پر مارے لشکر کو کب میں آگ لگ گئی ہزار ہا ساحر  
 مرکز گئے فریاد کی صدا بلند ہوئی بیان ایرج نوجوان نے نیزہ کا کنٹھا تھپتھپا مار دیا نیزہ ہاتھ سے



کو کب شافعیہ کے مکتا قبضے پر ہاتھ ڈالا اگر لاچین کے سحر نے دل ہلا دیا کو کب مہلت نہیں پاتا  
 کسی طرف سے بہار کا گلستہ چلا باغبان نے پھولوں کا گیند امارا بہار زمین نے بھی سحر کی چند نخل سحر  
 بنائے اور دوسرے جو کو کب کا گزر ہوا نخلستان کی ہوا کھانی طبیعت گہرائی سحر فراموش ہونے لگا  
 بیہوشی کا ہوش حیرت کا ہوش غصے میں خاموش اہالیان فوج جو پیچھے تھے کو کب نے پکار کے ادا  
 دی کہ بارو وقت جاننا زنی و سرفروشی ہے آج بے لاچین کو قتل کیے نہ پلٹوں گا سردار گہرا کے  
 جواب دیتے ہیں پہلا اپنی جان تو بچائیے دیکھیے ایرج نامور نے محسوس سحران کو متفرق کر دیا ایرج و  
 کو کب سے تلوار چلی بسبب لوح کے سحر کو کب ہر مرتبہ باطل ہوا ایک مقام پر لوح چمکی کو کب کی  
 آنکھ جھپکی ایرج نے اوپر سے ہاتھ مارا تیغہ دو دم سکندری کا ٹمین بے نظیر جوان شیر کو کب نے  
 گرد اسپر کا اٹھایا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تاج کو کاٹا سر کو کب زخمی ہوا کو کب نے  
 داستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا چادر خون کی چہرے پر اسی حال میں ناہید نے اس طرح کا سحر کیا کہ  
 آسمان سے آگ برسی شعلہ ہائے آتش نے وہ گرمی دکھائی کہ اہالیان لشکر کو کب کو تاب نہ آئی  
 جسم پر آبلے پڑ گئے ہزار ہا ساحر منہ کے بھل گئے ہزار ہا کے کانسہ سر جوڑ ہوئے ہزار ہا دیوانہ وار  
 مکرانے پھرتے تھے ایک طرف سے لاچین کا بھی سحر ہوا بہار نے گلستہ مارا مخمور سرخ چشم نے  
 کٹھا یا قوت احمر کا پھینکا سب طرف سے سحر جو ہوئے قدم کو کب کے اٹھ گئے فوج بدو اس ہو کر بھاگی  
 پلٹ کر جو کو کب نے دیکھا فوج کے قدم اٹھ گئے علم فوج سرنگوں جوش دریا کے خون ہزار ہا لاشیں تڑپ رہی  
 ہے سرکشوں کے سرشل کانسہ لگائی ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہیں ہاتھ پائوں کپڑے ہیں میدان تمام  
 خون سے لال بڑے بڑے افسر اس جنگ میں مارے گئے ایرج لوح چمکاتے ہوئے چلے آتے ہیں  
 کو کب کا کچھ زور نہ چلا جرات ایرج دیکھ کر گہرا گیا شکست خاں کھائی لشکر منتشر ہوا اس وقت  
 کو کب مرکب شکنیں پرندا ڈرا کر ایک جانب بھگ گیا بارگاہ بن ٹین خیمے وغیرہ اپنے قبضے میں لیے ہزار ہا  
 ملازمان کو کب گرفتار ہوئے ہزار ہا نے بڑھ کر قدیوں کو ملکہ ناہید کے بوسہ دیا یہی غرض تھی کہ بہاری  
 خطامعات فرمائیے بعض کا یہ قول تھا صاحبوزن و شدہ ہر کی لڑائی میں ہلکویا دخل ہے جو کچھ مناسب  
 جانا وہ کیا فساد کرنے والے ذلیل و رسوا ہوں گے لاچین وغیرہ بفتح و ظفر پلٹے بارگاہ بن  
 استاد ہوئیں سب سرداران نامی و شہزادگان گرامی مصروف عیش و نشاط ہوئے خواجہ



عمرو نے یہ فرمایا اے ملکہ ناہید بھی اطمینان نہیں ہے ہر کارے روانہ کرو کہ دریافت کر کے خبر لائیں کو کب  
 کمان جا کر پٹھرا ہے اگر وہ طلمس باطن نور افشان میں چلا گیا کسی کی مجال ہے کہ وہاں پہنچے لہذا لوح  
 طلمس نور افشان کی فکر کرنا پڑے گی ایرج نوجوان صاحب قبال ہے اوس کے واسطے عبادت خانہ  
 آڑا مستہ ہو گا غیب سے مدد طلب کی جائے وہ جو کرے گا بدوچ حصول لوح طلمس نور افشان مطلب اصلی  
 حاصل نہ ہو گا اگر طرٹ طلمس کے نہیں گیا کسی شہر پر پٹھرا یا کسی سرکش کو طلب کیا اوس وقت میں یہ  
 تدبیر ہے کہ نور اچلکے گئے ناچا ہیے بموجب قول بزرگان مصرع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمر دہا اگر جمعیت  
 بڑھ گئی فتح جنگ کو کب شکل ہوگی سب صاحبان نے ملاحظہ فرمایا کو کسی سے نہیں دیا سب سے  
 برابر لڑا ایرج ہی کے ہاتھ سے زخمی ہوا سب نے اس صلاح کو پسند کیا شہنشاہ لاجپن نے طایران سحر  
 الملکہ ناہید جمع پوشش نے ہر کارے واقعہ کا رسا حرا زدار برائے خبر کو کب روانہ کیے سب کو  
 انتظار ہے کہ ہر کارے خبر لیکر آئیں تو لشکر تیار کیے جائیں سامان جنگ ضرور ہے معرکہ بڑے غلط ٹرننگ  
 خواجہ فرماتے ہیں مزاج سے کو کس کے کوئی آگاہ نہیں ہے مینے مزاج کو اسکے خوب سمجھ لیا ہے غصہ اسکے  
 مزاج کا ابھی تک نہیں اتر جا کب گوشمالی قرار واقعی نہ ہوگی تب تک اصرار نہ ہونگے جواون کی خواہش  
 ہے وہی ہو جائے گا ابھی تک تو یہی ٹھنڈ ہے کہ مینے عمرو کو عیا ربنا یا میری مدد سے عمرو عیار بان کرتا ہے  
 حرب مانع سے یہ سود اکل جائے گا تب اہ پر آئے گا مین جان و آبروئے کو کب کا دشمن نہیں ہوں  
 یہ سود احوال اسکے دماغ میں بھرا ہے کہ مذہب سب برے ہیں خود پرستی کروں ہی میرے اونکے دشمنی  
 سے جدا نہیت رہا کبر کا انشاء شد فاعل کرادون گارہ راست بنا ونگا یہاں تو یہ تدبیرین ہیں  
 گرفتاری کو کب کی تقریرین ہیں مگر کو کب کو کسٹھنضیر بقیرا و اشکبار و زخمدار شکست خوردہ کچھ مشیران  
 سلطنت و وزیران مملکت ہمراہ ہیں ہو در تک اوسی مرکب پر آیا جب سر سے خون بہت جاری ہوا  
 ہاتھ پاؤں میں ریشہ آیا خیر خواہان دولت نے تخت پر سوار کر لیا بے سرو پارہا طے کرتے ہوئے چلے آتے  
 ہیں قریب ایک کوہ فلک شکوہ کے پہنچے وہ مقام نہایت سرسبز و شاداب تھا طایران زمزمہ سرا  
 بھولون سے جنگل ہر ابھر چشمہ ٹائے آب صاف و شفاف زورار ہے ہیں ملازمون نے عرض کی حکم ہو تو دو چار  
 گھڑی اس مقام فرج افزا میں ٹھہریں زخم دہی کر کے پھر آگے بڑھیں گے کو کب نے منظور کیا بر سر ہلکے شکوہ  
 ملازمون نے فریش بچھایا مسند آراستہ کر کے کو کب کو بٹھایا زانو پر سر رکھ کر زخم دہی



کرنے لگے کوکب کو جب رام پہنچتا ہے تو اوٹھ بیٹھتا ہے آخر بچے یہ صلاح کی کہ شہنشاہ کو لیکر قصر حبشیہ  
 میں چلین کو کہنے آہ سر دہل پڑو دوسے کھینچی کیا یا تو قصر حبشیہ کیجا وہ مقام جنت نظیر سے چھوٹا  
 سا کنان قریب ہوا کہیں شہنشاہ شکست کھا کر آئے تھے ایسے کلمات نہ سنے جا سکتے تھے مین اور  
 کسی مقام پر جا کر ٹھہرنا گایکہ و تنہا جا کر لڑو نگا بدون قتل عمر و بھگو آرام نہ آئے گایہ کھڑے کوکب کی  
 آنکھوں سے آنسو جاری تھے بہت رو یا ساتھ لے سمجھانے لگے کہ اے شہنشاہ ابکی ایسا ڈٹ کر  
 لڑینگے فوج دشمن درہم و برہم کر دینگے سب زیادہ ملکہ ناہید صبح پوش کو سزا دینا چاہیے شہنشاہ کی وجہ  
 خاص ہو کر دشمنوں کا ساتھ دیا کوکب نے کہا یہ امور ات گردش نلکی مین مینے عمر کی عیاری  
 کو نہ پہچانا ورنہ اوسے مقام پر خاتمہ تھا وہ سر دارون کو چھوڑا نے گیا مینے دھوکا کھایا ایہ رنج  
 نوجوان کے ہاتھ سے شکست ہوئی یہ لکے کوکب نے قصد کیا کہ تخت پر سوار ہو کر کسی جانب روانہ ہو  
 کہ گوشہ صحرا سے ایک لکڑی ابریا قوتی پیدا ہوا صاف ثابت ہوتا تھا دریائے خون مرج مارتا ہوا آتا ہے  
 سلسلے اس پہاڑ کے اگر وہ ابر پھر کوکب نے کچھ اشارہ کیا ابر شق ہوا سب دیکھا ایک تاجدار تخت  
 طاووسی پر سوار تلج بے با سر پر قبائے قلم کا رزیب جسم دریائے سحر میں غوطہ مارے ہوئے ابرون  
 پر بل جیسے ہی کوکب کو دیکھا بے اختیار یکار کر آواز دی اے نور نظر اے بارہ بگر اس پہاڑ پر کیوں کر آنے کا  
 اتفاق ہوا اوس ساحر بزرگ نے جو یہ کہا کوکب نے دوڑ کر اوستاد کھڑے مین ہاتھ ڈال دیے چھین بارگر  
 رویا اس ساحر نے کہا برادر بجان برابر کا مزاج کیسا ہے بھائی صاحب کا ہمیشہ ہی قول تھا کہ اگر کوکب  
 روئے زمین پر کوئی ناکام کج ڈالے اوسکی آنکھیں نکال لون یہ جو اوس تاجدار نے کہا دل تو کوکب کا  
 بھرا ہوا تھا ہی شکست خوردہ رنج و ملال اٹھائے ہوئے گلے مین ہاتھ ڈال کے لپٹ گیا اس طرح کوکب  
 یہ قرار ہو کے رویا جیسے کوئی مصیبت زدہ اپنے بزرگوں کے سامنے ہتھیار ہوتا ہے شدت گریہ میں طاقت  
 کلام نہ تھی چھلکی لگی ہوئی وہ تاجدار ہر مرتبہ کہتا ہے اے فرزند حال تو کو کیا گذری یکہ و تنہا و زرا امر اسباب  
 شوکت کوئی شے ہمراہ نہیں ہے خد متکذرا ان شاہی مور و فیوض ناتناہی بطور خیر خواہی کوئی ہوقت  
 ہمراہ نہیں صورت تیری دیکھ کر کچھ بھٹتا ہے صرف مینے بھائی صاحب کی خیر و عافیت پر جمی اس پریم اس قدر  
 مکر و درد مند مجھے لے نور نظر اگر کوئی رنج و ملال پہنچا ہو تو صاف بیان کر دینا بھائی صاحب مین تھکو  
 سمجھتا ہوں اپنا احوال بیان کرنے میں مجھ سے کسی طرح کا تکلف نہ کر دو کوکب نے دامن بزرگ کا تھام لیا



کہا چھوٹے استاد کیا گذارش کروں فلک تفرقہ پرداز گردون کجا بنے عجب کچر قناری دکھائی اگر زبان سے  
 کہتا ہوں قلب الٹا جاتا ہے اگر راز چھاؤں آتش مصیبت استخوان کو جلاتی ہے مفصل حال کہتے ہوئے  
 شرم آتی ہے بقول شاعر فر دیکھو ایم از سر و سامان خود عمر نیست چون کا کل ہ سینہ ختم پریشان و زکارم  
 خانہ برو شوم عقل کو زوال ہوا مذہب میں فتور پڑا دوست دشمن ہوئے راہبر بہرین ہوئے معشوق  
 خور و پہلو نشین ماہ تمکین افسر خویان جہان عور خصال پری تمثال سیار گلشن جہان ہوئے جس کے  
 فراق میں جی چاہتا ہے مثل بخون قبر پر جا کر فقیر بنکر بیٹھوں فرہاد وار پہاڑ سے سر ٹکر اگر جان شیریں دن  
 الطفت زندگی نہ رہا اس زمانے میں وہ ظلم سہا کہ جس کو بیان نہیں کر سکتا اس تاجدار نے کہا اے  
 کو کب بس تاویل ہو چکی مفصل حال بیان کرواد کی تدبیر کریں کو کب نے ٹھنڈی سانس کھینچا ابتدا  
 حالات خواجہ عمرو و داغہ خواجہ کا طلسم نور افشان میں اعزاز و اکرام کرنا بلور چار دست کو پرانے  
 مرد و زان کرنا سحر افراسیاب کا شکست ہونا پے در پے مقابلے افراسیاب کبند نور سے چھوٹا اسد نامدار  
 کا اڑایاں افراسیاب چادوست و حالات شکست دے رائے نور زوان و ذکر قتل عشاق سبزہ رنگ  
 و فخر ظلمانی و حقران سبز پوش وغیرہ بیان کر کے ذکر قتل برہمن روئین تن و ذکر قتل نور افشان  
 از بدعت افراسیاب بیان کرتا جاتا ہے اور رور ہے آخر میں فساد ہونا صاحبقران سے مقدمہ عشق  
 ایچ نوجوان و بران شمشیر زن باغی ہونا ملکہ ناہید مرصع پوش کا قتل ہونا حنا کا فقیر ہو کر بیٹھا  
 قلعة آہن حصار میں چڑھکر آنا ایچ وغیرہ کا و عیاری خواجہ عمرو و رہائی جملہ سرداران شکست فاش  
 ہونا ہاتھ سے لاجپن وغیرہ کے اس طرح کو کب نے سامنے اون بزرگ کے بیان کیا کہ وہ بھی بیقرار ہو کر  
 رور ہے ہین کو کب بھی اشکوں سے منہ دھو رہے ہیں حال قتل نور افشان سنکر اون بزرگ نے کہا اے  
 فرزند ارجمند لے راحت جان ل دروند علا و قتل ہونے بجائی صاحب کے مجھے تمہارا ملال کسی طرح گوارا  
 نہیں ہے تم سے بڑی خطائے فاش ہوئی غیر مذہب کے شریک ہوئے اپنے ہم مذہب کی سلطنت  
 کو مٹایا یہ اوسی کا پھل پایا کہ یکہ و تنہا تباہ پھر رہے ہوا لاجپن کی کیا حقیقت ہے ہمارے وغیرہ  
 سحر کیا جانین ناہید مرصع پوش چھو کر ہے لوگوں کے بہکانے سے محبت میں بیٹی کی دوڑ پڑی  
 اے کو کب تو نے خود ناہید کو اپنا دشمن بنایا بجائی صاحب نے بھی مجھ کو اطلاع نہ کی میں زندہ  
 رہوں اور نور افشان قتل ہو جائے خون اوس بزرگ کا بالابالا بجائے گا خون نور افشان



رنگ لے گا کو کب سر جھگائے ہوئے سولے بجا و دست کے کچھ جواب نہیں دیتا محشر جاو و برادر نور افشان  
 ہر مرتبہ آہ کر کے زانو پر ہاتھ مارتا ہے ہائے برادر نور افشان تھے کیون جان ہی ہلکا اطلع بھی نہ کی  
 اتفاق سے اس وقت برائے سیر محل آیا میں تولے فرزند ترک دنیا کر چکا سب سامان عیش و عشرت معطل  
 ہوئے نام سے بھائی صاحب کی روح کو راحت قلب کو قوت تھی یہ بھی خوب گمان غالب تھا کہ طلسم  
 نور افشان میں براحت و آرام رہتے ہیں خوب دریافت تھا کہ کو کب ناز بردار ہے سب طرح  
 پر خاطر کرتا ہے ان امور ات کا خیال بھی نہ تھا وہ رابطہ و مضابطہ تھے اس زمانے میں صد با خط  
 خیر و عافیت کے آئے افراسیاب کا ذکر بھی نہیں لکھا یہ بھی کبھی نہ تحریر فرمایا کہ اے برادر جاری خبر  
 لینا طلسم نور افشان میں فساد و بے یس و کس طرح کا پس و پیش ہے میرے سامنے افراسیاب کی  
 مجال تھی کہ کسر کشی کرتا قد مون پر لا کر بھائی صاحب کے گرد دیتا خیر اے کو کب اپنے گزشت گذشتہ جو کچھ تھے  
 کیا بہت اچھا کیا اگر فرزند سے کوئی خطا ہوا اس کا علاج کیا سولے اسکے کہ اس کا انتظام کریں و ہمنوں سے  
 بدالین لے فرزند بتاؤ کہ لاجپن وغیرہ کہاں ہیں کو کب نے کہا قلعہ آہن سے شکست کھائی سب سرداروں  
 نے ملکر مجھ پر کیا مجلس اختر و جمشید وغیرہ سب میرے دشمن ہو گئے جہاں تک ممکن تھا لڑا آخر  
 شکست فاش ہوئی طلسم باطن پر جانے کی تلاش ہوئی یہ بھی آپ کے گذارش کروں کہ دہنہ طلسم  
 نرگس فتح ہوا ایرج نوجوان کے پاس لوح موجود ہے طلسم نور افشان کی خبر نہ دے گی سحر اس جہاں  
 پر تاثیر نہیں کرتا لوح حفاظت کرتی ہے فرزند ان حمزہ صاحب اقبال ہیں عالم اعلیم جاہ و جلال ہیں  
 اگر قصد کریں تو لوح طلسم نور افشان کا ملنا ان کے نزدیک کچھ مشکل نہیں ہے یہ نوںیہ حمزہ ہے جسے  
 طلسم نرگس کو فتح کیا شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر داد اس جہاں کا فرزند حمزہ صاحب مقرر ان زمان  
 کو افراسیاب لیکر آیا تھا اس نے لوح طلسم نور افشان لی اپنا رنگ طلسم میں جایا گل حیات کو کب  
 حاصل کیا مہل جات شکست ہوئے بڑے بڑے ساحر اس شیر کے ہاتھ سے قتل ہو گئے سالہا سال  
 میرے طلسم پر لڑا وہ بھی اپنے فرزند کی مدد کو آیا ہے رستم پلتن علم شاہ نوجوان فرزند رشید صاحب قرآن  
 بھی برائے مدد ایرج نوجوان آگے ہیں قاسم خاں و سپاہ و الدایرج نوجوان بھی موجود ہیں ان سب  
 جوانوں نے ایک مرتبہ بلوہ کر دیا ان سب کے عیار مکار غدار تعلیم کردہ عمر و نامدار اس طور اپنے سرداروں  
 کو لے کر آئے ساحر و ن کو بیکار کر دیا وہ سب ہمراہ ملکہ نامید مرصع پوش موجود ہیں



یقین ہے ہر کسے میری خبر کے لیے روانہ کیے ہونگے ساربان زادہ تین دہرے کا پیادہ ضرور تدبیر کرے گا  
 لیکن استاد والا نزا کیا عرض کروں عمرو قوم کا تو زیل ہے مگر قول کا پابند ہے قطعاً میں خداوند بخشد  
 بنکر آیا صبح میں دھوکا کھایا اگر عمرو چاہتا مجھے گرفتار کر لیتا لیکن اوس نے تساہل کیا قصہ حشریدی  
 میں بھی میں نے دھوکا کھایا تھا مگر دھوکا کھا کر میں نے عمرو کو دھوکا دیا ساربان زادے کے کیچے پر سانپ لوٹا  
 ہوگا اب اوس کی سکاری بھینر نہ چلے گی اب میں ہوشیار ہو گیا ایک بات کا اور خیال ہے جب میرے  
 اوسکے ملاپ تھا تو یہ باتیں ہوا کرتی تھیں میں نے کسی مرتبہ کہا کہ اے عمرو اگر کوئی وقت ایسا ہو کہ ہمارے  
 ہتھارے فساد ہو جائے جان و آبرو کا خیال رہے اسکے خلاف نہوا استاد والا نزا دوس ساربان زادے  
 نے تو یہی کیا میں بھی چاہتا ہوں حسان اوسکی گردن پر رکھوں تمام عالم میں مشہور ہو کہ عمرو آزاد کردہ ہفتشا  
 کو کبچے شمنصیر ہے عمر بھر یاد رکھے کہ بادشاہ طلسم نور افشان ایسا رئیس طلیل تھا کہ بندہ حسان  
 بنا کر چھوڑ دیا محشر جا دو سنسا کمالے نور نظر عیار کی یہ لیاقت ہے کہ ہم لوگوں سے آنکھ چار کرے  
 افراسیاب جا دو عالم غفلت میں رہتا تھا آٹھ ہر شراب و کیاب اوس کا دھوکا کھانا کیا  
 مشکل تھا اب خاص اسی امر پر کہ باندھو امورات ضروری کو خیال رکھو جب تک اون کا خاتمہ نہوے  
 کسی کا ضروری میں مصروف نہو نامیرے ساتھ میرے باغ میں جلو باغ لالہ زار جہاں ہمیشہ غنچہ نری  
 رہی موج ہو تیغ بران ہر برگ خنجر دفشان ہر نخل نیزہ خم شاخ خم کمان آہ عندلیب نغمہ سرا تیر دل دوز  
 چشمے سے جاب آنکھیں نکالیں گے مراکب باد صبا کے جھونکے مسلمانوں کو بالال کر ڈالیں گے سایے  
 سے اوس کی دیواروں کے بچنا دشوار ہے سایہ جہات کا اعتبار ہے اب تم تنہا کیا کر دگے یہاں کیوں  
 بیٹھے ہو جلو باغ لالہ زار بارگاہین استاد کرائیں ملازمان خیر خواہ برائے خدمتگزاری آئیں مقامات  
 جنگ بھی قرار دین اوس کے ہر کسے واسطے خبر کے آئے ہونگے جا کر خبر پہنچائیں کوکب نے کہا میرے  
 ساتھ والے منتشر ہوئے ہیں وہ بھی آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ محشر و کوکب نے دیکھا معمار قدرت کہ وہنا  
 بدحواس زخم دار بقیار اسباب سحر مند اوڈھونڈتا ہوا کوکب کو چلا آتا ہے کوکب نے معمار قدرت  
 کو آواز دی اے برادر ہمارے پاس آؤ اوس نے پلٹ کر آواز دی اے شہنشاہ حاضر ہوا ہمارے  
 آتے ہی اول کوکب کے قدموں کو بوسہ دیا اشارے سے پوچھا اے شہنشاہ یہ کون بزرگ  
 ہیں کوکب و شمنصیر نے کہا اے معمار قدرت جب وقت زوال دولت آتا ہے



انسان اپنے دوست کو دشمن بناتا ہے یہ میرے والدنا مدار عم عالی و تار نور افشان جادو کے  
 چھوٹے بجائی محشر جادو شہنشاہ خوشنویسہ دان ہمہ گیر عالم اقلیم تدبیر آج تک میری عقل کو زوال پا  
 کہ میں نے اوکو خبر نہ کی کج یہ میری راہ پر آئے قلعہ آہن حصار سے شکست کھا کے ادھر آیا استاد سے  
 ملاقات ہوئی تمام کیفیت میں بیان کی اور استاد فرماتے ہیں ایک نہین لڑائی فتح کر دو گا تم ترتیب فوج کرو  
 معارف قدرت نے کہا اے شہنشاہ اس وقت شدت گری سے غلاموں کا عجب حال ہے شب کو اویسی مقام  
 پر آرام فرمائیے بوقت سحر لشکر بصد کرد فرتیار ہو گا یہاں سے سوار ہو کر چلیے گا اہل اسلام بھی آمادہ بیٹھے  
 ہونگے جس مقام پر آپ کی خبر پائیں گے فوراً پہنچیں گے ان کو یہی منظور ہے کہ لاجپن وغیرہ آپ سے مقابلہ کریں  
 یہ سنا اویسی وقت محشر جادو نے ایک تخت یا قوتی سحر سے آراستہ کیا کو کب روضہ ضمیر کو اپنے پاس  
 بٹھایا معارف قدرت نے پایہ تخت پر ہاتھ ڈال دیا اور جملہ سردار اکرم جمع ہوئے محشر جادو نے  
 سحر سے سیرقین تیار کیں اڑھائے آتش نشان پیدا ہوئے علمہائے لشکر انکے دہن میں دیے علمہائے  
 لشکر وہ اُتر در دہن میں دبائے ہوئے آگے بڑھے کئی ہزار نقارے بجے اس شوکت و شان سے  
 کو کب روضہ ضمیر کو محشر جادو ساتھ لیکر طرٹ اپنے باغ پر بہار کے پلدار راہ میں تسکین دیتا ہوا کہ  
 اے کو کب میں سب کو گرفتار کر دو گا ایک ہفتے میں یہاں سے تا بسجہ طلسم نور افشان اہل اسلام  
 کو ٹھہرنے نہ دو گا اگر بعد ان کے انتقام کے صاحبقران قصد کرینگے ان کی بھی تدبیر ہو جائے گی اب توفی الحال  
 ان باغیوں کا انتظام واجب و لازم ہے یہ بخوبی ظاہر ہے بموجب مہنون مصرع کا خود کردہ راسخ انیت  
 بران ونا ہمد کی خطا معاف کرنا کو کب نے کہا استادان سب نے ایسے مجکو صدقات پہنچائے  
 ہیں دل ہی میرا خوب جانتا ہے اب ان کا قتل ہی کرنا مناسب ہے نا ہمد کی تو صورت سے بیزار ہوں کہ  
 اوس نے میرا خیال نہ کیا دشمنوں کو اسن پناہ دیا ان سب کی شرکت کی فرزند ان حمزہ کو اپنے  
 گھر میں بلایا میں نے اوس کے سحر سے شکست کھائی خنائے گلگون پوش کو یاد کر کے  
 کفن افسوس ملتا ہوں نام سے ان ظالموں کے جلتا ہوں جس روز سے حنا قتل ہوئی کسی ہمنے  
 فقیر بنا ہوا اوس کی قبر پر بیٹھا رہا آپ نے آج تخت پر بٹھالیا آپ کے حکم کو رد نہ کر سکا میرا دنیا سے جی چھو گیا  
 محشر جادو نے سر کو کب کا سینے سے لگا لیا کہا اے فرزند دنیا میں ایسے اکثر واقعات پیش آتے  
 ہیں ترک دنیا بہت دشوار ہے زن و شوہر کا بگاڑ کیا کو کب روضہ ضمیر نے مسرور



محشر جا دو کے ہاتھ رکھ دیا کہا استاد آپ کے سر کی قسم کھاتا ہوں اب میں اگر نہا ہر صبح پوش  
کی خطانہ معاف کروں گا ان سب کو قتل کر کے سرحد تلمسہ نور افشان کو اور طور سے آباد کروں گا استاد  
شاگرد باتیں کرتے ہوئے بعد قطع منازل و طومار اعلیٰ قریب اپنے باغ کے محشر جا دو نے لاکے کو کب  
اکو اتارا پہلوئے باغ میں ایک برج کھلان بنا کر تیار کیا اسکی پشت پر لشکر اتارا برج پر تخت زرین پر استہ  
گرداوس کے منہر دنگل کر سیان درست کرائیں تخت پر کو کب کو بیٹھایا دنگل زرین پر خود اگر بیٹھا  
اور سردار اپنے اپنے مقام پر آ کر ٹھکن ہوئے سب سے زیادہ مقرب معمار قدرت ہے پایہ چارم تخت پر  
کو کب کو شہنشاہ نے معمار قدرت کو دنگل مرحمت فرمایا دربار آراستہ ہوا محشر جا دو نے سامان  
عیش و نشاط طلب کیا ساقیان گلخوار جام بادہ گلنار لیکر حاضر ہوئے دور جام بے اندیشہ  
انجام گردش میں آیا کو کب کا بھی داغ تر ہے محشر جا دو نے بھی کو کب کو سمجھایا مغل عیش  
میں شریک کیا چند نازنینان نہ چین و نہ چینان ہر تمکین کو اشارہ کر دیا کہ ہمارے فرزند کو ہلاؤ  
وہ نازنینان شوخ و فنگ خوش و خوش خوش کلام و عنازیبا لباس ہائے فاخرہ زیب جسم دریائے  
جواہر میں غوطہ زن سامنے کو کب کو شہنشاہ کے حاضر ہیں دلربائی کی باتیں کر رہی ہیں دم محبت  
کا بھر رہی ہیں چار پہر رات عیش جیش میں گذری ستارہ سحری آسمان پر چمکا طرف صحران کے  
کو کب کو شہنشاہ نے محشر جا دو دیکھ رہے ہیں ہر کارے زیر برج حاضر ہیں پہلوئے برج میں فوجین  
فروکش ہیں سردار آتے جاتے ہیں بارگاہین استاد کرنے کا حکم مل رہا ہے کہ صحران سے گرداڑی محشر جا دو  
دیکھنے لگا ہے آگے بڑھا ہوا باغبان قدرت مقدمۃ الجیش لشکر بڑے کروفر سے اٹالا  
بارگاہ زلفتی کا آئہ درہائے آتش فشان پر لدا ہوا اس کے بعد ملکہ بہار زرین میں دوسری جانب ملکہ بہار جا دو  
ایک جانب چند سرداران ملکہ مہربان سحر چشم مثل رعد و برق و برق لایع وغیرہ ایک جانب ملکہ بکھائے  
بادرقتا پر رستم پلین و ہما نگیر صفت شکن قاسم نامہ دار و ایرج عالی وقار صد صولت و شوکت ملکہ  
ناہید مصع پوش تخت پر پہلوئے تخت میں شہنشاہ لاچین نامور لشکر ساحران غیر ساحران  
نشت بدی حساب سرداران لا جواب بارگاہوں کے اٹالے لہے ہوئے اس کروفر سے لشکر ظفر اثر  
آکر پہونچا ہر کاروں نے ملکہ ناہید مصع پوش کو خبر دی کہ محشر جا دو کو کب کو شہنشاہ نے  
ساتھ لیکر اپنے باغ پر آیا ہے یہ برج کو بنایا ہے پشت پر اسکی لشکر ہے کو کب سے وعدہ کر چکا ہے



کہ میں سب کو گرفتار کر دوں گا نام محشر جاو و کاسکر ملکہ ناہید مرصع پوش تو کانپ گین لاچین نے  
فرمایا اے ملکہ عالم نہ گھبراؤ انشا اللہ میدان کارزار میں دریائے خون بہین گے کیا ہم غمناک ہوں  
بروقت جنگ دیکھا جائے گا اسی وقت بارگاہین استاد ہوں سب سرداران نامی و پہلوانان گرائی داخل  
بارگاہ آسمان جاہ ہوئے لاچین خوش آئین نے شہزادہ ایرج نوجوان کو تسکین دی ہے کہ حضور  
متردد و متوشش نہ ہوں دراکو کب سے ملتے تو حضور کا بھی غمخیز آنے دیکھئے ملکہ ناہید مرصع پوش سے  
صلح پختہ ہو چکی ہے ایرج نوجوان نام شادی کا سنکر باغ بلوغ ہو جاتے ہیں کبھی فرماتے ہیں اگر مجھ  
حکم ہوں اس برج پر چڑھ جاؤں تخت محشر اولٹ دوں سامنے محشر کے قیامت برپا کروں لاچین  
سمجھا رہا ہے کہ حضور جلدی نکرین یہ ذکر تھا کہ صدائے طبل جنگ کان میں آئی ملکہ ناہید مرصع پوش نے  
سراوٹھا کر پھار دریافت تو کر دیا صدائے نقارہ کی ہے کہ سامنے سے جرنڈ ویرند آکر حاضر ہوئے بعد دعا  
نمائے بادشاہی کے عرض کی محشر جاو دو نے طبل جنگ بجوایا ہے صبح کو میدان کارزار میں آتش افروزی  
کرے گا محشر کو اپنے سحر و ساحری پر بڑا ناز ہے شہنشاہ لاچین نے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی افضل ایزدی  
و تائید ربانی طبل جنگی بجے کچھ تردد و انتشار نہیں حافظ حقیقی و مالک حقیقی سرپرست ہے پیدا کرنے والا  
و نگہبان ہے محشر جاو کو اور کچھ گمان ہے لشکر اسلام میں بھی طبل جنگی بجوایا جو عمر و بھی سوچو ہیں شہنشاہ  
لاچین خوش آئین نے ایرج نوجوان سے کہا اے شہر یار لوح سے ہوشیار رہیے گا محشر جاو و حضور  
کرے گا یہ کھلے طبل جنگی بجوایا دبا برخواست کیا اپنے اپنے مقام پر آکر مصروف آرام ہوئے لشکر و میں  
تیار یاں ہونے لگے عمر و نے جو نگاہ اوٹھا کے دیکھا جان تک نگاہ کام کرتی ہے لشکر کی لشکر معلوم ہوتا ہو  
خواجہ عمر و کو خیال ہوا چلکر کچھ عیاری کروں اگر کو کب پر نیچہ قابض ہو جائے اسکی وجہ سے اسے  
ملو ادون پیوچ کر خواجہ عمر و طرف لشکر محشر جاو کے چلے ایرج نوجوان جو بارگاہ سے اڑٹھے  
چھ کھٹ پر آکر گرے اب اتین ہجر کی زمین کشین شہزادہ چھ کھٹ پر پڑا ترپ ہے تصویر خیالی ملکہ  
بران ششیز زن کی آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے شاپور شیر دل بھی پاس نہیں ہے تیرہین کو کب  
روغنضمیر و محشر جاو کی وہ بھی نکلا ہے اکیلا خیمہ جو ایرج نوجوان نے دیکھا دل کھرا یا معشوق با وفا کا  
خیال باطل سے بائیں ہونے لگتا تصویر یا تھیں بھیراری بات بات میں گویا معشوق کے رویہ و کایت و شکایت  
ہو رہی ہے کبھی بیقرار ہو کے کہتا ہے کیوں صاحب ہمارے کھائے کہ کب تک فراق ہے ہمارا زوہد کہ گھٹری



دو گھڑی کو سفر از کرکچہ حال مل بیان کرین ہم محمود لاچار بین تمھاری دید کے اسیدوار بین مکھین یہ پردہ  
حجاب کبتل وٹھے کب تک ہجر کی مصیبت بھیلین کیونکر نہ جان پر کھیلین اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

|                                    |                                                                  |                                  |
|------------------------------------|------------------------------------------------------------------|----------------------------------|
| تدرت خدائی درونے نگار دل           | اپھیند کو صبر و حکمت قرار دل                                     | ہر غمزدہ او جہین گاہ امیدوار دل  |
| اگر لہ لہ ہوا ہوا ستار دل          | گردون کے میری خاک سے بھی کیا سلوک                                | ارکھا بنا کے باد صبا کا غبار دل  |
| پہونچا وہ گئے پار میں تو بگیا یہیں | قاصد ہزار جان گرانی شمار دل                                      | اکتا ہون نگاہ کے یہ پروردگار سے  |
| دل کیون دیا اگر نہ دیا اختیار دل   | ارمین نمانوں لاکھ بھر دوستی کا دم                                | آیا ہے بزم یاس سے کیا اعتبار دل  |
| بے یار ہے یہ شکل احبات کی طرف      | دل بھگوانا گوار ہے میں ناگوار دل                                 | رستمین یا گردل مردہ کو حشر میں   |
| سینے کو جانتے ہیں ہمارے مزار دل    | تو در دست صبح شب ہجر بھی نہیں                                    | اشد سے منظر احواس منظر ار دل     |
| خیر ہے وہی کہ جو کھائے نگہ کا تیر  | صیاد ہے وہی کہ جو کھیلے شکار دل                                  | اک کب سے دیکھتے دل ارفقہ پوش بین |
| دست سے بے ہال ہیں انتظار دل        | بیرقاری میں شہزادہ شعر ٹھہرا ہے کبھی اوٹھا کبھی بیٹھا تصویر ہاتھ |                                  |

میں کبھی اوٹھ کر صحن بارگاہ میں شہلا کبھی شمار ثابت سیارگان یا دوزخ شہر میں زمین نہایت پریشان سی  
خیال ہے کہ کو کب نے ملکہ بران کو بڑے صدمات پہونچائے ہم اب تک غوص نہ لے سکے لے فلک کیا تیر  
کرون کیونکر اوس یار جانی و محبوب جادوانی تک پہونچوں پنج میں کوئی سیما نہیں کہ اوس کی معرفت نامہ  
پیام پہنچوں سخت متر و دست خوش ہوں بقول نیر اشعار

|                                     |                                        |                                      |
|-------------------------------------|----------------------------------------|--------------------------------------|
| آغدا کے لیے تو بر عیادت قاتل        | جیتے جی خوب میں بدنام مانے میں ہوا     | اے بہت غیر مری ہجر میں حالت قاتل     |
| عمر اپنی اسی اندوہ الم میں گزری     | عشق میں بہنے نہ پانی کی بجائے احت قاتل | اگر سب رنگ نہ تشہیر تو میریت قاتل    |
| کیا ہے منظور تجھے میری شہادت قاتل   | قتل کر جانیں ہر سے تو رکھ دے خیر       | ہندی ہاتھ نہیں جو تو ملے بیان آیا ہے |
| غون ماسٹ کا یہ ٹیکہ نہیں سید دل     | دے رہی ہے تری بدیشانی شہادت قاتل       | منع کرتی ہے تری فیکہ نزاکت قاتل      |
| آگنی یا دھجے ہر نبوت قاتل           | بگینہ شمع کا کٹا یا ہے تلکیر سے سر     | لکے تلکیر گلا میرا جو کاٹا تو نے     |
| عشق لہو کا تھا ہم دامن خیر میں چھپے | طالبا میں تھے بانی وہیں لہت قاتل       | بزم عشرت میں ہے کی تو نے عدالت قاتل  |
| آگنی یا دھجے تری شرارت قاتل         | قتل سے ہاتھ اٹھا کے گلے سے لجا         | برق کو چرخ چہ بوقت چمکتے دیکھا       |

شہزادہ ایرج کو جو ان بھی تڑپا ہے بھی بھڑکتا ہے کبھی صحن بارگاہ میں کبھی بھڑکھٹ پر بھی ہاتھ گریان کی جانب  
بڑھا دیا کبھی قصہ کیا کہ اپنے کوتاہ محبوب پہونچاؤں کیونکر جا کر حکایت و شکایت کروں آنکھوں میں



آنسو جبرے ہوئے پھر کھٹ پر اگر پٹھا ہو کہ گوشہ بارگاہ سے شکوفہ سحر ساز وزیر زادی ملکہ بران کی نمایان  
 ہوئی اکثر پیغام لیکر آتی ہے ایرج نوجوان جانتے ہیں کہ ملکہ بران شمشیر زن کی راز دار ہے دیکھتے ہی  
 شکوفہ سحر ساز کو کھڑے ہو گئے مثل گل شکفتہ ہو گئے شکوفہ جھک کر سلام کیا نامہ مہری ملکہ بران  
 ہاتھ میں تھا ساتھ دیکھ پیش کیا ایرج کا جی چاہتا ہے کہ شکوفہ کے گرد بیرون نامہ دیکھ کر بے اختیار  
 بچار اڑھا فروقا صدمہ رسید و نامہ رسید و خبر رسید و در حیرت کہ جان بکدامی کنم نثار ہاے شکوفہ سحر ساز کیا  
 وقت سعید ہے بلکہ بہتر از روز عید ہے میں اس وقت نہایت مضطرب و متعجب تھا کچھ کیفیت مزاج ملکہ عالم بیان  
 کرو کہ حال فرحت نال شکر روح کو راحت قلب کو فرحت ہوتی ہے شکوفہ سحر ساز نے ہنس کر کہا حضور  
 اوں کا آپ سے زیادہ حال تر ہے اس وقت وہ بھی مضطرب و متعجب تھیں مینے دل ہی کر کے پوچھا دور و در فرمایا  
 کہ لے شکوفہ در رسیدہ کا کیا حال پوچھتی ہے بقول میر سر پہ اک روز نمی چرخ سے آفت آئی ؟  
 شب فرقت جو گئی صبح قیامت آئی ہو کو کب نے کس مصیبت میں قید کیا جینے کی امید نہ تھی خدا  
 خواجہ عمر کو سلامت رکھے اور غفلت نے کد و کاوش کر کے اپنی لونڈی کو چھوڑ آیا محبت نامہ ہمارا شمر کر  
 ایک پہونچا دے ملکہ نے نامہ لکھا بڑی مشکل سے کنیز نے اپنے کو آپ تک پہونچایا راہ میں  
 صد بار انداز میں ہر چند کہ ملکہ ناہید مرصع پوش بدل اس تقریب کو منظور فرما چکیں لیکن پھر بھی  
 ہر طرح کا خیال ہے در انداز در اندازی کرتے ہیں چاہتے ہیں کوئی عیب ظاہر ہو تقریب کو  
 سو قوت کرین خانہ آبادی بنوئے دین ایرج نوجوان نے کہا اے شکوفہ یہ تو اب غیر ممکن ہے  
 کہ یہ شادی نہ ہو اگر ملکہ ناہید مرصع پوش پھر جا میں شمشیر زنی کر کے لین ملکہ بران شمشیر زن  
 کو سمجھا دینا عاشقی ناشاد کی طرف سے کتنا کہ طبقات زمین طلسم نور افشان ہلا دے نگاہ یہ سجدہ ہو گا کہ خل  
 کو کب کے اور ایک حریف پیدا ہوا اڑنیے شکوفہ نے کہا نہیں واری ملکہ ناہید مرصع پوش اپنی بات  
 پر قائم رہیں گی اوں کو اپنی بات کا بڑا خیال ہے کبھی کو کب کی شرکت کر نیگی جو کہا وہ کیا آج بھی یہی دکر  
 کہ ذرا بھی مہلت ہو تو سامان شادی ہیا کرین گلگون نہ گلگون پوش وزیر زادی تباری کر رہی ہے  
 یہ کبہر شکوفہ بیٹھ گئی ایرج نامدار نے نامہ کھول کر پڑھا حکایتیں شکایتیں حالات سختی شب فراق و دراز  
 فرحت آنار کا اشتیاق ایک ایک کلمہ تیز و تیز تھا جسکی سماعت سے کلمہ مشک تھا ایرج نوجوان نے  
 نامہ پڑھ کر سر پر کھا آنکھوں سے لگا لگا کیچے پر رکھ لیا بھابھ باز غم جگر کا قرار دیا بیانی الحقیقت



ایرج نوجوان کے نامہ پڑھنے سے بند قباٹ چٹ ٹوٹ گئے دل باغ باغ پنچہ خاطر شکوفہ شکوفہ نے  
 کہا اے شہر یار لوح طلمس فرزند کس آپ کے پاس موجود ہے ایرج نے کہا ہاں لوح غرضہ دراز سے میرے  
 پاس ہے شکوفہ نے کہا اے شہر یار در لوح طلمس مجھے دیجیے دشمنوں نے مشہور کیا کہ لوح طلمس بدلی  
 ایک کنیر نے ملکہ عالم کو خبر دی کہ لوح طلمس محشر جاوے کسی طاہر کو بھیجا کہ جو والی بیٹی بکھون تو تسکین  
 ہو میں بخوبی اصل نقل کو پہچانتی ہوں ایرج نے بخوف و بیم لوح گئے سے اوتا کر ہاتھ میں شکوفہ کے دیگر  
 کہا اسی میں ہماری جان ہے شکوفہ نے لوح کو ہاتھ میں لیا بہ نگاہ غور دیکھنے لگی دیکھتے دیکھتے لوح کو  
 رو دیاں میں بیٹھا بھولی میں رکھا پیچھے پٹی لپیچ نے گھبرا کر کہا اے شکوفہ سحر ساز کیا ملکہ عالم نے  
 طلب کی ہے شکوفہ نے کہا اوجوان دیوانہ ہوا ہے تقدیر کو ٹھیکہ رو دیا کر کو کب کی عقل پر پتھر پڑے  
 تھے کہ تم ایسوں نے چند مرحلے شکست کیے منہ کتنے محشر جاوے گلزنگ فتنہ خیز میرا نام ہے عیاری  
 مکاری جیسا ساری میرا کام ہے شہنشاہ نے میرے حکم دیا کہ اے گلزنگ فتنہ خیز جاکر لوح تو لا جگہ سامی  
 و جمشید لوح بوجہ منہ متیاب ہوئی یہ کہنے پر پرواز پیدا کر کے لوح طلمس اکل گئی اس وقت شہزادہ ایرج  
 کی بغیر اسی آواز واری حیرانی و پریشانی کبھی گریبان کبھی نالان اپنی حماقت پر پریشان کبھی کہتا ہے کہ اے  
 ایرج یہ کیا ہوا افسوس ہے کہ دوست دشمن کو نہ پہچانا طبل جلجلیں پہچانے بوقت سحر مقابلہ پڑے گا ہم  
 مرنے سے معذور ہے شہزادہ اس حال نزار میں بیقرار تھا کہ شاہ پور شیر دل پھرتا ہوا اپنے آقا کی  
 بارگاہ کے قریب پہنچنے سے معلوم ہوا کہ شہزادہ بیدار ہے اندر آگے دیکھا شہزادہ کف افسوس مل رہا  
 ہے شاہ پور نے گھبرا کر عرض کی حضور خیر تو ہے ایرج نوجوان نے تمام کیفیت بیان کی گلزنگ  
 آفت خیز کنیر محشر جاوے کی شکل شکوفہ سحر ساز آئی لوح طلمس فرزند کس آنکھوں کے سامنے سے لگتی  
 ہے کچھ نہ بن پڑا یا محبوب میں ہیوت تھے فلاں نے یہ رنگن کھائے شاہ پور شیر دل نے کہا میں ابھی  
 تلاش میں جاتا ہوں اے شہر یار اپنی حفاظت کیجیے گا جنگ طلمس ہو شہر یار میں کیسے کیسے رفیقان جاننا  
 مارے گئے ساحر کا نام باقی نہ رہا غلام دروازے پر پہلوانوں کا پردہ مقرر کرتا ہے کوئی اپنا بیگانہ نہ لے  
 جائے ایرج نے کہا اے شاہ پور تمہیں اختیار ہے لوح ہمارے ہاتھ سے لگی شاہ پور شیر دل ایرج  
 نوجوان کو سمجھا کر بیرون بارگاہ آیا دیکھا کہ خواجہ عمر و بھی تشریف لائے ہیں خواجہ عمر و نے  
 شاہ پور سے پوچھا اے فرزند کس حال میں ہو شاہ پور نے تمام کیفیت بیان کی اور کہا



احضور لوح قبضہ گئی ایک ساحرہ مکارہ شکل شکوفہ سحر ساز آئی شہزادہ نے لوح دیدی عمرو نے  
کف افسوس نے شاہ پور و خواجہ عمرو باتین کر رہے تھے کہ ملکہ ناہیدہ صبح پوشش اپنی نگاہ میں  
بیٹھے بیٹھے گھبراہٹ ہو کر باہر نکل آئیں دیکھا خواجہ عمرو شاہ پور شیر دل باتین کر رہے ہیں ملکہ ناہیدہ نے  
پوچھا اے شہنشاہ اقلیم عیاری آپ نے غضب کیا ہمارے ذہن میں یہ بات ہو کہ سحر و ساحری کیا چیز ہے  
عمرو غدر سے غوب کام کھتا ہے اُدھر کے سب ساحر آٹھ ہر اسی کام میں مصروف ہیں کہ کسی کو دھوکا دین  
چار لکڑی ایک کو قتل کریں عمرو نے کہا ملکہ بڑا غضب ہے محشر جادو کی کینہ سو سو بگڑنگ آفت خیز آئی  
ادم و کمر لوح ایچ نوجوان سے لے گئی ابھی شاہ پور شیر دل نے بھکھو خبر دی ہے اب کیا تدبیر کریں  
ملکہ ناہیدہ صبح پوشش کے ساتھ سترہ ہزار کینیز نکل آئی تھیں بلکہ خواجہ شہنشاہ لاجپن والا تھیں  
و علم شاہ نوجوان و قاسم حالیشان و شہزادہ ایچ نوجوان و ہمایہ و والدہ سب نگران  
نامی و افسران گرامی بارگاہوں سے نکل آئے ہر ایک نے گھبراہٹ کر ہی کہا محشر جادو و نوٹاد دھوکا دیا ہو  
لوح ہونے سے بڑی تقویت تھی کو کب کے قتل ہونے کی اسی سوتھویت تھی بادشاہ طلمس پر کوئی دست  
نہیں ہو سکتا ایچ کے سامنے شوکت نامی کا قصد نگر تاب سے مقابلہ ہوگا طلا یہ پر باغبان قدرت  
سوجو د تھا یہ بھی خبر و حشت اثر سنکر اسی مقام پر آیا ملکہ بہار گلخدا رہی آئیں برق لامع بھی  
پہنچی مراویہ ہو کہ جلد سرداران نامی و ساحران گرامی اس ساحرہ کو تلاش کریں کہ لوح لیکر  
کہاں گئی ایچ نوجوان سے شہنشاہ لاجپن و ملکہ ناہیدہ صبح پوشش نے حال پوچھا کہ شوٹھ  
لوح طلسمی ایسی چیز غیر شخص کہ کون دیدی مقدمہ راز معشوق ہو ایچ نوجوان خاموشیات کا  
جواب نہیں دیتے کیونکہ اپنی زبان سے کہیں کہ شکوفہ و زیزادی بران کی صورت بکری نیا گل کھلا  
سیا پنی اپنی کہتے ہیں ایچ بصورت تصویر خاموش جب سب نے نہایت پریشان کیا ایچ فرم جو  
ہو کہ جوابے یا صاحبو میں کیا بتاؤں کہنوالا دوست کی صورت پر آیا جب تو مجھے لوح دیدی  
دھوکا کھایا آپ لوگ کیوں پریشان ہوتے ہیں ہمارا تکیہ پروردگار پر ہے جس طرح لوح سابق میں  
حاصل ہوئی اسی طرح اب پھر لوح دستیاب ہوگی اگر قضا قریب ہے سب فکر درد دیکار ہے بندہ  
مجبور و لاچار رہیہ ذکر تھا کہ پہلو سے برج سے ایک دھوان پیدا ہوا جس کی کب پر لشکر عرش و  
اُتر ہے اسی کے پہلو سے وہ غلیظ ظاہر ہو کر بلند ہوتا جاتا ہے اہالیان لشکر ملکہ ناہیدہ کو یہ ثابت



ہو کہ دیو بخوار نے دھوئیں سے سر نکالا خائف ہو کر خود بخود بھاگنے لگے جو لشکر ظفر اثر ملکہ ناہید سے  
 بھاگ کر نکلا اسی دھوئیں سے ایک برق چمک کر اس بھاگنے والے پر اس طرح گری کہ وہ ہوش  
 ہو کر گرا چند ساعت ہوش رہا بعد چشم زدن غل مچا تا ہوا اٹھا کہ یارو مجھ کو بچاؤ میں استخوان  
 جلتے ہیں ہر ایک عضو بدن سے شعلے نکل رہے ہیں یہ کہتا ہوا کسی چشمے کے قریب پہنچا جوش طیش  
 قلب سے پانی میں پھانڈ پڑا بناہ پانی مشکل ہوئی آبرو بھی گئی جان کا ضرر تھا پانی میں گر کر ٹھنڈا  
 ہوا اس طرح ہزار ہا بندگان خدا ہلاک ہوئے وہ دھوان یہاں تک بلند ہوا کہ تمام لشکر ملکہ ناہید  
 مصرع پوش و شہنشاہ لاجپن کو گھیر لیا مثل ابر سیاہ و دو غلیظ سے رعد کی گرج برق کی چمک  
 ظاہر ہونے لگی یہ سب سر اران نامی و پہلوان گرامی شہزادہ ایرج و الاقدار سی حال کم ہونے لوح کا  
 دریافت کر رہے تھے حداد فریاد و جو لشکر سے بلند ہوئی اور جزو پرند ہر کارے دوڑے ہوئے  
 سامنے ملکہ ناہید کے گھبراے ہوئے آئے لشکر میں بھگدہ پڑ گئی عرض کی اے شہنشاہ عالیجاہ  
 ہزار ہا ملازم آپ کے لشکر کے پانی میں گر کر ہلاک ہوئے اگر تدبیر معقول نہو گی تھوڑی ہی عرصہ  
 میں سب لشکر تباہ ہو جائے گا ملاحظہ فرمائیے نام لشکر میں تاظم ہوش ہر ایک کا کم ہے اکثر نے  
 سحر بھی کیا اس سے کچھ نفع نہوا اب شہنشاہ لاجپن وغیرہ نے دیکھا کہ لشکر میں توقیامت برپا  
 ہو گئی ابر محیط ہو کر لہرا رہا ہے ہر خور و دکلان صورت میں بے کھکر گھبرا رہے شہنشاہ لاجپن  
 بیقرار ہو کر کہا اے ملکہ ناہید مصرع پوش و اے باغبان قدرت ملکہ ہمارے گھوڑا وغیرہ کی  
 جلد تدبیر کر دے سحر شہر جادو کا ہو اگر تباہ کیا قیامت برپا ہوگی اس بلا سے ناگہانی سے نکلنا  
 دشوار ہو دیکھو تو کیسا ابر دھوان دھار ہوئے سنئے ہی ہمارے باغبان بڑھے باغبان نے  
 کہا اے ملکہ ہمارے گھوڑا وین پہلے بڑھ کے سحر کرتا ہوں یہ ابر دھوان دھار دیکھ کر ملکہ ناہید تو  
 بالکل مدہوش دریا سے حیرت درجوش فرما رہی ہیں اے شہنشاہ لاجپن یہ سحر شہر جادو برادر  
 نور افشان جادو کا ہے وہ ظالم اسم باسم ہی بہت صاحب شوکت و لیاقت سحر اسکا نوہ قیام  
 ہم لوگوں نے غفلت کی اسنے غفلت میں سحر تیار کر لیا دیکھئے ابر محیط ہوتا جاتا ہے صورت بدھار  
 گھبراتا ہے باغبان کو ملکہ ناہید مصرع پوش منع کرتی رہیں باغبان قدرت نے  
 اپنا سحر قدیم یعنی گیند بھولنا نکالا اسنے سحر بڑھکڑوں ابر کے پھینکا ابر سے ایک شعلہ چمکا



اسنو گیند کو جلا دیا جل کر خاک سر باغبان پر گری باغبان غش لھا کر گر ایہوش و بیہوش ہو گیا  
 ملکہ بہار نے جو باغبان کا یہ حال دیکھا چا ہا سحر کر کے باغبان کو سنبھالوں بیہوش نہ ہو فردون  
 ممکن ہوا بہار نے گلدستہ مارا پنجہ نگار بن غور شید نائین گلدستہ لیا سحر نگین بڑھا گلدستہ پھینکا  
 گلدستہ طرف ابر کے چلا فوراً ابرو ایک نازنین گلگون پوش غار گر ہوش گلبند سر قد عجمہ ہن پید  
 ہوئی مسکرا کر گلدستہ کو ہاتھ میں تھام لیا ساحری و شمشید کا نام لیا وہی گلدستہ طرف بہار کے  
 پھینکا اب گلدستہ کا رنگ ہی اور تھا بوی خوش نہ آئی چنگاریاں نکلیں وہ بہار پر پڑیں اسی نازنین  
 قریب آ کر ایک آئینہ بہار کو دکھا دیا پکار کر آوازی جاسے غور تو دیکھو صاحبو صحت ہی اور ہے  
 بہار فی جو آئینہ کو عائنہ کیا اظہر اگر گری اڑیاں رگڑنے لگی بیہوش ہوئی برق لامع فی جو رنگ  
 دیکھا کہ بہار و باغبان بیہوش ہوئے بہت سے نوجوان ساحر رفیقان باغبان مسخو ہو گئے نازان  
 بہار بھی گرین برق لامع تڑپ کر طرف ابر کے چلی زلفین غم برین کو ہلاتی ہوئی یہی قصد ہے کہ  
 ابر سیاہ پر حیرت کروں ٹکڑے اڑا دوں اندر سے ابر کے آواز آئی یہ کون ہے ادب برق لامع نے  
 دیکھا یہ کون آواز دیتا ہے سر اٹھاتے ہی وہی نازنین گلگون پوش سایہ برین لہرا رہی تھی  
 برق لامع کو تڑپتے دیکھا صدا دی اور برق لامع کیوں شامت آئی ہو یہ کچھ خاک اڑادی  
 برق لامع کو بھی قلب پر کچھ غبار الم چھایا مثل بہار و باغبان انکو بھی غش آیا ایک ایک سحر جانا باز  
 جانا بازی اور سرفروشی میں سرفراز اب تو تار بندہ گیا ملازماں بہار و باغبان برق لامع اپنے  
 افسروں کا یہ حال دیکھا ابر سیاہ پر جا پڑی ہن قریب ابر پہنچے وہی نازنین گلگون پوش کسیکو  
 دیکھ کر مسکرا دیتی ہے کسیکو دیکھ کر خاک اڑا دیتی ہے کسیکو آئینہ دکھایا ابر تک جانے نہیں دیتی  
 راہ میں روک لیتی ہے کئی سو ساحر اسکے سحر سے بیہوش ہوئے ملکہ ناہید مرصع پوش نے کہا جھوٹ  
 سمجھ کر سحر کو اس بلائے آسمانی سے بچنا دشوار ہے وہ ملعون بڑا مکار و غدار ہے لا چین نے کہا  
 ملکہ عالم تامل کیجئے میں فوراً تدبیر کرتا ہوں یہ کیکر شہنشاہ لا چین نے جھولی سے گولہ نکالا اسم سحر  
 بڑھ کر ابر سیاہ کے مارا اوس نازنین نے چاہا بڑھ کر گولے کو روکوں گولے سے ایک شعلہ سر بر  
 اس غم دسر کے گرا مثل ہیہ خشک جلنے لگی وہ جل کر نازنین پر گری عجب طرح کا سناٹا ہوا ملکہ ناہید نے  
 بڑھ کر کہا اے شہنشاہ اپنے کو پاد حالات سے اس سحر کے میں آگاہ ہوں جس قدر اس کی تدبیر



ہوئی سیدر باعث خرابی ہوا سیوجہ سے چکو مٹیائی ہوشمند شاہ لاجپن نے خیال کیا اور بھی ایک  
گولا چھینکا و دونوں گولے جا کر ابرسیاہ پڑے توڑ کر ابرسیاہ کو پار لنگھ کر ابر میں دور وزن  
پیدا ہوئے اس روز کے صبح ان نکلا ترقی ہونے لگی کچھ دو چار تپلے و صوبین سے پیدا ہوئے  
وہ دو صبحان جبکی آنکھ تک پہنچا نا بینا ہو کر زمین پر گر افریاد فریاد کی صدا بلند کی وہ پتلے قریب  
لا جپن پہنچے کسی آئینہ دکھایا کسی نے پھول سو نکھایا لاجپن ایسا عقیل و فہم کچھ نکر کا زبان  
نکٹ لکھی کر کر ہوش ہوا تاجداران حلیل و رفیقان بے عدیل مقرر ہو کر دوڑے چاٹا کر پویشا  
پر قبضہ کریں مکن انہو دو غلط ترقی رہے اسی سے نابینا ہو کر گر رہے ہیں برج کلاسی کو کب روئے  
بیٹھا دیکھ رہے طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ مشر جاوے چپ کر یہ سحر کیا کو کب سے وعدہ کر لیا ہو گا  
شہنشاہ لاجپن بیوش ہو چکے کو کب بھی گولے سحر کے پھینکا شروع کر دیے جو گولا ہمان پھا صند  
صد سے بیوش ہوئے و صوبین سے بھی گرتے جاتے ہیں ملکہ گلگونہ گلگون پویش و نیز زیادتی ملکہ  
ناہید مرصع پوش کی کہ سحرین طاق بلکہ شہرہ آفاق ہے عرض کی ہے ملکہ عالم یہ سب  
انتظام آپ کے واسطے ہو رہا ہے ابھی تک خیر ہی جہا شک ہو سکے نکل چلے جب آپ قلعہ مرصع  
سے کوچ کر کے چلی تھیں خیر خواہ قدیم قصہ ستارہ شناس حاضر ہوا تھا اور یہی عرض کی تھی کہ  
اس لڑائی میں ملکہ عالم کو صدر عظیم پہنچے گا قول اس ستارہ شناس کا کرسی نشین ہوا  
ما زمان جانناز مبتلائے بلا ہو چکے باقی جس قدر ہیں انکی بھی یہی کیفیت ہو نا بینا ہوتے جاتے  
میں کہ ناہید مرصع پوش نے کہا خاص میری واسطے یہ سب سرداران نامی ہلو نان گرامی  
بتلائے بلا ہوئے ہیں انکو چھوڑ کر چلی جاؤں یہ مجھ سے ہو گا لے گلگونہ گلگون پوش خیال کر کے  
دیکھ روح روان قاسم عالی شان شہزادہ ایرج نوجوان کس عالم یاس میں کھڑا ہوا ہوشہزادہ  
علمشاہ پر بھی بلالین نازل ہیں میں تو صاحب انکونین چھوڑ سکتی آپ سب صاحب منا  
جائیں وہ گرین میں یہاں سے نہ جاؤنگی مجھ کو بھی یقین ہوا سحر مشر نے قیامت برپا کی اب دفع ہونا  
و شوار ہے اسکا رنج و دلال کیا بربادی کا خیال کیا اس شعر کے مضمون پر یہاں ہے شعر یاتن رسد  
بجانان یا جان ز تن برآید دوست از طلب ندارم ناکار میں برآید بڑے افسوس کی بات ہے  
کہ جس قدر رہنے خیال کیا تردد بڑھتا جاتا ہے یہ معرکہ دیکھ کر کچھ بن نہیں پڑتا یہ باتیں ہوسکتی تھیں



آن برسے سینہ پر سنے لگا قطرات آب نے سم کی کیفیت پیدا کی جس پر قطرہ پڑا بیہوش ہو کے گرا اڑیاں گر گئے  
 لگا ہزاروں نے تڑپ تڑپ کر جان دی لاکھوں بیہوش ہوئے اب کسی ساحر میں کلام کرنے کی طاقت نہ رہی  
 خیر خواہان دولت صاحبان لیاقت میدان کارزار سے قدم نہیں ہٹاتے ہر چند کہ بخوبی آگاہ ہوئے  
 کہ ہمارا سحر تاثیر نہیں کرتا ہے مرنے کو فوز عظیم جانتے ہیں قدم میدان کارزار میں گاڑ دیتے ہیں  
 سمجھ لیا کہ کھیت میں سرسبز زمین ہمیشہ کی طرح نہ سہیں خواجہ عمر و کا حال ایرج نوجوان بوجھ رہے  
 تھے یکایک ابرسیاہ محیط ہوا رد کی گرج برق کی چمک ہوا کا زور پانی کا شور غصے اڑنے لگے بارگاہین  
 سرنگون ہونے لگیں عمر و ایسا جانبدار و کار آرزو وہ فتح شکست تباہی کے بند و بست سب  
 کچھ دیکھے ہوئے یکایک جو یہ بلانا زل ہوئی نہ پائے رفتن نہ جائے اندن جدھر سر اٹھا کر دیکھا خدا  
 اپنے لشکر والوں بیہوش پایا باغبان و بہار کے گرنے سے ہاتھ باتون میں ریشہ آیا یہ یقین  
 کامل ہوا کہ اگر جھاگ کر نکھون کا مبتلائے سحر ہو کر گرد و گبار خیال یہ تھا کہ ملکہ ناہید مرصع پوش سحر  
 کر کے نکھین گی من اوں کے پایہ تخت سے لپٹ کر کل جاؤں گا جب برق و باد کو ترقی ہوئی یقین کامل  
 ہوا کہ اب نکھنا ناممکن ہے اور ملکہ ناہید کو بھی خیال کر کے دیکھا ملکہ ناہید نے بھی بڑے بڑے  
 سحر کے کچھ تاثیر نہ ہوئی ابر نہ ٹوٹا اس قدر دھوئیں کی ترقی ہوئی کہ ملکہ ناہید مرصع پوش بھی  
 بیہوش ہو کر گرین اس وقت عمر و نے جلدی میں اتنا کام کیا کہ ملکہ ناہید کو اوٹھا کر زینل میں رکھ لیا آپ  
 روغن عیاری کا سکا لا صورت ملکہ ناہید بنکر تیار ہوئے تخت پر بڑے بڑے خیال یہ کیا کہ جیسا کچھ انتظام  
 ہو گا دیکھا جائے گا تمام لشکر اس دھوئیں سے بیہوش ہو ا کوئی خورد و کلان باقی نہ رہا کہ اس بلا میں مبتلا  
 نہوا ہو خواجہ عمر و پڑے دیکھ رہے ہیں کہ اب وہ ابرسیاہ شق ہوا محشر جادو ایک عقاب پر سوار  
 ابر سے ظاہر ہوا برج سے کو کب کوئی منضمیل اڑا کر محشر جادو کے قدموں کو بوسہ دیا محشر جادو نے  
 کو کب کو گلے سے لگایا کہا دیکھو اے فرزند سحر اس کو گتے میں کوئی بکیر نہ نکلا شہنشاہ لاجپن اپنے  
 سحر پیر بڑا ناز رکھتا تھا میرے سحر کے آگے کچھ بھی نہو سکا اے فرزند ازبد شاہان طلمس عجب غراب  
 طلمس پر مغرور رہتے ہیں بیرون طلمس ہزاروں جفائیں سستے ہیں علاوہ ازین لاجپن سالہا سال قید  
 رہا تحفہ خات اسکے قبضے میں نہ رہے افراسیاب نے نک حرامی کی اس کا گرفتار کرنا کتنی بڑی  
 بات تھی بہار و باغبان کس شمار میں ہیں کو کب کوئی شافعی خوش ہو گیا استاد استاد



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                         |                                         |
|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------|
| <p>کھلے گرد پہرے لگا معمار بھی موجود ہے اس وقت معمار قدرت نے یہ سمجھا یا کہ اے شہنشاہ پاس نصرت و عفت ناموں واجب لازم ہے آپ تنہا بیٹھ کر دیوار کیجیے کو کب نے کہا اے معمار قدرت اس بد نصیب نے ایسا صدمہ عظیم پہنچایا یعنی خنائے گلگون پوش کو میرے سامنے قتل کیا آنکھوں کے نیچے تصویر خیالی اس محبوب جانی دہا ریادوانی کی پھرتی ہے دل ہی چاہتا ہے کہ وہ دشت بیابان سے ہرگز اگر مر جاؤں اے معمار قدرت اے معادق دوست اپنی کیفیت یہ ہے اپنے حال مقیبت پر پروردگار بے ظلم</p> |                                         |
| کسی کے عشق میں کوئی نہ مبتلا ہو کبھی                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                    | کسی کا دل نہ کسی شخص سے لگا ہو کبھی     |
| کوئی نہ بھر محبت کا آشنا ہو کبھی                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        | مریض عشق کا کوئی نہ اے خدا ہو کبھی      |
| <p>اکسی کا دل نہ اٹھی غم و الم میں رہے<br/>اکوئی نہ گیسوئے جانان کے پیچ و ختم میں رہے</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                               |                                         |
| کوئی جان میں نہ بیمار ہو محبت کا                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        | یہ وہ مرض ہے کہ عیسیٰ سے ہو نہ جسکی دوا |
| بتوں کے عشق میں رسوائیاں ہیں حد سے سوا                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                  | قسم خدا کی یہ مطلع کسی نے سچ ہے کہا     |
| <p>یہ عشق وہ ہے کہ پھر کو دم میں آ کرے<br/>لگائے دل وہی جس کو خدا خراب کرے</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                          |                                         |
| غیر وہاں یہ فن عاشقی بُرا ہے کمال                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                       | جسے ہو عشق کسی کا اسی سے پوچھو حال      |
| نہ پوچھو دل پہ گذرتی ہے اپنے کیا نہ وسال                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                | پیشہ رہتا ہے معشوق ہی کا رنج و ملال     |
| <p>اسی کے دھیان ہی میں وہ مدام رہتا ہے<br/>اسی کا لب پہ شب و روز نام رہتا ہے</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        |                                         |
| خدا کے واسطے بولو تو اپنے منہ سے ذرا                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                    | متمکاری چپ نے تو گویا مجھے ہے قتل کیا   |
| ملاؤ آنکھ نہ مجھے چھپو برائے خدا                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        | کوئی زمانے میں ہو گا نہ بے وفا متسا     |
| <p>کچھ اب تک نہیں معلوم دل کا حال تمہیں<br/>بہار آدم ہے نکلتا نہیں خیال تمہیں</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                       |                                         |
| یہ کلمہ سخت امانت نے یار سے جو سننا                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                     | ہوا الم دل حسرت زدہ کو حد سے سوا        |
| جھکائے شرم سے گردن وہاں سے گھر کو گیا                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                   | نہ میں نے قصہ کیا پھر کسی سے الفت کا    |



کسی حسین کو دل اپنا نہ پھر دیا میں نے  
نہ نام عشق کا بار و گر لیا میں نے

یہ سب دس پڑھ کر گو گیب بہت رو یا معمار نے کہا اے شہر یار حنا پا مال بولی ناہید زوجہ خاص  
صاحب عصمت و عفت خدمت میں حاضر ترین گی گو گیب نے اک آہ کی کہلے یار وفادار لے مونس  
نگسار رنگ حنا قلب پر جم گیا یا دہمین بھولتی معشوق عاشق خصال صاحب حسن و جمال کس کس  
وفاداری کو یاد کرو ان کس طرح دل کو بھجائے اس یاد کا فراموش ہو نا دشوار ہے کیا ایک فلک نے

|                                        |                                       |                                     |
|----------------------------------------|---------------------------------------|-------------------------------------|
| دراغ تازہ دکھایا اشعار                 | کیونکر ہو رسم آند و شد راہ بند ہے     | ہم ناتوان ہیں یا زناکت پسند ہے      |
| ناریں طرہ سے دل درد مند ہے             | دو بھر مجھے بھی ڈار کو بھی نا پسند ہے | موتا ہے آہ کرنے سے کہ رشتہ حیات     |
| گفتنی ہے کچھ پختہ سے یہ طرفہ کشد ہے    | گردش ذرا کتنی ہے جو آن چلے بہشت کی    | مضطرب ہے آسمان کہ مرا کام مند ہے    |
| پوچھے امید بستہ سے فرقت کی شب نما      | باب قبول آن کہلا ہے کہ بند ہے         | بہتر ہے دلین مضطربانہ ادھر اور      |
| خود در عشق میری طرح درد مند ہے         | سینے سے دل کہ آئینہ گھر سے نکل پڑا    | دیکھیں تیری نگاہ کی کیسی پسند ہے    |
| سینہ کی غما میں یہ اسے ہا دل کا انتظار | دست سب دو گردن عینا بند ہے            | کثرت سے بابل یہ کی بخشش میں قبل تشر |
| چہ نہ تھا ابھی سے یہ بان آہ بند ہے     | دیتے ہیں کہے یار میں لہر لگے نہ تیر   | ہلکے بیان بول سے بھی خوف گزند ہے    |
| نالہ مرا خبا ہے بحر اے عشق کا          | حقنا ملا ہے خاک میں اتنا بلند ہے      | جلوت دکھا رہی ہے وہ کچھ تیری آندو   |
| سوجان سے نثار دل سمند ہے               | کیا جمل یار کا سی زم زم تھا لے جلال   | پہلے سے داغ حسرت و حیران دو دہند ہے |

اس سوز و گداز سے یہ اشعار گو گیب نے پڑھے کہ معمار بھی رونے لگا کہا حضور انتظام سلطنت کیسے عشق  
و عاشقی کا نام نہ لیجیے گو گیب نے کہا اے معمار ہر خد ضبط کرتا ہوں دل نہیں لانا اس داغ کا دھبہ دامن  
قلب سے چھوٹا دشوار ہے سلطنت کا بھی انتہا کا خیال نہ ان سب باغیوں میں سار بان زادہ بھی  
ہے یا نکل گیا معمار نے کہا میں نے عمر کو نہیں دیکھا لیکن یقین کامل ہے کہ ناہید کے ساتھ ضرور  
آیا ہو گا کہاں جائے کمال تحت سیلانی آراستہ کیا جائے کجا ایک وقت میں سب کا دل ہاں بھج جائے گا  
موافقت حقیقت سزا تجویز ہو گی تمام سرداران کو گیب جمع بین صدائے مبارک و بلند ہے خرامان خرامان لکھیا  
برج میں اگر پہونچے محشر تو اپنے ہوش میں نہیں رہے سوار دن سے کہہ رہے دارین استاد بول  
جلاد صاحب بیدار موجود ہیں ایک ایک کو قتل کر دینا ان سب کے خون سے باغیہ بھرونے کا



سرداران کو کب تک عزیز دار قتل ہوئے ہیں وہ ترغیب دے رہے ہیں کہ اے شہنشاہ ہم سب کو بلانے  
 عزیزوں کے خون کا لینا ہے رات ہی سے میدان خون کی تیاری ہو جائے گی دلون میں دل غم ہیں دیکھیں  
 جہاں تکیر کیسی شوکت دکھاتے ہیں ہزار ہا ملک ویران ہو آپ کے استاد محشر جادو کا سب پر  
 احسان ہے محشر جادو نے پرانے رفع طال کو کب طائفے وغیرہ طلب کیے نہج گانا ہونے لگا  
 معمار قدرت و محشر جادو کو منظور ہے کہ رنج و ملال کو کب کا دفع ہوا سورات مالی و ملکی  
 کا انتظام رہے بڑی بڑی برادیاں ہوئیں کو کب بھی ان سب کو تسکین دے رہا ہے چارہ پر رات  
 اسی ہنگامے میں بسر ہوئی جلا و فلک نے تیغ مہر کو حائل کر کے خنجر بران آفتاب میں لیا فوج ضیا بوشعل  
 ہزار ہا بصد و عتاب میدان فنی چرخ نیلی و چرخ زبرجدی میں جلوہ فرما ہوا ادھر کو کب لباس  
 سیخ ہیں کرتخت پر آکر مائل پیدا ہوا تمام اسباب سیاست حاضر ہے ایک جانب جلا دان خرس طینت  
 سیون خصلت خجرائے برمنہ ہاتھ میں بدعت بات بات میں شنگین لگا رہے ہیں یہ شعر زبان  
 پر جاری فرد و سلطنت سلطان کند فریا و جلا و حیت و چرخ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد حیت و  
 ایک جانب ارین استاد ہیں آرد کش تسمہ کش چشم کش اسباب سیاست لیے ہوئے حاضر ہیں آرد  
 خونریزی معمار قدرت بصد و عیب و صولت سامنے کو کب رہن ضمیر کے دست بستہ حاضر  
 ہوا محشر جادو و دنگ زرین پر بیٹھا ہوا کو کب کو ترغیب دے رہا ہے کو کب نے بقرہ و غضب  
 تمام معمار کو حکم دیا کہ اے خیر خواہ دولت فردا فردا ان باغیان پر ضا کو ہمارے سامنے لاؤ،  
 معمار قدرت جلا کو کب کے اشارہ ہی کا منتظر تھا تیغ تولتا ہوا ڈورا کھوتا ہوا اوس برج سے  
 آرا نگاہ اوٹھا کر دیکھا جان تک نگاہ کام کرتی ہے تمام سرداران زبردست بادہ جرات سے  
 مست بیہوش و مدہوش پڑے ہوئے ہیں ایسا محشر جادو نے سحر کیا بھائی کو بھائی کی خبر نہیں خاک و  
 خون میں آلودہ ہے اس خرابی کا دل پر اثر نہیں دیر تک معمار بھی رویا کیا بے اختیار اس حالت  
 اضطراب کو دیکھ کر یہ اشعار پڑھنا شروع کیے شعر کیا ہوئے اسکندر و غفور دارالکببادہ جو غرور و کبر سے  
 پھرتے تھے اٹھاتے ہوئے چشم عبرت قبول کر دیکھو جھلے آسمان ایسا باران ظلم کا دیکھا ہے  
 برساتے ہوئے دل کتا ہے اے معمار قدرت یہ وہ سردار تھکن ہیں یہ وہ افسران  
 صف شکن ہیں کہ کسی کسی سے ہلک نہیں جھکتی آج بیہوش پڑے ہیں کوئی خبر لینے والا نہیں ہے



سوچتا ہوا اول قریب باغبان قدرت آیا زبان میں سوزن دے کر بعد قہر و متاباٹھایا کہ اے  
 جوان چل تجھ کو شہنشاہ کو کپ نے یاد فرمایا ہے وقت سزا و جزا آیا ہے انتقام زمانہ سرکشی ہوا کیوں  
 اے باغبان سلطنت افراسیاب کو مٹا کر چین نہ آیا دیکھو فلک نے کیا رنگ دکھایا باغبان نے  
 یہ رنگاہ حسرت معمار کو دیکھا کشتان کشتان لیے جاتا ہے پوچھالے معمار ہزار ہا بار کہاں سمجھا جائے گا  
 معمار نے کہا اے باغبان شہنشاہ کو کپ رخنہ خیمہ تخت اشٹام پر جلوہ فرما بین باغبان نے سر  
 جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا ناگاہ پردہ بارگاہ کا اوٹھا ناگاہ پڑی باغبان کی کو کپ لباس گناہ بنے  
 ہوئے لٹکا رہا ہے باغبان نے کچھ خوف نہ کیا بطریق اہل اسلام سلام بھی ادا کیا کو کپ نے  
 یہ رنگاہ قہر و غضب دیکھ کر کہا کیوں او باغبان تجھ کو کپ مابودت کا خوف نہ آیا باغبان نے منبط  
 کر کے جواب دیا اے کو کپ یہ تیرا کیا حال ہوا اور رفیقان قدیم کہ مھر گئے کو کپ نے کہا اب  
 سب احوال کھل جائے گا الگ ایجا کر اس گنہگار کو بٹھاؤ نام اس کا فرد گنہگار ان میں صبح کرو دوسرے  
 گنہگار کو لاؤ معمار نے باغبان کو الگ بٹھا یا کسی کیدان رسالدار کو ہر کشتان کشتان لایا اسی طرح  
 دربار میں سمجھاتا ہے معمار نے ایک مکان مقرر کر دیا وہاں لا کر بٹھا دیتا ہے تار بندھا ہوا ہے  
 جب ایرج نو جوان کو بلا یا شاہزادہ مسلسل بھڑکے جھوٹا ہوا سامنے کو کپ کے پوچھا پکار کر  
 آواز دی کہ سلام من درین مجلس و درین مجمع بر کسے باد کہ بداند و شہنشاہ کہ خدا ایک است و  
 دین پیغمبر خدا برحق کو کپ کے اعتقاد میں فتور آچکا ہے خود پرستی کا قصد کیا بقہر و غضب جواب  
 دیا کہ اونیرہ حمزہ جاہ و جلال مابودت کا دیکھا ہوتا ہے کہ مابودت کو سجدہ کر ایرج نے منہ  
 پھیر لیا کو کپ نے اشارہ کیا سامنے سے ہٹاؤ اور جوانان صف شکن کو لاؤ تین پردن معمار قدرت  
 کو اسی آمد و رفت میں گذر کہ معمار قدرت میدان کارزار میں جاتے وہاں سے ایک  
 جوان کو سہاٹنے کو کپ کے لانا ہے دربار میں آیا اور حکم ہوا ایک قصر میں ٹھہراؤ یہی ہو رہا ہے  
 پردن پچھلا باقی رہ گیا کو کپ نے حکم دیا اے معمار ناہید مراعصع پوش کو اتنے کوڑے مار دنگا کہ  
 کھال گرا دو گنا مابودت سے بغاوت کی کھار جھوٹا ہوا جلا اس مقام پر آیا جہاں ملکہ ناہید نقی میوش پڑی  
 ہیں پکار کر آواز دی لے ناہید پل تیرا شوہر تجھ کو یاد فرماتا ہے ناہید روتی ہوئی اونٹنی دھڑکے قد و قامت  
 معمار کے لپٹ گئی معمار کو خوف خدا آیا کہا کیوں اے ملکہ عالم یہ وقت آپ کو یاد نہ تھا کو کپ



رشتم ہنتم بادشاہ تلمس نور افشان ہے اس کے ساتھ یون بغاوت کی انجام یہ ہونا ناہید نقلی نے  
 ہاتھ باندھ کر کولے محار سلطانوں نے چار جانب سے گھیر لیا آادہ حرب و پیکار کیا عورت کی عقل  
 ناقص کوئی مشیر و ندیم ایسا نہ تھا کہ جس کو خدمت میں اپنے شوہر کے روانہ کرتی اب تھا رایہ احسان  
 کہ مجھ کو سردار عام نہ کیجا و تخلیہ میں مجھ کو لے چلکر شہر آد پھر جا کر کوکب کو بھیج اس بات پر آمادہ کر دو  
 کہ اپنے ہاتھ سے قتل کرے میرا شوہر جس طرح سے بن پڑے گا خطا معاف کر آؤنگی سر اطاعت قدموں پر  
 جھکا دوں گی عذر بھی کر دیتی آئندہ بقول آتش جو کچھ ذہن میں آئے فرد اگر نہ بخشے زہے رحمت  
 نہ بخشے تو شکایت کیا ہر تسلیم خم ہے جو نراج یار میں آئے ہمعمار کو رحم آگیا حال مصیبت مال  
 ملکہ ناہید کا دیکھ کر خود بھی رویا ملکہ ناہید کو لیکر ایک قصر تنہا میں آیا وہاں ناہید کو چھوڑ کر پاس  
 کوکب کے آیا کہا اے شہنشاہ تشریف لیجیے جب کوکب اپنے مقام سے اٹھا کما کیوں ہمعمار  
 اُس کیسو بریدہ کو دربار عام میں کیوں نہ لایا کہ بذلت حکم قتل دون بلکہ اپنے ہاتھ سے سزا دوں  
 ہمعمار نے عذر کیا کہ اے شہنشاہ عالم شاہ و قاسم و جانیگیر و ایرج وغیرہ گنہگار ان سرکاری موجود  
 ہیں جس طرح دل میں سرکار کے آئے اس طرح قتل کریں جو مناسب ہو سزا دین کوئی منع کرنے والا ہے  
 یہ گنہگار اسی کے لائق ہیں بلکہ برسر صاحبقران لشکر کشی کیجیے انکو بھی چلکر گرفتار کریں نام سلیمان  
 صفحہ ہستی سے مٹا دین لیکن ملکہ ناہید کی خطا کہنے سے غلام کے معاف فرمائی جائے اغوائے  
 دشمنان سے ایسی سرکشی سرزد ہوئی یہ محال نہ تھی کہ حضور کے مقابلے میں اس طرح آنے کا قصد  
 کرتی یہ سب باغی سمجھا کر لائے کوکب جب اُس قصر میں آیا دیکھا ناہید محبوب شرمسار بقیار  
 و انتکار سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے کوکب سمجھا تھا مجھ کو دیکھتے ہی عذر کرے گی قدموں پر  
 گرے گی کوکب تو اور ہی خال میں تھا جیسے ناہید سے چار آنکھیں بہرین کوکب نے لکھار اکیوں  
 او کیسو بریدہ تو نے ہمارے دشمنوں کا ساتھ دیا مابدولت کا کچھ خیال نہ کیا دیکھا انجام لیا ہوا ایک  
 سحر میں استاد و لاشراد نے سب کو ہوش کر لیا تو بدل کر یہ جو کوکب نے کہا تو ناہید مثل  
 شعلہ جالہ اپنے مقام سے بھڑک کر اڑی کہا اوسوئے گلوئے کیوں یہودہ بکتلے اگر تیرے اوس  
 پیر نابالغ نے سحر کیا اور میں گرفتار ہوئی تیرے سامنے آئی اس پر ناز کرتا ہے میں ہرگز تیری  
 اطاعت نہ کروں گی میں نے ایرج و جوان سے ملکہ بران کو منسوب کیا میری دختر بلند اختر ہے



جو کچھ کیا خوب کیا جو تجھ سے ہو سکے قصور کر یہ سن کر کو کب غصہ میں کانبا معمار نے پہلے ہی تذبذب کی  
تحتی اسلحہ جسم سے کو کب کے دور کر دیے تھے کوئی خیر پاس کو کب کے باقی تھی ناہید یہ کلمات  
سخت کہتی ہوئی اوٹھی ایرج کا بخت نام لیا علم شاہ وغیرہ کو اپنا مددگار بتایا کو کب کے سامنے سر  
جھکایا کو کب کو بہت غصہ آیا جھپٹ کر جلا حب قریب ناہید پہونچا نیچہ بلانی کر میں ناہید کے  
لگا ہوا تھا اس وقت ایسے کلمات ناہید نے کو کب کو کہے کہ کو کب سے صبر نہ ہو سکا چار جانب  
نگاہ اوٹھا کر دیکھا نیزہ تلوار خنجر اپنے پاس نہ پایا ناہید کی کر میں جو نیچہ لگا تھا کو کب نے بڑھ کر  
وہی نکال لیا نیام پر ہاتھ رکھ کر چاہا کہ کھینچوں معلوم ہوا کہ نیام سخت ہے باتلوار میں زنگ آگیا  
نئے غصہ میں آکر کو کب نے زور کر کے تلوار کو کھینچا نیچہ تو کھینچ آیا نیام سے اس کے دھوان نکل کر دماغ  
میں کو کب کے پہونچا صرف اسے کی آواز دی اور لڑکھڑا کر اگر کرتے ہی بیہوش ہوا ناہید نقلی نے  
آواز دی منم ہر سہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار مکان  
تو تنہا تھا خواجہ عمرو کو کب کو بیہوش تو کر ہی چکے تھے بیہوشی کی بڑی دماغ پر چڑھا دی اوٹھا کر  
نذر زنبیل کیا خود کو کب بند قفس سے باہر نکلے باتون میں لگا کر معمار قدرت کو بھی بیہوش کیا وہاں  
سے ٹھلٹے ہوئے اوس دربار عام میں تشریف لائے جہاں محشر جا دو موجود تھا ترغیب  
قتل مسلمانان کر رہا تھا دم مکاری کا بھر رہا تھا کو کب کو جو آتے ہوئے دیکھا اٹھ کھڑا ہوا  
پوچھا کیوں فرزند ناہید کا کیا انجام کیا کو کب نے کہا عرض کروں گا استاد ابھی بڑے جھگڑے  
باقی ہیں اسی کی ذات کے پیارے فساد ہیں یہ کیلے باتون میں لگا یا آپ اگر سخت پر جلوہ فرما  
ہوئے محشر کو نکل دیا باتین کرتے کرتے ساقی سے اشارہ کیا اس نے جام دیا عمرو نے بیہوشی  
ملائی محشر سے کہا اس کو تو نوش فرما یہ محشر جا دو نے بلا تکلف جام لے لیا انجام سے ماہر نہ تھا  
خوشی خوشی پی کیا پیتے ہی گھبرا یا اپنے مقام سے اوٹھا کہا اے فرزند میرا عجیب حال ہے پھر اب کسی تھی عمرو  
نے کہا شراب تو نوشید تھی پہلے جسم کو ہوا لگے محشر اپنے مقام سے اوٹھا اوٹھتے اوٹھتے لڑکھڑا کر اگر  
بیہوش ہوا عمرو نے اوس کی زبان میں سوزن دیا ایک قصر تھا میں لا کر محشر کو ایک ستون سے  
باندھا کو کب کو تو پہلے ہی نذر زنبیل کر چکے ہیں معمار قدرت بھی قبضہ میں آچکا ہے اب خواجہ نے  
اپنی صورت اصلی بنائی تا زیادہ حضرت اسحاق کا ہاتھ میں لیا محشر جا دو کو ہوشیار کیا محشر کی



ہوا کھٹکھٹکی یہ قیامت دیکھی اپنے کو مجبور و لاچار پایا رسیوں سے بندھا ہوا زبان میں سوزن  
 کوڑا ہاتھ میں لیے ہوئے ننگ بھر عیاری ہنر دشت طراری قلعہ گیر بے جنگ سر کو باحران جہان  
 شاطر زلزہ قات ثنائی سلیمانی طرار خنجر گزار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بقرہ و غضب تمام فرما رہے ہیں  
 اوبھی تو نے دیکھا میں نے کوپ کو بھی قبضہ میں کیا اوسکا بھی ستارہ گردش میں آیا سحر مکان بنانا بھولا  
 ہتر ہے کہ سامری و جمشید پر لعنت کر دیکھ اس وعدہ لاشریک نے مجھ مور ضعیف شست آخزان  
 کو تجھ ایسے پیل دمان پر غالب کرایا وحدانیت کا قائل ہو مذہب باطل پرستی پر نہ مائل پوچھشتر  
 سے یہ باتیں ہو رہی تھیں عمرو نے چار آنکھیں کین اور کہا یہ بیجا بڑا سحر آبرو دار ہے ہر روز نور افشان  
 پہلو نشین سامری جمشید ہمیشہ بڑے بڑے ساحران جلیل اس مغرور کی صحبت میں ہے میں عمرو  
 کو جوش و خروش میں اس مغرور و متکبر نے دیکھا ہاتھ بانٹوں میں رعشہ آگیا قلب تھرا گیا پریشان  
 چار جانب نگران بصورت آئینہ حیران لرزان ترسان لیکن مرد و دازلی ہے رنگ کفر آئینہ دل  
 سے دور نہ ہوا کلمات ہدایت آیات خواجہ عمرو سے اوس کو سوز نہوا نگاہ خشک میں عمرو پر ڈالی مراد  
 یہ تھی کہ او عمرو جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر جسے یہ نہ ہو گا کہ پونے دو سو خداؤں کو چھوڑیں  
 دین جد و آبا سے منھ موڑیں لاکھوں جان ہماری نام سامری و جمشید پر نشان ہے ہم ایسوں کو تیرا  
 سمجھنا نا بالکل بیکار ہے یہ جو عمرو پر ظاہر ہوا یہ بیجا انکار کرتا ہے پیشانی بھی اسکی سیاہ ہے مسلمان  
 ہونگا بموجب ہمنون فرد گیم سخت کسانے کہ بافتند سیاہ و آب زرم و کوثر سفید نتوان کرد و خیال  
 کر کے کوڑا مارا گوشت پوست اڑنے لگا اس طرح کا اس بیچانے ایک نعرہ آہ کیا کہ اپنی آگ  
 میں آپ جل کر خاک ہوا اناری جہنی کا قصہ پاک مرنے سے اس کے زمین و آسمان متنزل و متحرک  
 ہوا مکان اس کے سحر کے جو بنائے ہوئے تھے وہ جلے باغ میں اس باغی کے آگ لگ گئی تمام سرداران  
 نامی کو ہوش آیا لالچین نے اوتھتے ہی رستم سے کہا حضور خواجہ عمرو نے کچھ کام کیا ورنہ محشر تو  
 قیامت بربا کر چکا تھا اسی پردے میں اس مکار نے سحر کیا کہ ہم خبردار بھی نہ ہونے پائے ورنہ  
 دفع کرتے پہلے تو اوس نے فکر کر کے شاہزادہ ایرج کو جو ان سے لوحی اسی وقت یہ سحر ظاہر ہوا  
 ابر دھوان دھار نے تمام عالم کو گھیر لیا الحمد للہ انجبا م خیر ہوا یہ کہتے ہوئے چلے سب سردار  
 ہمراہ ہیں یکایک سب نے دیکھا قصر بلند سے خواجہ عمرو منستے ہوئے باہر آتے ہیں لالچین نے



برصکرو پچھالے شہنشاہ عیاران لے سرعلقہ خنجر گذاران حقیقت میں کیا کارنمایان کیا عمرو نے کہا  
 لے لاجپین مجھے بڑی مشکل ہے اب کیوں نفلک بجز فتار کیا دکھائے خدا اپنا فضل کرے کہ عیاری  
 ہماری راس آئے سب سردار خواجہ عمرو کو دعائیں دینے لگے کہ اے یاور غریبان و لے داد درن  
 بیکسان اصل تو یہ ہے کہ طلسمات ساحران کے آپ فتاح ہیں منازل عجائب و غرائب حضور سیاح  
 ہیں بڑا کارنمایان کیا ایسے ظالم مسکار و عذار پر قبضہ کر لیا عمرو نے کہا یارو دعا کرو کہ کو کپے غنہ نصیر کا  
 مزاج اصلاح نہ آئے ایسا نہو پھر بگڑ جائے مجھے اس کا قتل کرنا منظور نہیں ہے ایسے یاران ہمدرد  
 صاحبان شوکت و خشم کس کو ملتے ہیں ہماری محبت میں اوس نے بڑے بڑے بیخ و دالم اوٹھائے ملک اپنے  
 بر باد کر لے ثابت قدم کوئی محبت رہا میں کیونکر اوس کا مٹنا گو اور اگر دنا اوس نے ملے جو بکھر اٹھ کر  
 لکھے وہ وقت انتشار تھا دوستان صادق سے اگر کوئی پنج و طلال پہنچے اس کا یاد رکھنا مروت سے  
 بعید ہے سب نے سر جھکائے کوئی جواب نہ دے سکا لاجپین نے بھی یہی کہا اے شہنشاہ عیاران لے  
 تاجدار خنجر گذاران کسی کو آپ کی رائے میں دخل نہیں ہے جو مناسب وقت ہمدد کیجیے عمرو نے  
 لاجپین سے صلح کر کے ایک قصر عالی خالی کر دیا ناہید مرصع پوشش زوجہ کو کب کو لباس فاخرہ پہنا  
 زنبیل سے نکال کر ایک طرف بٹھایا کو کب کو سپر جہان بانی پر جگہ دی سپر شمشیر برہنہ سانسے  
 رکھی تاج و غیرہ اسباب شوکت شاہی سے آراستہ کر دیا کہ اپنے کو مجبور و لاجپانہ سمجھے اس کو بھی  
 ایک جانب بٹھا دیا کسی غیر کو اس مکان میں دخل نہیں ہے اب کو کب کو ہوشیار کیا اپنے ہاتھ  
 بھی رومال سے باندھے اب جو کو کب کی آنکھ کھلی یہ سامان دیکھا کہ عمرو ہاتھ باندھے ہوئے  
 نزار زار مثل ابرو بہار رو رہا ہے زبان پر یہ کلمات حسرت آیات جاری بعد بقراری کہ اے  
 برادر بجان برابر اے شہنشاہ طلسم نور افشان لے آسمان جو دو سخا کے بہتان میری خطا معاف  
 فرمائے اگر پرانے انصاف تصور فرمائیے تو میں نے آپ کی حفاظت آبر و لیاقت کی آپ نے معاملہ ایسے  
 بد باطن کو مقرر کیا کہ سرداران کو ہمارے سامنے لاؤ وہ جملہ ساحر و غیر ساحران کو بذلت و رسوائی  
 آپ کے سامنے لایا آپ نے سودو سو کو قتل کیا باقی کو گوشے میں نگاہ رکھا اسی طرح ہفتہ صاحب عصمت  
 و عفت فلک ناہید مرصع پوشش کو حکم عام دیدیا کہ کشان کشان دربار میں لاؤ کیون برادر  
 غصہ میں تنکو خیال در با کہ زوجہ سردار ہوا آگے کی کس کی آبروریزی ہے لے برادرین نے اس کو



خیال کیا زوجہ کو تمکاری زنبیل میں چھپایا اسی کی شکل بنکر تمکارے سامنے آیا محشر جاو و  
 راصل جنم ہوا سلسلہ سچا کالاشہ پڑا ہے اے برادر جو ہائے تمکارے وعدہ تھا وہ پورا ہوا یہ تکلف کی غباری  
 ہوئی حفظ اکبر کا خیال رہا سب طرح خدا کا فضل رہا ورنہ یہ تیغ بیدریغ ہے گردن از موبار یک  
 اس حقیر پر تقصیر کو قتل کیجیے اس واسطے بیانی چارہ نہ کیا تھا میں اپنی جان دون کا تمکاری ذلت  
 گر ہرانہ گردن کا اس طرح سے بے فصاحت و بلاغت عمرو نے سامنے کو کب کے تقریر کی کو کب بھی  
 ہتھرا ہوا ہو کر رونے لگا اکبر کا جو خیال آیا کہ اے کو کب میں نے غضب کیا تھا کہ زوجہ خاص کو سردار  
 ہوا یا حقیقت میں عمرو نے جان و اکبر کی حفاظت کی اگر اس کو سردار قتل کرتا تمام عالم  
 میں ملعون ہو جاتا یہ بات ضرور مشہور خاص و عام ہوئی کہ کو کب نے اپنی زوجہ کو سردار قتل کیا  
 منظر دار تھی شاید کوئی عیب فاش ہوا اگر میں اپنے کو قتل بھی کر داتا یہ پڑنا ہی نہ مٹی ایسا لے خیالات  
 جوں میں آئے عمرو نے کو کب پر بھی لعن کی کہ مکین بھائیو خود پرستی کیا چیز نہ وحدانیت پروردگار  
 میں دخل دیے والا بالکل بد تیز ہے پس یہی اعتقاد ٹھیک ہے کہ وہ وعدہ لا شریک ہے  
 یہ لکھ عمرو نے زبان سے سوزن بلا تکلف نکال لیا دریا نے محبت کو کب نے جوش مارا خواجہ کے  
 گلے میں ہاتھ ڈال کر بہت رویا ناہید مصرع پوش کے ہاتھ کھلے خطا معاف کی ایرج نوجوان کو گلے سے  
 لگا لیا مصرع جھکا کر کہا اے شہر بار مقام فخر و افتخار ہے کہ جس کے آپ خویش کہلا میں جہانگیر و عشاہ و قاسم  
 سے سعدی صاحب لکھ طائر خ خوشبوئی ایرج نوجوان کے سینہ پر لگا یا نسبت پختہ قرار دی گئی  
 صدائے مبارک باد بلند ہوئی عمرو نے معمار قدرت کو بھی نکالا معمار قدرت کی جو آنکھ کھلی وہ  
 دربار دیکھا کہ شہنشاہ عیاران کرسی جواہر پر جلوہ فرما میں شہنشاہ کو کب روٹھنے پر بصد جاو  
 تو قہر تحت پر جلوہ افگن ایک جانب شہنشاہ لاجپن والا تمکین علمشاہ نوجوان و قاسم عالمشاہ  
 و جہانگیر و الابریش و شیشہ صاحب قرائی یہ سب دلیر صد ہا شاہان اکو الغرم و ساحران نامی سب  
 جمع ہیں دنگ ہو گیا ہوش و حواس پر اگندہ حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ ان قیدیان میں جس صحبت بلا  
 نے کیونکر رہائی پائی عمرو نے معمار قدرت کی طرف دیکھ کر فرمایا اے دوست جان نیاز دے محب  
 و مساز بہتر یہ ہے کہ دین وحدانیت پر قائم رہو شہنشاہ کو کب نے جو دین تبدیل کیا تھا منفعول ہوئے  
 ہائے ان کے صفائی ہو گئی یہ سنکر معمار اوٹھ کر قدموں سے عمرو کے لپٹ گیا یہ بھی دیکھا کہ



صدائے مبارکباد و سلامت باد سے گوش گردون کر ہوا ہے ہر فرد و کلان خوش و خرم دلوں سے  
 دور رنج و الم ساقی بچے حاضرین حسادم بادہ ارغوانی گردش میں ہر ایک نازنین و عین حسن میں  
 اپنے لاثانی رقص ہوا ہے کہ کوئی فلک کو رشک زہرہ فلک کو خواہش ہے کہ باز افضل عیش منزل کی  
 مستری ہوں دائرہ مہتابان رقص ثابت و سیارگان صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند اس  
 محفل عیش و نشاط میں سب حق پسند سحر مہوت ہو کر قدموں سے خواجہ کے بیٹ گیا کہا خواجہ کیا کہنا  
 تمہاری ذات سے چراغ دین اسلام روشن ہے شیطان دشمن ایمان اس اہم خطر میں ہر وقت  
 رہن ہے صدق دل سے مطیع اسلام ہوا سب کا بخیر انجام ہوا کوئی نے کہا اے شاہنشاہ خیالان لشکر  
 زلزلہ قاف ثانی سلیمان کس مقام پر فز و کش ہے طبیعت نہایت مشوش ہے اسی وقت عمرو نے تمام  
 کیفیت سراہا ہونے حیرت جادو کی بیان کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ حیرت بادشاہ کو گرفتار کر کے  
 لے گئی ہے اس کی فکر واجب و لازم ہے ملازمان صاحبقران تلاش کر رہے ہو گئے ہیں طرف  
 چلا آیا لشکر ہے کہ بیان کا انجام بخیر ہو املکہ ناہید مرصع پوش تخت سے کھڑی ہوئی کوئی  
 سے متوجہ ہو کر کہا کہ اے شاہنشاہ گیتی ستان آپ حالات خدائی خورشید روشن تن  
 سے بخوبی ماہر ہیں کہ اوس کے شعبہ سے تیار ہو گئے ورنہ جا بجا آراستہ ہیں حاکم مقرر ہیں اسکے  
 ملک حکم رسائی نہایت دشوار ہے صاحبقران زمان آگاہ نہیں ہیں جان دینے پر قصد  
 کرینگے بلا میں قبلا ہو جائیں گے وہ شیر بنشہ جرات یکہ تاز میدان جلالت مکر و فریب کو کیا جانیں  
 اس وقت میں واجب لازم ہو کہ چلکر اپنے آقا کی شرکت کریں بخوبی سمجھائیں کہ اوس شعبہ بانہ کے  
 تعلیم میں جانے کا قصد نہ کیجیے اگر مائیں جان بازی کر کے رہبری کرنا بہتر ہے کوئی بات بہت  
 پسند آئی اسی وقت دربار کو برخاست کیا خواجہ سے کہا آپ رفیق کامل صاحبقران زمان کے  
 ہیں در بندمر جان پر عیار موجود ہے ایسا نہ صاحبقران زمان پر عیاری کرے آپ اپنے کو  
 جلد ہو سچا ہے خیر خواہان سلطنت بھی انتظام مالک سے مہلت کر کے حاضر ہوتے ہیں خواہ مکر و  
 نصرا کر اپنے مقام سے اٹھے سب ملحق کاروں نے یہی کہا کہ وہ بڑا شعبہ باز ہے اسکو اپنے حرد  
 ساحری پر نہایت ناز ہے جہاں تک ہو سکے صاحبقران کو جا کر روکیے کہ لقا کا یہجا مکرین جہاں تعلیم  
 خورشید روشن تن سے باہر نکلے سمجھ لیجئے مقابلہ کیجئے عمرو نے کہا اے یاران ہم غمزدہ شیر دلیر



ہے جو کہتا ہے وہ کرتا ہے تعاقب لقا چھوٹا غیر ممکن ہے جہاں لقا جائے گا اگر دریا آتش ہو یا  
 قلعہ سرکش ہو صاحبِ حقراں زمان وہاں ضرور جائیں گے بڑے بڑے ملک میں معرکہ عظیم پڑے  
 فانی خوب خوب لڑے پروردگار نے فتح و نصرت نصیب غازیان کی ہر مقام پر امید زیست  
 دہتی اسی طرح ان ممالک پر بھی لڑائی پڑے گی کوکب نے کہا خواجہ بڑی مشکل ہے آج تک کوئی  
 حال افسوس گری سے اس مکار کے آگاہ نہیں ہوا ہر شخص یہی کہتا ہے اس کی خدائی کی کیا بات  
 خداوند خورشید روشن تن صاحب کرامات ہے اس طرح کی آپس میں صلاحین ہوئیں کوکب نے  
 کان میں بھی خواجہ کے سمجھایا بہار و باغبان کو بھی آگاہ کیا شہنشاہ لاجپن نے بھی یہی کہا  
 ماشار اللہ نے کو وقت پر پہنچائے گا اسی وقت شہنشاہ لاجپن مع سردارانِ جلالت آئیں  
 ہوں طلسم ہوشربا کے روانہ ہو گئے کوکب بعد نشان و تھل طرف طلسم نور افشان کے گئے خواجہ  
 عمر و ملکہ بران و نامید سے رخصت ہو کر مع علم شاد و قاسم و جہانگیر و ایرج و جملہ سرداران  
 متیقن و دلیران صف شکن بعد نشان و شوکت طرف لشکر صاحبِ حقراں زمان کے روانہ ہوئے  
 ان سب کو راہ میں چھوڑے حالاتِ جلالت آیات ان سب کے وقت پر تھمہ کیے جادوین گے  
 دو کلمہ داستانِ حیرت بیان زلزہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبِ حقراں امیر عالی شان  
 از در بند مرجان تا قلعہ خورشید نگار کہ خورشید روشن تن نے لقا کو دامن پناہ دیا  
 ہے و ذکر در بندہائے خورشید نگار و عیار یان خواجہ عمر و کی بطرز نو سا حراں  
 غدار پر و دیگر حالات متعلق داستانِ ہذا ساقی نامہ مصنف

|                                                                                                                                                                                                                  |                                                                                                                                                                                                              |                                                                                                                                                                                             |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| کہاں ہے مرے ساتی سیتن<br>مجھے رند مشرب سے کیوں بیر ہے<br>سو اناں مضمون کی پٹری جمے<br>کہ میں بر سر جنگ صاحبِ حقراں<br>خدا ایسے کا فریب دے گا ظفر<br>کہ میں سحر ہے اور کہ میں شہید ہے<br>شایاتِ خالق کے سامان ہوں | کہ برخاست ہوتی ہے اب آئین<br>چل لے تو سن ملک جادو رقم<br>اشاروں میں جا کر فلک پر تھمے<br>مضامین کی فوجیں بھی تیار ہیں<br>دکھائے گا وہ شہید کے ہنر<br>میں جادو کے در بند آراستہ<br>کہ مکار میدان میں بچان ہوں | نئی چہر طلسمات کی سیر ہے<br>طرارے میرے گا کیتِ قلم<br>عجب رنگ پر آگئی داستان<br>وہ سب فتنہ دہر و خوار ہیں<br>کہیں کس طرح یہ نہیں شہید ہے<br>رہے لشکر عزم پیر راستہ<br>چکے لگی تیغ جارا شکاف |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|



|                                                                                                                                                                                                                       |                                                                                                                                                                                                                  |                                                                                                                                                                                                               |
|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>یہی ملک بڑھ بڑھ کے تسخیر ہو<br/>دکھائیں گی پھر لطف عیار یان<br/>فرغ مضامین ہے رشک قمر<br/>لکھا حال کفار کے غدر کا<br/>لکھی ساکون جلد بھی لا جواب<br/>ہر اک جا پہ حفظ مراتب رہا<br/>مزاج ایک صورت پہ ہر دم نہیں</p> | <p>خدا کی کا دعویٰ ہے مغرور کو<br/>نئی فکر و فقرے کی ہر دم ہے کہ<br/>قمر نیر ملک ہے اوج پر<br/>رواج سخن کے بھی سکے پڑے<br/>ہوا اختتام سوال و جواب<br/>بیان دلو مرغوب شیرین زبان<br/>کہیں جوش طبع رسا کم نہیں</p> | <p>ابوسیدان بدعت ہو سب پاک صاف<br/>لکھوں ذکر خواجہ بعد شد و مد<br/>عمر کی ہون تحریر طراریان<br/>نشان مضامین کے جھنڈے کڑے<br/>خزانہ لٹا یا گیا فکرا<br/>سلسل مرتب ہر اک داستان<br/>فصاحت بلاغت کا دریا بہا</p> |
|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

را قمان اخبار عزت آثار سامری و مہینہ کنندگان مراکب افسون گری حالات عجائب و غرائب منازل  
ملک خورشید روشن تن ملک اعجاز رقم سے یون زیب قمر طاس فرماتے ہیں شعر مرصع  
خیال سخن آفرین و سخن را بکسی نشاند این چنین ۴ سابق میں حالات حیرت سمات  
صاحبقران زمان تحریر کیے تھے کہ مرجان جادو نے عیار کو بھیجا تھا خواجہ سب کو رہا  
کر لائے یہ تماظرین کو بخوبی یاد ہوگا کہ شاہزادہ نور الدہر نے کئی قیدی سامنے خورشید روشن تن  
کے بھیجے تھے اُس ملعون کا متبذہ یہ ہے کہ جو سامنے اُس کے پہنچا تسخیر ہو کر اسکو سجدہ کیا وہی  
حال نور الدہر پر بھی گذرا کہ جاتے ہی اوس ملعون ازلی کو سجدہ کیا سپہ سالار قدرت لقب ملا دیسے  
اب مقابلے میں صاحبقران کے آئین بیان صاحبقران نے فراق نور الدہر میں یاد بادشاہ اسد  
سے بیقرار ہو کر کوچ کیا بعد قطع مراحل و طے منازل قریب در بندر جان پہنچے ہر کارون نے خبر خیریت اثر  
مرجان جادو سے کہی مرجان نے شمیم عیار کو بلایا کہا اے شمیم حمزہ بڑا پہلوان زبردست ہے  
ہمارے شہر کے قریب پہنچا شمیم نے کہا سرکار نہ گھبراہیں میں ابھی جا کر اسکی خدمت گذاری  
کر ونگاہ کیے بصورت اصلی طرف لشکر صاحبقران کے چلا صاحبقران زمان نے خواجہ عمر کو  
برائے خبر خیریت و دریافت حال اسد و بادشاہ روانہ کیا تھا ابھی تک خواجہ واپس نہیں آئے اسی  
تزوین اصلاح مشیران سلطنت اسطے لشکار کے صحرائین تشریف لائے ہیں چند سردار ہمراہ ہیں کہ  
ہر کارے نے عرض کی شمیم عیار در دولت پہ حاضر ہے اسید و بارباری ہے یہ شکر صاحبقران نے  
سامنے بلوایا شمیم نے آتے ہی اٹھ اٹھا کر دعائے جان درازی می عرض کی پروردگار نگاہ بد و دشمنوں کے



حضور کو محفوظ رکھے سابق میں غلام حاضر ہوا مختصر کار کے ساتھ بے ادبی کی پُرا لے گیا خواجہ عمر و نے  
جا کر رہا گیا غلام کو بہت خیال رہا عالم خواب میں بزرگان دین تشریف لائے تماشا کے بہشت و  
دوزخ دکھایا شکر ہے کہ غلام ملحقہ گوش بنانگ کفر آمینہ دل سے دور ہوا غلب کو سرور ہوا غلام  
بصدق مسلمان ہوا صاحبقران بہت خوش ہوئے خلعت اس کو مرحمت کیا خدمت صاحبقران  
زمان میں حاضر ہا شب کو ملت پائی صاحبقران کو دیکھا کہ بڑے بڑے سوئے ہیں بہ عیاری  
قریب پہنچا کانٹے سے دو شاہ شہایا کچھ میں داروئے بیوشی رکھ کر بیوش کیا رات ہی کو پتہ  
باندھ کر لے بھاگ صبح کو عیار سرور بقرار ہوئے اسی حال میں گریبان و نالان لشکر میں آئے ہر ایک کو  
ترد ہے یہی چرچے ہیں جا بجا کہ صاحبقران کو شمیم عیار چرائے گیا بعض عیاروں نے قصد کیا کہ  
جا کر تدبیر کریں ایسا نہ ہو مر جان جادو صاحبقران کو قتل کر ڈالے اس خیال میں تدبیریں ہو رہی  
ہیں دو کلمہ داستان حیرت عنوان ملکہ حیرت جادو کے ذکر ہوتے ہیں کہ بادشاہ واسد کو دبا صاحبقران  
زبان سے لیکر آئی تھی اب قصد ہوا کہ معاوضہ خون افراسیاب میں قتل کروں دارین استاد کراہیں  
جلاد طلب ہوئے بادشاہ واسد کو زیر تیغ بٹھایا قضا کے کار ملکہ مروارید گلنار پوش دستہ  
سہیل شہزادہ بیستی کو کپ کی شہر سلیمہ میں مصروف عیش و نشاط تھی کینرون نے اوس کو خبر  
ہو چائی کہ افراسیاب جادو داخل جہنم ہوا خوشی خوشی ملکہ مروارید تخت پر سوار ہو کر چلی یہ واضح  
رہے کہ شاہزادہ کا ورساہ پر یہ عاشق ہے کینرون سے خبر پہنچتی ہوئی ملاؤس کو اڑائے ہوئے آتی  
ہے نگاہ اٹھا کر جو دیکھا بادشاہ لشکر اسلام واسد خوش انجام زیر تیغ بیٹھے ہیں کچھ تھرا گیا پسند آیا  
دریافت کرایا معلوم ہوا کہ حیرت ان شیروں کو گرفتار کر کے لائی ہے قصد ہے کہ قتل کروں مروارید  
آمدہ مرگ نہیائے قضا ہو کر آہڑی لڑتی بھڑتی قریب پہنچ کر بادشاہ واسد کو اپنے قبضے میں کیا حیرت  
جادو سے سحر ہونے لگے کینران مروارید بھی لڑ رہی ہیں سحر کرنے میں مصروف ہیں حیرت جادو نے  
یہ پکار کر کہدیا کہ اے مروارید تجھ کو جانے نہ دو گی مروارید سے سحر ہونے لگے زمین تھرا رہی ہے نخل جلے  
آسمان سے آگ بھی برسی دریا کے آب بھی سوج مار رہا ہے مروارید گلنار پوش سب کو جواب دیتی  
ہے یہ بھی بڑا خوف ہے کہ بادشاہ واسد کو ہوادار پر سوار کر لیا ایسا نہوان کے دشمنوں پر کوئی آزار  
ہونچے تو ساری مشقت بیکار ہو جائے پس سینہ سپر کیے ہوئے لڑ رہی ہے انتہا کا خیال



ہے تلب پر ہجوم غم و ملال بڑھ بڑھ کر گئی سویتون کے مالے مالے صدیا کے سر چھپے نہرا ہا کو دیوانہ کے  
 باراحیرت جادو اس فکر میں ہے کہ جس طرح بنے مروارید کو گرفتار کروں بادشاہ واسد کو  
 چھین لون اہالیان فوج پر بھی نعرے کر رہی ہے کہ خبردار یہ گیسو پریدہ جانے نہ پائے غضب کیا  
 میرے قیدیوں کو چھین لیا جس سحر پر حیرت کو ناز ہے یعنی سرکھول کر تارکی بن اپنے ہمسر کو مار لیتی  
 ہے آج بھی اُس نے سامری و حبشید کا نام لیا چاہتی تھی سرکھول دون مروارید نے پیچھے ہٹ کر دستک دی  
 برقی چمک کر سر پر حیرت جادو کے گری سر حیرت کا زخمی ہوا چار طرف سے کینراں ملکہ مروارید  
 کو گھیرا مروارید نے ایسے سحر کیے کہ لکھ ابر آسمان پر آیا اُس میں سے برقیں چمکین چھپان لگایاں  
 برسین کئی نہرا کینراں حیرت و اصل جہنم ہوئیں مروارید نے اُس وقت کو غنیمت جانا کہ  
 لڑ بھڑ کر کل جاؤں یہ سوچ کر ایک گولہ آہن کا جھولی سے نکالا لشکر حیرت پر پھینکا وہ جا کر  
 پھٹا اس قدر اندھیرا ہوا کہ ملازمان حیرت سر ٹکرانے لگے اوس عرصے میں ملکہ مروارید ہلتی  
 بھڑتی کل گئی ملازمان حیرت کے روم کے در کی حیرت جادو و زخم کو باندھ کر جب پہنچا معلوم  
 ہوا کہ مروارید پڑ بھڑ کر کل گئی اب تعاقب کرنا بیکار ہے نامہ تو اوس کے پاس خورشید روشن تن  
 کا آبی پچھلے صاف صاف مرقوم ہے کہ اے حیرت ہمارے پاس آؤ ہم معاوضہ خون افراسیاب لینے  
 پس حیرت جادو لاچار و مجبور حالت زخم داری میں پیوچی کہ اب یہاں ٹھہرا بہتر نہیں ہے اسی عالم  
 میں بعد جنگ کے طرف خورشید نگار چلی بعد قطع منازل و طے مراحل جب قریب قلعہ خورشید نگار  
 پہنچی ہر کاروں نے خبر خورشید روشن تن کو پہنچائی خورشید روشن تن نے لقادغیرہ کو حکم دیا کہ  
 ہماری بندی خاص اطاعت گزار یا اختصاص کو باعزاز و اکرام لاؤ بڑے بڑے شاہان جلیل  
 مثل زمر و شاہ باختری و بختیارک وغیرہ برائے استقبال آئے ملکہ حیرت جادو کو بڑی کیفیت  
 سے داخل قلعہ کیا ہر کوچہ و رزن میں ہڑ ہے کہ شانہادی طلمس ہوشربا زہر افراسیاب دھتر  
 حیات جادو برائے ملاقات خداوند خورشید تشریف لائی ہیں کلام اہالیان شہر برائے ناشہ  
 آئے سواری حیرت جادو ہر مقام پر ٹھہرتی جس نے جمال بیٹال کو دیکھا و جد کرتا تھا حیرت جادو  
 راہ کو طے کر کے دربار خورشید میں پہنچی وہی کیفیت ہے جو خدا یان کر اچکے ہیں اور ہاتھ سے  
 صاحبقران کے شکستین کھائیں وہ سب دربار میں خورشید کے موجود ہیں انھیں سے یہ سرگرم سخن



ہے وہ بیجا اپنی خرابی کے حال بیان کرتے ہیں بعد اوس کے دم خدائی کا سمجھتے ہیں کسی نے قدیون کو بوسہ دیا کوئی کبھی بعد قہر دل نثار ہوا کوئی کتنا ہے یا خداوند بعد مرنے کے آپ کی خدائی کا حال کھلا تو خدائے برحق ہے خورشید مسکرا کر مجھوم رہا ہے ہر ایک کو یہی جواب دیتا ہے تم لوگ اب دل سے مطیع ہوئے قدرت نے پردہ ہائے حجاب تمہاری آنکھوں سے اٹھا دیئے حیرت جادو نے بھی اگر سجدہ کیا دیکھا اوس نے ایک جانب نور الہی ہوتا صلیح الزمان بعد ہ سپہ سالاری دگل پر جلوہ فرما ہیں خبر سنی کسی لاکھ فوج کا انفسر کیا بیہوش کر رہے ہیں اگر خداوند حکم دین جا کر لشکر حمزہ سے مقابلہ کروں خورشید جواب دیتا ہے سپہ سالار قدرت ابھی موقع تمہارے جانے کا نہیں جب قدرت مناسب جا نہیں گئے حکم دینگے جاتے ہی حمزہ پر غالب آؤ گے ایک طرف حیرت کو بھی بٹھینے کی جگہ مل مثل حیرت کے صدمات اجدار بیٹھے ہیں دربار خورشید روشن شدن کی تو یہ کیفیت ہے وقت پران کا ذکر تحریر ہو گا لیکن ملکہ مروارید گننار پوش بادشاہ واسد کو لیکر بعد سہل و آسان اسوقت لشکر اسلام میں پہنچی کہ پہلے وغیرہ چند مصاحب صاحب حقان کے غائب ہونے کی خبر لے کر آئے ہیں بیان کر رہے ہیں کہ تمہیں عیار مکر سے آیا مکر نے بیان کیا کہ میں خواب میں مسلمان ہوا صاحب حقان زمان نام براہل اسلام کے خوش ہوئے فوراً اوسکو لشکر میں جگہ دی قابو بیا کر آقائے نامدار کو لے گیا ہم سب کو داغ دے گیا یہ لشکر لشکر میں تلاطم ہوا ہر کس کا یہی قول ہے کہ اگر خواجہ عمرو ہوتے تو کبھی وہ خدمت میں صاحب حقان کے نہ آنے پاتا ایک شہنشاہ اقلیم عیاری کے نہ ہونے سے یخزانی درپیش ہوتی یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو مقدمات کو کب سے فراغت حاصل کر کے تشریف لائے آتے ہی یہ کیفیت سنی کہا یا زونہ گبر او سابق میں ہی بیجا آیا تھا عیاری اوس نے کی میں بھی برابر پہنچا اب بھی وہ پروردگار مشکل آسان کرے گا خواجہ عمرو کے کہنے سے سب کو تسکین ہوئی اسی وقت آسمان پر برق جلی ملکہ مروارید گننار پوش نے بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد واسد نامدار کو قید حیرت سے رہا کیا تھا لیکر پہنچی تمام سرداران نامی و تاجداران گرامی دوڑ پڑے بادشاہ و جمہاہ کے آنے کی بڑی خوشی کی گویا عید ہو گئی سب سے زیادہ اسد نامدار کے آنے کی خوشی کی خوف تھا کہ معاوضہ خون افراسیاب میں قتل نہ کر ڈالے خدا نے صبح و سالم اوس شیر کو پہنچایا لشکر میں نوبت نقارے بجنے لگے جب بادشاہ مجاہد تخت پر آکر ٹھکن ہوئے خواجہ عمرو سے حال علم



نور افشان دریافت کیا خواجہ عمرو نے تمام کیفیت ایرج نوجوان و بغاوت کو کب و شراکت ملکہ  
 نامید مصحح پوش لفظاً لفظاً بیان کر دی عرض کی آپ کے اقبال سے ایرج و قاسم وغیرہ بھی بفتح  
 و فیروزی تشریف لاتے ہیں شہنشاہ لاچین اپنے سرداروں کو ساتھ لیکر طلمس ہوش ربا کے  
 تشریف لے گئے اے شاہنشاہ گیتیستان تمام اہالیان طلمس ہوش ربا کو شادی اسدا نامدار کا بڑا  
 اشتیاق ہے ملکہ صاحبین الماس پوش دختر افراسیاب و ملکہ لالان خونقا نوجواہ شاہنشاہ  
 داؤد مقبول بارگاہ معبود کہ اہالیان طلمس ہوش ربا اس کو اپنا خداوند جانتے تھے ملکہ نامید مصحح پوش  
 اس کا بھی مرتبہ ملکہ صاحبین سے کم نہیں ہے ملکہ لعل سخندان دختر ملک احضر پوش لیاقت سحر  
 مین واقف کاران طلمس نے اس شاہزادی کو جملہ سرداران نامی بر شرف دیا ہے کہ سحر و ساحری  
 مین اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا یہ سب شادیاں درپیش ہیں ہزار طرح کے پس و پیش ہیں انشاء اللہ  
 کو کب نے بھی وعدہ کیا ہے بعد ملت مقدمات خورشید روشن تن یہ بھی تقریب ہوگی خدا چاہے گا  
 تو جیسی شادی صاحبقران زمان کی ملکہ مہر نگار سے ہوئی تھی کہ صاحبین شاہان ہفت اقلیم جمع ہوئے تھے  
 سامنے اس شادی کے وہ نگاہوں سے گر جائے گی بادشاہ مجاہد فرمایا آپ وعدہ کو کب و ضمیر سے  
 بخوبی کر لیا اب کوئی جملہ تو نہیں باقی رہا خواجہ عمرو نے کہا حضور آپ کے اقبال سے گوش مالی قبول کر لیا  
 بعد مدت زن و شوہر مین ملاپ ہوا کو کب نام زوجہ کا دشمن تھا اتنی بڑی سرکوبی ہوئی کہ خائے  
 گلگون پوش قتل ہو گئی ایسا اس کا غم ہوا کہ کو کب نے تاج و تخت ترک کیا تھا فقیر نیکر بیٹھ رہا  
 تھا زن و شوہر مین ملاپ کر لیا و قایع گذرے گا تو حضور ملاحظہ فرمائیں گے ہر مقام پر حفظ مراتب  
 کا خیال رہا کو کب کے دل کو رخصتا مند کیا دشمنوں کو درد مند کیا بادشاہ خبر فرحت افرسند  
 بہت خوش ہوئے فرمایا خواجہ نے بڑا کار نمایاں کیا محکوم بڑا حرد و تھا یقین تھا کہ شہنشاہ  
 کو کب سے فساد دید تک رہے اور صاحبقران زمان کو بھی جانا پڑے صاحبقران زمان کو  
 انکار کہ مین اس مقدمہ مین شریک نہون خدا نے اون کی بات رکھ لی خواجہ اب ندیر صاحبقران  
 زمان واجب و لازم ہے یہ بھی خبر ہم سن چکے کہ نور الدہر دربار مین خورشید روشن تن کے پہونچے  
 اس شعبہ باز جہل ساز کو سجدہ کیا تعجب ہے کہ لشکر لیکر ہمارے مقابلے کو آئیں یہ فرما کر بادشاہ مجاہد  
 کی آنکھوں سے اشک حسرت جاری ہوئے عمرو نے پایہ تخت کو بوسہ دیا کہا کچھ حضور تردد نہ کریں غلام



اسی جا کر فکر کرتا ہے خدا جہاں ہے گا تو اپنے آقا کو لیکر آؤں گا یہ لکھ عمر و ایک گوشے میں آیا رنگ نغم عیاری  
کا لگا یا ایک بڑھے آتش بازی کی شکل بن کر تیار ہوا خیمہ سے نکلے کسی کو دریافت نہ ہوا کہ خواجہ عمر و  
کہان گئے عمر و راہ کو طے کر کے قلعہ مرجانیہ میں پہونچا در دولت مرجان جادو پر آیا درگہ سالار سے  
کہا کہ جا کر شہنشاہ مرجان سے کہو کہ آتش خوشعلہ مزاج خداوند لقا کا آتش باز در دولت پر  
ناظر ہے درگہ سالار نے جا کر مرجان سے کہا مرجان نے کہا بلا تو سمیم عیار سبھی خدمت میں مرجان  
کے حاضر تھا جعفران کو قید کیا مصلح ہو رہی ہے کہ قید صاحب جعفران طرف خوشیڈ نگار کے روانہ  
کر دیں اُس وقت آتش بازی کی خبر پہونچی کہا بلا لو سب کو اشتیاق بھی ہوا دیکھا سانسے ایک شخص غیث  
و ضعیف کمرین خم ہاتھ کی لپیٹی ہوئی ٹیکڑی سر پر آتے ہی جھک کر سلام کیا مرجان وضع کو دیکھ کر  
مہنسا بوجھا بڑے میان صاحب تمہارا کیا نام ہے کہا حضور غلام کو قلعہ آتش خوشکے ہیں خداوند لقا  
کی خدمت میں رہا قیظولات خداوندی پر آتش بازی چھوڑتا تھا کہا قدرت نے جو جہنم بنوایا ہے ہماری  
آتش بازی کا ایک پھول ہے ہمارے تشریف لانے سے بندگان خداوند کو سعادت حصول ہے کچھ نونہ  
دکھاؤں چھوڑ چھوڑو ن سمیم نے مرجان سے اشارہ کیا اس بڑھے کی بات سے فریب ثابت  
ہوتا ہے مرجان بان بان کرتا با عمر و نے چھوڑ نکال کر چھوڑ ہی دی چھوڑ در دوری دھوان  
بلند ہوا تمام اہالیان دربار ہوش ہوئے خواجہ نے مرجان و سمیم کو اٹھالیا نذر زنبیل کیا اوسی  
صورت پر دربار سے نکل گئے درگہ سالار نے بوجھا میان آتش باز صاحب کو کچھ کام ملا عمر و نے  
کہا سارا مطلب ہو گیا شادی کا کام ہمیں کو ملا کرے گا یہ لکھ طرف لشکر کے روانہ ہوئے بعد عرصہ  
در از ملازمان شاہی نے دربار میں دیکھا بادشاہ و عیار نذر دکل نشے بہت سے دوڑے دوڑے  
پھرتے ہیں کچھ لوگ اُلٹے اُلٹے ہیں فریاد کر رہے ہیں وہ سب کل مے انکی جانب دوڑے باہر سے  
جوا کے تھے وہ گھبرا کر بھاگے عرصہ دراز تک ہلڑ رہا بھائی کو بھائی باب کو بیٹا نہ پہچانتا تھا ہر شخص  
دوست کو دشمن جانتا تھا جب پہلوان اندر آئے وند و امر کو ہوشیار کیا اب ہلڑ ہوا کہ  
بادشاہ و عیار کو کوئی لے گیا وزرانے ہر کار پے روانہ کیے کہ لشکر اسلام میں دریافت کرو  
شاید یہ کام عمر و عیار کا سنو یہاں خواجہ عمر و سمیم و مرجان کو لے کر لشکر ظفر اثر میں آئے یہ  
تو ناظرین پر واضح رہے کہ ابھی لشکر صاحب جعفران زمان بیابان گریز میں تھا اب عمر و نے حکم



دیا پہلوان عادی نے اٹالا بارگاہ سلیمانی کا بار کرایا بادشاہ گجہاہ مع سرداران نامی و پہلوانان  
 گرامی طرف تعلقہ مرجانیہ کے چلے یہاں وزیران سلطنت مرجان کے منتظر تھے کہ خبر پہنچی لشکر مسلمانان  
 آتا ہے بسبب مالک کے ہونے کے گھبرا تو گئے مگر لشکر ساحران ہمراہ لیکر مقابلہ میں ٹھہرے آمد لشکر  
 اسلام شروع ہوئی اولان اول پہلوان عادی مع چالیس بھائی و چالیس ہزار فراق اٹالا بارگاہ  
 سلیمانی کا لیے ہوئے بڑے زور شور سے آکر پہنچے بعد اُن کے شاہان ہفت لکھ ہالیان عراق و مہمان  
 بادشاہ ہندوستان جانشین صاحبقران لندھور بن سعدان مع فوج عربستان اٹالا دور بعد کسی  
 دن کے سرور شہر پار مع سات سے تاجداران عالی وقار رسید غزو افتخار آکر فروکش ہوئے خیمے بارگاہین  
 استاد ہوئے ہزارین آراستہ ہونے لگیں وزیران مرجان نے جب دیکھا کہ بارگاہین استاد  
 ہو چکے ہیں ایک وزیر صاحب تدبیر جو کہ غیر ساحر تھا بارگاہ سلیمانی میں سامنے بادشاہ گجہاہ کے  
 حاضر ہوا عرض کی اے شہنشاہ گیتی شان صاحبقران زمان ہمارے قبضے میں ہیں مرجان تویم کو  
 خواجہ عمر و گرفتار کر لائے اگر مناسب وقت ہو ہمارے سردار کو قید سے رہا کیجیے اپنے سردار کو جسے سچے  
 بادشاہ گجہاہ یہ شکر خوش ہو گئے ساحرون نے اسی بھروسے پر پیغام کیا کہ لشکر میں صاحبقران کے  
 سب غیر ساحر ہیں جس وقت جاہین گرفتار کریں گے بادشاہ نے فرمایا مہین دل و جان سے منظور ہے  
 صاحبقران زمان کو بلوایے مرجان تویم کو پہلے لیجائیے اسی وقت مرجان تویم کو بلو کر وزیر  
 کے سپرد کر دیا اوس نے بھی اسی وقت صاحبقران زمان کو بلو دیا مرجان تویم خوش نعلیان کرنے  
 ہوئے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے مرجان نے کہا تویم مسلمانوں نے بڑا دھوکا کھایا عجیبیسی  
 بادشاہ کو رہا کر دیا کل میں سب کو گرفتار کر لیا گالے تویم جب میں قید خانے میں گیا تب مجھ کو معلوم ہوا  
 اہل اسلام سحر کو معیوب جانتے ہیں ان کا گرفتار کر لینا کتنی بُری بات ہے نام سامری جو پیش میں کراتا ہے  
 تویم بھی خوش ہے یہاں صاحبقران زمان کا بارگاہ میں داخل ہوا اذیت نقائے جہنم لگے مرجان  
 ہوا ووا اپنی بارگاہ میں جا کر تخت پر بیٹھا ورا سے کہتا تھا میں نے سب مسلمانوں کو بد قوت بنا یا  
 اپنے مظلوم میرا کل لشکر پر غالب آجائے گا یہ کہہ کر حکم دیا طبل بجلی بجے اسی وقت ساحرون نے  
 خوشی خوشی طبل بجلی بجا دیا ساحرون میں بڑے بڑے ذکر ہو رہے ہیں کہ اہل اسلام بڑے بد قوت  
 ہیں سحر میں دخل نہیں رکھتے اور ہم لوگوں کے مقابلے میں آئے ہیں کتنے ہیں کیوں یار و تلمس



ہو شر با کیونکر فتح ہو ابو بڑے عقل و فہم تھے انھوں نے کہا اے بھائی اسکا تعجب کیا کرتے ہو جس قدر  
 ملا زمان افراسیاب ساحران لاجواب تھے وہ شریک اہل اسلام ہو گئے اکیلا افراسیاب کیا کرتا آخر  
 مار گیا یہاں سب ساحران نامی و گرامی موجود ہیں جب کوئی سحر کا جواب دینے والا نہ ہو گا ایک ساحر  
 کافی ہے لشکر میں مرجان کے تو بڑی خوشی ہو رہی ہے گویا لڑائی فتح کر لی تمام ساحر تیار رہیں  
 میں صرف ہیں صاحبقران زمان بارگاہ میں جلوہ فرما تھے کہ جاسوسان لشکر اسلام حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر  
 دعا و ثنا کے بادشاہی بجالائے قطعہ شکر خدا کہ گوہر اقبال و در فتح و دولت و سعادت شاکر  
 دولت شان ملک بدست تو باز واد اقبال بہمند عادت ہوا کردہ شہر یار عالم کی عمر دراز ہو مرجان  
 نے طبل جنگی بجا یا صبح کو میدان کارزار میں شعبہ ہائے سحر ظاہر کرے گا اپنی نیزنگ بازی میں ناز رکھتا  
 ہے کہتا ہے مسلمانوں کو بڑا دعو کا دیا صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی  
 بفضل ایزدی و تباہی ربانی طبل جنگی بجے دونوں لشکر وین تیار یان ہونے لگیں چار ہرات  
 گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا صاحبقران زمان نے بعد فراغ نماز سحر سلاح جنگی جسم انور پر راستہ  
 کیے مقبل نے آکر عرض کی بادشاہ مجاہد برآمد ہوئے میدان کارزار میں لشکر کفار آگیا حضور کا سب کو نظر  
 ہے صاحبقران زمان نے تسبیح کو بوسہ دے کر سجادے پر رکھا و لایتی ٹیک کر اٹھے لائینوں کی نشانی  
 میں باہر تشریف لائے طرف جلوخانہ نشا ہی کے چلے ہاتھ بان کو جو دیکھا کل سر داران تہمت مثل  
 ثابت و سیارگان گرد آگے صاحبقران مع کل سر داران نامی و شاہان گرامی در دولت  
 شہنشاہی پر پہنچے تخت شہنشاہی جلوخانے میں بچھ چکا ہے کہ صاحبقران زمان پہنچے صاحبقران  
 نے سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ سینے پر رکھا اشارہ تھا کہ جگہ حضور کی ہمارے دل میں ہے بعدہ  
 بھا صاحبقران جلسہ سر داران کا سلام لیتے ہوئے سواری شہنشاہ کی چلی ادھر سے دیکھا آمد لشکر  
 ساحران غدار اژدہ سوار فیل سوار مرجان جادو و تخت پر اسباب سحر جسم بر آراستہ وزیر و امیر  
 تخت کو گھیرے ہوئے اس سج دہجے سے مرجان جادو میدان کارزار میں آکر پہنچا منجھون پرتاؤ  
 پھیر رہا ہے اس خیال سے کہ آج سب کو گرفتار کر کے خدمت خداوند میں روانہ کر دوں گا لاشہ ہائے  
 شہنشاہ سے میدان کارزار بھر دوں گا دونوں لشکر میدان کارزار میں آکر جے صفیں آراستہ ہوئیں  
 لہیب نقاب کر رہے ہیں کہ مرجان جادو و تخت سے اتر اصرار کی جانب ایک گولا بھینکا آواز



دی اے نقابدار بہادر آج تمھاری ضرورت ہے وقت جلالت شوکت شہر جان نے جو یہ پکار کر کہا صحرا گرداڑی سب نے دیکھا ایک نقابدار مرغ پر پوش پشت مرکب پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا چمکتا ہوا میدان میں آکر پہنچا دو گھڑی کامل نیزہ ہلایا جب خوب غرق عرق ہو چکا مرکب کو روک کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جس کو تمنا مرگ کی ہو نکلے اور ہم سے مقابلہ کرے کیفیت سرکشی کھلے یہ مقامات خدائی خداوند خورشید روشن تن بہن بیان ظلم و بدعت کسی پر جائز نہیں ہے ابھی تک خیر ہے لیٹ جاؤ ہم لوگ متعرض ہوں گے ملک ملسم ہوشربا اسکو دیکھنا اس طرح جو اس نقابدار نے لان و گداف کیا شانہ ادہ جمہور جانسوز طوس بہادر شہنشاہ تہرزن پسر خواندہ صاحبقران جو صفت دست چپ میں کھڑا تھا مرکب کو ٹھکر کر سامنے بادشاہ کے آیا عرض کی اے شہر یار اجازت میدان عطا فرمائیے بادشاہ نے فرمایا اے شیریشہ جرات لے نہنگ دریائے شوکت یہ تو ظاہر ہے کہ یہ نقابدار ساحر ہے اس کے سامنے زور کا کیا کام اور ملازمان صاحبقران مقابلہ کرین تم کا شہد دیکھو جمہور نے عرض کی اب تو غلام نے قصد کیا غلام اور شہنشاہ کی بدنامی ہے لاچار ہو کر بادشاہ نے جام مکہ عفریت طلب فرمایا جمہور کو مرحمت ہوا جمہور بی کر پشت مرکب پر سوار ہوا صاحبقران کو سلام کر کے طرف میدان کا زرارے چلا نقابدار نے جو جمہور کو آتے ہوئے دیکھا اپنے قریب بھی نہ آنے دیا چند دانے ماش کے پھینکے مرکب جمہور کا بد لگائی کرنے لگا ہر چند جمہور نے پٹری جھائی گھوڑے کو قیام نہ ہوا آخر جمہور پشت مرکب سے گرا صدمہ سے بیہوش ہو گیا اس نقابدار مفلوک نے چاہا اس حال بد حال میں اس بہادر کا سر کاٹ لون رستم سرزمین مغرب فرامرز عاود مغربی ہم چشم جمہور کو تاب نہ رہی گھوڑے کو چمکا کر آواز دی اوانام دیکھا کرتا ہے یہ کیکے بیچ میں گھوڑا ڈال دیا جمہور کو پشت پر کیا اپنا سینہ سپر کر دیا اس بیچانے ماش کے دانے پھینکے فرامرز کا مرکب بھی بد لگائی کرنے لگا ہر چند اس بہادر نے گھوڑے مارے باگ پر ہاتھ ڈال لکے پھینکے دے مرکب رام نہوانا چارو مجبور گھوڑے سے گرے برابر جمہور کے یہ بھی بیہوش ہو گئے استادان شہنور نے تحریف فرمایا ہے کہ اسی طرح فردا فردا پانچ سردار مقابلہ نقابدار میں آئے نقابدار نے جب ماش کے دانے پھینکے مجبور ہو کر مرکب سے گرے بیہوش ہو گئے جب یہ قصد کرتا ہے کہ قتل کروں کوئی سردار آہڑتا ہے اپنا سینہ سپر کر کے سردار مذکور کو بھاتا ہے پھر سے کسی کا زور نہیں چلتا جب



پانچ سات جوان پشتائے مرکب سے گرے ہاتھ پانوں بیکار ہوئے لیکن تقابدار بھی کسی جگہ  
 نہیں کر سکا سرداران نامی کا تاشا بندھ گیا ایک مقام پر جھلا کر تقابدار نے آواز دی اے فرقہ  
 خدا پرستان کن لوگوں کو میرے مقابلے میں بھیجتے ہو کہ جن سے مزا شجاعت کا نہیں لٹا کوئی ایسا  
 بہادر میرے مقابلے میں آئے کہ کچھ لطف جرات ملے غنیمت آرزو کھلے یہ جو اس ملعون نے بیکار کر کہا زل  
 قات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالی شان نے مرکب شتر دیزاد کو پرے سے نکالا گھوڑا  
 طرارہ بھر کر نیلا کلاسیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا فرد مصنف فرد شہید ز فکر محول گیا دسنگ چال کا  
 ہے مانگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا ، الفصہ تین ٹھیکوں میں مرکب خوش رفتار شسل صبا  
 قریب تقابدار آکر پہنچا تقابدار کچھ چھو چکا کرنے میں مشغول تھا امیر نے اسم اعظم پڑھا مطلق تاثیر  
 ہوئی اگر صاحبقران تنگ درزن ہو کر دبر در دیا تقابدار کی رنگت زرد ہو گئی سر ایا کو صاحبقران کے  
 دیکھا کہ پڑہ آفتاب عالم تاب ہرے پر عتاب تیغ آید ارحام اس سپر فلا دی رشک قرص فردش پر کیا  
 کیا جس سے صاف ثابت تھا کہ وہ تابان برج قوس میں آگیا نہر اتیر کا ترکش مثل دم طاؤس  
 تقابدار حیران حال محدودیدار صاحبقران عالی وقار چپے چپے سحر بھی پڑھ رہا ہے صاحبقران کا  
 مرکب اسی طرح قائم ہے جب خود بد گامی کرتا ہے صاحبقران اسم اعظم پڑھ کر نشت پر اشتر کے دست  
 حق پرست رکھ دیتے ہیں اسی وجہ سے گھوڑا اپنے مقام پر قائم ہے اب تو تقابدار گھبرا یا وہ نیزہ تو ہاتھ میں  
 نشان مکر وغیرہ کا تھا لاچار ہو کر وار کیا صاحبقران نے سنان نیزہ کو بچا کر گلو گاہ پر ہاتھ ڈال دیا  
 نیزہ چین کر پھینکا گویا طفل کے ہاتھ سے چین کے پھینک دیا مسکار گھبرا یا بجزوری ولا چاری قبضہ  
 پر ہاتھ ڈالا بر سر صاحبقران وار کیا امیر نے چٹکی ماری تیغہ پٹا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا  
 تلوار چین لی جا جا بھاگ جاؤں قضا سے مہلت کب ملتی ہے امیر نے تلوار کا خبردار کہہ ہاتھ مارا  
 رو سیاہ نے سپر کو ہرے کی پناہ کیا تیغہ برق تاب ٹڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے نے آواز دی سپر کو کاٹ کر  
 وہی تیغہ برق مثال سر برائش خود سر کے گرامع مرکب چار ٹکڑے ہوئے بجائے خون کے شعلہ تھے  
 آتش جسم سے نکلے لاشہ چلنے لگا ہر کس نے دیکھا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ دراز  
 آواز آئی کشتی مرانام مقیم جا دو بود صاحبقران زمان نے مبارز طلبی کی کہ اے مرجان جادو  
 اور کسی ساحر کو بھیج اب کس کی مجال ہے کہ مقابلے میں صاحبقران کے آئے مرجان جادو گھبرا یا چار جانب



حیران دیکھ رہا تھا قصد تھا کہ کسی ساحر کو بھیجوں کسی ساحر کا وصلہ پڑتا تھا صاحبقران کا قصد ہوا  
 کہ صاحب لشکر پر چا پڑوں مرجان جادو کا سر لاؤں کہ میرا سے گرد آڑی لکھ جائے ایر سرخ و  
 سفید بھی نمایاں ہوئے چلے سر در تاجدار خیر خواہان دولت اوسی جانب دیکھنے لگے آگے آگے  
 بلور چار دست پشت مرکب پر سوار نشان لشکر کو کب بغل میں پشت پر تین لاکھ ساحر و غیر ساحر  
 نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ بڑے شوکت سے لشکر آتا ہے کو کب مرکب یا درفتار پر بصد کوفہ  
 تاج شہر یاری بر سر و چار قبہ شہنشاہی در بر مرکب پر بند مشکین زیران صاحب شوکت و شان  
 گرد سرداران نوجوان اس طور سے جو آمد کو کب و شہنشاہ کی ہوئی صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ  
 ہمارے دوست صادق کا استقبال کر کے لاؤ سرداران نامی تاجداران جلیل برائے استقبال  
 کو کب بڑھے کیفیت تمام اوس خوش انجام کو استقبال کر کے لائے صاحبقران گھوڑے سے کودے  
 کو کب نے چاہا قدموں کو بوسہ دون صاحبقران بہ لطف بغلیں ہوئے کیفیت کو کب نے قلعہ  
 مرجانیہ کی پوچھی صاحبقران نے تمام حال بیان کیا کو کب نے عرض کی حضور تساہل فرمائیں  
 میں ابھی میدان کارزار میں جا کر مرجان کو لکھا رہا ہوں اگر میرے مقابلہ میں نہ آئے گا غودی  
 لشکر پر جا پڑوگا انشاء اللہ بقبال حضور آج ہی یہ قلعہ قبضے میں آئے گا یہ نامرد بھاگ جائے گا  
 صاحبقران نے کو کب کو اجازت کارزار دی مرجان کو بہر کاروں نے خبر دی کہ کو کب کا قصد ہے  
 کہ میدان کارزار میں آئے تھو لکھا ہے مرجان گھبرا یا طبل امان بجا کر لٹیا صاحبقران زمان نے بھی  
 کو کب کو واپس کیا کو کب نے عرض کی ساحران غدار سے مقابلہ ہے حضور جا کر آرام فرمائیں غلام اُن سے  
 سمجھ لے گا یہ کلمے اپنی بارگاہ مقابلہ لشکر مرجان میں استاد کرائی منظور یہی ہے کہ میں ہی مرجان سے مقابلہ کروں  
 لشکر اسلام کو ساحرون سے نہ لڑے دون مرجان جادو جو بیٹ کر آیا آمد کو کب دیکھ کر ہوش اُڑے  
 ہوئے وزیروں کو جمع کیا صلاح ہونے لگی مرجان کہتا ہے کو کب شہنشاہ بادشاہ طلمس نورافشان ہے  
 اس کو کون جواب دے سکے گا سحر میں طاق شہر و آفاق افراسیاب اس کا چہرہ نہ تھا اسکو مسلمانوں نے  
 اپا کر قتل کیا اگر کو کب لشکر میں رہے گا ہمارا بالکل زور نہ چلے گا یہ کلمے طرف میم عیار کے متوجہ ہوا  
 کہا اے مہر والا اگر تم نے تو کار نمایاں کیا تھا بنے حقیقت کو صاحبقران کی نہ سمجھا حوالے کر دیا  
 صاحبقران صاحب ام عظم و محتشم اُن پر پنجہ کسی ساحر کا قابض نہوگا کو کب و صاحبقران



کی تدبیر ہو جاوے باقی لشکر سے ہم سبھ لینگے تقسیم اسی وقت اوٹھا کما حضورؐ گھبراہٹ میں غلام جا کر کوکب  
 کوٹھنہ ضمیمہ کو لاتا ہے یہ کھکھل گیا کوکب نے شنہ ضمیمہ نے لشکر اپنا صحرائے سبز ہزار میں فروکش کیا ہے گویا  
 لشکر اسلام میں کل آدھی سینہ سپر بوقت صحر بارگاہ سے نکل کر رسی پر بیٹھا گرد و چند مصاحب گانے کی  
 آواز کان میں آئی کوکب نے کہا کوئی واقعہ کار نئے طور سے نے نوازی کر رہا ہے صد اپر دل کھینچتا ہے یہ  
 کھکھراہنے مقام سے اٹھ کر دیکھا درخت کے سایہ میں ایک جوگی نوجوان حسین خوبصورت کس لطف  
 سے نے نوازی کر رہا ہے کوکب کو ہنایت گانا اس کا پسند آیا ملاز مون سے کہا اسکو یا گاہ  
 میں لے چلو کوکب آن کر بارگاہ میں بیٹھے ملازم جوگی کو لیکر آئے کوکب نے ملاز مون سے  
 کہا جا کر صاحبقران زمان سے بھی عرض کرو کہ آج نے نواز حاضر ہوا ہے حضور بھی آکر سماعت  
 فرما دیں صاحبقران کا مزاج تو تے کلفت ہے خبر سنتے ہی چلے آئے کوکب نے تعظیم کی مقام صد پر چلے  
 دی کہا اے یہ راہ چل کر نے بجائو جوگی کہ یہاں ہے ایسے قد و اندون کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کمال اپنا  
 دکھاؤن گالے شہر یار غلام پر ایک معرکہ گذرا کہ اسکی یاد میں راتوں کو نیند نہیں آتی صاحبقران نے  
 فرمایا جوگی صاحبہ کیا معرکہ ہے عرض کی فلان صحرائے ہول عزیز میں صد با جانوران درند و گزند  
 رہتے ہیں ایک رسیاہ افی کامل وہاں رہتا تھا ہمارے بزرگوں نے جا کر جا ہا سے گرفتار کر رہا مگر  
 منو سکا آخر اسی مودی کا وار چل گیا اون لوگوں کا کام تمام ہوا بزرگوں نے ہمارے طلاق لکھ دیا  
 کہ ہماری اولاد میں جو خور و دکلان اوس افی کو گرفتار کرے گا اوس نے سہر احسان کیا اگر وہاں کدہ کوش  
 نہ کی تو ہماری قوم سے نہیں ہے غلام کو بڑی غیرت آئی غلام نے جا کر چالیس دن مشقت کی اس مودی کو  
 گرفتار کیا راتوں کو خواب پریشان دیکھتا ہوں امیدوار ہوں کہ اسوقت غلام مودی کو بیان ملائے  
 حضور سے زیادہ جری بہادر کون ہے تلوار سے دو ٹکڑے کیجیے کہ غلام آپ کا کشاکش سے نجات پائے  
 صاحبقران نے فرمایا فوراً لاؤ جوگی باہر بارگاہ کے آیا ایک لونا کورہ اوپر اس کے کپڑا بندھا ہوا لے کر  
 سامنے صاحبقران کے آئے بجلتے بجلتے لونا کھول دیا ایک مارسیاہ مثل برق تڑپ کر لوٹے سے  
 نکلا بارگاہ میں دوڑنے لگا کبھی کوکب کی جانب رخ کیا وہ نے نواز جوگی ہر مرتبہ عرض کرتا ہے کہ  
 شہر یار اپنے کو بچا یہ صاحبقران کرسی پر جلوہ فرما ہیں کہ مارسیاہ جھپٹ کر قریب صاحبقران کے آیا صاحبقران  
 نے تلوار کھینچ ماری مارسیاہ نے حملہ کیا صاحبقران نے خالی دے کر ہاتھ مار مارسیاہ کے دو ٹکڑے ہوئے



ادھر تو وہ مرا اسی مقام سے دھوان نکلا تا مغمیم دھوین سے مہر ہو گیا صاحبقران بارگاہ سے کوکب کی اٹھے چاہا نکل جاؤں دو دغلیظہ دل غنیمین پہ پہنچا بیوش ہو کر گرے کوکب گھبرا کر اٹھایا بھی دھوین کی تاثیر سے بیوش ہوا جتنے بارگاہ میں ادنیٰ و اعلیٰ حاضر تھے سب بیوش ہوئے شمیم نے صاحبقران و کوکب کو اٹھایا سراچہ چاک کر کے جنگل کا راستہ لیا مرجان جادو مع اپنے سرداروں کے ابھی اٹھارہ میں تھا جب شمیم ان دونوں سرداروں کو سامنے اس کے لایا مرجان نے کہا یارو بڑے بڑے ساحر آگے ہیں میں ان سب سے مقابلہ نہ کر سکوں گا ان دونوں صاحبوں کو لیکر خدمت میں خداوند خورشید روشن تن کے چلون قدرت جیسا مناسب جانیں گے ویسا کریں گے اس صلاح کو سب نے منظور کیا اسی وقت تخت تیار کیے مال و اسباب بھی لاد ایک تخت پر کوکب و صاحبقران کو سوار کیا طرف قلعہ خورشید نگار کے لیچلا یہاں بوقت سحر اہالیان لشکر باخبر ہوئے بارگاہ میں آکر دیکھا صاحبقران و کوکب کو نہ پایا سب کو تردد ہوا باغبان و سہارو رعد و برق لا مع نے عرض کی کہ غلام جاتے ہیں انشا اللہ راہ میں ملین گے آگے زبانی ہر کاروں کے دریافت ہوا تھا کہ مرجان جادو بالا اعلان صاحبقران و کوکب کو لے گیا یہ چار سردار بادشاہ عالی وقار سے رخصت ہو کر چلے مرجان دس بارہ کوس امیر و کوکب کو لیکر نکلا تھا کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم باغبان قدرت و رعد و برق بڑے زور شور سے آکر پہنچے لشکر مرجان کو قتل کرنا شروع کیا خواجہ عمرو بھی چل چکے تھے عین وقت پر پہنچے شمیم عیار کو گھیرا تلوار چلنے لگی اس کے بھی ساتھ عیار بن خواجہ عمرو کے پہنچے ہی تھے برق فرنگی دالو الفتح اصفہانی و عمران خطائی و نیز خطائی وغیرہ شاگرد خواجہ بھی آ پہنچے عیاروں میں تلوار چلنے لگی رعد و برق نے قیامت برپا کی برق لا مع ٹپ ٹپ کر خوب لڑی یہ وہ سردار ہیں کہ جو افراسیاب سے لڑے بڑے بڑے معرکے بڑے اس لشکر کی کیا حقیقت ہے دم بھر میں تھراؤ کر دیا مرجان جادو بھاگتا پھرتا ہے خواجہ عمرو نے لڑتے لڑتے عیاروں کو مارا شمیم کو لکڑا را وہ بھی پلٹ پڑا عمرو و شمیم سے نیچر چلنے لگا خواجہ نے دیکھا کسی مقام پر یہ کی نہیں کرتا پلک بھیکا نادشوار کر دیا شمیم نے ایک مقام پہلے ہاتھ بند خواجہ عمرو پر پائے عمرو نے جھٹ کر کے حلقہ ہائے گند سے اپنے کو بچایا دور جا کر گرے جھٹ کر حلقہ ہائے گند شمیم کو لگائے شمیم بھی طر و فرار مکار و غدار ہے صاف حلقہ سے نکل گیا پر بھر کا



دونوں میں رد و قدح ہوئی ایک مقام پر شمیم نے سایہ میں تلوار کے خواجہ کو لیا خواجہ پیچھے ہٹے  
 جاتے ہیں شمیم سایہ میں تلوار کے عمر کو لیے ہوئے چاہتا ہے کہ عمر و رکے تو میں ہاتھ ماروں خواجہ  
 نے فرمایا کہ اے صاحب بغدہ گران لے فرزند ہتر قرآن اس جیسا کاسر کاٹ لے شمیم سمجھا کہ میرے قریب  
 کوئی آگیا گھبرا کے پٹیا لپک جھپکتے ہی عمر و نے حلقہ ہائے کندار سے پرے پڑے گردن و کمر میں  
 پہنچی ہوئے جھٹکا مارا شمیم سنہ کے بیل گرا عمر و نے جاب مار کر بیہوش کیا شاگردان شمیم نے بلوہ کیا یہی  
 قصد ہے کہ اپنے استاد کی قید چھین لیں شاگردان شمیم نے جان لڑائی چاہتے ہیں پتارہ عمر و  
 کو نہ اٹھانے دین ہتر موسیقار اس کا شاگرد رشید جو سابق میں شاہزادہ نور اللہ تہرین بدیع الزمان  
 کو چڑا کر لے گیا یہ ذکر بھی تحریر کر چکا ہوں کہ خورشید روشن تن نے یہ قاعدہ قرار دیا ہے کہ جس مذہب  
 کا پرستار اس شعبہ باز کے سامنے آتا ہے مطیع ہو کر اس خود سر کے سامنے برائے سجدہ  
 رہ جاتا ہے یہی نور الدہر کے لیے بھی ہوا جب سامنے پہنچے اور اس جیسا نے نقاب چہرہ سے  
 الٹی نور الدہر نے سجدہ کیا بارگاہ خورشید میں دنگل زرین ملا پہلوان قدرت لقب ہوا خود  
 سامنے خورشید کے دست بستہ عرض کی کہ ہکو فوج ملے تو جا کر صا حبقران کو روکین فوج ملی اور  
 نور الدہر روانہ بھی ہو چکے جب مقابلہ صا حبقران میں پہنچیں گے مفصل تحریر کر دیکھا کہ نوز  
 ہتر موسیقار اسی وقت متحجہ چالیس پین بچوں کے آکر پہنچا جاب دافع داروئے بیہوشی مار کر  
 استاد کو ہوشیار کیا شمیم گھبرا گیا رعد و برق وغیرہ نے لشکر جان کو درہم و برہم کر دیا عیاروں  
 نے شاگردان شمیم کو قتل کیا خرابی یہ ہے کہ خواجہ عمر و مع خد عیاروں کے دوڑ پڑے تھے اسی وقت  
 اگر لڑے موسیقار نے عیاروں پر تاکید کی یار و عمر و زندہ نکل کر نہ جانے پائے عیاروں نے  
 خواجہ کو گھیر لیا عمر و بھی بڑے زور شور سے لڑ رہا ہے اب ہتر موسیقار و شمیم چار طرف سے  
 خواجہ کو گھیرے ہوئے چاہتے ہیں کہ گرفتار کر لیں عمر و جان لڑائے ہوئے لڑ رہا ہے عیاروں کا  
 زیادہ بلوہ ہوا ہے اب خواجہ کو تردد و لاحق حال ہے اپنے گرفتار ہو جانے کا بڑا خیال ہے کہ صحرا سے  
 گرد آڑی دیکھا صاحب بغدہ گران نظر کردہ بزرگان ہتر قرآن آکر پہنچے دیکھا استاد گھرے ہوئے  
 لڑے ہیں زخمی بھی ہو چکے ہیں آتے ہی نعرہ کیا بغدہ پکڑ کر جا پڑے موسیقار نے بڑھکے ہتر  
 قرآن بدواریا قرآن نے وہی بغدہ سامنے کر دیا موسیقار کی تلوار لوٹ گئی اوپر سے



قرآن نے بعدہ مارا اُس روسیہ نے گھبرا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا بعدہ سپر سے کہ کتاب ہے سپر  
کاٹ کر سپر گر اس کے ہزار ٹکڑے ہوئے شمیم نے جو دیکھا برابر کا عیار مارا گیا ہوش اُن کے چاہا کہ  
قرآن کے سامنے سے بھاگ کر نکل جاؤں قرآن نے بڑھ کے روکا آواز دی کہ اے شمیم صاحب کمان  
جاتے ہو شمیم نے چاہا کہ ہٹ کر نکل جاؤں قرآن نے گردن شمیم کی پٹری وہ چیخا عمر و سے آئندہ ملا کر کہا  
اوستاد الا ان پنجہ سے شیر نہ کے بجائے میں بصدق دل مسلمان ہوتا ہوں عمر و نے آواز دی اے  
قرآن ہمارے سر کی قسم قتل نہ کرنا مگر قرآن کشتان کشتان سامنے خواجہ کے لائے شمیم قدومن  
سے عمر و کے لپٹ گیا کہا کلمہ طیبہ تعلیم فرمائیے غلام کو حلقہ بگوش بنائیے قرآن نے کہا اوستاد یہ سکارو  
جلسا زہے عمر و نے کہا کہ اے نور نظر وہ وقت گذر گیا اب اس کے قلب پر تاثیر ہوئی دیکھ لو پیشانی  
روشن ہے جب شمیم دل سے اطاعت کر چکا خواجہ نے پلٹ کر دیکھا رعد و برق نے صفیں الٹیں  
مرجان بھاگتا پھرتا ہے ایک مقام پر مرجان نے چاہا چمک کر نکل جاؤں برق لامع آسمان پر  
تڑپ رہی ہے دیکھا مرجان لشکر ساحران سے الگ ہو کر سایہ بین ایک درخت کے آکر ٹھہرا ہے  
پر پرواز پیدا کر چکا ہے کندے تول رہا ہے چاہتا ہے جان بچا کر نکل جاؤں برق لامع وہیں سے  
تڑپ کر گری دو ٹکڑے کر کے آسمان پر چمکی زمانہ تیرہ قمار ہو گیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کہ کشتی مرا  
نام من مرجان جادو بودا ہا لیاں فوج کچھ بھاگے کچھ زخمی ہوئے کچھ گرفتار کیے گئے صدائے  
الاماں بلند ہوئی صاحبقران نے تلوار کو نیام میں کیا ساحر بھی رے جو افسران نامی باقی ہے تھے  
وہ مشرف بخدمت ہوئے صاحبقران نے ان سب کو ہمراہ لیا خواجہ عمر و نے عرض کی اب حضور  
جلد لشکر میں جلیں اُسی وقت صاحبقران نے کوچ کر دیا بادشاہ کو اگر سپہ کاروں نے خبر دی اے  
شہر یار مبارک ہو مرجان مارا گیا مرجان اس کو منظور تھا صاحبقران و کوکب کو لے کر بھاگا تھا  
آپ کے ملازمان جانا باز نے راہ میں روکا جب ناری جہنم دہل ہوا بعض سے یہ مرقع حاصل ہوا یہ سنگ  
تمام سردار نامی خود بادشاہ علیجاہ برائے استقبال صاحبقران چلے راہ میں صاحبقران سے ملاقات  
ہوئی بڑے اعزاز و اکرام سے لشکر میں داخل ہوئے صاحبقران اگر بارگاہ سلیمانی میں بیٹھے ہیں  
کہ ہر کاروں نے آکر خبر کی نور الدہرین بدیع الزمان تین لاکھ فوج کی جمعیت سے برائے  
مقابلہ سرکار دہلوتدار آپہونچے یہ سنگ صاحبقران کو سناٹا آگیا فرمایا بڑے افسوس کی بات ہے



اس شیر کا رنگ کیا ہے کس ارادے پر آیا ہے خوب اون بچیاؤں نے ٹھکانا پایا ہے یہ کہتے ہوئے بیرون  
 بارگاہ نکل آئے دیکھا گرد عظیم بلند ہے نور الدہرین بدیع الزمان کو دیکھا پشت مرکب اس پر پوش  
 پر سوار خود گوہر نگار بر سر زرہ گوہر نگار زیب جسم انور قیغہ خارا شکاف سلیمانی حائل سپر فولادی  
 فراخ دامن بر نہارتیہ و ترکش مثل دم طاؤس پشت پر پرے قیغ کے جھے ہوئے تین لاکھ جوانان  
 زبردست بادہ کبر و فحوت سے مست اٹالے بارگاہ کے لدے ہوئے اس شوکت و شان سے  
 شیر دلیر اگر پہونچا لشکر ظفر انصاف حقیران کو دیکھ کر نہایت برہم ہوا لشکر کو مقابلے پر اتارا بل  
 کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا دور سے صاحبقران کو دیکھا مگر سلام نہ کیا صاحبقران کو بڑا  
 افسوس ہے لندھور سے فرمایا اے جانشین من نور الدہر سے مجھ کو یہ امید نہ تھی لندھور نے  
 عرض کی کیا گذارش کروں یہ تو حضور بخوبی آگاہ ہیں کہ یہ شیر دلیر سعادتمند حق پسند ہمیشہ سے  
 منکسر مزاج مردان عالم کے سر کا تاج کبھی حضور سے چار آنکھ کر کے کلام نہیں کیا نہیں معلوم یہ  
 کیا معرکہ ہے غلام سمجھا کے لے آئے گا جو کچھ اس میں فریب ہوگا کھل جائے گا سب سے زیادہ  
 بدیع الزمان شرمندہ سر جھکائے ہوئے فرماتے ہیں جو منوی جسم علما مان صاحبقران کا دشمن ہے  
 ہم اوس کے قاتل ہوں بٹیا کیسا اہالیان دست چپ یعنی قاسم نوجوان مالک سے کہہ رہے ہیں اے  
 پہلوان دوران اے گر شاہ سپہاں جہلا کا اعتقاد کیا کسی نے کچھ سمجھا لیا باغی ہو گئے سپہ سالار  
 بن کے آئے ہیں مقدمہ مذہب میں ہم کسی کا پاس نکرین گے کل برق شمشیر میدان کارزار میں جھکے گی  
 یقین تو یہی ہے کہ ہمارے سامنے سر نہ اوٹھائے رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہو اگر خلاف کرے گا  
 سزا پائے گا اہالیان دست راست پر ننگ ٹوٹ پڑا آپس میں خشمگین ہو رہے ہیں کہ کل صبح کو دیکھیں  
 فلک کیا دکھائے یہاں تو یہ ذکر ہے وہاں نور الدین بدیع الزمان نے نشہ میں آکر حکم دیا  
 طبل جھگی بجھے نقارہ زری گڑ گڑایا ہر کارون نے آکر صاحبقران کو خبر پہونچائی صاحبقران  
 کانپنے لگے غصے میں فرمایا ہمارے لشکر میں بھی عنایت خدا سے طبل جھگی بجے یہاں بھی طبل جھگی پر چوب  
 پڑی لشکر و ن میں خبر پہونچی تیار یاں ہونے لگیں چار پہرات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر  
 چمکا واضح ہے بدیع الزمان رات بھر بیرون بارگاہ رہے اس خیال سے کہ اگر مہلت پاؤں تو  
 جا کر اس جوانا مرگ کو سمجھاؤں کہ ادا لائق تو ہمارے قبلہ و کعبہ پر لشکر کشی کر کے آیا ہے ہم سے وہ



کیا کلا کرے گا اس نخل میں بدیع الزمان نے رات بسر کی جب قصد کیا کہ بارگاہ نور الدہر میں جاؤں  
 رفقا نے منع کیا کہ حضور پرانی بارگاہ میں جانا بہتر نہیں ہے مگر غصہ میں رات بھر نیند نہیں آئی ٹھل  
 ٹھل کر بسر کی غصہ کم نہیں ہوتا تھا کبھی کبھی محبت کی یاد میں گونٹے میں کھڑے ہو کر روتے ہیں یہ خیال  
 ہے کہ لے بدیع الزمان اگر اس نالایق کے ہاتھ سے ایک ہوئے جسم بھی قبلہ و کعبہ کا کم ہوا تمام سرداران  
 نامی بوٹیاں کاٹ کر پھینک دیں گے یہ سوچ رہے ہیں کہ ستارہ سحری چکا مرغ سحر کی آواز آئی بلبلوں  
 میں وردی بھی بدیع الزمان مع رفاطرن بارگاہ بادشاہ حجاب کے چلے رفقا مجبور و لاچار ہمراہ  
 جلو خانہ شامشاہی میں پہنچے صد ہا سردار جمع ہو چکے یہ ذکر ہے سب سے زیادہ بادشاہ کو  
 بڑی فکر ہے کہ ایسا نور الدہر صاحبقران کو لکارا جائے صاحبقران ایسی ضعیفی میں آتش و  
 شعلہ مزاج ہیں ان کے دم قدم سے سکرات کے رولج ہیں جلو خانہ میں پہنچے بادشاہ کو سلام  
 کیا بادشاہ نے دیکھا رنگ روئے منور متغیر و متحیر ہے بادشاہ نے سرسینہ سے لگایا فرمایا آپ  
 کیوں پریشان ہیں میں مفصل خبر منگو اچکا ہوں کہ نور الدہر اپنے ہوش میں نہیں ہے ہم جا کر  
 خود سمجھائیں گے بھلا کر اپنے شیر کو لے آئیں گے یہاں تک کہ وہ پٹنے کی صدا بلند ہوئی بادشاہ نے  
 فرمایا خیر تو ہے جو اہر بن عمر و دوڑا چشم زدن میں پلٹ کر آیا دیکھا سب نے مقبل سر پہنہ  
 خاک اڑانا ہوا پائے تخت شہنشاہی سے اکر لیٹ گیا عرض کی حضور ہم اپنے آقا سے جھٹ گئے  
 اس سحر کے سبز زار میں اکر لٹ گئے غلام صاحبقران کو جگانے کیا جائے دیکھا کہ صاحبقران  
 پلنگ پر نہیں ہیں بادشاہ کے ہوش اڑ گئے فرمایا دیکھو تو یہ کس نے کام کیا صاف ظاہر ہے کہ  
 نور الدہر نے چروا لیا ہر کارے عیار چلے بعض جلدی گئے اور چشم زدن میں واپس آ گئے  
 اور خبر دی کہ حضور دربار نور الدہر میں بالکل اس کا ذکر نہیں ہے مسلح ہو کر میدان کارزار میں  
 وہ آیا جاتے ہیں یہی ارادہ ہے کہ صاحبقران سے مقابلہ کریں بادشاہ نے حکم کیا کہ لشکر کل میدان  
 کارزار میں چلے لندھو بن سعدان لشکر کو دست کرتے ہوئے آتے ہیں صاحبقران کے ہونے  
 سے صفیں صفت ماتم پرے درہم برہم اس حال پر طال سے میدان کارزار میں پہنچے پہلوان  
 عادی نے بڑھکر مینہ میسرو کو آراستہ کیا ادھر نور الدہر بدیع الزمان چالیس قدم  
 آگے بڑھکر مرتبہ سالاری کھڑے ہوئے صفوں آرائی کو دیکھ رہے ہیں جب صفیں آراستہ



ہو چکین سب نے دیکھا کہ نور الدہر نور الدہر سے نکالا اپنے سرداروں سے رخصت ہوئے سر پہ  
 بکار کراد از دی کہ خداوند خود رشید روشن تن کے سپرد کیا نور الدہر دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہو کر  
 گھوڑے کو اڑا کر چلے میدان کارزار میں اگر سلح شوری دکھلائی گئے جب مرکب خوب غرق عرق ہوا  
 گھوڑے کو روکا لشکر اسلام کو دیکھا تیر تیر بد نظر ستیگر بکار کراد از دی جس کو تنہا مرگ کی ہو نکلے اور اگر  
 مقابلہ کرے دارائے ہند لندھور بن سعدان نے فیل مست صفت سے نکالا ہاتھی ہوتا ہوا چلا  
 سو تڑا وٹھا کے لپے را کب کو چھپا تا ہے بھی بن جاتا ہے نور الدہر نے لندھور کو آتے ہوئے دیکھا واسطے  
 مرگ دور کے جا پڑے مستکبر اور جھڑپ کی لگائی چند قدم ہاتھی مرکب چھپے ٹکھا کر دس بارہ قدم پیچھے  
 ہٹ گیا لندھور نے فرمایا اے نور نگاہ بدیع الزمان ہم سے تو کبھی اتنی کج خلقی سے آپیش نہیں  
 آئے کج کیا کیفیت ہے ہم ہمیشہ سے خیر خواہ جا نیاز ہیں نور الدہر نے کہا اے دارائے ہند یہ میدان  
 کارزار ہے حجاب کی کیا بات بہرہ ہے کہ خداوند خود رشید روشن تن کو سجدہ کرو و ہکوداد اجان نے کشاکش  
 میں پریشان کیا کوئی کسی کی قبر میں ساتھ نہ جائے گا یہ لشکر لندھور نے ٹخہ پھیر لیا کچھ جواب دے سکے تیر  
 دل دوزخ تھا کہ کلیجے پر پڑا اتنا جواب دیا تم فرزند فراموش راہ دین اسلام ہو ایسے کلمات کہنا زبان نہیں ہیں  
 نور الدہر نے کہا کیوں سب کتابیوں میں جاہ جلال خداوند تحریر ہے لندھور نے کچھ جواب نہ دیا کہا  
 اے شیر بشیہ صاحب جفرانی بس زبان بند کرو تھا را سوال لائے جواب نہیں ہے نور الدہر نے نیزہ ارادوں  
 لشکر نگران بصورت آئینہ حیران بیان نیزہ چل رہا ہے ایک مقام پر نور الدہر نے نیزہ کا ٹخا پھیر مارا  
 تکان سے دونوں پرے ٹوٹے لندھور نے قبضہ پر ہاتھ جھٹ کر مارا نور الدہر نے ہاتھ بجا کر  
 کھائی پر ہاتھ ڈال دیا لندھور بھی لپٹ پڑے زمین پر کودے کشتی ہونے لگی دونوں لشکر  
 دیکھ رہے ہیں نور الدہر چمک چمک کے لڑ رہے ہیں بہر دن باقی ہے کبھی نور الدہر ریل کرے بجاتے  
 ہیں کبھی لندھور پلٹے پاؤں کاڑ دے دو دو گھڑی ایک ایک مقام پر ٹک کر لڑے اس قدر پسین  
 نکلتا ہے کہ چلے بن جاتے ہیں ایک مقام پر لندھور بن سعدان ریل کر لے چلے پانچ چھ قدم  
 ہٹے کہ جرات کا خیال آیا نور الدہر ہٹ پڑے لندھور کو لے چلے لندھور نے جا بانہ ہٹوں دونوں  
 موڑ دے پکڑے چابا ریل کر لے دوڑن نور الدہر کا قصد ہوانہ ہٹوں یہی کلمہ زبان سے فرمایا کہ اب ہم  
 پیچھے نہ ہٹیں گے اسی مقام پر کشاکش کے زور ہوئے لندھور بن سعدان نے قدم آگے



بڑھاکے وہاں پر سریش خانہ تھا دونوں پیر سریش خانہ میں جا رہے تھے نور الدہر نے کہہ مارا کہ لندھو  
 اور تر گیا نور الدہر نے کچھ خیال نہ کیا اسی طرح لندھو کی مشکین باندھ لیں ہر چند کہ پہلا انون نے  
 غل بچا یا ہے جو ان کیا کرتا ہے لندھو کا کہ لندھو کوئی صید زبون پر ہاتھ ڈالتا ہے  
 نور الدہر نے کچھ جواب نہ دیا لندھو کو گرفتار کر کے لے گیا بادشاہ نے ارادہ کیا کہ وہ غیرہ و غنیمت  
 و کبیدہ پٹے آپس میں کہتے ہوئے چلے خبر لیا واجب و لازم ہے بڑھاکہ دریافت کریں غیار شہ کے واسطے  
 چلے نور الدہر جو لندھو کو لیکر اپنی بارگاہ میں آئے کو لا بٹھایا لندھو کو غش کیا سلسلہ و  
 مطبق کر کے قید خانہ میں بھیجا ہر کار سے یہ خبر لے کے خدمت میں بادشاہ لشکر اسلام کی آئے  
 بادشاہ سے تمام کیفیت بیان کی نور الدہر نے لندھو کو قید خانہ میں قید کیا ہے شام کو کچھ  
 قبل غلیٰ بجولے گا بادشاہ نے فرمایا تین بہ تقدیر رضی اللہ عنہ جو خواہش اتنی انسو میں ہے  
 کہ صاحب قرآن لشکر میں نہیں ہیں ورنہ بہت قیامت ہوتی یہ ذکر تھا کہ کچھ سداے قبل جنگ  
 پیرنگ بادشاہ جمہاد کے کان میں آئی سراد تھا کہ فرمایا یہ فقارہ کیسا بجا عرض کی کہ ہر کار سے  
 گئے ہوئے ہیں خبر دریافت کر کے حاضر ہوں گے یہ ذکر تھا کہ ہر کار سے حاضر ہوئے ہاتھ  
 اٹھا کر دعا دی شعر راحت جاننا ز صوت غمہ برد از تو باد با گوش دل پر لذت از آواز دمساز  
 تو بارہ شہر یار عالم کی عمر را ز جو نور الدہر نے پہلے قبل جنگی بجا آیا آج تو اپنے مقام پر یہ کہتا  
 تھا کہ اہل اسلام کو دم نہ لینے دوں گا صاحب قرآن کو کیوں بھیجا یا اس قدر سرداران کے قتل  
 کریں گا کہ ان جیسے ہوئے کو طلب کریں بادشاہ نے فرمایا خدا الہک ہے بہان بھی قبل جنگی بجا  
 تیار بیان ہوئے لیکن لشکر اسلام میں نام پر نور الدہر کے وہ ہنگامہ ہے ہر مقام پر یہی ذکر ہو رہا  
 ہے کہ یہ صاحب قرآن کا مرتد ہو گیا برائے مقابلہ آئے لندھو کو گرفتار کیا بدیع الزمان  
 تراز آ رہے پھرتے ہیں جو کوئی نور الدہر کو برا کہتا ہے دل میقرار ہو جاتا ہے مگر مجبورہ لایا کچھ نہیں  
 نہیں بڑنا اس سوچ میں سر جھکاے بارگاہ اپنی میں بیٹھے ہیں امید میں غم و عیا ر خدمت میں حاضر  
 ہے سمجھا رہا ہے کہ حضور کیوں ملل ہوتے ہیں یہ مقدمہ سحر و سحر ہی ہے باعث عیالان سو گری  
 ہے پھیلنے ہوش میں نہیں ہے بدیع الزمان فراتے ہیں لے امید چمنون کو تو سلیلا خدا نخواستہ  
 اگر اس نے اس حال پر لال میں کسی کو چشم زخم ہو گیا یا عمر بھر بدنامی رہے گی اسی ہنگامہ میں وہ



چار ہزار بھی بسر ہوئی دونوں لشکر میدان کارزار میں پہنچے صاحبقران زمان کا پتہ نہیں  
 مصنفین آراستہ ہوئیں نقیب نقاب کر چکے نور الدہر نے مرکب بطور روز اول میدان کارزار میں کھلا  
 سلحہ خنوری کر کے آواز دی جس کو متنازع کی ہو میرے مقابلے میں نکلے بدیع الزمان نے قصد کیا  
 تھا کہ صفت دست چپکے علم جلوہ گری پر آئے دیکھا کہ شانزادہ خاورد سپاہ نے مرکب شہرنگ نہرہ جہین  
 سیامی کو ہمہ گیر کیا بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے متردد ہو کر فرمایا اے  
 فرزند تمہارا جانا مناسب نہیں ہے قاسم نے عرض کی آج اس بھیجی کی قضا میرے ہاتھ سے ہے ہر چند کہ  
 اسکو قتل کر کے اپنے کو بھی ہلاک کروں گا صلہ مہ فراق نور الدہر مجھ سے نہ اٹھے گا بادشاہ بھی ان  
 کلمات کو مشکر آبدیدہ ہوئے مجبور ہو کر اجازت دی قاسم جیسے ہی سامنے نور الدہر کے پہنچے بعد  
 تنگاور کلمات جہالت درمیان میں آئے نیزے چلنے لگے نیزے سے مطلب حاصل نہ ہوا تلواریں  
 پھینک دیں گرز چلے آخر نوبت کشتی کی آئی بیرون رہے قاسم کا کو لا بھی اتر گیا قاسم کو بھی  
 نور الدہر گرفتار کر کے لے گیا بادشاہ رنجیدہ کبیدہ پٹے نور الدہر نے بارگاہ میں سرداران  
 ہر اہی سے صلاح کی کہ ان دونوں جو انون کو خدمت میں خداوند کے بھیجے ہوئے نور الدہر نے اس  
 رائے کو پسند کر کے کاؤس فیل سرنامی ایک پہلوان تھا لندھو اور قاسم کو مسلسل و  
 سطوق کر کے ہمراہ کاؤس کے تیس ہزار جوان جنگی کر کے طرف قلعہ خورشید روانہ کر دیا یہ خبر  
 ہر کارون نے بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچائی لشکر بادشاہ گھبرا گئے بدیع الزمان اور  
 طہماس کو اسی وقت بادشاہ نے عقب میں کاؤس فیل سر کے برائے رہائی لندھو و قاسم کے  
 روانہ کر دیا دو کلمہ داستان صاحبقران زمان کے گذارش ہوتے ہیں اشتیاق جنگ نور الدہر میں  
 جو آرام فرمایا ایک بادشاہ ہے شاداب حیلہ گر بعل کماہات اوس نے دریافت کیا کہ زوال دولت  
 ہمارا ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے ہو گا عیار بھیج صاحبقران کو چروا منگو ایسا جب عیار لے کر  
 آیا قید خانہ میں قید کرنے کا حکم دیا تمام شہر میں مشتہر ہوا کہ کل صاحبقران قتل ہون گے اور  
 صاحبقران قید خانہ میں سر جھکائے بیٹھے ہیں دل میں یہ خیال کہ نور الدہر نے لشکر پر کیا  
 قیامت برپا کی ہوگی اس بادشاہ نے کیوں ہو کر قتل کر دیا نہیں معلوم اس کی مراد کیا ہے  
 دروازہ شکایت کا بند قریب کوئی مونس نہ نکلا سر جھکائے بیٹھے ہیں اور یہ رباعی پر بھی نظم



اے آنکہ بلک خوش پایہ توئی  
وزد اسن شبیح نمایندہ توئی

کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ  
القصہ نسب تیرہ و تار من بیٹھے دعائیں کر رہے ہیں دو دہر سے

شب تجاوز کر چکی ہے کہ صاحبقران نے دیکھا وہ ازہ قید خانہ کا کھلا گویا در فتح و ظفر واد ہوا  
ایک سیاہ پوش کو دیکھا کہ اُس نے نگہبانوں کو ہوش کیا سب کے سر کاٹ ڈالے چند نازنینان حسین  
اُس کے ساتھ خزانہ خزانہ وہ نقابدار سیاہ پوش قریب صاحبقران آیا نقاب کو چہرہ نے نظیر  
سے ہٹا یا صاحبقران کی نگاہ پڑی ایک نازنین مرہبین صاحب جاہ بلکین اپنے کو آراستہ کر کے  
آئی ہے لیکن خائف و ترسان رنگ رو متغیر ثمرائی ہوئی عرق صا حبقران اوس حور متال کو  
دیکھ کر مائل ہوئے اُس نے بیٹھکر سٹھکڑیاں بیڑیاں کٹھن کینڑوں نے ظاہر کیا کہ ملکہ گلزار دختر  
شاداب حیلہ گرجب حضور کی قید دربار شاہی میں آئی ہماری ملکہ کو آپ کے حال زار پر رحم آیا یہی  
خبر سنی کہ دشمنوں کا ارادہ ہے کہ وقت سحر قتل کریں اس اسطے ملکہ نے عیاری کر کے نگہبانوں کو قتل کیا  
یہاں بخیر و عافیت تمام پہنچیں صاحبقران نے فرمایا تم اپنے باغ میں جلو میں شاداب حیلہ گر کو  
مسلمان کر کے آتا ہوں ملکہ گلزار بقیار ہو کر رونے لگی کہا اے شہر یار اول تو شب تیرہ و تار  
دربار شاداب میں بڑے بڑے پہلوانان نادر آمدہ حرب و پیکار ہیں ایسا نہ ہو دشمنوں کو  
وہاں سے نکلنا مشکل پڑے کینڑین بھی قدوں سے صاحبقران کے لیٹ لیکن عرض کی کہ اے  
شہر یار ملکہ بڑی مشقت کر کے یہاں تک پہنچیں اُمی دل شکنی نہ کیجیے ورنہ ظار روح قفس صم خاکی  
سے تڑپ کر نکل جائے گا صاحبقران لاچار ملکہ کو ساتھ لیکر قید خانے سے باہر نکلے ملکہ نقاب ڈالے  
ہوئے ہمراہ ہے چند کوچے طے کیے ہیں شاداب حیلہ گر خود برائے حفاظت شہر چند سواد پیدل  
ساتھ حاضر ہونیا رہاں کہتا ہوا اجلا آتا ہے دور سے دیکھا سیاہ پوش آتے ہیں کینڑان گلزار نے  
کہا اے شہر یار اسی گوشے میں مخفی ہو جیے خود بادشاہ آتا ہے جب اس راہ سے نکل جائے گا  
حضور صبی چلین گئے صاحبقران نے فرمایا اب تمہیں ہکو بدنام کرنے کا ارادہ کیا یہاں تک تمہارا کہنا  
مانا قید خانے سے تمہارے ساتھ چلے آئے اب تامل کر وین اس سکار کو کیا جواب دے گا ضرور اس سے  
پوچھنے ہے کہ ہمارے گرفتار کرانے کا کیا باعث ہوا کیا سنے خطا کی یہ فرما کر ملکہ کو پشت پر لیا آپ نے سیر  
کر کے بڑے اس کے لازموں نے آواز دی کون آتا ہے صاحبقران زمان نے جوش غضب میں



جواب دیا کہ تو نے اپنے داماد کو نہیں پہچانا سنم زلزلاہ قاف ثانی سلمانادہ تیرے سردار موجود ہیں  
ان کو حکم دے کہ اگر گرفتار کر لین شاداب نے سواروں سے اشارہ کیا چاروں طرف سے لینا لینا کا  
ہلڑ ہلڑا صاحبقران نعرہ کر کے جاڑے ملک گلزار بھی تیر اندازی کر رہی ہے شہر میں ہلڑ ہلڑا  
سنا آیا دیکھا صاحبقران شیرازہ نہنگانہ لڑ رہے ہیں چند معشوقان پری چہرہ کو شے سے تیر چھین کر  
ہین مگر امیر نے کہی سے جان مار کر ڈال دیے شاداب حیلہ کر کے لنگار ہے ہین لے شاداب حیلہ کر  
ہین تیری خطا معاف کی ہے کہ تو نے عیار بھیج کر حیرا شکایا شاداب جواب دیتا ہے جب ارپہنچون  
احوال کھل جائے گا صاحبقران اڑتے ہوئے قریب شاداب پہنچے نیچے کا وار کیا چاروں طرف سے  
تلوار پڑ رہی ہے صاحبقران ہمہ تن چشم بنے ہوئے ہین وار ہر ایک کا روکتے ہین یہ تو یقین کامل  
ہے کہ شجاعت منلو بہ سے بچا دشوار ہے بڑھکر سینہ سپر کر دیا جب شاداب نے ہاتھ مارا کچھ خوف  
نہ کیا کھائی پر ہاتھ ڈال دیا کسی زخم کھائے شاداب کی تلوار چھین لی مگر ہین ہاتھ ڈال کے  
بقوت صاحبقرانی اٹھالیا آواز دی الامان فرمایا امان بشرط ایمان عرض کی تازندہ ایم بندہ ایم  
جب تک زندہ ہوں غلامی سے گردن تاباں نکرون گا یقین کامل ہوا کہ مذہب آب کا صحیح ہے  
صاحبقران نے ہاتھ رکھ دیا شاداب حیلہ کر کے طعنے بھری دل مسلمان ہوا ملک گلزار کو  
محلے میں سوار کر لیا آغوداغل دار الامارۃ شاہی ہوئے صاحبقران نے اگر شاداب کو تخت پر  
جگہ دی آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوئے تنگدے وغیرہ کھد رہے ہین مسجدوں کی بنا ہوئی  
ہر طرف سے صدائے اذان آتی ہے کہ ہر کاروں نے اگر خبر دی کہ اے شہر بار کاؤس فیل سر  
فرستادہ نور الدہر قید لندھور و قاسم لیے جاتے صاحبقران تلوار ٹیک کر اٹھے زبانی  
ہر کاروں کے یہ بھی دریافت ہوا کہ نور الدہر نے ان دونوں کو گرفتار کر کے روانہ کیا خود لشکر  
سے مصروف جنگ ہے نہیں معلوم اس عرصہ میں کیا سرکہ گذرا جو ایسے پہلوان گرفتار ہوئے  
صاحبقران نے فرمایا دیانت ہو جائے گا یہ ملک مرکب پر سوار ہوئے پانچزار جوانان صفت شکن  
امیر کے ہمراہ ہوئے اگر کاؤس فیل سر کو روکا تلوار چلنے لگی لندھور و قاسم کی راہ کی تاباں  
و حرارت سے یہ نوبت پہنچی کہ چہرے سیاہ ہو گئے ہین تب محرقہ میں مبتلا اٹھتے ہین تو دل بیٹھا  
جاتا ہے قلب مفراتا ہے اپنے آقائے نامدار مولائے قدر شناس کے جو نعرہ کی آواز سن



باغ باغ ہو گئے صاحبقران کو دور سے دیکھا کاؤس فیل سر گھبرا گیا ہے صاحبقران نے  
 آتے ہی پرے درہم درہم کر دیے اسوقت کاؤس نے یہ تدبیر کی لندھور بن سعدان کو جلدی  
 سے بیوش کر دیا عیار سے کہا کہ میں لڑائی کو حمزہ کی دیکھتا ہوں عیار پستارہ لندھور کا  
 نے بھاگا کسی کو خبر نہیں ہوئی اب اس نے قصد کیا کہ اسی طرح قاسم کو بھی روانہ کر دوں قاسم نے  
 خانہ زور میں اگر قید کوڑ ڈالی نعرہ کر کے چار اوصاحبقران نے جو آواز قاسم کی سنی صاحبقران زان صد  
 قاسم پر جنگ تہانہ کرتے ہوئے چوچے دیکھا شیر بنیہ رستم قاسم دیشم نے قید توڑ کر ایک سردار زبردست  
 کو مار اگھوڑا اس کا لیا مصروف جنگ میں فوج کا بلوہے صاحبقران نے اس مقام پر آکے تمشیر زنی کی  
 قاسم نے کئی زخم کھائے زخم کھا کر اور زیادہ شوکت و شان سے لڑائی میں مصروف ہے فوج سے  
 کاؤس فیل سر نے گینڈے کو مہینہ کیا زخم دار دیکھ کر طرٹ سا ہزادہ خاد و سپاہ جلا نعرہ کرتا ہوا کہ  
 ادبیرہ حمزہ تو نے غضب کیا قید مردان عالم کو توڑا اب جگوزندہ نہ چھوڑوں گا قاسم صدائے نعرہ  
 کاؤس شکر بٹا تھا کہ سالوس برادر کاؤس قوی تن دیو خصال گینڈے کو چپکا کے قریب آیا  
 خبردار خبردار کہنے وار کیا ہر چند کہ جسم قاسم تیروں سے چھنا ہے مگر مہر تن چشم بنا ہے تلوار کا سالوس کی  
 تلوار پر گانٹھا وار کو اس کے رد کیا جب وہ تلوار کا وار کر چکا قاسم نے نعرہ کیا بیت تو ضربے زدی ضرب  
 سن نوش کن ہم شادی از دل فراموش کن دیگر دور بخون گذشت نوبت ماست بہر کربا پنج روز  
 نوبت اوست تیغہ برق تاب کو چپکا کے ہاتھ مارا سالوس و سیاہے گردہ پہ کاٹھا دیا برق تمشیر  
 نے سحاب سپر کے ٹکڑے اڑائے یا تو قبہ سپر پر چمکی تھی یا زبر تنگ بوسہ دیا سالوس مع  
 دیو مسک کے مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہوئے رنگ کافرون کے کٹ گئے غریو ہوا کہ سالوس مارا  
 گیا یہ جو کاؤس نے دیکھا کہ قوت بازو مارا گیا طلب تھرایا لان و گدان کرتا ہوا طرف قاسم کے  
 چلانا مرد نے پشت پر سے آکر ہاتھ مارا جک جو تلوار کی قاسم نے دیکھی گھبرا کے منہ پیر دیا تیغہ کاؤس کا  
 چل چکا تھا سر اس افسر کا بخوبی زخمی ہوا قاسم کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا سر جھکایا کاؤس  
 نے جا ہا سر کاٹ لون صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ زخم داری میں کاؤس قاسم کا سر  
 کاٹنا چاہتا ہے وہیں سے نعرہ کیا اونا مرد کیا کرتا ہے منہ زلزلہ قات ثانی سلیمان تلوار میں مارتے ہوئے  
 افسران فوج کو لٹکارتے ہوئے بڑے علم فوج کو قلم کیا صفوں کو درہم و برہم کیا لڑ بھڑکرا اپنے کو



قریب کاؤس کے پہونچا قاسم کو نصبت پر لیا سینہ سپر کر دیا کاؤس نے وہی شمشیر خوں لود صاحبقران  
 پر لگائی ہر چند کہ زخمی ہونے سے قاسم کے انتہا کا غصہ کیا کہ اس نے قاسم کو بہ نامردی زخمی کیا  
 مگر بہ جوش جرات بارہ بچا کے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال دیا تلوار کاؤس کی چھین لی زخمی کر مین  
 ہاتھ ڈال کے بزور صاحبقرانی اوٹھالیا ہر ایمان صاحبقران بھی اس مقام پر جم کے لڑے  
 خوب معر کے پڑے امیر نے اس کی مشکین باندھیں فوج کو شکست دی ہر ایمان کاؤس صاحب  
 امیر بفتح دفر زری اوسی مقام پر فروکش ہوئے انسوس ہے کہ لندھور کا نشان لگا کاؤس  
 کو بلا کر سمجھایا وہ بصدق سلمان ہوا حجاب سے سر جھکا لیا عرض کی اے شہر یار یہ خطائے فاش ہوئی  
 کہ جب حضور کے نعرے کی آواز آئی تو لندھور میں سعدان کو مین نے بدست عیار سمت  
 قلعہ خورشید روانہ کر دیا اب غلام کو قلعہ حضور دیکھ کر نہایت حجاب ہوا خداون کو سجدے سے  
 اویں مکار کے بجائے جو مذہب والا اسکے سامنے جاتا ہے تسخیر ہو کر ضرور خورشید روشن تن کو  
 سجدہ کرتا ہے امیر نے فرمایا مین نے اپنے جانشین کو خدا کے سپرد کیا وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی  
 ان کی حفاظت کرے گا یہ فرما کر صاحبقران نے طرف اسی لشکر کے کوچ کیا یہاں لندھور میں  
 سعدان کو عیار لیکر خدمت خورشید میں پہونچا اس شعبہ باز نے سامنے اپنے بلوایا چہرہ  
 نجس اپنا دکھلایا فوراً لندھور نے سجدہ کیا لاکھ فوج ہرہا سیمبر کے خورشید نے کی لندھور  
 بھی قطع منازل و طے مراحل کر کے پاس نور الدہر کے پہونچے نور الدہر لندھور کو استقبال کر کے  
 اپنی بارگاہ میں لائے لندھور نے اپنے نام پر طبل بجایا بجوایا یہاں بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ  
 سلیمانی میں جلوہ فرما میں ذکر صاحبقران درپیش ہے صاحبقران کے غائب ہونے کا پس پیش  
 ہے نور الدہر ہر روز طبل بجائی بجواتے ہیں وہ چار سرداروں کو زخمی کر کے پلٹ جاتے ہیں،  
 چالیس بجاس سردار زخمی ہو چکے ہیں خواجہ عمر و سے بادشاہ فرما رہے ہیں خواجہ برائے خدا  
 کوئی تدبیر کرو جو تجھے صاحبقران کی تقریر کرو عمر و بھی متردو تھیر ہے جواب دیا اے شہر یار  
 عالی وقار غائب ہونا صاحبقران کا سوائف مشیت پروردگار ہوا اگر صاحبقران باقبال اس  
 زمانے میں ہوتے یہ بدعتیں نور الدہر کی دیکھتے کیا تعجب تھا کہ بیک ضرب نیغہ مقرب سلیمانی  
 نور الدہر کے دو پرکالے کرتے بقتل کلیجہ پر ہاتھ دھرتے یہ ذکر تھا کہ ہر کالے آکر حاضر ہوئے



بعد عارِ شنائے شاہی عرض کی بندگانِ عالی پر ظاہر ہو کہ مثل نور الدہر لندھور باغی ہو کر آئے  
 مثل شیر و شکر آپس میں لے ہوئے محبت خورشید روشن تن میں بہوت بیٹھے ہیں اُس مرتد  
 کی خدائی کا دم بھرتے ہیں لندھور بن سعدان نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا کل ان کا ارادہ ہے  
 کہ محکمہ معرکہ آرائے نبرد ہوں نور الدہر سے صلاحین ہو رہی ہیں کہ ایک دن ہم میدانِ داری  
 کریں ایک دن تم لڑو آپس میں عہد واثق کر کے طبل جنگی بجوادیا بادشاہِ حجابہ نے ٹھنڈی سانس  
 بھری فرمایا اے سردارانِ نامی اے ہیروانان گرامی مقامِ افسوس ہے نور الدہر تک تو یہ خیال تھا  
 کہ وہ سب جھوٹے ہیں اگر گستاخان کین کیا مصافحہ اب بزرگ سے مقابلہ کر اٹھے گا فرزندِ صاحبقران  
 اس عالی وقار کو غم نامدار سنتے ہیں مقامِ عبرت ہے پوتے صاحبقران کے اور ہم بھی دادا جان کہتے  
 ہیں جس کو جد کہیں اوس سے مقابلے کی جدو کہ کریں مصیبت میں وہ ہماری مدد کریں انقلابِ فلکی  
 جو دکھائے گا دیکھا پڑے گا ایسے ایسے کھات حسرت آیاتِ فرما کر حکم دیا جھوٹے دادا جان  
 خواجہ عمر و نامدار طبل جنگی بجوائے مقابلہ کرنا پڑے گا جو پروردگار کو منظور ہو گیا چارہ ہے خواجہ عمر و  
 اوٹھے نقارخانہ سکندری میں آکر حکم دیا نقارہ سکندری پر چوب پڑی تمام لشکر میں مشہور ہوا کہ  
 کل لندھور بن سعدان سے مقابلہ ہے سردارانِ منہ وستان خاموش ارشیون پر نژاد و فرما دغان  
 ایک ضربی فرزندِ لندھور کی عبرت کا خوش اپنے باپ کا حال سن کر کٹے جاتے ہیں بادشاہ سے شرماتے ہیں  
 بادشاہ نے دونوں کو حکیم سے لگایا ارشاد فرمایا آپ کیوں منفعیل ہوتے ہیں یو جو بد بقرار ہو کر روتے  
 ہیں نہیں معلوم خورشید روشن تن نے کیا شعبہ دکھایا کہ لندھور ایسا عاشقِ جمال صاحبقران  
 یوں باغی ہوا طریقہ سے ظاہر ہو کہ وہ اپنے ہوش میں نہیں ہیں پروردگار انجامِ بخیر کرے بادشاہ یہ فرما رہے  
 ہیں کہ خواجہ عمر و نقارخانے سے واپس آئے عرض کی حضور طبل جنگی بج گیا تیارانِ ہور ہی ہیں  
 سب سردارانِ نامی صلاحین کر رہے ہیں کہ کل نور الدہر کے ٹکڑے ٹکڑے اڑائیں گے ہرگز لڑائی سے  
 منحہ ٹوڑیں گے چارے شہنشاہ کو کھات سخت و سست کتا ہو مذہب میں فرق ڈالنا بادشاہ نے  
 کہا اے شہنشاہِ عیاران آپ سنتے ہیں کہ لشکر میں کیا انقلاب ہے اس لشکر میں ایک ایک  
 بھرات و شوکت لا جواب ہے اگر سب نے ملکر ساتھ کیا لندھور و نور الدہر کو گھیر لیا خدا خواستہ  
 ان دونوں سرداروں پر کوئی افتاد پڑی یا موئے جسم کم ہوا صاحبقران ضرور دامنگیر ہونگے



ارشاد فرمائیں گے وہ لوگ اپنے ہوش میں نہ تھے اور نہ کیوں دست اندازی کی میرے قوت بازو سے لڑائی پڑی ہمارے قوت بازو کو قتل کیا کچھ خوف نہ آیا میں کیا جواب دوں گا برائے خدا اس کی کچھ تدبیر کیجیے عمر و نے کہا بھلا مقدمات پہلو انان میں نخیف وضعیف کیا دخل دے سکتا ہے آپ بادشاہ لشکر ہیں جا کر روکیے میں اگر سامنے جاؤں ایک طمانچہ اون کا پڑ جائے سر مجھ غریب کا میدان میں لڑتا بھرے علاوہ اربین بوجہ مصر عہ پر اگندہ روزی پر اگندہ دل بد بادشاہ نے اگر اس لڑائی میں دخل دیا ہمارے سرداروں کو بچایا اصل یہ ہے کہ لندھورا اور نور الدین ہر سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا انتہا کے زبردست بادہ جرات سے مست انکی بھی حفاظت ہو تو آپ کی خدمت گزار کریں عمر و نے کہا اسے شہر یار روپیہ بڑی چیز ہے اسکی نہ قدر کرنے والا نہایت بدتمیز ہے اگر آپ لاکھ لاکھ روپیہ صرف کریں لشکر کی بھی حفاظت ہو وہ بھی بچ جائیں یہ لشکر بادشاہ نے دس ہزار روپیہ منگا کر پیش کیے عرض کی جد عالی تبار یہ تحفہ حقیر تو حاضر ہے برائے خداتا آنے صاحبقران کے اس طور کا نظام کیجیے کہ میں تجوب نہ ہوں خواجہ عمر و نے روپے اٹھائیے کہا اس قدر تو صرف ہو جائے گا مگر آپ کے ارشاد فیض بنیاد سے گردن تابا کرنا مناسب نہیں ہے جہاں تک قرض ملے گا آپ کی محنت میں صرف کر نیکیے بادشاہ تو خاموش رہے خواجہ عمر و بیرون بارگاہ آئے چالاک قرآن کو بلایا کچھ آپس میں سرگوشی ہوئی بہت خوب انکے چالاک چلا گیا قرآن بھی اہتمام ارشاد اُستادین مصروف ہوئے فرما دیا خان یک ضربی بارگاہ شاہی سے اٹھ کر اپنی بارگاہ میں آئے بھرا مہر کر رونے لگے سرداران ہندوستان سے کہا کیوں بھائیو تم نے دیکھا قبیلہ و کعبہ نے چکو خوب تجوب کیا ہم کسی کو مقابلے میں اپنے بزرگ کے نہ جانے دین گے غدر کریں گے اگر قبیلہ و کعبہ نے قبول کیا سچان اللہ عین مراد ہے ورنہ ہم تو ان پر کیا وار کریں کہ جنم نصیب ہوں سر قد من پر رکھ کر کٹوا دین گے تمام سرداران ہندوستان باتوں پر فرما دیا خان کی رو رہے ہیں ہر ایک کا یہ قول ہے عرب ہمیر سنہستے ہونگے آواز سے کہتے ہوں گے دشمنوں کی بن پڑی یار و آما دہ مرگ و مہیا تے قضا رہو بجائے بدعت گردش فلکی سہو تمام رات لشکر ہندوستان میں تیاریاں رہیں جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا سب سرداران نادر اسلحہ ہو کر در دولت شہنشاہی پر آئے بادشاہ بھی آج سویرے سے برآمد ہوئے دیکھا اہالیان ہندوستان رنجیدہ کبیدہ قبضہ ہائے شمشیر بر ہاتھ رکھے ہوئے مجھوم رہے ہیں قبضہ ہائے شمشیر چوم رہے ہیں



جرات کا جوش رعب شاہی سے خاموش بادشاہ نے وزیران سلطنت سے ارشاد فرمایا دیکھو  
 یار واپایان ہندوستان کو بغاوت لندھور کا بڑا قلق ہے جملہ سردار شہنشاہ کے ساتھ ہیں بایں تخت  
 پر ہاتھ رکھے ہوئے کہ سامنے سے گرد و غیم بلند ہوئی لندھور نور الدہر مرکب ہائے باد و قمار پر سوار  
 زیر سایہ علم گلنار کہ جس کے پھر ہرے پر تعریف خداوند خورشید روشن تن مرقوم آمد فوج کی پشت  
 پر تین لاکھ غریب کرتے ہوئے نیزے ہلاتے ہوئے دور کا بے مرکب اڑا لے ہوئے اس شہر کو تار  
 شان سے دونوں جوان اگر میدان کارزار میں پہنچے دونوں جوان بڑھکے بعد سپہ سالاری کھڑے  
 ہوئے صفین جمنے لگیں جب صفوف قتال و جدال راستہ ہو چکین کرکیت کرکے اکبر و قدامت صفوف  
 افواج پر مثل صف شرکان سناٹا آیا طبل و بوق بجا موقوف ہوا لندھور بن سعدان نے مرکب اپنا  
 صف سے نکالا نور الدہر چاہتے تھے کہ میدان کارزار میں جاؤں لندھور نے بخوش آمد  
 اجازت لی نور الدہر نے جواب دیا کہ خداوند خورشید روشن تن کے سپرد کیا واپایان دست چپ  
 ہنس رہے ہیں ایرج کا ارادہ ہے کہ میں مقابلہ میں جاؤں مہندی پتی غور کو مثل کرپاس کہنا اگرچہ کر  
 نہ پھینک دوں تو اپنا نام ایرج نو جوان نہ پایا جس طرح جد عالی تبار نے میدان چرن کوہ میں مع  
 قیل میمونہ اٹھایا تھا اسی طرح اگر نہ اٹھایا تو کچھ کام نہ کیا وہ کشتی گیر زاوہ نسیب شمشیر مردان عالم سے  
 کوسوں بھاگے گا لندھور نے میدان میں پہنچ کر نعرہ کیا اے فرقہ خدا پرستان جس کو تمار گ کی  
 ہو ہمارے مقابلہ میں آئے اگر جان عزیز ہو خداوند خورشید روشن تن کو سجدہ کرے ادھر ایرج  
 آمادہ تھے کہ فرہاد خان ایک ضربی نے اپنے گیندے کو صف سے نکالا چوب دست گران سنگ  
 کا ندھے پر بصد کرد فرہاد شاہ سے اگر اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے فرمایا اے فرزند ہم تم کو باپ سے  
 لڑنے کی کیونکر اجازت دیں فرہاد نے کہا حضور میری کیا مجال ہے کہ قبلہ و کعبہ پر ہاتھ اٹھاؤں  
 بلا حساب و کتاب جنم میں جاؤں میں سمجھانے جاتا ہوں اور سمجھا کر خدمت شہنشاہی میں لاؤں گا  
 بہت غلام کا پاس کرتے ہیں اگر نہ مانیں گے تو سر نہ رکروں گا لاچار بادشاہ نے اجازت ہی فرہاد خان  
 گیندے کو اوڑکے سامنے لندھور کے آیا تھک کر سلام کیا لندھور نے کہا ادھو انان مرگ  
 میرے مقابلہ میں آیا ہے حمزہ نے چکوتاہ کیا خدائے ناویدہ کو سجدہ کر ابا خداوند خورشید روشن تن  
 کی خدائی برحق ہے پردہ محاب آتکھوں سے اوٹھایا مضمون حق و ناحق دکھا دیا قدرت



قدر شناس فلک اساس کو میرے ساتھ چل کے سجدہ کر عہدہ ہائے جلیل ملین گئے جتنے بادشاہان مذہب باطل  
 میں سب خدایت میں حاضر رہتے ہیں ایسے خداوندان کو سجدہ نہ کریں فرما دھان نے منہس کر جواب دیا  
 آپ ایسے کلمات مہلات نفرائیں چیل کے بادشاہ سے خطا معاف کر لیے اس میں سعادت کو نین سے دنیا  
 و عقبی دونوں میں ہنگامے خورشید روشن تن کوئی شعبہ بازیا جیسا ساز ساحر ہو گا اس لعنت کیجیے  
 یہ سنتے ہی لندھور نے قبضہ تیغ دودم ہندی پر ہاتھ ڈالا کہا اونا لالیتی ہمارے سامنے خداوند کو  
 بڑا کتا ہے سر کاٹ کر تیرا خدمت خداوند میں بھجواؤں گا فرما دھان نے سر جھکا دیا کہا یہ سر حاضر ہے  
 غصہ کرنے کی کیا بات ہے آپ کے ہاتھ سے قتل ہونے میں میری نجات ہے فرما دھان نے تو سر جھکایا  
 لندھور نے ہاتھ ماو دیا سر فرما دھان کا بخوبی زخمی ہوا ہندیوں نے جو یہ بدعت دیکھی تلواریں  
 کھینچ کر لندھور پر جا پڑے ہر سردار کا یہ قول تھا کہ لندھور نے غضب کیا سر جھکانے  
 پر ہاتھ مارا ایسی کوئی نا انصافی نہیں کرتا نور الدہر نے جو دیکھا کہ لندھور پر فوج اسلام نے  
 بلوہ کر دیا لغو کر کے مع فوج یہ بھی جا پڑے بادشاہ نے تخت بڑھایا جملہ سرداران تہمتی دلاوران  
 صفت لشکر فوج لندھور نور الدہر پر جا پڑے ایرج نے بڑھ کر علم فوج قلم کیا یرون کو درہم درہم  
 کیا لندھور نے ہلٹ کر دیکھا کہ ایرج نوجوان بصد شوکت و شان لڑتا پھرتا آتا ہے ہلٹ کر آواز  
 دی اوتا جزا دے کر پاس فروش بازاری جسے مقابلہ کر تین روپیہ کے پیادوں کو کیا قتل  
 کرتا ہے ایرج نوجوان خود آتش خوشعلہ فراج صاحبان جرأت کے سر کا لاج ٹوکتے ہی ہلٹ پڑا  
 لندھور نے تھما مشکل کیا ہاتھ تلوار کا مارا اوس نے سپر کو پھرے کی پٹاہ کیا تیغ لندھور کب  
 ٹوکتا ہے سپر کئی سر زخمی ہوا ایرج نے داستانہ مارا تیغ سر سے نکلی گیا چادر خون چہرہ زیا پندھور  
 نے قصد کیا سر کاٹ لون سرداران ایرج نے جان بازی کی نین زنگی و قیلم زنگی و میعاد عاد  
 رشک دراز گرد و غیرہ پینہ سپر کے لندھور پر جا پڑے اپنے آقا کو بچایا اپنے کو زخمی کرایا دور سے دھماکہ  
 رستم پنین و پیل کن کشندہ قویل ہندی و دویل ہندی و کشندہ کپتان فرنگی یعنی ملکشاہ نوجوان کے  
 ایرج کو زخمی دیکھ کر آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا وہیں سے لٹکرا ا و ہندی پتی خود زور  
 مردان عالم کو بھول گیا وہی علم شاہ ہوں کہ مع ہاتھی تجا و اٹھایا تھامیر سے نور نظر کو میری  
 آنکھوں کے سامنے زخمی کیا یہ لکھے مرکب استر مالا کبود فرنگی کو اوڑا یا طنبور بجا گھوڑے بھی



بڑے صفوں کو درہم و برہم کرتے ہوئے چلے نور الدہر نے جو علم شاہ کو آتے ہوئے دیکھا پہلو سے  
 نعرہ کیا کہ حضور مجھ سے مقابلہ کیجئے ادھر آپ کہاں جاتے ہیں کیا اوس ضعیف کو جرأت دکھاتے  
 ہیں جو انوں سے آنکھ چار کیجئے علم شاہ کو جو نور الدہر نے ٹوکا شل شعلہ جوالہ پلٹ پڑے  
 آواز دی اوجھو کرے تجھ کو بھی یہ لیاقت ہوئی آج تجھ کو بے قتل کیے نہ چھوڑوں گا مگر بڑے بھائی  
 بدیع الزمان کو کیا سمجھ دکھاؤں گا فرامین گے میرے کیجیو پھر پھر پھر دی رستم کی آنکھوں سے  
 آنسو جاری تیغہ کیتان فرنگی دست زبردست میں کھنچا ہوا جو سردار سامنے آیا غلغلا شمشیر آبدار  
 ہوا ہر ایک سرکش سیکار ہوا عمر و نے جو یہ معرکہ دور سے دیکھا گھبرا گیا سوچا کہ اگر علم شاہ اور  
 نور الدہر سے مقابلہ ہوا وہ اپنے زمانے کا رستم صاحب شوکت و ختم ہے نور الدہر کو مار ڈالے گا  
 یہ سوچ کر چالاک کو آواز دی کہی ہزار عیار سمٹ کر آئے عمر و نے کہا یا راجہ جو شب کو صلاح کی تھی  
 اوس کا ظور ہو دل بادشاہ لشکر اسلام کا سرور ہو یہ سنتے ہی کہی ہزار پیک پھون کو چالاک  
 لیکر چلا ایک کیدان سے اختارہ کیا نور الدہر کو بڑھکر ٹوک دے جب وہ تیرے مقابلے میں  
 آئے وائر کرنا لگا کہ طرف خلستان کے لاؤ میں کمندون میں گرفتار کر لوں کیدان نے یہی کیا  
 سیاہ دکھا کر بھاگا نور الدہر نے اس کا پیچھا کیا جب قریب خلستان کے پہنچے چار سے حلقہ  
 چار جانب سے نور الدہر پر پڑا بندھ کر گرے از روے بلوے کے ان کو گرفتار کر لیا ادھر جواہر بن  
 عمر و نے یہی فقرہ لہر دھور کے ساتھ کیا جب نون ہر گرفتار ہوئے عیار ان کو لے بھاگے  
 فوراً مطوق و مسلسل کر کے قید خانے میں بھیجا لشکر کو قتل کرنا شروع کیا عین گرمی جنگ میں  
 صاحبقران زمان مع قاسم نوجوان و قدح شاداب جلیہ گر و کاؤس فیل سر آکر پہنچے  
 مغلوبہ دیکھ کر شریک جنگ ہوئے بدیع الطماس جو تلاش قاسم گئے تھے وہ خبر سن کر آگے ہراہیان  
 نور الدہر و لہر دھور کو قتل ہوئے آخر شکست فاش کھا کر بھاگے سمت خورشید نگار روانہ  
 ہوئے دربار خورشید میں اس تمام کیفیت کو بیان کیا کہ مسلمانوں نے عاجز ہو کر لہر دھور و  
 نور الدہر کو بیاری پکڑ لیا خورشید روشن تن کو جلال آیا کہا سپہ سالاران مابدولت کو کون  
 گرفتار کر سکتا ہے فلان قصر میں آرام فرما رہے ہیں بختیارک کو اشارہ ہوا جا کے بیدار کرو  
 بختیارک ان شعبدون کو دیکھ کر بہت حیران ہے جس قصر کا خورشید نے پتہ دیا تھا اوس میں جا کر



دیکھا دونوں شیر پڑے سو رہے ہیں بختیارک نے بیدار کیا نور الدہر و لندھور آنکھیں ملے  
 ہوئے اٹھے بختیارک نے کہا چلو خداوند یاد فرماتے ہیں نور الدہر و لندھور دربار خورشید  
 میں آئے دونوں نے سجدے کیے خورشید نے خلعت دیے ارشاد فرمایا اے سپہ سالاران مابودلت  
 اب تم دربار میں حاضر ہو قدرت اود کی تدبیر کر لیں گے یہ کھلے کچھ فکر کرنے لگا یہاں سے صاحبقران  
 ٹرائی فتح کر کے بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئے دل کو بخوبی اطمینان ہے کہ نور الدہر و لندھور  
 دونوں قید خانے میں قید ہیں صبح کو تینہ وہ تہدیر کھلے گئے سرداروں کی زخم دوزیان کر کے دربار  
 برخاست کیا بوقت سحر دربار میں تشریف لائے سب سردار جمع ہوئے سب زیادہ بد بیع الزمان  
 بقرار عرض کی قیدیوں بلا کو طلب فرمائیے صاحبقران نے حکم دیا ہر لم قید خانہ میں آیا دیکھا  
 دونوں جوان منہ لیٹے ہوئے رو رہے ہیں بہرام زنجیر تھام کر باحتیاط تمام دونوں کو دربار  
 میں لایا دیکھا دونوں منہ لیٹے ہوئے ہیں صاحبقران نے بچار کر فرمایا اے نور الدہر و لندھور  
 محبوب نہ منہ کھولو دونوں نے چہرے اپنے کھولے تمام اہالیان دربار نے دیکھا لندھور و نور الدہر  
 کہاں جمہور و فرام ز عادمغربی سلسل و مطوق سامنے کھڑے ہیں رو رو کر کہا غلاموں نے  
 کیا خطا کی صاحبقران نہایت محجوب ہوئے جلد ہتھکڑیاں و پیریاں کٹوائیں اوس وقت  
 دربار میں کوکب روضہ نصیر بھی موجود تھے اوٹھکر قدموں پر صاحبقران کے گریہ کیا اہا ایشہر یار  
 اس بیجا کا آپ نے شعبہ دیکھا لندھور و نور الدہر کو نکال لے گیا برائے خدا اس اقلیم میں  
 جانے کا ارادہ نہ کیجیے صاحبقران نے فرمایا اے یار و فادار ایک پارہ ہلکے دو سر ارفیق نامور یہ  
 دونوں شیر مر جا کر مبتلائے بلا ہوئے نہیں معلوم اُن پر کیا گذرتی ہوگی کیونکر ممکن ہے کہ اس طرف  
 جانے سے باز آؤں جو منظور پروردگار ہوگا وہی ہوگا ہر چند اس نے سجدے کامل دکھائے مگر یہ  
 حقیر پر تقصیر اپنے ارادے سے باز نہیں آئے گا کوکب نامور ایک زمانہ رہ تھا کہ بیجا زمر و شاہ  
 باختری نے دعویٰ خدائی کیے اور قیلولات پر رہتا تھا ایک کروڑ چار سوا لاکھ سوار پیدل کی چھاؤنی  
 رہتی تھی خود گنبد گیتی نامین رہتا تھا بقول شخصے ہوا سے باتیں کرتا تھا اس بیجا کی صورت غصہ  
 دیکھا محال تھا کیا قیامت تھی کہ بعد سال بھر کے حشر برپا کرتا تھا اپنے معتقدوں کو قیلول سے  
 صورت دکھانے آتا تھا جاہ و جلال اس کا دیکھ کر بہرام فلک خمار آتا تھا گمان یہ تھا کہ جو ہم اس سے



مقابلہ کریں گے اس فوج دریا مہج کے سامنے کیونکر تھیں گے بارہ سال کامل ملک باختر پر لڑائی  
پڑی عنایت خدا سے اس کو شکست دی ملک بلک بھاگا اُن مقاموں پر پہونچا کہ جہاں طارو دم  
و خیال کبھی گذر نہ تھا مثل زبرجد نگار و ملک فرعونہ و غلطی آبادین ہند کر چکا تھا کہ بدون قتل  
لحقا واپس نہ ہوں گا اُن مقامات پر پہونچ گیا اور تو انائی رب اکبر سے وہ ملک تیسرے ہوئے  
جب یہ نہر اشکل چرخ گردان میں گیا ہے اے برادر اس ملعون کے عجائب و غرائب قابل بیان  
نہیں ہیں قریب تھا کہ میرے اعتقاد میں فورا آئے مگر پروردگار نے مدد کی شیطان رہن  
دین و ایمان نہ ہونے پایا اوس پر بھی غالب ہوا بیس برس ہوش رباعین لڑائی رہی یہاں بھی  
پروردگار نے منظر و منہور کیا غیر ممکن ہے کہ تعاقب لقا میں نہ جاؤں یہ عمر ہر وقت و در زبان ہے  
شعریات و رسد بجانان یا جان زن بر آید دست از طلب نذارم تا کار میں بر آید جس دن  
اوس کو قتل کروں گا ترک دنیا کر کے خانہ کعبہ میں جا کر مصروف خدمت گذاری پتیر آخر الزمان ہو گا  
اگر اسی راہ میں قضا ہے بندہ مجبور و لاچار ہے اختیار شیت پروردگار کو کب نے سہجہ کیا کو کب  
نے عرض کی کہ اے شہر یار غلام اس اقلیم کے حالات سے آگاہ نہیں ہے اس طرف کبھی آنے کا  
بھی اتفاق نہیں ہوا غلام خدمت فیض درجت میں حاضر ہے بسم اللہ حضور نے بہت جاسے  
ارشاد فرمایا کہ ایسے شیران دشت نبرد جا کر اس نام کے دام تزویر میں پھنس گئے کیونکر ہو سکتا  
ہے کہ ہم زیادہ عرض کریں بسم اللہ سامان لشکر کشی ہو صا حبقران نے بلو اکر پہلوان  
عادہ کی کو حکم دیا کہ اٹالا بارگاہ سلیمانی ناچے اسی وقت حکم صا حبقران عالی نشان لشکر  
اصد کرد و فر تیار ہوا فرد۔ لدا پیش خمیہ اصد دھوم دھام کہ اچھل پڑی بر سر روم و شام  
کو کب نے بھی لشکر ساحران کو آراستہ کیا ملکہ بہار و مخمور و باغبان و غیرہ بھی ہمراہ ہیں ان  
سب نے اپنے اپنے لشکر میں بکفیت تمام آراستگی کی اتنا دریافت ہوا کہ دس منزل کے بعد ایک  
قبیلہ ہے کہ خورشید روشن تن نے اوس کو سرکش لقب دیا ہے بہر اوس سرکش و فولا و جدا وہ  
کنعان و غیرہ بارہ بجائی کوئی سپہ سالار کوئی بادشاہ کوئی وزیر آپس میں قرار پایا ہے انھیں کی  
معداری ہے مشہور ہے کہ وہ کسی کو طرف ملک خورشید نگار کے نہیں جانے دے رہا ہیں روک لیتے ہیں  
بڑے بڑے دھوکے دیتے ہیں صا حبقران نے فرمایا مجھ کو خورشید نگار جانا واجب و لازم ہے



چور و کے گا اوس کو جواب دین گے بعد قطع منازل و طے مراحل لشکر صاحبقران کھلے سیرہزار  
نواح و لکشا میں آیا کہ وہ جنگل ہونہ قدرت پروردگار تھا چار جانب اعلیٰ موسم بہار تھا کھڑیا لا  
کھلا ہوا جانوران ہوائی بصد رعنائی مصروف زمرہ سرائی ہوا کا اعتدال بہر شاخ و نخل رشک ہلال  
ہر برگ غیرت آفتاب لب سنبھل کا بیج و تاب زکس شہلا کی دیکھ بھال آنکھوں کی گزشت غیرت چہان  
عزال پہاڑ مثل گلدستہ کے آراستہ طائران زمرہ سرا بزبان بیریانی صنعت باغبان قضا و قدر میں  
مصروف اس دشت مینو سواد میں خیر خواہان دولت نے بارگاہ سلیمانی کو استاد کرایا جب فروکش  
ہو چکے تو دور سے دیکھا غیر فصل میں آسمان پر ایک ابر چھایا ہے ابر سیاہ برق سے چمک زنی کرتا ہے  
نقارہ رعد نوازش میں برق ترپنے کی کوشش میں ایک جانب گار لشکر کو کب و جملہ سا حراں  
فروکش ہوا جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرائی اپنی اپنی بارگاہوں میں داخل ہوئے سفر کے لطف  
حاصل ہوئے ایک خدمتگار نے اگر رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد و مغربی کو کہا کہ اے شہر یار یہاں سے  
تھوڑی دور پر ایک جانب ایک دیر کلان بنا ہوا ہے قریب اوس دیر کے آٹھ ہر ایک میلہ ہوتا ہے  
بڑی بڑی دور سے تاجران حلیل لاکھوں روپیہ کمال کے کرتے ہیں نفع کثیر اٹھاتے ہیں بعض  
نے اس مقام پر گھر بنوا لیے ہیں سالہا سال رہتے ہیں ایک جانب ایک غار عظیم الشان ہے  
ایک آتشکدہ روشن ہے نہراہا میں لکڑیاں اس میں پڑتی ہیں نہیں معلوم اوس آتش افروزی سے  
کیا مراد ہے سامنے دیر کے جا کر پوجا پاٹ کرتے ہیں فرامرز عاد و مغربی یہ خبر سنکر میلہ کا مستحق ہوا  
یہ بھی گمان غالب ہے کہ آج ہی صاحبقران اگر اترے ہیں بارگاہ سلیمانی میں دربار شاہی  
نہ ہوگا برائے چند ساعت جا کر یہ میلہ بھی دیکھ آئے یہ بھی ثابت ہو جائے گا یہاں کا کون حاکم و  
ناظم ہے لشکر شہنشاہی اقلیم خورشید گار کا نام ہے ابھی تو وہ مقام بہت دور ہے برائے  
لندہ صورت نور الدہر قلب نا صبور ہے پروردگار وہ بھی دن دکھائے کہ وہ شیر دام مکر سے اوس باہمت  
کے رہا ہو کر ہم سب سے اقلین غنیمہ آرزو حلیں یا شاید پھر وہ ملعون ان شیرون سے ہمارا مقابلہ  
کرائے چند مصاحب ہمراہ بن سہیل عیار بھی ساتھ ہوا مسلح و مکمل ہر سیلے کی سیر کو چلے سہیل عاد  
مغربی عیار نے بطور قاعدہ عرض کی کہ حضور غیر اقلیم میں تشریف لائے صاحبقران زبان سے  
دریافت کر لیجیے شاید کوئی افتاد پڑے یا کوئی میلہ میں آنے کو روکے حضور کو تاب



نہ ہوگی فساد پڑ جائے صبا حقیران زمان کے خلاف فرامرز نے کہا میں تو ابھی واپس آؤں گا  
 دربار کے وقت تک پہنچ جاؤں گا یکا یک مرکب کو مہینہ کیا جب سحرائے سبزہ زار سے نکلے  
 دیکھا حقیقت میں کئی فرسخ کے گرد میں میلہ آراستہ و پیراستہ ہے صراف ہزار جو ہری بازار نہایت  
 قاعدے سے دوست دوکاندار چالاک و چست بازار کھلے ہوئے دوکاندار خرید و فروخت پر تلے  
 ہوئے سورا کھٹکسا رہا ہے گرم بازاری دلالوں کی بول چال ہر خورد و کلان خوش حال ایک جانب  
 سیکڑے آراستہ ہیں پیر معان بعد شوکت و نشان و نشان مسند پر ساقی بچے جام ہائے  
 بادہ گھرنگ بعد ناز و ادا ہاتھ میں لیے صدائیں لگا رہے ہیں شعر شراب شوق سے مت ڈور لگیلے  
 سرے سر کی قسم اک جام پی لے ہر فرد ساقیا وہ برانڈی اب ڈھلکا کا گل اڑتا ہو جس کی بوتل کا وہ  
 اُن ساقیان مگر خسار نے جس سے نگاہ نشیلی چار کی مست بادہ محبت ہو کر جلسے میں آ بیٹھا لاؤ لاؤ  
 کرنے لگا ایک ہی جام میں مست ہو کر ناچ رہا ہے کوئی گانا ہے نشے میں شراب کے تانین لگتا ہے  
 کوئی لڑکھڑا کر گرا ساقی کا نام لیکر سنبھلا مہنگا مہ غظیم بریا ہے جام ارغوانی گردش میں صدائے  
 ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند مست و بدست ہر خود پسند دور شراب کا مہنگا مہ دخت رز کا  
 ایک ایک سے لڑتا برانڈی سے جس نے مٹھ لگایا اوس کی شامت آئی کبھی میسا ہے پہلے خرہ  
 دکھاتی ہے پھر اپنے طالب کو چوتیان کھلواتی ہے ایک جانب طرے چڑھ رہے ہیں کوٹھڑی سوٹے  
 کی پکا سبز بختون کی لٹکا سبزی گھٹ رہا ہے یہ شعر آید اگر کسی جوان سبز بخت کا نظم کیا ہو ادمدم  
 پڑھتے ہیں فر و جب سے ہوا ہے عشق کسی سبز و رنگ کا بچھوٹی شراب شرخ ہوا شوق ہنگا کا ایک ہی ب  
 بھنگیوں کی دوکانین بالین استاد ہیں معشوقان پری جہرہ فن دلربائی میں استاد ہیں عاشقان  
 و مبارزل دل میں سوز و گداز محبت پر آ بیٹھے دو گندے پھینکے آواز دی جا بختان پیرو پر کی لانا  
 کوئی ٹرہ سا لہجہ ان کا جما و سولہی نہ سنا د ایک جانب ڈھانک کے بکل جل رہے ہیں جلم بھرنے والا  
 آتش محبت کا جلا ہوا ساقن کا عاشق قدیم پہلے ال کھلایا منطس ہو کر جلیں بھرنے لگا اوس نے  
 پٹک کر آگ جانی سبزہ جہ سرخ نیچو ساقن نے تو میان لکھ رہا تھا دیا اپنے والے نے مسکرا کر جواب یا  
 پیاری ذرا منہ تو لگا دو جوانوں کو نشہ ہو ساقن نے بڑی خاطر کی روز کے آنے والے ہیں تو  
 منہ لگا دیا ورنہ یہ کب نہ لگاتی ہیں و مبارز شعبہ باز جوان کے ہاتھ میں جو حقہ آیا اگر گئے دم پڑا



یہ شعر پڑھا شعر نہ آزاد کے دم میں کھینچ دم چرسون کارندون میں؛ پیارے دم ہی بھر کا فرق ہے  
مردے و زندون میں؛ دیگر نہ آزاد کے دم میں تو اگر کچھ دھن کا پکا ہے و بہشت اک باغ ہے  
دور خجی اک شہری و مٹر کا ہے؛ جو انون کے دم پڑ رہے ہیں ساقن سے نگاہیں ملا کر  
اگر رہے ہیں لیتے ایک جانب بیٹھے ہیں پیئے والے نے جب حق پڑھایا ان کا ہاتھ پڑا صد ہا دم لگائے  
نشہ نہیں ہوتا آپس میں چرچا ہے کہ سردم مارتے تو نشہ ہوتا مگر لڑا کے حکم بھروائی اہلی تو بھائی  
سردم لگانے ایک جانب کاغج پیئے والے کاغج کی کلی نکالے تھیلی پر ملکر تیار کیا تھیلی پر سرخ و صب  
روسیا ہی کا نشان کھانسی کھرے سے حیران پریشان دم لگانے میں کھانسی چلی آتی ہے  
دوسرے نے کہا کیون را جہر اکا نہ کیا کتا ہے اُس نے جواب دیا ہم ہمیشہ کے راز دار ہیں کاغج کے  
یہ نقش و نگار ہیں و میدم ہی کتا ہے ارے پیئے والے کیون جفا سہتا ہے کھانسی گردن کھر گردن  
نمرے تو میں کیا گردن ایک جانب خیمہ ہائے زر نگار بہ تکلف تمام آراستہ ہیں اون میں کسبیاں شرو  
تاش بینون کی زینت پہلو پھولون کے زیور میں لدی ہوئی عروس شب اول بنی ہوئی بحرے  
ہو سہے ہیں جوان خوش رو کا جاو ایک شوخ دیدہ خوش مزاج تماش بینون کا مترج نشہ شباب سے  
مست خود ہیں و خود پرست جو صحبت میں آیا دام زلف عنبرین میں پھنسا اس دام سے نکلنا دشوار ہے  
عاشقان صادق مجبور و لاچار فرامرز عا و مغربی محو تماش سیر بازارون کی کرتا ہوا یہ بھی دیکھ چکا کہ  
ایک جانب صحرائیں آگ روشن ہے صد ہا جوان اپنے کو اوس آگ میں گرا رہے ہیں غدا ہنم اپنی  
گردن پر لیتے ہیں فرامرز نے سامنے دیکھا ایک دیر کلان بنا ہوا ہے سر دیر پر ہنار ہا تصویر میں  
سنگ و نشت کی بنی ہوئی ہیں اندر دیر کے ایک تخت کلان او اس تخت پر ایک سونے کا چلہ گرد  
صد ہا گھٹ نواز نا قوس نواز بجا کر بھیجن صفت خورشید روشن تن میں نگار ہے ہیں محاور  
اوس دیر کا ایک تاجدار موسوم بہ میدا و سرکش در دیر پر ٹل ہا ہے جیسے ہی فرامرز کو دیکھا غرہ کیا  
لے رستم سرزمین مغرب اپنی عمر کو ضائع کیا حمزہ کے بہکانے سے مسلمان ہوا آج تیری تقدیر نے مدد کی  
زیارت تصویر خدا و ندر روشن تن کی میسر ہوئی یا تو سجدہ کر لیکن قلب تیرا صاف نہیں ہے  
آلایش دنیوی میں مبتلا ہے دام مکر مسلمانان میں پھنسا ہے آگ میں اپنے کو گرا دے کہ بخت جل جا  
طیب و طاهر ہو کر خدمت خداوند میں حاضر ہو قدرت دوبارہ چلے بنا کر روح پاک عاف ہونکین کے



خبردار تامل و تساہل نہ کرنا پھر ایسا موقع ہاتھ نہ آئے گا تار و ز قیامت بچنے کے کا ہدایت کرنا اپنا کام  
ہے پیدا دسر کش نام ہے خداوند روشن من نے برائے گم گشتگان وادی ضلالت ہم کو اس  
مقام پر مقرر کیا چشم بصیرت و اگر آگ کی جانب نگاہ اوٹھا کر دیکھ جہاں خداوندی نظر آئے گا  
ظاہر میں جل جلے گا باطن میں مرتبہ طہارت ہائے گہاں بجیانے اس طور سے یہ کلمات حسرت آیات کے  
فرامز نے نہ نگاہ حسرت طرف اس آگ کے دیکھا نہیں معلوم اس آتش غور شعلہ مزاج کو کیا معلوم ہوا فریاد  
کرتا ہوا مع چند رفقاً اس آگ کی جانب دوڑا جب قریب آگ کے گھوڑا پہنچا گری سے آگ کی  
مرکب بڑھنے لگا فرامز نے غصے میں کوڑا مارا مرکب ٹپ کر آگ میں بھا نہ پڑا رفقائے بھی  
ہائے آقا کمر اپنے کو آگ میں گرا دیا چند شعلہ ہائے آتش بلند ہوئے یہ جو انسان شیر دل جل کر  
خاک ہوئے سہیل عیار عرصہ دراز تک مصیبت پر اپنے آقا کی روئے بھر خاک اوڑھتا ہوا  
طرف لشکر کے چلا قضا کے کار جمہور جا گھوڑا طرطوس بہادر شاہنشاہ تیرن سپہ خواندہ صاحبقران  
ہم چشم فرامز فرجوان اپنی بارگاہ سے نکل کر سیر محراب دیکھ رہے ہیں رونے کی آواز کان میں آئی  
دیکھا سہیل عیار خاک اوڑھتا ہوا آتا ہے اس قدر بیتاب ہو کر روتے کہ دل سنگ سلب ہوتا ہے  
جمہور نے ٹھہر کر پوچھا اے سہیل خیر تو ہے تجکو اتہا کا بقرار پاتا ہوں تیرے رونے سے بہت گھبراتا  
ہوں جلد بیان کر آقا آقا کیسے روتا ہے اوس شیر پیشہ جرات پر کیا گذری سہیل نے رو کر تمام کیفیت  
بیان کی اے شہواریں نے یہ تاثیر کبھی کسی کی زبان میں نہ دیکھی تھی اس طرح اس بجیانے کہا یہ پھر کر  
آگ میں جا رہا مصاحبون نے صفہ رفاقت سے نہ موڑا سات مصاحبون نے بھی ساتھ دیا سب  
جل کر خاک ہوئے یہ لشکر جمہور بقرار ہو گیا ہائے بھائی کمر پشت مرکب پر سوار ہوا یہ بھی ملک  
طرطوس کا شانہ راہ ہے بارہ چودہ رفقاً ساتھ ہوئے شہر یار شہر یار کہتے ہوئے چلے جمہور  
بٹ کر جواب بھی نہیں دیتا گھوڑے کو زیادہ ہمیں کیا سہیل گھبرا گیا اپنے آقا کے بھی غم کو بھول گیا قصد تھا  
کہ خدمت صاحبقران میں جاؤں اس احوال مصیبت نال کو بیان کروں اب نہ جا سکے تعاقب میں  
جمہور کے چلا جمہور جو شان خردشان ہائے بھائی ہائے بھائی کہتا ہوا اس سیلہ میں پہنچا میلہ دیکھنا  
کیسا دیر کی جانب غصے میں چلا قصد یہ ہے کہ تخت اوس ملعون کا جا کر الٹ دوں اس پیدا د  
سر کش کو مٹا دوں اوس جوش و خروش میں سامنے دیر کے پہنچا پیدا دسر کش نے دیکھتے ہی



آواز دی اے جو ان رعنا اس شیر کو دین میں کر موافق اس مضمون کے کار بند پوشترے دوست  
 بر خیزا زہ دشمن جو بگڈری و شادی کن کہ بر تو ہمیں با جہار و دہ اپنے کو پاس اپنے بھائی کے پہنچا طیب و  
 طاہر ہو جائیہ دن کس کو نصیب ہوتا ہے کیون اسکے واسطے روتا ہے اس کو بڑا مرتبہ اعلیٰ ملا خدمت  
 خداوندین پہنچا خبر دار عرض نہ کرورنہ پھپھتائے گا وقت گذر جائے گا اس طرح اس بھائی نے کہا کہ جمہور بھی  
 مبہوت ہوا یا تو پیارا رہے تھا کہ جا کر تخت الٹ دون دیکھ کو سہست کروں نامردوں کو شکست دون  
 اصدائے پیدا دسہ کش سے آنکھیں سرخ ولولہ میں گھبرایا ہوا کچھ جواب نہ دے سکا طرف آگ کے  
 گھوڑے کو پھرا کر چلا گھوڑے پر کورے ہارتا ہوا سہیل نے پہلو سے آواز دی اے پہلوان دران  
 آپ معاوضہ خون فراموش لپٹے آئے تھے طرف آگ کے کہاں جاتے ہیں آگ کا کام جلا دینا ہے  
 بڑا ڈیرے چل کر اپنے آقا صاحبقران سے اطلاع کیجیے کاشیکے کسی سے لڑ بھڑکے جان دیدیجیے پکار  
 آگ میں گر کے مرنایکیسی خرابی ہے ہر چند سہیل نے پکار امت و خوشامد کی اور صاحبقران کی قسم  
 بھی دی جمہور نے سہیل کو پھڑک دیا اور زیادہ گھوڑے کو مہینہ کیا سہیل دور ہٹا نہ نگاہ حسرت دیکھا  
 کیا کہ جمہور مع بارہ مصاحبوں کے اس دیائے آتش سوزان میں گر گیا چونکہ یہ مقام سیلے کا  
 قریب تھا سلطان نجات مغربی و قارون مغربی و عبد القہار حلبی و عبد الجبار حلبی وغیر  
 چالیس سردار جو ہر سیلے کی تسکین سامنے دیر کے پہنچا پیدا دسہ کش نے ترغیب دی وہ  
 کلمات بر تائیں ہیں جس کو اس نے پکار کر آواز دی فوراً آگ میں گر گیا صاحبقران زمان کہہ کاروں  
 نے یہ خبر پہنچائی کہ آپ کے چالیس سردار آگ میں جا کر گر گئے اسی وقت بارگاہ شاہی میں  
 کو کب روشن ضمیر بھی موجود تھے ہٹا کر کہا اے شہر بار میں نے عرض کیا دیکھیے شعبدے  
 و غیر نجات ظاہر ہوئے ہیں عرض کرتا ہوں بخوف انتشار شاہنشاہی عرض کیا تھا اب  
 اطلاع دیتا ہوں جس روز سے غلام بیان آیا علم کمانت بالکل فراموش ہو گیا حضور اسم اعظم  
 یاد کرین کیا تعجب ہے کہ اسم بھی بند ہو گیا ہو صاحبقران زمان نے جو خیال کیا اسم اعظم بھی  
 بالکل فراموش تھا یہ اشارہ کو کب سے کہا حقیقت میں اسم اعظم فراموش ہوا اگر مین ظاہر  
 کرونگا تو اہالیان لشکر کو انتشار ہوگا کو کب نے سر جھکا لیا کہا اے شہر بار خدا ہاتھ سے اس  
 بے حیا کے لشکر کو محفوظ رکھے ہر طرح کے مقدمات بطور نجوم دریافت کیے جاتے ہیں اسی پر



ہکوناز تھا وہ یکا یک قبضے سے نکل گیا دیکھیے اس بجایا سے کیا گذرتی ہے امیر نے فرمایا ہم اتنا تک  
 نہ سمجھے تھے کہ یہ در بند غور شیز نگار ہے اب برائے قبیلہ سرکشان تنبیہ و تہدید ضرور ہے کوئی  
 بات کا صاحبقران زمان کی جواب نہ دے سکا امیر منشی سیف ذوالیدین کو بلایا حکم دیا  
 ایک نامہ بہ مضمون خوب بعبارت مرغوب برائے تنبیہ و تہدید قبیلہ سرکشان تحریر کر کے  
 کل صبح کے دربار میں حاضر کرو سیف ذوالیدین نے بموجب ارشاد فیض بنیاد نامہ بطریق قدیم  
 تحریر کر کے بوقت دربار حاضر کیا صاحبقران نے ملاحظہ فرما کر جو الفاظ کہ خلاف شان تھے وہ کاٹ دیے  
 کچھ الفاظ اپنے قلم فیض رقم سے درج فرمائے سیف نے اوس کو اب صان کیا مقبل و غادر کو  
 حکم دیا مقبل نے چوکی وسط بارگاہ حشامی میں بچا دی سپر و شمشیر و خلعت سلیمانی و جام کلمہ حضرت  
 پیر از شربت نبات پیرایان کا لاکر رکھ دیا نامہ بھی اوسی چوکی پر رکھا گیا کو کب خاموش ہیں اس  
 مقدمہ میں صاحبقران سے عرض نہیں کر سکتا مزاج صاحبقران سے بھی آگاہ ہو چکا کہ ہر مقدمہ  
 میں اپنے قواعد کو مقدم کرتے ہیں پکار کر آواز دی اے غازیان دیندار و اے مجاہدین تہو شہار  
 از طرف قبیلہ سرکشان بدعت شروع ہو گئی ہے جالیس سردار میرے جا کر آگ میں گر گئے  
 لشکر میں منادی کرادی کہ اب کوئی سیر کو لشکر سے نہ نکلے اوس شعبہ باز کی تنبیہ کو یہ نامہ تیار  
 کیا گیا ہے چاہتا ہوں کہ ایک شیرزیا نامہ فیض شمامہ سلطان گیتی شان کا بارگاہ بیداد سرکش  
 میں لیجائے قواعد سے میرے نامہ کے سب صاحب بخوبی واقف ہیں کہ نامہ افسر کے ہاتھ میں  
 دیا جائے کسی طرح خیر شاہنتا ہی ذلیل نہ ہونے پائے زرنار ہو غظیم و مکریم نامہ ضرور ہے  
 جواب با صواب لیکر آئے ساحر و غیر ساحر دربار صاحبقران میں جمع ہیں سب نے سر جھکا لیا  
 آپس میں اشارے کر رہے ہیں صاحبقران یہ کیا کرتے ہیں ایسا صاحب عجباب و غراب  
 یہاں کا حاکم ہے وہ استقبال وغیرہ کا ہے کو کرے گا جس نے علم نجوم کو کب وہم غظم صاحبقران  
 بے لڑے بھڑے بند کر لیا نہیں معلوم کس طور سے پیش آئے پس جاننا مناسب وقت نہیں ہے  
 صاحبقران نے پھر آواز دی کسی ساحر و غیر ساحر نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ گھبرا کر سر جھکا لیا تیسری  
 مرتبہ صاحبقران فی بغیظ و غضب تمام آواز دی اے سرداران صف لشکر اے تہو شہار ان  
 تیغ زن آپ لوگ خوب آگاہ ہیں کہ میں نے اسی دن کے لیے عہدہ سلطنت نہیں قبول کیا



مزے میں سپاہیوں کا کام کرتا ہوں اپنی حقیقت خوب پہچاننا ہوں اپنے کو تین روپے کے پیاور  
 سے کمتر جانتا ہوں یہ نامہ طرف سے سعد بن قباد کے ہے خود شاہنشاہ کا نامہ دار بن کر  
 جاؤں گا انشا اللہ جواب با صواب لاؤں گا آپ لوگوں کے واسطے اس میں بھی باعث حجاب ہوگا  
 لوگ کہیں گے کوئی سردار لشکر میں صاحبقران کے ایسا نہ تھا کہ برسم الطی گری نامہ لیکر تمام  
 یہ حقیر آواز نہ دے گا یہ فرما کر قبضہ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا قصد ہوا کہ دنگل آصفی سے اٹھیں سوقت  
 نقد روح روان قاسم عالیشان شانزادہ ایرج نوجوان پر سوچ کر اپنے دنگل سے اٹھا کہ اے  
 ایرج وقت جان بازی و سرفروشی ہے اتنے بڑے دربار میں نام کرو اس کار مشکل کا سر انجام کرو  
 دنگل سے اٹھ کر جام نوش کیا پیرا اٹھایا خلعت زیب جسم کیا پکار کر آواز دی اے جد علی تبار آپ  
 تملیٹ نفر مائن اس خدمت کو ظلم بجالائے گا سر بیچ کے کام کرنا دشوار ہے سر قدم اقدس پر تیار ہے عشاہ  
 و قاسم کلیجہ تمام کر رہ گئے کچھ نہ کہے ایرج نے ایک شب کی مہلت لی شب بھر میں تیاری کی تمام  
 اندر کو در دیان بائیں صاحبقران مہم جملہ سرداران نامی ایک بلندی پر اکریٹھے میں آمد  
 ایرج کا انتظار کر رہے ہیں کہ سلسلے سے دیکھا ایرج نوجوان دریا کے سلع میں غوطہ مارے ہوئے  
 پہلو میں غلام زنگی و فیلیم زنگی و عوجان دریا باری و مسام بن عوجان دریا باری وغیرہ جا رہے  
 سردار پشت پر بار و ہزار سواران جوار دریا کے سلع میں غوطہ زن برعب و مدد بہادر استم و پیراستہ  
 روشن چوکی بستی ہوئی نقار خانہ نوازش میں اس شوکت و نشان سے نمایاں ہوا اگر گھوڑے سے  
 کود اسب بزرگوں کو سلام کیا شوکت و نشان میں جگہ کی کہ سب دعا می جان درازی دی کو کرے خضعیہ  
 کہ عاشق حمال ایرج نوجوان ہے بران تمغہ زن سے نسبت بخت ہو چکی ہے بقرار ہو کر  
 اپنے مقام سے اٹھا ہوش و محبت میں فرزند لیکے گلے سے لگا لیا اپنے گلے سے سوتیوں کا مالا اوتا را  
 گلے میں ایرج کے چھادیا خلعت و خستی سر کار شاہنشاہی سے مرحمت ہوا ایرج نے آستینیں  
 چڑھائیں دامن گردان کر لپکت کر رہا انشتہ پر سوار ہوا ثابت ہوتا تھا کہ کچھ میں مہتابان گرد  
 اجوم سیارگان یا دولطافات سمجھ ہوے جانا کہ ہے شخص دعائیں دے رہا ہے ہر خورد و کلان  
 اوس صاحب مہال کا غور دیدار ہو کر کتا ہے کہ اے پروردگار اس شیر دل کو چشم زخم سے بچانا پیر بخیر و عافیت  
 اس کا حال دکھانا کو کس نے تو کلیجہ تمام لیا علمتاء و قاسم قرب کر رہے کچھ صاحبقران زبان سے



نہ کہ سکے کہ ہم بھی اپنے فرزند کے ساتھ جائیں اسی طرح خوشی خوشی گھوڑا اوڑھتا ہوا نظروں سے  
 سکے مخفی ہوا صاحبقران رنجیدہ و کبیدہ انگہ بارگاہ حشامی میں آئے ایرج کو رخصت تو دیدی  
 مگر دل پر ہجوم لشکر اندوہ و الم و گرفتار محبس مصیبت و غم و نکل یر ایرج کے تانا پڑا ہے سب سردار  
 خاموش دریائے حیرت و عبرت کا جوش بھی چرچا ہے کہ اس ظالم اظلم شعبہ باز سے پروردگار اس  
 شیر کو بچائے صاحبقران نے ہر کارون کو حکم دیا و مہدم کی خبر پہنچا و عیارون کی ڈاک بھیجی مگر ایرج  
 نوجوان بصد شوکت و شان گھوڑا دوڑاتا ہوا اسلحے کو طے کر کے قریب قلعہ سرکشان پہنچا بیداد سرکش  
 دہنراد و فولاد و شداد و نعمان وغیرہ اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ ہر کارون نے آکر خبر دی  
 کہ شاہزادہ ایرج نوجوان کو صاحبقران زمان نے برسم ایلمی گری روانہ کیا ہے ایلمی قلعہ میں  
 داخل ہو چکا بصد کرد و فظلم پیدا کر رہا ہوا آٹلے جو نخل راہ میں ملے قلعہ کے جھنڈے بازارون کے  
 گرد و آدے نعمان سرکش نے کہا ہے بلا در بیداد اگر حکم ہو تو ہا کر ایلمی کو روکیں ہم کیا کسی سے پیہ  
 کمی کار کہتے ہیں ہمارے قلعہ میں یہ ظلم و بیداد نخل کیون قلم کے جھنڈے تمام بازارون کے  
 سرنگون ہوئے بیداد نے کہا اے برادر نعمان شاہان اولوالعزم نے یہ طریقہ رکھا ہے کتا بلوئین  
 جا بجا یہ لکھ دیا ہے کہ ایلمی را زو اسے نیست ایلمی کو باغ از تمام استقبال کر کے ہمارے دربار میں لاؤ  
 خیر و اگر کسی طرح کا ایلمی کو لال نہ ہوئے ہم صاحب ایلمی سے سمجھ لیں گے نعمان و فولاد و شمشاد  
 تین بھائی واسطے استقبال ایرج نوجوان کے چلے ایرج عالیشان جوک میں پہنچا ہے کہ سرداران  
 مذکور پہنچے آئے ہی ایرج کو سلام کیا نہایت شکفت سے رکاب کو بوسہ دیا کہا ہمارے  
 بھائی صاحب بیداد سرکش حضور کے قدم بہت از دم کے مشتاق ہیں ایرج ان کے خلق و  
 اخلاق سے نہایت محبوب ہوا چارون بھائیوں نے چار جانب گھیر لیا یہ لطف و کیفیت و با آردے  
 تمام اس خوش انجام کو طرف و بار شاہی کے لے کر چلے جب ایرج قریب بارگاہ پہنچے بیداد سرکش  
 کہ سب پر سلطنت کرتا ہے تاد بارگاہ ایرج نوجوان کے لپسے کو آیا اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ میں پہنچا یا  
 ایرج کو دیکھ کر سب سردار اپنے مقام سے اٹھ کر قریب پایہ چارم تخت و نکل یا قوت احمد بچار کھاتھا  
 ایرج کو اس و نکل پر جگہ دی اس قدر ادب کیا کہ خود تخت پر نہ بیٹھا فوراً ساقی بچون کو طلب کیا  
 ساقی بچون نے جام لاکر پیش کیا ایرج نے الٹا ہاتھ مارا کہ جام زمین پر گر کر چور چور ہوا بیداد نے عرض



کی کیوں اے شہر پار کیا خلاف گنڈا ایرج نے کہا ہم کافر کی شراب نہ پین گے بیداد نے کس  
حضور کو اختیار ہے میں نے بطور مدارات پیش کیا اب ظاہر ہو باعث تشریف آوری کیا ہوا  
ایرج نے ہکار کر آواز دی منم نامہ دار و منم نامہ دار سلطان یکتی ستان کا نامہ لیکر آیا ہوں بیداد نے  
عرض کی سب و چشم نامہ مرحمت فرمائیے ایرج نے کہا اس نامہ کے ساتھ خد فرطین میں بیداد نے عرض  
کی ارشاد ارشاد ایرج نے کہا شرط اول یہ ہے کہ ایک پیسے سے لاکھ روپیہ تک جو کچھ ملو میسر ہو  
نامہ شہنشاہی پر نثار کرو یہ سنتے ہی بیداد سرکش نے وزرا کو حکم دیا پندرہ کشتیان پر از جواہر نفیس  
لاکر سامنے حاضر کین عرض کی یہ برائے تصدق نامہ شہنشاہی حاضر ہیں ایرج نے کہا میں کیا اس کا  
محتاج ہوں غر با فقر کو تقسیم کر دو بیداد نے دست بستہ عرض کی یہ حق و مال خواجہ عمر و کا ہے بیرون  
قلعہ فلان نخل کے سایہ میں بشکل خدمتگار کھڑے ہیں یہ کشتیان اُن کے پاس پہنچا چاہیے ایرج  
حیران ہو گیا کہ اس کو کیونکر معلوم ہو گیا حقیقت میں خواجہ بخوف نیز خج بازی قلعہ میں نہیں آئے بیرون  
قلعہ زیر نخل کھڑے ہیں دیکھا دو پہلو انان تاجدار پندرہ کشتیان جو اہرات کی مزدوروں کے سر پہ لیے  
ہوئے آتے ہیں خواجہ عمر و پریشان ہوئے اوس وزیر نے اگر جھک کے سلام کیا عرض کی اے شہنشاہ  
اقلیم عیاری یہ حق آپ کا حاضر ہے عمر و نے کشتیان دیکھ کر جواب دیا یار و عمر و کہاں ہیں وزیر نے  
عرض کی حضور ہی تو ہیں اور حضور کیوں انکار کرتے ہیں صرف یہ کشتیان بے کچھے خواجہ نے کہا خوشی  
تھاری وہ سب کشتیان مع تورٹے پوش لیکر نذر نبیل کر لیں آپ اور نخل کے نیچے جا کر کھڑے ہوئے  
وزیر نے جا کر بیداد سے خبر کی حضور کشتیان خواجہ کو دیدین بیداد نے پوچھا شرط ثانی ارشاد ہوا ایرج  
نے کہا برائے تعظیم نامہ اوٹھو بیداد اوٹھ کھڑا ہوا نامہ کو سلام بھی کیا تعظیم بھی کی اب ایرج نے نامہ کال کر  
بیداد کے ہاتھ میں دیا مگر تباکید کہد یا اے بیداد سرکش یہ کاغذ کہنہ ہے اس پر زور نہ کرنا سر میر اسکے  
ساتھ ہے بیداد نے کہا اے شہر پار ہم نہ دان نہیں ہیں جواب باصواب دین گئے کہ نامہ لیا میر منشی  
سے کہا پڑھو میر منشی نے باوازی بلند نامہ پڑھا دل تعریف الہی و نعت مسالت پناہی اسکے بعد قوم ہے  
اے قبیلہ سرکشان جو رہا از مرد شاہ باختری ہمارے خداوند کے ملک میں جا کر جھپا ہے بہتر یہ ہے  
کہ اس کو بلا کر ہمارے حوالے کر دو ورنہ نخل لٹا اگر تم کو بھی در بدر خاک سب سے نہ کیا تو نام اپنا زلزلہ  
قاف نانی سلیمان پناہ ہوگا بہتر یہ ہے کہ غار شیعہ حکم کو دوش پوش پر رکھ کر مانند جا کر ان کمترین



خدمت فیض درجت میں حاضر ہو خورشید روشن تن پر لغت کرو شعبہ بازی پر ناز نہ کرنا چند  
سردار جو میرے تھارے شعبہ بازی سحر سازی سے جا کر آگ میں گر گئے ان کو تم سے لون کا نظم

دو شعبہ زیک پیغ دارم جنگ | یکے نوسلح و دوم نار جنگ | ترا ہر جہاں بایست کردن پیام

حکایت برین ختم شد و السلام | بیداد نے جو یہ مضمون نامہ سنا سر ہلایا کیا کہا اے شہر یار ہمیں

جنگ و صلح کا اختیار نہیں کس کی ایسی آنکھ ہے کہ خداوند کو دیکھ سکے مگر تصویر خداوند جمشید دیرین

ارکھی سپاس کے پاس تشریف لیچلیے سب امور ات نیک و بد کا جواب ملتا ہے ایرج نے بسم اللہ کہہ کر

کہا چلیے اگر کچھ خلاف کلام کرے گا ایک قبضہ مارونگا کہ سر پیٹ جلے گا بیداد سرکش نے کہا وہ

خداوند آپ اوں کے پیارے بندے جو مناسب جاہن گے کریں گے بیداد سرکش ایرج نوجوان

ہمراہ ہوا اوس مقام پر آیا جہاں دیر تعمیر ہے وہ سنہرا پتلا جو تخت پر بیٹھا ہے بڑا خوش تقریر ہے جیسے ہی

ایرج کو دیکھا پکار کر آواز دی لے بندہ خاص انخاص پہننے تیرے دادا کو یہ مرتبہ دیا کہ لو اے شوکت

اُس کا از پردہ دنیا تا بہ تان پہنچا تیرے ہاتھ سے باختر تخیل کر آیا اس عرصہ میں سردار ایرج قریب آگے

دیکھا ایرج خاموش کھڑے ہیں تصویر سونے کی باتیں کر رہی ہے جب اس نے کمی مرتبہ آواز دی اسے

ایرج سجدہ کر آیا ایرج کہہ رہے ہیں میں تو خداوند جمشید پر لعنت کرتا ہوں میں اپنے خدائے حقیقی

مالک تحقیقی کا بندہ ہوں کیا یہودہ کہتا ہے بہتہ ہے کہ اپنی ہرزہ گوئی سے باز آ جمشید پر لعنت کر

تصویر سے بے غرض آواز آئی ایرج سرکشی نہ کر ا نصاف کرنا واجب لازم ہے کو کب نے جو جنگجو

موتیوں کا مال دیا ہے اس سے پوچھ لے دیکھ کیا کہتا ہے یکا یک ایرج نے موتیوں کے آلے پر

ہنگامہ ڈالی موتی ٹوٹے زمین پر گرے ہر دانے سے آواز آتی ہے ایرج نوجوان خدائی خداوند

جمشید کی برحق ہے دیکھ ہو کہ قدرت نے شکم صدف میں جگہ دی آبر و محنت ہوئی زینت تاج

شاہان عالم ہوئے عنایت خداوند سے محترم و محترم ہوئے جب دانہ ہائے مروارید سے یہ آواز آنے

لگی ایرج نے اوں سب دانوں کو پاؤں سے مل ڈالا تصویر نے آواز دی اے ایرج تیری

سپرنے گواہی دی یکا یک ایرج نے دیکھا گھائے سپر مثل گھائے آتش بازی شرفستان ہوئے

نئے گل کھلے گویا پھولوں نے آنکھیں کھولیں اوس روسیہ نے بھی صدا دی لے ہوا در تیری

پشت پناہ ہوں ظاہر میں روسیہ ہوں لیکن خدائی خداوند جمشید کی برحق ہے جلد خداوند کو سجدہ کر کیوں



اپنی عمر ضایع کرتا ہے ایرج نے سپر اتار کر بھینک دی تصویر نے پکار کر کہا اے ایرج ان اشیاء  
 بے زبان کی کیا خطا ہے تیرے سردار قدیم نیلم و فیلم کیا سمجھاتے ہیں ایرج طرف نیلم کے پٹا دستا بہ  
 عرض کی آپ ہمارے مالک ہیں اور جرات و شوکت کے سالک ہیں خداوند جمشید کو مجھ سے کہجیے ہم تو  
 معتقد مذہب خداوند جمشید ہوئے آپ بھی سجدہ کریں سرکشی نفع نہ دے گی ایرج نوجوان تیغہ پیکر  
 طرف نیلم کے چھپتا آواز دی اور مزید کیا بکتا ہے نیلم نے کہا زبان سنبھالیے ورنہ آپ کو مشکل پڑیگی  
 ایرج نے کہا کیا تیری حقیقت ہے جمشید لاین لعنت ہے یہ سکر وہ بہت جھٹائے آواز دی اے ایرج  
 تجھ کو ہمارا پاس ادب نہیں اے نیلم اسکو سزاے نیلم تیرے بھینک ایرج پر آیا ایرج نے روک کر ہاتھ مارا  
 نیلم کے دو ٹکڑے ہوئے بڑھ کر فیلم نے بھی کہا حضور بڑا کیوں مانتے ہیں خدائی خداوند جمشید کی  
 برحق ہے ایرج نے جواب دیا کہ اوبہ اعتقاد میں جمشید پر لعنت کرتا ہوں فیلم بھی اڑنے کو بڑھاکر  
 ہاتھ تلوار کے ایرج پر مارے ایرج نے روک کر ہاتھ مارا کہ فیلم کا خاتمہ ہوا اسی طرح جب ایرج اپنے  
 بائیں چار سردار قتل کر چکے لاشے ان کے زمین پر تڑپے تصویر نے آواز دی کہ اے ایرج نوجوان  
 اے نبیرہ صاحبقران اے شہرہ پیشہ عربستان ان بھٹاؤں کو کیوں قتل کیا کلمہ حق کہنے والوں کو  
 گھبراہٹ رہتا ہے ہودین حق کبھی مخفی نہ ہوگا دیکھو تمہارے ترکش میں کیا آواز آتی ہے زبان سے کیا صدا  
 نکلتی ہے غم کمان سے یہی مراد ہے ہر شے بید کرنے والے کی مطیع و فرمانبردار ہے ایرج نے ہلٹ کر طرف  
 ترکش کے دیکھا ترکش بھی سرکش ہوا تیر بھی بدعت پرست ہوئے یا تو گوشہ میں سے ہوئے بیٹھے تھے  
 یا یکایک چلانے لگے زلزلہ کمان نے بھی صدا دی کہ خدائی خداوند جمشید کی برحق ہے ایرج نے  
 تیر و کمان کو توڑ ڈالا تصویر نے آواز دی کیوں اسقدر سرکشی کرتے ہو دیکھو گرز بھی اس سر سے آگاہ ہے  
 سرکشی نکرے گا کلمہ حق کہے گا سرزنش نکرہ مذہب حق کے پابند رہو تصویر نے جو یہ کہا گرز بھی صدا دینے لگا  
 اے افسر سر اسر غلان کرتے ہو خداوند جمشید کی خدائی مٹانا بہتر نہیں ہے ایرج نے گرز کو بھی بھینکا اسوقت  
 کہ ایرج کی لاجپانا و مجبوری سرداروں کے لاشے پھڑک رہے ہیں اپنے رفیقان قدیم اپنے ہاتھ سے قتل کیے  
 سلاح با جسم ہوئے زبان نیزہ اور کلہ غود سے آواز آئی گرز نے سرکشی دکھائی تیر سے بھی آواز آتی ہے  
 خدائی خداوند جمشید کی برحق ہے ایرج دیوانہ وار خوشی مثال ہر چیز کو جسم سے جدا کر کے بھینکتا ہے دوسری  
 شے آواز دیتی ہے ہوش و اس نادست کوئی نہ مونس نہ ہمدل دل پر ہجوم غم و الم تیغہ خون آلود ہاتھ میں



مجبوری لاچارى بات بات میں اپنی بات کا کوئی پختہ جواب دینے والا نہیں دوستوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا دشمنوں کا دور ہے کبھی کتا ہے اے فلک جلے غور ہے تصویر نے آواز دی اے جوان دین حق کی جانب کیوں نہیں مائل ہوتا کیا اپنے کو ذلیل و رسوا کرے گا دین حق میں تیرا جس تلوار پر تجھ کو مانا ہے جس سے بیگنا ہوں کو قتل کیا اگر وہ بھی گواہی دے تلوار بھی تیری جو ہر اصلی دکھائے اے ایرج نوجوان سابق میں تو آفتاب پرست تھا بھرتو نے حمزہ کے دین کا اعتقاد کیا سامنے خداوند حقیقی کے پہنچا اب کیوں ہر بات میں انکار کرتا ہے دیکھ تلوار کیا کہتی ہے جو یور تیرے جسم میں ہے ان سب چیزوں کو خداوند نے پیدا کیا کیونکر یہ گواہی نہ دین لے جوان تجھ کو ناحق حیرت ہے سجدہ کر لے زیرِ جسم ایرج نوجوان تم حقیقتِ خدائی خداوندِ ہمیشہ میں کیوں نہیں جواب دیتے اپنے اعضاء بھی سے بٹے پاؤں کے طریقہ سے صاف پایا جاتا ہے کہ رہروی خداوند راہِ جمشید راہِ راست ہے ساکان مسلکِ فہم و فراست اس کے خواستگار ہیں تجھ ایسے مغرور منکر بیکار ہیں ایرج نے سنا کہ پاؤں سے یہی صد آئی اے رہر در راہِ طریقت واسے راز دان منازلِ حقیقت مقدمہ راہِ راست میں کیوں تکرار کرتا ہے ہم کو خداوند نے تیرے قبضہ میں کر دیا لیکن رہروی راہِ نیک کی ضرورت کریں گے ماننا نہ ماننا تیرے اختیار ہے ایرج نوجوان کو اب کچھ نہ بن پڑا بدحواس ہو کر چار جانب دیکھا کسی مونس و ہدم کو اپنے قریب نہ پایا وہی تیغِ خون آلودہ جو ہاتھ میں تھا فرزندِ فرار راہِ دینِ اسلام جوان خوش انجام مذہبِ باطل کی رہبری کی جو اپنے اعضاء سے آواز آئی وہ تلوار اپنے گلے پر رکھ لی تیغِ بران دستِ زبردست ایرج نوجوان لے گھاٹ سے گلے پر رکھا جو تلوار کھینچی تلوار نے گھاٹ نہ کی سرِ شانہ راہِ کاٹ گیا صرف قسمہ لگا رہا وہ اوجِ صاحبِ قرانی کا لاشہ ٹپ کر زمین پر گرا آنکھیں جسرتِ آلود کھلی ہوئیں جوانی کا دم ٹکھنا اڑیاں رگڑنا زمین میں گرے پڑ گئے کشاکش میں ہاتھ زمین پر مے مارے آنکھوں سے قطرے خون کے جاری ہوئے بیداد سرکش نے شاہ پور وغیرہ جو ساتھ تھے ان سے گھر کر کہا دیکھو صاحبو شانہ راہ نے زبردستی اپنی جان دی تصویرِ قدرت نے کراماتِ حقیقت کو ظاہر کر دیا ہدایت راہِ نیک کی اعضاء نے کھائے گواہی دی سجدہ نہ کرنے کا حکم اختیار تھا در حقیقت حقیقت مذہبِ خداوندی بوجہ ان ظاہر ہوئی جان کر اپنی جان دی سنا پور نے گریبان چاک کیا



سردار باقی ماندہ سر ٹکرانے لگے پیدا د سرکش نے ایک پلنگ معقول منگوایا اس پر لاشہ  
ایرج کا ڈال لیا مکار خود بھی سر بر نہ پایا وہ ساتھ ہوا کتا ہوا چلا یا و اس جہان نے  
بے وجہ جان دی سیری خطا نہیں ہے بیان صاحبقران زمان مع علمشاہ وقاسم و کوکب  
و جملہ سرداران نامی بارگاہ حشامی میں جلوہ فرما میں ہر کارون نے دمبدم کی خبر پہنچائی  
یہ بھی خبر ملی تھی کہ ایرج نوجوان بڑی شان و شوکت سے قلعہ سرکشان میں پہنچا برادران پیدا  
سرکش باغزا و اکرام تمام ایرج کو استقبال کر کے اپنی بارگاہ میں لے گئے کشتیان جواہرات کی  
خواجہ عمر و کو دین تعظیم و تکریم بجالایا آخر میں خبر ملی کہ آپ اپنے ساتھ دیر میں لے گیا ہے اسقدر  
تو خبر صاحبقران کو مل چکی تھی کوکب بیٹھے بیٹھے گھبرا یا رنگ بدوی قاسم خود بخود متغیر ہوا علم شاہ  
وقاسم تو کچھ نہ کہہ سکے کوکب گھبرا کر اڑٹھا سامنے صاحبقران کے روتا ہوا آیا عرض کی اے شہنشاہ  
خدا ایرج نوجوان کو بخیر و عافیت لائے اس وقت غلام کا دل بہت گھبراتا ہے کچھ منہ کو آتا ہے جی  
چاہتا ہے خود برائے خبر جاؤں اپنی حماقت پر روتا ہوں علمشاہ وقاسم سے منفعل ہوتا ہوں میں  
بہراہ رکاب اس عالیجناب کے کیوں نہ گیا جو معرکہ گذرتا اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کرتا شاید کہ نصیب  
ممکن ہوتا ہر چند کہ یہ ابریر و تار جو سر پہنچا ہے یہ رنگ اسی نے دکھایا ہے کہ میں علم کمانت کو بھولا حضور کو  
اسم اعظم بھولا نہیں معلوم وہ دیر کیا ہے کیسے کیسے جو ان عقیل و فہیم جا کر آگ میں گرے اُس شیر آتش فر  
شعلہ فزجیران مکارون کی شعبدہ بازی میں کیا گذری ہوگی اگر حضور حکم دین تو یہ غلام بے خبر جائے  
اس شانہ راہ کو بخیر و عافیت اپنے ساتھ لے کر آئے صاحبقران نے فرمایا اے کوکب بجا میرے قلب کا  
بھی عجیب حال ہے جی چاہتا ہے تخمین مار کر روٹوں تصویرا بسکی آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہے یا تو علم شاہ  
وقاسم خاموش بیٹھے تھے صاحبقران کے کلمات حسرت آیات پر یہ بھی زار زار رونے لگے جملہ فرزندان  
صاحبقران روتے ہوئے اپنے اپنے مقام سے اٹھے ہر کس کا یہی قول تھا کہ غلاموں کو حکم ہو برائے  
تلاش ایرج نوجوان جا میں ہم لوگوں کے کچے پھٹے جاتے ہیں صاحبقران ایک ایک کو سمجھا رہے  
ہیں حال تو اپنا بھی اتر ہے پارہ جگر کا داغ لیکن صابرو ضابطہ میں ایک ایک کو تسکین دے  
رہے ہیں فرماتے ہیں دمبدم کہ صابو نہ گھبراؤ وہ جامع التفریقین پھر اوس شیر کو پیسے ملائے کاتم  
لوگ بجا کر کیا کرو گے وہ حافظ حقیقی اسکے ساتھ ہے ہر مقام پر وہی حفاظت کرتا ہے یہ ذکر تھا کہ مدائے



گریہ و زاری کان میں آئی زمین لشکر اسلام تھرائی تمام سردار گھبرا کر باہر نکل آئے دیکھا لاشہ  
ایرج نوجوان ایک چار پائی پر شاہ پور وغیرہ گریبان چاک منہ پر خاک ہائے ایرج کی صلبند ہر  
خورد و کلان و دوند بیداد سرکش بھی ساتھ ساتھ ہے صاحق قرآن تو مثل آئینہ حیران ہو گئے  
کرہ بن اشقر گھوڑا ایرج کا سمنوں سے خاک اڑاتا ہوا ایال کے بال کھلے ہوئے جس طرح زن سوگوار  
بال کھولتی ہے زبان جنی مین روتا ہوا آنکھوں سے دھریں اشکون کی جاری ہیں بیداد سرکش نے  
بڑھکر عرض کی اے شہر پار غلام مجبور و لاچار ہے شہزادے نے بجاالت اپنے کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا  
ہمارے سرداروں میں کسی نے ان پر ہاتھ نہیں اٹھایا کو کب گریبان بھاڑ کر دوڑا رہے  
یار و اس جھلسا ز شعیبہ باز کو تھس کر د آفتاب آسمان جرات غروب ہوا ہم لٹ گئے  
بران بیوہ ہوئی گل سے چہرے پر سہرانہ دیکھا میں اس بد نصیب کو کیا کہنے سمجھاؤں گا وہ  
خبر سننے ہی تڑپ تڑپ کر مچائے گی بیداد سرکش یہ سننے ہی بھاگا طرف اپنے لشکر کے چلا گیا  
یہاں قاسم و علمشاہ دوڑ کر لاشہ ایرج سے لپٹے قاسم بکارتے تھے اے نور نظر پارہ بکریاں کہ  
ساتھ نہ لیا علم شاہ نے خود سرفرازیغہ کپتان کھینچ کر گلے پر رکھ لیا سردار ہاتھوں سے  
لپٹ گئے بمشکل تیغ چھین لیا علمشاہ و قاسم ایرج کی لاش کو نہیں چھوڑتے قاسم کا قول ہے  
میں اپنے ماہ تابان کو بیونہ خاک نہونے دون کا نازک مزاج تنہائی میں گھبرا سنے گا باب  
ہیلو میں حاضر رہے کو کب نے اپنا بہت حال اتر کیا بہار و باغبان سر پیٹ رہے ہیں  
ہر ایک کا حال تباہ بدیع الزمان نے اپنے تئیں زمین پر گرایا خاک منہ پر ملکر فرماتے ہیں  
اے نور نظر نور الدہر پر تو افتادہ پری اس نے جا کر خورشید کو سجدہ کیا میں تمکو دیکھ کے جیتا تھا  
تسکین تھی کہ اگر نور نظر نہیں ہے بارہ جگر قوت بازو زینت ہیلو تو موجود ہے اب میں کیا کہہ کے  
سمجھاؤں ہلڑ ہوا کہ محلات علی نکل آئی ہیں ملکہ گیتی افروز کے رونے سے کلیجہ پھٹتے تھے جب ہائے  
فرزند کیلے بکارتی تھیں خواصوں کے موتے مشکین زلف غبرین کھلے دو ہتھ چل رہا تھا کون کس کو  
سمجھائے کیا کہہ کہ ہلائے شیر جوان کا لاشہ سامنے پڑا ہے غیروں کا کلیجہ پھٹتا ہے مقبل نے  
بڑھکر فتاین استاد کراہیں ناظر غل مجاہد ہیں یار و آنکھیں بند کر دشاہزادیاں نکل آئیں  
بیبیان قناتوں سے سر ٹکرانے لگیں عمرو نے جو یہ ہنگامہ قیامت خیز دیکھا خود بھی رو رہا ہے



عمر و پر سب سے زیادہ جو غم و الم ہے کہ بچپن سے شہزادہ کو پرورش کیا کل فنون تعلیم کر کے  
صاحبقران بنایا مرتبہ اعلیٰ پر پہونچایا مگر ضبط کر کے شیران سلطنت و وزیران سیاست کو جمع  
کیا کہا بھائی موت کسی کو نہ چھوڑے گی مگر نہ لڑیں جیسے بھی تو فنا آخر فنا حمزہ روتے روتے اپنی  
جان دیدے گا وائے پر حال قاسم و علمشاہ جملہ فرزندان صاحبقران کی جان بچنا دشوار ہے  
ہر جوان میر بقرار انگبار ہے اب سامان دفن و کفن میں مصروف ہو سب کو روکا و لاہ صاحبقرانی  
کو پیوند خاک کرو تا جداران جلیل نے بوجہ فحاشی خواجہ عمر و شامیانہ ممکن کیا علمشاہ و قاسم  
کو بمشکل پاس سے ہٹایا سامنے سحرائے سبزہ زار میں قبر تیار ہوئی علمشاہ و قاسم نے لباس جرات  
ترک کیے شہر فی پیراہن بہن کر بصورت فقرا قبرا راج پر بیٹھے ہر جہد صاحبقران نے سمجھا یا ان  
دونوں نے ہی جواب دیا یہاں بیٹھے میں باعث فحشیں ہے شاید ہمارا فرزندرات کو ہم کو  
بتیاب ہو کر پکارے جواب تو دینگے قبر اس ناشاد نامراد کی تنہا چھوڑیں گے لاچار ہو کر صاحبقران کو  
سب واپس لائے علمشاہ و قاسم کے ساتھ رفیقان جانا زبھی فقیر نیک بیٹھے قبرا راج کے  
ایک میلہ ہو گیا سب دیکھ رہے ہیں کہ کوکب کا عجیب حال ہے باغبان و بہار بغلون میں  
ہاتھ دیے کوکب کا پی قول ہے بار و دوسرا داغ بھی جگہ درمیش ہے انتہا کا پس پیش ہے  
جسوقت یہ خبر جنت انزوی پہونچے گی بران سرنگار جان دیدے گی بارگاہ شامی میں فرش سیاہ بچھایا گیا جملہ  
سردار بقرار و انگبار اگر بیٹھے صاحبقران کے میں سے کلبہ بچھائے ہر شخص سو رہا ہے یکایک سدا غازی  
نے آکر عرض کی بیداد سرکش نے اپنے بھائی فولاد کو برسم ایلی بھیجا ہے در دولت پر حاضر ہے جانتا ہے  
خدمت میں حاضر ہو کر کچھ عرض کروں صاحبقران نے آنسو پونچھ کر فرمایا یارو ایلی کو کیوں روکا ہے  
دیکھیں یہ بد انجام کیا پیغام لایا ہے فولاد سرکش اندر آیا پایہ تخت بادشاہی کو بوسہ دیا ناہ  
پیش کیا میر نشی نے باواز بلند پڑھا یہ مضمون مرقوم تعاطرٹ سے بیداد سرکش کے یا  
صاحبقران زمان یہ مقام خدائی خداوند جمشید ہے بیان کی کرامات میں بھیجید ہے ایرج نے  
احق اپنی جان دی سردار آپ کے زیر دستی برائے تاشا آئے آگ میں گر کر جلے ہم بالکل بے خطا  
ہیں خداوند آپ سے خفا ہیں اب آپ ہماری علمداری سے چلے جائے یا آمادہ حرب و  
پیکار ہو جیسے صاحبقران تو فرط غم و الم سے مثل تصویر خاموش ہیں کوکب و بہار



و باغبان وغیرہ نے بقتہر و غضب تمام جواب دیا اولیٰ بھی اس سرکردہ سرکشان سے جا کر کہنا کہ بے فتح کیے ہوئے تیرے ملک کو نہ جائیں گے جو تجھ سے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر غم ایرج میں اپنی جان سے تنگ ہیں ہم خود آمادہ جنگ ہیں یہ لشکر فولاد سرکش بارگاہ صاحبقران سے نکلا جا کر بیداد سرکش کو جواب دیا اسی وقت اس نے لشکر تیار کیا مقابلہ میں اگر صاحبقران کے اڑا بارگاہ میں بیٹھ کر شراب خواری کرنے لگا بیداد سرکش تخت سلطنت پر گیارہ بجائی وگل ہائے تریں پر بیٹھے ہوئے جھوم رہے ہیں ایک ایک اپنے کورستم و اسفند بار جاتے نشے میں بیداد نے اگر حکم دیا طبل جلجلی بجے کل مسلمانوں کو اس سرحد سے ہٹا دو حکم خداوند جمشید نازل ہو چکا کہ مسلمانوں کو ہماری سرحد سے ہٹا دو اسی وقت طبل جلجلی پر چوب پڑی نامیان خیبری و تو میان خیبری جو اسی شان لشکر اسلام جو برائے خبر حاضر تھے خبرین دریافت کر کے بھاگے بارگاہ حشامی میں اگر حاضر ہوئے ہاتھ اوٹھا کر دعا و ثنا ہی بجالائے فردو باد حکم ازل جاہ تو بے انقلاب باد جو عمر ابد عز تو بے انتہا شہر یار عالم کی عمر مراد ہو بیداد سرکش لشکر قہار لے کر آیا اس نے طبل جلجلی بجوایا کل ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آرا کے نبرد ہو یہ لشکر صاحبقران اس مصیبت و الم میں ضبط کر کے فرمایا یہ بجایا بڑے قابو پرست ہیں ہم تو مبتلائے غم و الم ہیں اس نے اسی وقت میں طبل جلجلی بجوایا خوب شعبدہ نکالا کو کب روتا ہوا اپنے مقام سے اڑھا کہا اے شہر یار حبلہ نیکو اران شاہی جان دینے پر آمادہ ہیں انشا اللہ کل وہ تلوار چلے گی کہ کشون کے دانت کھٹے ہونگے اور لاشوں سے میدان کارزار بھر دیں گے اے شہنشاہ اعلیٰ عیاری بسم اللہ نوازش طبل کو حکم دیجئے خون اوس شیر دلیر کا بالابالا نہ جائے گا بحول و قوت الہی یہ خون رنگ لائے گا عمر و روتا ہوا اپنے مقام سے اڑھا تھا قارخانہ سکندری میں آبا غم ایرج میں سب مقام ویران پڑے ہیں قلا بچینی و کبا بچینی داروغہ نفتارخانہ سکندری روئے ہوئے اڑھے خواجہ کے قدموں کو بوسہ دے کے خوب روئے کہا اے شہنشاہ عیاران بیکایک یہ کیسی ہوائے اخزان گلزار ابراہیمی چلی لندھو و نور الدہر خورشید نگار میں موجود ہیں اطاعت اس مکار کی کی نہیں معلوم ان پر کیا گذری سیان جالیش سرداران تھیں صفت شکن تیغ زن جا کر آگ میں گر گئے ایرج نوجوان ایسے شیر کا لاشہ آکھنوں سے دیکھا کیا کہنے دل کہہلا میں ہمارے



افسر اعلیٰ صاحبقران زمان کیسے بلک بلک کر روتے ہیں شاہزادیوں کی آواز میں منکر  
کلیجوں کے ٹکڑے ہوتے ہیں عمر و نون کو گلے سے لگایا کس یار و دیکھو انجسام  
کیا ہوتا ہے کون نہنتا ہے کون روتا ہے فتح و ظفر کی دعا کر و پروردگار اس مشکل کو آسان  
کرے گا فرد مشکلے نیست کہ آسان نشود مرد باید کہ ہر آسان نشود و یہ کہ نہ تھارہ سکندری پر  
چوب لگائی سات سو تھارہ بجا تمام لشکر میں مشہور ہوا کہ کل پیدا و سرکش سے مقابلہ ہو اوس  
نامراد نے طبل غلبی بجوایا ہے لشکر دین تیار مان ہونے لگین لشکر اسلام میں ہر خیمہ سے رونے کی  
آواز آتی ہے ان چالیس سرداروں کے رفیق جو آگ میں گر کر جلے سوزش فراق میں اپنے آقا کی  
جل رہے ہیں کلیجوں سے شعلے نکل رہے ہیں لشکر ایرج و کوکب میں تو قیامت برپا ہے کوکب  
سورنہ اپنی بارگادین بیٹھا ہوا یہ کھلے روتا ہے یار و میرا گھر لٹ گیا اپنے فرزند نوجوان سے  
چھوٹ گیا اے نور نظر میں نے تھو بہت آزرہ کیا تمھاری قلدنہ جانی ساحر و واسطے قتل کے بھیجے  
ہجران دیدہ فراق کشیدہ پردہ دنیا سے گئے جب دیدہ دل کھٹے نفخ و افتخار ہر ایک سے بیان کرتا تھا  
کہ ایرج عالی وقار ایسا خوشیوں میں بلبا باغ جہان میں غنچہ آرزو کھلا صیاد فلک نے ناشاد و نامراد  
رکھا بلبل و گل کو ایک مقام پر نہ دیکھا شمع و پروانہ کی صحبت رعنائی دیکھنا تفتد برہین  
نہ تھا جس وقت نسبت ختمہ قلدی دل بجال ہوا شجر آرزو نہال ہوا یہ سوچا تھا کہ جب یہ سخت جان  
مرے گا بائیں پنجاز سے کہ جمشید ہو گا دانیہ جان میرا شیر ز نامی امور ایرج نوجوان صاحب  
شوکت و شان سورہ نہ ساتھ ہو گا روح کو راحت ہوگی رستم و قاسم ایسے سہمی جنازے کو  
کندھادین گے تا قبر ہو چائیں گے قبر میں پہنچتے ہی اعمال قبیح سے نجات پائیں گے یہ سعادت  
دارین بخاری تقدیر میں نہ تھی یار و جا کر اوس بد نصیب کو خبر کرو یعنی تران سے جا کر کہو کہ تیرا  
وارث مار گیا دل سے دعا کرتا ہوں کہ اس کا بھی جلد انتقال ہو یا منتی شاہزادے کی اس کجبت کو  
بھی دفن کروں فاتحہ پڑھ کر کون اے غیر بیشیہ صبا جعفرانی یہ کنیز برائے خدمت گزاری  
حاضر ہے یقین ہے و نون عاشقان صادق کی روح کو راحت ہو برہمن کے چھوٹے ہوئے  
عدم میں ملین نامرادوں کے غنچہ آرزو و کلین جمشید بن کوکب میلہ میں باب کے بیٹھا ہوا خاک  
اُڑا رہا ہے کہتا ہے اے والد نامدار مجھے شہر یار نے وعدہ کیا تھا کہ تجھ کو فنون سیاہگری تعلیم کر دگا



رفیقوں میں شریک ہونا فنون سپاہگری بہت جلد تعلیم فرماتے راہ جرات و شوکت دکھاتے اکثر  
فرمایا کہ سحر و ساحری مہار کرتا چہر شاق ہے اس سے توبہ کرو اب کون تاکید توبہ کرنے کی کرے گا  
وائے بر حال قاسم نوجوان علم شاہ عالیشان فقیر بکر قبر پر بیٹھے اون کے دلون کو کیونکر  
جبر آئے جس وقت یہ خبر وحشت اثر مار مہربان ملکہ ناہید مرصع پوش کو پہونچے گی انھوں نے  
لاکھوں روپیہ خرچ کر کے تصویر ایرج نوجوان کو حقیق گلزار سلیمانی سے منگوائی تھی پسند کر کے  
داماد بنایا تھا ٹرپ ٹرپ کے مرتبائیں گی فرمایا کرتی تھیں میرا داماد حسین و جمیل صاحب شوکت و  
لیاقت ہو بیٹی سے خوبصورت ہو جب یہ جھگڑا فیصلہ ہوا تو مجھ بد بخت کو گلے سے لگا کر یہ فرمایا کہ اے  
خو زندہ ہونی تو کج جری بہادر صفت شکن تیغزن طاہم سحر و ساحری میں طاق وہ جرات و شوکت  
میں شہرہ آفاق میں بڑی صاحب نصیب ہوں فرزند تجھ ایسا داماد عالمگیر حسن میں شکناہ منیر  
اب بہار باغ طسم نور افشان دیکھ کر شاہان اہل العزم رستم خصال صاحبان جس جمال و شک  
کرنیکے ہائے نظر کھا گئی بلغم پر بہار طسم نور افشان میں خزان آگے بلور چہار دست وغیرہ دمدم  
سمجھاتے ہیں خود خاک اڑاتے ہیں آپس میں یہی ذکر ہے یار و بیان واقعی یہی ہے جو شانزادہ جمشید بن  
کوکب نے فرمایا طسم نور افشان برباد ہوا اگر اس زمانے میں کوئی حریف سن پائے طسم نور افشان  
پر چڑھ آئے ہم سب کو رقت کا جوش سحر و ساحری فراموش سوائے بھاگنے کے کیا بن پڑے کمال لشکر  
سید اوسر کش سے کون لڑے گا بیجا نے عجب شعبہ دکھایا اس صاحب غیرت پر سحر کر دیا سوائے  
جان دینے کے ان کو کچھ نہیں پڑا ہو گا یار و بخو میوں کو بلا و مالون کو طلب کر و حکم لگائیں کہ خانہ حیات  
باقی ہے یا مٹ گیا ہمارے آقا کو کب پر دیا غم و الم کا جوش مارتا ہے علم کہانت بالکل فراموش ہو  
کیا کیکے جمشید و کوکب کو بہلائیں صیبت میں پہاڑوں سے سرنگار میں ہر طرف سے یہی آوازیں  
آتی ہیں اتنے بڑے لشکر میں سناٹا پڑا ہے دوکانین بند خریدار درمند غصہ غم و الم کی ارزا بی  
عیش و عشرت کی گراخی خواب و آرام نایاب تاجران جلیل سقار و بیتا بل اندھیری رات لیل کے شبے  
غم لشکر اسلام میں زلف عنبرین کھول دین ظلمت کی عملداری صلیکے ماتا بان معدوم تنک  
ثوابت و سیار مکان کی غیر مفہوم زمین و آسمان میں اندھیرا ہے لشکر تاریکی نے رونق عالم کو  
گھیرا ہے ماہ تابان مثل تابا آہنی سیاہ پر آگندہ لشکر تاشاد انجم سپاہ حمہ بارگاہین نہیں استاد ہیں



زمین نے بھی رونے کو منہ پر دامن ڈالا ہے ہر ایک ستون رکن غم و الم طنائین مثل زلف دمہم  
 و برہم عجیب طرح کی اندھیری رات ہے تاریکی پر زدہ ظلمات جس کے سامنے مات ہے جلا و فلک آماہ  
 ظلم و بیداد طلوائے پر شور نالہ و فریاد اس حیرانی مین رات بسر ہوئی ہے لشکر بیداد و سرکش مین  
 ہوم خانے آراستہ خود بیداد و سرکش اپنی بارگاہ سے ٹکڑے بھی قریبے رہ جاتا ہے کبھی جا کے اُس آتش  
 سوزان کو سحر کے بھڑکاتا ہے انقلاب لشکر اسلام کی اس کو خبرین مل رہی ہیں خوشی مین پھولا ہوا  
 مغرور اپنے سحر پھولا ہوا ہر کارے خبرین پہنچا رہے ہیں کہ کوکب و باغبان و بہار و غیرہ بدو اس  
 مین سحر کیا کر سکیں گے خزانہ علم نجوم سے کوکب محتاج ہونگے اب حال آئندہ و گذشتہ نہیں دیکھ سکتے تھیں  
 مرآت واقعہ مین تمام حال نیک و بد آئینہ ہوتا تھا اُس آئینہ خیالی پر غبار آیا بیداد و سرکش کہتا ہے  
 حکم خداوند جمشید کل سب کو ٹٹا دوں گا لشکر صاحبقران کو مار کر بھگا دوں گا قضاں سب کی  
 آئی ہے ایک نمونہ قدرت سے مسلمانوں کو خوف نہ آیا نگہداشت لشکر کی کرتا ہوا دم سحر و ساحری کا  
 بھڑتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا تیاری سحر کرنے لگا بارہ بجائی قوت بازو زینت پہلو اسباب سحر و ساحری  
 سے درست انتظام سحر کر رہا ہے ناگاہ لشکر سلطان انجم سپاہ نے شکست فاش کھائی فوج ثابت  
 و سیارگان کو ہمراہ لیکر قلعہ مغرب مین محصور ہوا شاہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش  
 سایہ علم زرنگار صنیا و شعاع مین تیغہ مہر حائل کر کے توسن فلک پر سوار ہوا آمادہ حرب و  
 پیکار ہوا عمل شاہنشاہ ظلمات اوٹھ گیا سکہ خورشید نور مہر تابان نے رواج پایا ملک ظلمات سے  
 خراج لیا لشکر صاحبقران مین صدائے اذان بلند ہوئی اسی حال پر طال مین صاحبقران  
 مسجد کرباس مین تشریف لائے لشکر مین کمر بندی ہوئی کوکب بھی اپنے رفقا کو ساتھ لے کر  
 دار میدان کا رزار ہوا ملکہ مہر خ و بہار و باغبان رنجیدہ کبیدہ اپنی اپنی بارگاہ سے نکلے  
 صاحبقران بعد نماز سحر مصروف دعا مین عرض کر رہے ہیں اے خالق کار ساز وے رب بے نیاز  
 ہاتھ سے ان شعبہ بازوں کے بچانا تو نے بچپن سے میری ناز برداری کی ہر مقام پر مظفر و منصور  
 ہوا ان مکاروں سے تو آیر و بجائے گا چہرہ زیبائے نصرت دکھائے گا امیر دعا کر رہے تھے کہ  
 مقبل نے آکر عرض کی کہ جو مین ساحروں کی میدان کا رزار مین پوچھ گچھ سواران تھمن جو انان  
 صفت شکن سلج ہو کر در دولت شاہنشاہی پر حاضر ہو چکے حضور کا انتظار ہے صاحبقران نے



تسبیح کو بوسہ دے کر سجادہ پر رکھا مقبیل نے صندوقِ سلجیوگ لاکر سامنے حاضر کیا امیر نے  
تحفہ جات بزرگانِ تن پر آراستہ کیے لالٹینوں کی روشنی میں سمت جلو خانہ شاہنشا ہی چلے  
آکر دیکھا سب سردار حاضرین جو بدرآمد ہونے کی سعد بن قباد کی خبر دے رہے ہیں  
امیر نے پھر دریافت کیا معلوم ہوا بادشاہ اسلام جا سرخانے میں پوشاکِ مذیب جھٹم کر کے  
برآمد ہوا چاہتے ہیں امیر انظار میں تھے کہ عیشِ محل کی ڈیوڑھی کا پیرہہ سرخ پیر کھن  
بادشاہ عالیجاہ بفر فریدونی وجہِ حشمتِ جمشیدی برآمد ہوئے اولان اول صاحبقران کا بچہ  
ہوا سب سرداروں کا بھروسہ سلام لیتے ہوئے بادشاہ عالیجاہ سمت میدانِ کارزار چلے  
آکر دیکھا کو کب پہلے سے میدانِ کارزار میں حاضر ہیں غمِ ایرج نوجوان میں آنکھیں سو جی  
ہوئی چہرہ اوداس عالم یاس حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہیں بہارِ و باغبان بھی اسباب  
سحر سے آراستہ ہو کر آمادہ کھڑے ہیں برا کے تسلیم سلطان گیتی ستان پرے باز دھکڑ خرم ہوئے  
قلبِ سیاہ میں تختِ شاہنشا ہی مثلِ دل کے قائم ہوا امیر چالیں قدم آگے بڑھ کر زیرِ سایہ  
علم اژدہا پیکرِ مرتبہ صاحبقرانی ٹھہرے میدانِ آراستہ ہوا سقون نے آبِ پاشی کی  
تبرداروں نے جو مثل کہ حاکمِ نظر تھے کاٹ کر پھینک دیے ابر نے ستائی کی باد نے فراشی کی  
میدانِ مثلِ آئینہ کے تیار ہوا نقیبوں نے اشعارِ جرات آمیز پڑھے دونوں صفوں پر سناٹا  
آیا بیداد سرکش نے اپنے بھائی نعمان سرکش کو اشارہ کیا گھوڑے کو جھکا کر طرف  
میدانِ کارزار کے چلا میدانِ میں آکر آزدی اے فرقہ خدایرستان جس کو تنامرگ کی ہو  
نکلے یہ مقامِ خداوندی خداوند جمشید ہے ظلم و بدعت کسی پر جائز نہیں رکھا یہ جو نعمان سرکش  
نے آزدی باغبانِ قدرت نے مرکب اپنا نکالا بادشاہ اسلام سے اجازت طلب کی  
بادشاہ نے فرمایا اے باغبانِ پہلوانانِ لشکر مقابلہ کریں گے تم اپنی صف پر ٹھہرو باغبان نے  
دستِ بستہ عرض کی اب غیر خواہ دولتِ قصد کر چکا ہے علاوہ اسکے یہ قبیلہ سرکشان سب ساحر ہیں  
اپنے کو پہلوان بنایا ہے یہ بھی سر اسر دھوکا ہے غلامِ جاگرنے کا مل دے گا آیا حضورِ ظاہر نہیں  
زمانہ حیاتِ افراسیاب میں اس اقلیم کا حال ہی ظاہر نہیں ہوا ورنہ بیان کے حالات سے ہم ضرور  
آگاہ ہوتے اتنا سنتے تھے کہ خورشیدِ روشن تن نے دعویِٰ خدائی کیا ہے در بند اپنے



ملک کے بہ ملک تیار کیے وہ اب ظاہر ہوا حقیقت میں یہ شخص بڑا مکار ہے اس مقام پر مشہور  
ہوا کہ کوئی جمشید جادو و ساحر ہے اُس نے یہاں دعویٰ الہیت کیا ہے یہ شعبہ اسکے ہیں آپ کے  
سہلوان بیخدا آتش سوزان میں جا پھنسے ایرج نے عاجز ہو کر اپنا گلا کاٹ ڈالا انشاء اللہ مالات  
کھلیں گے بادشاہ حمزہ نے ٹھنڈی سانس پینچی فرمایا اے باغبان قدرت اے صاحب شوکت و  
ایاقت غم میں ایرج نوجوان کے تمام لشکر میں تھلکہ پڑا ہے ایک ایک کے دل پر ہجوم غم و الم ہے  
غیب بھر شاہزادیوں کے رونے کی آوازیں آتی ہیں اسکی ماں کے بین بخرائش سننے نہیں جاتے  
بسم اللہ خدا تھو مظلوم تصور کرے سنگر باغبان قدرت دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہوا نعمان سرکش  
سوارز طلبی کر رہا تھا باغبان کو دیکھ کر بڑھانیرہ چمکانے لگا باغبان نے آواز دی یہ شعبہ  
کرنا کیا ضرور میں اے نعمان سرکش اس پر ردہ کرنے سے کیا نفع ہے تمام عالم پر ظاہر ہے کہ تو  
آعلیم خورشید نگار میں بڑا ساحر ہے ہم لوگ ساکنان طلمس ہو شرپاہن سامنے اہل اسلام کے یہ  
شعبہ کے کہ وہم تمہارے مقابلے میں آئے ہیں امتحان سحر جانتے ہیں یہ سنگر نعمان سرکش نے  
طرف اپنے بھائی بیداد سرکش کے دیکھا پکار کر آواز دی بھائی صاحب باغبان قدرت برائے  
مقابلہ آئے ہیں یہ سحر میں مقابلہ جانتے ہیں کسی ساحر کو ان کے مقابلے میں بھجوائے گم گشتہ  
وادی مذہب کو ہدایت کرو یہ سنگر بیداد سرکش نے پکار کر آواز دی اے باغبان دیکھ سامنے  
آگ روشن ہے جلوہ طور خداوندی خداوند جمشید کا نمونہ ہے نگاہ اٹھا کے دیکھ دینا ناپا ہزار ہے  
اس سرکشی کا کیا اعتبار ہے اپنے کو آگ میں گرا دے نجاست دینا سے اپنے کو پاک کر محبت  
خداوند میں اپنے کو جلا کر خاک کر یہی خاک اکیس ہے جو اس راہ میں چلے ان کی بڑی توقیر ہے  
ایسے کلمات حسرت آیات مذمت دنیا میں اور صفت جمشید میں بیداد سرکش نے سکے  
سب نے دیکھا باغبان یا تو آادہ حرب ویکار ہو گیا تھا یا خود بخود آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے  
اُس آتش شعلہ کی جانب دیکھ گھوڑے کو ہمیر کر کے چلا ملکہ بہار و غیرہ نے آواز بھی دی  
اے باغبان کہاں جاتا ہے روجہ باغبان ملکہ کلچین تنکے چنے لگی بہت چننی پٹی اے  
وارث میرے کہاں جاتا ہے ہر چند سب چنے باغبان نے پلٹ کر کسی کو جواب بھی نہ دیا گھوڑے کو  
اُڑ کے آگ میں اپنے کو گرایا سب اہل سال سے وہ آگ روشن ہو نہرا حسن لکڑیان روز پڑتی ہیں مثل



خس لے بس ہو کر چلا آواز بھی نہ آئی گلچین جا دو بیتا باندہ بال کھول کر سحر کرتی ہوئی چلی ترنج اٹھا کر  
 نعمان سرکش پر سینکا نعمان نے آواز دی یا خداوند تمہیں سید بچانا وہ ترنج پھٹ کر راہ میں گر پڑا  
 گلچین نے جوش غم میں نعمان پر آگ برسائی کسی سحر کیے نعمان تک سحر نہ پہونچا بیدار نہ آواز دی  
 اے گلچین تیرا شوہر تجھے بلاتا ہے کیون اس قدر گھبرا گئی دیکھ شوہر تیرا کس مرتبے پر پہونچا بلالہ زار  
 میں بیٹھا ہے پاس باغبان کے گلچین کا ہونا ضرور ہو دیکھ اس بلغمین صیاد نہیں بلبلوں پر ظلم و  
 بیدار نہیں جیسے ہی گلچین نے طرف آگ کے دیکھا مہسوت ہو کر یہ کہتی ہوئی دوڑی صاحب میں آپہنچی  
 تگو تو بڑے مرتبے ملے غنیمت آرزو کھلے جوش و خروش میں جا کر یہ بھی آگ میں گر پڑی اب تو صفوف  
 ساحران سے تار بندھ گیا ساحر بیکتا ملکہ سرخ موئے کا کل کشا پر نشان ہو کر آگ میں جاگری  
 کنیزین و رفقا ساحران مذکور کے جا پڑے جس نے آگ کی جانب دیکھا شعلہ جوالہ بن گیا اُٹ اُٹ اُٹ  
 کرتا ہوا باڑا رقیقان کو کب بھی جا کرے جو آگ میں پہونچا جھلکے خاک ہوا چشم زدن میں قصہ  
 پاک ہوا یہ حال مصیبت آں جو کو کب نے دیکھا غصے سے چہرہ گلنار بتیاب و سقراط لغزہ کیا  
 خبردار کوئی آگے نہ بڑھے او جلاساز شعبدے باز میں آپہنچا اپنے صفت والوں پر تو کچھ  
 اشارہ کیا آگ چمکی آنکھیں ان سب کی جھپکین پاؤں طرف آگ کے جاتے تھے یا رے کو کب نے  
 مرکب پر کوڑا کیا نعمان پر جا پڑا بیدار چینا کہا اے شہنشاہ اوپر دیکھ کو کب نے خیال بھی نہ کیا  
 جب نعمان کے قریب پہونچا آواز دی کیون او سکار تو فنون سپاہ گری کا جو ہے نعمان نے  
 کو کب کو دیکھ کر بھالا سنبھالا مثل آہ عاشقان و کامل معشوقان پہنچ تاب دیتا ہوا سینہ بے کینہ  
 کو کب کو تھاکا کو کب کی آنکھوں میں اندھیرا آگیا شعبدہ آتش سوزان دیکھ کر کلیجہ جل رہا تھا  
 ہر اعضاءے جسم سے شعلہ آتش نکل رہا تھا سنان نیزہ کو بجا کر گلو گاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ چھین کر  
 پھینکا اُس نے تلوار کا وار کیا کو کب نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مڑ کر تلوار چھین لی  
 مرکب کو مرکب سے ملا دیا کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر نعمان بے ایمان کو قاش زمین سے  
 اٹھالیا چرخ دے کر زمین پر مارا اچھاتی پر بیٹھ کر متکین باندھیں ملازم کو آواز دی ملازم  
 کو کب کشان کشان نعمان کو لے گیا قید خانے میں پہونچا یا کو کب پیر پشت مرکب پر سوار  
 ہوا آواز دی او بیدار و جلاد اور کسی کو میرے مقابلے میں بھیج شیر بیشہ رزمگاہ میں آیا



بدون شکار معقول واپس نہ ہوگا بیدا و کا بھائی فولاد سرکش برائے مقابلہ کو کب آیا پہلے نیزہ  
چلا کو کب نے بہ فنون سپاہگری کے گزرائس کا ہوائی کیا تلوار چھین لی چھاتی پر چڑھ کر منتہین  
باندھیں ملازم کو حوالے کیا پھر مبارز طلبی کی چار بھائی بیدا و سرکش کے فرداً فرداً مقابلہ  
کو کب میں آئے کو کب نے فنون سپاہگری چاروں کی مشکین باندھیں چار کے مقابلہ میں شام  
ہو گئی بیدا و نے گھبرا کر طبل امان بجوایا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ طلسم نورافشان ابلی  
میدان داری میں سمجھا جائے گا کو کب نے آواز دی اونا مرد تو مقابلے میں مردان عالم کے نہ آیا  
چار قوت بازو تیل ماش ہوئے بیدا و نے کچھ جواب نہ دیا لشکر کو لیکر لپٹ گیا کو کب غصے میں  
مچھوڑ کا نپتا ہوا لپٹا بادشاہ نے کو کب کو بیچ میں لیا زرتار کرتے ہوئے پلے صاحبقران بھی  
فرماتے ہوئے آئے کو کب سے کہا ایسے ایسے ساحران نامی آتش سوزان میں جاڑے نہیں معلوم  
اس میں کیا شجہہ ہے کو کب نے عرض کی اے شہریار ہوس رہی کہ یہ بیدا و جلاد مقابلے میں نہ آیا  
اگر آتا تو حال کھلتا انشا اللہ اگر یہ غلام آپ کا زندہ ہے تو سب کیفیتیں دریافت ہو جائیں گی کیا کہیں  
اتورات ہو گئی صبح کو بارگاہ حشانی میں ان چاروں سے سردار بار بھونگا اگر اطاعت نہ کریں گے  
قتل کروں گا کچھ تو دل کو تسکین ہو خون اپر جی نوجوان رنگ لائے گا غلام لڑتا ہوا تباہ خورشید نگار  
جائے گا دن بھر میدان داری رہی تھی صاحبقران نے بہت جلد دربار پر خاست کیا سب سردار  
اپنے اپنے خیموں میں گئے بوقت صبح بادشاہ اسلام و صاحبقران زمان دربار میں تشریف لائے  
کو کب بھی حاضر ہوا دربار سرداران نامی و ساحران گرامی سے معمور ہو گیا کو کب نے حکم دیا ان قیدیوں  
بلکہ کو قید خانے سے لاؤ جملہ سردار نگران ہیں کہ دیکھیے برادران بیدا و کیا جواب دیتے ہیں وہ تو خدائی  
خداوند جمشید کے قائل ہیں علم افسونگری میں بھی کامل ہیں کہ بے کو اطاعت دین اسلام کریں گے سرداران  
کو کب کہنے میں اگر وہ اطاعت نہ کریں گے تو کو کب نے جو کہا ہے وہی کرے گا ان نامردوں کے خون سے  
ہاتھ بھرے گا دروغ زندان خانہ جو قید خانے میں گیا جا کر دیکھا نعمان و فولاد تو نہیں ہیں چار  
ملا زمان کو کب مسلسل و مطلق بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں اردوغہ سے کہنے میں نہیں کیا خطا کی کہ ہمارے  
مالک نے ہو قید کیا دروغ حیران و پریشان ان چاروں کو لیکر بارگاہ میں آیا کو کب اپنے ملازموں کو  
دیکھ کر حیران ہو گیا کہ میں نے نعمان و فولاد کو گرفتار کیا تھا میرے سردار کیونکر قید ہوئے وہ سردار



فریاد کرنے لگے کیون اے سردار ہمسے کیا خطا ہوئی رات بھر بھوکے پیاسے قید رہے کوکب نے  
 محجوب ہو کر سر جھکا لیا جواب کا موقع نہ تھا آہن گروں کو حکم دیا قید کٹوا دی عذر بھی کیا کہ بھائیو  
 معاف کرو نہیں معلوم یہ کیا معرکہ ہوا وہ چاروں روتے اور شور کرتے ہوئے باہر آئے جب بیرون  
 بارگاہ آچکے تو ملازمان صاحبقران نے دیکھا کہ ملازمان کوکب نہیں ہیں ہی نعمان فولاد وغیرہ  
 اکٹھے ہوئے مچھون پرتاؤ دے رہے ہیں کہتے ہیں صاحبو ہم بندہ خداوند جمشید ہیں ہم کو کون گرفتار  
 کر سکتا ہے کس آسانی سے اپنے کو رہا کر لیا یہ کیکے پر ریزہ زید ایکے سب کے سامنے آکر رنکل گئے  
 ملازموں نے یہ حال بارگاہ میں آکر کوکب و صاحبقران سے کہا کوکب نے شہر مار کر سر جھکا لیا کہا  
 اے شہر یار بڑا دھوکا کھایا ان مکاروں نے غلام کو طفل مکتب بنایا یہ کیکر و نکل سے اٹھا آنکھوں میں  
 آنسو بھرے سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی اے شہر یار غلام کو بقدہ حضور تردد تھا بدو ان  
 سامان جلدی میں چلا آیا تحفہ حیات طلسمی بھی نیلے آخر یہ دھوکے کھائے ایک ہفتہ کے واسطے  
 غلام رخصت ہوتا ہے انشاء اللہ اگر ان سب سے سمجھ لوں گا میرے ہاتھ سے کہاں جا لیں گے ابیرا  
 ٹھہرنا باعث خرابی ہے اس وجہ سے دل کو بیتابی ہے ہر خد صاحبقران نے روکا کوکب نے عرض کی  
 غلام ٹھہرے گا مجھے حجاب ہوتا ہے اور جہان تک ہو سکے حضور اپنے کو مقابلے سے ان سرکشوں کے  
 بجائیں یقین تو ہے کہ وہ طبل جنگی نہ بجوائیں صاحبقران نے فرمایا اے برادر تم طریقے سے لشکر اسلام  
 کے بخوبی واقف ہو ہم تو اپنی طرف سے طبل جنگی نہ بجوائیں گے اگر انھوں نے قصد کیا طبل جنگی  
 بجوایا پھر ہلو چارہ ہنسن ہے کوکب نے عرض کی غلام ایک ہفتہ سے زیادہ نہ ٹھہرے گا جسم خاکی  
 جاتا ہے روح کو سین جھوڑے جاتا ہوں حضور کے اسم اعظم بند ہونے سے بہت گھبراتا ہوں بہت وقت  
 کوکب نے لشکر اپنا آراستہ کیا جمشید وغیرہ کو ساتھ لیکر گریبان و مالان حیران و پریشان طرف  
 طلسم نور افشتان کے روانہ ہوا ذکر ان کا وقت بر تحریر ہوگا بعد جانے کوکب کے لشکر میں سنا  
 ہو گیا بادشاہ جمہاد طرف خواجہ کے متوجہ ہوئے فرمایا اے سرپرست لشکر اسلام اے نشاط فرخشاں انجام  
 آپ نے یہ حالات ملاحظہ کیے کہ کوکب ایسا بادشاہ عالیجاہ شہیدہ سرکشان سے عاجز ہو کر چلا گیا  
 اس کو کچھ نہ بن پڑا ہم ہمیشہ عنایت پروردگار پر تکیہ کرتے ہیں بیداد سرکش مع لشکر  
 مقابلے میں فروکش ہے اگر اس نے طبل جنگی بجوایا یہ ناممکن ہے کہ ہم جواب ندین کیفیت یہ ہے



کہ ان بیجاؤں کے سامنے جو ان شمشیر زن بیکار ساحر مجبور و لاچار مین ام عظم صاحبقران کا بندہ ہو چکا  
ایسا نہ کوئی اور خرابی پیش ہو آپ کو بھی فکر نہ ادا جب لازم ہے اگر نہ ادراہ کی ضرورت ہو حاضر  
کیا جائے سرداران ایرج اٹھ کھڑے ہوئے قدموں سے خواجہ کے لپٹ گئے کہا بقدر لیاقت  
ہم سب حاضر ہیں مرو نے کہا اپنی زبان سے کہنے میں دل نہیں بھرتا لا کے سامنے موجود کرو  
ہم برائے جان بازی قرضداروں کو سمجھا کر جائیں سرداران ایرج نے فوراً توڑے منگو کر  
رکھے مبلغ خلیفہ جمع ہو گیا پچاس ہزار بادشاہ نے بھی پیش کش کیے صاحبقران نے بھی فرمایا  
خواجہ ہم بھی خدمتگداری کریں گے عمرو اسی وقت ہاتھائے عیاری سے آراستہ ہوئے روپیہ  
اٹھا کر نذر نسیب کیا صاحبقران کے قدموں سے لپٹ کر خوب رویا عرض کیا آقائے نامدار  
آپ حال سے سرفروش کے بخوبی واقف ہیں کہ کسی وقت فکر سے غافل نہیں رہتا جیسے سرحد  
سرکشان میں آیا ہمارے جانب کوشش کی کوئی صورت ہیو دی کی ظاہر نہ ہوئی نہیں معلوم یہ یوں  
حمشید جادو کون ہے کچھ نشان نہیں ملتا اب غلام خدمت شہنشاہ سے رخصت ہو کر برائے  
تلاش جاتا ہے یا جان دوں گا یا مقام اس حمشید شعبہ باز کا تباؤ نکا طرح بقرار ہو کر خواجہ  
نے یہ کلمات حسرت و یاس سامنے صاحبقران کے بیان کیے غم ایرج میں تو امیر اشکبار تھے  
دل بھر آیا فرمایا ایسا روفا دار اے مونس غمساں بخدا تجھ کو تمھاری جدائی انتہائی ناگوار ہے ہر چند  
اسم اعظم بند ہونے سے یہ حقیر مجبور و لاچار ہے مگر بعد میرے اگر تم موجود ہو گے ناموس میرے تباہ  
بر باد ہوں گے ان کی سرپستی کر کے ان کو خانہ کعبہ میں پہنچا دینا حرم محترم کے تصدق میں ان کی بھی  
حسرت بجائے گی تمام کفار ان بیجا بعد میرے آمادہ جنگ ہوں گے تم جان بازی کر کے ان دست  
پاشستہ کو بچانا ایسا یہ مقام پر از شعبہ وزیرنگ تھا کہ کوکب ایسا بادشاہ عالیجاہ تنگ ہو کر  
چلا گیا یقین ہے کہ بھی محرا ہمارا مشہد و مقل ہے تمھاری جدائی سے میرا دل ترو و منزل انتہا کا  
بیکل ہے عمرو نے کہا اے آقائے نامدار و مولائے قدر شناس خدا وہ روز سیاہ مجھ کو نہ دکھائے  
عمرو پہلے تصدق ہو جائے اس وقت آقا و رفیق کی جدائی پر تمام اہالیان دربار رو رہے تھے  
صاف کلمات حسرت آیات عمرو سے ثابت ہوتا تھا کہ جان دینے جاتا ہے بادشاہ کے آنسوؤں  
سے رومال تر ہو رہے ہیں سب بعد حسرت رو رہے ہیں امیر دمدم فرماتے ہیں خواجہ تم



اس وقت میں ہم سے جدا نہ ہو دیکھو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے جوچین مدگار دوسرے سے  
پیدا کرنے والا سب سے زبردست ہے بخدا خوب ہولاکہ کو کب چلا گیا میں اپنے خدا سے غایت تمہا  
طلبگار ہوں عمرو نے کہا اے شہر با جستجو واجب لازم ہے میں تدبیر تو کروں کچھ نشان لگا امیر  
نے بڑی مشکل سے خواجہ کو رخصت کیا عمرو باہنائے عیاری سے آراستہ ہو کر نکلا صحرائیں آوار  
بھر رہا ہے کہیں نشان نہیں ملتا کسی دن چار جانب بھرا ایک دن بھرتا ہوا قریب ایک باغ  
اکے پہنچا کچھ کینزین دروازے پر علیگن کھڑی کہہ ہی ہیں دیکھے آج ہماری ملکہ نازکبند پر  
کیا گذرتی ہے خداوند طالب صل یہ سن ایک مرتبہ سامنے گئی تھیں صورت زیب دیکھ کر بیوش  
ہو گئیں وہی خوف دل میں بھرا ہے عمرو نے ایک کینز کو بیوش کیا اسی کی صورت نیکر باغ  
میں آیا مگر حیران تھا کہ میں نے اس کا نام نہ دریافت کیا باغ میں آکر دیکھا نہایت مسرت و نشاط  
زلف سنبل کو بیچ و تاب زرگس شہلا کی نگاہ باری گھمٹے رنگارنگ کی شعبہ بازی چمن ہائے  
طولانی ہر نخل رغنائی و زیبائی میں لاثانی عمرو سیر کرتا ہوا وسط باغ میں آیا دیکھا ایک چبوتر  
سنگ مرمر کا اس پر فرش معقول مسند ناز پر ایک طاؤس ملنا زاہر خسار گلغدار کبک فقاہ شیرین گنکار  
سحر و بوستان بلوغ غیبی غنچہ حدیقہ محبوبی دیا ہے جو اہر میں غوطہ زن معشوق پر فن رشتک چمن  
اگر دکنیران زرین پوش سمجھا ہی ہیں حضور خداوند آپ کے مشتاق ہیں آج بعد عصر دراز و عدہ ہوا  
گلرنگ چاد و کہہ گئی ہیں کہ لباس وغیرہ سے آراستہ رہیں میں لینے کو آؤنگی اپنے ساتھ لیجاؤنگی  
حضور اب وقت آمد گلرنگ قریب ہے آپ کیون استدر طول ہوتی ہیں کیون اس قدر بیقرار  
ہو کر روتی ہیں یہ حالات کھڑے ہو کر خواجہ نے سنے کہ ایک کینز نے عمرو کے کاندھے پر ہاتھ  
رکھ کے کہا اے زرگس تیرہ دیدہ بازی ہر ایک سے آنکھ لڑانا ترک نہیں ہوتا کھڑی ہوئی  
گھوڑ گھوڑ کے دیکھ رہی ہے نگاہ نہیں ٹھہرتی تو بھی ملکہ کو سمجھا کس پر آنکھیں نکالتی ہے بات کو  
اشعاروں سے مالتی ہے کیا تو نے کسی سے نین مٹکا کیا ہے کیون شرماتی ہے بات بات میں  
آنکھیں دکھاتی ہے عمرو نے کہا بوا سنبیل تم کیون پریشان ہو میری عین خوشی ہے کہ  
ملکہ عالم خدمت خداوند میں جائیں آرزوئے دلی خداوند کی پوری ہو ہم سب کو عمدہ ہائے  
حلیل میں غنچہ آرزو کھلین تم لوگ واسطے ایک دم کے ہٹ جاؤ میں ملکہ کو بخوبی سمجھا دوں غایت



خداوند جمشید سے خوشی خوشی خدمت خداوند میں بائین ذرا بارہ درسی میں تشریف لے چلیے میں کچھ  
 عرض کرونگی تی گلزننگ آئین گی میں ان کو سمجھا لون گی آج آپکا جانا ہوگا ہم مال لینگے باتون میں مطلب  
 نکال لین گے یہ شکر نازک بدن خوشی خوشی ساتھ ملکہ کے اٹھیں بارہ درسی میں عمر و نے لاکر  
 مسدیر بٹھایا کہا داری آپ کیون گھراتی ہیں ہم آپ کے ساتھ چلیں گے کیا خداوند کھا جائیں گے دیکھیں  
 کیا کرتے ہیں نازک بدن نے کہا بوازرگس میں کیا تم سے کہوں جس کو خداوند جمشید کہتے ہیں بھڑوا  
 بوڑھا رچھ ہے وہ صورت مہیب ہے کہ مجھ کو غش آگیا بات نکر سکی اب اس کے نام سے میرا دم نکلتا ہوا  
 عمر و نے گھوڑی کھلا کر نازک بدن کو بیہوش کر کے نذر زنبیل کر لیا کہا دادا جان اسکو اچھی طرح  
 رکھیے گا کسی سردار کے ہاتھ فروخت کر لین گے فوراً رنگ وغن عیاری کا نکال کر بصورت نازک بدن  
 تیار ہوئے بارہ درسی سے ہنسنے پڑے نکلے مصاحبون نے پوچھا حضور زگرگس کہاں گئی کہا اٹس خلیا کا  
 حال نہ پوچھو کسی دھکڑے کے پاس گئی ہوگی اب بتلاؤ کہ گلزننگ کے آنے میں کیا دیر ہے آج ضرور  
 خدمت خداوند جمشید میں جاؤں گی وہ تو میرے دادا معلوم ہوتے ہیں پوتی کو ساتھ لیکر سوئیں گے  
 میں جانے کو موجود ہوں اب جھکو بھی یہ شتیاق ہے کہ دیکھوں خداوند کیا کرتے ہیں سب کینرین  
 یہ باتیں شکر بہت خوش ہوئیں دوپہر سے شب تجاؤز کر چکی تھی کہ آسمان پر برق چمکی عمر و نے  
 دیکھا ایک ساحرہ تخت بر سوار آکر آتری کینرین نے کہا حضور بی گلزننگ آئین عمر و نے کہا کہ  
 بلاؤ ہمیں خدمت خداوند جمشید میں لچھیں یہ کلام شکر کینرین خوش ہو گئیں پڑھکر گلزننگ سے  
 کہا لو مبارک ملکہ رضامند ہیں گلزننگ نے کہا یہ خداوند کی قدرت نامی ہے ایک اشارے میں  
 دل کو پھیر دیا مسلمانوں پر کیا بلا نازل کی کوکب ایسا بادشاہ طلسم نورافشان محجوب ہو کر  
 بھاگا پیدا دسر کش کو حکم مل گیا کہ ایک ہفتہ کی مسلمانوں کو مہلت دو ایک دن قبل چلیں جو اگر  
 سب کا خاتمہ کرو مسلمان مثل باختر وغیرہ اس ملک کو بھی سمجھتے تھے صاحبقران جو سب کے افسر  
 ہیں ان کا اسم اعظم بند ہو گیا بہت سے سردار آگ میں جلے یہ باتیں کرتی ہوئی قریب خواجہ کے آئی  
 خواجہ گلزننگ سے لپٹ کر رونے لگے کہا میری اچھی بوا تھا کام کرنا کہ مجھ کو خدمت خداوند میں  
 اکیلا نہ چھوڑنا گلزننگ نے کہا داری میں ساتھ ہوں قدرت کو بھی بخوبی سمجھا دیا سب نے  
 کہا کہ بوا یہ ظاہر کار و ناپٹینا تھا چودھواں سال شروع ہے مرد کی خواہشیں رکھتی ہیں دیکھو



کسی خوشی خوشی تشریف لیگیں راہ میں عمرو نے گلزننگ سے حالات پوچھے کیون بوا سرداران  
 حمزہ جو آگ میں جل گئے ایک پوتا حمزہ کا ایسا عاجز ہوا سنتے ہیں اس نے اپنا گلا کاٹ لیا یہ سب  
 سردار زندہ ہیں یا اصل میں مر گئے گلزننگ نے کہا حضور یہ شعبہ سحر ساحری ہے ابھی یہ کسی کی  
 مجال نہیں ہے کہ ان کو قتل کرے لیکن ہون کے خون سے ہاتھ بھرے کشتہ سحر ہیں اب خداوند  
 سحر تیار کر رہے ہیں اسی ہفتہ میں ان سب کا خاتمہ ہوگا اب قدرت نے بیداد سحر کش سے  
 کہلا بھیجا ہے کہ جلد تیاری کرو قبیلہ سرکشان میں بعد ایک ہفتہ کے بلوہ کر کے لشکر مسلمانان چار نیکی  
 قدرت ابرے سحر کریں گے قدرت کے سحر کی پناہ نہیں ایک ہی سحر میں اس قدر آگ زمین و  
 آسمان سے برے گی کہ جان بچا سب کو مشکل ہوگا عمرو نے پوچھا کیون بوا گلزننگ قلعہ خورشید نگار  
 میں خداوند خورشید روشن تن ہیں یہ خداوند جمشید کون ہیں گلزننگ نے کہا حضور یہ مقدمات  
 راز و نیاز ہیں وہ خداوند کلان یہ چھوٹے خداوند کہلاتے ہیں ان قبائل سرکشان پر خدائی خداوند  
 جمشید سے قدرت کلان کا حکم آگیا کہ خبردار مسلمان یہاں تک نہ آنے یا کہ یہ در بند ہائے  
 قلعہ خورشید نگار میں حقیقت میں اب مسلمانان تا قلعہ خورشید نگار نہ جا سکیں گے راہ میں ایک  
 طلسم بندھا ہے کیا مجال کہ کوئی وہاں سے گذر سکے اس جمشید سے نجات پانا دشوار ہے یہاں حالات  
 سحر کے باتوں میں دریافت کیے مگر گلزننگ بھی سمجھا رہی ہے کہ بی بی آج خداوند سے شرم نہ کرنا  
 قدرت بہت مشتاق ہیں یہاں کی سلطنت آپ کو ملے گی ہمارا بھی مرتبہ بڑے کا نام کینیز میں آپ کی  
 مراتب اعلیٰ سے سرفراز ہونگی عمرو اچھا اچھا کہتا تھا مگر دل دھڑک رہا ہے کہ دیکھیے تقدیر کیا دکھائی  
 ہے بڑے ظالم کا سامنا ہے خدا آبرو بچائے دل سے یہ باتیں کرتے ہوئے گلزننگ سے ڈرے کہ  
 یہ بھی ساحرہ زیر دست ہے ایسا نہو کسی وجہ سے پہچان لے تو غضب ہو جائے آسمانے نامدار  
 کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہیں لے معبود حقیقی اب تو اہل اسلام کے  
 حال پر طائران ہوار دتے ہیں مجھ کو مظہر منصور کرنا اسی تردد میں ان باتوں میں راستہ ملے ہوا  
 بلندی پر ایک قصر عالی دکھائی دیا کہ معلق ہوا پر وہ قصر ہے سر پر قصر کے دہی ابر تیر تار گھرا  
 ہوا ہے کہ جو لشکر اسلام پر سایہ فلک ہے دروازے پر قصر کے گلزننگ نے تخت اتارا عمرو نے  
 دیکھا چند جا دو گریبان کر یہ منظر کھڑی ہیں گلزننگ کو دیکھ کر آواز دی کیون بی گلزننگ



ملکہ نازکبدن کو بھی لائین آج قدرت اُنہا کے مشتاق ہیں کل سامان عیش و نشاط مہیا ہے گلزننگ نے کہا قدرت تسخیر فرما چکے تھے اُنھیں کی تسخیر کی برکت ہے ورنہ ایسا ہوئے وحشی کارم ہونا نہایت دشوار تھا جادوگر نیون نے بھی عمر و کو گھیر لیا بلایین لینے لگیں کہتی ہیں اسے ملکہ عالم متعاسے بڑے مرتبے ہیں قدرت مشتاق بھی ہیں تمھاری یاد میں اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہیں عمرو ان سب کے ساتھ سرٹھکالے ہوئے گھونگھٹ مکالے ہوئے اندر بلنگ کے داخل ہوا دیکھا باغ میں سامان روشنی لالینین مثل قطرہ ہا کے نورنگ رہی ہیں جو انان چمن بادلوں پر نہروں میں آمداری کا جوش و خروش چشم جاب بھی انتظار میں ہے عمرو سامان باغ دیکھ کر اور بھی زیادہ حیران ہوا روش پیری پر نگاہ کرتا ہوا وسط بلنگ میں پہنچا وہاں ایک چھوڑے سنگ مرمر کا فرش زربفتی سے آراستہ مسند پر ایک ساحر ضعیف و نحیف کریم نظر مکاری خیلہ سازی چہرے سے ہویدا بیٹھا ہے بی ملکہ نازکبدن کو جو آتے ہوئے دیکھا جوش اشتیاق میں اٹھ کھڑا ہوا استقبال کر کے باغ ازاد اکرام تمام مسند پر لا کر جگہ دی عمرو نے اُس گھونگھٹ سے ظالم کو دیکھا قلب کانپ گیا اُس ساحر نے گلزننگ سے کہا اے شیر قدرت آج قدرت بہت خوش ہوئے ہماری معشوقہ و لہریب کو بخوبی سمجھا کے لائین گلزننگ نے دست بستہ عرض کی ملکہ خود جمال خداوندی کے دیکھنے کی مشتاق تھیں اس لفظ پر وہ ساحر بہت خوش ہوا کہا ہم اپنی معشوقہ کو اس سرحد کا بادشاہ بنائیں گے ناسب قدرت خطاب میں گئے جب یہ تخت پر جلوہ فرما ہو گئی ہمارے بندے ان کو بھی معیدہ کریں گے ایسے ایسے کلمات خوش آمد آمیز بہت کہے گلزننگ سے کہا اے شیر قدرت تمہارے اپنے بندگان خاص یعنی قبیلہ سرکشان سے ایک ہفتے کا وعدہ کیا کہ کوئی مسلمان تمھاری سرحد میں نہ باقی رہے گا گوشہ بلنگ میں جو قصر عالی آراستہ ہے اُس میں تمام سامان اختیار رکھو اسی ہفتہ میں خاتمہ کیا جائے بندگان باغی میں سے کوئی نجات نہ پائے ہر چند کہ حضرت عرب ہمارا سپہ سالار قدرت ہے تمہارے اُس کے ہاتھ سے بڑے بڑے کام لیے جن جن بجاؤں نے دعویٰ خدائی کیا تھا وہ مقامات اُسی کے دست زبردست فتح کر لیے اب جب مرتبہ علی پہنچا مغرور ہو گیا اس کے بدلے اور حمزہ ثانی خلق فرمائیں گے اسکو صا جعفران بنائیں گے اس کی صاحبزادی کا خاتمہ منظور ہے اس وقت تو آرزو کے وصل ملکہ نازکبدن میں دل ناصبور ہے



یہ کہے قراہ شراب کا کھینچا کہ لوجان جہان آرام دل مشتاقان قدرت نے عمدہ شراب خاص  
 تمھارے واسطے منگائی ہے عمر وے شراب کو جواب دیا خداوند میں تو کوئی دن گشتاق تھی کہ خدمت  
 میں اپنی داد اجان کے جاؤں دیدار فرحت آثار سے شرف ہون صورت قدرت کی دیکھ کر اور اشتیاق  
 بڑھ گیا حجاب بھی دل سے دور ہوا خود بخود قلب کو سرور ہوا امیدوار ہوں کہ یہ سب کینزین حاضر  
 رہیں ابھی معشوقہ کے ہاتھ سے شراب پین نذرمانی تھی کہ خدمت میں خداوند کے جا کر نام پر  
 سامری و جمشید کے سب کو شراب پلاؤں گی جمشید نے چاہا گلے میں ہاتھ ڈال دیے عمر و  
 نے ریش مقام کر ایک طمانچہ مارا کہا ادھام جلاؤ نشے میں شراب کے گلے پر چھری پھیر دینا  
 میں آمادہ مرگ مہیا ہے قضا ہو کر آئی ہوں میری نذر تو پوری ہوئے دے دور شراب ہو پھر  
 تجھے اختیار ہے بھولی بھولی باتیں جو عمر وے کین جمشید اور زیادہ بقیار ہوا عمر و بھی گھبرا  
 ہوا ہے اپنے آقا کی مصیبت نگاہ میں کل لشکر کو بیتاب چھوڑ کر آیا ذرا گھونگھٹ اولٹ دیا ماہ چہرہ  
 جمال باکمال کی ضو سے محفل میں روشنی ہو گئی سراپا پر معشوقہ کے جمشید کی نگاہ پیری حسین  
 مہ جبین طرار و فرار ناز و کرشمہ دست بستہ خدمت میں حاضر بھولی بھولی صورت کچھ شرم کچھ حجاب کچھ  
 خوف سے بیتاب مگر عمر وے دل پر پتھر رکھ کر قراہ شراب کا نزدیک اپنے کھینچ لکھائی سے پڑیا بیہوشی  
 کی قراہے میں ڈال دی جام لبریز کیا کہا بوا گلرنگ تم بھی پیو کئی گلابیان اُنکے آگے ہنادین ایک  
 جام بلورین لبریز کر کے جمشید کے سامنے پیش کیا پنجہ نگارین خورشید عا پر جو اُس نے جام آتش  
 دیکھا بیتاب ہو کر ہاتھ بڑھا دیے ہوں سے لگا کر جام دہ بد انجام ہی گیا گلرنگ و جملہ کینزین  
 بھی پینے لگیں جند عرصہ میں سب شراب پی عمر وے جمشید کو کئی جام پلائے جو جام دیا وہ نور  
 خوشی پی گیا غمخوڑے ہی عرصہ میں رنگ محفل دیگر گون ہوا کینزین رنگ لائیں بیٹھے بیٹھے  
 گھبراہٹیں کوئی اٹھ کے ناپچنے لگی کوئی ہنستی ہوئی یہ کہنے اٹھی بو انر کس دیکھو آج  
 بی سنبیل کے جھوٹے نوجوان کی زلفیں بنا کر ہکو بانک بن دکھاتی ہے نر کس آنکھ  
 لڑائے میں شرابی ہے یہ کتنی ہوئی ددڑی جن میں جا کر بیہوش ہوئی کوئی تالیان بجائے کئی کوئی  
 روئی کوئی اسی دھن میں ہنستی ہوئی اٹھی گر کر بیہوش ہوئی بی گلرنگ سب کی افسرین  
 صاب ربط و ضبط نشے کے جوش میں اٹھیں کہا یا خداوند اب کیا دیر ہے معشوقی خوبور



خوشنوم عاشق خصال صاحب حسن و جمال پہلو میں ہے ہم الگ جا کر بیٹھیں یہ کیسا چلے تھی کہ لڑکھڑکھ کر  
گری عمرو نے کہا یا خداوند یہ کنیزان بے تمیز آپ کو بہت غریب زمین صحبت قدرت میں ہنگام  
مچا دیا یہ کہ دور جا بیٹھی کہا اب بھگو گو دین اٹھالیو ایسے جمشید بلبل کر اٹھا بیہوشی تاثیر کر چلی  
تھی اٹھتے اٹھتے دل بیچہ گیا لڑکھڑاکے گرا کرتے ہی بیہوش ہوا عمرو نے جو یہ موکہ دیکھا گھر آیا ہوا  
تھا خبر کر سے کھینچی کہ اس بچا کا سر کاٹ لون لغو کر کے چلا جیسے قصد ہوا کہ خوجہ مار دن اس ظالم کو  
اصل جہنم کو دن ابر سیاہ جو آسمان پر گھرا تھا آفت آسمانی تھی عمرو کو کیا خبر تھی فوراً ابر سے  
ایک برق چلی لغو ہوا کہ ظالم کیا کرتا ہے منم محیط ابر نشین عمرو نے چاہا کہ وہ کر جب گون اسنے  
گرتے گرتے ایک آواز دی عمرو کے پاؤں زمین نے تھام لیے اس نے باران سحر برسیا  
جبر قطرہ پڑا وہ ہوشیار ہوا جمشید جو بیدار ہوا ریش فیش کو اپنی نوچنے لگا گا اے میری معشوقہ  
کو کیا کہا عمرو نے کہا یا خداوند میں وہی نازک بدن ہوں دیکھیے اس سامنے  
زبردستی مجھ کو مثلاً سے سحر کیا پاؤں زمین نے تھام لیے اسی نے آپ کو بیہوش کیا تھا مجھ پر تمت  
رکھتا ہے اس طرح گرا کر کے عمرو نے باتیں کیں صورت تو ابھی تبدیل نہیں ہوئی تھی جمشید بغیر  
غضب تمام طرف محیط ابر نشین کے متوجہ ہو گیا کیوں وہ بچیا تخلیہ قدرت میں تو کیوں کیا محیط  
نے کہا یا خداوند یہ نازنین آپ کا سر کاٹے چلی تھی ابر سے میں نے دیکھا اگر اسکو گرفتار کیا یہ لکھو محیط نے  
عمرو کے منہ پر ہاتھ پیرا ایک شعلہ جبر کا رنگ روغن عیاری کا جل گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی  
گل رنگ بھی سر بیٹھے لگی جمشید نے کہا کیوں ای گھر رنگ بنے تھو کہ شیری خبر دی تھی کہ ساربان ارادہ  
ضد آئینا اگر بنے انتظام کیا ہوتا تو اس ظالم نے اپنا کام کر لیا تھا قدرت کے سامنے  
دکائی کب چل سکتی ہے یہ کیسے غصے میں اٹھا کہا اوساربان زاویہ تلہ میری معشوقہ کو کیا کیا  
عمرو نے کہا یا خداوند میں بھوکا تھا کھا گیا ابھی ہضم نہیں ہوئے پانی اگر آپ مجھ کو سرفراز کریں  
ایسا کر دیں تو آپ کی معشوقہ نازک بدن کو دیدن گل رنگ نے کہا یا خداوند ہا کر دیجیے اپنی  
معشوقہ کو اس سے لے لیے جمشید نے کہا ای گل رنگ یہ وہ شخص ہے کہ جسے ساحران عالم کو  
مارا قدرت کا اقبال ہے جو یہ تم کے اس طرح بیٹھا افراسیاب نے اسی غفلت میں طلسم ہوش راجہ  
براہ کرا یا جب اسکو گرفتار کر لیا قید رکھا اسکو کوئی قید نہیں رکھ سکتا میں اسکو قتل کر دینا جو اسکو قید



سرگیاہ اسکو قتل کر کے نکل جائیگا عظمیٰ آباد ایسا ملک اس ظالم نے برباد کیا ہوش ربا پر اسی کی وجہ سے زوال آیا گو گوب کو اپنا غلام بنالیا یہ جان لشکر حمزہ ہی اگر اسکا قدم در میان میں نہوگا لشکر کا ٹٹا کیا مشکل ہے حمزہ پر تھوڑا ہی دباؤ پڑا چالیس سردار آگ میں جلا میں جے گلا کا ٹٹا پتا لگا کر مجھ تک آئے جو نیا اگر میں ایسا ہوشیار نہوتا خاتمہ کر دیا تھا جلد جلا دے گا ابھی مابدولت اسکو قتل کر ایں گے اسکا قید رکھنا بہتر نہیں ہے یہ لشکر کھڑے ہو اے بھائی کار کردار دی یا خداوند میں ایکو سجدہ کرتا ہوں آپکا مذہب اختیار کر کے حمزہ کو بیکر لادوں گا آپ ایسا کامل و اکمل میری نگاہ سے نہیں گذر ایں اسی تلاش میں رہتا تھا کہ کوئی کامل و اکمل ملے تو میں دل و جان سے اسکی اطاعت کر دینا حمزہ ناقدر ہے صرف تین روپیہ مہینہ دیتا ہی قدرت میری قدر دانی کرتی ایک دن میں لشکر حمزہ کو مٹا دینا سبکو بیکر لادوں قدرت میری حال پر رحم کریں رہا کر دینا معشوقہ بھی قدرت کی نے آؤنگا ابھی میں نے اسکو فروخت نہیں کیا ہی صرف رہن رکھتا ہے روپیہ سیر سے اداس ایسی بہت سی معشوقین حاضر کر دے گا یہ تو خاص میرا کام ہے جسے لنگو ڈالے اسکو لا کر حاضر کر دینا ان باتوں کو لشکر جمشید جادو و قوت مند کرنا کسا اور مکار جلد ساز سجدہ باز سات سو برس کا مابدولت کا سن ہے ساز شمس و ماہ میرے سامنے طفل مکتب تھے میرے سامنے فریب کی باتیں کرتا ہوں ان فقر و فاقہ کو گوب کا گوب مانتا ہوں ابھی تجکو قتل کر دے گا چند عمر و دنیا پیتا جمشید کو فقر سے دیے اس ظالم نے کچھ غانا آواز دی ارے جلا و حاضر ہی اسی ابرسیاہ سے ایک ساحر مہیب بہ شکل عجیب و غریب جو بڑے ہتھ میں لے ہوئے ظاہر ہوا جمشید نے کہا اے ازور سیاہ رو جلد اس ساربان زارے کو قتل کر سکاٹ کر مارے ساتھ لا ازور سیاہ سے عمر و کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا کشان کشان بیکر ابرسیاہ میں غائب ہوا بعد چند ساعت سب نے دیکھا وہی ساحر عمر و کا سر لے ہوئے ہے گلوے بریدہ سے قطرہ ہانی خون تازہ ٹپک رہے ہیں آنکھیں حسرت آلود کھلی ہوئیں ہیں جمشید نے کہا ایک خوان میں سر پہ رکھ کر بارگاہ حمزہ میں لجاؤ کشا او حمزہ تیرے قوت بازو کو قدرت سے قتل کیا اسی ہفتے میں تم سب کا یہی حال کر دینا گا اس ساحر نے سر عمر و خوان میں رکھا بیکر طرف لشکر صا حشر ان کے مدانہ ہوا محض جمشید درمہم و بریم اپنی معشوقہ ناز کیدن کا عمر اسی ابرسیاہ میں جا کر غائب ہوا سو خوانی کرنے لگا کشان



صاحبقران زمان بارگاہ حشامی میں جلوہ فرمایا جو سردار کہ موجود ہیں خدمت میں حاضر ہوئے  
مگر بارگاہ میں سنا صاحبقران نے بیٹھے بیٹھے فرمایا یا روکئی دن کا زمانہ گزرا میرا یار و فادار بپٹ  
کر نہیں آیا بڑی حسرت میں رخصت ہو کر گیا تھا اسکے طرز کلام سے ثابت ہوتا تھا کہ بڑے کسی  
مقام سخت پر جاتا ہو میں نے کبھی اپنے یار و فادار کو اس قدر ریاوس نہ دیکھا تھا خدا بخیر و عافیت اسکو  
لا کر مجھے ملاؤں ترد و منزل خود بخود بتیاب ہو خدا نخواستہ عمر و پر کوئی اتفاق دہری کسکو بھی چون کوئی اسکی  
خبر لائے عیاروں نے عرض کی حضور ستر و دو متفکر نہن غلام فوراً مفصل خبر لیکر آئیں گے تمام  
جنگلوں کی خاک چھانیں گے اپنے پیرو مشد کو تلاش کر کے لائیں گے مہتر بوا کفتح اصفہانی  
و مہتران خطائی و مہتر نیک خطائی و برق فرنگی وغیرہ چالیس ایک بچے منظور ہائے  
زربختی و پتیا ہا و سفر لاتی سے آراستہ ہوئے حلقہ ہا مکند باز دوں پر لپیٹے قصد ہوا کہ برا خبر خواہ  
ردانہ ہوں صاحبقران کی بتیابی کم نہیں ہوتی بادشاہ حجاہ کا بھی خود بخود رومال تر ہو رہا ہے ہر  
خورد و کلان انبیر تاجوان ادنی اعلیٰ سب بقرار و اشبار ہیں اس پریشانی میں ہ ساعر خوان سرعظ  
لیکر بارگاہ حشامی میں پہنچا خوان و نوشتہ رکھ کر بھاگا پکار کر آواز دی یہ تحفہ قدرت نے  
برائے مسلمانان بھیجا ہے اس سر سے کوئی آگاہ نہیں افسر سمجھ جائیگا وہ تو اڑ کر چلا گیا یہاں  
دروازے پر ہار ہوا صاحبقران زمان سے بڑھ کر خادموں نے عرض کی اسے شہر یار ایک  
ساعر آیا تھا ایک خوان و نوشتہ رکھ کر چلا گیا، ہر نہیں معلوم اس میں کیا ہے صاحبقران نے  
کہا خدا خیر کرے اس خوان کو جلد میرے سامنے لاؤ ملازمان جانبا ز خوان کو اندر لائے جیسے ہی  
تورے پوش اٹایا سر عمر و دیکھا ہاے یار و فادار کہ صاحبقران گر پڑے پکار کر آواز دی  
کیون ہما جو میرا دل ہے سبب بقرار نہ تھا ایک روح و جسم تھے یہ ہدم ہا سپر گذر اکیونکر میرے  
دل کو بقراری سنوتی روح بچین تھی کیون خواجہ ہمارے تھا رے یہ وعدہ نہ تھا ہنگو  
تمنے ساتھ نہ لیا سفر ملک عدم میں بہت جلدی کی بادشاہ نے اپنے کو تخت سے گر ادیا سانج چینکا  
فرماتے تھے یار و آج تلج سر اسلام گر گیا رونق دین اسلام سنی ہر نصیبت میں یہی کام  
آئے تھے اہالیان لشکر کو بدعت سے بچاتے تھے اب ساعر و ن پر کون عیاری کرے گا  
ایک سحر میں لشکر مٹ جائیگا عیا بچھاڑیں کھا رہے ہیں اٹھا رہے فرزند پکارتے ہیں قبلہ کبہ



نے غلاموں کو قسیم کیا اب ہماری کون سر پرستی کر گیا شاگرد جان دینے پر آمادہ جملہ سردار  
 عیار بہتیار لشکر میں تلاطم صا جعفران زمان بہتیار ہو کر روئے سرے ہو کر چھاتی سے لگایا  
 روتے روتے ہوش ہو کر بارگاہ میں غل ہوا لویار و صا جعفران نے سفر ملک عدم اختیار کیا خواجہ کا  
 سانحہ دیدار و لون الیہین عاشق و معشوق تھے فراق نہ گوارا ہوا سنتے ہی بادشاہ روتے ہوئے قریب جعفران  
 آؤ بجا کر آواز دی جد عالی تیار آپ میر قافلہ میں کل کاروان کو ساتھ لے کر کسے بھروسے پر زندگی  
 کر میں فرزند ان خواجہ بزرگ چہرے نے بڑھکے بغیر ہاتھ دکھائیاد وبرا خدا خاموش رہو خاک تم سب کے  
 و ہن میں صا جعفران کو غفلت گیا ہو گلاب کیوڑ لاؤ سیک وقت گلاب کیوڑہ بید مشک چہرہ اقدس  
 پر چھڑکا گیا صا جعفران کو ہوش آیا دیکھا بارگاہ میں قیامت برپا ہو ہر ایک خور و دکان رو رہا  
 زو جات عمر و جملہ سے نکل آئے تھے چوڑیاں بڑھادی ہیں ان کی بین سے کچھ چھٹا جاتا ہوا شاہزیاد یوں کو منع کرتی  
 ہیں ہم رائے دن کو سایہ سی احراز کر دہمار قریب آؤ ہم انوارت کی قبر پر فقیر ہو کر بیٹھیں گے شک  
 حسرت سے چھڑکاؤ گرنے کے داغ کے بھول چڑھائیں گے یہ حالات مصیبت آیات جو صا جعفران نے  
 دیکھے سرداروں کی جانب بیکھر فرمایا اپنے نام و دوشل عورتوں کو کیا باتیں کرتے ہو کوئی تم میں  
 ایسا نہیں ہے جس کی عمر و نے جان بخشی نہ کی ہو چل کر اس کے خون کا بدلہ لو لشکر بیدا و سرکش کو  
 پامال کر دو لڑ بھڑکے اپنی جانیں دو جان دیکر اپنے یار و فادار سے ملو راہ غارت خان دینا گوٹے  
 کر کے ملک عدم میں بہو بخو یہ کہہ مقبل کی جانب متوجہ ہوئے فرمایا دنا لایق جلد سیرا اشقر  
 تیار کر صندوق سلاح لا مقبل نے صندوق سلاح لا کر حاضر کیا قہر آئی ہوا ہاتھوں سے صا جعفران  
 نے زرہ و غیرہ کو زیب جسم کیا تیغہ مہم صام و مقام پنجہ سہراب بل تیغہ عقرب سلیمانی کو قبضے میں کیا لڑکھائے  
 ہوئے چلے یہ خیر مشہر ہوئی کہ صا جعفران لشکر بیدا و سرکش کو قتل کرنے جاتے ہیں لشکر میں  
 کمر بندی ہوئے لگی تمام سردار تیار ہونے لگے نقارہ سکندری پر چوب پڑی تاجداران جلیل نے  
 بمشکل بادشاہ کو تخت پر سوار کیا صا جعفران آگے بڑھے سب سردار سر بر ہنہ خاک اڑاتے  
 ہوئے ساتھ ہوئے نقار خانہ سلیمانی گڑ گڑایا ہر کار سے لشکر بیدا و سرکش کے جو لشکر اسلام  
 میں موجود تھے یہ حال دیکھ کر بھاگے بیدا و سرکش اپنی بارگاہ میں مع بارہ  
 بھائیوں کے بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہے کہ یاروں لشکر تیار رہے اسی ہفتے میں طبل تہاری بجے گا



کوئی مسلمان زمرہ نہ بچکا قدرت فرما چکے ہیں اب ان سرکشوں کا زندہ رہنا بہترین ہے تفسیر  
 سفیوط فرما چکے ہیں یہ ذکر تھا کہ نقارہ سکندری کی آواز کان میں آئی زمین ٹھرائی پہلوانے کہا  
 یاد خبر تو کو کسی صدائیں مختلف آتی ہیں بوقت نقارہ کیوں بچا کچھ قدرت نے تقدیر کی  
 مسلمانوں کے سننے کی بالا بالائیدہ کی یہ ذکر تھا کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اسے  
 شہر یار پڑا غضب ہوا سنتے ہیں عمر و نے جا کر قدرت پر عیاری کی قدرت اس عمر و کا طے کر  
 بھیجے با عمر و تو جان لشکر اسلام محاسب سردار تاجدار عیار مع لشکر جبار برادر موافقہ خون آمادہ  
 حرب و پیکار ہو کر آئے ہیں عمر و کیواسطے سب جان دینگے اپنا خون اپنی گردن پر لینگے یہاں تک گیا  
 ہر چند جانتا ہے کہ لشکر صاحبقران میں اب کوئی ساتھ نہیں ہے مگر نعرہ سرداران تہمتن سے زمین  
 ٹھرا رہی ہے فوراً حکم دیا ہمارا بھی لشکر تیار ہو تمام ساحر اپنے اپنے مقام سے اٹھے جھولیوں سنبھالو  
 لگے باز بطرقرون پر سوار ہونے لگے اژدران آتش فشان پر سوار ہوئے تازیانہ ہاسے  
 مار آتشیں ہاتھ میں لیے ہوئے یا خداوند حمشید کی صدائیں بلند ہونے لگیں پہلوان  
 اپنے بھائیوں کو ساتھ لیکر بارگاہ سے نکلا مرگب ہاسے یاد نقارہ پر سوار ہوئے قصد ہوا تھا  
 کہ بڑھیں لشکر اسلام پر جا پڑیں کہ شیر بیشہ عربستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران  
 میر عالی شان کے نعرے کی آواز آئی محمد اے صاحبقران سے نکل تمہارے ظالم شایانوں  
 سے اترتے شاہزادے سعد بن قباد الانشاد بادشاہ لشکر اسلام نے بھی بڑھ کر نعرہ کیا نعرہ  
 ہلو شاہ لشکر اسلام سے مع شاہ شاہان فریدون حشم + ہمارا گلستان کا دوسرا و جم +  
 چار شاہ شہستان صاحبقران + فرزند کا تاج و تخت کیاں + منم سعد بن زید قبادشاہ  
 شہنشاہ اسلام و عالم پناہ + ایک جانب سے نعرہ ہوا فرزند صاحبقران  
 بمیشل دیکتا شاہزادہ داراب کشور کشا نعرہ شہنشاہ داراب کشور کشا + مل نامور شیر  
 دشت و غا + حملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی اس اردو شہر سے بھد کر دفر لشکر نہایت اثر  
 سرکشوں پر گر پڑے تہلکہ پڑ گیا سرکشوں کے سرشل کا سٹہ گداؤ ٹھوکرین کھا تو ان ہر  
 شخص غم خواہ میں بقیہ ارشکبار ہاسے خواجہ کی صد بلند ساحرون سے ٹپٹ ٹپٹ  
 پڑے جانبازی سے لڑتے تھے ہر ایک کو ہوس ہے بہ تعجیل تمام لڑ بھڑ کر جان دین



خدمت میں خواجہ کی بیوی بخین ایسا ہم سب کا شفیق صاحب جعفران کا رفیق قدیم ملا جائے ہم  
معاوضہ خون نہ لے سکیں جائے جیف ہے بکیموں کا سردار ہے ہماری سبب سے عیاران نامی  
فرزدان خواجہ و شاگردان نامدار حقہ ہائے آتش بازی لیکر گئے لشکر کفار میں آگ لگا دی  
کنہین ہاتھ میں نیمپہ کھینچے ہوئے طار و فرار کندین چل رہی ہیں سیارہ میں عمر و مہر سہک  
یلطانی عیاران قاسم و غلام شاہ بحال تباہ اپنے آقا کے ساتھ فقیر بنے ہوئے ٹھٹھے تھے جمیٹ کر  
علم شاہ و قاسم سے عرض کی او شہر بار فقیر بنکر بیٹھے سے کیا فائدہ ہمارے قبلہ و کعبہ کو ہمیشہ  
ملعون نے قتل کیا کل سردار سب عیار و صاحب جعفران نامدار آواہ مرگ میناے قضا ہو کر لشکر کفار پر چارچک  
صاحب جعفران میں فرما گئے ہیں کہ میں اب زندہ واپس نہ آؤں لگا ہے سبب حضور کے ہم بھی نہیں آئیں گے  
چل کر معاوضہ خون ایرج نوجوان لیجیے ان نامردوں کو شکست دیجیے یہ مسکریہ بھی دونوں  
شیر قبضوں پر ہاتھ ڈال کر اٹھے یہ کہتے ہوئی کہ اگر عیاران نامدار ہم اس مژدہ جان بخش کے خواہاں  
تھے کہ رو بہ نظر کر رہی ملک عدم ہوں اپنے فرزند کے پاس بیوی بخین شکر ہے کہ حیلہ کامل ملا غنچہ  
آرزو دکھلا اچھے ساتھ ان کے رفقا بھی فقیر بنکر بیٹھے تھے سب ہتھیار کرتے ہوئے اڑے  
نعرے کر کے قاسم و غلام شاہ بھی لشکر سرکشان برگرے تیغہ برق تاب گیتیان فرنگی چمکا قاسم  
نے یلارک افرا سیاب پھینچی صفوں کو دہم و برہم کر دیا تمام میدان کا رزار لاشہ ہائے  
سرکشان سے بھر دیا قبائلی سرکشان ہوتے ہیں پہلوانوں کی اصل میں ساحر ہیں فنون بھر و ساحری  
سے بخوبی ماہر ہیں دین محمد اہل اسلام کے ایسے ہوئے کہ کئی لاکھ ساحر و اصل جنم ہو چکے  
بیدار و سنبھلا نعرہ کیا اے بندگان خداوند ہمیشہ شمشیر زنی میں صف شکنی میں یہ شیران  
دشت نبرد ہیں غیر ساحر انکی پالوش کی گرد ہیں دیکھو نصیب شمشیر سے ان دوسروں کی  
آفتاب پرستوں کے رنگ زرد ہیں گرم مزاجوں کے بدن سرد ہیں شعلہ شمشیر سے لاکھوں ٹھنڈے  
ہوئے سنبھل کر بھر کر داس مور کہ عظیم کو جھیلو کھسان کی لڑائی ہے جان پر کھیلو بیدار و سنبھلا  
بغایوں کو صف جنگ سے الگ کیا ترنج و نارنج چلنے لگے نخل مہر اچلنے لگے ڈالٹا سناٹا ہوا  
بیگانہ تیر لگا کر پھینکے تیروں کی بوجھار ہوئی ساحر و جن لینا لینا کی پکار ہوئی باتو اہل اسلام جے  
ہوئے لڑ رہے تھے بیوش ہو کر گرنے لگے گھوڑوں نے بد لگامیان کین سواروں کو چٹک



ہینک کر بھاگنے لگے بیدار سرکش نے کئی گولے آسمان پر پھینکے دریا سحر کی طغیانی کشتی حیات  
 مسلمانان طوفانی آگ برسی جھوٹے ہوائے گرم کے چلے گئے دریا کی صدا بلند ہوئی یہ بارہ ساحر  
 نامی گولے تیغ تارخ کچھ پیکان کے رائی کے دانے برسوں کے دانے پھینک رہے ہیں آتش سحر  
 شعلہ دار یہ تو ناظرین پر واضح ہے کہ صا جعفران زبان کا اسم اعظم بند ہو چکا ہے فقط حرز  
 ایکل کے سب سے بڑی مین مصروف ہیں یا تو صا جعفران قلب فوج میں جے ہوئے لڑ رہے  
 تھے پلٹ کر دیکھا پرے کے پرے بال سردار جا بجا گرے گھوڑے دوڑتے پھرتے ہیں  
 سوار بچارے زمین میں گرے آئے نہ ہاتھ میں طاقت نہ آنکھوں میں بصارت دل بقرار  
 آنکھیں اشکبار ساحر بڑھتے چلے آئے ہیں سرکشی دکھاتے ہیں بڑی بڑی فیول ان رو باہ صفوں سے  
 نہیں لڑ سکتے قدم فوج کے اٹھے لیکن پاؤں میں طاقت رفتار نہیں زبان میں گفتار کی  
 قوت نہیں تلوار قبضے سے نکلی جاتی ہے کمانوں میں خم خیز بیدم نشان ہاے نیزہ کی سرکشی موتوں  
 تیر سے گوشہ گیر ہوئے ذراغ کمان الا مان الا مان چلائے ہیں چشم زرہ خون سے معمور قلب  
 باصو صفین درہم و برہم نشان ہاے شکر پر ہجوم غم و الم صا جعفران یہ حال پر ملاں لشکر  
 ظفر اثر دیکھ کر گھبرائے دیکھا سب ساحر اکادہ خون ریزی بیدار سرکش کی تیزی بارہ بھائی  
 سرکشی کا دل کر رہے ہیں بڑھ بڑھ کر لڑ رہے ہیں ہزار ہا بندگان خدا بے بس ہو کر سیار  
 گلشن جان ہوئے مرتے مرتے بھی ساحر کو مار لیا اپنے حریف کو نہیں چھوڑا مثلاً ساحر نو سحر کیا  
 گھوڑے سے گرے ہاتھ بڑھا کر اسکی بھی ٹانگ پر کڑی ہاتھ قابو میں تھے جب ساحر منہ کے بھل  
 زمین پر گر رہے تھے لی گروں پہ رکھ کے زور کیا انگلیاں گردن میں اتر گئیں جب زور نہ چلا تو دانوں  
 سے پوٹیاں کاٹ کر پھینک دیں اپنے حریف کا بعد شوکت و جرات کام تمام کیا مرتے  
 مرتے بھی نام کیا ساحر دن کے مرنے کی آوازیں آتی ہیں بیرغل بجاتے ہیں افسران  
 فوج گھبرائے ہیں یہی ذکر ہے کہ یار و یہ اہل اسلام بڑے غضب کے ہیں لاکھوں ساحر دن  
 کو مارا کس بھرتی سے لڑے لاکھوں جمشید پرست مارے گئے جلد سحر کر کے انکی  
 تلوار دن پر قبضہ کر وہاں لاکھوں کو بیکار کر دو سب کا افسر حمزہ نامور قلب فوج میں شمشیر زنی  
 کر رہا ہے بڑے بڑے ساحر دن کو تاک تاک کے مارا کسی نے سرکشوں کو لٹکا کر بیدار



نے خود بڑھکر صاحبقران پر کھڑکیا کی گولے پھینک کر گے۔ بسبب حرز ہیکل تاثیر نونی بیدار  
گھوڑے کو اپنے بیرون کی دریافت کرنے لگا خداوند جمشید اسم اعظم بند کر چکے  
اب کیا باعث ہو کہ کھر ہمارا تاثیر نہیں کرتا بیرون نے جواب دیا ہماری ندیرین بیکار ہیں ایکٹیل  
اس نوجوان کے گلے میں ہوا کے سبب ہم قریب نہیں جاسکتے یہ سنکر بیدار دوسرے  
کھر کے غائب ہوا صاحبقران تخت شائستہای کے قریب شمشیر زنی میں مصروف ہیں کیونکہ قریب  
بادشاہ کے نہیں آنے دیتے پروانہ دار گرد تخت بادشاہی پھر رہے ہیں سرساحروں کے دستہ  
زمین پر گر رہے ہیں کہ دیکھا مقبل و فادار غلام صاحبقران عالی وقار شمشیر زنی کرتا ہوا  
آتا ہو کئی ساحروں کو سامنے صاحبقران کے مارا جھپٹ کر آواز دی اسی شہریار گردون وقار  
آپکا تمام لشکر دام کھر میں پھنس گیا سردار و عیار بیکار ہوئے غلام بھی مجبور و لاچار ہوا میں پیچ میں  
ساحروں کے بھاگ کر آیا ہوں ایک خبر وحشت اثر سنی ساحر کہ رہے ہیں کہ بننے حرز ہیکل بدل لی یہ غلام  
ناکام حرز ہیکل کو دیکھنا چاہتا ہے جہاں تک ہو سکے حضور حفاظت کریں یہ کہتا ہوا مقبل قریب  
کیا رو رو کر کہا اے خداوند حرز ہیکل مجھ کو دیکھئے تاثیر کھر ساحران کی کلبہ جل رہا ہے ہر ایک لفظ  
جسم کو شعلہ نکل رہا ہو غلام کی جان بچ جائے مقبل نقلی جو بلک کر رویا صاحبقران کا دل کھ گیا  
حرز ہیکل گلے سے اتاری مقبل کے ہاتھ میں ویدی فرمایا جلد سینے سے منس کر مقبل نقلی  
نے جیسے ہی حرز ہیکل کو پایا رومال میں لپیٹ کر لغرہ کیا بائیں اوچترہ نم بیدار دوسرے  
دیکھ اوچترہ لون آکر تحفہ کھر چھین لیتے ہیں ادھر حرز ہیکل جسم سے صاحبقران  
کے جدا ہوئی بیدار نے پٹ کر کھر بھی کیا صاحبقران ہیوش پشت اشقر سے زمین پر گرے  
ساحروں نے بلوہ کیا کہ صاحبقران کو پکڑ لین سات سوتا جدار گرد تخت بادشاہ عالی وقار  
شمشیر زنی کر رہے تھے فوراً گھوڑوں کو دے صاحبقران کو گود میں اٹھایا تخت شائستہای  
پر ڈال دیا صاحبقران شل مردے کے پڑے ہیں صاف ظاہر ہے کہ دم نہ اڑ رہی ہیں تاجداروں  
میں شور گر یہ وزاری بلند ساحروں کو قریب نہیں آنے دیتے بلڑ سنکر مقبل و فادار  
غلام صاحبقران مع اپنے تیر اندازوں کے اڑتا ہوا اس مقام پر پہنچا دیکھا کہ ساحروں  
کا بادشاہ پر بلوا ہو چاہتے ہیں کہ صاحبقران کو پکڑ لین تاجداران لشکر اسلام پی جان کر ہر مقبل



گھوڑے کو کوہ کچھ آواز دی بارہ ہزار تیر انداز غلامان جانتاڑ گھوڑوں سے کوہے کمان ہائے کیانی  
 کا ندھے سے آتا مین گھٹنے زمین پر ٹیک دیے بارہ ہزار تیر ایک مرتبہ چلے خطا کار واصل جہنم ہے  
 دو تین ڈیوٹھین ایسی مارین کہ ساحر چلاتے ہوئے بھاگے پلے پر جا کر ٹھہرے سدا دینے  
 دور سے جو دیکھا کہ تیر انداز دن نے صا حبقران و بادشاہ کو بچا یا ہے عقاب تیر پر کھول کر  
 گر رہے ہیں وہین سے گھوڑے کو بڑھا کر چلا نعمان نے چھوٹے بھائی سے کہا تیر حکمران تیر انداز دن کو  
 پکاروے نعمان ٹہو پکارتا ہو طرقت مقبل کے چلا اب مقبل گھبرا یا بادشاہ سے کہا ای شیر نر نعمان  
 سرکش ساحر زبردست بادہ کبر و نخوت سحرست چھپرہ کرنے آتا ہے حضور ہم یار نہر غلام اپنی جان نیکو  
 اسکو چند ساعت روکتے ہیں آپ صاحبقران کو لیکر نکل جائیے اگر وہ عیا کر فتار کر لگیا بادشاہ نے  
 آنکھوں میں آنسو بھرا فرمایا ای مقبل وفاداری بار غمخوار دل نہیں قبول کرتا کہ میں افسر ہو کر قدم میدان کارزار  
 سے ہٹاؤں اگر مقبل گلزار راہی پر خزان آئی تقدیر نے یہ کیفیت دکھائی اگر لپشت دکھا کر ماری گئے  
 جرات میں بھی فرق آیا یہی مشہور ہو گا بادشاہ نے قدم میدان کارزار سوٹھا یا ساحر آج ہمارا تعاقب  
 چھوٹے گئے انے افسوس کو نہ کر نکل جائیں ای برادر کمان جان بچا کر جائیں اگر قلعہ آہن میں چھپ گئے وہاں بھی جان  
 نہ بچے گی اگر رضا نہیں آئی مجو جب فمفون شہر کوئی کچھ نہیں کر سکتا شہر اگر تیر عالم بہ حبیبہ زکا نہ ہو کر تا خواہد  
 خداے اکر مقبل موت کو کمان کوئی بھاگ جائیگا اب لڑ بیٹھ کر مر جائیگے تاجدار دن نے عرض کی  
 او شہر دار انتہا کی مصیبت ہو چکی بعد رنج راحت ہو وقت حل مصیبت ہوا اپنے پیدا کر نیوالے سے رجوع کیجئے  
 بادشاہ نے اس عالم اضطراب میں بقیار ہو کر دست و عابد گاہ قاضی الحاجات بلند کیے تاج سر سے  
 اتارا محتاج بدر گاہ رب بے نیاز ہو کر عرض کی اکر یم کار ساز ای ربا کبر حاکم بخودیر صلح شمس و قمر بندون  
 پر اپنے رحم کر لطف ہم کو کوئی ہر آنکس کہ در سنج و تاب نہ دے اسے کت من کہم مستجاب نہ  
 چو عاجز رہا بندہ دائم تراب و درین عاجزی چوں خواہم ترا نہ سب سردار و عیار مبتلاے بلا تھے  
 ہاتھ اٹھا کر دل سے رجوع ہو گئی ربا حاجت و اتھا فوراً و عا قبول ہوئی سعادت حصول ہوئی بدعت ساحران  
 اس عالم کو پسند نہ آئی ظلم و جور کو بیادون کو قتل کر رہے تھے سردار بحرین مبتلا ساحر نے اگر خنجر مار دیا جرات  
 صفت شکنی نے سونگیری کی پانون کو ثابت قدمی مثل نقش پا پیدا ہوئی اس مصیبت میں تھے ہلکے لکے  
 دعا کی طرقت سے طلسم نور افشان کے ابوزر فشان پیسا ہوا حسین رعد کی گرج برق کی چمک ابر لہر تا



ہوا چکا چشم زدن میں قریب آیا سب نے دیکھا مرکب باورفتار پر صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کو کب  
روشن ضمیر بارہ ہزار جوانان زمین پوش لہد جوش و خروش مرکب اڑاتے ہوئے آتے ہیں آگے فوج کو  
بلور چار دست گھوڑے کو بڑھاتا ہوا نیزہ ہلاتا ہوا رادی میں چلا آتا ہے ہر کارون نے ہر حکم  
یہ خبر کو کب سے کہی اور شہر بار جلد اپنے تئیں پہنچائے لشکر اسلام کا خاتمہ ہوا چاہتا ہوا تمام سردار عیار تیار  
ہو چکے خواجہ نے جا کر عیاری کی تھی حبشید ملعون نے بجز و ظلم خواجہ کو قتل کیا اسی غم کے جوش میں  
سب سردار فوج کے سرکشان پر جا پڑے ہیں ساحر دن نے زمین کو الٹ پلٹ کر دیا دیکھئے سوچیں ہوں  
غل محو شغل غل چنار مل ہے ہیں یہ خبر جو کو کب نے مٹی گریبان چاک کیا خاک نہ پر پٹی آواز منہ سے  
نہ نکلتی تھی جوش حرارت میں گھوڑے کو بڑھایا غرہ کیا غرہ کو کب

|                           |                         |                         |
|---------------------------|-------------------------|-------------------------|
| متم راجہ سکے سامری        | متم صاحب شوکت و عود جاہ | متم مالک ملک انسون گری  |
| متم گوہر بھر جاہ و جلال   | متم آفتاب سپر کمال      | دلیر قوی پنجہ انجم سپاہ |
| قوی دست دہ بازو درستم ششم | شہنشاہ کو کب شہنشاہ     | جلالت شعار و فریدون چشم |
|                           |                         | ملقب یا لقب روشن ضمیر   |

تینہ برق تابا کیجی لشکر شقاوت اثر پر جا پڑا نفعان سرکش کہ قریب تخت شاہی پہنچ چکا تھا چاہتا  
تھا کہ صاحب قرآن کو گرفتار کرے اور بادشاہ پر سحر کرے کو کب نے گھوڑے کو کڑا کیا کماؤد بھیجا میں  
آپو پنج خبردار سحر کر نامردان عالم سے آنکھیں چار کر ہمہ دار کر غیر ساحر دیکھ کر بہت بھولا اپنی حقیقت  
کو بھولا نفعان نے پلٹ کر کو کب کو دیکھا برس پڑا کی سحر کے کو کب نے اشاروں سے دفع کر دیے پڑے  
تلوار کا دار کیا کو کب کو انتہا کا غصہ تھا بار بھجوا کر کھائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی  
کھائی پکڑ کر بعد شوکت ایک طمانچہ مارا سر خود سر کا چنبر گردن سے لگا لاش کو بھونک دیا بارہ ہزار  
جوان زمین پوش جلد داران کو کب آپڑے گولے ترخ تا ربخ چلنے لگے تلوار کی جھنکار شعلہ آتش کی  
گرمی سے تمام محو ادھواں دھار کو کب نفعان کو مار کر آگے بڑھا عیاد کے کان میں آواز آئی  
کشی مرانا مہن نفعان سرکش بود بیتاب ہو کر بازہ تمام لیا کہا یار و قوت بازو مارا گدیا یہ کہ رہا تھا کہ سنا  
سے غرہ ہوا متم شہنشاہ کو کب کو کب نے ہر حکم دی گولا کھینچ مارا کساد لگوا دیا تھا جو اس گولے کو روکے  
تولا دے سینہ پر کینہ پڑا تو گر نہ پست پار گزر گیا فولا کو بھی مرنے کی آواز آئی خدا دے بڑھ کر بجز ہمارے  
شہنشاہ کو کب نے زنجیر چھین لی اس زنجیر کو جھکا دیا زنجیر آہنی نے مارا سیاہ بن کر



جدا کو دس لیا جو سحر جسے کوکب پر کیا اس کا ستار اگر دوش میں آیا بڑھکر اسکو ٹوکا یہ یک ضرب  
 شمشیر دو پر کاٹے کیے مثل شیر غفیلانک چپت چالاک مجمع رویا ہوں پر چا پڑا ہر ایک مقام پر چکر  
 لڑا پرے کے پرے درہم درہم کر دیے زمین تھر گئی طائر آشیان سڑاڑے ابر زرافشانی سر پر  
 ساقین پشت پر جو انان شیر زن کو کب نے پانچ بھائی پیدا دے کے مارے جب بڑھاس وادہ ہی  
 قتل کیا وہ ابر سیاہ جو ہمیشہ سے سایہ فگن ہے اسل برے آگ بر سے لگی چند ہر ایسان  
 کوکب چلے بلور نے پکار کر آواز دی اسے شہنشاہ گیتی ستان اول ابر سیاہ کی خبر لیجے  
 امین کوئی بڑا مکار وحیلہ ساز ہے آتش سحر نے آگ لگا دی کوکب نے سر اٹھا کر دیکھا ابر سیاہ سحر  
 سب طرح کی بلائیں نازل ہو رہی ہیں کبھی آگ برسی کبھی تلوارین گرین خنجر بر سے تیر دن کی بوچھاڑ  
 عجائبات ابر سیاہ کے بڑھتے جاتے ہیں یہ حال حیرت مآل جو شہنشاہ کوکب روشنی میں دیکھا غم  
 شیرانہ کیا ادا نامردین نے تھکوپچا نا اسی مقام پر آتا ہوں اب یہ حقیر اس حال میں نہیں ہے  
 بھلا مال شعبہ اس سرحد سے ناواقف تھے یہ کہہ کر کوکب روشنی میں پشت مرکب سے جدا ہو کر بلق  
 ٹوٹا ہوا اسپر چا پڑا اسل بر سے گولے چلے تیر پر سے کوکب نے اشاروں سے برقین چمکا بین تیر قلم  
 کیے خنجر توڑے تلواروں کو بیدم کیا ابر سے شیر نکلا جھپٹ کر کوکب نے گھولنا مارا شیر کا سرٹ گیا  
 فیصل مست جنگھاڑ مار کر باہر آیا کوکب نے بڑھکر ہاتھی کی گردن کھینچ لی صد ہا بلائیں ابر سے نکلیں  
 کوکب ہوا پر قائم جنگ رستمہ نہ رہا ہے کئی سے زنگی قتل کئے تیر مارے جیب سے گولا نکلا  
 اسم سحر کا پڑھکر ابر پر مار دیا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دیکھا اسی ابر میں شمشیر اسم اعظم صاحبقران  
 ٹک رہا ہے کوکب نے قبضہ مار کر شیشہ توڑا فوراً امین سے اسم اعظم چھوٹا طائر جو امین  
 پھر ٹک رہا ہے آتے تڑپ کر جان دی یہاں صاحبقران کو ہوش آیا اٹھتے اٹھتے  
 جرات کا جوش آیا تیر غرق کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا پشت اسقریر سوار ہوئے اسم اعظم  
 پڑھتے ہوئے چا پڑے سرداروں کے جسم میں جان آئی سحر کر شان نجات پائی زمین پر تو صاحبقران  
 جنگ رستمہ کرنے لگے وہیں کوکب ابر کو توڑ کر چاہتا ہے بالکل ابر کو مٹا دوں اس پار سے اس پار  
 گذر جاؤں محیط ابر نشین اسل بر کا مالک ہے وہ تیر پکڑے اپنے مقام سے اٹھا خنجر وار کہہ کر کوکب  
 پر چا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے کوکب پر مارے کوکب نے دار اس کے سو کے بڑی قد و قامت کا ساحر ہے



ذورے نازین کو کبے پٹ گیا کو کبے کو لے پر لاد کر مارا چھاتی پر چڑھ کر محیط ابر نشین کا سر  
 کھینچ لیا محیط کے مرنے سے آندھی سیاہ ابھی سنگ باری برف باری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آنی کہ  
 کشتی مرانام من محیط ابر نشین بود اب کو کبے دیکھا دوسرا ابر حائل ہے اُس ابر پر کو کبے چڑھا  
 اس ابر سے بھی صد بار برقین گرین کو کبے برقین تلک میں گلتھا جیب سے دان یا قوت احمد کا نکالا ابر شیخ  
 پر مار دیا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا دیکھا ایک ساحر نحیف و ضعیف کر یہ منظر تخت پر بیٹھا سحر کر رہا ہے نفس  
 خواجہ عمر و اسی تخت پر رکھا ہی کو کبے ہاتھ میں رعشہ آگیا لکڑا اور شعبہ باز حیل ساز کیا ان  
 غیر ساحر دن پر جبر کیا جسے مقابلہ کر نہم خداوند جمشید کہ وہ ساحر اٹھا گولا سحر کا اٹھا کر  
 کو کبے پر مارا کو کبے کو لے کو موم کر دیا اُسے خنجر پھینک مارا کو کبے نے اشارہ کیا ایک پتھر گرا  
 خنجر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اب جمشید گھبرا یا قصد کیا سحر کرتا ہوا کل جاؤں کو کبے نے پڑھ کر  
 نفس عمر و پر قبضہ کیا عمر و نے دیکھا کو کبے دریا یخون میں نہایا ہوا تینہ برق مثال ہاتھ میں کھڑا ہوا  
 لڑ رہا ہے تمام جسم سے اشیائے سحر پیدا ہو رہے ہیں جمشید پر پرواز پیدا کر کے اُڑا ابر جو  
 حائل تھا وہ موقوف ہوا سب نے زیر ابر سے دیکھا خداوند جمشید بھاگے جاتے ہیں کو کبے  
 کو پشت دکھاتے ہیں کو کبے نے لکڑا اور نامہ دکان جائیگا دست زبردست غلام صاحبقران  
 سے نجات پناہیگا کو کبے بھی سحر کر کے برابر پہنچا اُسے جھوٹی برہاتھ ڈال کر ماش کے دانے نکالے  
 کو کبے پر پھینکے نہرا ہاگ کے شعلے کو کبے پر گرے کو کبے نے باران سحر برسا کر اُس گ  
 کو بھجایا جمشید نے تاج اپنا پھینک مارا سر برہنہ ہو کر محتاج ہوا لکڑا ابر سیاہ کو کبے پر گرا  
 کو کبے نے مثل برق تڑپ تڑپ کر اُس ابر کو بھی توڑا مثل آفتاب تابان اُس لکڑا ابر سیاہی  
 چمک کر نکلا استادان سخنور نے اس داستان حیرت عنوان کو یوں تحریر فرمایا ہے کہ دوسرے ابر سے  
 بھی کو کبے پر نہرا ہا بلا میں نازل ہوئیں کبھی شعلہ آتش اس قدر گرے کہ کو کبے ایسے آتش خوشعلہ  
 مزاج نے دریائے آتش میں غوطہ مارا کھڑے ہو کر باران سحر برسا یا آگ کے دریا کو مٹایا دریائے  
 آتش سے مہلت پائی تھی کہ دریائے آب نے جوش مارا یہ نہنگ بھر سحر و ساحری چمک کر گرا دریائے  
 آب کو بھی مٹایا تھا کہ زنگیان آدم خوار نے آکر گھیرا پھر کالوں سے تلوار چلی کو کبے نے نہرا ہا  
 کو ٹوک ٹوک کے مارا اگر دلاشون کا انبار ہو گیا زیر ابر صاحبقران زمان جنگ



رستہ نہ کر رہے ہیں جب خدا کے گیر و دار آسمان سے آتی تھی سب اس طرف متوجہ ہو جاتے تھے دیکھ رہے  
ہیں کہ کو کب آج اس زور شور سے جنگ کر رہا ہے کہ کبھی ہوش ربا میں ایسے معرکے نہ پڑے تھے ساحر  
اس شوکت و شان سے کسی مقام پر نہ لڑے تھے کبھی آفتاب بچے چمکا کبھی برق جھنڈا تھا کبھی  
شبنم نری کبھی لیاقت تختی رنگینوں کے غول سے لڑ پھڑک لکھا فیضان جنگی نے آکر گھیرا شیر و ن کو چکر  
پھینکا تب قریب ایر و دیگر دریا سے خون میں نہایا ہوا پہونچا حبیب سے گولا نکال کر اسی ابر سیما ہ  
پر مارا بر شکست ہوا اب مقابلہ جمشید کا بند و بست ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر کو یہ منظر  
خود سرا کی تخت پر بیٹھا ہوا بحر خوانی میں مصروف ہے ماش کے پیلے بنے ہوئے تخت پر رکھے ہیں انکو کو کب  
پر پھینکا رملہ کو کب نے جواں رویا کو دیکھا توہ کیا او مکار کب تک غنی ہو کر سحر کرے گا نذران عالم  
کے سامنے آ ہو کہ شعبہ بازی دکھاتا ہے وہ معین و مددگار رہے ابر شین تیرا اصل جہنم ہوا اب  
تجلی سامنا ہے یہ دیکھتے ہی جمشید اپنے مقام سے اٹھا آواز دی او کو کب کیوں تیری قضا و انگیر  
ہوئی ہے منہم خداوند جمشید جلد سجدہ کر کو کب نے کہا میں تو تجھے لعنت کرتا ہوں جمشید نے  
منقل آتش چھینک ماری ایک دیا گ کا لہرا کر کو کب کے گرد آگیا صاحبقران وغیرہ نے دیکھا کو کب  
کا لباس جلنے لگا ہر چند قصہ کرتا کہ باران بحر بساؤں چمک کر دریا سے آتش سے نکل جاؤں جمشید  
اپنا خون جسم کاٹ کاٹ کر پھینکا رہا ہے شعلہ ہاے آتش کی ویدیم ترقی ہے انتشار میں کو کب  
نے ایک ورتک دی غمرہ کیا کہ دریا سے نور افشان جلد اپنے کو جھٹک پھونچا شیشہ آب دمیدہ سحر  
لیکا آسمان پر برق چکی ایک سراسر آتلا آسمان سے شیشہ آب نایاب لئے ہوئے پیدا ہوا قریب سر  
کو کب اپنے آگے ہی شیشہ توڑا آواز دی اکی شہنشاہ ظلم نور افشان ہو شمار ہو جائے ایک پھینٹا  
پانی کا منہ پر دیا وہ شعلہ ہاے آتش جو جسم پر لپٹے ہوئے تھے بجھے ہوش درست ہوئے سحر کر کے  
آگ کو مٹا یا فہ برق مثال بعد جاہ و بلال کھینچ کر جمشید پر جا پڑا جمشید نے نوح سر کا چھینک مارا  
کسا او کو کب یہ تاج لائق سر قدرت ہے امین سراسر کرامت ہے صاحبقران  
نیرا بر سے ملاحظہ فرما ہے یہ کہ ہزار ماطران پر بند نے آکر عقاب ظلم نور افشان کو گھیرا انکار  
و غیہ ہاے آہنی سے چاہتے ہیں تمام جسم کو فگار کر دین زرہ کی کڑیاں نوح کے پھینک دین اب  
کو کب طائر دن پر سحر کر رہا ہے طائر دن کو چیر چیر کر پھینک دیا مگر وہ



کم نہیں ہوتے بڑھتے جاتے ہیں سرکشی دکھاتے ہیں پھر کوکب نے بہتر غضب تمام آواز دی کہ اے  
 شہنشاہ طلسم نور افشان جلد اپنے کو پہنچا یہ آواز منکران طارون کے ہوش اڑنے کے آسمان پہنٹا  
 ہوا ایک باز بند پر واز اڑتا ہوا آیا منقار مثل سنان پنجہ ہاے فولادی اُن طارون پر آ کے گرا  
 جسکو پکڑ لیا اسکو چیر کر پھینک دیا طارن بخیر جمشید اس پر جب حملہ کرتے ہیں تڑپ کے بلند  
 ہو جاتا ہے اپنے کو ان کے پنجہ بدعت سے بچاتا ہے چار چار کو منقار میں لیا مگر غریب بال کرتا ہے جسکو  
 پکڑ لیا چیر کر پھینک دیا کوکب نے بھی ماش کے دانے مار کر صدا طارون کو جلا یا پھر پھر میں دن  
 طارون کو مٹا یا جب طارون کا خاتمہ ہوا باز بھی اڑتا ہوا اگل گیا اب کوکب نے پھر قبضہ پر ہاتھ ڈالا  
 جمشید سے تلوار طلی بلا بے روز گاریے اس کے پھر میں عجائب غرائب شہیدہ بازی ظاہر ہوتے ہیں  
 کوکب کو دفع کرنا دشوار ہوتا ہے آج وہ شکست غمانی کی کہ ہر ایک غرور و دینارک تقریف کر رہا  
 ہے یہاں صاحبقران نے بیخ سرکشان کو متفرق کر دیا جمشید ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ لڑ بھر کے نکلاؤں  
 کوکب سدراہ جمشید ہے ہر مرتبہ ہی فرہ کر کے سامنا کرتا ہے کہ او بھگوڑے کہاں جاتا ہے  
 تو خداوندین کے بیٹھا ہے انہیں شہدوں پر ناز تھا غیر ساحرون پر شیر تھا اب کیوں بھاگتا  
 ہے آخر سب طرح کے سحر کر کے جمشید مغرور عاجز ہوا مقابلے میں کوکب کے آیات و معجزات کا دیکھنا  
 کوکب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ جمشید نے سپر کو کاٹا کوکب نے سحر کر کے سر اپنا بچا  
 تیغہ برق تاب کو چمکا کے فرہ کیا منہ شہنشاہ کوکب کو شفیق چمک کے برق تیشہ گری اُسے ہر چند  
 سحر کے تیغہ کوکب نے سحر کو کاٹا سر تیغہ بہو بچا تھا کہ جمشید نے اپنے کوزین پر گرا دیا پیر واز پیدا  
 کر کے اڑا کوکب نے سپر کو کاٹا گردن کی سرکش کو مہلت ندی جمشید لاچار ہو کر پٹ پڑا کوکب نے  
 ایک طمانچہ مارا کہ منہ اسکا پھر گیا کوئے پر لاد کے مارا دم سگر کوکب نے چھاتی پر چڑھ کے سر اسکا  
 کھینچ لیا تمام زمانہ تاریک ہو گیا آندھی سیاہ اُنھی سپر غل جاتے تھے تنگامہ عظیم برپا ہوا بعد عرضہ  
 دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من جمشید جادو بود صاحبقران لڑتے ہوئے قریب تخت  
 پیدا کے پونچ چکے تھے کہ کوکب نے سر جمشید لا کر نذر دیا خواجہ عمر و کو پھر عیسیٰ نکالا صاحبقران  
 نے بہ محبت کوکب کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے برادر آج کس نے درشور سے جنگ کی ہے کوکب نے  
 دست لبتہ عرض کی اے شہر یار آپ کا اقبال ہے کہ یہ بیجا جمشید جادو مارا گیا ورنہ اسنے ایسے



شعبہ سے بنا۔ یہ تھے کہ جب کاٹنا دشوار تھا اب بیدا و سرکش باقی تڑاؤں سطح شعلہ و ہر شاہد  
یہ اسی ناری کا شہر ہے یہ باتیں صاحبقران کو کب تک رہی تھیں کہ بیدا و نے بڑھکر سحر کیا کہ لشکر صاحبقران  
پر آگ برسنے لگی کو کب نے باران سحر برسا یا اگر اس آگ پر تاثیر نہ ہوئی تو کب نے بڑھکر  
عرض کی حضور اسم اعظم پڑھ کر دم کرین امیر نے اسم اعظم اتنی کو در زبان کیا یہ آواز بلند پڑھا تب  
وہ شعلے کم ہوئے صاحبقران طرف بیدا و سرکش کے لڑتے ہوئے چلے راہ میں سرداران لشکر  
روکنے لگے جو مقابلہ میں آیا علف شمشیر ابدار ہوا صفین درہم و برہم کر کے قریب بیدا و پہنچے  
اُس نے خوب خوب آگ صاحبقران پر پڑائی اندر آتش نشان بنائے وہ اندر قلابہ آتشیں چھوڑنے  
ہوئے قریب صاحبقران آئے جو اندر قریب صاحبقران آیا امیر نے کلہ اندر درہم ہاتھ ڈالکر  
جیرا اور پھینک دیا بعض پر اسم اعظم دم کیا اثر دیا جگر بگیا اب بیدا و نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا  
کئی وار صاحبقران پر کئے امیر نے سپر وارو کے آخر فرہ کیا بیدا و چلا و ضرب مردان  
عالم تو قبول کرے سرکشی کرنے لگا خبردار باش کیلے ہاتھ تیغہ سہرابیل کا مارا اُس نے سپر سحر فولادی کو چپے  
کا پناہ کیا یہ تیغہ دیکھ کر کب رکتا ہے جبک کے گر اسم اعظم بھی در زبان ہو برق شمشیر نے امیر کو باطل کیا  
خود سر شاہ بیدا و نے اپنے کو پشت مرکب سے گرا دیا گھوڑا مار گیا تڑپ کر پر داز پید کی قصہ ہوا کہ  
طرف خورشید نگار کے قلمجاؤں سرداروں نے آواز دی اے شہر یار یہ یلعون آگ برساتا ہوا جاتا ہوا صاحبقران  
خوش ہو مکان کیانی ناری سرکش ہو تیر تین بھال کا نکالا اسم اعظم دم کر کے پھر مارا مینہ پر کینہ پر بیدا و کے پڑا  
مرد پشت کو توڑ کر پار گزرا بجائے خون شعلہ ہائے آتش جسم سے ناری کے شعلے لاشہ جلتا ہوا زمین پر  
اندھیرا ہو گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من بیدا و سرکش  
بود اب سرداروں نے دیکھا کہ جس مقام پر آگ روشن تھی وہ آگ بجھی دیکھا ایک مکان کہنے بنایا نہیں  
جملہ سردار بہار و باغبان و جمہور و فرامرز و غیرہ پہوش پڑے ہیں ایک جانب ایرج  
نوجوان کو بھی دیکھا کو کب نے جا کر سکو بیدا کر کیا ایرج سر پٹ کر کو کب خوب دیا قاسم علمشاہ  
نے اگر مثل جان اسغوش میں لیا بعد ربائی سرداران مذکور اسطرح صاحبقران مع لشکر ظفر اثر  
داخل قلعہ سرکشان ہوئے اہالیان شہر برائے استقبال حاضر ہوئے امیر نے سب کو بصد  
شفقت سرفراز کیا وہ دیر کلان جبین تصویر تھی اسکو کھدا ڈالا مسجد دن کی تیاری ہوئی



بادشاہ داخل قصر شاہی ہوئے تخت سلیمانی چھایا جملہ سرداران تہمتن اپنے مقام پر آئے مسکن ہوئے  
اس فتح کی بڑی خوشی ہوئی کہ نگاہ امیر کی نگاہ نمودار لہر پر پڑی کہ غاشیہ پڑا ہے  
بے اختیار راہ کر کے فرمایا کہ بخدا اس فتح سے غنچہ خاطر شکستہ نہوا جائیں میرا صاحب شوکت و  
شان لندھوہ بن سعدان قلعہ خورشید نگار میں جا کر بتلائے بلا ہوا دام مکہ میں اس شعبہ  
باز کے چھٹا نور الدہر نامور بھی اسی آفت میں ہیں کیونکہ دل کو چین ہو خواجہ ایسے پہلوان  
عادی کو طلب کر دیا بارگاہ سلیمانی کو لندہا کر سمت قلعہ خورشید نگار روانہ ہوں یہ سنتے ہی شہنشاہ  
کو کپ و شہنشاہ بیتاب ہو کر اٹھا عرض کی حضور ابھی نجات پائی ہے ان سرداران تہمتن سے  
لے لے کی امید نہ تھی جب حضور حوالی سرکشان میں آئے میں بھی بلا تکلف چلا آیا علم  
نجوم فراموش ہوا اسم اعظم بند ہو گیا یہ ہمیشہ ملعون بڑا زبردست تھا میں حضور سے رخصت ہو کر  
قصر جمشیدی میں پہونچا جب علم نجوم قبضے میں آیا تب یہ لڑائی فتح ہوئی غلام اس قلعہ  
حال سے بالکل بیخبر ہے ابھی سنتا ہوں راہ میں کوئی طلسم ہے گذرنا دشوار ہو گا ایک مہینہ اس قلعہ  
سرکشان میں تشریف رکھے میں حال راہ دریافت کروں اکثر سارہ بیان کے تابہ قلعہ خورشید نگار  
جائیں غیر ساحر کا بھی گذر ہو تب حضور کا سفر ہو میں بھی حوض کردنگا صاحبقران نے فرمایا ہے  
برا درین تکیہ پروردگار پر رکھتا ہوں سب طلسم سحر اس کے نام نامی سے باطل ہوتا ہے و شیر میر  
لندھوہ و نور الدہر جا کر اسے شریک ہوئے ان کے قلب پر کیا گزری کہ اس بیجا کو سجدہ کیا  
بخشیا کہ ایسا شیطان وہاں موجود ہے اگر وہ ان شیر و گلو قتل کر ڈالو تو وہاں کوئی روکنے والا  
ہو میرا جانا واجب لازم ہے میں ضرور جاؤنگا گو کہ میرے سچے کیا کچھ جواب نہ دیکھا بہار و باغبان  
نے بھی یہی کہا ہم لوگ اہل سے اس سرحد کے آگاہ نہیں ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ ہر حال  
سے خدا آگاہ ہے اس کا اسم اقدس تلوگوہ پشت و پناہ ہے ہر چند سب سرداروں نے سمجھا یا صاحبقران  
نے نہ مانا براے رونا کی صاحبقران نے حکم دیا پہلوان عادی اٹا لایا بارگاہ کا لیکر سرحد سرکشان سے  
نکلے ایک منزل آگے بڑھ کے دوسرے دن صاحبقران بدولت و اقبال مع بادشاہ  
جمہاد وغیرہ قلعہ سے نکلے پانچ کوس پر آئے مقام کیا داغ رہے کہ پہلوان عادی  
مع بارگاہ سلیمانی ایک منزل آگے بڑھ گئے ہیں صاحبقران کو قلعہ سرکشان سے منزل



اول ہے بلکہ ابھی جس مقام پر فروکش ہوئی ہیں نشان سرکشان ثابت ہوئے ہیں چونکہ سردار  
 ساحر ساتھ ہیں و بار بار گاہ حشامی میں ہوتا ہی سہرات گئے تنگ و بار بار راستہ رہا بادشاہ حجاب  
 فرماتے رہے حضور زجر عادی کی منگو ایسے وہ بار گاہ سلیمانی لیکر ایک منزل آگے بڑھ گئے ہیں گو کہ  
 نے بھی کئی مرتبہ کہا اے شہر پار راستے پڑا آشوب ہیں اگر حضور حکم فرمائیں تو میں جا کر بار گاہ سلیمانی  
 کی خبر لون امیر نے فرمایا قاسم تنگ رو اہل عادی کا عیار ساتھ ہے جو کچھ خبر نیک  
 بد ہوگی ضرور ہو نچانیکا وقت پر سمجھا جائیگا یہ فرما کر و بار بار فرخواست کیا سب سردار اپنی اپنی  
 بار گاہ میں گئے صاحب قمر ان اپنے مقام پر آئے خواجہ اس وجہ سے غافل ہیں کہ اب یہاں  
 کوئی ہم نہ رہیں ہے اپنے خیمہ میں جا کر آرام فرمایا اہالیان طلا یہ بھی غافل رہے اسی خیال  
 پر کہ اہالیان قبیلہ سرکش سب مارے گئے اب یہاں کوئی مقابلہ میں نہیں ہے بوقت شب  
 بادشاہ لشکر اسلام جو بار گاہ میں تشریف لائے مقبل و فادار روتا ہوا آیا عرض کی بستر خواب سے  
 صاحب قمر ان غائب ہوئے یہ حال مصیبت مال شکر تمام سرداران کو سناتا گیا ہر ایک  
 خود و بزرگ گھبرا یا بادشاہ نے فرمایا خواجہ عمر کو بلاؤ خواجہ رنجیدہ کبیدہ بار گاہ میں آئے  
 بادشاہ نے فرمایا اے شہنشاہ اقلیم عیاری بڑے تعجب کی بات ہے آپ نے سر اسر حشم پوشی کی  
 حفاظت میں مصروف ہوئے آپ خوب جانتے ہیں صاحب قمر ان کے ہزار دشمن لاکھوں  
 رہن آپ کو کیونکر چین پڑا بار گاہ فرخواست ہوتے ہی آرام فرمایا اہالیان طلا یہ پر بھی تاکید  
 نہیں کرتے عمر و نے جواب دیا اے شہنشاہ کتنی ستان یہ حقیر پر تقصیر کسی وقت غافل  
 نہیں رہتا شب کو کچھ خود بخود ہوا غفلت پڑے کہ یہ افتاد ہوئی مگر مجبور و لاچار ہوں کون  
 دشمن فکر میں تھا میں نے مقام جا کر دیکھا پتیرا عیار کا ہے کسی ساحر کا یہ کام نہیں ہے بادشاہ  
 نے فرمایا ہمارے تو منزل کھوئی ہوئی یہ بھی قاعدہ جد عالی بتا رہا ہے کہ جو قصد کیا اس سے واپس  
 نہیں ہوئے ہم کل اٹالہ بار گاہ کا ضرور روانہ کرینگے عمر و نے کہا حضور پر واجب و لازم ہے کہ  
 اسی مقام پر فروکش ہوں جب تک غلام صاحب قمر ان کو تلاش کر کے واپس نہ آئے جب تک یہاں  
 سے کوچ کرنے کا قصد نہ کیجے بادشاہ نے جواب دیا خواجہ تم ایسا کلمہ ارشاد فرماتے ہو قاعدہ  
 میں واداجان کے فرق آئیں گے اٹالہ بار گاہ کا کل ضرور روانہ کرونگا خواجہ تو اس وقت تلاش



مین صاحبقران کی روانہ ہوئے بادشاہ نے فرامرز عادمغربی کو حکم دیا کہ بارگاہ حشامی بیکر  
 برہو تباہ قلو خورشید نگار منزل بمنزل چلو لشکر ایک منزل پیچھے ہے فرامرز بارگاہ آسمان جاہ کا  
 اٹالہ لے کر ہوئے پانچ کوس آگے بڑھا ایک صحرا سے سبزہ زار طایف میں صحرا کے ایک شوالہ کمنہ یعنی خشتین  
 جا بجائے گری ہوئی سب دیکھ کر یہ سمجھے کہ عرصہ دراز کا یہ شوالہ بنا ہوا ہے لیکن تھیر کے جانور مثل  
 عقاب باز و لبط و قمر قرے و فیل و شیر و فرس وغیرہ بے حد بنے ہوئے ہیں جسے فرامرز سامنے  
 اس شوالے کے پونچا باز بلند جو تھیر کا بنا ہوا تھا وہ باز اپنے مقام سے مثل طائر اصلی اڑا اور  
 آواز دی کہ فرقہ مسلمانان وای قبیلہ سرکشان یہ راستہ بند ہے یہاں سے ہٹ جاؤ کسی نے  
 جواب نہ دیا اسی طرح بڑھے جب سایہ میں شوالے کے پونچے شیر وغیرہ بصورت اصلی ہو کر لشکر  
 پر گرے صد ہا کو کھانے نہ چنڈ اپنے تلواروں کے حربے کے لڑکر کچھ تاثیر نہ دئی ایک طائر فرامرز  
 کو بھی اٹھا لیکر ایک طائر کلان تڑپ کر گرا بارگاہ حشامی کو منقار میں دبا لیا بلند ہو کر غائب  
 ہو گیا تب جانوروں نے دو چار ہزار بندگان خدا کو ہلاک کیا مغربیوں کا کچھ زور نہ چلا تیر  
 تلوار کا کام نہ تھا ان جانوروں پر جسے بے کچھ تاثیر نہ دئی آخر شکست کھا کر جو باقی رہ گئے تھے  
 بھاگے خدمت شاہ مین آئے تمام کیفیت عرض کی کو کب روشن ضمیر یہ حال مصیبت قال لشکر بنا  
 کہا پھر بجایانے اسی طور سے راستہ رو کا بسمل اللہ حضور لشکر تیار کر کے چلین غلام آپکا سمجھ لیکر بطور  
 علم کہانت ثابت ہوا کہ کسی ساحر کو اسنے اس پر دے مین روانہ کیا یہ اسکا شعبہ ہی بادشاہ  
 مع کل لشکر شوالے کے سامنے آکر فروکش ہوئے کو کب ٹھلٹا ہوا لشکر سے نکلا سامنے دیر کے  
 آکر آواز دی ای طائر ان سحر اپنے افسر کو آگاہ کر دے کو کب روشن ضمیر کہتا ہے کہ یہ شعبہ بازیان  
 جرات کے خلاف ہیں لشکر بیکر ہمارے مقابلہ میں آؤ سر میدان مقابلہ ہو ورنہ حقیر غلام صاحبقران  
 شب کو طبل جیگی بجوایگا بوقت سحر اس دیر کی خیر نہوگی مثل حرف غلط اس شوالے کو صفیہ صحرائے  
 مٹاؤنگا بلکہ اسطرح جنگ کرتے ہوئے تباہ قلو خورشید نگار جانا منظور ہے سچ میں ہرگز نہ  
 ٹکینگے کو کب نے گئی مرتبہ آواز دی کچھ طائر دن نے جواب نہ دیا کو کب ہٹ آیا شب  
 کو طبل جیگی اپنے نام پر بجوایا شب بھر تاربان رہیں بوقت سحر کو کب نامور اسباب سحر سے  
 آراستہ ہو کر سامنے دیر کے گیا ماش کے دانے پھینکتا شروع کیے وہ طائر ان دانوں کو نقل کاہن



کو کب تو کھڑا ہوا شول پر سحر کر رہا ہے ساتھ والے کو کب کے بھی پڑے ہیں جانور اصلی ہو کر زمین  
 پر گرتے ہیں یہاں تو یہ رنگ سے دو کلمہ داستان صاحبقران کے ذکر کرنا واجب و لازم ہے کہ  
 شاداب جیلہ گر کا بھائی حاکم قلعہ سرخاب جیلہ گر اپنے قلعہ میں بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ہوئی  
 کہ میرے بھائی کو صاحبقران نے مسلمان کیا اپنے ساتھ لیکے خود ہم سردار دہم عیار ہی بانہ ہے  
 عیاری جسم پر آراستہ کر کے اٹھنا کر تھا سے کہا کہ میں ابھی جا کر حمزہ کو لانا ہوں قتل کر کے سرخت  
 خداوند خورشید روشن تن میں روانہ کروں گا جا کر اسنے شب کو نقب لگائی صاحبقران  
 کو گرفتار کر لایا مسلسل و مطوق کر کے ہوشیار کیا کہا یا صاحبقران خداوند خورشید روشن تن  
 کو سجدہ کیجئے امیر نے لغت کی اسنے جلا د کو طلب کیا وہ وقت ہو کہ جلا د نے گردن پر کھنکے کا خط  
 کھینچا حکم پوچھ رہا ہے سرخاب نے حکم اول دیا قریب ہے کہ حکم ثانی دے کہ عمر و بھی تلاش کرتا ہوا بصورت  
 مبدل بارگاہ سرخاب میں پہونچا دیکھا صاحبقران زیر تیغ بیٹھے ہیں گھبرا گیا کہ کیا تدبیر گردن  
 ایک گوشہ میں اگر کھڑا جیسے ہی سرخاب نے جلا د کو حکم دیا جلا د فرخ فرار ایک پتھر سر پہ جلا د کو ڈرا اسکا  
 پھٹ گیا سرخاب دیکھا جلا د کا سر پھٹا ہوا ہی صاحبقران اسطرح بیٹھے ہیں دیکھا گھبرا گیا آواز  
 اور جلا د کو بلایا دیکھا سب نے ایک جلا د تیغ پر بیٹھ کھینچے ہوئے سامنے آیا کہا ای شہنشاہ سمجھ کر حکم دیجئے  
 میں فوراً قتل کروں گا مسلمانوں کے نام کا دشمن ہوں سرخاب نے اشارہ کیا جلا د بے گناہ ہو اسنے  
 صاحبقران کے آیا بائیں آنکھ کا تل دکھایا اشارہ کیا ای شہریار ہوشیار ہو جائے غلام آیا  
 ابونجا صاحبقران غم میں ہو گئے عمر و نے تھکڑی پر ہاتھ مارا ہتھکڑی کٹی رہی صاحبقران نے  
 تیز توڑی عمر و نے نیچے ہاتھ میں دیا صاحبقران اٹھے تلوار چلنے لگی عمر و چند حقہ ہاؤا تباہی  
 مارے بارگاہ میں اندھیرا ہو گیا صاحبقران لڑتے ہوئے قریب سرخاب پہونچے اسنے  
 ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار چھین لی کہ میں ہاتھ ڈال کے سرخاب کو اٹھالیا سرخاب  
 نے آواز دی الامان امیر نے فرمایا اماں بشرط اماں سرخاب کلمہ طبع کر بعد ق مسلمان ہوا  
 امیر نے سرخاب کو تخت پر بٹھلایا آپ نکل زرین پر جلوہ فرما ہوسے عین گری صحبت میں سرخاب  
 نے عرض کی ای شہریار لشکر آپ کا دیر کہنے پر روکا گیا کل صبح کو جنگ ہوگی بطلموس جادو دہان  
 کا منظم ہے بڑی بڑی تدبیر سے روکے گا آپ کے لشکر کو تباہ خورشید نگار جانے نہ دیگا



یہ شکر صاحبقران نے رات ہی کو تیاری کی طرف اپنے لشکر کے چلے سرخاب برائے رہبر ہی حملہ  
دس ہزار فوج بھی ساتھ ہے رات بھر رہبر کی بوقت سحر اس وقت آکر پہنچے کہ لشکر تمام صف  
آرا ہے کوکب رشونمیر کھڑا ہوا دیر کنبہ پر کھڑا رہا ہے دیر سے طائر گر رہے ہیں صد ہا بندگان  
خدا کو ہلاک کیا فیلان جنگی شیران مہرائی اُسی دیر کنبہ سے نکلے ہیں دھڑو کر مارتے پھرتے ہیں جیسے چارے  
اسکو چیر کر پھینک دیا بادشاہ پریشان ہیں ہر چند کہ کوکب اپنے کو بچاتا ہے لشکر پر زوال کدھر  
کدھر روکے ہر سمت سے جانوروں نے بلوہ کیا ہے بادشاہ نے بیتاب ہو کر دعا کی سحر اسکر دُڑی  
دیکھا سب نے آفتاب عالم تاب آسمان عربستان زلزلہ قات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر  
عالی شان بصد جاو حشم آکر پہنچے دیکھا کہ لشکر پر آفت برپا ہے ہزار ہا لاش تڑپ رہا ہے کوکب  
سینہ سپر کئے ہوئے مہر و جنگ ہے بلوہ سے جانوروں کے بتگ ہے یہ حال دیکھ کر صاحبقران  
گھوڑے سے گودے گز مسام بن ترمیان دست زبردست میں لیا اسم اعظم پڑھتے ہوئے طرف  
دیر کے چلے جس جانور کے کان میں صدائے اسم اعظم پہنچی جل کر خاک ہوا کوکب کو بھی مہلت ملی نگہ  
صاحبقران لڑتے بھڑتے جنگ رستا نہ کرتے ہوئے قریب دیر کے پہنچے اسم اعظم پڑھ کر دیر پر  
گر زما لڑاتے کی آواز ہوئی اڑا لاکر قصر ظلم و بدعت گرا با آواز بلند جو اسم اعظم پڑھا ایک دن اٹا ہوا  
زمین پھرائی پلوئے دیر سے آواز آئی منہ بظلمیوس جادو خبر دارا و حمزہ آگے نہ بڑھا آتش قہر و غضب  
میں چھونک دو لگا دور سے سب نے دیکھا مکان کے گرتے ہی ایک ساحر قوی تن تیغہ لکھ رہا تھا  
میں لیے ہوئے صاحبقران پر وار کرنے لگا ہزار ہا شعلہ ہاے آتش صاحبقران پر گرے برکت  
اسم اعظم سے باطل ہوئے ایک مقام پر امیر نے الجھادی سے ہاتھ نکالا قریب ہو چکر تیغہ معطر سلیمانی  
کا دار کیا اُس روسیہ نے اسم سحر پڑھ کر سپر فولادی کو اٹھا یا سپر فولادی کے دو ٹکڑے ہوئے  
بطلمیوس نے چاہا نکل جاؤں اب کب پناہ ملتی ہو تیغہ برق مثال تڑپ کر گرایا تو قبہ سپر پر  
چمکا تھا یازمین میں آکر بوسہ دیا بطلمیوس کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا نخل پھر اچھا مکان ہے  
کھستہ جو تھے وہ بھی گرے بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من بطلمیوس جادو بدو  
سب نے دیکھا بارگاہ حشامی اُسی پھر امین پُری ہے سردار جو غائب ہوئے تھے اُسی  
صحرا میں بخیر و عافیت ملے غنیمت آرزو کھلے شب کو بارگاہ اُسی مقام پر استادہ ہوئی



سرخاب جیلہ گرنے عرض کی اسے شہر یا راب در میان میں کوئی کانٹا نہیں ہے اب جو یہاں سے  
 کوچ کیجے گا سانسے قلعہ خورشید نگار کے پہونچے گا اب اس نیرنگ و شعبہ ہاڑ سے مقابلہ ہی بہت سمجھ  
 حضور لشکر کشی کریں اپنے بزرگوں سے پہنچے سنا کئی سو برس سے یہ خدائی کرتا ہی سوا حضور کے کوئی اس راہ میں  
 سے نہیں گذرا جو لشکر لیکر آیا تباہ و برباد ہوا ہے آج تک یہ نہیں دیکھا کہ کوئی تباہ قلعہ خورشید  
 نگار پہونچے حضور بھی تامل فرمائیں اس شعبہ ہاڑ کے تھا بلے میں نجائیں امیر نے آنکھوں میں  
 آنسو بھر کر فرمایا اے خیر خواہان دولت و امی سرداران باشوکت میں نے عہد کیا ہے کہ جب تک لقا  
 کو قتل نہ کرونگا اس غول صحرائے ضلالت کا پیچھا چھوڑ دو لگا دوہ طعون و بان پہونچ گیا علاوہ اسکے  
 دو شیر دلیر لندہ صہور و نور الدہر اسکے دربار میں موجود ہیں یہ بھی خبر معلوم ہے کہ ان  
 دونوں نے اسکو سجدہ کیا اسکے شعبہ سے نے ایسے انکے قلب اکل دیے کہ لشکر اسلام کے مقابلے پر دل  
 و جان بڑا دین یقین ہی کہ جب خورشید روشن تن قتل ہو تب وہ ہوش میں آئیں کیونکہ لشکر  
 نباؤں سرخاب نے سر جھکا لیا صاحبقران نے حکم دیا ایک ہفتہ لشکر ہی مقام پر رہے جملہ طرار  
 ہفتے میں اپنے اپنے لشکر آراستہ کر کے فردا فردا بقاعدہ قدیم بر سر خورشید روشن تن لشکر  
 کشی کریں پروردگار معین و مددگار ہے اس قاعدہ سے بعد ہفتہ لشکر صاحبقران سمت قلعہ خورشید نگار  
 بعد جاہ و وقار جلا یہاں خورشید روشن تن مکار پر بن اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا خدائی کر رہا  
 ہے جملہ خداوند باطل زبرجد شاہ و فرعون و گوسالہ سخنور و دم خیشہ وغیرہ  
 و نگلون پر بیٹھے ہوئے فریفت خورشید میں مصروف ہیں لقا کو تاج و تخت ملا ہی تختیار  
 کو عہدہ شہنشاہ طوق لعنت مرحمت ہوا ایک جانب لندہ صہور و نور الدہر دنگل ہائے سپہ سالاری  
 بر سر دنگل بیٹھے ہوئے جھوم رہے ہیں قبضہ شمشیر جوم اس میں ہر مرتبہ ہی عرض کرتے ہیں یا خداوند  
 ہم کو حکم ہو یا کہ لشکر حمزہ کو روکیں اول ہر کار و دن نے اگر قتل جمشید جا دو کی خبر پہونچائی بختیار  
 نے کہا مبارک مبارک یا خداوند قبلہ سرکشان کی سرکوبی خوب ہوئی سب سرکش مارے گئے  
 صاحبقران زمان نہ کریں گے یا خداوند اپنی فکر کیجئے خورشید روشن تن نے کہا کیا  
 مجال ہے جو میری سرحد میں آسکیں یہ ذکر تھا کہ دوبار اخیر پہونچی کہ بطلیموس جا دو بھی داخل  
 جنم ہوا لشکر صاحبقران کا آراستہ ہو کر طرف خورشید نگار کے روانہ ہو چکا یقین ہے



کل سے آمد لشکر شروع ہو جائے بختیار کو چھل پڑا کہا لو خداوند راستہ پاک ہو گیا لشکر آپ کے سپہ سالار  
 قدرت کا کل سے آکر داخلہ کر لگا اب خورشید روشن تن مترود ہوا اندھو رو نور الدہر  
 نے دست بستہ عرض کی ہمیں حکم ہو جا کر لشکر حمزہ کو روکین اس وقت خورشید روشن تن نے  
 لقا کو خلعت نیابت سے سرفراز کیا حکم ہوا اسی سپہ سالار ان قدرت ہمراہ ہمارے نائب کے جا کر بیرون  
 قلعہ اتر و قدرت بھی وقت پر تشریف لائیں گے اس وقت زمرہ شاہ باختری تخت پر سوار ہوا  
 لندھو نور الدہر بطور سپہ سالار ہمراہ لشکر باختری ہو کر بیرون قلعہ چلے دو کوس آگے بڑھ کر فروکش  
 ہوئے خورشید روشن تن نے حکم دیا جب آمد لشکر سپہ سالار قدرت مابدوات شروع ہو  
 قدرت کو خبر ملے قدرت بھی نزول اجلال دور و اقبال فرمائیں بختیار کو خوشی خوشی لقا  
 کے ساتھ سوار ہوا بارہ لاکھ سوار پیدل فوج کے دل کے دل نوبت نقاری بجاتے ہوئے بیرون قلعہ اتر  
 شب کو خورشید روشن تن نے خداوند باطل کو حکم دیا کہ صبح کو سب تیار ہو کر در دولت پر  
 حاضر ہوں قدرت کے سوار ہونے کی شب کو تیار بیان ہوئیں صبح کو یہ غول صحرائے بدعت دیکھ تاز میدان  
 جمالت اس شان و شوکت سے سوار ہوا سو ہاتھی زنجیرہ بند کیے گئے اسپر تخت کسا ہوا اگر دلاک دلات منج  
 وغیرہ مکاری کی باتیں کرتے ہوئے اسکی خدائی کا دم بھرتے ہوئے ایک بنگلہ صبح کا راز استہ  
 رقص ہوتا ہوا پشت پر بانیس لاکھ فوج دریا موج علم ہائے سیاہ پھر میرے کھلے ہوئے ان پھر بیرون  
 پر اسی مغرور کی تعریف مرقوم آء فوج کی دھوم اس کرد فر سے بیرون قلعہ آیا لندھو رو  
 نور الدہر واسطے استقبال کے آئے لقا نے بھی آکر پایہ تخت کو بوسہ دیا خود سرنے واسطے  
 سجدے کے سر جھکا یا خلعت لعنت سے سرفراز ہوا لقا کو اپنے تقرب پر ناز ہوا ایک بلندی  
 پر تخت اسکا بچھا یا گیا بختیار کو پہلو میں جہدہ شیطنت صحرائے گرد اڑی پہنلو ان  
 عادی کوہ ہامون نوزد پر سوار چالیس بھائی یمن دیسار چالیس ہزار قزاق پشت پر  
 اٹھاہ مشغول قاتر پراٹا مالہ بارگاہ سلیمانی کا لدا ہوا بوق ترکی بچتا ہوا اس کرد فر سے جو عادی  
 آکر پہونچا بارگاہ استاد کرنے میں مصروف ہوا خورشید روشن تن نے کہا یہی قدرت  
 کا سپہ سالار برہم زن لشکر کفار ہے بختیار کے کہا قدرت نے پیدا کیا صورت ہمیں پہنچنے  
 خورشید نے کہا عزم دراز سے قدرت نے نہیں کیا یاد نہیں رہا بختیار کے کہا اسی حمزہ



کہان یہ مقدمہ الجیش لشکر حمزہ ہے یہ ذکر تھا کہ اور گردین بلند ہوئیں شاہان ہفت ملک عبد القہر  
جلعی و عبد الجبار طہی و قارن قمار مغربی و سلطان بخت مغربی و جمشید شاہ طلب البحر و  
خسرو نیتانی و غیرہ چالیس تاجدار دس ہزار سوران جبار کی جمعیت سی آکر پہنچے بختیارک ایک  
ایک کا نام بتاتا جاتا ہے جب شام ہو جاتی ہے آمد موقوف ہوتی ہے جو میں مقام پر ہی اسی جگہ فروکش ہوا  
خورشید شام کو برج بارگاہ میں آتا ہے جلسہ عیش جاتا ہے بختیارک جو گھبرا گھبرا کر کتا ہے کہ یا خداوند  
ایچی حمزہ عرب بعد ہفتہ یا عشرہ پہنچے گا یہ ملازمان حمزہ آئے ہیں ابھی فرزند ان و سرداران نامی  
نہیں پہنچے لشکر حمزہ جب آکر فروکش ہو گا گا دزین بار نہ اٹھا سکے گی کوہ دوست تھرائنگے شیران  
صحر اکو غش آنگے خورشید روشن تن بتیار ہے ظاہرین برائے عسکین ہمارے ہیان خود کتا ہے قدرت  
ایک نقدیرین سب کو غارت کر دینگے دوسرے دن پھر آکر بیٹھا چشم برآہ انتظار آمد فوج دیکھ کر  
مضطرب و بقرار ہو گیا ناگاہ گرد و غلط بلند ہوئی شاہان عراق و صفہان ہندویل و صفہانی و میللیس جنگ عراقی و  
شہنشاہ عراقی و غیرہ قین لاکھ فوج کی جمعیت سی آکر پہنچے انکی آمد سے شام ہو گئی خورشید تابیان  
جی و اض بارگاہ مغرب ہوا خورشید روشن تن پھر آکر بیٹھا اول جانشین صاحبقران نامو مالک  
اژدر صاحب نیزہ و دوسرے غلام نبی و چاکر حیدر بعد کرد و قمرع اسی ہزار نیزہ داران عرب آکر پہنچا  
تمام میدان عجبوں سے معمور ہو گیا انکے بعد شاہزادہ اسفند یار شاہ گیلانی و چوگان بن  
حمزہ و شیر افکن سعد طوبی و غیرہ فرزند ان صاحبقران آکر پہنچے وہ ہفتہ آمدین ان سبکی  
گذرے بعد بیس دن کے گرد آڑی کہ تمام صحرا زمر و نگار ہو گیا ابھم گرد رستم شکوہ سرفتنہ ملک  
باختہ بدیع الزمان نامور معہ سرداران شمشیر پیکر داخل ہوئے انکے بعد تمام صحرا گلزار ہوا  
شاہزادہ ملک قاسم شیر بیشہ رستم بعد شوکت و شتم پہنچے اور ایک گرد آڑی تمبروں کی آواز  
آئی بگل بجار رستم پلہین علمشاہ نوجوان بعد شوکت و شان مع فوج فرنگستان آکر پہنچے انکے بعد  
گرد و غلط بلند ہوئی ہزار بیشہ عربستان زلزلات ثانی سلیمان امیر عالی شان حمزہ صاحبقران  
تخت پر بادشاہ عالیجاہ گردسات سو تاجدار پشت پر فوج بیشیا علمہای سرخ و سفید کھلی ہوئی نقارخانہ  
سکندری و نقارخانہ سلیمانی نوازش میں تمام صحرا کی قلعہ خورشید نگار فوج ظفر موج صاحبقران  
سے مملو ہو گیا حقیقت میں گا دزین بار نہ سنبھال سکتی تھی بارگاہ میں جا بجا استاد ہوئیں



خورشید روشن تن ساحر پر فن غصے میں آیا اپنے مقام سے اٹھا بارگاہ میں آکر بیٹھا جملہ خداوند  
 باطل تعریف و توصیف میں مصروف بختیارک نے کہا یا خداوند آمد پہ سالار قدرت کی دیکھی  
 یہ جتنے آپ کے قریب بیٹھے ہوئے باتیں بنا رہے ہیں ان سب نے سامان شانِ خدائی آراستہ کیے تھے  
 اسی شیر دلیر نے جا کر سب سے رنگ مٹائے بھاگتے راستہ نہ ملتا تھا ملک و مال پر قبضہ کر لیا آہستہ  
 بھاگ کر سرحد میں آپ تک پہنچا تو خود خدا بنے تھو اب آپ کے بندے قرار پائے صفت و توصیف میں  
 آپ کی مصروفیت میں اب وقت زوال خورشید نگار بھی قریب آیا اپنے بندہ خاص الخاص کو آپ سے دیکھا  
 خورشید روشن تن نے کہا ادبِ حیا قدرت زبان نہ ہلائیے طائرانِ صحرائِ ننگان دریا و خشیان  
 دشت انکا علاج کرینگے ملک جی ملاحظہ کرنا یہ مقام مثلِ باختر و زنگار نہیں ہے دیکھنا کیا کیفیت  
 ہوگی عین گرمی صہبت میں نور الدہرین بدیع الزمان اپنے ذنگل شوکت سے اچھے دست بستہ عرض  
 کی یا خداوند سرکشی ان مسلمانوں کی ہمہ شاق ہے آپ کا سپہ سالار انکے مقابلہ کا مشتاق ہے ہمارے  
 نام پطیل جنگی بجو ایسے صبح کو تماشہ ملاحظہ فرمائیے فرزندِ حمزہ بدیع الزمان کو اپنی جرات پر بڑا  
 ناز ہے آپ کے سامنے مشکین باندھو لگا خورشید روشن تن نے ایسوقت نام پر نور الدہر کے  
 طیل جنگی بجو ایسا جیسا ان لشکر اسلام جو حاضر تھے خبریں لیکر بارگاہِ صاحبِ قرآن میں آکر بعد دعا کے  
 عرض کی حضور غضب ہوا نور الدہر کے نام پطیل جنگی لگیا کل وہ شیر صولت میدان میں آکر اپنے  
 والد نامہ دار کو لٹکا لٹکا دیکھیں فلک کیا دکھائے یہ سنکر سب کو سنا آگیا بدیع الزمان نے قبضہ پر  
 ہاتھ رکھ کر فرمایا میں ہرگز اس بچیا کا پاس نہ کرونگا وہ مرتد ہو گیا اسکا قتل واجب و لازم ہے صاحبِ قرآن  
 نے آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا خواجہ کمد و ہمارے لشکر میں بھی فیصل زیدی و تباہید ر بانی پطیل  
 جنگی بچے خواجہ نے ایسوقت اٹھ کر نقار خانہ سکندری پر چوب لگائی تمام لشکر میں مشہور  
 ہوا کل شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان سے مقابلہ ہے ہر شخص کو یہ حال پر ملال  
 سنکر تردد ہوا ہر شخص یہی کہتا تھا اس شیر بیشہ جرات سے کون مقابلہ کرے گا بڑا غضب یہ ہے  
 کہ کل وہ اپنے والد نامہ دار سے نکل کر سر میدان مقابلہ کرے گا اور بدیع الزمان بھی جرمی بہادر  
 صف شکن تیغ زن خدا نخواستہ دونوں میں اگر ایک کو بھی چشم زخم پہنچے گا تو صاحبِ قرآن کو  
 کمال مدد ہوگا تڑپ و بقیاری کثرت نالہ و داری سے دل کا بُرا حال ہوگا دیکھیں



فلک تفرقہ پرواز گردون شنبہ باز کیا رنگ دکھانا ہی نئی بات ہو کہ باپ کو بیٹے سے لڑا تا ہے و دون  
 تنگ بحر جزا ت ہنر و دشت جلالت دون حسن میں بنظر چہرے رشک ماہ منیر صاحب جاہ و توقیر  
 بدلیع الزمان کو یہ غصہ ہے کہ میرے فرزند نے کچھ خیال نہ کیا اس شنبہ باز کو سجدہ کیا تمام سرداران  
 ایرج قاسم علمشاہ ہنستہ ہیں باتوں میں آوازے کستہ ہیں ایرج کو اب اور زیادہ گھمنڈ ہوا ملک  
 یران سے نسبت قرار پائی اُنکے خسر صاحب میان کو کب رشتہ خیر سے اُسکا ساتھ دینگے اپنی شکر کشی  
 پر بڑا ناز کیا ہے آخر میں شکر لیکر آئے وہ بھی اپنے مقام پر فخر کر رہے ہیں کہ نور الدہر سے مقابلہ  
 کرینگے بدلیع الزمان فرماتے ہیں یہ میں کیونکر گوارا کر دوں کہ ایرج جا کر نور الدہر سے لڑے  
 یہ نور نظر دہ پارہ جگر رنج دونوں میں ایک کا گوارا نہیں ایرج سے زیادہ کوئی ہمارا پیارا نہیں  
 اگر نور الدہر مارا گیا کچھ افسوس نہ ہو گا کچھ پر ضرور چھری چلے گی داغ فرزند اٹھائینگے اگر خدا خواستہ  
 ایرج ہاتھ نور الدہر کے مارا گیا بھائی رستم فرمائینگے میری شیر کو قتل کرا یا بدلیع الزمان کو  
 افسوس نہ آیا صاحبو مجھ کو سب طرح مشکل ہے ترقی پر پیتی دل ہے اسی ہنگام میں چار پہر رات بسر ہوئی  
 جب شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش تخت زبردی فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا شہنشاہ انجم سپاہ نے  
 نور الدہر پر قرار کیا قلعہ مغرب میں جا کر چھپا فوج ظلمت کو ہزیمت آفتاب عالم تاب کی شوکت و جلالت ہوئی  
 لشکر صاحبقران میں صدائے اذان بلند ہوئی فوج خورشید روشن تن میں پوجے پاٹ ہوئے لگو  
 گھنٹ و ناقوس بجے یہ عجیب بدعویٰ خدائی بعد رعنائی و زیبائی تخت پر سوار ہوا ایک جانب  
 زمرہ دشاہ باختری و نور الدہر و بلند ہونے پایہ تخت پر خورشید کے ہاتھ رکھا  
 پشت پر بائیں لکھ فوج گویا سمندر کی موج تلاطم میں آئی صاف سمندر کا جزر و مد معلوم ہوتا ہے لوہے کی  
 دیوار میں میدان میں اگر قائم ہوئیں میدان و دست ہوا ہر ایک بہادر لڑنے پر چالاک جیت ہوا فقیہوں  
 نے نقابت کی کرکیت کرکے کاکم کرے نور الدہر بن بدلیع الزمان نے مرکب باد رفتار کو چمکایا سانڈ  
 خورشید روشن تن کے آیا دست بہتہ عرض کی یا خداوند اجازت میدان دیکھی خورشید نے دست  
 بخش نشیت پر رکھا کما اسی سپہ سالار قدرت تجھ کو اپنے بد قوت کے سپرد کیا اب نور الدہر نے پٹری  
 جمائی مرکب اسپ پر پوشش زیر ان سوار صاحب شوکت و دھشت توفار اشکان سیلان زیبکر  
 گھوڑا طارے بھرتا ہوا اس شوکت و دھشت سے جو نور الدہر حریف کھانڈی سرداران نور الدہر



میں خدا کے گریہ و زاری بلند تھی سب سے زیادہ ہنر پر ہنیشہ کلنگان صاحب عا طور رگران صفت شکن و صف  
 طلماس بن عنقویلی دیو پر در بقیار تھا کہ عاشق جلال شاہزادہ نور الدین ہرن بدیع الزمان  
 ہے قبضہ سا طو پر ہاتھ رکھے ہوئے در ہاڑی طرف ہی دست چپ کے جو صدائیں طعن و تشنیع کی آتی ہیں  
 انتہا کا طلماس کو ناگوار ہے ہر مرتبہ یہی چاہتا ہے کہ جو کوئی میرے آقا کو برا کہے اُس پر جا پڑوں  
 لیکن مجبور دلا چار نور الدین ہرنے میدان میں آکر اسب تازی پر چوگان بازی نیزہ بازی خوب  
 دکھلائی مرکب کو روک کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان یا تو اگر خداوند خورشید روشن تن  
 کو سجدہ کرو دیکھ لو سب مہمبون کے خداوند موجود ہیں قدرت کی تعریفیں کر رہے ہیں اگر جسم کو منظور  
 نہیں ہے تو کیکو برائے مقابلہ مجویہ پورا کلہ زبان سے نور الدین ہرن کے نہ نکلا تھا کہ بدیع الزمان  
 نے مرکب کو صف سے نکالا ہر چند صاحبقران بٹیاب ہو گئے بدیع الزمان بھی قریب تخت بادشاہی  
 پہنچے بادشاہ نے تخت رکھوا دیا فرمایا کہ تم نامدارین آپ کو نجانے دنگا بدیع الزمان نے  
 عرض کی میرا جانا مناسب ہے اگر کوئی سردار اس جوان مرگ کے ہاتھ سے مارا گیا تو میں بدنام ہو جاؤں گا  
 میں ہی اسکا سر توڑ دنگا یہ بھی خوب حضور آگاہ ہیں کہ طلماس ایسے جوان کو اسے برسر آزار کوہ گنبد  
 دھڑکا کر دیا ایرج نو جوان کو طلماس پر ٹرانا تھا کئی مرتبہ اسکی مشکین باندھیں تھا آزار کوہ  
 سے بھاگا ایک دن میں اس بد بخت نے تین قلعہ فتح کیے تھا کو دامنہ مشتری حصار میں پکڑ لیا  
 بارہ کوس تک دست زبردست پر چرخ دیتا ہوا لیکیا اس موذی کو کون جواب دے سکیگا اگر میں  
 مارا بھی گیا تو حضور پر تصدق ہو اسی مشہور ہو گا ایک غلام شاہنشاہی قتل ہو گیا بعد میری برادران  
 نامدار سرداران بادشاہا رے خون کا بدلہ لینے یہ ککر بدیع الزمان پایہ تخت شہنشاہی سے  
 لپٹ گئے خوب روئے بادشاہ کو کچھ نہیں پڑا چار ہو کر اجازت دی بدیع الزمان پشت  
 گلگون باختری پر سوار ہوئے صاحبقران چالیس قدم آگے ٹرے ہوئے بمقام صاحبقرانی  
 کھڑے تھے اگر بدیع الزمان نے سلام کیا صاحبقران نے گھوڑے سے اتر کر گلے سے  
 بدیع الزمان کو ٹکا لیا باز دھمام کر دعائے فتح و ظفر بھی فرمایا اے نور نظر خدا تم کو مظہر و  
 منصور کرے آنا دیکھ لو کہ وہ محبت میں اس شعبہ باز کے چور ہے اب نصیحت سے یہ آگ بھڑکی  
 دیکھو ن فلک کیا دکھاتا ہے بدیع الزمان باپ سے لپٹ کر روئے عرض کی



حضور نے گھبراہٹ میں اس مرتد کا سر لٹا ہوا جنہ مذہب حقیقی کو چھوڑا اسکے لیے افسوس کیا کل انشاء اللہ  
ہندی ہستی خورشید کو بھونگا دیکھئے حضور کے سامنے بایہ تخت خورشید پر ہاتھ رکھے ہوئے جھوم رہا ہے  
آما وہ حرب و پیکار ہو لقا نے اجازت نہ دلوایں اس وجہ سے مجبور و لاچار ہے صاحبِ قہر ان نے ہاتھوں  
کو اٹھا کر دعا کی پر روکار دونوں کی حفاظت کیجیو اپنے بیشہ بارگاہ میں ان دونوں شیروں کو کیفیت  
تمام دیکھو بدیع الزمان سلام کر کے طرف میدان کارزار کے چلے نور الدہر نے جو باپ کو آستینوں  
دیکھا بارادہ لگا درمکب بڑھایا بدیع الزمان نے بھی دوش ہو کر وہ سپہ سالار لیا لگا ورمین  
نور الدہر کا مرکب چار قدم بدیع الزمان کا تین قدم ہٹا اب آنکھیں چار  
ہوئیں نور الدہر نے سلام بھی نہ کیا کہا میں حضور کا خیر خواہ ہوں چل کر خورشید کو سجدہ کیجئے  
قد رشتناں ہو ہمارے ہاتھ سے کوئی کار نمایاں نہیں ہو اگر قدرت نے سپہ سالار کل لشکر کا کیا یہ  
کلمات نملات سنکر بدیع الزمان کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا فرمایا ادنا لائق کیا بیہودہ  
کہتا ہے اس شعبہ باز پر ہم لعنت کرتے ہیں یہ بھی اسے ایک شعبہ بنا یا بصورت لات منات چند پہلے  
بنا کر اسے اپنی صفت کرتا ہے جاہلون کے سامنے اپنا مرتبہ بڑھاتا ہے یہ میدان کارزار ہے کچھ زور  
باز دو کھا نور الدہر نے غصہ میں نیزہ مارا بدیع الزمان نے سنان نیزہ پر روکا دونوں  
جوانوں میں نیزہ چلنے لگا فتنوں سپاہ گری میں دونوں طاق ضرب و حرب میں شہرہ آفاق دونوں  
لشکر بہ نگاہ حسرت مگر ان صاحبِ قہر ان بصورت آئینہ حیران جانبین سے تو لیفین ہو رہی ہیں پہر بھر کا مل  
نیزہ چلا نیزہ شکست ہوئے تنہائے برق مثال کھینچی جب نور الدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبِ قہر ان  
نے یا حفیظ کہہ کر کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بدیع الزمان نے تلوار کو دکھا ہاتھ تیغہ طمور سے دیو کا مارا  
امیر دعائیں کر رہے ہیں نہایت بتیاب یہی قول ہوا حافظ حقیقی ای مالک حقیقی ان دونوں کو بچا پے  
اپنی قدرت نمائی کر پہر بھر کا مل تلوار چلی بدیع الزمان نے ایک مقام پر ہاتھ بچا کے کلائی پر  
نور الدہر کے ہاتھ ڈال دیا نور الدہر نے گریبان میں ہاتھ ڈالا جھٹکے جو شیروں کے چلے گھوڑوں  
نے سینہ ٹیک دے سرداروں نے بڑھکر آواز دی ای بہادر دگھوڑوں سے اتر کر مقابلہ کر دے زبان  
مر جائیگے بدیع و نور الدہر گھوڑوں سے کودے بابا ان ہاتھ تمام کر بدیع کے کاندھے  
پر نور الدہر نے ہاتھ دکھا بدیع کو یہ معلوم ہوا اپنا کسی نے گردن پر رکھ دیا بدیع نے



بھی دست زبردست کا نہ سپر نور الدہر کر کھانور الدہر کو معلوم ہوا گردن پر آسمان بھٹ پڑا  
 زمین و آسمان کا فرق تھا کشتی ہونے لگی بدریغ الزمان بھی کشتی میں بمثل بے نظیر ہیں لیکن نور الدہر  
 پر پنجہ نہیں قابض ہوتا برابر کا فرزند نوجوان ایک طور سے لڑ رہا ہی صاحب حقران کو نہایت تردد ہی  
 دن بھر اسی زور شور سے کشتی ہوئی کسی نے کئی مہین کی جہن قلیل باقی رہا ریل میل کے زور ہونے لگا  
 اگر نور الدہر بدریغ کو پانچ قدم ریل کے لیلے تو بدریغ چھ قدم پر ریل کر لائے کشتی قدر زیادتی چمکی  
 نور الدہر نے غصے میں خنجر نہایت تھڑا لاکھا والد نامہ دارا لام فوق الادب لیسا خنجر ہارون گاہ آنتین نکل  
 آئینگی بدریغ نے بھی خنجر کھینچا کہا ادب و نامہ گ میں اس طرح بھی موجود ہوں جب دونوں نے خنجر کھینچے  
 صاحب حقران بیتاب ہو گئے نعرہ کر کے چھٹے اوھر سے لقاے ضیفم وغیرہ کو بھیجا صاحب حقران  
 نے بیچ میں آکر دونوں کو روکا فرمایا کیا جہالت ہی نور الدہر نے جو صاحب حقران کو دیکھا  
 سلام نہ کیا بدریغ الزمان کو بہت ناگوار ہوا کہا اؤ الایق حضور کو سلام نہ کیا اس قدر مغرور ہوا  
 صاحب حقران سے عرض کی آپ الگ ہو جائیں میں اس نالایت کی مشکین باندھ کر لاؤں گا  
 نور الدہر نے کہا میں کل لشکر کو جواب دوں گا اؤ صریح غم خون آشام نے آکر نور الدہر کو روکا کہا  
 قدرت فرماتے ہیں پلٹ آؤ کل سمجھا جائیگا نور الدہر نہ ماننے تھے خود لقا تخت سے اتر کر آیا نور الدہر  
 کو سمجھایا اپنی ساتھ لیکر بیٹھا اوھر صاحب حقران نے بدریغ الزمان کو پھر پیشہ کو بہلاتے ہوئے شکستہ  
 لاؤں وقت رخصت خورشید روشن تن نے حکم دیا ان مسلمانوں کو تہیہ اور طور سے ہوگی ایک  
 ہفتے کی ہفتہ ملت ہی کہیں صلاح کر کے سجدہ کرے ورنہ زمین آسمان ان کا دشمن ہو جائیگا ایسے  
 ایسے کلمات مہلات کہتا ہوا نور الدہر ولندھو رو کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا مصروف عیش  
 و نشاط ہوا یہاں صاحب حقران مع جملہ سرداران تہمتن بارگاہ ششامی میں تشریف لائے شعبہ بازی  
 خورشید سے حیران پریشان ہیں کہ ہر کارون نے آکر خبر دی خورشید روشن تن  
 نے ایک ہفتہ جنگ موقوف رہنے کا حکم دیا ہو بعد ایک ہفتے کو جیل جگی بنے گا صاحب حقران  
 نے آہ سرد دل پرورد سے پھینچی فرمایا دیکھو ن فلک شعبہ باز اس زمین پر کیا گردش دکھاتا ہے  
 کو گوب روشن ضمیر بھی خاموش بیٹھا ہے نور الدہر کے مصوت ہونے کا ذکر ہو بدریغ الزمان نے کہا اگر قبلہ  
 و کعبہ جھگڑا پیش لاتے ہیں اس نالایت کو ضرور قتل کرے اب بالکل اسنے ادب قاعدے کو فراسوں



کیا براے تسلیم صاحبقران نہ جھکا کو کہنے کہا ای شیر بیشہ صاحبقرانی یہ مقدمات سحر سحر ہی  
 بین نور الدہر ایسا سعادتمند براے تسلیم نہ جھکے پس اپنے ہوش میں نہیں ہے حکایت و شکایت بیکار ہے  
 غلام تدبیر میں گریہ رہا ہی ابھی تک یہاں کہ حال کو نہیں سمجھایا تو سب کو ظاہر ہو کہ ایک ہفتہ جنگ  
 ہو گئی شاہ پور شیر دل نے ایرج کو جو ان کو خبر دی کہ یہاں سے تین کوس پر میراے سبزوار  
 ہو وہاں بجیاب شکار ہے صاحبقران سے مہلت لیے جنگ بھی موقوف ہی چکر شکار کھلے ایرج  
 کو شوق شکار ہوا دست بستہ ونگل سے اٹھے صاحبقران کو سامنے آکر کھڑی ہوئے صاحبقران  
 سے عرض کی کہ کل صبح کو غلام کو واسطے شکار کے حکم دیا جاے صاحبقران نے فرمایا کہ  
 ایسے دشمن کا سامنا ہے کیونکہ واسطے شکار کے حکم دیا جاے عرض کی ابھی خبر پائی ہے کہ یہاں  
 سے تھوڑی دورد پر شکار بیشمار صحرا سبزہ زار ہی بہت جلد واپس آؤنگا صاحبقران جانتے ہیں  
 کہ یہ آتش خوشعلہ مزاج پہلو انون کے سر کا تلج ہوا اگر مہلت نہ دے گا مول حرمین ہوگا بھجوری فرمایا  
 دور جانیکا ارادہ نہ کرنا عرض کی غلام دن بھر صحرا میں نہ رہیگا بہت جلد واپس آئیگا ایرج کو غصت  
 دیکر صاحبقران سے بار بار فریاد کیا ایرج نے تسلیم و قبول کو حکم دیدیا بوقت سحر سامان شکار مہیا رہا  
 نماز بھی چکر شکار میں پڑھنے کا رگزار دن و رات ہی کو سامان شکار مہیا کیا بوقت سحر ایرج  
 نامور پشت کرہ بن اشقر پر سوار ہوئی چند سرداران کو ساتھ لیکر واسطے شکار کے صحرا میں آئے  
 نماز پڑھی اب شکار گاہ میں تشریف لائے دیکھا صحرا سبزہ زار ایک جانب کوہ فلک قلعہ دامن  
 صحرا گلہاؤ رنگارنگ سے ملو گھاس غورو کی خوشبو جا بجا طائران زمزمہ ملزمتی گل پرغند لیان  
 خوش نوا بر سر سرولب جو قمر یون کی کو کو نہروں میں آب صاف و شفاف ہر ایک بیج مثل شمشیر  
 شکاف جباب لب جو رشک چشمان خوبروزلف سنبل کو بیج و تاب موئے مشکین مہوشان کا جوا  
 ایک جانب نرگس شہلا مصروف تماشائے صحرائے پر فضا طائران نغمہ سرا بزبان بے زبانی  
 تعریف باغبان قضا و قدر میں مصروف جوش محبت شمشاد و صنوبر میں قمر یون کی کو کو توف  
 شاخ گل پر باہلین پھول کر بیٹھیں غنمو منقار سے گلہریاں کر رہی ہیں دم محبت جو انان جن کا  
 بھر رہی ہیں ہر نخل پر صد طائر شاہراہ یہ سیر دیکھ کر نہایت شگفتہ ہوا کمان کیانی کو  
 دوش سے اتارا تیر کو بحر کمان میں پیوستہ کیا ایک طاؤس کو تاک کر تیسرا مارا



تیر جا کر سینہ پر طاؤس کے پڑا وہ طاؤس تیر کھا کر بلند ہوا افسوس ہیبت کی آواز دی شاہ پور دور سے  
 دیکھ رہا ہو کہ طاؤس کے آواز دیتے ہی درہ کوہ سے صد ہا عقاب نے باز بلند پرواز وغیرہ تر پتی ہوئے  
 نکلے آواز سے طائران کے گرد بھی انتہا کی اُٹھی صحرائین تاریکی ہو گئی بعد ششم زدن جو روشنی  
 ہوئی دیکھا شاہ پور نے ایرج نوجوان پشت مرکب پر نہیں ہے ٹھوڑا کوتل کھڑا ہوا سمون سے خاک  
 اُڑا رہا ہے اب سرداروں پر وہ طائر تر پ تر پ کر گزرنے لگے جس پر جو طائر گرا کر مین نیچے دیا سردار  
 کو اٹھا کر دسہ کوہ میں لیکھا تھوڑے ہی عرصہ میں جملہ سرداران کو اٹھا کر طائر لیکھا شاہ پور کے پیش  
 اڑے بدحواس ہو کر بھاگا بیٹے قراول بھی شتر ہوئے افتان وغیران با حال پریشان طر  
 لشکر کے چلے صبح کے وقت گوشہ لشکر صاحبقران پر بارگاہ بہار و باغبان آراستہ تھی اپنے  
 اپنے خیمہ سے نکل کر سمت بارگاہ منامی جاتے تھے کہ صحرا سے رونو کی آواز آئی باغبان نے پلٹ کر  
 دیکھا مہتر شاہ پور شیر دل و چند ملازمان ایرج حیران و پریشان بھاگے ہوئے آتے ہیں باغبان  
 نے بڑھ کر پوچھا کیوں مہتر شاہ پور رخ پر تو ہے شاہ پور سے تمام کیفیت صحران کی بیان کی کہا ای باغبان ہم  
 صحرا سے سبزہ زار میں جا کر لٹ گئے اپنی آقا سے چھٹ گئے شکار بھی نہ کرنے پائے کہ خود شکار ہوئے  
 بہار نے کہا ای باغبان اس سرحد تک کی کیفیت ظاہر ہونا بہت دشوار ہے اس شعبہ ہائے کل  
 سرمدیان کہا کہ مسلمانوں کی تنبیہ اور طور سے بیوگی وہ شعبہ ظاہر ہوا ہی ابھی جا کر گئی ہوں  
 بلکہ شاہ پور کو روکا کہ صاحبقران کو خبر نہ کہ یہ مقدمہ سحر و ساحری ہے جو سردار وہاں جائیگا مبتلا  
 بلا ہوگا باغبان تو اسباب سحر و سحر کرنے لگا کہ بہار و محمود طاؤسان زمین بال پر سوار ہو کر  
 چلین چہے غصے سے گلزار عقب میں محمور آگے آگے بہار مخمور نے کہا اے بہار جادو  
 سمجھ کے سحر کرنا جب بہار اٹھا نہرا وہ والا قدر شیر صولت رستم شہوت اپنے والد نامدار سے لڑ کر  
 پلٹا تھا اس شعبہ ہائے یہ کلمہ باؤز بلند کہا تھا کہ ان مسلمانوں کی اور طور سے تدبیر کجائیگی  
 وہی سحر و ساحری شروع ہوئی معلوم ہوتا ہے یہ صحرا جبین جا کر ایرج نوجوان پھنسے شعبہ باری  
 سے مملو ہر مقام افسوس ہے کہ بیان کا حال بخوبی نہ دریافت ہوئی پایا حالات طلمس ہوش راجلہ  
 افراسیاب اپنے ظالم سے سالہا سال لڑی بیان کا حال اگر معلوم ہوتا تو اس مکار کو لطف ملتا  
 سالہا سال سے یہ ملک آباد و رہندوں کے سحر دیکھے کو کب ایسی بادشاہ مجبور ہو کر تھے لاچار تھے



بہار نے پلٹ کر جواب دیا اے مخمور فلک دریے آدرا ہو کوشش ہماری بیکار ہو افراسیاب ایسا  
 شخص مار گیا اُسکے بعد بھی چین نہ ملا آخر اُسنے جو دعوے خدا کی کیا ہو کوئی تو ایسا بھر و سہاے اتو  
 جاتے ہیں سب حال کھل جائیگا یہ کتنی ہوئی بہار اسی وقت صحرائیں پہنچی کہ صد ہا سدران اسیر  
 کو طائر اٹھا لیکے اندر سے درہ کوہ کے بریقین چمک رہی ہیں بہت سے سدران ازمین غائب ملائم قتل  
 بھی ہوئے وہ طائر ان صحرائیں ترپ کے گر رہے ہیں کوئی عکس سے طائر کی گر گیا کسی کے پروں کے  
 کام خنجر بران کا گیا اسی طور سے گر کہ سوار کے دو ٹکڑے ہوئے پیدل بھاگ کر جان بچاتے  
 ہیں بعض گوشوں سے طائر دن بہتیر اندازی کر رہے ہیں تیرون سے طائر زخمی ہوئے بہار  
 نے جو نہنگامہ دیکھا گلہ شدہ سحر جھوٹی سے نکالا غنچہ دہن و اکیا بصد رنگینی اس مصرعہ کو پڑھا گلہ  
 مارا ایک طائر نے گلہ شدہ پر طمانچہ مارا گلہ شدہ پھٹا پھولوں سے شعلہ ہے آتش لگے کئی طائر  
 بھی جلے گلہ شدہ بھی جلکر خاک ہوا رنگ سحر بہار نہ جاتین بارہ گلہ شدہ بہار نے مارے چالیس  
 پچاس طائر جلکر خاک ہوئے مخمور نے دیکھا ایک آندھی سیاہ درہ کوہ سے اٹھی تمام صحرائیں غبار  
 ہو گیا بہار کا دم گھٹنے لگا قصد کیا پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤں الگ سے سحر کردن اُس  
 غبار سے ایک طاؤس زرین بال پیدا ہوا بہار پر گر ہر حید بہار نے اپنے کو بچا یا جا ہا بھر کر کے  
 طاؤس کو جلا دوں طاؤس نے پیچھے فرمیں بہار کے دیا بہار بیہوش ہو گئی اٹھا کر بہار کو درہ  
 کوہ میں لیگا مخمور حال بہار دیکھ کر بیتاب ہو گئی پڑھ کر دانہ یا قوت احمد کا مارا سحر سے ایک  
 مرغ زرین پیدا کیا اُس مرغ نے ہزار ہا طائر چیر کے پھینک دیے پھر اندھی اٹھی و جی طاؤس  
 جو بہار کو لیگا تھا ہیبت افسوس کتا ہوا درہ کوہ سے لکڑا مرغ زرین سحر مخمور پر جا پڑا  
 ایک پر ہارا کہ وہ مرغ جل گیا اب ترپ کر مخمور پر گرا اس زور شور سے آواز ہیبت دی  
 کہ مخمور بھی بیہوش ہو گئی طاؤس نے کہ مخمور کو اٹھا لیا درہ کوہ میں لیگا باغبان قدرت ا کے  
 پہنچا اُسے بھی سحر کر کے تیر برساتے بہت سے نخل کاٹے طائر مارے ایک باز تر بیتا ہوا درہ کوہ سے  
 نکلا خبردار خبردار کہ چنبا باغبان کو بھی غش آیا باز باغبان کو بھی اٹھا کر لیگا  
 باغبان و بہار و مخمور کے ساتھ والے سحر کر کے لڑنے لگے طاؤسوں پر کسی کا دام سحر نہ  
 پڑا صد ہا کو اٹھا لیکے یہ خبر ہر کارون نے کوکب روشتہ نصیر کو پہنچائی یہ حال پر ملاں سنگمر



گوکب ببقار ہو گیا فوراً پشت مرکب پر سوار ہوا اسوقت اگر پہونچا کہ ملازمان ایرج کا نشان بھی  
 نہیں ملتا ملازمان باغبان سمجھ کر پہونچے درہ کوہ سے طائر نکلا کے اونکو اٹھا لیا تھیں پس  
 گوکب کمر سمیت چست باندھ کر پشت مرکب سے کودا ایک گولام مارا کہ تمام صحرائیں آتش بہا ہو گیا  
 طائر زخمی ہو کر آتش صحرایں سے ہزاروں جگہ خاک ہو نکل کٹ کٹ کر گری برقیں چمکیں رعد گرجا  
 خود بھی ہاتھ میں تیغ کھینچ جانور ان پرند و گزند کو قتل کرنے لگا یہ خبر ملکارون نے صاحبقران  
 زمان کو پہونچائی امیر سوار ہو کر چلا بادشاہ بھی تخت پر سوار ہو کر و رکاب صاحبقران سے  
 لپٹا ہوا فریاد کر رہا ہو کہ ای شہر یار وہ صحرایں صحرایں معلوم ہوتا ہو ایرج تو غیر ساحر تھا مگر  
 مخمور و بہار و باغبان تو ساحران کامل و اکمل تھے سننا ہوں اونکی بھی وہی صورت ہوئی بازو  
 عقاب درہ کوہ سے پیدا ہوئے ہیں ہزار ہا کوادٹھا کیلئے بہارے کوئی طریقہ اٹھا نہیں کھا لیکن  
 کچھ زور نہ چلا صحرایں سوخت دجائیں صاحبقران فرمایا غیر تو جا کر اپنی جان میں درہ میں اپنے کو بچاؤں  
 تماشہ بھی دیکھئے نہ جاؤں یہ فرماتے ہوئے اسوقت پہونچے دیکھا کہ گوکب و شمشیر اس صحرایں  
 مثل شعلہ جوالہ طائر دن سے لڑ رہا ہے تمام صحرایں جلا کر خاک کر دیا و دامنہ کوہ لاشہ ہائے طائر ان  
 سے بھر دیا ہو تیغ برق شمال ہاتھ میں بڑی ایرج نوجوان ببقار رہا ہے فرزند کے نعرے مار  
 رہا ہے طائر و نکو لکار رہا ہے لڑتا ہے تار بر سر کوہ پہونچا اسقدر گولے مارے کہ تمام پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے  
 ہو گیا پہاڑ کو دخت بھی کاٹی طائر ہزاروں مارے گئے مگر تاننا طائر دن کا کم نہیں ہوتا زہرہ و  
 لباس گوکب متقارون سے نچکر پھینک دیا دم شمشیر پر خود گئے رکھتے ہیں خود موت کا فرہ چکھتے ہیں  
 صاحبقران ملاحظہ کر رہے ہیں کہ ہر سر کوہ فلک شکوہ گوکب دریاے خون میں نہایا ہوا الباس  
 تمام پارہ پارہ جسم تمام چھٹا ہوا متقار طائر ان کی ضرب سے تمام جسم فوارہ بنا ہوا لیکن جرات  
 میں گوکب کے فرق کہیں جس طائر کو لپٹ پایا پیر کر پھینک دیا کسی کو تلوار سے قتل کیا کسی  
 پر شکاہ قہر ڈالی برق چمک کر گری طائر دن کو سرنگار زمین پر گری بہر جہر کامل گوکب و شمشیر اس  
 پہاڑ پر لڑا طائر دن کا نکلن موقوف نہیں ہوتا صاحبقران زمان ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ گوکب  
 مجمع طائر ان سے مثل برق تڑپ کر بلند ہوا چند قدم بلند ہو کر سر جھکایا کرک کر پہاڑ پر گریا سمجھا گیا کہ  
 ان طائر دن کا بناؤ والا اندر پہاڑ کے بیٹھا ہو گا جب اسکو جا کر مار دنگا تب یہ بلا دفع ہوگی کئی درجے



اس پہاڑ کو تھے گو کہ پہاڑ میں مار کر بختی آن در چون کو شایا اتنی بڑی مصیبت ٹھا کر درجے تو توڑے  
اس قدر زخم داری کہ جھوٹا ہوا اندر درہ کوہ کے گرافر طر خم داری سے اس قدر خون جسم سے بہا کہ  
چہرہ سفید ہو گیا ظاہر ہے کہ خون جسم میں باقی نہیں رہا جو قوت کو کب درہ کوہ میں پہونچا دیا  
کوہ تو گرے تھو دوسرے صاحب قرآن بھی دیکھ کر وہیں اندر درہ کوہ کے جہان پر کو کب جا کر ایک قبر  
بنی ہوئی تو اس سے طائر نکل رہے تھے کو کب نے تعویذ قبر پر قبضہ مارا لغوہ شہر نہ کیا و نام دھجھا ہوا  
کر تا یہ باہر نکل کر مقابلہ کر رہے تھے دیکھیں کیا ہوا دوسرے قبضہ شمشیر جو غصہ میں تعویذ قبر پر مارا ایک  
جھٹاٹا ہوا تعویذ قبر بھٹا ایک سہرا تیلہ قبر سے نکلا اس زور سے ایک گواہ دی کہ تمام صحرانہ گیا کو کب  
ایسے شیر دل کو غش آگیا کہ اگر ایتنے فرکر میں نیچہ دیا کو کب کو لیکر غرق زمین ہوا گوشتہ قبر سے دھوا  
نکلنا تمام صحرانہ ایک ہو گیا دو گھڑی کامل اس جنگل میں غبار بلند رہا اس میں مختلف اینٹیں بعد عرصہ  
ورادروشنی ہوئی اس وقت صاحب قرآن نو دیکھا وہ پہاڑ وہ قبر صحرانہ لاشہ ہا و طائر ان سب غائب ہو گئے  
ایک صحرانہ کھد دست میدان جمیل نہ انسان نہ حیوان بوندہ ڈگر و گواہ صحرانہ جنگل تب پہاڑ  
از درجہ بجا رہی میں شدت تشنگی سے لوٹ رہے ہیں دھوپ صحرانہ ہوئی معلوم ہوتی ہے جنگل جسم پہاڑ کر  
فرہ ریگ روان ہو گیا صاف ظاہر تھا چنگاری جسم کو جلا دیا یہ حال جو صاحب قرآن نے دیکھا کہ مقام تبدیل  
ہو گیا اب پریشان ہوئے بادشاہ تخت سے کود دوسرے صاحب قرآن سے لپٹ کر کہا ایو جد عالی تبار برائے  
خدا پلٹ چلے یہاں کس سے مقابلہ کیجے گا بالکل مقام تبدیل ہو گیا حقیقت میں صاحب قرآن بھی حیران  
ہیں کہ کس سے مقابلہ کریں کسکو تو کون کسکو بڑھ کر و کون بادشاہ بھی اس میں چھوڑے تو عمر بھی آتا تو  
حضور واپس ہوں یہ نیا مقام ہے کہ سب علامتیں تبدیل ہو گئیں اللہ میں فکر کر دینا خالی اس  
جنگل میں سرگرازی سے کیا فائدہ جلد سرد رہی یہی کہ رہے ہیں صاحب قرآن کو کچھ نہ بن پڑا مجبور لاچار آنکھوں میں  
آنسو بھرے ہوئے بیٹھے بارگاہ حشامی میں داخل ہوئے وہ دن سارا تریب تریب کر کاٹا ہر طرف سے  
برائے امیرج رستہ کی آواز آتی ہے لشکر کو کب میں ہنگامہ بلند برائے مخمور و بھار کینزین دردمند  
یہ خبریں ہر کارون نے خورشید روشن تن سے جا کر کہیں قلعہ مار کر ہنسا کہا اس کے  
ہندگان میں قدرت کو ہماری دیکھا اب قدرت کی نگاہ مسلمانوں سے بھری سب انکوسا  
و شمنی کرینگے فرہ ریگ بیابان ستارہاے آسمان ان سب پر آنکھیں نکالینگے بختیار نے کہا



اخذ اور حمزہ صاحب ہم عظم قاتل سحران عالم ہوا جب بدن طبعی بھیگا نور الدہر و ولدہ صہر میدان میں  
 جائیگر حمزہ سائے اگر اسم اعظم پڑھ دیکھا سحر اتر جائیگا میں جوان تلواریں کھینک کر آب برائے رنگے آن  
 زویشور سے لڑنے لگا جان پرانا دشوار ہو گا کہ بہت بہت دینے حمزہ خود را تاجہر بارگاہ میں پس آئیگا اسی تیغ  
 برق خفارت کون پناہ پایہ گایہ شکر خود شید بہت ہنسنا کما اوشیطان ایمان تہامری علماری کو شہر باختر بچھا بہ  
 حمزہ کا علاج بھی خود بخود ہو جائیگا یہ طائران صحران سنگان دریا حمزہ کا بھی علاج کر لینگے اسی کے ہاتھ اسکی  
 دشمن ہو جائینگے مسلمان شکست فاش کھائینگے قدرت فرماؤ گی حمزہ کے تقدیر کردی اور حمزہ کے قتل کا  
 اسی کو ہاتھ سے انتظام کر لینگے یہ سب سالانہ ضرور ہو گیا اسکا غارت کرنا منظور ہو ہر کارون نے یہ خبر سن  
 صاحبقران کو سامنے آکر بیان کیں امیر نے فرمایا سب وہ بکتا ہر اس ملعون کی کیا حقیقت ہے پروردگار  
 ملک و مختار ہے بندہ مجبور و ملاحزار ہے انھیں باتو خین دن تمام ہوا کو تو ال فلک فوج ثابت نیسارگان کو ہوا  
 لیکر واسطے طلایہ کا دیکھا انتظام فلک نیلی میں صہر و ہوا یہاں صہا جعفران زمان دربار میں جلوہ فرما ہیں کہ  
 پہلوان عادی فی اگر سرخ کاغذ ہاتھ میں صاحبقران کو دیا امیر نے اوپر صاگر کو فرمایا آج طلایہ لشکر اسلام اس  
 حقیقت متعلق ہو مقبیل سے کہو کہ تیار کرے جلد سرداران متعین جان نشان صف شکن اپنے مقام سے  
 انھیں عرض کی ایسا و غریبان وادی و اورس بکسیان یہ قلم پر آشوب ہو سحر شعیہ باز کا سامنا حضور پر  
 طلایہ شریف نہ لیجائیں یہ انتظام غلامان فوش انجام بوجہ آفس کر لینگے صہا جعفران نے فرمایا بعد سال بھر  
 یہ خدمت میری متعلق ہوئی ہے خدمت اپنی اہالیان لشکر سلطنت سے بہتر جانتا ہوں بہرچند سرداروں سے  
 سمجھایا صہا جعفران نے نہ مانا چند ملازمان بہرام و سحریل فاداران متعین و فاداران خواجہ کو عمر  
 لیکر برائے انتظام طلایہ شریف لائے جا جا انتظام کی بھرتے بھرتے ایک گوشے پر تشریف لایا و اعتراف  
 ناظرین والا مقام ہو کہ افسر طلایہ پر واجب ہے اس طور سے انتظام کر کہ لشکر حریف بخون نہ مار سکے لشکر  
 میں جو رہی نہو یہ سب انتظام متعلق میرے طلایہ ہیں ہر مقام پر صہا جعفران نے سواریاں برائے انتظام  
 چھوڑ دیے پھرتے ہوئے کنارے لشکر پر آئے عمر و ساتھ میں دیکھا سامنے دریائے لشکر حریف صبح  
 مار رہا ہے حافر باش کی صدائیں بلند سبحانی باختری مشتری ہر اسیان لقا مغرور و مشرک  
 بربادی لشکر اسلام کی جو خبریں سنیں ہیں خوش بیٹھے ہیں ضیغم خون آشام خالوے قدرت لقا بد انجام  
 تین لاکھ سوار سے طلایہ بھر رہا ہے قصد کرتا ہے کہ لشکر صہا جعفران پر جا پڑوں میرے طلایہ سے



بڑھ کر لڑو نہ صاحبقران زمان کو جو دیکھا گھر گھر اتر چکے ہوا حوصلہ لپٹ ہوا عزم راز نگ صاحبقران  
 سامنے لشکر لقا کو کھڑے رہے اسی خیال سے کہ شاید نام دے ادبی کرے جب صاحبقران دیکھا  
 کہ ضیف طلا یہ لیکر پٹ گیا پشت اشتر سے اترے ٹپکتے ہوئے پہلو سے لشکر پر سایہ نخل میں اگر ٹھہر  
 خواجہ اس وقت تک ساتھ ہیں امیر کے کان میں رد و کی آواز آئی بلک کر کوئی روتا ہی بکار  
 رہا ہی اذ ظالم مجھ کو قتل نہ کرنا دیدار فرحت آثار بزرگان کا مشتاق ہوں انھوں کسی نے خبر  
 ہمارے جد عالی تبار صاحبقران نامدار کو نہ پہونچائی کہ وہ اگر اس جلا و صاحب بیدار ہوسکی  
 بجائی انھوں بکسے بے بس ہو کر قتل ہوتی ہیں اپنی تنہائی پر روتے ہیں صاحبقران فرمایا  
 خواجہ یہ کس درد مند کو آواز ہے کلام حسرت انجام میں کیا سوز دگہ از سر صاف ایرج نوجوان کو آواز آئی  
 تڑپ تڑپ کر میرا نام لیتا ہے شہر و فرما اسی شہر یار بقول کوکب وغیرہ یہ تمام صحراسی و ساحری سے ملو  
 ہیں وقت شب ہے اس آواز کا خیال نہ فرمایا بلکہ لشکر میں صاحبقران اپنے مقام سے نہ اٹھی کچھ آواز آئی  
 ہاں کون جا کر میرے دادا جان سے میری خبر کہ غلام ایک قتل ہوتا ہے کسی قاسم نوجوان کو بھی گاہ کیا تم سلیقہ  
 نے بھی جرنی ع وای برادر رفتاری ما + ابو صاحبقران بتایا ہو گئے کہا خواجہ صاف ایرج کو آواز  
 ہو بلاؤ گا مانی میں وہ شیر مقلد ہی بزرگون کا نام لیکر بکار رہا ہے یہ لکھ صاحبقران دوڑے سے ایک جاہ  
 کہنے بنا ہوا ہوا اسی جاہ سے یوسف قاسم کو آواز آتی ہے عمر و تو انگ کھڑے صاحبقران سب گردان  
 پر اس جاہ کی چڑھ کر جھک کر دیکھا ایرج نوجوان روح رواں قاسم عالمی شان مسلسل مفلوک جت پڑا  
 ایک جلا و خیر بنہ کھینچے ہوئے قصد کرتا ہے کہ سر کاٹ لون ایرج بلکتا ہے دم شمشیر پیرا تھوڑے تھوڑے کہ اذ ظالم  
 چند ساعت کی مہلت تو تھوڑی ہے میں چاہتا ہوں اپنے بزرگون کو یاد کروں اب جد فریاد کروں وہ جلا و  
 ہوا جوان خاموش ملک آخر جادو فرما دیا ہر سر کاٹ کر تیرا پاس بادشاہ طلسم آخریہ کی لچاؤ کا خلعت  
 افام و جاگیر پاؤں گاہی آفت جو صاحبقران نے دیکھی آنکھوں کی بجائے اندھیرا آگیا عمر و دور سے بکار رہا  
 یا صاحبقران ہر اذ ایک ایسے اس شعبہ سے یہ خیال نہ فرمایا تھوڑے صاحبقران کو دامن صبر  
 چھوٹ گیا شیشہ گول سنگ بدعت سے اس جلا و کو ٹوٹ گیا نوخیز کے بھاند پڑی عمر و دیکھا جب صاحبقران  
 بھاند اس کنوین سے پھر کر شعلہ ہے آتش نکلا صدای مہیب آئی زمین تھرائی وہ کنواں وہ مقام نظر نہ  
 ناپید ہوا عمر و اشتر کو قتل لیکر طرف لشکر اسلام کی بھاگا میان بادشاہ لشکر اسلام نے خواب پریشان دیکھا تو ہوئے



بارگاہ میں تشریف لائی فرما رہی تھیں کہ یار و داد ا جان کی خبر لاؤ عیاروں نے قصد کیا کہ کجایں دریاؤں  
 میں تلام ہو یا و صاحبقران کی آواز آئی گھبرا کے باہر نکل آئے دیکھا خواجہ مرکب صاحبقران  
 کی باگ تھامی ہو کر دوڑے ہوئے آئے ہیں جسے حال پر ملاں سنا کر بیان چاک کیا خاک ٹھہرے ملی ماس  
 صاحبقران کی صدا بلند کی بادشاہ نے بڑھ کر فرمایا خواجہ مراد خدا مفصل حال بیان کر دے عالی تبار پر کیا  
 سانچہ گزریئے رات کو خواب پریشان دیکھا صبح سے بھلا رہا ہوں عمر و فیضیٹ لیا تمام کیفیت رو رو  
 بیان کی کہ وہ یوسف کنعان جرات چاہ میں گر کر غائب ہوا فلک کے ہم کوٹ لیا ہر چند نے منع کیا نہیں  
 معلوم کیا سانچہ دیکھا کہ چاہ سکنوین میں بھانڈے لے کر لے کر دیر کر وہ کنواں بھی غائب ہو گیا میں  
 بد نصیب اپنی آقا کو کھوایا یہ خبر وحشت آخر جو عمر و نے بیان کی سردار دن کی کلجے بھٹ گئی بادشاہ نے  
 حاج زمین پر دی مارا خواتین عظیمہ محل سے نکلنے لگیں قبل نے بڑھ کر آواز دی یار و امکھیں بند کر دو  
 سپیان نکل آئیں قناتیں ستادہ ہوئی لکین تمام سردار سر پٹ رہے ہیں ہنگامہ عظیم برپا ہو عمر و نے بڑھ کر  
 بادشاہ کو سنبھالا عرض کی اے شہر یار برائے خدا اپنے کو سنبھالیے ایسا نہ تو تمام لشکر متفرق ہو جائے وہ جیسا  
 دیا وڑے ابھی لشکر تمام ہو جائیگا بمشکل بادشاہ کو سنبھالا بارگاہ میں لا کر ہو بجا جملہ عیار جملہ ہزار بارگاہ میں  
 حاضر ہیں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ ہم جا کر صاحبقران کو تلاش کریں بادشاہ حجابہ طرف خواجہ کے متوجہ  
 ہوئے کہا آپ ہمیں کیا سمجھاؤ ہیں بدون آپ کی کوشش کے مطلب ہی حاصل نہو گا طریقے سے ظاہر ہوا کہ دہنہ طلمس کا  
 تھا کوکل یسا بادشاہ عالیجاہ کس در شہر سے لڑا آخر جنگی بلا ہوا سو علامت طلمس کا ساحر کی یہ جان غفقی  
 کہ اس حیران لوا اعظم کو گرفتار کر لیتا عمر و نے کہا اے شہر یار غلام کو دل کو کب قرار کر مغلسی کی محبت بھی  
 بیکار ہو اسن جستجو میں ہزار روپیہ کا صرف ہر بدون رجحان کیا کروں بادشاہ نے اوسید وقت لاکھ روپیہ کا  
 سامنہ خواجہ کو پیش کیے بہرام و شیر نے کہا ہم بھی خدمت گذاری کر نیکی عمر و نے کہا جو کچھ کرنا ہو خزانہ  
 نکالے میں تک و عن تیار کروں تلاش کر کہ صاحبقران کو لاؤں یہ تو مجھے خوب یقین ہے کہ صاحب  
 عنایت کر نیکی خدمتگار سائیس ایک ایک مہینہ کی تنخواہ دینگے جو جن صاحب کو منظور ہوا اگر پیش کریں  
 نقد و حریرہ قرضہ فیضیہ صاحبقران کے واسطے سب خواجہ کو روپیہ دیا۔ بحساب روپیہ جمع ہوا  
 بادشاہ کو عطیہ کر کے خواجہ جستجو صاحبقران میں روانہ ہوئے پہلے تو عمر و لشکر تقایم  
 آیا خیال ہوا اختیار کس راوے آگاہ ہوگا آخر بشکل چوہدار بنی ہوئے میں بختیار کے آئے



بختیارک کا پتہ لگا کہا استاد مجھ بھی حال ہما جعفران سنکرہ طریخ ہوا عمر و فرخ نیکاکہ بختیارک دکھایا  
 کہا ملک جی سچ بتلاؤ کہ ہما جعفران زمان کو کون لیکیا بختیارک کے قسمین کھائیں کہ مجھ یہاں کے راز و  
 نیاز میں دخل نہیں ہو عمر و فرخ اسکی کلام سے بوسہ صداقت آتی ہے یہی ظاہر ہوا کہ خورشید روشن تن  
 فراسکو اپنا راز و اسرار میں کیا بارگاہ خورشید میں بصورت مبدل آئی کہ شاید کوئی کچھ ذکر کرے ہر کار و نئے  
 جو خورشید سے خبر کی اسے سنکرہ ہی جواب دیا وہ طائر نہیں فرشتہ تھے ان سے کواد تھا کہ لیکے عمر و فرخ راز  
 ملک جعفران کچھ ذکر ہما جعفران نہ آیا لاچار اسکی بارگاہ سے بھی نکلا سارے لشکر کو چھانا ہر ایک کے صورت  
 بد لکر پوچھا کسی نے کچھ نشان نہ بتلایا مجبور لاچار حیران و سرگردان طرف صحرایہ چلا اگر وہیات و قریات  
 میں دیکھا وہاں بھی پناہ یا خورشید روشن تن کی خدائی کہ مقتدر ہے ہر مقام پر دیر بے بین تصویر  
 خورشید روشن تن کو سجدہ کرتے ہیں تن میں کامل عمر و دور و دور پھر کچھ نشان پناہ کا نامدار کا نہ پایا بے  
 لاچار ہوئے صورت تبدیل کر کر ایک گوپے کی صورت بنکر تیار ہوا عالم یاس میں صحرایہ سبزہ زار میں  
 بیٹھ کر یاد میں پناہ کا کرنے لگا اشعار فراق الفاظ استیاق کبھی ہتھیلی کبھی اشکباری ہی  
 خیال ہی کہ کیوں ہوا جہاں جو میں بدون حاصل گوہر اور لشکر میں جاؤنگا سر دار و نیکو کچھ جانیے  
 ناموس بیتاب ہو کر محلات سے نکل آئیگی حقیقت میں کیفیت لشکر و عرض کرنا واجب لازم ہے کہ جب زمانہ  
 ایک ہفتے کا گذر خورشید روشن تن نے طبل جنگی بجوایا نور الدہر جو میدان میں آئے فرامرز عازم غربی  
 نے مقابلہ کیا دونوں کی کشتی میں نور الدہر فرامرز کو باندھ کر لیکے جب خورشید روشن تن کا  
 سامنا ہوا فرامرز نے سجدہ کیا ایک دن نور الدہر میدان واری کرتے ہیں ایک دن  
 لشکر صحرایہ کو زیر کر کے لیکے اوسنے خورشید روشن تن کو سجدہ کیا بادشاہ یہ خبر سن کر  
 نہایت مکر رہتے ہیں تنہائی میں ہتھیار ہو کر رہتے ہیں لشکر پر یہ بدعت خواجہ کی وہ کیفیت کہ چار  
 پانچ دین تمام دیہات قبضات میں تلاش کر چکا آپ کو یا بنا ہوا تانین ار رہا ہی آنکھوں میں آنسو پھری ہوئے  
 چشمہ چشم سے دریا و اشک موجزن دل بے قرار آنکھیں اشکباری ہی سوچ ہو کہ ہمارے آقا نامدار پر کیا گذرے گی  
 پوچھوں کہاں جاؤں سر لشکر لشکر کے جان دون اسوقت اس جو شرف خروقت میں عمر و فرخ نے فرامرز کی کہ  
 طائران مہر است ہو گئی وہاں مہر کہ چھالیں پھر فرامرز جھٹی لوگ نکلی فرامرز کی آواز سنکرہ مت ہو کر پھر گئے جو کڑی  
 بھوئے طائران ہوا اشیانوں سے پھر پھر ٹک کر گر رہے ہیں پر دھکا عمر و کے سر پر سایہ کیا ہے یہ



سلیمان وقت بنا ہوا نے بجا رہا ہوا رنگ بندھا ہوا ہر قضا کار و زیر طلمس خرمیہ ایک نازنین مہر خج مشرو  
خوش خوان نام نامی بہمن کج ابرو خال و چشم جادو اس حسن جال پر سحاب الم دلچر چھایا ہوا وہ ہتیا بان  
سحر میں طاق حسن میں شہرہ آفاق تخت پر سوار ہو کر دیکھ بھلاتی ہوئی جاتی آئی کہ کان میں نئی طرح سے صدائے آئی  
کوئی شخص خوش آواز بصد سوز و گداز اشعار عاشقانہ گارہا ہوا نظم مہنت موافق مہمنون مقام ہذا۔

|                                 |                                                                     |                                     |
|---------------------------------|---------------------------------------------------------------------|-------------------------------------|
| طفلی ہی ہو سیکھ ہوشنا خدان محبت | ملکت میں یہاں کہ تو تھے دیوان محبت                                  | کہتی ہیں کہ کھینچو دل بداع سے تم    |
| دکھلا دو ہمیں سرو گستان محبت    | اک دم میں مٹا کر اک طوق بگردن                                       | قمری و عنادل ہیں اسیران محبت        |
| پیرا ہنستی بھی سبدل کیا مینے    | چھوٹا نہ کر گیا تم سے واماں محبت                                    | یاد ابرو دی دلدار کی رہتی ہو قبر کو |
| ہو در زبان مصرعہ دلیران محبت    | برہمن کج ابرو کو کانین جو یہ آواز آئی دل تو غم و الم سے بھرا ہر طرف |                                     |

خدا کو ستوجہ ہوئی تخت آواز آئی ہوئی اس مقام پر آئی کہ عمر و بھٹا نوازی کر رہا ہو ٹھنڈی سانسین بھر  
رہا ہو اس قدر اپنی آفاقی یاد میں رویا ہو کہ وامن و گریبان آسودوں سے تر نہ زمین واسمان کی کسکو خبر ہے  
تصور خیالی سے باتیں کر رہا ہو بھی تر پابھی بھڑکا بھی غزل کبھی غمری گائی برہمن بے ہمت رار ہو گی تخت  
ہو ابرو بھرا رہا ہو گانے کی آواز پر آنکھوں سے آنسو بھی نکلتے آخر خیال میں آیا اس گانے والے کو باغ  
میں اٹھا کر اپنی چلیں لکھو لکھو اسکا گانا سنیں ایک پیچہ سحر کا بنا کر چھینکا وہ پیچہ کمرین عمر کو کٹر اس طرح بھڑکا  
وے لکھ لکھایا کہ شعر و متوج ہوا سے بہوش ہو گیا برہمن نے عمر کو تخت پر ڈال لیا اپنی باغ میں لیکر آئی  
اب بعد ناز و انداز مسند پر بیٹھی گردن کینراں ہمارے شعر کو دہو شیار کیا عمر کی جو آنکھ کھلی صورت زیبا  
برہمن بھڑک بھڑک گیا دعائیں دینو لگا پوچھا کیوں حضور یہ پیر غلام بیان کیونکر آیا برہمن نے بفصاحت  
جواب دیا تو شخص نہ بکھر کہ جگو تیرا گانا پسند آیا اپنے باغ میں تجھ کو اٹھالائی جو تو مانگے گا دونگی  
گانا تیرا دل کھو لکھ سنوں گی نام تیرا کیا ہو عمر و نے کہا تجھ کو ننگے نواز سکتے ہیں میان تان سیتن  
صاحب کا نو اسما ہوں خوب آپکو راضی کروں گا تیرے شعر کو یہ بھی دریافت ہوا کہ ضرور کسی پر مال  
سے کسی کی تیغ ابرو کی گھال ہے ہر بات میں بھڑکی سانسین بھڑکی ہی عمر و نے نام پوچھا  
برہمن کج ابرو نازنا بیباک و زیبہ دیا کہ عاشقانہ اشعار اسکو پسند میں تھیں او کہ کیسی محبت میں درو مند  
ہے یہ مطلع و شعر عاشقانہ نہ مہنت صاحب کا طیر معاف طلمس  
بہار آئی ہی بھر داغ غم بھرائے

تجھ کو تھے کہ اب زخم دل بھرائے  
لحد کو اپنا خزانہ سپرد کر آئے

عدم میں روح فقط ہو کمان تن کو واع



اس مضمون پر برہمن اس قدر روئی کہ بچکی لگ گئی عمرو نے کورک کہ تو موندو پوسہ دیا بدل ہی  
 پوچھا ایسا ہنشاہ خوبی اس سر و بانع مجذوبی امیدوار ہوں کہ مفصل حال بتائی کیا عجب ہے کہ اس  
 ورد کا علاج کروں اس طرح جو عمرو نے پوچھا برہمن کا دل تو بھرا ہوا تھا آنچل دو پیہ کا منہ پر رکھ کر  
 بہت روئی کہا ایڈو نواز میرا درو لا علاج ہو یہ درد ہماری جان لیگا عمرو نے کہا ایسا فرمایا جو درد  
 اس کا علاج بھی پیدا کر بیٹا نے مقرر فرمایا ہرین جان و دل سے کوشش کروں گا حضور نہ چھایا میں مفصل  
 ارشاد فرمایا میں ہلوگ کھر کھر جاتے ہیں ہر ایک مزاج سے واقفیت رکھتی ہیں ضرور آپ کا گوشتہ مد عالماں  
 کریں گے اس طرح جو عمرو نے کہا برہمن کو باتوں سے عمرو کو لطف ملا کہا ایڈو نواز عجب طرح کا معرکہ ہے  
 یہ سر جو طلسم اختر یہ مشہور ہے ملکہ اختر جاو و اس طلسم کی بادشاہ ہیں میں اس کی وزیر ہوں خوشی  
 روشن تن کی کا نامہ بنام ملکہ اختر جاو و آیا کہ مسلمان لشکر کشی کر کے قریب قلعہ آگے تدری و فقر بر سر آؤنگو  
 رو کو اول علامت طلسم بر برج نوجوان ایک جوان یا طاہروں نے اس کو پکڑ لیا اس کی جستجو میں برہمن  
 ساحر آئے علامت طلسم نے قتل ہوئی تھپتھپائی ہوئی کہ صاحب حق ان صاحب اسم اعظم الہی ان اوپر  
 سحر تاثیر کر گیا اؤنگو کسی مکر سے گرفتار کرو ملکہ اختر نے ایسے مکار کو بھیجا کہ اس سے صاحب حق ان کو  
 بھی بغفلت دام نہ کر میں بھنسیا یاؤ نے نواز جو قوت قید صاحب حق ان دربار اختر میں آئی میں بھیب  
 وہاں موجود تھی اؤنگی شان و شوکت دیکھ کر عاشق ہوئی وہ آفتاب لب بام چرخ سحری ہوئے  
 میں کل صبح کو ملکہ اؤنگو قلعہ طلسمی میں قتل کر لی اس وجہ سے میں بقیہ رات شبکار ہوں کہ ہاؤ وہ ماہ آگیا  
 جاہ و جلال غروب ہو جایگا اور تو مجھے کیا ہو سکتا ہے تڑپ تڑپ کے اپنی جان دو گئی صرف اسی شب  
 کی مہلت ہے سحر کو صبح ہو جائیگی ملکہ برہمن نے جو رور کے یہ سب احوال بیان کیا عمرو نے اپنے  
 کو ظاہر کر دیا کہا ای ملکہ عالم میں اس شہر پار کا عیار ہوں اسی جستجو میں مارا مارا بھرتا ہوں اب  
 مجھ کو اپنے ساتھ بارگاہ اختر میں چلے خوشا بت ہوا کہ اختر کا ستارہ گردش میں ہو کسی تیر سے  
 اس کو گرفتار کر لوں گا صورت رہائی صاحب حق ان پیدا ہو گئی جب عمرو نے صورت اہلی برہمن  
 کو دکھائی برہمن کو تقویت ہوئی یہ تو بزرگوں سے سن چکی ہیں کہ عمرو کشتہ ساحران عالم  
 ہے ہما اچھا خواجہ میری کینز کی صورت بن کر تیار ہو چے وقت بہت تنگ ہے اس قدر رات  
 بچکی ای دیکھیے کیونکہ طلسم اختر یہ میں پہنچیں اگر صبح ہو گئی تو بھر کیا ہو سیکے گا عمرو نے کہا اگر



دو گھڑی بیشتر بھی آپ پہنچیں صحبت میں پہنچو پہنچتے عیاری کرونگا برہمن نے کہا دیکھو ن تقدیر  
کیا دکھاتی ہے خواجہ عمر و نرگس خواص کی صورت بنکر تیار ہوے برہمن نے تخت سحر آراستہ  
کیا خواجہ عمر کو پہلو میں بٹھالیا تخت کو اڑا کر طرف طلسم اختر یہ کے چلی عمر و راہ میں سمجھا جاتا ہی  
کہ ملکہ ہوش و حواس درست رکھو دربار میں اختر کے شراب پر میرا انتظام کر دو کچھ گاجر رنگ میں پہلو لیا  
فورا عیاری کرونگا برہمن راہ میں گھبراتا ہے کہتی ہے خواجہ رات بخت کم رہی دمدم سحر  
کو زور دیتی ہے چلتا ہے پیک جھپٹنے پائے قلعہ طلسم اختر یہ میں پہنچ جاؤں کیونکر صاحبقران  
کو چھڑاؤں عمر و تسکین دیتا ہے تابہ قلعہ پہنچتی تھی کہ ستارہ بھری آسمان پر چمکا برہمن نے کہا  
اوجواہ عمر و غضب ہو گیا غم میں ہارو گریبان سحر چاک ہو اوجواہ عمر و بھی پریشان ملکر دل  
مضبوط کر کے کہا ای ملکہ برہمن وہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہیں ایسی سختیاں اکثر پڑتی  
ہیں کوئی سبب پروردگار نکالے گا برہمن کے منہ پر ہوا یان اڑنے لگیں اسوقت قلعہ طلسمی  
میں آکر پہنچی دیکھا بخوبی صبح ہو گئی میدان خونی کی تیاری ہو چکی ہے فوجیں جمع ہو رہی ہیں جلاو  
آگے دارین استاد ہیں برہمن مجبور معہ خواجہ عمر و ایک طرف آکر ٹھہری کہ نقارے پر چوب  
پڑی ملکہ اختر جادو و تخت پر سوار گرد ہزار ہا ساحر ان غدار بڑے کروفر سے آ پہنچی برہمن  
نے جھک کر سلام کیا ملکہ اختر جادو نے آکر پوچھا کیوں برہمن کہاں تھیں مزاج کیسے ہے آج  
تو تم بعد کئی دن کے تشریف لائیں برہمن نے کہا گنیز علی ہے سرزمین خلل رہتا ہے آج سینے  
خبر مٹی کہ دشمن قتل کیا جا گیا باغی سزا پایا گیا کینز حاضر ہوئی اختر نے پکار کر حکم دیا حمزہ کو قید  
خانہ سے لاؤ اب برہمن نے خواجہ عمر و سے اشارہ کیا کیوں ای شاہنشاہ عیاران اب سر  
میدان شراب کباب کہاں خواجہ عمر و نے مجبور ہو کر جواب دیا اب حضور کچھ نہیں ہو سکتا اگر  
طلسم میں ملکہ اختر جادو ہوتی میں کوئی فکر کرتا یہاں عیاری ناممکن ہے پروردگار کوئی  
سامان کرے گا برہمن نے کہا خواجہ عمر و اب تخت سے اتر جائے مجھے ندیکھا جائیگا کہ جلاو  
اوس افسر کاسر کاٹے لاشہ انکے دشمنوں کا ترپتے ہوئے زمین پر دیکھوں نہ بھی جانتی رہوں  
کہ ملکہ اختر جادو پر قلعہ طلسمی میں غالب آؤنگی اوں کے ساتھ دم شمشیر پر گلار کھدوئی جو  
تسے ہو سکے وہ کرنا ہے صبر نہ ہو سکیگا برہمن نے یہ کہہ کر خواجہ عمر و کو تخت سے اُتار دیا



آب تحت اُڑاتی ہوئی قریب تخت اختر جاو واکر ٹھہری یہی خیال ہو کہ جب صا جعفران کو قتل  
کا حکم دی گئی میں اختر پہ سحر کر کے جا پڑو گئی جان دیکر لڑو گئی ابروؤں پر بل واسطے صا جعفران  
کے بیکل اختر کہ رہی ہے صا جعفران کو جلد لاؤ اب دیر نہ لگاؤ جلا دھبی میدان خون میں  
شعلیں لگا رہے ہیں ہر سمت سے یہی صدا ہے قیدی کو قید خانہ سے لاؤ یکا یک برہمن زود بھا  
واروغہ زندان خانہ سر پٹیا ہوا سامنے ملکہ کے آیا عرض کی حضور بڑا غضب ہوا قید خانہ سے  
قیدی غائب ہو یا یہ سننے ہی ملکہ اختر جاو واکر ہوش اوڑ گئے کچھ کر کہا ارے پارو ایسا کون  
دشمن لگا ہوا تھا یا حمزہ کے ساتھ آیا قلعہ طلسمی میں آکر یہ دراندازی کی حکم دیا افلاک چاؤ  
ہمارے کو تو ال کو بلاؤ جب کو تو ال حاضر ہوا فرمایا امی افلاک چاؤ کا ہنسان طلسم نے اس  
جوان کو قتل طلسم اختر یہ قرار دیا ہر کتاب میں اس کا نقشہ کھینچا ہے واقف کار دن افسوس  
بھی لکھا ہو اس کا غائب ہونا باعث خرابی ہو خیال حکم خداوند میں دل کو بتیالی ہو نہ کچھ کہ افلاک  
چاؤ کو تو ال قلعہ طلسمی کا حاضر ہوا ملکہ اختر چاؤ و گئے کہا افلاک چاؤ تھے قید قیدی غائب ہو  
یہ مجال کسی کی نہیں ہے کہ قیدی قلعہ طلسم سے باہر لیا کسی رئیس و امیر کا پاس نہ کرنا اگر میر و گھر میں  
بتہ سے فوراً تلاشی لو ہر ایک مقام میں جاؤ جلد بتہ لگاؤ یہ مسکرا افلاک چاؤ واسطے تلاش کے چلا  
برہمن کچ ابرو کچھ لگی کہ یہ معرکہ کیا ہوا قید خانے سے اس شیر بشیرہ جرات کو کوٹ لیا خود ملکہ  
اختر سے عرض کی حضور بڑے تردد کا مقام یہ سب متفق بھی کہتے تھے کہ یہ جوان جرات میں کتنا طلسم  
اختر یہ کا طلسم کشا ہے کون ایسا دشمن ہے جو ایسے شخص کو لیکھا یہ تو خوب ہم آگاہ ہیں اگر یہ جوان  
زندہ بچ گیا اہا لیان طلسم اختر یہ کی خیر نہیں ہے حکم ہو تو میں جاؤ تلاش کروں ملکہ اختر سمجھی کہ  
یہ خیر خواہ دولت ہے اس وجہ سے پریشان ہو رہی ہے فرمایا ای برہمن ہمارے کہنے کی کیا  
ضرورت ہے تمہاری سلطنت جو مناسب ہو وہ انتظام کرو اس جوان کو بڑی جستجو سے گرفتار کیا  
اگر نہ تیرے دس لاکھ ساحرا سپردست انداز نہ ہو سکتے صاحب اسم عظم محترم و محترم برہمن کے خود  
دل کو لگی ہوئی ہے کہا حضور رکنز خوب آگاہ ہے میں بدل و جان کوشش کروں گی یہ کہو طاؤس  
کو اڑا یا قلب دھڑک رہا ہے کلیو بھڑک رہا ہے عہد کا بھی خیال برہمن کو نہ تھا اس  
تخت سے پہلے ہی اتر چکے تھے برہمن او دھڑکی جمع ساحران متفرق ہوا عہد و



بھی ایک جانب حیران و پریشان جلا دل سے باتیں کرتا ہوا کہ آقا میرا صاحب اقبال ہو کوئی اور  
 دوست جدید پیدا ہوا قید خانے سے اگر لیگیا کہاں تلاش کروں ہم کو چہ بگو چہ مارے پھرتے  
 ہیں وہ کسی پری طلعت کے پہلو میں بیٹھے ہو گئے یہ بھی دیکھو یقین کامل ہے اگر برہمن نشان پائیگی  
 ضرور راز چھپائیگی دن بھر عمر کو پھرتے ہوئے گذرا شام کو قریب ایک باغ کے پہنچا دروازہ اس  
 باغ کا بند تھا **ع** روشت باغ پر آیا گانے کی بھی آواز کان میں آئی خیال ہوا دیکھیں  
 شاید اسی باغ میں ہمارا سر و خرامان جرات ہو کئی دن سے اس گل کی بوہاری و باغ میں نہیں آئی  
 یہ یہ سوچ کر دیوار بل غم پر کند پھینکی دیوار پر چڑھے دیکھا ایک نازنین جو پیکر سمن بر خوش رو خوش خو  
 کم سن غنچہ دامن رشک چمن حسن میں بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر سدا ز پریشل طاووس ملنا ز جلوہ  
 فرما پہلو میں زریزہ قاف ثانی سلیمان ہی باتیں ہو رہی ہیں کہ صاحب قمر ان فرماتے ہیں لے  
 ملکہ ماہ پرور تھے احسان کیا کہ ہم کو قید خانے سے نکال لائیں ہم مخفی ہو کر نہیں رہ سکتے ضرور  
 ہمارا حال کھلے گا لہذا ہم جمع کو بارگاہ اختر جادو میں جائیے انشاء اللہ تخت و سکا الے دونگا  
 اگر قضا لیکر آئی ہے کیا اختیار جو مشیت پروردگار ہو ملکہ ماہ پرور و خسترا خسترا  
 کہ رہی ہو میں تو نجانے دونگی یہ قلعہ طلسمی ہے مٹنے بڑی کوشش کی کہ کینز کو بھیجا کہ بونگا لیا یہ بھی مٹنے  
 خبر پائی ہزار ہا ساحر آپکی تلاش میں نکلیے ہیں آپ بارہ دری سے بھی باہر نہ نکلیے شل بوسہ گل سی  
 باغ میں خفی رہیے میں لوح طلسمی تلاش کر دوں گی تب آپ کو جانے کا حکم دوں گی یہ جو عمر و نے سنا  
 صاحب قمر ان کو اس شان و شوکت سے دیکھا جل گیا دیوار سے غصے میں ادترا پہلو سے  
 ملکہ ماہ پرور میں ملکہ کو کبہ وزیر زادی ماہ پرور شل ستارہ بہ پہلو سے ماہ جلوہ فرما ہی وہ بھی  
 تائید کلام ملکہ کر رہی ہے کہتی ہے اے شہر یا حقیقت میں ملکہ بجا ارشاد فرماتی ہیں سامنے  
 ساحر ان طلسم کے کچھ آپ کا زور نہ چلے گا اختر جادو و بادشاہ طلسم ہے چشم زدن میں گرفتار  
 کریشی اسم اعظم کا بند کر لینا اس کے نزدیک بہت آسان ہے صاحب قمر ان فرماتے ہیں  
 میں نہ رکوں گا اکل ضرور بارگاہ اختر میں جاؤنگا خواجہ کو کبہ پر مال سے گلے اندر دو مٹی  
 گا رہی تھی وہ برائے رفع حاجت ادھٹی خواجہ نے اس کو بیہوش کر کے نذر زنبیل کیا اس کی  
 صورت بیکے محفل ملکہ اختر میں آئے خوب خوب گایا ملکہ نے فرمایا اے گلے دار راج تو مٹنے



بقرار کر دیا خواجہ نے کہا اپنے صاحبقران کو منہ کیے مجھ کو گھور کے دیکھتے ہیں منتیں کر رہے ہیں لو ابھی  
 ہاتھ جوڑتے تھے میں ایسوں کو منہ بھی نہیں لگاتی ملکہ ماہ پرور کی آنکھوں میں آنسو بھر اڑ گیا صاحب  
 سبحان اللہ یہ آپ کو کیا خیال ہوا مثل مشہور ہے دُومنی کا یار سدا خواہ یہ شہقتل ہمارے سامنے چرب  
 زبانی کرتی ہے آپ ایسے ہوتے تو ہم یہ بائین کا سیکو سنتے ہر گون نے سچ کہا ہے مرد کا چہرہ  
 اعتبار نہیں ہے صاحبقران نے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر فرمایا گلزار تیری شامیں آئی ہیں پلٹے  
 تیرے جانب نگاہ اٹھا کے بھی نہیں دیکھا غم و نے کہا بس سبیا گری نہ دکھائے کل رات  
 میرے پانوں دبایا کیے پتے مٹھ بھی نہیں لگایا بی ملکہ ماہ پرور صاحب کیا مجھے کچھ اچھی ہیں  
 میرا حسن نکمیں کلام شیریں یہ تو جرنی کا پتلا ہے لوبی کو کبہ بھی بلالین لیتی ہیں کشتی میں مجھ کو گانا  
 سکھائے کو کبہ جھلا کر اوتھلی اب تو محفل میں شگامہ ہوا کوئی کشتی ہو امیری گھڑی غائب ہو گئی  
 ایک کہتی ہے میرا پاندان کیا ہوا ایک نے کہا کسی نے ازار بند سے اشرفیان کا ٹالین یہ سنکر  
 صاحبقران نے گلزار کا ہاتھ تھام لیا کہا سچ بتلا تو کون ہے عمر و چننا کہا  
 ماہ پرور مجھ کو بچائے دیکھئے میرا بوسہ لیتے ہیں ہے سینہ پر ہاتھ رکھ دیا میں اپنی جان  
 دہلی براوری والوں کو خبر کر دینی ملکہ کہتی ہے حضور اسکا ہاتھ چھوڑ دیکھے یہ نہ بدستی کیسی میں  
 اپنی جان دہنگی میری تقدیر میں دُومنی سوت لکھی تھی امیر نے کہا ملکہ تمہیں معلوم نہیں ہے  
 یہ وزو مکار میرا عمر و عیار ہے ملکہ نے کہا واہ سبحان اللہ یہ خوب بات بنائی اپنی شرمندگی  
 لٹائی میری گلزار کو عمر و عیار بناتے ہیں امیر نے فرمایا خواجہ اپنے کو ظاہر کر و عورت  
 ناقص العقل رو، و کے لینی جان دیتی ہے عمر و نے کہا روغالی منگو ایسے امیر نے فرمایا ملکہ دو  
 کشتیاں جو اہرات کی جلد منگو او ابھی احوال ظاہر ہو جائیگا سب کینز میں حیران ہیں کہ یہ کیا عمر و کو  
 ملکہ نے کشتیاں بھی منگو کر رکھیں کہا لیجئے صاحب سوت کو کشتیاں دیکھئے ہم جھوٹے کوتاہ بنمزل  
 ہو چنانچہ امیر نے فرمایا خواجہ صاحب یہ کشتیاں حاضر ہیں اب تو صورت زریبا طلعت جہان آرا دکھائے  
 عمر و نے جست کی اہالیان جلسہ کی نگاہ پڑی کہ ایک شخص عجیب خلقت نوگز کا پایادہ مضحک ضح کینز میں  
 چرخین مار کر بھالیں غل ہوا اسے بد مانس جل مانس میٹھا دیو مر جیہ جن کہاں سے آیا امیر نے سبکو  
 جھڑکا کہ یہ میرا بھائی ہے ملکہ نے کہا سبحان اللہ خوب آپ کے بھائی آئے ہکو تو یہ بات نہ بھائی میری



گلزار کو کیا کیا عمر و زکما حاضر ہو ملکہ مختاری تقدیر بھوٹ گئی یہ مجاور زادہ خانہ کعبہ تم شاہزادی  
اسکو کمان پہلو میں جگہ دی امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ بیان موجود نہیں اس عمر و زکما آپ  
ہمیشہ محتاج رہتے ہیں ملکہ کے کڑے اتار کر دیدہ و ہم رہیں کہ لینگے اب محفل میں خوشی ہوئی لگی عمر و زکما  
گلزار کو زنجیل سے نکال کر دیا امیر نے ملکہ سے اشارہ کیا خواجہ سے نوازی سنو اس علم میں یہ پیش قدمی ہو  
ملکہ نے کہا بھیا مختاری نے کی بہت صفت سنی ہو ہم بھی مشتاق ہیں عمر و زکما نے نکال بعد سوز و گداز  
اسطرح اشعار عاشقانہ گائے تمام اہلیان محفل تعریفیں کر رہے ہیں عمر و جب کو کعبہ سے اشارہ  
کرتا ہی یہ جھلکا کہ تمہیں پھیر لیتی ہو عمر و نے کہا ملکہ آہ برور اپنی وزیر زادی کو روکیے مجھے عاشق  
ہوئی ہیں منتیں کرتی ہیں کو کعبہ نے تمہیں پیٹ لیا کہا داری خدا غارت کر دی جو بیٹے اس نکو  
جل مانس کی جانب دیکھا بھی ہوا امیر نے ملکہ کو سمجھایا کہ اپنی وزیر زادی کو راضی کر دو ورنہ عمر و ہزار  
طرح سے ذلیل کرے گا ملکہ نے جو کو کعبہ سے کہا کو کعبہ نے تمہیں پیٹ لیا کہا کیون واری یہ نکوڑا باڑی کا فقیر  
سکاڑا ٹھکانی گیارہ صورت میں بد مانس میری تقدیر میں لکھا تھا امیر نے فرمایا اے کو کعبہ یہ خیال نکرو اسکا  
لقب بھی سر برعہ جادوگران و ریش تراشنده کا فران میری شکرت فرما کر لو اے شوکت ہو اگر یہ نہوتا  
شکر کا مقابلہ ساحران میں ٹھہرنا دشوار تھا اسے بڑی بڑے کار نمایان کیے طلم ہوش راجا اسی کی  
جتنو سے فتح ہوا میرا رونادار معین مددگار ہو کو کعبہ لاچار گاہی ہو چکی ہو مجھ کا کہ خاموش  
ہوئی خواجہ اوچک کر اسے پہلو میں جا بیٹھے فرمایا میں اپنی بی بی کے پہلو میں بیٹھو گا کو کعبہ نے  
ایک دو تھم مارا نکوڑے کچھ جگہ شرم بھی نہیں ہے عمر و نے کہا میان بی بی میں شرم کا ہیکل جلسہ  
میں ہنگامہ عیش و نشاط عمر و کی نے نوازی مشوقہ سے حیلہ سازی مگر صاحبقران فرما رہے  
ہیں میں کل ضرور دربار میں ملکہ اختر کو جادو نگاہ پرور خواجہ سے اشارہ کیا آپ صاحبقران  
کو باتوں میں رویے میں اپنی مان سے جا کر حال روح دریافت کروں عمر و نے کہا بہت بتر ہو  
ملکہ ماہ پرور کو حیلہ سے طاؤس پر سوار ہو کر طرٹ اپنی والدہ ماجدہ کے چلی یہاں خواجہ  
خدمت صاحبقران میں حاضر ہیں صحن باغ میں جلسہ عیش و نشاط ہے افلاک جادو کو تو ال  
قلعہ طلسمی تلاش میں صاحبقران کے پھر رہا ہی اسوقت کہ سحر ہے افلاک جادو آسمان  
پر اڑا ہوا جاتا تھا ملکہ اختر کی ادب پر تاکید بھی بہت ہو اسی باغ کی جانب سے اڑتا ہوا



گزارا گئے کی آواز جو کان میں آئی طرقت باغ کے دیکھا نگاہ پڑی وہی قیدی مسند پر گر دینے ان ملک  
 ماہ پروریہ تو دوا فتح رہی کہ ملکہ ماہ پرور جستجوے لوح میں گئی ہوئی ہے افلاک جادو نے جو یہ  
 معاملہ دیکھا اپنے ساتھ والوں کو آواز دی باغ کو اگر گھر گھر و نے جلدی میں کو گپہ کو اٹھا کر نذر  
 زنبیل کیا گیلیم اور پھر کہ لاک ہوے امیر تیغہ عقرب سلیمان کے قبضے پر ہاتھ ڈال کر اسم اعظم پڑھتے  
 ہوئے بیرون باغ آئے لشکر ساحران پر جا پڑے مگر کسی کا تاثر نہیں کرتا جنے سحر کیا برکت سے  
 اسم اعظم کے وہ سحر باطل ہوا ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہیں افلاک آوازیں دے رہا ہے یار و بلوہ  
 سر کے طلسم کشا کو گرفتار کر لوسا جو چھٹ چھٹ کرتے ہیں صا جقران شیر بیشہ عربستان ان سواہ  
 مفتونگو کب مانتے ہیں جن غول پر جا پڑے درہم و برہم کر دیا افسر و کتاک تاک کے مارا افلاک  
 جادو حیران ہے ساتھ والوں سے کتا اور مشہور تھا کہ مسلمان سحر نہیں جانتے حمزہ جادو  
 تو بڑا ساحر زبردست ہو کیا سحر تو اس کے قریب بھی نہیں جاتا بڑے بڑے افسران نامی ماسے  
 گئے خود بھی بڑے بڑے مگر کرتا ہے جو سحر قریب صا جقران پہونچا بیکار ہو کے اٹھا بلا کسی  
 اور سحر کے سینے پر پڑا تو پڑ کر سینہ پر کینہ کے پار گذرا صدا ساحر اس طرح مارے صا جقران  
 لڑتے ہوئے قریب افلاک جادو پہونچے لٹکارا دنا مردان بیچارے غریبا کو کیوں قتل  
 کرتا ہے خود مقابلے میں نہیں آتا افلاک بہت شرمایا نعرہ صا جقران سے ماری گریا یا تیغہ  
 سحر بھیج کے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا صا جقران نے اسم اعظم پڑھ کر تیغہ عقرب سلیمانی پر گانٹھا پڑا  
 نعرہ کیا خبردار ہو جا یہ کہلکہ ہاتھ مارا اسے پیر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نے پیر کے دو ٹکڑے کیے  
 افلاک کو موہ گینڈے کے کاٹا تیغہ بہت تباہی زمین کا بوسہ لیا مرتے ہی افلاک کے اندھیل ہو گیا  
 زمین تھرائی آواز آئی کشتی مرانام من افلاک جادو بود ساتھ والی بھاگنے لگے بشکل لاشہ افلاک  
 اٹھایا لیکر بھاگے بہت سے اوجھی ہوئے ہیں چاہتو ہیں کہ اکثر کے خون کا بدلہ لین ملکہ اختر جادو  
 بارگاہ میں بیٹھی تھی یہی کہ یہی کہ یار و باھی تر طلسم کشا کا نشان نہیں ملا ساحر کہ رہی ہیں جھنور تیرام قلعہ کو  
 جھانایا کیا یک ساحر دن نے اگر خبر دی کہ افلاک جادو کو تو ال قلعہ نے حمزہ کو باغ میں ملکہ ماہ پرور  
 نے گھیرا ہے اختر نے کہا ماہ پرور تو عمل میں ہے کسی کینہ کے لگا و سودا ہاں پہونچا ہوگا میری بیٹی صاحبہ  
 عصمت و عفت ہے یہ ذکر تھا کہ چند ساحر لاشہ افلاک لیکر آئے عرض کی طلسم کشا باغ



ماہ پرور سے روتا ہوا نکلا کو تلال صاحب کو قتل کیا ساحرون کے روکے سے وہ نہیں کتا ہزار ہا  
 ساحر مارے گئے یہ سنکر اختر جاو اپنے مقام سے اٹھی گنتی ہوئی افلاک نے ناحق جان دی حمزہ  
 صاحب اسم اعظم ہے جب تک اسم اعظم نہ بند ہوگا گرفتار ہونا دشوار ہی ہم خود جانیگے گرفتار کر کے لائیں لیکن  
 ماہ پرور کے باغ میں کیونکر ہو جائے ماہ پرور تو صبح سے محل میں ہے یہ کیکے سوار ہوئی کئی لاکھ ساحرون  
 کو ساتھ لیکے چلی اسوقت پہنچی کہ صاحب جعفران کی قدرت زخمی بھی ہوئی ہیں شیرانہ ساحرون کے لڑے ہوئے ہیں  
 اختر نے ساحرون کو اشارہ کیا مگر دیر و نیزہ و شمشیر سے لڑو میں تدبیر کر لوں گی یہ کیکے تخت سے کودی  
 جھولی سے ماش کا آٹا نکالا اپنے خون سے اسکو گوندھایا کٹا نہ بنایا اوپر بھر کیا کہ وہ زخم مرہ سرائی  
 کرتے لگا اختر نے اسکو طرٹ صاحب جعفران کے چھوڑا صاحب جعفران مصروف جنگ ہیں کہ وہ طاہر  
 قریب صاحب جعفران آیا کہ دوسرے صاحب جعفران چرخ مارنے لگا زینل دی سات چرخ مار کٹا بڑے طرٹ  
 اختر کے بھاگا صاحب جعفران کو اسم اعظم فراموش ہوا اختر نے طاہر کو ایک شیشے میں بند کر لیا اور شیشے  
 کو جھولی میں بٹھا اب جو بھر کیا صاحب جعفران گھوڑے سے گرے گرتے گرتے بھی کئی ساحر مارے وازر کے  
 بلوے کے صاحب جعفران کو گرفتار کر لیا ارا بے بڑا لکڑی بجلی مسلسل و مطوق بھی کر لیا ساحرون نے کہا  
 اے ملکہ عالم اس شخص کو قید نہ کیجیے یہ بڑا صاحب قبال ہے اسکا قتل کرنا محال ہے اختر نے کہا میں  
 ناواں نہیں ہوں حقیقت میں دوست زمین سے پیدا ہوتے ہیں اسی مقام سے حکم کیا جلد میدان  
 خونی کی تیاری کرو جلا دون کو بلاؤ دارین استاد ہوں میدان خونی کی تیاری ہوئے لگی خود اختر جاو  
 یہ کہہ کر اپنے قصر میں گئی کہہ کر کاٹ کر طلمس کشا کا جلد لاؤ میں خدمت خداوند خورشید روشن  
 میں روانہ کر دوں مگر نامہ خداوند کو آئے کہ اسر حمزہ کا جلد روانہ کر دیان یہ اتنا بڑی ہے  
 قدرت نے خبر کی میں بڑی محبوب تھی یہ کہہ کر اختر جاو تو قصر میں بنے لگی مصاحبوں کی تیاری میدان  
 خونی کی کی جلا حاضر ہوے صاحب جعفران کو زیر تیغ بٹھایا قریب کہ صاحب جعفران کو قتل کریں  
 کہ حریق آتش اشتیاق غریق لہجہ فراق نوگر قمار طرہ کیسوز بیخ فخر ابرو معشوقہ خوش رود خوشخو  
 ملکہ برہمن کے ابرو چار جانب تلاش کر کے اپنے مقام پر آئی بیٹھی رو ہی ای کہ کینرون نے خبر دی  
 حضور صاحب جعفران باغ میں ملکہ ماہ پرور کے لے افلاک کو توال مارا کیا ملکہ اختر نے جا کر خود  
 گرفتار کیا میدان خونی کی تیاری ہو چکی ہو انکو زیر تیغ بٹھایا ایہ سننے ہی ملکہ برہمن گھبرا گئی



تمام اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا طاؤس پر سوار ہو کر چلی اس وقت پہونچی کہ اختر تو قصر میں جا چکی صاحبقران  
 زیر تیغ بیٹھے ہیں صاحبان اختر جمع ہیں قتل کی دیر سے برہمن کا کلیہ ٹھٹھ کیا جلدی میں ہی پہونچی کہا  
 صاحب جو غضب کرتے ہو طلسم کشا کو اندر قلعہ کے قتل کرنا مناسب نہیں ہے کتاب سامری میں صاحبان  
 لکھا ہے کہ جہان مسلمان کا خون گریگا وہ زمین آباد نہوگی جب قلعہ طلسمی برباد ہوا ہم لوگ کہاں رہیں گے ہم  
 اس مقام پر قتل ہونے دینگے بیرون قلعہ طلسمی لچل کر قتل کرینگے رہے میں برہمن سے زیادہ ہے  
 بات بھی سب کی خبر خواہی کی کسی مضمون کتاب سامری و حمشید سنا کر ڈرایا دھمکا یا سنے سر جھکایا  
 بعض نے کہا ملکہ بجا ارشاد فرمائی ہیں بس برہمن تخت اپنا قریب صاحبقران لائی پنج گہر میں بکریخت  
 پر صاحبقران کو ڈال لیا یہ کہتی ہوئی چلی کہ ہم اس ظالم کو بجا کر کسی جنگل یران میں قتل کرینگے برہمن  
 تو صاحبقران کو یہ کہتی ہوئی لیکھی اہل جو ہوا اختر جادو قدرت باہر آئی سب نے کیفیت بیان کی  
 ملکہ برہمن کے ابرو طلسم کشا کو اٹھا کر بیرون قلعہ لیکھی یہ سنتے ہی ملکہ غصے میں کانپنے لگی کہا صاحب  
 تھے کیوں بچانے دیا طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسو پریدہ حمزہ پر عاشق ہوئی یہ کہا عقاب جادو  
 سپاہ سالار کو بلایا تین لاکھ جادوگر ساتھ کیے کہا جلد اپنے کو پہونچاؤ برہمن کو گرفتار کر کے لاؤ عقاب جادو  
 تین لاکھ ساحرون کو پھر لیکر بچتے ملکہ برہمن کے ابرو و حمزہ صاحبقران جلا برہمن کے ابرو  
 صاحبقران کو قلعہ سے لے لوں گی مگر پریشان و بدحواس جبوقت اسنے صاحبقران کو سحر سے پہونچ  
 کیا اور لیکر چلنے لگی تو صاحبقران نے فرمایا تھا کہ ای یار غنچو ارچکو طلسم سے باہر نہ لیجا نا ہمارے قاعدے  
 خلاف ہی جس مقام پر آئیں اوسکو بدون سلام آباد نہ کر سکی جائیں اگر ایسا کر دگی تو بہت پچھتاوگی ہکو زندہ  
 نہ پاؤگی برہمن کو یہ بھی خیال ہے اختر جادو کا بھی طالع ہے کہ وہ بادشاہ طلسم اختر یہ ہی وہ ضرور  
 ساحرون کو براے تلاش بھیجے گی پس کہانتک بھاگوں گی اگر کسی نے گرفتار کر لیا تو سب کے پلے صاحبقران  
 قتل ہو جائیں گے اسم اعظم انکا بندہ ہو یرزان ترسان حیران مضطر قریب درہ کوہ کو پہونچی صاحبقران  
 کو اندر درہ کوہ کو چھپا یا طرف قلعہ طلسمی کے دیکھ رہی ہی کہ ساحران معلوم ہوئی سمجھی کہ ساحر ہری تلاش  
 میں چلے ہیں ہی اکثر ہیں در زیادہ پھر انہی صاحبقران کو درہ کوہ میں چھپایا ہے سحر کرتے درہ  
 کوہ کو مخفی کیا دوسری جانب جو کوہ کے درہ تھا اسطرف ٹپنے لگی دیکھا ایک گنبد بنا ہوا اسے  
 دروازے پر فولاد جادو نامی بت سے جادو گردن کو ساتھ لیے بیٹھا ہی بغاوت برہمن تو ابھی



ظاہر ہوئی تھی سب جانتے ہیں کہ برہمن نے زیر ملک اختر جادو شاہ کی زینت پہلو بہ برہمن نے بڑھکر  
 پوچھا ہی قولاً و جادو اس گنبد میں کیا ہو کس شے کی نگہبانی کرے ہی ہو قولاً و ڈھکھ سلام کیا کہا ای  
 وزیر اعظم دستور معظم گنکار خداوند کو کہ شنفنیر اسی گنبد میں اس کے مقدمہ میں خداوند کو لکھا گیا کہ قس  
 امرین یا سرکاٹ کو روانہ کیا جائے ابھی تک جواب نہیں آیا برہمن نے کہا اچھے قتل کا حکم آگیا ام  
 ابھی سرکاٹ کو لجا بیٹھے ہی کتنی ہوئی بچہ کھینچ کے اندر کھسی تو ہی کو کہ سلام کیا کہا ای شہنشاہ  
 نامدار میں حمزہ عالی وقار کو رہا کر لائی لاگو درہ کوہ میں چھپایا ہوا کھون جادوگری میں تلاش میں آتے ہیں  
 کو کہنے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن تو نکالو میں سے بچہ لونا گا برہمن نے زبان کو کہتے سوزن نکالی  
 علامت طلسم پر کو کہ گزرا ہوا تھا اسکے سحر کون برداشت کر سکتا ہوا دھتھی ہی سحر کرنے لگا اشارے  
 میں سیکڑوں کو مارا قولاً و کی فوج سے لڑنے لگا کچھ سنگریزی اٹھا کر پھینکے پھر برسے لے ہزار ہا کے  
 سر پٹے برہمن بھی سحر کر رہی ہی صد ہا کو اسے بھی مارا کو کہ لڑتا بھڑتا قریب قولاً و پہنچا قولاً و  
 نے بڑے بڑے سحر کو کہ پر کے کو کہنے اشارہ نہیں فوج کر دیے جب قریب پہنچا اسے ہاتھ تلوار کا  
 مارا کو کہنے روک کے ہاتھ مارا قولاً و کو دو لکڑی ہوئے مرڈ کی صدا میں بلند ہوئے عقاب جادو  
 جو بجلا اختر معین لاکھ سحر دے کے چلا تھا صدائے گیر و دار سنکر اسوقت پہنچا کہ کو کہ قولاً و  
 کو قتل کر چکا ہے ساتھ دالے اس کے عذر کر رہے ہیں برہمن نے سمجھا کہ سب کو قدموں پر کو کہ  
 گردا دیا کئی ہزار ساحر مطیع الاسلام ہوئے عقاب نے جو یہ معرکہ دیکھا کو کہ و برہمن کو آگے  
 گھیرا کو کہ نعرہ کہے فوج عقاب کو فکار کرنے لگا برہمن نے سحر کر کے زمین ہلادی آگ برپا  
 کو کہنے شنفنیر صد جاہ و توقیر سحر کرتا ہوا قریب عقاب پہنچا لاشہ قولاً و دیکھ کر عقاب کے ہوش  
 تو اڑ گئے ہیں سحر کو کہ پر کے کو کہنے خاک اٹھا کر پھینکی ایک گنبد بنکر تیار ہوا دل پر عقاب کے  
 غبار الم چھایا بکارا دھتھا شہنشاہ میں طاعت کرتا ہوں برہمن نے بڑھکر سفارش کی  
 کو کہنے وہ سحر دفع کیا عقاب دوڑ کر قدموں پر کو کہ کے گرا بدل و جان اطاعت  
 دین اسلام قبول کی فوج کو آواز دی جسکو اطاعت دین اسلام کرنا ہو وہ میرے ساتھ رہے  
 ورنہ خدمت میں اختر کے جائے سینے خورشید روشن تن پر لعنت کی دس بارہ ہزار  
 سیہ قلب تو اس وقت نکل گئے باقی سب اطاعت کی اب کو کہ و برہمن عقاب قریب



درہ کوہ آئے خوشی خوشی صاحبقران کو ہوشیار کیا مرکب باد رفتار پر سوار کر لیا امیر نے فرمایا  
 میں طرقت قلعہ اختر یہ کے جلو کا انشاء اللہ اسی طرح قلعہ بھی فتح ہوگا برہمن نے سمجھا یا کہ اس شہر پار  
 بدون حصول لوح طلسمی نہ فتح ہوگا طرقت نے لشکر کے چلے امیر نے فرمایا بدو فتح طلسم لشکر میں بخاؤنگا  
 کو کب بھی ترغیبی کہ حضور چلیں انشاء اللہ قلعہ اختر یہ کو اولٹ دوں گا اب برہمن کو تخت پر سوار  
 کیا صاحبقران مرکب باد رفتار پر جلو میں شہنشاہ کو کب و شہنشاہ شہت بر فوج ساحران سمیت قلعہ  
 اختر یہ اس جاہ و چشم سے چلے لیکن فوکہ داستان اس بحران دیدہ آفت کشیدہ ملکہ ماہ پرور کے  
 گذارش ہوتے ہیں جسکے باغ میں سے صاحبقران گرفتار ہوئے تھے یہ محل میں پاس اختر کوئی تھی جو  
 خبر مشہور ہوئی کہ برہمن کج ابرو صاحبقران کو لیکر نکل گئی دوسرے دن یہ خبر ملی کہ برہمن نے جاگہ  
 فولاد جادو کو قتل کیا کو کب رہا ہوا صاحبقران کو کب برہمن مع فوج ساحران طرقت قلعہ  
 اختر یہ کو آئے ہیں اختر نے کہا کیا مجال ہو کہ میری قلعہ تک سکیں تدبیر حفاظت لوح واجب لازم ہے  
 ماہ پرور تو فراق صاحبقران میں بیمار ہو گئی آنکھ پر رو یا کہ تھی ہی اختر نے جو کہ حال پوچھا  
 گلے سے لگایا کہ کیوں بی بی باعث بھاری بیقاری کا کیا ماہ پرور نے کہا ای ماہ پرور میں بلا وجہ  
 بدنام ہوئی کوئی کینہ میری یا وزیر زادی عاشق ہو کر صاحبقران کو میرے باغین لینگے دشمن  
 بدنام کرتے ہیں اگر مجھ کو دریافت ہوتا سر کاٹ کر خدائیں حضور کے لاتی مقام افسوس ہے کہ میں نا  
 ہوئی مان کے قتل کر دینا ابراہہ کیا دشمن کو اپنی گھر میں رکھا ایسے بدنام کام جانا ہی بہتر ہو اختر نے  
 بہت بہت سمجھایا مگر علالت ماہ پرور بڑھتی جاتی ہو آب و دانہ ترک ہوتا جاتا ہی ترقی غم عالم ہرقت  
 یہی کہتی ہو مجھ ایسے بد نصیب کام جانا ہی بہتر ہو اختر روزانہ بڑی فحاشی کرتی ہی حال ماہ پرور کا اتر بانی ہو  
 لیکن صاحبقران زمان مع لشکر طرقت قلعہ اختر یہ کو آئے تھے راہ میں ایک قلعہ ملا صاحبقران نے برہمن سے  
 پوچھا اس قلعہ کا کیا نام ہے برہمن نے کہا اس شہر پار میں بیان کہ حال سے واقف نہیں ہوں کبھی اسطرح  
 آئین کا اتفاق نہیں ہوا ایک دروازہ قلعہ کا کھلا ایک سحر تخت پر سوار مع بارہ ہزار ساحران غذا قلعہ  
 سے نکلا ایک سحر کو حکم دیا کہ جا کر ان سب کو منع کر دے کہ ہماری سرحد سے لشکر بھیجے لہذا اس طرف ہم جانے  
 صریح یہ لشکر کو کب یتنہ کھینچ کر کرتا ہوا اس فوج نہایت موت پر بارہ ہزار دن ساتھ قتل کیے اس  
 شاہ ذہبت کدو کاوش کی آگ برسائی دریا و بحر بنا د کو کب چشم زدن میں مٹا کر جنگ کرتا ہوا قریب



اس تاجدار کے پہنچا کر میں ہاتھ ڈال کے اٹھایا کرتا کر کے سامنے صاحبقران لایا صاحبقران  
 نے سوال اسلام کیا اور نام پوچھا وہ قدموں صاحبقران کی لپٹ گیا مفتاح جاو اپنا نام بتایا کہ  
 میں لہجہ انطاقت کرتا ہوں جب سے ظاہر میں اطاعت کی صاحبقران نے حکم رہائی دیا مفتاح  
 نے عرض کی امیدوار ہوں غریب خانہ کو قدم میمنت لازم سے منظور شد فرمایے دعوت غلام کی قبول کیے  
 صاحبقران کو لیکر معہ کوکب برہنہ غیر اپنے قلعہ میں آیا جلسہ عیش و نشاط راستہ کیا حد متگذاری  
 میں مصروف ہوا عین گرمی صحبت میں عرض کی کہ غلام جدید براہ خیر خواہی عرض کرتا ہو کہ قلعہ طلسمی بدون  
 حصول لوح فتح نہو گا چندے حضور اسی مقام پر تشریف رکھیں میں مقام لوح بھی بتاؤنگا صاحبقران  
 نے فرمایا مفتاح جاو ہم تمکیم پروردگار پر رکھتے ہیں مسبابا نشان لوح بھی تعلیم فرمائیں  
 محکومت جلدی ہو میرا لشکر مقابلہ خورشید روشن تن میں فروکش ہو نہ تصور و نور الدہر دونوں جان  
 زبردست خورشید کو شریک ہو گی ہیں اگر وہ طبل بجو کر میدان میں آئی ہونگا ورنہ کون مقابلہ کر سکتا ہے نہیں  
 معلوم اتنے عرصہ میں کیا گذری ہو حقیقت میں خورشید روشن تن بڑا ساحر زبردست ہو بادشاہ کے  
 لشکر پر هجوم لشکر غم و ملال ہو گا سردار و کی بدعت نہ تصور و نور الدہر کا کیا حال ہو گا ایک ایک لمحہ  
 برابر کائنات کے گذرتا ہو خواجہ عمر کا بھی حال نہ معلوم ہو قلعہ طلسمی میں بختجوی تمام وہ رفیق خوش  
 انجام پہنچ گیا تھا نہیں معلوم اوپر کیا گزری برہمن محکوم بیان نکال لائی ای برادر بہتر ہے کہ بے تحمل  
 تمام رہبری کر کہ ہمسائے قلعہ اختر ہے کہ پہنچا دو پرہ غیب کیا ظاہر ہوتا ہو مفتاح جاو وہاں  
 ہو رہا ہو کما غلام نے براہ خیر خواہی عرض کیا غلام بدل جان ساتھ ہی صاحبقران خلق پر  
 مفتاح کو بہت خوش بین بذات خود سامان دعوت میں مصروف ہوتا ہی بجز حاضرین جام سے ارغوانی  
 گردش میں صدای ہوشا ہوش نوشا نوش بلند ہو مفتاح نے جب سمجھا کہ صاحبقران کوکب برہمن  
 وغیرہ بدل مصروف تماشای قصہ سرور دین تباہ کن شرب میں مہوشی ملائی بکمر تمام باقی  
 میں لیکر سامنے صاحبقران کو آیا عرض کی یہ جام محبت بھی نوش فرمائیے کہ سر فرازی عالی ہو صاحبقران  
 تو اسکو صاف باطن سمجھ گئے بے اندیشہ انجام جام نوش فرمایا اسی طرح کوکب برہمن کو بھی شرب پلائی  
 کھانے میں مہوشی ملائی اب طینا سے بیٹھارت قلیل باقی تھی کہ مہوشی نے تاثیر کی صاحبقران  
 گھبرا کر اپنی مقام سے اٹھ کر لڑکھا کر گرسے مہوش ہو کر کوکب برہمن حضور حضور کمر اپنے مقام سے



اٹھ اٹھ کر گر گر کر بیہوش ہوئے مفتاح زور کو آواز دی صا حقران کو قیلین میں مسلسل دست  
 کیا کو کب برہمن نے زبان میں سوزن ہے ساتھ والوں کو بھی گرفتار کر لیا ان سب کو قید خانہ میں رکھا ایک  
 عرضی واسطے ملکہ اختر جادو کو تحریر کی مضمون یہ تھا کہ دشمن شاہ طلمس اختر یہ حمزہ کو کب بادشاہ  
 طلمس نور افشان ملکہ برہمن کج ابرو وزیر زادی لشکر سحران لیکر ایک جانب آئے اسے اس خیر خواہ  
 دولت نے ان سے مقابلہ کیا ان ظالموں پر کون غالب رہا آخر کو پکھانام گرفتار ہوا دشمنوں کی دعوت پر بڑی  
 عداوت کر کے سب کو گرفتار کر لیا میرے قلم میں سب قید ہیں اگر حکم ہو تو زندہ روانہ کروں نہ سکاں کو کچھ  
 اختر جادو اس نامہ کو دیکھ کر خوش ہو گئی اسی نامہ کو یہی ہوئی محل میں اکی ماہ پر و غم فراق صا حقران  
 میں بیار بڑی کینزوں نے ہر دیا یا بولی لی مبارک ہو دشمن قید ہو گئے خود طلمس کشا پکڑا گیا لی برہمن  
 ابرو عاشق صادق کہ حمزہ کو قلعہ سے لے بھاگین جو شربت میں نولا کو قتل کر لیا کو کب کو قید ہے چھاپا  
 طلمس کشا کو صا حقران یا مفتاح جادو نے بڑا کمال کیا دشمنوں کو یہ سہل آسانی پکڑ لیا اب دشمن  
 سزا پانے کے صبح دشنام میں اب سبھوں کے سر نیلے ماہ پر و جو بستر علالت پر بڑی بھی زار زار مثل ابر  
 نو بار روتی تھی یہ صدائیں جو کان میں آئیں کہ صا حقران گرفتار ہو گئے آہ کہہ کے بیہوش ہو گئی  
 کینزوں میں خور گریہ وزاری بلند ہوا اب تو سانس دیکھی جاتی ہے کوئی کہتی ہے لو بھن بنیں ملتی کوئی  
 کہتی ہے آنکھوں میں حلقے پڑ گئے گھلائی سر پیٹ نہیں ہے کہتی ہے میں نے اس جو وہ برس میں اپنی جان مثالی  
 دو نو بیٹان میں میں نکلو دیکھنے بھی نہ گئی آج جو وہ برس کی محنت خاک میں ملتی ہے لو ناخن بھی  
 نیلے ہو گئے اس ہنگامہ میں اختر جادو عرضی مفتاح کی لیے ہوئی پوچی دیکھا کہ محل محل ماتم ہے  
 ہر ایک قلم پر ہجوم غم و الم ای اختر نے جوائے دیکھا بیٹی کی آنکھیں بجز قلب آہ آہ کہ صدائی اختر  
 گھر لگی کہا صا جو علیہ یوں کو بلاؤ کوئی ملاسیا نالاؤ میں لٹی ہوں اپنی نور نظر سے چھٹی ہوں ہماری بھی  
 غیرت میں جان ہی کینزوں میں متاثرین حمزہ کو چہ کہ میری بھی کرباغ میں لیکھیں یہ غیرت وارطالی  
 حال منکر پریشان ہوئی گھل گھل کے اپنی جان ہی جب اختر بہت روی تو ماہ پر و نے آنکھیں  
 کھولیں اختر نے سہالی بی ٹکو کون بزم کرتا ہے دشمن گرفتار ہو گئے اس مقدمہ کا اب کوئی ذکر  
 بھی نہ کر سکا یہ منکر ماہ پر و نے بنگاہ حسرت طرف اختر کے دیکھا صرف اتنا منہ سے نکلا کہ میں تو اپنی  
 جان دو گئی میری زندگی میں یہ بدنامی نہ ملے گی یہ کہنے پھر بیہوش ہو گئی حکما آؤ لگے ہر چہ دوا یکان



دین کچھ تاثیر نہ ہوئی ایک کثیر نے بڑھ کر عرض کی دروازی پر محل کے ایک حکیم آئے ہیں بقراط کو نوا جو جالینوس  
 کو بھائی نیم حکیم خطرہ جان عامل بھی ہیں وہ فرماتے ہیں اسب کا خلل ہے ابھی آثار لنگے اختر نے کہا بلا د  
 دیکھا سب نے حکیم صاحب پڑے نہ و فرستے تشریف لائے دو تھان کا عامہ سر پرانگی وضع ایک ایک کلی کا  
 جامہ شرعی پا جامہ لیش اقدس کیمشت چھار انگشت چند کتا بین بغل میں ماہ پرورد کو دیکھتے ہی خوب ہنسے  
 فرمایا یہ برم را کس کل بل سے بھاگ کر بیان آیا آپ صاحب ہٹ جائیں میں ابھی انکی گردن لیتا ہوں  
 مگر ملکہ اختر صاحب ایک بات کی بڑی کھوٹ ہوئی اس محل میں کسی سلمان کی کوئی شے رکھی ہو اسکی  
 وجہ سے زیادہ غم آبی ہو اختر نے کہا اور تو کوئی شے نہیں ہو طاق پریشہ اسم اعظم رکھا ہو حکیم صاحب نے  
 کہا اسکی بھی فکر ہو جائیگی آپ لوگ باہر جائیں ابھی اس ظالم کی فکر کیے لیتا ہوں جب سب ہٹ گئے اور  
 تنہائی ہوئی عمر و نے شانہ عقلم کر و از دی ملکہ عالم آنکھیں کھولیں ہوں عمر و عیار انشاء اللہ صاحب  
 بھی رہا ہو جائیگے ملکہ نے نام صاحب قرآن سنکر آنکھ کھول دی عمر و ذہن واصل دکھائی ملکہ سٹ گئی خوا  
 سے ملکہ خوب روی کہا بھی صاحب قرآن قلم مفتاح پر قید ہو گئے عمر و نے کہا ملکہ کھجور وین تدیر کر لوں گا  
 عطر بیوشی سنکھا کر ملکہ کو تو نذر زنبیل کیا پیشہ اسم اعظم بھی قبضے میں کر لیا ماہ پرورد کی شکل بنکر چھٹ  
 پر لیٹے کینتر کو پکارا ای حکو سنے اکیلا جھوڑ دیا لویہ بوڑھا حکیم زمین میں اتر گیا کینتر بن اختر آواز سن کے  
 دوڑیں آکر دیکھا ملکہ بھوت بیٹھی ہے حکیم صاحب غائب ہو گئے اختر نے گلے سے لگا لیا بوجھائی کی کسانچ  
 ہے عرض کی میں تو سوتی تھی یہ بڑھا حکیم جو آیا تھا زمین میں اتر گیا ملکہ اختر نے کہا ہمیں حکیم سے  
 کیا کام ہو بڑا عامل زبردست تھا اسید با کو اتار کے لیگیا اب ماہ پرورد آدھ کے دربار میں آئی مان  
 ساتھ خوشی خوشی تخت پر بیٹھی اختر نے وہ نامہ مفتاح کا بڑھا ماہ پرورد سننے ہی خوش ہو گئی  
 کہا اے ماورہ بیان آج شب کو خوشی کا جلسہ راستہ رہو کل صبح کو وہاں جل کے سکو قتل کریں شمشو کو  
 قلعہ طلسمی میں بلانے سے کیا فائدہ اختر نے اس رات کو بسند کیا جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوا تا آٹھ  
 وروڈ سا جمع ہیں رات کو عمر و نے تقریب شراب میں بیوش کیا اختر جیسے ہی بیوش ہو کر گرے  
 جوڑے سے اس کے ایک ڈبیہ نکلی عمر و نے تعجب تمام اس ڈبیہ کو زنبیل میں رکھ لیا یہ خیال ہو کر  
 کسی خزانے وغیرہ کا اس میں نشان ہو گا اب قصد ہوا اختر کو اٹھائے نذر زنبیل کروں قضا کار  
 افلاک کو تو ال کا بھائی سفاک جاو و عمدہ کو تو الی پر ماورہ ہوا تھا طلا یہ پھرتے



پھرتے خیال ہوا بارگاہ میں جا کر دیکھوں کیا رنگ ہے اس وقت پہونچا کہ عمر و سب کے کپڑے اوتار رہا  
 تھا چاہتا ہے کہ اختر کو ادٹھا کر نذر زینیل کروں کہ آسمان کے نعرہ ہوا منم سفاک جاو ادو ساربان  
 زاوے میں نے پچانا عمر و نے جست کر کے کلیم اور اصل سفاک زمین پر آیا یا ان بھر برسا کے اختر  
 کو ہوشیار کیا اختر بیٹی کے واسطے رونے لگی اب کینر میں بھی بیدار ہو میں ہر ایک کا یہ قول ہو کیا شعر  
 تھا ہماری بی بی کو کون لیگیا سب طرٹ دھوٹہ مٹھنے لگی دیکھا ماہ پرور زینخت برہنہ بیہوش بڑی  
 کینرون نے ہار کیا اختر نے بھی اُکے دیکھا کہا صاحبو میری بیٹی کو خداوند روشن تن نے پچایا اب اس  
 پسنا کے ہوشیار کیا ماہ پرور روتی ہوئی اوتھی تھا مادر مہربان جب تک طلسم کشا زندہ رہیگا اسی  
 بلا میں نازل ہونگی بھی سوار ہو کر چلے سب کے سر کاٹ کے لائین خدمت خداوند میں وادہ کر دین جھگڑا  
 پاک ہو اختر اویس وقت سوار ہوئی ماہ پرور یہ کیلے پہلو میں آٹھی کہ حمزہ کو میں اپنے ہاتھ سے قتل  
 کر دوں گی بی بی ہمیں کی ناک چوٹی کاٹ لوں گی طلسم کشا کی بڑی عاشق صادق ہو مزہ اوٹھا شیشی کوئی عذر  
 سماعت نہوگا اس سامان سے طرٹ قلمہ مفتاح کو نو بک نقار جو جاتی ہوئی علی مفتاح کو خبر ہوئی ملکہ اختر  
 برائے قتل مسلمان آتی ہیں اسطے استقبال کے نکلا ملکہ اختر نے قلمہ میں داخلہ کیا مفتاح اینی جرات کا  
 حال عرض کرتا ہوا اجلا آتا ہی کہتا ہے حضور جرات سے سحر میں بفر غالب ہونا دشواہ ہونے میں بیہوش  
 میں گرفتار کیا کو کب کو بڑی احتیاط سے قید کیا ہو اگر زبان سے سوزن نکلیاے اور کا بار بھر کوئی تھا  
 بادشاہ طلسم نور افشان زمین کے طبقے ہلا دیتا ہو اختر نے کہا اب سب کی سرکشی کھل جائیگی جب قریب  
 قید خانہ پہونچی مفتاح نے کہا حضور اسی مکان میں میں نے باغیوں کو قید کیا ہو پس ملکہ ماہ پرور بچہ  
 کھینچ کر چلی اختر نے کہا بی بی تکلیف نہ کرو دشمن کو حلا دقتل کر نیگے ماہ پرور نے کہا میں ان کے  
 واسطے ہزارم ہوئی ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ماہ پرور نے قید خانہ سے حمزہ کو جبر دامنکایا اتبہ سبکو  
 یقین کامل ہوگا جب تک اپنے ہاتھ سے قتل نہ کروں گی یہ بدنامی نہ ملے گی یہ کشتہ نیمہ چھپایا کہا جو کوئی  
 میرے پاس لیگیا نیمہ مار دوں گی لوگ ہٹے کہ لاڈلی بیٹی اگر نیمہ رو کام کیا کریں ماہ پرور نقی حبیب قید خانہ  
 میں بی بی شیشہ سم اعظم توڑا کو کب کی دیان سے سوزن نکال کر نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب  
 فلک خنجر گذری جیسے ہی شیشہ ٹوٹا صاحب قہر ان کے ہاتھ ہلاؤں رست ہوئی جاؤں و جست ہو  
 قید آہن کو مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینک دیا کو کب کی زبان سے جو سوزن نکلا اوتھتے اوتھتے وہ سحر کیا



کہ آگ برسنے لگی اختر نے دیکھا صاحبقران کو کب برہمن قید خانے سے لڑتے ہوئے مچکے ماہ پر  
کا تو نشان بھی نہیں ایک شخص دہلا تلاتا چتا پہلوئے صاحبقران میں حقہ آتش بازی ہاتھ میں  
نعرہ کرتا ہوا آتا ہی بالیان فوج کو بھی صاحبقران نے رہا کیا تمام قلعہ میں ہنگامہ ہوا قیدی چھوٹ گئے بی ماہ پر  
نے قیا ست برپا کی کوئی کتا او عمر و ملکہ کی صورت بنکر آیا مکار نے یہ شعبہ دکھایا مفتاح جاوید بھی حوا  
ہو گیا اختر بادشاہ ظلم اختر یہ بخون لڑ رہی ہے جانتی ہے کہ بدو ن فتح ظلم کوئی مجبوت قتل نہیں کر سکتا  
صاحبقران نے باواز بلند اسم اعظم بھی پڑھا سیکڑوں ساحر اپنے حربوں سے بیدم ہوئے صاحب  
ورہم و برہم مفتاح لڑتا ہوا قریب کو کب پہونچا کو کب نے پھر کیا کہ مفتاح کی روشنی مٹی شمع  
حیات گل ہونے لگی زبان میں لکنت دوڑ کر قدموں سے گو کب کے لپٹ گیا عرض کی اے شہنشاہ  
الامان اب صدق دل سے مسلمان ہوتا ہوں یہاں صاحبقران لڑنے چلے اختر کو جو پیدل دیکھا  
گھوڑے سے کود پڑے اسنے کئی مھر کے بسبب اسم اعظم کے تاثیر نہ ہوئی امیر قریب اختر پہونچے یہ بھی  
اختر کو خوب یقین ہے کہ بدو ن لوح میں قتل نہیں ہو سکتی بخون ہاتھ تلوار کا مارا امیر سر خند ہوا اور  
گرین خنجر برستہ امیر نے اسم اعظم پڑھ کے ہاتھ مارا اختر نے پھر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ عقب بنے  
پسر کے دو ٹکڑے کیے سر بھی خنجر کا زخمی ہوا اختر نے اپنے کوز میں برگرادیا پر واز پیدا کر کے اڑی  
ساحر وں کو آواز دی یار و نکل او عمر بھر بھی ظلم کشا جھکیگا تو لوح دستیاب نہو گی اور تیر بیر کے  
پکڑ لینے ساتھ والے اسکے جو مرنے سے بچے تھے ٹرپ ٹرپ کے نکل گئے گو کب نے چاہا اختر  
برج پڑو ن حصارہ بنکے اختر کو روکون برہمن نے دامن تھام لیا کہا اے بادشاہ اسکا بچھا  
نہ کیجئے بادشاہ ظلم اختر یہ بدو ن حصول لوح قتل نہو نا شوار ہے گو کب نے ک گیا اختر نکل گئی  
یہاں قلعہ مفتاح صاحبقران نے تسخیر فرمایا مفتاح صدق دل سے مسلمان ہوا صاحبقران  
فرمایا سامان لشکر کشی کرد اختر زندہ نکل گئی برہمن نے دست بستہ عرض کہ اے شہنشاہ گیتی ستان  
قلعہ طلسمی پر حفصہ کا قبضہ نہیں ہو سکتا اول فکر لوح واجب و لازم ہے امیر نے فرمایا لوح کیونکر  
ملے برہمن نے کہا میں کل حالات سے اس اقلیم کے آگاہ ہوں لیکن یہ نہیں جانتی کہ لوح طلسمی کہاں  
ہو قتل اختر سے ہاتھ اٹھائیے امیر نے فرمایا یہ غیر ممکن ہے میرے فرزند ایرج فوج ان بھی تو وہاں قید  
کیونکر ممکن ہے کہ اسکی فکر کردن وہ مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ایسا پیدا کرے گا کہ لوح کبھی



ہاتھ آئیگی یقیناً بھی کھل جائیگی یہ سنکر بہمن تو چپ ہوئی عمرو نے عرض کیا کہ یا صاحب جقران  
ایک بیاجوڑے سے ملکہ خسر کے بانی ہو کر بڑا روپیہ خراج کر کے ہاتھ آئی ہے ڈیا تو حاضر کرتا ہوں اگر اسین  
گو ہر مقصود نکالے تو جو روپیہ میرا خرچ ہوا ہے وہ مجھے امیرے ہنسر فرمایا کہ خواجہ روپیہ یہاں  
تہاں ہے عمرو نے عرض کی آپ ہمیشہ مفلس رہتے ہیں یہ کہہ کر وہ ڈبیہ زینیل سے نکال کر امیر کو دی  
امیر نے اسے گھولا اسین سے ایک پرچہ کاغذ نکلا اس کاغذ پر یہ لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص قصد  
کرے کہ طلمس خسر یہ فتح ہوا دل حاصل ہونا لوح کا واجب لازم ہے دریاے نیرنگ کے قریب  
جائے کنارے پر بیٹھ کے اس اسم اعظم کو مدد زبان کرے بعد تلاطم امواج دریا سے ایک ساحر قوی  
جسم کہ جسم اسکا مثل برق کے چمکتا ہوگا ماہی کلان پر سوار ہو کر آئیگا اس سے پکار کر کہے کہ  
ننگ دریا نشین ملکہ اختر جادو بادشاہ طلمس نے ہلکو بھیجا ہو لوح ہلکو حوالے کر دو یقین ہو کہ ننگ  
دریا نشین لوح پر در کرے بعد حصول لوح جو کچھ لوح میں نوشتہ نکلے قیاح طلمس اس تحریر کا پابند رہے  
یہ جو مضمون صاحب جقران نے پڑھا مثل گل شکفتہ ہوئے فرمایا کیوں نے برہمن ظہور قدرت رب اکبر  
دیکھا اسوجہ سے اختر کو ناز ہے کہ لوح طلمس اختر یہ حصول ہونا ممکن نہیں ہے رہبر کامل نے رہبری کی  
یہ فرمایا گو کب و برہمن وغیرہ کو قلعہ مفتاح پر عمرو مثل ہمزاد ساتھ ہی ہر چند صاحب جقران نے فرمایا  
خواجہ دیکھو یہ تحریر ہے صاف صاف تقریر ہے کہ طلمس کشا کنارے دریاے نیرنگ یکہ دتھا جا  
عمرو نے کہا میں ابکی نظروں سے نہاں رہوں گا مفتاح سے راستہ دیا و نیرنگ کا دریافت کر کے  
پانچ کوس راستہ طے کیا تھا کہ بانی کے غرائے کی آواز آئی صاحب جقران نے دیکھا کہ ایک دریا  
تھا روضا لطیفہ سنج آفت ز ایک ایک موج اسکی مثل درج فلک شکوہ بلند گرد آب سے محیط  
بلا ہر موج تیغ برق زاکنا رہا دم کا عدم سے ملا ہوا ہر ایک جاب نظر چشم دیو خوشوار دریا سے  
دار مجلیان ادبھرتی ہیں جا بجا ننگان خون آشام مگر منہ کھولے ہوئے دیکھ کر دریا کو خون طاری  
ہوتا ہوا صاحب جقران ایسے ننگ بحر جرات تھو کچھ خائف ننوی قریب کنارے کے بیٹھ کر اس  
اہم کو درد زبان کیا دستکی دریا میں تلاطم پیدا ہوا دیکھا ایک ننگ خوشوار اوپر ایک ساحر غدار سوار  
تمام جسم مثل برق کے چمکتا ہوا کہ نگاہ نہیں ٹھہرتی کنارے دریا کو اگر ٹھہر گیا کیوں او جان منہ نہنگ دریا نشین  
میری اہیت سے آگاہ نہیں آواز ناہ تالاہی میری عملداری ہو چکو کیوں طلب کیا صاحب جقران نے فرمایا



نہنگ دریائین بلکہ اختر زجکو بھیجا ہوا جو تحفہ تیر و پاسی حوالی کر ملک اختر جادو و حکم دیا کہ تو دریائے  
 رنہا یہ کلام سنتے ہی وہ ساحر مثل بر کے گر گر دیا کہا او حمزہ میں تیرا دھوکا نہ کھاؤ نگاہ میں زندگی میں تحفہ  
 نہ و نگاہ کیلئے تم سے ایک جباب چھوڑا کہ گردھا جعفران کہزار ہا شعلہ بے آتش بھڑکنے لگا رہی  
 بلند ہوا نہنگ کے چاہا اپنے کو دریائے میں گر ادون پہلو میں عمر و کھڑا تھا صا جعفران کا جو یہ حال دیکھا  
 حلقہ می کہند صفہ می با صفا جھٹکے مارے در لہر کیا صا جعفران اسم اعظم پڑھے وہ حلقہ جو گر و زمین  
 نہنگ کے پڑے صا جعفران نے بھی اسم اعظم پڑھا شعلہ ہوا آتش ہر طرف کے دو پہرے ساحر نہنگ کی زمین  
 پر گرا میر نے تیغ عقرب کا مارا نہنگ دریائین کے دو ٹکڑے ہوئی اویسی تاریکی میں صا جعفران  
 وہ جو شے مثل برق کگلے میں نہنگ کے چمک رہی تھی اتاری وہ ہندو دھجی تھی تڑپ تڑپ کے نہنگ کا  
 کام تمام ہوا میر نے اکا اک کر ہندو دھجی کھولی لوح طلسم اختر یہ اس میں سے نکلی صا جعفران نے اسکو  
 گلے میں لایا چشمہ آب بر آ کے وضو کیا لوح کو ملاحظہ فرمایا اس میں تجریر تھا اے فتاح طلسم وسیار  
 این عجایب اگر بروردگار فضل کرے کہ لوح طلسمی نہنگ دریائین سے حاصل ہو طرف مشرق کے روئے  
 ہونا چاہیے صا جعفران چند قدم چلے کہ صحرائے ریگستان میں گذر ہوا بچ صحرائے ایک میل فوالوی  
 میل پر ایک چلی تیر و کمان ہاتھ میں آواز دے رہی ہے اویزند و ردند خبردار اس طرف آئے نہکا ارادہ  
 نہ کرنا اگر لاکھ جان لیکر آئے گا ایک سلامت نہ لایا گیا صا جعفران جب قریب پہونچے اس نے چلے  
 نے تیر مارا میر نے تیر اس خطا کار کا قوی سے قلم کیا بتلی نے تار باندھ دیا تیر و نکلی جو چھار کردی  
 سات تیر صا جعفران نے قلم کے خیال جو کرتے ہیں جو جو تیر قلم کے بالون پر گرائی پانی باقی ہو طبیعت  
 خود بخود گھبراتی ہے صا جعفران نے جلدی میں لوح کو دیکھا اس میں نوشتہ پایا اے فتاح طلسم اگر  
 میل کے سامنے پہونچا اتنی مدت نہ دینا کہ وہ تیر کو بحر کمان سے رہا کرے اگر خود تیرا دست مارے  
 اور تیر نہ سیاہ گری قلم کے تھک کا ہو کہ رہا گیا پھر اس بلا و نجات نہ پایا گیا خیال کر کہ کچھ پیشانی پر  
 بتلی کو ایک حال سیاہ ہو اگر تیر اندازے نہ پھر ہو اویسی حال پر تیر مار تل بھر کا فرق ہو اگر حال سیاہ پر تیر نہ تھا  
 پلٹ کر وہی تیر تھا را کام تمام کر گیا صا جعفران نے تعجب تمام کمان کیا فی دوشے اوتاری خال سیاہ  
 کوتاک کر تیر مارا یہی پیشانی تھی پیشانی کے تل پر پڑا ہندو سر کو توڑ کر بار گذر بتلی میل سے گری تھک  
 ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من سو قار جادو بود لوح میں حکم نکلا اس میل کو اکھیر



دہنہ نقب ظاہر ہوگا آئینہ داخلہ کر دھرو گلم اور مے ہوے دور کھڑا تھا اپنے کو ظاہر کیا قریب  
 صاحبقران کے اگر عرض کی اسے شہر بار خدا نے بڑا فضل کیا امیر نے فرمایا خواجہ مجھے  
 بڑی خطا ہوئی تھی اب تم بخت ہو مجھے ہدایت لوس ہے میں اب نقب میں جاؤنگا  
 تمھارا میرے ساتھ جانا مناسب نہیں ہے مقدمہ طلسمی ہے عمر و بہت خوب کیے چھپے  
 دس قدم امیر سے جدا ہوا تھا امیر قریب میل پہنچے ہیں قصد ہے کہ میل کو اکھٹروں  
 کہ کان میں آواز آئی آقا مجھ کو پائیے امیر نے ہٹ کر دیکھا پہلو سے کوہ سے اک گینڈا پیدا ہوا دس  
 خواجہ عمر کو اٹھایا لیے ہوے بھاگا جاتا ہے عمر و غل مجاتا کہ آقا مجھ کو پائیے صاحبقران  
 تیر و کمان لیکر دوڑے جا ہا اپنے کو قریب کر گدن کے پہنچاؤں اپنے یار و نادار کو بجاؤں اتنی جلدی  
 گینڈا بھاگا برق تھی کہ سانس سے تڑپ کر نکل گئی کسی جھاڑی میں جا کر خفی ہوا صاحبقران بہت  
 بریشان ہوئی تمام مھر کو چھانا کہیں نشان نہ ملا لوح پر جو نگاہ پڑی صاف مرقوم تھا اور طلسم کشا اگر کوئی  
 رفیق تیرا غائب ہو اتر دو مگر صبح و سالم ملاقات ہوگی اب معاملہ اصلی میں متوجہ ہو جاؤ واجب لازم  
 صاحبقران طرف میل کے چلے قریب میل پہنچے و بقوت صاحبقرانی میل فولادی کو اکھڑا اندر سے  
 ایک دھوان نکلا آواز مہیب آئی زمین تھرائی دیکھا ایک شرور منہ چھیلا بیٹھا ہو صاحبقران  
 کے لوح میں ملاحظہ کیا لکھا تھا یہ اسم اعظم پڑھ کر دہن اتر دین بھاڑ پڑھو صاحبقران بسم اللہ  
 کہے دہن اتر دین بھانڈو اقبال شیراز زمین پر بانوں قائم ہو کر دیکھا مھرا سبزہ زار لوح و کشا  
 ایک طرف سے رونے کی آواز آتی ہو ہٹ کے دیکھا زیرِ شجر لاشہ ایک نوجوان کلپڑا ایک ضعیفہ ہلک  
 کے بین کر رہی ہے جسے غم میں جوان بیٹے کے بتیابے بقیار ہو صاحبقران کا کلیہ منہ کو آگیا انفا  
 بین سے اسے قلب تھم گیا قریب اس کے آئے وہ خود اوٹھ کھڑی ہوئی کہا ایچوان میں ضعیفہ خدا پرست  
 اس قریہ میں رہتی ہوں سب لات پرست و منات پرست ہیں میرا نوجوان بیٹا ماراوں سب  
 دشمنان خدا نے لاشہ میرے فرزند کا یہاں محب و یا کوئی شریک نہیں ہوتا کوئی بندہ خدا میرے  
 ساتھ شریک ہو کر اسکو دفن کر دے تو بڑا ثواب حاصل ہو میں غریب کہاں جاؤں اس حوالی  
 میں کو سوں ہنزلوں پر دان پرست کا نام نہیں اس طرح ہلک کر یہ کلمات اس ضعیفہ نے کہے کہ  
 صاحبقران آئیدہ ہوے فرمایا اسے ضعیفہ میں بدون دفن کیے اس جوان کو قدم نہ پڑھاؤنگا



کہ میں یزدان پرست ہوں مگر میں یہ کہ و تنہا جملہ سامان کیونکر کر سکتا ہوں ضعیفہ نے کہا تین شخصوں سے  
قریب میں اور سلمان بہن میں اونکو بھی لائی ہوں مگر تیرے چہرے سے آثارِ جلالت ہویدا بہن تیری  
شرکت سے اس غریب محتاج کا لاشہ دفن ہو جائیگا یہ کہہ کر وہ ضعیفہ طرف قریہ کے چلی صبا جعفران کی  
مقام پر ٹھہر گئی ضعیفہ نے تھوڑی دیر جا کر آواز دی آؤ تم لوگ بھی شرکت کرو جن بزرگ کو خواہش  
تھی اس محل نے شرکت کی ضعیفہ کے ساتھ آئے چار بابائی لاکر رکھی اوس ضعیفہ نے ہلک کر کہا آپ  
اس غریب کے لاشے کو چار بابائی پر رکھ دیجئے پھر کا نہ صا دیکر تکیہ تک پہنچا دو صبا جعفران نہایت  
رحم دل بہن استینین جبر تھا کہ بڑھے کہ جنازہ اٹھا کر چار بابائی پر رکھوں گل میں جو لوح پڑی تھی جھکنے  
بہن صبا جعفران کو اسکو جنبش ہوئی نگاہ حروں پر پڑی صاف مرقوم تھا کہ ای طلمس کشا خبردار اس  
سکار کو جنازہ کو ہاتھ نہ لگانا نہیں تو مردہ زندہ ہو جائیگا اور توشل سے مردہ ہو جائیگا یہ ضعیفہ زال  
جادو دام مگر میں بھینساتی ہو یہ مضمون دیکھ کر صبا جعفران رگ کیسقد پر پھوٹے تھو کہ لوح کو اچھی طرح ملاحظہ  
کروں کہ ضعیفہ نے ایک چیخ ماری ہے عفریت صحرائی اس قاتل ساحر ان ٹولینا لوح صبا جعفران بخوبی  
دیکھنے پا کر تھے کہ گوشہ مھر سے ایک یو مہیب چوب دست گران سنگا گندھے پر رکھے ہوئے اتنی جلدی  
آیا کہ صبا جعفران کو سنبھلنا مشکل ہو گیا آتے ہی صبا جعفران پر ایک وار کیا امیر نے جلدی میں  
تیمغہ عقرب سلیمانی کو نیام انتقام سے گھینھا دارا دسکا خالی دیکر کمر ہر ایک ہاتھ مارا کہ دیو کو دو ٹکڑے  
ہوئے لاشہ دیو کا زمین پر پڑا امیر نے پلٹ کر دیکھا وہ ضعیفہ وہ مردہ وہ تین گن غائب ہو گئے دیو کے جو  
دو ٹکڑے ہوئے دو دیو بکر تیار ہو گئے دونوں نے دھڑن سے وار کیا صبا جعفران نے پھر ایک  
کو مارا اسی طرح ایک کے دو اور دو کے چار اور چار کے آٹھ بڑھنے لگے تھوڑے ہی عرصہ میں سارا  
جنگل دیوان خونخوار سے ملو ہو گیا بسبب لوح کو ہر باؤ کو جسم پر صبا جعفران کے نہیں آتے  
غل مجا کے شلنگین لگا رہے ہیں واراؤن نابکار و کئے زمین پر پڑتے ہیں ہر مرتبہ زمین تھراتی ہے  
غل مھر گر رہے ہیں اونسے چننا دشوار ہے صبا جعفران لڑتے لڑتے تھکے اپنے کو بچاتی ہیں جب  
تمام جنگل اون دیوان خونخوار سے ملو ہو گیا صبا جعفران لڑتے لڑتے تھکے کلا یوں پر ورم  
آگیا سوچے کہ یا امیر بدون ملاحظہ لوح دیو کو قتل کیا خلافت مقدمہ طلمس واقع ہوا لوح ملاحظہ  
کرنا واجب لازم ہے یہ سوچ کر حبت کی ایک گوشہ میں آ کے لوح کو ملاحظہ کیا مرقوم تھا اور فتاح



طلمس اگر دیو آوے تو خبردار اسکو قتل نہ کرنا صرف لوح اس کے سامنے کہہ دینا اگر دھوکا کھایا اور دیو کو قتل کیا تو تمام صحرا غمگینان خونخوار سے ملو ہو گا یہ بہ باعث سحر زال جادو ہو نخل جنار پر بھل عقاب وہ سحر کر رہی ہو عمر بھرا کر قتل کر دے یہ مجمع کم ہنو گا خیال کر کے دیکھو اس عقاب کے سینہ پر ایک خال سفید ایسی جہی طلسمیت کا بھید ایسی تیر تاک کہ سینہ پر عقاب کے ماروا اگر بہ سفید پر تیر نہ پڑا پلٹ کے تمھارا کام تمام کرے گا تو وہ دل پر ہمدہ ہو پوچھو گا صاحب جھقراں نے کمان کیانی دوش سے اتار می دیو امیر کو پاک چھپکانے کی مہلت نہیں دیتے امیر نے بختی وچالاک جیسے اسی کمان کو کھینچا سیسہ کمان کا گرہ کا وہ عقاب بھید پتیا ب نخل چنار سے جھج مار کر اوڑا امیر نے اوسی حالت میں تیر مار دیا بمشیت قضا و قدر وہ تیر دلہ و زوی سفید نشان پر پڑا کہ تو گرہ پشت کو پار گذرا بجائے خون جسم سے شعلہ آتش نکلے دیوان خونخوار پر پڑے شل سیرم خشک سب جلنے لگے تھوڑے ہی عرصہ میں دیو بکھر خاک ہو گیا اور آگنی گشتی مرا نام من ذال جادو و بود مرث اوسی ضعیفہ کا لاشہ پڑا ہے لاشہ ہی دیوان خود بکھر نشان بھی نہ تھا عجائب غرائب طلسم پر صاحب جھقراں کو نہایت حیرت ہوئی اس مرحلہ ذال کو فتح کر کے بہ ہدایت لوح ایک جانب چلے لیکن آخر جادو جو ہاتھ سے صاحب جھقراں کے قلمہ مفتاح سے زخمی ہوئے بھاگی تھی حیران پریشان چل آتی ہے راہ میں جس قریہ کو حاکم نے سنا کہ ملکہ عالم شکست خوردہ آئی ہیں اپنے قریہ سے نکل آیا اپنے مقام پر لا کر آخر کو اتارا سامان دعوت مہیا کیا دودن کے عرصہ میں دس بیس ہزار ساحران غدار ہمراہ آخر جادو کو جھج ہو گئے راہ میں خبر فتح مطلعہ جا بھی گئی اور زیادہ گھبرائی کہتی ہو ہا جو کیا تدبیر کر دن طلسم کشا کو پاس لوح بھی موجود ہو و ہنمون نے شریک ہو کر طلسم کشا کو زور دیا قلمہ طلسمی میں بھی باطنیان کہ بیہ سکو نگی طلسم کشا و ان بھی ہو چکا لوح سب نشان بھی تباہ لگی پریشان ہو کر جو آخر جادو نے مجمع عام میں یہ بیان کیا اورنگ جادو ایک ساحر بیٹھا ہوا اور اسنے عرض کی اے ملکہ عالم اب اس بلا کا دفع ہونا دشوار ہے طلسم کشا صاحب شوکت و لیاقت ہے ساحران مرحلہ جات نے بڑی بڑی تدبیریں کیں طلسم کشا نے ا دھوکا نہیں کھایا ذال جادو نے اتنا بڑا کر پھیلا تھا طلسم کشا نہ پھنسا دو بہر کا مل دیوان خونخوار سے لڑا معرکہ عظیم پڑا طلسم کشا کے تیور پر بل نہیں آیا آخر بحکم لوح ذال کو مارا غلام براہ خیر خواہی عرض کرتا ہے کہ یہاں سے اقرب باغ ہے ساحران علامت نیزہ حمزہ ایامج لوح ان کو گر قرار



کر کے لائے تھے اُتھک مع اپنے سردار وٹکے اوسے باغ میں قید ہے اون سبکو قتل کیجے ایرج کا سر  
 خوان میں رکھ کر پاس طلمس کشا کو بھیجے اپنے فرزند نو جوان کا سر دیکھ کر بیتاب ہو جائیگا اوس حال میں جلکر  
 طلمس کشا کو گھیرے پھر کر نیکے کیزہ و تلوار سے لڑنے لگا کیا عجب ہو کہ طلمس کشا اگر قتال ہو جائے صلاح اختر  
 کو بہت پسند آئی چالیس ہزار سا حردن کو ہمراہ لیکر طرٹ اوسے باغ کو متوجہ ہوئی در باغ پر آکر او برتری  
 وہاں کے گھیا نون کو بلایا کہا جلد میدان خون کی تیاری کر داسی مھرا میں ان سبکو قتل کر دنگی باغ میں  
 میدان خون کی تیاری ہوئی لگی دارین استاد ہو میں کی سو جلاو صاحب بیدا اگر جمع ہوئی اختر جادو  
 ٹل رہی ہے کہ آسمان سے برق چکی بیابان جادو عمرو کو بخیر میں بائی ہوئی اسوقت اگر ہوئی  
 کو سلام کیا کہا حضور طلمس کشا بر تو دست اندازینو سکا اس ظالم کو گیندا بنکے بھاگا اختر بہت  
 خوش ہوئی سب سے پہلے دن نے بھی کہا حضور یہ شخص جان لشکر اسلام ہی ہر مقام پر حمزہ کو بچایا  
 بڑے بڑے ملک سے تباہ کیے نامی جادو گراسی کو ہاتھ سے ماری گئے اسکا سر اگر سائے حمزہ کے  
 جائیگا سر ٹپک ٹپک کے جان دنگا بیابان جادو نے بڑا کام کیا ایسے شخص کو گرفتار کر کے لایا اختر  
 کو صلاح سب کی پسند آئی اور ٹٹکے کہا ایرج وغیرہ کو بھی قید خانہ سے لاؤ عمرو کو بھی قید ان میں  
 سلسل کیا اور نگ جادو بارہ درمی میں آیا ایرج نو جوان مع اپنے سردار دن کے اس  
 مقام پر قید تھا اور رنگے سر ذخیر کو تھا ماکشان کشان سب کو قہر سے باہر لایا ایرج نے  
 خواجہ عمرو کو قید ان میں دیکھا بیتاب ہو گیا کہا چھوٹے دادا جان آپ س بلا میں کیوں کر چھپے  
 عمرو کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہا اے نور نظر خدا نے سب سامان فتح طلمس مہیا کیا  
 صاحبقران نے لوح طلسمی پائی ہر جہات فتح کیے محکوم راہ میں بیابان جادو نے گرفتار  
 کیا میں تو رہا ہوا جاتا تھا تھاری بدنصیبی سے سنا قتل کا ہوا ایرج نے آنکھوں میں  
 پانی بھر کر جواب دیا میری تو عزت و آبرو لیاقت و صاحبقرانی آپ کے قصد میں ہوئی  
 اسوقت دل کو تقویت ہو گئی کیا عجب ہے کہ رہائی بھی حاصل ہو سب طرح تسکین مل ہو  
 عمرو نے کہا اے فرزند اختر جادو بھی شکست فاش کھا کر آئی ہے صاحبقران کے ہاتھ  
 سے ذلت اوٹھائی ہرگز یہ قتل سے نہ باز آئیگی ملازمان اختہ کہتے ہیں کہ اسے ملکہ عالم آپ کا  
 اقبال یاد ہے نجم بخت اوج گیر ہے اب تو نیرنگ نے عمرو کے قتل کی تدبیر سلی ہے



اگر یہ شخص قتل ہوا حمزہ ٹپ ٹپ کے بھان دیا گا بچنے کا یار و فادار مونس غلگسار عیاض ارشد  
ہے کہ ہزار مقام پر حمزہ کفن پوش ہوا تھا لیکن اوسنے جستجو کر کے بجایا ہر ایک مہم میں سینہ سپر کر کے  
بجایا یہ شخص قتل ہوتا ہے حمزہ کیونکر زندہ رہیگا جیوت سر عمر و کا حمزہ کے پاس پہونچے گا وہ  
سر نیل کے مرجا گیا اسوقت فوج اختر میں ایک ہنگامہ ہے ہر خور و کلان کا یہی قول ہے کہ عمر و  
اور ایرج کو جلد قتل کیجئے ایرج کے قتل میں تاہل نہ کیجئے یہ بڑا شکار و شیب ہوا کیسویہ دن نصیب ہوا  
افرانیاب جادو اتنا بڑا بادشاہ طلمس ہوش ربا سحر و ساحری میں یکتا و ہمیل ہمیشہ اسی آرزو  
میں رہا کہ عمر و کو قتل کرے سکا زوال دولت ہو گیا اختر جادو کہتی ہی خداوند روشن ترین نے  
آج تقدیر پر جتہ کی یہ ایسا شخص ہمارے قبضے میں دیاب دیر کرنا مناسب نہیں ہے دارین استاد ہو کیٹیں  
جلاد شنکس لگاؤ کے نیلم زنگی و فیلم زنگی وغیرہ بارہ سرداران ایرج نوجوان گرفتار نیچے تقدیر میں  
سب کو کشان کشان لاکر دیر تیغ بٹھایا بمقدمہ ایرج و عمر و یہ صلاح ہوئی کہ انکو دار پر چڑھ کر تیراں  
کر دے یہ صلاح بھی اختر جادو نے پسند کی ایک ساحر فرس طینت سے اشارہ کیا وہ ملعون کشان کشان  
ایرج کو زبرداریا ایک نے عمر و کو لیا زنجیر پائون میں دونوں کے باندھی یہ سردار بر سردار سرنگون  
لٹاک گئے اختر جادو نے ساحر دن کو آواز دی خبردار ان لوگوں کے قتل میں شریک نہ کرنا  
بڑے بڑے ساحر انکے شریک بن کشتہ سحر کو زندہ کر لینا قلو مفتاح پر کو کب ایسا بادشاہ فرود کش ہے  
سنتے ہی دودھ پڑیگا ہر ان شمشیر زن کو اس جوان کے ساتھ منسوب کیا ہی کو کب کا داماد ہے  
جب قبیلہ سرکشان نے ایرج کو قتل کیا کو کب نے معاوضہ خون ایرج نوجوان میں لاکھوں ساحر  
مارے تیر و لمان لاؤ تیر انداز دن نے گمان میں سیدھی کیں بارہ ہزار تیر انداز قتل ایرج و عمر و  
پر مستعد ہوئے نامرد جلاتے تھے جلد مسلمانوں کو قتل کرو نیلم و فیلم بچیں کے ایرج نوجوان کے  
ساتھ ہیں سرداران تدم شیر نیم نے اپنے آقا زادار کو جو اس حال پر طال میں دیکھا بتیاب ہو  
پکارتے تھے او اختر پہلو کو قتل کر ہمارے آقاے نامدار کو خون سے ہاتھ نہ بھریم مگھوار دوست  
ملک ایرج عاشق جال بالکل شانہ زوہ والا قدر ہیں یہ آسمان صاحب قرانی کے بدر ہیں سردار دن  
میں گرہ وزاری بلند ہر چند کہ عمر و بھی سرنگون لٹکا ہی حال پر لال ایرج نوجوان دیکھ کر کلیجہ  
منھ کو آگیا کم سنی سے کو دیون میں بالازمان کا صاحبقران بنایا اس نور نظر پر جو نگاہ پڑی عمر و



بہت بیتاب ہوا ہے اختیارِ نعم سے نکل گیا اور شیرِ بیشہ قائم عالی شان خدا تجلوس مصیبت سے بچانے کا شکر میں کو رہتا تھا مگر اس مصیبت کو نہ دیکھتا یہ بھی گردشِ فلک کی جو نعم ہمارے سامنے قتل ہوتے ہو اور ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا کا شکر میں خود بھی قتل ہو جاؤں اگر شاید زندہ بچ گیا میری صداقت نے مجھے وعدہ کیا ہے جتنا کہ اس بڑی چیز کو تین مرتبہ تم سے نہ مانگوں گا میری قریب وہ نہیں آسکتی حمزہ کو کیا منہ دکھاؤں گا کیسا شر ماؤں گا ایرج نوجوان اس حال میں جواب دیتا ہے خدا ایک سلامت رکھے نام لشکرِ اسلام آپ کے دم سے روشن ہے ہم ایسے اگر دس ہزار قتل ہو جائیں آفتاب لشکرِ کوزدال نہوگا آپ کے دم سے جاہ و جلال لشکر ہے آپ کا زندہ رہنا بہتر ہے اور عظیم و عظیم کی فریاد جلا دیاں خس طینت کی پیدا کنیزانِ اختر بھی ایرج پروردہ ہی ہیں آپس میں اشارے ہیں کہ کیا شیر دلیر ہے حسن میں بیشال ابرو و غیرت ہلال صاحب جاہ و جلال مشہور ہے کہ یہ جوان صاحبِ حسب نسب خداوند نقا کا نواسہ صاحبِ جہان کا تاج و تاج و ہمت میں کتنا حقیقت میں لشکرِ حمزہ میں تلامذہ بڑے جاہل و جاہل مان باپ اوسکے اپنے گلے کاٹ لینے ایک کے ساتھ دو چار ہزار کی جان جاہلیگی ایرج و عمر و نسیم و فیلم وغیرہ سے بیتاب ہو کے دعا کی اختر نے کمان کیانی اپنے ہاتھ میں اٹھائی بارہ ہزار پشت ہو گئے بارہ ہزار عقاب تیرے پھول کے چلے قریب تھا کہ سینوں پر ان مصیبت زدوں کے پیریں سینہ پر سب دیکھنے کو توڑ کر بار گزین بقدرتِ پروردگار آسمان پر وہ کہ ماہ تابان نمایاں ہوا جو دھوئیں پر کا ماہ کامل عکس سے اس کے تمام بان و روشن ہو گیا طائرِ زمرہ سرئی کر کے نکل و جدین اور اس ماہ تابان سے ایک برقِ چمکی تیروں پر سیاہ پڑا وہ تیرا دلے چلے جن خطا کا روئے تیر چھوڑے تھے اور غین کے سینوں پر پڑی مہرہ پشت کو توڑ کر بار گز سے بارہ ہزار جوان بے دم ہوئے اختر تو ضرب تیر سے بھی اس کے قریب تیر ہو چکر جل گیا اور جملہ بارہ ہزار سا گر گر زمین پر تڑپے اپنے تیروں سے آپ شکار ہوئے اور دسے مرنے کی صدا میں بلند ہوئیں ماہ تابان سے چند بچے سنہرے مثل برق کے چمکے ہوئے پیدا ہوئے ایک بچہ نے عمر و کی دستگیری کی دار سے اتارا الگ کھڑا کر دیا چند بچے تڑپ کر گرے ایرج کو چھپر لایا نیلم و فیلم کو گچیا مرکب بھی ایرج کا کسی نے قریب پہونچا دیا تیغ بھی اپنا اپنے قریب پایا پشت مرکب پر سوار ہو کر نعرہ کیا عمر و نے بھی حقہ آتش بازی مارا نیلم و فیلم وغیرہ جھومتے ہوئے اٹھے چند سواروں کو چیر کر پھینک دیا اپنے آقا کے ساتھ ہو کر لوٹنے کے کلو این ادھالین سواروں کو



مارگر گھوڑے اسلہ تابان سے شعلہ آتش گر رہے ہیں تیر بر سے تلوارین گرین ہزار ہا بلایین لشکر  
 اختر بز نازل ہوئین کہ جکاد فوج کیا اختر کو دشواری شورش جوانان صف شکن قید سے چھوڑے ہی ہر  
 جنگ ہوئے وہ ماہ تابان کبھی بلند ہو جاتا ہے کبھی اس چاند نے لشکر اختر پر چرخ مارا ہالیان لشکر اختر  
 کے تارے گردش میں آئے جملہ طرح کی اشیاء سحر ماہ تابان سے پیدا ہو رہی ہیں اختر کو بادشاہ طلسم اختر یہ  
 ہے نہایت حیران زدنی کہ کیا یہ کچھ پروہے میں اس چاند کے کون سا شعیبہ باز نیزنگ ساز ہے کہ  
 جینے آئے ہی یہ قیامتیں ہر پارک دین ساحر زبردست اور حاکم طلسم نے جوڑے سے ایک گولا فولادی  
 نکالا پیشانی پر اپنے ایک شرماتہ قطرات خون اس گولے پر چھپنے کے سبب طرح کے سحر ٹپھ کے آواز دی  
 یا خداوند خورشید روشن تن یہ کیا بلایین نازل ہو رہی ہیں مرد کیسے ایسے ایسے کلمات کہہ کر گولا  
 اختر نے چاند پر مارا تو ٹالٹا ہوا زمین کا پانی چاند کے دو ٹکڑے ہوئے اندر سے چاند کے انتہا بے کتاب  
 حسن جل نیر تابان برج کمال صف شکن یعنی ملکہ بران تیشیر زن طاووس زرین بال پسرور نیمچہ ہالی ہاتھ  
 میں سحر بات بات میں جب غنچہ دہن کو دیا کیا پھول برسے ہزاروں باغی جلے اگر ہاتھ ہلا دیا برق  
 چمکی خرمین حیات ساحران کو جلا کے خاک کیا اگر بروے خمدار پر بل پر گیا خبر آبدار کبھی تلوارین  
 گر این بر قین چمکی میں استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے باعث اٹنے ملکہ بران تیشیر زن کا یہ ہوا  
 کہ جب قلمہ مرصع حصار پر انتہا کا معرکہ پڑا تھا خواجہ عمر و کو کب سے صفائی ہوئی بالا اعلان کو کب نے  
 ملکہ بران کو ایرج سے منسوب کیا بران کو قلمہ مرصع حصار پر چھوڑا تھا ناہید مرصع پوش  
 اپنی زوجہ سے یہ کہتا تھا کہ اب بران کا محل سے نکلنا بہتر نہیں ہے مذہب صا حبقران میں برے  
 مستورات پردہ پوشی کی تاکید ہے تم برے فح صا حبقران دعا کرو ہم برے جان بازی بخدشت  
 صا حبقران جاتے ہیں بروقت رخصت ملکہ ناہید نے بعد حسرت دامن کو کب کا تمام کر کہا ہے  
 شہنشاہ کینر کو جدائی حضور کی بہت شاق ہے کوئی تدبیر ایسی بتلائیے کہ میں حالات خیریت یات حضور  
 آگاہ ہوا کہ دن کو کب نے وہ آئینہ جبکہ مراۃ اقعہ نام ہر اپنی زوجہ ناہید کو دیدیا سمجھایا تھا کہ جب  
 ہمارا حال دیکھنا منظر رہو اس آئینہ کو دکھاؤ اس سے صوت واقو آئینہ ہوگی بیان لڑائی میں جب جہ راز  
 گذر ایران تیشیر زن راتوں کو فراق ایرج میں واکرتی ہیں کثر شکوفہ زیر زادی کو برای خبر بھیجا جس زمانہ  
 میں وہ تھا ناہید اس سرکش نیر نے اپنے کو قتل کیا تھا وہ خبر جو بران کو پہونچی کسی دن تلک کھانا



نہ کھایا اٹھ پہرہ روتی تھی یہ خبر وحشت نثرنا سید نے بھی سنی بران کو اگر گلے سے لگایا مرأت واقعہ دکھایا  
 اس میں جملہ حالات اقمہ آئینہ ہوئے یعنی وہ قتل یرج شعیہ ساحران تھا گو کہ جاکر ان سیکو مارا  
 جو داستان حیرت بیان تفصیل تحریر کر چکا ہوں اس نے میں جو بران فراق یرج میں گھبرائی مان  
 سے چھپ کر قصر مرأت میں آئی آئینہ میں یہ حال دیکھا کہ یرج و خواجہ کو اختر نے دار پر بیٹھا ہے  
 سا بے آئی مخفی ہو کر چلی یہ مانتا بان آسان حسن جال چاند میں چھپ کر آئی منظور تھا ہا کر کے چلی آؤنگی  
 حال میرا ظاہر نہ ہونے بایں گاہاں کہ بطور مرگ یرج کو رہا کیا خواجہ کو بھی چھپا یا دل نے نہ مانا کہ  
 حرب کہ نکل جاؤں دیکھا کہ لاکھوں ساحر و نکاح یرج پر بلوایں کوئی شروع سحر کی آنکری پاس نہیں ہو کر  
 رٹنے لگی ساٹ ستر ہزار ساحر باجے جلا ختر نے وہ گولامار دیا ہے اور یرج و عمر و نے بران  
 اس شوکت شان سے دیکھا عاشق و معشوق سے جا آتے ہیں تیرمزان نے دونوں کے دلیں  
 کو فگار کیا مدت کے ہجران دیدہ اُفت کشیدہ یرج کے ہاتھ پاؤں میں عیشہ کیا قلب تھا گیا قریب  
 تھا غش کھا کے پشت مرکب سے گم بران کے بھی صدف چشم سے گھرے بہار اشک جاری  
 ہوئے جون جون ساحر بلوہ کر کے یرج براتے ہیں بران بڑھ کر سینہ سپر کر لی ہے ساحر وں کا بلوہ  
 کسی نے آگ بر سائی کسی نے ابر سحر بنا کر اپنی ابر و بڑھائی کسی سمت سے گولا جلا کسی نے ترنج  
 و نارج پھینکے ماش کے دانے بھی چل رہے ہیں آتش سحر سے نخل صحر اجل رہے ہیں بران کبھی  
 باران سحر بر ساتی ہیں کبھی آتش بر سائی ابر سحر ساحران شاتی ہیں گولوں کو ہاتھوں پر دو کا ترنج کا  
 سحر سے کاٹے ایک سر ہزار سودے اختر جاو و جاہتی ای بران کو کی طرح گرفتار کر لیں بران کو خوف  
 گرفتاری یرج زمین پر اترنا پڑا اوس زرین بال پر سوار نیچے ہلائی ہاتھ میں بھی مجمع ساحران  
 و رہم و بہم کیا کبھی بڑھ کر یرج کو سحر ساحران سے بچایا آپس کے اشارے کنایے اگر یرج  
 کسی سحر میں پھنس گئے مرکب ملے جلتے رکھو رہو کر ایک مقام پر پھرتے بران نے بڑھ کر اسی ساحر کو  
 تاک کر بار اچھے سحر میں یہ مبتلا تھے اسکے مرتے ہی کھوڑے فرارہ بھرا صفت ساحر اٹکوا مال کرے  
 لگے برق شمشیر چمکا کر خواجہ عمر و نامدار کبھی کلیم اور ہ کر پٹ جاتی ہیں کبھی یرج پر بلوہ دیکھا کلیم سے  
 اتاری تھا تشبازی داغ دیا کسی ساحر کو کہ خبر لا کبھی حلقہ کند جلا کبھی جاب بیہوشی مار دیا یہ تو مکر کھچکا  
 ہوں کہ کلیم اور ہ کر سیکو قتل نہیں کر سکتے صاحبقران سے عہد و حیفہ و تحفہ جات بزرگان پاس میں اس نے



اپنی جان بچا تو ہین گایم اور دھڑک چھپ جاتی ہین جب گلیم و تار کر پڑ کسی نے خواجہ کو دیکھ لیا سحر کیا لڑکھڑا کر  
خواجہ گر دھڑک کر آزدی اور نظر بران مجھو بچا بران نے پلٹ کر دیکھا خواجہ سحر میں ساحر کے چھپنے  
اُس ساحر کو چھپ کے مارا بہر نوع خواجہ کو بچا یا خواجہ تعریفیں کر رہا وہیں اور نظر ماشاء اللہ کیا وقتاً کچھ  
مد کی نہیں معلوم ہمارے آقا نامادہ صاحب قرآن برقع مرحلہ جات طلسمی میں کیا گذری یہ اختر جادو  
باو شاہ طلسم ہے اسکا قتل تو ہاتھ سے طلسم کشا کو ہو گا لی بی این کو بچا کر نکل جاوے بران نے اشارہ کر دیا  
عم نامدار یہ تو فرمایے قبلہ و کعبہ کہان ہین میری ہٹے ہی آپ صاحب گرفتار ہو جائیے کوئی ساحر بھی  
تو آپ کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ لڑکھڑا کر نکل جاوے عمر و نے بمشکل اپنے کو قریب ملکہ بران کو پہنچایا تا مام  
کیفیت بیان کی یہ ذکر کر دیا کہ گو کہ شنفہ بھی اس طلسم میں قید ہوئے تھے انھوں نے رہائی پائی جا بجا  
خوب خوب لڑی اب بھی مفتاح پر ہین یا شاید صاحب قرآن کو ہمراہ ہو کر ابرج بیان قید ہو کر آئے تھے  
مکلو بھی ایک ساحر بیان گرفتار کر کے لایا اختر نے ارادہ قتل کا کیا تھا تھے اگر رہا کیا کیونکہ کہون کہ تم  
جکمر لڑی نکل جاوے دونوں طرح خرابی ہو بران نے کہا خواجہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اس لڑائی کو فتح کر کے  
جاؤ گی اب تمھاری سمجھانے سے بخوبی ظاہر ہوا کہ ایک ہمراہ کوئی ساحر نہیں ہے تو مجھ کو بھی معلوم ہوا  
کہ مرحلہ جات فتح ہوئے چند باقی ہونے کے مرآت واقعہ دیکھ کر آئی تھی آپ لڑی کو مخفی کر رہے ہیں طرف اختر کو  
جاتی ہوں عمر و تو گلیم اور دھڑک کر کناری ہوا بران کشیزن لڑتی ہوئی طرف اختر جادو کی چلی بڑبڑ  
ساحر ان نامی صفو خیر اماری لڑکھڑا کر اپنی کوسا نے اختر جادو کو پہنچایا لکڑا کر آزدی و اختر جادو  
غیر ساحر و غیر بڑے نور شور سے جاتی اور ہسے مقابلہ کر لطف سحر و ساحر ہی ملے اختر بھی باو شاہ طلسم  
اختر یہ ہٹے ہی طرف بران کو پلٹ پڑی آپس میں سحر ہونے لگے جب اختر نے سحر کیا بران پر گ بڑی  
بران نے گولا اٹھا کر مارا آگ بھی اختر پر برقی گری اختر نے اپنے کو برق سحر سے بچایا لکڑا کر برسیاہ  
بران پر گرایا بران اُسے برو تو لڑکھڑا کر نکل کر شل تارہ کھری جک کر سحر کیا اختر ترے تلوار ہین گریں اس سنگول  
نے تھیر برسا کر تلوار دونوں کو توڑا اس طرح کو سحر چڑا پسین ہو وہ سحر پلٹ کر لشکر اختر پر گرتے ہین ہزار ہا  
سے جل ہزار ہا پانی سے ٹھنڈے ہوئے پھروں سے ہزار ہا کی سر بھیٹو لشکر اختر میں فریاد اغیاث کی صد بلند  
خورد و کمان درد مند اختر دیکھا ان سحر و نہیں ملے ہی لشکر پال ہوتا ہوا بران اپنی کو بچا رہی اختر نے منجھ  
کھینچا براتھ میں لی سحر کر لی ہوئی طرف بران کی چلی جو سحر بران پر کیا بران نے پہنچا اُس سحر کو فکیر کر لی



اُسکے ارادے کو سمجھتی نیچہ ہلائی نیام انتقام سے کھینچا شیرانہ ننگانہ اختر پر جا پڑی دونوں نہیں نیچہ  
چلنے لگانے چھون سے شعلہ ہے آتش نکل رہے ہیں گرد کو ساحر حل رہے ہیں جب آپسین چند دار  
چلے دونوں لڑنے والے برابر رہے بران شمشیر زن جلدی کر کے کمر کو تباہ کر رہا اختر کے آئی اختر  
گھبرائی بران نے اختر کو سایہ میں تلوار کے ایسا اختر اٹھتی جاتی ہے اپنے کو بران کے وار سے  
بچاتی ہے بران ہر مقام پر قصد کرتی ہے کہ نیچہ ماروں سر اس خود سر کا اڑ جائے اختر بدحواس  
عالم یاسن ہالیان لشکر بھی مثل زلف پریشان بصورت آئینہ حیران ہر طرف ہی غولہ ہو کہ بران  
اختر پر غالب ہو سر تو زخمی ہو چکا اب ایک ہاتھ مار کے سر اڑا دیلی جب اختر کو مار لیا ہلوگ کیا  
مقابلہ کر سکتے اتنے بڑے لشکر کو دیکھ و تنہا نے جواب دیا جو حال سے آگاہ ہیں وہ کہتے ہیں یہ دختر  
کو کب نامدار ہے ہوش رہا میں قیامتیں برپا کیں بڑے بڑے ساحر و ن سے بڑے چسکی  
ابرو طلسم ہوش رہا میں نے مٹائی پل پر یزدان توڑا دیلے خون روان خشک کیا اس معرکہ کی  
کیا حقیقت ہو یہ ہمیشہ سے صاحب کت ہو ایرج و عمر و بھی یکم رہے ہیں عمر کی تو نگیم اوڑھ لی ہے  
ایرج نو جوان و عالیٰ بن مانگو ہیں ی پروردگار بران کو مظفر و منصور کرنا اختر جب سن سنل قدم ہئی  
اور بران کی تعاقب چھوڑا ہر قدم پر ہی خوف ہو کہ نیچہ پڑیگا سر نہ بچیکا اوس بدحواسی میں یاد آیا کہ  
ڈیسا خاک قبر جمید کی کمر میں تھی جب بران نیچہ چھینے ہوئے قریب آئی اختر نے وہ ڈیسا کر سے نکالی مکار  
نے خاک اڑا دی اس خاک کی تو یہی تاثیر ہو فوراً غبار الم دیہر چھایا اڑکھڑا کر گری ہوش ہو گئی اختر  
نے زبان میں بران کو سوزن دیا کینز ان اختر نے بران کو اٹھایا تخت پر ڈال لیا لشکر میں ہلڑ  
ہوا اختر نے بران کو بکریا بران کو گرفتار ہوتے ہی اختر بھرتی ہوئی چلی سرور دن کی کیا حقیقت  
تھی حیرت باش کاوانہ پھینک دیا وہ کہ کمر ہوش ہو کینز ان اختر سے کو مطوق و سلسل کر رہے ہیں  
خواجہ کو ایک ساحر کی شکل بنکر نکل گئے کسی ورہ کوہ پر جا کر کھڑے تدبیر میں مصروف ہیں ایچ شمشیر زن  
کرتے ہوئے آتے تھے کہ اختر نے لکارا ایک ماش کاوانہ پھینک دیا ہاتھ پاؤں ایرج کو بیکار ہوئے تلوار  
ہاتھ سے چھوٹی گھوڑے سے گریے اختر نے اشارہ کیا یلا زمون ڈاکر ایرج کو بھی سلسل و مطوق کر لیا  
خواجہ تو نگیم اوڑھ کر نکل گئے اور سب سردار گرفتار نیچہ تقدیر ہوئے اختر نے جو سر اٹھا کر دیکھا نہ ادا ساحر  
دست زبردست بران شمشیر زن سے واصل جنم ہوتا ہے پروردگار ہم دہر ہم ہوش و حواس اڑ کر گئی



دیکھو صاحبو! نوکی مدد آسمان سے پیدا ہوتی ہو دختر کو کب یکہ دتھا آئی اگر اس کے ساتھ دلور بھی ہو تو کون بار  
 سحر اٹھا سکتا اسل ہوسے سحر اجرات سے کون اکٹھا سکتا ہر سرداروں نے عرض کی خداوند خوشیدہ دشمن  
 نے بڑی مہربانی فرمائی کی طرح امید فتح نہ تھی آپ نے بڑا کار نمایاں کیا اتنی بڑی ساحرہ کو بڑے بڑے کبوتر ۱۱ سب  
 بہتر ہو کہ ان سب کو جلد قتل کیجئے تیار ہل مناسب نہیں ہو بران کا باپ کو کہے اسی طلسم میں موجود ہو سکتا ہا  
 کون اٹھائیگا بیٹی داماد کو رہا کر کے لچائیگا اختر نے حکم دیا بہت جلد میدان خونی کی تیاری کرو اس سنگام  
 میں صدا جلا قتل ہوے دارین نہر کو چھین پھر دارین سا دھونے لگیں جلا و طلب ہوئے جو قتل ہونے سے بچے  
 تیاری قتل یرج میں مصروف ہیں کرسیان جواہر نگار کو پھین اختر جادو غصہ میں خاموش نہنگل یا قوتی پر  
 آکڑی بھی گرد ساحرہ اگر جمع ہو تو جس باغ میں یہ لڑائی ہوئی ہزار ہا نخل جلے چمن پامال ہو کر چند نخل کلان جو  
 باقی ہیں ایک نخل کے سایہ میں اختر بھی بیٹھی پامالی باغ پر افسوس کر رہی ہو کہ سر نخل سے دانے کی آواز  
 ہوتی کچھ شعلہ آتش بھڑک کر گرے آواز آئی منم فرستادہ خداوند خوشیدہ دشمن تن اختر نے سر اٹھا کر دیکھا  
 ایک نازنین نہایت حسین مہر قامت چہرہ آفتاب قیامت آکھیں دیدہ لیل و نہار کو کچھ دکھائی گئی ہر  
 برجالی لباس فاخرہ زیب جم نور زیور بہتر سے بہتر ویاہر میں غوطہ زن محبوب پر فن یون نخل سوتری  
 صاف ظاہر ہوتا تھا کہ مثل ستارہ بکری وہ رشک بری سمان سے اتری ہو اختر نام خداوند شعلے کھڑی ہو گئی  
 معاحبان اختر دیکھنے لگیں جلال جہان آرا اسکا دیکھ کر مہبت ہوئی ہر خورد و کلان کا یہی قول تھا کہ کیا حسن حال  
 خاص خداوند خداوند قدرت نے اپنے ہاتھ سے اسکو بنایا ہو گا مریہ تقرب پایا ہو گا اس نازنین نے  
 اتنے ہی اختر کو سلام کیا اختر نے مسکرا کر بوجھا دی سرد جلد قیامت حسن حال کا آفتاب سمان کمال نام نامی  
 تیرا کیا ہو کیونکہ انکا اتفاق ہوا وہ نازنین ہنسی کا جلوہ سر و ناز مکتے ہیں جو تمہرے گدڑی قدرت نے  
 دین سے پیٹھے بیٹھے ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ بران نے ہزار ہا بندگان فتنوب کو قتل کیا و اختر یہ دیکھا  
 کہ طلسم اختر یہ میں آشوب ہو شہادت قدرت میں کہ کو دخل ہی قدرت نے فرمایا جو لوگ کہ ہمو دل سے نہیں  
 یاد کرتے اپنے اٹھنے سر کو بی کے لیے ان بندگان خونی کو بے رحم فرمایا اہی کان سکی سر کو بی ہو کہ ہمو مہبت  
 میں یاد کریں سواے ہمارے کسی سے نہ فریاد کریں ان سب کو قدرت زندہ کرے گی تمہارے ہی ہاتھ سے  
 یہ کرامت ظاہر ہو کہ خورد و کلان ہر گئی سحر خداوند کی طاہر ہوں خلیہ میں جلو سحر تعلیم کریں حکم خداوند  
 ہم تمکو تمہادین پانی پر دم کر کے ان سب پر چڑھیں اسی کرامت ظاہر ہو کہ وہ سب زندہ



ہو جای میں خضر خوش ہو گئی کما دی سر و ناز قدرت اس فرزند پاکیزہ کو مگر ایک غیبی ستارہ  
 عزیز مرے تھے وہ گرد سروان کے پیر ہر میں فرزند عزیز نے نام بتا دیا کہ کوئی گناہ و برائی نہ کیا  
 کوئی گناہ و برائی نہ کیا ہو اس فرزند پاکیزہ کو مگر ایک غیبی ستارہ  
 جاتا ہر یہ کہنے اختر کا ہاتھ تھا مایا سر و ناز زمان خزان خوش زمانہ کی دکان میں لگائی ہوئی تھی  
 اختر کو اس غیمہ میں سے کسی خضر خوش ہو گیا کہ میں اب سب مرد و کمزور کو دیکھ کر دیکھ کر گھٹے ہیں میں کمزور  
 رہنے دوں گی سر و ناز نے کہا انتقال کشنگو سب کام اپنے ہاتھ سے کرو اس اختر تھا اسے بڑے  
 مرتبہ میں موت زیت کا اختیار ہاتھ اختیار ہو گا جسکو چاہو زندہ کرو نہ خفا ہو اسکو مرد نہ زندہ  
 اختر بچوے زمین ساقی بے تعبیل لگ لگے روشن کی سر و ناز نے اپنی سے لوہان نکالا کمال و ملک  
 اس لوہان کو آگ پر ڈالو یہ نگاہ غور دیکھتی رہو اس کے ایک پرندہ آتش خوشعلہ مزاج جینوں  
 سر کا مزاج پیدا ہو گی ایک شیشہ یا اب تکوین کی اس سے مطلب حاصل ہو گا اختر نے خوشی خوشی  
 لوہان آگ پر ڈالا یہ نگاہ غور دیکھتی رہو اس کے ایک دھوان نکلی کے دماغ میں ہو چکا  
 کہنے لگے کھڑی اگر کے بیوش ہوئی نعرہ ہوا منم سر پرندہ جادو گر ان دلش تراشندہ کا فرزند عباد  
 خواجہ شہر و ملام نے نجمہ برق شال کھینچ کر عمر و جلا کہ اختر کو قتل کروں تا بڑا عقل مند نہ سمجھا کہ یہ  
 بادشاہ طلسم میرے ہاتھ سے کیونکر قتل ہو گی جھپٹ کر نجمہ مارا فوراً زمین شق ہوئی ایک لادی تیلی میں  
 سے نکلی فوراً عمر و جلا ہاتھ پکڑ لیا دوسرا بان زادی کیا کہتا ہر ایک ہاتھ منہ پر عمر و جلا پھیرا ایک  
 روشن چہرے کا آؤ کیا بقدرت اصلی ہو گئے اب دس تیلی نے اختر کو پیدا کیا جیسے ہی اختر کی نگاہ  
 کھلی گھبرا گئی تیلی سے کہا صفویرہ کو قتل کرنا تھا میں نے آکر بچایا اختر نے عمر و جلا کی مشکین ہانڈھین کشان  
 کشان دیکر خیمہ سے نکلی تمام ساحر و جادو ہوش لگے بڑا ہوا کینز خداوند کی شکل بنکر عمر و جلا کو بیوش  
 کیا تھا ہماری ملکہ نے پہلے ہی نظام کر رکھا تھا ورنہ مار لیا ہوتا میرج ویران جو قید میں تھو  
 بنگاہ حسرت دیا میں شارے کر رہے تھو اب سمجھا کہ عمر و جلا گر قتل ہوا بران سے بے اختیار  
 امہ کی کما دی شہر یا قضا ہی ہو سکے لیکر آئی تھی خواجہ نے جھپٹ پٹ عیاری کی ہماری نصیبی کہ  
 وہ بھی گرفتار ہو کر اب کہنے کی کون ہوتی اختر نے لا کر عمر و جلا کو بھی اُن قید یوں نہیں بچایا کہ اگر حکم  
 دیا جلا دون کو بٹا دیا نظر الم نے حکم مار لیا ہوتا قدرت نے کیا اثر رحمت خدا میں گمان



نے میرے مجبور یا اب انکے قتل میں دیر نہ کر و جلاد جمع ہوئے سر پر عمر و ایرج و بران کو تلوار میں  
 کھینچ کر کھڑی ہو کر قتل کر دیا۔ راج و الم رب کرم سو دعائیں کر رہی ہوئی تھیں کہ وہ داستان میں حشر  
 صاحبقران کے چند مرتے فتح کر کے چلے تھے کہ درکہ وہ سوا ایک ساحر کی نظر فرس پیکر سے قلم پار بنام تہنہ کھینچے ہوئے  
 ہوا نکلا اور طسم کشا تو نے اہالیان مرحلہ کو مارا انکی شعبہ بازی بہ سبب لوح کے کام آئی میں  
 شعبہ بازی و جملہ انہیں ہون بزدل و بزدل قتل کر دینا یہ لکھ کر تہی جلدی آیا کہ صاحبقران روح  
 نہ کھینچے دار تلوار کر کے لگا بر سر پیرا ہر چند چاہتے ہیں صاحبقران دار کرین م لینے نہیں دیتا  
 دس یا پانچ ہاتھ مارو صاحبقران نے وار خالی دیو عاجز ہوئے ہر وار میں ہی خیال ہوتا ہے  
 کہ تلوار بڑھ کر دو ٹکڑے ہوئے آخر جب روکتے روکتے عاجز ہوئے نیچے سہرا پل نیام انتقام سے  
 کھینچا وہ ساحر مہیب مثل بر چھایا ہوا ہر جیسے ہی وٹے جھپٹ کر ہاتھ مارا صاحبقران نے تاک کر  
 ہاتھ پر اس کے تلوار لگائی ہتھکڑی کی چوٹ پڑی کہنی سے لگے ہاتھ اُس کا گرا اب وہ بھیجا گا صاحبقران  
 کو نہایت غصہ تھا تلوار کھینچے ہوئے اس کے تعاقب میں چلا آئے وہ بھاگا ہوا جاتا ہوا صاحبقران  
 تعاقب میں نہ کرتے ہوئے چلے بقدر ست پروردگار ہر کوٹے کر کے ساحر جب پلٹ کر دیکھتا ہوا حشر و کھج  
 نہیں چھوڑتا پھر بھاگتا ہے جس باغین سب قتل ہو رہی ہیں دروازے پر اسی باغ کے یہ باغی بھی  
 زخم دار ہوئے بخوف صاحبقران اسی باغین گھس گیا آخر جاو وان سیکو قتل کا حکم دے رہی ہے کہ  
 فریاد فریاد کی آواز آئی دیکھا شہر ناک سیاہ رو ہاتھ لٹا ہوا پیرا نہ خون کا بہتا ہوا آنا ہوا آخر نے  
 پوچھا ارے شہرنگ کیا ہوا چاہتا ہے حال بیان کرو کہ شہر کو تیر کی آواز آئی زمین تھسراتی  
 دیکھا صاحبقران زبان تہی کھینچے ہوئے تعاقب میں شہرنگ کے اگر ہوئے شہرنگ کے جا ہاڑ کیہ بھاگوں  
 صاحبقران نے بڑھکے کوچ چمکائی شہرنگ کی آنکھ میں اندھیرا آیا جھٹکے لوح کے ٹرکا امیر نے  
 قہر پڑا اگر ہاتھ مارا شہرنگ کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیری سیاہ ابھی آواز آئی کہ کشتی مرانام من  
 شہرنگ سیاہ رو ہوا اسی اندھیرے میں پلٹ کر دیکھا بران شہرنگ کی زبان میں سوزن و جلاد  
 سر پر تلوار کھینچے کھڑا ہی ایک طرف عمر و ایرج وغیرہ مسلسل و مطوق ہیں سب کے سر پر جلاد تلوار میں چھینے  
 ہوئے کھڑے ہیں امیر جلادوں پر تلوار کھینچ کر جا پڑی بران کی زبان سے سوزن نکلا ایرج  
 وغیرہ کے اوپر عکس لوح کا ڈالا بران نے رہا ہوتے ہی بہت سے سنگرز سے بھی میں



اٹھائے ساحر و نیر و سحر کے قہر سے لگے ہزار ہا کے سر پہلے ایرج نے قید توڑی خواجہ عمرو رہا ہوئے  
 امیر نے جلادوں کو مارا وارین قلم کین بران کو جوڑتے دیکھا آنکھیں چار ہوئیں بران پر راز پیدا  
 کر کے بلند ہوئی ایرج نے بہ نگاہ یاس دیکھا یہ بھی بران کو یقین کامل ہوا کہ صاحبقران کے  
 یاس لوح طلسمی موجود ہی علاوہ لوح کے صاحب اسم اعظم ہیں ان پر یہ کیا سحر تاثیر نہ کر گیا سحر  
 کب کوئی قتل کر سیکھا لڑتی بھڑکتی بھڑکتی ہوئی نکل گئی صاحبقران نے لوح کو گردن دی  
 عمرو نے بھی حقہ ہاے آتش بازی داغے ایرج نے بھی تیر و تفنگ سے کئی ساحر مارے تسلیم و قیلم بھی  
 لڑ رہے ہیں لوح طلسمی جو حکم سحر ناپائیدار ہونے لگے نہیب شمشیر صاحبقران سے ٹھک کے بھل زمین  
 پر گرے سحر کرنا چھوڑنے کی نئی موت مارے گئے اختر گھبرائی ہوئی ہے کہ طلسم کشا یہاں تک کیونکر  
 پونچے ایک دفعہ زخمی ہو چکی ہر دور سے سحر کر رہی ہے قریب نہیں آتی دیکھ رہی ہے کہ صاحب لوح  
 صاحبقران ایک طرف مصروف جنگ جمل ہیں کبھی ایرج کو بچا یا کبھی ہمارا ہیران  
 ایرج پر سینہ سپر کر دیا خواجہ عمرو و کلہا ورہی ہو کر تماشہ دیکھ رہے ہیں جب کوئی بڑا ساحر گر کر جھٹکے  
 اسکے قریب پہنچے لباس اٹار لیا لاشہ کسا کر کبر ہنہ رکھا دیکھنے والے حیران ہیں لاشے ساحر و سحر  
 پر نہ کیونکر ہو جاتی ہیں ہزار ہا ننگ ندان ننگے پڑے ہوئے ہیں اختر نے سحر کر کے زمین کو ہلا دیا مگر  
 صاحبقران پر سحر تاثیر نہیں کرتا امیر اسی کی فکر میں صفوں کو درہم و درہم کر رہے ہیں ہزار ہا ساحر  
 مارے گئے بچاتے ہیں لڑتا ہوا قریب اختر و پہنچوں اختر قریب نہیں آتی جھاک جھاک پھرتی ہوا حوروں  
 پر تالید ہے اسے حشرہ کو مارے ایک شخص کو گرفتار نہیں کر سکتے بے خبر ہوئے جواب دیتے ہیں خود اپنے  
 ہوئے شیر کو کیونکر گرفتار کریں ہمارا پنجہ قابض نہیں ہوتا کس جرات و شوکت سے صاحبقران لڑ رہے  
 ہیں پشت و پہلو سے ہوشیار بڑی بڑی مقامات پر جنگ مغلوبہ پڑی صف شکوہ دشمن سے لگہ لڑی ہوئی  
 جب صف دشمن پر پہنچے افسر ہی کوتاہ کر بار اصفو کو بے سردار کر دیا دم بھر میں میدان کارزار  
 لاشوں سے بھر دیا ہنگام قیامت پر باہر شیریشہ عربستان کس لطف سے لڑ رہے ہیں سحر و نیر کو درہم و درہم  
 کھڑے قریب اختر کے پہنچے تھکی افسران زبردست جو سامنے اختر کے علف شمشیر اُتار ہوئے لاشے  
 اُنکے لڑے اختر گھبرائی تخت پر سوار ہو کر بھاگی نگرہ کیا بار و بھر لگے ٹکراؤ جب یہ جوان قلعہ  
 طلسمی میں آئے گا کچھ حجاب لگا وہ غلامتہاے تخت صعب ہیں کہ اسطو بھی ننگ ہو گیا یہ کتنی ہوئی اختر و نیر



نکل گئی عقب میں اسکو ہزار سارہ بھی چل رہی تھی باغ کی فتح ہو گئی ایرج کو صاحبقران نے گلے سے  
لگایا عمرو سے تمام کیفیت پوچھی کہ خواجہ تم بیان کر کیونکر مہینے عمر وئے تمام حال مصیبت آل نپائیاں  
کیا اس باغ میں اور ہزار ہا بندگان قید تھے انکو امیر نے رہا کیا اس باغ ہی کو دروازے پر بارگاہ  
استاد کرانی اس باغ میں بارگاہ بھی بہت کچھ نکلا بارہ ہزار جوانان بگیناہ شاہ و شہر یار زاد و تہیہ  
وہ بڑا اسلام میں آئے بفتح و طفور داخل بارگاہ آسمان جامہ ہوئے ایرج وغیرہ کی زخم دوزی  
کی بعد فراغ نماز مغربین بصلاح خواجہ عمرو و لوح طلسمی کو ملاحظہ فرمایا اصوات صاف مرقوم تھا کہ  
ای قتلح طلسم ای سیرارین عجائبات مرحطے تو فتح ہوئے اب فتح قلعہ طلسمی باقی ہو اسی جنگ میں کئی  
تحفہ بھی کامل دستیاب ہو گا کہ جسکی بزرگی سے خورشید روشن تن بتیاب ہو گا صاحبقران لے  
سواران ایرج سے فرمایا صبح کو لشکر تیار رکھنا اپنی قلعہ طلسم اختصر یہ پہنچو بجایہ میں خیر عافیت تمام لشکر میں  
پہنچیں نہیں معلوم لشکر پر کیا گذری تو والد ہر نذر صحرے اقامت برپائی ہوگی اکثر ہر سہائی خضر طبع اسلام  
ہوئی انکی زبانی دریافت ہوا کہ لشکر میں کچھ اٹلا طم و روز طیل جنگ بجایہ لشکر ہوئے تو والد ہر میدان کار زاد  
نکلے ہیں جس سردار کو گرفتار کر کے لجاتے ہیں سب سے خورشید روشن تن کچھ جا کر وہ بچہ کرتا ہی فرامرز عاد  
مغربی و محمود و ہرام و مبدل و صفہائی وغیرہ کو دو دو دین میں لڑی تو والد ہر لشکر صحرے دیر کیا یہ  
بہ حسب اطاعت خورشید تھا ہر رہتے ہیں بلکہ برقت جنگ کہتے ہیں یا خداوند مغلوبہ حکم دیکھو کہ بادشاہ  
لشکر اسلام کو کچھ لایا ہے بارگاہ وغیرہ مہینے فرقت باغیان کا سامنے رہنا مناسب نہیں ہے خورشید خود بھی  
مائل کرتا ہوں اسکو یہ جواب دیتا ہوں ای بندگان من قدرت جانتی ہیں کہ بندگان منصوبہ آپس میں صلح کر کے  
بخوشی چلے آئیں نہ تم سبکو حکم دوں گا کہ سبکو گرفتار کر کے لے آگیا بادشاہ لشکر اسلام آج کل برقیہ  
میں ہیں ان بھرمیدان کار زاد میں رہتے ہیں شب کو جفائے انتظام سہتے ہیں یہ خبر حشمت اثر  
شکر صبا جعفران بہت بقرار ہوئے فرمایا کہ خواجہ تم نے حال مصیبت آل نپائیاں سنا میرا جی چاہتا ہے  
کہ رات ہی کو کوچ کروں قلعہ طلسم اختصر یہ کو فتح کرتا ہوں اپنی لشکر میں پہنچوں یہ تو میرے دل کو  
یقین تھا کہ خورشید روشن تن بڑا شعبہ بادمی نہایت مکار و جلسا زہی جن سردار و مکاران صاحبون نے  
نام لیا اگر وہ سب شریک ہو گئے ہوں تو بادشاہ کا کیا حال ہوا ہو گا یہ سرداران صف لشکر جوانان  
بتغ ذن جان لشکر اسلام جب بلوہ کرے کون جواب یگا بروقت نماز صبح لشکر تیار کرنا کہ ہم بے تعجل تمام



عالم ہوش نر با جلد ہفتہ

عمر قلمی سے فراغت کر کے اپنے کو لشکر میں پہنچا میں عمر و بھی یغبرین سن کے قیاب ہو گیا وہ قیاب جعفر  
نے تڑپ تڑپ کے بسر کی بوقت بحر سلاح جنگی سے راستہ ہو کر یہ بارہ ہزار جوان جو ہمراہ ہیں باگاہ بھی دانی  
قصد ہوا کہ بڑھیں کہ پھر اسے گرد آری فولاد رو میں تن مو میں لاکھ فوج فرستادہ غور شید بے زور شور سے  
اگر پہنچا مقابلے میں صاحبقران کے اتر صاحبقران سے کہا بھیجا کہ میں جگہ غلام نہ آپ کے  
روئے کو آیا ہوں یا اطاعت کیجیے یا آمادہ حرب و بیکار ہو جائیے صاحبقران مجبور لاچار  
واسطے بادشاہ کے لشکار و بقیار مقابلے میں فولاد رو میں تن کے اترے دن تڑپ ہیے نام  
ہوا شام کو فولاد و بد انجام نے طبل جنگی بجایا صاحبقران کو ہر کار و ن خبر دلی میر نے بھی جواب میں ناز  
طبل کو حکم درازت تیار میں بسر ہوئی بیج کو مقابلہ فولاد و میں نے فولاد و مع میں لاکھ فوج بڑے کور سے  
میدان میں اگر پہنچا صفوں قتال و جدال راستہ ویراستہ ہو میں نقیب شمار عبرت امیر بڑھ کے  
ہے فولاد و گینڈے کو ٹھکر کے میدان کارزار میں آیا لاف و گداز کر کے آواز دی جسکو نہ نام  
کی ہو مابدولت کے مقابلے میں آئے روح روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج مستعد  
جنگ ہوے امیر صاحبقران نے گلے سے لگایا اور بعد شفقت فرمایا اور نظر تھے سنا کہ لشکر پر  
کیا بدعت ہو کہ سب ہماری سرداران نامدار خورشید شکار کے فریک ہو گئے زبان ان لوگوں کو ان  
معلوم ہوا میں چاہتا ہوں جنگ کو طول نہ تو بچیل تمام اس فوج کو بد انجام سے ہمت حاصل کیوں ہے  
لشکر میں پہنچو میں کیوں تقدیر کیا دکھائی ہے رہہ کے طبیعت بگڑتی ہے تم خانات لشکر کو اس  
رو میں تن سے میں مقابلہ کروں بہ عنایت پروردگار بہت جلد شکست و ہار ایرج نے دست بستہ عرض  
کی کہ غلام کے ہوتے مناسب نہیں ہے کہ حضور ہر کسی ناکس سے مقابلہ کریں بل میں قصد کرتا ہوں  
انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ہی کرونگا لاچار صاحبقران نے اجازت دی ایرج کو جو ان کو  
باد و رفتار کو اڑا کر سامنے فولاد رو میں تن کے آئے بعد پریش نام و نسب  
نیزہ چلنے لگا صاحبقران ملا علی قاری ہے ہیں کہ ایرج کو جو ان تسلیم کردہ  
مہتر مہتران بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں چاہتا ہے کہ بہت جلد  
نیزہ نکالوں ممکن نہیں ہوتا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر  
ایرج نے نیزہ اٹھا ہوا لیا کیا فولاد رو میں تن سے لڑا پہنچی ایرج پر ہاتھ



مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا سر کو تبا کے کر پڑا تھ مارا فولاد و روین تن نے پختون تلوار کو جسم  
 پر لیا چونکہ روین تن ہے تلوار نے تاثیر نہ کی صاحبقران ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ایرج نے جو جان کر کو تبا  
 سر پر ہاتھ مارا سر کو تبا جھکا دیے شائے پڑا تھ مار دیا بخیر وہ جیسا اپنے جسم پر تلوار کے وار  
 ہے رہا ہی بغیرت کا جسم نہیں کٹتا جب پانچ سات وار کر کے عاجز ہوا باڑہ کو پچا کے کھائی پر ہاتھ  
 ڈال دیا قصد کیا تلوار چھین لون کر مین ہاتھ دیکے اٹھا لون فولاد پٹ پڑا و دونوں جوان  
 زمین پر کودے کشتی ہوئے گئی صاحبقران ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ایرج نے کشتی میں فولاد  
 روین تن کو زد کر دیا وہ بھی جاننا زمی کر رہا کسی پر کمی نہیں کرتا کام دن کشتی میں تمام  
 ہوا دن قلیل باقی رہ گیا ایرج ہر مرتبہ فولاد و روین تن کو ریل کے سے دوڑتا ہی چاہتا ہوا  
 زبرد کروں مشکین باندھ لون وہ بھی روین تن پہلو ان زبردست ایک مقام پر فولاد و روین  
 تن ایرج صفت شکن کو ریل کر کے دوڑا پانچ یا سات قدم تک لایا وہاں پر فولاد و ایرج  
 نے چار ریل کر کے دوڑا دونوں فولاد نے بھی رک کر زور کیا ایرج نے دونوں یا دونوں پڑھا ہوا  
 ہوش خانہ تھا ایرج کا کولا لیا صدمہ سے شانہ راہہ بیہوش ہو اُس نامزدی کچھ خیال کیا  
 ایرج کو باندھ لیا یہ کہتا ہوا پلٹا اسکو جا کر قتل کروں کل حجرہ سے بھی سرسید ان سمجھو نگا  
 مع اپنے لشکر کے پلٹ گیا صاحبقران رنجیدہ اپنی بارگاہ میں آئے خواجہ عمر و سے فرمایا  
 خواجہ جا کر ایرج کی خبر لاؤ وہ کہ گیا ہے کہ میں قتل کر دینگا ایسا ہوا آفتاب آسمان ٹاسم تو جوان  
 ہونے والے تو میں کیا منہ دکھاؤنگا عمر و زہر کا رو بھی روانہ کیے بیقرار ہو کر خود بھی واسطے خبر  
 کے چلا بیان فولاد نے آئے ہی ایرج کو مسلسل و مطوق کیا پہلو انون سے کہا اس جوان  
 کو لا بٹلاؤ ہم سرور بار سمجھیں گے اگر تصویر خد وند خورشید روشن تن کو سجدہ کیا جان کشتی کو  
 ورنہ ابھی قتل کر دینگا پہلو انان فولاد ایرج کو مسلسل کر کے سامنے فولاد کو لائی ایرج نے بطریق  
 اسلام سلام کیا فولاد بہت بگڑا کہا او مسلمان مایہ دولت کو سامنی نام خدا نہ یادیدہ لیتا ہی میں نے  
 تجھ کو کیونکر زیر کیا ایرج نے کہا او کار میرا کولا اتر گیا تو گرفتار کر کے لے آیا کیا منہ لو کے سوال  
 مذہب کرتا ہے فولاد نے کہا اندیز کرنا کسے کہتے ہیں میر زور سے کولا اتر اگر اطاعت نہ کرے گا  
 ضرور قتل کر دینگا ایرج نے کہا او نامزد تیری کیا مجال ہے میں تو خود شید روشن تن پر لعنت



کرتا ہوں جو پہلوان سرخچرخ تھا ہے ہوئے کھڑا تھا فولاد کی کما کہ اس زبان دراز کو سزا نہیں دیتا  
 اس بیجا فیروز خیر چھٹکا مارا گیا کیوں اوہ زبان خاموش نہیں رہتا بمقدور قدرت کلمات سخت کستا  
 ہر ایرج کو نہایت غصہ آیا زرخیر تمام کر ایک چھٹکا مارا وہ منہ کی بھل زمین پر آیا ایرج فیستک ماری  
 کہ سر اسکا پھٹ گیا لینا لینا کا ہلر ہوا ایرج فی غصہ میں قید توڑ ڈالی ایک پہلوان کو مار کر تلوار کی  
 نعرہ کر کے لڑنے لگا فولاد بھی اپنی مقام سے اٹھا آواز دی اس سرکش کو مار لو ایرج سر بہرہ  
 پایا وہ فولاد سے مصروف جنگ ہے لاش پر لاش گرا دی میں تلاش سے کہ پڑھ کر فولاد کو مار دن چھا  
 جانب سے ایرج بر بلوہ شیر بیشہ صاحبقرانی بیٹے شوکت شان سے جنگ کر رہا اوہ کارے لشکر اسلام  
 کے جو بارگاہ فولاد میں برائے خیرائے تھے یہ حال پر ملال دیکھ کر بھاگے اقلان و خیران حیران و  
 پریشان سامنے صاحبقران کے آئے عرض کی حضور جلد سوار ہوں ایرج ز بارگاہ فولاد میں قید  
 توڑ ڈالی اس یکہ و تنہا پر میں لاکھ فوج کا بلوہ ہوا ایسا نہ کہ دشمن کے قتل ہو جائیں یہ خبر وحشت نرا  
 لشکر صاحبقران بتاب ہو کر کھڑے تمام لیا قبضہ تیرہ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا آہ کا نعرہ کر کے  
 پشت مرکب پر سوار ہو کر سواران ایرج اوجوان یہ حال اپنے آقا کا شکر بہ تعجیل اٹھے طرف لشکر کھار  
 چلے بیان ایرج اوجوان بڑا جگر تیار رہا بارگاہ فولاد کو کیا لشکر فولاد میں قرنا ہوئی تین لاکھ  
 نامور تیار ہوئے کمر بندی ہو گئی ایرج اس مجمع رو باہ میں شیرازہ لڑ رہا فولاد رو تین تین گیندے  
 پر سوار حیرت سے دیکھ رہا ہوا تو غریبین کو تباہی سا تھو والوں سے کتا ہو کیوں او نامر وہ جو ان  
 یکہ و تنہا تین لاکھ فوج سے مصروف جنگ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک کو گر قمار کر بویہ آرزو ہے  
 کہ یہ زندہ گر قمار ہو یا رفیق بناؤں اپنے لشکر کا بادشاہ کروں یہ ذکر تھا کہ نعرہ صاحبقرانی کی آواز  
 آئی تھم زنگی و قلم زنگی وغیرہ تلواریں کھینچے ہوئے ہوئے اپنے آقا کو جو فوج میں گرا ہوا دیکھا  
 سپر کر دئے صاحبقران لڑتے بھڑتے طرف فولاد رو میں تن کے چلے اتنی ہمت  
 جو ایرج نے پائی کئی مرکب مارے گئے سواروں کو مار کر پھر گھوڑا لیا  
 خود نہیں زہر بھی جسم میں نہیں ہے چار طرف سے تلواریں بڑھ رہی ہیں ایرج ہمہ تن چشم  
 بنا ہوا اسی آن بان سے لڑ رہا ہے جس پہلوان نے پھر کر ٹوکا تے کلفت جا پڑا اسنے  
 ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے ہاتھ مڑوڑ کے تلوار چھین لی کمر زرخیر میں ہاتھ دیکر اس خود سر کو



قاش زمین سے اٹھایا ہاتھ پر تول کر طرف آسمان کی پھینکا جو رنگ مٹاؤنی قلم کیا فولاد روشن تن  
ایرج صفت شکن کی جرات پر ہر مرتبہ جھوم چلا ہا خود تعریفین کر رہا و اسی حسرت میں کہ اس جوان کو  
زیر کر کے اپنا رفیق بناؤں پسرن حشر کو ایسا میں بچا تھا جہاں جرات شوکت لیا قتل کے جسم کو اسے  
قطع ہوا صفت جرات ایرج میں بھرت تھا کہ صفین ہم دہرم ہو میں دیکھا صا جھقراں مان گس  
زور شور سے اٹکے لڑے پہلوانوں نے راستے دیکھے بھگدڑ لگی نعرہ شیر کی صدا سن کر وہ باہر بھاگنے لگے  
فولاد کے ہوش بڑھ گئے کہ پوتا تیغ زن اور صفت شکن جرات میں کوئی انکا ہم نہ رہیں ہی دل سے باتیں  
کرتا ہوا یہ حوصلہ تو نہ بڑھ کر صا جھقراں کے مقابلے میں جلے ایرج کو تنہا پا کر جاڑا جانتا ہے کہ یہ شیر  
دو چار زخم بھی کھا چکا ہے خود زہ بھی سہی پر نہیں ہے خبردار خبردار مگر قریب پہنچا ہاتھ تلوار کا ایرج  
نوجوان جان چکا کہ یہ پہلوان رو میں تن ہو تلوار کو نہیں مانتا سینہ سپر کر کے کٹائی یہ ہاتھ دلایا  
ہاتھ مڑوٹ کے تلوار چھین لی گریز نچر میں ہاتھ ڈال کے قاش زمین سے فولاد رو میں تن کو اٹھایا  
سہر پر چرخ دیتے ہوئے سامنے صا جھقراں کے لائے صا جھقراں نے فرمایا ای نور نظر اسکو  
چھوڑ دو یقین ہے اپنی حرکات پر منفعل ہوا ایرج نے چھوڑ دیا فولاد قدموں پر  
گرا اور کہا کہ خورشید روشن تن نے یہ ہمکے ٹھکڑے بھیجا تھا کہ حشر مرحلہ جات  
عظیم اختر یہ فتح کرتا ہوا آتا ہے تم جا کر گرفتار کر لاؤ سا حرون کا کھر بہ سب لوح کے  
سائیر نہیں کرتا یہ بھی وہ جانتا تھا کہ میں جس لڑائی پر گیا اسکو فتح کیا تلوار میرے جسم پر  
سائیر نہیں کرتی مگر اس شیر دلہ نے ٹھکڑے مروی زیر کیا آرزوئے ولی ہے کہ غلام کو حلت  
بگوش بنایے کلمہ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمائیے عمر بھر غلامی سے گروں تابی نہ کرونگا  
صا جھقراں نے کلمہ پڑھایا فولاد رو میں تن بصدق مسلمان ہوا اہالیان فوج سے بکار  
کہراؤ اودی میں نے خورشید روشن تن پرعت کی اطاعت صا جھقراں صدق من  
قبول ہوئی سعادت دارین حصول ہوئی جسکو میرا تم دنیا منظور ہو میرے پاس جلائے و  
اس شعبہ باز کے پاس جائے کئی ہزار ساحر آپس میں کہنے لگے فولاد رو میں تن نے ہرا کیا  
خداوند خورشید روشن تن ایسی بلا نازل کرے کہ ان بسکو جان بچانا مشکل ہوگا جو خداوند  
خورشید روشن تن کو سجدہ کرے وہ اطاعت خدا نے نادیدہ کیوں کرے تمام مسلمان شریک



خداوند ہوسے ہیں کہی سو پہلو انان صاحبقران نے قدرت کو بچہ کیا اب باو شاہ اسلام کو ساتھ  
چند سردار چند تاجدار باقی رہ گئے ہیں دو چار دن میں طبل قتاری بجیگا باو شاہ بھی بدل و جان اطاعت  
کرے گئے فولاد و سلمان ہو گیا بہت بڑا کیا چند کس تو یہ کہتے ہوں گے نکل گئے باقی سب ہر اسیان فولاد  
نے بدل و جان اطاعت کی صاحبقران تو بارگاہ میں چلے آئے ایرج و نوجوان و فولاد و ردین تن  
و خواجہ عمر و انتظام لشکرین مہر و تہا نے سرداران زخمی کو اٹھوا رہے ہیں کہ آسمان سے  
انکڑا ہر سیاہ پیدا ہوا سر لشکر بر آئے وہ لکھ بڑھایا ایک ساحر وہ آگے پشت پر چالیس جاوگر  
اس ساحر نے اسے ہی خود کیا منہ سر ہنگ جاو و فرستاد و خداوند خود شید رو شن تن و فولاد  
و ردین تن قدرت کو چھوکی سینا سے بھجا تھا کہ مسلمان ہو جا قدرت نے طلب فرمایا ہے سلسلے  
قدرت کو کسرا کا ل ہو گی اس تو شور سے وہ ساحر گرہی کہ زمین تھل گئی عمر و ایسا نیز دستار  
بھاگ نہ سکا کرتے کرتے اسے تھری بھی کیا ایرج صفت شکن فولاد و ردین تن و عمر و رفیق کو گر قمار کرنا  
شکر میں لڑا و اعما صاحبقران و دوسے ایک ساحر نے آکر ایرج و عمر و فولاد کو کھڑک دیا  
سے جاتی ہے یہ لشکر صاحبقران دوسے بیرون بارگاہ آکر دیکھا کچھ لوگ بیہوش ہو گئے چند نے  
سر کے پڑے ہیں سر ہنگ بڑ بکمرشل برقی کو آئی ان تینوں کو لیکر نکل گئی صاحبقران و جان  
و پریشان فراتے ہیں فلک چین چین سینے دیتا دیکھو ان اس سرحد میں کیا ہوتا ہر و بدم نے  
صدے ہوئے ہیں ایرج و عمر و کو ساحرہ لیلی اب ان کو کہاں تلاش کروں شکہ کا وہ حال  
پر مثال سننا نہ روے رفتن نہ راہ ماندن یہ فرما کر اسی وقت لشکر تیار کیا یہ ہدایت لوح سمت  
قلم طلسمی و منزلہ کرتے ہوئے چلے سر ہنگ جاو و ایرج و عمر و فولاد کو تخت پر ڈال کر  
پچلی دس کوس راستہ طے کیا تھا کہ تھرا سے گرداڑی لکھ بڑ بھی نمایاں ہو سرشار جاو و ملازم  
خو رشید رو شن تن تیار کھیلے محراب میں گئی تھی ہاں قاسم نوجوان حجب میں اپنے فرزند کی  
پھر رہے تھے سرشار جاو و نو عاشق ہو کر حجاب میں گرفتار کر لیا ہر شل پر ٹھرتی ہے اس میدان  
کہ اس جوان سے وصل حاصل کروں سر ہنگ کو جو آتے ہوئے دیکھا پوچھا ہوا کہاں سے آئی  
ہو سر ہنگ کے تمام کیفیت بیان کی کہ قدرت نے برائے گرفتار فولاد و ردین تن بھیجا تھا  
میں نے جا کر عمر و ایرج و فولاد کو گرفتار کر لیا تم کہاں سے آئی ہو سرشار نے کہا ہوا



میں نہ کار کھیلنے لگی تھی جو اس میں جا کر خود دشکار ہوئی نیزہ حمزہ قاسم نو جوان مصروف شکار تھا اس  
 ظالم پر عامل ہوئی روز اس ظالم کو سمجھا اتی ہوں میں نہیں ماننا آج تم بھی چکر رہا سو باغ میں اتر دو ایک  
 ہی جگہ پر ہم تم سب ٹھہریں اس سرکش کو سمجھا دشا دیدہ آپ کو دشمنی رام ہو اگر سامنے قدرت کی لجاؤنگی  
 بلا لکھنے سجدہ کر لگا وہاں ہنگامہ عظیم برپا ہے چار سو سرداران حمزہ سے قدرت کو سجدہ کیا اب  
 قدرت نے ایک ہفتہ کی بادشاہ کو مہلت دی کہ علاج کر کے سجدہ کرو اب بدن لبل جیگی بچے گا کوئی  
 مسلمان زندہ نہ بچے گا یہ کیا سرشار جاوے سر تنگ کو اپنے ساتھ لیا وہاں بھی سرشار  
 سرشار کا باغ تھا اندبان کے اتری سر تنگ نے ایک کو پھری میں عمر و ایرج و قولاو کو  
 مسلسل کر کے قید کر دیا کینز کو حکم ہے جالبہ عیش و نشاط آراستہ کر دشا اب وکیاب مہیا ہو قاسم  
 کو سمجھا دو میرا وصل قبول کرے ورنہ صبح کو قتل کر دونگی میں نے بڑے وعدے اٹھائے اب مصیبت شب فراق نہیں  
 اٹھ سکتی جالبہ تو فوراً آراستہ ہوا کینز ان سرشار قاسم نادر کو سمجھا رہی ہیں اے جوان ایسے  
 معشوق کو قبول نہیں کرتا ابھی پوری جوان بھی نہیں ہے آپ سے بھی کم سن ہیں دولت کو نہیں  
 تیرے واسطے مہیا کرینگے سحر تعلیم فرمائینگے کوئی دنیا میں تھکے انکھ نکلا سکیگا زور تو اہلی ہو سحر بھی سکھ  
 لینا پہلوانان عالم کو شکست دینا مشیر قدرت خداوند کلماتی ہیں جب قدرت کو معلوم ہوگا  
 کہ ملکہ سرشار کا یہ جوان شوہر ہے سب پہلوانان حمزہ کا پیہ سالار کرینگے اب مسلمانوں پر زوال ہے  
 صرف ایک جنگ اور باقی ہر قاسم ان کینز کو گالیلین دینا ہر شکوفہ نام کینز سر تنگ پھرتی ہوئی  
 قریب اس کو پھری کے آئی جہاں خواجہ قید میں تھے عمر و نے اشارہ سے شکوفہ کو بلا لیا اب میرا پاس  
 او شکوفہ ہنسنی ہوئی قریب آئی کہا اوتھتے تو کس جرم پر قید ہو اٹھتے لاتی تو تو نہیں ہے عمر و نے  
 کہا بوا میں باوہی کانو کر ہوں دیگ شویوں میں کچھ پکانے کا حکم ملا وہ بیڑھی کچھ تھی گو یا میرے قید کی پیر  
 تھی کچھ حل گئی اب ملکہ سر تنگ اسکی قیمت مانگتی ہیں فلاتی میں تجھے قتل کر دونگی حضور میں محتاج نہیں  
 ہوں کون ایسا مڑاوی ہوگا کہ جسکے پاس دو چار ہزار کا اثافہ نہ ہو مجھ پر غصہ ہے انھوں نے میری شرفیا  
 دیکھ بائیں پائی ہیں اور اوہم کا چھین لوں اب صبح کو تندی لینگے میری شرفیاں تم اپنے پاس رہو  
 جب رہائی یاؤنگا تھے لیلوں کا اوہم تم لینا سب لینے کا ارادہ نہ کرنا شکوفہ ہنسنی پڑی کہا کیوں ای  
 ٹکڑو دیکھتے تو ہمارے ساتھ مسخر ہیں کہ پائی میری شرفیاں اپنے بازو ان میں بند کر کر رکھونگی جیوت



مانگیا میں فوراً دیدوئی یہ کیکی بی شکوفہ بیٹھ گئیوں سے کہتی ہر قیدی کے بات کی کون سماعت کرے گا  
 مفت کا مال ملتا ہو گا اسے لاکھنتی اشرفیان ہیں میں سے بھی ذکر سنا تھا کہ دیک شو کی اشرفیان  
 جھپٹے لینگے محتاج کی گردن میں ہاتھ دینگے عمر وے کیا بوا اور استھکری نکال دو ہاتھ مستابوین  
 آئیں تو اشرفیان نکال دوں شکوفہ سوچی میں سحر جانتی ہوں یہ حقیر بھاگ کر کہاں جائیگا ہتھکری  
 نکالی ہنستی بھی جاتی ہیں باتوین دم بھی دوسری ہوں فرما تی ہیں اسے دیک شو گھر انا نہیں میں اشرفیان  
 لیکر کیا کروں گی اگر تو قتل ہو جاؤ گے تیرے گھر بھیج دوں گی سفارش کر کے تجکو قید سے بھی چھڑوا دوں گی  
 مجھے تیرے حال پر رحم کیا جب عمر و کی ہتھکری نکلی کہا دیکھو بوا شکوفہ تمھاری ساعہ  
 والیاں اودھر دیکھ رہی ہیں شکوفہ بیٹی عمر و سے قطع ہاسے گندے گلے میں ڈال دیے حساب  
 بیہوشی مار کر بیویں کیا اپنی ہتھکریاں بی بیڑیاں بی شکوفہ کو سنایاں گلے میں گنبد چھو نسبی دیا  
 بہ شکل شکوفہ ہنستے ہوئے باہر لنگے دیکھا جلسہ شراب و کباب راستہ ہے سرشار و مسرت  
 منہ پر بیٹھی ہیں کینرین قاسم کو سمجھا رہی ہیں یہ سبب پریشانی سرشار و دورہ شراب بھی معطل  
 یہ شکوفہ ہنستی ہوئی سافے سرشار کے آئی کہا کیوں واری یہ ظالم شانزادہ قاسم اچکھین  
 قبول کرتا میں ابھی راضی کیے دیتی ہوں بکو پٹا لیجے میں راضی کر کے قدم بیز گرا دوں گی سرشار نے  
 خوش ہو کے کہا اسے شکوفہ تیرا بڑا امان ہو گا تین راتیں مجھے تیرے تڑپ کے گزری ہیں اب و  
 دانہ ترک رہا اسی واسطے بوا سرشار کو بھی پھر لیا کہ لطف سے جلسہ راستہ ہو کینرین  
 سب ہٹ گئیں بی شکوفہ نقلے اگر قاسم کا ہاتھ تھا ما کہا کیوں سے مروے تو کیا  
 جو ان ہی ملک سرشار اسی معذوقہ کو نہیں قبول کرتا میان بڑا مرتبہ پاؤ گے سرشار کے شوہر  
 بدست کلاؤ گے قدرت طرہ پیغمبری عطا فرمائے کل پہلو انون کا سردار بنائیں گے قاسم  
 جھلا کر جواب دیا کہ کیا بیوہ بکٹی ہی ہم روز اول جواب دی جگہ کیوں نہیں قتل کرتی خورشید  
 روشن تن کون مسخر ہو انشاء اللہ اسکو بھی قتل کرینگے اسکی برادری کا وقت قریب یا لشکر اسلام سے  
 مقابلہ کیا مثل لقا کی یہ بھی در بدر خاک بستر ہو گا عمر و بی بیٹن آنکھ کاٹل دکھایا کہا اودھو کہ بیو تو  
 سمجھا کیا ہی کسی ساحرہ کو جاہ و جلال دکھانا سرسراقت ہی میں آپو نیاحرف نہ باج سے کہہ دو کہ میں  
 راضی ہوں جو ملک شکوفہ فرمائیں گی وہی کروں گا میں ابھی ان سبکی گردن لوں گا تمھارا فرزند اسرج نادر ہو



بھی قید ہو قاسم نے حجاب سے سر جھکا کر کہا چھوٹے دادا جان یہ کلمات میری زبان سے تو نہ لکھیں گے  
خواجه عمر و منتہی ہوئے ساتھ سرشار کے آئے کہا وہ بی سرشار وہ خود تمہارے نام پر جان دیتا  
سے صاحب حسب نسب بنیہ صاحب قرآن ابتدا سے بدعت کرنا شروع کر دیا وہ بھی مرد بہ ضد ہوئی  
اب بڑا کہ او سکویہ میں بیٹھا اور شراب کباب کا چرچا کر دیا گانا بھی ہو فوراً راضی بھی ہو جائیگا سرشار کو  
ہو گئی قید سے قاسم کو رہا کیا مسند پر کھدی ساقیان سیمین ساقی مطربان خوش آواز جام و سپو  
لیکھ حاضر ہوئے شگوفہ اخروہ بیٹھے گئی کہا واری ایک غزل میں گلوں شراب بھی میں ہی بلاؤں  
بھر لطف حاصل ہو یہ لکھ کر بی شگوفہ بیچ صحبت میں بیٹھیں بایاں چھڑا سپد سہا سیدھا ٹھیکہ  
میں بجائے لکھیں گے کہ اگر یہ غزل عاشقانہ شش کی نظر سے

|                                         |                                                   |
|-----------------------------------------|---------------------------------------------------|
| تو یہ بھی ہی پر گئی اگر کیا ٹوٹا ٹوٹ کر | موندی تھا میر خون نہ ہو لاریا لگا                 |
| پہلا ہی نہ تھا ہر کیے ترک میشتی         | کیا کیا بڑا ہو رہا مگر ٹوٹ ٹوٹ کر                 |
| آباد تھے دل کو کیا محکوم لڑ کر          | حیرت ہو میرے اختر بخت سیاہ کو                     |
| کیا جانوں لکا حال کہ فقرت میں           | بہتر سے اپنے میر و سینہ میں چھوٹ کر               |
| گو کہ لیکھا کوئی عقل کو ٹوٹ کر          | ادھر دور ہوئے غم و غم و غم و غم                   |
| ادھر دور آئندہ کھا کھا کھا کھا          | انکھوں میں بھر گیا کوئی الماس کی طرح              |
| یہ کچھ کھا کہ دی کیا ہی تھی چھوٹ کر     | شرکان بھگت کی خوش نشین لے کر                      |
| میر بند و بست تھی یہ گلشن میں باغبان    | وہ دن تو کہ مگر غفلت میں چھوٹ کر                  |
| تو اسکو داستان بھر جہ جہوٹ کر           | اس لطف سے غزل گائی سرشار مست جام صحبت مہوٹ ہو گئی |

مختل میں جہاں آہستہ و آفرین بلند ہو سرشار سے خود کما شگوفہ آج تو تو نے سنا گل کھلا دیا  
خوب گانا سنا شراب کا انتظام بھی پہنچے تجھی کو دیا بلاؤ گلا بیان کنہر مختل میں لاؤ بہت خوب  
کے خواجه آئے منخانہ میں خوش خوشی پہونچے شراب میں بہوشی ملائی سب کو تقسیم کرنا شروع  
کیا یہ جو بیکار کے کما حکم سرشار جاوہر آج سب جی بھر کر شراب پیئیں مالک کے کلام کی تاثیر  
ظاہر ہو ساتھ دالے سر ہنگ و سرشار کے دوڑے گلا بیان قربانے بوتلیں تقسیم ہونے  
لگا ملازمان سر ہنگ و سرشار پینے گئے ہیے ہی تاثیر ننگ سرکاری ظاہر ہوئی کوئی چہن



میں پڑا لوٹ رہا ہو کوئی لڑکھڑا کر اگر جو بڑی رابطہ و مقابلہ تھو وہ چپ بیٹھے ہیں اس فکر میں کہ نشہ زیادہ  
 ہو پانچ گھنٹے میں چکر سورہیں سہولیت میں اسٹو دھن میں نشے کی جاتے ہیں راہ میں گائے کو عادی  
 ہیں کوئی ٹھمری کسی ریل کی سنی ہوئی یاد آئی گاڑی ہوڑے چلے جب مقام گٹکری کا آیا تان ماری  
 لڑکھڑا کر گرے سارے کھکے بیہوش سارے بارش میں ملا زمان سرشار دوڑتے پھرتے ہیں چمن  
 ان نشے بازوں سے بھرے ہوئے دو کہیں گرے چار کہیں گرے خواجہ نے چالیس  
 گلابیان مار غوانی سے معمور کہیں سلیقہ سے کشتی میں لگائیں محفل میں ایک لڑکھڑا خوش  
 ہو گئی کہا دیکھو شکوفہ کس سلیقہ سے شراب لالی ہو اب عمرو نے چند اشعار مہمنون شراب  
 گائے جام بھر کے ہاتھ میں قاسم کے دیا کہا صاحب مجھے کیوں اشارے کرتے ہوئے ہوا قاف  
 معشوقہ کو بلاؤ قاسم نے اشارہ کیا میں تو اس ملعونہ کو اپنے ہاتھ سے نہ بلاؤنگا عمرو نے اشارے  
 سے کہا ابھی سب نکر ظاہر کر دوں گا میں تو اچھل کود کو نکل جاؤنگا تمھاری گردن لیگی پھر جان بچی  
 قاسم ڈر گئے یہ خواجہ عمرو چالاک بیباک ہیں لاچار جام ہاتھ میں لیا لیکری گئے خواجہ عمرو  
 زہر مار کر رہے ہیں سرشار نے کہانی شکوفہ بڑی دلگی باز ہوا آج تو کتنے بڑا احسان کیا دوسرا  
 جام عمرو نے سر نہک کر دیا قاسم سے کہا اب معشوقہ کو خلیہ میں لیجاؤ بیان ہم سمجھ لینگے لاچار ہو  
 قاسم اسٹو سرشار پہلے ہی جا کر خلیہ میں بیٹھیں خیال ہو کہ اب معشوقہ خوش ہوتا ہو جام بارہو محفل سے  
 سیراب ہو گئی کہ قاسم ہونچے عمرو نے جلسہ میں سب سے شراب بلائی وہاں قاسم نے قاعدے سے پھیر کر شراب  
 کے ایک گھونسا مار کر سرشار کا سر پھینک دیا بیان سر نہک وغیرہ لڑکھڑا کر کہہ میں عمرو نے  
 پکڑ کر اٹھا پٹے مر نہک کو قتل کیا اسباب محفل کا لوٹ رہا ہوا صد اکو برس نہ کر کو ڈال دیا مرنے  
 سے ان جاوگر فیوج ایرج و قولا دو کو بھی ہوش یا خبرانی یہ ہی کہ بعد سرشار کے اندر ہوا  
 ہوا ایرج نے نکل کر قاسم کو دیکھا باپ کو سلام کیا قاسم نے گلے سے لگایا صبح ہو چکی تھی بعد  
 ہنگامہ عظیم آوازیں آئیں کشمی مرانام میں مر نہک سرشار بود صدابندگان خدا بچھا  
 اس باغ آئین قید تھے انکو بھی ایرج و قاسم نے رکھا عمرو نے تمام باغ لوٹ لیا نقش ہوا  
 بھی نہ چھوڑا بیان کے قیدیوں کو ساتھ لیا خواجہ عمرو ایرج و قاسم و قولا و فرحان و  
 شادان طرف لشکر اسلام کے چلے عمرو نے زبانی سرشار کے راہی شکر کی جو خبر سنی



تھی اب زبانی قاسم کو بھی دریافت ہوا کہ بادشاہ اسلام و کرب اسد و مقبل غیر چند روز  
خدمت بادشاہ میں باقی رہے ہیں تو زائد ہر ولد ہر دور نے ہزار ہا کو دیر کیا جسکو دیر کے سامنے خود شہ  
لیکے اُس نے اس شہیدہ باز کو سجدہ کیا ایک ہفتہ کی اُس بیجا فوسلت دی تھی کہ اندر اس ہفتے کو صلح  
و مشورہ کے شرکت کرو شکر لقا جب تک زور و نپر ہے ہر روز یہی قصد کرتے ہیں کہ بادشاہ کو گرفتار  
کر لیں شاپور و چالاک شاطران لشکر اسلام بادشاہ کو سمجھا کر پھیر لجاتے ہیں ابوالفتح  
اندر بارگاہ خورشید روشن تن کے بیٹھے ہیں چاہتے ہیں کہ خدمت ساتی گہری میں مشغول  
ہوں اعوان و انصار اور خورشید بیدار بیکر تہ بکار آئے یا خداوند یہ ابوالفتح صفہائی  
بھانجہ عمرو کا ساتی بنکر آیا ہوا سے شراب میں بہوشی ملائی آپ نوش نہ فرمائیے گا  
بس خورشید نے غصے میں طرف ابوالفتح صفہائی تھے دیکھا اور کہا کیوں ایسے بندہ مقنوب و فاجر  
کے سامنے یہ عیاری کی جلد سجدہ کر اب تک اپنے خداوند کو نہیں پہچانا ابوالفتح نے اسی وقت خورشید  
روشن تن کو سجدہ کیا اس طرح چالیس عیار بھی اسکے شریک ہو گئے ہیں رات کو شکر لقا کی حفاظت  
کرتے ہیں اگر بیان سے کوئی عیار شکر کفار میں جاتا ہے وہ ہمارا کردار دہرتے ہیں کہ ان کو گرفتار کر لیں  
چالاک و شاپور کد کا دش کر رہے ہیں کہ ہمارا لنگہ سامنے کچھ زور نہ چلیگا حالت مصیبت  
آیات لشکر اسلام جو عمرو نے زبانی قاسم کے سنے ہوش اُٹھ گئے حیران تھا کہ یار و اسکا انجام  
کیا ہوگا مگر اب جلد جلوس شکر میں جاکر شریک مصیبت بادشاہ ہوں قاسم نے حال صاحبقران  
پر بچھا عمرو نے تمام کیفیت فتح طلسم اختر یہ کی بیان کی یہ بھی کہا کہ اب یقین ہے صاحبقران پہلے  
قلعہ طلسمی پر جا میں شکر شکست کھا کے گئی ہے اس طرح کی صلاحین کر کے طرف لشکر اسلام کے چلے  
ہیں دیکھئے کس وقت پہونچیں حال غیریت مال صاحبقران تحریر ہوتا ہو جب صاحبقران کو  
معلوم ہوا کہ عمرو ابرج و قولا کو کوئی ساحرہ گرفتار کر لیگی صاحبقران لشکر ساحران و  
غیر ساحران ہمراہ لیکر طرف قلعہ طلسمی کے چلے ہر منزل پر یہی خبر میں ملتی ہیں کہ لشکر اسلام پرتوال  
ہو ہمارے ہی سردار شریک خورشید روشن تن ہو کر میدان کارزار میں آئے ہیں افسوس کو  
گرفتار کر کے لجاتے ہیں ہر مرتبہ ہی قصد ہوتا ہے کہ طرف قلعہ طلسمی کے مجاؤں اپنے کو لشکر اسلام میں  
پہونچاؤں ساتھ والوں نے عرض کی حضور بعد نماز صبح لوح طلسم اختر یہ کو ملاحظہ فرمائیں دیکھئے



کیا نوشتہ ملتا ہوا صاحبقران نے نماز بحر صدق خضوع و خشوع ادا کی یہ دعا کی کہ اے مالک بے نیل  
 رب کار ساز انجام بخیر ہو تو نے ہمیشہ میرا نانا اٹھایا مرنے پہ صاحبقران پر سوچا یا حالات مصیبت آیات شکر  
 اسلام شکر بہت بیتاب ہوں کچھ دعا میں پڑھیں بعد اسکے لوح ملاحظہ کی تحریر تھا کہ اے قناح طلسم و  
 سیار این عجائبات جب مرحلہ جات فتح ہوں بہتر ہی ہے کہ اول جا کر قلعہ طلسم کو فتح کرو سب مصیبتیں آسان  
 ہونگی فتح قلعہ طلسم آخر یہ سے کوئی تحفہ بھی دستیاب ہو گا کہ جس سے حال کیفیت قتل  
 خود شہید روشن تن کا ظاہر ہو گا یہ مضمون بلاغت مشعرون جو صاحبقران نے لوح میں ملاحظہ کیا  
 خوش ہوا کہ ساتھ والوں سے کہا میں نے بادشاہ اسلام کو خدا کے سپرد کیا فتح کرنا قلعہ طلسم آخر یہ  
 واجب و لازم ہے اب دو منزلہ کرتے ہوئے صاحبقران چاہر کاروں نے یہ سب خبریں اختصر  
 جادو کو پہونچائیں حال آمد صاحبقران سن کر گھبر گئی جسدن سے شکست کھا کے آئی بڑے بڑے  
 ساحر و فن کو فتح کیا مرحلہ جات سے بھی ساحر بھاگ کر آئے ہیں ہر وقت یہی صلاح ہے کہ صاحبواسی میں  
 فلاح ہو کہ طلسم کشا قلعہ تک نہ آنے پائے کوئی جا کر راہ میں روکے لوح اسکے پاس موجود ہے  
 جو سوچناوٹنگی لوح طلسم کشا کو خبر دیگی اسکے ساتھ کو کب دوشنیز و برہمن کی اور بھی ہو گئے ہیں  
 ذکر تھا کہ چند ساحر شکل عقاب و طاؤس آ کر پہونچے صورتیں اصلی بنکر عرض کی بالائے قلعہ تشریف لیجئے  
 ملاحظہ فرمائیے طلسم کشا موفج ظفر موج آپہونچا آخر جادو بالائے قلعہ آئیں گرد قلعہ کے سحر کیا  
 شعلہ لے آتش نے قلعہ کو گھیر لیا خندق میں بہت سے فیل و شیر و فرس وغیرہ ماش کے آئے کہ  
 بنا کے پھینکے سب دیکھا صد ہا شیر و گرگ حفاظت قلعہ کر رہے ہیں یہ سامان کر کے اختصر  
 تخت پہنچے وزیر امیر گرد و چار سو ساحران زیر دست تدبیر میں کر رہے ہیں کہ دفعتاً مھارت  
 گرد آوی اختیار نے دیکھا آگے آگے سو علم نشان لاکھ سواران جرار کا ان پر تعریف  
 اتنی مرقوم آمد فوج کی دھوم علمدار سامنے سے نکل گئے ساحر و فن نے دیکھا آفتاب آسمان  
 عربستان نہ لرزہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان پشت مرکب باد رفتار  
 پر سوار لوح طلسمی مثل جیم قمر گل میں چاک رہی ہے پشت بر فوج ظفر موج اس گرد و  
 سے صاحبقران آ کر پہونچے قلعہ طلسمی کو ملاحظہ فرمایا کہ گرد قلعہ کے آگ جل رہی ہے  
 شیر و ہلنگ وغیرہ خندق سے مٹھ نکاسے بیٹھے ہیں میدان مست گرد پھر رہے ہیں اگر



کوئی فائر اڑا کر آتا ہو گری شعلہ ہے آتش سے جل جاتا ہو انسان کیا ہوا کا بھی گزرتی شعلہ ہے  
 آتش سے مفرنین صہا جعفران نے حکم دیا بارگاہ استا و ہونی سبھا تھو دے اترے خیمہ ستاد ہونی  
 بارگاہ میں آراستہ و پیراستہ یہ فرما کر بارگاہ میں آئے کہ کل انشا اللہ سرسوار سی قلعہ کو نو گنا اختر بن گیا  
 اور ایک گرو غلام بھی لکھ ہے اگر گناہ کرے تو میرا ہوا کہ انشا اللہ ہو کہ اختر دیکھنے لگی وہ لکھ گناہ  
 قریب لشکر صہا جعفران عالی وقار اگر شفیق ہوا دیکھا کہ کسب رو شہنشاہ تخت دربار میں پیرا وادی  
 فرین بالی پر لکھ برہمن کی لڑو و اسباب کھڑے ہوئے آراستہ نشست پر ہاتھ تھپتھپا ساغر ان پرورد  
 بادہ جرات سے مست پرے باہر تھے ہوئے جلائے کون کو کسب و پرہیز سستہ ہی لکھ لشکر انکارا  
 صہا جعفران نے جن سردار پر اسے استقبال کو کسب و پرہیز بھیجے تھے ان میں دو کسب اندر  
 بارگاہ کے آئے قدم اتھس صہا جعفران کو بوسہ دیا کہ کسی ہے جہاں نگار پرانے تنہا  
 ہوئے صہا جعفران نے تمام کیفیت مرملہ جات بیان کی حالی غائب ہوئے ایرج کا جو کہ کسب  
 نسبت طول و عرض کی اگر شاو فیض بنیاد ہو تو میں جا کر اس شیر نیر کو تلاش کروں جعفران  
 نے فرمایا ایہ راوہر قلاب کج رفتار و سپے آکر لہو میرا بار و فدا و تھرو بھی مجھے جدا ہوا تمام ساحران عالم  
 اسکے نام کے دشمن ہیں حالات لشکر ایسے تھے کہ جس سے دل بے قرار ہو گیا جی جاہتا تو پیر پر واپس  
 کروں اپنے کو خدمت بادشاہ عالی جاہ میں بیوی خاؤن مگر لوح نے خبر دی ہو کہ فتح ظلمہ اختر سے  
 اتنان قتل خود رشید روشن تن بھی لیا کمال میں صبح کو انشا اللہ ہدایت لوح تلخ میں اعلان کرونگا یہ  
 نوکر تھا کہ ہر کار دن نے عرض کی ایرج نوجوان و قاسم مالیشان و فولا و دین حق خواجہ عمر  
 صہا جعفران نوجوانوں کے آئے ہیں صہا جعفران نام عمرو و لشکر شل گل شکفتہ ہو گئے اپنے مقام سے  
 آئے کو کسب برہمن بھی ساتھ ہوئے بیرون بارگاہ آکر ٹھہرے کہ خواجہ عمرو سامنے سونایاں  
 ہوئے امیر نے بے اختیار دونوں ہاتھ پھیلا دیے بکار آئے بیت ادکجا میر سی ای ہر ہر  
 فخذہ قدم پڑا و تھان سرت علقہ مرغان ارم + عمر و اپنی آقا کو در کر لپٹ گیا ایام مہاجرت  
 یاد کر کے جھین مار کر دیا کہ قاسم و ایرج بھی مع فولا و اگر بیونچ صہا جعفران سیکو ہنسی خوشی  
 لیکر بارگاہ میں آئے کو کسب آئے اسے ایرج کے نہایت شاد ہوا قاسم نور و در حال لشکر کا در  
 صہا جعفران سے بیان کیا کہا حضور میرے سامنے تک چار سو سردار چالیس ہزار خود رشید کے



شریک ہو چکے تھے ہر روز لشکر لقا بہ شیطنت و نخبہ تارک ہی قصد کرتا تھا کہ باو شاہ کو گھیر کے گرفتار کر لیں خود رشید روشن تن نے اٹھ دن کی مہلت دی تھی میں اسی بقیراری میں جستجوے ایرن جملہ لشکار محارمین آیا سرشار بچھلکا اٹھا لالی اب نہیں معلوم اس عرصے میں لشکر ظفرانہ پر کیا گزری میرے سامنے عم نامدار شاہزادہ بدرجہ الزمان بمقابلہ بلند صہور بن سعدان نکلے انتہا کر معرکے پرے دوش باندہ روز کشتی رہی آخر عم نامدار کا کولہ اتر گیا اس ہندی بیدولت نے کچھ خیال نہ کیا نامردانہ عم نامدار کو میرے سامنے گرفتار کر کے لیکھا دوسرے دن آنکھوں نے بھی سجدہ کیا پھر میدان کارزار میں نکلے جوگان حضور کے فرزند کو دودن لڑ کر گرفتار کر کے لیکے میری آبرو پروردگار نے بسبب گرفتار ہونے کے بجائی آپ اے شہر یار عم نامدار و بلند صہور و نور الدہر نے آپس میں عہد کر لیا ہوا ایک لاکھ تین میدان میں نکلے ملازمان شاہنشاہی سے سرگرم کارزار ہوئے ہیں ان شیران و شست بنو کوکون مقابلہ کر سکے جو گیا یا علف شمشیر آبدار ہوا یا کشتی میں باندھ کر لیکے اب نہیں معلوم کیا بدعتیں ہیں بادشاہ نویت بجان و کاروبہ استخوان بہر دو و پریشان اکثر میدان کارزار میں نکلے انقلاب فلکی اپنے نکھوار دن سے لڑنا پڑا اکثر کوزخمی بھی کیا آخر کار کیا کرین اقبال انکا بیت یا در ہے کہ جب میدان کارزار میں نکلے بفتح و ظفر و ایس ہوئے اب حضور جلد چلنے کی تدبیر کرین بیان حال پر ملا ل قاسم نوجوان پر بارگاہ صاحبقران میں شور گریہ وزاری بلند کو گت صبا جعفر و عمر و درمند کو گت اپنے مقام سے اٹھا کما یہ سب مقدمات سحر و ساحری ہیں حضور فتح قلم طلسم اختر یہ میں معترف ہوں میں جا کر اس جیلہ سائنہ شعبہ باز سے سمجھ لوں گا سر میدان جا کر نکتہ دو کھلکے برہمن کج ابرو نے دامن کو گت تمام لیا کما ای شہنشاہ طلسم نور افشان میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ خود رشید روشن تن نے کوئی تحفہ نایاب اپنی جان کی حفاظت کا بنا کر اسی قلعہ طلسمی میں رکھا ہے جب تک یہ قلعہ فتح نہ ہو گا دست انداز ہونا خود رشید روشن تن پر ناممکن ہے اسی وجہ سے وہ مغرور و متکبر مطمئن ہے برہمن یہ بھی کہا کہ آپکا جو رہنا یہاں بہت بہتر ہے جب قلعہ طلسمی پر صاحبقران جائینگے لاکھوں باہر و غیر باہر صاحبقران کو روک دینگے لہذا امارا آپکا ہونا بہت ضروری ہے صاحبقران طریقہ سیاہری کو ختم فرمائینگے یہاں کا مکاری مجلسادی شعبہ بازی کا اہم اور آپ جب جود ہوں گے سب کام بخوبی نظر میں ہونگے صاحبقران



کو ہدایت کرتے رہیں گے کوکب یہ سکر خاموش ہوا ملکہ اختر جادو آمد لشکر صاحبقران بھگوانی  
 بارگاہ میں آئی مگر درپیشان سر جھکا کر بیٹھی کہہ رکے اے عرض کی اے ملکہ عالم صبح کو طلسم کش  
 ضرور بہ ہدایت لوح طلسمی قلعہ پر حملہ کرے گا کون اسکو روک سکے گا جیسی بہادری محترم اور مختصر  
 اسم اعظم لوح قبضے میں ایسے جوان بے نظیر صاحب توقیر سے مقابلہ کرنا اپنے خون سے ہاتھ  
 بھرنا ہواپ کی وزیر اعظم ساحرہ خوش خولکہ برہمن کج ابرو جملہ تدبیرین بتانے کو موجود ہیں  
 کوکب نے برسر قلعہ خورشید نگار مقابلہ قدرت جانے کا قصد کیا تھا برہمن نے روک لیا قلعہ  
 فتح ہوا تو ہم تم سب ساتھ ملکر چلیے اختر نے یہ خبر سکر زانو پر ہاتھ مارا کہا اے ستارہ شناسان  
 حالات طلسم اختر می ای نجم درختان بروج افسونگری صرف ہی رات در بیان ہو جو انتظام کرنا  
 ہو کر لوح کو قلعہ پر قیامت ہوگی یہ جو بھگوانی اختر جادو زکما یا اسکا حر جلیل ملکہ اختر کا کفیل شاہو  
 رموز دان کل قلعہ اختر یہ کا نظم ہے حکم سے خورشید روشن تن کے خزائن وغیرہ بھی سکی پڑتا ہو  
 اپنے مقام سے یہ کہہ کر اٹھا کہ اے ملکہ عالم نہ گھبرائے میں جا کر سب تدبیر کیے لیتا ہوں کوکب و  
 برہمن ہمارا کیا کر سکتے ہیں اپنے اپنے گھر کا سیکو اختیار ہو صرف فکر طلسم کشا کی کرنا واجباً لازم  
 ہے اگر خداوند روشن تن نے اپنا فضل شریک حال کیا تو میں لوح سمیک طلسم کش کو لاتا ہوں  
 شاہور رموز دان نے اسباب سحر اپنے جسم پر راستہ کیا سحر کر کے جلا اختر ہے یہ کہہ کر گوش آواز  
 رہے گا خاید کوکب نیزہ میر تقاب کرین کو آئے مدد مع لشکر جانیگا ملکہ اختر نے کہا بدل جان  
 آج تو خواب خور حرام ہے شب بھر جاگ کر بسر کر چکے ہر کارے بھی مقرر کر دیے ہیں اگر ہر سون  
 میں خود اپنے کو پہنچاؤں گی تم سب کی حفاظت کے واسطے یہ کام کرتے ہو قدرت نے بھی  
 فرمایا تھا کہ شاہور رموز دان جان و روح طلسم اختر یہ ہی اگر اپسر کوئی اُفتاد پڑی بریادی  
 قلعہ طلسم خورشید نگار ہی شاہور رموز دان ہمارا راز دار ہو سب کو مطمئن کر کے روانہ ہوا  
 بیان بارگاہ میں صاحبقران نے جیٹ باربر خاست کیا ملکہ برہمن کج ابرو ویرن بارگاہ آئی  
 اشارے سے کوکب خواجہ کو بلایا اہا امی شاہنشاہ اقلیم عیاری اس شب کو قلعہ اختر یہ میں قیامت  
 برپا ہوگی سب یہی تدبیریں کر رہے ہونگے جس طرح بے طلسم کشا کو گرفتار کرو قلعہ کو بریادی ہو جائے گا  
 ساحر وغیرہ سحر اس فکر میں نینگے لہذا جہاں تک ہو سکے صاحبقران کی حفاظت کرنا واجب لازم ہو



صاحبقران نے خاصہ تناول فرما کر آرام کیا ہے اس شہنشاہ کو کب تم دربار گاہ بیٹھو میں بہ شکل  
طاؤس قہر بارگاہ پر جا کر ٹھہرتی ہوں اگر کوئی آسمان سے طائر وغیرہ نیکار کیا میں وہ کون اگر بیرون  
بارگاہ سے کوئی آئے اپنے خیال رکھیں خواجہ خدمت صاحبقران میں حاضر رہیں جاری جانیت دست  
عزیز کریں کہ آج کی شب حضور آرام فرمائیں عمرو نے بھی قبول کیا ملکہ برہمن طاؤس نیکر  
قہر بارگاہ پر جا بیٹھی کو کب دربار گاہ پر ممکن ہوئے خواجہ عمرو اندر بارگاہ کے آئے صاحب  
زمان کو جگایا کہا اسے شہر یار خیر خواہان دولت کی یہ صلاح ہو کہ آج شب کو آرام فرمائیں  
جاگ کر برہمن دشمن آپ کی تلاش میں آئیے لوح لینے کی فکر میں ہو ہی ہیں میں بھی خدمت  
میں حاضر ہوں صاحبقران مسند پر بیٹھے کتاب تاریخ اٹھائی ملاحظہ فرماتے گے خواجہ عمرو بھی  
باہر جاتے ہیں کو کب کو ہوشیار کیا کبھی برہمن کو پکارا چار جانب لشکر میں سجا گیا ہی ہیں حد  
حاضر باش قناظر باش بلند ہوا اگر کوئی طائر برہمن بھی اڑ کر نکلتا ہو تیرا کر گزرتے ہیں خواجہ عمرو  
جب کئی مرتبہ باہر آئے خیال ہوا مقبل و فادر ظالیہ یہ ہو ذرا اسکی بھی خبر لوں کو کب کھلے اندر کا  
خیال رکھنا اسوقت تک برہمن بھی جاگتی تھی عمرو برائے ملاقات مقبل گیا ہوا سر جو چلی برہمن  
قہر بارگاہ پر سر رکھ دیا سو گئی صاحبقران بیٹھے ہیں کہ فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا پہلوے بارگاہ سے  
ایک شعلہ بھڑکا صاحبقران نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا لوح کو بسنھا لادیکھا ملکہ اختر جادو جادو  
تدار و اتقان خیزان حیران پریشان رومال سے ہاتھ باندھے ہوئے روتی ہوئی چلی آئی اور دوڑ کر  
قدموں پر صاحبقران کے گریبی کہا شہر یار کی جلالت و ریاست مثل آفتاب عالم میں روشن ہو  
یہ کینہ جنگ سے عاجز ہوئی بدل و جان طاعت اختیار کرتی ہوں مطیع اسلام ہونگی دین باطل پرستی  
سے انکار کیا خزانہ طلسمی بھی حاضر ہے لیجے نوڈی کی جان بخشی کیجیے لیکن امید وار ہوں کہ سلطنت  
قلعہ طلسم اختر یہ محکومے نوڈی نیکاب صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ اختر ہم تاج بخش ہیں تاج  
نہیں ہیں اگر تم بصدق مسلمان ہوتی ہو تمہارے سامنے سلطنت کی کون لیاقت کھتا ہو ملکہ برہمن  
کچ ابرو سے میں نے وعدہ کیا تھا اسکو میں در ملک کی سلطنت دوں گا میں بدل و جان تمہاری  
خطا معاف کی اختر قدموں سے لپٹ گئی کہا حضور نوڈی کو یقین نہیں تا تمام وزراء امرا  
بھی کہتے ہیں کہ ملکہ برہمن کچ ابرو و طلسم کشا پر عاشق ہیں سلطنت ان کو ملیگی اگر حضور



بدورش فرماتے ہیں براہ خدایین عرض کرتی ہوں کہ لوح طلسمی مجکو رحمت فرماین میں نے ظاہر  
 کو دکھاؤں صبح ہوتے ہو تو خزانہ طلسمی لیکر خدمت میں آؤں صاحب جقران نے فوراً لوح طلسمی گلے سے  
 اتار کر اختر نقلی کو دیدی فرمایا لوہے تمھاری خطامعات کی اختر نے لوح رد مال میں لپیٹی پھیرے ہی طلسمی میں  
 ایک جانور تھا اسکو چھوڑ دیا کھایا صاحب جقران ہوشیار ہو جے منم شاہور رموز دان اس طائر نے گرد  
 صاحب جقران چرخ مارا زبان میں صاحب جقران کے گنت اکی لکھ طائر کے زمین پر گرے شاہور نے  
 چاہا کہ صاحب جقران کو بھی اٹھاؤں دمھاکے کی آواز کان میں گونجے پہونچی پردہ اٹھا کے  
 دیکھا ایک ساحر سیہ فام صاحب جقران کو اٹھایا چاہتا ہوا نعرہ کیا منم شہنشاہ کو گپ و شنہنشاہ پر  
 کیا کرتا ہوا شاہور کی ٹھٹی میں دوسرا طائر تھا وہ کو گپ پر چھوڑا کو گپ پر تلوار میں برسے لیکن  
 جب تک کو گپ بھر کو دفع کرے شاہور نے دونوں پانوں زمین پر مار دی غرق ہو کر غائب ہوا برہمن  
 کج ابروی آٹھ ٹھٹی دیکھا صاحب جقران ہوش پڑے ہیں کو گپ پر گریں ہی ای برہمن گھبر کر گری  
 اور صاحب جقران کو زبردستی بیدار کیا امیر نے فرمایا شاہور رموز دان ایک ساحر تھا شکل  
 اختر اگر لوح طلسم لیکر آگئے اتنے عرصے میں بھر کو دفع کیا صاحب جقران کا رنگ متغیر ہوا اسم اعظم  
 بھی فراموش حیرت و غیرت کا جوش برہمن کو گپ کے گھسے قلعہ میں شاہور کو مارنے لگے مگر خدا عز و  
 مقبل سے باتیں کر رہے تھے کہ ہر کارے آ کر خبر دی کہ ای شہنشاہ اقلیم عیار ہی غضبے شاہور  
 رموز دان بصورت اختر اگر لوح لیکر آگئے برہمن تعاقب میں جا رہے ہیں تمام لشکر میں فرنا ہوگی  
 کہ بندی ہو رہی ہو عمرو و ذوقیب کو گپ برہمن آگیا کہ شاہنشاہ کو گپ چند ساعت ٹھہر جائیے  
 میں جا کر لوح کی تدبیر کروں تم لوگ قلعہ طلسمی میں نہ جاسکو گے میں جب پلٹ کے آؤں تب تم آگے بڑھاؤ  
 جا کر صاحب جقران کی حفاظت کرو کو گپ برہمن لا جا رہا ہو کر ملے عمرو بانہ مے عیاری سے آراستہ  
 ہو کر فکر میں شاہور رموز دان کے چل شاہور خوشی خوشی لوح سے ہو کر لقب بھر کا شاہنشاہ بن کر  
 لشکر صاحب جقران کے نکلا لوح کو رد مال میں لپیٹ کر چھوڑا میں کھاطرت قلعہ طلسمی کے چلا کوئی آدمہ  
 کو س راستہ ملے کیا تھا کہ طرف سے قلعہ طلسمی کے گرد ڈھری شاہور نے دیکھا ملکہ اختر باد و تاج  
 سر پر رکھے بدحواس دوڑی ہوئی آتی ای شاہور نے دیکھے ہی جھک کر سلام کیا کہا اے ملکہ مبارک  
 ہو گلہا بیان قلعہ طلسمی کی میں نے جان بخشی کی لوح طلسمی چھین لایا چاہا تھا میں نے



کہ طلمس کشا کو بھی تھالوں کو کب گیا میں سحر کر کے نکال آیا اختر نے کہا ایسا ہور تو نے کارنایان  
 کیا لگے کشا حمزہ میں کر بندی ہو رہی ہو کو کب بہمیں کج ابرو آیا چاہتی ہیں لوح طلمسی مجھو دیکھ  
 میں جا کر نہانہ میں لکھوں یہ سب حیرانہ کر کے آئینے تو سیکور و کنا میں جا کر خداوند کو خبر کروں ورنہ ان  
 حمزہ جو خوشید پرست ہو اس میں لکھو لا کر حمزہ سے بڑو اوون ہی حمزہ پر غالب آئینے شاہور نے کہا سب مناسب  
 سو جا لوح جھوٹی سے نکالی بلا تکلف ملکہ اختر کو دیدی اختر چھٹی طرف لشکر ہا جعفران کو چلی شاہور نے  
 ملکہ سے کہا ملکہ ادھر کہاں جاتی ہو ملکہ اختر نے نفہ کیا باشا وینیا اختر کا ستارہ گردش میں آیا منہم  
 ہر سپہ عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمر و نامدار دیکھ یوں لوح کو لیتے ہیں  
 تم ایسے کہ ہوں کو دھوکا دیتی ہیں شاہور سر بیٹیا ہوا دڑا جھوٹی سے گولانکا لگے مارا عمر و لوح کو  
 سامنے کر دیا گولا پھٹنے لگے بڑا عمر و لوح چمکاتا ہوا جاتا ہوا شاہور جا پتا ہوا دوڑ کر عمر و کو پکڑ لیا سب  
 لوح کو سحر اثر نہیں کرتا تھا ہو تعاقب نہیں چھوڑتا یہاں کو کب آکر ہا جعفران کو اٹھایا امیر کو  
 پشت مرکب پر سوار کیا کو کب بہمیں ساتھ ہو کر چلے ہا جعفران فراتے ہیں ای کو کب ہم میں کہاں  
 طاقت قلب پر فو رحمت بہمیں کج ابرو دیکھ کر آگے بڑھی دیکھا خواجہ عمر و بھاگے ہوئے آئے ہیں  
 شاہور سحر کرتا ہوا چلا آتا ہوا ہر مرتبہ آواز دیتا ہوا اوساریان زادی لوح کو پھینک دے ورنہ مار ڈالو گا  
 زندہ بچھوڑو نگاہ نیکے جب سحر کرتا ہوا خواجہ عمر و لوح کو چمکاتے ہیں سحر اسکا باطل ہوتا ہوا بہمیں  
 نے جویہ دیکھا آواز دی خواجہ دیکھنا میں آپہنچی ہا جعفران بھی تشریف لاتے ہیں یہ کہہ کر بہمیں  
 نے بڑھ کر سحر کیا گولا جا کر پھٹا شاہور پر آگ بڑھنے لگی شاہور نے نفہ کیا او بہمیں تو نے بڑی نظر  
 کی عمر و کو پکڑ لیا خداوند سے تیری خطا معاف کر دو نگاہ بہمیں نے آواز دی او ملعون تیرا خداوند  
 کیا ہو میں تیرے خداوند پر لعنت کرتی ہوں یہ کہ تھا کہ ہا جعفران بھی پوچھے عمر و نو دڑ کر لوح  
 دست حق پرست ہا جعفران میں ہی لوح جو امیر کے ہاتھ میں لی رنگت و جو متغیر تھا وہ سب متغیر  
 ہوا سب تر و دجا تار ہا نفہ کر کے بڑھو شاہور بھاگا ملکہ اختر جادو شب بھر جاگی ہر کاری پر خبر  
 مقرر کر دیے تھے پہلے ایک احمد نے آکر خبر دی تھی کہ شاہور رموز دان کسی تدبیر سے لشکر ہا جعفران  
 میں پہونچا لوح بھی طلمس کشا سے لے لی لشکر حمزہ میں نگاہ مہر کر بندی ہو رہی ہو چونکہ طلمس کشا بیکار ہو  
 سب رفیق جانناڑ و صاحب ہر زبان میں پراکادہ ہیں لشکر کو لیکر آیا ہی چاہتے ہیں سب



ملکر انی جان دینگے یا ایک ک خبر ہوئی کہ شاہور بھاگا ہوا آتا ہے نودہ صاحبقران کی مدد صدائی  
 آخر سوار ہوئی سب ساحر گھبرا گئے تمام ساحران غدار جو گوش بر آواز تھلنے اپنے مقام سے چلے  
 ہو گیا کہ شاہور نے فرار کا رخ کیا ان کی تھلنے عیاری کر کے پھر لوج بیل اب لوج طلمس کشا کر  
 دستیاب ہوئی اب نہ کیا اندر قلعہ کو تلوار چلکی نیب شمشیر صاحبقران زمانہ میں کانپنی درو دیوار کو  
 الا مان لا مان کی آواز آئی کئی لاکھ ساحر جو قلعہ سے باہر نکلے تھے دیکھا شاہور گھبرا ہوا تمام ساحر کو  
 دیکھا آواز دی یار شیریشیہ عربستان نے زلفان ثانی سلیمان میرے تعاقب میں آئی ہیں بڑھ کر گھیر لو  
 مجھے تاک آئی دو اگر بار دولت قتل ہوئی پھر بیان سے تاخیر شد مگر رہ برادی یہ تھکر جا ہا نکل جاؤں کہ  
 عقاب اوج آسمان جلالت یکہ تازہ میدان جرات صفدر وصف شکن صاحبقران تیغ زن  
 شل شیر مجمع رو باہر اگر گریب پر کے پری درہم و برہم چہا جانب سے کفران شرسیت غولان صحرا و دھات  
 نے باہر کر کے اس شیردلی کو گھیر لیا ترہاے سحر کرنے لگا صاحبقران بجائے شہوت لڑنے لگے کہ سامنے سے  
 دوسرے لغزہ ہوا آفتاب سمان شوکت شان ماہ چرخ طلمس نور افشان چاہا و توتیر شاہشاہ کو گب  
 ر شمشیر کے اس لوج نہریت موج پر گرا لیا کاسکھ میں دو دھڑا لکھوٹا یا صاحبقران نے اتنی جوشملت  
 پائی لڑتے جھڑتے قریب شاہور پہونچے اسنے بہت سے سحر کیے واضح رہی کہ خواجہ بھی رکا پسادت  
 انسا صاحبقران سے لڑے ہوئے موجود ہیں ہر مرتبہ آواز دی جاتی ہیں لای شہر یار لوج سے ہوشیار رہتا  
 صاحبقران لوج کو گرد شہر دیتے جاتے ہیں شاہور نے جب دیکھا سحر تیر نہیں کرتا تیغہ مکر سے بھیجا  
 صاحبقران پر لڑتے دارا میر با تو تیغہ عقب بیلانی کو اٹھایا لوج کو چمکایا شاہور کی پاک چھٹی  
 اوپر سے صاحبقران نے ہاتھ مارا اسنے سپر سحر کو اٹھایا تیغہ عقب چمک کر گرا شاہور کے دو دھڑا لکھوٹا  
 جب سکا سپر کے زمین پر گر ا بہت بڑا جوڑا بندھا ہوا تھا عمر سے دکھا وہ بال جو وبال جان تھو کھل گوا  
 ایک تیرا سین سے زمین پر گری صاحبقران نے فرایا خواجہ لینا کیا اس درج میں کوئی گوہر  
 بے بہار ہو کہ لڑتی جھڑتی ملکہ نہر میں کجاہر وہی ہوئی کار کر زو آزدی خواجہ یہ تحفہ لیا اسکا نام ہوا  
 رموز دان نام تھا عمر و اس دنیا کو اٹھایا سائین صاحبقران کو کھولا ایک گوہر سرخ رنگ شل  
 یا قوت چمکاتا تھا اسکا اس کے ایک برج کاغذ بھی تھا صاحبقران نے عکس لوج ڈاکٹر اسکو پڑھا طرقت  
 کا نشان طلمس کو مرقوم تھا کہ و قناح طلمس آخر تیرا شاہور رنجور تیرے ہاتھ سے قتل ہو تو یہ گوہر بے بہار



روح روان خود رشید روشن تن ای جو کوئی امیر بادیکا سینہ کو تو لو کہ یا گردن جا یگا علاوہ اس صورت کے  
اگر تمام عالم جمع ہو کر چاہے کہ خود رشید روشن تن کو قتل کریں تو ممکن نہ ہوگا صاحب حق ان خوش ہو کر وہ  
تحفہ نایاب یعنی گوہر خوش آب برہمن کج ابرو کو سیر و کیا اختر جادو و جوا اگر لاشہ شاہور تریت ہو فی  
دیکھا بیتاب ہو گی اور یہ بھی خبر ملی کہ شاہور کے چوڑے سے ایک ڈیا گری ٹیمین گوہرے بہا بقا وہ  
پاس ملکہ برہمن کج ابرو کے موجود ہو یہ حواس ہو گی ساحر ان قلعہ کو آواز دی لو صاحب تباہی خود رشید  
کی صورت ظاہر ہو گی قدرت پر بھی زوال آجہا تک ہو سکے لڑ بھڑ کے برہمن کہ گرتا کر وہ تحفہ جھینج  
خود بھی تڑپ تڑپ کے رونے لگی اور سے کو کہنے شنفہ شعلہ جوالہ بنا ہوا تیغ برق تاب لیے ہوئے صفو نہیں تباہ  
کی لڑ پڑ پڑ پڑ بھی سرداران در دست کو قتل کر رہی ہو صاحب حق ان قلب لشکر میں بصد سطوت صحت  
مصرف جہاد میں خواجہ کلیم دھرمی ہوئے زیر شکم مرکب جب بھگتی ہیں کوئی ساحر جلیل مارا گیا لاشہ اسکا  
زمین پر گر خواجہ نے کلیم سے اتاری کمر او سکی ٹٹولی اگر کمر سے کچھ نکلا تو خوش ہو کر نہ فرمایا او دنی عمر بھر  
نو کر مائی ہمارے واسطے کچھ نہ کھا جھلا کر لیا سون تار لیا ہزار لاشہ برہمن پڑی ہیں کبھی خوف ساحر ان کلیم لڑ بھڑ  
صرف دو ہاتھ لاشہ کو ٹٹولے پھرتے ہیں ساحر دیکھ کر بھرتے ہیں کہ یہ ہاتھ کسکے ہیں کہ کوئی قریب یا کلیم انار  
ظاہر ہوئے حجاب مار دیا وہ لڑ بھڑ اگر گر اختر مارا شکم چاک قصہ پاک جب اختر جادو دیکھا کہ لڑائی کا  
انتظام بگڑا صاحب حق ان لڑتے ہوئے قریب خندق پیون جادوہ جو شیر و گرگ جنگ و نیزہ سحر سحر بناؤ تھی  
عکس لوح سے وہ سب معدوم ہوئے ساحر بھاگنے لگے اب کس کا قدم نہیں جتا ساتھ والوں میں صلہ  
دی حضور نکل چلے اب پاس خداوند کو اپنے کو پہنچائے شاید کچھ قدرت غامی کریں اپنے بند کو بکالین  
طلسم کشا پر زور نہیں چلنا اکیلا لاکھوں سے لڑ رہا ہے کو کہنے بھی ستم اور کر دیا برہمن لاشوں سے میدان  
بھڑیا کر داران صاحب حق ان ہر ایک غول میں لڑ رہے ہیں اگر اس طرح وقاسم کسی سحر میں مبتلا ہوئے برہمن  
فی بڑھ کر سحر کو دفع کیا کو کہنے نیالیا ان شیروں کی تیغ زن صف شکنی جب صاحب حق ان قریب بھاگنے  
کو پہنچے شعلہ ہائے آتش تو عکس لوح سے بچھ گئے ہیں ساحر دن کے دروازہ بند کر لیا صاحب حق ان  
پشت مرکب سے کو دی گز سام بن نریمان در قلعہ پر مارا بھلا کہ اگر اسی دروازے کا خندق پر لڑتے  
بنایا اب تمام سردار قلعہ میں داخل ہوئے اختر جادو بھاگی لاکھوں ساحر اسکو عقب میں ہیں صاحب حق ان  
سے دیکھا اختر جادو جاتی ہو امیر سے برہمن سے فرمایا ای برہمن تم قلعہ کا انتظام کرو میں تعاقب نہیں



اسکے جاتا ہوں حال بریادی لشکر میں چکا ہوں ایک ایک لمحہ مجھ پر شاق ہی چشم انتظار دیدار فرحت را بوشاہ  
 اسلام کی شاق ہی برہمن نے عرض کی تو ندی کا ہمراہ ہونا اس جنگ میں ضرور ہی اس تحفہ نایاب کا  
 انتظام اس کنیر کے ہاتھ سے ہوگا ایسا منو کوئی آئندہ پلڑے صاحب جقران تو مرکب کو پھیر کر قلعہ سے نکلے گا ایسا  
 قلعہ فریاد الامان کی صدا میں بیٹے کے برہمن نے جلدی میں نکو مان دی تحفین ساحر و سحر ایک ایک حرکت  
 منظم قرار دیا پکار کر آواز دی انشاء اللہ بعد فتح جنگ خورشید روشن تن یہاں کا انتظام کیا جائے گا  
 ضرور بعد جانے صاحب جقران عالی وقار کو اگر کوئی انتظام میں فرق آئیگا مگر شاہنشاہی سے شرف  
 معقول پایا گیا کچھ صاحب جقران کے یہ بھی چلی کو کب بھی اس حال میں پلٹ پڑے اس طرح وقاسم وغیرہ  
 بھی ہمراہ ہوئے بار کاہین غیر کار گزاروں نے لدوالین آگے آگے اختر بھاگی ہوئی جاتی ہوئی ہوئی  
 میں صاحب جقران سے فوج فطر موع جاتے ہیں انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب مصنف کو ذکر لشکر اسلام  
 و بادشاہ خوش انجام تحریر کرنا واجب لازم ہی استادان سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو اسطرح  
 تحریر فرمایا کہ بادشاہ مجاہد مقابلہ خورشید روشن تن میں فوکش ہیں جا بجا پتوں میں نشان  
 نور الدہر و لدھور طن سے خورشید روشن تن کے طبل جنگی بجوا کر میدان کارزار میں آکر سران  
 صاحب جقران کو نزو رازد کر قرار کر کے لیجاتے ہیں جب خورشید روشن تن نے سامنے طلب کیا  
 اور اس نے صورت بخش دکھائی نہیں معلوم مردان عالم کو دل پر گیا گذرتی ہو تو بلبہ کرتے ہوئے  
 قدموں سے اس ضرور کے پلٹ جاتے ہیں صدا سرداروں نے اسطرح سجدہ کیا دو ہفتے میں چار  
 سردار شل جہور و فرامز و بہرام وغیرہ خورشید روشن تن کے شریک ہو چالیں عیار بچے مطیع  
 ہوئے خورشید روشن تن نے میدان پکار کر آواز دی ای بادشاہ اسلام قدرت ایک ہفتے کی  
 مہلت دیتی ہیں اس عرصہ میں صلاح کر کہ قدرت کو سجدہ کر ورنہ اب کی مرتبہ جو طبل جنگی بجیگا سب کا خاتمہ ہی  
 قدرت بدون فتح واپس نہونگے ایک ہفتے کی مہلت کے خورشید پلٹ گیا اپنی بارگاہ میں جا کر بیٹھا ایک  
 تخت پر زردشاہ باختری بعدہ نیابت پھولا ہوا بیٹھا ہی ہیلو میں بختیار کی شیطنت کر رہا ہی چار سو  
 سرداران صاحب جقران بیٹھے ہوئے کھجور رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہی یا خداوند اب مہلت دے مجھے طبل جنگی  
 بجوائے بادشاہ کو دیکھ کر بلرلا میں سرحد خورشید نگار سے ہٹا دین بختیار ک بھی شیطنت کر رہا ہی  
 کہ یا خداوند بندگان تو جو فرماتے ہیں قبول کیجئے خورشید نے کہا قدرت اپنے قول کے



سچے ہیں انہوں کو مہلت دے چکے بعد ایک ہفتہ کے بھیجا جایگا حمزہ کو کب کو تو ہننے غارت کر دیا  
 یہ آپسین صلاح کر کے اطاعت کرنے کے بختیار گ نے کہا یا خداوند یہ مسلمان ایسے ثابت قدم ہیں اگر  
 ان کے گلوں پر خیر بھیجے سب سے کٹ کے زمین پر گرے گئے لفظا اطاعت زبان سے نہ کہیں گے  
 انتہاے نصیبت کا وقت پہونچا ہننے ہر مقام پر یہ دیکھا جب انتہاے مصیبت پہونچتی ہو انکا خدا  
 نادیہ انکی مدد کرتا تو آپ فرماتے ہیں حمزہ غارت ہوا میرا یہ اعتقاد ہے کہ وہ بڑی شوکت نشان  
 ایسا قدرت کو جان بچا نادر ہوا ہوگی خورشید نے کہا او بد اعتقاد یہ سب سرداران حمزہ کو غارت  
 سے خدمت قدرت میں حاضر ہیں عیار بھی جو بیکاری اُسے شریک ہو گئے اب چند کسب و شاہ کو ساتھ  
 باقی ہیں جسوقت گرفتار ہو کر آئیں گے بخوشی سجدہ کرینگے بارگاہ سلیمانی وغیرہ بطور نذرانہ لائیں گے اپنے بزرگ  
 بدعت منظور نہیں ہو بارگاہ خورشید میں تو یہ ہنگامہ ہوا بادشاہ اسلام جو پٹ کر بارگاہ میں آئے نگاہ اٹھا  
 اُسے دیکھا چار سو دنگلوں پر نائشہ پڑا ہے بارگاہ فلک شہناہ میں سناٹا ہوا وہ سردار جو کبھی بارگاہ میں نہ  
 آتے تھے مثل کیدان رسالہ دربارے رونق بارگاہ میں آئے بیٹھے ہیں نکل صاحب جفران خالی ہے شاہو  
 وچا لاک مہر جھکائے ہوئے شرمائے ہوئے اپنی عہد و نیر قائم کہ شیران سلطنت وزیران ابست عرض  
 کی امیرنشاہ گیتی ستان ایام مہلت گزر رہے ہیں جو ہمارے سردار تھے جن پر جانی بازی کے اعتبار  
 تھے انکو لندھور و لورالہ ہر گرفتار کر کے لیکے اُن سب خورشید کو سجدہ کیا وہی خورشید  
 کو ترغیب دے رہے ہیں کہ جلد طبل جنگی بجوائے ہم لشکر کو تباہ کر دیں غلامان شاہنشاہی ساتھ حضور  
 کے لڑنے کے مرنے کے ناموس کو رکھنا لشکر میں اب مناسب نہیں ہو انکو طرف خانہ کعبہ کے روانہ کر دیجیے  
 صاحب جفران د کو کب کسی ایسی بلا میں پھنسے کہ اتنا کچھ حال نہ معلوم ہوا خواجہ عمر و برائے تلاش  
 صاحب جفران گئے وہ بھی واپس آئے نہیں معلوم ان سب پر کیا گزری آج شب کو طبل جنگی  
 بجیگا ناموس کی فکر کر کے مرنے پر کمر باندھیں مرد اسید واسطے ہیں کہ ٹرین ناموس کا نکل جائے ابست  
 بہتر ہے بادشاہ نے سراٹھا کر دیکھا سرداران صف شکن میں ہوا کرنا بدار واسد عالی وقار کے  
 کوئی موجود نہیں ہے بادشاہ نے کرب غازی سے فرمایا اچھے کرنا بدار مقدمہ ناموس میں ہم کو شمش  
 کر دیکھو ساتھ لیکھ طرف ملک اختر کے چلے جاؤ ان دست پائے شکستہ کو قلعہ ذوالامان جھار میں پہونچاؤ  
 وہاں شاہ سلیمان فارسی مظفر بن ضیغم خون آشام موجود ہیں سب ایک ہی مقام پر



ہو جائیں یا ان سبکو خانہ کعبہ میں پہنچا دو سواں تھا رہے یہ خدمت کسے سپرد کریں یہ سنکر گریہ و  
 اسد چنچین مار کے رونے عرض کی امی شہر یار خدا آیکو سلامت رکھے اسوقت تخت میں ہم آپکا ساتھ  
 چھوڑیں لندھورو نور الدہر کا ایک ہنسنے بہت پاس کیا ہیشتہ میدان کارزار میں اُٹھون نے  
 لٹکا رکھا اُسے پائیہ کی کارکتھے ہیں اس خیال سے نہ نکلی کہ اگر ہمیں انکو مارا خدا صحیح و سلامت لائے  
 صاحبقران کو کیا ہنم دکھلائیے اگر ہم زیر ہوئے یا مارے گئے تو ہتک شاہنشاہی ہوئی اب  
 تساہل نہ کریں گے دشمنی اُسے لڑیں گے قدموں سے جدا ہونا ناممکن ہے بادشاہ نے فرمایا خواجہ عمر  
 کے ہونے سے یہ ساری خبر بیان ہوئیں اگر وہ موجود ہوتے کوئی تدبیر دفع شر کی کرتے یہ جو بادشاہ  
 نے فرمایا چالاکے شاہ پوریت تباہ ہوئے ابسینا شارے ہوئے دیکھو صاحبو ہم کسی کسی جانبازی  
 کر رہے ہیں اچھ پر خواجہ کا ہی ذکر ہے اے برادر چالاک اب جتو میں نکالیں جبطرح سے  
 بنے اس خورشید روشن تن کو ماریں اپنے شاہنشاہ کو بجائیں بڑا غضب ہوگا اس  
 وکرب سرداران عالیشان نظر کردہ بزرگان ہیں اگر میدان کارزار میں نکلیں گے یہ تو بخوبی یقین  
 کامل ہے کہ پشت انکی کوئی نہیں سے نہ لگا سکیگا کیا عجب ہے کہ انکے ہاتھ سے لندھورو یا نور الدہر  
 مایہ جائیں یہ بھی ہم خوب سمجھتے ہیں کہ ان شیروں میں سے کوئی مارا گیا صاحبقران کرکھے پر  
 چھری بھری لندھورو جاننشین نور الدہر نور نظر صاحب تلج و نگین گریں اسد برکت شکر خدا  
 ان سبکو بجائے شاہ پور و چالاک میں صلاحین ہوئیں شاہ پور نے کہا اے برادر چالاک تم لشکرین  
 رہو میں جا کر تدبیر کروں اگر تم بھی چلو گے چالیں غیار بھی وہاں شریک ہو گئے ہیں یا بوالفتح  
 و عمر ان بھائیے خواجہ عمر و کے چالیسوں کے افسر ہیں ہمارے لشکر میں بصورت مبدل آتے ہیں  
 چاہتے ہیں کہ بادشاہ اسلام کو چڑھ کر بجائیں تم انکی حفاظت کرو چالاک لشکر میں رہا شاہ پور  
 شیر دل طرٹ لشکر کفار کے جیت و چالاک ہو کر چلا کہ حال عیاری اسکا وقت یہ تیر رہ ہوگا بادشاہ  
 جھجھانے ہر چند سرداروں سے کہا کہ ناموس کو نیکر نکل جاؤ ان دست و یا شکستہ کو تباہی  
 ویربادی سے بچاؤ کسی نے قبول کیا بادشاہ لاچار ہوئے مترو و بیٹھے ہیں مانہ مہلت کا  
 گذر نور الدہر و لندھورو و ہیرام وغیرہ نے عرض کی یا خداوند بطل جنگی بجوایے زمانہ مہلت کا  
 گذر گیا بادشاہ اسلام نے خواہش صلاح نہ کی بختیارک بھی اتش فروری کرنے لگا کہا



یا خداوند یہ بندگان بے ادب کبھی نہ مائین گے خوشید نے جو سرداران صاحبقران کو آمادہ حرب و پیکار پیا حکم دیا پبل تھاری پرچوب پڑے اب کل قدرت بدون فتح واپس نہوئے اسوقت سات سو نقارے پرچوب پڑی زمین تھرا گئی جو ایسا ن لشکر اسلام نامیان خبری تو میان خبری دوسر ہنگامی واپو طاہر خون نہ لشکر کفار میں موجود تھے خبر میں لیکر بھاگے سامنے بادشاہ کو کہہ بیچے زمین ادب کو لب عبودیت سے پوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر عادی فر و تاجہان باشد خدا یا رب مکان معمور باد + ساختہ چون بیت معمور از حوادث دور باد + شاہنشاہ گیتی شان کا آفتاب اقبال تابان و درخشان رہے دوست نشا و دشمن پابل ہمیشہ ترقی پر جاہ و جلال ہوا آج خوشید روشن نے پبل تھاری بچوایا چارہ سردار ہمارے لشکر کے بدل و جان آمادہ ہیں کہ بندگان حضور کو آزار پہونچائیں غلاموں نے کبھی ایسا جوش و خروش نہ دیکھا تھا جو اسکے نکلوان قدیم ہیں سے زیادہ جلدی کر رہے ہیں یخبر و حشت اثر لشکر بادشاہ حجاہ نے بے اختیار آہ کی فریاد کیا ملک گردش دکھائی دوست دشمن ابھر رہن صاحبقران کا نشان شین میں سخت جان لڑ بھڑ کر جان دو گنا کہ تباہی برادھی لشکر اسلام کی آنکھوں سے نہ کھینچوئے شمسوار صدیکہ تازی اسد بن کرب غازی نے دگل سے اٹھ کر عرض کی اب حضور فکر نہ کریں پبل جنگی کو حکم دیں کل صبح کو میدان کارزار میں خون کے دریا بسین گے کہا تک غلامان جاننا ز خانموش رہینگے بادشاہ نے بہ مجبوری حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی پبل جنگی بچے چالاک بن عمر و نقار خانہ سکندر می نقار خانہ سلیمانی میں یا حکم دیا پبل جنگی پرچوب پڑے صاف ظاہر تھا کہ نقارے چوبوں سے سر پٹے ہیں جھانچھ کو بیخ و الم کی جھانچھ کف افسوس مل رہا نہیں قرنا بیدم صدائے دل سے ظہور بیخ و الم لشکر میں ہلڑ ہو گیا لویا رو کل گزرا بارہمی پرچوبان کی یہ مصیبت ہم سے نہ دکھی جائیگی ہزار ہا نامرد حیلہ کر کے بھاگنے لگے یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ وقت پر آجائیں گے لڑنے بھڑنے والے سلاح درست کر رہے ہیں یہی قول ہے کہ مرنے اپنے آقا کی ساتھ جو جرات ہو میدان کارزار میں قدم نہ ہٹے اسی میں شوکت ہی شام سے لشکر میں شائنا نمود کا مین بند تاجر و درو مند مال سیاب لاوے ہوئے بھاگے جاتے ہیں لشکر ظفر اثر میں انتشار ایک ایک بھار لشکر کفار میں بھی چرے ہیں کہ صبح کو مال و اسباب سلمانان لوٹ لینگے لڑ بھڑ کر شکست دینگے مسلمانوں نے بڑا مال جمع کیا ہوا ہالیان لشکر لقا سبازو باختری شل فیضان مست جھوٹے بھڑائی میں



یا خداوند خورشید روشن تن کی حدائین بلند مغرور خود پسند بہرام وغیرہ طلایہ دے رہے ہیں بچا  
 رات ہی سے جنگ آغاز کرین ابوالفتح صفہمانی و عمران خطائی و کافرہین باہناے عیاری  
 سے آراستہ لشکر خورشید میں پھر رہے ہیں آپس میں یہی صلاح ہو کہ چکر بادشاہ پر عیاری کریں ابوالفتح  
 نے ہمدان ایک لاکھ چوراسی ہزار پیادہ سب بادشاہ کی حفاظت میں مصروف ہیں کیا فرزند  
 عمرو بیوقوف ہیں گرد بارگاہ بادشاہ اسلام ہزار ہا عیار پھر رہے ہیں وہاں تک جانا و شواہ  
 شاہ پور خیر دل بصورت سبیل لشکر خورشید میں آیا ہوا ہو یا تین ابوالفتح و عمران کی صحبت ہے  
 دل سے کہتا ہے ایسا کبھی انقلاب نہوا تھا نہیں معلوم انکے دل پر کیا گذرتی ہے خورشید  
 روشن تن نے سبکے قلب الٹ دیے کیا شعبہ کمال پر ہے آفتاب علم خورشید جلال پر شاہ پور  
 پھر تے پھر تے قریب بارگاہ فرامرز عاد مغربی پہونچا خد شکار کی شکل نیکر اندر گیا دیکھا فرامرز  
 اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا کہ رہا ہو میں صبح کو میدان کارزار میں محکمہ سعد بن قباہ کو لکار ونگالے  
 جوانان مغربی کل تو تم بھی میدان میں نام کرو کوئی ایسا کام کرو کہ قدرت سے راضی ہوں  
 شاہ پور نے دیکھا خاصہ آنے لگا خد شکار بنا ہوا کھڑا تھا حاضر حاضر کے ڈٹا خوان سر سے مزدورون کے  
 اُتروائے کھانے میں بیہوشی ملانے لگا سب کھانے کو آشتہ ہداروے بیہوشی کیا آپ کنارے ٹھہرا  
 کھانا کھا کے بیہوش ہوئے شاہ پور نے فرامرز کے دماغ پر پٹی داروے بیہوشی کی چڑھائی اُسکو  
 تو ایک صندوق میں بند کر دیا آپ شکل فرامرز عاد مغربی دو شالہ تان کر سورہا جب تیار سحری  
 چمکا لشکر تیار ہوئے شاہ پور شکل فرامرز مغربیوں کو ساتھ لیکر بعد کرو فرخ سے نکلا دیکھا  
 سواری خورشید روشن تن کی آتی ہو آج تو بڑے جاہ و حشم سے تخت پر سوار گردنہ داران  
 صا جعفران عالی و قار شاہ پور بھی اُن سب میں ملکر ساتھ ہو لیا لشکر قباہی سلاح جنگ سے  
 آراستہ تخت پر بٹھائے ہوئے جلا آتے بختیارک کی خوشیاں کہتا ہے یا خداوند یا خد تقدیر مقبول  
 ہوئی اب فتح حصول ہوئی لیکن آج میرے کان میں صدا ہے مغم مغم آتی ہیں مسلمانوں پر حد کی  
 مصیبت ہو چکی اے صنم خونِ شام اپنی بارگاہ اپنا خزانہ الگ کھنا اگر کوئی افتاد پرے سہویت  
 نکل چلنا صنم کہتا ہے ملک جی اب شہر باختر میں چلنے کے اپنا ملک قیام آباد کرنے کے بختیار کرنے  
 کہایہ دل کو یقین انہیں مسلمانوں کا خداے ناویدہ بڑا زبردست ہو عین وقت پر مدد ہوئی اے



باختر چھوٹے ہوئے مدت گذری پھر نصیب نہ ہوا کہ اس ملک میں جاتے قیطولات آباد ہو کر ضعیف کہتا ہوں  
 آج مسلمانوں کے جان بری کی کوئی صورت نہیں ہے کل سرداران حمزہ سب اسی پر آمادہ ہیں کہ شکست  
 دین کیونکہ بادشاہ بچیں گے سب کافر بللاتے میدان کارزار میں پہنچے دیکھا بادشاہ لشکر اسلام  
 تخت سلیمانی پر اسد و کرب پایہ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوئے گردان کے قراق بوقی ترکی  
 بجتا ہوا تھام لشکر بے سردار کے صفین صف ماتم ہر خور و دکلان کے قلب پر ہجوم غم و الم آمادہ مرگ و  
 مہیاے قضا جس ملٹن رسالے میں ہزار ہزار جوان تھوڑے دو سو سو گئے پرے کر پے خالی پڑے ہیں  
 بارگاہ میں سب سرنگون بازارین اجاڑ اس پریشانی سے اگر میدان کارزار میں پہنچے صفین جھنے  
 لگیں کفار کا لشکر بے حساب سرداران لا جواب آمادہ ہو کر آئے ہیں لندھو و نور الدہر نے کل کی  
 افسری پائی سلاح جنگ سے آراستہ ہیں جلدی ہے کہ میدان کارزار میں جاہلین قدرت کے جانبازی  
 دکھائیں نقیبوں نے بڑھ کر نقابت کی کرکٹ کرکا کھرہٹے لندھو و نور الدہر نے ہاتھی کو  
 ہولادیا فوراً سامنے خورشید روشن تن کے آیادست بستہ عرض کی یا خداوند اجازت میدان  
 دیجئے ایک طرف سے نور الدہر گھوڑا چکا کر آئے بہرام و جمہور و مند و مل صفہانی وغیرہ بھی  
 تخت سے لپٹے ہوئے کھڑے ہیں اجازت میدان دیجئے سب کا یہی ارادہ ہے کہ ہم میدان کارزار میں جاہلین  
 بادشاہ کو بیکڑالائیں بختیارک کہ رہا ہو یا خداوند آج خدا سمجھ بوجھ کر اجازت دیجئے دو شیر و ہل بھی  
 پھرے ہوئے کھڑے ہیں آج قیامت کی تلوار حلیگی کتاب سامری میں دیکھ چکا ہوں آج ساعت بد ہے  
 ہنگامہ عظیم رہا ہوگا اس قدر خون ریزی ہوگی کہ خون کے دریا بہ جائیگے فتح و شکست کا حال قدرت  
 جاہلین خورشید روشن تن نے کہا قدرت آج فتح کی تقدیر مضبوط کر چکے ہیں بختیارک نے  
 کہا قدرت کی تقدیر شیطان کی تدبیر ہمیشہ غالب ہوتی ہے یقین کامل ہے کہ حمزہ آیا چاہتا ہے  
 خورشید روشن تن نے کہا حمزہ کو تو فرشتوں نے جہنم میں پھینک دیا بختیارک کہتا ہے آج یا خداوند  
 خیر نہیں ہے خورشید نے غصے میں منہ پھیر لیا سب سرداروں کو روکا نور الدہر کو اجازت دی  
 کہا اے سپہ سالار قدرت سی صاحب شوکت و مہارت جا کر سبلی شکیں باندھ کر لاؤ آج مغلوب بھی خوب  
 و صوم سے نور الدہر نے کہا آپکا ننگ خوار کیا کافی ہے کیسوی سیری مدد کو نہ بھیجیگا لشکر بچاؤنگا بادشاہ کو  
 گرفتار کر کے لاؤں گا ایسلاف و گداف کر کے نور الدہر نے اس پپر پویش کو صف سے نکالا



مرکب طرارے بھرتا ہوا چلا تین ٹھیکون میں میدان کارزار میں پونچا سلج شوری دکھا کے آواز دی  
اے فرقہ خدا پرستان قدرت ڈنگو ایک ہفتے کی مہلت دی تھے غنیمت نہ عانا سوال اہل صلح نہ کیا  
قدرت خطامعاف کرتے اب خطامعاف نہوگی جسکو ٹنارگ کی ہو وہ ٹکے پورا کلمہ زبان سے  
نور الدہر کے نہ نکلا تھا کہ صاحب جبر و علم محترم و محترم جوان غازی اسد بن کرب غازی نے  
مرکب بادرقار کو صف سے نکالا سانے تخت شاہنشاہی کی آکر مرکب کو دھڑا دست بستہ عرض کیا  
شاہنشاہ اجازت میدان دیجئے اب آج نور الدہر کا پاس نہ کرونگا آج کلمات مہلات کہہ رہی زبان  
قلم کرونگا یا تو میری قضا لے جاتی ہو یا بھائی صاحب کی میری ہاتھ سے قضا ہی لطف قرابت کا خاتمہ ہے  
جو حضور کا دشمن ہے ہمارا بھی رہن ہر آج لطف مقابلہ اٹھیکا دیکھنے والو دیکھ لینے کہ آپ کے غلام نے کیا  
بادشاہ بے اختیار رونے لگے کہا اے اسد نامہ دار شیر ہشیہ کرب عالی وقار تم ایسے جری بہادر ہو مگر یہ  
جوانان شیر دل ہوش میں نہیں ہیں بہت سمجھ کے مقابلہ کرنا اسد نے کہا کہ یہ بھی سب صاحب غلب  
جاتے ہیں کہ شاہزادہ نور الدہر کو مجھ سے بڑی محبت ہو یقین میری سمجھانے سے مان جائینگے یہ  
کہے دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہوا بادشاہ نے فرمایا تمکو خدا کے سپرد کیا اسد مرکب کو اڑا کر چلا جب  
سانے نور الدہر کے پونچے اسد نے بخوشاندہ جاکر نور الدہر کو سلام کیا کہا اے برادر بجان برابر  
تم فرماں راہ دین اسلام کے فرزند بدیع صف شکن کے دلہنہ تمہی اس شعبہ باز کو سجدہ کیا  
اپنے پیدا کر نیوالے کو بھولے بادشاہ اسلام کے قتل پر کمر باندھ کے آئے ہو تو بہ کرو بادشاہ سے  
چلکر خطامعاف کرو نور الدہر نے کہا اے برادر اسد نامہ اب مجھے تم سے انتہائی محبت ہو اگر سو فرزند میرے  
ہوتے سبکو تیرا کرتا خداوند خورشید روشن تن خداوند حقیقی ہو چلکر سجدہ کو دیکھو کیا سرفرازی  
حاصل ہوتی ہے خداوند مہربان قدر شناس فلک ساس ایسی خداوند کو نہیں پہچانتے پردہ غفلت  
تمہاری آنکھوں پر پڑے ہیں اسد نے کہا اے برادر یہ ملعون ساحر شعبہ باز ہو مگودام مکر میں پھنسا یا  
اُسپر لعنت کر دیو جو اسد نے غصے سے کہا نور الدہر کلہرہ سرخ ہو گیا کہا اسد بس زبان بند کرو  
ورنہ زبان کاٹ لوں گا زبان درازی کی سزا دوں گا یہ کہنے نیزہ مارا اسد نیزے کی سنان پر لیا نیزہ  
چلنے لگا دونوں لشکر لگراں میں کہ دو شیر جنگ نیزہ بازی میں مصروف ہیں اسد نے  
نور الدہر کو دنگ کر دیا ہے نیزہ کسی کا نہ نکلا آخر سنان و بنان بیکار ہوئی نیزہ کو ٹپک کر قبضہ



شیریں پاتھ پڑے بادشاہ نے کلچے پر ہاتھ رکھ لیا دعا کرنے لگے اے خالق کارساز اے مالک بنیاد و نون  
 شیریں کو چشم زخم سے بچا نون منظور صا جبران ہیں ایک نور نظر دوسرا نیت لشکر تو معین و  
 مددگار ہو دونوں شیریں کے لئے دل بقرار ہی یہاں اسد و نور الدہر سے تلو اچل ہی ہو تبغہ خارا شکاف  
 سلیمانی دست زبردست نور الدہر سے چلا سکو یقین کامل ہوا اسد شیر دل مارا گیا اسد بھر کردار کو روکا  
 اسد غصے میں تبغہ نور افشانی کھینچا ہی جب نور الدہر پر ہاتھ لگایا لقا اور بختیار ک بدحواس ہو جائے  
 بدیع الزمان گردشکر شکن صف لشکر خورشید پر کھڑی ہوئے کانپے ہی ہیں چاہتے ہیں آکر سینہ سپر  
 کردون اسد غازی کو قتل کردن کچھ زور نہیں چلتا لقا سے کتر ہیں ی شہنشاہ باختر آپ خداوند  
 سے عرض کر کے نور الدہر کو بلو بلجئے آج میری شیریں زنی دیکھئے نور الدہر اسد کا پاس کرتا ہے میں  
 اب تک قتل کر چکا ہوتا سر لیک خدمت میں آتا یہاں اسد نادر نے جلدی کر کے ہاتھ تبغہ نور افشانی کا مارا  
 سر نور الدہر زخمی ہوئے جو سر نور الدہر سے جاری ہوا چہرہ گلزار ہو گیا بدیع کی آنکھوں میں اندھیرا  
 آگیا ضبط نہ ہو سکا نعرہ کر کے طرف اسد کے چلے یہاں اسد جو نور الدہر کو زخمی دیکھا دوسرا  
 وار نکلیا ہاتھ روک لیا نور الدہر زخم باندھ رہے ہیں بدیع الزمان کو کرب نے آتے دیکھا بہت  
 ناگوار ہوا کرب صف سے بڑھادیا لکارا کہ او گشتی گیر شرم نہ آئی بیٹا زخمی ہوا بابے وڑ پڑے  
 بھسے مقابلہ کرو ہر چند کہ اسد شیر دل تم سب کے واسطے کافی ہو یہ کہہ کر سامنے بدیع الزمان کے پہنچے ان  
 دونوں میں تلوار چلنے لگی کرب غازی نے بدیع الزمان کو زخمی کیا اب تو بہرام وغیرہ لینا لینا کہکے  
 دوڑ پڑے بادشاہ حجام نے دیکھا خورشید روشن تن نے کل فوج کو اشارہ کر دیا لقا بھی آمادہ  
 ہو رہا تھا تمام سخانی باختریوں کو حکم دیا کہ سب ملکر مسلمانوں کو مار لو تمام اہل لیان باختر و سنجان  
 و ساکنان قلعہ خورشید نگار فوجیں پیشا مار لینا لینا کہکے جا پڑے ادھر سے بھی غازیان دیندار و  
 جاہدان تہو شعار برائے بدو اسد و کرب پہنچے مشکل زیادہ یہ ہے کفار و نون کو تو اسد  
 و کرب نے زربخ رکھ لیا مگر فرزند ان صاحبقران سرداران نوجوان مثل چوگان بن حمزہ و  
 شیر افکن و اسفندیار شاہ گیلانی و بہرام جمہور وغیرہ برابر کے صف شکن قدیم تیغ زن جو آ  
 پڑے چار چار سردار ایک سے لڑے اسد کو چوگان بن حمزہ نے ہاتھ مارا اسد نے ایک کا  
 وار روکا تھا کہ بہرام نے پشت سے ہاتھ مار دیا اسد نادر زخمی ہو کر کرب نے جو دور سے دیکھا



کہ اسد کو چند سرداروں نے گھیرا ہے چار طرف سے تلواریں بڑھ رہی ہیں وہ شیر خرم بہمن تن چیم ہوا ہے جسم تمام  
تیروں سے چھنا ہوا ہے سبکو جواب دے رہا ہے قزاق اسد نامدار اٹھارہ امیر زادوں مثل امیر اسیم  
بن مالک و علقمہ بن جہور و عاد بن عادی و قیل بن مقیل وغیرہ جان اپنی دے رہے ہیں  
سنان نیزہ سے سینے ملا دیے دم شیریں لگے رکھے موت کے مزے چکے مجمع سرداران سے لڑ بھڑکے  
اسد کو نکالا اسقدر یہ شیر زخمی ہوا قریب تھا گھوڑی سے گرے قزاقوں نے گود میں اٹھا لیا  
ہو اداریسوار کیا لڑتے ہوئے لے نکلے کرب نامدار پشت پرانے سب سردار مثل فتح پلنگیہ و شرو  
ملک خرمیازنگی و فاخر تاجدار وغیرہ شیرانہنگانہ جنگ میں مصروف اسد کو جو اس حال پر طال میں  
دیکھا صفوں میں گھس پڑے کرب نامدار بھی مع ان سرداران عالی وقار کو انتہا کوز خمی ہوئے  
مقبیل و فادار مع بارہ ہزار تیر اندازوں کے اس بلوہ عظیم کو دیکھ کر ایک گوشے سے تیر اندازی کر رہا  
ہے ہزاروں کوز خمی کر کے گرا دیا ہے بدیع الزمان کی نگاہ پڑی کہ اس گوشے سے تیر اندازی ہزاروں  
خطا تھا گھوڑوں سے گر کے واصل جہنم ہوئے پیر کے برے درجہ و بہم ہوئے یہ تو شکر اسلام کے  
رادرار بن جہور سے اشارہ کیا جا کر تیر اندازوں کو روکو بڑھ کر مقبیل کو ٹوکوں کو لندھو و جہور تیر انداز  
پر جا پڑے مقبیل کو لندھو نے زخمی کیا چاہا سر کاٹ لوں بادشاہ شکر اسلام کو شش کر  
رہے ہیں شکر لقا پر جا کے گرے تھو ضیغ و تگال کوز خمی کیا تھا قصد ہوا تھا کہ سپاہ چاروں کو فواد  
کی آواز آئی دیکھا مقبیل کو لندھو قتل کیا چاہتا ہے مگر مقبیل فواد ار غلام صاحبقران عالی وقار  
سینہ سپر کے ہوئے لندھو راہیے سردار سے مصروف جنگ ہے سر زخمی ہوا شانہ نشانہ ہو گیا یہی چاہتا  
لڑ بھڑکے جان دون قدم میدان سے نہ ہٹاؤں بادشاہ کو انتہا کانگوار ہوا نعرہ کربے لندھو پر جا  
پڑی فرمایا ادبندی بے دولت پیچا رہ تیرے مقابلے کو لائق ہی ہم سے آنکھ چار کر لندھو نے بٹ کر بادشاہ  
پر ہاتھ مارا بادشاہ نے دار لندھو کا سپر کاٹھا نعرہ تکبیر کے تیغہ مقام کا وار کیا لندھو پر جا  
اٹھا یا تیغہ مقام نے سپر کے دو ٹکڑے کئے پھر لندھو سر اسر زخمی ہوا فرما د خان یک تھمڑی پڑا  
ایشیوں پر زاد پسران لندھو نے جو باپ کوز خمی دیکھا یہ خورشید روشن متن کو سجدہ کر کے  
بین بادشاہ پر دو ٹون جا پڑے ایک جانب سے عادل خیر دل و فاضل شیر دل و پہلوان اور رنگ  
و پہلوان گورنگ بڑھے ان سب نے بادشاہ عالی وقار والاقتدار کوز خمی کیا جب



خورشید روشن تن ترغیب دیکر آواز دیتا ہے اور بندگان خاضع الخاص کوئی مسلمان زندہ نہ بچو اسکی  
 آواز سے جوش و خروش سرداروں کا بڑھ جاتا ہے گویا اسکی آواز کے عاشق ہیں چالاک نے جو دیکھا  
 ایک ایک سردار پر دس س ملازمان خورشید اڑے خون کے دریا بہ گئے بادشاہ انتہا کے زخمی  
 ہوئے مگر اب قدم نہیں جماتا اپنے عیاروں کو ساتھ لیکر صفوں میں گھس گئے حقہ ہلے آتش بازی داغی  
 بادشاہ کو گھوڑے سے اُتار لیا ہوا دار پر سوار کیا جن سرداروں کو انتہا کا زخمی پایا ان کو اٹھایا بھجیل  
 محافون میں ناموس کو سوار کیا بارگاہین خزانہ نہ اٹھ سکا کفار لوٹنے لگے اب تمام عیاران نامی سردار  
 زخمدار کو لئے ہوئے چاہتے ہیں نکل جائیں فوج لقا و لشکر خورشید روشن تن گھیر ڈالے ہوئے ہیں  
 چاہتے ہیں انکو نکھنے نہ دین بختیار کسی غل جارا ہے اسے باختر لو ایسا روز سعید بھر ممکن نہ ہوگا  
 دشمنوں کو گھیر کر مار لو اگر یہ سب زخمی ہو کر نکل جائیں گے جانباڑ و سرفروش ہیں پھر اگر لڑیں گے تمام  
 باختری آج بڑی جرات کر رہے ہیں چھیٹ چھیٹ کے روکتے ہیں خورشید روشن تن کچھ ہاتھ بھی  
 ہلاتا جاتا ہے مخفی جو ساحر ساتھ ہیں وہ سحر بھی کر رہے ہیں ہاتھ ہلانے سے خورشید کے علامات سحر  
 کے ظاہر ہوتے ہیں کبھی زمین سے غبار بلند ہوا جو انان شیر دل کے دلون بغبار غم و الم ہو اسی طرح پاؤں  
 نہیں جمتے کبھی ہوا اس گرم جلتی ہو کہ نہ ٹھہرتے جاتے ہیں یہ شعبہ بارخفی سحر بھی کر رہا ہے عبد الجبار  
 حلبی عبد القہار حلبی و فغان بن منظور و منظر شاہدنی و پیر فرخاری وغیرہ بڑے شیر کہ جکا لڑنا  
 صاحبقران کبھی گوارا نہ کرتے تھے وہ سب کمر ہمت چست باندھ ہوئے زخم کھارہے ہیں بادشاہ کو  
 بچارہے ہیں بارفوج نہیں رکتا دس دس قدم ہتے ہیں جہاں کفار نے فوج کیا غیرت دامن بڑھتی ہے  
 بلٹ پڑتے ہیں اسی طرح لشکر صاحبقران شکست خوردہ حیران و پریشان پڑا چھوٹا ناموس صلح بقرانی  
 کو بھی محافونین سوار کیا ہے چاہتے ہیں ہم لڑیں مرین کوئی کینہ بھی نہ رہ جائے بڑی حقارت ہے اگر  
 شاید زندہ رہے تو صاحبقران کو کیا لٹھ دکھائیں گے ایسی شکست فاش کبھی لشکر اسلام پر نہیں ہونی  
 تھی اپنے ہی ساتھ والوں سے لڑائی بڑی ہے اسوجہ سے قدم نہیں رکتے بدیع الزمان بہرام  
 و نور الدہر و لندھور و جمہور وغیرہ جانباڑی مصروف جنگ ہیں خورشید روشن تن نے اسکی  
 سحر کئے اپنے بیگانے ہو گئے پانچ کوس کے گردین برق شمشیر چمک رہی ہی دریاے خون کی طغیانی نریخ  
 جان ارزان و لال اجل درکار ملک الموت دیکھا رکھی لاکھ لاکھیت پڑا ہوا تک نگاہ کام کرتی ہے



لاشہ ہمارے جو انان صف شکن پڑے ہیں فوج خورشید کی کثرت سحر و ساحری کی جودت بادشاہ ہر  
 مرتبہ اپنے کو ہوا و آری گرا دیتی ہیں فرماتے ہیں اے چالاک میں کھیت سے قدم نہ ہٹاؤنگا پر اے خدا تم  
 ناموس کو لیکر مکمل جاؤ مجھ کو اسی مقام پر چھوڑ دو دیکھو تو غازیان دیندار و مجاہدان تو رشکار کس لطف سے  
 لڑتے ہیں جہان ہمارے ایک جوان کا لاشہ ہر گرد اُس کے دس لاشے پڑے ہیں میرا بھی لاشہ ان  
 سب کے بیچ میں ہو دیکھنے والے کہیں کہ بادشاہ نے اپنے رفیقوں کا ساتھ نہیں چھوڑا چالاک نے رو کر  
 عرض کرتا ہوں حضور سحر نے سب کے قدم اٹھا دیے ظاہر میں وہ ملعون سحر نہیں کرتا باطن میں شیعہ بازی  
 حیلہ سازی سے باز نہیں آتا کیونکر آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں سب تاجدار بادشاہ کو لیکر ٹھہر گئے بیگسی پر  
 بادشاہ کی کلجے پھٹے سے تاج سروں سے اتارے ہلکے ہلکے کی دعا کی نظم

چہ احتیاج بہ پیش تو راز دل گفتن  
 دست ماگیر کہ در ماندہ بی بال پریم

بر آستان تو دارند سیل در بانی  
 شاہا کو رمی و خمی و غفور

تو آن رفیع ہکا کے ساکنان فلک  
 کہ حال خستہ دلان تو خوب سیدانی

صیبت انتہا پر پہنچی تھی بقرار ہو کر جو سب نے ہاتھ اٹھائے بخضوع و خشوع دعا کی تیر دعا ہر مراد پہنچ  
 دیکھا سب نے کہ صحرا سے گرد اڑی پھر ہرے علمہاے رنگاری کی کھلے ہوئے نوبت نقاس کی بھٹی و آرائی  
 لکھا ہے کچھ ابرسرخ و سفید بھی نمایاں ہوئے سب اُسی جانب دیکھنے لگے دیکھا ایک جانب سے آفتاب  
 عربستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران دوسری طرف سے مکہ اختر جاو و  
 بادشاہ طاسم اختر یہ زخمہ ابرقہ خستہ و شکستہ تاج و تخت نثار دھجائی ہوئی چلی آتی ہے وہیں سے آواز  
 دیتی ہے یا خداوند خورشید روشن تن غضب ہوا طاسم اختر یہ کا ستارہ گردش میں آیا طاسم فتح  
 ہو گیا کل مرحلہ جات شکستہ ہوئے بربادی کے بند و بست ہوئے شاہویر نووان بھی مارا گیا اختر  
 کو دیکھ کر خورشید کا چہرہ زرد ہو گیا چاہتا تھا کہ کچھ کہے اختر نے چاہا بھاگ کر قریب تخت خداوند  
 جاؤں کہ صاحبقران نعرہ کر کے مرکب سے کود پڑے اختر نے ترسول مارا امیر نے کلائی  
 پکڑ کے ایک ٹھکانا اختر منہ کے بھل زمین پر گری چاہتی تھی سحر کر کے ٹریوں نکل جاؤں لوح  
 طلسمی کا جو عکس پڑا زبان بند دل دروند امیر نے غصے میں مثل کر باس کہنے اختر کو حیر کر بھینک دیا تمام  
 میدان تاریک ہو گیا صدائیں مہیب آنے لگیں بعد عرصہ دراز صدائی گنتی ہر نام میں اختر جاو  
 بود اب جو میدان میں روشنی ہوئی صاحبقران نے اپنے لشکر کو اس حال خراب میں دیکھا محافون میں



ناموس فریاد کر رہی ہیں بادشاہ انتہا کے زخم مار دیا ہے خون جاری ہے زمین کانپ رہی گلشن ابرہیمی  
 پر خزان تمام اہلیان لشکر حیران و پریشان فوج کفار کے ریلے تیغ و عقرب پھینچ کے پشت اشقر پر سوار ہو  
 غصے میں کفار پر جاڑے ایک طرف سے اور راجہ نوجوان وقاسم عالی شان کا غرہ ہوا ایک جانب  
 سے شہنشاہ کو گرب و مہمیر مرکب مشکین پرند پر سوار پشت پر ساحر ان نادر ایک جانب طاؤس  
 زہرین بال پر ساحرہ خوشو ملکہ برہمن گج ابرو اب جو کو گرب نے نہ کیا آگ برسی لاکھوں ناری جل گئے  
 لکر صاحبقران نے لندھو و نور الدہر وغیرہ کو جو گرم جنگ دیکھا اپنے جملہ سردار اُسی  
 جانب پائے صاحبقران کو بھی دیکھ کر خائف ہوئے خورشید نے جو گرما یا سب بلوا کر کے طرف  
 صاحبقران کے بھی چلے امیر نے اسم اعظم بھی آواز بلند پڑھا ان سرداروں پر لوح کا بھی  
 عکس ڈالا ان کے حرکات و سکنات میں فرق نہ آیا غصے میں صاحبقران ذو چار کونجی بھی کیا  
 برہمن راجہ ابرو بھپٹ کر قریب صاحبقران آئی عرض کی اسی شہر باران بیچارہ دن پر غصہ بیجئے  
 یہ اپنے ہوش میں نہیں ہیں جب تک خورشید روشن تن زندہ ہے بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا قتل کر لگاؤ  
 موتی اب میں خورشید پر مارتی ہوں ورنہ یہ سب بیچارے لڑ بھڑ کر جان دینگے یہ کسکر ملکہ برہمن ایک  
 بلندی پر آئی ڈیسا سے اُس موتی کو نکالا خورشید کی چو نگاہ اُس مردار پر بے بہا پر پڑی مثل سید کا پنا  
 سمجھا اب فضا آئی ہوش و حواس باختہ ہوئے برہمن نے پکار کر آواز دی او شعبہ باز قدرت کا راس  
 کو دیکھا بہت دنوں خدائی کی اب حق و ناحق ظاہر ہوا اپنی بد اعمالی سے ماہر ہوا بہتر یہ ہے کہ  
 سرداران صاحبقران برہمن سے سحر اتار لے امیر کی قد مبوسی کردہ رئیس جلیل میں خطا معاذ دینگے  
 دامن مدعا گل آرزو سے بھر دینگے اب ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ہاتھ میں ملکہ برہمن کے وہ  
 مروارید بے بہا ہے بیشتر تحریر کر چکا ہوں کہ عیار عاقل و کامل ہنر شاہ پور شیر دل بصورت فرامرز  
 عاد مغربی یا بہ تخت خورشید روشن تن سے لیٹا کھڑا ہے برہمن راجہ ابرو نے بموجب ارشاد  
 صاحبقران جو کلمات کہے خورشید نے جواب دیا اسی ملکہ برہمن ٹھہر جا ابھی مردار پیدا دھرنہ پھینکنا  
 میں کچھ شرطیں کہوں گا اگر صاحبقران قبول کرینگے تو جواب با صواب دیا جائیگا مابعد ولت کسی بات  
 میں عاجز نہیں ہیں اب بھی لشکر کو با مال کر سکتے ہیں جن سرداروں نے مابعد ولت کی اطاعت کی ہے  
 یہ ہمیشہ اسی مذہب میں رہیں گے جہنم انصاف کھول کے دیکھ چکے ہیں باعث یہ ہے کہ صاحبقران ان



نے برہمن کج ابرو کو سمجھا دیا تھا کہ ہمارے مذہب میں ہدایت کرنے کا طریقہ یہی ہے نہ  
باقی رہے یہ کہ چہ ہمارے کلام بزرگان دین بخوبی مجھے یاد ہے اسوجہ سے برہمن بخوف ارشاد امیر  
خورشید کو سمجھا رہی ہے موتی ہاتھ پر رکھ کر خورشید کو دکھایا اور بوضاحت و بلاغت سمجھا یا خورشید  
راہ پر نہ آیا وہی جواب مہلات دیتا ہے کہتا ہے میں خود خداوند ہوں کسکو سجدہ کروں یہ فیصلہ ممکن ہے کہ  
میری سرحد سے صاحبقران چلے جائیں سردار انکے ساتھ کروڑوں گامیری اسلیم پر دست نواز ہوں  
میرے مذہب سے تعرض نہ کریں دام کلام میں خورشید روشن تن نے ملکہ برہمن کج ابرو کو پھنسا یا ہر باتوں  
کو طول دیتا ہے کبھی مان کبھی نہیں لڑائی سے سب رگ گئی ہیں ان باتوں کو بگوش ہوش سن رہے ہیں  
برہمن نے وہ گوہر بے ہوا اچھا لادیا کہا اور مت تو مانے گا دیکھ تیری خدائی کا حال کھلا جاتا ہے جیسی  
برہمن نے مردار پر اچھا لاسماں سے ایک عقاب پیدا ہوا اس مردار کو متقار بنایا باصوت  
تبدیل ہوئی سب نے دیکھا ایک ساحر یہ فام موتی ہاتھ میں لئے ہوئے یہ کیکے بھاگا کہ منہ عقاب  
جادو دیکھ او برہمن اس طول سے یہ مراد تھی اپنے خداوند کو بچا یا موتی لے لیا تڑپ کے وہ  
جادو گر برہم خورشید کے پہونچا اسوقت ایک عزیز و لشکر میں بلند ہوا کہ دیکھو یارو کیا غضب ہو گیا  
برہمن کے ہوش اڑ گئے کہ میں نے یہ کیا حرکت کی صاحبقران زمان تیغ عقرب کھینچ کر بڑھو کو گب نے  
اُس ساحر پر گولہ مارا وہ ساحر یعنی عقاب جادو و قہر تخت خورشید جا کر گرا تھا کو گب کا گولہ  
جو اسکے قریب آیا اُسی موتی کو اسنے جھکا دیا گولہ تو کو گب کا باطل ہوا کیقدر تاریکی ہو گئی یہ تاثیر  
سحر کو گب تھی مگر عرض کر چکا ہوں کہ ہتر شاہ پور شیر دل شکل منہ امر ز عا و مغربی پایہ تخت  
خورشید سے لپٹا کھڑا ہے جیسے ہی عقاب برہم تخت کر گرا اندھیرا بھی کیقدر سحر کو گب سے ہوا عقاب  
نے ہاتھ بڑھایا کہ موتی خورشید کو دون شاہ پور نے بچستی و چالاکی چودہ حلقے کند کے عقاب پر باے  
یہ ارے کیکے پٹا شاہ پور نے لپٹ کر کو گب پر خنجر مارا عقاب کا شکم چاک قصہ پاک ہزاروں جادو گر شاہ پور  
پر چلے شاہ پور نے وہ موتی اٹھاتے ہی خورشید کی پیشانی پر پھینچ مارا جو ترہر پیشانی تھی پیشانی آئی  
خود سدا سر بھٹ گیا آندھی سیاہ اٹھی ہزار ہا مکان گرے اشیاء ساختہ سحر خورشید بننے لگا اندھیرا  
چھا گیا سنگاری برفباری ہونے لگی لند صور و نور الدہر وغیرہ جو سحر میں خورشید کے مبتلا تھے  
مرنے سے خورشید کے بیہوش ہوئے زمین پر گرے کفتیار گ نے جو یہ معاملہ



دیکھا غل چھاتا تھا کہ اسے بارہویہ سرداران حمزہ جو بیہوش ہو کر گرے ہیں انھیں مار لو اب ہوشیار  
ہوں گے قیامتیں برپا کر دیئے ضیغم و زنگال وغیرہ مطیعان خورشید ساحر وغیرہ ساحر حلے کہ  
نور الدہر وغیرہ کو مار لین برہمن ایچ ابرو کہ اپنے فعل پر نادم تھی ان بیچاروں کو بچانے لگی قتل  
پروانہ ایک ایک کے گرد پھرتی تھی آواز دیتی تھی یا صاحب جعفر ان زمان اپنے سرداروں کو بچانے مرنے  
سے خورشید کے یہ سب بیہوش ہو گئے ہیں قاسم و کرب و سدر تلوارین کھینچ کھینچ کر چلے لاش بپاش  
گر آدمی کسی سردار کو قتل نہیں ہونے دیا پہلے سب کے شہزادہ بدیع الزمان کو بیہوش آ یا اپنے کو اس  
حال میں چڑھال میں پایا بازو پر رت بندھے ہیں گلے میں تصویر خورشید روشن تن کی بڑھی ہوئی گھبر کے  
فرمایا ہم کس حال میں ہیں پہلو سے آواز آئی قبلہ و کعبہ غلام بھی اس حال میں ہیں نور الدہر کا عیار  
شیرنگ بن عمر و لڑتا بھڑتا وہاں پہنچا پکار کر آواز دی اسی شہزادے نے خورشید روشن تن  
کو سجدہ کیا تھا اپنے بھائیوں کو زخمی کیا صد ہا سرداران صاحب جعفران پر دست انداز ہوئے چند  
کہ وہ شعبہ بازار گیا اصل جنم ہوا بائیس لاکھ فوج اسکی مصروف جنگ ہو تھانے قیامتیں برپا کیں  
اب اپنے کو سمجھالیے یہ جو حال مصیبت آمل ان شیروں نے سنا قصہ ہوا کہ اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالیں  
جوش جرات میں تلواریں کھینچ کھینچ کر لشکر خورشید پر جا پڑے لاکھوں ساحران غذا خر کر رہے ہیں  
ایک تھرمین بہار و باغبان وغیرہ تھے مرنے سے خورشید کے رہا ہونے خرچہ کر چکا ہوں کہ  
یہ سب طائروں کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے تھے اب جو ہوش آیا صدائے گہر و درگئی ہزار ہا  
نخل جبل رہے ہیں زمین سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہیں آندھیاں سیاہ ٹھہریں پانی تالابوں  
کا کھول رہا ہر مچھلیاں ریتی بر تڑپتی ہیں مرنے سے خورشید کے ہزار ہا طائر زانہ و غن زمین سے بید ہوئے  
صدائے مہیات و غموس دے رہے ہیں زمین سے بلند ہوئے پروں سے سر مٹیا ہائے خورشید  
روشن تن کی آواز دی جگہ جگہ ہوئے بختیارک نے دیکھا بادشاہ لشکر اسلام لڑتے ہوئے  
طوفان کے آتے ہیں لندھور و بدیع الزمان و نور الدہر و ہرام وغیرہ جو بحر خورشید  
میں تھے انھوں نے پرے کے پرے دہرم و برہمن کئے تھے ساکھے سے لڑے کہتے ہوئے جاتے ہیں آج تھا  
کو پکڑ لو یہ جیجا جانے بنائے اسی کی ذات سے سارے خاں برپا ہوتے ہیں ضیغم وغیرہ صدائے ترہ  
شیرانہ دت نبرہن سکے بھاگنے لگے ساحران خورشید جمع ہو کر خم کر لے بہار و باغبان وغیرہ رہا



ہوتے ہی جو میدان بین آئے لشکر کفار پر تگ برسا دی جس غول پر جا کر گئے جلا کر فاک کیا بھار کے  
گلہ ستے جلے آسان سے بھول بر سے ہزار ہا دیوانے ہو گئے باغبان قدرت نے تلواریں برسا دیں  
دو صورتیں اس مقام پر تحریر کرنا واجب دلائل میں ایک کیفیت تو یہ ہے کہ لقا شکست کھانے بھاگا  
اگر منظور ہو کہ بعد طلسم ہوش ربا جلدی نامہ تحریر کیا جائے یا بیان کرنا منظور ہو تو یہ صورت ہے  
کہ لقا خورشید نگار پر گرفتار ہو جائے ساتھ والے اسکے بھاگ جاتے ہیں لقا دیا قوت شاہ  
و نجاتیارک و ضعیف و زنگالی و فرامرز نا بکار و فرزند نوشیروان عالی و قاریہ جندکس گرفتار ہوتے  
ہیں بعد ختم جنگ صاحبقران بفتح و فیروزی داخل قلعہ خورشید نگار ہوئے غزانہ بمجاہد بستیاب  
ہوا بارگاہ خنسا می اسوجہ سے استاد ہوئی کہ کولب کو شکستہ و غیرہ بھی حاضر دربار میں دوسرے  
دن امیر با توقیر بارگاہ میں اگر جلوہ فرما ہوئے ایک جملہ اور بھی تکرار میں کرنا واجب و لازم ہے مادرج  
نوجوان ملکہ گیتی افروز و دختر لقا دختر کلان مہر افروز فی الحال لشکر میں آئی ہوئی ہیں لقا کے  
گرفتار ہونے کی جو غیر سنی محبت سے باپ کی برقرار ہو گئیں ملکہ گیتی افروز نے ایرج نوجوان کو کل میں  
بلایا کہا اے فرزند نا نامتھارے گرفتار ہوئے صاحبقران کیساتھ بڑی بڑی عبرتیں کیں ہم کسٹھ  
سے سفارش کریں لیکن تم پارہ جگر صاحبقران ہو اگر ہو سکے تو ایک شب کے واسطے صاحبقران  
سے عرض کر کے باپ کو ہمارے محل میں لاؤ ہم بھی سمجھائیں شلیدہاہ تیریں خود سری سے باز آئیں اپنے  
کو خداوند نہ کہو ایں مجبوروں حقیقی کے قائل ہوں پیدا کرنے والے پر اہل ہوں اگر مسلمان ہو جائیں  
صاحبقران وعدہ کرتے ہیں سلطنت ملک باختر بلا تکلف مرحمت فرمائیں گے اے فرزند اس قدر میں  
کوشش کرنا واجب و لازم ہے ایرج نے کہا میں بسر و چشم عرض کروں گا یہ وعدہ کر کے ایرج سے برآمد  
ہوئے بیان جسکو صاحبقران نے لقا کو بارگاہ میں بلایا یہ تقدیر میں گھبرا ہوا آیا ہر چند صاحبقران  
نے سمجھا یا لقا نہ مانا صاحبقران نے ذوالحمار عادی جلا و لشکر کو حکم دیا جلد سکا سرکاٹ  
کے لاؤ نجاتیارک تو دہائی دے رہا ہے کہ حضور میں ہمیشہ مسلمان ہوں لقا کے دادا پر لعنت  
ہر لات و منات کی کیا حقیقت ہے ذوالحمار عادی لقا کو کشان کشان لیکر بیرون بارگاہ آیا  
اسوقت لشکر میں ایک غریب ہے کہ یارو یہ وہی لقا ہے کہ سبکی سال بھر کے بعد زیارت ہوتی تھی ہشت و  
دو زخ بنائی تھی اٹھارہ سو ملک کا مالک تھا راہ کبر و غرور کا سالک تھا و کچھو کچھ مقام عبرت ہے



کس قلمت و رسوائی سے قتل ہوتا ہے چشمزدن میں فلک انقلاب لکھاتا ہے مگر وہاں سب جاتا ہے فرد  
منہ دل برین دیرنا یا بیدار ہے ز سجدی ہمیں یک سخن یاد دراز کوئی رہتا ہے کوئی ہنستا ہے کوئی  
لہا پر آوازے کستا ہے کہ کیوں او مفرور تیری خدائی کہاں گئی اب یہی بہتر ہے کہ خدا کو سجدہ کر  
امیر با تو غیر خطا معاف کر دینگے دامن دعا گل آرزو سے پھر دینگے لقا کس طرح نہیں ماننا حقیقت ڈو گاہ  
عادی نے تاج سر لقا سے اتار لیا س کو جسم سے دور کیا ہر نفس بے قرار و آشکبار تھا لقا اپنی ہی کہے  
جاتا ہے ابھی اقتدر کر کے سب کو غارت کر دو نگا قدرت کے قہر و غضب سے سین ڈرتے قدرت نے  
اپنے کو قید کر دیا ابھی سیاقے قہر خارا و ناز چوں میں آسکا آسمان کو حکم دین چھٹ بڑے زمین سکون گل جائے  
نخل صحران و در سیرنگ بنکر سب کو کھا جائیں زمین تھرزل و تھرک سب قدرت کو اب بھی نہ حم آتا ہے  
ان بیودہ باتوں پر لقا کی سب ہنستے ہیں کہتے ہیں جیسا بھگوڑا ملک باختر سے بیاتل بھاگ کے  
آیا سو اسے مکر کے کوئی معجزہ نہ دیکھا و اسہات کہتا ہے اب آج زندہ نہ بچے گا مگر اس خود سر کا شہر  
باختر تک جا گیا وہیں اس بیچانے خدائی کی آخر بد انجام ہو اقریب تھا کہ ذوالحجاء عادوی لقا  
کو قتل کرے کہ تقدیر روح روان قاسم عالیشان شہزادہ ایرج نوجوان محل سے برآمد ہوئے  
در بار گاہ سلیمانہ پر ہنگامہ دیکھا شاہ پور شہر دل سے بوجھا کیا مگر بہر شاہ پور نے عرض کی کہ زمر شاہ  
باختری صاحبقران کے حکم سے قتل ہوتا ہے صرف حکمرانی کی دیر ہے ایرج نوجوان گھبرا گیا  
آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اس مقام پر آیا جہاں ذوالحجاء عادوی لقا کو قتل کیا جا رہا ہے ذوالحجاء  
سے کہا چند ساعت ٹھہر جاؤ میں جا کر دادا جان سے کچھ عرض کرونگا ذوالحجاء نے تامل کیا ایرج  
نوجوان اندر بار گاہ کے حاضر ہوا اسوقت دربار صاحبقران معمور ہو کر کل سرداران نامی سا حراں  
کر امی دربار میں حاضر ہیں ایرج آکر سامنے صاحبقران کے تسلیم کر کے خاموش کھڑے ہوئے  
صاحبقران نے بکشاوہ پیشانی فرمایا اور نظر کچھ کھا چاہتے ہو کہ مویان کر وکل حاجتین تمھاری  
رواہن بلکہ بدل و جان قبول ہیں ایرج نے عرض کی کہ مقدوسین لقا کا نیاز مند عرض پیرا ہے ایک شب  
کی مہات لقا کوٹے الملیان دست راست مسکرائے ایک نے کہا دیکھو بھئی نواسے کے خون نے  
جوش مارا آخر نوسے کو نانا کا خیال آگیا سبب عیب داب صاحبقرانی کے ایرج کچھ بول نہ سکا  
بہنگاہ قہر طرف نورالہ ہر کے دیکھ کر رہ گیا اسوقت کے طعن و تشنیع قاسم کو بھی ناگوار ہوئے



محل کلام صاحبقران کے سامنے نہ تھا دلون میں ملال بڑھے صاحبقران نے فرمایا اے فرزند تم خوب آگاہ ہو تیس برس مجھ کو اسکے تعاقب میں گزرے لکھو دیکھو بندگان خدا اسکی بدعت سے بیار گلشن خیاب ہوئے اکثر یہ گرفتار ہو امین نے سکور ہا کر دیا اس مقام کی بھی جتنے بدعتیں دیکھیں کہ خورشید ایسا معین جو اسنے پایا اپنے آپ سے باہر ہو گیا کیا بدعت پر مکر باز بھی خاتمہ میں لشکر کیا باقی تھا اگر طلمس اختر یہ فتح کر کے میں نہ آتا سب سردار شہید میں گرفتار تھے بھائی نے بھائی کو قتل کیا باپ کو بیٹے نے قتل کیا ان شیروں کی جرات کا کون بار اٹھا سکتا تھا پروردگار نے مجھ کو وقت پر پہنچایا تم سب صاحبوں نے ملکر لقا کو گرفتار کیا ایسا نہ کہ میرے قبضے سے نیکل جائے پس شرط یہ ہو کہ شب کو اسے سمجھانا اگر پروردگار کو سجدہ کرے زندہ رہے ورنہ سر کاٹ کے دربار میں لانا امیرج نے بایخت شاسہنشاہی کو بوسہ دیکر عہد واثق کیا کہ شب کو غلام اسے سامنے والدہ ماجدہ کے لیے ایگاہ وہ باپ کے دیکھنے کی بہت مشتاق ہیں اگر اسے پروردگار کو بوسہ وحدہ نہایت مانا مردہ خوشخبری لیکر آؤ گا اگر نہ مانے گا خود قتل کروں گا صاحبقران نے حکم دیا امیرج کو اختیار ہر ایرج نے اس لقا کو طوق زنجیر سے لٹا کیا شبکیا یک بار گاہ الگ استاد کرائی آہمین ملکہ گیتی افروز و جہان افروز و ملکہ گوہر ملک وغیرہ سب قدر شہزادیاں متعلقین لقا عقد میں شہزادگان والا قدر کے آئی میں وہ سب بارگاہ میں داخل ہوئیں امیرج لقا کو لباس فاخرہ پہنا کے جیسے ہی اس بارگاہ میں لیکر آئے ملکہ گیتی افروز و جہان افروز و خنوں نے بوجہ مدت مدید اپنے باپ کو دیکھا دھڑک پٹ گئیں چھین مار کر رونے لگیں کہا کیوں اے والد نامدار آپ کو پروردگار نے ایرج ایسا نواسا عطا فرمایا کہ جو جاگیر مشہور ہر جدائی کر کے اپنے کیا زایا صاحبقران کے ساتھ کیا کیا انکے خدائے انکو پچایا اب بھی اُنھوں نے یہ جلال فرمائی کہ ایک شب کی مہلت دی برائے خدا سرکشی سے باز آئیے پیدا کرنے والے کو بچانے صاحبقران زمان کل باختر کی حکومت دینگے فرزند ان صاحبقران آپ کے تابعدار رہیں گے سب پر حکم احکام رہے گا جو کوئی حریف آپ پر لشکر کشی کریگا یہی سب سیر و لیر جانا بازی کرینگے کسی کی مجال نہوگی جو آپ سے آنکھ ملائے صاحبقران کا یہی قول ہو کہ اگر لقا سلمان ہو تا مقلیم ملائے مفتوحہ کی سلطنت دیکر خانہ کعبہ میں جاؤں آپکو سب طرح کا اختیار رہے گا دختران لقا نے جو اس طرح پروردگار سمجھایا امیرج نے بھی دلائل وحدہ نہایت میں کلام کیا لقا بھی خوب رویا دی اختیار بچارٹھا میں نے



نوع ہزار برس پیش ہی تقدیر کی تھی کہ نو چکیہ گان قدرت کے سمجھانے سے مسلمان ہو جاؤ گے تو سب رو رہے تھے اس کلام فہم کو شکر ہے اختیار نہیں پڑے ایرج نے کہا ہر شاہ زبان کو اپنی بھالیے تقدیر کرنا چھوڑے لگانے کہا اسی فرزند یہ تو میرا روز مرہ ہو گیا اس وقت تمھارے سمجھانے سے رنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا کلوطیبہ تعلیم کرو میں صدق دل سے مسلمان ہوتا ہوں شہزادہ ایرج نے خوشی خوشی نصاحت و بلاغت کلوطیبہ تعلیم کیا لقا کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا مگر یہ کہا کہ اختیار کس رفیق صحبت ہو وہ خدمت میں میری رہیگا تو دل پہلے گارات کو بڑی دھم سے غوث کی بوقت سحر خدمت صاحبقران میں آکر عرض کی سپردگار نے فضل کیا لگانے کلمہ پڑھایا سکر صاحبقران نہایت خوش ہوئے ایرج نے بمقدور اختیار کس سفارش کی عمر و نے صاحبقران سے عرض کی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آئندہ کو فساد نہ ہو اختیار ک کو قتل کیجئے یہ شیطان لقا کو پھر ہکا بیکا ایرج کو عمر و کا کہنا ناگوار ہوا کہا حضور اختیار ک کی کیا حقیقت شہزادہ اب بصدق دل سے مسلمان ہوئے اختیار ک بھی سمجھا دیا جا رہا کہ وہ تو خود بھی کلمہ پڑھ چکا عمر و خاموش ہو رہا کہ ایرج کے خلاف ہوتا ہوا استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہر کہ اختیار ک و یا قوت شاہ و صاحبان لقا اس قدر تھے سب رہ گئے گئے ایک بار گاہ الگ بلکہ بارگاہ گیتی ناوا وسط لقا کے استاد کرانی گئی کہ امین فی الحال لقا ہر صاحبقران نے فرمایا ملک باختر میں چلے پڑی دھوم سے لقا کا جلوس کرونگا اسکو تخت پر بٹھا کر خود پایہ تخت کو کا ندھاد ونگا بڑی سعادت محکو حاصل ہوئی کہ لقا ایسا شخص میرے ہاتھ سے مسلمان ہوا ابھی تو مجھ کو ایک مقدمہ ہم درمیں ہر طلسم ہوش رہا میں چلے اسد و بدلت و غیرہ کی شادی کرنا منظور ہر ایرج کی شادی ساتھ ملکہ سران شکستہ زن کے شادی میں حسین و لالان ہمراہ اسد نامدار و شادی بدیع الزمان ہمراہ ملکہ تصویر دست شہزادہ ان شہزادوں نے ساتھ دیکھ فرزندوں کے بڑی بڑی جفائیں اٹھائیں اس دھوم سے یہ شادیاں ہو چکی کہ تمام شان ہوش سرباد و خراج گذار ان طلسم نورافشان اس شادی میں شریک ہوں بعد اسکے طرف ملک باختر کے چلنا ہو گا گنہ سکہ نام پر شاہنشاہ لقا کے جاری کر کے میں خانہ کعبہ میں جاؤں خدیوہ گزاری جناب خیر آخر الزمان میں مصروف ہوں بھلیں کے تصدق سے انجام صاحبقرانی تکلف تمام ہو اکل مشیران سلطنت و وزیران بہت نے ارشاد فیض بنیاد صاحبقران کو بدل جان قبول کیا میرے



سہو ان عادی کو بلا کر حکم دیا اٹلا بارگاہ کا طرف طلمس پوش ہر باکے چلے شہنشاہ لاہین کو یہ کہہ کے  
 رخصت کیا کہ آپ چکر تیار ہی آب و آزدنی کی کیجیے شادی ملکہ ہمارے ساتھ بادشاہ کی ہوگی محمود  
 کی شادی ساتھ نورال دہر کے ان شہزادیوں کو اپنے ساتھ لیتے جائے ابھی جنگ خورشید میں ملکہ  
 حیرت ہاتھ سے کوکب کے قتل ہوئیں مہنگا مغلہ بین کسی کو خیال نہوا مرنے سے خورشید روٹن تن  
 کے مہنگا مغلہ قیامت برپا تھا بعد کئی دن کے لاشہ ملکہ حیرت جادو کا ملا سیوج سے جنگ میں ذلت کیا  
 پس طرف سے ہمارے محمود کے احو شہنشاہ لاہین تم کو سامان کرنا پڑھا لاہین نے قہون کو پو  
 دیکر کہنا رہے سوادت کہ یہ شادی میرے ہاتھ سے انصرام جائے شہنشاہ لاہین خوشی خوشی محمود ہمارے  
 و ملکہ حبیبین والا ان خونقباد ملکہ ناہید دختر تو سن و ملکہ تصویر دختر شرارہ و ملکہ مرغ  
 وغیرہ کو اپنے ساتھ لیکر خوشی خوشی طرف طلمس پوش راجہ کے روانہ ہوا کوکب و شہنشاہ کی رخصت  
 ہوا کہ قلعہ صرغ حصار پر غلام جاتا ہوا کئی کنیز ملکہ بران و مادر بران بھی مقام برہن میں  
 سے غلام بھی سامان شادی کر گیا یا بچوں عیار بچیاں ملکہ صرغ و صبار قمار وغیرہ لشکر میں قید  
 حقیقین انھوں نے بھی صدق دل سے کلمہ پڑھا عمر و قمران و برق جاسوز و صرغ غلام کے ساتھ نسبتیں  
 بخت ہوئیں امیر نے فرمایا شادی اسلامین یہ عقد ہو گئے جب کوکب لاہین جا چکے ملحوظ خاطر ناظرین الا  
 مقام رہے کہ ابھی تک سلیط صاحبقران کے ساتھ ہر صاحبقران زمان نے سیف و الیدین  
 عالم لشکر کو حکم دیا ہر کہ لقا کو قواعد دین اسلام تعلیم کریں سلیف بارگاہ تھان ہر شب کو آتے ناز  
 وغیرہ سکھاتے ہیں صاحبقران کو منظور یہ ہر کہ جب عرصے میں لقا قواعد اسلام سے بخوبی آگاہ ہو جائے  
 اصول و فروع بھی تعلیم ہوں تب باختر میں جاکے اسکو تخت نشین کروں صاحبقران کو لقا کے سامان  
 ہونے کی بڑی خوشی ہو لکھا ہر کہ ملکہ برہمن کج ابر و و ماہ پرورد دختر اتر جادو جنگا نشان دے  
 چکا ہوں کہ خواجہ عمر و نے ماہ پرورد کو زنبیل میں رکھ لیا تھا اب ماہ پرورد کو بھی کالابریہ میں نے بھی سحر سے  
 توبہ کی صاحبقران نے ملکہ ماہ پرورد برہمن سے عقدا کیا قواعد خورشید نگار کی سلطنت بنام ملکہ ماہ  
 پرورد مقرر ہوئی و ملکہ برہمن منظم امور سلطنت قرار پائیں اس سے مہلت کر کے اٹلا بارگاہ سلیمانی  
 کا لدا بفر فرید ونی و بہشت جمشید راجی شادان و زمان طرف طلمس پوش ہر باکے چلے بیان شہنشاہ  
 لاہین نے سامان شادی مہیا کیا اتر شہنشاہ کوکب و شہنشاہ بھی گوش بر آواہین کہ صاحبقران



باغ سیب میں ہو بخین تو بڑی دھوم سے ابھارو انہ کروں بس ان کا ذکر قاعدے سے غم سے ہو گا  
 دو کلمہ داستان عشرت عنوان شادی اسد نامہ ارہماہ ملکہ حسین گلزار دختر افرا سیاب  
 و ملکہ لالان خونقبا و دختر شہنشاہ داؤد مرحوم و مخفور و ملکہ ناسید شہنشاہ دختر شہنشاہ  
 توس و شادی بادشاہ اسلام ہمراہ ملکہ مبارک گلزار و شادی مخمور ہمراہ شہزادہ نور الدین  
 و شادی ایرج نوجوان ہمراہ ملکہ تیران شمشیر زن و دختر کوکب صفت شکن عقد مصر  
 وغیرہ ہمراہ عیاران اسلام و تفرقہ صحبت بروز عقد خواجہ عمر و دیگر حالات متعلق  
 داستان ہذا ساقی نامہ مصنف قمر

رہے ہر ساقی میں برسوں خراب  
 رہے سالہا سال اندر لہجہ  
 کبھی کوہ ظلمات میں بند تھے  
 ہوئی فوج دریائی آخر سبیل  
 قمر شہر خلاق شمس و قمر  
 ہوئی منزل سخت و شوار طے  
 اسد شیر دل کی جو ہون شادیان  
 سخن کا مزا لطف نقشہ بر ہو  
 بنال تمنائیں آیا شہر  
 کہ سامان شادی کے ہو گئے ہم  
 زمین چین ہے زمر و نگار  
 طہوران گلزار کے قنقے  
 یہ گاتی ہر بلبل بہ ناز و ادا  
 فرخ بخش و دھچپ تقریر ہو  
 وطن میں حسین حور و شہین  
 یہ معشوق عاشق بھی ہو گئے ہم

کہ ہو میکدے میں بھی غوغا عیش  
 تر عشق میں ساقی میں حسین  
 اک صیاد و گلچین کے ہم صید تھے  
 کبھی جوش زن جبائے ریلے نیل  
 ہو اس سرکشی سے وہ ظالم خراب  
 بس اب ساقیا عیش کا دور ہے  
 کہ شادی کا مضمون در پیش ہے  
 سا شادیوں کا جو تہہ بر ہو  
 رہ عیش کرتی ہر بلبل کو طے  
 لکھو داستان مرصع رقم  
 صبا نے کیا فرش کا انتظام  
 سر سر و قمری کے ہیں چھچھے  
 کیا بلبلوں نے مبارک لکھی  
 قمر حال شادی کا تہہ بر ہو  
 عروسان مضمون ہوں پیراستہ  
 ایرج اور تیران والا حشم

یلا ساقیا جام مہیا ہے عیش  
 دکھائے فلک نے بڑے انقلاب  
 کبھی گنبد نور میں قید تھے  
 اندھیرے کے صدمے اٹھایا کئے  
 رامد تون دور افرا سیاب  
 عنایت سے اُسکی ہوئی جنگ سر  
 قمر اب تو ناحق پس و پیش ہے  
 رہ میں خلق میں خانہ آبادیان  
 گلستانِ عشرت برومند ہے  
 ہوا خار گلچین کو سببِ ادگر  
 چین میں بھی شادی کی ہو دھوم دھام  
 جوانان گلزار کے ہیں کھمار  
 صبا آگے گلشن میں اتر آگئی  
 اسد شیر دل ہوتے ہیں کھنڈا  
 ہو بزمِ طرب جلد آراستہ  
 ہے دولہا اسد شیر دل صفت شکن



|                                      |                                     |                               |
|--------------------------------------|-------------------------------------|-------------------------------|
| مہبت ہجر کے رنج جھیلا کیے            | سدا جان پر اپنی کھیلا کیے           | خوشی دل کو مد نظر ہو گئی      |
| نسب رنج و غم کی سحر ہو گئی           | آئی یہ آباد و شادان رہیں            | سدا عیش و عشرت کے سامان رہیں  |
| اک جہلم کی ہوش ربا دے ساقی           | اندوہ دو عالم چھلا دے ساقی          | لکھنڈ اندیل جلد شیشے سے شراب  |
| محبوبی ہوئی بے پیر بند سے لگا و ساقی | ساقی ے لالہ فام سے بھر ساغر         | خالی ہون بھول پلا برابر ساغر  |
| دکنہ ہوس نترائیں دو دہین کر          | پریشیتہ بکا رتا ہے ساغر ساغر        | لابادہ ناب تو بے ٹوٹے ساقی    |
| بچرے کو فرستے زبان لوٹے ساقی         | ہونٹوں سے لگا دی تو وہ جام لہیر تیر | ہر چند جدا کروں نہ چھوٹے ساقی |

نغمہ لبھان شاخسار بستان عشرت و شادی و آراستہ گنگان جہلم عروسی و دامادی حالات مرآت آیات  
کتھرائی اسد و مہ حبیب و بران دایرج وغیرہ کلک جواہر سلک سے بون لبیب قرطاس بضیا اس  
و نہ مائے ہر شجر

مرصع نگاران شیریں سخن

حبیب دادہ ترمین این

کہ صاحبقران زمان بعد قطع منازل و طے مراحل قریب باغ سبب پہنچے شہنشاہ لہین نے  
اتنے غرض میں قعر پائے باغ سبب لہدر عنائی آراستہ کیے تھے کہ ہر کلرے کو حاضر ہونے ہاتھ

|                                |                           |                           |
|--------------------------------|---------------------------|---------------------------|
| اٹھا کر خوشی میں یہ دعا دی ظلم | اون گیر و مہر و اقبال شہا | ماہ چرخ دولت کامل بباد    |
| خندہ زن باشند گل امید تو       | تازہ باغ آرزوئے دل بباد   | سطح بزم ترا باشد طرب      |
| عیش دائم ساقی محفل بباد        | آسمان شوکت و شان و شکوہ   | تخت گاہت اے قمر منزل بباد |

ایر شہنشاہ بیتی شان مبارک ہو کہ صاحبقران زمان لہدر شوکت و شان آہو بچے لاجپن بلقیس  
ثانی مع اٹھارہ سو تاجداران جلیل برائے تقبال صاحبقران زمان آئے بڑی دھوم سے  
صاحبقران کا باغ سبب عیش گاہ افراسیاب میں داخل ہو ابرو وقت قتل افراسیاب باغ  
سبب لٹ گیا تھا شہنشاہ لہین نے بڑے تکلف سے اس باغ کو بھر آراستہ و پیرا استہ کیا باگاہ  
سلیمانی وسط باغ مذکور میں اسٹادہوئی ملکہ بلقیس ثانی نے بڑے ملکہ حسن بہا و جمور و لالان  
نوفقا و ملکہ ناسید بہ تکلف تمام مجلہ عروسی آراستہ کیا تین جوڑے زعفرانی کشتی جو اہر نگارین  
ہمراہ شاہزادگان ماہ خسار کے روانہ کیے صاحبقران باہر گاہ میں انتظار کر رہی ہیں بادشاہ حجابہ  
سریر جہا ثانی پر میں کہ خبر پہنچی ملکہ بلقیس ثانی تین جوڑے زعفرانی لیکر آتی ہیں ایک محل خاص  
برائے ناموس شہنشاہی ترتیب دیا گیا ہر مادر بادشاہ حجابہ ملکہ ماہ مغربی و حشر سکندر



بن سہیلان و مادر نور الدہر بن بدیع الزمان ملکہ گوہر ملک خرنمداخر گنجائے مادر سد  
نامدار ملکہ زبیدہ شیرگیر و ختر صاحبقران عالمینا بہت برساٹھتر ہزار عہاجان زعفران پوش  
لصید جوش و خروش انتظار ملکہ بلقیس میں صحن مجفل میں استاد ہیں کہ ملکہ بلقیس مع کشیتوں کے دخل  
محل ہوئیں سدھنوں میں چھڑیاں اور زعفرانی رنگ کی پکاریاں چلنے لگیں ڈوئیں نے یہ شعار لصید زو

|                             |                          |                               |
|-----------------------------|--------------------------|-------------------------------|
| ادان شروع کیے اشعار         | ہمیشہ ہوں ہی بزم طرب فیض | نظر آئیں ہی سامان عشرت        |
| یونین قفس غنا آٹھون بہر ہو  | یونین بر بار ہے بزم مسرت | یونین جلسوں میں زو شب بسر ہوں |
| انھیں جہونین گدڑی عہد دولت  | رہے آفاق میں تاجرخ ہفتم  | بلند آوازہ جود و سخاوت        |
| یونین بہتا رہے دریا و انعام | روان یونین ہے کشتی خلعت  | ہڑ ہو بادشاہ حجابہ نور الدہر  |

و اسد نامدار کو محل میں بلاؤ تینون شاہراؤگان والا قدر آسمان جاہ و جلال کے بدر محل میں بر محل  
تشریف لائے جو کیاں یا قوت نگار صرع کار بھجائی گئیں تینون شیران جو کیوں پر آکر جلوہ فرما ہو  
اول بادشاہ کو یہ تقریب بہار گلزار زعفرانی جوڑا ہٹایا بعدہ نور الدہر کو بہ نسبت محمود سرنخ  
حشیم و اسد نامدار کو بہ عروسی ملکہ مرہ حسین خوش سیر کنگنہ ہاتھوں میں مثل ستارہ سحری  
تین لاکھ جوڑا زعفرانی اسی وقت تقسیم ہوا جہاں تک گاہ کام کرتی تھی چستان زعفران زار لصیدیت  
و بہار آراستہ تھے صدائے مبارک و سلامت بلند ملکہ بلقیس کو ملکہ ماہ مغربی نے بہت بھاری  
خلعت مرحمت فرمایا و سہا سہیان لایون کو بارگاہ سلیمانی میں خلعتاے فاخرہ لے غنچہ ہائے آرزو  
کھلے اب درمیان میں کیفیت خانبندی و رسم ساجی بصد تکلف جانین سے قرار پائی تیاری برات  
صاحبقران کی طرف سے ہونے لگی بادشاہ سلام کو تخت سلیمانی پر سوار کیا فیل سمبہ مبارک پر  
اسد نامدار کو دوسرا مست کبھل ماتھی اسیر نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب ہائے بادقار پر جملہ  
سردار نامدار و فرزندان عالی و قار گلزار جوڑے زیب جسم باغ لالہ زار کھلا ہوا اس دھوم سے  
سواری نکل باد بہاری طرف دولت سرے لاپین کے چلی بیان لایون نے درقلعہ ہوش مبارک کی ستو  
بارگاہ میں استاد کرائی ہیں باغ روان لصید شوکت و شان کئی منزل تک آراستہ و پیراستہ ہیں  
نرگس مشکا کی دیدہ بازی بی مثل کی گیسو بنا کر جلسا زسی سوسن نے لبون پر سستی کی دھڑکی  
جہانی سرو گلزار کو ہرے تراشا دوڑنے کی مہوس ہوئی برگ ہائے نخل سے ثابت و سیاگان کاسمان



|                                   |                                        |                                        |
|-----------------------------------|----------------------------------------|----------------------------------------|
| ہر شاخ مثل کشتان اشعار            | ہر ایک گل میں ہر کیفیت انگشتاں کی      | ہر ایک گل میں ہر کیفیت انگشتاں کی      |
| زمین کے برین ہر پہاڑ ہر درگوں     | زمین پر جھڑتے ہیں شمس و قمر نو کی چوہا | زمین پر جھڑتے ہیں شمس و قمر نو کی چوہا |
| لبھا رہا ہر دل خضر سبزہ باموں     | صد آتشکس ہر برگ کی زبان دہند           | صد آتشکس ہر برگ کی زبان دہند           |
| و خود سبزہ دریاں سے بستان جھون    | وہ جو شمس و قمر گل ہر گیتے میں گل گرج  | وہ جو شمس و قمر گل ہر گیتے میں گل گرج  |
| گلو گلو باغین سودا ہر بو گل اجون  | یہ قرب لالہ و سوسن صفا ظاہر ہے         | یہ قرب لالہ و سوسن صفا ظاہر ہے         |
| الادہ سبزہ سے طوطی کا ہر چہک ٹھون |                                        |                                        |

اٹس باغ جنت نشان میں آ کر بات کرتی نہرا با قلعہ آتش بازی کا  
 دغا بازی بھاگے چند عرصے میں آگ برسی صباے عنبر بیز نے آگ کا بھی لٹھٹا اکیا عند لیان خوش نوا  
 مصروف زمزمہ سرائی گنجین و باغبان میں لڑائی سوسن صد زبان ہمار پیرائے ازل کی صفت میں  
 سز زبان صبا نشہ محبت سے لڑ کھڑاتی ہر میناے شجر سے سر ملگانی ہر ایک گل کا کوزہ شراب شبنم  
 سے معمور کیفیت انتظار میں پر سرور بارگاہ آسمان جاہ میں ہلڑ ہوا قاضی صاحب کو بلاؤ بڑے بیٹے  
 خواجہ بزرگ چمکے عمار وغیرہ باندھ کے اس امید پر بیٹھے ہیں کہ عقد پڑھنے کو ہم بلائے جائیں گے  
 آج الغام واکرام اسقدر بانیٹیکے کہ دولت دنیا سے نہال ہو جائینگے ناگاہ ایک خدمت کا قبول صورت  
 جوڑا گلزار پہنے ہوئے دوڑا ہوا آیا عرض کی حکیم صاحب جلد چلیے بادشاہ اسد نور الدہر کھل کے  
 عقد پڑھیے حکیم صاحب کھڑے ہو گئے اور بڑھنے لگے خدمتگار نے کہا آج روز شادی ہو آپ کا منہ  
 سفید ہر اس میں کیا مجید ہو صاحب قرآن کے خلاف ہو گا میرے ہاتھ سے گلوری کھائیے حکیم صاحب نے  
 منہ کھول دیا خدمتگار نے گلوری کھلائی کہا اب چلیے حکیم صاحب نے گھر کر کہا مجھے تو بانیٹیکے کی  
 ضرورت ہر خدمتگار نے کہا سبحان اللہ بروقت شکار لکھتا ہنگامی جا بیٹے تشریف لیجائیے  
 باے خانہ چھڑائیے دیر ہوتی ہے حکیم صاحب اندر گئے خدمتگار سمجھ گیا اب یہ بعد کی



دن کے مہلت پائین کے دروازے کی لنجیر پڑھا دی یہ خواجہ عمر وہیں حکیم صاحب کو گھڑی میں جمال  
 گوٹے دیے مطمئن ہو گئے کہ اب وہ تشریف نہ لائینگے رنگ و روغن عیاری کا نکالا خواجہ بزرگ اسید کی  
 شکل بنکر بڑے دانوں کا کنٹھا ہاتھ میں کھٹ کھٹ کرتے ہوئے چلے راہ میں جو بدارٹے حکیم صاحب جلد  
 چلے برائے عقد دیر مہوتی ہر خواجہ آکر بارگاہ میں پہنچے اہل عقد بادشاہ حجابہ پڑھا لڑکھون  
 روپیہ لیے جب وقت عقد نور الدہر آیا بدیع الزمان کا دامن بکڑا بدیع الزمان نے بھی بہت  
 کچھ دیا تقریب شادی ملکہ یہ حسین میں ملکہ لالا ان خوتقاہد ملکہ ناسید سے بھی اسد کا عقد ملو  
 جو جو معشوقین اسد غازی کی اس ظلم میں قرار پائیں بلکہ خورشید روشن جمال خرتلند اختر  
 حکیم روشن رائے حکیم نے بہت ترقی جاہی شرط لکھائے صاحب قران نے انکا اعزاز  
 و اکرام دیکھ کر سب کچھ منظور کیا خواجہ تو عقد پڑھ کے کشمیاں جو اہلہ کی لیکر چلے گئے اب  
 شہنشاہ لاجپن بلفٹس نے سب طرح کا انتظام کیا کول شکنی ہوا ایک طریقے سے معلوم  
 ہوتا ہو کہ ملکہ اسرار جاو مان ملکہ محو کی اس شادی میں شریک ہوئی کئی ملک جہیز میں دیے  
 بہار و مہ جہیز کی طرف سے لاجپن بلفٹس نے سب طرح کا انتظام کیا اس برات میں شاہان ظلم  
 نور افشان بھی شریک رہے ملکہ زبیدہ شیرگیر ملکہ یہ حسین الماس یوں کو لیکر محافل میں ہوا  
 ہوئے اس شوکت و شان سے برات واپس ہوئی شہدے غل جاتے ہوئے یہ عرب لاکھوں  
 روپیہ کا مال لے چلے ابھی تو اس طرح برات ظلم نور افشان میں جانے کی لاکھوں روپیہ  
 صاحب قران نے تقسیم فرمائے مگر شہدے کب مانتے ہیں صاحب قران نے اشرقیوں کے جہیز  
 جو پھینکے عمر و کے منہ میں پانی پھر آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا شہدے کی شکل بنکر تیار ہوئے  
 ایک گاڑی کی چادر دو کونے گلے میں باندھے اور دو ہاتھ میں لیکر آواز دی اری پھینک مسٹھا جو  
 صاحب قران نے اشرقیوں کا پھینکا جسٹ خواجہ نے کی سب شہدوں سے دو گرتلند پھر اشرقیوں کو  
 لین زمین میں ایک نہ کرنے پائی شہدے سچا رہے کھچے دیکھے رہ گئے ایک شہدہ پرائانامی دروازے  
 کے نیچے کارہنے والا اُسنے دور سے تاکا ساتھ والوں سے کہا یا رویہ دُبلاتا تھا اچھا ہم میں  
 آکر ملا ہے ذرا اسکی خدمت تو کرو دیکھو کیسا جسٹ و خیر کرتا ہو راتوں کو دیوار میں بھاڑتا  
 ہو گا شہدہ و تکر دھوکا دینے آلا ہو کئی مرتبہ اشرقیان میں خواجہ نے جسٹ کر کے روک لین شہدے



محروم رہے تیسری مرتبہ جو مٹھا اشرفیون کا جلا خواجہ نے نسبت کی ایک شہدے نے چپک کر ٹانگ لی خواجہ نے اشرفیان مٹھ میں رکھ لیں شہدے نے مٹھ میں انگلیاں ڈال دین یقین تھا کہ کلے چیر ڈالے شہدے کی بدعت پر خواجہ گھبرا گئے شہدے نے کلے چیر کے اشرفیان لیں پریشاں ہو کر اس مجمع سے نکلے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہاتھوں سے خون ٹپکتا ہوا قریب مرکب صاحبقران آئے صاحبقران نے پوچھا جیر تو بے عمر و نئے کہا اے آقاے نامدار میں گر پڑا مٹھ میں چوٹ لگی صاحبقران ہنسنے فرمایا خواجہ یقین بناسن میں نے دیکھا تھا تم شہدوں میں ملے ہوئے اشرفیان لوٹ رہے تھے تمہیں کس بات کی کمی ہو عمر و نئے کہا حمزہ تو میرا حال کیا جانے مجھے کیا گذرتی ہو قرض داروں نے حیران کیا خیال میں آیا کہ کچھ سود وغیرہ پہنچ جائے اصل کا پہنچنا تو دشوار ہو اس شادی میں بہت کچھ میرا صرف ہوا امیر با تو قیر نے کئی توڑے اشرفیون کے دامن میں انڈیل دیے خواجہ صاحبقران کو دعائیں دینے لگے عرض کی آقا خدا تم کو سلامت رکھے اس مہینے کا سودا دہا ہوا اسی طرح چھپے قہقہے بادشاہ عالی جاہ کو تاجداران جلیل گھیرے ہوئے گرداسد نامدار تمام سرداران طلسم ہوش راجہ اور الدہر بن بدیع الزمان سرداران نوجوان ہنر بریشہ کلنگان طہماس بن عنقویلی دیو پرو و صدراں ماہ منظر و دراج در در گوش و اشکاش کشیدہ روضہ صریح باب خان و تین خان وغیرہ گلزار جوڑے بنے ہوئے عجیب روز سعید بلکہ بہتر از روز عید لقا بھی اس بات میں تخت پر سوار ہمراہ ہو نختیارک عیش و شادی دیکھ کر جل رہا ہو دل سے کہتا ہوا منوس صد ہزار منوس مسلمانوں کو عیش و شادی ہماری بربادی کیونکر لقا کوئے نکون عیش و فرحت میں خلل ڈالوں آتش رنگ سے جل رہا ہو اس دھوم سے شاہزادیوں کو بیاہ کر لائے جملہ عروسی میں عروسان ماہ رخسار کا داخلہ ہوا ملک حبیبین و بہار و محمود دھن بنی مہوئی جب محل میں داخل ہوئیں صاحبقران زمان نے خواجہ سے فرمایا کہ محمود بہار سے جا کر پوچھو کہ تم نے کلمہ پڑھا مطیع اسلام ہوئیں ہمارے مذہب میں پردہ پوشی کا حکم ہو یا نہ رکھنا تمہارا ممکن ہو گا شہنشاہ لاجپن و ملک بلقیس نے بڑھ کر عرض کی جس شب کو تقریب مانجھے کی ہوئی اس شب کو حقیر و ملک بہار و جملہ ساحران طلسم ہوش راجہ نے کلمہ طیبہ پڑھا ہم سب سو سے مائب



ہوئے یہ سنکر عمر و کو سناٹا آ گیا کہا احو شہنشاہ لاجپن یہ متنے کیا کیا تمام دنیا اس طلمس کی تون  
 شاہان اقلیم بیان کی عملداری کے خواہان ہیں تمہارا زمانہ پیراہ سالی یہ خبر جو اڑے گی پہلوان گردن  
 کش خروج کرینگے کو کب رستخیزم نے کہا اسے شہنشاہ عیاران شہنشاہ داؤد نے اس منزل سخت  
 و صعب کو سر سے طے کیا اپنی جان دی یہ عمر و شگنی نہ کی ورنہ صورت نگار کی حقیقت تھی کہ شہنشاہ  
 داؤد پر غالب آتی وہ دہر و جادہ و حدانیت و عاشق صادق بسا کہ بہ منہر جان نے پر بادہ  
 ہوا تو بے شکنی نہ کی بجزات اپنی جان دی یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ملکہ حیرت جادو  
 کے قتل کا ذکر مصنف نے بالتصریح نہیں کیا مراد یہ ہو کہ جب خورشید روشن تن مارا گیا حیرت  
 جادو سا حہ زبردست ہو لڑا بھڑ کر کل کی جمل سلسلہ بند جویا تھا بھائی اسکا ملکہ حیرت  
 کو دم دیکر رہا کرالایا تھا پس لاشہ وغیرہ بھی خورشید نگار پر نہیں ملا یہ طرف پرودہ ظلمات  
 کے روانہ ہو گئی ہو اب پرودہ ظلمات میں رہتی ہو طلمس فتنہ نور افشان جو حقیر نے بعد فتح  
 طلمس ہوشیار با تصنیف کیا ہو یہ نام بھی کسی کے گوش زد نہ ہو اہو گا خلاصہ مضمون بلاغت مشہون  
 اس طلمس بے مثال کا التماس مصنف میں بخدمت ناظرین تحریر کرونگا پس عموماً بھی پیکر کہا کہ احو شہنشاہ  
 لاجپن زندگی میں حیرت کی متنے سو سے کیوں تو یہ کی وہ زوجہ فراسیاب ساحرہ لاجواب  
 جس مقام پر پٹھرے گی لاکھوں ساحر اسکی شرکت کریں گے دعویٰ خون شہر کر کے ضرور آئیگی لاجپن  
 نے کہا وہ حافظ حقیقی مالک ہو آپ لوگ کل اہالیان لشکر صاحب قرآن ساحرون کے  
 ہاتھ سے کیوں کر بچتے ہیں اسقدر ساحر قتل کیے کہ ساحر کش مشہور ہوئے سوائے تائید پروردگار کے  
 کیا ہے اسی طرح وہ حافظ حقیقی ہاتھ سے ساحرون کے بچا گیا اب تاویل نہ فرمائیے غلام تو بکر چکا  
 تمام ساحر تائب ہوئے صاحب قرآن نے فرمایا خواجہ جو راہ راست پر ہو اس کو گمراہ کر کے ہوائے  
 شہنشاہ متنے خوب کیا ماب متبر کوئی خروخ کر گیا تم فوراً ہلو لکھنؤ فرزند ہمارے یا ہم فرما کر سو بچینگے  
 بہر نوع شب کو بادشاہ حجابہ و نور الدہر والا قدر و اسد خوش میر نے اپنی اپنی جستجو پر پھر سے  
 گوہر مراد حاصل کیا بہار و محمود و مجیدین حاملہ ہوئیں کہ نام ان شیران دشت بزد کے خلاصہ  
 فتنہ طلمس نور افشان میں گذارش کرونگا ان سب کے ذرا طلمس مذکور میں آئیے کوئی جلیل  
 یا تاجہ کفیل اس امر کا خواہان ہو گا اور معاذ حق معقول قرار پائیگا تو یہ حقیر پر تقصیر ہے لاجواب



بھی بیشکیش متاقتان والا مقام کر گیا ہر نوع شہنشاہ کو کب روضہ شہر شادی اسد سے رخصت  
 ہوئے بمقدور ایرج نوجوان کہ گئے کہ غلام جا کر مانجھا روانہ کرتا ہر اب علمشاہ نوجوان و  
 قاسم عالیشان کل سرداران دست چپ نے سامان عیش ترتیب دیا بارگاہ شامی و بارگاہ چل  
 ستون کہ قاسم نے توسن سے حاصل کی تھی یہ بارگاہیں استاد ہون قاسم نے درخزائے طلسم فراسیابی  
 کھلوا دیا سرداران قاسم قیام و غیرہ سرداران رستم آلا کرد و مالاکر و شلم و قیام و غیرہ  
 سرداران ایرج یہ سب صاحب مصروف ترتیب صحبت متشکین ہین اس شادی کے منتظم خواجہ عمر  
 ہین علمشاہ و قاسم نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کی گذارش ذات والا صفات سے یہ  
 شادی فراسیابی آپ کی شرکت بوجہ حسن واجب و لازم ہر عمر و نے ساتون مہر چودہ سہر سنگون  
 کو مقرر فرمایا کہ ایسے طور سے شادی کا انتظام ہو کہ تاہ طلسم نور افشان سترہ سو سردار  
 جملہ عیاران نامدار کنارہ لشکر پر منتظر کھڑے رہیں خبر ملی ہو کہ مانجھا شہنشاہ کو کب نے بڑی  
 دھوم سے روانہ کیا خورشید روشن راے وزیر اعظم و حبشید بن کو کب و جملہ شایان  
 طلسم نور افشان مانجھا لیکر منزل بمنزل آتے ہین آج قریب شام داخل ہوگا یہ ذکر تھا کہ ہر کار  
 زعفران پوش دوڑے ہوئے آئے عرض کی خورشید روشن راے وغیرہ پہونچے وہ دیکھے علمشاہ زعفرانی  
 کے بھریرے چمکے کو کب نے بڑے سامان سے مانجھا روانہ کیا راہ میں اس قدر روپے لٹایا کہ تمام  
 اہالیان قریات غنی ہو گئے خواجہ براے استقبال خود آگے بڑھے سات سو تاجداران  
 جلیل ملازمان کو کب ہمراہ آئے ہین زنانی سواری ہین ملکہ گلگونہ گلگون پوش وزیر زادی ملکہ  
 ناسیدی شہزادیوں کو ساتھ لیکر آئی ہر علمشاہ و قاسم و خود صاحبقران و یاد شاہ عالیشان  
 بذات خود اہتمام ہین مصروف ہین نہایت لطف سے جلتے اسلئے ہوا ایرج نوجوان زعفرانی جوڑہ  
 پہنکے محل سے باہر آئے بارگاہ چل ستون سلیمانی میں کہ نہایت تکلف سے آراستہ ہو بخواہش  
 عمر و صاحبقران نے تحت سلیمانی پر یہ فرما کر جگہ دی کہ نو شاہ کا یہ مقام ہو کئی سوطایقان ہند  
 موجود تھے اس بزم فرحت افزا میں صدائے مبارک باد ملتے ملتے اشعار

|                                    |                                |                                    |
|------------------------------------|--------------------------------|------------------------------------|
| بر باہر بزم عیش و طرب کھینچے جہان  | کرتی ہین قہقہہ مدہ مردم تلپیان | باہر ہین اپنے جگہ سے رحیم ملین جسم |
| سینو شہنشاہ کو جود ہر مانند صوفیان | اہل زمین کج سامنے جوش سرور ہو  | بیر تاسو ناچا ہوا و سانسان         |



۱۰۲۳

طلسم ہوش باجلہ ہضم

|                                                                                                                                                                                                                                                                                                 |                                                                                                                                                                                                                                                                            |                                                                                                                                                                                                                                                                                                  |
|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| کافی ہر زہرہ طفل انجمن جین پر<br>عشرت کدہ پڑے زمین پر ہو جو مکان<br>ہیں چھینو نہیں طائر نقش و نگار بھی<br>وہ مہر ہی نہیں عشق مجازی کا قمریان<br>معتوق کو وصال سے عاشق ہیں شاد کام<br>بلبل ہر گل کی بو محبت سے شادمان<br>میخوار ہو کہ زار ہر پر ہیز کا رہر<br>قاضی بجاتا جو چلین محو کے جام بیان | نہ اسرہ لیو ہوئے خورشید و زمان<br>دیوار قہقہہ درو دیوار ہر ہر اک<br>کھولی ہر اپنی بلبل تصویر نے زبان<br>ہر اک قدم پہ ناز و فریاد کے عوض<br>مستوق خٹلا طین ماند جسم و جان<br>کیف محسوس عیش و نشاط سے<br>دونوں تلاش کرتے ہیں غار کی دکان<br>یہ موسم سرور نہ پھر ماحول آئے گا | جو گھر ہر پنج گھر نظر آتا ہر آن کل<br>پیدا صدائے خندہ عشرت ہر ہر زمان<br>جائے فغان چمن میں غنچوں میں بلبلین<br>عشرت ترانہ میں جس رنگ کاروان<br>پر وازہ گرم جوشیوں سے شمع کی ہر خوش<br>ہر ہوشیار است ہر ہر ہر ہر ہر جوان<br>ترغیب بادہ نوشون کو دیتا ہر محبت<br>یہ وقت یہ زمانہ یہ ہنگام بھر کمان |
|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

اس لطف سے یہ محفل آراستہ مہوئی کہ دست راست والوں کو رشک ہوا کہ خواجہ نے اس بچہ کو جوان کو پرورش فرمایا بذات خود اہتمام میں مصروف ہیں بعد اس صحبت عیش و نشاط کے تیاری مہوئی کہ برات میں محکف سے آراستہ ہو کہ کبھی ایسے سامان اس تکلف سے نہ ہوئے ہوں خواجہ کے انتظام کا دوبار عیار ان خوش انجام سات لاکھ جو انان گلگون پوش مرکب با ساز و براق مرصع کار پھول بے شمار ایرج کو اسی طرح تخت سلیمانی پر سوار کیا قاسم نے جوش محبت میں با پیہ تخت پر ماحول رکھ دیا نور الدہر و بدیع الزمان بھاری سر سنبھالے ہوئے دولہا ہر خسار زیور گل کی بیار سہرہ زرتار کا جو جہرہ از سیا پر آراستہ ہوا بمثال انتخاب کو یا خطوط شاعری میں آفتاب صاحبقران زمان بعد عظم و شان پشت اشقر دیو زاد پر سوار تمام سرداران ایرج نامدار کہیں کسے ہوئے ہر مقام پر قلعہ آتشیازی چھوٹے ہوئے اس محکف سے نزلین ملے مہور ہی ہیں جس مقام پر شب کو اتر پڑے زمیندار غنی ہو گئے اتنے بڑے لشکر میں گدا کی صدا نہیں کو کپ روستن نصیری نے قصر جمشیدی کو شل عروس شادول آراستہ کیا ہو جمشید نے اگر خبر دی کہ حضور اس تکلف سے قاسم وغیرہ نے محفل آراستہ کی ہو کہ روح جمشید پر دانہ شمع محفل ہو و چراغ تابان و درخشان مثل ماہ کامل نایج وغیرہ کا وہ سامان تھا کہ شری دل و جان سے خریدار زہرہ بعد رعنائی آئینہ و آفرش عرش تھا کہ سیان جو اہر نگار تھا کنول نایا بل سامان محفل انتخاب و لا جواب اے والد نامدار صاحبقران عالی وقار بڑی دھوم سے برات لیکر آئے ہیں شمسہ بارگاہ دیکھ کر راہ و مہر شراتے ہیں حضور بھی اس محفل عیش و سرور کو بہ تکلف تمام آراستہ



کرین آپ کے بھائی صاحب خواجہ عمر کو اس شادی کے تکلف میں بڑی کوشش ہو چاہتے ہیں اس شادی  
میں ایسا سامان ہو کہ دیکھنے والے کیفیت شادی اسد نامہ رکھ کر اموش کرین کو کب نے تکلف تمام قصر  
جمشیدی کو آراستہ کر دیا شیشہ آلات سے پہلو و جواب کو بھر دیا شمع ہائے مونی و کافوری پروانہ جنگلی  
روح مجنون و فرما دہر پر و جوان و لٹا و شامان طلسم مثل چاکران کترین انتظار آمد برات میں ہتا د  
میں قاصان بری چہرہ و درباری میں استاد میں جب صاحبقران زمان داخل قلعہ جمشید نگار ہوئے  
گلی کو کچھ تماشائیوں سے معور آراستگی قصر بے قصور کو ٹھونپر شہزادیاں مصروف تماشائیں زرد نگار  
اُس بر دے میں نازینان ماہ خسار غربانے اپنے کو ٹھون پر چار پائی ان کھڑکی کی مین اپنے دوپٹے  
اُس پر ڈال دیے تماشائے برات کا دیکھنے میں مصروف کسی خوش حیم نے دوسرے کی بغل سے سر نکال دیا  
کسی نے بسبب کشاکش کا ندھے پر کسی کے سر رکھا اہل نظر نے جو سر اٹھا کر دیکھا ہر قصر ہمہ تن چشم  
ہوا ہوا اُس مقام پر صاحبقران نے اس قدر رو بہ لٹا یا جب چہرہ اشرفیون کا چھینکا مکان کا  
غربا میں جا کر گرین خوشی سے اہالیان خانہ بوٹ رہے ہیں ہر گھر سے دعاؤں کی آواز آتی ہو  
خداونداد و مہاد و طہن سلامت رہیں صاحبقران اسی طرح بوٹے کی چھٹی کرنے تشریف لائیں  
خواجہ عمر و بیٹے پھرتے ہیں یا صاحبقران اس قدر رو بہ لٹا ہے یہ سب شہزادے جواری بازاری  
لوٹیں گے گا بچہ بیٹیں گے جو اٹھیلین گے ٹکڑے عذاب ہو گا مجھو ذبحیے میں خانہ کو میں بھیج دوں بڑا اب  
ہو گا امیر جواب نہیں دیتے اس دھوم دھام سے راہ شہر کو طے کر کے قریب قصر جمشیدی  
پہنچے تاجداران کو کب استقبال کر کے نوشاہ پر مروراید بے بہا لٹاتے ہوئے قصر جمشیدی  
میں لائے صاحبقران زمان نے آراستگی قصر جمشیدی کو ملاحظہ فرمایا آئینے قد آدم کا رکھار ان  
کو کب نے آراستہ و سیراستہ کیے ہیں آئینوں کی عجب شوکت و شان روح سکندر عیان قاصان  
بری طلعت جو انان باشوکت ہزار ہا حسین ماہ خسار برائے تماشائے محل سے نکل آئیں ہیں پرے  
جائے دیدار فرحت آثار نوشاہ دیکھ رہی ہیں باغ بیخراں کون یا امن ماہ جیدان ماہ خسار

نخازبان شمع رابہ کلک و زبان  
جلسے ہوئے ہیں ایسے کچھ پریشان  
گرداہل بزم سچ میں نوشاہ جلوہ گر

کو ثابت و سیارگان سے مثال دون طرف  
منظور ہے کچھ انجمن بزم کا بیان  
دیکھا ہو گا خواجہ میں جمشید نے حیرت  
بریاں کہیں کہ بزم سلیمان ہے گمان  
وہ انجمن ہر دیکھے انسان کے ہوش اڑیں



|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                               |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                               |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                               |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>ہا لے امین ماتہاب سپر شکوہ نشان<br/>ریش گر اک طرف تو شاگرہین اک طرف<br/>جیسے جس میں نغمہ سر امرغ بوستان<br/>زنگین ادو گل بنی گرم و شوخ و تنک<br/>شوخی نہ حورین نہ پری میں یہ گرمیان<br/>چھت کا شمار ہو کہ سپر حورین ہونین<br/>رہتہ نگار خانہ چین کو نہیں جہان</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                          | <p>اک سمت شور بر لب و جنگ ربا عود<br/>کوئی غزل سرا کہ کوئی پر قصیدہ خوان<br/>کیا لولیان زہرہ ادا کا بیان ہو<br/>چرخ شریافت ہوش و بلائے جان<br/>شان و شکوہ قصر معلی ہو دیرنی<br/>ایا یہ ہر ستون کا ہو ہونین کمشان<br/>یہ تو میں برق طور کے آئینہ ہاے صاف</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                   | <p>اک سولہ صوت ملال وینہ مطربان<br/>یون چھوٹ میں جا طرف ہی یہ انجمن<br/>اندازہ قریب جہان ناز جالستان<br/>شرما چنبے برق وہ عجبیں و سقار<br/>عیش عشق شام طوطا محل فلک آستان<br/>ایسا بجا گیا ہو ہر ایک درجہ نور کا<br/>پردے میں چشم ہو کہ پردے یہ زلفشان</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                    |
| <p>ایک ایک چھڑا سر و گلستان نور ہے</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        | <p>ایک اک کنول ہی غیرت گدشتہ خیال</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                         | <p>یہ راستگی قصر جمشیدی و مکیہ کے</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                         |
| <p>صاحبقران نے بڑی تعریف کی زانی ڈیوڑھی پہ جا کر سواریان ملکہ گیتی<br/>مرصع پوش ماور بران نے ان سب کا استقبال کیا ڈومیناں گالیان گاہی ہمیں شہر و قریات کی سند<br/>انعام میں دی گئیں ملکہ ناہید نے جوان بیویوں کو دیکھا ملکہ مہر گہر تا جدار و ختر نو شیروان<br/>عالی و قارز وجہ خاص صاحبقران فلک و قار و ملکہ گردیہ بالو شہزادی ملکہ بول و بیع الزمان<br/>و ملکہ رابعہ زلفت اطلس پوش شہزادی ملک دوم اور غلمشاہ نوجوان ملکہ خورشید خاوری<br/>شہزادی خاور مادر قاسم نامور و ملکہ گوہر ملک مادر نور الدین ان سب بیویوں کو دیکھا ملکہ ناہید<br/>نے کلاہ فخر کو آسان پہ پہنچایا تمام شہزادیان طلسم نور افشان کی جال جہان آرا کو دیکھا شہزاد گئیں<br/>ایک ایک کا چہرہ آفتاب عالم تاب قدس دباغ رعنائی خال چہرہ عارض زیا سیار آسمان کمال<br/>جبیں ماہ حسن خوبی چشم قتان زگس شہلاے باغ محبوبی ہونٹوں میں مسیحا کی کلام معجز نظام میں لربائی<br/>ملکہ ناہید مرصع پوش ایک ایک شہزادی کی خاک پا کو طویاے چشم بناتی ہو جاہ و جلال حسن و جمال<br/>پر قربان جاتی ہو لا کر مسند ناز بر کیا ایک بی بی کو پہنچایا واسطے ملکہ مہر گہر تا جدار کے تحت زرین بچھایا<br/>ملکہ گردیہ بانو و نگل صاحبقرانی پہ آ کر متمکن ہوئیں پایہ تخت چہارم پردہ نگل ملکہ زیدہ شہر گہر<br/>و ختر صاحبقران مادر رسد نوجوان اور تمام سرداروں کی بیبیاں بصد رعنائی و زیبائی اپنے اپنے<br/>مقام پہ آ کر متمکن ہوئیں ملکہ ناہید باغ باغ کہ آج یہ بیبیاں میرے محل میں جلوہ فرما ہونیں تیاے شیر<br/>منزل میں ہیں بیرون محل قاضی قاضی کا ہاتھ ہوا عمر دے قاضی کو جمال گدے دیے محل میں تشریف لائے بڑھ ہوا</p> | <p>صاحبقران نے بڑی تعریف کی زانی ڈیوڑھی پہ جا کر سواریان ملکہ گیتی<br/>مرصع پوش ماور بران نے ان سب کا استقبال کیا ڈومیناں گالیان گاہی ہمیں شہر و قریات کی سند<br/>انعام میں دی گئیں ملکہ ناہید نے جوان بیویوں کو دیکھا ملکہ مہر گہر تا جدار و ختر نو شیروان<br/>عالی و قارز وجہ خاص صاحبقران فلک و قار و ملکہ گردیہ بالو شہزادی ملکہ بول و بیع الزمان<br/>و ملکہ رابعہ زلفت اطلس پوش شہزادی ملک دوم اور غلمشاہ نوجوان ملکہ خورشید خاوری<br/>شہزادی خاور مادر قاسم نامور و ملکہ گوہر ملک مادر نور الدین ان سب بیویوں کو دیکھا ملکہ ناہید<br/>نے کلاہ فخر کو آسان پہ پہنچایا تمام شہزادیان طلسم نور افشان کی جال جہان آرا کو دیکھا شہزاد گئیں<br/>ایک ایک کا چہرہ آفتاب عالم تاب قدس دباغ رعنائی خال چہرہ عارض زیا سیار آسمان کمال<br/>جبیں ماہ حسن خوبی چشم قتان زگس شہلاے باغ محبوبی ہونٹوں میں مسیحا کی کلام معجز نظام میں لربائی<br/>ملکہ ناہید مرصع پوش ایک ایک شہزادی کی خاک پا کو طویاے چشم بناتی ہو جاہ و جلال حسن و جمال<br/>پر قربان جاتی ہو لا کر مسند ناز بر کیا ایک بی بی کو پہنچایا واسطے ملکہ مہر گہر تا جدار کے تحت زرین بچھایا<br/>ملکہ گردیہ بانو و نگل صاحبقرانی پہ آ کر متمکن ہوئیں پایہ تخت چہارم پردہ نگل ملکہ زیدہ شہر گہر<br/>و ختر صاحبقران مادر رسد نوجوان اور تمام سرداروں کی بیبیاں بصد رعنائی و زیبائی اپنے اپنے<br/>مقام پہ آ کر متمکن ہوئیں ملکہ ناہید باغ باغ کہ آج یہ بیبیاں میرے محل میں جلوہ فرما ہونیں تیاے شیر<br/>منزل میں ہیں بیرون محل قاضی قاضی کا ہاتھ ہوا عمر دے قاضی کو جمال گدے دیے محل میں تشریف لائے بڑھ ہوا</p> | <p>صاحبقران نے بڑی تعریف کی زانی ڈیوڑھی پہ جا کر سواریان ملکہ گیتی<br/>مرصع پوش ماور بران نے ان سب کا استقبال کیا ڈومیناں گالیان گاہی ہمیں شہر و قریات کی سند<br/>انعام میں دی گئیں ملکہ ناہید نے جوان بیویوں کو دیکھا ملکہ مہر گہر تا جدار و ختر نو شیروان<br/>عالی و قارز وجہ خاص صاحبقران فلک و قار و ملکہ گردیہ بالو شہزادی ملکہ بول و بیع الزمان<br/>و ملکہ رابعہ زلفت اطلس پوش شہزادی ملک دوم اور غلمشاہ نوجوان ملکہ خورشید خاوری<br/>شہزادی خاور مادر قاسم نامور و ملکہ گوہر ملک مادر نور الدین ان سب بیویوں کو دیکھا ملکہ ناہید<br/>نے کلاہ فخر کو آسان پہ پہنچایا تمام شہزادیان طلسم نور افشان کی جال جہان آرا کو دیکھا شہزاد گئیں<br/>ایک ایک کا چہرہ آفتاب عالم تاب قدس دباغ رعنائی خال چہرہ عارض زیا سیار آسمان کمال<br/>جبیں ماہ حسن خوبی چشم قتان زگس شہلاے باغ محبوبی ہونٹوں میں مسیحا کی کلام معجز نظام میں لربائی<br/>ملکہ ناہید مرصع پوش ایک ایک شہزادی کی خاک پا کو طویاے چشم بناتی ہو جاہ و جلال حسن و جمال<br/>پر قربان جاتی ہو لا کر مسند ناز بر کیا ایک بی بی کو پہنچایا واسطے ملکہ مہر گہر تا جدار کے تحت زرین بچھایا<br/>ملکہ گردیہ بانو و نگل صاحبقرانی پہ آ کر متمکن ہوئیں پایہ تخت چہارم پردہ نگل ملکہ زیدہ شہر گہر<br/>و ختر صاحبقران مادر رسد نوجوان اور تمام سرداروں کی بیبیاں بصد رعنائی و زیبائی اپنے اپنے<br/>مقام پہ آ کر متمکن ہوئیں ملکہ ناہید باغ باغ کہ آج یہ بیبیاں میرے محل میں جلوہ فرما ہونیں تیاے شیر<br/>منزل میں ہیں بیرون محل قاضی قاضی کا ہاتھ ہوا عمر دے قاضی کو جمال گدے دیے محل میں تشریف لائے بڑھ ہوا</p> |



قاضی صاحب تشریف لاتے ہیں ملکہ بران کو حجلہ عروسی میں شگوفہ سہ سار گز زمین لیکر مٹھی ہو ملکہ نامید  
بٹی کے قریب قاضی صاحب نے پکار کر پوچھا شہزادہ ایسج نوجوان فرزند قاسم علیشان گئی ملک بطور  
مہر مقرر ہوئے کہ فتح کیے ہوئے اس بشیر بدینہ جرات نے ہیں انکے ساتھ تختہ راعہ پڑھا جاوے  
قبول ہو ملکہ بران ہون میں فرماتین کوکب نے اس شادی میں ملکہ صر و صبار فقار کو بھی بلایا ہو  
وہ حجلہ عروسی میں اس وقت موجود ہیں یہ وعدہ ہو چکے کہ بعد شادی ایسج نوجوان پانچوں کے  
عقد پانچوں عیار دن کے ساتھ ہونگے بعد فتح طلسم ہوش بایہ پانچوں مسلمان ہو کر جگہ عروسی سے  
صر صر نے قاضی صاحب کی آواز میں شگوفہ سہ سار گز زمین سے کہا تہہ آواز تو سار بان اٹھکا ہو  
شگوفہ نے کہا ہوا صر صر چپ رہو قاضی صاحب بڑے نازی پر پہن گار سب جگہ ہی عقد پڑھنے جاتے ہیں یہ تو  
ایسی باتوں کا نہیں ہو صر صر نے جھانک کر جو دیکھا نگاہ سے نگاہ ملگئی خواجہ سمجھے کہ چچان گئی بکا کہ کہا یہ عورت  
کون گستاخ تھی جھانک کر دیکھتی ہو ہماری نامحرم پر نگاہ پڑی ہمیں کفارہ عدا جب ہوا بوقت محبت  
کوکب بھی محل میں چلے آئے صر صر نے کوکب کو بلا کر کان میں کہا یہ قاضی صاحب جو کھڑے ہیں عمر و عیار  
قاضی کی شکل بنکر چلا آیا ہو کوکب نے ۲ کر عمر و کا ہاتھ پکڑ لیا کہا خواجہ صاحب یہ کیا حرکت ہو عمر و نے کہا  
یہ تو میرا اعدا ہو صر صر کے کہنے سے محل میں ہلڑ ہو گیا مکان پر قاضی کے لوگ جا کر پہنچے نہ چند بکارا کچھ  
آواز نہ آئی بعد عرصہ دراز کو نڈی نے آکر کہا قاضی صاحب کو دست بردست آ رہے ہیں کوکب نے  
آکر صاحب قرآن سے کہا صاحب قرآن نے کہا وہ ہر جگہ سب کا عقد پڑھتا ہو ہر جگہ قاضی صاحب  
کو جمال گوتے دیے جاتے ہیں خود عقد ملکہ بران پر پٹھو گان چھپوں قہقہوں میں عقد ملکہ بران  
ساتھ ایسج نوجوان کے پڑھا گیا ساتھ ملکہ شگوفہ کے عقد شاہو ریشیول ہوا بڑی دھوم سے  
کوکب رو شمن ضمیر نے برات کو رخصت کیا علاوہ اسباب ظاہری نئی سوٹک کوکب نے نام  
پر بٹی کے لکھے بیاہ کر ملکہ بران کو صاحب قرآن زمان لیچے ملکہ ناہید کا لپٹ لپٹ کے  
بٹی سے روز شہزاد یوں سے وداع ہونا بھیڑ کا ٹکنا سارے آسمان پر جھلما رہے ہیں ڈولوں  
نے جو اشعار عبرت آثار مجنون رخصت دختر بالکان درد ناکی گاہ صاحبان اولاد کے دل بھرا لے  
ہر خند و گلان گریان و نالان شادی میں غم کا سامان ایسج نے دین گردان کر آغوش تمنائیں عروس  
ماہ بیکر کو اٹھا کر بعد اشتیاق محاذہ زرین میں بہو نچایا برج محلے میں ماہ تابان کا دل بھرا ہوا



تا بہ سر قلعہ چشمدی کو کب خود پایہ مخافہ و خربہ لہا تھر رکھے ہوئے بہ فخر و افتخار آیایں بر قلعہ پر پہنچے  
صاحبقران کھوڑے سے کودے فرمایا اے برادر بسیم اللہ رخصت ہو کو کب قدموں صاحبقران  
کے لپٹ کر دیا عرض کی کہ یہ کنیز واسطے لے آئے ہیں ان کے حاضر ہو حضور کو گواہ کرتا ہوں کہ شب  
کو غلام نے و ملکہ نامہید و بران و جملہ ساہران طلسم نور افشان نے دعائے توبہ پڑھی جملہ سیٹیا  
سحرانچہ شہر سے بھٹکوا دیے قصر ہائے عجائب و اغراب سمٹا دیے غلام لصدق دل  
کلمہ طیبہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں آیا یہ کنیز حضور کی ملکہ بران شہر نور افشان کی چشم و چراغ  
ہرمان کو اسکی جدائی میں تاب نہ آئیگی صاحبقران نے فرمایا اے کو کب برادر دگار نے تجھ کو  
مقامات جہاد سے نچرو عافیت مہلت دی جملہ درجات کو یور کیا اب صرف محبت عقد و خونیہ و غم و  
باقی ہوا انشا اللہ اگر اس میں بھی شریک ہو جائے ایرج و جو ان کو برائے چند قلعہ صغیر نگار پر  
چھوڑ دینا تمھاری دشمنی مجھ کو ارا نہیں ہو اس مجمع عام میں جو یہ بائیں ہوں ہر خرد گمان کو یہ بھی  
در یافت ہو کہ اہل لیاں طلسم پوش ربا و شاہان طلسم نور افشان نے سہ کو ایک قلم ترک کیا  
نصدق مسلمان ہوئے امیر نے کو کب کو رخصت کیا برات کو بیکلف لیکر داخل باغ سیب ہوئے  
ایرج و بران سا لہا سال کے ہجران دیدہ شب کو ایک مقام پر ہوئے دفتر حکایت و شکایت کے  
کھلے ایرج نے گوہر مراد میں صدق بحر خوبی سے حاصل کیا شکوفہ کا اصل شاہ پور شیر دل سے ہوا  
لمحوظ خاطر ہے کہ ملکہ بران و شکوفہ حاملہ ہوئیں سکندر زرین بطن سے ملکہ بران کے ہوتے ہی  
صبار فقار بطن سے ملکہ شکوفہ کے پیدا ہوئے کہ انھیں کے ضمن سے طلسم فتنہ نور افشان بیان ہوگا  
اور خلاصہ مصنون آخر میں درج کرونگا ابھی تک لقا ان سب صحبتوں میں شریک ہوا اکثر بختیار کے  
بھکایا لقا نے ابھی نہیں مانا

و و کلمہ داستان حیرت بیان جلسہ عقد خواجہ عمر و ہمراہ ملکہ صر و ہمراہ قران صبا  
ز قمار کنڈر انداز و ہمراہ برق شمیمہ لقب زن و ہمراہ جاسوز بن قران شہزادہ سنگ  
انداز و ہمراہ ضرغام شاہین جنگل کشا آراستہ ہونا اشتیاق میں صاحبقران کا خواجہ  
سے نے نوازی کر انا عین گرمی صحبت میں مرجان جاد و کنیز افراسیاب کا



جو کن بنکے آنا اور عمر کو اٹھا لیجا ناو عیاری ملکہ صرصر شیر زن و رہائی خواجہ  
عمر و و ذکر جدا ہونا لقا کا لشکر صاحبقران سے جاننا طرف غروبہ باختر کے دستظام  
صاحبقرانی کا موقوف رہنا سبب روانہ ہونے ایرج کے سمت غروبہ حالات  
متعلق داستان ہذا غزل

|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                          |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                        |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                      |
|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| ماگ لہجائے وہ دل آنکھ بدلتے جاتے<br>کونے جاننا نین خرا خود تو سٹھلے جاتے<br>سامنے یار کو مر شکیا ہوس پختی موت<br>کرتے پا پاں بھی ہاتھ بھی ملتے جاتے<br>حسرت کا دل سو نہ نین یہ کیسا ہوجوم<br>ہم وہ آفت نہیں پا لے سے جھلٹے جاتے<br>کل کلابی تھو اگر آج یہ ہو جائے صرخ<br>کٹے جاتے بربرو از نکلے جاتے<br>کستی ہو دشت دل زیر کفن شمس سے<br>پہلے غیر میں پہلو وہ بدلتے جاتے | بیوفائی کے بھی انداز نکلتے جاتے<br>اشک حسرت میں اغوش بنایا ہوتا<br>دم نکلتے میں کچھ ارمان نکلتے جاتے<br>واو عی شق میں جلنے کا تکلف کیا تھا<br>بزم میں آئے تھے پر ملتے تو جلتے جاتے<br>داع ہکودیے جاتا تری جھلمیں فلک<br>روز کچھ رنگ میں اشک بہتے جاتے<br>چوچہ لیتے جو تم اک مرتبہ روزا کے مزاج<br>پاؤں ٹھہرے تھے اگر ہاتھ تو چلتے جاتے<br>شمع سوزاں غالب محبت میں حلال | جھک کیا خاک سنبھالنے کے مرو صبر و قرار<br>کہ شب روز غم یا میں ڈھلے جاتے<br>خاک میں ملے تو کچھ دیکھ دکھانا تھا اثر<br>آری جاؤں کے اگر سر پہ نہ چلتے جاتے<br>شکوہ کرتا ہوں تو کہتے ہیں یہ ایم فراق<br>حبیب کا اس غم میں تھے بھولتے پھلے جاتے<br>شوق گشت کے یہی تھے کاو مرغ قفس<br>نہ سنبھالتے تھے جو بار سنبھلتے جاتے<br>میں تو کچھ قائل مبنیابی دل جب ہوتا<br>گر وہ در میں سمجھاتا تو تو یہ چلتے جاتے |
|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

موضع خیال سخن آفسرین و سخن را بہ کسی نشاند آئینین  
عیار ان لشکر اسلام میں صفحات زلین قرطاس کو بانہا عیاری طور سے یوں آراستہ کرتا ہوں کہ بعد ان  
شا دیوں کے صاحبقران زمان نے جملہ سرداران تہمت کو حکم دیا کہ آپ سب صاحب طرف سے  
ملکہ صرصر وغیرہ کے انجن شمرست آراستہ کریں ان پانچوں عیاروں نے عشق میں ان پانچوں مضوقان  
و فاکیش کے سالہا سال اتین ہجری کا شین شکر ہو کہ وصال صبح نے ہو زیا دکھا یا بادشاہ اسلام نے  
جملہ عیاروں کو گلزار جوڑے مرحمت فرمائے دروازے خزانوں کے کھل گئے یہ محفل عیش خاص  
بارگاہ حشامی میں آراستہ ہوئی بادشاہ تخت سلیمانی پر متمکن جملہ سردار و عیار بارگاہ مذکور میں جلوہ  
فرمایا خواجہ عمر و مہتر قرآن و مہتر برق و جانسوز و ضمر غام لباس بائے عمر و سی ہنکر  
بارگاہ میں حاضر ہونے صاحبقران نے فرمایا خواجہ سب کے عقد متعے قاضی بن کے بر طے



قاصدین کو جمال گوٹے دیے آنجم عقد پر چھٹیکے کچھ دلوئے عمر و نے کہا آقا کو نین زیندہ ہو کہ  
 غلام سے جھگڑا کرین مین ایک مرد غریب بد نصیب مثل مشہور ہو دولہا کے گھوڑی شکر دھن کے کنوین کا  
 پانی میں مثل بیان ٹھیک ہو یہ فرما کر اپنی زینل سے ایک ٹوٹا ہوا آخوہ ایک تباشا جیسے پیدایا اندر دسانے  
 امیر کے پیش کیا کہا اسم اللہ عقد پر چھوے دیر نہ کیجیے بادشاہ نے فرمایا ایڑ شہر مار بھلا خواجہ سے کیا  
 ملتا ہو لیکن عوض منہ ملچھا کرنے کے آج نے نوازی کرین سب سردار جملہ عیار اس وقت حاضر مین ایسا  
 حلبہ معقول کسی شادی مین قرار نہ پایا ہوگا خوش ہو کر خواجہ کو دین عمر و نے منہ پھیلا دیا کہا مین  
 گویا ہون دولہا کہین گاتا ہو برق ترب کر قریب آیا کہا اُستاد آج سب سردار دینے پر آمادہ ہین  
 نے نوازی فرمائیے عمر و نے برق کو جھڑک دیا امیر سے اشارہ کیا آپ مالک مین آپ سے کیا عذر ہو مگر  
 دھن کے سامنے میری حقارت ہوگی صرصر وغیرہ ایک فیض مین دھن بنی بیٹھی مین شمیمہ نقب زن  
 معشوقہ برق مثل شعلہ جوالہ ہتی ہوئی مثل آئی کہا استاد گائیے اُستادنی صرصر آپ کے گانے ہی پر  
 عاشق مین اب امیر نے فردا فرود آگاہ پڑھے عیار پچیان بھی بارگاہ مین اگر بھین جملہ عیش آراستہ ہو  
 اشتیاق نے نوازی مین خواجہ کی تمام ہالیان لشکر نے بارگاہ سلیمانی کو گھیر لیا ہو خواجہ دولہا بنے ہوے  
 بیچ بارگاہ مین تے ہوئے بیٹھے مین زینل سے نے نکالی نئی طور سے آنے بجائی یہ غزل گائی غزل

|                                      |                                                         |                                    |
|--------------------------------------|---------------------------------------------------------|------------------------------------|
| برباد ہو کے ہوتے نہ رہا چمن کا       | جرجا کہان نہ پھیلا آبادی دھن کا                         | دربار دیدنی ہو سفاک تیزن کا        |
| سر پہر ایک کے ہوشیہ بیان کفن کا      | لایا عارم سے شوق دیدار یا رہم کو                        | باعث ہوا یہ کہ بر بادوی وطن کا     |
| کیا رخم خوبصورت تیرے فک کے مین       | عالم دکھا رہے مین شوق کو دھن کا                         | یہ شوق خرق عادت دیوانگی مین ہو چنی |
| دل بھاڑتا ہو میرا بے کر پر مین کا    | رکھے خدا سلامت دھن کو اپنے دل کے                        | ایک ایک بلہ ہو یارونکی انجمن کا    |
| اجھی طرح دبا نا محجو فشار تربت       | راحت طلب بہت تھا ہر استخوان بدکا                        | سب مجھوں تیرے دھن اللہ کو کرم سے   |
| ادنی عمل ملیگا تو بھی ہو لا کھ من کا | ادب نقاب بٹھائے صورت فردا دکھا کا                       | منظور فیصلہ ہو کر شیخ دبر مین کا   |
| صبر تو ان طاقت مین قفا کو طافت       | لوٹی ہمارے دولت حصہ ہو رہن کا                           | گل کا تو عشق کیا وہ عندلیب ہوشن    |
| دکھین گواہ ہو ہو کر خراب بھی چمن کا  | پلٹے کد سے جب ہم بوئے عروس آئی                          | مٹی کو اسکی سمجھے یہ عطر ہو دھن کا |
| دغم رہو زمین مین کیسے شہید تیرے      | سیلا حوڑا قاتل رویان کچھ کفن کا                         | وہ رکھ جلال اندیشہ دکا ہو جو شرب   |
| بدخواہ شیخ کا ہوشن نہ رہ مین کا      | اس غزل نے وہ رنگ جمایا ہر خور دو کھان کی زبان سے صد اسے |                                    |



واہ والبلند عاشقان چہرہ زیبائے معشوقان بڑی خسار بقیار و دروند صاحبقران بھی آنکھیں میں  
 آنسو بھرے ہوئے موتیوں کے مالے و کنٹھے یا قوتِ احمر کے اتار اتار کر عمر و کوہِ رسے میں بارگاہ میں  
 اسوقت رو بہ بر سر رہا ہر عمر و کی جانبازی بھروسہ و گذارنے نوازی صرصر و صبا رفتا بھی  
 کرسیوں پر بیٹھی ہیں جس میں انتخاب عیاری میں اجواب چشمہ چشم سے دریا بہہ رہے ہیں یہ ہنگام  
 عیش و نشاط پر بانٹھا کہ یکا یک پردہ بارگاہِ حشامی کا اٹھا ایک برقِ چمکی کسب کی ہلک جھپک گئی  
 اب جو آنکھیں ملکر دیکھا ایک جو گن سمیتیں رشک چمن پوشاکِ شجر فی زیب بدنِ سلیمان موتیوں میں  
 ہاتھوں میں لیٹی ہوئیں کنڈل زمر و نگار زیب گوشِ عکس جو اسکا عارضِ انور پر چڑھ چکی تھی جس کی  
 سرسبز و شاداب عارضِ رشک گلاب و جبین تہرئیں حور بیکر سنبھرا تھا بان عارضِ انور بلکین تیر و لدوز  
 چہرہ زیب مہر افروز بھجوت موتیوں کا عارضِ انور پر ملا ہوا قیامت قد بالا آنکھیں نرگس شہلا دیدہ  
 غزال سے کیا مثال مضمین آنکھیں چڑا تہر و زویدہ نگاہی سے دل بیتاب ہوا جاتا ہوا اس سج  
 و سج سے وہ جو گن پرفتن بارگاہ میں آئی ہر شخص نے یہ نگاہِ محبت دیکھا اس معشوق طرار نے  
 بیچ بارگاہ میں آکر و کون ہاتھ اٹھائے صاف ظاہر تھا کہ شمع کا فوری روشن مسکرا کر صاحبقران  
 کی جانب اشارہ کر کے یہ اشعار دعائیہ پڑھے اشعار

|                                                                                                      |                                                                                                          |                                                                                                               |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| یہ ہر واہ یہ لیل و نہار میں بیتک<br>رہے تلی شان و شکوہ روز افزون<br>بلند رتبہ ہوں سرکار کے ترقی خواہ | فلک کو تا حرکت ہر زمین کو ہر سکون<br>جو تیرے دوست ہیں ہر جاوہ آویز ہیں<br>ہمیشہ بہت رہیں حاصلِ نعتِ نگوں | رہیں کو اکبِ قبائل جاہ اوج پذیر<br>عہدِ جہن وہ جہان طایفِ معینِ ذی لون<br>کریم کار ساز اس حاکم کو تار و قیامت |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

فام رکھے یہ کہنیز بھی خبر شادی خواہ شکر شریک صحبت ہوئی عمر و بھی اس جو گن کے آنے ہی جو مطلق ہو گئے  
 چمکی گئی گلشنِ جمال کی کرنے لگے ٹھنڈھی سانسیں بھرنے لگے امیر نے کرسی کی جانب اشارہ کیا وہ زہرہ  
 فلک حسن و جمال کرسی بد جلوہ فرما ہو کر طرفِ خواہ کے متوجہ ہوئی کہا کیوں شہنشاہ عیاران ہم  
 نخلِ صحبت ہوئے آپ نے گانا موقوف کیا ہم شائق نے نوازی ہو کر آئے حقیقت میں آپ فنِ علم موسیقی  
 میں کامل ہیں ہم بھی چند اشعار سنیں عمر و دیوانہ وار وحشی شمال خاموش بیٹھا ہوا صورت جو گن کی  
 دیکھ رہا ہر صاحبقران نے فرمایا خواہ میہانِ عزیز کی خاطر ضرور یہ عمر و نے اشارہ کیا اے  
 آقا سے نامدار میں اسیر طرہ گیسو و ذبیح خوبرو ہوں تیرے ترکان اس قاتلِ عالم کی تودہ دل پر لبِ معشوق



ہوئی ہوش و حواس نادرست مزاج خیف و ست بادشاہ نے کہا خراجہ ربط و ضبط کو کام فرمائیے عمر و نے  
بجھو رہی نے کو اٹھایا یہ غزل عاشقانہ نے میں بجائی غزل

|                                                                                                                                                                                                                                                                                                    |                                                                                                                                                                                                                                                                                       |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                       |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| گئے وہ طفر سے تو غبار کو دل نہیں ہے<br>اُڑنے والوں سے کہو تڑپ کی داد ملی<br>کہ جنگ نہیں بھرے یہ وہ جھلونیں ہے<br>نہ ساتھ چھوڑے صوبہ بان بھین اچول<br>جو ہوش رختے محسوس غلابا نہیں ہے<br>نہ ساتھ وادی غربت نے تاوٹن چھوڑا<br>یہی کر کے کہدورت نہ دو دل نہیں ہے<br>حلال یا کہ میں آکے جلوہ گر نہ ہوا | ہم دو لوگ جو ارمان بختے دونوں ہے<br>فرے اٹھائے کوئی دم جو سبائیں ہے<br>خفے صبح سے ہم کیا ڈرنیکے عاشق ہیں<br>وہ دوست ہر جو مددگار مشکلوں میں ہے<br>خدا کے فعل میں غل بسکچہ نہ سمجھے ہم<br>بڑے رفیق تھے کانٹے کا بلو نہیں ہے<br>لوگ انکھی مل کے شہیدان میں<br>امید داری شتاق جھلونیں ہے | ہم انکو دھونڈتے تھے حلیوں میں<br>انداز کی شب و صبح اور ہم گون میں ہے<br>یہی تھا میلی و مخون کے عشق کا شہرہ<br>ستارہ نہیں کٹی عمر قاتلوں میں ہے<br>وہ ان کے گئے زہیر میں ہے دیوانے<br>ہمیشہ بیٹھ کے نادان غلابا نہیں ہے<br>نملک صفائی کا باعث تو ہو جو صول نہ<br>کبھی شریک ترے نیم سبلو نہیں ہے<br>وہ جو گن بھی گانے پر خواجہ عمر و کے |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

چھوڑ رہی ہر عمر بھی حال ہمتیاں پر عاشق ہو گاہ سے گاہ ملی ہوئی غزلین پٹریاں گارہا ہر حسب و فہام  
مسکراتی ہر برق گراتی ہر کہ خرمن ہوش و حواس کھودتی ہر عمر و واہ واکرہا ہم وہ طھری کامل  
اس زور شور سے گایا کہ اتنے بڑے لشکر میں ساٹا آگیا کون ایسا ہر کہ اس بارگاہ میں نہیں ہے چونکہ  
صاحبقران نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ بعد اقامت جلسہ عقد عمر و میں لقا کو ساتھ لیکر طرف ملک باختر کے جاؤں گا  
وہاں اسکی سلطنت قائم کر کے انشا اللہ مالک فرزندوں اور سفاروں کو تقسیم کر کے طرف خانہ کعبہ کے  
جاؤں گا شہنشاہ لاجپن و کوکب جملہ شاہان جلیل ہوش ربا و طلسم نور افشان موجود ہیں بعد  
عرصہ دراز عمر و کو روکا جو گن دگرانی لیکر اٹھی خواجہ سے آنکھوں مل کر کہا کیوں خواجہ تم نے  
عیاریاں دکایاں کر کے افراسیاب کو قتل کر دیا افراسیاب کے مرثیہ شادیاں ہو رہی ہیں جلو میرے  
ساتھ اٹھو منم ملکہ مرجان جادو کنیز افراسیاب مقام فسوس ہر کہ حیرت بیوہ ہو کر طرف پردہ  
طلحات کے گئی ہم کو اب خبر ہوئی او ساربان زاوے تو ہی بانی فساد ہو یہ کیکے شل برق تڑپا عمر و  
کی کمر میں بچہ دیکرے اڑی کوکب و لہیں سب بیٹھے ہیں ہنہ دیکھ کر رہ گئے کوکب نے جابا بازن پر کہہ کر  
بربر واز پیدا کروں تو یہ جو یاد آتی سر جھکا کر رہ گیا لاجپن بھی منحود دیکھ کر رہ گیا صاحبقران نے  
جا با اٹھوں اتنے عرصہ میں وہ قندیل فلک ہو گئی کوکب نے مسکھڑ لیا کہا اوشہرہ یا غضب ہوا



یہ مرجان جادو کنیزان افراسیاب میں سے ہو ملک فرعون میں اسنے پرورش پائی سابق میں  
طلسم نور افشان میں بھی ملازم رہی پھر افراسیاب نے خطامعاف کو دی خدمت میں ملکہ حیرت  
کے سہی اقرب دریا سے قلم ایک جزیرہ ہر دو ماں یہ رہتی ہے خبر بادی ہوشربا شکر آئی ہوا سے شہر یار  
خدا انجام ہمارا بخیر کرے اسوقت گستاخی اس طعونہ کی دیکھ کر جوش آیا تھا کہ سر کر کے اسکو مار لیں مگر  
خیال خوف برور دگا را گیا عمر بھر تو کمال سحر یاد کیے اب تاب ہو کے بیٹھے درندہ اس کنیز بدتمیز کی یہ  
لیاقت تھی ہمارے سامنے سے خواجہ کو لے جاتی دیکھئے کس تدبیر سے آئی بڑا دھوکا دیا اب عیار  
آمادہ ہوئے کہ جا کر تلاش کریں شہنشاہ لاطین نے فرمایا اسے شاگردان خواجہ عمر دوائے فرزند خوش  
سیریلو نہ قوم کی لوندی افراسیاب کی حرم بھی ہو بر بادی ہوشربا کا انتہا کا اس کو قتل ہو خوف  
آتا ہو کہ خواجہ کو مالتے ہی قتل نہ کرے سمت دریا سے قلم نہیں جائے گی کوئی مقام میں قرب  
ہی تجویز کیا ہو گا ہم لوگ تو بالکل بیکار ہوئے یہ خبر حشمت اثر محل میں پہنچی ملکہ مخمور و ملکہ مبار  
بھی روتی ہوئی قریب در دولت تشریف لائیں خبر گرفتاری خواجہ عمر و دوست مرجان جادو و شکر  
بہت گھبراہٹ میں فرمائی تھیں کہ ہم لوگوں کی گونہ نشینی کا حال سنو وہ آئی یہ جھلکے ہوا کہ خاں بارگاہ سے  
خواجہ کو لگی اگر یہ خبر اسکو نہ معلوم ہوتی کہ صاحب تاب ہوئے ایک لوندی کا یہ کلچہ تھا کہ دربار میں اسکر  
خواجہ کو بجاتی بیان تو سب مژدہ و متوحش ہوئے لیکن چالاک فوراً چالیس بیک چون کو ساتھ لے کر بھاگا  
ایک صحرا میں آکر دیکھا بارگاہ استاد ہر چار سو جادو گر نیاں اتریں ہوئی ہیں چالاک نے ابوالفتح سے کہا  
بڑھ کر دریافت تو کرو کیسا لشکر ہو کیا عجب ہو کہ وہی مرجان جادو ہو ابوالفتح ایک فقیر کی صورت بنکر  
ہونچا جادو گر نیاں پھر یہی یقین انھوں نے بجا کر آواز دی شاہ صاحب اس لشکر میں غیر کو آنے کا حکم نہیں بلکہ  
آپکے حال پر رحم آتا ہو کہ تو اب صاحبائیکے تو ایک گولامارونیکے کئی غراب وھوئے میں عیار دیکے مارے گئے ملکہ  
مرجان پہلے نشین افراسیاب معاوضہ خون لینے کو آئی ہیں بانی مساد عمر کو بکڑ لیا اب یہ فکر ہو کہ طلسم کشا  
اسد علیخاں تو افراسیاب کے گرفتار کر کے لائیں تو ان دونوں کو ساتھ قتل کریں آج شب ملکہ عالی جا میں لگی  
طلسم کشا کو بھی اٹھا لائیں گی ابوالفتح یہ حال سنکر باس چالاک کے آیا کہا اب برا در حقیقت میں مرجان  
جادو فرود کیش ہو مگر لشکر میں فقیر کے آنے کا بھی حکم نہیں ہو یہ سنکر چالاک نے مجھ سوچکر ساتھ والوں سے  
ارشاد کیا ملازمن کی صورت بنکر تیار ہوا اشارے کی دیر تھی سب عیار معقول چالاک تو خاص میندار کی



صورت بنکر تیار ہوا یہ سب سپاہی اور خدمتگار کی صورت میں بنے چالاک ایک طوطا مکن کر کے اس پر سوار  
ہوا وہ حال چھکے دست و دھوٹی حشمت انگو چھاسر پر بیٹھے ہوئے مرزائی دھری ہوئی نیچے کاڑھا اور نین سکھ  
اس دھج سے سب کو ساتھ لیکر طرف لشکر مر جان کے چلا ایک پاسی آگے آگے ساتھ اسنے بڑھ کر آواز دی  
ہمارے ٹھاکر صاحب کی سرحد میں کون اتر اہی کھیت اگر پا مال ہونگے تو نقصان دنیا بڑھ گیا کو تو ال  
لشکر سہیل جادو آگے بڑھا پکار کر آواز دی ملکہ مر جان جادو خاتون محل شہنشاہ برائے عقلم  
تشریف لائی ہیں ٹھاکر صاحب نے پاسی سے فرمایا اسنے کہہ دیا اسنے اٹھ جائیں افراسیاب مارا گیا عملداری  
شہنشاہ لاجپن کی ہر غیر مذہب والے کو بیان اترنے کا حکم نہیں گھنٹ و ناقوس یہاں نہیں بجتے اہل  
اسلام کی منادی ہر ساتھ والوں کو حکم دیا ابھی خیمہ و بارگاہ اکھڑا دو سپاہیوں نے بڑھ کر ایک یاد دہی  
کر دیے دو کا نڈاروں کو بھی حکم دیا جلد دو کاٹن اٹھا ہمارا گاؤں ضبط ہو جائیگا پھر جو ہمارے مر جان جادو  
خیمے سے نکل آئی دیکھا ایک زمیندار تو جوان اہتمام اٹھانے کا کر رہا ہوا مر جان نے قریب آ کر ہاتھ تھام  
لیا کہا ٹھاکر صاحب آپ نے بھی تنک افراسیاب کا کھلایا ہے آج یہ بے اعتدالی کہ ہم برائے انتقام خون  
شہنشاہ اس مقام پر ہیں ایک ہفتے میں غامت کر دینگے ملکہ حیرت جادو طرف پردہ ظلمات کے چلی گئیں  
انکو بلا کر عملداری کرائی جائیگی لاجپن و کوکب وغیرہ سحر سے تاب ہوئے مسلمان سحر کو ہرا جانتے ہیں  
غیر ساحروں کا مٹنا کتنی بڑی بات ہے ایک سحر میں سب تنکے چختے پھریں گے صوف ایک جوان ہے اس کی فکر  
واجب و لازم ہے کہ اس پر سحر تائیر نہیں کرتا یعنی صاحب قرآن صاحب ہم اعظم ہیں ان کے اسم  
اعظم بند کرنے کی تدبیر اسی ہفتے میں ہو جائیگی ٹھاکر صاحب ایک ہفتہ اس راز کو چھپا پیچھے پھر اسی طرح  
سامری پرستوں کی عملداری ہو گی مسلمان علاج کو نہ ملے کام مر جان نے جو تفصیلات یہ جملہ بیان کیا  
زمیندار بہت روایا کہا اے شہنشاہ سامران و اے خاصہ خلاصہ سامری پرستان جی چاہتا ہے سحر  
بلا میں لے لوں خبر فرحت اثر نائی قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی لیکن عیاروں کا بھی  
انتظام کیا مشور ہے مر جان کوئی عیار قید ہوا عیار بصورت ہمارے تبدیل دھرتے ہیں بھائی کے  
سامنے بھائی باپ کے سامنے بیٹا بنکر آتے ہیں مر جان نے کہا میرے لشکر میں کوئی نہیں آسکتا  
زمیندار نے کہا حضور ہم بھی جانتے ہیں کہ چراغ مذہب بزرگان روشن ہو مسلمانوں  
کا نام نہ لیا جائے لاچار ہو کر علاقہ بچایا جو کچھ مسلمانوں نے کھلایا کہید اگر آپ کو تقویت کامل ہو کہ ہم مسلمانوں



پر غالب ہو جائیں گے نصف طلسم ملو تھر یا ابھی آمادہ ہو کر شریک ہوتا ہو ہم بھی خدمت گذاری  
 میں موجود ہیں آج دعوت ہم غریبوں کی قبول کیجیے ماش جو کی روٹی نوش فرمائیے دس لاکھ جوان  
 گنوار جمع کر دینگے ہم لوگ جان کے خوف سے مسلمان ہو گئے دل و جان سے نام سامری و جمشید پر تیار ہیں  
 سب طرح کا سہ سے عہد لیجیے مسلمانوں کو شکست دیکھیے میں سرمر جان بہت خوش ہوئی زمیندار کو اپنی بارگاہ  
 میں لے کر آئی کماٹھا کر صاحب ہم جزیرہ دریائے قلزم سے بے سامانی میں چلے آئے اگر ہمارے آب  
 آذوقہ کا سامان کر دو باز شاہوں کو لیکر ہم سے ملا دو اسی ہفتے میں کل کا خاتمہ ہو اسی سبب سے  
 ابھی عمر و کو قتل نہیں کیا ماش کے اٹے کا پتلا بصورت حمزہ تیار کیا ہوا آج شب بھر جاگ کر اسم  
 اعظم چہرہ بند کر لون کی زمیندار نے پلٹ کر حکم دیا کہ ہمارے گاؤں سے شراب غیرہ لاؤ ٹھکانے سے کھانا  
 کہ کچھ پکایا ہو تو جلد بھجوا بھلا سامری و جمشید کی ہوا چاہتی ہو یہ سرمر جان لیون عیار گئے تھوڑے  
 ہی عرصے میں شراب و کباب کھانا دیہاتی طریقے کا مٹی کے ظرف سپتہا بجا ہوا چھوٹی جوار کی روٹیاں  
 لا کر موجودین چالاک نے اپنے ہاتھ سے دسترخوان بچھا یا شراب کے بوتے لاکر رکھے چالیس مصاحب  
 مرجان کی آگے شریک ہوئیں چالاک نے جام بھر کر کھانا ملکہ آب تو نوش فرمائیے ساتھ والیوں نے  
 بھی ضد کی اور ایک ایک نوالہ ہاتھ میں لیا مرجان نے جام لیکر انگڑائی لی کہا یا سامری و جمشید  
 یہ کہتے ہی مرجان کے قہار گاہ سے ایک طائر پیدا ہوا دیکھتے ہی طائر کو عیاروں کے ہوش اڑے  
 طائر نے تڑپ کر آواز دی او مرجان خبردار شراب نہ پینا کھانا بھی نہ کھانا ساتھ والے بھی کھانا نہ  
 کھائیں عیاروں سے اپنی جان بچانا چالاک بن عمر و اپنے شاگردوں کو لے کر آیا ہو تم کو دایم  
 میں بھنسا یا جا رہا ہو یہ کمکر طائر جل گیا مرجان نے آواز دی ان سب کو لینا کچھ سحر پڑھ کر ایک  
 دو تھپ مارا چالاک نے خمر کھینچا تھا خمر ہاتھ سے گر گیا پانوں اسکے زمین نے تمام لیے کوئی عیار منہ کے  
 بھل کر کوئی مثل مرغ نیم نسل لٹھنے لگا ابوالفتح و عمران نے جلدی میں ہتھ آتش بازی داغا اندھیرا  
 ہوا تاریکی میں دو چار جادوگر بیون کو مار کر یہ توڑتے بھڑتے نکل گئے باقی سب گر قرار ہوئے ملکہ مرجان  
 نے کہا دیکھو صاحبو جو میں نے یہ انتظام نہ کیا ہوتا تو ان سبھوں نے مار لیا ہوتا خبردار شرک میں کوئی غیر آنے پائے  
 سمیل جادو نے اس وقت انتظام کیا مرجان جادو سحر طیار کرنے لگی اس تدبیر میں ہو کہ ایک  
 ابر سحر ایسا تیار کروں اسی سے آگ برسائوں ایک دن میں کل لشکر کو بھونک دوں تین



دن میں تدبیر بند کرنے اسم اعظم کی مہوگی جس خیمے میں خواجہ قید تھے دیکھا میان چالاک بھی بندھے  
 چلے آتے ہیں خواجہ عمر و بقیار ہو گئے کہا اے نور قطربے سمجھے بوجھے چلے آتے چالاک نے عرض کی  
 حضور مار لیا تھا اس نے طائر سحر تیار کیا ہو اُس طائر نے سب حال کھدیا عمر و چالاک تو بے قرار ہیں  
 لیکن ابوالفتح و عمران لشکر اسلام میں آئے سامنے صاحبقران کے آکر تمام کیفیت بیان کی اور  
 عیاروں نے قصد کیا صرصر رفتی ہوئی خیمے سے نکلی کہا اے شہر یار کیا میں نے عیاری عمر و ہی کے واسطے  
 سیکھی تھی میرا شوہر قید میں ہو تمام زوجات عمر و سوتیں میری کین گئی کہ یہ سب زیدی ایسی آئی کہ ہمارے  
 وارث کو قید کرایا لونڈی ابھی جا کر اسکا سر لاتی ہو حقیقت میں وہ ساحرہ بڑی زیر دست ہو اور اسباب  
 نے اپنے عہد و دولت میں ہزیرہ دریائے قلزم کا اسکو بادشاہ کیا تھا میں جا کر سمجھ لوں گی ہر چند  
 صاحبقران نے منع کیا فرمایا اے صرصر اب تم پر یہ پوشی واجب و لازم ہے ہر بھارا باہر نکلنا  
 مناسب نہیں ہو یہ تو عیار تھے گرفتار ہونا انکا شرف ہو اگر خدا نخواستہ تم گرفتار ہو میں تو عمر و  
 کو حد مہ عظیم ہوگا ابھی تک تو عنایت پروردگار سے اسم اعظم مجھ کو یاد ہے میں خود چکر قتل کرونگا  
 زبانی ابوالفتح کی معلوم ہوا کہ وہ تدبیر اسم اعظم میں مصروف ہو قتل اسکا میری ذات پر موقوف  
 ہے عیاروں نے بھی جاننا صرصر کا قبول نہ کیا لاچار خاموش ہو رہی دو پہرات گئے چاروں عیار بچیوں  
 کو جگایا کچھ چپکے چپکے انکو تعلیم کیا چاروں ساتھ ہو میں ہاتھ عیاری ذات پر آ رہے کئے شب تیرہ  
 ہمارے خیمے سے نکلیں صرصر نے تو آکر صاحبقران کو بیہوش کیا صبار فقار نے اسکو لیا شمیمہ  
 نقب زن نے بدیع الزمان کو لیا شرارہ سنگ انداز نے علمشاہ کا پشواہ بانجا  
 شاہین نے قاسم کو گرفتار کیا پانچوں عیار بچیان پانچوں سرداروں کو لیکر رات ہی کو طرف لشکر  
 مرجان کے روانہ ہوئے بیان مرجان جا دو کو اسقدر خیال ہوا کہ خود لشکر کی حفاظت  
 کر رہی ہو قلیل رات باقی تھی کہ صحر سے گرد آڑی مرجان نے سہیل سے کہا دیکھ تو کون آتا ہے  
 سہیل نے بڑھ کر دیکھا ملکہ صرصر و صبار فقار وغیرہ پانچوں عیار بچیان پشواہ بدوش مثل  
 باد صرصر بڑی ہوئی آتی ہیں صرصر نے ساحر کو دیکھا کہ ابھی ہوا باندھی جا کر آواز دی ملکہ مرجان  
 زود پشواہ کو خبر کرو کہ ہم بے کس و بے بس ہو کر لشکر مسلمانان میں پھنس گئے اب دگا پانا ہم نے  
 بھی اپنا کینہ دیرنیہ ظاہر کیا پانچ سردار جو رکن لشکر اسلام تھے انکو گرفتار کر لے مرجان کے



کان میں جو یہ آواز گئی جھپٹ کر کنارے پر لشکر کے آئی کہا اصرصر کسکو لائی صصر نے کہا صاحبقران  
 واسد نوجوان قاتل شہنشاہ و علمشاہ و بدلیح و قاسم انکو گرفتار کر لائی لیکن اسی مرجان اسوقت  
 اس شب تیرہ و تار میں ان سب کو قتل کر و طرف پر دہ ظلمات کے کل چلو بیان رہنا مناسبین  
 ہر صبح ہوتے ہی کل لشکر اڑے گا دل کے دل بادل فوج کے آئین کے اسی غفلت میں  
 شہنشاہ مارے گئے اے مرجان دس سیر لکڑیاں بھی صندوق کی کہنیں مکن مہوئیں کہ لاشہ تو  
 شہنشاہ کا جلا دیا جاتا کوئی کر یہ کرم کرنے والا بھی نہ باقی رہا جلد آہنگر کو بلاؤ شیر نر کو گرفتار کر کے  
 لائی ہوں ہوشیار مہوتے ہی قیامتیں برپا کر نیکی ان کندہ ہائے ریشمی کی کیا حقیقت ہو اسی مرجان  
 اگر قتل میں تامل کیا بہت پچھتاوگی کتے کی موت قتل ہو جاوگی مرجان و سہیل کنیزان مرجان نے صصر  
 وغیرہ کو گھیر لیا بارگاہ میں لیکر آئیں کنیزان مرجان بھی کہتی ہیں واری صصر بہت درست کہتی ہیں  
 اپنے قتل میں عرصہ نہ کیجیے مرجان نے کہا عمر و کو بھی لاؤ خواجہ عمر و مع چالاک زنجیر دن میں بندھے  
 ہوئے بارگاہ مرجان میں آؤ دیکھا صاحبقران واسد و علمشاہ و بدلیح و قاسم کو ہنگڑیاں  
 پہنائی جاتی ہیں صصر نے ڈانٹا اوسا زبان زد ہے ہمارے ساتھ شادی کرتا تھا بشاری ہوئی یا خانہ  
 بربادی ہوئی معاوضہ خون شہنشاہ لیا یہ کہنے طرف عمر و کے بھٹی کہ سر کاٹ لون مرجان نے کہا اسی  
 صصر تم تامل کرو میں ابھی جلاؤ کو بلاتی ہوں یہ کہنے ہاتھ پکڑ لیا صصر سر ٹپتی ہو کہ مجھے چھوڑ دین  
 اپنے ہاتھ سے قتل کرتی ہوں میرے دل میں شعلہ آتش بھڑک رہی ہیں اپنے شہنشاہ کے لاشے کو زمین  
 میں پڑے دیکھا انجی مالک حیرت کو برباد و تباہ پایا لاچار ہو کر طرف پر دہ ظلمات کے چلی کہیں دیکھو  
 اسی مرجان لشکر حمزہ مثل مور دلمخ ہو عیار بھی دوڑیں گے طبقہ زمین کے اڑا دیں گے اسے عرصہ  
 میں آہنگروں نے صاحبقران وغیرہ کو مسلسل و مطوق کیا ستارہ سحری چمک چکا ہر جیسو ہی  
 صاحبقران بیدار رہوے سامنے مرجان کو دیکھا اپنے کو مسلسل و مطوق پایا مرجان کہ  
 رہی اسی جلاؤن کو بلاؤ صصر بچو بچنے کے اٹھی کہا ارے نادان جلاؤ کس یا ہوئے تلوار کس دن کے  
 لیے باز رہی ہو یہ کہتی ہوئی صاحبقران پر جا پڑی ہتھکڑی پر صاحبقران کے تنجہ مار دیا کہا اے  
 شیر یار قید توڑ کر گئے منم ملکہ صصر شمشیر زن جیسے ہی ہتھکڑی کٹی صاحبقران شاردن کو صصر  
 کے سمجھ گئے پھر خانہ زور میں آکر قید کو توڑ کر پھنک دیا صبا قنار نے بڑھکے عمر و کی قید کا فیصلہ



نے بڑھکر اسد کو رہا کیا بشرارہ و شاہین نے علمشاہ و بدیع الزمان و قاسم وغیرہ کی  
 ہنگامیان کاٹیں ان شیروں نے بھی قید مثل تار عنکبوت توڑ کر کھینک دی صاحبقران زنجیر کو بچ دیتے  
 ہوئے طرف مرجان کے بڑھے جسکے سر پر وانہ زنجیر پڑا سر اس کا بچٹ گیا عمر و نے اٹھتے اٹھتے حقہ  
 آتشازی و اغا عیاروں کی کمندیں جلیں جناب مارے صاحبقران زمان قریب مرجان پہونچے  
 اس نے سر کر کے گولا مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر باطل ہوا مرجان نے دو چار سحر کیے بسبب  
 اسم اعظم بیکار ہوئے مرجان نے جا پا پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤں صرصر نے غضب کیا ہاے  
 میں نہ سمجھی اس سکارہ نے نہ کیا ترکیڈ اڑی امیر نے ٹانگ بکڑی جرخ دیکر زمین پر مارا کہ سر مرجان  
 کے ہزار ٹکڑے ہوئے عمر و نے حقہ آتشازی سے جادو گر نیون کے منہ بھلس دیے اب امیر  
 تلوار کھینچ کر جادو گر نیون پر جا پڑے اسد بھی رٹنے لگے وہاں صبح کو لشکر میں ہنگامہ ہوا کہ کوئی  
 صاحبقران و اسد و قاسم و بدیع و علمشاہ کو اٹھائے گیا پانچون عیار بچیوں کو بھی خیمے میں  
 نہ پایا سب کو یقین کامل ہوا کہ عیار بچیوں نے یہ حرکت کی اسی وقت بادشاہ سوار ہوئے تمام  
 سردار ساتھ چلے اسوقت پہونچے کہ آندھیاں سیاہ اٹھیں آواز آرہی ہو شتی مرانام من ملکہ مرجان جادو  
 بود مال و اسباب سب لوٹ لیا صاحبقران مع صرصر وغیرہ بفتح و فیروزی آتے ہیں بادشاہ نے  
 آکر صاحبقران و اسد وغیرہ کو مر کیوں پر سوار کیا یہ بھی پاؤں ہوا کہ ملکہ صرصر نے عیاری کر کے  
 سر مرجان جادو کو مارا خواجہ عمر و ایک ایک سے کہتے ہیں صاحبجو تم میری زوجہ کے آزاد کردہ  
 ہو قرمون کو اُسکے بوسہ دو و بوسہ نقد رق کر د میری بی بی نے سب کی جان بچائی کیا خوب عیاری  
 کی امیر نے پانچون عیار بچیوں کو محافے میں سوار کیا بڑی شوکت و شان سے لشکر میں آئے  
 جلسہ عقد خواجہ عمر و درہم و برہم ہوا تھا بادشاہ نے فرمایا احتشام جلسہ عقد عمر و ونو نے  
 پایا شکر ہو پروردگار نے سب کی جان بچائی کار گذرون کو حکم دیا روشنی کا سامان کرو جملہ  
 سرداروں نے سامان جشن مہیا کیا بارگاہ میں آراستہ ہوئیں بادشاہ نے دروازہ خزانے  
 کا کھلوادیا ہو حکم ہے جسکو ممکن نہ ہو وہ خزانہ سرکاری سے لے لین سلامتی کی صاحبقران  
 کے روشنی دیکھتے تباہیے اس شب کو لشکر میں ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو خیر کر چکا ہوں  
 کہ صاحبقران نے سیف ذوالیدین عالم لشکر کو لقا پر مقرر کیا ہو کہ عقاید دین



اسلام تعلیم کریں۔ سب مشن عالم نے آکر لقا کو ناز پڑھوائی جب سیف رخصت ہو کر گئے  
 لقا کے واسطے تاج و تخت مقرر ہو یہ بدبخت تخت پر آکر بیٹھا ایک جانب تخت پارک ایک جانب  
 فرامرزا بکار سپر نو شیروان عالی و قار ایک جانب یا قوت و لاہوت و ضعیف وغیرہ سب  
 سردار و مصاحب لقا کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے لقا نے دو چار جام شرب کے پیئے بے اختیار اس کے  
 منہ سے نکل گیا بندگان میں جہ تقدیر کردم بختیارک نے لقا کی ایشیت پر ایک دو تھڑ مارا کہ اولا لقا  
 بڑا بے حیا ہو اب بھی تقدیر کرنے سے باز نہیں آتا تیری تقدیر میں آگ لگی اب تو جو تڑا اچھلتے ہو  
 زمین پر پیشانی رگڑتے ہو یا تو خداوند بنے حقے سجدہ کسے کرتے ہو اول لقا تجھ کو غیرت نہ آئی چلو بھریا میں  
 ڈوب میری سنکر لقا رونے لگا کہا اے بختیارک آخر میں کیا کروں از ملک باختر تا بہ خورشید نگار رطنا  
 بھڑتا آیا حمزہ پر غالب نہ ہو ا کوئی معین مددگار باقی نہ رہا آخر کمان جاؤں لاچار ہو کر مسلمان ہو گیا  
 بختیارک نے کہا یا خداوند لا جارسی اب بھی نہیں ہو آکا بدل و جان مطیع ملک و دودہ زرنگی جوان  
 یک زرنگی سترہ لاکھ فوج کا مالک کل غزوہ میں باختر اس کے قبضہ میں ہو چار سو بیٹے و داماد پوتے رکھتا ہو  
 ایک ایک پہلوان خود بھی یادگار رستم و رستمیاد یا رہنمائی شمشیر سے اس کی مالک سحرانے میں فیضان  
 مست کو اس کے نام سے غش آتے ہیں اس کی خدائی ماننا ہو کسی مرتبہ اس کا نام آیا ہے یہی مضمون  
 تھا کہ اگر خداوند سرحد غزوہ میں تشریف لے آئیں ایک ہفتے میں مسلمانوں کا خاتمہ کروں آجکی شب مہلت  
 بھی ہو تمام سرداران صاحبقران و عیاران لشکر مصروف عیش و نشاط ہیں اہالیان فوج آب کے  
 آگے رات ہی کو نکل چلیے لقا کے قلب پر غبار کفر چھایا سامان اپنی خدائی کا یاد آریا شب تیرہ و تار  
 میں روسیہ سوار ہوا بارگاہ گیتی نالہ وائی سبب جلسہ فرحت و عیش کے کوئی معترض نہوا لقا صحیح و  
 سلامت طرف غزوہ کے روانہ ہوا اس کا ذکر تو دفتر صندلی نامہ میں تحریر ہوتا ہو اگر کوئی قدر دان  
 تحریر کرائے گا تو حقیر لکھے گا گر لشکر اسلام میں یقین شہادہ روز جلسہ عیش و نشاط عیار ہا تیسرے دن  
 صاحبقران نے جب اس جلسہ سے فراغت پائی بارگاہ سلیمانی میں آکر جلوہ فرما ہوئے جملہ سرداران  
 نامی و پہلوانان گرامی جمع ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تیار می کر و لشکر خطر اثر ہمارا  
 شہر باختر میں جلے لقا کی سلطنت قائم کر کے ہم طرف خانہ کعبہ کے جا میں شکر ہو کہ بخیر و عافیت  
 جہاد سے مہلت پائی اب خدمت گزاری میں حضرت رسول مقبول کی مصروف ہوں گے



یہ کلام فیض انجام ابھی تمام نہوا تھا کہ ہر کارے آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے

## سند

|                               |                                 |                                 |
|-------------------------------|---------------------------------|---------------------------------|
| عیدین غسل تو نور و مبارک باشد | شادی تازہ نور و مبارک باشد      | مد و طالع فیروز مبارک باشد      |
| دلبر انجمن افروز مبارک باشد   | تبو و شبنم طرب اندوز مبارک باشد | بہ عدد و نالہ جالسوز مبارک باشد |

شہر یار عالم کی عمر دراز ہو شب کو زمرہ شاہ باختری بہ اغوائے بختیارک بارگاہ و خزانہ انبیا کی طرف غزوہ یہ باختر کے روانہ ہوئے یہ سنتے ہی صاحبقران کو بہت ناگہار ہوا طرف ایرج کے متوجہ ہو کر فرمایا اے فرزند سنا آخر لقا نے فرار پر قرار کیا میرے تدریہ قلب کبھی سلمان ہو گا ہم نے جہاد کا انجام کیا تھا تم نے پھر سہارے پیچھے یہ جھگڑا لگا دیا ابالیان دست رست کھنکارے کوئی ہنسائی نے آواز کسائی نے کہا نواسے نے اپنے نانا کی جان بچائی کیا بڑا کیا یہ کلمات طعن آمیز جو سرداران دست رست نے کئے ایرج کو اٹھماکانا گوار ہوا اسوقت دربار میں بیٹھنا ناگوار ہوا رعب صاحبقرانی نے فرس جھکا لیا کیسکو جو اب نہیں دیا اور تو کچھ بن نہ پڑا ایک ناخن اپنی ناک میں مارا کہ نکسیر چھوٹی خون جاری ہوا کسی سردار کی نگاہ بڑی پکار کر کہا اے شہر یار دیکھیے آپ کی ناک سے خون جاری ہو اٹھ کر پاک کیجیے اس حلیہ سے ایرج اٹھ کر بیرون بارگاہ آئے خون پاک کیا اور کرہ بن اشق کو تیار کیا شاہ پور نے کہا حضور کیا قصد ایرج نے کہا اے شاہ پور خبردار کسی سے اطلاع نہ کرنا میں طرف غزوہ یہ کے جاتا ہوں جب تک لقا کی مشکین باندھ کے نہ لاؤں گا واپس نہ آؤں گا ہر چند شاہ پور نے چاہا میں بھی ساتھ دون نیلم و فیلم وغیرہ بھی آئے چاہا کہ ہم ساتھ جا میں ایرج نے کسی کو ساتھ نہ لیا ہر ایک کو یہی جواب دیا کہ بھارے ساتھ چلنے میں ہماری منایت تنگ ہو کہ وہ تنہا جا کر کس ملحد کو منہ اندھی تو اپنا نام ایرج نو جوان پنا یا سردار دراز و احسان نے جھک کر تشیع دی ابالیان دست رست بہت ہنستے ہیں دہی لوگ میں کو نہیں شمشیر سے ہماری ہمیشہ بھاگتے پھرے کبھی منہ پر نہیں جڑھے اس مقدمے میں ہنستے ہیں کہتے ہیں کہ اپنے نانا کو بھگا دیا میں اس بے میا کا کیا پاس کرتا جو ملعون دعویٰ خدا کی کرتے والدہ ماجدہ کے زمانے نے جھکو مجبور کیا اب میرا جاننا واجب و لازم ہے کہ آپ لوگ دخل نہ دین یہ لکھ کر طرف غزوہ یہ کے پشت درگب پروا ہو کر روانہ ہوا دربار میں بیٹھے بیٹھے تو والدہ ہرنے دیکھا کہ ایرج نو جوان حیلے سے باہر نکل گیا کسی حیلے سے یہ بھی باہر نکلے شہر نگ سے بوجھا یہ کر پاس فروش بازاری کہہ گیا شہر نگ نے غزنوی کی آج ایرج کو



بڑا غصہ تھا کہ وہ تنہا بچے لقا کے گیا ہو نور الدہر نے بھی اسی وقت سب پر یوں پر سوار ہو کر تہجوزے  
 زمر و شاہ باختری یہ بھی چلے ہر برہنہ کا گان ٹھاس بن عنقول دیو پرور کہ عاشق جمال  
 شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان ہو دربار جو اس شیر سے خالی پایا گھبرا کے باہر نکلا دیکھا شہرنگ  
 کھڑا رو رہا ہو ٹھاس نے بوجھا کیوں یار وفادار خیر تو ہو شہرنگ نے کہا اے شہزادہ لا قدر شہزادہ  
 یکہ و تنہا طرف غروبہ کے گیا ہو سکیسکو ساتھ نہین لیا کلیجہ تراب رہا ہو سنا ہو شہر غروبہ میں سترہ  
 لاکھ فوج ہو اردو دہ زنگی جوان دیو حصال غفریت مثال اپنے سامنے ہرام فلک کو ذلیل جانتا ہو اس  
 معزور نے لقا کو دامن پناہ دیا ٹھاس نے کہا شہزادہ خواہ آزدہ ہو یا خوشی ہو میں ضرور جاؤنگا یہ کمر  
 سا طور بہت صدمتی کا نہ ہو برکھکر گنبد پر سوار ہو فیل مست کی طرح جھومتا ہوا جلا دار اب  
 کشو کشا بارگاہ میں بیٹھا تھا قح کشوری نے خبر دی ایرج و نور الدہر تعاقب لقا میں گئے یہ سپہ  
 سالار دست راست ہیں واسطے نور الدہر کے بمقرر ہو کر کھلے انکے پیچھے اسد مارا بعد ان کے طہار  
 ایرج نو جوان خورشید بن ہاشم متعین یہ بھی چلے یہ پانچون جوان فکر لقا میں جاتے ہیں جہا حقان  
 کو انتہا کا ملال تھا کہ انیسوس لقا میر کے قبضے سے نکل گیا اب بھو جا کر فساد برپا کر گیا لاکھوں بندگان  
 خدا کی خوزیری ہو گی اب جو رہا تھا کرا میرج و نور الدہر دو ارب و خورشید و اسد و ٹھاس کو  
 دربار میں بتایا طرف خواجہ کے متوجہ ہوئے پوچھا کیوں خوجہ یہ نو جوان کہاں گئے خواجہ تو بولنے نہ پائے  
 مگر قاسم لاکھوں اسنو بھرے ہوئے وہاں سے اٹھنے عرض کی او عبد عالی تبار حضور جانتے ہیں کہ غلام آپ کا  
 ایرج نو جوان آتش خوشخوار حراج حضور نے ایک بات کہی جو مناسب جانا ارشاد فرمایا ان دست  
 راست والوں نے آواز سے کہے وہ یکہ و تنہا غیرت میں روانہ ہو گیا یہ لوگ نہیں سنیں گے اسکی جان لین گے  
 کسی سے کچھ نہ ہو سکے گا وہ یکہ و تنہا بارگاہ لقا میں ٹھس جائے گا اب عقب میں تماشادیکھنے میان  
 نور الدہر و اسد و ارب و ٹھاس بھی گئے ہیں حرن خورشید سپہ سالاران دست چپ میں  
 گیا اسکی جرات مثل آفتاب کے روشن ہو وہ صفدر و صف شکن ہو غلام حضور کے خوف سے نہیں گیا ورنہ  
 اپنے فرزند کے ساتھ جاتا بھی خبر مل چکی کہ لقا کے ساتھ فوج و اوان دو وہ زنگی معزور و متکبر  
 دیکھئے آج وہاں کیا گذرے صاحبقران نے قاسم کو گلے سے لگا لیا غصے میں فرمایا یہ نو جوان جھکونی  
 جرات دکھاتے ہیں میں کیا تعاقب لقا ترک کرونگا یہ ظاہر ہے کہ بھر فساد و عظیم ہو ہمارا جانا موقوف



خواجہ عمر و جلد جاؤ حبط بنے ان جو انون کو بھولاؤ تاکہ غروبہ نہ جانے پائین کنا صا جو میرے ساتھ  
چلو اپنی اپنی جرات دکھانا چھ پیر زین گیر پر رحم کرو تم ہی لوگ مقابلہ کرو گے مجھ کو تم سب صاحبان نے صاحبان  
بنایا ہر مگر خواجہ یہ خیال رہے کہ اگر وہ نوجوان نہ مائین کچھ سرکشی کریں فوراً جھکا اطلاع دینا میں خود جا کر  
ان صاحبان کو بھیر ونگا خواجہ عمر و اس وقت حسب ارشاد فیض بنیاد صاحبان جتوے ایرج وغیرہ  
بانہاے عیاری سے آراستہ ہر دروازہ ہوئے بیان ایرج نوجوان کرہ بن اشقر پر سوار غصے میں اڑے  
ہوئے مرکب کو جاتا ہر منہ پھیر کے دیکھ رہا ہر یہ بھی یقین ہو کہ کشتی گیر زادہ ضرور آئے گا اسد لوانہ  
بھی اپنے کو ضرور پہنچائے گا دھوپ زیادہ تھی ایک نخل کے سایہ میں آکر ٹھہرا سپر کو پھرے کی پناہ  
کیا کہ لشت سے گرداری دیکھا تو رالہ ہر پکارتے ہوئے آئے ہیں ایڑی اڑ کر ٹھہرا جو ہم بھی آہوئے ایرج  
کو بہت غصہ تھا جو اب نہ دیا تو رالہ ہر پکارتے ہوئے آئے ہیں ایڑی اڑ کر ٹھہرا جو ہم بھی آہوئے ایرج  
خوڑشید سب کے بعد اسد بھی آکر پہنچے اسد کو دیکھ کر سب گھبرائے اسد نے کہا صاحبو بھلا ایرج  
نوجوان تو اپنے نانا کے پاس جاتا ہر تم سب لوگ کیوں آئے ہم اپنے بھائی کے ساتھ جا میں گے  
وہ اپنے ننھیال جاتا ہر لڑائی بھڑائی کیسی دعوتیں کھا میں گے آپ لوگ پلٹ جائیے ہم اپنے بھائی کا  
ساتھ نہ چھوڑینگے ایرج نے غصے میں کہا اودیوانے مجھے کلام نہ کیا کر کیسا تا مائین اس جیالی گنہگار  
باندھ کر لاؤنگا جھکاؤ اسے ذلیل کیا میں نے تو مرتد کی جان بچائی یہ بد کہ کیا کہ دین اسلام سے برگشتہ ہوا آپ  
لوگ پلٹ جائیے میں نہ واپس ہونگا بارگاہ دودہ زنگی میں جا کر خون کے دریا بہاؤں گا اسد نے کہا  
آپ غصہ نہ کریں اب یہ بتائیے کہ خاص بارگاہ دودہ زنگی میں جلنا منظور ہر یا صرف نانا جان  
کو یہ شعیبہ دکھانا ہر شاہراہ پر کھڑے ہوئے اسی اسید پر کہ کوئی آکر سبکو پھیرے جلے جھوٹے  
نانا خواجہ عمر و ضرور آئینگے کان بکھر کر سبکو پھیر لیا لینگے صحرا کی جانب چلو آبادی کو چھوڑو یہ رے  
اسد کی سب کو پسند آئی ایرج نے مرکب طرف خاورستان کے بڑھایا ہارون ہر اسے لیا جو ہر شان بھی  
آبادی کا دکھا اس راہ کہ ترک کیا صحاباے سنسان ویران میدان طے لگے نیزاعظم بلند ہوا تابش و  
حرارت بڑھی ہونڈے گرد کے اٹھنے لگے کانٹوں کا جنگل دھوپ سے ہر ایک بیکل اس صحرائے  
آتش خیز میں آب نایاب سولے چشمہ آفتاب کے دوسرے چشمے کا نام نہیں صحراے بق ووق وادی  
سیکنار یہ سب جوان پروردہ صدنا زونم چہرے حرارت نیزاعظم سے سونٹا گئے ٹھوڑوں نے پیاس سے



زبانین نکال دین جھونکے ہوئے گرم کے جل رہے ہیں موتج ہوئے شعلہ آتش نکل رہے ہیں سب بتیاب  
 دے قرار جستجوئے آب میں ہر سمت یکایک نگاہ کو دوڑاتے ہیں اُس دھوپ میں دوڑ دھوپ کر رہے  
 ہیں گرمی میں ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہیں جس خانہ مرگان سے یکایک نگاہ نہیں نکلتا دور سے دیکھا  
 کہ شاید دریا مون مار رہا ہو گھوڑے بڑھا کر پہنچے دیکھا موجہ رنگ روان ہو صرف تھیل کا گمان  
 ہو یہ جو اتان صفر و صفت شکن دھوپ میں دن بھر پریشان رہے شدت تشنگی سے نوبت بجان و کار و  
 براستخوان قریب تھا کہ رو میں جسم سے نکل جائیں اعضا شدت حرارت نیر اعظم سے حلجا میں جب دن  
 قلیل باقی رہا دور سے ایک جہار دیواری باغ کی معلوم ہوئی جب قریب پہنچے دیکھا دیواریں نہتہا کی  
 بلند ہیں دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا لیکن عقل سے دریافت ہوتا ہے کہ دیواریں تھپر  
 کی اس قدر بلند و مرتفع بنائے وائے نے کیونکر بنائیں ہزار ہزار من کی سلین اتنی بلند ہی پر کیونکر  
 ہو چکا میں اس قدر کہ ایہ مقام دیوان قاف ہو اس باغ میں چلنا باعث خرابی ہو گا نور الدہر وغیرہ  
 بھوک پیاس سے بتیاب ہو رہے تھے نیر اعظم بھی غروب ہو چکا ہو گھوڑوں سے کو در بلا تکلف اُس باغ میں  
 آئے چونکہ وقت شب تھا ڈھونڈھا کوئی چشمہ آب نہ پایا درخت بہت بڑے بڑے سطح طریقے سے چن بٹکی  
 ہوتی ہو وہ بھی صورت بنائی بسبب تاریکی کے کچھ ممکن نہوا آخر مائے باغ پر بھی دست انداز نہ ہو سکے  
 چشمہ آب بھی دستیاب نہوا انتہا کے تھکے ماندے تھے بارہ درمی میں اگر سب نے کمر نہ کھولیں گھوڑوں  
 کو باغ میں جھوڑو یا سر رکھتے ہی یہ جوان سو گئے طہماس کہ عاشق جال نور الدہر ہو اس کو خیال ہوا  
 کہ حقیقت میں یہ مقام بڑا آشوب ہو کیا عجب ہو کہ مسکن دیوان و غولان ہو محبت میں فرزند ان امیر  
 کی اٹھ بیٹھا سا طور کا ندھے پر رکھ کر اندھیری رات میں گرد بارہ درمی کے بھرنے لگا جب چار پہ رات  
 گزر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا طہماس نے سب شہزادوں کو براے نماز جگایا کھرا کر سب اٹھ بیٹھوئے  
 آب میں کہ وضو کرنا منظور تھا باغ میں جہاں جانب دیکھنے لگے کوئی چشمہ آب نہ ملا ایک گوشے میں ایک  
 گتوان بچہ نظر آیا طہماس نے کہا سوائے اس جاہ کے باغ میں پانی نہیں ہو میرے پاس لوٹا برنجی  
 و ڈوری موجود ہے پانی بھرتا ہوں طہماس نے لوٹا پانی کا کتو میں میں ڈالا پانی کھینچا لوٹے کو سب نے  
 دیکھا تاثیر آب سے چاندی کا ہو گیا سب حیران کہ یہ کیا معرکہ ہو وضو کرنے میں جو پانی زمین پر گر اُتتی  
 زمین چاندی کی ہو گئی اس قدر جو یہ معرکہ دیکھا پانی کے لوٹے بھر بھر کے زمین میں ڈالنا



شروع کیے چاندی کے تیرے لیکر قوس میں رکھے نور الدہر نے منع کیا کہ اے برادر یہ کیا کرتے ہو اسد  
 نے کہا وقت پر کام آئینگے کتو میں پر سے سب صاحب ترے دیکھا نخل بلند و مرتفع ہیں میوہ ہاے  
 گوناگون سے شاخیں معمور چونکہ سب شہزادے بھوکے تھے شاخ ہاے بلند پر ہاتھ نہیں پہنچتا تھا لہذا اس  
 نے بڑھ کر سا طور سے نخل ہاے میوہ قلم کیے یہ طریقہ سب کو پسند آیا ہر ایک شیر دلیر نے دو دو جاچار  
 درخت جڑ سے اکھڑ لائے اب تو سب صاحب میوے چٹنے لگے ایک جانب خورشید بن ہاشم ایک  
 نخل کو زور کر کے گرا رہے ہیں درخت بہت بڑا تھا بیج سے نہ اکھڑ سکا تلوار میں کھینچ کر شاخیں  
 قلم کین ان شاخوں سے میوہ چن رہے ہیں کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک دیو کو دیکھا دار شمشاد کا دست  
 پر نخل چھاتا ہوا آتا ہوا ہاشمید اے آدم زاد ان تم کو کچھ خوف نہ آیا ہمارے باغ میں بخوف قدم رکھا  
 درخت بھی با مال کیے سمجھوں نے دیکھا برابر خورشید کے زمین پر وہ دیو آیا خورشید کو سنبھلنے نہ دیا  
 وار دار شمشاد کا کیا خورشید نے جلدی میں اس وار کو خالی دیا اسد نے پکار کر آواز دی وا ہ  
 کھائی خوب جان بچائی بھاگو ورنہ وہ دیو کھا جائیگا خورشید کو کہنے سے اسد کے بڑا غصہ آیا اب جو اس نے  
 وار ار شمشاد کا کیا اس سردار نے وار پر ہاتھ ڈال دیا وار چھین کر پھینکی دیو لیٹ پڑا مو سے جسم دیو سے  
 خورشید کا جسم نگار ہونے لگا لباس وزرہ بارہ بارہ خورشید نے شاخ پر دیو کے ہاتھ ڈالا بقوت صفائی  
 جھٹکا جو مارا شاخ دیو کی ٹوٹی دیو نے چیخ ماری خورشید کے ہاتھ سے دیو چھوٹا ہر نالہ خون کا بہتا ہوا بھاگا  
 یہ کہلے کہ دیکھو تو کیا جلا تم سب کے سر پر لا تا ہوں دیو یہ کہتا ہوا نکل گیا خورشید بن ہاشم شاخ دیو کے  
 خون سے نہایا ہوا لیٹا اسد نے کہا واہ بھائی کیا کمال کیا خوب دیو سے جان بچائی خورشید نے جھٹکا  
 جواب دیا او دیوانے تجھے کیسے طرح بھی چین ہر اگر پٹ گئے تو تو نے کہا بھاگ کر جان بچا و شاخ اسکی  
 ٹوٹی وہ بھاگ گیا میری اسین کیا نامردی ہو اسد نے کہا جلد دست چپے بڑے عقلمند میں بڑے کرے لڑتے  
 ہیں اپنی جان بچانے کی فکر میں رہتے ہیں پھرانے کو بہادر بھی کہتے ہیں سب باتو تیرا سدا کی ہنس رہے  
 ہیں خورشید نے جو بہت غصہ کیا ایرج نے خورشید کو گلے سے لگایا کہا بھائی تم اس دیو اتے کے  
 کہنے کا خیال نہ کرو یہ وہ ظالم ہو کر مارا کر لڑوا دے لشکروں کو تباہ کرانے اسکے سامنے ہم کیا جرات  
 دکھائیں وہی جھگوڑا ہو کہ ہمارے ہاتھوں سے بھاگا بھاگا پھرتا تھا آج بڑا بادرنگیا اسد نے کہا  
 او کر پاس فروشن باز اسی را توں کو نمیندہ آنی تھی کیسے کیسے شب خون مارے اپنی زندگی سے تم بیزار تھے



ایک بات میں میں بڑی تعریف کرتا ہوں شوق پر خوب لڑ بھڑ کو قبضہ کیا اس پر جو ان منتیں کرنے لگا کہ اسد برائے خدایہ ذکر نہ کیا کرو خداوند اس مرتد لقا کو ہنم میں بھیجے کہ مجھ کو اس بلا میں بھنسیا ہو یہ دردگار نے تجھ کو بیا یا اسد نے کہا نانا کو خوب بچا کے جھگڑا یا بھاری جراتوں کے سکے میں ان باتوں پر اسد کی اسج جھپٹا تا ہو نور الدہر وغیرہ نہیں ہے ہیں کہ آسمان پر سناٹا ملو دیکھا آگے آگے وہ دیو شاخ شکستہ ایک تخت پر ایک جوان کس سوار چارو سوا اس تخت کو اٹھائے ہوئے وہ جوان کم سن جو تخت پر سوار ہو اسکی قطع یہ ہوئے سرد موعے جسم اسقدر بڑھے ہیں کہ سر جسم میں بالکل برہنہ ایک چوب دست فولادی کا ندھے پر چوب موعے سر عارض انور سے ہٹے جاتے ہیں صاف ظاہر ہو تا ہے کہ ابرہہ سے آفتاب عالم تاب ظاہر ہوا چہرہ مثل ماہ روشن خال سبز درگ ہانسی چہرہ زیبا پر نشانی اولاد صاحب قرآن کی ظاہر و باہر قد سرو باغ دولت و اقبال نہایت حسین و صاحب جمال مسطوت و جمال جرات و کمال مثل جاکران کترین دست بستہ ہراہ اقلیم سمیت دست و تخت کا شہنشاہ لیکن دیوانہ پن چہرے سے ہویدا و آشکار ہو وہ دیو شاخ شکستہ ان جوانوں کی جانب اشارے کرتا ملو آتا ہو جس طرح دیو کی بات سمجھ میں نہیں آتی اسی طرح اس جوان کی زبان بھی نہیں سمجھ میں آتی جب تخت سر بلخ پر پہنچا وہی جوان دیوانہ شمال تخت سے کود پڑا چوب دست فولادی کو چرخ دیتا ملو خورشید پر جا پڑا اتنی جلدی خورشید پر چوب دست کا وار کیا کہ خورشید کو سنبھلنا دشوار ہوا جلدی میں سپر کو چہرے کی پناہ کیا چوب دست گران سنگ جو سپر پر پڑی تڑا قے کی آواز ہوئی سپر و گردان ہو گئی خورشید پر یہ روشن ہو ا کہ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا معلوم ہوا کلائیماں ٹوٹ گئیں چرخ کھا کر خورشید گرے ایک ضرب دست چوب دست میں بیہوش ہو گئے اس بلا سے سیاہ نے چاہا دوسری چوب دست خورشید پر لگا دن طہماس الیا جو ان خیر دار خیر دار کے جاپڑا لڑہ کیا او دیوانے جھول کیا کرتا ہو ان جوان نے وہی چوب دست فولادی چرخ دیکر طہماس پر مار دی مثل خورشید طہماس بھی چرخ کھا کر گرا بیہوش ہوا داراب جا پڑے انکی بھی یہی صورت ہوئی نور الدہر و ایرج ان دونوں پر بھی ایک ایک چوب دست مار دی سب کی یہی کیفیت ہوئی اسد لو جوان نظر کردہ بزرگان خیال حیرت مآل دیکھ کر غصے میں سرخ ہو گیا ہاتھ بائون میں رعشہ آ گیا ایسے ایسے سرداران صف شکن قوت باز و نہایت جھولو بیہوش پڑے ہیں ایک ایک ضرب دست چوب دست میں لپٹ ہوئے کیونکہ



ہوش درست رہیں خون قرابت کا جوش نعرہ کیا او بلاے سیاہ خبردار ان جوانان شیر دل پر دست انداز  
 نہ ہونا یہ کہنے اسد نامہ مثل شیر غریب چٹا وہ جوان چوب دست کو چرخ دے رہا ہی اسد جو غصے میں  
 چھٹے راہ میں ایک سنگ کلان پڑا تھا اسکی ٹھوکر لگی نعلین شکست ہوئی بانوں پر وہ صدمہ عظیم  
 پہونچا کہ بانوں سے خون جاری ہوا اس صدمہ سے اسد گر کر بیہوش ہوا اسکی چوب دست چرخ دینے  
 میں ایک نخل کلان پر پڑی وہ نخل زمین پر گرا پڑے اڑ گئے اب یہ سب زمین پر پڑے ہوئے تڑپ  
 رہے ہیں آنکھیں ٹھکی ہیں ایک سے ایک کو سترم باقی نہ رہی سب پر ایک حال گذرا اسد بھی یہی  
 سمجھا کہ میں بھی ضرب چوب دست سے گرا آنکھیں کھلی ہیں مگر اٹھ نہیں سکتا خوف جان سے کہ اب یہ دیوانہ  
 ایک ایک چوب دست مار کر سب کا خاتمہ کر دیگا تہ دل سے دعا کر رہے ہیں اور وہ دیوانہ بلاے  
 سیاہ چوب دست فولادی کو چرخ دیتا ہوا بڑھا اسوقت ان سبھوں کی مبتیابی کہ اسی پروردگار اس  
 بلاے سیاہ سے کیونکر بچیں تو حامی و مددگار ہی بندہ ہر وقت مجبور و لاچار ہو بلاے سیاہ نے جا ہا کہ  
 ان سبھوں کو پامال کروں بقدرت پروردگار نقابدار زین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فغن  
 رہتا ہی اسوقت تخت پر سوار برے صید و شکار ہوتا ہی خود تخت پر عیار طراکس انی کرتا ہوا علمائے  
 زرنگار کے پھر رہے کھلے ہوئے باز سفید سر پر سا فیگن جس طرح گردش انجن پر وہ بھوتا ہی چرخ مار رہا ہی  
 عیار کی نگاہ پڑ گئی کہا اے شہر یار دیکھیا اسیج نور الدہر وغیرہ بیہوش پڑے ہیں بلاے سیاہ احکا کام  
 تمام کیا جا رہی ہو نقابدار زین پوش نے جو یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا دل بیقرار ہو گیا فوراً تخت  
 سے کود انعرہ کیا خبردار دست خود راگمدا رکھ میں آہو نچا نقارے جو بجے علمائے زرنگار کے پھر رہے  
 ہو اسین اڑے اس جوان دیوانہ مزاج نے کبھی یہ آواز نہ سنی تھیں گھر اکیلا دو دن مانتا آنکھوں پر  
 رکھے طرف تخت کے بھاگا دیو زادوں سے آکر لپٹ گیا آخر مقرر کانپ رہا ہی کبھی طرف علمائے زرنگار  
 کے دیکھتا ہی چھین مارتا ہی ہر چند دیو زادوں نے قصد کیا کہ مقابلے میں نقابدار زین پوش کے  
 بھیجیں اہم بلائے سیاہ نے کسی طرح قصد نکلیا تخت پر پہونچا ہی آخر دیو زاد تخت اُس بلاے سیاہ کا لیکر  
 بھاگے نقابدار نے کئی نعرے کیے دیو زاد نہ ٹھہرے تخت کو لیکر بھاگے نقابدار تو نہایت تلس ہی  
 اسی باغ میں فرش قالین بچھوایا ان شیران دشت برد کو اگر مٹھایا سب جوان حجاب سے سر  
 جھکائے ہوئے دلون میں کہتے ہیں ایک ایک ضرب دست چوب میں ہم بیہوش ہوئے نقابدار



نے جوان سب کو مجبب پایا لاکر مقام صدر پر سب کو بٹھایا کما حقہ شہزادگان والا قدر آپ سب جوانان  
بے عدل لشکر اسلام کے فیصلہ یقین کامل ہو کر یہ کوئی ساحر تھا وہ نہ آپ صاحبون پر کیا دست انداز ہو سکتا  
ایک بڑا افسوس ہو کہ جب موے سر اس کے چہرہ زیبا سے ہٹ جاتے ہیں چہرہ آفتاب عالم تاب علاوہ من  
وجہال نشانیاں اولاد صاحبقران کی چہرے سے اگلے سیاه کے ظاہر و باہر ہیں ہمیں  
معلوم اس پردے میں کیا راز ہو آپ سب صاحبون کا محبوب ہونا سر اس سر بیکار ہی دیوانہ پن بھی اسکا  
آشکار ہی صدائے نوبت و نقارے سے خائف و ترسان ہو کر بھاگا میں نے جرات سے اسکو نہیں بھاگایا  
معلوم ہوتا تھا کہ کبھی اس نے ان باجون کی آواز نہیں سنی اس طرح فصاحت و بلاغت سے نقادار  
نے کلام کر کے ان جوانوں کو شگفتہ کیا عیار نے شراب و کباب لاکر پیش کیے دو چار جام ان شیر دن نے پئے  
دماغ بادہ ناب سے گرم ہوئے اب نقادار زرین پوش طرف نور الدہر کے متوجہ ہوا کہا اے  
شیر بیشہ صاحبقرانی اے جوان لاثانی افسوس ہو کہ ہم عرصہ دراز سے آتے ہیں جا بجا لڑائیوں  
میں شریک ہوئے صاحبقران زمان سے بے خبر عرض کیا کہ باہناے صاحبقرانی مجھ کو رحمت ہوں نقا  
سے سمجھ لو مگ ایک ہفتے میں اسکو شکست دو مگ صاحبقران نے ہر مرتبہ ہی جواب دیا کہ جو مجھ کو زیر کرے ہائے  
صاحبقرانی کے لب بکوماں ہے کہ میں سر میدان ان بزرگ سے کیا مقابلہ کروں حال اپنا ظاہر کرنا منظور  
نہیں ہو بزرگان دین کے حکم سے میں نے خروج کیا پردہ قاف میں بھی جب طلسم توڑی تو قسم حاشمی کو بھی کئی  
مرتبہ شکست دی جسوقت آپ لوگوں سے ملاقات ہو تو آپ صاحبقران کو سمجھا میں سر میدان مجھ سے لڑیں  
اور کسی طرح کا امتحان قرار پائے آپ صاحبون میں جن کو صاحبقران بتائیں ان سے امتحان ہو  
جائے نور الدہر و ایرج نے تو کچھ جواب نہ دیا لیکن شہسوار عرصہ یکے تازی اسدین  
کرب فازی نے قبضے پر ہاتھ رکھ کر کہا اے نقادار بہادر مجھ سے کمزور زیادہ کوئی  
لشکر میں نہیں ہو سب میں ذلیل و حقیر ہوں میرے آپ کے اسوقت مقابلہ ہوا بھی حال کھل جائیگا  
نقادار نے کہا اے اسد تم نظر کردہ بزرگان دین ہو میری کیا مجال ہو کہ تمھاری بات کا  
جواب دوں یا مقابلہ کروں میں یہ کمان لایا ہوں روزمرہ ہی سے شکار کھیلتا ہوں ہر وقت میرے  
صرف میں ہو یہ صاحبقران زمان کو دیکھے گا کہ تنہائی میں اسکو کھینچیں شاید ہی امتحان پر کفارین  
سر میدان مقابلہ نہ ہو ایسا رعب و دہمہ نقادار کا تھا کہ سب خاموش ہو رہے نور الدہر نے اسد



کو اشارے سے منع کیا کمان کو اپنے پاس رکھ لیا اتفاقاً بدام تو پھر سچی طرح تخت پر سوار ہوا ستر ہزار دیوان قاف بارہ چودہ ہزار جوانان صفت شکن ہمراہ نوبت و نقارے بجاتے ہوئے طرف شکار گاہ کے روانہ ہو گیا بعد جانے نقابدار کے یہ سب جوان مقدمہ ملائے سیاہ مین حیران و پریشان اپنے اپنے مرکب پر سوار ہو کر بارغ سے نکلے رہرو منزل مقصود ہوئے کوس بھر راستہ طو کیا تھا کہ ایک دریا ملا کشتی موجود تھی ملاح کو ایک مشت زردیا کہا جلد بین پارہو بچا اسد نے کہا یارو جلد چلو ایسا نہ ہو خواجہ عمر آتے ہوں انکے سامنے کچھ نہ بن پڑے گا سب کو پھیرنے جائینگے تین حصے دریا کوشی نے طو کیا تھا کہ کنارے سے نعرہ خواجہ کی آواز آئی سب نے دیکھا گھاٹ پر کھڑے ہوئے خواجہ غل مجاہد ہیں او ملاح کشتی پھیر خیردار آگے نہ بڑھانا ایسج نے ملاح سے کہا جلد کشتی کو بڑھا ملاح نے کشتی کو بڑھایا عمر و نے پکار کر آواز دی او جوان امرگو تم سب کی فضا آئی ہو حمزہ نے اپنے سر کی قسم دے کر بھیجا ہو کہ سب کو پھیر لاؤ مین بڑھنے نہ دوں گا کسی نے جواب بھی نہ دیا جب عمر و نے دیکھا ملاح بہ تعجل کشتی لیے جاتا ہوا ایرج وغیرہ منہس رہے مین ملاح سے کہتے ہیں جلد چلو کشتی سے اتر کر بھاگن عمر و نے جو یہ معاملہ دیکھا آواز دی کہ او نالائقو آتا ہوں یہ کہہ کر حسبت کی گردن پر ملاح کے جا کر قائم ہوئے ملاح گھبرا یا کہ یہ جل مانس کہاں سے آیا گسیان گسیان کہہ کے ہاتھ جوڑے عمر و نے منہ کھول کے کہا کہ کھا جاؤں ہاتھ مین اسکے چاندی کے کڑے تھے خواجہ نے اس سے اترو الیہ کا ندھ پر سے حسبت کر کے خشکی مین آئے کوڑا لیکر کھڑے ہوئے جو کشتی سے اترادو کوڑے مارے فرمایا او جوان امرگو حمزہ وہاں تڑپ رہا ہو تم یہاں چلے آئے اسد پر جیسے ہی کوڑا اٹھایا اسد نے کہا نانا جان مین انکے ساتھ نہیں آیا مین آپ کیواسطے چاندی لینے آیا تھا قریب سوہ تیر نکال کر جلد حاضر کیے عمر و نے اسد کو گلے سے لگا لیا کہا تو نظر کردہ بزرگان جوان خوش آئین ہر گز عی نور نظریہ کنول کمان ہو جہانکے بانی مین یہ تاثیر ہر بانی کا ہے کو اکیسیر اسد نے کہا مین دیکھ آیا ہوں آپ کو لے چلوں گا عمر و نے سب سے کہا یارو تھنے بڑا کیا بدو ن حکم صاحبقران چلے آئے صاحبقران نے اپنے سر کی قسم دی ہو کہ ان سب کو واپس لاؤ ہمارے ہمراہ جانا بلکہ صاحبقران کو بچ کر کے بہت جلد شریعت لاتے ہیں اب مین آگے نہ بڑھنے دوں گا سب نے طرف ایسج کے اشارہ کیا کہ ہم ان کے تعاقب مین آئے عمر و نے ایسج کو بھی سمجھایا کہ اے فرزند صاحبقران کے خلاف ہوگا اب پلٹ چلو ہمراہ صاحبقران



لشکر کشی میں شریک ہو وہاں چلکر شوکت نامی کرو میدان کارزار میں لڑو پھر دوسرا سپر راضی ہوئے  
 کہ ہم حکم صا حبقان کے خلاف نہ کریں گے آپ کے ہمراہ واپس چلیں گے اب شام قریب ہر دریا سے اترنے  
 میں تکلیف ہو گی کشتی بھی اس پار جا چکی شب بھری صحران زریخ لبر کرین جسکو آپ کے ہمراہ چلیں  
 اس رات کو سب نے پسند کیا خواجہ بھی اسوجہ سے رہنی ہوئے کہ دریا سے ڈرتے ہیں زیر نخل فرش بچھایا  
 صلاح یہ قرار پائی کہ سب سوئیں ایک جوان پیرادے تعداد زمانہ پیرہ قرار دے لیا عمر و سب کے واسطے  
 فکر کھانے کی کی اول شب نور الدہر نے پیرا دیا داراب کو جگایا داراب کے بعد خورشید نے  
 پیرا دیا بعد خورشید کے طہاس اٹھے بعد طہاس کے اسد غازی بعد اسد نامہ اسب کے  
 آخر میں نوبت ایرج نو جوان کی آئی جب ایرج اٹھ کے بیٹھے مرکب تو ساز ویراق سے تیار ہی  
 ایرج سوچا کہ صا حبقان مجھ پر گڑے اور حقیقت میں زہر و شاہ باختری میرے ہی ذات  
 سے بچا یا ہی اس فساد کا میں جو ایہ سب صاحب میری پیروی میں آئے میں جو بیٹے جاؤنگا یہی سب رنہ اران  
 دست راست نہیں گے آواز کے سین گے کہ ٹپے بہادر بن کے گئے تھے بدون گرفتاری لقا دہر آئے  
 آخر کچھ ہوا میں شرمندہ ہو گیا چشموں کو کیا جواب دوں گا جسکو دربار لقا میں جانا واجب و لازم ہے وہاں  
 جانے میں سر اسر خرابی ہو یا چلکر اپنی جان دو یا لقا کی مشکلیں باندھ کر سامنے صا حبقان کے لاؤ  
 ورنہ ہمیشہ شرمندہ رہو گا یہ سوچ کر ایرج نو جوان نے سلاح جسم پر آراستہ کیے کہ بن اشقر کی پشت  
 پر سوار ہوئے یکے و تنہا طرف ملک غروب سے باختر کے چل سکے دل میں یہی خیال ہر کہ امیر ارج یکے و تنہا  
 بارگاہ لقا میں جا کر شمشیر زنی کر دے یا تو جان دوں یا اس خود سر کی مشکلیں باندھ کر لاؤں جب ہی  
 بدنامی سننے کی ورنہ دشمن ہمیشہ ذکر کریں گے رو بردہ کہتے ہیں کہ اپنے نانا کو بچایا کیا وقت بدھا کہ جوابے  
 نالائق کی سفارش کی اس لمحہ نے دین اسلام کا بھی پاس نہ کیا سلمان ہو کر مرتد ہو گیا جان دنیا واجب و  
 لازم ہے دل سے باتیں کرتا ہوا ایرج نو جوان بہ جستجوئے لقا جاتا ہوا یہاں بوقت صبح خواجہ عمر و جو  
 بیدار ہوئے ایرج کو مع مرکب بتایا نور الدہر نے کہا کیوں دادا جان آپ نے دیکھا ہم تو آپ کے حکم کے  
 پیرو میں ایرج نے بالکلین دکھا یا یکے و تنہا چلے گئے اب جو جا کر یہ کہ پاس فروش بازاری کچھ کام کر گھا  
 تو دربار میں بیٹھ کر بلبلا سے گا اب ہر کو بھی حکم دیجیے کہ اپنے کو دربار دودہ زنگی میں پہنچائیں اسکی  
 مدد کریں اسکو بھی خیال ہو کہ ہمارے مہین و مددگار آئے عمر و نے کہا آپ لوگ یہ خیال نہ کریں



میں جا کر ایرج کو واپس لاؤنگا تاہم بارگاہ دودھنگی نہ جانے دوں گا اگر کیہ و تنہا گھس گیا  
 خدا نخواستہ اُسے کوئی اتفاق دپڑی تو باعث خرابی ہوگا صاحبقران زمان فرمائیں گے کہ تنہا ایرج کو  
 کیوں جانے دیا یقین ہو لشکر صاحبقران بھی آتا ہو میرے سامنے اٹال بارگاہ کاروانہ کر چکے تھے کئی  
 متر زمین طوطی بدھ چکی ہوئی لشوکت و لیاقت تشریف لائیں گے مگر خبردار تم لوگ اس مقام سے ہٹ کر ناخدا  
 چاہتے ہو تو میں ہمراہ لے کر ایرج کو آتا ہوں نورالدین وغیرہ کو بخوبی سمجھا کر عمر و نے بانڈے عیاری  
 ذات پر آراستہ کیے طرف ملک غروبہ کے جلال باد صرصر اڑا ہوا آتا ہو ایک دن اور ایک شب عمر و  
 تلاش کرتا ہوا ایرج کو چلا گیا کہیں راہ میں ایرج کو نہ پایا عمر و سوچا کہ راستے کے خلاف ہوا ایرج  
 اور جانب سے گیا یقین ہو شہر غروبہ میں ملاقات ہو خدا اس شیر کی جان بچائے صبح ہوتے ہوتے عمر و  
 نے گردیا پوش در قلعہ غروبہ پر جھڑپی دیکھا شہر رفع و وسیع چالیس چالیس شہر کے ہر دروازے پر  
 فوجیں زنگیوں کی خروش میں بائیس لاکھ فوج کی جا بجا چھاؤنی ہو عمر و داخل شہر ہوا بوجہ لقا کے ہر  
 مقام پر جاؤ سنجانی باخترمی ہمارا بیان لقا بھی ایک جانب اترے ہوئے ہیں عمر و شہر کو دیکھا بھالتا  
 چلا آتا ہو حقیقت میں شہر آباد رعایا دلشاد و مسیون کی سواریان چلی جاتی ہیں بازار کھلے ہوئے دوکاندار  
 خرید و فروخت پر تلے ہوئے کمروں پر کسبیاں لباس ہائے فاخرہ پہنے ہوئے بیٹھی ہیں ملازمان لقا  
 خوشی خوشی پھر رہے ہیں نئے نئے شہر میں آئے خاص میں لطف سے ہو رہی ہیں جس جانب ملازمان لقا  
 نکل جاتے ہیں اہالیان شہر انکھیں بچھاتے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ یہ لوگ خداوند کیسے اتھر والے  
 ہیں ان کے بڑے مرتبے ہیں آٹھ پہر زیارت خداوند کرتے ہوئے جو جی جا تا تقدیر کالی عمر و دیکھتا  
 بھالتا بشکل خدمتگار در دولت دودھ زنگی پر آئے ہو چا دیکھا حاجب و دربان کھڑے ہستی  
 پانکی نالکی چوب دار سیا دل درگہ سالار ایک زنگی سیاہ در دروازے پر بیٹھا ہو فرخ زرخیر سنہی آ رہے  
 عمر و چند عرصہ ٹھہر رہا حاجب دیکھا خادم و خدمتگار چوب دار اندر جاتے آتے ہیں عمر و بھی حاضر حاضر  
 کئے اندر بارگاہ کے داخل ہوا اگر دیکھا لقا تخت تخت پر تاج نکبت پر پہلو میں تختیار کے قوت تمام  
 وضعیہ وغیرہ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں ایک دگل پر ملک دودھ زنگی دیو خصل عفت مثال  
 بیٹھا ہوا انجوم رہا ہو چار سو بیٹے رستم خان بن دودھ دسہراب خان و افراسیاب خان  
 وغیرہ دگل ہائے زرین پر لبید کبر و غرور ایک جانب داماد پوتے تمام دربار دودھ فرزندوں سے بھر پور



ایک ایک مغرور متکبر پہلوان زبردست لقا بیٹھا تقدیرین بگھار رہا ہو عمر و ستون کی آڑ پر لڑکھڑا  
ہوا دیکھ رہا ہو دربار دودھ کو دیکھ کر ہوش اڑ گئے دل سے کہتا ہو خدا کی شر سے فرزند ان سرداران  
صاحبقران کو بجائے کیا ایک دودھ زنگی طرف لقا کے متوجہ ہوا عرض کی یا خداوند یہ کو قیام  
ہو جو قدرت سے سرکشی کرتے ہیں میں ان کے حالات کا بہت متناق ہوں لقا طرف بختیارک  
کے متوجہ ہوا کہا شیطان درگاہ خداوندی بخوبی حال مسلمانان سے ماہر ہر سب حال عرض کر گیا  
اپنے مقام سے بختیارک اٹھا حال صاحبقران سامنے دودھ زنگی کے بیان کرنے لگا کہا  
اسی پیغمبر خداوندیہ صاحبزادے فرزند نوشیروان فرامرز نا بگھار جو بیٹھے ہیں حمزہ ان کے باب کا  
ملازم ہوا انکی بہن ہر نگار کو نکال کر لے گیا باعث بربادی نسل کیان بی ہر نگار صاحب ہو بین  
نوشیروان نے بڑی بڑی کدو کاؤں کی تمام ملک قصبے سے نکل گئے جب وہ عاجز ہوئے تو ان  
صاحبزادوں نے خروج کیا ملک ملک بھرے ہر مقام پر شکست کھائی حمزہ کا دن بدن جلال بڑھتا گیا  
قدرت نے ان سبکو سر پر طمعایا انکی خاطر سے ملک مورفی ترک کیا اب حمزہ کے اٹھارہ فرزند ان نامدار  
ایک ایک صف شکن تیزن یا پھنزار یا پختو پختوین سردار بادشاہ جلیل مہولاب اسکے کون مقابل ہو سکتا ہو  
لیکن غلام کے نزدیک اگر ایک بلا لشکر حمزہ میں نہوا ایک تدبیر میں سبکو غارت کر دین بھائی کو بھائی سے  
لڑا وادوں لیکن بقول تجھے ہر فرعون نے راموسی اسکے سامنے میری کچھ نہیں چلتی دودھ نے پوچھا  
وہ بڑا کوئی بادشاہ عالیجاہ ہو بختیارک نے کہا بادشاہان جلیل انکے در دولت پر چھبائی کی آرنو  
رکھتے ہیں دودھ زنگی نے کہا کوئی بڑا پہلوان زبردست ہو بختیارک نے کہا جسیر انکی نظر توجہ ہو  
اسکو پہلوان بناوین صد ہا پہلوانوں کو تعلیم کر دیا دودھ نے کہا آخر کوئی حکیم ہو بختیارک نے جواب  
دیا بقرط جالیتوس ان کی شاگردی کی امید رکھتے ہیں دودھ نے کہا ملک جی بھر کیا وہ دیو بختیارک  
نے کہا دیوؤں کے غلامان حلقہ بگوش دیو بلیو دیکھتے ہیں دیو بھی اس ظالم سے ڈرتے ہیں دودھ نے  
گھبر کر کہا آخر جن باپری ہو بختیارک نے تھرا کر کہا جن اسکے سایہ سے بھاگتا ہو پرین کو شیشہ کلام  
میں بند کرتے ہیں کشندہ ساحران لقب ریش قدرت تریش لی ہوشیار با ایسا طلسم برباد کر دیا  
افراسیاب سر ٹیک ٹیک کے مر گیا ہمارے پیر و مرشد کا کچھ نہ کر سکا دودھ نے کہا میرا شکیاق بڑھتا  
جاتا ہو شیطان صاف صاف نہیں بتلاتا اہل شخص کا نام لے بختیارک نے کہا ان کے



نام میں یہ تاثیر ہو جہاں پہلی مرتبہ نام لیا خواہ شرق یا مغرب میں ہوں انکو خبر ہو جاتی ہو کہ فلان محفل میں ہمارا  
 نام لیا گیا جہاں دوبارہ نام لیا اُس محفل کی جانب وہ شخص منہ کر کے بیٹھتا ہو تیسرے مرتبہ کے نام لینے سے  
 وہ ظالم اُس صحبت میں آجاتا ہو اُسکا صحبت میں آنا ہی غضب خداوندی ہو کسی کا تاج نثار کسی کا  
 اسباب لٹا کوئی بے سر ہو کسی پر جوتیان بڑین دودھ نے کہا ملک جی دربار میں مابدوات کے کسی کی  
 مجال ہو کہ بے ادبی سے قدم رکھے یا بے نگاہ کچ دیکھ سکے مسخوہ پن نہ کرو نام تبادو یہاں کسی کی مجال نہیں  
 ہو کہ دربار میں مابدولت کے قدم رکھے پہلوان عالم برائے قدمبوسی حاضر ہوتے ہیں یہ ملک غریب  
 باختر خارستان و کوہستان تھا میری برق شمشیر نے سرکشوں کو جلا کر خاک کیا لڑ بھڑا کر اس قلم  
 کو پاک کیا جلد نام تبادو اشتیاق بڑھتا جاتا ہو اختیار رک نے کہا نام نہ لو تھکا ایک قطعہ اہل زبان کا  
 سناتا ہوں اُسکے مضمون کو سمجھ کر خاموش ہو رہیے زیادہ تکرار نہ کیجیے وہ یہ ہر قطعہ و نہایت کہ زہر زدن  
 مار بزدوز، خال از رخ زنگی بہ شب تار بہ درو و پا پوش روئد و زپے پیک دوزخ لعل از قدم شتر  
 رہو ار بہ خند و دودھ نے کہا بڑا چور ہو اختیار رک ۔ ماچرون کا فسر مجلس ازون کار بہر دودھ نے  
 کہا ملک جی اب نام کو بہت سزا پن نہ کر و میرے دربار میں کسی کی مجال نہیں ہو کہ بے ادبی کر سکے اختیار رک  
 مٹو دب کھڑا ہوا کہا اے پہلوان دوران ای رستم زماں ہو شیار ہو جائیے میں نام لیتا ہوں  
 دودھ نے کہا کیا قلعہ فتح ہو گا کھافتا جی قلعہ آسمان ہو نام لینا دشوار ہو اختیار رک نے کہا آپ کے  
 حکم سے نام لیتا ہوں دودھ نے کہا برائے خدا نام لیجیے از خدا اشتیاق ہو اختیار رک نے چارون کنون  
 پر بارگاہ کے سلام کیا ایک ایک خدمتگار کو جھک جھک کے دیکھتا ہو دودھ حیران نگہ یہ دیوانہ  
 کیا حرکتیں کر رہا ہو کھارے جلد نام لے اختیار رک نے کہا ذرا بگوش ہوش متو ہو جیسے شاید آپ نے  
 سنا ہو سر ہنگ سر ہنگان بساط بنی آدم ہولاناے معظم و کرم مع الفضل والکرم دوزخ بے درنگ  
 قلعہ گیر بے جنگ یعنی کہ جناب فطرت مآب شیخ الاحصاب جب بیان تک اختیار رک ہو بخدا دودھ زنگی  
 نے کہا ملک جی یہ نام لیتے ہو یا کتاب طولانی پڑھ رہے ہو اختیار رک نے کہا سات جملے کا نام ہو ایک  
 ٹوٹا چھوٹا محکوم یاد ہو شہنشاہ اقلیم عیاری و ہز بردشت طاری ہنگ بخر خجہ گزاری تاجدار مالک  
 مکاری و غداری عیار نام دار طار و فرار خجہ گزاری عمر و بن امیہ نامدار دودھ زنگی بے اختیار  
 سنس بڑا کہا ملک جی ایک ساربان زادے کے نام کو متے اسقدر طول دیتے ابھی تک عیار نہیں



دیکھا وہ ساربان زادہ عیاری کیا جانے جیسا میں جبری بہادر سردار ملوں ویسا ہی میرا عیاری ہے کہ کہہ کر  
 حکم دیا شب آہنگ صبار رفتار کو جلد بلاؤ ملک جی دیکھیں کہ عیاریا ایسے ہوتے ہیں فوراً حکم ہوا  
 خواجہ عمر دستوں کی آڑ میں یہ باتیں سنکر سنس رہے ہیں دل سے کہتے ہیں کھوٹا بٹیا کھوٹا پسایا قطار پر  
 کام آتا ہو ہمارا دباؤ تو کا فزون پر ڈال رہا ہے کیا یک دربار گاہ پر ہلڑ ہو اب نہ دیکھا ایک عیاری قطورہ  
 زلفی و پتیائے سقر لاتی سے آراستہ کلاہ زرین بر سر نہایت حبت و جالاک طار و بیاباک با پنج ہزار  
 عیاری شبت بر اس کروڑ سے آکر بارگاہ میں پہونچا دودہ رنگی نے کہا امشب آہنگ ملک جی  
 عمر و عیاری کی بڑی تفریقین کرتے ہیں شبت آہنگ نے کہا حضور بہت بجا ہے عمر و کی عیاریاں خون  
 نے دیکھی سنی میں غلام کے حال سے بخوبی ماہر نہیں ہیں امتحان ہو تو ملقین آئے ہاں ملک جی  
 فرمائیے حمزہ کو گرفتار کر لاؤں با عمر و کی مشکین باندھوں راہ میں جا کے دست بڑو کر دن  
 بختیارک نے کہا آپ عمر و کو گرفتار کر لائیے صاحبقران سے ہم سمجھ لینگے ایک تدبیر میں سکھو سٹاؤ نیگے  
 شبت آہنگ نے کہا ابھی جاتا ہوں عمر و کی مشکین باندھ کر لاتا ہوں اُسی وقت پاریخت خداوندی  
 کو بوسہ دیا یا ہنسا عیاری سے آراستہ ہو کر یہ کیسے چلا کہ میں عمر و کو پکڑنے جاتا ہوں یہ کہہ کر روانہ  
 ہو گیا عمر و گھبراہ کہ یہ تو بڑا تیز معلوم ہوتا ہو میں تو اس مقام پر ہوں ایسا نہو لشکر میں جا کر میرے قاتل  
 پر دست انداز ہو وہاں کیسے غم نہیں ہو اب چلنا چاہیے یا وہاں گیا میں اس دربار کو لٹ لون اسی فکر  
 میں عمر و کو پکڑا تھا کہ کیا تدبیر کروں وہاں میں اپنا رنگ جماؤں کہ دربار گاہ پر ہلڑ ہو انعرہ شیر کی آواز  
 آئی زمین ہترائی دیکھا عمر و نے نقد روح روان قاسم عالیشان شہزادہ ایرج نوجوان درگہ  
 سالار کو مار کر مع مرکب بارگاہ میں لکھس آیا لقا کو جوخت پر بیٹھے دیکھا پکار کر آواز دی اوجھیا نامزد تو نے  
 محکوسا منے مردان عالم کے شرمندہ کیا ورنہ اتناک لاشہ بھی سڑ گیا ہوتا اودودہ چور میرا تیری بارگاہ  
 میں آیا ہو بہتری اسی میں ہے کہ مشکین باندھ کر میرے حوالے کروں خدا و بار کو خون سے لال کر دوں گا  
 بدون اسکی مشکین باندھنے پلٹو گا ایرج نے جو یہ کلام کہا دودہ نے دیکھا یہ جوان خداوند کو چور  
 کہتا ہو پہلو انون کو آواز دی اس جوان بے ادب کو لٹیا چار جانب سے رنگیاں سیاہر دو تیرہ دردن  
 لٹیا لٹیا لکے اٹھے ایرج کو نہایت غصہ تھا پشت مرکب کرہ بن انعر سے کو دیکھا تیرہ دودم سکڑی  
 نیام انتقام سے کھینچا بیدل لڑتا ہوا وطن تخت لقا کے چلا چار طرف سے ایرج پر تلواریں بڑنے



لکین لیکن ایرج نوجوان شیرازہ لڑتا ہوا جاتا ہوا ہی قصد ہر کہ جان دون مگر اپنے کو قریب تخت لقا  
 پہنچاؤن لڑتا بھڑتا اسکو لیجاؤن جس زنگی نے ہاتھ اٹھایا ایرج نے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے  
 ہوئے کسی پر قبضہ مار دیا کسی کو اوچھڑا سیر کی دی بڑے بڑے پہلوان زبردست زنگیان دیو خصال  
 عفریت مثال ہاتھ سے اس صاحب جاہ و جلال کے وصل جہنم ہوئے عمر و کلیجہ منہ کو آگیا دل بھڑا  
 گیا خیران ہو کہ اس معرکہ عظیم سے اس شیر کی کیونکر جانیری ہوگی اگر ایک پہلوان مار گیا چارسی مقام پر  
 موجود تھے عمرو نے دیکھا ایرج لڑتا بھڑتا سینہ سپر کیے ہوئے بات کا خیال قریب تخت لقا پہنچا  
 اور لکارا کہ او مرتدا اٹھ اسی مین بہر سہر کہ میرے ساتھ چل خطا تیری معاف کرادو گا ورنہ بذلت  
 تیری مشکین باندھ کے سامنے دادا جان کے لیجاؤنگا لقا نے جو دیکھا ایرج قریب آگیا ضعیف و  
 زنگال بے زخم کھائے بھاگے لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نوجوان دینے پر آمادہ ہر باڑھ کجا کے  
 کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینک دی مگر مین ہاتھ ڈال دیا اٹھا لیا کل اہالیان دربار نے دیکھا  
 کہ ایرج نوجوان نے لہجہ شوکت و لیاقت لقا ایسے دیو خصال کو دست حق پرست پر بلند کیا لڑتا  
 ہوائے کے چلا اسوقت دودھ زنگی آوازیں دے رہا ہر یارو جانے ندو خداوند کو بدعات لیے جاتا ہر  
 بڑے شرم کی بات ہو کہ اس مجمع عام سے گرفتار کر کے لیجاے جان بازی کر کے اس جوان کو قتل  
 کروا کر کھجائیگا بڑی بدنامی ہو اسوقت جملہ سرداران دودھ زنگی کا ایرج پر بلوہ تھا ایرج  
 نوجوان ہنگامہ و شیرازہ جنگ کر رہا ہر سب کا فریہ ہی چاہتے ہیں جملہ نے اپنے خداوند کو چھڑا لیں  
 ایرج چاہتا ہو لڑ بھڑ کر قریب اپنے مرکب کے ہو چکا ہواؤن تو البتہ لڑتا بھڑتا کل جاؤن آخر میانک  
 تلوارین پڑین کہ کمر زنجیر پر لقا کے ہاتھ پڑا اور زنجیر کئی لقا اگر اہل طرف سے کاڑھ لڑے  
 اور ہاتھوں ہاتھ لقا کو لے بھاگے عمر و کلیجہ پھٹ گیا کئی مرتبہ نچو کھینچ کے جا پڑا اکثر زنگیوں کو قتل  
 کیا ایرج کو بھی ثابت ہو گیا کہ خواجہ عمر و موجود ہیں کئی مرتبہ عمرو نے آنکھ ملائی اشارہ کیا کہ او نور نظر  
 اپنے کو اس مجمع سے نکالو جو تم نے کہا تھا وہ کر چکے خوب نام کیا بڑا کام کیا ایرج نے کہا یہاں کی بدوش  
 کا باعث ہو اس دربار مین آج موت لیکر آئی ہو غلام زندہ نہ پلے گا لقا دستیاب ہو کے چھوٹ  
 گیا استادان سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو لہجہ شدید تحریر فرمایا ہر کہ ماہ سالن قاکم  
 نوجوان کو لڑنے مین دن تمام ہوا آفتاب عالم تاب نہیب تمشیر شہزادہ والا قدر سے کا شانہ



منہر میں جا کے چھپا شاہ رنگبار مع فوج ثابت و سیارگان سپہرنگیوں فلک پر جلوہ فرمایا ایسیج کو جوان  
 اسی شد و مد سے لڑ رہی چار پہر رات بھی کٹی ایرج اسی طرح مصروف جنگ ہر حقیقت میں یہ شیردیا  
 جرات کا تنگ ہی بوقت سحر عمر و تو گلیم اوڑھ کے کنارے ہو گیا مگر انتہا کا قلق ہی دل سے آہن  
 کر رہا ہو کہ افسوس حسد ہزار افسوس میں نور الدہر کو ناحق روک آیا اگر وہ باچون شیر اس  
 جنگ میں اگر شریک ہوتے اسکو نکال لیجاتے اب کیونکر جانوں کمان سے اس کے واسطے مردگاراؤں  
 قضاے کار اب بعد اٹھ پہر کے ایرج پر انتہا کا وقت تنگ کہ محراب رنگی داماد و دودہ رنگی تغیر  
 مثال کھینچ کر پٹو پٹو کھتا ہوا اڑھا قریب ایرج آیا ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے دم شیر پر او جڑ ماری  
 کہ تلوار خراب کی ٹوٹ کئی نامر دو شکست حاصل ہوئی اوپر سے ایرج نے ہاتھ مارا محراب نے شیر لایا  
 کو جہرے کی پناہ کیا تیغ برق تاب ایرج جو تڑپ کر گرا سپر لٹی محراب زمین پر گرا ایرج نے محراب  
 کو سایے میں تلوار کے لیا اگر ہاتھ ماروے تو سر محراب اڑ جائے محراب نے عاجز ہو کر  
 دونوں ہاتھ اٹھا دیے ایرج کو رحم آیا کہ گرے ہوئے کو قتل کرنا شیوہ مروان عالم کا نہیں  
 ہو ہاتھ روک لیا فرمایا اسی محراب اٹھ جو بہادر مجبور ہوا اس کو قتل کرنا ہمارا کام نہیں ہے اور سپر  
 شمشیر لایا تیرے مقابلہ ہو خراب اٹھ کر بھاگا اور سپر و شمشیر لایا جب قریب ایرج پہنچا  
 ایرج نے لکارا اسی محراب ہو شیر ہو خراب نے آواز دی میں تو غلام حلقہ بگوش ہوا آپ تو میرے  
 جان بخش ہیں بھگوٹے لقا پر لعنت کی یہ کیلے گرد ایرج پر عائد دار چھڑنے لگا ہر مرتبہ ہی نعرہ تھا اللہ  
 جان آپ کے قدموں پر نثار ہو لکھا ہو کہ چالیس رفیق محراب کے شریک ہو کر لڑنے لگے ایرج نے  
 اپنی تسکین پائی شہداء کے تحت الحنک بھاڑ کے زخم ماے سر باندھے ہر وہان زخم سے الامان الامان  
 کی آواز آتی تھی دودہ نے جو دیکھا کہ داماد میرا ایسیج کو بجاتا ہو حکم دیا اس کا بھی سر کاٹ لو تمام  
 کفار نے بلوہ کیا چالیس فقا کی کیا حقیقت تھی فوج نے جو بلوہ کیا وہ اسپاری و طہر کر سار گشت جان  
 ہوے محراب زخموں میں چور چور ہو کر زمین پر گرا آواز دی اسی شہداء غلام نثار ہوا ایرج بفرما ہو  
 جھپٹا کہ میں اپنے رفیق کو بجاؤں ملا زمان دودہ نے بلوہ کر کے محراب کو اٹھالیا دودہ نے حکم  
 دیا اسکو شفا خانے میں لیجاؤ علان کرو جب صحت پائے گا تو جھپٹا کا گوبر لاکے اپنے مذہب میں  
 کر لینے نامے تو قتل ہو گا ایرج کو گرفتار ہونا محراب رنگی کا بہت شاق ہوا اڑھا پٹا ہوا پٹا ہوا



مین رفیق کو چھڑاؤں دل پر گذرے ہیں اس دربار کفر دارین لڑتے ہوئے قبضہ شمشیر ہاتھ میں جم گیا تام  
 جسم تیروں سے چھٹا ہوا ہر اعضا فوارہ بنا ہوا سر و پشت و پہلو زخمی لڑتے لڑتے اتنا زمانہ گزرا باؤں  
 لڑکھڑاتے ہوئے غش چلے آئے ہیں لڑتا بھڑتا جو بڑھا چہا چہا جانب سے تیر چلے ایک رنگی نے بڑھ کر نیزہ  
 مارا شاہ ایرج کا نشانہ ہوا آخوان کو توڑ کر سان نیزہ گذر گئی ایرج نے کہا مارا سان نیزہ  
 ٹوٹ کر شانے میں رہ گئی ایرج نے اسکو کھینچا فوارہ خون کا جاری ہوا ایک بجائے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا  
 مارا زخم سر بھی جو پارہ ہوا ایرج لڑکھڑا کر زمین پر گر افرط زخما رہی سے غش آگیا دودہ رنگی  
 نے اشارہ کیا اسکا سر کاٹ لو چند نام دیڑھے اب تو عمر کو تاب نہ بانی رہی گلیم اتار کر اغرہ کیا نعرہ عمر

عمر کہ کلاہ از قہر صیر بہ برم

رنگ از رخ تنگ بد اختر بہ برم

تیغ دسیر و سب و ساغر بہ برم

اب بختیار گئے دیکھا عمر ایک گوشے سے ظاہر ہو اس رنگی

نے چاہا تھا کہ سر کاٹ لون عمر و نے سر سے گوہن کھولا سوایا پنج سیر کا سنگ تراشیدہ و خواشیدہ  
 کدہ گوہن مین برکھڑا مارا کہ سر اس خود سر کاڑھ گیا عمر و گرد ایرج کے پھرنے لگا سنگ انداز می کر رہا  
 ہو چاہتا ہو دراز تکیاں سیاہ رو کر مین تو مین جا کے ایرج کو اٹھا لون صاحبقران فرما مین گے  
 خواجہ بھٹارے سامنے میرا نور نظر تسل ہو گیا تم نے کوئی تدبیر بچانے کی نہ کی مانے کیونکر سر کو بجاؤں  
 علاوہ خیال صاحبقران عمر و نے بچپن سے ایرج کو مثل فرزندوں کے پرورش کیا فنون سیاہ گری  
 تعلیم فرمائے صاحبقران نبیا میرتبہ علی پر پوچھا یا دل اندر سے ٹکڑے ہو رہا ہر دس بارہ رنگی عمر و  
 نے مارے کسی کو قریب ایرج آنے نہیں دیتا چاند کا ٹکڑا زمین پر بڑا ہو پڑا ہوا ایرج نے آنکھ کھول کر  
 دیکھا کہ خواجہ میرے گرد پھر رہے ہیں بکار کر آؤ از دی جد عالی تبار آپ میرے واسطے کدہ گوش نہ کیجئے  
 صبر ہو سکے نکل جائیے والد ماجد سے آداب و تسلیمات عرض کر دیجئے گا جد عالی تبار میرا نامدار سے  
 عرض کیجئے گا کہ غلام آج بارگاہ دودہ رنگی مین بکس و بے بس ہو کر مارا گیا یقین کامل ہو بزرگ  
 ہمارے دعویٰ خون کر نیگے رفقا بھی لڑتے گے مر نیگے خدا خواستہ اگر آپ پر کوئی جہنم زخم آ یا رہیں  
 بارگاہ صاحبقران گر جانیگا ہم ایسے ہزاروں خدمت گذار ہیں آپ جان لشکر صاحبقران عالی  
 ہیں عمر و ان کلمات حسرت آیات ایرج پر جمیں مار کر رویا کیا ای نور نظر دل انین مانا کہ تلو چھوڑ کے  
 چلا جاؤں تم نے آج وہ کام کیا اگر رسم و اسفند یا رہوئے طلق غلامی کان میں ڈالتے جو حقے زبان سے کیا



تھا وہ کیا کیا اسکر لقا کو اٹھا لیا مجمع سے نہ نکل سکے دودھ زنگی نے غصے میں آواز دی ارے او  
 نامرد اس عیار کا سرکاٹ لو چہا طرف سے زنگی بلوہ کر کے چلے اب عمر و گھبرا یا تھیر بھی مار رہا ہوں زنگیوں  
 کو لٹکار رہا ہوں دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا کیا اسباب اس شیر کو بچانا چکو سامنے  
 اصحاب حقان کے زرد و نکرنا بپوار ہو کر جو عمر و نے دعا کی تیر دعا بدت مراد پر ہو بچا ایک بیچہ چل کر  
 گرا امیرج کو دربار سے دودھ زنگی کے اٹھائے گیا اب عمر و ایک جانب بھاگاہ تو ظاہر ہی کہ نہیں معلوم  
 دشمن لے گیا یاد دست بہر نوع اس وقت تو جان مچی وہ حافظ حقیقی وہاں بھی دشمن سے بچائے گا  
 عمر و لڑتا بھڑتا جلو خانے میں آیا ایک زنگی کو دیکھا گھڑا ایسج کا لیے جاتا ہی عمر و کا دل بیقرار  
 ہو گیا جھٹ کر اس سپاہر کو خنجر مارا وہ تو لڑکھڑا کر گرا عمر و جست کر کے پشت کر رہا بن اشقر پر سوار ہوا  
 کرہ کی بھی آنکھ سے آنسو جاری تھے عمر و نے زبان جنی میں کہا امی مرکب اصل آقا تیرا زندہ ہی ہے سقا ہوں  
 مجھ کو جمع کا زمان سے نکل لے چل یہ جو عمر و نے زبان جنی میں کہا کرہ بن اشقر نے کنوئیاں بدین طرارے  
 بھرنے لگا ہر چند زنگیوں نے ٹھوڑے دوڑائے کرہ کو بھی نہ پہونچے عمر و مرکب اڑتا ہوا ٹھگلیا بیان اسد  
 و نور الدہر وغیرہ نجوف عمر و اسی صحراے ویران میں زیرِ نخل بیٹھے ہیں بھوکے پیاسے بے کما اگر  
 بیان سے چلے جائیں تو خواجہ کے حلال ہو گا صاحب حقان زمان نے اپنے سر کی قسم دیے بھیجا ہی  
 کھانے کی کیا تدبیر ہو اسد نے کہا اسی واسطے پیٹہ فزانی سالہا سال کرنے بت نام سپاہ گری کا لے  
 تم سب شاہزادے ہو بھوکے پیاسے مر جاؤ گے ہم ابھی تدبیر کر کے لاتے ہیں یہ کہہ کر اسد غازی  
 اٹھے سامنے ایک قریہ تھا اسین جا کر زمیندار کو آواز دی زمیندار نکل آیا جال با کمال دیکھ کر  
 حیران ہو گیا کہا حضور کیا حکم ہوتا ہوا اسد نے مشت زرزکال کر دیا کہا ایک بکر اسقدر چانول ایک  
 دیکھ برائے چند ساعت ہو ضرور ہی زمیندار نے خوشی خوشی بڑا دیکھ گھر سے کالا چانول استعمالی دو  
 بکرے نہایت معقول سر پر مزدور کے لہو اکر اسد کے ساتھ کئے یہاں سب منتظر تھے دیکھا اسد مع  
 سامان آکر پہونچے سب خوش ہو گئے اسد نے مزدور سے جو لہا بنوا یا بکرے فوج کیے پلاؤ پکنے لگا  
 لکڑیاں گلی میں انک نہیں سلگتی کبھی نور الدہر بھونکتے ہیں کبھی داراب قریب آتے ہیں یہ  
 شہزادگان و الا قدر کبھی ایسا اتفاق کا ہے کہ ہو تھا بھوک کی بتیا بی میں چہرے سرخ آنکھوں  
 سے آنسو جاری عارض متمائے ہوئے پسینے سے سب اپنی جان سے بنیرا ہر ہند سامنے سے ایک



فقیہ پیدا ہوا جب قریب آیا کہا اس شہزادگان والا قدر آپ لوگوں پر یہ بھائی وارہوں کا نام نامی سے  
آگاہ فرمائیے طہاس نے سب کے نام بتائے اتو فقیہ بیٹھ گیا کہا داتا یہ فقیہ بیٹو خدا متکا داری کرے سب کو  
عنایت ہو گیا فقیہ نے سلیقہ سے بیٹھ کر لکڑیاں لگائیں نمک اپنے پاس سے ملا یا تھوڑی دیر میں پلاؤ تیار  
ہوا دیکھ آتار کے سامنے رکھا داراب نے کہا کوئی غزنو نہیں کا ہے میں کھائیں اسدے کہا سیاہیوں  
کے لیے سب سامان مہیا ہو یہ کسکے نخل سے پتے توڑے انکو لا کر پھیلا دیا تنکوں سے گانٹھ کر تیری بنائی تھیر  
پلاؤ اندیل دیا کوئی دیکھے میں کھار ہا کجی نے تیری پر نکالا اسد کو دعائیں دے رہے ہیں تو والدیر  
فرما رہے ہیں ظاہر میں تو اسد دیوار ہو اسکی وجہ سے کھانا نصیب ہوا فقیہ گس رانی کر رہا ہوا جھال  
میں پانی لایا شہزادوں کو پلا یا سب جوانان صف شکن جب سیر ہو کر اٹھے آنکھیں کے پیچھے  
اندھیر آیا لڑکھڑاکے گرے بیہوش ہوئے فقیہ نے پیرے آواز دی منم شب آہنگ صبار قمار  
عیار دودہ نہ لگی گذارش کر چکا ہوں یہ بختیارک سے وعدہ کر کے چلا تھا اس صحرا میں آکر ان  
شہزادوں کو پایا خیال میں آیا مقدس تقدیر خداوندی ہو کہ ارکین لشکر حمزہ بلا دے کا دشمل کئے  
جب سب بیہوش ہوئے اب سو جا کہ کسکو لیجاؤن کسکو چھوڑوں سب نے دل و بے نظیر ہیں آسان صاحب  
قرآن کے ماہ میر ہیں آخر میں سو جا کہ ان سب کو نہ لیجا سکوں گا سب کے سر کاٹ لو بختیارک کو بھی معلوم  
ہو کہ ایک ہی عیاری میں لشکر حمزہ کا خاتمہ کرو یا تلوار کھینچ کر چلا بیٹے قصد ہوا کہ اسدی کا سر  
کاٹوں یہ جوان سب میں مغزور و کمزور ہو قضاے کاریہ بھیجا قصد کر کے چلا ہر کہ صحرے گرد لڑی  
عمر و کرہ بن اشقر پر سوار آکر پہونچا دور سے دیکھا شب آہنگ صبار قمار جوانان عالی وقار  
کا سر کاٹا جاتا ہوا سوار ہو کر نعرہ کیا او بھیجا کیا کرتا ہو منم سیر عیاری و نہر بردشت طاری عمرو  
چونکہ دور تھا کو عین کو چرخ دیکر کہا او شب آہنگ ایک کبھی اگر وہ جسم میل ہوا سر اوڑھو گاہ لکڑ عمر و نے  
بختیارک شب آہنگ کو خوف جان ہو حسب کر کے الگ ہوا عمر و بخت مرکب سے کودا نیچے پھینچ کر  
شب آہنگ پر جا پڑا اسپین نیچے چلنے لگا شب آہنگ بھی بلاے روزگار ہو چوٹ نہیں کھاتا  
آنکھیں لڑی ہوئیں چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہیں ایک مقام پر شب آہنگ نے بیٹھ کر پا لٹ  
کا ہاتھ مارا عمرو نے حسب کی نیچہ تو خالی دیا شاخ نخل سر پر پڑی عمرو تیور کے زمین پر  
گرا شب آہنگ نے داروے بیہوشی اڑا دی عمرو و بیہوش ہوا اب شب آہنگ



صبار قمار نے عمر کو ایک نخل سے باندھا ہوشیار کیا کہا کیوں ساربان زاوے عیاری اسکا نام  
 سرباب بمختار اچھی سرکاٹ نے لیجا ونگا عمر و نے کہا اوشب آہنگ میں نے تجھ ایسا عیار نہیں دیکھا  
 مجھے کھولے میں تیرا شاگرد ہوتا ہوں شب آہنگ نے کہا او ساربان زاوے مجھ کو دھوکا دیتا  
 ہونہ مکے نتیجہ کھینچی چلا کہ عمر و کا سرکاٹ لون اب عمر و بقرار ہوا دعائیں مانگنے لگا قصائے کار  
 نقابدار زرین پوش مع اے عیار کے صحرا میں شکا ٹھیل رہا تھا دور سے عیار کی نگاہ پڑی  
 کہا اوشہریا غضب ہو اعر و کو کوئی عیار قتل کرتا ہے قریب پہنچ چکا ہے نقابدار نے جو ہلٹ کر دیکھا  
 دور سے نعرہ شیرازہ کیا خبردار او مکار کیا کرتا ہے شب آہنگ نے کہا نقابدار کوں بھر یہ ہے جتیک  
 بیان پہنچے گا عمر و کا تو سرکاٹ لون نقابدار نے آواز دی او ملعون مجھ کو دور سمجھا ہے کسان کیانی  
 دوش سے اتاری تیر چلے میں جوڑا سیسہ کمان کا کر کا شب آہنگ سما جلا کے بھاگا گوشہ صبرا  
 میں ایک نخل تھا جھاگ کر کھسکی آڑ میں چھپا نقابدار نے تیر مارا بیخ نخل کو توڑ کر بار گذر گیا  
 شب آہنگ یہ زور بازو دیکھ کر بھاگا عیار نقابدار نے پیچھا کیا شب آہنگ نہ فرکا سمجھا کہ  
 حبس کا سردار ایسا زبردست ہے عیار بھی بلاے روزگار ہو گا عیار نسل برق جہنہ حبس شب آہنگ  
 بہ خوف جان صحرا سے خارستان میں گھس گیا عیار نے حقہ آتش بازی مار دیا جنگل میں آگ لگ گئی شب آہنگ  
 الامان الامان کرتا ہوا بھاگا دامن و گریبان کو بھجاتا ہوا اٹھ بھئی نامرد کا جلسہ اشکل تام  
 جنگل سے نکل کر بھاگا عیار پٹیا آواز دی او ہمارے میں بھی تو اکیلا تھا مقابلے میں نہ تھا شب آہنگ  
 نے ہلٹ کر جواب بھی نہ دیا دل سے کہتا ہوا چلا کہ ان مسلمانوں کا مدد غیب سے ہوتی ہے نہیں معلوم یہ  
 نقابدار مفلوک کون ہو کس زور شور سے تیر مارا بیخ نخل کو توڑ کر بار گذر گیا یہ کیا عجیب ہے کہ سر پہ  
 سایہ فلکین باز سفید ہے عیار نے اگر خواجہ کو کھولا کہا اس منحور دعوی عیاری ایک عیار نے مسکین  
 باندھ دین مجھ نہ ہو سکا زنبیل وغیرہ مجھ کو لے کیجے میرا آقاے نامد ار نقابدار عالی مقدار باہنہ  
 صاحبقران نامدار لے گا میں زنبیل وغیرہ کا خواستگار ہوں عمر و نے کہا اے عیار طرار میں بچارہ  
 غریب محتاج زنبیل کیا چیز ہے اگر کلیم خواہاں ہو ایک کلمی خرید دوں مجھ ایسے فاقہ کش سے  
 کلام کرنا بیکار ہی البتہ احسان تمھارا فرزند ان صاحبقران پر ہو نقابدار نے عیار کو منع کیا کہ  
 بزرگوں سے ایسے کلام کرنا مناسب نہیں ہے اگر خواجہ میری جانب سے صاحبقران زمان کو



آداب و تسلیات عرض کرنا جہاں تک ہو سکے سمجھانا کہ یہ غلام بے ادبی کرنا نہیں چاہتا ہر میدان میں  
 آپ کے مقابلہ کوئی امتحان قرار پا جائے عمرو نے کہا اے نقادار یہاں درحضرہ سخن ناشنوی میرا کتنا مانے  
 گامین عرض کر من جملہ فرزندان حمزہ ہائے مذکور کے خوابان ہوئے حمزہ نے لڑ بھڑ کر سب کو  
 زیر کیا انہیں کسیر صاحب قرآن کو گمان ہوا ایک ایک کو دو دو مرتبہ زیر کیا داراے ہند ہندھو رہن  
 سعدان نے ملک برہما میں بے زیر ہوئے اطاعت کرنی تھی ہمیشہ بلبلاتے تھے کہ میں صاحب قرآن سے  
 زمینیں ہو علم شاہ کو بڑا کھنڈ تھا قول ہندی و ول ہندی کو مار کر اپنے ہوش میں نہ تھے  
 ہر روز یہی کہا کرتے تھے کہ مجھ ایسا جسکا فرزند ہو وہ جا کر خانہ کعبہ میں نہ بیٹھ رہے ہاں صاحب قرآنی  
 ہم کو حوالے کر دین ہم جنگ نوشیروان کو سمجھ لینگے سنتے سنتے حمزہ عاجز ہو جس طرح سے بن پڑا  
 شکر سے جدا ہوا اپنے کو ملک عدان میں ہو بچا یا دیوانہ سعد کر گنگ عدنی بن کر سب کو زیر کیا رستم  
 کی بھی مشکین ہندھو کے گرز کھائے جس فن میں جسکو ناز تھا اسی فن میں اسکو زیر کیا مالک کا  
 نیزہ نکالا کیونکہ عرض کروں کہ حمزہ بدون مقابلہ وہ اشیائے نادرہ کہ جسکو ساٹھ برس جہاد کر کے  
 حاصل کیا یون باسانی حوالے کر دین نقادار نے فرش کچھوایا نورالدین ہر غیر بھی ہوشیار ہوئے  
 بار احسان نقادار سے سر جھکے جاتے ہیں جلالت نقادار دیکھ کر سب گھبراتے ہیں دل کہتا ہے کہ ہم  
 سب کا افتخار عجب دوبرہ ہر سطوت صولت کلام فصاحت بلاغت چند ساعت بیٹھ کر ان سب کی  
 دعوت بہ لطف و تمام کی سامان جملہ ہمراہ ہر سترہ لاکھ دیوان قاف ساغر رہتے ہیں بارہ ہزار  
 درازان صف شکن بارگاہ رفعتی حسین کئی سوسون کل بجو اہر نہایت رعنائی و زیبائی ہر گاہ  
 فلک اشتباہ میں ان شیران دشت نبرد کو لا کر داخل کیا سب سے زیادہ اسد نامدار کی خاطر کی ہر  
 ہاتھ آنکھوں سے لگائے اسد بگڑے جاتے ہیں نقادار کا یہ جواب ہر کہ میں آپ سے مقابلہ نہیں کر سکتا  
 ساتی بچے اگر حاضر ہوئے دیوار و بھی خدمت میں حاضر ہیں نقادار حیرت ہائے صاحب قرآنی  
 کا ذکر کرتا ہوا تو سب شرمائے سر جھکالیتے ہیں مگر اسد نامدار جواب دیتے ہیں کہ اے نقادار  
 بہادر ہم نے تم کو آگاہ کیا اگر نانا جان سے جنگ منظور ہو حقیر بھی موجود ہر خطہ حجاز میں آئے  
 امتحان کریں دوسرے مدد کی اگر احسان جتان آئے ہو جو کچھ حکم ہوا اسکی اجرت حاضر کریں  
 نقادار نے کہا وہ بھی تیرک ہوا اب جلسہ آراستہ ہوا نقادار خود اٹھ کر اشیائے



تادہ ایک ایک کے آگے پیش کر رہا ہو یہ وہ ہے بارگاہ اٹھتے ہوئے دیوزاد اترے ہوئے ہیں کل  
 سرداران نقابدار خاندان گزاری میں ان سب کی مصروفیت میں بلکہ نقابدار پوچھ رہا ہے کہ اے  
 شہزادہ نور الدہر ہماری کمان تھے خدمت میں صاحبقران کی پہونچائی جو باغ میں اُس  
 بلاے سیاہ کے ہم نے پیش کی تھی نور الدہر نے جواب دیا کہ جب سے ابھی تک لشکر میں جانے کی  
 نوبت نہیں آئی یہ ذکر تھا کہ لشکر نقابدار میں ایک غریب بلند ہوا بارگاہ سرنگون ہزار ہا دیوزاد کے سر  
 کٹ کے گرنے لگے صراہاے صیب کان میں آئیں گمیر بہ ندکی آواز میں بلند ہوئے نقابدار نے گھبرا کر  
 کہا اے شہزادہ دریافت تو کر یہ کیا معرکہ ہو گیا ہنگامہ ہو عیار گیا چشم زدن میں ہلٹ کر آیا عرض کی او  
 شہنشاہ کتنی شان سہراب بن قہقما سہجی بارہ لاکھ فوج پر دہ ظلمات سے جمع کر کے برائے  
 مقابلہ ملکہ قریشہ جاتا تھا آپ کے ہاتھ سے کسی مرتبہ شکست کھائی تھی یہ خبر جو اسکو دریافت ہوئی  
 کہ لشکر نقابدار زرین پوش و فوکش ہو غفلت میں آئے لشکر میں آٹھ چوکنہ سب کمرین کھول چکے  
 تھے کئی لاکھ نہ ہاے دیومارے کے لشکر پر سامان شکست ہو یہ سنتے ہی غصے سے نقابدار  
 کا چہرہ سرخ ہوا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا بقہر و غضب تمام اٹھا نور الدہر وغیرہ سے کہا آپ صبا جب  
 مصروف صحبت عیش ہوئے میں اسکو سزا دیکر حاضر ہوتا ہوں ان شیروں نے جواب دیا آپ ہمارے  
 محسن ہیں کیونکر ممکن ہے کہ ہم جلسہ عیش میں بیٹھیں ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں نقابدار تو نکلے ہی مرکب  
 سہجی پر سوار ہو کر مصروف جنگ ہوا داراب و خورشید و نور الدہر و اسد و طہاس  
 بھی گھوڑ و تیر سوار ہو کر معرکہ جنگ میں آئے دیکھا کہ سہراب بن قہقما نے قابین برپا کی ہیں  
 دو سو گز کا قد و قامت چوب دست آہنی خمیں سات زنجیریں ہر ایک زنجیر میں ہوسون کا پتھر نصب  
 کیا ہو اسی حربے کو چاق چادر کہتے ہیں جب اسکو گردش دیتا ہو دس دس دیوزادوں کے  
 سر پھٹ جاتے ہیں خوف سے دیوزاد اسکے مقابلے میں نہیں آتے ہیں بارہ لاکھ لشکر جنگی غفلت  
 میں جو آٹھ سو پھلتے پھلتے کئی لاکھ دیومارے گئے لشکر میں نقابدار کے خون کے دریا بہے  
 نقابدار نے آتے ہی نعرہ شیرازہ کیا سہراب بن قہقما کو لکارا و ملعون بھگورے رو سیاہ ہمیشہ  
 بھاگ کر یہ دہ ظلمات میں جلا جاتا ہو ہمیشہ کسبئی دکھاتا ہو اگر ہم سے مقابلہ کر ہمیشہ غفلت کا جو یا  
 ہوتا ہو وہ باپ تیرا قہقما ہماری جنگ کو ہنسی سمجھتا تھا کئی مرتبہ لشکر کسبئی کر کے آئے شکستیں



کھائیں تجکو حوصلہ باقی ہے یہ لکڑ پٹھنیر پر ہنہ لشکر دیوان پر جا پڑا بارہ ہزار سرداران نقابدار جو انان  
درہ پوسن بصد جوش و خروش جا کر گرے لڑنے لگے نور الدہر و دوار اب وغیرہ بھی تلواریں کھینچ کر  
آپڑے ہر چند چاہتے ہیں کہ اپنے کو قریب نقابدار پہنچائیں مکن نہیں ہوتا نقابدار نے جاتے ہی  
دریائے فوج میں غوطہ مارا اس دریائے تھار فوج دیوان میں شناساوری کر رہا ہے یہ لوگ دیوبند  
دیکش میں صد ہار تہہ پردہ قاف میں جا کر پڑے دیوان قاف سے معرکہ پڑے مگر طرز جنگ نقابدار  
دنیا سے زالا ہوا اول تو مقدمہ عجائب و غرائب یہ ہے کہ باز سفید سر پر سیاہی مکن جس طرف نقابدار  
جاتا ہر مثل ہزار دہراہ یا مسطح شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہے جرج مار رہا ہے نقابدار جس دیو پر  
جا پڑا دیو نے حربہ کیا نقابدار بہادر گھوڑے سے کودا حربہ کو اس کے رو کا جھپٹ کر ہاتھ  
مارا کہ گاہ پر تلوار بڑی دیو خونخوار مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوا اگر دیو کی بیاض گردن پر ہاتھ  
مارا تو اس کا زکوفہ بہت سی سے ٹٹا دیا اگر کوئی لپیٹ پڑا کو لے پر لا کر اسکو مار اچھاتی پر پڑھکر  
اسکا سر چھین لیا نور الدہر و اسد حیران طرز جنگ نقابدار میں جس مقام پر زیادہ جمع دیکھا  
ہے صفین درہم برہم کرتا ہوا اس غول میں اپنے کو پہنچاتا ہے مجمع دیوان متفرق کیا افسر و ن کو  
ساک تاک کے مارا اسی فکر میں ہے کہ جا کر سراب بن قہقہا کو ماروں کسی کا حوصلہ نہیں پڑتا کہ  
اس عفریت خونخوار کے مقابلے میں جائے جس مقام پر چھاق جادو لیکر جم گیا اس حربہ بے پناہ  
کو گردن کی سودو سو کے سر پھٹ گئے وہ جو بدست گران سنگ زنجیر ہائے آہنی اس میں نصیب  
سوسو من کے پتھر ٹھین لگے ہیں جس پر پتھر پڑا کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹٹا کسی کے استخوان کے  
ٹکڑے ہوئے ہر صف میں ہی غلغلہ ہو کہ سراب بن قہقہا نے پرے کے پرے درہم و برہم  
کروئے میان لاشہ ہائے دیوان سے بھردئے اس غفلت میں وہ بے حیا آپڑا تھا کہ سب غفلت  
اس لڑائی کا دشوار تھا مگر نقابدار عالم بقدر اس زور سے جا کر گرا کہ دیو زادوں کو بھاگنا  
مشکل پڑ گیا اگر چاہتے ہیں کہ بھاگ کر گل جائیں تو دیوان ملا زمان نقابدار کھڑے زاعنول  
آہرہ ہائے پشت ننگ ہاتھوں میں لیے ہوئے ہوا پڑا رہے ہیں اول میں تو ہزاروں مارے گئے اب  
نقابدار نے جنگ رستمان کر کے لڑائی کو سنبھالا اپنے افسر کی رستی دیکھ کر یہ بھی سب سنبھالے ہیں  
جنے بھاگنے کا قصد کیا جھپٹ کر اس کا سر کاٹ لیا سراب بن قہقہا جنگ نقابدار دیکھکر



لرزان و ترسان چاہتا ہر جاگ کر نکل جاؤں نقابدار کا مقابلہ نہ کروں نور الدہر کو قصد ہر کہ  
جان دون مگر بڑھکر سہراب بن قہقہا سے لڑوں اسد و داراب بھی اسی فکر میں ہیں کہ سہراب سے  
لڑیں نقابدار کو شوکت دھکائیں مگر جنگ نقابدار سے سب عاجز ہیں جس صفت پہ پہونچا ہنگامہ ڈال دیا  
دو دو دیو زادوں کو ٹکرائے مارا جب جاتا ہوا فسر کوتاہ لیتا ہوا دو بہر کامل تلوار چلی قلب شکن  
سہراب معروف جنگ تھا گردا کے ہزار لالہ پڑے ہوئے چھاق چادر کی گردش قتل دیوں  
کی کوشش کہ سامنے سے نعرہ نقابدار زرین پوش ہوا ملا زمان سہراب بھی اسی مقام پر جم گئے  
ہیں اپنے افسر کے ساتھ لڑ رہے ہیں ایک جانب سے اسد نامدار کا نعرہ ہوا ایک جانب سے نعرہ  
نور الدہر بن بدیع الزمان پہلو میں نہر بہ پیشہ کانگان صاحب سا طور گران طہاس بن عقیق  
دیو پرور سا طور سہفت صدی سے جنگ کرتا ہوا آتا ہوا یہی قصد ہر کہ نور الدہر کو قریب سہراب  
بن قہقہا پہونچائیں ہمارے آقا کے ہاتھ سے یہ عسقریت خونخوار واصل جنم ہوا ایک جانب سے  
اسد نامدار کا بھی یہی قصد ہر کہ بڑھ کر اسکو ماروں داراب کشور کشائے سینہ سپر کرے بالاش پر  
لاش گرا دی اسوقت اس مقام پیدا نہ کی تمشیر زنی وصف شکنی ہوئی سہراب کے حواس پر لگندہ  
کہ فرزدان حمزہ قیامت کے ہیں دیوان قاف سے بیخوف لڑ رہے ہیں زخمی کار سی سرون بکھائے  
میلان کارزار سے قدم نہ ہٹائے بڑھتے ہی چلے آتے ہیں نقابدار تک کوئی ہتھیں پہونچا ہوا  
قلب فوج میں زور شور سے لڑا دل فوج کے ہلا دیے نعرے پر نعرہ کرتا ہوا دم جرات کا بھرتا ہوا  
قریب سہراب بن قہقہا پہونچا نور الدہر و اسد و داراب اسکی فوج میں اچھو گئے سہر چند  
قصد کرتے ہیں کہ اس بلوے سے نکلیں لو پہ کی دیوار میں ہیں دیوار ہائے سنگ شکست ہونا و توار  
ہر چند جو اتان صف شکن نے جانبازی و سرفروشی کی اسد نامدار نے کئی افسران نامی مارے  
مگر قریب نقابدار نہ پہونچ سکے نقابدار جب قریب سہراب بن قہقہا پہونچ چکا پشت مرتب  
سے چپھی سے کود پڑا لکارا و نامرد تو میل ہر میں بھی سپیدل ہوئے مقابلہ کرونگا اس شوکت  
سنائی بران جوانان صف شکن کے ہوش اٹھ گئے دیکھ رہے ہیں کہ آستین و مال کیے ہوئے جرات و  
شوکت سہراب بن قہقہا کو لکار رہا ہوا اس حربے بے پناہ کو اس نامرد نے گردش دی مٹا دینے  
کی کوشش کی جب نقابدار پر سہراب نے حریر ہا کیا فوج دیوان میں الامان الامان کا غل غلا



نور الدہر وغیرہ دعائیں کر رہے ہیں کہ اوماںک بے نیاز بکار ساز نقابدار کو اس حربے بے پناہ سے بچانا لیکن نقابدار نے گرد اسپر کا سر پہ کھینچا زیر گھماے سپر غنچہ ہو کر بڑا صاحب حربہ سہراب کا حل کیا نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا دوز بخیرین قلم کین دو پتھر گران سنگ مثل بنج کوہ کنگر کرے جسپر پتھر بڑا اسکا سر چھٹ گیا نقابدار نعرہ کر کے مثل برق چمکا ہر ایک خردو کاران نے دیکھا کہ نقابدار نے دوز بخیرین کس زور شور سے کاٹین کہ کافرون کے رنگ کٹ گئے سہراب نے پھر بڑھو کر حل کیا نقابدار اسی طرح تیغہ برق تاب کھینچ کر بڑھا مین حلون مین ساتون ز بخیرین کاٹین غل ہوا کہ ساتون ز بخیرین قلم ہو مین اب صرف چوب دست ہاتھ مین سہراب کے رہ گئی جرخ دیا ہوا سہراب بڑھا نقابدار نے اسی طرح گرد اسپر کا سر پہ کھینچا نورال دہر و اسد کو تاب نہ باقی رہی پکار کر آواز دی اے نقابدار ہم سب تیری جرات کے قائل ہوئے تو نے سنا ہو گا صاحبقران اعظم نے اپنے قانون مین تحریر فرمایا ہو کہ دیوکے حربے کو خالی دنیا جائیے مناسب نہیں ہو کہ دیوکے صاحبقران زمان اٹھارہ برس پردہ قاف مین لٹے چھتیس پردے فتح کیے تحریر فرماتے مین کہ مین نے دیوکے حربے کو مین روکا اور نقابدار براے خدا اپنے کو بجا پیار کارو کنا مناسب نہیں ہو نقابدار کو شوکت نمائی منظور ہو کسی کے کلام نصیحت انجام کا جواب مذیہا پلٹ کے بھی اوھر نہ دیکھا اسی طرح گرد اسپر کاٹنے ہوئے سامنے سہراب کے کھڑا ہوا سہراب نے بقوت تمام وہ چوب دست سر پر نقابدار کے لگائی نقابدار نے اس ہاتھ کو سر پر روکا شرات کی آواز ہوئی کہ زمین تھرا گئی تنق گرد بلند ہوا معلوم ہوا کہ نقابدار پر کیا گزری مگر سہراب نے تجھے ہٹ کر آواز دی زوم و پست کردم مارا اور تمام کیا اب اگر خاک چھانو گے بڑی بھی نقابدار کی نہ ملے گی نور الدہر و اسد مثل تصویر تصور خاموش دل مین محبت نقابدار کا جوش ہی ہر ایک کا قول ہو کہ جوش جرات نے نقابدار کی جان کی عیار نقابدار نے جو یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا جیخ مار کر رویا جھا گل مین بانی لیکر دل گرد مین حص پڑا اگر گرد کے جرخ مارا پانی کے چھینٹے دیے گرد مٹی سب نے دیکھا نقابدار اسی طرح کھڑا ہوا ہر غریب چوب دست سہراب سے تاننا تو غرق زمین ہو گیا زور بازو مین فرق نہیں آیا گھماے سپر جھارے سپر روگردان سیاہی اڑ گئی عیار نے منہ پر نقابدار کے بانی کا چھینٹا مارا عرض کی آقاے نامدار



ومولائے قدر شناس اگر آپ زندہ ہیں تو آواز دیجیے حریف لاٹ وگذاٹ کر رہا جو ب دوچار چھپے  
 عیار نے لگائے نقابدار بہادر نے آنکھ کھول دی دیکھا فرزند ان صاحبقران تعریفیں کر رہے ہیں  
 اس نے بڑھکرا آواز دی امو نقابدار بہادر کیا کار نمایان کیا نام جرأت رستم و اسفندیار صفحہ  
 مہتی سے مثل حرف غلط مٹا دیا حقیقت میں تیرا کوئی نظیر نہیں جو اس زور کا ذکر صوابقران  
 سے کریں گے نقابدار طبقہ زمین کا لیکر نکلا لکارتا ہوا طرف سہراب کے بڑھا سہراب نے پھر دار  
 کیا نقابدار نے آڑے کھڑے ہو کر کلیجہ بدست پر ہاتھ ڈال دیا بقوت تمام جھٹکا مارا انگلیوں سے  
 تو قطرے خون کے ٹپکے تیور پیل نہیں آیا جو بدست جھینکر سہراب کی جھینک دی سہراب  
 نقابدار سے لیٹ پڑا دیکھا سب نے نقابدار اس کو دیکر سے کشتی لڑنے لگا گرد ملا زمان  
 سہراب قصد کرتے ہیں کہ نقابدار کو مار لیں نور الدین و اسد و داراب تلواریں کھینچ کر گرد  
 آگئے لاشوں کے انہار کر دیے نقابدار کشتی لڑنے میں دیکھ رہا ہو شہرنگ نامی دیو سپہ سالار سہراب  
 زاغ نول لیکر جھپٹا قصد کیا لشت نقابدار پر زراغ نول مار دوں ہسد نامدار نے جو دور سے دیکھا بتیا  
 ہو کر جھپٹ کر کلانی پر دیو شہرنگ کی ہاتھ ڈال دیا دیو شہرنگ لیٹ پڑا اسد سے کشتی ہوئے  
 لگی بہت جھٹ پٹ اسد نے اسکا سر کھینچ لیا ایک افسر کو نور الدین نے مارا ایک داراب کے ہاتھ  
 سے قتل ہوا ایک پر طہاس نے سا طور مارا تباہ جگر گاہ دیو سا طور ہو چا ایک کو خورشید بن  
 ہاشم نے لکار لیا ان شیریں نے بڑھ بڑھکرا حقرون کو مار مار لیا اتنی حملت جو نقابدار  
 نے پائی سہراب بن قہقما سے سنس سنس کر لڑ رہا تھا ریل کرے دوڑا بارہ قدم ریل کر سہراب  
 کو لایا کہ مارا دونوں کھٹنے اس دیو خو خوار کے آشنا بر زمین ہوئے جوش نشہ بادہ جرأت  
 سے کمر میں اس دیو خود سر کے ہاتھ ڈالنا زور کر کے پہاڑ کرے اٹھا کر یازہ کی ٹوٹیں قریب تھا  
 کنپٹیاں شش ہوں انگلیوں سے قطرے خون کے ٹپکے مگر جرأت میں فرق نہ آیا اتنے بڑے عفریت  
 خو خوار کو چرخ دیکے زمین پر مارا کو دکر چھاتی پر سوار ہوا صاف ثابت تھا کہ تارہ سحری پہاڑ پر  
 چکر رہا ہو کندھاز انوسے دبا کر فرمایا او سہراب خانہ خراب شناخت میں پروردگار کی کیا  
 کہتا ہو سہراب نے کہا او نقابدار سر میلان دلیل کیا لاکھ جان خداوند اس الشیاطین پر  
 نشانہ میں یہ سنتے ہی نقابدار کو غصہ آیا چھاتی سے اٹھا ایک پاؤں دونوں پاؤں سے دبا یا



ایک کو دونوں ہاتھوں سے تھامنا جھٹک مارا سامنے نور الدہر وغیرہ کے مثل کر پاس کمنہ پیر کر  
 پھینک دیا لشکر دیوان میں غریب ہو اور الدہر وغیرہ کے ہوش اڑ گئے سہراب بن قہقہا  
 کو مار کر نقاد پر اڑا اٹھا پھر فوج دیوان پر تلوار کھینچ کر جا بڑا اتنا بڑا کام کر کے پھر لڑائی میں مصروف  
 ہوا فوج سہراب کو شکست دی آخر ملازمان سہراب تاب جنگ نقاد بدارتہ لاسے بمشکل لاشہ  
 سہراب اٹھایا روتے پیٹتے خاک اڑاتے طرف پردہ ظلمات کے اس فکر میں چلے کہ قہقہا سے  
 جا کر حال قتل سہراب بیان کریں مین کو س تک نقاد بدارتہ بچھا کیا عمر و نے اپنے کو گوشہ صبر سے  
 ظاہر کر کے دامن نقاد بدارتہ کا تمام لیا کہا اے ہیا در ماشار اند کیا کار نمایان کیا جس نے و شرور  
 سے اس دیو خود دہر کو مارا نور الدہر وغیرہ بھی درمے خون میں نہلے ہوئے تھے نقاد بدارتہ نے  
 بخت و مروت بقصاحت و بلاغت ان سب کی تعریف کی کہ یہ لڑائی آپ صاحبوں کی وجہ سے  
 فتح ہوئی ورنہ قتل سہراب نہایت دشوار تھا آپ سب صاحبوں نے حقیر کی مدد کی یہ قابو  
 پرست غفلت میں آ بڑا پردہ قاتل میں کئی مرتبہ شکست کھا چکا تھا اے شیرین دشت نبرد کل  
 اہالیان قات کو تہنہ و تہدید کی کچھ مسلمان ہوئے کچھ مارے گئے قہقہا کے بچنے کا یہ باعث ہو  
 جب شکست کھا تا ہو دہنہ کوہ ظلمات میں چلا جا تا ہو وہاں رسانی ممکن نہیں اسوجہ سے رک  
 جاتے ہیں ہمیشہ میری فکر میں رہتا تھا لشکر کو بیان غفلت میں پایا نام دعا قابو پرست آ بڑا خدا نے  
 اپنا فضل شریک حال کیا آپ سب معین و مددگار موجود تھے اسوجہ سے یہ لڑائی فتح ہوئی نور الدہر  
 وغیرہ ان کلمات عجز آیات پر اور زیادہ شرمندہ ہیں حجاب سے سر جھکا کر یہ جواب دیا اے نقاد بدارتہ بڑا پاک  
 زور و جرات میں مثل نہیں ہو یہ لڑائی ہر طور سے واقع ہوئی تھی کہ اسکا سنبھلنا دشوار تھا نقاد بدارتہ  
 نے کہا میں رخصت ہوتا ہوں کار ہائے عز وری پردہ قاتل میں دریش میں کشتوں نے سر اٹھایا ہو انکی  
 تہنہ واجب لازم ہو یہ کمر نقاد بدارتہ نے آفریدی سترہ لاکھ دیوان قات پرے جا کر سامنے آئے  
 تخت باقوتی پر نقاد بدارتہ سوار ہوا کئی ہزار گز کا سائبان زلفی دیو زادوں نے سر پر کھینچا یہ قہقہا  
 زرین سب کے ہاتھ میں نقدہ ہائے نقرہ و طلائی بچتے ہوئے باز سفید سر پر سایہ شکن پیلوین عیار  
 پرفن اس شوکت و شان سے نقاد بدارتہ مع لشکر جبار روانہ ہو گیا اب نور الدہر وغیرہ سے جو  
 عمر و نے احوال جرات ایرج نوجوان کی دہنہ و تہا دہار و دودہ میں گھس جانا تھا کو دست



زبردست پر اٹھانا دو شبانہ روز نہ گامہ گرم رہنا لفظاً لفظاً سامنے اسد وغیرہ کے بیان کیا یہ بھی  
 کہا کہ جب وہ شیر دیر بعد دو شبانہ روز زرخون میں چور چور ہو کر بار دودہ میں گرا ایک پنجہ برہان سے  
 آ رہا تھا تو دستگیری کی ایرج کو اس حال میں اٹھا لیا نہیں معلوم دوست تھا یا دشمن میں مرکب پر  
 اس کے سوار ہو کے نکل آیا پروردگار اس شیر بیشہ جرات کو دشمن سے بچائے صحیح و سالم اسکی صورت  
 دکھائے اسد نور الدہر وغیرہ حال ایرج سکر بہت پریشان ہوئے کہتے تھے خواجہ ہم آپ کے خوف  
 سے رک گئے ورنہ ساتھ اس تاج رازوے کے بارگاہ میں دودہ کے جانے کیا تعجب تھا کہ لقا کو گرفتار  
 کر لائے مگر دے کہا اس سرداران صف شکن خدا اپنا فضل شریک کرے ملک غروبہ باختر پہلوانان  
 زبردست سے محروم ہو کر خود دودہ زنگی نہایت صاحب زور و طاقت ہو اسکی شمشیر زنی کی ملک غروبہ  
 میں دھوم ہو سترہ لاکھ فوج چار سو بیٹے دو انا و فن سپاہ گری میں اسٹاٹیک ایک دیو خصال غفیرت  
 مثال زبردست و خود پسند ہوا جس جنگ ایرج میں دودہ زنگی نے دھڑلے میں دیا اسد کمال  
 لول ہو اکتا ہونا نا جان آپ نے ایرج کو تلاش کیا ہوتا ہم تو آپ کے حکم سے اس صحرا میں بے  
 آب و دانہ رہے سامان کھانے کا بڑی مشکل سے ممکن کیا شب آہنگ نے اگر بصورت فقر  
 عیاری کی آپ وقت پر پہنچے لقا بدار نے بڑا کام کیا ورنہ سب اسکے ہاتھ سے مارے جاتے  
 یہ ذکر تھا کہ طبل سکندری پر چوب پڑی صاحب قرآن زمان با فوج قاہرہ و جلد سرداران ہمتیں ہا کر  
 پہنچے ان سب سرداروں نے بڑھ کر صاحب قرآن کو سلام کیا امیر نے ان سب کو دریائے خون  
 میں جونماے ہوئے دیکھا کہ بن اشقر کو کوتل بابا گھبرا گیا سب زخمی و باعث ہونے  
 ایرج دریافت فرمایا عمر و نے تمام کیفیت جنگ ایرج و حال عیاری شب آہنگ و اسد  
 نقابدار زرین پوش و احوال جنگ سہرا بن قہقہا از اول تا آخر بیان کیا قاسم و علم شاہ  
 حال ایرج سکر بہت لول ہوئے بلکہ قاسم نے قصہ کیا کہ میں جستجو میں اپنے فرزند کے جاؤں نیل  
 زنگی و قلم زنگی و غنتر صیغہ جان وریا باری و سام بن غوجان و میعاد و عادر شک و راز گردن بھی  
 آمادہ ہوئے کہ اپنے آقا کی تلاش میں جائیں دودہ زنگی سے انتقام لیں صاحب قرآن کو جو  
 یہ کیفیت معلوم ہوئی سب کو روکا اسی صواب سے سبزہ زار میں بارگاہ سلیمانی استا دہی  
 تمام لشکر اترا قاسم علم شاہ یہ خبر سکر بقرار تھے کہ ایرج کو کوئی اٹھائے کیا میر نے



فرزندان بزرگچہر کو بلا یا سبقتار بہو کر فرمایا آپ قرعہ چھینکین ملاحظہ کریں کہ اس بچ کو کون اٹھا لیکیا خواجہ  
 زادون نے سونا ہاتھ زمین کو لپیٹا تھتہ نقل پر قرعہ تفکر کو پھینکا عرض کی پروردگار حال غیب تو خدایا جاننا  
 ہوزا کچھ کھنچ کر ثابت کر نیکی بعد عرصہ دراز خوشی خوشی سرٹھایا عرض کی اسی شہر یاریہ تو ثابت ہوا کہ دشمن  
 سے گیا مگر پھر خوبی سرحد غروبہ یا ختر میں ملاقات ہوگی عمر و نہ شان و شوکت دودہ رنگی بصریح  
 بیان کی صاحبقران نے حکم دیا ایک ہفتہ اسی مقام پر قیام کریں اور نئی دردیان تقسیم زمین بقاعدہ  
 قدیم بر سر غروبہ یا ختر لشکر کشی ہوگی خواجہ زادون کو خلعت ہوا سب گاہ میں کہ قول میں خود چاندون  
 کے کبھی فرق نہیں ہوتا طرف سے ارجح کے سبھو کو تسکین ہوئی کہ ان و محمد اندون نے تمام لشکر میں  
 چارویا کہ ایک ہفتہ لشکر کا یہاں قیام ہوگا لہذا حضور مالک نے پانچزار پچیس سردارون کو حکم دیا کہ لشکر  
 بقاعدہ قدیم آراستہ ہوگا بر سر غروبہ یا ختر لشکر کشی ہو ایک ہفتہ میں کل سامان درست ہوا  
 بروز جمعہ بعد نماز صاحبقران زمان نے پہلوان عادی کو حکم دیا اٹلا بارگاہ کا سمت غروبہ  
 یا ختر روانہ ہو بعد جانے پہلوان عادی کے سامان عراق و صفہان مند و مل صفہانی و  
 ضلیل جنگ عراقی وغیرہ لشکر عراق و صفہان لے کر روانہ ہوئے انکے بعد شاہان ہفت ملک  
 عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی و قارن قار مغربی و سلطان بخت مغربی وغیرہ اپنی  
 اپنی فوجیں لیکر بعد شان و شوکت روانہ ہوئے تاکہ بعد قاسم و بدیع الزمان و نور الدین و خورشید بن  
 ہاشم سیفرن و دارا بکشور کشا و ہند یار شاہ گیلانی و چوگان بن حمزہ و شیرویہ و ترمین  
 علمشاہ نو جوان جملہ فرزندان صاحبقران بعد شان و شوکت سمت غروبہ یا ختر چلے انکے بعد لہذا  
 و مالک فوج گران لے کر چلے بعد سب کے بادشاہ سوار ہوئے و صاحبقران با اقبال بادشاہ تخت نشینی  
 پر ہاتھ رکھے ہوئے تقارخانہ سکندری و تقارخانہ سلیمانی کجبا ہوا ایک طرف خواجہ محمد بعد کرد و چودہ  
 سر ہنگ و ساٹھ ہتر ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک پچہ ہائے عیاری سے آراستہ اس شان و شوکت  
 جاہ و حشم سے بترتیب سرداران لشکر صاحبقران زمان طرف غروبہ یا ختر کے روانہ ہوئے  
 الحمد للہ و الملتہ کہ اس مقام پر یہ فساد و کجپ اختتام پذیر ہوا



# تقریظ بنظیر پر تنویر طلمس ہوش ربا جلد ہفتم رنجیت کلک گمرساک پٹرت رتن ناتھ صاحب لکھنوی

ایمان چلو دھوم مچا دو کہ خریدار آئے تاکہ خود بکنے کو یوسف سیار آئے

کہ مصر میں شائقینِ عجوبہ گزینِ فسانہ رگلین تشریف لائیں اور ہم انکو یہ خردہ طلبہ گزینِ سنائیں کہ جس ہوش زرین کم عروسِ برسی پیکر کے جمالِ بین کی زیارت کا ایک عالمِ شقائق اور جسکی نسبت بیشتر زبانِ زو خاص و عام تھا شعر بالا ہو تر آہنِ حسنیان چکل سے یہ سب بزمِ ہوشاق نکل پردہ دل سے وہ اب بفضلِ ایزدی ہر انگزدہ نقاب و بے حجاب ہو اس معشوقہِ برقِ جمال کا دیدار شائقینِ داستانہ رگلین کے ساتھ وہ کلام کرے گا جو آبِ زلالِ تشنگانِ حجاز اور جامِ بادہِ حرمِ میگسارانِ رند و سرشار کیساتھ کرتا ہو اس منہید کا یہ طلب ہو کہ امیرِ حمزہ صاحبِ قرآن کی شہرہ و معروف داستان جسکے نام سے ایک زمانہ واقف اور جسکے مطالعہ کا ایک عالمِ شائق ہو عرصہِ لمبے اور مدتِ مدید سے اس ملک میں رائج ہو اسکی نسبت مشہور ہو کہ علامہ شیخ ابوالفیض فیضی فیاضی نور اللہ مصغور نے جلال الدین اکبر بادشاہِ دہلی کی تفریحِ طبع اور دل بہلانے کی غرض سے اس لطف و خوبی اور انتہا کی خوش اہلوی کے ساتھ تصنیف کیا کہ چار دانگِ ہندوستان میں اسکے جھڑے گر گئے اور ڈنکے بجنے لگے ظاہر ہو کہ اس زمانے میں فارسی ہی زبان کا رواج تھا لہذا اسی زبان میں ملکا فیضی نے اس داستان کو مرتب کیا اب چونکہ فارسی زبان کا اس ملک میں حیدان جو چاہیں اور اردو کے معلم کے لشکر نے بڑا اوٹو لڈیے لہذا لازم آیا کہ جو ہمارے ملک کی زبان ہو اسی میں اس داستان فقید المثال و عظیم المثال کا ترجمہ در ترتیب ہوتا کہ جو بزرگوار فارسی زبان میں کم استعداد ہیں انکو بھی خط و فراصل ہو اور اس اغیہ جادو نگاہ غیرتِ مردانہ کے حسنِ بے نظیر کے وہ بھی مزے لوٹیں داستانِ امیرِ حمزہ صاحبِ قرآن وہ بحرِ بواج ہو جسکا اور ہر بخور ہے جسکے منتہا ہے قعرِ تک زنجیرِ فکر نہیں جاسکتی ذیل کی فہرست سے ناظرین باتگین خود سمجھ سکتے ہیں کہ وفاتِ داستانِ امیرِ حمزہ کا کس قدر حجم بزرگ ہو اور کیا خونِ جگر مصنف فاضل کو کھانا پڑا ہو گا شعر جگر سوز و تاحی بدت آرد بد کہ بر خاک افاضل بود و تمام حیاتِ تقسیم اس کتاب کی اصل فارسی میں یہ عنوان درل ہو

۱ دفتر اول | دو شیردان نامہ | دو جلدین | دفتر دوم | کوچک باختر | ایک جلد



|   |            |                      |             |   |           |            |
|---|------------|----------------------|-------------|---|-----------|------------|
| ۳ | دفعہ سوم   | بالا باختر           | ایک جلد میں | ۶ | دفعہ ہفتم | صندلی نامہ |
| ۴ | دفعہ چہارم | ایرج نامہ            | ۲ جلد میں   | ۷ | دفعہ ہفتم | توج نامہ   |
| ۵ | دفعہ پنجم  | طلسم ہوش مابجلہ ہفتم | سات جلد میں | ۸ | دفعہ ہفتم | لعل نامہ   |

دفعہ طلسم ہوش مابجلہ ہفتم کی تقریظ اب درج کی جاتی ہے اس کی سات جلدیں ہیں اور کل دستاویز میں سب سے زیادہ  
 قیم اور بزرگتر ہوا اور اکثر داستان گو اسی میں سے دستاویز انتخاب کر کے اور کڑے لگا کے بیکانہ نشان و الفین  
 والا مقام کو سناتے ہیں چنانچہ چار جلدیں اس کی منشی محمد حسین صاحب جاہ نے حساب لایا ہے مطبع اور محلہ خیار  
 یکمال فصاحت ترتیب میں اور مطبع ہو کر جلدہ افزہ نظر مشتاقان ہوشین یا پنجون جلد سے ساتون جلد تک  
 زیر اہتمام منشی احمد حسین صاحب قمر ترتیب و تدوین ہوئے اور اس ستم بیستان سحر بیانی نے ایسے بھاری  
 پتھر کو جسے اچھے اچھے پہلوانان ہفتخوان منازل شیریں بیانی نے جوم کے چھوڑ دیا تھا آسانی سے اٹھالیا دھج ہو کر  
 اس داستان کی تمام ہندوستان میں اسی دھوم ہو کر لوگ خود بڑھتے ہیں یا اور دسے بڑھو کے سنتے ہیں یا ترجمہ سے  
 لطف حاصل کرتے ہیں یا داستان گو نو کر رکھ کر داستان کہاتے ہیں چنانچہ لکھنؤ میں اکثر اصحاب ایسے ہیں جنہوں نے داستان  
 گوئی کو اپنا خاص پیشہ کر لیا ہے اور اسی پر ان کی بسر و قات ہوتی ہے لکھنؤ سے بڑھ کر داستان گوئی کا چرچا بکسین کم ہوگا  
 میں بکسین یا ایران صادق اور داستان موفقی شب کے وقت کو بردہ درہاشقان ہو ایک مقام پر جمع ہوئے کوئی گنا  
 چیل یا ہو کوئی پونڈے پر چاقو تیز کر رہا ہو جا بجا بالیو نہیں ایفون کھل رہی ہے حقیقت تو یوں ہے کہ افیون کھلونا  
 اور گئے کا چھیلنا بھی لکھنؤ والوں ہی کا حصہ ہے کہیں چار تیار ہو رہی ہے اور داستان گو صاحب بہ کفن داؤدی  
 فرار ہے میں انتخاب بطور غوث، لیکن خونخوار ظالمی کی دفعہ بلند اختر ملکہ طاؤس پر پیکر نہایت حسین سحر  
 میں بھی زبردست نشتہ شراب حسن سے مست اپنے قصر میں جلوہ فرما رہی کہ اس کو خبر گذری کہ قید طلسم کشا کی پردہ  
 ظلمات میں آتی ہے یہ اپنے قصر پر اٹھ کر بیٹھتی تھی اس کو ارابے پر سوار کر کے ملازمان آتشبار قلعہ ظلمات میں لائے  
 چونکہ میں اس کو اسد نے لنگر مارا اور کھانا کھاؤں پر پیکر کی نگاہ آفتاب جمال اسد نامہ پر پڑی عاشت ہوئی  
 راتیں تڑپ تڑپ کے کاشن یکایک یہ خبر نہی پس خرد طلسم کشا کو بیرون قلعہ ظلمات قتل کر دین گے  
 عرض کیا تھا کہ ایک قصر پر آکر بیٹھتی تھی وہ وقت آیا کہ اسد کو لا کر زبرد پر بٹھایا طاؤس حیران ہو کر کہیں  
 اس شیر کو کینو کر بچاؤں ایک ایک فقرے پر سبحان اللہ اور واہ واہ کی تہنیت ہوتی جاتی ہے اور داستان گو  
 صاحب کا دماغ عیش برین سے گذر کر لامکان کی خبر لا تا ہے مگر داستان گو سطح مشاہدات ہر وقت کے قفس



مطالعہ کرنا اور کتاب سے کہ ختم لطیف درخشاں کہلاتی ہو دل بہانا اور بات ہو اور جو توس میں عبارت ورج  
ہو وہ اسی نام اور درج چھپ ہو شریا ہے لکھی ہو اس سے ظاہر ہو کہ کس لطف و لطافت و خوبی و حسن  
کے ساتھ مترجم و مؤلف حضرت قمر نے ترتیب دیا ہو اور کیا کمیں اردو ہو طلسم ہوشیار میں آب جو ساتی نام سے

|                              |                              |                               |
|------------------------------|------------------------------|-------------------------------|
| درج فرمائے ہیں قابل ید و دہن | جلال و اشب کلک گردون بند     | طرار و ن سے ہو کی صبا اگر دہر |
| فن جنگ کے آج جھڑے گڑھین      | میں سرخ رومارو نے لڑھین      | ہو ہلو میں اپنے عروس ظفر      |
| پڑے کھیت ہر ایک در بند پر    | عمرو کی ہون تحریر عیار یان   | نہ عیار یان صاف مکاریان       |
| قمر قلم فکر ہے جوش زان       | مرا کلک ہے رستم صف شکن       | صف جنگ کا حال تحریر ہو        |
| ہر ایک نقطہ جادو کی تقریر ہو | اٹھے سحر کے ابرائش نشان      | کھلے ہیں علمائے زہین نشان     |
| رے ساتی جنگ جو بے خبر        | مڑائی میں زندو کی بھی نے خبر | جلد ہام صبا ہے طگے جلد        |
| نہ زندو کی جرات میں آئے خلل  | لڑائی کے ہونے لگے بند و بست  | ہوئی دختر رن کو آخر شکست      |

ان اشارے سے حضرت قمر کی انگلیں بیانی اور سحر آفرینی صاف ظاہر ہو محاورے حجت فقرے درست ہر  
مقام پر گو یا ہر چیز کا موقع کھینچ دیا ہو ہر تلامذے میں جس چیز کو بیان کیا ہو گو یا ہر کارنگ باندھ دیا  
ہو ہو کو دعویٰ ہو کہ جو صاحب طلسم ہوشیار کے دو چار صف بھی پڑھ لینگے پھر بیکل کتاب کے پڑھے ہوئے جو پڑھا  
نام لینگے علاوہ اس طلسم ہوشیار کی ساتوں جلدوں کے جو کہ تیار ہو گئیں فی الحال اول دفتر سے جو تھے دفتر  
نک بھی اس مطبع میں چھپ رہا ہو دکنی دفتر اول نو شیردان نامہ جسکی دو جلدیں ہیں اور دفتر دوم  
کو چیک باختر اور دفتر سوم بالابا ختر اور دفتر چہارم ایرج نامہ اسکی دو جلدیں ہیں اور تقریباً چھ  
چار فیصد میں یہ چاروں دفتر مشرقستان طبع سے نورا فگن ہونگے اور صندوقی نامہ اور توس نامہ  
اور لعل نامہ ان دفتروں کے بعد اشاعت پائینگے یہ دفاتر نادر بھی بہت حجم اور نہایت دلکش ہیں  
اور ایسے ایسے دلپذیر امور عجیبہ و غریبہ انہیں درج ہیں کہ انسان عین عیش کرنے لگے یہ تینوں دفتر  
بھی ترتیب اور تدوین ہو رہے ہیں الغرض بیکل مجموعہ مکمل و مرتب آٹھ دفاتر و دستان امیر حمزہ صاحبان  
عالمشان کا عنوان مناسب مطبع سے جلوہ افروز نظر شائقین ہو گا اور غالباً ۱۹۳۷ء کے آخر تک  
مکمل آٹھوں دفاتر نذر ناظرین کیے جائینگے اور شائقان سخن لطف وافر اٹھائیں گے اردو کی زبان  
کو نشی نوکل شہر صاحب سی آئی۔ ای۔ کی ذات ابرکات پر جس قدر فخر و مباہات ہووے زیبا ہو



کہ کیسے کیسے کار نمایان اشاعت کتب میں اس مطلع نامی سے انجام پذیر ہو کر چار دانگ عالم میں مروج ہوے

تاریخ طبع کتاب ہذا از مصنف جلد پنجم و ششم و ہفتم یعنی حضرت قمر

|                           |                        |
|---------------------------|------------------------|
| ہوئی ختم جب جلد ہفتم بخیر | خبر از مضامین کامل گیا |
| یہ گل نے کہا از سر افتخار | قمر غیب آرزو کھل گیا   |

تقریظ از منشی اشتیاق حسین مختلص سپیل خلف مصنف

زہے صنعت باغبان قصداً و قدر بوستان جنت نشان عالم میں کیا کیا گلخانے گزارنگ کھلائے جسکے رنگ  
و بونے دماغ عند لیان اہل سخن کو تر و تازہ کیا خاک چینان سخن کو روئے گل مضمون کا غارہ کیا ہوائے  
روح افزائے وحدانیت میں کیا تاثیر ہو بہا رنارنگ دکھائی ہو جب باد خزان حلی رشخ تر و تازہ خشک  
ہو جاتی ہو جب منظور شیت ہو غنچہ گلے گل کھلے جو انان سخن کو خلعت ہائے زور و نگار طے خلعت سبز بنکر موسم  
ہا میں نکلے سر سبز و شاداب کر طے میں گلچین و صیاد اپنی سبز بختی پر آپس میں رٹے میں پہلوئے شاہد  
گل میں عند لیب زمرہ سر اچھو لکر بیٹھی بربان بیزبانی صفت چمن پیرائے عالم میں معروف ہوئی اپنے بند و پیر  
یہ فیض جاری فرمایا کہ سر وحدانیت بوستان رسالت و رنگ دیوے گل گلشن نبوت یعنی جناب پیغمبر خزان  
کو برائے رہبری گم گشتگان وادی ضلالت مقرر فرمایا جن کی آپ ہدایت نے گلشن دنیا کو معجزات ظاہر  
و باطن و باہر سر سبز و شاداب کیا اور مقامات کفر و ضلالت و اراکین بدعت کو خراب کیا معجزات ذات  
و اشراق آفتاب عالمات تام عالم میں روشن ہو کر شب چہار دہم ماہ کامل کو دو گھنٹے کیا معجزہ عیسوی اکثر  
دکھایا شجر حجرت نے لفصاحت و بلاغت حضرت موصوف سے کلام کے اگر معجزات ذات بلذات و الہامات تحریر  
کروں قلم و زبان میں یہ لیاقت کہاں کہ صفت حبیب رب اکبر کو احاطہ تحریر و تقریر میں لائے نظم

|                            |                                |                           |
|----------------------------|--------------------------------|---------------------------|
| کعبے کو تیوں سے کر دیا صاف | کیا کیا لکھوں میں تیر کو اوصاف | معراج ہوئی بزمیت و زین    |
| ادنی رتبہ ہو قاب قوسین     | پردے پردے کے بھی مطالب         | ظاہر کیے حق نے سب مراتب   |
| مقبول کیا خدا سے تحسکو     | برتر کیا کبریا نے تحسکو        | وصی برحق جانشین مطلق جناب |

حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی احمد مختار رفیع زہرائے نادر ارباب شیعہ غفر فرج کنندہ درخیر



بازوئے پیغمبر غالب کل غالب نظر العجائب و مظهر الغرائب سلطان المشارق والمغرب مولانا علی ابن ابی طالب جن کی شمشیر آتش بارے زمین بہتی سرکشان عرب کو جلا یا مہم کو دنیا سے نام لات و منات مثل حرف غلط مٹا یا جناب قبلہ و کعبہ مصنف صاحب چند اشعار کا ابدار یا وصفات امام عالمی مقام تحریر فرماتے ہیں تبرکات اس تقریظ میں

|                                    |                                    |                                    |
|------------------------------------|------------------------------------|------------------------------------|
| درج کیے قصیدہ مصنف                 | نہال ہون جوئے حب و تراب            | علی کی ہر سے درے کو آفتاب ملے      |
| نیچ میں ساغر جالبو تراب ملے        | جو میکہ ہو تو کیفیت تراب ملے       | یہ نغائے علی بہو قطرہ زن ہوئے بحر  |
| ہر اک حباب کو گوہر کی آہ تاب ملے   | بخف کی دید مجرت نصیب ہو یا رب      | طواف کعبہ کوئے ابو تراب ملے        |
| و عنی تم ہل دست حق علی ٹولی        | مرے امام کو یقین سب خطاب ملے       | گئے جو عرش پر حراج کو رسول اکرم    |
| عجا ئبات تو حضرت کو جمیل ملے       | وے بہشت میں عرش علی بہ بدرہ پر     | ہر اک مقام پہ ہفت کو ابو تراب ملے  |
| نثار ساقی کو ترکی بزم گلش کے       | سرور ہو جو اسی دور میں شراب ملے    | یہ سمائے گل باغ دین کے فیض کو دیکھ |
| چمن کو پھول ملے بحر کو حباب ملے    | محیط دہر میں نشو و نما کی کیا امید | ہوئے دید میں دم توڑتے حباب ملے     |
| فنا گئی ہوئے سرکشان تردا من        | اُبھر چلے تھے کہس خاک میں حباب ملے | قمر ستارہ بخت رسا چمک جائے         |
| زمین کا رتبہ بلا کر برائے خواب ملے | مژدہ خوشخبری ٹکتے بھان والا مقام   | مژدہ خوشخبری ٹکتے بھان والا مقام   |

عند لیباں گلشن سخن سنجی کو تا شا باغ بخیر ان کا دکھاتا ہوں کہ کتاب لا جواب مضامین انتخاب و حیدر قبول دیکھا ہر جہاں عظمیٰ ہوشیار باختم و ششم و ہفتم کس تکلیف سے جناب قبلہ و کعبہ نے تحریر فرمائیں زبان اردو میں آج تک ایسی کتاب لا جواب تصنیف نہ ہوئی تھی سلسلہ مسلسل مضامین داستان اگر زلف محبوب سے مثال دون سر سر خطا ہو ہر ایک دائرہ آفتاب عالم کتاب سے آنکھ ملتا ہو ہر ایک نقطہ مثل نجم درخشان چمک کر خال عارض موشان کا حسن مٹا ہوا کوشش حروف و سطو صفحات کو قد محبوب کہوں رو نگاہی مضامین کو پیغمبر ہاے آب معان سے مثال دون جن مقالات پر کہ حالات جنگ تحریر ہوئے میدان کارزار کا نقشہ دکھا دیا سطور کی رعنائی نے صفوف افواج جنگی کھلا کر جا دیا تقریر دلپذیر ہر دلف کھینچی ہوئی شمشیر یا الف کو تیر جانتان کہوں کوشش کا فسانہ نیزے سے مثال میں السطو صفت میدان کارزار ہر دائرہ خنجر آبدار اس شرح و بسط سے طرائیان تحریر ہوئیں اگر معرکہ تحریر و تقریر پڑے لطیف یہ ہر کہ مضمون کسی سے نہ ٹرے ہن مقام پر تحریر تحفل کا عزم ہو صاف ظاہر ہوتا ہو معشوقان عاشق خصال کی بزم ہو کہیں فکر معشوق کہیں فکر فراق و وصال کہیں کیفیت چاہ جلال



عاشق شوریدہ سر کا فران مجبور میں کرنا شب ہاے تاریک فراق کا ذکر عاشق کو معشوق سے ملنے کی فکر  
اُن مضامین خجستہ آئین کو بڑھ کر خواہش ہوتی ہو کہ کوچہ عشق کی سیر کرین ہر چند کہ شاعران شیریں سخن نے  
عشق کی بُرا بیان معشوق عاشق کی خرابیاں بڑے بڑے تکلف سے تحریر فرمائیں کہ کوچہ عشق براے  
عاشقان شوریدہ سر بھول بھلیاں ہیں کوئی عاشق وصلِ محبوب سے شاد ہو کر منزلِ مراد تک نہیں  
ہو نچاقیں ناشاد نے عمر اپنی دشتِ بخت میں بسر کی ایسی معشوق نے شبِ تاریک فراق کی صورت  
دیکھی فریاد کا یہ انجام ہوا پہاڑ سے سر کر کے مرا شیریں نے جان شیریں عشق میں دی آخر کیا دولت  
ملی کسی کامل نے خوب شعر فرمایا ہو فرد فرما دجنون بیشہ بر سنگ بزد قیشہ بیگفت بہ اندیشہ

|                                                                                                                                                                                            |                                                                                                                                                                                                                                                                   |                                                                                                                                                                                                                                           |
|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>در بدر خاک بسر ہو گئے رسوا ہو کر<br/>فرش بجا میں بھی دم نہ بھرا ہو کر<br/>صبر ہو تو خرقہ و تاب نہ لگے آپ</p>                                                                            | <p>شگ آرد سخت آمد بہ صفت صاحب بھی فرماتے ہیں اشعار<br/>آئیے آپ جو ہم خاکِ شینو کی طرف<br/>بند ہیں قیس تڑپتا ہوا کیلا ہو کر</p>                                                                                                                                    | <p>کسیے برباد ہوئے آپ کے شیدا ہو کر<br/>لیلیٰ خانہ نشین سے یہ کوئی جا کے<br/>دل تڑپتا ہر بیان سینے میں تہنا ہو کر</p>                                                                                                                     |
| <p>بعد مدت کے خیال دلِ ناشاد آیا<br/>سُخو کو ہر بار کلجہ دم فریاد آیا<br/>فاتحہ گو غریبان یہ وہ پڑھنے آئے<br/>سج دینے کو بیان بھی ستم ایجاد آیا<br/>دل کمان ہر شبِ وصل سے یہ چھانے جلا</p> | <p>جلال صاحب بھی اسی ضمن میں فرماتے ہیں کہ عبرت ہوئی ہر نظم<br/>بے مروت کو نہ میں بھول کے بھی یاد آیا<br/>دلِ شبِ بچی باتو کا فرحانِ آہا ہو<br/>بھینک دی تیغِ جان سامنے جلا دیا<br/>چرخ کے ہاتھ سے اپنے ریز میں لان بھون<br/>موسم گل کی دعا مانگی تو صیاد آیا</p> | <p>کوئے جانان سے نہ پھر کر دلِ ناشاد آیا<br/>آج بھولا ہوا کہ دستِ بہن یاد آیا<br/>ننگہ یاس نے ہونے ندیا ذبح میں<br/>شکر صد شکر کہ اب بھی میں نہیں یاد آیا<br/>خجستہ بابت کوئی مرغِ چمن کیا ہوگا<br/>رات بھر بھولے رہے وقتِ سو یاد آیا</p> |

صد بلکہ ہزار اشعار آیدار و کتب ہاے ہستار گاہ سے گذرین محافتِ عشق  
و عاشقی میں تحریر ہوئیں لیکن مصنف صاحب نے اس کتاب لا جواب میں اس حسن سے جایا ذکر عاشق و معشوق  
کیا کہ خواہش لی ہوتی ہو کہ اس بزمِ لکش کی سیر کرین ساقی ناے ایسے تحریر فرمائے کہ آنکھوں میں نشہ دلِ طرف  
میکدے کے کھینچے لے جاتا ہو صفاتِ ثابت ہوتا ہو کہ در جام بے اندیشہ الجملہ شل گردشِ چشم سامنے آنکھوں کے  
جل رہا ہو ہر زہدِ شرب و لوے میں نشہ کے اجل رہا ہو جس ضمن میں کا خیال آیا جب ڈھونڈھا تو اس کتاب لا جواب  
میں پایا اگر کوہِ عبرت میں قدم رکھا ہو اسکو جوڑھا دینا سے لے اٹھ گیا نابا یاد داری میں کیا کیا فقرے تحریر فرما  
ہیں خواہش ہوتی ہو کہ اسکو دیکھ کر نیا سے ملے اٹھ اٹھا میں کسی گوشہ تنہائی میں جا کر بیٹھ میں شعرِ سعدی پر



بے عبرت اس طرح کے دو جگہ مصرع لگائے کہ پڑھنے والے کا دل بھرائے **نظم بحوالہ عبرت**

|                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                   |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                         |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| قرن مثل آئینہ حیران ہوں میں<br>پے سیر گلشن میں اک دن چلا<br>جو دیکھا تو بلبل بھدا آرزو<br>جکبئی ہو بلبل تو برقصان ہو ہو<br>ہر اک سر و مثل قدرہ لقا<br>یہ ایک فلک کو بھو انا گوار<br>گلون کے کچھے ہو غم سے چاک<br>صدادیتی تھی رو کے بلبل غریب<br>بشر خموشان گذر کر دے<br>یکے گفت این قبر کاؤں و کے<br>کجا ہست صبحاک بدعت پسند<br>چو رفیقیم بر قبر نو شیروان<br>بگفتم کہ افسوس اے ارجمند<br>ہلک عدم یافتی تاج و تخت<br>منہ دل برین دیر نا پائدار | کبھی مثل کیسو پریشان ہوں میں<br>قدم باغ میں رکھکے فرحت ہوئی<br>شناخو ان گل عاشق رنگ و بو<br>کسی جا پہ پھولوں کے بنار میں<br>عروسان گلشن کے ناز و ادا<br>ہو اگر گلشن میں چلنے لگی<br>اڑتی تھی باد صبا سر پہ خاک<br>منہ دل برین دیر نا پائدار<br>بحال غریبان نظر کر دے<br>لحد تنگ و تاریک باسج و غم<br>کہ جمشید رفت از جهان در روند<br>چو آمد مرا یا د آن شہسوار<br>عدالت کند نام نیکی بلند<br>قمر طول چون کرد طور سخن<br>ز سعدی بہین یک سخن یادوار | مرا غنچہ مول شکفتہ ہوا<br>نہ فرحت ہوئی بلکہ عبرت ہوئی<br>بہار گلستان کے بہین زور و شور<br>عد و باغ کے آجکل خار میں<br>جوانی پہ ہے جوش فصل بہار<br>ہر اک شاخ پر میوہ جلنے لگی<br>خزان نے دکھائی جو شکل حبیب<br>ز سعدی بہین یک سخن یادوار<br>چو دیدیم قبر شہسوار<br>وزیران لشکر نہ جاہ و شہم<br>روایت کند راوی خوش بیان<br>شدم بر مزارش نغم شکبار<br>بگواے شہنشاہ فیروز بخت<br>ندا آمد اے یار غمخوار میں<br>ایسے ایسے مقامات بہت سے تحریر |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

فرمائے کہ جبکہ مضمون سے قلب تھرا جائے عبرت عشرت وصل چو رزم بزم شمال شرمن سب طرح کے مضامین  
و بحیث ہاں کتاب لاجواب میں موجود ہیں جس فن کا جو شائق ہو وہی مضمون اس میں نکل آئے خصوصاً  
سامعین و ناظرین داستان بیان بہت حظ اٹھائیں گے کیا کیا داستان ہے تو تصنیف کر کے تحریر فرمائیں اور  
داستاناے صاحبقران جملہ تصنیف کردہ مصنف ہیں ہمارے طلسم ہو قمر با کونیا کر دیا صفحات کو کھٹکا  
سے بھر دیا محرر تقریظ ہذا کے توقیلہ و کعبہ میں جب قدر اوصاف تحریر کرے کہ میں مگر شکر سیرور و دگار  
شاعران عدالت پسند نے اکثر خطوط اسی مضمون کے روانہ فرمائے کہ عبارت لاجواب و تہانین انتخاب  
تحریر فرمائیں جن جن صاحبوں نے جلد پنجم کو خریدی شرم و ہفتم کے دل و جان سے مشتاق ہیں یقیناً



کامل ہو کہ اس جلد ہفتم کو کہ ذخیرہ آخر طلمسہ مذکور ہو بقدر دانی خرید فرما کر ملاحظہ کریں پنجم و ششم ترتیب  
اشعار و تحریر ہو میں اس جلد میں صرف زبان کا لطف دکھایا جو مقام آیانتر میں تحریر فرمایا جملہ اوصاف بارغہ  
سراپائے مشتوقان طنز و نثر ہی میں لکھے گئے اشعار بالکل موقوف رہی جناب منشی صاحب مالک مطبع کو  
منطور ہوا کہ امتحان طبع مصنف کریں شکر ہو پروردگار کا کہ جناب ممدوح نے اس رنگ کو اس سے  
بہتر کر دیا خزانہ ہائے جواہر نثر سے جلد مذکور کو بھر دیا محروم اوصاف و تحریر صفت جناب بدصوف میں حیران  
و پریشان قلم و زبان اس وادی پر خار میں سرگردان تقریظ ہذا کو حقیر اٹھین الفاظ بر ختم کرتا ہوں

### تقریظ از نادرمزاعرف نواب دولہ خورشید قمر

بعد حمد خالق کون و مکان و نسبت پیغمبر آخر الزمان و منقبت شاہ مردان شیر نردان یہ حقیر کج گنج  
زبان کیا لیاقت رکھتا ہو کہ اوصاف با انصاف جلد تہا بیان کرے سبحان اللہ شاہد رعنا سے  
اگر دوے سٹلے نے جملہ نظم و نثر سے جلوہ ظہور فرمایا مشتاقان و الا مقام جو گرس و اچھٹم پر انتظار میں  
مشتربا میں جواہر زواہر کلام جناب محروم کے خریدار میں بسیم شد و صل محبوب مطلوب سے سبکداری ہو کر لطف  
اٹھا میں یقین کامل ہو کہ خلعت تحسین و آفرین مرحمت فرمایا پنجم جلد پنجم کے دو حصے طبع ہو کر بخوبی  
مشہور ہوئے مشتاقان کے دل کو سرور ہوئے اب یہ جلد ہفتم عجیب شرح و بسط سے تحریر فرمائی ملاحظہ سے  
ناظرین کو لطف اٹھے گا یہ حقیر پر تقصیر خاکیاے جناب ممدوح داستان سرائی میں مصروف ہوا  
تھا مگر فلک بحر قنار کو ناگوار ہوا کہ عارضہ قیل پامین مبتلا ہو کر مجبور لاچار ہوا اسی وجہ سے  
اس فیض سے محروم رہا ورنہ تاثیر نگاہ کیمیا خاصیت جناب سے بڑے بڑے جلموں میں عرض  
کر چکا بسبب عارضہ مذکور محروم رہا اگر حکیم حاذق نے صحت کامل عطا فرمائی پھر اس کمال لازوال  
پر دست انداز ہوں گا اس کو ہر بے بہا نے دل ترو منزل کو مطمئن کر دیا جب قصد ہو گا اس  
بوستان بنجران کی گلچینی کروں گا گل مراد حاصل ہو گا عجیب طرح کی کتاب لا جواب مملو از فوائد ہے  
حساب تصنیف فرمائی کہ نظارہ جمال بے مثال شاہد رعنا سے ہزاروں داستان گو  
بن جائینگے اگر کسی نے منقبت کر کے لفظاً لفظاً ایک داستان کو بھی یاد کر لیا جس کے سامنے  
بیان کرے گا سب مثل آئینہ حیران ہوں گے زیادہ نیک



طلمس ہوشیار جلد ہفتم مع تاریخات و خاتمہ الطبع ۱۰۷۶

# تاریخات طبع سابق کتاب ہذا

تاریخ طبع از ہمایہ سبحان مولانا محمد حامد علی خان صاحب تخلص حامد  
محافظ علمہ تصحیح

کیسی عمدہ اور اعلیٰ چھپ گئی  
داستان فرحت افزا چھپ گئی  
۱۳۱۳ھ

اب کی چھپ بار دوم بیتوان  
کتاب حامد نے لکھا مصرع طبع

تاریخ طبع از رشحات گلخانہ ہر سلاک نشی بالک ام صبا گزینہ حضرت شگفتہ منعم صلیط

بطرز دلکش و ترتیب خوب خوش سہل و  
طلمس بدین ربا کل ہر ہمتیال و خوب  
۱۵ ۱۹ عیسوی

کتاب واقعی عمدہ چھپی یہ اب کی بار  
لکھا یہ کتاب گزینہ بھی مصدقہ تاریخ

## خاتمہ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ ساوین جلد طلمس ہوشیار بالی جو کتب قصص میں مرغوب و محبوب ہر مطبع میں منع  
منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں بہ سرپرستی و علم و ہمتی ذی الجود و الخیرین علی القاب عالی جناب  
منشی لیشن نرائن صاحب بہار گوماک مطبع دایم اقبالہ باہتمام کیسری اس سلیط سپرنٹنڈنٹ  
ماہ فروری ۱۹۲۷ء چوتھی مرتبہ بحسن زیبائش چھاپی گئی

## اعلان

اس کتاب کے کل حقوق بطور کابی رائٹ بحق مطبع اودھہ اخبار محفوظ ہیں

(برقی آرٹ پریس پٹودی دریا گنج نئی دہلی)















